بیمن حمایت پیرائے کون و مکان و عون کارفرمائے ماشان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد ششم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

صاحبقران

تصنیف ناظم و ناثر زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن سرتاج اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور کا واقع لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

دین ان دونون کامون مین وحید فرماتے مین آسی گردش بین دنہا مین جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای
مالک مطبع اودھ اخبار سے ارشاد ہوا تحریر پایا جملہ ہوش ربا کی دست انداز ہوا نظم و نثر سے بالکل ناواقف
ناظرین والا مقام و شائقین خاص و عام سے ملتجی ہوں کہ جس مقام پر سہو سے خطا واقع ہوا اسکو چھپائین نظم

ہر اک سے ہے یہ التماس فقیر	چھپائیں مرے عیب کو صر بسر	نہ شاعر ہوں مین اور نہ نثار ہوں
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون	مری عیب پوشی مناسب ہوئی	خطا پر خطا آکے غالب ہوئی
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر	خطا ئیں بہت سے ہوئی اہل ہنر	

دو کلمہ داستان شوکت بیان آغاز جلد ششم و حالات جنگ ملکہ صنعت سحر ساز و زیر اعظم
افراسیاب و عیاری چالاک و برق و چالاک و شور و شغب عام و شورش ملکہ صنعت و عیاری خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار و معترقران عالی وقار و ذکر قتل ملکہ صنعت سحر ساز ساقی نامہ مصنف

ساقی مے بیخودی پلادے	آئینۂ قلب کو جلادے	ساغر زر کر قمر سے
ساقی اک دھر کی نظر سے	دور مے جنگ جوش پر ہے	رندوں کی فضا پہ نظر ہے
کیا شرب شراب ناب ہوگا	رندوں کا جگر کباب ہوگا	صنعت کوئی آج تو دکھادے
اک جام شراب کا پلادے	کرتے ہیں وقت غور ساقی	ہے ساغر غم کا دور ساقی
شمشیر سخنوری علم ہے	یہ کلک شراب کی قلم ہے	رندوں مین فساد پڑ رہا ہے
مضمون بھی آج لڑ رہا ہے	ہے دور شراب [illegible] گردون	فریاد ز دست جور گردون
سرمست شراب جنگ ہون مین	آئینے کی طرح دنگ ہون مین	ساقی دریا دلی عیان کر
کشتی مے ناب کی روان کر	بجلی کی چمک شراب کھلائے	ساقی صفت سحاب کھلائے
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق	قلقل کی صدا ہو خندۂ برق	بادل کی گرج مین ہم میخوار
واعظ یہ ہو چھینٹون کی بوچھار	ہو جوش پہ بحر ساغر مل	کشتی شراب کا بندھے پل
برسات کا آگیا ہے موسم	عالم مین بہار کا ہے عالم	ہے ابر بہار پر سر جوش
بادل سے فلک ہے بادل پوش	گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین	زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
خنجر کھنچے ہیں دوش ابر ہے برق	بجلی سے لیے گوش ابر ہے برق	کالے بادل گرج رہے ہین
نقارۂ ابر بج رہے ہین	تلوار کا باڑھ پر ہے پانی	باغون مین کمر کمر ہے پانی

ناچ کدو کتول سے بنے مین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
موجین گرداب ہین نظر مین
خشکی ہے جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہے
گر ہے تو شراب کی دکان مین
حیرت ہے کہ ماہِ شب کہان ہے
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
رخ ابر کا بجر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی
دریاے خیال جوش پر ہے
عیاریون کا سمان بندھا ہے

پھل تیغ دودم کے پھل رہے ہین
اس درجہ ہے آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین بل بھنور ہین
رکھتی نہین خاک پہ ہوا پاؤن
غائب ہے کہ فرش ہر مکان ہے
گم دہر مین مہر کی کرن ہے
کیا جامِ شراب رغوان ہے
موجون پہ بہار جزر و مد ہے
برسات کا دونگڑا ہوا گرد
مضمون نے رنگ بھی جمایا
ہان چشمۂ فکر پر خطر ہے

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
فوارے اچھل رہے ہین پانی
بارش کا ہوا ہے طول قصہ
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھاؤن
سورج کا پتا نہین جہان مین
گر ہے بھی تو ساز پیرہن ہے
ہے مطلع مہر مطلعِ ابر
سیلون کا حساب بے زحد ہے
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی
قصہ دلچسپ یاد آیا
صنعت سے مقابلہ پڑا ہے

چہرۂ صنعت نگاران صفحاتِ سخنوری و معجز طرازان فصاحت گستری
اس داستان حیرت بیان کو کلک جادو سطر سے یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف**

مرصع نگارانِ شیرین مقال | چنین سے نگارد ز کلکِ خیال

جلد پنجم کو اس مقام پر ختم کیا کہ صاحبقران اپنے لشکر مین ہین لقانے افراسیاب جادو کو نامہ بامید طلب ساحران لکھا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان نوز نگاہ قاسم عالی شان طلسم اسکندری فتح کر کے طرف طلسم ہوش ربا کے چلے ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین لیکن لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین ہنگامۂ عظیم برپا ہے یعنی صنعت نے سحر تیار کر لیا باغبان و بہار و مخمور وغیرہ سرداران لشکر مہرخ گرفتار ہوے سر میدان میدانداری کی ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ کو گرفتار کیا کسی کا کچھ زور نہ چلا نوبت و نقارے بجاتی ہوئی پلٹ گئی داخل قصر سحر ہوئی جس مقام پر حصار سحر کر چکی ہے شاہزادہ اسد نامدار برائے شکار تشریف لیگئے ہین نکتہ سنجان فصاحت آئین اس داستان حیرت آگین کو کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین جب کہ صنعت سحر ساز شعبدہ باز میدان کارزار مین الٹ پھیر کر چلی گئی ملکہ مہرخ مع سرداران نامی ساحران گرامی پلٹ کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین ملکہ مہ جبین الماس پوش حیران و پریشان مضطر و بیقرار

برائے اسد نامدار اشکبار سریر جہانبانی پر آپکے جلوہ فرما ہوئین ایک جانب خواجہ عمرو نامدار و عیاران باوقار
دربار مین حاضر ہین لیکن بارگاہ مین ایک سناٹا ہے ایک سے ایک کلام نہین کرتا عیش وراحت کا ذکر نہین کھانے
پینے کی کسی کو فکر نہین مطبخ سرد پڑے ہین ہر ایک کی آنکھون مین آنسو بھرے ہین بعد عرصہ دراز ملکہ مہرخ
نے سر اُٹھا کر فرمایا اے سرداران لشکر اسلام واے ساحران خوش انجام حقیقت مین سحر صنعت سحر ساز
شعبدہ باز سب صاحبون نے ملاحظہ کیا ایک ہفتہ کی مہلت دیگئی ہے اس عرصہ کا گذرنا کیا بڑی بات ہے آخر
صاحب کچھ صلاح بتائین کہ ہم کیا کرین شاہزادہ والا قدر کو برائے شکار روانہ کردیا اگر اس میدان داری مین
ہوتے یقین کامل تھا کہ صنعت انکے دست انداز ہوتی خیر اسقدر تسکین ہے کہ آقائے نامدار و مولائے
ذوی الاقتدار بخیر و خوبی شکارگاہ مین بسر کر رہے ہین خدا آپکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یقین کامل ہے
کہ بعد ہمارے وہ ہمارے خون کا بدلہ لین اب سردست کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم ہے جنگ سے طرح قائم ہے اگر مرتبہ اگر
قیامت برپا کیگی اُسکا روکنا دشوار ہے یہ سنکر ملکہ مہ جبین طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئین دونون ہاتھ
گلے مین ڈالدیے کہا نانا جان کچھ تدبیر فرمائیے آخر اسکا انجام کیا ہوگا میعاد معینہ پلک جھپکانے مین گذر جائیگی طبل
جنگی بجوا کر صنعت آئیگی خواجہ عمرو نے فرمایا صاحب یہ لشکر کے میان مہتر برق و چالاک ہو فرماتے تھے
ہم حصار مین جائینگے صنعت سحر ساز کا سر لائینگے کچھ ظہور مین نہ آیا یا تو انکار کرین کہ ہمسے کچھ نہین ہوسکتا یا کوئی تو تدبیر ورنہ لشکر
سے نکل جائین چالاک تو کچھ بولا لیکن برق تڑپ کر اُٹھا کہا اُستاد ہماری کیا مجال ہے جو آپ کے
سامنے عیاری کرین لیکن حضور اندر حصار سحر کے کیونکر جائین کوئی تدبیر آپ ہی فرمائیے خواجہ ہنسے کہا ابے
کیون دیوانہ ہوا ہے ہمسے تدبیر پوچھتا ہے جسوقت ہمارا جی چاہیگا صنعت خود اندر حصار سحر کے بلا لیگی
اپنے حصار کو شکست کردیگی برق نے اُستاد کیا تدبیر ہے عمرو نے کہا بس اسی قدر کافی ہے جب ہمارا
جی چاہیگا عیاری کرینگے حصار سحر خود شکست ہوجائیگا انشاء اللہ صنعت آپ ہی آکر لیجائیگی برق
چپ ہو رہا چالاک اُٹھا جانسوز و ضرغام سے اشارہ کیا برق بھی چلا عمرو نے کہا ملکہ مہرخ دیکھو یہ
چارون نالائق جاتے ہین عیاری کی فکر مین اور تو کچھ ہو نہ سکیگا نام عیارون کا بدنام کرینگے چارون
کو قید کر لو اس زمانے مین لشکر سے نکلنے نہ دو ورنہ طریقۂ عیاری خراب ہوگا میرے دل کو پیچ و تاب ہوگا
برق فرنگی بیٹھ گیا کہا حضور قید کاہیکو کیجیے ہم آپ لشکر سے نہ نکلین گے حضور عیاری کرین ہمین کیا
وقوف ہے عیاری حضور ہی کی ذات پر موقوف ہے یہ کہکر چارون عیار بیٹھ گئے ملکہ مہرخ بھی ادہر

باتون مین مصروف ہوگئین مگر یہ باتین عیارون کی سُنکر ملکہ مہ جبین لماس پوش بہت بیقرار ہوئین کہا نا دان یہ ایسی کی تکرار تو بہت بُری بات ہے آپ فرماتے ہین مین عیاری کرون برق وغیرہ اتنا دعوے کرتی ہین بس اس جھگڑے مین ہماری جان گئی شہریار کو مُلا نہین سکتی خدانخواستہ اگر صنعت سحر ساز انکو دیکھ پائے محشر توڑے آفت ڈھائے اپنی ایذا رسانی سے باز نہ آئے ابھی اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے سب لڑائی بیکار ہو جھی کسیکا زور نہ چلے اُنکے رہا رہنے سے قلب کو تقویت ہے کہ عنایت سے کریم کارساز کی کبھی تو طلسم کشا لوح پائیگا طلسم کشائی کریگا کس کر و فر سے آپنے گنبد نور سے رہا کیا اب آپ تساہل فرماتے ہین لونڈی کا ابھی عمر مین آپنے دانستہ ترک ہے دل پر حسرتون کا ہجوم ہے طبیعت مغموم آپ ہی کلیجہ مُنھ کو چلا آتا ہے اُنکی جدائی کا قلق دل کو کھاتا ہے بس یہی جی مین آتا ہے کہ چیخین مار کر رؤون یا کچھ کھاکے سو رہون اسطرح اپنی جان دون ہر روز کے یہ صدمے نہ سہون صاجو مین تو بشر ہون کیونکر نہ فریاد کرون کسطرح خاموش رہون چار تو کہین گے کہ دیکھیے عاشق صادق تھی اپنے دلدار کے جوش محبت مین جینے کو وُہ بھر سمجھی بار فراق نہ اُٹھا سکی آخر کو اپنی جان دی ہاے ارمانون بھری مر مٹی نصیبون جلی دنیا سے ناشاد و نامراد اُٹھ گئی بقول میر جو ادھ شیرین رہی نہ خلق مین فرہاد رہگیا + باقی یہاں فسانہ آزاد رہ گیا + اچھا آپ کوئی فکر نہ کیجیے میرے حال پر مجھکو رہنے دیجیے میرا بھی خدا مالک ہے کارسازی کریگا مجھ آوارہ دشت بلاے فراق کی رہبری کریگا یا تو مین خضر وار چشمہ مراد پر پہونچ گئی یہ نہوگا کہ مثال اسکندر بے نیل مراد پلٹے وہین کوہ و دشت مین سر ٹکرا ٹکرا کے جان دی یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی آنسوؤن کی جھڑی بندھ گئی یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز درد آمیز زبان پر لائی اشعار

فراقِ یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہے
شب ہجران تو گھٹتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے

عروجِ حسن ہے اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہے
بہار آتی ہے جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہے

مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے
انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے

نبھے گی کس طرح اُنکی طبیعت مین تلوّن ہے
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے

بڑا اندھیر ہے زلفین تری رخ سے لٹک آئین
چھپا جاتا ہے خورشید اور ظلمت بڑھتی جاتی ہے

غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہے
غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے

ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے

دہن کی مدح مین فکر رسا بھی اِن دنون گم ہے
دقیقہ یہ وہ ہے جسمین کہ دقت بڑھتی جاتی ہے

نباہ اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھیے کیا ہو — وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے
دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا — خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

ملکہ جبین کے زار زار رونے پر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا ہر سردار بیقرار و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہے
صاحبو حقیقت مین وا ے برحال ملکہ مہ جبین کتنے عرصہ تک تو شاہزادہ اسد نامدار کے ساتھ قید رہین کیا
مصیبتین سہین ملکہ صندل جادو کو قتل کرایا صحراے حیرت فتح ہوا طلسم ہوش ربا کی پہلی وہی شکست ہے
خرابی کا بندوبست ہے کیونکر نہ بیچاری بیقرار ہون اول تو اپنی جان کا خوف دوسرے وارث کا خیال قلب پر
ہجوم غم و ملال یہان رونے پر ملکہ مہ جبین الماس پوش کے یہ باتین ہونے لگین کسی نے ملکہ مہ جبین
کو سمجھایا کہ اے ملکہ اسقدر بیقرار نہو اپنی جان ہے تو جہان ہے تمھارا یہ غلط گمان ہے کہ خواجہ کوئی صورت نہ پیدا
کرینگے یاد رکھنا کہ اپنی جان لڑا دینگے صنعت کا سر لائینگے سرداران مقید کو چھڑائینگے انشاءاللہ افضال باغبان
حقیقی سے تمھارے ریاض لشکر پر بہار تازہ آویگی صنعت حیرت زدہ ہوکر مثل غنچہ پژمردہ باد سموم حسد سے
کمھلاویگی شاہزادہ اسد بھی آوینگے ان کے جمال حسن کی گلچینی کرنا ہم سب بھی دیکھکر نہال ہونگے
دشمن پائمال ہونگے بی بی اسوقت ہمکو نہ بھولنا خواجہ عمرو نے بھی گلے سے لگایا بہت کچھ سمجھایا فرمایا
اے نور نظر اسقدر نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو مین نے سمجھو تو کہ اسی خیال سے تمھارے ملال سے اسد غازی
کو براے شکار روانہ کردیا اسوقت تمھارے کلمات حسرت آیات نے خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا
انشاءاللہ بہت جلد تدبیر ہو جائیگی صنعت بدبخت اپنے کیے کی معقول سزا پائیگی مہ جبین نے کہا
پھر انکو یہان بلوا لیجیے عمرو نے کہا بیٹا ابھی یہان چلا نا مناسب نہین ہے دشمن درپے آزار صنعت
آمادہ حرب و پیکار شاید کوئی دشمن اس فکر مین ہو لہذا چندے اور تامل کرو ہمارے کہنے کو مانو مین خود
جاکر بلا لاؤنگا میرے دل کو یقین ہے کہ تمھین فراق ناگوار ہے مگر یہ حقیر بھی مجبور رونا چاہیے ذرا ملکہ
مہ جبین کو تسکین جو ہوئی خواجہ عمرو نے سر اوٹھا کر دیکھا برق و چالاک وغیرہ کو دربار
مین نہ پایا عمرو نے کہا لو غضب ہوا یہ لونڈے کہین گئے اب عیاری کی خرابی ہے برق
کو اسی سبب سے زیادہ اس مقدمہ مین گو بیتابی ہوگی یہ کہکر چیرندو پرند کو بلایا فرمایا کہ جاؤ
تو لشکر مین یا کنارے لشکر کے یہ چارون موجود ہون تو کان پکڑکے کھینچتے ہوے لانا چالاک
سے کہنا چلو تمھارے باپ بلاتے ہین برق دیکھنا میرے فرزندون کو بھی آوارہ کریگا ہرکارہ

دوڑے سب طرف لشکر مین تلاش کیا چاروں عیارون کا نشان تک نپایا بلکہ لوگون کی زبانی سُنا کہ چارون ساتھ گئے ہین یہ کہتے ہوے کہ دیکھو صاجبودن ہی کو جا کر فوراً صنعت کو مارتے ہین یہ جو خبر خواجہ عمرو نے سُنی پیٹ پکڑ لیا کہا صاحبو اتنا میرے مُنھ سے نکل گیا تھا کہ ایک تدبیر حصار سحر مین جانے کی ہی نہین معلوم ہو تو لونڈون نے کیا سمجھا وہ جو اصلی بات ہے اُسپر تو اُنکا خیال کیا جائیگا مگر بات خراب ہوئی اُن چارون کی جان گئی کل تیجا کر دوا لیسون کا یہی نتیجہ ہے مہرخ نے مُنھ پہ ہاتھ رکھدیا کہا خواجہ ایسا کلمہ نہ فرمایئے خدا نہ کرے وہ چارون خیر و عافیت سے لشکر مین آئین جان بخش سرداران نامی گرامی عالی خاندان سرفروش جان نثار نیک طبیعت صاحب وقار مین عمرو نے کہا صاحب تم کیا جانو میرے شاگردون کے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو تعریفین کر کے آپ ہی لوگون نے خراب کیا جب تو برق زمین پر پاؤن نہین دھرتا ہر وقت پھولا رہتا ہے مال چُرا چُرا کے مالدار ہو گیا ہے کئی لاکھ روپیہ اُس کے بنک گھر مین جمع ہین اب وہ کسی کی کیا حقیقت جانتا ہے بھلا میرے تئین کب مانتا ہی ملکہ مہرخ تو خاموش رہین لیکن سب سردار واسطے عیارون کے دعائین مانگنے لگے خداوندا اُنکو مظفر و منصور کرنا دشمن مغلوب ہو چارون عیار خیر و عافیت سے آئین عمرو نے کہا وہ زندہ پلٹ کر نہین آئینگے مرنے کی خبر ملیگی سردار خاموش ہوے خواجہ کہتے ہین لونڈون نے بڑا غضب کیا ایک مقام عیاری کا تھا وہ بھی مٹایا ساتھ بہار و باغبان کے قید ہوے یہان تو یہ ذکر تھا اب دو کلمہ داستان ملکہ صنعت سحر ساز بیان ہوتے ہین کہ اُسنے سرداران نامی کو زندان سحر مین قید کیا طائر بنے ہوے پھڑک رہے ہین کبھی بہار و مخمور کے کراہنے کی آواز آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے سُننے والون کے دل ہلتے ہین اِن مبتلاے بلا کی مصیبت پر کف افسوس ملتے ہین کبھی مخمور رنجور طائر نو گرفتار اُسی حالت اضطرار مین رو رو کر یہ اشعار زبان پر لاتی ہے اشک حسرت دیدۂ غمناک سے رخسار گلعذار پر بہاتی ہے اشعار

گرفتار دن پر ایسی قید ہو صیاد کی
اے صبا تو نے ہماری خاک کیون برباد کی
تشنۂ جام شہادت ہمسے پیاسے رہ گئے
مجھسے یہ کڑیان نہ اٹھینگی کبھی حداد کی
روز رکھتا ہے قفس مین لاکے گلہائے چمن

ہین قفس مین سب کُہری تیلیان فولاد کی
چپ ہون کیونکر نہ مین بیداد پر صیاد کی
کسقدر بے آب یہ تلوار ہے جلاد کی
جسجگہ دیکھا اجاڑا آشیان اپنے مرا
رہتی ہے مجھپر عنایت اندنون صیاد کی

اُسکے کوچہ سے اُٹھا کر لیگئے بیداد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
فصل گل ہی مین یہ پہنانا ہے مجکو بیڑیان
باغبان مین ہو گئی خو آجکل صیاد کی
نالہ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا

رہگئے دل تھام کر وہ مین تعجب فرہاد کی
بیکڑون تدبیرین کرتا ہے جلانیکی مرے
جان شیرین مفت ضائع ہوگئی فرہاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
کیجیے اسکی مدد ہی یہ گھڑی امداد کی

باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کس سے شکایت اُس ستم ایجاد کی
اُسنے کی صحرا نوردی یہ پہاڑ و نین رہا
کیا کرون مین مجکو عادت ہی نہین فریاد کی

خاک مین ملجائیگی یہ قد کشی شمشاد کی
سُنکے شیرین کی خبر سر پھوڑ کر وہ مرگیا
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہو فرہاد کی
یاس پر رنج و الم ہے یا علی جلد آئیے

یہ صدائین وحشت خیز مصیبت انگیز اِس زندان خانے سے آتی ہین مگر

صنعت سحر ساز ہنس رہی ہے پکار کے آواز دیتی ہے ہان طائران وحشی زمزمہ سرائی نہ بھولنا بغاوت پر نہ بھولنا اپنے دل مین یہ نہ سمجھے کہ شاہنشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی کرکے کیا پھل پائینگے آخر جانور بنے اپنی سزا کو پہونچے خوب سلطنت کی وزارت کا زور ہوا ملک تحصیلے بڑے بڑے مزے اُڑائے اب بھی توبہ کرو تو خطا معاف کرادین شاہنشاہ کے قدمون پر گروادین ہرچند سب طائر بنے ہوے ہین مثل انسانون کے کلام نہین کرسکتے لیکن ان باتون کا اشارون سے جواب دیتے ہین کنایہ سے صاف ہویدا ہے یہی ہیدا ہے کہ افراسیاب کی اطاعت نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے اِس قفس زندان مین مرینگے لیکن اتنا خیال رہے شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا + ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + مصاحبان صنعت سامنے سے صنعت کے ہٹ جاتے ہین کانون پر ہاتھ رکھ کے الامان الامان کہتے ہین آپسمین ذکر ہے کہ یارو اُنکی آہ سے بچنا چاہیے صنعت کہتی ہے معاوضہ خون حسین سحر ساز ابھی نہین ہوا حسین کے نام کے عدد نکالونگی ایک عدد پر دس ہزار کو قتل کرونگی تب بھی معاوضہ خون حسین سحر ساز نہوگا اِس اثنا مین دور سے رام رام ست کی آواز آئی صنعت نے سر اٹھا کر دیکھا کسی غریب کا مردہ دو شخص ارتھی پر لیے ہوے ایک کٹھا برہمن ساتھ ہے ہاتھ مین ایک جلا ہوا کنڈا ایک ہانڈی مٹی کی اُسمین تے پر گھی کسی قدر روغن ساتھ ساتھ اِس ارتھی کے پیچھے ہاے بھائی کہکے روتا ہوا ارتھی کو لیے ہوے اِسی جانب آتے ہین جب قریب حصار پہونچے نگہبانان ملکہ صنعت سحر ساز نے دس قدم آگے بڑھکے روکا کہا اِدھر سے ارتھی پھیر لیجاؤ حصار سحر ہی یہان نہ آؤ ملکہ عالم وزیر اعظم افراسیاب کی ممانعت ہے مردہ اب یہان نہین پھونکا جاتا برہمن نے بڑھکر کہا وہ سامنے جو پیپل کا پیڑ ہے ہمارے نانا دادا سب اسی مقام پر پھونکے گئے ہم قوم کے برہمن ہین مدت سے جو مقام قرار دیا ہے وہین پر یہ مردہ جلیگا جاؤ جاکر ملکہ صنعت سے عرض کرو کہ گسیان برہمن دیوتا کو نہ ستاؤ نگہبانون نے کہا ارتھی ٹھہرالو ہم جاکے عرض کرتے ہین برہمن کا نام سُنکر سب ڈر گئے سامنے ملکہ صنعت کے

آئے کیفیت بیان کی کہ حضور برہمن کا مردہ ہے وہ کہتے ہین ہم اسی نخل کے نیچے مردہ جلائینگے اگر عرصہ ہوگا ہزار بھائی
ہمارے جمع ہوجائینگے جنیئون کو توڑ ڈالینگے آپ ودانہ ترک ہوگا ایک مردے کے ساتھ ہزار برہمن جان دیگا
یہ سنکر صنعت بھی گھبرا گئی کہا صاحبو تمھاری کیا رائے ہے سب نے کہا مہارانی اگر برہمنون نے جنیو توڑ ڈالا بڑا پاپ
ہوگا پھر کیونکر ملاپ ہوگا یہ قوم برہمن نہایت سخت ہے جو کہینگے وہی کرینگے سامنے حصار کے بیٹھکر پوجا شروع
کردینگے گھنٹہ ناقوس بجائینگے آفت مچائینگے صنعت نے کہا اے حرامزادیون تم کیا جانو پاپ پُن کہنا شروع
کردیا مجھے عیار ان اسلام کا بڑا خیال ہے اُن تگوڑون کے نزدیک مردہ زندہ بننا کتنی بڑی بات ہے ایک ایک
عیاری کمبختون کی کرامات ہے مین بڑے بڑے دھوکھے اُٹھا چکی ہون کنیزون نے کہا حضور آپ بجا ارشاد
فرماتی ہین مردہ بنکر کیا عیاری کریگا یہان آنے دیجیے حضور خود موجود رہین اپنے سامنے لکڑیان جمع
کرکے مُردے کو جلوا دیجیے حضور یہ برہمن ہین آفت برپا کرینگے صنعت نے کہا اچھا جاؤ یہ اقرار کرلو کہ ہم
مردے کو کھول کر دیکھ لینگے تو جلنے دینگے کنیزون نے کہا حضور ہان اسمین اُنکو کیا عذر ہوگا صنعت نے
کہا ان باتون مین مجھے کسی کا اعتبار نہین ہے مین خود مردہ دیکھونگی بلکہ فصد کھلوا کر امتحان کرونگی یہ کہکر درخت
کے نیچے صنعت آکر کھڑی ہوئی کہا جاکر حصار باطل کرو ارتھی جاکر اپنے ساتھ لے آؤ یہان اُن تینون برہمنون
نے ارتھی تو رکھدی ہے غل مچا رہے ہین یا سامری یا جمشید کے نعرے کبھی لات ومنات کو پکارتے ہین
کنیزین پہونچین کہا برہمن دیوتا غل نہ مچاؤ ساتھ آؤ یہ کہکر حصار سحر کو ہٹایا دو نے ارتھی کو اُٹھایا ایک
روتا پیٹتا ساتھ چلا لیکن فریاد کرتا ہو گسیان نے بڑا عرصہ کیا ہمارے بھائی کی لاش کو ٹھہرایا یا
سامری وجمشید روتے پیٹتے زیر نخل ارتھی کو لاکر رکھا تینون برہمن سامنے صنعت کے آئے
پہلے اسیس دی کہا مہارانی کی جے جے کار رہے لکڑیان سرکار سے ملین آپکے برہمن دیوتا کا مردہ جلایا جائے
صنعت نے کہا بات سنو ہلڑ نہ کرو ہمین اس مقدمہ مین شک ہے ناحق کی بک بک ہے ہم لکڑیان منگوا دینگے
اپنے سامنے لاش کو جلوائینگے تم کریا کرم کرنا ہمارا کچھ ہرج نہین ہے بند تو کھولو ہم لاش کو دیکھینگے
شاید مکر وغدر ہووے اُن تینون نے کہا گسیان مُردے پر یہ بدعت ہم بند کھولین آپ بادشاہ
عالیجاہ ہین آپ بند نہ کھولیے چہرہ دیکھ لیجیے اور زیادہ شک ہو فصد کھلوائیے ہاتھ پانون
کٹوا ڈالیے تیرہ صدی مین سب کچھ ہوگا پوتھیون مین لکھا ہے اس تیرہ صدی مین پاپ
بڑھ جائیگا پن کا کوئی نام نہ لیگا صاحب آج آنکھون سے دیکھا مرنے سے کیا شک آپکے نزدیک

یہ بات ہی کہ اپنے بھائی کو مردہ بنا کر لائے ہین مُردے کو ہاتھ لگانا بڑا پاپ ہی صنعت نے کہا ہم ان باتون کو نہ مانینگے مُردے کا مُنھ کھول کر دیکھ لینگے ایک اُنمین جو بہت چالاک و چُست تھا بڑھکر کہنے لگا گسیان اب دیر نہ کیجیے جلد قریب آئیے صنعت اپنے مقام سے بڑھی قریب ارتھی کے آئی وہ تینون برہمن بھی قریب آ کے رام رام کرتے جاتے ہین سنکھ بجا رہے ہین سامری و جمشید کا کر غل مچا رہے ہین صنعت جُھکی سینے کا بند کھولا گلے کے پاس کا بھی کھول چکی چاہتی ہے کہ چہرہ سے بھی کفن ہٹاؤن جبکے ہاتھ مین کنڈا تھا کنڈا پھینک کر بڑھا کہا گسیان پائون کے پاس کا بند تو پہلے کھولیے صنعت ادھر پلٹی ہزار ہا کنیزین گرد تمام سرداران فوج صنعت جمع ہین سب خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہین کہتے ہین ملکہ نے غضب کیا مُردے کی بند کھولے اِس سال یہ بچ جائین تو بڑی بات ہی کاہکو یہ جھگڑے مچائے ہین لیکن صنعت جیسے ہی پائون کی جانب پلٹی کہ یہ بھی بند کھولون مُردے نے پیر کھینچے ہوا کے جھونکے سے کفن منھ سے ہٹگیا کنیزون نے دیکھا مُردے نے ہاتھ اُٹھائے پیر کھینچے وہ تینون برہمن بھی مثل برق چمکے مُردے نے پائون سے حلقے کمند کے اُن تینون نے بھی حلقے کمند کے مارے مُردے نے آواز دی ہاش او ملعونہ قضا تیری تیرے سر پہ پہونچی نعرہ

بہ عیاری منم آنم چست و چالاک
بجنبم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ ادہم چالاک نامم

برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی عیار نامدار اشعار

منم برق رفتار و خنجر گزار
منم گرچہ لیکن گران بہ ہزار
کنم پردلان را بعالم ستوہ
منم سیل چون رو بیارم بکوہ
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
ہم آوردِ من نیست کس وقت جنگ
بہ گرز و بہ گوپال و تیر و سنان
برآرم دمار از سر پردلان

ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ شیرانہ کیا چارون نے کمندین مارین لیکن صنعت ہوشیار تھی کھٹکے اُٹھا چکی ہے حقیقت مین چودہ حلقے چارون نے ڈالے گردن و کمر مین صنعت کی پڑے صنعت برق بنکر چمکی کڑک کے آسمان پر پہونچی حلقے کمند کے جلگئے عیار کنیزون پر گرے کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا ایک نے حقہ آتشبازی مارا ایک نے حباب اچھالا ایک نے جنگی بان داغ دیا دو سو کنیزین صنعت سیہ بخت کی گرین صدائے گیر و دار بلند ہوئی اب کوئی عیارون کے قریب نہین آتا مُرنے سے جادوگرنیون کے اندھیرا بھی ہوگیا ہے اُس تاریکی مین یہ چارون عیار بھاگی کہ باہر نکل جائین صنعت آسمان پر چمکی کچھ حلقے جلائے کچھ حلقے جو گردن مین پڑگئے تھے نفس در قفس پیچیدہ ہاتھون سے اُنکو توڑتی ہوئی زمین پر گری فریب تھا صدمے سے بیہوش ہوجائے مگر اسم سحر پڑھنے لگی دیکھا کئی سو کنیزین

مری پڑی ہین چارون عیار بھاگے جاتے ہین ساحرون نے پیچھا کیا ہے لیکن یہ پلٹ کے حقہ ہاے آتشبازی
مارتے ہین جب دو تین کنیزین مرتی ہین اندھیرا ہوجاتا ہے یہ پھر بھاگتے ہین صنعت نے آواز دی اے
ان کمبختون کا پیچھا نہ کرو کیا مجال ہی جو حصار سحر سے باہر نکل سکین جادوگر ٹھہرے عاجز تو ہو ہی رہے تھے
یہ چارون بھاگتے ہوے جب قریب اُس لکیر کے پہونچے لڑکھڑا کے چارون گرے ہاے کہکر بیہوش ہوے صنعت
نے آواز دی مشکین باندھو کشان کشان سامنے صنعت کے لائے صنعت نے کہا او نالائقو مین نے
تمکو بلایا تھا بروقت آمد حصار سحر توڑا پھر قائم کر دیا تھا جانتی تھی اگر کوئی مکاری عیاری ہوگی بے میرے
قتل کیے نکل نہ سکین گے مابدولت کا قتل بہت دشوار ہے تم چارون تو آئے اُس بڈھے کو نہ لائے آجتک زبان
زادوے نے کوئی تدبیر نہ کی مین تو اُسکی مشتاق ہون وہ کالیا کہان ہے جو بغدہ لیے پھرتا ہے ای برق وچالاک
قضا نے تمہارا دامن پکڑ لیا ہی یہان تک کشان کشان پہونچا یا ہی کل پھر جاکر لڑونگی سردارونکی گردن دونگی
تمہاری گرفتاری کی خوشخبری تو پہونچ گئی ہوگی اس عذاب الیم سے تمکو قتل کرونگی کماہیان دریا و مرغان ہوا
تمہارے حال پر روئین مجھکو ترس نہ آئے نگوڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی بڑی مکاریان کرچکا ہے
اب میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کرسکتا ہے برق نے تڑپکر جواب دیا او بیحیا کیا بکتی ہی کیون اتنا غرور کرتی ہی
ہمنے اپنے نزدیک تجھکو مارا اندر حصار سحر کے آکر للکارا تو سخت جان تھی نہ مری انشاءاللہ قبلہ وکعبہ کر قتل
کرینگے ہم ایسے ہزارون اُنکے غلام ہین ہمارے گرفتار ہونے سے اُنکا کیا ہرج ہی گلاب کیوڑے سے کلی کرتب نام
ایسے بزرگون کا لے تونے بے ادبی سے نام نامی اُنکا لیا اب یقیناً تو موت کی طالب ہے وقت رنج گذر جائیگا
زمان فرحت بھی آئیگا صنعت نے کہا صاحبو دیکھو تو کیسا اِنکا دیدہ صاف ہی مابدولت سے خوف نہین کرتے
آنکھین چار کرکے بات کرتے ہین جو مُنھ مین آتا ہے بُرا بھلا بکتے ہین ان کمبختون کے مرگ کے دن آگئے ہین اب
جب قتل ہونگے تب آنکھین کھلجاوینگی برق نے کہا ہم مرنے کو نہین ڈرتے جہان ڈر وہان ہمارا گھر جو کچھ تجھسے
ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر صنعت نے سحر کرکے اِن چارون کو بھی جانور بنایا اُسی قیدخانے مین چھوڑ دیا
یہ سب معرکہ جو اسیسان لشکر اسلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا روتے پیٹتے بھاگے یہان عرض کرچکا ہون
بیقراری سے ملکہ مہ جبین کی بارگاہ مین تلاطم ہے خواجہ فرمارہے ہین یارو خبر لو برق وغیرہ کہان گئے
معلوم ہوتا ہی کمبخت طرف لشکر صنعت کے روانہ ہوے جاتے ہی کمبخت پھنسینگے جوتیان کھائینگے ملکہ مہرخ
کہتی ہین خواجہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو جانباز و سرفروش ہین دریاے طراری و مکاری کے

جوش ہین انشاء اللہ غالب آئینگے سر صنعت خود سر کا لائینگے یہ ذکر ہی تھا کہ چرند و پرند دوڑے ہوے آئے مگر
بدحواس عالم یاس اُفتان وخیزان آکر سامنے گر پڑے ہاتھ اُٹھا کر دعا ہی عرض کی ملکہ عالم غضب ہوا چالاک برق
عیاری کرکے گئے کیا کمال کیا کہ اندر حصار سحر کے پہونچے عیاری کی صنعت کو مار لیا ہوتا مگر وہ ملعونہ بہت
ہوشیار تھی آخر گرفتار ہوے مجبور و ناچار ہوے اسیطرح جانو ربناکے قیدخانے مین چھوڑ دیے گئے ابھی غلام
اپنی آنکھون سے دیکھکر آئے ہین اس حال پر ملال مین جان نثارونکو دیکھا یقین تھا کلیجہ شق ہوجاے قدم نہ اُٹھتا
تھا لیکن خبر پہونچانا ضرور تھا حاضر ہوے بارگاہ مُہرخ مین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر فرد
بشر اس غم تازہ سے دردمند ہوا عمرو نے کہا صاحب ٹھہرو بات تو پوچھنے دو کہنے سے عمرو کے سب ذرا خاموش
ہوے لیکن ہچکیان لگین ہین ایک کو ایک بنظر یاس دیکھتا ہی عمرو نے ہرکارون سے پوچھا صاحبو کس عیاری
پر گئے بی مُہرخ صاحبہ ذرا سماعت فرمائیے جس عیاری پر وہ ہرکارے کہین مین بیان کردون مین تو لشکر
سے نہین نکلا ملکہ مُہرخ نے کہا حضور سے زیادہ کون سمجھنے والا ہی آپ ہی ارشاد فرمائیے کس عیاری سے
گئے ہونگے عمرو نے کہا وہ جو میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ حصار سحر خود برطرف کردیگی بس بات مین سے بات
نکال لی عیاری خراب کی اے چرند و پرند سچ بتاؤ یہی معرکہ گذرا کہ اور صورت ہوئی کلام خواجہ سنکر ہرکارون
کو وحشت ہوئی عرض کی حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین چالاک مردہ بنا دونے ارتھی اُٹھائی برق
نے کٹھے برہمن کی صورت بنائی قریب حصار سحر کے داد بیداد کی آخر صنعت نے بلالیا مردہ کھول کر دیکھنے کا
قصد کیا چارون نے کمندین مارین صنعت برق بنکے چمکی دام کمند سے نکلگئی آخر بھاگے حصار کے قریب
جاکے گرے بیہوش ہوے عمرو نے کہا صاحبو سنا بس اب مین کسی مقدمہ مین دخل نہ دونگا نہ انکو رہا کرنے
جاؤنگا اب کوئی عیاری بھی نہ بن پڑیگی یہی ایک جگہ تھی کمبختون نے اُسکو مٹایا اب کیا ہوسکتا ہی ایک نہ ندہ
نہ بچیگا تم لوگون کو اپنے اپنے فعل کا اختیار ہی اب مین خدمت مین صاحبقران کی جاؤنگا طلسم ہوشربا
مین نہ رہونگا مین عیاریان کرتے کرتے عاجز ہوگیا ان نالائقون کو موت نہ آئی یہ کہکے اُٹھے مہجبین کو
گلے سے لگایا کہا لو بی بی خدا حافظ ہم جاتے ہین ہمارا یہان رہنا بیکار ہے مہجبین نے دامن تھام لیا کہا
قبلہ وکعبہ آپ ایسا نہ فرمائین بعد خدا کے آپ ہی کا تو بھروسہ ہے اُن عیارون نے بھی بہتری کی تھی برائے
قتل صنعت گئے اندر حصار سحر کے پہونچے لیکن سحر سے مجبور ہوگئے عمرو نے کہا عیاری خراب ہوگئی اب مین
دھتی بناتا دس بلیش اور ساحرون کو ساتھ لیتا گھنٹ دتا توس بجاتے ہوے جاتے اُسکو بھی معلوم ہوتا

کہ حقیقت مین ہان کوئی مرا ہے ایک آدمی صرف ہمراہ دیکھتے ہی سمجھ گئی ہو گی کہ یہ عیار مکار ہین آخر سب کو گرفتار کر لیا ملکہ نے کہا معاف فرمایئے تشریف رکھیے اب کوئی بات کبھی بے آپ کی صلاح کے نہو گی یہ مشکل خواجہ بیٹھے ہر ایک رنج و الم مین مبتلا برق و چالاک کا سب کو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال ناگاہ طائر زرین بال آفتاب بصد پیچ و تاب آشیانۂ مغرب مین جا کر چھپا اور عقاب بلند پرواز ماہتابان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر بعد کرّو فر نخل فلک نیلی پر مصروف فکر شکار ہوا بارگاہ مین روشنی ہونے لگی شمع عقل بسکہ گل تھی چالاک و برق مین شور گریۂ و زاری کا غل ہے یکایک اُسی ہنگامے مین لشکر حیرت سے صدا نقارونکی آئی عمرو نے سر اُٹھا کر فرمایا یارو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا کیا کوئی نیا سردار برائے مقابلہ آگیا اسوقت خود بخود قلب تھرا گیا مہرخ نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے اس عرصہ مین چرند و پرند حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اسطرح عرض کرنے لگے مخمس در مدح بادشاہ اسلام

خسروا چرخ کے سر گنبد دوار ہلال — خود لب عجز سے کہتا ہے یہ اقرار ہلال
حاضر خدمت عالی ہے بہر کار ہلال — گرز بردار ہے خورشید کمان دار ہلال
آسمان لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہو بالا تر — تیری بخشش سے ہے نیسان عرق شرم مین تر
آئین تیرے در دولت پہ گدایانہ اگر — اپنے کاسے مین بھرے چرخ دہین لعل و گہر
اور کشتی مین بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ — عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ
تیری دولت سے ہون خورسند ترے دولتخواہ — اور جو حاسد ہین ترے واسطے اُنکے ہر ماہ
چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

ادھر شہنشاہ گیتی ستان ظلمات جادو آکر طبل جنگی بجا گئی پیام صنعت کا لیکر آئی تھی لشکر حیرت مین تمام پر صنعت کے طبل جنگی بجگیا مشہور ہوا کہ بوقت سحر اسی طرح آگے لشکر اسلام سے مقابلہ کریگی تیاری مین سب مصروف ہین بڑی خوشیان ہو رہی ہین عمرو نے کہا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بید رنگ بلند ہوئی تمام سردارون کو معلوم ہوا کہ کل پھر صنعت سے مقابلہ ہے جا بجا تیاریان ہونے لگین لیکن لشکر مین سناٹا ہر سردار بیقرار و مضطر و پرقلق رنگ چہرون کا فق نظم

قمر سب کی وحشت کرون کیا رقم
کہ مہرخ کے دلپر ہجوم و الم
وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدھا
کسی کو تردد کہین انتشار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سے سوا
صدائین وہ ہا ہو کی ہر سو بلند
کوئی شاد و خرم کوئی دردمند
کوئی شیر تھا صرف ذکر ستیز
کسی عبز دلے کو بھی فکر گریز
ادھر فوج حیرت مین تھا اک غریو
ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہین گھنٹ بجتے تھے باصد خوشی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کہین خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کہین شور یا ساحری تھا بلند
جلاتا تھا مرچین کوئی خودپسند
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

ایک ہنگامہ دونون لشکرون مین پڑا تھا ملازمان حیرت کی خوشیان اہالیان لشکر مہرخ کی بیقراریان ادھر فتح و ظفر کی خوشی ادھر بیقراری و اضطراری سب تیرہ و تار داد و فریاد کی جا بجا پکار اسی ہنگامۂ مصیبت مین وہ شب غم بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے سحر ہوئی سرداران لشکر اسلام بیقرار و ناکام اپنے اپنے مقام سے اٹھے خسرو خاور بصد کر و فر فوج شعاع ضیا کو ساتھ لیکر چرخ نیلی فام پر برآمد ہوا ملکہ مہرخ نے ملکہ مہ جبین کو تخت پر سوار کیا ساحران جانباز کو بلا کر حکم دیا کہ شہنشاہ گیتی ستان کے قریب رہنا بخوبی سب صاحبون پر ظاہر ہے کہ سرکار دولتمدار کو سحر نہین آتا کئی سو ساحران نامی نے تخت کو آ کر ملکہ مہ جبین کے گھیر لیا ملکہ مہرخ آگے بڑھین اُدھر سے دیکھا آمد فوج حیرت بصد شوکت و صولت ملکہ حیرت جا کر بلندی پر ٹھہرین صرصر و صبا رفتار قریب قریب قنطورہ ہائے زرلفتی و بانہائے عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ یہ بھی واضح رہے کہ لشکر حیرت کمر کھولے ہوئے برائے تماشا میدان مین آ کر ٹھہرے ہوئے ہین آمد ملکہ صنعت سحر ساز کا سب کو انتظار لشکر مین انتشار ناگاہ مرگھٹ کیطرف سے گرد اڑی گرد کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب چنگ و رباب بجا ہوا صنعت بہ کبر و نخوت تخت پر سوار بارہ ہزار ساحران خونخوار بدستور طریقہ قدیم گرد لشکر حصار سحر ایک جانب ملکہ ظلمات جادو ایک سمت ملکہ صنعت اسباب سحر سب کے ہاتھ مین ایک سمت آ کر لشکر ملکہ صنعت سحر ساز

ٹھہر اصفین جبین ملکہ صنعت سحرساز نے دور سے ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ افراسیاب
کو بہ ادب جھکک کے سلام کیا ملکہ حیرت نے کہا مزاج تو اچھا ہے صنعت سحر ساز نے دست بستہ عرض
کی حضور کنیز سب طرح اچھی ہے ہمیشہ دعاے ترقی دولت مین مصروف رہتی ہے سامری وجمشید کی
کرپاسے حضور کا نیر اقبال ہمیشہ اوج پر رہے دشمن پامال دوست نہال یہ کہکر فورًا نقیبونکو اشارہ
کیا نقباے بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم مصنف

عجب گردش چرخ کجباز ہے	کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے	کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا	کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین	کہین قہقہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ	سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ	کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادۂ کبر ونخوت سے مست	کوئی صاحب دولت وتاج ہے	کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوے غنچہ وگل کہین	تڑپتی ہے بیتاب بلبل کہین	اے اہالیان دنیا دنیاے فانی مقام

گذرگاہ ہی اس تھوڑی سی زندگانی پر بھروسا کرنے والا گمراہ ہی بیت جدائی ہی لکھی تقدیر مین انسان عالم کی +
حروف مفردہ سے ہی کتابت لفظ آدم کی + کسی کو ثبات نہین نیکنامی کسی کی ذات نہین جسکا جی چاہے لڑبھڑ کر مرے
عمل خیر کرے جلوۂ عروس مرگ دیکھے مردانگی کے جوہر کھلین جسنے خواہش کی کاہش ہوئی زندگی کو حباب لب جو
سے مثال ہے اس سے جلد کنارہ کرے اتنا توقف بھی محال ہی ایسے اشعار عبرت آمیز وحشت خیز نقیبون نے
پڑھے بہادر بحر جرأت کے بے بہا ڈر بادۂ شجاعت سے مست جھومنے لگے مرنے پر آمادہ ہوے صنعت تخت سے
کودی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی میدان کارزار مین پہونچی عجائب وغرائب سحر دکھلائے نعرہ کیا اے
ملکہ مہرخ کسی کو جلد ہمارے مقابلے مین بھیجو اب تم سب کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا سررشتۂ حیات منقطع ہوچکا جسکو
تمناے مرگ ہو سامنے آوے مقابلہ کرے اگر جان شیرین عزیز سمجھے قدمون پر گرے مہرخ نے بائین جانب
دیکھا ملکہ ماران زرین کن ساحرۂ پرفن طاؤس کو بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ سحر چشم کے آئی اجازت
طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا اے نور بصر واے لخت جگر تمکو خالق اکبر کے سپرد کیا بسم اللہ کرو شوکت وشان ملکہ
ماران زرین کن دیکھکر دوست ودشمن روتے تھے غیر بھی اشکون سے منھ دھوتے تھے حسن وجمال مین
بے مثال کسن ماہ تابان فلک حسن وخوبی نجم درخشان برج آسمان محبوبی گلعذار کبک رفتار نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان	حسین مہ جبین قاتل عاشقان	وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری

بھری چشم فتان مین جادوگری ۔ وہی غنچۂ گلشن حسن و ناز ۔ خبردار علم نشیب و فراز

تمرچھی لگاتی باندھی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا موتیون کا مالا گلے مین ڈالا کس نازو ادا سے وہ دلربا
طاؤس زرین بال کو اڑاکر طرف میدان کارزار کے چلی صنعت سحر ساز بھی صورت زیبای ملکہ ماران زمین کن
دیکھکر بیقرار ہوئی بے اختیار پکار اٹھی لے ماران زمین کن اے واسطہ سامری کا اپنی جوانی پر رحم کر تیری
خطا شاہنشاہ افراسیاب سے معاف کرادونگی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے گنبد نور کا تجھکو
شاہنشاہ نے رازدار کیا تھا خوب خیر خواہی کی اسد غازی کو قید سے چھڑایا عمرد کا ساتھ دیا دیکھ آخر انجام
کیا ہوا ملکہ ماران زمین کن نے آواز دی او بیحیا بانی جور و جفا ہمارا آغاز و انجام سب نیک ہے اگر تجھکو قتل
کیا فرد غازیان ویندار و مجاہدان تہور شعار مین نام لکھا گیا اگر مارے گئے سیر بہشت عنبر سرشت ہی دنیا ے دون
مقام زشت ہی صنعت نے کہا اچھا اب حال کھلجائیگا حربہاے سحر کر دیمین حوصلہ نہ رہجائے میرا سحر غضب
سامری و جمشید ہی ملکہ ماران زمین کن نے کہا ہمین بھی بھید ہے تقدم ہمارے بیان ناجائز ہے جب یہ درد گا
تیرے حربے سحر بچائیگا اسوقت ہم بھی جواب دینگے یا اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہ سنکر ملکہ صنعت نے سحر کیا
ماران زمین کن نے دفع سحر کردیا ملکہ اسرار جادو نا ئی ماران زمین کن کی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے
پچاس ہزار ساحر پشت پر نگاہبین لڑ رہی ہین کہ اگر ہماری ملکہ پر کوئی چشم زخم پہونچے فوراً جا پڑین اپنی جان دین
مگر اپنے مالک کو بچائین لشکر صنعت بھی آمادہ مغلوبہ ہوکر آیا ہے دلون مین سبکے حوصلہ بھرا ہوا ہی ملکہ ماران
زمین کن مبتلاے رنج و محن عرصہ دراز تک صنعت سحر ساز سے لڑا کی ایک مقام پر ملکہ صنعت نے ترنج کھینچ مارا
ماران سے زہر اگلا کہ ترنج کو کاٹا ترنج سے برق چمکی مثل خنجر سر پر پڑی سر ملکہ ماران زخمی ہوا صنعت خوش ہا
نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ اسرار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے للکارا او صنعت خبردار کیا کرتی ہی یہ سنکر
ملکہ اسرار جادو پہونچے صنعت سحر ساز نے قدیم سحر کیا ملکہ ماران زمین کن زمین پر گری بعبوت ملی
زرین بال بنگئی فوراً اسنے اٹھاکر پنجرے مین بند کیا وہ قفس ملکہ ظلمات جادو کو دیا ملکہ اسرار
جادو صنعت پر جا پڑی فوج صنعت سحر ساز کی بڑھی دونون لشکر آپس مین مل گئے سحر چلنے لگے
ذرہ ہاے ریگ روان چنگاریان بنکر ساحرون کے جسم پر پڑنے اعضا جلنے لگے نظم مصنف

گری آکے صنعت بصد شد و مد ۔ تپش سے زمین کو چڑھا تھا بخار
شرارون مین تھا سحر ہر اک کا دبا ۔ برسنے لگی آگ افلاک سے
ہر اک نخل تھا مثل نخل چنار ۔ دھوان زرد اٹھنے لگا خاک سے

شرارے زمین سے نکلنے لگے	تو گرمی سے پتھر پگھلنے لگے	کہین بحر افسون کا طوفان تھا
دو بے ہنگان دشت وغا	دلیران خونخوار بصد عز و شان	لیے ہاتھ مین تیغہ خونفشان
یہان جا پڑے اور وہان جا پڑے	بصد کر و فر دشمنون سے لڑے	گلستان جرأت کے روشن چراغ
بدن پہ گل زخم دل باغ باغ	کہین برق شمشیر کی تھی چمک	کمانین دکھاتی تھین ہر جا کڑک
تزلزل زمین کو ہوا سر بسر	پڑی چوب نقارۂ رزم پہ	وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
وہ باجون کا غل دشت مین جابجا	کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر	کوئی سہم کر ڈر سے تھا گوشہ گیر
نہایت شجاع و قوی و دلیر	نیستان جرأت کے غرندہ شیر	سر مو نہ تھا انکی جرأت مین فرق
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق	پیاسے تھے وہ مثل مور و ملخ	جو اکدم مین الٹین زمین بلخ
جلال انکو آوے دم جنگ اگر	تو شق ہوئے ڈر سے عدو کا جگر	ہوا دبی سا تھا انکی قوت کا حال
سمجھے تھے رستم کو مانند زال	مہرخ نے دریائے لشکر مین غوطہ مارا اسرار جادو چاہتی ہے اپنی زداسی	

ماران زمین کن کو جا کر رہا کرے صفون کو صنعت سحر ساز کی درہم برہم کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا لیکن صنعت سحر ساز عجب انداز سے لڑ رہی ہے زمین کو جنبش دی ہے جب وہ ہتڑ مارتی ہے دو چار ساحر بیہوش ہو جاتے ہین اس سحر سے لوگ بہت گھبراتے ہین صدہا سحر سے اسکے بیہوش ہو گئے ہین ارغلا و ملک ماران زمین کن کے برو سحر طائر بنا کر پکڑ لیے قفس آہنی مین بند کیے ملکہ مہ جبین کے تخت پہ گونہ پڑا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دلارام وزیرزادی گود مین لیکر بھاگی اس ہنگامۂ عظیم مین عمرو جان لڑا رہا ہے اتنی بڑی لڑائی کہ جہان غیر ساحر ٹھہر نہین سکتا کئی مرتبہ گھس آیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے خواجہ عمرو گلیم اوڑھ کر کسی کو نہین مار سکتے جب تولان اول کوہ سراندیپ پر یہ تحفہ جات قبر بزرگان دین سے خواجہ عمرو کو حاصل ہوئے ہین اور خواجہ خوشی خوشی یہ اسباب تبرک یعنی گلیم عیاری و جال حضرت الیاس و جام حضرت اسحاق و منجمک آہن حضرت داؤد و زنبیل فرار جناب ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام و گوہر شب چراغ لیکر خدمت مین امیر حمزہ صاحبقران کی آئے عرض کی یا صاحبقران آپ مجھکو ساتھ نہ لیگئے تو کیا ہوا دیکھیے مین بزرگان دین سے یہ سب تحفہ جات لایا اگر نہ دیتے تو اپنا گلا کاٹ ڈالتا آپ ہی ایک بڑے بزرگ ہین مین کوئی ایسا ویسا ہون اسوقت صاحبقران نے اشیاے مذکورہ کا اوصاف پوچھے خواجہ عمرو نے مفصل بیان کیے صاحبقران نے اسی وقت ان سب تبرکات کو خواجہ عمرو سے چھین لیا

مقبل سے کہا کہ اِن سب تبرکات عطیہ بزرگان دین کو لیجا کر ہمارے خزانے مین داخل کردیہ چیزین اِس جھوٹے دغاباز نا لائق کے لائق نہین عمرو نے جھلا کر کہا او حمزہ تیرا کیا جارہا ہی امیر نے فرمایا کیون نہین بزرگ رحیم دل ہوتے ہین تم پیٹھے پیچھے اُنھون نے مرحمت فرمایا تمھارا دل نہ دُکھایا اب تم تمام دنیا کو لوٹ لوگے بندگان خدا کو آزار پہونچاؤگے ہر چند عمرو نے کہا تو پھر آپکا کیا مین چاہے کسیکو لوٹون چاہی کسیکو مارون امیر نے کہا ہرگز تمھین دینا نہ چاہیے اپنے مقام پر اِس داستان کا ذکر ہے یہان تذکرۂ گذارش کرنا ہوا اگر حیات مستعار باقی رہی اور موقع نوشیروان نامہ وغیرہ کے لکھنے کا آیا تو انشاء اللہ اس داستان کو بالتصریح عرض کرونگا عجب داستان حیرت بیان ہے خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار کی بیقراری امیر حمزہ صاحبقران کی عدالت آخر بعد کئی دن کے خواجہ عمرو نامدار نے کہا یا صاحبقران مین اقرار کرتا ہون کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا ان تحفہ بزرگان دین سے بجز جان بچانے کے اور کوئی کام نہ لونگا اُسوقت صاحبقران نے اقرارنامہ لکھوایا اُسپر بھی اکتفا نہ کی سردارون کی مُہرین کرائین جب ضمانت سردارون کی لے لی تب یہ تحفہ جات خواجہ عمرو کو مرحمت فرمائے چونکہ امیر حمزہ صاحبقران سے اقرارنامہ ہی اسواسطے خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے صرف اپنی جان بچانا گلیم اوڑھکر ممکن ہی جب حملہ کرنا منظور ہوتا ہے گلیم اُتار کے نعرہ کرکے جا پڑتے ہین اُسوقت ساحر کو قتل کرتے ہین لہذا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری گلیم اوڑھے ہوئے لشکر ساحران مین موجود ہین جب کسی ساحر کو قتل کرنا مدِنظر ہوا گلیم سر سے اُتاری نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری جب آنکھ جاپڑی ہوئی خواجہ عمرو تڑپ کر اُسکا بکار پر وار کرتے ہین پھر اُسکو پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہی محال ہی کہ حربے سے خواجہ عمرو کے بچ جاوے یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو نے تڑپ کر خنجر سر پر اُس خودسر کے مارا دھڑ سے زمین پر گرا موت نے دستگیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا اُنھون نے لاش مین اُسکے کپڑے اُتارلیے اگر کسی نے سحر کردیا دھم سے گر پڑے فوراً چلانے لگے کہ ای ملکہ مہرخ ارے جلدی دوڑ و مجھے ساحر قتل کیے ڈالتا ہی جس ساحر کی نگاہ پڑ گئی اُسنے آکر بچایا گلیم اوڑھی کود کے بھاگے غائب ہو گئی آج خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار اس جنگ مین رستمانہ یگانہ کارزار کررہے ہین کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا کسی کو جاب بیہوشی ماردیا کبھی جھپٹ کر کسیکو حلقہ کمند سے گرایا مگر مزاج کی چالاکی نہین جاتی جب خنجر مارا ساحر گرا گرتے گرتے پگڑی سر سے اُسکی اُتار لی آپ فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی نکلی کھول لی اگر کمر مین کچھ نہ پایا جھلا کر ایک لات ماری کہا کیون بے نالائق دنی عمر بھر تو نوکری کی مگر خواجہ کیلیے کچھ

نہ رکھا بارود ڈال کر لاشہ اُسکا جلا دیا اِسی ہنگامۂ گیر و دار مین عمرو چاہتا ہی اپنے کو قریب ملکہ صنعت پہونچاؤن کوئی کاریگری کرون مگر شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین دریای سحر جاری ہزارہا ساحر ڈوبے آبرو بچانا دشوار نہنگان دریاے جرأت شناوری کر رہی ہین کنارہ دریاے سحر کا نہین ملتا ہر ایک گرداب خنجر آبدار ہر موجہ شمشیر تابدار مچھلیون کی ماہیت سے کون ماہر ہے مگر صاحب فہم و فراست پر مثل آئینہ صاف ظاہر ہے دریاے سحر طرازمان صنعت کا بنانا جوش مین ملکہ مہرخ کا مٹانا کبھی دونون پر جا کر جسم سے پھاند پڑین دریاے سحر مین جا کر نہنگان خون آشام سے لڑین دریاے سحر مین دریاے خون شریک ہوا دریاے سحر مٹاتی لڑتی بھڑتی دریاے سحر خشک کر کے نکلین فوج صنعت پر جا پڑین لیکن صنعت سحر ساز صدہا کو قتل کر رہی چند سرداران نامی بیہوش ہوے بعض سرداران نامی گرتے گرتے طائر رنگ کے کلیجے تیر بدعت سے چھن گئے دم نہین لیتی سب طرف لشکر مین ہنگامہ ڈالدیا ہے یہ تصریح گذارش کر چکا ہون کہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لیکر دلآرام وزیرزادی لشکر سے نکل گئی دور جا کے ٹھہری خیمہ ملکہ لالان خون قبا مین آفت برپا ہی ملکہ سر پیٹ رہی ہین ملکہ اسرار جادو ناچار ہوئی یقین کامل ہوا اب رہائی ملکہ یاران زمین کن دشوار ہی قفس ملکہ ماران ہاتھ مین ظلمات جادو کے لڑتی ہوئی اسرار آتی ہے یکایک رونے کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا بارگاہ ملکہ لالان سے شور گریہ و زاری بلند ساحران نگہبان دردمند عرض کر چکا ہون کہ ملکہ اسرار جادو ضعیف و جہان دیدہ کار آزمودہ ہی اِس حال پر ملال کو دیکھکر بہت گھبرائی رونے لگی اپنے ساتھ والون سے کہا صاحبو ناموس طلسم کشا برباد ہوا چاہتا ہی اِسکا پاس واجب لازم ہے وزیرزادی دلآرام خبر از فرستہا کو لیکر نکل گئین کیا لالان خون قبا ناموس اسد نامدار نہین ہے چند ساحرون کو حکم دیا ابھی لشکر سے ملکہ کو سوار کر کے نکلجاؤ دلآرام کو پیغام دینا کہ ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین کو ایک ہی محافے مین سوار کر کے جسطرف مناسب سمجھے نکل جاے یہ لڑائی فتح ہوگی کنیزان ملکہ اسرار جادو در دولت پر ملکہ لالان خون قبا کے آئین جب سوار کرنے کا قصد کیا لالان خون قبا نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین یہان سے نہ جاؤنگی میرے وارث اسد نامدار نے جس مقام پہ بٹھا دیا ہے اُسی مقام پر جان دونگی وارث بھی آکر لاش اُسی مقام پر پائے صاحبان عصمت یہ تو کہین کہ ثابت قدم کوے محبت تھی جان وارث نے بٹھا دیا اُسی مقام جاندی مین جانتی ہون کہ سحر و ساحری سے آگاہ نہین ہون ساحر مجھکو ذلیل کرینگے مگر اب تم اسرار جادو سے کہدو کہ آپ مطمئن رہیے کوئی زندہ نہ لیجائیگا خنجر مار کر جان دونگی اسطرح اپنے تئین ہلاک کر دونگی نظم

چون دل نتواند که کند ترک وفا را
من طرفه لغت می شمرم لفظ رہا را
تقدیر بجا ماند چیان چیر تم نیست
این عقده کرواکرد به پرسید صبا را
با من نبذی ذکر عزیزان چه ضرورست
در صحبت ما دخل دوا را نه غذا را
ناگاه ز قمری چو شنیدیم صدائے

انگاشته ام مهر بعشق تو جفا را
بوی که برد ہوش شگفتن گل نیست
آنزو رکه مژگان ترا کرد صف آرا
او قاتل خلق است ہر ان کس که نیا بیخته
بشناختم ای دوست بخوبی همه را
بیشه طرف باغ جو سودا گذر ما
گفتیم و بر فتیم که عشق است صدا را

در سلسله ام نیست بجز درس اسیری
تا او به چمن دانه کند بند قبا را
بود در گره طرهٔ سنبل نه چنین است
در جلوهٔ حسن تو سین ناز و ادا را
بیمار تو میگفت سحر گه به پرستار
بودند همه مرغ چمن زمزمه آرا
اسطرح سے رو رو کر جو یہ اشعار ملکہ

لالان خون قبا نے پڑھے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر چند سب نے بہ اصرار کہا مگر لالان خون قبا نہ سوار ہوئی جام زہر بھر کر رکھ لیا خنجر کھینچا کہا جا کر ملکہ اسرار جادو سے عرض کرو کہ خیر خواہان تمنو دوستی ختم کی مگر ہمسے اطمینان رکھو لاشہ ہمارا جائیگا کوئی ہمکو زندہ نہ پائیگا مشہور رہے کہ لالان خون قبا یتیم ہی تھی باپ محبت دین اسلام مین رہی ملک بقا ہوا تمنے سمجھا دیا تمہارا احسان ہوا یہ خبر ملکہ اسرار جادو کو معلوم ہوئی لڑتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئی کہا اے ملکہ عالم واے بادشاہ ذی حشم افسوس کہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام نکال لے گئین مگر ملکہ لالان خون قبا کی خبر لی مین نے اسوقت اپنے ملازمونکو بھیجا تھا کہ ملکہ کو سوار کر کے لیجاؤ وہ بی بی نہین جاتی للہ کوئی تدبیر کرو ناموس طلسم کشا برباد ہوئی مین تو پہلے ہی لٹ گئی میری نواسی ماران زمین کن مجھسے چھٹ گئی صنعت نے گرفتار کر لیا لڑائی بگڑ چکی ہے اب کیا صلاح ہے مہرخ نے کہا اب اسوقت صلاح کیا اور فلاح کیا لڑ بھڑ کے جان دینگے ٹیرا وسے قدم نہ ہٹائینگے جو مرضی پروردگار کا بندہ مجبور و ناچار صنعت کی بدعت کم نہین ہوتی حیرت بے غیرت تماشا دیکھ رہی ہے مدد کو برابر فوج روانہ کر رہی ہے ہمنے دس ہزار قتل کیے تم اسنے بیس ہزار اور بھیج دیے ہمارے لوگ جسقدر قتل ہوئے تم اتنے اور کم ہوے ایسی شکست کا درست ہونا مشکل ہے ہر چند دلارام مہ جبین کو ہٹا لے گئی ہے لیکن مہ جبین بھی دور نہ جائیگی اپنے وارث کے انتظار مین بیٹھ رہی ہوگی ملکہ اسرار جادو اور ملکہ مہرخ جس مقام پر یہ باتین کر رہی ہین اور بھی سردار لڑتے ہوئے زخم اٹھاتے ہوئے اپنے مالک کو دیکھکر اس مقام پر آئے ہر ایک نے کہا اے ملکہ عالم اب طاقت جنگ ہم مین باقی نہین ہے جو ارشاد ہو وہ کرین آرزو یہی ہے کہ لڑین بھڑین جان دین مگر قدم میدان کارزار سے نہ ہٹائین اپنے کو مثل نقش قدم مٹائین

سرداروں کی زخمداری مجبوری و ناچاری دیکھکر ملکہ مہرخ بہت روئین کہا صاحبو مین کیا جواب دون
تم سب صاحبون کی خدمتگزار ہون لشکر ہمارا برباد ہوا قید خانہ صنعت کا آباد ہوا چالیس سرداران نامی و
گرامی طائر بنا کرلے گئی ہی جانباز سرفروش قفس مین پھڑک رہے ہین خدا انکو پنجۂ بدعت صیاد سے بچائے
اِس قید مصیبت سے چھڑائے آپسمین یہ کلام ہین لیکن دم لینے کی مہلت نہین ابر ستمگر گھرے ہوتے ہین کسی ابر سے
پانی برسا کسی ابر سے بارش تیر و خنجر کہین تلوار کا جھناکا تیر کا سناٹا گرزہاے گران سنگ کی آواز آمادہ مرگ
سرداران جانباز لشکر دشمن کی تلوارین تیر بیان کے تیغے بیدم خنجرون مین تین خم تیزے سر تیزی بھولے
کلہ ہاے عمود بیکار کمانین جھک گئین تیر سہمے ہوے ترکشون مین چھپے ہوئے ہین نیزے کانپ رہے ہین
ہزارہا مرکب کوتل بیدیون مین ہل چل صفین صف ماتم فوجین درہم وبرہم خیمے سرنگون سردارونکا جگر خون
باجے سب لشکر کے بیکار نقارے چوبون سے سرپیٹ رہے ہین دمامے پھولے ہوے قرنا الٹی سانسین
لیتی ہے خاموشی پر جان دیتی ہے شکست کامل لشکر پر آئی ملکہ مہرخ بہت گھبرائی ملکہ اسرار جادو سے کہا قربان
جرأت عمرو نامدار مین نے سنا تھا کہ جنگ مین مصروف تھے کئی سو ساحر مار چکے چار پہر لڑتے ہوے گذر چکے سردار
سب زخمی ہوے کچھ بسبب زخمداری کے بیکار ہوے کس بلا مین گرفتار ہوے اگر خواجہ ملتے تو انسے پوچھتی کہ
اے شہنشاہ اوج عیاری اب کیا کیا جاے ہمیشہ عنایت پروردگار سے طرف کفار ہی کی طبل بازگشت بجا کیا
آج شکست فاش ہوئی جان نثارون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی اب اگر وہ حکم دین مجبور ہین ناچار ہین طبل
بازگشت بجوائین آج تو جان بچائین اسرار جادو نے کہا اے ملکہ عالم وملے خاتون معظم آپ جو کچھ فرماتی ہین
بجا او درست ہے بقول سعدی شیرازی **بیت** ؎ نہ ہرجاے مرکب توان تاختن + کہ جاہا سپر باید انداختن ؎ مگر
خواجہ عمرو نامدار کی راے واجب ولازم ہے دیکھیے ملازمان صنعت لڑتے بھڑتے قریب بارگاہ ملکہ لالہ
خون قبا پہونچ چکے ہین وہ صاحب عصمت ہی فوراً جان دے دیگی اگر شاید زندہ بچگئی تو سامنے
شاہزادہ اسد نامدار کے بڑی خفت ہوگی منھ دکھلانے کے قابل نرہینگے ارشاد ہوگا ہمارے ناموس
کی بھی حفاظت نہ کرسکے اسکا کیا جواب دینگے مگر بدون صلاح خواجہ عمرو کوئی کام نہین کرسکتے یکایک
پہلو مین سے آواز آئی یہ پیر غلام حاضر ہے پلٹ کر ملکہ مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو ایک جادوگرنی
کی شکل بنے ہوے کھڑے رو رہے ہین ملکہ مہرخ دوڑکر قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گئین کہا اے
شاہنشاہ اوج عیاری آپنے یہ تباہی وبربادی دیکھی صنعت نے قیامت برپا کردی ہے ہے جبھی ملعونہ

پر تاثیر نہین کرتا اگر آپ کی مرضی ہو تو طبل بازگشت بجوائین آئندہ جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا شاید
کوئی سامان فتح و نصرت کا پروردگار پیدا کرے عمرو نے کہا بسم اللہ مین کیا منع کرتا ہون طبل بازگشت بجوائیے
جسطرح بن پڑے جان بچائیے فوراً ملکہ مہرخ نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا طبل بازگشت پر چوب پڑی
لشکر الگ ہوے صنعت اُسی طرح مقیدان لشکر اسلام کو قفس مین بند کرکے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی
طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی جیسا کچھ تحریر کر گیا ہون اگر مسافر راہ مین مل گیا بیگناہ کو عیّار جانکر قتل کیا
صدہا بیگناہ اِس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے حیرت جادو خوشی خوشی پلٹی افراسیاب کو فتح نامہ لکھا
اُسمین تحریر کیا اتنے سردار صنعت نے گرفتار کیے اتنے قتل ہوے بروقت شکست فاش مہرخ طبل بازگشت
بجوا کر پلٹ گئی کیا عجب ہے کہ مہرخ بھاگ کر نکلجاے حال مسلمانون کا بہت ابتر ہے ستارہ ملازمان شاہنشاہی
اوج پر ہے خوشی مین حیرت نے صحبت جشن ترتیب کی مگر ملکہ مہرخ شکست خوردہ اُفتان و خیزان حیران
و پریشان آکر داخل بارگاہ ہوئی دلارام وزیرزادی ملکہ مہ جبین کو لیکر پلٹی ارادہ تھا دور نکلجاؤن
مہ جبین نے دور جانا قبول نہ کیا اب جو اُکر دیکھا تمام سردار گرفتار ہوے و نگلون پر غاشیہ پڑے ہین
بے اختیار حال بارگاہ کا دیکھکر رونے لگی یہ بھی واضح رہے کہ صنعت سحرساز چار پہر کامل اہل اسلام
سے لڑی اِسکے بھی بڑے بڑے سردار مارے گئے خود بھی زخمی ہوئی ہے بروقت پلٹنے کے کہ گئی ہے اے فرقۂ
خداپرستان واے ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی اور مہلت دیتی ہون آپس مین صلاح کرکے سمجھکے خدمت
مین ملکہ حیرت کی چلی آؤ خطا اپنی معاف کراؤ لہٰذا ملکہ مہ جبین نے پوچھا اے مادر مہربان آئندہ کیا
کیفیت ہوگی کوئی لائق مقابلہ نہین ہے اب جو صنعت آئیگی کون مقابلہ کریگا کس کے منہ مین زبان
ہے کون سامنا کریگا کون جواب دیگا سردارون مین معمار قدرت ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم
و زیور چشم وغیرہ چند سرداران نامی موجود ہین لیکن اِنکا رہونا نہونا برابر ہے چونکہ انتہا کے
زخمدار ہین بہت بیقرار ہین لائق مقابلہ و مجادلہ نہین بستر خاک پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین صدا
آہ آہ کی بلند ہے ایک سر فروش دردمند بارگاہ کو دیکھکر کلیجہ پھٹتا تھا اُسوقت ملکہ مہ جبین بہت
روئین ملکہ مہرخ نے سنگ صبر کلیجے پر رکھا گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر واے پارۂ جگر صبر کرو
دلیر جبر کرو تمھارے رونے سے اہالیان لشکر اور گھبرائینگے ایک لڑائی انشاء اللہ ایسی لڑینگے
صنعت کے بھی دانت کھٹے کردینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے کسی سردار نے کہا پہلے یہ تو

انتظام کیجیے ایسا نہو یہان کی خبر وحشت اثر سنکر اسد دلاور نہ چلے آئین بڑی خرابی ہو سب ساحرانین
کے تو نام کے دشمن ہین یہ سنکر ملکہ مہجبین گھبرا گئین کہا اے مادر مہربان حقیقت مین بڑی مشکل ہے
مہرخ نے کہا کسی کو بھیجو جا کر عرض کرے کہ اے شہریار ابھی دو چار روز نہ تشریف لائیے عمرو نے کہا گویا
یہ تو سوتے کو جگانا ہے ہوشیار کرنے کا بہانہ ہے سنتے ہی آئیگا جانے گا لشکر پر کچھ جفا ہے آج بھی مجھکو خیال ہے
اُسکے ناموس کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے ضرور خواب پریشان دیکھے گا فوراً آئیگا اِس حال پر ملال کو دیکھکر
لڑنے کا قصد کریگا لشکر پر حسرت کے جا پڑیگا افسوس یہ ہے کہ علاوہ لوح کے اور کوئی تحفہ طلسمی اسد کو ممکن
نہوا کہ جس سے ہمارے قلب کو قوت ہوتی سحر ہر کس و ناکس کا اُنپر تاثیر کریگا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ
صاحب آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین یہ مقام طلسم ہوش ربا ہے ہر طریقہ یہان کا ہوش ربا ہے اگر کوئی
تحفہ کسی طرح سے ممکن بھی ہو تو ساحر یہان کے بلاے روزگار ہین اکثر جو ساحر یہان سے برائے مقابلہ
صاحبقران گئے جسنے قصد کیا فوراً اسم اعظم صاحبقران بند کیا اس سے بڑھکے کونسی نعمت اور
دوسری ہے یہان کے ساحر تسخیرات سے بخوبی ماہر ہین بدون لوح ملے اسد نامدار نہین لڑ سکتے
شاید ہماری زندگی مین وہ بھی دن آجائے اب تو گورمین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین لوح کا کیا ذکر ہے اگر
کوئی جا کر اسد سے کہیگا کہ آپ دو چار روز لشکر مین نہ آئیے فوراً سمجھ جائینگے لشکر پر کچھ اُفتاد ہے ہمارے
ساتھ والون پر کوئی بیداد ہے اُنکو کب گوارا ہوگا نام خدا صاحب مروت و شجاعت ہین ہم سب کی بیقراری
گریہ و زاری دیکھکر کب قرار لینگے فوراً ہی تو لشکر صنعت پر جوش جرأت مین جا پڑینگے پھر ہم کیا کرلینگے
واسطہ خدا کا اب کچھ جلد تدبیر کیجیے تساہل کو کام نہ فرمائیے یہ ایک ہفتہ بھی چشم زدن مین گذر جائے گا
ان کلمات حسرت آیات سے مہجبین بہت بیقرار ہوئی اِسی عالم یاس مین یہ اشعار زبان پر لائی بیقرار
ہوکر رونے لگی اشعار

سعی امروز کنم از چہ برائے فردا
شانۂ زلفِ جفا ساختہ دلریشی ما

نخورد آب بما ہم دل درویشی ما
میزند خندہ با عاقبت اندیشی ما

ہست بیگانہ ز ما رابطۂ خویشی ما
ما نہ نالیم ز جور فلک و دون خوردا

یہ اشعار پڑھکر دامن خواجہ عمرو کا تھام لیا عرض کی حقیقت مین
نانا جان ہماری نانی اماں ملکہ مہرخ صاحبہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین کہ دیکھا ہفتہ پلک جھپکاتے مین
گذر جائیگا اِس اثنا مین ایسا نہو اسد نامدار بھی لشکر مین چلے آئین اور ہمکو اس حال پُر ملال مین
دیکھین لڑنے کا قصد کرین اُنکو پھر کون روکے گا کوئی جا کر خبر صنعت حرامزادی کو پہونچا دے

ہے تو اُسکو اب یقین کامل ہے کہ سب سردار زخمدار ہین لائق مقابلہ نہین ہین یہ سُن پاوے کہ اسد کو کہین چھپایا اب وہ ظاہر ہوے رات ہی کو آئیگی دشمنون پر دست انداز ہوگی بھلا کون اُسکو روک سکتا ہے وہ سحر و ساحری مین یکتا ہی برلے خدا کچھ فرمایئے اگر صرف کی ضرورت ہو تو مین حاضر ہون لونڈی کو سر بازار فروخت کر لیجیے کسی سردار کو آپسے عذر نہین ہے زیور وغیرہ میرا حاضر ہے سب سردار بھی آمادہ ہین جسطرح فرمایئے بجا لائین عمرو نے یہ سنکر سر جھکا لیا سب سردار دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران سامنے موجود ہے یہی عرض کر رہے ہے کہ اُستاد حقیقت مین اب وقت دستگیری ہے جب مہتر قران نے یہ کلمہ کہا عمرو نے سر اُٹھایا کہا کیون رے کالیے تو بھی کہتا ہے کہ تدبیر کیجیے آپسے زیادہ کون عیار ہے آپکا بغدہ طلسم ہوشربا مین مشہور ہے جا کر صنعت کو ایک بغدہ مار لیجیے کہ سر اُسکا گہ کھاتا پھرے تو سرا رہا ہو جائین یہ ہم وعدہ کرتے ہین کہ صنعت کے مرتے ہی بہار وغیرہ کو ہوش آجائیگا حیوانیت سے جامۂ انسانیت مین آئینگے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر صنعت کے ساتھ ہے اُنکی کائنات ہے بہار و باغبان وغیرہ سب کو مار لینگے یہان سے مہرخ جا پڑینگی اور لڑائی بجائیگی لشکر اسکا تاب نہ لاسکیگا تدبیر مین نے بتادی جاکے صنعت کو مار لیجیے منہ کھکے للکار دیئے قران نے سر جھکا لیا کہا استاد اگر وہان حصار سحر ہوتا اُسکا باپ یہ بغدہ مارتا اب کوئی آپ ہی معقول تدبیر فرمایئے عمرو نے کہا اے قران جو تدبیر اندر حصار کے جانیکی تھی وہ تو لونڈون نے مٹادی اتنا جو میرے منہ سے نکلگیا کہا ایسی تدبیر کرینگے کہ وہ خود اندر حصار کے بلائیگی بس یہ برق نے دوڑ اسکو بیچا کر حرامزادے نے پھنسوادیا اب اِسکے علاوہ کوئی تدبیر نہین ہی مین بھی ناچار ہون تمسے زیادہ بیقرار ہون ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین الماس پوش و معمار قدرت و جملہ سرداران باقی ماندہ نے ہاتھ باندھکر کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ حضور اب سب کے حال پر لال پر رحم کیجیے ہر سردار خدمتگذاری کریگا ہم سب کو معلوم ہی کہ حضور قرضدار ہین یہی باعث انتظار ہے ہم سب ملکے ابھی حضور کا قرضہ ادا کرینگے خواجہ عمرو نے کہا تم لوگ کیا قرضہ ادا کر سکوگے حمزہ نے بیٹی دیکر مجھے لوٹ لیا ناٹے ہاتھو مین باندھکر بیٹی کو رخصت کر دیا مین لٹگیا اپنی بات کے خیال مین مہاجنون سے قرضہ لیا ادا کرتے کرتے ہڈیان گھل گئین آپ لوگ اپنی حقیقت کے موافق فرمایئے مین اُسکی تدبیر بتاؤن وہ روپیہ صرف کرنا آپ لوگون کا کام ہے جانبازی مین میرا بھی نام ہے ملکہ مہ جبین نے پچاس توڑے منگوا کر سامنے رکھدیے اب تو سرداران نے موافق اپنی حیثیت کے حاضر کرنا شروع کیا آفتاب زر و جواہر نے طلوع کیا خواجہ عمرو

دیکھ رہے ہین کچھ فرماتے نہین جب مبلغ خطیر جمع ہوے عمرو نے اُٹھا کر زنبیل کیے اور فرمایا سنو صاحبو
اور کوئی تدبیر نہین ہی مین اب خدمت مین اپنے آقا کی جاتا ہون صاحبقران کو لیکر یہان آونگا وہ اسم اعظم
پڑھکر حصار سحر کو باطل کرینگے صنعت کے لشکر سے لڑینگے صاحب اسم اعظم امیر محترم و محتشم ہین برق شمشیر
سے خرمن حیات ساحران جلا دینگے پھر بھر مین لڑائی فتح ہو گی خبر سُنکے تم بھی چلی آنا سحر بھی کرنا اور یہی انشاءاللہ
بہت جلد آونگا تین مہینے کا راستہ جاتے اور تین مہینے مین واپس ہونا چھ مہینے مین فیصلہ سُن لینا کہ حمزہ
نے ٹوک کر صنعت کو مارا یہ سُنکے رنگ روے ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا سب سردار مُنھ دیکھنے لگے کہ خواجہ
کیا فرماتے ہین چھ مہینے تک ہم کیونکر زندہ بچینگے صنعت جیتا کبھی نہ چھوڑیگی ہرگز ہرگز ہمارے قتل سے منھ
نہ موڑیگی عمرو نے کہا علاوہ اسکے کوئی تدبیر نہین ہی جب صنعت مقابلے کو آے صاف جواب دینا
کہ ہمارے آقاے نامور خواجہ عمرو کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر تشریف لے گئے ہین وہ آلین تو ہم
لڑینگے اسی طرح وعدہ وعید مین اتنا زمانہ بسر کرنا پلک جھپکانے مین چھ مہینے گذر جائینگے مین بھی جاتا ہون
کالالیان دربند ہوش ربا راہ مین رد کینگے اُنسے لڑتا بھڑتا ہوا جاؤنگا معمار قدرت و دیگر سرداران نامی
بھی میرے ساتھ چلین لڑائی مین سحر کی یہ لوگ کام آئینگے مین عیاریان بھی کرونگا اور مہتر قران بھی ساتھ
ہونگے انکی عیاری ہو گی کہین مین بھی ہاتھ پیر ہلاونگا کہین معمار قدرت کی خشتہاے زرین چلینگی
کہین بی ملکہ اسرار کہین بی ملکہ زیور محمل نشین جلالت آئین سحر سے قیامت برپا کرینگی کہین بیرمیان
لاہوت جادو جرأت دکھائینگے در بند فتح ہو جائینگے ہم تا بکوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچ جائینگے
بر وقت واپسی یہ فسادات برپا نہونگے انشاءاللہ صاحبقران آکر لڑائی فتح کرینگے اِن کلمات حسرت
آیات کو سنکر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا سب کو حیرت ہو گئی عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسوقت
سحر صنعت سے ہم سب مجبور و ناچار ہین ہمارے حق مین جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے کہا اب
اِس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا نانی اماں اب آپ خواجہ سے
کچھ کلام نہ کیجیے ہمپر خوب ظاہر ہوا اپنی جان بچا کر جاتے ہین اُسپر طرہ یہ کہ ساحران نامی جو موجود ہین اُنکو
بھی ہمراہ لیجائینگے اب بھلا یہ کیا واپس آئینگے زیادہ کہنا مناسب وقت نہین ہے بسم اللہ انکو جانے دیجیے
جو ہمپر گذریگی جھیلین گے جان پر کھیلین گے دربندہاے طلسم ہوشربا فتح ہونا کیا آسان ہی صرف دو ہی
فیروزہ نگار جہان کی مالک فیروزہ فیروزہ پوش ہی اگرچہ ہم لڑائیان فتح ہوتی رہین جیسا بھی یہان

مقابلہ ہوگا یہ تو عیار ہین لڑ بھڑ کر نکل جائینگے ساتھ والون کو کسی بلا مین مبتلا کر دینگے ملکہ مہرخ نے اشارہ
کیا بیٹا خاموش رہو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو کون ایسا لشکر مین باقی ہے جسپر خواجہ نے احسان نہین کیا
کیسی جانبازیان کین جن مقامات پر طائر وہم و خیال نہ پہونچتا تھا اُن مقامات پر جا کے عیاریان کین
سرداران و ساحران گرامی کو بچایا گنبد نور سے اسد غازی کو کہ مدتون قید سخت مین مبتلا رہے کس مردانگی سے
چھڑایا جو کچھ فرماتے ہین ضرور اسمین کچھ نہ کچھ بھید ہے کچھ تو تمھارے حق مین مناسب سمجھا ہوگا انچہ رائے مولا زہے
اولی آپ سمین یہ اشارے کنایہ کر کے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بسم اللہ جو آپ کے نزدیک مناسب وقت ہو وہ کیجیے
عمرو نے کہا انتظام اوّل یہ ہے کہ حیرت کو ثابت نہونے پاے خواجہ عمرو صاحبقران کو لینے جاتے ہین
دوسرے یہ کہ جہانتک ہوسکے اسد نامدار کو بھی یہان کی خبر نہ پہونچے ملکہ مہ جبین سے ضبط نہوسکا جو کنگ کر سے
دختر بلند اختر افراسیاب بچپن سے ہوش رُبا کی حکومت کی بول اُٹھی دامن تھام لیا کہا ناناجان ہماری جان
جان طلسم کشا کی عزیز ہو یہ ناعاقل حضور کی کنیز ہے اتنا احسان کیجیے اپنے نور نظر پارہ جگر اسد نامور کو بیہوش
کر کے زنبیل مین ڈال لیجیے یا ظاہر مین لیجائیے اُنکو یہان نہ چھوڑیے اگر لشکر گاہ مین رہین اسکی خبر حیرت کو ملیگی
فوراً قصد کریگی کہ جا کر اُنکے دشمنون کو گرفتار کرون اُنکا گرفتار ہونا بہت آسان ہو ایک ساحر جائیگا گرفتار
کر لائیگا یہ سبب محبت صندلان صندلی پوش صرف ملکہ کو ہر جا دو ہمراہ گئی ہے اُسکی کیا حقیقت ہو جو ساحر
جائیگا اُسپر غالب آئیگا وہ بیشک جانباز دسر فروش ہو لڑ بھڑ کر مر جائیگی اور کیا کر سکیگی عمرو نے یہ سنکر نگاہ قہر و
غضب طرف ملکہ مہ جبین کے دیکھا کہا کیون او چھوکری مجھے تعلیم کرتی ہے جو میرے دل مین آئیگا وہ کرونگا
تجھے اسمین کیا دخل ہو اسد غازی کو لیجاؤنگا طلسم کون فتح کریگا تو جانتی ہو کہ مین جان بچا کر بھاگا جاتا ہون
یہ میتے تیرے نزدیک گذرنا بڑی بات ہو جھنے سمجھا دیا ملکہ مہرخ سمجھ گئین تم میان اسد غازی کی زوجہ ہو
تمھین کچھ بتاؤ وہ بھی تو ہم سردار وہم عیار ہین عیاریان تکو سکھائی ہونگی گنبد نور مین اُنکے ساتھ قید
رہین کیا کیا نہ سختیان سہین اُنکو لیجاؤن تو تم کیونکر زندہ رہوگی عمرو کی جو زیرہ سی آنکھین جوش و
خروش مین آئین بمقدمہ مہ جبین ایسی سخت لفظین فرمائین کہ ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا ناناجان آپکو خفا کیے
مین نے اسواسطے عرض کیا کہ ہم لوگ تو حباب لب دریا چراغ سحری آفتاب لب بام ہین صنعت آمادہ
قتل فلک بر سر بیداد ایسے وقت مین آپ سفر فرماتے ہین ہمکو تو یہ منظور ہے کہ اُنکی جان بچ جائے اُنکے
آفتاب اقبال پہ زوال نہ آئے خداوند کریم ہر آفت سے بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہکر چیخ مار کر

روئی عمرو نے گلے سے لگا لیا دامن سے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ مقدمات عیاری ہین آہین تم دخل ندو
انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کریگا طلسم ہوشربا فتح ہوگا تمکو سلطنت ہوش ربا ملیگی اٹھارہ سو
ملک پر حکم رانی کروگی دھوم سے اسد نامدار کے ساتھ شادی کرینگے بچے تمھارے گود مین کھلائینگے ہم بہت
جلد آئینگے بس اب کچھ نہ کہو خاموش رہو اپنے پروردگار کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو ہرچند کہ دل مہجبین
کا ٹکڑے ہوگیا لیکن سوائے سر جھکانے کے کوئی چارہ نہ تھا سوچی کہ گمان نانی امان کا بہت بجا ہے
اپنی جان بچاتے ہین خدمت مین اپنے آقا کے جاتے ہین اے مہجبین اب کہنا رونا پیٹنا بیکار ہے رب اکبر
مختار ہے بقول اسد نامدار خالق بے نیاز کریم کارساز پر تکیہ کرنا مناسب ہے انھین باتون مین مسافر
روز یعنے آفتاب عالم افروز منزل مشرق کو طے کرکے سرائے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ ماہ تابان مع
فوج ثابت وسیارگان برائے رزم میدان چرخ نیلی مین صف آرا ہوا خواجہ عمرو نے کمر چست باندھی
مہتر قران سے فرمایا اے صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان جلد تیار ہو معمار قدرت و ملکہ زرین
محمل نشین و لاہوت جادو و ملکہ اسرار وغیرہ سب کو حکم ہوا کمر باندھو چار لاکھ ساحر اہالیان
فوج عمدہ عمدہ چنکر ساتھ لو دس دس پانچ پانچ سو سوار و پیدل وا فسر طرف صحرا کے نکلے اور زیر کوہ صحرا کے
بامانیہ ٹھہر و صفین باندھنا پرے آراستہ کرنا مین بھی آتا ہون ابتو ملکہ مہرخ سے صبر نہو سکا ہرچند کہ
نہایت عقیل و شاہ جلیل و منتظم ہی لیکن بیقرار ہو کر بول اُٹھی کیون خواجہ ایک ہم ہی گنہگار رہین سحر مین
بھی بیکار رہین چار پانچ لاکھ جادوگر جب آپ لیجائینگے تھوڑے سے حقیر و ذلیل ساحر یہان بھی رہجائینگے
انہین کون لڑنے کے قابل ہی ہرچند جو ساحر نامی باقی رہگئے تھے اُنکو تو حضور اپنے ساتھ لیچلے یہان کون مقابلہ
کریگا بار لشکر صنعت کون اُٹھا سکیگا عمرو نے تیوری بدل کے جواب دیا ہمارے مقدمے مین دخل ندو
جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ہر بات مین اعتراض کرتی ہو ابدولت کو ناراض کرتی ہو بس خبردار
سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہ کہنا ورنہ ابھی پاس ملکہ حیرت جادو کے چلا جاؤنگا اور صاف
صاف کہدونگا کہ ملکہ عالم مین جنگ سے عاجز ہوا مجھے تابہ کوہ عقیق خدمت مین میرے آقا کی
پہونچا دیجیے زاد راہ بھی مرحمت فرمائیے حیرت جادو لاکھون روپے دے گی تخت سحر پہ فوراً
سوار کرا کے کوہ عقیق گلزار سلیمانی بخیر و عافیت تمام اس ناکام کو پہونچا دیگی مہرخ نے
سر جھکا لیا اب تھوڑے ساحر بحکم خواجہ طرف صحرا کے جانے لگے معمار قدرت اپنی فوج کا

لیکر گیا ملکہ اسرار نے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا لاہوت وزیر و محمل نشین نے اپنے لشکر کو تیار کیا آدھی
شب تیرہ و تار مین طرف صحراے ہامانیہ کے روانہ ہوگئے چند ساحر و سردار مثل کمیدان و رسالدار حاضر رہے
جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری اُسوقت خواجہ عمرو نے اسباب سفر ذات پر آراستہ کیا ملکہ مہرخ
پر خوب تاکید کی کہ خبردار یہ خبر وحشت اثر ظاہر نہونے پائے لیکن اپنی حسرت پر رویا چالاک برق
کو بہت یاد کیا فرمایا اِسوقت میرا شاگرد رشید و فرزند ارجمند ہوتا میری صورت بنکر میرے مقام پر
موجود رہتا و چارو ناچار بھی اب اِس خبر کا چھپانا دشوار ہے کس سے کہون جو عیاری کا انتظام کرے لیکن
اے ملکہ تم ایک بارگاہ الگ استادہ کراکے مشہور کرنا کہ خواجہ عمرو مہتر قران علیل ہوگئے ہین صاحب فراش ہین
پلنگ سے اُٹھ نہین سکتے اتنا تو ضرور ہی مشہور کرنا خبردار اِس انتظام مین قصور نہ کرنا ملکہ مہرخ نے عرض
کی جو کچھ ہے ہو سکیگا وہ کرینگے اپنا حال دل آپسے کیا عرض کرین ملکہ مہرخ ابھی یہ کہہ نہ چکی تھین
کہ مہ جبین نے دامن سے لپٹکر کہا نانا جان اپنا تو اب حال ہی کہ زندگی محال ہے نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا — آج پر خاش پہ ہے تجھسے ارادا میرا
کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہے تیرا میرا
نہ اُٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے — ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا
حسرتین دیدہ کی جنبش نہین کرنے دیتین — روکنے آئے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

اُسوقت لشکر مین عجب تلاطم برپا ہی شور گریہ و زاری بلند سبکو یقین کامل ہے کہ خواجہ اپنی جان بچا کر جاتے ہین
ہم سب بلا مین پھنسے افراسیاب کے ہاتھ سے کیونکر بچینگے افسوس ایسے عیار کا ساتھ دیا جسکو اپنے فرزند سے
بھی محبت نہین پس ہماری کیا حقیقت ہی ایسون سے بیکار شکایت ہی مہ جبین نے کس سلطے سے کہا کیسے
جواب سخت سنے شربت کے سے گھونٹ پی لیے یہ خواجہ کو مناسب نہ تھا لیکن مکار کی بات کا کیا اعتبار اپنی جان
کو غنیمت جانا مرتبہ اسد نامدار کو نہ پہچانا خدا ایسے کی صورت نہ دکھائے لوٹنے مارنے آیا تھا مال جمع کر کے
چلا بعض ساحر کہتے ہین چلو چل کر کسی گوشے مین چھپ رہین عمرو کو پکڑ لین اسکی زنبیل چھین لین اسمین بہت
کچھ مال ہوگا سر کاٹ کر کنانٹ والدین اسکی یہی دوا ہی تب اِسکو معلوم ہوگا کہ بندگان خدا کو بلا مین پھنسانے
سے بُرا انجام ہوتا ہے بعض کہتے ہین چپ رہو اگر سُن لیگا قیامت برپا کریگا دیکھو جھکڑ دن پر مال لوٹا یا خزانہ

بھی ہمراہ چلا اب بیچاری مہرخ تنخواہ کہانسے دینگی ہم غریبون کی کیونکر بسر ہوگی بعض کہتے ہین ہم بھی نکلجائینگے افراسیاب کے جاکر قدمون پر گرینگے بادشاہ ہے خطا معاف کردیگا ناحق ہمنے اس خاندان زادے کا ساتھ دیا خواجہ عمرو یہ سب باتین سُن رہے ہین کسی کو جواب نہین دیتے بلکہ انھین لوگون سے وداع ہو رہے ہین فرماتے ہین بھائیو چھٹے مہینے مین آجاؤنگا ساتوان مہینہ نہ گذرنے دونگا مہ جبین عرض کرتی ہے نانا جان یہ لفظ نہ فرمائیے لوگ زیادہ گھبرائینگے عمرو نے کہا صاحب مین جھوٹ بولنے کا عادی نہین جو امر حق ہے وہ کہتا ہون مین کیون چھپاؤن حقیقت مین عرصہ ہونے مین میرا کیا اختیار ہے سال کے اندر بیشک آجاؤنگا لڑائی مین دیر ہو تو البتہ مین مجبور ہون یہان اُسوقت اک شور گریہ وزاری بلند ہوا عمرو سے مہ جبین خوب لپٹکر روئین ملکہ مہرخ کو روتے روتے غش آگیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کسی کا جنازہ جاتا ہے آگے آگے خواجہ عمرو عقب مین سرداران نامور شب تیرہ و تار کا سناٹا سردارون کا بلک بلک کے رونا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا کا جان کھونا عمرو آخر الامر سبکو سمجھا کر آگے بڑھے خدا حافظ کہکر پاے شاطری مارتا ہوا مع سرداران تہمتن و مہتر قران حصف شکن و ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ و دیگر بہادرون کو روتا چھوڑ کے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے

دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل صنعت سحر ساز بیان ہوتے ہین خمسہ

پیشتر زین کیا زور تھا شیرونکی صولت ہاتھ مین ۔ طوق آہن توڑتا تھا تھی یہ قوت ہاتھ مین
ضعف کی اب ندنون ایسی ہے قوت ہاتھ مین ۔ چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
ہے گریبان دیر سے اے جوش وحشت ہاتھ مین

ہو گئی ہے گرد ہاتھون سے صفاے آئینہ ۔ کس لیے کمرے مین اپنے وہ لگاے آئینہ
کچھ نہین محتاج وہ خود بین براے آئینہ ۔ صبح اُٹھکر دیکھتا ہے ہاتھ جاے آئینہ
یہ صفائی ہے نظر آتی ہے صورت ہاتھ مین

پھیر لاؤن راہ سے کیونکر کہ جا سکتا نہین ۔ ناتوانی زور پر ہے لب ہلا سکتا نہین
بلکہ جو دلمین سخن ہے لب تک آسکتا نہین ۔ وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بلا سکتا نہین
ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین

ہے یقین ہو طائر رنگ حنا سے ہمزبان ۔ بھول کر شادی سے یہ کیا کیا بجائے تالیان

طوق ہو رہگیر انگشت پریرو بے گمان — سمجھین شاخ سرو مین سب فاختہ کا آشیان

طائر دل کو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین

سحر ہے اعجاز ہے اُس شوخ کا ہر عضو تن — رشک نخل طور ہے نخل قد رشک چمن

ہونٹھ میرے لال ہو جائین اگر چومون دہن — کیا فروغ حسن ہے چھو لون اگر اُسکا بدن

پنجۂ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

منھ نہ موڑا تیغ قاتل سے کبھی جبتک جیے — ایک دن پر کیا ہے کام اسطرح کے اکثر کیے

جوہر اپنے آپ وقت امتحان دکھلا دیے — تیغ قاتل نے علم کی کان ہمنے چھو لیے

ہے زیادہ رستم دستان سے جرأت ہاتھ مین

کیا تجلی ہے اگر دیکھے نظر بھر کر کلیم — ہاتھ پھر ملتا رہے حسرت سے تا محشر کلیم

پھر نہ دکھلائے کسی کو بھی کف انور کلیم — دیکھ پائے دست جانان کی تجلی گر کلیم

روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

جب بجھے مین یاد آئین دیکھا کھینچکر تلوار کو — ہر بہانے سے تسلی دی دل افگار کو

چین آتا ہی نہین اس طالب دیدار کو — یاد کرتا ہون کسی کے مصحف رخسار کو

رہا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

اپنے فن مین نکتہ دان بے مثل ہے یکتا ہے وہ — عاشقون کے حال سے دانستہ بے پروا ہے وہ

چپ نہین رہتا کبھی ظالم ظریف ایسا ہے وہ — ہاتھ اُسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہے وہ

ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہے آیت ہاتھ مین

کاٹے کھاتی تھی مجھے ہر دم جدائی آپ کی — شکر ہے ہونے لگی ظاہر صفائی آپ کی

رنگ حنہ دی اسقدر تلوؤنین لائی آپ کی — گر مین سہلاؤن کف پائے حنائی آپ کی

ہو زیادہ پنجۂ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہجر ساقی مین کھلا رونے سے پردا ابر کا — چشم تر نے سامنے کھینچا ہے نقشا ابر کا

ہون وہ گریان میرے آگے مرتبہ کیا ابر کا — پونچھکر آنسو بنایا مین نے ٹکڑا ابر کا

جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین

ہاتھ سے فتح ہو صنعت سحر ساز کو قتل کرین اسکے ساتھ والون کے خون سے ہاتھ بھرین خواجہ اگر ہمکو بفتح و فیروزی پائین حیران رہجائین خداوندا تیری ہی ذات پر تکیہ کیا ہے تو پیدا کرنے والا ہے اے معبود تحقیقی دعا ہماری قبول کرے ظلم و بدعت سے سحر ساز کی بچالے ابکی مرتبہ جو بلبل جنگی بجوائیگی میدان کارزار مین آئیگی کون اس سے مقابلہ کریگا سب تو گرفتار ہوے ہم مجبور و ناچار ہوے فی الحقیقت چشم زدن مین رنگ عالم دگرگون ہوتا ہے کبھی عیش کبھی رنج کبھی مفلس دا کبھی گنج کبھی مصیبت کبھی راحت کبھی سحر فرحت کبھی شام مصیبت نظم

کہان ہے ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
کبھی ہے شام مصیبت کبھی ہے صبح بہار
کشاکش نفس چند ہے پیام اجل

ہوائے بے ادبی ہے تنبیہ بے کار
خیال جام محبت اشتیاق مے بیجا
دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار

بسان دیدہ ممسک ہے تنگ وصل عمر
خدکشادہ دہن ہے بشوق بوس و کنار
طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے

جو ہو سکے سو ابھی ہو اٹھا نہ رکھ زنہار
دکھیین گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ کھائے بعد

خواجہ سے کیا پیش آئے ان باتون پر ملکہ مہرخ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کس و ناکس کا یہی ارادہ ہے کہ لشکر سے نکلجائین اپنی جان بچائین بعض کہتے ہین صاحبو اب وقت زوال ہے زمانۂ جلال ختم ہوا ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہے ترقی و تنزل کا یہی حال ہے لشکر اسلام کا خوب عروج ہوا اب وقت مصیبت آیا کہانتک جلال رہے اب جو انکا ساتھ دے وہ مصیبت سہے ملکہ مہرخ نے جو ایسی باتین سنین غصہ مین فرمایا نقیبون کو بلاؤ لشکر مین پکار دین ہمے صنعت سے مقابلہ ہے بیشک وہ غالب ہے سرداران نامی کو گرفتار کرکے لیگئی ہے ہمکو داغ حسرت دیگئی ہے فلک در پئے آزار ہے ہمارا ساتھ دنیا سراسر بیکار ہے جن صاحب کو جان بچانا ہو وہ نکلجائین ہمارے لشکر مین نہ رہین ہم آمادۂ مرگ مہیائے قضا ہین لحد مین پانون لٹکائے بیٹھے ہین ابکی جو وہ آئیگی رطبجھڑ کریا تو اسکو مارینگے سر میدان للکارینگے یا اپنی جان دینگے راہ خدا مین شہید ہونگے عاقبت بخیر ہوگی پس مرنے والون کا ساتھ دنیا کیا ضرور ہے اپنے کو دانستہ مبتلائے بلا کرنا سراسر عقل کا قصور ہے بلکہ فہم و فراست سے دور ہے پروردگار کا شکر ہے کہ ہمکو بادۂ جرات کا سرور ہے جوانان صف شکن و جان نثاران تیغ زن نے جو یہ کلمات حسرت آیات سنے قبضون پر ہاتھ ڈال کے پایۂ تخت شاہنشاہی سے لپٹ گئے عرض حضور کی آپ کا نمک کھایا عزت و آبرو پائی اسوقت مین آپ کا ساتھ کیا چھوڑینگے جان دینے سے منہ موڑینگے اگر حکم ہو تو ابھی سر قدم اقدس پر نثار کرین تصدق ہوجائین دولت کونین پائین ہمین زوال و جلال سے کیا کام ہے سپاہی کا مرنے مین نام ہے ہمیشہ افراسیاب سے لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے جنگی موت تھی مارینگے آپ کے

ساتھ آئے تھے عدم تک ساتھ نہ چھوڑینگے سایہ دامن دولت مین جان دینگے انشاء اللہ وہ تلوار چلینگی کا زونان کے دانت کھٹے کر دینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے حضور ہی کے روبرو سر کٹینگے۔ نظم

هست از ما تیره بختان خوشنما افتادگی
هست شاید تجلی هاے مرا افتادگی
در فن افتادگی از بسکه کامل گشته ام
دستگیری گر نمی کردی مرا افتادگی

زلف معشوقیم مے زیبد زما افتادگی
از تو ناز و عشوه می زیبد زمن عجز و نیاز
از زمین آموزد سر سبز و نقش پا افتادگی
سر خرد خیزد بروز حشر سودا چون شهید

پنجه چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک
سرکشی از شعله آید از گیا افتادگی
دل طپیدن ها ز خاک آستانش چه بود
هر که می دارد بخاک کربلا افتادگی

سرداران نامی نے جو اسطرح رد روکر کہا ملکہ مہرخ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت و شفقت فرمایا یارو تمہارا تم سب کو سلامت رکھے ہین تم سب صاحبون سے بڑی امید ہے یہ سمجھ لو کہ خواجہ کے تشریف لیجانے مین کوئی بھید ہے ایسی بے اعتنائی کبھی خواجہ نے نہ کی تھی ایسے کلمات زبان پر جاری تھے کہ نام سے انکے نفرت ہوتی ہے بس صاف ثابت ہے کہ اسمین کوئی مطلب حاصل ہوگا انکی باتین عیاری کی گھاتین ہین ہم کہان سمجھ سکتے ہین خواجہ عمرو ایسے نہین ہین کہ اسد دلبر جبین کو اس مصیبت مین چھوڑین ہمے ایسے حال پر ملال مین منھ موڑین انشاء اللہ بہت جلد ظہور ہوگا قلب مضطر کو سرور ہوگا یہ فرماکر ہرکارونکو حکم ہوا کہ واسطے دریافت حال کے جاؤ دیکھو صنعت کیا کرتی ہے جو گزرے حرف بحرف ہمکو خبر دو اسی وقت ہرکارے لشکر صنعت سحر ساز کی طرف روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صنعت سحر ساز گذارش ہوتا ہے تحریر کر چکا ہون کہ صنعت نے گرد قصر سحر تیار کیا ہے تین کوس کے گرد مین حصار سحر کھینچا ہے چار سو سردارونکو گرفتار کرکے لیگئی ہے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی اپنے مقام پر آئی سرداران مقید کو طائرون کی صورت بنایا زندخانہ مین سب کو چھوڑ دیا آپ اوسی قصر مین آکر ٹھہرے اہالیان لشکر نے مبارکبادی دی نذرین گذرنے لگین صنعت نے حکم دیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئے اے ہمجولیان افراسیاب والے ساحران لاجواب تمنے بڑا نام کیا مسلمانون سے کیسے کیسے لڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تمہارے ہی تعریف کرتے عشاق سبز رنگ ایسا اوستاد زبردست کہ سحر و ساحری مین یکتا تھا سحر سے اسنے ملکہ بران شمشیر زن کو قتل کیا کیسا عقلمند و ہوشیار صاحب سامری و جمشید اپنے کو کیسا کیسا اس نے عمرو سے بچایا عیش و آرام ترک کر دیا تھا لیکن لیکن کچھ ہوشیاری نہ چلی ساریان راہ نے کس کروفر سے مار اکس کس کا ذکر کرون شاہنشاہ کو تو عاجز کر دیا قہر قلب مین آگئے اور یہ کامل اور ساحری کی تعریف کرتے بڑے بڑے ساحران جلیل نمکحرامان ذلیل کے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ کو غم و الم سے

پھر دیا مگر مین نے کیا تدبیر معقول کی نگوڑا ساربان زادہ یہان عیاری کرنے نہ آیا مردہ بنکر میان چالاک آئے
برق بھی خوب تڑپے پھڑکے یہان جانسوز و ضرغام بھی تو ہمراہ تھے پھر میرا کیا کر سکے قید خانہ مین جانور
بنے ہوئے پھڑک رہے ہین ساربان زادہ خود نہ آیا کالا کیا کا ہوا بنا آتا تھے پھرتا تھا بڑے بڑے ساحرون
کو آسنے لوٹ کر مارا نابدولت کے سامنے نہ آیا جلا کر خاک کرتی ہمیشہ تم توڑتی دل مین بڑے بڑے پیچ اٹھا کے
اب بعنایت سامری و جمشید منزل مقصود تک پہونچی بدون حکم ما بدولت اگر حصار سحر مین قدم رکھے موت کا
مزہ چکھے ملکہ ظلمات جادو وزیرزادی و گیسو کشا و نہنگ و پلنگ و اژدر بیران وغیرہ ساحر عرض کر رہے ہین
حضور آپ کا مثل کون ہے اگر آپ کا قدم درمیان مین نہوتا طلسم ہوشربا کا خاتمہ ہو گیا تھا آپ ہی نے
نام سامری پرستی روشن کیا چراغ مسلمانان گل کر دیا یہ چار سو سردار مخمور و باغبان و بہار وغیرہ کیسے سردست
تھے تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب زبردست اندازی شوار تھی زمین کانپتی تھی جب بہار
نے سحر کیا باغ پر بہار تیار ہوا طائران زمزمہ سرا آشکار ہوے جسنے اس باغ کی ہوا کھائی بہار کا ہو خواہ
برباد و تباہ ہوا میان مصور جادو و مرشدزادے کہلاتے ہین بارگاہ مین بیٹھکر بڑی باتین بناتے ہین بہار
نے کیسا کیسا ذلیل کیا باغ سحر مین سحر مین پھنسایا کچھ کہی نہ بن پڑی آخر شہنشاہ نے آکر چھڑایا باغ بہار
کس قہر و غضب سے جلایا آپنے اس بہار جادو کو کس تکلیف سے گرفتار کر لیا عندلیب خوشنوائی ہوتی تیغ
مین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہے باغبان کو کس لطف سے پکڑا ہی مخمور کا نشہ ہرن ہو گیا اب لشکر اسلام
مین کون لڑنے والا ہے صرف بی مہرخ باقی ہین اتنی تو ہرکارون نے خبر دی ہے کہ سب ساحر ساتھ چھوڑ
کر چلے گئے بڑے بڑے مرنے والے جا کر دہیات مین چھپے یقین ہے اسی ہفتہ مین بی مہرخ و ملکہ بہ جبین
اصلاح کا پیغام دین اگر قدمون پر گرین صنعت نے کہا تو یہ اب مین عذر و انکسار کسی کا کب مانتی ہون ان
سب کو اپنا دشمن جانتی ہون سب کو ایک دن قتل کرونگی ابتو چین کر دور جام سے ارغوانی ہو طائفے معقول
طلب ہون لیکن لے ظلمات اسکا خیال رکھنا جو طائفے یہان موجود ہون ہی آکر مصروف رقص و سرود ہون اگر کوئی
سازندہ بھی کم ہو خبردار حصار سحر سے کسی کو آنے نہ دینا ظلمات نے عرض کی لونڈی نے سامان کر لیا ہے کل سامان
عیش و نشاط اندر حصار کے حاضر ہے لونڈی ان امورات کی ناظر ہے کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکی یہان ضرورت
ہو آپ مطمئن رہین کیا مجال ہے کہ جو پرندہ پر مار سکے مجال ہے کہ درندہ اندر حصار سحر کے آسکے یہ کہکر ظلمات
جادو اٹھی لشکر مین حکم عام دیا ملکہ عالم نے فرمایا ہے کہ سامان عیش و نشاط مہیا ہو جملہ سردار و پیادے ملازم

دنمکخواران مصروف سامان عیش و نشاط ہوں بعد ایک ہفتہ کے بی مرخ پر لشکر کشی ہو گی اب کی مرتبہ خاتمہ ہے عمر بھر چین کرد عہدہ ہائے جلیل ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کر دیگا دامن عصمت مراد سے بھر دیگا اندر حصار کے بارہ لاکھ ساحر فروکش ہیں دوکان دار تاجران جلیل ساحری پر ستونکے کفیل یہ خبر فرحت اثر سنکر شاد ہوئے جا بجا بارگاہ میں خیمے استادہ ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز قصر عالی پر آکر بیٹھی مصاحبوں نے گھیر لیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ساقیان ماہ رخسار و رقاصان گلعذار حاضر ہیں ساز ملے ہوئے ایک ایک حور شمائل پری طلعت خوبصورت نشہ میں شراب کے مست ساقی بچے جام مے گلنار پلاتے پھرتے ہیں بعض نشہ میں لڑکھڑا کر گرتے ہیں ایک نازنین مہ جبین نشہ میں چور اپنے حسن و جمال پر مغرور رقص کر کے سامنے ملکہ صنعت سحر ساز کے کس ناز و انداز سے یہ غزل محبت خیز عشرت انگیز گانے لگی پھر تو ایک عجیب عالم محویت ہوا صدائے واہ واہ بلند ہر شخص خورسند غزل۔

اب تک سے بادہ کشو آ نہیں سکتی توبہ
نہ گئی باب اجابت تلک اپنی توبہ
میں تو آمادہ ہوں پر کیا کروں اے واعظ
کی ہے کیا تو نے پلانے کی بھی ساقی توبہ
بادہ خواری کا کیا قہر مغان پر جلسہ
خوف عصیاں سے جو کرتا ہے یہ عاصی توبہ
توڑ ڈالا ہے زمانے نے مجھے اے واعظ
ساقیا چار کے دکھلانے کو کر لی توبہ
دیکھ لے تو جو کبھی دختر رز کا جوبن
تجھ کو لینے کو بھی دو دن نہ نباہی توبہ
موسم گل تو ہے دو چار ہی دن کا مہمان
لو قلق نے بھی نصوحا کی طرح کی توبہ

پیتے ہی موج مے ناب کی بیٹری توبہ
کسی انسان کا دل تو نہیں توڑا واعظ
کرنے دیتی نہیں ایام جوانی توبہ
شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
ہمنے اس سال بڑے ہوم سے توڑی توبہ
مست ہو جاتا ہوں از خود جو یاد آتی ہے
ورنہ خر مستی سے لوٹی نہیں میری توبہ
دال توبہ شکنی پر ہے شکستہ حالی
واعظا توڑ سے مری طرح سے تو بھی توبہ
واعظو ہمسے تقاضا نہ اٹھا کیا کرتے
میں نئے سر سے بھی کر سکتا ہوں ساقی توبہ

ہیں وہ میکش کہ پھر رہ کے اٹھ چکی توبہ
کیا خطا ہمیں ہوئی میں نے جو توڑی توبہ
تو یہ بادہ کشی کی ہے بھلا میں نے تو
میں نے ایام جوانی میں اگر کی توبہ
لب حمت سے صدا آتی ہے آمین آمین
چار دن بھی نہیں مجھ رند سے نبھتی توبہ
سکتی مجھ سے تو دو دن بھی جیت سکتی
رند مخلنج کی ثابت نہیں رہتی توبہ
حرمت توبہ بھی سمجھو نہ ذرا استغفار
قرض میں بادہ فروشونکو لگا دی توبہ
یہ تمنا ہے کہ شہرہ ہو ہر اک ملک میں

دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے صنعت سحر ساز تخت نکہت پر مست شراب ناب جھوم رہی ہے قصر کی یہ قطع ہے کہ سامنے کا دروازہ سامنے سے کھلا ہوا ہے دالیان لشکر پیش نظر معلوم ہوتے ہیں جا بجا فرش بچھے ہیں لالے چل رہے ہیں جھاڑ و کنول روشن در و دیوار پر گلاس

چڑھے ہوئے روشنی بیحساب کہین پیادے جمع ہین کہین پر بیچ مین رسالہ دار گرد انکے سوا ایک دیہاتن نشہ مین شراب
کے ٹھیریان گا رہی ہین رسالدار صاحب کو لبھا رہی ہے ہر مرتبہ جیب مین ہاتھ ڈال روپیہ اشرفی نکال رنڈی سے ہاتھ ملایا
وہ بھی خوشی مین آ کر بیٹھ گئی دیہات کی رہنے والی بتانا نہین چاہتی اپنے گنوارپن تناتی ہے ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہے دیہات کی وضع گلبدن کا چوڑی دار پاجامہ اسمین ٹول کی گوٹ زرنگاری قطع دوپٹہ برسات
کھایا ہوا کہین سے سفید کہین زرنگاری ہر طرح کی اسپر گلکاری چٹکی کی چھڑیان ٹکی ہوئین کالی کالی صورت بھولے
بھولے گال نشہ مین عجیب چال بیل ملنے کی خوشی مین مچل رہی ہے رسالدار صاحب بھی بہوت اشارے کر رہے ہین
ہمارے خیمے مین چلو وہ ہنسکر بول اٹھی میان مثل مشہور ہے دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم تم آنکھین بند کر لینگے
جانینگے کوئی نہین دیکھتا کہین لاؤ لاؤ کی صدا ہے دور شراب کے چل رہے ہین دوکانون پر سوداگرون نے بھی
چندہ جمع کر کے ناچ کرایا ہے ہر بازار مین میلا ہے بیکار کا جھمیلا ہے بھنگڑین دکانون پر بیٹھی ہین شراب کا رسے
ملی ہے ایک ایک جام ملا چرس پر دم مارا بہوت ہو کر بیٹھے ہین بار بار کہہ رہے ہین بی ساقن دم کی خیر ہے ایک جام
اپنے ہاتھ سے پلاؤ سالجھان کا کڑہ جباؤ ساقن مسکرا کر رہجاتی ہے کچھ جواب نہین دیتی کہین سبزی گھٹ رہی ہے
ایک سمت کمہارون کا جلسہ ہے ٹھیک بجاتے ہین گا بجے پر دم لگاتے ہین نشہ مین پکار اٹھتے ہین بھائی مہرا آج تو ذرا بیدل ہے
اپنا تو یہ قول ہے جسنے تپی کا بجے کی کلی اوس پیٹے سے بیٹی بھلی ہلینو مین رسالو مین جلسے جمے ہوئے نشہ شراب
کے جوش بعضے سرمست بعضے مدہوش کوئی کیچڑ مین پڑا لوٹ رہا ہے کوئی مہری مین جا گرا ہے صنعت سامنے سے
بیٹھی دیکھ رہی ہے کہتی ہے کیون صاحبو یہ جلسے تو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے اگر شاہنشاہ افراسیاب جادو
ہوتے بہت پسند کرتے کل کے جلسہ مین شہنشاہ کو بھی طلب کرونگی ملکہ حیرت خاتون محل شاہنشاہ بھی سرفراز
فرمائینگی ضرور اس محفل عیش مین آئینگی تمام سرداران صنعت سحر ساز پھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوئے نشہ
شراب مین جھوم رہے ہین کبھی کہتے ہین اے یادگار سامری و جمشید کون آپ کا پردہ دنیا مین مثل و نظیر ہے
اب شاہنشاہ کل طلسم ہوش ربا حضور ہی کے سپرد کر دینگے ملکہ حیرت کو کیا دخل رہیگا وزارت کسی اور
کے نام ہوگی سلطنت حضور کے نام ہوگی ہملوگ سرفراز ہونگے اپنے اپنے مرتبہ پر ناز ہونگے یہ باتین آپسمین ہو ہی
رہی تھین کہ یکایک صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی اس قدر باجون کا شور تھا کہ گردون کر ہوتا تھا نخل ہائے
صحرا جھک گئے پہاڑ تھرائے اس قدر غل و شور جو ہوا ملکہ صنعت نے سر اٹھا کر دیکھا اس لیے
اس قدر روشنی معلوم ہوتی تھی کہ گویا جنگل مین آگ لگی ہے ہزارہا بیجشاخے طلائی و نقرہ کار جواہر

گیا ہوا بعد سنچیتا خے والونکو ہزارہا مشعلچی گنگا جمنی دستیان ہاتھ مین گلنار جوڑے لباس زرق برق مشروع کے پائجامے مینو کے انگرکھے سرخ پگڑیان اپنر سنہرے کام ایک جانب ہزارہا تخت اپنر جھاڑ بلوریں گلاس لماس کے لالٹین یاقوت رنگا رنگ ساتھ ساتھ روشن بگلد وستون پر بہار غول کے غول سامنے سے نکلے انکے بعد لاکھون سوار لباسہاے فاخرہ زیب جسم دو رکابے مرتب واداری سے مطلب پیدل غول کے غول غٹ کے غٹ جوڑے سرخ پہنے ہوے لالہ زار کھلا ہوا معلوم ہوتا ہے صدہا تخت کسے ہوے کمہار زرق برق وردیان بانات سلطانی کی اپنر کام زردوزی بنا ہوا تخت کاندھون پر اٹھواے ہوے ان تختہاے زرین پر نازنینان پری چہرہ دریاے جواہر مین غوطہ زن یا ناز و کرشمہ ان تختون پر متمکن پہلو مین خوش گلوساز ندے تا مین مارتی ہوئی غزلین عاشقانہ خوشی خوشی گا رہی ہین شعر وہ طبلون کی آواز انکی صدا۔ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا۔

کبھی خوشی مین آکر پھول جاتی ہین یہ سہرا گاتی ہین سہرا

اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
کشتی زر مین مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ کہے صل علےٰ یہ کہے سبحان اللہ
گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھکر سہرا
روے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا
پھرتی خوشبو سے ہے اترائی ہوئی باد بہار
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہے تو سر پہ سہرا
کثرت تار نظر سے ہے تماشائیون کے
واسطے تیرے ترا ذوق تماگر سہرا

آج ہے یمن سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
دیکھین مکھڑے پہ جو تیرے ہے منور سہرا
دھوم ہے گلشن آفاق مین اس سہرے کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
آک گھر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رونمائی مین تجھے دے مہ و خورشید فلک
دم نظارہ ترے روے نکو پر سہرا
جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دے اسکو

آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم سے فلک
رخ پر نوشے کے ترے سب سے ہے مسعود سہرا
تا بنی اور بنے مین رہے اخلاص بہم
گائین مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہم دم آرائش
تیرا بنوایا ہے لے کے جگنو پر سہرا
سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے مین بدھی
کھولدے منھ کو جو تو منھ سے اٹھا کر سہرا
در خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
دیکھ اسطرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

یہ تختہاے زرین ہزار در ہزار نازنینان مہ جبین کے گانے کی پکار اسکے بعد ایک مست ہاتھی نظر آیا چارون بھٹیان چمکتا ہوا ماتھا رنگین ہلال زرین ہیکل کئی لاکھ روپیے کی تیاری کی گلے مین گھنٹی سونے کی ٹھن ٹھن بجتی ہوئی گردن پر فیل مست کی ایک جوان فیلبان کئی ہزار روپیے کی تیاری کا جوڑا زیب جسم پگڑی پر الماس کا پھول آراستہ گجباک سونے کی ہاتھ مین تخت طاؤسی اس فیل مست پر کستا ہوا نوشہ حسین و کمسن مرادون کے دن

چہرہ مثل آفتاب عالمتاب صورت مین لاجواب سہرا زرتار اسپر بہاری سہرکی بہار زربفت کا رومال ہاتھ مین نوشاہ منھ پہ رکھے ہوے پشت پر نوشاہ کی ایک جوان سپاہی وضع با فر و شوکت جوڑا زربفت کا پہنے ہوے دریاے سلاح مین غوطہ مارے تیغہ آبدار کمر مین جوڑی خنجر نایاب کی لگی ہوئی قرولی زیب کمر سپر افشیشانی نمکستان دکھاتا ہے خود زرین صیقل مصیقل مثل آفتاب عالمتاب تابان و درخشان سر پر ایک رومال ہاتھ مین مگس پرانی نوشاہ کی کر رہا ہے پشت پر لکھوکھا فوج دریا موج جوڑے سب کے رنگین جوانان خوشرو مین پھریرے علمہاے زرنگاری کے کھلے ہوے اپر تعریف پڑھنے دوسو خداوندون کی بخط جلی مرقوم برات کے آمد کی دھوم نوشاہ پر زر و جواہر لٹتا ہوا نہر رہا شہدے روپیہ لوٹ رہے ہین آواز دیتے جاتے ہین ارے پھینک ارے پھینک مٹھا روپیون کا برابر چل رہا ہے لٹیرے لوٹ رہے ہین شہدونکی کمرونمین بنڈیان روپیون کی چڑھی ہوئی ہین نہر رہا باقی بچہ دردگوش مرصع پوش اس رہبری مین جام سبو گردش مین ہے مست کرنے کی کوشش مین ہے خوشی خوشی آپسمین چہلین کرتے جاتے ہین ٹھٹھے لگاتے ہین خوش فعلیان کرتے ہین شراب پیتے جاتے ہین نشہ مین شرابی مستانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار کیفیت تمام گاتے ہین اشعار

دکھا اے ساقی گلرنگ چہرا
بنی بنت العنب ساغر بنا ہو
قمر کا جام سے ہو رنگ پھیکا
کلس شادی کا بنجاوے ثریا
خنادل چومتے ہین گل کا چہرا
سر طاؤس کی کلغی بنے مور
بکار آمد گلونکی سنکھڑی ہے
صبا غنچے کا کنگن کھولتی ہے
ہر اک سرو سہی ہے شمع تابان
کنول ہین روشنی کے جو کنول ہین
بعینہ عطر کی شیشی کلی ہے
ہر اک طاؤس ہے پشواز پہنے

لگا لا کشتی صہبا مین بھرا
بہم سامان شادی ہون بہر طور
جبین پہ عکس مینا کا ہو ٹیکا
مبارکباد کا ہر جا پہ غل ہے
سیہ تار زلف سنبل کا سہرا
نظر مین مو چھل ہو رو نکلے پریان
دل بلبل کو پھولونکی چھڑی ہے
خیابان محفل عشرت بنی ہے
ہر اک شمشاد ہے سرو چراغان
ہین بزم آرا جوانان گلستان
گل سوسن نہین چاندی ڈلی ہے
ترانے چہچہے بلبل ہین گاتے

خوشی کا میکدے مین سامنا ہو
سر ساغر پہ دست رند ہو مور
ہو ساز عیش سے ہر شے مثابہ
دولھن ہے بوے گل نوشاہ گل ہے
گل صدبرگ مین شملے کے ہین طور
نہین بال و پر بلبل چھوڑے ہین
در امید شبنم رولتی ہے
ہے خیمہ ابر سبزہ چاندنی ہے
ہوا بلور کی ہانڈی کے پھل ہین
ہر اک برگ شجر ہے بیڑہ پان
چکوے ہین لباس ناز پہنے
بجیرے ہین گل [illegible]

بنا سارنگیسان ہر ایک نہ بنور
ہر اک فوارہ پچکاری سلیے ہے
گلابی انگور کے منھ پہ لگا ہے
سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے
غرض کیا ذکر لطف بوستان ہو

بجاتے ہین خوش الحان للا طنبورا
نیظر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پر عبیر زر لگا ہے
گلے ملتی ہے شبنم جزو کل سے
کہانتک حول گیسوکے بیان ہو

ہر اک گل بادہ شبنم پیے ہے
شرابی کبک بلبل بن رہے ہین
ہر اک شے مین نئی خوبی ہوئی ہے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
قمر ساقی بچے ہین دل لبھاتے

کبھی ٹھمری کبھی غزل ہین گاتے ۔ غزل موافق مضمون

مختصر ہونے مین اے یار جو قابو ہوتا
جب بھی اے یار ترا سایۂ گیسو ہوتا
خوب ہی پھر تو سمجھتا مین دل دشمن سے
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا
واہ کیا خوب گذرتی نفس چند لے دل
ذرہ افشان کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا
جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر اے دل
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا
کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتی
خم مری طرح سے ہر سر ولب جو ہوتا
یہ ستم کا ہیکو سہتے بت ظالم کے کبھی
کونسے شعر مین تیرے نہین پہلو ہوتا

خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار پہ بوسہ
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا
خوب پہلو مین سلاتا تجھے پیکھٹکے مین
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا
ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جاتا
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا
پھر تو بے آب ہزارون کی گلو کٹجاتے
دھیان قاتل کا مرا بطرح جو گیسو ہوتا
بعد مردن بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر افعی پیچان کرتی
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
اور چندے نظر آتا نہ اگر ردے سحر
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا
تکمۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا
دل نہ اٹکا کسی بیرحم سے رشتہ ہر دم
خم شمشیر جو ہمصورت ابرو ہوتا
سچ تو یہ ہے نہ پڑا یار محبت ورنہ
خاک ہوکر بھی مین گرد رم آہو ہوتا
جابجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم

وہ ہنگامہ برات کا ہے کہ ملکہ **صنعت** سحر ساز دیکھکر متحیر ہوئی ہزارون چھکڑون پر پکوان و مٹھائی لدی ہوئی ایک جانب چھکڑے سے چلے آتے ہین ہاتھی دولھا کا حصار کی جانب بڑھا ملازمان **صنعت سحر ساز** نے غل مچایا خبردار برات کو روک لو اب آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا بیہوش ہوکر گر پڑیگا یہ جو پکار کر کہا ہزار ہا ساحر ہزار ہا دلا اور دولھا کے ساتھ والے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے قریب حصار آکر پکارے ارے یہ کسنے حصار کیا ہے کیا یہ سرزمین طلسم ہوشربا کی نہین ہے اگر یہ سرحد ہوشربا نہین ہے ہم اور جانب بھٹک کر نکل آئے تو ابھی طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دینگے حصار کرنے والے

کو خاک مین ملا دینگے نگہبانان صنعت نے جو دیکھا کئی ہزار ساحران غدار صورتین خونخوار بلاے روزگار مرنے پر تیار آمادۂ حرب بیکار جھوم جھوم کر بڑھے آتے ہین کئی سو برہمن پنڈت پوتھیان ہاتھ مین اشلوک پڑھتے ہوے ساعت بچار رہے ہین وہ بھی پکار رہے ہین لگن تنگ ہے جب سے لڑوگے غالب آوگے نگہبانان صنعت نے جو یہ قیامت دیکھی پکار کر سرداروں سے کہا آپ لوگ اسقدر نہ گھبرائیے یہ سرحد ہوشربا ہے ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر بنایا ہے یہ سنکر وہ سردار بلیٹے سر پر دولہا کے جو جوان ملٹ پنی کر رہا تھا اس سے عرض کی کہ اے سرفروش جادو ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار بنایا ہے کیا حکم ہوتا ہے ابھی اگر آپکا ارشاد ہو جان لڑا دوں اس حصار سحر کو مٹا دین اس جوان نے منع کیا ملازمان صنعت کو قریب ہاتھی کے بلایا کہا جاکر ملکہ صنعت سحر ساز سے کہو تمھارے بھتیجے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغرب کے صاحبزادے کی شادی ہے برات لیے جاتے ہین وہ سامنے جو پیپل ہے وہان پوجا پاٹ کرینگے چند ساعت کے واسطے حصار سحر ہٹا لیجیے دولہا آپکو نذر دیگا ہم سمجھتے تھے شاید کسی غیر کا مقام ہے جاؤ سمجھا کر ملکہ صنعت سے کہو اور یہ بھی کہنا کہ برادری مین آپ بدنام ہو ملین اس جلسہ مین شریک نہو سکین چودھری صاحب آپکا حقہ پانی بند کر دینگے کچی پکی دونون پڑینگی جلد حصار ہٹائیے ہماری ساعت مین فرق نہ آنے پائے ورنہ آپ سے پھر کچھ نہ کہین گے فوج کو پامال کر کے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے شاہنشاہ ہمارے تشریف لائینگے بیس لاکھ برادری والے انکے ساتھ ہین ہم سب پوجا پاٹ کرینگے اسواسطے آگے بڑھ آئے اگر ایک دن بھی برات رکی جائیگی سارا فرچہ دینا ہوگا سواے رنج و ملال کے پھر اور کیا ہوگا ہم آگاہ کیے دیتے ہین ہمارے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغربی اور تمھاری ملکہ صنعت سے مفت بگڑ جائیگی آفت آئیگی ملازمان ملکہ صنعت دوڑے ہوے گئے تمام کیفیت ملکہ صنعت سحر ساز سے بیان کی صنعت سحر ساز نے کہا صاحبو حقیقت مین بڑا غضب ہوا رقعہ آیا تھا لڑائی مین مجھکو اصلا خیال نہ رہا برادری مین بیشک میری تلاش ہوئی ہوگی لیکن میری جانب سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرو کہ ہمین آپکے فرمانے مین عذر نہین ہے برادری سے کوئی سرکشی نہین کرتا ہے نہ یہ کہ ہمارا اور انکا تو ایک واسطہ ہے مگر اس حصار مین گنہگاران شاہنشاہ ہوشربا قید ہین آپ اتنی تکلیف کیجیے پانچ کوس چڑھ کے نکلجائیے شاہنشاہ افراسیاب جادو کا حکم ہے یہ جو جاکر ملازمان ملکہ صنعت سحر ساز نے کہا وہ جوان صاحب شوکت و شان یعنی سرفروش جادو بگڑ گیا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا قبضے پر ہاتھ رکھا بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا ملازمان صنعت

صنعت سحر ساز نے جب یہ انداز دیکھا کہ بہت بڑا گولہ آہن کا بلکہ کئی من کا اسیر خون کے چھینٹے دیئے ہوئے ہاتھ پر رکھا چرخ دیا یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا با شید ے ملازمان صنعت ہوشیو ہو جاؤ منم سرفروش جادو فرزند دلبند شاہنشاہ جان نثار جادو سپہ سالار لشکر ظفر اثر شاہنشاہ تاجدار جادو یاد رکھو کہ یہ گولہ موت کا چلتا ہے پھر اصلا کوئی شاہنشاہ سے شکایت نہ کرے ہم آگاہ کر چکے ہماری ساعت مین فرق آتا ہے زیر نخل یہ جا پاٹ کرینگے صبح ہوتے ہوتے برات دلہن کے مکان پر پہونچیگی اگر دن نکل آیا برات پلٹا لیجاوینگے ہمارے شاہنشاہ تاجدار آسکے خون کی ندیان بہا دینگے یہ گولہ خاص خداوند سامری و جمشید کا بنایا ہوا ہے کچھ بہت بڑا سحر نہین ہے صرف گیارہ لاکھ آدمی مرینگا سر ٹکرا ٹکرا کے جان دیگا یہ بھی اب جا کر ملکہ صنعت سحر ساز سے کہدو کہ دیکھیے برادری مین بگاڑ ہوتا ہے ہم خطا سے بری ہین آپ کو اب اپنی وزارت پر غرور ہے پھر ہمارا کیا قصور ہے برادری کو چھوڑیئے وزارت کی پابند رہیے مگر آپ اتنو بندگان سامری پر رحم کیجیے ورنہ روبرو خداوند سامری و جمشید کے پوچھ تاچھ ہوگی یہ پوچھا جائیگا ہمارے بندون کو کیون مارا ہم صاف کہدینگے بی ملکہ صنعت سحر ساز نے آپ کے بندون کو قتل کرایا ہمارا کوئی قصور نہ تھا برات کو روکا ما بدولت کو ٹوکا یہ کہکر گولہ اچھالا یہ قیامت جو ملازمان صنعت نے دیکھی فریاد کرنے لگے کہا میان سرفروش جادو واسطہ سامری و جمشید کا ذرا اور ٹھہر جاؤ ہم غریبون کے حال زار پر رحم کھاؤ ایک مرتبہ ہم سب در جا کر ملکہ صنعت کو سمجھالین پھر آپ کو اختیار ہے اس جوان نے مسکرا کر کہا دل تو نہین مانتا مگر خیر تم جاؤ جلد جواب لاؤ کہدینا کہ اے صنعت اتنا غرور نہ کر بہت جلد تجھے انتقام ہوگا دیکھنا تو سہی کہ اس فساد کا کیا انجام ہوگا ملازمان صنعت روتے پیٹتے روبرو ملکہ صنعت کے آئے گھبراہٹ مین منھ کے بھل زمین پر گر پڑے کہا اے ملکہ واسطہ سامری و جمشید کا ہم سب کی جانین بچاؤ سرفروش جادو بگڑ گیا اتنا بڑا گولا نکالا کہ ہمنے کبھی نہین دیکھا اگر اسکا گولہ چلیگا کہتا ہے کہ گیارہ لاکھ آدمی مرینگا پانچ لاکھ جادوگر ساتھ ہین سب لڑنے مرنے پر تیار ہین سرفروش جادو بھی ساحر بے نظیر خوش تقریر گولہ اٹھا کر سحر کے وہ الفاظ پڑھے کبھی ہمارے دادا نے بھی نہ سنے تھے ہمارے تو قلب کانپ گئے اتنا جو ہمنے کہا کہ پانچ کوس برات چڑھکے لیجائیے سرفروش جادو بگڑ گیا کہتا ہے صبح ہوتے برات ہماری دولہن کے مکان پر پہونچا چاہیے ہزارون قلعہ آتشبازی ساتھ ہین سیکڑون چھکڑون پر پکوان ندہ حضور برابر

روپیہ لٹ رہا ہے سنا ہے چار کرور روپیہ کی شادی ہے بیٹی والا بھی بڑا سیٹھ ہے برات سات روز تک یہان
رہیگی آپ اتنی بڑی برات کا بار اٹھائیے گا سرداروں نے بھی ملکہ صنعت کو سمجھایا بندگان سامری
پر رحم کیجیے آپ یہین نہ لڑوائیے حضور ہمنے سرفروش جادو کو بہت سمجھایا کہ گولہ لشکر صنعت پر نہ پھینکے
تب اسنے ہاتھ روکا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دولہا ملکہ صنعت کو نذر دیگا ورنہ ہمارے شاہنشاہ تاجدار
جادو شکایت کرینگے ملکہ صنعت سحر ساز کو یہ باتین سنکر اک سناٹا آگیا ظلمات جادو وغیرہ سے
کہا صاحبو اب کیا صلاح ہے سب نے کہا حضور ہمارے نزدیک اسی مین فلاح ہے کہ آپ یونہین قصر مین
بیٹھی رہیے راہ راہ برات نکل جاوے دیجیے وہ رواروی کرکے چلے جائین اسقدر ٹھہرنے پائین انکو تو خود جلدی
ہے ایک منٹ گذرنا انکو شاق ہے وہان دولہن کے مکان پر جماؤ ہوگا صبح کو شاہنشاہ تاجدار جادو بھی برادری
وانکو ساتھ لیکر اسی راستے سے جائینگے آخر ملکہ صنعت کو کچھ نہ بن پڑا کہا اے ظلمات تم جاؤ اور چند ساعت
کے واسطے حصار سحر برطرف کردو مین قصر سے دیکھ رہی ہون قصور اپنا شاہنشاہ تاجدار سے معاف کرا لونگی
یہین سے بیٹھے بیٹھے دولہا کی نذر لونگی جب برات نکل جائے فوراً حصار سحر آراستہ کردینا ظلمات و گیسو کشا
وزیرزادیان مع چند مصاحبون کے چلین یہان دولہا کا ہاتھی قریب حصار جھوم رہا ہے بڑے بڑے ساحر
ترنج و نارنج ہاتھ مین لیے ہوے کہہ رہے ہین کیون میان سرفروش جادو حصار سحر توڑین آگے بڑھین
طبقے زمین کے الٹ دین آگ برسائین آپ کے دشمنون کو جلائین سرفروش جادو کہہ رہے ہین ہم موت سے
منھ نہ موڑینگے رشتۂ یگانگت کو نہ توڑینگے ذرا اور ٹھہر جاو جواب باصواب آلینے دو یکایک سامنے سے معلوم ہوا
ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا پہونچین یہ سامان بہ امادگی ساتھ والونکے غصہ فوج والون کی تیاری اور
بہوتون کی بیقراری پکار رہے ہین ہمارے بچاؤ مین فرق آتا ہے ساعت گزری جاتی ہے سجوگ نہ دولہا
دولہن کا نہ ملیگا ملکہ ظلمات و گیسو کشا کے ہوش اڑگئے اور یہان ملکہ صنعت سحر ساز نے بھی حکم
دیا فوج تیار ہو دونون جانب فوج کی صفین باندھو بیچ مین سے برات گزرے بارہ لاکھ ساحرونکا لشکر
ملکہ صنعت سحر ساز نے تیار کرایا دو راستہ جم کر کھڑا ہوا ظلمات و گیسو کشا سحر ساز کو دفع کیا پکارکے
آواز دی بہ حکم سامری برات آگے بڑھے بیچ مین سے ہماری فوج کے برات خرامان خرامان نکلی جاتی ہے یہان
سرفروش جادو نے آواز دی اول تو زیر نخل پہونچنا واجب و لازم ہے وہان پر جاکے پوجا پاٹ ہو نیدت
وہ برہمن آگے بڑھین یہ کہنا تھا کہ برہمنون کے غول کے غول غٹ کے غٹ آگے بڑھے اور راجہ کے ما

ہاتھ میں پتیمری دھوتیاں کھلی ہوئی اب فوج خرامان خرامان دولہا کا ہاتھی جھومتا ہوا سونڈ ہلاتا ہوا بڑھا دو راستہ فوجین ملکہ صنعت سحر ساز کی بیچ مین سے برات جاتی ہے نوبت ونقارے بجتے ہوے ہزار ہا ہزار روشن پچنباخے لکھو در لکھ فتیلے جو جلگئے انکو پچنباخے والون نے بیکار جانکر پھینکدیا صاف ثابت ہے کہ آسمان پر ستارے جھل ملا رہے ہین ملکہ صنعت سحر ساز جس قصر مین جلوہ فرما ہے دریچہ اسطور سے سر راہ واقع ہوا ہے کہ جب ہاتھی دولہا کا زیر قصر پہونچیگا دولہا کر ظاہر کرنذر دے سکتا ہے ہاتھ دولہا کا صنعت تک پہونچ جائیگا مگر میان سرفروش جادو جو دولہا کی پگیس پلی کر رہے ہین نہایت بہادر دجری جوان قد شجاعت لیاقت چہرے سے آشکار پکار کر آواز دی اپنے اپنے کام پر سب ہوشیار ہو جائین آمادہ سرفروش جادو نے کہا ہزار ہا آتشباز کمرین باندھے آستینین چڑھائے ہوے چھکڑون پر قلعہ لدے ہوے تھے آتشباز مثل شعلہ جوالہ جھپٹے ہزار ہا لڑ بندی بلیان گڑین ٹٹیان اسمین بندھین اہالیان لشکر صنعت حیران ہین بلکہ غلغلہ کر رہے ہین کہ مار دیان قلعہ نہ داغنا گھوڑے لشکر کے چراغ پا ہو جائینگے مگر کون کسکی بات سنتا ہے اندر حصار سحر کے آگئے ہر گوشے پر دو دو قلعہ آتشبازون نے چڑھا دیے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہے مزدور ٹٹیان پہونچا رہے ہین آتشباز باندھتے جاتے ہین لاکھ لاکھ ملازمان صنعت نے پکارا آتشبازون شعلہ مزاج کسکو جواب دیتے ہین چھچھوندر کی طرح دوڑتے پھرتے ہین اب ہاتھی دولہا کا قریب قصر ملکہ صنعت سحر ساز پہونچا طائفون نے بھی اسی مقام پر ہجوم کیا ساز بج رہے ہین تانین اڑ رہی ہین ایک گائن نہایت خوش آواز بصد ناز و انداز یہ اشعار بالکل بے قرار ہو کر گا رہی ہے دل محفل کو لبھا رہی ہے کرشمہ معشوقانہ دکھا رہی ہے اشعار

ہوش و خرد گئے نگۂ سحر فن کے ساتھ
سیدھی جو بات بھی ہے تو اک بانکپن کے ساتھ
یاد آگیا ترا قد رعنا جو باغ مین
جنگل ہی پھر رہا تھا قلق مین سمن کے ساتھ
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
سونا ہے یہ آ سپہر کہن کے ساتھ
گندم ہے سینہ چاک خلق بہشت مین
چشمک فی کر رہے ہے سہیل یمن کے ساتھ

اب ہے جو اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ
سنداتین نئی ہین دل پر محن کے ساتھ
کیا کیا لپٹ کے رکھے ہین سرو چمن کے ساتھ
ناصح نہ دے فدا تجھے اے پنجۂ جنون
لپٹا پڑا ہے مردہ گویا کفن کے ساتھ
دوزخ مین بھی جو ہین تو نہ سیر ہوئے بہشت
آدم کو کیا نہوگی محبت چمن کے ساتھ
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار

ہے آنکھ سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے تیغ کہن کے ساتھ
وحشی کو دیکھنے یکھا جو اسکی نگاہ سے
ٹکڑے اڑا دیے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ
یا یا فدا اثر نہ کہین رات بھر بجے
آتش مین پیچ و خم مین کسی گلبدن کے ساتھ
اللہ رے تاب حسن کہ اسکا در بہاق
باتین کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

ترے بلا کش اثر دوزخ کو کھینچ لیں — آگ آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ
ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا — جبتک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

اسوقت وہان پہ ایک عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے گانے کی آوازین تا بہ فلک جارہی ہین قدسیون کے دل کو تڑپا رہی ہے میان **سرفروش** صاحب تخیتیان الماس کی برآمد اکمر سے نکال رہے ہین ایک سفید رومال بھی کمر سے نکالا ہے ملکہ **صنعت** ان تختیون کو دیکھ رہی ہے بلکہ دولھا نے ہرلایا کچھ چپکے سے کان مین **سرفروش** نے کہا **سرفروش** نے ہنسکر جواب دیا بیٹا دولھا صاحب مجھے خوب یاد ہے یہ تختیان برآمد نذر شاہنشاہ طلسم ہوش ربا تمہارے والد ماجد نے مرحمت فرمائی تھین مگر میان تم یہ بھی جانتے ہو کہ ملکہ **صنعت** سحر ساز ساحرون مین ممتاز قوت بازوے شاہنشاہ **افراسیاب جادو** ہین علم نیرنج و شعبدہ بازی مین منتخب و لاجواب ہین انکا مرتبہ کوئی ہیچ پوچھے انکا بچپن ہمنے دیکھا جواہرات کے کھلونون سے کھیلتی تھین ہمیشہ سے فیاض و سخی عاقل کامل رتبہ شناس نیک اساس خوش خلق و رحم دل ہین بس انمین اور بادشاہ مین اتنا فرق ہے کہ انکو ایک سو دیا ایک سو ایک تختی الماس کی شاہنشاہ **افراسیاب جادو** کو نذر دینا میرے نزدیک اتنا فرق بہت ہے میان دولھا صاحب دیکھو وہ سامنے قیدخانہ ہے سب سرکشون کو پکڑ لیا ہے انسانون کو حیوان بنادیا ہے انصاف تو یہ ہے کہ آبروایے انھون ہی نے ہوش ربا کی رکھ لی ورنہ یہ شادی کا ہیکو ہوتی خانہ بربادی تھی ہم لوگ سب بھاگے بھاگے پھرتے مسلمان ہم لوگون کو چن چن کر کے قتل کر دیتے ہین سامری و جمشید مٹجاتا مذہب خدلے نادیدہ پھیلتا ہے انھون نے ہم سب کو بچالیا کہانتک اسکا شکریہ ادا کرون **افراسیاب** تو نا قدر ہے ملکہ **صنعت** آسمان سحر و ساحری کی بدر ہے اسکی صورت قابل زیارت ہے کیسی صاحب شان و شوکت ہے لو تختیان رومال پہ رکھو بڑے ادب سے نذر دو سامری و جمشید نے بڑا فضل شریک حال کیا تمھاری شادی بھی مبارک ہوئی اس طرح سے جو باتین **سرفروش جادو** نے دولھا سے کین **صنعت** نے گوش دل سے سنین خوشی سے پھول گئی سارا آغاز و انجام اپنا بھول گئی مصاحبون سے کہا **سرفروش جادو** ہمارا رتبہ شناس ہے کیون نہو وہ خود بھی فلک اساس ہے ہمکو بچپن سے جانتا ہے بخوبی پہچانتا ہے یہ خود بھی رئیس ہے بڑا صاحب نفیس ہے دیکھو تو گفتگو کیسی سلیس ہے دبدبہ و شوکت سطوت و صولت چہرے سے آشکار جلالت شعار صاحب اقتدار ہے اسکی لیاقت و ریاست کا کس کو انکار ہے مصاحبون نے عرض کی کہ اے حضور سارے ہوش ربا مین بڑے ہے

سارے ہوشربا مین بلرطب ہے کہ آپ نے اہالیان طلسم ہوشربا کی جان بچائی مسلمانون کو بڑے زور و شور سے
شکست دی بیساختہ دریچہ سے سر نکالدیا کہا میان **سرفروش** صاحب جیسے تم ہے ویسا شہنشاہ تاجدار کا فرزند
ارجمند ہے ہمین تمھاری بھی لیاقت بہت پسند ہے **سرفروش جادو** نے کہا حضور آپ نے ہمکو نہ بھیجا تھا ایکا نام
سنکر ہم بھی خوش ہوے ورنہ اتنی دیر اگر کوئی ہماری برات کو روکتا اسطرح سے ہمکو ٹوکتا ایک گولے مین زمین
ہلا دیتے لیکن آپ کے تو تابعدار ہین سرفروش و خدمتگزار ہین لڑکا ابھی نہین جانتا کہتا تھا انکو اشرفیان
نذر دو مین نے سمجھایا آپ **افراسیاب** کے تاج سرکار ہین رتبہ مین سب سے بہتر ہین یہ باتین کر رہے ہین
اور ہاتھی بڑھتا چلا آتا ہے فیلبان کو اشارہ کیا ہاتھی کو اڑا کر دیوار سے ملا دو دولہا سے کہا اب صاحبزادے
اٹھو کھڑے ہوکر نذر دو انکے سامنے سب سرنگون ہوتے ہین یہ کہکر **ملکہ صنعت** سے آنکھ ملائی **صنعت**
دل مین کہنے لگی کیا جوان عالیشان ہے کیا آن بان ہے چہرہ پر نور رشک آفتاب ابرو ہلال ہر بات مین کمال
ہے بڑا خوش جمال ہے اگر اس سے صحبت کرے بڑا لطف حاصل ہو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری ناک
بڑی اتنے مین **سرفروش** نے کہا حضور بعد اس شادی کے گھڑی گھڑی کو حاضر ہونگے **صنعت** نے کہا میرے
سرفروش جادو ہاتھی سے اتر آؤ برات کو آگے بڑھنے دو صبح کے وقت چلے جانا شریک ہو جاناتھکے ماندے
ہو دو گھڑی یہین آرام لے لو **سرفروش جادو** نے مسکرا کر جواب دیا اسوقت تو نہ اترینگے رات کم
باقی ہے ہان ادھر سے پلٹ کر ضرور آپ کے پاس آئینگے اب تو نذر لیجیے دولہا اوٹھا سونے کی تھیلیان لماس
کی ہاتھ پر رکھین یہ تو ظاہر ہے کہ دولہا عطر مین ڈوبا ہے خوشبو دماغ جان معطر ہو گیا دولہا جھکا **صنعت**
نے ہاتھ بڑھایا **سرفروش جادو** نے آواز دی ہان یارو آتشبازی دغے خبردار دغا نہ کرنا بارہ لاکھ بان فرو
کے بیچ مین ہو سب تماشا آتشبازی کا دیکھین کھنچکر چلے پھلجڑی چھوٹے چھچھوندر دغے غبارے اڑے دو
قلعون مین آگ لگا دو انار چھوڑو ماہتابین روشن کرو اسی وقت آتشبازی چھوٹنے لگی ہزارون ہوائیان
چھوٹین غبارے اڑے ہوا ہوے قلعون مین آگ لگی گولے چلے زمین ہلی گویا شب برات آئی عجب ہنگامہ
بلند ہوا تمام عالم دھوان دھار ہو گیا رباعی بقول شاعر

آمد شب برات تماشا عجب پنٹ — حلوائے تر مرغن کر شوق سے تو چپٹ — اچھلیں گے کودیں رلکے مانند چھچھونٹ
جب چھٹ گئی چھچھوندر چنے زمین پر نٹ

ادھر تو چار سو تلوا ایک مرتبہ داغ دیا گیا دنا دنا سانا دھوین نے سارے
لشکر کو گھیرا ابر دھوان دھار چھا گیا ادھر **صنعت** تیرہ بخت واسطے نذر لینے کے جھکی دولہا یعنی خواجہ عمرو

بن امیہ نامدار فلک وقار عیار طرار ۔ خنجر گزار نے نذر دینے مین سہرے کو جنبش دی پھولون پر عطر بیہوشی
ملا تھا دماغ مین صنعت کے بو پہونچی ارے کمکر تختیون پر ہاتھ رکھ کے لہرائی سر فروش جادو
بنکر میان قران آئے تھے پہونچا یک لڑکے چوٹی پر ہاتھ ڈالا بندہ گران کمر سے نکالا نعرہ کرکے سبکو مارا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر ہنگ در خنجر گزاری | بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شمشیر تر بانم | ادھر یہ تو دو لوا صاحب نے بھی جلدی سے بہاری شہر کو

اسی دم نوچ کھسوٹ کے پھینکا اچک کے تاج صنعت لیا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے نام سے کانپتا ہے جہان | ترا شندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون | مرا تیز رفتار گر ہو قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون | اے ساحران غدار عیاری خواجہ عمرو عیار نامدار کی دیکھی ادھر

مہتر قران کا بندہ پڑا صنعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ادھر آتشبازی دعنی بارود مین بیہوشی ملی
ہوئی تھی دود بیہوشی بلند ہوا ساحران صنعت کے مرتے ہی ابر آتش فشان چھا گیا صداہائے مہیب
آنے لگین دھم دھم قدم پر گرنے لگے ہمراہیان عمرو تو بخوبی آگاہ تھین اپنے دماغ مین روئی دے لی تھی
زمین تھرائی آندھی سیاہ چھائی سنگباری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی
مارا نام من ملکہ صنعت سحر ساز جادو وزیر افراسیاب مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نہ رسیدیم جس قیدخانہ مین
سرداران اسلام طائر بنے ہوئے قید تھے ان سب پر سے سحر اترا تڑپ تڑپ کے گرے بصورت انسان
ہو گئے مہتر برق فرنگی تڑپ کر بھاگا مہتر چالاک بن عمرو بن امیہ نامدار فورا گفتر سے کود پڑا قصور
نہ کیا جانسوز دضرغام شیردل نعرے کرکے چلے ملکہ بہادر و ملکہ مخمور و باغبان قدرت اندھیرے مین
گھبرائے ہوے بیرون قیدخانہ آئے صدائین مہیب آ رہی ہین زمین کو زلزلہ ہے شعلے بھڑک رہے ہین
ایک طرف سے صدا آتی ہے منم نجم درخشان بسرج عیاری طرار فرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک
سمت سے صدا بلند ہے منم صاحب لیاقت و شوکت یعنی معمار قدرت ایک طرف سے آواز نعرہ
ملکہ اسرار جادو و ملکہ ریو محل نشین و لاہوت جلالت قرین ان سردارون نے بھی نعرے کیے
ساحران ملکہ صنعت سحر ساز ۔ چار لاکھ گر کر بیہوش ہوئے انکو معمار قدرت وغیرہ نے مارا ایک کو ایک نے

للکارا مگر جو بیہوش نہوے تھے انکو جو مقام ہوا کہ ملکہ **صنعت** سحر ساز قتل ہو گئین گولے ترنج و نارنج لیکر بڑھے
لشکر اسلام سے لڑنے لگے مگر گھبرائے ہوے ہین کہ شادی مین یہ کیسی بربادی ہوئی یارو یہ معرکہ کیا ہوا کیونکر ہماری ملکہ
کو مارا غضب ہو گیا ساربان زادہ کیونکر یہان پہونچا سرداران عمرو کیونکر آگئے افسوس ہے کہ ہمنے بڑا دھوکا کھایا حصار
سحر کے اندر کیون آنے دیا مگر اب کیا ہو سکتا ہے سر پہ ہاتھ دھر کے رونا پڑا ہماری غفلت نے ملکہ عالم کے
ہاتھ سے دریا فنا مین ڈبویا بقول کسے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد اب عمر بھر روئینگے ملکہ عالم کے
غم مین جان کھوئینگے افسوس کسی نے خبر بھی نہ لی یہ کہتے ہین مگر لڑنے جاتے ہین سرداران اسلام پر بلوہ ہے
سردار جو قید سے چھوٹے ہوے ہین وہ بھی گھبرائے ہوے ہین لیکن جو اسیان لشکر اسلام یعنی چرند و
پرند مخزن دو دو ایک قرہ کوہ مین پڑے سو رہے تھے یکایک گیرودار کی صدائین سنین آنکھین ملتے ہوے
اٹھے دوڑ کر قریب لشکر صنعت آئے دیکھا آگ برس رہی ہے صدا خواجہ عمرو کے نعرے کی آتی ہے ملکہ
بہار و باغبان **قدرت** وغیرہ کے بھی سحر کی تاثیر ظاہر ہے چاہا کسی سے دریافت کرین مگر کس سے پوچھین
ہر خورد و کلان از پیر تا جوان بلا مین مبتلا کوئی بھاگا جاتا ہے کوئی غل مچاتا ہے کوئی چیخ رہا ہے ہاے ملکہ
صنعت قتل ہو گئین ارے یارو دولہا بنکے ساربان زادہ آیا عیاری سے برات لایا دولہا کے ہاتھ سے
صنعت کی جان پر بنی تو بہار و **مخمور و ماران و باغبان** وغیرہ بھی رہا ہو گئے اب ذرا چلکر ملکہ جہان پناہ
حیرت جادو کو خبر کرو شاہنشاہ **افراسیاب** جادو سے فریاد کرو آکے مدد کرین اس بلا سے تارف
کور و کوہ مین عقل سے سردار سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی صنعت قتل ہوئی فوراً پلٹے کہ جاکے ملکہ
مہرخ سے خبر کرین ادھر تو ہرکارے روانہ ہوے لیکن ملکہ **صرصر** شمشیر زن بحکم شاہنشاہ **افراسیاب** براے
ملاقات ملکہ **صنعت** سحر ساز چلی تھی راہ مین ہنگامہ سنا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من **صنعت** سحر
ساز یہ سنکر گھبرا کر بھاگی لیکن ملکہ **مہرخ و مہ جبین** بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھی ہین شب ہولناک لشکر مین
سناٹا بازار مین بند پڑی ہین سوداگر بھاگے جاتے ہین سردارون کے قلب تھراتے ہین ملکہ **مہ جبین**
الماس پوش بصد جوش و خروش رو رہی ہین اشک حسرت سے منہ دھو رہی ہین برابر آنکھون سے آنسو جاری
حد کی بیقراری مگر جو کوئی خواجہ **عمرو** کو برا کہتا ہے ملکہ **مہرخ** خشمناک ہوتی ہین جھڑک کر فرماتی ہین
صاحبو یہ بیہودہ باتین نہ کرو ع امور مملکت خویش خسروان دانند جو مناسب سمجھا وہ کیا اچھا ہوا چلے
گئے ہمین کوئی فکر نہین انکا رعب رمان آرام جان صاحب عزم و شان شاہزادہ اسد نوجوان طلسم ہوش ربا

مین موجود ہے ہم کیونکر کہین وہ چھ مہینے کے بعد تشریف لاوینگے کیا ناداں ہین حال ہوش ربا سے آگاہ نہین
ہین لمحہ بھر مین قیامت برپا ہوتی ہے وہ چھ مہینے تک نہ آئینگے کچھ تو اسمین راز ہے جو انھون نے ایسا عمل کیا
دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے مہ جبین کی رقت نہین رکتی رومال پر رومال تر ہوتا ہے ملکہ مہرخ برابر سمجھا رہی
ہین بی بی تم اسقدر کیون روتی ہو کاہیکو اپنی جان کھوتی ہو ہمارا مرد دیکھے اب رو ہمارے سر کی قسم اشکون
سے منھ نہ دھو چلو چلکے آرام کرو خداے کارساز پر تکیہ کرو اتنی بدحواس نہو بی بی خدا تمھارے وارث کو زندہ
رکھے وہ ان پر دغا بانی جور و جفا کو سزاے معقول دینگے کریم و رحیم وہ بھی دن لائے گا ہوش ربا آن واحد
مین فتح ہو جائیگا دین اسلام کا جھنڈا گڑ جائیگا ملت سامری پرستی باطل ہو جائیگا مگر بیٹا
یاد رکھو لا تحترک ذرۃ الا باذن اللہ بے اذن پروردگار ذرہ حرکت نہین کر سکتا بمصداق کل امر مرہون
باوقاتھا کل کام اپنے وقت پر موقوف ہین جب انشاء اللہ وقت آئیگا غنچہ سربستہ ریاض خاطر تمھارا
خود بخود کھل جائیگا تمھارے دشمن پامال ہونگے دوست نہال ہونگے تمھارا یہ حال پر ملال دیکھ کر میرا کلیجہ
شق ہوتا ہے ہاتھ پیر پھولے جاتے ہین دیکھو سردار بھی بیدل ہو رہے ہین اپنے کو سنبھالو تاکہ انکے بھی قلب
مضطر کو تسکین ہو ورنہ اس صورت مین بڑی خرابی ہوگی رہے سہے لشکر کی اور بھی بربادی ہوگی ہمکو دیکھو شمع صفت
جلتے ہین صدمۂ غم و الم سے گھلتے ہین منھ سے آف تک ہم تو نہین کرتے اپنے معبود سے لو لگائے بیٹھے ہین وحدہٗ لا شریک
کا دم بھرتے ہین اسی کے نام پر مرتے ہین ہمین خواجہ عمرو کا کلمہ بہت پسند آیا دل سے بھایا چلتے وقت وہ ہمسے
فرما گئے تھے یہ نصیحت کرتے تھے کہ اے ملکہ تم رضاے خدا پرستی رہنا صبر کرنا اسقدر مضطر و بیقرار نہونا یاد رکھو کہ
ان اللہ مع الصابرین خداوند کریم صابرون سے راضی رہتا ہے وہ کریم و کارساز ہے خالق بے نیاز ہے
اسی سے فریاد کرنا وہ رب اکبر تمھاری داد دیگا ہرگز ہرگز مضطر نہوتا اے مہ جبین اب تو بھی بلبلا کر بدرگاہ
خالق اکبر دعا کر انشاء اللہ بہت جلد دعا تیری مستجاب گردیگا تیر قصد بہدف مراد پہونچیگا اسطرح جسے خوزرق
مراد کہ بحر اضطراب مین آکر باد مخالف کے تھپیڑے کھا رہی ہے بیچ منجدھار مین ڈوبا چاہتی ہے کنارے جا
لگی پھر کاہیکو یہ بیقراری رہیگی گوہر مراد حاصل ہوگا باعث تسکین دل ہوگا اسوقت ملکہ مہ جبین
نے فرمایا نانی امان آپ سچ فرماتی ہین بجز ذات پروردگار اور کسکا سہارا ہے وہی تو مالک و مختار ہمارا ہے
دعا بھی کرتے ہین بڑی امید اُسکی ذات سے رکھتے ہین مگر کیا کرون اپنے دل سے مجبور ہون لاکھ ضبط کرتی
ہون دل نہین مانتا آنسو کسی طرح نہین رکتا دریاے رقت کا جوش کلیجہ پانی پانی ہوا جاتا ہے

جان پر بن جائے خدا آبرو بچائے میرے وارث کو خالق اکبر مجھسے ملا دینا چاہیے فانی ناپائدار ہے آخر زندگی کا کیا اعتبار ہے حباب نب جو نقو ر زنا بجا ہے کسنے اس سراب گاہ پر بھروسا کیا ہے مجھکو اس کا افسوس ہے کہ دو دن بھی اپنے وارث کو دیکھنے نہین پاتی کہ فلک شعبدہ باز تفرقہ ڈالدیتا ہے دو دن بھی راحت و آرام سے نہین دیکھہ سکتا۔ بیت۔ یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین۔ کسی کا سے وصل بھاتا نہین۔ نہین معلوم کہ وہ سکار گاہ مین بعیش و آرام بسر کرتے ہین یا خدانخواستہ دام بلائے ساحران پر دغا مین گرفتار ہوئے کوئی تحفہ طلسمی بھی پاس نہین رکھتے خدا انکو سحر ساحران سے بچائے انکے دشمنونکو آنچ نہ آئے ہم اپنی زندگی کا کیا بھروسا مثل چراغ سحری جھلملا رہے ہین ہمارے یہی کاہش ہے اسی غم سے تلملا رہے ہین صنعت اگر ہم بدبختون کو قتل کریگی اب زندہ بچنے کی کونسی امید ہے راحت و استراحت کہان بربحت کی فریاد کس سے کرین زندگی سے ناامید پنجۂ اجل کے صید بلبلا رہے ہین دو دن مین صنعت و آرام جان تو خواجہ عمرو کے ساتھ گیا آپ مجھکو سمجھاتی ہین مین جواب نہین دیسکتی خواجہ نے بڑا غضب کیا ہم کو تو زندہ درگور کر گئے ہم ایسا بیمروت ہرگز نہ سمجھتے تھے یکایک یون رشتہ محبت توڑا ہمسے لیسے حال پر ملال مین منھ موڑا ایسی ایسی باتین کین گویا ہمسے کبھی کی ملاقات ہی نہ تھی آخر کار انھین باتونمین تڑپ تڑپ کے رات گذری یکایک لشکر مین غل ہوا کنیزین دوڑتی ہوئی آئین عرض کی حضور ابھی ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہین خوشی مین منھ سے بات نہین نکلتی مبارک مبارک کہتے ہوئے چلے آتے ہین جو کوئی پوچھتا ہے حال تو بتا دیہی کہتے ہین مبارک ہو۔ ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھہ کھڑی ہوئین مہ جبین بھی تخت سے اترین بیرون بارگاہ آئین دیکھا چرند پرند کو ہزارون آدمی گھیرے ہوے ہین پوچھ رہے ہین اے جواسیسان لشکر اسلام والے برادران خوش انجام کس بات کی مبارکباد دیتے ہو وہ یہی کہے جاتے ہین خدا نے بڑا اپنا فضل کیا خوشی کرو فتح مبارک ہو حیات تازہ پائی خوشی کی خبر آئی مہرخ نے سب کو ہٹایا چرند و پرند کو اپنے قریب بلایا کہا ارے جلد بیان کرو خبر بتاؤ جب ملکہ مہرخ نے اسطرح پوچھا ہرکارون نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی رباعی

شاہا تجھے با دولت و بخت فیروز	فرخ ہو صدا جہان مین جشن نو روز · ہوئے شرف اندوز ترے طالع سے
ہر سال حمل مین مہر عالم افروز	پروردگار تجھے تا قیام قیامت صحیح و سلامت رکھے جاہ جلال زیادہ کرے

دوست نہال دشمن پامال غلام واسطے خبر کے گئے تھے یکایک کان مین آوازین آئین کشتی مرا نام سن ملکہ صنعت سحر جادو بود اور خواجہ عمرو و مہتر قران کے نعرے کی آوازین آرہی ہین بہار و باغبان کے

طبوسے کی آوازین سنین دل باغ باغ ہوگیا اس ہنگامہ مین ہم نہ جاسکے آگ برس رہی ہے دریائے سحر جوش مار رہا ہے
آبرو بچانا دشوار ہے آخر خبرین لیکر حضور کے پاس آئے جلد تشریف لیچلیے راہ مین ہمنے صرصر شمشیرزن کو بھی
دیکھا طرف بارگاہ حیرت جادو کے گئی ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ جادو نے کہا کیون بی بی سنا تم خواجہ عمرو
کو بیوفا کہتی تھین ہم کہتے تھے کہ ان ہیر دتی سے کوئی نہ کوئی مطلب ہے یہ کہکر نفیر سحر بجائی لشکر ظفر اثر تیار ہوا ستارۂ سحری
چمکا چاہتا ہے ملکہ مہرخ سحر چشم بصد شوکت و حشم طرف لشکر نکبت اثر صنعت سحر ساز کے روانہ ہوئین یہان حیرت
خفتہ بخت آرام کر رہی تھی کہ صرصر شمشیرزن بصد سیج دھج آکر پہونچی قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی
پوچھا اے صرصر خیر تو ہے عرض کی واری غضب ہوا مین نے اپنے کانون سے سنا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوئین
حیرت نے کہا خاموش رہ صنعت سحر ساز کو کون قتل کرسکتا ہے وہ حصار سحر مین ہے وہان کب کوئی عیار مکار
پہونچ سکتا ہے صنعت کے یہان آج جشن ہے بیرون کی بھی دعوت کی ہوگی غل مچاتے پھرتے ہونگے انکی بات کا
کیا اعتبار ہے تو نے خود جاکر دیکھا صرصر نے کہا مین خود تو اس مقام پر نہین گئی دور سے جنگل مین آواز سنی کشتی
مرانام من صنعت سحر ساز جادو بود یہ سنکر ملکہ حیرت جادو گھبرا گئی زانو پر ہاتھ مارا کہا صرصر بڑا غضب ہوا اگر ملکہ
صنعت قتل ہوئی رکن طلسم ہوشربا گر گیا شاہنشاہ کا بازو ٹوٹ گیا مجھکو اس امر مین حیرت ہے کہ کسنے مارا کیونکر
قتل کیا یہ فرما کر آنکھین ملتی ہوئی اٹھی دیکھا کہ شہنشاہ انجم سپاہ شکست کھا کر قلعہ مغرب مین پہونچا محصور ہوا بادشاہ فلک
چہارم یعنی نیر اعظم بصد جاہ و حشم قعر مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہے ملکہ حیرت جادو سوار ہوئی مصور جادو
ملکہ صورت نگار و سرملے برف انداز و ابریق کوہ شگاف دونون وزیر گھبرائے ہوئے خیمون سے نکلے
کہا کیون ملکہ عالم یہ کیسی خبر وحشت اثر سنی ہے ہائے افسوس ملکہ صنعت سحر ساز کو کسنے مارا وہ تو بڑی ہی
ہوشیار تھی اسپر دست اندازی ہر کس و ناکس کی دشوار تھی پانچ کوس کے گرد مین حصار سحر کرکے بیٹھی تھی اگر اصل
مین یہ خبر سچ ہے ہمارا بازو بے قوت ہوا پہلے باغبان نکل گیا تھا اب صنعت سحر ساز قتل ہوئین چارون
وزیر قوت بازوے افراسیاب تھے افسوس کہ اب ہم دو ہی رہگئے اربع عناصر مین خلل پڑا حیرت نے کہا
مجھکو بھی بڑی حیرت ہے سامری کرے یہ خبر جھوٹ ہو اگر شاید وہ قتل ہوگئین سرداران اسلام کو چلکے مار لینگے
نام باغیون کا مٹا دینگے سرملے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ نے کہا بہتر تشریف لیچلیے بارہ لاکھ
ساحر کا لشکر آمادۂ جنگ ہوکر چلا وزیرزادیان حیرت جادو کی سوار ہوئین سترہ سو نقارے پر چوب بجی
زمین کا پنی علمہاے خرس پیکر کے شقے کھلے یہان ملازمان صنعت مصروف جنگ ہین -

ظلمات جادو گیسو کشا فوج کو لڑا رہی ہیں ظلمات نے دیکھا کہ ملکہ بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہے فوراً ظلمات نے للکارا کہ او بہار کہاں جاتی ہے منجم ملکہ ظلمات جادو وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز بہار پلٹی فرمایا بی ظلمات اتنے دن ہو گیا یہ کیا اندھیر ہے کہ تم چلی آتی ہو اپنا منھ کالا کر و سامنے سے ہٹو نگوڑی کلجڑی کلموہی کالے کوے کی جورو کیوں شامت آئی ہے ظلمات کی آنکھوں میں یہ سنکر اندھیرا آگیا بہار نے کالے کوے کی جورو جو کہا اسنے جواب دیا تو ہی تو ہے بہار نے کہا کیوں شرماتی ہے اندھیر مچاتی ہے ظلمات نے رائی کے دانے پھینک مارے ملکہ بہار نے اسم سحر پڑھکر کالے ماش پھینکا اسکو دفع کیا جب ظلمات نے کئی سحر کیے اور بہار نے دفع کر دیے تو بہار نے بھی پھولوں کی بدھی اتاری کہا بی ظلمات لو یہ کہکر بدھی پھینک ماری پھول برسنے لگے چند پھول ظلمات نے اٹھا لیے سونگھنے لگی اسکے ساتھ کی چار سو کنیزیں بھی سے سحر ملکہ بہار سے مست ہوئیں ظلمات نے آواز دی ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے میں تو تابعدار ہوں گلچین گلشن حضور ہے قصور جو ارشاد ہو بجا لاؤں گردن تابی نہ کرونگی ملکہ بہار نے کہا میرے پاس آؤ ظلمات جھومتی ہوئی قریب ملکہ بہار کے آئی بہار نے گلے سے ایک بدھی اتار کے ظلمات کو پہنا دی ہار جیت ہو گئی طرہ یہ کہ مسکرا کر فرمایا اے ملکہ ظلمات جادو ہمارے دشمنوں کو مارو ظلمات بہت خوب کہکر چار سو جادوگرنیوں سے فوج صنعت پر جا پڑی قتل کرتی پھرتی ہے یکایک ابر گلنار پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم کا نعرہ ہوا آگے ملاحظہ فرمایا دیکھا ہمارے سب سردار لڑ رہے ہیں خواجہ عمرو لوٹ رہے ہیں برق لامع تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے بہار نے پھول برسائے مخمور سرخ چشم نشیلی نگاہیں ڈالتی پھرتی ہے صد ہا مست ہو کر مرے ناوک اجل کا نشانہ بنے ایک سمت باغبان قدرت کے نعرے کی آواز بلند ہے ملکہ مہرخ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار گرد ساحران جان نثار مہرخ بھی نعرہ کر کے گریں لڑنے لگیں بہار نے مہرخ سے اشارہ کیا حضور ملاحظہ فرماتی ہیں ظلمات کیا کام کر رہی ہے بہت سے ہمارے دشمن مارے ہماری عاشق جانباز ہے دیکھیے کلام میں کیا سوز و گداز ہے مہرخ نے پلٹ کر دیکھا ظلمات سیاہ رو مست ہو رہی ہے عشق میں ملکہ بہار جادو کے لڑ رہی ہے جھوم جھوم کر مستانہ وار یہ اشعار عاشقانہ بار بار پڑھتی جاتی ہے

غزل

موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

نہیں جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
فنا ہوں شعلۂ غم قلب میں اگر نہ رہے

بتوں کی زلف کا سودا ہے تو نہ سر رہے
صنم کدہ ہی میں کیوں چل کے ہم نہ بیٹھ رہیں

بقا ہماری ہے جلنے سے شمع کے مانند
بتوں کے عشق میں آخر کو معتبر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون ہین تو ساتھ ہین
جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ اے دل زار
ادہر کو جاکے رہے دوسرا جدہر نہ رہے
جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ

یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل کر اسطرح اے دل
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور ظلمت سے
زمین کوچۂ جانان پہ جا کے مر نہ رہے

ہمارے چین کی صورت انھین سے ہے اے دل
کہ مجھکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہو
مقابلہ ہو اگر شمس کے قمر نہ رہے
ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگایا

خوش ہوکے فرمایا ملکہ بہار واہ کیا کہنا کبھی تیرے گلشن حسن مین خزان نہ آئے گل رخسار سرسبز و شاداب ہے تسخیر تیرے اختیار مین ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چار سو نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا انہم خاتون محل شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو ایک جانب سے سرما نے نعرہ کیا ایک جانب سے ابرق کوہ شگاف نے پتھر برسائے سرملے برف انداز نے برف برسا کر ہزارون کو ٹھنڈا کیا اس سنگدل کے پتھرون سے صدہا کے کاسۂ سر چور ہوے دونون بیجیا اپنے سحر کی نیرنگیان دکھا کر بہت مغرور ہوے باغبان قدرت نے پڑھکے سحر کیا پتھر پلٹکر اس بت پرست کے لشکر پر پڑے خورشید زرین سحر ابر سرما پر جا کے چمکا برف باری موقوف ہوئی مگر حیرت جادو جو اگر گری بہار نے ظلمات جادو سے اشارہ کیا کہ اے دوست صادق وائے یار موافق دیکھو ہمکو ملکہ حیرت جادو قتل کرنے کو آئی ہین تم بتاؤ کہ ہم اب کہان چھپین پردۂ ظلمات مین چلے جائین اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائین ظلمات نے کہا حضور کون بہار نے کہا حیرت جادو افراسیاب کی زینت پہلو دیکھو گولے پھینک رہی ہے اب ہم کیونکر بچینگے ظلمات نے کہا حضور اسکی کیا مجال ہے چشم زدن مین شکست دونگی افسرون کی ناک کاٹ لونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائینگے حضور کیون گھبراتی ہین یہ کہکے کنیزون کی جانب دیکھا او صاحبو تمھارے مالک کی دشمن آگئی حیرت جادو جانے نہ پائے بڑھکے سر کاٹ لو نہین تو چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لاؤ نمونہ قہر و غضب دکھاؤ چار سو کنیزین جھومتی ہوئی طرف ملکہ حیرت کے چلین ننگی تیغ و نارنج ہاتھ مین لیے لیکن خاموش سر جھکائے ہوئے ملکہ حیرت نے جو ظلمات جادو کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی اے ظلمات یہ کیا اندھیر ہوا تمھاری بی بی کو مسلمانون نے کیونکر ملازم کہان تھین قوت بازو سے افراسیاب کو نہ بچایا کیون خاموش ہو جواب دو ظلمات جست کر کے قریب حیرت آئی ملکہ حیرت سمجھین قدمون کو بوسہ دیکر لپٹ کے روئیگی ہاتھ پھیلا دیے چاہا سر سینے سے لگاؤن ظلمات نے قریب آکے نیمچہ مارا چار سو کنیزون نے برابر گولے تیغ و

ونار یخ مارے عین غفلت مین ملکہ حیرت زخمی ہوئی شعلہ ہاے آتش نے گھیرا چارسو جادوگرنیون نے سحر نے
آگ لگادی حیرت زخمی ہوکر پیچھے ہٹی چارسو کنیزون نے چار ہزار کو مارا حیرت تڑپ کر ایک نخل کے
سایہ مین آئی دوپٹہ پھاڑکر زخم سر باندھا اب پلٹ کر جو دیکھی گلے مین ظلمات کے بدھی سحر کی پڑی ہے
مبہوت ہورہی ہے آواز دی صاحبو سحر ظلمات سے بچو یہ سحر مین پی بہار جادو کے مبتلا ہین یہ کہکر زخم سر
باندھکر لڑتی ہوئی بڑھی ظلمات نے جو ملکہ حیرت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی بڑی تو بھی سخت جان
ہے بچگئی اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگی یہ کہکر پھر گولہ مارا اب حیرت کب مانتی ہے سب سے زیادہ
اسکو حقیر و ذلیل جانتی ہے گولہ روک لیا کہا دیکھ ظلمات ہوش مین آ یہ کہکر باران سحر برسایا کہ سحر ظلمات
پرسے اتارون بہار نے دستکری دی اور سحر کو زور ملا ظلمات جھومتی ہوئی حیرت پر جا پڑی باران سحر نے
کچھ تاثیر نہ کی حیرت کو اب کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ دم بھر مین یہ ہزارون کو قتل کر یگی نکالیک سحر بہار از بس دشوار ہے
غصے مین تیغہ کھینچکر جا پڑی ظلمات بھی تلوار لیے ہوے سامنے آئی حیرت نے وار کیا حیرت نے یا سامری
کہکر تیغہ ظلمات کا سپر پر روکا وار کو اس شیدائے بہار کے دفع کیا نعرہ کیا دیکھ او ظلمات تونے کلیجہ ہلا دیا
اب مین لاچار ہون یہ کہکے تیغہ ہلالی چمکایا ظلمات پر تیغہ برق مثال کا وار کیا اب ظلمات نے چاہا بچون
بچنا غیر ممکن سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر گرا ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے کنیزین ظلمات کی پیٹنے لگین آواز جو
آئی کشتی مرا نام من ملکہ ظلمات جادو بود اسوقت کنیزان ظلمات نے چاہا بڑھ کر حیرت کو مارلین حیرت
نے ان سب کو گولے مارنا شروع کیے جسپر گولہ مارا اسکا سر پھٹ گیا کسی کو جلا دیا کسی کو چیر کر پھینکدیا تھوڑے
ہی عرصہ مین تین چارسو کو مار لگر روتی جاتی ہے قتل کرتی جاتی ہے کہتی ہے صاحبو یہ سب بیچاریان بے خطا تھین
سحر سے بہار کے مبہوت ہوگئی ہین کیا کرون اگر تامل کرتی سارے لشکر کو یہ مٹا دیتین مجھکو کچھ نہ بن پڑا آخر
قتل کیا لیکن افراسیاب کو بڑا ملال ہوگا ظلمات جادو بڑی ساحرہ زبردست تھی اس عرصہ مین ملکہ
گیسو کشا سامنے سے لڑتی ہوئی آئی ظلمات کا لاشہ جو پڑے دیکھا آنکھون مین اندھیرا چھا گیا بیقرار ہوکر
پوچھا حضور میری بہن کو کسنے قتل کیا ابھی اسنے دنیا کا کیا دیکھا تھا حیرت نے بی ظلمات کی موت آئی قتل
ہوگئین گیسو کشا نے کہا قاتل کا نام تو بتا یئے مین جا کر اوسکو قتل کرون بدلا خون کا لون کسی کنیز کے منہ سے
نکلگیا کہ ملکہ عالم نے قتل کیا کوئی کلمہ سخت و سست نہ کہا ملکہ گیسو کشا نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی دوڑکر
ملکہ کو دامن پکڑ لیا کیا کیون واہی نمکخواری کی یہی قدر ہوتی ہے ہم تو آپکے نام پر جان دین گھر بار چھوڑین آٹھ

ساتھ ہین کیا اسنے خطا کی جو آپنے قتل کیا حیرت نے غصے مین دامن جھٹک کہا بی گیسو کشا جاؤ لڑائی مین
مصروف ہو کج بحثی نہ کرو جو مناسب وقت جانا وہ کیا تجھے کیا دخل ہے زیادہ باتین کرنا اچھا نہین سردار لڑتے ہوے
سحر کرتے ہوے بڑھے آتے ہین بہار و باغبان نے قیامت برپا کر دی ہے رنگین میدان کارزار لاشون سے بھر دی ہے
اسوقت گیسو کشا نے کہا میری فریاد کو پہونچیے لونڈی قدمون پر نثار ہو جائیگی پہلے مفصل بتائیے کیا میری بہن عمرو
سے ملگئی تھی کوئی خطا تو ثابت کیجیے مین بھی تعلیم کردہ ملکہ صنعت ہون کچھ دو چار سحر آپکو مجھسے بڑھکر یاد ہونگے
مین پایہ کمی کا نہین رکھتی ظلمات کا خون پامال نہ جائیگا اگر کچھ خطا کی بھی تھی تو گھرکڑک یا ہوتا یا جرمانہ یا دو چار
روز نظر بند کیا ہوتا نہ یہ کہ بالکل قتل کر ڈالا اور مین خیال کرکے دیکھتی ہون ہاے اسکے ساتھ کی چار سو معتبرین
بھی قتل ہو گئین ہاے ہمنے کسطرح سے ان سبکو پالا تھا خون جگر پلایا اب انکے لاشے یون پڑے ہوتے خون مین
لوٹ رہے ہین آپنے تو جلاد کا کام کیا ان چاند کے ٹکڑونکو بھولی بھولی صورتونکو خاک مین ملا دیا حیرت
ٹالتی ہے مگر گیسو کشا نہین مانتی دو تین ہزار جادوگرنیان مطیعان گیسو کشا قریب آگئین وہ بھی چانون
چانون کرنے لگین کوئی کہتی ہے واہ بی بی یہ مناسب نہ تھا ملکہ حیرت بڑی جلاد ہین بہار و باغبان پر تو
زور نہ چلا اپنے ساتھ والون پر ہاتھ صاف کیا خوب انصاف کیا ضرور اس کا بدلہ لینا چاہیے بادشاہ کی
جورو ہین بیٹھین جب تو ملکہ بہار نے ساتھ چھوڑ دیا انھین باتون پر بہار نکل گئین باغبان بھی کھٹک گیا گلمین کو خدا
گورزاسب سروا پھینک کر الگ ہو گئے غیرونکے ساتھ جانبازی کر رہے ہین ایکنے کہا بوا بہار کی لشکر اسلام مین بڑی
آبرو ہے کیسی ساحرہ خوش نحو ہے صاحبقران کی بہو کہلاتی ہے لشکر اسلام مین جاتی ہے بادشاہ کی پہلو نشین ہے
سب سردار برائے استقبال آتے ہین تاجداران عالی وقار بہ اعزاز و اکرام لیجاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد اسپر عاشق ہین یہان لشکر مین اختیار ہے جو چاہے سو کرے کیا انکے حکم مین کوئی دخل دیسکتا ہے سامری
و جمشید اس ناقدری کے پاس سے نکالین صورت اسکی نہ دیکھین کیسی جلاد صاحب بنیاد ہے اپنے حسن پر پھولی
ہے اپنے دن بھول گئی کوئی کہتی ہے ہے ہے میری خالہ کو مارا کوئی کہتی ہے اے لو میری نانی کا بھی لاشہ پڑا ہے ایک
نے کہا ہے ہے میری نوجوان بیٹی ایک نے کہا ہے ہے میری بہو جسکے بیٹے کی زینت پہلو اسے اسکا تو بیر بھاری تھا حیرت
چونکہ بار جنگ سنبھال رہی ہے گولے پھینکی جاتی ہے سب سحر دفع کرنے مین مشغول ہے حسکی ملول ہے مگر
کانون سے یہ سب باتین سن رہی ہے گیسو کشا بال کھولے پیٹ رہی ہے ساتھ والیون مین یہ ہنگامہ ہے ذرا
جو ادھر نرمی ہوئی بہار و باغبان نے اور دباؤ ڈالا مہرخ بھی آگئی ہین بڑھ بڑھ کے لڑتی ہین ایسے ایسے

اُنکو مار ڈالے کہ زمین تھرائی حیرت نے جو یہ باتین سنیں پٹ کر بولی گیسو کشا سے کہا جا میرے آگے سے دور ہو
ہمارے لڑائی جھگڑا جانتی نہیں مگر زنا رشٹ پٹ است مین الٹی مونت بیل ہو رہے ہین کیا بیہودہ باتین بکتی ہو کہین بیگا
نگی جانون پانون پھیلائی ہو ہم بادشاہ لشکر مین جو دل چاہتا ہے وہ کرتے ہین کسی کا اجارہ ہو کیا مار ڈالا انکو
اگر تمکو بھی مار ڈالینگی نہ سر پٹ جائینگے ہمارا کون ہاتھ پکڑنے والا ہے شہنشاہ نے ہمکو اختیار دیا ہو جب تو گیسو کشا نے
کہا چپ رہ لے میرے بہن اور بعضے صاحبون کو تو اُسنے قتل کیا اور شیخی جتلاتی ہے بڑ بڑ کر کلام سخت سناتی ہے ہم کیا تیرا
باپ کی لونڈی ہین ہان صاحبو لینا اس بد زبان کو یہ جو گیسو کشا نے کہا ساتھ والیان بڑھیں کھڑی تھین اپنا پنا
خنجر تن کر لپکے ۔ در حقیقت یکایک گولے مرچ پیکان کے تیر و تیر تلوار و خنجر جو جسکے پاس موجود تھے سب
ملکر حیرت پر حملہ کیا گیسو کشا نے بھی گولہ مارا گیسو کشا کا گولہ پیشانی پر حیرت کی پڑا اگر طلسم بند ہوتی فوراً سر پھٹ
جاتا تین پیچ کھائے چار پھرا اُسکے سحر سے آگ برسی خنجر گرے تلوارین چمک چمک کے جسم حیرت پر گرین تیر
سنا تا کہ پہنچے آئے حضرت چھپ گئی لڑکھڑا کے گری گیسو کشا نے کہا مشکین باندھ لو افراسیاب کو ہم جواب
دے لینگے کہانتک بدمستی اُٹھائین کیونکہ صبر کرین حیرت تو گری ایڑیان رگڑنے لگی سب جادوگرنیان جو
کہ حیرت کی چیلیان تھا نہین سے ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا نکلتے نکلتے ملکہ حیرت جادو کو پانی کا چھینٹا مار
ہان ہان کرکے جادوگرنیان ہٹانے لگا آواز دی ملکہ عالم سنبھلیے اب جو حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا فولادی پتلہ
بچا رہا ہے غل مچا رہا ہے ہرچند ہٹو ہٹو کرتا ہے کیتران گیسو کشا نہین مانتین لپٹی جاتی ہین سب ملکر مشکین باندھ لیتی
ایک کہتی ہے اجلی زبان مین سوزن دوز تک چوٹی کاٹ لو بڑی ظالم ہے بس حیرت نے جو یہ ہنگامہ سنا چھلا
وزیرزادیان ملکہ حیرت کی دوڑین زہرہ جادو بیچ مین کو دپڑی مصور جھپٹ کر آیا دیکھا ملکہ حیرت کا عجب
حال ہو سر سے خون جاری جسم ننگا حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے مصور لڑنے لگا سرما و برق نے آکر
مدد کی اب جو اتنی مہلت حیرت نے پائی غصے مین طرف گیسو کشا کے جھپٹی ادھر پتلہ حیرت کو بچا کے نماسک
گیسو کشا نے پھر گولہ مارا حیرت نے گولہ خالی دیکر کار دجھولی سے نکالی اپنے خون ہی اُسکو رنگین کیا ہرچند
اب طاقت جنگ حیرت مین نہین ہو مگر بڑے غضب کے حربے اُٹھا چکی ہو سانس لینا دشوار ہو مگر زد جو تماشا
افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب کارد سحر کھینچ ماری ہرچند گیسو کشا نے روکا کارد سحر سینہ پڑی پشت کو
توڑ کر پار گذری تاریکی چھائی بعد برف باری و سنگ باری کی آواز آئی کشی مرا نام من ملکہ گیسو کشا سے جادو
افسوس مردیم و جان دایم و مطلب خود نہ رسیدیم اب کنیزان گیسو کشا پر گری کسی کسی کو جسکے پھینکا کہین ہاتھ کہیں چرکا

برق گرہی گنی سو سراڑ گئے سرما و ابریق نے شریک ہو کر کئی ہزار کنیزان گیسو کشا کو مار لیا جادوگرنیون کا ستھراؤ
ہو گیا زمین پر خون کا چھڑکاؤ ہو گیا اس اثنا مین باغبان اور ابریق سے مقابلہ پڑا ابریق کوہ تنگاف نے
سحر سے باغبان قدرت پر پتھر برسائے باغبان نے سحر کو اسکے دفع کیا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا اللکارا او نامرد کیا
دور سے سحر کرتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آکر دار کر سرمایہ برق انداز نے ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا
باغبان نے دفع کیا برق مین چمکین باغبان نے اپنے کو بزور سحر بچایا تیغہ برق مثال کا وار کیا سر اُس خود سر کا
زخمی ہوا باغبان نے قصد کیا سر کاٹ لون ابریق جست کر کے سامنے سے بھاگا سرمایہ برق انداز لڑتا ہوا
قریب ملکہ مخمور آیا مخمور سے مقابلہ ہوا دو چار سحر آپسمین چلے مخمور نے چاہا میان سرما کو ٹھنڈا کرون سارا برف برسانا
بھول جائین دو تین سحر ماسنے کیے مخمور نے خالی دیئے دانہ یاقوت احمر کنٹھے سے نکالا فورا سرما پر کھینچ مارا اثر تا فا
ہوا دانہ ٹوٹتا اس دانائی کو کیا جانے برق کڑک کر گرمی تا نہ سرما کا بھول گیا کون دستگیری کرے قوت بازو
پہلے ہی زخمی ہوا جادوگر ہزار ہا ملازم اسکے ٹوٹ پڑے دیکھا شانہ نشانہ ہو چکا ہاتھون ہاتھ گود مین اُٹھا یا میدان
جنگ سے اسکو لے بھاگے میان مصور تصویرین لیکر بڑھے انکا یہ نقشہ ہوا ماران کا سحر چل گیا سانپ
برسے مصور گھبرائے ماران سیہ جو لہرائے ارسے کھسکے بھاگے صورت نگار کو ملکہ زیور محل نشین نے
زخمی کیا لاہوت جادو نے صفین پامال کین ملکہ سرخ موے کا کل کشا نے زلف عنبرین کو کھولا بسلے
مشک و عنبر آئی خطا کار گھبرائے آنکھون مین اندھیرے چھائے جال سنہرا گرا سیکڑون کو دام سحر مین پھنسایا
خورشید زرین سحر نے چمک کر حدت دکھائی زمین میدان کارزار تپنے لگی ملکہ ہلال سحر افگن ابروے خمدار
ہلاتی ہوئی بڑھی ہالا لہائے زرین چمکے کفار انگشت نما ہونے لگے اسرار جادو کے بھید سے کون ماہر ہی ایسے
سحر کیے سیکڑون جادوگر معدوم ہوئے باغبان قدرت نے ہزارون پامال کیے اب تو حیرت جادو
گھبرائی گیسو کشا وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کے ہاتھ سے پہلے ہی زخمی ہو چکی ہی سرما و ابریق بھاگ
کے نکلگئے لشکر مصور نے شکست کھائی اب حیرت نے دیکھا سرداروں نے چار جانب سی مجھکو گھیرا ہی گھبرائی
مگر غیرت آئی غصہ مین اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہے سرداروں نے بلوہ کیا مرخ وبہار نے کہا آج حیرت کو
پکڑ لو صنعت سحر ساز کی فوج کچھ بھاگی کچھ پامال ہو چکی ہی کچھ ساحر گھرے ہوے ہین بہار جادو لڑتی ہوئی آئی ہی
تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش بصد جوش و خروش قلب لشکر مین ہی دلارام وزیرزادی تخت سے لپٹی ہوئی
ہے صدہا سردار قریب ملکہ عالم جانبازی دکھا رہی ہین حیرت ذیلین جنگ مین ملکہ مہ جبین کو تخت پر دیکھا جل گئی

للکارا کہ واہ بی مہ جبین نین ہمکا کے برا مرتبہ پایا تاج و تخت نصیب ہوا یہ تو ناظرین پر ظاہر ہی شاید مہر رہ جیا جلد نے لکھا ہو حقیر کو تو گمان غالب ہی کہ نہ لکھا ہو گا ملکہ مہ جبین بطن سے حیرت جادو کے نہین ہی ملکہ مہرخ کی دختر بلند اختر کے بطن سے ملکہ مہ جبین الماس پوش پیدا ہوئی حیرت جادو کے بطن سے ملکہ خوبصورت معشوقہ شاہزادہ شکیل جسکا ذکر جلد اول مین ہوا ہی کہ شاہزادہ شکیل جاکر ملکہ خوبصورت کو نکال لایا ہے پھر افراسیاب نے اُسکو گرفتار کرکے بالاے دریاے خونریز وان ہندو سے پر بٹھا دیا تھا جب ملکہ بران شمشیر زن نے دریا خشک کیا اور پل پر بڑا دان کو لوٹا اب خوبصورت بھی رہا ہوئی تھی پس مہ جبین کو ایسے کلمات جو حیرت نے کہے مہ جبین نے ہنسکر جواب دیا واہ بی حیرت شرم نہین آتی اگر مادر مہربان ہماری نہ انتقال فرماتین یہ دن کاہیکو تمھین نصیب ہوا حیرت جھلا کے چلی کہ بی مہ جبین آج تمکو گرفتار کرکے لیے چلتی ہون سامنے افراسیاب کے پہونچا دون مارے کوڑون کے تمھاری کھال گرا دیگا یہ کہتی ہوئی بڑھی سب سردار بڑے سینے اپنے سپر کر دیے ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی او حیرت تو بڑی بےغیرت ہی ہم تیری آبرو بچاتے ہین لیکن تیری شامت دامنگیر ہی بڑی ذلیل و حقیر ہے خواجہ عمرو کے ہاتھ کی جوتیان کھائین اُنھون نے رحم آیا کہ پھر تیرے دھگڑے کے پہلو مین تجھکو بٹھلا دیا سر بارگاہ جوتیان کھائین مگر تجھکو پھر بھی غیرت نہ آئی دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی پھر تو بہار نے پڑھکر گلدستہ مارا کہا آج تمکو تنکے چنوا دونگی گلدستہ جو پھٹا حیرت بدحواس ہو رہی تھی چاہتی تھی دفع سحر کرے باغبان قدرت نے گیند پھولون کا مارا برق لامع آسمان پہ کڑکی رعد جادو نے چیخ ماری ملکہ حیرت ان کے سحر دفع کرنے مین مشغول ہوئی برق لامع سے یہ خوف ہوا ایسا نہو دو ٹکڑے کرے رعد جادو کا سحر پورا ہو گا لہرا کے گر پڑونگی سب تو سحر دفع کیے بہار کے سحر کا خیال نہ رہا گلدستہ سحر سر پر آگر پھٹا رنگ بہار جم گیا پھول برسنے لگے چمکے زرد پتے ہرے ہو گئے نخل جھومنے لگے طائر زمزمہ سرا ہوئے سرو پر قمریون نے صدائے کوکو بلند کی عندلیبان خوشنوا نے منقارین کھولین بہ لحن دلکش یہ غزل گانے لگین غزل

بہار آتے ہی سے نکلا چمن دیوانہ پن اپنا — برنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا
دکھاتا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا — کہ یوسف ہوش کھوکر پھاڑتے خود پیرہن اپنا
وہ داغ اے عشق دکھلائین کہ عاشق ہو چمن اپنا — وہ گل کھائین کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
پھرا ایسے شوق عریانی مین ہم جامہ سے باہر مین — کہ اپنی جستجو مین پھر رہا ہے پیرہن اپنا
جگہ کیا گور مین پائی عذاب گور جب ٹھہرے — کفن مین کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا

جو یون بتلا نہین سکتے بتا دو پوچھکر ہم کو
نزاکت ہے مگر اپنی خموشی سے دہن اپنا

کوئی دامن جنون مین کھینچتا ہے آستین کوئی
اُڑائے لیتے ہین خار بیابان پیرہن اپنا

ہلا دیتا فلک کر لے ستون کی کیا حقیقت تھی
بتاتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا

عجب احسان حیرت نے کیا ہے بزم جانان مین
کہ آئینہ مجھے سمجھے ہے ساری انجمن اپنا

صبا بھی جب ہوا خواہ ہون مین ہو صیاد و گلچین کے
کسے سمجھین ہمین مین ہم صفیران چمن اپنا

یہ راہ راست پر آتا تو مین بھی اُس سے جھک جاتا
فلک نے کجروی چھوڑی نہ مین نے بانکپن اپنا

بتا کیونکر ملے قاتل کبھی پیکان کا تیرے
لگا جو تیر آکر ہو گیا جزو بدن اپنا

سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی
تو نشتر چھیڑنے کو بن گیا ہر موے تن اپنا

کسی خوش چشم کی آنکھون کا سودائی جو سمجھے ہین
کھڑے ہین راستہ روکے بیابان مین ہرن اپنا

ترے وحشی سے ملنے کی تمنا رکھتی اُن کو
نکیرین آے مرقد مین تو خالی تھا کفن اپنا

جو آہون کے مصاحب ہین تو نالے سے مخاطب ہین
یہی چند اپنے ہمدم ہین یہی اک ہم سخن اپنا

دیار عشق سے جو وادی وحشت مین آ نکلا
ہم اُس سے دوڑ کر لپٹے سمجھکر ہم وطن اپنا

جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤن جو سمجھا دے
یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہین شیخ و برہمن اپنا

طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی عندلیبان خوشنوا نے غزلین گائین خوشبوئین دماغ مین آئین قلب حیرت کا لگا جھومنے لگی سات سو کنیزین پشت پر ملکہ حیرت کے تھین وہ بھی سب مبہوت دہن پر مہر سکوت بہار سے نگہ چار ہوئی اتنا منھ سے نکل گیا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ بہار نے کہا ع ویسے ہی ہین خدا کی عنایت سے جیسے تھے تم اپنا تو حال کہو کیون گل سا چہرہ کمھلایا کس نونہال باغ حسن و خوبی کی تلاش ہی ہمکو کاہیکو دل سے بھلایا حیرت نے سوچکر جواب دیا ہم تمکو بخوبی پہچانتے ہین اے سرو قد یا سیمین عذار ماہ رخسار تیرے ہی تو باغ حسن کے نثار ہین بہار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ حیرت جھومتی ہوئی بڑھی کھنچی جاتی ہی کہا ہی غنچہ دہن عقدہ سربستہ وا کر ہم گلچین گلشن جمال ہین تیرے پاے ناز کے خیال کو پامال ہین بہار مسکراتی ہی پھول جھڑتے جاتی ہین ہر ٹھیان حسد ہا چالین و شکلین بھی دین سحر کو زد سے رہی ہی چاہتی ہی یہ میرے قریب آئے مین گلے مین اُس کو گرفتار دام محبت کے باندھا دون آج اسکو رشتہ زنجیر سحر مین گرفتار کرون لشکر مین غریو بلند ہی ہر کس و ناکس متحیر کف افسوس مل رہے ہین کہ اب ہے ہین لو صاحبو غضب ہوا ملکہ حیرت جادو پر سحر بہار کا رنگ جما خوشنامد بہار

اگر رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جو ملازمان حیرت دُور دُور تھے وہ بھی سحر کرتے ہوے دوڑے آگ برسانے
لگے ان سب کو باغبان وغیرہ نے روکا کہ کوئی قریب حیرت نہ آنے پاوے ہر ایک تعریف بہار کر رہا ہی گلچین و
باغبان کر رہے ہین لے بہار کیا کہنا گری پڑی ہوشیار رہنا چند قدم حیرت چلی تھی جنگ بھی بڑے زور شور سے واقع
ہوئی ملازمان حیرت غل مچاتے ہین لے خاتون محل شاہنشاہ کہان تم جاتی ہو ہوش مین آؤ اپنے کو ذرا سنبھالو حیرت
کسی کو جواب نہین دیتی بہار سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی ہی کبھی خود بھی مسکراتی ہے اُسوقت لشکرون مین عجیب
طرح کا غل بلند ہے ہر ایک کہتا ہی بہار نے برلے ملکہ حیرت دام رگ گل بچھایا ہے طائر زیرک کو پھنسایا آج
حیرت کا بچنا دشوار ہے دیکھو کسقدر محجوب و شرمسار ہے اپنے کو سنبھالتی ہی لیکن نہین سنبھل سکتی بادہ سحر بہار
سے سرشار ہے سر و پا کی خبر نہین سودائے محبت کی خریدار ہے ادھر بہار نے یہ طرہ کیا کہ سحر کرا اور زور دیا حیرت کو
اپنی جانب بلایا تو حیرت خرامان جاتی تھی یا جھپٹ کر چلی جاتی ہی کہ بہار تک پہونچون بہار بھی تعجیل
تمام بڑھی کہ بدھی پھولون کی اسکے گلے مین ڈالدون رشتہ حیات اسکا منقطع کرون لیکن ایک آسمان پر برق
چمکی نعرہ ہوا منم شاہنشاہ طلسم ہوشربا او بہار غضب کیا میری گلعذار کو دام تزویر مین پھنسایا یہ کہتا
ہوا چمکتے کر اپنے تو پلٹ کر حیرت کی جانب اشارہ کیا ایک پنجہ پیدا ہوا حیرت کی کمر مین پڑا وہ
پنجہ دستگیری کر کے حیرت کو اٹھا لیگیا اب افراسیاب طرف بہار کے پلٹا بہار نے گلدستہ مارا اگر بھاگی سردار
نامی کے ہوش و حواس باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ غرض سب افراسیاب کے تھر تھر کانپ رہے ہین
اسکی صورت دیکھکر ساحران زبردست کو غش آجاتے ہین یہ لوگ ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین
کہ افراسیاب پر بھی سحر کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر مین کھلبلی پڑ گئی باغبان و معمار نے بڑھ بڑھ کے
سحر کیے افراسیاب نے اشارے سے دفع کردیے جب ہاتھ اپنے جھکاتا ہی نعرہ کرتا ہی دو دو چار چار ساحر
گر پڑتے ہین کبھی سنگریزے اٹھا کر مارتا ہی پتھر برستے ہین ہزارون کے سر پھٹتے ہین افراسیاب نے دو گھڑی
ساحرون مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا بھاگنا دشوار کر دیا اب اسلام گھبرائے کہ فتح کی شکست
ہوئی کل فوج بھی پست ہوئی دلارام نے ملکہ مہجبین کو تخت سے اتار لیا گود مین لیکر بھاگی تمام سردار
دوڑ پڑے کہ کہین مہجبین کو نہ گرفتار کرلے عین جنگ مین افراسیاب پامال کرتا ہوا جاتا ہی مہرخ
و بہار بھی بھاگتی ہین کبھی سینہ سپر کر کے لڑتی ہین ذرا ٹھہر گئے دو چار سحر جم کر کیے جب سحر تاثیر نہین کرتا
بھاگنا پڑتا ہی کبھی افراسیاب خرور مخمور کو دیکھتا ہے غصے مین کانپ جاتا ہی مگر حسن زیبا دیکھ کر ٹھہر جاتا ہی

کلیجہ منھ کو آتا ہے کبھی جمال بیمثال بہار گلعذار پر نگاہ ہے کبھی آنکھ بھی واہ ہے بہار کا بوٹہ ساقد پھول سے عارض مرجھائے ہوئے پڈھیاں گلے کی خشک ہوئیں ہیں چپکا موتیوں کا سر سے گر گیا افتان و خیزان جاتی ہے افراسیاب نے سحر کرتے کرتے ہاتھ روک لیا بے اختیار پکار اٹھا اشعار موافق مضمون۔

صد طعنہ بر آتش زدہ دود نفس ما
اندر دل پر درد صدای جرس ما
بنگر بہ تہی دستی ما کز ہر بہت
شد رشک گلستان ارم مشت خس ما
گر آہ کشد از جگر سوختہ مخفی
ای وای اگر صبر نبودے قفس ما
گردیم بسے از ستم و جور تو فریاد
بر عربدۂ حاتم نہ نشنید مگس ما
در راہ وفا ما سگ مستقیم کزاول
آتش بدل بحر فتد از نفس ما
اگر زمزمۂ ما تتو د سنگ شود نرم
جز گریۂ شدیاد ر دو فریاد رس ما
از دیدۂ شب ہجر بس خون جگر ریخت
گر وند ز زنجیر محبت بر سس ما
یہ اشعار عاشقانہ جو بیقرار ہو کر

افراسیاب نے پڑھے ملکہ بہار کے ابروے خمدار پر بل پڑے یہ عاشق جمال عدیم المثال بادشاہ لشکر اسلام ہے افراسیاب کی ہا ہوسے کیا کام ہے غصے میں کئی گلدستے مارے افراسیاب ہنستا ہے پھول جل جاتے ہیں برق لامع بھی کڑک کے گری رعد جادو نے چیخ ماری باغبان نے کیسے کیسے سحر کیے مہرخ نے برابر گولے مارے افراسیاب تھر آکے رہجاتا ہے لیکن جب جھوم کے بڑھا نعرہ کیا سب بھاگے ادھر باغبان نے دیکھا کہ دلارام وزیر زادی مہ جبین کو لیکر بھاگی تھی مگر افراسیاب کی نگاہ پڑ گئی اسی طرف جھپٹا باغبان بیچ میں آگیا افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب کی آنکھوں میں خون اتر آیا باغبان کا وار رو کر تیغہ مارا باغبان نے سپر سحر پر روکا اس ملعون کا وار کب رکتا ہے تڑپکر تلوار گری سر باغبان کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لوں کئی سردار بیچ میں آئے اپنے کو زخمی کرایا چاہا باغبان کو بچائیں افراسیاب نے پیچھا کیا اب لشکر میں غلغلہ ہوا کہ باغبان کو افراسیاب کرتا ہے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے ملازمان افراسیاب جو بھاگ گئے تھے پلٹ پڑے حامی کو دیکھکر لڑنے لگے کئی ہزار آدمی اس مقام پر قتل ہوا لیکن باغبان نہ نکل سکا قریب تھا کہ افراسیاب ہاتھ مارے سر باغبان کا اڑجائے ان ساحروں کے غول میں ایک ساحر دبلا پتلا گولے لیے ہوئے غول سے نکلا پکار کے آواز دی کہ اے شاہ تو دیکھیے مسلمانوں نے قیامت برپا کر دی ہے میں ابھی باغبان کو قتل کرتا ہوں لیکن بہار ہاتھ باندھے کھڑی ہے خطا اسکی معاف کیجیے ہاں دیکھیے افراسیاب خوشی میں پلٹا اس دبلے ساحر نے جھپٹ کر حلقے کمند کے گردن میں افراسیاب کے ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ عمرو کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم

رنگ از رخ نجابت بر اختر برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر برہم

افراسیاب ارے کہکے پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی مارا فوراً افراسیاب بیہوش ہوکے گرا عمرو کمند چھوڑ کے
بھاگا سب سردار دوڑے کہ افراسیاب کو گرفتار کرلین یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باشید اے فرقہ
مسلمانان یون قضا آئی ہی منم ملکہ ماہیان زمرد پوش سب نے دیکھا کہ ملکہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش
خروش مثل شعلہ جوالہ آکے گری سب کی پلکین جھپک گئین پنجہ کرکے افراسیاب کو لے اُڑی اب
مہرخ و بہار نے ساحران باقی ماندہ کو گھیر کر مارا ایک کو للکارا چاہا ور بھاگنے لگی آواز الامان بلند ہوئی
ہزارہا ساحر بھاگے بہت سے گرفتار ہوئے بہت بخوشی تمام دین اسلام مین داخل ہوئے ملکہ مہرخ
سحرچشم بفتح وظفر اپنے سرداران نامی کو لے کر پلٹی ملکہ مہ جبین کو تخت پر سوار کیا خواجہ سامنے سے آئے
مگر منہ پھلائے ہوئے مہ جبین تخت سے کود پڑین گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا نانا جان کیا کار نمایان کیا
عمرو نے کہا مجھسے بات نہ کیجیے مین ہوش رُبا مین آکر لُٹ گیا کرورون روپیہ شادی مین لگائے اس لیے
مین دولہا بنے کہ سسرال جائین گے ساس سالیان پکارینگی لڑکا آیا بالائی پر اُٹھے کھانے کو ملین گے عین
دروازے پر سسرال کے جھگڑا ہوا اماجیون نے جو صندوقچے دیے تھے جھگڑے مین کر سے گرگئے اب مہاجن
میرا کیا حال کرینگے آپ تو تخت پر بیٹھی چین کر رہی ہین آپکو کیا فکر ہے ہماری آبرو بگڑیگی ہم جائینگے اب
نہ ٹھہرینگے محبت سے دامن نہ چھوڑا الٹے پڑے شامت اعمال یہ نہ سمجھے تھے کہ دوسری بلا مین مبتلا ہونگے
خوب راضی ہوئے ملکہ مہرخ نے بڑھکر عرض کی اے شاہنشاہ دائمی عیاری جان و مال آپ کے نام پر فدا
ہے سب کچھ حاضر ہے لیکن خزانہ جو اپنے ہمراہ لے گئے تھے وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہماری شادی مین صرف ہوا
پھر بھی دولھن نہ ملی ہنسی قہقہے پیچھے کرتے ہوئے اپنے مقام لشکر پر آئے شکارگاہ مین شاہزادہ اسد نامدار
مصروف شکار تھے صندلان صندلی پوش شاہزادے کے ہمراہ شاہزادہ شکار کھیل رہا ہے ایک
صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہرا صندلان بھی اپنے سردارون کو ترتیب کر رہا تھا ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی
سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار جوانان جرار آمادہ حرب و پیکار مار مار
کرتے چلے آتے ہین واضح ہو کہ اس پہلوان کو میلاد صحرائی کہتے ہین ملازم افراسیاب ہے اسکو خبر پہنچی
کہ نبیرہ صاحبقران نے شاہنشاہ افراسیاب کو بہت تنگ کیا ہے بقہر و غضب جوانان زبردست ساحر
پرست ہمراہ لیکر چل نکلا تھا اسوقت آنکر یہ پہنچا ہرکارے نے اسکو خبر دی کہ طلسم کشا شکار

مین مصروف ہی دوسرے جمال بیثال کو دیکھا فوج کو روکا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان مین آکر پکارا باشید اے
مسلمانان اس صحرا مین کیون شکار کھیلنے آئے اب مین تم سبکو شکار کرونگا یا تو سامنے سے ہمارے چلے جاؤ یا ہمسے
اگر مقابلہ کرو یہ سنتے ہی اسد نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین صندلان نے عرض کی حضور مجھے اس مغرور سے
مقابلہ کی اک مدت سے آرزو تھی آپ تماشا دیکھین ابھی مشکین باندھکر اسکو لاتا ہون ہرچند اسد دلاور
نے منع کیا مگر اس بہادر نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا نعرہ مردانہ کیا او بیحیا باغی جور جفا
سقدر کیون لاف وگزاف بکتا ہی قہر خدا سے نہین ڈرتا ہے طلسم کشا کو کیا پڑی ہے کہ تجھ ایسے نالائق
سے مقابلہ کرین اُنکے غلام سرفروش تو موجود ہین اب جلد وار کر اگر بیہودہ کلام نکالیگا مین زبان تیری چھید لونگا
اس سرکشی وخودسری کی سزا دونگا میلاد صحرائی نے تنکر نیزہ مارا صندلان نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل صندلان صندلی پوش و میلاد صحرائی سے نیزہ چلا اسد نامدار صندلان
کی تعریفین کر رہے ہین میلاد صحرائی بھی جان دیے ہوئے لڑ رہا ہی صندلان بھی بڑی آن بان سے نیزہ
بازی کر رہا ہے ایک مقام پر گانٹھکر نیزہ مارا ہاتھ سے میلاد کے بدر ہوا میلاد اتو غصے مین کانپا قبضہ
شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار کہکے جا پڑا صندلان کو خوشی ہی کہ مین اسکی مشکین باندھون گرد اسپر کا سر پہ
کھینچا نگاہ تلوار کی باڑھ پر جا ہتا ہی لپٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا ہٹا تو دم سے گرا
صندلان کا سر زخمی ہوا داستانہ مارا تیغ سر سے نکلگیا لیکن چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اسپر بھی
اس حرمی نے جی داری کرکے جواب مین ہاتھ مارا اُسنے گینڈا ہٹا لیا سر صندلان کا زین پہ ہر کے
پہونچے میلاد نے چاہا سر کاٹ لون اسد غازی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا باغی مکرو
دغا قابو پرست بد مست خبردار کیا کرتا ہی وہین آن پہونچا گھوڑے پر کوڑا کیا اتنا جلد اسد نامدار آئے کہ ہاتھ
اُس نابکار کا بلند نہونے پایا تھا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا صندلان کو ہٹایا سینہ سپر کردیا نظر میلاد کی جمال
بیثال اسد نامدار پر پڑی حیران جمال محو دیدار تھا کہ خورشید درخشان یا ماہ تابان آسمان سے کیونکر اُتر آیا قرو
شوکت چہرے سے ظاہر مرد میدان کارزار جری صف شکن جرار جلالت آثار تہور شعار گھبرا کر پوچھا اے
نوجوان تیرا کیا نام ونشان ہی مین نے تو طلسم کشا کو طلب کیا تھا تو کسواسطے آیا ہی تیرا نام کیا ہی اسد نامدار نے
سر جھکا کر فرمایا اے میلاد ہمارے قتل پہ کمر باندھی ہی لیکن صورت سے آگاہ نہوا میلاد نے کہا مین خوب
سمجھتا ہون جسکا طلسم کشا لقب ہوگا سو گز کا تو قد اُسکا ضرور ہوگا تو معشوق وضع ہی ہرگز مین نہ مانونگا کہ تو ہی طلسم کشا ہی

اسد نے فرمایا او مغرور اسقدر کبر و نخوت انسان کو زیبندہ و سزاوار نہین ہے مین عبد ذلیل رب جلیل
کا ہون قد و قامت کیسا جرات و ہمت کو دیکھکر زور کا امتحان کر میلاد صحرائی نے کہا آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی
اسد دلاور ہے شاہزادہ اسد نے جواب دیا ایک مرتبہ تو بتلا چکے تو نے تو مکتب خانہ سمجھا ہے سبق پڑھتا ہے
میلاد نے کہا اے جوان دربار افراسیاب مین میرا بڑا رتبہ ہے نہایت قدر و منزلت فرماتا ہے مین جو کچھ کہتا ہون
شاہنشاہ قبول فرماتے ہین اگر میرے ساتھ تو چلے خطا معاف کرا دونگا مہرخ و بہار سے شاہنشاہ سمجھ لینگے تجھکو کچھ نہ
کہینگے اسد دلاور نے فرمایا تمھاری مہربانی کہ ہمارے حال پر رحم کرتے ہو یہ میدان کارزار ہے لاف گزاف بیکار
ہے کچھ فنون سپاہگری دکھلاؤ اسقدر باتین نہ بناؤ اتنا میلاد کو غصہ آیا جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا اے
جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہے اگر تو خداوند لات و منات کا دشمن ہے اور خداوند لقا کو برا
کہتا ہے تیرا قتل واجب ہوا یہ تلوار خون مسلمانان کا مزا چکھ چکی ہے ابھی صندلان صندلی
پوش کو زخمی کیا خون پیا مگر اسکا پیٹ نہین بھرا چہرے پر لالی ہے شکم اس کا خالی ہے مگر کیا کرون
مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہے میرے دست زبردست سے قتل ہوگا اپنے خون مین لوٹے گا ہا ہا
تو نے مفت اپنی جان دی ایسے ایسے بیہودہ کلام کرکے اس بدانجام نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی
نے یہ فنون سپہگری بال طرہ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا میلاد لپٹ پڑا دونون دلاور گھوڑون سے کود کے
کشتی ہونے لگی واضح ہو کہ ملکہ گوہر جادو عاشق شاہزادہ صندلان ہے جب شاہزادہ شکار کو چلا
ملکہ گوہر جادو نے چاہا کہ مین بھی ہمراہ چلون اسد نامدار نے فرمایا شکارگاہ مین ساحر کا کیا کام ہے ملکہ
مہرخ نے فرمایا اے گوہر جادو تم صحرا مین مخفی رہنا سامنے شہریار کے نہ جانا صرف نگہداشت رکھنا بہت ہوشیاری
کرنا ایسا نہو کوئی ساحر ملازم افراسیاب مکر کرکے انکو پکڑ لیجائے پھر اور بھی مشکل ہو لہذا گوہر جادو
صحرا مین اتری ہوئی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک پہلوان سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا
گوہر جادو فوراً تیار ہو کر چلی نخلستان کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگی کہ اسد نامدار بڑے کر و فر سے ایک
پہلوان سے لڑ رہے ہین مگر اسکو دنگ کر دیا ہے گھبرا رہا ہے بغلین جھانکتا ہے چاہتا ہے چھوٹ کر
نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن گوہر جادو جرات سے بخوبی آگاہ ہے کہ صندلان کو زیر کیا چونکہ
صندلان پر عاشق ہے جانتی ہے کہ اس سے بڑھکے کوئی زور و قوت مین زیادہ نہین جب میرے
معشوق پر غالب آیا تو اسکی کیا حقیقت ہے اس عرصہ مین اسد نامدار میلاد کو پکڑ لائے دیا مین ہاتھ کے

اندر ہی چڑھا کر اکھیڑ ماری زبردستی گھٹنہ پشت پر رکھکر دو تین گھسے مارے سارا غرور اس مغرور کا نکال دیا
سیلاد گھبرایا اور تو کچھ بن نہ پڑا کہنے لگا اے طلسم کشا ذرا ٹھہر جائیے پھر مین آپ سے لڑون حوصلہ دل
کا نکالون اسد نے چھوڑ دیا مسکرا کر فرمایا اچھا دم لے یہ سیلاد اٹھا چاہے تو ٹہلنے لگا صندلان نے
پکار کر آواز دی آپ نے جیت کرتے کرتے کیون اسکو چھوڑ دیا اسد نے کہا اے برادر کیا مضائقہ ہے وہ کہتا
ہے ذرا دم لے لون صندلان نے کہا حضور کوئی حریف کو دم لینے دیتا ہے اسد نے فرمایا اے برادر
ہم بہادر کو عاجز کرنا نہین چاہتے خدا چاہے گا تو ابکی مرتبہ زیر کر لینگے سیلاد نے جو دیکھا کہ اسد
اپنے سردار سے باتین کر رہے ہین اپنے لشکر کی طرف بھاگا لشکر والون سے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ طلسم
کشا مجھ زیر کرنے کا قصد کرتا ہے مجھے بچاتے نہین ارے یارو ان طلسم کشا بڑا زبردست ہے اسمین تو کوٹ
کوٹ کر زور بھرا ہے فوج بلوہ کر کے اسد کیطرف چلی سیلاد قلب فوج مین پہونچا اسد نے جو بلٹکر
دیکھا کہ گھٹا فوج کی میرے ہی اوپر آتی ہے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کر کے جا پڑے ادہر سے صندلان
صندلی پوش چلا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی اسد نامدار نے لاش پر لاش گرا دی صندلان
صندلی پوش صفین درہم و برہم کر دین ہین ملکہ گوہر جادو دیکھ رہی ہے ہنس ہنس کے کنیزون سے
کہتی ہے یہ نامرد کس بھروسے پر لڑنے آیا ہے وہ دیکھو طلسم کشا نے رسالدار کو مارا صندلان صندلی
پوش نے کمیدان کو للکارا کس آن بان سے قتل کیا صندلان کیا طلسم کشا کسی بات مین کم ہے طلسم کشا
کو ذرا زیادہ قوت ہے جب مرمانے مین صندلان زیر ہوا تو نڈر مگر چھوٹے ہوئے تھے کثرت بھی کم کرتا تھا
اب آجکل ماشاء اللہ زورون پر چڑھا ہوا ہے پہلوانان عالم سے بڑھا ہوا ہے تمام صفین پامال کر دین
بیشہ جرات کا شیر ہے کیسا دلیر ہے گوہر تو یہ باتین کر رہی ہے نگاہ اسیجانب لڑی ہے لیکن اسد نامدار
لڑتے بھڑتے قریب سیلاد پہونچے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہے ہماری خطا چلکے افراسیاب سے
معاف کرائیگا کہان بھاگا جاتا ہے سیلاد پھر پلٹ پڑا تلوار کا وار کیا اسد نے روک کر کمر کو بچا کے
سر کا ہاتھ مارا وہ فنون سپاہگری کے سر سے آگاہ نہ تھا ارد سیاہ نے سپر کو سر کی پناہ کیا گرد اسکا
کٹا خود سر کا زخمی ہوا پھر سامنے سے بھاگا اسد نے پیچھا کیا اور سر دالیچ مین آگئے ہاتھ سے تھے
ہم اصل منہ ہوئی یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر اقرار خونخوار تیز تا نے اسی صحرا کا رہنے والا با تجو جادو گر ساتھ
ہوا پر اڑا ہوا جاتا ہے صدا تکبیر و سند سنکر ادھر متوجہ ہوا دیکھا طلسم کشا لڑ رہا ہے تصویر مین طلسم کشا کی ہر ساحر کے

پاس موجود ہین پس فوراً دیکھتے ہی پہچانا خوشی خوشی ہوا سے اترا آیا آتے ہی نعرہ کیا اے طلسم کشا تمھاری
فکر مین لاکھون ساحر پھرتے ہین لیکن تیرا اقبال کہ تمکو اسطرح پا گیا حرف بہار سے تو سنتا تھا اسوجہ سے
تمھارے لشکر پر لشکر کشی نہ کی اب بہار کہان ہین کہ تمکو آ کے بچا لین یہ کہکر زمین پر اترا اترتے
اترتے اس ملعون نے گولہ مارا کئی سو جوان گھوڑون سے گر پڑے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کی جبین لگا شعلے اٹھے
آتش بھڑکے ملکہ ہائے ابر کر کے صندلان بھی گھوڑے پر تھرایا گوہر جادو نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا
گھبرا گئی نعرہ کر کے وہین سے دوڑی آتے ہی سحر کیا وہین سے ملکا رانے اپنے صندلان کو فتح سحر کرکے
سنبھالا پھر فوج پر سے سحر آمارا ساحران غدار پر جا پڑی اقرار خونریز نے ملکہ گوہر جادو کو پہچانا للکا
کرا دو گوہر جادو مین تجھے بخوبی پہچانتا ہون طلسم صندل برباد کر دیا اب یہان آ کی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی
اب گوہر جادو کو مشکل یہ ہے کہ اگر بڑھکر لڑتی ہے تو لشکر صندلان پامال ہوتا ہے اسکا خیال ہے کہ ایسا نہو
اقرار خونریز طلسم کشا کو گرفتار کرے ساری کد و کاوش بیکار ہو جاوے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار کو کیا منہ دکھاؤن
گی اب تو پیلا و صحرائی نے دہاڑ ڈالا اقرار خونریز کہہ رہا ہے کہ اے پیلادو سبکے سر کاٹ لے یہ نامرد جسکو مبتلائے
سحر دیکھتا ہے اسی کو بڑھکر قتل کرتا ہے اور جو بہادر اسپر تلوار کھینچکر چلا جاتا ہے بلکہ چلاتا ہے کہ میان اقرار
خونریز جلد میرے پاس آؤ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ اقرار خونریز سحر کر کے اسے گرا دیتا ہے تب یہ
نامرد تلوار مارتا ہے اسوجہ سے گوہر جادو سخت پریشان ہے کہ مین کیا تدبیر کرون سحر تو کر رہی ہے لیکن بیتر ود
وحشت ہر مرتبہ زمین کے طبقے ہلا دیتی ہے منتظر حوالی طلسم صندل اپنے معشوق کیواسطے بیکل تڑپ رہی ہے کبھی
رو پر کبھی پشت پر کبھی وسط لشکر مین کبھی سامنے اسد غازی کے سینہ سپر کرتی ہے کبھی صندلان صندلی
پوش کیطرف دیکھتی ہے کہ یہ صف شکن سحر سے ناچار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہے کبھی قصد کرتا ہے کہ اپنی
تلوار اپنے گلے پر پھیر دون گوہر قریب آ کر ہاتھ تھام لیتی ہے کہ اے بہادر یہ کیا کرتا ہے سحر مین جرات کو کیا دخل ہے
مین ابھی اس ملعون کو قتل کرتی ہون مگر طلسم کشا کیواسطے بہت بیقرار ہون ایسا نہو انکے دشمنون
پر کوئی افتاد پڑے اتنی ہی عرصہ مین خون کے دریا جاری ہو گئے ملکہ گوہر چاہتی ہے مین اپنے کو قریب
اقرار خونریز کے پہونچاؤن اس ملعون کو ماردون کسیطرح ممکن نہین ہوتا بہت سے ساحر اقرار
خونریز کے جہنم واصل کر چکی ہے اسکی بھی بہت سی کنیزین قتل ہو چکین ہین نہایت پریشان و مضطر ہے
اسکو تو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے دو کلمہ احوال ملکہ مہرخ سحر چشم سنیے کہ جب لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سے رخصت

سے فتحیاب ہو کر واپس ہوا ملکہ مہرخ نے مہتر قران سے فرمایا کہ اے مہتر نامدار شکار گاہ سے شاہزادہ
اسد نامور کو پھیر لاؤ مژدہ فرحت اثر سناؤ مہتر قران بمجرد فرمانے ملکہ مہرخ کے خوشی خوشی روانہ
ہوئے یہاں جب گوہر نے دیکھا اب کچھ بن نہیں پڑتا تیغہ سحر کھینچکر اقرار خونریز پر جا پڑی اسنے
کئی گولے مارے ملکہ گوہر جادو نے سحر کرکے مٹائے آواز دی کہ او نامرد ہمارے تیرے تلوار چلے فرار
شجاعت کا طلے کیوں مثل خوک صحرائی بھاگتا پھرتا ہے اقرار خونریز نے جو ملکہ گوہر جادو کو بغور
پر دیکھا کہ گھاتی بندھی ہوئی غصے سے چہرہ سرخ آنکھیں ابلی ہوئی ابروے خمدار بل کھا رہے ہیں کتنے
ساحروں کو اقرار کے سامنے مارا ابتو اقرار بھی تلوار کھینچ طرف ملکہ گوہر جادو کے چلا ادھر سے
گوہر جادو نے قصد کیا بیچ میں او رچند ساحر آ گئے خوب گولے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے چلا کیے کئی سو ساحر جا
بہیں کے مار گئے لاشے زمین پر پھڑکنے لگے ناگاہ ملکہ گوہر ساحروں کو قتل کرتی ہوئی قریب اقرار خونریز
کے پہونچی اسنے تیغہ سحر کا وار کیا ملکہ گوہر نے نیمچہ ہلالی پر گا نٹھا شعلہ ہائے آتش سے بھی اپنے کو بچا لیا
خبردار کہکے نیمچہ مارا اسنے چاہا سپر سحر پر روکوں نیمچہ گوہر کا تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر اس
ملعون کا زخمی ہوا چاہا بھاگوں ملکہ گوہر نے سایہ میں تلوار کے لیا قصد کیا کہ نیمچہ ماروں سر اس خود سر کا
اڑجائے اقرار کو یاد آیا کمر میں اسکی ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے نکال کر اسکو کھولدیا اس خاک کی تاثیر
ہے خاک میں ملا دیتی ہے گوہر کے دلیر غبار غم و الم چھایا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی یہ ہو کر دور سے
صندلان صندلی پوش نے دیکھا کہ ملکہ گوہر بیہوش ہو کر گری بیہوش کنیزیں ٹوٹ پڑی ہیں اپنی
جان دے رہی ہیں لیکن کچھ بن نہیں پڑتا سیکڑوں کنیزوں اسی مقام پر قتل ہو چکی ہیں صندلان
بیتاب ہو گیا گھوڑا چپکا کر قریب اقرار خونریز پہونچا اس بیحیا نے ایک دانہ ماش کا مارا صندلان بھی مجبور ہو
لڑکھڑا کے گھوڑے سے گرا شاہزادہ اسد کو یہ حال پر ملال دیکھکر تاب نہ آئی فوراً گھوڑا مہمیز کرکے قریب

اقرار خونریز پہونچے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم گہ در روز جنگ
بدرّم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

نعرہ رستمانہ کرکے شاہزادہ اسد نامور نے کمان کیانی دوش سے
اتاری میلاد صحرائی کو بھی اب جوش ہوا اقرار خونریز سے کہا آپ تامل فرمایئے دیکھیے تو میں ابھی
طلسم کشا کو مارے لیتا ہوں یہ کہکر خبردار خبردار کہتا ہوا قریب اسد نامور پہونچا کہنے لگا کیوں طلسم کشا

دیکھ بی گوہر اعدمیان صندلان صندلی پوش کا کیا حال ہے اقرار خونریز نے سبکے جی چھوڑ دینے
شاہزادہ اسد بیساختہ ہنس پڑے کہا او مسخرے نامرد ساحر کے آنے سے بہت خوش ہوا ہے ملک الموت
تیرے سر پر کھڑا ہے میلاد نے تیغ کمر سے نکالا اسد غازی پر ہاتھ مارا اسد نے وار کو اس نابکار کے
رد کیا غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر میلاد کو قاش زین سے
اٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا دس گز بلند ہوا بروقت اترنے کے ہاتھ مارا نامرد کو چورنگ
ہوا کیا دشمنونکو زبانسے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی ملازمان صندلان پکار اٹھے اے شہر یار سبحان اللہ

دیگر

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائین — خون آنکھون مین اتر آئے لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر — کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہو سر و دوش
تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹ جائینگے — وار چلنے کی تو نوبت بھی نہو ابرو دار
برش تیغ کی تعریف نہین ہوسکتی — پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا — ایک اک جز کے برابر سے ہوے حصے چار

اہالیان فوج میلاد تھرا گئے مگر اقرار خونریز نے دیکھا کہ طلسم کشا نے بڑے کروفر سے میلاد صحرائی کو مارا
اب تیری جانب آتا ہے جرات و ہمت دیکھکر وجد کرنے لگا اسد دلاور نے کمان کاندھے سے اتاری تیر
بھالکا تیر اقرار خونریز کو مارا خطا کار نے سحر کیا تیر سہم کر جل گیا کمان مین خم آیا ترکش شانہ سے طلسم
کشا کے گرا اب دوبارا اس بیحیا نے دو تہتر زمین پر مارا گھوڑا اسد کا بدلگامی کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
سم گھوڑے کے جلنے لگے زمین شعلہ ہائے آتش نکلنے لگی اسوقت اسد نامور کی بیقراری ہاتھ پاؤن
بیکار گھوڑا چاہتا ہے سوار کو ٹپکدے زبان سے نکلجاؤن ہاتھ والے ٹوٹ پڑے ہین چاہتے ہین اپنے آقا کو بچالین
ساحرون کا بلوہ بڑھکر سیاہ و پر وار کیا اگر انے سحر کردیا بہادر کی حسرت دل مین رہی منہ کے بھل زین پر گرکے
اگر نکا وار چل گیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے بعضے جوش جرات مین ساحرون سے لپٹ پڑے کو سید لائے کے
مارا وہ بیحیا دم سے گرا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لاشہ ساحر کا زمین پر تڑپا علامت اسکے مرنے کی
ظاہر ہوئی بیچ مین اسد نامدار سحر مین اقرار کے مبتلا ہے گرد جوانان صف شکن تیغ زن کا مجمع ہے
کتنون نے ملکہ گوہر جادو پر سینہ سپر کردیا ہے کہ بیہوشی کے عالم مین کوئی اسکا سر نہ کاٹ لیجاے
پھر تو غضب ہی ہو جائیگا بعض دلاوران سر فروش صندلان صندلی پوش کی بیہوشی مین اٹھا لیگئے

اقرار خونریز ساتھ والون سے کہتا ہے دیکھو خیر خواہ ایسے ہوتے ہین کیسے خوشی خوشی جان دیکر ہے ہین ہر چند کہ غیر ساحر ہین مگر فنون جان نثاری مین خوب ماہر ہین یارو مین نے طلسم کشا کو بیکار کیا مثل تصویر بقور خاموش کھڑا ہے تم لوگون سے اسقدر نہین ہوسکتا ہے کہ بڑھ کر قتل کرو گوہر جادو کو تو بیکار کر دیا طلسم کشا بھی مبتلاے سحر ہوا اسیر بھی قریب جانے ڈرتے ہو بڑے نامرد ہو اپنی جان بچاتے ہو دیکھو مسلمان آپسمین کیسے یکدل ہین جانبازی وسرفروشی مین کامل ہین یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا ہمراہیان اسد نے دیکھا ہمارے آقاے نامدار سحر سے بیکار بیقرار ہین اقرار خونریز سحر کرتا ہوا آتا ہے بے اختیار زار زار رونے لگے اسوقت اسد نامدار نے بھی دل کو رجوع کیا بیقرار ہوکر پکارا اے معین ومددگار اے مالک ومختار اے رزاق مطلق و کارساز برحق اس بیکسی مین سواے تیرے کس سے فریاد کرین اپنے بندگان گنہگار کو اس ظالم خونخوار سے بچالے اس بلاے ناگہانی سے نجات دے سب نے ساتھ مین اسد کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی اس گرد سے آواز مہیب آئی او ساحر غدار خبردار دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم آگے قدم نہ بڑھانا طلسم کشا پر دست بدعت نہ اٹھانا دیکھ شاہنشاہ نے کیا تحریر فرمایا ہے اقرار خونریز نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر مہیب جست وخیز کرتا ہوا چلا آتا ہے ہاتھ مین فرمان افراسیاب ہے مثل برق جہندہ جست وخیز کرکے ہو ہو کرتا ہوا قریب اقرار خونریز کے پہونچا وہ فرمان اقرار کے ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھ لے تب طلسم کشا کو قتل کر اقرار نے کاغذ ہاتھ مین لیا دیکھا سرنامے پر مہر شاہنشاہ افراسیاب جادو کی ہے فرمان سر پر رکھ لیا مہر کو بوسہ دیا کہا میان ساحر صاحب آپکا کیا نام ہے ساحر نے جواب دیا ہمارے نام سے تجھے کیا کام ہے جو کچھ کاغذ مین لکھا ہے اسیر کار بند ہو نام بھی ہمارا ثابت ہوجائیگا اقرار خونریز نے دیکھا لفافہ مین تہ لگادی ہے بند نہین کیا اسنے تہ کو کھینچا لفافہ سے دھوان نکلا فوراً گیا اسے اکر لڑکھڑایا ساحر نے نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ و رخنجر گزاری
منم مہتر قران شیر ثانم
بمیدان اژدر آتش فشانم

مہتر قران نے جھپٹ کر ایک لوزہ مارا اقرار موت سے انکار نہ کرسکا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا ساحرون کا قلب تھرا گیا صداے مہیب نے لکین نیرون کی غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من اقرار خونریز جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم ملکہ گوہر جادو نے قتل کرنا شروع کیا ملازمان میلاد فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت اسد نامدار

مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے فتح کے نقارے بجے شام ہوتے ہوتے بفتح وظفر واپس ہوکے بارگاہ استاد ہوئی ملکہ گوہر جادو و شاہزادہ صندلان صندلی پوش مہتر قران نامدار بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوے شاہزادہ اسد نے قران سے پوچھا کہ اے سرکردہ عیاران واے نظر کردہ بزرگان اسوقت مین تمھارا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مہتر قران نے عرض کی اے شہریار کیا عرض کرین آپ سے سب صاحبون نے اس معرکہ عظیم کو چھپایا صنعت نے قیامت برپا کی تھی آپ کے کل سردار گرفتار پنجہ تقدیر ہمارے ہوے استاد والا نژاد نے یہ صلاح کی کہ اسد نامدار کو لشکر سے جدا کردو انکا یہان رہنا بہتر نہین ہے کیا گذارش کرین عجب ہنگامہ برپا تھا حقیقت مین جسوقت استاد لشکر ظفر اثر سے نکلے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہے غلام کو بھی ہمراہ لیا برق وچالاک و جانسوز وضرغام بھی قید ہوچکے تھے حقیقت مین حضور چالاک نے بھی ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہین لیکن نہ بن پڑی مردہ بن کے اندر حصار سحر کے گیا تھا مگر صنعت نے پکڑ لیا سوا ے غلام کے اوستاد کے ساتھ کون جاتا حضور چار لاکھ ساحر ساتھ تھے اوستاد دولھا بنے تھے وہ سامان برات کیا تھا کہ مصور خیال نقشہ نہین کھینچ سکتا حصار سحر پر صنعت کے پہونچے تصدق استاد والا نژاد کا اب کبھی کلمہ غرور کا زبان سے نہ نکالونگا بخدا باغ ملکہ زیور محل نشین مین استاد نے وہ عیاری کی کہ مجھ ایسے ناچیز کو تمیز ہوئی مطلق نہ پہچانا پھر بھلا صرصر کیا حقیقت تھی بس جو کچھ استاد نے تعلیم کیا تھا اسی پیرایہ مین صنعت سے کلام کیے آخر صنعت نے حصار سحر ہٹا دیا مین نے جاکر استاد کے ہمراہ اس وسیلہ کو مارا قیامت کی لڑائی پڑی خدا نے سب کو عمر دوبارہ وحیات تازہ عطا کریگی مگر اب بخدا انجام بخیر کرے آپ کے دشمنون کو زیر کرے افراسیاب خانہ خراب اس لڑائی مین بڑی ذلت اٹھا گیا ہے دیکھئے کیا بلا نازل کرتا ہے ماشاء اللہ حضور کے سرداران تہور شعار نے ایسی کارزار کی کہ افراسیاب و حیرت کے دانت کھٹے کردیے اب آپ بسم اللہ سوار ہون سب اہالیان لشکر حضور کے قدوم میمنت لزوم کے مشتاق ہین ملکہ مہ جبین کو دن مفارقت کے بہت شاق ہین مجھکو بھیجا تھا کہ جاکر شہریار کو لاؤ مین نے آکر آپکو اس بلا مین مبتلا دیکھا شکر ہے کہ اسکو واصل جہنم کیا اسد نامدار نے مہتر قران کو بھاری خلعت عطا فرمایا مہتر قران نے خلعت پہنا پھر اتار کے رحال مین لپیٹ لیا شاہزادہ اسد نے پوچھا کہ کیون خلعت اتار ڈالا حقیقت مین تمھاری لیاقت کے موافق تو نہ تھا قران نے عرض کی میری کیا حقیقت ہے یہ تو میری لیاقت سے دہ چند ہے لیکن حضور بخوبی آگاہ ہین گھڑی دو گھڑی مین کوئی ستارہ یا تار گر جاے تو

استاد حساب پوچھینگے مگر احتیاطاً ضرور ہے کہین دو چار گھڑی کے واسطے جو غایب ہو جاتے ہین تو
فرماتے ہین کہ لوٹ مار کرنے گئے تھے لاؤ حساب بتاؤ ہرچند عذر کرتے ہین کہ برائے سیر گئے تھے یا شکارگاہ
مین تھے فرماتے ہین کتنے جانور شکار کیے گوشت انکا سردارون کے ہاتھ بیچ لینگے خدا انکو سلامت رکھے
لشکر مین سے حضور عیاری کی آبرو ہے اسد نامدار کو سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی ملکہ گوہر و صندلان کو
حکم دیا جلد لشکر تیار ہو میلاد صحرائی کی بھی دولت ہاتھ آئی اقرار کے بھی خیمے دختران صندلان نے بار کرائے
شاہزادہ اسد نامور بصد کر و فر پشت مرکب پر سوار ہوئے مہتر قران ساتھ ساتھ ہین شاہزادہ اسد
احوال پوچھتے جاتے ہین مہتر قران حرف بحرف بیان کر رہے ہین کہ حضور آج ایک رکن طلسم
ہوشربا گرا افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ گیا قتل ملکہ صندل سے بہت بدحواس تھا یہان ہرکارون
نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ شاہزادہ اسد نامدار بصد شوکت و وقار تشریف لاتے ہین لیکن حضور خدا
نے اپنا بڑا فضل شریک حال کیا ایک ساحر نے انکو گھیرا تھا عین وقت پر مہتر قران نامور پہونچے
کس مردانگی سے لوٹ کر اس ساحر خود سر کو مارا امیل الصحرائی نامے ایک پہلوان ہاتھ سے شاہزادہ اسد دلاور
کے واصل جہنم ہوا ملکہ مہرخ نے سردارون کو حکم دیا کہ برائے استقبال شاہزادہ نیک خصال
جاؤ خود بھی برائے استقبال کئی سو سرداران نامی گرامی ہمراہ لے کے اٹھین خوشی خوشی سوار ہوئین
شاہزادہ اسد سے آکر ملاقات کی اسد پشت مرکب پر سے کود پڑے اپنے سرداران تہمتن صف شکن سے
ملے جسکو دیکھا زخمدار و بیقرار پایا پٹیان چڑھی ہوئین زخم و زیان کی ہوئین چہرے اترے ہوئے
سب نے اسد نامدار کو گھیر لیا ملکہ مہرخ نے سر سے پا تک بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین
اسد نامدار بارگاہ مین آئے دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ نے فوراً حکم دیا خدا نے سب کی
جانین بچائین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقی بچہ ہائے شوخ و شنگ
و گلعذاران ماہ پیکر سیمین بر آکر حاضر ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و
نوشا نوش بلند ہوئی ملکہ مہ جبین الماس پوش کی نذرین گذرنے لگین جلسہ عیش و سرور درست
ہوا نئے نوازنی خواجہ عمرو کی چھڑی برق و چالاک وغیرہ کا انتظام خیرخواہان دولت کہ عیش و راحت
سے کام یہان شاہزادہ اسد نامدار مع اپنے سرداران عالی وقار کے معروف جلسہ عیش و نشاط ہین
ذکر انکا انشاء اللہ وقت پر کیا جاویگا ملحوظ خاطر عاطر ناظرین والا مقام رہے۔

دوسرا داستان حیرت بیان صلاح کرنا افراسیاب کا بقدوم حجرہ ہفت بلا شرطین بیان کرنا زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کا اور کھلنا حجرہ اول کا کہ جسکا حاکم مشعل جادو ہے عجب داستان پُرنور مضامین سے معمور مصنف کی روشن بیانی دلچسپ کہانی ساقی نامہ بطرز مذاق بمضمون طمطراق

رندون کی محبوبن ساقن
آڑی ترچھی سکھنے والی
ہر متوالا بندہ تیرا
مرد ترے ہین عورت تیری
زیور گہنا پاتا تیرا
بخشش تیری احسان تیرا
کوٹ ترے پتلون ہین تیرے
بنیا تیرا گولک تیری
ٹھنپا تیرا برق بلا ہے
تیر آجانا جان کا جانا
ناز نیرے انداز کے تیرے
عشوہ تیرا غمزہ تیرا
پھول ہین تیرے خار ہین تیرے
دخت رز ہے بالک تیری
کشتی تیری دریا تیرا
کالی گھٹا ہے کملی تیری
پیر مغان گھر والے تیرے
منہ تک کرنا کام ہے تیرا
چلتے پرزے ہاتھ ہین تیرے

دھومی خان کی دھومن ساقن
سرستون کی پیاری تو ہے
گورا کالا بندہ تیرا
گلیون گلیون راج ہے تیرا
مسند تکیہ چھتا تیرا
ڈھلکے ڈھول دمامے تیرے
سہین تیری میمون تیرے
طبلہ اور سارنگی تیری
کنا تیرا سیف جفا ہے
دلکی دشمن الفت تیری
صدقے دل ہر ناز کے تیرے
حصہ تیرا انجرا تیرا
طرہ بدھی ہار ہین تیرے
خم تیری خمخانہ تیرا
خنجر ترا ہے قربا تیرا
بھجی تیری ہوٹل تیرا
بال ہین گھونگھر والے تیرے
تیری آنکھین صاف کٹورے
بنیکرے سب ساتھ ہین تیرے

سراج محل کی رہنے والی
سنتی تو ہشیاری تو ہے
مال ترا ہے دولت تیری
سوپ ترا ہے جہاج ہے تیرا
جان تری ہے ایمان تیرا
پگڑی اور عمامے تیرے
جھانجھ ترے ہین ڈھولک تیری
نیبو اور نارنگی تیری
تیرا آنا موت کا آنا
جان کی خواہان فرقت تیری
الف ترا ہے ہمزہ تیرا
ناز ترا ہے نخرا تیرا
ہر ماتھے پر کالک تیری
بط مینا پیمانہ تیرا
بجلی حکمت عملی تیری
کرسی مونڈھا دنگل تیرا
شیشہ بوتل جام ہے تیرا
جال کے پھندے انکے ڈورے
تیری یاد مین سبکو بھولے

انسے ہے کالے لنگر پڑے ہوئے
تخت ترا ہے افسر تیرا
ٹھمری گیت ترانہ تیرا
فیض کا دریا چلو تیرا
بندے تیرے عزت والے
میموں پر ہے سایہ تیرا
تیرے بس مین ناچ نچانا
تو ہی پھول ہے تو ہی بو ہے
آگے تیرے ادھیارا جیا
بجلی جیسکی کوندا لپکا
روشنی دے کر بجلی آئی
کوندنے ہے دہولا سینکا
بیڑہین سب انگڑائیان لیتے
سرد ہوئی سب آتش گل کی
غنچے سوکھے کلیان لوٹین
مست بنانے والی ساقن
کاگ ادھر ہین ادھر ہین لوٹین
لادو ساقن بوتل مے کی
صاف نہین تو جھٹ دیدے
ناک مین دم ہے تیرے مارے
پھر گئین آنکھین تکتے تکتے
وہ جکیا جھمکی آفت آئی
تھوڑی دیر مین چٹ لیے سب کچھ

یہ تیرا ہے شان کا لشکر
امن کا گوشہ ہے گھر تیرا
جاڑا تیرا گرمی تیری
بلبل ہی ہے الو تیرا
دامن زاہد صافی تیری
تارے سے اونچا پایہ تیرا
ان سبکو بیگڑ بناوے
جو کچھ ہے ان سبکی تو ہے
خیمہ تیرا لایا بادل
بوند گری یا خیمہ ٹپکا
نوبت رعد بجاتا آیا
زاہد نے تو مندرا چھینکا
غل ہے فصل بہاری آئی
گرم کر اب تو بھٹی مل کی
اٹھ او بڑھیا رانی ساقن
ناچنے گانے والی ساقن
زرے اڑائین اپنی وطن مین
ہاتھ سے رکھدے جولسی نی کی
ہاتھ سے لواب مینا رکھدے
اب کیا کوئی سر دے مارے
آخر عورت تھی بچاری
میخوارون کی شامت آئی
آفت یا مینوشی وہ تھی

یا سب ہے شیطان کا لشکر
موسم فصل زمانہ تیرا
شرم تری ہے شرجی تیری
چیلے تیرے دولت والے
لاکھون صرافی تیری
تیرا حصہ مست بناتا
تازی تازی سیر دکھاوے
دیکھ وہ بادل اٹھ کر گرجا
کالا بھورا آیا بادل
ابر گھرا تاریکی چھائی
باد مبارک گاتا آیا
کھل کر پھول ہین لپٹین دیتے
میخواری کی باری آئی
روتے روتے آنکھین پھوٹین
بدمستون کی جانی ساقن
شیخ و زاہد سینے کوٹین
لیٹے گائین اپنی وطن مین
دنیا ہو تو جھٹ پٹ دیدے
سامنے لاکر مینا رکھ دے
سوکھ گیا منہ سب کے تکتے
ڈٹ کر بولی آئی مین واری
اسکے لئے بچے کب سے کھٹے
واردیا بیہوشی وہ تھی

کیسی جھڑتی کیسا نالا
سنبھلا اور پھر تیور آیا
رو رو کر اک آہین بھرتا تھا
کوئی الٹا گالی دیتا
وحشت رنج کا رہو تجھ پر
کیسے بدتر حال ہین تیرے

دیکھتا کب تھا گرنے والا
کیا رستہ چلتا کس کا
ہنس ہنس کر اک باتین کرتا
تف مستی سرشاری تجھ پر
سارے شہر کی مار ہو تجھ پر
آ تو ادھر او ساقی ساقی

جو اٹھا اک چکر آیا
اسکے پانون سر تھا اسکا
کوئی اندھا تا ہین لیتا
لعنت اور میخواری تجھ پر
کیا ناحق افعال ہین تیرے
زور سے تیری ناپون گردن

چہرہ مشعل افروزان محفل میخواری و روشنی کنندگان جلسہ عیاری و طراری شمع کلک جواہر سلک سے شب تاریک معنامین بیان کو یون منور کرتے ہین شعر نگاران داستان عجیب + رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب۔ احوال پرملال افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتا ہے کہ جب صنعت بدبخت قتل ہوئی حیرت جادو پر وہ مصیبت افراسیاب پر وہ آفت فوج تباہ لشکر برباد سرداران ناشاد محافظان افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب مین آئے معاجین وزیر نزادیان دوڑین دیکھا ملکہ ماہیان زمردپوش آج عجب خرابی مین لیکر افراسیاب کو آئی ہے تاج سر بند اور لباس پارہ پارہ حلقہ ہاے کمند گلے مین پیوست یہ کیفیت یہ حالت مصیبت دیکھکر اک شور گریہ و زاری بلند ہوا سب نے ہاتھون ہاتھ افراسیاب کو لیا ملکہ ماہیان زمردپوش افراسیاب کی نانی لرزان و ترسان حیران و پریشان گود مین افراسیاب کو لیکر بیٹھی کمندین گلے کی کاٹین افراسیاب کو ہوشیار کیا آنکھین کھلتے ہی یہ خفتہ بخت غصے مین اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کہا ابھی سب کو جا کر مار ڈالونگا ایک کو جیتا نچھوڑونگا ہاے میری زینت پہلو ساحرہ خوشخو سرداران مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوئین تب تو ماہیان زمردپوش سمجھانے لگی یکایک نیچہ لیے ہوئے حیرت جادو جادو کو آیا افراسیاب نے ہاتھون ہاتھ نیچے سے لیا حیرت جادو بیٹھنے لگی کہا اے شاہنشاہ مین زندہ نہ رہونگی اپنی جان دونگی مجھکو مسلمانون نے بہت ذلیل کیا آپنے دیکھا کس قیامت کی لڑائی پڑی صنعت ایسی عقیل و فہیم و دام عیاری عمرو و برق جیسی چھلاوا بنکر آیا جمشید قران نے معجزہ مارا نہین معلوم میری خیرخواہ کا کسی نے لاش بھی اٹھایا یا پھر وہ بیچی کمبخت کا پامال ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت تم صبر کرو اسی ہفتے کے اندر دیکھ لینا کہ اگر کوئی بھی مسلمان واسطے علاج کے ملے مابدولت کو شہنشاہ طلسم ہوشربا نہ کہنا حیرت نے کہا آپ ہمیشہ اسی طرح

فرمائیے جبتک افراسیاب نے کہا ابھی جاؤن سبکے سر کاٹ لاؤن ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا ای حیرت
بانیان طلسم نے منع کیا ہے کہ شاہنشاہ اپنے ہاتھ سے نہ کسی کو قتل کرین کہ جسم کا خون گھٹتا ہے ورنہ ابھی ممکن ہے
زمین اور افراسیاب جاؤن تمام دنیا کو پامال کرون یہ سحر وساحری مین بنظیر ہین مکاری وطراری مین یکتا
یہ بادشاہ ہوشربا ہین عمر زنبیل تن وحید و یکتا یہ یادگار فرقہ سامری پرستان مین رکن تعزیر دوستان
لیکن ستارہ شناسون نے ثابت کردیا کہ مہاے قدیم کو ان احکامات سے بھردیا کہ ملازم شہنشاہ ہین بلکہ
عزیز واقارب بھی دست انداز نہون علاوہ ازین ملازمان جان نثار وسرفروش کیا کم ہین اگر ناظمان وربند
اپنے اپنے مقام سے جنبش کرینگے تو زمین تھرا جائے یہ کہکر ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا کہ ای افراسیاب
ملکہ حیرت کو بطرز قدیم لشکر ساتھ کرکے مقابلے مین روانہ کرو تاکہ مسلمانون کو خوف رہے مگر طبل
جنگی نہ بجے مین جاکر ناظمان وربند ہوشربا کو نامے لکھتی ہون میرا ارادہ ہے کہ اپنے عزیزون کو مع اہالیان
پردۂ ظلمات طلب کرون وہ اگر قیامتین برپا کرینگے زمین میدان نبرد لاشون سے بھر دینگے ساکنان
پردۂ ظلمات مین صاحبان کرامات ہین اندھیر مچادینگے آتش قہر وغضب سے خرمن ہستی مسلمانان کو جلادینگے
کالی کالی صورتین لباس بھی کالے قلب بھی سیاہ روسیاہ کسی مقام پر نہ رکینگے دھنوان دھار مچا دینگے
افراسیاب نے بعد پیچ وتاب کہا آپ جاکر نامے ترقیم فرمائیے بادولت کی خدمت مین سبکو بلوائیے جسکو
مناسب جانونگا اسکو بھیجونگا اور جو میرا ارادہ خاص ہے اسکو زبان پر نہین لاسکتا بروقت ظاہر ہوجائیگا
زمین وآسمان تھرائیگا ملکہ ماہیان زمرد پوش تو بخوبی افراسیاب کو سمجھاکے طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر افراسیاب کو انتہا کا قلق ہے رنگ چہرے کا فق ہے دل مین پیچ وتاب ہے چہرے پر عتاب
کہ یکایک آسمان سے برق چمکی اک جادوگر نے افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب نے نامے کو جو ملاحظہ
طرف سے ہلال جادو بادشاہ قلعۂ تخت الشعاع کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ عالم پناہ بعد ایک سال کے
جشن جواہر تقدیر ہوتا ہے کل سامان مہیا ہے صرف حضور ہی کا انتظار ہے حالات رنج وملال بھی سنے
قتل ملکہ صنعت سحر ساز کی اس خیر خواہ دولت کو خبر ہوئی بخوبی ظاہر ہے کہ دن بدن ترقی فرقۂ مسلمانان
و تنزل سامری پرستان در پیش ہے بندگان عالی کو تشویش پیش ہے پر اے خیر خواہی کچھ عرض بھی
کرتا یقین ہے کہ آئینۂ مرآۃ مین جلوۂ عروس فتح وظفر نظر آئے مطلب دل حاصل ہو جائے جلد
تشریف لائیے افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو جادو نے لکھا قدرت سامری ہے ابھی مین آیا تھا کہ

زال جادو کو طلب کرون حجرۂ سفت بلا جو ہماری عملداری مین ہین زال جادو اسکا رازمعلوم ہے
جسطرح بن پڑتا ہے مشعل جادو کو لاتا ہون وہ آتے ہی سب کو پھونک دیگا نہ کر زال جادو نے خود طلب کیا
تمام سامان لشکرکشی کر و مقابلہ مسلمانان مین جاکر اترو ما بدولت جو مناسب وقت ہوگا تحریر فرمائینگے بموجب
اسکے کاربند ہونا حیرت نے شرما کے سر جھکایا کہا این جانب کو حاضر ہون کیفیت مشعل بھی اپنے بزرگون
سے سن چکی ہون وہ بڑا مغرور ہے اسکو طلب کرنا سراسر عقل کا مقتضی ہے اگر وہ آنے کا اقرار کرے مین جان
دینے کو حاضر ہون افراسیاب نے سر حیرت کا سینے سے لگا لیا کہا ای روح روان و ای آرام دل مشتاقان
اگر تجھپر کوئی زوال ہو مین اپنی جان تجھپر نثار کرون جو کچھ باتین سنی ہین انکا خیال نکرو نام لشکر لیکر
جلو مین جاکر قدمون پہ گرتا ہون خون صنعت کا بہت بڑا معاوضہ ہوگا یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو
مع لشکر بیشمار برائے مقابلۂ لشکر اسلام روانہ کیا آپ سوار ہوکر برائے ملاقات زال جادو چلا یہان
زال جادو نے قلعہ کو آراستہ کیا ہے تمام کاشبان طلسم و پنڈت و برہمن و استادان پرفن جمع ہین تخت زرنگار
برائے افراسیاب آراستہ کیا ہے آمد شاہنشاہ کا انتظار ہے یہی ذکر ہو رہے ہین ستارہ شناس کہتے ہین
ای رکن طلسم ہوشربا اب طلسم کے بچانے کی کچھ تدبیر کیجیے حجرۂ بلا کے کھولنے کی تقریب کیجیے زال جادو کہتا ہے
یارو بڑی مشکل ہے حکمائے طلسم نے جو قاعدہ برائے آمد مشعل جادو قرار دیا ہے اُسکو زبان سے نہین
کہہ سکتا ہر چند وہ امر کہ پوچھ رہے ہین زال کہتا ہے میری تقدیر پر وبال ہے مشعل کا آنا بہت محال ہے
یہ ذکر تھا کہ سب نے دیکھا لکہ ابر ہفت رنگ نشان آمد افراسیاب ظاہر ہوا زال جادو برائے استقبال
اٹھا تمام سرداران نامدار و تاجداران عالیوقار سحر کرکے بلند ہوئے پایۂ تخت افراسیاب سے لپٹ گئے
باعزاز و اکرام تخت پہ لاکر بٹھایا پہلو سے تخت مین ذرا نکل زال جادو گرد نجومی و رمال ستارہ شناس
تاجدار و ساحران غدار جمع ہین تمام دربار معمور ہوا ساقی بچے آکر حاضر ہوئے افراسیاب نے کہا ای زال
یہ جلسۂ شراب و کباب موقوف ہے ما بدولت کو تم سے کچھ صلاح کرنا ہے پہلے اسکی تدبیر کرو جو اتفاق ہوا
ہو گیا بتاؤن کہ جسقدر ملال ہے دل چاہتا ہے فقیر ہوکر قبر سامری و جمشید پر جا بیٹھون ترک سلطنت کر دون [illegible]
[illegible] ایسے ایسے ملال اٹھائے کہ بیان نہین ہوسکتے وقائع نگارون نے سب لکھے ہونگے میرے کہنے کی کیا
کیا ضرورت ہے بس اب تمام عیش و نشاط سے نفرت ہے ای زال جادو ما بدولت چاہتے ہین کہ شمع تدبیر
روشن کرو تدبیر آمد مشعل جادو بتاؤ اگر ہم وعدہ کرین کہ مشعل جادو سے ملاقات ہو اور اسکو برائے

بمقابلۂ مسلمان لیجائین تو کیا کام زین سامان کیا حیا ہوے یہ فقرہ سنکر زال جادو نے سر جھکا لیا کہا اے شاہنشاہ مشعل جادو زینت محفل سامری رونق دربار جمشید شمع بزم افسونگری چراغ سحر و ساحری اپنے کو حجت سامری میں زمین میں دفن کر دیا اب میں قواعد عرض کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے آپ عقیل و فہیم ہو دانا ہین حرف بحرف سمجھانا کیا ضرورت ہے آپ خود ہی سمجھ جائینگے مفصل کیونکر عرض کرون قلب میرا اب بھر آتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے مگر بے افشاے راز بن نہیں پڑتا اشعار

گذرتی عمر ہے یون دور آسمانی مین
کہ جیسے جاے کوئی کشتی دخانی مین
رکا و خوبیا نہین طبع کی روانی مین

کہ یہ فنا کی آتی ہے نیند پانی مین
و نور اشک اگر سر پہ اوج ہو اپنا
فلک پہ رنگ گل نیلوفر ہو پانی مین

کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا
بقا کا ذکر ہی کیا اس جہان فانی مین
نہین جواب کے مطلب ہی ہے جو سمجھے

سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین
وہ جیسے گھر کو سدھارے اسکے کھوجیں ہم
پھر بھٹکتے ہوے کوے بیگانی مین

ہمیشہ مجھے سرمایۂ بقا مین بقا
حیات ڈھونڈتے ہین آب زندگانی مین

افراسیاب نے کہا مین اس سے کچھ نہین سمجھا زال جادو نے کہا اصل مدعا میری زبان سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا تم قاعدہ بیان کر و کرنے نہ کرنے کا ہمکو اختیار ہے زال نے عرض کی کہ اے شاہنشاہ اگر بادشاہ طلسم ہوشربا قصد کرے کہ شاہنشاہ مشعل جادو سے ملاقات کرون اول یہ مناسب ہے کہ جس معشوق کو بادشاہ انتہا کا چاہتا ہو در دولت مشعل پر اسکو اپنے ساتھ لیجائے سامری و جمشید کی پوجا کرے کیا سیندور ہے الفاظ سحر و ساحری سے معمور ہے اس سیندور کا معشوق کے ماتھے پر لگائے گویا وہ کلنگ کا ٹیکا ہے اسوقت وہ معشوق خود خواہش کریگا کہ مجھکو نام سامری پر نثار کیجئے تب بادشاہ عالیجاہ سنگ صبر دل پر رکھے نمک فرقت کا مزہ چکھے یعنی اپنے ہاتھ سے اس معشوق کو ذبح کرے کاسۂ بلورین میں خون اس معشوق کا لے اسوقت در دولت پر مشعل کے آواز دے کہ اے شاہنشاہ مشعل آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہون وہ آواز دیگا کیا تحفہ ہمارے واسطے لایا کیون ہمین ستانے آیا جواب دے کہ شاہنشاہ خوش اسلوب قاتل محبوب مطلوب نے در دولت پر خون معشوق بہایا کچھ افسوس نہ آیا یہ جام شراب خون معشوق آپ کے واسطے حاضر لایا ہون اے شاہنشاہ تب دروازہ کھلیگا پھر جاکے مشعل جادو سے ملاقات کرے افراسیاب نے رو کر کہا زہے قدرت سامری کیا خوب طریقۂ ملاقات شاہنشاہ مشعل جادو ہے افسوس ہے کہ مین نے یہ کیا کیا ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی یہ چراغ محبت گل کرے شمع حیات محبوب بجھائے تب صورت ملاقات مشعل جادو نظر آئے

زال نے کہا اے شاہنشاہ ابھی سماعت فرمایئے زیادہ نہ گھبرایئے جب ساتھ اس بلا کے حجرۂ اول کے ساقی ہو جام خون مطلوب اس مست بادہ سامری کے سامنے پیش کرے وہ بخوشی نوش کریگا مزاج میں بحالی خون پینے سے چہرہ پر لالی ظاہر ہوگی تب کیفیت پوچھیگا شہنشاہ غرضیکہ اپنی ظاہر کرے اپنی حل مصیبت زال سے اس خونخوار کو ماہر کرے آنے نہ آنے کا اسکو اختیار ہے کسی کا تابعدار نہیں ہے افراسیاب نے کہا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے تمھاری تقریر سے کچھ منھ کو آتا ہے نظم

تیز اسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جیون شاخ بڑھے ہوکے قلم اور زیادہ
دیتا ہے وہ دیوانہ جو دم اور زیادہ
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ
کیا ہوئیگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک میں ابھی خم اور زیادہ
اس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہے زہر نہ کھائے مجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو چرا کے جو لگے آنکھ چرانے
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت میں ہیں تقدیر پہ شاکر

مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولے ہیں ہم اور زیادہ
کر انکو سیہ مست چرخ کو اے دل
میں تو نگا تیرے سر کی قسم اور زیادہ
ہو جسکو سبب مرگ بھی یاد دہن تنگ
پیدا عدم افعی میں ہو عدم اور زیادہ
سبتی تنک مایہ نے کچھ چھوکا ہے ایسا
یا بولنگا گیا اپنے بھرم اور زیادہ
لیتے ہیں ثمر شاخ ثمر ور کو جھکا کر
ہے ذوق برابر انھیں کم اور زیادہ

سرکٹ کے سرافراز ہیں ہم اور زیادہ
ہو جائے ابھی جیب و قلم اور زیادہ
نفرت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
نالے سے نہیں کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح زود شہ پہ ہو یار محبت
تنگ اسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے مقصود
ابھرے ہیں حباب نسیم اور زیادہ
ہے باغ جہان میں تجھے گر ہمت عالی
جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ
اے زال میں خود کیا کمی ہے

کم ہون ایسی بلا کو میری بلا بلائے جو پہلے ہی معشوق کو کھا جائے زال نے کہا جہان حضور نے مصیبت سبھی حالات اختیارات مشغل تو سماعت فرمایئے کہ اسکی کیا کیفیت ہے سحر اسکا کیا ہے حقیقت میں کامل و یکتا ہے بےمثل و بےنظیر چرخ افسون سازی کا مہر منیر اے شاہنشاہ جب اسنے اقرار کیا کہ تمھارے دشمنوں سے لڑونگا اول بار خاطر اسکا صحبت گران ہے لیجیے شراب عجاب پیئےگا ہر وقت اسکے پاس ساقی بیجے موجود رہیں برابر شراب پلاتے جائیں جب طبل جنگی بجے وہ میدان کارزار میں نکلے جو اسکے مقابلے میں آئیگا یہ مشغل عمل مقناطیس کا عامل ہے کشش کرنے میں روح کے کامل ہے یعنی کیسا ہی ساحر اسکے مقابلے میں آئیگا یہ روح اسکی کھینچ کر ایک طائر کو مردہ بنائیگا طائر مردہ کے جسم میں روح اسپنے

ہم نبرد کی بند کریگا وہ مقابلہ کرنے والا مردہ ہو کر زمین پر گریگا روح اسکی جسم مین طائر کے ہے جب دل چاہے
طائر کو جلا دیجئے وہ جسم مردہ بیکار ہے یہ صورت اسکے مقابلے کی ہے اب دوسرا اختیار سماعت فرمایئے یہ جادو
سامری کر کے کایا پلٹ ہو گیا ہے یعنے اگر کوئی ساحر زبردست اسکے مقابلے مین آ کے تیغ سحر کا ہاتھ لگائے
یا گولہ ملے اور اسکے دو ٹکڑے ہون یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ کیا ہی وار کسی پر پڑے عرصے تک آدمی تڑپتا ہے
لیکن ایک روح جسم سے نہیں نکلتی کوئی شخص طائر مردہ لیکر اسکے دہن سے ملا دے روح مشتعل جسم مین
طائر کے آ کر آئیگی طائر مردہ چھٹکارہ ملیگا اب ایک شخص ساحر یا غیر ساحر کو مردہ کرنا چاہے یعنے گردن
مروڑ دی جائے جسم سالم ہے اس طائر کو اس انسان مردہ کے دہن سے ملا دے روح مشتعل جسم طائر
سے جسم انسان مین آ کر آئیگی فوراً اس جسم مین اٹھکر نعرہ کریگا منم مشتعل جادو پھر وہی اپنی روشنی
دکھائیگا اس صورت مین فرمایئے کیونکر مارا جائیگا ہر مرتبہ ایک جسم قتل ہوگا آپ تو بادشاہ نامدار ہین کل عالم
کا آپکو اختیار ہے روز دو چار کی گردن مروڑ دیجئے جسم قتل ہوگا روح مشتعل مجروح نہوگی یہ حالات سنکر
افراسیاب وجد مین آیا تاج کو کج کیا پکار اٹھا منم شاہنشاہ طلسم ہوشربا لیکن ای زال جادو
معشوقہ دلنواز عشوہ ساز حسین و جمیل صاحب سطوت و شوکت زوجہ میری ملکہ حیرت ہی ہائے اسکو اپنے
ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا اس سیاہ رو ملعون مردود کو پلاؤن میرے دل سے یہ کبھی نہو سکے گا
سو تو انہا خون پلا دیتی تمکو یاد ہوگا کہ جب چاہ زمرد کا سیلہ ہوا تھا مین نے رازداران طلسم کو بلا کر پوچھا کہ
مین انگشتری جمشید کیونکر منگاؤن رازداران طلسم نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹیے یاقوت احمر کی سمرن
بنایئے اس سمرن کو پنجۂ سامری پہنایئے تب انگشتری جمشید ہاتھ آئے مین نے فوراً گوارا کیا سمرن بنائی
انگشتری جمشید منگالی ہاتھ مین ابدولت کے موجود ہے لیکن معشوقہ کا قتل کرنا اپنے ہاتھ سے تیغ ستم اسکے
گلوے نازک پر پھیرنا یہ تو کسی جلاد نامراد سے بھی نہوگا زال جادو نے کہا اے شاہنشاہ ملکہ حیرت
جادو تو آپ کی زوجہ خوشخو ہے اسکو ہم کیونکر کہینگے کہ قتل کیجئے لیکن اور بھی تو آپکے محبوب مطلوب
ہین کیسے کیسے ساقی بچہ ہائے خوش اسلوب ہین انمین سے کسی کو تجویز فرمایئے یہ سنکر افراسیاب نے
کہا ہان ایک دلبر رشک قمر اب بھی ہے مین نے اسکو بادشاہ عالیجاہ کیا ہے اسکے ساتھ محبت کا نباہ کیا
بچپن سے اسکو پالا یہ گڈریے کا لڑکا تھا ابدولت برآ شکار صحرا مین گئے یہ کھیت پر کھیل رہا تھا
اسکا حسن دلربا انکھوں مین چبھا دلکو بھیجین کیا ابدولت کو بہت پسند آیا اٹھا لایا اے زال جادو

اسکو گویدون مین پایا!! انیا ساقی بنایا **زال** نے کہا آپ مجھکو تو وہان لیچلیے شاہنشاہ اب بڑی قباحت ہے آپ ارادہ کمونے چہرۂ بلا کا کر چکے ہین اگر اب نکھولیے گا تو بڑا پاپ ہوگا سامری و جمشید کو ملال گذریگا جسوقت در مشعل پر لاونگا سیندور کا ٹیکا دونگا مبعوث ہوکر کھو دیکے گا مجھے نام سامری پر نثار کیجیے **افراسیاب** یہ سنکر بہت بیقرار ہوا خیال کرتا ہے کہ کیا کرون ارادہ کرکے باز رہنا باعث خرابی ہے یہ سوچ کے تخت پر سوار ہوا **زال جادو** کو ہمراہ لیا تخت اوڑتا ہوا روانہ ہوا قریب قلعہ آکر پہونچا **زال جادو** نے آکر دیکھا قلعہ مین کیا کیا جوانان ماہرو خوبرو طفلان سادہ رو تندخو صاحب حسن عماز ستانہ چال عدیم المثال جام مے ارغوانی ہاتھ مین دل لبھانے کی گھات مین خراماں خراماں اٹھکیلیاں کرتے ہین بات بات پر قہقہے پڑ رہے ہین آپسمین خوش فعلیاں ہو رہی ہین کسی جگہ پھلجھڑی کی کڑاہی چڑھی ہے کھلکھلے پوریاں پک رہی ہین کوئی ناچتا ہے کوئی گاتا ہے برابر تانین اڑ رہی ہین **زال جادو** حیران ہوگیا کہا واہ شاہنشاہ کیا ملک آباد کیا ہے ہر ایک طرح بہار کا دلربا ہے جب قریب دار الامارۃ پہونچے دیکھا چوبدار و حاجب و دربان زرق برق پوشاکین بدن میں زیب جسم گلنار جوڑے پہنے ہوئے پگڑیاں سرخ سرخ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہین اندر قصر دلنشین کے جشن دلفریب ہو رہا ہے طبلے پر کھتاپ پڑ رہی ہے بجے ہا یان پھیر طبلے سارنگی مل رہی ہے ہر نوجوان اسی آن بان سے نشہ شراب حسن مین مست جام بادۂ گلنار بدست تانین مار رہے ہین غزلین گا رہے ہین **غزل**

کہتے ہین یہی نالۂ غماز کسی کے — گھر کر گئے ہین دل مین کچھ انداز کسی کے

آئینہ مین کیون دیکھ لیے ناز کسی کے — سیماب کو شرماتے ہین انداز کسی کے

دیکھا او ہمارا دل تو نہ قابو مین رہیگا — آنکھون کے اشارے ہین فسون ساز کسی کے

محرم نے زیادہ ترے سینے کو ابھارا — افشا کیے ہمراز ہی نے راز کسی کے

مشتاق ہے کسکا ارنی گوے سر طور — کچھ کان نہ کھولے تری آواز کسی کے

بے بال و پری پر کوئی کیون اپنی ہو نالان — چھکی جو نہ دے حسرت پرواز کسی کے

کی موت نے تاخیر تو مر جائینگے کچھ ہم — ممنون نہ ہونگے ترے اعجاز کسی کے

وہ ساتھ بھی سویا تو نہ جاگی مری تقدیر — کیا گنگر دون مین بھی نہین آواز کسی کے

تدبیر سے تقدیر موافق نہین ہوتی — بیکار کسی سے ہین یہ پھر ساز کسی کے

اک نکادہ خواہان ہی ہین سو دل آکو دونگا — تیور بھی تو دیکھے نگہ ناز کسی کے

کچھ امید جلال آنے اگر بار یہ اب دل	ہو رہتے ہیں او خانہ برانداز کسی کے

افراسیاب اپنے معشوق دلنواز کی آواز دلکش سنکر محبوب ہونے لگا کہا اے زال جادو سنتے ہو کہ اسوقت اپنی
وطن میں کس خوبی سے گا رہا ہے میں نے خورشید تاج بخش اسکا نام رکھا ہے اس اقلیم کے بادشاہ بیا اسکے حکم
کے سلطنت نہیں پاتے ہیں بڑے بڑے سرکش اسکے سامنے سر جھکاتے ہیں جب یہ پاؤں کے انگوٹھے سے ماتھے
میں ٹیکا لگا دیتا ہے تب آتے سلطنت ملتی ہے ادھر خادموں نے دوڑکر خورشید سے خبر کر دی کہ حضور شاہنشاہ
افراسیاب تشریف لاتے ہیں یہ مسکرا کر اوٹھ کھڑا ہوا براے استقبال آگے بڑھا افراسیاب نے زال
نے دیکھا خورشید سامنے سے جیسے کا دریا ہے جواہر میں غوطہ زن نازو انداز سے پرفن چالیس پچاس مصاحب
ساتھ ساتھ مہندی ہاتھوں میں لگی ہوئی برلبے تسلیم شاہنشاہ افراسیاب خم ہوا افراسیاب نے
خورشید کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا دوست کو نین ہاتھ لگی خورشید نے لاکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا مسکرا کر
پوچھا اسوقت دھوپ میں شاہنشاہ کہاں سے تشریف لاتے ہیں زال تو اسکی باتوں پر لوٹا جاتا ہے شاہنشاہ
تو اسکو دیکھتے ہی مبہوت ہو گئے خورشید نے جام مے گلگوں بھر کر پیش کیا افراسیاب نے جام تو لیکر
پی لیا مگر آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل سے کہتا ہے یہ کمبخت کیونکر قتل ہونا گوارا کریگا رو رو کے قبل قتل
بھریگا زال جادو نے چپکے سے کہا اے شاہنشاہ ملک و مال پر خیال فرمایئے اسکی جان کا ملال نہ کیجئے طلسم ہوشربا
ہاتھ سے جاتا رہیگا بڑی پختہ تدبیر غلام نے نکالی ہے آپ ذکر فرمایئے دیکھیئے تو کیا جواب دیتا ہے افراسیاب
نے کہا اے زال تم کو تیر منہ سے نہیں نکلتا ہے رہ رہ کے کوئی کچھ ملتا ہے زال نے کہا میاں خورشید
تاج بخش صاحب کچھ ہم عرض کیا چاہتے ہیں خورشید نے مسکرا کر جواب دیا شوق سے آپ فرمایئے اپنے
دل کا مدعا بیان کیجئے زال نے کہا آپ کو کچھ خبر بھی ہے آپ کے شاہنشاہ پر مصیبت پڑی ہے ملک و
مال دشمنوں نے چھین لیا اسد آمادہ فتاحی طلسم ہوشربا ہے اب بربادی سلطان کی ایک تدبیر کی
ہے تمھاری کوشش پر موقوف ہے ہر ایک نمکخوار اسوقت جانبازی میں مصروف ہے تم بھی کچھ شاہنشاہ
پر احسان کرو خورشید نے کہا اے زال کیا کہتے ہو میری کیا ہستی کیا لیاقت ہے جو شاہنشاہ پر احسان
کروں ہاں شاہنشاہ کے کام آؤں البتہ مجھ کو بے دولت ہوں جان سے حاضر ہوں جس جگہ شاہنشاہ
کا پسینہ گرے اپنا خون بہانے کو موجود ہوں سلطنت شاہنشاہ کی قایم رہے شاہنشاہ کی زندگی سے ہم
سب کی بھی زندگی ہے اگر بال بیکا ہو اپنی جان دوں شاہنشاہ پر چشم زخم نہ آنے دوں زال جادو :

نے کہا مرحبا صد مرحبا تمکو ارادۂ اطاعت سے سرشار سرفروشی مین کامل جان نثاری کے عامل ایسا
ہی کرتے ہین نام پر مرتے ہین موت سے کب ڈرتے ہین لیکن یہ تو خیال کرو کہ شاہنشاہ سے کب ہوسکیگا
کہ تمھاری جان کو ضرر ہو تم ابھی محبت دلی سے اپنے شاہنشاہ کی بیخبر ہو اکثر شب فراق مین فرماتے ہین
کہ اگر میرا خورشید ہوتا تو دیدۂ دل منور ہوتا قلب ناصبور آرام پاتا یہ باتین نزال سے سنکر
خورشید شل گدہے کے پھول گیا کہا میاں نزال مین اپنا حال کیونکر تم سے بیان کرون کیا تاؤن
کہ جسطرح راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہون میرا حال زار تجھی پر ظاہر ہے کتنا بیکار ہے شاہنشاہ
عالیوقار کے زندگی وہ بھر ہے موت آنا بہتر ہے نظم

ای ذوق وقت نالے کے رکھوے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دہر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانے کی غبار
اٹھتا ہون رکھ کے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دے کے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
پر اسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہی اس مرے سے غم عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے ہے حلوے تر پہ ہاتھ

جون نبض تھا خبر تو نہ جلا انگلیان طبیب
رکھ رکھ کے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ

ای شمع ایک چہرہ ہو باد نسیم صبح
مارے ہے کوئی دم مین ترے تاج زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تونے اٹھائے ہزار حیف
آ کر مزار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھے اسکو تھام کے دل بیٹھ جائے ذوق
جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھ کر کمر پہ ہاتھ

ای نزال جادو رات بھر ایسے ایسے اشعار پڑھ کے دل کو بہلاتے ہین جب دم لبون پر آتا ہے شب سحر ہوتی ہے
بس ہماری تو اسی طرح سے بسر ہوتی ہے جو وقت مزاج مین آئے شاہنشاہ ہمارا امتحان کرلین دل و جان
سے حاضر ہین ثابت قدم کوے محبت سرفروش میدان الفت ہین جان سو جان سے آپ پر نثار ہی
یہ تو میرے وارث ہین علاوہ اسکے گود مین مجھکو پالا ہے انصاف کرو تو والد نامدار ہین یہ بھی ظاہر ہے کہ
میرے عاشق زار ہین مین انکے صدقے قربان یہ کہکے افراسیاب سے لپٹ گیا منہ پر منہ ملنے لگا
کبھی بلائین لین کبھی دعائین دین کبھی کہتا ہے میرے اچھے شاہنشاہ آج شبکو اسی مقام پر تشریف رکھیے
مین آپکو جانے نہ دونگا رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہو سماعت فرمائیگا مین نے ستار بجانا سیکھا ہے

آپ بہت خوش ہونگے افراسیاب بیقرار ہو گیا مگر زال نے اشارہ کیا کہ ای شاہنشاہ اسوقت محبت کو دل سے
دور کیجیے بربادی طلسم ہوشربا کو تصور فرمائیے اسکے دام تقریر سے نکلیے ورنہ کوئی تدبیر نہو سکیگی سب کام
ابتر ہوگا اجتک ہمکو یہی خیال تھا کہ سوائے ملکہ حیرت جادو کون حضور کا معشوق خوشخو ہی کون ایسا زینت
پہلو ہی ہوسکتا ہیگی مین اب اسکو دم دیکر نکلیے در دولت مشعل جادو پر پہونچکر اس تندخو کو ایسا رامی کرونگا
کہ خود اپنا گلا دم خنجر پر رکھدیگا جسوقت سلیندرو کا ٹیکا اسکی پیشانی پر لگا دونگا ملاحظہ فرمائیگا کہ کیا تماشے
کریگا سامری و جمشید کے نام پر مریگا افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے منھ پھیر کر دامن سے اشک
پاک کیے کہا میان خورشید تاج بخش ہمارے ساتھ قلعہ تخت الشعاع مین چلیے وہان سامان جشن مہیا ہی عین
جشن مین شاہنشاہ نے فرمایا بدون معشوق ہمارا دل گھبراتا ہے چلکر خورشید تاج بخش کو بھی اس جلسے
مین لائین علاوہ ازین وہان جنگلون کی کیفیت تمکو دکھائینگے ہوائی قلعہ کی سیر کرائینگے حیرت جادو مقابلہ
مسلمانان مین فروکش ہی دو چار دن شاہنشاہ وہین تشریف رکھین گے شاید یہان کی خبر ملکہ حیرت کو کوئی
پہونچادے تو آزردہ ہو وہ تو یہی آئے تمھارے نام سے جلتی ہی وہان پر کچھ نہین کہ سکتی ہمارا گھر ہے ہمکو اختیار ہی
یہ سنکر خورشید خوش ہوگیا مصاحبون سے کہا جلد ہمارا لباس نکالو تم سب ہمارے ہمراہ چلو زال نے
کہا ای خورشید وہان سب خادم و مصاحب حاضر ہین صرف تنہا تشریف لیچلو یہ سنکے خوشی خوشی اٹھا حمام کیا لباس
فاخرہ زیب جسم کرکے قریب شاہنشاہ آیا افراسیاب کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی خورشید نے کاندھے
پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا شاہنشاہ اٹھو جہان چاہو ہمکو لیچلو ہم تمھارے ساتھ ہین وہان جشن
مین چلکر خوب گائینگے تمکو شراب ناب پلائینگے زال نے افراسیاب کو جو متردد و متحیر پایا گھبرا گیا ایسا
نہو بنا بنایا کام خراب ہو خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کرلیا افراسیاب سے کہا ای شاہنشاہ
تشریف لائیے بمجبوری افراسیاب تخت پر سوار ہوا زال جادو نے تخت کو اڑا دیا لیکن افراسیاب
نے چلتے وقت ایک نامہ واسطے ملکہ حیرت جادو کے لکھکر تیلہ سحر کو دیا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم
مشعل جادو کے لانے کی بدولت نے تدبیر کی ہے یقین کامل ہی کہ مشعل جادو کو عنقریب لیکر آوین
اب اگر کوئی سردار آکے خبردار طبل جنگی نہ بجوانا یہ بات ابھی مشتہر نہونے پائے کہ شاہنشاہ قلعہ تخت الشعاع
مین تشریف لے گئے ہین باغبان وغیرہ سب سازندہ ہین فوراً سمجھ جائینگے کہ حجرہ بلا کے کھلنے کی
تدبیر ہی شاید کوئی فکر کرین تیلہ یہ نامہ لیکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین کئی

ون سے بسا جشن ہو رہا ہے عین جشن مین دیکھا ملکہ **حیرت** مع لشکر بیٹھا تخت نکہت اثر پر سوار گرو ہزارہا
ساحران غدار یا سامری و جمشید کی پکار ہمراہی **مصور** و ملکہ **صورت نگار** و دیگر سرداران نامدار میدان کا رزا
مین آکر پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی لشکر فروکش ہوا خواجہ **عمرو** نے **برق** سے فرمایا جلد خبر لاؤ کہ **حیرت**
جادو کس ساحر کو بڑے مقابلہ لائی ہے مفصل حال معلوم ہو تو اسکی کوئی فکر کی جائے یہ تو بخوبی ظاہر ہے
کہ قتل ملکہ **صنعت** سحر ساز کا **افراسیاب** کو بڑا ملال ہے کوئی فکر کامل کریگا خدا اسکے شر سے بندگان خدا کو
بچائے **چالاک** نے کہا مین جاکر ابھی مفصل خبر لاتا ہوں خواجہ **عمرو** تو بخوبی آگاہ ہین کہ **چالاک**
کشتۂ تیغ ابرو واسیر طرۂ گیسوے ملکہ **حیرت** ہے فرمایا آپ مہربانی رکھیئے لشکر **حیرت** مین تشریف
نہ لیجایئے **برق** جاکر خبر لائیگا **چالاک** نے کہا مین فوراً حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر آیا بانہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر لشکر ملکہ **حیرت** مین پہونچا دیکھا نازنینان مہ جبین وغیرہ سب حاضر ہین ایک کنیز کو اشارے
سے **چالاک** نے بلایا اس نے دیکھا ایک خدمتگار اشارے کرتا ہے قریب آئی سکرا کر پوچھا کیون میان خدمتگار
خیر تو ہے **چالاک** نے کہا میری جان تجپر جاتی ہے اس نے منھ بچلا کر کہا میان قاقون سے مرتے ہوگے اپنا منھ
بنواؤ **چالاک** نے کہا اے جان من خفا نہو وہ دیکھو سامنے جنگل مین سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے چلو تم کو تماشا
دکھاؤں اسنے کہا میان کہان **چالاک** باتون مین لگا کر زیر نخل لایا ایک حباب مار کہا یہ تماشا
دیکھا وہ بیہوش ہو کر گری **چالاک** نے اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اسی کی سی صورت بنکر چلا اب سوچا
کہ مین نے بڑی نادانی کی اسکا نام نہ پوچھ لیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ **حیرت** پر آیا لیکن ہنستا ہوا کسی کو
دھکا دیا کسی کے چٹکی لی ایک نے کہا ارے **شمشاد** تو تو آپ ہی آپ اکڑتی ہے جوانی کے جوبن مین پھٹی پڑتی ہے
شمشاد نقلی یعنے **چالاک** بیباک نے کہا ہو تمھاری آنکھیں پھوٹین ایسی بات نہ کہا کرو مکتا ہجکتا اٹھلاتا
بصورت **شمشاد** اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ملکہ **حیرت** تخت زرین پر جلوہ فرما ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن
آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ابروے خمدار خونریزی مین لاثانی رشک بیچۂ اصفہانی ہلال عید سے
مثال بیجا ہے محراب عبادت عاشقان کا دھوکا ہے پیشانی تختی نور یا لوح بلور قد سرو باغ دلربائی بات بات
مین مسیحائی عاشقون سے کج ادائی زلف عنبرین مشک آگین عارض انور پر لہرا رہی ہے **چالاک** نے جو سراپا
حیرت کا دیکھا کلیجہ تھام لیا حلقہاے گیسو مین دل الجھا کشاکش مین پڑ گیا یہ اشعار اوصاف گیسو مین
بے اختیار زبان پر جاری ہوئے

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہے کیونکر گیسو — یون بگڑتے نہین عاشق سے بنا کر گیسو
بل کی لیتا ہے کبھی ہم سے کبھی برہم ہے — ہو گیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو
دل کی چوری کا اُسے عہد سے لپکا تھا کہین — کچھ لڑکپن ہی سے تھے آپ کے ابتر گیسو
چھپ گیا شرم سے چاند ابر سیہ مین شب وصل — تنتے اندھیر کیا رخ سے ہٹا کر گیسو
سانپ پانی مین در آتا ہے نکلکر جیسے — دیکھین کیا لیتے ہین عاشق کے یونہین گھر گیسو
یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا — اسی تدبیر مین ہین یار کا خنجر گیسو
شب وعدہ بھی تم آکے تو لڑاتے آئے — کبھی بنجاتے ہین افعی کبھی اژدر گیسو
کی شب وصل بسر اُن سے یہ کہہ کے جلال — دیکھین عارض پہ بکھر جاتے ہین کیونکر گیسو

چالاک خستہ جگر حیران جمال و محو دیدار ہو کے ٹھٹھر آیا تھا دست و پا کی خبر نہ رہی بدحواس چہرہ اور اس عالم یاس
کلیجہ مسوسے قریب تخت آیا مگس پرانی کرنے لگا نظارہ جمال خورشید مثال کر رہا ہے جھجک جھجک کے باتین کرتا جاتا ہے
کبھی دست بستہ عرض کرتا ہے حضور کا مزاج کیسا ہے شاہنشاہ نے حضور ابھی کسی ساحر کو برائے مقابلہ مسلمانان
نہین بھیجا اب حضور کیا ارادہ ہے ملکہ حیرت نے مسکرا کر فرمایا کیون شمشاد تمھین بڑی فکر رہتی ہے جو کوئی
آئیگا آپ ہی معلوم ہو جائیگا اے شمشاد یہ نہ سمجھنا کہ خوف ملکہ صنعت سحر ساز بالا بالا جائیگا بی فرخ و
بہار خدا کے آسرے آنسو رولائیگا نگوڑا اساد بان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اپنا سر پیٹیگا طلسم کشا مارا جائیگا
بی مہ جبین کا بھی لکھا پورا ہوگا شہنشاہ ایسے مقام پر تشریف لے گئے ہین کہ اگر وہ ساتھ آئے زمین و
آسمان تھرائینگے مسلمانون کو اس نام سے غش آجائینگے شمشاد نے کہا حضور کیا کسی بڑے ساحر زبردست
کو لینے گئے ہین یا نانی امان ملکہ ماہیان زمرد پوش آکر لڑینگی یا ملکہ آفات چہار سمت تشریف لائینگی
حیرت نے کہا وہ کہنے کے لائق نہین اے شمشاد عیاران اسلام کے حال سے تو بخوبی واقف ہو
نگوڑے ہر وقت موجود رہتے ہین علاوہ ازین در و دیوار ہم گوش دارد کیونکر بیان کرون چالاک
نے قصد کیا کہ دم دے کر پوچھون یکایک آسمان پر برق چمکی فولادی پتلے نے آکر حیرت
کو نامہ دیا حیرت نے اسکو پڑھا جو سابق مین مضمون تھا اسی کے مطابق اب بھی پایا چالاک
نے بھی پشت سے حرف بحرف پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اگالدان مین پھینک
ڈال دیے جواب مین تحریر کیا اے شاہنشاہ جو کچھ آپنے لکھا مین سمجھ گئی نامہ بر تو اُس طرف روانہ ہوا

بمجرد اس مضمون پڑھنے کے چالاک وہان سے بھاگا خدمت میں ملکہ مہرخ کی آیا یہان سب سرا رجوع ہوئیں
چالاک نے کل کیفیت بیان کی کہ ایک تپلہ فولادی آیا نامہ افراسیاب حیرت کو لاکر دیا میں شیشۂ حیرت پر
بھوت غشتا و کھڑا ہوا اٹھا لینے بھی ترفت بورحت نامہ پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر فوراً چاک کر ڈالا تپلہ جواب نامہ
لیکر طرف قلعہ تخت الشجاع کے روانہ ہوا نام قلعہ تخت الشجاع سنکر سب کے دست و پا میں رعشہ آگیا باغبان
قدرت نے کہا تو خواجہ غضب ہوا افراسیاب خانہ خراب بجرۂ بلاکو سننے کی فکر میں گیا ہے اے شاہنشاہ
امج عیاری اگر شاہنشاہ مشعل جادو نے رہائی دکھائی سب کے چراغ عقل گل ہونگے مخلوق میں سناٹا
پڑجائیگا یہ کہکے باغبان اٹھا کہا اے شاہنشاہ امج عیاری ایک فکر واجب لازم ہے کہ اس ہنگامے کی خبر
طلسم کشا کو ہونے پائے میں اس راز سے بخوبی ماہر ہون زبانی ملکہ ماہیان نہ مرد پوش کے سنا ہے کہ
مشعل جادو دو سو برس سے محبت سامری میں دفن ہو گیا جب یہ نکلے گا تو کایا پلٹ ہو جائیگا جسم تبدیل
کریگا اسکا قتل کرنا غیر ممکن ہے مہ جبین نے کہا کہ اب تم دربار میں نہ آیا کرو الگ بارگاہ ترتیب کراؤ یہان تو یہ
سامان ہونے لگے لیکن افراسیاب جادو خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیئے ہوئے اول قلعہ تخت الشجاع
میں آیا یہان سامان جشن مہیا تھا زال نے کہا اے شاہنشاہ آپ تو یہان ناچ و رنگ میں مشغول ہون
میں جا کر مقام مشعل دریافت کر کے حاضر ہوتا ہون اور سید ور سامری کو پونچے کا کلکن رہون افراسیاب
شریک صحبت ہوا خورشید تاج نے مئے گلگون جام سے بھر بھر کر افراسیاب کو پلاتا ہے خوشی
خوشی کبھی ستار بجاتا ہے کبھی یہ اشعار آبدار گاتا ہے حاضرین محفل کا دل لبھاتا ہے۔ غزل موافق مضمون

جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

خبر وصل جب سے پائی ہے
کہیے کس کی موت آئی ہے
سرو کیونکر کہون میں قد کو ترے
حِنّدی ہاتھون میں کیون لگائی ہے
باتون باتون میں لے لیا بوسہ
شب کا جاگا ہے نیند آئی ہے
میں ہون بیگانہ عیش و راحت سے

تن بیجان میں جان آئی ہے
میں پڑھا اک غزل جو انکی طرف
ناسخ کب یہ آسنے پائی ہے
اکدن اے دل منوگا تو سن کہ
دلکو دیکر یہ چال آئی ہے
نہیں معلوم کب وہ آئینگے
غم الفت سے آشنائی ہے

باندہ کر تیغ وہ نکلے ہیں
ستم کے بولے کہ شامت آئی ہے
آج کسکا لہو بہاؤگے
تجھکو انکی ادا تو بھائی ہے
میری میت پہ مسکرا کے کہا
شاق دلبر غم جدائی ہے
کی ہے رو رو کے ہنسنے صبح جواد

شب وصل یار آئی ہی۔ کبھی بعد کو شرمندہ ہونا الٹا کر اٹھتا ہے سکرا کر باہین گلے مین افراسیاب
کے ڈال دیتا ہے افراسیاب شوخیان اور بیباکیان خورشید کی دیکھکر بیتاب ہو رہا ہی آنکھون سے برابر آنسو
جاری ہین اپنی بیقراری انجام پر نظر کرتا ہی ہر بار آہ سرد بھرتا ہی دل سے باتین کر رہا ہی ای افراسیاب تیرا
ہاتھ کیونکر اس معشوق پر اٹھیگا ہاے اسے کیونکر قتل کریگا کلیجہ پھٹیگا دل ہلیگا بھلا یہ کیا اپنی جان دینا گوارا کریگا
کبھی تو آفت ڈھائیگا الٰہی آتش مشعل پر آگ لگے کہ جس سے اپنا مال جلے کلیجے پر چھری پھیرنا کیا آسان ہی رات
تو اسی عالم مین افراسیاب نے تڑپ تڑپ کے گذاری جلسۂ عیش و طرب پر بالکل التفات نہ کی بوقت سحر
زال بھی آیا افراسیاب سے عرض کیا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ اب آپ تشریف لے چلیے سب سامان اس
غلام نے درست کر لیا ہے بڑی مشکل سے پتا لگا ہی افراسیاب زال جادو کو الگ ایک گوشے مین لایا کہا ای
زال جادو اب تم کتب قدیمہ مین دیکھو اتنا مجھ پر اور احسان کرو کوئی تو ایسی تدبیر نکالو کہ اپنے ہاتھ سے
اسکو قتل نہ کرون زال نے عرض کی حضور واسطہ سامری و جمشید کا صبر کیجئے کلیجے پر پتھر رکھیے زیادہ
تردد نہ فرمایئے خورشید کو لایئے وقت زوال اس خورشید جمال کا آیا رضای سامری پر شاکر رہیے
طلسمین محبت کی تو لڈا ایسے منہ سے اف نہ کیجئے قاعدۂ طلسمی مین فرق پڑیگا آپ کا مقصد کامل ہوگا جو
اب باندھنے مین قباحت ہی بڑی آفت ہی یہی قاعدہ سامری و جمشید مقرر فرما گئے ہین گردن تابی مناسب
نہین افراسیاب نے رنجیدہ ہو کے سر جھکا لیا زال نے افراسیاب و خورشید تاجبخش کو تخت
پر سوار کیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا خورشید پہلو مین افراسیاب کے بیٹھا ہی پوچھتا جاتا ہی میرے
شاہنشاہ اسوقت کہان چلیے گا افراسیاب کہتا ہی اسوقت صحرا کی سیر منظور ہی آپ کا جی آجکل گھبراتا ہی
تخت اڑتا ہی زال قریب دو تین کوس چلا تھا کہ صحراے خارستان ملا سناٹا جنگل کا ہو ہا ہے
دریا کے رنگ رواں صحرا پر گرد تار کا گمان ہی ہوائین مختلف چل رہی ہین بوم کا اس مرز بوم مین نام
نہین مسافر کو رہروی سے کام نہین طائر عقل کے ہوش اڑتے ہین اکثر زاغ و زغن غاک
اڑ رہے ہین پتون کی کھڑکھڑاہٹ سے خوف معلوم ہوتا ہی نہ آدمی کے قدم کا نشان نہ کہین زراعت
کا نشان عجیب ہول خیز میدان بھبوکے ہواے گرم کے جو چلے گل نار عارض خورشید کملانے
لگا کہا اے شاہنشاہ مجھے اب آپ کہان لیے جاتے ہین جنگل و ویرانہ دیکھ کر کلیجہ دھڑک
رہا ہی طائر روح قفس جسم مین پھڑک رہا ہی افراسیاب صدمۂ غم و الم سے جواب نہین دیتا پشت پر

ہاتھ پھیرتا ہے دلاسا دیتا ہے کہ بادشاہ آسمان جاہ اب منزل تھوڑی دیر میں چلتے ہیں ہر مرتبہ زال سے
اشارہ ہو کہ اب بھی پلٹ چلو مشعل کے منھ کو آگ لگاؤ میں خود دریغ نہ کرونگا مردانگا کیا کسی سے پایہ کسی کا کم تھا
زال جواب دیتا ہے اے شاہنشاہ خاموش رہیے اب کچھ زبان سے نہ کہیے افراسیاب دیکھتا ہے خورشید
کی رنگت زرد ہوتی جاتی ہے ہاتھ پیر سن ہیں عشرے چہرے پر مردنی چھائی ہے اور حواس عالم یاس
انتہا کا بدحواس گلے میں افراسیاب کے باہیں ڈالے دیتا ہے کہتا ہے دھوپ بہت کڑی پڑ رہی ہے دیکھو
پسینے میں ڈوبا جاتا ہوں اب تو دم نکلنے کی نوبت پہونچی ہے دیکھو ڈھونڈو اگر کوئی کام کا ہو یا کوئی
دیو مہیب آتا ہے یہ گردباد چیخ مار کر مجھکو ڈراتا ہے ایسا بیابان پر وحشت میں نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ
جسکے دیکھنے سے ایسا خوف آوے کہ جان پر نہ بچا سکے یہاں کبھی کوئی کاہکو آتا ہوگا جادۂ راہ بالکل
معدوم خضر منزل بھی ڈھونڈے گر ہو کے ہیں نہیں معلوم کہ ہات لگا کر بچا بیٹھے عمر بھر خاک چھانو آگے یہ کچھ
رستہ بتائینگے انسے ڈھونڈنا چاہیے غول بیابانی آئینگے آنکھیں نکال کر مجھکو ڈرانے لگے پھر بھاگ کر ہم کہان
جائینگے دیکھیے آپکا چہرہ بھی غبار آلود ہے مصیبت و الم کا سامان موجود ہے زال ایسی ایسی باتیں
سنکر تخت کو اور تیز کرتا جاتا ہے جب بارہ کوس وادی ہلاکت طے ہوا افراسیاب نے دور سے ایک نخل چنار
دیکھا کہ وہ نخل پر خطر بے شاخ و بے ثمر پتے کا پتا نہیں مشعل روشن اور چنگاریان نکل رہی ہیں ہوا سے گرم
سے شاخین جل رہی ہیں زال نے اشارہ کیا اے شاہنشاہ زیر تخت اترئیے یہی مقام مشعل ہے افراسیاب
نے فوراً تخت اتارا بارہ ہزار فوج جو ساتھ آئی ہے کہا یہیں کہ میدان میں اترے خیمے جو استادہ کیے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ کسی ناشاد و نامراد کے غم میں رونے کا ارادہ کیا ہے خیمہ نہیں بلکہ پلہ مقبرہ پر لیا ہے یا جنازہ
زرد اٹھا ہے یا دریاے ریگستان کا حباب ہے طنابوں کو پیچ و تاب ہے ستون خم ہوئے جاتے ہیں
رکن حباب تھراتے ہیں زال نے خورشید کا ہاتھ تھام لیا افراسیاب سے کہا خنجر اپنے ہاتھ میں لیجیے
سامری و جمشید در دیجیے زمین اپنے ہاتھ سے کھود دیجیے کہ دو کاوش ضرور ہے اب تامل کیجیے سراسر قصور
ہے کوہ کندن و کاہ بر آوردن کا مضمون قریب آیا افراسیاب نے خنجر ہاتھ میں لیا زمین کھودنے لگا
خورشید نے جو دیکھا شاہنشاہ زمین کھود رہے ہیں رونے لگا کہا شاہنشاہ کیا مجھکو دفن کیجیےگا آخر میں نے
کیا خطا کی جو مجھکو زندہ در گور کرتے ہیں افراسیاب نے کلیجے پر پتھر رکھا کچھ جواب نہ دیا
دو ہاتھ زمین کھودی تھی کہ ایک در کہنہ ظاہر ہوا برابر سان شتر کے قفل دیا ہے زنگ میں آلودہ ہو رہا

تک گال کر گر پڑا ہے مگر زندہ نہیں ہے زال جادو نے جیب سے پوڑیا سیندور کی نکالی چھڑکا اسکا ماتھے پر خورشید
کے دیا جیسے کسی پر بھوت سوار ہوتا ہے بال کھول دیئے سر ہلانے لگا کہتا تھا اے شاہنشاہ تیرے صدقے ہو جاؤن
بجز نیز کے گلے سے جلاد سے مجھے خدمت سامری و جمشید مین پہونچا رستے پردے آنکھون سے اُٹھ گئے دو
سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہین اشارے کر کے مجھے بلاتے ہین وہ دیکھو سامری بھی لنگا ملاتی ہوئی آئین
مین جا کر خدمت سامری مین حاضر رہونگا کہتی ہین تمکو بکنٹھ پہونچا دینگے اپنا مصاحب بنا لینگے یہ جو خورشید
نے مبہوت ہو کر کہا افراسیاب کے ہوش و حواس باختہ ہوتے کہا اے زال یہ کیا شعبدہ ہے
عوض کی قدرت سامری ظاہر ہے اس بھید سے کون ماہر ہے آخر دیکھیے یہ وہی تو مہ جبین ہے کہ نام
سے سپر شمشیر کے ڈرتا تھا فرہنگ سے ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اب آپ تامل نہ فرمائیے مثل نرگا تو اسکو
پچھاڑیئے کاسہ بلوری حاضر ہے غلام کل امورات کا ناظر ہے اب آپ اپنا کام کیجیے محبت ملک و مال کو
دل مین جگہ دیجیے اگر سلطنت باقی رہیگی ایسے ایسے ہزار زن دلبر پری پیکر حسین و مہ جبین
ممکن ہو جائینگے حقیقت مین جلادی کا کام ہے مگر حضور ہی سے تمام ہے دل کو نرم نہ کیجیے اسکے قتل پر کمر
ہو جیے افراسیاب ناچار و مجبور اس بیقصور کی جانب بڑھا بہ آہستگی تمام اُس حورلقا کو گود مین اُٹھایا
زمین پر لٹایا خنجر برہنہ کھینچکر سینے پر سوار ہوا خورشید نے گلا دم خنجر پر رکھدیا افراسیاب کا ہاتھ کانپا جاتا
تھا لیکن ضبط کر کے خنجر پھیرا از خرہ تک کٹتا دریا خون کا جاری ہوا زال نے بڑھکر کاسہ بلوری گلوے بریدہ
سے لگایا خون خورشید تاج بخش سے کاسے کو معمور کیا لاشہ اُس کشتہ تیغ جفا کا زمین پر مثل مرغ بسمل
تڑپا ادھر افراسیاب بچشم پر آب دم بخود سر جھکائے کھڑا ہے مثل بید کانپ رہا ہے زال نے وہ کاسہ خون
ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دروازے پر دستک دی فوراً اندر سے آواز خفیف آئی کون ہے زال جادو نے
جواب دیا اے مصاحب سامری داد شاہنشاہ اقلیم افسونگری روشنی بخش محفل سحر و ساحری بادشاہ
طلسم ہوشربا بدولت پر حاضر ہے آواز آئی کہ ہمارے واسطے کیا لایا کیون آیا زال نے جواب دیا
خون دلربا آپ کے واسطے لایا ہے نوش فرمائیے دروازہ خود بخود کھلا افراسیاب اندر آیا دیکھا
ایک چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہے اُسپر ایک ساحر کریہ منظر پوست و گوشت گل گیا ہے صرف ہڈیان باقی ہین
چہرہ سیاہ پوست عارض ڈھلکا ہوا آنکھین زرد مند و سیاہ رو بیتزہ درون افراسیاب ایسا جادوگر
یہ صورت مہیب دیکھکر گھبرا گیا اب مشعل نے جاہی لی زال نے اشارہ کیا افراسیاب نے بڑھکر کاسہ خون

اسکے منہ سے لگا دیا مشعل قہقہہ مارکر ہنسا خون پر جھک پڑا غٹ غٹ پینے لگا جب سارا جام پی گیا تو کاریگر
جھوٹا کہا اے زال تو نے در دولت پر آواز دی کہ شاہنشاہ طلسم ہوشربا آیا ہے بادشاہ کہاں ہے زال
جادو نے طرف افراسیاب کے اشارہ کیا مشعل نے بقہر و غضب کہا او بے ادب کیا تیرا یہی شاہنشاہ
لاچین کہاں ہے افراسیاب تو تھرا گیا زال نے بڑھکر عرض کی حضور لاچین نے انتقال کیا خدمت
سامری میں پہونچا اسکے مقام پر یہ افراسیاب بادشاہ ہوا اسی نے آپکے در دولت پر اپنے معشوق
کو ذبح کیا جام فرحت انجام آپکو پلایا یہ سنکر مشعل بہت خوش ہوا کہا ہاں اے دوست صادق ہے اے
شاہنشاہ طلسم ہوشربا بیٹھ جاؤ اپنی کیفیت بیان کرو کیا مصیبت اٹھائی کیوں تکلیف فرمائی افراسیاب
نے کہا آپ پر سب ظاہر ہے ع عرض حاجت بہ تو حاجت نیست میدانی کہ چیست ۔ کیا گزارش کروں
مسلمانوں نے مجھپر خروج کیا طلسم کشا اسد غازی آگیا تصویر اسکی بانیان طلسم تحریر فرما گئے ہیں
حقیقت میں سر بو فرق بیٹھا ہے سترہ سو سردار ہوشربا کے ازدر شریک طلسم کشا کے ہوئے لوح تو
میں نے ایسے مقام پر پہونچا دی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچیگا بانیان طلسم تحریر فرما گئے ہیں کہ امتحان
طلسم کشا دریائے نیل پر ہوگا مجھ پر یہ کو جان بچانا مشکل ہوگی فوج ہماری بیدل ہوگی وزیر اعظم
کا صنعت سحر ساز قتل ہو گیا مشعل نے ہنسکر کہا جو بڑا ظالم ہے اسکا تو نام لو جس سے سامری و جمشید
ڈرتے افراسیاب کانپ گیا کہا اسکا نام نہ لونگا صرف پتا بتلائے دیتا ہوں آپ خود ہی سمجھ جائینگے
مجھکو ڈر ہے کہ وہ نڈر اسی مقام پر نہ آجائے اور آفت آئے کوئی نہ کوئی فطرت کرے حضور
کو زک دے قطعہ

دزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد	خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
پاپوش بدزدد ز پے پیک دوندہ	نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد

مشعل نے کہا میں سمجھ گیا سامری نامے میں پڑھ چکا ہوں نقشہ اسکا آنکھوں کے سامنے پھر گیا لیکن
کیا غم ہے بابدولت تیرے ساتھ چلیں گے تمام عالم میں گشت کرکے تیری عملداری کرا دینگے لانے
وہ نعمت کھلائی قلب کو خنکی حاصل ہوئی لیکن جسم ہمارا بوسیدہ ہوگیا روح جوان ہے اس جسم کو اگر لیکر نکلینگے
بیشک لوگ مضحکہ کرینگے کوئی ساحر تجویز کرو جسکے جسم میں چلیں زال جادو نے دستبستہ عرض کی
جس معشوق کو افراسیاب نے قتل کیا ہے مردہ اسکا در دولت پر پڑا ہے اگر حکم ہو تو اسے لاؤں اسی

مین چلیے مسلمان ہوکے سے ساقی بچہ سمجھین گے دیکھنے والے خوش ہوگئے مشعل نے کہا لاؤ تو زال فوراً
اٹھا کر مردہ خورشید تاج بخش کا اندر حجرہ کے لایا مشعل صورت زیبائے خورشید تاج بخش دیکھکر بہت
خوش ہوا وضع وطرح بہت پسند آئی صورت زیبا دل سے بھائی کہا گردن مین اسکی ٹانکے دو زال نے
بہت خوب کہکر گردن مین ٹانکے دیے بخیہ مرہم کی چڑھائی مشعل نے کہا اے افراسیاب اب ہم
چولا بدلتے ہین دو سو برس کے بعد زمین سے نکلتے ہین دو چیزون کا ضرور تمکو خیال رہے ایک تو شراب
تند کہنہ سال وساقی بچہ خوش جمال نازک خیال گانے والے دل لبھانے والے شراب حسن نازسے
مست بنانے والے جنکے دیکھنے سے دل کو سرور ہووے ہمارے واسطے تجویز کرنا پڑینگے دو سو برس
کے بابدولت ترسے ہوئے ہین شکم سیر کرنا تیرا کام ہے علاوہ طلسم ہوشربا تمام عالم مین تیری عملداری
کرادونگا جو جیتے گشت مین گذرینگے اہالیان طلسم نورافشان سے بھی یقیناً فساد ہوگا خداوند سامری
ہم سے بیان کرگئے ہین افراسیاب نے کہا بادشاہ طلسم نورافشان یعنی کوکب روشنضمیر شریک
طلسم کشا ہے مشعل نے کہا پھر کیا پروا ہے ہمارے روبرو کوکب و دیگر شاہان اولوالعزم سب
برابر ہین ہم سے کوئی نہین لڑ سکتا ہے دو دن مین سبکی قبض کرینگے دو سزائے معقول دینگے کہ جس سے
تم بھی خوش ہوگے یہ کہکر مشعل چوکی سے کودا خورشید کے منہ سے منہ ملا کر تین ہچکیان لین جسم
خورشید مین روح مشعل اتر آئی وہ جسم بوسیدہ بیکار ہوکر گر پڑا مشعل یا سامری کہکر اٹھ
کھڑا ہوا پھر آواز دی کہ منم شہنشاہ مشعل جادو افراسیاب کے ہوش اڑگئے کہا حقیقت مین یہ کایا پلٹ
ہے اسکو کون مار سکتا ہے وہ جسم بوسیدہ مشعل نے جلوا دیا اب شہنشاہ مشعل افراسیاب کا ہاتھ
پکڑے ہوئے بشکل خورشید تاج بخش باہر آیا یہان تمام اہالیان لشکر دہوپ مین بیقرار ہورہے تھے
سب نے دیکھا وہی گڈریے کا لڑکا جو افراسیاب کا ساقی بچہ تھا گورے بیٹے کی لٹو بی لچکے کے
پکڑے بیٹھے ہوئے اکڑتا باہر آیا افراسیاب نے تخت زرین پر سوار کیا خوشی خوشی نوبت و نقارے
بجاتے ہوئے طرف قلعہ عقت اشتعاع کے روانہ ہوئے

ذکر داستان سحر بیان شہنشاہ مشعل جادو کا بصورت خورشید تاج بخش حجرہ طلا سے نکلنا اور پہونچنا تا بہ لشکر نکہت اثر ملکہ حیرت جادو اور عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و ششتر برق فرنگی [illegible] بیان سے خط [illegible]

ترے ابرو میں عیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نگاہوں میں دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ پلکوں میں جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نسیم صبح صدقے ہوتی ہے صحن گلستان پر
خدا کی شان ہے جنت کا عالم ہے بیابان پر
چراغ لالہ ہر شب خندہ زن ہے باغ رضوان پر
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گور غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گنوانا آبرو ہے زندگی سے ہاتھ دہونا ہے
نہ جینا ہے نہ مرنا ہے نہ راحت ہے نہ سوتا ہے
جدائی میں تری ای یار ہر دم جان کھوتا ہے
وہی سر کا ٹپکنا ہے وہی دن بھر کا رونا ہے
وہی راتوں کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

کروں شکوہ میں کیا اُس خسرو شیرین شمایل کا
زمانہ پھر گیا لیکن نہ بدلا طور قاتل کا
زبان ہے بند جادو ہے کسی عیار کامل کا
وہی دل کا جلانا ہے پھپکتا ہے وہی دل کا
وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

خدا محفوظ رکھے عاقبت کی روسیاہی سے
خطاب الفت کے ہوتے ہیں وہی سرکار شاہی سے
بچے افسوس اتنک ہم نہ دنیا کی تباہی سے
نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
بتوں کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تری زلفوں کا سودائی ہوں سو پیچ کرتا ہوں
بسر کرتا ہوں رو کر رات دن بھر آہیں بھرتا ہوں
بگڑتا ہوں طبیعت سے کبھی اور گہ سنورتا ہوں
فراق یار میں جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پڑا ہے سر پہ اک جنجال اُن زلفوں کے سودے سے
جنون بڑھتا ہے کچھ ہر سال اُن زلفوں کے سودے سے
دماغ عقل ہے پامال اُن زلفوں کے سودے سے
تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفوں کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گئے ہیں کھنچ کے پھر ہم اس شہ خوبان کی محفل میں
پڑا ہے سکۂ داغ جنون پھر قلب بسمل میں
لڑائی پھر وہی ہے عقل میں اور عشق کامل میں
سوے عشق کی راہیں وہی ہیں کشور دل میں

وہ رسم خفا کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

سوے صحرا وہی عزم مصمم جو کہ سابق تھا — انجھ پڑا نقاہت سے وہ ہر دم جو کہ سابق تھا
وہی احوال اب بالکل ہے ہمدم جو کہ سابق تھا — وہی سوداے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

یہ شب بیمار ہجر پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

ہوے تجھسے دوست دشمن اک زمانہ ناموافق تھا — تپ غم ہڈیوں میں رچ گئی تھی جان سے دق تھا
افاقہ کس طرح ہوتا کہ دیوانہ تھا عاشق تھا — وہی سوداے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جہان پرشور پھر سونے لگا افسانوں سے اپنے — وہی اگلی سی باتیں سنتے ہیں ہم کانوں سے اپنے
وہی دلسوزیاں ہیں شمع کی پروانوں سے اپنے — جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے

وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

طپان رہتا ہے الفت میں وہی عالم فروز آتش — پیام مہر آتے ہیں انھیں ہر وقت روز آتش
زکی کیطرح سے پھرتا ہوں آہ سینہ سوز آتش — وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش

وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

افراسیاب جادو بصد شوکت و صولت مشعل جادو کو لیکر قلعہ تخت الشعاع کو چلا نامہ حیرت کو تحریر کیا کہ اے خاتون محل مبارک ہو کہ مین نے کلیجے پر چھری پھیری شاہنشاہ مشعل کی روشنی ظاہر ہوئی ظلمات سحر میں سپہری کریگا اسکا ایسا دل و گردہ ہے کہ اسکی برابری کریگا اے حیرت تیاری کرو اباریق کو منگاؤ و سرہاے برف انداز کو کھاتا تحانہ درست کراؤ کشید شراب شروع ہو آفتاب شراب ناب کا طلوع ہو ساقی بچہ ہاے مہر طلعت شکیل و کمسن و خوبصورت شوخ طبیعت حاضر رکھو ابتو ملکہ زوال کی جان پر آفت ہے قلعہ تخت الشعاع پر فروکش ہوں فوراً کوچ کرونگا زیادہ نہ ٹھہرونگا یہ نامہ دار جوڑا اگلنار بیضے سانڈنی اور فرا تا ہوا لشکر حیرت میں پہونچا بحکم شاہنشاہ افراسیاب وہین سے شتر سوار نے آواز دی اے ملازمان شاہنشاہ طلسم ہوشربا شدہ باد کہ شہنشاہ گیتی پناہ نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری لیکن مشعل جادو کو حجرے سے نکالا قلعہ تخت الشعاع سے کوچ کیا ہوگا صبح و شام میں مشعل جادو روشنی دکھائیگا سلمانوں کا دل جلائیگا سحر اسکا غضب سلطری ہے بات بات میں افسونگری

بھری ہوئی لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہوگیا شترسوار کو سب نے گھیر لیا یہان حیرت کو خبر پہونچی ملازمون کو
روانہ کیا حکم دیا ارے شترسوار کو یہان لاؤ خبر فرحت اثر ہمکو بھی سناؤ ملازمان حیرت باہر نکلے دیکھا
صدہا آدمی شترسوار کو گھیرے ہوئے ہین ایک ایک خبر مشعل پوچھتا ہے شترسوار بیچارہ بیقرار کسی سے
کہتا ہے دستی کہتی والا آتا ہے جب لوگ خفا ہوتے ہین تب کہتا ہے ہان مشعل جادو نے کو بہ یار روتنے تو مجکو گھیر لیا
کس کس کو خبر سناؤن کس کس سے نام بتاؤن اس اثنا مین مصاحبان ملکہ حیرت پہونچے بھیڑ ہٹاتے
ہوئے بمشکل شترسوار کو اندر بارگاہ کے لائے اُسنے پایہ تخت حیرت کو بوسہ دیا بعد دعا و ثنا
کے دست بستہ گذارش کیا اے ملکہ عالم وہ ہی خاتون معظم مبارک ہو ہزار ہزار شکر سامری وجمشید ہے فرمود
سبز پوشے بہ میان آمد و شادان برخاست + تو نہالیست کہ از صحن گلستان برخاست + اب وقت سرور
آیا زمانہ غم و الم دور ہوا بیت ہر کس نظرش بر قد بالا سے تو افتاد + بیخود شدہ چون سایہ در پاے تو
افتاد + حضور کا ستارہ اقبال اوج پر ہے سامری وجمشید کی نظر مہر ہے بھلا کس کی طاقت ہے کس مین قوت
ہے کسکا دل گردہ کسکا ایسا کلیجہ ہے کہ آپ سے مقابلہ و مجادلہ کر سکے کسکو تاب کہ حضور کے خورشید
جمال پر نظر بھر کر دیکھے آنکھ ملا سکے نیچہ ہلال ابرو اشارہ نظر مین چور رنگ کرے تیر نظر جگر کو تاکے
دشمن سے گوشہ نیاہ ڈہونڈہے فوج مژگان برچھیان تان کر گھیرے تیغ برق ابرو چمک کر گرے
اُس کشتہ تیغ جفا کو جلا کر خاک کرے بیت دم تیغ تو کہ اعجاز مسیحا دارد + خضر گر کشتہ تیغ تو شود
جا دارد - ہمیشہ نام سامری پرستی روشن ہے ابیات

منور ہوگا دل گر شعلہ داغ جنون بھڑکا — کہ شمع مہر سے ہوتا ہے پیدا نور کا تڑکا

جو سودش طبع مین ایمن ہین سیلاب حوادث سے — نہین ہے زورق خورشید کو طوفان کا دھڑکا

خزان کا دخل گلزار معانی مین نہین ہوتا — بہار باغ مضمون کو نہین ہے خوف پت جھڑ کا

شکر خورے کو مل رہتی ہے شکر یہ مثل سچ ہے — ہوا وصل اسکا حاصل جس کسی نے دم مرا بھڑکا

نہین ہے نوش عالم مین کسی جا نیش سے خالی — شب وصلت مین کب جاتا ہے روز ہجر کا دھڑکا

نہین ہوتا فقیرون کو آگہی کامل کی صحبت سے — کسی پر حال کب روشن ہوا مجذوب کی بڑ کا

جو چاہے نور عرفانی فنا ہو آتش غم مین — جلے مشعل تو نکلتا ہے شعلہ لعل گودڑ کا

سخن جو حرم دل مین سر کشی ظالم کی کھوٹتے ہین — بجھا سکتا نہین جز آب جب شعلہ کوئی بھڑکا

شہنشاہ افراسیاب نے مشعل جادو کا حجرہ کھولا وہ بلاے روزگار ساحر غدار حیلے افسونگری مصاحب ساحری قہرلات وہمات جمشید کرامات بندۂ خاص تھا اور ندیقا بانی جور وجفا کوئی دم مین آیا جاہتا ہے معشوق جادو نے گھبرا کر پوچھا اسے خون کسکا پلا یا کسکا چراغ حیات گل کیا کسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا شتر سوار نے جواب دیا ملک خورشید تاج بخش جو شاہنشاہ افراسیاب کا معشوق تھا اسی کو ذبح کیا اب وہی خورشید تخت پر سوار ہے چہرے سے رعب وداب آشکار ہے لوگ کہتے ہین کہ یہی مشعل نامدار ہے غلام اس اسرار کو نہ سمجھ سکا شہنشاہ نے یہ نامہ دیا ہے اسکو پڑھو اسنے حیرت نے دیکھا وہ کاغذ ہین سرما وابریق کا نامہ انکو دیا سکرا کر کہا تمکو بھی مبارک ہو شراب ناب کہو اور جلد ساقیان مادرو خوشخو پری پیکر سیم بر گلعذار طرحدار گلبدن گلپیرہن جمع کرو دو سو قسم کی ہر طرح زیبائش ہو یہ بڑی کاہش ہے سرما وابریق نے شرما کے سر جھکالیا کہنے لگے ای ملکہ خانۂ دلکو شمع جمال سے روشن تو ہونے دیجیے بسر وچشم خدمت کرینگے کسی طرحکا عذر نہوگا نظم

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
یہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہی آپ کی نیکنامی کرینگے
کہا تنک اٹھائین یہ نازک مزاجی
وہ خود اسکی قایم مقامی کرینگے
مرے قتل کے روز میلہ لگے گا
اور اسید بیانی سلامی کرینگے

ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
یہ مشہور ہے آوارگان محبت
وہین تو وہ محشر خرامی کرینگے
کرین ہم دغا آپ سے توبہ توبہ
کسی اور کی اب غلامی کرینگے
قیامت بھی مچجائیگی ہر قدم پر
یہ جلیہ نہ اک ہوم دعائی کرینگے

وہ کیا جانتے تلخ کامی کرینگے
خباب خضر کو سقائی کرینگے
ہو آپ بنام حسن حق سب تجھے
یہ کوئی کرینگے یہ شامی کرینگے
رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
نہ گھبراؤ تم فراغ مطلب تمھارا

یہ اشعار آبدار پڑھتے ہوئے ابریق وسرما سے برف انداز فوراً خوشی خوشی انتظام کرنے کو باہر آئے کھینچے چڑہ گئے شراب کھنچنے لگی پری شیشے مین اتری ہر قرابے مین جلوہ آفتاب نظر آنے لگا سرما وابریق آپ خود واسطے تلاش معشوقان سیمبر کے روانہ ہوئے حیرت نے نامہ پڑھکر سکوت کرین مشتہر کیا کہ کل شہنشاہ مشعل جادو کا داخلہ ہے مسلمانون سے کہو کہ سوراخ مور و مار تلاش کرین اب جاکر اسمین چھپین چرند وپرند ہر کاسے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بدحواس بھاگ گئے میدان سپہ سرداران نامدار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے خدا خیر کرے

یکایک ہرکارے گھبرائے ہوئے بارگاہ میں آئے عرض کی مشعل جادو کل داخل ہوگا باغبان قدرت نے
کہا لو آفت آئی غضب ہوگیا بیٹھے بٹھائے۔ اب معاملہ جنگ سخت و صعب ہوگیا اتنا تو دریافت کرو کہ افراسیاب نے
خون کسکا پلایا حیرت جادو تو زندہ بیٹھی ہے بہار کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بے اختیار زار زار اشکبار
تو بہار رونے لگی کہا خدا میری بہن کو بچائے ارے صاجو کوئی اشارہ جا کر کہے کہ ملکہ یہان آپ بھاگ
کر چلی آئیے بعیش و آرام تشریف رکھیے باغبان نے کہا اب کیا خوف ہے بے خون پیے ہوئے وہ اپنے
مقام سے اٹھا نہ ہوگا پہلے ہی دروازے پر اسکے افراسیاب نے کسی اپنے معشوق کو قتل کیا ہوگا جب وہ ادھر
نکلا ہوگا مگر میں حیران ہوں کہ اسکا کون معشوق تھا ہرکاروں نے عرض کیا ہم نے دریافت کیا تھا عجب
طرح کی بات ہے جسکو ذبح کیا ہے وہ افراسیاب کا ساقی بچہ گڈریے کا لڑکا تھا مشعل اُسکی شکل پر آیا ہے
نام سنتے سے کلیجہ ہلا جاتا ہے خواجہ عمرو بمجرد اس خبر وحشت اثر سننے کے بیہوش ہوگئے اور سرداران
نامور تھر تھر کانپنے لگے عمرو کو گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا عمرو نے دیکھا اہالیان دربار گھبرا
گئے ایک ایک کو سمجھانا شروع کیا ارے یارو جرأت کو دخل دو نامردی نہ کرو ذرا صبر کرو اسقدر تو آتے
ہی اُس حرامزادے کو مارونگا شمع حیات مشعل گل کرونگا خاطر جمع رکھو اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا
جان دینے سے منھ نہ موڑونگا یہ بڑا نامی ساحر ہے دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے روپیہ و اشرفی
بہت سا جمع کیا ہوگا خزانے بھی ساتھ لایا ہوگا افراسیاب بھی سب کچھ دیگا مجھکو خود فکر ہے کہ
آتے ہی مار ڈالوں ایسا نہو کہ سب روپیہ صرف کر ڈالے مفت کی سوختنی ہو کچھ ہاتھ نہ لگے میری
محنت بیکار ہو تم لوگونکو تو اسکا خیال نہیں ہے کہ میں فاقے کرتا ہوں مصیبت بھرتا ہوں دیکھو ابھی
مجھے مارے بھوک کے غش آگیا یون ہی سوکھ کر مرجاؤنگا اس سے اب آپ اپنی فکر کیون
نکروں کاہیکو مصیبت بھروں باغبان نے کہا خواجہ بھلا کیسے مارو گے وہ کایا پلٹے ہوئے آتا ہے
عمرو نے کہا کایا پلٹ کے باپ کو مارینگے اُسکے مال پر قبضہ کرینگے کوئی شے خدا نے ایسی دنیا مین خلق
نہین فرمائی ہے کہ جسکے لیے فنا نہو بمصداق آیۂ وافی ہدایہ کل من علیہا فان شجر و حجر سبکا انجام ایک
ایکسا ہے اُسی کی ذات کو بقا ہے کوئی نکوئی تدبیر نکل آئیگی نہ مرنا کیسا خبردار اب جو کوئی ایسے ذکر کریگا
اُسے بارگاہ سے نکلوا دونگا ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ نکالنے
لشکر تباہ ہو جائیگا بڑی مشکل ہوگی جو اُسکے اوصاف ہیں اونکا ذکر نکرو مین اب خدمت مین بادشاہ

کوکب روشن ضمیر کی جاؤنگا کل کیفیت دریافت کراؤنگا ابھی کیا جلدی اُس ملعون کو آنے تو دو شیں
از مرگ داویلا مگر صنعت سحر ساز کا بھی تو یہی ہاڑ تھا کہ وہ قتل نہوگی کیفیت دریافت تو ہونے دو
سرداران افراسیاب بڑے نامرد ہین ابھی یہان سے نکلجاوین سب کی گردن مین ہاتھ دو اور
باغبان بڑا نامرد ہی آٹھ پہر ہائے ہائے کیا کرتا ہی باغبان تو خاموش ہوا سب کو سمجھا کر عمرو بیرون
بارگاہ آیا عیارون نے اشارہ کیا خبر تو دو یہ ملعون کیونکر آتا ہی کیا رنگ بنایا ہی برق فرنگی سامنے کھڑا تھا کہنے
لگا استاد جس روز آئیگا اُسیدن مارونگا عمرو نے کہا آپ مہربانی فرمایئے ہرگز ہرگز عیاری نہ کیجیے بڑا
بیباک ہی یہ ہر بات مین بول اُٹھتا ہی یہ صنعت کا جھگڑا تیری ہی ذات سے ہوا چالاک کو مزہ بنا
کے دوڑا برق منھ بنائے کنارے ہوا بڑبڑاتا ہوا چلا راہ مین جانسوز سے ملاقات ہوئی پوچھا کیون
بھائی خیر تو ہی برق نے کہا ہمارے استاد کو سودا ہو گیا ہی عیار ان تو بھول گئے حکومت کرتے ہین اس بات کا
یہی جواب ہی مشعل کو ہمین قتل کرینگے یہان عمرو نے اسد و مہ جبین کا بارگاہ مین آنا موقوف کرایا الگ
ایک بارگاہ استاد کرا کی چند ساحر برائے نگہبانی مقرر کیے ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا اسد نامدار کو یہان ملا کر
احتیاط سے اتنا کہدو کہ تیاری سفر کی ہو رہی ہی بعد ہفتہ دو ہفتہ کے طرف دریائے نیل کے کوچ ہوگا امتحان طلسم کشائی
قرار پائیگا اسد کو اس دھوکے سے بارگاہ مین ٹھہرایا عمرو نے آراستگی کا حکم دیا بیرون بارگاہ سائبان زرنگار
کھچوا دیا زیر سایۂ سائبان بعد عظم و شان تخت پر ملکہ مہرخ گرد تخت و سو سرداران عالی وقار اپنی
اپنی کرسی پر برابر تخت مہرخ کے عیارون کے مقام بھی مناسب ہی جگہ پر قرار دیئے چار پہر رات اسی ہنگامے
مین بسر ہوئی تا نگاہ نیر اعظم بعد شوکت و حشم مشعل شعاع دکھیا لیکر بعد کروفر برائے روشنی عالم پر
تاریک مغرب سے برآمد ہوا تمام عالم منور ہوا خواجہ عمرو نے مناسب طور پر دربار آراستہ کیا تشفی و
تسلی کیواسطے اہل لشکر کو نئی وردیان تقسیم کین اب دیکھیا کہ ملکہ حیرت جادو برائے استقبال مشعل
چلی تمام لشکر حیرت کے ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوئے ایک جانب مصور جادو نبیرۂ سامری و
سامری و ملکہ صورت نگار ایک جانب سرمایہ بوقت انداز و ابریق کوہ شگافت تمام شاہزادیان و
وزیر زادیان اشتیاق دیدار مشعل جادو مین تخت کو گھیرے ہوئے بیچ مین ملکہ حیرت مثل
ماہ تابان گرد شاہزادیان مثل ثابت و سیارگان چالاک بصورت معدل نظارہ جمال ملکہ حیرت
کرتا ہوا دوڑا جاتا ہی حسن و جمال ملکہ حیرت دیکھکر بیتاب ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ

اشعار دردانگیز پڑھنے لگا اشعار

یوں ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس
ہالہ ہو جیسے مہ کامل کے آس پاس

ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا
طغیان بحر عشق ہے ساحل کے آس پاس

یہ غیرت وفا کا اثر ہے کہ بوالہوس
بسمل تڑپتے ہیں ترے بسمل کے آس پاس

ای قیس تیرے نالے کی غیرت کو کیا ہوا
لیلی نے رنگ باندھے ہیں محمل کے آس پاس

مرجائیں نا خوشی سے عدو سن وصال کی
یار و فغان کرو گلے مل مل کے آس پاس

کیا کیا جلے ہیں بزم میں تجھسے نہ جب پھرے
پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس

ہے تو ہی بیوفا نہیں باور تو دیکھ لے
گل جامہ در ہیں گیر رعنا دل کے آس پاس

کلام شاہان طلسم ہوشربا ملکہ حیرت جادو کو گھیرے ہوئے ہر ایک کو یہی انتظار ہے کہ اب دیکھیں شاہنشاہ مشتعل کس صورت میں آتا ہے کیا وضع رکھتا ہے دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے یقین ہے انتہا کا ضعیف ونحیف ہوگا ہر ایک یہی خطار ہے کہ دیکھیں مشتعل جادو کیا شعبدہ دکھاویگا کیونکر آویگا اسکو تو کلام کرنا دشوار ہوگا ضعف ونقاہت سے بیقرار ہوگا بعضے کہتے ہیں وہ مصاحب سامری وجمشید ہے ہر بات میں اسکی بھید ہے ہنوز یہ ذکر ہی تھا کہ سامنے نشان فوج معلوم ہوئے دیکھا سب نے کہ آگے زال جادو اہتمام سواری کرتا ہوا ایک مرکب باد رفتار پر خود شہنشاہ افراسیاب جادو بہ کبر نخوت سوار ہو پرے کے پرے فوج کے سامنے سے گذرے بعد اسکے جلوس سامان ماہی مراتب آنے لگا خواجہ عمرو بھی ملاحظہ فرمارہے ہیں ملکہ مہرخ وملکہ بہار وغیرہ کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہے سب نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا شکل زیبا سبزہ بھی ابھی اچھی طرح سے آغاز نہیں ہوا عمر پندرہ یا کہ سولہ کا سن نوجوانی کی راتیں مرادوں کے دن تاج زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم بھولی بھولی صورت تخت زمرد پر سوار گرد معشوقان طناز با کرشمہ وناز کمسن کمسن لڑکے یہ کیفیت دیکھکر مہرخ وبہار وغیرہ کے دل سینے میں دھڑکے سناٹا آگیا قلب تھرا گیا لیکن جو دیکھا تو سمجھا تا کہ یہ تو گڑیے گڑیے کا لڑکا ہے جسکو افراسیاب نے پالا تھا ملکہ حیرت جادو برائے تسلیم مشتعل بحکم افراسیاب تم ہوئی چوبدار نے آواز لگائی ای شہنشاہ مشتعل ملکہ حیرت جادو زوجہ شہنشاہ طلسم ہوشربا برائے تسلیم حاضر ہوئی اسی نوجوان نے سلام لیا مسکرا کر حیرت سے پوچھا مزاج تو اچھا ہے حیرت جادو

یہ نگاہ حیرت دیکھنے لگی کہ یہ تو وہی ہوا ساقی بچہ افراسیاب کا پیارا گر پڑنے والا ہو اسکو متوحش دیکھکر
افراسیاب قریب آیا کہا اے ملکہ یہ صورت زیبا کرامات سامری و جمشید ہے مین نے تمھاری جان بچالی
اسی لڑکے کے سر ساری آفت آئی اپنے ہاتھ سے ایسے دلربا کو قتل کیا ذرا بھی رحم نہ کھایا جسم شہنشاہ
بوسیدہ ہو گیا تھا دیکھو گلے مین ٹانکے دیئے لگے ہوئے ہین یہ صورت شہنشاہ کو پسند آئی اپنی روح کو اسکے
جسم مین اوتار لیا پہلی ایک یہی کرامات ہے مشعل کی ساحری کی کیا بات ہے تعجب نہ کرو حضرت سامری کا جمشید
یہ نگاہ ہوا او کیا کیا بندے بنائے کیسے کیسے کمال دکھائے ہر جسم مین جانے کا آنکو اختیار ہے شعبدہ بازی
فلک کجرفتار انکے آگے بیکار ہے اب حیرت کو تسکین ہوئی ورنہ غصے سے چہرہ لعل تھا انتہا کا ملال تھا پانچ
عیار بچیان بھی حاضر ہین ہوش و حواس انکے بھی باختہ ہین آپس مین اشارے ہو رہے ہین صبا جو یہ
رنگ کبھی نہ دیکھا تھا اب سبکی قضا آئی ہے اسیر ہے اب کون عیاری کریگا مشعل کو اسی شان و شوکت سے
لاکر داخل بارگاہ کیا مشعل آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت کرسی پر گرد تمام وزرا امرا سردار جمع ہین
افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت تم خاطرداری شہنشاہ مشعل مین مصروف رہو مین پردۂ ظلمات
مین پاس نانی اماں ملکہ ماہیان زمرد پوش کے جاتا ہون انکو بھی جاکر آمد مشعل کا مژدہ سناتا ہون پھر
آکر طبل جنگی بجواؤنگا مسلمانون کا خون بہاؤنگا شہنشاہ مشعل باغیون کو آتش قہر و غضب سے جلا کر خاک
کرینگے جھگڑا بکھیڑا پاک کرینگے ابرق کے کان مین کہا دیکھو اسکا ضرور خیال رہے شہنشاہ مشعل کی صبح
دشکنی سنونے پاکے شراب دو آتشہ لے دوڑا پہونچے ساقی بچے نازنین رنگین کمسن کمسن حاضر رہین یہ کہکر
افراسیاب طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہو گیا صحبت ملکہ ماہیان زمرد پوش مین پہونچا تمام ماہیت مشعل
ملکہ ماہیان زمرد پوش سے بیان کی ملکہ ماہیان نے جواب دیا حقیقت مین مشعل کا یہ بلیٹ ہے سحر و ساحری مین
جیسا ان کمال نہین رکھتا سکین عمرو کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے صاف تحریر ہے کہ عمرو قاتل مشعل ہے افراسیاب
نے منھ پھیر لیا کہا نانی اماں تمکو کیا جا ہو ن لکھنے والا گدھا تھا سودا ہو گیا تھا یہ کہکر صحبت
مین خاطرداری کرنے لگا کنکر کنکر خالی ہوتے ہین اب مشعل حیرت سے متوجہ ہوا کون کون
شریک طلسم کتنا ہے کس کس نے آئین سامری پرستی سے کنارہ کیا ہے افسر کلان کون قرار پایا ہے حیرت
نے بیان کرنا شروع کیا سب سے پہلے ملکہ مہرخ کا نام لیا کہ وہ نبگی بادشاہ ہے سب اسی کے حکم مین
ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہے کہ جب مشعل جادو بصورت خورشید تاج بخش حجرے سے نکلا تھا تو اسنے

زال جادو سے کہا کہ سامنے درۂ کوہ کے جاکر آواز دو کہ اے اقرار و قرار جادو شہنشاہ مشعل جزیرے سے
برآمد ہوے ہماری فوج قدیم لیکر جلد حاضر ہو جب زال نے جاکر آواز دی اقرار و قرار بارہ ہزار اسلوان
غار سے آکر حاضر ہوے وہ خاص ہمراہیان مشعل جادو ہیں پس جبکہ ملکہ حیرت نے نام مہرخ کا لیا
مشعل نے باپ دادا کا نام کہا میں انکو نہیں جانتا مگر باپ دادا انکے ضرور میرے ہمصحبت رہے
ہونگے ایک نامہ ہماری جانب سے ملکہ مہرخ کو تحریر کرو کہ ہمارے پاس آؤ ہم خطا تمھاری افراسیاب سے
معاف کرا دینگے جو فیصلہ ہم کرینگے کسی کو عذر نہوگا ملکہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ یہ بالکل بیکار ہے
ملکہ مہرخ کبھی نہ مانیگی یہ لوگ بڑے سخت ہیں کسی مصیبت میں نہیں گھبراتے آخر میں انھیں کی فتح
ہوتی ہے مشعل نے کہا بموجب ہمارے حکم کے کاربند ہو ہمارے مقدمے میں دخل نہ دو ہم بندگان سامری
کو سمجھا لینگے اگر انکار ایک ہی دن میں سب کا کام تمام کرینگے حیرت جادو نے فوراً نامہ لکھا اور ایک
کنیز کو دیا وہ کنیز نامہ لیکر لشکر مہرخ میں آئی ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ فرما تھیں نامہ دیا مہرخ نے
نامہ پڑھا خواجہ سے کہا برائے ملاقات مشعل طلب کرتا ہے کیا حکم ہے عمرو نے کہا ضرور جاؤ جاکر کلام
کرو جیسا سوال کرے ویسا جواب دو ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کے سامنے میں ہرگز نہ جاؤنگی ایسا
نہو روح کھینچ لے عمرو نے کہا پھر بادشاہ لشکر بنکر بیٹھی ہو کلام کرتے میں دم نکلتا ہے مہرخ نے کہا خواجہ وہ تو
ملک الموت ہے نام سے اسکے دل گھبراتا ہے پھر اپنا اختیار نہو کیونکر نہ دل گھبرائے مرنا اس ملعون کا غیر
ممکن ہے اگر وہ کچھ کلام سخت و سست کرے بھری محفل میں کیا جواب دیں مفت میں حجاب ہو پس
جواب صاف تحریر فرمائیے کہ مناظرہ ہمکو منظور نہیں ہے میدان کارزار میں آؤ جیسا سوال کروگے ویسا
جواب دینگے یا لڑینگے یا مرینگے پرائے گھر میں آنا منظور نہیں ہے میدان کارزار میں اگر طبل جنگی بجاؤ
فتح و شکست خدا کے اختیار میں ہے عمرو نے کہا یہ بجا آپ نے فرمایا مگر آپ تو پیرو مذہب حق ہیں جو ادھر
سے سوال ہو اسی کے موافق جواب دو ہر طرح حریف قائل ہو مہرخ نے کہا ہم جواب و سوال سے
باز آئے صاف تو یہ ہے کہ پرائے گھر نہ جائینگے جب عمرو نے دیکھا کہ کسیطرح سے مہرخ نہیں مانتی
ہاتھ پکڑ کے تخت سے اٹھایا کہا چلئے الگ ہم کچھ باتیں کرینگے سب نے دیکھا خواجہ عمرو و ملکہ مہرخ
گوشہ تنہائی میں گئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت ملکہ مہرخ خیمے سے برآمد ہوئیں سرداروں سے
فرمایا خواجہ عمرو بولے ملاقات شاہنشاہ کو کب تشریف لیجئے ہیں ہم برائے مناظرہ دربار مشعل

مین جاتے ہین حقیقت مین مناظرہ مین کیا خوف ہے جیسا سوال ویسا جواب اکثر سرداروں نے کہا ہم ہمراہ
چلین ملکہ مہرخ نے کہا مین کیا کسی سے مقابلہ کرتے جاتی ہون اگر وہ پیام صلح دیگا صاف جواب ہے
کہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کو افراسیاب نے قید کیا ہے انکو ہمین دیدو ہم اپنے
سرداروں کو بیکر خدمت مین صاحبقران کی چلے جائین ہوش ربا مین ہمارا کیا کام کیا ہے جبتک ہمارا
شاہزادہ نہ ملیگا لڑینگے مرینگے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے جو کچھ تمسے ہو سکے تم بھی کرو یہ سوال و
جواب کرکے چلے آئینگے سرداروں نے سر جھکا لیا کہ بادشاہ کی بات کا کون جواب دے سبنے کہا ہم الغرض
آپ تشریف لیجائیے پروردگار انجام بخیر کرے ملکہ مہرخ نے صرف چند کنیزونکو ساتھ لے لیا تخت پر
سوار ہو کر طرف لشکر حیرت جادو کے چلین ہرکاروں نے جاکر مشعل جادو سے اطلاع کی کہ ملکہ
مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین مشعل نے ملکہ حیرت سے کہا آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے
گا جو مناسب وقت ہوگا سوال و جواب کرونگا یقین کامل ہے کہ اصلاح ہو جائے ملحوظ خاطر ناظرین ہو
کہ اسوقت دربار مین پانچون عیار بچیان شاہزادیان ابریق وغیرہ سب حاضر ہین مشعل بیٹھا
شرابخواری کر رہا ہے جام شراب ایک لمحہ اسکے ہاتھ سے نہین چھوٹتا کیسی کیسی شرابین ودافشر
حیرت منگواتی ہے جب جام وہ بدانجام پیتا ہے کہتا ہے افسوس شراب تلخی بھی نہین دیتی نشہ نہین
ہوتا اب خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین چند وزرا امرا کو برائے استقبال ملکہ مہرخ
روانہ کیا سردار برائے استقبال چلے رنگ محفل عرض کر چکا چند اشعار موافق مقام کیفیت انجام
ملاحظہ ہون نظم مصنف

اے ساقی مہربان کہ وقت ہے	رو بند کی بھی کچھ تجھے خبر ہے	ہان گردش چرخ سے بچا لے
عیاری کا لطف بھی دکھاوے	روشن ہے کہ طبع رنگ پر آئے	ہان مشعل فکر گل نہ ہو جائے
اب بزم مین معرکہ پڑا ہے	شمع و مشعل کا سامنا ہے	روشن کن بزم فکر عالی
نقاش مصور خیالی	کرتے ہین رقم بعد مشقت	دکھلاتے ہین رنگ و لطف صحبت
روشن ہو مگر کہ خوش بیان ہو	ہان جودت فکر بھی عیان ہو	اشعار دیگر موافق مضمون

دل مین رہتا ہے ضیائے داغ سے روشن چراغ	فکر ہے عاشق کا یہان جلتا ہے بے روغن چراغ
کیا یقین ہے قبر پر اپنی رہے روشن چراغ	تم جلانے بھی نہ آؤگے پس مردن چراغ

شعلہ دیتے ہیں بدن میں جس قدر ہیں استخوان
بعد مدت گرم صحبت ہے جو وہ آتش مزاج
مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہیں
ایک بھی سنت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہوں
اک تماشا ہے فروغ کرمک شب تاب سے
روشنی دیتی ہیں داغ دل شگاف قبر سے
جسقدر بے باکی ہو باعث آرام ہے
یہ جلاتا ہے انھیں آتے ہیں پروانے جو پاس
شب کی تاریکی لحد پر داغ ہیں زیر لحد
یوں ہی مرجاؤنگا میں بھی سوز غم سے اے صنم
عکس عارض سے تمھارے بڑھگئی دونی چمک
امتحان کے واسطے اکثر بجھاتا ہوں جو میں
انتقال روح عاشق کا زمانہ ہے قریب
محبوں کو بھی تمھارے حسن سے ملتا ہے فیض
اے نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل

جلوہ گر رہتے ہیں میرے زیر پیراہن چراغ
شعلۂ افسوس سے ہے سینۂ دشمن چراغ
قید رکھتا ہے کنار شوق میں روغن چراغ
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ
باغ میں ہر پھول رکھتا ہے تہ دامن چراغ
جانتے ہیں لوگ جلتے ہیں تہ مدفن چراغ
بجھ کے سو رہتا ہے جب ہوتا ہے بے روغن چراغ
وائے قسمت دوستوں کا اپنے ہے دشمن چراغ
تیرگی بالا سے مدفن ہو تہ مدفن چراغ
جل کے بجھ جاتا ہے جیسے شب کو بے روغن چراغ
چشم بد دور رکھتا ہے عجب جوبن چراغ
تابش رخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ
لو مبارک ہو تمھیں روشن کرے دشمن چراغ
رات بھر رہتا ہے ہر دیوار میں روشن چراغ
جوش مضمون کہہ رہا ہے اور ہو روشن چراغ

ملکہ مہرخ سحر چشم بچشم و خدم داخل بارگاہ حیرت ہوئیں اس حسن داب سے سب نے جو ملکہ مہرخ کو دیکھا کہ تاج یاقوتی بر سر لباس فاخرہ در بر پٹکہ کمر میں سپر پشت پر بارگاہ میں آتے ہی مثل اہل اسلام سلام کیا لوگ چین بر جبین ہوئے مشعل نے منع کیا کہا صاحبو جس مذہب میں ہے اُسکی صفت کرتی ہے اسکا غصہ کیا یہ کہکے خود واسطے تعظیم کے اٹھا کہا ملکہ عالم تشریف لائیے ہمیں خوب ثابت ہوا آپ نے دین اسلام قبول کیا آئیے تشریف رکھیے داہنے پر ملکہ حیرت جادو بائیں پر ملکہ مہرخ کو کرسی ملی ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے ملکہ مہرخ کے سامنے جام پیش کیا ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ مشعل آپ روشن مزاج ہیں ساحروں کے سر کے تاج ہیں ہم آپ کی شراب نہیں پی سکتے ہمکو معاف فرمائیے آزردہ نہو جیے مشعل تو نہایت ذکی و فہیم ہے وہ سو برس

زمین مین دفن رہا شیطان مجسم ہو گیا ہنسکر کہا ای ملکہ عالم اچھا کیا مضائقہ ہی خشک میوہ منگا دین
مہرخ نے کہا آپکے ثمر کلام سے مزا ملتا ہی کس شی کی کیا احتیاج ہی جس مطلب کیو اسطے یاد فرمایا ہی اوس سے
آگاہ کیجیے اہالیان دربار سب گوش بر آواز ہین کہ دیکھین ملکہ مہرخ و شہنشاہ مشعل سے کیا باتین
ہوتی ہین چہرے پر ملکہ کے ذرا بیم و ہراس نہین کس شگفتگی سے دیکھو تو کلام کر رہی ہی تعلیم یا فصیحت
ہی جرأت خود بقیرار مقر ہی کہ یکہ و تنہا محفل دشمن مین آئی مشعل نے پوچھا ای ملکہ ہمنے خاص تمھارے
واسطے تکلیف فرمائی شہنشاہ ہوش ربا نے کیا کرامات دکھائی اپنے کیسے معشوق کو قتل کیا خون
اوسکا ہمکو بلایا اب ہم آئے ہین کہ اوسکے دشمنون کو سزا دین سارا جھگڑا فساد مٹا دین لیکن تم
سب سرداران نامدار طلسم ہوشربا کے رازدار اوسطرف شریک ہوے مابدولت نے سنا اصلی صرف
چھہ عیار اور ایک سردار باقی تم سب حیا سے رزم و پیکار ہو لہذا ہمکو منظور ہوا آن سب عیارون سے
تو سمجھا جائیگا دشمن افراسیاب طلسم ہوشربا مین نہ رہ سکیگا اب مابدولت کا قدم آیا جنگ ہماری
نمونہ قہر سامری و جمشید ہی آپ کو تو ثابت ہوگا ہمارے ہر امر مین قدرت کا بھید ہی ہمکو کوئی قتل
نہین کر سکتا مرنا غیر ممکن ہی موت سے دل مطمئن ہی ہمسے مقابلہ کرنا حماقت ہی تم آپ عقیل و فہیم ہو
ہمارے کلام جلالت انجام کو سمجھو افراسیاب سے ملجاؤ چھون عیار اور طلسم کشا کے حق مین جو مناسب
وقت ہوگا کیا جائیگا ایک چشم زدن مین ملاکر اونکو سزا دینگے مابدولت براے سیر تا بہ کوہ عقیق
گلزار سلیمانی چلے جائینگے لشکر حمزہ کو بھی مٹائینگے اندر ایک سال کے ہفت اقلیم کی سیر کرینگے
افراسیاب نے وہ احسان کیا تمام عالم مین گزد سکہ اب اوسکا جاری کرکے پھر اوسیطرح دفن ہو
جائینگے ہر چند کہ بعد چند سال کے ہوا دنیا کھائی اب دل نہین چاہتا ہی کہ پھر گوشہ تاریک مین جاکر
بیٹھین مگر یہ سب امورات خوشی پر افراسیاب کی موقوف ہین اب آبادی طلسم ہوشربا مین مصروف ہین
ایسے مزخرفات عرصہ دراز تک مشعل بکا کیا جب خوب اپنی عظم و شان بیان کر چکا ملکہ مہرخ ہنسا کین
جب مشعل خاموش ہوا ملکہ مہرخ نے غنچہ دہن کھولا خجل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی شروع کی کہا
ای مشعل جادو اسوقت تو عجب طرح کی کلمات مہملات تمنے کہے کہ کوئی عقلمند قبول نہ کریگا تمھارے
مانند بہت سے ساحر آئے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے ساری خودسری بھول گئے انجام کار اجل
نے دستگیری کی یہ راہ راست جہنم مین پہونچے تمھارے آنیکا کب ہمکو دھڑکا ہی جانتے ہین کہ پیمانہ عمر تمھارا

لبریز ہوا آفتاب لب بام ہو چراغ حیات بھڑکا ہی تھوڑے سے ہی عرصہ مین بادخزان اجل کا طمانچہ پڑیگا خاموش
ہوجاؤگے مثل اورون کے تم بھی آئے ہو تمکو بھی قتل کرینگے اگر سحر مین کہین کمی پائی بہار و باغبان وغیرہ
تمھاری گردن اڑا دینگے اگر سحر مین زور نہ چلا عیاران نامدار و خواجہ عمرو و ملک قار مثل عشاق
سبز رنگ و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ عیاری کرکے مارینگے اور یہ جو تم نے کہا کہ ہمکو موت نہین
سب مذہبون سے یہ کلمہ خلاف ہی تمام مذہب کی کتابون مین یہ تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی جو شئے
کہ دنیا مین پیدا ہوئی ایک دن نابود ہوگی پروردگار کی ذات کو بقا ہی ہر شجر کو فنا ہی شجر بھی مثل
انسان ضعیف ہوتا ہی برگ و ثمر موقوف ہوجاتے ہین آخر جھونکے سے ہوا کے گر جاتا ہی یا جفا سے
تبر و آرہ اٹھاتا ہی تمھارا مرنا کیا ناممکن ہی وہ بات کہو جو عقل مین آئے انتہا یہ ہی کہ سامری و
جمشید کو خدا کہتے ہو وہ بھی مرے پھر تمھاری کیا ہستی ہی ہر ایک انسان و حیوان لذت موت
چکھنے کو پردۂ دنیا مین آیا ہی تمنے تو یہ نیا شعبدہ نکالا ہی اسکی ہمکو دلیل بتلاؤ نہ مرنے کی کیا
وجہ ہی اگر ہمکو ثابت ہوجائے کہ تم نہ مروگے البتہ تمھاری اطاعت کرین تمسے ولین مشعل ہنسا
کہا اے ملکہ عالم کیا خوب تمنے دلیل کی ہی لیکن ہم عبادت سامری کرکے کایا پلٹ ہوگئے دیکھو
جسم ہمارا بوسیدہ ہوگیا تھا ہمکو شرم آئی کہ اس جسم مین کیا جھرے سے نکلین جسم نوجوان
مین اتر آئے جسم ہمارا اور ہی روح وہی ملکہ مہرخ نے کہا یہ تو آپنے عجیب واہیات بات
کی صورت بدلنا کیا بڑی بات ہی یہ کونسی کرامات ہی عیاران عمرو دم بھر مین صورتین
بدلتے ہین ابھی کل کا ذکر ہی کہ خواجہ عمرو دولعاب کے گئے مہتر قران کو بشکل ساحر
بنایا صدہا برہمن بناکے بڈھون کو جوان کیا جوانون کو ضعیف کیا اسکے علاوہ حیرت شکر
عشاق سبز رنگ کو مار اکیا کار نمایان کئے برق وغیرہ اس دربار مین کنیزون کی
شکل بنے ہوئے موجود رہتے ہین انکو کوئی نہین پہچانتا کیا کیا کام کرتے ہین مجھکو بھی اسقدر
قوت ہی اگر فرمایئے سحر سے صورت تبدیل کرون مرد بنجاؤن طائر بنکے اوڑون اسی طرح آپنے
بھی صورت بدلی ہی اسکا فخر کیا مشعل نے دوبارہ قہقہہ مارا کہنے لگا ہمنے صورت تبدیل نہین
کی ہی بلکہ روح ہماری اس جسم مین آئی ہی سحر سے یہ صورت نہین بنائی ہی اگر ہمکو کوئی قتل
کریگا روح ہماری دوسرے جسم مین اتر آئیگی وہ جسم مردہ ہوجائیگا روح ہماری زندہ

رہیگی دوسرے جسم مین اتر کر پھر رہیگی اسوجہ سے ہمارا مرنا ناممکن ہے ہمارا اول مجوبی سلطنت ہے ملکہ مہرخ
نے کہا اسکا ہمکو اعتبار نہین آتا جس بات کو کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ سنا بھی نہو پس کیونکر یقین لائین کلام بلاغت
نظام پر ملکہ مہرخ کے سب واہ واہ کرنے لگے مشعل نے کہا اے مہرخ حقیقت مین تم سچ کہتی ہو یہ شرف
کسیکو نہین ملا دوسو برس ہمنے ایسی عبادت کی کہ یہ کمال حاصل ہوا مہرخ نے کہا ہم یقین نہ مانین گے
یہ فعل کرکے دکھایے مرکے زندہ ہو جایئے تب ہم آپکی اطاعت کرین ہمین خوف ہو مشعل نے
کہا پھر آپکا انکار نہ بن پڑیگا ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ ہم راضی ہین آپ ٹھیے مگر ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین
اور آپ زندہ ہو جایئے تب ہمکو یقین کامل ہو اور کسی کے قتل کرنیکو ہم ہرگز نہ مانین گے اسکو شعبدہ
جانین گے تمام اہالیان دربار ان باتون کو بگوش ہوش سن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ملکہ
مہرخ نے کیا خوب بات فرمائی ہے مشعل نے کچھ کانین ملکہ حیرت سے کہا حیرت اٹھکر تخلیہ مین گئی ملکہ
مہرخ نے مشعل پر تاکید کی سے آپ سر جھکا کر بیٹھیے ہم ہاتھ تلوار کا مارین آپ کایا پلٹ ہو کر زندہ
ہو جایئے ہم ابھی اطاعت کرین کل سردار ہمارے قبضے مین ہین سبکو لا کر قدمون پر گرا دین ابھی
کل مقدمہ صاف ہو جائے مشعل نے کہا خدا تامل فرمایئے ملکہ حیرت بھی تشریف لائین ملاحظہ فرمائین
تم اپنے ہاتھ سے قتل کرنا خوب تلوار کو تیز کر رکھو ملکہ حیرت نے گوشے مین جاکر یہ سامان کیا ایک
طائر منگا کر اسکی گردن مروڑ دی مردہ طائر کو دوپٹے مین چھپا لیا ابریق کو بلا کر حکم دیا کہ ایک جوان
خوبصورت کو تنہائی مین لیجاؤ اسکی گردن مروڑ کر مردہ بنا دو زیر تخت لا کر چھپاؤ جسوقت ملکہ مہرخ
مشعل پر ہاتھ لگائین مین فوراً طائر مردہ اسکے دہن سے ملادونگی تم مردہ میرے سامنے پیش کرنا طائر
کو دیکھ کر وہ مردے کے گردونگی طائر سے روح مردے کے جسم مین اتر آئیگی مردہ نوہ کرکے اٹھیگا سنو شہنشاہ
مشعل مہرخ قائل ہو گی آج ہی خاتمہ ہو جائیگا حیرت یہ انتظام کرکے طائر مردہ کو اپنے دوپٹے
مین چھپائے ہوئے آکے کرسی پر بیٹھی ابریق نے زیر تخت مردہ انسان کا عقلمندی سے پہونچایا اب
مشعل نے جب دیکھا کہ کل سامان ہو گیا کہا کیون ملکہ مہرخ آؤ امتحان کر دیہ واضح رہے کہ یہ مہرخ
نہین ہے بلکہ خواجہ عمرو ملکہ مہرخ بنکر آئے ہین باغبان وغیرہ نے خواجہ عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ مشعل
کا یا پلٹ ہے کیا عجب ہے طائران مردہ موجود رہین مردہ انسان کا بھی آئے نہ ایک مردہ حاضر رہیگا گردنے
ہی لاش مشعل کے طائر مردہ کو کوئی اسکے دہن سے لگائیگا پہلے وہ جسم طائر مین اتر آئیگا پھر قالب انسان

مین سمائیگا اب خواجہ عمرو کو طریقے سے معلوم ہوا کہ حیرت انتظام کر رہی ہی چالاک بصورت
مسلل دربار مین موجود ہی عمرو نے کہ بشکل صرصر تلوار لیے کھڑے ہین پکار کر آواز دی سب اپنے اپنے
کام پر مستعد ہون انتظام مین مصروف رہین حیرت زوجہ شاہنشاہ افراسیاب تماشا دیکھ رہی ہی فوراً
چالاک سمجھ گیا کہ قبلہ و کعبہ کی مراد یہ ہی کہ حیرت کو روکا جائے فوراً کنیز بنکر پشت حیرت پر کھڑا ہوا
برق تڑپ کر بشکل ساحر ابرق کے سر پر پہونچا چالاک نے آواز دی کہ ای ملکہ صرصر اب تلوار سر
شاہنشاہ مشعل پر لگاتے ہیں آپ کی تلوار کا کاٹ دیکھین عمرو نے پلٹ کے دیکھا میر انور نظر بشکل کنیز
پشت ملکہ حیرت پر کھڑا ہی میر الجھو سا بھی پہونچگیا مطلب تو یہ تھا کہ انتظام ہونے پائے اور روح
مشعل جسم سے نکلجائے اب ملکہ صرصر نقلی تیغہ برق زا نیام سے کھینچکر بعد کر دفر اٹھیں مشعل
بھی دو چار جام اور پیکر تخت سے کود کہنے لگا میر جواد مست مین بھی جھکا کے سر ہون سرخاک بیٹھا
تم قتل کرنے آؤ سر ہی سنبھال کے عمرو نے پینترا بدلا چاہا الیا نیچے مارون کہ دو ہی ٹکڑے ہون
تسمہ بھی نہ لگا ہے بقول آتش فرو زخمی نہین جو منت مرحم اٹھاون مین + تلوار وہ پڑی کہ نہ تسمہ لگا
رہا عمرو نے تو یہان پینترا بدلا لیکن فلک کجرفتار گردون غدار دیتے آزار ہی عقل و فطرت سب بیکار
ہی چشم زدن مین سنگ تفرقہ پھینکتا ہی اسکی شعبدہ بازی سے بچنا غیر ممکن ہی افراسیاب پہلوے
ملکہ ماہیان زمرد پوش مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہی یکایک ماہیان نے کہا دیکھو ای
افراسیاب تو مشعل جادو کو چھوڑ کر یہان چلا آیا ایسا نہو سے بدعت عیاری عمرو اسکو قتل کرے
وہ بلاے روزگار ہی افراسیاب نے کہا نانی امان ورق سامری تو دیکھیے ورق اٹھا کر ماہیان نے
دیکھا منھ پیٹ لیا کہا او افراسیاب جلد اپنے کو بارگاہ مین پہونچا عمرو اسکو بشکل صرصر کے
مارا چاہتا ہی افراسیاب بدحواس ہو کر اٹھا مثل برق جہندہ کڑکا عمرو چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے
آسمان سے آواز آئی او سارق زادے کیا کرتا ہی منم شاہنشاہ افراسیاب ای شہنشاہ مشعل
آپ نے بڑا دھوکا کھایا چالاک تو ایک جانب بھاگا برق تڑپ کر نکل گیا افراسیاب بجلی کیطرح کوند کر زمین
پر گرا عمرو کود کر کنارے ہوا افراسیاب و حیرت و مشعل عمرو کے پیچھے دوڑے باہر بارگاہ کے
بائیس لاکھ فوج جرار فردکش ہی اقرار و قرار جادو سرداران مشعل بھی موجود ہین عمرو جست
کرکے بارگاہ سے پچاس قدم باہر آیا افراسیاب و مشعل بھی نکلے عمرو نعرہ کرکے ٹھہر گیا نیچہ کاندھی پر رکھکر نعرہ کیا

او مشعل بیعقل معلوم ہوا تو صرف کایا پلٹ ہی جانتا ہے مین نے تو ابھی تجھکو مار ہوتا مگر تجھکیا ٹرا بغیرت ہے مین غیر ساحر ہون کیا میرا چھپا کرتا ہے بائیس لاکھ ساحر فرکش ہے اگر دعوی مردی رکھتا ہو ان سب کو حکم دے کہ مجھکو گرفتار کرین لیکن سحر نہ کرین دیکھ تو کیا تماشا کھیلتا ہون مین اسکا عیار ہون جسکا لقب ہے کشندہ جفتا سحر غ بروز مصاف در ہم زنندۂ لشکر دیوان قاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ذو الزلقاند ثانی سلیمان قاتل کافران داماد نوشیروان اس آقاے نامدار کے ساتھ صف شکنی تیغ زنی کی ہے آج تماشا جرات کا بھی دیکھ لے ای افراسیاب مقام غیرت ہے یکہ و تنہا اس سو ضعیف مشت استخوان کو سحر سے مجبور کرتے ہو دیکھو اکیلا سر سیان بارہ لاکھ جوان کو ٹوکتا ہے جو مرد ہون تلوارین کھینچکر آئین اگر مجھے یہ جرات گرفتار کرلین ابھی تیرا مذہب اختیار کرون افراسیاب شرما گیا مشعل کے پسینہ آگیا سب نے دیکھا کہ عمرو بصورت اصلی تیغ کھینچے کھڑا ہے پکار رہا ہے جسکو دعوی جرات ہو مجھ سے آنکھ ملائے بس غصے مین افراسیاب نے آواز دی خبردار کوئی عمرو پر سحر نہ کرے تیر و تلوار و نیزے سے مارو تو تمام کفاران خرس طینت میمون خصلت عمرو پر بلوہ کرکے جا پڑے عمرو نے نام رب اکبر کا لیا قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈال کے نعرہ مردانہ کیا **نعرہ**

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون

زمانیکا مکار و غدار ہون
سراپا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم

اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پاکے مری گرد پاپوش کو
وہ وہ جہان گرد طرار ہون

جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ شیرانہ کرکے لشکر قہار پر مردانہ وار جا پڑا مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہے فوج ستم کی کالی گھٹا چھائی ہے تلوار پر تلوار برس رہی ہے یہ بھی صدہا کو زخمی کر چکا ہے **نظم**

نکلے رہا بازو دیکھے رہا ہے سر
سے کمے رہا پشت دیکھے ہے کمر
دریدہ و بریدہ و شکست و بر بست

پہلوان رہا سر و سینہ و پا و دست

جھپٹ کر جبیر تیغ مارا سر پر ساحر کے پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو نے تڑپ کے جست کی کبھی کسی ساحر کے کاندھے پر پاؤن جما دیے وہ گھبرا کر پلٹا عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا سر اسکا دھڑ سے زمین پر گرا کسی نے عمرو پر نیزہ مارا عمرو نے کج ہوکر خالی دیا ہ ہ نکال مین جھٹکا عمرو نے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر ساحر زبون سیر کے دو ٹکڑے ہوے کبھی کوانی کا ہاتھ مارا شکم ساحر کا چاک کیا جھگڑا پاک کیا ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہے کاغذی سپر ہاتھ مین

ہر ایک کے قتل کی گھات مین چھوٹے کے ہاتھ مل رہے ہین ساحر کف افسوس مل رہے ہین کسی کو سر تیاپا کہن دیکھے کمر پہ ہاتھ مارا کبھی بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ لگایا چار چار کے پیر اُڑ گئے کبھی لوٹ مارسی قتل کرتا ہوا مردون مین جا کر چھپا پھر اُٹھکر جست کی بلند قدون کی ہمت پست کی اکثر زخم بھی کھائے جرأت کے مزے اُٹھائے سب کی آنکھون مین چکا چوند ہے برق شمشیر چمک رہی ہے سپرون کی کالی گھٹا چھائی ہے سر برس رہے ہین دریاے خون جاری نقیب پکارتے پھرتے ہین اشعار

آج مقتل مین یہ جانبازون کی کثرت ہوگی — تیغ قاتل کو نہ دم لینے کی مہلت ہوگی
سیر ہی آب دم تیغ سے ہو جائین گے — چشم جوہر مین کہانتک نہ مروت ہوگی
کون ہوگا مرے بعد اُنکے سوا ماتم دار — بیکسی سوگ نشین غمزدہ حسرت ہوگی
کر سکیگی سب مجھے میزان قیامت نہ سبک — میرے پلے پہ اگر آپ کی رحمت ہوگی
اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا — میرے قاتل مین اگر کچھ بھی مروت ہوگی

ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے افراسیاب و مشعل دیکھ رہے ہین جرأت عمرو پر وجد کر رہے ہین سکتے کا عالم ہے اپنی فوج کے قتل ہونے کا غم ہے ہر ایک کی چشم پر نم ہے ہزارہا بسمل تڑپ سکتے ہین کتنے بیجان ہو چکے ہین قرنا اُلٹی سانسین لے رہی ہے دمامے پھول کر ڈھول ہوئے ڈھول کا پیٹ خالی لاشے چوبون سے سر پیٹ رہے ہین لینا لینا کے بدلے صدا بھاگو بھاگو کی آتی ہے نعرہ عمرو سے زمین تھراتی ہے چہرہ غصے سے گلنار ہاتھ مین کھنچی ہوئی تلوار نیزون کی سنانین اُڑ رہی ہین طعن کون کرے زبان قلم ہو رہے چوبین مثل بید کانپ رہی ہین لرزہ چڑھا ہے علمون پر بار الم بھر ہر دن کو چاک ہونیکا غم مہت ہے علم کنگر زمین پر گرے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفن مین مردے ہین زمین خون سے لال ساحرونکا عجیب حال کوئی زخمی کوئی پامال ساحر تلوار کی لڑائی سے عاجز ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی کہتے ہین یارو کس سے لڑین عمرو ہمکو معلوم نہین ہوتا بجلی تڑپ رہی ہے مشعل نے قرار دا قرار کو حکم دیا ارے تم کیا دیکھ رہے ہو تلوار سے سر عمرو کا کاٹ لو قضائے کار قرار جادو اپنے کو پہلوان جانتا ہے پھکیت بھی ہے خبر دار خبر دار کہکے بڑھا اور ساربان زادے ہنم قرار جادو زینت پہلوے شاہنشاہ مشعل خوشخو عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر مہیب قوی تن قوی من سیہ فام بدانجام تیور سے بدل رہا ہے عمرو نے کہا اے یہ نٹ بازی کیسی قریب آکر لڑ دیکھ مجھکو ساحرون کے حربے سے مہلت

سہتین ہی یہ ابر روک رہا ہون تو بھی اگر مقابلہ کرو صنم مین پہونچادون شعلۂ شمشیر بھڑک اٹھی قرار تلوار
کھینچکر جا پڑا عمرو پر ہاتھ مارا عمرو نے وار کو اس نابکار کے خالی دیا بڑے زور و شور سے اُسنے ہاتھ مارا اٹھا جھکو
مین تلوار کے جھکا عمرو نے اوپر سے ہاتھ مارا اُسنے سر اٹھایا برق شمشیر چمک گر گری خود و بلغہ و عرق چین
کاٹ کر سر اسکے اور جبڑے کو کاٹا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا خاک اڑی عمرو نے نعرۂ تکبیر کیا آواز دی
وہ مارا اقرار جادو نے دور سے جو دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا ہاے کہکے کلیجہ پکڑ لیا ہاے بھائی ہاے
بھائی کہکے چیخنے لگا لڑائی بھڑائی بھولا غصے مین طرف عمرو کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا
کہ صاحبو نئی طرح کی بات ہی شہنشاہ ہمکو حکم دیتے ہین تلوار سے لڑو سحر و ساحری نہ کرو ہم
لوگ تیر و تبر کو کیا جانین سحر و ساحری کے واقفکار فنون سپاہ گری مین بیگانہ اسیوجہ سے
ہمارا بھائی مارا گیا کیسا ساحر زبردست تھا یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا سحر پڑھتا ہوا چلا
قرار کے مرنے کی جب آواز کان مین مشعل کے پہونچی بیقرار ہوگیا افراسیاب سے کہا اے
شہنشاہ غضب ہوگیا میرا اپنا سپہ سالار مارا گیا افراسیاب نے کہا لڑائی مین یہی ہوتا ہی
اتنی دیر مین اقرار جادو ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا قریب عمرو کے پہونچا داہنے ہاتھ مین تلوار بائین ہاتھ
مین گولہ زیر دامن چھپائے ہوئے نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے میرے بھائی کو مارا میرا کچھ خوف
نہ کیا اب شربت مرگ کا مزا چکھ سنم اقرار جادو دل سے اقرار کرکے چلا ہون کہ بدون قتل عمرو
نہ بیٹھونگا یہ کہکے آواز دی کہ صاحبو گرد سے عمرو کے ہٹ جاؤ قریب نہ آؤ مین اپنے بھائی کے
خون کا بدلا لونگا عمرو کا سر کاٹونگا جادوگر الگ ہوگئے عمرو نیچہ کاندھے پر رکھے سامنے
اقرار کے آیا کہا اپنے بھائی سے تجھکو بڑی محبت ہی اسی کے پاس تجھکو پہونچا دونگا وہ بھی تیرا
انتظار کر رہا ہے اب افراسیاب و مشعل نے بھی دیکھا کہ بائین ہاتھ مین اسکے گولہ سحر زیر دامن
چھپائے ہوئے ہی افراسیاب نے پکار کے آواز دی اے اقرار خبردار ما بدولت اور شہنشاہ
مشعل عہد کر چکے ہین عمرو پر سحر نہ کرنا سب آبرو مٹجائیگی ایک پر لاکھون گرے ہین اسکی
جرأت دیکھو ہم انصاف پسند ہین اقرار نے افراسیاب کو تو کچھ جواب نہ دیا مشعل نے بھی پکارا
اے قوت بازو و اے زینت پہلو خبردار سحر نہ کرنا اقرار نے کہا آپ ایسا فرماتے ہین ہم سپاہی نہین ہین شمشیر
زنی کیا جانین سحر کو بخوبی جانتے ہین اسی جھگڑے مین ہمارا بھائی مارا گیا ہم ہرگز نہ مانینگے

مشعل و افراسیاب ہان ہان کرتے رہے اُسنے جھپٹکر گولہ سحر کا عمرو پر مارا گولہ بیٹھا عمرو لہرا کے
زمین پر گرا گرتے گرتے آواز دی ای افراسیاب و ای مشعل لعنت ہو تیرا آخر تلوار و تیر سے کام نہ چلا
مجھکو کوئی بھی قتل نہ کرسکا آخر ملعون نے سحر کیا دیکھو اسکو نفع کرا انجام اسکا بد ہے میرے شاگرد قیامت
برپا کرینگے افراسیاب و مشعل کو پکارا کسی نے جواب ندیا ادھر عمرو گھبرایا ادھر اقرار تیغ آبدار کھینچکر
بڑھا عمرو اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوا کہ اقرار مجھے قتل کرنے آتا ہے افراسیاب و مشعل کو پکارا اُن
سے کسی نے جواب نہ دیا یاس سے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار
و ای حامی و مددگار اس نامرد کے ہاتھ سے بچالے اسوقت تو تمام لشکر مین اک غلغلہ بلند ہے ہر ایک یہی
کہتا ہے اقرار جادو نے جرأت کے خلاف کیا سکو بدنام کریگا مگر اقرار کسکی سنتا ہے عمرو بلبلا بلبلا کر
رجوع قلب سے دعا کر رہا ہے کہ یہ ہا ہی کہ ای نظم

شاہا زکرم برمن درویش نگر
برحال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو
برمن منگر بکرم خویش نگر

ای معبود کوہ سراندیپ پر وعدہ ہو چکا ہے آج تو موت کا سامنا ہے
اس آفت آسمانی سے بچالے سب نے دیکھا کہ اقرار قریب عمرو پہونچا عمرو کے ہاتھ پانون بیکار تھے
سحر مین اقرار کے پھنسا ہوا کبھی اٹھا کبھی بیٹھا کبھی گرا ایسی حالت مین اس نامرد نے آکر تیغ مارا سب
نے دیکھا عمرو پر تلوار پڑی عمرو کے دو ٹکڑے ہوے اک غبار بلند ہوا اندھیرا چھا گیا افراسیاب
نے پکار کر کہا بڑا غضب ہوا اب شاگردان عمرو اقرار کو نہ چھوڑینگے خیر بہتر ہوا آج فیصلہ
ہوگیا اب کسکا ڈر ہے یہ سارے زادہ بڑا افطرتی تھا آج کس ذلت و خواری سے مارا گیا ابو
مہرخ و بہار کے دانت کھٹے ہو جائینگے کس برتے پر لڑینگی مسلمان اپنا سر پیٹینگے ہوشربا سے بھاگ
جائینگے یکایک وہ غبار شق ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اقرار جادو بود اب جو سبنے دیکھا
لاشہ اقرار پڑا ہوا تڑپ رہا ہے عمرو نمازرد لیکن ایک برق آسمان پر چمکی آواز آئی منم شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر او افراسیاب شرم نہ آئی کہ ایک عیار کو بائیس لاکھ نہ قتل کرسکے آخر
سحر و ساحری سے کام لیا ہماری زندگی مین مجال ہے کہ کوئی خواجہ عمرو کو مار سکے دیکھیو ن
لیجاتے ہین افراسیاب گھبرا گیا کہ کیا ماجرا ہوا چاہا قصد کرے کوکب پر جا پڑے مگر حیرت
کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جانے دیجیے مشعل جادو بہت بھڑکا اقرار و قرار کے مارے جانیکا

خدمت عظیم ہوا کہا ای افراسیاب اب مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑونگا میرے پرانے سردار مارے گئے افراسیاب
نے کہا ہزارہا خدمتگذار حاضر ہین یہ کہکر چند سردار پیش کیے تاکید کی کہ خبردار ہمیشہ خدمت شہنشاہ مشعل مین
حاضر رہو فرمانبرداری مین کبھی عذر نہ کرنا جس امر کو شہنشاہ تجھسے پہر بھی فرماوین قبول کرنا بسروچشم وہ
کام کر دینا مجھسے بڑھکر شہنشاہ کو سمجھنا اب دو کلمہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے گذارش ہوتے ہین
کہ خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر جمشیدی مین پایا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
و برہمن روئین تن و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ حنائے گلگون پوش
وغیرہ سب دربار مین موجود ہین شہنشاہ کوکب نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا کہا خواجہ یہ اپنے
کیا کیا اکیلے پڑا کیے دربار مین چلے گئے عمرو نے کہا ای کوکب مین نے حرامزادے کو مارا ہوتا مگر
افراسیاب آگیا کوکب نے کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا مرات واقعہ مین سب حال مجھپر آئینہ تھا میرے
دل کو کب قرار ہی جبوقت سے یہ ملعون آیا آب و دانہ حرام ہوا استاد فیض نہاد نور افشان جادو نے
مجھکو نامہ لکھا تھا کہ خواجہ عمرو کو بلا بھیجو ہمین کچھ صلاح کرنا ہی آپ اب تشریف رکھیے مین استاد کو بلاتا ہون
برہمن ایسا نجومی کامل واکمل ستارہ شناس فلک اساس سر جھکائے بیٹھا ہی عمرو نے کہا ای برہمن
تمکو کیا ہونا ہی برہمن نے کہا خواجہ اپنے سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہی پروردگار انجام بخیر کرے برہمن
و خواجہ میں باتین ہونے لگین برہمن کی باتون سے خواجہ عمرو کے ہوش اڑگئے کہ اتنا بڑا کامل و اکمل
ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نکالتا ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے لیکن کوکب نے اسیوقت
ایک نامہ لکھکر جانب قصر نور افشانی کے روانہ کیا بعد چند عرصے کے نور افشان جادو تخت پر سوار دونون
شاہزادیان ملکہ آفتاب گوہر فندان و ہلال گوہر فندان دونون پہلوؤن مین نور افشان
اکے پہونچا خواجہ سے بغلگیر ہوا دونون شاہزادیون نے سلام کیا عمرو نے دعا دی
نور افشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری چند باتین مجھے آپ سے عرض کرنا ہین انکو آپ
بگوش ہوش سماعت فرمائیے جس طرح سے بنے اسکا انتظام اسی طور سے کیجیے ہرگز ہرگز خلاف نہ کیجیگا
ورنہ بڑی قباحت ہی سخت مصیبت ہی اک اور بھی آفت ہی کہ پھر یہ نازنینان ماہ رخسار گلعذار نہ ملینگی
مفت ہاتھ سے جاتی رہینگی بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ ملیگا اب ذرا بھی غفلت نہ کیجیے گا سمجھ بوجھکر
کام کیجیگا لالچ کو کام نہ فرمائیے گا مشعل کا معاملہ قتل اور نکے نہین ہی عمرو نے کہا آپ فرمائیے نور افشان نے کہا

خواجہ جب مقابلہ **مشعل** سے ہو اپنے عیارون پر تاکید کیجئے آپ بھی اس مضمون کو گوش ہوش سن رکھئے جسوقت کہ آپکا سردار مقابلہ مین اس آتش مزاج شعلہ خو یعنے **مشعل جادو** کے جاے وہ ملعون آتش قہر و غضب سے بھڑک کر اپنی روشنی دکھائے سردار آپکا بیدم ہو کر زمین پر گرے اور وہ ملعون اسکی روح کو جسم طائرین بند کرے لاشہ نہ جانے پائے وہ ناری قصد کریگا کہ جسم خاکی کو اسکے جلا دون خاک مین ملادون اسوقت عیاری کا یہ کام ہے جسطرح ہوسکے لاشہ اپنے قبضے مین کیجئے ایک بارگاہ استادہ کرلیئے اسمین باحتیاط لاش رکھیئے نگہبان مقرر فرمایئے ان لاشون پر کوئی آنچ نہ آنے پائے شاید انجام بخیر ہو خداوند کریم فضل اپنا شریک حال کرے جو تدبیر کہ ہم سوچے ہین وہی بن پڑے پروردگار عالم مردون کو زندہ کرے بس اب آپکی اتنی استادی ہے کہ لاشے ان کشتگان حسرت و یاس کے نہ جلنے پائین لیکن **افراسیاب** تو سامنے ہی موجود رہیگا البتہ اسکے سامنے عیاری کرنا ایسے دانشمند کو وہوکا دیکر آگے سے لاشے اٹھانا امر دشوار ہے لیکن **خواجہ** صاحب جان لڑا دیئے **جس طرح** ہوسکے ان نازنینان شعلہ خو کو جلنے سے بچایئے عمرو نے کہا اے **نورافشان** بہت مشکل ہے زبان سے کہہ دینا کتنی بڑی بات ہے **نورافشان** نے کہا مین تو خود یہی عرض کرتا ہون کہ نہایت دشوار ہے آپ اگر چہ ایسی ہی کد و کاوش کرینگے تو کیا عجب ہے کہ پروردگار آسان کرنے یاد رکھیئے اگر لاشے نہ بچا سکے گا جب سردار کی روح اس نے قبض کی انجام مین کوئی صورت نہین **عمرو** نے جواب دیا جہانتک ہوسکیگا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھینگے دام تزویر بچھا دینگے اپنے کو مثل نقش قدم مٹا دینگے لاشے بچا لینگے **نورافشان** و خواجہ **عمرو** سے ایک عرصہ تک یہی سوال و جواب رہی **نورافشان عمرو** کو تنہائی مین بھی لیگیا بہت کچھ سمجھایا بیان **کوکب** و **بہمان** از حد بیقرار حد کا انتشار ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے یہ بھی کہتے ہین کہ بھلا کیونکر ہوسکتا ہے بڑے بد لشکر اسلام نہ جائین اگر جائین تو کس سے مقابلہ کرین کیا کرین وہ تو ایک اشارے مین روح قبض کرتا ہے خدا عزت و آبرو بچائے اس موذی کے چنگل سے چھڑائے **نورافشان** سے باتین کرکے خواجہ باہر آئے **نورافشان** و بہمن رخصت ہو کر اپنے قصر کی طرف گئے خواجہ **عمرو کوکب** سے رخصت ہوئے **کوکب** کے کان مین کہدیا خبردار خبردار **براں** وغیرہ کو نکلنے دینا جہان زور نہ چلے وہان کیا مقدور ہے ہم تو سینہ سپر ہین مرنے سے نڈر ہین اسد بادشاہ کو اگر چھپا یا ملکہ مہ **جبین** کو منع کردیا بارگاہ مین نہ آؤ **خرخ** ہی کے سر پر سارا بار ہے اسکا بچانیوالا ایزد بیچون

کوکب بھی ملکہ خواجہ سے بہت رویا خواجہ رخصت ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلے لیکن افراسیاب نے
ایک بارگاہ الگ مشعل جادو کو تیار کرا دی ہے ہرچند طفلان کم سن اسکے پہلو مین ہین قرابے شراب
کے رکھے ہوئے ہین شراب خواری مین مشغول ہے آن لڑکون سے عشق و لبازی کیا جاتا ہے کسی کا ہاتھ
تھام لیا کسیکو گود مین کھینچ لیا رات کا وقت ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے کہتا ہے کل شہنشاہ طبل جنگی
بجوائینگے اب دولت کو خود انتظام کرنا ہوگا طائر بھی تیار رہین مرے آدمیون کے چند وجود رہین جسوقت جسکا کام
ہو تلاش نہ کرنا پڑے یہان مہتر برق فرنگی شام کو اپنے لشکر سے نکلا خیال کیا چلو ملکے لشکر حیرت سے
خبر لائین یا اسنا سے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا جنگل مین آکر دیکھا ابریق کوہ شگاف وزیر اعظم افراسیاب
دو لڑکون کو بھگاتا ہوا لیے جاتا ہے وہ جانا نہ قبول کرتے تھے زبردستی انکو پکڑا ہے بیچارے غریبون کو رستے
مین پکڑا ہے دہائی دو فریاد کرتے ہین ابریق ان بیچارون کو نہین چھوڑتا بھگاتا ہے ہمارے خدمت شہنشاہ
مشعل مین چلو لباس پر تکلف پہننے کو روپیہ صرف کرنے کو ملینگے جاگیر دوا ملینگے گانون مین بطور رعایا رہتے
ہو غمخوارون کی جفا مین سہتے ہو تمکو مختار کر بنائینگے گانون بھی معافی مین دو انینگے وہ بیچارے روتے ہین
کہتے ہین ہمارے دو بھائی کل اسی طرح گئے پلٹ کے نہ آئے نہین معلوم انپر کیا گذری یہ جو برق نے
سنا کہ وہ لڑکے فریاد و دہائیات کرتے ہین ابریق خوشامد مین کر رہا ہے گانون سے اتفاقاً دس بارہ گنوار آتے
تھے انھون نے دیکھا ہمارے گانون کے لڑکون کو ایک شخص پکڑے لیے جاتا ہے لٹھ تان کے دوڑے
کہ ارے یہ بردہ فروش ہے اسکو پکڑ لو مار کر کے سامنے سے چلو ابریق نے جو دیکھا کہ دس بارہ گنوار آپہنچے
ایسا نہو کسی کا لٹھ سر پر پڑ جائے سر پیٹے ہاتھ منہ لوٹنے لڑکون کو چھوڑ کے بھاگا گنوار دوڑے
ابریق نکل گیا پہاڑ مین جا کر چھپا گنوارون نے آکر لڑکون کو کھولا طرف اپنے گانون کے لیگئے اب ابریق
پریشان ہوا درہ کوہ سے بعد اندر سوچتا ہوا نکلا کہ یہ تو بڑی بری بات ہوئی گنوار مجھکو اب پہچان گئے
لڑکے نہین ملتے افراسیاب خفا ہوگا شاہنشاہ مشعل کی رات کیونکر کٹیگی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا اغیارین
آیا چلو آج مشعل کا چراغ حیات گل کرین یہ سوچکر رنگ روغن عیاری نکالا اک کم سن خوبرو کی وضع بنکر تیار ہوا
ظاہر ہے یہ سولہ برس کا سن معلوم ہوتا ہے سر پر کارچوبی ٹوپی ترچھا جوڑا بندھا ہوا گلنار گلنار جو چلا اپنے کا اندر جوتا پہنے
ہونٹھ ملے مسی دانتون مین لگانے کا جل آنکھون مین کھینچا ہوا چٹکیان بجاتا گاتا مسکراتا اٹھکھیلیان کرتا چلا آتا ہے
ابریق صورت زیبا دیکھکر نہال ہوگیا جی مین کہنے لگا بجنگل زنانین ہے ایسا حسین جبتک اسکو ملا تھا فوراً آواز دی

شعر اس طرف دیکھ لے منھ پھیر کے جانے والے ٭ ہاں ابھی رہتے ہیں ترسے ناز اٹھانے والے برق نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر جواب دیا او نٹ کھٹ تو کون ہے جو راہ گیر دنکو روکتا ہے تمکو کیوں ٹوکتا ہے تیرا مطلب کیا ہے کوئی چور اُچکا ہے یا کوئی نیا گرگا ہے قطع مبارک تو مسخروں کی سی معلوم ہوتی ہے ابریق ان ٹھٹھکلوں سے پھڑک گیا انتہا کا خوش ہوا قریب آ کے ہاتھ تھام لیا کہا میاں ہمارے ساتھ چلو ایسے کا سامنا کریں تمکو ہزاروں روپیے ملیں بڑا قدردان ہے برق نے مسکرا کر کہا وہ نگوڑا کون ہے اُسکا نام تو بتاؤ میں تمھارے ساتھ چلیا ہوں وہ کمیں دکھاؤں گیھرا جاپیں پھر کبھی دوسرے کو نچا بیں کسی اور کا نام نہ لیں میری ہی جوتیوں کے تلے ہیں پانی بھرا کریں ابریق باتیں کرتا ہوا چلا ملیں کہتا ہے کہ لڑکا بڑا اترا ق پڑا ق ہے چٹکیاں بجا تا ہے غزلیں گاتا ہے اس عرصہ میں برق یعنی اسی طفل خوبرو نے کہا سنو میاں ابریق ہمارے استاد بڑے مزے سے یہ غزل گایا کرتے تھے ہمنے بھی یاد کی ہے غزل

کیا نظر ہے تمھیں یاروں سے تو کہیے
گر کہیے نہ لاکھوں سے ہزاروں سے تو کہیے
پھر تم نہ کہیں حضرت عیسی اگر اُن سے
فرصت ہو تپ غم کے مداروں سے تو کہیے
ان دانتوں کو کیا موتیوں کہتے ہو ہماے
کس واسطے یہ سینہ فگاروں سے تو کہیے

گر منھ سے نہیں کہتے اشاروں سے تو کہیے
کیا کہیے سو آ نگے سر خاک شہیداں
کہیے یہ قمر عشق کے ماروں سے تو کہیے
موقوف ہے گردش کا نکالان ادا پر
ہوتے نہیں کچھ یال ستاروں سے تو کہیے
کہیے نہ تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی راز

حال دل تیاب کہا جائے تو ہم سے
کچھ منتے اُٹھانے ہیں فراروں سے تو کہیے
کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
تو پہلے کچھ ان سیر شکار وں سے تو کہیے
شانے نے دل چاک پسند آپکو آیا
کنگرا ہے سنا ہو ہزاروں سے تو کہیے

ابریق ان اشعاروں کو سنکر بہت مسرور ہوا جی میں کہنے لگا عیدن سے شہنشاہ مشعل تشریف لے گیا مخنون پری پیکر سیمین بر طرار وفرار طرحدار ممکن نہ تھا کیا عجب ہے ہمارے شہنشاہ افراسیاب بھی شوقین ہیں اپنی خدمت سے سرفراز کریں ہنستا ہوا باتیں کرتا طرف بارگاہ مشعل کے چلا خیال میں گذرا کہ اے ابریق اگر ہمارے شہنشاہ افراسیاب جادو نے پسند کر لیا تو بڑی مشکل ہوگی خدمتیں شہنشاہ مشعل ہی کے لیے چلو آج شب بھی ہاں کہنا شعر ساقی بھے بہت کام ہیں یہ سوچتا ہوا دردولت مشعل جادو پر آیا حاجب دربان سب حاضر ہیں ابریق وزیر اندر گیا برق عیار کو باہر چھوڑا مشعل جادو کو جھک کر سلام کیا عرض کی حضور آج ایک معشوق دلفریب لایا ہوں اُمیدوار ہوں کہ عنایت سے سرفراز کیجیے گا مگر میری عمر بڑھا ہو مشعل نے کہا اے ابریق ایسا ہی تم ہمارا کرتے ہو گے کہ ناظمان وزیر طلسم ہوشربا رشک کریں اب بہت جلد بلاؤ با بدولت بیقرار ہیں برق تڑپ کے اندر آیا مشعل کی نگاہ پڑی نہایت حسین گلعذار طفل ماہ رخسار

طرحدار وعنفدار قدموزون سرو باغ دلفریبی رعنائی وزیبائی کرشمہ وناز دست بستہ ساتھ ہین برق بعد ناز و انداز واسطے تسلیم کے جھکا مشعل نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیے چاہا گلے سے لپٹا لون برق نے ایک طمانچہ مارا تڑاق سے آواز آئی کہا نگوڑے گنوار لپٹا ہی جاتا ہی ادب سے رہ مشعل پھڑک گیا اس ناز و ادا پر گرا طمانچہ کھاکے گال سہلانے لگا برق الگ بیٹھا ابریق تو سلام کرکے چلا گیا بارگاہ افراسیاب مین پہونچا افراسیاب نے کہا ای ابریق کہو کوئی ساقی بچہ بھی خدمت شاہنشاہ مشعل مین پہونچایا ابریق نے کہا ای شاہنشاہ دیہات وقریات مین غلام بدنام ہوگیا اب ہر جگہ یہی مشہور ہی کہ ایک بردہ فروش آتا ہی لڑکونکو پکڑ لیجاتا ہی آج تو گنوارون نے مجکو گھیر لیا تھا آپ کے اقبال سے بچ گیا مگر آج ایک طفل مہر حسین وجمیل نہایت کوشش سے ملا ہی کمبخت کی بولی بولی پھڑکتی ہی یقین ہی شاہنشاہ بہت خوش ہونگے مجھسے فرمایا ہی تمھاری عمر بڑھ جائیگی اسوقت افراسیاب نے کہا ای وزیر اعظم اسکی کیا حقیقت ہی وہ کیا عمر بڑھا سکتا ہی صرف عبادت سامری کرکے اسکو یہ کمال حاصل ہوا کایا پلٹ ہوگیا اور اسکو کچھ نہین آتا لیکن جبدن سے اقرار جادو مار آگیا کوکب نے اگر عمرو کو بچایا آج صرصر نے کہا تھا کہ عمرو پلٹ کر لشکر مین نہین آیا یقین ہی کچھ تدبیر کرتا ہو عیارون کی مدد لازم ہی مشعل کی جانبری کی ہر وقت تدبیر رہے ابریق جاکر اپنے کار ضروری مین مصروف ہوا افراسیاب تماشا دیکھنے لگا حیرت جادو سے باتین کر رہا ہی حیرت کہتی ہی ای شہنشاہ کل فقط طبل جنگ بجوایئے اس بجیا کو زلوائیے لاکھون روپیہ خاطر مین صرف ہوئے میخانہ مین ایک شراب کا قطرہ نہین ہی جقدر تیار ہوتی ہی اسی کے واسطے بھیجدیے ہین بڑا پینے والا ہی افراسیاب نے کہا دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہی کلیجے سے شعلے نکل رہے ہین سرگرمی عبادت سامری سے استخوان جل رہے ہین اب شراب سے ٹھنڈا کرتا ہی اور آگ زیادہ بھڑکتی ہی حقیقت مین اگر دو چار مہینے یہ اسی طرح رہا ایک قطرہ کسی کو شراب کا ملنا نہ ہوگا گزند اطفال طفلان غربا سے بدنام ہوا ابریق کہتا تھا آج گنوارون نے گھیرا اگر وہ ساحر زبردست نہوتا سلامت نہ آتا ہاتھ پیر لوٹتے وہ شکین باندھکر لیجاتے مین بھی چاہتا ہون یہ جھٹ پٹ لڑائی فتح کرے مین اسکو طرف کوہ عقیق کے روانہ کردون بار خاطر داری اعلا وند کے ذمے ہی ایک ہفتہ سنبھالنا مشکل ہوجائیگا دیکھیا کہ سلیمان عنبر موئے کو ہی بھی گھبرائیگا شہرون شہرون اسکا پھرنا بہتر ہی جہدق جہاں لبے وہان کا حاکم شراب وکباب پہونچائے لیکن طفلان خوبرو نا ممکن ہونگے اپنی اپنی عملداری مین ہر ایک کو اختیار ہی جس طرح چاہے دعوت کرے یہ کہکے اٹھا کہ دیکھون شہنشاہ مشعل کیا کرتے ہین ٹہلتا ہوا چلا لیکن قہر برق فرنگی نامدار مشکل

معشوق طناز سامنے مشعل جادو کے بیٹھا ہوا عطر پان گا رہا ہے دلکو اس بچیا کے بہار رہا ہے مسکرا کر مشعل نے
کہا اے میرے محبوب جانی واے یار جادو وانی دل بیقرار ہے اپنے ہاتھ سے اک جام شراب پلا ہائے کیا کروں نشہ
نہیں ہوتا شراب سے پیٹ جاتا ہے آنکھوں میں سرور نہیں آتا یہ کہنا تھا کہ برق نے فوراً جام شراب
بھر کر کیا گھاتی سے پڑیہ دارو سے بیہوشی کی شراب میں ملائی مسکرا کر کہا لو صاحب پیو تمھاری تو صورت
سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے خبردار ہٹے رہنا مجھے ہاتھ نہ لگانا مشعل اس ناز و کرشمہ پر مر گیا
جام لیکر غٹ غٹ پی گیا برق آنکھ ملائے ہوئے دیکھ رہا ہے سارا جام مشعل چڑھا گیا آنکھوں پر
اس بدمست کے سرخی بھی نہ آئی برق سمجھا میں نے دھوکا کھایا بیہوشی شراب میں نہیں گری شاید پڑیہ بدل گئی
ورنہ بھاری بیہوشی اگر تو دہ بھر دریا میں ڈال دیں تو مچھلیاں بلبلا کر نکل آئیں اس بیہوشی کا دیو طمانچہ نام ہے کسکی مجال
ہے جو اسکی حدت ضبط کر سکے لیکن تردد کیا ہے مانگنے والا اور مانگ رہا ہے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہے تشنگی کی تشنگی
پیے جاتا ہے دوسرا جام تڑپ کر برق نے بھرا یہ بھی دیکھا کہ وہ کچھ تو ضرور نہیں آرہا بہ اطمینان کر سے پڑیہ بیہوشی کی
جام شراب میں ملا کر مشعل کو پلا دیا وہ اسی طرح بےخوف پی گیا آنکھوں پر سرخی بھی نہ آئی اتنا تو کہا کہ او جان من
تیری صورت دیکھ کر خمار آگیا شراب میں ذرا تلخی معلوم ہوئی برق کے ہوش اڑ گئے حیران ہوا کہ اب کیا کروں اول
تو یہ دھوکا ہوا کہ شاید بیہوشی شراب میں نہیں ملی۔ استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو اسطرح تحریر
فرمایا ہے یہ بھی واضح رہے ناظرین ہو کر یہ حجرہ ہفت بلا خاص ترتیب کردہ حقیر ہے مصنف اول کو اسمیں بالکل
واقفیت نہیں اصل کی داستانوں میں اتنا تحریر فرمایا تھا کہ طلسم ہوشربا میں حجرہ ہفت بلا ہے جب کل طلسم کی
سیر کی تیا پایا گر کچھ نشان ملا بھی تو مرحلہ جات طلسمی پر نشان ملا مختصر طور سے مگر انکے نام اور طریقے اور
جن لیں یہ حقیر پر تقصیر الفاظ طلب ہے کہ جب طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہے لوح ہر مقام میں ہدایت
کرتی ہے کہ فلاں ساحر جب سحر کرے اسم حاشیہ لوح پڑھنا فلاں منتر جب قاعدہ بتلانے والا اسکا رہا ہے پھر تو
کھانے والا کیونکر جھینپیگا لوح دیکھکر اسکو اسیگا پس اس حقیر نے حجرہ ہفت بلا کو اس طور سے ترتیب کیا کہ ایک
ایک داستان اسکی فخر مخزن طلسم ہوشربا ہے عیاریوں کے طریقے ایسے ایسے لطف ہونگے یقین کامل ہے کہ
ناظرین بہت لطف اٹھائیں گے دوسرا امر بھی عرض یہ ہے کہ جناب میر احمد علی صاحب مرحوم نے طلسم ظاہر کو زور دیا
جب طلسم کشا کو لوح ملی وہ کیفیت نہ باقی رہی کچھ عجائب و غرائب مرحلہ جات تحریر فرمائے پس تمام طلسم باطن
حقیر نے نفعاً تازہ کیا جلد ہفتم میں بعد حصول لوح زنانت و عدم زنانت ظاہر ہو جائیگی مگر چہار جلد

اگر طلسم باطن لکھیگا دفتر اصلی کا نمونہ ہوگا حقیر نے سراپا تصنیف کر کے نام تو البتہ طلسم ہوشربا سبنے دیا مگر کل داستانہای رنگین فصاحت آئین کو تازہ کیا سامعین بلند مقام وشاہزادگان ذوی الاحتشام سالہا سال زبان سے حقیر کی بخوبی سماعت فرما چکے ہین اور اب اُن سامعین کے سامنے عرض کرتا ہون کہ جن صاحبین نے استادان قدیم و جدید کو سماعت فرمایا ہے لیکن حقیر کی آبرو بڑھاتے ہین ارشاد فرماتے ہین کہ جس طور سے حقیقت مین وفاتر یعنی نوشیروان نامہ وغیرہ ہوشربا تو نے بیان کیا یہ داستانہائے دلچسپ کبھی نہ سماعت کی تھین ہر روز اشتیاق نو بیان نو عیاران بطرز جدید حالات کا ہنرار فرزندان صاحبقران نامدار و سرداران عالی وقار ہر مقام پر نئے طور سے واقع ہوئے اُسوقت مین رئیسان والامقام نے بعہدہ کمال اس شکستہ بال کو سرفراز فرمایا ہے حقیر کا رتبہ بڑھایا ہے نظم

فرس توسن کلک کی باگ لے
عقل و سبک خیز و بیباک نے
رہ دیتا تھا دلمین یہ کیا ہو گیا

نشان برق عیار کا جلد دے
و پیے بھر کے مشعل کو با شد و مد
الم و رنج مین مبتلا ہو گیا

ابی جام جو برق چالاک نے
کسی طرح پائی نہ اُس نے سند
جب برق نے چار پانچ جام

اس بد انجام کو پیے بیہوشی و ضمیر دن طلائی کوئی کیفیت اُس بدمست شراب کبر و نخوت کی دگرگون نہ ہوئی اتنا البتہ ہنسکر کہا تیرے ہاتھ کی شراب مین مزا تلخی ہے یقین تھا کہ صدمۂ غم و الم سے خود برق بیہوش ہو جائے پھر دلکو مضبوط کر کے سوچا کہ اے برق شاید بیہوشی عرصہ دراز کی تھی جو بخوبی تاثیر نہ کی حباب بیہوشی تو ہر روز نئے تیار ہوتے ہین آنکی تاثیر کامل ہوگی یہ تصور کر کے ہنستا ہوا قریب مشعل آیا زانو سے زانو ملاکے بیٹھا پانچون انگلیون مین پانچ حباب بیہوشی دبا کے مسکرا کر کہا کیون او نالایق مجھکو ننگا ہون مین کھائے جاتا ہے یا کہکر پانچون حباب بیہوشی دماغ پر مشعل کے تڑاق سے مارے مشعل نے اوپر کی سانس لی کہا میرا معشوق حباب مارتا ہے نئے نئے کرشمہ دکھاتا ہے برق نے دوسرے ہاتھ سے بھی پانچون حباب مارے وہ منحوس اور زیادہ خوش ہوا ناگاہ افراسیاب پردہ اٹھا کے اندر بارگاہ مشعل کے آیا دیکھتے ہی اُس نے پہچانا کہ برق فرنگی مشعل کے زانو سے زانو ملائے بیٹھا ہے چلبلا ہی کر رہا ہے تاک کے حباب بیہوشی مارتا ہے مشعل یہی کہے جاتا ہے کیا اچھا معشوق شعبدہ باز طناز ملا ہے کس حسن و خوبی سے حباب مارتا ہے یا گوہر آبدار مارتا ہے دریائے حسن و جمال کا در یتیم ہے اسکے خنجر ابرو سے حذر سے دل دونیم ہوا ہے آپ بڑا سخی بڑھاؤنگا معشوق خاص بناؤنگا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہے کیا بلا کا عیار ہے بڑا مکار ہے

اگر مشعل ایسا اجک پینے والا نہوتا اونٹ ہوجاتا پس افراسیاب نے نعرہ کیا کہا اے شہنشاہ حباب
اچھالنا کیا یہ شاگرد عمرو برق فرنگی عیار ہے حباب بیہوشی مار رہا ہے پینے کو بچایئے ہوش میں آیئے
برق نے جو دیکھا کہ افراسیاب آپہونچا گھبرا گیا کہ ہائے میں نے تو اتنا بڑا کام کیا کوئی مطلب حاصل
نہوا اگر دلیرانہ سماتا ہے کمر سے خنجر کھینچا نعرہ کیا منم برق فرنگی

منم برق رفتار خنجر گذار | منم یکہ لیکن گراں بر ہزار | منم سیل چوں سر بیارم بکوہ
کنم پر دلاں را بعالم ستوہ | کنم در دو عالم عرصہ بشمشیر تنگ | ہم آوردمن نیست کس وقت جنگ
بگرز و بہ گوپال و تیر و سناں | برآرم دمار از سر پردلاں | یہ کہہ کے جھپک کے خنجر مارا مشعل نے

سر ہٹا لیا خنجر ران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا اسنے خنجر کو ٹیک کر جست کی سر اچھے کے اس پار نکل گیا فوراً
افراسیاب نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پاوے باہر خیمے کے نگہبان کھڑا تھا اسنے برق کے ہاتھ پر ہاتھ
ڈالا برق نے اسکی کوکھ پر بہ قوت تمام خنجر مارا ساحر زخمی ہوکے گرا فوراً مر گیا اندھیرا ہوا آتا ہی کی میں
برق تڑپ کے نکل گیا افراسیاب نے جو آکے دیکھا مشعل اپنے خون میں غوطے کھا رہا ہے ہائے ہائے
کی صدا بلند افراسیاب نے نوحہ سرا اٹھا کر لیا ہے کہا ملکہ حیرت جادو و زرعی سرما و ابرق و
مصور و صورت نگار وغیرہ نے آکے جو دیکھا سر مشعل جادو کا گود میں افراسیاب کے ۔ ان
سے خوف بہ رہا ہے میاں مشعل کراہ رہے ہیں کہتے ہیں کیا اچھا معشوق تھا حباب مارتا تھا یکایک
خنجر مار کے بھاگ گیا نابدولت کے درد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا جراح کو بلاؤ وزیروں نے جراح
کو بلوایا جراح نے آکر زخم دوزی کی پھاہے مرہم کے چڑھائے تب ذرا مشعل کے ہوش
درست ہوئے افراسیاب نے کہا اے شاہنشاہ یہ کیا غضب ہوا آپ کو سامری و جمشید نے
اسوقت بچایا بیہوشی تو نہیں پلانے پایا مشعل نے کہا بیہوشی سے مجھے کیا خوف ہے کبھی جام اس نے
پلا کے مجھکو نشا الٹی معلوم ہوئی جب حباب اس نے مارے مجھکو اک لطف ملتا تھا تم نے نعرہ کرکے
سارا مزہ کھو دیا وہ ڈر کے بھاگ گیا افراسیاب نے کہا وہ حباب ہائے بیہوشی مار رہا تھا مشعل نے
کہا بڑا نقصان ہوا تمنے ناحق نعرہ کیا افراسیاب نے کہا خیر ہوئی سامری و جمشید نے اسوقت
بچا لیا اگر خنجر سر پر پڑتا سر اڑ جاتا بہتر ہوا کہ ران پر پڑا اسوقت طائر کمان تھا جسکے جسم میں لگے تو مارا
یا مردہ انسان جبتک ممکن کرتا روح اسکے جسم سے نکلجاتی یہ سنکر مشعل بھی ڈر گیا سچ کہتے ہو بڑی حفاظت

ساحران معقول جو عیارون کو پہچانین مقرر کرو، افراسیاب نے کہا سوا عیار نہ پہونچ سکے اور کوئی بھی نہ پہچانیگا پس صرصر وصبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئین مشعل پھر شراب خواری مین مشغول ہوا یہان ملکہ مہرخ سر بر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین سب سردار آکر جمع ہوگئے کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشان سے آکے کل حالات نور افشان جادو کے بیان کیے ملکہ مہرخ نے کہا خدا مالک ہے حقیقت مین آپکے واسطے بڑی مشکل ہے عمرو نے برق کو پوچھا چالاک نے کہا شام سے فکر مشعل مین گیا ہے ابھی تک نہین پلٹا عمرو نے گھبرا کر کہا نور افشان مجھے آگاہ کر چکا ہے کہ بیہوشی سے زوال مشعل نہوگا خدا برق کی جان بچائے یہ ذکر تھا کہ برق آکر پہونچا پسینے پسینے گھبرایا ہوا عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا پوچھا فرزند کیا گذرتا برق نے کہا استاد مین نے کئی تولہ بیہوشی اس ملعون کو پلائی مگر کچھ تاثیر نہوئی مین جا بجا بیہوشی لاتا تھا وہ سٹر کی لیکر کہتا تھا کہ لطف آتا ہے آخر افراسیاب آگیا تب مین نے خنجر مارا اُسے کی تو آواز آئی تھی مجھے نہین معلوم کیا ہوا کہ چپ نہ دو پہر نہ ہرکارے آکر پہونچے عمرو نے پوچھا کہو مشعل کا کیا حال ہے عرض کی حضور برق نے بڑا کام کیا خنجر مارا اُسکی ران پر پڑا بہت حیران ہوا اسے باے کر رہا ہے اب سبارہ مین آکر بیٹھا ہے اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میرا بیہوشی کیا کر سکتی ہے بلکہ اس نے جو مجھکو جام پلایا لطف شراب ملا ہی نشہ جاری ہے کہو میرے واسطے شراب مین بیہوشی ملا دیا کرو اب صرصر وصبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئی ہین آج اُسکو انتہا کا غصہ ہے کہتا ہے مسلمانون کو سزا ے کامل دونگا میرے دو نوں سپہ سالار بھی مارے گئے برق نے مجھکو بھی خنجر مارا یہ خبر سنکر دربار مین سب کے ہوش اڑ گئے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ عیار بیچارے کیا کرین اتنا بڑا کام کیا آخر کیا انجام ہوا اسی فکر مین تمام دن گذرا ناگاہ مشعل ماہتاب بصد آب و تاب روشن ہوئی محفل فلک نیلی مین جوانان ثابت وسیارگان کا ہجوم ہوا مشعل ماہ نے ضیا دکھائی شاہنشاہ افراسیاب دربار مین بصد کبر وغرور تخت نکبت پر تاج کج کیے بیٹھا ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے تاج ہو رہا ہے جام مے ارغوانی گردش مین ہے صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا شہنشاہ مشعل جادو کا اور آنا میدان کارزار مین اور مقابلہ بصورت عجائب وغرائب خمسہ موافق مقام یعنی ردیف خمسہ آگ

آہون سے مری کوہ وبیابان مین لگی آگ
کیا دل کو مرے فرقت جانان نے لگی آگ

جلنے لگے اشجار گلستان مین لگی آگ
ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ

جب نالہ کیا عالم امکان میں لگی آگ

انگارے سے خورشید کو سمجھو نہ ذرا کم
کچھ دور نہیں عرش بھی جل جائے جو اے ہمدم
دم میں جلیں گے ہفت طبق چرخ کے باہم
[illegible] ہوئے گرم فغاں ہم

سمجھو شفق گنبد گردان میں لگی آگ

اے غنچہ دہن نام خدا منہ ہے غضب سرخ
لاکھا جو جمایا ہے تو وہ بھی ہے عجب سرخ
لالے کو نہیں مرتبہ یوں لعل ہے کب سرخ
تیرے لب جاں بخش ہوئے پان سے جب سرخ

عالم نے کہا چشمۂ حیوان میں لگی آگ

اک عمر تو پرکالۂ آتش ہے مرا دل
میرے بدن زار کو ہے مہر خدا دل
دیتا ہے سب مجھے دل کے لگانے کی سزا دل
پہلو کی رگیں پھک گئیں نالاں جو ہوا دل

ہاں شیر کے نالوں سے نیستان میں لگی آگ

یہ ظلم تو مدت سے ہیں اسکا نہیں شکوہ
ہے اس سے فزوں آگے بھی تو سانحہ گذرا
دل کو کوئی تجانۂ الفت نہ سمجھا
غم نے دل صد پارہ جلایا تو عجب کیا

جب ظلم سے سیپارۂ قرآن میں لگی آگ

سو جان میں بھی ہاتھوں نے ترے آگ لگائی
ہر ماہی دریا وہیں بھن بھن کے تر آئی
تب شکل حبابوں نے بھی انگاروں کی پائی
دریا میں لگا دہونے جو تو دست حنائی

مشعل کی طرح پنجۂ مرجان میں لگی آگ

کیوں گرمی کے مارے نہوں ذرات پریشان
کیا خاک بچا پوچھوں کہ جل جائیگا داماں
انگارے برسنے لگے ہیں ہمرہ باران
ساتھ اشکوں کے آنے لگے لخت دل سوزان

دیکھو کہ ہے چشمانۂ مژگان میں لگی آگ

برباد نہ کیوں زیست ہو بیکار ہماری
کی سب نے تلاش آہ کئی بار ہماری
لیتا نہیں مجھوسے خبر یار ہماری
بدنام ہوئی آہ سر بازار ہماری

تا چرخ جو کھینچی تو چلے جاتان میں لگی آگ

مشغل جہل مغرور متکبر شراب خواری میں معروف ہے دروسے ران کے بیقرار جب گو نہ نشہ شراب کا

رہا یہ جواب کہ کر گیا کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا آگیا تا میدان تیر سے نزدیک و دو شہسوار عرصۂ شعبدہ بازی
شمع و شکر طبل جنگی بجے اب بدولت تو دان بدگوہر مسلمانوں کی موت قریب آنی بدولت نے آتے
ہی بڑی سیاست خدائی و سپہ سالار قتل ہوئے خود ان پر شمشیر کاری کھائی کمقدر حیران و پریشان
ہوا اب شتاب کیا ضرور ہے اس وقت شب کو سر سے ہے پھو جب حکم مشتعل ان وقت نقار کرنی پر چوب
پڑی لشکر افراسیاب میں ہنگامہ ہوا شہنشاہ مشتعل نے طبل جنگی بجوایا اب مسلمان سوار نامور وار
تلاش کرینگے بھاگتے پھرتے ہیں جو اسپہان لشکر اسلام تو یہ سب غیر حاضر تھے خبریں دریافت کرکے چلے بھاگ
لشکر اسلام میں بارگاہ آراستہ و پیراستہ میں چھوٹا عیار بھی موجود میں ذکر عیاری کا برق ہو رہا برق کتنا
کیا کہوں خنجر نے خدائی سر پر آن خود سر سے نہ پڑا اور نہ قتل ہی ہے آب تلاش یا خواجہ عمرو فرماتے ہیں حقیقت میں
برق نے بڑا کام کیا لیکن اسکی موت نہ تھی دیکھیں فلک کیا کچھ دکھاتا ہے کیا سامان خرابی نظر آتا ہے
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر ہو پہنچے ہاتھ اور کر دعائے جان و درازی دی

نظم مسدس

ہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے
ہے دار اسکو تا نام آدمی تاج کیانی سے
ہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
سکندر تا ہو نامی سکہ کشورستانی سے
ترا دو خسرو دارالحشم عالم مسخر ہو
سر پر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

سحاب ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی
زمین میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی
رواں پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
پیے جوہر و قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضے میں بحر و بر گہر ہو کان پر زر ہو

شہنشاہ گردون پناہ کی عمر دراز ہو ترقی جاہ و جلال ہو دست شاد و دشمن پامال مشتعل جادو نے طبل جنگی
بجوایا کل اس ملعون کا قصد ہے کہ لشکر ظفر اثر سے مقابلہ کرے ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا لیکن خواجہ نے
انبساط ہو کر حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم نقاشیم جاری
نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی لشکر میں مشہور ہوا کل مشتعل سے مقابلہ ہے خدا اسکی گرمی سے بچائے
جان ہیں سینے وا فوج نے کہا انشاء اللہ دم جرأت بھرینگے مشتعل کو ٹھنڈا کرینگے لیکن خواجہ عمرو
نے الگ ایک خیمہ استادہ کرایا انجمن مشاورت کو منعقد کیا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و
قمر قران کو اس خیمے میں بلایا حکم ہوا کوئی سردار اس وقت یہاں نہ آسکے عیاروں میں صلاح ہو-

شاید اسی مین صورت فلاح ہو جب یہ سنا تب عمرو نے کہا اے عیاران نامدار و سرہنگان نامی کل
صبح کو قیامت برپا ہوگی حالات سحر شعلہ تن سنکے ہین اسکا سحر جو آتش مین ملتی ہی سبز قفس کرلیا ہے
سب طرح کے وہان سامان تیار ہو رہے ہین مجھے خبر پہنچ چکی افراسیاب نے کئی ہزار جانور ہلاک کرکے
مردے ملکن کیے جانور باز و عقاب و عندلیب و طوطیان زرین بال وغیرہ جمع کر لیئے جسوقت بادا
ساحر گریگا سنو اسکی مٹی مین شعلہ کے ہوگی جسم طائر مردہ مین بند کریگا آتش عقاب جن کا نگہبان عقاب
جادو ترا پیا پا ہو تا ہی کہ وہ ان طائرون کو قفس مین بند کریگا حفاظت مین انکی مصروف رہیگا اکیلا نہ
سحر اس آتش روشن ہوگی چند ساحر مقرر ہونگے کہ بہانے ساحر کا مردہ اٹھا کر ہوا آتش مین ڈال دینگے
افراسیاب سامنے بڑے انتظام موجود رہیگا اسوقت یہ کام ہی کہ نہ ساحر کا مردہ اٹھانے پاوے
جسطرح سے بنے آپ لوگ اس لاش پر قبضہ کرین احتیاطا اسے لاکر آگ مین نہ پھینکنے دین شاید مسبب الاسباب
کوئی سبب پیدا کرے نور افشان جادو نے تاکید بلیغ کی ہی کہ مردے نہ جلنے پائین سب نے عرض کی اپنی
جان مٹا دینگے لیکن مرشد کے خیر خواہان دولت کے اٹھا دینگے عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا
جایو حقیقت مین مقام سخت ہی سامنے افراسیاب کے جیا کا نہ جاکر آنکھون مین اسکی خاک ڈالکر مردہ
اٹھانا بہت مشکل ہی مین بھی تم سبھون کے ساتھ موجود ہون جو کچھ ہو سکیگا سب صاحبان ملاحظہ فرمالینگے سب نے
سر جھکا لیا کہا حضور ہی کے قدم کی برکت ہی ہماری کیا لیاقت ہی کہ حضور کے سامنے عیاری کرین عمرو نے
بخوبی سبکو سمجھا دیا جلسہ عیاران برخاست ہوا میان سرداران نامدار باغبان و بہار وغیرہ اپنے اپنے
خیمون مین آئے ہوم خانے آراستہ ہوئے سحر تیار ہونے لگے گل ساچہرہ بہار کا کھلا یا ہوا نافرمان سب سے
زیادہ مستعد جبدن سے یہ شریک لشکر اسلام ہوئی اپنا طریقہ مقرر کر لیا جو کوئی ساحر چڑھ آیا
جاکر پہلے اس سے مقابلہ کیا کبھی نافرمان نے نافرمانی رنج کی مقدمۃ الجیش لشکر اسلام کہلاتی ہی یہی سحر تیار
کر رہی ہی ہر شخص کو عالم یاس ہی ہنگامے مین شمع ماہ تابان جھلملائی چراغ آفتاب عالمتاب روشن ہوا
طائرون نے زمزمہ سرائی کی نسیم سحری کے جھونکے چلے لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی ملکہ مہرخ
سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین ملکہ بہار و باغبان نے سلام کیا ملکہ نافرمان و ملکہ
سرخ موئے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و گلزار چشم و زیور چشم چار سو شاہزادیون نے
تخت شہنشاہی گھیر لیا شاہزادہ نورشید زرین سحر و شکیل جادو نزنگا مہرخ خوشخو و حماد قدرت

وغیرہ بھی مرکبہائے بادرفتار پر سوار اسباب سحر سے آراستہ طرف میدان کارزار کے چلے اودہر افراسیاب خانہ خراب اول ورود دولت مشعل پر آیا دیکھا یہ ملعون اسی طرح مصروف شراب خواری طفلان امرد جمع ہین ان سے مذاق کر رہا ہی ملازمون نے کئی مردے اٹھا کر صحرا مین پھینکے یہ بیچارہ تاج زرین پہنکر بارگاہ کے باہر آیا افراسیاب نے سلام کیا مشعل مسکرایا کہا اے افراسیاب تیری عمر بڑھ جاوے دینگے تجھکو کایا پلٹ کرینگے مشعل نے اشارہ کیا مرکب بادرفتار سامنے آیا مشعل سوار ہوا اسقدر خوشی ہوکہ افراسیاب پیدل چلا ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ناظمان وربندہائے طلسم ہوشربا برائے تماشا آئے ہین صورت مشعل دیکھکر سب کو حیرت کہ یہ تو وہی لونڈا خورشید تاج بخش ہے کیا عمدہ زیورات زرفشان ہی تاج سر پر بھاری لباس در بر سبزہ آغاز شعبدہ باز مرکب کو بڑھاتے ہوئے نقیب آواز لگاتے ہوئے علم ہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر بےعدو بیشمار تمام شاہان جلیل چلے آتے ہین کوئی دس ہزار سے کوئی بیس ہزار سے فوجون کے پرے جمے ہوئے نوبت نقارے بج رہے ہین زمین وزمان گونج رہے ہین لشکر کفار کی شوکت مسلمانون پر مصیبت سب کے چہرے اترے ہوئے ہر ایک کو اپنی جان جانے کا ملال مشعل کی گرم مزاجی کا خیال اب صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین حرب و ضرب کی تیار ایک نے بڑھکر سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا خس و خاشاک کو میدان کارزار سے اڑا دیا ایک نے جوش جرأت مین دریا ملی دکھائی بادل برسایا چھڑکاؤ ہوا ایک نے سخت سحر کیا تیر برسے تخل کٹکٹے گرے میدان ہموار ہوا مثل آئینہ تیار ہوا نقیبان خوش آواز کو حکم ہوا جانبین سے نقیب نکلے خوش آواز خوش الحان گویون کے لڑکے گوری گوری صورتین سرود بجایا گنگنا کے آوازین لگائین وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ جوانان صف شکن کے دل بھر آئے قلب تھرا گئے مسدس

کیا کہین حال جہان بے ثبات و بے مدار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
آج تو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار
مقبرا ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

اے جوانان صف شکن دنیا مقام عبرت ہے بلطف صحبت اٹھتا جاتا ہے ہر ایک مغرور و متکبر اپنے کو شداوند و جانتا ہی آخر شداد و نمرود کیا ہوئے پیوند خاک ہوئے چشم زدن مین سب کے قصے پاک ہوئے

ایک کو ایک سے محبت چاہیے ایک رات بھر کے واسطے سرا میں آ کے جو صبح کو سفر درپیش ہے بڑا پڑ بیٹھ کے صاحبان دل کا جگر غم والم سے ورلیش ہے آپس کی ملاقات غنیمت جانو پھر ہم کہاں تم کہاں افسوس صد ہزار افسوس نظم

چیست الفت کیمیا کاندر جہان شناوست شناو
تو نویسی خط بما ای مہربان شناوست شناو
خالی از حکمت نخواہد بود ربط تازہ اش
این کرم ای مایۂ آرام جان شناوست شناو
تا درست الفات از نقش دہن بسنا و راست
ور نیا رند حسن اصفہان شناوست شناو

دوستی در دوستان این زمان شناوست شناو
گردش دوری بود دور آسیای سپہر
ما نشو این اختلاط ای دوستان شناوست شناو
بیوفائیہا شعار او بود خود دیدہ
از تو یا بد واد دل این خستہ جان شناوست شناو
گفت سودا شب شنید او ناز من رحم کرد

ور فراموشی شعار ان کم بود یاد آوری
خلق را آرام زیر آسمان شناوست شناو
بود کہ چشم آنکہ تشریف آوری زمین لطف
ای دل اسما ز وفا از دوستان شناوست شناو
گم کسی در کفر گردد یا ایمان درست
گوش از و فرمودن شور و فغان شناوست شناو

ای حاضرین میدان کارزار ہوشیار و خبردار ہو جاؤ آنکھیں کھول کر رنگ باغ عالم دیکھو جب گل سنہا گلچین کو ناگوار ہوا دست بدعت دراز کیا عین بہار میں پھول توڑ لیا بلبل شیدا کا خیال نہ آیا اس عاشق صادق کا کلیجہ خون ہوا گلچین و باغبان کو رحم نہ آیا وای جوانان نامدار حیات مستعار کا کیا اعتبار ہے آج جو کچھ مردانگی دکھانا ہو دکھاؤ نقیبوں نے جو یہ آوازیں لگائیں صاحبان فہم و خرد تڑپ گئے پسینے آگئے قلب تھرا گئے ہر طرف سے صدائیں بلند ہوئیں ہر شخص کا قول تھا کیا شعر پڑھے ہیں حقیقۃً دنیا اس سے بدتر ہے ابیات دنیا اک زال بیوا بیدا ہے ✤ بے مہر ہے اور بے وفا ہے ✤ مردوں کے لیے یہ زن ہی رہزن ✤ دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن دام زلف دنیا سے بچنا دشوار ہے ہر طائر زیرک اس صیاد جلاد کا شکار رہا روح بڑو مردجان و دل مشتعل کو قتل کرو نام بزرگون کا روشن ہو شمع حیات اسکی گل کرو اس تیرہ بخت کے سامنے پیش تامل کرو ناگاہ مشتعل جادو نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا سامنے تخت حیرت کے آیا حیرت نے تخت رکھوا دیا مشتعل نے کہا ای ملکہ عالم اجازت میدان دیجیے ملکہ حیرت نے کہا ساری و جمشید کے سپرد کیا مشتعل جادو گھوڑے سے اتر کر طرف میدان کارزار کے چلا اب سنیے دیکھا کہ افراسیاب انتظام کر رہا ہے ایک طائر مردہ زیر دامن کسی مردے آدمیوں کے چارپائی پر رکھے ہیں ایک جانب لشکر سے ہزار یا نو قدم الگ آگ روشن ہے ایک جانب چند ساحران سیہ فام ٹہل رہے ہیں ان مردہ آمادہ کر اہل اسلام سے کوئی مردہ ہو کر کے اٹھا کر آگ میں ڈالیں چونکہ عیار بھی ساحر بنے ہوئے افراسیاب کے جادوگروں میں ملے ہوئے گولے اچھال رہے ہیں ناگاہ مشتعل میدان کارزار میں آیا اول پکار کر آواز دی ملکہ مہرخ بہتر ہے

کر اگر اطاعت کرو اس باغ بے خزان کو نہ لٹاؤ میرے ہاتھ سے غنچہ و گل جو ٹوٹیگا ہر نخل قد کو قلم کرونگا بہار
ایسی گلعذار کو لٹا دونگا باغبان سے گلچینی کراؤنگا اے باغبان و گلچین صیاد ہون تم سبکی جان کا
جلاد ہون دیکھو چلے آو شہنشاہ کے قدمون پر گرو سیان سرزا . وان نے گھوڑے جھکا کر آواز دی اوجھیا
کیا کیا ہے اپنے ہوش مین آ یہ سنکر شعل نے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مجھ سے مقابلہ کرے لشکر اسلام
مین غریو بلند ہوا ایک کی ایک صورت دیکھتا تھا طرف میدان کا رزار کے قدم نہ اٹھتا تھا ہر شخص کو یقین
تھا نکلے اور مارے گئے شعل کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے لیکن ملکہ نافرمان جادو صف سے نکلی سامنے ملکہ
مہرخ کے آکے عرض کی حضور اجازت میدان کی دیجیے اسوقت تمام اہالیان لشکر جتنے شاہزادیان روئے دیباے
نافرمان دیکھکر روتی تھین کہ افسوس یہ صورت زیبا و طلعت جان آرا آنکھون سے چھپا جائیگی اتنا ہو تو تھا
تعلو آگئی ملکہ مہرخ نے تخت منگوا دیا کہا اے نافرمان تمہارے بڑے احسان ہین ہمیشہ تم سب سے پہلے
لڑین زخم کھاے رنج عظیم اوٹھاے آج ہم تمکو میدان مین نہ جانے دینگے تم سب صاحب ہمکو اپنا افسر جانتی
ہو پس قافلہ سالار کو مناسب ہے کہ اپنے کاروان کے آگے رہے لہذا ہمین کو تم سب صاحب رخصت دو
جاکر شعل شعلہ مزاج سے لڑین تم سب صاحبون پر نثار ہو جائین مشہور ہے کہ ملکہ مہرخ بادشاہ لشکر اپنے
ساتھ والون پر تصدق و نثار ہوئی اپنے دوستون کا غم گوارا کیا ملکہ نافرمان نے قدمونکو بوسہ دیا
اک آہ کی کر دین ہلکی یہ اشعار عبرت آثار بے اختیار ہو کر پڑھے نظم

در گوشۂ ویران وطن ما و مقام است
بر شیشۂ خون جگر ما ساغر و جام است
در دہر نہ قید تو نہ ما ممنون آزاد
امشب کہ ترا ادبیر ایام بکام است

چون خیز ندانیم کہ محمود کہ دام است
تا شیشۂ ناموس شکستیم حریفان
چون باد و قو صبا و وشنرلفا تو دام است

ساقی بدہ آن بادہ کہ در دور نخستم
کوتہ نظر است آنکہ گرفتار نیام است
تلخی لبیان بکام دل انداز تو ساقی

ای ملکہ عالم آپ بادشاہ عالیجاہ ہین فلک جلالت کی ماہ ہین ہمارے
ہنوز سے لشکر تباہ نہ ہوگا خدا آپکو سلامت رکھے آپکی عدالت و لیاقت کے شہرے ہین ہمارا انجام بخیر ہو گا ملک
سرکار سے ادا ہو گئے ہین سب صاحب کیون بیقرار ہو کر روتے ہین کنیزون کے واسطے اسقدر رنج و ملال زیبا
نہین ہے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے نافرمان تجھکو خدا سے جہان آفرین کے سپرد کیا پروردگار تجھے منظفر و
منصور کرے بہار رو دو کر نافرمان سے پہلی ایک ایک شاہزادی نافرمان سے ملکے
روتی تھی شعل نے آواز دی ابھی سے اپنے حال پر روتے ہو مقابلے مین کوئی نہ آئیگا پس نافرمان نے

سب نے دامن چھڑا لیا کہا اچھا جو مجھ سے حق ہیں دعا کرو یہ کہکر نافرمان طرف میدان کارزار کے چلی
مشعل نے جو نافرمان کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای نافرمان سحر پر حوصلہ لیں نہ بچائے نافرمان
نے کہا بجا ارے کم بخت جمشید سستی نہیں ہے جب تیری ستی بیت سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی یہ کرینگے یہ سنکر
مشعل نے جھولی سے گولا نکالا اور نافرمان کے پھینکا نافرمان نے سحر کیکے وہ گولا نہ آیا پس
میں دس پانچ سحر فرح کے چلے زمین تھرائی تجلی چلے پس یکایک مشعل بجھ کر مشعل کا شعلہ بڑھا آواز دی
نافرمان ادھر دیکھ بدن کہر سم شہنشاہ مشعل جادو مصاحب ساحری و جمشید نافرمان نے آنکھ اٹھائی
مشعل نے ہاتھ بڑھانے جیسے کوئی کشتی زنا اسطرح بڑھنے اور کھینچنے پہلی مرتبہ کے بڑھانے میں
ملکہ نافرمان خاموش ہوئی دوسری دفعہ میں مشعل سیہ تھرائی تیسری مرتبہ میں آکر زمین پر گری مشعل مردہ
صدسالہ تھی مشعل نے پیکر افراسیاب سے طائر مردہ لیا جسم میں طائر مردہ کے روح نافرمان
پہونچا دی طائر سر اوٹھا کر بولنے لگا ہوش سب کے اڑ گئے وہ پنجرہ تو اس نے عقاب جادو کو دیا وہ
ساحر پنجرہ لیکر بھاگا افراسیاب نے اشارہ کیا مردہ نافرمان کا اٹھا کر آگ میں پھینک دو اسی غول
میں سے ایک ساحر سیہ فام بہت مخرب کرکے بڑھا جھپٹ کر مردہ اٹھا کر کاندہے پر ڈالا طرف آگ کے
چلا افراسیاب سمجھا تھا نوکر لیئے جاتا ہے مگر وہ جوان قریب درہ کوہ آیا پہاڑ کے اندر چلا ایک جادوگر
وہاں کھڑا تھا اس نے کہا میاں ساحر ادہر کہاں جاتے ہو اس نے کہا مردہ نافرمان کا لیکر دفن کرینگے
ساحر ملازم افراسیاب نے کہا دفن کرنا کیسا ادہر چلو آگ میں جلانے کا حکم ہے اس ساحر نے کہا تمہارا
حکم مانیں کہ شہنشاہ کا دیکھو شہنشاہ کیا کہتے ہیں وہ ساحر پلٹا اس نے ایک خنجر کو کھینچ کر اسکی مار اور نعرہ
کیا اور پکارا منم مہتر ضرغام شیردل اپنے سردار کا لاشہ آگ میں جلائینگے ساحر گرا اندھیرا ہوا ضرغام
مردہ لیکر درہ کوہ میں گھس گیا افراسیاب نے قصد کیا کہ تعاقب کروں مشعل نے منع کیا ای شہنشاہ
جانے دو روح ہمارے قبضے میں جسم مردہ لیکر کیا کریگا مسلمان اسکو دیکھ کر روئینگے پیٹینگے دس پانچ دن
میں لاش سڑ جائیگی یہ کہکے افراسیاب کو روکا لیکن ضرغام شیردل لاش کو لیکر جیسے ہی لشکر ظفر اثر
میں پہونچا تمام شاہزادیاں پیٹتی ہوئی دوڑیں ملازمان نافرمان نے اپنے سر پیٹ لیے کسی نے چاہا
اپنے کو ہلاک کرے کسی نے چاہا خنجر مارے ایک نے ایک کو تھاما کہا یارو صبر کرو خواجہ دوڑ کر
آئے سب کو سمجھایا کہا تم لوگ نادان بنتے ہو کشتہ سحر ہے جیسے ملکہ بران کو عشاق نے۔

قتل کیا تھا آخر ملکہ زندہ ہوئین یا نہین کئی مہینے تک لاشہ انکا تالاب مین رکھا رہا جب عشاق قتل ہوا
ملکہ زندہ ہوگئین انشاء اللہ یہ بھی اسی طرح زندہ ہونگی لیکن جو اس امر کے رازدار ہین وہ انتہا کے بیقرار
ہین جانتے ہین روح نافرمان جسم مین حار کے نیلہ ہے روح اس ملکہ عالم کی کیسی گھبراتی ہوگی روح
انسان کا جسم حیوان مین جانا کیسی تڑپن و پھڑکن ہوگی خداوند اُسکے حال پر رحم کر کانٹکے انسان مرجائے
یہ جفا نہ اُٹھائے اے رب اکبر ملکہ نافرمان پر رحم کر لشکر مین تلاطم برپا ہوگیا کوئی کہتا ہے ہائے
اس حسن کا نخل نہ قلم ہو کوئی حسن و جمال کو یاد کرتا ہے کوئی نام لیکر فریاد کرتا ہے ملکہ مہرخ فرماتی ہین
اے نافرمان کی جوانی جان دی مگر نافرمانی نہ کی مشعل جادو نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا پکار کر آواز دی او
سرکشو نافرمان کے واسطے کیا روتے ہو اپنی تو خبر لو سب کا یہی حال کرونگا ایک ایک کو پھونک دونگا

مصداق مضمون شعر صاحب بان

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری * شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود بد برائے نافرمان کیون پیش بیا
ہے تم سب کو یہی راہ درپیش ہے اک نمونہ دکھلا یا ہے اب بھی اگر اطاعت کرو لاشہ تمہارے نافرمان کا اٹھا
لیا مین زندہ کرنے پر قادر ہون اور کسی کو بھیجو یہ سنکر ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا پیچ و تاب کھا کر
جا پڑی اتو مشعل نے سحر کا بھی انتظار نہ کیا جیسے ہی سرخ مو سامنے پہونچی آنکھ ملتے ہی
اُس نے فوہ کیا ہاتھ بڑھا کر اپنے عمل کو صرف کرنے لگا تیسرے اشارے مین سرخ مو مثل زلف
پریشان بصورت آئینہ حیران لڑکھڑا کر گری صاف تماشا ہوا ستارہ سحری آسمان سے گرا سحر مشعل
سے شمع حیات سرخ مو گل ہوئی مشعل نے روح طائر مین بند کی یہ قفس بھی عقاب کو دیا اپنی جگہ
کر محیل جادو کو آواز دی وہ خاص غلام افراسیاب ہے جوان زبردست کہا اے محیل لاشہ سرخ مو
اٹھالے محیل نے لاشہ اُٹھایا کاندھے پر ڈال کے لے چلا افراسیاب آواز دے رہا ہے اے محیل اس
آتش خو شعلہ مزاج کے لاشے کو آتش سوزان مین پھینکدے محیل جست و خیز کرتا ہوا چلا جب سو قدم
لشکر سے نکل گیا غول مین سے ساحرون کے اک ساحر سیہ فام جست کرکے نکلا پکارتا ہوا اے برادر محیل
مین بھی آیا افراسیاب طرف مشعل کے پلٹا وہ ساحر جھپٹ کے قریب محیل پہونچا ایک راستہ طرف
درہ کوہ کے ایک سمت آتش سوزان اُس ساحر نے قریب آکر محیل سے کہا ادہر کہان جاتا ہے طرف
درہ کوہ کے چل اسنے پلٹ کے ایک ساحر قوی تن کو دیکھا جواب دیا حکم شہنشاہ ہے لاش کو لیجا کر آگ مین

ڈال دو او سر جا کر کیا کرین ساحر نے کہا دیکھو شہنشاہ ابھی تو تشریف رکھیے ہی جو دیدۂ افراسیاب کے وہ بیٹھا
ساحر برابر تو پہونچ ہی چکا تھا غوطہ کھا کے چھپا خوف قران

سریع السیر جون باد بہاری	جہان سر سنگ رنجر کندہ تھا — چکیدہ شور اشرف اکثر
ستم عمر قران شیر نیام	ایک ہی ضرب وار سے تحیل کا سر چھپ گیا عمر قران نے لاشہ سرخ مو لیا

وہ کوہ مین گھس گیا افراسیاب نے پٹ کے دیکھا لاشہ تحیل زمین پر تڑپ رہا ہے عمر قران لاشہ سرخ مو لیکر نکل گیا لشکر تک پہونچ چکا افراسیاب نے چاہا لشکر مہرخ پر جا پڑوں لاشہ سرخ مو چھین لاؤن مشعل نے کہا اے افراسیاب کیا ضرور ہے روح تو ابھی عمر کے پاس ہے مگر کس قیامت کے عیار ہیں سرمیدان یہ زبردستی کرشن ورشو سے تحیل کو مار ڈالا لاشہ لیگیا افراسیاب نے کہا اب مین ودچار اور ساحر بھی ساتھ کر دیا کرونگا وہ اسکی حفاظت کرینگے لیکن اب لشکر اسلام مین انتہا کا شور گریہ وزاری بلند ہوا افراسیاب کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا شہنشاہ مشعل اب طبل بازگشت بجے پیچھے مشعل نے کہا بادبردت کو بہت ناگوار ہے سرکشی مسلمانان سے دل فگار ہے جی چاہتا ہے آج ہی سبکو مٹا دون کہنے سے افراسیاب کے مشعل اور جعفر کا آواز دی اے ذرہ خلق عزادان کسی بڑے ساحر کو بھیجو کچھ عزا اختر کا علے اشار کا جواب نہین دے سکتے صنعت بڑی شہرتی اور دن کے لیے دلیر تحتی ہے جو من نے پکار کر کہا ہر خیلکہ اتے سرخ مو خیمے مین رکھا ہے ملکہ ہلال سحر افگن بہن اسکی بیٹھی ہی ہے سر جامہ گریان نالان حیران و پریشان مضطر و بدحواس عالم یاس لیکن مشعل نے جو پکارا باغبان قدرت کی تاب نہ آئی مرکب بادرفتار سے کود پڑا پایہ تخت مہرخ کو بوسہ دیا کہا اجازت میدان کا زینار مرحمت ہو غلام بڑے جانبازی رخصت ہو ملکہ مہرخ نے سر پیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ داغ سب کے اٹھانا میری تقدیر مین لکھا تھا مین اب خود جاونگی جا کر مقابلہ کرونگی رہونگی مرونگی نازنینان سر سبز و شیران دشت نبرد کے داغ مجھ سے نہ اٹھائے جائینگے باغبان نے کہا غلام کو رخصت دیجیے مجھ سے اب صبر نہین ہو سکتا بہار نے اپنے طاؤس کو بڑھایا کہ اے باغبان قدرت اے صاحب شوکت و لیاقت تجھ سے سب طرح کی امید ہے لیکن ہمارے مرنے مین کیا نقصان ہے تم شیر دشت نبرد ہو ماشاء اللہ کیسے مرد ہو کھائے رہنے سے نکلو مین وقت ہے اگر کوئی امداد پیدا کے طلسم کشا کو میکر نکلیا تا بہ لشکر صاحبقران پہونچا تا تم طلسم کے رازدار ہو جوان نامی و نامدار ہو تا یکہ عقیق پہونچ جاؤگے ہم سے کیا ہو سکیگا تڑپ تڑپ کے رہ جائینگے باغبان قدرت نے قدمون کو

بہار کے بوسہ دیا گرد پھرا کہا تم شیر زن ہو صف در و صف شکن ہو نازدار ہی طلسم تمہاری ذات پر موقوف ہے ماشاء اللہ
زنگ سحر و ساحری میں کیا خوف ہے اب میں بدنام ہو جاونگا تمکو اپنے سامنے میدان میں نہ نکلنے دونگا ۔
باغبان کے سامنے گل حیات بہار پر خزان آئے دیکھا ان باغبان گلا کاٹ کے نہ مر جائے ایسی سرو قد
سمن عذار کو پامال ہوتے دیکھوں آنکھیں پھوٹیں علاوہ شرف سحر و ساحری منظور نظر پادشاہ اسلام اگر
زندہ رہوں پر روسیاہ انکو دکھاؤں نام پادشاہ سنکر بہار نے آہ کی کہا ای باغبان عجب طرح کا
کلمہ تم نے اسوقت زبان سے کہا تصویر خیالی حضور آنکھوں کے سامنے پھر گئی اگر جانتی کہ موت قریب ہے
دو چار روز پیشتر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتی بعد قدمبوسی کے دامن تھام کر عرض کرتی نظم

بی گل روی تو یکدم زندہ بودن مشکل است
نالہ بر لب دیدہ خونبار بودن مشکل است
بی وصال دوست دشوار است بر من زندگی
صبر بے غمزۂ دلدار بودن مشکل است

نیست ای شوخ ستمگر لب کشودن مشکل است
نیست ممکن ہمنشینی و ابرات پر عتاب
منتظر الدمن اباید بود و سوختن مشکل است
نیست نظر دیدہ و ترا گفتی و شد دیوانہ

سہل باشد اشک ریزی ہمچو ابر نوبہار
پیش تیغ ہجر او جولان نمودن مشکل است
در طریق عشق رہ کردن بوادی کار نیست
پیش چشم مست تو ہشیار بودن مشکل است

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی طاقت کلام باقی نرہی باغبان قدرت سید سے
رخصت ہو کر چلا گلچین جادو زوجہ باغبان نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار لونڈی کو آپ کس کے سپرد
فرماتے ہیں مجھسے صبر نہوسکیگا لونڈی کو ساتھ لیجیے آپ سے پہلے سینہ سپر کرونگی نظم

بادہ در گلزار خوردن کی ہوس باشد مرا
بوی گل بی روی معشوق جس باشد مرا
بر تن من بی زبان ہر موی فریاد کند
در ہمہ گر زندگانی یکنفس باشد مرا
دوست تنہائی گریم سالہا یعقوب وار
پای من تا آخر منزل فرس باشد مرا

گشتہ بوی گلستان تو بس باشد مرا
غنچہ دل شگفتہ مرغ دلم را در چمن
گر زبیداد فلک فریادرس باشد مرا
باوجود تنگدستی باز عالی ہمتے
صورت دیوار ہم گر در قفس باشد مرا
بر نشان پای محمل رہرو وادی عشق

بیکسان معذور گرد بزم محکمہ کشیم
تن گرفتار غم گلشن قفس باشد مرا
بلکہ در کنج قفس مرغ دلم بی طاقت است
تا رہائی صحبت جان در قفس باشد مرا
گر زبیداد آورد گردون ز غم نشیند زین چہ غم
نالہ ہای زار ختی چون جرس باشد مرا

گلچین جادو اس طرح بیقرار ہو کر روئی کہ سب کے کلیجے پھٹنے لگے باغبان قدرت نے ضبط کر کے کہا صاحب
کیا ہمکو بدنام کروگی کمائی پر صاحبقران کی نثار کرو اسوقت محبت ترک کرنا مناسب ہے تمہاری
ثابت قدمی کا ذکر سامنے زوجات صاحبقران کے ہوگا سب تمہاری تعریفیں کرینگی کہ مین کی اس

بی بی نے اپنے شوہر کو ہاے فرزند پہ نثار کیا گل بدن گلچین مرجھا گیا رنڈاپا چہرے پہ برسنے لگا دوپٹہ سر سے ڈھلکا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے کہا بسم اللہ سا تھا ہر و لیکن اس کنیز سے میرا منہو گا سر جھکا کر رہ گئی باغبان لشکر سے بڑھا معلوم ہوتا تھا نوجوان کا جنازہ جاتا ہے گلچین اسے کمر زمین پہ بیٹھ گئی باغبان قدرت بعد صولت و شوکت سامنے مشعل کے پہونچا اس بے حیا نے باغبان قدرت کو دیکھتے ہی گولہ جھولی سے نکال کر مارا باغبان نے اسکو کاٹا اگر چہ منہ دنیا پھیرے ہوئے آنکھ میں مشعل سے چار کرتا ہر چند مشعل پکارتا ہے ای باغبان برس مگر برس نگر باغبان منہ کو پھیرے ہوے سب دفع کرتا ہوا قریب مشعل کے چلا آتا ہے سب نے دیکھا باغبان قدرت بہ جرات قریب مشعل پہونچا اسنے تیغ ماری باغبان قدرت نے سپر سر پر رکھا ہر چند مشعل چیخا ای باغبان ادہر تو متوجہ ہو دم شمشیر پہ نگاہ کر لیکن باغبان نے سر اٹھا سپر سر پر وار کو اسکے روکا صاف بہ تیغ سپر تلوار کو اسکی روکیا اب باغبان قدرت نے نعرہ کیا او بے حیا شعر

تو مرے زدی ضرب من نوش کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن
ز دور مجنون گذشت و نوبت اوست	ہر کرا پنج روز نوبت اوست

(دیگر)

نشانہ خالی جانے نہ پایا اب لا اس نامرد کو سایہ میں تلوار کے پیادہ ضرب لگائی کہ زمین تھرائی سپر کو اس روسیاہ نے صاف کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ہر چند مشعل نے اپنے کو بچایا جنبو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ میں مع سر قلم ہو کے زمین پر گرا باغبان نے جھوم کر نعرہ کیا واہ واہ ہر چند لشکر اسلام میں سب بیقرار سے تھے لیکن جرات باغبان پر اچھل پڑے ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین آئی زوجۂ باغبان مثل گل شگفتہ ہو گئی چہرے پر سرخی آئی سب نے جو تعریفیں کیں باغبان سب کو سلام کرنے لگا لاش مشعل زمین پر تڑپا افراسیاب طائر مردہ لیکر وہ لڑا دہن سے مشعل کے لگا دیا روح مشعل جسم طائر میں آ گئی افراسیاب نے فوراً ایک مردہ نوجوان ساحر کا سامنے منگایا سیکڑوں بے گناہ زندے طائر لا کر اسکے دہن سے ملایا چشم زدن میں یہ سب معاملہ ہوا طائر سے جسم ساحر میں اتر آیا اٹھکر نعرہ کیا منم مشعل جادو باغبان یا تو سب کو سلام کر رہا تھا زوجہ اسکی زمین پر سجدے کر رہی تھی ہاتھ اٹھا کر عرض کرتی تھی پروردگارا تو نے کنیز پر رحم کیا تیری کارگری کے نثار ہو جاؤں میان نعرہ مشعل کی جو صدا آئی باغبان گھبرا کے جو پلٹا دیکھا ایک جوان سیہ فام منم مشعل منم مشعل کہتا ہوا آتا ہے باغبان کے ہوش اڑ گئے یہ کیا مشعل سیاہرو دہ روشنی کیا ہوئی اس دہر کے میں آنکھ ملگئی مشعل نے ہاتھ پڑا کر کشش روح کی پہلے ہی مرتبہ کے ہاتھ پڑا نے

مین روح پر باغبان کے صدمہ پہونچا گویا مجروح ہوا جسم کی طاقت کم ہوئی برہم سحر فراموش حیرت و
عبرت کا ہوش وہ باسہ جو مشعل نے پڑھ پڑھا یا رنگ اڑے باغبان متغیر ہوا آنکھین پتھرا گئین سہ بارہ
جب مشعل نے اسی طرح آنکھ ملا کر اشارہ کیا باغبان گر کر مردہ صد سالہ ہوا روح بلبلکر اک باز بلند پرواز کے
جسم مین بندکی یہ قفس بھی عقاب جادو کو دیا پڑ پڑا آ۔ باغبان مارا گیا یا تو گلچین سجدے کر رہی تھی
سر اٹھا کر جو لاشۂ باغبان دیکھا تاب نہ باقی رہی ہائے میرے وارث کہہ کے مشعل پر جا پڑی کرو کرکر گری
اس سے زور سے خنجر مارا شکم پر مشعل کے پڑا شکم چاک ہوا مشعل گر کر زمین پر تڑپا گلچین دوڑی پکارتی ہوئی
کہ اے صاحب مین نے ہمات سے دشمن کو مارا مجھے بیوہ کر گئے بات تو مجھ سے کرو کہان میکر رنڈاپا کاٹون ابھی
تک سہاگن تھی اب بیوہ کہلاونگی کسکو منھ دکھاونگی یہان افراسیاب نے پھر اسی طرح روح مشعل
کو طائر مین کیا جلدی مین جا بجا پانی سے ایک مردہ کھینچا ساحر پیر کا لاشہ تھا جلدی مین بڈھے جوان کو نہ دیکھا
اس جسم مین مشعل اتر آیا اس جسم مین اٹھتے اٹھتے نعرہ کیا شہنشاہ مشعل اور گلچین گلچین نے
بیٹھکر اک بڈھے جادوگر کو آتے دیکھا نیچے کھینچکر چلی پکارتی ہوئی او بڑھاپے جیتے تو کون مشعل کی شمع حیات کو مین نے
گل کیا وہی خنجر خون آلودہ لیکر جھپٹی آنکھ چار ہو گئی مشعل نے وہی کشش کی گلچین نے آہ کا نعرہ مارا معلوم
ہوتا تھا روح پر صدمہ پہونچا ہے لپک جھپکاتے جھپکاتے مشعل نے اپنا کام کیا گلچین مثل اپنے شوہر کے لہرا کر
گری اہل اسلام مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مشعل تو یہ کہکر ملتا ہے افراسیاب ان زن وشوہر کے
لاشے جلوا دے اسوقت مابدولت کی روح پر صدمہ پہونچا صحبت شراب و کباب سے دل بہلاؤنگا مشعل تو یہ کہتا
ہوا چلا افراسیاب نے دس بارہ جادوگرون کو اشارہ کیا ایک ساحرہ نے لاشہ گلچین کا اٹھایا جادوگر نے
باغبان کا لاشہ لیا بارہ جادوگر تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوئے گرد ان دو نون کے ہٹو بچو کرتے ہوئے
طرف آگ کے چلے جو کوئی ادہر آیا ان بارہ نے منع کیا ادہر نہ آو ہم گنہگارون کے لاشے لیے جاتے ہین بلکہ
کئی سوداگرون کو مار بھی ڈالا القریب آگ کے پہونچے دیکھا ایک جادوگر شکل مہیب کمر اٹھل ہاہر ان جادوگرون سے
پوچھا تم کیسے ساحر ہو لاشے لیے جاتے ہو رام رام ست نہین کہتے دو بانس بھی نہ میسر ہو سکے کہ ارتھی تو بنالیتے
پیسے کی کوڑیان پیسے کے تل کھاتے بھی نہ دلائے بڑے نالائق معلوم ہوتے ہو وہ جادوگر ہنس پڑے کہا سیان ہم
صاحب یہ دشمنان شہنشاہ کے لاشے ہین آگ مین جلانے کو لیے جاتے ہین اس جادوگر نے کہا کسیکی لاش ہو
ابھی ہم نہ ہونگے مردون کے وارثون پر احسان کرینگے لاؤ لاشے رکھدو ان ساحرون نے کہا لاشون کے

رکھنے کا حکم نہیں ہے ساحر نے مسکر کہا شہنشاہ کا تمہارے لاشہ بھی اسیطرح اٹھایا جائیگا ہم لوگ بہ بعض سامری
و جمشید پوتھیون مین لکھ گئے ہین کہ اگر کسی کا لاشہ بے قاعدے اٹھایا جائے اسمین خلل دنیا بلکہ اسکو سزا
دنیا واجب و لازم ہے دیکھو پوتھی مین لکھا ہے جیسے پرچہ اس جادوگر نے ہاتھ مین لیا نگاہ اُسپر ڈالی اوپر سے نعرہ
پڑا جسکے کان دیے پر لاش باغبان تھی اسکا سر بیٹھا ہاے کہکے وہ گرا اختر قران نے لاشہ اٹھایا اور کہا اٹھا
بسم شروع کرو جسکے کا منہ ہے پر لاشہ گلچین تھا اسکے گھٹنے مین حلقے کمند کے پڑے نعرہ ہوا منم صفر جان مشتر
چالاک بن عمرو وہ گرا چالاک نے خنجر مارکر لاشہ گلچین لیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم جنسر برق فرنگی
یہ کہکر ایک جادوگر کو تلوار کا ہاتھ مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری
چالیس حقے آتشبازی کے مارے کئی کے منہ جھلسا دیے آواز دی ان نکل جاؤ اب نہ ٹھہرو اس اندھیرے مین
سب عیار لڑتے بھڑتے نکل گئے افراسیاب دربارگاہ پر پہنچ چکا تھا کہ یک بیگانہ سنا پلٹ کے پوچھا ارے
یہ کیا ہوا صرصر نے بڑھ کر عرض کی عیارون نے بارہ جادوگرون کو مار لاشہ باغبان و گلچین لیگئے یہ سنکر
افراسیاب غصے مین کانپنے لگا مشعل نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای افراسیاب مسلمان کیا سمجھ کر لاشے اٹھالیجاتے
ہین جو اصل مراد ہے وہ تو سمجھے بھی نہ ہونگے صرف اسواسطے لاشے اٹھالیجاتے ہین وجہ یہ ہے کہ ہر مذہب مین مردے
کی کوئی تکلیف جائز نہیں رکھتا کوئی جلاتا ہے کوئی دفن کرتا ہے کوئی آبرو دار لاشے کے گلے مین گھڑے باندھکر ڈبو
دیتا ہے اہل اسلام کے یہان نہلاتے ہین دہلاتے ہین بڑا اعزاز و اکرام ہے آخر مین دفن کرتے ہین اسواسطے کوشش
کر رہے ہین لاش لینے پر مر رہے ہین ورنہ لاشون کے لینے سے کیا کام اب دوسرے میدان وارے مین
اور انتظام ہوگا کل ماہ دولت بڑے بڑے نامی گرامی ساحرون کو للکارینگے تمام ایک ایک کا لیکر بجارینگے افراسیاب
کا دل دکھ رہا ہے دل سے کہتا ہے کہ ہاے بہار و مخمور پر کیا گذریگی وہ شعلہ جوالہ نکلینگی مقابلے ضرور کرینگی ایسی
معشوقان حور پیکر مرینگی کیونکر ان کمبختون کو بچاؤن دل سے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا مشعل تو یہی بکتی
مین چلا گیا جا کے شرابخواری کرنے لگا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ناچ شروع ہوا ساغر
مشعل پتیلے شراب کے جانے لگے یہ ملعون اپنے اسوبات قدیم مین معروف ہوا لیکن عیاران لشکر اسلام لاشہ لیکر
باغبان و گلچین لیکر لشکر مین آئے ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھین مہار قدرت نے غصے
اپنے کو ہلاک کرنے جان دینے ملانہ مانی باغبان و گلچین نہایت اندوہگین لیکن جرأت پر عیارونکی سب تعریفین
کرتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا ای شہنشاہ اقلیم عیاری اس کد و کاوش سے کیا فائدہ آپ کیون مفت اپنی جان

دیتے ہیں مردوں کے واسطے رونا کیا ضرور ہے یہ سراسر عقل کا قصور ہے ہم جانتے ہیں آپ لوگ اپنے دلون کی آبرو بڑھاتے ہیں لڑ بھڑ کر جوان نثارون کے لاشے لاتے ہیں لیکن اسکا انجام کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ جب حکیم نے اک قطرہ منجس کو یہ لیاقت عطا فرمائی شکم مادر میں جگہ دی بعد نو مہینے کے سامان ولادت ہوا جوان ہو کر صاحب شوکت ہوا پس اسکو یہ بھی اختیار ہے کہ اس جسم خاکی میں پھر روح کو داخل کرے اس بے حیا شیطان کو یہ لیاقت بہم پہنچی کہ روح کو کھینچ لیتا ہے وہ حکیم و علیم رحیم و کریم ایسا سبب کیا ظاہر نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی بندہ صاحب کمال اُن کے جسم خاکی میں روح کو پھر داخل کر سکے اسیوجہ سے اپنی جان دیتے ہیں یہ مقدمہ راز و نیاز ہے وہ کارساز ہے شاید انکو پھر روح عطا فرماوے یہ کہکر عمرو بہت رویا اسی خیمے میں لاکر دو چھپرکھٹ بچھوائے باغبان و گلچین کو باحتیاط تمام ان چھپرکھٹ پر آرام کرایا کنیزین مصاحبین اپنے اپنے مالک کی لاش کے گرد آکر بیٹھیں پٹیوں پر ہاتھ رکھدیے پائنے سے سر ٹکراتی ہیں کبھی نام لیکر پکارتی ہیں بی بی اٹھو کھانے کا وقت آگیا کہانتک آرام کرو گی ہم روتے ہیں تسکین دیجیے شاہزادیاں آکر ان سبکو سمجھاتی ہیں ارے صاحبو صبر کرو انشاء اللہ خواجہ عمرو مشعل کو مارینگے کنیزین بیچاری خاموش ہو رہتی ہیں چپکے چپکے روتی ہیں ملال سحر افگن قریب لاشہ سرخ موے کاکل کشا بیٹھی ہے یاد میں **ملکہ سرخ موے کاکل کشا** کی پریشان یہ اشعار زبان پر جاری ہیں

نظم

یہ گلستان سرے تماشا نہیں رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہیں رہا
اے چرخ چاہنے سے ہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہیں رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہم کنار
دنیا میں ہاے نام وفا کا نہیں رہا
اس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
یہ آب و تاب حسن انہی مہ کے دم سے تھی

وہ نوبہار گلشن دنیا نہیں رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہیں روزگار تھا نہیں رہا
دلمین جگہ منہ نے کا کس سے گلا کرون
وہ خوش گلو سے سینہ مصفا نہیں رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھوں میں آئے اب کوئی ایسا نہیں رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہیں
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہیں رہا
اپنی خرابیوں کو کہاں جاکے روئیے
وہ قدر دان شکوہ مسیحا نہیں رہا
کس سے نباہیے کہ سواے وفات کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہیں رہا
ہردم جبین آئینہ آلودہ تم سے تھی

افاقت جادو شوہر ملال روتا ہوا آیا کہا صاحب آج تو صبر کرو کل ہم تمہاری ہمشیر کی خدمت میں جائینگے جو پیغام دینا ہو کہدو صاحب اپنے اپنے حال پر رونا چاہیے چند ساعت کا پس و پیش ہے سفر منزل عدم سب کو در پیش ہے حقیر نے فردا فردا شروع ساحرون کا ذکر نہیں کیا

تین دن کی میدان داری مین چالیس سردار نامی ہاتھ سے مشعل ملعون کے اسی حال حسرت مآل مین مبتلا ہوتے لشکر مین تلاطم ہے لیکن یہ خبر مین تمام مشہور ہے مین کہ مشعل جادو نے سرداران اسلام کو مار مردہ بنا دیا اب اہل اسلام کا اختتام قریب ہے کوکب روشن ضمیر نے پوشیدہ خبرون کو بران شمشیر زن سے چھپایا ملکہ بران داخل باغ نگارین ہوئین اتنا کہلا بھیجا کہ فی الحال آجکل لشکر اسلام مین مقابلہ موقوف ہے جانے کا قصد نہ کرنا خواجہ نے ہمکو نامہ لکھا تھا کہ افراسیاب نے ایک مہینے کی مہلت لی ہے بعد ایک مہینے کے طبل جنگی بجیگا ہم تمکو اطلاع دینگے آجکل باغ نگارین سے باہر نہ جانا چنانچہ ان دنون ہوشربا نے خروج کیا ہے جابجا غدر ہے اسوجہ سے تمکو منع کیا ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین مگر متردد ہین گلشن کنیز کو حکم دیا جا کر لشکر اسلام کی خبر لا اور خواجہ عمرو سے ملاقات کر تو پوچھنا کہ شہریار خیر و عافیت تو ہے آپ عرصہ سے یہان کیون تشریف نہین لائے نہایت اشتیاق ہے کنیز آپکی بیقرار ہے اپنے دست حق پرست سے جواب خیر و عافیت تحریر فرمائیے یہ فرما کر گلشن کنیز کو روانہ کیا گلشن تا سرحد لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر مین تلاطم برپا ہے قضائے کار گلشن کنیز آکر پہونچی کنارے پر لشکر اسلام کے دیکھا سناٹا پڑا ہے بازارون مین ہر ایک دوکان بند لشکر افراسیاب مین چہل پہل گلشن نے کنارے پر آکر کسی سے پوچھا کیون صاحب لشکر اسلام کے لوگ کیون بھاگے جاتے ہین وہ شخص رونے لگا کہا اے نیک بخت کیا مصیبت بیان کرین مشعل جادو نے آکر کلیجہ جلا دیا چالیس ساحران نامی سیار گلشن جنان ہوئے دو سامنے بارگاہ مین سب کی لاشین رکھی ہین عزیز دار انکے پیٹ رہے ہین لشکر خواجہ عمرو پر زوال آیا اسد نامدار کو چھپا دیا ہے مشعل در پے آزار ساحران نامی و نام آور کا ہے خواجہ عمرو اپنی جان لڑاتے ہین جستجو کرکے مردے اٹھا لاتے ہین زندے مردون کو دیکھ کر رو رہے ہین ابھی کسی کو دفن بھی نہین کیا شاہزادیون کو دفن و کفن بھی نصیب نہین ہوا دیکھیں اب انجام کیا ہو یہ سنکر گلشن کا کلیجہ پھٹ گیا سوچی کہ خواجہ عمرو کی ملاقات کرنے سے کیا فائدہ اور حالات غم و الم سننا پڑینگے چلکر ملکہ سے عرض کرو روتی پیٹتی یہ کنیز ملکہ بران سمت باغ نگارین روانہ ہوئی اسکو راہ مین چھوڑو

ذکر داستان مصیبت بیان پھر طبل جنگی بجوانا مشعل کا و مقابلہ بہار و محمود آمد ملکہ بران شمشیر زن عجب داستان حیرت خیز و آفت انگیز ہے ساقی نامہ

ساقی رخ مہ عذار دکھا دے	گھر اب مجھے چاند سا دکھا دے
لگتکر مہ آرزو بڑھا دے	

چہرہ تجھے چاند سا دکھاوے
مانند قمر کمال دکھلا
صافی شراب چاندنی ہو
منزل بنے وشت ہر جزو کل
ساغر بنے چاند چودہویں کا
بدلا ہو صیا سے صرف روپ
پہنا سر آسمان نے گہنا
ٹھنڈا ہوا کبک کا کلیجا
مخلوق سہا کے متصل ہے
گرمی ہوئی دو جہان سے کافور
پلنے لگے پرورش نباتات
قبل از سے مہ کی روشنی سے
النیام کا ساحل آب
یہ چاند ہے زیور سر شام
مشعل کہ چراغ دست گردون
رخسارۂ گلعذار ہے یہ
ہے یوسف مصر کاروان مین
تاج سر چرخ کا نگین ہے
ہندو کو امرت کا پیالا
قرطاس پہ ہے وہ حرف تحریر
سرمہ وہ یہ چشم سرگین ہے
طاؤس کا پر یہ داغ ہے وہ
ماخذ وہ یہ ملتفے کی سکن ہے

لین گھیر کے تجھکو سب پیالا
ابروئے رخ ہلال دکھلا
مہتاب منیر جام بنجائے
گردش کرے ماہ ساغر مل
گردون پہ مہ تمام نکلا
کیا لطف ہے چاندنی بنے وہ ہو پ
گردون کو بنایا چاند نے تھال
آرام جگر خدا نے بھیجا
شرمندہ ہوئی جبین مہوش
سردی نے دکھایا لطف کافور
آنکھین کھلین مردم بشر کی
چھلنے لگے زخم چاندنی سے
اس ماہ کی اب صفت رقم ہے
زینت دہ تخت کشور شام
سچ ہے جو خدا کا نور کہیئے
اک لالۂ داغدار ہے یہ
روشن ہے اسی سے خانۂ شب
شاہ خاور کا جانشین ہے
پر داغ جگر جو ماہ کا ہے
وہ جوہر تیغ ہے یہ شمشیر
یہ مہر وہ مہر کی نشانی
یہ شعلۂ گل چراغ ہے وہ
اسکو دل داغدار کہیئے

میخوارین قمر کا پیالا
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
میخانۂ مہ تمام بن جاے
ہو دور جو آب آتشین کا
حیرت ہے کہ خم سے جام نکلا
عالم نے لباس نور پہنا
دکھلایا عروس شام نے گال
پرزے پرزے کتان کا دل ہے
آیا ہے کنول کے پھول کو غش
دکھلائی خدا نے چاندنی رات
افزون ہوئی روشنی نظر کی
ٹھنڈا ہوا بحر مین دل آب
منزل پہ روان مہ قلم ہے
لیلی شب سیہ کا مجنون
حق ہو لیے برق طور سے کہیئے
روشن ہے نجوم آسمان مین
فوٹو ہے اسی کا ماہ نخشب
ہر بزم کے واسطے اجالا
سکہ کسی بادشاہ کا ہے
وہ نقش نگین ہے یہ نگین ہے
پانی کی وہ لہر ہے یہ پانی
یہ جامہ وہ جیب پیرہن ہے
اسکو خط رنگ یاس کہیئے

مہتاب گلو ہے طوق بالا
دانہ اسے کہیے دام ہے وہ
کشتی یہ ہے اور وہ بھنور ہے
وہ دیدہ حور ہے یہ کاجل
مشہور جہان کمال سے ہے
ہر گھر مین اسی سے ہوتی ہے عید
ہے یوسف مصر کا گریبان
انگلی ہے یہ پنجۂ حسین کی
نعل فرس فلک یہی ہے
نقش سیمائے حور کہیے
پورا قمر کلام کر دے

یہ کان وہ کان کا ہے بالا
فانوس وہ شمع انجمن یہ
وہ چاند سپہر کا یہ سیپارہ ہے
طاق اسکو اسے چراغ کہیے
انگشت نماز دال سے ہے
اب وصف ہلال یون رقم ہے
رشک سر ناخن حسینان
ہیکلی آغوش آسمان ہے
کہتا ہے گمان وحشک یہی ہے
خاموش قلم بہت ہوا طول
اہ مطالب تمام کر دے

یہ جام ہے خط جام ہے وہ
پنجہ وہ ہے بلبل چمن یہ
یہ صفحہ کا حرف ہے وہ جدول
سینہ اسے اسکو داغ کہیے
ہے کبک اسی کی شانے قدید
ابروے خمیدہ ہے صنم ہے
ہنسلی ہے گلوے نازنین کی
کاندھے یہ لیے فلک کمان ہے
محراب مکان نور کہیے
کنتاب یہ فرع ذکر معقول
چہرہ ہے سروان مناز لہسیت

و طے کنندگان مراحل صعوبت اس راہ خارستان رنج والم گویا ے آبلہ فرسا سے طولہ جستجوے جادۂ مراد مین یون سرگردان ہین شعر مقصف شورشعار ان شیرین زبان کو رقم سیکندہ داستان ہے دلستان پشعل جادو چند میدان واریان کرکے کئی دن مصروف عیش ونشاط رہا افراسیاب نے جو سامان فرحت وانبساط اس ملعون کے واسطے مہیا کیا ہے کہ عیش خانہ سے نکلنے کو دل اسکا نہ چاہتا آخر بسر شراب خواری بدمستی حسن پرستی حاضر بعد کئی دن کے افراسیاب خدمت مین حاضر ہوا عرض کی کہ اے شہنشاہ نامدار باغی لوگ خوش ہین کہ اب شہنشاہ طبل جنگی بجوائینگے میدان کارزار مین نہ تشریف لائینگے آئندہ جیسا مزاج مبارک مین آئے مشعل اسقدر مسبوت ہوا افراسیاب کر جواب دیا بدولت سمجھے تھے دشمنون نے مصالحہ ہوگیا مہرخ وغیرہ نے اطاعت کی افراسیاب نے کہا حضور وہ ایسے سرکش ہین اگر ایک بھی باقی رہیگا جفا جان دینے کی سہیگا لیکن مصالحہ نہ کریگا صنعت نے بالکل خاتمہ کر دیا تھا قید خانے کو قیدیون سے بھر دیا تھا لیکن مصالحہ کا ذکر کبھی نہ آیا اب بھی یہی کیفیت ہے نہ انکو اپنا خوف ہے نہ عبرت ہے مشعل اسیوقت اٹھا دربار افراسیاب مین آیا تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے مغرور نے حکم دیا طبل جنگی بجے جو اسیان لشکر اسلام خبرین لیکر

چلیے دربار میں آکر حاضر ہوے دعا کی نظم

رکھیں تا ہو دو کو آتش پر اور آتش کو تر یا
گل تر تا ہو گلدان میں تری تا ہو گل تر میں
رہے نافے میں مشک اور رہے بو مشک نافہ میں
صدف میں تا ہو گوہر اور رہے تا آب گوہر میں
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہے
نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہوا

اے شہنشاہ گیتی ستان بالاستقلال آپ حفظ پروردگار حفاظت میں رہئے دشمن آپکا نمک بحرمت آسمانی کا مزا چکھے آج بعد کئی دن کے مشعل جادو بارگاہ میں آیا اسقدر بے خبر ہوا افراسیاب سے پوچھا ہے کہ لشکر مہرخ سے صلح ہو گئی افراسیاب نے کہا وہ لوگ عجز کرنیوالے نہیں ہیں تب اس ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہے کہ میدان میں آکر گرمی دکھائے آپسے مقابلے کرے نام طبل جنگی سنکر ہوش سرداروں کے اڑ گئے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا مگر ضبط کرکے ملکہ مہرخ نے فرمایا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی عنایت سے پروردگار کے طبل جنگی بجے یہاں تو دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے ہیں مثلیں خالی ہو گئیں رسالوں میں خاک اڑ رہی ہے بازاروں میں سناٹا دوکاندار حیران و پریشان جنس غم والم ارزان تاجر حیران و پریشان شام سے چراغ گل ہر خیمے میں رونے کا غل لیکن آج کی شب ملکہ بہار شمشیرزن خود بے چین و متوحش سب کو اپنے پاس بٹھا دیا مرفہ ازدواج قدیم مصاحب ندیم ملکہ بہار شمشیرزن سے فرماتی ہیں کہ ای شگوفہ آج بہت دل گھبراتا ہے نہیں معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری جب ہم طلسم اسکندریہ پر گئے تھے شاہزادہ صیقل آئینہ دار آمادہ ہوا تھا کہ ہم آپکو طلسم ہوشربا میں لیچلیں ماشاء اللہ صاحب اقبال ہیں ہمراہ انکے جاہ و جلال ہے لشکر بے جمع ہو گیا تھا ہمنے صیقل کو اشاروں سے منع بھی کیا کہ انکے سامنے ہوشربا کا ذکر نکرو مگر اسنے نہ مانا انکو آمادہ کیا تھا یقین ہے وہ چل نکلے ہوں اس خیال سے آج دل بیقرار ہے کبھی لشکر خواجہ کا خیال آتا ہے کبھی انکے ذکر سے قلب بھر آتا ہے کیا حال دل میں یہ کیفیت ہے ای شگوفہ عجب مصیبت ہے نظم

باشند زگریہ ام دل سوزان بموج آب
باشد سرم در آتش سوزان بموج آب
گردید بسکہ آب زشرم لبت عقیق
گردید بحر مردم آبی دلم در آب

این طرفہ آتشی ست کہ دارد بموج آب
زان آتشی کہ عشق تو در جان من زد است
شد غرق بحر خط تو بنای من حباب
گر زود گہر بحر صدف قطرہ گلاب

مانند شمع زآتش ہجر تو جوش اشک
گوہر شرر شود چو فتد عکس بموج آب
از جوش گریہ مردم چشمم شب فراق
شوید چو رد دی خود لعین کلبہ در آب

صدہا جادوگر اسی خدمت پر مقرر ہین لیکن قضائے کار مشعل ابھی میدان ٹھہرا ہی مبارز طلبی ابھی نہین
کرنے پایا یہان قریب اک قصبہ ہی دیلم نام جادو انکا زمیندار ہی اسکے دو بھائی اور دو بیٹے بلا زمان اتریق دم
دیکر لائے خدمت مین مشعل کے پہونچایا اس ملعون کے جسم مین تو آگ بھری ہی جس پر نگاہ ڈالی وہ
تڑپ کا پھڑک کے مرگیا دیلم چار دن سے دیوانہ وار برائے فرزندان و برادران روتا پھرتا ہی تمام قصبے
مین ہنگامہ پڑا ہی بیس ہزار جادوگر اس قصبے مین رہتے ہین یاسینکو بلاکر دیلم نے تاکید کی کہ پتہ
لگاؤ میرے دونون فرزند و دونون برادر کیا ہوئے یاسی پھرتے پھرتے جنگل مین آئے پہلے دن
ایک کا لاشہ پایا لیکن عجب حیثیت سے کہ لباس فاخرہ جسم مین جو زیور رکھو کا تھا اسکے علاوہ اور
بھی بہت سا ذوات پر آراستہ پایا وہ لاشہ اٹھا کر لائے یاکو لوگون کا قول تھا کہ زیور کیواسطے
کوئی لگا کر لیگیا اب جو حال دیکھا کہا یہ کیا معرکہ ہی کوئی طالب زیور نتھا اور زیور زیادہ موجود ہی لباس بھی
دلیا کہ شاہ شہریار سنتے ہین دوسرے دن دوسری لاش ملی آج صبحکو جنگل مین گئی دونونکے لاشے اسی
طور سے ملا ہے دیلم نے تمام گاؤنکے رئیسونکو جمع کیا کہا یارو تم سب سے فریاد کرتا ہون میری جگر کلیجے کے ٹکڑے
کسی نامنصف انصاف کرو چور کا یہ کام نہین ہزارہا روپیہ کا زیور پہنا دینا پھر کسواسطے ہلاک کیا عقل فہیم جو
لوگ تھے واسطے تحقیقات کی قریہ سے نکلے جو جو گاؤن قریب تھے وہانکے رہنے والونسے جو ملاقات ہوئی کسی
نے کہا ہمارے گاؤن سے چار غائب ہین کسی نے کہا دو کا پتہ نہین ہی تلاش کرتے کرتے آخر خبر ملی مشعل جادو
مالک چہرہ بلا مہمان افراسیاب ہوا ہی اسیکے واسطے طفلان حسین پکڑے جاتے ہین صبح ہی لاشہ جنگل مین ملا دیلم
کو یہ سب خبرین گذرین دیلم نے ایک آواز دی دیہات سی گہا جمع ہوئی ساٹھ ستر ہزار گنوار سبکا افسر دیلم اور
سب ٹھی دار سب کے سامنے دیلم نے بدعت افراسیاب ظاہر کی سبنے کہا ایسے بادشاہ کا منہ جلانا چاہیے تمام
دیہات کے لڑکے غائب ہین سب کے مرے سلے چلکر اس حرامزادے جیا کو مار ڈالو پکڑ کر اسکی بھی ذلت کی تدبیر
کرو یہی اسکی سزا ہی افراسیاب۔ بولا اس سے بھی موجود ہین اب دیہات مین غل ہوا ساٹھ ہزار زمیندار یاسیوات
کے برسے جمع ہوے تیر کمٹھے لیے ہوے دیہات سے نکلے طرف لشکر افراسیاب کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ مشعل
میدان مین کھڑا ہی چاہتا ہی کہ مبارز طلبی کرے ادھر افراسیاب قریب تخت حیرت برائے انتظام کھڑا ہوا مشعل
دیا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی گنواروں کا لشکر نصیب کرو فر گنوار ٹٹو پر سوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوے
ایک بہت یاسیونکے پر سے غبار اڑن [illegible] کہا گستاخ شہر شعلہ باز کھڑا ہی گولی چھوڑی کر بیٹھی ہی افراسیاب سمجھا تھا یہ سب

زمیندار با دولت کی مدد کو آئے ہیں ایکا یک سب طلوع کر گئے ابن مشتعل کے بیٹے گالیاں دیتے ہوئے افراسیاب
نے لکارا ارے ترکون ہم جوش محبت میں اپنے بیٹے فرزندوں کی مشتعل پر جا گرے دیلم نے جھپٹ کر
مشتعل کو نیزہ مارا کوئی گرز لیکر بڑھا پاسبانوں نے تیروں کی بوچھاڑ کی جھپٹ فوج افراسیاب
بیہوش بچے مشتعل کو شاہ دیشب کے بیٹ گئی وہ جو تھیں پا دھرے کہ بچے بیٹھے تھے بھول گئی بے ہتھیار تھیں
ہاتھ میں جانتے تھے مشتعل کس ساتھ میں وہی بات کریں افراسیاب یا بہو کا سرتاؤ ابرق دوڑے لیکن
مشتعل کو نیم بسمل کر دیا انہے قبضے جکب پڑے بیہوش ہو گیا افراسیاب بیٹے کی جھوڑ اکر لایا سرتاو ابرق
نے مشتعل کو زمین سے اٹھایا مشتعل بیہوش وہ ہوش سر پھٹا ہوا جسم تمام پارہ پارہ طلسم کا پلٹ کا
بھولا حیلہ افراسیاب نے آکر مدد کی کل زمیندار تلواریں کھینچ کر افراسیاب پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ستر ہزار
نے جو ایکر تیہ بلوہ کیا بارہ چودہ ہزار ملازمان افراسیاب بیس بائیس ہزار نامرد مار گئے دیلم زمیندار
ننگا نہ پلنگانہ لڑ رہا ہے اپنے ساتھ ساجھی ہیں ساحران نے سحر کئے جو ساحر تلوار و خنجر سے لڑے لیکن فوج
افراسیاب کی کیا تاب لا سکتے تھے مشتعل کو تو سرتاو ابرق اٹھا کر لیگئے عمرو بھی نیمچہ کھینچ کر چلا ملکہ نے
نے کہا خواجہ آپ نہ قصد کریں عمرو نے کہا ذرا تماشا دیکھیں ہائے افسوس مشتعل بچ کر نکل گیا وہ قلق ہوا
لیکن دیلم اسکا زخمی ہوا اس نے پکار کر آواز دی اے سرداران اسلام میں ناکام تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ
بیٹے پوتے دوسو خداوندان پر لعنت کی اعتقاد وحدانیت ہوا سب حق کی اطاعت کی افراسیاب ظالم
نمک حرام بد انجام باغی ارا کین ظلام نے بندگان خدا کو کس بد بختی سے تباہ کیا صدہا کمسن لڑکے غریب
بیچارے اس بیحیا کے ظلم سے حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے مشتعل بد ذات نے محل بنایا اسی طرح پروردگار
اسکی بھی شان تمنا ظلم ہوئی جو عمرو نے شاہ دیلم کسیا تھا اب کوئی دس پانچ ہزار باقی رہ گئے فوج افراسیاب
نے چشم زدن میں سب کو قتل کیا لاشے بیچاروں کے پھڑک رہے ہیں لیکن ایک یک نے جان دیدی کہ دارا خواب
گنواروں کا ٹھٹھ چلا عمرو قریب دیلم کے صورت ملا کر پہونچا دیکھا بیچارہ زخمی ہو کر گھٹنے ٹیک دیئے عشق
چلا آتا ہی عمرو نے بشکل ساحر قریب اسکے بازو تھاما کہا اے دیلم آنکھیں کھول گھبراؤ میں آ پہنچا تم ہم عیاری
تجھکو لشکر اسلام میں لیے چلتا ہوں دیلم نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا کہا اے جوان بیٹے عمرو کی تصویر دیکھی
ہے مجھکو کیوں دھوکا دیتا ہے خواجہ بیٹے کیا احسان کیا جو مجھکو بیٹی کو آزاد کیا خدا تمکو سلامت رکھے سرداران اسلام نے
یہ شخص میرا ثابت قدم ہے لیکن خواجہ عمرو سے ہماری تسلیم عرض کرنا اور کہنا اگر ہو سکے لاشہ غلام کا پائیں یہی التجا ہے لطف اسلام

غلام جدید کو دفن کرا دیجیے گا انجام بخیر ہو لیجیے دست حق پرست کو قبر پر رکھکر فاتحہ پڑھیگا یقین ہے اُس
سعادت سے نجات ہے عمرو نے اختیار رو دیے لگا تیغ افراسیاب کا خوف نکلا فوراً رنگ غم عیاری کا چہرے سے
چھوڑا اپنا جمال اصلی دکھایا دیلم متحیر ہوئے سب ہنس دیا کہ یہ سمرہ و ابرق نے دیکھا عمرو کھڑا ہوا دیلم سے باتیں
کر رہا ہے خواجہ والے اُسکے پیچھے بھاگے کچھ بھاگ گئے کچھ باقی ہیں گرد گھیرے ہوئے لڑ رہے ہیں سمرہ و ابرق نعرہ کر کے
بڑھے اس قصد سے کہ دیلم کو قتل کریں عمرو کو پکڑ لیں عمرو نے نعرہ شیرانہ کیا ہو نامردو کہاں آتے ہو یہ کہکر
چالیس حقے آتشبازی کے نکالے فتیلے دیکر پھینکے مارے سب کا منھ کالا کر کی شعلہ ہائے آتش سے جھلس گیا اس
عرصے میں عمرو نے دیلم کو اٹھا کر زنبیل میں ڈالا ساتھ والوں کو آواز دی ہاں بھاگو طرف ہمارے لشکر کے نکل چلو اب
انعام پر آٹھ ہزار جوان اسی اندھیرے میں اٹھ کھڑے ہوئے لشکر اسلام میں پہونچ گئے ملکہ مہرخ نے باعزاز سب کو ہاتھوں ہاتھ
لیا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا سمرہ و ابرق کے منھ جھلسے ہوئے بھاگے آتے ہیں عیاران عمرو نے آگ برسا دی
دیلم کو نکال لیگیا غصے میں جلا لشکر اسلام پر چڑھا چاہا حیرت نے دامن تھام لیا کہا جلکر شہنشاہ مشعل کی
خبر لیجیے گنواروں نے اسقدر مارا ہے کہ پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں فرماتے ہیں افراسیاب کو بلاؤ ایک جوان کو مردہ
کر کے لاؤ ہم اُس جسم میں اُتر جائیں روح کو راحت ہو سب گنواروں کی ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالیں مار پیٹ سے
دسھاتا تو تمام جسم دگار ہے متردد و متوحش حیران و پریشان درد سے دل بیقرار ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت
مجھے بن نہیں پڑتا اس بے حیا نے مجکو ظالم مشہور کر دیا آج تو سارے طلسم ہوشربا میں خبر ہو گئی کہ ہزارہا طفل
خوبصورت ہلاک ہوئے میاں مشعل کا روسیاہ تھکسا گیا پڑے تڑپ رہے ہیں اور بے ادب اور بے گناہ جوان
کی گردن تڑوادوں تب آنکھیں آتے نہیں پر یقین ہے تھکو جنت ہے حیرت نے کہا اندر تو چلیے نہایت بیقرار
ہیں اگر عمرو گنوار و ہندی کیا سامان کی نقصان ہے سب عمرو کی ہیں انکو او نیکے تو جکو حکم ہوگا جا کر سب مال اسباب
لوٹ لیں زراعت پامال کریں پھر کر کی ایسی حرکت کرے لا حول افراسیاب پلٹ آیا اہالیان فوج ذکر کرو لی
لیکن ہر جگہ یہی چرچے ہیں پارہ فوج شیخ و آہا بیتے بڑے بڑے ہو کے بڑے کہ آج تو طرح کی لڑائی لڑے گنواروں نے
میاں مشعل کو خوب درست کیا لوگ کہتے ہیں یہ میاں گنوار بڑے ظالم تھے میاں مشعل کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیے افراسیاب
کو جلد پہونچنا تھا کام تمام کیا ہوتا اچھا ہوا افرادہ اسی لائق تھا افسوس ہزاروں سامری کی اولاد کیا تھا اندر بات
سے جیتی آتا ہے جو افراد کو کچھ حقیقت نہیں یہ بیچارے گنواروں کے کمسن لڑکے بڑی بدعت اٹھا کے مر گئے آج جو افرادے
کو صدمہ عظیم پہونچا سنا ہے کہ پڑا ہوا ہے سہمے ہوئے گذرا ہوا افراسیاب بارگاہ میں آیا دیکھا شہنشاہ پڑے ہوئے

اُٹھنگا میں تشریف رکھینگے افراسیاب سمجھ گیا کہ روز طفلان حسین کہاں سے لاؤنگا دیکھیے کس عذاب میں پڑ کر
حلقہ یا ملل جنگی بجے اسوقت نقارہ زرنق پہ چوب پڑی ہرکاروں نے جاکر خواجہ عمرو کو خبر دی یہاں بھی نقارہ زرنی بجا
لشکر دمین پڑ سلسلہ پڑا لشکر اسلام کو تو قاآن کی پڑی ہے افراسیاب کے لشکر میں یہ غلغلی ہو کر یار و جب یہ ملعون
مارا جائیگا ہم میں سے ہر ایک کی گردن اڑائیگا افراسیاب سرد کر دیکھیے جسم میں تعویذ رکھے بیٹھا ہوا اکڑ رہا ہے اسکا گھر برباد
ہوا جورو اسکی ڈھونڈتی پھرتی ہے ایک سمک کے تو سو نیر گرتی ہے میرے شوہر کا پتہ بتاؤ ابھی اگر اسے کہدیں کہ تیرے
شوہر کو افراسیاب نے مار ڈالا تو بھی ہوائی ہو جاؤ دریا میں گھسی جائے یہنے اسکو بہلا دیا کہ شوہر تیرا علاقے پر بھیجا گیا اس لشکر میں یہ ہنگامہ
اور لشکر میں یہ قباحت دوست و دشمن نام سے مشتعل کے جلسے میں ہر ایک تھا کہ یہ ملعون جلد واصل جہنم ہو یہ جفا کش میں
گم ہو جا یہ مہر رات اسی ہنگامے میں گذری جب سحر ہوئی اور لعبت گرد مشتعل جنیار و شجاع ہمراہ لیکر تعزیہ و جاہ تخت جرخ
تجلی پہ جادو فرمایا جیسا قاعدہ قدیم لشکر میدان میں آگئے افراسیاب نے سامان کر لیا ہے مشتعل جادو منجر کر صف سے
بڑھا میدان میں آگر کہا یاد کرو خدا پرستان سبکو تماشا مرگ کی ہو صف سے نکلے لشکر سے مقابلہ کرے کل
بادولت امرا سے اٹھا یا آج اسکا بدلا لونگا طلسم بیدار بھی صف لشکر میں حاضر ہے مشتعل کو میدان میں بکھر
جلگیا بجز کہ ند شمع ور نکلے جواکہ جاکر اسکا سر کاٹ لاؤں سرداروں نے روکا کہا اے ولیم تمہارا کام نہیں ہے یہ جون بلا
روز گار ہے اسکے مقابلہ کرنا بیکار ہے لیکن جیسے ہی اپنے نیاز بہار نے طاؤس صف سے بڑھا یا بڑھ موا یار و باغ لشکر اسلام
میں خزان آئی ہر سوار جادو مرغ کی جانب کوئی قدم نہ لیتا تھا کوئی تیغ نہ کرونا تھا کوئی فعل کل کے نکس کے رنگ گیا کسی کا چہرہ
مثل گل رعنا ہو گیا نیران سبا کے چہرے مثل برگ خزان وید زرد ہو گئے شمشاد سے نمر لکھام کی حمید ہو گئی غنچہ دہن کر سحر ایک
ایک منہ دیکھتی تھی نرگس کی آنکھیں کھلی ہوئی سنبل نیرے سے شکنجہ دلی لیے ہو تن نے لباس سیاہ پہنا گلشن لشکر بہار پر
شور گریہ و زاری بلند ہر چند شہ مشتعل نے کہا ہمارا ہے نہ نا کہا اے ماہ پارہ کیونکر خوف کے مارے تو نام اپنا ملکہ ہا جادو
رکھا بدعت انتہا پر پہنچی ملکہ صرصر نے رو رو کر بہار کو رخصت کیا افراسیاب نے آج آگ پر اور انتظام کیا ہے اتنا جادو
ہو آگ کا انتظام نہ کیا کہ تو اندر آگ کے سو جو در حقیقت نا کرے گی کہ لاش بچین آگ سے نکلکر اس نے اسکا آتش میں ڈالا تا کہ یار
اسلام نے صد ہا طرح قوت آتش لا کھولو نکو مارا اس وجہ سے افراسیاب نے یہ انتظام کیا کہ اتش بار اندر آگ تمہاری
رہیگا آتش اصلی میں اسکے پاس کون پہونچ سکیگا یہاں تو یہ انتظام ہے فراق بہار میں ہر گلعذار گریبان چاک
چہروں پر نازنینان بہ جبین کے فاک سمبار جادو جب گرد فرمیدان کارزار میں آئی افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا فعل
مرغ بسمل تڑپا کلیجہ تھام لیا حیرت سے کہا اے ملکہ غضب ہو گیا کہ تمہاری بہن مقابلہ مشتعل میں آئی بچنا دشوار ہے

حیرت جادو بھی رونے لگی کہا اے شہنشاہ کیا چارہ میں نے لاکھ سمجھایا مگر بوا بہار نے ہمارا کہنا نہ مانا اب آج خاتمہ ہے ہائے ہم بادا! جان حیات جادو کو کیا جواب دینگے فرمائینگے ایسی گلعذار کو تو نے مٹایا ہماری جان پر آفت ہوگی سخت مصیبت ہوگی لیکن بہار نے مشعل سے آنکھ نہ ملائی مشعل کا دستور ہی پہلے اک سحر مختصر سا کرتا ہے گجولی جانتا ہے یہ لوگ بیشعور ہی نہیں کرتے مشعل نے ایک گولہ پھینکا بہار نے گولا کاٹا گلدستہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر نعرہ کیا او مشعل ہوشیار ہو جا اب مشعل کو آتش گل جلائیگی آہ ملبلی زار پھونک دیگی گلدستہ بہار کا چلا افراسیاب نے کہا او ملکہ حیرت غضب ہوا بہار کا سحر رنگین چلگیا مینہ تنکے جیسے اوتی گلدستہ بہار کا پھٹا پھول برسنے لگے باد صبا نے زر گل لٹانا شروع کیا غنچے چٹکے باغ سحر کے پھول کھلے زرد و سپید سبز تختہ ہائے چمن کی بن آئی نغمہ سنجان گلشن نے یہ غزل گائی

غزل

یاد اسکی گرمی صحبت بڑھاتی ہے بہار
میں تو کیا اونکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
جلوۂ لالہ رقیبوں کو دکھاتی ہے بہار
سبزۂ خوابیدہ سے مخمل بچھاتی ہے بہار
ہو خزاں میں بھی ہی جوش جنوں کیا ہو گیا
رنگ رفعت سے مری کیا رنگ لاتی ہے بہار
امتیاز و بری و دلبری ہیں فرق ہے کہ
بلبل تصویر کو کب یاد آتی ہے بہار
ابتدائے فصل ہی میں غنچے بھی کھاتے گل
عطر فتنہ میں گل نرگس بساتی ہے بہار
مجھ سوا گریہ خون زیر اپنی قسمت میں نہیں
خیر مقدم گلشن ایماں میں آتی ہے بہار

آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہے بہار
کھل چکی نرگس کہ شرمائی ہی جاتی ہے بہار
داغ کھانے پر مرے کیا داغ دکھلاتی ہے
خاک تو منع گلستاں کو خزاں بھی کیا
اب کہیں ناحق اپنے ہمکو بھی ملاتی ہے بہار
داغ اور زخم آسیں ہیں چہ لالہ گل چمن میں
ہمکو بھاتی ہے خزاں اور ہمکو بھاتی ہے بہار
میری حضرت سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہے بہار
خندۂ دیوانگی یاں بعد مردن بھی رہا
زعفراں ہی کیوں نہو مجھکو رولاتی ہے بہار
دیکھا سب نے مشعل جادو جو بیٹھے

کوہ اور صحرائے فرحت میں بھر آئی ہے بہار
دیکھکر اوسکی بہار آنکھیں چرائی ہے بہار
آمد آمد ہے چمن میں کس سمن اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اڑاتی ہے بہار
جوش گل سے یاد آتی ہیں تری بیتابیاں
فصل ہے یا آپکے عاشق کی چھاتی ہے بہار
محو حیرت تو وصال و ہجر دونوں ایک ہیں
سبزۂ بیگانہ کے قربان جاتی ہے بہار
جھنجھم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے اگتے ہیں گل آنکو ہنساتی ہے بہار
غنچہ ہائے آرزو سے جو تھی تاب کھلنے کو نہیں
لگا پھول اٹھا اٹھا کے سونگھتا تھا پڑا

اعتراض یہ ہے بہار جادو مشعل جادو سے آنکھ نہیں چار کرسکتی تاثیر انجام سحر کینہ گر ہو یہ سوچکر بہار گھبرائی دو تین گلدستے اور مارے مشعل جادو پکارتا ہوا اڑ جا اے ملکہ بہار تمھارے جمال کا مشتاق ہوں رو رو کے تڑپتا دیکھا وہ بہار گلعذار کو کہاں ڈھونڈھوں چیخیں مارتا تھا آنسو جاری پریشان حال با آہ و فغاں صفدر بار یہ غزل پڑھا

عاشقانہ پڑھتا تھا غزل

قالب ہوا خراب ترے تعابجا نہ کیا
ای دوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا
یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
دیکھین تو آج یار کریگا بہانہ کیا
آغاز گفتگو ہی سے تم ہین بیگانیان
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا
زلفون کی بھی ہوس ہی محبت سو خاک کی
خالی پڑا رہیگا یونہین آستانہ کیا
عاشق کا دل نہ دیکھ سکا تار ہین حواس
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا
خط نا تمام سائل رخصت ہو مرغ روح
لکھی نسیم نے کہ غزل عاشقانہ کیا

او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
کیا ہو گئے وہ ذوق وہ زمانہ کیا
دو دل کے شور مین ترے حسن ملیح
سمجھا ہے کوئی دوست انھین دوستانہ کیا
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات
لائیگا لیکے دام مین تمکو یہ دانہ کیا
مقتل مین ہی اجازت جاروب بعد قتل
نظارہ سوئے سینہ صد چاک شانہ کیا
دیکھا ادھر کو تونے پڑا تیر نا ادھر
قاصد سے پہلے ہو گا یہی خود روانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند
لایا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
لائق ہوئی حنائے قدم گل خرام کی
ای دوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا
یہ بے کہے وہ کہی تا ہو جالائیون سخن رد
کھینچیگا پھر عدم کیطرف آب و دانہ کیا
منظور جبہہ سائی عاشق نہین مجھے
قاتل مگر پڑھیگا نماز دوگانہ کیا
رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
استاد رنج بدرگے اڑایا نشانہ کیا
کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے

اشعار پڑھ کے مشعل کپڑے پھاڑنے لگا چاہا نخل پر سر کو مار دے اسپر کہ بہار روئے زیبا نہین دکھا سکتی تھی پھرے ہوئے سحر کر رہی ہی افراسیاب نے دیکھا مشعل سر ٹکرا کر مرجائیگا پڑھ کے افسون کیا پھول بہار کے جلنے لگی طائران زمزمہ سرا کباب ہوکر گرے وہی شعلہ بھڑک کر مشعل پر گرا اسی آگ نے پھول جلا کر اسی شعلہ نے مشعل کو ٹھنڈا کیا مشعل کو ہوش آگیا غصے مین طرف بہار کے دوڑا کلمات سخت جو کہ بہار کو ناگوار ہوا طرف افراسیاب کے بلند آواز دی ای افراسیاب یہی بے حیا مالک حجرہ بلا ہی تو نے بچا لیا ہمارا سحر مٹایا آج تجھ سے بھی آج لڑونگی دیکھا کہ گلدستہ لیکر بڑھی مشعل کود کر سامنے آیا آنکھین چار ہوئین مشعل نے ہاتھ بڑھا کر کھینچے گل عارض بہار مرجھایا سرو قد مین خم آیا سنبل زلفین عنبرین پریشان ہوئین غنچہ دہن پر مہر سکوت چشم نرگسی مین آنسو بھر آئے جام گل تشنہ شبنم سے معمور ہوا دوسری مرتبہ بہار ابھر کر گری مشعل نے روح کو قبضے مین کیا عندلیب جسم سے خبر کرلیا ملازمان افراسیاب چلے کہ لاشہ اٹھائین محمود نے بڑھکر دانہ یاقوت احمر کا مارا کنیزان بہار حدیقہ مجیدہ مین گئی سو کنیزان بہار قتل ہو چکی تھین اس عرصہ مین عمرو نے بڑھکر لاشہ بہار کا اٹھا لیا افراسیاب نے جو نشانہ چھوڑا ہوا بہار کا دیکھا کلیجہ پھٹ گیا پکار کر آواز دی لاشہ بہار لیجانے دو او نامرد پہلے لاشہ نہ اٹھایا جب عمرو لیچلا تب

فساد برپا کرتے ہو جان بچانے پر مرتے ہو افسوس ایسی مہ جبین پردۂ دنیا سے اٹھگئی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین ہائے کس سے اپنے حالات دل کہون تنہائی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تا بکے دارم نہان در سینہ عشق پاک را
تیرہ سازد دود آہم انجم افلاک را
در رہ عشق پیشہ را دیدم انگی ستمت بود
سنج میسازد بخون عاشقان فتراک را

چند دارم در جگر این آہ آتشناک را
از غم لیلی بصحرائے محبت دست شوق
دور می بخشد محبت دیدہ ادراک را

بسکہ شد از سوز عشقت آہ سردم شعلہ ریز
تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را
شہسوار عشق مخفی ہر دم از تیغ نگاہ

حسرت نے کہا اشعار پھر پڑھیگا دیکھیے یا محمور نے نشۂ محبت بہار مین جھومتا نگہبانون کو مارا اسی غصے مین مشتعل پر جا پڑین مشتعل تو بانکل گدھا ہی کچھ بھی نہین جانتا سحر محمور نہین روک سکتا دیکھیے وہ برس پڑی قتل کیا چاہتی ہی حقیقت مین بہار کا لاشہ ملکہ محمور نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھر آگیا زلفین چھوڑین عارض تو بے بل رہی ہین غصہ بھرا ابرو پرشکن دل تر وو منزل پر ہجوم لشکر رنج و محن کف منھ مین بھرا ہوا چشم حق بین سے آنسو جاری عالم بیقراری کئی سو نگہبان مارے جو لا تعداد تھے آتا دیکھتی شمشیر زنین و اہل جنم کیا لشکر افراسیاب کے ہوش اڑگئے حقیقت مین آج محمور نے اتنے عرصے مین وہ جرأت کی کہ زمین میدان کا رزار تھرا گئی ملازمان افراسیاب الامان الامان کرتے ہین ادھر ملکہ بہار پر یہ سانحہ گذرا اب محمور لڑ رہی ہی افراسیاب چہرے زیبائے محمور کو دیکھتا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی اس خیال مین کہ ہائے اب محمور بھی قتل ہوا چاہتی ہی دونون آنکھین میری پھوٹتی ہین ملکہ بہار کے مرنے سے باغ عالم مین خزان آگئی یا سامری محمور کو بچا لو ورنہ یہ بیچاری کام آجا رہیگا اس مصیبت کو دیکھکر اوسکی نشہ اوتر گیا شعل برگ بید کانپتا ہی محمور ہر مرتبہ تھرتھرکر آتی ہی پلٹ کھینچکر مشتعل پر جا پڑی نیچہ مارون کہ حرامزادے کا بھنڈارہ کھلجائے مشتعل بھی گھبرایا ہوا ہی آخر عرصے مین محمور نے کئی ساحر مارے مشتعل چاہتا ہی مجھسے آنکھ ملائے تو مین اپنا علم ظاہر کرون محمور مبہوت لڑ رہی ہی ایسا پیچ کیے زمین کانپ اسمان تھرایا جرأت محمور دیکھکر بڑے بڑے بہادر دنگ عش آیا ایکمقام پر مشتعل نے گولہ مارا ملکہ محمور جادو نے کاٹا اسمین سے ایک برق چمکی نشانہ ملکہ محمور جادو کا زخمی ہوا خانے کو کسکر باندھا ست یادہ جرأت تو ہو چکی تھی نیچہ کھینچکر مشتعل پر جا پڑی برق چمکائی مشتعل کی پلک جھپکی محمور جادو کے تیر ادہر لگے نیچہ مارا شعلہ کے دو ٹکڑے ہوئے محمور نے جھومکر آواز دی ای بہار گلعذار میں تیرے خون کا بدلہ لیا شمع حیات مشتعل کو گل کیا لیکن ہاری خود چراغ عقل گل ہی تجھ ایسا ماہتابان مہر درخشان پردۂ دنیا سے اٹھگئی لطف زندگی باقی نرہا محمور تو یہ باتین کرکے وہی ہو ہو کہ مشتعل مارا گیا اور آسمان تیرہ و تار ہوا چھپکلیان طائر مردہ ہاتھ سے گرکر مشتعل سے اڑا طائر نے چیخکارہ ملا ایک ساحر جوان کا مردہ بھی موجود تھا

افراسیاب نے طائر کو دہن ساحر مردہ سے ملا دیا وہ جوان نعرہ کرکے اٹھا منم مشعل جادو محمور جادو غم میں تھا بار
جادو کے رو رہی تھی کہ مشعل سامنے پہونچا محمور سمجھی کوئی اور جادوگر آیا آنکھ ملا کر ناکارا آنکھ ملاتا تھا کہ غضب ہوا
مشعل نے اپنے عمل قدیم کو صرف کیا محمور تھرائی دو بارہ ہاتھ ہلائے ہیں شمع حیات محمور بھی گل ہوئی لشکر ظفر اثر
میں غل ہوا افراسیاب نے جادوگرونکو اشارہ کیا ملکہ محمور تخت پر سے بھاڑ میں برق لامع کہکر گری کئی جادوگرو
لوکانا مشعل سے آنکھ ملگئی برق لامع بھی اے کہکے گری اُس بے حیا نے پلٹکر روح محمور و برق لامع
کو بھی جسم میں جانوروں کے بند کیا لاشہ محمور و برق لامع ملکہ مہرخ نے اٹھوا لیا افراسیاب چلایا تھا مشعل
نے روح کو کہیں جاتا ہو نابدولت کافی ہیں دیکھنے والے حیران کہ اتنی دیر میں دو جسم تبدیل ہوئے اب بھی کھڑا ہوا جھوم رہا
ہے جب جسم ثانی میں آتا ہے وہی جودت وہی زور وہی شور وہی قوت خستگی شکستگی بھی رفع ہوجاتی ہے روح جسم میں
آتی ہے لشکر اسلام میں تو قیامت کا ہنگامہ ہے محمور و بہار و برق لامع و چند ساحر دیگر بھی کہ جنکے نام نہیں لکھے
ساحران ناجی پر نوبت پہونچ چکی دوپہر کا وقت ہے مشعل میدان کارزار میں بھی شراب پیتا جاتا ہے ساقی بچے
موجود ہیں ہر مرتبہ لاؤ لاؤ کر رہا ہے ساقی بچے نے بڑھکر جام دیا یا ساغری کہکر لی گیا جھومنے لگتا ہے یہ ضرور کہتا ہے
ہائے شراب تلخی نہیں لطف شراب نہیں ملتا افراسیاب کے ہوش اڑتے ہیں کہ کہاں سے شراب منگاؤں اس بدمست
کو کہاں تک بلاؤں کہیں جلد اسکو مہلت ملے لڑائی فتح ہوجائے کسی قریہ میں اسکو بھیجدوں اب طفلان حسین بھی نہیں
ملتے ظالم مشہور ہوا رعایا بگڑی جاتی ہے اہالیان نوجکو رنج و ملال دیکھیے انجام کیا ہو لیکن مشعل بھیا و جاجا جام پیکر
میدان کارزار میں مشعل شعلہ جوالہ بنکر آواز دی اب کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آتا بڑے بڑے ساحر کیا ہوئے کہاں جا کر چھپے
جرات نہیں دکھاؤ یہاں لشکر میں کسی کے ہوش نہیں درست لاشے لاکر ان شاہزادیوں کے جو رکھے کنیزیں ماہجبین
بال بکھیرے پیٹتی ہوئی رو رہی ہیں ہر ایک کی یہی زبان پر ہے کاش ہمکو موت آتی ان شاہزادیوں کو اس حال پر ملال میں نہ
دیکھتے ملکہ مہرخ پچھاڑیں کھا رہی ہے پکار رہی ہے کہ اے شاہزادیو اے ثابت قدمان کوے محبت تمنے ہمسے پیشتر جان دیکر
میں خاتمہ سالار تھی پہلے ملک عدم میں پہونچی تمہارے لیے سامان خیمہ و بارگاہ مہیا کرتی دنیا میں خدمتگزار رہی
منزل عدم میں ساتھ نہ چھوٹتی یکایک ہرکارہ ہوا مصاحبوں نے بڑھکر کہا حضور مشعل جادو مبارز طلبی کرتا ہے لڑنے کو پکارتا ہے
ملکہ مہرخ نے حیران ہوکر سر اٹھایا ایک کہا اس سے کہیں کہ میں جا کر ملعون کو جواب دیتی ہوں میں محمور
و بہار کا ساتھ نہ چھوڑونگی انکی محبت سے منھ نہ موڑونگی استادان سخن نے تحریر کیا ہے سو سرداران زبردست پر یہ
سانحہ مصیبت گذر چکا اب کون ہے جو جاکر جواب دے ملکہ مہرخ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ میں ان سے

رخصت ہوئیں انہی نور نظر مہ جبین الماس پوش کے واسطے سفارش کیونکر کرتے بلکہ آپ انکو بھی ترغیب دیا کرتے ان کے بدلے
خدا مہ جبین و اسد کو زنبیل میں ڈال دیں طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے جائیں اب بیان انکا
ٹھیرنا مناسب نہیں ہر چہار طرف ڈھونڈھتے خواجہ عمرو کو بلایا ضرغام نے کہا خیر جب تشریف لائیں ہمارے ہم
کہہ دینا وہ بھی کسی کام میں ہونگے حقیقت میں وائے بر حال عمرو ایک سر ہزار سودا کس کس کا نگو دیکھیں کسی کار ضروری
میں مصروف ہونگے یہ کہتی ہوئی ملکہ قلب لشکر میں آئیں یہاں شغال بلبلا رہا ہے افراسیاب نے آتش رجا دو کو آتش
آتش اصلی میں مقرر کیا ہے کہ تو آگ میں کھڑا رہنا جو سردار مارا جائیگا میں خود لاشہ بیکر کجھیں و دونگا یہ
فوراً آگ میں ڈالدینا میرے سامنے تو کسی کی مکاری عیاری نہ چلیگی یہ جملہ واسطے سمجھنے ناظرین کے تحریر ہوا یعنی
شغال جو بلبلایا لشکر اسلام پر نعرہ مارا جادو ر طلبی کی ملکہ مہرخ نے قصد کیا چاہو بشغال سے مقابلہ کریں تمام سردار قدموں
سے لپٹ گئے کہا ای ملکہ عالم گر تمہاری آفتاب حیات پر زوال آیا پھر لشکر نہ رک سکیگا ملکہ نے کہا اب مجھے نہ روکو تم سب
پر نثار ہو جاؤں جا ہتی تھیں ملکہ مہرخ کہ سرتاران نامدار سے دامن چھوڑائیں شغال نا ہنجار پر جا پڑیں کہ آسمان پر برق
چمکی سنے دیکھا آفتاب آسمان حسن و جمال صاحب جاہ و جلال صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زریں
بال پر سوار راہ میں جو حالات بربادی لشکر اسلام سنے ہیں آنکھوں سے اشک گوہر رشک جاری ہیں پھول سے عارض
کمھلائے ہوئے چہرہ غصہ سے لال ابرو رشک ہلال آنکھیں مخمور دیدہ غزال قد دلجو سرو لب جو نے یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر
اسلام میں قیامت برپا ہے کوئی نام بہار لیکر روتا ہے کسی کی زبان پر نام مخمور کوئی واسطے برق لامع کی تڑپ رہا ہے ملکہ مہرخ
کو تمام سردار لپٹے ہوئے ہیں کہ ای سرپرست ای بادشاہ عالیجاہ ہمارے لشکر کا انتظام آپکے دم سے ہے اس لشکر میں
برکت آپکے قدم سے ہے ہم آپکو میدان کارزار میں نہ جانے دینگے ہم پہلے سب نثار ہولیں تب حضور کو اختیار ہے ملکہ
مہرخ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہیں نظم

ستم زدہ دلم چو ہمدم و دو جا زنالہ دگر دید
بچرخ آید و دولاب نالہ دگر دید
دلم از آن خرہ فوارہ وار گشت سنگ
بغیر ابر کہ او بر مزار نالہ دگر دید
عجب مدار بچندین جفا و جور کہ دارد
بہ پیش حاکم روز شمار نالہ دگر دید

ستم رسیدہ بر جگر زنالہ دگر دید
سحر و آئینہ یادت بہ بیند او رخ خود را
عجب مدار کہ چون آبشار نالہ دگر دید
بسینہ خون شدہ از ضبط آہ دگر دلیدا
ز دست ظلم تو گر روزگار نالہ دگر دید
تو خندہ بیشتر ز آب دست ہجران الم

مدام این دل سرگشتہ گرد آن غضب
چو سر باش بہ شبہای تار نالہ دگر دید
کہ چشم تر کند از نغمہ ای چو بلبل بکسی
اجازتی کہ دل بیقرار نالہ دگر دید
بکن تو جور بجوری کہ بیدلی ز جفا ایست
[illegible] از درد [illegible] نالہ دگر دید

خیاں بکمین کہ زدست جفا و جور تو سودا ۔ زدود شہر تو در ہر دیار نالہ دگر بیہ ۔ اسطرح ملکہ مہرخ بیاکے ہی ہین کہ کلیجہ ٹکڑا
ہوتا ہے مہرخ کے رونے پر تمام لشکر روتا ہے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے ملکہ بران شمشیرزن کو آتے دیکھا آواز دی اے
نور نظر اے پارۂ جگر کوکب نامور برائے خدا حرف میدان کارزار کے کہو ہم تک آؤ ملکہ بران نے یہ جواب دیا حضور کلام مصیبت
انجام سننے کی قلب مین طاقت نہین ہے بس کنیز رخصت ہوتی ہے مین سب حال سن چکی اب مجھسے صبر نہو سکیگا یہ کہکر
ملکہ بران طرف مشعل کے چلین لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہوا بران آپہونچی افراسیاب دیکھکر شاد ہوا کہا لو
ملکہ حیرت اب طلسم نور افشان پر آفت آئی بران واسطے مقابلے کے آگئی اسکا لاشہ مین خود ساتھ جا کر آگ
مین پھینکواؤنگا یہ کہکر افراسیاب آمادہ ہوا ایک جادوگرنی کو اپنے پاس کھڑا کرلیا اور یہ کہا کہ اے ساحرہ لاشہ
بران کا تو اٹھانا بدولت کیون ہاتھ لگائین مگر ملکہ بران شمشیرزن طاؤس سے کود کر سامنے مشعل جادو کے
پہونچین للکارا او بے حیا بڑی بدعتین کرچکا اب تیری قضا آئی یہ کہکر طرف مشعل کے چلین مشعل نے گولہ مارا بران نے
رد کیا مرواریہ جوڑے سے نکالکر کھینچ مارا سینہ پر مشعل کے پڑا لیکن یہ بھی ملحوظ رہے جب ملکہ بران مقابلہ مشعل
مین پہونچین مہرخ نے آواز دی اے بران اگر ہمارا کہنا نہین مانتی خبردار اس ملعون سے آنکھ چار نکرنا وہی بران
نے کیا منھ پھیر کر اختر مرواریہ مار دیا سینہ پر کتیہ مشعل پر پڑا توڑکر سینہ پر کینہ کو پار گذرا ملکہ بران شمشیرزن
نے جھوٹکر اپنا اختر لیا مثل برق آسمان پر چمکین نعرہ کیا وہ ملا ملکہ بران شمشیرزن نے بلندی پر جاکر اپنے کو آراستہ کرنے
لگی کہ کوئی عضو جسم کا نکھلجائے خدانخواستہ نامحرم کی نگاہ پڑے یہان افراسیاب جادو نے جو دیکھا کہ مشعل
زمین پر گرا افراسیاب نے فارمرد ہین سمجھ گیا اُس طلسم کو افشان کے مرنیکے دہنے ملا دیا مشعل نے نعرہ کیا منم شہنشاہ
مشعل جادو ملکہ بران جانتی تھین اب لشکر اسلام مین جا رہون کہ نعرہ مشعل کی آواز آئی پھر جھپٹ کر جا پڑین
استادان سخن نے تحریر فرمایا ہے کہ تین مرتبہ ملکہ بران نے مشعل کو اختر مرواریہ سے مارا چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوگئی
مقام انصاف ہے کہ جس سے مقابلہ کرے اُس سے آنکھ نہ بچا کر چار ہنو آخر چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوگئی بیکار ہوئین
لہرا کر زمین پر گرین مشعل نے روح بران کو اک طوطی بنا کر بال کے جسم مین بند کرلیا افراسیاب جھپٹ کر قریب
لاشہ بران آیا چند سنگریزے ہاتھ مین لیے طرف لشکر ملکہ مہرخ کے نعرہ کیا خبردار جو کسی نے قدم بڑھایا آتش قہر و
غضب مین پھونکدونگا کوئی آگے نہ بڑھ سکا اُس ساحرہ سے افراسیاب نے کہا لاشہ اٹھا لے ساحرہ آگئی چلی افراسیاب
ساتھ ساتھ تیغ کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا خبردار جو کوئی بدولت کے قریب آئیگا مارا جائیگا اپنا بیگانہ کوئی
قریب آئی اب حال لاک دبرق جانسوز و مہر و ظلم و قمر و تسران دور سے دیکھ رہی ہین افراسیاب کے سامنے کون جائے

گرنے دیا مشعل کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس آسمان پر چمکی افراسیاب نے دوڑ کر بطور رد کو. زندہ کیا نعرہ ہوا نعم مشعل
جادو مجلس گھبرا گئی لکھا ہی پانچ مرتبہ مجلس نے مشعل کو مارا جب گری دو ٹکڑے کیا چھٹی مرتبہ آنکھ لگی مجلس
لہرا کر گری افراسیاب نے آواز دی لاشہ اسکا لیا اک ساحر جھپٹا دوسرے نے کہا بھائی مین بھی آیا افراسیاب
سمجھا دونون میرے ملازم ہین اول والا جب قریب لاشہ مجلس پہونچا چاہا لاشہ اٹھالے دوسرے نے قریب آ کر
خنجر مارا نعرہ کیا منم حتر برق فرنگی مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہوا اس تاریکی مین برق لاشہ مجلس کو لے بھاگا جوشت
لشکر مین پہونچا سنبے لاشہ مجلس کو بھی دیکھا جلسہ ساحران درہم و برہم اہالیان لشکر بھاگنے لگے اب سکو یقین کامل ہوا کہ
مشعل کے ہاتھ سے نہ بچیگا مشعل تو طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اہل اسلام خاک اوڑاتے ہوئے اپنی بارگاہ مین لاشہ مجلس و برق
لائے شاہزادیون نے شور گریہ و زاری کیا ہر کس چاہتا ہی اپنی جان دیدے ان چاند کے ٹکڑون پر اپنے کو نثار کرین.
لیکن ملحوظ خاطر سامعین ہو جو وقت بلال شمشیرزن ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہوئین صدہا طائر گوشہ صحرا سے
پیدا ہوئے پرون سے سر پیٹتے ہوئے طرف طلسم نورافشان کے چلے جبدن سے یہ مشعل لڑنے آیا نورافشان جادو استاد
کوکب روشن ضمیر آٹھ پہر پیچ و تاب کرتا ہی تدبیرین سوچتا ہی کہ کیونکر مشعل کے ہاتھ سے اہل اسلام کو بچاؤن اسی فکر
مین کہین گیا ہی لیکن آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نورافشان انکا حال اکثر تحریر کیا ہے
یہ کسی شاہ کی بیٹیان ہین نورافشان نے انکو بفرزندی پرورش کیا حسن و جمال کا بھی انکے ذکر کر چکا ہون کہ ہر وقت
اس کوچہ مین عاشقون کا مجمع رہتے ہین بہت سے عاشقون نے تڑپ تڑپ کے جان دی سامنے قصر نورافشان کے مزار
عشاقان آراستہ ہین چالیس قبرین عاشقون کی اداسی آئینہ پرس ہی ہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کشتہ ہائے
حسرت و یاس کی قبرین ہین عود و سوز روشن دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا اٹھتا ہی صاف روشن ہے کہ
عاشقان زلف مسلسل کے مزار ہین چادرین پھولون کی قبر پر پڑی ہین ہر چند کہ پھول نہ کھلنے پائے غنچہ
آرزو شگفتہ نہوئے شاخ تمنا خشک ہوئی بار غم و الم سر پر لیکر باغ دنیا سے اٹھے جوانی سے پھل نہ پایا کسی جگہ
عاشق تن رہو تی رسائے بیٹھے ہین کہین آہ کہین واہ لیکن دونون شاہزادیان قصر نورافشان پر جلوہ فرما ہین
گرد کنیزان زرین پوش دونون بیٹھی آپس مین ذکر کر رہی ہین آجکل ہمارے قبلہ و کعبہ بڑے تردد مین ہین کل
شب کو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا ہمنے جو پوچھا تو یہ جواب دیا اے نور نظر آجکل مشعل جادو مالک مجرہ
بلائے اصل خروج کرکے آگیا اہل اسلام سے مقابلے پڑے ہین ہر چند کہ وہ ساحر زبردست نہین ہی
لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ مر کر زندہ ہوتا ہی مصیبت لشکر اسلام پر مسلط رہتا ہی آج بھی

صبح سے کہین تشریف لے گئے ہین ہلال نے جواب دیا ہوا اسوقت مین اہل اسلام کا ساتھ دین لڑین مرین ہمارے قبلہ و کعبہ کا نام روشن ہو اتنے ہمارے قبلہ و کعبہ نے لشکر کشی نہ کی شرم کی بات ہی کہ اسوقت مین طلسم کشا کی مدد نہ کرین مہین معلوم ہمارے سرور قلب کوکب و شفقیہ ملکہ بران شمشیر زن کس مقام پر ہین یا یقیناً حج وہ مزور گئے ہونگے انکو اہل اسلام کا بڑا خیال ہی ارے خبر تو منگواؤ کچھ کنیزین جائین اپنی آنکھون سے کل کیفیت دیکھ آئین یہ کلام ناتمام تھا دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوئے آتے ہین منقارین کھلی ہوئی ہین ہائے ہیہات وافسوس بلند صاف ظاہر ہی کہ کسی کے سوگ مین ہین ہلال نے کہا لو بہن خدا خیر کرے طائرون کو دیکھ کر ہوش اُڑے اور طائر تو منتشر ہوگئے ایک طائر قریب قصر نور افشانی لہرایا ہلال نے اشارہ کیا طائر ہاتھ پر آبیٹھا ہلال نے پشت پر طائر کے ہاتھ پھیرا پوچھا ای طائر خیر تو ہی کیون آنکھون سے آنسو جاری ہین طائر سر پیٹنے لگا کہا ای ملکہ عالم ملکہ بران و محلیس جادو و مہار و مخمور وغیرہ ہاتھ سے مشعل کے سیاہ گلشن جہان ہو ہین ہمیشہ بران بیکر نکلے ہین سر پیٹتے پھرتے ہین اب خدمتی کوکب کی جائینگے یہ خبر وحشت اثر سنائینگے یہ کہکر طائر چلا گیا ہلاک نے بھی طائر کے صدا ہے ہیہات وافسوس آئی دونون شاہزادیان سر پیٹتی ہوئی طاؤس فاف نشین پال پر سوار ہوئین کنیزون سے کہا قبلہ و کعبہ سے کہہ دینا کہ اپنی کنیزین برائے ملاقات بران گئی ہین اب جیتے نہ ملاقات سمجھیے تا عدم مین ملاقات ہوگی اگر تامل کرین حضور کے واسطے بدنامی ہی یہ کہکر اول آفتاب گوہر دندان تڑپ کے آسمان مین ڈوبی طرف لشکر اسلام کے چلی عقب مین اپنی بہن کے ملکہ ہلال گوہر دندان بھی روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مشعل جادو و آمد آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان و عیاری خواجہ عمرو لائق ملاحظہ ناظرین و الا تمکین یہ بیان ہوتے ہین

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے
کس جرح عقدے کھلین قاتل تری کیا ریکے
نیچے دیکھے نہین اس بار کے اس دھار کے
تیغ مین جوہر کہان اس ابرو خمدار کے

زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے
تار گیسو کھلتے ہین عنبر تاتار کے
وصل کی شب مین مزے ہین مصر کی بازار کے
ڈال دیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے

بوی یوسف آنے لگتی ہی گلون ہار کے

اب بھلا کیا ہون تقاضے آتشین رخسار کے
ہوگئے عشق چاہنے والے جمال یار کے

ڈوبے نکلے نہ آخر خاطر بیمار سے — رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے

مار ڈالا اک ہی پیکر نے جھپٹ مار کے

کس قدر عاشق ہیں یارب اس بت عیار کے — چار سو رہتے ہیں نالے کافر و دیندار کے
ٹکٹکی باندھے ہوئے سب لوگ ہیں بازار کے — حلقۂ چشم پری روزن ہیں قصر یار کے

ہیں پڑے اسیر جب بیٹھے سائے میں دیوار کے

کیسے شانے فتنہ ہیں تیرے قد کے اور رفتار کے — قبر بھی مر کر ملے پیچھے تری دیوار کے
گر میسر ہوں تو نظارے ترے رخسار کے — گوش افسانے سنے جو تجھ سے خوش گفتار کے

آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

شہر میں شہرے ہیں اس بت حسن آثار کے — تار چلمن کے ہیں ڈورے چشم آفت کار کے
حور کی آنکھوں کے پردے پردے ہیں زنار کے — حلقۂ چشم پری روزن ہیں قصر یار کے

ہیں پڑے اسیر جو بیٹھے سائے میں دیوار کے

دھیان میں گھلتا ہوں اسکے چاند سے رخسار کے — چاندنی کے پھول ہیں یا زخم جسم زار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل میں نعرے مار کے — دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں زلف یار کے

ہم بیٹھے اٹھے تو بیٹھے سائے میں دیوار کے

قد ہے تا حشر بلا زلف شبگون ہو دراز — اک جہاں ہے آپکا شیدا ہے حسن سحر ساز
کب معشوق رہا ہے عاشقوں سے ہو چکے انداز و ناز — فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز

گل بھی سبزے کی طرح پامال ہیں رفتار کے

ہمسری ہے سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہیں — یار کو دعوی اگر گل اتنا ہی کا بھی بجا نہیں
تو نہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں — لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں

سرو بھی ہیں بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار — عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کا
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار — چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھکرا کے

پامال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق
جسم و جان و قلب و جگر ہیں تابع فرمان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
دیکھیے کس سمت کو بھجواتے ہیں سلطان عشق

کوہ و صحرا و دریا طے کر گئے
میں اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوسہ زلف تابدار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ رشک نگار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبزہ یار

خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کہیے سا تون ستاروں کو سپند
گورا چہرہ روشنی میں چاند سے بھی ہے دو چند
نور کے سانچے میں ڈھالا ہے خدا نے بند بند
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند

مرے کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

حسن کے مذہب میں فرض پنجگانہ عشق ہے
اور لوگوں کو یہ انداز زمانہ عشق ہے
عارضی الفت نہیں یہ والہانہ عشق ہے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے

لن ترانی نے ہو سا ہے ہوں دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہاکے پر کے ہوں
یا مرصع کار کے ہوں یا کسی زرگر کے ہوں
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہوں
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہوں

تیرے جلنے میں وہ جو یا ہیں ترچھی تار کے

خندہ زن رہتے ہیں چشم نم سے کچھ مطلب نہیں
عیش پر مرتے ہیں رنج و غم سے کچھ مطلب نہیں
کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہیں
کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہیں

مشتری یوسف کے ہیں خواہاں نہیں بازار کے

تونہیا کیے ہیں تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل لگوں کے چھپان اڑائے ہیں شرہ نے بارہا
منہ کو شرما کر چھپایا پھر دوپٹہ نے بارہا
باغ میں پی ہے شراب اس کچکلا نے بارہا

جیب پھر طرے اکثر کیے ہیں لالے کی دستار کے

بیا اے خرد مند شیریں کلام
بیا اے سراقم حیرت طرازی
بیا اے ہنر مند فرخندہ فام
کجا بودی بیا اے مقصد پرواز
بیا اے منشی عبرت فرازی
بیا اے جان من اے شوخ و طناز

قہر مضمون نو دمساز سازم	بہین این قصہ را آغاز سازم	گل باغ مضامین بو نمایم
سوے گلزار مطلب رہ نمایم	ہمین پیرایہ این شیرین حکایت	نوید تازہ حرف شکایت

لشکر ظفر اثر مین ملکہ مہرخ کے تلاطم برپا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام عمرو دیوانہ وار وحشی نہال مارا مارا پھرتا ہی کبھی لشکر افراسیاب مین جاتا ہی کبھی سر پہ خاک اڑاتا ہی کبھی سوچتا ہی کہ ہاے فلک کجرفتار گردون غدار نے کیا رنگ دکھایا خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر لشکر مین امیر حمزہ کے پہونچگی وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ شعلہ مہجوری فراق نصیب معشوق سے دور رنج و الم سے قریب خانہ اندوہ والم کا مہمان شاہزادہ ایرج نوجوان سن نے فوراً اپنے کو ہلاک کرے یا جب کوکب کو یہ خبر پہونچیگی یقین ہی گلا کاٹ کے مر جائیگا مین کیا اسکو روسیاہ دکھاؤن کیونکر سامنے جاؤن یہ گمان نہ تھا کہ مشتعل یہ دلسوزی کریگا ایسی ایسی نازنینان مہ جبین کو جلا دیگا ہمارا کچھ زور نہ چلیگا یہان تو یہ قیامت برپا ہی افراسیاب کے لشکر مین سامان عیش و نشاط لشکر اسلام مین صدا رونے کی ہر ایک گریان و نالان سامان بیقراری و اشکباری وہان جشن کی تیاری آج افراسیاب اپنے کو بھولا ہوا مشتعل آکر خوشی سے تخت پر بیٹھا دو چار طفلان خوبصورت جابجا سے ممکن کیے خدمت مین اس مردود ازلی کے حاضر ہوئے لیکن لرزان و ترسان صورت بد کو اس بچیا کی دیکھتے ہین منہہ سے ڈر کے مارے نہین بول سکتے شرابخواری کر رہا ہی کہتا ہی اے افراسیاب عمدہ شراب منگوا بدولت کو نشہ نہین ہوتا جلد تر پھیر کر اگر شراب عمدہ نہ ملیگی بدولت اور اقلیم مین چلے جائینگے افراسیاب نے کہا مین نے میخانے درست کرائے بڑے بڑے کارگذار ملازم برائے انتظام مین اپنی ذات سے موجود ہون یہ حضور پر واضح ہی کہ مین نے کلیجے پر اپنے چھری پھیر نا گوارا کری مخمور و بہار جادو کا غم سہا زبان سے کچھ نہ کہا آج طبیعت بہت خوش ہی چراغ طلسم نور افشان گل ہوا ایرج نے بہت ستایا تھا دریاے خونزدن تک کیا پل پڑا دان تو بڑے بڑے ملک تباہ کیے اب دیکھیے میان کوکب کیا کرتے ہین مگر اب میدان کارزار مین بہت ہوشیار رہنا مناسب ہی گمان غالب ہی کہ خود کوکب میدان کارزار مین آئے آپ سے مقابلہ کرے ایسی صاحب شوکت بیٹی اسکی قتل ہوئی طلسم نور افشان کی رونق ہی ہی مشتعل نے جواب دیا اے افراسیاب وہ کیا ہی اگر وہ نہ آئیگا مین خود طلسم نور افشان مین گھس جاؤنگا شل نقش قدم اس تاجدار کو مٹا دونگا بلکہ نامہ لکھ کے روانہ کر دے کہ اے کوکب

تمھاری بیٹی کو سنایا اب تمھارا بھی وعدہ برابر آیا اُدھر تک طلسم نور افشان مین چھپ گئے میدان کارزار
مین آؤ کچھ شعبدہ سحر سازی دکھاؤ افراسیاب نے کہا میرے نکلنے پر کیا موقوف وہ آج پھر اسی فکر مین
مصروف ہی فوراً آئیگا خبر اسکو پہونچیگی پر ان کا مرنا ایسا ہی نہین طلسم نور افشان کھڑا ہی ہوگی طائران
سحر نے کوکب کو خبر پہونچائی ہوگی جب یہ ان گرتی تھی چند ساحر گوشہ صحرا سے پیدا ہوے باجازت
خود دیکھا سر پیٹتے ہوے چار جانب گئے چند امین سے قصر جمشیدی پر گئے ہونگے کوکب کو خبر پہونچی
ہوگی اب تامل بیکار ہی اگر حکم ہو طبل جنگی بجواؤن مشعل نے اشارہ کیا تامل نہ کرو طبل جنگی بجواؤ نقارہ
رزمی پر چوب پڑی زمین تھرا گئی ہرکارے بھاگے بارگاہ مہرخ مین روتے پیٹتے آئے بیان سب گریان
ونالان ہرکارون نے ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی نظم

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو	نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو		
طریق رہبری مین خضر ہو جبتک ہدایت مین	سہارا ہوئے تا بحر غرق الیاس کا دامن	دیگر	
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جنان مسکن	مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن		

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان آج تو افراسیاب خانہ خراب اپنے جامے سے باہر ہی بڑی خوشیان کر رہا ہی مشعل
نے پھر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ پھر معرکہ آراے نبرد ہو مہرخ نے سنکر سر جھکا لیا طرف عمرو کے
دیکھا عمرو نے کہا ساعتہ مایوسی کرے کہ خیر بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارہ لشکر بجا
ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری یہ وقت سحر ہمکو کلام کرنے کی مہلت نہ ملیگی چار پہر
کی فرصت ہی آپ جلد اسد و مہ جبین کو زنبیل مین چھپا لین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین مشعل
کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا اگر لاشے اوٹھا کر رکھے جتنے اسکا انجام کیا ردمین سب کی آنکھ کے قبضے مین عقاب
جادو ساحر زبردست قفس ہاے آہنی کو لیے اک بارگاہ مین بیٹھا ہی اگر ہم اُن طائرون کو پا جائین تو
کیا کرین ہم اس عمل سے نہین آگاہ ہین کہ روحون کو جسم مین داخل کرین پس ہمارے نزدیک اب امور آپ
بیکار ہین ملکہ آج کی شب یہ سعادت حاصل کیجیے ان بیچارے کشتگان حسرت و یاس کو گوشہ قبر مین
دفن کیجیے فاتحہ بغیر تو پڑھ لین ہماری تقدیر مین یہ بھی نہین ہی کہ کوئی ہمین دفن کریگا کون فاتحہ خیر پڑھیگا

لاشے زمین مین پڑے رہنگے خفاے صحرا سہنگے ان باتون پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو
نے ضبط کرکے جواب دیا اے ملکہ مہرخ صاف تو یہ ہے مین اسد سے تم سبکو بہتر جانتا ہون بندگان حضرت
غریب الوطن گرفتار محبس رنج و محن جو کچھ جسپر پڑیگی جھیلیگا تم سبھون کی صلاح سے اسد کو چھپایا جو
اسکے مزاج مین آئیگا وہ کرینگے ہم کل تمھارے ساتھ میدان کارزار مین مرینگے علاوہ ازین اسد
غازی جانا قبول نہین کریگا جو وقت ہوشیار ہوگا اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگا نہ گھبراؤ وہ حافظ حقیقی مالک
حقیقی مسبب الاسباب ہے کوئی سبب پیدا کریگا کل دیکھ لینا یا ہمنے مشعل کو مارا یا ہماری بھی اسکے ہاتھ سے ہوتا
ہے لطف زندگی دل سے فوت ہے مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کو کسی کس نے نہین مارا لیکن انجام کیا ہو اتنی مدت
کا زبرا افراسیاب کا مرگیا تیر و تلوار بالکل بیکار اگر وہ بچا زخمی ہوا اور جسم مین اوتر گیا کوئی کیا تدبیر کرے
جو مین نے عرض کیا بس اب وہی انتظام کیجئے ہم کل لڑینگے مرینگے اب جو سرداران نامی و جان نثاران
گرامی موجود ہین انکا غم و الم نہ دیکھین گے عمرو نے کہا اے ملکہ وہ مسبب الاسباب ہے زبان سے کہنا بیکار ہے
جو کچھ ہوگا دیکھ لینا دیو اور دہم گوش وارد یہ کہکر عمرو نے چالاک و برق کو بلایا کچھ آپس مین گفتگو
ہوئی سردارون مین بھی صلاح ہورہی ہے سحر آراستہ کررہے ہین ناگاہ انجمن انجم مین آثار انتشار ظاہر ہوئے
شمعہاے ثابت و سیارگان پر زردی آئی رنگ روے ماہتابان فق ہوا محفل چرخ نور پر ہم ہوئی ضیاے
ماہ کامل کم ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل مہر عالم افروز لیکر مشرق سے برآمد ہوا طائران صحرا آشیانون
سے نکلکر حمد مین اپنے معبود کی مصروف ہوے نسیم سحری اٹکھیلیان کرنے لگی دم محبت باغبان قضا و قدر کا
بھرنے لگی گلون نے آب شبنم سے منہ دھویا طفلان غنچہ نے بھی زبان کھولی شاخین بار اثمار سے نہال
فرط خوشی سے ہر گل کا چہرہ لال زر گل سے سبز بختان چمن مالامال نرگس شہلا کو دیدہ بازی مین کمال سنبل نے
گیسوان عنبرین کو سنوارا سوسن نے دہان کھولی گلچین و باغبان کو للکارا ہواے سبز عیسی دم مسیح نفس
چل رہی ہے عندلیبان خوشنوا چہچہے زن رنگین مزاجی سمن یاسمن کی ناگاہ صیاد باغ پر بہار افق مشعل
نابکار خواب خرگوشی سے بیدار ہوا مست شراب نخوت خبیث طینت میمون خصلت افراسیاب خانہ خراب واسطے
سلام کے آیا دیکھا مشعل نشے مین شراب کے چور ہے لاشہاے طفلان حسین فرش پر پڑے ہوے چند ملازم
بچیا کئے گرد حاضر ہین افراسیاب کی آنکھون مین خون اتر آیا لڑکون کے لاشے دیکھکر گھبرایا عرض کی
اے شہنشاہ مشعل اس بدعت کو موقوف کیجئے ورنہ میری عملداری مین خلل آجائیگا ہر شہر و دیار مین ظالم مشہور

ہوا الامان خوف بھی بہم ہین ایک سردار کے ہاتھ سے آپ چار چار مرتبہ قتل ہوتے ہین جسا بندہ سامری کو پکڑ
کے گردن مڑوڑتا ہون اُسکے عزیز بیقرار ہوکر روتے ہین یقین ہو میرے دامن گیر ہونت یہ سنکر مشعل شل
شعلۂ جوالہ بھڑکا کہا کیون افراسیاب کیا ابدولت نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم کو حجر سے
نکالو تونے یہ اعزاز و اکرام کیا اپنے معشوق کا خون پلایا او جلاد تجھکو رحم نہ آیا ابدولت کو ظالم بتاتا ہی ابدولت
ابھی چلے جائینگے ان دونون خاطرون مین اگر فرق پڑیگا بہت بری طرح پیش آئینگے افراسیاب تڑاکر
بیرون بارگاہ آیا مشعل کے سوار ہونے کی تیاری ہوئی افراسیاب غصے مین خاموش شل بہ اہی ملکہ
حیرت جادو بارگاہ سے برآمد ہوئین گرد مصاحبان و دمساز کنیزان ہمراہ حیرت نے دیکھا شہنشاہ خاموش
کھڑے ہین پوچھا کیون حضور کیسا مزاج ہی آج حضور کیون خاموش ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ کیا کہون
کس عذاب مین ہون مشعل عجب طرحکا جھیا ہی لا تیرے طفلان خوبصورت کہان چھپاؤن ہر دیہات
و قریات والے ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ مزدور اپنی ہی کہتا ہی کہ اگر طفلان خوبصورت نہ ملینگے ابدولت
قیامت برپا کرینگے کیا کہون حرامزادے کو چیر کر پھینکدونگا سامری کی مصاحبت بھلادونگا ابدولت سے ایسا
کلمہ کہا بغیرت ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ حضور کے خوف سے کچھ کہہ نہین سکتی آپ کے ملک مین بند رہو گیا
سب انکو برا جانتے ہین یہ بدعت طفلان حسین ایسی مشہور ہوئی کہ ہر کس اعتراض کرنے لگا افراسیاب
نے کہا دیکھئے کیا ہوتا ہی سحر مین ایسا کم ہی جو سردار آیا اُسنے مارلیا ابدولت صیدا مین مشقت کرتے کرتے تھک
جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا مشعل برآمد ہوا تخت پر سوار طفلان حسین ہین دیبار شراب کے قرابے رکھے
ہوئے میخواری مین معروف تمام لشکر تیار ہوا جب نے مشعل کو دیکھا گالیان دینے لگا آپس مین کہتے ہین یا
سامری جمشید اس بلا کو ہمارے سر سے دفع کرو آپس مین کہتے ہین یارو لڑائی مین اگر اہل اسلام کے
ہاتھ سے قتل ہوتے تھے اسکا افسوس کیا یہ گردن مڑوڑی جانا بہت شاق ہوتا ہی دیکھو مردے ساتھ
ہین ہمارے ہی لشکر کے جوانان جنگجو ہین لشکر مین تہلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا خوف اُدہر بوقت سحر
خواجہ عمرو دربار مین آئے ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا یہ کہدیا کہ ملکہ خبردار تم نہ نکلنا اگر خدانخواستہ
پھر کوئی افتاد ہوئی فوج برباد ہوئی پھر لشکر کا تھمنا بہت دشوار ہی آج انشاء اللہ تعالیٰ یا تو اس ملعون کی
گردن لی یا اپنی بھی جان دی مہرخ نے کہا خواجہ کونسی صورت ہی روبرو سے افراسیاب کیا
ہوسکتا ہی عمرو نے کہا جو کچھ ہوگا کھل جائیگا یہ کہکر عمرو نے برق و چالاک کو کچھ اشارہ

کیا یہ دونون باہنا نے عیاری سے آراستہ ہو کر نکل گئے عمرو نے بھی اپنے کو قطورہ زر بفتی سے آراستہ
کیا ایک جانب نکل گیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی و ساحران گرامی میدان کارزار مین آئین دیکھا لشکر
افراسیاب مثل مور و ملخ کے جمع ہے صفین جمین لیکن ملکہ مہرخ کو یہ بھی خبر پہونچی کہ لشکر افراسیاب بھی ہے
یہ بدعت مشعل نے سب کو پریشان کیا ہر دیہات و قریات مین یہی ذکر ہے لیتے اپنے لڑکون کو بچانے
کی فکر ہے چرند و پرند نے آکر عرض کی کہ آج لشکر افراسیاب مین عجب چرچے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا
ہمین پرائے لشکر سے کیا مطلب اپنی خیر مناؤ ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا کہا مین آج نہ مانونگی مین سب کے
پہلے میدان کارزار مین جاؤنگی سردار آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین روے زیبائے مہرخ کو بحسرت
دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اے پروردگار ہمارے بادشاہ کا رنج و ملال ہمکو نہ دکھانا ہر شخص پریشان
و حیران اس عرصہ مین صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نکلے اشعار جرات آمیز پڑھ کر ہٹے صفوف پر سناٹا
آیا مشعل تخت سے اترا جرات سے اجازت لی افراسیاب سے کہا اے مقبول بارگاہ سامری
بدولت میدان کارزار مین جاتے ہین ہوشیار رہنا افراسیاب نے کہا سب سامان حاضر ہے مشعل میدان مین
آیا نعرہ کیا زمین کانپی لشکر مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر ایک سردار چھپتا پھرتا تھا چاہتے تھے کونے
مین گر رہین لیکن اس ملعون ناری کے سامنے نہ جائین ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر تخت سے کودین قصد ہوا میدان
کارزار مین جائین فولادی گولہ ہاتھ مین اسیا باسحر تیار فرمایا یا روے گود انشاء اللہ کمبخت کو بچا کے پر پائیگا
اپنے افعال قبیح پر سزا پائیگا سردارون نے کہا ہم آپکو نہ جانے دینگے ہم آپکے سامنے مرینگے ملکہ مہرخ نے نہ مانا
پیدل غصے مین چلی گولے کو چرخ دیتی ہوئی سردار سر پیٹتے ہوئے ساتھ ہر مرتبہ ملکہ مہرخ دامن چھوڑاتی
ہین ہر مرتبہ شاہزادیان دامن دولت سے لپٹ جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ جلال گوہر دندان
دختر شہنشاہ نور افشان آسمان پر ظاہر ہوئین حقیقت مین چہرہ آفتاب عالمتاب مثل عروس شب اول آراستہ
و پیراستہ سرو نوخاستہ گلدستہ حسن بو خوشخو خال سیہ و چشم جادو لیکن دونون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے قطرات
چشم سے گوہر آبدار اشک کی لڑی بندھی ہوئی ہے لشکر مین جو تلاطم دیکھا مشعل کو میدان مین پایا یقین کامل
ہوا یہی قاتل پسران شمشیر زن ہے مثل برق چمکی نعرہ کیا نام ملکہ آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان
نے سنا دیکھا مشعل حیران ہو کر رہ گیا آفتاب جلال مین گری نیچہ مار مشعل کے دو ٹکڑے کیے خوشی مین آکر
بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اسکی روح کو طائر مین لیا طائر سے جسم مین جادو کر کے آیا چند قدم اونچی

ہوئی تھی کہ کان مین آواز آئی سمّم مشعل جادو و آفتاب گوہر فندان گھبرا گئی کہ یہ کیا ہو گردش ہوا یہ
کیسی آواز آئی گھبرا کر زمین پر گری دیکھا یہ تو اور کوئی ساحر ہے حیرت مین آکر دیکھنے لگی مشعل جادو نے
سر اوٹھا کر آنکھ چار کی آنکھ کا چار ہونا غضب ہوا آفتاب گوہر فندان کا چہرہ زرد ہوگیا ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے
دھڑ دھڑا کر زمین پر گری مشعل جادو نے روح کو لیا جسم طائر مین بند کر کے عقاب جادو کو دیا لشکر اسلام مین
غل ہوا حسن و جمال حسن و سال آفتاب گوہر فندان کا دیکھکر دشمن بھی رونے لگے ہر طرف سے صدا ے
گریہ و زاری آئی زمین میدان کارزار تھرّائی ایک جادوگر بڑھا کہ لاشہ آفتاب گوہر فندان کا اٹھاؤن
جاکے آگ مین جھونکون افراسیاب جادو بھی شکل تصویر بنے چپ لانے ہوے دیکھ رہا ہے جو جادوگر لاشہ اٹھانے چلا تھا
قریب لاشہ آفتاب گوہر فندان کے پہونچا وہان پر ایک نخل تھا سر نخل سے آواز آئی ادھر چھپا کیا کرتا ہے شاخ نخل پر
حضرت عمرو چھپا ہوا بیٹھا تھا کودپڑا ساحر حیران و پریشان ہوا کہ کیا بلا آئی حضرت عمرو نے کود کے
بغدہ مار ساحر کا سر کچلا حضرت عمرو نے لاشہ آفتاب گوہر فندان اٹھا کر دوش پر ڈالا بھاگ کر لشکر اسلام
مین آیا لاشہ آفتاب گوہر فندان دیکھکر سب رونے لگے شور گریہ و زاری بلند ہوا مشعل جادو تعجب
رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا ستم ملکہ ہلال گوہر فندان گرتی پڑتی ہوئی پکارتی ہوئی کیون بہن آفتاب تمھارے
ماہ حسن پر زوال آیا ہلال بدنصیب انگشت نما ہونے کو زندہ رہی پہلے مجھکو موت نہ آئی یہ کہتی ہوئی مشعل
پر گری اب اسوقت نہ لشکر اسلام کا شمار ہے نہ لشکر افراسیاب کو کوئی دیکھتا ہے ہزارہا ساحر میدان مین کھڑے
بیٹھے ہیں افراسیاب جادو بھی خاموش تنا افراسیاب جادو نے دیکھا کہ ہلال گوہر فندان نے
گرتے گرتے ہلال زرین جیبوں سے نکال کر مشعل جادو پر مارا مشعل جادو نے چاہا روکون یہ وار کب کتا
ہے گلوگاہ پر ہلال زرین پڑا مشعل جادو کا سر کٹکر دھڑ سے گرا ہلال چمک کر آسمان پر پہونچی نعرہ کیا بہن
کے خون کا مین نے بدلا لیا افراسیاب جادو جھپٹا طائر کی گردن مروڑتا ہوا ایک جادوگر افراسیاب
کی پشت پر کھڑا تھا اُس نے کہا اے شہنشاہ وہنی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر عظیم اٹھا ہے شاید
کوکب روشن ضمیر آتا ہے افراسیاب جادو بلٹا روح مشعل طلسم مین گھبرا رہی ہے سر زمین مین تڑپتا
ہے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے کہ افراسیاب جادو جلد آئے ایسا نہو روح جسم سے نکل جاے
ایک جادوگر دبلا نیلکنٹھ ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا تھا جھپٹ کے قریب مشعل جادو آیا
نیلکنٹھ کو دہن سے مشعل جادو کے ملادیا روح مشعل جادو نیلکنٹھ مین اتر آئی یہان افراسیاب

جادو پلٹا ابر وغیرہ نہ دیکھا ساحر سے کہا ارے ابر کہان گیا جادوگر غائب ہوا افراسیاب گھبرایا کہ یہ کیا
شعبدہ تھا دوڑا کہ مشعل کی روح نہ نکل جائے دیکھا ایک جادوگر نے نیلکنٹھ مین لیا لیکن منقار کو تار
آہن سے باندھ رہا ہے نیلکنٹھ سے آواز قون قون کی آتی ہے اس قون قون مین صاف صدا ہے ای
افراسیاب دوڑ مجھکو عمرو لیے جاتا ہے عمرو نے ہنسکر نعرہ کیا ستم ہنر بر دشت طراری گوہر آبدار بحر زخار عیاری
سرکوب ساحران ریش تراشندۂ کافران عیار زلزلۂ قاف ثانی سلیمان طرار خنجر گذار عمرو نامدار نعرۂ عمرو

گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین ز کرشن آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

او افراسیاب خانہ خراب دیکھ شمع حیات مشعل کو گل کرتا ہون نیلکنٹھ مین اس بچیا کو بند کیا دیکھ لیے جاتا ہون
یہ کہتا ہوا عمرو بھاگا قون قون کی آواز آتی ہے اب صدا ضعیف ہوتی جاتی ہے عمرو نے منقار کو آہن کے تارون سے
باندھا آنکھون مین ٹانکے دیتا ہوا مقام برباد کو بھی باندھا کوئی روزن کھلا نہ ہے جال الیاسی مین لپیٹ کر
زنبیل مین رکھا صدا سے مشعل جادو آنا موقوف ہوئی افراسیاب دوڑا آواز دی ارے ان سب
کو مار ہو نعرہ کیا او عمرو نہ جانے دونگا عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی لیکن افراسیاب جادو فوج مہرخ پر جا پڑا
طبقے زمین کے ہلانے لگا آگ برسادی جب گولہ مارا دو دو سو کے سر پھٹ گئے سنگ ریزے پھینک دیے
پتھر برسنے لگے افراسیاب نے دم بھر مین صحرا اوٗ کر دیا یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اب مین ان لاشون کو جلا کر پھونک
دون ہرچند کہ روح سب کی میرے قبضے مین ہے جسم تو سب کے لیکر جلا دون ملکہ مہرخ بھاگ کر اس
خیمے کے دروازے پر آکر رکین جسمین لاشے رکھے ہین ہلال گوہر دندان بھی ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑ رہی ہے
ہرچند کہ افراسیاب جادو پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لیکن افراسیاب جادو پر سب برس پڑے
افراسیاب جادو سب کی چوٹین کھاتا ہوا زمین کے طبقے ہلاتا ہوا سامنے اس خیمے کے پہونچا دیکھا سب
سرداران مہرخ ڈٹے ہوے گرد خیمے کے موجود ہین لیکن سب زخمی ہین افراسیاب جادو کے شور نے قیامت برپا کی
پکار رہا ہے او مہرخ عمرو کو حوالے کر دے نیلکنٹھ مجھے دیدے مین جان بخشی کر دونگا پلٹ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے آواز
دی او افراسیاب ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین عمرو پر بہانہ کیا اختیار ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ہم
سینہ سپر ہین افراسیاب جادو نے کہا خیمے کے سامنے سے ہٹو سب کے مردے لے جاؤنگا ابھی جا کر
پھونک دونگا کچھ تو میرے دل کو صبر آئے خالی آج نہ پلٹونگا طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دونگا

ملکہ مہرخ وغیرہ نے سحر کی افراسیاب پر بوچھاڑ کی افراسیاب سب کے سحر دفع کرکے آگے بڑھا سنگ ریزے اٹھا کر مارے پتھر برسے ہزارہا کے سر پھٹ گئے آخر تاب نہ لاسکے سب بھاگے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ مہرخ وغیرہ دور جا کر کھڑی ہوئی ہیں در خیمہ پر شاہانہ پردہ اٹھا ہوا تھا نینان سب جن کے لاشے جا بجا پڑے پڑے ہیں کنیزیں جو رہی تھیں وہ بھی بھاگ گئیں افراسیاب جادو جھلایا کہ یہ لاشے سب کے قبضے میں کر دوں آتش سحر میں سب کو جلا دوں دیکھا گرد خیمے کے دھواں چھا گیا خیمہ چھپ گیا افراسیاب جادو نے کہا کسی نے سحر کیا ہے خیمے کو چھپایا ہے زمین میں گولہ پڑا اٹھا اٹھا کر طرف دھوئیں کے مارا گولہ جب قریب دھوئیں کے پہنچا دھوئیں سے ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اس سنہرے پنجے نے گولے پر تھپکی دی وہ گولہ قریب افراسیاب جادو کے آکر گرا دھوئیں سے آواز آئی او افراسیاب لاشوں کے لیے اپنی جان نہ دے اسی میں خیر ہے کہ چلا جا ابھی اگر گولہ دھوئیں پر ماریگا تیرے سر پہ پڑیگا او مردود دماغ سے غرور نہیں نکلتا پس واپس جا زیادہ کد و کوشش نہ کر اپنے گھر کی جا کر خبر لے دیکھ وہاں کیا گذری یہ جو دھوئیں سے آواز آئی افراسیاب اور زیادہ جھلایا دھوئیں پر نگاہ ڈالی آتش قہر شعلہ زن ہوئی پکار کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے افراسیاب کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک پری زاد طبق زرین ہاتھ میں اسمیں چند گولے آہن کے لا کر افراسیاب کو دیے پری زاد تو چلی گئی افراسیاب جادو نے گولہ چرخ دیکر دھوئیں پر مارا گولہ جا کر پھٹا سنہرہ پنجہ پھر پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی قریب پاؤں کے افراسیاب جادو کے آکر گرا افراسیاب نے جست کی ورنہ گولہ پاؤں پر پڑتا جست کرنے سے بچا یہ افراسیاب جادو کو بہت ناگوار ہوا گولہ جیب سے نکالا اسم سحر پڑھنے لگا جب اسم پڑھ چکا پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا گولے پر ملا پھر کر آواز دی اگر یہ گولا آسمان پر ماروں طناب آسمان کی زمین پر کھینچ لوں طبقات زمین کے [illegible] پر آئیں اس گولے کو تیار کرکے قصد کیا کہ دھوئیں پر پھینکوں دھواں شق ہوا آواز آئی او افراسیاب خانہ خراب او مغرور و متکبر ادھر دیکھ خبردار گولہ نہ پھینکنا ورنہ تیرے سینہ پر کینہ پر پڑیگا ہم جانتے ہیں تو سخت جان ہے کہ پسلیاں تو ٹوٹ جائینگی مدت تک یاد کریگا اپنی نانی دادی سے زیادہ کریگا افراسیاب نے سر اوٹھایا دیکھا نور افشاں جادو خیمے میں کھڑا ہوا کانپ رہا ہے افراسیاب نے کہا اے نور افشاں ہٹ سامنے سے مردود کو نہ چھوڑونگا سب کو جلا دونگا نور افشاں نے کہا او افراسیاب جادو میں نے تجھکو بھی مثل کوکب پرورش کیا علوم سحر تعلیم کیے اس وجہ سے تیرا

پاس کرتا ہون ورنہ اپنے کو نہ ظاہر کرتا بس چلاجا سحر پہ نازنہ کر بہت پچھتائیگا سوا افسوس کچھ نہ ہاتھ
آئیگا افراسیاب کو اور غصہ آیا کہا ای نورافشان مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری مین یکتا
ہون وہ زمانہ اور تھا جب تعلیم کیا اب اگر سامری جمشید ہوتے مابدولت کے آگے سر جھکاتے بانی بنا سحر و ساحری
ہون تا جدار اقلیم افسونگری ہون ابھی تماشہ دکھاتا ہون یہ گولہ خالی نہ جائیگا یہ کہکر افراسیاب جادو نے
گولہ اٹھایا نورافشان سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا افراسیاب جادو نے قصد کیا گولہ پھینکون زمین شق ہوئی
ماہیان زمردپوش زمین سے نکلی ہاتھون سے افراسیاب جادو کے لپٹ گئی کہا ای افراسیاب
کیا کرتا ہے اسوقت نورافشان کو بڑا غصہ ہے یہ رکن طلسم نورافشان و ہوشربا ہے ای افراسیاب غضب
ہوجائیگا اس خیمے مین سوا لاشون کے اور کیا ہے جہان روحین بند ہین چلکر ان طائرون کو جلادو
جسم ہاے خاکی کیا کرینگے کسی طرح افراسیاب جادو نہ مانتا تھا لیکن ماہیان زمردپوش لپٹ گئی گولہ مین
لیکر افراسیاب جادو کو بھاگی نورافشان جادو در خیمہ پر کھڑا رہا سردارون نے دور سے دیکھا کہ
افراسیاب جادو کو ماہیان زمردپوش لیگئی سب خاک اوڑاتے ہوئے پلٹے زمین شق ہوئی کوکب
ورمہجبین بھی آکر سجدے کو کیے وشنفشہ نے کہا خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ عمرو وہین گلیم اوڑہے موجود تھے
کہا ای نورافشان مین تمہاری جرات دیکھ رہا تھا ماشاء اللہ کس زور شور سے افراسیاب
کو روکا نورافشان جادو نے سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری جس روز سے یہ سحر واقع ہوا
مین رات دن اسی جستجو مین رہا کسی عیار کو بھیجو کہ خبر لائے افراسیاب جادو ان طائرون کو جلانے
نہ پائے دیکھون وہان کیا گذرتی ہے کمبخت جلانے گیا ہے حقیقت مین افراسیاب جادو جو وہان
پہونچا دیکھا عقاب جادو مرا پڑا ہے بارہ ہزار ساحرون کے سر قلم قفس ہاے طائران نداردگھبراکر
افراسیاب جادو نے پوچھا ارے یہ کیا سحر ہوا کہا حضور یکایک یہان اک برق چمکی
ساحرون کے سر اوڑ گئے قفس یکایک غائب ہوئے نہین ثابت ہوا کون آیا کون لے گیا
افراسیاب جادو غصے مین کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا قصد ہے کہ طبل جنگی بجوا دون خود جاکر لڑون
لیکن ماہیان زمردپوش حیرت جادو کو سمجھا گئی کہ خبردار شہنشاہ کو جانے نہ دینا بارگاہ مین بٹھلادین
جاکر کچھ تدبیر کرتی ہون افراسیاب جادو کو حیرت جادو نے باتون مین بہلا رکھا ہے
شمشیرزن کو براے خبر روانہ کیا

دو کلمہ داستان ذکر قتل شعل جادو و حال کوہ زبرجدی مقام آفات چار سوست بیان ہوتے ہین مخمسہ

برگ نخل گل گلزار کو خنجر سمجھا
سب گلون کو مین گل زخم سراسر سمجھا
شاخون کو دست بریدہ سے بھی بدتر سمجھا
ہجر مین باغ کو مقتل کے برابر سمجھا
سایہ سرو کو مین لاشہ بے سر سمجھا

مہر تابان کو نہ کم قرص سے سمجھا حاشا
ناتوان ہین مری آنکھین نہین اصلا اصلا
بدر کا تجھکو ستارون نے دکھایا جلوا
چشم کم سے نہ زمانے مین کسی کو دیکھا
کبھی جگنو نظر آیا تو مین اختر سمجھا

میری تقدیر مین لکھے ہین بہت رنج و الم
شک نہین اسمین کہ دم بھر ہین مہمان تن مین ہم
تجھکو قاصد نہین ہرگز ملک الموت سے کم
ایسے مضمون کیے ہین تجھے قاتل نے رقم
طائر روح روان نامے کو شہپر سمجھا

کس سے سیکھا ہے پیارے یہ ستم رنگ بنا تو نے
نقص کا نام لیا ان دنون کتنا تو نے
تجھ نئے رنگ سے پہنا ہے یہ گہنا تو نے
لاش بوٹا جو ہے برسات مین پہنا تو نے
تجھکو خورشید شفق کے مین برابر سمجھا

کیا تڑپا یہ قفس جسم مین دکھلانے لگا
اسکی گرمی سے مین ایذائین بہت پانے لگا
ساتھ نالون کے دھوان نکلے یہ گھبرانے لگا
سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا
طائر روح روان کو مین سمندر سمجھا

مشفق عاشق بیتاب کہان ہے ظالم
کیا کہون مین کہ غضب ہے بیان ہے ظالم
تنگ کرتا ہے مجھے غنچہ دہان بھی ظالم
کیا ہے دمساز بھی وہ دشمن جان ہے ظالم
آج آنے ہی جو بیٹھے عجب تیور سمجھا

عشرت صبح سے کم آج کچھ شام نہین
جان چلی جاتی ہے تو ہر گام پہ آرام نہین
آگ ہے پھول جو وہ چہرہ گلفام نہین
ساتھ گل گشت مین وہ سرو گل اندام نہین
آج گلشن کو مین گلخن کے برابر سمجھا

پیروی اسکی نہ کرنی تھی مجھے کچھ اصلا
آگیا اسکے فریبون مین غضب مین نے کیا
کچھ طریقہ نہ رہا یاد مین بھولا ایسا
دل نے جب راہ لگایا مین اسی راہ چلا
وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا

کبھی ایسا بھی تن صاف نہ تھا پیش نظر
اس صفائی نے مگر مجھکو بنایا ششدر
صاف ہی رشک وہ آئینہ رخ شمس و قمر
پڑگیا عکس زرگل جو تن عریان پر
تجھکو مین پہنے ہوئے خلعت پرزر سمجھا

گھر کوئی لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
آبلہ پھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
صبر سب چھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
دل مرا لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
شیشۂ می کو شب ہجر مین پتھر سمجھا

ہے وہ ساقی کہ ہے پیمانۂ دلمین تو مقیم
کون سے وقت نہین خانۂ دلمین تو مقیم
ہوئی آبادی ہے ویرانۂ دلمین تو مقیم
رات دن ہجر سے کاشانۂ دلمین تو مقیم
ہوگیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا

جس سے مطلب ہے کسے کام ہے گل سے بلبل
دل مرا کم نہین کچھ شیشۂ مل سے بلبل
سر عاشق نہ پھرا نالون کے غل سے بلبل
ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل
پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا

کب کسی پھول مین ہے اسکے بدن سی نرمی
راست کہتا ہون سمجھنا نہ اسے بے دھرمی
دعوی حسن کرے حور تو ہے بے شرمی
کب گوارا ہے نزاکت سے شرر کی گرمی
سنگ مرمر جو اٹھایا تو وہ اخگر سمجھا

سیل خون آنکھون سے دن رات بہا ای ناسخ
لکھ دیا بخت مین جو رنج سہا ای ناسخ
شل ہوا ہاتھ نہ کچھ حرف کہا ای ناسخ
زیست بھر شوق خط یار رہا ای ناسخ
جب تلک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

چہرۂ ساقیان میکدۂ شیرین بیانی و سرشاران ساغر شراب سخندانی بزم بیان داستان فرحت عنوان کو یون زینت دیتے ہین

نظم

غنیمت شمر صحبت دوستان | کہ گل پنجروز است در بوستان
چمن را تر و تازہ آراستند | چو شبنم نشستند و برخاستند

حقیر نے تحریر کیا کہ حیرت جادو نے افراسیاب کو باتون مین بہلایا ہے شراب و کباب کا چرچا کیا اور طرح
طرح کے ذکر درپیش ہین لیکن صرصر و صبارفتار کو پرانے جہر سمت لشکر ظفر روانہ کردیا جب
نورافشان نے دیکھا کہ افراسیاب چلا گیا سرداران شکست خوردہ عرج کو آواز دی سب سردار و عیار
آکر جمع ہوئے برہمن رُوئین تن آیا نورافشان نے پوچھا ای برہمن تونے کیا کیا برہمن نے کہا اُستاد
مین نے جاکر عقاب جادو کو مارا کوکب نے عرض کی مین نے سب قفس قبضے مین کیے ساتھ احتیاط کے
لایا کسی طائر کو صدمہ نہین پہونچایا اب بارگاہ استادہ ہوئی صرصر و صبا رفتار بصورت مبدل کیے ہوئی تھین
کہ نورافشان و کوکب و برہمن و کل سرداران صف شکن دربار مین جمع ہوئے نورافشان نے کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری اب اس نیکنہو کو نکالیے حقیقت مین آپ نے کیا کارنمایان کیا لیکن یہ خیال ہے
اگر کوئی روزن کھلا رہجائیگا وہ ملعون ہوا ہو کر پھر قبضے مین نہ آئیگا عمرو نے کہا مین نے سب روزن
انکے بند کیے لوہے کے تارون سے سنقار باندہی جال الیاسی مین لپیٹ لیا نورافشان نے کہا اب
کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا پہلے ایک بات بتلاؤ کہ ان سردارون کے زندہ ہونے کی کوئی تدبیر ہے
نورافشان نے کہا انشاء اللہ اسی دن کے لیے عرض کیا تھا کہ مردون پر قبضے کیجیے عمرو نے کہا تدبیر
قتل مشعل مین کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے حکم دیا کڑھاؤ بڑا سا منگایا وہ روغن تیل اُسمین ڈال کر آتش
روشن ہوئی روغن اُچھلنے لگا عمرو نے تو جال الیاسی نکالا صرصر و صبارفتار دیکھ رہی ہین مرغ سرداران
مذکور کے رکھے ہین قفس ہاے طائران خیمہ مین روح بہار دہران و باغبان وغیرہ موجود ہے طائر
پھڑک رہے ہین بارگاہ مسرخ مین تو یہ کیفیت ہے صرصر و صبارفتار کو سناتے عبرت ہے ایک جلد عرض کیا
جاتا ہے ہرچند کہ وہ مقام اس تحریر سے خارج ہے لیکن مجھکو ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہوا واضح راے
ناظرین والامقام ہو کہ آفات چہاردست کو یہ شرف حاصل ہے کہ چارسو پتلیان سنہری قصر زبرجدی
مین موجود ہین ایک ایک حسین مہ جبین غنچہ دہن سیمتن پُرفن ہر وقت آفات چہاردست سے اخبار
عبرت آثار آئندہ و گذشتہ بیان کرتی ہین ہمیشہ بوقت سحر آفات چہاردست اپنی بارگاہ کو آراستہ
کرکے تخت پر بیٹھی ہے وہ چارسو کنیزان ساحری بہ رعنائی و زیبائی قصر سے باہر آتی ہین کرسیون پر جلوہ

فرما ہوتی ہیں آفات نے کتاب ہاتھ مین لی ملکہ کہا شاہزادیو کچھ کلام کرو حضرین ادہر اودہر کی سناو
وہ خبرین بیان کرتی ہین آفات انکا بیان وہی کتاب کرتی ہے اس کتاب کا روزنامچہ آفات چہار دست
لعب ہے بروقت برخاست آفات تڑپ کر سمت قریات وہیات جاتی ہے وکس بندگان خدا کو
پکڑ لاتی ہے لاکر انکو ذبح کیا خون انکا نادے مین بھر دیا وہ چار سو پتلیان اس خون کو پی جاتی ہین اس
خون کے پینے سے چہرے انکے مثل یاقوت احمر سرخ ہو جاتے ہین ہنستی ہوئی قصر مین چلی جاتی ہین جہان وہ
مقرر ہین گئین آفات نے دروازے بند کر لیے بعد اس فعل کے امورات مالی و ملکی مین مصروف
ہوتی ہے جب دن سے مشعل حجرے سے نکلا روز آفات نے حال میدان کارزار دریافت کرکے خوش ہوتی
ہے جس میدان واری مین عمرو نے روح مشعل کو نیکتہ مین لیا اسدن جو آفات نے پوچھا کنیزان
سامری نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند آفات نے شراب پلائی خدمت گزاری کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے
دن آفات آکر تخت پر بیٹھی کنیزان سامری کا مجاذ ہوا اور سب مصاحب و رفقا آفات کے حاضر ہے
آفات نے کتاب کھولی کہا اے مصاحبان سامری کیون مزاج کیسا ہے انکی سہ جبین تیوری بل پڑے اکڑ
بولی سنو جیدہ ہم مدت سے تمھاری خدمت مین حاضر ہین تمھارے حالات نیک و بد کے ناظر ہین لیکن
آپ کو ہمارے دل کا حال کیا معلوم دنیا بہت برا مقام ہے آخر مین سامری پرستون کا بدانجام ہے
سامری و جمشید نے سب کچھ کیا تقدیر کا لکھا نہ مٹا یا مذہب کو ترقی دی ہے بنا کے انکے پرستار ذکلو پڑے برے
شہدے ہاتھ آئے ہمکو کس ترکیب سے بنا گئے پردے ہماری آنکھون سے اٹھتے ہوئے ہین آینوالی
باتین سمجھے ہین بعض باتین ایسی ہین کہ انکو منہ سے نکالنا نہ چاہیے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل دنیا مین
انقلاب ہے اسوقت دل ہم سب کا بہت بیتاب ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ بدن سنسناتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے
صاحبان اختیار بیکار ہوئے روح قبض کرنے والے مجبور و ناچار ہوئے یہ چاہتے تھے کہ طائرون کو
صید کرینگے شکار کھیلین گے ایسے غافل ہوئے انجام کو بھولے شراب و کباب کے مزے مین مست رہے یہ نہ
خیال کیا کوئی ہمارے بھی طائر روح کو صید کریگا قفس تنگ و تاریک مین قید کریگا غرور کا انجام بد ہے
دشمن کو اسے مٹانے مین کد ہے مصاحب سامری دھرے گئے روح سامری کو صدمے پہونچے وہ دن
کے اختیار پر فرعون ثانی بن گئے یہ نہ سمجھے ہر فرعونے را موسی شداد پر کیا بیدا ہوئی تمام عالم سے
جواہر جمع کیا باغ بہشت بنوایا آخر سیر کا قصد کیا دل مین یہ تھا کہ مین خداوند ہون اپنے بہشت کی سیر دیکھون جب در

باغ پر پہونچا اس حال سے نہ ما ہر تھا ایک قدر اندر ایک باغ تھا کہ نقش روح کا حکم ہوا ساری خدائی بھولے آرزو کی سیر باغ میں ایسے پہونچے باغ کی سیر نہ دیکھ سکے نہ بھولے نہ نکلے حسرت لیکے باغ دنیا سے چلے سب حسین دلمیں رہیں نقش رنج کی جا ہیں ہیں ایک کو انگ جانتا ہے ہر ایک بہتر رنگ دنیا کو پہچانتا ہے دام میں دنیا کی ضرور پھنستا ہے عیش و آرام دنیا دیکھا جاتا ہے کہ جنتی مرد کا ہمیشہ عیش و آرام کرینگا اس گلشن بے ثبات کی جانب نگاہ حسرت سے دیکھو کیسا پھولا پھلا باغ ہے لالے کے دل کا داغ ہے سرو گلشن اکڑتا ہے غنچہ چٹکا پھولنے کا قصد ہوا گلچین نے فوراً توڑ لیا تماشا یہ غنچۂ گل دوا ہوا کا جھونکا آیا رنگ سفید و زرد پر گرم تھا یا پھول گر گیا پھل پایا ارو دنیا سے دل نہ لگاؤ نتیجہ کو دیکھو مگر ہیں بیجا ماؤ لیکن خیال رکھنا دشوار ہے ہر طائر زیرک آرزو سے دانہ میں گرفتار رہا ہے ہوا نظم

ہے یہ دلچسپ مکان جی نہ لگے یاں کیونکر
سبزۂ ما برہ ہوا لالۂ احمر گل تر
برق جوں چشم بتاں ابر ہے خشمگیں سا ہے
جسکے ہر گھر ہی وہاں تو یہ معنی ہے رواں دیکھو
موسم شوق کا ہے یہ عالم کہ ہے طرز دگر روز
ایک سے ایک نئے نقش جہاں جا بیک تر
لطف کا کھول ہے مجھے افسوس کہ یہ حسن آب
وہ دن آتا ہے جو بیٹھے کی نہ ہو یا نکو خبر
جام مے مطرب و ساقی شب نور سحر
قمری بار نکے جو دیکھو تو عجب عالم ہے
ہے یہ عین ہمہ عشاق کا پیرایہ اثر
شفقی جامہ ہے بیٹھا ہوا دل پر شام
پیتے ہیں دل عشاق بہ انداز دگر
شان ہے اسکی ظرفی یہ سبز نکہ سمجھکر
اے شمار ہی ہیں صد بوتہ کہ اس گلشن پر
اختیار اپنا یہاں ہے نہ وہاں لفت کیا
دیکھو جس سمت کو ہے مرغوب انجمن دولت
لو تمہیں چھوڑتے ہیں وہاں جہاں ہیں گوہر
آنکھ کھولو تو ہر تماشا نظر آتی ہے
ہوتی ہے بوقلموں یا یکی زمین تمام سحر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز مرم
عالم خواب سمجھتے ہیں کہ اہل نظر
چھوڑ دیں سکی محبت کو جسمیں کیا ہوش
بے بسی میں ہوا گر عشق میں پیا کہہ کر

اسطرح کے کلمات حسرت آمیز اس تیلی نے زبان سے کہے سب پیلیاں رونے لگیں جام شراب ہاتھ سے پھینک دیے آفات حیران کہ آج یہ کیا ہو گیا ہے گھبرا کر اٹھی سب کے آگے ہاتھ جوڑنے لگی کہا پیو تم شاہزادی باغ سہیلو نشین سامری گل نرگس بلغ سنجیدہ گری ہو تمکو ان باتوں سے کیا کام ہے شراب پیو کباب کھاؤ ابھی دو جوان گرفتار کرا لاؤں انکا خون ہو تمہاری لیے رنج و الم کیسا انمیں ایک بہت شوخ و طرار آئینہ رخسار غصہ میں جواب دیا آفات اپنی خیر مناؤ تمہارا زمانہ بھی قریب آ پہونچا ہے نہ بچو گی اگر قلعہ آہن میں چھوگی تمہارے قاتل وہاں جا کر تلاش کرینگے تمہاری خون ہی ضرور ہاتھ بڑھینگے ہیں سامری و جمشید ہاری میں تکرار رنج کی سیر دکھاتا ہے میں آفات حیران کہ آج یہ کیا ہو گیا کنیزان سامری کیسی باتیں کرتی ہیں ناگاہ دہات خواجہ نے

نیلکنٹھ کو کڑھاؤ مین روغن کے پھینکا وہان زمانا ہوا نیلکنٹھ جلا سب کے ہوش اڑ گئے نور افشان
ایسا جہاندیدہ مثل بید تھرایا صدہا کوشش آگئی صدائین بلند ہوئین کنیز مرنام مین مشعل جادو بوتل
تیل ہی مین جلا یہان دربار عمرو مین غل ہوا کہ کوئی بیہوش ہوا کوئی لڑکھڑا کر گرا کسی کو غش آگیا وہان قصر
زبرجدی مین جو کنیز سب کے آگے کھڑی کلمات عبرت آمیز کہہ رہی تھی آہ کا نعرہ کیا کہا ہوا جو مشعل جلایا گیا یہ کہکر
آہ کی منھ سے شعلہ آتش نکلا جلنے لگی دوسری پتلی لپٹی اسکے بھی جسم سے شعلے نکلے ہوا ہوا کہہ کر لپٹنے لگین شعلہ
آتش نے ہر ایک کو گھیرا لیکن پکارتی ہین اے آفات ہمین بچا اے حرامزادی ہم پہر سے سمجھاتے تھے تجھ پر زل
زلے ذہن مین نہ آیا سامنے سب کچھ کہدیا تو نہ سمجھی اری مشعل مارا گیا عمرو نے تیل مین جلادیا یہ جو آفات نے
قیامت دیکھی کڑک کر گری گود مین اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکنا شروع کیا مصاحبوں سے کہا ارے دروازے بند کرو
تین سو پتلیوں کو آفات نے کمرے مین اٹھا کر بند کیا سو پتلیان جل گئین قصر زبرجدی مین تاریکی چھائی ہے دھاڑ
عجیب آئی قریب تھا آفات کا کلیجہ پھٹ جائے قصر زبرجدی سے باہر نکلی دیکھا آسمان پر تاریکی چھائی ہے
ہزارہا زاغ و زغن بلند ہو کر صدائے ہیہات وافسوس دے رہے ہین پروں سے سر پیٹتے ہین کبھی آواز دیتے
ہین ہائے مشعل جلگیا یہ کہتے ہین خود بھی جلکر زمین پر گر پڑتے ہین آفات گھبرائی مصاحبوں سے کہا تو ہا جو
غضب ہوا مشعل کسی وجہ سے مارا گیا پتلیان اندر کمرے کے سر ٹکرا رہی ہین آواز دیتی ہین اے آفات ہمین کیون
بند کیا اپنی بہنوں کے ساتھ ہستی ہو جاتے اری ہمارا کلیجہ ٹھنڈا کر بس آفات نے جلد ہمین دو تین پتلیان
پکڑ کر ذبح کر ڈالین انکا خون ناندی مین بطرز دہانہ اندر کمرے کے رکھدیا کہا پیو کلیجہ ٹھنڈا کرو ہائے مین جلے
تمہاری پہیلیان نہ سمجھی پرنہ سکو بچا لیتی یہ کہکر اس کمرے مین قفل لگایا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلی اسوقت
آکر پہونچی کہ افراسیاب بھی صدمے سے ہولناک شکر بارگاہ سے نکل آیا ہے حیرت کانپ رہی ہے کہ آفات آکر پہونچی کہ
افراسیاب نے قصد کیا کہ لشکر مسلمانان پر جا پڑون آفات نے آکر دامن تھام لیا کہا افراسیاب مشعل ایسے
عاقل و کامل کو خاک مین ملایا یہ کیونکر مارا گیا مین تو لٹ گئی کنیزان سامری سے یہ چھٹ گئی بڑی خیر ہوئی پہر
بہر شیشے سے انھون نے مجھکو خبر دی لیکن مین بد نصیب نہ سمجھی اب اسوقت دربار مسلمانون مین نوبت افتتا
دکوب و برہمن جمع ہین وہان جانیکا مقدور کرنا اب تیرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا دائی امان بی بی
ملکہ تاریک تشکل کش گنبد تاریک سے نکلنے کی مجاز ہوئین وہ اگر سکو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی اجتک اسکو بھی عذر
تھا کہ مین حاکم حجرہ دوم ہون خاتمہ مشعل ہین جا سکتی لکھو اسکو کہ شمع حیات مشعل گل ہوا اسکو بھی کی شو

سال گزری کہ گنبد تاریک سے باہر نہین نکلی گھبرائی ہوگی مژدہ قتل مشعل سنتے ہی آئیگی وہ ساحرہ بھی
زبردست ہے یہ کمبخت کیا جانتا تھا سوای تبدل روح کے یہ کہکر افراسیاب کو آمادہ کیا کہ واسطے دو چار
روز کے پردۂ ظلمات مین چلی جاؤ یہان کا حال تک اور قلق ہوگا پھر آکر نامہ لکھنا اسیوقت آفات
نے افراسیاب کو تخت پر سوار کیا طرف پردۂ ظلمات کی روانہ کیا حیرت جادو فروکش ہی آفات طرف قصر
زبرجدی کے گئی لیکن جب مشعل کو عمرو جلا چکے بھر بھر کامل سناٹا رہا بعد پہر بھر کے سب کے ہوش و حواس
درست ہوی نور افشان نے وہ قفس منگاکے بمشقت تمام روح سار جسم ہمارے مین روح بران
جسم بران مین کی استادان سخنور نے تحریر کیا ہے کہ تین شبانہ روز برہمن و کوکب و نور افشان کو اس
مشقت مین گزرے تب روحین سرداران مذکور کے جسم مین سب کی داخل ہوئین یہ کمال نور افشان
تھا تعلیم یافتہ صحبت سامری و جمشید ہے اسیوجہ سے نور افشان نے حکم دیا تھا کہ اے خواجہ مردے جہانتک
ہوسکین قبضہ مین کرنا خواجہ نے مردونکے واسطے جان لڑائی بعد تین دن کے نور افشان نے سحر سے ساری
کل ساحران مذکور کو زندہ کیا بعد روح داخل ہونیکے بھی ایکہفتہ کامل باغبان و بہار وغیرہ گھبراتے
تھے سحر نہ یاد آتے تھے روحین کمزور ہو گئین ایکہفتہ کامل نور افشان و برہمن و کوکب لشکر اسلام
مین رہے جب انکو خوب سست کیا سحر و ساحری مین چالاک و چست کیا تب نور افشان یہ کہکر خواجہ سے
رخصت ہوے کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اب غضب برپا ہوگا اگر تاریک شکل کشی نے قصد کیا اسکا ہم نزد
مجکو کوئی نہین معلوم ہوتا اپنا سحر و ساحری مین نظیر نہین رکھتی خواجہ نے کہا اے نور افشان بیت شنیدے
کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود الغرض کوکب و برہمن و نور افشان طرف اپنے اپنے قصر کی
روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین جشن کی بنا ہوئی یہ سب مصروف عیش و نشاط ہوے اس حال کو چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آمد نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت و ملکہ سوسن زبان و دراز برادران حیرت و وائیہ حیرت و اول عیاری خواجہ عمرو و قہر قران بلا مدار ساقی نامہ

ساقی شکل طرب عیان کر	میخانے مین سیر آسمان کر	ساغر ہو فتنہ فلک سبو ہو
خورشید سے شراب مشکبو ہو	ہو غنبا وہان جام وجم سے شرق	ہو بادۂ ناب کی چمک برق
قطرے مے ناب کے ہون اختر	ہو جیا و ہر ابر صافی تر	ہو موج مے ناب کہکشان ہو
بط مے کی عقاب آسمان ہو	ہو حوت پئے کباب تخچیر	ہو سیخ کمان قوس کا تیر

ساقی کے گلے سے ہم ملے یون
نکلے مشرق سے مہر جیسے
وصف شمس الضحی بیان کر
رہتا نہین کوئی اس سے محروم
آئینہ ہے رخ سحر ہی
کرتا ہے سواد شب کو کا نور
حدت مین شرار سے زیادہ
ہم پلہ رشتہ سے تیز
گیسوے سپید چرخ پیر جیسے
یہ روے مخطط بستان ہے
یہ صورت سنگ ہی شردہ
یہ چشم پری وہ موی مژگان
یہ چرخ برین ہی کہکشان وہ
عالم مین مسافر سحر خیز
ابری کی طرح جو زر فشان ہی

جوزا کی طرح سے ہم ملے ہون
ہان بلبل فکر آسمان پر
ذکر خورشید آسمان کر
شانہ ہے زلف شام ہی یہ
یہ نشو و نما سے ہر شجر ہے
پھولو نمین ہی رنگ دلربائی
شعلے سے شرار سے زیادہ
لوگون کو شعاع پر تیغ ہے
موج دریا سے تیز جیسے
وہ زر گل آفتاب ہی یہ
یہ چشم ہے رشتہ نظر وہ
یہ خامہ وہ ریشہ قلم ہی
یہ آگ ہی آگ کا دھوان وہ
مشرق جو بنا خیال رنگین
قرطاس پہ دھوپ کا گمان ہے

مے یون نکلے سبوی مے سے
لا نغمۂ مدح ما زبان پر
عالم مین ہی اسکے فیض کی دھوم
عیسی کی فلک مقام ہی یہ
دیتا ہے یہ چشم ماہ کو نور
ہی چاک کتان رنو اسی سے
ہمسایہ نار شرر ریز
زنجیر طلائی فلک ہے
وہ خط عذار نوجوان ہی
وہ سیخ صفت کباب ہی یہ
یہ نیشتر زیان ہی وہ نیستان
زنجیر وہ اور یہ قدم ہی
ہی چرخ برین کی چشم خونریز
خورشید افق ہوی مضامین
چہرۂ محرران فسانۂ رنگین و

راقمان مضامین فصاحت آئین اس داستان نیرنگ کو بصد زیب و زینت یون درج اخبار کرتے ہین شعر نگارندۂ داستان کہن * منو چنین کرد بزم سخن * بعد جانے افراسیاب کو ملکہ حیرت جادو نے خبر پائی کہ لشکر اسلام مین جشن کی تیاری ہی ملکہ بہار روح عنبر نے روح تازہ پائی ملکہ بران زندہ ہوئی بصد کر و فر طرف طلسم نور افشان کی تشریف لیگئین آفتاب و گوہر و نامان و ہلال گوہر و زندان خزان شہنشاہ نور افشان ہمراہ نور افشان سمت قصر نور افشان گئین ٹہا جشن ترتیب ہے حال فوج اب حال ملکہ فوج سنکر حیرت جادو جلبلی ملکہ صرصر سامنے حاضر ہوئی کہا ذرا خبر تو لے حقیقت مین سب ہے ہو گئی صرصر نے کہا حضور مین اپنی آنکھو سے دیکھ آئی بہار و باغبان و برق لامع عیزہ دربار مین جمع ہین آج اسد و بہ حسین بھی جلوہ فرما ہین سبکو خلعت مل رہی ہین کنیز سے نہ دیکھا گیا آخر چلی آئی سب سے زیادہ بی بہار پھولی ہوئی ہین

باغبان اگر رہی ہین نورافشان ایک ہفتہ رہی ملکہ بہار و باغبان وغیرہ بدحواس تھی سحر سب کے درست
کرالیے بڑی بڑی کمال کیے نورافشان نے اپنی جان کو مٹایا لیکن سب کو رنگ اصلی پر لایا بہار کا دعوی
قول ہی جو کوئی مجھ سے مقابلہ کرے اسکو ننگے جتوا دون باغبان فرماتے ہین نخل حیات دشمن قلم کرون بی
برق فرمانی ہین تر بون لشکر حیرت پر جا پڑون اور نگوڑا عمرو کو تو آج بڑا مال ملا ہی اپنی ہوشمین نہین ہی زر دیدہ
سی آنکھین چمکا رہا ہی نغمہ مین نے بچارا ہی سب سرداروں نے زیور تک اتار کر دیدیے یہ حالات سنکر
حیرت بھی کانپنے لگی کہا جی چاہتا ہی ابھی طبل جنگی بجوا دون دم بھر مین سبکو مٹا دون یہ نراینو دلمین
مسلمان سمجھین کرین کسی نے کم ہون مشتعل تھے مقدمہ پر کیا خوش ہوئی ہین اسکو بددعا ساری
پرستان کھا گئی غضب کی بات ہے اپنے نوکرونکو جنہے اپنے ہاتھ سے قتل کیا رعایا کی اولاد گرفتار کر کے
ملعون کی حوالے کر دی آخران سبکی آہ و فغان خالی جاتی اسکو عمرو نے بین مارا آہ بیکسان و مظلومان نے
جلا دیا بقول سعدی شعر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن + اجابت از در حق بہر استقبال می آید
ہم بادشاہ لشکر مین کل حالات سے بخوبی ماہر ہین مصاحبون نے عرضکی حضور تامل فرمائین شہنشاہ تشریف
لائینگے ابکی مرتبہ سبکا خاتمہ ہو جائیگا ایک زندہ نہ بچیگا شہنشاہ سب انتظام کر چکے حیرت ان باتوں مین مصروف
تھی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی برادر بجان برابر شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت و شاہزادہ
گیرنگ عنقا صورت و دایہ امان آئی ملکہ سوسن زبان دربار تشریف لاتی ہین کل پرسون قریب لشکر
حضور پہونچ جائینگی لشکر بہت ساتھ ہی سنا ہی ہمنے کہ یہ فرما کر ملکہ چلی ہین کہ دشمنونکو حیرت کی جانے ہی مٹا دونگی
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر حیرت نے فوراً افراسیاب کو نامہ لکھا کہ برتر دونون بھائی نیرنگ و گیرنگ
مع ملکہ سوسن با فوج قاہرہ آتے ہین اب حضور کچھ اور فکر کرین آکر لڑائی کا تماشہ دیکھین یہ نامہ جادوگر
لیکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوا افراسیاب نے دیکھتے ہی عرضی مین جواب لکھا کہ ای حیرت جگر افگار
اپنے بھائیونکو مقابلہ نہ کرنے دینا مین کسیکا احسان لینا نہین چاہتا مین کیا کسی سے کم ہون یہ جواب
جو ملکہ حیرت جادو کے پاس آیا عرضی مین کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو شہنشاہ کا یہ حال ہی دونون شاہزادے
ہزار ہا کوس سے کوچ کر کے آئے ہین وہ فرماتے ہین ہمکو کسیکا احسان لینا گوارا نہین وزیر زادیون نے
عرضکی حضور برای استقبال تشریف لیجائین لا کر دو چار دن یہان آتارین سامان دعوت مہیا ہی بعد
اسکے رخصت کر دیجیے کیون لڑین کا ہیکو تکلیف اٹھائین حیرت نے کہا بہت درست تم سب صاحبون نے

کہا ہان تیاری کرد کل سامان عیش و نشاط ہمراہ لے لو اسیوقت ملکہ حیرت جادو برای استقبال نبیے
بھائیون کے چلی تمام وزیرزادیان اور شاہزادیان ساتھ ہین یکایک نوبت اور نقارے جو بجے خواجہ
عمرو نے سر اٹھا کر پوچھا لشکر حیرت مین کیا ہنگامہ ہی ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آکر عرض کی
کہ ملکہ حیرت کے دونون بھائی نیرنگ غنقا صورت و گیرنگ غنقا صورت مقابلہ کو لشکر اسلام کی آئے ہین
حیرت واسطے استقبال کی جاتی ہی بہار نے گھبرا کر کہا یہ تو دریافت کرو سوسن زبان دراز بھی ہمراہ ہی یا
نہین ہرکارون نے عرض کی ہمکو بخوبی معلوم ہوا یہ بھی مشہور ہی کہ دائی امان ملکہ حیرت کی آتی ہین رنگ
روی بہار متغیر ہوا باغبان گھبرا گیا خواجہ عمرو اٹھی ملکہ مہرخ نے دامن پکڑ لیا کہ خواجہ اسکے لشکر مین نجاؤ
وہ بلای بے درمان آفت روزگار ہی عمرو نے کہا صرف لشکر کو دیکھکر چلے آئینگے ہرچند سب سردارون
نے روکا عمرو نے نہ مانا طرف لشکر نیرنگ و گیرنگ کی روانہ ہوا یہان نیرنگ و گیرنگ ایک صحرا مین وکش تھے
کہ خبر پہونچی ملکہ حیرت جادو واسطے استقبال کے آتی ہی نیرنگ و گیرنگ بارگاہ سے نکل آئے دونون نے حیرت
کو سلام کیا حیرت جادو نے دونون بھائیونکو گلے سے لگایا ملکہ سوسن کو جھک کر سلام کیا سوسن نے
سر سے پانو تک حیرت کی بلائین لین کہا بی بی ہمنے سنا ہی تمھارے ملک مین بڑا غدر ہی مسلمانون نے جابجا
قبضہ کر لیا مشغل السیاجادو گرفتار آگیا ملکہ حیرت جادو نے جواب دیا دائی امان آپ ان باتونکو نہ دریافت
کیجیے افراسیاب عزور مین اپنے ملک کو تباہ کر رہا ہی آپ چلکر دو روز مجھے سرفراز کیجیے آپکے آنیسے میری عزت
افزائی ہوئی بعد مدت کی اپنے بھائیونکو دیکھا طلسم کے مقدمہ مین انکو اختیار ہی ہمین ہر وقت لڑنا مرنا
درپیش ہی سوسن نے کہا بی بی ہم تو خاص اسواسطے آئے ہین کہ مسلمانونکو قتل کرین عملداری صاف کردین
سنا ہے بی بی بہار شریک مسلمانان ہو گئیں ہین انکو گرفتار کرکے سزا دین حیرت نے کہا ور کسیوقت ان
امورات کو مین عرض کرونگی اب آپ سوار ہوجیے ہرچند سوسن نے پوچھا حیرت نے کچھہ نہ کہا اسوقت نیرنگ و
گیرنگ گھوڑون پر سوار ہوے سوسن کو ایک تخت پر کروفر سے حیرت لیکر چلی قضاے کار خواجہ عمرو چلے تھے
ایک ساحر کیصورت بنے ہوئے سامنے آکر ہو بچے دیکھا کہ کروفر سے لشکر نیرنگ و گیرنگ آتا ہی دو شاہزادے
نوجوان بنت ہای مرکب پر سوار ایک تخت پر حیرت ایک تخت کو دیکھا تا ہی جو خالی معلوم ہوتا ہی دیوان تخت کو
گھیرے اندر ہی اسکے باتین کرنیکی آواز آتی ہی روپیہ اشرفیان لٹ رہی ہین خواجہ کی منہ مین پانی بھر آیا کنارے آکر رنگ
روغن عیاری نکالا ٹھگ کی شکل بنکر تیار رہے جب مٹھا اشرفیونکا حیرت نے پھینکا عمرو نے جست کی پانچ قدم سے

شہد و نسے بلند ہوکر سب اشرفیان لوٹیں شہد دمنہ کی بچلی مین سیتا گری آسمین کل جلنے لگا کسنے کنکر کسنے
پتھر پایا آسمین سنڈی کنی مین اشرفیان کون اچھا لیگیا کئی مرتبہ جو اسیطرح عمرو نے اشرفیان لوٹین شہد لٹنا
مین ہنگامہ ہوا صرصر قریب تخت ملکہ حیرت چلی آتی ہر دیکھتی ہی بچانا ملکہ حیرت سے کہا دیکھیے عمرو شہد بنا ہوا
اشرفیان لوٹ رہا ہی بڑا ظالم ہی اب کسی شہد کو کچھ نہین ملتا حیرت نے جس تخت سے دھوان پیچیدہ ہی اسکے
قریب منہ بڑھا کر کہا دیکھیو دائی امان تو وہ شہد ہوجاتا ہی ساری بربادی اسکی ذات سے ہوئی صنعت وغیرہ کو
اسی نے مارا ہی طلسم ہوشربا فتح کرنا ہی یہی عمرو عیار ہی سوسن نے کہا بیٹا اسکو پکڑ کر مار ڈالون حیرت نے کہا تمیز
دائی امان آپ خلل نہ کیجیے یہ کہکر حیرت نے منہ پھیرا صرصر نے دیکھا دھوین کی اندر سے تین پٹین زرد نکلے مثل شعلہ
شعلہ بلند ہوئی جیسے ہی عمرو دھونے کو بڑھا ایک پٹیان ناک پر جا دو دونو نکاتو تیز رنگ روغن عمرو کی چہرے سے اڑگیا
عمرو نے ایک چیخ ماری ہو دہائی دیتا ہوا طرف تخت سوسن کی چلا سب نے دیکھا عمرو بصورت اصلی پٹین ناک پر
جمے ہوئی روتا ہوا قریب تخت سوسن آیا سوسن نے اشارہ کیا دھوان شق ہوگیا اب عمرو نے ایک ساحرہ غدارہ
پیر زال باپشت خمیدہ سہ رو کو دیکھا کہ ہنس ہی ہی عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میری لشکر مین کیون آیا
عمرو نے کہا دائی امان مین بھوکا تھا روپیہ لٹتے دیکھے چلا آیا توبہ کرتا ہون اب کبھی آؤنگا سوسن نے وہ پٹین اٹھا لیے
ساحر دسنی کہا اسکی مشکین باندھکر جلاد کو بلاؤ سر کاٹکر صحرا مین پھینکدو ہماری چھوکری کو ستاتا ہی بڑا نگوڑا عیار
ہی ابھی جاہی کو بلا لی بار آئین تجھکو چھوڑا کرلیجا مین عمرو نے کہا ان سمجھونچ مجھکو نکالدیا دائی امان مین آپکی معتقد ہون
اب رنجو لگا صرصر ہنس ہی ہی سوسن نے کہا بھلا ساربان زادی تو نے مجھکو حیرت اور افراسیاب بنایا ہی مین
تیری ان باتون کو کب مانتی ہون اب لشکر سوسن مین ہلڑ ہوا عمرو عیار سو پکڑا گیا ملکہ سوسن نے بآسانی گرفتار
کرلیا کوئی عیاری مکاری نہ چلی سوسن بان دار نے جلاد کو اشارہ کیا ہر چند عمرو چیخا پیٹا سوسن نے کچھ خیال نہ کیا
چاہتی ہی جلاد کو حکم دی ایک طرف سی ہٹو ہٹو کا غل ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام نامہ افراسیاب لیے ہوئی پکارتا
ہوا ملکہ سوسن ٹھہر جاؤ عمرو کو قتل نہ کرنا جلاد ٹھہرا ساحر جھپٹکر قریب سوسن آیا نامہ افراسیاب ہاتھ مین دیا سوسن
نے پڑھا اسمین طرف سے افراسیاب کی تحریر تھا ہمنے اپنی ملازم کو روانہ کیا ہی سوسن جلد عمرو کو قتل نہ کرنا
اس ساحر کی حوالہ کردی یہ ہمارے پاس لے آئیگا ہم قاعدے سے قتل کرینگے سوسن نے غصہ مین کہا لیجاؤ میری بلا سے
لیکن خبردار جاتے ہی قتل کرنا اس ساحر نے کمر مین ہاتھ دیکر عمرو کو کاندھے پر ڈالا کہا ملکہ سحر اپنا اتار لیجیے مین اپنا سحر قائم
کرون سوسن نے سحر اپنا اتار لیا سوسن کو ایک پرچہ دیا کہ شہنشاہ نے یہ کہا تھا آخر مین یہ پرچہ دائی اماں کو دینا جھ

راز کی باتیں تحریر ہیں دو پرچہ دیگر ساحر جست و خیز کرتا ہوا عمرو کو لیکر نکل گیا سوسن نے کاغذ کھولا اسمیں لکھا تھا
او سوسن اب کبھی زبان درازی نکرنا منہ تہتر قران دیکھو تیری آنکھوں میں خاک ڈالکر اپنے استاد کو لیگئے ٹھنڈی
ٹھنڈی چلی جا کیوں شامت آئی ہے سوسن نے جو یہ مضمون پڑھا بہت ہی جھلائی کہا لو بی حیرت تمنے سنا یہ تہتر
قران عیار تھا میرا سیاہ تھا بھی عیاری مکاری کی اب میں بے قتل کیے نمانونگی حیرت نے کہا وائی امان واسطہ سامری
و جمشید کا آپ اس جھگڑے میں نہ پڑیے سوسن نے کہا چھوکری اپنا سر پیٹ لونگی میرے سامنے شجید عیاری میری
آنکھیں سامری و جمشید کی دیکھی ہیں بی بہار و باغبان مجھ سے لڑ نکلے عیار دونکا میں مطلب سمجھ گئی کیا مجال
جو میرے قریب بھی آسکیں میں اب نمانونگی ان سبکو اس فرصت سے قتل کرونگی کہ پھڑک پھڑک کر اور تڑپ تڑپ کر
مریں یہ بات دنیا میں مشہور ہو گئی کہ قران نے ملکہ سوسن کو دہوکا دیا اہالیان طلسم ہوشربا کیا کہینگے مجھکو بدنام
کرینگے یہاں خواجہ عمرو کو قران لیے ہوئے صحرا میں لاکر چھوڑا کہا استاد آپ غضب کرتے ہیں عمرو نے کہا بھائی میں
تماشا دیکھنے گیا تھا تم کاہیکو دوڑے آئے وہ کیا حرامزادی مجکو قتل کرتی قران نے سر جھکا لیا خواجہ باتیں کرتے ہوئے
لشکر میں آئے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا استاد برائے خدا ہمنے سنا ہے کہ افراسیاب نے منع کر دیا کہ تیز نگاہ و گیرنگ و سوسن
اہل اسلام سے مقابلہ نہ کریں دو چار روز کو یہ لوگ میہمان آئے ہیں انکو ستائیے عمرو نے کہا سبحان اللہ میں نے
کیا اس حرامزادی کو چھیڑا تھا تماشا دیکھنے لگا ناحق مجکو پکڑ لیا بہار نے کہا خواجہ یہ جھگڑے ہو گئے سوسن ہی بدمزاج
ہے اس سے مقابلہ مشکل ہے ہم میں کوئی اسکا ہمسر نہیں یہ ذکر تھا کہ صدا نوبت نقاری کی آئی دیکھا کہ ملکہ حیرت بڑے
کروفر سے ساتھ لیے تیز نگاہ و گیرنگ و سوسن کو قریب انکے لشکر کے پہونچیں سوسن بھی ڈر گئی کہ قران میرے سامنے
سے عمرو کو لیگیا تخت سے کودی لشکر مہرخ دیکھا بہار پر نگاہ پڑی بہار نے سلام نہ کیا سوسن نے پکار کر آواز دی
کیوں بی بہار تم بہن کا گھر برباد کرتی ہو تم سب صاحبوں کیواسطے بہتر یہی ہے کہ عمرو کی مشکیں باندھ کر میرے
پاس بھیجدو اسکو میں تمہارے کو قتل کروں اور تمکو لیکر چلی جاؤں اگر اسکے خلاف کیا تو میں طبل جنگی بجواؤنگی میدان
کارزار میں آکر قیامت کرونگی یہانسے سواروں نے آواز دی او بیحیا کیا بکتی ہے جو تجھسے ہو سکے مقدور نکر تجھ
ایسے تبسے آئے ہم اپنے ہاتھ سے عمرو کو گرفتار کر کے بھیجدیں یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے آئی ہے دعوت غیرہ
کھا کر چلی جا یہ سنکر سوسن غصہ صحرا میں آئی تیز نگاہ و گیرنگ کو ساتھ لیلیا چند خادم ہمراہ لیے صحرا میں کھڑی ہو کر دو
گولے دست راست و دست چپ پھینکے ایک آگ کا مکان بنکر تیار ہوا تیز نگاہ و گیرنگ کو لیکر اندر اس قصر آتشی کے
چلی گئی پکار کر گئی دیکھوں عیار یہاں کیونکر آتے ہیں حیرت سے پکار کر کہا بی بی جا کر طبل جنگی بجوا دو اور

ہم اسی کے اندر رہینگے اب تو عیار یہان نہ آسکینگے ہمنے سامان آسایش کر لیا آتش سحر سے استحکام کو آراستہ
کر دیا اسی مکان مین سبکو قید کرونگی جلا جلا کر مار ڈالونگی دیکھون تو یہ لوگ کیا کیا کرتے ہین ہرچند حیرت نے
منتین کین لیکن سوسن نے نمانا اندر اسی قصر آتش کے جا بیٹھی لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا خدا خیر کرے
سوسن اب بیشک مقابلہ کریگی اسنے سامری و جمشید کی آنکھین دیکھی ہین اسپر سحر کرنا دشوار ہے مفت مین
بیٹھے بیٹھے خواجہ نے فساد مول لیا عمرو کو تردد ہوا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے

داستان طبل جنگی بجوانا سوسن زبان دراز کا و مقابلہ اہل اسلام و عیاری خواجہ عمرو بشکل کندھیا و کیفیت قتل سوسن و نیرنگ و گیرنگ غول

جتنے قصے ہین مری شکوۂ بیداد ہین سب
جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب
نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے
حسن جتنے ہین زمانہ مین خدا داد ہین سب
اب یہ حالت ہے کہ دشمن بھی عیادتی ہین
ضعف سے موی بدن خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا دامق بیچارہ ہوا
جسطرح چاہے بلا تیری ہی ارشاد ہین سب
ایک سے ایک نرالا ہے زمانے مین حسین
حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
اپنے انداز مین ہمشکل ہین استاد ہین سب

ذکر کا ہے کو ہین افسانۂ فریاد ہین سب
حسرت دیکھیے دو تین بچھڑ کر ہین سب
شائق حسن حارت تری جلاد ہین سب
پھول بچا جو بھیجوا تو رو رہے ہین آنسو
روز و شب منتظر خدمت جلاد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہے نزدیک
دست بردا شتہ میرے لیے جلاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو تیغ اجل
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
آمد آمد ہے مگر میرے سہی قامت کی
جلوۂ نور الٰہی سے پریزاد ہین سب
دور تک تیری گذرگاہ جفا ہے آتی
معترض ہو جسے تو قابل ایراد ہین سب

صد الحمد کہ مین رنج فراموش نہین
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
اسکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم
اشک بیجا بجہان آبلہ بنیاد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
ایکدن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے
کسقدر گھر مین ترے خنجر فولاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکر
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
تیری آنکھون کے جو مضمون لکھے ہین جنکے
ہفت اقلیم مری مسکن فریاد ہین سب
راست کہتا ہون نہین ہیچ دسود و نسیم

ملکہ حیرت جادو نے آکر بارگاہ مین وزرا امرا سے صلاح کی سب نے
کہا حضور حکم شہنشاہ سے سراسر خلاف ہے صاف تحریر فرمایا کہ دو چار روز دعوت کر کے ملکہ سوسن کو رخصت کر دو
یہان بات بگڑی الجھ گئی کیونکر منع کرین مکان آتش بنا لیا وہ حسن حصین سمجھی ہین صنعت نے کیا سامان کیا تھا

مگر گھٹ پر قصر سحر بنایا عمرو وہ لعاب نکر وہان پہونچا آخر قتل ہی کیا یہ تو ظاہر ہو کہ انکی آتش سحر مین کوئی جا نہین سکتا
جو جائیگا آتش سحر مین پناہ پائیگا جل بھنکر خاک ہوگا لیکن شہنشاہ کے خلاف نو عیاران لشکر اسلام بھی دربار
مین حیرت کے حاضر ہین یہ صلاحین سن رہی ہین ناگاہ گل صد برگ آفتاب مرجھایا گل سوسن ماہتاب یان گلشن
فلک نیلی مین پھولا چمن بارگاہ آراستہ ہوا برق بشکل ساحر کھڑا دیکھ رہا ہے کہ سوسن آکر بارگاہ حیرت
مین پہونچی کہا کیون حیرت کری ہمنے تجھکو خون جگر پلا کر پرورش کیا اب آج بادشاہ کی ہو رہی بیٹھی ہی بات کا
خیال نہین شام ہوگئی طبل جنگی نہین بجوائی تیری پیاری جانکی قسم ہے اجلے قتل مسلمانان آرام نہ لونگی عمرو منت
خوشامد کرتا تھا مین نہ قتل کری چھوڑ دیتی میان مہتر قران کیا سمجھ کر دوڑے آئے ملازم افراسیاب نے بکر عمرو کو لیگئے
اب میرے واسطے بڑی بدنامی ہے جو مین ان سبکو سزای کامل نہ دون یہ کہکر حکم دیا ہان طبل جنگی بجے عیار دیکھ رہے
ہین طبل جنگی تو اسوقت بجا اس فکر مین عیار کھڑے ہین کہ سوسن پر کچھ عیاری کرین مگر سوسن طبل جنگی بجوا کر
اٹھی پھر پیدا کرکے اسی قصر آتش مین چلی گئی عیار مجبور و ناچار پلٹے آکر ملکہ مہرخ سے اطلاع دی حضور سوسن نے
طبل جنگی بجوایا لیکن بارگاہ مین ٹھہری نہین حکم دیکر چلی گئی اسی قصر آتش مین جاکر ٹھہری ہی شعلہ ہای آتش اسمانپر
سر کھینچ رہے ہین نخل تمام آتشبار ہو رہی ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار
کیا ہوتا ہے نخل تمام آتشبار ہو رہی ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار کیا
ہوتا ہے بہار نے کہا حضور خدا اسکی ہر عجب سے بچائے تعلیم یافتہ صحبت سامری ہے اسپر سحر کرنا دشوار ہے
نیرنگ و گیرنگ اسی کے تعلیم کردہ ہین افراسیاب منع کر چکا تھا مگر عیارون سے چھیڑ کر یہ بالکل
گرائی ورنہ دو چار دن مین چلی جاتی اب جو کچھ فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے افراسیاب فکر مین تاریک
شکل کشش کے گیا ہے یہ ہنگامہ برپا ہے فلک بر سر گردش ہے دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہے کل سردار دمکو سنانا
نام سے سوسن کے زبانون مین لکنت گرفتار رنج و مصیبت یہان حیرت نے بعد طبل جنگی بجوانیکے
نامہ افراسیاب کو بھیجا کہ عیارون نے دائی امان کو ستایا انکو غصہ آیا طبل جنگی بجگیا صبح کو مقابلہ ہے اگر
مہلت ہو تو آپ بھی تشریف لائیے ساحر ادھر گیا یہان تیاریان دونون لشکر مین ہونے لگین قصر سوسن
مین دود سیاہ اٹھ رہا ہے شعلہای آتش بلند سوسن اندر قصر آتش کے بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے نیرنگ و گیرنگ
سحر کشتی ہے انفرنند وصاف تو یہ ہے کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ڈر گئی سحر مین کوئی میرا سامنا نہین کر سکتا مگر
گھوڑا قران انکھو مین خاک اگر عمرو کو لیگیا مین نہ پہچان سکی اسواسطے یہ قصر آتش مین نے بنالیا اور خوب پہچانا

یقین کامل ہوا کہ جو عیار دن سے بچے گا لڑائی فتح کرے گا **نظم**

جو ہر کو جوہری صراف زر کو پرکھے
جسکا ندیم ہو وہ اسکی نظر کو پرکھے
در سخن کے خواہان ہیں یار ہیں جہان مین
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
در سخن کو اپنے پرکھے آدمی سے

ایسا نہین ہی کوئی وہ جو بشر کو پرکھے
جو ہر نہو جسمین جوہر شناس کیسے
جنمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لادین رکھا ہی جو نسیان
ہرگز نہ گر تو سودا پر جانور کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جو صاحب ہنر ہو وہی ہنر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہی مدفن
جو قطرہ ہای اشک مژگان تر کو پرکھے
ای نور نظر انسان کا پہچاننا مقام کی

حقیقت کا سمجھنا بہت دشوار ہی اگر **افراسیاب** جادو اس نکتہ کو سمجھ جاتا لونڈی غلامونکے ہاتھ سے شکست نکھاتا مین چند میدان داریون مین اس لڑائی کو فتح کرونگی اس قصر آتش کو قید سرداران سے بھرونگی کل سامان بزم اسی مین رہیگا خاص وقت مقابلہ مکان آتش سے باہر جاؤنگی سب شراب کباب کا چرچہ کھانا پینا اسی مقام پر رہی عیار بیچاری کیا آسکینگے ساحر مجھ بڑھیا کے سامنے کیا زبان ہلا سکینگے یہ کہتی جاتی ہی سحر تیار کر رہی ہی چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ادہر سے **حیرت** سوار ہوئی ادہر سے ملکہ **مہرخ** و بہار کل سرداران نامدار بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین میدان آراستہ ہوا یکایک قصر آتش مین مہلکہ ہوا شعلے بھڑکے دود غلیظ بلند ہوا دیکھا سب نے **نیرنگ** دگر رنگ تاج سر پر پہنے ہوئے اسباب سحر چاق چوبند بغلوں مین **سوسن** زبان دراز قصر آتش سے نکلی اشارہ کیا **نیرنگ** سے یہ میدان کارزار مین آیا نعرہ دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم شاہزادہ **نیرنگ** عنقا صورت ادہر سے **نافرمان** جادو مقابلہ نیرنگ مین آئی آپسمین وو دو سحر چلے **نافرمان** نے بڑھکر گولہ مارا **نیرنگ** نے کاٹا لیکن کب اسکا مارا گیا نافرمان نیمچہ پکڑ کر جا پڑی تلوار چلی سر **نیرنگ** زخمی ہوا جیسے ہی اسکے سر سے خون جاری ہوا **سوسن** چیخ کر دوڑی نعرہ کیا او **نافرمان** بے ادبی کرتی ہی یہ کہہ کر جھپٹی قریب اسکے پہونچی سب دیکھ رہی مین سوسن نے نہین معلوم قریب **نافرمان** کیا زبان درازی دکھلائی کہ نافرمان بیہوش ہو کر گری **سوسن** نے اٹھا کر اسی قصر آتش مین پھینکدیا **نیرنگ** کو میدان کارزار سے ہٹایا نعرہ کیا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ای بہار تمہاری سحر کے بڑے زور شور سنے ہین سنا ہی تمنے ہزارونکو تنکے چنوا دیا مارا میرے سامنے آ و مجکو تنکے چنوا دے سنتے ہی بہار جادو صف سے نکلی ملکہ **مہرخ** سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی سوسن نے بہار پر آگ برسائی ملکہ بہار نے باران سحر برسا کر آگ کو بجھایا اٹھا کر گلدستہ مارا کہا او سوسن لے سینے دیکھا ہوا سر دفعہ میں ہی صفحہ

چلی نخل جہومی شاخون نے براہ دستبوسی ہاتھ بڑہای توپسی صدای اجل اجل آئی بلبلین غزلین عاشقانہ گانے لگین **غزل**

بتا سکتے ہین شوخی نے جسکی مار ڈالا ہی
وہ دل ہے دلکی حسرت ہے وہ مین جان بیر ڈالا ہی
سیہ بختی ہی کو ہم پلہ دیکھا بسر بختی سے
کیسکا دم کے ساتھ ارمان بھی تو نکالا ہے
اٹھاتا ہیجو وہی دل ہجر مین جھٹکے پر اب جھٹکے
اُجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اُجالا ہے

ہماری داد بھی محشر مین کوئی دیکھنے والا ہی
کہین ایسا نہو وہ پھوٹکر آنکھو نسی جائے
یہ کمل ہے نیفر دنکا وہ شا ہونکا دو شالا ہی
تڑپ دلکی رہی ہر گز کیسے سو لطف قاتل نے
تمہاری زلف نے سایے مین ہے جسکو پالا ہے
وہ سب فرقتین گنی ہین جو بنی تین ہے یہ بھالی تیر

جنرہے کوئی اس محفل مین سودا ہونیوالا ہی
جسے کہتے ہین دل سینے کا پھوڑا یکے چھالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین ہین عین حسرت بجھوری
بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہے
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دیدنی قابل
بہارو نکو حلال اپنی گران جانی نے ملا ہے

پھول آسمان سے برسے **سوسن** زبان دراز خاموش ہو کر کھڑی ہوئی پھول سونگھے ہوا گلشن بہار کی کھلی بہار نے جو دیکھا سوسن جھوم رہی ہے آنکھین بند پھول سونگنے سے مبہوت لب پر مہر سکوت ملکہ بہار نے بڑھکر للکارا اور سوسن ساری زبان درازی بھولی ہو اکہا کر بھولی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا بہار سمجھی بیہوت ہو چکی پنجہ کھینچکر جا پڑی سوسن کو ہاتھ مارا سوسن نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھے **شعر**

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

خیال گل مین ہم اشرف ادمی بنا رہین لائے
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا

پنجہ بہار کا پڑا **سوسن** کا سر کٹکر زمین پر گرا بہار نے نعرہ کیا وہ مارا جسم سے لاشہ سوسن کے چنگاریان نکلین پھول جلنے لگے ہر رگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بہار گھبرائی یہ کیا ہوا زمین شق ہوئی سوسن نعرہ کرتی ہوئی نکلی وہ بہار ابھی جھوکری ہر کسی دانو نکو تنکے چنوا رہی ہونگے منہ ملکہ **سوسن** زبان دراز سحر ساز شعبدہ باز جبتک بہار پلٹے **سوسن** نے زمین پر دو ہتڑ مارا بہار بیہوش ہو کر گری سوسن نے اٹھا کر بہار کو بھی قصر آتش مین پھینکدیا غصہ مین **باغبان قدرت** جا پڑا خوب خوب آسمین سحر ہوی آخر مین **باغبان** بھی بیہوش ہوا سوسن نے اٹھا کر **باغبان** کو بھی پھینکا اسیطرح سوسن نے شام تک بارہ سردار نامی گرامی گرفتار کیے اسی قصر مین سبکو قید کیا شام کو یہکر بولی کل تم سبکا خاتمہ کر دونگی ایک بھی نذرہ بچھوڑونگی سحر ما بدولت کا دیکھا منظور نظر **سامری جمشید** اہل اسلام رنجیدہ کبیدہ پلٹے **سوسن نیرنگ گر** نگیں کو لیکر داخل قصر آتش ہوئی استادان سخن نے تحریر فرمایا ہی کہ چار میدان داریان سوسن نے اسیطرح کئین پچاس سردار نامی گرامی پکڑ گئی قصر آتش مین قید کیے پانچین دن شام کو سوسن نے آواز دی باشندای مسلمانان دو روز کی تمکو مہلت دیتی ہون سمجھ کر لڑکی حرتکے قدمون پر

گر خطا اپنی معاف کراؤ ورنہ اب کی مرتبہ جو طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار میں آؤنگی لطف گرمی سحر دکھاؤنگی آتش
شعلہ ور ہو کر تم سبکو جلا کر خاک میں ملا دیگی یہ نہ سمجھنا کہ فردا فردا مقابلہ کرنے میں عرصہ ہوگا بحکم سامری مابدولت کو
سب طرح کا اختیار ہے لاکھوں کو ایکدم میں مٹا دوں آفت کردوں تو دریائے آتش پیدا ہوکر سبکو جلا دے کوئی زندہ نہ
بچے ایسے کلمات کہکر پلٹ گئی اہل اسلام حیران پریشان پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا
اے شہنشاہ اوج عیاری آپنے ملاحظہ فرمایا جو سرداران نامی تھے گرفتار ہوئے اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے
کہا میرے کیے کچھ نہیں ہوسکتا سب عیار موجود ہیں تنخواہ کھاتے ہیں جام بادۂ عیاری سے مست ہیں مشہور
کہ بڑے زبردست ہیں سوسن کو جاکر ماریں میں کیا کسی کو منع کرتا ہوں ملکہ مہرخ نے طرف چالاک وغیرہ کے
دیکھا سبنے دست بستہ عرض کی ہمسے کچھ کہنے کی احتیاج نہیں ہم ہر وقت اسی فکر میں ہیں آگ سے ناچار ہیں
بالکل بیکار ہیں جو ہوسکیگا کر گذرینگے قصر آتش سے وہ ملعونہ باہر نہیں آتی دربار میں اگر دن آتی بھی ہے جاہا
جا پڑیں اس بدزبان کو گرفتار کریں وہ نہ ٹھہری پلک جھپکنا دشوار ہوا ایسی ملعونہ کا کیا کریں آگ کے اندر رہتی ہے
ملکہ مہرخ نے یہ کلام حسرت انجام سنکر سر جھکایا عیار اٹھے اپنی اپنی فکر میں نکلے برق فرنگی تڑپتا ہوا قریب قصر آتش
پہونچا چہار جانب پھرا لیکن راستہ نہ پایا ناگاہ شعلہ جوالہ مہر درخشان نے آتشکدۂ چرخ نیلی کو بھڑکایا چنگاریاں ثابت
و سیارگان کی فرو ہوئیں ذرہ ہای بیابان نے رونق پائی چمک کر نیر اعظم سے آنکھ لڑائی برق تڑپتا ہوا طرف
صحرا کے چلا ایک نخل کے سایے میں جاکر ٹھہرا اور رہا ہے کہ ای برق کیا کروں کیونکر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچاؤں
کوئی اندر سے نہیں آتا کہ اسکی شکل بنکر پہونچوں حیرت جادو کے یہاں سے کوئی نہیں جاتا بس کیا تدبیر کروں اتنے ملو
والا تیرا دو ذرا اور اسی بات میں طعن و تشنیع کرتے ہیں آخر جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی سامنے ایک پختہ کنواں تھا
برہمن کی شکل بنکر کنویں پر آبیٹھا لٹیا ڈول رکھ لیا جل ٹھنڈا پکارتا ہے کبھی غصے میں جو کوئی مسافر نکل آیا
اسکو پانی پلا کر ٹھنڈا کیا پھر آپ ہی سوچا اس غریب کے مارنے سے کیا فائدہ ہوا برق تو اس فکر میں کنویں پر بیٹھا ہے مگر
خواجہ عمرو بھی رات بھر گرد پھرے قصر آتش کے مگر راستہ نہ پایا گھبرا کر صحرا میں آئے ایک درہ کوہ میں گھس گئے سر جھکا
کر بیٹھے سوچ رہے ہیں کہ اب کیا کروں آجکا دن گذریگا شب کو طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار میں آئے گی
کون اسکو جواب دیگا عجب گرما گرم سحر گری ہے شعلہ مزاجی پر مرتی ہے لیکن اس گرم مزاجی کا بد انجام ہوگا
جو آگ کھائیگا انگارے ہگے گا سوچتے سوچتے تصویریں شاہان گذشتہ کی نکالیں کندسیا کی تصویر نکالی
بڑی دیکھا جوان خوشرو بیٹھا ہے اور نے بجا رہا ہے بس عمرو کو خیال آیا کہ اسکی صورت پر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچائیں

نے سنکر مبہوت ہوجائیگی ضرور دھوکھا کھائیگی پھر خیال آیا آگ جلا دیگی سوچے وہی روغن موسیقار ہاتھ آیا عمرو نے تمام جسم پر لگایا کندھیا کی صورت بنکر تیار ہوا مکٹ سر پر رکھ لیا لباس فاخرہ زیب جسم کیا ایک مرکب ممکن کر کے اسپر سوار ہوا اس شان و شوکت سے عمرو درۂ کوہ سے نکلا سناٹا صحرا کا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین عمرو نے کو دہن پر رکھکر بانسری کو دھر پھونکا نے بجاتا ہوا نئے طور سے چلا فن نے نوازی عمرو کو حرمت ہوا ہی جنگل صحرا مین جو شروع کر دیا طائران صحرا بیقرار ہو کر شاخہای درخت سے اترائے پر و نکا سر عمرو پر سایہ کیا عمرو سلیمان وقت بنا ہوا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا چلا جاتا ہے

غزل

رحم آجاتا ہی دشمن کے پریشانی پر
نقطہ دنیا تھا یہ تیری خط پیشانی پر
آمد فصل بہاری ہی پے استقبال
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر
برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم
کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر
آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہے
زخم کھاتے ہین اسد نمک افشانی پر
راہ برگشتہ بقیبی نظر آئی کیا کیا
مختصر قصے ہوئے حصۂ طولانی پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
کھولی ہین شوق مین مرغان گلستان نے پر
ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون پر
صبر کھودیتی ہی زلفون کی پریشانی پر
تیرہ گر ہے تو فروغ رخ روشن معلوم
نکلے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
مرگئے ایک ہی جلوے مین پریرویون پر
خضر کا شک ہی مجھے غول بیابانی پر
قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہی نسیم
کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید
موجہ جم زر ہے تیغ خراسانی پر
تار زنجیر سے چھپ چھپ کے نکلجاتا ہے
تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پر
نقطۂ حسن ہے تل مصحف رخ پر تیرے
دیکھئے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
پاؤن رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر
مرگئے کہتے ہی کہتے تری گیسو کا حال
ہم تو خاک بھی رہتی ہین صدا پانی پر

حتیٰ برق فرنگی کنوئین پر برہمن بنا بیٹھا ہی کہ کان مین آواز نے نوازی کی آئی گھبرا گیا کہ یہ کہان سے صدا آتی ہی یکایک دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک جوان خوش رو سبزہ رنگ مرکب باد رفتار پر سوار دریای جواہر مین غوطہ مارے ہوے نے بجاتا ہوا آتا ہے لیکن صدہا جانوران صحرائی پرند چہار جانب سے گھیرے ہوے چلے آتے ہین بعض نے پرون کا سایہ کیا نے سنکر مست ہین منقارین کھولکر بجاتے ہین اپنی زمزمہ سرائی بھولے نے سنکر ایسے پھولے برق گھبرایا کہ یہ کیا بلا نازل ہی شاید افراسیاب نے کسی ساحر کو بھیجا برای گرفتاری استاد آیا ہی اسوجہ سے نے بجاتا ہے نیا شعبدہ دکھاتا ہے خدا اس آفت سے اہل اسلام کو بچائے دم بدم تازہ بلا نازل ہوتی ہے او ہر بدعت سوسن ہے یہ بھی کوئی راہ زن ہی ای برق اسکو یہین روکو یہ سوچکر برق نے حقہ

آتشبازی تو بڑے سے نکالا اسمین بیہوشی بھی بھردی اب سنبھلکر کھڑا ہوا کہ قریب اس نخل کے یہ بیوپچے
حقہ آتشبازی مارکر بیہوش کرون بین سرکاٹ ڈالون تا یہ لشکر نہ جانے دو دن خوب سنبھلکر کھڑا ہوا جیسے
ہی مرکب خواجہ عمرو کا قریب اس نخل کے پہونچا یہ تو اپنی دھن مین لے بجا رہے ہین کہ پہلوے نخل سے
نعرہ ہوا کہ باش او ساحر کہان جاتا ہے منم ہشتر برق فرنگی عمرو کی نگاہ پڑی کہ سایہ نخل سے برق تڑپ
کر نکلا گھبرا کرنے رو کی صرف اتنا منہ سے نکلا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے قصد ہے کہ زبان سی کہین عمرو
ہون زبان سے نہ نکلنے پایا حقہ برق کا چل گیا دھوان اسمین سے نکلا عمرو بیہوش ہوکر دھم سی گرا برق
مثل برق جہندہ بیچہ کھینچکر دوڑا کہ چھاتی پر چڑھکر سرکاٹ ڈالون جاکر سینے پر گھٹنہ رکھا قصد ہی کہ خنجر ماردون
پہلو سے آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی عمرو پھر کچھتا پیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا خنجر روک ملیکر برق نے دیکھا
نور افشان جادو پکارتا ہوا مثل برق جہندہ برابر برق کے پہونچا ہاتھ برق کا تھام لیا اگر ذرا پلک جھپکے
جاتی خنجر بران پھر چکا تھا نور افشان نے کہا ای برق غضب کیا تو نے پہچانتا ہی یہ کون ہین برق نے کہا کہ
کوئی بلا ہی نور افشان نے کہا تمہاری استاد والاثزاد ہین جتنو برق ترپگیا نور افشان نے عمرو کو ہوشیار
کیا عمرو کی آنکھ کھلی نور افشان کو قریب پایا برق کے کان پکڑکے دو طمانچے مارے کہا کیون بے یہ تو نے کیا
کیا برق نے کہا استاد مین کیا پہچانتا تھا مین سمجھا کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا ہی برای جستجوی عیاران جاتا ہی مین
اسکو مار لیں عمرو نے کہا آپ بہت تیز ہو گئی ہین برق نے کہا سب آپکا تصدق ہی نور افشان خواجہ کو ساتھ
لیکر اک گوشہ مین آیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کیا سمجھکر یہ صورت بنائی عمرو نے کہا مین نے روغن سیفار مل لیا
کہ آگ تاثیر نہ کری نور افشان نے کہا استاد وہ سحر کی آتش ہے وہان اس روغن کا کیا کام جاتے ہی آپ جلجاتے جسوقت مین
نے قصر نور افشان مین یہ عیاری حضور کی دیکھی بیقرار ہوکر چلا خواجہ کو ہر وکون یہان آکر دیکھا میان برق ایکی
چھاتی پر چڑھے بیٹھے ہین بمشکل بچایا بہر نوع خدا نے مقبل بنا شریک حال کیا وقت پر پہونچگیا اگر آپ وہان
جاتے تو خرابی بھی برق کی عیاری سی بیتابی بھی عمرو نے کہا ای نور افشان آتا دن اور رات باقی ہی کل سوسن میدان
کارزار مین آئیگی آفت مچائیگی اسکی کیا تدبیر کہ آتش سحر تک جا ماند دشوار ہی حقیقت مین تیری عقل مین نہ آیا روغن
موسیقار کو آتش سحر سے کیا مطلب عقل پر پردہ پڑ گیا ای نور افشان ہم تو اپنی زندگی سی بیزار ہین آٹھ پہر وقت کا
سامنا ابھی دو دن ہین گذری مشعل کی گرمیان اٹھائین آرام نہ لینے پای تھی کہ حرامزادی سوسن آئی جیسا
انسے بڑے غضب کے سحر کیے دل ہلا دیے میدان کارزار مین آتی ہی لڑ بھڑ کر پھر اسی قصر آتش مین چلی جاتی ہی

نورافشان نے کہا اور تو کچھ عرض نہین کرسکتا آجکل ہوش و حواس درست نہین ہین بڑی بڑی مصیبتین آپکو جھیلنا ہین جان پر کھیلنا ہی لیکن اب اسوقت سردست ایک صورت ہوسکتی ہے اک نقش آپکو دیتا ہون ستارہ شناسان دوربین نے اسکو ترکیب سے بنایا ہے عجیب تدبیر ہے کیا معقول تجربہ ہو سواپہر تک آپ پر آتش سحر تاثیر نہ کریگی اسکو بازو پر باندھ لیجیے جسکے جسم سے مس کردیجیے گا اسکے جسم پر بھی آتش سحر تاثیر نکریگی لیکن سواپہر کے عرصے مین جو کچھ ہوسکے کر لیجیے آئندہ نقش بیکار ہوجائیگا عمرو نے کہا اے نورافشان سواپہر بہت ہوا اور نقش مجکو دو مین اسی صورت پر آتش سحر مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو اتنے عرصہ مین بی سوسن کی زبان درازی کا علاج کرلونگا برق نے کہا استاد مین بھی چلونگا کنہیا کے ساتھ معشوق ہونا واجب لازم ہے نقش میرے جسم سے مس کر دیجیے یہ کہکر برق اک نازنین چاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا دریای جواہر مین غوطہ زن ترچھی نگاہ آنکھین شوخی سرمہ و بنالہ دار دیا ہوا ہیما کے ہاتھ مین عصا تعاقب نعلین پر لاکھا جما ہوا مجلس میرزن کی زیبائی باتون مین مسیحائی سراپا خوبصورت مرغوب مطلوب بھولی بھولی صورت حسن مین صباحت ملاحت جادو تقریر کلام دلپذیر عمرو بھی صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا برق غضب کرتا ہے اتنو تو بڑا طرار و فرار ہوا اپکا عیار ہوا برق نے مسکرا کر سلام کیا کہا استاد سب آپکا تصدق ہے عمرو نے وہ نقش برق کے جسم سے مس کیا نورافشان رخصت ہوکر طرف قصر نورافشانی کے گیا عمرو پشت مرکب پر سوار ہوا برق کمر سے استاد کی لپٹ گیا گھوڑا اڑاتے ہوئے خواجہ چلے نے کو پھر شروع کیا ہمہ تن ان غزلین دوہرے کبت کبھی رنگ عشرت کبھی مضمون وصل و فرقت وقت سحر ہے بھیرون کی دھن مین گھلا ہوا گھیا ہوا اسوقت بھی لگو اک مزا ملا اپنے آقا کا جو فراق یاد آیا آتش سحر مین بے تکلف گھوڑی کو ڈالدیا خود بھی آنکھونسے آنسو جاری غلبہ ہجوم بیقراری یہ اشعار آبدار لے مین سے نئے طور سے نکلتے ہین

اشعار

عمرے کہ نہ بازوی خوشی بادہ ماست
کین گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب ست
بنیاد شش و چار دو عالم بحقیقت
مضمون حروفش ہمہ اجزای کتاب ست
تا یک جہالت بنظر آمدہ مخفی

در مذہب ما خانۂ آن عمر خراب ست
غافل نشوی زمزمۂ عشق کہ در عمر
چون موج حباب ست کہ بر چہرۂ آب ست
کے خانہ نشین ہیچ نشود مرد مخشم
ہم دشمن بخوابی و ہم دشمن خواب ست

پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
ایام طفولیت ہنگام شباب ست
بر پشت کتابے کہ بود حرف تواریخ
پیروی تو انجا نہ چو بر موجۂ آب ست
سوسن زبان دراز سلیمین کی

تخت کے بیٹھی ہوئی شراب خوری کر رہی ہے نیرنگ وگیر رنگ پہلو مین ناگاہ گانے کی آواز آئی گھبرا کر کہا اسے

فرزندو یہ کون بانسری بجا رہا ہے کلیجہ نکالے لیتا ہے تواریخ میں دیکھا ہے ہمارے ہادی و رہبر کنددھیا جی
بانسری کے استاد تھے سنتے ہیں کہ انکے بجانے پر چرند و پرند مست ہوتے تھے بے زبان روتے تھے آج بھی
طور معلوم ہوتا ہے کوئی کلیجہ کھینچتا ہے قلب پر نشتر پڑ رہا ہے نیرنگ و گلرنگ نے کہا یہ آواز تو خاص بارہ دری
حصار کے اندر سے آئی ہے سوسن گھبرا کر اٹھی نیرنگ و گلرنگ دونوں تاج پہنے ہوئے چند قدم آگے
بڑھے تھے دیکھا تو فی الحقیقت تصویر میں جو صورت دیکھی ہے وہی صورت زیبا ایسا ہی لباس کہ جیسے
فلک ساس پہنے ہوئے بانسری بجا رہی ہیں ایک نازنین پر بہار نہایت حسین پشت پر کمر میں ہاتھ ڈالے
لپٹی ہوئی کبھی گنگنا کر یہ بھی تان مار دیتی ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بجلی چمک گئی اس آتش سحر میں گھونسلا
اٹھائے پھرتے ہیں شوق میں بانسری سننے کے طائر تڑپ تڑپ کے گرتے ہیں لیکن جل جاتے ہیں شوق میں
جلنا گوارا ہے چلے آتے ہیں سوسن کے ہوش اڑ گئے کہا الفرزند و تمھو بزرگان دین ہوا اس آگ میں
افراسیاب کے کس کی طاقت تھی جو قدم رکھ سکتا جو آتا جلکر خاک ہو جاتا یہ آتش سحر کیا پر تاثیر رکھی
ہے یہ ان سب چیزوں کی بانی ہیں زمین و آسمان انکے قدم سے قائم ہیں یہ کہکر دوڑی آئی رکاب سے لپٹ گئی
کہا حضور کو میں نے بچایا تشریف لائیے مجکو سرافراز کیجیے کنددھیا جی نے مسکرا کر فرمایا اری سوسن تیرا
ہی نام ہے دشمنان افراسیاب کو تو نے درہم برہم کیا سر جھکا کر سوسن نے عرض کی آپکے تصدق سے
فرمایا تیرا اجر اتنا بڑا ہے خاص تجھکو دیکھنے کو آئے تھے امتحان کرتی تھی کہ دیکھیں تیری آتش سحر کیسی ہے
ہم کیوں نہیں اثر کرتی سوسن نے کہا آگ کی کیا مجال آپکو گرمی دکھا سکتی ہے اگر آپکو گرمی دکھائے خاک ہو جائے
آپکی برکت سے تمام دنیا قائم ہے میرے لیے بڑی سرفرازی ہوئی آپ تشریف لائے قدموں پر آنکھیں ملیں نیرنگ و
گلرنگ تصدق ہوئے گرد پھرے لیکن نازنین کو دیکھکر مر گئے کلیجے تھام لیے اس نازنین نے بھی دونوں پر نگاہ
محبت ڈالی مسکرا کر پوچھا شاہزادہ تمھارا کیا نام ہے ان دونوں نے دست بستہ عرض کی نیرنگ و گلرنگ
ہمارا نام ہے باپ ہمارا نجات جادو شہنشاہ ساحران ہند ہیں ہمارے ملکہ حیرت خوبصورت زوجۂ شہنشاہ با
شوکت اس نازنین نے ہنسکر کہا بس صاحب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہیں سوسن نے کنددھیا کو ہاتھ تھامکر
اتارا یہ نازنین مرکب سے کود پڑی نیرنگ گلرنگ بیقرار ہوئے جاتے ہیں مگر خاموش بھائی سے بھائی اشارہ کرتا
ہے دیکھو کیا حسین انتہا کی حسین ہے لیکن مجھپر نگاہ محبت ڈالی ہے ہر دوسرا کہتا ہے واہ واہ مجکو پسند کیا کنددھیا
نے سوسن کا ہاتھ تھام لیا سوسن ضعیفہ تھرائی جاتی ہے دل سے کہتی ہے اگر جوان ہوتی ضرور سرفراز فرماتے

اب یہ پیر روشین براہ عنایت ہین لیکن حقیقت مین بڑی قدرشناس ہین کس نگاہ سے مجکو دیکھ رہے ہین
یہ تو صاحب کشف و کرامات ہین پیر شباب انکی نگاہ مین ہوگا جب یہ سوچتی ہے خوش ہوجاتی ہے کبھی غمناک
ہے کبھی افسوس کبھی تردد کبھی انتشار اسمقام پر لاکر پہونچایا جہان فرش قالین بچھا تھا مسند معقول آراستہ
تھی سوسن نے عرض کی تشریف رکھیے مسکراکر فرمایا کیون ری بیمروت کبھی ہمکو یاد بھی نہ کیا ہم خود تیرے
مشتاق ہوکر آئے ہین اب آج سے ہمارا تیرا ساتھ رہیگا سوسن اپنی ضعیفی پر رونے لگی کہا حضور مین
اس قابل کہان ہون یہ معشوق آفتاب جمال آپکے لائق ہے مین تو اب خدمتگزاری کی قابل نہین مسکراکر
فرمایا اری کیا ہم تجھکو جوان نہین کر سکتے جب جی چاہے جمال عطا کرین کیا تیری اسصورت پر وصل حاصل
کرینگے تجھکو جوان بناکر ابھی پہلو مین بٹھائینگے شراب شباب پلائینگے شراب شباب کا نام سنکر وہ نازنین جو ساتھ
تھی بے اختیار زار زار رونے لگی کہا کیون حضور شراب شباب کا کیون آپنے نام لیا وہ ہمارا حصہ ہوچکا مین تو
بی سوسن سے زیادہ ضعیف تھی جگہ سے نہ اٹھ سکتی تھی شراب شباب پلاکر جوان کیا پہلو مین بٹھایا
تھوڑے دنون اپنے ساتھ لیکر پھرے یکایک ہم آپکی نگاہ سے گر گئے شراب شباب کا نام نہ لیجیے اپنی جان دے
دونگی سنو بی سوسن مین ایک غریب دیہات کی رہنے والی گاے بکریان چراتی تھی ویرانے مین پڑی رہتی تھی ہماری
حضور ایکدن آئے شراب شباب پلاکر جوان کیا ملکون ملکون پھرکر لیکر اسوقت تجھکو شراب شباب پلانے کو کہتے ہین
اری سوسن یہ بڑے بے وفا ہین انکی محبت کا کیا اعتبار مجھسے اقرار تھا دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا تجھکو
دیکھکر پھسل گئے بعد چندے اسیطرح تجکو بھی جلائینگے کندہ ہیانے جواب دیا یہ بتلا کہ تیرے دل مین کیا آیا اسوقت
ہمنے خیال کیا تیرے دل مین محبت نیرنگ و گیرنگ کی آئی ہے ہمارا نقش الفت تیرے صفحۂ قلب سے مٹگیا ان
دونونکو تیرے مقدمہ مین اختیار ہے اپنا حصہ کرلینگے ہم اب سوسن کو اپنا معشوق بنائینگے لا شراب شباب جالی
کر دویسی ہی بڑھیا بنجائیگی اسیطرح ٹھوکرین کھائیگی وہ نازنین رونے لگی کہا ای محسن و مددگار ایسی بے
مروتی کی امید نہ تھی یہ کنیز بے تمیز اول شباب مین لطف دنیا اٹھا چکی تھی چالیس شوہر کیے مر مر گئے لڑکے
جنے اب ضعیف ہوکر گوشہ صحرا مین پڑی رہتی تھی تباہی کی جفائین سہتی تھی اجانتی تھی کہ اب مجکو کون پوچھیگا
آپنے اگر سرفراز کیا معشوقان دنیا مین ممتاز کیا ضعیفی مین آبرو دی جوان بنایا اب خدمت سے جدا فرماتے ہین جان
دونگی شراب شباب کو اپنی سینے سے نہ جدا کرونگی رحم کیجیے کندہ ہیانے نگاہ قہر و غضب سے دیکھکر فرمایا او زبان دراز
خاموش رہ مین نے اسواسطے تجھکو شباب مرحمت فرمایا تھا کہ ادھر نہ نگاہ محبت ڈالی اسوقت ہم صرف سوسن کو

مژدہ قتل باغبان دہر کو آئے تھے لونے نیرنگ و گیرنگ کو بنگاہ محبت دیکھا ہمکو نفرت ہوئی اب تیرے
سامنے سوسن کو جوان حسین بنائینگے تو ان دو کی خدمتین جا مزہ ہمکو اسکا رشک نہین ہے یہ تکرار
آپس کی سنکر سوسن پھول گئی اکڑنے لگی کہا بی بی شہنشاہ رشک قیصر ہین صاحب جاہ و وقار بڑے ہوادار
ہین انکے سامنے عیاری مکاری نہ چلے گی مین نے جسوقت سے جمال بے مثال دیکھا نقش محبت صفحہ قلب
پر جم گیا اپنے چاہنے والیکو سرافراز کرتے ہین اسوجہ سے ہمپر مہربان ہوے یہ سنکر اس نازنین نے بنگاہ
قہر سوسن کیطرف دیکھا کہا او بڑائی سوت تو بھی ہمسے کلام کرتی ہے اچھا جوان دیکھکر خوش ہوتی ہے
یہ آٹھوین دن جوتیان مار کر نکال دینگے خنجر تیرے گلے پر پھیرینگے تیرے قابل ہین ظلم و بدعت مین کامل ہین تجھ
ایسی ہزارونکو قتل کیا شراب شباب مین سنکھیا ملی ہے پیتے ہی تیرا کلیجہ کٹ جائیگا اب تڑپکر مرگئی انکو پہچان لے
تجھسے صاف صاف کہتی ہون تیری موت آئی ہے سوسن نے کہا تیری بلا سے قتل کرینگے تو نہ ہمکو بچا کندہیا
نے ہنسکر کہا اے سوسن اب اسکی ضد پر تجھکو بارہ برس کی نازنین بنائینگے ہمیشہ یہی صورت رہیگا اے سوسن
جوابدے کر لا شراب اگر اسمین سنکھیا بھی ہے تو ہمارے واسطے امرت ہے ازنار کو سب طرحکی قدرت ہے سوسن نے کہا
اسوقت لا جلد شراب نکال اب باتون مین نہ ٹال تجھسے کیا کام ہے ہم زہر نہ سنکھیا کھائینگے تجھے آتش رشک
سے جلائینگے جب تو اس نازنین نے انگیا مین ہاتھ ڈالا ایک شیشی نکالی کہا لے پی اسکو کلیجہ ٹکڑے
ہو جائیگا کندہیا نے اشارہ کیا سوسن نے بتعجیل شیشی شراب کی اٹھائی کندہیا نے سب پی جا اسقدر تو شراب
شباب ہمنے بنائی تھی آج سے اس شراب کو کوئی پیائیگا پیتے حال کھلجائیگا اب بادولت بہت بیقرار ہوتے ہین
سوسن نے بسم و شیشی خوشی خوشی دہن سے لگائی اس نازنین نے دوسری کٹوری سے اور ایک شیشی
نکالی نیرنگ و گیرنگ سے کہا لو پیارے تم ہمارے ہاتھ سے شراب پیو ان دونون کو برق نے پلائی سوسن
خود پی گئی پیتے ہی ساری درازی بھولی گھبرا کر اٹھی کہا اے شہنشاہ کلیجہ مین آگ لگ گئی ہڈیان جلی
جاتی ہین ادھر نیرنگ و گیرنگ اٹھے تینون لڑکھڑا کر گرے عمرو نعرہ کر کے پنجہ مارا وہ روئین
تن تھی پنجہ ٹوٹ گیا عمرو گھبرایا کہا بیٹا برق یہ تو روئین تن ہے بڑی ساحرہ پرفن ہے برق نے ایک
پتھر کئی من کا اٹھا کر مار دیا اسکا سر پھٹا نیرنگ و گیرنگ کو خنجر سے مارا اب تو قیامت برپا ہوئی مکان
آتش سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی ملکہ حیرت نے قصد کیا ہے کہ جاکر بھائیونکو
دیکھے آدمی دربارگاہ پر آئی تھی کہ مکان آتش مین تہلکہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین ملکہ سوسن

زبان درازو نیرنگ و گیرنگ عنقا صورت ہو حیرت جادو نے منہ پیٹ لیا گھبرا کر دوڑی کہ اسے
قیدیون کو تو مار لو تمام لشکر حیرت چلا یہان بہار وغیرہ کو ہوش آچکا سوسن نے اپنے کمال کے
زور مین کسی کی زبان مین سوزن ندیا تھا ادھر سوسن مری اور آواز آئی کشتی مرا نام سوسن
زبان دراز و نیرنگ و گیرنگ ہو یہ سب ہوشیار ہوئے معتقد ہوا کہ چلین اتنے مین صدائے نعرۂ حیرت
آئی بہار نے چند سنگریزے اٹھا کر پھینکے لشکر حیرت پر پڑے اور تاریکی چھا گئی ہزارہا ملازمان حیرت واصل
جہنم ہوئے برق نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ خواجہ نے سوسن کو مارا لیکن حیرت لشکر لیکر جا پڑی ایسا
نہو بہار وغیرہ کسی بلا مین مبتلا ہوجا مین مہرخ فوراً اسوار ہوئی تمام سرداران صف شکن اسوقت
پہونچے ملکہ حیرت نے سرخ مو و ہلال وغیرہ کو زخمی کیا ہے لیکن بہار حیرت سے مقابلہ کررہی ہے گلدستہ چل رہا
ہے حیرت اس عرصہ مین بہار پر جا پڑی سر بہار زخمی ہوا برق لامع نے دیکھا حیرت چاہتی ہے سر بہار قلم
کرون کڑکڑا کر حیرت پر گری شانہ حیرت کا نشانہ ہوا رعد جادو قریب حیرت آیا چیخ ماری حیرت تھرائی
مصور نے آکر حیرت کو سنبھالا عمر نے بادھرہ بجایا آواز دی اے ملکہ مہرخ اپنے سردارونکو لیکر چلی آ ایسا
نہو کہ افراسیاب آجائے سب سرداران لشکر مہرخ یہ سنکر حیرت سے لڑتے ہوئے الگ ہوئے حیرت چونکہ زخمدار
بھامیون کے واسطے بیقرار چاہتی تھی ان سب کو نہ جانے دون مصور نے منع کیا حیرت ناچار واپس مہرخ
مہرخ کنارے نمک نہر پہ نشان گڑے پہونچی ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب نے آکر دیکھا اہل اسلام تو
جا چکے لیکن میدان لاشون سے بھرا ہے حیرت لاشہ نیرنگ و گیرنگ اور سوسن پر پیٹ رہی ہے افراسیاب
نے جو یہ حال دیکھا رنجیدہ پلٹ آیا حیرت کا ہاتھ تھام لیا کہا اے خاتون محل مینے لکھ بھیجا تھا کہ انکو لڑنے
نہ دینا لیکن ہمارا کہنا نمانا آخر سارا بان زادی نے یہ بدعت کی حیرت جادو رونے لگی افراسیاب نے کہا
اے ملکہ عالم شاہون کو کسی کا غم و الم کرنا مناسب نہین ہے لازم تدبیر کر لینگے لاشہ انکا مرگھٹ پر لیجا کر
جلا دینگے مین تدبیر پادشاہی باغبان کرینگا سمجھا کر حیرت کو بارگاہ مین لایا وہان خواجہ مع سرداران نامی
واپس ہو کر بارگاہ مین آئے جشن عالی ترتیب ہوا چونکہ سبکو معلوم ہے کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین موجود ہے
ایسا نہو کہ صدائے رقص و سرود سنکر غصہ مین یہان آپڑے تو اسکو کون روک سکیگا عمر نے کہا مین
جا کر خبر لاؤن دیکھون کیا صلاح ہورہی ہے باغبان نے کہا اے شہنشاہ عیاران کیا عرض کرون
جو دلکو انتشار ہے خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا ہے مشتعل ایسا شخص مارا گیا انہ وسے قاعدہ ہے کہ جب

حجرۂ دوم کی بلا کھلنا چاہیے جسکی مالک تاریک شکل کش ہے یہ نیرنگ وغیرہ یہان پڑے ہوے ہیں اسی فکر میں افراسیاب پردہ ظلمات مین گیا تھا اب پلٹ کر آیا ہے وہی صلاح ہو رہی ہو گی آپ تشریف نہ لیجائیے ایسا ہو انکو پہچان لے اسوقت حیرت بھی غصہ مین ہے عمر و نے کہا اے باغبان جس عیاری مین مین نے سوسن کو مارا اسمین مدد نور افشان جادو کو بھی ہوئی بس مقدمہ تاریک جو کچھ اسنے بیان کیا تھا آگیا باغبان نے کہا اسکے حالات سے ہر کس و ناکس ماہر نہین ہے ایک لفظ کافی ہے کہ وہ کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہے اس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا مثل ایک فن مین کامل تھا یہ جملہ فنون سحر و علم شعبدہ کی حاکم ہے عمر و سب کو سمجھانے لگا باغبان سے اشارہ کیا سر دربار حالات اسکے نہ بیان کرو اہالیان لشکر گھبرا مین نام سے تاریک کے بھاگ جاتے ہین خدا اسکی بدعت سے بچائے یہ کلام درپیش تھا کہ چرند و پرند ہرکارہ سامنے آئے عرض کی افراسیاب ملکہ حیرت کو سمجھا کر بارگاہ مین لیگیا حیرت کو بڑا ملال تھا افراسیاب نے محفل عیش و نشاط کو آراستہ کیا ہے لیکن مشیران سلطنت جمع ہین حکم ہوا کہ بارگاہ مین تخلیہ کیا جائے اور یہ بھی غلامان جان نثار نے سنا کہ کسی ساحر کو افراسیاب نے بلایا ہے کوئی مقام ہے گنبد تاریک جمشید کا الاؤ وہان نامزد کرنا منظور ہے باغبان نے کہا خواجہ گنبد تاریک اس مقام کا نام ہے جہان تاریک شکل کش رہتی ہے الاؤ جمشید کا وہان روشن ہے کسکی مجال ہے کہ اس صحرائے آتش مین قدم رکھے کسی ساحر راز دار کو بلایا ہوگا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس ملعونہ کا نام سنکر دل روتا ہے عمر و نے کہا اے باغبان ہم بھی سر ہتھیلی پر لیے بیٹھے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے خوب آگاہ ہو جائے کہ فتح طلسم ہوش ربا دشوار ہے لیکن افراسیاب کو آرام نہ لینے دینگے شاید کوئی دباؤ ہمارا ابھی اسیر ہو آتا سوال کرینگے کہ بدیع الزمان کو دیدے ہم کو طلسم ہوشربا سے چلے جائین ورنہ انشاء اللہ عنقریب الدینگے راہ گیر ز نکو راستہ چلنا دشوار ہوگا اب جا کر خبر لاؤنگا یہ کہکر خواجہ نے باانداز عیاری جسم آراستہ کیے بصورت مبدل طرف بارگاہ افراسیاب کے روانہ ہوے

داستان عبرت انگیز و حیرت خیز نامہ لکھنا افراسیاب کا برائے ملکہ تاریک شکل کش بدست طاؤس جادو عمرو کا طاؤس جادو کو گرفتار کرنا و بصورت طاؤس جادو جانا سامنے تاریک شکل کے و حالات گنبد تاریک حسنہ

جب تلک بندگی شیخ مین تھا حلقہ بگوش	آخر کار رکھی جرعۂ مے کر کے نوش
ایسے شاہد مقصد کو مین پایا روپوش	سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش

بطلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش

پھر تو یہ دلولۂ شوق ہوا جنون کے مارے — پھاڑ کر پھینکدے دامن کپڑے بدن کے سارے
خبر گذری کہ لے آئی کشش دل بارے — بنشیم آمد بسر کوچہ پری رخسارے

کافرے عشوہ گری زلف چو زنار بدوش

بسکہ اس دلکو تھی اس آفت دین کی خواست — اپنے احوال مین مین نہ سکا ذکر کم و کاست
ہوگئے بے صبر مین جا سامنے اسکے اکدست — گفتم این کوی چہ کوئیست ترا خانہ کجاست

اے مہ نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش

کھینچ لایا ہے مجھے عشق یہان مارکمند — شیخ و زاہد کی مین کافر ہون ہوا ہون پابند
شکلے بہ عوض مری ہو تا مل یک چند — گفت تسبیح بخاک افگن و زنار بہ بند

سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش

الفت دین کو دل اپنے سے تو اگر کرے پرے — دے مرے امر کو جا گر تو یہ درجہ مین درے
شوق جسدم ترا تجھ مین سے تجھے دور کرے — بعد ازین پیش آ تا بتو گویم خبرے

راہ نمایم اگر بر سخنم داری گوش

دے ٹپک سر سے تو عمامہ پڑا ہے غضب — پہونچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
ساغر خور سے رکھو دور ہوس اپنے کے لب — مگذر از صومعہ در راہ بمیخانہ طلب

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

جب سنے اس سے یہ مین نے سخنان دلکش — مجھکو تاثیر معانی سے لگا آنے غش
پھر سنبھال آپکو جسوقت چلا وہ مدہوش — دل ز کف دادم و بیہوش و دیدم پیش

تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند نہ ہوش

کفر و اسلام کا دیکھا وہ مکان مین مسجود — پایا منزا اسکا جو ہے عالم ہستی مین بود
اپنی نظر دیکھین جب ایسا نظارہ مین موجود — محو گشت از ورق کون و مکان نقش وجود

در ملکے ماند نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش

بردمے دان چشم کے ہائل نہ بلند از پست — ایک میدان ہی فقط وان نظر آیا کہ دست

کی جو میری نگہ چشم نے آہو کی جست ... دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست
بے دف و بادہ و نے آمدہ در جوش و خروش

ایک سے ایک فزون نشہ وحدت سے چور ... ایک سے ایک فزون ہین خرد و ہوش سے دور
اور اسباب طرب کیسے سو وان کیا مذکور ... بے نے و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور
بے مے و جام و صراحی ہمہ در نوشا نوش

جب مجھے وان نظر اس طور کا آیا عالم ... صورت آئینہ حیرت سے ہوا مین بسدم
کچھ نہ سمجھا یہ ملک ہین کہ نوع آدم ... چونکہ سر رشتہ در یافت برفت از دستم
خواستم تا خبرے پرسم از و گفت خموش

پھر لگا کہنے یہ بہتر ہے کہ رکھے مجکو معاف ... پر جو ہے در پے تحقیق تو سن صاف صاف
یہ نہین صومعہ تو ماری جہان لاف و گزاف ... نیست این کعبہ کہ بے مادر آئی بطواف
نیست مسجد کہ در و بے ادب آئی بخروش

گر یہ مسکن تجھے آیا ہے بہت ہی پسند ... دین و دنیا سے چھوڑ خواہش لگا پیوند
دلکو شیخی و مشیخت کا نہ کر پابند ... این خرابات مغانست در و مستانند
از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

نہ تو یان دیر و حرم کی سی مکانین تنگی ... خانقاہ مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
دل مین سودا تو خیالات نکر جو ننگی ... گر ترا ہست دین کوچہ سر یکرنگی
دین و دنیا بیکے جرعہ بفروش و بنوش

چابکسخرامان عرصۂ عیاری و واقفان مذاق خنجر گزاری راہ منازل بیان بے خوف و خطر کو یون طے کرتے ہین شعر سخن سنج دریای غواص ہوش * چنین بحث گو ہر دہان گوش * راویان شیرین کلام و محرران خوش انجام نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جب خواجہ نے سنا کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہی بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آکر کھڑے ہوے دیکھا کہ حیرت غم مین اپنی بھائی کے بہت بیقرار ہی افراسیاب سمجھا رہا ہی حیرت کو بہلا رہا ہی کہتا ہی کہ اے ملکہ عالم صاف تو یہ ہی کہ مین پہلے جانتا تھا مشعل کی شمع حیات گل ہوئی دای امان ملکہ تاریک شکل کش تشریف لائے ہین جب مین نے

حالات مصیبت آیات بغاوت سرداران رادوار بیان کیا ہی ارشاد فرمایا کہ اے نور نظر مین عرصۂ دراز سے اس
گنبد تاریک مین گھبراتی ہون کہ برائے سیر نکلون لیکن سامری و جمشید مقید کر گئے ہین کہ جبتک حاکم حجرۂ اول
پر کوئی افتاد نہ پڑے ناظم حجرۂ دوم نہین نکلسکتا اب جاکر عرض کرونگا کہ مشعل کو عمرو نے قتل کیا اب گنبد تاریک
سے حضور کے برآمد ہونیکا وقت آیا شاد ہوجائیگی ہرچند کہ ان کی خوراک مین آج تک مین نے فرق نہین
آنے دیا دس آدمی روز شام کو انکی خدمت مین حاضر کیے جاتے ہین رات بھر لشے کھیلتی ہین صبحکو ان کو چیر
پھاڑ کر کھا جاتی ہین یہ انکی نہاری ہی علاوہ ازین ایک میخانہ صرف انکے واسطے درست کرا دیا ہی کئی
سو خم روز تیار ہوکر پیش کیے جاتے ہین ان تک ہر کس و ناکس جا نہین سکتا اب مین طاؤس کو بلا کر روانہ
کرتا ہون عرضی بدولت کی لیکر جائیگا خود جواب معقول تحریر فرمائینگی خوشی خوشی آئینگی یہ کہکر طاؤس جادو
کو افراسیاب نے بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے لکھکر دی کہا ای طاوس جادو طرف مشرق کے روانہ ہو جب کوس
راستہ طے ہو دیکھنا سامنے ایک گنبد سیاہ ہی کوس بھر تک گرد آگ جل رہی ہی لیکن خبردار اس آگ کو آتش
سحر تصور کرنا وہ آگ اصلی ہے اسی مقام پر بڑھ جانا وہان سے گنبد تاریک کو آواز دینا کہ مین فرستادۂ شہنشاہ
طلسم ہوشربا کا ہون نگہبان آئینگے کسی تدبیر سے تمکو تا بہ گنبد تاریک لیجائینگے نامہ اندر بھیجدینا اگر تمکو اپنے
سامنے طلب فرمائین بیخوف جانا جو کچھ بیان مقدمہ مشعل مین دیکھا ہی سب بانی بیان کرنا اور یہ بھی عرض کر دینا
آپکے فرزند دلبند پر وقت تنگ ہی حضور خوب واقف ہین کہ وہ دریائے سحر کا نہنگ ہے اگر دیر ہوئی تو خود مقابلہ کریگا
آپہی نے منع فرمایا ہی کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن کو نہ قتل کرے ورنہ انکی کیا حقیقت ہے جواب باصواب اسی کاغذ پر
لیکر آنا بخوبی طاؤس جادو کو سمجھا کر نامہ دیا خواجہ یہ سب باتین کھڑے سن رہے ہین جب طاؤس نامہ لیکر نکلا
عمرو اسکے پیچھے چلا جب وہ دو کوس پر آیا تب عمرو نے ایک ساحر کی صورت بنکر آواز دی میان جانیوالے ٹھہرو
کہان جاتے ہو طاؤس نے ایک ساحر معقول کو دیکھا قریب آکر پوچھا تو کون ہے یون بیخوف راستہ چلتا ہے
طاؤس نے کہا مین نامہ دار شہنشاہ طلسم ہوشربا ہون طرف گنبد سیاہ کے جاتا ہون ساحر نے کہا اجی بھائی
تم نہین جانتے ہو کہ طلسم مین غدر ہی عیاران فتنہ پیدا کر رہے ہین جسکو جہان پایا مار ڈالا تم کیسے ساحر ہو کہ زمین پر
راستہ چل رہے ہو اگر کوئی عیار آجاتا تمکو مار ڈالتے صدہا ساحر روز قتل ہوتا ہی ہم بیابان بیابان پھرا کرتے ہین جا جلد
نکلجا طاؤس نے دعا دین کہا بھائی تمنے خوب آگاہ کیا یہ کہکر قصد ہوا کہ پر پرواز پیدا کرکے اڑے عمرو نے
حباب بیہوشی مارا طاؤس جادو بیہوش ہوا خواجہ اسکو کھینچکر کنارے لائے کپڑے اتار لیے اسکو ایک گوشہ

گوشہ مین ڈال دیا نامہ لے لیا طاؤس کی صورت بنکر عمرو سمت گنبد تاریک چلا بعد قطع منازل و طی مراحل
سامنے اس آگ کے پہونچا دیکھا شعلہ ہای آتش نے سر آسمان پر کھینچا ہی اگر کوئی طائر آ نکلا کباب ہوکر زمین
پر گرا دور سے گنبد سیاہ معلوم ہوتا ہے اندر سے دھوان نکل رہا ہی عمرو کے ہوش اڑ گئے دور کھڑا ہوا
مگر گرمی سے جسم پھنکا جاتا ہے قلب تھراتا ہی دل سے کہتا ہی آخر یہ کوشش بیکار کی اس آدم خوار مکار دغا
کی صورت تو دیکھ لیتے شاید کوئی نقرہ چلجاتا آخر خیال مین آیا کہ روغن موسیقار بدن پر ملکر چلو یہ تو نہین معلوم ہوتا
کہ آتش اصلی ہے یہ سوچکر عمرو نے روغن موسیقار نکالکر جسم و لباس پر ملا اپنے کو آراستہ کیے اسی آتش سرکش کو
روندتا ہوا چلا لیکن گرمی سے کلیجہ بھنا جاتا ہی یاد کر رہا ہی کہ ای معبود میرا آقا نام مولا حمزہ نام ہی پسر حضرت
خلیل جلیل ہے تو ہی ایسے مقام شعلہ خیز مین معین و کفیل ہے میرے آقا کے جد امجد پر آتش کو گلزار کیا انکی خاندان
کو نامی و نامدار کیا دعا مین کرتا ہوا اس آتش کو طی کر رہا ہے بمشکل تمام اس آتش انجام کو تمام کیا قریب گنبد سیاہ پہونچا
دیکھا در گنبد سیاہ پر صدہا گھنٹے نیاز ناقوس نفیر از حاضر مین سنکے گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ایساحر تو یہانتک کیونکر
آیا سحر کا یہان کام نہین افسونگری کا نام نہین جسم کیونکر سالم رہا جلکر کباب نہوگیا عمرو نے کہا میرا نام طاؤس
جادو شہنشاہ کا زینت پہلو نامہ مرحمت ہوا کہ جا کر دائی اماں کو پہونچاؤ مین نے عرض کی کہ مین مشتاق زیارت
ملکہ عالم ہون شہنشاہ نے ایسی تدبیر تلادی کہ یہانتک پہونچا ملکہ عالم سے عرض کرو کہ آپکے نور نظر کا پیغامبر در
دولت پر کھڑا ہی زیارت جمال بمثال کا مشتاق ہی اپنے سامنے بلائیے تب مین عرضی پیش کرون یہ سنکر انہون نے
نے کہا ای طاؤس جادو زیارت ملکہ تاریک شکل کشش پسر سامری و جمشید ہے ہر کس و ناکس کا گذر ہونا نا
ممکن نامہ ہمکو ہم جواب لا دین کسکی مجال ہی کہ روے سیاہ ملکہ تاریک شکل کشش پر نگاہ ڈالی بڑے بڑے ساحران تیرہ صورت
کو غش آتے ہین و آتشکاران مذہب سامری کے قلب پھٹے جاتے ہین ملکہ حیرت جادو خاتون محل شہنشاہ تشریف
لائی تھین غش کھا کے گر پڑین کئی دن تک زبان مین لکنت رہی ایسی حیا سے پھر حاضر ہوئین بھلا شہنشاہ
کے کسکی مجال ہے کہ ملکہ عالم سے بات کرے ملکہ تاریک نمونہ قدرت سامری ہین ہر چند عمرو گھبرایا لیکن کلیجہ
پر پتھر رکھا اس سے کہا تم سب صاحب اسمین کلام نکرو میرا پیغام پہونچا دو ایک برہمن پردہ کے قریب گیا پکار کر
آواز دی ای مصاحب خداوند جمشید و سامری ای حاکم اقلیم فسونگری ای زندہ کن نام جمشید و سامری
آپکے نور نظر نے نامہ ارسال کیا ہی طاؤس جادو حاضر ہے لیکن مشتاق زیارت جمال بمثال ہوکر آیا ہے عمرو نے سنا
اندر سے ایک بڑھیا کی آواز آئی گنبد سیاہ تھرا گیا یہ صدا تھی کہ نامہ بر کو اندر بھیجدو عمرو پردہ اٹھا کر اندر گیا

دیکھا ایک گنبد انتہا کا تاریک ایک جانب آگ جل رہی ہے ایک جانب پلٹ کر ایک دیونی کو دیکھا حقیقت
مین دیونی قالب انسان مین سمائی ہوئی سر مثل گنبد حمام سیاہ چہرہ مثل کڑہی کی تھان کا لہنگا ازسرتاناخن
یا بصورت دل کافر سیاہ مثل پردۂ ظلمات کے سراسر خطا ہے حقیقت مین الٹا توا ہے زبان منہ سے نکلی ہوئی رال
ٹپک رہی ہے دونون ہاتھ زمین مین ٹیکے ہوئے بیٹھی جھوم رہی ہے دس جوان ایک جانب سر جھکائے مثل
برگ بید کانپ رہے ہین چہرے ان بیچارون کے زرد اس عالم یاس ایک پہلو مین مٹکے شراب کے مٹکا شراب کا
اٹھایا منہ سے لگایا غٹ غٹ پی گئی ایک جوان کی ٹانگ پکڑ کے مع استخوان چبانا شروع کیا جب ایک جوان کو
کھا چکی تب طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئی دیکھتے ہی اسکی صورت نحس قریب تھا کہ عمرو کو غش آجائے کانپ گیا
پسینے پسینے خاموش مثل تصویر کھڑا ہے دل مین منفعل کہ مین کیون آیا دل مین کہتا ہے ای حاکم نور و ظلمات
اس بلائے سیاہ کے شر سے مجھکو بچانا تاریک نے ڈکار لی دھوان منہ سے نکلنے لگا جیسے ہی عمرو پر نگاہ
ڈالی رنگ و روغن عیاری عمرو کے چہرے سے اڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا قریب تھا روح جسم خاکی
سے عمرو کے نکل جائے تاریک نے مسکرا کر کہا کیون خواجہ مزاج تو اچھا ہے رنگ روغن عیاری کا کیا
ہوا ہر چند تاریک نے بسہولت کہا مگر گنبد گونج گیا اب جو عمرو نے خیال کیا مین بصورت اصلی کھڑا ہون
تھرا گئے قدمون پر تاریک کے گر کر کہا دائی امان مدت سے زیارت کا مشتاق تھا دیکھیے مین نے کیا کمال کیا آتش
اصلی کو طے کر کے یہان آیا تاریک نے کہا خواجہ ملک ترکستان مین حفظ بن داؤد روغن موسیقا بنا کر
لایا تھا وہ روغن تمنے عیاری کر کے لے لیا جسم مین ملکے چلے آئے کمال کیا اب یہ شرط کہ تجھکو کھا جاؤن یہ
کہکر عمرو کے ہاتھ پاؤن ٹٹولنے لگی کہا دو رنگو کے جسم مین تیرے نری ہڈیان ہین یہ کہکر عمرو کی گردن پکڑ کر
اٹھا لیا کہا گلہ گرم کر دون عمرو بے اختیار رو دیا تعریف مین اسکی یہ پڑھا شعر اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری
ہر چند وصف میکنم در حسن زان زیباتری ٭ اس الحان مین یہ شعر عمرو نے پڑھا کہ تاریک جھومنے لگی کہا اری
تو تو بڑا خوش آواز ہے تیری صدا مین سوز و گداز ہے یہ کہکر عمرو کو چھوڑ دیا کہا بیٹھ مجھے شراب پلا کوئی اچھی سی غزل میرے
سامنے گا تیرا کھانا کاٹو نکو بت نیند آیا عمرو نے کہا دائی امان یہ سنا مجھسے کیونکر اٹھیگا کس طرح شراب پلاؤن تاریک
نے کہا ای عمرو شراب کا مزا نہین ملتا نشہ نہین ہوتا کسیقدر دماغ گرم ہو جاتا ہے افراسیاب ہماری شراب کا انتظام نہ
ہو سکتا یہ کاسہ چینی رکھا ہے اسمین پلا سامنے میرے بیٹھ جا عمرو مودب ہو کر بیٹھا مگر دلسے کہتا ہے کہ ای عمرو یہ زندہ چھوڑیگی جو
کرنا ہو کر گذر و ایسا نہو آنکھ اوٹھا کر چابے اکھین جو انکو اٹھا اٹھا کر کھا رہی ہے ہڈیان تک کر کر چبا رہی ہے فوراً عمرو نے کہا اے

دوائی امان یہ جو آپ نتھ پہنے ہین اسمین موتی جھوٹے ڈالے کیسی بے آبرو ہے تاریک نے کہا یہ گوہر بے بہا ہے قلزم سلطنت افراسیاب باشوکت سلامت ہے اسکی سلامتی کی یہ تحفی ہے جیسے موتی دستیاب ہوئے ہین ہے کیا تیرے پاس موتی ہین عمرو نے عرض کی حاضر یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالکر تین مروارید بے بہا مثل بیضۂ کبوتر مثل ستارۂ سحری درخشان رنگ ڈھنگ مین بے مثل ہتھیلی پر رکھکر عمرو نے تاریک کو نذر دیے تاریک نے ہاتھ بڑھایا عمرو نے ہتھیلی پر تاریک کے رکھدیے تاریک نے بہت پسند کیے لیکن جیسے ہتھیلی پر رکھے وہ موتی تراق پڑاق ٹوٹے اسمین سے دھوان نکلا دماغ پر تاریک کے پہونچا تاریک ہنسنے لگی کہا ای عمرو یہ موتی کیسے تھے عمرو نے گھبراکر کہا گرجے ہوئے تھے تاریک نے کہا ای عمرو اسکے دھوئین سے دماغ مین گرمی آئی تیرا بڑا نقصان ہوا مین افراسیاب کو لکھ بھیجونگی وہ اسکی قیمت تجھے دیگا عمرو نے کہا حضور آپ پر تصدق ہو آپ شراب نوش فرمائیے لیکن ہوش عمرو کے اڑگئے کہ یہ موتی بیہوشی کے ہوتے تھے وہ کہتی ہے گرمی معلوم ہوئی لیکن معلوم ہوتا ہے شاید موتی بدلگئے اب عمرو نے باتونمین تاریک شکل کو گشت کو دیا تاریک نے کہا باتین نہ بنا جسطرح تونے ابھی گلا ہلایا تھا اسیطرح کوئی غزل عاشق و معشوق کے ذکر کی جلدی گا کہ دل خوش ہو عمرو نے فوراً گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ سامنے تاریک کے شروع کی غزل

ہاتھون مین آجکی شب مہندی لگائیے گا
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجکو گھٹائیے گا
بوجھ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
جھوٹی نہین قسم ہون ہردم جو کھائیے گا
مشتاق نے تو جانین گلگون لباس کیون ہو
کیا منہ اب آپکا ہے جو منہ چھپائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی بے رحمیون کی صاحب
کیا قہر آجکی شب ہم پر نہ لائیے گا
سمجھے ہوئے ہین جو کچھ دلمین بھری ہوئی ہے
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان کو
طوفان اور کوئی مجھپر اٹھائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئی ہین
پھر کل کیطرح انجان باتین سنائیے گا
یہ کیون ہے نا امیدی درگاہ کبریا سے
یہ رنگ تو عروسی کسکو دکھائیے گا
ہم خوب جانتے ہین شادیان تمھاری
کیسے تو عاشقونکو کبتک ستائیے گا
لحظہ بھر اور ٹھہرو تا روح تن سے نکلے
کا ہیکو آئیے گا کا ہیکو جائیے گا
یہ شوخیان تمھاری لکھی ہوئی ہین دلبر
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہے
پھر کبھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیے گا
مین ہون مزاج قائل لازم ہے خوف مجھسے
جو کچھ کہ آرزو ہے ویسا ہی پائیے گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیے گا
ممکن نہین جو نیت بدلے تمھاری بیجا
آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان

مجھکو بنایئے گا مجھکو بنایئے گا ۔ بس کیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی ۔ فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آیئے گا
کچھ دور میں نہیں ہی لازم ہی یاد کرنی ۔ مانند دل مجھے بھی پہلو میں پایئے گا ۔ ٹھنڈی بھی ہو ینگی کیا گرمیاں تمھاری
آخر نسیم کا دل کبتلک کھلایئے گا

عمرو نے گاتے گاتے جام شراب لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی ملا کر تاریک کے سامنے پیشکش کیا تاریک اٹھا کر جام کو پی گئی عمرو آنکھ ملا کر دیکھ رہا ہی تاریک کی آنکھونمیں سرخی بھی نہ آئی آنا کہا کر اے عمرو تیرے گانے نے دلکو بہت خوش کیا شراب نے تلخی دی ایک جام شراب لبریز کرکے پلا نظم

ساقیا وہ برانڈی اب ہلکا ہی ۔ کاگ اڑتا ہو جسکی بوتل کا ۔ موجہ بھی کم نہیں ساقی پر پروار
کاگ اڑتا ہی تری بوتل کا بھی عجا نہی

عمرو نے کہا حاضر دوسرا جام عمرو نے لیا چھاتے کی پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام میں ملا کر تاریک کو جام دیا تاریک پی کر خوب قہقہہ مار کر ہنسی بہت خوش ہوئی کہا اے عمرو اسوقت تم احسان کیا کسی قدر سرور ہوا ہمارے سر کی تیری پاس کیا ہے ایسے دو چار جام پلادے مجھکو سرور حاصل ہو سالہا سال گزرے کہ شراب پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہی نشہ نہیں ہوتا اسوقت طبیعت بہت خوش ہی جو کچھ تیرے پاس ہو چھپا کے نہ ملا جام شراب بھر دے ایساقی خوش آواز مست کر دے عمرو نے گنگنا کے یہ مصنف کا پڑھا مطلع مصنف ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہے اس چشم مست کا مجھے ابتک سرور ہی تاریک گانے پر عمرو کے بیقرار ہو اچھل رہی ہی کود رہی ہی گنبد کو سر سے اٹھا لیا جب ڈکار لیتی ہی منہ سے دھوان نکلتا ہی کبھی عمرو کا شانہ پکڑ کر اٹھا لیتی ہے کاندھے پر بٹھا لیتی ہے سارے گنبد میں دوڑی دوڑی پھرتی ہی خود بھی کبھی گانا سناتی ہے اسکی آواز سے عمرو کو خوف آتا ہی گویا بھینسا ار آتا ہی دو گھڑی کامل عمرو کو لیے پھری اسیطرح ہاتھ ٹیک کر بیٹھی عمرو سے کہا کیا تم نے ہمارے شراب میں ملایا تھا وہی نکالو عمرو نے ناچار ہو کر پڑیہ بیہوشی کی نکالی کہا اے ملکہ عالم یہ نسخہ ہی ایک اسکو بس صاحبقران ملا کر پیتے تھے سنتا ہوں مقوی آنکھوں میں بصارت ہو روح کو راحت ہو انکو تاریکی آسمان کی کہن لے جب تو حمزہ عرب بڑے بڑے پہلوانوں سے لڑتا ہی اسکا نام نوش دارو ہی یہ کہکر عمرو نے جام شراب حوالہ کیا سامنے تاریک کے بیہوشی ملائی تاریک نے پی کر ایک موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر عمرو کو بٹھا دیا عمرو نے جھک کر سلام کیا مگر ہاتھ پاؤں میں رعشہ دیکھا تاریک نے مشکل کشش شراب میں بیہوشی ملا کر پینے لگی سب بیہوشی ملا کر پی گئی عمرو نے دیکھا بیہوشی نے کچھ تاثیر نہ کی اب عمرو حیران کہ کیا کروں لیکن اب تاریک نے کہا خواجہ یہ نسخہ ہمکو بتوا دو ہم روزمرہ شراب میں ملا کر پیا کریں اے عمرو تو مصاحب معقول ہے

ہمارے پاس ہو لاؤ نامہ دو عمرو نے نامہ نکالکر دیا تاریک نے کہا خواجہ طاؤس جادو کو تمنے بیہوش
کرکے درۂ کوہ مین ڈالدیا وہ اب بارگاہ مین افراسیاب کے پہونچگیا ہوگا مین نے بیٹھے بیٹھے اپنے
پیر کو حکم دیا تدبیر معقول ہوگی عمرو نے ہاتھ باندھے کہا دہائی امان اگر یہ صورت نہ بنتا آپکی زیارت سے کیونکر
مشرف ہوتا تاریک نے سر ہلایا کہا او نگوڑے تو میرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہی ایک ہاتھ تلوار کا لگا خنجر
کھینچ دیکھو تو کیا ہوتا ہی ارے دیوانے ہمنے آنکھین سامری کی دیکھین ہین مین مشعل جادو نہین ہیچ ہین ساری
روشنی رات بھر کی صبح کو بجھنا خمہ ہاتھ مین لیکن تو اپنے دلمین بہت خوش تھا کہ ہلکہ تاریک کو قتل کرونگا
اب کہہ کیا ارادہ ہی عمرو ہاتھ جوڑ نیلا گڑگڑا کر کہا اے تاریک حقیقت مین تجھ ایسا ساحر حاکم اقلیم ہزوری
میری نگاہ سے نہین گذرا حقیقت مین آپ نمونہ قدرت سامری ہین اب اس زمانہ مین کوئی آپکا مثل
نہین ہے جب سے مین اس طلسم مین آیا بڑے بڑے ساحر دیکھے مقابلے پڑے ہاتھ سے میرے مارے گئے لیکن آپ ایسا
نگاہ سے نہین گذرا آج مجکو ثابت ہوا کہ رکن طلسم ہوشربا حضور ہین آپکے قدم سے طلسم آباد رعایا دلشاد ہی تاریک
نے ہنسکر کہا اے خواجہ آپکی مہربانی ہی تم ایسا عیار بھی ناممکن ہے مین خبر سن چکی ہون کہ تمنے کتنے دمامہ شمس کو مارا
بڑے بڑے ساحروں کو ملا کارا اب افراسیاب نے مجھکو طلب کیا ہی مین گنبد سیاہ مین خود گھبرائی تھی کئی سو برس سے
گوشہ نشین ہون اب نکلونگی اپنے بچے کی سلطنت بچانا واجب لازم ہی تم ہی جواب بھی نامہ کا لیجاؤ یہ جواب افراسیاب
کو دینا عمرو نے کہا شہنشاہ مجھے قید کر لینگے بہت مجھسے خفا ہین تاریک نے کہا نہین ہم سفارش لکھدینگے
تمکو انعام دیگا ہرگز قتل نہ کریگا مگر بتلاؤ پھر عیاری بھی کروگے عمرو نے کہا دہائی امان کیا مجال ہی جواب شہنشاہ کو
آپکا دیکر طلسم ہوشربا سے نکلجاؤنگا جان بچا کر ٹلجاؤنگا آپکے گنبد کی جانب کبھی منہ کرکے نہ سوؤنگا لیکن مجکو اب
رخصت کیجے جواب نامہ کسی اور کی معرفت روانہ فرمایئے تاریک نے کہا نگوڑے کیون ڈرا جاتا ہی ہم ہزار ساتھ
کرتے ہین کئی سو کوس کا راستہ ہے ان جنگلون پہاڑون مین مارا مارا پھریگا ہماری مدد سے تو بخوبی پہونچ جائیگا
افراسیاب تجھکو کچھ نہ کہیگا عمرو نے ناچار ہوکر سر جھکا لیا سوچا اگر کچھ اور کہونگا یہ اٹھا کر کھا جائیگی تو مین کیا
کرونگا تاریک نے جواب نامہ افراسیاب جادو کو لکھا مضمون یہ تھا ای نور نظر ای پارہ جگر ای چراغ طلسم
ہوشربا ای ساحر یکتا ای سرو بلاغ سحر سامری ای رنگ و بوی گل گلشن اسوتمگری نامہ ترا معرفت عمرو ہمارے
پاس آیا حقیقت مین اس عیار نے بڑی مشقت کی گایا بجایا ہمکو بہت راضی کیا ہم اسکے ہاتھ نامہ روانہ
کرتے ہین خبردار اسکو خلعت دینا بدلا ان برائیوں کا نہ لینا فوراً رہا کر دینا دامن عطا اسکا زر سرخ و سفید سے بھر دینا

مابدولت حجرے سے برآمد ہوتی ہین بارگاہین عمدہ ہماری واسطے آراستہ کرو بادشاہان طلسم کو ہماری تاج
کے واسطے بلاؤ ہم آکر ایک ہفتے مین کوکب و برہمن و نور افشان کو مٹا دینگے سب کو سزا دینگے فرخ
اور بہار و باغبان کا کیا ذکر وہ غلام و لونڈیان ہین خود آکر اطاعت کرینگے اگر خلاف وقوع پذیر ہوا سب کو
چیر پھاڑ کر کھا جاینگے حیرت کو لکھا کہ بعد از دعا معلوم ہو کہ مدت سے تجھکو نہین دیکھا ہماری لیے سامان عیش و نشاط
مہیا کرو میخانے آراستہ کرا و پیٹ بھرنے کی بھی تدبیر ضرور ہے تامل کرنا قصور ہے تھوڑے لکھے کو بہت جاننا
بہت جلد مابدولت تشریف لائینگی نامے کو ملفوف کیا سر نامے پر اپنی مہر کی عمرو کے ہاتھ مین دیا ماش کا
اٹھا کر ایک طاؤس بنایا کہا او خواجہ اسپر سوار ہو ناچار و مجبور عمرو کانپتا ہوا اٹھا طاؤس پر سوار ہوا تاریک
نے کہا اے طاؤس سحر سامری ای طائر افسونگری عمرو کو لیجا خاص بارگاہ افراسیاب مین پہونچانا ہمارا
بندۂ خاص اطاعت گذار با اختصاص ہے اسکو کچھ تکلیف نہ پہونچے بہت احتیاط سے لیجانا یہ تاریک نے
جو کہا طاؤس عمرو کو لیکر بلند ہوا جب طاؤس خواجہ کو لیکر چلا عمرو نے تاج نکال کر پہنا قبائے قلمکار زیب
جسم کی تن کر طاؤس پر بیٹھے دل سے کہا گھبرانا بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے طاؤس اڑتا ہوا جاتا ہے تھنا
تماشیان ملکہ فرخ و بہار وغیرہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین چالاک و جانسوز و برق و ضرغام و قرن
بھی اسوقت حاضر ہین یکایک لشکر مین غل ہوا سب نے کہا دیکھو شہنشاہ اوج عیاری طاؤس پر سوار اڑتے
ہوئے آتے ہین ملکہ فرخ نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین خواجہ عمرو طاؤس سوار تاج سر پر رکھے ہوئے
لباس فاخرہ زیب جسم ملکہ فرخ گھبرا گئی بہار و باغبان اٹھے کہ ہم خواجہ کو روکین عمرو نے دہن سے
نعرہ کیا منم مصاحب ملکہ تاریک شکل کش خبردار ای مسلمانو مجھپر نگاہ نہ اٹھانا ورنہ ایک ایک کو جکڑ مارونگا
عیارون کو آواز دی باشید ای مکاران سرحد طلسم سے نکلجاؤ ورنہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین سبکو چیر پھاڑ کر کھا
جائینگی بھاگتے راستہ نہ ملیگا عمرو نے جو ملکہ فرخ کے لشکر سے یہ باتین کین صرصر و صبا رفتار کناری لشکر حیرت
پر پھر رہی تھین انھون نے آواز عمرو کی سنی کہ آسمان سے باتین کر رہا ہے سر اٹھایا صرصر تو خوب ہنسی دوڑتی ہوئی
بارگاہ افراسیاب مین آئی کہا ای شہنشاہ ذرا اٹھکر ملاحظہ کیجیے عمرو ایک طاؤس پر سوار اڑا ہوا آتا ہے
لشکر والونکو گالیان دیتا ہے کہتا ہے سبکو مار ڈالونگا مین مصاحب ہون ملکہ تاریک شکل کش کا افراسیاب نے
کہا کہین نام سن پایا ہوگا وہ دائی امان کو کیا جانے وہان کوئی جا سکتا ہے یہ باتین تھین کہ بالای بارگاہ افراسیاب
عمرو آکر پہونچا سب حیران ہو گئے طاؤس نے عمرو کو بیچ بارگاہ افراسیاب مین پہونچایا طاؤس تھم گیا خواجہ نے

جھک کر افراسیاب کو سلام کیا نامہ تاریک شکل کش کا دیا افراسیاب نے پڑھا دنگ ہو گیا کہا
خواجہ گنبد تاریک مین تم گئے تھے عمرو نے کہا مین نوکر ہو گیا لائیے تنخواہ دلوائیے نامے مین لکھا ہو
ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے پڑھا بیشک لکھا ہی کہ عمرو کو خلعت دینا ہمارا مصاحب خاص ہے جو کوئی اسکو
ستائیگا ہمارا دشمن ہے تمام اہالیان دربار گھبرا گئے رنگ چہرہ حیرت متغیر ہوا عمرو نے کہا ملکہ عالم ہو جی
صاحب آپکو بھی تو کچھ لکھا ہی افراسیاب نے پڑھکر سنایا حیرت نے کہا ای عمرو سچ کہہ تو وہان کیونکر
گیا اب اسوقت تجھکو کوئی قید نکریگا ملکہ عالم نے سفارش کی ہی افراسیاب نے عمرو کو کرسی دی خواجہ عمرو
آکر بیٹھے ٹر ٹر باتین کرنے لگے کہا ای شہنشاہ سماعت فرمائیے جب حضور نے نامہ لکھا طاؤس جادو کو دیا
مین کھڑا دیکھ رہا تھا جنگل مین جا کر طاؤس کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر گیا قریب شعلہ ہای آتش پہونچا [illegible]
ملکر شعلۂ آتش روندتا ہوا قریب گنبد سیاہ پہنچا اب مین حضور سے کیا پردہ کرون ایتو میرا دل حضور کا معتقد ہے
واحد ہی خداوند سامری شاہد ہے اب مین آپسے پردہ کاہیکو کرون صاف ملکہ عالم سے کہلا بھیجا سب
باتین عمرو کی سنکر دنگ ہو رہی ہین افراسیاب نے کہا خواجہ اندر گنبد سیاہ کے گئے تھے عمرو نے کہا جاتا
کیسا ملکہ عالم سے صحبت رہی ایسا مقرب ہوا جبھی تو یہ نامے مین تحریر فرمایا کہ عمرو کو قید نکرنا انعام دینا اور
مجھکو حکم کہ نسخہ تیار کرو ملکہ عالم کو نشہ نہین ہوتا مین نے جو دو جام پلائے ایسا سرور ہوا تمام گنبد سیاہ مین
دوڑی دوڑی پھرین دسون جوانونکی نہاری میرے سامنے کھائی ایکطرف آگ روشن ہی جسکو جمشید کا الاؤ
کہتے ہین کیون شہنشاہ تیری باتین ہین افراسیاب نے کہا ای عمرو تو نے بڑا غضب کیا کیا دائی امانکو بیہوشی پلائی گی
عمرو نے کہا حضور مین نے سب تدبیرین کین ذرا بھی غافل پاتا مار ڈالتا لیکن وہ نمونۂ قدرت سامری ہین انکو کون
مار سکتا ہی جب سب تدبیرین کر چکا تب مین انکا مطیع ہوا اب جو کوئی انکا دشمن ہے مین اسکا دشمن ہون دیکھیے
بی بی خرم وغیرہ کا کیا حال کرتا ہون آپکا ادب ہے نہ بے گی دائی امان کی خدمتین رہینگے وہ حقیقت کو پہچان
گئین آج ہماری نہ سب کا بھی حال کھل گیا افراسیاب حیران حیران باتین عمرو کی سن رہا ہی حیرت غرق دریای
حیرت افراسیاب کو پیچ و تاب اہالیان دربار خاموش صرصر مسکرا رہی ہی عمرو نے صرصر کو دیکھکر کہا تم کیا
ہنس رہی ہو اب تمہارا بیاہ تو میری شادی ہوگی دائی امان میرا رنج و ملال گوارا نہ کرینگی لاکھون روپیہ میری شادی مین
صرف ہوگا ممالک ہوشربا مین سے میری جاگیر الگ ہو جائیگی کچھ تمہارے نام تحریر کرا دونگا صرصر گالیان دینے لگی تو کچھ دیوانہ ہوا ہی شہنشاہ
کے سامنے یہ باتین بناتا ہی انکو یقین آئیگا وہ تیری باتین مانینگے تو نے جا کر وہان بھی دام مکر پھیلایا ملکہ عالم کو بھی

پھنسایا ای شہنشاہ اسکو قید کیجیے عمرو نے کہا سبحان اللہ بھلا مین تو موجود ہون قید کرنا تو بڑی بات ہے
اب عنایت لات و منات سے کوئی ترچھی نگاہ سے تو مجھکو دیکھے دائی امان ہے کہدون آتی ہونگی شہنشاہ
جلد سامان کیجیے مین آپسے عرض کیے دیتا ہون ملکۂ عالم نے ارشاد فرمایا ہی میخانے درست ہون جب روز سے
وہ گنبد سیاہ سے نکلین انکی نہاری مین فرق نہ آئے جب یہان آ جائینگی ور لڑائی شروع ہو جائیگی
اپنی آپ خوراک پیدا کر لینگی علاوہ ازین مین تدبیر کرونگا کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا جا بجا سے جوان جوان
آدمی ملکہ کنیزین مجتمعین لا کر حاضر کرونگا صرصر تو اٹھکے چلی گئی مگر خواجہ عمرو اٹھے افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ
مین رخصت ہوتا ہون جا کر مہرخ وغیرہ کو سمجھاؤن شاید مان جائین افراسیاب کو بجز تحریر کے کچھ بن نہ آئی
خلعت فاخرہ اور پانچ توڑے اشرفیون کے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو خوشی خوشی بارگاہ افراسیاب سے
نکلا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا رہی تھین کہ خواجہ بارگاہ افراسیاب مین گئے ہین نہین معلوم یہ طاؤس سحر کہان
ملا برق وغیرہ نے آکر ملکہ مہرخ سے بیان کیا کہ حضور استاد خلعت پہنکر آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے دوڑ کر
ملکہ بہار لپٹ گئی کہا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت سامنے سردارونکے بیان کی کہا یار دین نے
تو اپنی جان بچائی مگر تاریک بلائے بے درمان آفت روزگار ہے جسوقت آئیگی اندھیر مچائیگی کیا کہون
کہ کیا دیکھا اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہے یقین تھا کہ روح نکلجائے آدھا و بیہوشی آدمخوار کو پلا دی اسکا
جواب یہی ہے کہ خواجہ ایسی ہی شراب پلاؤ یہ نسخہ تیار کرو ایسی کل کوئی کر سکیگا میرے تو ہوش نہین درست ہین
حقیقت مین مشعل کی کیا حقیقت اسکے سامنے کوکب روشن ضمیر کیا ہے اسکے روبرو طفل
مکتب ہین باغبان نے کہا خواجہ حقیقت مین آپ بیر بچکر وہان گئے نہین معلوم اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے
حاکم حقیقی نے آپکو بچا لیا پھر ہمسے ملایا عمرو تو اس تردد مین ہی بعد جانے عمرو کے افراسیاب جادو نے
حکم دیا بارگاہ زربفتی نکلے ای سرما و اریق میخانے درست کراؤ حاکمان ممالک ہوشربا کو تحریر کرو کہ جسکو زیارت
ملکہ تاریک تشکل کش کرنا منظور ہو آکر زیارت سے مشرف ہو فلان دن تشریف لائینگی تیاریان آمد تاریک
کی ہونے لگین لشکر اسلام مین تردد و انتشار عمرو نے جو حالات گنبد سیاہ بیان کیے سبکے ہوش اڑ گئے ہر چند
کلاہ زندگی سے ناامید باغبان قدرت وغیرہ جو راندہ طلسم ہوشربا ہین انکو تو اب انہ حرام ہی آٹھو پہر تیاری
سے کام ہے ہر ایک کا یہی قول ہے اب نہین جان بچیگی تاریک تشکل کش کی آمد ہی افراسیاب کو
ہم سبکے مٹانے مین کد ہے افراسیاب کے یہان سامان عیش و نشاط و فرحت ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم

گرفتار دام مصیبت دونون لشکر اس حال مین ہین

دو کلمہ داستان آمد تاریک شکل کش و شعبدۂ اول تاریک شکل کش در کوکب روشن ضمیر و برہمن روئین تن کے خمسہ

اجل کی آمد آمد جان نے جانیکی ٹھانی ہے
دو روزہ زندگانی خواب ہے قصہ کہانی ہے
بدن لاغر ہے چہرہ زرد مرنے کی نشانی ہے
بھروسا زندگی کا کیا سفر جان جانی ہے
اٹھاتے ہین جو ناز کران انھین پہ جان لٹانی ہے

چمن سیراب ابر تر مین صبا کی روانی ہے
خس و خاشاک بحر جوش زن برگ خزانی ہے
سنا اس مطلع رنگین کو بلبل کی زبانی ہے
دہن غنچہ بنا وہ مائل رنگین بیانی ہے
بہار آئی ریاض حسن مین کیا گلفشانی ہے

کسی دن جذبۂ دل گھر سے انکو کھینچکر لایا
مبارک ہو مبارک ہو زبان نطق پر آیا
انکے راز دل کہنے کا موقع جسگھڑی پایا
سنا کہنے یہ حال صدمۂ فرقت یہ فرمایا
کدھر کا ہے یہ افسانہ کہان کی یہ کہانی ہے

کبھی بھیجی قمر نے چاندنی کی صاف افشان پر
یقین کالی گھٹا کا سیکو ہے زلف پریشان پر
فروغ روے انور طعنہ زن ہے مہر تابان پر
نظر آتے نہین تل عارض شفاف جانان پر
دیار حسن پر کس درجہ شعلے کی گرانی ہے

دکھاتے ہین تجلی دم بدم رخسار سے اپنے
جلاتے ہین گلون کو شعلۂ رخسار سے اپنے
کیا موسی کو قائل ہے لب گفتار سے اپنے
بتون کے قول ہین یہ طالب دیدار سے اپنے
خدا کا قہر بندون کیلیے یہ لن ترانی ہے

سمندر کی دکھائی بارہا چشم زرنگ گلون نے
پری شیشے مین اتری یہ کیا ہے کام جیحون نے
دکھائے جوہر حسن بیان شمشیر مضمون نے
کیے ہین شعر موزون ابرووان کی طبع موزون نے
ہمارے شعر مین بھی مطلب شمشیر خوانی ہے

چھپائے چاند سے رخسار ہین سو جیسے پردے مین
سحر سے شام تک مصروف ہین تسبیح کے حلقے مین
نکلتے تل ہین یا دونون اب جانکے سینے مین
ستارون کی شبیہ کیسا دکھ ہے ہیچ ڈبے مین

کرن سورج کی لچکا برق کا رنگ آسمانی ہے

وہ دیکھو بے ستون ہی گنبد کے دامن نظر آئے — ہوا چلتی ہے ٹھنڈی نیند کے جھونکے غفلت لائے
اگر دم لے دل قیس حزین بھی خرمی پائے — یہ کہدو سار بانوں سے ناقۂ لیلی کو ٹھہرانے

نہایت جانفزا نخل بید مجنون کی سہانی ہے

فراہم کیونکہ ہر مضمون ہون دریا کو بھی حیرت ہے — نظر ہو جسکی غرق موجۂ تشویش حسرت ہو
عجب کیا ہے غضنفر کو مخمس سنکے فرحت ہو — تعجب کیا اگر اے مقصود حاسد غرق خجلت ہو

کہ اس طبع روا مین صاف دریا کی روانی ہے

افراسیاب جادو خیال آمد تاریک نخل **کشش** مین باغ بلغ غم سے دل کو فراغ تیاریان ہو رہی ہین بارگاہ زربفتی نکلوائی استادہ ہوئی وزیر اعظم دستور معظم **سرماد ابریق** اور بڑے بڑے بادشاہ جلیل تیاری مین شراب کی مصروف ہین **افراسیاب** کا حکم ہے دائی امان کیواسطے کئی ہزار خم ہائے کلان حملوانہ شراب ناب ہر وقت تیار رہین دائی امان کو اسکی بڑی خواہش ہے لیکن جب **حیرت جادو** بو جھتی ہے ساربان زادہ پیچ کھتا تھا خاک گنبد تاریک مین گیا دائی امان کو بھی دھوکا دیا **افراسیاب** نے کہا انکو کیا دھوکا دے سکتا مگر گانا اسکا کامل ہے بڑا فہیم و عاقل ہے مدت سے دائی امان گنبد تاریک مین بند ہین ہمیشہ سے عیش پر فدا ہین آب عرصہ دراز سے سب سامان عیش و نشاط ملتوی ہے گنبد سے نہین نکلین اسکا گانا سنکر خوش ہو گئین جانتی ہین کہ وہ کیا کر سکتا ہے نامہ لکھدیا ہے **حیرت** ان سکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا **کوکب** و **برہمن** و **نور افشان** مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہونگے قدمونپر گر ینگے نا بدولت سماعت نکرینگے دائی امان کا سحر نہین ہے پھر ساحری و تسخیر ہے اول تو یہ جو مقدمہ **مشعل** مین سانحہ گذرا کہ **نور افشان** نے ساربان زادے سے کہدیا تھا کہ لاش اسکی بچا تا وہ بھی تو صاحب ساحری ہے آخر روحین **بہار** وغیرہ کی جسم مین سکے داخل کر دین انکی لڑائی مین یہ غیر ممکن ہے جسکو بکڑینگی چیر پھاڑ کر کھا جائینگی حقیقت یہ امر ملحوظ خاطر ناظرین رہے جو ہاتھ سے **تاریک** کے مارا گیا وہ اصل مین مرا خدا اسکی شر سے اہل اسلام کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے **افراسیاب** ٹہل رہا ہے کہ دیکھا چند ساحر اڑتے ہوئے آئے بعد ادائے دعا و ثنا عرض کی اے شہنشاہ مبارک ہو حضور کی دائی امان بعد شوکت و شان گنبد سیاہ سے باہر تشریف لائین مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے آج کوچ کیا قطع منازل طے مراحل کرتی ہوئی تشریف لاتی ہین جس شہر کے قریب پہونچین شاہان عالیجاہ برائے دعوت حاضر ہوتے ہین لیکن ابھی تک

کیسکی دعوت قبول نہین فرمائی حکم ہوا بعد فتح جنگ باغیان ایک ایک دن والی امان دعوت قبول کرینگی
زیادہ تکلیف نہ دینگی افراسیاب نے کہا ملکہ حیرت براے استقبال چلو ایسا خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئے
حیرت جادو نے عرض کی اے شہنشاہ ایکمرتبہ مین سامنے گئی تھی آجتک آنکھوں کے سامنے وہ صورت پھرتی ہے حضور کو
یاد ہوگا مین بیہوش ہوگئی تھی افراسیاب نے کہا چپ رہو ایسی باتین نہ کہو والی امان کو تم سے قلبی محبت ہے فرماتی
ہین بہری ہو صاحب عصمت وعفت ہے اچھا تم یہان کنارے لشکر کے ملاقات کرنا مجھے دو منزل آگے بڑھ جانا
مناسب ہے لیکن خبردار جب تشریف لائین سلام کرکے کرکے بیٹھ جانا ملکہ حیرت نے کہا جو مجھسے ہو سکیگا وہ
کرونگی افراسیاب پشت مرکب پر بیٹھکر براے استقبال ملکہ تاریک شکل کش چلا یہان لشکر اسلام مین تہلکہ
ہوا ملکہ [illegible] نے تاکید کی خبردار اے خدا کوئی عیار لشکر مین تاریک شکل کش کے نجائے خواہ جان لیگی جبر جاکر دیکھا
جائیگی فوراً فوراً جانیکا قصد نکرو ہم تم سب ساتھ مرینگے بہار جادو اپنی بارگاہ مین تھی گرد مصاحبان خاص انیس
با اخلاص لشکر اسلام کا ذکر ہو رہا تھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور افراسیاب براے استقبال
تاریک گیا ہے حیرت انتظام تاریک مین مصروف ہے یہ سنکر رنگ اسکے بہار متغیر ہوگیا کہ صاحبزادہ تھا
کہ جاکر براے چند ساعت بادشاہ جمجاہ سے ملاقات کرادو یہ بھی عرض کرتی کہ اب ہمارا حاضر ہونا خدمت فیضدرجت
مین سہو گا حال تاریک مفصل نہ عرض کرتی اتنا آگاہ کردیتی کہ حضور لڑائیان اب سخت درپیش ہین کنیزان حضور
دلریش ہین اگر حضور ہی مین تامل نہو تردد نہ فرمائیے گا ہمارے عرض کرنے سے شہنشاہ عالیجاہ کو تسکین ہوتی
حقیقت مین سر اقدس پر بار عظیم ہے اتنے بڑے لشکر کا انتظام کرنا انہین کا کام ہے ہر روز ساحر بہیجے جاتے ہین
سب بیچارے انہین کی جان کے دشمن ہین اگر ایک ہفتہ کی مہلت ملتی جاکر زیارت سے مشرف ہوکر عرض کرتی
کہ اب حاضر ہونا غیر ممکن ہے اے شہریار آمد تاریک شکل کش ہے اسکے نام سے طبیعت مشوش ہے یہ بھی ظاہر
ہے کہ اس شہریار کا یہانتک آنا دشوار ہے زلزلہ قاف ثانی سلیمان فکر قتل مین لقا کے ہین جبتک کھانے
شکست اسطرف نہ آئیگا صاحبقران قصد ہوش ربا نکرینگے یہ فرمایا اور آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے
گلعذار قدبوس نے لپٹ گئی تسکین دیسی کہا خدا حضور کو سلامت رکھے انشاءاللہ یہ بلا بھی رد ہو گی غیب
سے مدد ہوگی ملکہ بہار نے کہا اے گلعذار تاریک کا قتل ہونا ممکن نہین کون اسکا جواب دے سکتا
ہے زندگی سے یاس دل اداس صرف یہ حسرت ہے کہ اگلی مرتبہ قدمبوس ہے کر حال دل عرض کرکے یہ اشعار
آبدار موافق اپنے حال زار کے مین انسے پردے مین کیفیت سے دل تردد منزل کے آگاہ کردیتی

چشم گریانم بہارے از بہار آوردہ ام
تخم این گل راز باغ روزگار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافرے بد کیش لعنت
بردہ ام بے اعتبار اعتبار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جانب مہمان سست
کشتی بیطاقتے را بر کنار آوردہ ام

تا فہ ام بوے خوشی از لطف یار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است
قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرۂ خون جگر جائے قلم در سینہ بود
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
ہر طرف ہنگامہ گرم ست از غوغاے من

تشنہ لبے گل و انجم پریشانے بود
درد دل چندانکہ خواہی زار و یار آوردہ ام
اعتماد عشق را ناز م کہ در گاہ او
وان ہم از راہ نظر بہر نثار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام در موجہ طوفان غم
فتنۂ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اسطرح کے اشعار درد آمیز فرقت خیز جو ملکہ بہار نے پڑھے انیسان دمساز و مصاحبان ہمراز بے اختیار رونے لگین بارگاہ بہار مین اسوقت عجب رنگ کنیزین دنگ مالک اپنی زندگی سے تنگ قضاے کار ملکہ مخمور نجوم اپنی بارگاہ سے نکلی ہو چند کنیزین ہمراہ یہ بھی رو رہی ہو آہ تمار یک سنکر انتہا کی بیقرار ہو ساتھ والیون سے کہتی چلی آتی ہو صاحبو اب افراسیاب جادو ملک الموت کے استقبال کو گیا ہو لطف زندگی دل سے فوت ہو ہم سبکی جان کو تاریک شکل کش ملک الموت ہو ساحر نامدار آدم خوار اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو حقیقت مین وہ ملعون بلاے روزگار ہو ہمارے واسطے زیادہ قباحت ہو مشہور ہو کہ مخمور صاحب شوکت ہو ہم ایسے جو دو چار ناجی ساحر ہین دشمن اسکو سمجھا ئینگے سب سے پہلے ہماری ہی فکر ہوگی حسرت ہمارے نام سے جلتی ہو کہیگی مخمور و بہار کا نام لیکر ملکہ بلا سبز عنبر ممکن ہو کہ ہمارا نام لے اور براے مقابلہ بلائین کیونکر جان بچائین یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ بہار جادو پہونچی رونے کی آواز سنی بیقرار ہو کے اندر بارگاہ بہار کے آئی بہار نے جو مخمور کو آتے دیکھا آنسو پونچھ ڈالے براے استقبال اٹھی کہا بو مخمور آؤ مزاج کیسا ہو مخمور نے جو بہار کو بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون رونے لگین ملکہ بہار کی بیقراری مخمور کی اشکباری بہار کی تڑپن مخمور کی پھڑکن بہار کا نگاہ حسرت سے مخمور کو دیکھنا مخمور کا بلائین لینا بہار کا ہاتھ پکڑنا اور کہنا اے مخمور اسوقت ہم خاص تمھاری ملاقات کے طالب تھے اے مخمور خدا تمکو خیر و عافیت سے رکھے اگر بعد ہمارے کوہ عقیق گلزار سلیمانی برگزر ہو بادشاہ جمجاہ عرض کرنا کنیز آپکی اسد نامدار نثار ہوئی ایسی مجبور و ناچار ہوئی کہ بہ لاے قدمبوسی نہ آسکی ایسی بلائین سہنی حضور صبر کرین دلبر صبر کرین اے مخمور اگر اس آتش غم کو ضبط نکرتی تو قریب تھا کہ جلکر ہڈیان تک خاک ہو جاتین

نظم

نکرتا ضبط مین نالہ تو پھر ایسا دھوان ہوتا
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا
کہے ہو مرغ دل کا نشیمن تیر نگاہ ان کا جگر

کہ تا شاخ کماں پر اسکی پھر آشیاں ہوتا
نہ ہوتی ولیکن کاوش اگر سینے نوک خنجر کی
اگر تیر اسیر بوسہ خال وہان ہوتا
بگولا گر نہ ہوتا وادی وحشت مین ای مجنون
تو خنجر قاتل کی طرح سے اسکی دائم خون چکان ہوتا
نکرتا ضبط مین گریہ تو اے ذوق اگر گھری بھر

تو اداری مین واسکی پہ چرخ نیلی جا
تو کیون ہر موے تن حق مین مرے مثل سنان ہوتا
جو ہوتا کھولکر جو نگناہو دہر مین عاشق
تو گنبد جیسے سر کشتون کی تربت پر کہان ہوتا
رکاوٹ دلکی اس قاتل کی وقت ذبح جاتی
تو شوریکی طرح سے غرق حیرت آسمان ہوتا

گریبان چاک کیے ہوتی خجالت گلستان ہوتا
نہ رکھتا پر نہ رکھتا منھ پہ دانہ یہ مریض غم
تو جوہر کہکشان مین بھی فلک خون داغ
تمہے خون جگر کی جا اگر ہوتا اگر سبزہ
نہ خنجر ہے مری گردن پہ تک کے روان ہوتا
مخمور رہ غزلکی کہا ای ملکہ عالم یہ غم و

الم ہماری تمہاری جان کے ساتھ ہے حقیقت مین اب **افراسیاب جادو** نے وہ سامان کیا کہ ایک کی بھی جان بچیگی
ان حالات کو بزرگون سے سن چکی ہین ہر چند کہ ہفت حجرہ بلا مشہور ہے دو مرحلہ جات طلسم باطن پر اور پانچ طلسم ظاہر
مین لیکن سب مین تا ایک سر گروہ ہے ساحرہ مکارہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر **سامری و جمشید** کی
مشیر دایہ **افراسیاب** بے پیر بدکار آدم خوار لشکر شیاطین کی سپہ سالار پس اسکے سامنے ہم کیا اور ہمارا اسکے
اک اشارے مین زمین و آسمان تھرا اٹھینگے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر جان بچائینگے دل کہتا ہی اپنے کو تا بمحبوب مطلوب
پہونچائین پانون چل نکلے ہین کہ اس راہ کو طے کرین ہاتھونکو شوق ہے کہ گریبان چاک کرین آنکھین مشتاق جمال بے مثال
قلب پر ہجوم غم و ملال اپنے اختیار مین نہین دشمن کا سامنا وہ ہر وقت در پے آزار عالم عالم دشمن دنیا دنیا
سب سے ہمزن ہر وقت بحر غم و الم کا جوش مثل تصویر خاموش یہ اشعار آبدار مطابق حال **اشعار**

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا
ہر بدن کے ساتھ اسکا ہم سفر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھینچ آئی تعجب ہے مجھے
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا
نات دن پڑتے ہین پتھر ایک دم فرصت نہین
آدمی ہستی سے اپنی بے خبر پیدا ہوا
کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان قید
جب زمانے مین کوئی اہل ہنر پیدا ہوا

معدن لعل بدخشان ہے گہر پیدا ہوا
سر ترا اٹھا فلک پہ تیغ ابرو پڑ گئی
سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تا نظر اپنا وہ تھا
وہ شجر دیوانہ ہے جسمین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین
یہ وہ طائر ہے جو بام عرش پر پیدا ہوا

ہر رہین کب سایہ جسم بشر پیدا ہوا
آہ نو کا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا
جس زمین پہ پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
جانتے تھے جسکو ہم مولی کمر پیدا ہوا
کچھ نہین ثابت کہان تھی کیا ہے کیا ہوجائیگے
بے کمر تو ہے تو مین بھی ذرہ کمر پیدا ہوا
جیسے لالا آسیے کی حیرت نے نکو نسیم

ای ملکہ بہار گلعذار ہمارا احوال لائق رونے کے ہے کاتب قدرت نے
کلک قدرت سے صفحہ قسمت پر خط شکست سے لکھا پریشانی تقدیر مین اور خرابی تدبیر مین بہار جادو نے

کہا ای ملکہ مخمور اپنی تو اب یہ کیفیت ہے اشعار

ز دست سبزہ لشوق ز خاک ہستی ما | نہ داد نشئہ ذوق شراب مستی ما | بہای عمر گرامی بہ جستجو بگذشت
نہ دید دامن وصل و دراز دستی ما | اگر نہ لطف خدا لے گناہ ما بخشد | بہ پیرگاہ نیستر زد خدا پرستی ما
اگر بچشم حقیقت نگہ کنی بینی | بہ بام عرش برین این انتقام پستی ما | ز نہ رہان ہمہ و نبال آمدہ مخفی
بروزگار بنا شد بنائے ہستی ما

اشعار عاشقانہ پڑھکر بہار و مخمور اسقدر روئین کہ جل تھل بھر دئیے کنیزون نے دیکھا ایسا نہوان دونون کا دم نکل جائے آہ شرربار سے ہڈیان نہ جل جائین دونون صاحبون سے کہا ای شاہزادیو تمہاری حسرت و یاس پر کلیجہ پھٹتا ہی خنجر غم و الم سے گلا کٹتا ہی برای خدا دونون صاحب یگانۂ آفاق سحر مین مشاق ہو ابھی تاریک کے آنے مین عرصہ ہی ایک دن بھر کے واسطے چلی جاؤ اپنے معشوق کو دیکھ آؤ حقیقت مین بعد آنے تاریک کے سانس لینا دشوار ہوگا غدر آشکار ہوگا افراسیاب مقدمہ مشعل مین بہت جلا ہوا ہی مٹانے مین کمی نہ کریگا جسوقت تاریک کے سامنے آپ لوگونکا حال کہیگا کہ یہ سب صاحب میرے طلسم کے مٹانے مین درپے ہین لوح کیلیے بڑی کد و کوشش کر چکے سیماب جادو مارا گیا دربند مہر وماد فتح ہوا اسی وقت وہ بلاے سیاہ آپڑے گی سنتے ہین آدمی کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی انسان اس مکاسہ کی خوراک ہی ایسے کے سامنے دم بھر مین قصہ پاک ہی کسی حیلے سے دونون صاحب صلاح کرکے چلی جاؤ ہمسے اگر خواجہ پوچھین سگے کچھ حیلہ کر دینگے دونون صاحب سحر تیار کرنے کی مین اتنا خیال رکھیے ایک شب سے زیادہ گذرے ابھی تو افراسیاب برلے استقبال گیا ہی راہ مین اسکی دعوتین ہوتی ہونگی ابھی اسکو آتے آتے عرصہ چاہیے اگر جلد آئیگی تو بعد دو چار دنکی یہان پہونچیگی اپنے کو سنبھالیے غم و الم کو ٹالیے مصاحبون نے جو اس طرح سمجھایا مخمور نے بہار سے کہا چلیے ہم آپ ہمراہ چلین بہار نام کو وہ عقیق سنکر شگفتہ ہوگئی یا تو روتی تھی یا ہنس پڑی کہا ای مخمور کوئی راستہ خیال مین ہی کہ بتعجیل نکل چلین پہر دو پہر مین پہونچ جائین مخمور نے کہا طلسم جمشید طلسم گوہر افراسیابی طلسم ہزار برج طلسم آئینہ یہ سب مقام فتح ہوئے ان طلسمات مین ملازم صاحبقران موجود ہین ہفت دربند کا راستہ چھوڑ دینگے ان طلسمات کی راہ سے چلین سگے بہت جلد پہونچین سگے طلسم جمشید سے راستہ بہت قریب ہی دونون نے آئینہ سمین صلاح کی بھاری جوڑے پہنے زیور جواہر جسم پر آراستہ کیا بارگاہ سے نکلین اس خیال مین کہ جلدی نکلجائین جیسے دربارگاہ پر آئین دیکھا خواجہ عمرو و برق نامور و مہرخ والا گہر کھڑے ہوئے باتین کر رہے ہین مخمور و بہار کو دیکھکر عمرو نے پوچھا اے

بہار و مخمور اسوقت کیا ارادہ ہے بہار تو گھبرا گئی شرما کے سر جھکا لیا لیکن مخمور نے کہا اے شہنشاہ عیاران ہم
افسر خنجر گذاران ہمنے ابھی بہار سے صلاح کی کہ تاریک کے مقابلے مین بڑی قیامتین برپا ہونگی ہم بھی اپنے
کارخانات کے سحر تیار کر لائین مہرخ نے تو کہا بہت مناسب ہے مگر خواجہ ہنس پڑے بہار اور زیادہ شرمائی مخمور
نے کہا خواجہ کیا ہنسے آپکی خوشی نہین ہے سحر تیار کرنے نجائین عمرو نے کہا ضرور جائے لیکن آجکل طلسم ہوشربا
مین غدر ہے شاہان دربند بھی آتے ہین اگر کوئی مل گیا سب تمھارے نام کو دشمن ہین فوراً گرفتار کر لینگے ہمکو
خبر بھی نہوگی خیال کرو یہ باعث خرابی کا ہے آیندہ جو مناسب وقت ہو مخمور نے کہا شب بھر ہمکو گذریگی سحر تیار
کر کے چلے آئینگے مخمور خواجہ سے یہ باتین کر رہی ہے کہ باغبان قدرت بھی آیا رعد و برق و برق لامع
چند سرداران نامدار بہار کو دیکھکر آ گئے حال پوچھنے لگے تو شرم سے پسینے پسینے لیکن مخمور نے سبکے سامنے بھی
یہی کہا باغبان نے جواب دیا اے ملکہ بہار و مخمور رحم کیا اور بہار اسحر کیا تاریک کے سامنے سب کیا کاوش
بیکار ہے اُسکی آمد سُنکے ہمکو تو بڑا انتظار ہے لشکر سے کہین جانیکا قصد نکرو ایسا نہو کسی کے دام مکر مین پھنسو مخمور نے
کہا نہین ہم شب بھر کے واسطے جائینگے سحر تیار کر کے چلے آئینگے ہمین نہین کوئی روک سکیگا عمرو نے باغبان
کو اشارہ کیا اے باغبان تاویل نکرو انکا جانا مناسب ہے ذکر ہو رہا ہے سب سردار جمع ہین کہ لشکر حیرت
مین نوبت نقارے بجے سبنے دیکھا بڑے بڑے سردار نامدار وردیان عمدہ پہنے ہوئے جاتے ہین حیرت
تخت پر سوار مصاحبان نامور یمین و یسار چرند و پرند نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی حضور تاریک آپہونچی
حیرت برائے استقبال جاتی ہے بازارین آراستہ ہو رہی ہین یہ سُنکر سب سردار گھبرا گئے عمرو نے کہا ملکہ مین
تو چھپ جاؤن مجھکو دیکھی گی تو بلائے گی خواجہ عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوئے لیکن ملکہ مہرخ سے سرداران
نے کہا آدم خوار آتی ہے تو آنے دیجیے آپ تخت پر جلوہ فرما ہون دربار آراستہ رہے یہ سُنتے ہی مہرخ نے
اشارہ کیا سائبان زر بفتی بیرون بارگاہ کھینچ گیا دنگل ہائے زرین پر سرداران نامی آکر بیٹھے مہرخ نیک اختر
سریر جہانبانی پر ایک آن بیشتر سے صلاح کر کے اسد غازی کو الگ بارگاہ مین مخفی کیا ہے ضرغام کو برائے
حفاظت قرار دیا چند ساحر برائے خدمت چھوڑے باقی جملہ سرداران صف شکن تہور شعاران تیغزن گرد
تخت ملکہ عالم باطمینان تمام آکر بیٹھے بہار و مخمور کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین مخمور نے بہار سے
اشارہ کیا اب دم بھر کو ٹلنا یہان سے دشوار ہے دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے مہتر قران چالاک برق
فرنگی جانسوز و ضرغام عیاران نیکنام صورتین تبدیل کر کے لشکر سے نکل گئے جا کر زیرہ کوہ ٹھہر رہا مان آمد

سواری تاریک شکل کش دیکھ رہے ہین ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار جاتی ہے عمرو کنیز کی شکل بنا ہوا
پہلوے تخت ملکہ حیرت مین کنارے لشکر کے آکر حیرت ٹھہری نوجبین جبین بانذا یین آماستہ صغیر وکبیر خرد
پیر خورد وکلان ادنی اور اعلے ہر پیر وجوان صورت بخش تاریک کے مشتاق ہین دیکھا نوبت نقارہ کی آواز
آئی زمین تھرائی ہزارہا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سامنے سے گذرے سامان عظم و
شان شغل ماہی ومراتب ساحران جلیل اہتمام کرتے ہوے ایک جانب آکر ٹھہرے خواجہ اک نخل کی
آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین یکایک افراسیاب جادو گھوڑے کو بڑھائے ہوئے خود اہتمام کرتا ہوا
سامنے سے نمایان ہوا اول قریب تخت حیرت آیا کہا اے ملکہ عالم ہوشیار خبردار ہو تخت دائی امان کا آتا ہے
یہ کہکر گھوڑے کو چمکا کر پھیر نکل گیا بعد تھوڑے عرصہ کے سب کی نگاہ پڑی اک تخت پر ایک دیونی سیہ فام
بیجا کی خالہ پردۂ ظلمات کی نشانی کلوا کی نانی لنگا بہت بھاری کالی کالی صورت اسپر چیچک کا داغ
صاف ظاہر ہے کالے گورے پر او لٹے پڑے ہین بال رکھے ہوے برگد کی ڈاڑھی کے مثال آنکھین غار
مہیب صورت عجیب وغریب دونون ہاتھ تخت پر ٹیکے ہوے زبان منھ سے نکلی ہوئی باچھون سے
خون ٹپک رہا ہے دیکھکر قالب کانپتا ہے خوف ہے طائر روح قفس جسم سے نہ نکل جاے بموجب شعر
تو گوئی تا قیامت زشت روئی * بر وختم ست بر یوسف نکوئی * خال چہرۂ شب قد ملعونۂ تارکا درخت دل
مثل سنگ سخت وکرخت جب ڈکار لیکر سر اٹھایا منھ سے دھوان نکل کر آسمان پر پہونچا گویا ابر دھوان دھار چھا گیا
شراب کے مٹکے پیتی ہوئی بجاے گزک ران بھیسے کی طرح ہاتھ مین اُسکو چباتی ہوئی باچھون سے خون ٹپک رہا ہے
لختے خون کے سینے پر جمے ہوے گویا صفحۂ سنگ سیاہ پر سرخ جانور بیٹھے ہین جیسے ہی چوبدار نے بڑھکر آواز دی
اے ملکہ حضور کی بہو روبرو شہنشاہ نگاہ روبرو تاریک نے سر اٹھایا حیرت کی آنکھ جو پڑ گئی گر کر بیہوش ہوئی
منھ سے آہ نکل گئی رنگ رو متغیر ہوا یقین تھا حیرت کی روح نکل جاے وزیرزادیون نے دوڑ کر
ملکہ حیرت کو گود مین اٹھا لیا ہلڑ جو ہوا ملکہ تاریک شکل کش نے پوچھا کیا ہوا چوبدار نے عرض کی
حضور کی بہو کو غش آگیا تاریک ہنسی افراسیاب کو قریب بلایا کہا ہماری بہو ہمکو دیکھکر گھبرا جاتی ہے
اس کا کیا باعث ہے افراسیاب نے کہا حضور وہ پروردۂ ناز ونعم بانداز مین کبھی آنے
کا نہین اتفاق ہوتا نازک مزاج ہے ہواے گرم چلی پھول کیطرح کمھلا گئی آپکو دیکھکر کیا غش آئیگا
ملکہ حیرت کو تو شاہزادیان لیکر گئین لیکن افراسیاب نے اشارہ کیا طرف لشکر مہرخ کر کہا ای امان

ملاحظہ فرمائیے لونڈی غلام نے لشکر جمع کیا ہے تاریک نے۔ اُٹھا کر دیکھا قہقہا مار کر ہنسی جو جادوگر قریب تھے
انکے کلیجے پھٹ گئے معلوم ہوا کہ گرجا دیر تک ملکہ تاریک ہنسی کے مارے لوٹ گئی جب ہنسی سے فراغت
ہوئی تخت سے کود پڑی افراسیاب کو گود میں اُٹھا لیا مثل اطفال خردسال کاندھے پر سوار کیا کہا صاحبو
میرے بچے کو ابھی بالکل کلام کی لیاقت نہیں منہ سے دودھ کی بو آتی ہے ان سبکو دشمن سمجھا ہے انکی کیا حقیقت ہے ایکدن
کی سب خوراک ہیں شراب اچھی ملے سرور ہو جائے گزک ان سبکو کھا جاؤں مرد عورت سب خوبصورت
ہیں خوبصورت کا گوشت بھی مزے کا ہوتا ہے مجھ کو انکے مقابلہ میں لایا لیکن بچے کی بات کا کیا اعتبار یہ کہکر افراسیاب
کو کاندھے سے اتارا ہاتھ تھام کے افراسیاب کا جھومتی ہوئی چلی معلوم ہوتا ہے کالی آندھی اٹھی ہو سر سراسر
کھلے ہوئے زمین میں پر لٹکتے ہوئے گرد ہزار ہا ساحران زبردست لیکن خاموش اسطرح جھومتی جھامتی مثل فیل
مست در بارگاہ پر پہونچی حیرت دوسرے خیمے میں جا چھپی ہے اب جو ہوش آیا کانپ رہی ہے وزیر زادیوں نے
عرض کی حضور رونق کرکے دیکھیے سامنے بچھائیے حیرت نے خیمہ میں رونق کیا تاریک پر نگاہ پڑی آہ کرکے
بیٹھ گئی تاریک اندر بارگاہ کے پہونچی افراسیاب نے تخت بچھوایا تاریک اُچک کے تخت پر بیٹھ گئی افراسیاب
کو قریب اپنے جگہ دی شراب بے حساب چلنے لگی جام پہ جام پیے جاتی ہے کہتی ہے افراسیاب بدولت
کو بہت ناگوار ہوا لونڈی غلاموں سے مقابلہ ان میں کوئی اس لائق بھی نہیں کہ سحر کا جواب تو دے جانور ہیں
چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی دو سو برس کے بعد لاؤ سے جمشید کے ابھی گرم و سرد عالم کو دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوا
چاہتی ہوں کمال ظاہر ہوں اپنے زمانے میں سامری و جمشید اپنا قوت بازو بناتے تھے اپنے پہلو میں
بٹھاتے تھے جب سحر نوتیا ہوتا تھا ہم اسمیں شراکت کرتے تھے اب زمانہ ایسے کمال سے خالی ہوا مشغول ہو
انھیں سننے مل کے گل انکا بھی نہ کچھ کر سکا افراسیاب نے کہا دائی اماں بگوش ہوش سماعت فرمائیے مفصل کیفیت
ظاہر کروں صرف لونڈی غلام میرے نہیں ہیں بادشاہ طلسم نور افشاں کوکب روشن ضمیر اسکا استاد
برہمن روئین تن نور افشاں صف شکن یہ سب میرے دشمن ہوے جب کیے میر ملازموں نے وہ سحر کے
کہ جنکو لونڈی غلام دفع نہ کرسکے کوکب نے انپر سپہ سالار مثل بلور چار دست و ماہی پر پریزاد وغیرہ روانہ
کیے اُن سرداروں نے آکر ان سبکو رہا کیا ہزار ہا ملازم میرے قتل ہوئے کوکب کیوجہ سے یہ لوگ تھے
ہیں دختر کوکب بہار ان نے دریائے خون رواں خشک کیا پل پریزادان توڑا راستہ کھلا صدہا شہر میرے
قبضہ سے نکل گئے اب بھی جب کوئی لڑائی سخت پڑتی ہے کوکب برہمن آتے ہیں شعبدہ سحر دکھاتے ہیں

مین نے اکثر قصد کیا کہ طلسم **نور افشان** مٹاؤن **کوکب** کو قتل کرون لیکن نہین بن پڑا بڑی بڑی لڑائیان پڑین
اکثر اسکے ممالک پر قبضہ بھی کیا **کوکب** پر پنجہ قابض نہوا اگر **کوکب** انکے شریک نہوتا لونڈی غلام باغی ہو کر دو لڑائیان
لڑتے آخر قدمبوسی کرتے بمدد **کوکب** مغرور ہین ابھی بمقدمہ **مشعل نور افشان** نے بڑا شعبدہ دکھایا
جنگی روحین قبض کر لی تھین انکو بچایا میرے مقابلے کو آیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ خواجہ **عمرو** بصورت چوبدار اک گوشے
مین کھڑے ہوئے یہ سب باتین سن رہے ہین جب **افراسیاب** نے سرکشی **کوکب و برہمن** سامنے **تاریک** کے
کی وہ ہنسی کہا بیٹا **کوکب و برہمن** کو بھی یہ حقیقت ہے کہ اہالیان ہوشربا سے مقابلہ کرین تمھارے سامنے
دم جرات کا بھرین **کوکب و برہمن** جو آج تمھاری اطاعت کرین پھر تو لڑائی کی احتیاط نہین ہے **افراسیاب**
نے کہا **کوکب و برہمن** اگر شریک ہو جائین مدد مسلمانان سے ہاتھ اٹھائین ان سبکی کیا حقیقت ہے ایک سردار
کو حکم دون سبکی مشکین باندھ کر لے آوے صد ہا مرتبہ گرفتار کر لیا کبھی عیارون نے آکر چھوڑا لیا کبھی **کوکب**
برائے مدد آیا **تاریک** نے کہا عیارون کا نام نہ لے ان سب کا افسر **عمرو** گنبد تاریک مین گیا تھا گنبد مین قدم
رکھتے ہی روغن عیاری کا اُڑ گیا مین نے اُٹھا کر چاہا ایک لقمہ کرون قدمون پر گر پڑا الیقین تھا روح قالب
سے نکل جائے لیکن نہایت خوش آواز ہے مصاحب و مسانہ ہے دو چار جام شراب کے اُسنے مابدولت کو ایسے
پلائے اسوقت تک زبان پر لذت ہے اُسنے نسخہ بھی کہا ہے کہ بنا دونگا اگر ملے تو بلا بھیجو **افراسیاب** نے کہا
وہ بلائے روزگار ہے آپکے سامنے کچھ اور نہ بن پڑا اگا بجا کے جان بچائی شراب مین بیہوشی ملا کے آپ کو پلائی آپ
فرماتی ہین کیفیت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی **تاریک** نے کہا بیہوشی کیسی تلخی شراب کا نسخہ ہے تم ایسے
گدھون کے واسطے بیہوشی ہے اچھا تیری خوشی ہے انکی بھی تدبیر کر دونگی دیکھ ابھی **نقش جمشیدی** نکالتی ہون
برہمن و کوکب رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہونگے تسخیر میری نگاہ مین ہے **کوکب** کی کیا حقیقت ہے اور
برہمن ہمارے گھر کا بھیک وہ سحر کیا جانے ساعت بچارتا ہے تو نے اسکو ساحر بنایا **عمرو** کے ہوش اُڑ
رہے ہین ان باتون کو سنکر حیران پریشان کہ اے پروردگار خیر کیجیو کیا **کوکب** اور **برہمن** کو پکڑوا بلائیگی
گرفتار کریگی لیکن خاموش ایک کونے مین کھڑا ہوا سن رہا ہے **تاریک** باتین کرتے کرتے **افراسیاب** کیطرف
متوجہ ہوئی **افراسیاب** نے خوان منگا کر کباب کے حاضر کیے پورے پورے جانور بھنے ہوئے **تاریک**
نے ہنسکر کہا اے فرزند اس سے مزا نہین ملتا نہاری کے بدلے اسوقت دو آدمی ہوتے شراب
پی ہے کھانے کی خواہش ہے **افراسیاب** نے سر جھکایا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین دور سے

دیکھا دو مسافر جاتے ہین بس تاریک باتین کرتے کرتے کرگس کر اٹھی اُن دونون بیچارون پر جا کر یون گری جیسے بجلی گرتی ہے دونون کی گردن پکڑ کے اٹھا لائی عمرو نے دیکھا وہ بیچارے سہم گئے دونون کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا بجائے گزک چبانا شروع کیا ہڈیان تک کھا گئی اہالیان دربار کے قلب کانپ گئے بعض کو غش آ گیا یقین تھا عمرو کی روح نکلجائے تاریک ان دو تو نکو کھا کر مطمئن ہوئی ڈکار لی جیب سے نقش جمشیدی نکالا کہا افراسیاب نے دیکھو سحر اسکا نام ہے مصاحبان سامری کا یہ کام ہے یہ کہکر تاریک نے ایک چیخ ماری یا جمشید یا سامری بارگاہ ہل گئی تاریک نے اس نقش کو ہاتھ کے نیچے دبایا ہونٹھ ہلے کچھ پڑھنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہے تاریک نے نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا شراب پیا ہے پی رہی ہے مثل فیل مست جھومتی ہے لیکن کوکب روشنضمیر قصر جمشیدی مین ذی شگل زریع پر جلوہ فرما ہے بگران وغیرہ امورات مالی وملکی مین مصروف ہین اسوقت صرف وزیران سلطنت مشیران ابہت مثل خورشید روشن رائے وغیرہ حاضر ہین خدمت شیفتہ رہتے ہین وہان تاریک نے نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا یہان کوکب کا عجیب نقشہ ہوا خانۂ دل مین اضطراب خود بخود پیچ و تاب مثل بید تھرایا بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ رو متغیر اُف اُف کرنے لگا خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کیون شہنشاہ خیر تو ہے اسوقت آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہے شہنشا کا کیا حال ہے کوکب نے آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہے وزیر اعظم اے دستور معظم اے کلید قفل خزانۂ فطرت اے رکن سلطنت خواہش دنیا مین کیا کر بیٹھا صاحب اہل و عیال حاکم ملک و مال افراسیاب ایسے بادشاہ سے مین نے بگاڑی ایک عمرو عیار کیواسطے بادشاہ ہوشربا سے فساد مین نے پیدا کیا آپ لوگون نے بھی نہ مجھکو سمجھایا اول مین یہ خیال نہ آیا ابھی وہ میرے ملک پر چڑھ آئے تو مین اس بادشاہ سے لڑسکونگا وہ جمشید قتل ہو جائینگے ملک و مال قبضے سے نکلجائیگا عمرو مجھکو بچائیگا اک عیار جعلساز مکار لقا کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا یہان آ کر یہ دام مکر پھیلایا مجھکو میرے بھائی افراسیاب سے لڑوا دیا ہمیشہ سے ان ملکون مین یہی قاعدہ رہا اگر کوئی رنج و ملال اہالیان ہوشربا کو ہوا ہم جا کر شریک ہوئے ہمپر کوئی مصیبت پڑی وہ برائے مدد آئے سب آپس مین سامری پرست عمرو مذہب سے خلاف ہو نے دو سو خدا اُن کو برا کہتا ہے اس فساد مین مذہب جدا ہوا ابھی چھوٹا طلسم نور افشان نہ بچیگا جسدن افراسیاب قصد کریگا پناہ نہ ملیگی کلی آرزو نہ کھلے گی افراسیاب بادشاہ قاہر و جابر ہے فنون جرأت و لیاقت سے بخوبی ماہر ہے مین اسکا مقابلہ کر سکتا ہون ایک سحر مین طبقے زمین و آسمان کے ہلا دیگا

مین اسکا نبرد نہین ہوتی افسوس بران اور جمشید کی شادی بھی نہ کرنے پایا کہ پیام مرگ پایا یہ کہکر کوکب
رونے لگا کہا اے وزیر باتدبیر کوئی صلاح نیک بتا کہ میری جان و مال بچے اولاد پر زوال نہ آنے پائے خورشید کا چہرہ
زرد ہوگیا جی مین کہتا ہے جو ایسا صاحب جرأت و شوکت و لیاقت ہو اسکو یہ ہراس کیا غضب ہوگیا اب کیا
صلاح دون لیکن جواب بھی دینا خلاف ادب شہنشاہی ہے اس نامردی مین بڑی تباہی ہے اگر دشمن سن پائے
ابھی گھر مین گھس آئے ایسے کلام نامردی کبھی زبان سے اس عالی ہمت کے نہ نکلے تھے سوچ سوچ کر دست بستہ
عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ افراسیاب کی کیا حقیقت ہے آپنے اس سے کیسے کیسے مقابلے کئے آپکا تو بڑا
مرتبہ ہے آپکی دختر بلند اختر بران نامور نے افراسیاب کو کیسے کیسے رنج و ملال پہونچائے وہ کیا کر سکا اتو
نمور نے جو کچھ کیا وہ کیا عمرو ایسے شخص کا ساتھ دیا ہر چند کہ عمرو عیار ہے اسکا آقا شہنشاہ عالیوقار ہے
صاحبقران زمان قاتل دیوان قاف غازی مجاہد صاحب شوکت و حشم مورد فیوض نامتناہی حافظ آسمانی الٰہی
آپنے انکا ساتھ دیا ہے آخر زمانہ مین جہانگیر کے صاحبقران تشریف لائے جہانگیر کو زیر کرکے لیگئے افراسیاب
کیا کر سکا اسطرح جب آپ پر کوئی رنج و ملال ہوگا پانچ ہزار پانسو چھپن سردار کل تاجداران عالیوقار آپکی مدد کو آئینگے
افراسیاب کیا کر سکیگا غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہے لوح دستیاب ہوگی اگر شہریار کو کچھ زیادہ تردد ہے چندے
برائے مدد تشریف نہ لیجائیے مگر اسقدر نہ گھبرائیے اسطرح جو خورشید نے کہا کوکب نے بہ نگاہ قہر طرف خورشید
روشن رائے کے دیکھا کہا کیون اے وزیر اعظم ہم تجھسے صلاح نیک کے طالب ہوے تو نے یہ کہانی طولانی ہمارے سامنے
بیان کی ابھی ذرا سی سختی پڑیگی تو بھاگ کر چلا جائیگا اپنی جان بچائیگا مین عیال کو لیکر کدھر جاؤن سوا اسکے
اسکے کہ جان دون مر جاؤن خورشید روشن رائے نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا
رائے امور مملکت نوشین خسروان دانند غلام کو کیا دخل ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجئے ہم خیر خواہان دولت ہین
جو عقل مین آیا وہ کہا کوکب پریشان ہوا اٹھا کہا تم سب جاتے ہو میرا ملک و مال برباد ہو مین اپنے عاشق
صادق یار موافق صفدر شکن پاس برہمن روئین تن کے جاتا ہون جو وہ کہیگا وہ کرونگا خورشید
روشن رائے نے کہا بسم اللہ غلام بھی ساتھ چلیگا کوکب نے کہا کسیکی ضرورت نہین ہے ما بدولت یکہ
تنہا جائینگے یہ کہکر کوکب تخت پر سوار ہوا یکہ و تنہا بدحواس گھبرایا ہوا منہ پر ہوائیان اڑتی ہوئین طرف قصر
برہمن کے چلا احوال برہمن تحریر ہوتا ہے کہ جسطرح بیٹھے بیٹھے کوکب گھبرایا اسی طرح برہمن بھی اپنے قصر مین بیٹھا تھا
یکایک خود بخود گھبرایا بیتاب ہوکے اٹھا مصاحبون نے پوچھا کیون استاد خیر تو ہے اسوقت ہم آپ کو بہت پریشان

پاتے ہین غلام بہت گھبرائے ہین برہمن نے کہا یارو انجام کا خیال ہر قالب پر ہے تم کو غم وملال ہے بڑی خرابی در
پیش ہے ہمارے شہنشاہ نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے بادشاہ سے بگاڑ کی انجام نہ سوچا افراسیاب نے بڑی
مہربانی فرمائی سبکے حال پر رحم کیا جب قصد کرتا ہم سبکو قتل کرنا کیا مشکل تھا ذرہ آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے کجا
پشہ کجا فیل مست ہم حقیر وہ پادشاہ زبردست سبنے کہا پھر کیا ارادہ ہے برہمن نے کہا حفاظت جان کی واجب ولازم
ہے کوکب بہت خفا ہوگا نوکری سے چھوڑا دیگا افراسیاب ملازم کر لیگا اور جس بادشاہ کے یہان چلے
جاینگے عزت اور آبرو پاینگے لیکن بچنا ضرور ہے اگر جان پر کوئی زوال آیا کیا کوکب ہمکو زندہ کر لیگا انھین
کی جان بچنا دشوار ہے اب افراسیاب آمادہ حرب وپیکار ہے مصاحبون نے کہا حضور افراسیاب کیا مال ہے
وہ تلوار چلیگی اسکے دانت کھٹے کر دینگے تلوارین کھینچکر جا پڑینگے وہ نامرد کیا لڑیگا بھاگتا پھرے گا برہمن نے کہا
آپ لوگ اسوقت میرے پاس سے رخصت ہوجائین مجھسے زبان نہ لڑائین بے سمجھے بات کرنا اسکا جواب
کیا دین سب مصاحب رنجیدہ ہوکر بیرون قصر گئے برہمن یکہ وتنہا قصر مین ٹہل رہا ہے دل سے باتین
افراسیاب کی گھاتین کرتا ہے دلسے آواز آتی ہے او نادان جان کو غنیمت جان افراسیاب سے جاکر
ملجا اپنے کو ذلت و رسوائی سے بچا برہمن کو کچھ بن نہین پڑتا دلکی یہ ہدایت ہے افراسیاب سے لڑنا مناسب
نہین یکایک آسمان پر برق چمکی برہمن نے دیکھا کوکب روشن ضمیر عجب حال پر ملال سے آتا ہے تاج ڈھلکا
ہوا اسپر بھی پشت بندار دڑاب کمر مین لگی ہے نہ خنجر نہ تلوار نہ تیر نہ ترکش خود بخود کشاکش برہمن نے بلند ہوکر تا
تخت پر ہاتھ ڈالا کوکب قصر برہمن مین آکر اترا برہمن نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا لپٹ کر رونے لگا کہا
ای شہنشاہ مین خود خدمت مین حاضر ہونیکو تھا اسوقت بیٹھے بیٹھے مین نے انجام سوچا بڑی خرابی در پیش
ہے سنا ہے افراسیاب سامان لشکر کشی مین مصروف ہے کوکب نے کہا ای برادر لشکر کشی کیسی تاریک
مشکل کشش آگئی پہلے وہ طلسم نور افشان کا قصد کرے گی پھر اسکو کون روکیگا مصاحب سامری سے
مقابلہ کرنا نہایت دشوار ہے برہمن نے کہا مجھے حضور سے پہلے ہم اور آپ پوچھے جاینگے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر
امان پاینگے عرصہ دنیا تنگ دو دشمن ہی باتین ہین ہر بات مین کوکب روشن ضمیر نے کلام برہمن [illegible]
کی تائید کی برہمن نے ہر بات موافق مزاج شہنشاہ کی دونون ایک حال مین ہین ایک کو تردد دوسرے کو
اشتعال ایک مضطر دوسرا بیقرار ہے بموجب شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے
دیوانے دو دونون کی باہم ایک طور ہے کیسکتا ہے افراسیاب بڑا زبردست ہے برہمن نے کہا پادشاہ جہا

سے بھی مست ہو آخر برہمن نے کہا اے شہنشاہ ہم آپ دونون چلین افراسیاب کے قدمون پر گر پڑین وہ
بادشاہ عالیجاہ خطا معاف کر دیگا تامل مین خرابی ہے کوکب نے کہا مجھے تمسے زیادہ بیتابی ہے لیکن اس حال سے
چلو کہ اسکو رحم آجاے سرکشی ثابت نہو خطاہاے گذشتہ کا اقرار کرینگے جواب صاف بھی ہے کہ عفو ساز خردان
خطا و از بزرگان عطا ضرور خیال کریگا دونون نے اس صلاح کو پختہ کیا کوکب نے تاج بھی اتار ڈالا کلاہ سر پر پہنی
برہمن سر برہنہ لباس میلا کچیلا دونون اس حال پر ملال مین تخت پر سوار ہوئے برہمن نے تخت اڑایا حسرت
و یاس کی باتین کرتے ہوئے طرف افراسیاب کے چلے برہمن کہتا ہے اے شہنشاہ افراسیاب مجھکو قتل کرے
مگر آپکی جان بچ جاے مین جاتے ہی قدمون پر گر پڑون گا اگر قتل بھی کرے گا تو بھی نجات ہے افسر مذہب لات و
منات ہے کوکب نے کہا مجھسے زیادہ عذر نہ کیا جائے گا اتنا کہدونگا کہ اے شہنشاہ لوگون نے ہمکو بہکایا ناحق
لڑوا دیا اب تمسے سرکشی نہ کرینگے خواہ بخشو بس یہی بہتر ہے برہمن نے کہا اسیقدر کافی ہے یہی صورت معافی
ہے یہ باتین کرتے ہوئے دونون بہ تعجیل تمام جاتے ہین اسقدر مبہوت ہین کہ دیر ہونے سے گھبراتے ہین کئی کوس راستہ
طے کیا تھا کہ ایک قصر رفیع سامنے سے نمایان ہوا برہمن و کوکب نے دیکھا نورافشان جادو اس قصر پر
ٹہل رہا ہے لیکن حیران حیران انتہا کا پریشان اسی جانب دیکھ رہا ہے جیسے ہی کوکب کی نگاہ نورافشان پر
پڑی کہا اے خیرخواہ دولت استاد کھڑے ہین انکو بھی ساتھ لے چلو برہمن نے کہا بہت مناسب ہوگا پڑے
خطاوار تو یہ ہین قصر نورافشانی مین عمرو نے جلسہ قرار دیا اور پنڈتون سے مناظرہ کیا پہلے سب سے یہی اٹھ
کھڑے ہوئے تھے یہ کہتے ہوے کہ مذہب اسلام خوب ہے عمرو کا ساتھ دینگے افراسیاب سے لڑینگے انھین کی
راے پر سب کاربند ہوئے انھین کے اعتقاد سے دردمند ہوئے اگر بخوشی نہ چلینگے ہم تم دو ہین وہ تنہا گردن
پکڑ کے لیجائینگے اپنی حفاظت جان واجب و لازم ہے لحاظ و پاس کیسا جان ہے تو جہان ہے بموجب رباعی

نہ صبر و سکون کا گھر مین پایا مجھکو
بیتابی دل نے آہ مارا مجھکو
بیزار ہوا ہون اسقدر دنیا سے
صد برق طپان نہان ہو بیتابی مین
دیگر کیا خوب عذاب مین گرفتار ہو نہین
جاتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہون مین

نہ کوچۂ یار مین گذارا مجھکو
دیگر کیا طول عمل سے جان کو در و شاد
گر ہاتھ لگے تو خوب برباد کرون
اک آن کبھی دل کو چین لینے نہ دیا
جان جادۂ تعلف رشک اغیار ہون مین

سیماب کی طرح ایکدم چین نہین
حسرت سے دل خراب آباد کرون
دیگر آرام و سکون ہے بیتابی مین
تیری ہی سی شوخیان ہین بیتابی مین
لیٹنے سے مرے وہ دشمنی سے خوش ہے

لیکن نورافشان جادو نے جو برہمن و کوکب کو بیتاب دیکھا پکار کر

اے شہنشاہ طلسم نور افشان و اے برہمن عالیشان ہم عرصہ دراز سے تمھارا انتظار کر رہے ہین ہمارے
پاس آئے کوکب نے کہا حاضر ہوا دونون نے تخت اپنا سامنے نور افشان کے اُتارا نور افشان نے دیکھا
اتنا کہ دونون بدحواس ہین چاہتا تھا کچھ کلام کرے کوکب نے کہا اُستاد صاحب کچھ آپکو حال بھی معلوم
ہے تاریک حجرے سے نکل آئی اب کہیے کہان چھپین افراسیاب برسر آزار ہے ہم مجبور ناچار آپنے مذہب عمرو کا اعتقاد
کیا اہالیان طلسم نور افشان کو برباد کیا ہم تو دونون اُستاد شاگرد خدمت مین افراسیاب کی جاتی ہین
خواہ خطا بخشے یا قتل کرے کوئی چارہ نہین آپکو یہ دن یاد نہ تھا بزرگ ہوکر ہمکو بدراہ کیا دین بیگانہ کیا تیر اجل کا
نشانہ کیا نور افشان جادو نے دونون کو گلے سے لگایا کہا حقیقت مین میری عقل پر پتھر پڑے لیکن جو تمھاری
رائے ہو مین تمھارے شریک ہون تاریک شکل کیفش ہماری ہم صحبت ہے اسکو بھیجے انتہائی محبت ہے فوراً خطا
معاف کراویگی ابھی صفائی ہوجائیگی طبیعت تسکین پائیگی ملک و مال بے زوال نہونے دونگا مجھے بھی ساتھ لیچلو جو گذرا وہ
گذرا اسکی شکایت نکرو ابھی چلکر انتظام کرلینگے افراسیاب کے شریک ہوکر عمرو اور مہرخ سے لڑینگے افراسیاب
خوش ہوجائیگا نور افشان کے موافق مزاج برہمن و کوکب جو کلام کیا دونون خوش ہوگئین کہا اُستاد
جلد چلیے اب دیر نکیجیے نور افشان نے کہا بیٹھ جاؤ ہوش و حواس درست کرو جلدی کیا ضرور ہے بیتابی عقل کا
قصور ہے سب انتظام کرلینگے جب ہمین اسکے دشمنون سے مقابلہ منظور ہے پھر کیا قصور ہے ابھی ہماری خیر خواہی اُنپر
روشن ہوجائیگی دونون کو سمجھا کر نور افشان نے مسند پر بٹھایا مگر دونون گھبرا رہی ہین کہتی ہین اُستاد
دیر نہ کرو جلد چلو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے نور افشان اچھا اچھا کہتے ہوے ایک کمرے مین گئے برہمن
و کوکب کو وہان بلایا کمرے مین جو برہمن و کوکب پہونچے دیکھا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ ہین
کمرہ خوب سجا ہوا ہے ایک گلابی نور افشان نے اُٹھالی جام لبریز کیا کوکب سے کہا اے نور نظر اسکو نوش کرو
کوکب نے کہا اُستاد کیسی شراب کیسا کباب ہوش پراگندہ ہین خوف جان و ایمان ہے بقول حضرت ناسخ مطلع
پیتا ہون خون دل ہے نہین خواہش شراب کی ہے دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ہے نور افشان نے کہا بیٹا اسقدر
تردد کیسا انتشار اسقدر بیقرار نہو سمجھا کر زبردستی کوکب کو جام شراب پلایا دوسرا جام برہمن کو دیا یہ بھی
نہ پینے تھے نور افشان نے پھر پلایا جیسے ہی دونون نے شراب پی سامنے چھپر کھٹ آراستہ تھے کہا اُستاد ہم ذرا
آرام کرین نور افشان نے کہا تمھارا گھر ہے دونون چھپر کھٹ پر جاکے لیٹے بعد اسکے نور افشان نے
اُس قصر مین قفل لگایا دوسرے قصر سے کوکب و برہمن نکلے نور افشان دونون کو تخت پر سوار کیا

کہا جلد دربار افراسیاب مین جاؤ ہم بھی آئینگے دونون تخت اُڑاتے ہوئے چلے یہان دربار تاریک
مشکل کش مین خواجہ عمرو اک گوشے مین کھڑے دیکھ رہے ہین تاریک نقش جمشیدی کو ہاتھ سے دبائے ہوئے کہ یہی
بہمن و کوکب آئے عمرو حیران ہے کہ کیا بہمن و کوکب یہان چلے آئینگے وہ دونون ایسے جوان ہین اس
سوچ مین کھڑا تھا کہ لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر افراسیاب سے کہا بہمن و کوکب
تخت پر سوار آتے ہین لیکن بہت بدحواس ہین عمرو کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کے باہر آیا دیکھا حقیقت مین بہمن و
کوکب دربارگاہ پر آپہونچے عمرو نے چاہا بصورت مبدل اُنسے ملاقات کرون کچھ بات کرون پوچھون کہ تم کیون آئے
تاریک ایسی ملعونہ موجود جب لشکر کشی کرتی سمجھا دیا کوئی اسطرح دشمن کے گھر مین آتا ہے جبتک عمرو بڑھے
وہ دونون پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے داخل ہوئے دیکھا تاریک بیٹھی شراب پی رہی ہے دونون نے
تاریک کو سلام کیا کوکب نے کہا اے تاریک مشکل کش اگر تمنے ہمکو غفلت مین بلایا کیا کمال کیا ہاتھ کے نیچے
نقش جمشیدی کیون دبایا ہے اسکو ہٹا کر ہمسے کلام کرو اگر حقیقت مین خطا ہو سزا دو حال تو سنو افراسیاب
نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہمسے کیا معاملہ سرزد ہوا لیکن اسطرح ہم کلام کا جواب نہ دینگے نقش جمشیدی آگ مین
جلا دو تب ہمسے کلام کرو یہ سنکے تاریک نے غصے مین آکے نقش جمشیدی ہاتھ مین لیکر منقل آتش مین ڈالدیا
نقش جلا دھوان بلند ہوا تاریک نے کہا آؤ بیٹھو کل کیفیت لغاوت و عدم بغاوت سامنے ہمارے ظاہر
کرو ہم تمھین افراسیاب سے ملوا دینگے یہ سُنکر کوکب نے ہنسکر کہا او تاریک تیری کیا مجال ہے کہ کوکب
روشن ضمیر اور بہمن رویین تن کو اپنے دربار مین بلائے کوکب بادشاہ عالیجاہ اور بہمن فلک نصرت
کا ماہ کوکب جری بہادر بہمن بحر لیاقت کا بے بہا دُر اگر تیرا شعبدہ چل سکتا ہے منم غلامان نور افشان
جادو وان دونون شیرون کو استاد نے روک لیا تیرا منھ سیاہ کرنے کو ہم ایسے حقیر غلامون کو بھیجدیا اب جب
سر اُٹھا کر دیکھا کوکب و بہمن نہین دو غلامان زنگی کھڑے ہوئے تاریک سے باتین کر رہے ہین تاریک
جھلائی قصد کیا تخت سے اُٹھون دونون غلامان زنگی کھڑ خواہان یکرنگی ہنسکر پیچھے ہٹے دونون نے زمین پر
پاؤن مارے غرق زمین ہو گئے یہ شعبدہ دیکھکر تاریک بہت جھلائی کہا او کیفیت دیکھو نور افشان نے
میرے ساتھ شعبدہ کیا میرا نقش مٹوایا اتنا بڑا اسحر خاک مین ملادیا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتی ہون قہر و غضب
مین تخت سے اٹھی سب نے دیکھا بیرون بارگاہ چلی افراسیاب حیران خوف کے مارے خاموش
حیرت جادو اندر سے بارگاہ کے دیکھ رہی ہے عمرو بھی گھبرا کے بیرون بارگاہ آیا ادھر لشکر اسلام مین

ہنگامہ ہو ہرکارون نے بڑھکر خبر دی **تاریک** غصے مین باہر آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے **مہرخ** و **بہار** وغیرہ گھبرا کے
سر برہنہ پا پیادہ دیکھنے کو اشتیاق مین ایک جانب آکر ٹھہرین سب نے دیکھا **تاریک** ایک جنگل مین آکر بیٹھ گئی
منھ کھولا یا دھوان دہن نحس سے نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا اک مکان عالیشان دھوئین کا بنکر تیار ہوا پھاٹک
پر اسکے دو چیلے **تاریک** نے مقرر کیے اور **افراسیاب** سے پکار کر کہا شراب وغیرہ ہمارے واسطے اسی مقام پر
بھیجدو کئی سو سال کے بعد گنبد سیاہ سے نکلی ہون بارگاہ مین دل گھبراتا ہے صحرا نہایت پر فضا ہے ما بدولت
اسی مقام پر تشریف رکھین گے آج کی شب تامل کرو کل سے لڑائی شروع ہو جائیگی **نورافشان کوکب و برہمن**
و مہرخ و بہار وغیرہ سب کا حال کھل جائیگا سحر و ساحری کی کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہتی ہوئی **تاریک** اندر
اسی مکان دخانی کے داخل ہوئی دونون چیلے دروازے پر بطور نگہبان ٹہلنے لگے **عمرو** نے **مہرخ** سے کہا حقیقت
مین آج **نورافشان** نے بڑا کام کیا نہین معلوم کیا شعبدہ تھا غلامان زنگی بصورت **برہمن و کوکب** آئے
تاریک کا نقش جمشیدی مٹا کے چلے گئے مین جا کر خبر لاؤن اسیوقت **عمرو** طرف قصر جمشیدی کے چلا اب یہ ماجرا
ناظرین ہو جب **تاریک** نے **کوکب و برہمن** کو مبہوت کیا قلب الٹ دے اور یہ دونون بطور مذکور چلے
نورافشان کو علم ستارہ شناسی سے ثابت ہوا راہ مین آکر قصر بنایا **کوکب و برہمن** کو شراب سحر پلا کر بیہوش
کیا انکے ہمشکل یہ دو غلام روانہ کر دیے جب ملازمان زنگی جا چکے **نورافشان** نے **برہمن و کوکب** کو ہوشیار
کیا اب یہ اٹھے ہوش مین تھے اسی جرأت کے جوش مین تھے **نورافشان** نے ساری کیفیت بیان کی **کوکب و**
برہمن بدحواس ہو گئے **نورافشان** کو لیکر قصر جمشیدی مین خواجہ بھی آکے پہونچے دیکھا **نورافشان و**
برہمن و کوکب قصر جمشیدی مین جلوہ فرما ہین خواجہ کو دیکھکر سب برائے تعظیم اُٹھے **نورافشان** نے پوچھا
خواجہ آپ کہان سے آتے ہین **عمرو** نے تمام کیفیت بارگاہ **افراسیاب** سامنے **نورافشان** کے بیان کی
نورافشان نے کہا خواجہ یہ دونون اسقدر مبہوت تھے قریب تھا اپنے گلے کاٹ ڈالین خدا نے فضل کیا مجھکو
حال معلوم ہو گیا راہ مین آکر دو کا نقش جمشیدی کو مٹایا لیکن خواجہ انجام اسکا برا ہوا **افراسیاب** کو ہالیا
نورافشان سے بڑی کد ہے ہر چند کہ آج مینے بڑی جستجو کی دونون نوجوانون کو بچایا مگر **تاریک** علم سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق
کل فنون مین طاق ہے دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے اب آپ جا کر لشکر کی خبر لیجیے **کوکب نورافشان** نے حکم دیا خبردار
قصر جمشیدی سے باہر نہ نکلنا **تاریک** اب قیامتین برپا کریگی اور خواجہ برائے خدا عیاری کرنے کا قصد نکرنا کوئی
عیاری اُسپر نہ چلیگی بیہوشی پلا کے دیکھ چکے وہ کہتی تھی یہ نسخہ میرے واسطے بناؤ ایسے کا کوئی کرے گا ہم بھی تدبیرین

مصروف ہین یہ مقدمات اُسکی عنایت پر موقوف اب مین برآمد بیرجاتا ہون نورافشان تواسی وقت روانہ ہوگیا خواجہ طرف لشکر کے چلے لیکن کنیزان براتش مشیزن دربار کوکب روشن ضمیر مین حاضر تھین تمام کیفیت دریافت کرکے خدمت مین ملکہ بہاران کی حاضر ہوئین اسوقت ملکہ بہاران شگوفہ سحر ساز اپنی وزیرزادی سے فرمارہی ہین کیون اے شگوفہ تمنے حال شاہزادہ والاقدر سنا طلسم اسکندریہ فتح کرکے بالشکر گران طرف طلسم ہوشربا کی متوجہ ہوئے تھے اکثر مین نے طائران سحر برائے خبر بھیجے کچھ کیفیت معلوم نہوئی کس سے دل کا حال کہون دل اُنکو ساتھ ہے دام گیسو مین جاکر پھنسا اپنا تو بدین مضمون ترکیب بند یہ حال ہے نظم بطور ترکیب بند

درد طلب و غم جدائی	دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی	دیکھا نہ گئی یہ دل کی ہمراہ	ظاہر ہوئی جانکی بیوفائی
	دی چرخ نے کسطرح سے ہمکو	آسودگی شکستہ پائی	
پروانہ فدائے گل ہے شاید	دیکھا ترا بجبہہ حنائی	اے آہ ذرا بنادے سیدھا	ہے چرخ مین سخت کج ادائی
	ہے پردہ نشین وہی ہے سودا	پھر شکل اگر نظر نہ آئی	
تو رشک پری تری بلا دے	آسیب نے دعن کو بھی کھایا	ہون خاک در اسکا جیب فلک	گردن مرے سامنے جھکائی
	اے یاس وصال سنگدل ہے	بیفائدہ زور آزمائی	
اُمید نہین رہی کہ دل کی	ایسے سے ہو کسطرح رہائی	آوارہ دشت بیکسی ہون	مبہوت شراب بیکسی ہون
	آن شوخ چنان ربود از دست	گوئی کہ دلم نبود از من دیگر	
اس غم سے جو مین غبار ہوتا	خنکر دم شعلہ بار ہوتا	اُسنے وہ گسل سے خود بگڑتی	گر عمر کا اعتبار ہوتا
	بیکار نہون یہ درپے ای کاش	ناکام مآل کار ہوتا	
دن پھرتے کبھی اگر مرے بھی	کیا گردش روزگار ہوتا	کہتا ہے کہ چھوڑ اسکو جسپر	دشمن سا ہے جان نثار ہوتا
	یہ بات زبان سے کب نکلتی	ناصح جو تو دوستدار ہوتا	
جنت مرے ہے نہ ہدایت ش	اس کوچہ مین کبھی گذار ہوتا	اُس غیرت حور کو بلاؤ	واعظ نہین شرمسار ہوتا
	اے بند شعار ہوش مین آیا	کوئی بھی ہے آپ خوار ہوتا	

کیون شگوفہ کیونکر دریافت ہو کہ راہ مین انپر کیا گذری کئی طرح کی مشکلین درپیش ہین بہت سے بیحیا انکی صورت سے نہین واقف ہین لیکن انکے بزرگونکے ہاتھ سے مارے گیے وہ معاوضہ کے متلاشی ہین کہ انکو کسی عزیز و اقارب کو پائین صدمات پہونچائین صدہا پہلوانان زبردست وساحران خود پرست انکے ہاتھ سے مارے

گئے بچپن سے خروج کیا جا بجا لڑے ہنگامہ عظیم پڑے وہ بھی سب بے شرم و بے حیا انکو دشمن ہین ان راستون سے گذر کرنا تا بہ ہوش ربا پہونچنا بہت دشوار ہی شگوفہ نے کہا فوج تو خوب جمع ہو گئی ہی ساحر بھی بڑے بڑے زبردست ہمراہ ہین صیقل آئینہ وا۔ فرزند بادشاہ طلسم اسکندر۔ یہ انکے سرداران صف شکن بھی سب انھین کے ساتھ ہین کوئی انپر دست انداز نہین ہو سکتا یہ باتین تھین کہ چند کنیزین آکر حاضر ہوئین عرض کی حضور آج خدا نے بڑی خیر کی آپکے والد نامدار و برہمن عالیوقار دام شعبدہ تاریک شکل کش مین پھنس گئے تھے استاد کلان نور افشان اُسی فکر مین سرداردن آپکے والد نامدار حیران و پریشان ہین اسنے قصر دھوئین کا بنایا ہی اسمین جاکر بیٹھی ہی استاد کلان نے یہ بات کہی کوئی اسکے مقابلہ مین نجاے ملکہ بران نے کہا یہ ناممکن ہی اہل اسلام پر مصیبت ہو اور ایسے وقت مین شراکت نہو جانے والے فرد ہو جاینگے اپنی جان لڑا دینگے کنیزون نے عرض کی واری کوکب کو تو استاد کلان نے منع کیا آپکا جانا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ خورشید وزیر اعظم کوکب آکر پہونچا ملکہ کو بندگی عرض کی حضور مبارک ہو آج حافظ حقیقی نے جان و آبرو شہنشاہ عالیجاہ کوکب روشن ضمیر کی بچائی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے مجھسے ایسی باتین کین کہ مین جواب ندے سکا بارے انجام بخیر آپکے والد نامدار نے ارشاد فرمایا ہی کہ آجکل سوای باغ نگارین کے کہین جانیکا ارادہ نکرنا بران نے سر جھکا لیا کہا بہت خوب بدون حکم شہنشاہی کیا مجال ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم بڑھائین یہ کہکر خورشید کو رخصت کیا وزیر اعظم جاچکے ملکہ بران نے فرمایا بزرگون کی بات مین دخل دینا سراسر حماقت ہی لیکن یہ ناممکن ہی کہ آپکے لوگ قتل ہون ہم جاکر شریک ہون بزرگ ہین جو سزا دین گے سعادت دارین جانکر قبول کرینگے البتہ خبر کا معلوم ہونا ضرور ہی یہ فرماکر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر لشکر مہرخ کی خبر لاؤ کنیزین اسطرف چلین وہان خواجہ عمرو نے جاکر دیکھا افراسیاب بارگاہ مین داخل ہی لشکر مہرخ مین انتشار ہی خرد و کلان بیقرار برق وغیرہ سے پوچھا افراسیاب کا کیا قصد ہی عیارون نے عرض کی تاریک شکل کش نے کہلا بھیجا ہی فرمایا پس فردا طبل جنگی بجے گا تاریک میدان کارزار مین آئیگی پروردگار اسکی شر سے سبکو بچاے عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا مفصل خبرین لاؤ دیکھو افراسیاب کیا کرتا ہی اُسکا کیا ارادہ ہی خواجہ عمرو بارگاہ مہرخ مین تشریف رکھتے ہین ہرکارے بموجب ارشاد فیض بنیاد واسطے خبر کے سمت بارگاہ افراسیاب جادو جاتے ہین ان سب لوگون کو اس حال مین چھوڑ دو وقت پر سب کا ذکر بیان کیا جائیگا

دو کلمہ داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران اور لشکر لقا و روانہ ہونا آہنگ فلک سیر کا

براے مدد لقا و دیگر حالات متعلقہ داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا زہر پلا دے مجھکو شربت مرگ چکھا دے مجھکو یان سیہ مستی حرمان پہ نگاہ
دے وہ مے یعنے کف مار سیاہ تلخی پاس عبادت کب تک حضرت ذوق شہادت کبتک
کیا ذرہ سودۂ الماس نہین سم ہلاہل ترے کیا پاس نہین گر یہان ہے تو اٹھا لا جلدی
اور نہین پاس تو جا لا جلدی کیا خمار خفقان ہے ظالم بس چلا جی لو کہان ہے ظالم
بھر دے اک جام کہ مر جاؤن ابھی بھولکر آپ مین آؤن نہ کبھی کاشکہ عمر کا بھرنا اچھا
ایسے جینے سے تو مرنا اچھا کاش مر جاؤن کہ چین آئے کہین بد دماغی سے سر زیست نہین
کبتلک نزع کی حالت مین رہون کبتلک یون ستم مرگ سہون کبتلک ناک مین دم آہ رہے
دردِ لب نعرۂ اللہ رہے کبتلک چشم سے خون ہو جاری کبتلک درد کرے دلداری
عمر برباد نہ جائے اے کاش دلکی آئی مجھے آئے اے کاش ہائے یہ ظلم سہا کیونکر جائے
مین جیون اور مرا دل مر جائے ہو وصال اب نہ جدائی مجھکو آئی دشمن کی بھی آئے مجھکو
جو کسی پہ نہین مرتا ہرگز جینے سے جی نہین بھرتا ہرگز جان ہم رنج و سراپا غم ہے
رنج سا رنج ہے غم سا غم ہے دیکھتا ہون عجب احوال اپنا کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
دور ہجران سے سبھی کو ہے فراغ بات پوچھے کوئی یہ کسکو دماغ سب ہین بے درد انہین کس کا غم
فکر دون کا ہے کسیکو کیا غم کون پوچھے ہے کسی کا احوال جانتے ہم ہین سبھی کا احوال
کون سنتا ہے فغان درویش قہر درویش بجان درویش حاکیان حکایات رنگین و راویان

روایات دلنشین راقمان عبارات عشق انگیز و کاتبان کتبہ عبرت خیز کیفیت داستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر
جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ؛ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ؛ **افراسیاب** سامان دعوت ملکہ
تاریک مین مصروف ہے سرمانے **برف انداز** نے بڑھکر عرض کی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ خداوند
لقا کا آیا ہے **افراسیاب** لیکر پڑھا وہی کیفیت مرقوم تھی کہ اے **افراسیاب** مغرور تیرے طلسم کو خاک
ملا دونگا عرصہ دراز گذرا قدرت کوہ عقیق پر تشریف لائے تو برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا اسقدر
مغرور ہوا یا خود حاضر ہو یا کسی ساحر زبردست کو برائے گذارش روانہ کر **افراسیاب** نے زانون پر ہاتھ
مارا کہا **حیرت** سے کہا دیکھو صاحب فتح کی کون صورت ہے قدرت کی یہ کیفیت ہے تقدیر بادی طلسم فرماتے ہین

مابدولت کیونکر جائیں ایک سرہزار سنو دیکئہ و تنہا جاؤں لیاقت سے مابدولت کی خلاف ہی اگر لشکر کشی کروں گا تو زمین
تھرائے آب و آذوقہ ممکن نہو بندگان ساحری ترپ ترپکے مرینگے غیر اسکا سامان مابدولت کرینگے یہ کہکر سرہانے
کیطرف مشرق کی جاؤ ایک پہاڑ ہے اسکا کوہ سیاہ نام ہی سر کوہ پر جاکے آواز دینا ای آہنگ فلک سیر تجھکو
شہنشاہ نے بلایا ہی ایک ساحر زبردست تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا زبانی بھی سمجھانا کہ ہمارے خدمت خداوند
لقا بجا لاؤ مگر غرور نہ کرنا وہ دربار خداوندی ہی بہت احتیاط سے لشکر حمزہ سے لڑ بھڑ کر قدرت کو بالائے تیطوا پہونچا
سرمایہ نامہ افراسیاب لیکر چلا بالائے کوہ سیاہ آیا نام آہنگ لیکر آواز دی فوراً کوہ شق ہوا ایک ساحر زبردست
سیہ فام بد انجام کرگدن پر سوار بارہ ہزار ساحران غدار پشت پر سامنے آیا نامہ دیکر زبانی بھی سمجھایا کہ اسے
آہنگ فلک سیر سامنے قدرت کے غرور نہ کرنا دم خاکساری کا بھرنا آہنگ نے عرض کی ای وزیر
اعظم مابدولت مدت سے مشتاق تھے کہ برائے زیارت قدرت جائیں عقلمند کہیں غرور کرتے ہیں جاتی ہی سبکو قتل
کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قدرت کو بڑی دھوم سے لیکر ملک باختر میں پہونچاؤنگا شیر قدرت لقا ہونگا طرۂ ہمیری
ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا قدرت کیا کیا دولت عطا فرمائینگے دولت لازوال خزانہ جواہر سے تقدیر کر دینگے دامن آرزو گل
مراد سے بھر دینگے سرمائے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا مرحبا صد مرحبا یہی اعتقاد چاہیے جلد اپنے کو پہونچاؤ آہنگ فلک سیر
اسی وقت بارہ ہزار فوج لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا منزلیں طے کرتا ہوا آتا ہی واضح رائے ناظرین ہو ملکہ
سرخ موے کاکل کشا جو خدمت میں خواجہ عمرو کی حاضر ہے قلعہ سرخ مویان پر سالہا سال فرمانروائی کی تھی
اب لشکر اس مقام سے بڑھ آیا ہی ملکہ نرگس جادو خانہ زاد ہی ملکہ سرخ مو کی گلریز جادو شوہر نرگس
یہ زن وشوہر کئی مرتبہ خدمت ملکہ سرخ مو میں حاضر ہوے تھے بعد جنگ اپنے قلعہ گلریز پر چلے گئے تھے اب فی الحال
ملکہ سرخ مو نے نامہ لکھا ہی برادر گلریز و ای ہمشیرہ ملکہ نرگس تمہاری نوبت بجان و کارد باستخوان ہیں
حجرۂ دوم بلا کھولا گیا تاریک خشکل کش ہملوگونکو مقابلہ میں آئی اسکے مقابلہ سے جان بچانا دشوار ہے اگر
ہوسکے تو اس زمانہ میں ہمسے ملاقات کر جاؤ ورنہ دیدار رہا ہمارا تمہارا قیامت پر گیا شہنشاہ گلریز جادو و ملکہ
نرگس نے جو یہ نامہ پڑھا زن وشوہر بیقرار ہوگئے فوراً سو دو سو کنیزیں اپنے ساتھ لیں ایک خیمہ مختصر بقصد سفر
طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے زن وشوہر جاتے ہیں صحراے دلبند جانفزا میں آکر فروکش ہوے
خیمہ استادہ ہوگیا کرسیاں بچھ گئیں ایک پر گلریز ایک جانب ملکہ نرگس آکر متمکن ہوے صحراے سبزہ زار کی کیفیت
دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا ایک جادوگر تخت پر سوار ہمراہ بارہ ہزار ساحران غدار جیسے نر شوسے

آتا ہے گلریز نے کہا کوئی خراج گذار افراسیاب کا جاتا ہے ملکہ نرگس جادو نے کہا سامان لشکر کشی ہے کل خراج
گذاران افراسیاب جائینگے اُسوقت مین نہ شریک ہونا باعث خرابی ہے یہ ذکر تھا کہ وہ ساحر آکر اُترا لگا کے گذار
بارگاہین استادہ کرنے مین مصروف ہوئے واضح ہو کہ وہی آہنگ فلک سیر جادو ہے سمت لشکر لقا
جاتا ہے اسوقت آکر یہان اُترا سر اُٹھا کر دیکھا نازنینان غنچہ دہن پھر رہی ہین ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہے ایک تاجدار
دوسری شاہزادی عالیوقار در خیمہ پر استادہ ہین کسی سے اسنے پوچھا یہ کسکا لشکر ہے ساتھ والون نے عرض کی
ہمنے دریافت نہین کیا لیکن ہمارے شہنشاہ کا کوئی ملازم یا خراج گذار ہوگا اس اقلیم مین غیر کا گذر کہان ہے
آہنگ تاج سر پر رکھے ہوے اسی جانب چلا کہا جاکر ملاقات کرین معلوم ہو جاے یہ کون لوگ ہین کس ملک کے
حاکم ہین یقین ہے اسی سرحد کے ناظم ہین اشیاے ضروری کا آرام ہوگا یکہ و تنہا لشکر میں ملکہ نرگس کے آیا کنیزون نے
بڑھکر گلریز کو خبر کی اے قبلہ عالم آہنگ ملازم افراسیاب آپکی ملاقات کو آتا ہے گلریز نے کہا کرسی
بچھے براے استقبال کھڑا ہو گیا چند قدم بڑھکر آہنگ سے ملاقات ہوئی لاکر کرسی پر جگہ دی آہنگ کرسی پر
بیٹھا جمال بے مثال ملکہ نرگس چمن پر نگاہ پڑی دیکھا اک نازنین خوشخو آنکھین رشک چشمان آہو پیشانی نور آگین صاحب جاہ و تمکین
بصد رعنائی و زیبائی کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے دیکھتے ہی مر گیا آہ کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا
شہنشاہ گلریز نے جو طریقہ کہ شاہان عالیوقار کا ہے نام و نسب بھی نہین پوچھا پہلے ساقی بچے کو طلب کیا جام مے
ارغوانی پیش کیا اس ملعون نے دو چار جام پیے جب بدماغ بادۂ ناب گرم ہوا اور زیادہ مغرور و بے شرم ہوا طرف
شہنشاہ گلریز کے متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیا آپ سرحد کے مالک ہین یا مثل ہمارے
مسافرانہ اس صحراے پر فضا کے سالک ہین شہنشاہ گلریز نے بفصاحت و بلاغت فرمایا ہماری ملکۂ عالم
ہمشیرہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا ہین لشکر طلسم کشا کیجانب جاتے ہین آپ کہان تشریف لیجائینگے اس
بیحیا نے جواب دیا ما بدولت کا نام نامی اسم گرامی آہنگ فلک سیر برلے قتل مسلمانان سمت کوہ عقیق جاتا ہے
لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے تم زن و شوہر نے شہنشاہ کا خوف نہ کیا باغیون کا ساتھ دیا خیر جو گذرا وہ گذرا
اب میرے ساتھ چلیے مین قدمون پر قدرت کے گرا دونگا قدرت اپنا سفارش نامہ مرحمت فرمائینگے شہنشاہ کچھ
نہ کہین گے گلریز نے جواب دیا ہے آہنگ فلک سیر جو ہمنے مناسب جانا وہ کیا تمکین ہمارے مقدمات
مین کیا دخل ہے اتفاق سے ملاقات ہو گئی آپنے ہمکو سرفراز کیا ماحضر موجود ہے براہ عنایت تناول فرمائیے
اپنا راستہ لیجیے ہمارے مقدمات طشت از بام افتادہ ہو چکے سالہا سال لشکر مین خواجہ عمرو کے رہے

روز فتح و شکست کا سامنا تھا نرگس جادو کو تو بہت ناگوار ہوا شوہر سے اشارہ کیا کیون ایسے بیحیا سے غدر
کرتے ہو یہ بگڑے گا تو ہمارا کیا کریگا یہی چار سو کنیزین کافی ہین ابھی لشکر کو الٹ پلٹ کر دونگی میدان کارزار لاش
ہاے ساحران سے بھر دونگی گلریز نے منع کیا اشارہ کر دیا مین ابھی سمجھا کے اسکو رخصت کیے دیتا ہون ہم برسر راہ
ہین کیا ضرور ہی کہ اس مقام پر فساد ہو آئندہ نہ مانیگا سمجھا جائیگا لیکن آہنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا میان
گلریز صاحب اُٹھیئے میرے ساتھ طرف کوہ عقیق کے چلیے دلمین اس ملعون کے یہ ہی فساد کرون لڑائی ہو کسی
طریقے سے ملکہ نرگس جادو پر قبضہ ہو مرد مارا جاے تب عورت پر قبضہ ہو بیہودہ کلام کرنے لگا گلریز نے تو
طرح دی یہی کہتا ہے کہ اے آہنگ فساد کا قصد نہ کرو اپنے لشکر مین جاؤ اگر لڑنا منظور ہو طبل جنگی بجواؤ اسوقت
تم یہان بطور مہمان آئے ہو ہمین کچھ کہنا مناسب نہین ہی اور نے حیا سمجھا کہ یہ مجھسے دب گیا فوراً اسکو قتل کرون
اس مہ جبین حور مثال کو پہلو مین بٹھاؤن جب یہ سنے چند کلمات سخت کہے ملکہ نرگس نے آنکھین پھیرین لال ڈورے
نشۂ وحشت کے پڑ گئے غصے سے چہرہ گلنار ابروے خمدار ہو گویا تیغ ہلالی چمکے پلکون نے صفین جمائین چھریان
کٹاریان چلنے لگین غصے سے کرسی سے اُٹھین کہا او بیحیا اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شوہر ہمارا خوشامد کرتا ہی تو
مثل گدھے کی پھول گیا اپنی حقیقت کو بھول گیا جا دور ہو لشکر سے ہمارے نکل جا یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا
اس مردود کو ہمارے لشکر سے نکال دو چار کنیزین چلین ایک حبشن نے ہاتھ پر آہنگ کے ہاتھ ڈالدیا کہا ہی شخص
دیکھ حکم شاہنشاہی صادر ہو چکا اب تو یہان نہین ٹھہر سکتا اس بیحیا نے حبشن کو باتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
ملکہ نرگس نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا برق چمکی شانہ اس ملعون کا نشانہ ہوا گلریز بیچ بیچ مین آگیا کہا ملکہ جان
دو اسنے گلریز پر ہاتھ مارا پکارا اُٹھا تجھکو قتل کرکے اس معشوقہ کو قبضے مین کرونگا زخمی ہونا جوہر عاشقی ہی یہ زخم
کیا کلیجے مین ناسور ہی دل عشق منزل ناصبور ہی تلوار جو اسکی پڑی گلریز کا سر زخمی ہوا ملکہ نرگس ہٹو صاحب
کہکے بڑھین تیغ ہلالی کھینچکر جا پڑین جیسے ہی ملکہ نے تیغ اُٹھا نامرد پکارا ایجان جہان واہ آرام دل مشتاقان
سر حاضر ہے کاٹ لو یک نظر سے خوش گذری عاشق صادق ہون سر ہتھیلی پر رکھا ہی ایک وار لگائیے اشعار

عشق کی چوٹ کا کچھ دلمین اثر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژہ دیدہ تر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دلکی تمنائین قصاص
دلمین گھر کرنیکو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
آہ کہتی ہی کسے ڈھونڈھون اثر ہو تو سہی
جوشش گریہ بہا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائیگے انھین ہم مین

دیکھون نشتر زن دل انکی نظر ہو تو سہی
ملے اپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی
تیر ہو جاے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی

دلکو کیا دخل ترے یار جو مجھسے شب وصال
قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
دلکی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤ اسکو
دلمین آتا ہے کوئی اسکی خبر ہو تو سہی
دی اجازت پس پردہ ہی ٹھہرنے کی ہمین
آنکھ کمبخت مگر خشک ہے تر ہو تو سہی
یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اسکا دل بیتاب مین گھر ہو تو سہی
کہتی ہین حسرت دیدار سے آنکھین اپنی
اس گلی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
قطعہ یہ وصل کی امید ہوا سے کاش جلال

خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
کیون فلک وصل کی شب بھی ہنسے یا سہی ہم
جلوے گو ہین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی
اپنی کیفیتین دکھلاتا ہے مجھ مست کو کیا
آہ نہ و دلکی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کر نہ سکون لیے وہ جگر مین چٹکی
دیکھ لینگے ہم لے تاب نظر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

زلف کے جھونک اٹھائیگی نہ ہنگام خرام
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
روک لو آنکھون ہی مین آگے نہ بڑھنے دو نگہ
شام سے ہے یہی دھمکی کہ سحر ہو تو سہی
آتی ہین وہ کہ رلا کر مجھے پونچھین مرے اشک
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی
ٹھہرے خود یا دکسیکی تو اسے بھی ٹھہرائے
میری فریاد مین پیدا کچھ اثر ہو تو سہی
غیر ہی کچھ مری جانب سے لگا دی جا کر
دل مایوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

یہ اشعار بیقرار ہوکر جو اس نامرد نے سامنے ملکہ نرگس کے پڑھے اس صاحب عصمت و عفت کی آنکھین ابل آئین دبیر چوٹ لگی یہ اشعار تیر بنکر کلیجے پر پڑے شوہر کو اشارہ کیا صاحب ہٹو اس نامرد کی باتین سنتے ہو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہے کیا سمجھا ہے ہمین برای اطاعت افراسیاب ترغیب دیتا ہے مین ابھی عشق اسکا نکالے دیتی ہون یہ کہکے ابرو ہلے آنکھون سے تیر چلے نیچہ قریب جلکے مارا ہر چند اس بیحیا نے رو کا سحر بھی کیا لیکن تڑپ کر گرا سر اس خود سر کا زخمی ہوا یا تو دم عشق بھرتا تھا تلوار کھاتی ہی چیخنے لگا افسرون کو آواز دی یارو دوڑو یہ زن و شوہر مجھکو مارے ڈالتے ہین بارہ ہزار ساحر دوڑ پڑے اب زن و شوہر سنبھلے آہنگ فلک سپر کو اپنی سبھون نے ہٹا لیا اُسنے زخم سر باندھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوا ہوا یہان صرف چار سو کنیزین ہین مگر یہ لوگ جنگ افراسیاب کی بار اُٹھائے ہوئے ہین نرگس نے بڑھکر سحر کیے سیکڑون کو نابینا کر دیا جسپر نگاہ ڈالدی ہائے کہکے گرا لوٹتا پھرتا ہے منہ کے بھل گرتا ہے گلریز نے صدہا نخل قد قلم کیے کیسکا غنچۂ آرزو نہ کھلنے پایا ہوا سے گرم چل رہی ہے باغ حیات مین باغیون کے خزان آئی مثل برگ خزان دیدہ سر گرنے لگے گل حیات سب کے مرجھائے کنیزون نے کاتیان باندھین نیچے کھینچکر جا بجا مین ہزار ہا بیحیا مارے گیے چونکہ افسر زخمی ہو چکا آخر نہ تاب لا سکے ملکہ نرگس و گلریز کے سامنے سے بھاگے ملکہ نرگس نہ پلٹی یقین خیال عصمت سے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آخر گلریز نے

ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ جان دو نامرد کی سزا ہو گئی کئی ہزار بیچارے مارے گئے ملکہ نرگس نے کہا صاحب مجھے انتہا کا
غصہ ہے کلمات مہملات ملعون کے سنے افسوس زندہ بچکر نکل گیا گلگون پیر نے کہا اب لشکر اسلام مین جاتی ہین
وہان ضرور آئیگا جادوگر نامی ہے اسکا ذکر خواجہ سے ہوگا ملکہ نے کہا کیا واہیات بات کا ذکر کرینگے لیکن انشاء اللہ
میدان کارزار مین سمجھا جائیگا شوہر کو بھی منع کیا کنیزون سے بھی تاکید کی کہ خبردار لشکر خواجہ مین ذکر کرنا اگر زخمون کا ذکر آئے
ہمشیرہ سے چھین کھیلنا راہ مین کچھ ساحرون نے گھیرا لڑائی ہوئی ٹڑبھڑ کر نکل آئی راستے مین لڑائی کیا مشکل ہے تو تمام ممالک مین
غدر ہے ملازمان **افراسیاب** آمادہ سرکشی ہر جانب سے لشکر کشی سب نے بھلا کہا نرگس کو یہ کنیزین بچی تھی تعینات تھی
شوہر نے بھی زخم کھائے قصد ہوا آج شب کو اسی مقام پر رہنا چاہیے زخم دو زیادہ ہوا واجب لازم ہے اسی مقام پر خیمہ استادہ
ہوا ملکہ نرگس خیمے مین آئین پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین چند کنیزین برائے حفاظت مقرر ہوئین ملکہ نے بعد فاقہ نوش فرمانے
آرام کیا لیکن بیچارا **آہنگ فلک سیر** بھاگ کر پانچ کوس پر ٹھہرا سردارون نے بارگاہ وغیرہ استادہ کی سب کہتے ہین
کہ کیا زوال دولت **افراسیاب** کے سامان ہین عورتون کے ہاتھ سے شکست کھائی ہمارے شہنشاہ کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی
پرائے گھر مین جا کر فساد برپا کیا خوب ذلیل ہوئے بڑی خیر ہوئی کہ وہ سب رک گئے ورنہ اسکے ہاتھ سے ایک زندہ
نہ بچتا ایک نے کہا ملکہ **ملکہ سرخ مو** کی خالہ زاد بہن ہے **افراسیاب** سے سیکڑون مرتبہ لڑائی پڑی ہوگی بھلا انہنے
کیا دبتی ملازمان **سرخ** سب بلا کے ہین جب تو ملازمان بادشاہ ہوشربا سے مقابلہ کرتے ہین جان دیتے پر مرتے ہین
پھر مرنے والے سے کون لڑے آخر سب نے ٹڑبھڑ کر صدہا ممالک پر قبضہ کر لیا **آہنگ** بیہوش پڑا یہ باتین سن رہا ہے سردارون
نے لا کر بارگاہ مین اتارا زخمون مین ٹانکے دیے آنکھ کھولی سردارون نے طعن و تشنیع کیے کہا حضور آپنے ہم سبکو ناحق
ذلیل کیا دو ہزار بیگناہ مارے گئے بڑی خیر ہوئی ملکہ **نرگس** خود پلٹ گئین نگاہ ڈالی ہزارون کو زخمی کیا ترچھی نگاہون سے
چھریان کٹاریان چلتی تھین تیر مژگان نے کلیجے مشبک کر دیے **آہنگ** نے کہا بھائیو کوئی میرے دل سے پوچھے
میری تو جان پر بنی ہے اگر وصل **نرگس جادو** نہ حاصل ہوگا آہوان صحرا سے انس کرونگا جنگلون مین مارا مارا
پھرونگا سب نے کہا حضور صبر کیجیے ایسی معشوقہ کا نام نہ لیجیے جان بچانا دشوار ہوگی ایک مرتبہ قتل ہی کر ڈالے گی
آہنگ ہائے وائے کرنے لگا کہا صاحبو تمکو میرے دل کی خبر نہین ہے میری جان پر بنی ہے سب نے کہا پھر ارشاد
فرمائے پھر چلیے چلکر لڑین اب بھی آپکے ساتھ بہت لوگ ہین **آہنگ فلک سیر** نے گھبرا کر کہا ظاہر مین جانا بہتر
نہین ہے کچھ اور تدبیر بتلاؤ وہ بھی مجھپر مائل ہوئی ہے لیکن مین نے اسکے شوہر کے سامنے جو اشعار عاشقانہ پڑھے
اسکو ناگوار ہوا تم مین سے کوئی ایسا ہو میرا نامہ اشتیاق اس محبوبہ جانی یار جادو دانی تک لیجائے یقین ہے نامہ

پڑھتے ہی چلی آئیگی شوہر کو دھوکا دیگی سرداروں نے کہا بھلا کسکی قضا آئی ہے جو آپکا نامہ لیکر سامنے اس قتالہ عالم کے جائے نہین معلوم کیا حال کریگی آپ خود تشریف لیجائین تو بہت بہتر ہے سب سرداروں نے جو یہ کہا بلبلا کر اُٹھا کہا صاحبوں مین کیا تمھارے بھروسے پر آیا ہون لشکر **حمزہ** سے مقابلہ کرنے جاتا ہون اسیر عاشق ہوا اسوجہ سے زخم کھایا ورنہ کسیکی کیا مجال ہے سحر و ساحری مین جو ما بدولت سے مقابلہ کرے مین ابھی جاتا ہون اپنی معشوقہ کو لاتا ہون رات ہی کو یہ روسیاہ اُٹھا طرف لشکر ملکہ **نرگس** کے چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا چند کنیزین بیٹھی رہی ہین صدائے حاضر باش بلند ناگاہ **گلریز جادو** بھی خیمے سے نکل آیا کنیزون کو پکار کر آواز دی ہوشیار رہنا ملکہ عالم نے آرام فرمایا کچھ رات جب باقی رہے سفر کی تیاری کر دینا فصل گرما مین سفر ہے ہر منزل مین خوف خطر ہے جلد اپنے کو خدمت خواجہ مین پہونچائین سنتے ہین آجکل قیامت کے مقابلے مین لشکر **طلسم کشا** پر دباؤ پڑا رہا ہے کوئی ساحر زبردست آیا ہے یہ بھی سنا تھا کہ **تاریک شکل کش** آگئی خدا اسکی بدعت سے اہل اسلام کو بچائے کنیزونکو ہوشیار کر کے **گلریز** اندر گیا **آہنگ** نے یہ سب معرکہ دیکھا خائف ہوا پھر سوچا اگر خالی پھر جاؤنگا سردار ہنسینگے اگر لشکر مین جاؤن کنیزین جاگ رہی ہین اسی تردد مین جب پہر سے شب ڈھلی و کر چکی سوچا کہ اب جانبازی کرو دونون پیر مار کر غرق زمین ہوا نقب سحر دیتا ہوا خیمہ مین ملکہ **نرگس** کے پہونچا دیکھا شاہزادہ **گلریز** نے بھی آرام کیا ملکہ **نرگس** اپنے چھپر کھٹ پر سو رہی ہے چار کنیزین چپ بیٹھی حاضر ہین اس ملعون نے سحر کیا کنیزین بیہوش ہو کر گرین ملکہ **نرگس** پر بھی سحر کیا سوتی تھی ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار ہوئے غفلت کا غلبہ ہوا جب اس حیا نے دیکھا سحر نے میرے تاثیر کی قریب ملکہ **نرگس** آیا کمر مین پنجہ دے کے اسی طرح غرق زمین ہوا پہر رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا زبان مین ملکہ **نرگس** کے سوزن دیا خوف ہوا اگر بیدار ہوگی قیامتین برپا کریگی ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبون معشوقہ سرکش کو گرفتار کر لایا شوہر کو اسکے زخمی کیا کنیزین سب بھاگ گئین لیکن اب یہان ٹھہرنا کیا ضرور اسی وقت لشکر تیار کرو خدمت خداوند **لقا** مین جلد پہونچین اس ملعون نے اس گوہر بے بہائے بحر حسن و خوبی کو اک صندوق مین بند کیا اسیوقت لشکر تیار کر کے طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہان بوقت سحر **گلریز** کی آنکھ کھلی چھپر کھٹ ملکہ خالی پایا کنیزین بیہوش گھبرا کے آواز دی کنیزین تیار ہی کر رہی تھین گھبرا کے اندر آئین **گلریز** نے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم کیا واسطے رفع حاجت کے گئی ہین سبنے کہا حضور ابھی تو باہر بھی نہین نکلین کنیزون کو بیدار کیا کہا ارے ملکہ عالم کہان ہین ان کنیزون نے کہا حضور بڑی رات گئی خود بخود ہمپر نیند طاری ہوئی نہین معلوم کیا معرکہ تھا سب کنیزون نے چہار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا **گلریز** گھبرا گیا دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

افسوس پایہ عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک بہ لیکن نام نیست
فہرست روز و شب ہمہ دیدم خموش باش
پرواز ما بسوے چمن بے خرام نیست
افتادگی مشاہدہ پختہ مغز است
در گوشہ قفس خطر و خوف دام نیست
از فلک نیز او براہ چہ غافل نشستہ
جام و بہ ماہ عید بدا این ہم مدام نیست
سودا بجائے نام ہما استخوان برد

از گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
اے غنچے وعدہ تو درین صبح دشمنیست
قاضی اگر نگہ بسوے قد تم کشد
گو آن بشاخ ماند کہ خام نیست
مومن بہوی گرید و ترسا ز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
میخواست تا بہ خلوت خاص شہ ملکہ
کس را بپیش پایہ مجال پیام نیست

نام و نشان مخواہ بعالم کہ گشتہ اند
جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست
ما مرغ پر شکستہ گلزار عالم ایم
خون مرا بحجلہ انتقام نیست
آزردگی بامن اسیری نمیرسد
ما را ز دام بحث حلال و حرام نیست
از شیشہ فلک مطلب می این دنی
دامن ادب کشیدہ کہ باش از فن عام نیست
اسلح **گلریز** تڑپا پھڑکا کنیزین بھی

سب رونے لگین ایک کنیز نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور قریب چھپر کھٹ کے یہ نقب سحر کا معلوم ہوتا ہی فوراً **گلریز** اس نقب مین پھاند پڑا ہر چند کنیزون نے کہا حضور نقب مین کوئی بیٹھا ہو **گلریز** کے کلیجے پر چھریان پھر رہی تھین بیتاب و بیقرار نقب کو طے کرتا ہوا چلا کنیزین بھی عقب مین سے پیچھے ہولی صحرا مین آ کر **گلریز** نکلا نشان نقش پا دیکھتا ہوا اس مقام آیا جہان لشکر **آہنگ فلک سیر** شکست کھا کے اترا تھا یہ تو بچیارات ہی کوچ کر کے چلا گیا دو چار ساحر جو انتہا کے زخمی تھے وہ پڑے ہوے کراہ رہے ہین **آہنگ** کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ وطن سے حرامزادہ ہمکو لایا ناحق کو لڑا زخم داری مین ہمکو چھوڑ کر چلا گیا **گلریز** انکے قریب آیا اُنسے حال پوچھا تمھارا افسر کہان گیا تم لوگ کیون بیقرار ہون سب نے کل کیفیت بیان کی کہ آپکے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہان اترا نام لیکر ملکہ **نرگس** کا روتا تھا سب سردارون سے کہا میرا نامہ لیکر پاس معشوق کے جاؤ سمجھا کر اُسکو میرے پاس لاؤ ورنہ فراق مین مر جاؤنگا سب نے حضور انکار کیا آخر وہ نابکار خود گیا نہین معلوم ملکہ کو کیونکر لایا کہتا تو تھا کہ مین لڑ بھڑ کر لایا ہون شوہر کو اسکے زخمی کیا کنیزین رونے لگین ملکہ کو مین لے آیا رات ہی رات اسنے لشکر تیار کیا طرف کوہ عقیق کے گیا **گلریز** کے ہوش اُڑ گیے ہاتھ پاؤن مین رعشہ بیقرار ہو کر پکارا اُٹھا اے فلک تفرقہ پرداز یہ کیا کیا سنگ تفرقہ کھینچا میری پہلو نشین کو مجھسے جدا کیا ع واے برباد گرفتاریے ما کس انقلاب کا سامنا ہوا نہین معلوم زمانہ موت کا قریب ہوا یون فراق نصیب ہوا **اشعار**

حسن کی بازار مین کیا ہی خریداری فراق
دیکھیے نقد دل نکر زنہار سودا فراق
دوستان یکدگر کا آشنا فراق ایدل کبھی

مل رہینگے ایکدن ہرگز نہین جاے فراق
بسکہ تھا اکداغ اے دل پھر تو اس سے مل چلا
ہو جیو مغرور مت ہمدم میان پاے فراق
تجھ بن اعضا کا ہے یہ میرے حال
ایک غم کو نہین ہے مجھسے نفاق

لطف ان دو راز و قاؤنت محبت کا نہین
اس قدر بی آتش کو ڈھونڈتا ہون مشتاق
دیکھ نہ مدتی کیون نہو دی مجھ پہ شتاق
تا بشیرانہ ہین ہون چون او اتفاق

ٹھانہ دلکو عبث کیون کیجیے یاد اے فراق
وصل گر اس شوخ کا سودا ہوے تیرے دست داد
یار بے اعتنا دول مشتاق
عشق تیرے مین سب منافق ہین

اسطرح گلریز بیقرار ہوا گھبرا گیا کبھی مثل تصویر بتصویر خاموش کبھی بجر الم کا جوش

کنیزین سب آکر جمع ہوگئین اس صحرائے ہول خیز مین جابجا ڈھونڈھتی پھرتی ہین کوئی روتی ہے کوئی اشکون سے منھ دھوتی ہے کوئی نام لیکر پکارتی پھرتی ہے کوئی بدحواس ہوکر گرتی ہے آخر گلریز نے کہا صاحبو جو ہونا تھا وہ ہوا روئے پیٹنے سے کیا ہوگا جستجو کرنا مناسب ہے یہ عاشق زار اپنی جان دینے کا طالب ہے یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ آہنگ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گیا ہمارے آقا سے معرکہ درپیش ہے نہین ناحق پس و پیش ہے تم سب صاحب خدمت مین خواجہ عمرو کی جاؤ معرفت مدد سرخ موے کاکل کشا کے اس آفت سماوی کا ذکر کردینا مین ابھی جاتا ہون یا جان دونگا یا اس محبوب گم گشتہ کو ڈھونڈھکر لاؤنگا اس حیلہ سے خدمت مین آقائے نامدار کی پہونچونگا قدمبوسی سے مشرف ہونگا کنیزون نے عرض کی اس راہ مین دربند جالندھریہ ملیگا شمیم جالندھری اس دربند کی حاکم طرف سے افراسیاب کے ناظم ہے ضرور حضور کو روکے گی گلریز نے کہا شمیم کی بھی یہ لیاقت ہے کہ ہمکو روکے اگر سامنے آئیگی انشاءاللہ لطف اٹھائیگی روکنا مناسب نہین ہے سنیے عرض کی بسم اللہ مگر اسوقت مین حضور کا ساتھ نہین چھوڑینگے کیا دستے سیاہ جاکر ملکہ سرخ مو کو دکھائین شرم کی بات ہے لیس حضور کا ہمارا ساتھ ہے گلریز فوراً اک طاؤس پر سوار ہوچلا سوکنیزین لپٹتی ہیں گویا سحر کا ہاتھ مین لیا قہر و غضب تمام چلا اور آہنگ فلک سیر جب قریب دربند جالندھریہ پہونچا شمیم کو خبر ہوئی یہ واسطے استقبال کے گئی آہنگ نے کہا مین خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون شمیم نے سب سامان دعوت کیا صبحکو یہ رخصت ہوکے نکلگیا شمیم بام قلعہ پر کھڑی ٹہل رہی ہے کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا اک نوجوان تاجدار طاؤس سحر پر سوار اپنے مصاحبان نامدار لیکن مثل شعلہ جوالہ بر سر قلعہ آکر چمکا شمیم نے آواز دی کون جاتا ہے گلریز نے فوراً طاؤس روک لیا آواز دی اے شمیم ہمکو نہین پہچانتی مین شاہزادہ گلریز جادو بستی بھائی ملکہ سرخ مو مصاحب خاص طلسم کشا او شمیم سچ بتلا آہنگ فلک سیر اسطرف سے گیا ہے حرامزادے نے مکر کیا بھاگ کر نکل گیا شمیم شاہزادہ گلریز کو غصے مین دیکھکر گھبرائی خائف ہوکر جواب دیا اے شہریار حقیقت وہ آیا تھا

یہان سے روانہ ہو گیا ہین آپکو نہین معلوم کی گلریز نے کہا ہین موجود ہون یہان بھی لڑتا ہون وہان بھی جانبازی کرنا مرد سپاہی کا یہی کام ہے جنگ و جدل مین اپنا نام ہو یہ کہتا ہوا سامنے شمیم کے پہونچا شمیم دلہن ہو گئی بی بی مارے قہر و غضب مین جاتا ہی اسکو روکنے مین خرابی ہے پھر مین جاکے آہنگ سے کہہ جاؤنگا تو سوچ سمجھیگا اسکو سمجھا دونگا اسی شمیم نے کہا اے شاہزادہ والا قدر آپ طرف سے طلسم آئینہ کو تشریف لیجیے یہ راستہ بعد عنایت اسیطرف سے دو بھی گیا ہے یہ سنکر شاہزادہ گلریز مثل شعلہ جوالہ بھڑک کر چلا چھپتا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے راہ مین پکڑ لون صاحبقران کو نہ پہونچنے دون دل سے کہتا ہے افسوس کہ سطوت سے برائے ملاقات صاحبقران چلے اور شمیم جرات سے جاکر بند کر کر دون کہ میری وجہ کو یہین لا باکا تک کے راہ مین پاؤن لڑ بیٹھ کر خیلو نہین معلوم اس محبوب جانی یا رجادو دانی پر کیا گذرتی ہوگی صاحب عصمت و عفت مزاج مین جرات و لیاقت ایسا نہو سر پٹک پٹک کے اپنی جان دے اگر رہائی پاتی اسکو بعد مین میرے کہان قرار تھا فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچاتی

ابیات

یار بودہ جذب عشقم موش مطلوب مرا	یا لتغافل کشتہ سد راہ محبوب مرا	یوسف گل پیرہن با در چمن بہ تن دریدہ
کو نسیے تا کشاید چشم یعقوب مرا	شد چنانم حسن قمری بود جان نشانہ عشق	کردہ قانون محبت طرز اسلوب مرا
بس سکندر طالعم باید فرون بر جاخویش	یا داگر خواہد بہر و سوی تو مکتوب مرا	خستہ ام ہمدرہ زعصیان نامہ اعمال خویش
وای گر خواہد بشر زشت یا خوب مرا	ہمشیستان ہمت کا فرز فرزندی ہای درد	بہ و تحفی از دل من صبر ایوب مرا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اور مروی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے قضائے کار ملکہ حنظل جادو بادشاہ طلسم آئینہ خیال بند کر دروازے پر جلوہ فرما ہی سر اٹھا کر دیکھا ایک لڑکا برگ کر گرتا ہوا جاتا ہے حنظل کو گمان ہوا شاید کوئی ملازم اور اسباب اس جانب آتا ہے پہچانکت اپنے اثر آئی آواز دی کون آتا ہے مقام ادب یہان علمدار کی ہو زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گزر سکا نام بر شہنشاہ گیتی ستان سعد بن عباد والانسان جاری ہو فتاح اس طلسم کا نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ اسج نوجوان جو کوئی لقا پرست یا لات پرست ہوا و بادہ کفر و نخوت سے سرمست ہو بلٹ جای ہاتھ سے غلامان صاحبقران کے ابھی ابرو بچاے گلریز نے جو یہ سنا آواز دی اے ملکہ حنظل شکر ہے ہم بھی اسی شجر کے بیٹے ہین ہے انکا آشنا ہوکیا ابر شفق ہوا اما دس ٹھر کر زمین پر آیا ملکہ حنظل جادو نے ایک جوان تاجدار صاحب شوکت و شان کو دیکھا آپس مین بغلگیر ہوئی حال پرسی کی گلریز نے تمام کیفیت آہنگ فلک سیر ظاہر کی یہ سنکر حنظل نے کہا کہ

تسیم جالندھری نے دعوی کا دیا اس راستہ سے کسکی مجال ہے جو گذر کرے عرصہ دراز ہوا کہ یہ طلسم قبضہ مین
صاحبقران کے آیا ملازمان افراسیاب ادھر سے نہین آتے اور طلسم آئینہ تا طلسم گوہر افراسیابی ایک ڈانڈا ہے
آپسمین ہم سبھون مین نامہ و پیغام ہوتے ہین اگر کوئی ساحری یہان آیا واصل جہنم ہوا ہم لوگ روز و شب اسی فکر
مین رہتے ہین جانتے ہین لڑائی درپیش ہے عنقریب طلسم کشا بر سر دریائے نیل جائیگا ہم لوگ بھی اپنی جان بچائینگے بابیان
دربند سے مقابلہ کرنا نہین چاہتے خود افراسیاب سے جا کر لڑینگے طلسم کشا کے شریک ہونگے اے شاہزادہ گلریز
ہم بھی تمھارے ساتھ چلین اگر راہ مین ملجائے حرامزادے کو سزائے معقول دین بڑا کوئی نامرد ہے عجب حرکت ناشائستہ
کی لیکن اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جائیگا ہاتھ سے فرزندان عمرو کے سزائے معقول پائیگا جاتے ہی وہ گردن
لینگے استاد والاشان ہمارے ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگردان رشید و فرزندان سعید چھوڑ آئے ہین وہ پہونچتے
پہونچتے ساحر کی گردن لیتے ہین گلریز نے کہا اے خنطل بڑے حجاب کی بات ہے کبھی لشکر ظفر اثر مین نہین
گیا قدمبوسی سے امیر با توقیر کی مشرف نہین ہوا جانے مین نہایت حجاب ہے اس مقدمہ کے ذکر کرنے مین
دلکو پیچ و تاب ہے خنطل نے کہا ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین گلریز خوش ہوگیا اور خنطل نے یہ بھی کہا
ہمارے آقا کی بارگاہ مین وہان خالی ہین ہمارے واسطے سامان وغیرہ سامان کی کیا ضرورت ہے ہمارا شاہزادہ
عالی قدر برائے فتح طلسم اسکندریہ تشریف لیگیا ہے ہماری دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم عقد مین خاوہ سیاہ کے
ہے اکثر جائیگا اتفاق ہوتا ہے ہر چند گلریز نے منع کیا خنطل نے تخت منگایا اتنے عرصہ مین شربت وغیرہ منگا کر
ہمراہیان شاہزادہ گلریز کو پلایا تخت پر گلریز کو سوار کر کے اپنے ساتھ چند کنیزین لین طرف لشکر صاحبقران کے
روانہ ہوئی مگر حال خیریت مآل لرزہ قاف ثانی سلیمانی حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان تحریر ہوتا ہے مقابلہ لشکر
زمرد شاہ باختری مین فروکش ہین لقا کو انتظار ہے کہ کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوشربا کے آئے تو سامان
جنگ و جدل ہو کئی مرتبہ سلیمان عنبر ین موے کوہی نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوایئے لقا نے کہا ہمنے
یہی تقدیر کی ہے کہ سلیمان سب مسلمانون کو قتل کریگا بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی تقدیر نفرمایئے اندھے
کی ایک ہی لاٹھی ہے اگر سلیمان پر کوئی زوال آیا کوہ عقیق پر قدم نہ ٹھہریگا تا ہوشربا پہونچنا دشوار ہے حمزہ
راہ مین گردن لیگا کئی مرتبہ قدرت پکڑے گئے حمزہ نے چھوڑ دیا اس ملک پر فرزندان حمزہ نے بڑے بڑے
صدمات اٹھائے ہین انکی جو کہین قبضہ ہوگیا قدرت کو بھی جان بچانا دشوار ہوگی لقا نے ایک ڈھول ماری
رفیدہ بختیارک کا زمین پر گرا جھاڑ پونچھکر اسنے سر پر رکھا کہا خداوند ڈھول چپے کا آپکو اختیار ہے ہمیشہ ہی

سمجھاتا رہتا ہون ساحر کے آنے سے ذرا چہل پہل ہوجاتی ہین سلیمان کا لڑنا بہتر نہین ہے یہان بارگاہ لقا
مین تو یہ ذکر تہے وہان صاحبقران کو زمان گزر دن گذرے طبل جنگی نہین بجا شاہزادہ داراب کشورکشا
فرزند رشید صاحبقران جو اپنی بارگاہ سے نکلے فتاح کشوری عیار نے عرض کی حضور کل غلام برائے
بادہ دوی گیا تھا صحراے پرفضا مین شکار متعدد ہے آج صاحبقران سے اجازت لیجیے پہر دو پہر شکار کیلئے
داراب جب دربار مین آئے صاحبقران سے عرض کی اگر حکم ہو غلام واسطے شکار کے جاے صاحبقران نے
فرمایا اے فرزند ممالک پرآشوب کو ہیونکا جا بجا دخل بد صد ہا کو ہی ماریگیے اگر شریک ہوئے ایسا نہو کسی سے فساد
برپا ہو عرض کی غلام پہر چار گھڑی مین کوس دو کوس جاکر واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن
شبکو رہنے کا ارادہ نہ کرنا خوب آگاہ ہو ہم واسطے ایرج نوجوان کے بہت بیقرار ہین ایک تاجر نے خبر دی
تھی کہ طلسم اسکندریہ فتح ہوا لیکن ابتک واپس نہ آئے خدا خیر و عافیت سے اُنکا جمال ہمکو دکھائے ذکر ایرج
جو آیا قاسم عالیشان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے رستم پیلتن بیقرار ہوگئے صاحبقران نے قاسم
کو گلیسے لگایا رستم کی پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ہم خوب جانتے ہین واسطے اپنے نور نظر کے مکدر ہو انشاء اللہ
وہ صاحب اقبال بہت جلد بفتح و فیروزی آئیگا قاسم دعلمشاہ نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت
رکھے غلام بہی حضور کا آجائیگا افسوس یہ ہے کہ عیار بہی اُنکا واپس نہ آیا کہ کیفیت مفصل معلوم ہوتی
صاحبقران نے فرمایا جسطرح عمرو میرا عاشق ہے اسی طرح فرزند اسکے میرے فرزندونکے خیرخواہ ہین وہ کیونکر
واپس آتا اپنے آقا کے ہمراہ ہوگا دیکھین ہمارا یار وفادار عمرو نامدار ہمسے کب ملسکتا ہون طلسم ہوشربا مین
قیامتین برپا ہین طلسم بہت وسیع ہے ابہی تک اسد غازی نے لوح نہین پائی کوئی تو عرکہ ایسا درپیش ہے کہ ہمارے
یار وفادار نے ہمکو فراموش کیا نہین معلوم ہمارے نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا بہی کچہ پتہ ملا یانہ
ملا اسد نامدار بدون حصول مقصد واپس نہوگا وہ شیر اپنی جان لڑادیگا ذکر بدیع و اسد جو صاحبقران نے
کیا بارگاہ آسمان جاہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا بادشاہ جمجاہ کے بہی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے فرمایا اے شہریار صف دست راست بسبب نہونے عمرو نامدار کے ویران ہے دنگل پر نا نظر کہ
کلیجہ پہٹتا ہے شیران سلطنت و وزیران ابہت نے عرض کی حضور انشاء اللہ بہت جلد ان شاہزادگان والا قدر سے ملاقات
ہوگی سب صاحب بفتح و فیروزی آئینگے دیکھا سب نے کہ صاحبقران بہت بیتاب ہین اور ذکر شروع کردیے
لیکن داراب اپنی بارگاہ مین آئے چند بیلیے قراول ساتھ لیے مع دو ہزار جوانون کے ہمراہ شکار چلے حکم

صاحبقران ہوچکا ہو کہ بہت جلد واپس آنا آتے ہی شکار شروع کر دیا قصد ہے بہت جلد واپس چلیں فتاح
تو بھی یہ انتظام کیا کہ تین کوس سے زیادہ ملازمانِ سرکار نہ بڑھنے پائیں اسی مقام پر سب شکار کھیل رہے ہیں داراب نے
ایک آہو کو شکار کیا ایک جنگل آکر ٹھہرے ہیں ساتھ والے آتے جاتے ہیں فتاح نے عرض کی آپکا وقت وعدے کا
گذرا جاتا ہے خاصبردار آپکی تلاش ہوگی اب واپس ہو جیے اگر آج وقت پر پہونچینگے کل پھر رخصت حاصل ہو جائیگی
بیشک طبل جنگی لشکر لقا میں نہ بجے روز تشریف لائیے اتنے ہی عرصہ تک شکار کھیلیے تعجیل پلٹ پڑیے داراب نے
ابھی حکم دیا حقیقت میں واپس ہونا چاہیئے شکار تنھا کر ارابہ پر لادے چاہتے ہیں کہ واپس ہوں صحرا سے گرد اٹھی سب
دیکھنے لگے دیکھا آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا آگے سے علمدار گذرے ایک جوان قوی تن قوی من گینڈے پر
سوار پشت پر پرے فوج کے جمے ہوئے فتاح نے بڑھکر خبر دریافت کی معلوم ہوا سرخاب کوہی بھانجہ
سلیمان عنبرین موے کوہی کا برائے مدد لقا جاتا ہے ادھر سرخاب کو دریافت ہوا کہ فرزند حمزہ
داراب شکوہ کشا برائے شکار آیا ہوا ہے گینڈے کو روک لیا فوج تھمی ایک سوار سے اشارہ کیا جا کر پسر حمزہ
سے کہو ہماری خدمت میں آکر حاضر ہو ہم تمکو خدمت خداوند میں لیجائینگے خطا معاف کرا دینگے مابدولت کو ضرورت
ہے کوئی تحفہ معقول برائے نذر خداوندی چاہیے پس اس سے بہتر کیا تحفہ ہے کہ تجھکو بطور نذر پیش کریں ایک پہلوان
انکے ساتھ کا نہایت زبردست گینڈے کو جھپکا کر پرے سے نکلا کہا حضور میں ابھی لاتا ہوں خوب بات آپنے
تجویز کی نذر خداوندی کیلئے ایسی شے چاہیے لاف وگزاف کرتا ہوا گینڈے کو جھپکا کر قریب داراب
آیا قد و قامت و جمال دیکھکر اور زیادہ پھولا قریب آکر کہا اے جوان چل ہمارے آقائے نامدار تجھکو بلاتے ہیں
برائے نذر خداوند لقا لیجائینگے لیکن ارشاد فرماتے ہیں جان بخشی کرا دونگا داراب نے فرمایا جا کر اپنے
پہلوان کہہ اس صحرا میں ایسی لستی کرتا ہے لشکر لقا میں جا کر طبل جنگی بجوانا ہمارا نام لیکر پکارنا ہم تیرے مقابلہ
میں آئینگے بجرات گرفتار کرنا اسوقت تجھکو اختیار ہے اس کوہی نے جھلا کر جواب دیا کیوں او پسر حمزہ میں کیا
پیغامبر ہوں مجھے حکم ہے کان پکڑ کے لاؤ چپکے چلے چلو اسی میں خیر ہے ورنہ کھینچتا ہوا لیجاؤنگا یہ کہکے ہاتھ
بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں داراب نے الٹا ہاتھ مارا غصے میں آکر فرمایا او بیحیا شامت آئی ہے قضا گھیر کر
یہانتک لائی ہے جب تو اس کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا فتاح نے آواز دی حضور ہوشیار ہو جائیے داراب نے
جلدی کا ہیں کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا یہ بھی گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی سرخاب نے جو دیکھا ایسے
پہلوان سے پسر حمزہ لڑنے لگا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی یارو کیا دیکھتے ہو سبکی مشکیں باندھ لو لاکھو سوار بیدلیا

لینا لینا کہکر دو پڑے قباح نے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کل فوج نے بلوہ کر دیا دار اب نے جلدی
اس پہلوان کو کونے پر لا دا اکھیڑ کر مارا کود کر چھاتی پر لیکن ساتھ والے اسکے چار جانب سے آپڑے نیزہ نیزہ
چلنے لگا دار اب نے قاعدے کو صرف کیا یہ فرمایا اور بچا کہ شناخت مین پروردگار کو کیا کہتا ہے اسنے جواب
سخت دیا دار اب نے غصے مین اس کو بھی چیر کر پھینکدیا تمام کوہیون نے شاہزادے کو گھیر لیا مرکب پر سوار
ہونے سکے کئی کوہیون کو مارا کہ سرخاب برابر آگیا للکار کر آواز دی اے جوان غضب کیا میرے پہلوان کو مار
یہ کہکے اُس بچیا نے ہاتھ تلوار کا مارا انکو گینڈے پر سوار پیدل دوسری طرف سے ایک بچیا نیزہ مارا نیزہ
وار کا نیزہ خالی دیا مگر تیغ سرخاب کا سر پر پڑا تا اور دار شاہزادے کے پہونچا اسپر بھی دار اب نے جیداری کرکے
بائٹ کا ہاتھ مارا دو پائون اسکے گینڈے کے اٹھ گئے کود کر سرخاب الگ ہوا دوسرا ہاتھ مارا شاہزادہ چرخ
کھا کر زمین پر گرا کوہی ٹوٹ پڑے اور روے بلوے کے شاہزادے کو زخمداری مین پکڑ لیا ساتھ کے دو ہزار
لڑنے لگے جابجا گھر گئے قباح کشوری نے جو یہ حال دیکھا طرف لشکر اسلام کے بھاگا کنارے پر لشکر کے
رستم سلیقین علمشاہ نوجوان نگاہداشت مین اپنی فوج کے مصروف تھے کہ سامنے سے قباح نمایان ہوا پکار کر
آواز دی ای شہریار آپکے بھائی صاحب دار اب کو کوہیون نے بلوہ کرکے پکڑ لیا ساتھ والے لڑ رہے ہین
اپنے کو جلد پہونچایئے اپنے قوت بازو کو بچایئے یہ سنتے ہی استر ملا کبود پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے مہتر سمک
یلداقی نے جو یہ حال دیکھا بڑھکے قاسم و علمشاہ کو خبر کی قاسم یہ سنتے ہی پشت مرکب شیر رنگ
زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوکے چلے انکے بعد انکے سوارون کا ماتھا ٹھنکا جاہر کارسے لشکر کفار کے
وسواس خناس خوش آمد بر آمد یہ خبر دریافت کرکے بھاگے دربار لقا مین آکر عرض کی حضور سرخاب
برائے مدد خداوند آتا تھا راہ مین دار اب کشور کشا سے مقابلہ پڑا تھا دار اب کو اس نے پکڑ لیا
علمشاہ و قاسم قادر سپاہ ہمارے سامنے برائے مدد گئے ہین فرداً فرداً سردار جاتے ہین یہ سنکر
سلیمان عنبرین موے کوہی جنگل سے اٹھا یہ کہتا ہوا وہ میرا بچہ ہے جرات مین بے نظیر صاحب جا
و تو قیر کل مسلمانون کو قتل کرے گا دیکھیے آتے ہی اسنے قیامت برپا کر دی دار اب ایسے جوان
کو پکڑ لیا یہ کہکر باہر آیا فوج کوہیان لیکر چلا لقا نے کہا قدرت نے نوے ہزار برس پیشتر ہی تقدیر لکھی
کہ آج مسلمانون کا ہاتھ ہے سرخاب کے خاتمہ کرائینگے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا تمام فوج لیکر چلا یہان
سرخاب نے دار اب کشور کو گرفتار کیا ساتھ والے لڑ رہے ہین کچھ قتل ہوے کچھ

باقی تھے کہ نعرۂ شیر کی صدا آئی باشیدای کفاران بے حیا و ای نابکاران پر وغا منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ دذویل ہندی و قویل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
آفتاب مشرق دین پروری
ز نم تیغ برابر نیزہ بماہ
کیست علمشاہ چو رستم لقب
دوسری جانب سے نعرہ ہوا النعرہ
شہسوار لعل پوش خاوری
تر آب دم تیغ شستم زمین تا
علمشاہ رومی شہ فیل زور
قاسم فرا رستم نبیرۂ صاحبقران
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین ۔

سرداروں کا ہر جانب سے نعرہ ہوا آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی گیی ارزال و کپتی زلزال و نہنگ بحر دریائی و ساقط شاہ دربندی ایک طرف سے قماس خان خاوری و حسن خان خاوری و الیاس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و توسن بن ترک و معظم خان بن بہرام تلوار کھینچکر آتے ہی شریک جنگ ہوے علمشاہ و قاسم شاہ نے صف کوہیان کو درہم و برہم کر دیا یہان صاحبقران زنان محل مین دسترخوان پر خاصہ نوش فرمانے کو ہین لیکن دربار برخاست ہو چکا ہے خاصے پر امیر نے ارشاد فرمایا ابھی تک داراب کشور کشا واپس نہ آئے ملکہ صنوبر خاتون مادر داراب نے عرض کی مین نے بھی دریافت کیا ابھی تک غلام آپ کا شکار سے نہین پلٹا کسی کو حکم ہو دریافت کرے امیر نے مخلدار سے حکم دیا مقبل وفادار سے کہو صحرا مین جاکر داراب کو بلا لائے مقبل در دولت پر حاضر تھا مخلدار نے حکم دیا مقبل پشت مرکب پر سوار ہو کے چلا لشکر مین جو دیکھا سرداران قاسم شاہ و علمشاہ مسلح ہوے چلے جاتے ہین مقبل نے پوچھا معلوم ہوا صحرا مین لڑائی پڑ گئی لندھور و مالک کو خبر پہونچی وہ نام داراب سنکر بیقرار ہوے پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہو کے طرف صحرا کے روانہ ہوے مالک کو بھی خبر ملی فوراً مادیان عربی پر سوار ہو کر نیزہ داران عرب کو ہمراہ لیا یہ بھی چلے مقبل نے دیکھا سرداران صاحبقران جاتے ہین ایسے وقت مین منھ پھیرنا شیوۂ جرأت کے خلاف ہے یہ بھی لندھور کے ہمراہ ہو لیا صاحبقران نے محل مین جب دیکھا مقبل کو عرصہ ہوا سمجھے شکارگاہ مین فروکش ہوے خاصہ نوش فرما کے آرام کیا یہان لندھور اُسوقت پہونچے قاسم و علمشاہ نے لپٹ کر داراب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کیا سرخاب ٹوٹ کر علمشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتان فرنگی پر تلوار کو اُسکی گانٹھا الجھاوے مین سے ہاتھ نکال کر وار کیا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوگئے ۔

شب فراق سرخاب کٹی تیغہ خود پر گرا خود و بلغہ کاٹ کر تیغہ ستم تا ابرو پہونچا دستانہ اُس نے مارا
تیغہ زور مین جاتا تھا گیندٹی کی گردن قلم ہوئی سرخاب گرا ساتھ رانے اسکے ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ لے بھاگے
کہ لندھور و مالک کا بھی نعرہ ہوا فوج سرخاب نے شکست کھائی قریب تھا کہ بھاگ جاے کہ سلیمان
عنبرین موے کو ہی فوج بے حساب لیکر پہونچا شکست فوج سرخب کو اُس نے روکا تلوار چلنے لگی
لقا بھی مع فوج سنجان و باختریین وقت پر پہونچا اب لندھور و مالک علمشاہ و قاسم و رستم
دریاے فوج کفا مین شناوری کر رہے ہین قاسم نے طرف لقا کے رخ کیا چند سو سردار انکے قیماس وغیرہ
لڑتے ہوئے سامنے تخت لقا کے پہونچے تلوار چلنے لگی قاسم نے جو مہات پائی لقا پر جا پڑا لقا نے آواز دی
او بندۂ خوابی قہر و جلال خداوندی سے نہین ڈرتا ہے شرط سنگ سیاہ کردون بختیارک نے سلیمان کو
آواز دی یار و جلد آکر بچاؤ سسرے اور داماد سے مقابلہ ہے سلیمان نے گینڈا بڑھایا لندھور نے بڑھکر
سلیمان کو روکا یہان تیغہ قاسم سر لقا پر چلا گیا فرق قدرت زخمی ہوا لقا نے چیخ ماری اہالیان فوج لقا
ٹوٹ پڑے ہزارہا ہاتھ سے سرداران قاسم کے مارے گئے سلیمان نے لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے روک
تیغہ کو دومنہ ہندی کا وار کیا سلیمان بھی زخمی ہوا سرخاب و سلیمان و لقا زخمی ہوے قریب ہے کہ فوج
شکست کھاکے بھاگے لندھور وغیرہ نے خون کے دریا بہا دیے لقا اپنے آنے پر منفعل ہے سر زخمی گینڈے
پر سوار ہو تخت کو ترک کردیا چاہتا ہے کہ بھاگ کر نکل جاؤن سنجانی باختری نام اہل سلام سے بھاگتے ہین دور
سے سینا لینا کر رہے ہین قریب نہین آتے بعض سردار پکار رہے ہین یا خداوند تقدیر گریز کیجیے اب ٹھہرنا بہتر نہین
لقا چیختا ہے قدرت عرصۂ دراز سے تقدیر گریز چکے لیکن بندگان خوابی بڑے بے ادب ہین فرق قدرت
زخمی ہوا قدرت کے صبر و جبر کو دیکھیے ابھی چاہین تو سنگ سیاہ کردین لیکن رحم آتا ہے کس ناز و نعم سے
انکو پالا عزت و آبرو عطا کی خود شکست کھائی انکی آبرو بڑھائی ملک موروثی اپنا چھوڑ دیا قدرت انکی
صورت دیکھنا نہین چاہتے یہ سب سرکشی دکھاتے ہین قدرت انکے ناز اٹھاتے ہین غل مچانے پر لقا کے سرداران
نامی ہنس رہے ہین قاسم نے ہاتھ روک لیا رستم نے بھی اشارہ کیا اسکو کل خداوند ای فرزند رو کو اُس کے
قتل کرنے سے کیا ملیگا قاسم و علمشاہ نے گھوڑے ہٹالیے لقا بھاگ کر قریب سلیمان آیا کہا ای پہلوان قدرت
کل چلو اسوقت تقدیر برعکس ہوگئی سر قدرت زخمی ہوا سلیمان غصے مین کانپ رہا ہے کہا خداوند آپ کیون آئے
جسرو زسے سرفراز کیا تقدیر برعکس ہی ہوتی ہے ہزارہا بھائی میرے مارے گئے قدرت کو حال مسلمانان پر

رحم آتا ہے اپنے بندگان خاص کو قتل کراتے ہیں بھاگ جیرا سرخاب انتہا کا زوردار ہے تمام فوج اسکی پامال
ہوئی اسوقت تو کوئی تدبیر مضبوط کیجیے ان سرکشوں کو شایستہ لقا گھبرایا غصے میں جواب دیا مشیت قدرت
میں دخل دیتے ہو ابھی تمکو سنگ سیاہ کردونگا سرخاب بے ہمارے حکم کیوں لڑا قدرت کو کسی کا شوہر و ناپسند نہین
ہے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے یہ سب ہمارے بندگان مقبول ہیں حمزہ و فرزندان حمزہ ظاہر میں ہمکو برا کہتے
ہیں رات کو توبہ کرتے ہیں قدرت انکے گناہ بخشدیتے ہیں جسدن توبہ سے غافل ہونگے اسدن سمجھا جائیگا
سلیمان کانپنے لگا کہا یا خداوند معاف فرمائیے خطا ہوئی اب کبھی مشیت قدرت میں دخل نہ دونگا مگر پشت
دکھانا ناگوار ہوا اسوجہ سے غلام بیقرار ہے لقا نے کہا جب قدرت نے فرار برقرار کیا تب تمکو کیا شرم ہے قدرت نے
آج ہی تقدیر میں بھاگنے کی تدبیر کی ہے بختیارک ہاں میں ہاں ملا رہا ہے مسخراپن کرتا ہے کبھی کہتا ہے
اے سلیمان دیکھو قدرت کیسے مہربان ہیں یہ قدردانی سلطنت لیاقت عزت فرمائی قدرت کے حکم میں
دخل نہ دو ایسا نہو قدرت بگڑ جائیں لقا کے کہنے سے سلیمان ڈرتا ہوا پیچھے ہٹا لقا بھی چاہتا ہے نکل جاوں
کہ آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بختیارک نے کہا خداوند آپنے کوئی تدبیر نو کی
آگاہ فرمائیے لقا بسبب ترحم کے اپنی جان سے بیزار ہے جواب دیا قدرت جانتے ہیں لیکن نہ بتلائینگے اے
شیطان خاموش رہ یکایک وہ لکۂ ابر شق ہوا ایک ساحر کو دیکھا تخت پر سوار پشت پر ساحران خدا آہنگ
فلک سیر نے سر جھکا کر دیکھا ہزارہا لاشے تڑپ رہی ہیں صدہا جوان زخمی ہیں ایک شخص بلے قد و قامت کا
سر سے خون جاری گینڈے کو بھگائے ہوئے جاتا ہے آہنگ فلک سیر نے اک ساحر کو حکم دیا دریافت
تو کر یہ کون لوگ ہیں عرصۂ جنگ میں ساحر قریب بختیارک آیا کہا ہمارے شہنشاہ آہنگ فلک سیر
مدد خداوند لقا جاتے ہیں دریافت فرماتے ہیں کہ اس جنگ کا کیا باعث ہے بختیارک نے جو یہ سنا اس ساحر
کو لقا کے سامنے لایا ساحر سے کہا قدرت کو سجدہ کرو اس ساحر نے جو اس حال زار سے لقا کو دیکھا سر سے
تمام خون سے تر دیو کے برابر قد و قامت نہ سطوت نہ صولت جادوگر ہنس پڑا کہا ای شخص تجھکو دھوکا دیتا
یہ خداوند ہے یا غول بیابانی یا صبح بن عنق کی بھائی یا پرانا ریچھ ہے یہ سنکر لقا نے کہا اس بندے بے ادب کو
جوتیاں مارو قدرت پھبتیاں کہتا ہے جادوگر پر مار پڑنے لگی زخمی ہو کر بھاگا آہنگ کے سامنے آکر گر پڑا
کہا اے شہریار عجیب طرح کا معرکہ ہے وہ سامنے والے خداوند شکست خوردہ زخمی بیقرار گینڈے پر سوار ہے لوگ
کہتے ہیں یہ خداوند لقا ہیں میرے منہ سے نکلگیا کہ یہ غول بیابانی سا کمبخت کالا الو کا پٹھا بیہودہ کیا بکتا ہے

خداوند ایسے ہوتے ہین مجھکو بے ملکے زخمی کیا بڑی مشکل سے آپ تک آیا آہنگ گھبرا گیا خود تخت سے
اترا فوج کو صحرا مین ٹھہرایا آپ قریب کر گردن لقا آیا جھک کر سلام کیا عرضی افراسیاب کی نکالکر ہاتھ مین
لقا کے دی کہا اگر آپ خداوند ہین تو مجھکو شاہ نے برائے خدمت گزاری بھیجا ہے آہنگ فلک سیر
نام ہے جانبازی و سرفروشی ہمارا کام ہے لقا نے عرضی لے لی بے اختیار پکار اٹھا منم خداوند زمرد شاہ باختری
ہر طرح اپنے بندون کو جمال دکھلاتے ہین زخمی بھی ہو جاتے ہین اے بندۂ خاص الخاص بندگان خوابی نے قدرت
کو صدمۂ عظیم پہونچایا فرزندان حمزہ سرداران حمزہ لڑ رہے ہین ان سبکا خون تیری تلوار کے سپرد کیا خبردار بیچ جانے
نپاوین قدرت تجھکو طرہ پیغمبری عطا فرمائینگے نیشر قدرت بنائینگے آہنگ گھبرایا لیکن دل مین سوچا جاگتی جوت
کے خداوند ہین انمین کچھ بھید ہوگا سامری جمشید بھی تو در در بھیک مانگتے تھے ویسے ہی یہ بھی خداوند
ہین بہت خوب کہکر پلٹا ساحرون کو بڑھکر آواز دی یہان لندھور علمشاہ سے کہا اے فرزند ساحران
غدار آگئے بہتر یہ ہے کہ نکل چلو دیکھو اب سحر ہوا چاہتا ہے ہمنے لقا کو امان دی تھی وہ دم نہ لینے دیگا رستم
نے کہا اے عم نامدار کافرون کو پشت دکھانا جرات سے بعید ہے لندھور نے زبردستی مرکب علمشاہ ہٹایا قاسم کو
بھی اشارہ کیا چلتے ہین گھوڑے ڈپٹانا چاہتے ہین آہنگ فلک سیر بڑھا بارہ ہزار ساحران غدار نے سحر
کیا کس لطف سے سرداران قاسم و علمشاہ لڑ رہے تھے کوہیون کے پیر اٹھا دیے باختری بھاگی جاتی
تھے بعض نامرد ہمراہیان لقا غل مچاتے تھے ساحرونکا سحر جو چلا یہ بھی بچیا پلٹ پڑے سردارون
نے جرات کی ساحرون پر بھی جا پڑے کسی کو نیزے سے کسی کو تلوار سے مارا بعض شیردل کود پڑے
ساحر سے لپٹ گئے اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے سر کھینچکر پھینکدیا بعض کا یہ حال ہے ساحر کا
سحر چل گیا آگ برسنے لگی گھوڑے نے بدلجامی کی پٹری بین جمی گھوڑے نے جست و خیز کی سوار گھوڑے سے
گرا کوہیون نے بڑھکر قتل کیا ہاتھ پاؤن بیکار لشکر مین تہلکہ پڑ گیا دو ہزار ساحر ہمراہیان رستم وغیرہ نے مارے
مگر رستم لڑتے ہوئے جاتے ہین عیارون نے حقہ ہای آتشبازی داغے دس بیس ساحرونکے منہ جلا دیے یا تو لقا
بھاگنے کا قصد کر رہا تھا یا تو پلٹ پڑا باختریونکو آواز دینے لگا خبردار سبکو گھیر کر مارلو کیون بندگان من نے بدی قدرت ادا
کیا برجستہ تقدیر کی معقول تدبیر کی سبحانی باختری بھاگے ہوئے پلٹ پڑے بیکسی و بے بسی مین قتل کرنیلگے علمشاہ
شمشیرزنی کرتے ہوئے آتے ہین آہنگ فلک سیر نے دیکھا اک جوان رعنا بلند بالا خورشید جمال شمشیرزنی کرتا ہوا آتا ہے کئی
جادوگر سامنے اسکے چیرکر پھینکدیے اگر یہ بچین کوئی پہلوان جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اس شیردل نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تیغ چھین

لی کمر میں ہاتھ ڈالکر اس پہلوان کو اٹھایا چورنگ ہوئی قلم کیا یہ سطوت و صولت آہنگ دیکھکر وجد کرنے لگا رستم آہنگ پر جا پڑے اس حیا نے اٹھا کر ماش کا دانہ پھینکا رستم گھوڑے سے گرے سرداران رستم آمادہ جانبازی گھوڑون سے کود پڑے کئی سو ساحر و تکمیل مقام پر مارا خون کا دریا بہ گیا آہنگ کے ہوش اڑ گئے ساتھ والون سے کہا اگر یہ لوگ بیحجانے ہوتے قیامتین برپا کرتے بیجانتے پر سحر کے گلے اپنے تہ شمشیر رکھتے ہین کیا بہادر ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین کھڑے ہوکر گولے مارنا شروع کیے غش کھا کھا کے گرے آہنگ نے سبکو گرفتار کرالیا لقا نے اپنے ملازمون کو حکم دیا آہنگر آئے سبکو مسلسل و مطوق کیا جتنے سردار یہان آئے تھے سب گرفتار ہوئے آہنگ نے بالشکر لقا کی قدمبوسی کی اسی مقام پر بارگاہین استادہ ہوئین لقا آکر تخت نکبت پر بیٹھا تاج نخوت سر پر رکھا سرمین ٹانکے دیے گئے آہنگ کی بڑی خاطر ہوئی سب ساحر دنکو خلعت ملے لیکن عیاران لندہور و قاسم علمشاہ یہ حال زار دیکھکر خاک اڑاتے ہوے بھاگے یہان صاحبقران زمان آخر وقت کے دربار مین بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ جمجاہ نے تمام کیفیت بیان کی حضور آرام فرماتے تھے داراب کشورکشا سے شکارگاہ مین کسی کوہی سے فساد ہوا ہے یہانسے علمشاہ و مالک و قاسم و لندھور خبر سنکر گئے کوئی ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا صاحبقران پریشان ہوے فرمایا ہم اسیواسطے اجازت شکار نہ دیتے تھے ممالک پر آشوب کوہی ہرت یہ سب صاحب آتشخو شعلہ مزاج کیونکر نہ فساد ہو جلد خبر منگوائیے جواہر بن عمرو کو حکم ہوا یہ کرسی سے اٹھا قصد کیا روانہ ہون کہ سیارہ و سمک و الیاس ہندی و عرب و رازعیاران سرداران کو لیکر حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان بے سبب فساد ہوا سحر سے زخمی کرکے داراب کو گرفتار کرلیا ملازمان جانباز لڑ رہے تھے یہانسے رستم وغیرہ پہونچے سلیمان وقت مرد سحر جاب کے گیا لقا بھی لشکر گران لیکر پہونچا آکے فرزندان عالیوقار و سرداران نامدار نے سب کو شکست فاش دی قریب تھا کہ لقا بھاگ جائے ساحر آہنگ خلک سیر بانی فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا چشم زدن مین سبکو گرفتار کرلیا اسی مقام پر لقا نے بارگاہ استادہ کرائی ہے تقدیرین بگھار رہا ہے یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار کرو مین خود جاؤنگا ایسا نہو بچھیار کسا دشمن موجود ہے سب سردارونکو قتل کر ڈالے بادشاہ جمجاہ نے کہا حضور لشکر لیکر تشریف لیجیے لقا کو خوف تو ہو صاحبقران نے فرمایا جیسا رائے اقدس مین آئے سب سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھنے لگے صاحبقران کا سوار ہونیکا قصد ہے ہرکارون نے

بڑھا عرض کی کہ بادشاہ طلسم آئینہ ملکہ خنطل جادو واد۔ ایک جوان تاجدار مع چند کنیزون کے آکر
تڑپ رہے ہین۔ صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ حشامی مین ان سب صاحبونکو لیجاؤ واضح ہو ای ناظرین سے
کہ بارگاہ سلیمانی مین ساحر نہین آسکتا بہرام وغیرہ سرداران کو بھیجا چند تاجدار گئے ملکہ خنطل کا استقبال
کیا مع شاہزادہ گلریز ساتھ لیکر بارگاہ حشامی مین آئی کرسیان مکلل بچھا ہر سبکو بٹھایا صاحبقران
تشریف لائے ملکہ خنطل نے اٹھکر قدمونکو بوسہ دیا گلریز جادو نے بھی گوہر نذر دی صاحبقران نے گلو
سر سینے سے لگایا پہلو مین اپنی جگہ دی ملکہ خنطل کیجانب متوجہ ہوکر فرمایا انکے اوصاف حمیدہ ظاہر کرو
ملکہ خنطل نے تمام کیفیت نامردی آہنگ فلک سیر از اول تا آخر ظاہر کی شاہزادہ گلریز بے اختیار
رونے لگا دامن صاحبقران تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی ای یاور غریبان و ای دادرس بے
کسان شعر سر ما بقیش تو ای ظل آلہ آمدہ ایم ٭ سایہ رحمتی و مابہ پناہ آمدہ ایم ٭ اس ملعون نے ایسا صدمہ
عظیم دیا جسکو حجاب سے بیان نہین کرسکتا عرض کرتے شرم آتی ہے ملعون نے مکاری کی اسکو اگر نقب سحر دیکر
ملکہ عالم کو اٹھا لیگیا راستے مین مین نے تلاش کیا تا بہ طلسم آئینہ پہونچا چونکہ کبھی خدمت مین مشرف ہوا تھا
خنطل کو برائے سفارش ہمراہ لایا یہ جو خبر مشہور ہوئی کہ ہوشربا سے کوئی ساحر آیا ہے بادشاہ جملہ سردار فرزندان
عمرو نامدار آکر بارگاہ حشامی مین جمع ہوئے ہر ایک چاہتا تھا کہ گلریز سے حال اسد و عمرو وغیرہ دریافت
کرین بادشاہ نے ملکہ بہار کو پوچھا نور الدہر نے بدیع الزمان نے ملکہ مخمور کی کیفیت پوچھی دریں ہم
صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ بتلاؤ کہ ہماری نور نظر بدیع الزمان کا بھی کچھ احوال دریافت ہوا
ہے گلریز نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو بڑے زور شور سے گنبد نور سے رہا کیا اور اسد
غازی کو ہمراہ لیکر تلاش مین نکلے لوح کے اور تا بہ باغ سیماب پہونچے بڑے بڑے معرکے پڑے مگر لوح دستیاب
ہوئی پھر خواجہ ملک داؤد مین پہونچے خداوند داؤد کو گرفتار کیا اسکی شکل بنکر افراسیاب سے لی لوح
بعد چندی لوح قبضہ سے نکل گئی پھر خواجہ اسد کو لیکر طلسم صندل مین پہونچے اسکو بھی فتح کیا عمرو
ماہ جادو کو مارا حضوران مقامات پر شاہزادہ بدیع الزمان نہین ملے اب افراسیاب نے بڑا دباؤ ڈالا
ہے خدا سبکی جان بچائے حجرہ ہائی بلا کھلے ہین غلام بھی یہی خبر سنکر چلا تھا ایک حجرہ بلا وایلکو خواجہ نے مٹایا حالات
مشعل جادو جو گلریز نے سامنے سردارون کے بیان کیے سبکے ہوش اڑ گئے صاحبقران کا چہرہ سرخ ہوا جاتا ہے جب
عیاری عمرو کا ذکر آتا ہے فرماتے ہین پروردگار میرے یار وفادار کو سلامت رکھ طلسم ہوشربا مین جاکر ترا نام کیا اصل ہے

کر رہی طلسم کشائی کر رہا ہے مگر حال بدیع الزمان سنکر صاحبقران آبدیدہ ہوئے بارگاہ مین شور گریہ
وزاری بلند ہوا احوال جرأت اسد سنکر صاحبقران نے سجدہ شکر پروردگار کیا سب نے دعا کی یاالٰہی
ان سبکو اپنی حفاظت مین رکہنا حقیقت مین بلاے آسمانی نازل ہوئی ہے تاریکی کی بدولت سے خدا اسکو بچائے
بادشاہ جمجاہ نے فرمایا جد عالی تبار برائے پروردگار اٹہئے پہر کے ہوشربا مین چلیے یہ وقت شرالت اسد نامدار
ہے صاحبقران نے فرمایا مین مجبور ونا چار ہون لقا شکست کہاکر جاے مین بہی اپنے کو پہونچاؤن گلریز
کے مقدمہ مین ارشاد ہوا ای عیاران نامی جوا فرزندان عمرو گرامی ملکہ نرگس جادو زوجہ اسد شیر بیشہ
جرأت کی قید مین آہنگ کی ہے لشکر لیکر تو ہم آتے ہین انشاءاللہ گہسکر اس ملعون کو نہ مار ڈالے
مقتول نہ دی تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا لیکن مقام خوف ہے ہمنے دباؤ ڈالا اس بچیانے کسی طرح
اسکو آزار پہونچایا یا قتل کر ڈالا یا لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بہاگ گیا تو بڑی مشکل ہوئی گلریز نے عرض کی
مین صرف اسکی تلاش مین آیا شکر ہے کہ قدمبوسی سے مشرف ہوا اب حضور تکلیف نفرمائین یہی
چار سو کنیزین کافی ہین جاتے ہی انشاءاللہ آپکے اقبال سے سمجہ لونگا صاحبقران نے ہاتہہ تہام لیا کہ تم ہمارے
ساتہہ چلنا اب تم دخل نہ دو یہ فرزندان عمرو جاتے ہی تدبیر کرینگے صاحبقران فرماتے ہی رہے جواہر بن عمرو و
شعبان خنجر گذر و جہتر ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ نے چار سو سبک بچہ روانہ ہو گیا صاحبقران
نے بلکر فرمایا جواہر بن عمرو کہان ہے نامیان خیبری وغیرہ نے عرض کی جب حضور نے ذکر کیا تھا اسیوقت
وہ سب گئے کہہ گئے ہین کہ جاتے ہی ملکہ نرگس کو رہا کرینگے یا اپنی جان دینگے گلریز نے ہر چند چاہا کہ مین تنہا
جاؤن صاحبقران نے قبول نفرمایا اسیوقت سوار ہوئے خنظل وگلریز بہی ہمراہ ہین لیکن گلریز گہبرا رہا ہے
کہ مین علیحدہ جاؤن بارگاہ مین اس ملعون کے جاکر گہس پڑون جب لشکر روانہ ہی کرکے چلا گلریز نگاہ
صاحبقران بچاکر پیچہے ہٹا کسی نے پوچہا کہا رفع حاجت کرکے حاضر ہوتا ہون خادم کو آواز دی کہ
آفتابہ لیکر وہ ساتہہ ہوا اک گوشہ مین آکر بیٹہا جب دیکہا لشکر بڑہ گیا دونون پانون مارکر غرق زمین ہوا
جب عرصہ گذرا اسنے آکر دیکہا گلریز کو اسمقام پر نپایا بیقرار ہوکر وہ خدمتمین صاحبقران کی آیا عرض کی اے
شہریار گلریز صحرا مین جاکر غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا اس صاحب غیرت کو بڑا قلق ہوا خنظل جادو نے کہا
حضور وہ مجہسے کہتا تہا کہ مین زیارت سے امیر نامور کی مشرف ہوا مال بہی معلوم ہو چکا کہ سرداران سرکار کے ساتہہ
بہی اسنے بے ادبی کی اب مین جاکر یا پہر کر مر جاؤنگا یا اپنی زوجہ کو رہا کرونگا معلوم ہوتا ہے وہ وہین گیا حضور مین

مین جا کر اسکی خبر لون صاحبقران نے فرمایا ای خنطل اگر ملجاے تو سمجھا کر پھیر لاؤ مین پہونچتے ہی انتظام
کرلونگا خنطل جادو نے فوراً طاؤس اپنا اڑایا تلاش مین گلریز کے چلی یہان لقانے بارگاہ دانشاد کرائی اور
آہنگ کو خلعت ملا یہ ملعون ہاتھ باندھکر سامنے لقا کے کھڑا ہوا عرض کی یہ بندۂ خاطی آپکا کچھ گذارش
کیا چاہتا ہی لقانے کہا دریای رحمت خداوندی جوش مین ہی جو کہنا ہو کہو عرض کی غلام اک محبوب مطلوب
عالم ہے اسکو قید کرکے لایا ہون سامنے حاضر کرون قدرت تقدیر کرین قلب اسکا پلٹ دین کہ وہ مجھکو
بشوہری قبول کرے زبان سے افراسیاب کی سن چکا ہون کہ قدرت کو غرور ناپسند ہی عہد کرتا ہون کبھی
غرور کا خیال بھی دل مین نہ آئیگا کل ہی قدرت براے مقابلہ مسلمانان چلین طبل جنگی میرے نام پر
بجوائین مین سبکو گرفتار کرکے خدمت قدرت مین حاضر کرونگا تا یہ باختر پہونچادونگا بالاے قبول
جلوس خداوندی ہو ہمیشہ خدمتمین حاضر رہون مشیر قدرت لقب پاؤن مگر اس نازنین کے دل مین سے
پردۂ حجاب اٹھا دیجیے لقا نشے مین بیٹھا ہے فتح بھی حاصل ہوئی سرداران مذکور قید مین بلبلا رہے ہین
لقا بول اٹھا جلد لاؤ ابھی کلام سے قفل کھولدینگے مثل تمھاری مثیر عاشق و بطور کنیزان کمترین خدمتمین حاضر
رہیگی قدرت دھوم سے تمھارے ساتھ شادی کرینگے آہنگ فلک سیر پھول گیا دوڑکر اپنے خیمہ مین آیا ملکہ
نرگس جادو کو صندوق سے نکالا لیکن زبان مین سوزن دیا ہوا کئی دن کے بعد اس ملعون نے سحر آتارا
ملکہ نرگس کو ہوش آیا گھبرا گئین کہ مین کس مقام پر ہون چارجانب دیکھنے لگین زبان مین سوزن پایا
آہنگ نے دست بستہ ہوکر کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو محبوبی مین تابعدار ہون جب عشق سے بیقرار ہوا آپ
کو سحر کرکے تمھارے خیمہ مین پہونچا تمکو لے آیا اب چلکر جمال خداوندی دیکھو قدرت ہماری تمھاری شادی
کرینگے ہم تم مشیر قدرت کہلائینگے یہ حالات سنکر ملکہ نرگس کی آنکھین ابل آئین زبان مین تو سوزن تھا
قریب تھا کہ روح نکلجاے آنکھون سے آنسو جاری ہوی نگاہ قہر طرف آہنگ کر دیکھا آہنگ تیور
دیکھکر ڈرا کہ دو تین کنیزون سے کہا انکو لیکر دربار خداوندی مین آؤ قدرت فوراً تقدیر فرمائینگے ابھی موافق
ہوجائیگی خود میرے عشق کا دم بھرینگی یہ کہتا ہوا پہلے دربار لقا مین آیا کہا یا خداوند اسکو تو بڑا غصہ ہے
جان دینے پر آمادہ ہی غصہ مین کانپ رہی ہی اگر زبان مین سوزن نہوتا مجھپر آ پڑتی یا خداوند ساحرہ بھی
زبردست ہے مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون ڈرتا ہون لقا نے کہا سامنے قدرت کے لاؤ نہ گھبراؤ اسوقت
دربار لقا معمور چوبدار یسا ول حاجب بارکیدان رسالدار اپنی اپنی مقام پر حاضر ہین کہ پردہ دربارگاہ کا اٹھا کی

نگاہ پڑی ایک مہ جبین نہایت حسین بوٹا سا قد آنکھیں شاخ غزال بہرہ ماہ مثال کمانین ابرو خمدار کھینچے ہوئے تلوار رعنائی و زیبائی ہونٹ مین مسیحائی غنچہ دہن سیتن زلف تا بحسین کمر باریک رفتار شیرین گفتار لیکن اداس عالم یاس چہرہ زرد ہونٹ خشک آنکھوں مین تری جو اس مین انری مثل شمع سحری لہرائی ہوئی سر جھکائے ہوئے شرم سے عرق عرق محجوب حیران و پریشان جیسے ہی لقا کی نگاہ جمال بے مثال پر اس حور وش کے پڑی نشہ مین بیٹھا تھا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نرگس تو خاموش کھڑی ہے دل ہی کہتی ہے زمین شق ہو مین سما جاؤن ای معبود میری عصمت بچانا لیکن لقا نے آہنگ کی طرف دیکھا کہا ای مشیر قدرت پانسو برس کی عمر قدرت تمکو عطا فرماتے ہین پیغمبر صاحب کتاب بناتے ہین لیکن قدرت اس محبوب مطلوب پر مائل ہوئی یہ اس لائق ہین کہ تمہارے پہلو مین بیٹھیں زمرہ حوران قدرت مین اسکو درج فرمائینگے اور کسی شاہزادی کیساتھ تمہاری شادی کرینگے آہنگ گھبرا گیا تھر تھر کانپنے لگا اور کہا یا خداوند مین تو مر جاؤنگا لقا نے کہا او بے ادب خاموش رہ قدرت کی بات کا جواب دیتا ہے ابھی سنگسار کر دونگا آہنگ ڈرا لیکن لیمن جوش محبت کہا یا خداوند مین تو اسکے واسطے بہت بدنام ہوا زخم کھایا لشکر مرا تباہ ہوا مشکل یہانتک پہونچا آپ صرف اسکا قلب الٹ دین صدہا حوران قدرت خدمتین ہین اسکو معاف فرمایئے اپنے بندے کے حال پر رحم کیجیے لقا مست بیٹھا ہی اپنی کہے جاتا ہے بختیارک جھلکی لیکر سمجھاتا ہے یا خداوند یہ آپکو کیا ہوا ہی اگر بگڑ جاتی تو اسکے بار سحر کو اون سنبھالے لقا نے پلٹا کہا او شیطان کا رخنا نہ قدرت مین تجھکو کیا دخل ہے آہنگ مایوس کھڑا ہی لقا طرف ملکہ نرگس کے متوجہ ہوا کہا ای بندی خاص اے معشوقہ باختصاص قدرت تجھکو حور قصور بنائینگے شرف خدمت خداوندی پائیگی سب بندے ہمارے تجھکو سجدہ کرینگے خدا کی کہلائیگی یہ کلمات سنکر ملکہ نرگس کانپی زبان مین لکنت تھی بمشکل ضبط کرکے کہا او غول مجہول او پیر زال خبیث زیادہ کو کیا بیہودہ بکتا ہی اگر زبان سے سوزن نکلجائے تو تجھکو جواب معقول دون اس ملعون کی بھی بوٹیان کاٹ کر پھینکدون یہ کہہ کر لپٹے اچھا زار رونے لگی مجبور و ناچار مرد و نگار دربار کوئی ہنسا کسی نے آوازہ کسا کسی نے آنکھوں کی تعریف کی کسی نے حسن و جمال کی توصیف کی کوئی لقا کی باتوں پر ہنستا تھا کوئی آہنگ کو برا کہتا کہ نالائق ہے پرائی جورو کو گرفتار کرلایا اب قدرت نے پسند فرمایا بیچاری عجب مصیبت مین ہی دیکھین یہ مہ جبین کس قسمت مین ہی بعض نے کہا غضب خداوند کے پہلو نشین ہوگی ہم سب اسکو سجدہ کرینگے کسی نے کہا حسن مین بے نظیر چہرہ زنانہ صاحب توقیر مزاج خوش تقریر کیونکر قدرت بیقرار ہوتی حوران قدرت مین کوئی حسین مہ جبین ماہ طلعت صاحب عصمت نہین ہے قدرت نے شاید اسیکو سو نیا مین نظم

جہاں راستی چاہیے راستی
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
نئے قمر کی روشنی تھی نہ چراغ خانہ تھا
مجلس کے تماشے کو یہ نازِ معشوقانہ تھا

کبھی جس جگہ چاہیے واں کجی
تبسم جیا ناز شوخی غرور
لٹا ریاں سینے پر چل رہی ہیں ہیسے دیکھنے والوں کے فگار نظم
نور سے تیری جبینِ روشن قمر کا شانہ تھا
رنگ اسکی آنکھ کا زہرہ جبین کی ... تھا
جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے
پنجہ خورشید اسکے گیسو کا شانہ تھا

کس زبان سے اس ظالم کی تعریف کریں دربار میں تو یہ رنگ جما ہے آہنگ فلک سیر سر جھکائے گھبراتا ہے کبھی غور کرتا ہے یا خداوند میں نے اپنے کئی ہزار جوان قتل کرائے تب اس قاتل پر قبضہ کیا جلد تقدیر کے دل پھیر دیگی قدرت اس پر نگاہ محبت سے لاتی ہیں لقا نے کہا کیوں او بے ادب اپنی ہی کہے جاتا ہے ابھی تجکو کھا بنا دونگا اہالیان دربار یاتو نیر نبرد یا اور خداوند کی مجلس ہے ہیں بعضو نکے اشارے ہیں کہ بندہ بے ادب خداوند کے قہر و غضب دیکھیے کیا ہوتا ہے سبطرح خرابی ہے لیکن لقا نے آہنگ کو غصے میں جوابدیا کہ بس اب معشوقہ کا نام نہ لینا در حضرت ملکہ نرگس کے دیکھکر کہا کیوں اے مہ جبین قدرت سے راضی ہوں قدرت عرش چلے پر پہنچا ئینگے بہشت و دوزخ کے تماشے دکھا ئینگے بس ملکہ نرگس نے بیقرار ہو کر چار جانب دیکھا بے اختیار منہ سے نکلگیا کہ یہ کیا غضب ہے میں سنتی تھی اس ملعون و مردود کے مقابلے میں ہمارے آقائے نامدار صاحبقران زمان فردکش ہیں شاگردان خواجہ عمر و فرزندان نامور و مہتران الا گہر یہاں موجود ہیں یہ بھیا میری آبرو لینے کا ارادہ رکھتا ہے کوئی میری مدد کو نہیں آتا یہ کہتا تھا کہ خدمتگار غول میں سے نکلا کہا اے ملکہ عالم سب تمہاری خدمتگاری کو یہاں حاضر ہیں کسی کی کیا مجال جو تمہارے دامن عصمت کو چھو سکے دوسری طرف سے ایک چوبدار نے کہا بھائی دیر کیا ہے خدمتگار نے جھپٹ کر زبان سے سوزن ملکہ نرگس کے لیا اور نعرہ کیا منم جوہر بن عمر و عیار چوبدار نے عصا اٹھا ایک ساحر کے سر مارکر آواز دی منم شعبان خنجر گزار تو نگاہ خواجہ نامدار ایک طرف سے ایک جانب سے برابر ایک کو خنجر مارا آواز دی منم مہتر ابو الفتح اصفہانی ایکطرف سے حقہ آتشبار جلا آئی منم مہتر برق خطائی ایکجانب سے نعرہ ہوا منم گلباد عراقی و کلباد عراقی و منم مہتر سیحر و عمران خطائی چار سو بیک لحظہ سی بارگاہ میں پیدا ہوا چوبدار خدمتگار ساحران آہنگ فلک سیر میں ملے کھڑے تھے اور ساحروں کو قتل کرتے تھے کھینچ کھینچ تیغ بارگاہ میں آ گئے نرگس کو سب نے گھیر لیا کہا کیوں ملکہ عالم غلامان عمرو کو یہاں کون قتل کر سکتا ہے نرگس بھول گئی جی میں کہتی ہے سبحان اللہ کیا جابنا ہے سر فروش ہیں لقا تخت سے کود کر بھاگا گرتا ہوا آہنگ اسکو دیکھ قدرت نے نثار کر دیا جلد سب کو قتل کر

ورنہ تجھکو سنگ سیاہ کردونگا آہنگ گھبراکر پلٹا دیکھا نرگس نے اٹھا کر سنگریزے مارے سنگ لوہتر بھتر ہے
عیارون نے حقہ ہای آتشبازی مار کر بارگاہ کو دھوان دھار کردیا لاشہ ہاے ساحران سے بارگاہ کو
بھردیا نرگس جانتی تھی کہ یہ سب سحر جانتے ہونگے نگاہ اٹھا کر دیکھا جہان کسی ساحر کا سحر باطل کیا عیار
نرکھڑا کر گرا دوسرے عیار نے تاک کر اسی ساحر کو مارا وہ عیار اٹھا اٹھتے اٹھتے اسنے ایک پر حلقہ
کمند کے مار دیے وہ دھم سے گرا دوسرے نے تیر مار دیا سب عیار ملکہ نرگس کو گھیرے ہوئے لڑتے بھڑتے
باہر نکلے اب لشکر کوہیان مین قرناہوی آہنگ بھی سنبھلا نرگس نے دیکھا کسی کوہی نے جھپٹ کر
نیزہ مارا سینہ بے کینہ عیار کو توڑ کر پار گزرا اسنے اٹھا کر دے مارا استخوان چور چور ہوی نرگس نے سنگ نیزہ
پھینک مارا اس کوہی کا سر پھٹا اسنے پکار کر آواز دی ای عیاران نامی تملوک نکلجاؤ مین جانتی تھی
تملوک سحر سے واقف ہو لیکن ماشاء اللہ کیا ٹلیجے ہین جواہر بن عمرو نے کہا ای نرگس یہ ہو سکتا ہی تمکو
تنہا چھوڑ کر نکلجائین جان بچائین ہماری قبلہ و کعبہ ہوشربا بین فرمائینگے کہ ملکہ نرگس کی نہ خبر لی ہماری کیا
تسا گر دو فرزند مر گئے تھے ہم آپکے ساتھ مین جانذینگے لیکن ساتھ نچھوڑینگے نرگس حیران کہ مین انکو بچاؤ
یا ان بیچارونکی فکر کرون دیکھون کیا انجام ہوتا ہی ادہر آہنگ اب سنبھلا ہزار بارہ سو ساحر اسکے مارے
گئے سحر کر کے ملکہ نرگس کو زخمی کیا اس ماہ پیکر پر ہر طرف سے ملوہ ہی پگیر و بہ بلندکی صدا بلند ہی عیار دردمند
یکایک زمین شق ہوئی گلرنر جادو پیدا ہوا دیکھا ملکہ نرگس زخمی دس بیس عیار لوٹ رہی ہین دس بیس زخمی
چند مارے گئے باقی مردانہ وار لڑ رہے ہین نرگس کا ساتھ نہین چھوڑتے جانبازی سے منہ نہین موڑتے نعرہ کر
فوج ساحران پر جا پڑا عیارونکی کیفیت دیکھہ کر سحر کرنیلگا نرگس نے جو شوہر کو دیکھا بیقرار ہوگئی کہا صاحب
تم نکلجاؤ فوج بھی ساحرونکی بہت ہے لشکر کوہیان بحد بہت ہے شاگردان عمرو مارے گئے میرے واسطے
بیچارے جان دے رہے ہین گلرنر نے بڑھکر عیارون پر سینہ سپر کردیا مگر بدحواس آہنگ کے کل
ساحر سحر کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ خنظل جادو آکر پہونچی آتے ہی شریک جنگ ہوئی
عیارون نے جو دیکھا کہ تین ساحر ایک مقام پر ہوے ملکہ خنظل نے آتے ہی زمین ہلادی غول
ساحرون کے جا پڑے جوا   ن عمرو نے زنبیل بجائی عیار منتشر ہوے دو چار نکلکر بھاگے کہ جاکر
امیر سے خبر کرین لیکن جواہر بن عمرو صورت تبدیل کرکے در زندان خانہ پر آیا جہان سردار قید تھے دور سے
دیکھا کئی سو کوہی و چند ساحر نگہبان ہین کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا مہتر وسواس کی صورت

بنکر تیار ہوا اسنے قیدخانے کی زنجیر آزاد کر دی اور جلد جلد دیکھو قدرت بھی سوار ہوی لڑائی ہو رہی ہے عیاروں نے قیامت برپا کی ہے کیا قیدیونکو کوئی لیے جاتا ہے قدرت سبکو بلاتے ہین یہ سنکر کوہی چلے کہا میان وسواس اور غول لا کر اس مقام پر لاکر پہرہ قائم کر دو جواہر نے جواب دیا مین تدبیر کرونگا جادوگر دینے کہان سرداران قیدی پر سے اپنا سحر اتار لوین جلاد کو لا کر ان سبھونکو قتل کرڈالون حمزہ کے دل پر داغ ہو ساحرون نے سحر اتارا سمجھے یہ عیار خدا وند ہی حکم اسکو ملا گیا ہوگا جب ساحر اور کوہی جا چکے تب جواہر قیدخانے مین آیا سبکی قید کاٹی علمشاہ و قاسم و داراب و لندہور و مالک و مقبل وغیرہ قید سے رہا ہوی باہر نکلے کسی نے ستون بارگاہ اٹھایا لندہور نے دوڑ کر ایک نخل اکھیڑا کاندھے پر رکھا اور علمشاہ نے دیکھا گھوڑے ہمارے پھر رہے ہین فوراً سوار ہوے نعرہ کرکے گرے سر جانبے دیکھا کہ قیدی چھوٹ گئے صفونکو درہم برہم کر ڈالے لندہور کو دیکھا درخت کاندھے پر جب مثل گرز کے اٹھا کر مارا جا رہا کے سر پھٹ گئے سنجر مین بھیجے لپٹے ہوئے ہین منگا مہوا کہ دیو آتا ہی علمشاہ نے آکر نعرہ کیا قریب کلریز آکر علمشاہ لڑنے لگے گلریز نہال ہو گیا دیکھتا ہی کہ ایک ایک کوہی ٹکڑے ٹکڑے کار بزور نرگس کو بچاتین سنان نیزہ سے سینے ملا دیے دم شمشیر پر گلے رکھتے ہین بیخوف لڑ رہے ہین جان دینے کو کھیل جانتے ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین عین گرمی جنگ مین طبل سکندر پر چوب پڑی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی صدا آئی نعرۂ امیر

امیر عرب صیغم روزگار
بکف تیغ عقرب بکف ذوالحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر یار
بن کافران از جہان پاک کرد
بکف تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دوسری جانب سے نقارخانۂ سلیمانی بجا بادشاہ جمجاہ کا نعرہ ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم
پل نامور سعد عالم پناہ
بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن صاحب عز و جاہ

جملہ سرداران و تاجداران عالیوقار نعرہ ستیزہ کرکے لشکر لقا پر گرے صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے چلے دیکھا ملکہ نرگس و گلریز غول مین آہنگ کے گھرے لڑ رہی ہین ملکہ حنظل نے بڑی بڑی کد و کاوش کی لیکن دس ہزار ساحرون مین کسکے گھرے ہوے ہے نکلنا دشوار ہے آہنگ نے آگ برسادی برق چمکا کر دریاے سحر بہایا صدہا بندگان خدا مسلمان ڈوب گئے حنظل کنارے دریا ہی سحر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے لیکن دریا کا جوش کم نہین ہوتا صاحبقران نے آتے ہی شاہزادہ گلریز کو

سنبھالا فرمایا ای برادر ہوشیار ہو جاؤ گلریز نے جو صاحبقران کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گیا گرد سرداروں کو
چھوڑا صاحبقران نے ان سرداروں سے فرمایا ای غازیان دیندار اے مجاہدان تہور شعار اپنی مہمان کا
خیال رکھنا سرداران نامی برابر گلریز کے کھڑے ہو کر لڑنے لگے لیکن سحر سے مجبور و ناچار ہیں صاحبقران
نے دیکھا بلوہ ساحران ہین کتا لڑتے بھڑتے قریب آہنگ پہونچے ساحرون نے صاحبقران کو گھیر لیا
سحر کرنے لگے صاحبقران نے اسم اعظم الہی باواز بلند پڑھا سحر ساحرون کے باطل ہونے لگے آہنگ نے
دیکھا ایک جوان خوش رو خوشخو چہرہ آفتاب عالمتاب جرات و شوکت مین لاجواب ساحرونکو قتل کر رہا
ہے کسیکا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا سمجھا یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہے گولہ سحر کا مارا گولہ پھٹ کے گر پڑا تیغہ سحر
کھینچ کر جا پڑا صاحبقران نے تیغہ عقرب پر گا نتھا ہزارہا شعلے بھڑ کے امیر پر تاثیر نہوئی تلوار کو اسکی رد
کیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا لگایا آہنگ نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ عقرب سلیمانی نے سپر کو
کاٹا ہر چند آہنگ نے اسم رد سحر کے پڑھے وہ تیغہ قضا نزر کا مع گینڈے اس بیحیا کے چار ٹکڑے
ہوے مرنے سے آہنگ کے زمین کانپی ابر تیرہ و تار آسمان پر ظاہر ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آہنگ
فلک سیر بود افسوس دیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے صاحبقران
پر جا پڑے ایک سمت سے خنظل نے آکر سحر کیا نرگس و گلریز پڑے زور شور سے لڑے مجمع ساحران
پراگندہ ہوا جب ہزار دو ہزار باقی رہ گئے آپسمین صلاح کی نکل چلو بشکل لاشہ آہنگ اٹھا رولے
بنیثے طرف ہوشربا کے بھاگے اب صاحبقران زمان طرف خنظل و گلریز و نرگس کے بلٹے فرمایا
اب سحر نکرنا ساحر بھاگ گئے غیر ساحرونپر سحر کرنا مناسب نہین ہے گلریز نے عرض کی آپکے سرداروںکو
اس بیحیا نے گرفتار کر لیا تھا حضور ہمکو نہ منع کرین ابھی جا کر لقا کو مار لے ہین صاحبقران نے فرمایا
میرا یہ دستور نہین عنایت سے پروردگار کی لاکھو در لاکھ ساحر مطیع و منقاد ہین اپنے ملک مین آباد و شاد
ہین کبھی مین نے کسیکو اپنے ساتھ نہین رکھا مدد ساحرونکی قبول نہین کی انلوگونکو مکر و حیلہ کرنیکا
اختیار رہے ہمارا معین و مددگار پروردگار رہے ملکہ نرگس و گلریز و ملکہ خنظل صاحبقران زمان کو
دعائین دینے لگے سرداران تہمتن و غازیان صف شکن نے جو دارا ب وغیرہکو انتہا کا زخمی دیکھا اور
تمام کو ہی زخمدار انکو گھیرے ہوئے یہ شیر اسی حال مین مصروف جنگ ہین بادشاہ نے مرکب باد رفتار
طرف تخت لقا کے بڑھایا سبکو آج انتہا کا ناگوار ہے سب سردار بلوہ کر کے لڑتے ہوے چلے سلیمان عنبرین

موے کوہی بصد شد و مد آگے بڑھا آواز دی یاروسب مسلمانون نے طرف خداوند کے قصد کیا ہی اسوقت قدرت کو بچاؤ تمام کوہی اسی مقام پر آکر جیسے تلوار چلنے لگی زمین و آسمان سے خون برس رہا تھا ہزار ہا لاشہ اسی مقام پر تڑپ رہا ہے ابر تیغ سے خون کی بارش ہے نہنگان دریاے جرات کو شناوری کی کوشش ہی دریاے خون کی کشتی طغیان کشتی حیات لقا پرستان طوفانی نقیب لشکر ترغیب دیرہے ہین اے مردان عالم یہ وقت جرات ہے دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑبھڑ کر نام کرو نبرد گہ نکی نام روشن ہوؤ کام کرد

ہم نے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر		یعنی وہ کہتا تھا یہ دست ہی دکھلا کر	

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفرے دور و دراز است و ما بیخبریم

نہنگان مرگیر و دار بلند کوہیان خود پسند مغرور و متکبر لیکن ہیبت شمشیر فرزندان صاحبقران سے متحیر ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب تخت لقا پہونچے سرخاب نعرہ کرکے مقابلہ مین آیا نگاہ پڑی شاہزادہ داراب کشورکشا کی کہ میرا حریف وہ جاتا ہی یہ جبین مرکب ڈالدیا آواز دی او نامرد تونے اسوقت از روے بلوے کے گرفتار کرلیا تھا اب تو مردان عالم سے چار کرادھر کہان جاتا ہی یہ کہہ وار کر سرخاب نے جو داراب کو زخمدار دیکھا پلٹ پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا داراب نے بڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زخمی جان کر سرخاب لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کودے چار جانب برق شمشیر چمک رہی ہے یہ جبین یہ کشتی مین مصروف ہوئے لیکن کوہیون نے قصد کیا کہ بلوہ کرکے داراب کو پھر گرفتار کرلین شاہزادہ صفدر وصف شکن ہاشم تیغزن نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب سرخاب سے لڑرہے ہین ہمراہیان سرخاب نے بلوہ کیا ہے نعرہ کرکے قریب آئے ایک جانب سے خورشید بن ہاشم آگئے کوہیون کو آواز دی او نامرد خبردار قریب نجانا دو جانب سے دو ہمسر اکر شمشیر زنی کرنے لگے اتنی جو مہلت دارا نے پائی سرخاب کو لیے دوڑے ہر چند سرخاب چاہتا ہے رکون لیکن اب شیر کے قبضے مین شکار آگیا زیادہ غصہ یہ کہ جوانان دست چپ میری مدد کو آئے دس قدم تک اسکو ریل کر لائے ایک ہکہ مارا دونون گھٹنے سرخاب کے آشنا زمین ہوئے اسنے چاہا لنگر قائم کرون لیکن زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا سرخاب کو اٹھالیا ہر چند تڑپا لیکن

دارا نے سر سے بلند کیا چہار جانب سے کوہی لوٹ پڑے کئی زخم دارا نے کھائے لیکن سرخاب کو چھوڑا
زمین پر مارا ہاشم وغیرہ گھوڑون سے کود پڑے وہان خوب تلوار چلی کئی سو کوہی مارے گئے ہاشم خورشید
خوب لڑے دارا نے سینے پر گھٹنا رکھ کر اس ہنگامہ مین بھی فرمایا حالا در تناخفتن پروردگار چہ مے
گوئی یہ سنکر سرخاب نے جواب دیا او پسر حمزہ سر میدان تو نے آبرو لی اب مذہب کا سوال کرتا ہے لاکھ جان
میری لات ومنات پر نثار ہے دارا نے سر کھینچکر سرخاب کا پھینکدیا ہمراہیان سرخاب ٹوٹ پڑے
داراب کو سواران دارا نے بمشکل مرکب پر سوار کر لیا لقا کو معلوم ہوا کہ سرخاب خانہ خراب واصل جہنم
ہوا سلیمان عنبرین مو سے کوہی قریب تھا لقا نے کہا اے بندۂ خاص یہ سرخاب بڑا سبز قدم تھا اسکے
آتے ہی کسقدر کشت وخون ہوا قدرت نے اسکو سپہ سالار قدرت کے فرزند کے ہاتھ سے قتل کرایا سلیمان
غصے مین کانپنے لگا مگر معتقد ہے سر جھکا لیا کہا یا خداوند آپسے ڈرنا چاہیے اسیطرح ہمارے مقدمین
بھی تقدیرات برعکس کر دیتے ہین لقا نے کہا اسوقت تقدیر قدرت نے زبردست کی حمزہ کو قتل کر
سلیمان یہ سنکر خوش ہو گیا گینڈا بڑھا کر جا پڑا آواز دی او حمزہ کہان جاتا ہے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا
ہے صاحبقران زمان فوج کوہیان مین جنگ کر رہے تھے سلیمان نے جو نعرہ کیا پلٹ پڑے آتے ہی
سلیمان سے لگاوٹ ہوئی سلیمان جی مین خوش ہے آج قدرت نے حمزہ کے قتل کی تقدیر کی ہے خبردار
کہکر ہاتھ مارا امیر نے سپر پر روکا آواز دی اے سلیمان ہوشیار تیغہ عقرب سلیمانی چمکا کے قریب جا کر
ہاتھ مارا اسنے سپر پر روکا تیغہ عقرب مثل برق گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹکر سر پر زخم کاری آیا
گینڈا بھی اسکا مارا گیا سلیمان کود کر بھاگا ملازم اسکے دوڑ پڑے سلیمان نے کہا یارو یہ فرق خداوند زخمی
ہوا ہے مین حمزہ کے مقابلہ مین بچا آتا تھا قدرت نے تقدیر کر کے مجھکو زخمی کرایا سرخاب قتل ہوا صاف ظاہر ہے
کہ قدرت کو بربادی خاندان کوہیان منظور ہے صدہا ملک تباہ ہوئے جبدن سے قدرت تشریف لائی
سوائے شکست کے فتح حاصل نہوئی یہ کہہ کے ہوادار پر سوار ہوا کہا یارو نکل چلو قدرت بھی چلے آئینگے فوج
سلیمان بیدل ہو رہی ہے سب بھاگے لقا نے جو پلٹکر دیکھا سب کوہی بھاگے جاتے ہین گھبرایا پکارنے لگا
او نامردو قدرت کو تنہا چھوڑ کے بھاگے جاتے ہین سبکو سنگ سیاہ کر دونگا کوہی ایسے گھبرائے ہوئے تھے
کہ کسی نے جواب بھی نہ دیا کرستم لڑتے ہوئے قریب لقا پہونچے نعرہ کیا لقا نے گھبرا کر کہا او علمشاہ اسوقت
قدرت سے مقابلہ نکرنا قدرت کو بہت غصہ ہے علمشاہ نے کہا اپنے اوپر غصہ اتار بموجب مثل قہر درویش بر جان

درویش لقا نے تیغہ چمکا کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پٹکدی
کمر بجیر میں ہاتھ ڈالکے لقا کو اٹھا لیا لقا نے غل مچایا اے بندگان من قدرت کو اس رومی بچے سے بچاؤ
قدرت گرفتار ہوے جاتے ہیں اگر قید ہو گئی سبکو سنگ سیاہ کردینگے کوئی تو ایسے بیزار تھے لقا کو خون نے پلٹ کے
بھی نہ دیکھا لیکن سنجانی باختری مشتری حصاری دوڑ پڑے یہ تو سب جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کا سہارا
ہی ملک بہ ملک اسکے ساتھ بھاگتے پھرتے ہیں سب اسکو خداوند جانتے ہیں یہ بزرگی مانتے ہیں اگر یہ نہ ہیگا
ہمکو کون پوچھیگا یہ سوچکر ٹوٹ پڑے صدہا نے جان دی آخر رستم اسکو گرفتار نکر سکے ہاتھ سے رستم کے چھوٹا
زمین پر گرا باختری لے بھاگے سردار جھیلا ہو ہوئی قتل کرتے ہوئے لشکر لقا کو چلے امیر نے جب دیکھا سردار
نہیں مانتے تعاقب میں مصروف ہیں صاحبقران نے آواز دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان تہور شعار
بھاگے کا پیچھا نہ کرو وہ شکست خوردہ ہیں نکلجانے دو یہ فرماکر تلوار کو نیام انتقام میں کیا سب سردار رک گئے
صاحبقران نے سبکو ساتھ لیا دیکھا سردار بہت زخمی ہوئے سرداروں کو ہاتھ سے تیغے کے ہی مارے گئے انتہا کا صدمہ
ہوا لیکن ضبط کیا سبکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوئے داخل بارگاہ حشامی میں آئے ملکہ نرگس بماد و شہزادہ
گلریز و ملکہ خنظل بھی ہاتھ سے آہنگ فلک سیر کے زخمی ہوئے تھے پہلے انکے زخم دوزی کو حکم دیا ملکہ
خنظل تو محلات میں آئی اپنی دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم خشوقہ خا و سیاہ سے گرملی ملکہ نرگسی چشم نے ماں کو
سلام کیا کہا اے مادر مہربان آپکو کچھ احوال شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی حال معلوم ہے عرصہ دراز سے گذرا ہے
فتح طلسم اسکندریہ گئے تاجروں کی زبانی خبر سنی بعد فتح طلسم اس شیر دلیر نے طرف ہوشربا کے قصد کیا کوئی شمر
صیقل آئینہ دار انکو دستیاب ہوا اسنے رہبری کی طلسم ہوشربا کی طرف روانہ ہو گئے انکے والد نامدار یاد میں
اپنے نور نظر کے بیقرار رہتے ہیں لیکن جری بہادر ہیں زبان سے کچھ نہیں کہتے آپ یہاں سے جاکر چند ساحر انکو روانہ
کیجیے کہ وہ خبر مفصل لائیں بلکہ کسی ایسے معتبر آدمی کو روانہ کیجیے کہ انکو سمجھا کر پھیر لائے انکے والد نامدار سے انکو
ملائے آپکا بڑا احسان ہوگا یہ سنکر ملکہ خنظل گھبرا گئی کہا واری میں ابھی جاتی ہوں کسی ساحر کو روانہ کرتی ہوں
بلکہ بعد انتظام طلسم آئینہ میں خود جاؤنگی شہزادہ والا قدر کو یا تو پھیر لاؤنگی یا خود ساتھ رہونگی ہوشربا میں شریک
رہنا ہم سبکو واجب ہے اکثر طلسم ہوشربا میں ہم گئی ہیں وہاں کے راستوں سے بھی واقف ہیں یہ کہکر ملکہ کی بلائیں لیں
رخصت ہو کر باہر آئی صاحبقران کے سامنے آکر کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا اے
خنظل کیا کہیں اس شیر کے نہ ہونے سے بارگاہ میں سناٹا ہے دنگل پر اس شیر کے غاشیہ پڑا ہے ہمارا کلیجہ پھٹا جاتا ہے خنظل نے

نے کہا لونڈی جائیگی اسکا انتظام کریگی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ خنظل اسیوقت طاؤس پر سوار ہوئی تمام
کلیجہ تھام کر بیرون بارگاہ آئی کہا ای خنظل مین سامنے جد عالی تبار کے کچھ نہ کہسکا لیکن واسطے ایرج
کے دل بیقرار ہے خنظل نے عرض کی لونڈی اسمین فکر معقول کریگی قاسم نے بھی خوب سمجھا دیا ملکہ خنظل
جادو سامنے قاسم کے طاؤس پر سوار ہوئی طرف طلسم آئینہ کے روانہ ہوئی یہان صاحبقران نے ملکہ نرگس و
شہزادہ گلریز کی تین روز برابر دعوت کی تیسرے دن دونون نے عرض کی لونڈی غلام اب رخصت ہوتے ہین
صاحبقران نے فرمایا ای نرگس ہماری جانب سے ہمارے دوست صادق محب واثق عمرو سے کہنا کہ شہزادہ بدیع الزمان
کو لاکر ہمسے ملاؤ اسد نامدار کے دیدار کے سب مشتاق ہین سب سردارون نے عمرو کیواسطے نامے لکھے سب نامے ملکہ
نرگس نے جھولیمین رکھے صاحبقران سے زن و شوہر رخصت ہوے اسوقت لشکر مین اک غلغلہ تھا ہر شخص نے ملکہ نرگس
کے پاس آکر عرض کی خواجہ عمرو کو سلام کہنا ایکبار سے کرب نامدار آنکھون مین آنسو بھر کر ہوے قریب شہزادہ گلریز کے آئے
گلریز نے سنا ہے کہ یہ طلسم کشا کے والد نامدار ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای نظر کردہ بزرگان جو ارشاد ہو فرمایئے
کرب نے کہا ای گلریز نور نظر کے فراق نے یہ ہمارا حال کردیا آنکھون سے نہین سوجھتا تلوار کھینچنے مین خفت کاٹ مین
تلوار کے فرق آگیا وہ شوکت و جلالت باقی نہین رہی کہنا ای نور نگاہ ای فرزند عالیجاہ اب اپنا روی زیبا ہمکو
جلد دکھاؤ تمہاری والدہ ماجدہ زیبہ شیر گیر آٹھ پہر روتی ہین اشکون سے منھ دھوتی ہین بیان پر کرب کے
نرگس و گلریز خوب روے شور گریہ و زاری بلند ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج کرب نامدار کو یاد فرزند نے
بہت بیقرار کیا ہے ہچکیان لگی ہوئی ہین ایسا نہو روح قالب سے نکلجاے صاحبقران باہر آئے دیکھا کرب نامدار
مثل ابر نوبہار زار زار رو رہے ہین ملکہ نرگس و گلریز کہ رہی ہین حضور انشاءاللہ اس سال مین طلسم ضرور فتح ہوگا
ان بلاؤن سے خدا بچاے اب آجکل مقابلہ ملکہ تاریک مشکل کش شروع ہوگیا ہین اگر خدا نے اسسے بخیریت
بچایا حضور سب کا قول یہی ہے کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہے وہ شیر دلیر ایسا لڑا ساحرون کے دانت کھٹے
کر دیے بڑے بڑے کھیت پڑے زبردست ماریگئے یہ ہر مقام پر سرخرو رہے جرات اپنے فرزند کی سنکر چہرہ کرب
نامدار کا سرخ ہوگیا خوش ہوکر فرمایا ہمنے اسکو پروردگار کے سپرد کیا ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہہ دینا کہ
اے نور نظر تمنے اپنے نانا کا نام روشن کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے صاحبقران نے کرب
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا دو رکعت نماز شکریہ بے نیاز کی ادا کرو جس معرکے پر تمہارا بیٹا پہونچا اور
جس طلسم پر دست انداز ہوا کبھی ایسا طلسم ہمکو بھی نہ ملا تھا کرب نے سر جھکا لیا کہا سب حضور کا تصدق ہے کل

ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز سب سے رخصت ہوئے تخت پر بیٹھکر مع چارسو کنیزون کے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوی بیان لقا جو شکست کھا کر آیا غصے مین حکم دیا واسطے افراسیاب خانہ خراب کے نامہ لکھو کہ کیون او بچہ پاڑا مغرور سراپا قصور ہوا بیان حجرہ بلا کو تقدیر کرکے قتل کراونگے قدرت سبکو مٹادینگے ایسے ساحر ذنکو بھیجا ہے جو سراپا غرور سے مغرور قدرت کبھی کسی کے غرور کو پسند نہ فرمائینگے تب سے مہملات لکھوا کر بطور مذکور روانہ کر دیا

دو کلمہ داستان ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز کے طرف طلسم ہوشربا کے گئے غزل

پاؤن مین کسطرح یہ ستمگر کہان نہین
ڈھونڈو تو کس مکان مین وہ لامکان نہین
ایسا ہو کہ درد تمھاری کمر مین ہو
گلزار عاشقی سے کہین زعفران نہین
کیا اختیار ایسے تلون مزاج کا
تیار ہے فلک یہ شرک کہکشان نہین
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہے مدام
ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہین
جلوے کو تیری کسلیے ہے مجھسے دشمنی
جو قائل کرامت پیر مغان نہین
دل سے بھلا دیا ہی گلون ہی نے کیا مجھی
اپنا ہما فریفتۂ استخوان نہین

وہ سر زمین ہے کون جہان آسمان نہین
مجھسا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
اچھا یہ بار گیسوی عنبر فشان نہین
کرتا دہان یار کی رنگینیونکا وصف
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین
جھوٹلے ہمای غم کی مین عوت کرونگا کیا
ہو کوچہ گرد گیسوی عنبر فشان نہین
نظرون مین عنبر کی جو شبکٹ ن کیا عجب
ای ماہرو یہ ہے دل عاشق کتان نہین
محو نظارہ دل تو وہ تب سے حجاب مین
اب برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین
کس لالہ رو کے گھر مین نہین دل اقلق

دلبین نہین کہ آنکھوں مین جلوہ کنان نہین
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا ہے کون
مجبور ہے کہ غنچے کے منھ مین زبان نہین
اس غیرت مسیح کی مجھی کیواسطے
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین
لون دیکھے نقد ہوش تک آئے جو میکدے مین
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین
کیفیت آکے میکدے مین دیکھ جا ای وہ
حیران ہے آئینہ رخ جانان عیان نہین
وہ دل علیل ہو مرتے ہین جو کوئی کوی
وہ کونسا چمن ہے جہان آشیان نہین

یہ دونون زن و شوہر یعنے ملکہ نرگس و شہزادہ گلریز طرف طلسم ہوشربا کے چلے ملکہ نرگس نے کہا صاحب راستہ اصلی ترک کرو کوہستان و غارستان کی جانب چلو ورنہ سمیم جالندری ملازم افراسیاب روکے گی شاہزادہ گلریز نے کہا مین تعاقب مین آہنگ فلک سیر کے اس جانب سے آیا مکارہ کرکرا ایلچی وہ کیا روکے گا اور کسی راستہ سے جائینگے عرصہ ہوگا خواجہ عمرو فرمائینگے ایسے وقتمین ہماری تنخواہ حاضر ہوی یہ وقت جانبازی ہے جلد پہونچنا مناسب ہے اسوقتمین ہر جانباز خیر خواہی کا طالب ہے چلو اسی طرف نکل چلین ملکہ نرگس نے کہا بسم اللہ طرف دربند جالندریہ کے چلیے لیکن سمیم جالندری جب سے گلریز کو راستہ بھٹکا یا اپنی سرزمین

سے صلاح کی کہ یہ جوان جا کر لشکر خداوند مین ضرور فساد برپا کریگا آہنگ گھبرایا ہوا گیا ہے مقابلے مین بھی یقین ہے یہی غالب آئے یہ ذکر تھا کہ تیسرے دن خبر آئی کہ لاشۂ آہنگ اسکے ملازم لیے ہوے آئے اسنے ان سے حال پوچھا معلوم ہوا مارا گیا کہا کیون صاحبو ہزار ہا ساحر لشکر خداوند مین گئے کوئی زندہ نہ واپس ہوا اب یقین ہے کہ اسطرف سے زن وشوہر بھی ... بیٹھ ہون کنیزون سے صلاح کرکے بالائے قلعہ آکر کھڑی دیکھا زن وشوہر آتے ہین سیمتن نے بڑھکر سلام کیا کہا ملکہ نرگس صاحب چند ساعت ہمارے قلعہ مین ٹھہر جائے جو کچھ تحفہ پیش اس کنیز کو ممکن ہے تناول فرمایئے مین کچھ عرض بھی کرونگی زن وشوہر اسکی چرب زبانی پر اتر آئے دونونکو یہ استقبال کرکے دارالامارت شاہی مین لائی عرض کی حضور ہمارے تو اعتقاد مین فتور آگیا ہزار ہا ساحر براے مدد خداوند لقا اسی جانب سے گئے کوئی زندہ نہ پلٹا ہوشربا مین دمبدم طلسم کشا کی ترقی ہے لونڈی کو اپنے ساتھ لیے چلیے چلکر ملکہ مہرخ سے ملا دیجیے یہ سنکر نرگس جادو خوش ہو گئی گلریز نے کہا ملکہ انکو بھی طلسم کشا جوہر شناس خاک اساس صاحب جوہر حریف بہادر حسب ونسب ان کے لشکر سے ہم آئے ہین بزرگ انکے کسب لیاقت حسین فیاض ہم لونڈی غلام کے واسطے ہزار ہا ملازم قتل کرا دیے مگر ہماری دادکو نہ پہونچے لشکر لقا مین تہلکے ڈالدیے چلتے چلتے کس لطف سے رخصت کیا ہے ایک ایک مخلق ومروت ملا سیمتن نے کہا اب آپکے سبب سے ہم بھی ان صاحبونکو دیکھینگے ملاقاتین ہونگی گلریز و نرگس تعریفین خلق واخلاق صاحبقران کی کررہے ہین سیمتن نے فوراً سامان دعوت مہیا کیا طائفے بلائے سامان رقص وسرود آراستہ ہوا گھڑی دو گھڑی تو اس ملعونہ نے دعوت سادہ کی جب دیکھا یہ سب کھانے پینے مین مصروف ہوے کنیزون کو اشارہ کر دیا شراب مین بیہوشی ملا دی جام آغشتہ بدارو دی بیہوشی زن وشوہر کو پلا دی یہ بیہوش ہوئے کنیزون کو بھی گرفتار کر لیا ان دونونکی زبان مین سوزن دیا مسلسل ومطوق کیا اب وزن وشوہر کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا پایا سیمتن نے آواز دی مین نے تم سے لڑنا مناسب نجانا اب تمکو خدمت افراسیاب مین روانہ کرتی ہون شہنشاہ قتل کرینگے قلزم جادو اپنے سپہ سالار کو بارہ سو ساحران غدار ہمراہ کرکے حکم دیا ان گنہگارونکو حضور شہنشاہ کی لیجاؤ قلزم ملکہ نرگس کو ہر دریا حسن خوبی و شہزادہ گلریز ... دیا ہے جرات کو ارادہ بروال کر قلعے سے نکلا مگر جب ملکہ نرگس گلریز اپنے قلعہ سے چلے تھے ملکہ سمرخ جمو کو عرضی لکھ بھیجی تھی کہ ہم فلان تاریخ اپنے قلعہ سے روانہ ہونگے یہان لشکر اسلام مین اندھا ریکا تہلکہ سنا اپنی اپنی جان کی پڑی تھی ملکہ سمرخ جمو نے ایکدن ہلال سحر انگن سے کہا بن مجکو تردد ہے ہمشیرہ ہماری ملکہ نرگس

اور بہنوئی ہمارے شاہزادہ گلریز اپنے قلعہ سے روانہ ہوئے لیکن یہان نہین پہونچے مقام اندیشہ ہے آٹھ پہر انھین کا انتظار
ہے ہم چاہتے ہین اسوقت بدین مع عزیز و اقارب طلسم کشا پہ نثار ہون شاید انپر راہ مین کوئی افتاد تو نہین پڑی ملکہ
ہلال طلسم نے فرمایا اس زمانے مین افتاد پڑنا کیا مشکل ہے کسی ساحر نے روک لیا ہو مگر کرنا پڑا ہوا ایک کنیز کو روانہ کرو ابھی آتی ہین
سے ملکہ نرگس کو دیکھ آوے مفصل خبر لائے ملکہ سرخ مو نے اسی وقت ایک کنیز کو روانہ کیا وہ گئی اور واپس آئی
عرض کی اہالیان قلعہ سے ثابت ہوا وہ تیسے گذرے اپنے قلعہ سے کوچ کیا فلان منزل تک تو نشان معلوم ہوا یہ
بھی سنا راہ مین کسی سے مقابلہ پڑا پھر نشان نہین ملتا یہ حال سنکر ملکہ سرخ مو بہت پریشان ہوئین بیٹھی رونے
لگین ناگاہ خواجہ عمرو تشریف لائے پوچھا کیون تم تو بہت پریشان ہو یہ ظاہر ہو کہ آجکل بلائین نازل ہین افراسیاب
سامان دعوت تاریک سے مہلت پائیگا قیامتین بپا کرے گا کوئی رنج تازہ پہونچا سرخ مو نے آہ سرد دل
پر درد سے کھینچی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و مبدم فلک کج رفتار گردون غدار نئی مصیبت دکھاتا ہے انقلاب نیا
پہونچاتا ہے اب تو یہ کیفیت ہے شعر

نے شمع تخت خواہم نے مہر جگنا نہ را	خواہم کشتم بہ یکسو از مردمان عشانرا اگرچہ ہر دم ازین باغ برے میرسد
تازہ ترانہ تازہ ترے میرسد	ابھی خبر آئی ہے ملکہ نرگس بہن میری و شاہزادہ گلریز شوہر اسکا اپنے قلعہ

سے چلے راہ مین آکر غائب ہوگئے راہ مین کسی نے قید کر لیا افراسیاب آجکل یہان مصروف سامان جنگ وجدل
ہے جابجا عملداری مین خلل ہے اب مین کہان تلاش کرون اگر انپر کوئی حادثہ پڑا اور ہمینے خبر نہ ہوئی یہ بھی مشکل ہے لیکن جم
حیات متزلزل ہے ابھی تو افراسیاب سامان دعوت تاریک مین مصروف ہے لڑائی اس آدم خوار کی خوشی پر موقوف
ہے اگر خلاف نہو تو مین جاکر بہن بہنوئی کو تلاش کرون خواجہ نے کہا مین برق و جانسوز کو روانہ کرتا ہون مین
خود انکی تلاش مین جاؤن سرخ مو نے کہا اسوقت مین آپکا لشکر سے جسم کہر جدا ہونا مناسب نہین ہے مین جابجا تلاش کر لونگی
اگر پتہ ملگیا تھا ورنہ بہت جلد واپس آؤنگی یہ ذکر تھا کہ مہتر چالاک بن عمرو آیا کچھ ہنستا ہوا آنکھون مین آنسو بھی بھرے
ہوئے عرض کی قبلہ و کعبہ کیا عرض کرون اسوقت غلام آپکا دربار افراسیاب مین گیا تھا کچھ جادوگر شکست
خوردہ کوہ عقیق سے آئے انھون نے بیان کیا کوئی آپ کا رفیق اور ایک شاہزادی والا قدر لشکر صاحبقران مین
پہونچے وہان بڑی لڑائی پڑی انکا افسر آہنگ فلک سیر تھا وہ مارا گیا ہم تو شکست کھا کے چلے آئے وہ زن
و شوہر وہین رہگئے عمرو نے کہا اے ملکہ سرخ مو معلوم ہوتا ہے کسی وجہ سے ملکہ نرگس و گلریز تا بہ لشکر صاحبقران
پہونچے یہ تو دریافت ہوا کہ وہان لڑائی پڑی یہان کا ساحر مارا گیا اب انپر راہ مین کوئی افتاد پڑی بیٹا چالاک

یہ سنکر خبر تو لو اپنے کو تا یہ دربند جالندریا پہونچا ہمشیرہ ملکہ سرخ مو کی خبر لاؤ سرخ مو بہت پریشان ہین سرخ مو نے عرض کی استاد ہان بابائی تہنگار ہو فلک درپے آزار ہو ہین یہ کہنے لگے آنکی چالاک نے کہا مجھکو جانے دیجیے عمرو رونے لگا کہا اے ملکہ تمام حصہ دراز ہوا لشکر سے اپنے جدا ہوئے تمام لشکر اسلام سنکر یہ بھی گھبرا گیا مین بھی متردد ہون فراق مین اپنے آقائے نامدار کے یہ کیفیت بہم پہونچی ہر یہ مضمون اشعار

اشعار

تنہا بسطرح خلق سے عزلت گزین ہوئین
مین جو نہ تمھارا سایہ تو پایان تم وہین ہوئین
تارا سا جو چہوٹا ہین کہ نگین کی برنگ آب
پر اُڑکے جا پہونچیے کہین جیسے نگین ہوئین
انکو اضطراب ونکو بیان کرتے ہم نہین

ہون اسطرح تمہا ملین کہ گویا نہین سو نہین
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہوئین
نام آسمان پہ ہو مرا زیر زمین ہوئین
تم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہین
پر جو نگاہ دے ہے رگ بسمل سے کم نہین

ہین وہ نہین کہ کم ہو کہین اور کہین ہوئین
مانند سایہ سر سے قدم تک چلین ہوئین
ہون طائر خیال نہ پر ہین نہ میرے بال
ہے شور الغیاث صریر قلم نہین
ایسے دو چار اشعار اپنے آقا کی یاد مین

عمرو نے پڑھے کہ سب رونے لگے چالاک نے فوراً بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے عرض کی غلام کو بعنایت رخصت دیجیے انشاءاللہ انکو تلاش کر کے لاؤنگا ہرچند سرخ مو نے کہا چالاک نہین جانے دو چالاک نے کہا کچھ نہ فرمایئے یہ کہکر فوراً روانہ ہوا بعد جانے چالاک کے عمرو نے کہا اے ملکہ سرخ مو انصاف کرو یہ ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچہ انکا افسر ہے عیاری مین سب سے بہتر ہے صاحبقران میرے فرزندون کی بڑی آبرو کرتے ہین اسوقت اپنے بھائیون کو یاد کر کے بیقرار ہوا اس خواہش سے گیا ہے کہ خبر خیر و عافیت تو سکی سنون یہ کہکر عمرو باہر نکلا تردد مین مصروف ہوا حال یہان کا تحریر ہوگا لیکن مہتر چالاک بن عمرو فی الحقیقت مشتاق خبر لشکر ظفر اثر خواہان حالات برادران نامور لشکر سے نکلا بھاگا ہوا جاتا ہے ایک مقام پر اسے دیکھا کہ دن قلیل باقی ہے ایک سائیس ایک مرکب کو تھامے ہوئے قریب درہ کوہ کھڑا ہے چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر اک گنوار کی صورت بنکر سامنے سائیس کے آیا پوچھا بھائی مرکب یہ کسکا ہے سائیس نے کہا ہمارے مالک شکار کھیلنے آئے ہین آہو زخم کھا کے درہ کوہ مین گیا اسکو ڈھونڈھنے گئے چالاک نے پوچھا تمھارے مالک کا نام کیا ہے سائیس نے کہا قلزم جادو نام ہے قیدیون کو لیکر دربند جالندریا سے چلے ہین خدمت افراسیاب مین جاتے ہین چالاک سمجھا حیات مار کر سائیس کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے اسکو تو کنارے ڈالدیا گھوڑا تھام کے کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے قلزم جادو اپنی موج مین آہو کی ٹانگ پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باہر آیا آہو کو شکار بند سے باندھا گھوڑے پر سوار ہوا چالاک نے رکاب پر ہاتھ رکھدیا ساتھ ساتھ چلا تھوڑی دور پر آکے

سے اشارہ کیا بینت نے نکال کے اشرفیان دکھائین محیط تجھی پودینہ تجھپر بتا ہی اس نگوڑے کی اشرفیان
نہ لین تو کچھ کام نہ نکلیا یہ نگوڑا ایسا ہاتھ لگا ہے کہ رعب مین رہجائیگا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے پودینہ آج کا رکا حال
بیان کیا میان نے شکار کیے ہیں کچھ ہاتھ نہ آتی ہونی ساتھ ہولی گوشہ مین آکر پودینہ نے پانچ اشرفیان نکالین کہا
بی محیط ہم بھی تمہارے عوض مین مو ملکا نین کھورے کا واسطہ تھا کہ یہ مہرین جمع کین محیط نے اشرفیان تو
ہاتھ جوڑ کر چھین لین بچے پکڑ کے دو دھپا نیچے مارے کہا کیون نگوڑے مالک سے کہدون پودینہ ہاتھ جوڑنے
لگا کہا صاحب ہماری اشرفیان دیدو آپ ہم کبھی ایسا ارادہ نہ کرینگے محیط نے کہا اچھا کل دیدینگے چالاک نے
کہا اچھا صاحب یا ہمری مہرین دو یا وہ بات مان لو محیط نے کہا جا دور ہو ارے اس دریا مین بہت سے ڈوبے
کوئی نہ ابھرا چلا جا نہین مالک سے کہکے سزا دلوا دونگی چالاک نے اپنے پاس سے ایک بیڑہ پان کا نکالکر کہا اچھا
بی بی میرے ہاتھ کا بیڑہ تو کھالو صبر ین تمہیر صدقے گین محیط نے بیڑا کھایا کھاتے ہی اللہ کھڑا کے گری اسکو چالاک
نے اٹھا کر ایک صندوق مین بند کیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر محیط کی شکل بنکر باہر نکلا نائکہ نے پوچھا پودینہ
کو کیا کیا چالاک نے کہا امی جان اسکا ذکر نہ کرو اشرفیان مین نے لےلین آخر گردن مین ہاتھ دیا اشرفیان
سبکے سامنے ڈالدین نائکہ خوش ہوگئی چالاک اسی شکل بنکر بیٹھا ہے اب فکر ہے کہ کچھ تدبیر کردن آج تجھکو قلزم
کو دریا ہولی دکھاؤن غرق محیط بلا کرون کشتی ساحران ڈوبے ملکہ نرگس وگلریز کو گرداب آفت سے نکالون
یکایک ہلڑ ہوا کہ قلزم جادو آتا ہے بولے کہا آج نئی بات ہے کبھی قلزم نہ آتا تھا اتنا بڑا افسر اعلیٰ آکوئی باعث
ہے چالاک گھبرایا کہا امی جان مین تو بھول گئی کیا کبھی خیمے مین ہمارے تمہین آیا نائکہ نے کہا بٹیا تم بھول جاتی
ہو جیسے تم نوکر ہوئین وہ اس خیمے مین کبھی کاہیکو آیا چالاک نے جلدی سے لوٹا اٹھایا کہا مین پیشاب کرآؤن
تم انکو بلا کے بٹھالو یہ کہکے چالاک بیت الخلا مین گیا قلزم گھبرایا ہوا آتے ہی سب سے پوچھا محیط کہان
ہین نائکہ نے کہا میان خیر تو ہے اسوقت تم گھبرائے ہوئے کیون ہو لونڈی تمہاری پیشاب کو گئی ہے کیا
کچھ رات کو لڑکے آئی تھی مجھسے مفصل کہو قلزم نے کہا جلد انکو بلاؤ تم کیا جانو میری جان پر صدمہ ہے دیکھیے
جان کیونکر بچتی ہے چالاک نے یہ سب باتین سنین لوٹا پاخانہ مین پھینکر کودکے نکل گیا دوسری جانب سے ایک فقیر
کی صورت بنکے آکھڑا ہوا سوالی کرکے بیٹھ گیا یہان جب عرصہ ہوا قلزم نے کہا ارے جلد بلاؤ نائکہ کانپتی
ہوئی دوڑی اور رنڈیان ساتھ لین انسے کہتی ہے محیط کی بدمزاجی نے مجھکو مارا رات کو لڑی ہوگی نازک مزاج
ہے وہ نوجوان تنخواہ الگ دیتا ہے گھر کا سا خرچ ہے اسکے ذمے عید ہولی دیوالی وغیرہ مین جوڑے بنا دیتا ہے آج

سہت ہی بخیلتے مین ہو ارے تم سب ملکر اسکو سمجھانا بدصورت ہو تو بلا سے چار پیسے تو دیتا ہے تم لوگ جیسونکو راضی
کرکے چار پیسے لیتے ہین ایسی خدمت کرتے ہین گھروالون کو بھلا دیتے ہین قلزم نے جو دیکھا ناگہ قریب پاخانے کے
کھڑی کھسر پھسر کر رہی ہو جھلا کر اٹھا کہا ارے صاحب جلد محیط کو بلاؤ ناگہ نے کہا کسیان تمھارے آنیکی خبر سنکے
بلانی ہشیاب کو چلی گئی ابھی آتی ہو قلزم نے کہا تم کیا جانو ابھی یہ جاتی ہو یہ ہی آ بر دیر نہی ہو کہ کلیکے پاخانہ مین تم گھس کر
دیکھو خالی لوٹا رکھا ہو قلزم سر پیٹنے لگا کہا بڑی بی تمنے ایسی کھسر پھسر کی وہ سمجھ گیا دیکھیے اب میری جان جاتی ہو مگر
بچتی ہو ہائے میری آشنا کہان ہو ناگہ نے کہا بیٹا صاف صاف کہو قلزم نے کہا مین بارگاہ مین بیٹھا تھا میری پریشانی
پھر وہی کہ عیار خیمے مین محیط کے پہونچا اسکی صورت بنا بیٹھا ہے مین دوڑا کہ جا کے اسکو گرفتار کر لون تمنے عرصہ کیا وہ بھاگ
گیا اب تو ناگہ بھی پیٹنے لگی نوچیان بچیاڑین کھاتی تھین ہو ہو ہماری باجی امان کہان گئین آپ کا سائیس لپو دینے
آیا تھا اسی نے بیمار بنایا پہلے چاشنی دکھائی طبلہ بجایا پھر الگ بلا کے لیگیا ابھی تو وہ آگے بیٹھی تھین قلزم نے تلاش
کیا صندوق مین محیط بیہوش پڑی ہو اتنے عرصہ مین سردار بھی قلزم کے آئے سبنے کہا حضور عیار کو پکڑا اسنے کہا
صاحب وہ بڑا مکار ہو میرے پہونچتے پہونچتے وہ نکل گیا آشنا کو میری صندوق مین بند کر دیا بڑی خیر ہوئی لیکن اب
ہوشیار رہو محیط جو نکلی گھبرائی ہوئی کہا صاحب دیکھو وہ نگوڑا لپو دینے مجھکو کیا کیا باتین کہتا تھا قلزم نے کہا ملکہ
تصدق اتار دجان تمھاری بچ گئی اب دیکھیے مین تا پہ لشکر افراسیاب کیونکر پہونچتا ہون وہ ابھی اسی لشکر مین
موجود ہو ہر جگہ پہرے تاکید کی خبردار یہان کوئی غیر نہ آنے پائے خوب سمجھا کے باہر نکلا چالاک فقیر بنا ہوا یہ سب کیفیت
دیکھ رہا تھا جب قلزم یہ سب انتظام کرکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا لیکن ساتھ والون سے کہا میرا سائیس درہ کوہ
مین بیہوش پڑا ہے اسکو جلد ہوشیار کرکے لاؤ چالاک یہ سنتے ہی بھاگا جان پہ کھیلے ہوئے دل سے کہتا ہوا کہ یہ
ملعون بڑا ہوشیار ہے یا تو اپنی جان دون یا ملکہ نرگس وغیرہ کو رہا کرون یہ سوچتا ہوا درہ کوہ مین آیا سائیس کو
کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر اس مقام پر لیٹ رہا قلزم کے لوگ آ گئے اسکو ہوشیار کیا چالاک اٹھتے ہی رونے لگا
کہتا ہوا چلا حضور مین نے کیا خطا کی تھی جو مجھکو یہان ڈالدیا سبنے کہا ارے تو کیا جانے عیار نے آکے تجھکو بیہوش کیا
تیری شکل بنکے مالک کی رنڈی کے خیمے مین پہونچا ہمارا آقا بڑا ہوشیار ہو فوراً خبر پاگیا وہ عیار نہ ملا چالاک نے
کہا حضور مین نوکری نہ کرونگا یہ باتین مجھکو نہ سکھائیے پڑھائیے یار دوست کوئی نہ تھا مین نے ہرن کو گردن پر نہ
لاد لاسی خطا پر مجھکو یہان ڈال گئے روتا پیٹتا سامنے قلزم کے آیا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور میری تنخواہ
بیباق کیجیے مین اپنے گھر جاؤن آپ نے مجھکو درہ کوہ مین ڈالدیا کوئی جانور آتا مجھکو کھا لیتا ابھی مین تیا ڈھونڈ نیچا

بھر کے آیا ہون جورو نوجوان محلے والے بدمعاش خوشیان کرتے ہونگے کہ اچھا ہوا پودینہ مرگیا مین گاؤن مین جاکر
کھیتی کرونگا نوکری مین جان کا خوف ہے قلزم نے کہا ارے سن تو سہی میری کیا خطا ہے عیار بیہوش کرکے ڈال
گیا میری ہی جان بچ گئی اگر مین جلدی تدبیر نکرتا میری ہنڈی کی شکل بن چکا تھا اتفاق سے بن نے بیٹھے بیٹھے
خیال کیا چالاک نے کہا حضور میرا کلیجہ جل رہا ہے جتنی دیر مین سویا بڑے بڑے خواب دیکھے فوج لیکر بڑے بڑے
وزیر آئے مجھکو تخت پر بٹھاتے تھے آپ کے لوگون نے جاکر جگا دیا میری سلطنت مٹ گئی آپ کنارے چلیے تو مین مفصل
حال آپ سے کہون اب بھی میرے سامنے بڑے بڑے تماشے ہو رہے ہین لوگون نے کہا بیہوشی کا نشہ ہے ایسی
ایسی باتین کرتا ہے حضور آپکا پرانا نوکر ہے اسکو تسکین دیجیے قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا تنہا خیمے مین لایا کہا بیان کر کیا
تجھکو معلوم ہوتا ہے کہا کسیان سب خداوند آئے ہین مجھکو بلاتے ہین مین کہتا ہون مین نجاؤنگا میری جورو کو
پکڑتے جاتے ہین کالے کالے آدمی مجھے ڈراتے ہین قلزم ہنستا جاتا ہے اور کہتا ہے گھڑی دو گھڑی مین تیرے
ہوش درست ہوجائینگے کوئی تجھکو نہ گرفتار کرے گا ہم گھر پر تیرے فوج روانہ کر دینگے تیری جورو کی حفاظت
کرینگے کوئی اسکو نہ پکڑ سکیگا چالاک نے کہا نہین صاحب میرے گھر پر نہ کسی کو بھیجیے میری جورو بڑی
مزاج ہے سبکو گالیان دیگی اسی طرح کی باتین کرتے کرتے چالاک نے باتون مین مصروف کیا یکایک گھبرا کر
کہا دیکھیے کالے آدمی خیمے مین آگئے قلزم پلٹا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے تباب مارا قلزم
بیہوش ہوا چالاک نے قلزم کی زبان مین سوزن دیا چٹائی مین لپیٹ کر اسکو کھڑا کر دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر
چڑھا دی بشکل قلزم تاج پہنکر باہر آیا سبنے کہا حضور پودینہ کو کیا ہوا کہا اسکو بیہوشی کا نشہ تھا مین نے
سحر کرکے اسے سولا دیا ورنہ سر پٹک کر مرجاتا مین ابھی فیصلہ کیے دیتا ہون قیدیون کو قتل کر ڈالون فساد مٹ جائے
عیار لشکر مین آگیا ہے کسی اور صورت سے مجھ تک پہونچے گا جلد قیدیون کو لاؤ آپ اچک کر تخت پر بیٹھا
صاحب گرد تمکین ہوئے داروغہ قیدخانے کا گیا ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز کو دربار مین لایا زن و شوہر بیقرار
اپنے حال زار پر رو رہے ہین نرگس جادو کہتی ہے دیکھو صاحب کس لیے چلے تھے کیا کیا صدمات اٹھائے لیکن
معلوم ہوتا ہے ہماری خبر لشکر اسلام مین پہونچ گئی کوئی عیار آیا اسے عیاری کی اسی غصے مین قلزم نے ہمین
تمہین طلب کیا ہے ارادہ اسکا قتل کا ہے گلریز نے کہا جو مرضی خدا کیا چارہ ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے اشعار

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے
ہر نفس چہ قسمت ہمہ انگشت نگون ہے

جو آہ ہے سینے مین سو فوارۂ خون ہے
قائم ہے بنا درد کی فریاد سے اپنے

پھر جاتی ہے سینے کو مرے آہ بھی الٹی
جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے

اپنی حسرت و یاس لائق بیقراری کیفیت اپنی قابل اشکباری ہی بخت رسا نے یہ رسائی کی صاحبقران کی قدمبوسی
نصیب ہوئی لیکن فلک نے اس بلا مین پھنسایا اب قلزم قتل کرے گا مین سب سے زیادہ صاحب تمھارا غم ہے
افسوس اس زمانے مین جاکر شریک لشکر اسلام ہوتے جان اپنی نثار کرتے تقدیر کو نہ منظور ہوا نہین معلوم
ہمسے کیا قصور ہوا اینہے کلمات حسرت آیات زن و شوہر مین ہوتے ہوئے اپنی مصیبت پر روتے ہوئے
بارگاہ مین سامنے قلزم کے آئے قلزم نقلی نے دیکھتے ہی بقہر و غضب تمام آواز دی کیون اے نرگس و گلریز
تمھارے ساتھ افراسیاب نے کیا برائی کی کیون نرگس کبھی تجھکو شہنشاہ نے آنکھ دکھائی یون یکایک
نگاہ پھیر لی ہو بس بہتر یہ ہو سامری جمشید کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرونگا گلریز نے کہا او بیحیا مرنے سے
کسے ڈراتا ہی جیسدن سے افراسیاب سے بگڑی اُسیدن سے جان اپنی طلسم کشا پر نثار کی تجھسے جو ہوسکے قصور نکر
ہمسے اطاعت کی امید نہ رکھ قلزم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین تو تمکو زندہ تباہ افراسیاب لیجاتا لیکن
فرزند عمرو نے آکر مجھکو ستایا میری آشنا کو بیہوش کیا اب بھی میری فکر مین ہوگا میرا اسم مجھکو خبر دے رہا ہی مین
تمھارا تو خاتمہ کر دون یہ کہکے تخت سے اُٹھا کہا تمکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سردار ون نے کہا آپ کیون تکلیف
کرتے ہین چالاک نے کہا خبردار کوئی صاحب دخل نہ دو تلوار چمکاتا ہوا قریب نرگس آیا کہا دیکھ مین اک بات سمجھاتا ہی
اگر نہ مانے گی بہت پچھتائیگی سر جھکاکے کان مین کہا اے ملکہ نرگس منم چالاک بن عمرو نرگس حیران ہوگئی
کہ کیا کمال کیا چالاک نے گلریز تو حیران ہو کہ میری زوجہ سے کیا چپکے چپکے باتین کرتا ہی یہ پہنستی ہیں کچھ سحر
نہ کر دے لیکن اک رفیق قلزم کا کسی کام کو اس خیمہ مین گیا تھا قلزم کا چٹائی سے باہر نکلا ہوا تھا اسنے
گھبراکے چٹائی کو کھولا دیکھا کہ ایک شہنشاہ اندر ایک باہر ایک کے دو ہوگئے یہ کیا معرکہ ہوا دیکھا دماغ پہ پٹی
بیہوشی چڑھی ہوئی اور زیادہ گھبرایا کہ یہ پٹی کس نے چڑھائی ڈرتے ڈرتے پٹی اُتاری چھینٹا پانی کا دیا قلزم نے
گھبراکے آنکھ کھول رفیق نے کہا حضور یہ کیا معرکہ ہی آپکو کون چٹائی مین لپیٹ گیا آپکی شکل کا دوسرا آدمی تخت
پہ بیٹھا عدل کر رہا ہی قیدیون کو بلاکے قتل کا حکم دیا چاہتا ہی قلزم نے کہا غضب ہوا ارے وہی عیار ہے
مین نے بڑا دھوکا کھایا سائیس بنکر وہی آیا تھا غصے مین اسباب سحر لیکر چلا چالاک نرگس سے باتین کرتا ہے
گلریز یہ بھی اپنا حال ظاہر کیا زن و شوہر کو اپنی عیاری سے باہر کیا لیکن کہتا ہی تمکو شراب مین بیہوشی
پلاکے بیہوش کرون لشکر بہت ہی نرگس کہتی ہی اسے مت ڈالو اگر ہم اہالیان فوج سے سمجھ لینگے کھڑے کھڑے
شکست دینگے چالاک کو خیال ہی ایسا نہو اپنی کوئی زخم پہونچے ملکہ سرخ مو پریشان ہونگی یکایک اندر سے

قہقہے کے نعرہ ہوا شاباش او عیار بکار ہمہ قلزم جادو چالاک نے پلٹ کے قلزم کو دیکھا نرگس وگلریز کی زبان سے سوزن لیا اور پلٹ کے دربار والون سے کہا ارے یارو اسکو لینا اسکا کلیجہ تو دیکھو نابدولت کی شکل بنکر آیا ہے بیحقیقتون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیے جبتک قلزم اصلی جھپٹے اُن سبھون نے گولے نارنج و ترنج قلزم جادو پر مارے قلزم پر شعلے آگ کے گرے یہ گالیان دیتا ہے او نامرد و کیا کرتے ہو وہ عیار ہے اسکو پکڑیو مین تمھارا بادشاہ قلزم جادو ہون چالاک اپنی کہے جاتا ہے ارے یار والے مارلو میری شکل بنکر بارگاہ مین گھس آیا جتنے ساحر بارگاہ مین تھے سب قلزم اصلی پر ٹوٹ پڑے کسی نے قریب جاکر ہاتھ تلوار کا مارا کسی نے دور سے تیر سحر کمان مین پیوست کیا خطا کار کو نشانہ بنایا کسی نے ماش کے دانے پھینکے قلزم اگر ساحر زبردست نہوتا ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جاتا زخم تو دو تین کھائے دو چار ساحرون کو مارا کسیکو چیر کے پھینکا مثل برق چمک کر بلند ہوا اس عرصے مین نرگس وگلریز بھی اُٹھے چمک چمک کے گرنے لگے چالاک تو علیحدہ ہوا جب قلزم نے دو تین زخم کھائے دس مصاحب اپنے قتل کیے اور چالاک غائب بھی ہوا اپنے ساحرون مین مل گیا اب سب نے جانا کہ ہمارا مالک یہی ہے اتنے عرصے مین نرگس و گلریز بھی لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے ملکہ نرگس نے بڑھکر اپنی کنیزون کو بھی رہا کیا وہ بھی اُٹھتے اُٹھتے اُن سب نے بھی سحر کیے اب قلزم نے ساحرون کو آواز دی چار طرف سے گلریز و نرگس پر بلوہ ہوا لیکن نرگس نے سیکڑون کو اشارون مین مارا جسپر نگاہ ڈالدی دیوانہ ہو گیا نرگس کا بیمار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا | مرنا ہی مقرر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا | ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکے
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا | اچھی ہے وفا مجھسے جلتے ہین جلین دشمن | تم آج ہوا سمجھو جو روز جزا ہوتا
جنت کی ہوس واعظ بیجا ہے کہ عاشق ہون | ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا | اس تلخی حسرت پر کیا چاشنی اُلفت
کب ہمکو فلک دیتا گر غم مین مزا ہوتا | ہے صلح عدو بے جا تھی جنگ غلط فہمی | جلتا ہے تو آفت ہے مرتا تو بلا ہوتا
ہوتا تھا وصال اک شب قسمت مین بلا سے گو | تو مجھسے خفا ہوتا مین تجھسے خفا ہوتا | ہم ہیچ وہی دائم کیا شکوہ تغافل کا
جب مین شنوا ہوتا وہ کیونکہ میرا ہوتا | اس بخت پہ کوشش سے تھکنے کے سوا حاصل | گر چارۂ غم کرتا رنج اور سوا ہوتا
اچھی مری بدنامی یا تیری یہ رسوائی | گر چھوڑ نہ دیتا مین پامال جفا ہوتا | دیوانے کے ہاتھ آیا کب بند قبا اسکا
ناخن جو نہ دیتا تو عقدہ نہ وا ہوتا | ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر | ہر جا جو گرا مومن ہر جا جو خدا ہوتا

بعضے اس بیقراری مین گریبان چاک منھ پر خاک بھبوت بیباک پکارتے پھرتے ہین نظم

عارض مین تمھارے کیا صفا ہو
وہ تیغ نگہ کا پر تلا ہے
دو لاکھ فریب حضرت عشق
نقشہ کف پاے یار کا ہے
مارا ہو دکھا کے دست رنگین
دل روز دعائین مانگتا ہے
جو بت یہ ہین اپنو نا رپستان
بندے کا بھی ای بتو خدا ہے
رونے مین ہین یاد دانت اسکے
وہ بت اک قدرت خدا ہے

منھ آئینہ اپنا دیکھتا ہے
بیمار جو تیری چشم کا ہے
بندہ نہ کہے گا بت خدا ہے
گردش مین ہر چشم زیر ابرو
شاہد مرے خون کی حنا ہے
کانٹون سے یہ کہہ رہی ہے لیلی
نخل قد یار کا پھلا ہے
کرتی نہین کیون سفر مری روح
ہر گوہر اشک بے بہا ہے

دنبالہ جو سرمہ کا بنا ہے
نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہے
سب کہتے ہین جسکو ماہ کامل
کیا نیمچہ چرخ پر چڑھا ہے
پھر آئے بہار پھر ہو وحشت
مجنون مرا برہنہ پا ہے
بیوجہ جو پھر گئے ہو پھر جاؤ
کیا بند عدم کا راستا ہے
وحشت اسکا قلق ہو کس زبان سے

گلریز جادو نے دیکھا کہ ملکہ نرگس جادو نے سیکڑون کو آنکھین دکھائین دیوانے غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے یہ جوان طرف قلزم کے لڑتا بھڑتا چلا چالاک بھی حقہ ہلاسے آتشبازی مار رہا ہے ساحرون کو للکار رہا ہے کبھی کسی کے سحر مین پھنس جاتا ہے ملکہ نرگس اپنے کو فوراً پہونچا کر چالاک کو بچاتی ہے عیاری پہ اسکی ناز ہے کہ کیا کارنمایان ہو حقیقت مین یہ عیار ہر مقام پر اپنی جان دیتے ہین اگر انکا قدم نہو تا تھمتا ہو غرباً مین دشوار تھا زخم کھاتی ہے مگر چالاک کو بچاتی ہے گلریز قریب قلزم کے پہونچا للکارا او نامرد مین آپہونچا اب کہان بچ کے جائیگا انشاء اللہ کبھی اس شمشیم سے بھی سمجھین گے شمیم کے دماغ مین بڑا غرور بھرا ہے مکارہ کو معلوم ہوگا انشاء اللہ چندے مین طلسم بھر با معدوم ہوگا بادشاہ اسلام کے ڈنکے بجینگے امیر کا بھی داخلہ ہوا چاہتا ہے کہان کنیزون پہ جاتا ہے ہمسے آنکھ چار کر مردان عالم پر وار کر قلزم کا دریاے غیرت جوش مین آیا جنگ کنارہ نہ کیا اتنا خوب جانتا ہے اب زندگی حباب ہو رہا ہے جوش جرأت مین گلریز بھی تیار ہے آپس مین سحر چلنے لگا دونون نے دریا دلی دکھائی قلزم بھی جان لڑا رہا ہے دل سے کہتا ہے بموجب مثل چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یہ سوچکر سحر کرتا ہوا قریب گلریز پہونچا ہاتھ تلوار کا ملا گلریز نے سپر سحر کو گردش دی تاریکی پیدا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اس حال مین گلریز نے تیغہ سحر مارا قلزم گھبرا گیا سپر سحر تک اٹھا سکا گلریز کا ہاتھ پڑا قلزم کا بھنڈارا کھل گیا غرق دریاے عدم

ہوا آواز ین جہیب آنے لگین قلزم کے مرنے سے سیکڑون چشمے خشک ہوگئے پادہ پانی وشوار تھی بیرون کو جوش و خروش تمام ساحر خاموش ہوئی واز آئی کشتی مرا نام من قلزم جادو وبود افسوس مردیم وجان دادیم مطلب خود ترسیدیم گلریز علم مارکر ساحرون پر جا پڑا ہزارون بیمار مارے گئے ہزارون جان بچاکر بھاگے ہزارون نے چادر ہلائی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی کوئی بیتاب ہوکر پکارا ہم دین طلسم کشا قبول کرتے ہین سعادت دارین حاصل کرتے ہین گلریز و نرگس نے ہاتھ روکا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے چالاک بن عمرو کو گلریز نے گلے سے لگایا پوچھا ای عمرو والا گہری قوت بازوے خواجہ عمرو آپکو کیونکر معلوم ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی لیکن بیتاب ہوکے پوچھا حال صاحبقران مانا و سرداران لشکر و کیفیت عیاران نامور جلد بیان فرمائیے دل مشتاق ہے ملکہ نرگس نے ہنسکر کہا لشکر اسلام کی عیارونکا کیا پوچھنا سامنے لقا کے آکر ہمکو چھڑایا قید سے اپنی جان کا بالکل خوف نکیا جرأت و جوانمردی یہ ہے ظاہر ہوکر ساحر وغیرہ سلوسے لڑے خوب معرکہ پڑے خدا سلامت رکھے خود صاحبقران آکر شریک ہوئے کل سردار ہماری مدد کو آئے بڑے کھیت پڑے ماشاء اللہ ہمارے واسطے جانبازو سرفروش کیا کیا لڑے دو روز ہم صاحبقران کے مہمان رہے سب صاحبون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے و پیام دیے ہین انشاء اللہ اب چلکر پیشکش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے چالاک نے کہا آجکل لشکر مین قیامت برپا ہے دیکھین تاریک کیا اندھیر کرتی ہے ہم رخصت ہوتے ہین نرگس و گلریز نے عرض کی انشاء اللہ ہم بھی اب پہونچتے ہین ایک ایک لمحہ لمحہ ہمکو ناگوار ہے ہمشیرہ صاحبہ کا انتظار ہے غرض اسی وقت لشکر تیار کیا چالاک رخصت ہوکر روانہ ہو گیا ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز خوشخو لشکر ظفر اثر تیار کرکے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑ و

ذکر داستان مصیبت خیز و حسرت انگیز طبل جنگی بجوانا ملکہ تاریک شکل کش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

لے بادۂ جام نکہت والی
دے مستی و نشۂ مئے ہوش
گھٹی مین جو انکی مے پڑی ہے
پستان ترنجِ کباب انھین ہے
ہین شیر زچہ کی طرح پر جوش
مستی سے ہین لوٹتے سر خاک

دے جام شراب مہربانی
طفلی کا نگاہ مین سمان ہے
مینوشی سے کام ہر گھڑی ہے
شکل آنکی ہو سائل مے لال
بچون کی طرح نہین ذرا ہوش
باغون مین بھی ہے بہار طفلی

اے مغبچۂ عزیز مے نوش
ہر رندیہ طفل کا گمان ہے
شیر مادر شراب انھین ہے
ٹپکی پڑتی ہے جام پر رال
اطفال کی طرح ہوکے بیباک
نخلون مین پھلا ہے بار طفلی

ہے طفلک شیر خوار ہر گل
گلشن کی ہے تری ہر شیر پستان
ہو چوم رہی ہے پھول کے گال
طفل گل کو ہنسا رہے ہیں
غنچہ جو مچلتا ہے چٹک کے
کروے گی شراب ناب نکی
دنیا میں جو آگئے عدم سے
آغوش کے پالنے میں جھولے
جامے میں ہر ایک شخص پھولا
خیرات کے ور کا قفل ٹوٹا
اس ذکر میں کیا ہو موشگافی
آغوش سخن لب قلم ہے
آغوش کرم میں جی رہے ہیں
گر بچے بھی تو گود میں مچلتا
دل ہے غم دنیوی سے روٹھا
ہر آنکھ ہے معدن لعالی
واقف نہ ملال سے نہ غم سے
چلاؤ تو چپ رہیں جھجک کے
جس نے لیا گود میں اٹھایا
رونے لگے ایڑیاں رگڑ کے
جس پاکے جو گھٹنیوں چلے ہیں
منھ موتیوں سے بھرا خدا نے
جن پن کے بگڑتے ہیں گھر وندے

صدقے میں اتر رہی ہے بلبل
پھولوں کو صبا کھلا رہی ہے
شبنم جسے کہتے ہیں وہ بونا
پیتے ہیں نظیر دست مادر
برگ اسکو سلا تا ہے تھپک کے
لا طفلک جام کو کھلا لو
سٹی کی خالکی تمام سے
مادر کو لقب دیا زچہ کا
ہر شو ہوا غل جیسے جھنڈولا
ہر وقت رہے خوشی کے جیسے
تھا صرف اشارا اتنا کافی
اب اور ہی کچھ ادھیڑبن ہے
لیٹے ہوئے دودھ پی رہے ہیں
مساق ہیں دودھ ڈالنے میں
مرغوب ہے چوسنا انگوٹھا
مٹی کو سمجھتے ہیں بچھونا
کچھ خوف نہ اژدہے کے سر سے
خوش ہوگئے جب بجائی تالی
چوما چاٹا گلے لگایا
ماں نقد نگاہ وارتی ہے
پھل نخل مراد میں کھلے ہیں
تتلا کے جو بات کر رہے ہیں
ستھرے جو کہیں ملے وہ روندے

ہے شاخ شجر نظیر پستان
آغوش شجر ملا رہی ہے
غنچے چٹکی بجا رہے ہیں
آنچل ہے گلوں کو مہ کی چادر
لگتا ہے بہار بچپنے کی
قلقل سے سنوں صدائے آغوں
مشہور جہاں ہوئے جھڑولے
دل خوش کیا باپ کا چچا کا
لوگوں نے زر مراد لوٹا
بڑھ بڑھ کے ہوئے جشن آج کل سے
طفلی کی بہار اب رستم ہے
کھلتا نہیں کس مزے کی دھن ہے
اٹھنا ہے نہ بیٹھنا نہ چلنا
لیٹے ہیں مزے سے پالنے میں
ہے ورد دہن گھڑے خالی
توڑا جو کوئی ملا کھلونا
سوئیں جو سلائیے تھپک کے
شرمائے اگر زبان نکالی
مچلے جو کبھی زمین پکڑ کے
پیار آ کے سکر پکارتی ہے
ہیں دانت انار کے سے دانے
مینا کو بھی مات کر رہے ہیں
پروا نہیں دھوپ اگر کڑی ہے

جب دیکھیے کھیل کی پڑی ہے	پڑھنے لکھنے کا جب سن آیا	آغاز کتاب کا دن آیا
آنکھیں ہین لڑی ہوئی سبق سے	صفحے سے سطور سے ورق سے	استاد کے رعب و داب مین ہین
مغموم غم عتاب مین ہین	ہجون کے سمجھتے ہین مطالب	ہو خوف ادب دل پہ غالب
پڑھنے لگی حافظے کی طاقت	ہونے لگے صاحب لیاقت	پانے لگے خلعت معلم
ہونے لگی بزم جہل برہم	سب بھولے وہ بچپنے کے اشغال	محنت کا ہوا نصیب جنجال
نازل ہوئین سب بلائین سر پر	صدمہ ہوا فکر کا جگر پر	دل آرزوے ہوس نے گھیرا
ہر وقت کے پیش و پس نے گھیرا	پھانسا کشش و پیچ دنیوی نے	تاکا گردون کی کجروی نے
شادی نے نیک کے ہاتھ پکڑا	مان باپ نے بیڑیون مین جکڑا	دنیا کا بلند و پست سمجھے
نصرت سمجھے شکست سمجھے	واقف ہوے درد اہل غم سے	آگہ ہوے کاہش و الم سے
وہ کھیل نہ ہین نہ وہ کھلونے	نرغا کیا ایک دل پہ سو نے	سب بھول گئے سیانے ہو کر
ہوش آیا لڑکپن اپنا کھو کر	پچھتاتے ہین سب اسے گنوا کر	روتے ہین سب اسکو عمر پا کر
راحت کا نچوڑ بس یہی ہے	آرام کا توڑ بس یہی ہے	یہ جامۂ عیش ہے سراپا
انجام حیات ہے بڑھاپا	یہ عیش و نشاط کی ہو بانی	بانی فساد ہے جوانی
وہ موت بشیر حیات یہ ہے	وہ غم کی خوشی کی رات یہ ہے	اے ساقی جم حشم دل آرام
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام	طفلی کی سنا چکے کہانی	ہے جوش پہ موسم جوانی
اب رنج و الم کا سامنا ہے	کیا رنگ فلک دکھا رہا ہے	ساقی کی نگہ سے آج ڈر ہے
میخانے مین آج شور و شر ہے	رندون پہ بلاے نو ہے آئی	اے پیر مغان تری دوہائی
ساقی کی نگاہ پھر گئی ہے	میخوارون کی جان پر بنی ہے	نوکر تاریک رو سیہ ہے
یہ منزل سخت ہو کہین طے	لکھتا ہے قمر بلا کا مضمون	تاریک ہو صاف قصر مضمون
اب فکر ہے جوش بحر غم ہے	مضمون مصیبت و الم ہے	رہروان جادۂ مصیبت و الم و طے

الفتدگان منازل رنج و غم بپاے آبلہ دار اس صحراے پر بلاے مضامین حسرت آگین کو یون طے کرتے ہین شعر

جو ہین نیستان بلاغت نشان	وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان	ساحر ہین سحر پر ہوا کہ تاریک

نے نیر درخشان جمشیدی کوکب و برہمن کو بلایا نور افشان نے روکا دو پتلے بنا کر بھیجدیے تاریک

یہ معرکہ دیکھکر بہت جھلائی میدان مین آکر منھ سے اسقدر دھوان چھوڑا کہ تعمر تک تیار ہوا آئین اخل ہوئی دو دیکھے دروازے پر واسطے چوکی پہرے کے مقرر کیے اندر پہنچکر شراب پینے لگی مقرری خوراک کے آدمی افراسیاب نے بھیجے تاریک نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے افراسیاب نے اسوقت نقارہ رزمی بجوایا لشکر کفار مین ہنگامہ ہوا کل تاریک مشکل کش مقابلہ کریگی یہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ناگاہ لیلاے شب نے موے مشکین کھولے چادر ظلماتی نے تمام عالم کو گھیر لیا ضیاے مہر تابان معدوم ہوئی چہار جانب تاریکی معلوم ہوئی شب ہولناک ہر سمت اندھیرا لشکر غم والم نے گھیرا ملکہ مہرخ حیران و پریشان سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ذکر لشکر افراسیاب و تاریک خانہ خراب ہو رہا ہے کہ جو اسیان لشکر اسلام حیران و مضطر و ناکام آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے مسدس

شفق گلگونہ ہو جبتک سحر کے روے نیکو کو
کرے آراستہ تا شام اپنے موے گیسو کو
ثریا نورہ تن تا گلستان کے ہوے بازو کو
کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن مبتلاے مجلس سوز و گداز ہو دو صبح ہو کہ تاریک ملعونہ نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر مقابلہ کرے افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہے خوشیان ہین کہ کل اہل اسلام کو قتل کرو ملکہ مہرخ نے بلا تکلف حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل کاتب قسمت نے ہمارے مقدر مین تحریر کیا وہی پیش آتی ہے یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑایا اشعار

بزن طبل زن آنچنان طبل زن
کہ دیگر نبیند مصیبت کفن
دہل زن دہل زن کہ تحسین اد
بہمین دمین ادھرین ادھرن اد

تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل تاریک میدان کارزار مین آئیگی سارے لشکر مین تلاطم ہر سمت ہنگامہ شب ہولناک موے لیلاے شب کھلے ہو ہر سمت تاریکی اندھیرا اشعار

سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
کسیکے نہ باقی رہے عقل و ہوش
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی جان دینے پہ آمادہ تھا
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مصیبت مین تھے سب جو راحت پسند
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مرجائینگے
مرینگے دلے نام کرجائینگے

کہین سرخ مو بال کھولے ہوئے	پریشان و مضطر غم و رنج سے	شکیل و لاور کو تھا رنج و غم
مشوش نہایت بدرد و الم	ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل	سبا اس چمن مین تھی افسردہ دل
مصیبت مین سردار لشکر تمام	نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام	ہزارہا خوف جان سے بھاگے

جاتے ہین خوف تاریک سے قلب تھراتے ہین کوئی فرزند کو گلے لگا کر کہتا ہے اے نور نظر مین یہ روز ہین کہ
ہ دن تجھسے میرا نام روشن ہوگا بیٹا لشکر سے نکل جا تیری زندگی سے ہمارا نام روشن رہیگا یہان جفا و بدعت
اٹھیگا باپ نے بجوش محبت یہ کہا فرزند نے بجرأت جواب دیا اے والد نامدار بڑے افسوس کی جا ہے نمک
ملکہ مہرخ کھایا آرام وچین پایا ہم اپنے بقیر دن کا مرتبہ بڑھایا سپاہی تھے افسر بنایا اسوقت مین انکو چھوڑین
مصیبت مین منھ موڑین جہان جائینگے قفا ساتھ ہے ہمارا گریبان اُسکا ہاتھ ہوگا کوئی نہ ہمیشہ جیا ہے نہ جیے گا اگر جا پائی
پہ پڑ کر مرے کیا مزا اٹھا عمر بھر بدنام رہے بعد مرگ نمکحرام کہلائے وہان بھی قادر مطلق پوچھے گا سوال و جواب
مین عاجز رہینگے محبس مصیبت ملک عدم ہوگا مقام خاص جہنم ہوگا باپ نے خوش ہوکے بیٹے کو گلے سے لگایا
فرمایا مرحبا صد مرحبا مین تیرا امتحان کرتا تھا بیٹا سپاہی نام پر مرتے ہین عدالت رب اکبر سے ڈرتے ہین
نامردون مین یہ چرچے نامردون کو بھاگنے کی فکر ہے ہر مقام پہ یہی ذکر ہے تاریک صبح کو اندھیر مچائیگی ایک ایک
کو کھا جائیگی نکل چلو کہین اور نوکری کرینگے کون بدنام کرے گا کہدینگے افسر سے نہ بنی اگر مرا جاتے ہو ہم سے
نہ ملو وس برا کہینگے وہ کہین گے اچھا کیا خوب کیا جان بچائی مرنے سے کیا فائدہ جو مارے گئے انکو کیا شرف حاصل
ہوا ملکہ مہرخ نے انکے گھر والون کو کیا نہال کر دیا بڑا کمال یہ ہوا دس پانچ روپیہ مہینا خونبہا مقرر ہوا جب
ہم مرے اہل وعیال بھوکون مرین یا فاقے کرین اپنی جان تک سارا مزا ہے شکوہ شکایت کسی کا
بیجا ہے لشکر اسلام مین جا بجا یہ ہنگامہ کہین شور و غل کہین تیاری جنگ کوئی جان سے تنگ کوئی آمادہ
حرب و پیکار کوئی مضطر و بیقرار لشکر افراسیاب مین غلغلہ ہے کل ابلیان لشکر مہرخ قتل ہونگے ہم مال و اسباب
لوٹینگے ان لوگون نے بڑے مال جمع کیے شہرون سے خراج آتے ہین ایکایک غنی ہو جائے گا کہین شادی
کہین غم کہین عیش کہین الم دونون لشکرون مین ہنگامہ عظیم ایک جانب بجا وے تجھے مین ایک سمت بوم
خالے آراستہ کوئی اپنے پیدا کرنے والے کی مدد کا طالب کسیکو نام سامری و جمشید پر ناز حق و باطل کا تماشا نظر

ہوا مرغ شب جب المرزت ہلاک	سحر کا گریبان ہوا چاک چاک	ملے خاک مین نجم منھ پہ مہر فلک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک	ہوا مرغ افلاک پر کد و مت	نجم سب ہائل مصیبت مین

گلشن و بہر ہوا اداس اداس
دل پہ ہوا ابر حسرت و حرمان
کف افسوس برگ ملتے ہین

عالم حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتش رنج و غم سے جلتے ہین

ہر اک جوش و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اڑا رہی ہو جھوکون سے

ہوا کے رونے کی صدا آرہی ہے سبزہ مائل بپامالی لالے کے چہرے پر غصے سے لالی موے سنبل پریشان چشم نرگس اشک فشان سرو چمن کو سکتا خوف قہر سے لرزان چشمے ابل رہے ہین درختون پر پڑ رہے غم والم کے چل رہے ہین عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین ہیں طوطے گل ترک کیا گریہ وزاری مین مصروف طائرون کو رنج مصیبت کا وقوت فاختہ کی کوکو سے ہوش اڑتے ہین سرو شمشاد اکڑنا بھولے صحرا اداس پہاڑ ملگرا رہے ہین سنگدلون کو بھی غش آتے ہین ناگاہ افراسیاب شاہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا پوجا پاٹ کرکے باہر آیا حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر ساحران غدار تیار ہو کر حاضر ہوا نوبت نقارے بجواتا ہوا افراسیاب طرف میدان کارزار کے چلا یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ لشکر سے الگ ملکہ مہرخ نے ایک خیمے مین اسد و مہ جبین کو چھپا دیا چند ساحر وہان مقرر کیے ضرغام شیر دل کو برائے حفاظت مقرر کیا ور ودنت ملکہ مہرخ پر ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ آکر ٹھہری ہین استفسار آمد شاہنشاہی مردے سے پوچھ رہے ہین برآمد ہونے مین ہمارے بادشاہ عالیوقار ملکہ مہرخ نامدار کے کیا حصہ ہے کنیزین عرض کرتی ہین ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہین یکایک پردہ زنبوری کھینچا غراتے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے ملکہ مہرخ اداس چہرے پر ہوائیان اڑتی ہوئین نہایت حیران و پریشان ظاہر مین اطمینان سب سے پہلے جھک کر ملکہ بہار نے سلام کیا باغبان نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ موئے کاکل کشا سامنے آئین ہلال سحر انگلین بڑھی اسیوقت ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز آکر پہونچے مجرے سے مشرف ہوئے خواجہ عمرو نے دوڑ کر ملکہ نرگس کو گلے سے لگایا ملکہ نرگس نے جھولی سے نامہ صاحبقران زمان کا نکالا خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دیا سب سردار اسی مقام پر تھم گئے کہا خواجہ نامہ صاحبقران زمان باواز بلند پڑھیے ہم سب مشتاق ہین عمرو نے اس مکتوب غم والم کو کھولا صاحبقران کی طرف سے مرقوم تھا ای ساحران نامی وای سرفروشان گرامی تم سب نے میرے نواسے اسد نامدار و عمرو عیار کا ساتھ دیا مین تم سب کا ممنون و مشکور ہون تمھارے پاس آنے مین مجبور ہون لیکن فراق فرزند نور عینین راحت جان شاہزادہ بدیع الزمان مین اب بہت بیقرار ہون جو ساحریان برائے مدد لقا آئے تھے انکی زبانی سنا کہ آپ لوگ بڑی بلا مین مبتلا ہین کوئی ساحر و تاریک شکل کش

آئی ہو بلائے جمرہ و دم کہلاتی ہو بندگان خدا کو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہو اُسکی بدعت سے خدا آپ سب صاحبوں
کو بچائے خواجہ عمرو کو لکھا تھا برادر بجان برابر ای یار شاطر ای محب باطن و ظاہر ای افسر خیر خواہان
ای معین و مددگار لشکر مسلمانان ای تاج سر حمزۂ عرب ای ٹکڑو ارباب ادب ای مونس و غمگسار ای سر فروش
و جان نثار حمزہ پر تیری جدائی اب بہت شاق ہو دل ملاقات مسرت آیات کا بہت مشتاق ہو ہمنے سنا
تمھارے اوپر نزول بلا ہو یعنے تاریک ملعونہ کوئی بدبلا ہو خدا اسکی بدعت سے تم سب کو نجات
دے اب ہم سے ملنے کی تدبیر کرو ہمپر بھی یہان ہنگامہ ہو کفار کا چہار جانب سے بلوہ ہے بڑے بڑے
ساحر آتے ہین اپنے شعبدے دکھاتے ہین تمھارے فرزندون نے خوب نام کیے بڑے بڑے
کام کیے جادوگر چن چن کے مارے اگر کل کیفیت لکھین خط تمام نہو یہ چند اشعار آبدار موافق ہمارے
حال مصیبت مآل کے ہین نظم

ترا ندم کہ بر وجلوۂ صیاد در قفس
زین ہر دو این اسیر شد آزاد در قفس
گلشن و کس بہ سلسلہ ام چشم در چمن
از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
سودا شنیدہ ام کہ بعہد اسیریم
آزاد گشت بلبل و صیاد در قفس

نے گل نصیب طرم زچمن یاد در قفس
گل رانمی شناسم و نی زرد شناس گل
از بیضہ بیرون شد و افتاد در قفس
پیراست از برائے دل درد آشنا
روزے عجیب حادثہ رو داد در قفس

شادی نہ از بہار و نہ غم از خزان بدل
ہستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس
باشد نصیب سامعۂ صید بستگان
ہر نالۂ کہ مرغ چمن زاد در قفس
من محروم از تغافل او شد بقید غم

یہ نامہ جو عمرو نے اپنے آقائے نامدار کا پڑھا روتے روتے ہچکی لگ گئی

سرداروں کے رومال پر رومال تر ہونے لگے آج سبکو معلوم ہوا صاحبقران و خواجہ عمرو مین یہ راز و محبت
نیاز ہین مصاحب کیسے یہ آنکے مونس و دمساز ہین عمرو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا بخدا جی چاہتا ہو اسی دم
اپنے کو خدمت مین اپنے آقا کی پہونچاؤن مگر اسد کے پاؤن مین زنجیر ہو نکل جانے کی کیا تدبیر ہو روتے ہوئے
سب سردار جلوخانے سے باہر نکلے ملکہ مہرخ کے تخت کو گھیرے ہوئے ایک ایک کے منھ پر مردنی پھری ہوئی ہو
ایک کو گمان ہو کہ ہم ہی میدان کارزار مین جائینگے تاریک چیر پھاڑ کر کھا جائیگی افسوس لاش گور و کفن
و کفن بھی نہ ملیگا اس حسرت و یاس سے میدان کارزار مین آئے دیکھا افراسیاب پرے فوج کے جما رہا ہو
تاریک دھوین سے سر نکالے بیٹھی ہو ایک دیولی ہو کہ جھوم رہی ہو سر کے بال مثل نشتر کھڑے ہوئے دس
آدمی کھا چکی ہو کر دیمایان پڑی ہین لختے خون کے سینے پر جمے ہوئے دیکھکر دل تھرا تا ہو کیا مہیب سرلیا ہو نگلی کرتی

کالی صورت بیجا کی مورت حیرت تخت پر منہ پھیرے ہوئے بیٹھی ہو نگاہ حسرت سے بہار کو دیکھ رہی ہے بہار سے نگاہ جو ملگئی اشارہ کیا کہ اری کمبخت بھاگ جا اس بلا سے اپنی جان بچا ہائے باپ کو کیا جواب دونگی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی اسی طرح اشارے مین بہار کا جواب ہے اے حیرت مغرور نہو یہ بلا دور ہو گی غیب سے مدد ہو گی تکیہ ہمارا پروردگار پر ہے سوائے پیدا کرنے والے کے کسی سے نہین ڈرتے مرنا ہمارے واسطے زندگی سے بہتر ہے یہ لشکر صاحبقران نامور ہے حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب بھی مخمور بہار کو بنگاہ محبت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے دل سے دعا کرتا ہے یا سامری و جمشید دل کو مخمور و بہار کے پھیر دو میرے پاس چلی آئین اب میدان کارزار آراستہ ہونے لگا صفین مثل صف مژگان جم گئین ستون نیج آب پاشی کی تیر داروں نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے میدان مثل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون کو حکم پہونچا گوہون کے لڑکے میدان کارزار مین آئے سر دو بجا کے یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز پڑھکر

نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ منوچہر نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم ہے اور نہ وہ تاج ہے
صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے
کیا کہیں حال جہان بے ثبات بے مدار
آج تو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار
تھا کہان جمشید کیسا تھا فریدون کو قرار
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

اس نظم کو جو نقیبون نے پڑھا نقشہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر گیا سخن سنج تحم در رنج مین مبتلا بھائی کا بھائی کو خیال باپ کو بیٹے کا ملال یکایک نقیب میٹے تاریک نے لشکر اسلام کو دیکھکر اک قہقہہ مارا افراسیاب سے کہا یہ سب ہماری خوراک ہے ایک ہی دن مین قصہ پاک ہے یہ کہکے تیلے سے اشارہ کیا ہان ان سبکو للکار ہے منہ بدمزا ہو رہا ہے شراب پی ہے گزک کی خواہش مین بیقرار ہون یہ سنکر پتلہ میدان مین آیا آواز دی کہا اے باغیو تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو نکل آئے مین ایک ادنی غلام مسلکہ تاریک شکل کس کا ہون مجھسے مقابلہ کرو جواب دو یا قدمون پر افراسیاب کے گرو اب مہلت نہ ملے گی یہ جو اس نے پکار کر کہا سرداران ماہرخ کو جوش آیا مرنیکا ہوش آیا سب سے پہلے ملکہ نافرمان عالی شان کہ ہمیشہ سینہ سپر کرتی ہے جان دینے پر مرتی ہے طاوس سے اپنے کود کر سامنے ملکہ ماہرخ کے آئی ماہرخ نے تخت رکھوا دیا گلے لگا لیا کہا اے نافرمان جس دن سے تم شریک ہوئین کبھی نافرمانی نہین کی ہمسے تمھارا فراق نہ اٹھے گا جی چاہتا ہے سب سے پہلے ہم جائین تم سب نے ہمکو افسر بنایا اس مرتبہ اعلی کو پہونچایا نافرمان نے عرض کی جو روز اول سے قاعدہ مقرر ہو گیا اسکے خلاف نہو اس راہ مین مرنا عین زندگی ہے پس اجازت

عنایت ہوا ایسی کنیزین بہت نثار ہونگی آپ کہیں کس کے واسطے بیقرار ہونگے حضور کو یاد ہو کہ مشعل کے مقابلے مین بھی یہ لونڈی پہلے گئی تھی قاعدے کو ہاتھ سے نہین جانے دیتی جان کو عزیز نہین کرتی کیا ہمین اُمید تھی کہ آپ لوگون سے ملین گے ملکہ مہرخ نے کہا اے نافرمان وہ اور صورت تھی یہ اور کیفیت ہے یہ ملعونہ آدم خوار پہلو نشین سامری دیکھو خود نہ میدان مین آئی ایسا ہمکو حقیر جانا اپنے غلام کو میدان مین بھیجا نافرمان نے کہا حضور کی بھی تو کنیزین جاتی ہین آفسر لشکر ملکہ بہار و باغبان و مخمور وغیرہ ہین ہمتو جان نثار خدمتگزار دعا گو لشکر اسلام کے ہین اسوقت بہار و باغبان و مخمور وغیرہ نافرمان سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ملکہ بہار گلعذار کہ سب سے زیادہ بیقرار تھی کہا اے نافرمان چند ساعت کا پیش و پس ہے اب کسکو زندگی کی ہوس ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہین یہ اشعار حسب حال ہین اشعار زبانی بہار

بہار عیش جاتی ہے خزان پیری مین آنے کو — جوانی روٹھی جاتی ہے کسے بھیجوں منانے کو
مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون — جگہ دل مین گلون کے ڈھونڈھتا ہون آشیانے کو
وہ دانہ ہون کبھی دیکھا نہ جیسنے روے سرسبزی — وہ خرمن ہون نہ آئی جسکو بجلی بھی جلانے کو
جنون ماتم نشین ہے خاک اُڑاتی پھرتی ہے وحشت — وہ دیوانہ ہون پریان آئی ہین تابوت اُٹھانے کو
جوان مرگی نے بندھوایا سر تابوت پہ سہرا — عزیز آئے عروس مرگ کا دولھا بنانے کو
عجب انقلاب تیرے دور مین اے آسمان دیکھا — زمانہ چین کرنے کو ہے ہم ایذا اُٹھانے کو

ان اشعار کو پڑھکر بہار زار زار روئی باغبان پچھاڑین کھانے لگا نافرمان کے جانے پر راضی نہوتا تھا سب کا یہی قول تھا سب ملکر ایک مرتبہ گرین لشکر افراسیاب پر جا پڑین ایک کا ایک داغ نہ دیکھے مگر انبوہ جشنے دار و نافرمان نے سب سے کہا اب رونا موقوف کرو بعد ہمارے رو لینا صاحبقران سے کہنا کنیز حضور کے جمال کی مشتاق رہی نافرمان نثار ہو گئی حضور کا داخلہ نہوا مقام قبر تو ہمارا نہ ملیگا قبر ہماری شکم تاریک ہے لیکن اس مقام پر کھڑے ہو کر فاتحہ خیر پڑھ دیجیے گا روح کو راحت ہوگی جسم خاکی اگر اس ملعونہ نے کھا لیا کیا نقصان ہے ہماری روح کے رہنے کو بہشت ایسا مقام ہے معتقدان یزدان پاک سے نشان انسان ضعیف البنیان سے ہین ظاہرا خاک سے ہین روح لطیف نکل جائیگی قفس خاکی سے رہائی پائیگی بڑے بڑے شرف حاصل کیے لشکر ساحران سے خوب خوب لڑے صاحبو تبلا دو دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی خاصان خدا پر جفا کی بزرگون نہ پسند کیا ہر ایک صاحب جوہر کو اسنے دردمند کیا سر اٹھی شب

بھر کے واسطے سے اپنے مقام اصلی کے جانب چلے مقام خوشی ہے جبتک نشان دنیا مین رہیگا رنج وملال کا سلسلہ
ہے بار گناہ بڑھتا جاتا ہے جسم نحیف وضعیف یا عظیم کیونکر اُٹھائیگا منزلِ عدم دور و دراز نہ کوئی مونس نہ کوئی
دمساز اسکی ذات رہبر ہے اُسکی قوت پر سفر ہے شعر سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے ٭ ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین
ہے ٭ سامان ممکن ہو جائینگے گھر سے نکلتے ہی آرام پائینگے اِن باتون نے نافرمان کی سب کو بیہوش کر دیا
ہر ایک کے خانۂ دلکو غم درنج سے بھر دیا ایک ایک نے نافرمان کی بلائین لین نافرمان لشکر سے نکلی
مگر چہرے پہ مردنی چھائی ہوئی دل مین شاد وبشاش ہر اس کا نام نہین یہ معلوم ہوا اسکو کہ نوجوان کا جنازہ جاتا
ہے کنیزین بیٹھے رہی ہین مصاحبون نے بال کھولدیے جیسے ہی سامنے پتلے کے نافرمان پہونچی دکھاتے
کو اُسنے ایک ماش کا دانہ مارا نافرمان نے دفع سحر کیا پتلے نے ایک چیخ ماری زمین تھرا گئی تاریک پکار رہی
ہے ارے جلد لا گزک کی خواہش ہے بھوک سے بڑی کاہش ہے یہان میدان مین پتلے نے یا سامری وجمشید
کہکے نعرہ کیا زمین تھرا گئی سب نے دیکھا نافرمان تھرائی گویا شمع سحری لہرائی بیتاب ہوکر زمین پر گری
بیہوش ہوگئی پتلے نے بیدردی سے ٹانگ پکڑکر کھینچا وہ جسم پر دردہ حد نازو نعم اُسپر یہ مصیبت والم وہ
بیچاری بد انجام پتلہ سیہ فام کھینچتا ہوا طرف تاریک کے لیچلا تاریک خوش ہوکر دھوئیں سے نکل آئی
جھومتی ہوئی بلائے مہیب شکل عجیب قریب نافرمان پہونچی دونون پانون پکڑکے جھٹ اٹھا ما ر چیر کرچبا ڈالی
لشکر مین قیامت برپا افراسیاب ہرچند کہ خوش ہوا مگر کانپ گیا حیرت کو غش آیا کچھ استخوان تو اُس
بے حیا نے پھینک دیے باقی چبا گئی ڈکار لیتی ہوئی اسی طرح اُس قصر مین جا بیٹھی منھ طرف آسمان کے
اُٹھایا منھ سے دھوان نکلنے لگا لکھا ہے چار کنیزین ملکہ نافرمان فرداً فرداً مقابلے مین اِس پتلے کے
گئین نافرمان سے تو ایک سحر بھی چلا لیکن انپر یون جا پڑا جس طرح باز کنجشک کو دبوچتا ہے گردن پکڑ لی سامنے
تاریک کے لاکر ڈالدیا اُس ملعونہ نے اُسی طرح چیر پھاڑ کر کھا لیا سام کو سردھوین مین کھینچا پتلے کو بلا لیا
آواز دی ای سلما تو نمونہ جنگ ما بدولت دیکھا کل سب کا خاتمہ کر دونگی بعد کئی سو برس کے حجرہ سیاہ سے
نکلی ہون محبت سامری مین لاؤ پر جمشید کے اوقات بسر کی اب دنیا کی ہوا کھائی اب مجھکو مزا ملا میرے
بچے پر تم سبھون نے بدعت کی اب اسکا بدلا لونگی کون اُس ملعونہ کو جواب دے اپنی مصیبت مین مبتلا حیران
وپریشان وہ جو چند استخوان اُن بیچاریون کے پڑے رہگئے تھے انھین کو جنازہ جانکر اُٹھایا مردہ بتایا جاکر
دفن کیا انشاء اللہ اِس حجرے کی داستانین ایسی تحریر کرونگا ناظرین ومشتاقین نہایت خوش ہونگے یہ

محفوظ خاطر کر چکا کہ بنا رجحرہ بلا اس حقیر پر تقصیر نے خاص کہہ کے نیا کی عیاریاں اور لڑائیاں تصنیف کرکے درج
کین لیکن مصنف نے یہ داستانیں روبروے شاہزادگان والا مقام مجمع عام میں بیان کی ہیں جن صاحبوں
کو وہ روزی کا مزا ہوا انھوں نے لوگوں سے پتے پوچھ پوچھ کے خود بھی کسی طور سے اس حقیر سے لیکر اس تحفہ نایاب
کو پایا کوس لمن الملکی بجایا اور شہر والے تو یقین ہے کہ یہی جانینگے کہ یہ مجرہ بلا مصنف سابق کا ہے لیکن حقیر
مکرر عرض کرتا ہے کہ صدہا داستان حیرت بیان تصنیف کرکے اس طلسم ہوشربا میں ملادیں اور اول میں جو چار
جلدیں تحریر ہو کر چھپ گئیں انکی صنعت مجھسے ممکن نہیں ہے لیکن اگر حیات مستعار باقی ہے اور جناب منشی صاحب
مالک مطبع اودھ اخبار نے قدر دانی فرمائی تو انشاء اللہ عنقریب اُن ہر چہار جلد کو اپنے طور پر تحریر کرونگا تو ناظرین
پر واضح ہوگا کہ یہ خاکسار مصنف طلسم ہوشربا ہے بہت سی داستانیں اُن ہر چہار جلد کی اب بھی پردۂ کتمان
میں ہیں کہ جو بیان پر اس خاکسار و زود بیمقدار کے موقوف ہیں رلمیان لکھنؤ سن چکے داد اسکی پائی خلوت
ملے غنچۂ آرزو کھلے اب بھی جلسہ ہاے رئیسان نامدار میں عرض کرتا ہوں بہر نوع جب اسی طرح کی بیداد ایام
تاریک شکل کش نے کئی چالیس پچاس سردار سیار گلشن جنان ہوئے وہ نجم درخشان پردۂ تاریک
عدم میں نہاں ہوئے ساتوین دن جو ملکہ چہرخ وغیرہ ملیں انکے انجمن مشاورت کو منعقد کیا خواجہ سے
کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسکی کوئی تدبیر کرو روز میدان داری ہے جسکو گرفتار کرے قید میں رکھے جب
ہم سب گرفتار ہو جائیں تب اسکو قتل و عدم قتل کا اختیار رہے عمرو بیقرار ہو کے محفل ملکہ چہرخ سے اٹھا طرف
قصر نور افشان کے چلا رہروی کر کے جب قریب قصر نور افشان پہونچا نور افشان قصر سے اُتر آیا خواجہ
کا استقبال کیا یہ اعزاز و اکرام تمام لاکر قصر نور افشان میں پہونچایا مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی
خواجہ کے نور افشان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و اے حاکم اقلیم طراری سب کیفیت
مجھکو بدعت تاریک کی ظاہر ہے فکر میں مصروف ہوں کچھ بن نہیں پڑتا عمرو نے کہا اے برادر میں نے
تو روز اول ہی گنبد تاریک میں جاکر عیاری کی بیہوشی پلائی وہ بیہوشی کو نسخہ تلخی شراب کہتی ہے میں اس دن
سے سامنے نہیں گیا افراسیاب سے کہتی تھی میرے مصاحب خاص کو بلا ڈر دیہہ دیکر نسخہ تلخی شراب بنوا لیں
میں کیا کروں اب تو آئی ہوئی عقل جاتی ہے چالیس سردار نامی گرامی سر میدان کھا گئی مکارہ نے ڈکار تک
نہ لی ابتک وہ خود کسیکے مقابلے میں نہیں نکلی حقیر جانتی ہے کہتی ہے میں کس سے مقابلہ کروں ایسی ملعونہ بدحضر
ہے کہتی ہے میری شراب کی گزک ہے اے نور افشان تمہارا اُسکا ساتھ رہا ہے پروردگار نے تمکو شرف اسلام

دیا وہ شیطان ہو اگر مناسب ہو تو ایک نامہ لکھو کہ ای تاریک یہ مناسب نہین ہو کہ اُسی وقت گرفتار کیا پھر چھوڑ کے
کھا لیا جسکو گرفتار کرو قید مین رکھو جب کل سردار تمھارے قبضے مین آجائین جو شاہان جلیل کا دستور ہو اول
سوال مذہب کرو اطاعت کو کھو جب نہ مانین قتل و عدم قتل کا اختیار ہو نور افشان نے کہا بہت بہتر ہو لیکن مین
نامہ روانہ کرون یا لکھکر آپکو دیدون آپ بھیجدیجیے گا عمرو نے کہا آپ مجھے مرحمت فرمائیے مین خود لیکر جاؤنگا
نور افشان نے مضمون مذکور نہایت فراست و لیاقت سے تحریر کیا سرنامے پر مُہر کی بہت کچھ عبرت لکھی وہ
نامہ خواجہ کو دیا خواجہ اُس نامے کو لیکر لشکر مین آئے تمام اہالیان لشکر بیقرار و بیتاب حیران و پریشان مضطر
و دلریش ملکہ نے پوچھا کہو خواجہ کہان گئے تھے عمرو نے کہا اک نامہ نور افشان کا لایا ہون اب پاس
افراسیاب کے جاؤن کسی طرح اس تحریر کو تا بہ تاریک پہونچاؤن ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ تمھارا جانا
مناسب نہین ہو عمرو نے کہا اور کسکو بھیجون ابتک چھپتا پھرتا تھا آج تاریک کے سامنے جاونگا سوا
میرے کوئی نہ سمجھا سکے گا اگر قضا پیچھے ہو مجبور و ناچار ہون اگر حیات مستعار باقی ہو کوئی کچھ نہ کر سکتا یہ کہکر
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے بصورت اصلی دربارگاہ افراسیاب
جادو میں آیا افراسیاب کو خبر پہونچی کہا بلا لو خواجہ عمرو نے آگے سلام کیا افراسیاب نے کہا کہو خواجہ
کیسی گذری عمرو نے کہا الحمد اللہ کچھ نہ تردد ہو نہ انتشار ہو یہ حقیر آمادہ حرب و پیکار ہو لیکن یہ تو ہمیشہ سے
ہمین منظور رہا کہ آپ سے اصلاح کرین لیکن آپ نے کبھی بوجہ احسن کلام نکیا ہم بھی آمادہ سرکشی رہے اب
صلاح کی کون صورت آپ غالب آئے ہم مغلوب ہین لیکن بہتر یہ نہین ہو کہ جسکو پکڑا آپکی والی امان نے
کھا لیا ایک نامہ نور افشان جادو نے لکھا ہو آپ میرے ہمراہ چلین سامنے ملکہ تاریک شکل کش
کے پیش کرا دین مین اپنے طور سے کلام کرلونگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ یہ تو مجھکو بھی منظور ہے کہ
سب سردار گرفتار کیے جائین مین اُنسے سوال اطاعت کرون جب نمانین سمجھا جائے پھر جلاد ہو دار ہے
ابدولت کو سب طرح کا اختیار ہو ما بدولت نے کہا تھا والی امان نے نہین مانا وہ فرماتی ہین تو دیوانہ
ہوا ہو ان سب کا مار ڈالنا بہتر ہو یہ سب تیرے دشمن ہین کبھی اطاعت نہ کرینگے عمرو نے کہا آپ مجھکو
ہمراہ لیچلیے مین اپنے طور سے کلام کر لونگا افراسیاب نے کہا چلو صرصر شمشیر زن بھی خاموش بیٹھ رہی
حیرت نے کہا وہان جا کر یہ کچھ عیاری نکرے صرصر نے کہا والی امان کے سامنے اسکی دال نہ گلے گی جہان
بیہوشی بیکار ہو وہان عیار مجبور و ناچار ہے کل لشکر کو یہی منظور ہو کہ سب سردار گرفتار ہون افراسیاب

کی اطاعت کریں حقیقت میں ایسے سرداران جلیل حسین جمیل نامی نام آور بہتر ہے بہتر لاکھوں کیا افسر ممکن نہوں گے جب وبال کا ل پڑے گا ضرور اطاعت کرینگے صرف اسد غازی چند عیار قتل ہو جائیں لڑائی کا خاتمہ ہے جتنے سردار ہیں سب ملازم افراسیاب نامدار ہیں مہ جبین بھی اپنے باپ سے ملجائیگی اسد کی محبت سے ہاتھ اُٹھائیگی ہر جگہ یہی چرچا ہے لیکن افراسیاب خواجہ کو لیکر در قصر تاریک پر آیا وہ پتلے پہرے پر کھڑے ہیں افراسیاب نے کہا دائی امان سے عرض کرو آپکا فرزند در دولت پر حاضر ہے پتلوں نے جاکر کہا تاریک نے دھوین سے سر نکالا وہاں لشکر سے ملکہ مہرخ باغبان قدرت وغیرہ دیکھ رہے کہ عمرو سامنے تاریک کے پہونچا افراسیاب نے سلام کیا اسقدر افراسیاب کو خاطر ملکہ تاریک کی منظور ہے فرش خاک پر بیٹھ گیا جیسے ہی تاریک نے خواجہ عمرو کو دیکھا قہقہہ مارا عمرو دراز تک ہنسی کہا ای مصاحب قدیم کہاں تھا میرے لیے نسخہ بنایا عمرو نے کہا تدبیر کر رہا ہوں بہت سی دوائیں ایسی ہیں کہ مشکل سے ملتی ہیں جمع کر رہا ہوں تاریک نے ہاتھ بڑھا کے عمرو کی گردن پکڑ لی کہا کیوں نگوڑے میرے سامنے جھوٹ بولتا ہے کھا جاؤں یہ کہکے تاریک نے منھ پھیلایا عمرو نے کہا دائی امان میں نے تھوڑا سا نسخہ بنایا ہے کہا لا بیٹھ کے شراب پلا تب میں تجھسے بات کرونگی اور ایک غزل عاشقانہ میرے سامنے گا میں سمجھ گئی ہوں جسواسطے نگوڑے تو آیا ہے افراسیاب بھی تاریک کی ان حرکات کو دیکھکر کانپ جاتا ہے تاریک نے عمرو کو ہاتھ سے رکھ دیا افراسیاب نے بھی اشارہ کیا ارے دو چار جام پلا دو دائی امان کا دماغ تر ہو ابھی صرف تمہاری کھائی ہے تمہاری باتیں نہ چلیں گی اُٹھاکر کھا جائیگی عمرو نے جام پر بہیڑ کیا پڑیہ بیہوشی کی اپنے پاس سے نکالی کہا اے شہنشاہ دیکھیے میرا سراسر نقصان ہوتا افراسیاب نے کہا میں تجھکو اسکا بدلا دونگا سامنے افراسیاب کے عمرو نے بیہوشی ملائی جام لبالب کرکے تاریک کو دیا تاریک نے اس جام کو خوشی خوشی پیا ڈکار لی کہا اے عمرو میری صورت تجھے معلوم ہوئی ہے تو نگوڑے مجھے ننگا ہوں میں کھائے جاتا ہے مجھے میرا اگا تا سب پسند ہے ہمارا سلسلہ گیسوے مشکین تیرے واسطے کمند ہے عمرو نے دست بستہ عرض کی مدت سے عشق و عاشقی سے ہاتھ اُٹھایا اگر زمانہ شباب کا ہوتا آپ ایسی حسین مہ جبین کی خدمت میں عمر بسر کرتا یہ کہکے عمرو نے دوسرا جام دیا تاریک بہت خوش ہوئی افراسیاب کے گلے سے موتیوں کا مالا اتار لیا عمرو کے گلے میں پہنا دیا کہا ای عمرو گا اچھی غزل سنا ہمارے سراپا کی تعریف کرنا سامری و جمشید

ہمکو بہت پسند کرتے تھے میری تعریف میں غزل گاتا اچھے اچھے شعر سناتا عمرو نے ناچار ہو کر بموجب مثل قہر درویش بجان درویش یہ غزل سامنے تاریک کے گا تا شروع کی غزل

لہرا رہے ہیں طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اچھا نہیں ہے طول بلا او ستم شعار
اے دل بنے ہوئے ہیں فریب و دغا کے سانپ
کافر کھلیگا حال جب اسلام کفر کا
کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کے سانپ
جنبش ہے بات بات میں افعی زلف کو
نکلے کہیں ابھی مری ماتم سرا کے سانپ
شانہ نے کیے ہیں یار کی زلف سیاہ میں
دکھلائی جائینگے جو عذاب خدا کے سانپ
دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
محفوظ گنج حسن کیا ہے بٹھا کے سانپ
انصاف ہے تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھیے
دل کر رہے ہیں پیش نظر کس بلا کے سانپ
لائی صبا جو زلف مسلسل کی نکہتیں
پاؤں تک آ چکے تری زلف دوتا کے سانپ
دشوار کیوں نہ ہو تری زلفوں سے جانبری
ہستی ہم مر گیا کے ڈسینگے بلا کے سانپ
زلفوں کو کھول تیغ نگاہ خونریز میں
لائی کمان سے آپ یہ منتر پڑھا کے سانپ
آنکی میرے سنکے خبر اٹھ گیا رقیب
پالے ہیں ہمنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
خوگر ہوئے جو الفت زلف سیاہ کے
کیا الگ ہوا مجھے رستہ بتا کے سانپ
زلفیں چھوئیگا یار کی یہ منھ تو دیکھیے
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ
اُٹھنے لگے ہیں سینۂ سوزاں سے پھر دھوئیں
اترے ہیں آسمان سے زمین پر بلا کے سانپ
دھوکا ہے حسن گیسوی پیچان یار میں
زہرہ ران پہ جو چمکے ہیں یہ قہر خدا کے سانپ
تریاق کیا کرے کہ یہاں زہر چڑھ چکا
سوتے ہوؤں کو یار دکھا دیگا کے سانپ
دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہیں
بھاگا کمال خوف سے کیا دم دبا کے سانپ
کیا کیا نہ ہونگی شکر عقلی کو حسرتیں
کیا کیا بلائیں ہمنے اٹھائیں بلا کے سانپ
پیچ و خم کیسے ہیں رخ پر ترے حلقہ ہای زلف
سر پر یدو کھیل رہے ہیں قضا کے سانپ
تاریک شکل کش تا چہرے لگی

افراسیاب بہت رویا دل میں یہی تصور رہا اب بہار و مخمور نہ ملینگی افسوس ہے باغ پر بہار حسن و جمال بہار میں خزان آجائیگی مخمور کے چھوٹنے سے نشہ اُتر جائیگا کیونکر قلب آرام پائیگا اور عمرو نے جی توڑ کے گایا چار پانچ جام بیہوشی کے ملا کر تاریک کو پلائے تب طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیوں اے مصاحب اسوقت آنیکا کیا باعث ہے خواجہ عمرو نے نامۂ نور افشان جادو کا پیش کیا تاریک نے پڑھ کر سر ہلایا کہا ہرگز میں اس بات کو قبول نہ کرونگی افراسیاب نے ہاتھ اُٹھایا کہتا ہے اپنے کھانے کی فکر کیجیے اگر میں اس بات کو مانوں خوراک کی کیا تدبیر ہو عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا اور افراسیاب سے بھی اشارہ کیا یہ بھی ہاں میں ہاں ملاتا جاتا ہے افراسیاب کا بھی یہی مدعا تھا کہ تاریک اس بات کو قبول کرلے کہ جب سب گرفتار ہو چکیں ایک دن دربار میں بٹھایا جائے جو مانیں خدمت میں رہیں جو نہ

قبول کرین قتل کی جفا سہین مگر تاریک نہین مانی جب خواجہ عمرو نے بہت کہا تاریک نے کہا خواجہ
میری خوراک کی فکر کرو مین جسکو گرفتار کرونگی قید مین رکھونگی اسکے بدلے مجھے روز دس آدمی پہونچاؤ اور
یہ بھی مین تیری خاطر کرتی ہون نورافشان کا مجھکو پاس نہین ہے وہ پہلونشین سامری تھا اسنے بڑا عذاب
کیا مذہب قدیم کو چھوڑ دیا خواجہ چونکہ تمھارے ساتھ کل ملازمان افراسیاب ہین مین رحم کر رہی ہون جسدن
لشکرکشی کرکے طلسم نورافشان پر جاؤنگی برابر قصر جمشیدی مقابلہ پڑیگا تب بدعملین میری دیکھنا کوکب
اور بہمن و نورافشان کو کلام کرنا دشوار کردونگی ایک ہی دن مین لاشون سے میدان بھردونگی ابھی
تک جنگ کا قصد نہین کیا صرف میری لونڈی غلام نکلتے ہین ان لونڈی غلامون سے مین کیا مقابلہ کرون نورافشان
و بہمن و کوکب سے جنگ ہوگی دیکھون میان نورافشان سے کیا گذرتی ہے اور کوکب کہان چھپتا
ہے بہمن بڑا ستارہ شناس ہے دیکھون کیونکر جان بچاتا ہے افراسیاب نے آجتک غفلت کی ورنہ
طلسم ہوشربا کی جانب کوئی نگاہ اٹھاکے دیکھ سکتا پس تیری خاطر سے او عمرو اتنا ممکن ہے کہ جسکو گرفتار
کرونگی قید رکھونگی لیکن روز بوقت سحر دس آدمی جوان فربہ لاکر میری خدمت مین پہونچا دیا کر مین اسی پر
اکتفا کرونگی خلاف وقت جو خواہش ہوگی راہ گیرون پر دست اندازی کرونگی سناٹا بھر کے دو چار
کو نگل جاؤنگی تکلیف کرونگی مشقت کرکے پیٹ بھرونگی اگر یہ منظور نہو تو جاکر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا
ہو اور خبردار یہ شخص جو اکر ہمارے واسطے بھیجا یہ جو بلاکر پلاتا ہے شراب کا مزا ملتا ہے عمرو ناچار ہوا عرصہ
دراز تک سوچا کیا کہ دس آدمی روز کہان سے لاؤنگا سوچ کے عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب
دس آدمی روز حاضر کرونگا تاریک نے کہا دیکھو سمجھ کے اقرار کرو جسدن خوراک نہ ممکن ہوگی لشکر مین
گھس پڑونگی دس کے بدلے سو کو کھا جاؤن گی ایک ہی دن مین لشکر پامال ہوگا تیری خاطر سے مین نے
یہ قبول کیا ورنہ مین لڑائی فتح کرنے آئی ہون یا عرصہ لگانا منظور ہے اصل لڑائی تو طلسم نورافشان
پر ہوگی یہ تو صرف کھیل ہے اگر منظور ہو آج ہی فتح کرلون عمرو نے مجبور ہو ناچار بہت اچھا کہکے وعدہ
کیا لیکن رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر اٹھا تاریک سے رخصت ہوا تاریک نے کہا دیکھو خواجہ
عمرو میری تمہاری مین فرق نہ آئے ورنہ قیامتین برپا کرونگی صرف عرصہ اسیواسطے لگایا کہ یہ سب
ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب خائف و ترسان ہوکر افراسیاب کی اطاعت
کرین عمرو نے کہا مین خلاف نکرونگا افراسیاب کے ساتھ دھوین سے باہر آیا جب عمرو افراسیاب

سے رخصت ہونے لگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ خوب بیہوشی تمنے دائی امان کو پلائی لیکن امتحان ہو چکا اب تمکو اطمینان کامل ہو لیا کر محمود و بہار کو سمجھا دو کہ خبردار تم میدان مین نہ نکلنا ورنہ تو دس آدمی تم کہان سے روز لاؤگے جسدن خلاف ہوگا اسی دن وہ لشکر مین گھس پڑینگی خواجہ مین خود تاریک کو بلا کے پچھتایا مگر تمنے ایسا تنگ کیا اب کہو یہان سے تا بہ کوہ عقیق دو تا نجانہ ہے ایک بھی متنفس نہ بچیگا عمرو نے کہا ہان ای شہنشاہ اپنی حماقت پر نادم ہون مین جا کر سمجھا دونگا محمود و بہار کو سمجھا دونگا عمرو جانب لشکر کے بلا سے جان بچی ہے نہ کوئی حرکت کر بیٹھے یا غصے مین گرفتار کرے بہت خوب بہت خوب کہکے بھاگا لشکر مین آیا دربار مین سب حیران و پریشان بیٹھے رو رہے ہین ہر ایک کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہو ئی تھی خواجہ آئے صرصر نے کہا کہو خواجہ کیا فیصلہ کیا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا کہون وہ نہین مانتی یہی قول ہے کہ ایک کو زندہ نچھوڑونگی سب کو کھا جاؤنگی آخر مین نے ناچار ہوکے یہ قول کیا کہ دس آدمی روز حاضر کر دونگا سردارون کو ہمارے قید کیجیے انجام مین اختیار ہے صرصر نے کہا خواجہ کیا غضب کیا دس آدمی روز کہان سے آئینگے عمرو نے اشارہ کیا اسکو بالتصریح نہ پوچھو جسطرح بنیگا سوداگرون سے خرید لینگے دس آدمی روز ممکن ہونگے جس دن نہو سکیگا ہم چھوٹے عیار جا کر اس مردار کے منھ مین پھاند پڑینگے اب زندگی سے یاس ہے اپنا تو یہ حال ہے یہ مضمون

نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہے　　پڑی بڑی خلش روزگار باقی ہے
جلا دو پھینک دو چاہو زمین مین گاڑ دو　　ہمارے بعد تمھین اختیار باقی ہے

ان کلمات حسرت و یاس پر خواجہ عمرو کے سب اہالیان دربار بیقرار ہوکے روئے عمرو نے کہا آج بھی ادھر پاؤ بیہوشی اس مکارہ غدارہ کو پلادی اسکو خبر بھی نہوئی نسخے کی طالب ہو کہی ہر روز ہمارے پاس آیا کرو یہان اتنے ہی عرصہ مین خون خشک ہو گیا شل چھپکلی کے ملوشہ نے اُٹھا لیا خدا نے رحم کیا گال بھی اسکا گرم نہوتا ہڈیان تک چبا جاتی کون اُس کا دامن پکڑتا ایسی بلا سے بہرام سے کون لڑتا خواجہ عمرو نے مہتر قران اور برق فرنگی کو بلا کر کچھ چپکے سے اُنکے کان مین کہا اور یہ بھی کہا کہ سب صاحبون کو بخوبی سمجھا دو قران و برق نے عرض کی انشاء اللہ یہی ہوگا حضور کسی طرح کا تردد نہ فرمائین اسکا انتظام ہو جائے گا غلام کمی نکرینگے قران نے اتنا کہا کہ استاد بڑا غضب کیا خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کیا کرتا جب انسان کا زور نہ چلے بڑا دعوے عیاری پر وہان عیاری بالکل بیکار بتلاؤ تو آخر کیا کرتا پروردگار انجام بخیر کرے ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے القصہ باتون مین گل مہتاب گلگشت فلک نیلوفری

پر پھولا کھلائے شامت و غنچہ ہائے سیارگان اپنی بہار و کھانے لگے شام مصیبت انجام نے چہرہ دکھایا شہنشاہ ظلمات کی عملداری ہوئی غم میں اہل اسلام کے لیلائے شب نے گیسو کھول دیے سامان روشنی ہونے لگا لیکن آنکھوں میں سبکی اندھیرا ہی لشکر تاریکی نے گھیرا ہی تمام سردار گوش بر آواز ہر کاروں سے حکم ہے لشکر افراسیاب کی خبر لاؤ دیکھو وہ ملعون کیا کرتا ہی رو رو کر دن کٹا اب شب اندوہ والم کا سامنا ہی تاریک ضرور طبل جنگی بجوائیگی صاحبو جا کر خبر لاؤ کوئی صورت فتح و ظفر کی نہیں معلوم ہوتی کوئی روتا ہی کوئی آنکھوں سے منھ دھوتا ہی ایک کو ایک بنظر حسرت و یاس دیکھ رہا ہی عمرو جبال باکمال ملکہ بہار گلعذار کو دیکھکر آنکھوں میں آنسو بھر لاتا ہی بہار کہتی ہی خواجہ دیدار شہنشاہ کی حسرت رہگئی کئی مرتبہ قصد کیا لیکن نجا سکی یہ نہ سمجھی کہ یہ بلا نازل ہوگی جو مرضی قضا و قدر بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک و مختار ہے دربار اہل اسلام میں حسرت و یاس کی باتیں ہو رہی ہیں -

دو کلمہ داستان گلریزی کلک جواہر سلک طبل جنگی بجوانا تاریک شکل کش کا اور آمد ملکہ ارمان جادو بھانجی افراسیاب کی اور مقابلہ بہار گلعذار سے غزل

کسکو غرض رہے جو اسیر بلا کے ساتھ
اوقات نگاہ کر کہ نہیں کچھ خدا کے ساتھ
ممکن نہیں نصیب ہو بے رحم کو رفیق
رکھیے مری امید بھی اپنی حیا کے ساتھ
جب لیچلے اٹھا کے جنازے کو اقربا
ٹھہرا نہ ایکدم کرا ہا میں ہوا کے ساتھ
بے سبب نہیں کہ جو مٹے ہیں سیکڑوں
تو بھی شریک غم ہو ساغر اٹھا کے ساتھ
رکتا ہی بال بال میں قدرت خدا کی ہے
کیا کیا دیا نہ آپنے ایمان لا کے ساتھ
اچھا کبھی مریض ہوا اے غیرت مسیح
آئے کبھی میسر کو پاس تو شرم و حیلے کے ساتھ

بیکس وہ ہوں اثر بھی نہیں ہی دعا کے ساتھ
کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
دیکھی نہ ایک روح بھی ہمنے قضا کے ساتھ
باتیں سنیں عتاب اٹھائے جفا سہی
محرومیاں مری ہوئیں آنسو بہا کے ساتھ
کہتی تھی وقت نزع یہی روح بار بار
شاید کچھ اور بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
حرفوں کے بوسے لفظ کا منھ چومتا ہوں میں
شانہ بھی ناز کرتا ہی زلف دوتا کے ساتھ
فرہاد کی یہ جسم نے وقت فراق روح
گرد و بلا حباب دہن تم دوا کے ساتھ
کبتک تپ جدائی میں تڑپاؤ گے مجھے

میں دور غیر پاس نگہ بے نیاز ہوں
پستا نہیں ہی رنگ حنا کا حنا کے ساتھ
لیجائیے اسے بھی سیہ دوش ہوں کہیں
کس کس طرح ذلیل ہوئے دلکو لا کے ساتھ
وہ خاک ہوں زمیں نے نہ جسکو کیا پسند
اے جسم دیکھ جاتے ہیں تنہا ہم آ کے ساتھ
واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہے
الفت ہی مجھکو سلسلہ مدعا کے ساتھ
دامن میں اشک لیں ندامت ہوں پڑا ہوا
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ
حاصل ہوا یہ لطف شب انتظار میں
لازم ہی آئی تو صدور ہو ایجان آ کے ساتھ

ہو بخت اپنا اوج پہ خالق کا شکر ہے
اس شمع کو نہیں ہے تعلق ہوا کے ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی عرض میں آج
کچھ لطف بھی شریک ہے طرز جفا کے ساتھ

کرتا ہے مجھکو یاد وہ مہر و وفا کے ساتھ
گر دل دیا ہوں کو تو کیا اس سے فائدہ
شکوہ حسرتیں ہیں اور مری التجا کے ساتھ
کیا التماس حال کروں آپ سے نسیم

روشن ہیں خود بخود مری پسلی میں استخوان
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ
بلسن بلنس کے قتل حکم سناتا ہے دلربا
پھر سابقہ ہوا ہے اسی بیوفا کے ساتھ

اہل اسلام اپنی بارگاہ میں حیران و پریشان بیٹھے ہیں یکایک صدائے طبل جنگ لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر فرمایا جلد خبر لو یہ کیسا نقارہ بجا کار گزاروں نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہیں حاضر ہوا چاہتے ہیں دیکھا چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے افتاں و خیزاں آئے دعا و ثنائے پادشاہی بجا لائے مسدس

گلستان میں ہوتا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نیستان میں ہو تانے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
جہاں تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا
نشہ صہبا میں ہو اور ہو نشہ جینک نشاط افزا
شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

پروردگار آپ کو اپنی امان میں رکھے اس بلا کو رب اکبر جلد دفع کرے ابھی تاریک نے پاس افراسیاب کے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ پھر میدان کارزار میں نکلے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے مگر مجبور و ناچار حکم دیا یہاں بھی طبل جنگی بجے لشکر اسلام میں صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لیکن ایک ایک منتشر حواس کہ دیکھیں اب تقدیر کیا دکھاتی ہے لشکر افراسیاب میں گھما گھم یہاں رنج و الم وہاں صحبتیں آراستہ یہاں بربادی کا سامنا جو ثابت قدم ان کو سے محبت ہیں وہ چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر مر جائیں کسیکا رنج و الم نہ دیکھیں چالیس سردار ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ ممکن ہوگا مشعل نئے زمانے میں یہ روشنی باقی تھی کہ لاشے تو سامنے موجود تھے انکو دیکھکر دلکو تسکین دیتے تھے یہاں آنکھوں کے سامنے دد ملعون چیر پھاڑ کر کھا گئی بیچاروں کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا ہزار ہا آدمی بھاگ کر نکل گئے ملکہ مہرخ نے حکم دے دیا ہمارے لشکر میں پکار دو جو صاحب اپنی جان کا خوف کریں ہم خوش ہیں نکل جائیں وقت جنگ نہ منھ پھیریں اس شب کو بہار بہت بیقرار چند گنتریں ہمراز دمساز قتل ہوئیں انکا فراق بہت ناگوار ہے یاد بادشاہ میں دل بیقرار ہر شب بعیر فرش خاک پر تڑپی چار پہر رات اسی تڑپن پھڑکن میں کٹی شاخ گلستان سے گل و غنچہ کو اکب مرجھا کے گرنے لگے خزان نے اپنا دخل کیا جھونکے ہوا سے گرم سے کے چلنے

اہالیان لشکر اسلام بدحواس مضطر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ مہرخ مین آئے ملکہ مہرخ بھی برآمد ہوئین عیاران نیکنام سامنے حاضر ہین بمقدمۂ تاریک عیاری مین قاصر ہین سواری باہر نکلی سب سردار آتے جاتے ہین پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہمراہ ہولیے کیسا نوبت نقارہ مرنے کی نوبت ہے علم بال کھولے ہوئے پھریرے ہوائین اُڑتے ہین صاف ظاہر ہے کہ دامن پھیلا کر ربّ اکبر سے دعا مانگ رہے ہین کہ فتح وظفر نصیب ہو دشمن بے نصیب ہو جھانجھ غم والم کی جھانجھ ہین قرنا کا دم پھولا دُہل اپنی رعنائی بھولا چوب سے سر پیٹتا ہے یا تو تاشے بجتے تھے تا اس فلک گونج جاتا تھا اب آواز ین بھیانک آثار مصیبت نمایان ہیں ماتم جابجا ہجوم غم والم شہنہ ہیدم این کیفیت سے دار دمیدان کارزار ہوئے آمد لشکر افراسیاب نجے کر وفر جاہ وحشم سے نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین وزمان گرجتے ہوئے قضائے کار ملکہ مہرخ نے طرف ملکہ بہار گلعذار کے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بدھیان پھولون کی زیب جسم گلپیرہن وزیرزادی کا ہاتھ تھامے بدحواسی مین یہ اشعار آبدار ملکہ بہار پڑھ رہی ہے

نظم

سبکسارو نسیستم چون بوکہ دنیا پامال صبا افتم
گران بارم چنان از غم کہ گر خیزم زجا افتم
سفر کردم کہ بکشایم دل از سیر جہان گردن

چہ دانستم کہ در غربت بکام اژدہا افتم
نہادم روز ناکامی درین وادی نمیدانم
ضعیف قوت طالع کجا خیزم کجا افتم

نجات از غم چہ نشان یابم کہ ہر دم ہیر دم مخفی
چو مرغ بے پر و بام بکام اژدہا افتم

ملکہ مہرخ نے ملکہ بہار کو اپنے قریب بلایا گلیسے لگایا کہا اے بہار دل کو صبر دو آج ہم تمکو بہت حیران و پریشان پاتے ہین دل بہار کا بھرا ہوا تھا فوراً آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہنشاہ چالیس سرداروں کا مارے جانا باعث حسرت ویاس ہے دل ملیح عالم سے گھبرایا چاہتے ہین اب کاروان اُٹھائین قدم بڑھائین داخل باغ ملک عدم ہون دور دل سے رنج وغم ہون اب صدمات نہین اُٹھتے جدائی ساتھ والون کی شاق ہے دل تردد منزل گلشن قبر کا مشتاق ہے خارستان دنیا سے دل گھبرایا خوب دنیا کی بہار دیکھی دل بھر گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا اے ملکہ بہار ایسی باتین نہ کر کلیجہ پھٹتا ہے حافظ حقیقی بچانے والا ہے ادھر لشکر افراسیاب خانہ خراب آکر جما تاریک تشکل کش نے دھوئین سے سر نکالا قریب ہے کہ تاریک تپلے کو حکم دے کہ جا کر تو للکار اُدہ آسمان پر لکۂ ابر مرواریدی پیدا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی اس ابر فرحت افزا کو دیکھکر گل ہنسے غنچے مسکرائے تحلی صحرا وجد مین آئے قمریون نے کوکو کی صدا دی افراسیاب جادو بھی دیکھنے لگا وہ لکۂ ابر شق ہوا سب نے دیکھا تخت پر اک نازنین گلگون پوش پھولونکا گہنا پہنے ہوئے

دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن زلفین عارض انور پر بل کر رہی ہین جنکو دیکھکر سنبل پیچ و تاب

مین ہے بقول شعر

نظم

سنبل وزلف سیہ کاکل وشب چاردن ایک	غمزۂ وناز وادا جنبش لب چاردن ایک
دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوے ہین تیرے	تجھ بن اب درد وغم رنج وتعب چاردن ایک
باتین وہ کہتے کی ہین وہ نہین کہتے کی آنکھین	لب پہ گر ڈالے ہو تجھ آگے ادب چاردن ایک
گل وخورشید مہ وشمع ترے چہرے سے	ہین کسب کرنے مین یہ نور کا اب چاردن ایک
شعلۂ برق وتجلی وشرارے سودا	رکھتے ہین زیر فلک حسب ونسب چاردن ایک

جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا تمام اہل لشکر نظارہ کرنے لگے جوانان حسن پرست ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگے مگر وہ حور طلعت پری پیکر زہرہ جبین مسکراتی ہوئی گلدستے گرد تخت کے چنے ہوے قریب افراسیاب کے آکر اتری مسکراتی ہوئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب نے گلیسے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا کہا کیون اے ارمان جادو اسوقت کیونکر تمھارے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے مسکرا کر عرض کی کنیز نے سنا کہ بی بہار جادو جنکو آپ نے بہت سر چڑھایا انھون نے ہزارہا ملازم آپکے دیوانے بنا کے قتل کرائے انہین شرم نہ آئی بی بہار ایسی پھولین اپنے کو بالکل بھولین کنیز نے بھی اسی رنگ کا سحر حاصل کیا والدہ نے یہی تعلیم کیا آپ سے بھی اکثر سیکھا ہمیشہ باغون مین گذر ہوتا ہے یہ رنگ بہت پسند آیا اسی مین مشقت کی سامری وجمشید کی عنایت سے اب گلشن سحر بہار پر ہو رنگ سب پھولون کے قسقے مین آئے گلدستون کے رنگ کٹتے ہین پھول ہواے سحر مین لپٹتے ہین آج مشتاق ہوکر آئی ہون کہ ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرون وہ بھی جانین کہ اس رنگ مین دوسرا بھی کامل ہے بہار جادو کو تنگے چنوا دون کنیز بنا کے اپنے ساتھ لیجاؤن باغ حسن وجمال کی گلچینی کراؤن افراسیاب نے کہا اے نور نظر واے لخت جگر سابق مین بڑے بڑے معرکے گذرے حقیقت مین بہار نے بڑے بڑے صدمے پہونچائے اب مین نے اپنی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش کو بلایا حجرۂ دوم بلا کھولا ہے گنبد تاریک ان سے چھوٹا انھون نے آکر سب کے ہوش اڑا دیے چار میدان داریون سبکے جی چھوٹ گئے موت مانگتے ہین اب کسی کی ضرورت نہین ہے سیکی میدان داری مین نے بند کر دی کھڑے ہو کر تماشا دیکھو تو کیسے کیسے جھڑاتے پڑتے ہین خاص انکی نہاری کا وقت ہے ایک کو زندہ نچھوڑینگی ارمان نے کہا اے ماموں جان

بڑے حسرت کی بات ہے یہ سحر نہیں کرامات ہے بہار سے مین آج ضرور مقابلہ کرونگی کنیز بنا کر لیجاؤنگی عہد کرتی
ہون اگر مجھ بھر میرا ساتھ چھوڑے تو ارمان جادو نہ فرمائیے گا جب ارمان نے بہت ضد کی افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا کہا دائی امان کے پاس چلو انکا حکم ضرور ہے یہان اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ نقیب
نقابت کر چکے پھر دیر ہونے کا کیا باعث ہے ہتیلی پر سب سر رکھے کھڑے ہین ہر کارون سے کہا خبر تو پڑھکر لو ہر کارے
چلے افراسیاب ارمان جادو کو لیکر سامنے دھوئین کے آیا آواز دی دائی امان صاحب دیکھیے کنیز آپکی
کیا کہتی ہے ملکہ تاریک نے دھوئین سے سر نکالا نگاہ جو پڑی بی ارمان کے سب ارمان دل مین رہگئے
کانپکر گر پڑی بیہوش ہوگئی افراسیاب نے گود مین اٹھا لیا کہا دائی امان تمھاری صورت کو آگ لگے
دیکھو میری بھانجی زندہ رہتی ہے یا نہین سامری اور جمشید نے کیا نقشہ بنایا دیکھکر روح نکلتی ہے چھوکری
ایڑیان رگڑ رہی ہے تاریک خوب ٹھٹھا مار کر ہنسی زمین ہل گئی کہا کیون نگوڑے یہ سحر کیا کریگی جو ہماری صورت
دیکھکر بیہوش ہوتی ہین اگر کوئی بیر سامنے آجائے یہ کیا تدبیر کریگی نہ جیین گی نہ مرینگی تڑپ تڑپ کر رہینگی
لیکن بیان کر مطلب کیا ہے اس چھوکری کو کیون لایا ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسنے
تنگ سحر بیار مین کمال پیدا کیا ہے چاہتی ہے کہ بہار سے مقابلہ کرون لہذا آپ سے پوچھنا واجب لازم ہوا
تاریک نے کہا میرا دن ناغہ جائے گا نہاری کون کھلائیگا افراسیاب نے کہا چھوکری کی خاطر منظور
ہے خود حاضر کرونگا تاریک نے کہا جائے لڑے میرا کیا نقصان ہے ہم بھی دونون کے سحر کا
تماشا دیکھین گے یہ کہکر تاریک تو دھوئین سے سر نکالکر بیٹھی افراسیاب ارمان کو گود مین
لیکر قریب تخت ملکہ حیرت کے آیا خوب مسوس مسوس کے گلیسے لگایا دل مین کہتا ہے ای افراسیاب
کیا شعلہ جوالہ ہے مقام میدان کارزار نہوتا تو مطلب دلی اس سے حاصل کرتا ہاے یہ شعلہ جوالہ قیامت
کا پرکالہ حسین زہرہ جبین ماہ پیکر حور وطلب کسی اور کے قبضے مین جائیگی بڑے افسوس کی بات ہے ملکہ
حیرت نے جو دور سے دیکھا کہ افراسیاب ارمان کو گود مین لیے ہوئے آتا ہے لیکن بیچین بیتاب یہ تو
اسکے افعال سے بخوبی آگاہ ہے تخت سے اتر کر ایک دوہتڑ مارا کہدیجیا خدا تجھکو غارت کرے بیٹیا بھی
بناتا ہے کس خیال سے گلے لگاتا ہے افراسیاب نے کہا تم کیا جانو گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا ارمان کو
ہوش آیا کہا ماموں یہ سیہ فام بلا کون تھی قریب تھا میرا کلیجہ پھٹ جاے افراسیاب نے کہا بی بی
یہی ہماری دائی امان ہین انہین کے دودھ کی یہ طاقت ہے کہ کوئی دنیا مین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا

ارمان نے کہا سامری جمشید اسکو غارت کرین دیکھو ماموں ابتک میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے مہلت
آپ نے حاصل کی افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ تمھین اختیار ہے لیکن بہار سے سمجھ کے مقابلہ کرنا دیکھو
وہ سامنے پھولوں مین لدی کھڑی ہے ارمان بہت اچھا کہکے ہنستی ہوئی طاؤس پر سوار ہوئی میدان مین
آکر سحر عجائب و غرائب دکھانے لگی جس نخل کے سائے مین آکر ٹھہری وہ نخل بیتاب ہوگیا سرسبز و شاداب
ہوگیا جس جانب مسکرا کے دیکھتی ہے مہک پھولوں کی آتی ہے طائر پروں کا سر پر سایہ کیے ہوے
مثل ستارہ سحری چمک رہے ہین پکار کر آواز دی ای بہار آکر ہمسے مقابلہ کرو ہمنے تمھاری بڑی تعریف
و توصیف سنی ملکہ بہار نے فوراً طاؤس زرین بال کو بڑھایا سب ساحروں نے ملکہ بہار کو گھیر لیا گرد نازنیان
گلعذار بیچ مین ملکہ بہار ہر ایک کو یہی خیال ہے تاریک شکل کش نے کوئی دام نہ پھیلایا ہو اجازت نہ
ملتی تھی بمشکل ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ای ملکہ بہار چمن پیرائے ازل کے تمکو سپرد کیا باغبان حقیقی تمھارے اس
گل سے چہرے کو دکھائے باغ حسن مین ہمیشہ بہار رہے باغبان قدرت بھی ملکہ بہار کو دعائین دے
رہا ہے گلچین جادو زوجہ باغبان آکی نثار ہوتی تھی کبھی واسطے بہار کے زار زار روتی تھی بہار
نے سب سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی ارمان نے دیکھتے ہی بہار کو گلدستہ مارا بہار نے
گلدستے کو کاٹا پھول برسنے لگے ہوا نے اپنی ہوا باندھی درختوں کو وجد ہوا سرو صحرائی اکڑنے لگی بلبلین
چہچہہ زن بہار چمن بہار جادو بھی جھوم گئی سب نے دیکھا بہار کی آنکھین سرخ ہوئین گل سا چہرہ کھلا یا
ارمان نے آواز دی ای ملکہ بہار کیا سیر گل و لالہ مین مصروف ہو ہمارے گلشن جمال کی گلچینی کرو اسقدر
خود بینی کر و ہنم ملکہ ارمان جادو افراسیاب نے دیکھا بے اختیار ملکہ بہار گلعذار کے منھ سے نکل گیا نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری | چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری
ہوس نہ تاج کی ہے اور نہ ملک و مال کی ہے | ہمارے دلمین اگر ہے تو آرزو تیری

یہ کہتی ہوئی بہار جادو طرف ارمان جادو کے بڑھی لشکر دن
مین عزیو ہوا ارمان کا ارمان نکلا بہار کو دام رگ گل مین پھنسایا کیا غضب کا صیاد ہے نہایت صاحب
بیداد ہے موج گل کی بیڑیاں پڑگئین دیکھو آپس مین نگاہین لڑگئین لیکن ملکہ بہار گلعذار جھومتی ہوئی چند
قدم بڑھی تھی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی اک نازنین مہ جبین سرخ پوش بصد جوش و خروش نہایت خوبصورت
ماہ طلعت مہر جبین حور تمکین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوئے زمین سے نکلی ہاتھ مین پچکاری تھی جسمین گلگاری
تھی جھٹ پٹ بہار کے بیقراری مین ماری اس رنگ کا جو چھینٹا روے بہار مشعلہ رخسار پر پڑا چہرہ

گلنار ہوگیا ہوش آیا غنچہ دہن وا کرکے کہا ارے نکہت لا گلدستہ مجھے دے اُسنے گلدستہ ہاتھ مین بہار کے دیا وہ نازنین تو اسی طرح گلدستہ دیکر غرق زمین ہوئی شل بوے گل آنکھون سے چھپ گئی لیکن بہار نے شگفتہ ہوکر اسم سحر پڑھا کہا او ر رمان ہوشیار ہوجا کوئی ارمان باقی نہ رہیگا بموجب شل ترا ارمان نہ کرتا پشیمان کیا زبردستی تو ہمکو تسخیر کریگی بقول شخصے مان نہ مان مین تیرا مہمان ایسے بہت سے کلام رنگین بلاغت آئین بہار نے کہے اور گلدستہ ماراپکار کے آواز دی یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع

آج بیلا بہہ رہا ہے خوش ہے بلبل باغ مین	شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین

ہرطرف بلند ہوا بہار کا گلدستہ چل گیا وہ دیکھو بہار نے اپنا رنگ جمایا ارمان کا ارمان نہ نکلا ہواے سرد چلی ہوا اعتدال پر نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکے پھولون نے اپنا رنگ جمایا ابر سیاہ آسمان پر چھایا بارش پھولون کی ہونے لگی تمام زمین بوقلمون ہر نخل کا قد موزون عروسان چمن نے نکھار کیا جوانان گلشن نے دل اپنا نثار کیا تصدیہ دوڑے دوڑے پھرین خزان کو اس چمن مین بار نہ تھی باغبان و گلچین آپس مین لڑتے تھے صیادان طائران بوے چمن پر باد صحراے خارستان پر افتاد ہوا نے کانٹون کو ہٹایا دامن بہار سے کانٹا نہ الجھا ہر سمت جوش بہار سحر بہار کی پکار خوشنوایان چمن گانے لگے غزل

جام گل تیرے سے اب بلبل کو مستی ہے بہار / ہمکو آنکھون سے یہ ذوق مے پرستی ہے بہار
خندۂ گل نے کیا ہے بلبلون کا قتل عام / پھیر اب گلشن مین کیا منھ لیکے ہنستی ہے بہار
جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آئی ہے بہار / پیرہن مین گل نہین پھولے سماتی ہے بہار
آشیان باندھے ہے کس امید پر اے عندلیب / آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہے بہار
کسکو گلگشت چمن کا ہے دماغ اے باغبان / کھینچکر میرا گریبان بان لے آتی ہے بہار
دل فسردون کا کہان خون گرم کرتا ہے جنون / کیون مجھے ہرسال انا الحق تو سناتی ہے بہار
شور سنکر ہم نوایون کا ابلتا ہے یہ دل / رخصت یک سالہ لے صیاد آتی ہے بہار
عارض گل پر نہین شبنم عرق ہے شرم کا / دیکھکر میرا جنون یار و لجاتی ہے بہار
کسکی آنکھون سے کہو آئی ہے مستی سیکھکر / اس برس نرگس پہ کیا دھومین مچاتی ہے بہار
خوش رکھواے عندلیبو اپنے گلشن مین ہمین / خانہ زنجیر تھا خالی بلاتی ہے بہار
اب خدا حافظ ہے سودا کا مجھے آتا ہے رحم / ایک تو تھا ہی دیوانہ اُسپہ آئی ہے بہار

دیگر

سب نے دیکھا ارمان کا رنگ متغیر ہوا وہ چہرہ جو رشک گل نیلوفر تھا مثل زعفران زرد ہوا حقیقت ظاہر ہوتا تھا کہ اس مہ جبین کے دل مین درد ہوا ہونٹ خشک ہوے چہرہ اُترا اس عالم یاس چہرہ فق رنگ و سے ظاہر قلق انتہا کی ساحرہ ہر اپنے کو روکتی ہر بلکہ قصد ہر مثل بوے گل اُڑ جاؤن کسی پھول مین جا کر چھپون یا ہوا بنکر نکل چلون کئی مرتبہ جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ پھول سو کھے ہوے نکالے سحر نہ کر سکی اسقدر پھولی پہنے کو بھولی وہ پھول خشک مثل گل ترکے ہاتھ سے گر پڑے مثل تصویر خاموش دریاے حیرت و عبرت کا جوش ادھر سے بہار نے سحر کو اور زیادہ زور دیا بدھیان پھولونکی گلیسے اُتارین طرف ارمان کے اسم سحر پڑھکر پھینکدین نسیم عنبر شمیم چلنے لگی ہر خوشبو سے سبکے دماغ بسے ارمان کے گل عارض کمھلائے ہوے دیکھکر عندلیبان خوشنوا چہچہے آواز سے کسے طائران سحر بہار نے گھیر لیا ایسے اشعار بہاریہ گائے ارمان کے ہوش اُڑ گئے زیر نخل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہر لیکن موسم بہار کا جوش کبھی ہنستی ہر کبھی مُسکراتی ہر کبھی آرسی مین اپنے چہرے کو دیکھکر شرماتی ہر دیکھتی ہر چہار جانب جوش بہار ہر گلدستہ کا نکھار پھول برس رہے ہین ارمان نے پھول دامن مین بھر لیے پھولوں کی خوشبو نے مست کر دیا گل سا چہرہ کھلانے لگا جبین نورانی پر پسینہ آنے لگا بہار نے دیکھا بوے گل لالہ نے مست تو اسکو کر دیا لیکن اپنے آپکو سنبھالتی ہر طائر زیرک ہر یہی چاہتی ہر دام رگ گل سے نکل جاؤن جال مین نہ پھنسون ابکی بہار نے دوسرا گلدستہ مارا دوسرا جھونکا ہوا کا چلا بوے خوش باغ مین ارمان کے آئی بہار نے اک کنیز کو اشارہ کیا وہ فوراً دوڑی سامنے ارمان کے آکر اُسکے حسن کی تعریف کرنے لگی یہ اشعار پڑھے

اشعار

پہنے نہین ای غیرت گل تو نے کرن پھول ۔۔۔ تیرے چمن حُسن مین پھولا ہے کرن پھول
بے شبہہ ہر ای رشک پری تو ہمہ تن پھول ۔۔۔ غنچہ ہر دہن ہونٹ گل برگ ذقن پھول
اُس گل کے گلے سے ہر عیان پان کی سُرخی ۔۔۔ غنچے کی گلابی مے ہر یا عکس نگن پھول
اللہ رے فیض سحر عارض تابان ۔۔۔ مثل گل خورشید ہر تابندہ کرن پھول
ایکی نئی صورت سے بہار آئی جنون خیز ۔۔۔ جیتون کی طرح کھا کے ہوے داغ کہن پھول
کیونکر نہ شب زلف سے پر نور فشان ہو ۔۔۔ من اُغی گیسوے سیہ کا ہر کرن پھول
عشاق کی قبرون پہ جو پھول اُسنے چڑھائے ۔۔۔ مردے بھی کفن مین گئے پا بین کفن پھول
رنگینی مین وہ سادگی کا کب ہر تکلف ۔۔۔ لائینگے کہان سے ترا بیساختہ پن پھول

تولو زرِ گل سے اُسے کانٹے مین تُلواؤ
ای بلبلو اُس رشکِ چمن کا ہی بدن پھول

دو دن مین بہارِ چمنِ حسن خزان ہی
اتنا گُل عارض پہ نہ ای غنچہ دہن پھول

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے کی گلابی مین بھرا ای شفق من پھول

خار اُس نے دیا مجھکو تو یون بکھر گئے پھول
مجروح کا جسطرح سے چھاتا ہی بدن پھول

آیا پئے گلگشتِ چمن جب وہ شہِ حُسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ای گُل جو ترے گوہرِ دندان کا پڑے عکس
بنجائین ابھی موتیے کے دُرِ عدن پھول

اپنے رخِ انور سے جو اُٹھین گے نقاب آپ
بنجائیگی سورج مکھی ای غنچہ دہن پھول

جب کرتے ہین سیرِ چمنستانِ مضامین
چُن لاتے ہین گلچین کی طرح اہلِ سخن پھول

خوش چشمون کی پڑتی ہین آنکھین گُلِ نرگس
سبزے کی طرح چرتے ہین ای گُل ترے ہرن پھول

لکھی جو تری رنگِ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لگاؤن گا دمِ فکرِ سخن پھول

چڑیا تری انگیا کی بھی جب جاتی ہی بلبل
محرم مین جو تو رکھتا ہی ای رشکِ چمن پھول

ہوگی نہ کبھی اس لبِ رنگین کے مقابل
جسطرح سے چاہ ای شفقِ شام مین پھول

کیون اتنا چمکتا ہی شبِ زلف مین ای گُل
کیا صبحِ بناگوش کا تارا ہی کرن پھول

زیبا ہی **فلق** یار کو کیا پیرہنِ سُرخ
پیدا تو کرے اس گُلِ خوبی سے چمن پھول

اسطرح کے جو ملکہ **بہار** گلعذار نے انتظام کیے **ارمان** سنبھل نہ سکی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی نثار جمال **بہار** ای ملکۂ عالم مین تو برائے گلچینی گلشن جمال آئی تھی یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی جس کنیز نے اشعار پڑھے تھے ملکہ **بہار** نے اشارہ کیا وہ طرہ بدھی لیکر بڑھی **بہار** مسکراتی ہوئی آتی ہی ہر مرتبہ برق دندان چمک جاتی ہی یہ حال پُر ملال **افراسیاب** خانہ خراب نے جو دیکھا گھبرا گیا کہ **ارمان** کے کانٹا لگا اگر طرہ بدھی پہنایا اور غضب ہوا دم بھر مین ہار جیت ہوجائیگی **بہار** کنیز بنا کر لیجائیگی کھڑے کھڑے ایک سنگریزہ اُٹھا کر پھینک دیا **افراسیاب** کا سحر چلا اس کنیز پر برق گری وہ تو جان بچا کے غرق زمین ہوئی لیکن پھول جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے یا تو صحرا پُر بہار تھا یا ہو کا مقام معلوم ہونے لگا ایک طائر نے سر پر **ارمان** کے جا کر ایک چیخ ماری کہ گل باغ محبوبی عندلیب چمن خوبی ہوشیار ہو جا یہ چیخ مار کر طائر بنا **ارمان** جادو کو ہوش آیا اتنا تو ملکہ **بہار** نے پکار کے کہا او خار بیابان ظلم و بدعت

اونخل صحراے ذلت مین سمجھ گئی ارمان کو بچالیا بڑا ناز کرکے آئی تھی ایک سحر مین بھول سب کچھ بھولی گل حیات
مرجھا چکا تھا اب سحر سے تو نے تازہ کیا کوئی ہم نبرد تیرا ہوتا تو تجھکو جواب دیتا۔ فراسیاب نے کچھ جواب
نہ دیا لیکن کنیزان حیرت نے مین مصاحبان بہار نے بھی غل مچایا ملکہ بہار نے ارمان کو پھنسالیا
تھا افراسیاب نے بچایا ارمان جادو حجاب سے عرق عرق ہو گئی غصے مین نیمچہ کھینچکر بہار پر جا پڑی
کہا بہار تو نے سر میدان مجھکو ذلیل کیا اب مین بے قتل کیے نہ پلٹون گی بہار نے کہا تجھسے کون باہر ہے
جسطرح جی چاہے دونون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین نے نیمچہ ہاے ہلالی کھینچے ارمان کو حجاب بہار
کو غصے سے پیچ و تاب ایک ماہ تابان دوسری مہر درخشان ایک زہرۂ فلک حسن و جمال دوسری مشتری
آسمان جاہ و جلال آپس مین نیمچے چلنے لگے چھوٹ کے ہاتھ چلے ہے ہین پھکیتی کی گھائیان ہاتھون کی
صفائیان جب بہار نے نیمچہ مارا سب کو ثابت ہوا نخل قد ارمان قلم ہوا ارمان بھی جواب مین وار کیا
یقین ہوا کہ شاخ سحر حیات بہار کٹی لیکن بہار نے بھی خالی دیا دونون لڑتے لڑتے مست ہو گئین ایک
مقام پر ارمان نے جب دیکھا کہ بہار اس مین بھی طاق فنون سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہے چوٹ نہین
کھاتی کان کا موتی نکالا بہار پر پھینک مارا بہار نے اس موتی کو روکا اُس حال مین گوہر حسن و جمال نے
چمک کے نیمچہ مارا سپر سحر کو نہ اٹھا سکی سر بہار کا زخمی ہوا قطرات خون عارض انور پر پڑے پھر گلنار ہو گیا
مگر بہار زخم کھا کر غصے مین ارمان پر جا پڑی کہا او مکارہ لے یہ کہکے کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا زخم کاری
سر پر ارمان کے بھی آیا ارمان لڑکھڑائی گرتے گرتے زمین پر دو ہتڑ مارا اک برق چمکی پہلے ارمان بیہوش
ہوئی اُف کرکے بہار جادو نے بھی گھٹنے ٹیک دیے اتنی آواز دی کہ یہ شکست ہاتھ سے افراسیاب
کے ہوئی ورنہ اسکو کنیز بنا کے لیجاتی یہ کہکر بہار بھی بیہوش ہوئی اُدھر افراسیاب دوڑا ادھر سے
باغبان گلچین نے آکر بہار جادو کو اُٹھا لیا ایسا نہو افراسیاب گرفتار کرے لیکن افراسیاب
نے توجہ نہ کی ارمان کو لیکر لشکر مین آیا طبل امان بجے ملکہ مہرخ وغیرہ بہار کو زخمدار لیکر پلٹین ملکہ
تاریک شکل کش نے کہا عمرو سے کہدو ہماری خوراک پہونچائے ہماری مین فرق نہ آئے اس
میدان داری سے ہمکو کیا کام عمرو لشکر سے نکلا کہا دائی اماں آج تو میدان داری نہین ہوئی تاریک
نے کہا کیون شامتین آئی ہین میدان داری و غیر میدان کیا چیز ہے ہر وقت ہمکو اختیار ہے
ابھی لشکر بہا پڑون اپنی خوراک حاصل کرون اگر لشکر پر آؤن گی تو دس کے بدلے پچاس کو

کہا جاؤنگی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آپنے دو عمرو نے کہا تم ان باتون مین دخل ندو مثل مشہور ہی جو گڑ دے
مرے اُسے زہر کیون دو جو ساعت ہی غنیمت ہی دیکھو رب اکبر مالک بحروبر پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے
ساعت ہائے سخت کو کاٹنا چاہیے لشکر پر قران نحس آیا ہوا ہی ستارہ گردش مین فلک مٹانے کی کوشش
مین انشاءاللہ یہ سختی دفع ہوگی یہ کہکر عمرو نے برق و قران کو آواز دی دس آدمی لاؤ خدمت مین ملکہ
تاریک کے حاضر کرو قران و برق وچالاک دس آدمی زنجیرمین بندھے ہوئے لائے
تاریک نے پتلون کو اشارہ کیا کشان کشان اُنکو دھوئین کے اندر لیگئے تاریک نے چیر پھاڑ کے
اُنکو کھایا شراب خواری مین مصروف ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبراکر پوچھا کیا لشکر سے دس آدمی لیلیے عمرو نے
کہا اک تاجر آیا تھا روپیہ دیکر غلام خرید لیے وہی مسلسل کرکے تاریک کو دیدیے مین اپنے لشکر والون کو
دونگا اگر کل ہوشربا دہ بخش دے ایک سائیس اپنے لشکر کا ندونگا ان مقدمات مین دخل ندیا کرو روپیہ کے
زور سے ممکن کرینگے لیکن افراسیاب جو ارمان کو لیکر آیا زخمون مین اسکے ٹانکے دیے ارمان کو
ہوش آیا کہا مامون جان مین نے بار غم والم اُٹھایا بدون سامان چلی آئی بہار کے ہاتھ سے شکست
کھائی اب مین اپنے قلعہ مین جاؤنگی یہان کی آب وہوا کا اختلاف ہی زخم بگڑ جائینگے وہان جاکر صحت
پائینگے افراسیاب جادو نے رخصت دی ارمان ٹہلتی ہوئی بارگاہ سے نکلی کنیزون کو آواز دی
کنیزین اسکی حاضر ہوئین کنارے تک لشکر کے آئی اُدھر سے مہتر قران اک ساحر بنے ہوئے آتے تھے
سامنے مین نخل کے کھڑے کھڑے نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ ارمان پر پڑی بیتاب ہوگئے کلیجے پر ہاتھ
رکھ لیا قصد ہوا کہ اسکے قدمون پر جاکے گر پڑون بقیہ عمر اسکے ہوائے وصل مین صرف کرون لیکن دیکھا
ارمان جادو طاؤس زرین تیار کرچکی کنیزین گرد آگئین مہتر قران نے دیکھا یہ جاتی ہی کیونکر طبیعت
تسکین پائیگی ہر وقت دل گھبرائیگا جلدی مین اسباب تصویر کشی اپنے پاس سے نکالا ارمان جادو
کی تصویر کھینچ لی اس تصویر سے کیفیت حاصل ہوئی آگے بڑھکر سامعین پر حال کھلیگا جتنے عرصے مین
ارمان نے طاؤس کو اُڑایا کنیزین گرد آگئین ارمان مع کنیزون کے طرف اپنے قلعہ کے روانہ ہوگئی
تصویر مہتر قران کے پاس ہی اس تصویر کا ذکر وقت پر آئیگا لیکن افراسیاب بعد جانے ارمان
شریک صحبت عیش ونشاط ہوا یہان خواجہ عمرو وغیرہ بہار کو لیکر داخل ظفر اثر ہوے ملکہ بہار کی زخم
دوزی کی پٹیان مرہم جمشیدی کی چڑھائین جب بہار کو ہوش آیا کہا خواجہ آپنے چالاکی افراسیاب کی

دیکھی کس طور سے اپنی بھانجی کو لیگیا مین اپنے سحر مین پھنسا چکی تھی اُسنے سحر کرکے سحر بچایا امیر سرشار یا اسی حجاب مین وہ آپڑی بہت شرمندہ ہوگئی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اس لڑائی مین بھی سحر افراسیاب شریک تھا ورنہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے مین اسقدر زخمی نہوتی کچھ خبریافت کی ہر کہ ارمان جادو کہان گئی ہرکارون نے خبر پہونچائی ارمان طرف اپنے ملک کے گئی افراسیاب سے عذر کیا کہ یہان آپ ہو میرے واسطے نہایت ہی خلاف ہو ملکہ بہار نے فرمایا خیر ع زندہ مین اگر یار تو صحبت باقی ہے

دو کلمہ داستان حسرت و مصیبت گرفتار ہونا جملہ سرداران ملکہ مہرخ سحر چشم کا سحر تاریک سے اور عمرو کا ان سب کو بچانا خوراک تاریک دیکر اور حال کھلنا عیاری عمرو کا اور غصے مین جا پڑنا تاریک کا لشکر مہرخ پر اور پتہ ملنا بارگاہ اسد غازی کا عجب داستان رنج و الم ہی خمسہ

بوسہ دینے مین غضب لائیے گا	جھوٹ سچ بول کے سمجھائیے گا
آج تو کہتے ہو کل پائیے گا	کل بھی مُنھ پھیر کے فرمائیے گا

آج گھر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا	جھوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا
مین سمجھتا ہون جہان جائیے گا	میرے گھر کا ہیکو اب آئیے گا

خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

غصہ اترے گا تو غم کھائیے گا	رنج تنہائی سے گھبرائیے گا
اب تو کیا ہوش مین جب آئیے گا	میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا

ایسا جانباز کہان پائیے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے	ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
اب تو بگڑے ہین یہان تک ہمسے	وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے

آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا

چند ساعت مین وہی ہر سامان	جسکا تھا دل مین تمھارے ارمان
پوچھے کیا ہو یہ ای جان جہان	کسطرح ہجر مین جاتی ہر جان

دیکھیے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بنکر اولے — ہنس کے فرمایا کہ اچھا رو لے
جب کہ اندوہ کے دفتر کھولے — سُنکے حال شب فرقت بولے

کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا — کون سی کل ہے تعین ہو جسکا
آجکل ڈھنگ تمھارا ہے بنا — کل گئی آج ہے کل کا وعدا

جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

نہ ہلاہل کو پئیں جا سے مے — کوئی مر جانے کی رکھتے نہیں شے
کس طرح رات کٹے گی ہے ہے — دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے

آپ تو اُٹھ کے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہیں آپ — اب کُھلا جال ہیں لاتے ہیں آپ
ہم سے ظاہر یہ دکھاتے ہیں آپ — چھپ کے غیروں کو بلاتے ہیں آپ

دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہیں — کب وہ پابند حیا ہوتے ہیں
منہ سے اقرار سدا ہوتے ہیں — ایسے بھی وعدے وفا ہوتے ہیں

ہاں بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

بوسہ دیں آپ اگر ہیں شاہد — پھر نہ مانیں گے خدا ہے شاہد
ہم ہیں آزاد نہیں کچھ زاہد — جیتے جی ہو جیے واحد شاہد

کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیاں چھ سات — جانتے ہیں کہ بہت کم ہے رات
جی میں چل دینے کی سوچے ہو گھات — ہم وہ ہیں دل کی سمجھتے ہیں بات

آپ کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی — ہر سحر گردش پیمانہ سہی

یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی — روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

مدتون تمنے جو پرسش کم کی — آرزو ہی گلا پیہم کی
گو کہ تکلیف تو ہی کچھ دم کی — بات نہ جاے مریض غم کی
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

جب پسند آیگا اچھا کہنا — ننگ سمجھوگے یہ بیجا کہنا
رونا ہوگا کبھی میرا کہنا — بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا
لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

مثل خون گرچہ نہ بہکے نکلی — پھر بہت رنج یہ سہکے نکلی
چند دن تن مین جو رہ کے نکلی — روح قالب سے یہ کہکے نکلی
دل کسی اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کریگی نہ یہ آنکھ — کیا مری جان کو لیگی نہ یہ آنکھ
رنج کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ — بیٹھ موڑی تو رہیگی نہ یہ آنکھ
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ نسیم آپ کا حیران ہی یہ — دین ہی یہ تو نہ ایمان ہی یہ
دشمن جان و جگر ہان ہی یہ — ای خلیل افعی پیچان ہی یہ
زلف کو چھو کے خطا پائیے گا

استادان سخنور نے اس داستان حسرت و مصیبت کو اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ جب ارمان جادو جا چکی تاریک نے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجایا اہل اسلام کو خبر پہونچی مجبور و ناچار طبل جنگی بجا کر برا اے اہل اسلام یہ طبل جنگی کوس رحیل ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا ہمارا کفیل ہے یہ افراسیاب مکار و محیل ہی وہ خدا بے عدیل ہی تیاریان ہوئین لشکر افراسیاب مین خوشی یہان کون سحر تیار کرے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ تاریک کے سامنے سحر و ساحری بیکار مرنے پر تیار ہین ملک الموت کا سامنا کس سے لڑین کس پر سحر کرین بلا سے ہم سے لڑائی سحر کی رعنائی زیبائی ہو چکی اپنے پروردگار

کو یاد کرو یا ورغریبان و داد رس بیکسان سے فریاد کرو وہی بچائیگا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال فکر خود اُ تاریک تشکل کشش مین مارامارا پھرتا ہی قران و برق وغیرہ بھی اس تدبیر مین مصروف ہین یہ انتظام انھین کی رائے پر موقوف ہین عمرو کبھی مغرب کبھی مشرق کبھی جنوب کبھی شمال وہ شب تیرہ و تاریک خوف بدعت تاریک مین کٹی حیران ہی کیا کرون زمین سخت آسمان دور انسان ضعیف البنیان ناچار و مجبور اسی ہنگامہ مین جا پھر رات بسر ہوئی جلاد مہر تابان نے لباس خونی زیب تن کیا خنجر شعاع ہاتھ مین لیا میدان چرخ نیلی مین مصروف جنگ ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے افراسیاب بے ایمان بصد عظم و شان میدان کارزار مین آیا لشکر جانبین کے جمے صفین آراستہ ہوئین تاریک ملعونہ نے سر دھوئین سے نکالا پتلے دونون میدان مین ٹہل رہے ہین ناگاہ پتلہ تاریک کا میدان مین آیا نعرہ کوہ شگاف کیا ای ملکہ مہرخ بھیجو کسی کو ابتک تم سب نے طور مصافہ کا نکیا آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو جیسے ہی پتلے نے نعرہ کیا ملکہ مخمور رنجور نے طاؤس اپنا بڑھایا مخمور کا نکلنا لشکر مین ہنگامہ ہوا لو صاحبو ملکہ مخمور جاتی ہین بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ دوڑ پڑے کہا ای مخمور ہم تم ساتھ مرینگے مرگ انبوہ جشنے دارد اسوقت مصیبت مین ساتھ نہ چھوڑو ہماری محبت سے منھ نہ موڑو ہم سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہین کسی کو زندگی درکار نہین ہی اگر تمھاری خوشی ہی ہم سب ملکر ابھی جا پڑین لڑ بھڑ کر جان دین ملکہ مخمور نے کہا آپ سب صاحبون کو خدا سلامت رکھے آپ سب صاحب جانباز و سرفروش ہین ایاس کنیز کو نہ روکیے جانے دیجیے عمرو نے جو سنا کہ مخمور جاتی ہی بیقرار ہو کر اپنے کو ظاہر کیا آ کے مخمور سے لپٹ گیا کہا ای مخمور کیا غضب کرتی ہی مین تدبیرین کر رہا ہون خدا چاہیگا تو کوئی سامان پیدا ہوگا اور سردار ہین وہ مقابلہ کرینگے چیر پھاڑ کر کھا جائیگا تاریک سے عہد کر چکا ہون تین دن سے دس آدمی روز اُس مُردار خوار کو پہونچتے ہین مشرق و مغرب مین اپنے کو پہونچاتا ہون تاجر ڈھونڈھے بردے خریدے اسواسطے کہ جو سردار ہمارا گرفتار ہوا اُسکو وہ قید کرے قتل نکر سکے مخمور نے کہا خواجہ قید کیا تو کیا چیر پھاڑ کر کھا گئی تو کیا اب موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فراق مین نور الدہر کے زندگی سے بیزار ہون موت کی امیدوار ہون بموجب مضمون اشعار عبرت آثار کے آٹھ پہر یہی ورد ہی صفحۂ قلب پر یہ مضمون مرقوم ہی جان اسکے ہاتھ نہ بچے گی بخوبی معلوم ہی اس پر غالب آنا غیر ممکن رو رو کر ملکہ مخمور نے یہ اشعار پڑھے

نظم

مائیم و گریہ کہ بہ طوفان مصاحب است
دست ام بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بر سر و سامان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو ساہا است
مژگان دیدہ کہ بہ مرجان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ دمسازی کہ بے نوا
پہلوئے بخت با مغیلان مصاحب است
نازم بہ صبر و حوصلہ دل کہ عمرہا است
با سن ہمین دیدہ گریبان مصاحب است
مجنون صفت ز دوری وصل تو دو نیست
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زاہد رہی لباز بیاید براہ عشق
در تنگنائے سینہ بافغان مصاحب است

خواجہ عمرو یہ باتین سنکے محمور کیا بے اختیار رونے لگے ہر چند سب نے سمجھایا محمور نے نہ مانا جس وقت محمور لشکر سے نکل کر چلی صاف ثابت تھا کہ جوان کا جنازہ جاتا ہے ہر سمت شور و گریہ و زاری بلند ہے زن و مرد دردمند محمور جھومتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی بہار کا نگاہ یاس سے دیکھنا دوڑ دوڑ کر لپٹ جاتی ہے محمور نے کہا اے بہار اب صبر کرو انشاء اللہ اگر زندہ ہین تو پھر ملینگے ورنہ عدم مین ملاقات ہوگی بہار نے آہ کھینچی کہا ہم نگیان ہین نظم

کاش مرجانے کسی کوچے مین ہم قربت نصیب
تھا بہت مشتاق ان جانبازون کا آج آفت نصیب
شکر کرلے دل کسے ملتا ہے داغ عشق دوست
دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حیرت نصیب
تو قدر پرداز دید کی داد دینے کو تجھے
فخر کی جا ہے کسے ہوتی ہے یہ دولت نصیب
پوچھتے کیا نام ہو سودائی گیسو کا تم
یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر سکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب
شکر کی باتین اسے دل کرتا ہے یار نہ جو
ای فلک کیا لیگئے تھو اکثر فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ گر بیشتر یار
تیرہ بخت آشفتہ دن خورشید مہ وحشت نصیب
شوق سے برپا کرین فتنے تری انگڑائیان
عاشقون مین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
حلے ناکامی یہ کیسے عاشق ناکام کی
وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
سامنے تو ہین کھڑے تقسیم مین کبھی سے دور
اور تو دیکھا کیا اور دیدہ حسرت نصیب
نقش پاے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال
یہ بھی دور افتادہ تم بھی از رہ فرقت نصیب

محمور و بہار خوب ملکر روئین دونون کو ہچکی لگ گئی اس وقت زمین کانپتی تھی کل اہل لشکر مین سکتہ کا عالم محمور نے کہا اے بہار زیادہ نہ رولاؤ بس اب ہمکو رخصت کردو یہ کہکر محمور حیران پریشان میدان کارزار مین آئی بہار روتی ہوئی پلٹ گئی جیسے ہی پتلے نے محمور کو دیکھا تڑپکر چلا اس وقت افراسیاب بھی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صبر نہوسکا بڑھکر پکارا اٹھا ہے محمور بھاگ کہ ظالم آتا ہے محمور نے کچھ جواب نہ دیا شیرانہ سینہ سپر کیا جیسے ہی پتلے نے گولہ مارا محمور نے برق چمکائی گولہ کاٹا تاریک دھوئین سے سر نکالے دیکھ رہی تھی محمور نیمچہ کھینچکر مثل برق جہندہ پتلے پر جا پڑی ہر چند اسنے چاہا سنبھلون محمور نے نہ سنبھلنے دیا قریب جاکر نیمچہ مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا خون کا فوارہ جسم سے نکلا آواز آئی کشتی

مرا نام ہی غلام ملکہ تاریک شکل کش ہون تاریک نے جو یہ دیکھا غصے مین کانپ گئی دوسرے تیلے کو اشارہ
کیا وہ بھی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا اس زور و شور سے مخمور پر جا پڑا مخمور کی آنکھ بند ہوگئی وار نہ کرسکی تیغہ
ہاتھ سے چھوٹ گیا بیہوش ہوکر گری تیلے نے اٹھا لیا لیکر طرف تاریک کے چلا عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا
بیقرار ہوکے دوڑا سامنے تاریک کے آکر کہا دائی امان الکریم اذا وعد وفا جو فرمایا ہو اس پر کار بند
ہو جیسے ملکہ مخمور کا قید کرنا مناسب ہو مین ابھی دس آدمی نوجوان لاتا ہون تاریک نے کہا خواجہ
لائیے ہم اسکو قید کرتے ہین عمرو نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران کو آواز دی قران دس آدمی
زنجیرون مین بندھے ہوے لایا تاریک کے حوالے کردیے تاریک نے خونی خونی سر زنجیر تھام لیا مخمور کو اٹھا
کر اسی مکان دود مین ایکجانب پھینکدیا وہ جو آدمی پائے انکو لیکر کھانے لگی راہ گیرون کی جدا خبر نہ تھی
ہو جب جی چاہے بیٹھے بیٹھے جا پڑی راہگیرون کو اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھاگئی شراب کے شیشے بھر ہوے
رکھے ہین پی رہی ہو میخانے کے میخانے خالی کردیے بعد گرفتاری مخمور کئی کنیزون اسکی نکلین وہ بھی
اسی طرح گرفتار ہوئین تاریک نے اٹھا کے دھوین مین پھینکدیا شام کو اہل اسلام ناکام غم سرداران
مین سر پر خاک اڑاتے ہوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب بلبلا کر تخت پر بیٹھا ظاہر مین تو خوش ہو مگر
باطن مین گرفتاری مخمور کا نہایت قلق خیال ہو کہ ایسا نہو کسیوقت خوراک بہونچنے مین تامل ہو اس محبوب
مطلوب کو کھا جاے مین اسکا کیا کرونگا سر پیٹ پیٹ کے خاموش ہو جاونگا نہایت مشکل ہو اگرچہ
زبان ہلا کون اہالیان طلسم بدنام کرین نہین بولتا تو کلیجے پر چھریان پھرتی ہین غم مخمور مین سینے کو بجلی لگی
ساغر چشم پر آب ڈبڈبائے موجہ شراب کے خنجر چل رہے ہین میخانے مین بھبھوکے کلیجے سے شعلے غم کے نکل رہے ہین
میکدہ ماتم کدہ ساقی بیچے پر اوس پیر مغان کو عالم یاس بوتلین سرنگون پڑی ہین درخت زر بیتاب ایک میکدہ
پیچ و تاب ہر مرتبہ افراسیاب قصد کرتا ہو تاریک سے جاکر مخمور کو مانگ لون کسی حیلے مین قید کردون لیکن ڈرتا ہو
کہ انکے مزاج کے خلاف نہو ابھی دود دور جانا ہو طلسم زر افشان کو مٹانا ہو اب طریقہ یہ مقرر ہو کہ عمرو دس
آدمی روز لاکر تاریک کو دیتا ہو یہ بلاے آدم آدم خوار خونی خونی لیکر کھاتی ہو مزے اڑاتی ہو لیکن تین
سو اندر یان تاریک نے اسطور سے کین چالیس سرداران نامی و گرامی گرفتار ہوے نیاز مند کا بیان مین بھی دستور
یہی ہو کہ مضامین مکرر کو بیان کرنا اچھا نہین جانتا سامع و ناظرین پراگندہ نہون وہی صورت تحریر مین کی
تاریک مذکور نے چالیس سردار گرفتار کیے عمرو نے ہر ایک کے بدلے دس آدمی دیے تاریک نے

انکو قید کیا ساتوین دن لشکر مین افراسیاب کے ہڑ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی کمیدان رسالدار اور بہت سے سپاہی کچھ سوار کچھ پیدل روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہوشربا عجب طرح کا معرکہ ہی کسی نے کہا میرا بھائی کسی نے کہا بیٹا کسی نے کہا غلام کسی نے کہا میرا سائیس سودا لینے کو بازار گئے اب انکا پتہ نہین ملتا ہر طرف تلاش کرتے پھرتے ہین حیران ہین کہ کیا کرین کہان تلاش کرین کہان جائین کس سے پوچھین بازار تک جانے کا پتا ملتا ہی نہین معلوم نہین کہ کہان گئے یا آسمان سے برق گری اب تو افراسیاب خائف ہوا کہ کہین دانی امان نے نہ کہا لیا ہو اُن سبکو تسکین دی کہا اپنے اپنے مقام پر بیٹھو بادوقت تدبیر کرتے ہین تسکار وغیرہ کھیلنے جسکی تُم ہنگام بلوا دونگا یہ کہکے ان سب کو رخصت کیا حیرت نے پوچھا ای شہنشاہ مین نے شمار کیا کئی سو آدمیون کا پتہ نہین ملتا یہ کیا غضب ہو گیا ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت مین اپنی زبان سے کیا کہون دانی امان کے پیٹے مین آگ لگے مشعل کے مقدمے مین نام ہو چکا ہون یہ اب دوسری آفت ہی اگر کہین ظاہر ہو جائے سارا لشکر مجھ سے بگڑے نوکری چھوڑ دے مین لاکھ مین عاقل و کامل ہون لیکن تنہا کس پر سلطنت کرون جماعت کی کراست ہی دانی امان کی شناخت ہو جا کے پوچھتا ہون عرض کرونگا بڑے سامری دس آدمی روز عمرو دیتا ہی اسپر اکتفا کرو ادم کے آدمی نکھاؤ میرے لشکر کے کئی سو آدمی کم ہو گئے تم نے تو نہین کھا لیے حیرت نے کہا ای شہنشاہ جلد جائیے اگر برس دو برس رہینگی تو کیا غضب ہوگا آدمی کہین نام کو نہ باقی رہینگے تیغ و شکست دونون برابر ہی

یہ خبر سنکر دل بیقرار و مضطر ہی افراسیاب اٹھکر دروازے پر تاریک کے آیا دیکھا دو پتلے مشعل لیے ہین ایک پتلہ مخمور نے مارا تھا دوسرا آسنے پھر بنا لیا افراسیاب نے عرض کرائی تاریک نے بلا لیا اور آسنے نے سب کیفیت بیان کی کہ دانی امان اسی ہفتے عشرے مین کئی سو آدمی میرے لشکر سے غائب ہو گئے تم رات کو جا کر تو نہین پکڑ لاتی ہو تاریک نے کہا افراسیاب تیرے سر کی قسم بھوکی بیٹھی رہتی ہون حفا سہتی ہون تیرے لشکر مین آجتک نہین گئی اسیواسطے مین نے اپنے رہنے کا مکان الگ بنا لیا راہ گیر کوئی بھٹکا ہوا نکل آتا ہی تو دل نہین مانتا جا پڑتی ہون علاوہ ازین تمہاری میری عمرو سے مقرر ہی کیا نوجوان آدمی لاتا ہی دل مزے اٹھاتا ہی ملکہ تو جو بھیجتا تھا بدتر ضعیف تھا انگر سانکر جسدن سے عمرو سے معاملہ ہو گیا مزے سے گذرتی ہی افراسیاب نے کہا دانی امان پھر میرے کئی سو جوان کیا ہوے تاریک نے کہا میری پاپوش جانے کیا مین تمام دنیا کی وقائع نگار ہون تو بادشاہ سے دریافت کر

اُنکے لشکر کی خبر لے مین گوشہ نشین ہون ان باتون سے کیا کام ابھی سالہا سال مقابلے پڑینگے طلسم نورافشان
مین چلکر قیامتین برپا کرونگی برّان و جمشید کو کھاؤنگی پھر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاؤنگی فرزند حمزہ پروردہ
مسند ناز و نعم اُنکے ہمیشہ پڑ ہونگے اور ملک وہان بہت ہین باختر ایسا شہر جسمین بے حساب آدمی بستے ہین یا ملک
ترکستان مین بڑے بڑے قد کے جوان ہوتے ہین سفر مین جنگلی آدمی بہت ملینگے اب مین تجھکو تکلیف نہ دونگی
شفقت کرکے کھاؤنگی افراسیاب نے سر جھکا لیا لشکر مین آیا بوقت سحر تخت پر بیٹھا اک سپاہی روتا پیٹتا سامنے آیا
کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا کی دوہائی ہے میرا جوان بیٹا کیسا عمدہ سپاہی تھا جب لڑائی پڑی مسلمانونکو قتل کیا
مکر و حیلے مین طاق علم افسون مین شہرۂ آفاق نشت لشکر مسلمانان پر جا پڑتا تھا چھپکے اُسنے سیکڑونکو مارا رات
سے غائب ہوگیا نہین معلوم اسپر کیا معرکہ گذرا رات سے غلام سویا نہین آب و دانہ حرام ہوا اپنے غلام کے لئے
فکر کیجیے لشکر مین کوئی اسکا دشمن نہ تھا راہ مین کوئی رہزن نہ تھا کون مار آستین گرگ بغل آیا میرے فرزند
کو اُٹھا کر لیگیا مجھے داغ دے گیا ایک عورت دوکاندار دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ نیدرہ سولہ برس کا میرا
لڑکا جاتا تھا راہ سے غائب ہوگیا رات سے اُسکی مان روتی پھرتی ہے کہان جا کے تلاش کرون اپنی مصیبت
کس سے کہون ایک اور بقال آیا اُسنے کہا بھائی میرا غائب ہوا آب و دانہ سے غلام تائب ہوا چند
افسر بھی آنکھے روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے سر پیٹے مارے سینے کہا شہنشاہ ہمارے عزیزون کا
پتا نہ ملیگا تو ہم نوکری چھوڑ دینگے گلے کاٹ کے مرجائینگے مشعل حرامزادہ آیا اُسنے سبکو کیا کیا جل دیے مرے
ہر کو دیون کے بھاگ لگا یا دائی زمان صاحب لگی یہ قیامت برپا کررہی ہین اپنا زور دکھاتی ہین رات کو آکر
کھا جاتی ہین افراسیاب نے کہا مین نے دائی زمان سے پوچھا تھا وہ قسمین کھاتی ہین کہ جو عمرو دس کو بھی
دیتا ہے انھین پر کفا کرتی ہون بلکہ بھوکون مرتی ہون صرصر بھی اسوقت حاضر ہی تھا یک بیک ہنس پڑی کہا کیون
ہنسا افراسیاب نے کہا کیون صرصر کیا تجھے ان لوگون کا حال معلوم ہے صرصر نے کہا شہنشاہ ایک بات
میری سمجھ مین آئی ہے سامری و جمشید جھوٹ نہ بلوائین کیا عجب ہے کہ یہی بات ہو افراسیاب نے کہا
کیا بات ہے صرصر نے کہا جلدی کہنا مناسب نہین ہے مین کان عرض کرونگی افراسیاب نے کان جھکایا
صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین سبب میرا ناکتی کہ عمرو نے دس آدمی روز مقرر کیے ہین اہل اسلام مین یہ
دستور نہین ہے کہ کسیکو حقیر و ذلیل جانین سبکا مرتبہ برابر ہے ایک اپنے خدمتگار کو بھی آزار پہنچانا
نہین چاہتے ہین یہی باعث ہے کہ اُنکے نام پر جان دیتے ہین کیا عجب ہے کہ عیار اگر آپ کے لشکر سے دس

آدمی رو دیکھلے جاتے ہون انکی صورت بدل کے پاس ملکہ تاریک لیجاتے ہون افراسیاب بھی سنکے
گھبرا گیا کہا کیونکر امتحان کرون کہا ابھی مہتر قران رسیون مین باندھکر دس آدمی لایا تھا داری امان نے
ابھی کھائے ہونگے افراسیاب اٹھا صرصر بھی چلی سب سردار افراسیاب کے حیران کہ صرصر افراسیاب
کو کہا لیے جاتی ہے افراسیاب غصے مین بھرا ہوا صرصر سرگوشی کر رہی ہے جتنے عزیز و اقارب غائب ہوے
ہین وہ روتے پیٹتے ہمراہ ہین ہرچند افراسیاب کہتا ہے تم لوگ ٹھہرو مین دریافت کرنے جاتا ہون ابھی
واپس آتا ہون وہ لوگ نہین مانتے افراسیاب ننگ مجھتے مین آمادۂ جنگ کسیکو جھڑک دیا کسیکو گھور کا
قریب قصر تاریک پہونچا اسوقت تاریک دھوین سے سر نکالے شراب پی رہی ہے دس آدمی جو ابھی
آئے تھے انین سے چار کو چیر پھاڑ کر کھا چکی ہے باقی جو بیٹھے ہین غین غین کر رہے ہین منھ سے بول نہین
سکتے منھ کھول کے رہجاتے ہین کبھی گھبراتے ہین صرصر نے کہا دیکھیے شہنشاہ علامت ظاہر ہو یا قیامت
بول نہین سکتے دیکھیے گلے انکے پھولے ہوے ہین بیچارون نے شاید گلون مین گنبد ٹھونس دیے ہین آپ
داری امان کو منع کیجیے بڑھکر انکے گلون سے گنبد نکالیے منھ دھلوائیے اپنا حال مفصل کہین ابھی کھلتا ہے
افراسیاب دوڑ کر قریب آیا ایک کے گلے سے گنبد نکالا جیسے ہی اسکے گلے سے گنبد نکلا اسنے پکار کر آواز دی
اے شہنشاہ دہائی ہے یہ غلام آپکے کمیدان کا بھائی ہے وہ کمیدان بیقرار ہو کے دوڑا بھائی بھائی کہکے
لپٹ گیا لیکن کہتا تھا او میرے بھائی تو تو گورا تھا کالا کیونکر ہو گیا صرصر نے کہا ارے منھ دھلاؤ جیسے ہی
منھ دھلایا دیکھا حقیقت مین لشکر کا رہنے والا کسیکا سالا کسیکا بہنوئی کسیکا سالا ان پانچون کے بھی منھ دھلاے
اب تو ہلڑ ہوا کسیکا بھائی کسیکا بیٹا سب پیٹنے لگے غل ہوا دہائی ہے سامری و جمشید کی جب بادشاہ ہمارا
ہمکو قتل کرتا ہے تو کون بچائے واہ اچھی بی داری امان ہین خاک انکے منھ مین ہائے ہائے بال بچے ہمکو کھا گئین اب
اس طلسم مین بڑی بدعت شروع ہوئی نوکریان چھوڑ دینگے بھیک مانگ کھائینگے ایسے ظالم کے دروازے
پر نہ آئینگے یہ بدعت عمرو کی محبت و لیاقت دیکھو خوب گوشت ترو ندان سگ کر گیا اسکا قول ہے جسطرح ساحر
ملے اسکو مار دے یہ بھی اسنے خوب تدبیر کی اپنے سردار ساحرون کو کھلا دیا کھانیوالی بیخوف کھا گئین
ڈکار بھی نلی افراسیاب بھی گھبرا گیا سارے لشکر مین غل ہوا تاریک نے کہا ارے مجھکو تو سمجھا
یہ کیا مکر ہے میری ہماری مین خلل ڈالا مین تمہاری مانونگی نہین میرا ابھی پیٹ نہین بھرا یہ جو سامنے کھڑے ہین
انکو چیر پھاڑ کر کھاؤنگی افراسیاب نے بگڑ کر کہا سب کے بدلے مجھکو کھا جائیے آپ بیوقت نکلے

ہین چور رہتی ہین کچھ نیک و بد نہین سمجھتین عمرو آپ سے دس آدمی روز کا وعدہ کر گیا تھا میر لشکر کے
آدمی پکڑ کے اسکے حوالے کیے سارا لشکر فریادی ہے سراسر آپکی جلادی ہے آپکے تشریف لانیسے یہ مجھکو نفع
ملا سب سرداران لشکر اپنی زندگی سے بیزار اپنے عزیزون کے سوگوار ہین عمرو کو جب کچھ نہ بن پڑا تب اسنے
یہ عیاری کی یون میرے لشکر کو برباد کیا یہ سمجھا کر افراسیاب نے تاریک سے کہا تاریک جھلائی کہا
ساربان زادے نے میرے ساتھ عیاری کی تیرے ملازمون کو مین نے کھایا عمرو کی اب یہ مجال ہوئی کہ بدبخت
کیسا تھا اب یہ گستاخی یہ کہکر اپنے مقام سے تاریک اٹھی دیونی نے ڈکار لی لہنگے کو جھاڑتی ہوئی طرف
لشکر اسلام کے چلی قضاے کار یہان عمرو اور جملہ عیار فوج سے کھڑے کہ رہے ہین کہ افراسیاب
کے لشکر مین ہلڑ ہو گیا اب ہمکو آدمی نہین ملتے کئی سو تو پکڑ کے کھلا دیے لیکن اب جال کھلا چاہتا ہے کہ یکایک
لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ سے نکل آئین دیکھا تاریک
لشکر پر آگری جسکو پکڑا ابھرا اٹھا مارکر چیر ڈالا چبانا شروع کیا پامال کرتی ہوئی آتی ہے اگر کسی خیمے کے قریب
پہونچی طناب پکڑ کے ہلکہ مارا خیمہ گرا کئی سو دب گئے جو کوئی زندہ بچ کے نکلا تاریک نے پکڑ کے چیر ڈالا تمام
سردارون نے جو یہ قیامت برپا دیکھی برق لامع کڑک کر بلند ہوئی وہان سے تاریک پر
گری تاریک روسیاہ کو خبر بھی نہوئی صرف ہاتھ ہلا دیا جیسے کوئی مچھر کو مارتا ہے سب سردار ملکے سحر
کر رہے ہین لیکن تاریک پر تاثیر نہین ہوتی باغبان نے بڑھ بڑھ کے کیسے کیسے گیند مارے تاریک
پر تاثیر نہین ہوتی برق تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے رعد چیخین مارتا ہے خورشید نے آگ برسائی ملکہ مہرخ
نے گولے فولادی قریب جا کر مارے جسم پر تاریک کے فولادی گولے پڑ رہے ہین اُف بھی نہین
کرتی دریاے فوج مین شناوری کرتی ہوئی جاتی ہے ہزارون کو چیر پھاڑ کرکے پھینکدیا بارگاہین
پامال صفین اجاڑ افراسیاب نے قصد کیا مین بھی جا پڑون تاریک نے آواز دی خبردار اے افراسیاب
تو یہان نہ آنا آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی دور سے تماشا دیکھیے کیسے بیچ لشکر مین ڈٹ گئی سب سردار
دیکھ رہے ہین تاریک کے سحر کا عجب طریقہ ہے نہ کوئی اسم سحر پڑھتی ہے نہ نشتر سے پھینکتی ہے پامال کر رہی ہے
صفون کو الٹ دیا سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا جب چار سو سرداران نے ملکر سحر کیے ایک یا دو زخم جسم پر اوچھے اوچھے لگ گئے سر
جھنڈا سا کھلا ہوا لہنگے کا دور نیلی کرتی پر تختے تنون کے جمے ہوئے شل بلا کے سبب تڑپتی پھرتی ہے چشم زدن
مین خون کے دریا بہ گئے جسکو نوجوان دیکھا چیر پھاڑ کر کھا گئی اگر ضعیف سامنے آئے انکو چیر کے پھینکدیا نہ بھی نکالا

گلے کے پاس منھ لگا کے خون پی گئی جب ڈکار لیتی ہے دھواں منھ سے نکلتا ہے پھونکا دریا بہ۔ یہ حال ہے لاشین صدہا
پھڑک رہی ہین **مہرخ** پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے **مہرخ** بہتر ہے کہ **عمرو** کو پکڑ کر میرے حوالہ کر اُس نے
میرے ساتھ عیاری کی ہے مین اہالیان لشکر سے شرمندہ ہون ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی ساربان زادہ ملے
تو مین پلٹ جاؤن ہر چند کہ بیٹی نہین بھرا حرف کلمہ گرم ہوا ہے **مہرخ** نے پکار کر جوابدیا اے ملکہ **تاریک**
ہمارا **عمرو** پر کیا اختیار ہے آپکو آتے دیکھا وہ بھاگ گیا خدمتمین اپنے آقا کے چلا گیا ہوگا آپکے نام سے بہت
ڈرتا ہے اسکو تلاش کیجیے دار پر کھینچیے ہمین کیا غدر ہے ہمپر ناحق غصہ کیا اسیطرح میدان کارزار مین مقابلہ
کیجیے **تاریک** نے کہا اے چھوکری میرے ساتھ فقرہ کرتی ہے بات بنانے پر مرتی ہے نگوڑے **عمرو** کو مین نے
سرفراز کیا اپنا مصاحب بنایا لیکن میرے اوپر عیاری کی یہ کہکر پھر کڑک کر گرجی دو چار سو کو پامال کیا بارگا
ملکہ **مہرخ** کو پھونکدیا جب منھ سے اُف کرتی ہے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین نخل نخل شمع کافوری جلتے ہین آخر
کو ملکہ **مہرخ** کا پاؤن اُٹھا ساحرون نے خوب خوب سحر کیے جب دیکھا سحر تاثیر نہین کرتا بھاگے آخر کو یہ لے
ہوئی کہ نکل چلو اس بلاے روزگار سے جان بچاؤ کسی درہ کوہ مین جا کر چھپے ہین اسقسم نہین چھپتا لشکر
نہین ٹھمتا پروردگار کوئی سامان غیب سے ظاہر کرے گا چیختے پیٹتے سب بھاگے جاتے ہین لیکن **تاریک**
پیچھا نہین چھوڑتی **افراسیاب** قریب تخت **حیرت** کھڑا ہوا تباہی لشکر مسلمانان پر ہنس رہا ہے کہتا ہے یہ
کوئی دائی امان سے مقابلہ نہین کرتا میان **باغبان** باغی ہوے تھے اسوقت بھاگے جاتے ہین پہلے کیا
سمجھے کانٹون مین الجھے کل لشکر ذلیل و خوار ہوا دائی امان کے سامنے سبکا سحر بیکار ہوا اب آج کوئی
زندہ نہ بچیگا کیون ملکہ **حیرت** تمنے آج سحر دائی امان کا دیکھا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ طریقے سحر
سامری وجمشید کے ہین دائی امان سب پر قادر ہین حال فنون سحر ہاے کلان ان پر ظاہر ہین القاب
سامری کی حافظ سبدگان **جمشید** کی محافظ لیکن کیا باغ بنجران پامال ہوا جب مین چاہتا ہون اسی
طرح تباہ کر دیتا قصد تھا ان سبکو قید کرون میرے مطیع ہون اسیطرح طلسم مین بسین **عمرو** نے عیاری کر کے
غضب کیا **افراسیاب** یہ باتین کر رہا تھا **حیرت** کف افسوس مل رہی ہے کہ **صرصر** سامنے سے دوڑی ہوئی آئی
کہا اے شہنشاہ اک خوشخبری آپکو سناؤن **مہرخ** و بہار کے مرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگا طلسم کشا اور لشکر
جمع کر کے لڑے گا مین نے جو دیکھا مسلمانون نے آمد **تاریک** سنکر اک انتظام کیا ہے **اسد غازی** کو بہلا کر لشکر
سے الگ کر دیا ہے لشکر سے دو کوس الگ اک بارگاہ استادکرائی اسد اسی بارگاہ مین رہتا ہے چند

صاحب مقرر کر دیے وہ خدمت مین حاضر رہتے ہین اسکو سمجھا دیا دو تین ہفتے سے کے تجسس و جستجو سے لوح کر دیکھیے اس
وقت مین نے دریافت کیا وہ سامنے دو کوس پر جو خیمہ استادہ ہے اسی مین اسد نامدار معروف بہ عمرو کشتی ہے اسکو تباہی
کی اپنی خبر نہین کی ورنہ وہ صاحب جرأت و شوکت تلوار کھینچکر مقابلے مین تاریک کے نکل آتا سب سے بڑا
کیا الیسخ الاعتقاد ہین ان سبکو فنون خیر خواہی یاد ہین اپنی جان دیتے ہین لیکن طلسم کشا کو بچا لیا ملک
تاریک سے اتنا عرض کیجیے کہ مہرخ و بہار کو بھگا کر اُس خیمے پر جا پڑین خیمے مین گھسکر اسد نامدار کو
کھا جائین شیر کو کھائینگی پیٹ بھی بھر جائیگا آپکا بھی قلب تسکین پائیگا یہ سنکر افراسیاب خوش ہو گیا
ایک پرچے پر یہ سب مضمون لکھا ہوا پر آڑا دیا تاریک جسمقام پر لڑ رہی تھی جھپٹ جھپٹ کے جاتی
تھی اہل اسلام مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہر چند جانتے ہین کہ سحر تاثیر نہین کرتا لیکن جانباز زخمی
ہاتھ نہین اٹھاتے دس قدم بھاگے پھر پلٹ پڑے تاریک سے جگر لڑے ہزار دو ہزار قتل ہو گئے پھر بھاگے
استیصال پر آمادہ مرگ و مہیا ے قضا ہین سب جانباز و سرفروش جرأت کے جوش مین جاتے ہین میدان کارزار
سے نہٹین جان دیدین شرف آخرت حاصل کرین مگر تاریک پر زور نہین چلتا ناچار ہو جاتے ہین اپنی
بیکسی پر روتے ہین ناگاہ گود مین تاریک کے اگر وہ پرچہ گرا تاریک نے وہ پرچہ پڑھا افراسیاب نے
لکھا تھا دادا کی امان لشکر اسلام سے نکل کر فلان جنگل مین جو جھیل ہے اسی مین وہ طلسم کشا صاحب
بیدار ہی یہ سنکر تاریک خوش ہو گئی خوب قہقہہ مار کر ہنسی لوگ حیران کہ خدا خیر کرے لڑائی ہنسا کیسا مگر
تاریک نعرہ کر کے بڑھی دو تین سحر کیے کچھ سنگریزے پھینکے منہ سے دھوان چھوڑا تمام صحرا تاریک ہوا
تاریک تو استیصال بھاگے جاتی تھی یا طرف خیمہ اسد کے متوجہ ہوئی مہرخ و بہار وغیرہ یا تو بھاگے
جاتے تھے یا بلبلے غل مچانے لگے اد سکارہ کہان جاتی ہو شاہزادہ شکیل وغیرہ دو تین ساحر ناجی بارگاہ
اسد پر موجود تھے تاریک کو جو آتے دیکھا ہوش اڑ گئے ادھر سے مہرخ وغیرہ نے بڑھکر سحر کیے
شکیل وغیرہ تلوارین کھینچکر دوڑے لیکن یہ ملعونہ ہو کہ جیسے تیر تفنگ تلوار کچھ تاثیر نہین کرتا کی جوان
جیداری کر کے برابر پہونچے تلوار کا ہاتھ مارا استغفراللہ کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا سر اڑ گیا یا
ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا ہڈیان چبا گئی دو چار کو کھا گئی بڑھ کے دھوان منہ سے چھوڑا آنکھ سا کئی ہزار
نابینا ہوے کچھ چلکر گرے خیمے کے دروازے پر کوئی باقی نہ رہا خادم خدمتگار چوبدار یسادل گھبرا کر سر پیٹتے
ہوے بھاگے کوئی جا کر جھیل مین گرا کوئی تھپیڑون سے سر ٹکرانے لگا ہر طرف سے غلغلہ ہے لیے کہان جاتی ہے

ہم لوگوں پر آ اودھر پنچا لیکن وہ سب سماعت کرتی ہو خیمے پر سناٹا پایا سرداروں نے بڑھ بڑھ جھکے بہت تحریکیے بعض پیٹ رہے ہیں ہائے غضب ہوا ہمارا اسد نامدار خیمے میں بیٹھا ہو اب یہ ملعونہ جا کر کھا جائیگی ہائے ہم کیا کریں ہم لوگ کاٹنے مرجاتے یہ مصیبت بلا خیز نہ دیکھتے آہ تاریک مکارہ غدارہ اس شیر نے تیار کیا لیا ہو اس مضمون کو سمجھ لے بقول شاعر نظم

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا ۔۔ جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا ۔۔ اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا ۔۔ نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی ۔۔ تری زلفوں نے مشکیں باندھکر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر ۔۔ جو اسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے ۔۔ الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یاں روتا ہی مثل قلقل مینا ۔۔ کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعل غرق خون ۔۔ جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی حرب کو مکین ہو بیجا ۔۔ اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے میں ۔۔ اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ میں تھا مار یا آتش جو ہمیں نے ۔۔ فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہزارہا بگ بیٹھے تھے غدر بھی کیا شور اٹھا یا دھمکا یا جھپٹ جھپٹ کے جا نین وہیں تاریک روسیاہ نے ذیک فریاد نہ سنی پردہ اٹھا کر اندر خیمے کے گھسی دیکھا مسند پر اسد نامدار بیٹھا ہو چہرہ آفتاب عالمتاب خود زرین سر پر سپر تلوار آگے رکھی ہوئی ہزاروں پہلے ہی بھاگ گئے وہ چار مصاحب بیٹھے تھے اسد کے جمال بیکمال کو دیکھکر تاریک نے ایک قہقہہ مارا منھ سے دھواں چھوڑا جو لوگ گرد بیٹھے تھے نابینا ہو کے گر پڑے اسد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قصد کیا اٹھنے تاریک نے ایک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے بچے کو جو آزار پہونچائے طلسم کشا بنکر بیٹھا ہو میرے نام سے آگاہ نہ تھا اس نے زمین چیخ ماری کہ اسد نامدار بھی اٹھتے اٹھتے گرا تاریک نے کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا خیمے پر منھ سے انگارا چھوڑا خیمہ جلنے لگا اب جو دوسرے سرداروں نے دیکھا اسد نامدار کو لیکر تاریک نکلی پکارتی ہوئی اے افراسیاب دیکھیو

طلسم کشا ہی ہمین ہمکو کھائے جاتی ہون کیا خوبصورت جوان ہی نہایت مزا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا شیر کو
کھاجاؤن بڑا مزا اٹھاؤن سب سرداروں نے جو دیکھا کہ اسد کو لیے جاتی ہو چیختے پیٹتے دوڑے
لیکن تاریک اسد کو لیکر کسی جانب متوجہ نہوئی قلانچین لگاتی ہوئی طرف اپنے قصر کے چلی عقب مین سردار
پیٹتے ہوے دوڑے دوڑے گولے بھی مارتے ہین للکارتے ہین او بچیا ہمکو کھاجا اس شیر کو چھوڑدے تاریک
قریب برجون کے پہونچی دونون ٹانگین پکڑکے اسد کی چیر ڈالین ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے لگی یا تو عمرو درہ کوہ مین
کھڑا تھا بیتاب ہوکے درہ کوہ سے نکل آیا عیار قران دچیا لاک یا تو اپنی جانین بچا بچا کر چھپے تھے یا
بیقرار ہوکر دوڑے عمرو نے پکار کر آواز دی او یارو وقت مرگ ہمارا آگیا اب بارو مین تامل نکرونگا جہانتک ہوسکیگا
غدر ڈالونگا ہاے میرے شیر کو چیر پھاڑ کر کھاگئی اپنے آقاے نامدار کو کیا منہ دکھاؤنگا افسوس صد ہزار افسوس نظم

کاروان عمر رفت و نقش پاے برنخاست | از درای ناقہ ہستی صدا ئے برنخاست | فتنہ تنہا دپاے خویش جاے برزمین
گرز برلے درد مندیہا بلاے برنخاست | روزگارم از پے محمل بگراہی گذشت | در بیابان تمنا رہنماے برنخاست
شد جہان کوتہ زبان ہمت از اہل کرم | بر سر خوان مروت ہا صلاے برنخاست | شد خزان فصل بہار عمر در شاخ گلے
یکنفس از مرغ نشاط من نواے برنخاست | تیشہ بر سنگی زد فرہاد بر کہسار عشق | از میان سنگ آہ مبتلاے برنخاست
آہ مخفی سوخت عالم را ولیکن آشکار | در جہان از گریہ مودی ادعاے برنخاست | اسوقت لشکر اسلام مین چہار جانب

شور گریہ وزاری بلند ہی صدہا نے تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بعض کا قول ہی مکارہ پر چلکر سب
ٹوٹ پڑو ہمکو بھی کھاجاے مثل نقش قدم مٹجائین نظم

جو کھاے داغ تسلہ زا کیا خاک جیے | جو زیست سے جیتا ہو بھلا خاک جیے | ہوتے جاتے ہین خاک اجزاے وجود
یکچند جیون جیے تو کیا خاک جیے | جبھون عیار جملہ سردار خاک اڑاتے بلبلاتے ہوئے ہر شخص یہی چاہتا ہی

کہ بڑھکر اپنی جان دیدے لیکن تاریک آن دونون ٹکڑون کو کھاکر دھوئین کے اندر داخل ہوگئی یہ بھی نہ
دیکھا کہ یہ لوگ کیون چیختے پیٹتے ہین دو تیلے واسطے پہرے کے دروازے پر کھڑے کردیے کہ دیا خبردار یہان کوئی
نہ آئے وہ دونون تیلے نیچے کھینچے ہوئے ٹہل رہے ہین آواز دی خبردار ادھر کوئی آنیکا قصد نکرے تمام سردار
عیار بیقرار کھڑے پیٹ رہے ہین کہ ہنگامہ ہوا شاہزادیان ناموس اسد نامدار نکل آئین آگئے آگے
مہ جبین پشت پر ہزار ہا شاہزادیان وزیرزادیان دو ہشتر کھلیا ہوا موے مشکین زلف عنبرین کھولے ہوئے
مہ جبین کے بیان پر کلیجے پیٹتے ہین پکارتی ہی یارو میرا وارث کہان ہی ارے خدا وہ انتک پہونچا وہ

صورت زیبا اس شہریار کی مجھے دکھا دو مجھسے صبر نہو گا بین تو کرلون وارث کی لاش تو دیکھون قطعہ

دفن ہے زمین چمن وا مصیبتا
جو جور سے کرے نہ سخن وا مصیبتا
دیتے تھے جو روش بھی جسے آرام و جان
ہے اسکی خاک وقف کفن وا مصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

معدوم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
جو عرش تھر تازہ رہے سرنگون
اسکا غم ہلاک شدن وا مصیبتا
وہ خانہ باغ عشق محل جسکا نام تھا
حسرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

دے شکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
سپہر جفا سے چرخ کہن وا مصیبتا
بچھو ون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اسکو بیت حزن وا مصیبتا
شاہزادیون نے سر حسین کو سنبھالا

دوسری جانب سے وہ صدا دردناک آئی کہ زمین تھرائی لالان خونقبا دختر خداوند داؤد چیختی ہوئی بارگاہ سے نکل آئی کہا اے فلک اول تو نے مجھکو یتیم کیا چاہنے والا باپ سر سے اٹھ گیا اب وارث سے جدائی ہوئی مجھ کمبخت کو موت نہ آئی اپنی بدنصیبی سے جیرا ہون میرا وارث کہان ہے مجھکو قریب اسکے سلاؤ بچا دو سلطنت خاک مین ملی باپ کون مجھکو شاہزادی کہیگا کوئی حال بھی نہ پوچھیگا نظم

کیا میرا سدراہ ہے سنگ مزار حیف
دیکھا کیے وہ میری طرف بار بار حیف
جو گر خونکی قبر پہ جاتا نہ سکتا کبھی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیچا ان بھی کاش اجل کی لپیٹ مین تھا

چھاتی کا پتھر آگئی ہوا انتظار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین آنکھ کو یہ بیگانہ وار حیف
زندہ رہو مین اور وہ مر جائے ہم نفس
شیون کا غلغلہ ہے مگر حسرت منتظر ہو

اے مرگ چشم لطف کہ حسرت سے مرتے دم
کیا خاک ہو گیا گھر آباد ار حیف
اے تحفہ مرگ کی بھی نہ بر آئی آرزو
کیا اعتبار زندگی بے اعتبار حیف
چھایا ہر جانب قیامت بپا ہے سر خرد و

کلان ادنی و اعلی اس مصیبت مین مبتلا ہے ہر شخص چاہتا ہے ہم اپنی جان دے عدم مین جا کر آقا سے ملین عمرو نے گھبرا کر آواز دی یارو دیکھو تو یہ جوان مرگ خضر غلام کہان ہے یہ قیامت برپا ہوئی اسکے کا نجر جون بھی نہین رینگی کیا میری جانبازی بمقدمہ آقا سے نامراد اس جہان سے بہنین سنی تمام عالم مین مشہور ہے کہ میرے آقا ملک مصر قید ہوے مین مردہ بنکے کنوئین سے نکلا وہان اک نجومی قیامت کا تھا اسنے یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص مرا نہین ہے خانہ حیات اسکا باقی ہے لوگ اٹھا کر میرے مردے کو دربار مین عزیز مصر کے لیگئے وہ روغن مین سنے لگایا تھا کہ جا بجا سے جسم شق مردے کی بو مگر اس ستارہ شناس نے یہی کہا یہ سب مکر ہے اور میرے قریب آکر اسنے کہا خواجہ عمرو اٹھو مکر نہ کرو مین تمھاری لاش کے ٹکڑے کر کے دفن کراؤنگا زندہ کو مردہ بناؤنگا دلیسے سینے کہا اٹھنا کیا مردے کہین اٹھتے ہین اگر اٹھین تو قیامت برپا کرین اس ملعون نجومی نے کہا سینے فن مین

نکال بٹھا دیے ہی کیلین منگوائین پکار کر کہا خواجہ اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھو گے مین نے
دیسے کہا یہ کیا بکتا ہی مردان عالم نے جو کیا وہ کیا اُس ملعون نے دسون انگلیون مین میری دس کیلین
آہنی ٹھکوائین مین نے سانس نہ لی تمام اہالیان دربار اس نجومی سے بگڑے کہ تو مردے پر بدعت کرتا ہی
ہر چند مردہ غیر مذہب ہی مگر جلے ادب ہی مردے پر کوئی بدعت نہین کرتا تمام جمعدار کمیدان بگڑے کہا لیجا کر
اسے دفن کراؤ بادشاہ نے کہا او ظالم یہ مردہ ہی اسنے نقشہ دیکھکر کہا ہرگز نہین مین نہ مانونگا خانہ حیات اسکا
معمور ہے اور ایک عمل کرونگا تاوہ آہنی منگاؤ وہ نجومی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا فوراً اسباب مہیا ہوگیا ایک من کوے مین
تھکو گرم کیا اُس بیدرد نے جب دیکھا کہ مثل آتش ہوگیا سنسی سے اٹھا کر میرے سینے پر رکھدیا مگر اس حقیر کا دل ثابت
قدم رہا آہ نکی خاموش پڑے رہے دل سے یہ سوال تھا او خانہ خراب کیون تڑپتا ہی جو مردان عالم نے کیا وہ کیا اِس
حرکت پر ستارہ شناس کی پوتھی بادشاہ نے پھاڑ ڈالی کہا او کمبخت مردے پر یہ بدعت کرتا ہی دم ستارہ شناسی
کا بھرتا ہی یہ صدمہ عظیم کسکی مجال ہی کہ اٹھا سکے اگر زندہ ہوتا چیخ مار کر اٹھ بیٹھتا نجومی نے منھ اپنا پیٹ لیا کہا اے
بادشاہ آپنے نقشہ کیون چاک کر ڈالا اب بھی میرے دلکو یقین ہی بطور اسکے مذہب کے مین اسکو دفن کراؤنگا
قبر پر اسکی پہرہ مقرر کرونگا میری نجوم یہی خبر دیتی ہی کہ یہ زندہ ہی بادشاہ نے کہا اسکو لیجا نجومی نے چارپائی
اٹھوائی کنارے دریا کے قنات استادہ کرائی مردہ لا کر تختے پر رکھا گیا پیر شہدہ واسطے نہلانے کے آیا اب مین
نے تنہائی پائی اٹھ بیٹھا کیلین ہاتھون سے نکالین چپکا ہو کے لیٹ رہا جب میان پیر نے آکر نہلانے کا
ارادہ کیا مین اٹھ بیٹھا اور کہا بھائی ذرا اچھی طرح نہلاؤ مین برہوا کسی دن سار گھر بھر کو تمھارے کھا جاؤنگا
آہ کرکے پیر بیہوش ہوگیا اُسکو مین نے اپنی صورت بنایا مین اسکی صورت بنکے باہر نکلا وزیر صاحب سے کہا
اس مردے کا نہلانا بہت دشوار ہی ہزار روپے منگوا لیجے تو نہلاؤن او جہ خوشامد اسنے ہزار روپے منگوا دیے اور
کہا پیر اس مردے کی طرح یہان تو ہو دنیا مین نے عرض کی خداوند ایسی ایسی مردیان سب نہلائی ہین یہ کہکے
اندر گیا اسکو نہلایا تھا یا چارپائی پر لا کے چلا جہان ذرا پیر نے کروٹ بدلی اور رضیہ پکار کر کہا کہ مین تیرے ساتھ
ہون جب وہ آنکھین کھولے مجھکو اپنی صورت پر دیکھتا تھا آنکھین بند کر لیتا تھا جب تکیے پر پہونچے قبر کھدی
ہوئی تیار تھی وزیر نے کہا پیر انھین قبر مین بھی اس مردے کو اُتار دو جب بنے قبر مین اتارا تب اسنے کہا
پیر مرد اکسی صاحب کیا مجھکو اب دفن کر دو گے مین نے کہا نہین تم صاحب اہل عیال ہو جب تکیے پر لیٹا تا لیا
کا ہلہ رہا تب تم قبر سے نکلکر اپنے گھر کیطرف چلے جانا مین نے ہاتھ پیر سے لگا دیے باہر نکلکر کہا وزیر صاحب میری

وہ باتین سن لیجیے کنارے چلیے مردہ کچھ کہتا ہے مین آپ کے کان مین کہونگا جب وہ کنارے آیا سر جھکایا مین نے
ایک دھول اُسکے سر پر دی اور مندیل اتار لی وہ منھ کے بل گرا مین نعرہ کرکے بھاگا لینا لینا کا غل ہوا میان
پیرا بھی قبر سے نکلے کفن پہنے ہوئے اُسکو دیکھکر لوگ بھاگے غل ہوا مردہ آتا ہے پیرا یہ چہار طرف ہیئو ڈھونڈتے
تھے شہر کے دروازے بند ہو گئے پیرا اپنے محلے مین پہونچا سب دروازے بند کر لیے کوٹھو پر سے لینا لینا کرتے
تھے پیرا کے چار بیٹے تھے جوان جوان بڑے بہادر جورو بھی نوجوان دروازے بند کیے اپنے کوٹھون پر سے
پکارتے تھے ابے مردے اودھر نہ آنا یہ بیچارہ کبھی جورو کو پکارتا تھا کبھی بیٹون سے کہتا تھا مین پیرا شہدا
تمھارا باپ ہون وہ جواب دیتے تھے ہم تمھارے باپ کے باپ ہین کہان کا مردہ ہمارے گھر آیا ہے جب
اسنے بہت منتین کین اور پتے بتائے یہ بھی کہا کہ عمرو مجھکو مردہ بنا کر چلا گیا اُس محلے کے جو پڑھے لکھے تھے
وہ دعائین پڑھتے نکلے تلوارین کھینچے ہوئے اسکے چارون بیٹو اور زوجہ کو سمجھایا بڑی مشکل مین پیرا کو
گھر مین جانا ملا جورو کے پاس نہ سونے پایا باقس مین باندھکے کھانا دیا جاتا تھا کونے مین بیٹھا رہتا تھا
بیٹونکا حکم تھا باہر نجانا جورو کہتی تھی تو مجھکو ہاتھ نہ لگانا غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آقاے نامدار کو
اتنی بڑی سختی اٹھا کر بچایا تفصیل اس عیاری کی نوشیروان نامہ مین موجود ہے اگر حیات مستعار باقی
ہے اُن دفترون کو تحریر کیا اور نوبت طبع آئی تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے عمرو نے پکار کر کہا اس نامرد کو بلا تو
اپنے آقا کو مٹوا دیا اس بچیا کو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسد مارا جاے میرا کلیجہ ٹھنڈا رہے لشکر مین ماتم
ہے عمرو نے خنجر کھینچا قران سے کہا او کالیے کھڑا دیکھ رہا ہے ضرغام کی مشکین باندھکر لا اسکو قتل کرون تو خود
بھی جا کر جان دون سب آاو مرگ مہیاے قضا ہین تاریک تو اندر دھوین کے چلی گئی ہے ہم لوگ چلکر لشکر
افراسیاب پر گرین ہرچند کہ افراسیاب ہمارے قتل کر نیسے نہ مریگا حیرت تو مارینگے لشکر کی پامالی
پر تو قادر ہین ایک ہم مین کا مریگا دس کو قتل کریگا اکیلا افراسیاب عملداری کریگا قران و برق ضرغام
کو ڈھونڈھنے گئے کل لشکر اپنے پڑاو پر جمع ہے دیکھا ضرغام صحرا کیطرف سے بھاگا ہوا آتا ہے جیسے ہی عمرو نے
ضرغام کو دیکھا کہا او بچیا تو کہان تھا تیرے آقا کو تاریک چیر پھاڑ کھا گئی تجھکو کچھ افسوس نہین ہے ہاے
میرے فرزند اسد شیر دل کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا مین تجھکو بھی قتل کرونگا یا مشکین باندھکر پاس تاریک کے
پہونچا دونگا وہ چیر پھاڑ کر کھا جاے میرا قلب تسکین پائے ہاے تو زندہ پھرتا ہے میری آنکھون مین خون اتر آیا یہ کہکر
عمرو تڑپتا چاہا ضرغام کو خنجر مارے یا مشکین باندھے ضرغام نے پکار کر کہا قبلہ و کعبہ میری کیا خطا ہے مین واسطے

شکار کے جنگل مین گیا اگر مین یہان ہوتا اپنی جان دیتا انکو کھا گئی مین کیا کرون میرا کیا اختیار ہے مین نے اس سے کہا تھا کہ میرے آقا کو دکھلانے جسطرح انکی موت تھی وہ ہوا عمرو روز یا وہ جھلایا کہا بیچیا باتین بنا تا ہے فرغام نے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ میری بات تو سنیے آپ تو میرے قتل پر آمادہ ہین میرے مرنے سے اسد زندہ ہو جائینگے یہ کہکر عمرو کے کان مین کچھ کہدیا سنیے دیکھا یا تو عمرو رو رہا تھا یا خاموش ہوا مگر پکار کے کہا صاحبو حقیقت مین سچ کہتا ہے مرضی پروردگار کی باغبان وغیرہ سنیے اسطرح کی باتین کہین خیر اگر آقا ہمارا گیا ہم لڑینگے بدلا لینگے جو منظور پروردگار کو یہ داغ بھی دلپر اٹھائینگے فرخ نے مہ جبین وغیرہ کو کچھ چپکے سے سمجھا دہ بھی کنیزان کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئین مگر عمرو نے ایکنامہ مندرج جملہ حالات طرف کوکب کے روانہ کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہوا یا بیان لشکر اسد غم مین بتقریب افراسیاب نے سامان جشن کیا دھوم ہے کہ اسد مارا گیا افراسیاب کو یہ بھی گمان ہے کہ میرے سردار اگر اطاعت کرینگے تاریک سے کہلا بھیجا دالی امان آپکی خوراک مین روزمرہ پہونچے ڈنگا میخانہ عمدہ تیار ہے شراب بھی حاضر ہوگی ایک ہفتے کی مسلمانون کو مہلت دیجیے رو پیٹ کر حاضر ہونگے اگر شرکت کرینگے تاریک نے اہل اسلام سے کہلا بھیجا کہ اب غم مین اسد کے رو پیٹو پھر سمجھا جائیگا ایک ہفتے کی مہلت دی۔

دو کلمہ داستان لشکر کشی کرنا برہمن کا برائے مقابلہ ملکہ تاریک اور خبر پہونچنا افراسیاب کو اور نامہ لکھنا ہومان کو واسطے روکنے برہمن کے راہ مین عیاری مرصر و آندر کوکب اور زریسج سے برآمد ہونا ملک اطلس گلگون پوش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

مخمسہ

نہ تو گھر بھاتا ہے مجھکو نہ چمن ان روزون — قفل آئینہ ہون شمسہ رخ ہے تن ان روزون
چپ سا کچھ لگ گئی ہے اہل وطن ان روزون — خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روزون
چھٹ گیا مشغلہ شعر و سخن ان روزون

چہچہے سنکے مرے ہوتی تھی خاموش ہزار — زمزمے میرے تھے مرغان چمن کو دشوار
ہان مگر اب جو نیا مجھکو ہوا یہ آزار — گم ہوئی ہے مری گلبانگ سے راہ منقار
کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روزون

ایسے جینے سے ہوا دل مان کو مرنیکی خوشی — میرے دشمن سے بھی حالت نہین دیکھی جاتی

پاؤں پھیلائے ہوئے قبر میں بیٹھا ہوں ابھی ۔ ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی
پیرہن تن پہ ہے مانند کفن ان روزوں

تیرے عاشق کو یہی وسوسے ہیں مرغوب مرے ۔ اور منظور یہی ہے ہمہ اسلوب مرے
واسطے اپنے ہے بس غم میں یہی خوب مرے ۔ زیست سے تنگ ہوا ایسے ہیں کب ڈوب مرے
نظر آئے جو کوئی چاہ ذقن ان روزوں

دل میں حسرت تو بہت اپنے بھری تھی ناسخ ۔ گھر کے جانے کو نہیں چاہتا ہے جی ناسخ
پر مجھے چھلکے سے حیدر نے خبر دی ناسخ ۔ ہیں جفائیں جو یہی اہل وطن کی ناسخ
مجھے جنگل نظر آتا ہے وطن ان روزوں

کوکب قصر جمشیدی میں داخل ہوا مگر نہایت پریشان ہرکاروں سے خبریں سنیں کہ تاریک نے قیامتیں برپا
کیں چند سردار مارے گئے چند قید ہیں اس تردد میں تھا کہ آسمان سے برق چمکی قصر جمشیدی کی کنیز نے نامہ لا کے دیا
کوکب کے دیا دیکھا سرنامے پر مہر تہمورد کی نامہ کھولا اول القاب تھا بعد اسکے کل کیفیت مرقوم تھی کہ اسقدر
سردار مارے گئے اسقدر قید ہوئے اب ہم سب نوبت بجان و کارد به استخوان ہیں فی الحال بڑی قیامت ہوئی
تاریک بارگاہ اسد نامدار پر جا پڑی تھی خدا نے خیر کی قمر عالم نے بیلچے سے عیاری کی اسد کو درہ
کوہ میں چھپا دیا ایک شخص غیر کو اسکی صورت بنا کے بٹھا دیا تھا تاریک اسکو چیر پھاڑ کے کھا گئی یہ مقدمہ راز دنیا نے
ہم نکلنے نہیں پایا افراسیاب یہی جانتا ہے کہ طلسم کشا مارا گیا ہمکو بھی یہ حال تحریر کیا ایک ہفتے کی تاریک
نے مہلت دی ہے آئندہ جو مرضی پروردگار برادر تم آئینگا بعد ہم نابراں کو چھپا نا جو کچھ ہمپر گزریگی جھیلینگے یہ مضمون
پڑھکر بیقرار ہو گیا سر پیٹنے لگا فوراً اسلاح جنگ زیب ذات پر آراستہ کیے حکم ہوا مرکب باد رفتار ہمارا تیار ہو ہم برائے
مقابلہ تاریک جائینگے یہ سنکر قصر جمشیدی میں تلاطم ہوا بلور چہار دست لشکر تیار کرنے لگا قرنا ہوئی
ساحروں میں کمر بندی ہونے لگی کوکب روشن ضمیر بعد جاہ و توقیر قصر جمشیدی سے اترا چاہتا تھا کہ پشت
مرکب پر سوار ہوں کہ آسمان پر برق چمکی کوکب نے دیکھا کہ برہمن مع جوانان صف شکن آ پہونچا کوکب کے
قدموں کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان کیونکر ہو سکتا ہے غلام موجود ہوں اور آپ اسکے مقابلہ
تاریک جائیں یہ نہ ہو سکیگا گھوڑے سے آپ اتریے آرام کیجیے غلام جائیگا میں اس سے مقابلہ کرونگا باقبال شہنشاہی
و بتائید غیر حق جانتا ہے اس ملعونہ کو سزائے معقول دونگا ہزارہا بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہے

معاوضہ معقول ہوگا یا قضا یہ جاتی ہے آپ کو نہ جانے دونگا ہر چند کوکب نے کہا مگر برہمن نے نمانا کوکب
نے کہا اے برادر ہم تم ساتھ چلیں برہمن نے کہا قاعدے کے خلاف ہے مالک نے مقام پر ہے جان نثار
جا کر مصروف جنگ ہوں جب کچھ ضرورت ہو یہاں سے مدد روانہ کیجیے راہ مین بھی غلام سے مقابلہ پڑینگے
طرح گذاران افراسیاب روکینگے منزل منزل کا حال تحریر کرونگا کوکب نے برہمن کو خلعت عنایت
فرمایا اور اپنی فوج کو حکم دیا ہمارے استاد کے ہمراہ جائین جانبازی و سرفروشی کرین برہمن بصد شوکت
و جرات لیثت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا جمشید بن کوکب کو تخت نشین کیا بطور بعہدہ سپہ سالاری
آگے بڑھا علم ہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف تاریک کے روانہ ہوئے
یہین بطور چپاردست کا یہ طریقہ تھا کہ دس کوس آگے بڑھجاتا تھا جو دیہات و قصبات ملے وہانکے
رئیس کو پیغام بھیجا کہ شہنشاہ کی اطاعت کرو جسنے اطاعت کی اسکو پناہ دی ورنہ لڑ بھڑ کے قصباتکو پھونکدیا
رئیس کو قتل کیا گز و سکہ نام پر کوکب کے جاری کرتا ہوا چلا جاتا ہے جب برہمن اسمقام پر آتے ہین
پاک و صاف پاتے ہین خارہاے کفر ہٹا دیے گل اسلام کی خوشبو ہے جب دس پانچ برباد ہوئے زمیندارون
نے عرضی خدمتمین افراسیاب کے روانہ کی افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ عرضی ان سبھونکی پہنچی
افراسیاب بہت بگڑا کہا اس برہمن بچے کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ما بدولت کے مقابلے مین آتا ہے
کہکر نیچہ ٹیک کر اٹھا وزرا امرانے دامن تھام لیا عرض کی اگر حضور ادھر جائینگے یہان مقابلے مین کمی ہوگی
عفخ کی بارگاہ مین صف ماتم اسد بھی ہے صبح و شام مین وہ لوگ پیغام صلح دیا چاہتے ہین یہان کسکو یہ
اختیار ہے کہ جواب سوال کرے بدون حضور یہ جھگڑا رہجائیگا مقدمہ فیصل نہ ہوگا کسی اور حاکم زبردست کو تحریر
فرمایئے وہ برہمن کو روک لیگا افراسیاب کو یہ بات بہت پسند آئی راہ مین ایک ملک ہے ابلق نگار و قطع جمشیدی
اسکا لقب ہے اس ملک کے لوگ عبادت گذار سامری کہلاتے ہین جب شوہر مرا عورتین جوان ستی ہوئین
جو عبادت کرنے والے بڈھے ہوئے انھون نے اپنے کو زندہ دفن کرایا اکثر نوجوان بھی دفن ہوگئے
سیلو نشین سامری نے تمام اہالیان طلسم ہوشربا باشندگان قطع جمشیدی کو معزز و مکرم جانتے ہین
اطاعتگذاران جمشیدان سبکے لقب ہین بہت مضبوط ان سبکے مذہب ہین ہانکا بادشاہ بھی نہایت ساحر
زبردست سحر و ساحری مین مشہور عام مکار و غدار ہومان ابلق سوار افراسیاب نے ایک نامہ
ہومان تحریر کیا لکھا تھا اے پیشواے مذہب سامری اے شہنشاہ اقلیم افسونگری اے مقبول بارگاہ

سامری

سامری و جمشید اے گل گلزار باغ امید برہمن کو سودا ہوا ہے ہمارے مقابلے کو آتا ہے اے خیر خواہ دولت اے
صاحب شوکت بیان و ای امان نے لڑائی کو فتح کیا طلسم کشا کو کھایا امروز فردا میں تو خود ہی غلام
خدمت میں حاضر ہوا چاہتے ہیں لہذا ما بدولت کا تشریف لانا مناسب وقت نہیں ہے اس ٹر انڈے سے برہمن آگے
نہ بڑھنے پائے اور بہت کچھ تحریر کر کے ایک ساحر تیرہ رو کو دیا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا بعد جانے نامے کے صرصر کو حکم
ہوا کہ جا کر تم بھی اس معرکے کو دیکھو موقع ملے تو خارج گذاروں کی شراکت کرو صرصر بھی با ہنا سے عیاری سے آراستہ
ہو کر روانہ ہوئی یہاں نامہ دار نے نامہ ہومان کو دیا سنتے ہی ہومان بہت بلبلایا اسی وقت لشکر تیار کیا سات
لاکھ سوار پیدل فوج کے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا وزیروں سے کہا کہ یہ بہت شاق ہے کہ اس سرحد میں
خونریزی ہو ہمارے بزرگ جا بجا دفن ہیں عورتیں ستی ہوئیں اسوجہ سے اس سرحد کا قطع جمشیدی لقب
ہوا اس سرحد میں بے ادبی واجب و لازم نہیں قلعہ سے دس کوس آگے بڑھ چلو آگے چلکر اسکو روکو نگا ٹوک کر
برہمن کو مارونگا قوم کا برہمن لچھو ہو گیا یہ بڑی بات ہوئی کہ طلسم کشا قتل ہوا الہی بیان طلسم ہوش ربا کو اسکا
بڑا خوف تھا ہر کتاب میں یہی مرقوم ہے کہ اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا قاتل افراسیاب تگر
تاریک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ احکام سامری و جمشید میں خلل ڈالدیا انکے مرتبے کو بڑی ترقی ہوئی
عبادت سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ خداوند کے احکام مٹ گئے اسلحے کے حکم دیکر فوراً سوار ہوا دس کوس
آگے بڑھکے لشکر کو اتارا پھروں پچھلا باقی تھا کہ بلور مع شاہزادہ جمشید والا قدر آسمان کوکب روشن ضمیر کا بدر
آکر پہونچے بلور کو معلوم ہوا کہ کیوان آکر سدراہ ہوا ہے بجوت لشکر اتارا بارگاہ میں استاد کر اعین ساتھ والوں نے
کہا ابھی کر استاد کو نامہ لکھیے وہ آجائیں بلور نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے ہر مقام پر لڑے معرکہ ہائے عظیم
پڑے ایک بادشاہ آکر سدراہ ہوا اسکے واسطے برہمن کو تکلیف دیں اپنے وقت پر وہ آئینگے یہ کہکر بلور
خاموش ہو رہا ہومان نے بلور سے کہلا بھیجا یہ سرحد قطع جمشیدی ہے ادھر سے کبھی کسی غیر کا گذر نہیں ہوا لشکر
کو ہٹا لو اور طرف سے جاؤ بلور نے کہلا بھیجا مردان عالم کا یہ دستور نہیں ہے جس راہ سے قصد کیا اسی راہ سے جائینگے تم
خود لشکر ہٹاؤ لشکر قہار کوکب روشن ضمیر سے جان بچاؤ یہ جواب سنکر ہومان ملگیا طبل جنگی بجوایا ہزاروں نے
آکر سامنے جمشید کے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے مسند پر

	رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے		خوشی تا حاجیوں کو ہو کعبے کی زیارت سے	
	رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے		نماز اہل سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے	

ترا خطبے مین ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شہنشاہ عالیجاہ کی دولت و عمر کو ترقی ہو ہوماں نے طبل جنگی بجوایا کل صبح کو بندگان عالی سے مقابلہ کریگا جمشید نے حکم دیا یہاں بھی نقارہ رزم پر چوٹ پڑے لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استادہ ہوگئے سحر تیار ہونے لگے ہوماں نہایت مغرور ہوا اپنے نزدیک بہت دور سے ناچ راگ رنگ مین اوقات بسر کی کہتا ہے تمام اہالیان طلسم ہوشربا نے طور پوچھے بات کا ہمارے یہاں سے سیکھا سامری و جمشید ہمارے عزیزدار ہمارے بزرگ انکے تجسس پرستار ہمین سحر کے تیار کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی سحر نے ہمارے نام سے رواج پایا ملکوں مین ڈنکا بجا معلوم ہوا وقت زوال دولت کوکب کا قریب آیا سمجھے ہے اگر اچھا ہو با دولت قلعہ سے نکل آئے اب لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان جائینگے کوکب کو سلطنت سے معزول کر دینگے میدان طلسم نور افشان لاشون سے بھر دینگے ایسے کلمات مہملات بکا کیا جب وقت کہ ساحر روشن ضمیر صاحب تخت و تاج اعنی ماہ تابان لرزان و ترسان مع ثابت و سیارگان خانۂ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش کو مرتبہ سلطنت حاصل ہوا اشعار

روز دیگر کہ این جہان پر غرور		یافت از سر تیغۂ خورشید نور	ترک روز آخر باین زرین سپر
ہند ہجا شب را بتیغ افگندہ سر		جا نبدن یہ لشکر طرف میدان کارزار کے چلے ہوماں مغرور آگے	

اپنی فوج کے بڑھا ہوا اسباب حرب سے آراستہ چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرا ادھر سے آمد آمد لشکر بلور و جمشید تخت زرین پر سوار بلور ایسا سپہ سالار تین لاکھ فوج لیکن سب جوانان صف شکن تیغزن لڑے بھڑے جانباز و سر فروش آکے میدان کارزار مین جیسے ہوماں کو بہت ناگوار ہو کہ ہمارے ملک مین کبھی کسی نے لشکر کشی نہین کی تھی لشکر جنبے بھی بنا کے تھے کہ فوج کو حکم دیا ان سبکو مار ڈالو رسمجھا تھا جو طریقۂ مردان عالم ہے فرداً فرداً مقابلہ پڑیگا ایک ایک ساحر لڑیگا یکایک دیکھا اسکی فوج مین جنبش بلوہ کرنے کی کوشش ہوئی علم ہائے سیاہ کے پھریرے کھلے لیا لینا کہکے بڑھے بلور نے جو یہ دیکھا للکار کر آواز دی او بیحیا معلوم ہوا ازبالی فوج پر ناز ہے اسلو سے جنگ آغاز ہو گیا مضائقہ ہم ملازمان کوکب سب طرح موجود ہین مرکب بڑھایا نعرہ کرکے لشکر ہوماں پر جا پڑا جمشید نے تخت کو حرکت کیا نیت مرکب پر سوار ہو تمام فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر سے زمین کانپی دھوین نکلنے لگے نخل جلنے لگے ہوماں نے گنبد سے اترکر ایک گولہ زمین پر مارا طبقہ زمین کا پھٹا دریا جوشان و خروشان ہزارہا ملازمان جمشید ڈوبے بلور نے دیکھا کہ اس دریا نے آبرو لی صدہا ڈوب

رہے ہین نہنگ نکلکر کھا جاتے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین جسکے سینے پر پڑتی ہین توڑکے پار گذرتی ہین جمشید بھی پشت
مرکب سے پھاند کنارے دریا کے آکر جوش مین نعرہ کیا بلور بھی ابل اپڑا نہنگان دریا مین پھاندا نہنگون کو
چیر کر پھینکدیا مچھلیون کو جلایا ہومان نے اشارہ کیا ہزارون جادوگر دام سحر بیکر کو دے کہ اس تیغ آور دریائے
جراءت کو پکڑ لین صدہا جال کیے سحر دام کو اس خوش انجام نے توڑا اندر دریا کے اسی حرون کو ڈبویا چیر
ڈبکر گرا اسکو چیر کر پھینکدیا ہزارون کو قتل کر ڈالا دریائے سحر ہومان کو مٹایا خاک اڑنے لگی نعرہ کرکے بلور
نکلا ہومان نے جو یہ دریا دلی بلور کی دیکھی تباہ پانی مشکل ہوئی للکارا دبلور کہان جاتا ہی بلور اور
ہومان کا سامنا ہوا ہومان نے طرف اپنے غلو کے دیکھکر دشک دی نوجوان سیاہ رو تیرہ درون بصورت
میمون ترسول ہاتھ مین اچھلتے کودتے نمایان ہوئے ہومان نے آواز دی ہان بلور کو پکڑ لو یہ جوان جانے نپائے
یہ دیکھکر بلور نے مٹھیان کھولین پانچ تیلے سنہرے آڑی بتیان باندھے ہوئے چھوٹے چھوٹے میچے ہاتھ مین
ظاہر ہوئے بلور نے اشارہ کیا ای جانباز و سرفروش وای سرفروشان ذیہوش ان بچاؤن کو لینا یہ پانچ
تیلے سپاہی وضع میچے کھینچکر ان چالیسون پر جا پڑے وہ چالیسون شیدرون کیطرح ترسول لیے ہوئے اچکتے
تھے چاہتے تھے انکو نیست کر جائین یہ پھکیت پیترے بدلتے ہوئے جسم جا پڑے میچہ مارا دو ٹکڑے ہوگئے شمشیر
آبدارے ان جوانان عالی تبار کے زمین کانپی ایک چشم زدن مین یہ پانچ پڑے پانچ تھے چالیس کو نابود کیا ان
سب کو کشش و پیچ جان جانیکا نہ یہ پانچ شش جہت مین یکتا ایک کے دو بناتے تھے میچہ کھینچکر عمل مین گھس
جاتے تھے چشم زدن مین پانچ نے چالیس کو مارا ہومان سمجھ گیا کہ بلور دیا سے سحر بھی مٹا میمونان سامری
بھی مارے گئے پانچو تیلے بلور کے مثل برق چمکے رہے ہین اب عمل مین گھسا چاہتے ہین غصے مین بڑھا خنجر سے
ران کو چاک کر ڈالا ٹھنے چلو مین خون لیا ان پانچون تیلون پر پھینکدیا قطرات خون اس رو سیاہ کے شعلہ آتش
بنگئے پانچون تیلے جلنے لگے وہی چند قطرے خون کے ہومان نے بلور پہ چھینکے بلور کی مٹھیان بند دل درد مند
چہرے پر یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نشے مین ہوتا ہے مست ہوکر بلور جھومنے لگا اس حال پر ملال مین ہومان
نے قریب آکر تیغ سحر مارا سر بلور زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون ہمراہیان بلور ٹوٹ پڑے کئی ہزار اس
مقام پر مارے گئے سحر کا سناٹا سناٹا ہومان مثل رعد گرج رہا ہے ابر خونی برس رہا ہے جس پر قطرہ
خون پڑا جل گیا ران اپنی کاٹ کر اہلیان لشکر بلور کو اسنے حیران کردیا خون برسا کر ہزارون کو مارا
جمشید نے جو دیکھا کہ بلور کا عجب حال ہے کئی زخم کھاچکا مگر مقام سے نہین ٹلتا چاہتا ہے کیفیت نہ چھوٹے

سر سبز ہو کر مرون جمشید تیغہ پکڑ کے کو وڑا انگشتریان پکھلنا شروع کین جب نگینہ ٹپکا چار چار دس دس جل گئے
گھسا ہوا اڑ رہا ہی اپنے سپہ سالار کے لیے سینہ سپر کر دیا بلور کو بچایا مگر بلور کا یہ حال ہو جیسے اسیر فطرت
خون پڑے ہین مبہوت لب پر مہر سکوت حیران حیران چار جانب دیکھتا ہی جمشید سے کہا ای شاہزادہ
والا قدر مجھکو سحر فراموش ہی بیہوشی کا ہوش ہی جرأت سے لڑ رہا ہی قدم نہین جمتے قلب تھرا رہا ہی غش
آیا چاہتا ہی حضور مرکب پر سوار ہو کر نکلجایئن یہ خیرخواہ اسی مقام پر جان دیگا لڑ بھڑ کر مر جائے گا
جمشید نے مصاحبون سے اشارہ کیا کہ بلور کو ہٹاؤ ایسا نہو ہمارا سپہ سالار مارا جائے ہومان کا خون
بلور پر پڑ گیا اسکے سحر نے مبہوت کر دیا قریب تھا کہ لشکر کے پانون اکھڑین ہومان نے ابر خونی کو حکم دیا
اُس سے خون برسنے لگا ہزارہا ملازمان بلور و جمشید جلکر خاک ہو گئے اب جمشید کو کئی طرح کی فکر ہی بلور کو
بچائے کہ فوج کو روکے ترغیب جنگ کرے خود بھی سحر مین مصروف ہی ہومان نے دیکھا کہ جمشید نے لڑائی کو روکا
ابر کو اشارہ کیا ابر سے اک برق گری سر جمشید بھی زخمی ہوا اب فوج مین تہلکہ ہوا قدم جوانان ثابت قدم کے
اُٹھے ہومان قتل کرتا ہوا بڑھا جمشید نے بیقرار ہو کے دعا کی ای مالک بے نیاز ای رب کارساز بہت
سے اس بلا کی بچالے بندے تیرے مجبور ناچار ہین آمادۂ بدعت ساحران غدار ہین تہ دل سے جو شاہزادے
نے دعا کی دیکھا سینے کہ صحرا سے گرد اڑی برہمن روئین تن مع چند جوانان صف شکن تیغہ آبدار کھینچا ہوا
آ کر پہونچا بلور و جمشید کو زخمدار پایا دہن سے نعرہ کیا او بچہ ہومان بچہ شیطان تجھکو بھی یہ دن میسر آئے
فرزند ارجمند کوکب پر دست انداز ہو یہ ہو تجھے یہ سمجھے گولہ کمر سے نکالکے اُس ابر خونی پر مارا دیکھا سینے پایا وہ
ابر لشکر جمشید پر برس رہا تھا وہ ابر پلٹا لشکر ہومان پر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل گیا بلکہ ابر نے اونچی صورت
پیدا کی برق کی چشمک نی شروع ہوئی رعد گرجا برق چمکی بوندیان پڑین جس ناری پر قطرہ پڑا آہ کر کے جلگیا خاک
کا ڈھیر تھا ہومان کی تقدیر کا پھیر تھا وہین گولے اور برہمن نے مارے جب گولہ پھٹا اسمین سے گولیان کٹاریان
چھریان سن سن نکلین جسکے سینے پر پڑین پشت کو توڑ کر پار گذر گئین ہر گولے مین دس دس گرے چار سو کے سر کٹے
فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی سامری و جمشید کا نام لیتے تھے بھاگ کر جان دیتے تھے نامردون کو بھاگنے
کا راستہ نہین ملتا تھا ہومان ہر چند چاہتا ہی کہ ابر سحر کو پلٹاؤن وہ ابر فوج پر آ کے جم گیا دمبدم
زیادہ ہوتا جاتا ہی ہومان گھبرا گیا اتنے عرصے مین برہمن نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بلور کا آب دیدہ سحر سے
منھ دھلایا زخم سر بلور باندھا یہ بھی بہ جرأت نشست مرکب پر سوار رہا برہمن آگے نعرہ کرتا ہوا چلا جاتا ہی منم

برہمن روئین تن غلام کوکب صف شکن او نامرد و مجھکو دور جانتے تھے آپہونچا اب کہان بھاگا
جاتا ہی او ظالم قطع جمشید ہی پر بڑا تجھکو ناز ہی شیطان تیرا دمساز ہی اپنے بزرگون کو بلاتا مردود نے تیرے کو زرہ
دفن کرایا کچھ خاک حاصل ہوا فی الحقیقت شیطانون مین مل گئے تیرے کام نہ آئے عورتون نے انکے کو ستی بنایا کیا پال
پایا دیکھ انشاء اللہ اب قطع جمشیدی مین جاکر یہ سب یزدان پرست اترینگے سب شیاطین بھاگ جائینگے ہومان
ان کلمات کو سنکر غصے مین آیا کہا جا کر ابھی اس برہمن بچہ کو مارتا ہون بزرگون کا نام لیتا ہی تیغ دیتا ہی نیچہ کھینچکر
چلا او ہی سحر برہمن نے گھوڑا بڑھایا سینے دیکھا برہمن شیرانہ جا پڑا آسمین تگادوزن ہی وہ تیر ان سے شعلے بھڑکے گلہائے سیر
شل گل آتشبازی شرر افشان صدہا ناری شعلوں سے جلے خاک کے ڈھیر ہو کر رہگئے ہومان نے اک تیغ کالا خون سے اسکو
رنگین کرنے لگا برہمن نے کہا او ملعون اس خون مین اب تاثیر نہی اب تیرا خون رنگ لائیگا دیکھ ابھی سے رنگ متغیر ہو
گرگٹ کیطرح رنگ بدلتا ہی دیکھو دم بھر مین اپنی آگ مین آپ جلتا ہی ہومان نے وہ تیغ خون سے تر کیا غصے مین برہمن
پر پھینکدیا اس سحر پر اسکو جلانا زیبا اپنے نزدیک خاتمے کا سحر کرنے لگا جب تیغ قریب برہمن کے پہونچا برہمن
نے انگلی سے اشارہ کیا تیغ پھرکر اسی کے لشکر پر گرا کئی ہزار کے سر کٹ گئے لشکر مین شور ہوا ای بادشاہ کیا
کہنا خوب اپنی فوجکو تباہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی ایک طرف سے بلور نے دباو ڈالا جمشید بھی تیغ پکڑ کے جا پڑا فوج
ہومان کی مثل مور و ملخ کے بلوہ کر کے آئی تھی اب متفرق ہو کے بھاگنے لگی برہمن نے زمین کو ہلادیا پانچ چار سحر ہومان
نے برہمن پر کائنات کے کیے لیکن وہ سحر الٹے پلٹے اسی کے ساتھ والے مارے گئے تمام تھرا رہے ہین برہمن نے دشت کی
ہوائے گرم چلی چشمے اُبلنے لگے بھاگنے والے اسمین گرتے ہین بعضے پتھرون سے سر ٹکرا رہے ہین بلور نے جمشید
سے کہا کیون ای شہریار مشہور تھا برہمن صرف ستارہ شناس ہی کبھی کسی میدان مین نہین ذرا ساعت نیک دیکھ
بتاتا ہی آج جرات برہمن کی دیکھی لشکر ہمارا بیکار ہو چکا تھا دیکھو سات لاکھ مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہی جمشید نے
جوابدیا ای سپہ سالار یہ جوان رابط و ضابط ہی بہت کم لڑتا ہی ورنہ شاگرد رشید نور افشان جادو ہی جوان خوش خصال
شوکت و لیاقت جرات اسکی گھٹی مین پڑی ہی دیکھو حریف سے نگاہ کیسی لڑی ہی ہومان سے اب مقابلہ ہوتا ہی
جب تو ایسا نور افشان کو اطمینان ہوا کہ برہمن کی رائے پر کل مدارات طلسم نور افشان کو چھوڑا کوکب
کا نگہبان کیا نہایت جوان عقلمند ہی ہمارا اتالیق ہی وہان برہمن نیچہ کھینچکر ہومان پر جا پڑا آواز دی او مردود
سے کیا چھپ چھپکا کرتا ہی آنکھ چار کر قریب آکر تلوار کا وار کر سحر کے مزے اٹھا چکا فوج کو اپنی جلا چکا بڑے نالائق ہین
جو تیرا ساتھ دیتے دہاتنے نوکر رکھکے لایا یہان بیچارون کو جلا کر خاک کیا ایسے کلمات جو برہمن نے کہے ہومان حیران

تھا کہ فوج تباہ ہو چکی بھاگے جاتے ہیں بینا لینا ارے بھاگو بھاگو کا غل ہے شکست خوردہ لشکر کا یہی تجمل ہے خیمہ
سرنگون خیرخواہان ہومان کا کلیجہ خون لاکھ چیخا پیٹا کہاں جاتے ہو سب کے لیے بددعا کرونگا سب تڑپ تڑپ
کے مروگے دیکھو اب بھی خیر ہے پلٹ آؤ سب کے اہل و عیال کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا میرے ساتھ لڑنے
آئے تھے بھاگے جاتے ہو آفت برپا کرونگا گھر بار تمھارا لٹا دونگا بھاگنے والے جواب نہیں دیتے بعضے کہتے ہیں
آپ بادشاہ ہیں آپکو سلطنت پھر ملیگی ہم جہاں جائینگے تین روپیہ کی نوکری پائینگے آپ اپنی خیر منائیے گھر
بار کا نام نہ لیجیے اپنے سے کچھ نہیں ہو سکتا ہمکو کیا رکھا ہے دشمن کو نہیں للکارتا برہمن کا مقابلہ کرو دیکھو اس شریر
نے کیا قیامت برپا کی ہیں ہمارے اہل و عیال کی کیا خطا ہے ان بیچاروں کو کیوں نام لیتا ہے یہ کہتے ہیں اور بھاگے
جاتے ہیں قدم نہیں جاتے ہوش سب کے پراگندہ ہیں برہمن نے آگ لگا دی کہیں پانی برسایا کسی کو آگ
سے جلایا کسی کو آب سحر ٹھنڈے ڈالا کیا فوج کو خوب پامال کیا افسرون کو بیحال کیا لڑتا بھڑتا برہمن قریب
ہومان ابلق سوار سوار جا پہونچا ہومان کے جی تو چھوٹ گئے ہیں سحر سب اپنی کائنات کے کر چکا اب کوئی چارہ
نہیں آخر تلوار کھینچکر برہمن روئین تن پر جا پڑا کئی وار برہمن پر ایسے کیے ابر سحر میں یہ ماہ تابان فلک حیات
چھپ گیا مثل نیر اعظم چمکا وار اُس ناہنجار کے روکیے جب اُسکے وار رد کر چکا نعرہ شیرانہ کیا ہمارے وار لو روک
اُسنے سپر سحر کو اٹھایا برہمن نے بیترا بدلکے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال چمک کر گرا گھاٹ سے گھاٹ نہ کی آب تیغ کی
طغیانی سے کشتی حیات اُس بے آبرو طوفانی کے دو ٹکڑے ہوئی ہومان کا مارا جانا اندھیرا چھا گیا سنگ باری
برف باری ہونے لگی بعد عرصے دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہومان ابلق سوار بود افسوس مردیم د
جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم سات لاکھ فوج دیکر ہومان ابلق سوار آیا تھا دو لاکھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو موجود
تھے انھوں نے لاشہ ہومان دیکھا گھبرا گئے جان دیکر لاشہ اُسکا اٹھایا طرف قلعہ قطع جمشیدی کے بھاگے
ہمراہیان جمشید بن کو کمیتہ برہمن روئین تن نے بھاگنے والوں کو بڑھ بڑھ کے قتل کیا دو کوس تک مارتے
ہوئے آئے بڑاو ہومان کا لوٹ لیا برہمن نے چاہا تھا کہ آج ہی لڑتے ہوئے قلعہ جمشیدی میں داخل ہو جائیں
لیکن فوج نے شکست فاحش اٹھائی تھی اب آگے بڑھنا ناممکن ہوا اسی مقام پر سب ٹھہر گئے برہمن نے بھی
دیکھا فوج کے پانوں نہیں بڑھتے تلوار روک لی گھوڑے لیے اُتر پڑا جمشید و بلور بھی زخمدار تھے ساتھ والے ان
کے بھی بہت قتل ہوئے بارگاہ ہومان پر آکے قبضہ کیا اسی بارگاہ میں داخل ہوئے زخم دستہ بیان ہوئیں
سامان عیش مہیا ہوا شاہزادہ جمشید کو اس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہزار ہا روپیہ غریب فقرا کو تقسیم ہوا

طائفون کو خبر پہونچی برائے مبارکباد حاضر ہوئے شاہزادہ جمشید مین کوکب سریر جہانبانی پر آکے متمکن ہوا دنگل شوکت پر برہمن روئین تن دست چپ پہلو رچپا ردست گھلاسے زخم جسم پر ان مردان عالم کے کھلے ہوئے پٹیان چڑھی ہوئین بدھیان پڑی ہوئین سب جوانان نیکخو سرخرو قصد ہو کہ کل انشاء اللہ قلعہ قطع جمشیدی مین داخلہ کرینگے اور سکہ کوکب روشن ضمیر کا جاری ہو ہمارے شہنشاہ کی عملداری ہو سب جوانان اسی خواہش مین ہین کہ جمشید نے حکم دیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین ایک ایک حور جمال پری تمثال ناز کرشمون مین طاق شہرہ آفاق آکر سامنے حاضر ہوئین مبارکباد گائی ایک حور پیکر نے جمشید سے آنکھ ملائی یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

ڈورا نہین ہو سرمے کا چشم سیاہ مین
مانند خار الجھے ہین اغیار راہ مین
ہردم وہ سلک گہر دندان ہی گوہر تا
رشتہ ہی سے ہو کاش ملاقات راہ مین
چھینا گلی مین اپنی حسینون نے نقد دل
بیٹھا لگا ہی تیغ کا بتری کلاہ مین
دل آگیا ذقن پہ ترے یک بیک مرا
ہنگامہ جان نثارون کا ہی قتل گاہ مین
سیندور اسکی مانگ مین تیا ہی یون بہار
کوئی ہو فکر نان مین کوئی فکر جاہ مین
کیا دون مین اسکے چہرہ پر لہو سے مثال
بل پڑ گیا ہی یار کی تیغ نگاہ مین
فریاد رس کی پہونچی نہ فریاد کان تک
کوئی نہین شریک کسیکے گناہ مین

بانا پڑا ہی یار کے پائے نگاہ مین
گھر اسکے دین کرکے گئی مفت ہی جان
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
آنیکا اُنکے کوئی مقرر نہین ہی دن
لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین
ڈرتے ہی اس سے آنکھ ملاتی حباب ہی
گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین
اے سرو قد گیا ہون پہ سیر باغ جب
جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین
کہتے ہین دیکھتے ہین مہ ابرو سے
دھبا لگا ہوا ہی بڑا ارو ماہ مین
اغیار منہ چھپا گئے ہیں جنکا تاسلک
ارمان رہ گیا یہ دل داد خواہ مین

ہر دم مین جو ہین کھٹکتا آنکی نگاہ مین
کشتی ہماری ڈوب گئی آکے تھاہ مین
ملتا نہین ہی منزل مقصد کا راہبر
آنکلے ایکبار کہین سال و ماہ مین
کرتا ہی قتل بانکی ادا اسکی خلق کو
بجز قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین
ہی شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
لیٹا ہون ہر شجر سے ترے اشتباہ مین
غفلت ہی ہر کسیکو نہین قبر کا خیال
یہ جنس بے بہا ہی ہماری نگاہ مین
ترچھی نظر سے اسنے جو دیکھا یقین ہوا
ہوگی کبھی تو اس سے ملاقات راہ مین
منزل بڑا اٹھا اٹھی قلق اٹھا اٹھی گور

شب بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نازنینان حور مثال نغمہ سرایان خوش جمال اس محفل غلغلہ منزل مین حاضر ہین برہمن روئین تن نے اس صبح کی ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے روانہ کی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

دای ناظم باتوقیر واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ آپکے اقبال سے یہ جنگ سر ہوئی بڑی فتح میسر ہوئی لیکن شاہزادہ
جمشید اس جنگ مین بہت زخمی ہوا شیرانہ لڑا انتہا کا معرکہ پڑا ہومان ابلق سوار مع جوانان نامدار واصل
جہنم ہوا کل آپکے اقبال سے یہ نیاز مند مع فوج ظفر موج داخل قلعہ قطع جمشیدی ہوگا اطلاعاً گذارش
کی جان نثارون نے اس لڑائی مین بڑی کوشش کی تنخواہ ان قدیم کا خیال واجب لازم ہے نامہ ایک ساحر کو
دیا وہ نامہ لیکر طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا جبکہ برہمن آفتاب تابان دیر مشرق سے زنار شعاع زیب
گلو کرکے پوتھی ضیا کی ہاتھ مین لیکر چرخ نیلی پر برآمد ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب نے حکم دیا لشکر تیار ہو آج
اندر قلعہ قطع جمشیدی کے مقام کیا جاے بعد تسخیر قلعہ طرف لشکر خواجہ عمرو کے کوچ کیا جاے بہت جلدی ہے
بلور نے عرض بھی کی آپکے لشکر والے زخمدار ہین دو مقام اسجگہ پر کرنا واجب لازم ہے آیندہ جو حکم شہنشاہی
برہمن رویین تن نے بھی کہا اے سپہ سالار اے بلور چہاردست ناہار حقیقت مین شاہزادہ جمشید نے
بہت بجا ارشاد فرمایا ایک ایک دم ہمکو زیر دم شمشیر گذرتا ہے تاریک شکل کش نے نہین معلوم لشکر ملکہ مہ جبین سحر
چشم پر کیا قیامتین برپا کی ہونگی ہر ایک مقام پر رکنا بہت شاق ہے دل مقابلے تاریک شکل کش کا
بہت مشتاق ہے یا تو ہمکو قضا لیجائے یا باقبال شاہنشاہی اس ملعونہ کو جا کر مار احقیقت مین راہ مین بھی
معرکہ ہاے عظیم پڑینگے یقین ہے وہاں تک پہونچتے پہونچتے اکثر ناظمان افراسیاب روکین اُسکے بھی نامے پہونچینگے
کیا عجب ہے کہ خود افراسیاب آکے ہمکو روکے لیکن جولانان صف شکن کب رکتے ہین ایسے سرکش سے کب جھکتے
ہین یہ بھی یقین کامل ہے خود بخود ترقی پر تیاری دل ہے قطع جمشیدی بہت قلعہ وسیع ہے عجائب بہا حور رہتے ہین
مین اپنے بزرگون سے سن چکا ہون کہ قلعہ مین آکر خود جمشید لبادعوی یکتائی پر کمر کو کسا جا بجا تھے
سحر تیار کیے بہت اسکے مصاحب میمون خصلت شیاطین ہیئت سحر کرتے ہین شراب پیکر مرے سحری اثر کیا
لشکر شیاطین ہوے بعض مرد جو مرے انکی عورات پر شیاطین نے قبضہ کیا جا بجا اُنکے عزیزون نے مٹھ بنالیے
ہر سال وہان میلہ ہوتا ہے تمام دنیا کے ساحر اپنا شرف جانکر آتے ہین مٹھون پر نذر جواہر چڑھاتے ہین اسی
وجہ سے اہالیان قلعہ قطع جمشیدی کو اپنے سحر پر ناز ہے ہمکو ضرور روکین گے قلعہ مین نہ آنے دینگے
ضرور لڑائی پڑیگی بلور نے اسیوقت لشکر تیار کیا یہ ککے نیاز مند مین در قلعہ پر جاکر بارگاہ استادہ کردیگا
برہمن رویین تن نے کہا اب ہمسے جدا ہونا مناسب نہین ہے بارگاہ ہمراہ رہے ایسا نہو کوئی فساد
پڑے بلور چہاردست نے ناچار دو کوس آگے بڑھ گیا اور لاشہ ہومان ابلق سوار لیکر اہالیان فوج

بھاگے تھے یہاں قلعہ مین پہونچے کیوان الملک سوار جاتی ہو مان کا اپنے بھائی کے مقام پر بیٹھا ہو یہی دکھ پیش
ہے کہ بھائی صاحب نے جا کر کوکب کو شکست دی ہوگی لڑائی فتح کر کے آئینگے سردار کہہ رہے ہین حضور آپ کے
بھائی صاحب جو کچھ گئے ہین وہی کرینگے ایسا نہو لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان چلے جاوین کوکب پر جا پڑین
انکا غصہ بڑے غضب کا ہو مقبول بارگاہ سامری ہین انکے منہ کون چڑھیگا کون انکے سامنے لڑائی کو ٹہریگا
آپکی قوم سے کون مقابلہ کر سکتا ہو افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا کا بھی قول ہو کہ قطع جمشیدی
کے باعث سے طلسم ہوشربا مین برکت ہو بڑے بڑے پٹرت بدجا باٹ کرنے واسطے اس قلعہ مین رہتے
ہین کبھی اس ملک پر کوئی چڑھ کر نہین آیا سب بادشاہون کو یہان کا پاس ہو کوکب نے اس بدعت کا
قصد کیا انکا زوال دولت قریب آیا اب طلسم نور افشان تباہ ہو جائیگا یہہ ہم لوگوان کی بد دعا غضب
سامری و جمشید ہو یہہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کیوان نے کہا خیر تو ہو لاشہ ہومان
لا کر ملازمون نے سامنے پہونچایا کیوان نے اپنے کو تخت سے گویا ناچ دے مارا کہا میرے بھائی کو کسنے قتل
کیا سب نے عرض کی حضور لڑائی فتح کر چکے تھے وقت پر برہمن آ گیا اسنے فوج کو تباہ کیا آخر شہنشاہ مارے گئے
خزانہ و مال لٹ گیا ہمارا افسر سے چھوٹ گیا عرصہ دراز تک شور گریہ زاری باشندہ رہا کیوان نے کہا ہمارے
بزرگون کی عبادت کا سرکار سامری و جمشید سے کیا خوب پھل ملا ایک حقیر برہمن کے ہاتھ سے اتنے بڑے بزرگ کو
قتل کرایا اب جلد ارتھی بنا کر لاشہ انکا جلاؤ ہم کریہ کرم بھی نہ کرینگے بھائی کے خون کا بدلہ بھی لینگے
بڑا ہی غضب ہو گیا افراسیاب ہم لوگون کیطرف سے بڑا غافل ہو افسوس کرنے کیون ایسے کا ساتھ دیا پہلے
ہی سے نہ اندیشہ کیا صاحب کتاب سامری و جمشید ہو کیا اسنے کتاب نہ دیکھی ہوگی معلوم نہوا ہوگا بر لیے
امداد برادر نیک نہاد وہ بانی فساد نہ آیا ہمارا گھر برباد کرایا خیر سمجھ جائیگا معلوم ہوا اب افراسیاب کو
بڑا غرور ہو گیا ہو پہلے تو برہمن کی فکر ہین بعد اسکے شاہنشاہ سے کلام ہوگا دیکھیے اسکا کیا انجام ہوگا
ایسا کامل و اکمل مارا گیا اب ہمکو تاب کہان نظم

تسلی دم واپسین ہو چکی
امید اجل آفرین ہو چکی
یہان دم نہین شوق سے قتل کر
کر اس سے زیادہ نہین ہو چکی

نہین ہو چکے جب نہین ہو چکی
بلا اس سیہ روز کو نرم بین
مرے خون تر آستین ہو چکی
خیال اجل سے تسلی کرو

تعلق گزشتہ سخت جانی تو کھیر
شب عیش اب مہ جبین ہو چکی
جو مرگ سے ہان نوازش کرسکے
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی

ثوابت ہین سیارہ مثل شرر | مری آہ کرسی نشین ہو چکی

بس اب پاسبانی دین ہو چکی | ہمین ہین ہی مومن وہ کافر صنم

یارو جلد لشکر تیار کرو ابھی جاکر اُس برہمن بچے کو مارونگا لشکر مین قرنا ہوئی **کیوان ابلق سوار** بقہر و غضب تمام سوار ہوا فوج کو ہمراہ لیکر چلا یہی کہتا ہوا یارو جلد چلو کہ وہ لوگ ہماری سرحد مین نہ آنے پائین اس سرزمین پر کبھی خونریزی نہین ہوئی جابجا سیدون کے مٹھ بزرگون کے دفن ہونے کے مقام ہین ایسی بزرگ سرحد مین خونریزی ہونا مذہب کی خرابی ہی اس سے اور زیادہ بتایا لیا ہی یہ کہتا ہوا قلعہ سے نکلا فوج بیشمار پشت پر ساحران غدّار قلعہ سے تھوڑی دور وہ مغرور بڑھا تھا کہ اس نے دیکھا ادھر سے **بلور چہار دست** بادو جاہت سے مست اٹھالا بارگاہ کا لیے ہوئے بڑے زور و شور سے آتا ہی یہی قصد ہی کہ سرسواری قلعہ مین داخلہ کرون جب مین قلعہ مین پہونچ دون تب برہمن **جمشید** آئین جلتے ہی اگر وسکہ نام پر اپنے شہنشاہ کے جاری کرون **کیوان ابلق** سوار نے جو **بلور چہار دست** کو آتے دیکھا جلکر خاک ہوگیا آواز دی یارو تمنے دیکھا اب انکو یہ حوصلہ ہوا قلعہ کے قریب آپہونچے سرحد **قطع جمشیدی** مین آگئے لو دھوم ناس ہوا اشرف مذہب **جمشیدی** مثا **سامری و جمشید** کو یہی منظور ہی کہ اب خدائے نادیدہ کا مذہب رونق پائے ہونے دو سو خداوند ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ خود بندہ ہین سمجھ کے تقدیر نہین کرتے جبھی یہ خرابی درپیش ہوا الیان **ہوش ربا** کو بس و پیش ہی ان سب کو مار لو خبردار یہ آگے نہ بڑھنے پائین یہ کہکے **کیوان ابلق** سوار گھوڑے سے کودا اسباب سحر ہاتھ مین لیا پانچ چھ لاکھ ساحر تمام الہیان ٹھہر اسکے ساتھ چلے آئے ہین لشکر بلور پر سحر کی بوچھار کردی ہی چہار جانب سے گھیر لیا جبتک **بلور** اپنے کو سنبھالے سحر کرنے کا قصد کرے کئی ہزار جوان قتل ہوئے **کیوان** نے آتے ہی بارگاہ پر قبضہ کر لیا نگہبانان بارگاہ لڑے لیکن یہ کم ایک ایک پچاس پچاس ٹوٹ پڑے بارگاہ کیونکر رکے آخر قبضے سے نکل گئی **بلور** نے پلٹکر دیکھا غضب ہوا تیغہ کھینچکر جا پڑا آ مٹھیان کھولین اس سرحد مین چلے نہین نکلتے تمام سرحد **قطع جمشیدی** سحر بند ہی جب تو آجتک کسی نے اس سرحد مین آنیکا قصد نہین کیا **افراسیاب** اس سرزمین کو برکت **طلسم ہوش ربا** جانتا ہی خراج اگر یہان سے پہونچ گیا سے لیا اگر نہ پہونچا کبھی تاکید نہ کی تحفہ جات یہان کے بادشاہ کے لیے ہمیشہ بھیجا کرتا ہی جب **بلور چہار دست** نے دیکھا چلے میرے سحر سے نہین نکلتے پریشان ہوا لیکن مرد سپاہی تھا جی دار ہی تلوار آبدار کھینچکر جا پڑا دریا سے فوج مین غوطہ مارا چاہتا ہی بارگاہ پر قبضہ کرون غیر ممکن اندر سے قلعہ کے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین غل مچاتے ہین ملازمان **کوکب** کو مارونگا بلور کو گھیر لیا

سیاہ

بلور کے ساتھ صرف لاکھ سوار اٹھالیس فوج کا لیکر بڑھ آیا تھا چار جانب سے گھر گیا لیکن جان نثاران شکوہ بلور
تلوارین کھینچکر جا پڑے گوئے تیغ و ناوک چلنے لگے ایک ایک جوان ایک ایک غول پر جا پڑا ابھر کر رہے ہین دم
جرأت کا بھر رہے ہین جب دیکھا گھر گئے اب وقت قتل ہمارا قریب آیا تلوار کھا کے گرے گرتے گرتے آواز دی
یار و شکر ہی کہ حق نمک شہنشاہ کوکب سے ادا ہوئے اپنے آقا پر فدا ہوئے بعض جوان اپنے ساتھ والون کو آواز
دے رہے ہین کہ یہ تو ظاہر ہی کہ ساحران مکار و غدار کے دھوکے مین آ پڑے جانبازی سے سینے سپر کرکے ان بچاؤن سے
لڑو میدان کارزار ان نامردون کے لاشون سے بھردو آخر مرنا ضرور ہی اس زمانے مین قلب کو سرور ہی دنیا کی کشمکش
سے چھوٹین عقبیٰ کے مزے لوٹین اشعار

یاد ایام عشرت فانی
کم نہین اپنے گھر کی ویرانی
کردیا گردش سپہر نے حیف
بیدری کرتی ہی دربانی
کیا ہوئی وہ بلندی دیوار
کاہ کرتی ہی تار ریحانی
نہ ملا کچھ نشان آب روان
جز سپہر و نجوم نورانی
نظر آتی نہین وہ تصویرین
زینت افزاے کاخ سلطانی
با ثروت و سماط سے مجھے تھا
کہ کرون تازہ رسم ساسانی
بالش سنگ و خواب دا ویلا
خون پلاتا ہی قہر یزدانی
شور مستی دعاے نوح نہ تھا
نقل مجلس ہی دلکی بریانی

نہ وہ ہم ہین نہ وہ تن آسانی
خاک مین اشک آسمان سے ملی
برق خاکی سپہر کیوانی
نکتہ سنجون سے جی مین ہی پوچھون
کیا ہوئے وہ کلاہ طولانی
اٹھ گئے حوض و نہر عیر از چشم
خاک سارے جہان مین چھانی
شور زاغ و زغن ہی صبح خراش
نقش دیوار کیون نہو پانی
آپ کا شانہ فرش خاک ہوا
دعوی قیصری و خاقانی
مسند گوہرین کا دھیان آیا
بار خاطر ہوئی گران جانی
زہر ملتا نہین کہ پی جاؤن
کشتی عمر ہوئی جو طوفانی

جائین وحشت مین سوے صحرا کیون
ہاے کیسی بلند ایوانی
ایسی وحشت سرا مین آئے کون
کہ مین ٹھہری ہون یا بیابانی
جاے گل ہین چمن مین ریزہ سنگ
ایک قطرہ نہین نہین پانی
سقف رنگین و زرنگار کہان
اب کہان بلبل و غزل خوانی
حسرت دولت گدا ہوے پردے
کیسے قالیچہ ہاے کاشانی
ہان نہین ہی مرقع و کشکول
پوچھتے کیا ہو وجہ گریانی
ہم ہین اور حسرت مے گلگون
اب کہان وہ شراب ریحانی
وہ گزک کیسی وہ کباب کہان

ان اشعار عبرت آثار نے جوانان صف شکن کے دل بڑھائے فوج فلا

پر کیوان ابلق سوار پر جا پڑی خوب جم کر لڑائی ہوئی بلور چہار دست بھی انتہا کا زخمی ہوا لیکن ہمت
نہ چھوڑا سر خرد بیک خو پشت و پہلو زخمی تلوار خون چکان ہاتھ میں جرأت و ہمت بات بات میں جس غول پر
جا پڑا صفوں کو درہم برہم کر دیا بارگاہ کے قریب جا پہنچا اقبال ہر عمر سے کچھ نہ تھا قریب تھا کہ فوج بلور شکست
کھائے بلور نے پلٹ کر دیکھا قلعہ سے ہزارہا ساحر چلے آتے ہیں جو آیا بلا زمان کوکب کے قتل کرنے کی
فکر کرنے لگا اب بلور چہار دست نے کہا کس آفت میں پڑے یہاں سے بچکے جانا دشوار ہے اب کیونکا بن بالکل
بیکار ہے فلک کجرفتار در پے آزار ہے موافق مضمون اشعار

سب عالم اس جہان میں نہیں خندہ و طرب
سایہ کو احتیاج ہیں نہر دبان تلک
سب ان سے منحرف ہو اپنا ہو وہ عدو
شمشیر نا اصل کے جوہر کہان تلک
پاہوس ہر کسی کے نہ پیدا کرین عدو
پھرتی ہی دیکھتا ہوں سدا آسمان تلک
تمہی سے گذری بار سعادت کی یان معاش
ہو سکے نہ ہم کو نہ سود و زیان تلک

ہے کسو رت کہو دو گل زعفران تلک
گرد اب کہ پہنچے شنا ور دو بین غرق
کچھ کا جو راستی سے گیا رشتہ ان تلک
لاف سپہ گری نہ کیجے مرو راستہ باز
سمجھائے یہ سخن کوئی گردن کشان تلک
گر بن کجی ہو راستی دنیا میں بخت
ہے منحصر غذا ے ہما استخوان تلک

افق و کان نہ لبن بدو غیبر ہیر اوج
گرتے ہیں اپنے سر کو بین سرکشتگان تلک
گیا اسکی قدر ہو جو سیاہی نہو نجیب
پاؤ و رد راہ حرف زبان شان تلک
راحت الخیں کہان ہے جہان قود شکوہ
[illegible]
آتش بلند ہو تو غبار تلاش آب

الغرض دل سے یہ باتیں کرکے بلور آمادہ مرگ ہوا سے قضا اجاش نا المہاس

یہاں بعد اس سرا سر التجا بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کے لے گیا الحاح و زاری سے گڑ گڑا کر کہا ای خالق لیل و نہار دای مالک
یوم آخر حقیقت میں اس حقیر سراپا تقصیر نے غرور کیا تھا کہ قلعہ قلعہ جمشیدی میں جاتے ہی داخل ہو جاؤں گا
لفظ انشاء اللہ زبان سے نہ کہا تھا واسطہ اپنی کبریائی کا معاف کر تو معبود بے نیاز خالق کارساز ہے اب کبھی
غرور نہ کروں گا آرزو ہے کہ جا کر اس منہیت میں شریک لشکر اسلام ہوں جا کر ملکہ ماہ رخ تکلی کش
سے ملوں اور خواجہ عمرو نامدار کے سامنے جان دوں وقت مدد ہے سب نے دیکھا کہ بلور دعا میں مصروف
ہو سب نے آمین کہی یکایک آسمان سے کالا ابر نمایان ہوا لیکن وہ ابر آتش فشان ابعیر شوں برے
زور و شور سے آتا ہے قریب میدان حرب آکر وہ ابر شق ہوا آگے تخت پر شاہزادہ جمشید بن شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر [illegible] مرکب باد رفتار پر سوار ہو کر آگے بڑھا آنکے پہونچا برہمن
نے دیکھ کر دراشتہ قلعہ جمشیدی میں بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے بلور انتہا کا زار و بیقرار ہے

گرد لاشوں کا انبار ہے ہر چند کہ ہمراہیان بلور نے یہ کیفیت دیکھتے ہی برابر قتل کرنا شروع کیا اسقدر ساحر مارے
گئے دریائے خون جاری ہوا مگر انکا جادو بڑھتا ہی جاتا ہے تو اندر سے تازہ دم کے چلے ہی آتے ہیں اور کیوان
ابلق سوار بیباکانہ سفاک لڑ رہا ہے ہزاروں کو آتش سحر سے جلایا غول کے غول پامال کر دیئے غرض اہرمن
کی نظر میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آخر کو ہمہ تن اسکا نعرہ مردانہ کر کے جا پڑا للکارا کہ او ہیچ خبر ار کیا کرتا ہے ستم
رسیدگان غم کا پاس کیا وسعت ہمت و درازی کرتا ہے آتے ہی اہرمن نے پکڑے تو بلور چہار دست کو اٹھایا نیزہ کو قبضہ
رکھ پیدا کیا تیغ برق تاب کھینچ کر جا پڑا جمشید نے کل فوج کو اشارہ کیا ان جوانان تیغ زن نے جب ساتھ
والوں کو مبتلا سے بلا دیکھا خنجر تیز جوش سے بڑھے شیران لشکر کیوان پر جا پڑے چشم زدن میں طبقے زمین کے
ہلا دیئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب بھی مرکب بڑھا کر لڑنے لگا اسکے ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے ہوئے کیوان ابلق سوار نے جو برہمن روئینتن کو آتے ہوئے دیکھا سمجھ گیا یاد آیا کہ یہ تیرا بیٹا
کا قاتل ہے ابالیان فوج کو اشارہ کیا او ساحرو یہ وہ شخص آیا جس سے بدلا لینا منظور ہے اس ظالم سے بازو بچا ر آتا
جس وقت سے دالی صاحب مارے گئے کمر میں درد ہے رنگت زرد ہے ایک حربے میں گرد برد ہے اب میرے ہاتھ
سے بچکر یہ ظالم کہاں جاتا ہے اچھا سرکشی کی سزا پاتا ہے دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہوں مجھکو بھی قتل ہوا ان
سے سمجھا ہے یہ کہتا ہوا ابالیان فوج کو ترغیب دیکر مے ووڑا افوج حقیقت میں خستہ و شکستہ ہے مگر برہمن نے
بڑھکر نعرہ کیا کہا او کیوان بے ایمان تیرے صباحی نے بھی تو جبہ جانان دے کیوں تیری شامت آئی ہے لیٹ جا
اطاعت ہمارے شہنشاہ کوکب کی قبول کر خطا تیری معاف کرا دینگے ورنہ تیرے تئین بھی قتل ہو ان کے واصل
جہنم کرونگا نعرہ برہمن سنکر کیوتا اور زیادہ بھولا بھبوکا ہو کر آواز دی کر کیت پڑھتے آوازیں دینے لگے یہ وہ
لوگ ہیں کہ نامرد کو مرد بنا دیں اپنے شمہان عبرت آمیز جرأت خیز سے غیرت میں لاکر لوہے سے لڑوا دیں سبکے دلوں
میں جوش جرأت ہوا ہر ایک جوان بادۂ شجاعت سے مست ہوا اب مقدمہ جنگ سخت ہوا اژدحام کر لڑائی ہونے لگی
سپاہ دریائے غیرت میں شناوری کرنے لگے آبرو کا خیال ہوا جان دینے پر تلے دونوں لشکر غل شور کر آپس میں
گتھ گئے سپہر میں مگر جو اٹھیں گھنگھور گھٹا چھائی تلواروں کی چمک بجلی کی کڑک سر برسنے لگے پرنالے خون کے
جاری ہوئے ہمروان دریا دل نے برسات کی کیفیت دکھائی رنگ موسم برسات جو نظر آیا گویتوں نے یہ غزل

جنون خیز وحشت انگیز شروع کی غزل

گھٹا چھائی ہوا ای ساقی عجب عالم ہو گلشن پر	مے گلگون کی بارش چاہئے سبزہ ہے جوبن پر

تاسف ہے کہ بعد دفن کوئی بھی نہ یاں ٹھہرا
ہمارے رونیوالوں میں فقط ہے شمع مدفن پر

کبھی بار ندامت سے نہ ہرگز سر اٹھائیگا
رہیگا بوجھ میرے خون کا قاتل کی گردن پر

نہیں معلوم کن کن آفتوں کا سامنا ہوگا
قیامت ہے دل اپنا آگیا ہے ایک پرفن پر

بناتا ہے نشانہ چرخ گردان روز و شب ہمکو
جو مہر و ماہ کو ترجیح ہے سنگ فلاخن پر

ترے مجنون کے تلوے ہیں جو زخمی دشت گردی سے
ملمع طلائی ہے خون کا زنجیر آہن پر

تمھاری سرد مہری سے ہوا اتنا اثر مجھ میں
ابھی تو سرد ہو جائے جو بیٹھون جا کے گلخن پر

ٹھکانا جب نہ رہنے کا کسی کے دل میں پائیگی
ہمیشہ آرزو رویا کریگی میرے مدفن پر

جوان مردہ جو دنیا سامنے بن ٹھنکر آتی ہے
نہ عاشق ہو زن بیباک ہرجائی کے جوبن پر

نہیں رومال باندھا ریشمی سرخ اس ستمگر نے
شہید ناز کا یہ خون ہے قاتل کی گردن پر

عوض میں ظلم کرنیکا جو اکدن تیر اثر آہیں
پھرین خنجر بلبل کے صیادونکی گردن پر

یہ غزل گویوں کے لڑکوں نے اس دھن میں گائی سننے والوں کی طبیعت چرا لی جوانمرد جان دینے پر
مستعد ہوئے سنان نیزہ سے سینے ملا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے دم شمشیر پر گلے رکھے جوش جرات میں موت
کے مزے چکھے لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا لڑتا بھڑتا طرف کیوان کے چلا یا دو کیوان بھی آمادہ ہوا
تھا لیکن دور سے دیکھا برہمن نے حملہ ہاے شیرانہ کیے پرے کے پرے درہم برہم کر دیے کیوان
گھبرایا دیکھا ایک اکیلا ہزارون کو جواب دے رہا ہے جسپر جا پڑا دبوچ لیا مثل شاہباز اجل طائران روح
ساحران پر وغل پر جا پڑتا ہے سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا غلغلہ برپا ہے اب کیوان پیچھے ہٹا بے
اختیار منہ سے نکل گیا یارو بڑے شیر نر کا سامنا ہے اسکو دیکھکر دل کانپتا ہے جب برہمن روئین
تن قریب آیا کیوان ابلق سوار سامنے سے بھاگا برہمن روئین تن نے تعقب کیا پھر دہی تک
گرفتار شعبدہ باز ظاہر ہے ہر ایک اسکی ہیبت سے ہٹا ہے لشکر اسلام نے اب فتح پائی بڑھتے ہوئے
چلے جاتے تھے ساکنان قلعہ قطع جمشیدی کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا تھا کٹتے پھرتے تھے ملازمان کوکب
سرخرو بڑھتے ہوئے جاتے تھے ناگاہ ملکہ صرصر شمشیرزن کہ اسکو افراسیاب جادو نے بھیجا تھا راہ میں اس
نے خبر پائی کہ یہوان ابلق سوار مارا گیا گھبرا گئی کہ افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ جلد پہونچنا
مین وقت پر نہ پہونچی شہنشاہ بہت آزردہ ہونگے پھر راہ میں خبر ملی کہ کیوان ابلق سوار ہم اسکا

بھاگی معروف جنگ ہی برہمن روئین تن آیا سبکے ہوش اڑا دیے پہلی صورت تبدیل کرکے آئی دیکھا لڑائی
بڑے زور شور سے ہو رہی ہی برہمن نے ہزارون کو پامال کر ڈالا ہی کیوان بھاگا ہوا جاتا ہی برہمن
تعقب مین کیوان کے ہی صرصر شمشیرزن ایک گوشے مین آکر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی اکثر شہزادہ جمشید
و بلور وغیرہ گرے ہین لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا ہی وہ منہ پر نہین چڑھتا جب سختی کا سامنا ہوا یہ
بھاگ کر قریب درۂ کوہ پہونچا برہمن نے وہان بھی للکارا او نامرد کہان بھاگتا ہی کس واسطے اب گوشے مین
چھپا ہی صرصر نے جو یہ معرکہ دیکھا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بصورت عمرو تیار ہوئی درۂ کوہ مین در آئی
برہمن گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا ہی کہ کیوان کدھر گیا کبھی آواز دیتا ہی او نامرد یا تو تو خدا کو قتل کرتا پھرتا
تھا اب سامنے نہین آتا گوشے مین چھپ رہا شرم نہین آتی معلوم ہوا کہ تو بڑا بے شرم ہی لیکایک
پانون کی آہٹ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین خوش ہو کے پوچھا اے
شہنشاہ اوج عیاری اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا عمرو نقلی نے کہا اے برہمن ملکہ تاریک شکل
کش نے قیامتین برپا کر دی ہین سیکڑون کو جہنم پہنچا کر کھا گئی لشکر کو کھڑے کھڑے شکست دی اس
گلزار پر بہار پر خزان آئی تم یہان کانٹون مین الجھے ہوے ہو کس سے لڑائی پڑی برہمن نے کہا
خواجہ مجھکو تعجیل ہی مگر کیا کرون کیوان ابلق سوار بڑا مچیل ہی لڑتے لڑتے میرے سامنے سے بھاگا
اس درۂ کوہ مین کہین آکر چھپ رہا مین کیا اس سختی سے ڈھونڈونگا پہاڑ کو سحر کرکے ڈھا دونگا اس
نامرد کو سزا دونگا خواجہ عمرو بنے صرصر نے کہا جلدی چلکر ڈھونڈو اس لڑائی کو سر کرکے جلد حرب
سر کرو ملکہ مہرخ انتظار مین ہین یہ کہکے صرصر پیچھے آئی برہمن بہت خوب کہکے آگے بڑھا صرصر نے
حلقے کمند کے گلے مین برہمن کے ڈالدیے برہمن ارے ارے کرکے پلٹا صرصر نے جھٹکا مارا گرتے گرتے دو تین
حباب مارے برہمن بیہوش ہو کے گرا اب صرصر نے آواز دی اے کیوان ابلق سوار کیون
چھپا ہی مین نے برہمن کو پکڑ لیا کیوان صرصر کی آواز سنکر سامنے آیا برہمن کو بیہوش دیکھا خوش
ہو گیا زبان مین برہمن کی سوزن دیا اہالیان فوج کو آواز دی دس پانچ ساحر اندر آگئے
برہمن کو اٹھا کے تخت پر ڈالا صرصر کنارے ہوئی بلور و جمشید کی نگاہ پڑی ہرکارون نے بھی
خبر دی اے شہریار غضب ہو گیا نہین معلوم کس طرح برہمن کو گرفتار کر لیا تخت پر ڈالکر لے نکلے
ہین اب کیوان آتا ہی سحر سے طبقے زمین کے ہلاتا ہی دونون جوان مرد زخمی ہو چکے تھے بہ جبر خستہ از

سنکر گھبرا گئے بلور نے کہا ای شاہزادہ والاقدر اب بڑا غضب ہو گیا برہمن کو وہ کیا گرفتار کرتا کوئی افتاد
پڑی شاید کوئی عیار بچ آ گیا اُسنے برہمن کو گرفتار کیا اب فوج کا تھمنا پاے استقامت کا جمنا شاید
دشوار ہے جمشید نے کہا میں اپنی جان دونگا قدم نہ ہٹاؤنگا بلور نے کہا یہی ارادہ غلام کا بھی ہے لیکن مجبور تھا
سب کچھ کرائی ہوئی تھی مگر پیش آ گئی اتفاقاً بلا آ گئی تھی آخر عرصے میں پہلے شکست ہوئی پھر فتح پائی
چشم زدن میں فلک ناہنجار نے کج روی دکھائی سب لشکر تفرقہ پھیلا بہ و کر آکے کیوان نے بلوہ کیا بھاگے ہوے
ساحر بیٹھے اُن نامردوں نے جو مہلت پائی سرکشی دکھائی جمشید و بلور کمر ہمت جرات باندھے ہوے
لڑنے پر آمادہ ہیں لیکن ہاتھ و شمشیر کی ہنسی کرتے قدموں سے ثابت قدمی جدا ہوئی دل پر ابر غم
الم چھایا زخموں سے پریشانات کیوان سے بلور نے کئی مرتبہ بڑھ کر مقابلہ کیا لیکن زخمی ہوا اسپ زریں
سے زمین پر کیوان نے چاہا سر کاٹ لوں ساتھ والوں نے جو واروں کی کئی ہزار نے اپنی جان دی
مگر بلور کو بچوا لیا اور پڑا لا بلور زخمہاے کاری سے چور تھا بیہوش ہو گیا جمشید نے بہت کد و کاوش
کی بڑھا کوشش کی کچھ نہ ہو سکا زخمی تو ہی چکا تھا غش آیا قلب بھرایا ساتھ والوں نے اسکو بھی سوار
ڈال لیا طرف صحرا کے بھاگے کیوان نے پیچھا کیا تعاقب نہیں چھوڑا قتل کرتا ہوا چلا آتا ہوا ان سب
بھاگا پڑاؤ پر زمین کیوان اترا آخر پڑاؤ بھی چھوڑا سحر کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے خود بھی زخمدار
بیقرار و اشکبار بارہ کوس پر ایک صحراے ویران میں آکر ٹھہرے اسی مقام پر آکر اترے کیوان
فتح کر کے پلٹ بڑا مال و اسباب لشکر بلور کا اپنے قبضے میں لایا بڑے کروفر سے آکر داخل بارگاہ
ہوا براے حفاظت برہمن روئین تن بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ملکہ صرصر شمشیرزن نے اپنے کو ظاہر
کیا کیوان نے بہت کچھ انعام و اکرام دیا کہا اے صرصر میرا بھائی صاحب لیاقت و شوکت مار لیا اب
میں صبح کو اس سردار کو دار پر کھینچونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا صرصر نے کہا آپکو اختیار
ہے اس مقدمے کون دخل دے سکتا ہے حقیقت میں آپکے ہزاروں سردار مارے گئے ہو مگر ان
اسیے جری کو سامری و جمشید نے بلا لیا شہنشاہ بھی بڑا افسوس کرینگے اگر آپ نے برہمن کو قتل کیا
باعث خوشنودی شاہنشاہ ہوگا اس برہمن کی وجہ سے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے
جا بجا یہ خوب ہوا اگر ملکہ ماہیان زمرد پوش کو زخمی کیا قوت بازوے کوکب ہوا اسکے قتل کرنے میں
بڑا مطلب ہے رکن اعظم نور افشاں گر جائیگا پھر یقین ہو کہ کوکب ہمارے شاہنشاہ نہ لڑ سکے

اصلاح کا پیغام دے یہ فتح سامری کے کرم سے آپ کے نام تحریر ہوگی صرصر و بہار پر تو ملکۂ تاریک
غالب آئیں اسد نامدار کو حیرت بچھاڑ کر گھا گئیں وہ سب تو بدل ہو چلے ہیں برق کوکب و
نور افشاں و برہمن روئین تن کی قوت پر اڑ رہے ہیں ادھر برہمن روئین تن قتل ہوا ادھر کوکب نے
فرار پر قرار کیا اور کیوان بھول گیا اپنے کو بھول گیا ایک ایک سے کہتا ہو دیکھو صاحبو بڑے بڑے معرکے پڑے
ہمارے شاہنشاہ کہاں کہاں جا کر لڑے مگر یہ لڑائی ہمارے ہی ذات نیک صفات سے فتح ہوئی اگر شاہنشاہ
انصاف کریں تو انتظام سلطنت ہوش کے ربا کو ہمارے نام کر دیں ہم خوب انتظام کرینگے پھر کبھی
انقلاب نہ ہوگا شہنشاہ بیٹھکر چین کریں ہم سب ملک دیکھ لینگے کیا مجال ہو کہ پھر کوئی سرکشی کر سکے
اگر پیشتر سے انتظام ہوتا یہ سارا بانزادہ طلسم میں کیونکر آسکتا چند عیاروں نے آکر ہنگامہ فساد برپا یہ صرف
غفلت شہنشاہ کی حماقت کا باعث تھا اب سبکو معلوم ہوگا ما بدولت فوج گران ہمراہ لیکر کوچ فرمائینگے تا بہ
کوہ عقیق جائینگے صاحبقران اولاد حمزہ کو ایکدن میں گرفتار کر لائینگے خداوند لقا کو بالائے
قیطول پہونچائینگے منیر قدرت کہلائینگے صرصر نے بھی بڑی خوشامد کی کہا آپ نے بہت بجا ارشاد فرمایا رات
بھر عیش کیجیے صبح کو برہمن روئین تن کو قتل کیجیے میں بھی قتل برہمن دیکھکر خدمت شاہنشاہ میں
جاؤنگی مفصل خبر سنا ؤنگی کیوان صرصر کی باتوں پر مسکرا دیتا ہو کبھی کنٹھا یاقوت احمر کا کبھی موتیوں کا
مالا دیا مراد کیوان کی یہ ہو کہ صرصر کو خوب راضی کر دوں یہ جا کر شاہنشاہ سے یہ نہ کہے کہ میں نے عیاری
سے گرفتار کیا جب عرض جاسے صرصر خود کہے کہ کیوان نے سحر کر کے برہمن کو پکڑ لیا ہو صرصر بھی چونکہ
سے ہنسکر جواب دیا اے شاہنشاہ مجھسے کبھی ایسی خطا نہ ہوگی آپ کے حکم کی پابند رہونگی جو آپ
فرمائینگے وہی کہونگی کیوان نے صرصر کو بڑا بھاری خلعت دیا اب سامان عیش و نشاط مہیا ہوا جام مے
ارغوانی گردش میں آیا کیوان نشے میں جھوم رہا ہو طائفے ناچ رہے ہیں بلبلا کر کہتا ہو بھائی صاحب
کو کیا لیاقت تھی برہمن روئین تن سے نہ لڑ سکے مجھے سر میدان گرفتار کیا کیوں ملکہ صرصر کیا اس
خود سر کو سر میدان ٹوکا صرصر کہہ رہی ہو حضور سچ تو یہ ہو کہ ایسے سحر ہمنے کبھی کاہیکو آنکھ سے دیکھے
تھے کیا کیا سحر آپ نے کیے ہیں صرصر نے بھی دو جام پیے لال ڈورے نشۂ وحشت کے آنکھوں میں پڑے
کیوان کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا کیسی کیسی نازنیناں خوش گلو کشیدہ ابرو تند خو آسیب شہر شکر کی
طرح گھل ملکے خوش فعلیاں کر رہی ہیں قہقہے پڑ رہے ہیں گلے مل رہی ہیں تانیں اڑ رہی ہیں ایک معشوق

کرشمہ ساز بادۂ حسن سے مست نئے انداز سے یہ غزل گا رہی ہے کیوان گوش بر آواز مبہوت بنا ہوا بیٹھا ہے وجد کر رہا ہے

غزل

پاؤن کہتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہے بیابان کی طرف

پڑ گئی جبکی نظر عارض جانان کی طرف
آئینے بھولے سے نہ دیکھا مہ تابان کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہو جاے
بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کیطرف

پیچ قسمت مین ہے شاید کہ پریشان ہونگا
دل الجھکر ہے چلا کاکل جانان کی طرف

روح خوش ہو کے مری گرد پھریگی انکے
آئینگے وہ جو کبھی گور غریبان کی طرف

کر چکا چاک گریبان جب اپنا مجنون
ہاتھ دوڑانے لگا دشت کے دامان کی طرف

ہے جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہے
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف

رحم دل ہین مجھے فوراً وہ رہا کر دینگے
میری قسمت سے جو جائینگے وہ زندان کی طرف

غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے مین نے نگہ کی رخ جانان کی طرف

دیکھیں گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار
بلبلیں بھول کے جائین نہ گلستان کی طرف

یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھر جاتا ہے صیاد گلستان کی طرف

زلف جانان لب رنگین کے قرین ہے دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف

چلنے دیتی ہین نہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کی طرف

کیوان جھومنے لگا جاہل بیمثال تھرتھرا دیکھکر دست درازی کا قصد ہوا ادھر ادھر اپنے کو بچانے لگی سمجھی بیچیا ہوا پر ہے اس ملجت کو بربادی منظور ہے ہماری جانبازی کو خاک نہ سمجھا تیور بدل کے کہا دیکھیے حضور ذرا ہوش مین آیئے دست درازی نہ فرمایئے آپ خوب آگاہ ہین اٹھارہ سو ملک مین یہ کنیز پھرتی ہے بڑے بڑے تاجدار صاحب اقتدار خواہان ہوے یہ کنیز محفوظ رہی شہنشاہ افراسیاب میری عصمت پر گواہ ہین کیوان ڈر گیا ایسا نہو کہ بگڑ جاے اور افراسیاب سے کہدے کہ برہمن روئین تن کو مین نے گرفتار کیا تھا بڑی خرابی ہوا یعنی مین سب مین مشہور کر چکا کہ مین نے بردہ سحر گرفتار کیا ہے یہ تو انتظار سحر مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے رات بھر صرف اسواسطے جاگا کہ شاید برہمن کے واسطے کوئی رہائی کی تدبیر کرے آج کی شب جاگ کر بسر کرنا چاہیے حفاظت واجب لازم ہے

تمام ساحر جاگ رہے ہین لیکن وہ آفت نصیب مصیبت زدہ خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار و رنجور یعنے سپہ
سالار بلور دستا شہزادہ جمشید بن کوکب اک دشت ہولناک مین آکر زروکش کا خیمہ زرنگار
مدار و ملازمون نے اکر اسی خارستان مین اپنے سردارون کو اتارا صدہا لے گر یہ ملبتہ بڑی ایک دہو
قالین تلاش کرکے زمین پر بچھایا جمشید و بلور جہان دوست کو یہ سب بندوبست کرکے اتارا آپ بھی بیٹھکر
بیچارون نے زخم وزی کی مرہم کیسا علاج کسکا حیران و پریشان گریان و نالان اس حال پرملال مین
اپنی حسرت و یاس پر خوب روئے سردارون نے عرض کی حضور یہان بالکل بے سروسامانی ہے اسطرف
قصر جمشیدی کے تشریف لیچلیے ایسا نہو دشمن کو خبر ہو یہان بھی آپڑے یہنے بالکل آپ کے زخم دھوئے
مرہم ناممکن آب و آذوقہ کی مشکل ملک بیگانے مین بے آب ودانہ پڑے رہنا اندیشے سے خالی نہین
ہے لہذا اگر حکم ہو تو طرف قصر جمشیدی کے چلین بلور نے کچھ جواب نہ دیا شرماکے سرجھکا لیا مگر شاہزادہ
جمشید نے کہا اے سرداران حقیقت واقعی صف شکنان تیغ زن بڑے افسوس کی بات ہے کیونکر
ہوسکتا ہے کہ اس حالت زخمداری و بیقراری مین جاکر باپ کو صورت دکھائین اپنی زبان سے بیان
کرین کہ آپ کے قوت بازو استاد خوشنجو کو گرفتار کراکے آئے ہین کیا شہنشاہ ہمسے خوش ہونگے
یقین ہے کہ صورت سے نفرت کرین خدا کی عنایت سے بادشاہ باوقار جرأت و ہمت آشکار صاحب
اقتدار ہم سب کے مالک مختار ہین آپ لوگون کو یاد ہوگا زمانے مین جہانگیر کے کسی مقام پر منہہ
نہین پھیرا لوح طلسمی جب قبضے سے نکلگئی اسی رنگ سے لڑتے رہے گل حیات کو کب
اسنے پایا انکے گلشن آرزو مین ہواے فرار کا نام نہ تھا ستون طلسم نور افشان ہین وہ
کب جایز رکھینگے کہ شکست کھاکر بھاگ آئے وہین مر رہے یا تو تم بیوان کو قتل کرتے یا بسمل کیطرح
آپنے خون مین تڑپتے اشعار

ای بزرده دامن بلا را — سرور بے خویش نادہ مارا — چون ذرہ مروے نہی پاے
از کوچہ ما طلب وقار را — یادم نہ کنی و ہیچ گہ من — نے مژدہ نہ دیدہ ام صبا را
دیوان گری محبت تو — گر دور سلیست مارا — بیگانہ ز تاج کردہ تارک
آوارہ ز کفش کردہ یارا — جان در دل من براز غم تست — ہجر تو تقی کنم چہ چارا
آمادہ کہ صر سرو درد م — تا کردہ تمام یک توارا — صد چاک سپردہ ام بہر دست

تا کردہ بدوش یک قبا را
یا دست جفاے چرخ بر بند
آفات نجوم فتنہ زا را

ای بخت چنان مکن کہ آخر
یا بخل عطاے مدعا را
یا رب چہ عداوت ست با من

ممنون اثر کنم دعا را
تا کے بہ شکیب در پذیرم
این کارکنان کبسر یارا

ان اشعار عبرت آثار کو پڑھکر شاہزادۂ جمشید بن کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا صاحبو
مین اپنے کو ہلاک کرونگا اس حال پر ملال مین قبلہ و کعبہ کو صورت نہ دکھاؤنگا بلور نے ہاتھ تھام
لیا کہا ای شیر بیشۂ جرات وای نہنگ بحر ہمت غلام خود اس امر کو قبول نہ کریگا یا تو اپنی جان دیگا یا
استاد والاتبار کو جا کر رہا کریگا بموجب مصرع ع داے برباد گرفتاری ما رسیا ہی کیواسطے جان دینا اپنا
خون اپنی گردن پر لینا جو حرکت ہے یہ کیا حماقت ہے کہ روے سیاہ جا کر اپنے شہنشاہ آسمان جاہ کو دکھائین خبر
وحشت اثر سنائین آپکی راے سے غلام کی راے مطابق ہے یہ بھی نمک خوار صادق ہے ہرکارے روانہ کیجیے معلوم ہو
کہ اُسے پہچانا کیا کیا چند ساحر حاضر تھے انھون نے عرض کی بعد شکست حضور ہم ٹھہر گئے تھے دریافت ہوا کہ
عمر نے برہمن روئین تن کو گرفتار کرلیا اُس ملعون کی کیا لیاقت تھی کہ برہمن روئین تن پر دست انداز
ہوتا اسوقت جمشید نے آنکھو مین آنسو بھر کے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ خواجہ نے ہماری خبر نہ لی عمر کی
کیون ہوا مند تھے اور وہ سرو بوستان عیاری گل گلشن طراری سرفراز نہ کرتین معلوم ہوتا ہے کہ ان کو
ہماری خبر نہین پہونچی بلور نے کہا راہ سے تو عرضیان لکھین فتح کی خبرین انکو ملین اس مصیبت کا حال
ضرور دریافت ہوا ہوگا ورنہ ضرور تشریف لاتے مصاحبون نے عرض کی اگر اجازت ہو ابھی جا کر خبر کرین
جمشید و بلور نے کہا اتنا زمانہ کہان باقی ہے رات تھوڑی سی ہے انگ سبب اب یہی دریافت کرو کہ اگر وہ
ملعون برہمن روئین تن کو قید کرکے طرف افراسیاب جادو کے روانہ کرے تو راہ مین حملہ کرین
اگر اسکا قصد ہو کہ قتل کرین تو عین وقت پر اپنے کو پہونچائین اس راے کو سب نے پسند کیا جمشید
و بلور نے ہرکارے روانہ کیے خبردار تو اس جانب جاتے لیکن کیوان نے بھی نامہ دار خدمت
مین افراسیاب کی روانہ کیا ہے اس نامہ دار نے جا کر افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب شریک صحبت
تھا نشے مین شراب کے بدلا رہا ہے ابلا ہوا بیٹھا ہے ایک ایک سے کہہ رہا ہے کیون صاحبو تحریر سامری نامہ
کی سراسر غلط ٹھہری بلکہ انشا غلط املا غلط خداوندون نے نہین لکھا ہے ستارہ شناس اپنا زور طبیعت
دکھانے کو ایسی باتین لکھا کرتے ہین بس جگہ یہی تحریر ہے سراسر غلط تقریر ہے کہ اسنے عیاری بادشاہ

طلسم ہوشربا کا قاتل ہو لکھنے والا بالکل جاہل ہو اسے مار آیا دلائی امان کھا گئیں اب مجھکو ظاہر ہے یہ تین کون کھا
مٹا سکتا اب خروج کرونگا سب ملکونپر قبضہ کرونگا کوئی صاحب تاج و تخت باقی نرہے سب پر پشت خراج دیں
کل کی تاج بخشی کرونگا سب سے خراج لونگا سب سردار بھی خوش ہیں حیرت اسبدا سے مانند بہار کے رنجیدہ
کبیدہ بات کا افراسیاب کی جواب نہیں دیتی اسی حال میں نامہ وار نے آکر نامہ دیا افراسیاب پڑھنے
لگا تاج کو کج کیا بے اختیار منہ سے نکلگیا وہ مارا حیرت نے پوچھا یہ شہنشاہ کیا خوشی کی خبر آئی افراسیاب
نے کان میں کہا ہو مان ابلق سوار تو مارا گیا مگر کیوان نے برا کار نمایان کیا مجھسے دریافت کرتا ہے برہمن
کو زندہ لاؤں یا قتل کروں میں جواب لکھے دیتا ہوں فوراً قتل کرنا اس ظالم کے خون سے ہاتھ [illegible]
لکھکر نامہ دار کو نامہ دیا کہا جلد لیجا کو پہونچا لیکن برق بصورت مبدل دربار میں افراسیاب کے
حاضر تھا حیران ہوا یہ نامہ دار کہاں سے آیا افراسیاب نے بہت خوش ہوکر جواب لکھا یہ سمجھا اس کا
بھیجا گیا جب وہ کنارہ لشکر پر پہونچا برق نے بشکل ساحر آواز دی اے میاں جانیوالے کہاں جاتے ہو وہ
ساحر ٹھہرا برق قریب آیا کہا ان بھائی کون ہو کہاں سے آتے ہو اسنے کہا قلعہ جمشیدی سے آتے ہیں
برہمن کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا شہنشاہ کو لاکر نامہ دیا جواب مل گیا اب ہم جاتے ہیں برق گھبرا گیا
کہا بھائی مجھے کہا کہ تم پیدل جاتے ہو ایسے نو عیار آکر مار ڈالے پر پرواز پیدا کرو اڑکر نکلجاؤ نہیں تو یہاں سے
سے اڑو عیار بڑے صیاد ہیں صاحب طلسم بیدار ہیں ہر وقت فکر میں رہتے ہیں ساحر نے کہا بھائی تمنے بڑا
احسان کیا ہمکو آگاہ کر دیا برق باتیں کرتا ہوا ساتھ ہو لیا جب تنہائی میں پایا تو نیبو بیہوشی کر چکا
تھا حلقہ اسکے کند مارے بیہوش کیا زبان میں سوزن دیکر اسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیکر خدمت میں عمر
کی آیا خواجہ کنارے لشکر کے خاموش کھڑے ہوئے تھے برق نے لاکر وہ نامہ دیا کہا استاد بڑا غضب
ہوا کوئی مقام قلعہ قلعہ جمشیدی ہے وہاں برہمن پکڑ لیا گیا افراسیاب نے کچھ جواب لکھا ہے میں
ساحر کو بیہوش کرکے ڈال آیا نامہ حاضر ہے عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا میرے
آجکل ہوش و حواس درست نہیں ہیں تاریکی کی فکر ہے نرکوڑا ہوں کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی مگر اب لشکر
سے ہوشیار رہنا ہم براے رہائی برہمن جاتا ہوں اگر وہ جوان قتل ہوگیا تو کیسا بازو ٹوٹ جائیگا
برق بیٹا عمرو نے اسیوقت اپنے کو بانداز عیاری کے آراستہ کیا سمت قلعہ قلعہ جمشیدی روانہ ہوا
مگر اس شبکو کیوان تو معروف عیش و نشاط بہ اسیرات باقی تھی جبور و جمشید کو آراستہ کرون بخبر ہی

اے شہریار غضب ہوا وہاں میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے ارادہ ہے بوقت سحر برہمن نامور کو قتل کریں
حضور بھی دربار میں حاضر ہوں لشکر بے انتہا جمع ہوا آپس میں ذکر ہو رہے ہیں یہ مقام متبرک ہے کبھی یہاں
خونریزی نہوئی تھی اب کوئی مسلمان نہ بچیگا برہمن جس بارگاہ میں قید ہے بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ہیں
وہ سب حفاظت میں مصروف ہیں کیوں نہیں اچانک رہا ہو کے باہر ہو تو ہوا کے حفاظت قریب قیدخانہ
آتا ہے نگہبانوں کو جگاتا ہے یہ سنکر شاہزادہ جمشید و بلور جبار دست اپنے مقام سے اٹھے سلاح جنگ ذات
پر آراستہ کیے مشت خاک اٹھا کر گریبان میں ڈالی کفن سر سے لپیٹا کہا اے خاک تو شاہد ہے اب جان دینے کی
تیار کرتا ہے بلور نے تاج سر پر جمشید کے رکھا جمشید نے کہا اے افسردہ لا نامدار اب تاج و تخت کیسا فلک
نے گردش دکھائی چلکر جان دیتے ہیں بموجب مصرعہ ع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست ۔ وقت
مرنیکا قریب آیا اب رعنائی زیبائی کی کیا ضرورت ہے اب بڑی رعنائی زیبائی یہ ہے کہ میدان سے
قدم نہ ہٹیں غیرت ہمارا رہے ہوئے دنیا دامن نہ نجاست لڑ بھڑ کر مر جائیں یا استاد کو رہا کریں قبلہ و کعبہ
اگر دیکھیں کہ ہمارے فرزند نے رفیق جانباز کو بچایا طلسم نورافشاں میں سب تعریف جرأت کریں
و امردی مشہور ہو بلور نے کہا تاج و تخت کی برکت ہے غلام حضور سے آگے بڑھکر مریگا حضور ترغیب دیگے
مرنے والے بڑھی تفنگ جمشید نے بلوا [illegible] یا یا ہر چند کہ بھوکے پیاسے خستہ و شکستہ زخمدار بکھرا
تھے حکم ملتے ہی تیار ہوئے مسلح ہوکر برائے جانبازی حاضر ہوئے پرے جم گئے جمشید نے سب کو
آفرین کہی کہا یارو اگر حیات باقی ہے تو کب ایک ایک کو نہال کریگا عہدہ ہائے جلیل دینگے سب نے عرض
کی حضور کو پروردگار سلامت رکھے سب کچھ پایا عزت آبرو دی طلسم نورافشاں میں نام ہے اب تو جان
دیتے ہیں نیک انجام ہے کسیقدر رات باقی تھی کہ یہ دونوں جوانمرد نیت ہائے مرکب پر سوار ہوئے فوج
ظفر موج لیکر چلے لیکن کیوان اجل ہوا تیرہ روزگار دکھ [illegible] ہے میدان خونی کی تیاری ہو چکی
برہمن قیدخانے میں تمام [illegible] سحر زبان ہلاتا دشوار ہے نہایت مجبور و ناچار ہے وہ شب بیت
سے تڑپ تڑپ کے کاٹی سجود کرتا ہے دشمن جان تشنہ خون ہیں ایک ایک کا یہی قول ہے کہ اس جوان
کو قتل کریں اپنے آقا کے خون کا بدلا لیں اتنے میں چراغ قلعہ قطب جمشیدی گل کردیا خانہ دلکو غم و الم سے
بھرا یا ناگاہ مشعل ماہ [illegible] ہوئی شمع ہائے سیارگان نورانی آفتاب عالمتاب بصد قہر و عتاب تیغ مہر کو حمائل
کرکے قدسی فلک پر جلوہ فرما ہوا برہمن نابکار کو نگہبانوں نے زنجیر بمقام کر کھینچا کشاں کشاں بسمت میدان

خونی پیچھے میوان تھیتے مرکب پہ سوار ساحت لاتعد فتح نیسان شہزادہ رکاب جو ایک پیچ و تاب شہر کنارے
کھڑی ہو کر تماشا دیکھنے لگی مشتاق تھی کہ جو کہ ہر شہ قتل ہوئے تو خبر بتاکر خدمت میں افراسیاب کے جا کر تار
بتیغ سحری مناد کن یہ سوچ کر کنارے تک ٹھہر چکا برہمن دکنشان آتشان جو آئے سبکے دیکھا برہمن سعف
شکن مسلسل و مطوق زبان تیزی سے مرن ہمراہ ساحران زیر انقل دار آتشین ہی ساپہ چڑھا ہوا لگائے بیٹھا ان
سیاہ بیٹھ بیسے کیوان کو بڑا خوف دامنگیر ہوا مخصت ہوئی یہ ظالم رہا ہو جائیگا اسکا چھوٹنا قیامت برپا
ہو گی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بعض مصاحب کیوان سے درمیں جلدی کیجیے اسیا نہو کوکب کو خبر پہونچے
اُس سے کون مقابلہ کر سکیگا وہ بادشاہ جلیل اس جوان کا کفیل ہے اسکو کون چھوڑنے دیگا کیوان بھی سمجھا جو
کہتے ہیں فورا جلادون کو حکم دیا اسکو قتل کر جلادون سر زنجیر برہمن کو تھام کر نیچے چبوترہ ریت کا بنایا اسپر
برہمن کو بٹھایا اسوقت سب طرح کے لوگ یہان جمع ہیں شوکت و لیاقت برہمن کو خوب جانتے ہیں یا جوان
رعنا کو سنگ دریے طلسم نور افشان و طلسم ہوش ربا کے بچے بچے پہچانتے ہیں مشہور ہے یہ ان خیرخواہ دولت
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر ساعت نیک بر بر وقت کوکب کو جتاتا ہے ستارہ
شناس فلک اساس صاحب حسب نسب مشیر لبیب آنکی یہ خرابی و پریشانی ہو مقام عبرت تماشائی سب لیتے کہتے
ہین حقیقت میں دنیا مقام عبرت ہو رہا ہے عشرت ایک لمحہ بھر میں کیا کا کیا ہوتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی روتا
ہے دنیا میں اگر آسائش غیر ممکن ہے دو چیزیں غیر مخلص کیساتھ ہیں از نتیجہ یا شامہ یعنی ہوس خیری و خواہش کاہش
اگر بادشاہ ہفت اقلیم ہے قصد رکھتا ہے تو یہی کہ ایک اور اقلیم پیدا ہو اسپر بھی قبضہ کرون درویش جگر ریش
ترک دنیا کر چکا لیکن فکر آب و نان میں مصروف ہے کل امورات دنیا خواہش و کاہش پر موقوف ہے آرام ملنا
دشوار کوئی مضطر کوئی بیقرار بقول شاعر نامدار **اشعار**

سرے در عہد ما سامان ندارد
کہ درد مفلسی درمان ندارد
چنان عام ست بے آبی درین عہد
بجز یک نان فلک رخوان ندارد
هنیتم از زبان دیگران ست
کہ بر دل لشکند نادان ندارد

کسے گر آب دار دل نان ندارد
نشہرتن سخاوت جان بود بیک
کہ بہرام آب ریگان ندارد
مجو ولو کر از بس تنگ دستی
زمن این گفتگو امکان ندارد
بہ دریا و رشیہ کا مرد زنا نشوب

منادی نیہ ند ورتش جہت یاس
کسے کو زر ندارد جان ندارد
زقحط نان نمانی عیسے
خرف ہم در صدف عمان ندارد
چرا ور سیتے نگہدار روزمانہ
جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد

بیابان سے کمین کشش ہر جانب خار
گدائے ستیز عہدستان ندارد
سب درستگر جفا نہ بود اند
ز مرد عیب خود پنہان ندارد
کسے کو بد اندر ترکش تو اند
دگر کافر محبت ایمان ندارد
کسے کو ترک گیرد گر بود اند

کم از صد غول سرگردان ندارد
زنا فسردنی وناشکری حق
کہ منعم نعمت ارزان ندارد
کہ دشمن چون بطعنش برکشاید
وے آہنگ ترک آن ندارد
کسے کو نے بود اند نے تواند
ہمانا ن انیروش حیران ندارد

بیابان چیست آن عود گر بود
ہزاران عید بک قربان ندارد
کسے کو داند و مغلوب نفس است
ہمانا لغمش ز کبر انسان ندارد
اگر مومن بود زنجیر قلاب
معشوق ازل پیمان ندارد
ہمین گفتن نکو آید ز عرفی

تو لشنو کہ گوید آن ندارد

اسوقت ایک ہنگامہ ہے کوئی عبرت مین کوئی عشرت مین کوئی کہتا ہے بڑا جلیل قتل ہوتا ہے کوئی کہتا ہے ایسے کا قتل ہونا بہتر ہے ساحری برستون کا قاتل ہے قوم کا برہمن مگر بالکل جاہل ہے اسکو مناسب تھا کہ کوکب کو سمجھاتا کہ عمرو کا ساتھ نہ دو افراسیاب سے دشمنی نہ پیدا کرو یہ ولی بیدرد نہ تھا اب کیسا بدحواس ہے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے اب جان کا خوف ہوا اگر اسوقت شہنشاہ سامنے ہوتے انکے قدمون پر گرتا خطا معاف کراتا بعض نے کہا واہ بہادر ایسا ہین کرتے یہ مرد سپاہی ہے افراسیاب کے سامنے کبھی سر نہ جھکائیگا اسکا سبب غیرت ولیاقت جرأت وسخاوت اسکا شیوہ ہے بڑے بڑے مقامات پر لڑا ہے کبھی منہ نہین پھیرا فوج مین تو یہ ہنگامہ ہے لیکن جلاد صاحب بیداد نے برہمن کو کھینچا آواز دی اے بادشاہ جمجاہ اے عالم پناہ حکم اول سمجھکر دیجیے گا بڑا شخص جلیل ہے اسکے خون کے دعوے دار بہت ہین ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ ٹبری فکر کرے گا اسکے واسطے جان لڑا دیگا کوکب روشن ضمیر ولی نورافشان اسکے نام کے عاشق ہین وہی آئینگے اپنی جان لڑا دینگے کیون نے جواب دیا او بیجیا کیا بکتا ہے تنہے ایسے ہزارون قتل کیے کوکب و نورافشان کیا کر سکتے ہین ہم خود لشکر کشی کر کے بر سر طلسم نورافشان جائینگے اسیطرح میان کوکب کو بھی پکڑ لائینگے یہی انکا بھی حال ہوگا اتنا مابدولت نے لڑائی پر کمر باندھی ہے بھائی کے خون کا معاوضہ لینا واجب لازم ہے اب جلاد نے نشانہ پکڑ کے برہمن کا بلایا کہا اے جوان جو کھانا ہو کھا لے جو پانی کی ہوس ہے دریادلی دکھا اس آب شمشیر پلا دین اگر کسیکے دیکھنے کی ہوس ہے اسکو بلا دین جو دل مین اشتیاق ہو ظاہر کر بیان نہ عمر تیرا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوا ایسکو برہمن نے سر ہلا دیا کلام کی طاقت نہ تھی زبان مین سوزن دہن پر قفل مار آتشین بنایت اندوگین لیکن اشارے سے

مراد یہ تھی کہ اونا مرد کھانے کے واسطے لخت دل بجاے آب خون جگر آسوقت کچھ ہوش نہیں تھا آزردے دیدار
اپنے آقا سے نامرادی دنیا سے لیجیے یہ اشارہ کرکے برہمن کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے چہار
جانب حیران حیران دیکھا تھا کوئی دوست مونس غمگسار نظر نہ آیا اس بیکسی مین اپنے پیدا کرنے والے کو
یاد کیا دل رجوع ہوگیا عرض کرتا تھا اے معبود تو ہر مقام پر موجود ہے دشمنون نے ستایا تو بموجب مضمون مصرع
ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ذلیل خوار مادر مین جگہ دی ایک قطرہ نجس کو یہ مرتبہ عنایت ہوا صاحب
شوکت و دیانت ہوا اسوقت بھی تو معین و مددگار ہو پہنچ ناخدا سے حقیقی کو یاد کیا اب جیرا بارہی برہمن
نے ہلاک کرنا چاہا کیوان نے تیسرا حکم دیا جلادون نے تیغہ بیداد کھینچا چاہا کہ ہاتھ ماریں سب نے
دیکھا برق چمک کر گری جلاد ملعون کے دو ٹکڑے ہوے صدا سے نعرے سے تھرائی زمین
تھرائی نعرہ کوکب

منم مالک ملک افسون گری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست و بازو و رستم شکوہ

منم رائج سکہ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت نشانہ فریدون حشم

سب نے دیکھا اس برق خنجر سے کوکب ظاہر ہوا تاج شہریاری

بر سر رکھے یاقوتی دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوے نکلے سے چہرہ گلنار ابرو سے خمار ٹپکتے ہوے
تیغ برق تاب بصد قہر و عتاب ہاتھ مین غرض بات مین آتے ہی برہمن کی زبان سے سوز نکالا
پھر خاک اٹھا کر اڑا دی خاک اڑتے ہی ان بہیا ہون کے دلیر عیار الم چھا گیا ہزار دن نے ہیبت کر آواز
دی منم غلام شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ کہکر آپس مین لڑنے لگے کوکب نے اک دو سحر سے زمین تھرائی
فوج کیوان ابلق سوار گھبرائی بھائی کو بھائی نے مارا باپ کو بیٹے نے للکارا کوکب نے تو اون فوج
کفار کو مٹانا شروع کیا لیکن برہمن تکلیف اٹھاے ہوے غصے مین اٹھا بہ قہر و غضب تمام جا پڑا
کسی کو چیر کر پھینکا کہین چھپ کر گولا مارا آگ برسائی کبھی دریا سے تڑپنے جوش مارا ٹیلے بڑے سے
پہلوانون کو بڑھکر برہمن نے للکارا کوکب بھی لڑتا ہوا طرف کیوان ابلق سوار کے جاتا تھا کہ
نامردی اسکی ناگوار جام بادۂ شجاعت سے سرشار دس بارہ ہزار کے عقب الٹ دیے باقی ہزار
سات لاکھ بیچارے جان جانیکا خوف نہ تھا دام سحر کوکب مین پھنسے ہوے ایک ایک کو ہی اشتیاق

ہے کہ ہزاروں کو ماریں لیکن بڑتا پھرتا للکارتا ہوا صفوں کو درہم برہم کر رہا ہے کیوان بڑے بڑے سحر کرتا ہے
کوکب نے جب اشارہ کیا سحر اسکا دفع کر دیا برہمن نے لاشوں سے میدان کارزار بھر دیا عین گرمی
جنگ تھی ان شیروں کیا وہ روباہ صفت بار نہ اٹھا سکتے تھے بڑے بڑے پہلوانوں کو آئینہ دار سکتے
تھے کہ صحرا سے گرد اڑی جمشید بن کوکب و بلور جہاندوست مع فوج ظفر موج آکر پہونچے جمشید
نے اپنے والد نامدار کی آواز سنی بلور سے کہا اے برادر لو شہنشاہ کے نعرے کی آواز آتی ہے معلوم ہوتا ہے
مراتب واقعہ میں حال آئینہ ہوا اب نامردوں کی قلعی کھلے گی بلور نے کہا خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے
اپنے نمکخوار کا قتل کب گوارا کرتے اہالیان فوج کے بھی خوشی سے چہرے سرخ ہوے تلواریں کھینچکر ان
شیروں نے بھی نعرے کیے فوج کیوان پر جا پڑے کوکب اس جوش میں تھا کسی کا خیال نہ کیا کیوان
کو تاکے ہوے جاتا ہے ہر مرتبہ یہی نعرہ ہے او نامرد ازلی و ابدی تو نے برہمن کو بے وارث جانا تھا عیارہ
کے بھروسے پر قلعہ سے باہر نکلا اب بھی خیر ہے رومال سے ہاتھ باندھ لے برہمن سے خطا معاف کرا
دفعین کا تو خطاوار ہے میں کچھ نہ کہونگا وہ بیچارا مغرور ہر مرتبہ سحر کرتا ہے چار جانب سے کوکب پر
گولے پڑ رہے ہیں جمشید و بلور بھی لڑ رہے ہیں کوکب نے اٹھا کر ایک سنگریزہ مارا ان سنگریزوں
پر پتھر برسے ہزاروں کے سر پھٹ گئے کیوان کا تخت ٹوٹا یہ بدبخت تخت سے گرا چاہا بھاگ کر قلعہ
میں جاؤں کوکب نے بلور و جمشید کو بقہر و غضب تمام آواز دی خبردار یہ بیچارہ قلعہ میں نہ جانے پائے
میں بے قتل کیے اسکو نہ چھوڑونگا بلور و جمشید غصہ کوکب کا دیکھکر کانپ گئے لڑتے ہوے
جھپٹے جا کر قلعہ کو پشت پر لیا خندق کو لاشوں سے بھر دیا اب کیوان گھبرایا دیکھا در قلعہ پر ساتھ والے
جمشید و بلور کے راہ روکے کھڑے ہیں جو ادھر گیا داخل جہنم ہوا مجمع ساحران قطع جمشیدی کا درہم
برہم ہوا لاشوں سے معمور ہزارہا تڑپ رہے ہیں اب کیوان کو کچھ بن نہیں پڑتا بھاگا بھاگا پھرتا ہے
ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین ہو بزرگی اس قلعہ کی تحریر کر چکا ہوں سیتوں کے مٹھ بھی اس سرحد میں
بہت ہیں جب پرستاران سامری کو اپنی عبادت پر ناز ہوا اپنے کو زندہ دفن کرایا جا بجا گنبد بنے ہوے
ہیں یعنی وہ نشان ہے کیوان پہچانتا ہے کہ فلاں بزرگ ہمارے اس مقام پر دفن ہوے ایک گنبد کلاں
بنا ہوا ہے کیوان جب بہت گھبرایا اس گنبد کی جانب بھاگا کوکب نے تعاقب کیا برہمن بھی
دیکھتا ہوا جاتا ہے کہ کیوان ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہے کوکب پر سحر پڑ رہے ہیں لیکن کوکب دریاے آتش

کو جھیلتا جاتا ہے اگر دریا سے آب ملا جوش تہر و غضب مین بھاندپڑا چند ساعت مین دریا کو خشک کیا آگے
بڑھا آگ کا دریا مل گیا گرم ہر صاحب تخت و تاج وہان ٹھہرے ہو کر پانی برسایا اس دریاے آتش
کو بھی مٹایا خود شعلہ بنا ہوا جسم تیرون سے سحر کے چھننا ہوا تھا کو سنبھالتا جاتا ہے فوجون کو شکست دیتا ہے
فکر ہے کیوان کو نہ جانے وہ دن اس بیچارے میرے قوت بازو کو بڑی تکلیف پہونچائی اب کیون بھاگا بھاگا
پھرتا ہے کبھی نعرہ کیا او غول صحراے نامردی ٹھہر جا مقابلہ کر تو نے برہمن کو گرفتار کیا تھا مجھسے بھی آنکھ
چار کر بڑھکر کوئی وار کر کیوان کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ کھائی دیتا ہے سواے بھاگنے
کے کچھ بنتی نہیں پڑتا اس گنبد کلان کیجانب جاتا ہے برہمن نے دور سے دیکھا میرے شاہ نے بڑی شفقت
کی فوجین بیچ مین حائل ہین میرے شہنشاہ گھائل ہین یہ سوچکر تیغہ ٹیک کر جست کی ہر غول مین ٹرا
افسران نامی کو ٹوک کر مارا سحر بھی کرتا ہے شمشیرزنی بھی صف شکنی بھی کیوان نے دیکھا اب دشمن تیر زد تک
مین آتے ہین کہان بھاگ کر جاؤن کیونکر جان بچاؤ برہمن برابر پہونچگیا کوکب نے بھی دور سے دیکھا کہ
برہمن نے کئی افسر مارے قریب کیوان اطلق ہوا کہ پہونچگیا کیوان نے وار کیا برہمن نے روکا تلوار کا
وار کیا کیوان نے سپر سحر کو تباہ کیا تیغہ برہمن تڑپکر گرا اسکا سر زخمی ہوا اب خود سر کو ہوا بھاگنے
کے کوئی راستہ نہ ملا جست کرکے اس گنبد کلان مین پہونچا قطع اسکی یہ ہے کہ چہار جانب سے دروازے
کھلے ہوے بیچ مین چند سنگریزے رکھے ہین اسپر کچھ ہار پھول پڑے ذہن مین نہین آتا کہ یہ کیا مقام ہے جیسے
ہی کیوان اندر گنبد کے پہونچا جدھر سے برہمن آتا تھا ادھر کا دروازہ اسنے بند کیا برہمن نے ایک لات
ماری کہ وہ در کفر و نفاق گرا برہمن بھی اندر آیا اسوقت کیوان نے اک چیخ ماری اور یہ آواز دی کہ
دادا جان مجھکو بچایئے جیسے ہی اُسنے پر صدا دی زمین سے آواز ہیبتناک آئی قریب تھا کہ کان کے پردے
شق ہون برہمن نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا چاہا کیوان پر ہاتھ مارے کہ زمین سے دھوان نکلا شعلۂ آتش
برہمن کے گرد ہوگئے آہ آہ کی آواز دینے لگا تلوار چھوٹ پڑی سپر نے نشتی بالائی نہ کی کمان مین خم آیا خنجر
مین دم نہ تھا مثل تصویر لصور برہمن خاموش ہوکے کھڑا ہوگیا کیوان نے جو برہمن کو اس حال بے ملال
مین دیکھا تیغہ کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ لون کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ برہمن اندر جاکے مبہوت ہوگیا
کیوان سر کاٹنا چاہتا ہے تاب باقی نہ رہی آواز دی او قابو پرست بدست کیا کرتا ہے دست خود را نگہدار امید
اینک رسیدیم اسطرح کا نعرہ کوہ شگاف کیا کیوان اندر گنبد کے تھرا گیا ہاتھ روکا کوکب بھی اندر گنبد کے

پہونچا برہمن کو پشت پر لیا کئی مرتبہ آواز دی ای یار وفادار ہوشیار ہوجاؤ برہمن نے کچھ جواب نہ دیا
آنکھین پتھرائی ہوئین ہاتھ پانون بیکار صاف ظاہر ہے کہ کوئی اعضاے جسم برہمن کا قابو مین نہین
ہے کوکب نے کیوان کو تو اٹھا لیا شعلہ ہاے آتش بھڑک کر کوکب پر آئے کوکب بادشاہ طلسم نورافشان
جس آگ کو بکٹ تھا ہو ہاتھ سے اشارہ کیا چند قطرات آب پیدا ہوے شعلے بجھ گئے کیوان نے اتنی مہلت پائی
تھی دیکھا کہ کوکب برابر برہمن سینہ سپر ہے ہاتھ تلوار کا برسر کوکب لگایا کوکب کو نہایت غصہ تھا بڑھکر
کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارکر تلوار چھین لی وہ ملعون جیسا کہ پلٹ پڑا مگر پکارتا جاتا ہے دادا جان جلد
مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ جب وہ آواز دیتا ہے شعلہ ہاے آتش کوکب کو گھیرتے ہین اکثر کئی آبلے
پڑے کڑیان زرہ کی جلین لیکن کوکب نے کچھ بھی خیال نکیا جیسے ہی وہ لپٹ پڑا غصے مین گردن پر ہاتھ
ڈالکر مکہ مارا وہ بیچارا منہ کے بھل زمین پر آیا کوکب نے کمر مین ہاتھ ڈالکے کیوان کو اٹھا لیا سر سے بلند
کیا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا اودھر تو کیوان مارا گیا لاشہ زمین پر تڑپا شور ہا ہو کان مین
آئی کوکب نے چاہا مار کر اسکو گنبد سے نکلون آواز آئی او شخص تو کون ہے روح سامری کو ستایا بے ادبی
کرتے ہوے کچھ خوف نہ آیا کوکب نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا معلوم نہوا بہت شعلہ اسیطرح جلاتے
آتش مین پھنسا ہے آہ آہ کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے جلجائیگا استخوان تک خاک ہوجائینگے آنکھین پتھرائی
ہوئین چہرہ اداس عالم یاس پھر زمین شق ہوئی ایک زنگی نکلا تیغ برہنہ ہاتھ مین کوکب کو آتش زنگی
نے جلوا اٹھا کوکب پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے دیکھا میرا ہاتھ پانون مین عشر ہے ہاتھ نہین اٹھتا زنگی کا تیغہ
پڑیگا دو ٹکڑے ہوجاؤنگا بمشکل تلوار کا ہاتھ اٹھایا تیغہ اسکا کاٹتا کوکب نے انتہا کا ضبط کیا زنگی پر [illegible]
ہوتا تھا بمشکل سحر یاد کیا اپنے کو بچایا اسپر وار سر پر اسکے تلوار پڑی دو ٹکڑے تو ہوے مختصر سا ایک روزن
پیدا ہوا اسمین سے دھوان نکلا اس دھوئین سے کوکب کی بھی آنکھین پتھرائین بادشاہ طلسم نورافشان
ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہے نہین سنبھل سکتا غش آنے لگا صرف اتنا ہوا کہ کوکب نے کوئی اسم سحر پڑھا
گلے مین جو گنڈا یا تعویذ احمر کا تھا دو دانے شکست ہوے دو طائر کلان نیچے معروف بند و بست ہوے
ایک طائر نے بڑھکر زنگی کو روکا ایک سر پر کوکب کے سایہ فگن ہوا اسطرح کا انتظام کیا یہ باعث سلطنت طلسم
نورافشان تھا وہ دونون طائر عمل جاتے ہین جب زنگی جاتا ہے کوکب کو قتل کرے دونون طائر اپنا گلا رکھتے ہین پردے
سر پیٹتے ہین جیسے کوئی عاشق صادق معشوق کو بچاتا ہے زنگی جھوم جھوم جاتا ہے کوکب کو ہاتھ نہین

مار سکتا یکایک زمین سے آواز آئی او غلام بے ادب اس گنہگار کو سزا دے یہ جو آواز آئی یا تو زنگی کے ان
طائرون کو دیکھکر ہوش اڑے تھے سست ہو رہا تھا اس صدا سے قوت آگئی دونون طائرون کو پکڑ کے
پھینک ڈالا تیغہ کھینچکر کوکب کیطرف چلا یہ معرکہ باہر جمشید بن کوکب نے دیکھا یا رب قبلۂ کعبہ کیلئے دوڑا پڑھکے
زور شور سے گولہ مارا جب وہ گولہ قریب زنگی کے پہونچا تو لے پرانشے ہاتھ مارا اور آواز دی تم سب مہر
سامری و جمشید مین مبتلا نہین ہوتے ہو یہ بے ادبی و سرکشی کرتے ہو وہ گولہ لٹا پلٹا بیرون در گنبد آکر پھٹا
اسقدر دھوان نکلا کہ بلور و جمشید غش کھاکے گرے تمام افسر گرنے لگے دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا وہ
نابینا ہو گیا اسکے قریب جمشید کے گرا صدائے آہ آہ زبان سے بلند ہر کسی ناک میں دم ہو مندان سبکا جب اس
زنگی نے یہ حال کیا پھر قصد ہوا کوکب پر جا پڑون کوکب اسیطرح سکوت مین کھڑا ہے ایسا بدحواس ہے نہ
بھاگتا ہے نہ زنگی پر وار کرتا ہے چرخ مار رہا ہے آنکھیں ڈگڈگا رہی ہین جیسے کوئی کسی ڈنکا پیا سا ہو چہرہ پر ہوائیان
تمام جسم مین رعشہ برہمن اس حال مین کوکب اس ملال مین دونون بلائے آسمانی مین مبتلا باہر جمشید
و بلور پر یہ حرکہ گذرا کہ بدحواس ہو کر زمین پر گرے دیوتون کو دمبدم ترقی ہے زنگی سیاہ تیغہ در دست
تلوار تول رہا ہے کہ کوکب کا سر کاٹ لون برہمن کو پامال کر ڈالتا لیکن نہین معلوم کیا سبب ہے کہ وہ بھی
جھوم رہا ہے قریب کوکب نہین آتا اور کوکب کی بھی یہ کیفیت نہ روئے رفتن نہ راہ ماندن سامنے
زنگی راہزن باہر سے صدائے واویلا آتی ہے ملازم بلک بلک کے پکارتے ہین خداوند ہمارے آقا کو بچالے ہم سبکو
پناہ دے چند ساعت یہی معاملہ رہا زنگی پھر تیز ہوا تیغہ تولا چاہا سر کوکب پر مارے ہین کہ آسمان سے ایک
برق چمکی صدائے ہیبتناک آئی اس برق سے تڑاقا ہوا چند قطرے پانی کے گرے پہلے جمشید کو ہوش
آیا بلور بھی اپنے مقام سے اٹھا چاہا دوڑ کر اندر گنبد کے جائین کوکب و برہمن کو بچائین لیکن قدم
نہ اٹھا گنبد مین نجا سکے ہو ٹھہر نہ ہلا سکے یکایک برق شق ہوئی سبنے دیکھا نور افشان بصد شوکت و
شان تاج سر پر چمک کر زمین پر گرا جو باہر گنبد کے تھے انپر تو باران سحر برسا یا گنبد کے اندر تڑپکے پہونچا
زنگی سیاہ رو کو بقہر و غضب للکار آواز دی او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا یہ شہنشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر
صاحب جاہ و توقیر ہے تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہ عالیجاہ پر وار کرے ہٹ سامنے سے گنبد سے
نکل جا ورنہ مرنے کا مل جائیگا ہمارے دوستان صادق محبان واثق کو مقام ہے تجھکو کیا لیاقت ہے ایسے
کلمات کہکر نور افشان قریب کوکب آیا سینہ سپر کر دیا کوکب کے پلٹ کر کہا یہ کیا غضب کیا گنبد

مین کیونکر گھس آئے آجتک یہ نہ سمجھے کہ طلسم ہوشربا مین کیا کیا بلائین ہین خدا انجام بخیر کرے یہ کہکر
نورافشان کی مٹھی مین اک طائر ہفت رنگ تھا اُسکو چھوڑا وہ زمین مارکے گرد سر کوکب برہمن
پھرا اور نعرہ کیا طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ نمک حرام کوکب برہمن پر گری دونون کو
ہوش آیا دعوان بطرف ہوا زنگی نے نعرہ کیا او شخص تونے غضب کیا میرے قیدیون کو چھوڑا لیا
یہ دونون بڑے گنہگار ہین قاتل کیوان املق سوار ہین یہ کہتے تیغ مارا نورافشان نے کملی پر ہاتھ
ڈالدیا تاب باقی نہ رہی ایک طمانچہ مارا ترلقے کی آواز آئی سر زنگی کا اڑگیا لاشہ زمین پر تڑپا اب ملحوظ
خاطر ناظرین ہو عجب طرح کا مقام ہے ہیبت قلم گنبد حیران کرتا ہے طرار سے بھرا ہے جیا جتا ہیبت سیاہ سے
آگے بڑھا وان سبزہ فلک کو پامال کرتا باگ کو روک رہا ہے ان شہر نگر جولان گری کا مشتاق ہے اسے
مقام دلچسپ کا آجانا یہ بھی اک اتفاق ہے جب نورافشان نے کو مارا ہر چند کہ راہ تار تھا لیکن غصے مین نہ
رہا کوکب برہمن نے دیکھا جب مقام پر شگرنے سے ہاتھ پیل پڑے تھے اتنا طبقہ تو اڑ گیا اک
روشنی معلوم ہوئی انکھین ملکر دیکھا اک تخت یاقوت نگار اسپر اک بادشاہ باوقار تاج سر پر قبا کے
قلم کا روبرو پیرو شمشیر سامنے رکھی ہوئی انکھین نشے سے سرخ آواز دی یہ کون بے ادب ہے کیا غضب
ہے کس نے ہمارے ملازم جانباز کو مارا بدولت کے مکان مین بے ادبانہ قدم رکھا ہے آتش
قہر و غضب مین پھونکدونگا اپنے مقام سے اٹھو نہین پڑی بدولت کو تکلیف خدائی آتی ہے کی
نورافشان نے اس بادشاہ کو دیکھا کوکب و برہمن کو اشارہ کیا یہ تو سر جھکا کر کھڑے ہوئے
نورافشان نے بڑھکر آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ ای معین و مددگار دین سامری ای غمخوار
عزیز افسونگری اور روورد یاتے ہمت ای تاجدار اقلیم سخاوت کیا ساعت نیک ہے کہ آج بعد عرصہ دراز
جمال جہان آرا دیکھا ملاقات سے مشرف ہوے شعر بیا بیا کہ تراتنگ دل کنا کشتم دو پتنگ مدہ ام چند
انتظار کشتم وا ای شہنشاہ ملک اطلس گلگون پوش اتنا آپ برآمد ہوے باہر تشریف لاکیے مشتاقون
کو سرفراز فرمائیے یہ کہکے ملک اطلس کا ہاتھ تھام لیا ملک اطلس نے پوچھا ای برادر نورافشان
یہ کس نے بے ادبی کی کہ اندر گنبد کے قدم رکھا ہمارے خاص غلام کو مارا کیوان کو للکارا نورافشان
نے کہا باہر تشریف لائیے سب کیفیتین عرض کرونگا اب چند بردہ دنیا کی ہوا کھائیے یہ کہکر بلور کو آواز دی کہ
سپہ سالار جلد بارگاہ ہین استادہ کر ہمارے دوست صادق کے واسطے سامان عیش عشرت مہیا ہو

برہمن و کوکب حیران حیران دیکھ رہے ہین ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے کہ جو زمین کے اندر سے اس طرح کر و فر نکلا جاہ و جلال کو دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہین لیکن نور افشان اس جوان کو لیکر باہر نکلے چند کس سے اشارہ کیا شہنشاہ کا تخت اٹھالو ملازمون نے تخت کاندھے پر اٹھایا جب ملک اطلس ساتھ نور افشان کے بیرون گنبد آیا پوچھا ای برادر بتاؤ یہ دونون جوان کون ہین نور افشان نے اشارہ کیا یہ جوان برہمن وہ جوان شہنشاہ کوکب صف شکن بادشاہ طلسم نور افشان دونون میرے شاگرد رشید آپکی ملاقات کے جویا تھے افراسیاب نے بڑی بدعت پر کمر باندھی ہے اُسی بدعت کا یہ بھی اک نمونہ ہے کہ سرحد قطع جمشیدی مین خونریزی ہوئی آپ کے گنبد کے اندر یہ آفتین زمانہ کی انقلاب ہے اہالیان ہوش ربا و نور افشان کو افضل ہے ملک اطلس نے کہا ای برادر مفصل حال بیان کرو یہ کیا ہنگامہ ہے ساحری پرست آپسمین کیون لڑے قطع جمشیدی مین کیون معرکے پڑے اس زمین بزرگ پر ہمارے عزیز و اقارب مارے گئے نور افشان نے کہا چلکر سر پر جہاں بانی پر متمکن ہو مجھے کل کیفیت عرض کرونگا اتنے عرصے مین بلور نے بڑھکر بارگاہ زرنگی استادہ کرائی ملا ئکے طلب کیے شراب کباب حاضر کیا جملہ سرداران قادر سے آکر حاضر ہوے تمام لشکر مین ہلڑ ہے شہنشاہ عالیجاہ ملک اطلس گلگون پوش آفتاب قطع جمشیدی دو سو برس کے بعد زمین سے نکلے دیکھو کیا حسن ہے کیا جمال ہے کیا جاہ ہے کیا جلال ہے مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہین نہین معلوم برآمد ہونے مین کیا بھید ہین اور سرداران قطع جمشیدی نے ملک اطلس کے ہاتھ چومے گرد پھرے تصدق نثار ہوے نور افشان نے ذرا مہلت جو پائی کوکب و برہمن و جمشید و بلور سے اشارہ کیا خبردار خبردار کوئی دین اسلام کا نام نہ لے اگر اسکو ثابت ہو جائیگا کہ اہل اسلام نے آکر کیوان کو مارا یہ ظاہر ہوا کہ یہ لوگ طرفدار ان اہل اسلام ہین ابھی غضب ہو جائیگا اب مین اسکو دام کلام مین پھنساتا ہون دیکھو تقدیر کیا دکھاتی ہے ایک امر کا اور خیال رکھنا اگر شاید کسیوجہ سے خواجہ بیان آگئے ہون تو ان سے کہدو برائے خدا آپ چلے جائیے اسکے سامنے نہ آئیے ورنہ ابھی پردہ اٹھ جائیگا کوکب نے قریب آکر پوچھا استاد آپکے ارشاد کے تو ہم پابند ہین مگر یہ کون ہے نور افشان نے کہا ای فرزند کئی سو برس سے پوچھا بات کیا جب ضعیف ہو گیا امید حصول شباب مین اپنے کو دفن کرایا دیکھو جوان ہو کے نکلا مر پر اسکے تخت کیوان کو مارا وہ جہان زندگی لاکھ پر بھاری

تھا جو میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا اب ان باتوں کو چھپاؤنگا ایک بات سوچا ہوں جاکر بیٹھے تو قید
اٹھاؤں دام مکر میں پھنساؤں لیکن یہ سب خیال خام و تصویر ناتمام ہیں افراسیاب اسکی خبر سنکر خود دوڑا آئیگا
اگر کہیں خدانخواستہ یہ جاکر شریک افراسیاب ہوا ادھر بدعت تاریک تخیل کش اودھر اگر یہ بھی بچ گیا کون بھار دربار اٹھا سکیگا
جواب دنیا دشوار ہوگا خدا اہل اسلام کو اسکی بدعت سے بچائے آئندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اسوقت تو میں جاکر فقرہ دیتا ہوں اگر نکلے
کی جنگ پر آمادہ ہوتا سر تباہی تھی اسوقت تو نیے فقرہ دیا ہے آئندہ دیکھا جائیگا کوکب و برہمن خاموش ہیے نورافشان
ملک اطلس کو ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ زربفتی ہوا تخت پر ملک اطلس کو جگہ دی قریب تخت و نگل نورافشان
ایکجانب کوکب ایکجانب برہمن اور تمام سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نورافشان نے حکم دیا عمدہ طائفے
لاؤ ملک اطلس نے کہا اے برادر نورافشان میں اس معرکے کے سننے کا بہت مشتاق ہوں نورافشان نے کہا اے
شہنشاہ ساحری پرستان داور دائرہ پرستان آپکے زمانے میں کون بادشاہ طلسم ہوشربا تھا ملک
اطلس نے جواب دیا شہنشاہ لاچین صاحب تاج و نگین بادشاہ خوش آئین عادل باذل فیاض سخی عدالت گستر رعیت
پرور اسکے زمانہ میں شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے خاص ہوشربا میں گدا کی صدا نہ تھی چور کا کوئی نام نہ جانتا تھا
معشوق عاشقوں سے آنکھ نہ چراتے تھے دلکی چوری سے بھی باز آتے تھے شمع کے چور کا سر کٹتا تھا غربا کا انعام واکرام بٹتا تھا
کوئی ظلم و بدعت کا نام نہ جانتا تھا شحنہ شہر کو کون پہچانتا تھا ناگاہ اس افراسیاب جادو بدخو نے نمکحرامی پر کمر باندھی
وزیر دنکو بلایا نیلم ملعون نے جسکا اب نیلم شاہ لقب ہوا ہے خزانہ کا کاؤسن جادو نے تحفہ جات طلسمی
چرائے افراسیاب اسقدر مغرور ہوا آخر لاچین خوش آئین سے مقابلہ کیا وزیران تدبیر نے اس بادشاہ
عالیجاہ کو سوتے میں گرفتار کیا افراسیاب بادشاہ بن بیٹھا اول شاہان بنگالہ نے یہ خبر سنی کہ افراسیاب
نے شہنشاہ لاچین کو قید کر لیا اس بیچارے نے لشکر کشی کی اپنا ملک و مال تباہ کیا اس نمکحرام پر غالب نہو سکا
افراسیاب چڑھ گیا بنگالے پر اپنا قبضہ کر لیا ہم لوگوں نے اس بات کو سنا نامے پیام لکھے اے
افراسیاب تونے برا کیا اس بے خطا کو قید سے چھوڑ دے اسیطرح وزارت کر وہ مغرور کب مانتا تھا اسی
میں فساد بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کہ ایک جوان ہیں انکے والد نامدار بڑے صاحب لیاقت شمشیر زن
صف شکن کسیوجہ سے انکو پکڑ کر قید کیا حضور جسکا عزیز قید ہوگا وہ کیونکر فکر نکرے صاحبقران نے اپنے نواسے کو
برائے طلسم کشائی روانہ کیا صاف تو یوں ہے کہ ہم لوگوں کو بھی پہلو ملا منظور ہوا کہ سلطنت اس کی
ہٹا دیں کہلا بھیجا کہ اے افراسیاب تو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے اب بھی عہدہ وزارت کو

غنیمت جان ورنہ ہم ان لوگون کے شریک ہو جائینگے اُس مغرور نے خیال بھی نہ کیا لڑائی مین پہلین چونکہ بد
انتظام بدنام ہوا انجام یہ کہ اُم مطعون خاص و عام ہوا ایسے سردار اُسکے دشمن ہوئے غیرون کے شریک ہونے لگے اب وہ سب
اُس کے مقابلے مین اترے ہوے ہین ایسا گھبرایا اپنے معشوقون کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا خون اُسکا لیکر
مشعل جادو کو بلایا وہ آکر اڑا بڑے بڑے شعبدے دکھائے اسطرف جو لوگ کہ تیرے شریک ہین اُن مین
بڑے بڑے عیار ہین عیارون کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار عقیل فہیم لیکن اُسنے تدبیر کرکے مشعل کو
مارا اب اپنی والی امان ملکہ تاریک شکل کش کو لایا ہے وہ ایسی ظالم بندگان سامری کو چیر پھاڑ کر
کھاتی ہے اتنا زور دکھاتی ہے یہ شکر ہمکو بھی ناگوار ہوا برہمن روئین تن کو روانہ کیا کہ جاکر تاریک کو
سمجھاؤ بیگناہ لوگون کو قتل نہ کرے سامری پرستون کے خون سے ہاتھ نہ بھرے غرور افراسیاب کے
نتیجے مین بھرا ہے نامہ اسنے حاکمان قطع جمشیدی کو لکھ بھیجا کہ فتح کوکب اسطرف نہ آنے پائے ای بادشاہ
عالیجاہ وا ای سامری پرستون کے پشت پناہ کیوان ابلق سوار بھاگ کر آپکے گنبد مین پہونچا لڑائی
مین سب کو غصہ ہوتا ہے کوکب برہمن جا پڑے حریف کو لیتے جنبک مارا یہ بیچارے نوجوان ان
باتون کی کیا خبر رکھتے تھے مین خبر سنکر دوڑا آیا ای برادر غلام کو تمھارے مین نے مارا اسکو منع کرتا تھا
اُسنے نہ مانا چاہا مجھے ذلیل کرے پھر سنئے تو تمھاری آنکھین دیکھی تھین تاب نہ آئی اک طمانچہ مار دیا پھر
ہمارا ارادہ تو قہر و غضب سامری و جمشید ہے ای بادشاہ عالیجاہ اس لڑائی مین یہ بھید ہے اب آپ تشریف
لائیے بہت مناسب ہوا افراسیاب کو اسیطرح زیر بنائیے شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے سلطنت
دیجیے وہ جوان بدیع الزمان جو قید ہے قید مین اسکا حال تباہ ہے آپکے سر کی قسم وہ بھی بیگناہ ہے
اُس قید کو بھی قید خانے سے آزاد کیجیے طلسم ہوشربا سے خدمت جائے قوم سامری پرست تباہی
سے امان پائے اب آپ بھی چند سے دنیا کی ہوا کھائیے پھر جبیار اے اقدس مین آکے کیجیے ہوشربا مین
بھی آپ کی علمداری طلسم نورافشان بھی آپکا پایہ تخت جہان پناہ ہے تشریف رکھیے ایک سال
ہوشربا مین سامان دعوت ہو دوسرے سال طلسم نورافشان مین کیفیت ہو بندگان سامری
آپکی زیارت سے مشرف ہون گویا بعد مدت مدید جمال باکمال سامری و جمشید دیکھا زیادہ کیجیے
شرف ہم کیا بیان کرین آپکے ان عزیزون کا خون بھی افراسیاب کی گردن پر ہے بڑا ظالم بے ہنر ہے
سلطنت طلسم ہوشربا لیکر کیسا پھولا شاہزادیون پر نگاہ ڈالتا ہے ظلم و بدعت سے کام نکالتا ہے ایسے

اہالیان ہوشربا بیزار تھے وہ جو اپنے ناموس کو رہا کرنے آیا ہے سحر و ساحری مین ایک لفظ نہین جانتا ملکہ عرخ
و بہار و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ سنخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر فگن
و ملکہ مخمور وغیرہ سات سو سرداران نامی و ساحران گرامی اس غیر شخص کے شریک ہو گئے اس خیال سے کہ
اپنی آبرو بچا دین جہانتک ہوسکے اس بجائے طلسم کو مٹائین عیار عیاریان کرتے ہین سر دار ہیبت سے لڑتے
ہین میان افراسیاب ایسے گھبرائے اپنی دائی امان کو بلالاتے وہ مدت سے گنبد سیاہ مین ہو کی بیٹھی
تھین آتے ہی جسکو پایا کھا گئین طلسم ہوشربا والے بھاگے جاتے ہین بیچارے غریب اپنی جان بچاتے
ہین اب آپ تشریف لائے ہین سب انتظام ہو جائیگا یہ باعث فتور و فساد ہے افراسیاب بانی ظلم و
بیداد ہے اب اسکو معزول کیجیے انتظام معقول کیجیے یہ حالات سن کر ملک اطلس جوش مین آیا کہا یہ
افراسیاب خانہ خراب سمجھا کیا ہو بندگان سامری کو بیگناہ قتل کرتا ہو ہم اس سے سمجھین گے لاچین
کہان قید ہو نور افشان نے کہا دریافت ہو جائیگا جب افراسیاب پر دباؤ پڑیگا خود بتادیگا یا ہم تحقیق
کرینگے اور غضب دیکھیے مرشدزادے محصور اس بدعت پر راضی ہوے افراسیاب کے ساتھ لڑتے
ہین اکثر ذلیل و رسوا ہوے جو رو کو انکی عیار پکڑ لیگئے خداوند داؤد نے اپنی جان دی بڑے مرشدزادے
صراط ہفت رنگ کوہ ہفت رنگ پر بیٹھے سلطنت کر رہے ہین اٹھارہ سو قریہ
کے مالک ہین وہ بھی راہ ظلم و بدعت کے سالک ہین انسے سب حال قید لاچین وغیرہ دریافت
ہو جائیگا انکو قید لاچین کا بھی حال معلوم ہو لیکن آپکو بتائینگے مجھسے آنکھ چرائینگے ملک اطلس نے
کہا ہم سب کچھ سمجھ لینگے بھائی شراب منگاؤ پیاسا ہون اب مین تمھارے ساتھ ہون جو کہوگے وہ کرونگا
افراسیاب کو سزا دیجائیگی کہ پھر وہ ایسی حرکت نہ کرے نور افشان نے اسیوقت ساقی بچون کو حکم
دیا لباس ہاے فاخرہ پہنکر ساقیان سیمین ساق تبصد طمطراق جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام بادۂ
گلرنگ گردش مین آیا صدا ہو نشا ہوش و نوشا نوش کی ملبند ہوئی برہمن کوکب نے آفرین کی پاشارہ
نور افشان انتظام مین مصروف ہین طائفون کو حکم ہوا رقاصان ماہ تمثال آفتاب جمال حاضر
ہوئین تانین پڑرہی ہین بارگاہ گونج رہی ہو ملک اطلس کا دماغ ترہیلو مین نور افشان ایف
فسر شراب پینے مین مصروف ہو نازنیان مہ جبین پر نگاہ پڑرہی ہو ایک ایک سے آنکھ لڑرہی ہو ناگاہ
زلف سیلا سے شب گھرسے گذری اسوقت دربار مین سناٹا سمان رقص و سرود کا منبز عاہوا ملک اطلس

بھی نشے مین شراب کے جھوم رہا ہے نورافشان خود انتظام کیواسطے کھڑا ہوتا ہے کبھی داروغہ ارباب نشاط سے حکم دیتا ہے داروغہ صاحب کسی حسین نازنین کم سن کو سامنے لاؤ ابھی ملک اطلس کو گانا کسیکا پسند نہین آیا جلد جاؤ عمدہ طائفے لاؤ داروغہ باہر گیا اک خیمے مین جا کر ایک شعلۂ جوالہ کو دیکھا مسند ناز پر جلوہ فرما سازندے حاضر ہین لیکن وہ محبوب خوبرو حسین خوشخو خوش مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج بس داروغہ نے بڑھکر پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہے نائکہ نے کہا انکا ملکہ گلعذار نام ہے بڑی دور سے آپکے جشن کی خبر سنکر حاضر ہوئی ہین داروغہ نے کہا انکو جلد روانہ کرو وہ مہرجبین بہ ناز و ادا اٹھی سازندون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ملک اطلس نے جو سر اٹھایا معلوم ہوا برق چمک گئی اس مہ جبین حور پیکر کو دیکھا نگاہین نیچی کمان خانہ ابرو مین تیر مژگان دل دوز ابروے خمدار مائل خونریزی کھنچی ہوئی تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہونیکا ڈر ہے خانہ ظلم و بدعت کا در ہے عارض انور رشک قمر یہ بھی مثال ناقص ہے چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ بے غلاف ہونٹھ مین مسیحائی اشارہ دہن دلربائی دندان رشک گہر آبدار مسی نے موتیون کی آبرو بڑھائی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین ہزارہا یوسف دل عاشقان گرے پھر نہ ابھرے گلا صراحی دار سینے پر ابھار دو ستانین دل عاشق کے پار ہوئی ہین یا دو نقاہد ار سرکش مثال یاد آئی چھاتی پیٹنے کی نوبت آئی آسمان جاہ و جلال کے دو حباب ہین یا معجون ہمی کے درج ہین کمر معدوم حال عدم کسپر ظاہر ہو اس مضمون باریک سے ہر ایک شاعر نکتہ سنج ماہر ہو اس نازنین نے آتے ہی ملک اطلس پر نگاہ ڈالی ملک اطلس نے آہ کی یہ اشعار صفت مین آنکھونکی پڑھے

نظم

جو دیکھیں خواب مین تیری خیال آنکھین
ہوئی ہین نشۂ مے سے جو لال لال آنکھین
کیا تھا غصہ کسی مہوشم پر شاید
نہ مجھپر قہر سے تو ساقیا نکال آنکھین
سرا نیا یہ جو ہین نہ سطح زرنگ سے بادام
ستم ہے کر گئین مجھسے غضب کی چال آنکھین

ختن سے آنکے تصدق کرین غزال آنکھین
بچھائین کیون نہ رہے زیر پا غزال آنکھین
غضب کی آج تمھاری ہین لال لال آنکھین
یقین مجھکو یہ لینگے نگر ہے ای قاتل
خدا نے تجھکو عطا کی ہین تمثال آنکھین
بہت زیارت حیدر کا شوق ہے سلوت

صنم کرینگی مرے دلکو پائمال آنکھین
انھون نے پائین کہان ایسی خوش جمال آنکھین
فرشتے اڑ لے کہان تحفت رستہ الی آنکھ
کرینگی دلکو مرے پائمال آنکھین
چرالے نگین دل میرا دیدہ بازی مین
نہ بند جب کہ کھین ہنگام انتقال آنکھین

علاوہ ملک اطلس گلگون پوش کے جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل نقش

پریشان ایک سراپا مین گیسوئے خوبان ادا مین محبوبیان نظم

سواد دیدۂ عالم سی تھی
اسی کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا
جو تھی زیب چشم سرمگین تھی
انار بوستان زندگانی
کبھی دیکھے نہ دانت اسکے کسینے
کہ خود اسکی نظر سے بھی نہان تھین

قمر منھ دیکھنے کی آرسی تھی
اگر ہو وصف چشم صاف بے پیر
بعینہ لیلی محمل نشین تھی
پر گستاخ سے محرم بڑھی تھی
جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
یہ پردہ وسمے بھاتا تھا دہن کو

جبین پر تھا نئی خوبی کا ٹیکا
نئے سر سے کی تحریر اپنی تحریر
کچین تھین آئینہ باغ جوانی
یہ تھیلی ان انار و نپر چڑھی تھی
نہایت پاکدامن تیلیان تھین
جہان عنقا بناتا تھا دہن کو

تمام اہالیان دربار نے آہ کی کسی نے واہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کسینے کہا کیا معشوقۂ طنازہ قتل

کنیزان کمترین خدمتین حاضر عشوہ و ناز ہو ملک اطلس زانو بدلنے لگا مشغلۂ جمال سے قلب و جگر
جلنے لگا کوکب شہ پر سمن بین بھی اشارے ہونے لگے کوکب نے کہا ای دوست صادق یہ تو شمع انجمن ہے
کیا معشوق پرفن ہے نور افشان بھی ریش پر ہاتھ پھیرنے لگے سب اہالیان دربار بقرار المعشوق مخبوء
بازنے بیچ محفل مین کھڑے ہوکر گت شروع کی سننے والون کی نہایت بری گت ہوئی شعر

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا
جان اسنے سسک سسک کر دی

اہل محفل نے کیا اسپہ نچھاور توڑا
سر پہ رکھا آنٹ کے جب آنچل

جس کی جانب بتا کے مسکی لی
ماہ تابان پہ چھپ گیا بادل

اب تو محفل مین سناٹا شمع انجمن بھی لگن مین لرز رہی ہے جام کی گردش موقوف تھنیشے خاموش ساقی بیچے
حیران کون شراب پلائے کسکو ہوش شراب و کباب ہے ہر کس مثل ماہی بے آب بیتاب ہے سازندے ہوئے گلے کٹ
رہے ہین طبلچی ٹکرے باندھ رہا ہے بعد عرصۂ دراز اس فتانۂ عالم نے گت موقوف کی کیسکے ہوش و حواس
درست نہین ہین نگاہ ہین اس ظالم کے سحر ہی ہر خورد و کلان مبہوت لب پر مہر سکوت اسنے سامنے کھڑے
ہوکر ملک اطلس گلگون پوش سے آنکھ ملائی یہ غزل گائی غزل

کون کہتا ہے دم عشق عدو بھرتے ہین
پانی آگے ترے اے عہد جو بھرتے ہین
حسرت بوسۂ کاکل کا کیا ہم نے علاج
سیکھے تھا ہاتھ رون کے منھ دیکھ کو بھرتے ہین

کہ ہوا باندھتے کو آہ کبھو کرتے ہین
حوض ہنگامہ کے سر بھی مرا جی نہ بھرا
زخم دل مشک سے ہی غالیہ بھرتے ہین
اسی تگر سے مگر آنکھ لڑی ہے کہ حباب

شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے عالم
کیا تنگ ظرف ہین جو غم سے سبو بھرتے ہین
کر چکے سلک ذرا خشک کا مذکور کہ ہم
بیچ پانی کے گھڑے ریل جو بھرتے ہین

کسکے ہاتھون سے ہو دم ذبح کیطرح نا کہین جو
دن جو کچھ عمر کے ہین آئینہ رو بھرتے ہین
سیر کرتے ہین صبوحی مے گل کی خالی

نالے کرتے ہین کبھو آہ کبھو کرتے ہین
رشک دیتے ہین سحر نالۂ موزون کا شعلہ
ساغر چشم مین ہم دل کا لہو بھرتے ہین

حالت نزع ہے جیتے ہین کہ مرتے ہین خاک
موتیون سے دم ذبح خم گلو بھرتے ہین
اس رنگ مین یہ غزل گائی ملک اطلس

کی طبیعت ٹھہرائی نور افشان کیجانب متوجہ ہوا کہا تم ہمارے دوست صادق ہو اسپر ظالم پر طبیعت مائل ہوئی ہے ہوش بجا نہین درست ہین اسکو ہمارے وصل پر آمادہ کرو کیا معشوق خوبرو ہے کیا حسین خوشخو ہے الغرض کوکب برہمن سے کہ رہے ہین کہ اے یار وفادار اے مونس و غمگسار میرا جلد علاج کرو دل گھبراتا ہے اسکو سحر کر کے اٹھا بیجاؤ اسکے ساتھ شادی کرونگا برہمن نے کہا آپ ملاحظہ فرمائیے ملک اطلس تو ذبح ہوگیا اب نور افشان سے کچھ کہ رہا ہے چوبدار اسکی ناگہ کے پاس گیا توڑا اشرفیون کا دے آیا وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب ملک اطلس کے آئی دامن اسکا تھام لیا یہ مطلع پڑھا مطلع چمن سینچا ہے باغبان نے خون بلبل سے تو آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا عارض گل سے تو دامن ملک اطلس کا اس مہ جبین کے ہاتھ مین صاف ظاہر ہے کہ انکا انکا چولی دامن کا ساتھ ہے عشق دامنگیر ہوتا ہے بیان نئی تدبیر ہے معشوق دامنگیر ہے گریبان و دامن کیونکر بچے دو ہر چند انکا جوش ملک اطلس گلگون پوش نقل تصویر خاموش بہ مثل شعلۂ جوالہ مچل رہی ہے کسی طرح سے اس مطلع کو بتایا رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے اپنے پھول سے گالون کا نشان بتا لی جاتی ہے کبھی مسکرانا کبھی مسکرا کے شرمانا کوکب پر چھریان پڑ رہی ہین برہمن سے کہتا ہے استاد اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا مین سحر کر کے اڑا لیجاؤنگا برہمن ہاتھ باندھ رہا ہے کہ حضور یہ سحر کا پتلہ بنا ہوا ہے آگاہ ہو جائیگا نہین معلوم کیا راگ لائیگا استاد نے دام کلام مین پھنسایا ہے دیکھا آپ نے کیا رنگ جمایا ہے دشمن افراسیاب کا بنایا ہے اگر یہ بات بن پڑی افراسیاب سے فساد عظیم ہوگا مگر افسوس اس جلسے مین خواجہ نہوئے اسکے سامنے آنکی نے نوازی کراتے وہ بھی اسکا دل لبھاتے کوکب نے کہا اے برہمن تمھین علم موسیقی مین کیا دخل ہے ظاہر مین غزل ٹھمری گاتی راگ کی صورت دکھاتی ہے خواجہ عمرو اسکے سامنے کیا گائینگے تمھین سوجھتا بھی ہے کلیجہ نکال لیا دل و جگر کو بیتاب کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مین تو سحر کرتا ہون برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ خدا کے واسطے صبر و جبر کو کام فرمائیے اسکو تبدیل ہونے دیجیے جب اور کوئی طائفہ آئیگا مین جا کر اسکو راضی کرلونگا جہانتک ہو سکیگا اسیوقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ کر دونگا مگر محفل سحر نکیجیے وہ فوراً پہچان جائیگا ابھی فساد ہو جائیگا لیکن وہ ماہ پارہ ملک اطلس کا دامن چھوڑ کر

اٹھنے لگی اُسنے موتیونکا مالا گلے سے اتار کر اس نازنین کو پہنا دیا موتیونکا مالا زیب گلو ہوا دو بڑے گاڑے انور موتیوں کی رنگت پھیکی معلوم ہوتی تھی موتی بھی بے آبرو ہوے لیکن وہ نازنین موتیونکا مالا پہنکر مثل ہمت جہنڈو اٹھی پشت پر کچھڑی چوٹی گندھی ہوئی پڑی تھی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ صاف ظاہر تھا مار سیاہ کیچلی مین ہے عجب نشیب کا عالم ملک اطلس بیدم ہوگیا آنکہ وہ نازنین اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کوکب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا جیسے ہی اُسنے نگاہ لڑائی مسکرائی خرمن صبر و ہوش کوکب پر بجلی گرائی کوکب نے بیٹھے ہی اُسے مالا اوتارا اشارہ کیا کہ قریب آؤ تو یہ دین لینے کو کوکب کو انگوٹھا دکھایا کوکب بیقرار ہوگیا کوکب نے اشارون مین بلائین لین تب وہ مہ جبین کوکب سے آنکھ ملا کر ان اشعار مین راز دل سنانے لگی

غزل

انقلاب ایسا کبھی اے دل بدخو نہوا
دلمین ارمان نہ آنکھ مین آنسو نہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی دلجو نہوا
تھک کے ہم کوچہ محبوب مین بیٹھے نہ کبھی
کوئی پروانہ چمک کر کبھی جگنو نہوا
جب خفا ہونیکا اقرار خود اُس بت نے کیا
سامنے کا بھی یہ ترک آپ سے پہلو نہوا
تسکو بتیابی دیسے بین ہی مجبور نہ تھا
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہوا

ہاے مین تیری جگہ میری جگہ تو نہوا
جنیے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
خون مرغان چمن رنگ ہوا بو نہوا
اسکے ملنے کی خبر مجھکو تڑپ کر دیتا
پانون توڑا بھی مقدر نے تو زانو نہوا
کم نصیبی کی شکایت نہین مجھکو اے دوست
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہوا
ساتھ کسکا کوئی دیتا ہے پریشانی مین
اپنی شوخی پہ تھا ابھی تو قابو نہوا
جس تمنا کا ہوا خون بکر دلمین جلال

جو ملے مجھکو نکال آکے نہ اے شوق اپنے
سو کے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہوا
خوبرویونمین بھی پوچھے گئے تو دلوالے
ہاتھ ملتا ہون کہ ایسا کوئی بازو نہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
شکر کرتا ہون کہ دشمن سا تو کم رو نہوا
عکس نے آئنہ کے دلمین جگہ پیدا کی
رنگ گلشن مین کبھی ہمسفر بو نہ ہوا
نامۂ شوق کو رکھے وہ بنا کر تعویذ
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگونہ ہوا

اس غزل نے کوکب کو ذبح کیا کہا ای برہمن تم سمجھے اس محبوب مطلوب نے ان اشعارون مین اپنا دلی مطلب سمجھایا وہ خود مجھپر مائل ہوئی تیور تو دیکھو سنان مژگان دل کے پار ہوتی ہین مگر وہ مہ جبین اشعار سنا کر قریب کوکب نہ آئی دور سے پلٹی کوکب کو بہت اشتیاق ہوا دل اور زیادہ مشتاق ہوا ملک اطلس نے اپنی جانب اشارہ کیا اُس شوخ سنگدل نے منہ چڑھا دیا سب عاشق مزاجون کو دیوانہ بنا دیا چونکہ یہ نازنین بڑے زور شور مین گا رہی ہے دور شراب موقوف کر دیا لیکن ملک اطلس سے اشارہ کیا صحبت بے

نمک جام ازعوانی کیون موقوف ہوا ملک اطلس سمجھا نور افشان سے کہا یہ مخمور شراب حسن و جمال ساقی میکدہ محبت جام شراب طلب کرتی ہے دیکھو اے برادر نور افشان گردش چشم کو سکی ہم سمجھ گئے جام شراب کی خواہان ہے بقول شاعر فرد میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ہے مین اسکے اشارون کو خوب سمجھا اس ظالم کو بھی میرے حال کی خبر ہے اے نور افشان یہ بھی بادولت کا اقبال ہے معشوقہ عاشق خصال ہے بڑے لطف مین ہماری اسکے ساتھ بسر ہوگی حسین و مہ جبین عقیل و فہیم دانا و ہوشیار ہزار ہا خوبیان بھری ہین نور افشان نے بھی ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا اے شہنشاہ حقیقت مین آجتک اس صورت کا معشوق میری نگاہ سے نہین گذرا آپ بڑے صاحب نصیب ہین اب افراسیاب کو مٹا کر خود سلطنت ہوشربا کیجیے اس معشوقہ کو اپنے پہلو مین بٹھا کر چین کیجیے ملک اطلس نے کہا اے نور افشان اب تو مین اک عیش خانہ تیار کرکے اس معشوقہ خوبرو کو پہلو مین بٹھاؤنگا برسون دروازے پر بھی قدم کے نہ آؤنگا سلطنت کونین حاصل ہوئی بموجب مضمون شعر شعر زن پاک خوش سیرت و پارسا ہو کند مرد درویش را بادشاہ بعد چندے دیکھا جائیگا نور افشان نے دل مین کہا اسی جال مین یہ پھنسے دامن کھینچکر گوشے مین بیٹھے لیکن اس حور طلعت نے ملک اطلس سے پھر اشارہ کیا اسنے حکم دیا گلابیان شراب کی لاؤ جیسے ہی گلابی شراب کی سامنے رکھی گئی ملک اطلس نے اشارہ کیا وہ صاحب بیچہ مسکرا کر اسنے جام لبریز کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ جام ہاتھ مین لیتی ہے آنکھون مین نشہ آگیا نتیجہ نگارین خورشید نما پر جام آفتاب رکھکے مسکراتی ہوئی یہ اشعار آبدار گاتی ہوئی آگے بڑھی

غزل

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجھکو پلائیگا جو مہ لقا شراب
ہے عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
کس طرح چھوڑ دون ہوگئی میری غذا شراب
اس رشک آفتاب کی فرقت مین الغرض
کار ثواب جانئے تھوڑی سی پلا شراب

مجھکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آیا چلی ہے ہوائے سرد
تجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
گردون دغا ہے مرا محبوب ساقیا
پیتے ہین رند بیٹھیون پر برملا شراب
افسوس بیٹھے دشت گزین سے ایک روز
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جائے
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب
ہوگا ہر ایک قطرہ مہر رشک آفتاب
ہان مہر و مہ کے جام مین بھرکر پلا شراب
موقوف ہے اسی پہ مری زیست ناصحا
تونے پلائی مجھکو نہ ہی دلربا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بھیجے ہے ساقیا

اس زور و شور سے یہ اشعار گا کے بے شراب پیے اہالیان محفل مست

ہوگئے ہر ایک کو یہی ہوس ہے یہ ساقی آفتاب تمثال جام لاکر ہمکو پلائے کوکب کا اپنی جانب اشارہ نور افشان
حجاب مین بیقرار ملک اطلس تو اُٹھا ہوا بیٹھا ہے بیخود ہو کے دست تمنا بڑھاتا ہے اشارہ ہے کہ ہمارا خون
پیے جو یہ جام ہمکو نہ دے اب تو اُس نازنین نے بیخوف و خطر بصد ناز و کرشمہ ہاتھ بڑھا دیا ملک
اطلس نے جام ہاتھ مین لیا اس انجام سے کوئی واقف نہ تھا کون رد و قدح کرنیوالا ہے سب خاموش
کوکب کو انتہا کا ناگوار ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے استاد برہمن اسوقت اس ظالم نے غضب کیا جام
لیکر میرے قریب آئی اس بیحیا کو دیا چاہتی ہے مجھسے صبر نہوگا ملک اطلس جام پیے گا مین چھاتی پر چڑھکر اسکا
خون پی جاؤنگا ملک و مال برباد ہوگا از صدقہ پاپوش استاد نور افشان ناحق کو خوشامد کررہے
ہین کیا کرسکیگا اب مجھسے صبر نہوگا یہ کہتے کوکب نے قصد کیا تلوار کھینچکر ملک اطلس پر جا پڑون
برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا ارے غضب آپ تو بادشاہ طلسم نور افشان ہین لڑ بھڑ کے نکل جائیگے مگر
کل اہل اسلام کی جان جائیگی ایک بازاری کسبی اسکا رشک کیا آپسے کچھ واسطہ تھا کبھی دیکھا
بھی نہین کوکب نے کہا اے استاد یہ نامردی کی باتین مجھکو نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھ چکا ہون زیادہ سمجھاؤ
مین نہ مانونگا اسوقت میرا دل جل گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے مجھسے صبر و جبر نہین ہوسکتا آپ لڑائی
میرے نہ شریک ہوجئیگا مین مرد اپنے پروردگار کی جانتا ہون یہ بیحیا کون ہے کیا افراسیاب سے
یہ زیادہ ہے ہر نحفہ ہلاتے ہی کھا جائیگا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا معشوقہ کو اٹھا لیجاؤنگا اسکی نائکہ کو
ایک شہر جاگیر مین دیدونگا خراج بھی نہ لونگا یہ بیحیا کیا دے سکیگا علاوہ ازین وہ بھی مجبور مآل ہے خوف سے
جام شراب پاتنے دیکھا نہین مجھسے اشارے کررہی تھی یہ بھی اشارہ کیا کہ میری نائکہ کو راضی کرو اس کا
راضی کرنا کیا جو مانگے گی دیا دونگا برہمن نے کہا اے شہنشاہ آپ نے اہل و عیال پر رحم کیجیے یہ کہکے برہمن
نے قبضہ پکڑ لیا کہا مین آپکو اٹھنے نہ دونگا پہلے مجھکو قتل کیجیے مین جمشید کو تو رخصت کردون وہ صاحبزادہ
پھنس جائینگے چراغ طلسم نور افشان آپ گل کرتے ہین ایک زن بازاری کیواسطے یہ آفت سہنا عقلمندون
کا کام نہین ہے کوکب نے کہا او استاد تم ان باتونکو کیا جانو یہ صورتین کبھی دیکھی نہین میری معشوقہ
ہمائے گلگون پوش اسکی کنیز معلوم ہوتی ہے وہ ذرہ یہ آفتاب عالمتاب ہائے ظالم کیونکر صبر
کرون سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے علاوہ حسن و جمال کے کمال یہ ہے کہ مسیحائی اشارون مین دلربائی
میرا دل نہین مانتا کوکب و برہمن مین یہ رد و قدح ہو رہے ہین لیکن اس نازنین نے جام ملک اطلس کو

دیا نگاہ ملا کر کھڑی ہوئی تاب نہین لا رہی ہے ملک اطلس نے قصد کیا شراب کو پی جائے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی
جام چور چور ہو کر ٹکڑے ٹکڑے اس جام سے ایک شعلہ بھڑک کر اس مہ جبین پر گرا آہ کا نعرہ کیا آواز دی مین جلی
کوکب گھبرا کر کھڑا ہو گیا نورافشان کے ہوش و حواس باختہ ملک اطلس نے کہا ارے یہ کون ہے بدولت
کے ساتھ بے ادبی کی اب جو سب نے دیکھا رنگ روغن چہرے سے اڑ گیا خواجہ عمرو بصورت اصلی
سامنے کھڑے ہوئے ہین پانون زمین نے تھام لیے چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین عمرو چیخا کہ دہائی ملک
اطلس گلگون پوش کی مین پھنکا جاتا ہون نورافشان گھبرا کر کھڑا ہو گیا کوکب نے پاؤ قبضہ پر ہاتھ ڈالا
تھا برہمن روئین تن نشین کر رہا تھا سب کے ہوش اڑ گئے کہ بڑا غضب ہوا اتنا تو نورافشان جادو
نے کہا ہی شہنشاہ خواجہ عمرو عیار ہین معاف فرمائیے یہ کہکے نورافشان نے ایک چھینٹا پانی کا اپنے ہاتھ سے
مارا چنگاریان آگ کی موقوف ہوئین پانون بھی زمین سے چھٹ گئے اشارہ کیا کہ خواجہ بھاگ جاؤ عمرو
نے اشارہ کیا کہ واہ استاد عیاری کرنا اور بھاگنا یہ ہمارا شیوہ نہین ہے ملک اطلس تو حیران حیران
دیکھ رہا ہے کہ عمرو کے جیسے ہی پیر چھوٹے دوڑ کر ملک اطلس کے قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ عالیجاہ واہ
کیا خوب قدردانی فرمائی ہم تو جان توڑ کر گئے اسکا یہ بدلا ملا ہزارون روپیہ کا لباس جلا دیا اور نورافشان
سے عمرو نے جھڑک کر کہا صاحب آپ لوگ بیٹھ جائیے ہم اپنے مالک سے کلام کرینگے آپ کیا ماہین آج ہمارے آقا
قدردان ملے انسے لڑینگے جھگڑینگے کرو حیلہ بھی کرینگے جسطرح بنے گا ملینگے نورافشان وغیرہ بیٹھ گئے مگر دل تھرا رہا ہے یہی خیال ہے
کہ عمرو نے سب کا بنا بنایا کام بگاڑ دیا اسکو درہم برہم کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کل اہلیان دربار حیران و پریشان ہین کوکب اپنی حرکت
پر منفعل ہے برہمن سے کہتا ہے استاد غضب ہی ہوا تھا اگر مین اسکی چھاتی پر جا پڑتا غضب ہو جاتا لیکن عجب ہے عمرو جل وہ
مور ریا آنکھونکے پھر رہی ہے دل اسی صورت طلعت کا مشتاق ہے اگر خواجہ عمرو نے ملک اطلس گلگون پوش کے سامنے
وہ قبل مچلکے خنجر کھینچا کہا شہنشاہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا مین امتحان کرتا تھا کہ دیکھون بیہوشی کی شراب
پیتے ہین یا نہین جب آپ ہونٹھون سے جام لگاتے ہین آپ منع کر دیتا کیا مین نادان ہون خوب جانتا
ہون کہ آپ سرگروہ ساحری پرستان سرتاج ساحران ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تہہ بیرو توقیر مین نے
بھی تمام عالم کو دیکھا لیکن کچھ ایسا جلیل نگاہ سے نہین گذرا سو مرتبہ افراسیاب کو بیہوش کیا آپ
اس سے بھی عجائب و غرائب مین زیادہ ہین یہی تو مین ہوش باختہ تلاش کرتا تھا کہ کوئی مالک معقول
ملے اسکی خدمت مین رہون اپنے کمال دکھاؤن ملک اطلس نے جب دیکھا یہ شخص اپنا گلا کاٹے

ڈالتا ہی کہا ای عمرو بیٹھ جا مین اس سے بہتر لباس دونگا لیکن واسطہ سامری و جمشید کا میرے دل
تر دو منزل کو تسکین دے یہ جو صورت ابھی تو نے بنائی تھی یہ صورت خیالی ہی یا صاحب تصویر بھی کہین
موجود ہی صاف صاف بتلا کہ نا بھی تیرا مجھکو نہایت پسند آیا تیری خطا مینے معاف کر دی لیکن مجھسے صاف
صاف بیان کر میرا دل نہایت بیقرار ہی اسی صورت زیبا کا مشتاق ہون اگر تصویر خیالی تھی تصویر کھینچکر مجھکو دیدے
اگر اصل مین اس صورت کی محبوبہ کہین ہی مجھسے لاکر ملا جو کہے گا وہ دونگا یہ سنکر عمرو قہقہہ مارکر ہنسا کہا واہ شہنشاہ
بڑی بات پوچھی سب کچھ کہونگا یہ نہین بتلاؤنگا میرے فرزند بچے جورو سب قتل ہوجاینگے وہ ظالم ظلم حاکم
با اختیار سبکو دار پر کھینچ دیگا دو برس سے جو اسکو مین بتلا ہر بڑی مشکل مین تیا ملا ہی وہ کیونکر صبر کریگا ملک
اطلس نے کہا وہ کون شخص ہی کیا ما بدولت سے زیادہ ہی خواجہ صاف صاف کہو کوئی راز دلی مجھسے نہ چھپاؤ
سب حال مفصل پوچھونگا برائے سامری اتنا پہلے کہدے کہ یہ معشوق پردۂ دنیا مین ہی عمرو نے کہا اپنے دل کی
کیونکر تسکین دون ایسا نہو میرا کلیجہ پھٹ جائے قلب الٹ جائے ملک اطلس نے کہا کچھ نہ گھبراؤ اگر
بہرام ملک تمھارے ساتھ دشمنی کرے تو اسکی بھی آنکھین نکال لون عمرو نے کہا میرا ہاتھ پکڑ لے تب
مفصل عرض کرون ملک اطلس گلگون پوش نے خواجہ عمرو کو گلے لگا لیا کہا خواجہ مین سامری
و جمشید کی قسم کھاتا ہون کسی حال مین تمھاری شراکت سے روگردانی نکرونگا قول مردان جان دارد
سخن مردان اعتبار جو مرد کہتے ہین وہی کرتے ہین شاہان جری بات پر مرتے ہین عمرو نے کہا حضور یہ
ماجرا مفصل سنیے گوش ہوش سے متوجہ ہوجائیے مین بھی آپکی محبت مین جان دیتا ہون اپنے اہل و عیال کو بھی
نثار کیا ملک اطلس نے کہا خواجہ کچھ نہ گھبراؤ صاف صاف بتاؤ کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا عمرو سنبھل بیٹھا
کہا حضور یہ آپکو معلوم ہی کہ مین کون ہون ملک اطلس نے کہا نام تمھارا مین نے سامری نامے مین لکھا
دیکھا ہی بزرگ لکھ گئے ہین کہ عمرو کشندۂ ساحران بلائے بے درمان ہی عمرو نے کہا آپ کو بخوبی
دریافت نہین ای شہنشاہ عالیجاہ جسکا لقب ہی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان
کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف مین بچپن سے
اسکا ملازم ہون اسنے سات برس کے سن سے خروج کیا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
شاہان اولو العزم کو مارا بڑے بڑے پہلوانوں کو للکارا ساحر بھی لاکھون قتل ہوے جس مقام پر وہ
قید ہوا مین نے جاکر عیاری کرکے اسکے دشمن کو قتل کیا قید سے اسکو چھڑایا بادشاہان جہان سکوا ان

عالم کو لٹا یا لیکن ای بادشاہ عالیجاہ اس جانبازی و سرفروشی پر اسنے میری قدر نہ کی تین روپیہ
سے کبھی سوا تین نہ دیے اگر بیمار ہوا غیر حاضری کٹ گئی اب بعض باتین ایسی ہین کہ انکو نہین کہہ سکتا
ملک اطلس نے کہا نہین خواجہ کسی باتکو اٹھا نرکھو مین گوش دل سے سن رہا ہون **عمرو** نے کہا ای شہنشاہ ملک
مشہور ہو مرتا کیا نکرتا جب کا ہوا اہل و عیال کو فاقہ گذرا خواہ ساحر یا غیر ساحر جو ملا پیٹ کیلئے اسکو مار ڈالا
ملی کتھری کو کرلیا اہل و عیال کا لاکر پیٹ بھرا بچونکا تڑپنا نہ دیکھا گیا اسوجہ سے مین بدنام ہوا اس **حمزہ** کے میری
خبر نلی کبھی دلدہی کر کے یہ نہ پوچھا کہ ای **عمرو** بچھپر کیا گذری اپنے کام کی فکر مین رہا جو مطلب ہوا حکم دیدیا
جاؤ خواجہ یہ کام کر لاؤ ناچار و مجبور گئے اس کام کو کیا صدہا ملک فتح کرائے انھین کے کام کی جستجو میں
ہوشربا مین آئے یہان بھی فساد عظیم پڑے **افراسیاب** کے سب سردار ملا لیے نام سے میرے کانپتا
ہو جیدان پاؤن گا مار ڈالونگا یہ صورت زیبا جو آپنے دیکھی ایک ملک کی شہزادی ہو **صاحبقران**
تصویر دیکھکر عاشق ہوئے نامہ پیام وہان بھیجے اسنے ہاپذہ انکار کیا اور یہ جواب دیا ہم کسی ساحری
پرست کے ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کرینگے بچھو کو بیٹی نہ دینگے جب سب طرح سے عاجز ہوئے تب حضرت
کہا کہ خواجہ مرتا ہون اس معشوق کو کسی طرح لاؤ مجھسے ملاؤ ورنہ اسکے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے حضور
وہ کہون مین نے دباؤ ڈالا اور کہا مجھکو زادراہ دیجیے ای شہنشاہ جب مین بہت تڑپا بغیر کانٹ حمزہ نے
سو روپیہ بکمشت مجھکو دیے اور حکم دیا کہ اس معشوقہ کے باپکو راضی کرو اگر باپ راضی ہو سکا تو رضامند ہو تو عیاری
کر کے لاؤ حضور مین اسی فکر مین سرگردان اسی تردد مین ہوشربا مین آیا یہان شہنشاہ ہوشربا مجھسے لڑنے
لگے مین کسی سے دبتا نہین اور یہ بھی مین نے سنا کہ **افراسیاب** نے گرام ہو اپنے دیا نعمت کو قید کیا طلسم
پر قبضہ کرلیا بس ایسے کو سزا دینے واجب لازم ہو ہمارے سردار زادے کو بھی قید کیا انکا رہا کرنا بھی واجب
و لازم ہو اب آپ جیسا حکم کرین غلام بجا لائے آپ ایسا قدردان صاحب شوکت و لیاقت حاکم اقلیم
ہمت و سخاوت ہر برونت جلالت نگاہ سے نہین گذرا **ملک اطلس** سو روپیہ سنتے ہی بہت ہنسا کہا کہ
خواجہ تمھارا آقا بڑا دنی ہی ای ایسی معشوقہ کی جستجو کیواسطے سو روپیہ دیے ہین اور آپ یہ فرماتے ہین تین
روپیہ ماہینا دیتا ہی اتنے بڑے کار جلیل کو تمنے قبول کرلیا عمرو نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان سو روپیہ
کم ہوتے تین سال کی تنخواہ اس صاحب سخاوت و ہمت نے ایک ہی دن مرحمت فرمائی جب کسی بادشاہ
عالیجاہ کا سر کاٹتا ہون اور ملک تسخیر ہوتا ہی دس آنے انعام کے مقرر ہین اس لالچ مین صدہا ملک فتح کرلے

فی ملک دس آنے پائے ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین عمر بھر ہزار روپے دیتا رہونگا ایک ملک کی سلطنت عطا فرماؤنگا لیکن اُس معشوقہ آفتاب جمال کو بلاکر مجھسے ملاؤ اُسکے در دولت کا تمکو وارو غہ کرونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا یہ سنکر عمرو نے حیران ہوکر روے اطلس کو دیکھا پریشان ہوکر کہا کیون حضور یہ رقم جو مجھکو ملیگی مین اسکے صرف کرنے کا مجاز ہون تخت پر بھی خود بیٹھونگا دو خدمتگار بھی نوکر رکھو سکونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ جو دیا اُسکا تمھین اختیار ہی خواہ صرف کرو خواہ جمع رکھو جب سلطنت ہوگی دو خدمتگار کیسے دس ہزار بیس ہزار تمھارے ملازم ہونگے در دولت پر ملکہ عالم کے جلوہ فرما ہوتا حکم تمھاری معرفت جاری ہونگے یہ مژدۂ جان بخش سنکر عمرو اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا دانت بھنچ گئے منکا ڈھل گیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دم نکلگیا ملک اطلس نے کہا ای نور افشان یہ شخص تو شادی مرگ ہوگیا حقیقت مین اسنے کبھی ہزار دو ہزار روپے نہ دیکھے تھے مین اسکو نہال کردونگا قابل رفاقت ہی نور افشان وغیرہ دل مین خوشیان کر رہے ہین کہ خواجہ نے خوب دام تزویر پھیلایا اس مرغ زیرک کو پھنسایا گلاب کیوڑا چھڑک کر عمرو کو ہوشیار کیا ملک اطلس نے ہزار اشرفیان منگوا کر کہا لو خواجہ یہ زاد راہ ہی لیکن یہ تو بتلاؤ دیار محبوب کا کیا نام ہی جبتک تم نہ آؤگے مین بہت بیقرار رہونگا مژدہ فرحت سناؤ کتنے عرصے مین لیکر آؤگے عمرو نے کہا دیار محبوب کا کوہ بو قلمون نام ہی بادشاہ عالیجاہ وہانکا فلک رفعت خود پسند ملکۂ عالم کا نام لیتا ہون کلیجہ تھام لیجیے محبوب حجستہ انجام حسن آراے شیرین کلام نام نامی معشوق سنکر ملک اطلس گلگون پوش بیتاب ہوگیا کہا خواجہ یہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون بکھیڑا پاک کرون یا خارہاے صحرا سے اتنے تلوے ملون خار خار رہون اُس صحراے وحشت ناک کا سرگرم رفتار رہون جستجو کرتا ہوا تا بکوے محبوب پہونچون غزل

ہم کرین نالے اگر جاکر میان کوے دوست
استخوان بھی نہیں کھاتے سگان کوے دوست
نالہ ہاے عاشقانہ سے اسقدر ہوتا ہی غل
دیکھکر باغ جہان ہوگا گمان کوے دوست
مسجدوں مین ذکر ہو باغ جنان کا عاشقو
واہ کیجو دین کچھ ایسے رہبران کوے دوست

تنگ اپنی زیست سے ہین سالکان کوے دوست
عمر ہوتی ہی ہماری دشت گردی مین بسر
حشر برپا روز رہتا ہی میان کوے دوست
بلبل نغمہ سرا کے ہوش ورا اڑ گئے
واعظونکی بھی زبان پر ہی بیان کوے دوست

تلخی وقت کا مرکر بھی ہی باقی ہی اثر
رشک کی جا ہی کہ خوش ہین سالکان کوے دوست
حشر کے دن عاشقونکو جبکہ بخشیگا خدا
اُٹھ کے کیسے منہ ہوس ای لستان کوے دوست
ہوگیا پامال ہر دل خبر مطلق نہین

یہ اشعار پڑھکر ملک اطلس کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوے

عمرو نے کہا حضور نہ گھبرائین آپ انتظام طلسم ہوش ربا کرین مین جاکر آپکے بابکو رہائی کرکے ملکہ عالم کو
لاتا ہون لیکن تاریک کی برعت سے میرے اہالیان لشکر کو بچائیے ملک اطلس نے کہا خواجہ اب
تلک ایک لمحہ چین نہین ہے آپ سمت ملک محبوب جائیے مین طرف کوہ ہفت رنگ کے کوچ کرتا ہون ملکہ
ہفت رنگ سے ملاقات کرکے مقام قید لاجین دریافت کرونگا اسکو رہا کرکے لاؤنگا افراسیاب
سے صفائی کرکے ملاؤنگا آپکے آقازادے کی بھی رہائی کی فکر ہوگی سب امورات ایکدن مین فیصل
ہو جائنگے اہالیان ہوش ربا امان پائینگے مین بخوبی سمجھ گیا کہ ہوش ربا مین غدر ہی سب انتظام جا کر
کرونگا عمرو نے کہا خوب سمجھ لیجیے پچاس برس کی ملازمت آپکی محبت مین ترک کرتا ہون ایسا نہو کہ آپ
ان امورات کو میرے بعد فراموش کرین جسوقت حمزہ سن پائیگا کہ مین جسے عشق تھا اسکو عمرو نے بیچا کر
غیر شخص سے ملایا فرمائیے پھر وہ ہمارا منھ دیکھیگا مگر مین صاف صاف لکھ بھیجونگا کہ آپکے فرزند کو رہا کرکے
روانہ کرتا ہون مین نے اور ایک بادشاہ عالیجاہ کی نوکری کرلی جو کچھ رد و قدح ہوگی حضور سے عرض کرونگا
ملک اطلس نے کہا خواجہ ایسا مرتبہ تمہارا بڑھاؤنگا کہ تمام عالم رشک کرے شاہان جلیل تمکو خراج دینگے رئیسان
ہوشربا تمہاری خدمتین حاضر رہینگے جب میری مصاحبت مین سرفراز ہوئے ہر کس و ناکس اپنا پیر پرست جانینگے
عمرو نے ملک اطلس سے بخوبی عہد لیے کہا حضور اب مین رخصت ہوتا ہون زاد راہ مرحمت ہو ملک
اطلس نے کہا خواجہ یہ تو وہ اشرفیون کا جو دیا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہوشربا مین سبکا قرضدار تھا
پیٹ تو نہین مانتا قرض لیکر کھایا ساکھ مین فرق نہ آیا کوئی ڈیرھ آنہ بچا ہے آپکا قاصد ہون بھیک مانگتا ہوا
چلا جاؤنگا دس ہزار روپیے اور منگاکر ملک اطلس نے بطور زاد راہ خواجہ کو دیے خواجہ نے اسیوقت سامنے
ملک اطلس کے سامان سفر تیار کیا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملک اطلس نے گلے سے لگالیا خواجہ روتے پیٹتے یہ
کہکر چلے کہ غلام طرف کوہ بوقلمون کے جاتا ہے ملک اطلس نے کہا آپکو ہم نے خداوند کے سپرد کیا ملک اطلس نے
اسیوقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار رہے اب وقت بڑا کار ضروری و انتظام طلسم ہوشربا سمت کوہ ہفت رنگ سفر فرمائینگے
سات لاکھ فوج جمع ہوئی اٹھا لا بارگاہ زربفتی کا لدا ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش طرف کوہ
ہفت رنگ کے چلے یہ تمام معرکہ حیرت افزا صرصر شمشیر زن نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ
عمرو نے عجب طرح کا دام پھیلایا ملک اطلس ایسے کو پھنسایا نور افشان و کوکب
خوشی خوشی ملک اطلس سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے صرصر یہ خبر

وحشت اثر لیکر طرف افراسیاب کے چلی ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے ان حالات مصیبت
آیات کو سنکر شہنشاہ طلسم ہوشربا یعنے افراسیاب اس مقدمہ مین کیا تدبیر کرتا ہی سب کیفیت ناظرین
والاتمکین پر مقامات مناسب پر واضح ہوگی یہ بخوبی ظاہر ہی کہ تاریک مقابلہ مسلمانان مین
فروکش ہی مقابلے ہورہے ہین ملکہ فرخ سحر چشم و ملکہ سرخ مو و ملکہ بہار نوبت بجان کار تحسین
ہین ان سب کو اس حال مین چھوڑ لیے

وو کلمہ داستان حیرت بیان ملک اطلس گلگون پوش کا روانہ ہونا طرف کوہ ہفت رنگ کے اور نامہ لکھنا افراسیاب کا بدست سرمایۂ برف انداز عیاری خواجہ عمرو اور فساد ہونا افراسیاب و ملک اطلس سے خمسہ

ہمت و غیرت کا ہم ہوتے رہینگے مرکے ساتھ — سر خودی تربت مین جائیگی ہمارے سر کے ساتھ
فکر عقبیٰ چاہیے ہر دم کڑے تیور کے ساتھ — مرد آلودہ نہو دنیائے بازیگر کے ساتھ
کب وفاداری زن قحبہ نے کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھ آتا ہی ذکر بادۂ اطہر کے ساتھ — عشق ہی روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
اڑکے جا پہنچینگے نجف مین آنکھ ہی کے پیکر کے ساتھ — منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کیطرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

آسمان چکر مین رہتا ہی تو دلبر کے ساتھ — بجلیاں گرتی ہین رفتار پری پیکر کے ساتھ
جانور کیا پری بھی چھوڑ دیگا ڈر کے ساتھ — چل سکینگے کبک کیا اس فتنۂ محشر کے ساتھ
کوہ منل کاہ اڑتے پھرتے ہین رہبر کے ساتھ

پھرتے ہین مجنون بنے لیلا سیمین بر کے ساتھ — دور بقراط و ارسطو یا جو اسکندر کے ساتھ
رہتے ہین چکر مین شیدا یار افسونگر کے ساتھ — حلقۂ دیوانگان ہی اسکی کاکل کے ساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کے ساتھ

روز سائے کیطرح ہین اس پری پیکر کے ساتھ — عشق طفلی سے ہی اس دو دنیا پرور کے ساتھ
بے پری ہین ہم نظر بازی کا سودا ہے ساتھ — دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین دیدہ کے ساتھ
مجھکو بھاتا ہی بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

انہیں ہم ہین زہر بھی کھانا گوارا ہو جنھین
اور ہین وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہو جنھین

جان دیتے ہین ترا شوق نظارا ہو جنھین
سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہو جنھین

حشر ان لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سے سوا ہوتا نہین
بند ہو جاتے ہین لب سے لب جدا ہوتا نہین

شہد کیا مصری مین بھی ایسا مزا ہوتا نہین
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین

شیر دایہ نے پلایا ہو مجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی لگائے بلبل بیکس طرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جس طرح

ناتوان سفاک کے نیچے سے چھوٹے کسطرح
پر کترتا ہے اگر صیاد تو کاٹ اسطرح

حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود نہین نکلون قفس کا تو اگر در کھولدے
ہان مرے دل کی گرہ کو اے ستمگر کھولدے

کون کہتا ہے کہ پر باندھے ہوے پر کھولدے
جوہر اپنے ایکدن صیاد اسپر کھولدے

لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

سر مین ہے سودا اسیر حلقۂ گیسو ہون مین
مر رہا ہون جان بلب ہجران طالب دارو ہون مین

عاشق رخ ہون شکار نرگس جادو ہون مین
میکشو عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہون مین

بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

زرد واعظ دونون ہین تیری محبت مین خراب
اک زمانے کے ہین تیری [illegible] دل کباب

عشق یہ کہتا ہے کہ ٹھہر جان کا ٹھہرا عذاب
مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسن و شباب

آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کے ساتھ

خاک ہے انکی نظر مین مال و زر قانع ہین جو
فقر کی دولت پہ مرتا ہون سنو اے دوستو

کچھ نہین پروا موافق ہوے دنیا یا نہو
جسقدر نفرت ہے اس سے مجھ توکل پیشہ کو

اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رلانا عادت اس بد خو کی ہے
اس ادا کو خوب ہم سمجھے ہے جس پہلو کی ہے

چشم کی گردش ہے یا شوخی رم آہو کی ہے
یہ اشارت جنبش مژگان سے اس گل رو کی ہے

دم نکلتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اٹھانا دلبر کچھ آسان نہین	نامور کیا خاک وہ ہوگا جو سرگردان نہین
شان عاشق ہی نہین جبتک کہ سلیمان نہین	قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلان نہین

چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

عیش دنیا مین بشر کے واسطے ہویا نہ ہو	پر کسی رشک پری کا یا خدا سودا نہ ہو
عقل کو ضائع نکر وحشی نہو رسوا نہ ہو	صورت آبادی جہان کے حسن کا شیدا نہ ہو

صندل اس میخانے مین ملتا ہی درد سر کے ساتھ

یاد آجاتا ہی وہ ہنسنا ترا کیا کیا مجھے	دیدۂ گریان سے تکتے ہین ڈوبتا مجھے
نور کا بہتا نظر آتا ہی اک دریا مجھے	جبکہ ہوتا ہی تصور تیرے دانتون کا مجھے

تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

سر مین ہی شور محبت دل مین جوش اشتیاق	طے نہین ہوتا بسر دن ہی ذوقی دشت فراق
وہ کرے میری رفاقت زندگی ہو جسپر شاق	ہمسری کا گر کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق

خضر صحرا گرد دیتا ہی مزا ہمسر کے ساتھ

توسن کلک اس میدان وسیع بیان مین یون طرارے بھرتا ہی کہ جب قمر شمشیر زن نے دربار ملک اطلس مین یہ ہنگامۂ عظیم دیکھا خواجہ عمرو اور نور افشان نے باتون مین اسکو تسخیر کیا اور ملک اطلس طرف کوہ ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا بدحواس ہوکے طرف افراسیاب کے چلی دل سے کہتی ہی خوب اس مرغ زیرک کو دام تزویر مین پھنسایا بڑا غضب ہو طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتا ہی بدحواس ہوکر طرف افراسیاب کے چلی افراسیاب بارگاہ مین موجود ہی دماغ تر خوشی مین بلبلا رہا ہی کہتا ہی طلسم کشا قتل ہوا ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجے گا کل مسلمانون کا خاتمہ ہی ملکہ حیرت جادو تخت پر بصد کر و فر دوہرد دم بیجا تول ہی ملکہ بہار کو شریک کرون ایسا نہو وائی امان قتل کرڈالین کسکو بھیجون کہ جاکر اس بدنصیب کو سمجھا دے کہ اری ام کرتو ہوتی افراسیاب کے گھر مین خطا معاف کرادون گی ذریعہ دادیان عرض کرتی ہین حضور وہ کبھی نہ قبول کرینگی مسلمانون کے ساتھ جان دینگی بادشاہ جمجاہ پر مرتی ہین انکو یہ گوارا نہین ہوگا کہ اسوقت ساتھ چھوڑین حیرت کہتی ہی بڑا غضب ہوگا اگر بہار قتل ہوگی

مین اپنے والد نامدار حیات تاجدار کو کیا جواب دونگی وہ ارشاد فرمائینگے تونے بہن کا پاس نہ کیا میری نیند
برس کی کمائی کا خیال نہ آیا بہار ایسی مہ جبین کو ستایا مگر وہ بدنصیب میرا کہنا نہین مانتی افراسیاب کو
بھی ایسی باتونکا خیال ہو بربادی مین ان نازنینان مہ جبین کی تردد لاحق حال ہو یکایک صرصر شمشیرزن
آکر پہونچی بیکس بدحواس پریشان خاطر افراسیاب نے کہا اے صرصر خیر تو ہے صرصر نے کہا اے شہنشاہ پنبہ غفلت
گوش ہوش سے نکالیے اب بڑے غضب کی لڑائی پڑ گئی زمین طلسم ہوشربا تھرا جائیگی عمر دادر نور افشان
نے ملکر بڑا غضب کیا بڑے ساحر جلیل کو شریک کر لیا افراسیاب نے کہا مفصل حال تو بیان کر مینے تجھکو
کہان بھیجا تھا کیا الٹی خبر لائی صرصر نے عرض کی کنیز کو حضور نے برائے خبر قلعہ قطع جمشیدی روانہ کیا
تھا ہو یان ابلق سوار کو تو برہمن نے مارا تھا بھائی اسکا کیوان ابلق سوار شکست کھا چکا تھا مین
عین وقت پر پہونچی برہمن کو عیاری کر کے پکڑ لیا کیوان نے چاہا برہمن کو قتل کرے عین وقت پر
کوکب آیا برہمن کو رہا کر لیا کیوان بیچارہ بھاگکر اک گنبد مین چھپا حضور وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا
کیوان کو مارا یکایک زمین تھرائی وہ آواز آئی کہ جس سے گمان ہوا کلیجے پھٹ جائینگے ایک زنگی پیدا ہوا
اُسنے کوکب و برہمن کو مسحور کر لیا انکے بڑے استاد صاحب میان نور افشان اس زور و شور سے آئے گویا بلا
نازل ہوئی زمین متزلزل و متحرک ہوئی زنگی سیاہ رو کو چیر کر پھینکدیا یکایک زمین کا طبقہ اڑا تخت یاقوت احمر
پر بصد کر و فر میان اطلس گلگون پوش ظاہر ہوے اتبک تو افراسیاب بیٹھا سن رہا تھا نام ملک
اطلس سنکر کھڑا ہوا کہا اے صرصر تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملک اطلس ہین کہا لوگونکے کہنے سے ثابت
ہوا انکے عزیز و اقارب جمع ہوگئے بلکہ خود ملک اطلس بر آمد ہوے افراسیاب نے کہا پھر کیا ہوا کہا حضور
ملک اطلس کو نور افشان نے دام تزویر مین لیا حضور حضور کرتے ہوے بارگاہ مین لیگئے
کوکب و برہمن کو کچھ بھی سزا نہ ملی نور افشان نے تمام مقدمہ لاچین بیان کر کے اس قدر
اسکو درہم و برہم کیا کہ وہ آپ کے مقابلے پر آمادہ ہوا اور عمرو نے تو آج حضور وہ کام کیا دی عیاری
پڑائی اک نازنین کی شکل بنکر آیا گانا تو اس نگوڑے کا سحر ہے اسکو شراب بیہوشی ملاکر پلائی شراب
اُڑ گئی جام شکست ہوا نئے طور کا بندوبست ہوا چاہیے تھا عمرو کو سزا ملتی اُسنے وہ کہانی نکالی
کہانتک عرض کرون ملک اطلس سے وعدہ کیا ہے کہ آپکی معشوقہ کو لینے جاتا ہون مگر آپ میرے
لشکر کو بچائیے ملک اطلس سات لاکھ فوج لیکر سمت کوہ ہفت رنگ روانہ ہوا اسواسطے

کو صراط ہفت رنگ سے بمقام قید لاچین دریافت کرکے رہا کرون افراسیاب سے میل کراؤن
حیرت جادو گھبرا گئی عیارون کو کوسنے لگی کہ نگوڑا عمرو مرجاے کیا فریب بناتا ہی افراسیاب
نے آواز دی ای ملکہ عالم وہ بیچارہ ملک اطلس کیا ہی مین سارا فریب مسلمانون کا ظاہر کراکے دیتا
ہون وہ نورافشان و عمرو کا دشمن ہوجاے گا دست بستہ خدمت مین مابدولت کی آئیگا وہان
کوئی موجود نہ تھا جو جاہا بیان کیا تنہا بیٹھی قاضی روی راضی آئی کا مضمون ہی مین ابھی فکر معقول
کرتا ہون علاوہ ساحر زبردست ہونیکے مذہب سامری مین وہ بزرگ ہی بڑی جفا عبادت خداوند
مین اٹھائی کتابون مین میری اسکا کیا حال لکھا ہی مین سب باتین جانتا ہون ابھی بلواتا ہون شہنشاہ
لاچین کی قید تک کیا جاسکتا ہی اسوقت افراسیاب نے قلم اٹھایا یہ القاب لکھا

نامہ از طرف افراسیاب بخدمت ملک اطلس گلگون پوش اشعار

ای شہنشاہ ساحران جہان	گوہر بحر بخشش و احسان	تاج دار ممالک ہمت کو
شہسوار مرکب جرأت	آبرو بخش ہر صغیر و کبیر	فلک ساحری کے ماہ منیر
اختر برج حشمت و اجلال	مہر تابان آسمان کمال	بندۂ خاص سامری جمشید
آسمان کمال کے خورشید	شکر ہی آپ کا ظہور رہا	دل کو مشتاقون کے سرور ہوا
دشمنون نے بڑا فریب کیا	قلب اقدس کو ناشکیب کیا	دام تزویر مین پھنسے ہین حضور
بے سبب عشق مین ہوئے مجبور	قتل احباب و اقربا بھی ہوے	مورد آفت و بلا بھی ہونے

ای شہنشاہ گردون پناہ ای زبدۂ سامری پرستان خلاصۂ زبردستان مقام افسوس ہی کہ دشمنون نے
آپ کو اتنا بڑا فریب دیا اس خیرخواہ کو آپکا دشمن بنایا لیکن اسکی کیا شکایت جو مناسب تھا وہ ہوا
آپکو کوئی آگاہ کرنے والا نہ تھا ان سبنے اپنا رنگ آپ پر جمایا عمرو نے صورت صورت ایک عورت
کی بنائی وہ صورت حضور کو پسند آئی اُس صورت سے بہتر شاہزادی حسین جمیل آپکی خدمت مین حاضر ہوگی
نورافشان برہمن و کوکب نے سراسر خلاف آپکے سامنے بیان کیا شہنشاہ لاچین نے جب
انتقال کیا تب راقم بادشاہ ہوا اس عدل و انصاف سے بسر کی اہالیان طلسم ہوشربا
بخوبی جانتے ہین اہالیان طلسم نورافشان کی ذات سے غدر ہوا دشمنون کا ساتھ دیا بڑے
بڑے سردار مابدولت کے مارے گئے ناچار مجبور ہوکر دائی امان کو بلایا مخالفین کے مقابلہ کو دو برہمن

آتا تھا حضور نے ان سب کو پناہ دی ورنہ اسی معرکے مین اُنکا خاتمہ تھا خیر انچہ گذشت گذشت دیکھتے ہی
اس محبت نامے کے مابدولت کے پاس تشریف لائیے تمام حال ظاہر ہوجائیگا وزیر اعظم میا **سرما سے برف انداز**
نامئہ ہذا لیکر آتا ہی تمام کیفیت فسا و عدم فساد و بربادی مذہب سامری پرستان زبانی ظاہر کریگا یقین ہی
کہ آپکے دلکو تسکین ہو ساربان زادے نے بہت بڑا دھوکا دیا نامئہ ہذا تمام و السلام والاکرام نامے کو
افراسیاب نے ملفوف کیا سرنامے پر اپنی مہر کی بہت سے تحفہ جات قیمتی جواہرات کشتیان لباس و
اشیائے نفیس کی سرماکے ہمراہ کین چار سو ساڑھے چار سو جوان اک خیمہ معقول اپنے ہمراہ لیکر **سرما** روانہ ہوا
بعد جانے **سرما** کے **افراسیاب** نے اک اور انتظام کیا چند نامے بنام خراج گزاران تحریر کیے انکا مضمون
یہ تھا کہ **ملک اطلس گلگون پوش** بزرگ مذہب **سامری** پرستان بعد دو سو برس کے زمین سے
بر آمد ہوا ہو برائے سیر و شکار جاتا ہو جس جانب سے گذرے ہر اک بادشاہ استقبال کرکے اُسکو باعزت
و آبرو خود کش کرے جسقدر ہو سکے ترقی سامان دعوت و ضیافت مہیا ہو جس نے اسکو آزردہ کیا اُسنے
مابدولت کو تکلیف دی یہ نامے بمعرفت طائران سحر روانہ کیے لیکن خواجہ **عمرو بن امیہ ضمری ملک**
اطلس سے رخصت ہوکر اشرفیون کا حساب کرتے ہوے لشکو اپنے لشکر مین آکے تمام کیفیت ملکہ
مہرخ سے بیان کی ملکہ **مہرخ** رونے لگین کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپنے بڑا کار نمایان
کیا لیکن سہان **تاریک** کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو ایک ہفتے سے اسنے طبل جنگی نہین بجوایا جب بیٹھے
بیٹھے بگڑتی ہو لشکر پر ہمارے آپڑتی ہو شعبدہ بازی دکھاتی ہو دس یا پنج نو یا کو پکڑ لیجاتی ہو اسکے
ظلم و بدعت سے زمین تھراتی ہو جیر پھاڑ کر کھا جاتی ہو **عمرو** نے کہا انشاءاللہ اسکا بھی سامان پرورگار
کریگا اب بنتا ہو تو مین جاکر **ملک اطلس** کو لاتا ہون یہ فرماکر **برق فرنگی** کو ساتھ لیا **چالاک** کو
کنارے ملایا کان مین اسکے بہت کچھ سمجھایا **چالاک** نے پکار کر کہا انشاءاللہ تعالے آپکی عنایت سے
یہی ہوگا مین تدبیر کرونگا یہ سامان کرکے **عمرو** اپنے سردارونسے ملا ایک ایک کو تسکین دی یہ بھی فرمایا انشاءاللہ
پھر بخیر و عافیت ملینگے یا ہمسے تمسے ملاقات بروز حشر ہوگی اس کلام حسرت انجام پر خواجہ کے قیامت
برپا ہوئی رات ہی کو **برق** کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گئے لیکن **ملک اطلس** منزل بمنزل جاتا ہے
ہر اسپا آدمی راہ مین اسکی زیارت کے مشتاق ہین اک نوجوان تاج شہریاری بر سر فوج دریا موج
ساتھ لیکر بصبد کر و فر جاتا ہو لوگ دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ کیا کمال ہوا دو سو سال زیر زمین رہا

سنتے ہین ضعیف تھا نوجوان ہو کے نکلا مذہب سامری مین بڑی کرامات ہی سحر و ساحری کی کیا بات ہی جب کامل ہو تب یہ شرف حاصل ہو بموجب حکم افراسیاب جس سرحد پر پہونچتا ہی وہانکا بادشاہ حاضر ہو کر سب سامان دعوت و ضیافت مہیا ہوا صبحکو پھر روانہ ہوتا ہی پانچوین منزل مین قریب صنوبر کوہ پہونچا ملکہ صنوبر جادو خبر سن چکی تھی اپنے کوہ سے اتری ملک اطلس کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا تخت سے ملک اطلس اترا ہر چند کہ عشق مین اس نازنین کے مبہوت ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی مگر جمال ملکہ صنوبر دیکھکر بہت خوش ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا یا تو خاموش تھا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بلبل نہ چمن ہی گل و گلزار کا عاشق
تسبیح کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق
بیکار رہ میخانے سے اے شیخ نکلنا

جو گل ہی سو تیرے گل رخسار کا عاشق
باتین مجھے بھاتی ہین آئینۂ رخ و شام
ہر رند ہو وان جبہ و دستار کا عاشق

رشتے کو محبت کے جگہ دیتے ہین جو لین
ہو اسلیئے اس شوخ کی گفتار کا عاشق
کیا قدر رکھے جنس لب اس شخص کی سودا

جھکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق صنوبر نے شرماکر سر جھکا لیا عرض کی ای شہنشاہ تمام اہالیان ہوشربا آپکے جمال جہان آرا کے خواہان ہین لیکن آپکو عجب حال پر ملال مین پایا متردد و متوحش رنگ رخ مبارک متغیر آپکو کس بات کا خیال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ حسینان جہان ای سردار تاجدار خوبان کیا کہون ایسی اک صورت زیبا دیکھی دام بلاے عشق مین پھنسا ہون مثل طائران نو گرفتار تڑپتا ہون راتین ہجر کی پہاڑ ہو جاتی ہین جب دم لبون پر آتا ہی تب روے سحر فرقت کی زیارت ہوتی ہی دن بھی شب غم سے زیادہ تاریک ہی غذا اپنی خون جگر ہی ملی یہ کیفیت ہی اشعار

ہر یکے خواہان دل از عشق جوبان میشود
آنکہ از عکس رخش آئینہ بستان میشود
رسم ملک سایہ اینازم کہ در حق مریض
من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود
بارہا گفتم نمی آید رشید خویش باز

تا بدست آورد ظالم در پی جان میشود
ہر شبے مانند تصویران فانوس خیال
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
از پریشانی درین بستان چو لا غمگین میشود
ناصح از گفتار خود در وے پشیمان میشود

گر کند از بد دماغی صبح گلگشت چمن
گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود
ہیچکس یارب مکس باشد علی الرغم انجمین
غنچہ گل بیگر دو انجا گر پریشان میشود
تحجر سودا کہ آخر زاہد از امین عصا

ہم ز ذرِ جنت بروز حشر دربان میشود

اس حسرت سے یہ اشعار ملک اطلس گلگون پوش نے پڑھے ملکہ صنوبر نے عرض کی آخر آپکی معشوق نامہربان کس مقام پر ہی ہمکو حکم ہو جستجو کرین جاکر آپ کا پیغام پہونچائین ملک اطلس نے کہا میرا قاصد خوشخرام نیک انجام گیا ہوا ہی یقین ہی جواب باصواب لائے وہ روز روز عید

کیسا سعید ہوگا میرا نامہ بر بیٹھے خبر آمد محبوب پہونچائے ای ملکہ صنوبر جان زینی نامہ بر پر نثار کرونگا کیا کہون کسقدر
انتشار ہی دل ترو منزل شل ماہی بے آب بیقرار ہی لیکن اسوقت تمھارے آنیسے غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا دو چار روز
سواری اسی مقام فرحت انجام پر مابدولت قیام کرینگے صنوبر بہ اعزاز و اکرام لیکر بالائے کوہ آئی بارگاہ استاد
کرائی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا بڑی دھوم سے ملکہ صنوبر نے دعوت کی ملک اطلس خدمتگزاری سے
کی نہال ہی کسیقدر رفع ملال ہوا لیکن شب کو جب تنہائی مین جاتا ہی تصویر دلپذیر خواجہ عمرو نے بر آ
تسکین دیدی ہی تنہائی مین اس تصویر کو نکالتا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی جوش محبت مین
درد دل سناتا ہی یاد مین اُس روے زیبا کی دن رات گھبراتا ہی دوسرے دن تخت پر ملک اطلس بیٹھا ہی
ملکہ صنوبر مصروف خدمتگزاری ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ صرما وزیر اعظم افراسیاب نامہ
لیے ہوے آتا ہی صنوبر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کا وزیر براے زیارت سرکار حاضر ہوا ہی اگر حکم ہو
استقبال کرکے لاؤن ملک اطلس نے کہا افراسیاب بڑا مغرور رہی نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور ہی اُسکے
پا مین مہندی لگی تھی خود نہ آیا اپنے وزیر کو بھیجا کچھ ہمارے پاس آنے کی ضرورت نہین ہی بادشاہ اصلی کو ہم
جا کر رہا کرینگے اس نمکحرام کی آنکھ کھلیگی جب ملک اطلس بہت بگڑا صنوبر نے آب کلام سے ٹھنڈا
کیا کہا ای شہنشاہ افراسیاب جادو بڑی آفت مین مبتلا ہی ایک سر ہزار سودے جب نامہ حضور پڑھینگے
سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی یقین ہی باعث عدم حضوری بھی ضرور تحریر کیا ہو آپ کے نیاز مند ہین آپ
سے کیا سرکشی کرینگے جب ملکہ صنوبر نے اسطرح سمجھایا تب ملک اطلس نے حکم دیا اچھا خوشی
تمھاری خاطر سے حکم دیتے ہین ورنہ مابدولت کو کچھ ملاقات کی ضرورت نہ تھی کیا ہم اُسکے تحفہ
جات کے محتاج ہین ہمارے نام سے قواعد دین سامری کے رواج ہین ملکہ صنوبر خوشامدین کرکے
اپنی کنیزون کو براے خدمتگزاری ملک اطلس گلگون پوش چھوڑکر براے استقبال صرما چلی ہر
کوہ بھیجی صرما سے برف انداز نے صحرا مین لاکر بارگاہ استادہ کرائی صندوق تحفہ جات کے آگے تھے
مین رکھے انتظار ہی کہ ملکہ صنوبر آئے کل حال اُس سے دریافت کرون پھر جاکر ملک اطلس
سے ملون کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ صنوبر بہ تشریف لا یا چاہتی ہین صرما سے برف انداز جاکر
بارگاہ مین ٹھہرا انتظار ملکہ صنوبر جادو کر رہا ہی لیکن ملکہ صنوبر مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان
دمساز کوہ سے اترکر خراماں خراماں جاتی ہی ایک جانب سے دیکھا ایک ہرکارہ گوے دار پگڑی سر پر بونے

کی چھڑی زیب کمر اسپہر جہاں افراسیاب پکارتا ہوا اے ملکہ صنوبر ٹھہرو واہ تمنے بڑا غضب کیا پرچہ لکھونگا
ملک مال چھین جائیگا شہنشاہ کا عتاب آئیگا ملکہ صنوبر ہرکارے کو دیکھکر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے
صاحب مین نے کیا خطا کی ہرکارے نے کہا خطا کا حال کھلجائیگا جب دوسرا ناظم آکر فرد واصلات طلب کریگا
تب آنکھین کھلین گی خزانے مین روپیہ تیار رکھیو زرخراج کی یہ تباہی شہنشاہ پر دشمنون کی لشکر کشی آپ کو
خبر بھی نہین دن عید رات شب برات کبھی آکر آپ باغیون سے لڑین دس بیس ہزار ملازم قتل کراکے دو
چار زخم بھی کھائے صنوبر گھبرا گئی کہا میان ہرکارے مفصل کہو مجھکو شہنشاہ نے کب طلب فرمایا کہ مین
نہ حاضر ہوئی کیا کسی در اندازنے ور اندازی کی غمازون نے غمازی کی ہرکارے نے کہا مجھکو آپکے حال پر رحم
آگیا ورنہ جنبیون کا رسالہ آپکی گرفتاری کو چل چکا ہے ذرا کنارے آئیے مین سمجھا دون اب بھی خیر ہے صنوبر
تھرتھر کانپتی ہوئی ہرکارے کے ساتھ آئی کنیزون کو اسی مقام پر چھوڑا ہرکارہ ملکہ صنوبر کو ایک درہ کوہ مین
لیگیا کہا اے ملکہ صنوبر ملکہ حیرت جادو تمہاری دشمن ہوگئین چاہتی ہین ملک مال اپنے قبضے مین کرین
جلد اپنا کارندہ روانہ کیجیے جاکر شہنشاہ کو عرضی دے دوسرا ناظم نہ آنے پائے یہ باتین کرتے کرتے حباب
مارا صنوبر بیہوش ہوگئی آواز آئی سنم مہر سپہر عیاری ایکطرف سے برق فرنگی بھی آیا عمرو نے
کہا بیٹا اسکی صورت تو بنکر تیار ہو خواجہ عمرو نے ملکہ صنوبر کو اٹھاکر زنبیل مین رکھا برق فرنگی ملکہ
صنوبر کیصورت بنکر آراستہ ہوا عمرو نے سمجھایا جاکر سرمائے برف انداز سے ملاقات کرو ایسا رنگ جمانا
شب کو بارگاہ رہنا مین بھی وقت پر آجاؤنگا برق سبق خوب لیکر بشکل صنوبر مسکراتا ہوا اپنی
بارگاہ آیا کنیزون نے پوچھا حضور ہرکارہ کہان گیا ملکہ نے کہا چپ رہو اس نگوڑے کا نام بھی نہ لو مین
نے سمجھا دیا وہ چلا گیا مین کیا کسی کا دینا چاہتی ہون ملک موروثی پر کون دست انداز ہوسکتا ہے اب
اسکا ذکر کسی کے سامنے نہ کرنا یہ کہکے طرف بارگاہ سرمائے برف انداز کے ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا انگلیان
چمکاتا ہوا چلا سرمائے برف انداز نے سنا ملکہ صنوبر جادو آپہونچی جانتا ہے کہ ناظم ملک صنوبر کوہ
ہے بے اختیار باہر نکل آیا ملکہ صنوبر نے جھک کر سلام کیا مسکراکر کہا میان وزیر اعظم بڑے بے
مروت ہو تم لوگون سے کسی بات کی امید نہ رکھیے کبھی ایک پرچہ بھی لکھنا نہین نصیب ہوتا نامہ
لکھتے ہاتھ ٹوٹتے ہین یہان ناحق کو روز ذکر کرتی ہون نام پر صدقے اتارتی ہون دشمنون کے
ہاتھ سے یہان سر ما بچین عیار ڈھونڈھا کرین آپکی آنکھ نہین ملتی یہ کہکر ہاتھ مین چٹکی لی قہقہہ مارکر ہنسی کہا

کیون جی وزیر اعظم ان باتون سے تم یہ سمجھے ہوگے کہ ملکہ صنوبر میرے اوپر عاشق ہوگئی ہو وگرنہ مین ایسون سے
لوٹا بھی نہ اٹھواؤن لیکن ناحق مین برائے استقبال دوڑی آئی میرے پیر بھی تھک گئے سختی اٹھائی پہاڑ
کا راستہ طے کیا جنگلے واسطے آئی وہ بھولے کھڑے ہین صرصر مائے برق انداز بیقرار ہوگیا کہا ملکہ صنوبر
مین تو غلام ہون صنوبر نے کہا غلام اپنی جوڑو کے ہو مجھ کمبخت سے کیا کام دور سے صاحب سلامت
ہوچکی بس مین جاتی ہون ملاقات کو وہان ملک اطلس کی تشریف لائیے گا مین کچھ رات کو
رہنے نہین آئی ہون صرصر مانے دانت نکال دیے ہین ہین کرنے لگا رال ٹپک پڑی ہاتھ تھام لیا
کہا ملکہ صنوبر بارگاہ مین چلیے اسوقت چڑھائی پر پہاڑ کی نہ جا سکینگے بوقت سحر ملک اطلس گلگون
پوش سے ملاقات نہ کرینگے آج رات کو یہان ناچ گانا ہوگا دور شراب ہو صنوبر نے کہا او دیدے کی
صفائی مین رات کو انکی بارگاہ مین رہون شراب پیون تنہا پا کر مجھسے مذاق کرو تو مین کیا کرون اقرار
کرو تو مین چلتی ہون ورنہ ابھی چلتی ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا شراب نہ پلانا مین شہنشاہ سے کہلا بھیجونگی
صرصر مائے برق انداز نے کہا ای ملکہ صنوبر ہم تو تمھارے مہمان ہین دلشکنی کرنا مناسب نہین آئندہ
آپکو اختیار ہے یہ نیازمند آپکا مجبور و ناچار ہے منتین کرتا ہوا بمشکل بارگاہ مین لایا مقام صدر پر ملکہ
صنوبر کو بٹھایا ساتھ والون سے کہا شراب کباب حاضر کرو ساتھ والونسے کہتا ہے صنوبر مجھپر مرتی
ہے مجھے معلوم نتھا آج اسکی باتون سے معلوم ہوا مدت سے عاشق ہے آجکی شب بڑی راحت سے گذریگی
صبحکو ملک اطلس سے ملاقات کرینگے کیا جلدی ہے ملاقات کرتے ہی بخوبی سمجھا دونگا پھیر کر لیجاونگا نامے
مین تو چند فقرات شہنشاہ نے لکھے ہین مجھے زبانی عرض کرنا ہے ابتدائے جنگ اسد و عمرو و چند باتون مین
سمجھا دونگا ایک شب مین کیا نقصان ہے سب نے عرض کی حضور بہت بہتر ہے ایسی معشوقہ عاشق خدا
کسے ملتی ہے عاشق نہوتی تو واسطے استقبال کے کیون آتی حیلے مین استقبال کے بیقرار ہو کر آئی ہے
مدت سے بیقرار نہوتی تو یہ جوش و خروش نہوتا صرصر بھول گئے کہا بجا ہے سینکڑون مجھپر مرتی ہین مین نے
قصد نہین کیا منگلو کی نوچی مین لاکھ روپیے کا مال لیکر بیٹھی جاتی تھی مینے قبول نہین کیا مگر ملکہ صنوبر
نے فوراً سامان جشن و عشرت مہیا کیا صرصر ما بیٹھا دیکھ رہا ہے صندوقون کو دیکھکر صنوبر جادو نے پوچھا
وزیر اعظم صاحب اسمین کیا ہے کہین کوئی تمھاری خالہ اماں آشنا ہونگی اسکے لیے تحفے لے چلے ہو صرصر ما نے
کہا ای ملکہ عالم اسمین جواہرات تحفہ جات گلدستہ ہائے بے نظیر گہر ہائے آبدار پیش نذر افراسیاب نے

برائے **ملکہ اطلس گلگون پوش** روانہ فرمائے ہین شب کو یہان رہیئے ورنہ اسیوقت جاکر مشرف
ہوتے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا شہنشاہ کے لیے معشوقہ لینے گیا ہے دیکھیے اب حال کھلیگا کیسی
جوتیان پڑینگی اب لشکر مسلمانان بہت جلد تباہ ہوجائیگا اپنے نزدیک یہان **نورافشان و عمرو** نے
بڑا کام کیا ایسے بزرگ کو دھوکا دیا ایسا اسکا بدلا ہوگا **افراسیاب** تو خطا معاف بھی کردیتا لیکن
یہ بزرگان دین خوش آئین کسکا پاس کرتے ہین **صنوبر جادو** نے کہا ہوگا تمھین تو قصے کہانی بہت یاد
ہین جو نگوڑا جیسا کریگا ویسا پائیگا ہم تمھین راضی کرنے آئے ہین **سرما برف انداز** خوشی مین ست بیٹھا
ہے جب جلسہ آراستہ ہوچکا گانیتن آئین **سرما** نے اپنے لشکر کے طائفے بلائے ملکہ صنوبر نے کہا یہ گانا ہمین پسند
نہین آتا کسبیان و بیانتین چار چیزین سیکھ لین ایک بھلی لیکر نکل پڑین کوئی گویا عمدہ ہوگا تو گانا گائے
تو دلکو پسند آئے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی حضور دروازے پر ایک گویا حاضر ہے کہتا ہے مین ہمیشہ خدمت
سامری و جمشید مین رہا جب سے **ملک سامری** پرستان برباد ہوے مارا مارا پھرتا ہون **سرما**
نے کہا بلالو دیکھا کہ گویا نوجوان تنبورا ہاتھ مین ستھرا ہے بات بات مین لوٹی پھڑکتی ہوئی گنگناتا ہوا سامنے
آیا دعا جان درازی ملکہ صنوبر نے کہا میان تمھارا کیا نام ہے کمال بھی تھا ہمکو استاد ہر رنگ کہتے ہین باپ
ہمارے **تان توڑ خان** تمام دنیا مین مشہور ہین آجکل پریشان ہوگئے جورو نے بھی کہا جتن کی خبر سنی
چلے آئے **سرما برف انداز** نے کہا ملکہ کو علم موسیقی مین بہت دخل ہے کیا گانا ہر رنگ نے عرض کی
حضور بیکا تیجا دونون چار گز کی تان پانچ گز کی تان جہانتک کہیے بڑھتا جائے **تان توڑ خان** کا
بیٹا **ساز خان** کا پوتا **تانسین** کا سر دتا ہمسے زیادہ کون گائیگا سبکو راضی کرکے جائینگے لیکن حضور
ایک خیال ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ہم گا رہے ہین سامری جمشید نے فرشتہ کو بھیجا ہمکو بلوا لیا پھر ہم نہ رک سکین گے اگر
چلے جائین تو شکایت نہ کیجیے گا ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے گویون کو باتین بہت آتی ہین کچھ سنائین اچھی اچھی چیزین
گاؤ ہر رنگ نے کہا ایسی ایسی سنائین سب صاحب خوش ہوجائین حضور ہم لوگ ڈھاڑی ہماری بات
کا برا نہ مانیے مجھے مجرے کے روپیے پہلے دیدیجیے صنوبر نے کہا زیادہ باتین نہ بناؤ وزیر اعظم سامنے
موجود ہین نہال کردینگے یہ دیکھو بڑے بڑے صندوقون مین مال بھرا ہے صنوبر نے اشارہ کرکے سب
صندوق بتادیے **سرما** نے کہا صاحب صندوقونکا ذکر نہ کرو مین اپنے ساتھ بہت کچھ لایا ہون کیا پرائے
مال کے بھروسے پر آیا ہون ہر رنگ نے ٹھیکر پہلے دو چار خیال گانے تانین آئین بائین شائین

مارین سرما نے کہا اس گویے کو نکال دو یہ کیسی بلیان لڑاتا ہو کوئی ٹھمری غزل گاوا تو گویا سنبھل بیٹھا چونکہ وقت شب ہو یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

محفل مین جھلملاتی ہو کیون بار بار شمع
روتی ہو بار بار قریب مزار شمع
کرتا ہو گر میان جو وہ محفل مین جلوہ سے
محفل مین تو فروغ دکھا کے ہزار شمع
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
ہم شمع پر نثار ہین ہم پر نثار شمع
آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم مین
بس ایک ہی حال پہ ہوا اشکبار شمع
تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
کچھ غم نہین ہو جو قریب مزار شمع
کس شعلہ رو کے رشک سے ہو بیقرار شمع
دود سیاہ رنگ سفید آشکار ہے
جلتا ہو تیری طرح مرا جسم زار شمع
اس شعلہ رو سے بزم مین جل جلکے تا سحر
تربت مین ہوگا میرے دل داغدار شمع
بے نور ہوگی صبحکو اتنا نہ کر غرور
رکھتی تھی اپنے دلمین یہ کس سے غبار شمع
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع
تربت پہ بعد دفن ہو اک غمگسار شمع
دکھلاتی ہو دو رنگی لیل و نہار شمع
روشن نہوگا نام مرے داغ دل کی طرح
آخر نثار ہو گئی پروانہ وار شمع
جل جل کے کہتا ہو یہی پروانہ بزم مین
بس رات بھر ہو بزم مین تیری بہار شمع
جلتا ہون مین جو بزم مین تجکو بھی نثار
پروانون کو جلا رہی ہو ای نگار شمع
سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد مین ساتھ

اس غزل نے آگ لگا دی سرما کے برف انداز جھومنے لگا صنوبر نے کہا میان ہر رنگ کیا کہنا شراب بھی پیتے ہو عرض کی حضور ہماری جسم گھٹی ہو اک بوتل بلوائیے تکے کا ٹھرا منگائیے پھر سنیے و دیکھیے کیسا راعنی کرتے ہین ملکہ صنوبر نے کئی گلابیان منگوا کر سامنے میان ہر رنگ کے رکھین میان ہر رنگ ہنسے کہا حضور اس سے کیا ہوگا دو چار تپلے منگائیے ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے دو جام پیکر سارا رنگ بھول جائیگا یہ وہ بازاری ٹھرا نہین ہو بادشاہون کے پینے کی شراب ہو گویے نے کہا حضور ہم تنہا خوار نہین ہین جب ساقی ہوتے ہین کسیکو باقی نہین چھوڑتے صنوبر نے غصے مین سرما کے ازاربند سے کنجی میخانے کی کھول کر پھینکدی میان ہر رنگ میخانے مین گئے شراب کو درست کرکے لائے اس سلیقے سے شراب لایا کہ دیکھنے والون کی آنکھون مین نشہ آگیا ملکہ صنوبر جادو بھی کاروبار مین مصروف ہین ہر رنگ بحال بیٹھا ہو شراب چلنے لگی ملکہ صنوبر منتظم جھٹ پٹ کام ہونے لگا پردہ بارگاہ مین پڑا ہوا ہی باہر کا آدمی اندر آ نہین سکتا تھوڑی ہی عرصے مین سرما کے برف انداز گھبرایا ملکہ صنوبر سے پکار کر کہا چلو ہم تم لیٹ کر سو رہین صنوبر نے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہو منھ تو دیکھ آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین تیل ڈالکر کے تو اپنی صورت ضرور دیکھی ہوگی ورنہ اب دیکھے سراسر سب حال آئینہ ہو جائیگا

بیہوشی کام کر چکی تھی اٹھتے اٹھتے دل بیٹھ گیا دھم سے گر اساتھ والے اٹھے سب بیہوش ہوے برق فرنگی نیچہ کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالایق کیا کرتا ہی قتل کرنا منظور نہین ہی عمرو نے کسیکا لباس بھی نہ اتارا صندوق تحفہ جات کے کھولے اسکا انتظام بوجہ احسن کر دیا جو منظور تھا وہ مطلب ہوا ظاہر مین محفل کی کوئی چیز نہ لی برق کو کچھ سمجھایا کہا مین الگ ہو جاؤن تو بشکل صنوبر آرام کرتوت سحر ساکو اپنے ساتھ لیجا تاہم بھی کسی صورت پر آئینگے جو کچھ ہمنے سکھادیا سلیقے سے انتظام کرنا برق بہت خوش ہوکے گوشہ بارگاہ مین جا کر سورہا خواجہ عمرو سراچہ چاک کرکے نکل گئے چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری چمکا نسیم سحری چلی سرماے برف انداز کی آنکھ کھلی گھبرا کے اٹھا اپنی حرکت پر منفعل ہوا کہ ملکہ صنوبر سے کیا وعدہ تھا نشہ شراب کا بری چیز ہو ناحق شرمندہ ہوا ملکہ صنوبر کو جگایا صنوبر نقلی آنکھ ملتی ہوئی اٹھی کہا صاحب جلدی چلو شہنشاہ گھبراتے ہونگے سرما نے تحفہ جات لدوائے صندوقون مین اسیطرح قفل لگے ہوے غلاف چڑھے ہوے طرف پہاڑ کے چلے صنوبر راہ مین سرما کو خوب سمجھاتی ہوئی چلی کہ اے وزیر اعظم بادشاہ عالیجاہ کا سامنا ہی بہت سلیقے سے کلام کرنا جبتک کے ملنا سرما نے کہا مین بخوبی سمجھا دونگا سامری جمشید کے حکم سے مسلمانون کے نام کا دشمن ہو جائیگا ابتدا سے انتہا تک سب بیان کرونگا کو کب نے سراسر بدعتی کی ہزارون سردار طلسم ہوشربا کے انکے ہاتھ سے مارے گئے آج ہی انکو طرف طلسم نورافشان کے پھیرونگا پہلے طلسم نورافسان کی فکر واجب لازم ہی ملکہ تاریک شکل کش لشکر عمرو کا خاتمہ کردیگی یہ جاکر طلسم نورافشان کو فتح کرینگے اب مسلمانون کا نام بھی نہ باقی رہیگا ملکہ صنوبر نے کہا مین نے سمجھا دیا آئندہ تمہین اختیار ہی صنوبر جادو یہ کہکے پہلے پہونچی جا کر ملک اطلس کو سلام کیا ملک اطلس نے پوچھا ملکہ صنوبر شب کو تمنے وہان کیون بسر کی عرض کی وزیر اعظم سرماے برف انداز نہ آسکے کیز رات بھر حضور کے انتظار مین رہی خفا ہے شب فراق سہی حضور وزیر اعظم آتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ افراسیاب کو آپ کا تشریف لانا ناگوار معلوم ہوا رات کو بھیجا ایک نامہ سرما کے پاس آیا سرما پڑھکر دیر تک سر جھکا کے سمجھا رہا مین نے جو پوچھا کہ کیا مضمون ہی مجھسے نہ بتایا میکن کاغذ کو جیب مین رکھ لیا اگر مناسب ہوگا تو ارشاد فرمایئے گا کہ جو شب کو نامہ آیا ہی وہ بھی ہمکو دکھاؤ آپ سے دغدغہ عرض کرینگے جو مناسب وقت ہو انتظام کیجیے گا اپنی جان کا خیال رکھنا واجب لازم ہی ملکہ اطلس سنکر کہا اے خیر خواہ دولت نہیں کوئی اگر دوست انداز ہو دریا سے

خوش سب دون یہ باتین تھین کہ سرما ے برف انداز حاضر ہوا آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑا ہوا عرض کی شہنشاہ نے حضور کیواسطے تحفہ جات روانہ فرمائے ہین پہنچے وہ پیش کرون حکم
دیا لاؤ صندوق آکر رکھے گئے جیسے ہی وہ صندوق بارگاہ مین آئے اک بوے بد آئی کہ دماغ سب کے
الٹ گئے ملک اطلس نے کہا یہ بو کہان سے آئی ملکہ صنوبر نے عرض کی حضور انکو کھلوائیے حال کھلیگا
سرما نے بڑھکر صندوق اول کھولا ملک اطلس بھی کھڑا ہوگیا اس خیال سے کہ بادشاہ ہوشربا
نے تحفہ جات بھیجے ہین جیسے ہی پڑا اٹھا تمام بارگاہ کے لوگون نے ناک بند کرلی ملک اطلس نے
دیکھا کہ مرا ہوا گدھا خاک اول مین بھرا ہے سرما کا دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا کیون بے افراسیاب
نے یہی کیا بھیجا ہے گدھے پر اوسی گدھے کو سوار کراؤ بھیجا دوسرا صندوق تو کھول دوسرا صندوق جو کھولا
اسمین کتے کا لاشہ اعضا گلے ہوے کیڑے پڑگئے ہین لیکن کام کرنے والے نے وزن مین فرق نہین
کیا الا لباس والا صندوق جو کھولا اسمین کتے کی کھال اسمین کسا ہوا ہے ملک اطلس سرما ے
برف انداز کے ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے ملک اطلس افراسیاب کو گالیان دینے لگا کہا
یہ نمک حرام بہت مغرور ہوا یہ تحفے ہمارے واسطے بھیجے ہین در پردہ تو یا ے جنگ ہو جوانی کی امنگ ہے ملکہ
صنوبر نے بڑھکر عرض کی حضور جو کچھ کیا وہ افراسیاب نے کیا بیچارے وزیر کا کیا خطا ان کی جیب
مین اک نامہ ہے اسکو ملاحظہ فرماکے انکو رخصت کر دیجیے سرما نے کہا شب کو تو کوئی نامہ نہین آیا صنوبر
نقلی نے بڑھکر کہا اے وزیر اعظم اپنی آبرو بچاؤ جو کچھ ہو صاف صاف کہدو سرما ے برف انداز
نے کہا مین ان خبرون سے بالکل واقف نہین ہون شہنشاہ نے اشیاے نادرہ روانہ کیے تھے ملکہ
صنوبر نے غصے مین کہا کیون اپنی خرابی کرتے ہو یہ کہکے جیب سے نامہ نکال لیا ملک اطلس گلگون پوش
سے کہا لیجے حضور پڑھیے افراسیاب نے آپکو لکھا یا نہ وزیر کو ملک اطلس نے جو اس نامے کو
کھولا افراسیاب نے سرما ے برف انداز کو لکھا ہے اے وزیر اعظم اے خیرخواہ دولت تم ہم سے
وعدہ کرگئے تھے ملک اطلس کا سر کاٹ لاؤ نگے سو وہ الماس خزانے سے لیا کیا باعث ہوا اب تک سر
اس خود سر کا نہین روانہ کیا کیا تم جاکر اس باغی سے مل گئے اگر یہ کام تم سے نہو سکتا تھا تو بیڑا کیون
اٹھایا جس رقم کا تمنے وعدہ کیا تھا وہ رقم الگ تیج کرادی تمھاری جورو صاحبہ اسپر قبضہ بھی کرلیا روز نئے
تمھارے خط دکھاتی ہین کہ شوہر نے ہمارے تدبیر کی ہے امروز فردا مین سر لیکر اسی سرکش کا حاضر ہوگا

ایک تمہارے خط سے یہ ثابت ہوا تمنے تحریر کیا ہی کہ دون کو اُسیر دست اندار نہو سکونگا سبکو سوتے مین سر کاٹونگا
جسطرح ہوسکے جلدی کر ملک اطلس گلگون پوش پڑھتا جاتا ہی چہرہ سرخ ہی ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالتا ہی
کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر کہا کیون شہنشاہ اسمین تو کچھ اچھا اچھا لکھا معلوم ہوتا ہی
یہ سنکر ملک اطلس نے کہا اس ملعون سرما کی مشکین باندھو جوتیان مارو مجھیا ہمارا سر لینے آیا ہی سر
پر مار پڑنے لگی اگر کسی نے تلوار کھینچی ملکہ صنوبر نے منع کیا کہا ارے یارو یہ کیا کرتے ہو چار جوتیان مارلو
ڈاڑھی اسکی نوچ ڈالو جان نہ لو سرما بھی گھبرا کر کہتا ہی ملکہ صنوبر میری جان بچاؤ مین اس نامے سے
آگاہ نہین صنوبر نے ڈاڑھی پکڑ کر ایک جوتی ماری کہا او گدھے انکار کرنے سے وہ اور زیادہ خفا ہونگے
وار پر کھینچوا دینگے یہ کہکر اپنی جان بچا کہ حضور مین اسکا لکھوا رہون جو آپنے حکم دیا وہ مین نے قبول کرلیا
انکار مین جان نہ بچیگی اقرار اقرار کر یہ کہکر ملکہ صنوبر نے پکار کہا اے شہنشاہ والاجاہ مین نے دریافت
کیا اس بیچارے کی کچھ خطا نہین ہی جو اسکے بادشاہ نے کہا وہ اسنے کیا دیکھیے پوچھ لیجیے بیچارا منتین کرتا ہی
یہ کہہ کے آواز دی صاحبو ذرا ہاتھ روکو بیگناہ کو نہ مارو دیکھو وہ کیا کہتا ہی جب لوگ رُکے ملکہ صنوبر
نے کہا اے وزیر اعظم مفصل کہو تمہاری جان بخشی ہو جائیگی سرمائے برف انداز نے ہاتھ باندھکر کہا
حضور حقیقت مین جو میرے بادشاہ نے کہا وہ مین نے قبول کیا ملکہ صنوبر نے کہا حضور سچ کہتا ہی اب
اسکو معاف کیجیے صرف منہ کالا کرکے نکلوا دیجیے اور کان مین سرما کے چپکے سے کہا تمہاری جان بچاتی
ہون منھ کالا ہوگا بلا سے ڈاڑھی منڈے گی بلا پوش سے گھر کی کھیتی ہی پھر نکل آئیگی منہ چلکے دھو ڈالنا
جان تو بچی سرما نے کہا اے ملکہ صنوبر جو مناسب جانیے وہ کیجیے میری جان بچائیے صنوبر نے حکم دیا
ڈاڑھی انکی مونڈو منھ کالا کرو گلے مین جوتیونکا ہار ڈالدو ننگے گھوڑونپر سوار کرکے ان نالائقونکو نکالو
سرمائے برف انداز بعد سوز و گداز نکالے گئے ملکہ صنوبر نے کاغذ وغیرہ لیکر پھاڑ ڈالا کہا شہنشاہ
اب آپ کوچ کیجیے کنیز بھی لشکر لیکر حاضر ہوتی ہی مقام قید لاچین دریافت کرکے اُسے رہا کیجیے اس ملعون
کو قتل کرنا مناسب ہی افراسیاب سلطنت ہوش ربا پاکر بڑا مغرور ہوا ہی دیکھیے حضور کے قتل کی فکر کی
ہی ملک اطلس گلگون پوش نے اُسیوقت افسران فوجکو حکم دیا بہ تعجیل تمام لشکر ظفر اثر تیار رہے طرف
کوہ ہفت رنگ کے چلو کوہ صنوبر سے غصے مین کانپتا ہوا اُترا پشت مرکب پر سوار ہو دو منزل
سہ منزلہ کرتا ہوا چلا ملکہ صنوبر نقلی پہاڑ سے اُتر کر غائب ہوگئین یہان کنیزین اسین جلسین بیٹھتی

پھرتی ہین کہ ہماری ملکہ عالم کیا ہوگئیں بعضون نے کہا شاید ملک اطلس کے ہمراہ گئین یہ تو سب اس تردد
مین رہین اور خواجہ عمرو برق بصورت پیدل لشکر کے ہمراہ چلے جاتے ہین خوشیان کرتے ہوئے فرماتے
ہین اے برق کیا کہنا جاکر ملکہ صرخ سحر چشم کو ان کل امورات کی خبر دو جہانتک ہوسکے لشکر کو بدعت سے
تاریکی کی بچاؤ انشاء اللہ تعالے ملک اطلس گلگون پوش کو فتح کیا چاہتا ہوں اگر لاچین
کا پتا ملا تو اسکو لیکر آتا ہون برق فرنگی طرف لشکر کے چلا خواجہ لشکر ملک اطلس کے ہمراہ ہین
لیکن ملک اطلس گلگون پوش بعد جوش و خروش قریب کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ پر جو حجرہ بنا ہے اسمین تخت پر بیٹھا ہے سات پتلیان سنہری لپشت پر مگس رانی کر رہی
ہین سات خدمتگار دست بستہ سامنے حاضر ہین اسنے دیکھا کہ گرد اڑی ایک تاجدار لپشت پر سات لاکھ سواران
غدار لشکر کوس بھر ٹھہر کر کوہ ہفت رنگ سے ٹھہرا صراط ہفت رنگ نے خدمتگار کو حکم دیا کہ اس تاجدار کو
کہو یہ مقام کوہ ہفت رنگ گذرگاہ سامری جمشید ہے یہان بے ادبی جائز نہین ہے لشکر ہٹا لیجاؤ
ورنہ سزائے معقول دیجائیگی شہنشاہ طلسم ہوشربا جب قریب کوہ آتا ہے پیادہ ہوکر طواف کوہ
ہفت رنگ کرتا ہے مع لشکر اتر نا سراسر بے ادبی ہے یہان ملک اطلس نے لشکر کو اتارا بارگاہ
مین آکر بیٹھا ارادہ ہے کہ صراط ہفت رنگ کو بلواؤن یا خود برائے ملاقات جاؤن کہ چوبدار نے عرض
حضور خدمتگار در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملک اطلس نے حکم دیا بلاؤ خدمتگار سامنے
آیا رعب و دبدبہ دیکھکر گھبرا گیا پایہ تخت کو بوسہ دیا صراط ہفت رنگ کا پیغام عرض کیا یہ سنکر ملک اطلس
جوش مین آگئے کہا جاکر اس نامرد سے کہنا کہ مابدولت کی خبر آمد سنی ہم دو سو برس کے بعد پردہ دنیا مین
تو برائے قدمبوسی حاضر ہوا ایک خدمتگار کو بھیجی اب ہمکو خوب ثابت ہوا تم سب نمک حرام ہو تم نے مل ملکر
افراسیاب کو بادشاہ بنایا سلطنت لاچین کو مٹایا بہتر یہی ہے کہ خدمت مابدولت کی حاضر ہو مقلم
قید لاچین بتاؤ اسکو چلکر رہا کرینا افراسیاب نالائق لائق سلطنت کے نہین ہے اگر اسکے خلاف ہوا
سمجھو اس پہاڑ کو آسمان پر اڑادونگا آگ لگادونگا خدمتگار کانپتا ہوا الٹا خدمت صراط مین آیا تمام کیفیت بیان
کی صراط نے کہا جھک مارتا ہے بیچارے کی شامت آئی ہے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے جو مناسب
جانتا ہے وہ کرتا ہے کیا مجال اسکی ہے کہ کوہ ہفت رنگ کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے اٹھارہ سو قریہ اس
کوہ کے متعلق ہے وہ گھمار آئیگی تاب نہ لاسکے گا لیکن افراسیاب کو اطلاع دینا ضرور ہے اسیوقت

ایک نامہ لکھا حالات آمد ملک اطلس لفظاً لفظاً درج کیے ماش کے آٹیکا ایک خایہ بنا یا نامہ اوسکے گلے مین
باندھکر طرف افراسیاب کے روانہ کردیا افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا ریک نے اس عت پر گرہ باندھی
ہو طبل جنگی تو نہین بجواتی لیکن جب گھبرائی لشکر فرخ پر جا پڑی دو چار کو چیر پھاڑ کر کھا گئی دو چار آدمی
پکڑ لائی سرداران عمرو نوبت بجان و کار دبر استخوان ہین افراسیاب خبر سنکر خوش ہوتا ہی حیرت
کہ رہی ہی جو وزیر اعظم واپس نہ آکے نامہ لیکر بخدمت ملک اطلس گلگون پوش گئے تھے یکایک ہرکارے
دوڑتے ہوئے آکے عرض کی حضور آج نئی طرحکا معاملہ ہی بارہ سو کلموہے ڈاڑھی موچھین ندارد چہرے
کے بار گلے مین اُلٹے گھوڑون پر سوار لشکر مین سرکار کی آگئے ہین نہین معلوم وہ کون ہین غلامون
نے دریافت بھی کیا وہ نام ونشان نہین بتاتے بارگاہ مین حضور کی آئے ہین افراسیاب نے کہا پردہ
بارگاہ کا اٹھادو اور سپاہیونکو حکمدیا تلوارین کھینچکر کھڑے ہو قریب بارگاہ ان کلموہونکو نہ آنے دو
سپاہی تلوارین کھینچکر آگے بڑھے افراسیاب نے دیکھا بارہ سو جوان منھ کالے ننگ خاندان بالکل برہنہ
بدحواس دہائی دیتے ہوئے نام سامری جمشید لیتے ہوئے آتے ہین سپاہی غل مچاتے ہوئے آگے بڑھے کہ
خبردار حکم شہنشاہ ہی سوانگ خوب بنا مگر ہولی مین اتنا خوب روپ بھرا لیکن یہ مقام میدان قتال و جدال
ہی یہ مسخراپن کرنا تمھارا کمال ہی جب تو سرطے برق انداز گھوڑے پرسے کود پڑا اور آواز دی کہ سوانگ کی
ایسی تیسی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ہم وزیر اعظم ہمراہے برق انداز سپاہی کانپنے لگے ٹھٹھکر
آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ وزیر اعظم صاحب آپکے قدیم مصاحب ہین افراسیاب گھبراکر کھڑا
ہوگیا کہا یارو یہ کیا آفت آئی میرے نوکرون کی یہ صورت کسنے بنائی ملکہ حیرت روتی پیٹتی دوڑی وہ سب
اسی حال پر ملال مین اسی بارگاہ مین گھس آئے سبب سے لوگ تو ڈر کے مارے بھاگنے لگے بعض کو انکی
ہیبت دیکھکر غش آگئے بعضے کہتے تھے یارو یہ کیا قہر سامری و جمشید ہی بعضے کہتے تھے اس کالا منھ
ہونے مین بھی کچھ بھید ہی قدرت کے بھی کارخانے ہین کوئی سیاہ رو کوئی سرخ رو فلک کج رفتار کیسے رنگ
بدلتا ہی ہمارے وزیر نے بھی رنگ بدلا ہی لیکن افراسیاب نے پکار کر کہا ای وزیر اعظم یہ کیا ستم ہوا سرما
نے کہا حضور ستم کیا ہوا ملکہ یہ کہیے جان بچگئی آپ تک زندہ پہونچے بڑی بات ہوئی ملک اطلس
نے چالاک کیا افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا اسکی کچھ شامت آئی یہ اپنے دل مین سمجھا کیا ہی آخر کیا باعث ہوا
پہلو وزیر صاحب کا منہ دھلواؤ لباس پہناؤ تب مین حال پر ملال پوچھون اس ذکر مین صرصر بھی آگئی قہر خشمگین

دیکھتے ہی ہنسی کہا ساربان زادے کے فقرے ہین موذی کا کاٹا اٹھو پھر اسی فکر مین رہتا ہے یہ کہکر اندر بارگاہ کے
آکر بیٹھی میان سرمانے قصہ صنوبر کا شروع کیا صرصر ہنستی جاتی ہے افراسیاب نے کہا تو کیا ہنستی ہے کیا
تجھے کچھ احوال معلوم ہے صرصر نے کہا حضور کھلی ہوئی عیاری ہے صنوبر کی باتین جو حضور نے بیان کین
یہ صاف عیارونکی باتین ہین سراسر مکر کی گھاتین ہین عورت ایسی بے لحاظ ہوگئی اپنا عشق جتانے لگی زیر
اپنے آپ سے باہر ہوئے پھر فرمایئے کیا ہوا سحر عا نے کہ رات کو پھر ایک گویا آیا لیکن اسنے کہدیا تھا کہ مجھکو
سامری جمشید بلا بھیجین گے تو چلا جاؤنگا صرصر نے کہا بیشک صنوبر نگوڑا بھیجا ہوگا گویا بنکر جو آیا ساربان
زادے اپنا رنگ جمایا ہوگا یہ کہتی ہین سب سو گئے مین کہتی ہون بیہوش تھے پھر صبح کو کیا ہوا شہ نے کہا
بالاے کوہ پہونچ حضور بڑا غضب ہوا جب صندوق کھولے گئے مرا ہوا گدھا نکلا خزانہ لعل لاش سے بھرا تھا
بڑی خیر ہوئی حضور ملک اطلس نے کچھ اور قصد کیا تھا اگر ذلت ہوتی تو مین جان دیدیتا یا آبرو آپکی
بچ گئی اب حضور جلد کوئی تدبیر معقول نکالیے سخت باغی پیدا ہوا اخار ریگا بڑا اسکو اپنے سحر پر ناز ہے کہتا ہے کہ
شہنشاہ اول کو رہا کرکے لاؤنگا ساربان زادے ایسا دام مکر مین پھنسایا ہے یار مین اسی معشوقہ کی آٹھ پہر
رویا کرتا ہے تصویر ہاتھ مین یہ شعر ورد زبان شعر رہتی ہے شعر یہ نت تصویر یار کو دل نے جب چاہا اٹھا کی دیکھ
لی ہے سامری ملکہ صنوبر جادو کا بھلا کرین اسنے بچا لیا سب صندوقون مین ایسی ہی واہیات چیزین
نکلین کسی مین بلی کا لاشہ کسی مین کنکر پتھر یہانتک تو حضور خیر تھی جب مین سے تیر نکلا حضور اسکی پھر
بھی تھی اہل ضابطہ کی نشانیان ہمین یہ مضمون تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش کا سر کاٹ لاؤ پھر
حضور کیہون لات جوتی کا سامنا تھا داڑھی نوچی گئی لیکن حضور با آبرو گھر پہونچگئے بیچاری صنوبر پر قتل
ہونے دیا ہر سر تو بھی منع کردیتی تھی ملک اطلس تو اپنے آپ سے باہر ہوگیا قتل کا حکم دیدیا تھا وہ
بیچاری قدمونپر گر پڑی ساری بلا اسنے اپنے سر پر لی تھپڑ کیان کھائین غلام کو بچایا ایسا وہ ہمارے سامنے طرف
کوہ ہفت رنگ سے یہ کہکر گیا کہ جاکر شہنشاہ لاجین کو رہا کرکے لاتا ہون اور حضور کو نہین معلوم کیا
کیا کہا ہے اپنی زبان سے کیا عرض کرون افراسیاب نے کہا اس بھیجے کی شامتین آئی ہین یہ ذکر تھا
کہ آسمان برق چمکی ایک طائر ظاہر ہوا گلے مین اسکے نامہ بندھا ہوا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اڑ گئے
طائر نے منقار کھولکر آواز دی سنو شہزادہ عمراط ہفت رنگ کا نامہ ہے یہ افراسیاب کے
آگے شیشہ نزدیک سرائی کرنے لگا افراسیاب نے نامہ کھول لیا اب جو پڑھا عمراط ہفت رنگ

نے تمام کیفیت تحریر کی لکھا ہے کہ اے افراسیاب اس زمین متبرک پر خونریزی ہوا چاہتی ہے جلد آکر اسکو
سمجھا دو اگر اس زمین خجستہ آئین پر خونریزی ہوئی پھر طلسم ہوشربا نہ بچیگا صاف صاف سامری جمشید
لکھ گئے ہین وہ تو آمادہ حرب و پیکار ہے نہین معلوم تمنے اُسکے ساتھ کیا کیا تمام تمھارا لشکر جلتا ہے طبل جنگی بجا
چاہتا ہے یہ سنکر افراسیاب کا غصے مین چہرہ سرخ ہوگیا کہا اس بیچاری کی قضا آئی ہے اسطرح مارونگا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین تُرا سامری پرست ہے اپنے نزدیک سحر و ساحری مین
بڑا زبردست ہے شل کر پاس کہنہ چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا بہ قہر و غضب تمام اُٹھ مقام سے
اُٹھا حیرت نے دامن تھام لیا کہا شہنشاہ اُسکے مقابلہ مین نجائیے نگوڑا موا مونڈی کاٹا شل رسیاہ زمین
سے نکلا ہے نہین معلوم کیا زہر اُگلے گا مین کہین بیوہ نہو جاؤن افراسیاب نے کہا مین اسکا سر کچلونگا
زمین مین سے نکلا ہے تو میرا کیا کریگا میرا جانا واجب و لازم ہے ابھی کوہ ہفت رنگ کی رعایا سے آگاہ
نہین اٹھارہ سو قریہ کوہ ہفت رنگ کا نگہبان ہے وہ لشکر کشی ہوگی کہ گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی
گنوارونکی گہار صدا مار مار کی بلند ہوگی نوک دم بھاگیگا لیکن اگر مین نجاؤنگا مرشد زادے ملول ہونگے آپکی ذات
سے برکت ہے طلسم ہوشربا مین وہ صاحب شکوہ کت و لیاقت ہو یہ کہکر افراسیاب پشت مرکب تشکین پر
سوار ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے چلا لیکن یہان شہکو ملک اطلس گلگون پوش بارگاہ مین بیٹھا
ہوا شراب پی رہا ہے دم بدم یہی کہتا ہے یا بدولت کو ایک ایک لمحہ شاق ہے بادشاہ سابق کی زیارت کا دل
مشتاق ہے یہ کہکر نشتی مین بیٹھا حکم ہوا طبل جنگی بجے ستر و سو نقارے پر چوب پڑی صراط ہفت رنگ کو خدمتگارون
نے خبر دی صراط ہفت رنگ حجرے سے باہر نکلا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی آسمان سے اک مرد
ضعیف و نحیف پیدا ہوا نقارہ اُسکے کاندھے پر صراط نے حکم دیا اے نقارہ نواز سامری جمشید کوہ
ہفت رنگ پر طبل جنگی بجاشے تمام رعایائے کوہ ہفت رنگ کو خبر پہونچ جائے مرد پیر نے
یا سامری کہکے نقارے پر چوب لگائی زمین حوالی کوہ ہفت رنگ تھرا گئی تین چوبین لگا کر وہ پیر زمین پر
نقارہ لیکر غائب ہوا اب لشکر ملک اطلس گلگون پوش مین تیاریان ہونے لگین لیکن صراط
نے کوئی انتظام نہین کیا وہی ساتھ تیلیان [illegible] خدمتگار رہا حاضر ہین جب پہر رات گذری تیلیونکو
اپنے حجرے مین چھوڑا کوہ ہفت رنگ سے ملکہ وتہما کو و چشم زدن مین دریاے نیل کے کنارے پہونچا
دریاے نیل جوشان و خروشان تھا [illegible] سنیچ [illegible] ایک کوہ فلک شکوہ بلند

ہوتی تھی غراٹے سے گوش گردون کر رہے تھے مقام ملحوظ خاطر ساحران والا تمکین ہے کہ صراط ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ و دریاے نیل کا منتظم ہے سات سرہزادون کے دریا مین
چوٹ مارتے پھرتے ہین سرہزاد افراسیاب سرہزاد مصور و سرہزاد شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق و سر
ہزاد بادشاہ داؤد و سرہزاد زمرد جسکے حکم مین لوح طلسمی ہے و سرہزاد شہنشاہ سلیم سرہزاد تو مین
دریاے نیل مین ظاہر ہوتے ہین صراط کنارے دریاے نیل کے آکر ٹھہرا ایک برج سنگی بر سر دریاے نیل سایہ فگن
ہزار ہا طائران زمزمہ سرا اُس پر مصروف نغمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی صراط کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے مثل موج دریا بیتاب
یکایک سامنے سے سرہاے مذکور بصد جوش و خروش نمایان ہوئے صراط نے بڑھکر ان سرون کو دامن مین لیا مثل
شعلہ جوالہ بھاگا قصر ہفت رنگ کے قریب آیا چوٹے سے کلید نکالی قفل مثل راز سربستہ کھلا اندر قصر کے آیا
سات مونڈھے بر رنگ مختلف جواہرات کے لا کر رکھے سرون کو ان پر رکھدیا آپ کرسی پر آکر بیٹھا روزنامچہ میر
بحر ہاتھ مین لیا قلم اٹھایا آواز دی اے رازداران طلسم ہوشربا اے سرہاے گردگان ساحران یکتا دو پہر سے
شب تجاوز کر چکی کچھ کلام کیجیے دل تردد منزل کو تسکین دیجیے کل دامن کوہ ہفت رنگ مین کیا ہوگا
بے سبب کا دشمن پیدا ہوا آخر انجام کیا ہوا کچھ زبان سے ارشاد فرمایئے بعد عرصۂ دراز سرہزاد افراسیاب
خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیون متردد ہے سرہزاد افراسیاب نے تو اتنا لفظ کہا مگر جملہ سرہزاد
کبھی رونے یہ اشعار مضامین مختلف پڑھنے لگے نظم

جو اسکی زلف کو دون اپنے عقدۂ مشکل
مین نیمجان نہ رہا امتحان کے قابل
چلا ہی جاتا ہون مین گو چلا نہین جاتا
چلا نہ زہرہ پہ زنہار جادوے بابل
مزا ہے وصل کا ہجران سے بیشتر لیکن
کہ وار تون سے کہین ملتفت نہو قاتل
ہو سکے فتنہ گری رنج عشق سے یاجوج
مجھے یہ حکم کہ زنہار تو کسی سے نہ مل
مین اپنے کشتی طوفان سینہ سے خوش ہون

تو بوالہوس کا بھی ہرگز کبھی نہ چھوٹے دل
وہ شوخ برق عنان جا کہین دکھا دے
غضب ہے شوق رسائی و دوری منزل
مثال دیتے ہین روز فراق سے کیا دل
گل خزان زدہ کو کیا بہار سے حاصل
خدا سے قربت بیدل ہے یہ کیا انصاف
نہو سکے کبھی سد سکندری حائل
چلا پذیر ہو جیسے غبار سے آئینہ
کہ کبر عشق بتان کا تمام تر ہے ساحل

تم اور حسرت نظارہ آہ کیا علاج کرین
اگر ہو حسرت دنبال گردی محمل
مین کیونکہ مطربہ و مہروش کو رام کرون
بلا مین ہون شب یلدا مین جو خسے نازل
ہون ہنگیا دولے خون بہا معاف کیا
کہ تو جفا سے نہوا و وفا سے ہو نہین خجل
یہ کیا غضب ہے کہ تمکو تو ربط غیر سے اور
فنا ے آئینہ کے بعد بھی نہو زائل
یہ اشعار مضامین مختلفہ سرون نے

پڑھے صراط ہفت رنگ حیران ہوگیا کہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کیونکر سمجھے قلم ہاتھ مین رہ
گیا کچھ لکھ نہ سکا عرض کی اے رازداران طلسم یہ کیا ارشاد ہوا یہ آپکا دعاگو کچھ نہ سمجھا سرون نے جواب دیا
تو کچھ نہ سمجھا آگے نہ سمجھیگا ہمنے سب کہدیا اگر اشعار لکھ لیتا اپنے مقام پر بیٹھکر سمجھتا یہ پردہ ہاے راز ہین خبر لیتا
آغاز مین انجام کا ایک طور غور کرنا بیکار ہے جو کچھ سامری جمشید نے لکھا ہے ان کتابونکو ملاحظہ کر جفاے فلک کج رفتار
سے ڈرا بھی رہائی شہنشاہ دلاچین ناممکن ہے افراسیاب غافل مطلق ہے صراط نے ان الفاظ کو لکھنا چاہا
تھا کچھ اور پوچھے سر خاموش ہو کے ستارہ سحری آسمان پر چمکا صراط ہفت رنگ گھبرا گیا کہتا تھا ہاے آغاز
و انجام نہ سمجھنے پایا غضب ہوا صبح ہو گئی جیسے الفاظ آج ان سرون نے کہے کبھی نہ سنے تھے سرونکو دامن
مین لیکر بھاگا قریب دریاے نیل پہونچا سرون کو دریا مین پھینکا وہان سے بھاگا پسینے پسینے ہو رہا ہانپتا
کانپتا جست و خیز کرکے بالاے کوہ ہفت رنگ پہونچا تخت پر آکے گر پڑا اساتون پتلیون نے سر اٹھا کر
زانو پر رکھ لیا کہا کیون مرشدزادے آج آپکو بہت بیقرار پایا خیر تو ہے سر ہمزادان نے کیا کہدیا جو آپ اسقدر
تغیر مین صراط نے کہا اے کنیزان سامری و اے معاونان مابدولت جیسے کلام آج سرون نے کہے ایسے
الفاظ کبھی نہ سنے تھے اسی مین تردد بڑھ گیا دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا کجا کنارہ دریاے نیل کجا قصر
ہفت رنگ شب بھر اسی تلاطم مین بسر ہوئی پتلیون نے عرض کی اے مرشدزادے زمانہ انقلاب ہے سرون
کو بھی مثل زلف پیچ و تاب ہے آپ سب کچھ جانتے ہین حافظ کتب سامری وارث وراثت جمشید
لیکن پوسے دوسے خداوندون سے رجوع کیجیے تمام بخیر ہوگا کنیزین آپ پر نثار ہو جائینگی صراط ہفت
رنگ نے کہا اے شہزادیو تم ایسے کلام نکرو تمھارے سبب سے قلب کو قوت ہے قوت بازو زینت پہلو تمھارے
سبب سے کوہ ہفت رنگ پر رونق ہے حالت انقلاب دیکھکر کلیجہ شق ہے افراسیاب بیدار نہین ہوتا
کہ خدمتگارون نے بڑھکر عرض کی حضور دیکھیے ملک اطلس گلگون پوش سوار ہوا فوج لیکر آتا ہے
صراط ہفت رنگ تخت سے اٹھا پتلیان پشت پر آئین خدمتگار حاضر ہوے سر کوہ پر آکر ٹھہرا
دیکھا ملک اطلس مرکب پر سوار بڑے قہر و غضب سے راہ کو طے کرتا ہوا طرف کوہ کے آتا ہے۔
صراط ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی اے ملک اطلس گلگون پوش تو تاجدار
سامری پرستان ہے پہلو نشین سامری تیرا لقب اس مرتبے پر ایسا بے ادب یہ مقام بزرگ
ہے خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا مین رعایاے کوہ ہفت رنگ کو طلب کرتا ہون اگر فوج عام کی

لیکر آئیگا فتح نہ پائیگا مجوب و شرمسار ہوکر واپس جائیگا عمر بھر کف افسوس ملنا پڑیگا انصاف کر خیریت سے لڑے گا بہتر اسی میں ہے کہ پلٹ جا افراسیاب سے جاکر ملاقات کر وہ بخوبی سمجھا دیگا ملک اطلس گلگون پوش نے آواز دی او بیجا مغرور بعقل و فراست سے دور مکرم کا مابدولت کے سامنے ذکر شہنشاہ لاچین عادل باذل فیاض سخی بڑا بدمعاش سامری پرستوں کا تیرا ہم نے بلا کر اسکو مقید کرایا خوف سامری جمشید کی عدالت سے نہ آیا مابدولت کے واسطے گرجے نے تحفہ روانہ کیا ہوں اشیا تھے گرجے کی کوئی چیز تھی پھر ایسا مجھکو سمجھا تا ہے سلطنت کو وہ ہفت رنگ پر مجھکو بڑا ناز ہے ہو مابدولت کرامات والے ہے دو سو سال کس حال میں زیر زمین بسر کی کس جاہ و جلال سے برآمد ہوکر وہاں سے ہاتھ باندھکر خدمت میں مابدولت کی چلا آ قید لاچین بتا دے مابدولت کے ہمراہ چلکر رہا کرا اسکو تخت پر بٹھائیں روح سامری و جمشید شاد ہو طلسم ہوشربا نئے سر سے آباد ہو صراط نے جواب دیا افراسیاب کو سامری و جمشید نے بادشاہ بنایا ہم معزول کرنے والے کون ہیں اب آگے قدم نہ بڑھانا ملک اطلس نے آواز دی او بیجا مابدولت آتے ہیں کیسی زمین زرگ یہ کہکر مرکب بڑھایا صراط ہفت رنگ نے ساتوں پتلیوں کو اشارہ کیا ساتوں پتلیاں مثل شعلہ جوالہ یا بصورت برق جہندہ چرخ کھاکر بلند ہوئیں پکار کر آواز دی اے رعایائے کوہ ہفت رنگ اپنے اپنے قریہ سے آمادہ جنگ ہوکر نکل آؤ دشمن کو سزا دو لشکر اس مغرور کا ہٹا دو پتلیاں یہ کہکر زمین پر آئیں پشت پر صراط کے کھڑی ہوکر گمس ٹلی کرنے لگیں پلک نہ جھپکنے پائی تھی کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی اٹھارہ سو قریوں کے گمار آگے آگے زمیندار ٹٹوؤں پر سوار ڈھال پھیکا باندھے ہوئے انگوچھا سر پر دھوتی لمبی باندھے ہوئے پشت پر ہزار ہا پی تیر کنٹھے لیے ہوئے ایک جانب گنوار دل بڑے بڑے لٹھ کاندھوں پر پانچ پانچ سیر لوہا اسمیں لگا ہوا الینا لمنا کی صدائیں بھیانک آوازیں سب خورد و کلاں از پیر تا جوان جس حال میں جو بیٹھا تھا نکل پڑا یا تو لشکر ملک اطلس گلگون پوش جما ہوا نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین و آسمان گرجتے ہوئے یہ انتظام تمام جاتا تھا گنوار جو آکر گرے ساحر وغیرہ ساحر لشکر سے مل گئے دو چار حملے گنواروں نے ایسے کیے کئی لاکھ کو مارا قریب تھا کہ فوج کے پاؤں اکھڑ جائیں بڑے بڑے ساحر ہمراہیان ملک اطلس گلگون پوش بیقرار ہے بس گھبراتے تھے الامان الامان چلاتے تھے کوئی پکارتا تھا یا خداوند سامری کوئی جمشید کو پکارتا تھا کوئی نام لات و منات لیکر للکارتا تھا دریائے خون جاری

ہزار ہا سر مثل کاسۂ گدائی دھڑا دھڑ گر رہے تھے شعر کاسہ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور دست عبرت میں دیکھا
ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو۔ جس سر میں غرور تھا ٹھوکروں سے سم مراکب کے چور چور تھا ہاتھ کٹکر جو دریا کے
خون میں گرے معلوم ہوتا تھا مچھلیاں پھڑک رہی ہیں اصل ماہیت سے کوئی آگاہ نہ تھا مگر ملک
اطلس گلگون پوش سنبھلا اسباب سحر ہاتھ میں لیکر گنواروں پر جا پڑا دو چار حملے جمکر کیے دس
پانچ ہزار لاشے گرے گنواروں میں بھی تہلکہ ہوا لیکن بحکم صراط ہفت رنگ سے جان دیتے ہیں
قدم نہیں ہٹاتے ملک اطلس کے ساتھ سب طرح کا سامان ہے خیمہ بارگاہ میں خزانہ بیحساب فوجوں کا
انتظام جب اسنے دیکھا فوج کے پاؤں اٹھے جاتے ہیں حقیقت میں گنواروں کی کمار کا بار رکنا بہت دشوار ہے نقیبوں
کی جانب اشارہ کیا پڑھکر اشعار عبرت آثار پڑھو جو لوگوں کو سنکر ایک ایک کو نہال کر دونگا اسوقت پھر
نقیبان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے اشعار

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہگیا
ذبح کے لائق نہیں مرنیکے قابل رہگیا
وائے قسمت نخل قاتل سے نہ بر آئی مراد
آئینہ کی طرح اوسکے مقابل رہگیا
مژدۂ سرسبزی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
ابر میں پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
سر جدا تن سے کیا آنکھوں پہ پٹی باندھکر

گر پڑا افسوس کسی جا پیر کہیں دل رہگیا
لے اجل فرصت نہ دی افسوس افسوس
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
سخت جانی سے نظر سے کیا گیا خنجر
آتے آتے کاتک شور عنادل رہگیا
دی نہ فرصت ہجر ہی کی اضطراب نے
اے نسیم افسوس کہ دید قاتل رہگیا

صید لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے
آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا
جوش غیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے
گر گیا خنجر کبھی بازوئے قاتل رہگیا
سایہ افگن کاکل پیچاں ہے رخ صاف پر
دل میں پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا
کبھی آواز دی اے مردان عالم قدم

کیفیت سے نہ پوچھیے دنیا مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت بڑے بڑے شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل حسرت
و یاس لیکر پردۂ دنیا سے اٹھے ناموروں کی قبر کے نشان بھی نہیں ملتے سپاہی کا یہی دھرم ہے مر کر اپنے بزرگوں
کا نام روشن کرنا جرات پر جان دینا مرنا فتح تو کسی قدر کی لوگ گنواروں پر جا پڑے لیکن ملک اطلس
گلگون پوش نے طبقے زمین کے ہلا دیے جب اپنے سحر کیا دو دو ہزار کا سر پھٹ گیا کبھی یا سامری
کہکر دو ہتھڑ مارا اژدر پیدا ہوئے ہزاروں کو نگل گئے کبھی آگ برسائی ہزاروں تاری جل گئے اب ملک
اطلس یہ چاہتا ہے کہ میں لڑتا بھڑتا تا بہ کوہ ہفت رنگ پہونچوں صراط کو جا کر ماروں پھر
صراط کھڑا تماشہ دیکھتا ہے کبھی گنواروں کو ترغیب دیتا ہے کہ اسے میں نگہبان کوہ ہفت رنگ

ان نابکاروں سے جنگ کرو گھوڑے دوڑا دو ان نامردوں کو تہ تیغ کرو کوئی زندہ نہ بچنے پائے لیکن ملک
اطلس نے وہ چار حملے ایسے کیے کہ گنوار منہ کے بل تھم سکے اٹھارہ سو قریہ کی کھائی ہے کچھ لوگ بھاگ کر نکل گئے
کچھ الجھے ہوئے ہیں لیکن فوج ملک اطلس کی غالب آئی ہے گنوار گھبرا گئے ہیں اسوقت ملک اطلس نے
سحر کر کے اپنے گرد سے گنواروں کو ہٹا دیا آپ طرف کوہ ہفت رنگ کے سحر کرتا ہوا چلا اور چار کوس پہاڑ پر ایسے
مارے صدہا پتھر ٹوٹے پہاڑ تھرتھرایا اب صراط ہفت رنگ گویا کہ ملک اطلس نزدیک پہنچ گیا اور غور کیا کہ
اوجھیا ہیں آ پہنچا یہ لیکے گھوڑے سے کودا اسوقت صراط نے ایک پتلی کو اشارہ کیا وہ سر پر ملک اطلس کے
آکر لہرائی یعنی اپنا سایہ ڈالا اس سایہ پڑنے سے ملک اطلس کے پاؤں زمین سے تھامے رنگ رو متغیر چہرہ
اداس عالم یاس گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا پتلی نے آواز دی او بے ادب ہٹ جا سامری جمشید
کے پوجے پاٹ کا یہ مقام ہے یہاں کبھی کسی نے خونریزی نہیں کی تو نے بڑی بے ادبی کی روح سامری
جمشید کو صدمہ دیا ملک اطلس نے اک دست سے دی نام سامری جمشید لیکر چیخا آسمان سے اک
عقاب اڑتا ہوا آیا سر پر ملک اطلس کے ہوش درست ہوئے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے اور اگر سایہ اپنا
پرتو کر کے عقاب غائب ہوا ملک اطلس کے ڈالا آواز آئی اے شہنشاہ ہوشیار باش سنگریزہ
اٹھا کر پتلی پر مارا سنگریزہ پتلی کے سینے پر پڑا مثال رعد کے آواز آئی پتلی نیمچہ کھینچکر ملک اطلس
پر جا پڑی نیمچے کا وار کیا ملک اطلس نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سب نے دیکھا وہ پتلی
نحیف وضعیف مثل پہلوان کے ملک اطلس سے لپٹ گئی کشتی ہونے لگی ملک اطلس گلگون
پوش نے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچکر پھینکدیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
کنیز سامری رازدار افسونگری بود یا سے وقت زوال طلسم ہوش ربا آ پہنچا آپس میں
سامری پرست لڑتے بزرگ بھی لکھ گئے تھے کہ طلسم ہوش ربا میں ایسا غدر ہوگا ایک مذہب
والے آپس میں لڑینگے سامری پرستوں پر وقت سخت پڑیگا سب نے دیکھا وہ پتلی جلکر خاک ہوگئی مگر لمحہ بھر
کے بعد خشت پر صراط کے جا کے ظاہر ہوئی دست بستہ پشت پر صراط کے کھڑی ہے شکایت کر رہی ہے
ساتھ والیاں کہتی ہیں ہوا آج تجھے بڑی مصیبت اٹھائی لنگوڑے بیدرد سے پالا پڑا ہے تمہاری چھاتی
پر چڑھا لنگوڑے کے ہاتھ ٹوٹیں آنکھیں پھوٹیں در در ملا مارا پھرے موئے کو بھیک مانگنے نہ ملے لیکن
اطلس اپنے نزدیک پتلی کو مار کر قریب دروازہ اول کوہ ہفت رنگ آیا تیغہ برق مثال کھینچے

ہوئے اسباب سحر ہاتھ مین دریاے خون مین نہایا ہوا درجۂ اول کو وہ ہفت رنگ سنگلیم کا ہی جیسے ہی
ملک اطلس نے درجۂ اول پر پانون رکھا تڑاقا ہوا پتھر پھٹ گیا ایک فیل مست نکلا ملک اطلس پر حملہ کیا
ملک اطلس سحر کرکے فیل کے پھسونڈے سے لپٹ گیا گردن اسکی مع نرخرے کھینچ لی ہاتھی گرتے گرتے جل
گیا زمین سے شعلے نکلنے لگے ملک اطلس اپنے تئین شعلہ ہاے آتش سے بچاتا ہے باران سحر برساتا ہے جب شعلے بجھ جاتے
ہین چاہتا ہے جست کرکے درجۂ دوم پر جاؤن وہ جو پتھر پھٹ گیا ہے اسمین سے کبھی شیر ببر ڈکارتا نکل
ملک اطلس پر حملہ کیا ملک اطلس نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹا کر گردن پیدا ہوا اسکو بھی اسنے مار آسی
درجے سے صدہا جانوران گزند نکل رہے ہین ملک اطلس ان جانورون سے لڑ رہا ہے مگر راہ ان سبھون کی
روک لی دوسرے درجہ تک جانے نہین دیتے ملک اطلس بڑے زور وشور سے لڑ رہا ہے صراط
خاموش کھڑا دیکھ رہا ہے جب ملک اطلس نے دیکھا جانور نہین موقوف ہوتے پکار کر آواز دی
او صراط بے بساط یہ کوہ ہفت رنگ ہمارے سامنے بنایا گیا دیکھ ابھی تک آتا ہون ان
شعبدون کو مٹاتا ہون مابدولت کے سامنے یہ بے ادبی یہ کہکر اپنی ران پر خنجر مارا خون لیکر اس
پتھر پر چھینٹے دیے یہ تو درجہ کھلا ہوا تھا جانوران مذکور نکل رہے تھے وہ درہ بند ہوگیا جانورونکا نکلنا موقوف
ہوا ملک اطلس سحر خوانی مین مصروف ہوا چاہا جست کرون درجۂ دوم پر جا پڑون یکایک
کاٹتا ہے اسیطرح بجوش وخروش ہوا کو کاٹتا ہوا ظاہر ہوا وہین سے پکارا او ملک اطلس خبردار
کہان جاتا ہے درجۂ ثانی کا ارادہ نہ کر یا بہت ذلیل کرونگا اور صراط کو آواز دی واہ مرشد زادے آپ
سے کچھ نہ ہوسکا کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے ہو یہ کنیزان سامری کس دن کے واسطے ہین انکو حکم دیا
پوٹلیان کا ٹکڑا اس بیحیا کی پھینک دیتین صراط ہفت رنگ نے غصے مین جواب دیا او افراسیاب
تجھے کیا معلوم یہان کیا گذری ایک کنیز سامری نے جانبازی یہ میری کرامت ہے کہ میری پشت پر کے
موجود ہوگئی تجھے عیش وراحت سے کہان فرصت آج اس مقام بزرگ مین خونریزی ہوئی درجۂ اول
فتح ہوا یہ بیحیا غضب کر رہا ہے علوم سحر وساحری مین معمور ہے ان سب امورات مین سراسر تیرا قصور ہے
افراسیاب ہولیے ترا ملک اطلس کے سامنے آیا جیسے ہی افراسیاب نے درجۂ اول
پر قدم جمائے ملک اطلس نے ہاتھ مارا افراسیاب کے شانے پر تلوار پڑی اچٹ گئی افراسیاب
آسمان پر لگا ابر ہفت رنگ نمایان ہوا دیکھا افراسیاب یہ قہر وغضب تمام ہوا پر آتا ہے جیسے شادی رچائی

نے روکا ہزارہا شعلہ ہائے آتش نکلکر وہ ہفت رنگ پر گرتے ہین سپاہ سے آواز آتی ہے ہیہ اور افراسیاب
جابجا افراسیاب پلٹ کے باران سحر برستا ہے شعلہ ہائے آتش کو بجھاتا ہے جب افراسیاب نے ہاتھ مارا ملک
اطلس نے کانٹا اسشعلے تلوار سے نکلے وہ جاکر لشکر پر اوپر گرے ہزارہا جلے سب تنوا گمارونے دو رجاکر
کھڑے ہوے لڑائی کا تماشہ دیکھتے ہین ایک جانب لشکر ملک اطلس جما ہوا کھڑا ہے دونون لشکرون
کی لڑائی پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ جب چار پانچ حربے افراسیاب و ملک اطلس مین رد و قدح کے
ہوے ہزارہا ساحری پرست جانبین کے جلے افراسیاب نے پیچھے ہٹکر ایک دو ہتڑ مارا آسمان سے ایک
برج آتشین پیدا ہوا ملک اطلس پر گرا ملک اطلس اُس آگ مین بند ہو گیا لمحہ بھر کے بعد مثل شعلہ
جوالہ اُس آتشین سحر کو بجھاتا ہوا نکلا نعرہ کیا او نالایق یہ کیا بیہودہ سحر کرتا ہے یہ کہکے سحر کیا افراسیاب
پر کئی لکۂ ابر گرے افراسیاب اسمین سے چمک کر مثل آفتاب نکل کر ما کا کر جا ملک اطلس
کی طرف چلا ملک اطلس نے اپنا خون اپنی تلوار پر ملا وہ تیغہ خون آلود افراسیاب
پر لگایا افراسیاب نے چاہا روکون وہ تیغہ سر کا سہرا افراسیاب کے پڑا افراسیاب
کا تاج کٹکر زمین پر گرا سر پر زخم آیا بس افراسیاب نے غصے مین طرف آسمان کے دیکھا لکۂ ابر ہفت
رنگ لہرا رہا ہے آگے سب کے لکۂ ابر گلنار صاف ظاہر ہے کہ دریاے خون جوش مار رہا ہے اسی ابر کی جانب
افراسیاب نے اشارہ کیا بقہر و غضب تمام آواز دی اس بے ادب کو لینا کیا ہوش ربا فتح ہو گیا
ہمارے نگہبان ایسے بیخبر ہین ما بدولت سرداران ہوش ربا کے افسر ہین خبردار اب یہ نہ بچے سرکشی دکھاو اسکو
پکڑ لو وہ لکۂ ابر گلنار کڑک کر گرا لیکن ملک اطلس نے ابر کو دیکھکر خون کے قطرے چھینکے تیغہ بھی چکایا سحر بھی
بہت سے پڑھے اسطور سے وہ ابر گرا افراسیاب بھی اور ملک اطلس بھی اس ابر مین مخفی ہوے اب
ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ افراسیاب نے تو وہ ابر ملک اطلس پر گرایا تھا لیکن اس نے
بھی ایسا سحر کیا کہ افراسیاب بھی اس مین چھپا اور ملک اطلس بھی
اس لکۂ ابر گلنار مین مخفی ہوا دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ جب ابر شق ہوتا ہے تو افراسیاب و
ملک اطلس ظاہر ہو جاتے ہین اندر اس ابر کے دونون سے تلوار چل رہی ہے جھنکے کی صدا بلند
ابر چھیٹا ہوا آسمان پر جاتا ہے خون ابر سے برس رہا ہے کبھی دونون ظاہر کبھی مخفی جس جا سے وہ ابر نکلا
زمین پر خون گرا قریات جل رہے ہین نخل ہزارہا پھنک گئے یہ ابر انتہا کا بلند ہوا فوج ملک اطلس باقی ماند

اسی ابر کو دیکھتی ہوئی چلی گئی اپنے اپنے قرین کو پلٹ گئے صراط ہفت رنگ نے مہلت پائی سمجھا کہ افراسیاب ملک اطلس کو بیبیٹ کر لگا ابر مین لے گیا یہ روتا پیٹتا اپنے حجرے مین داخل ہوا وہی سات کنیزین سات خدمتگار رگر زنجیدہ کبیدہ کنیزون نے کہا ہے اسی مضمون کے اشعار ہمزادون نے پڑھے تھے جو مضمون میری سمجھ مین نہ آیا اب اس مضمون کا ظہور ہوا کنیزون نے رو کر جواب دیا حضور ہمنے زبان سامری جمشید سے یہ سنا تھا کہ زیر کوہ ہفت رنگ ساحری پرست آپس مین لڑینگے بڑے معرکے پڑینگے اس ارشاد کا آج ظہور ہوا صاف عرض کرتے ہین عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی افراسیاب کی غفلت نے سبکی جان لی افسوس افسوس صد ہزار افسوس صراط نے جھلا کر کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو طلسم ہوش ربا کی ہزار برس کی عمر ہے اسے نہین کوئی فتح کر سکتا اس لڑائی ہونیسے کیا ہوتا ہے پتلیان خاموش ہو رہین مگر وہ اپراڑا ہوا اسی طور سے جاتا ہے اب ذکر کرنا لشکر اسلام کا واجب و لازم ہوا اشعار

معنی فغانی کہ آمد بجہان — درین زیر این پردہ آسمان — درین پردہ آواز نالم چو نی
بہ احوال جسم یا با حوال کے — قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ حیرت بیرون بارگاہ کرسی پر

بیٹھی ہے گرد شاہزادیون مصاحبان خاص ہمدم با اختصاص اپنے اپنے عہدہ و نیز جا فروختن صرصر شمشیر زن ملکہ حیرت کے سامنے آئی عرض کی حضور ابھی پرچہ اخبار گذرا کہ ملک اطلس تا بکوہ ہفت رنگ پہونچا صراط کو برائے قدمبوسی بلاتا تھا یہ شہزادے ہین کب اس بات کو مانتے تشریف نہ لیگئے پرچہ مین تحریر ہے کہ اسنے طبل جنگی بجوا دیا لڑائی بہت سخت پڑی بر عایائے کوہ ہفت رنگ قتل ہو گئی یہ بھی خبر ملی کہ شہنشاہ ہمارے عین وقت پر پہونچے لیکن اخبار نویسنے یہ نہین لکھا کہ شہنشاہ نے ملک اطلس کو قتل کیا انجام نہین معلوم کیا ہوا اور ہرکارے کنیزنے روانہ کیے ہین یقین ہے خبر لیکر آئین یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ حیرت گھبرا گئی کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی حکم قطعی دیا خبرین مفصل دریافت کرکے لاؤ جو خبر مفصل لائیگا۔ اسکو دولت دنیا سے نہال کردونگی عجب طرح کی خبر وحشت اثر آئی جس سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہے ساحر روانہ ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ خبر سنی ہے ہر چند کہ لشکر انکا تباہ و برباد ہے ایک گوشہ صحرا مین بارگاہ استادہ ہے خوف تاریک سے مارے چھپتے پھرتے ہین ہر وقت خوف ہے جب اس ملعون نے قصد کیا آپڑی چہار کو اٹھالیگی چیر پھاڑ کر کھا لیا مگر یہ جو ثابت ہوا کہ اسوقت حیرت جادو کچھ انتشار مین بارگاہ کے انتظام مین

کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہے یہ بھی بارگاہ سے باہر نکل آئیں بادشاہ لشکر جو باہر آیا سب سردار نکل آئے اہالیان لشکر دس ہزار کسی طرف ہیں بیس ہزار کسیطرف ہیں سب نے اپنے افسر کو دیکھکر پرے باندھے سلام کیواسطے سامنے آئے ملکہ مہرخ سب کو دیکھکر آنکھوں میں آنسو بھر لائیں فرمایا اے خیرخواہان دولت وای جان نثاران باہمت تم سبکو پروردگار بدعت سے تاریک کی بجائے روز سیاہ نہ دکھلائے ملکہ بہار پہلو میں ملکہ مہرخ کے حاضر ہیں مگر گل ساچہرہ کمھلایا ہوا اداس عالم یاس کنیزوں نے جو آکر سلام کیا ملکہ نے فرمایا صاحبو کیوں ورہ ہارے کوہ سے نکل آئیں ایسا نہو وہ ملعونہ آدم خوار دھوئیں سے باہر نکل آئے تم سب کو آزار پہونچائے غنچہ دہن انتہا کی کم سخن ہے لیکن اسوقت بیقرار ہوکر جوابدیا کیا اپنی جان ہمکو آپکی جان سے عزیز ہے آپ بارگاہ سے نکلیں ہم بھی برائے سلام دو دو دن تک پہنچیں گلشن جمال نہیں ہے دل گھبراتا ہے مثل عندلیب بے بال و پر تڑپتے ہیں کسکو حال دل سنائیں دلیں ناسور پڑ گئے کیسے کیسے ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوئے باغ عالم سے مثل بوئے گل سفر کر گئے سرو سہی اٹھے غنچہ گل سے عارض یاد آتے ہیں آہ رہروان ملک عدم کو کہاں تلاش کریں کس سے نشان منزل پوچھیں غنچہ دہن نے جو بیقرار ہوکر جواب دیا بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی بیقراری میں غنچہ دہن کو سنا کر یہ اشعار

آبدار پڑھے اشعار

کوئی شیشہ نہیں ہو رونق محفل ٹوٹا
باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا ہے
قطرۂ زلف نہانے میں جو ٹپکا سر سے
ایک ہی جھٹکے میں ہر سنبل کا بل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جبکہ نسیم

آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
گھورتا ہے نگہ قہر سے کیوں پھر پھر کر
ہیں یہ سمجھا کہ ستارۂ لب ساحل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا ہے کہ جگر پانی ہے
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا

پھیلا دام میں صیاد ہے یا کی معلوم
کیا مرے قتل میں خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو
دوڑ نا جیر ہمیں ہائے کہیں پل ٹوٹا

بہار کی باتوں پر سب رونے لگے قضائے کار تاریک دھوئیں کے اندر بیٹھی تھی آواز جو لوگوں کے بولنے کی سنی دھوئیں سے سر نکالا مرد و عورت جو کھڑے دیکھے نکارہ کے منہ میں پانی بھر آیا ایک جھپٹا مار کر جا پڑی لشکر والے بھاگے مہرخ و بہار وغیرہ جا کر نخلستان میں چھپیں کنارے پر لشکر کے دس پانچ آدمی تھے انکو اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھانے لگی دھوئیں سے سر نکالے ہوئے ڈکارین لے رہی ہے بندگان خدا کو کھینچ لائی قہقہے مار رہی ہے اچھلتی ہے کودتی ہے کنارے پر لشکر حیرت بھی تھر تھر کانپ رہی ہے مہرخ و ملکہ بہار سائے میں نخلستان کے جا کر ٹھہریں وہان سے

دیکھ رہی ہین ایک سے ایک کہتا ہے کیون صاحبو اس ملعونہ کے ہاتھ سے کہان جا کر چھپین کیونکر جان بچائین
کہان نکل جائین کس گوشہ مین جا کر چھپین کہان تک یہ زخم اٹھائین چشمون سے کیونکر آنکھ ملائین شرم و حجاب
دامنگیر ہو گیا بد تقدیر ہو قضاے کار آسمان پر اک ناٹا ہوا کہ زمین کانپنے لگی سب نے سر اٹھا کر دیکھا ایک
لکۂ ابر خونا جس مین رعد کی گرج برق کی چمک اندر سے ابر کے صداے نعرہ افراسیاب بصد قہر و عتاب آتی
ہے منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا ساحر جلیل و یکتا دوسری آواز آتی ہے بصد جوش و خروش او بیحیا ملکہ
اطلس گلگون پوش ملکہ حیرت دیکھکر گھبرا گئی کبھی آجتک تاریک کے سامنے نگئی تھی لیکن اسوقت
پیٹتی چھاتی دوڑی غصے مین پکارا او کالی بلا سامری جمشید تجھکو غارت کرین سواے آدمیون کے
کھانے کے تجھکو کچھ اور بھی کام ہے شراب استقدر پی سینے فانی ہو گئے اب تجھکو سنکھیا کھلاؤنگی
منہ مین تیرے آگ لگاؤنگی تاریک نے جو حیرت کو اسطرح غل مچاتے ہوے دیکھا قہقہہ مار
کر ہنسی پکار اٹھی کیون سہو کیا ہے میرے بلاے نے کچھ تمھین آزردہ کیا کوئی محل تیار کر لیا پھر وہ تو میرا
عزیز ہے اس مقدمے مین رشک نکر جسقدر محل کریگا سب کو راضی رکھیگا تجھکو ہم بیاہ کے لائے ہین تیرے
برابر کسیکا مرتبہ ہوگا حیرت نے کہا ارے کمبخت اپنے نور نظر کی خبر لے دیکھ تو اسپر کیا آفت برپا ہے ابر خونی
آتا ہے کسی سے شاید لڑائی پڑی وہ صدا آئی تاریک نے سر اٹھایا لکۂ ابر گلنار کو دیکھا اسیلئے آکر لکہ
ابر چیخ مارنے لگا اس سے صداے آہ و بلند جیسے ہی تاریک کی نگاہ پڑی لنگا جھاڑکے اٹھی آواز دی
ارے کون بے ادب ہے میرے بچے سے لڑتا ہے یہ کہکر تڑکے ابر پر جا پڑی گویا بلاے سیاہ تھی جاتے ہی اس
ابر کے ٹکڑے اڑا دیے اب سب نے دیکھا ابر تو لخت لخت ہو گیا افراسیاب زخمدار ایک جوان تاجدار نیچے
خونکے زرہ پرچھے ہوے افراسیاب سے مصروف کارزار ہے لیکن تاریک جو جا کر گری لکۂ ابر گلنار مین
ایک نقابدار گلگون پوش تھا تاریک نے اسپر ایک طمانچہ مار دیا اسکا سر اڑ گیا افراسیاب نے کہا
والی امان یہ کیا کیا آتی جو افراسیاب کی پلک جھپکی و نقابدار مع ابر جلکر زمین پر گرا ملکہ اطلس
الگ ہوا افراسیاب کو تاریک نے اپنی پشت پر لیا ملکہ اطلس پر جلی تھی وہ تڑپ کر زمین پر آیا
کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر ملکہ اطلس بھی آ کر پہونچا سنیے اپنے مالک کو گوشۂ صحرا مین دیکھا دوڑ پڑے
لیکن تاریک جو تڑپ کے گری آواز دی او اطلس مین نے تجھکو پہچانا ملکہ اطلس نے آواز دی
او ملعونہ تو ہی نے عدو طلسم ہوش ربا مین ڈالا ہے یہ کہکر تاریک پر گولہ کھینچ مارا تاریک کی

پیشانی پر پڑا تیورا مین چرخ کھا کے جھپٹا مار کر جا پڑی ملک اطلس نے غیض مار تاریک کے سر پر تاثیر سنگ کی اس نے
کئی سنگریزے مارے ملک اطلس زخمی ہو چکا تھا زخم زیادہ کھل گئے غصے مین کئی گولے مارے آخر کار
گولے اپنے خون مین رنگین کرکے مارا تاریک نے تھپکی ماری گولہ پھٹا اسمین سے برق چمکی اب سر تاریک
زخمی ہوا لڑکھڑائی چاہا جھپٹ کر جا پڑے افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی امان مین نے اس
بچیا کو بسمل کو کردیا ہے خود تڑپ کے مرجائیگا ایسے سامری پرست کا خون گردن پر لینا باعث خرابی ہے
آپ تڑپ تڑپ کے مرجائیگا جانے دیجیے لیکن آپ نے غضب کیا محافظ ابر گلنار نقابدار کو مار ڈالا اسنے بڑی
بڑی بلائین نازل کین بے غیرت ہے جو تیان کھا چکا ناحق کو بلبلاتا ہے اس عرصے مین ہمراہیان ملک اطلس
بھی آ پہونچے یہ زخم کاری مین جھوم رہا تھا سردارون نے ہوادار پر سوار کرلیا ایک گوشے کی جانب لیکر آئے بارگاہ
زربفتی استاد کی لشکر جا بجا اترا ملک اطلس نہ مانتا تھا سردارون سے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین ابھی جاکر اس
ستمگارہ کو مارتا ہون افراسیاب نے مابدولت کا کیا کرلیا یہ باعث تھا کہ وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے بذن
بوچ قتل نہ ہوگا مین جاکر شہنشاہ لاچین کو لاؤنگا اسکی سلطنت مٹاؤنگا سب نے عرض کی دیکھیے اسکو
بھی افراسیاب پھیر لیگیا حضور بھی فروکش ہون زخم دوزی کیجاے آئندہ جیسا رائے مبارک مین
ہوگا خیرخواہان دولت بجالائینگے یہ بھی دریافت کرلینگے کہ شہنشاہ لاچین کہان قید ہے غرض ہفت رنگ
سے پوچھنے کی حاجت نہ رہیگی اسطرح سمجھاتے ہوے بارگاہ مین لیکر آئے زخم دوزی ہونے لگی یہان
افراسیاب نے بمشکل تاریک کو سمجھایا کہا دائی امان تامل فرمائیے مین اسکو سمجھاؤنگا تاریک نے
پوچھا آخر اس بچیا کو مسلمانون سے کیا کام ہے کہ جسے کیون بر سر فساد ہے افراسیاب نے کہا نہین معلوم
دشمنون نے کیا سمجھا دیا میرے جانب پلٹ پڑا کتا ہے معزول کرونگا لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا اسکی کیا
مجال ہے تا بقید شہنشاہ لاچین پہونچ سکے ایسے مقام پر وہ قید ہے جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہنچ
سکتا یہ بچیا وہان تک کیا جائیگا راہ مین ہزارون ٹھوکرین کھائیگا تاریک کہنے سے افراسیاب نے
تھکی شراب کی لیکر اندر دھوئین کے داخل ہوئی افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اسنے بھی زخم
دوزی کرائی ملکہ مہرخ و بہار اپنی بارگاہ مین آئین جب تخلیہ ہوا عمرو نے انکو ظاہر کیا مہرخ و بہار
سیلے کرکے رونے لگین کہا خواجہ بدبخت تاریک نے پائمال کرڈالا لشکر تمام منتشر کوئی کہین کوئی کسی جگہ غرض ہوا
ہر ایک عالم کو یاس عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگا لیا کہا اے مہرخ ایک ہوش کیں باقی ہے اس عیاری کی

فکر کر رہا ہون اگر یہ بن پڑی تو مین نے اسکو مارا یا اپنی جان دیدی برہمن روئین تن کی بھی آمد قریب
ہے وہ بھی بڑے کروفر سے مقابلہ کریگا خدا چاہیگا تو تاریک کے جی چھوٹ جائینگے ملکہ اطلس کو
بھی باغی کرا دیا انشاء اللہ یہ بھی لڑیگا صرصر نے کہا ایسا نہ ہو اطلس یہان آگیا ہے افراسیاب
جاکر صفائی کرلے سب کیفیت ظاہر ہو جائے پھر کوئی بار نہ اٹھا سکیگا ایک جانب اطلس ایک
جانب تاریک عمرو نے کہا مین نے اپنے کو اسواسطے مخفی کیا ہے میرا حال نہ کھلنے پائے مین نے اُس
سے وعدہ کیا ہے کہ سمت کوہ بوقلمون تمھاری معشوقہ کو لینے جاتا ہون میرا ظاہر ہونا مناسب نہین
ہے لیکن اب کوکب کے پاس جاؤنگا جو تدبیر سوچی ہے اسکا انتظام کرونگا یہ فرما کر چالاک کو بلا یا وہ
بھی روتا ہوا آیا عرض کی خلیفہ صاحب آپکی ملاقات کے مشتاق ہین عمرو نے چرند پرند کو حکم دیا قران
کو تلاش کرکے لاؤ قران بھی حاضر ہوے دیکھا اگر دو سردار بیچ مین خواجہ نامدار چالاک کو کچھ سمجھا رہے
ہین چالاک دست بستہ عرض کرتا ہے جسطرح ارشاد ہو آپ کے فیض تعلیم سے اسیطرح ہوگا صرصر
نے گھبرا کر کہا بارے خدا اپنے کو بچانا ایسا نہو دشمن گرفتار ہوجائین پھر لشکر کا قدم نہ ٹھہر سکیگا عمرو
نے کہا اب ملکہ کچھ چارہ نہین ہے آج ہم کو بخوبی ثابت ہوا کہ تاریک ساحرہ زبردست ہے مثل
مشعل کے نہین ہے وہ صرف ایک فعل جانتا تھا دھوکا کھایا اور اسیر دام عیاری ہوا ناچار
ہے لیکن اگر پروردگار نے فضل کیا اور جو اشیا تیار کر رہا ہون وہ اسیطرح بن گئے تو تاریک بھی
یاد کریگی انشاء اللہ طلسم ہوشربا مین چرچے ہونگے کہ عمرو نے یہ کارنمایان کیا یقین تو یہی ہے کہ خنجر
اسکے حلق پر چلے اور اگر یہ انجام بخیر نہوا تو ہماری قضا اسکے ہاتھ سے ہے جہانتک ہوسکے اسد نامدار کو
اپنے ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جانا ہوشربا مین قدم نہ ٹھہر سکیگا آقائے نامدار مولائے
قدرشناس زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سے جاکر عرض کرنا کہ
اپنے غلام کا حال سنکر آئینگے مقابلے عظیم پڑینگے سب سردار میرے واسطے جانبازی کرینگے
سب سردارون کو عمرو نے اس طرح سمجھایا تسکین بھی ہوئی شور گریہ وزاری بلند ہوا صرصر کا
بلک بلک کر رونا بہار کا اشکون سے منھ دھونا ہنگامہ عظیم برپا ہوا خواجہ سبکو سمجھا کر ایک جانب
روانہ ہوے انکا ذکر پھر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران و لشکر لقا بیان کیے جاتے ہین خمسہ

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے
نیچے دیکھے نہین اس ناطرہ کے اس بھار کے

کس طرح عقدے کھلین قاتل ترے کردار کے
تیغ مین جوہر کہان اس ابروے خمدار کے

زخم دکھلاتی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار مین
وصل کی شب مین مزے ہین ہجر کی بازار کے

تار گیسو کھلتے ہین عنبر تا تار کے
ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین ہار کے

ہے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے

دھیان مین گھلتا ہون انکے چاند سے رخسار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل مین نعرے مار کے

چاندنی کے پھول ہین یا زخم جسم زار کے
دن بسر ہوتا ہے یون سوتے مین لعن یار کے

دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہے دراز
بس جھوٹ اب عاشقون سے ہو چکے انداز و ناز

اک جہان ہے آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز

گل بھی سبزے کیطرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین ہو

یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہین
لالہ ہے داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین

سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار

عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم و جان قلب جگر ہین تابع فرمان عشق

جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
دیکھیے کس سمت بھجواتے ہین سلطان عشق

کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار

زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ سحر نگار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار

خال لب جب خفا ہو واسطے بیمار کے

خال رخ چیر کیجیے یا آئین غمخوارون کو سپند
تو نے سانچے مین ڈھالا ہو خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہو دوچند
دیکھکر آئینہ کہتا ہو وہ آرائش پسند

طرہ کے قابل ہو سر گردن ہو لائق ہار کے

عطر سازون کی ہین دوکانین یا خوشبو کا باغ
موتیے کے عطر سے جاتا ہو نعل شبچراغ
باغبان گلزار سے فرحت کا ملتا ہو سراغ
بلبلونکا نکہت گل سے معطر ہے دماغ

غنچے ٹوٹے ہین کہ شیشے ٹوٹے ہین گلزار کے

حسن کے مذہب مین نہ فرض بیگانہ عشق ہو
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہو
اور لوگونکا یہ انداز زمانہ عشق ہو
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہو

لن ترانی آنسے ہون سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کیطرح جلوے ہما کے پر کے ہون
پھول تھر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
خواہ مردارید گا کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین جتنے ہم سے کچھ مطلب نہین
کار و بار زندگی کو ہم سے کچھ مطلب نہین
عیش ہم مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کام ہو اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا ہو مہرو نے بارہا
دل گلون کے چھانٹ ڈالے ہین خزو نے بارہا
باغ مین لی ہو خراب اس کجکلہ نے بارہا

جھیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

عندلیب خوشنوائے نغمہ پیرائے چمن تو
طبع رنگین کو مری ہو آج سودائے چمن
قدرتین دکھلا رہا ہو بزم آرائے چمن
چشم وحدت بین سے لازم ہو تماشائے چمن

خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کچھ نہین عشق مجازی بھی حقیقی کے خلاف
شغل اعمال زکی ہر دم ہو امید معاف

سنگ اسود کیطرح اپنا سیہ دل خود ہی صاف | کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف

گرد پھرتا ہون مین آتش رو کوے یار کے

چہرہ محرران حکایت دلنشین و رآمان داستان فصاحت آئین نے مضامین جلالت قرین شوکت صاحبقران
عالیشان کو یون مرقوم فرمایا ہی نظم

نہنگان دریاے جرأت نشان | پلنگان صحراے شوکت بیان | سرافسر لشکر عقل و ہوش
جبین می نگار و بجوش و خروش | زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان عالمگیر

زمرد شاہ باختری مین فروکش ہین مگر واسطے ایرج نوجوان کے بہت مشوش ہین جب قاسم نوجوان
کو دیکھتے ہین کہ اپنے فرزند کیواسطے مترود و مشوش ہو دم بدم ذکر ایرج کرتے ہین فرماتے ہین کہ اے جواہر تمنے
اکثر ہرکارے بھیجے لیکن ہمارے فرزند کی خبر نہ معلوم ہوئی جواہر عرض کرتا ہی سو کوس تک کی خبر حقیر نے
منگوائی مگر مفصل حال نہ دریافت ہوا اتنی تو خبر ملی کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کیا معرکہ عظیم پڑا لیکن وہ
شیر تری شوکت و شان سے لڑا کچھ ساحران طلسم نور افشان بھی آئے کوکب کو کیسے فرزندون کا
خیال رہتا ہی یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ دختر شہنشاہ کوکب ملکہ بران صاحب توقیر نے دیکھی مرتبہ
آئین مگر بعد فتح طلسم کے کیفیت نہ ثابت ہوئی یہ ذکر تھا کہ ایک تاجر جلیل حاضر بارگاہ ہوا کچھ زرہ وغیرہ لایا تھا
صاحبقران نے سب اشیا خریدے بعد اسکے انعام و اکرام بھی مرحمت ہوا تاجر نے چاہا رخصت ہون
صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بازرگان دو روز ہماری دعوت قبول کرو تاجر خلق صاحبقران سے
مالامال ہوگیا اس شب کو سامان دعوت مہیا ہوا آج شب کو تاجر نے چاہا ہوا اور بار دیکھا بادشاہ کجکلاہ سریر
مہیا بنائی پر تمام سرداران اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین چند نگون پر غاشیہ دیکھا صاحبقران سے پوچھا
ان دو نگون پر غاشیہ کیون پڑا ہی اس مقام کے بیٹھنے والے کیا دربار مین نہین تشریف لائے امیر کی آنکھوں
سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے برادر ایک وہ نگ جو سمت دست راست خالی ہی اسپر کا بیٹھنے والا ہمارا نور نظر
پارۂ جگر سرفتۂ ملک سخندان دیا فخر بدیع نامور جاکر طلسم ہوشربا مین قید ہوا اسکے برابر جو نگ
خالی ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نواسہ ہمارا ایکہ ماموں کی رہائی کے واسطے
گیا ہی وہ نگ جو سمت دست چپ خالی ہی ہمارا نور نگاہ صاحب شوکت و جاہ نقد رمع جوان
قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بر سر طلسم اسکندریہ گیا یہ خبر پائی کہ طلسم مذکور

فتح ہوا لیکن کیفیت مفصل نہ ثابت ہوئی کہ بعد فتح طلسم اُس شیر نے کیون تساہل فرمایا تو کسی حریف نے
روک لیا مقابلہ پڑا کسی قلعہ پر توجہ فرمائی یا خدانخواستہ کوئی افتاد پڑی اتبک دریافت ہوا آٹھ پہر اُس
منتظر کا انتظار ہے حیف و صد حیف کہ وہ سردار ہو یہ سنکر تاجر نے کہا اے شہریار مین بڑی دور سے آتا ہون
نام لشکر حضور مدت سے سنا تھا یہ اشیاے نادرہ کئی سال مین تیار کراکے سفر کیا راہ مین اول اُسی شیر کا
لشکر ملا ہرچند کہ مین نہ ٹھہرتا تھا لیکن مجکو بخلق و مروت اپنے دربار مین طلب فرمایا بہت تھوڑا مال مین نے
پیش کیا براہ عنایت بہت کچھ اس حقیر کو دیا اور فرمایا کہ اے تاجر اب تمھارا اسطرف کا قصد ہے مین نے سیاہ کا
نام لیا اس شیر نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اگر تمھارا گذر خدمت مین صاحبقران مین ہو تو اپنا زمین
کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا بیان کر دینا کہ آپکے اقبال سے طلسم مذکور فتح ہوا ایک مہر مجھکو شاہزادہ
مستقبل آئینہ وار ملگیا اُسکی رہبری سے طرف ہوشربا کے جاتا ہون ہرچند کہ راہ دور و دراز ہے مگر عنایت
رب اکبر پر ناز ہے جسطرح ہوسکیگا اپنے کو تا بہ ہوشربا پہونچاؤنگا حضور لشکر اُس شیر کا جسمقام پر فروکش
ہوتا ہے آب و آذوقے کا ملنا دشوار ہوجاتا ہے ساحر و غیر ساحر ہمراہ ہین مگر راستہ بہت خراب ہے پانچ کوس
سے زیادہ رہروی نہین کر سکتے لیکن قطع منازل و طے مراحل مین بڑے جوش و خروش ہین یقین ہے وہ
شیر بیشہ جلد تا بہ منزل مقصد پہونچے یہ سنکر دربار مین غریو بلند ہوا صاحبقران نے سب کو تسکین دی قاسم
و علمشاہ کو گلے سے لگایا بہ شفقت فرمایا وہ نامی اسد نامدار کا عاشق ہے فرد۔ جاکر لعبد کرو فر اسد کی
ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا جسمین آنکو خدا کے سپرد کیا تاجر کی زبانی سردارونکو یہ حال ایرج دریافت ہوا
حال آنکا مفصل بمقام مناسب پر تحریر ہوگا ناظرین کو نشان دونگا اس خوشخبری پہونچانے پر سب سرداران
دست چپ نے اس تاجر کو سرفراز کر دیا اسقدر مال ملا غنی ہوگیا دعائین دیتا ہوا طرف اپنے وطن کے
چلا بوقت شام صاحبقران خوش انجام زنگل آصفی پر جلوہ فرما تھے کہ پہلوان عماوی حاضر ہوا
لال فرد ہاتھ مین صاحبقران کے دی صاحبقران نے اپنے نام پر صاد کیا مراد یہ تھی کہ آج
صاحبقران لشکر ظفر اثر کا طلایہ دینگے سرداران نامدار و فرزندان عالیمقدار نے عرض کی کہ حضور اپنی
ذات کو تکلیف نہ دین غلام خدمت طلایہ بجا لاینگے صاحبقران نے فرمایا شکر خدا کرتا ہون بعد سال
بھر کے یہ دن آتا ہے کہ مین اپنے سرداران صف شکن کی خدمت مین مصروف ہوتا ہون سرور تازہ فرحت
بے اندازہ اس خدمت سے حاصل ہوتی ہے یہ فرماکر مقبل کو حکم دیا مرکب ہوا تیار ہو چند ہمراہیان بہرام

مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر وسط لشکر مین آئے جابجا سوار پیدل برائے حفاظت مقرر کیے جب وہان سے تب تجاوز کر چکی پہلو سے لشکر کے اک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے مراد یہ ہو کہ لشکر حریف پر نگاہ رہے کہ غنیم اگر قصد شبخون کرے میرے طلایہ بڑھکر فوجکو روکے سردارون کو خبر کرے امیر نے ابھی نب مقبل کو بھیجا چاہا سے فرمایا بڑھکر لشکر تھا کی خبر لو جب یہ دونون جا چکے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوکر طرف صحرا کے بڑھے یکایک گوشہ صحرا سے اک صدائے دردناک کی کوئی بندۂ خدا بیقرار زار زار رو رہا ہے صاحبقران صدائے گریہ وزاری سنکر اسی جانب متوجہ ہوے اشقر کو بڑھایا کچھ دور راستہ طے کیا تھا دیکھا زیر سایہ نخل اک جوان خجستہ تاج شہریاری برسر گرد ملکا ہوا اشاخ نخل پر ہاتھ گریبان چاک چہرے پر خاک بیقراری مین پکارتا ہے فلک کج رفتار کبتک میرے ساتھ کجرفتاری کریگا کیونکر کوسے محبوب تک پہونچون جاکر کیا تجھے سیاہ دکھاؤن تڑپ تڑپ کر مرجاؤن حسرتین دل مین بھری ہین کیونکر نکلین گی اشعار

کچھ تو دل ستمکش ہجر اپنی رکھ لیے	باقی جو نیش غم تھی رگ جان مین رکھ لیے	ساغر کدھر کدھر نہ چھپکا خنجر یار کا
دل سے بزم بادہ پرستان مین رکھ لیے	سفاک اب تجھ تیرے پیکان مل چکے	دل نے چھپا کے حسرت و ارمان رکھ لیے
ہاتھ لگے آگئے میرے گلے تک جو وصل مین	چھوٹے نہ جذب لے گریبان رکھ لیے	کچھ اشک دل سے آئے تھے جو ای جلال
ذوق خلش نے دیدہ گریان رکھ لیے	اس درد سے ان اشعار عاشقانہ کو وہ جوان پڑھ رہا ہے کہ صاحبقران	

کا قلب بھر آگیا کلیجہ منہ کو آگیا قریب آکر فرمایا ای جوان آنکھ کھول یہ کیا حال ہے لشکر گھبرا کر آنکھ کھولی کہا ای شخص تو کون ہے جو مجھ حیران دیدہ آفت کشیدہ کا حال پوچھتا ہے ہر ایک رفیق نے اس مصیبت مین ساتھ چھوڑا درد میرا لاعلاج ہے کیا بیان کرون اول آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی کو ظاہر کیجیے صاحبقران نے نام اصلی اپنا بتایا اس جوان نے بیقرار ہوکر دامن تھام لیا کہا ای شہریار مین نے سنا ہے کہ آپ نے اکثر برے حل مشکلات بندگان خدا اپنے کو مصیبت مین پھنسایا فیض و سخا آپکا تمام عالم مین مشہور ہے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بجان برابر اگر سر بھی میرا تیرے کام آئے ابھی حاضر ہے جستجو مین تساہل نکرونگا مگر حال بیان کر حال زار تیرا دیکھا نہین جاتا اس جوان نے کہا اس حقیر کو شاہزادہ حمید نوجوان کہتے ہین قریب یہانسے اک قلعہ ہے اسکا لقب گلزار کوہستان ہے صحرا ہائے سبزہ زار باغ جابجا پر بہار اسی وجہ سے گلزار کوہستان نام رکھا گیا شاہان جلیل اس حوالی مین برائے شکار آتے ہین ایک پہلوان ہے کہ اسکو ارکان کوہی کہتے ہین کا شانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہے وہ دختر بلند اختر موسوم بہ سمن عذار ایکدن وہ قضا کیے عالم برائے شکار صحرا مین آگئی آپکا یہ غلام بھی

قتا ز

معروف شکار تھا اُسکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی تیر مژگان دل کے پار ہوے بجاے شکار گئے تھے خود شکار ہوے گریان و نالان شہر مین آیا ارکان کو پیغام بھیجا کہ ہم بھی صاحب تخت و تاج ہین دنیا مین ہی رواج ہین دختر کی شادی ہمارے ساتھ کرو اور یہ بھی غلام کو ثابت ہوا کہ جب مین اُس ماہ پیکر پر مائل ہوا نگاہ چار ہوئی اُسکو بھی میری جانب توجہ تھی مگر کنیزین ہمراہ تھین اسوجہ سے ٹھہر نسکی جب پیام اُس بد انجام کو مین نے بھیجا اُس مغرور نے جوابدیا مین نے اپنی بیٹی کی شادی مین ایک شرط قرار دی ہی جو اُس شرط کو بجا لائیگی تب اُس گوہر بحر خوبی کو پائیگی وہ شرط یہ ہی کہ ماہ دولت سے سر میدان مقابلہ کرے اگر غالب ہو تب میری دختر بلند اختر کا طالب ہوا ای شہریار یہ حقیر گیا اُس مغرور سے مقابلہ کیا اصل یہ ہی کہ انسان سے انسان لڑسکتا ہی اُسکی صورت مہیب دیکھکر شیران صحرا و نہنگان دریا بھاگتے ہین آخر یہ نیاز مند اُسپر غالب نہ آیا زیر ہوا طریقہ تو اُس جلاد صاحب بیداد کا یہ ہی کہ جسکو زیر کیا ہی فوراً قتل کر ڈالا لیکن مجھکو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ خبردار اب کبھی اسطرف نہ آنا ماہ دولت کو منھ نہ دکھانا یہ ہجر زدہ دیدہ آفت کشیدہ گریان و نالان قلعہ مین آیا راتین ہجر کی دراز دل مین سوز و گداز تنہائی مین تڑپتا تھا یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری عالم بیقراری

اشعار جلال

پھرے جواب کس آفت کا سامنا نہ ہوا
کہ روئین روئین کا آنکھون سے مبتلا نہ ہوا
دفور گریہ نے مضمون نامہ پر نہ کیا
کہین یہ کوئی پکارا کہ مین فنا نہ ہوا
یہ بیخبر ہین کہ مرینگا میرے شکر ذکر
بس فنا مری مرقد کا نشان سیا نہ ہوا

حریف سخت بنا شخرف زمانہ ہوا
وہ نار کی سی نہ آئے مین ضعف سے لگیا
خط اپنا آنسوون کی ڈاک مین روانہ ہوا
خبر جو آمد پیری کی آکے ضعف نے دی
وہ پوچھتے ہین کہ کتنا اُسے زمانہ ہوا

نکلتے دیکھی عجب طرح انتظار مین روح
اُٹھین یہ حیلہ ہوا مجھکو یہ بہانہ ہوا
تمھارے تیر نگہ سے بچاے دلکو خدا
شباب سنتے ہی لینے کو خود روانہ ہوا
بس ایک بیا ٹھہر دیا دو واہ نے تو جلال

ای شہنشاہ گیتی ستان ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان دن بیقراری مین راتین اختر شماری مین بسر ہوتی تھین اُس محبوب عالی حسین سے جبین لاثانی نے ایک نامہ بھیجا مضمون یہ تھا کہ ای قتیل تیغ ابرو وای گرفتار دام گیسو جعدبند سے تیرے زیر ہونیکا احوال سنا ہم نہایت بیقرار ہین لیکن مجبور و ناچار ہین قصد کیا تھا کہ براے شکار اُسی کمبخت صحرا مین جائین جہان ہم تم دونون شکار ہوے دل فگار ہوے لیکن باپ نے حکمدیا طریقہ صید و شکار بالکل ترک کرو محل سے قدم باہر نہ نکالو اب قفس قصر مین بیقصور قید ہین اُس صیاد و جلاد کے صید ہین ملاقات دشوار ہی لیکن ای عاشق صادق اپنے کو سنبھالو کوئی صورت

ملاقات کی نکالو ای شہریار اُس نامے کو پڑھکر اسقدر بیتاب ہوا کہ ضبط نہو سکا تب اہل صحرائے ہول خیز مین نکل آیا
اراکین سلطنت وسیفران ابہت تلاش کرتے ہونگے آج تین دن سے بے آب ودانہ تیرا الم کاننشانہ ہین صاحبقران
نے یہ حال پر ملال سنکر حمید نوجوان کو گلیسے لگا لیا اور فرمایا ای فرزند مین اسیوقت چلتا ہون اُس مغرور سے
مقابلہ کرکے یا جان دونگا یا تیری معشوقہ کو اُس سے لونگا یہ ذکر تھا کہ ملازمان حمید نوجوان تلاش کرتے
ہوئے آکر پہونچے ذریرو امیر قدمون سے اپنے آقا کے لپٹ گئے حمید نے عرض کی حضور میرے قلعہ مین تشریف
لے چلین حضور کے جمال بیمثال کو دیکھکر تسکین ہوتی ہو صاحبقران نے حمید کو تخت پر سوار کیا یہ نہ
مانتا تھا امیر نے فرمایا ای برادر اپنے قلعے مین اس حال سے جانا مناسب نہین ہو بمشکل حمید تخت پر جا
ہوا امیر کو ہمراہ لیکر چلا جب در قلعہ پر پہونچا تخت سے اُتر چوب چاق ہاتھ مین لیکر رکاب صاحبقران پر ہاتھ
رکھا اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین آیا ہر طرف غل ہوا کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان تشریف لائے ہین
تمام اہالیان شہر جابجا آکر کھڑے جسکی نگاہ روے زیبائے صاحبقران پر پڑی بیخود ہوگیا زندیان کردن سے
دیکھکر بلائین لیتی ہین ترقی جاہ وحشم کی دعائین دیتی ہین حمید دامن گردانے ہوے اہتمام سواری کرتا ہوا امیر
کو لیکر بارگاہ مین آیا امیر نے بمشکل حمید کو تخت پر بٹھایا آپ ڈنگل پر جلوہ فرما ہوے تمام پہلوان میر وزیر
اپنے اپنے مقام پر بیٹھے جو ڈنگل کے قریب تخت ہو اسپر صاحبقران بیٹھے حمید کا ایک پہلوان ہو موسوم بہ
سالوک شست زن یہ ڈنگل اُسکا ہو وہ اکڑتا ہوا دربار مین آیا صاحبقران کو اپنے ڈنگل پر بیٹھے
دیکھکر جل گیا قریب امیر کے آکر کہا اوجوان یہ مقام نشست مابدولت ہو تجکو کیا لیاقت کہ اسمقام پر بیٹھے اُٹھ
اس مقام سے ورنہ ہاتھ پکڑکے اُٹھا دونگا امیر نے ہنسکر فرمایا ای رستم خصال ہم تمھارے مہمان ہین ہماری
گستاخی کو معاف کرو اتنے مین بیٹھ گئے حمید نے بھی کہا ای سالوک یہ کیا بے ادبی ہو اور مقام پر بیٹھ تجکو اپنے
دربار اختیار ہو یہ کیسی بیہودہ باتین کرتا ہو دیکھ تو حضور نے کس فصاحت سے جوابدیا سالوک نے کہا آپ نے
بھی خطا ہے فاش کین اپنے قلعہ مین دشمن خداوند لقا کو لیکر آئے مابدولت برائے خمکا تشریف لیگئے تھے آپ
جاکر ارکان سے لڑے مین جاکر اسکو زیر کرونگا آپکی معشوقہ کو لے آؤنگا لیکن دشمن خداوند کو بارگاہ سے نکالیے ورنہ
قیامت برپا کرونگا حمید تو حیران حیران طرف سالوک کے دیکھ رہا ہو لیکن سالوک نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر
کو ڈنگل سے اُٹھا دے امیر نے فرمایا او مغرور کیا بکتا ہو اپنے آقا سے ایسے بیہودہ کلام دور ہو سامنے سے ہٹ جا سالوک نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا سب ہان ہان کرتے ہین مگر اسنے ہاتھ مارا امیر نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سالوک نے

چاہا لپٹ پڑون کشتی لڑون امیر نے غصے مین ایک طمانچہ مارا ساوک چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا زمین
پر ایڑیان رگڑنے لگا امیر لاحول پڑھکے دنگل پر بیٹھ گئے تمام اہالیان دربار تھرائے حمید اٹھ کھڑا ہوا کہا
اس بیحیا کو دربار سے نکالدو بحکم حمید لوگ اٹھے کہ اسکو ٹانگ پکڑکر گھسیٹین باہر پھینکدین امیر نے منع کیا
اور فرمایا اے ساوک اٹھ بیٹھ میری خطا کو معاف کر مجھسے جہالت ہوئی لوگ زور و خلق صاحبقرانی پر وجد
کرنے لگے آپسمین کہتے ہین سبحان اللہ اس اختیار پر یہ جبر اس زور پر یہ صبر جب ہی انکا یہ مرتبہ ہے کہ دن بدن
علمداری بڑھتی جاتی ہے خلق خدا زیر سایۂ دولت امان پاتی ہے صاحبقران خود اپنے مقام سے اٹھے ساوک
کو اٹھایا گلے سے لگا لیا ساوک مکار نے کہا میری خطا معاف کیجیے مگر مکار دلمین جل رہا ہے کہ اس ظالم نے مجھکو
ذلیل کیا اور اب گلے لگا کر غدر کرتا ہے کہا حضور مجھسے خطا ہوئی آپ تشریف رکھین برابر اپنے امیر نے ساوک
کو جگہ دی جب حمید نے ساقی بچون کو اشارہ کیا امیر نے فرمایا اے برادر ہم جلد ارکان سے لڑینگے بشرطیکہ
اپنی جان دینگے یا ہمن غدار کو اس سے لینگے لیکن ہمارے تمہارے مذہب مین فرق ہے یہ جملہ بیچ سے نکلجائے تو
بہتر ہے حمید نے عرض کی ہین تو بندۂ بے زر ہون سنیے یہی جواب یا ہم کلمہ پڑھنے کو بدل حاضر ہین بصدق دل
سنیے اطاعت کی لیکن ساوک کینہ دلمین رکھکے مطیع ہوا سر جھکاکے بیٹھا ہے امیر اسکو ہر طرح شگفتہ کرتے ہین
لیکن بقول شاعر شعر کلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ یہ بیحیا اسی خیالمین ہے کہ
حمزہ کو کسطرح قتل کرون زور کا تو اپنے امتحان کر چکا مگر مکر کرنیکا مشتاق ہے براے سرداران منازل عشاء ذکر
جرات مشتاق ہے یکایک سوچا کہ اب یہان رہنا مناسب نہین ہے آبرو جا چکی حمزہ پر نتیجہ فال قبیح پہنچیگا لیکن
ارکان سے خبر کرون وہ آکر ان سبکو سزاے معقول دیگا مشکین باندھکر کشان کشان لیجائیگا یہ سوچکر کسی
حیلے سے باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعہ ارکانیہ کے چلا یہان صاحبقران شب بھر مصروف عیش و نشاط رہے
بوقت سحر فرمایا اے حمید لشکر تیار کرو چلکے اس سے فیصلہ کرین ہم اپنے لشکر سے بدون اطلاع چلے آئے شاید برے
طالع نکلے تو تمہاری صداے دردناک سنکر یہان چلے آئے سب گھبراتے ہونگے حقیقت مین بوقت سحر مقبل و
جواہر روتے ہوے خدمت مین بادشاہ کے آکے عرض کی صاحبقران شب کو غائب ہوگئے کوئی ساحر یا عیار و
سے مرکب لیگیا یا خود کہین تشریف لیگئے لشکر مین غدر برپا ہوا بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا جلد ہرکارے جائین
لشکر کفار مین تلاش کرین لقا نے نہ کوئی فتور کیا ہو لشکر لقا کی خبر دریافت ہوئی کہ وہان کسی نے ایسا
نہین کیا بختیارک ذکر کرتا تھا کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہین اب بادشاہ کو اور زیادہ انتشار ہوا

جواہر نے چند ہرکارے عیار برائے خبر صاحبقران نامدار روانہ کیے سب سے زیادہ رستم پیلتن بیٹے علمشاہ
کو قلق ہوا جب دربار سے اٹھے کسی سے کچھ نہ کہا یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہو کر برائے تلاش پیر نامور
طرف صحرا کے چلے سمک یلطاقی عیار مزاجدان ہوا اسنے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ اے برادر مین
تھوڑے عرصے مین واپس آؤنگا برائے شکار جاتا ہون سمک نے عرض کی غلام کا ہونا فرض ہے علمشاہ
خاموش ہوئے سمک ہمراہ ہو لیا سردار و عیار چلے لیکن بوقت سحر جب صاحبقران نے حمید سے فرمایا کہ لشکر تیار
کرو حمید نے عرض کی آج کا دن توقف فرمائیے لیکن سرداروں سے کہا سالوک نہیں معلوم ہوتا تلاش کرو
بیچارا کہاں گیا سب تلاش کرنے لگے حمید نے صاحبقران کو روکا مگر سالوک کے غائب ہونے سے نہایت انتشار ہے کہ
یہ نکار کہاں گیا حقیقت مین سالوک ملعون بلا تکلف قلعہ ارکان مین داخل ہوا ارکان کو خبر پہلے
سالوک پہلوان رہنے والا قلعہ گلزار کوہستان کا آتا ہے سمجھا اپنے بادشاہ کیواسطے سفارش کریگا حمید سے پہلوان
برائے استقبال بھیجے سالوک دربار مین ارکان کے آیا بطور رفقا پرستوں کے صاحب سلامت کی ارکان
نے سالوک کو نزدیک بلایا یہ آکر بیٹھا ساقی بچے نے شراب پلائی جب دماغ اس بدمست کا بادۂ ناب سے گرم ہوا ارکان
ارکان کے متوجہ ہو کر بلبلایا کہا اے پہلوان حمدان اے گرشاسپ جہان آپکو معلوم ہے کہ حمید نوجوان کا
ملازم ہون وہ آپ سے لڑنے آیا مابدولت نے دخل نہیں دیا آپنے گوشمالی کر دی قتل کیا ان مکروالا پھر وہ
جاکر حمزہ عرب کو لایا مذہب اسکا اختیار کیا حمزہ نے جو نام آپکی دختر بلند اختر کا لیا مابدولت کو بہت ناگوار ہوا
کہ مجاور زادہ خانۂ کعبہ بادشاہان اولوالعزم کی دختر کا نام لے بے ادبی سے سے مین بہت بگڑا اسپر مرشد حمزہ نے میرے
کا بھی پاس نہ کیا میرے قتل پر آمادہ ہوئے حضور مین جان بچاکر چلا آیا مین سوچا کہ جاکر آپکو خبر کر دون لیکن
کے مین نے انکا ساتھ چھوڑا حضور جلد لشکر تیار کرین مین حمید کا سر کاٹ کر آپکو دونگا حمزہ کو آپ قتل کیجیے
امان نہ دیجیے یہ سنکر ارکان کو بھی بہت خوش ہوا کہا اے جوان تو نے خوب کیا یہ خانہ بے تکلف ہے مین نے دس ہزار
فوج کا تمکو افسر کیا لشکر و فوج لو مابدولت چلتے ہین حمزہ کے مقابلے کا مدت سے مشتاق ہون اگر خط سلیمان
عنبرین موے کوہی نے لکھو برائے مدد خداوند لقا آؤ لیکن مہلت نہوئی اب مین سر کا تمکو اسکا خدمتین
خداوند کی روانہ کرونگا تمکو ساتھ بھیجے مراد ملی خداوند لقا نے تقدیر سے مقبول کی اسیوقت سالوک کو دس
ہزار جوانون کی افسری کا حکم ملا ارکان بلبلاتا ہوا اپنے محل مین آیا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر اسکی
عشق مین حمید کے بیقرار رہتی ہے جب خبر پہنچی ہے زوجہ ارکان برائے استقبال اٹھی بیٹی نے سلام کیا اسکے

مغرور نے زوجہ سے متوجہ ہو کر کہا صاحب تمنے کچھ اور بھی سنا حمید نوجوان بادشاہ زادہ گلزار کوہستان
میری بیٹی کا نام لیتا تھا برائے مقابلہ آیا مین نے اسکو زیر کیا چاہا قتل کرون مگر رحم آگیا مین نے چھوڑ دیا
وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا ہو اور مسلمان بھی ہو گیا حمزہ نے وعدہ کیا ہو کہ مین لڑ بھڑ کے ارکان کی دختر
دلواؤنگا اس مسلمان کے بھروسے پر کمبخت نے مذہب جد و آبا کھویا اسکے قلعہ کا پہلوان جو سب مین زبردست
ہو سالوک نامے وہ بیچارہ میرے پاس چلا آیا بمقتضٰے مذہب اسکو بڑا قلق ہوا اب مین لشکر کشی کرکے جاتا
ہون حمید کو تو یون قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین قلعہ
کو کھود واکر تالاب نیواؤنگا حمید کی مشکین باندھکر پاس لینے بھائی سلیمان عنبرین موے کوہی
کے بھیجواؤنگا وہان جاکتی جوت کے خداوند مغرور خود پسند موجود ہین طرۂ پیغمبری عطا فرماینگے منشر قدرت
لقب ملیگا اب قلعہ ارکانیہ مین ملک باختر سے بھی خارج آیا کرینگا بھائی سلیمان بھی مابدولت کی
تلوار کھمان جائینگے زوجہ نے کہا صاحب مین نے سنا ہو حمزہ بڑا زبردست ہو صدہا کو ہی اُسکے بیٹون نے
قتل کیے تمام کوہستان مین عمل اپنا کرلیا قدرت بھی تو حمزہ کے نام سے بھاگتے ہین ارکان نے کہا تم ان
باتون کو نہین جانتی ہو قدرت کی مشیت مین کسکو دخل ہو مین نے کتاب مین لکھا دیکھا قدرت نے نشے مین
ان لوگون کو خلق کیا اسوجہ سے اُنمین خلق زیادہ ہو بیگانہ پر باو نہین کرتے رحم آجاتا ہو اور کوہستان کا
حال نہ کہو مابدولت کے برابر کون پہلوان گیا ایسے ویسے گئے قتل بھی ہوے بعض نے خوف جان سے مذہب
بھی ترک کیا مین جاتے ہی حمزہ گردن توڑ ڈالونگا مہلت کاہیکو دونگا جاتے ہی مشکین باندھ لونگا زوجہ
نے ہر چند کہا صاحب تم نہ جاؤ لینے نہ مانا باہر آیا فوجکی تیاری کا دیا دس ہزار فوج سالوک کو دی
کہا انکا تم کو افسر کیا غلے کی فکر کرکے عقب مین لشکر کے آؤ مابدولت آگے بڑھتے ہین ستر ہزار فوج لیکر
ارکان کوہی سوار ہوا طرف قلعہ گلزار کوہستان کے چلا سالوک نے غلے کے چھکڑے لدوائے
دس ہزار فوج لیکر یہ ملعون قلعہ سے باہر نکلا چاہتا ہو عرصہ کرکے جاؤن لیکر سامنے لڑائی نہو ورنہ حمزہ بلاے
روزگار ہو کہین اُس سے مقابلہ پڑ گیا تو مفت مین جان جائیگی اس خیال مین دو کوس آگے بڑھکر اُترا
لیکن ملکہ سمن عذار عاشق زار ہجران دیدہ تمام حال سنکر روتی ہوئی ماں کے سامنے آئی کہا اے مادر مہربان مجھ
بدنصیب کیوجہ سے یہ فساد برپا ہین کہ والد نامدار کو روز لڑائی درپیش ہو ہر شخص دعوی عشق کرکے آتا ہو انکے
ہاتھ سے مارا جاتا ہو بدنامی مجھ کمبخت کی ہوتی ہو اب بڑا مقابلہ صاحبقران تشریف لے گئے ہین خداوند

لقا انکی جان بچائیں آپ میرا سر کاٹ کر باپ کے پاس بھیج دیجئے کہلا بھیجیے کہ ہمنے جھگڑا مٹا دیا یہ کہکر بے
اختیار رونے لگی ماں نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر باپ تمھارے یہ چاہتے ہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ شادی
کردوں جو فضل میں سرے صاحب زور و طاقت ہو حاکم ملک جرأت ہو اور حمزہ کا قتل کرنا واجب لازم ہے کہ خداوند
لقا سے لڑتا ہے تم جا کر بیٹھو کھیلو کودو ان معاملات میں تم کو کیا دخل ہے اب تمھارے باپ بشیر قدرت ہو جائینگے
پیغمبر نور خداوند کہلائینگے ملکہ نے عرض کی میرا دل بے کیواسطے گھبراتا ہے اگر حکم ہو تو میں اپنے باغ میں جاؤں
وہاں دو چار دن دل بہلاؤں ماں نے بلائیں لیکر کہا اچھا بی بی جا کر دو چار دن سیر کر لو لیکن جلد چلی
آنا ہم گھبرائینگے ملکہ اسیوقت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئی نقاب چہرے پر ڈالی چار سو کنیزیں ہمراہ لیں قلعہ سے
باہر نکلی باغ قلعہ سے تین کوس پر ہے گھوڑا اڑاتی ہوئی جاتی ہے مگر سالوک ملعون جس مقام پر اترا تھا وہیں نزدیک ہے
وقت سحر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہے ساتھ والے کہتے ہیں افسر صاحب چلیے بادشاہ انتظار کرتے ہونگے بلکہ قریب گلزار
کوہستان پہونچ گئے ہوں تو عجب نہیں لڑائی میں جا کر شریک ہو جیسے وہ آتش خو شعلہ مزاج ہوا سے لڑتے ہیں
جاتے ہی قلعہ میں گھس پڑینگے اس قلعہ میں مال بہت ہے ہم لوگ لوٹ سے محروم رہ جائینگے یہاں پڑے رہنے
سے کیا فائدہ اسنے کہا انتظام غلہ بہت واجب لازم ہے جسقدر جمع ہو چکا ہے تم دو ہزار جوان لیکر آگے بڑھو ہم
دو دن اور سامان کر کے ایک دن میں آ جائینگے خاص وقت جنگ پر ہم کو پہونچ جائینگے ہمیں وہاں کا حال تحقیق
دریافت ہے لڑائی ہوگی حمید نوجوان رومال سے ہاتھ باندھکے چلا آئیگا حمزہ اسکا نام سنکر بھاگ جائیگا ایسی
باتیں کر کے غلہ اپنے روانہ کیا دو ہزار جوانوں کو حکم دیا تھا پانچ ہزار روانہ ہو گئے پانچ ہزار اسکے ہمراہ رہے جو جو
کہ بہادر تھے جنگ کے خواہاں وہ سب چلے گئے اب اسکے ساتھ وہ رہ گئے کہ جنکو نام جنگ سننے سے بخار چڑھ آتا ہے
کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے یہ جو فروش گندم نما غلہ روانہ کر چکا ہے کہ طرف سے قلعہ ارکانیہ کے گرد اڑی اسنے بلند ہوتے
دیکھا آگے ایک نقابدار بادل پوش پشت پر چار سو جوان سبکے چہرے پر نقاب مرکب ہائے باد رفتار پر ران
اسنے ساتھ والوں سے پوچھا یہ نقابدار کون ہے جو راز دار تھے انھوں نے کہا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر
ہمارے بادشاہ کی فنون سپاہگری میں طاق حسن میں شہرہ آفاق ہے خود بادشاہ نے نیزہ بازی اسپ تازی چوگان
کا شغل تعلیم فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے اپنے باغ میں جاتی ہیں یہ بیچارا نام سنکر بیقرار ہو گیا شاہراہ پر آ کر کھڑا ہوا ملکہ
سمن عذار نے ماں سے صرف حیلہ کیا ہے دل ظاہر میں حمید نوجوان کے بیچ رکھا ہے خاموش سر جھکائے ہوئے
طرف باغ کے جاتی ہے ہر چند کنیزوں نے دل بہلانے کو بازو وغیرہ چھوڑے لیکن یہ کسی جانب متوجہ نہیں

ہوتی نسیم وزیرزادی ہوا کو پہچانتی ہے قریب آ کر اسنے ملکہ سمن غدار کے باز بلند پرواز چھوڑا کہا دیکھیے
باز نے جاتے ہی تیہو کو گھیرا ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے سر اٹھایا نسیم نے کہا دیکھیے حضور لا زخراب نہو جائے آپکی
مادیان تیز رو ہے بڑھائیے جب جانور گرے باز کو الگ کر لیجیے ملکہ سمن غدار بھی جانتی ہے نسیم ہوا خواہ
مادیان کو اڑایا تیہو جا کر قریب سادوک کے گرا ملکہ کی مادیان ٹھیک پہونچی باز کندے باندھکر شکار پر گرا
پنجوں سے نوچنے لگا ملکہ سمن غدار رکاب سے پانوں نکالکر وہ چھری نکالی جو پہونچی گوشۂ نقاب چہرۂ زیبا سے
ہٹ گیا مہلوگ نے دیکھا لکہ ابر سے ماہ تاباں نکل آیا یہ تو بیقرار ہو کر ٹھہرا یا ملکہ سمن غدار کا جو گوشۂ نقاب
ہٹا بلیٹ کے نامحرم کو دیکھا چہرے پر عتاب زلفوں کو پیچ و تاب منہ نقاب آراستہ کر کے بتعجیل باز کو چمکار
کے اٹھو گیا قرولی سے سینۂ تیہو کا چاک کیا جگر نکالکر ہاتھ میں لیا باز کو کھلاتی ہوئی جست کر کے پشت مادیان
پر آئی لیکن بدمزہ ساتھ والیوں سے پوچھا یہ کون بے حیا تھا کہ ہمکو دیکھکر راہ میں کھڑا رہا کنیزوں نے
کہا حضور یہ وہی بہرام بد انجام قلعہ گلزار کوہستان سے بھاگ کر آیا ہے اس ملعون نے آگ لگائی کہ ہم سب
کو تیغ دلال سے پونچا والدہ صاحب آپکی لشکر کشی کر کے گئے ہیں ملکہ کو اور زیادہ غصہ آیا مگر دیا نکو بڑھا دیا
بلیٹ بلیٹ کے دیکھتی ہوئی کہتی ہوا ہو نسیم کیا کہوں جی چاہتا ہے اس ملعون کا سر کاٹ لوں والد امداد
نہ سمجھیے کہ جسکا ساتھ اتنا سال تک کھایا وقت تنگ اسکو چھوڑ کر چلا آیا ہمارے ساتھ کیا خیر خواہی کریگا نسیم
نے کہا حضور چلیے جب آپکے والد نامدار لڑائی فتح کر کے آئینگے اسوقت آگاہ کیا جائیگا نسیم نے جو کہا لڑائی
فتح کر کے آئینگے ملکہ سمن غدار بیقرار ہو گئی کہا ہاں نسیم تمکو کیا فائدہ کسکی برائی چاہتی ہو والد بھی بچینگے بیچارہ
غریب حمید نوجوان اگر قتل ہو گا تمکو کیا فائدہ نسیم خاموش ہو رہی دل میں سمجھی کہ ملکہ سمن غدار کو بھی محبت
حمید نوجوان سے ہے اسوقت تو ٹال گئی دل سے کہتی ہے بڑا غضب ہوا اگر حمید مارا گیا ملکہ کو صدمۂ عظیم ہوگا
اسی فکر و تردد میں بیچارہ ملکہ کے آگے داخل باغ ہوئی ملکہ سمن غدار جیسے ہی باغ میں آئیں نقاب اتار
کر بیٹھی باغ میں آ کر اور طبع ہوا سرو گلزار کو دیکھکر قد معشوق یاد آیا پھولوں کو دیکھکر نقشۂ عارض دلدار
آنکھوں کے نیچے پھر گیا عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سے سر پیٹنے لگا قمری کی کوکو نا گوار ہر چشمۂ حشمہ
سے آب معلوم ہوا پیچ و تاب سنبل دیکھکر دل الجھنے لگا دیکھا کہ نرگس بھی پھیر آنکھیں نکالتی ہے کڑی نگاہ
ڈالتی ہے غنچے دہن نہیں کھولتے منہ سے نہیں بولتے سوسن آمادہ بدزبانی غنچہ بھی آنکھیں نکالتے ہیں
صداقت ثابت ہے کہ نہریں کسی کے جوش محبت میں ابل رہی ہیں ہوا آپ کی تلواریں کھینچے پر چل رہی ہیں

سارا باغ سنسان ویران نظر آیا بیقرار ہو کر گشت باغ مین بیٹھ گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چہار جانب
پھر کر دیکھنے لگی بے اختیاری مین شکایت دل ترزبان کرنے لگی غصہ مین ٹھنڈی سانسین بھرنے
لگی یہ اشعار پڑھے اشعار

ہمیشہ رنج دیے اسنے پیچ و تاب دیا
زبان نے بھی عجب وقت مین جوابدیا
ستم کیا کہ ہنسا دیکھکر او مساقی
قرار دیگا وہی جسنے اضطراب دیا
جگر جو اتیری محفل مین خون ہوا یان
لگا کے آنکھ دی مجھے آوارہ دل خراب دیا
ہمارے بخت پہ ہے مہربان فلک شب ہجر
دوبارہ ولولہ عشق نے شباب دیا

خدا نے دل نہ دیا جان کا عذاب دیا
حساب کا بیکو مانگیگا مجھسے روز حشر
نمک چھڑک کے مجھے ساغر شراب دیا
کھلا ہے آہ نہ گلہائے داغ تجھے نسیم
شراب طرفہ پلائی عجیب کباب دیا
پکارتے ہین ہمین کو کے جان نثار بنا
کہ چشم تر کے بھی چھینٹے کا اسکو خواب دیا
سبب بہار باغ مین پوچھا تو ان بلبل کا

فراق مین ہین وہ پرسان حال جب چین نہ
نہ کونسا مجھے سامان بیحساب دیا
علاج میرے قلق کا ہو اک نگہ اسکی
ہنا ال عمر کو مرتی چشم تر نے آب دیا
خدا کو امیدین مری بہتر ہی تھی کیا مطلوب
زمانے نصیب کر اتنا بڑا اضطراب دیا
جوان ہو گئے عاشق مزاج پیری مین
سنا گلون نے نہ غنچون نے کچھ جوابدیا

یہ اشعار جو ملکہ نے بیقرار ہو کر پڑھے نرگسی آنکھون سے اشک بھی جاری تھے ہوے ٹھنڈی سانس کھینچی آہ کی نسیم
قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا داری مین بارہ مین بھی کسیقدر سمجھی تھی لیکن بسبب حجب و آداب نہ تھا
نہ عرض کر سکی اب دل نہین مانتا لونڈی سے مفصل حال کہیے سب کنیزین مجھ سے گرد بیٹھ کے لگی تلوے سہلانے
کوئی باتون مین بہلاتی ہے کوئی تصدق کوئی نثار ہوتی نسیم سب سے زیادہ بیقرار ہوئی کہا حضور اب مجھسے
چھپا لیجیے ہمارا عیش و آرام حضور سے متعلق ہے اگر خدانخواستہ دشمنون کے بیے کچھ نوع بگر ہوا ہمکو کون پوچھیگا
یہ بھی حضور جانتی ہین کنیز کا نام نسیم ہے نمک خوار قدیم ہے ہوا بنکر اڑ جاؤنگی آپ کا مدعا ڈھونڈ لاؤنگی تلاش کر
لاؤنگی جب نسیم نے بہت دلدہی کی جانتی تھی کہ اسکے ساتھ پرورش پائی یہ ہماری خیرخواہ ہے راز کو
چھپائیگی دل بھی بھرا ہوا تھا جیسے پھوڑے مین کسی نے نشتر مارا اور دل نہ چھپا سکی بے اختیار زبان سے یہ
اشعار لبہا سے نکل گئے نظم

جانکے تو نے عشق مین جان نثار کیا
مجھسے زیادہ ہوگا کوئی بیقرار کیا
ہم پر بھی پڑ گئی نظر حسرت یار کی

مقتول تو مجھے مرے پروردگار کیا
برباد پر پہنچ رہی تو بھی اے صبا
اس جلتی پھرتی چھاؤنی کا اعتبار کیا

سیماب ہو کہ طائر منتج ہو کہ برق
حاصل جوا اثر اسکے ہمارا غبار کیا
ایذا و راحت قفس آ کے عندلیب پوچھ

کیسا فراق رنج و نشاط بہار کیا
یاد آگئی تھی زلف پریشان بھی رنج مین
آنکھوں مین لطف اٹھا بیگار کر خمار کیا
آنکھوں کی روشنی کی تو کمبخت کھو چکے
گردش بھی اب کرینگے نہ لیل و نہار کیا
آواز حشر مین بھی نہین دید کے عار کی

دشمن ہی چشم تر بھی دل زار کی طرف
اسوقت میری روح کو ہی انتشار کیا
خود بو چھٹے ہین کوچہ جانان کو سر سے ہم
اندھیر اب کریگی شب انتظار کیا
مین نیچے اٹھا کر جگر میرے منھ سے آن لگی
یونہی بھرینگے سب امیدوار کیا

رکھتا ہی آبلہ بھی خلش مجھسے خار کیا
نا خوش ہی سرد رشتہ چلا جب ڈی باغ سے
رستہ بتائے خضر غریب الدیار کیا
آئینگے بھی یہ آٹھ پہر غم کے یا نہین
خود گردش فلک تو مرا اعتبار کیا
نسیم ان اشعار کو سنکر گھبرا گئی بات

عشق کی صاف ہوا آئی کہا حضور بس اب قلب مین کنیز کی طاقت نہین ہی ایک ایک فقرہ ناوک دلدوز ہی کلام شمع محفل افروز ہی حضور اصل حال فرمایئے اگر حضور کا معشوق آسمان پر ہوگا تو تیر دعا اسکے کو پہونچا دینگے اگر تحت الثری مین ہوگا خواص آپ پیدا کرینگے غرض ہوکر ضرور مقبول پہونچا دینگے اتنا ملکہ سے ضبط نہو سکا کہا ای نسیم شاہزادہ حمید نوجوان میری محبت مین بیقرار ہی اسکی تاثیر عجیب نے میرا حال کیا ہی تو نہایت پریشانی ہی کہ ساوک تکرام نے اکر آتش افروزی کی انکی سلامتی کی دعا مانگتی ہون صاف یہ ہی کہ تباہی اسکی بھی ناگوار ہی اس مصیبت کو عرصہ دراز گذرا آتش عشق کا نون سینہ مین چھپایا آفتاب جگر کو جلنے دیا دھوان نہ نکلنے دیا اب آج بہت مضطر و بیقرار ہون کیونکر اپنے کو اس شہسوار تک پہونچاؤن کیونکر اسکی خدمت مین جاؤن اسی وحشت مین باغ مین آتش گل نے اور بھی آگ لگائی دامن صبر سے استقلال سے چھوٹا ہر ایک گل بوٹہ آنکھون مین کانٹا بنکر کھٹکا نسیم نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا عرض کی واری حقیقت مین لڑائی غضب کی ہی ہر چند کہ والد نامدار آپکے بہت زبردست ہین لیکن حمید نوجوان کی مدد کو صاحبقران زمان آگئے انکے مقابلہ سے آپکے والد نامدار بھی گھبرا گئے تمام کوہستان انکے فرزندون نے ویران کر دیا ہر ایک کو ہی مارا گیا وہ اپنے لشکر کے افسر اعلی ہین اگر انسے مقابلہ پڑا خداوند لقا انکی جان کو بچا سکنے کو تو خداوند ہین صاحبقران کے ہاتھ سے خود درماندہ ہین لیکن حضور نہ گھبرائین مین خبر منگواتی ہون باغ مین تو یہ باتین ہو رہی ہین نسیم نے باتون کی ہوا باندھی ملکہ کو تسکین دے رہی ہی لیکن ساوک تکرام دیکھ کے سودا ہوا تھا گوشہ نقاب چہرے سے ملکہ کے ہٹ گیا دیکھتے ہی بیقرار ہوا اسلئے ولادت سے نام بھی پوچھ لیا ابھی دریافت ہوا کہ ملکہ اپنے باغ مین جاتی ہی جب ملکہ نظرون سے اس چھپا کے مخفی ہو کر نالے واے کرنے لگا ساتھ والون سے کہا سنو صاحبو مین اپنی سلطنت چھوڑ کر آیا ارکان کے

شریک ہوا ایس انکو بھی مناسب ہو کہ مجھے نگاہ پرورش کرین اپنی فرزندی مین قبول فرمائین مین جاکر انسے ملاقات کرتا ہون حمید نوجوان تھا اب بازجائیگا آخر کسی کے ساتھ شادی ضرور کرینگے مجھ ایسا پہلوان خیرخواہ کہان ملیگا آپ لوگون نے خیال نہین کیا ملکہ بھی مجھکو دیکھکر مائل ہے ہی پلٹ پلٹ کے دیکھتی تھی انتا دون سے کئی مرتبہ بلایا اور دعوت کیا کرتی ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر ہونگا بہت سے خزانے قلعہ جات کوہستان مین مخفی ہین وہ سب بتادونگا میری وجہ سے دور تک عملداری ہوگی سبنے سر جھکالیا دلمین تو کہتے ہین کیا نمک حرام ہی جسنے یہ فتور برپا کرکے آیا یہان یہ گل کھلایا لیکن ظاہر مین کہا ہم آپکے ساتھ مین ہین بادشاہ نے حکم دیا ہی آپکے ہمراہ رہین جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے آپکی وجہ سے لڑائی پر جانیکے ساتھ والے جاکر شریک ہونگے اور بیشکے مال لوٹینگے ایک ایک محتاج غنی ہو جائیگا سالوک نے کہا مین وہان بھی چلتا ہون مگر دو باتین ملکہ سے کرلون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا پانچہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ کے آیا دروازے پر محلدار بیٹھی تھی گھوڑے سے کود پڑا کہا محلدار صاحب آداب و تسلیمات عرض ہی ملکہ باغ مین کیا کرتی ہین جاکر عرض کرو کہ آپکا غلام سالوک تعزیت حاضر ہی جسکو ابھی آپنے دیکھا تھا وہ حاضر ہوا ہی چاہتا ہی سامنے آکے کچھ عرض کرے بی محلدار صاحب آپکو بھی بہت سرفراز کرونگا کل کنیزون کو مژدہ پہونچا دو ایک ایک عہدہ جلیل جو دونگا ملکہ کو سمجھا دینا کہ مجھ ایسا پہلوان یہان سے تا بہ گلزار کوہستان نہین ہی صدہا پیغمبر شاگرد ہین حمزہ بھی مجھسے دبتا ہی چونکہ وہ سب مسلمان ہوگئے اسوجہ سے مین چلا آیا محلدار حیران حیران اٹھکر چلی سمجھی شاید نے بلایا ہوگا ملکہ یہان نسیم سے باتین کررہی ہو کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ حضور سالوک پہلوان در باغ پر حاضر ہو ایسی ایسی باتین عرض کرتا ہی یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا کہا یہ ملعون اپنے دلمین کیا سمجھا ہی نمک حرامی کرکے بہت مغرور ہوا ہے طالب وصل ہی نسیم نے کہا مین جاکر سمجھائے دیتی ہون ملکہ نے کہا مین اس نامرد کو خود قتل کرونگی بھاگتا پھریگا ہرچند نسیم نے کہا ملکہ نے نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوئی تمام کنیزون نے ہتھیار سنبھالے دیر جو ہوئی سالوک نے چاہا باغ مین جاؤن جو ہتھیاریان قلماقنیان غلغلہ کرتی ہوئی نکلین کہتی ہوئین او نمک حرام ہماری ملکہ کو ایسے کلمات کہتا ہی یہ تلوار کھینچکر چلا کہا شاید تم سبھون نے بہکا دیا اندر سے ملکہ مثل شعلہ جوالہ مع کنیزون نکلی بلا تکلف تلوار کھینچکر لشکر پر جا پڑی پکار کر آواز دی او نمک حرامو تم اس نامرد کے ساتھ کیون آگئے ان سب نے کہا حضور ہماری کیا

قوال جو ہم دست انداز ہوں ہے ہمکو پکڑ لایا کہ ملکہ نے مجھکو بلایا ہی ملکہ مجھپر عاشق ہوئین اشارے کرتی
تھین ملکہ نے کہا تو تم سب مارکر اس نامرد بیحیا کو ہمکو زن بازاری سمجھا ہی وہ تو سب تلوار پکڑ کر لپیٹ
لیے لیکن پانچ سو جوان اسکے ہمراہ دیا شے آگئے تھے انھون بیچودری ساتھ دیا تلوار چلنے لگی یہان تو یہ
کیفیت ہی کہ ملکہ غصہ مین جا پڑی سالوک پہلوان زبردست تیغہ کھینچکر جو گرا پانچ سو جوانون نے
ساتھ بھی دیا دس پانچ کو جو اسنے قتل کیا وہ سب گھبرا گئے ملکہ بھی زخمی ہوئی چند کنیزین قتل ہوئین لاشین
پھڑک رہے ہین یہ چاہتا ہی ملکہ کو گرفتار کرلون یہان تو یہ رنگ ہی لیکن ارکان کوہی ستر ہزار فوج
لیکر جو چلا یہ کہتا ہوا کہ یارو مین لشکر مقابلے مین نہ اتارونگا سر سواری قلعہ لونگا چاشت جاکر قلعہ مین
قرار پکڑونگا لیکن صاحبقران زمان قلعہ گلزار کوہستان مین جلوہ فرما ہین حمید سے کہتے ہین لشکر تیار
کرو یکایک ہرکارے نے خبر دی حضور ستر ہزار فوج سے ارکان کوہی آتا ہی سالوک بیا شے جو
شکست کھا گیا ارکان کو خبر ہو پہنچانے وہ بڑھ دوڑا چلا آتا ہی قلعہ مین گھس آوین حمید گھبرا گئے
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای حمید کیون گھبراتا ہی تو قلعہ سے خبردار رہ مین یکہ و تنہا جاکر جواب دونگا
حمید کی غیرت نے تقاضا کیا یہ بھی فوراً سوار ہوا اہالیان فوج دس بارہ ہزار جوان ساتھ ہو
ہوے لیکن بتائف ترسان لرزان لیکن جرأت صاحبقران کو دیکھکر شرمندہ ہین کہ یکہ و تنہا جاتے
ہین وہ بھی سب ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو بڑھا کے قلعہ کے باہر نکلے دیکھا فوج آتی
ہی آگے سب کے ارکان کوہی ہی امیر نے نعرہ کیا باش اذ ارکان خبردار آگے نہ بڑھنا مین
آپہونچا نعرہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم رستم رزم کار بکھینچے تیغ عقرب پئے ذوالجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	بکھینچے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے ارکان تلوار کھینچکر سامنے آیا حمید نوجوان بھی فوج کو لیکر
شریک ہوا لیکن ارکان نے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی پر روکا جیسے ہی تلوار مارکر لیا
الجہاد سے ہاتھ نکالکر نعرہ شیرانہ کیا فرمایا اور ارکان کوہی شعر تو ضربے زدی ضرب من
ببین تو ہم شادی از دل فراموش کن تو اس نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا امیر نے نعرہ کرکے ہاتھ تیغہ عقرب
سلیمانی کا مارا تیغہ برق مثال تڑپکر گرا پر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کو کاٹ کرتا و دابرو تیغہ

پہونچا ارکان نے دستانہ مارا تیغہ اس زور سے جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے گرا ساتھ
والے ٹوٹ پڑے بہت سے گر کر اس مقام پر مارے گئے لیکن ارکان کو اٹھایا اسکو غش آگیا آخر کے زخمی ہو کے
ہی تو جلے پھر اٹھ گئے وہ تو بھاگے گر صاحبقران قتل کرتے ہوئے چلے حمید سے فرمایا ہو برادر جلد آؤ
چلکر قلعہ ارکانیہ پر قبضہ کریں معشوق کو تمھاری سواری کرا لائیں حمید خوش ہو ساتھ والوں سے کہتا ہے
یارو دیکھو صاحبقران جنگ شیرانہ کرتے ہوئے جاتے ہیں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا وہ دیکھو پلٹن کو بھگا دیا
وہ رسالہ دار مارا گیا وہ زمین تھرائی وہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی یا یہ کہو کہ ملاوٹس کر دو لڑائی میں غش
کر ڈالنے جان گیا تو جان ڈالا دو لشکر شکست خوردہ اب تھم نہ سکیگا صاحبقران سب سے آگے بڑھتے ہوئے
لڑتے ہوئے جاتے ہیں علم فتح تعلیم کیا ارکان کو بھی ہوا اور پریشان ہوا جب آنکھ کھلتی ہے کہتا ہے یارو
حمزہ کو روکو تم بہت ہو اسکے ساتھ والے کم ہیں تمھارے فوج تا حشم ہیں گھیر کر حمزہ کو مارو ساتھ
والے منھ پھیر لیتے ہیں ایک سے ایک کہتا ہے بس وہ میاں جی چھوٹ گئے ہمکو لڑواتے
ہیں آپ بھاگے جاتے ہیں ہماری جان مفت کی نہیں ہے چلو بھاگ کر قلعہ میں چھپیں بعض کہتے ہیں
پیچھے پیچھے چلو بھاگ کر قلعہ تک آئیگا خداوند لقا جان بچائیگا بعض کہتے ہیں اس کمبخت کا نام نہ لو وہ
خود انکے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے جو خداوند سے نہیں ڈرتا وہ ہمارے روکے سے کیا رکیگا ادھر
تو یہ بھاگے ہوئے جاتے ہیں وہاں ملکہ ہاتھ سے سالوک کے زخمدار بیقرار فتح والے ڈر سے
سالوک کے بھاگ گئے اسکے ساتھ والے لڑائی میں مصروف ہیں ملکہ زخمی ہو کر مع کنیزوں کے ایک
گوشے میں ٹھہری ہے سب کنیزیں تیر مار رہی ہیں یہ ہر مرتبہ چاہتا ہے بلوہ کرکے جا پڑوں لیکن تیروں
کی بوچھار ہو رہی ہے بزدلے سہم کے بھاگتے ہیں تیر کھاکے چلاتے ہیں گوشوں میں چھپتے پھرتے ہیں
کبھی منھ کے بل گرتے ہیں لیکن سالوک ملعون مثل فیل مست ہجوم کیا ہے عورتوں سے لڑائی دو چار
تیر کھائے ان زخموں کو کب مانتا ہے ہر مرتبہ قصد ہے کہ ملکہ کو پکڑوں ملکہ بیقرار دعا مانگ رہی ہے بیچاری
اٹھی ای خدائے نادید اگر تیری خدائی برحق ہے میری آبرو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے وہ یہ کلام ختم کئی تھی
کہ ہاہو کی صدا بلند ہوئی ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا ہزاروں لوگ بھاگے چلے آتے ہیں اک شیر دلیر کے نعرہ کی
صدا بلند باش سیراے کفار ان بچیا داو تو نابکاران ہر دو غانم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر گیتی ستان ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا باپ زخمدار ہوا اور سوار ہاے ہاے ہوکر تا ہوا کمار ہوا داد کو سیتے

جاتے ہین تو حمید پر بلا نازل ہو جہانپر صاحبقران جھکے وہ بھی جوان مارے پھرتے بڑھے ایک جانب
دیکھی حمید نوجوان بھی تیغہ خون آلودہ کھینچے ہوئے فوج کو سیان کی قتل کر رہا ہی چونکہ تعداد بہو چکی تھی تھکا
بھی اے شہریار بس کنیز کو بھی بچا لیجیے بس تکرار ہی سے گھبرا ہے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھی ایک نشانہ دار زن
جن چور حسن مین رشک حور لیکن نیچے بالی جھکا رہی ہی سالوک ملعون چلا ہی صاحبقران نے جو
سالوک کو دیکھا آگ ہو گئے وہین سے للکارا او بچہ صاحبقران کو دیکھتے ہی بھاگا حمید کو ہرکارے
نے خبر دی ملکہ آپکی محبت مین باغ مین آئی تھین سالوک نے گھیرا ہو چاہتا ہو قبضہ کرے یہ خبر پاکر
یہ بھی اسی جانب متوجہ ہوا لیکن صاحبقران نے جاتے ہی سالوک کو گھیرا ارکان کے ساتھ والون نے
سمت باغ کی طرف قلعہ کے چلے سالوک نے صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے خفیے مین کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ
ہوا ای قلم کیا غرض یہ ہوا سالوک کے ساتھ والے بھی بھاگے امیر نے حمید سے فرمایا لو اپنی معشوقہ پر
قبضہ کرو حمید نے آتے ہی ملکہ کا باغ مین داخلہ کرایا کہا صاحب مین ساتھ صاحبقران کے جاتا ہون
ملکہ نے کہا ای حمید سعید اگر اسوقت تو یہان ٹھہر جاتا مجھکو تیری صورت سے نفرت ہوتی ایسے جانباز سرفروش کا
ساتھ چھوڑنا مناسب نہین ہی حمید نے چند ملازم اپنے برائے نگہبانی باغ مین چھوڑے آپ امیر کے عقب
مین چلا صاحبقران نے سالوک کو مار کر پھر ارکان کو ہی کا پیچھا کیا ان لوگون نے چاہا تھا کہ داخل قلعہ
ارکانیہ ہون صاحبقران نے نعرہ کیا او نامرد قلعہ مین کہا جاتے ہو ارکان نے گھبرا کر کہا یارو
قلعہ مین نہ چلو یہ جوان پیچھا نہ چھوڑیگا طرف صحرا کے نکل چلو جیتا رہونگا تو جنگل مین اوقات بسر
کرونگا اور جا بجا بھاگی ہند حکومت پر ہین انکے یہان چلا جاؤنگا وہ مجھسے منہ نہ موڑینگے لیکن
بھاگو قلعہ کو چھوڑو اب ساتھ والے ارکان کو لیکر طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے قلعہ مین آکر
دخل کیا حمید بھی آکر ہمدیگر جا ملا سے صدا الامان بلند ہوئی رئیسان شہر دست بستہ حاضر ہوئے صاحبقران
نے سب کو امان دی حمید نوجوان کو لاکر تخت پر بٹھایا حکم دیا چند ملازم جائین ملکہ سمن عذار کو لاکر داخل قلعہ
کرین فرمایا ای حمید ہم تمھاری شادی کرلین تو طرف اپنے لشکر کے جائین سبکو انتظار ہوگا مین طلا سے
ہی اسطرف نکل آیا کئی دن کا زمانہ گزرا ہے بادشاہ گھبراتے ہونگے ملازمون نے جاکر ملکہ کو حاضر
خدمت سوار کیا لاکر محلات مین داخلہ کرایا اسی دن امیر نے چند رئیسان شہر طرف ملکہ سمن عذار کے کیے

تو حضرت حمید نوجوان کے ہوے حمید مالامال محبت صاحبقران کے نام پر تصدق ہوتا ہی عرض
کرتا ہی حضور سے مہر پدری کا مزا ملا خدا آپ کو سلامت رکھے رئیسان شہر نے طرف سے ملکہ کے بڑے دھوم کی
انجھا بھیجا حمید نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا یہان تو قلعہ مین سامان شادی کا ہی صاحبقران ہمارکی
کر رہے ہین کہ شادی سے حمید کی مہلت پا کر طرف اپنے لشکر کے جاؤن لیکن ارکان کوہی صبح ہین
آکر پہونچا اُس شب کو آب و دانہ بھی ممکن نہوا تب اُسنے گھبرا کر کہا یارو مجھکو خدمتمین خداوند لقا کے لیچلو
بیس ہزار کوہی رہگئے باقی سب نے فرار پر قرار لیا یہان لقا تخت پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کہ ایک جوان
رخدار آتا ہی بختیارک نے کہا اے خداوند کوئی تقدیر نوکی ہمکو تو آگاہ فرمائیے لقا نے کہا کارخانے قدرت
کے قدرت ہی پر موقوف ہین جو دخل دیتے ہین وہ بیوقوف ہین لوگ ارکان کوہی کو لیکر سامنے لقا
کے آئے ارکان دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند مین مفت مین برباد ہوا قلعہ ہاتھ سے
گیا حمزہ نے جا کر میری بیٹی کو چھین لیا سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا لقا نے تو سر جھکا لیا بختیارک
نے پوچھا اب صاحبقران تمھارے قلعہ مین کیا کر رہے ہین ارکان نے کہا مینے راہ مین خبر پائی کہ
حمید نوجوان کے ساتھ اس شخص کے بیٹی کی شادی ہو رہی ہی یا خداوند مجھکو بہت ناگوار ہی
وہ بندی آپ کی بہت خوبصورت ہی قدرت تقدیر کرکے بلوائیے حوران قدرت مین داخل کریے
خدمتمین سرفراز ہو غلام کو اپنے مرتبہ پر ناز ہو حمزہ کو سنگ سیاہ بنا دین میرا قلعہ تو مجھکو ملجائے کنیز
خدمتمین رہیگی قدرت دیکھینگے حیث پسند کرینگے باتون پر ارکان کی سب ہنسنے لگے بختیارک نے کہا اے
ارکان چپ رہو اس بات کو مشہور نکرو حمزہ صرف اُس قلعہ پر اکیلا ہی کوئی عیار ابھی وہان نہین
پہونچا ہی حمید پر تو تم غالب آچکے ہو قدرت نوے ہزار برس بیشتر اک تقدیر کر چکے ہین وہ تدبیر ہمکو
بتاتے ہین کوئی عیار معقول ہو حمزہ شادی مین مصروف ہوگا عیار جا کر حمزہ کو پکڑ لائے تم جا کر حمید
کو قتل کرو بیٹی کو اپنی لا کر خدمتمین قدرت کی حاضر کرو ارکان نے کہا عیار تو میرے ساتھ ہی موشگ
نام ہی بڑا تیز طرار ہی نہایت مکار و غدار ہی بختیارک نے کہا موشگ کو ہمارے سامنے بلاؤ
موشگ عیار با بہانے عیاری سے آراستہ سایہ سے اپنے رم کرتا ہوا سامنے بختیارک
کے آیا بختیارک نے موشگ کو سمجھایا کہ ہنگامہ شادی مین تمکو کوئی روک نہین سکیگا جا کر
حمزہ کو گرفتار کرلو اپنے مالک کے سپرد کرو قدرت بھی لشکر لیکر آتے ہین موشگ اُسیوقت روانہ ہوا

ارکان کوہی زخم دوزی کرا کے جا کر دامن صحرا مین اترا سلیمان عنبرین موے کوہی بصلاح
بختیارک تین لاکھ فوج لیکر عقب مین چلا خداوند نے حکم دیا تھا کہ اے سلیمان جب حمزہ گرفتار
ہو اسکو تم سے لینا قدرت کے سامنے لانا حمید کو قتل کرکے علمداری ارکان کی کرا دینا دختر کو
اسکی براے قدرت لاؤ قدرت کو نام سنکر محبت پیدا ہوئی ہے جو ان قدرت ہین شامل کرینگے
سلیمان عنبرین موے کوہی بھی چلا اُسکے عقب مین ضیغم خون آشام کو روانہ کیا بارہ لاکھ فوج
تمردآ فردآ گئی بختیارک نے انتظام کیا کہ لشکر صاحبقران کو خبر نہونے پاوے لیکن مہوشنگ عیار
حالات قلعہ ارکان تیہ سے بخوبی ماہر تھا صورت تبدیل کرکے داخل قلعہ ہوا اُسوقت آیا کہ حمید کی
برات جاتی تھی صاحبقران برات کے ساتھ جوڑا اگلا نار زیب جسم حمید کو تخت پر سوار کیا ہے تمام
ہواتان صف شکن ہمراہ مہوشنگ بھی ساتھ رہا جب صاحبقران جا کر مکان پر وطن کے پہونچے رسوم عقد
و غیرہ ادا ہو کے ملکہ کو محافے مین سوار کیا قصر عالی مین آکر حمید نے ملکہ کو اُتارا حجلہ عروسی آراستہ
تھا کئی دن سے سب جاگے ہوے ہین حمید جا کر داخل حجرہ عروسی ہوا اگرچہ ہر مراد حاصل کیا زن و
شوہر صاحبقران کو دعائین دیتے ہین کہ آنکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا لیکن صاحبقران نے
بھی جاکر بعد کئی دن کے آرام فرمایا مہوشنگ بشکل خدمتگار رہو پہنچا صاحبقران غافل پڑے سو رہے تھے
صاحب وربان بھی کئی دن کے جاگے سوگئے یہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صاحبقران کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھکے لے نکلا ارکان کوہی تین کوس پر اترا ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بارگاہ مین ارکان
کی پہونچا جیسے ہی ارکان نے صاحبقران کو دیکھا خوشی سے اپنے پیراہن مین نہ سماتا تھا اسکو
مسلسل و مطوق کر کے ساتھ والوں سپرد کیا آپ گینڈے پر سوار ہو کر قلعہ کیجانب چڑھ دوڑا
سلیمان عنبرین موے کوہی بھی آکر پہونچا بارہ لاکھ فوج نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ کے چلی
صاحبقران کو اراجہ پر سوار کرلیا اب جو امیر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس حال پُر ملال مین پایا
نہایت پریشان ہوکے فوج لقا کو دیکھا خوشی خوشی طرف قلعہ کے جاتے ہین یہان حمید نوجوان
بوقت سحر حجلہ عروسی سے باہر آیا غسل کرکے خدمت مین صاحبقران کی چلا تھا کہ خدمتگار روتے
ہوے آئے عرض کی اے شہریار صاحبقران کو کوئی چرا لے گیا عیار کے تیر کا نشان ظاہر ہے بلکہ جہت
کا بعد ان نے کہا تیر مہوشنگ عیار کا معلوم ہوتا ہے حمید گھبرا گیا حیران تھا کیا کرون

یکایک نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکر خبر دی عرض کی اے شہریار بارہ لاکھ
فوج لقا کی ساتھ لیکر ارکان قلعہ پر آتا ہے صاحبقران کو قید کر لیا ہے حمید نے گھبرا کر حکم دیا قلعہ کا
پھاٹک بند ہوا خندق کو پُر آب کیا توپین عمدہ آراستہ کین بالاے قلعہ آیا دیکھا فوج غنیم موج
بلیغ کرکے آتی ہے صدا سے نوبت نقارون کی زمین تھرائی ہے آگے سب کے ارکان کوہی وسلیمان
عنبرین مو سے و ضیغم خون آشام وغیرہ سردار آگے بڑھے ہوئے پشت پر بارہ لاکھ فوج غلغلہ کرتے
ہوئے اے حمید رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر ہو خطا تیری معاف کرینگے دیکھ تیرے مددگار کو
قید کر لیا قدرت نے تقدیر مقبول کی قلعہ کا فتح ہونا کتنی بڑی بات ہے اس مقدمہ مین قدرت کی
کرامات ہے سمن عیار کو قدرت نے پسند فرمایا ہے اسکو بھی مژدہ خوشخبری ہو اب حوران قدرت مین شریک
ہوگی حمید کے ہوش اڑ گئے اہالیان قلعہ گھبرانے لگے حمید نے سمجھایا کہ یارو ہم اصلاح نہ کرینگے لڑینگے
مرینگے توپین مارو جب نہ کچھ ہو سکیگا تلوارین کھینچکر نکل پڑینگے ان نامردون سے لڑینگے بیچارا آقا
گرفتار ہے افسوس یہ ہے چار جانب سے قلعہ گھر گیا ورنہ بادشاہ اسلام کو خبر ہوتی فوراً امداد آتی سب نے
کہا حضور صاحبقران کے وہ احسان ہین کہ نام پر انکے جان دینا مناسب ہے یہ خبر ملکہ سمن عیار
کو ہوئی نقاب ڈالکر باہر نکل آئی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے بالاے قلعہ پہونچی موشک پران
تیغی جو آئی انکے ہاتھ مین لی کہا مرد ہو کر گھبراتے ہو قریب قلعہ نہ آئینگے وجب یہ قلعہ مین آجائینگے
ہم سب سے پہلے بڑھکر جان دینگے یہ کہکر توپ پر بتی رکھدی اسکو سب بہادرون کو غیرت آئی کہ عورت
ہوکر ایسا کام کرے فوراً گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا
کہ کین گرجین آگ اگلنے لگین جیسے تو کافر بڑھے ہوے آتے تھے کئی ہزار اڑ گئے جیسے دھنیا روئی
کو دھنکتا ہے فوج لقا کے وہ لوگ ہین تیا کھڑ کا بندہ سرکار دہائی دیتے ہوئے پیچھے بھاگے غلغلہ کرتے
ہوئے یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہے ہمارا حربہ نہین پہونچتا پھر کیا کرین مٹ چلو نکلین ارکان کوہی
وسلیمان عنبرین مو سے کوہی حشیل سردار محجوب و شرمسار گرز گران سنگ آسمان رنگ منت بھلو
وہ سب بر خود ہاتھ مین لیکر بڑھے اہالیان فتح سے کہا جب ہم پھاٹک توڑینگے تم بھی آجانا غلام حمزہ
ہے حمزہ قیدی ہے حمید کے ہاتھ سے بھاگو قدرت کو کیا منہ دکھاؤگے سب کو سنگ سیاہ کرینگے حمزہ کو لیا قید تو قدرت
تو آن کی بیلو قدرت بہت خفا ہونگے یہ کہتے ہوئے طرف قلعہ کے چلے حمید نے دیکھا فوج رک گئی

لیکن تینوں سردار بڑے زور شور سے آتے ہیں گھوڑونکو کاوے ایڑ پر لگاتے ہوئے گولونسے اپنے
کو بچاتے ہوئے دور سے اہالیان فوج بھی غلغلہ کر رہے ہیں حمید نوجوان و ملکہ سمن عذار گولہ اندازوں کو
خلعت دیتے جاتے ہیں کہ ہاں یاد گولے مارو شاید کوئی گولہ قضا کا ارکان پر پڑ جاوے سب کے
پیر اٹھ جائینگے سب بھاگ شکست کھائینگے پھر توپ پڑنے لگی قضائے کار رستم پیلتن و پیل کن گشندۂ
قوبل ہندی علمشاہ نوجوان مع سمک ملطاقی اپنے قبلۂ و کعبہ کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے
ناگاہ توپ کی آواز کان میں آئی سمک سے کہا بڑھکر دریافت تو کرو یہ توپ کہاں چل رہی ہے
سمک جھپٹا چلا گیا دیکھا ایک قلعہ کھڑا ہے اور تینوں سردار لڑ بھڑ کر قریب خندق پہنچ چکے ہیں بارہ
لاکھ فوج اپنے مقام سے چلی ہوا ایک اراب پر صاحبقران کو قید دیکھا سمک بصورت مبدل لشکر میں آیا
مفصل حال دریافت کر کے بھاگا علمشاہ سے آکر کہا اے شہریار غضب ہوا آپ کے قبلۂ و کعبہ ہیں حمید
تو مسلح قلعہ میں بیٹھا ہے سرداران لقا پھاٹک توڑا چاہتے ہیں علمشاہ نے بیقرار ہو کر اسپ بالاکبود
فرنگی کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا آتے ہی علمشاہ نے نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ۔ نظم

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مزروق انگشتہ شور
ہیبت علمشاہ چو رستم نقب بگیر
علمشاہ رو بی شہ فیل زور
باشید اے کفاران بھاگو اب آگئے نہ ٹھہرنا ملک الموت سمجھا آیا ہے جان حمید

نے قلعہ سے دیکھا ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران صاحب شوکت و شان یکہ و تنہا بارہ لاکھ کو منہ پھیر چاڑا
پلٹ کر سلیمان وغیرہ نے دیکھا یہ بھی بیٹھے حمید کو ہرکاروں نے خبر دی فرزند رشید صاحبقران
علمشاہ نوجوان اپنے والد کا حال سنکر آئے ہیں سے یہ سنکر حمید نے حکم دیا دروازہ کھولدو سمن عذار کے
قدموں پر گر پڑا کہا ملکہ تم محل میں جاؤ سمن عذار نے کہا صاحب میں تو واپس ہونگی ساتھ صاحبقران کے جاؤنگی
جاونگی حمید نے کہا ملکہ اس ننگ کو صاحبقران بھی گوارا نکرینگے انکے مذہب میں عورت پر جہاد جائز نہیں
نہیں ہے تم جا کر دعا کرو پروردگار رفضل اپنا شریک کرے بمشکل سمن عذار محل میں گئی حمید پھاٹک
کھولکر مع فوج باہر نکلا یہاں علمشاہ گھرے ہوئے ہیں چہار طرف سے تلوار پڑ رہی ہے ہمہ تن چشم
بنے ہوئے ہیں جب حمید بھی قلعہ سے نکل تب ارکان کوہی نے فوج کو حکم دیا حمزہ کا سر کاٹ لو سوار
گھوڑا کر دو کا کر آنے یہاں گرد صاحبقران کے چند نگہبان تلواریں کھینچے ہوئے کھڑے ہیں اس سوار
نے آواز دی حمزہ کا سر کاٹ لو شہنشاہ نے حکم دیا ہے جو سر زنجیر بھاگے کھڑا تھا اسنے جلدی میان سے تلوار

کا مارا صاحبقران نے ہتھکڑیاں اٹھائیں دونوں ہتھکڑیاں کٹ گئیں صاحبقران نے وہی ہتھکڑی
اس جوان پر کھینچ ماری اسکا تو سر پھٹا امیر نے قید کو توڑ کر پھینکدیا اک جوان کو مار کر تلوار لی نعرہ
کیا زمین تھرائی حمید نے صاحبقران کا مرکب شبدیز پہونچایا سلاح نہ پہونچ سکے امیر پشت اشقر پر سوار ہوے
خیال کرکے دیکھا فوج بے انتہا ہے علمشاہ گھرے ہوے ہیں حمید نوجوان بھی آتے ہی گھر گیا باوجودیکہ
ہزار فوج لیکر آیا تھا بارہ لاکھ کو ہیبت میں کیا وہاں میں کمک بھی وہیں تک پہنچا ہے گھرے ہوے ہیں تلوار چل
رہی ہے ارکان کوہی چاہتا ہے کہ جا کر علمشاہ کو مار ڈالے صاحبقران کے تنفر پر تو نہیں پہونچا لیکن علمشاہ
کیجانب چلا رستم نہنگا نہ لڑنگا نہ جنگ کر رہے ہیں صد ہا کو ہیونکو مار کر ڈالدیا زخم کھائے سمک یلطاقی
عیار خنجر ہاتھ میں اپنے آقا کی پشت پر موجود ہے لیکن کس کس کو روکے چار جانب سے نیزہ و تیر و شمشیر ستم
پڑ رہا ہے لیکن یہ شیر با حواس لڑ رہا ہے کہ ارکان قریب آیا اس ملعون نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا
سمک نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے علمشاہ پلٹ پڑے پچھلا سا زخم سر پر پڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا
ارکان کوہی نے نیزہ اٹھا لیا اور بیچ میں سوار آگیا وہ قتیل ناش ہوا ارکان کوہی بچا دوسرے امیر کی
نگاہ پڑی کہ علمشاہ نے کئی زخم کھائے ایسا حال تبہ ہوا اشقر دیو زاد کو بڑھایا قریب گرد علمشاہ کے پھرنے
لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا دیا لیکن چار جانب سے تیروں کا اچھال
نے جسم اقدس چھلنی کر دیا آفریں تک صاحبقران نہیں پہنچ سکتے اس ہنگامے میں کئی زخم صاحبقران
زماں نے بھی کھائے حمید بھی مجمع فوج میں پھنسا فوج بھی منتشر ہے سلیمان عنبریں مو سے کوہی
نے ارکان کوہی سے کہا حمزہ کا گرفتار ہونا دشوار ہے کمند اندازوں کو حکم دے کہ وہ حملہ کر کے اس
نوجوان کو گرفتار کر لیں بیٹے نے کئی زخم کھائے ہیں نہایت سست ہے حمزہ زخمی ہوا لیکن چالاک
وجست ہے ارکان نے بلا کر کوشش نہ کی اس بیچ سلیمان نے کمند اندازوں کو جمع کیا چار سو کمند انداز
عیار دغا باز طرف صاحبقران کے چلے سمک یلطاقی نے یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا صاحبقران سے
بڑھکر عرض کی اے شہریار غضب ہو جائیگا تو بھی پڑے نامرد ہیں کتنے کمند انداز آتے ہیں صاحبقران
کو بھی انتشار ہوا اور دیکھا حقیقت میں ارکان کوہی کمند اندازوں کو لیکر آتا ہے اور سمک نے
رخ پھیلے طرف علمشاہ کے کیا ہے غضب باقی نہیں ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے پکارا اے پروردگار ع

برمن منگر بکرم خویش نگر ہماری حقیقت یہ ہے نظم

ای مرا بار خجلتی اعمال تو میدی گواہ
سبکہ میگریم ز شرم رعشہ در تو نگاہ
میل فعل زشت را باشم مستی خوست
چون معیت خانہ عاشق رزد ور دل سیاہ
در نگاہ و شاہد معنی عالم تو طرز ان

دور م از حسن عمل چون روی سپید گناہ
گر بصورت گاہ راگویم کہ ہمرنگ منے
در تجیبہ بلا کفر است مکافات الاہ
چہرہ را از آب یاقوت ندامت بر فروز
تا بجولان گاہ صورت بستہ دام نگاہ

صورت امید بینیم جو آب موج زن
گہر با چون مردم چشم تبان گرد سیاہ
ای کہ داری نامہ اعمال را از فعل زشت
چون گل روی دل آیان ز تاثیر نگاہ
مرحبا نیک آمدی ای پاس تاثیرت وہم

گرچہ گرمی کہ شوید تیرگی را از گناہ تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہے سامنے آنکھوں کے نور نظر فتح ہوتا ہے کیونکر
دل کو تاب ہے جلد مدد کر صاحبقران نے بیقرار ہوکے جو دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا کشتی نومیدی
کنارہ امید پر پہونچی قضاے نقابدار زرین پوش صحرا میں مصروف شکار تھا صدا کہا ہو کان میں پہونچی
عیار سے اشارہ کیا دیکھو تو یہ کہاں لڑائی ہو رہی ہے عیار نے صاحبقران کو اس حال میں دیکھکر ملتجا عرض
کی ای شہریار صاحبقران اعظم بارہ لاکھ کوہی ان میں گھرے ہیں اس بات کو سنکر نے الفور نقاب دار
زرین پوش نے باگ کو منعطف کیا بارہ ہزار جوان شیر صولت ہمراہ باز سپید بسر پر سایہ فگن جو صف
شکن تیغزن چشم زدن میں آکر پہونچا عیار نقابدار نے بچہ کھینچکر کمند انداز دیر جا پڑا ہوشنگ کو للکارا ہوشنگ
بلبلا گیا سوراخ موش ہار تلاش کرنے لگا یا یہ کہیے کہ دم دبا کے بھاگا چوہا کا بانی ڈھونڈھتا تھا مگر عیار نے قتل بلا سے
نا گہانی قریب ہوشنگ کی پہونچا للکارا کہاں بھاگ کر جائیگا ہوشنگ نے پلٹ کر وار کیا عیار نے خالی
دیکے ہاتھ مارا قتل خیار تر کے دو ٹکڑے اسکے کمند اندازوں پر جا گرا چار سو کمند اندازوں کو چشم زدن میں فی النار
کر دیا دس پانچ مارے گئے باقی کمندیں پھینک کر بھاگے نقابدار آکر فوج گراں صاحبقران نے دیکھا دی
نقابدار نامدار بصد کر و فر مثل شیر ژیان جنگ مستانہ کرتا ہوا آتا ہے سب سے زیادہ نئی بات یہ ہے کہ جلو میں جا رہے
اوج سعادت بصد صولت و شوکت باز سفید سر پر سایہ فگن جس مقام پر نقابدار ٹھہر جاتا ہے یا جب نقابدار آگے
بڑھا باز بھی سر پر بصد کر و فر سایہ فگن ہوتا ہے صاحبقران حیران شوکت نقابدار عالیمقدار دیکھکر لڑتے
ہیں بڑھے نقابدار سلیمان عنبرین مو سے کوہی کیجا تب جلا امیر نے ارکان کوہی کو تاکا جیسے ہی
نقابدار قریب سلیمان عنبرین موے کوہی پہونچا بارہ ہزار جوانوں نے نقابدار کے بارہ لاکھ
میں ہلکر ڈالدیا ہو وہ جسیں تھے و بالا لشکر رسالے اتر سوار پیدل بھاگے جاتے ہیں جو بارہ ہزار تیغ ہاے
برق مثال کھینچے ہوے جس غول پر جا پڑے اسکو پامال کیا کہ جنکو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا لیکن سلیمان نے

نقابدار پر وار کیا نقابدار نے واستانہ مارا تیغہ اُسکا پیٹ پڑا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار اسکی
چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے سلیمان عنبرین ہوکے کوہی ایسے جوان کو دست حق پرست
پر بلند کیا کل کوہستان کا افسر ہے سب بلوہ کرکے نقابدار پر ٹوٹ پڑے سنبھلنے نہ پایا آخر کمر زنجیر کٹی سلیمان
زمین پر گرا گولہ اتر گیا کوہی اسکو لیکے بھاگے صاحبقران زمان ارکان کوہی کے قریب پہونچے جیسے
ہی دیکھا نقابدار نے سلیمان کو اٹھایا امیر ارکان سے بیٹ پڑے آنکے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا
گھوڑے سے کودتے کودتے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا چیخ دیکر زمین پر مارا ارکان کوہی کے
استخوان چور ہوے نقابدار بھی انھیں پکارا اُٹھے یہ شیر بیشۂ عربستان ہین انکا کون دنیا مین نظیر
ہے ماشاء اللہ کس زور و شور سے ارکان کوہی کو مارا رکن فوج گرا دیا تخم کفر و بدعت ملگیا اب تمام کوہی بھاگے
غنیم فوج اشام بھینے کا شکست خوردہ ہے یہ دور ہی سے بیٹا لیٹا کر رہا تھا فوج سے پہلے ہی بھاگا
سلیمان عنبرین ہو کے کوہی کو ہوا اور پر ڈالکر لے بھاگے نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا عیار دوڑا
زمیل بجائی مشترلا کھڑہ رہ نہ سے دیو بارگاہ زر بفتی لیے ہوے آئے کل اسباب جاہ و جلال موجود ہوگیا
بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار گھوڑ بیسے کو دار کاب سعادت انشا صاحبقران پر ہاتھ رکھدیا صاحبقران
مرکب سے اترے علم شاہ اشتا کے زخمدار تھے ملازمان نقابدار نے انکی بغلون مین ہاتھ دیا لاکر پہونچایا
بارگاہ مین صاحبقران تشریف لائے اپنے دنگل زریت پر نقابدار نے صاحبقران کو جگہ دی اپنے
دست حق پرست سے علم شاہ کے زخمون مین ٹانکے دیے ڈبیا مرہم سلیمانی کی نکالی ٹپیان مرہم
سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین وہ باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہو جمال با کمال نقابدار پہ نگاہ ڈال
رہا ہے صاحبقران حیران شوکت و شان نقابدار خلق مجسم لیکن جری بہادر بحر جرأت کا بے بہا در امیر نے
فرمایا اے نقابدار بہادر آؤ ہمارے پاس آؤ جو حرص کی لیے سب بہادرون کی خدمتگزاری کرین تیغ کا حکم
خدمت ہون حمید نوجوان کو بھی بلایا اُسکی بھی زخم دوزی کی امیر دیکھتے ہین سرداران نقابدار
ملازمان حمید کی خدمت مین مصروف ہین ایک ایک بہادر کی زخم دوزی ہو رہی بادشام تک نقابدار
اسی کاروبار مین مصروف رہا شام کو قریب صاحبقران آکر ایکجانب بیٹھا تخت یاقوت احمر بچھا تھا
اسپر غاشیہ ڈالدیا ایک طرف آپ آکر بیٹھا جملہ سردار بھی حاضر ہوے مرقع دربار تصویر نگاران سے
معمور اسباب عیش و سرور عیار نے لاکر حاضر کیا اب رقص و سرود کو حکم ہوا پریزادان دردو گوش مہ جبین جام

ہوئیں ناز و کرشمہ دکھانے لگیں غزلیں عاشقانہ گانے لگیں جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہو پردۂ اسے
شرم و حجاب اٹھے لقا پدار طرف صاحبقران عالیوقار کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان اے والی
قاف و دنیا اصل یہ ہے کہ حضور نے مذہب حق پرست کو رواج دیا اب آپ کا لوائے شوکت از پردۂ دنیا
تا بہ قاف پہونچا کس جرأت و ہمت سے حضور نے شمشیر زنی کی فوجوں میں صف شکنی کی کسکی مجال ہے
کہ بندگان عالی کی ہمسری کرے حضور کے جانثاران کمترین سے آنکھ ملا سکے لیکن یہ حقیر کئی مرتبہ
حاضر خدمت بقصد رجعت ہوا اول ملک سلیقولیہ پر گذر ہوا حقیر نے طلسم کو فتح کیا یہ تو میری کیا مجال ہے کہ میں
حضور کے سامنے نام جرأت لوں یا گستاخی کروں لیکن یہ مقدمہ شمشیر زنی ہے آزردہ سے ملک گیری میں شاہان عالیجاہ
نے کد و کوشش کی غلام بھی از پردۂ قاف تا پردۂ دنیا لڑتا ہوا آیا حضور کو عرصہ دراز گذرا لڑائی لقا کی نہیں
ہوتی امیدوار ہوں کہ بادشاہ صاحبقرانی اس حقیر کو مرحمت ہو اقرار کرتا ہوں کہ ایک ہفتے عشرے میں اگر
لقا کو شکست فاش نہ دوں گستاخی کی سزا پاؤں حضور اب جا کر خانۂ کعبہ میں عبادت پروردگار کریں اور
امورات جو حضور کی ذات سے متعلق ہیں انکا انتظام واجب لازم ہے جواب باصواب سے فیضیاب ہوں
حضور کے تصدق سے کامیاب ہوں یہ سنکر صاحبقران نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے لقا پدار
عالیمقدار حقیقت میں تجھے اسباب شوکت و لیاقت وہ پیدا کیا کہ کسی کا ایسا جاہ و جلال نہیں دیکھا لیکن
بادشاہ صاحبقرانی میرے مقابلے پر موقوف ہیں سرمیدان مجھکو زیر کر تب یہ اشیا ملیں میں نے تمام
عالم کی گردش کی انتہائی کوشش کی سر کو پانوں بنایا دنیا سے تا بہ پردۂ قاف پہونچا جب یہ اشیائے
نادرہ ملیں ہوئیں حمزہ انکو آسانی دیدے اب آپ تشریف رکھیں میں لشکر حمید کو لیکر جدا ہوتا ہوں
طبل جنگی بجوایئے میدان کارزار میں آیئے کل ہی ہمارے آپ کے فیصلہ ہو جاے بادشاہ صاحبقرانی
لیکر جایئے یہ کہکر صاحبقران اٹھے زلفیں خلیلی بل کھانے لگیں چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جب
صاحبقران اٹھ کھڑے ہوے لقا پدار قدمو سے لپٹ گیا عرض کی میری عرض بخلاف مزاج صاحبقرانی
ہوا صاحبقران نے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت خلاف نہیں گذرا تمھارے سوال کا جواب ہے بادشاہ صاحبقرانی
بدون مقابلہ کے نہ دونگا لقا پدار نے عرض کی میں یہ چاہتا ہوں میرے آپ کے مقابلہ نہو کوئی امتحان
قرار پائے کسی طلسم کو حکم دیجیے امتحان لیجیے اسپر شرط قرار پا جاے بعد امتحان یہ اشیائے نادرہ مجھکو مرحمت
ہوں صاحبقران نے فرمایا اے بہادر یہ غیر ممکن ہے بدون مقابلہ یہ اشیا ہرگز نہ دینگی لقا پدار نے سر جھکایا صاحبقران

کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے صاحبقران نے سینے سے لپٹا لیا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی خون عروقون مین جوش مارتا تھا جی چاہتا تھا سینے سے سکو جدا نکرون کلیجے مین اٹھا رکھون
آخر مین نقابدار نے عرض کی جو حضور کی مرضی یہی ہے تو مین امورات ضروری سے فراغ حاصل کرکے
حاضر خدمت ہونگا مجمع عام مین مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا مین ہر مقام پر موجود ہون نقابدار
نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا شب بھر جلسہ رہا بوقت سحر نقابدار نامور صاحبقران زمان سے رخصت
ہوا خلق و محبت علم شاہ سے ملا بھائی صاحب کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے علم شاہ بھی رطب اللسان
تعریف کرتے مین بیرون بارگاہ صاحبقران تشریف لائے نقابدار نے عرض کی پہلے حضور سوار ہون
امیر نے فرمایا مین تمھاری سواری کی شوکت وشان دیکھنے کا مشتاق نقابدار تخت یاقوتی پر سوار
ہوا سترہ لاکھ زرہ پاسے دیو پرے باندھکر حاضر ہوے سائبان زربفتی کا سر پر سایہ کیا بارہ ہزار
جوانون کو دیوزادون نے گردن پر سوار کیا مرکبہاے بادرفتار نعل سیمین پالیے سترہ سو نقارہ ہاے
دنقرئی بجے مرکب سہ چشمی کو نقابدار کے ایک تخت پر سوار کر لیا اس شوکت وشان سے نقابدار
صاحبقران عالیمقدار سے رخصت ہوا صاف ثابت تھا کہ طرف پردہ قاف کے جاتا ہے سمت جبل اعلیٰ
رجوع کیا جبل اعلیٰ وہ مقام ہے جو سرحد دنیا و قاف کے مقام پر واقع ہوا اسی جانب نقابدار گیا بعد جانے
نقابدار کے صاحبقران نے حمید نوجوان کو رخصت کیا چند سوار ہمراہ لیلیے حمید نے چاہا مین بھی ساتھ
چلون صاحبقران نے فرمایا اب تم دونون قلعہ پر حکمرانی کرو ہمین لقا سے مقابلہ درپیش ہے انشاء اللہ
بشرط حیات کسی وجہ سے ملاقات ہوگی حمید نے وعدہ کیا کہ مین انتظام کرکے فوراً حاضر ہونگا
صاحبقران زمان طرف لشکر کے چلے یہان جب سلیمان عنبرین مو کوہی شکست کھا کر آیا بادشاہ
اسلام کو خبر ہوئی کہ لقا نے برا صاحبقران لشکر بھیجا تھا بیقرار ہوکر خود سوار ہونیکا قصد تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی صاحبقران زمان بدولت و اقبال تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے چلے
امیر کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ گلے مین صاحبقران کے ڈالدیے پوچھا یہ
عالی تبار حضور کو کہان عرصہ ہوا صاحبقران نے کل کیفیت بیان کی جب نقابدار آیا صاحبقران
نے فرمایا اے شہریار کیا گذارش کرون بڑے بڑے زور و شور سے نقابدار آئے شاہزادہ ملک قاسم
رستم نقابدار گلگون پوش بنکر آیا پندرہ دن تعاقب کرکے ترک پوش میدانی برادر خان اعظم

کو بارگاہ جمشیدی مین سامنے ہمرہ فرامرز نے مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قائم کیا خود رستم اٹھاؤ برس
نقابدار مہدی پوش نے رہے کیسے کیسے کارہاے نمایان کیے لشکر گنجاب سے لڑے باخبر تن کیا کیا معرکے
لڑے اور اکثر فرزند میرے نقابدار بنکر آئے لیکن اس نقابدار زرین پوش نے جو سامان شرکت
ولیاقت مہیا کیا ہی آج تک میری نگاہ سے نہین گذرا اسلامت ولیاقت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت
سب اوصاف اُس بہادر کی ذات مین جمع ہین مرکب سے جیشی بارگاہ زرنقیبی عیار بےنظیر خود صاحب
توقیر بارہ ہزار سردار ایک ایک پہلوان زبردست یہ ظاہر ہوکر پردہ قاف کو بھی تسخیر کیا ہی شترلاکھ
ترہ ہاے دیو شل جاکران کمترین ہمراہ ہین بروقت جنگ پراودن کو شریک جنگ نہین ہونے دیتا لشکر حمزہ
کے سامنے بھی نہین آتے کہ فوج انسان دیوان قاف کو دیکھکر گھبرا جائیگی سب لڑے بھڑے بھاگ جائینگی
سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہی کہ سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی بے زبان تیہر ہوا ہی تمام اہلیان
دربار حال نقابدار عالیوقار سنکر دنگ ہوے صاحبقران زمان نے فرمایا اے شہریار ابھی تو ہبراد کے
تو دیکھیے کیا رنگ کرتے ہین کیا جنگ مین تنگ کرتے ہین دانت بجانے دینگے جو اسباب جمع کیا ہی سب
چھین لینگے صاحبقران نے کسی کو جواب نہ دیا بادشاہ جمجاہ نے برائے فتح بلال صاحبقران زمان
جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ادھر لقا نے بقہر و غضب تمام اور ایک نامہ افراسیاب کو لکھا یہ خود ولشکر
لشکر لیے اپنے مقام پر فروکش ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر خواجہ عمرو ولشکر افراسیاب و آمد شہزادہ فیلسر اور
تہقتہ فیلسر باغی ہوکر آنا براے مقابلہ افراسیاب و مقابلہ برہمن از تاریک
وعیاری عمرو و قران و حالات جنگ مغلوبہ و جنگ اطلس گلگون پوش
بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی ہی بہار فصل سرما | ٹھٹی سے نکل سبو کو گرما | بانگ قلقل کی بدرق کڑکے
شعلے مے آتشین کا بھڑکے | دیکھو ہی شراب ناب کی جاہ | جاڑے مین ہی آفتاب کی جاہ
دے آتش مے بدن کو سینکیان | دندان و لب و دہن کو سینکون | یون نکلے شراب ظرف مے سے
نکلے شیشے سے آگ جیسے | ہین آتش جو کی تاک مین جام | آتش پہ کباب کو ہی آرام
جاڑے پچلے کے پڑ رہے ہین | سردی سے شجر اکڑ رہے ہین | خجلت دہ زعفر زمین ہین

شمشیر پہ باغ طعنہ زن ہین
خورشید فلک قمر بنا ہی
گرمی ہی زمین پہ برف سے نکلے
باقی نہین آگ مین حرارت
خامے کا بدن اکڑ رہا ہی
اشجار کے جسم کانپتے ہین
چتونے ہین نخل باغ جمیٹے
ہر آنکھ لحاف مین چھپی ہی
تھر تھر سردی سے کانپتے ہین
خوشبو ہی چھپی ہوئی کلی مین
پتھر مین شرار چھپ رہے ہین
نافے مین نہان ہی مشک آہو
چادر مین لحاف جسم ڈھانپا
سردی سے محافظت جو چاہی
رہنے لگا آگ مین سمندر
پارے کو ہی اضطراب سے کام
تکیہ کو غلاف مین ملا چین
ہے چین ہمارے ہمسنون کو
کیسا جاڑا کہان کی سردی
پانی کا نہ ڈر نہ برف کا غم
جوبن کو نہ ایک دم امان دی

یخ سب کے خزانے دلمین بھری
گل برف کی ابر تر بنا ہی
بو بو تو نہ منھ سے حرف نکلے
شعلے کی ہوا ہوئی حرارت
ٹھٹھرے جاتے ہین گل چمن مین
چتونے تنون کو ڈھانکتے ہین
روئی مین چھپے ہوے ہین انگور
ہر سیف غلاف مین چھپی ہی
لرزاں تن تار حسری ہی
کانون کا بدن ہی سیجلی مین
محرم مین چھپا جبین حسین کے
سینے ہی لباس گل تن بو
مہ کوکبی فلک پہ جانے
جسم آگ مین سینکتی ہی ماہی
جم جاتا ہی برف کی طرح قند
ملتا نہین آگ پر بھی آرام
سردی کی جبا نہین یہ شب بھی عالم
جیسا کے ہوے ہین ہمسنون کو
بوتل کا جبان اڑا دیا آگ
ہاتھون کو تنا رہے ہین محرم

ہر دھوپ مین چاندنی کی تری
صافی ہوا مین اوس چھنکے
نکلے بھی تو شکے برف سے نکلے
سردیسے جو پالا پڑ رہا ہی
رعشہ ہی نہال کے بدن مین
غنچون کے ہین ہاتھ پانون سمٹے
ہاتھ آگ پہ تاپتا ہی کافور
منھ خاک سے بید ڈھانپتے ہین
پانی کے جگر مین تھر تھری ہی
تھیلی مین انار چھپ رہے ہین
مو بافت ہین جسد نازنین کے
سردی سے دل شرار کا بینا
کوٹھے پہ چڑھا ہی دھوپ کھانے
آتش نے بنایا خاک مین گھر
بجتی ہی آگ پہ بھی اسپند
روئی کو لحاف مین ملا چین
آتش بھی نہان ہوئی تہ خاک
جب گرم بغل حسین نے کر دی
جھپانے بدن مین پھونک دی آگ
دست گستاخ کی ہی چلنی

چہرہ غواصان دریاے زخار تحریر و شناوران بحر بیکران سخن وری کشتی کلک جواہر سلک کو نہر مضامین آبدار سخن مین بعد آب و تاب یون رواں کرتے ہین کہ [illegible] تشنگان دریاے جرأت نشان ملیگان صحراے شوکت بیان سرافسر لشکر عقل و ہوش

چنین ہنگامہ و بجوش و خروش

واضح رائے ناظرین ذوالاحترام ہو کہ لشکر ملک اطلس گلگون پوش
برائے مقابلہ تاریک شکل کش ایک جانب آکر فروکش ہوا ایکجانب لشکر افراسیاب جادو ایک
سمت لشکر مہرخ وغیرہ خواجہ عمرو مصروف فکر عیاری ہین کہ کسی طور سے تاریک پر پنجہ قابض
ہو آٹھ پہر دریائے فکر مین بجستجوے گوہر مراد عیاری غوطہ زن ہین ایک جانب مہتر قران اسی فکر
مین مصروف کہ کوئی تدبیر کرون اور عمرو افشان جادو نہایت بیقرار طائران سحر و مدام خبرین پہونچاتی
ہین کہ تاریک شکل کش لشکر مسلمان کو پامال کر رہی ہے یہ بھی خبر پہونچی کہ ملک اطلس پہ خواجہ کا دام مکر و
کید ایسا پڑا کہ وہ طائر زیرک پھنسا بیشک تاریک سے مقابلہ کریگا لیکن زخمونکا اسکے علاج ہو رہا ہے تاریک
بھی زخم کھا کر گئی زخم مین ٹانکے دیئے افراسیاب نے آکر پٹی مرہم جمشید بھی کی چڑھائی تاریک
نے وعدہ کیا کہ اے افراسیاب مشتہر کر دے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا ملکہ عالم ایک زندہ
نچھوڑیگی اس میعاد کے اندر جسکو اصلاح منظور ہو حاضر خدمت ہو کر عذر اپنا کرے کیا عجب ہے کہ دریا
رحمت جوش مین آکے خطا دشمنونکی معاف کیجائے بعد بجنے طبل جنگی کے کوئی عذر سماعت نہوگا افراسیاب نے
آکر اسی مضمون کا ڈھنڈورا پٹوا دیا اشتہار جابجا چسپان ہوئے اہل اسلام اس مضمون کو سنکر آمادہ مرگ
و مہیا سے قضا ہوئے ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین خود خواہش رکھتے ہین لڑ بھڑ کر مرجائین
یہ خبر ملک اطلس گلگون پوش کو بھی پہونچی اسنے کہا مشہور کر دو کہ ما بدولت زخمی ہین خود ایک
ہفتے کی مہلت دیتے ہین اس عرصے مین اگر افراسیاب نے آکر قدمبوسی کی شہنشاہ لاچین کو
رہا کر دیا بادشاہ جانا قدمونپر آکے ہمارے گرا خیر ورنہ اس نمک حرام کو زندہ نہ چھوڑونگا تاریک
حرامزادی کی ٹانگین چیر کر پھینکدونگا یہ بھی خبر افراسیاب نے سنی جاکر تاریک سے بیان کیا
تاریک نے کہا اے نور نظر اسوقت مین بیہوش بیٹھی تھی شراب بھی نہ پی تھی اسوجہ سے وہ نگوڑا
میرے ہاتھ سے بچگیا اب کی مرتبہ سب سے پہلے اسی کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی سحر و ساحری کیسا زبان تو
ہلانے نہ دونگی نہین معلوم یہ بھی کیا سمجھا ہے قضا اسکی لیکر آئی ہے گوشہ عافیت مین بیٹھے بیٹھے نکل
آیا تو جاکر اپنے مقام پر بیٹھ رہین ایسون سے کب خائف ہوتی ہون افراسیاب اپنے مقام آکر مصروف
عیش و نشاط ہوا ایک ذکر کرنا مصنف کو ضرور منظور ہے اکثر جابجا تحریر ہوا ہے کہ زمانے مین شہنشاہ
لاچین کے فہقہہ فیلسر لوح دار تھا جب افراسیاب نے طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا اسکو بلا بھیجا

وہ نہ آیا جانتا تھا کہ افراسیاب میرا کیا کر سکتا ہے دریاے نیل مین کسی کا سحر کام نہ آئیگا لیکن افراسیاب
بعلم تیرنج و شعبدہ دریاے نیل پر پہونچا قہقہہ فیلسر کو دریاے نکالا چیر پھینکا پانچ حسب تعلم پر
منظور ہوا حفاظت سے رکھی لیکن بھائی قہقہہ فیلسر کا شہرہ فیلسر ملک کوہستان کا ناظم ہے دو رستے
خبر بہت کم آتی ہے جب شہرہ نے سنا کہ افراسیاب بادشاہ ہوا اپنے ذہن مین سمجھا لاچین نے
انتقال کیا ہوگا چونکہ کوئی اولاد نرکھتا تھا افراسیاب کو بادشاہ کیا ہوگا اسی عوکے مین رہا
ایکروز ایک تاجر جلیل آیا اس سے کچھ مال اسباب خریدا کیفیت ہوشربا دریافت کی وہ تاجر بخوبی حالات
ہوشربا سے ماہر تھا اسنے تمام کیفیت بدعت افراسیاب ظاہر کیا یہ بھی بیان کیا کہ قہقہہ فیلسر کو بمجاعت
سے افراسیاب جادو نے مارا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا یون طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا مشہور
ہوکر شہنشاہ لاچین بیچارہ کسی مقام سخت و صعب مین قید ہے بدعت افراسیاب نے ہوشربا کو
برباد کیا اس زمانے مین قیامتین برپا ہین کچھ اہل اسلام آئے ہین کچھ سرداران افراسیاب بگڑ
گئے ہین ملکہ ماہیان طلسم نورافشان کو بھی بادشاہ ہونا افراسیاب کا ناگوار ہوا اسنے بھی افراسیاب سے
فساد و رنجش کی سو ملک قبضے سے افراسیاب کے نکلگئے یہ جملہ حالات سنکر شہرہ فیلسر نے سر جھکا لیا
اپنے رفقا کیجانب متوجہ ہوا کہا یارو تمنے سنا اس بھیا نمکحرام افراسیاب نے کیا ستم برپا کیا بھائی کو بیحد
کس حسرت و یاس سے مارا جس شہنشاہ کے خرد و بزرگ نمکخوار ہین اسکو مکر سے پکڑ لیا ہم آجتک گاؤ نہ
تھے ورنہ اپنے شاہ کو رہا کرتے صاف ثابت ہے کہ ماہیان طلسم نورافشان بھی اسیواسطے بگڑے ہونگے
کہ بادشاہ قدیم کا رہا ہونا مناسب ہے افسوس ہے کہ جان نثاران خاص خرچ گزاران باختصاص ایسی مصیبت
مین اپنے ولی نعمت کے شریک نہون اسیوقت شہرہ فیلسر نے قرنا کرائی بارہ لاکھ کا لشکر تیار کیا
افسرون کی بھی یہی رائے ہوئی چلکے اپنے بادشاہ کو رہا کیجیے افراسیاب خانہ خراب کو سزاے
معقول دیجیے وہ نمکحرام کیا لڑ سکیگا نام نامی آپکا شکر گزار رہیگا لیکن مقام قید شہنشاہ لاچین
دریافت ہونا واجب لازم ہے ہر ایک نمکخوار اپنی غفلت پر نادم ہے شہرہ نے کہا جب اس خارستان و
کوہستان کی سرحد سے نکلینگے سب حال دریافت ہوجائیگا یہ کہکر تخت پر سوار ہوا ہمراہ رسو سرداران زبردست
فوج بیشمار کئی ہزار نوبت نقارہ بجتا ہوا قطع منازل طے مراحل کرتا ہوا چلا جو قلعہ راہ مین ملا لشکر اوتار
اس مقام ادتارا اس مقام کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ برکار رہائی شہنشاہ لاچین جاتے ہین سامان رسد پہونچا کر

شریک ہو اگر وہ بادشاہ بخوشی چلا آیا شہرہ نے سمجھا کر اسکو بھی ساتھ لیا اگر اسنے غدر کیا شہرہ فیلسر
غضبناک ہو کر طبل جنگی بجوا کر اس قلعہ پر جا پڑا مارے گولوں کے قلعہ کو پامال کر دیا ہر کوچہ شہر لاشوں سے
اس بادشاہ کو بھی گرفتار کر کے قلعہ پر اپنا قبضہ کیا اسطرح ویران کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا قریب قلعہ اشرار کے
پہونچا اشرار خوک پیکر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہے ہرکاروں نے آکر کل خبریں پہونچائیں کہ شہرہ فیلسر برائے ہلاکی
شہنشاہ لاچین جاتا ہے افراسیاب کے قتل کی فکر میں راہ میں جس بادشاہ نے اسکے خلاف کیا شہرہ
نے اس قلعہ کو پامال کر ڈالا چوتھے دن یہاں بھی آکر پہونچیگا اشرار خوک پیکر گھبرایا ساتھ والوں سے
کہا یارو میں اسکے مقابلے کے لائق نہیں ہوں جن جن قلعہ جات کو اسنے لوٹ لیا اور بادشاہوں کو جانسے
مارا میں ان سب سے سحر میں فوج میں بہت کم ہوں سب نے کہا ایک عرضی خدمت میں شہنشاہ افراسیاب کے روانہ
کیجیے اشرار نے فورًا ایک عرضی تمام حالات کی لکھی ساحر تیز رو کو دی وہ ساحر بارگاہ افراسیاب میں آکر
پہونچا افراسیاب کو عرضی دی افراسیاب نے حکم دیا پڑھو اہالیان دربار جمع ہیں دبیر نے باواز بلند عرضی
کو پڑھا افراسیاب کو سنکر سناٹا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بلبلانے لگا کہا کہ ہم اُنہوں نے سر اٹھایا ہے شہرہ
فیلسر کی شہرت سنکر بدولت ڈر جائینگے قہقہہ کیا بچیا تھا بدولت نے ہنس ہنس کے اسکو مارا اس ملعون کی
بھی قضا لیکر آئی ہے نامہ دار نے عرض کی کہ حضور تو بجا ارشاد فرماتے ہیں لیکن وہ جس قلعہ پر جاتا ہے آگ لگا دیتا ہے کئی
بادشاہ مارے گئے حضور کو خبر بھی نہیں ہوئی ہمارے بادشاہ نے زبانی بھی عرض کیا ہے اگر حضور کسی ساحر زبردست
کو نہ روانہ کرینگے قلعہ چھوڑ کر وہ چلے آئینگے افراسیاب کہا بدولت ابھی تدبیر کرتے ہیں قلم اٹھا کر ایک
نامہ لکھا اسی نامہ دار کو دیا اور کہا قریب کوہ بلور ایک نخل چنار ہے اسکے قریب جا کر آواز دینا اے
گیہان اژدر سوار جلد حاضر ہو پاس آ طبقہ زمین کا شق ہوگا ایک اژدر میں سے سر برکریگا یہ نامہ اسکے منہ میں
ڈالکر الگ ہو جانا پھر تماشا قدرت سامری کا دیکھ لینا کہ چشم زدن میں کیا ہوتا ہے وہ نامہ دار بموجب حکم افراسیاب
تا نہجا قریب نخل چنار آیا گیہان اژدر سوار کہکر آواز دی حقیقت میں اک برق چمکی صحرا تاریک ہوگیا معلوم
ہوتا تھا کل نخل کی شاخوں میں ہزارہا ماران سیاہ لپٹے ہیں کھچون کو بلند کرتے ہیں جیسے وہ زہر اگلتے ہیں
نخل صحرا مثل سمیہ جلتے ہیں یکایک ایک اژدر نے بیخ چنار سے سر نکالا یہ بیچارہ نامہ دار تھرا رہا ہے جیسے
ہی اژدر نے منہ مثل غار بلا کھولا گھبرا کر اسنے نامہ وہیں اژدر میں ڈالدیا وہ اژدر غائب ہوا تھوڑے
عرصہ کے طبقہ زمین کا تھرایا صدا ہا ہو بلند ہوئی ہزارہا اژدران آتش فشان گوشہ صحرا سے باہر ہوگئے

ایک اژدر کلان پر اک ساحر مہیب بشکل عجیب سیاہ فام بدانجام تاج سر پر تاج سے شعلہ ہائے آتش
نکلتے ہوئے پشت پر دو لاکھ اژدر سوار ایک بلائے روزگار بارگاہیں بھی اژدر آتش فشان پر لدی
ہوئیں اُس تاجدار نے نامہ دار سے کہا تم بڑھو جا کے اشرار کو خبر پہونچاؤ کہ ہم آتے ہی شہرہ فیلسر کی شہرت مٹا دیگے
ہم لشکر قلعہ سے نکالو یا بدولت وقت پر آجائینگے نامہ دار تھر تھر کانپتا ہے ایسے عجائب نرالے دیکھکر بھاگا خدمت میں
اشرار خوک پیکر کے آیا مژدہ آمد گیہان اژدر سوار سنایا اور یہ بھی خبر اسیوقت آئی کہ وقت آخر لشکر
شہرہ فیلسر قریب قلعہ اشرار یہ آجائیگا وہ آتے ہی یلغار کرتا ہوا اشرار خوک پیکر نے لشکر اپنا تیار کیا
بیرون قلعہ آیا کوس جرأت بجا کر آگے بڑھکر فروکش ہوا بارگاہیں استادہ ہوئیں بیرون بچھایا جالی تھا کہ صحرا سے گرد
اڑی شہرہ فیلسر بڑے کروفر سے لشکر بیشمار خود پشت مرکب پر سوار سامنے قلعہ کے جو لشکر زد کش تھا
آگ ہوگیا کہا یہ کس بے ادب کا لشکر ہے اس قلعہ میں بھی کوئی بہرام رہتا ہے جا کر کہو کہ دیکھا شہنشاہ
شہرہ فیلسر ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہ لاچین کو ہم چھڑانے جاتے ہیں تجھے ناگوار ہو خدمت میں
ہماری اگر حاضر ہو ورنہ قلعہ کو پھونک دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملازم نے جا کر اشرار خوک پیکر
سے کہا اسنے جواب دیا کہ جا کر کہدو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم ملازم شہنشاہ افراسیاب ہیں یہاں سے پلٹے
ورنہ شہنشاہ نے فوج روانہ کی ہے گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی یہ جو چند تماشے دیکھنے والے جمع کیے ہیں یہ
سب جان بچا کر بھاگ جائینگے تمھاری جان پر بنے گی جو ایسوں کے رہا کرنے سے لاچین رہا ہوتے سلطنت
افراسیاب کاہیکو رہتی بلی مہرخ و بہار وغیرہ سترہ سو سردار عیاران طرار پڑے آزار ہیں کچھ
بھی نہیں کر سکتے افراسیاب نے سب کے جی چھوڑوا دیے اپنی دوائی امان کو بلالائے وہ سب کو کھائے
لیتی ہیں تم کس شمار میں کس قطار میں ہو بہتر ابھی یہیں ہے کہ چلے جاؤ یہ پیام نافرجام جو شہرہ فیلسر نے
سنا بہت اچھلا کودا کہا صبح کو مزا چکھا دونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا اشرار نے بھی جواب میں نقارہ رزم بجنے
کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کے ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشرار
خوک پیکر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا ادھر سے شہرہ فیلسر بعد کروفر مع فوج بیشمار
میدان کارزار میں پہونچا دونوں لشکر آراستہ ہونے لگے لیکن اشرار خوک پیکر گھبرایا ہوا ہے اس ساحر
نامہ دار سے کہتا ہے ارے پیچ تیلا اب اس کون مقابلہ کریگے تیرے سامنے فوج چلی تھی کہا حضور
گیہان اژدر سوار ضرور آئیگا ایک اژدہا اسکا سبکو کھا جائیگا آپ تو ناحق گھبراتے ہیں اشرار نے کہا یہاں تو

جا پڑا نبی ہو تو پہلے سے مجھے مفصل کہدیتا ہم بھی شہرہ کے پاس چلے جاتے فقط نمکحرامی سے بچتے نمک حلال کہلاتے
سردار بھی سب گھبرائے ہوئے ہیں کہتے ہیں حضور بڑے ظالم سے مقابلہ ہے اسکے تیور تو دیکھیے شہنشاہ لاچین
کا ساختہ پرداختہ ہے بھائی اس کا قہقہہ فیلسر ایسا مغرور و مکرم تھا کہ یہ طلسم ہوش ربا اسکے
سپرد تھی تو افراسیاب نے اسکو مارا سپر بھی دست انداز ہونا دشوار ہے اس عرصے میں لشکر جانبین کے
آراستہ ہوئے شہرہ فیلسر کہہ رہا ہے میں ایسے ایسے قلعہ جات پر اگر دو دو چار چار روز لڑونگا تا بہ افراسیاب
کیونکر پہونچونگا یہ کہکے مرکب اپنا اُٹھایا تو میدان کارزار میں آیا للکار کے آواز دی او اشرار مکار بدبخت
کے مقابلے میں آ تم ہی ایسے نمکحراموں نے افراسیاب خانہ خراب کو بادشاہ بنایا شہنشاہ اصلی
کی سلطنت کو مٹایا اب آ تو سامنے آج نمکحرامی معلوم ہوگی اُس بچیا سے بھی سمجھ لونگا اشرار خوک
پیکر بغلیں جھانکنے لگا سرداروں کی جانب دیکھا ہر اک نے سر جھکا لیا بعض نے جواب دیا ہم
حضور شہرہ فیلسر کے مقابلے میں نجائینگے انصاف کرنا شرط ہے کس برے کام کو جاتا ہے جو بادشاہ اصلی ہے
اسکے رہا کرنیکی فکر ہے اُس سے ہم کیا منہ لیکے لڑیں یقین ہے خداوند سامری و جمشید کو بھی ناگوار ہے شہرہ
للکار رہا ہے کیوں نمکحراموں ہمارے مقابلے میں نہیں آتے میں خود آتا لرزاں ترساں اشرار نے
اپنا گھوڑا پھیرا کہا یارو تم سب کو سامری جمشید کے سپرد کیا میں مقابلے میں اُس ظالم کے جاتا
ہوں اگر میں مارا جاؤں میرے اہل و عیال کو لیکر خدمت میں افراسیاب کی بھاگ جانا کہنا حضور
کی خیرخواہی میں اشرار خوک پیکر مارا گیا افسوس افراسیاب نے کچھ نہ کیا ہمکو بلا میں پھنسا کر
بیٹھ رہا میں جانتا تو قلعہ کو خالی کرکے چلا جاتا کئی بادشاہ اسکے ساتھ ہیں کس کس سے مقابلہ کرونگا اس
طرح باتیں لوگوں سے کر رہا ہے میدان میں نہیں جاتا شہرہ للکار رہا ہے او نامرد آتا نہیں تمام فوج اسی پر
تیار ہے کہ چار جانب سے گھیر لیں قلعہ کو لوٹیں نہ ارا یا ساحرا اسواسطے شہرہ کے ساتھ آگئے ہیں سب نے
صلاح کرلی ہے کہ جبتک یہ غالب آئیگے ساتھ دو دو دشمنوں کو مار کر مرینگے اور جب یہ شکست کھائیگا
نکل جائینگے جو اسطرح کیا تھے ہیں وہ جانتے ہیں جنگ مغلوبہ ہو ہمارا مطلب ہو جائے یہ گھر چلے مبارک وہ گھر
چلے سلامت یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اٹھا تمام صحرا تاریک ہو گیا اُس ابر سے شعلے نکل رہے ہیں تحمل ہارے
صحرا میں رہے ہیں بہادر تھرائے بعضوں کو اُس ابر کے دیکھنے سے غش آگئے بعضوں نے کہا تو یارو بلائے
عظیم نازل ہوئی شاید افراسیاب کو بھی غصہ آیا اُسنے کسی ساحر زبردست کو بھیجا لڑنے کو آیا ہو وہ

بادشاہ عالیجاہ ہے جب اُسنے لاچین ایسے کو پکڑ لیا میاں شہرہ کی کیا حقیقت ہے انکو آتش قہر و غضب
مین جلادیگا اپنی والی امان سے کہیگا وہ چیر پھاڑ کر کھا جائینگے ابر شق ہوا دیکھا گیہان اژدر سوار
مع دو لاکھ ساحران غدار سر ایک اژدر آتش فشان پر سوار اژدرون کے منہ سے شعلہ ہائے آتش نکل
رہے ہین جب دم کھینچتے ہین نخل اکھڑ کر منہ مین چلے جاتے ہین زمین تھرانے لگی آتو اشرار کوک پیکر
پھول گیا کہا او مددگار ہمارا آپہونچا گیہان کا اژدر زمین پر آکر اترا ساتھ والے بھی زمین پر آئے تمام
صحرا اژدران سیاہ سے معمور ہو گیا زمین سے چنگاریان نکلتی تھین اژدہون کی پھنکار سے صحرا کرۂ نار ہو رہا
تھا اشرار نے بڑھکر گیہان کو سلام کیا کہا حضور کے انتظار مین میدان کارزار مین نہین گیا دیکھیے
شہرۂ فیلسر سرکشی دکھا رہا ہے میدان کارزار مین بلبلا رہا ہے یہ سنکر گیہان نے اپنے اژدر کو بڑھایا اور
کوہ شگاف کیا او شہرہ فیلسر عضب افراسیاب سے ڈر سامری جمشید تو اسکے مقدمہ مین دخل
نہین دیتے ہین خداوند لقا جا گئی جوت کا خداوند زیر دامن شہنشاہ آیا امید کفالت مین سالہا سال
سے خودکش ہوا پر وہ توجہ بھی نہین فرماتے اب تک برائے ملاقات بھی نہ گئے تیری کیا حقیقت ہے ناحق
کی شہرت ہے بس پلٹ جا ملک مین جا کر بیٹھ عہدہ سلطنت کو غنیمت جان والی امان شہنشاہ کی اسد
غازی طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا گئین صرخ و بہار سر پیٹ رہی ہین نوبت بجان کار دبراستخوان
کوکب جا کر طلسم نور افشان مین چھپے ہین بڑے بڑے ساحران جلیل نام سے افراسیاب کے
کانپتے ہین تیری کیا لیاقت ہے یہ سنکر شہرۂ فیلسر گالیان دیتا ہوا چلا جانبین سے گولے چلنے لگے
زمین کا نپی لکہ ہائے ابر سیاہ ظاہر ہوئے دو گھڑی کامل دونون مین سحر چلے غالب و مغلوب نہ ہوتا تھا
ایک مقام پر گیہان نے اژدر پر تازیانہ مارا اژدر نے اک چیخ ماری پہاڑ ہل گئے اژدہے نے دم
کھینچا سب نے دیکھا کہ شہرہ زمین پر گرا کھنچتا ہوا چلا ہلڑ ہوا دیکھو گیہان اژدر سوار نے زہر اگلا
میاں شہرہ کا بل نکل گیا لیکن شہرہ کھنچتا ہوا تا بدہن اژدر پہونچا قریب تھا کہ اژدر نگلجاوے
لیکن شہرہ یا سامری کہکر اٹھا دونون کلہ اژدر مین ڈالدیے اژدہے کو چیر کر پھینکدیا گیہان
کود کر الگ ہوا شہرہ نے کہا اے کہان جائیگا مین سمجھ گیا تھا کہ تجھکو سحر اژدر پر بڑا ناز ہے اب میرے
ہاتھ سے بچ تلوارین کھنچ گئین گیہان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اُدھر اُسکی فوج نے دیکھا کہ ہمارا
مالک ہٹتا چلا آتا ہے چہار جانب سے پلہ کیا تیغ و ناوک چلنے لگے سامری و جمشید کی صدائین

بلند ہوا اس کی نمود پہ اشرار خوک پیکر نے جو دیکھا گیہان اژدر سوار ہنستا چلا آتا ہے شہرہ فیل سر بنخوت
سحر رد کرتا ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ گیہان کی گردن پر ہاتھ ڈالدوں مشکیں باندھلوں اشرار نے
پشت پر سے آگے گولہ مارکر کئی سوار شہرہ فیلسر کے مارے گئے شہرہ نے پلٹ کر کہا او نامرد میرے شکار
کو بھگا دیا اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا چاہا تھا اشرار نے بھڑک کر نکل جائے شہرہ تیغ بدلکر قریب آیا
اشرار کی گردن لی ہر چند اسنے سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی شہرہ فیلسر نے اشرار خوک پیکر کو چیر کر پھینکدیا
ساحران قلعہ اشراریہ کے ہوش اڑگئے غل ہوا کہ آقا ہمارا مارا گیا تمام میدان تیرہ و تار ہوا صدائے فریاد
بلند ہوئی پھر غل مچاتے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑتی آخر آواز آئی کشتی مرا نام من اشرار خوک پیکر بود
افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم گیہان اژدر سوار نے جو پلٹ کر یہ معاملہ دیکھا کلیجہ پر چوٹ لگی
گھبرا کر کہا یارو یہ ملعون فیلسر بڑا زبردست ہے حقیقت میں فیل مست ہے اسکی بدعت سے سامری جمشید
بچائیں دیکھو ہزارہا اژدر سوار مارے گئے بعض نے کہا حضور ایسا نہوتا یہ تخم بدعت کا ہیکو بوتا برائے
مقابلہ افراسیاب جاتا ہے پس ہم ایسوں کا مقابلہ کرنا بالکل بیکار ہے نکل چلئے جانیں بچاؤ اپنے کو پاس
افراسیاب کے پہونچاؤ اس نبرد لیے کو وہی روکیگا سراپا اسکا سحر سے معمور ہے ایسے سے مقابلہ کرنا
سراسر عقل کا قصور ہے اہالیان قلعہ قلعہ کیجانب بھاگے ملازم گیہان اژدر سوار نے صحرا کا راستہ
لیا گیہان ایک ایک کو پکارتا ہوا ہے یارو ملازمان اشرار جو بھاگے انکا افسر مارا گیا ہیں ہمارا
سر پرست ہیوں شہرہ فیلسر سے زبردست ہوں مجمع کرکے لڑو افراسیاب بہت آزردہ ہوگا ہر چند چلاتا ہے کوئی
نہیں سنتا شہرہ فیلسر نے بڑھکر علم فوج بھی قلم کیا نشان کا گرنا بھی نشان شکست تھا علم تاکہ نامرد و دلیر
گرا اور سے شہرہ فیلسر نے سحر کیا برق چمک کر گری گیہان اژدر سوار کا سر بھی زخمی ہوا پایا تو اہالیان
فوجکو ترغیب دیتا تھا خود ہی بھاگا چاہتا ہے یا کون سر پر رکھوں مگر ایں زبردست ہے مقابلہ نہ کروں
شہرہ فیلسر بڑا اور ابر آبجا ان سب نامردوں کے پڑاؤ لوٹ لیے لوٹیرے اسکے ساتھ بہت گئے ہیں سرداروں سے
کہا قلعہ اشراریہ پر قبضہ کیجیے اسنے کہا اب عرصہ ہوتا ہے دل برائے شہنشاہ لاچین روتا ہے جس دن
افراسیاب مارا جائیگا کل خواجگزار خدمتمیں آکر حاضر ہونگے اب اس قلعہ پر توجہ نکرو گیہان
کے تعاقب میں چلے چلو اب بلحاظ خاطر ناظرین ہو کہ گیہان اژدر سوار زخم کھا کر بھاگا جاتا ہے فوج
بھاگی بے حواس افسر کو عالم یاس حیات تیا خطرہ کا گھبرا کر کہتے ہیں حریف آگیا اس گھبراہٹ میں بھاگے

جاتے ہین پانچ سات کوس پر آکے بعضون نے کہا یارو کچھ جانتے ہو مال خزانہ پایا قلعہ پر قبضہ کیا ہوگا ہمارے
تمھارے تو تب مین نہ آئیگا اچھو یا نو دمکن بھاگنے کی طاقت نہین ہو پھر دو پہر اسی مقام پر توقف کرو شب کو
چلینگے بہان ناتو گھبرایا ہوا انگور شیرہ اترا ساتھ والے ٹھرے کچھ ٹوٹے ہوے شیشے جو ساتھ لائے ہین
قصد ہوا انکو الٹیا دو کرین بعضے گھبرائے ہوے شکست فاش کھائے خماری مین پیاس بہت ہوئی
تو نشوان جو دیکھا پگڑیان سرون سے اتارین لوٹے کٹورے کنوین مین ڈالے ایک پر ایک گرتا ہو کوئی
جوان گھبرا کر پانی کی چاہ سے کنوین مین گرے پانی پانی کی صدا بلند ہر ایک کہتا ہے پیاسا ہون ارے
بھائی مجھے پانی پلا اک دوکان بقال کی تھی بعضون نے چنے مرمرے خریدے پھکے مارنے لگے حلق مین
اٹکے استادون سے پانی مانگتے ہین غون غون کر رہے ہین بعضے کھڑے رو رہے ہین کہتے ہین یارو بھائی
مارا گیا کوئی بیٹے کو پکارتا ہے اس ہنگامے سب مبتلا ہین ہوش و حواس بھی درست نہین ہونے پائے
کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ جادوگر گھبرائے ہوے آئے کہا میان سردار صاحب جلدی بھاگیے شہرہ فیلسر نے
قلعہ پر قبضہ کیا آپکے نام سے اسے بڑی دشمنی ہے جلد بھاگیے ورنہ وہ آکر سبکو گرفتار کریگا بڑا اسکو
غصہ ہے آپنے ہزار دو ہزار آدمی اسکے قتل کرکے اپنا دشمن بنایا اژدر دمان فیل مست شیر صحرائی کچھ
اسکو نہ سمجھو زبردست ہے بڑا سردار عالی وقار ہے اسکے ڈر سے زمین کانپتی ہے افراسیاب نے کچھ
سحر مین نہ دیکھا ناحق کو ہم سب کو بھیجدیا ہماری تباہی منظور ہوئی یہ جو سنا ان جادوگرون نے کہا
یا تو پانی پینے ٹھرے تھے یا پانی مشکل ہوئی مثل مشہور ہے قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکا دو تو کیا ہوتا
ہے گھبرایا اژدر سوار مضطر بیقرار گھوڑے پر سوار ہوا ایک جانب بھاگا ساتھ والے بھی افتان
خیزان گریان نالان روتے پیٹتے بھاگے سرنوشت آگے آگے میان اژدر سوار بھاگا جاتا ہے شہرہ فیلسر تعاقب
مین لیکن اگر راہ مین کوئی قریہ ملگیا جھٹ سے اسمین آگ لگادی بربادی طلسم ہوشربا منظور رہے آگ
لگائی لوٹ مار کرتے ہوے اس طرح ہمراہیان شہرہ فیلسر یوہ کرتے ہوے جاتے ہین ان بھگیلون کا

ان تعاقب انکا حال مصیبت مآل وقت پر تحریر ہوگا

اول دو کلمہ داستان طبل جنگی بجوانا تاریک کا و تباہی لشکر اسلام مین عین وقت پر آمد صفدر وصف شکن اعنی برہمن روئین تن بیان کیے جاتے ہین خمسہ

حرمت بھی پنہان نظر سے یکقلم ہو جائیگا		وہ طلسم پڑھ جائیگا اپنا قدم کم ہو جائیگا	

زانوے غم پر قلم کا سر بھی خم ہو جائیگا · جب میان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا

خط مسطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا

درد وصل سے دورۂ رنج و الم ہو جائیگا · عیش کیا سامان جنت کا بہم ہو جائیگا

مرتبہ کیا میرے کوثر کی قسم ہو جائیگا · میکشو جس وقت ساقی کا کرم ہو جائیگا

یہ مرا جام گدائی جام جم ہو جائیگا

جائیگا گلگشت کو جس دم مرا غنچہ دہان · جا بسے اُسکی دل بلبل مین بسیگا بیگمان

بوسے لیگا نقش پا کے ہر درخت باغبان · تب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو روان

طوق قمری کی روش شمشاد خم ہو جائیگا

مسند سلطان نبے گا مجھ گدا کا بوریا · جائے نالہ نکلیگا ہونٹوں سے ہر دم قہقہا

غم ہمارا عیش سے ہوگا مبدل دیکھنا · پھیر دیگا دن ہمارے جب مقلب دہر کا

داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہو جائیگا

سیر کرنے چلتے ہو سر دوست کرتا ہے سوال · کچھ نہین نازک مزاجی کا مرے معلوم حال

مجھکو فرقت مین خوشی ہونے سے ہوتا ہے ملال · جاؤن کیا بے یار ہوگا باغ میدان قتال

سرو آگے لشکر گل کے علم ہو جائیگا

بل نہ دے ہر دم ذرا مار سیاہ زلف کو · زہر ہے اس جا نہ لا مار سیاہ زلف کو

اب ہٹا بہر خدا مار سیاہ زلف کو · یون نہ ہونٹوں مین دبا مار سیاہ زلف کو

اے پری رو چشمۂ حیوان مین سم ہو جائیگا

آنکھ بدلی تم نے دیکھا مین رو کر چپ ہوا · اب جھڑی اشکونکی بندھنے کی نہین کھل گیا

سرخ ہے قوس قزح کیطرح ابرو یار کا · منہ کے کھلنے کی علامت ہے شفق کا پھولنا

لال وہ مجھ پر ہوا رونا بھی کم ہو جائیگا

دیکھ پائیگا کف رنگین اگر وقت سحر · تجھ سے خورشید چھپ جائیگا اے رشک قمر

چال مین منسلک کریگا سنگ زیر دن کو گہر · ہر بہی رنگت حنائے پائے جانان کی اگر

تجھ پہ مرجان ہر اک نقش قدم ہو جائیگا

حال گر باغ کا فرقت مین سب جائیگا گل
باغبان کا سر پھرا دیگا گلونکا شور و غل
عندلیب و سرو و قمری کا تو ہو جاویگا قل
تو نکالیگا اگر گلگشت کو اے رشک گل
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا

عکس صورت کا غضب عجب ہوا اے مہ جبین
ہر پری پیکر بنا دیتا ہے عالم مین حسین
جھوٹ مین کہتا نہین یہ بات کر اسکا یقین
میرے کو سے تیری صورت محو کیا ہوتی نہین
آئینہ بھی صاف پرتو سے صنم ہو جائیگا

مشک نافے نقطے ہونگے لکھتے ہی قرطاس پر
تار سنبل بیان خط مسطر بھی آئینگے نظر
مشک عنبر ہوگی حرفون کی سیاہی سربسر
گیسوے جانانہ کے لکھونگا یہ نہین مضمون اگر
خامہ میرا رفتہ رفتہ مو قلم ہو جائیگا

دشمنی کی تجھ مین عادت ہے ہر اک سے بیشمار
پھول جو مانگیگا تجھسے ہے یقین پائیگا خار
تو ہے حاسد کچھ نہین درکار تجھکو زینہار
رشتے دے اے آسمان یہ نہین مجھے زار و نزار
تو بھی جب تجھسے جدا ہونگا ورم ہو جائیگا

موت ہر اک ہے یہان پائے گا ناسخ ہے یہی
صورت آبا ذغم کھائے گا ناسخ ہے یہی
خوش ہمین کہنا ترا آئے گا ناسخ ہے یہی
شکر و شکوہ ہو سو رہ جائیگا ناسخ ہے یہی
دوست دشمن کا وجود اک دن عدم ہو جائیگا

شعر مرصع خیال سخن آفرین و سخن را بدرسیما نشاندہ نگین و گوہر آبدار سخن کذیب گوش بلمعان ذیہوش کرتے ہین افراسیاب جادو و حال شہرہ فیلسر شکر بہت جھلایا فوج مذکور روانہ کی حیرت جادو نے کہا اے شہنشاہ سب ہمارے دشمن ہوے جاتے ہین یہ موا اطلس گلگون پوش شل مار سیاہ زمین سے بلبلا کے نکلا ناحق ہمارا دشمن ہوا شہرہ فیلسر کو بھی جوش آیا افراسیاب نے کہا ان سب کو نہ ہے مقتول دونگا اب اسد نامدار ایسا جوان مارا گیا سامری و جمشید جھوٹے ہوے سب یہی لکھ گئے تھے اسد غازی مابدولت کا قاتل ہے سب نے جھوٹ لکھوادی امان جیسر ہوا ٹھہر گئی تھین بڑا خوف مجھکو طلسم کشا کا تھا اور مین کسی سے خائف نہین ہوتا ان سب کو ایک سحر مین مٹا سکتا ہون اژدر سوار کو روانہ کیا ہے وہی اسکے واسطے کافی ہے جس دن ملک اطلس میدان مین نکلیگا دوانی امان جیسر ہوا ٹھے

کھا جائینگی یہ کہکر افراسیاب سے ملاقات تاریک نشکل کش آیا چالیس سرداران لشکر مہرخ اسی دیوبین
کے قصر مین قید مین بیہوش مدہوش پڑے ہین سحر تاریک نشکل کش تن مبتلا افراسیاب نے آگے تاریک
کو سلام کیا تاریک نے گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا کچھ حال شہرہ فیلسوار بھی دریافت ہوا
افراسیاب نے کہا گیہان اژدر سوار کو بدولت نے روانہ کیا ہے سر لیکر آتا ہوگا تاریک نے کہا
اے افراسیاب گیہان شہرہ فیلسوار پر غالب نہ آئیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہے شکست فاش کھائے گا
افراسیاب نے کہا نہین وائی امان وہ ایسا نہین ہے تاریک نے کہا تیرا غرور نہین جاتا
افراسیاب نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کم رکھتا ہون اگر شہرہ فیلسوار یہان آئیگا تو بڑی جوتیان کھائیگا
تاریک نے کہا اے افراسیاب زمانہ انقلاب ہے دلکو پیچ و تاب ہے تیری خاطر سے مین نے
کمر باندھی طلسم کشا کو تو مٹا چکی لیکن جب خیال کرتی ہون ستارہ گردش مین ہے فلک کجرفتار
گردون غدار طلسم ہوشربا کے مٹانے کی کوشش مین ہے افراسیاب نے کہا وائی امان فال بد
منھ سے نہ نکالو تاریک نے کہا تیری خاطر مجھے مدنظر ہے جاکر طبل جنگی بجوا دے کل خاتمہ کر دونگی
سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاونگی افراسیاب بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خوشی مین طبل جنگی بجوایا
جاسوسان لشکر اسلام خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سر پر چھا بنائی ہے تمام سرداران نامدار غازیان
تہور شعار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین خواجہ ایک فکر مین گئے ہوئے ہین صاحبقران نے برق
کو ساتھ لیا صحرا مین کچھ صلاح کر رہے ہین چالاک بن عمرو ملکہ مہرخ سے کچھ صلاح کرکے الگ گیا ہے
دربار عیارون سے خالی بارگاہ مین سناٹا ہے خرد و کلان خاموش خوف جان بقت کا جوش ملکہ
مہرخ فرما رہی ہین ہفتہ کا وعدہ گزر گیا یقین ہے طبل جنگی بجے بہار و باغبان عرض کر رہی ہین
حضور اطمینان کے مرجا ہینگے کہانتک صبر جبر کرین طلسم ہوشربا فتح ہوگا ہم صحبت عیش و آرام
اب نہ دیکھینگے بات پیر بہار کے غمور کو ہچکی لگی ہے کوئی مترود کوئی متوحش کوئی رنجیدہ کوئی غمگین کوئی
ملول کوئی حزین ہجوم غم و یاس ہے گلعذار اسی آواز نوبت و نقارے کی کان مین آئی ملکہ مہرخ
نے سر اٹھا کر باغبان سے فرمایا دریافت کراؤ کیسا نقارہ بجا ہے باغبان نے عرض کیا سرکار سے دیوان
حاضر ہین خبر لیکر آئینگے یہ ذکر تھا کہ جاسوسان لشکر اسلام محزون و درد مند و خون کھائی چہرہ پر زرد
سامنے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے نظم

صبا صبا بعیسہ دم تو میمون باد
سپہر روز و شب تو مرہون باد
امتناع حصول شوکت تو
جو بہر تشنہ شب خون باد

عید نیز از جہت ہمایون باد
آستانت جناب دوران است
تشنہ بر سینہ نسرین [illegible] باد

ہر متاعے کہ لک تہنیت است
آستینت کلاہ گردون باد
انقطاع حیات دشمن تو

عرض کی حضور افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو پھر غصہ آیا تاریک سے کہلا بھیجا اس ملعونہ کو اب تاب نہیں ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا طبل جنگی بجے انشاء اللہ مقابلہ کرینگے طبل تو بجا مگر ملکہ مہرخ نے طرف آسمان کے دیکھکر عرض کی اے رحیم کریم نظم

ای تو ذات وجود اصل ہمہ موجود ما
ہم لطیف خویش گردان عاقبت محمود ما
نالہ ہائے دل سحرگاہی کہ غیر دود نیست
شعلہ سر میزند در راہ دود آلود ما

ای شہ نور و شن چراغ کوہ مقصود ما
خواہ از لطف حرم خواہی بہ پیمانہ [illegible]
نیست ممکن جستجوی آئینہ مقصود ما

چون چمن طینت ما تاب حمت [illegible]
ہر کجا معبد کنی آنجا تو ای معبود ما
[illegible] زسیل اشک تر سوز جگر

ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز مشکل کو ہماری آسان کر بیتاب

صبر و جبر نہیں باقی ہے ملکہ مہرخ نے دعا کی سرداروں نے آمین کی اسوقت دربار میں عجب کیفیت تھی ہر سردار کی آنکھوں تلے موت پھر رہی تھی ہر کسی کو یقین تھا کہ اب زندہ نہ بچینگے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا فرمایا اے سردارو اب بھی جو اوقات باقی ہے کہ اللہ پھر آپ لوگوں کی صورت دکھائے لیکن دربار اسواسطے برخاست کیا کہ آپ لوگ جا کر اپنے سحر تیار کریں حوصلہ دلمیں باقی نہ رہجائے یہ نہ کہی ہجوم تھا نے کی حکم دیا کہ ملکہ بہار سرخ مو کا ہاتھ تھام کر اٹھیں سب سردار بارگاہ سے نکلے ملکہ مہرخ نے سب کو رخصت کیا ملکہ بہار جب اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچی سرخ مو نے کہا او بی بہار رخصت ہوتی ہیں بہار نے محبت سے گلے میں ہاتھ ڈالدیا کہا اے سرخ مو ہم تمسے زیادہ پریشان ہیں آؤ لحظہ بھر ہماری بارگاہ میں ٹھہرو وہ بولا شعر غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے سرخ مو نے ملکہ بہار کی بلائیں لیں کہا حضور آپ دربار میں بھی ہم آپکے ملازم تھے یہاں بھی تابعدار ہیں ہر چند کہ اپنے ملک کے تاجدار رہیں آپکے خدمتگزار ہیں ملکہ بہار سرخ مو کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئیں سرخ مو نے دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کملایا ہوا ہے لیکن بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ جا بجا گلدستے چنے ہوئے ہوے خوشبو آرہی ہے مسند پر سرخ مو نے دیکھا ایک کاغذ لپیٹا ہوا رکھا ہے بہار اور جانب متوجہ تھیں سرخ مو نے وہ کاغذ اٹھا لیا

اسکو کھولا دیکھا ایک تاجدار کی تصویر کھنچی ہوئی ہے چہرہ آفتاب عالمتاب نے بعین خجلی میں پیچ و تاب
آنکھیں دیدۂ غزال کو آنکھیں دکھانے والی چہرہ پر بحالی شوکت و شان سطوت و صولت شمل تاجداران
لشکرین دست بستہ ہمراہ سراپا میں جلالت لیاقت قد سرو باغ جنت سینہ تختۂ نور پیشانی لوح بلور سلاح کام
ذات پر آراستہ تیغہ برق تاب زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر دوش پر کمان کیانی کی عجب شوکت و شان
نشان کہکشان عیان ترکش میں تیر دلدوز مرکب صبادم زیر ران صاف ظاہر ہے کہ طرارہ بھرا چاہتا ہے
سرخ مو نے تصویر کو دیکھکر کہا ملکہ بہار جادو یہ کس شہنشاہ عالیجاہ کی تصویر دلپذیر ہے ملکہ بہار نے تصویر سرخ مو
کے ہاتھ میں سے لیلی کہا اے ہمشیرہ شعر اینست کہ خون کردہ و دل بردہ لیلے را ۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست
کسے را تو یہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ سعد بن قباد والا نژاد کی تصویر ہے ہماری بربادی کی تدبیر ہے
کمبخت دگرگون ہو چکی اب کون زندگی کی صورت ہے نظم

مژدۂ صحت سنا دل ہی بھگیا آزار کا
لیگیا ساغر مرا منہ چوم کر دلدار کا
دیکھیں ہو سو بار گھبرائے ہیں جذب شوق سے
تھم نہیں سکتا ہو آنسو روزن دیوار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اسکی زلف پر
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
ایک عالم ہے دل دیوانہ کا اتبک نسیم
آگیا گلشن پر اب بڑھتا شب بیمار کا
چھپا رکھی ہیں آرزو میں میری آنکھوں بار بار
اتنے میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا
تجکو اے واعظ مبارک ہو یہ سبحہ
سبحے سبحے ہوگیا چھالا زبان مار کا
کارہائے قلب سوزان نے کیا آہ بھی
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا
اے دل مشتاق شوق بوسۂ لب بیکار ہے
کیا شگاف سینہ روزن ہے تیرے دیوار کا
بارش گریہ سے میری اتنے یہ بہت ہوئی
میں نہیں کہتا ہوں سودا آنچہ در دستار کا
اتبو مثل دانۂ الماس آنسو ہوگئے
دیکھیں لینگے حوصلہ ہم مرغ آتش خوار کا
اس سوز گداز سے ملکہ بہار نے ان

اشعار کو پڑھا سرخ مو نے کا کل کشا آنکھوں میں آنسو بھر لائی کہا اے ملکہ بہار حقیقت میں تمنے صدمات
عظیم اٹھائے مگر افسوس ہے بادشاہ عالیجاہ کو کچھ تمہارا خیال نہیں کبھی کوئی نامہ و پیام نہیں آتا وہ تو بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اختیار ہیں کیا تمہاری طرح مجبور و ناچار ہیں بہار نے ٹھنڈی سانسیں کھینچی کہا اے
سرخ مو خدا اس تاجدار کو سلامت رکھے پانچ ہزار پانچ سو چھپن سرداران کے افسر ہیں جس سے
ستبر مقابلہ تھا ویسے ملعون سے آٹھ پہر جانبازی سرفروشی ہیا کسے ساحر بڑے بڑے جاتے ہیں انکا
انتظام عیاروں سے کام لینا بڑے بڑے پہلوانوں کو شکست دینا تم بھی بخوبی جانتی ہو کہ راہ طلسم ہوشربا
تنہا اس شیر بیشۂ جرأت کو ربط و ضبط ہے نبیرہ صاحبقران رشتہ دار نوشیروان صاحب

و نسب سعلہ بن قیبا و نقب و دکسکو بھیجین ذکر نہین کرسکتی راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین تشریف لاؤ دفتر شکایت و حکایت کھلے ہے سرخ مو اس شب کو بھی جی چاہتا تھا کہ جاکر قدمبوسی کر آؤن عرض کردون کہ اب ہماری حاضری غیر ممکن ہے لیکن خوف آتا ہے اگر راہ مین کسی بلا مین پھنسی بیان بدنامی ہوگی دشمن کہینگے بہار نے جان بچالی اس باغ پر بہار سے نکل بھاگی نہین جاسکتی اس بلا مین پھنسی ہون کہ ہونٹھ نہین ہلا سکتی جو لطف محبت دل مین بھرے ہین ای سرخ مو کس زبان سے کہین نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ دون حق عشق
لگ گئی جب مجھے ہے ایکطرف شہرت عشق
کس طرف جاؤن کہان منہ کو چھپاؤن عاجز ہون
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہے طاقت عشق
حسن کا دید کرون مین کبھی آنکھو کو نہ بند
مین نہ یا آپ مین طاری ہے بہت غفلت عشق
خوبصورت جو زمانے مین ہین برباد ہوان
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہے شہرت عشق
خوب ہی روز ازل قطع ہوا تھا یہ لباس
دیکھون اب لیکے کہان جائے مجھے شہرت عشق
کیا مزا اسمین ہے ذلت کے سوا ہے سطوت

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
جس جگہ ہم گئے موجود ہے وہ حضرت عشق
اے رے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہے
مجکو آئینہ بنا دے اگر ای حیرت عشق
تلخ کامی کا مزا جسکے مقدر مین ہوا
یا خدا آنکھ دکھانا نہ کبھی صورت عشق
ٹھوکرین خوب ہی کھاتا ہون مجھے کلیہ کی
جسم خاکی پہ مرے ٹھیک ہے یہ خلعت عشق
بڑھ گیا ہے خفقان مین نہ قرار آ سکے
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

مجھ سے میرے قدم چومنے مجنون آیا
میری تقدیر سے اتفاق لگی ہے شہرت عشق
ناتوانی مین جفا فرقت کے کھائے صدمے
دل غنی ہو مرا ہو پاس مرے دولت عشق
کیون پلاتا ہے مجھے جام شراب ای ساقی
بس اسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
راتدن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون
واہ بھی آپ سے امید لیے ہے حضرت عشق
عدون اشکے بھر آیا ہے یا بانون مین
مجھ پہ احباب لگاتے ہین عبث تہمت عشق
اسقدر بہار روئی اشکون کا تار

بندھ گیا ہچکی لگ گئی سرخ مو سے کاکل کشا نے بلا مین لین کہا ای ملکہ بہار تمھارا جوش دیکھکر کلیجہ الٹ گیا البتہ تم چلی جاؤ جاکے ملاقات کر آؤ ایسا نہو کہ دشمنون کی روح جسم سے نکلجائے یہ لڑائی تو اسیطرح رہیگی ہم نہین ممکن ہے کہ کل آجاؤ خیر ہم شہنشاہ سے کچھ حیلہ کرینگے کہد ینگے ملکہ بہار کوئی سحر تیار کرنے گئی ہین ملکہ مہرخ سے فرمائیے مین یہ بات نہین ہے کہ ہم مرتے ہین تم بھی ہمارے ساتھ مرو انھون نے اکثر یہی فرمایا صاحبو اپنی جان بچاؤ طرف لشکر صاحبقران کے نکلجاؤ یہ تو ایکدن ضرور ہونا ہے کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا مین تشریف لائین ہم سبکے خون کا معاوضہ لین ہمارا خون بالا بالا نجائیگا ایکدن رنگ لائیگا بہار و سرخ مو مین دو پہر رات تک یہی باتین رہی سرخ مو نے بہت بہت کہا ای ملکہ بہار تم جاکر بادشاہ

سمجھا کہ دیکھو تو بہار نے قبول نکیا مگر سرخ مو نے دیکھا کہ آج رنگ روئے بہار سخت متغیر ہے صاف
ظاہر ہے کہ اس باغ میں خزان آنے کو ہے غنچہ خاطر ناشگفتہ گل عارض مرجھائے ہوئے سرخ مو کا دل چاہتا
تھا کہ پہلو سے بہار کے اٹھے لیکن دیکھا کہ بہار اب تنہائی چاہتی ہے دریائے عشق موجزن ہے ہجوم رنج
و محن ہے اب یہ تنہائی میں دل کھول کے خالی کریگی تنہا بیٹھ کر ٹھنڈی سانسیں بھریگی سرخ مو کے کاکل
کمند اقتدار اپنی بارگاہ میں آئی ملکہ ہلال سحر افگن ہمشیرہ سرخ مو برائے ملاقات آئیں ہلال نے دیکھا
سرخ مو وہی ہے نہایت بیقرار اشکبار ہے گھبرا کر ملکہ ہلال سحر افگن نے پوچھا کیون ہمشیر خیر تو ہے سرخ مو
نے کہا ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ ہم تم سب گردش میں پاؤن شکار کے بیٹھے ہیں دیلاوطلب در پے آزار ہے تقدیر کے سامنے
تدبیر بالکل بیکار ہے لیکن آج بہار گلعذار کا عجیب حال دیکھا گرفتار دام محبت عاشق جمال بادشاہ
باشوکت اسطرح کے اشعار اسوقت اسنے پڑھے اور کلام درد آمیز زبان سے کہے ایک ایک فقرہ تیر
دل دوز تھا جگر کو مشبک کر دیا شانہ و شکوہ میں ایام بسر کر دیا پھر کہ اسکے اسقدر اداس پایا خدا کل
اسکی جان بچائے آمادہ ہے کہ تاریک سنگل کش سے مقابلہ کرے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے فراق بہار
سے نہ اٹھیگا گلزار لشکر میں سناٹا ہوجائیگا رعنائی رباب لشکر میں باقی رہیگی میں نے خیال کر کے
دیکھا اس سے اب مرض عشق نہیں اٹھتا نئی محبت سرا سال کی فرقت کہانتک ضبط کرے کوئی صورت
ملاقات نہیں میان سر پر آرسے چل رہے ہیں روز بلائے نو کا سامنا تاریک سنگل کش ایسی سے مقابلہ
چالیس ہزار قید ہوچکے کاروائی سے خواجہ عمرو کی بچی سپردوں ہیکر کھلا دیئے اسد غازی کے مقدمے
میں دعوی کا ہے تاریک افراسیاب کی آنکھ میں پروردگار نے یوسف ڈالدیئے ستیجہ مقام پر
یہی ذکر کرتے ہیں طلسم کشا کا کام تمام کیا حقیقت میں نامعلوم شہزادے نے بڑا کام کیا قبل سے
اس بیچارے نے تدبیر کر رکھی تھی حقیقت میں فرزندان خواجہ عمرو ارسطو و فطرت لقمان حکمت میں
مگر ایسا اسنے کیا ہوتا قیامت آگئی تھی یہ جنگ لڑائی سب کے قائل رہتے میدان کارزار میں قدم تمنا امید پوری
دل میں باقی ہے کہ وہ بستر زندہ ہے مثل مردہ کشتہ تیغ ضرغام نے چھپا رکھا ہے لیکن ابو الہلال سبکو سمجھا دیا
ہے ہم جاکر مقابلہ کریں اپنی جان دیں میدان کارزار میں بچائے اسکی ذات سے گلشن فتح میں بہار رہی
مگر آج بھی اسکی جدائی گوارا نہ کریگی ملکہ ہلال سحر افگن سے لپٹ کر بہت روئی کہا ہمشیرہ صاحب
کس کس کا ملال کریں کیا کیا خیال کریں اجل سر پر کھڑی ہے اپنے نزدیک بہت کد و کاوش کرینگے انکے بچانے

ہیں کوشش کرینگے آیندہ باغبان قضا و قدر بہار کی حفاظت کرے یہ گل کے دونون ہنسین سحر تیار کرنے مین
مصروف ہوئین ہر خیمے مین یہی ذکر ہے ہر کسی کو جان دینے کی فکر ہے وہ شب تیرہ و تار لیلیٰ شب نے غم میں اہل
اسلام کے موئے مشکین کھولدیئے ہین شہنشاہ ظلمات کا انتظام ہو نمیا رماہ تابان مفقود تاریکی کی عملداری
تارونکا فلک پر جھلملانا صحرائے صدائے عجیب کا آنا ہیبت و بلا کا سامنا انسان باسے لشکر سرنگون میر
طلایہ پریشان ہر کس و ناکس کو سکتے کا عالم تھا یارے ماہ تابان کا معدوم لشکر افراسیاب مین کمر بندی ہو
رہی ہے ہر طرف سے غول کے غول چلے آتے ہین ہر مقام پہ یہی ذکر ہو افراسیاب بادشاہ عالیجاہ دسے
دشمنون کا حال تباہ ہے کل تجیاب ہونگے بارگاہین خیمے نوٹ گئے جابجا آتشبازی چھوٹ رہی ہے ہوائیان
سحر کی جل رہی ہین ہر مقام پہ صدائے یا سامری و جمشید آتی ہے سر ماہ و برق طلایہ دے رہے ہین
یا تو چھپے پھرتے تھے آج خشکو ہر رتبہ جابجا ہیں میر طلایہ آج شقہ مہرخ نکلے تو جا پڑین میر طلایہ کو گرفتار کرین
تاریک تشکل آتش نے جو دھوئین کا مکان بنایا تو اُس قصر سیاہ مین تنہا پھرتی ہے جب طرف کسی کو جاتے دیکھا
تر ٹکر جا گری اٹھا لاتی چیر پھاڑ کر کھا گئی اکثر ملازمان افراسیاب کو لیگئی وزیر چیختے پیٹتے دوڑے والی
امان صاحب آپ کے فرزند کا یہ نمک خوار ہے چھوڑ دیجیے تاریک نے قہقہہ مارا کہا اے سرمایہ جوان
ہمکو اچھا معلوم ہوا ہے تو بخیر شاہ بیا زاجل میں آگیا رہائی انکی دشوار ہے یہ لوگ بکتے رہے وہ چیر پھاڑ کر
کھا گئی لشکرون مین ہنگامہ دوست و دشمن سب ڈر رہے ہین ایکا ایک کو یہی خیال ہے ہمکو پکڑ کے نہ
لیجائے اُنکا کوئی کیا کریگا شاہ مشہور ہوا انہدث کی داد نہ فریاد اب ہمارا ہے یگا شہنشاہ کی دولی امان ہین
کس سے انکی فریاد کرین اسی تلاطم میں وہ شب تیرہ و تار بسر ہوئی باہمہ بانو لرزان و ترسان مع ثابت
و سیارگان قصر غرب مین داخل ہوا کاشانہ مشرق سے شہنشاہ زرین پوش ابجد جوش و خروش علم ضیا و شعاع
ہاتھ مین لیکر میدان چرخ نیلی مین برآمد ہوا لیکن صاف ثابت ہے کہ لشکر مہرخ مین خون چہرے پر ملے ہوئے شعاع
سے گریبان تا بدامن چاک تن چست و بیباک حیران حیران عالم انقلاب کے ملاحظہ مین مصروف
حدت و شدت بالکل موقوف لشکرون مین ہنگامہ ہوا کہ سحر ہو گئی و سحر ہو گئی۔ بالیان لشکر مہرخ
نے دیکھا شب غم ترتیب تہ ٹکر گئی صبح مصیبت کا سامنا ہوا رات کو آفت صبح کو قیامت بستر سے گھبرا کر
جوانان شیر دل اٹھے سرداران نامی و دولت ملکہ مہرخ پر حاضر ہوئے ایک سے ایک بحسرت مل
رہا ہو بیان سے بجا کہتا ہے تو انقلیہ ہو لیتا اب اسی طلایہ سیاہ کا سامنا ہے آج میدان کارزار ہے

واپس ہوتا دشوار افراسیاب جادو وعدہ کر چکا ہو کہ آج کل کا خاتمہ کر دونگا یہ ذکر تھا کہ آمد ملکہ مہرخ
سحر چشم ہوئی مرد بے نے بڑھکر آواز دی ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین اولا دل چند طفلان
ماہ طلعت خوبصورت نخلخے کے لوٹے ہاتھ مین لیے ہوے اشعار حمد الٰہی زبان پر سامنے سے گذرے ہزارہا کہاریان
رنگین و حسین تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوے تخت پر ملکہ مہرخ لیکن اداس پہلے سب سے بڑھکر ملکہ
بہار نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگایا معلوم ہوتا ہو جسم مین خون نہین ہے
چہرہ سفید دل ناامید نرگسی آنکھون مین آنسو بھرے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے گلے لگایا دل بھرا ہوا تھا اشک
حسرت ٹپک پڑے ساغر چشم چھلک پڑے فرمایا اے بہار کیون مزاج کیسا ہو آج تمکو بہت اداس پایا بہار نے
سر جھکا لیا جواب ندیسکی سرخ مو و ہلال بڑھین دونون نے عرض کی حضور خدا انجام بخیر کرے شب سے
ملکہ بہار بہت بیقرار ہین دو پہر رات گئے تک ہمنے سمجھایا اور حضور کیا کہکر سمجھائین سبکا ایک حال خدا اپنا
فضل شریک کرے ملکہ مہرخ نے سردارون سے پوچھا کسی صاحب نے خواجہ عمرو کو بھی دیکھا ہے برند و
پرند نے بڑھکر عرض کی حضور کوئی عیار لشکر مین نہین ہو کسی وقت آئے گھڑی دو گھڑی ٹھہرے پھر چلے گئے ایسا
بیقرار انکو کبھی نہ پایا تھا جب انکو دیکھا سر بجیب زانوے تفکر سے آشنا ہے کف افسوس ملتے پایا آج شب کو بھی
برائے چند ساعت تشریف لائے روتے ہوے کسی جانب چلے گئے نہین معلوم کس مقام پر ہین ملکہ مہرخ
نے فرمایا ہم بخوبی آگاہ ہین کسی تدبیر مین پھرتے ہین چالاک کو بھی سمجھا کر کہین بھیجا ہو جہتر قران
و برق بھی آکر لشکر سے نکلگئے واے بر حال عیاران طرار سحر سے بالکل ناواقف تاریک ایسی بیجا سے سامنا
آخر کیا کرین لیکن فکر سے غافل نہونگے یہ فرماتی ہوئی سواری جلوخانے سے نکلی سردار فرداً فرداً آنے لگے
تخت ملکہ مہرخ کو بیچ مین لیا میدان تک نہین پہونچی ہین کہ آمد آمد لشکر افراسیاب شروع ہوئی ناظمان
دربند طلسم ہوش ربا فوجین ساتھ لیے ہوے پرے جمائے ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے آتے ہین
دربارگاہ افراسیاب پر بڑے بڑے بادشاہ ہو نکا جماؤ ہو بڑا ذکر شہنشاہ بر آمد ہو چاہتے ہین صرصر و
صبا رفتار رہا ہو گئی ہین آمد حیرت و افراسیاب کی خبر پہونچاتی ہین فوجون کے دل کے دل بادل
کے بادل میدان جنگ مین چلے آتے ہین ساحران افراسیاب اپنی اپنی شوکت و شان دکھاتے ہین
پردۂ بارگاہ افراسیاب جادو بعد کرو فر اٹھا گھنٹہ اور ناقوس بجنے لگا تمام افسران فوج نے پرے
باندھے افراسیاب آگے آگے حیرت جادو ایسی پری جمعن تا لالہ اندام گلفام آراستہ و پیراستہ

پہلو میں تخت کوتل کہ ریان ماہ پیکر کاندھے پر اُٹھائے ہوئے باغ ہوا شہنشاہ برآمد ہوئے افراسیاب نے ہاتھ تھام کر حیرت جادو کو تخت پر سوار کیا سب سردار واسطے تسلیم کے خم ہوئے ماہی مراتب کو جلو ملا کوس بپیہ قرق زنجیر سب سامان مہیا ہین افراسیاب جادو نے اپنی زوجہ کی شوکت بڑھانے کو ہاتھ پایۂ تخت پر رکھدیا مرکب مشکین پر نار پر سوار خرامان خرامان ہوائی مثل باد بہاری کے چلی روشن چوکی بجتی ہوئی بھیرون کے سر کھینچتے ہوئے چونکہ افراسیاب گل چینی گلشن جمال حیرت مین مصروف ہے شہنشاہزادون نے بڑھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

بیری کی طرح ہین وہ بھی کبھی پہلے جب
سوتے ہین خشت خم کو سر پہ دھرے ہوئے

وہ رند بادہ کش ہین کہ ہمنے بلا دیا
گھونٹ لئے اتنے وہ کہ سبی ان کھرے ہوئے

سب سرنگشتہ ہین دیکھئے ہو کون سرخرو
کیا یہ ہرن ہین سبزۂ مینا چرے ہوئے

والی تو اپنے جلوے پر انکو اُسنے بارہا
دکھومیان بنا ہین وہ ایسے کھڑے ہوئے

گر مو عشق دیکھو ہوئے تر بغیر غسل
دامان کوہ مین تو ہین پتھر بھرے ہوئے

زیر زمین بھی کشتہ جور بتان قلق
بیٹھے ہین سر کو زانوئے غم پہ دھرے ہوئے

خوف خزان سے سوکھ گئے انار کیطرح
خالی کیسے ہین خم کے خم اکثر بھرے ہوئے

سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
قبضے پہ ہاتھ پر وہ ستمگر دھرے ہوئے

لایا نکچھ جواب پیام و پیام پر
ہین چاند نی کے کھیت پہ آہو چرے ہوئے

بوسہ ریا کبھی تو جلانے کے واسطے
جام دل کے ایسے تند اکھرے ہوئے

فیض قدم سے یار کے ہنگام سیر گل
سوتے ہین دونون ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے

کس چین سے گذر رہی ہے زندان مست کی
جب موسم بہار مین کچھ ہم ہرے ہوئے

جتنے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہین
خالی کیسے ہین ہمیشہ قینچے بھرے ہوئے

چشمان یار چور ہین مستی مین کسقدر
کیا گھنگھنیان کچے منہ مین وہ اپنے بھری ہوئے

پچھتانے چھیڑ کر سر بازار ہم انھین
دوچار کلیان ہوئین کچھ نخرے ہوئے

خالی ہوئے ہین دامن طفلان جو اے جنون
سوکھے ہوئے درخت چمن کے ہرے ہوئے

افراسیاب جادو دماغ تر تخت پر

مسند شوقت مامور فوجون کو دیکھ دیکھ مونچھون پر تاؤ دیتا ہے تاج نخوت کو کج کیے کہتا ہے اگر جامری و جمشید ہوتے یہ دولت کا رعب و دبدبہ دیکھکر روتے یہ دن کسکو نصیب ہوا ہین خداوند روے زمین صاحب تاج و نگین سحر مین بے نظیر خزانون مین مال کثیر و زیر ہاتھ پر سردار صاحب توقیر کیا کیا جاہ و جلال یہ دولت لے پائے بعض صاحبان دل ان کلمات غرور آیات کو افراسیاب کے سنکر کانون پر ہاتھ رکھتے آپس مین اشارے کر رہے ہین کہ دیکھو یار و کبر و نخوت افراسیاب کا حد سے بڑھگیا اگر اسنے اس لڑائی کو فتح کر لیا بیشک یہ دعوی خدائی کریگا ایک تو ایسے دان بول اُٹھا ای بھائیو دامن قدرت رب اکبر دراز ہے تمہین ونکی سلطنت پر

ناحق کا ناز ہے ضحاک ماران ایسا جابر جسنے جمشید جم کو شکست دی ہزار سالہ سلطنت کی وہ کیا ہوا
کہان گیا ضحاک ماران کو اژدر دنیا نے کھالیا قبر کہان ہے نہ نام ہے نہ نشان ہے نوشیروان ایسا بادشاہ
عادل بازل سخی فیاض کیا ہوا لیکن نام نامی اسکا روشن ہے جسنے ظلم کیا بدنام ہوا آخر کیا انجام ہوا دنیا سے دونوں
ناکام اُٹھا بدبخت کا انجام بد ہے ہر بار نہ ہوا اپنی دانی امان پر بہت پھولے ہین انکی بھی تدبیر ہوجائیگی عمرو
بلا کا عیار ہے اطلس گلگون پوش کو طلایا ابھی وہ زندہ رہے جسدن بارگاہ سے نکلیگا زمین ہلادیگا بی
تاریک کو احوال معلوم ہوگا زخمی ہوکر انکو زخمی تو کرچکا ہے چند کہ قتل پر انکے قادر نہین ہے اور شاید اگر
حرب جنگیا لی تاریک کے برابر کوئی دنیا مین نہین ہے ایک پر ایک غالب ہے حصول کمال کا ہر شخص
طالب ہے غم طلسم ہوشربا تمام ہوچکی سب نجومیوں نے حکم لگا دیا انکے احکام کے خلاف نہوگا حال
کھاجائیگا افراسیاب کو ایکدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا باغ عالم مین اب اسکا غنچہ آرزو نہ کھلیگا غرور
کی انتہا ہوگئی دماغ مین اسکے سودا ہے یہ سری نہ رہیگا جسمین غرور بھرا ہے زمین مذلت مین ٹھوکرین کھائیگا
ایک جانب ساحران غدار غلغلے کرتے ہوئے حقیقت مین ہمارا شہنشاہ خدائی کا دعویٰ کرنے کے لایق
ہے سحر و ساحری مین سامری جمشید پر بھی فائق ہے یہ صدائین لشکر افراسیاب خوش ہوتا ہے
خوشامد کرنیوالے قریب صاف کہنے والے بے نصیب اسی زور شور سے لشکر افراسیاب میدان
کارزار مین آیا مقابلے مین ملکہ مہرخ نے پرے کو جمایا کل سرداران مہرخ نگاہ یاس سے آمد لشکر
افراسیاب کو دیکھ رہے ہین حقیقت مین باغ پر بہار نازنینان گلعذار حسین جمیل ملکہ مہرخ کی کفیل
سحر و ساحری مین بے عدیل اس حالت پر ملال مین بھی لشکر افراسیاب کو ذلیل جانتی ہین خوشی
مین جان دینے کے چہرے گلنار آمادہ حرب و پیکار ہے جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین ایک ساحر
ہوا وارا افراسیاب پڑھا سحر کیا آندھی سیاہ اُٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو
میدان سے اُڑا دیا ایک نے بڑھکر دریا دلی دکھائی لکہ ابر پیدا ہوگیا برستا ہوا نکلگیا چھڑکاؤ ہوگیا
ایک نے تیر برسانے نخل جو حائل نظر تھے قلم ہوئے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی میدان کارزار
مثل آئینہ کے آراستہ ہوا نقیبون کو اشارہ ہوا میدان کارزار مین آئے یہ اشعار نا یاد ادی عالم خیال

لہرکے پڑھے اشعار عبرت آمیز

ہرگز بجہان ماغم دستار نداریم
چون مہر زعریانی سر عار نداریم
چون گوہر ناسفتہ از اسباب معیشت

دل بستگی خویش بیک تار ندارم
با نالہ بسازیم که تیزیان که دل خویش
باشیخ و برہمن سر پیکار ندارم
ہر عرض تمنا ندہی گوش چو ماہر وز
خاطر کس از اہل جہان باز ندارم

در کعبہ یہودیم و مسلمان بدر دیر
در سینہ کم از مرغ گرفتار ندارم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرداست کہ ما طاقت گفتار ندارم
تا زنگہ غمزہ بہائے دل سوداست

آرام بجز خانہ خمار ندارم
مانند خسیم و متاع ندا ہے
با بلبل و گلزار جہان کار ندارم
آئینہ غبار از نفس ما نپذیرد
زین ہرچہ خریدار کہ انکار ندارم

اس طرح کے اشعار دلفگار پڑھے صفو نے پر سناٹے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو دنیا ناپائدار ہے حقیقت میں اسکا کیا اعتبار ہے دنیا زوال میسوا ہے ہر ایک کی دشمن ہے دونکی رہزن اسکا چاہنے والا ہمیشہ تباہ و برباد رہتا ہے رنج و ملال سہتا ہے انجام بخیر ہوا تو صدائے طبل ولوح سے زمین کانپ رہی تھی اب صفو نے پر سناٹا آیا ہر ایک کو مرنے کی ہوس ہوئی تاریک شکل کش نے دھوئیں سے منہ نکالا دو تیلے فولادی ٹھیلتے ہوئے دیکھے آج تاریک نے بھاری لہنگا پہنا ہے کچھ زیور وغیرہ بھی جست کا جسم پر آراستہ ہے نتھنی ناک میں کالی کالی صورت یا کالی کی مورت چیچک کے داغ تل چہرہ سیاہ دیپ یا مست زاغ نظم مسدس

شکل بھونڈی سی ہے گھما ہے بعد سیل نقشا — تار او ندار ہے یا چغد کے سر کا سودا
تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا جیسے و بیدا — ناک چپٹی ہے اسے کا نگڑ میں جانو ا
رنگ روپھیکا ہے چہرے پہ نہ وہ انور نہیں
داغ چیچک کے ہیں یہ خانۂ زنبور نہیں

ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز — کچھ بناوٹ ہے نہ انداز نہ عشوہ ہے نہ ناز
چھوٹی گردن ہے گلا بونگا بہت بدآواز — طبع اقدس ہے نکمی گندہ بغل سے ناساز
ناتراشیدہ ہے وہ کندہ تو دو ہاتھ ہیں چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نازیبا — گول محرم نہیں اور بند ہے ڈھیلا اسکا
فاختہ الو کی دم جیسے کمان ہے چڑیا — کرتی پڑ دستے ہے لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھیلا
پیٹ ہے پنجڑے کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف ابھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہے سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار
اور پستی کا سرینوں کے کروں کیا اظہار

ذکر کرنے سے ہو اک چیز کے اب نفرت و عار
بن میں اتر در کے ہو جس شکل سے بانبی کا غار

زن مرید و نکلے لیے راہ زن اسپا ہو نہان
جان کے لالے ہیں اور یال کا مفقود نشان

ران پہ گوشت نہیں اور نہ آسیر مچھلی
ساق پہ بال ہیں اور سخت ہے جیسے لکڑی

پہ کچہ شرم کیطرح کج ہو گئی ہی ایڑی
انگلیاں پاؤں کی بدوضع ہیں ٹیڑھی ٹیڑھی

پائیں چلہ ہے تو مانند فلک کج رفتار
نام پہ مارتے ہرجائی کے بیزار ہزار

نمائک صورت پہ ادا کا بھی نہیں نام کو نام
ہے سراپا وہ مخنث کی طرح بدانجام

زندگی ہی بن سے ہے نحو و کام کو کچھ پوچھ نہ کام
نام ہرجائی کا آوارہ ہے اب طشت از بام

صورت نحس سے بدبخت کی بیزاری ہے
ختم ہرجائی پہ مکاری و غداری ہے

سراپائے تاریک کو دیکھکر ہنگامہ پڑ گیا کیا سراپا ہے بے نظیر تحریر ہوا معلوم ہوا غار سے اژدہا نکلا منھ
سے ملعون کے دھواں نکل رہا ہے افراسیاب بھی کانپ گیا ہاتھ پاؤں میں دوست دشمن کے رعشہ تھا
تاریک شکل کش نے تیلے کو اشارہ کیا تیلہ کیا اک جوان زنگی معلوم ہوتا ہے سیہ فام بدانجام اشارے تاریک
کے جھومتا ہوا میدان کارزار میں آیا للکارا اے فرقہ خداپرستان والے زبردستان بڑے تعجب کی بات ہے
دائی امان کی لڑائی کرامات ہے طلسم کشا کو کھا گئیں لیکن تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں تم سبھوں
کے حال پر رحم کرتی ہیں رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ قدموں پر ملکہ عالم کے گر کر خطا معاف کرادیگی
جان سبھوں کی بچ جائیگی ورنہ آج ایک زندہ نہ بچیگا ملکہ وعدہ کرکے آئی ہیں شہنشاہ طلسم ہوش ربا
شاد ہوگا تم لوگوں کا وقت نامرادی قریب آیا ایسے ابن بجیا نے لاف وگزاف کیے رات سے ملکہ بہار
مبتلائے دام پیچ و ملال تھی طاؤس کو بڑھا دیا سامنے ملکہ مہرخ کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان
مرحمت ہو اب کلفت و ذلت اٹھانی نہیں اٹھتی بہار اس چمن سے رخصت ہوتی ہے جیسے ہی بہار نے یہ کلمہ کہا
ملکہ مہرخ کے گویا کلیجے پر تیر پڑا تخت سے کود پڑیں دونوں ہاتھ بہار کے گلے کا ہار کر دیے طرہ یہ کہ مہرخ مو

وغیرہ قدموں سے لپٹ گئیں ہر ایک کا یہی قول ہو بہار کو باغ دنیا سے پھل نہ ملا عیش بہار میں ہوا یہ خزاں آئی اس غم کا تحمل نہ کیجئے ہائے شاخ تمنا نہ پھولی نہ پھلی چمن دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلی ہر چند سیتے دلا فریاد کی طرح روئیں بہت منع کیا بہار نے کہا حضور اب کیونکر رہ سکیے بہار زندگی کا یہی مزا ہو رنگ برات میں فرق نہ آئے بڑے مرتبے ملے ہمارے باغ جرات کے پھول کھلے طلسم کشا پر نثار ہوتے ہیں تخم نیکنامی مزرعہ میدان کارزار میں بوتے ہیں سرسبز ہوکر پردہ دنیا سے اٹھیں آخر یار کے واسطے ایک دن جان ہر گلشن عالم کے رنگ کی بے ثباتی عیان ہر کبھی جوش بہار کبھی خزاں کی پکار کبھی شگفتہ ہر رنگ و بو کبھی نالان قمری کی کوکو اسی خیال میں فاختہ قلندر مشرب نے دلق خاکستری پہنا باغ کے رنگ و بو کو بے ثبات جانکر ترک دنیا کیا ہاتھ کھینچ لیا پانوں پھیلا دیا آپ لوگ جانتے ہیں بلبل عاشق گل ہے سراسر آمد خزاں کے خیال میں روتی ہو تڑپ تڑپ کے جان کھوتی ہو یہی رنج و ملال ہر اٹھ پہر یہی خیال ہے ماہ تابان کو کبھی جلال کبھی زوال ہوا اسی غم سے دل داغدار ہو میرا نام ملکہ بہار گلعذار ہو فصل کی کیا حقیقت چند دن کو آئی چلی گئی ہم برائے سیر باغ عالم آئے حسرت و یاس لیکر چلے ان کلمات حسرت آیات سے شور گریہ و زاری بلند ہر دو کلان و خورد شاہزادیاں بہت تڑپیں طرح کے منہ پر ہوائیاں تھیں پریشان رعد جادو خاموش براں کے دل میں تڑپن خورشید زرین سحر کے کلیجے میں جلن بمشکل سینے ملکہ بہار کو رخصت کیا دور سے افراسیاب نے رخصت بہار کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ دھر لیا سرما وابرلیق قریب تھے انھوں نے یکایک دیکھا رنگ روئے شہنشاہ متغیر ہوا پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے

افراسیاب نے کہا ہائے کیا کہوں اے سرما وابرلیق اے وزیران باتدبیر نظم

کس پری رو کا انتظار ہے آج
بلبلو باغ میں بہار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو
جان ہو صبر بے قرار ہے آج
تنگ گھر میں جو خاک اڑتی ہے
غیر سے یار ہمکنار ہے آج
میں نہیں ہجر یار میں تنہا

دل مرا سخت بیقرار ہے آج
آہ کی برق کوندجاتی ہے
مرغ روح رواں شکار ہو آج
دھیان ہے کاکل پریشان کا
گرم رو کوئی شہسوار ہے آج
ہجر گلرو میں سیر باغ کہاں
غم دلدار غمگسار ہے آج

جلوہ دگر سیر گلعذار ہو آج
ابر تر چشم اشکبار ہے آج
تیرے آتے ہی دیکھ آفت جان
اسلیے دل کو انتشار ہے آج
درد ہو کیوں نہ اپنے پہلو میں
نکہت گل بھی ناگوار ہو آج
دھیان میں کسکی چشم میگوں کے

یہ اشعار پڑھے افراسیاب نے کہا یارو اسکا خیال رکھنا ایسا نہو دانی	کہو غنچا تمھین خمار ہے آشنا

ان اسکو چیر پھاڑ کر کھا جائیں پرچشکر بچاپانا خاک انکے مخصر ہین کہ بہار ایسی معشوقہ کو تمھاپا بلیین قید کرنے
کا بھی تو اقرار کر چکی ہین چالیس سردار قید ہین لیں انتقام سبھی جائیگا سب اطاعت کریگی بہار رشک چمن
بڑی منتظر ہے اسکے گرفتار ہوتے ہی اصلاح کا پیام آئیگا ابھی سنے سب کو روکا ہو یہ کہتا ہوا افراسیاب آگے
بڑھا بہار قریب اُس زنگی سیاہ رو کے پہونچی زنگی نے کوندا مارا بہار سکرائی گولہ پھینکا آتشا پلٹا قریب تھا
سینہ پر کینہ اُس زنگی پر پڑے وہ بچا جست کرکے بلند ہوا گولہ خالی گیا دور جا گرا اور کئی ساحران افراسیاب
کے سر پھٹے تاریک نے زنگی کو للکارا او بڈیا غلام بد انجام جلد اسکو گرفتار کرکے لا کلا گرم کرون زنگی جھپٹا
بہار نے جھوم کر گلدستہ مارا غبار زرد بلند ہوا پھول برسنے لگے ہوائے سرو چلی غنچے مسکرائے پتے تالیان
بجانے لگے شاخون کو وجد ہوا غبار نے کل صحرا کو گھیر لیا کچھ معلوم نہوتا تھا نیگن تاریک شکل کش یا تو سحر
بہار کا تماشا دیکھ رہی تھی افراسیاب پر طعن کرکے کہا کیون چھوکرے محبت مین اس گلعذار ملکہ بہار
کو یہ سحر ہائے رنگین تعلیم کیے یہی باعث زوال بوستان طلسم ہوشربا ہوا افراسیاب نے کہا اے مادر مہربان
کیا کہون اسکی جدائی بہت شاق ہے اس بوئے خوش کا دل تردد منزل مشتاق ہے میدان کارزار مین ہوا آئے
سرو سحر بہار سے چل رہی ہے وہ جوان زنگی جھوم رہا ہے زمین سے پھول اٹھا کر سونگھ رہا ہے لیکن حیران و
پریشان سمت بہار نگران بہار چاہتی ہے یہ ملعون بخوبی مبہوت ہوتے تو اسی کو اشارہ کرون کہ جا کر
تاریک سے مقابلہ مین مصروف ہو وہ تاریک پر جائے مین جان بچا کر میدان سے مثل بوئے گل نکل جاؤن لیکن
تاریک افراسیاب سے بات کرکے شراب پینے لگی ایک قرابہ اٹھا کر دہن سے لگایا غٹ غٹ
پی گئی ڈکار لی منھ سے دھوان نکلا غصہ مین پکار اٹھی ارے کچھ گزک بھی حاضر ہے دو غلام زنگی کہ
پیچھے تاریک کے مگس پرانی کر رہا تھا دست بستہ عرض کی اے سردار ساحران اے فخر ساحران جہان
صبح کو دس آدمی تاری کے حاضر ہوئے تھے حضور نوش فرما چکیں اب کوئی پارچہ گوشت حاضر نہین
ہے یہ سنتے ہی تاریک کی آنکھون مین اندھیرا آگیا مثل ابر گرجی باد جنگل کے دیکھنے لگی آوارہ دشت و باردو
...اغر آفت کے مارے مصیبت مین گرفتار بیچارے کہان جانے تھے تاریک کی اُنپر نگاہ پڑی جھوم کر اپنے
مقام سے اٹھی مثل شعلۂ جوالہ جست کی ان دونون کو جا کر پکڑ لیا اپنے مقام پر لا کر آتی چیر پھاڑ کر کھانے لگی بہار
نے جو مہلت پائی بحر کو زور دیا وہ زنگی سیر و مبہوت ہوا جوش عشق بہار مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا نظم

محبت سے مجبور ہوں جو فرمائیے بجا لاؤں بہار نے مسکرا کر جواب دیا جو کہنا تھا کہہ چکی جلد جا کر تاریک شکل کش کو قتل کر دے یہ کہکر بہار گلعذار
نے نیمچہ بلالی کھینچکر زنگی کے ہاتھ میں دیا سحر بہار سے وہ ملعون مبہوت ہو چکا تھا طرف تاریک شکل کش کے چلا ملکہ بہار اسکو روانہ کر کے
طرف اپنے لشکر کے چلی دونوں لشکر میں غل ہوا دیکھو صاحبو ملکہ بہار نے کیا خوب سحر کیا ملکہ مہرخ موے کافل کشا
خوش ہو کر پکار اٹھی اے ملکہ بہار کیا کار نمایاں کیا لیکن جلد لشکر میں چلی آؤ ایسا نہو وہ ملعونہ جھپٹ پڑے بہار طرف لشکر
مہرخ کے چلی ملکہ مہرخ مو و بلال وغیرہ برائے استقبال بڑھیں غلغلہ جو ہوا افراسیاب جادو و ملکہ حیرت سے کہا
دیکھو صاحب کیا غضب کی بات ہے روائی اماں مسافروں کو بھی نہیں چھوڑتیں تمام طلسم ہوشربا ظالم مشہور
ہوا اگر میں ایسا جانتا جرو ہائے بانکھوں میں خود کیا کسی سے کم ہوں یکایک صرصر نے کہا اے شہنشاہ ملاحظہ فرمائیے
ملکہ بہار نے کیا کمال کیا اس زنگی کو میدان سے پھیر دیا آپکی روائی اماں کو قتل کرنے کو جاتا ہے افراسیاب نے پلٹ
کے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا ملکہ حیرت ملاحظہ کرو تمہاری بہن نے اب بڑی بدعت پر کمر باندھی موت انکی قریب آگئی
روائی اماں کے سحر کو پلٹا یاد رہے آفت برپا کرینگی آج ایک کو زندہ نچھوڑینگی حیرت نے کہا صاحب میں مجبور ہوں لاچار ہوں
ہر چند اس بدنصیب کو سمجھایا اسکے خیال میں نہ آیا یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں بہار اپنے لشکر میں پہونچ چکیں کنیزیں بلائیں
لیتی ہیں کہ وہ زنگی قریب تاریک کے پہونچا تاریک اُن مسافروں کے کھانے میں مصروف تھی کہ پشت سے نعرہ ہوا اور ساحرہ کا
ظالم آدم خوار ملکہ بہار کے دلکو دکھایا دیکھ تجھ سے بدلا لیتا ہوں بدعت کی سزا دیتا ہوں تاریک صدا سنکر پلٹی ہاتھ
وار کرنے لگی لیکن اُسنے بڑھکر نیمچہ بلالی عطیہ ملکہ بہار ماہ رخسار چمکایا ہاتھ مارا تاریک غصے میں آئی زنگی کا ہاتھ تھام لیا بقوت و
غضب تمام ایک طمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا چشم زدن میں جلکر خاک ہوا اُسکو جلا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی او بہار یہ شعبدہ
سازی تیری بازی ابد دولت کے سامنے ہیچ و پوچ ہے کہ علم سامری و جمشید کو مٹایا اسد غازی کو چیر پھاڑ کر کھا گئی یہ بلا جان
تلملا گئی آج تم سب کی قضا آئی ہے یہ کہتی ہوئی وہ دیونی شکل فیل مست اپنے مقام سے اُٹھی اور لشکر دشمن پر جو ہو
لو صاحبو لازمان مہرخ پر پہنچینگے سرداران اسلام نے جو دیکھا کہ تاریک شکل کش طرف ہمارے لشکر کے آتی ہے
بحرفت جان بچا کر بھاگنے لگے بعض یہ کہتے تھے لو صاحبو ملک الموت نے ادھر کا رخ کیا بہار نے آج سب کو قتل کرایا کوئی کہتا تھا چلکے
افراسیاب سے ملجائیں چلکر اُنکے قدم پر گریں شاید خطا معاف کرے ہمارا بادشاہ قدردان ہے لیکن ثابت قدمان کوی
محبت کا یہ قول ہو کہ لڑ بھڑ کر جان دینگے اس کافر کے سامنے جانا بہتر نہیں جس روز سے ملکہ مہرخ کا ساتھ دیا اپنے کو مردہ
سمجھ لیا وہ کارساز برحق خالق مطلق مسبب الاسباب ہے کوئی سبب نجات کا پیدا کریگا اس ظالم آدمخوار کے ہاتھ سے
بچا لیگا کیسی کیسی بلائیں نازل ہوئیں اس معبود نے بچا لیا شکل جادو کی شمع حیات کے گل ہونے کی کسکو امید تھی خواجہ عمرو

کس زور و شور سے مارا اُس بدعت سے بچے بعض بھاگے جاتے ہین تاریک شکل کش جھومتی ہوئی میدان کارزار مین پہونچی قصد ہو کہ جست کرون لشکر صبح رخ پر جا پڑون صبح رخ نے جو اپنے لشکر مین ہنگامہ دیکھا گھبرا گئی پکار کر آواز دی یارو بسم اللہ جن صاحب کو جان کا خوف ہو نکل جائین اپنی جان بچائین ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم کے باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہے طعمہ دہن تاریک شکل کش ہین اگر حیات باقی ہے کوئی ہمارا کچھ نہین کر سکتا لیکن یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہے کہ غیب سے مدد ہو یہ بلا رفع ہو یہ فرما کر تاج سر سے اُتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر دست دعا بلند کیے سب سردار شریک ہوئے بخضوع و خشوع دعا کرنے لگے نظم

خدایا در رحمت بو و یم خاکے
تن گل را بآب جان سرشتی
ہمان خاکیم لیکن ہوسناک
تو قدر عزتِ مہمان نگہدار
جگر را آب و دل را خون نماند
بعشق ایمان و جانم تازہ گردان
در افگن چون بدریائے کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو در کش
فزودن از دو زخ ستان شرمساری
بجان بخشی صلائے عام دادی
کنون این جان بمہمانخانہ تست
چو مہمانان بعزت خوی کرد است
بامید کرمہائے کریمان
چو جان را الایش ہر جسم پاکے
ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ دست عزت برداشت از خاک
در آن ساعت کہ کار آید بآخر
وے از زندگی افزودن نماند
چو افتد کار با روز قیامت
گنہ یکبارہ کن بر ما فراموش
کہ با یاد گنہ لذت نماند
کہ جرم ما بروے ما نیاری
چو کردی از کرم موجود ما را
چہ مہمان خوانمش پروانہ تست
فضولی گرچہ مہمان را کند خوار
عجب نبود فضولے ہائے مہمان
دران خاک از سعادت تخم کشتی
کہ مشتے خاک ما کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خودخوار
نفسہا را شمار آید بآخر
بایمانم بلند آوازہ گردان
بر انداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی از دلہائے ما خوش
بہشت آنست کین خجلت نماند
ور ہستی بروے ما کشادی
نشایندی بخوان جود ما را
باین در راز دو عالم روی کرد است
کریمی عزت مہمان نگہدار
لشکر ظفر اثر بین شجرہ گریہ و زاری

عالم بیقراری ہے ہر خرد و کلان درد مند ملک الموت کا سا سناتا تاریک شکل کش بقہر و غضب آتی ہے زمین تھراتی ہے یکا یک تیر دعائے مظلومان بہدف مراد پر پہونچا صحرائے گرد اُڑی سب اُسی جانب دیکھنے لگے قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سواران جرار کا ہر علم پر صفت رب اکبر خالق

بہرو بزم قوم آمد فوج ساحران کی دھوم جب علمدار سامنے سے گذر گئے بطور چہار دست بادۂ جرات
سے مست مرکب باد رفتار پر سوار سرداران صف شکن یمین و یسار سلاح جنگ سے آراستہ قلب فوج
مین تخت یاقوت نگار آسپہ جمشید مین کوکب نامدار پہلوے تخت مین معتضد، وصف شکن برہمن
روئین تن صاحب جاہ و توقیر قوت بازوے کوکب روشن ضمیر پشت پر فوج ظفر موج برہمن
نے لشکر کو ایک جانب روکا مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا دیکھا لشکر مہرخ مین ہنگامہ
ہے کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین ملکہ مہرخ سر برہنہ دعا کر رہی ہین میدان کارزار مین تاریک شکل کشتی
کھڑی ہوئی نعرے مار رہی ہے بہار کا نام لیکر پکار رہی ہے کبھی کہتی ہے او بہار تو نے غضب کیا مجھ گرگ
باران دیدہ کو شعبدۂ سحر دکھایا میرے غلام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب جا کر باغ لشکر مین چھپی ہے
مین وہین آتی ہون میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے فریاد و الغیاث پکار رہی ہے برہمن نے جو یہ کلمات مہملات تاریک
کے سنے تاب باقی نہ رہی مرکب باد رفتار سے کود پڑا قریب تخت ملکہ مہرخ آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
ای شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کارزار مرحمت ہو اس ملعونہ کو جا کر جواب دون یا سر اپنا قدم پر
حضور کے نثار کرون اسکی بدعت نے کلیجہ ہلا دیا کیسے کیسے ماہ رخسارون کو خاک مین ملا دیا ملعونہ
آدم خوار مکار غدار ملکہ مہرخ نے سر سینے سے لگایا فرمایا اے برہمن صف شکن یہ بلاے روزگار ہے سحر و
ساحری مین بہت ہوشیار ہے اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے ملک اطلس گلگون پوش اتنا بڑا
ساحر نامی و نامدار آکر اس مکارہ سے لڑا اسب طلح نے سحر کیے آخر کچھ نکر سکا زخمی ہو کر پلٹ گیا سامنے
لشکر اسکا فرو کش ہے راتون کو اسکے خیمہ سے کراہنے کی آواز آتی ہے مشہور ہے تاریک نے ایسا سحر کیا
کہ کلیجہ اسکا پھٹ گیا ایسا ہی کامل و اکمل تھا کہ جان بچا کر ٹل گیا خواجہ نے اپنے دام مکر مین پھنسا رکھا ہے کہتا ہے
بعد صحت تاریک سے لڑونگا آجتک اسکے اٹھنے کے لائق نہین ہے پس مراد اس تقریر سے یہ ہے کہ تم جمشید کو
کیون ساتھ لاے اپنا تھوا اسکی صورت زیبا کو دیکھکر یہ بچیا جا پڑے جمشید پر دست انداز ہو بڑی بڑی
بدعتین کرتی ہے جوان کے گوشت کھانے پہ مرتی ہے کیسے کیسے جوانان شیر دل کو انکو کھا گئی صورتین انکی آنکھون
کے نیچے پھرتی ہین تم لشکر کو لیکر پلٹ جاؤ جا کر ڈانڈے پر طلسم نورافشان کے فرو کش ہو کوکب سے
بھی اطلاع کر دو جب ہم یہان سے شکست کھاینگے تب ہم کو یقین جاتا رہا تو ہم تمھارے ملک مین چلے آئینگے
ہر چند کہ یہ ملعونہ بچیا چھوڑیگی افراسیاب اسکو لیکر وہان بھی آ پڑیگا مگر چندے جان بچے غنیمت ہے اجل سے

اسکو مہلت ہی کیسے کیسے شاہان جلیل جنھوں نے تمام عالم میں طبل کیانی بجایا علم جہانگیری بلند کیا سرکشوں کو مارا گرز دسکہ اپنا جاری کیا آخر وہ سب کیا ہوے گردش فلک سے مثل نقش قدم مٹے اسی طرح ہمارا بھی وقت جاہ و جلال گذرا زمانہ زوال قریب آیا پس ہمارے واسطے اپنی جان نہ دو اس کالی بلا کا مقابلہ نکرو بیارے خدا پلٹ جاؤ ان باتوں پہ ملکہ مہرخ کے برہمن لار زار مثل ابر بہار رو دیا کہا ای شہنشاہ لشکر اسلام ای مہرخ عالی مقام دل ہمارا نہیں مانتا اپنے سر ہتھیلی پہ رکھکر آئے ہیں بدعت اسکی نہیں دیکھ سکتے بربادی پر اس لاغ بیجران کی دل ٹکڑے ہوتا ہی دم رو سے بہار متغیر ہی نازنیناں مہ جبین کو عالم ایس سردار بدحواس کہتے ہیں یاد نہ ارشاد فرمائیے اجازت میدان کارزار دیجیے ایسا نہو وہ صف لشکر پر آجاے میرے سامنے دو چار کو کھا جاے دیکھیے وہ چلی آتی ہی سرکشی دکھاتی ہی ملکہ مہرخ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا بہار کی پریشانی کا یہ باعث ہی اسوقت میدان کارزار میں جاکر سحر کیا اُسکے غلام زنگی کو دیوانہ بنایا وہ غلام بدانجام بیقرار یہ قہر و غضب تاریک بشکل کشش پر جا پڑا بہار خوف سے تاریک کے بھاگ آئی گلشن لشکر میں آکر چھپی تاریک اپنے غلام کو مار کر جستجو سے بہار میں آتی ہی اسوجہ سے رنگ روے بہار گلعذار متغیر ہو ثابت قدم کوے جرات صاحب شوکت و لیاقت میدان کارزار سے پلٹ آنے کے حجاب سے رو رہی ہے دیکھو اشکوں سے منھ دھو رہی ہی گلدستہ سحر تیز رنگ تیار کیا ہی چاہتی ہی پھر مقابلہ تاریک میں جاؤں اس آدم خوار صحرائے بدعت پر سحر کروں یہ سنکر برہمن طرف ملکہ کے پلٹا کہا ای بہار گلعذار تم اب اس جان نثار کا تماشا دیکھو جاکر اسکو سزا دیتا ہوں انشاء اللہ سر لاکر اسکا تمھارے قدموں پر ڈالدونگا ہمکو بھی موت لیکر آئی ہی ہمارے سامنے میدان میں کھنچتا ہمارے واسطے دعا کرو یہ سنکر ملکہ بہار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برہمن روئین تن میں کبھی افراسیاب کے سامنے سے بھی نہیں ہٹی لیکن اس آدمخوار کے خوف سے قلب تھرا گیا کیسی کیسی نازنینان مہ جبین کو اسنے چیر پھاڑ کر کھا لیا اُن سب کی یاد میں قلب سے دھواں نکل رہا ہے ایک ایک استخوان مثل شمع کافوری جل رہا ہی آج یہ ملعونہ مجھکو زندہ نچھوڑیگی حسرتیں لیکر باغ عالم سے چلی مثل بوے گل برباد ہوئی ناشاد و نامراد ہوئی ان بیقراری میں بہار نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے برہمن کے پڑھے

نظم

سب یہ وقت نزع آہوں کے شرارے رہ گئے
اشک حسرت آکے مژگاں کے کنارے رہ گئے
صف میں کشتوں کے ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے

چل بسے تھے منزل ہستی سے بارے رہ گئے
لا لا پن اس طفل کا گذرا جو تھے منت کے طوق
کانپیں بالے نہیں پر گوشوارے رہ گئے

شکر ہو کرنے چلا باشناسان زلفوں میں عبیر
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے
بزم خوباں اسکے جا بیٹھے ذرا آنکھوں میں سیاہ

ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
آتش عشق اشک کے طوفان سے ٹھنڈی ہو گئی
دیدۂ گریان جگر حسرت کے مارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
مرتے مرتے ایک دو باقی ہمارے رہ گئے

ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے
دین و ایمان جان و دل غم نے سب صدقے کیے

ان اشعار حسرت انگیز نے سب کے دل بیقرار کیے برہمن بہت رویا کہا اے

ملکہ بہار کیا مجال اس بیچارگی کہ تم پر دست انداز ہو سکے تمھارے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ کے ٹکڑے اڑا دیے ان باتون کے سننے کی اب تاب باقی نہین ہے سب برہمن کو روک رہے ہین برہمن نہین مانتا یکایک تاریک نے پھر نعرہ کیا آواز دی اے مہرخ بہار کو میرے مقابلہ مین بھیج ورنہ وہین آتی ہون یہ نگوڑا برہمن بچہ بڑی دور سے آیا وہ کیون چھپا کھڑا ہے سامنے نہین آتا یہ سنکر برہمن نے ملکہ مہرخ سے دامن چھوڑایا تیغ کاندھے پر رکھکر شیرانہ طرف میدان کارزار کے چلا اسوقت دونون لشکرون مین غریو برپا تھا شاہزادہ جمشید مع کوکب تخت سے کود کر دوڑا آواز دی استاد ٹھہر جائیے مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے برہمن ٹھہر گیا جمشید نے قریب آکر استاد کہکر برہمن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے برہمن نے پیشانی پر بوسہ دیکر کہا اے نور نظر حقیقت مین ہم اپنے کو دہن اژدر مین گرانے جاتے ہین یہ مردان طلسم نورافشان کہلاتے ہین حقیقت مین مجرد ہیبت بلا ہین لیکن اصل مین بلا یہی ہے انسان کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہے خدا اسکی بدعت سے بچائے اے فرزند اگر ہم اس ظالم پر غالب آئے تو پلٹ کر آتے ہین اگر ہم اسکے ہاتھ سے مارے جائین تو فوراً لشکر کو لیکر طرف طلسم نورافشان کے چلے جانا ہمارے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے عرض کرنا کہ نمکخوار آپ پر نثار ہوا اے خدا طلسم باطن مین چلے جائیے اس آدم خوار سے مقابلہ نہ کیجیے اسپر غالب ہونا محال ہے تاریک شکل کش مردان عالم کی قتال ہے جمشید نے کوکب رونے لگا کہا استاد مین کیا منھ لیکر باپ کے سامنے جاؤنگا لڑ بھڑ کر اسی جگہ پر جان دونگا برہمن نے بتاکید کہا خبردار ہمارے کہنے کے خلاف نکرنا اب ہمارا ٹھہرنا مناسب نہین ہے جمشید روتا بیٹھا رہ گیا برہمن روئین تن بصد شوکت وجرأت سامنے تاریک کے پہونچا تاریک کی جو نگاہ برہمن روئین تن پر پڑی چھوٹتے ہی کہا اے برہمن تو کوکب روشن ضمیر کا استاد مشہور ہے ہمکو بجلی پہچانتا ہے مرتبہ کو بھی ہمارے جانتا ہے کوکب کو سمجھا کے افراسیاب سے اصلاح نکرادی بلکہ باید ولت کے مقابلے مین آیا ہے قضا تیری قریب ہے چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی برہمن نے جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ کمال دکھا تاریک نے غلام زنگی کو اشارہ کیا غلام زنگی جھوم کر چلا برہمن نے آواز دی او تاریک اسقدر غرور ہے اس بچارے کو میرے مقابلے مین بھیجا ہے تاریک نے کچھ جواب ندیا غلام زنگی برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا برہمن نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی

زنگی نے چاہا لپٹ پڑے دن برہمن نے ایک طمانچہ مارا زنگی زمین پر گرا برہمن نے چھاتی پر چڑھ کے سر اس مغرور خودسر کا
کھینچکر سامنے تاریک کے پھینکدیا استادان سخنور نے داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ تاریک نے
جب چوئین بیجانب دیکھا ایک غلام زنگی جامہ چاک کرتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک نے برہمن پر اشارہ
کردیا حبشی زنگی نے برہمن پر حملہ کیا برہمن نے کسی کو تلوار سے مارا کسی کو آتش قہر و غضب میں جلادیا کسی کو چیر کے
پھینکدیا اسیطرح سات پتلے مارے گئے تاریک کی آنکھوں میں خون اتر آیا غصہ میں آکر ایک چیخ ماری زمین تھرائی غبار
زرد بلند ہوا نخل تھرا کر زمین پر گرے حیرت جادو نے افراسیاب سے کہا او شہنشاہ غضب ہوا دائی امان کو
غصہ آیا افراسیاب بھی مثل بید کے کانپنے لگا کہا اے ملکہ سامری جمشید خیر کریں اب برہمن کو قضا آئی یہ غرور ہم
دائی امان کے مقابلہ کو آیا مثل مشہور ہے جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے بقول شاعر مصرع صید را چون
اجل آید سوے صیاد رود تا بہ طلسم نور افشاں صفائی ہو کوکب کو دربدر خاک بسر کردونگا تم جمشید کی
لاشوں سے بھر دونگا بڑے استاد جی نور افشاں کہاں گئے بقدیمہ مشعل نور افشاں نے بڑی کلک کی عین
وقت پر ملکہ مہرخ کی مدد کی مابدولت خاموش ہو رہے یہی یقین تھا کہ دائی امان آکر سب کو کھا لینگی کسی کو انکے دست
ظلم سے امان نہ ملیگی خود ہم دائی امان کو لیکر تا بہ قصر نور افشاں جائینگے اب میں کسی کا پاس نہ کرونگا لشکروں میں
بھی غل بلند ہوا خرد و کلاں از پیر تا جوان صدائے مہیب تاریک سنکر تھرا رہا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب
قیامت آئی لیکن تاریک و برہمن میں بڑے زور شور سے سحر ہونے لگے جو سحر تاریک نے کیا برہمن نے رد کیا
پڑھکر سحر کرنے لگا چاہتا ہے تاریک بشکل کش پہ جاؤں اس بلائے مہیب سے لپٹ جاؤں تاریک برہمن
کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی آتش خو شعلہ مزاج جب چیخ مارتی ہے خبردار کہکر للکارتی ہے منہ سے شعلے آگ کے
نکلتے ہیں نخل صحرا مثل شجر چنار جلتے ہیں منہ سے جو ملعونہ کے دھواں نکلا ایک آسمان تو بنکر تیار ہوا ابر زمین پر
آگ برسنے لگی برہمن دریا دل بے نظیر و کامل باران سحر برسا کر شعلہ ہائے آتش بجھاتا ہے اس ابر دھواں دھار میں
مثل برق چمک جاتا ہے ابر کو لخت لخت کیا دریائے آتش کو مٹایا لیکن تاریک نے دم لینا مشکل کردیا دم بدم سحر تازہ
کرتی ہے برہمن ہر مرتبہ آواز دیتا ہے او تاریک قریب آکر وار کر مردان عالم سے آنکھیں چار کر تاریک
نے غصے میں چادر سر سے اتاری نام سامری جمشید کا لیکر برہمن پہ پھینکی سب نے دیکھا وہ چادر ابر خونی بنکر
برہمن پہ گری برہمن چھپگیا ہر سمت سے غل ہوا ملکہ تاریک برہمن پر غالب آگئیں لوما جو برہمن کا خاتمہ ہوا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے اس ابر آتش فشاں سے مثل آفتاب عالمتاب چمک کر نکلا تاریک پر گولہ فولادی مارا

تاریک کی پیشانی پہ پڑا تاریک نے تین چیخ کھائے یقین تھا زمین پہ گرے ایک چیخ ماری گولہ پھینکر لشکر جمشید پہ گرا کئی سو جوانون کے سر پھٹگئے بلوے نے گھبرا کر لشکر ہٹالیا سردار تھرا گیے سیکڑون کو غش آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا تاریک بلاے بدہے برہمن کے قتل کرنے مین کد ہے آج لشکر صرصر نہ بچیگا زوال صرصر وغیرہ کے قریب آگیا نظم

نہ بھول عیش پہ ہر سو رو زوال فقط ۔ زمانہ خواب ہے اور عمر ہے خیال فقط ۔ کمال کہتے ہین جسکو وہ ہے زوال فقط
شرف کا ماہ کے انجام ہے وبال فقط

لیکن برہمن شیر اللہ مصروف جنگ و جدل ابر و پیر بل سحر تاریک کے دفعہ کرکے بڑھا تاریک چاہتی ہے یہ میرے قریب آئے خوب آگاہ ہو چکی کہ برہمن پایہ کمی کا نہین رکھتا پیچھے ہٹی گارد سحر پھینکا ماری نشانہ برہمن کا نشانہ ہوا زخم کھا کر سیر نہوا جھومنے لگا مست نے جرات صاحب شوکت و لیاقت موزون مزاج ساحران طلسم نور افشان کے سر کا تاج نشہ بادہ سحر سے مست صرصر وغیرہ کا سرپرست کف منھ سے جاری جوش جرات مین آ واز دی اے تاریک یہ انقلاب عالم ایجاد ہے فلک کجرفتار گردون غدار آمادہ بغض و عناد ہے یہ اشعار کسی شاعر کامل الفن نے کیا خوب نظم فرمائے ہین جاضرین وقت بگوش ہوش سماعت فرمائین لطف کلام اٹھائین نظم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک می بینم ۔ فتنہ و شر زسما تا بہ سمک می بینم ۔ حال حجاج بد و نیک با خر پیداست
سنگ اسود کہ بنا سنگ محک می بینم ۔ شور و شر غیبت چو در ذات نمک پرورده ۔ ہر نمک خوار چرا کور نمک می بینم
گشت برگشتہ و فاسد چہ عقاید در دین ۔ طلب ارباب یقین قالب شک می بینم ۔ گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان پرمور
روے آوردہ و محتاج نمک می بینم ۔ بہ خیر دست می عیش و خردمندان را ۔ بادہ خون جگر و دل چو گزک می بینم
تختہ باغ شد از لشکر صرصر تاراج ۔ گوہر سنبل و گل خار و خسک می بینم ۔ سبب برہمی عالم و آدم رعنا
ہمہ از شعبدہ بازی فلک می بینم

یہ اشعار عبرت آثار جو برہمن نامدار نے پکار کر پڑھے صاحبان دل نے کلیجے تھام لیے ہر ایک یہی کہتا تھا یار و حقیقت مین برہمن نامدار جوان بے نظیر مشیر خاص کوکب روشن ضمیر اس گردش فلک پیر مین مبتلا ہے گھبرا رہا ہے اگر دوسرا اسکے مقام پہ ہوتا سر پہ ہاتھ دھر کے روتا لیکن تاریک ایسی ساحرہ سے کیا خوب لڑا آج میدان کارزار مین بڑا اسوکہ پڑا زخم کھا چکا لیکن کچھ ہراس نہین اسوقت تک اداس نہین لیکن جب برہمن نے زخم کاری کھایا غصہ آیا تیغ برق مثال کھینچا تاریک پر جا پڑا لیکن تاریک بڑی تیز دست بادۂ سحر سے مست تیغ سحر کھینچا برہمن پہ ہاتھ مارا برہمن زخمی ہو چکا تھا غصے مین کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ تاریک کے منھ پر مارا تڑاقے کی آواز آئی یقین تھا سر تاریک کا اڑجائے لیکن اسکے منھ سے آف کی برہمن کے ہاتھ پر آبلہ پڑگیا آہ منھ سے برہمن کے نکلگئی جسم سے چنگاریان نکلنے لگین ہڈیان جلنے لگین قریب تھا کہ دو چار سحر سخت ہوئے تاریک نے

یہ سنکے افراسیاب گھبرا گیا قرابہ شراب کا اٹھا کر تاریک کو دیا بہ تعجیل اپنے لشکر سے دو جوان اٹھا لایا وہ بیچارے
غل مچاتے ہیں یار دہائی اس ظالم سے بچاؤ افسران فوج حیران دیکھنے لگے کہ آخر افراسیاب نے ان
دونون جوانون کو لیجا کر سامنے تاریک کے ڈالدیا کہا لو دوائی اماں یہ گزک حاضر ہے تاریک انکو چیر پھاڑ کر
کھانے لگی لشکر افراسیاب میں ایک شور بلند ہوا صدہا خوف جان سے بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو
اس آدمخوار سے سامری و جمشید بچائیں آخر کہاں بھاگ کر کے جائیں ہر وقت یہ ملعونہ درپے آزار ہے شہنشاہ خود دورتے
ہیں اپنے غصے میں کہا جلد گزک لاؤ ورنہ تمکو اور حیرت کو چیر پھاڑ کر کے کھا جاؤنگی شہنشاہ نے خوب بخیر ہو نیر لیکو بھات
کیا کیا خوب نقصان کیا بعض نے کہا یارو آخر اس ظلم کا انتقام بھی ضرور ہوگا جسطرح عمرو نے مشعل ایسے آتش مزاج
کو ٹھنڈا کیا انکی بھی تدبیر کریگا بی تاریک کے خون سے ہاتھ بھریگا بڑے بڑے ظالم گذر گئے آخر حسرت لیکر
مرگئے ضحاک ماردوش بادۂ کبر و غرور سے مدہوش تھا دو آدمی روز بیگناہ مارے جاتے تھے مغز ان غریبون کا
وہ ماران سیاہ کھاتے تھے بیحیا ظالم نے ہزار سال سلطنت کی خلق خدا پر خوب بدعت کی آخر انجام کیا ہوا
فریدون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ بھی آفتاب لب بام ہے ایک گردش فلکی میں کام تمام ہے جس سر میں غرور
ہے یہ ٹھوکرین کھائیگا عمرو فکر قتل میں مصروف ہے وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کر رہا ہوگا لشکر
افراسیاب میں ہر ایک خرد و کلان ظلم تاریک سے بیقرار ہے حیرت و افراسیاب اسوقت بطور خوشامد خدمت
تاریک میں حاضر ہیں زمرد وزی تاریک کی کر رہے ہیں لیکن نور افشان جادو برہمن روئین تن کو اس
حال زار میں لیکے قصر نور افشان میں آیا برہمن بیہوش تمام جسم پر سحر تاریک سے آبلے پڑے ہوئے لاکر تخت پر لٹایا
آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان روتی ہوئی قریب آئین پوچھا بابا جان سے
سحر کیا ہوا نور افشان نے کہا آج برہمن نے بڑی جرأت کی کہ تاریک ایسی ملعونہ سے سر میدان مقابلہ کیا
آخر وہ غالب آئی اگر چند ساعت اور نہ پہونچتا خاتمہ تھا چیر پھاڑ کر کھا جاتی مگر عمر بھر یاد کریگی ایک پتلا اسکی صورت
کا ڈال آیا اسکو بچایا مگر افسوس ہے جان تو برہمن کی بمشکل بچی سحر سے بیکار ہو گیا یہ کہکے نور افشان نے حلق میں
برہمن کے آب دفع سحر ٹپکایا زمرد وزی کے عرصہ دراز بعد برہمن کو ہوش آیا پریشان و مضطر آہ آہ کی صدا بلند بیقرار
دردمند کہا استاد روح قالب خاکی میں بیچین ہے نور افشان برہمن کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا
اے فرزند خوشخواہ اذیت سہلو نہ گھبرا انشاء اللہ بدل و جان تیرا علاج کرونگا لیکن کیا کہوں متفکر ہو خواص ہون
تاریک کا اب علاج نہوگا تو آفت بپا ہوگی اگر ابکی مرتبہ اسنے طلب کی بچا یا ایک زندہ نہ بچیگا اس سے کون مقابلہ کریگا

ان سواریوں سے صاف ہے تو غنچہ آرزو کھلے یا تو مین بھی جا کر جان دونگا یا اس شرمندگی کا بدلا لونگا تسکین دیکر برہمن کو
اسکے قصر مین پہونچایا خادم خدمتگذار مقرر کیے لیکن واضح رہے ناظرین والا مقام ہوکہ برہمن کا حال بہت ابتر ہی سحر
تاریک سے دل و جگر پھک گیا قوت نشست و برخاست باقی نہ رہی تھا کی یہ حالت تھی کہ وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا نور افشاں
عالیشان برہمن کو پہونچا کے قصر نور افشان مین آیا آفتاب و مہتاب دو جلال نے عرض کی اے والد نامدار اچھا حکم
ہو تو اسوقت مین جا کر شریک لشکر ملکہ مہرخ ہون کہ اسوقت مصیبت مین شرکت نہ کی تو لوگ کیا کہینگے ملکہ
بہاران شمشیرزن کی بھی خبر لینا واجب و لازم ہے ورنہ کسی کے روکے نہ رکینگی حقیقت مین انکو بڑا خیال ہے اور ہمیشہ
بھی دعا کرتی ہین کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا مین تشریف لائے ہین طلسم ہوشربا فتح ہو جسوقت یہ خبر
عبرت آثار گوش زد ہوگا ممکن ہے کہ وہ رکین فوراً جا پڑینگی خدانخواستہ اگر انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی
تم نامدار کوکب عالیجاہ قادر ہے صدمہ عظیم اٹھا سکینگے فوراً جان دینگی ای والد نامدار اگر بعد خرابی ایسا جانا بھی
ہو تو کیا لطف ہے لوگ کہینگے اپنے آقا کو قتل کرایا مجبور ہوکر جا مدد کو پہونچی پس ہمارا جانا واجب و لازم ہے یہ کلمات
حسرت آیات شنکر نور افشان نے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تم صاحب لیاقت و جرات
ہو تمسے سب طرح کی امید ہے لیکن اس لڑائی مین بھید ہے بہاران شمشیرزن کو کوکب روشن ضمیر نے مخفی کیا
ہے گو خبر بہاران کو نہین ہے پر مختی خود کوکب حیرت زدہ پریشان سرگردان پھر رہا ہے کچھ خواجہ عمرو سے صلاح ہوئی
تھی نہین معلوم اسکا انجام کیا اب مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون تم قصر نور افشان سے ہوشیار رہنا ہر ایک
طرح کے خیال مین تمہارا حفاظت کے واسطے یہان اپنا رہنا بہت بہتر ہو اگر کوئی ضرورت ہو گی تو مجھ خبر دیگے نور افشان
جادو نے کوچ کا حکم دیا اک تیغہ برق مثال نکالا اسکو تیغے مین کیا ایک طاؤس زرین بال سحر سے بنایا اسپر سوار
ہوکر نور افشان جادو فکر تاریک مین بعد شدہ روانہ ہوا اگر ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا یہ بھی واضح رہے
ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ اطلس گلگون پوش اپنی بارگاہ مین غمگین ہے ہر وقت اسکو یہی انتظار
ہے کہ خواجہ عمرو میری معشوقہ لینے گئے ہین پوچھا کرتا ہے ابھی میرا دوست صادق یار موافق کوے محبوب سے واپس
نہین آیا زخمون کا بھی علاج ہو رہا ہے تاریک شکل کش کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہ ہر اسقدر مہ بھی خیال ہے
کہ شہر دلفلسر بعد کمر و فرتعاقت مین گیا ان ازدر سوار کے چلا آتا ہے ساتھ دالون سے کہتا ہے جاکر
افراسیاب ستمگر کو مارون اپنے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ لاچین کو قید رہا کرون تب کلیجہ
ٹھنڈا ہوا اس ستمگر بے ایمان نے غضب کیا میرے بھائی کو جوہر طلسم ہوشربا صاحب جوہر تقصیر معاف

نہیں خواب میں میرے دل پہ گردش افکار — کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
برادرانہ لگا کرنے مجھسے یہ گفتار — نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر

کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

یہاں جو شاد ہوا انجام کو وہ ہو ناشاد — طلسم سان ہے یہ نیرنگ عالم ایجاد
زمانہ دیدہ ہوں رکھ میری یہ نصیحت یاد — مجو درستی عہد از جہان سست نہاد

کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است

تپاک اسکا ہو اول تو مثل شیر و شکر — مآل کار ہے لیکن بشر کے حق میں ضرر
ملا ہے زہر ہلاہل نبات کے اندر — فریب شیوہ حسن از جہان سراپا مجو ر

کہ ہر کہ کرد دلیری اختلاط ناشاد است

یہ کارخانہ ہستی ہے محض بے بنیاد — غم و الم میں نہ عمر عزیز کر برباد
کہا یہ ماں نے ہرگز نہ دل میں ہو ناشاد — غم جہان مخور و پند من مبر از یاد

کہ این لطیفہ عشقم ز رہروے یاد است

وہ بے خبر ہو جو تجویز بندے کو ٹھہراے — وہ بے خبر ہے جو مختار نیک و بد فرماے
بجا ہو مخبر صادق کا اس حدیث پہ راے — رضا بدادہ بدہ وز جبین گرہ بکشاے

کہ بر من و تو در اختیار نکشادست

خزان سے گلشن ایجاد میں پڑا ہے خلل — بسان غنچہ دل افسردہ لوگ ہیں بالکل
صداے کوس عزیمت کی ہے یہاں غلغل — نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل

بنالہ بلبل عاشق کہ جاے فریاد است

نہیں زمانہ میں شیرین سخن مگر حافظ — جہان میں صورت رعنا ہے نامور حافظ
بجا ہو شعر کا کرتا ہے فخر گر حافظ — حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ

قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

چہرہ نگاران جادو تقریر و کاتبان اخبار دلپذیر تسطیر تحریر حالات سیرت آیات جنگ سحر و ساحری میں مصروف ہوتے ہیں شعر و اتفاقاتے کہ در سخن فرمودہ اند شرح این داستان چنین کردہ اند + استادان سخنوران نے اس داستان

حیرت بیان کو نہایت تکلیف سے آراستہ کیا ہی حقیر پر تقصیر مصنف ہیچمدان نے ان مقامات کو خون جگر کھا کر حسن تدبیر و بہ تقریر دلپذیر بہ نہایت تکلفات سے تصنیف کیا نکتہ شناسان بلند بین و ناظران فصاحت آئین لفظ لفظ اس داستان حیرت عنوان کو ملاحظ فرماکر مصنف کو خلعت تحسین خلعت آفرین سے مخلع کرین دامن مراد گلہائے توصیف و تعریف سے بھرین بعجز و انکسار تمام ایک مطلع اور ایک شعر اس مقام پر تصنیف کر کے درج کیا اسی کے مضمون پر کاربند ہونا مناسب ہے مطلع و شعر مصنف

نگہ ترچھی بظاہر گرم جوشی ۔ بر میں مصلحت تیری خموشی
پہن بر میں لباس عیب پوشی ۔ نہ کر یہ دوری دشمن ہو یا دوست

واضح ہو کہ جسوقت میدان کارزار میں برہمن صف شکن بظاہر ہاتھ سے تاریک قتل کش کے سیار گلشن جنان ہوا جمشید و بلور مع لشکر تاریک سے جان بچا کر طرف صحرا کے بھاگ گئے دره ہائے کوہ میں مخفی ہوئے ملکہ صرصر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھیں افراسیاب و حیرت جادو تاریک کو ساتھ لیکر اپنی مکان میں آئے ایک جوان زنگی بطور نگاہبان در قصر و خانیہ پر مقرر کر دیا افراسیاب و حیرت بیٹھے شراب پلا رہے ہین چونکہ تاریک بھی زخمی ہوئی ہو بہلا رہے ہین صرصر وغیرہ کا قصد ہو کہ یہان سے بھاگ جائین ایسا نہو تاریک بہیر آپڑے اُس آدمخوار سے کون لڑے لیکن راویان اول حال مہتر قران نامدار تحریر ہوتا ہو کہ جب یہ کیفیت برق فرنگی نے مہتر قران سے آکر کہی مہتر قران نے پوچھا اے برق برہمن کو تاریک نے مارڈالا برق تڑپ گیا کہا خلیفہ صاحب کیا عرض کرون برہمن اس زور و شور سے لڑا کہ تاریک گھبرا گئی لیکن انجام مین کچھ نہو سکا برہمن بیہوش ہو کر گرا تاریک چیر پھاڑ کر کھا گئی جمشید و بلور بدحواس ہو کر بھاگے لشکر صرصر مین قیامت برپا ہو ابلشکر کا پانون نہ تھمیگا خلیفہ صاحب جلد کچھ تدبیر کرو فکر قتل تاریک مین تقریر کرو قران نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے برق بڑی خرابی ہو ذہن مین نہین آتا کیا عیاری کرین اول مین خواجہ نامہ دار افراسیاب نیکر گئے اسکو بیہوشی کے جام پلائے وہ بیہوش نہوئی بلکہ یہ کہا کہ تیرے ہاتھ کی شراب مین تلخی ہو یہ نسخہ مجکو بتا دے پھر بتلاؤ ہم کیا تدبیر کرین سوائے بیہوشی پلانے کے اور کیا کر سکتے علاوہ ازین اُسنے سحر سے قصر آتش بنایا ہے اسمین ہے تو وہان پہونچنا دشوار ہو اگر کسی بارگاہ مین ہوتی کسیکی صورت بنکے جاتے جان دیکر ایک بندہ لگاتے اگر تاثیر ضرب ہوتی سر اُڑجاتا ورنہ لڑکر جان دیتے اب کیا کرین تاریک روسیاہ تک کیونکر پہونچین برق نے کہا خلیفہ صاحب اگر میرے ذہن مین کوئی تدبیر ہوتی فوراً جا پڑتا اب آپ کچھ فکر کرین استاد کو تلاش کیا

کسی دن سے اسکا پتا نہین شاید مرگہ بر ممن سے وہ آگاہ نہین ہوے یا مخفی ہوکر ملاحظہ فرمایا ہو اس ہنگامہ
مین ہر ایک خرد و کلان حیران و پریشان ہے فلک سرپا آزار ساحرہ مکار غدار جہان زیدہ کرم و سرد عالم چشیدہ
لیکن اب تساہل و تامل مناسب نہین ہے جو کچھ ہوسکے فوراً تدبیر ہو قران و برق عرصہ دراز تک ایسی ایسی صلاح مین
کلام کیا کیے جب کوئی بات قرار نہ پائی مجبور ہوکر قران نامدار نے کہا اے برق حقیقت مین عیاری تو اسپر تمام
ہلیگی اب باغ عالم مین شاخ تمنا نہ پھولیگی نہ پھلیگی لیکن غیرت جرات دامنگیر ہے بس جان دینے کی یہ معقول
تدبیر ہے کہ شاید تمکو بھی یاد ہوگا ملکہ ارمان جادو نازنین خوشخوا افراسیاب کی بھانجی اسی زمانے مین برائے
مقابلہ ملکہ بہار آئی تھی دونون گلعذار دن مین خوب خوب سحر ہوئے کیسے کیسے باغ سحر و ساحری بنائے مجکو اسکی
صورت زیبا بہانتک پسند آئی دلمین جو آیا تو اسکی تصویر کھینچلی اسکو ساہر تاریک شکل کش بھی بہت عزیز
رکھتی ہے بس یہ ارادہ ہے کہ تمکو اسکی شکل بنا کر لیے چلین ہم ایک غلام ترکی صورت مین سامنے تاریک شکل کش
کے پہونچین تمکو سکھلانا کیا ہے خود طرار و قرار ہو مکار و غدار ہو نازو ادا کی باتین کرنا ایک بغدہ مین مارونگا اگر
پورا پڑگیا تو خاتمہ ہے جو تسے ہوسکے حلقہ ہائے کمند باوا زنیچے کا کرنا اگر ہوسکے تماشہ دیکھنا اس آدمخوار کی چھاتی
پر چڑھ بیٹھونگا پسلیان توڑ ڈالونگا اگر بغدے نے تاثیر نہ کی یہ تو فنا ہے کہ دہن اژدر مین جاتے ہین ہر وقت
افراسیاب و حیرت بھی اسکی خوشامد مین معروف رہتے ہین اگر تجربہ فایق ہوا ایک وار افراسیاب پر
بھی کرینگے ایک ہلکی سی ٹھوکر حیرت پر بھی پڑے شاید کوئی مطلب نکل آئے ورنہ اپنی جان تو ہین تاراجی
باغ پر بہار نہ دیکھین برق بھی تڑپ گیا کہا خلیفہ بات تو خوب ہے یہ عیاری دلکو مرغوب ہے لیکن تاریک وہ
آفت زمانہ ہے کہ جسکا شل ممکن نہین برائے جانبازی حاضر ہین جسطرح مزاج مین آئے قران نے فوراً تصویر
دلپذیر ارمان جادو اپنے پاس سے نکالی برق نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا زمانہ جو ٹرازیب جسم کیا زلفونکو پیچ
و تاب دیا صورت ارمان جادو کی بنائی مہتر قران نے دیکھا حقیقت مین ایسی صورت برق بنا ہے
کہ اگر ارمان کے مان باپ بھی آئین اور بنگاہ غور دیکھین کسی طرح نہ پہچانین مہتر قران ایک غلام ترکی
کی صورت بنکر تیار ہوے سپاہی وضع زخم کھائے ہوے ہاتھ کے جابجا نشان جرات و شوکت کی آن بان
تیغ برق تاب کاندھے پر رکھا سپر پشت پر بغدا زیب کمر اب قصد ہوا کہ برق کو ساتھ لیکر قصر تاریک کے
اندر چلین جاکر اس سیاہ رو کو مارین یا اپنی جانت دین چند قدم چلے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے بہادر
ٹھہر جاؤ قدم آگے نہ بڑھاؤ ہم بھی آپہونچے یہ آواز سنکر مہتر قران و برق گھبرا گئے کہ خداوندا یہ کیا ماجرا ہے اس

صورت میں ہمکو کیونکر پہچانا کوئی اسقدر اوا یاب ہو خفا ہو گئے ہیں لیکن نور افشان قریب آگئے
تھے یہ محبت آواز دی اے قران و برق تم گھبراؤ جو طلسم میں صورت بدلی ہے سیرت وہی جان نثاران لشکر اسلام
سے ہیں جو تمھارا قصد ہے وہ ہمارا بھی ارادہ ہے جیسے خواہ جان دینے پر آمادہ ہوں مگر نہ جانو اپنے دوست معاون کو
پہچانو یہ کہکر نور افشان قریب آیا قہرمان کا ہاتھ تھام لیا برق نے چشمک کرکے کہا او شاگرد رشید قہرمان
انشاء اللہ کیا کہنا اگر وہ نہ آجاتا تم دونوں جاکر مارے جاتے ہر چند کہ بڑے جانباز تھے کے سرفروش ہو لیکن
قفل تاریک بہت مشکل ہے ساحر دہ مائل کامل ہے آپ نے قران کو یقین کامل ہوا کہ نور افشان ہمارے طرفدار
ہیں ہنسکے خوب ہوئے نور افشان کے بھی انکے ہمت بندھی ہوئے کہا او شہیاران نامی و اے جان نثاران
حمیدی اس درہ کوہ میں چلو ہم تم مل کر صلاح کریں شاید کوئی صورت معقول نکل آئے دل تردد نزل تسکین
پائے جنتر قران و برق فرنگی و نور افشان جادو ایک درہ کوہ میں جاکر بیٹھے انجمن مشاورت کو منعقد کیا کلام
ہونے لگے شمع رائے روشن کی لیکن چراغ عقل گل ہو ہیں منہ پہ ہوگئی ہوئی حیات جھلملا رہی ہے برق کا
جتنا قران کا پھر کہنا نور افشان کا تسکین دینا اور کہنا کہ اے عیاران نامدار اے طراران عالی وقار
نہ گھبراؤ پروردگار رحیم و کریم ہے سمیع و علیم ہے بقول شاعر شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ
ہراسان نشود برق نے ہنسکر کہا استاد قفل تاریک ناممکن ہے ہم و خلیفہ جان دئے جاتے ہیں تمنے ہمکو
ناحق روکا مرنے والوں کو کیوں روکا جو کچھ خلیفہ نے سوچا ہو وہی بہتر ہے بصورت ارمان جادو ہم جاتے
ہیں تا ہی یک مرد بلا لیگی اندر پہونچتے پہونچتے اپنا کام کرینگے انشاء اللہ اسکو مار کر مرینگے اپنے سرداروں کی
وہ مصیبت دیکھی ہو کر قالب میں تڑپ رہا ہے اپنے پروردگار سے کہتے ہیں کاش بطن مادر سے نہ پیدا
ہوتے ہر وقت حیران و پریشان ہیں یہ اشعار ورد زبان ہیں

نظم

دل تو نہ مرے تمنا نہ بنایا ہوتا
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رغبت تھی
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتیں صنم خود مری چشم گریان
نالۂ دل کو ہی بتخانہ بنایا ہوتا
یہ ہی جی کا جو قسمت میں لکھا تھا اسکو
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا
تم دو دیکھی ہے انگشت بدندان رہتا

ہوں فقط عقل کی [illegible]
دانۂ اشک کو دردانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
کاش تحال مے جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ویرانہ تھا
غم تجھے حال جو مستانہ بنایا ہوتا

یہ اشعار حسرت آمیز نہایت دردانگیز ترپ ترپ کر پڑھے نورافشان بھی بیقرار ہو کر رونے لگا کہا ای برق و قران
مین مجھسے زیادہ ملال ہے بربادی لشکر کا خیال ہی مین بھی اسی فکر مین نکلا ہون کہ کوئی تدبیر کرون یہ آلہ لایا
ہی یہ تیغہ نورافشانی لیکر آیا اس تیغہ جوہردار کا نکالنا مناسب نہ تھا نجومیون نے صاف صاف لکھا ہی
کہ جب اسد نامدار کو فتح طلسم ہوشربا حاصل ہو تب یہ تیغہ قبضے مین طلسم کشائے رہے اسی تیغہ
سے افراسیاب قتل ہوگا لیکن یہ بھی تحریر معقول تدبیر ہی کہ جسکے قبضے مین یہ تیغہ آبدار ہوگا اسپر
کسی کا سحر تاثیر نکریگا اسواسطے مین اسکو نکال لایا قصد تھا کہ خود جاکر تاریک سے لڑونگا لیکن اور
تدبیر کرونگا اور صورت اپنے کو وقت پر پہونچاؤنگا ای مہتر قران انہون نظر کردہ بزرگان یہ تیغ بے بہا تمھا
رے دست زبردست کے قابل ہی اگر فضل الہی شامل تھا ہاتھ تاریک پر پڑ گیا فوراً اُس سے شاد کے دو پٹکا لے
ہونگے ہم بھی اگر سحر کرینگے شاید یہ تدبیر راست آئے یہ سنکر مہتر قران کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا کہا ای
نورافشان نامدار ساحر عابو تار بخدا اگر سحر نے مجھپر تاثیر نکی اس دو مخوار کو گھس کر نہ مارا تو اپنا نام مہتر
و قران نہ پایا مین دو دالون سے معاش کے ڈرتا ہون جہان ساحرنے ہونٹھ ہلائے مجبور کردیا جو ہو گیا
ہاتھ پانون بیکار ہوگئے اگر رستم وقت ہین تو مجبور و ناچار ہوگئے آجتک اس ہوشربا مین بڑے بڑے نامور کو مارا
بعض کو سر میدان للکارا مگر خوف رہتا ہی کہ گرفتار نہو جائین جب یہ یقین ہوا کہ سحر تاثیر نکریگا گھس کر لڑینگے
خوب معرکہ پڑینگے تیر تفنگ سے کیا خوف گرز تلوار سے کیا ڈر اگر مارے گئے نام ہوا سرخرو ہوکر دنیا سے
اٹھے بہادرون مین سور کہلائے دشمنون کے دلین ناسور پڑے یہی دلین خواہش ہی ہر وقت کا ہش کو
لڑ بھڑ کر مرین فرد عیاران جرید اور مجاہدان تہور شعار مین نام مرقوم ہو تمام عالم مین جرأت کی دھوم ہو
جسدن سے اس طلسم مین داخلہ ہوا ہر وقت یہی تردد رہا کہ پروردگار ساحران غدار سے بچائے کہ ہاتھ نہ باندھا
جائے ای نورافشان نورفشان بسم اللہ تیغہ مجکو مرحمت آپ طرف طلسم نورافشان کے جائیے اب ہم سمجھ
لینگے نورافشان نے کہا ای مہتر والا گہر اسیر تاریک کر دکہ ہم جاتے ہی تاریک کو مارینگے وہ ملعونہ ہمہ دان
ہمہ گیر کامل و اکمل صاحب تدبیر ہی دیکھتے ہی اس تیغہ کو پہچان لیگی تمکو اپنے قریب نہ آنے دیگی لشکر افراسیاب
بیحساب ہی قیامت برپا ہوگی لاکھون ساحر تمکو گھیر لینگے غیر ساحرونکے بلوے ہونگے افراسیاب بھی الگ
الگ لڑیگا اور تاریک جسوقت آگاہ ہوگئی تمھارے سایہ سے قتل ہوے جستی ہم کرنگا آسمانپر چھپا عیار
اتنی کسیونکر پہونچینگے اگر اور ساحر دس پانچ مار قتل کیے لیکیا قران نے کہا خدا مالک ہی اب آپ بسم اللہ کرکے

کھینچوں جو تیغ گاہ صف دشمن سے نکل جائے دم اتم

تیغ تو میان سے ہے مثل قضائے مبرم
پھیر کر برق لگجاتی ہے جیسے بادل

تیغ کی نام سے دل تہہ تیغ ہے پانی عقل
جامہ جسم کی اتریگا کرت قطع و برید

حسن الملک نگہ سے نہ کے وہ مانند قضا
تن ہو بے نقطہ بیان عبرت حرف غلط

اس شان و شوکت آن بان سے کوکب روشن ضمیر والا تدبیر قریب لشکر فرخ آکر پہونچا لشکر میں جو اتنا ریا پایا فرخ کو پکار کر آواز دی اے شہنشاہ و لشکر آپ نگھبرائیے میں آیا ہوں کہ جا کر تاریک سے مناظرہ کروں اگر صلح ہو فبہا ورنہ آن ہی فیصلہ ہے آپ لوگ کنارے ہوجائیں ستمگر نگھبرائیں ہم سمجھ لینگے جیسا منا آپ ہوگا ویسا کلام کرینگے یہ تو بخوبی ظاہر ہو کر چھوٹے استاد مارے گئے انکے غم و الم نے بہت پریشان کیا چراغ محفل طلسم نورافشان گل ہوگیا آپکے صدہا سردار مارے گئے انکا بھی دل پر داغ ہے آج اس جھگڑے سے فراغ ہے ملکہ فرخ و بہار نے چاہا کہ کوکب کو اپنے پاس بلائیں یا خود قریب جائیں کوکب نے اشارے سے ہاتھ کے منع کیا کہ اسوقت وہیں رہنا مناسب ہے نہیں معلوم یہ حقیر کس بات کا طالب ہے آخر معلوم ہوجائیگا یہ کہکر مرکب باد رفتار صف سے بڑھایا سواران زرین پوش کو دامن صحرا میں ٹھہرایا طرف عقرنار کیسا کہ چیلا لشکروں میں غل ہوا کہ کوکب روشن ضمیر یکہ وتنہا تاریک سے کلام کرنے جاتا ہے نہیں معلوم کیا مراد ہے یہاں افراسیاب جادو واسطے تاریک کے بیٹھا ہے بلڑ ہوا پلٹ کر دیکھا کوکب سواران زرین پوش کو کہ ٹھہرا کر مرکب اترا ہے اسی جانب آتا ہے تاریک سے غرض کی والی امان برہمن کے مارے جانے کوکب گھبرا گیا اکیلا آپکے در دولت پر آتا ہے اصلاح کونا ہے گا جو کچھ ہونا ہے ہوچکا وہ بڑا اسکا سر پرست تھا سحر و ساحری میں بھی زبردست تھا ساعت نیک بد مبتلا تھا ہر آفت سے بچاتا تھا اب اسکا کون معین و مددگار رہا اسی وجہ سے مجبور ہو کر آیا ہے تاریک نے کہا وہ جو کرے مجھکو سکھلاتا ہے میں خوب سمجھ چکی ہوں سب بھاگنے کا ارادہ ہے کوکب بیچارے کی کیا حقیقت ہے میں اب کسی کو امان نہ دونگی تو میری بات میں دخل نہ دے بابا بزرگون کے سامنے بچوں کو کیا دخل ہے ابھی منہ سے دودھ کی بو جاتی نہیں گئی اگر تو صاحب فہم و فراست ہوتا تا ہم ہوشربا کے بیٹے بڑے شرف میں بھی اکلیم میں سامری و جمشید پیدا ہوے ہمارے سامنے دعوی خدائی کیا ہم لوگ معین مددگار رہتے خدائی کو رواج دیا ہے قبل دریا آراستہ و پیراستہ ہوا مقام جلوس سامری و جمشید ہے تمام ممالک کے لوگ براے زیارت آتے تھے مراد منہ مانگی پاتے تھے وہ رنگ درست ہوے بادشاہ ہوش ربا جسپر نگاہ قہر ڈالتا تھا

دنیا کی شان کے بہت تھا اتو نے گی گی پھر تماشہ کیا آفتاب سحاب سے طلوع ہوا اور سنہرا سہرا کون تھا ہے کوکب
باتین کرونگا دیکھون کیا پیغام لایا ہے فی الحال مین تو بہت گھبرایا ہون یہ باتین تھین کہ کوکب دروازہ پر آئے
بیٹھ گیا جوان زنگی دربان کھڑا تھا اسنے کوکب کو روکا کوکب نے کہا اے جوان جا کر ملکہ عالم سے عرض
کر کہ کوکب روشن ضمیر ابو شاہ طلسم نورافشان در دولت پر حاضر ہوا ہے کچھ کلام کرنا منظور ہے آپکی ریاست
و امارت سے کیا دور ہے کہ مجھکو سامنے طلب فرمائیے جو کچھ عرض کرون جواب باصواب لے جوان زنگی کوکب
کو دیکھ کر ٹھہرا یا اسکے تاریک کے آیا پیغام کوکب بیان کیا تاریک نے کہا اے زنگی نے آکر عرض کی اسے
شہنشاہ چلیے ملکہ عالم طلب فرماتی ہین کوکب نے کہا زہے عزت کا سحر برطرف ہو تو مین حاضر خدمت ہون ان
میری لیاقت نہین ہے کہ آپکے سحر مین قدم رکھون زنگی نے جا کر تاریک سے کہا تاریک قہقہہ مار کر ہنسی
اسکے نزدیک سے جتنی زمین ملنے لگی تاریک نے زنگی کو اشارہ کیا دھوان شق ہو گیا راستہ ظاہر ہوا کوکب
روشن ضمیر اندر آیا لیکن دھوین سے بچا ہوا تاریک کو آکر سلام کیا افراسیاب نے دیکھا آج تو کوکب
بڑی جھولی سحر کی ساتھ مین ڈالکر آیا ہے اسمین گوے ترنج نارنج بھرے ہین منہ حیرت سے اشارہ کیا
حیرت بھی مسکرائی دونون کے دماغ عرش علی پر پہونچے یقین کامل ہوا کوکب مجبور ہو کر آیا ہے صلاح
کون مانیگا ابھی قید کر لینگے حیرت و افراسیاب مین تو یہ اشارے ہو رہے ہین لیکن تاریک نے کوکب
کے سلام کا یہ جواب دیا یہ عشق سامری اے کوکب مزاج تو اچھا ہے اسوقت آنیکا کیا باعث ہوا تمہارا استاد
جی میان برہمن صف شکن کیا ہوئے جو نیک بد ساعتین بتاتے تھے انپر کیا گذری نا بدولت کے مقابلے کو آئے
یہ نہ سمجھے کہ ہم پہلو نشین سامری ہین ہمسے کون مقابلہ کر سکتا ہے فلک شعبدہ باز کو میری سحر و ساحری کے
سامنے آسکتا ہے سامری و جمشید نے ہمکو پردہ دنیا مین چھوڑا خود چولا بدلکر بالاے آسمان گئے اب انتظام
خدائی کا ہم کو اختیار ہے جسکو چاہین قتل کرین جسکو چاہین بخشین ہمارے حکم مین کون دخل دے سکے
یہ جو تاریک نے جھوم کر کہا کوکب روشن ضمیر تلوار ٹیک کر بیچ مین ان تینون صاحبون کے بیٹھ گیا تیور پر بل
پڑے مونچھون پر تاؤ دیکر کہا اے تاریک اسقدر غرور نکر ایسا نہو آسمان حسد تیرا بخت مین شق ہو تو سمجھا ہوگا
مین عاجز و مجبور ہو کر یہین آیا ہون چند سحر بنا کر لایا ہون بروقت امتحان حال کھلیگا ہم بھی کلمۂ دنیا بیکار
ہے وہ صاحب لیاقت و شوکت جری بہادر صف شکن تمہارے مقابلے کی ہوس رکھتا تھا آپ اسسے برابر لڑا ہے
مشہور ہے جنگ دو سردار و ایک غالب ایک مغلوب ہوتا ہے کوئی تماشا ہے کوئی روتا ہے ہر مو بر عظیم نہین ہے

ضحاک ماران کیسا ظالم تھا اژدہائے دمان شانون پر دو مار سیاہ و ذو بندگان خدا کا بیگناہ مغز دماغ
بھیجا سانپون کو کھلاتا تھا جب انکی سرکشی سے امان پاتا تھا آخر کیا ہوا ہمہ دم اژدر قضا ہوا ہزار سال
سلطنت کی آخر مثل نقش قدم مٹ گیا جب اسکا نام آتا ہے صاحبان عدل و انصاف نفرین کرتے ہین نوشیروان
عادل نے ساتھ عدل و انصاف کے بسر کی ہم سلطنت کس کیفیت سے بسر کی جب اسکا نام کوئی لیتا ہے صاحب
لیاقت آفرین و احسن کہتے ہین جو عدالت و انصاف نہ کریگا حسرت و یاس لیکر مریگا ۔ یہ داغ اسے جائیگا بار
بدنامی عالم سر پر اٹھائیگا گوشۂ قبر تاریک مین جا کر بہت گھبرائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا ای تاریک
خوف کر یہ اگر غضب سے فوراً اجل قریب ہے کوئی نہ بچا ہے نہ بچیگا جنکو ساحری اور جمشید گیتی ہو وہ بھی آخر
مر گئے چار دن کے جینے کو ملعون و بدنام کر گئے بس کلمات سخت و سست زبان پر لانے کی کیا ضرورت
ہے مجکو جو اپنے حال پر حیرت ہے لیکن اس خیال سے چلا آیا کہ اگر کوئی لڑائی پڑ گئی لاکھون بندگان خدا
مارے جائینگے یہ ملک آباد ویران ہو جائیگا مین نے چند سحر تیار کیے ہین آپکو ملاحظہ فرمایئے مین آپکے
سامنے سحر کرون آپ جواب دیجیے تاریک جواب نہ دینے پائی تھی افراسیاب بول اٹھا اے کوکب شنیع تیرا
سحر کو مین منع کردونگا دم سحر و ساحری کا بھر دونگا اٹھو سحر کردان دیکھون کیسے اہل کمال ہو سامنے
دانائی امان کے ابھی حال کھل جائیگا یہ انصاف کرین ہمارا تمھارا مقدمہ فیصلہ کرین یہ سنکر کوکب نے نگاہ تعجب
طرف افراسیاب کے دیکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا آپ غصہ نفرمایئے خاموش رہیے مجھ سے سامنے
چھوٹون کو بولنا نہ چاہیے پہلے مین انسے کلام کرلون پھر آپ سے بھی موجود ہون ہان بے فیصلہ کیے جاؤنگا
آج وہ سحر ہونگے کہ زمین تھرائے بڑے بڑے ساحرون کو غش آ جائے یا پہلے آپ ہی اٹھیے جرأت مردی
سلطنت دکھایئے میدان کارزار مین آیئے یہ کہکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ رکھا قصد کیا اپنے مقام سے
اٹھے تاریک نے افراسیاب کو منع کیا کہا چھوکرے خاموش نہین رہتا تجکو ہمارے مقدمے مین کیا
دخل ہے ہم انکو جواب باصواب دینگے باتون مین سمجھا لینگے یہ کہکر طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کہا ای
شہنشاہ آپ بیٹھیے مجھ سے کلام کیجیے اس چھوکرے بیوقوف کو جواب نہ دیجیے اگر یہ عقیل ہوتا اطاعت آپکی ضرور
ہوتی کیا ایک نادان جاہل ہے گھوڑا اسکے کیون منہ چڑھا دشمنون کا کیون زور بڑھا کوکب نے کہا دانائی امان
مجکو غصہ اس بات پر آیا کہ میں تو آپکی خدمت مین حاضر ہو گئے عذر بھی کرینگے جان دینے پر بھی آمادہ ہین
چنگیز قتل پر بھی مجبور ہے ناچار ہو گئے اب خواب غفلت سے بیدار ہو گئے تازی کیفیت سنکر جو شہنشاہ

جواب دیجیے کہ تاریک نے کہا اے کوکب قسم ہے ساحری و جنبیہ کی تمہاری بات کا جواب با صواب میگا جس طرح
لکھو ہیں سب طرح منظور ہے اصلاح کرنا ملکہ عقل کا قصور ہے ہمیشہ بخوبی یقین ہے کہ لاکھون بندگان
ساحری قتل ہونگے غضب سے تعلی بت ہے اب کہ درد کا وقت کیا باقی ہے طلسم کشا کو مین کھا گئی ہے شم بھی ہو گیا
علم ساحری و جنبیہ تمنا رخنہ پڑا اشرف یہ اصلاح باقی ہے کہ صرف دغیرہ آکر اپنے بادشاہ قدیم کی قدمبوسی کرین تم
بھی دینا قبول کرو کوکب نے کہا مین خود خراج لینے آیا ہون اصل مراد یہ ہے کہ چند گولے اور یہ ترنج نارنج سحر سحر
بنانے لایا ہون انکو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے یہ کیا کہتے ہین باتین کرینگے سحر کے نشان بتائینگے حکایات و
قصص و قضیئین سنائینگے اسکا جواب وہ سحر کا تیہ بتاؤ کہ سحر ساحری و جنبیہ ہے کوئی نہ بتا سکیگا یہی امید ہے یہ
سنکر تاریک ہنسی قریب آکر تخت سنگ رکھا تھا کوکب روشن ضمیر نے اسکو کھینچکر بیچ مین رکھا جھولی سے ترنج و
نارنج نکالے یہ کیفیت و سہولیت اسکو تختہ پر رکھے آپ تلوار لیکر کھڑا ہو گیا کہا لو ملکہ ملاحظہ کرو
افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ تم بھی دیکھو چور دو کو بھی تماشا دکھاؤ افراسیاب و حیرت جھکے تاریک نے چاہا
کہ گولہ ہاتھ مین اٹھاؤن کسکا دل کرتا تھا کہ جوان گولون کو چھو سکے جیسے ہی ہوا اچھلی جسطرح طراری کے
گولے دوڑتے ہین وہ گرا آپس مین لڑنے لگے لڑتے ہی ایک نانا ہوا دھوئے ترنج نارنج پھٹے انسے دھوان
نکلا حیرت و افراسیاب کے دل پر پہونچا اسے کہکر دونون گرے تاریک گھبرا کی منہ سے نکلا ارے بچانا
کیا بلا کی شے ہے ناک مین آگ لگ گئی یہ کہتے لرزکر اٹھی آنکھ اسکی بند ہوئی کوکب جو کھڑا تھا نعرہ کیا کہ
باش او تاریک منم مہتر عمتران آفتاب عالمتاب سمان طراری نہنگ دریاے عیاری نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیر پرتار ہو کر قدم
نہ آئے میری گرد پا پر نظر کو

تراشندہ رنگین گفتار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
وہ وندہ جہان گرد طرار ہون

نعرہ کرکے عمرو چھینا اٹھارہ من والا تیغہ نیام انتقام سے نکالا قصد ہے

تاریک پر ہاتھ مارون کہ زمین شق ہوئی ایک تیلی سنہری ہان ہان کرتی ہوئی نکلی کہ او ساربان زادے
سنبھل کر تاریک کو ہوا اپنی امان سے قریب تھا کہ ناپوٹیان کٹ جائین کھا جا گلی سپر بھی عمرو نے تال نکیا تیلی پر پنجہ مارا
سر اپنا بچکے بچین سے ارگیا تیلی نے پنجہ کھا کر کلائی عمرو کی پکڑ لی بچا رہی ہاتھ مین تھی تاریک کے
منہ پر لگائی لا تاریک ہوشیار ہوئی دکھیا حیرت و افراسیاب بیہوش پڑے ہین تیلی نے عمرو کو گرفتار کر لیا

منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی تاریک نے افراسیاب حیرت
کو ہوشیار کیا گھبرایا ہوا افراسیاب اوٹھا تاریک نے کہا اے افراسیاب تو نے دیکھا یہ کوڑ لگیا بجون
جسے نہین معلوم کیا چیز بنا لایا کہ مجھکو بھی غنودگی ہوئی لیکن ایک کلفت حاصل ہوا کہ عمدہ شے تھی دماغ کو
قوت روح کو راحت ہوئی تو آیا بڑا بادشاہ یون چٹ پٹ ہو گیا حقیقت مین جو سنا تھا بس بات راست
تو اتنے عرصہ مین دوسرا نسخہ بیہوشی کا تیار کیا جسنے مجھ ایسی جہاندیدہ پر تاثیر کی افراسیاب جادو یہ سنکر
غصے مین اوٹھا تیغ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کرون حیرت جادو بھی پیٹنے لگی تاریک نے افراسیاب کا
ہاتھ تھام لیا کہا کیا کرتا ہے مین اسکو اور بیہوشی سے قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی پتلی کے ہاتھ سے عمرو کو لیا پتلی تو غائب
ہوگئی تاریک نے کہا کیون او عمرو تجکو کچھ خوف نہ آیا تھا تیری بیکراری ہے یہ کہکر ہاتھ پاون عمرو کے ٹٹولنے
لگی قریب تھا کہ روح عمرو کی قالب سے نکلے ہاتھ باندھکر کہا دائی امان انصاف کیجئے بیٹے کیا کمال
کیا کوکب ایسے شخص کی شکل بنکر آیا آپنے مجبور دیدیا تھا کہ میرے واسطے نسخہ بنا کر لا مجھکو نشہ ہو جسکی
جستجو کی تمام دنیا کی خاک چھانی جب یہ نسخہ تیار ہوا اون لوگون نے بہت سا تھا تھوڑا الگ کر اب بھیجے
تو انتلاف ملیگا افراسیاب نے کہا دائی امان اسکے فریب مین نہ آئیگا اوسنے قیامت برپا کی ہے ایسی شے بناکے
لایا سیماب مس کا تماشہ دکھایا گوئے ترنج خود بخود ڈھلنے لگے یہ تو اسے دریافت کیجئے یہ سنہرا بارہ ہزار سواران
زرین پوش ہمراہیان کوکب کیونکر دستیاب ہوئے عمرو نے کہا کوکب نے سحر سے ابر بنا دیا اپنے ساتھ والے
میرے ہمراہ کر دیے اوسی نے ترغیب دیکر مجکو بھیجا اب مین توبہ کرتا ہون سامری و جمشید کو سجدہ کرونگا آپ کی
خدمتگذاری مین حاضر رہونگا اور لشکر مہرخ اب کیا ہے اسد غازی کو آپ کہا چکین طلسم کشائی کی
امید نہی سرداران شہنشاہ خوف سے خود ہی مرے جاتے ہین امروز فردا مین چلے آئینگے تاریک یہ باتین
سنکر ہنسی کہا کیون او عمرو پھر مجکو فریب دیتا ہے عمرو و تاریک مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین افراسیاب ہر
مرتبہ قصد کرتا ہے عمرو پر ہاتھ مارون سر کاٹ لون تاریک منع کرتی ہے کہین افراسیاب ہمارا کہنا نہین
مانتا ہم عمرو کو اپنے طور پر قتل کرینگے ایک لقمہ ہے کلہ گرم ہو جائیگا اپنی عیاری کی سزا پائیگا عمرو
زمین پر بیٹھا ہوا رو رہا ہے سحر مین تاریک کے مبتلا گریبان چاک چہرہ پر خاک او وحشت عالم یاس ملک الموت کی
صورت معلوم ہوتی ہے دلکو اپنے خالق بے نیاز سے رجوع کیا ہے دلکا راز کہہ رہا ہے یہ خبر باہر مشہور ہوئی
کہ عمرو کوکب بنکر آیا تھا پہچانا گیا گرفتار ہوا یہ حال جو ملکہ مہ جبین نے سنا ہوش اوڑ گئے بہار نے کہا

و غضب ہوا خواجہ نے کیا کمال کیا کس زور شور سے پہونچے لیکن پہچانے گئے سواران زرین پوش کیفیت دیکھکر
بھاگنے لگے افسروں نے کہا ہم نجانتے تھے کہ خواجہ عمرو ہیں اخفر نے کہا چلکر کوکب سے خبر کرو
منزلین طے کرکے ہمارے ساتھ آئے لیکن ہم نہ پہچان سکے اُدھر لشکر افراسیاب نے بھی یہ کیفیت
سنی شاہزادیان وزیر زادیان ہمراہیان حیرت خوش ہوئین ایک سے ایک بغلگیر ہونے لگا کہا صاحبو
اب لشکر صرصر کا خاتمہ ہوا چلو دیکھو والی امان ضرور عمرو کو قتل کرینگی ایک نے کہا انکو قتل کی کیا
ضرورت ہو ایک لقمہ چرب ہو جام سیلر بجائے گزک کھالینگی اُدھر سے ملازمان افراسیاب یہ کلام
کرتے ہوئے سمت قصر و خانیہ چلے لیکن صرصر نے سرداروں سے کہا صاحبو عمرو گرفتار ہو گیا ایک
چشم زدن مین اس غزال صحرائے عیاری کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی اگر بعد عمرو جان ہی کیا کمال کیا اب چلو
عمرو کو چھڑائین لڑ بھڑ کر مر جائین یہ حکم صرصر سنتے ہی لشکر ظفر اثر مین ہنگامہ ہوا افسران فوج کمر بندیاں
کرنے لگے تلوارین ٹھیک کر اپنے مقام سے اٹھے ہر ایک کا یہی قول ہوا اب مرجانا واجب و لازم ہو عمرو ایسا شخص گرفتار
ہوا سب پر اسکے احسان ہین جو جس مقام پر قید ہوا خود اعمرو نے اپنے کو پہونچایا اپنے کو بلا مین پھنسایا لیکن اُس
قیدی کو چھوڑایا آج وہ شخص قتل ہوتا ہو جو لوائے شوکت صاحبقرانی ہو یہان سے تا کوہ عقیق اس کے
قتل کی خبر جائیگی تمام سرداران تہمتن جان نثاران صف شکن اس شخص کیواسطے حال اپنا تباہ کرینگے
کل فرزندان صاحبقران کو گود مین پرورش کیا ہو وہان بھی ہر فرد بشر پر اسکے احسان ہین سب اسکے عیال
کے ممنون و مشکور ہین افسوس کا مقام یہ ہو کہ یہان سے بڑے دور ہین اگر صاحبقران قریب ہوتے ضرور
جا پڑتے فرزندان حمزہ اسکے واسطے لڑتے بڑے بڑے ملک اسی نے فتح کرائے جنطلی آباد ایسا ملک کہ
جہان سترہ لاکھ ساحر رہتا تھا آخر دفتر باختر مین مرقوم ہو کہ عمرو نے وہان وہ وہ عیاری کی کہ بڑے بڑے
ساحر دنگ تھے آخر سب کو مار اشہر تسخیر کر لیا کسی سے کچھ نہ ہو سکا ملک زرجند نگار مین دمامہ جادو کو
مارا فرعوبیہ پر ساحر مستمش کو قتل کیا گرج نام عیاری مٹتا ہو چلو چلکر جان دین حمزہ کو بچائین
مار الڑنا مرنا بیکار ہوگا خون کے دریا بہا دینگے دیکھو ملازمان افراسیاب بھی تماشا دیکھنے جاتے ہین انپر چلکر سحر
کرو راہ مین روکو صرصر و بہار وغیرہ نے کہا تم سب صاحب فوج افراسیاب کو دیکھ بھال لو ہم انور
قصر و خانیہ کے گھس جائینگے دس بیس سردار جان دیکر خواجہ عمرو قبضے مین کر لینگے سب کا یہی قول ہو
بسم اللہ دیر نکیجے جلد چلیے اُسوقت ہنگامہ کیا تحریر کرون کوئی واسطے عمرو کے آمادہ مرگ تھا قضا

کوئی بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہے اس سبب سے تمام و اتنے عرصے میں نکل گئے۔ بنیے بقال دوکانیں بند کر رہے ہیں مال اپنا اٹھانے پر آمادہ ہر طرف یہی ہڑبڑ ہو رہی ہے فرود بلاؤ اسباب لدواؤ جلد لشکر فرخ سے نکل چلو ایسا نہ ہو گھر جائیں اہالیان لشکر افسر اسباب آتے ہیں یا تو لشکر میں چہل پہل تھی یا ہر کوچے ویرانہ میں خاک اڑنے لگی۔ ہر طرف رونے کا سلسلہ شاہ و گدا ایک جا ہیں لشکر آباد تھا یا دل شاد و چشم روشن زرد ہیں رنگ تبدیل ہوا اتنا رنج و ملال پیدا ہے مقام کیسی سپہ بربادی ہو رہی بھائی کو بھائی کی خبر نہیں ہے زن و شوہر میں جدائی ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے ہر شخص یہی چاہتا ہے جس طرح بنے اپنی جان بچائیں سرداروں نے یہ جو بربادی دیکھی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے اشعار مصیبت آثار شہنشاہ ظفر دہلوی و مصرعہائے دعا طرف آسمان کے منہ کر کے پڑھنے لگے مخمسہ حسب حال مقام

یا مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا
یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

نور سے تو نے فرشتوں کو بنایا پہلے
بعد ازاں نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور رکھی پیچھے سب کے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

ہے پریشانی میں جمعیت دل نا ممکن
رنج پریشانی سے لب بستہ ہے ہر شب و دن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا

کاسۂ دل تھا مے عشق کے پینے کے لیے
رہی حسرت ہی مگر بھر دی ساقی سے
دیکھا اے پیر مغاں ظرف کو تیرے میں نے
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا

ہوں میں مست مے ناب حقیقت یارو
قلقل شیشہ نہ سنکر کہیں میرا قل ہو
ہو گئے تشنے ہر اک ساقی مہوش سے کہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر	کوئی حیران کوئی مغموم ہے کوئی ششدر
کوس رحلت کی صدا آتی ہے بس آٹھ پہر	رہ معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر

ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

ان اشعار قیامت آثار کو سنکر قریب تھا اہالیان لشکر **مہرخ** کے کلیجے پھٹ جائیں بیقراری سے سر ٹکراتے تھے رو رو کر غل مچاتے تھے اے رب اکبر اس باغ پر بہار کو بچا لے ایسے لشکر کا جمع ہونا پھر دشوار ہے ایک ایک بہادر سر فروش ایک ایک کو بادۂ جرأت کا جوش لڑنے والے مرنے والے جلیل کیس اپنے بادشاہ کے انیس مزاج نفیس اگر یہ متفرق ہو جائینگے جمع ہونا دشوار ہے پروردگار اس بلا سے نجات دے دوست بدبخت تا یکے خواجہ عمرو کو بچا لے **مہرخ** نے پکار کر آواز دی یارو اب رونے پیٹنے کا وقت نہیں ہمارے افسر خواجہ عمرو کو اس بے مروت نے زیر تیغ بٹھا دیا قتل کا حکم دیا جاتا ہے جلد چلو چلکر جان دو اتنا سب صاحبوں کو خیال رہے چلتے ہی جان دینا خواجہ عمرو کو قبضے میں کر لینا انکو خدا بچا وے ہم پر جو گذریگی جھیلینگے اگر خواجہ عمرو بچ جائیں یقین کامل ہے ہزار تدبیروں سے ہمکو قید شدید سے چھوڑا لینگے اور اگر خدانخواستہ وہ قتل ہوگئے پھر ہم ہاتھ سے **افراسیاب** کے نہ بچینگے یہ کہکر ملکہ سر برہنہ پا پیادہ طرف لشکر **افراسیاب** کے چلیں سب سردار روتے پیٹتے ہمراہ ہوئے طرف لشکر **حیرت** کے چلے ملکہ بہار نے بڑھکر ملکہ **مہرخ** کا ہاتھ تھام لیا کہا حضور تخت پر سوار ہو جیے کفار ہنسینگے کہینگے سردار مسلمانان سر برہنہ آئے ہیں اور زیادہ زور دکھائینگے بسم اللہ تاج سر پہ رکھئے تخت پر سوار ہو جیے ہم سب پایہ تخت پر ہاتھ رکھیں چلکر جانبازی کریں ملکہ مہرخ نہ مانتی تھیں بہ مشکل تمام اس عالیمقام کو تخت پر سوار کیا کل سردار پیدل بعض سر سے لپٹے ہوئے گریبان چاک چہرے پر خاک قصد ہوا لشکر **افراسیاب** جادو پر جا پڑیں یہاں تاریک **شکل کش** نے حکم دیا ہر ایک جوان ننگی پیدا ہوا تلوار کھینچکر سر پہ **عمرو** کے آیا گردن پر کوسے کا خط کھینچا نشانہ پکڑ کر ہلایا کہا اے **عمرو** اب وقت قتل تیرا قریب آیا جو حسرت دل میں ہو ظاہر کر **عمرو** نے ہاتھ باندھکر **افراسیاب** سے کہا اے شہنشاہ میں ناحق قتل ہوتا ہوں مجھکو بچا لیجیے میں بہت کام آؤنگا جان نثار قدیم ہوں ملکہ تاریک **شکل کش** کا ندیم ہوں جسوقت یہ خروج کرکے طرف کوہ عقیق گنبد سلیمانی کے جائینگی میں ہمراہ رہونگا بجان و دل خدمت میں انکے مصروف رہونگا دوا لی اماں مجھے ہمیشہ سے رضامند ہوں نہیں معلوم کیا باعث ہوا اور راز دون نے کچھ سمجھا دیا کسی کے کہنے پہ عمل نہ فرمایئے **عمرو** نے جو منت ہوکر یہ کہا **تاریک شکل** نے جلاد کو روکا کہا ذرا ٹھہر جا میں اس

ساربان زاحت کو تجھا ددن حقیقت مین ہما را مصاحب ہی اگر یہ ہمراہ رہیگا ہما را دل بہلیگا کا خوب افراسیاب
نے کہا دائی امان اسکی باتون پہ نجائیے یہ مکار غدار بلاے روز گا ہی لاکھ اسپر سحر و رشتہ کیجیے گا جب پہلو پائیگا
دلمین چٹکی لیگا مگر اسکا نام ہی سر بریدہ ساحران تاریک نے کہا چھو کر ے بیٹھ تجھے ان باتون مین کیا
دخل ہی مین سمجھ لونگی میرے ساتھ کیا مکر کریگا جبدن ذرا بھی خطا ہوگی اُٹھا کر کھا جاؤنگی لیکن اسکا گانا
مجھکو بہت پسند ہی افراسیاب تاریک سے یہ باتین ہو رہی تھین چلا د تیغہ کھینچے ہوے سر پہ عمرو کے
کھڑا ہی کہ دربان نے آکر عرض کی ای ملکہ عالم دای شہنشاہ گیتی ستان ملکہ ارمان جادو حضور کی بھانجی
برائے زیارت ملکہ عالم مع ایک غلام لڑکی کے تشریف لائی ہین سابق مین آکر ملکہ بہار سے لڑی تھین
زخمی ہوکر چلی گئین تھین شاید پھر اُسی خیال سے آئی ہین امیدوار باریابی ہین افراسیاب نے کہا بلا لو
دائی امان سحر اپنا بٹا لو اُسکے مزاج مین ابھی بچپن ہی ایسا نہو دھوین پہ سحر کرے اُسکو صدمہ پہونچے لیکن
تاریک نے کہا ای افراسیاب ارمان جادو کے ساتھ غلام ترکی کون ہی ذکر سنکر میرا دل دھڑکتا ہے
کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہی افراسیاب نے کہا دائی امان کوئی خانہ زاد قدیم ہمراہ آیا ہوگا اُسکے بزرگ
نہایت احتیاط کرتے ہین اکیلی گھر سے نہین نکلنے پاتی تاریک نے کہا خیر بلا لو عمرو بھی دیکھنے لگا سب نے
دیکھا اُس دھوین سے ایک آفتاب عالمتاب ساطع و لامع ہوا ملکہ ارمان جادو آراستہ و پیراستہ دریا سے
جواہر مین غوطہ زن برشک چمن حسین مہ جبین زلفین عنبرین کج پیچ و تاب جبین انور رشک ماہتاب غنچہ دہن
یاسمین بدن خوش نحو ہلال ابرو سرو قد چال مین اٹکھیلیان کرتی مسکراتی ہوئی سامنے آئی عقب مین ایک
جوان جری بہادر تیغہ کمر سے لگائے ہوئے سپر ہاتھ مین اُسکے سایہ مین ارمان جادو کو لیے ہوئے جھومتا
ہوا ابراے تسلیم ملکہ تاریک خم ہوا جیسے ہی نگاہ تاریک کی اس جوان پر پڑی کانپنے لگی افراسیاب نے
بھی گھبرا کر پوچھا کیون بی بی یہ جوان کون ہی ہمنے کبھی اسکو تمھارے ہمراہ نہین دیکھا چاہتی تھی ارمان تلقی کچھ
جواب دے کہ تاریک نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہا ارے لینا یہ جوان صاحبقران ہی ارمان جادو برق
فرنگی بنکر آیا ہی صاحبقران تو آمادہ ہوکر آیا تھا جیسے ہی تاریک کے منھ سے یہ کلمہ نکلا صاحبقران نے قبضہ
تیغہ نور افشانی پہ ہاتھ ڈالا مہنگا نہ نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سوزنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم	
منم صاحبقران شیر ثریا نم	او تاریک تیرے پہچاننے سے کیا خوب بزمنم صف شکن وصفدر

مہتر قران نامور قاتل ساحران غلام مہتر عمترا ن نعرہ کرکے مہتر قران تاریک پر جا پڑا ہاتھ نورافشانی
کا سر تاریک پر لگایا تاریک نے ایک چیخ ماری کہا اے افراسیاب اپنے کو بچا یہ عیاری با ساحری
دونوں کی سپرہائے آہنی سر پر تاریک تھے مارئیں لیکن مہتر قران نے جو ہاتھ مارا سپرین ٹکڑے ٹکڑے
ہوئیں قریب تھا کہ تیغہ سر تاریک کے پہونچے صرف پیپلا پڑا اوچھا سا زخم آیا لوٹ مار کر الگ ہوئی
لیکن وہ جوان زنگی جلاد جو سر پر عمرو کے کھڑا تھا اُسنے تیغہ بغل کر مین عمرو کے نیچہ دیا لیکر کوئی سوگز بلند ہوا
افراسیاب نے بڑھکر مہتر قران پر ہاتھ مارا قران نے تیغہ نورافشانی پر کا تھا الجھا دے
سے ہاتھ نکالکر سر افراسیاب پر وار کیا مِن خود سر کا بھی سر زخمی ہوا تو افراسیاب بھی پیچھے ہٹا
حیرت نے بڑھکر گونہ مارا اسکو تیغہ نورافشانی پر اگولہ الٹا پلیٹ کر ترپا حیرت گرا حیرت نے گھبرا کر
آواز دی اے شہنشاہ یہ کیا غضب ہوا قران تو بڑا جادوگر نکلا آیا ہے کسینے اسکو سحر سکھایا کوئی کال
واکل ملگیا افراسیاب نے سنگ یزد اٹھا کر قران پر مارا پتھر برسے قران پر خاک تاثیر نہ ہوئی تاریکیا تو
ٹھہر کر قصر وخانہ سے باہر آئی افراسیاب نے اہل لیان فوج کو آواز دی کہ آرے یارو قران سحر سیکھ کر آیا ہی اسکو مار تو
لاکھ فوج افراسیاب کی یعلی محفوظ خاطر ناظرین ہو کہ جتنے سردار صرصر کے قصر آتش مین قید تھے سر سے تیغہ
نورافشانی پڑا قید سحر دور ہو گئی رہا ہو کر لڑ کا ادہر سے فوج کو ہرکارون نے خبر دی کہ اے ملکہ عالم جلدی چلئے مہتر
قران سحر سیکھ کر آیا ہے تاریک افراسیاب وحیرت کو زخمی کیا تمام فوج کا اس بیچارے پر بلوہ ہے
برق بھی تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہے لیکن جو زنگی غلام تاریک کا عمرو کو لیکر بلند ہو گیا تھا یہ خبر پہنچانے سے
ہین اسنے نیچہ بدعت سے نہیں چھوڑا تھے سرخ مو کاکل کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک زنگی عمرو کی
کمر مین نیچہ دیئے ہوئے بالائے آسمان ٹھہرا رہا ہے سرخ مو اس زنگی پر جا پڑی کہ سحر کرکے عمرو کو چھین لوں
آسمان کو اشارہ کیا قہقہہ مارکر بیٹھا ایک برق تڑپ کر سر سرخ مو پر گری سر زخمی ہوا پیچھے ہٹی جو ساحر
چاہتا ہے کہ جاکر عمرو کو چھڑا دے کوئی زخمی ہو کر ہاتھ سے زنگی کے پیچھے ہٹا کوئی مارا گیا اسپر کوئی غالب نہیں
آتا تاریک تڑپ تڑپ کر سامنے سے مہتر قران کے بھاگتی ہے مگر ادہر ون کو قران قتل کر رہا ہے ادہر سے ملکہ
صرصر بھی مع تمام لشکر دیکھی لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار سے ملک اطلس گلگون پوش کہ اسکا لشکر
بھی اسی مقام پر کوس سہ عجب لشکر فرو کش تھا لیکن ملک اطلس گلگون پوش آیا وہین عمرو اور اپنی معشوقہ کے
نہایت متوحش بیٹھا ہمارے تاریک کے جو زخمی ہوا تھا اسوقت زخموں کی آماری گئی تھین قلیل قلیل زخم باقی ہین

برائے سیر صحرا کرسی پر آکر بیرون بارگاہ بیٹھا جو سبزہ صحرا کی سیر کر رہا ہو یکایک صحرا سے روشن چوکی کی آواز آئی جسپر اطلس گلگون پوش نے سر اٹھایا بیچ میں ایک محافہ کے جا بجا سونا زینیان ودورگوش مرصع پوش کہاریاں عماری لباس پہنے ہوئے پایہ پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے وہ سواری مثل باد بہاری آتی ہے ایک کنیز آ میں سے بڑھی قریب اطلس گلگون پوش آکر برائے تسلیم خم ہوئی عرض کی اے شہنشاہ آپ کے ایلچی صاحب خواجہ عمرو نامدار برمرکوہ عجائب خرائب پہونچے جس معشوقہ کی تصویر آپ نے دی تھی اسکے والد نامدار کو آپکی تصویر دلپذیر دکھائی حالات شوکت وشان فصاحت وبلاغت سے بیان کیے وہ بادشاہ عالیجاہ تصویر حضور کی لیکر محل میں گیا اپنی نور نظر پارہ جگر شاہزادی بینظیر رشک ماہ منیر کو دکھلائی وہ تصویر دیکھکر ملکہ عالم مائل ہوئیں تیغ ابرو کی گھایل ہوئیں بہت ضبط کیا مگر دامن ربط وضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل نازک سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا بیہوش ہوگئیں باپ ذکا عقیل وفہیم باہر آیا آپکے قاصد نامدار بیک طرار خواجہ عمرو نامدار کو جواب دیا یہ نسبت ہمکو دل وجان سے منظور ہے تاکہ سے اس شادی کے طلب کو میسر ہوا ہو آپ تشریف لیجائیں جاکر پیغام دیں شہنشاہ اطلس گلگون پوش برات آراستہ کرکے فقیر خانہ پر تشریف لائیں بیشک ہم شادی کر دینگے اے شہنشاہ عادل خواجہ عمرو کو بھی تردد تھا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر پر تاریک نشکل کرشن کی چڑھائی ہو وعدہ برات کا کرکے چلے آئے آپکی خدمت میں حاضر ہوے ہونگے لیکن ملکہ عالم کو جب ہوش آیا دریائے محبت نے حضور کے جوش مارا بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان تڑپتی تھیں پھڑکتی تھیں کئی دن اب ودانہ ترک رہا آخر مصاحبوں نے تنہائی میں پوچھا کیوں ملکہ عالم کیا حال ہے کیوں اداس بیٹھی ہیں لونڈیوں کو آگاہ کیجیے جو غم والم ہو اسکی تدبیر کریں آسمان کے تارے توڑ کر لائیں نقش رنج والم مٹائیں اے شہنشاہ ملکہ رونے لگیں فرمایا صاحبو میں اپنا حال کیا بیان کروں ان اشعار سے مطلب سمجھو یہ فرماکر یہ غزل عاشقانہ زبان معجز بیان سے پڑھی غزل

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اٹھائے دل
ہوتا نہ جو عشق تو ہو شوق پائے دل
پوچھو اے عزیز جاکے زلیخا سے انکی قدر
طاقت ہے اتنی بوجھ کو تنہا اٹھائے دل

غمخوار دل کا کون ہے آخر سوائے دل
ناچار اسکو جبر کیا ہے اختیار
زندہ ہے سامنے کے تو یوسف سہائے دل
ہے خواب میں جو زینت آغوش قمر

دلبر اگر جدا ہو تو اسکو بلائے دل
اپنی بھی ہے رضا دہی جو ہے رضائے دل
رنج و فراق و درد و قلق و فرط شوق عشق
قتل کتاں ہے چاک ہے ساری قبائے دل

وصل اس بہار مین جو ہوس گل سے باغ مین
کرسی سے بھی بلند ہے الحق بنائے دل
اے مظہر جمال الٰہی بہ الیقین
ارمان دل نکال کے کر دل مین جائے دل
اس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہے بپا
دلدادہ اسکو رکھتے ہین ہر مین بجائے دل
مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز
ذرہ خانہ آنکھ بچاکر چرائے دل

پھولا خوشی سے بر مین نہ سیر سمائے دل
شورش یہ تھی اور اسپہ تماشا ہے بعد مرگ
سینہ ہے طور شمع تجلی ضیائے دل
تصویر کھینچ لی ہے تصور سے یار کی
دل باختہ پکارتے ہین ہائے ہائے دل
دل باختہ ہے پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل میرا آشنا ہے نہ مین آشنائے دل

بیجا نہین ہے اسکو جو عرش خدا کہون
ڈھونڈھا تو کچھ غبار سا نکلا بجائے دل
منظور دل لگی ہے تو دلکو لگاکے دیکھ
اتری پڑی ہے شیشے مین یہ پری جفائے دل
یہ عشق دلربائون کا ہر دل عزیز ہے
دل کھو گیا ہے اسلیے کہتا ہے ہائے دل
رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ

حضور یہ غزل سنکر مصاحبین رونے لگین کہا حضور یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ آپ کسی پر عاشق ہوئی ہین لیکن اسکا نام بتائیے مطلب اصلی سمجھائیے تب ملکہ عالم نے حضور کی تصویر بغل سے نکالی فرمایا میں اس شخص پر مائل ہون راتین فراق کی نہین کٹتین دن پہاڑ ہوجاتا ہے رہ رہ کے دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے مصاحبون نے تصویر کو دیکھکر کہا حضور نہ گھبرائین اس شہریار کے ساتھ آپکی نسبت قرار پاگئی خواجہ عمرو عیار پیغام لیکر گیے ہین اسی سال کے اندر شادی ہوگی خانہ آبادی ہوگی وہ شہریار بھی حسین آپ جمیل صاحبزادے چاند کی صورت کے پیدا ہونگے ہملوگ گودیون مین کھلائینگے یہ جو مصاحبون نے کہا کہ اسی سال مین شادی ہوگی ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین تڑپنے لگین جواب دیا صاحبو کسی کے دل کا حال تم کیا جانو مجھپر ایک لمحہ شاق ہے دل اس صورت زیبا کا مشتاق ہے چاہتی ہون جاکر پہلو مین بیٹھون اُس شہریار سے باتین کرون پوچھون کیون رے تو بھی مجھکو چاہتا ہے کان مشتاق ہین کہ کیا جواب دیگا اگر تم سب صاحب چاہتے ہو کہ میری جان بچے تو مجھکو اس شہریار کی خدمت مین پہنچاو مجھسے صبر و جبر نہین ہوسکتا شب غم کا سامنا ہے رات نہ کٹیگی ایسا بیقرار ہوئین کہ ہملوگون کو کچھ نہ بن پڑا سب آمادہ ہوئین کہ حضور چلیے ہم آپکے ساتھ ہین باپ سے حیلہ شکار کا کیا ہم چار سو کنیزین رازدار ساتھ ہوئین کس مصیبت سے منزلین پہاڑون کی سختی مین کاٹین تیرا پوچھتے پوچھتے حیران ہوگئی لشکر سامری کہ آپ تک پہونچی مگر افسوس ہے کہ آپکو بالکل خیال نہین یہ حالات فرحت آیات سنکر ملک الطلس گلگون پوش پھول گیا چہرہ سرخ ہوا بند قبا ٹوٹ گئے یہ کہکر اٹھا ای نازنین رعنا پیکر خواجہ عمرو مجھ تک واپس نہین آئے اپنے لشکر مین ہونگے مین اسکی خاطر سے اسی مقام پر فروکش ہون ذرا

زخم اچھے ہو لین تو تاریک سے گزونگا عمرو کے دشمنون کو مارونگا ملکہ عالم سے مین زیادہ بیقرار ہون آج
دانہ ترک منیدرات کی بالکل اڑگئی یہ کہکے واسطے استقبال کے اٹھا وہ کنیز دوڑ کر قریب محافہ کے
پہونچی اطلس گلگون پوش نے لشکر کو اشارہ کیا جلد خیمے درست کرو بارگاہ مین سامان عیش و
نشاط مہیا ہو فوراً خیمے استادہ ہوگئین تھانہ آکر ٹہرا عماریون نے صدائین یاسامری یا جمشید کی
بلند کین وہ نازنین جو اطلس کہتی آئی تھی دوڑی ہوئی قریب پردے کے آئی کہا ملکہ عالم آتی ہے
شہنشاہ واسطے استقبال کے آتے مین یکایک پردہ اٹھا برج محافہ سے ماہ تابان برآمد ہوا اس
مقام پر روشنی ہوگئی دور سے اطلس گلگون پوش نے دیکھا ایک حور پیکر سیمتن پر جوبن ساتہ جمال مین
موزون آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل زیبا سینے پر ابھار کرتی آب رفتن کی کیتی تھی زیب جسم
گلعذار ماہ رخسار سہی قد خورشید خد عنبرین مو خال مشکین چشم جادو

نظم مسدس

جرات بڑھ گئی جو اس شوخ مین نازکی بنی
سخت مغرور ہو اور خو مین بہت کم سخنی
گل ہے رخسار لب لعل مین لعل یمنی
حیلہ عادت مین ہے خصلت مین ہے توبہ شکنی
حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جب یہ چاہا کہ کرون دست سراپا مرقوم
لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
جلوۂ حسن میں کی پڑی ملک مین دہوم
کہکے فرمانے شیونکا سبب کیا آکے ہجوم
ہر طرف سے مجھے آنے تھے برابر پیغام
سب کہتے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

خلد فردوس مین خط مجھے رضوان نے لکھا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا
تا ہجر ہو کے آسکے خلد سے غلمان لایا
ہے اگر مدنظر وصف کسی گلرو کا
بہر تشبیہ سراپائے بد جان جہان
گر ہو منظور تو نذر ہین حور و غلمان

عین آنکھونکا تصور تھا جو منظور نظر
سرد مہر ہوگئی حیرت سے جو نرگس شہلا
سحر کا سامری نے رکھ دیا خیمہ لا کر
چشم امید سے کی تلخ نظر اوسنے ادہر

چشم زخمی سے ہوا آہوئے چین تنگ سبل
چشم پوشی مری ہو گئے با جام خجل

فکر و اوہام ہے بیجا ہیں خیالات فضول
لاؤ بالی بیان فرمائیں کسب ہیں مجہول

مختصر وصف سراپا کا ہے لاطائل طول
ایسی تشبیہ و قسم ہے ذہن ساسخت ملول

اُسکا وہ حسن خداداد ہے ماشاء اللہ
ہیں مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

آفتاب فلک حسن ہے وہ ماہ لقا
مطلع حسن ہے یا جلوۂ طور سینا

ماہ کامل ہے کہ ہے برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہے عجب عمل علی

خوبی و شوخی و حسن و بلع زیبا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن دلپذیر دیکھکر ملک اطلس گلگون پوش محو مطلق ہوکر قریب آیا چاہا ہاتھ تھام لون اُس ماہ پیکر نے غنچہ دہن سے گل کلام بخشن کیا مسکرا کر کہا ہان ہان صاحب اسقدر نہ گھبراؤ میرے قریب نہ آؤ مین واسطے شکار کے نکلی تھی معاصین کس مقام پر لائین آپ کون صاحب ہو تم بتایئے ملک اطلس گلگون پوش نے ہاتھ باندھکر جواب دیا اے آفتاب عالمتاب آسمان حسن جمال اے بدر کامل چرخ کمال اس حقیر کو ملک اطلس گلگون پوش کہتے ہین خداوند طلسم ہوشربا کہلاتا ہون عزیزدار ساحری جمشید نام ساحران جہان ہو بسی کی ہوس رکھتے ہین خواجہ عمرو عیار نے تمھاری تصویر دکھا کر دیوانہ بنایا مجھے بطور قاصد انکو روانہ کیا کیا خوش نصیب ہون کہ اپنی معشوق باوفا سے قریب ہون اسوقت کلاہ فخر چرخ برین پر پہونچا تا ہون آنکھین فرش کردن پلکون سے جاروب کشی ہو بارگاہ مین تشریف لیچلیے بیٹھ مزید تحفہ ہوگا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا ہمارے دوست صادق محب لائق خواجہ عمرو نامدار کہان ہین نام کو تو آپ نے بھی بدون خواجہ عمرو یہانسے قدم نہ بڑھاؤنگی لیکن او ظالم یہ تو بتلا تصویر مین کیا سحر کردیا تھا حسن پر قلب آ گیا آوارۂ دشت ادبار مجنون وار مبتلے ہر ہول کوہ کوہ کے بیابان تک پہونچی شکر ساحری جمشید ہو کر تمھاری صورت حسن دیکھی پھر صاحب خاص کو بلاؤ عمرو دیکھ صورت دکھاؤ سابق مین اُسنے جا کر کوئی ساحران مین اُنکا پیام دیا وہ ہمکو نامنظور تھا اس تبہ کمبخت نے تمھاری دکھادی اپنے جوش مین نہ رہا

کمبخت عشق کے ظلم سے زمین فراق کی تڑپ تڑپ کر کاٹتی ہوں تمکو اپنا عاشق صادق جانوں ابھی بارگاہ
میں بیٹھے چین کر رہے ہو خیر اپنے کباب کا چرچا ہے بارگاہ قتل مروش غضب دل آراستہ ہے وہ بیمار عشق
بھی اس جلسے میں ضرور ہونگی میں وہاں بلواؤنگی خواجہ عمرو کو بلاؤ وہ میرے معین مددگار ہیں انہیں
حال انہیں سے کہونگی آخر اس مقدمہ میں کیا فریب ہے وہ کیوں نہیں تشریف لائے اطلس گلگوں نے
دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ اقلیم حسن وخوبی اے سرو خرامان باغ محبوبی آپ چلکر بارگاہ میں
رکھے سواے کنیزوں کے وہاں کوئی نہیں عمرو سپہ ملازم خاص اطاعت گذار با اخلاص عیار عالیمقدار تھا
نامدار ہے وہ ضرور آئیگا حقیقت میں آپکے ہونے سے محفل روشن ہوتی ہے ملازموں کو روانہ کرونگی نازنین
مہ جبین کی باتیں ناز و کرشمہ سے معمور کبھی مسکرا دیتی ہے کبھی ہنستی ہے کبھی قتل کیا کبھی جلایا ابروؤں
میں جلادی ہونٹوں میں مسیحائی رعنائی زیبائی ملک اطلس بیقرار ہے نادیدہ عشق ایک رتبہ عقاب ہزار
بڑھ گیا چاہتا ہے قدموں پر سر رکھوں جان نثار کر دوں دل سے کہتا ہے کیا معشوق عاشق خصال نصیب
ہو آئی کس مزے سے شب روز گذر رہے تھے یکایک ہر ہوا صدائے گیر و دار کان میں آئی بہت سے ساحر دیکھے زمین پر آئی
ملک اطلس گلگوں پوش نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے حسن آرا زمین نے بڑھکر ملک اطلس
گلگوں پوش سے کلام کیا تھا وہ یکایک دوڑی یہ کہکر کہ حضور میں خبر لاتی ہوں تھوڑی دور گئی اور دوڑی ہوئی آئی
کہا یاری غضب ہوا تو عمرو نامدار عیار طرار نے شاید تاریک پر عیاری کی تھی یا راہ میں آپکے تھے تاریک
نے گرفتار کر لیا ارادہ تھا قتل کرے سرداران صف شکن بلوہ کرکے جا پڑے ہیں الجھے ہیں چاہتے ہیں عمرو کو
چھوڑالیں لیکن ممکن نہیں ہے وہ دیکھیے ایک غلام زنگی ذلیل حقیر عمرو کو بغل میں دابے ہوئے بالائے
آسمان اڑا جاتا ہے جانثاران لشکر ادھر ادھیر جا پڑے ہیں لیکن وہ غلام تاریک شکل کسی سے کسیکی
چوٹ نہیں لگتا نہایت سے آدمی مار ڈالے جاتا ہے عمرو کو لیکر بھاگ جاؤں کہیں ویرانے میں لیجا کر قتل کروں اس
نازنین نے جو سر اٹھا کر یہ حال پر ملال دیکھا بال کھولدیے پیٹنے لگی کہا عاشق کا ذبیحہ دیکھو تو میرے
دوست پر کیا آفت پڑی ہے وہ بیچارہ اگلے وقت کا آدمی عیاری کرنا کیا جانے ہمارے ملک سے ملتا ہوا
آتا تھا اس حرامزادی نے گرفتار کر لیا ہوگا تو لو اپنے کو ذرا سا مرجاتا ہے تو لوگ کہتا تھا میں بادشاہ
طلسم ہوشربا ہوں عمرو نے بھی یہی بیان کیا تھا کہ اسکا ہمسر نہیں ہے جو ہے کوتاہ ہیں کہ جو میرے صاحب
سے لڑتے ہیں تو کیا ہو نہیں ہوسکتا کہ جاکر عمرو کو چھوڑا لائے اگر محبت ہے تو سکیگا چھڑا لیا

جاؤ گی واسطے عمرو کے سجان ہو دو گی اگر عمرو کوشش نہ کرتا میں بیاسا تک کیونکر پہونچتی ہم احسان فراموش
نہیں ہیں تو مجکو بالکل نامرد معلوم ہوتا ہے ہاتھ باندھے ہوئے روتا ہے یہ کہکر اُس نازنین نے بال اپنے
منہ پر ڈالے منہ پر طمانچے مارے مجا نہ خنجر رکھا تھا وہ اٹھا کر گلے پر رکھ لیا اپنا گلا کاٹ ڈالتی ہے ہوں ن
ہا گلگون پوش نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ عالم کسکی مجال ہے جو عمرو کو قتل کرے میں ابھی رہا کرکے
ہوں حقیقت میں میں بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں میری حکومت ابھی دیکھو کوئی میرا ہمسر
نہیں ہے افراسیاب ہمارے بزرگوں کو سجدہ کرتا ہے نانا دادا کا چیلہ ہے تھوڑے دنوں سے باغی ہو گیا
میں خود اسکی فکر میں تھا اُس شاہزادی نے کہا میں جب تمہارے پہلو میں بیٹھونگی کہ عمرو کو رہا کرکے
لاؤ ستار یک تشکیل کشش کا کا تو شہنشاہ عمرو کے دشمنوں کو پامال کرو ہیانگی حکومت عمرو کو دو تب میں
راضی ہونگی تمہیں تو خود جاکے لڑونگی ہے ہمزاد ظالم دیکھ میرا عمرو کیسا ترپ رہا ہے وہ غلام زنگی سیاہ مرد
کیا کیا بیٹھ کرتا ہے اگر اسکو اسنے مار ڈالا میں اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی اطلس گلگون پوش نے فوراً بادشاہی
تاج سر پر رکھا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا دامن سے آنسو پونچھے کہا اے جان جہان اے گلشن حسن کی
سرو روان میرے اختیار کو ابھی دیکھ بے تابی ہے اس غلام زنگی کو سزا معقول دونگا اور ستار یک کا ابھی سر لاتا
ہوں کچ ہی افراسیاب کو بھی سزا دونگا اس نازنین محبت سے گلے میں ہاتھ ڈالدیے منہ پر منہ رکھکر
کہا اے میرے وارث ذرا ٹھیر جا ایسا نہو بیہودہ کہلاؤں لیکن قدم بھی لیا یک نہ ہٹانا مجکو وہ تیغ زنگی
ملے سے سینکر کھینچکی اسکا شوہر لڑائی میں سے بھاگ آیا نجانا مرد ہے سب میں شہزادی اطلس گلگون پوش
نے کہا ملکہ دیکھو تو کیا عجائب غرائب سحر دکھلاتا ہوں ابھی ستار یک لاتا ہوں میں اپنے نانا دادا کے
بندوں سے منہ پھیرونگا یہ کہکر چاہا بوسہ لے اس شوخ و شنگ نے الٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا
کہا او دیوانی سمجھ وہ میں تو روتی ہوں مجکو یہ باتیں سوجھی ہیں جلد جا ایسا نہو عمرو قتل ہو جائے پھر مجکو
اپنی زوجہ نہ سمجھنا اطلس گلگون پوش نے ام لیان ورخ کو اداری جلد ستار یک ہوں فوراً کر شیر کے سونج
افراسیاب کو دیکھ بحال لو اور دست چلے تو جہاں مجکو میں جلتا ہوں یہ کہکر اطلس گلگون پوش نے پر
پرواز پیدا کیے جیسے ہی یہ بلند ہوا اُس مہ جبین نے گورے گورے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پکار اٹھی یا
سامری یا جمشید میرے وارث میرے چاہنے والے ملک اطلس گلگون پوش کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانا
مجکو بیوہ نہ بنانا ملک اطلس گلگون پوش کو اور محبت کا جوش ہوا بلند ہوتے ہوتے پشت کر اور اندر

تم نے اُو میرا کلیجہ پھٹتا ہے مجھے کون قتل کر سکتا ہے مین سب پر غالب ہون پھر تاریک شکل کش کا طالب ہون
تا زمین دیکھی رہتی اطلس گلگون پوش آسمان پر جا کر زد کا شعل برق چمکا نعرہ کیا ہم اطلس گلگون
پوش اور افراسیاب خانہ خراب مین آ پہونچا اسوقت یہ رنگ دیکھ کہ تاریک شکل کش بخوت مہتر
قران صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان تریکے کبھی آسمان پر جا لیا ہے کبھی زمین پر گر کر فوج
صرصر کو پامال کردیتی ہے جب مہتر قران جھپٹا تو تیر آسمان پر گئی ایک سمت افراسیاب جادو بھی تیغ کر
رہا ہے لیکن اطلس گلگون پوش سامنے اس جوان زنگی کے پہونچا للکارا اور روسیاہ تیرے صاحب کو دل نے گرفتار
کیا ہے اور عمرو کو آواز دی خواجہ نہ گھبرانا مین آ پہونچا ہون شہنشاہ اقلیم عیاری ملکہ عالم آگین تمکین تمھارے
واسطے تڑپ رہی ہین وہ سامنے دیکھو صحرا مین کھڑی ہین تمسے بڑی محبت ہے دعا مین انگشتری سامری
جمشید سے نذرین مانی ہین کیا پیاری زبان ہے کیا آن بان ہے عمرو پیچھے مین زنگی نے دبایا ہوا تھا اس حال مین دیکھا
کر کیا شہنشاہ مین ملک سے تمھاری معشوقہ کے پلٹا تھا تمھاری محبت مین مجھے تاریک نے گرفتار کیا کہتی کہ
ساتھ چھوڑ دو ملک اطلس گلگون پوش لائق مین کہتا تم سب پر فائق ہو ملکہ خدا سلامت رکھے وہ نہ چاہا
مانگین تو کون دعا مانگے آپکا ملازم انکا مصاحب ایسی جا کر آگ لگائی کہ تمھارے شوق نے محل مین آگ لگائی
ملک اطلس گلگون پوش نے کہا مین آیا زنگی نے آواز دی خبردار میرے پاس آنا ورنہ مارا جائیگا سرکشی
کی سزا پائیگا عمرو ملکہ تاریک شکل کش کا گنہگار ہے اسکو قتل کرونگا اطلس گلگون پوش نے
چاہا قریب جاؤن اسنے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملک اطلس گلگون پوش نے آنکھ کھاد گولہ پھینکا زمین
مین گرا کچھ سو ملازمان افراسیاب کے سر پھٹ گئے لشکر مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی سر
اٹھا کر افراسیاب و تاریک شکل کش نے دیکھا کہ ملک اطلس گلگون پوش زنگی کے مقرر کرتا ہوا جاتا ہے
تاریک نے للکارا او ملک اطلس خبردار میرے گنہگار پر دست انداز ہوتا ورنہ سزائے معقول پائیگا ملک
اطلس نے پلٹکر جواب دیا او تاریک نہ گھبرا پہلے اپنے دوست کو چھوڑا ہون پھر تیرا اچھا کر علاج کرتا ہون
تو تو شاید مجھے بھی جانتی ہے ملکہ عالم قتلی ہے تاریک کا سر کاٹکر لاؤ ملکہ صرصر ذخیرہ لشکر حیران ہوئی
کہ ملکہ عالم کون صاحب ہین کہ جنھون نے تاریک کے قتل کا حکم دیا ہے بہار نے اشارہ کیا خاموش
رہو اس مقدمہ مین راز ہے خواجہ عمرو کہہ گئے تھے اپنے فرزند چالاک سے کہ مین عیاری کرونگا اگر تنہا
پھنس جاؤ یہ تصویر تجھکو دیتا ہون اسکی شکل بنکر ملک اطلس گلگون پوش سے فریاد کرنا مین نے

چار سو کنیزین ہمراہ کر دی تعین معلوم ہوتا ہی وہ وہان پہونچا آتش خو شعلہ مزاج کو گرما یا کہدیا چو لہ
تاریک کا سر لاؤ صرصر نے کہا سبحان اللہ کیا بلا کے عیار ہین اتنی دیر مین کیا آگ لگا دی کہیا بہت
کر دیا تمام اسکا دو روزبان ہی حلم کے کیسے مطیع ہین کہتے ہین ملکہ عالم کا حکم ہی یہ کہکر یہ سردار سحر کرنے
لگے وہان ملک اطلس سحر کرکے برابر غلام کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ملک اطلس نے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا غلام کا سر اڑ گیا عمرو اسکے نیچے سے چھوٹا بیقرار ہوکر آواز دی اے
شہنشاہ مجھکو بچایئے اگر زمین پر گرونگا استخوان ریزہ ریزہ ہوجاینگے ملک اطلس گلگون پوش نے
جبتک عمرو کو ردکا سحر مین تاریک کے عمرو مبتلا تھا ملک اطلس گلگون پوش نے ایک نخل کے سایہ مین
لاکر عمرو کو اتارا گلے سے لگا لیا کہا خواجہ تمنے مجھکو دولت کونین عطا کی کس لطف سے تصویر نے آئے تھے
بدون اجازت والدین ملکہ نکل آئی اے خواجہ عمرو مجھپر جان دیتی ہی اسوقت اسقدر بیقرار ہی پکار رہی
ہی اے پونے وہ سوخدا میرے وارث کو بچا لے تصدق اتار ونگی اب یہان سے چلکر شب کو جلسہ آراستہ
کرینگے تم یہ بتا نا تمھارا ابھی ملکہ کو بڑا خیال ہی عمرو نے کہا ایسی کارگزاریان آپ بہت سی ملاحظہ فرمائینگے
اب تاریک سے مقابلہ کرو اسکا سر کاٹو ملکہ کا حکم پورا ہو ملک اطلس گلگون پوش نے کہا ابھی سلا یا
لیکن غلام زنگی جو مر کر زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا صدا ہاے مہیب آئین بعد عرصہ دراز بیرون نے آواز
دی کہ کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کشش بود افراسیاب نے ملیکر دیکھا اس زنگی کی لاش
سے اسقدر شعلے نکلے کئی ہزار ساحر جلگئے حیران ہوا کہ عمرو کہان گیا دیکھا ملک اطلس گلگون پوش
سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی وہین سے للکارا باش او ظالم غضب کیا دوائی امان کے غلام کو مارا میرے
دشمن کو چھوڑ لیگیا یہ کہکر افراسیاب بعد قہر و عتاب مضمون درہم و برہم کرتا ہوا طرف ملک
اطلس گلگون پوش کے چلا عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا لیکن ملک اطلس نے قبضہ شمشیر برق تاثیر
پر ہاتھ ڈالا کہا ادھر آتا ہی جون اس عرصے مین سرداران ملک اطلس گلگون پوش بھی آکر
شریک جنگ ہوئے گولے ترنج نارنج چلنے لگے تمام صحرا تاریک ہوگیا افراسیاب جادو بقہر و غضب
تمام طرف ملک اطلس گلگون پوش کے للکارتا ہوا چلا پکارا منم بانی بناے ارکین افسونگری
منم آفتاب عالمتاب آسمان برتری تکیہ تاز میدان ظلم و جفا شہنشاہ طلسم ہوشربا اے ملک
اطلس گلگون پوش کیون شامت دامنگیر ہی اب تیرے قتل کی تدبیر کرونگا امان کیجا

جانیکا قصد نہ کرنا ملک اطلس کو بیجا کدتھی کہ بہ تعجیل تمام تاریک بدانجام کا سر کاٹون سامنے جاکر خسرو
کے پیش کرون وصل سے ملکہ عالم کے مستفیض ہون تاریک شگل کش کا یہ حال ہو کہ بجنون مضطر حیران
نامدار کبھی زمین پر کبھی بالاے آسمان حیران پریشان ہر چند کہ لڑائی مین اسکو بڑی کد ہو اس حال میں ملال
مین تھی لشکر مہرخ کو پامال کررہی جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی اس ہنگامہ مین بھی بیٹ کی فکر ہو شراب نہ
کباب کا ذکر ہو لیکن افراسیاب خانہ خراب بعد پیچ وتاب ضعون کو درہم برہم کرتا ہوا اسا سے ملک اطلس
گلگون پوش کے پہونچا ملک اطلس نے قصد کیا تھا کہ پر پرواز پیدا کرون بالاے آسمان جا کر
تاریک کے مقابل ہون لیکن افراسیاب نے اٹھکر سنگ ریزہ مارا ملک اطلس پر پتھر برسنے لگے کئی
سو ملازم اسکے مارے گئے منس پڑا کہا او سنگدل بیہودہ جاہل یہ کیا سحر کرتا ہے دیکھ کیا ہوا یہکر
زمین سے مٹھی مین تھوڑی خاک اٹھائی یا سامری جمشید کہکر اڑائی سنے دیکھا سحر سے ملک اطلس کے
بڑے بڑے پتھر پیدا ہوئے آسمین پتھر لڑ لڑ کر لشکر افراسیاب پر گرنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے لشکر
افراسیاب مین غل بلند ہوا حیرت جادو نے بیقرار ہو کر آواز دی ای شہنشاہ پتھر برسانے سے خاک مرا ملاد بھیجا
تمام لشکر پر غبار چھا گیا آیکا لشکر پامال ہوا افراسیاب نے آخر دوسرا سحر کیا وہ پتھر غائب ہوئے دامن پھاڑ
پھاڑ کر سحر کیا ملک اطلس گلگون پوش پر ایک چادر ظلمانی گری قریب تھا کہ اسمین بند ہو جاے
قہقہہ مار کر آواز دی او افراسیاب کیون جامے سے باہر ہو ہمارے بندوبست سے نہین باہر ہو
تو جانتا ہو ہمارا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہو لیکن اب تیرا گریبان ہمارا ہاتھ ہو یہ کہکر سنگ ریزہ
اٹھا کر مارا وہ چادر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر لشکر افراسیاب پر گری کئی سو نے گریبان پھاڑ ڈالے
دیوانہ وار مجنون مثال طرف صحرا کے بھاگے جب وہ چار سحر افراسیاب ملک اطلس نے اس طرح
جلے اسوقت افراسیاب نے غصے مین ہاتھ اٹھایا آواز دی کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا ارے نمکحرامو
اتو طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوا جلد حاضر ہو ای نگہبان نابدولت جلد آکر ہمارے حال کے ناظر ہو
فورًا ایک پریزاد پیدا ہوئی ایک گولہ طلائی لاکر ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دست بستہ عرض
کی ای شہنشاہ نمک خواران قدیم پر اسقدر غصہ سب کچھ حاضر ہو سب کو ٹھے بند پڑے ہین یہ سحر
کامل و اکمل قابل نہ جائیگا آسمان تھرائیگا یقین آپکے دشمنون کو غش آجائیگا مگر افسوس یہ ہو
کہ ملک اطلس گلگون پوش پرست بادۂ خدمتگذاری جمشید سے مست اسکا قتل بھی

خداوند پہ مشاق ہوگا یقین ہے وہ بھی سحر و ساحری مین مشاق ہوگا افراسیاب گولے لیا پرواز
بجانب یہ لگا قہر و غضب دیکھیا کہ مجھکو ان مقدمات مین کیا دخل ہے وہ خاص ہمارا دشمن برکار ہے روان ہا دو
منازل سحر رہزن ہزار ہا سامری پرست اسنے مارے اب مجھے اسکا پاس نہین ہے پرواز نے جا اچھے اور عرض
کرون شہنشاہ کو سمجھاؤن افراسیاب نے غصے مین کہا دور ہو اس نازنین کے منہ سے ایک شعلہ آتش
نکلا وہ پرواز مثل ہیمہ خشک جلنے لگی دم بھر مین جلکر خاک ہوگئی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا اور غل
مارکر آسمان پر بلند ہوگیا آواز دی ہزار صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی مین بچاری مفت
مین بدنام ہوئی یہ کہکر طائر نکل گیا افراسیاب یہ سنکر نام سامری و جمشید پر گالیان دینے لگا کہا دیکھو کیا
شعبدے باز یہان بنا گئے نالائق ڈراتے ہین ابدولت کسیکی پروا نہین رکھتے اتنی مہلت جو ملکہ اطلس
گلگون پوش نے پائی کئی سردار افراسیاب کے مارے گئے چاہتا ہے تاریک شکال کش پر جا پڑے اپنی
معشوقہ کا حکم بجالاوے لیکن افراسیاب نے اس گولے کو چرخ دیا الامان الامان کی صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی
صرصر و بہار وغیرہ کہتی ہوئین بیچھے ہٹین کہ یار و غضب ہوا افراسیاب نے طلسم سے گولہ طلب کر لیا بہار گلدستہ
لیکر ایک جانب چلی باغبان قدرت بصد صولت و شوکت یا توقلب لشکر افراسیاب مین بڑھ رہا تھا ہزار ہا
ساحران افراسیاب مارے کبھی سر ہائے برف انداز پر جا پڑا کبھی ابریق کوہ شگاف سے لڑا ان دونون
کو زخمی کرچکا تھا کہ اس گولے پر نگاہ پڑ گئی تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا ساتھ والوں سے کہا یارو یہ طلسمی گولہ
چلا چاہتا ہے کسکا دل گردہ ہے جو اس وار کو سنبھالے خدا اس بلا کو ٹالے یہ کہتا ہوا اک گوشے پر آیا
سہار نسا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا مخمور کو اشارہ کیا ملکہ ہٹو دیکھو آفت آتی ہے لیکن افراسیاب نے اس گولے
کو تین مرتبہ چرخ دیکر طرف اطلس گلگون پوش کے مارا و نالا ہوا قریب تھا کہ کلیجے پھٹ جائین کئی
ہزار سا ہو چیر ساحر چرخ کھاکر گرے زمین مین گر کر ایڑیان رگڑنے لگے لیکن ملکہ اطلس
گلگون پوش نے جو گولہ آتے ہوئے دیکھا سینہ سپر کرکے آگے بڑھا جھولی سے کارو سحر نکالی سامری
و جمشید کا نام لیکر گولے کی جانب اشارہ کیا گولہ جھری کی پر آکر پڑا وہ ٹکڑے ہوئے گولے سے ایک غبار
زرد پیدا ہوا خاک اڑی ایک گنبد زرد نمکہ طیار ہوا ملکہ اطلس گلگون پوش اس غبار مین
چھپ گیا برق نمک گنبد خاکی مین تڑپ رہا ہے لیکن نہین نکل سکتا افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا آواز
دی او ملکہ اطلس گلگون پوش اب نجات نہ ملیگی مین نے تجھکو دام سحر فنائی مین پھنسایا میری

طرف سے دل مین بڑا غبار تھا حقیقت مین **ملک اطلس گلگون پوش** چاہتا ہو تھوڑی دیر کی مہلت پاوے تو اس گنبد خاکی کو ملیامیٹ کر دے اس کے جسم سے چنگاریان نکل رہی لیکن سحر خوانی مین مصروف ہے دفعہ سحر مہلت پر موقوف ہے **افراسیاب** سحر کو زور دیتا ہوا تیغہ کھینچے ہوے طرف گنبد خاکی کے آتا ہے باغبان وغیرہ نے جو یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ **ملک اطلس** ہمارا طرفدار سحر **افراسیاب** مین مبتلا ہوا اب نہ نکل سکیگا قصد ہوا جاکر سحر دفع کرین **مخمور** نے آواز دی اے **باغبان** و **بہار** اے ساحران نامدار خبردار قریب گنبد خاکی کے نہ جانا **ملک اطلس گلگون پوش** حقیقت مین بڑا ساحر ہے نیرنگ شعبدے سے بخوبی ماہر ہے اپنے کو بچا رہا ہے اگر مہلت پائیگا بیشک گنبد کو توڑ کر نکل جائیگا اور کوئی اگر وہان جاکر سحر کریگا عبادر کو ترقی ہوگی نابینا ہوکر مریگا اگر ساحر بڑا ہے اندھا ہو جائیگا سنکر اسکا مخمور نے جو بطور نصیحت پکارا سب ساحر رکے لیکن واسطے ملک اطلس گلگون پوش کے دعائین مانگنے لگے باغبان قدرت نے آواز دی اے **مخمور** حقیقت مین تونے سچ کہا لیکن اگر یہ مارا گیا غضب ہوا آشنا کوئی کرے افراسیاب کو روکے اپنی جانب متوجہ کرے چند ساعت **افراسیاب** سحر گنبد خاکی کو زور نہ دے ملک اطلس گلگون پوش ساحر بے نظیر صاحب تدبیر ہے ضرور اس سحر کو دفع کرکے نکل جائیگا بہار جادو نے آواز دی جو کوئی اسوقت سامنے **افراسیاب** کے جائیگا زندہ واپس نہ آئیگا اسوقت عجب لشکر مین تلاطم تھا سر ایک کے ہوش و حواس گم لیکن بیقرار ہوکر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑی کچھ ٹکڑے ابر نمایان ہوئے لیکن جیدا کا ہو آئی زمین میدان کارزار تھرائی **افراسیاب** پلٹ کر دیکھنے لگا سب اسی جانب متوجہ ہوے دیکھا ایک جوان ساحر غدار اژدہا آتش فشان پر سوار زخمدار بیقرار اژدر کو بھگاتے ہوے آتا ہے پشت پر لاکھون جادوگر سب کے رنگ رو متغیر انتہا کے زخمی جسم پر آبلے پڑے ہوے بدحواس عالم یاس چہرے اوداس بھاگے ہوے آتے ہین **ملکہ حیرت** نے ٹھہکر **افراسیاب** سے پوچھا اے شہنشاہ یہ لشکر ساحران بیتاب و پریشان شکست خوردہ کہان سے آتا ہے پہچانتے ہو جو سب کا افسر ہے کون سا ساحر ہے **افراسیاب** نے بغور دیکھکر کہا مین نے بخوبی پہچانا ہمارا مصاحب خاص خوش گذار گیہان اژدر سوار ہے مین نے برائے مقابلہ **شہرہ قبلیسر** بھیجا تھا معلوم ہوتا ہے شکست کھاکر آیا ہے بہت گھبرایا ہے مگر گیہان اژدر سوار دور سے **افراسیاب** کو دیکھا پکارا فریاد الغیاث اے شہنشاہ میری مدد کیجیے تین دن تین راتین گذرین مین شکست کھاکر بھاگا لیکن شہرہ قبلیسر نے کام برانجام مجھے نہین

چھوڑتا کسی صحرا مین امان نہ پاتی تقدیر یہان لائی اب مجکو جلد آکر بچا یے وہ آیا چاہتا ہی بڑا ساحر زبردست
ہی اتنا بڑا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا اپنے بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا آکتا تھا میرے بھائی شہرہ
فیلسر کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاچین کو قید کر لیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا شہنشاہ
لاچین کو قید سے چھوڑا دونگا افراسیاب تو حیران حیران اسطرف متوجہ ہوا کہ گیہان پکارتا
ہوا چلا آتا ہی ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد بکا کرنے لگے کسیکا قول ہی پیر اٹھایا
پہ باد نہوا نوجوان بیٹا خاک مین ملگیا اسقدر غریو ہی کہ بات سمجھ مین نہین آتی آخر افراسیاب کیتا
ہوا ودیتا اسے عمل نہ کرنے مجکو سمجھا دو اسقدر نہ گھبراو اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش نے پائی جولی
سے کار رونکا لکران پر لگائی خون اپنا چلو مین لیکر چہرہ پہ ملا منہ رو ہوا کچھ خون باقی بار دہ اس گنبد پر
چھینک مارا ابر خونی برسنے لگا گنبد شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
جل گئے لیکن ملک اطلس نے اسقدر گنبد طلائی کے اندر صدمے اٹھائے کئی زخم کھائے چند ساعت مین
اپنے کو درست کیا چالاک وحسیت ہو کر معروف جنگ ہوا لیکن گیہان اژدر سوار اژدر سے کودا
ساتھ والون کو منع کیا ارے یارو چپ رہو مین قریب شہنشاہ کے جاؤن مفصل حال سمجھاؤن چاہا
تھا کہ چلے دوسرا ابر تیرہ وتار پیدا ہوا ابر مہیب برق چمکتی ہوئی شعلہ مارے آتش ابر سے نمایان وہ
ابر آکر پھٹا آواز پیدا ہوئی بار شیوا ہو ملازمان افراسیاب خانہ خراب ستم ساحر نامی و نامور ملک شہرہ فیلسر
او گیہان بھاگ کر کہا جائیگا یہ کہکر گنبد سے کود پڑا کہ قریب گیہان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر بر
پیدا ہوے انکو آواز دی ان سب کو گھیر لو ان کو مار لو ان بھگیلون کو مہلت مدو دلیان فوج لشکر گیہان
بگڑے گیہان نے جو پلٹکر شہرہ فیلسر کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھا کر آیا ہی بد حواس ہوگیا
سحر یاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی یا سامری کبھی کہتا ہی یا جمشید کبھی پکارتا ہی یا لات اعلی منات معلی کبھی
گھبرا کر پکارا ارے یہ تک لوٹا جوتک چھوٹا جیتا اسوقت آکر بچاؤ ہائے اسوقت کوئی سحر یاد نہین تا ازنگ
یاد و مجلد تو کتاب کی کتاب یاد تھی سب حروف صفحہ قلب سے اڑ گئے شہرہ فیلسر برابر پہونچ چکا تھا کہا او
مجکو پکارتا ہی کہان ہین سامری جمشید تمکو آج کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا
مین پھنسایا اگر تم سب بڑے جلتے افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاچین کو قید کرتا سلطنت پر
قبضہ ہوتا اسوقت گیہان نے گھبرا کر تلوار اٹھائی اسیا نہ ہوا اس تھا مع نیام سر پر شہرہ فیلسر کے لگائی ایک

ہاتھ سے سپر بلاتا جاتا ہے مغرور کہتا ہے ازسے صحر عون ای شہرہ فیلسمر تجکو تباہ کروں کبھی کہتا ہے اے
بھائی میرے پاس نہ آؤ کبھی کہتا ہے ای شہنشاہ آکر بچاؤ یہ جلاد صاحب بید او نہیں مانتا شہرہ فیلسمر
مثال کے غصے میں تھا مگر ہنس پڑا کلائی پر ہاتھ جو ڈالو یا گیہان نے تلوار چھوڑ کر کہا او بھائی تلوار لے لو مگر جان
تو چھوڑ دو شہرہ فیلسمر نے کلائی پر ہاتھ جو ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا او بھائی میں تو سرکشی
نہیں کرتا تمہارا تابعدار ہوں ہر چند کہ اہالیان فوج گیہان عاجز مجبور ناچار ہیں باتوں پر گیہان
اژدر سوار کے بے اختیار ہنستے کہتے تو صاحب جو قتل پر آمادہ ہو یہ بھائی بھائی کہتے ہیں ایک نے کہا
نامرد گھبرا گیا میاں شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام سن گیہان اژدر سوار بود شہرہ فیلسمر گیہان کو مار کر گردن ست سحر ہوا
ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے میں سر مادا برق کو آواز دی ابر بارو
اور بلا نازل ہوئی تب ہمسر اس نگھرام کو مار و میاں نہ آنے دو شہرہ فیلسمر کے جو کان میں یہ آواز
آئی وہیں سے نعرہ کیا اور افراسیاب میرے بھائی قہقہہ کو مارا تہی سمجھا تھا نگھرام کون ہے اپنے
ولی نعمت کے ساتھ یہ بے اعتدالی مکر سے اوسکو گرفتار کیا بس بہتر یہ ہے کہ قدموں کو ہمارے بوسہ
دو یہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کرو دیکھو طلسم ہوش ربا میں کیا غدر پڑ گیا نگھرا ئی نے یہ نعرہ کھایا
یہ کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپس میں ملگئے قیامت نے سحر ہونے لگے وحشت
جبل تھرانے لگے ہائے ابر کڑک سمجھے ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر	کیے خوں نیزہ سیلے خور تیر
فسون سازیوں میں بھی بیباک ہے	قمر توسن کلک چالاک ہے
اڑا اسقدر وحشت کین میں جو تاب	رخ مہر گردوں چھپا ایک بار
ہوا ہر طرف سے جو آغاز سحر	بڑھا جو کر صف سے افراسیاب
لیے ہاتھ میں تیغۂ برق تاب	اٹھا پردۂ بدعت راز سحر
ملک اطلس نامور بیگمان	ہوا بڑھکے فوجوں پہ حملہ کنان
اٹھا نعرہ معتبر معتبران	ہزبر وفادار معتبر قہران
جلالت تمیرین نامور نامدار	گری برق تیغ جلالت شعار
ہوا حملہ ور رستم روزگار	صفوں میں تھا ہنگامۂ گیر و دار
جبل خوف و وحشت سے ہلنے لگے	گل باغ جرات بھی کھلنے لگے
ہوا ایک بیک سحر کا انقلاب	چھپا پردۂ ابر میں آفتاب
کیا سحر اطلس نے باشد و مد	ہوا غل کہ یا سامری کو مدد

تلاطم صفون مین قیامت کا ہے
نکلنے لگی صاف پانی سے آگ
کسی صف مین تیغ گو سے چلے بیدریغ
دھوان دھار وہ وقت پر ہول تھا
یہ دنیا سے دون لائق دید ہے
کوئی رنج فرقت سے ہے بیقرار
کوئی وصل معشوق کی فکر مین
کہین سوز ہے اور کسی جا یہ ساز
بڑے اونکے نام و نشان ہوگئے
جلالت شعار و ہو جرأت کا وقت
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم

کوئی کہہ رہا ہے کہ کالی کی جے
کوئی گر کے پانی مین ٹھنڈا ہوا
کسی جا چمکنے لگی برق تیغ
نقیبان لشکر بڑھے بیدرنگ
کوئی مرگیا اور کہین عید ہے
کہین عیش و عشرت کا سامان ہے
کوئی ہجر محبوب کے فکر مین
فریدون و جم صاحب تخت و تاج
تہ خاک آخر نہان ہوگئے
نہنگان دریاے شوکت ہو تم
یقین ہے جانون پہ کھیلو گے تم

ہوئی ساحرون کو جو دریا سی آگ
کوئی آتش سحر سے پھک گیا
اچھلنے لگے ناریل جابجا
پکارے کہ یارو یہ ہے وقت جنگ
کسی جا ہے جشن طرب آشکار
کوئی شکل آئینہ حیران ہوا
زمانے کا دیکھو نشیب و فراز
دیا جنکو سب سرکشون نے خراج
جوانو یہ ہے شان و شوکت کا وقت
مہ آسمان جلالت ہو تم

نقیبون نے بلند آوازے جو یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے جوانان صف شکن تیغزن جو نے صف لشکر دشمن پر جا پڑے سحر و ساحر کا زور ہوا بارش ابر کا شور ہے کبھی افراسیاب جادو نے بڑھکر گولہ مارا آسمان پر جا کر پھٹا اندھیرا ہوگیا ہزارہا نابینا ہو کر زمین پر گرے ٹکرا ٹکرا کر مرے کبھی ملکہ اطلس گلگون پوش بڑھکر سحر کرتی ہے کہ افراسیاب کو شادون کسی نے زمین کو ہلا دیا کسی جانب گلدستہ بہار چلا پھول برسے ہزارہا دیوانے ہوئے گریبان چاک کئے چہرون پر خاک ملی دیوانہ وار و جنی مثال یہ اشعار بہاریہ پڑھنے لگے نظم

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم ہے ساقی صبا
نشتر فصاد کانٹے ہیں ہر مرغان بہار
ہر روش گلدستہ گل سے ہے آراستہ
کشور گلزار مین جاری ہو فرمان بہار
فصل گل مین توبہ مل سے ہے رعنا کو الم

شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
سیکڑون ہین صحن گلشن سبزستان بہار
رقص کبک نغمہ بلبل ہے جنت ہے چمن
تختہ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار
عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
بے مے و ساقی ہے سب بے سامان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین جو ہین جان بہار
طشت گل مین دیکھو شبنم پاے مہمان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہو
نرگس گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار
برگ بر کا ذکر کیا ہین خار تک رنگین
وصل اب بواسطہ ہے ہر مرغان بہار
حیرت جلوہ نے دیکھا بہار جادو نے

صدہا کو دیوانہ کر دیا بڑھکر سحر کیا سحر رنگین بہار کو مٹایا لیکن شہرہ فیلسیہ بعد گرد فرو فوج افراسیاب پر گرا ہے
لیکن بہت تاریک دیکھکر گھبرا رہا ہے جس جانب جا پڑتی ہے سیکڑون کو چیر پھاڑ ڈالتی ہے سوائے
مہتر قران کے کسی سے خائف و ترسان نہین۔ ایک مقام پر تاریک نے افراسیاب کو دیکھا سوا سے
فوج مہرخ کے ایک لشکر پر سحر کر رہا ہے تاریک گھبرائی قریب افراسیاب کے آئی کہا اے افراسیاب تو نے
کیا کیا ہے عیتن کین مین خیال کرکے دیکھتی ہون تا عالم تیرا دشمن ہے یہ کمبخت شہرہ فیلسیہ کون
شخص ہے جسنے آتے ہی لاکھونکو مارا اسی کی آمد کی وجہ سے یہ اطلس گلگون پوش تیرے گنبد خاکی کو
سحر سے نکل گیا حقیقت مین کیا سحر معقول تھا ملک اطلس بہت طول تھا مہلت پاتے ہی اُسنے اپنے
کو بچایا گنبد خاکی توڑا افراسیاب نے کہا وائی امان یہ شہرہ فیلسیہ بڑا افسر ہے برادر قہقہہ فیلسیہ ہے
جو سابق مین لوح دار طلسم ہوشربا تھا دریائے نیل پر میرا قبضہ ممکن نہوا مین نے کئی مرتبہ کہلا بھیجا
لوح طلسمی لیکر حاضر ہو وہ مغرور نہ آیا تب مین نے جا کر اُسکو مارا یہ خبر اُسکو ملی تھی اب مفصل حال
دریافت ہوا باغی ہو کر آیا کئی قلعون کو ویران کر دیا تاریک نے کہا جہانتک ہوسکے فوج مہرخ کو حکم دو
مہتر قران کو گھیرین نہین معلوم تیغہ نور افشانی کہان سے لایا کیونکہ اس تلوار پر قبضہ ہوا افراسیاب
نے کہا مین بھی حیران ہون نابدولت کا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا انتہا کا بہادر ہے ہزارونکو اسنے
مارا بڑے بڑے افسرونکو ملکارا سامری جمشید اسکے ہاتھ سے بچاوین مہتر قران نے جو دور سے دیکھا کہ
تاریک مشکل کشا افراسیاب جادو سے باتین کر رہی ہے روتا پھرتا چلا جس جا غصنے روکا ہاتھ تیغہ
نور افشانی کا دو ٹکڑے ہوے دوسرے کو قبضہ مارا کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا زمین پر مارا
استخوان بے ایمان کے چور چور ہوے ہزارہا کاسہ سر قتل کا سہ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین سوار پیدل
مین بھگدڑ صفین درہم برہم تھا نہاے لشکر پر الم تام نیزے کانپ رہے ہین تلوارین ڈری جاتی ہین
بقول شخصے نیام مین منھ چھپاتی ہین سپرین روسیاہ برباد و تباہ مہتر قران کا جو نعرہ ہوا افراسیاب نے
گھبرا کر کہا وائی امان بھاگو وہ شیر بیشہ جرات آپہونچا دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین افراسیاب ایک
جانب بھاگا تاریک مشکل کشا بتیاب متوحش مثل برق کڑک کے بالاے آسمان پہونچی مہتر قران نے
اسکو بنایا اور ساحرہ نیر جا بڑا اڑنے لگا لیکن تاریک کڑک کر فوج شہرہ فیلسیہ پر گری ہرچند کہ شہرہ فیلسیہ
بڑا بہادر ہے سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر صاحب لیاقت و خوش تقریر لیکن صورت ہیبت ناک

تاریک کی دیکھکر گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو یہ دیوانی کہان سے آئی اہالیان فوج شہرہ فیلیسم نے جو
تاریک شکل کش کو دیکھا ہاے کا نعرہ کرکے بھاگنے لگے چاہتے تھے پانون سر پر رکھدین لیکن اُسکے سامنے
جاپہنچتے خون کے تمام اسکے سینے پر جمے ہوئے بال ۔۔ ہر گز بڑے جتا ہین چھوٹی ہوئین کئی نقصان کا
لنگا خون مین ڈوبا ہوا جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھاگئی جب منھ کھولکر چیخ ماردی وہین سے اس آتشین کے جھولون
نکلتا ہو شعلہ آتش اسنا رجی کے نام سے جلتا ہے بعضون نے آنکھیں بند کرلین منھ کے بل زمین پر گرے
ایڑیان رگڑنے لگے بعض نہر مین پھاند پڑے آبجو بھی ڈبو لی جان مفت مین کھوئی تہلکہ لشکر شہرہ
فیلیسم مین پڑ گیا شہرہ فیلیسم دلسیا ساحر گھبرا رہا ہے لیکن واقفکاران طلسم نے آواز دی اے شہنشاہ
یہ گراہ بلاے تجرہ دوم ہے تاریک شکل کش اسیکا نام ہے انسان کو چیر پھاڑ کر کھاجانا اسکا کام ہے یہ سنکر
شہرہ فیلیسم کسیقدر مطمئن ہوا اسنے بھی کما حقہ مرتبا کا میدان کارزار ہے ہٹنا نامردی کا ذلت ہے ہماری جرات
ہے کہ اس سے بڑھکر مقابلہ کرون اس بلا و ردگ سے تون سے ہاتھ جھڑون بر وقت خروج خیر خواہون
نے کہا تھا کہ افراسیاب کا مارنا دشوار ہو بڑی بڑی بلائین نازل کریگا بڑے بڑے اسکے خراج گزار
ہین بڑائی شہنشاہ لاچین آسان نہین اے شہرہ فیلیسم کسیکا کہنا نہ مانا ہے امر دشوار کو آسان
جانا اب ہٹنا کیسا اس سے مقابلہ کرو دل کو بھیجر کرکے سحر کرتا ہوا بڑھا تاریک شکل کش نے آواز دی
او شہرہ فیلیسم کیون اپنی جان دیتا ہے افراسیاب کے قدمون پر سر رکھدے مین کہتی ہون خطا
معاف کرادونگی اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ٹھوکرین کھائیگا بذلت مارا جائیگا شہرہ فیلیسم کو جوش
جرات تھا کچھ خیال نہ کیا کئی گولے مارے تاریک نے ہاتھ مارا الٹے پلٹ کر اسی کے فوج پر گرے
کئی ہزار آدمی بے گناہ جلکر رہ گئے شہرہ فیلیسم نے دیکھا سحر کو بیسود قریب ہین آنے دیتی تیغہ
برق مثال کھینچکر جا پہنچا اسم بحش تاریک پر وار کیا تاریک نے سر جھکا دیا تلوار نے تاثیر نہ کی جھٹ سے اچٹ گئی
کچھ بال کھر یال پر جو گرے ہیں استادان سخنور نے اس داستان عبرت بیان کو اسطور پر تحریر فرمایا ہے کہ شہرہ فیلیسم
انتہا کا زبردست ہے لیکن پہیر سے جبکے تاریک پر برس پڑا تاریک زخمی ہوتی دم بدم وحشت کے مارے
ہو کنتی جاتی ہے اور شہرہ دیکھو اپنی جان بچا ہوش مین آ سرکشی کو موقوف کر اپنی حقیقت کا وقوف
کر ورنہ سر اسکا مل ہوگی لڑائی مین بڑی مشقت کی ہے جو کچھی منظور ہے ہون تجھکو کھا جاؤنگی شہرہ فیلیسم
نے خیال بھی نہ کیا تاریک شکل کش پانچ چار حربے جب رد کر چکی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی

جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے
شام فراق ہو وہ اندھیری کہ خوشبوی
پاے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجائیے

وقت وصال عاشق معشوق ایک ہو
بنیاد مہر خانۂ تمنا کا دہل نجاے

ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے
کسکی ہے تاب پر رخ شگفتہ نسیم

آہ کے نعرہ مارتا ہو کہتا ہو ہاے تقدیر ایسے وقت پر ملکہ عالم کا

آنا ہوا اچھی طرح چار باتین بھی کرنے نپایا اچھی طرح جمال جہان آرا بھی نہ دیکھا معشوق عاشق خصال صاحب جاہ و جلال فراق دیدہ ہجران کشیدہ خود طالب وصل مطلوب مہ جبین نازنین حسین اُسکے پہلو مین مثبت لطف زندگی اٹھاتا واے تقدیر اسی وقت یہ فساد برپا ہوتا تھا تصویر خیالی اُسکی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو اس تصویر خیالی سے بیقراری مین یون کلام کرتا ہو

نظم

منم کہ پرتو حسنت روان جان منست
ہمیشہ فکر تو عرش آشیان من است
ز سبز نام چہ جادو برای تنگ چہ جہد
کہ مہر لاف نعم زینت مکان من است
ز سینے رواجی او جنس کساد بازاری
بدرد دے درد و الم صبح از فغان منست

بجاے مغز محبت در استخوان منست
سپس بچشم حقارت مرا کہ وقت سخن
چو عنقریب بنام آوری نشان منست
زبان شکوہ کشودن ز غیر بے خردیست
کہ نقد کون و مکان رائج دکان منست

ہمارے ہمت شوقم چو بال بکشاید
حدیث کون و مکان رائج از دکان منست
درون خانۂ ہستی چو نقش دیوارم
مرا کہ دشمن جانی ہمین زبان منست
فغان بلبل شوریدہ در چمن مخفی

اے فلک عجب مصیبت مین ہون حکم محبوب مطلوب کیونکر پورا کرون گھر دولہ

تو مین چھوڑ آیا لیکن افسوس ہو کہ اتبک تاریک شکل کش کا سر نپایا دولہا جنگل مین لڑتا ہوا چلا صدہا کو مارا کئی سپلوانان زبردست کو للکارا تاریک شکل کش بعد شدومد شہرہ فیلسوم کو مار کر کھڑی ہوئی جھوم رہی ہو لیکن حضرت قران بزنگاہ ہو کبھی آہ کبھی واہ کہ پہلو سے نعرہ ہو منم ملک اطلس گلگون پوش کہان جاتی ہو مین آپہونچا بس لگے نہ ٹھہرنا میری معشوقہ نے حکم قطعی دیا ہو کہ تاریک شکل کش کا سر لاو بے سر لیے نہ لیٹونگا تاریک شکل کش نے جو دیکھا کہ ملک اطلس نے فوج افراسیاب کو درہم و برہم کیا نشتاق ہاے فوج کو قلم کیا مجھسے جنگ کا طالب ہو ڈکار لیکر چلی گولہ اٹھا کر مارا ملک اطلس گلگون پوش تاریک شکل کش سے بلا کے سحر چلنے لگے زمین و آسمان سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اہل لشکر فوج کو جان بچانا دشوار تھا ہر سمت صداے الامان الامان بلند ہر خرد و کلان جہد و سند لیکن ملک اطلس گلگون پوش نے اپنا خون کاٹ کاٹ کر تاریک شکل کش پر پھینکا اُس خون سے جسم پر تاریک شکل کش کے آبلے پڑگئے ابر خونی اس مدشوسے برسا کہ تاریک ہر مرتبہ

ہین حسین حور تھا اور پری پیکر سب | میرے معشوق سے پر کوئی مقابل نہوا | سخت جانی سے جو صدمہ ہوا ہمکو ہو نہ ہیچ
مجکو معلوم بھی اے تیغ قاتل نہوا | تھی جوانی کی جو طاقت مرے دلین نرہے | عشق کا بار اٹھانا مجھے مشکل نہوا
بجز مین اٹھکے یہ کہتا تھا غبار مجنون | ہائے مین نکلے بگولا لیس محمل نہوا | رات دن ہو یہ حسینون تحسین من خراب

دل دیوانہ ہمارا کسی قابل نہوا ملک اطلس گلگون پوش نے زخمی ہوکر یہ اشعار پڑھے افراسیاب
قہقہہ مار کر ہنسا کہا ابے مسخرے کسکو یاد کرتا ہے معلوم ہوتا ہے عمرو نے تیرے جونہ لگایا کسی کا دیوانہ بنایا
عیارون کے مکر مین پھنسکر تونے مفت مین جان دی مجکو بدنام کیا آخر یہ انجام ہوا زخم کھاکر اطلس نے
گھٹنے ٹیک دیے افراسیاب کے ہاتھ کا زخم کاری تھی بس تاریک جا پڑی ایسا سحر کیا شعلہ بھڑک
کر اطلس گلگون پوش کی آنکھون کے سامنے آیا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا بس تاریک دبوچ بیٹھی جسطرح
شیر صحرائی شکار کو دبوچتا ہے اسی طرح اُسنے نوچ نوچ کر گوشت کھانا شروع کیا میدان کارزار مین اسقدر
اندھیرا ہوا کہ نہ رہا ساحر ٹکرانے لگے ایک ابر سیاہ مثل کوہ فلک شکوہ کے اٹھا آگ برسی طائران
خوشنوا پیدا ہوئے کبھی زمزمہ سرائی کرتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے پر دن سر پیٹنے
لگے اسی ابر تیرہ و تار سے آواز آئی کشتی مرا نام من ملک اطلس گلگون پوش بود کئی طائر اڑ اڑ کر
سر پر تاریک شکل کش کے لہرائے آوازین دین اے تاریک شکل کش مقام عبرت ہے تونے بڑے
صاحب سامری کو مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا بہت دور تک سر کھینچیگا بقول شاعر شعر
اے دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ؕ صاف صاف سامری
نامے مین تحریر ہے لیکن بیدار تقریر ہے قاتل ملک اطلس گلگون پوش پہر بھر سے زیادہ زندہ نرہیگا جب آن
پہنچیگا وقت مرگ تیرا او تاریک قریب آگیا روح سامری و جمشید کو صدمہ ہوا بڑے شخص کا خون سر
لیا تیری قضا بہت نزدیک ہے ایسے کامل و اکمل کا قاتل بدنصیب ہے یا تو تاریک چیر پھاڑ کر اطلس گلگون
پوش کو کھا رہی تھی یا گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا مثل انسانون کے طائر صدائین دے رہے ہین تاریک
نے افراسیاب جادو کو پکارا افراسیاب جھوم رہا تھا قبضہ شمشیر چوم رہا تھا پکارتا تھا اے صرصر و بہار
وغیرہ مین نے دشمنان سخت کو ہین نے مارا اطلس گلگون پوش کسقدر ناز کرتا تھا دلائی امان چیر پھاڑ کر
کھا گئی مین کچھ اسکے کیے نہوسکا استخوان صحرا مین پڑے ہین کوئی اسکی لاش پر رونیوالا نہ رہا مادولت کی دشمنی سے
یہ ظلم سہا آج تم سبھو نکو بھی کھا جاؤنگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی قران بزنازہ کر ملکہ تاریک شکل کش کے

قریب بھی نہ آسکیگا تمام لشکر کو پامال کرڈالیگی سبھی ہم سب کا خیال کرینگی یکایک کان مین آواز تاریک
شکل کُش کی آئی پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ وہان ملک اطلس کی ہاتھ سے پھنکیدی سر پیٹ دیا
ہوا افراسیاب گھبراکر قریب آیا کہا کیون دائی امان خیر تو ہے تاریک نے کہا میرے ہوش اُڑے جاتے ہین
دیکھو طائران طلسمی کیا فرماتے کہتے ہین ملک اطلس کا قاتل زندہ رہیگا فوراً قتل ہوجائیگا تیرہ دن ہوئے
مین نے سب کچھ کیا ایسے عبادت گذار سامری کا خون اپنی گردن پر لیا ارے ان بچیاؤن کو منع کرارے
تو تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے حقیقت مین یہ سچ کہتے ہین افراسیاب نے سر اٹھا کر طائرون کو دیکھا حقیقت مین
وہ جانور بیقرار پرونکو سے سر پیٹتے ہین زبان پر یہی جاری ہے کہ یا سامری اپنے حکم کے پابند ہوجیے قاتل
اطلس گلگون پوش کو فوراً سزا ملے اس خار صحراے بدعت کا غنچہ آرزو نہ کھلے بس افراسیاب نے دو تین
سنگ ریزے اٹھائے ان طائرون پر پھینک مارے شعلے بھڑک کر آن سب گرے جل بھنکر کباب ہوگئے
لیکن خاک طائران سے آواز آئی یا سامری وجمشید تم جو لکھ گئے تھے وہ آنکھونسے دیکھ لیا اب ہمارے
دلکو یقین آیا کہ تمھارے مصاحب کا قاتل بھی مارا جائیگا نخل حیات سے پھل نہ پائیگا افراسیاب نے
اس خاک پر لات ماری ہاتھ سے اشارہ کیا ہواے تند چلی خاک بھی طائرون کی برباد ہوگئی خاک
اڑا کر طرف تاریک کے پلٹا کہا دائی امان یہ سب جھوٹے ہین سامری وجمشید رمال تھے جو کچھ لکھا تھا سب
غلط ہوا اسسے زیادہ یہ مقدمہ سخت واقع ہوا بچیاؤن نے مکرر لکھا تھا اسد غازی قاتل
ہے کوئی اسکو قتل کر نہین سکتا دیکھیے کس حسرت و یاس سے مارا گیا آپکے پیٹ مین ہضم بھی ہوگیا
تو اب سامری کا کیا اعتبار رہا خود غلط انشا غلط املا غلط لیکن اطلس گلگون پوش لدا گیا پہلوان
لشکر مہرخ کو بڑا انتشار ہوا لیکن آمادہ مرگ مہیاے قضا مرنے پر کمرین چست ارادے درست لیکن افراسیاب
نے کہا دائی امان کچھ خیال نکرو دو دشمنون کو مٹا چکے عمر قران کی بھی تدبیر ہوتی ہے غیر ساحرونکو حکم دیا
جائے کہ گھیر کر اسکو مارو لشکر مہرخ پر آپ بھی حملہ کیجیے ان سبکو شکست فاش دیجیے مابدولت بھی آج آمادہ
ہین میدان جنگ سے واپس نہونگے ایک کو زندہ نچھوڑینگے ایک جانب سے تاریک شکل کش لشکر ظفر اثر
بلکہ مہرخ پر چلی ایک جانب سے افراسیاب نے قصد کیا قریب تھا کہ لشکر مہرخ پر تاریک گرے
عمر قران نامدار نے دور سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا ہر چند کہ عمر قران کا حال یہ ہے قبضہ تیغ نوازشاہی
سرمست مے بدست جام بادہ جرات سے مست لاکھون ساحرون سے اکیلا لڑ رہا ہے جب ساحرون نے دیکھا کہ سحر اس جوان پر

تاثیر نہیں کرتا چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑ رہے ہیں مہتر قران نے زخم بھی کھا کے سر بھی زخمی ہوا لیکن جرأت فرق نہیں آیا ننگا نہ مانگا نہ رستمانہ لڑ رہا ہے بڑے بڑے ساحران نامی ہاتھ سے مہتر قران کے داخل جہنم ہوئے ساحروں صداے فریاد و الغیاث بلند مہتر قران صفوں کو برہم و برہم کرتا ہوا طرف تاریک شکل کش کے چلا ودرے جو تاریک نے مہتر قران کو آتے دیکھا قلب تھرایا اسطرح پر پرواز پیدا کر کے آسمان پر چمکی مانند ی سے سحر کرنے لگی جسپر اس ملعونہ سحر کیا کوئی جل گیا کوئی پتھر کا کوئی تڑپا کوئی دیوانہ وار پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا اب مہتر قران گھبرایا کہ میں کیا کروں کیونکر تاب تاریک سیونچوں فرخ و بہار وغیرہ بھی فریاد کرنے لگیں ایک سمت سے ابر سیاہ آتا ہے آسمان سے تاریک کے سحر کی بوچھار ابر تیرہ و تار برس رہا ہے جسپر قطرہ پڑا ٹھنڈا ہوا قریب تھا کہ زرخ و فرخ کے پاؤں اٹھیں عمرو ایک سایۂ نخل میں کھڑا ہوا یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہے بیقرار ہو گیا دعائیں مانگنے لگا او رب کریم لشکر ظفر اثر کو اس بلاے سیاہ سے بچائے دیکھیے آج ان نازنینان پر جفا کی کیونکر جان بچتی ہے حقیقت میں جیسی جنگ آج پڑی ہے ایسا کبھی معرکہ نہیں ہوا لشکر غم و الم نے چہار جانب سے گھیرا غنچہ معیت گردش فلک نے سیکے کا ڈیرا پھیرا **نظم**

خمیازہ عشق کا مرا دل کھینچتا ہے آج
کلیسا و فور شیون و جوش بکا ہے آج
پاپالی کے بیٹے منھ میں بھر آئے ہے لہو
گردوں طلسم گنبد ماتم سرا ہے آج
ہے دل خبر سے نغمہ شادی کو کیا ہوا
جل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہے آج

آغوش تنگ حلقہ اہل وفا ہے آج
تھپتے رہے تو لالہ نے بچ کے منھ کیا
لب کاٹتے ہیں ہاے کہاں وہ ظفر ہے آج
آتے کہاں تجا اس کے تدبیر مرگ ہو
اب پر ہمارے نالہ و احسرتا ہے آج

بر باد شور زر ہوا آب اشک پر
تغییر رنگ شرم و خجالت فضا ہے آج
آواز ہاے ہاے کی آتی ہے متصل
اپنی خبر نہیں مجھے کیا جانے کیا ہے آج
اترے گلے سے گھونٹ نہ آب حیات کے

اسوقت عمرو کی بیقراری سرداروں کی آہ و زاری ہر ایک کو یقین ہے کہ اب قتل ہوے مہتر قران فوج میں پھنسا ہے تا بہ تاریک شکل کش کیونکر بیوجے اگر ساحر ہوتا یہ بھی پر پرواز پیدا کر کے تا بہ آسمان جاتا سردار چھپے مٹنے لگے لیکن بلک بلک کر جو دعا کی بقدرت خالق بے نیاز بعنایت رب کارساز دیکھا سب نے آسمان پر برق چمکی ایک ابر فیروزی لیکن بہایت تکلف سے آراستہ سحر طلسم نور افشان کے پیدا ہوا اس سے شعلہ ہاے آتش بھڑکتے ہوے ہزارہا طائر نغمہ سرا زمزمہ سنجی میں مصروف قریب آکر دو برتر ہوا الحجاب سے شہنشاہ نور افشان بعد عظم و شان الحجاب سے شہنشاہ کو کب تسخیر بہ تلک

جو لشکر اسلام مین دیکھا کوکب نے نور افشان سے کہا استاد بڑا غضب ہوا ہمنے ستقدر بڑے بڑے میں دیر کی ملک اطلس گلگون پوش مارا گیا فوج اسکی پامال ہوئی تاریک شکل کش بخوف مہتر قران آسمان پر کڑک رہا ہے زمین پر نہین جاتی وہ ملعونہ ہمہ دان ہمہ گیر کیا خوب تیری باز کہ مہتر قران آسمان پر کیونکر آئیگا دیکھیے کس قیامت کے سحر کر رہی ہے ہزار ہا ملذ زمان فوج پامال ہوئے کچھ نہین ہوسکتا قصد ہوا کہ نور افشان کا کچھ جواب دے لیکن کوکب روشن ضمیر خیر خواہ لشکر ظفر اثر نامی و نام اور نور افشان پر غصہ کرکے بڑھا شیرانہ نعرہ کیا نعرہ کوکب تصنیف مصنف

منم مالک مالک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت نگار و فریدون حشم
ملقب بالقاب روشن ضمیر

منم راج ساکہ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست و بازو و رستم شیم

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر

ہر چند نور افشان نے آواز دی اے کوکب خبردار قریب تاریک کے نجانا بلاے جگر دو دم ہو تمنے اتبک تامل بلا وجہ نہین کیا صرف نیکنامی کے لحاظ مین معروف کیا ایسے بیوقوف تھے ہم بخوبی آگاہ تھے کہ تاریک بلاے روزگار ہے مہتر قران کے سامنے نہ آئیگی ابھی کو آسمان پر جاکر بچائیگی کوکب نے کچھ جواب نہ دیا تاریک شکل کش آسمان پر کڑک رہی تھی جیسے ہی کوکب کو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی او کوکب تیرا بھی ستارہ گردش مین آیا ملک اطلس گلگون پوش ایسے ساحر زبردست کو مینے مارا ابھی ابھی چیر پھاڑ کر کھا گئی تیری بھی قضا دامنگیر ہے ملک سحر و ساحری ہماری جاگیر ہے کوکب نے للکارا او بیحیا وہ اطلس گلگون پوش کیا تھا ایک مرد گوشہ نشین عاجز ہو کر زمین مین چھپا تھا خدا خواجہ کو سلامت رکھے اس مرتد کے ہاتھ سے لاکھ دو لاکھ ساحر قتل کرا دیے اگر وہ مطیع اسلام ہوتا ضرور ہم اسکی مدد کرتے جب اپنی جان دے دیتے تب اسپر کوئی بلا نازل ہوتی تاریک نے کوکب پر گولہ مارا کوکب پر تلوارین برسنے لگین صدہا خنجر گرے گرز ہاے آتشین گرے کوکب مثل ماہ تابان یا مہر درخشان اس برسلاح سے چمک چمک کر نکلتا ہے تلوار و تکو توڑا خنجر سے اپنے کو بچایا مگر دمبدم وہ اشیا زیادہ ہوتی جاتی ہین کئی زخم کوکب نے کھائے ہزار ہا تیر صدہا تلوارین کہانتک اپنے کو بچاسکے نور افشان جادو بیقرار ہو کر چھپا آواز دی کیون کوکب ہمارا کہنا نمانا اسکے خلاف جا نا لیکن نور افشان نے گولہ مارا پتھر برسے ان پتھرون نے تلوار خنجر توڑے اور کہا اے کوکب ہماری راے کو مقدم جانا

تم زمین پر جاؤ لشکر مہرخ کو سحر افراسیاب سے بچاؤ اسنے قیامت برپا کی ہے عمر قران نامدار گھبرایا ہوا ہے بیچارہ کیا کرے تم جاکر اسکی شراکت کرو مین اس ملعونہ کو لیتا ہون انشاء اللہ شکست دیتا ہون کوکب روشنضمیر سوچا کہ استاد سچ کہتے ہین یہ بھی نور افشان نے کہدیا کہ افراسیاب سے مقابلہ کرنا چاہئے اگر ہوسکے الگ بنا آج قیامت کے سحر دہ کررہا ہے مجمع ساحران عمر قران پر سے کم ہو صفوف لشکر افراسیاب برہم ہو تب مطلب نکلیگا کوکب نعرہ کرکے زمین پر آیا طرف لشکر افراسیاب کے متوجہ ہوا دونون سے بصد قہر و غضب تیغ افراسیاب پر مارے ہزارہا ساحر قتل ہوئے عمر قران کو آواز دی اے بادرم حیا صد مرحبا ماشاء اللہ کیا خوب لڑے خوب معرکے پڑے اب مین تاریک کو زمین پر گراتا ہون خبردار یہی خیال رہے کوکب روشنضمیر بڑے لطف سے لڑ رہا ہے عمر قران نامدار تیغہ کھینچے ہوئے دیکھ رہا ہے لیکن نور افشان کمر ہمت مضبوط باندھکر طرف تاریک کے جھپٹا تاریک نے جو نور افشان کو آتے ہوے دیکھا کہا او پیر زمین گیر تو وہے آزار سامری پریشان ہوا کچھ تجکو خوف نہ آیا آج تیری بھی قضا ہی لائی ہے یہ کہکر نور افشان پر جسکی منہ سے دھوان چھوڑا نور افشان نے شعلہ چمکائے دھوان متفرق ہوا برابر ہو بجکر دام جمشید ہی کاندھے سے اتارا خبردار کہکر تاریک شکل کش پر مارا تاریک سمجھی تھی سحر کریگا وہ جال جو پڑا جان کا جنجال ہوا اسمین پھنسی گمر بلاے روزگار ہے نہایت سحر سے بخوبی واقف ہے بطور نہنگ خون آشام اس دام سحر سامری مین تڑپا وہ جال ٹکڑے ٹکڑے ہوا لیکن شل ہاہی بے آب زمین پر گری آگ دہکا ہوا عمر قران تیغہ نور افشانی چمکاتا ہوا نزدیک آیا تو زمین مین پڑی پھڑک رہی تھی عمر قران کو دیکھکر بلند ہوئی نور افشان نے دوسرا جال کاندھے سے اتارا دام اول بیکار ہو چکا تھا حقیقت مین یہ دام تزویر ہی ایسی چاندیدہ کے قتل کی تدبیر اب تاریک بہت گھبرائی کہ زمین پر اگر رہے تو بھی عمر قران تیغہ کھینچے کھڑا ہے اگر آسمان پر جاتی ہون نور افشان کے دام سے مہلت نہین پاتی ہون تیغ زیرک تھی مگر گھبرائی سحر نہ کرسکی نور افشان نے پھر جال مارا اتنی بڑی زبردست ہے کہ لوہے کے جال کو شل کر دیا بس کہنہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی ہے نور افشان پھر بھی برسا رہا ہے گئی سنگ زیرے گران شست پہلو پر اسکے پڑے اب تھم نہین سکتی زمین پر غلطک مار کر گری ادھر بہار نے گلدستہ اراباغ بہار نے گنبد پھولونکا پھینکا عمر قران جھپٹے کہ سر جدا کرین لیکن تاریک خشم زدن مین سکے سحر دفعہ کرکے چیخ مار کر چلی آواز دی اے افراسیاب خانہ خراب دیکھ چہار جانب سے مجکو دشمنون نے گھیرا ہے اس بڈھے کے سحر نے پریشان کردیا ہے افراسیاب جلد دد

یاقوت کوکب سے سحر میں مصروف تھا طرف تاریک کے پلٹا دیکھا والی امان پر قیامت برپا ہے آواز دی نہ گھبرانا میں آ پہونچا کوکب تیغ کھینچکر جھپٹا کہا او مردود ہمسے آنکھیں چار کر مردان عالم بردار یہ کہکر گولہ سحر کا مارا افراسیاب سحر کوکب کو دفع کرنے لگا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار ایک نخل کے سایہ میں کھڑے رو رہے تھے اب جو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر افراسیاب سے لڑ رہا ہے نورافشان و تاریک میں جھپٹے پڑ رہے ہیں لیکن فوج افراسیاب بیحد و بحساب بڑھے جاتے ہوئے سحر کر رہی ہے خواجہ نے بھی نیچے پر ہاتھ ڈالا آگے بڑھ کے نعرہ کیا خنجر بان اٹھائے کر طرف فوج افراسیاب کے پھینکا کئی سو کے سنھ جلے کہ آسمان سے دوسرا ابر یاقوتی پیدا ہوا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن پشت پر چابسو شاہزادیان ساتھ ہزار نازنینان زرین پوش زرہائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے بعد زیب و رعنائی حربے سحر کے ہاتھ میں آتی ہے فوج افراسیاب پر گری اختر مروارید جوڑے سے نکالا نعرہ کیا نعرہ بران شمشیر زن تصنیف مصنف

مہر و اختر کوکب نوری تار	سہم صف شکن بخشم نامدار	مثال جوانمرد لشکر شکن
لقب گشت بران شمشیر زن	ایک جانب سے مجلس جادو	اٹک کر گری کھانے چلنے لگے

کوڑیان نکلین لڑکیان ساتھ کی جاؤن جاؤن کرنے لگین ایک جانب سے ملکہ اختر بن سہیلان شمشیر زن لشکر بلور جیار روست و شاہزادہ جمشید بن کوکب جو جا کر درہ ہائے کوہ میں مخفی ہو بیٹھے تھے نعرہ ہائے کوکب نورافشان و بران سنکر غیرت آگئی درہ کوہ سے نکلے ہر کارون نے بڑھکر خبر دی اے شہریار جلد چلیے اب ہنگامہ عظیم برپا ہے تاریک کو سنبھلے ملکہ گھبرا رہی ہے بلور نے جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ مرکب کو بڑھا کر اسوقت پہونچا لشکر آپس میں ملے ہوئے وہ سحر چل رہی ہیں کہ آسمان کو جنبش ہے جانباز سر فروشون کو فتح کی کوشش کوکب افراسیاب سے مقابلہ بران کا حیرت سے سامنا مجلس نے صد ہا کو مارا کسی کو اختر نے للکارا شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے سحر نے گل کھلائے بہار کا گلدستہ چلا جھومنے والے یاقوت احمر کے مارے سرخ موے کا کل کشانے موے مشکین زلفین عنبرین کھولے اندھیر میں سیکڑون کو مارا شاہزادہ شکیل بے عدیل اپنی مہربان کے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مصروف شمشیر زنی ملکہ اسرار جادو کے سحر میں بڑا بھید ہے دشمن پر ستاران سامری و جمشید ہے ملکہ باران میں کس نے اژدر سحر بنائے کبھی سانپ برسائے اژدر میدان میں دوڑتے پھرتے ہیں سیکڑون کو نگل گئے ہزار جا

آتش سحر سے جل بھن گئے خورشید زرین سحر نے گرمی دکھائی آفتاب عالمتاب کی حدت بڑھائی بیتاب
تپ رہی ہے اور ملکہ بہار سحر افگن کی ہلال زرین چلاتی تیران وزلزلہ زن شیشہ مرغ نے زرینہ کو غش جس وقت نخل محبت
افراسیاب کی کوشش کی اب افراسیاب جادو کبھی منہ حیرت کو تکتا ہے کبھی ان ساحروں کا سحر مٹاتا ہے لیکن سحر
کوکب سے مہلت نہیں ملتی اگر بادشاہ طلسم ہوشربا نہوتا جان بچانا دشوار تھی ایسا ہی کامل و اکمل ہے کہ سب کو
جواب دے رہا ہے کئی زخم کھا چکا حیرت جادو بد حواس ہے ان کے سامنے سے جا چکی ہے مگر ان اپنے کو تابہ
افراسیاب جادو پہونچا ہے ان ہمراہیان ملکہ برآن شمشیر زن مہلت نہیں دیتیں کبھی اختر جنگ سامنے
آگئی کبھی مجلس نے سینہ سپر کیا کبھی شگوفہ سحر ساز اپنا رنگ دکھایا اتنے خواجہ عمرو کی خوب بن پڑی جادوگر
کی شکل بنے کھڑے ہیں جو ساحر صف سے بھاگ کر نکلا پکارا خبردار کہاں جاتا ہے حکم افراسیاب نہیں
ہے لیٹا اسنے دانت نکال دیے عمرو نے کہا کپڑے اتار دو چلے جاؤ جو کچھ نقد و جنس اُسکے پاس تھا بخوف جان
اسنے دیدیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ اب تو جانیکی اجازت دیجیے قریب آکے فرمایا دیکھو سامنے نان گر
اسطرف نجانا وہاں ایک میرا بھائی کھڑا ہے ضرور روک لیگا اُسنے منہ پھیرا کہ باغ کہا خیر ہے آپ نے استرا
لگا لکر پھینکی ناک کی کاٹ لی اُسنے ایک چیخ ماری فرمایا چپکے چلے جاؤ غل نہ مچاؤ افراسیاب سر کاٹنے کا
حکم دیا تھا میں نے صرف ناک ذرا سی کاٹ لی اسپر روتے ہو ابھی تم کو کشاں کشاں سامنے افراسیاب
کے لیجاؤنگا وہ سوچا بلا سے ناک کٹ گئی جان تو بچی آبرو سے نکل چلو روتا پیٹتا طرف منہ کیے چلا گیا
دس بیس کو تو یون لوٹا جب دیکھا لشکر اسمین ملگئے ہیں بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا باپ کو بیٹے کی فکر نہیں
اصلاح کا ذکر نہیں گلیم اوڑھکر میدان کارزار مین آکے لاکھون لاشے پڑے تھے کمرین انکی ٹٹولنے لگے
جسکی کمر مین ہمیانی نکلی کاٹ لی لاش سے تعرض نکیا جسکی کمر مین کچھ نہ نکلا بولا لیکر اُسکا منہ پھیر دیا فرمایا
او نالائق عمر بھر نوکری کی دس روپیہ مرنے جینے کو کمر مین نہ باندھے جا نیر ساحروں کا زیادہ مجمع ہے
گلیم اوڑھے خالی دو ہاتھ دہ ہاتھ دوڑتے پھرتے ہیں کمرین ٹٹول رہے ہیں اگر کسی نے دور سے دیکھا گھبرا گیا
بے لڑے بھڑے ان ہاتھوں کو دیکھکر بھاگا کبھی اگر دل چاہا گلیم سر سے اوتاری ساحر کی شکل بنکر ایک تیغ ہاتھ
مین لیا کسی بڑے جادوگر کو تاکا یہ سمجھ لیا کہ لباس بہت بھاری پہنے ہے اُسکو بڑھکر للکارا اُسنے پلٹ کر دیکھا ایک
جادوگر بلا کا تنلیہ میرے مقابلہ کو آتا ہے وہ بھی آمادہ ہو کر چلا جب قریب پہونچا تب اپنے کچھ پڑھکر وہ تیغ پھینکا
وہ سمجھا کہ تیغ ہی کیا جانتا تھا سر تیغ پر ہاتھ مارا تیغ بجھا اُسکی چھینٹیں منہ پر پڑین پانی کے قطرے نکلے

یا و مانع پر پڑے بیہوش ہو کے گرا قریب جا کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کیا کپڑے اسکے اتار لیئے دوسری
جانب پلٹے ایک سمت مہتر قران فرنگی رخ کھینچے ہوئے کنارے لشکر سے حقہ ہاے آتشبازی مار
رہا ہے کہیں جانسوز بن قران کہیں ضرغام شیر دل مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بصورت
نازنین سامنے اطلس کے گیا تھا جب جبتک اطلس لڑا کیا دور سے کھڑا دیکھا کیا جب اُسکی نگاہ پھرلی تھی
یہ دور سے اشارے کرتا تھا کہ جلد سر تاریک کا لاؤ ہم تم چلکر بارگاہ مین آرام کرین سامان عیش و نشاط مہیا
ہو وہ دور ہو جام بے اندیشہ انجام چلے اطلس یہ اشارے دیکھکر اور گرما جاتا تھا معشوق کو دیکھکر شیر ہوا جاتا تھا
جب وہ واصل جہنم ہوا مارا گیا ہنستا ہوا بارگاہ مین وغیرہ ملک اطلس کی لڑوا دین کنیزان سہابہ وغیرہ ساتھ تھین
انھون نے جوتیان مارکر ان نگہبانون کو ہٹا دیا مال و اسباب سب قبضے مین کیا لشکر مین لیکر اپنے مال پڑاو
پر چھوڑا آپ با بناے عیاری سے آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آیا دیکھا عیار جا بجا لڑ رہے ہین اتنا
بڑا کھیت ہوا ہے لاکھون لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے یہ بھی کھڑے ہو کر لڑنے لگا حقہ ہاے نفط پھینکے سیکڑون
کو جلا دیا لیکن تاریک شکل کشن نور افشان جادو سے لڑ رہی ہے کیسے کیسے جال سر ماہی بحر و سحر دساحری
پر مارے ہر جال کو اسنے توڑا وہ وہ سحر کیے کہ نورافشان ایسا ساحرانی جان سے تنگ ایسی ظالم
از ظلم سے جنگ ہاتھ سے قطرہ ہاے خون ٹپک رہے ہین لباس ٹکڑے ٹکڑے کیے زخم بھی کھائے
ہر مرتبہ جال مارکر قصد ہوتا ہے لپٹ پڑون بوٹیان کاٹ کر پھینک دون لیکن تاریک وہ قیامت
کی پرکالہ ہے کسی مقام پر نہین رکتی جب جال پڑا اسکو توڑکر نکلی زمین پر گری جہتر قران چھپا یہ
پھر بلند ہوئی نورافشان پھر اسی طرح بزور شور سے جال مارا راویان معتبر نے اس داستان حیرت بیان
کو اور طور سے تحریر کیا تھا لیکن حقیر مصنف نے اسمقام پر نہایت زور دیا ہنگامے ہر حرف کے ناظرین لطف
فرمائینگے چونکہ یہ جرہ دوم بلا تھا حقیقت مین اول مین مصنف نے چند جال اسکے یہ کیفیت لکھے آخر مین
لطف نہ پا راقم کو ناگوار ہوا ایسے خروج شہرہ فیلسر و داستان ملک اطلس گلگون پوش بعد
جوش و خروش اس مقام پر درج کی لیجابیت برد گار رئیسان شہر لکھنو یعنی شاہزادگان عالی مقام
و رئیسان عظام و جملہ خاص و عام نے اس داستان حیرت بیان کو نہایت پسند فرمایا اکثر ذوق و شوق
سے فرمائشین ہوئی ہین کہ داستان حیرت بیان خروج اطلس گلگون پوش کے مشتاق ہین حقیقت مین
عجب کیفیت سے یہ ہنگامہ جنگ مغلوبہ برپا ہوا تھا بیر تیغہ نورافشانی بھی کرنا پڑی کوئی ادہر موت قتل

تاریک شکل کش کی نہ تھی بہر نوع شائقان نکتہ سنج و ناظران والا مقام ضرور قدردانی فرمائینگے و دیگر حرب ہای بلا انشاء اللہ اسی شرح و بسط سے تحریر ہونگے اور جرہ نیم حبشی حاکم ملک لعل تخنداں یاقوت تخنداں و دختران ملک اخضر گوہر پوش ہین انکے خروج مین اور عیاریوں پر خواجہ کی ناظرین عش عش کرینگے ضرور خلعت تحسین و آفرین مرحمت ہوگا اس مغلوبہ کو تین شبانہ روز گذر چکے ہین دونون لشکر اسی طرح سے ہوئے ہین سحر و ساحری کا ہنگامہ رعد کی گرج برق کی تڑپ بارش ابر سحر و ساحری آتش افسونگری ہر ایک مقام پر نور افشان خستہ و شکستہ ہو لیکن تاریک کو بھی نیم بسمل کر دیا ظاہر مین زمین گیر لیکن استاد افراسیاب کو کب روشن ضمیر جان و مال وقف محبت نام صاحبقران زمان کر دیا آستین چڑھائے ہوئے زخم کھا رہا ہو تاریک کو ملتبد نہین دنیا صاحبقران شیرانہ تیغہ نور افشانی علم کیے تاک مین کھڑا ہو مجمع ساحران بھی اسمقام پر بجید و بے انتہا ہو افراسیاب کو بھی ساحران طلسم نور افشان نے گھیرا ہو ملکہ حیرت جادو معشوقہ خوش خو سحر بران سے زخمی ہو چکی ہو مجلس گرک گرک کر گر رہی ہو ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور شمشیر زن ابر دندان پر شکن موتیون کے مالے ہاتھ مین سحر و ساحری بات بات مین موتیون کا مالا پھینکا کنیزان حیرت کے سر پھٹے لیکن حیرت بھی تعلیم کردہ افراسیاب زخم اٹھا کر پیچ و تاب کھا کر اپنی ساتھ والیون کو ترغیب جنگ دے رہی ہو اور ملکہ سوسن پوش و زنگار زعفران پوش و ملکہ حیران آئینہ دار ملکہ کاکل دراز ملکہ ریحان سحر طراز یہ سب شاہزادیان حاکمان ورشید ہوشربا برابر حیرت جلوہ کے جی ہولی اٹر رہی ہین وہ مقام حسرت انجام ہو کہ ایک کو ایک کی فکر نہین جان بچانیکا ذکر نہین کبھی مرتبہ بران شمشیر زن نے اختر مرواریہ کو ہر ایک ساحر پر لگایا ایک پنجہ سنہرا پیدا ہو کر اسکو قبضے مین کر لیتا ہو اسی طرح دست بدست وہ اختر پاس بران نامور کے پہنچ جاتا ہو حیرت نے بھی بال کھول دیے ہین جبکہ کیا اندھیرا میدان کارزار مین چھا گیا اس اندھیرے مین ساتھ والیان ملازمان بران پر جا پڑتی ہین میدان مین لالہ زار کھلا ہو اسمقام بران و حیرت سے معرکہ ہو صدہا چاند کے ٹکڑے ہزارہا ستارے زمین پر جیسے تڑپ رہے ہین کیسے کیسے نازنین مہ جبین قتل ہوتے کہ جنکا نظیر ممکن نہ ہوگا عمرو اس ہنگامے کو دیکھتا ہوا اسمقام پر پہونچا کہ جہان تاریک و نور افشان لڑ رہے ہین لکھا ہو کہ سات جال نور افشان نے تاریک شکل کش پر مارے اسنے سب توڑے آٹھوین مرتبہ قہر و غضب سے

دام سحر جمشیدی نور افشان نے کاندھے سے اتارا تاریک کڑک کر قریب نور افشان پہونچی تھی نور افشان
نے دام سحر اٹھایا لیکن تاریک نے نیمچہ سحر نور افشان پر مارا ہر چند نور افشان نے بچایا لیکن سر
زخمی ہوا نور افشان نے پلٹ کر خنجر مارا تاریک شکل کش نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے نور افشان کے
چھوٹ گیا موت تاریک کی قریب تھی وہ خنجر اسکی ران پر پڑا آہ کرکے جھکی وہی دام سحر نور افشان
نے مارا لگی بطور قفسی مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی نور افشان دونوں پیر جما کر زمین پر کودا گرتے
گرتے تاریک نے بہ مشکل تمام جال توڑا پیر زمین پر جما کر سیدھی ہوئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا او تاریک
کہاں جاتی ہے منم صاحب نعرہ گران نظر کردہ بزرگان شاگرد رشید حضرت صاحبقران غلام قدیم صاحبقران
صاحب تیغ ظفر مہتر قران نامور تاریک پلٹی ملک الموت کو قریب پایا تیغ نور افشانی کو کھینچا بچانا
قصد ہوا اڑ کر بلند ہو جاؤں اس ظالم سے جان بچاؤں لیکن مہتر قران نے پینترہ بدلکر ہاتھ تیغ نور افشانی
کا لگایا تاریک نے گھبرا کر دونوں ہاتھ اٹھا دیے دونوں کلائیاں کٹ کر گریں پرنالہ خون کا جاری
ہوا مثل اژدہا جیسے کے چیخی منھ سے اسکے ہزارہا شعلۂ آتش نکلے قران کو آتش سحر نے گھیرا قران
نے تیغ چمکایا آتش سحر باطل ہوگئی دوسرا ہاتھ مارا تاریک پکاری ارے بچانا ایک تیلہ فولادی زمین
سے پیدا ہوا جست کرکے بجائے سپر سر تاریک پر ٹھہرا یا تیغ برق تاب چمککر اس تیلے کو کاٹا سر تاریک
پر گرا فوراً فرق شق ہوا سر اسکے جبڑے کو کاٹا چشم زدن میں یا تو سر پر چمکتا تھا یا تیغ آبدار نے زمین میں
بوسہ دیا تاریک شکل کش دو ٹکڑے ہوئے بلائے حجرۂ دوم کا مارا جانا تھا اندھیرا چھا گیا جانور
کے دم گھٹنے لگے ہزارہا زاغ و زغن و بعد ہیچ و حجن درختوں سے اڑے پروں سے سر پیٹ کر ہائے ملکہ
تاریک نعرہ کرتے تھے جل جلکر زمین پر گرتے تھے نور افشان جادو نعرہ کرکے سحر کرنے لگا صدہا تیلے
پیدا کیے مشعلیں انکے ہاتھ میں لیکر بلند ہوئے جب ایک نے ایک کو دیکھا اب آواز آئی کشتی مرا مادر
تاریک شکل کش بود افراسیاب کی بھی نگاہ پڑی دیکھا لاشہ تاریک تڑپ رہا ہے نور افشان سحر
کرتا ہوا میری جانب آتا ہے افراسیاب نے بڑھکر سحر کیے نور افشان پر بلا نازل ہوئی صدہا شیر صحرائی
درہ ہائے کوہ سے پیدا ہوئے نور افشان پر حملے کرنے لگے نور افشان ان شیروں سے لڑ رہا
ہے جس شیر کے سر پر گھونسا مارا سر اسکا پھٹ گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لیکن قیصر نگار سر گروہ
زہرہ جبین آفات چیلا دست پر بادۂ کبر و نخوت سے مست بیٹھی ہے ذکر کر چکا ہوں نہ بر در قبل مشعل چار سو

تیلیان جل گئین آٹھ سو تیلیان قعر زبرجدی مین کرسیو نپر بیٹھی ہین مگر کئی دن سے اداس ہوتی آفات جبار دست نے پوچھا کیون شاہزادیون مزاج کیسا ہی آج کئی دن سے تمکو پریشان پاتی ہون سخت گھبراتی ہون مفصل حال بیان کرو اگر کچھ عارضہ ہو علاج کرون مین تو تمھاری خدمتگذار ہون کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو میرا بچہ افراسیاب جادو کس حال مین ہی اس تاریک شکل کش نے کیا کیا تین دن سے روزنامچے مین ایک حرف نہین لکھا اتنا تو آئندہ گذشتہ کی خبر نہین ملتی کلی ارزو کی نہین کھلتی ایک انمین جھلا کر بولی دادی جان ابھی خیر مناؤ ہمارا سر نہ پھراؤ کیسی خبر آئندہ گذشتہ سامری و جمشید نے تمھارے قبضے مین کر دیا جناب سب رہا ہین آمادہ مرگ مہیاے قضا ہین وقت روا روی ہی ہماری جان نبی ہی تمکو کہانی سوجھی ہی نہین معلوم کس فکر مین ہین ذرا خبر تو اپنے فرزند کی منگاؤ دیکھو کیا گذری آفات جبار دست نے کہا لی لی میرے نجوم رمل خبر اخبار تمھاری ذات پر موقوف ہین تمھین بتلاؤ دوسری بول اٹھی اپنا تو یہ حال ہی بقول شاعران اشعار ہمارا حال سمجھ لیجے مخمسہ حسب حال

معصیت سے اپنا دامن بھر چلے
لے کے حسرت با دل مضطر چلے
بس اسی خوف و رجا مین مر چلے
تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہی
کم ہو عمر ہجر کیا امکان ہی
قہر حسرت ہی غضب ارمان ہی
زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا
اب ہی سر مین باغ جنت کی ہوا
دم کے دم کی سیر ہی وقفہ ہی کیا
کیا ہمین کام ان گلون سے اے صبا
ایک دم آ کے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان براے یک نفس
خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہنا ہی بس قید قفس
دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو تھے یہان کیا کیا کہین
عشق کی آتش سے اڑتے ہین دھوئین

دیکھیں تنگ ہی بزم ہستی میں جنہیں		شمع کے مانند ہم اس بزم مین	

چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

محفل ہستی کا دیکھا تاؤ بھاؤ		تشنہ کامون کی صدا ہے لاؤ لاؤ	
کھول خم کہ محتسب ہے گھر کو جاؤ		ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ	

جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب		دھوم ہے مخلوق کی ہر روز و شب	
کوئی رہنا سے نہیں کہتا سبب		درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب	

کسطرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر کہا شاہزادیون مین تو اسکے مطلب کو نہین سمجھی آپکے جواب دیا اوپر یا الغرض تو ہماری درپے جان ہے تو کیا سمجھیگی بقول اسد اللہ خان غالب دہلوی شعر حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ہو یہ تو کوئی مجھکو بتلادے کہ سمجھائینگے کیا ہو ایک نے کہا کہ لو ا ایسی سخن نافہم سے کلام کرنا سراسر حماقت ہے جب وقت آفت آسمانی آئیگی بخوبی یہ کمبخت سمجھ جائیگی آفات چہاردست نے جواب دیا کیون بی بی مین جو تمھاری خدمتگذار ہون بلکہ مصاحب ندیم ہون کبھی ایسے کلمات سخت میرے بارے مین نفرمائے تھے نہ اسطرح کے ذکر مہملات آئے تھے ایسا لفظ میرے مقدمے مین آپنے کہا کہ مجھکو پسینہ آگیا تیلی نے منھ پھیر لیا دوسرے نے کہا لو اچھا ہم چپ ہوئی جاتے ہین ناکرد اشتعال آگیا خدمتمین سامری کے چلینگے ہاے افسوس ہے کہ آتش جہنم مین جلینگے اب انجام کا خیال آیا آفتاب سر پر آگیا صبح پیری نمایان ہوئی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین اپنے نصیبو نکو رو رہے ہین وادی صاحب باتین بناتی ہین انکی بات ہمکو بہت ناگوار ہے روح جسم خاکی مین بیقرار ہے وہ تیلیان یہ باتین کررہی تھین کہ وہان مہتر قران نے ہاتھ تیغہ نور افشانی کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے یہان ایک تیلی کے سر سے خون جاری ہوا آہ کا نعرہ کیا کہا آفات چہاردست ہم تیرے گھر سے جاتے ہین یہ کہکر اٹھی قطرات خون مثل شعلہ آتش تھے جسپر پڑا جلنے لگی دیوار و در سے آگ نکلنے لگی ہاے واے کی صدا بلند آفات خود پسند بیقرار و دردمند ارے میری شاہزادیان کہکر اٹھی ایک ایک کو گود مین اٹھا کر قصر تاریک مین پھینکنے لگی ہر چند کود کود کر آتش بجھانے کی بہت کوشش کی لیکن چارسو تیلیان جلکر خاک ہوئین آواز آئی گستی مرا نام ہے کنیز ایلچی سامری ہو آفات نے جن چارسو کو

بچایا وہ کوٹھری میں سر ٹکرا رہی ہیں چیخیں مار رہی ہیں ارے دروازہ کھول دے ورنہ ہم اپنی جان دینگے
دیوار توڑ کر نکل آئینگے آخر آفات آسمان پر کی کہیں سے دو نوجوان پکڑ لائی بہ تعجیل تمام انکو ذبح کیا تو
انکا خون ناندے میں بھرا وہ ناند کوٹھری میں کھسکا دیا یا تو تیلیاں رو رہی تھیں خون دیکھکر چہرے سرخ
ہوے ایک نے ہنسکر کہا آدمی جان خوب دم دیا پہلے یہ نہ سوجھی آفات نے بہ تعجیل تمام اس مکان کو بند
کیا روتی بیٹھی ہوئی تڑپ کر چلی قصر زبرجدی سے تھوڑی دور نکلی تھی کہ دیکھا آسمان پر زلزلہ دھن عالم غبار ہے
ہیں ابر دھواں دھار اٹھے ہیں آوازیں آرہی ہیں کشتنی مرا نام ہے تاریک شکل کش. یہ آفات دوڑتی
آگے پہنچی کہ قتل تاریک کا میدان کارزار میں ہنگامہ ہے کوکب روشن ضمیر و نور افشاں با توقیر فوج حیرت
پر جھکے ہیں لاشہ تاریک میدان کارزار میں تڑپ رہا ہے ایک جانب حضرت قران نامدار تیغ نور افشانی
بدست بادہ جرات سے مست طرف افراسیاب کے چلا ہے افراسیاب غم میں تاریک کے بیقرار
اشکبار ہیں شبانہ روز لڑائی میں گذرے ہیں تاج سر پہ نہ دارد گریبان چاک جوش میں طرف حضرت قران کے
جانیکا قصد کیا ہے آفات نے وہیں سے نعرہ کیا او نافہم نادان بیوقوف کہاں جاتا ہے ہاتھ میں اسکے
تیغ نور افشانی ہے اسکے ہاتھ سے تاریک کو نہ بچایا تو نے ابھی نہ سمجھا یا خبردار مقابلہ نہ کرنا بہت بچایا
یہ وہ تیغ سحر کش ہے جسکا عدیل و نظیر ممکن نہ ہوا مشہور ہے کہ تیرا قتل بھی اسی پر موقوف ہے سامنے
اژدہان کے جاتا ہے کیا بیوقوف ہے افراسیاب نے آفات کو جو دیکھا آواز دی جلد ہیں
لٹ گیا والی امان سے چھوٹ گیا آفات نے کچھ جواب نہ دیا گرتے گرتے دام جمشیدی مارا افراسیاب
و حیرت و مصور وغیرہ کو اسمیں لیکر چشم زدن میں مخفی ہو گئی پکار کر اتنا کہا اے نور افشاں
و کوکب تمہاری بھی اجل قریب ہے جسدن میدان کارزار میں ٹھہر جاؤ گی اس بدعت کا مزا چکھا دونگی
نور افشاں نے قصد کیا کہ آفات عیار دست بر جا پڑوں عمرو نے جھپٹ کر نور افشاں کا دامن تھام لیا کہا
استاد بس خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا بڑی ساحرہ کو مارا اہالیان فوج افراسیاب نے جو دیکھا
کہ شہنشاہ کو انکی دادی جان لے گئیں یہ بھی سب شکست کھا کر طرف صحرا کے بھاگے فوج کے قدم نہ جم
سکے پیچھے بارگاہیں لوٹ لیں ملازمان ملکہ مہرخ مالا مال ہو گئے غازیوں کے چہرے سرخ صد ہا زخمی جا بجا
تڑپ رہے تھے عمرو نے آواز دی اے ملکہ مہرخ جلد انتظام کرو زخمیوں کو میدان کارزار سے اٹھا عیاران
نامی عطاران گرامی نے بڑھکر انتظام کیا بارگاہیں استادہ ہوئیں زخمیوں کو لاکے زخم دوزیاں ہونے لگیں

افشاں مخمور نے تحریر فرمایا ہے کہ دو شبانہ روز تک کسی کے ہوش درست نہ تھے وہ صحرائے وسیع لاشوں سے
معمور تھا آخر اس صحرائے وحشت ناک کو چھوڑا آگے دس کوس بڑھکر بارگاہیں استادہ ہوئیں بعد کئی دن
کے ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لا کر تخت پر بٹھایا ضرغام شیر دل کو بلایا کہا اے ضرغام والا
مقام حقیقت میں تمنے ایسا کارنمایاں کیا کہ صفت اسکی ناممکن ہے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی کو کہاں چھپایا اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچایا سب کو اس مقدمے میں حیرت ہے
ضرغام شیر دل نے مفصل بیان کیا کہ جب میں نے بدعت تاریک شکل کش کو دیکھا کہ جسکو پاتی
ہے چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہے تب میں نے اسد نامدار کو بیہوش کر کے درہ کوہ میں چھپایا ایک جن ان کو دم
دیکر اسد غازی بنایا ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ چند دن سامنے طلسم کشا کے نہ آئیگا
شکر ہے انجام بخیر ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے ضرغام کی بڑی تعریف کی بہت بڑا خلعت دیا خواجہ
کرسی سے اٹھے ضرغام کو گلے سے لگایا کہا بیٹا قوت بازو زینت پہلو تم ہو میرے بعد زنبیل میری تمھیں
کو ملیگی بلکہ زندگی میں اپنا جانشین کر دونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا لیکن لیاقت کی شرح حفاظت
رکھتے ہیں خلعت و تار و پیم احتیاطاً سے رکھ چھوڑیں جانشینی کے نام پر ضرغام پھولگیا خلعت و انعام پایا
تھا وہ حاضر کر دیا سب عیاروں کو خلعت ہائے فاخرہ ملے کئی مہینے کے بعد اسد نامدار دربار میں تشریف
لائے نور افشاں جادو نے تیغہ نور افشانی صاحبقران سے لے لیا تیغہ اسیوقت طرف قصر نور افشانی کے
روانہ کر دیا چالاک بن عمرو پر عمرو نے بڑی آفرین کی کہ اے نور نظر حقیقت میں اطلس گلگون پوش
کو خوب گرایا میاں برق کو بھی گلے لگا لیا کہا ارمان جادو کیسی صورت خوب ہی بنی صاحبقران کے جرات
کی خوشنصیبی کہیں ملکہ مہرخ نے یہ حکم کوکب روشن ضمیر بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط سب ہوا
حقیقت میں آج عجب دربار ہے جیسے بزم جمشید شاہ ہو ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ
مجلس پر فن سرداران ملکہ مہرخ ملکہ بہار گلعذار ملکہ مخمور نامدار رعد و برق لامع سب بیٹھے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہیں ساقی بچے حاضر ہوئے دور شراب ناب بصد آب و تاب چلنے لگا اس وقت
نور افشاں جادو نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا اے ملکہ عالم آج تو پروردگار نے بڑا فضل فرمایا کیا حیات
دوبارہ حاصل ہوئی بعنایت رب اکبر تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو سے فرمائیے عنایت فرمائیں تو کوئے
طور سے سنائیں ملکہ مہرخ نے تعرض کیا مجال ملکہ بران شمشیر زن سے کہیے ان کو بہت

مانتے ہین آنکے فرمانے سے ضرور مہربانی فرمائینگے بوجہ احسن نہ بجائینگے نورافشان جادو نے بران کو
قریب بلایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر خواجہ تمھاری بڑی خاطر کرتے ہین فرمائش کرکے نہ بجاؤ ملکہ
بران شمشیر زن کانپنے لگین کہا حضور میری کیا حقیقت ہے لیکن مجلس جادو جادو کو ان باتو نمین اختیار
ہے وہ جب ضد کرتی ہے خواجہ کی کچھ نہین چلتی آنکے کہنے سے گائینگے ناچار ہو جائینگے یہ کہکر مجلس کو قریب
بلایا کہا کیون بیٹیا آج گانا نہ سنو گی تم آج خوب خوب لڑین خواجہ تھکے ہو تو ہونگے کہو کہ آج ہمین گانا
سنائیے مجلس نے کہا بہت خوب میرے کہنے سے واہ واہ جان ضرور گائینگے یہ کہکر قریب خواجہ کے آئی اٹھکر
گود مین بیٹھ گئی ملکہ بران نے پکارا کہا کیون بے ادبی کرتی ہے الگ بیٹھ خواجہ نے گلے سے لگا لیا
کہا بی بی تمکو کیا تم دخل نہ دو ملکہ بران نے سر جھکالیا مقرر یہ کہ بظاہر مین تو خنگ زرگری تھی کہا حضور لیجیے
اسکو بہت منہ لگایا سر چڑھایا کسیکی بات نہین مانتی عمرو نے کہا ابھی کمسن ہے جب عقل آئیگی خود سمجھ
جائیگی مجلس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا دیکھیے دادا جان مین صورت سے کیسی لڑی دیکھیے کئی زخم کھائے یہ
کہکے کرتا اٹھایا پشت دکھانے لگی عمرو نے دیکھا حقیقت مین کئی زخم کاری کھائے ہین جراح نے ٹانکے
لگائے ہین پٹی چڑھی ہوئی ہے عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بیٹیا خدا تجکو ان ظالمون کے ہاتھ سے
بچائے کیا کہنا بے کلیجہ ہو کر لڑتی ہے جرات تجھپر ختم ہے مجلس نے کہا دادا جان اب یاد وہ باتین نہ دلائیے میرا
دل گھبراتا ہے نہ بجائیے عمرو نے کہا بی بی آج بعد کئی دن کے جلسہ آراستہ ہوا ہے نورافشان ایسا استاد
کامل بیٹھا ہے مقدمہ فکر افسر اسباب کچھ گفتگو ہوگی صلاح ہونا واجب لازم ہے کوکب نورافشان
بعد تھوڑی دیر کے چلے جائینگے صبح کو نہ بجائینگے مجلس نے اپنے کو گود سے خواجہ کی زمین مین گرادیا گلے
کی کھڑکیان رگڑنے لگی ٹوپی سر سے اتار کر پھینکدی سب ہنسے بران سے نورافشان نے اشارہ کیا حقیقت
مین بیٹیا اسطرح سے کوئی نہین کہ سکتا خواجہ گھبراکر اپنے مقام سے اٹھے دیکھا تو یہ اپنے کو ہلاک کیے
ڈالتی ہے ہر چند گود مین اٹھاتے ہین مچل مچلی جاتی ہے زخم کھل جاتا ہے ہچکیان لگ گئین ناک رگڑ رہی ہے ہر چند خواجہ
کہتے ہین بی بی چپ رہو مین ابھی بجاتا ہون مجلس کہتی ہے اب مین نہ سنونگی آپنے مجکو رلایا اب مین آپ
سے نہ بولونگی رو رو کر جان دونگی عمرو گھبراتا ہے کہ اپنے کو یہ میری گود سے گرا گرا دیتی ایسا نہو زخم کے
ٹانکے ٹوٹ جائین ہلاک ہو جائیگی بران کہ ہم بچی کیون خواجہ صاحب نے اپنے منہ لگا کے مزا پایا آپ نے
چھوکری کو برباد کیا اسد خانہ ہی بھی ہنس رہے ہین دماغ زر سرداران نامور خوشی سے آنیس مین

کر رہے ہیں مجلس نے محفل میں خوب جلسہ کیا خواجہ نے کبھی کیسے کیسے ایسے ناز نہ اٹھائے ہونگے
اسد نے کہا ان بچے لڑکوں کو گود میں نہ لیتے تھے ہر ایک ماں نے ہر ایک کو پرورش کیا پال پوس کر
انکو دیا کسب کمال بچا وہ بیچارے آپ ہی کرتے تھے صاحبقران زمان انکی اولاد کو اپنے فرزندوں کے
ساتھ پرورش کرتے ہیں عنایت بے نہایت فرماتے ہیں حقیقت میں خواجہ کو مجلس سے بڑی محبت ہی
دیکھو کیسے ناز اٹھا رہے ہیں منت خوشامد سے بہلا رہے ہیں بمشکل عمرو نے مجلس کو گود میں اٹھایا دامن سے
آنسو پونچھے کہا بی بی بس رونا موقوف کرو آؤ کرسی پر بیٹھو نوازی سنو یہ تجمل کرتا اورنگ پر بیٹھا ہوا
گرتا اوتار ڈالا بیٹا بنایا مجلس کی ساتھ دائیاں چار سو لڑکیاں انچی بی بی کے رونے پر وہ بھی چیخین
مار مار کر رو رہی تھیں کوئی منہ پھلا کر بیٹھی کوئی کہتی تھی واہ خواجہ عمرو بڑے جلاد ہیں ہماری بی بی
مجلس جادو کو رلاتے ہیں ہم اب کبھی تمہاری بارگاہ میں نہ آئینگے انچی بی بی کو بھی نہ آنے دینگے گڑیا کی
شادی کی تو بات چھوڑ کر ہم سب چلے آئے یہاں آکر یہ رنج اٹھائے دو چار قریب ملکہ مجلس کے آئیں ایک
نے کہا بی بی چلو بس اس بارگاہ کو سلام کرو دیکھیے آپکی آنکھیں سرخ ہو گئیں آپکے رونے پر ہم بہنیں روئی
میں تو بھوک کے مارے رو رہی تھی شیرمال کباب منگوائیے آپ بھی کھائیے ہمکو بھی کھلائیے مجلس نے
کہا جاؤ بیٹھو جب گانا سن لینگے تب دستر خوان بچھو دینگے کیوں گھبراتی ہو ارے بیچے واسطے ملکہ مہرخ نے
بلا کر دیکھا ایسی باتیں بچوں کی سنکر سب سردار خوش ہو رہے ہیں کہتے ہیں ملکہ بہار ماشاء اللہ کیا
جلسہ جمع کیا ہو مجلس کی ذات سے تمہاری محفل میں بڑی چہل پہل رہتی ہے بہار نے کہا خدا اسکو سلامت
رکھے میری زندگی کا سہارا ہی میری خاطر سے سب جادوگروں نے اسکو تعلیم کیا اس سن میں سحر و ساحری میں طاق
کر دیا حقیقت میں شہرہ آفاق کر دیا لیکن حیرت زوجہ افراسیاب اسکے سحر سے بہت گھبراتی ہیں
آج تو یہ ایسی لڑکی ہے کیا غضب ہے ہم پر ستم کرتی ہیں کئی ہزار کنیزان حیرت اسی کے ہاتھ سے قتل ہوئی دو
شاہزادیاں در منیر ہے طلسم ہوشربا کی حاکم ظالم بڑی زبردست تھی انکو اس نے لوٹ کر
مار ڈالا ان باتوں کو سنکر مجلس بول اٹھی اماں جان اب خاموش رہیے نوازی ہوا جاتی ہے یہ کہکر
بگڑی ہو گئی پکار کر کہا خبردار جلدی سے جلد عالی تیار کی بجاتے ہیں جو کوئی منہ سے بولیگا اسکو دربار سے
نکال دونگی بہار نے کہا ارے چپ رہ بڑے بڑے سردار بیٹھے ہیں کوئی برا مانیگا ملکہ مہرخ نے کہا
اسکے کہنے کا کوئی برا نہ مانیگا سب جانتے ہیں کمسن بچہ ہے جو چاہے سو کہے مجلس نے کہا حضور آپ بھی

بیتاب ہو محمور نے کہا حضور بڑے افسوس کی بات ہے عرصہ دراز ہے کہ عیش گلزار سلیمانی پر گذرا نہیں
ہوا کچھ حال نہیں کھلا کہ وہاں کی کیا کیفیت ہے افراسیاب نے بڑے بڑے جادوگر بھیجے خدا فرزندان خواجہ عمرو
کو سلامت رکھے کہ جاتے ہی ساحر کو گھیر لیتے ہیں مہلت سحر کرنے نہیں دیتے ہیں تین مقدمات ساحران میں عقل
حیران ہے اب افراسیاب خانہ خراب جسکو بھیجتا ہے تو سب باتون سے پہلے یہی سمجھتا ہے کہ یار وعیارون سے
بچنا فرزندان عمرو بلائے روزگار ہیں جو ان سے بچیگا لڑائی فتح کریگا شاہزادہ والا قدر کے قلب میں سپاہ گری
ہو رگ وریشہ میں جرات بھری ہے ساحر سے نہیں جھجکتے مقابلہ کرنے میں خدانخواستہ کوئی بھیجا آنکے دست انداز
ہو آنکے سبب لشکر ظفر اثر کی آبرو ہے تیر و شمشیر جرات نہنگ ندیاں ہمت آفتاب عالمتاب آسمان جود
سخاوت و درخشان برج لطف وعطا قوت بازوے صاحبقران برباد کن لشکر کافران ملکہ بہار شمشیر زن نے
ابرو پر بل ڈالکر جواب دیا صاحب بس موقوف کرو تمنے تو ایک دفتر چھیڑ دیا وہ ایسے کیا جری ہیں اور ہیں
معاذ اللہ تمنے تو تار باندھدیا انکے قبلہ وکعبہ سے بھی زیادہ ہونگے کتابوں میں تو ایسے دنیا میں موجود ہیں
چند دن میں حال کھلجائیگا ہوشربا میں ہنگامہ مچ جائیگا ساحرونکو بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملیگا صف آرا لے
صفوف آرائے برہم زن لشکر زندوستان مرکب سپاہ گری پرستان نقد روح روان قائم عالیشان
شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم سکندریہ کو فتح کرکے سمت طلسم ہوشربا چلے ہیں پہنچتے پہنچتے سب
سامان ہو جائیگا ایک ہی دن کی لڑائی میں افراسیاب مارا جائیگا بڑے بڑے سردار انکے ہمراہ
ہیں نامی زنامدار شاہزادہ صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار اور علاوہ انکے بہت کچھ سامان ہمراہ
انکے بارہ میں البتہ دفتر میں لکھا ہے کہ اگر انکا قدم لشکر اسلام میں نہوتا تو ایسا بادشاہ جلیل
ٹھوکرین کھاتا پھرتا صاحب حسب نسب نے رنگا امیر عرب کوئی سامری بھی انکا کچھ نہیں کرسکتا محمور نے
کہا جی ہاں وہ ایسے ہی ہیں تکرار سے کیا فائدہ ملکہ بہار نے حرف سے محمور کے منھ پھیر لیا غرض کہ
بہت کچھ ہوئے بیان تو بارگاہ میں صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے دوسرے دن نور افشان وکوکب
وملکہ بہار شمشیر زن وغیرہ ملکہ مہرخ سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے گئی ملکہ مہرخ
وغیرہ کو انتظار ہے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے لیکن آفات چہار دست افراسیاب وغیرہ کو لیکر باغ
سیب میں آئی سب کو ہوشیار جب افراسیاب کی آنکھ کھلی دیکھا آفات چہار دست کھڑی
بیٹھ رہی ہے کہا او افراسیاب تونے غضب کیا تحفہ جات طلسم ہوشربا کو لٹا دیا بوقت قتل

تاریک شکل کش چار سو کنیزین جل گئیں اور نامچہ لکھا جاتا کہ وزیر جدی کا موقوف ہو گیا جسدن سے
چراغ حیات مقبل گل ہوا تاریک نے آکر اندھیر مچایا خبر آئندہ گذشتہ کی نہیں ملتی کنیزان حواس کھوئی
بیٹھی رہتی ہیں لاکھ پوچھو خبر نہیں سناتیں آج تو قیامت برپا تھی اسقدر روئیں پیٹیں کو وزیر جدی
میں تلاطم برپا تھا ہزار ہمین نے روکا نہ رک سکیں چار سو تپلیاں جلکر خاک ہو گئیں نامچہ موقوف اب کیا
ارادہ ہے افراسیاب نے کہا حجرہ اول میں جو میں نے سختی اٹھائی کلیجہ پر پتھر رکھ لیا ایسے شخص کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا جسکا حسن میں مثل نہ تھا گو دوسرے میں ہمین سے پالا دوائی امان کو کس زور سے بلایا تاہم
بیکار ہے تیسرا حجرہ کھولونگا طرف تلخیت انتعاغ کے جاتا ہون زال جادو سے پوچھکر حاکم حجرۂ
سوئم کو لاتا ہون آفات نے منھ پیٹ لیا کہا اے افراسیاب تو طلسم ہوشربا کے پیچھے پڑا ہے بے
فتح کرائے نہ چھوڑیگا افراسیاب نے کہا طلسم ہوشربا کو کون فتح کریگا اسد غازی کو زلالی امان کھا گئیں
پیٹ میں انکے ہضم ہو گیا مہرخ وغیرہ کو عمرو لڑوا رہا ہے یہ سنکر آفات خوش ہو گئی کہا ارے میرے
ہاتھ تو رکھ افراسیاب نے کہا تمھارے باپ کے سر پر ہاتھ رکھ دونگا سر میدان اسد غازی کو چیر پھاڑ
کر والی امان کھا گئیں سب نے دیکھا کیا کوئی پردے کی بات ہے اتنے میں حیرت بھی بول اٹھی مرشد زادے
نے بھی کہا صورت نگار بھی گواہی دیگی سب ہمراہیان افراسیاب کہنے لگے داوری جان یہ تو سچ ہے
حقیقت میں اسد غازی مارا گیا مگر ابتک اسکی عمرو کو نہ ملی کیونکہ سب سوگئے تھا لیکن مہرخ
وغیرہ ایسی ثابت قدم جرات ہیں آپس میں صلاح کر لی کہ جان دو اپنے آقا کے خون کا بدلا لو آپ کی مدد
پر سب کو ناز ہے وہ بڑا اعجاز ہے علاوہ ازیں اہل بیان طلسم نور افشان کو بہت شہہ دیتے ہیں دیکھو
ایسے وقت پر مدد کو آتے ہیں نور افشان جادو نے کچھ خوف نہ کیا تیغ نور افشانی قران کو نکالکر دیدیا
خود ساتھ میں آکر بڑا اگر نور افشان جادو دام ہائے سحر نہ ڈالتا قران کی حقیقت تھی تاریک کل کس
کے سایہ میں بھی نہ آ سکتا آفات جہاندیدہ نے کہا اے افراسیاب اگر اسد غازی مارا گیا ہزار جب اگر
مہرخ و بہار لڑینگی فتح نہ پائینگی فتح اسی شیر کے نام تھی ہر کتاب میں نجومی رمال جملہ ستارہ شناس
اسد غازی کی تصویر کھینچ گئے ہیں سامری نامے میں صاف صاف مرقوم ہے ہر ایک فن علم نجوم یا علوم ہے
کر اسد غازی نواسہ صاحبقران کا فتاح طلسم ہوشربا ہے جرأت و شوکت میں جوان یکتا ہے مری
سطر میں یہ لکھا ہے کہ کسیکے ہاتھ سے اسکی قضا نہیں ہے جسوقت تک طلسم ہوشربا باقی ہے اسوقت تک اسد غازی

کی قضا نہیں ہے اگر یہ ہے تو سارا سامری نامہ غلط ہو گیا ہے ایک بات بھی حکم میں فرق آیا ابھی تو مجھ میں
تیری ساتھ چلتی ہوں اگر صرصر و بہار وغیرہ کو کھڑے کھڑے نہ قتل کیا تو نام اپنا آفات چہاردست
نہ پایا افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ بیٹھو جادوگر یک نے قتل ہو دیکھا کیا عالم ہے آتا میری تھی قتل ہو گئی ایک
عورت قتل ہونے سے میرا کیا نقصان جو حق جرأت تھا وہ ادا کی امان نے کہا طلسم کشا کو کھا لیا آفات کا
خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا لیکن کہا اے افراسیاب مجھکو ہرگز یقین نہیں آتا بڑے بڑے جادوگر جھوٹے ہو گئے
اور سب احکام اسکے مطابق ہوئے اس حکم میں فرق آیا اسیکو واسطے خبر کے لشکر صرصر میں روانہ
ہو لیکن جانیوالا خاص دربار میں جائے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے مفصل خبر سنائے کہ دربار صرصر میں
کیا ہو رہا ہے اب ان سب کا کیا ارادہ ہے اگر اسد غازی بھی قتل ہو گیا ہے تو سب بھاگ کر طرف کوہ عقیق نگار سلیمانی
کے چلے جائینگے طلسم ہوشربا میں نہ ٹھہر سکینگے کوکب نور افشاں خود حقیقت چشم میں اکو ہدایت کرینگے
کہ تم جا کر صاحبقران کو لاؤ اب کسکے واسطے کہ وکالت کرتے ہو سواے اسد کے کوئی طلسم کشائی
نہیں کر سکتا افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا صرصر کہاں ہے وہ مفصل خبر لائیگی اپنی آنکھوں سے
دیکھ آئیگی حیرت نے کہا جب ہماری فوج کو شکست ہوئی وہ بھی کسی جانب نکلتی ہوئی افراسیاب نے
کوٹھا کھولا فولادی پتلہ نکلا اس سے کہا جاکر صرصر کو لاؤ ہوا کو قبضے میں کر دیا پتلہ پر پرواز پیدا کرکے مثل
باد صرصر چلا صرصر شمشیر زن بھاگ کر صحرا میں ٹھہری تھی راہ میں خبر پائی کہ آفات چہار
دست شہنشاہ وغیرہ کو لیکر میں درہ کوہ سے نکلی قصد ہے طرف لشکر محمود کے چلوں کہ پتلہ کڑک کر آسمانسے گرا پنجہ
میں صرصر کو دبا کے اڑا صرصر گھبرائی کہ شاید عیاروں نے کسی کو بھیجکر مجھے گرفتار کرایا چیخ ماری اے ساحران طلسم ہوشربا
مجکو بچاؤ کوئی مجکو لیے جاتا ہے میں صرصر شمشیر زن ہوں کنیز افراسیاب جادو قضائے کار آبیار جادو
اُنچے باغ میں بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے وہ ہزار جادوگر گرد بیٹھے ہیں اسنے بھی خبر سنی ہے کہ ملکہ صرصر سے
بڑے قیامت کی لڑائی ہوئی آج شہنشاہ نے شکست فاش کھائی ساحروں کو واسطے خبر کے بھیج رہا ہے
کہتا ہے کہ یارو جلد خبر لاؤ اسوقت میں جا کر شراکت کرنا واجب لازم ہے ورنہ شہنشاہ شکایت کرینگے ایسے
وقت میں ہماری خبر نہ لی ساتھ والے کہتے ہیں حضور باغ سے سب میں چلیے جلکر ضرور دریافت کیجئے آبیار یہ
باتیں کر رہا تھا کہ یکایک کان میں آواز آئی اے ساکنان طلسم ہوشربا مجکو بچاؤ میں شہنشاہ افراسیاب کی
کنیز ہوں کوئی زبردستی مجکو لیے جاتا ہے آبیار نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت میں ایک پتلی سیاہ رو تیرہ درون صرصر کی

کمر مین چھپے ہوئے لیے جاتا ہو صرصر چیخ رہی ہو وہ نہین چھوڑتا آبیار نے کہا او یا غضب کیا یہ تو خاص
شہنشاہ کی عیارہ ہو یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا گولہ جھولی سے نکالکر سینہ کو زنگی کے تاکا اسم سحر پڑھکر
پھینک مارا یہ تیلہ تو غفلت مین جاتا تھا سینے پر جو گولہ پڑا ادھر پیچھے سے چپڑی لڑکھڑاتا ہوا طرف زمین کے
چلا آبیار نے آواز دی صرصر کو لینا جادوگرون نے جھپٹ کر صرصر کو ہاتھون ہاتھ روکا یہ تو صدمے سے بیہوش
ہوگئی تھی لیکن تیلہ جو گولہ کھا کے زمین پر گرا مثل شعلہ جوالہ ایک ہی کی بکرے ٹانگین جسپر نکلے جنا
ساحر گولے برنج نابخ مارتے ہین یہ فولادی سحر کا تیلہ اسیر اسپہ نگا سحر کب تاثیر کرتا ہو گولے کھاتا جاتا ہی
کسیکی گردن مروڑ ڈالی کسی کے تھپڑ مارا کسی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا جسم سے سر کھینچکر پھینک دیا ملازمان
آبیار مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی تیغہ پکڑکر اٹھا آواز دی او ناہنجار رید کردار غضب کیا
میرے کئی سو ملازمان کو مارا یہ کہکر قریب آیا بہت سے سحر پڑھکر تلوار پر دم کیے ہاتھ لگایا تیلے نے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی آبیار سحر کرکے لپٹ پڑا ساحران نے دیکھا ہمارے افسر کو یہ جوان زنگی لپٹ گیا
قہقہے مارنے لگے کوئی نیزہ لگاتا ہی لیکن وہ آبیار کو نہین چھوڑتا جو ساحر چپٹے ہوئے صرصر کو بیہوشی مین آئے
تھے ہوا جب چلی صرصر کو ہوش آیا دیکھا کئی سو جادوگر مرے پڑے ہین اُسنے پہچانا کہ یہ تو فولادی تیلہ فرستادہ
افراسیاب ہو آبیار کو اٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھا جاتا ہو پیٹ پھاڑ ہر صرصر ہان ہان کہتی دوڑی
کہا اے غلام شہنشاہ خبردار مین نے تجکو نہ پہچانا فریاد کی تو بھی ملازم شہنشاہ ہو شہنشاہ سُنینگے تو عتاب
ہوگا یہ جو صرصر نے کہا تیلے نے آبیار کو چھوڑ دیا آبیار سر کو جھکائے ہوئے اٹھا صرصر پر غصہ کرنے لگا کہ
واہ بی صرصر تمھارے سبب سے میری ہوا بگڑی سو ملازم قتل ہوئے ناحق کی ذلت اٹھائی تم چھپی بیٹھی مین
سمجھا کوئی دشمن ملکہ صرصر کو لیے جاتا ہو گولہ ماردیا صرصر نے کہا مین نہ سمجھی تھی تیلے کو بہلاکر کہا چلو شہنشاہ
کہان ہین اُسنے کہا باغ سیب مین جلوہ فرما ہین تمکو یاد کیا ہو مگر بی صرصر خوب فساد کراتی ہو جی
جلاتی ہو صرصر نے کہا بھیا تمنے بے تکلف کمر مین مجھے دبایا تھا خوف مارے سے اگر اتنی بات کہہ دیتے کہ شہنشاہ
نے بلایا ہو کیا نقصان ہوتا تیلے نے کہا وہان سے تو حکم ملا فوراً لاؤ حکم شہنشاہ مین پلک جھپکانا دشوار ہو غرض
مثل برق جہندہ آیا اٹھاکر لیچلا آبیار نے بھی بہت عذر کیا دو جام شراب کے اُسی جلے کو پلاکے
صرصر کو سوار کرکے کاندھے پر سے چلا بیان آفات جہاردست کے خبر مرگ اسد نامدار سُنکر
جلنا [illegible] ہوا افراسیاب اگر اسد غازی قتل ہوگیا تمام عالم ملکہ لشکرکشی کرے اور

تجھسے دعوی سرکشی کرے کوئی کچھ نہین کرسکتا صرف اسی نام سے خوف آتا تھا اگر تاریک قتل ہوئی
یا لوچ سے تیرے معین و مددگار بہت ہین آج شب عیاران شعبدہ بازی کرونگی تنہا جاکر لشکر مہرخ کو
مٹادونگی اسکے بعد بادشاہان طلسم ہوشربا کو جمع کرکے طلسم نورافشان پر چڑھ چلونگی کیا مجال ہے اہالیان
طلسم نورافشان کی جو تجھسے لڑسکین بیچ مین تجھسا بادشاہ عالیجاہ ایک سمت نانی تیری ماہیان
زمرد پوش ایک جانب سے پھر جیتے جی کون تاب لاسکیگا نورافشان خیر سے اصلاح
ہوجائیگی اگر خدا نخواستہ یہ امید بھی رہیگی تو کیا اندیشہ ہے ایسے ایسے جھگڑے بہت ہوا کرتے ہین فتح طلسم ہوشربا کا
خوف دستی نکل گیا یا تو تمہی بڑی شکست کھائی تھی آفات نے جو یہ تمہید بیان کین سب خوش ہوگئے حیرت جادو
نے کنیزون کو حکم دیا شراب کباب حاضر ہو ناچ گانا ہونے لگا یا تو ہر ایک دل سے تاریک کے رو رہا تھا یا سب کا یہی
قول ہے بلاسے تاریک قتل ہوگئی یہ تو بڑا کام کرگئی طلسم کف کو کھا لیا بہتیرے صاحبقران کو مٹا دیا
حقیقت مین کوئی طلسم ہوشربا نہین فتح کرسکتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ ناگہان ہوائے خون بہاتا ہوا کاندھے
پر صرصر سوار افراسیاب نے گھبراکر پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور یہ جبرو اور دو گر
مارے گئے حیرت نے کہا یاروساکنان طلسم ہوشربا پر کیا زوال آیا ہے کیسی کیسی افتاد پڑی ہے افراسیاب نے
کہا بلاسے مارے گئے یہ سب نامرد اسی واسطے ہین ہات مین بانی پیٹھا ہے لڑائی مین آکر شریک ہوا لیکن صرصر
سے کہا جلد لشکر مہرخ مین جاؤ اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مہجبین کا غم مین اسد نامدار کے کیا حال
ہے اسوقت تک ان لوگونکو سوگ کرنے کی مہلت نہ ہوئی تھی بعد مرنیکے سنا ہے تیجا کرتے ہین آخر یہی نتیجہ ہو دسوان
بیسوان کرینگی یا لڑائی کا قصد ہے شاید صاحبقران کو بلائین یا طرف کوہ عقیق کے چلی جائین مفصل خبر لاؤ
صرصر نے عرض کیا حضور مجھے مرنیکا اسد کے یقین نہین آتا مین برابر خبر ہر وقت لشکر عمرو مین موجود رہی
پھر بھر تو لشکر مہرخ مین ہنگامہ رہا صرغام نے آکر کچھ کان مین کہدیا تھا اسوقت سے مہجبین کیا غمگین
نہیں ہوئی کیا اس مقدمے مین کچھ راز ہے عمرو بڑا دغاباز ہے افراسیاب نے کہا دیوانی ہوئی ہے میرے سامنے والی
امان جاتے جاتے اسد آکر خیمے مین بیٹھا تھا اگر وہان پکڑ کے اٹھا لائین جیسر سے جادوگر کھا گئین کیا تو لشکر عمرو
مین جاتے ہوئے ڈرتی ہے کسی ساحر کو ساتھ کردون صرصر نے کہا حضور میرا کوئی کیا کرسکتا ہے مین ابھی جاکر خبر لاتی ہون
یہ کہکر ملکہ صرصر شمشیرزن بلاے خبر روانہ ہوئی کنارے پر جو لشکر مہرخ کے پہونچی دیکھا وہ آراستگی ہے کہ
کبھی چشم فلک نے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوگی خیمے جا بجا استادہ ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہے بازار آراستہ دکانین زار

جو بھاگ گئے تھے وہ پھر اپنے اپنے مقام پر آگرجے ہر طرف صدائے مبارکباد و بلند سروار عیش نشید آبسین
تبلگیر ہو رہے ہیں صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی تا بدور بارگاہ آئی دیکھا بارگاہ پر پہرہ دار بیساول جمے
کھڑے ہیں سب کو نئی وردیاں ملیں عصابائے مرصع کار ہاتھ میں خوشی بات بات میں ٹپکتی ہوئی
اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھیں تخت طاؤسی پر بکنہ جبین الماس پوش پایۂ تخت جہارم پر ونگل زرین کمر
اسد نامدار بصد صولت و شوکت بیٹھا ہوا شیر بیشہ جرأت جھوم رہا ہے گرد تمام سرداران عالیمقدار بیٹھے ذکر
ہی کہ لشکر افراسیاب آ پہنچا ماجد لوح ملنے کی تدبیر کرو خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں دیکھیں لوح کسکے ملتی میں تو بڑی بڑی
کوشش کر چکا اب نشان لوح کس سے دریافت کریں کچھ پتہ نہیں ملتا اسد غازی نے ہاتھ گلے میں
خواجہ عمرو کے ڈالدیے ہیں کہہ رہے ہیں نانا جان بقول آپکے میں بدنصیب ہوں دو مرتبہ لوح ملی قبضے
سے نکل گئی اب آپ مجھکو نہ روکیں میں اٹھ کر اپنی جان دیدونگا افسوس عرصہ دراز گذرا مونجان کی ہالی
کی کچھ تدبیر نہ نکلی خدمتمیں اپنے نانا جان کی جاکر کیا منہ دکھاؤنگا باپ دادوں سے طلسم ہوشربا کے سر کرا دونگا
مرجاؤنگا سبھی کہتا ای ضرغام شیردل تمنے مجھکو اپنے ہاتھ سے تاریک کے بچا لیا سو مجھکو بچا کیا بد اقبال کو منظور
منظور تھا ضرغام عرض کرتا ہے جسوقت تک غلام زندہ ہے حضرت آپکا پسینہ گریگا خون اپنا بہا دینگے قدم کو چوہ
عیاری سے نہ ہٹائینگے صرصر نے یہ سب تدبیریں عمرو و ضرغام کی تقریریں اپنے کان سے سنیں اسد کو
آنکھوں سے دیکھا یہ بھی سنا کہ تدبیر لوح میں سب مصروف ہیں ہنستی ہوئی بارگاہ سے نکلی راہ
کو طے کرکے باغ سیب میں آئی آفات جہاں پرست نے پوچھا کہو بی صرصر شیرا اور بادہ صرصر نے دست بستہ
عرض کی یہ کنیز بے تمیز پہلے ہی کہتی تھی کہ اگر اسد غازی مارا جاتا عمرو و قران وغیرہ اپنے کو فورا مر کر
مٹا دیتے میدان کارزار سے زندہ نہ پھرتے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی اسد نامدار ونگل زرین پر جلوہ فرما ہیں افراسیاب نے
جھلا کر کہا بیہودہ ان اسکو کھاگئیں جو حضرت نے آنکھوں سے دیکھا اسکو مٹاتی ہے حضرت نے کہا تو شہنشاہ اور کسی معتبر کو
روانہ کیجیے لشکر حمزہ میں جاکے آنکھوں سے دیکھ آئے جابجا لشکر میں یہی ذکر ہے ضرغام شیردل نے
بڑی عیاری کی اپنے آقا کو بچا لیا غیر شخص کو قتل کرا دیا یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب بہت پریشان ہوا ہاتھ
زانو پر دے مارا کہا یار کیا غضب کی بات ہے یہ عیاری ہے یا کرامات ہے پہلے سے سمجھ لیا تھا جو اس طرح کی حرکت کر
گذرا ابھی خیر کو اسد نے بکے سمجھا دیا ساری ہجو کہ ہماری تھاک میں اللہ دیا حیرت جادو نے گھبرا کر کہا شہنشاہ اب کیا ہوگا
افراسیاب نے کہا کیا ہوگا بے شمار سامان اسکو تو نگا سمت قلعہ تخت اشتعال جاتا ہوں زال جادو سے نشان

پر چھیڑا اخفاق جادو کا پتہ لگاؤنگا جزرہ سوم کا مالک ہو اُسکے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہر گز اے ملکہ عالم تم لشکر لیکر مقابلے مین چلو مہرخ وغیرہ مطمئن نہونے پائین مین فوراً جاتا ہون اخفاق جادو کو لیکر آتا ہون آفات تو ایسی خاموش ہوئی گویا منھ مین زبان نہین ہو جب افراسیاب نے بہت کہا دادی امان اسقدر نہ گھبراؤ فتح ہونا میرے طلسم ہوش ربا کا بہت دشوار ہو جب آفات نے کچھ جواب نہ دیا افراسیاب نے کہا مین آفات جہاردست سے کہا دادی امان یہ تین حجرے جو باقی ہین یہ بے مثل بے نظیر ہین صاحبان جاہ و توقیر ہین ملک اخضر گوہر پوش پانچوین حجرے کا حاکم اقلیم سحر و ساحری کا ناظم دو نون بیٹیان اُسکی ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان فنون سحر ساحری اسطرح کی زبردست ہین کہ خدا عالم مین آج انکی مثل و نظیر نہین سابق مین ملک اخضر کو ہوس تھی کہ ملکہ یاقوت کی شادی میرے ساتھ کرے مین نے انکار کیا اب مین خود خواہش کرونگا وقت آ کے تو مین لینے کو وہان پہونچاؤن اُن دونون شاہزادیونکو لاؤن انکے سحر کی کون برداشت کر سکیگا مین خاص اس فکر مین ہون آپکو مرنے سے تاریک کے ناحق ستانا آ گیا تھا طلسم ہوش ربا کیا آسان ہو لوح کو مین نے ایسے مقام پر رکھا ہو کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکیگا لعل سخندان و یاقوت سخندان کے ہاتھ سے ایکدن مین خاتمہ ہو جائیگا ہر چند کہ حیرت کو ملال ہوگا مین سمجھا لونگا لعل و یاقوت کا جو افراسیاب نے نام لیا چہرہ آفات جہاردست کا سرخ ہو گیا کہا افراسیاب اس ذکر نے دل کو تسکین دی جلد تو جا اس فکر مین مصروف ہو مین بھی کوہ زبرجدی پر جا کر سامان لشکر کشی کرتی ہون تیرے دادا جان نیرنگ جادو کو روانہ کرونگی وہ سب کیا مال کر لیگا بیشک دادے تیرا سالم ہو بس یہی تدبیر بہتر ہو یہ کہکر آفات جہاردست طرف کوہ زبرجدی کے گئی افراسیاب تخت پر سوار ہو کر طرف قلعہ تخت الشعاع کے چلا حیرت جادو کو حکم دے گیا کہ لشکر گران ہمراہ لیکر مقابلے مین مہرخ کے اترو اُسی وقت حیرت اٹھی تخت پر سوار ہوئی مصور وغیرہ کو ہمراہ لیا صرصر صبا رفتار کو حکم دیا تم آگے بڑھو خبر مشہور کرو کہ حیرت جادو با فوج قاہرہ آتی ہین ابکی مرتبہ قتل عام کا حکم ہو ذرا بی مہرخ و بہار گھبرائین اے صرصر عیارونکی تدبیر کر عمرو کو گرفتار کرکے لا دیہ نگوڑا قتل ہو جائے پھر کوئی سرکشی نہ کر سکے ایکدن مین لشکر کو شکست ہو ایک دن مین طلسم ہوشربا کا بندوبست ہو اسیوقت صرصر صبا رفتار وغیرہ روانہ ہوگئین حیرت جادو لشکر ہمراہ لیکر بصد شوکت و صولت سمت لشکر ملکہ مہرخ چلی ان سب کو راہ مین چھوڑ دو تب پر سب کا حال تحریر ہوگا

وہ کلمہ داستان شیرین بیان روح روان قائم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کا طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے طرف ہوشربا کے روانہ ہوتے ہیں خمسہ موافق مضمون

ایک مدت ہجر میں جی کی دیکھا نہیں ہم نے روے دوست
بیچ بیچ میں سر بھری ہیں ہچکیاں ہم آسوے دوست
عالم جو ورفتگی میں ہی جستجوے دوست
تار تار پیرہن میں لپٹ پہنچا ہی بوے دوست
مثل تصویر نہالی میں ہون یا پہلوے دوست

ہی بیاض اُسکی جبین میں صورت نور سحر
رنگ ہی رخسار گلگون کا شفق ہان بسر
سبزۂ خط حاشیہ ہی صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کو لی دیوان رنگین ہی مگر
حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی رخسار روے دوست

اُسکے بالے پن میں ہین کیا عشوہ و انداز و ناز
ہی شریع عشق کا فریضہ بلا سوز و گداز
مو شگافی ہوسکے کیا ہی الجھی پڑے میں راز
ہجر کی شب ہوگئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے الجھی اترے نہیں گیسوے دوست

الفت پردہ نشین میں ہی گرفتار بلا
ہمنے تا شوق دید ہمکو تجھے غالب ہوا
ہی یہ آئینہ تصور ہی مقرر رو نما
دور کر دل کی کدورت تو جو پیدا رکھا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودا لے گیسو سے وہ دتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھا ہی گیسوے یار کا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی میں واحسرتا
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ تعبیر پایا
بیچ امثال سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

کوچہ سفاک میں لاکھون کھڑے ہیں جان نثار
کون لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
ناز کی و ناز قاتل سے یقین ہی بار بار
دو مرینگے زخم کاری گو چڑھے ہزار
چار تلوار دشمن قتل ہو جائیگا بازوے دوست

زندگی میں عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
ہجر اُس گلبدن کا گنج مرقد میں عجب
یاد کرتے ہیں جو گلزار جہان ہی یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک ہی بچھونا ہی اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوے دوست

تند باد دہر کا ہے خاکساروں پر ستم دلکو جب بیچارگی سے ہمت ہوتا ہے الم	حیف کوے یار میں جنکے ہوئے تھے قدم یاد کر کے اپنی بربادی کو روتے ہیں ہم

جب اُڑ آتی ہے ہوا سے تند خاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش کھیجیے کیونکر بنے شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے	دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دل سوا شیشے سے نازک ہے نہ ٹوٹے خوے دوست

رہروان منازل کوے حبیب طے کنندگان مراحل مصیبت نصیب بادیہ صحراے پربلاے ہوشربا و بادیہ
آبلہ داریوں سے طے کرتے ہیں یعنی مصنف نگارندۂ داستان عجب و رقم کرتے ہیں یہ بیان عجب و سابق میں
تحریر کیا ہے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے جب طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند
باد شاہ طلسم سابق قید سے چھوٹا مطیع اسلام ہوا ایرج نوجوان کو ہدایت کی کہ میں آپکو طلسم ہوشربا
میں پہنچا دونگا تین لاکھ ساحران غدار و جملہ اپنے سرداران عالی تبار ہمراہ لیے بعد بندوبست کوچ کیا قطع
منازل و طے مراحل کرتے ہوئے جاتے ہیں ہر منزل پہ صیقل سے فرماتے ہیں کہ برادر بجان برابر اب
ہوشربا کی منزل باقی رہا صیقل صاف باطن عرض کرتا ہے کہ اے شہریار ابھی منزل اول ہے طلسم ہوشربا
تک خدا پہونچاے ہر چند کہ غلام کمسن تھا لیکن تب ساتھ اپنے والد نامدار کے میلے میں ہوشربا کے گیا تھا اسی
خیال سے عرض کی کیا عجب رہبر کامل ہے یہ منزل مقصود پہونچا دے راہ کا اختلاف ظاہر ہوا ابھی تک ان نشان
دستیاب نہیں کہ یقین ہو راہ میں ہر شہر ہاے طلسم ہوشربا میں جا بجا حضور لڑائیاں پڑینگی کنیزان
افراسیاب لڑینگی ولیکن یاد کرتا ہوں کہ شاید اول شہر فیروزہ نگار ملے جہاں کی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش
ہے بڑی زبردست ساحرہ ہے قیامتیں برپا کریگی اپنے ملک سے آگے نہ بڑھنے دیگی چھوڑ دینا یقین ہے اور بار واقع ہیں
یعنی ایک کے بعد ایک بعد فیروزہ نگار شاید در شہر قانیہ ہے وہاں کا حاکم و ناظم و فلان سیاہ رو ساحر جو
بڑے بڑے تنور برپا کریگا اس ساحر کے نام سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا جاتی ہے کہتی ہے اے صیقل آئینہ دار تجھے کیا سمجھے
شاہزادے کے سامنے کہدیا اگر خدا نخواستہ ایک حرف بھی اس میں سے آگیا ایک زندہ نہ چھوڑیگا میں اپنے لشکر میں کسیکو اس
قابل نہیں پاتی کہ ان لوگوں سے مقابلہ کر سکے خدا شاہزادے کی جان بچاے بڑی راہ تخت پہ قدم رکھا ہے امید
کہ پہنچیں گو وہ دشت بیابان سے سرگرم کرتے سالہا سال گذر گئے اور شاہزادے کے دل میں یہ ہوس تھا کہ دو روز

دریافت فرماتے ہیں ہو مشربا کی منزل باقی ہے کیا خاک تبا ہیں اسطرح چلے ذکر ہوتے ہوئے لشکر منزل منزل
جاتا ہو ایک مرتبہ کئی روز برابر صحراہاے خارستان ملے، بیابان لشکر تنگ ہو گئے ہیں ایرج نوجوان کا چہرہ تمتمایا ہوا
حیران پریشان انتشار بقیر ز صیقل آئینہ دار سے فرمایا ہے برادر اگر اسی طرح کی منزلیں ملینگی یقین ہے لشکر ہلاک
ہو جائیگا صیقل نے شرما کر سر جھکا لیا عرض کی انشا اللہ آگے بڑھکر صحرا سے سبزہ زار ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا ذکر
شگفتہ کرتے ہوئے مسیح نفس کی حقیقت میں کئی دن میں ہوئے گرم سے گل عارض ایرج نوجوان مرجھا گیا
دیکھا کہ ملکۂ شنیہ گورنیل معشوق پری چہرہ پروردۂ ناز و نعم اسیر ہے منزلوں کے رنج و الم سے نسرین جہار جانب
پھولوں کی پنکھڑیاں جبل ہی یقین گل سے عارض کملائے ہوئے نرگسی آنکھوں میں آنسو خاک صحرا عارض انور پر
انجم ماہ رخسار بھی گھبرائی ہوئی یکایک ہوائے سرو جو آئی صیقل نے بڑھکر عرض کی عنایت باغبان قضا و قدر سے یہ
مقام فرحت افزا ملا دیکھیے وہ سامنے سبزہ زار ہے گلہاے خودرو پر بہار ہیں ایرج نوجوان نے نگاہ اٹھا کر دیکھا
فراشوں کو حکم دیا اسی صحرا کے پر فضا میں جلد بارگاہ استادہ ہو کار گزاران شاہی فوراً حاضر ہوئے
ملکہ انجم ماہ رخسار نے تعجیل تمام انتظام کیا اس صحرا کے سبزہ زار نواح گلستان میں اترے سردار تو سب کام میں
مصروف ہوئے لیکن شاپور شیر دل عیار انتہا کا کارگزار ہے کرسی ایک لاکر بیرون بارگاہ بچھا دی عرض
کی حضور آرام فرمائیں کیفیت فضاے صحرا کو ملاحظہ کریں ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرسی جواہر نگار پر
جلوہ فرما ہوئے شاپور شیر دل پشت پر ٹھہرا مگس رانی کرنے لگا شاہزادہ چونکہ رنج و ملال منزلوں کا اٹھا چکا
تھا نگاہ اٹھا کر اس وادی نزہت سواد کو دیکھا ہوا سے سرو چل رہا ہے باد صبا کی اٹکھیلیاں جا بجا ترانہ صحرا کی زمین
سراپا گل خودرو کی رعنائی زیبائی نخل پھولوں سے لدے ہوئے جا بجا پھولوں کے انبار نخل سرسبز و شاداب اپنی اپنی
بہار دکھا رہے ہیں شاخوں کا پیچ و خم برگہاے سبز زمرد ریحانی کا رنگ مٹاتے ہیں دم بدم جھوکے ہوا کے سرد آتے
آتے ہیں سامنے کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے آراستہ و پیراستہ قطرات آب نایاب جا بجا سے ٹپک رہے ہیں صاف
ظاہر ہے کہ بارش ابر بہاریہ ہو رہی ہے صبا آب شبنم سے منہ پھولوں کا دھو رہی ہے کبک دری کی خوش رفتاری عندلیبان
خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پر جوش گل ہو جانوروں میں غل ہو غنچوں کی چٹک پھولوں کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو	وہ نہر و وہ زار کہ ہو گرد سبزہ کشمیر	وہ زینت اسکی کہ ہو نور دیدۂ یعقوب
وہ نکہت اسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر	روش روش ہے صبا کا چمن چمن پھیرا	کہ پھول پودے سمائے ہیں کثیر کثیر
کروں میں غنچوں کی کس منہ سے نازکی کا بیان	کہ جسمیں وہ خنجر ہر برگ و شاخ گل ہے بھیر	ثمر ہے تاک میں غلمان بجائے رضوان کا

غسل کی رال ٹپکتی تھی مثال قطرۂ شیر
صدائے آبشار میں جلترنگ تھی بصفت
تو دام وحدت میں صیاد ہو گیا تھا اسیر
وہ سمجھے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں
وہاں گل میں صبا نکہتی تھی بوئے نفیر
دبا کے بیٹھا تھا آغوش میں کلی گل کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا نو طائر تصویر

چمن کی خاک تھی خاک شفا تھی یا اکسیر
ترانہ زن تھے مرغ چمن جو آب سا بین
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر
بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی

غرض بہ سیر دراز کے جو شاہزادہ والا قدر نے یہ کیفیت صحرا دیکھی عندلیب خوشنوا پیارے گل میں چہچہے کرتے تھے گلعذار سیم تن غنچہ دہن ملکہ بران شمشیر زن کی یاد آئی خود بخود طبیعت بھر آئی شاپور شیر دل کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر شاہزادے کے پڑی دیکھا یا تو گل سے عارض شگفتہ ہوئے تھے یکایک خود بخود چہرے پر اداسی ثابت ہوئی رومال اٹھا کر آنکھوں سے آنسو پونچھے گھبرا کر کھڑے ہو گئے پھر ادھر بیٹھے پھر اٹھ کر ٹہلنے لگے شاپور گھبرا گیا کہ خداوند یہ کیا ہوا شاہزادہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چونکہ رازدار ہمدست بستہ عرض کی کیوں حضور اسوقت آئینۂ رخسار پر غبار گرد ملال ہو گیا خیال ہو غلام سے تو ارشاد ہو اتنا جو شاپور نے پوچھا جیسے ہی کسی نے پھوڑے کو چھیڑ دیا یا تو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شاپور کے پوچھتے ہی ٹپک پڑے ضبط کر کے یہ اشعار عاشقانہ بیتابانہ پڑھے اشعار

یوں مٹے عشق میں اف آکے ملجائے شباب
جلد جنت کہہ دیتا ہوں نہ گھبرائے شباب
کیا خوشی ہمکو ہوئی دیکھیے رخصت وصل
کم حقیقت بوسے سے ملی ہے کلی سو اے شباب
دور یوسف میں زلیخا ہوئی تھی ایک جوان
روز کہتا ہوں کہ آفت کوئی لائے شباب
حق جو کچھ رہگئے ہیں پیر مغاں کے باقی
فلک پیر لگا انہیں جو لائے شباب
صدقے سو جی سے میں عہد جوانی و جلال

ہاے دل نمک سے نکلتا ہے کبھی ہائے شباب
پڑ گئی جب نظر لطف جوان گرد ہیگی
پھر جوان ہو گئے بر آئی تمنا و شباب
ابھی آیا ہے بھی نجاب تھا کے جھلاو کیطرح
عود لاکھوں تکے ترے عہد میں کر آئے شباب
نہ رہا سر میں کوئی موے سیاہ پیری کا
یہ سمجھے وہ بھی ادا اپنی جو دکھلائے شباب
پیر ہو جاتا ہے جنت میں جوان تو سمجھے
فرش رہ دیدہ و دل سر پہ بچھائے شباب

یہ بھی اک بات کا مہمان جو مر یا کیسا تھا
عاشق پیر کتے ہیرے نہیں برائے شباب
رنگ لایا کرے پیرانہ سری کیا حاصل
رنگیا جیسے کہ میں رنگ تماشائے شباب
تھیلا دل کو کہیں عہد جوانی نکرے
ایک یک کیا ہوئی سب انجمن آرائے شباب
میں بھی ہوں عہد جوانی کے تحسین جایا
ہم تو اس شوخ کے کوچے میں گنوا آئے شباب
پھرا رہی ہے اپنا رعبت آثار

پڑھے شاپور نے کلیجہ تھام لیا کہا اے شہریار حضور کے کلام میں کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر پر سوز کو برماتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے بہر خدا ضبط فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے ہر شام ہجر کیواسطے سحر ہے ہر تیغ بلا کیواسطے سپر غم ہے

یہ سفر رنج و مصیبت و بلا طے ہو کر کوے محبوب میں پہونچیگے ملک عالم پناہ حضور کی مشتاق ہونگی ہمنوا انکے
بس یونہی چھپے گوشہ نشین صاحب ربط و ضبط کسی سے حال کہہ نہیں سکتی ہونگی دل ہی دل میں کہتی
ہونگی نہ کوئی مونس ہمراز ہے ایک نگاہ ایرج نوجوان نے فرمایا اے شاپور شیر دل سوقت گل و غنچے کو دیکھکر
اس شہر باغ کی خوبی یاد آئی عندلیب طبع گھبرائی جی چاہتا ہے گریبان چاک کرکے وہاں جستجوے محبوب میں دیوانہ وار نکلوں
اور بہ تماشائے صیقل آئینہ دار رو دیر کا دیدہ کیا مگر انتظار میں ملتی آپ کا کام ہے صیقل کے آئینہ ہوا اسے پہونکا
راستہ ہوا اے شاپور شیر دل آج تک لشکر صاحبقران سے دوسرے شاہزادہ غضنفر بن اسد سے چالاک
بن عمرو زبانی ساحروں کے معلوم ہوا کہ غضنفر قید ہو کر گئے چالاک نے عیاری کی خود افراسیاب انکے ہمراہ
لیگیا اگر راستہ تھ ریگ ہے تاہم سردار کو یہی ہوس ہے کہ مدد اسد کو جائیں جا کر اس شیر دل کی تمہیں زمین تو
اسکا عاشق زار ہوں جب میں مذہب آتش پرستی میں تھا اسد بھی نظر کردہ ہو گیا تھا کیا مجلہ تنگ کیا میں
نے صد ہا مرتبہ گرفتار کر لیا لیکن خون کا یہ جوش تھا کہ اسکو قتل نہ کیا جب گرفتار کر لیا تھا وہ مجلا اس
حالمیں بھی ہنسکارتا تھا یہاں دریاے محبت جوش مارتا تھا مجدا آنکھیں اسکی ڈھونڈھتی ہیں علاوہ محبت ملک
ہمراہی شمشیر بن اسد کے دیکھنے کی بھی بڑی حسرت ہے نہیں معلوم اس شیر دل کی کیا کیفیت ہو دیوانہ پن
اسکے مزاج میں وحشت رگ رگ میں بھری ہے ورنہ ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا مشکل تھا کہ سالہا سال
گذرے شاپور نے عرض کی حضور بڑا طلسم وسیع ہے افراسیاب کا مرتبہ رفیع ہے دیکھیے کیسے کیسے جادوگر
مقابلہ صاحبقران میں آتے ہیں جو آیا قیامتیں برپا کیں ہمارے عیار کس جستجو سے قتل کرتے ہیں بڑی
مشکل سے یہ شعبدہ باز مرتے ہیں یہ باتیں تھیں کہ مسافر روز یعنی مہر عالم روز مرے مغرب میں جا کر فروکش ہوا
ثابت و سیارگان کا فلک نیلی پر ہجوم ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی ضیاے مہر مٹی ظلمت کی عملداری
ہوئی اس عاشق مزاج کو فرقت کا سامنا ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ جو نوش بارگاہ استاد کرکے خراماں
خراماں سامنے ایرج نوجوان کے آئیں دیکھا شاہزادہ سایہ نخل میں شاپور شیر دل سے کچھ باتیں کر رہا ہے
لیکن چہرہ اداس سر خم چشم پرنم انجم نے بڑھکر عرض کی حضور کل لشکر اتر چکا بارگاہ استاد ہوئی بسم اللہ
اندر تشریف لے چلیے ایرج نوجوان سر جھکائے ہوئے ہمراہ ان نازنینان مہ جبین کے داخل بارگاہ ہوئے
دیکھا ان گلعذاروں نے گلدستے وغیرہ آراستہ کیے ہیں لیکن ایرج کا غنچہ خاطر شگفتہ نہ ہوا مسند پر خاموش
بیٹھا رہا سردار سب حیران و پریشان کہ خدا کیا ماجرا ہے کیوں شاہزادہ بات نہیں کرتا جب وقت آیا بکاول نے

دسترخوان بچھایا شمشیر نوش نے عرض کی شاہا تیار ہے ایرج نے کہا آپ سب صاحب نوش فرمائیں میرا تو
دل نہیں چاہتا ہے کسی قدر شکم مین گرانی ہے شمیم زنگی وغیرہ نے بھی عرض کی لیکن شاہزادے نے انکار کیا
تب ایک ماہ رخسار نے آواز دی دسترخوان اٹھاؤ اگر حضور نہ نوش فرمائینگے تو یا کھانا نہ کھائیگا شاپور نے
جھک کے عرض کی اے شہریار سارے لشکر کو فاقہ ہوگا یہ سمجھتا ہون کھانے سے دل سیر ہو لیکن چند لقمے نوش فرمائیے
ایرج نے بمجبوری ناچار دسترخوان پر آ بیٹھا سب کی خاطر سے چند لقمے نوش کیے اٹھکر ہاتھ دھوئے بستر خواب پر تشریف
لائے شاپور کو قریب بٹھا لیا وہی ملکہ بران شمشیرزن کا ذکر طلسم ہوشربا مین پوچھنے لگا غرض وہ شب غم
تڑپ تڑپکر بسر کی جب تمام شب بسر آگیا تب گریبان سحر چاک ہوا صدائے مرغ سحر آئی ایرج نے اٹھکر وضو کیا نماز
سحر بعد خضوع وخشوع ادا کی شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور لشکر تیار ہو چکا منزل کھوٹی ہوتی ہے ایرج
نے تسبیح کو بوسہ دیا سلاح جنگ کو اوج آراستہ کر کے بارگاہ سے تشریف لائے اشقر پر سوار ہوے لیکن
پریشان حیران ہمراہ لشکر کے جو شاپور نے دیکھا شاہزادے کے قلب پر ہجوم غم و الم ہے شمیم زنگی وغیرہ سے
بڑھکر کہا تب سے شاہزادہ نہایت پریشان ہے آپ لوگ ہمدم و ہمراز ہین بڑھکر عرض کیجیے کہ حضور شکار کھیلتے ہوے
چلیں خاطر سے ان سنبھلنگے ایرج نے کہا بسم اللہ شاپور نے بیچل بیلچے قراولوں کو بلایا سامان شکار
ہمراہ لیا چند سردار بھی ساتھ ہوے اس صحرائے ہول خیز مین شکار کھیلتے ہوے چلے قضائے کار سر راہ
شاہزادہ ایرج نوجوان میعاد و عاد زشتی رازگردن ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اڑا لگیا دو تین کوس
پر جاکر آہو کو شکار کیا اب پلٹ کر جو دیکھا کسی کو اپنے ساتھ نہ پایا حیران ہو گھوڑے سے اتر کر ٹہلنے لگا آہو
ذبح کیا پڑا ہے کہ سامنے سے ایک اور آہو تیر خوردہ نظر آیا میعاد نے اسکو بھی تیر مارا یہ بھی گرا اسکو بھی
بقربانی پہونچایا تیر انکے پیچھے پر لگا تھا اسکو آگھیٹر کر جانا نام پڑھون کہ سامنے سے ایک سوار گینڈے کو
اڑائے ہوے کوہ بالا سے کوہ قد تماتن قوی من چار جانب کو دیکھتا ہوا آیا اپنے شکار کو جو کشتہ پایا قہر و غضب
مین آگے بڑھا میعاد کو بہ نگاہ قہر دیکھکر کہا او اجل گرفتہ تو کون ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ
آیا میعاد نے کہا او بچہ کیا بیہودہ بکتا ہے صحرا مین کسیکا اجارہ ہے شکار سامنے آیا تیر مار دیا بڑی خطا کی
جو کچھ ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو وہ آتش شعلہ مزاج غصے مین کانپنے لگا گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا اہل
دیو کے نعرہ کیا منم عیوق لوہ پیکر جب تک میعاد سنبھلے سنبھلے تیغ اسکا چلگیا اپنے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تیغہ تڑپکر گرا گو شمشیر سپر کو قلم کیا خود کٹا سر میعاد کے زخم آیا لیکن میعاد تعلیم یافتہ صحبت ایرج کا

ایسے زخم کو کب مانتا ہے ہر لڑائی کو کھیل جانتا ہے زخم کھا کر گھوڑے پر سوار ہوا جواب مین ہاتھ ملا جو کہ آنکھون
کے نیچے میعاد کے اندھیرا آچکا تھا اُسنے گینڈے کو ہٹا لیا وار خالی گیا جوگی مین سر جھک گیا اوپر سے
عیوق نے پھر ہاتھ مارا میعاد کا شانہ زخمی ہوا ہرچند کہ میعاد نے دو زخم کھائے شیرانہ جھپٹ کر چلا قصد
ہے کہ ابھی مرتبہ وار کرے تو بیٹ بڑون ہر چند کہ قد و قامت مین دیو ہے مگر تقوت یہ دور دگا راُٹھا لون زمین پر دے
مارون کہ استخوان چور چور ہو جائین یکایک صحرا سے گرد اڑی ہمراہیان عیوق کو دیکھ چار ہزار جوان مسلح و مکمل
پیدا ہوئے دور سے اپنے آقا کو دیکھا کسی سے لڑائی مین مصروف ہین لپنا لپنا کہکر میعاد پر ٹوٹ پڑے اس نامرد نے
منع نہ کیا کہ کینے پر تم سب ملکر حملہ نکرو میعاد تلوار کھینچکر اُنپر بھی جا پڑا زخمی تو ہو چکا تھا اور کئی زخم کھائے
آخر گھوڑا مارا گیا زمین پر گرا اُس حال پر بلال مین چالیس جوان مارے آخر تاب لا سکا غش کھا کے گرا
عیوق نے حکم دیا کہ گرفتار کرو ساتھ والون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین آرا بے پر ڈال لیا لیکر اپنے ڈیرے
پر چلا ناظرین پر واضح ہو قلعہ اس عیوق کا بارہ کوس پر ہے جنگل مین واسطے شکار کے آیا تھا راہ مین یہ
معرکہ گذرا اپنے ڈیرہ پر لیکر آیا کہا اس جوان کی زخم دوزی کرو کل دربار سجایا جائیگا اگر لات و منات کو
سجدہ کیا فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ بھی تجربہ نہین معلوم ہو کہ یہ جوان لات و منات کا بندہ ہے یا سامری
و جمشید کو خدا جانتا ہے بہر نوع جوان منچلا ہے ہم اپنا مصاحب خاص بنائینگے ساتھ والے بھی کہہ رہے ہین کہ
حضور حقیقت مین نہایت جوان زبردست ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ شاہ و شہریار زادہ ہے نہین معلوم کہ یہ
یہان کیونکر آیا آوارہ ہوا ہے عیوق نے کہا سب حال کھلجائیگا زخم دوزی کرکے قیدخانے مین بھیجدیا لیکن شاہزادہ
ایرج نوجوان ایک مقام پر شکارگاہ مین ٹھہرے سب سردار پلٹ کر آئے میعاد نہ آیا شاہزادہ گھبرایا
شاپور سے کہا دیکھو تو ہمارے رفیق قدیم پر کیا گذری یہ ممالک آشوب مین نرد ان پرستون کے نام
کے دشمن بڑے رہزن کوئے اسلام رہزن ایسا نہو کہین گرفتار ہو گیا ہو جلد جاکر خبر لاؤ شاپور
اُسیوقت تلاش میعاد مین چلا شام ہو چکی تھی شاہزادہ لشکر مین آیا فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے
پوچھا اے شہریار آج دن بھر کہان غائب ہے فرمایا شکار کھیلنے چلے گئے تھے لیکن ایک سردار ہمارا آوارہ ہوا ہے ہم
شاپور کو بھیجا ہے جب تک وہ پلٹ کر نہ آئیگا ہم یہان سے آگے نہ بڑھینگے صیقل وغیرہ نے عرض کی غلامان
جانباز و کنیزان ہمراز برائے تلاش میعاد جائین غور آتیہ لگائین ایرج نے کہا نہین شاپور شیر دل
بدون حصول مراد واپس نہوگا قوی امر معقول لیکر آئیگا آپ لوگونکو تلاش کرنا مشکل ہے وہ ہر محفل مین گھس جائیگا،

بڑے لطف سے پتہ لگائیگا فرزندگان خواجہ عمرو جن سے عیار بے نظیر صاحب تدبیر ہیں ایرج نوجوان ہمراہ
میعاد نہایت پریشان ہمکین شاپور تلاش کرتا ہوا قریب لشکر عیوق پہونچا لشکر اُترا ہوا دیکھا تب کا
وقت تھا فقیر نکلے لشکر مین آیا یہ بجا یہی چرچا تھا ایک کو آج ہمارے آقا گرفتار کرکے لائے ہین صبح کو اسکا دربار
سمجھا جائیگا اگر اطاعت کریگا عہدۂ رفاقت ملیگا ورنہ قتل کیا جائیگا شاپور نے سب نام و نشان دریافت کیا اتفاقاً
کو ملنا بوقت سحر ایرج نامور نماز پڑھکے باہر نکلے تھے انتظار شاپور مین مشغول رہے تھے مگر مسلح و مکمل کہ
سامنے سے گرد اُڑی شاپور گھبرایا ہوا آیا غرض کی عیوق نامے ایک پہلوان ہے اُسنے میعاد کو گرفتار کیا اب
اسوقت دربار سمجھا جائیگا لیکن یہ سنا کہ دشمن تو یقین کرتے تھے چالیس جوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے جب بیہوش
ہوکے گرا تب نامردونے گرفتار کرلیا یہ سنا ایرج نوجوان کو تاب باقی نرہی فرمایا اُس بے حیا کو شرم نہ
آئی مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہے یہ فرماکر پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہو قبضۂ تیغہ اسکندری پر
ہاتھ ڈالا ہمراہ شاپور ساتھ ہو اصبح کا وقت تھا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین تھے اہالیان فوج نے کہا
کہ ہم بھی ساتھ چلین فرمایا کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مین ابھی واپس آتا ہون یہ فرماکر مرکب کو مہمیز کیا تیز رو
راستہ بتاتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہے کہ بوقت سحر عیوق بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم دیا اُس جوان کو لاؤ یارو
کچھ یہ بھی ثابت ہوا اسکا مذہب کیا ہے کہان کا رہنے والا ہے نگہبانون نے کہا حضور شب کو وہ بیدار ہو گیا اور قدر
خشمگین ہے کہ کسی سے کلام ابتک نہین کیا زنجیر پہنے جھوم رہا ہے کہ قید توڑ ڈالون عیوق نے کہا ہمارے سامنے لاؤ
ہم ابھی سمجھا دینگے نگہبانون نے جاکر سر زنجیر کو تھاما میعاد بل کرتا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین عیوق کی آیا پکار کر
آواز دی السلام علیک سلام من بر ین مجلس کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک ہے یہ سنکر بارگاہ مین
عیوق کی بڑا پلڑ ہوا کہا حضور یہ وہ جو ایک فرقہ دنیا مین بیوقوف ہے وہ کہتے ہین خدا ہمارا آسمان پر ہے کوئی اُسکو
دیکھ نہین سکتا یہ جوان بھی اُسی فرقہ کا ہے بیشک اسکو قتل کرنا ضرور ہے ایسے کو زندہ رکھنا خلاف عقل کا قصور ہے عیوق
نے غصے مین کہا جلد جلاد کو بلاؤ بڑا بے ادب ہے ہمارے سامنے نام خدا کا دیدہ دلیری سے لیا کچھ خوف نکیا میعاد نے ہنسکر
پکارا او بیحیا تیری کیا مجال ہے جو مجکو قتل کرسکے مین اُسکا رفیق شفیق ہون جسکا لقب ہے نوبہار نگاہ شیر بیشہ عرصہ
یرہم کن لشکر کافران سرکوب زمرہ بے ایمان نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان یہ
سنکر عیوق اور زیادہ خوش ہوا کہا صاحبو تم کچھ سمجھے یہ صاحبقران کے پوتے کا سردار ہے یہ لوگ بڑے
سرکش ہین جاگتی جوت کے خداوند سے لڑتے ہین ایسا انکو عاجز کیا کہ قدرت سے گھبراکر اپنا ملک و دربار چھوڑ دیا شہر

بھاگے بھاگے پھرتے ہیں ان لوگوں سے قتل کرنے میں تامل ہوا تو اب یہ تیلہ جلاد کو بلا دو عیوق تو جلاد بلا دیکھ رہا
ہی لیکن میعاد ورشتک در نے گردن ہلائی صفت تیری نہیں ہنس رہا ہے کہتا ہے او نامردو یہ تم مجھکو قتل کروگے اور اگر
قضا قریب ہے میں قتل ہوا میرا آقا ستیا حد ایسے اقلیم پر ٹوٹ پڑیگا لاشوں سے تمہاری قوم کے کوہ و
بیابان بھردیگا ہر ایک حیران ہے کہ کیا بیخوف جوان ہے کہ کسی سے نہیں ڈرتا ہے نہیں یکایک جلاد آیا قریب میعاد
پہونچکر ڈرانے لگا عیوق بھی اشارہ کرتا ہے ابھی قتل کرو اسکو ڈراؤ یہ ہماری رفاقت اختیار کرے ہم اسکی خطا معاف
کرین سامان لشکرکشی کرکے مدد خداوند کو جائیں جلاد ہرچند ڈراتا ہے میعاد جواب نہیں دیتا یکایک بارگاہ
پلٹ ہوا پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب جلالتماب سطوت وصولت ماہ تابان چرخ جلالت نیر برج شجاعت شیر
بیشہ شوکت شہریار عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مع گروہ اشقر اندر بارگاہ کے گھس آیا شاپور
بھی رکاب سے لپٹا ہوا ایرج نے جو میعاد کو زیر تیغ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا شاہزادہ گھوڑے پر سے
کود پڑا اترتے ہی جلاد کو ایک طمانچہ مارا جلاد کا سر اڑ گیا میعاد کی جانب دیکھکر کہا اے برادر اٹھو تمھیں کسنے
قید کیا میعاد نے پکار کر کہا او نامردو دیکھو آج ہمارا آقا آیا اب کون مجھکو قتل کرتا ہے یہ کہکر قید توڑ ڈالی جو تھا
ہوا اٹھا لپٹوں سے خون جاری تمام اہالیان دربار دنگ ہو گئے عیوق تو مثل تصویر خاموش حیرت کا
جوش لیکن ایرج نوجوان برابر اسکے تخت کے آیا ایک پہلوان قریب تخت پر بیٹھا تھا مہلیل خونخوار
ایرج نے کہا اے جوان ذرا دنگل سے اٹھ ہم تیرے آقا سے چند باتیں کرکے چلے جائینگے اسنے کہا اے جوان بس
زیادہ سرکشی نکر ایرج نے کہا کچھ قضا تو نہیں آئی ہے اسنے خنجر مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا اسکے
چاپلپٹ پڑے ایرج نے کمر میں ہاتھ دیکے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا استخوان مہلیل کے تحلیل ہو گئے
اہالیان دربار کانپنے لگے ایرج دنگل پر جلوہ فرما ہوئے میعاد پشت پہ کھڑا ہو کر مگس رانی کرنے لگا ایک
طرف شاپور شیر دل عیوق تو چپکا بیٹھا ہے لاشہ مہلیل سامنے تڑپ رہا ہے مگر ایرج نوجوان طرف
عیوق کے متوجہ ہو کے فرمایا کیوں اے پہلوان میرے سردار نے تیری کیا خطا کی جو تو نے قید کیا زیر تیغ بٹھایا
عیوق کو اسوقت کچھ نہ بن پڑا دل میں سمجھا ذرا بھی سرکشی کرونگا مہلیل ایسے کو اسنے اسطرح پر مارا نہیں
معلوم میرا کیا حال ہوگا اب جان بچانا واجب و لازم ہے ہاتھ باندھکر اٹھ کھڑا ہوا کہا حضور معاف فرمائیے
میں نہ جانتا تھا کہ آپکا سردار ہے امیدوار ہوں مثل چاکران کمترین میں بھی خدمت میں حاضر ہوں فدا اسلام
مشرف ہوں ان باتوں سے ایرج کا غصہ اتر گیا خوش ہو گئے فرمایا اگر ہماری خوشی چاہتے ہو تو نے دو سو

خندۂ زیر لب کرتے اور مکرتے بات سے عرض کی میں تو بہت سے آپکا منت پذیر تھا شکر ہے کہ قدر بوئی مومن ہوئی مخلص
دل ہو گئی ایرج نے کلمۂ طیبہ بزبان سے ارشاد فرمایا دل میں کینہ رکھکر مسلمان ہو خیال میں ہے کہ جبھی تک جیسے
اس جوان کو قتل کرونگا اگر لڑونگا غالب آؤنگا ایسے مقام پر مکر کرنا واجب لازم ہے یہ بھی ایک فن سپاہ گری
ہے ایرج بحال ہوئے اٹھکر گلے سے لگالیا عیوق نے میاد کے واسطے خلعت منگایا شاپور شیر دل کے آگے
فرش ہوا چاہتا ہے ہر چند کہ شاپور نے کئی مرتبہ ایرج نوجوان سے چپکے سے کہا اے شہریار یہ مجکو مکر معلوم ہوتا ہے
ایرج نوجوان نے فرمایا خاموش رہو اے شاپور تمھیں آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہے یہ پہلوان ہے مکر و فریب کیا
جانے مجکو اسکے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہے اسی طرح ممالک تسخیر کرتے ہوئے انشاء اللہ تعالی تا بہ طلسم ہوشربا
جائینگے شاپور نے سر جھکالیا حقیقت میں یہ بشرہ شناسی ذات پر خواجہ کے موقوف ہے لیکن شاپور کے بھی
دل میں ضرور خیال آیا کہ یہ مکار ہے مگر ایرج نوجوان نے جو غصے سے کہا خاموش ہو رہا لیکن عیوق کو دیکھ
پلکوں سے جاروب کشی کر رہا ہے میاد کو بھی بلکل معقول دیا ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر اب رخصت
ہوتے ہیں اپنے لشکر دن کو ہمنے اطلاع نہیں کی تو شاید سمجھتے ہی چلے آئے اب سردار ہوکر اٹھتے ہونگے بہت
گھبرا رہینگے تلاش کرتے ہوئے چلے آئینگے عیوق نے عرض کی آقاے نامدار ہو گیا غدر شناس اب میں
دامن دولت نہ چھوڑونگا حضور کے ہمراہ میں بھی چلونگا ایرج نے فرمایا اے برادر ہمکو سفر دور و دراز درپیش ہے
یہ سفر نہیں سفر آخرت ہے سخت مصیبت ہے تا بہ طلسم ہوشربا جانا منظور ہے فراق اسد نامدار سے دل میں
ناسور ہے اب موقت ہمکو رخصت کرو پھر جیسی تمھاری رائے ہوگی جواب باصواب دینگے تمھارا چلنا ہمارے
ساتھ مناسب نہیں ہے خدا کی عنایت سے چار لاکھ سوار پیدل کا لشکر ہمراہ ساحر بھی ہیں غیر ساحر بھی
موجود ہیں ہر چند کہ ساحروں کا ہمراہ رکھنا مجکو ناگوار ہے لیکن جیقلاق منیمہ ابا بادشاہ طلسم سکندریہ
نے بہت معقول بات کہی کہ طلسم ہوشربا پر لشکر کشی ہے ساحروں کی ضرورت ہوگی بدون لشکر ساحران
طلسم ہوشربا میں گذرنا ممکن اسوجہ سے انکو ہمراہ لیلیا خیر خواہ کا کہنا مانا ورنہ ہمارے جد عالی تبار
عمائے جعفران نامدار ساحر کو اپنے لشکر کے ہمراہ نہیں رکھتے ہم لوگ تنہا تکیہ برات پروردگار ہے لشکر کا حال
عیوق کو سنانا آگیا قلب ٹھہر گیا سوچا کہ ایسا نہو انکے ساتھ والے ڈھونڈتے ہوئے آجائیں تو مجکو منظور ہے
نہو سکیگا کہا اچھا اے آقاے نامدار میں ابھی آپکو رخصت کرتا ہوں خدمتگار ارے تو کرلوں شراب و کباب کا
پہرہ چاہیے یہ کہکر وزیر دہن کو اشارہ کیا فوراً ساقی نیچے حاضر ہو جام مے گلفام لبریز کرکے بادۂ ... تھا

سامنے آیا ایرج کو اسکی وضع بہت پسند آئی بیچون جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کر کے سامنے میعاد و کے آیا کہا ای برادر تم بھی ہماری خطا معاف کر دو ہمنے تمھارے ساتھ بڑی بے ادبی کی اب ان باتون کو بھول جاؤ تمھاری وجہ سے وطن کو ہمنے پائی بقول ہو نظم

دین شیخ و برہمن نے کیا یا فراموش
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش
لینے گئی آہ ہوس سیر چمن کی
دم بھی نہ عاشق سے ہوا کیا فراموش
دل ہو گیا کسطرح ہو خالی مر اسودا
یہ سمجھ فراموش وہ زنار فراموش
محبوب نہ کبھی دل سے مر مصرعہ جانگا
اور ہمنے کیا خستہ دیوار فراموش
بھولا بھی نہ ہون آپکو اک عمر سے لیکن
وہ نا شنو لحرف مین گفتار فراموش
دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی وسعت
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش
یا نالے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح
مجھکو نہ کیا دل سے مین نہار فراموش

میعاد نے اٹھکے گلے سے لگا لیا کہا اب تم برادر دینی ہو شکر پروردگار ہم لوگون کے دل مین خیال بھی نہین رہتا جو گذرا سو گذرا یہ کہکر جام نوش کیا عیوق نے تیسرا جام شاپور کو دیا کہا حضرت صاحب آپ بھی پیجئے اپنے آقا کے غلام کو توسرفراز کیجئے شاپور نے کہا مجکو شراب پینے کی عادت بہت کم ہو مین اسکے کھٹکا تھا چاہا شراب نہ پیون جب شاپور نے انکار کیا عیوق بہ نگاہ حسرت طرف ایرج نوجوان کے دیکھنے لگا اور عرض کی حضرت صاحب نے ابھی ہماری خطا نہین معاف کی شراب نہین نوش فرماتے ایرج نے بہ نگاہ تند طرف شاپور کے دیکھا فرمایا برادر ایک شخص عجز کرتا ہی تمھارے مزاج مین یہ کیا بات ہی جام اسکے ہاتھ سے بخوشی نوش کرو اب شاپور کو کچھ بن نہ پڑا مجبور ہو کر جام لیلیا چاہتا ہی گریبان مین شراب کو گرا دون مین پیون مگر خوف ایرج نے مجبور کیا آخر پی ہی گیا شراب پیتے ہی آنکھون مین سرسون پھولی ساری عیاری بھولی گھبرا کر کہا ای شہریار غضب ہوا جسکا کھٹکا تھا آخر وہی ہوا ایرج بھی گھبرائے سر گردش کرنے لگا تھا تیغے کے قبضے پہ ہاتھ ڈالکر کہا ای عیوق تونے مکر کیا عیوق نے دیکھا بیہوشی اپنا کام کر چکی ہی آواز دی باش او نبیرۂ حمزہ اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین بھلا کب مسلمان ہوتا ہون پہلے دو سو خداؤن کو چھوڑون دین جدو آبا سے منھ موڑون ایرج و شاپور و میعاد نے مقام سے اٹھے اٹھتے دل بیٹھ گیا چرخ کھا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے عیوق نے کہا جلد آہنگرونکو بلاؤ آہنگر فورا آ حاضر ہوئے انکو سلاسل و مطوق کرایا ارابہ منگوا کر سوار کیا ساتھ والون سے کہا جلد تیار ہو یا نہو اسکے لشکر والے آجائین یک بیک بیکار ہو گا اب ہی نسکے ان مقابلہ کر سکیگا قلعے مین چلکر تیاری کرونگا انکو خدمت مین خداوند لقا کے بھیجونگا طرہ بیمیہ بلیگا غنچہ آرزو کھلیگا اسی وقت فوج تیار ہوئی لیکر طرف اپنے

قلعے کے چلا اب ایرج وغیرہ بیدار ہوے بیہوشی اُتری اپنے کو قید آہن مین پایا شاپور نے کہا اے شہریار ہمنے عرض کیا تھا آپنے ہمارا کہنا نہ مانا ایرج نے کہا اے شاپور ہمکو بھی یقین کامل ہے یہ ہمارا سفر آخرت ہے ہجوم رنج و مصیبت ہے کئی دن سے ملکہ بہار کی یاد مین خواب ہاے پریشان دیکھتے تھے آخر اُس کا سامنا ہوا مگر مقام افسوس ہے کہ اُس یار جانی و محبوب جاودانی نے ہمکو بالکل گوشۂ خاطر سے فراموش کیا دل تھرّاتا ہے یاد مین اُنکی کلیجہ منھ کو آتا ہے کیون اے برادر شاپور فہمید نظم

در وفا آیین و سمر دوستداران را چہ شد
همنشینانم کجا رفتند و یاران را چہ شد
در گلستان امیدم یک گل سیراب نیست
ابر رحمت را چہ پیش آمد بہاران را چہ شد
از محبت نالہ و زاری نمے آید بگوش

من گر دیوانہ گشتم ہوشیاران را چہ شد
طلسم بیدادی مین دنیا دون ندگرشت
تازہ کار یہاے ایام بہاران را چہ شد
نیست محبوبے کہ یاید حق باز ارعشق
مخفیاں را انتگاف کو بیماران را چہ شد

و ز نو میدی نمے پرسد حال من کسے
منجنیق چرخ و طرز سنگ باران را چہ شد
از زمین دل نمے روید گیاہ خرمی
طرۂ شبگون حسن گلعذاران را چہ شد
یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان بے اختیار

رونے لگا کہا اے برادر شاپور امید منقطع ہوئی کوے محبوب تک نہ پہونچے وہان ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ شاہی مین پڑین اب سب بارگاہ مین جمع ہوے ہونگے ہم اُن لوگون بے کہے چلے آئے مان میعاد لشکر دل بیقرار ہوگیا تھا لیکن وہ بھی سب برآمد ہو تلاش نکلینگے لیکن عیوق فوج پر تاکید کرتا ہے جلد چلو قلعے مین پہونچین وہان سے بھی کوچ کرین کئی مہینے مین لشکر خداوند مین پہونچینگے ساتھ والون نے عرض کی ہم سبکو جاگتی جوت کے خداوند کے دیکھنے کی بڑی ہوس ہے تین کوس سے طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی عیوق دیکھنے لگا ابا لین فوج بلکہ سب کو یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اُس جوان کی فوج والے آجائین سُن چکے ہین کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہے ایک ایک اُنمین انتہا کا زبردست ہے جان بچانا دشوار ہوگی عیوق نے بھی گرد کو دیکھکر گھیڈا روک لیا وامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جوان تاجدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پانچہزار سواران جرار پھریرے علم کے تعریف لات و منات مرقوم عیوق نے پہچانا کہا صاحبو ہماری حوالی کا بادشاہ ہے تاجدار یکہ سوار اسکا نام ہے برآمد شکار آیا ہے یہ کہکر گھیڈے کو بڑھایا اُدھر سے تاجدار نے عیوق کو پہچانا گھوڑے سے کود پڑا پوچھا اے پہلوان کہان آئے تھے عیوق نے کہا اے حضور مین برآمد شکار آیا تھا لیکن ایک شیر کو شکار کیا تاجدار نے پوچھا مفصل بیان کرو مین اس مطلب کو نہین سمجھا عیوق نے کہا حضور نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم ہوشربا کے جاتا تھا مجکو خبر ملی سُنا کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہے آپ تو میرے مزاج سے

بخوبی آگاہ ہین بوقت جنگ ایک اور لاکھ کو برابر جانتا ہون غرض یہ ہین تمام سلطان سنگر بادہ ہزار سوار
چار لاکھ پیادہ پابرکت مشہور تھا کہ یہ لوگ بڑے بہادر تھے ہین لیکن بابرکت کی ہیبت شمشیر سے بھاگ گئے اور انسے
مقابلہ پڑا خوب نیزہ چلا نوبت تلوار کی آئی آخر کشتی ہوئی مین نے زیر کیا اور ایک اسکا پہلوان آج آیا اوسکی
بھی مشکین باندھین غیاث صاحب کی بھی گردن لی مال و اسباب پر مین نے توجہ نہ کی انکو گرفتار کرکے لیچلا ہون یہ
دشمنان خداوند زمرد شاہ باختری ہین انکو وہان لیجاؤنگا طرفہ بیغیری پاؤنگا یہ سنکر تاجدار نے کہا
ای برادر اخبار مین اکثر دیکھا ہے یہ لوگ دیوزادون سے لڑتے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مار ڈالا ہے ان کے
ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین بلکہ ملک موروثی قدرت سے چھوٹ گیا عیوق نے کہا حضور دنیا کا
کیا اعتبار جو چاہا تحریر کردیا صفحات کو مضمون خیالی سے بھر دیا تاجدار نے کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا
مین ان لوگون کی صورت کا بڑا اشتیاق ہون آج اسی مقام پر اترو ایک بار رنگا دین ہم تم جیتین جلسہ شب ترکیب
آراستہ ہو اس جوان کو بھی دیکھین عیوق نے ہر چند انکار کیا تاجدار نے نہ مانا فوراً اپنی بارگاہ استادہ کرائی عیوق
کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا عیوق کو مقام صدر پر بٹھایا حملہ سردار آکر بیٹھے دونون لشکر فروکش
ہوئے ایرج کو ایک قیدخانے مین نگہبانون نے لاکر داخل کیا یہان بارگاہ مین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا
دو دو جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے تاجدار نے کہا ای پہلوان یہان اسیر جوان کو بارگاہ مین
بلاؤ عیوق نے کہا وہ ان سب باتون سے انکار کریگا کوئی اپنی ذلت بیان کرتا ہے وہ یہی کہیگا مجکو مکر سے
گرفتار کیا بادولت کو ناگوار ہوگا کہونگا قتل کرو اور منظور یہ ہے کہ خدمت مین خداوند کی لیجاؤن تاجدار
نے کہا ای رستم زمان تمکو اس جوان کا حسب نسب بھی معلوم ہے یہ دخترزادۂ خداوند زمرد شاہ باختری
ہے طاقت و جرأت اسکے رگ و ریشے مین بھری ہے یہ بھی مشہور ہے کہ یہ جوان اول مین اپنے مولود مسعود سے
آگاہ نہ تھا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا تھا اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا صدہا ملک اپنے دادا کے
تباہ کیے بعد عرصۂ دراز کے صاحبقران نے زیر کیا تب حال کھلا کہ یہ فرزند ارجمند قاسم نوجوان
کے بطن سے ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کے پیدا ہوا لہذا اس کا قتل کرنا بھی مناسب نہین ہے ہر چند کہ یہ مسلمان
ہو گیا لیکن قدرت کا نواسہ ہے اگر وہ دامنگیر ہون کہ ہمارے نواسے کو کیون قتل کیا تقدیر کرکے تمکو جانور
بنادین یا سبکی روح قبض کرلین تو کوئی کیا کر سکتا ہے قدرت کے مقدمے مین کسکو دخل ہے غصے مین اپنا ملک موروثی
چھوڑ دیا کچھ افسوس آیا یہ مسئلہ سنکر عیوق کانپنے لگا کہا حضور یہ حال مجکو معلوم نہ تھا حقیقت مین بڑی

احتیاط سے لیجا دینگے یہ کہکر بہ سبب خداوند لات و منات تم جان بخشی کو بارگاہ میں بلوائے نہیں معلوم
کیا کلام کیا ہے با بدولت کو غصہ آجاتا ہے نہیں معلوم کیا ہوتا تاجدار نے کہا جو تم بات کلام نہ کرنے دیتے لڑکے
نہ کہیگا کہ ہمکو نامرد سے گرفتار کیا ہے یقین جانیے اسکے کوئی خوف جانیگے آخر عیوق ناچار ہوا داروغہ
زندان خانے کو حکم دیا تینوں جوانوں کو بارگاہ میں لاؤ لیکن اُٹھکر داروغہ کو سمجھا دیا کہ اسکو تسکین دینا کہ تجھکو
قید سے رہا کردینگے جو کچھ پہلوان صاحب کہیں اسکو قبول کرنا داروغہ نے جاکر سمجھا دیا داروغہ قید خانے
میں آیا ایرج سے کہا اے جوان تمنے تمھاری جان بخشی کی تدبیر نکالی ہے ہمارے پہلوان صاحب کے قریب ایک دور
قلعہ ہے تاجدار بیگ سوار ہاں کا حاکم و ناظم ہے اسوقت برائے ملاقات ہمارے آیا ہے تم کو دیکھنے کو بلایا ہے کہدینا
ہمنون کشتی پہلوان صاحب نے ہمکو زیر کیا ہے تمکو قید سے چھوڑ دینگے ایرج نے کہا بہت خوب
داروغہ صاحب ہمارا کیا نقصان ہے جان بخشی کرادیجیے داروغہ خوش ہو گیا سر زنجیر تھام کر لے چلا میعاد و
شاپور گھبرائے کہ دیکھیے اب بارگاہ میں کیا قیامت ہوتی ہے یہ تند خو شعلہ مزاج اس ملعون کے قبضے میں ہے خدا
انکی جان بچائے ایسا نہو شیر بپھر جائے بارگاہ میں آکر پہونچے ایرج نے بطریق اسلام سلام کیا
تاجدار جمال جہان آرا دیکھکر محو ہو گیا حیران ہو کر صورت زیبا کو دیکھتا تھا پشت پر دستہ پہلوان پوچھا
عیوق سے پوچھا یہ پہلوان اسکا رفیق ہے پہلوان تو رفاقت کرتے ہیں کہ زیر ہوں اس نے اسکو اس بات پر قبول کیا ہوگا
زیر کیا ہوگا عیوق نے کہا میں نے یہ دریافت نہیں کیا میں تو صرف گرفتار کرکے لے آیا آپ دریافت کیجیے
تاجدار نے بفصاحت و بلاغت کہا کیوں اے شہریار اس جوان کا کیا نام ہے آپ نے اسکو بمردی زیر کیا کیونکر
رفیق اپنا بنایا ایرج تو کچھ نہ بولے لیکن میعاد نے کہا اے تاجدار مجھ ایسے ہزاروں رفیق ہیں میری حقیقت کیا
ہے میں ان سب پہلوانوں میں ذلیل و حقیر ہوں یہ نبیرۂ حمزہ زرّیں قامت ثانی سلیمان سرفتنہ ملک
باختر بہادر روزگار افسر اس میں تمکو تعجب کیا ہے تاجدار نے کہا اے ایرج نوجوان تم نے کچھ جواب نہ دیا اس
حوالی میں اگر ساری جرأت و لیاقت ڈوبی ایرج نے غصے میں کچھ جواب نہ دیا لیکن شاپور بول اٹھا اے
بادشاہ یہ بیحیا عیوق نہایت مکار و جعلساز ہے مسلمان ہوا ہمو تھی دیکر ہمکو پکڑ لیا اب تمھارے سامنے
جرأت بگھارتا ہے بیحیا بے غیرت یہ سنکر عیوق غصے میں کانپنے لگا کہا کیوں عیار تیری شامت آئی ہے بڑا
زبان دراز ہے ابھی جلاد کو بلاؤں ایرج نے ہنسکر کہا بھائی شاپور خاموش رہو اے بادشاہ میاں عیوق صاحب
نے ہمکو بمردی زیر کیا صاحب ہمارا کچھ زور نہ چلا یہ بہت سچے ہیں آخرش پوچھنے سے مراد کیا ہے تاجدار نے

کہا مجکو یقین نہین آتا ایسے ایسے تو آپ کے رفیق ہین ہر کس و ناکس کی مجال ہی کہ آپکو زیر کرے ایرج نے کہا
اگر تمکو یقین نہین آتا شاید نہ زیر کیا ہوگا ہمارا عیار سچ کہتا ہوگا تاجدار نے کہا آپکو اپنے دادا جان کے
سر کی قسم جو مفصل گذرا ہو ارشاد فرمائیے مجکو نہایت انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی جب تاجدار نے
قسم دلائی ایرج نے کہا ای بادشاہ عیار تو کہہ چکا یہی حقیقت ہی عیوق بڑا صاحب جرأت ہی تاجدار نے کہا
کیون میان پہلوان صاحب آپنے سنا تمنے بیہوشی دیکر ایسے شیر کو گرفتار کرلیا یہ کیا جرأت ہی تمکو شرم آنا چاہیے
جرأت کے نہایت خلاف ہی یہ سنکر عیوق بہت بگڑا کہا ای تاجدار تمنے کہا تھا مین فقط دیکھنے کو بلاتا ہون
اب یہ بیہودہ باتین کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤگے تاجدار نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا او بیحیا مین مثل تیرے نامرد نہین ہون مین ہرگز اس جوان کو نہ جانے دونگا مجکو بہت ناگوار خاطر ہوا
مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی دربار خداوندی مین تو کیا جائیگا وہان سب انکے بزرگ موجود ہین تم ایسون
کو چیر پھاڑ کر پھینک دینگے مین تجھ سے سب طرح موجود ہون یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے اٹھا جبتک تاجدار
اٹھے اس نامرد نے تلوار کا ہاتھ مارا تاجدار کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھا کر اسنے ہاتھ مارا عیوق تو ہٹ گیا
دوسرا پہلوان بیچ مین آیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لینا لینا کہکر سب اٹھ کھڑے ہوئے عیوق نے پلٹ کر آواز
دی ارے یارو دیکھتے کیا ہو ایرج کا سر کاٹ لو اسنے ہمارے سمجھانے پر عمل نہ کیا صاف صاف کہدیا
جلاد تیغہ پکڑ کر جھپٹا ہمراہیان تاجدار بھی اپنے آقا کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہوے باہر لشکرون مین
بھی تلوارین کھینچ گئین لیکن تاجدار زخمی ہو چکا تھا لڑکھڑا رہا تھا ہی تاج سر سے گر گیا سر سے خون جاری زخم
کو باندھا ہی پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کی محبت مین قتل ہوتا ہون ایرج زنجیر ہلا کر اٹھے کہا ای تاجدار
نہ گھبرا اتنا جلاد نے جھپٹ کر تیغہ مارا کہا او قیدی سرکشی کرتا ہی ایرج نے ہتھکڑی اٹھا دی ہتھکڑی کا ٹی
ایرج نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا
جلاد کی تلوار اٹھا لی مگر کئی زخم کھائے لیکن میعاد کو بھی رہا کیا شاپور بھی چھوٹا میعاد نے اٹھتے اٹھتے
ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کھینچا بارگاہ تھرائی ستون اسنے نکال لیا عیوق و تاجدار کو دو کر
باہر آئے کئی سو ساحر بارگاہ مین بے میعاد نے ستون ہلانا شروع کیا جوان زبردست ہی چار چار کے سر
پھٹ رہے ہین پیچھے ستون مین بیٹھے ہوئے شاپور نیچہ پکڑ کر پشت ایرج کے آیا ایرج نے اک جوان کو مار کر
گرایا تاجدار نے گھٹنے ٹیک دیے تھے ایرج لڑتے ہوئے قریب تاجدار کے آئے شانہ تھا مکر فرمایا ای برادر

ہوشیار ہو لو مرکب پر سوار ہو تاجدار نے آنکھیں کھولکر ایرج نوجوان کو دیکھا دریائے خون میں نہائے ہوئے
مگر مجھکو بچا رہے ہیں ملازمان عیوق جھپٹ جھپٹ کے آتے ہیں ایرج نوجوان سینہ سپر کیے کھڑے ہیں جو
آگے بڑھا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا یہ مہربانی دیکھکر پکار اُٹھا اللہ جان آپکے ناخن پا پر سے نثار ہو حضور
آپ اپنے کو بچائیں ان نامردوں کا چہار جانب سے بلوہ ہے ایرج نے نہ مانا تاجدار کو گود میں لیکر گھوڑے پر
سوار کیا ملازمان تاجدار بھی گرد آگئے ایرج نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا میعاد نے قیامت برپا کر دی ہے
جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے کسی پر ستون مارا وہ پرا ٹھا ہو کر رہگیا اگر کوئی سیلوان قریب آگیا میعاد ڈپٹ پڑا
چیر کر پھینک دیا ایرج نوجوان نعرہ کرتے ہوئے طرف عیوق کے جاتے ہیں یہ نامرد بھاگا بھاگا پھرتا
ہے ہاہالیان فوج سے کہتا ہے ارے یارو اس جوان کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو تاجدار کو قتل کرانے غضب کیا گویا خاص
اسی واسطے آیا تھا معلوم ہوتا ہے یہ پیغمبر سے مسلمان تھا اگر اس جنگ سے بچا اسکے ملک پر گدھے کا ہل پھیر دونگا
تمام قلعے کو کھدوا ڈالونگا تم سب ملکر گرفتار کر لو ساتھ والے کہتے ہیں حضور آپ بھی بادشاہ ہیں یہ بھی
ناظم عالی جاہ ہیں آپ کے انکے مقابلہ ہو تو نہ سب ہی بڑھکر قتل کیجیے سزا دیجیے عیوق کی جان پر بنی ہے
ایرج نوجوان سے حیران پریشان ہے قصد ہے کہ جان بچا کر نکل جاؤں کبھی دل میں افسوس کرتا ہے میں کس حصول کے
واسطے شکار کے کیوں آیا تقدیر نے کس بلا میں پھنسایا اب تو موت کا سامنا ہے اگر بچ جاؤں تو
سمجھوں کہ بطن مادر سے دوبارہ پیدا ہوا یہاں میدان کارزار میں تو یہ رنگ ہے ایرج نوجوان بے حد پا
پہلوان مار میعاد بھی بجوش و خروش لڑ رہا ہے تاجدار بھی حمایت پر ایرج کی سنبھلا ہے لیکن ملکہ شیشہ نوش
ملکہ انجم ماہ رخسار شہزادہ صیقل جرار نیلم و فیلم وغیرہ تمام سرداران ایرج نوجوان بارگاہ میں آکر جمع ہوئے ملکہ
شیشہ نوش نے گھبرا کر پوچھا مدعا جو کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہے کچھ کہی وہ کیوں اسقدر بیقرار ہیں کہ مجھ سے بھی بات نہیں کی
اسی زمانے میں میعاد غائب ہوا اب سب جیسا جو نے دیکھا انکو اپنے ملازم کا اس قدر پاس ہے سب سنے
دیکھا کہ شب کو قاعدہ بھی نہیں نوش فرمایا شاپور شیر دل کو پراے خبر روانہ کیا تھا میں جب سو کر اٹھی تو
کنیزوں نے خبر دی کہ شاپور بوقت سحر گھبرایا ہوا آیا کچھ اُنسے کہا وہ بہشت مرکب پر سوار ہو کر گئے آپ سب صاحب
یہاں تشریف رکھتے ہیں اتنا دریافت کرا دیجیے کہ کہاں تشریف لیگئے سب نے عجب بجوابی ہر چند کہ تھے ہاتھ مار کر ہزاروں
پہلوان قتل ہوگئے تمام دنیا کے نامرد اس شہریار کے نام سے جلتے ہیں ایسا نہ ہو کوئی آفت پڑے میں بد نصیب
کدھر جاؤنگی ماں باپ مارے گئے بعد ذات پروردگار آپ ہی کا سہارا ہے ہر وقت انکی سلامتی کی دعا

کرتے ہین یہ ملکہ شیشہ مے نوش نے جو کہا نیلم فیلم تلوار ٹیک کر اُٹھے صیقل نے اسباب سحر سنبھالا کہا حضور
آپ نہ گھبرائین ابھی جا کر تلاش کرتے ہین کسکی مجال ہے جو اُن پر دست انداز ہو آپکے تصدق سے ہم خونکے دریا
بہادین طبقے زمین کے ہلا دین ملکہ صیقل نے نیلم و فیلم وغیرہ ساحرونکو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نہ کرین
آپ پہر دو پہر مین دو چار کوس جائینگے ہم اتنے عرصے مین سیکڑون منزل کی خبر لائینگے لیکن نیلم زنگی و فیلم زنگی
کم سنی سے شاہزادے کے ساتھ ہین کہا اے شاہزادہ صیقل بخدا ہمکو بالکل خبر نہین ورنہ ہم لوگ اُنکو تنہا
جانے دیتے ہمین بُرے بُرے خیال ہین ہم بلازم نہین ہین عاشق جمال ہین اُنکی ذات سے عزت و آبرو
ایسے سردار جو شخص کسکو نصیب ہوتے ہین صیقل نے کچھ جواب نہ دیا مرکب تند سحر پر سوار ہو کر چلا انجم ماہ خسار
طاؤس زرین پر سوار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا ملکہ شیشہ مے نوش کے قدمونکو بوسہ دیا کہا لونڈی
ابھی جا کر تلاش کرتی ہے یہ دونون سرداران عالی وقار جو چلے اب تو لشکر مین کمر بندی ہونے لگی جتنے شناور
چلا ملکہ شیشہ مے نوش نے کہا کیا مین بدنصیب اُنکی دشمن ہون سب صاحب خیرخواہ جان نثار ہین مجبور ناچار
مرغ زرین نبی تخت پر بیٹھی رہون یہ فرما کر اُٹھین تمام سردارون نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کل لشکر چلا لیکن
ایسے نوجوان یہان مصروف جنگ ہین ہم اسیان عیوق اپنی جانسے تنگ ہین ہزار ہا مارے گئے جس نے
مہلت پائی نکل گیا عیوق زخمی ہو چکا ہے لیکن قضائے کار اس حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعے کو قلعۂ سراب
کہتے ہین ملکہ سراب جادو خراج گزار افراسیاب اس قلعہ کی حاکم و ناظم ہے اسوقت کسی ضرورت سے بیرون
قلعہ آئی فوج ساحران فروکش ہے اگر کرسی پر بیٹھی سیر صحرا دیکھنے لگی افسران فوج خدمت مین حاضر ہین ملکہ سراب
نے افسرون سے کہا آپ لوگون کو کچھ خبر ہے کہ طلسم ہوشربا کی کیا کیفیت ہے ہم اس حوالی مین رہتے
ہین یہان ہمیشہ سال جانے کا اتفاق نہین ہوتا لیکن طائر سحر نامہ پہونچا گیا تھا کہ کوئی جوان اسد غازی
جوان حجازی بارادہ طلسم کشائی آیا سرداران شہنشاہ اُسکے شریک ہوئے کچھ عیار کچھ سردار ہین شاہنشاہ
سے اُٹھ پہر آمادہ حرب و پیکار ہین مرقوم تھا کہ لشکر تیار کر کے آؤ اسوقت مین شراکت واجب و لازم ہے ہمارے
ملک مین انقلاب خیرخواہان شہنشاہ بیقرار و بیتاب ایک تاجر نے بھی آکر خبر بیان کی کہ کئی سو ملک باغیون
نے قبضے مین کر لیے ہین لہذا سامان سفر تیار ہوا اسی مہینے مین ہم کوچ کرینگے یقین ہے جب سرحد بندون پر پہونچینگے
شاہان دربند سے مفصل حال معلوم ہوگا اگر باغیونکا خاتمہ ہو گیا واپس آئینگے ورنہ تا بہ طلسم ہوشربا
جائینگے سردارون نے عرض کی حضور وہان کے حالات سنتے ہین کہ ایک ایک دن مین دو دو لاکھ کا

کیفیت ہو اصد ہا ملک شہنشاہ کے ویران ہو گئے وہ شاہان جلیل شہنشاہ کے کفیل جو دو دو لاکھ فوج اپنے
قبضے میں رکھتے ہیں اُن بڑے شاہون نے شکستین کھائین بہتیرے نمکحرام بدانجام اُس طلسم کشا کے شریک
ہوئے آپکے قبضے مین قلعہ مختصر فوج بھی بہت کم تر وہان آپ کی کیا سماعت ہوگی صُرصر جادو نے کہا اگر نہ
جائینگے بڑی بدنامی ہے ایسے وقت مین عدم شرکت نمکخوار کی ناکامی ہے یہ ذکر تھا کہ صرصر جادو نے سر اُٹھا کر
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی چند سوار پیدل خستہ شکستہ زخمدار منتشر بیقرار بھاگے ہوئے چلے آتے ہین صرصر نے دیکھ کر
کہا صاحبو کہان سے کے پڑے یہ لوگ کس سے لڑے ظاہر ہو کہ شکست کھا کر آئے ہین انکو جلد بُلا کر میرے پاس لاؤ
کئی دن ہوئے مین نے خبر سُنی تھی کہ پوتا صاحبقران کا بڑے زور شور سے آیا طلسم اسکندریہ پہ قبضہ کیا کئی
شاہزادیان اُسپر عاشق ہوئین ساحر وغیر ساحر اُسکے ساتھ جمع ہین اُس لشکرکش کا قصد ہے کہ طلسم
ہوشربا مین جاؤن طلسم کشا کا عزیز غریب ہے مجھکو یقین نہ آیا اسوقت اُس چیز کا ظہور ہوا چند ساحر دوڑ کر چلے
گئے اُن زخمیون کو لیکر سامنے صرصر جادو کے آئے صرصر نے گھبرا کر پوچھا تم لوگ کون ہو یہ کہان شکست کھائی کس سے لڑائی
پڑی انھون نے کہا حضور ہمارا افسر عیوق کوہ پیکر آج شکار صحرا مین گیا ایک رفیق نبیرہ حمزہ کا بھی وہان آ یا
اُنکے مزاج مین تو جرأت ہے اسکو زخمی کرکے پکڑ لیا یہ خبر نبیرہ حمزہ کو پہونچی وہ بلا تکلف شیرانہ دریا مین گھس آیا
اپنے رفیق کو چھوڑا لیا ایک پہلوان کو اُنکے سامنے مار ا میان عیوق کو بھی للکارا یہ گھبرا گئے گڑگڑانے لگے
مختصر یہ کہ مکر سے رفاقت کی بیہوشی دیکے پکڑ لیا وہ لوگ تو صاحب اقبال ہین تاجدار یگانہ سوار اپنا ہم نسب
اُنکی ملاقات کو آیا بلا وجہ اُسنے ایرج کا ساتھ دیا قید سے چھڑا لیا اب حضور لڑائی ہو رہی ہے پہلوان صاحب
بھاگے بھاگے پھرتے ہین اب تو یقین ہے قتل ہو گئے ہونگے صاف تو یہ ہے ہم لوگون کا بہ نہ چلا سکا زخمی ہو کر
بھاگ آئے وہ جوان بڑا صف شکن تیغ زن عالی ہمت صاحب جلالت حسین جمیل شیر بیشہ ریاست آفتاب
عالمتاب آسمان امارت اُس زور شور سے لڑا کہ صفون کو درہم و برہم کر دیا ہمنے ایسا حسین نہین دیکھا یہ سُنکر
صرصر جادو نے کہا لو صاحبو سامری جمشید نے کیا مژدہ سُنایا مین حیران تھی کہ طلسم ہوشربا مین کیا لیکر جاؤ
دربار شہنشاہ مین کیونکر بار پاؤن مگر یا سامری و جمشید تمھارے صدقے یہ خوب تحفہ نایاب ملا مین شہنشاہ
کے سامنے یہ عرض کرونگی حضور مین بہ امداد خداوند لقا گئی وہان سے اس جوان کو پکڑ لائی سب نے
کہا حضور حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین جلد سوار ہو جیے صرصر جادو اک طاؤس پر سوار ہوئی نفیر
سحر بجا با ایان لشکر سے کہا تم تیار ہو کر آنا بلکہ کیا ضرورت ہے یہ کہکر طاؤس بلند کیا مثل طائر وہم و خیال

ساحرونکی نگاہ سے طاؤس مخفی ہوا چشم زدن مین اُس راستے کو طے کر گئی ایک پہاڑ پہ آکر ٹھہری نگاہ اٹھا کے دیکھا ہنگامہ گیرودار بلند ہو تا جدار یکہ سوار کو پہچانا عیوق کو وہ بیکر کو دیکھا زخمی گینڈے پہ سوار اُسکی صورت سے بھی نگاہ آشنا ہو کہ اسی حوالی کا یہ بھی رہنے والا ہو ایک جانب جو یکا نگاہ کو دوڑایا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال رستم خصال آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحب جاہ و تمکین خوشخو خوش آئین خوبصورت خوش مزاج مردان عالم کے سرتاج نظم مسدس

دام دلہائے حسین حلقۂ موے خمدار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ بھی بانکی دستار
تار مو بعث ہندو کے لیے بھیجے زنار
جسم انور پہ قبا صاف مرصع زرکار
صاف پیشانی سے تھے بخت بلندی پیدا
چاند تھا ماتھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

ابرووں مین جو بل آجائے نصیب اعدا
لوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہو حیا
قوس کا تیغ ہلال آکے اُتارے چلا
آنکھ جس بُت پہ پڑی اُسکو مسخر ہی کیا
شیر سے بھی نہین نہار جھپکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خود بینی
منھ پہ وصف دہن آئے تو ہو نکتہ چینی
خودستائی نہین مومن کو کم از بیدینی
شیرین لب چاٹ بے باتون مین ہو وہ شیرینی
طور کا نور ہو دندان سنور سے عیان
معجزہ عیسی مریم ہو لبون مین پنہان

جمال بمثال اس نوجوان کو دیکھکر صرصر جادو نے سینے پہ آہ کرکے ہاتھ رکھ لیا گل چینی گلشن جمال کی کی تھی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی اس عرصے مین اس نوجوان نے لڑتے بھڑتے قریب عیوق کوہ پیکر کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اس نے غصے مین تھا بڑھ کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالدیا تا مین پیچ تھا یا دست زبردست پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے چور رنگ ہوائی کیا صرصر اُچھل پڑی خود بخود تعریفین کرنے لگی یہان عیوق کا مارا جلنا تھا یان فوج کا گھبرانا صدائے الامان بلند ہوئی رومال سے ہاتھ باندھکر افسر سامنے اس کے آئے اس نے انکی خطا معاف کرکے کلمۂ طیبہ پڑھانے کا فرمایا

سب لاصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادہ گھوڑے سے اُترا تاجدار یکہ سوار نے بھی قدمون کو بوسہ دیا
یہ تو صدق دل سے مطیع ہو چکا تھا ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تاجدار کو برادر کہہ کے گلے سے
لگا لیا اور شاپور سے فرمایا لشکر فروکش ہو اسی طرح چلے چلو اہا یہان لشکر ہمارے پریشان ہونگے تاجدار
نے عرض کی ایک پہر بھر کے واسطے بارگاہ مین تشریف لیچلیے مین اپنے زخمیون کو اٹھوا لون پھر حضور جہان
چلینگے ہمراہ ہون عمر بھر زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگا ایرج نے سر جھکا لیا کہا ای برادر تردد یہ ہے کہ ہم اپنے
سردار کے چھوڑ آئے انکو چلتے آئے تھوڑی دور پر چار لاکھ سوار و پیدل فروکش ہین سب گھبراتے ہونگے بلکہ ہمین
تلاش کرتے آتے ہونگے تاجدار نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکر زخمیون کے اٹھوانے مین مصروف ہوا
ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا تم بھی شراکت کرو شاپور بھی جاکر انتظام کرنے لگا ایرج نوجوان زیر
سایۂ نخل تنہا ہے ہین میعاد بھی اپنے کو درست کر رہا ہے شراب جادو بیقرار ہوئی کڑک کر ایرج پر گری
پنجہ کمر مین دیکے لے اُڑی لشکر مین ہلڑ ہوا سراب چشم زدن مین غائب ہوگئی لشکر مین ہنگامہ ہوا تاجدار نے
پلٹ کر دیکھا شاہزادہ کھڑے کھڑے غائب سر پیٹتا ہوا دوڑا میعاد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہ یارو یہ کون دشمن تھا
کہ جو شاہزادے کو لیگیا ہمکو داغ دیگیا کبھی کہتا ہے یارو کوئی نامرد تھا سامنے آتا تو مثل کرباس کہنہ چیر کر
پھینک دیتا دشمن تھا کہ جو شاہزادے کو لیگیا شاپور کے ہوش اُڑگئے اتنا تو اُسنے کہا کہ یارو کسی ساحرہ کا
کام ہے آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون ہاے کیا غضب کا مقام ہے ملکت ملک ان
شیرون کا نام ہے جا بجا انکے دشمن موجود ہین حافظ حقیقی حفاظت کرے میعاد نے کہا اے شاپور مین بھی ساتھ چلون
شاپور نے کہا تمہارا کام نہین ہے یہ کہکر لباس عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف صحرا کے بھاگا میعاد وغیرہ
کھڑے ہوئے رو رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی شاہزادہ صیقل آئینہ وار بعد اُسکے ملکہ انجم ماہرخسار وغیرہ
آکر پہونچے آتے ہی یہ حال مصیبت مآل سُنا ملکہ انجم ماہرخسار گھبرا گئین میعاد نے تمام کیفیت بیان کی کہ
شاہزادہ ہمنے لڑائی فتح کی مجکو رہا کیا ابھی ابھی کوئی شاہزادے کو اُٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی
ملکہ شیشہ جم نوش بصد جوش و خروش آکر پہونچین دیکھا سب سردار مضطر ہو کر رو رہے ہین شیشہ جم نوش نے پوچھا
یارو خیر تو ہے صیقل نے عرض کی حضور ابھی ابھی کوئی انکو اُٹھا لیگیا حقیقت مین کسی ساحر یا ساحرہ کا کام ہے غلام
پھر جاتا ہے لشکر کو حضور اسی مقام پر رکھین ایسا نہو لشکر مین کمی ہو مزاج مین سردارونکے برہمی ہو اکثر اس حوالی کے
قلعہ جات کا بھی نام جانتا ہون بعض بعض کو پہچانتا بھی ہون اس حوالی مین صرف ایک قلعہ ساحرہ کا ہے

شہراب جادو انکی حاکم و ناظم ہے یہان کا خراج اکثر ہمارے طلسم سکندریہ مین آیا ہے پہلے مین اسی قلعے پر جاؤنگا جہانتک ہوسکیگا پتہ لگاؤنگا شیشہ ملنوش کی آنکھونسے آنسو جاری ہوئے کہا بچیا بدنصیب کو کیا سمجھاتے ہو کیون مجھہ ہجران دیدہ کو بہلاتے ہو جسدن سے اُسپر بلا نازل ہوئی ایک دن چین نپایا سالہاسال قید رہی خدانے فضل کیا تھا کہ طلسم فتح ہوا اگرچہ مقدمہ سفر تھا مگر شب کو ایک مقام پر ہوتے تھے ایسا نہو انکو کوئی قتل کروائے اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھنے لگی نظم

هرگز بدان بوصل تو یکجا گریستم
از غم برون بشهر و بصحرا گریستم
چون چشمه چشم من نشد از گریه بهر منکر
گاهے نشد بیا و تو تنها گریستم
کردم ز بسکه بر سخن ما لبسان عمل
شهر گشته و تنگ من اور اگر گریستم

امروز به جدائی فردا گریستم
کشتیت مجنونم نشد از آب دیده سیر
روزانه گریه کردم و شبها گریستم
چون نخل آبدیده ز بالین باغ دهر
آخر بجرم مردم دانا گریستم

از پرده ما برون نه فتد راز عشق دوستان
گویا چو ابر بر سر دریا گریستم
یک خلق را بگریه در آورد گریه ام
بارش نمود از همه اعضا گریستم
سود او وصال یار به عمر چو بہشت داد

ملکہ انجم ماہ رخسار قدموں کی ملکہ کے لپٹ گئی کہا حضور بخوبی آگاہ ہین یہ کنیز بھی عاشق جمال بیمثال شاہزادہ والاقدر ہے لیکن آپنے بڑی مصیبتین اُٹھائین مگر برائے خدا صبر کیجیے دل پہ جبر کیجیے ورنہ لشکر آپکے گھبرانے سے تباہ ہوجائیگا ملکہ شیشہ ملنوش تخت سے اُتری تاجدار نے لاکر ملکہ کو داخل بارگاہ کیا صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار تلاش کرتے ہوئے چلے مگر سہراب خانہ خراب جب اسیچ کو لیکر اُڑی شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر بلائین لینے لگی جی مین کہتی ہے کہ شہراب جادو کیا افراسیاب کہان طلسم ہوشربا اس یوسف ثانی کو لیجا کر اُس گرگ کے حوالے کرون وہ دشمن رہزن اسکا خون بہائے مین خود اپنی جان اسپر نثار کرونگی زور و طاقت مین بے نظیر ہے اسکو سحر ساحری سکھاؤنگی شعلہ جوالہ بناؤنگی نیکی اسکی تو آنکھون مین سحر ہے اسقدر وصل کی خواہش ہے دل سے کہتی ہے اسی صحرا مین کہین ٹھہر کر وصل حاصل کرون جوان ہے جب ذوق و شوق ہے فوراً قبول کریگا لیکن فی الفور دنیا زیر و زبر ہے یہ دلسے باتین کرتی ہوئی جاتی تھی کہ دیکھا اہالیان لشکر آتے ہین ساتھ وہ لوٹ اتنے عرصے مین بارگاہ سے لدوائے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے سب نے اپنی مالکہ کو دیکھا اک جوان کو بغل مین دبائے ہوئے آتی ہین فوراً آمد ہو باندھکر سلام کیا سہراب جادو وَتر پڑی کہا جلد بارگاہ استاد کرواب مجکو احوال معلوم ہوا ایہہ نوجوان اسکا نام ہے نبیرہ خداوند عالی مقام ہے اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا بیشک تنہا اسکو سمجھا کے خداوند لقا

کو سجدہ کیا اُون ملازمون نے جھٹ پٹ بارگاہ دستا دکی اسباب عیش و نشاط آراستہ کر دیا لشکر اسی مقام
پر اُتر پڑا شُعراب ایرج کو لیکر اندر بارگاہ کے آئی ایرج کو مسند پر بٹھلایا لیکن ابھی ہوشیار نہین کیا آپ بناؤ
کرنے لگی جوڑا نکالکر پہنا روسیاہ نے مستی بھی لگائی عطر لگانے لگی ایسی اترائی دولہن بنی گھونگھٹ نکالا شراب
کباب قریب رکھ لیے پہلو مین سر جھکا کر بیٹھی ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی آنکھ کھلی دیکھا ایک بارگاہ نہایت
آراستہ و پیراستہ یون پلٹ کے دیکھا ایک جادوگرنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے گھونگھٹ نکالا ہے کنکھیون سے دیکھتی
ہے کبھی مسکراتی ہے کبھی سر جھکاتی ہے ایرج حیران کہ خداوندا یہ کیا مقام ہے چاہا اُٹھین پانون سحر سے بیکار رکھے
اور زیادہ گھبرایا آخر کہا نیک بخت تو کون ہے شُعراب جادو نے نازسی مسکرا کر کہا صاحب مین خود حیران ہون تم میری
بارگاہ مین کیونکر چلے آئے مین شرم سے مری جاتی ہون تمھارے تیور دیکھکر گھبراتی ہون لیکن اگر چلے آئے کیا مضائقہ
ہے ہمارے مہمان عزیز ہو شراب کباب حاضر ہے مین کیا کسی بات سے انکار کرونگی مہمان نوازی کی ہمارے مذہب مین
بڑی تاکید ہے ایرج نے کہا ارے یہ تو بتلا مجکو یہان کون لایا مین تو لشکر عیوق کوہ پیکر سے لڑ رہا تھا
اُسکو قتل کیا اہالیان لشکر اُسکے مطیع ہوئے اتنا یاد ہے کسی نے کمر مین پنجہ دیا مین بیہوش ہو گیا اب آنکھ
کھلی اپنے کو اس مقام پر پایا الفصاحت بلاغت ایرج نوجوان نے جو گہر ریزی زبان معجز بیان سے کی
شُعراب جادو تڑپ گئی بیقراری مین گھونگھٹ اُلٹ دیا کہا اے جوان مین کاہیکو چھپاؤن صاف یہ ہے کہ ملکہ
شُعراب جادو اس ملک کی شاہزادی ہون تیری خبر سنکر قتل کرنے گئی تھی لیکن تیرے خنجر ابرو نے گھایل کیا ہوئی شکر کر کہ
مجھ ایسی شاہزادی تیرے اوپر مائل ہوئی اب اُن عید ہے شب برات ہے میری صحبت مین بہت رضامند ہوگا
ملک کی مالک صاحب اختیار ہون جو چاہون کرون کوئی میرا روکنے والا نہین ہے یہ سنکر ایرج نوجوان کو
غصہ آیا کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہے کہ مکر کرکے اُٹھا لائی بس بہتر یہ ہے کہ سامری و جمشید پر
لعنت کر مطیع اسلام ہو تجکو اپنے لشکر کا افسر کرونگا شُعراب قہقہہ مار کر ہنسی کہا اے جوان مین خود چاہتی ہون
تجکو سمجھاؤن خداوند کا نواسہ ہو کر اُس سے برگشتہ ہو بڑے تاسف کی بات ہے کہ خداوند زادی کے
بطن سے پیدا ہوئے مذہب خدائے نا دیدہ کے شیدا ہوئے ہین چلکر تیری خطا معاف کرا دونگی قدرت کچھ
نہ کہینگے افراسیاب جو تیرا دشمن ہے وہان نہ لیجاؤنگی ابھی تو برسون برس یہان عیش ہو کرو کسی زمانے مین
لیجاؤنگی تمکو تخت پر بٹھاؤنگی سحر و ساحری سکھاؤنگی ایرج نوجوان کو ان باتون مین بہت غصہ آتا ہے کلمات
سخت و سُست کہتا ہے شُعراب جادو منت خوشامد کر رہی ہے جب شاہزادہ نہین مانتا تو جھنجھلا کر تیغ کھینچتی ہے لازم

اُسکے دروازے پر حیران کھڑے ہین آپس مین چرچے کر رہے ہین کیون یارو تنہائی مین قیدی سے کیا باتین ہو رہی ہین کوئی کہتا ہے عاشق ہوئی ہے کوئی کہتا ہے خداوند کی تصویر کو سجدہ کرا رہی ہین غرض سب نے دیکھا ایک جادوگر لشکر مین آیا پوچھتا پھرتا ہے یہ کن صاحب کا لشکر ہے لوگون نے نام بتایا کہ ملکہ سُراب جادو حاکم قلعہ سُرابیہ یہان اُتری ہین نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرکے لائی ہین تنہائی مین کچھ سمجھا رہی ہین مگر ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ شخص ٹھ اسر کش ہے مفصل حال معلوم نہین ہوتا کہ کیا گزر رہی اُس جادوگر نے کہا کہ جا کر ملکۂ عالم سے کہدو کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے نامہ بھیجا ہے ہمکو جلد اپنے پاس طلب کرین ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی شہنشاہ تم لوگون کے بھروسے سلطنت نہین کرتے ہین ہزارون کوس کی خبرین طائران سحر پہونچاتے ہین یہ سُنکر جادوگر گھبرائے وہ مصاحب خاص اندر بارگاہ کے آئے دیکھا عجیب طرح کا جلسہ ہے وہ قیدی تو گالیان دے رہا ہے ملکہ منتین کرتی ہین اُن ساحرون نے کہا حضور کچھ آپکو خبر ہے شہنشاہ نے نامہ بھیجا ہے سُراب جادو گھبرا گئی چونکہ ایرج سے عشق دلی ہے فراق گوارا نہین ولی بیتابی مین چارہ نہین جلد باہر نکل آئی دیکھا ساحر سیہ فام کھڑا شل ہاتھی کون نے جو کہا ملکۂ عالم خود تشریف لائین ساحر نے جھک کر سلام کیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ملکہ سُراب جادو نے نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کیا ہے حکم ہوا جلد جا کر اُسکو لے آؤ خداوند کے نواسے کو ہم اپنے طور سے سمجھا لینگے نہ مانیگا تو سزا دینگے سُراب جادو نے سر جھکا لیا سوچنے لگی بڑا غضب ہوا اسکی جدائی مین کیونکر زندگی بسر کرونگی تڑپ تڑپ کے مرونگی جادوگر نے نامہ مہری شہنشاہ کا جھولی مین سے نکالا کہا ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے نامہ دیکھکر سُراب اور زیادہ گھبرائی کہا اچھا میان ساحر صاحب گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہم تمھارے واسطے خلعت وغیرہ منگائین ہمکو تردد یہ ہے کہ اسکے مددگار بہت ہین تم اتنی دور لیکے جا نہ سکوگے ہم لشکر سمیت لیکر آئینگے ساحر نے کہا اچھا خوشی آپکی بارگاہ مین چلیے ہم بھی ذرا اُس قیدی کو دیکھین آپکے مطلب کو بھی ہم سمجھے وہ مطلب بھی ہماری خوشی سے نکل آئیگا سُراب نے کہا میان ساحر صاحب ہمارا مطلب کیا ہے ساحر نے کہا اب اس بات کو نہ پوچھیے ہمنے اک زمانے کو دیکھا ہے آپکی صورت دیکھکر پہچان گئے ہین یہ کھلکھ چھپکے سے کان مین کہا ملکۂ عالم آپ نبیرۂ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین کیا مضائقہ ہے ہم اسکی تدبیر کر دینگے شاہزادیان ایسا ہی کرتی ہین ہماری ملکہ حیرت جادو کی بہن ملکہ بہار جادو بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہین ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان پر لدادہ و فریفتہ ہین ملکہ حیرت جادو کے کسی آشنا ہین انکو چھپکے آتے ہین ہم لوگ بلاتے ہین اسمین کیا نقصان ہے بلکہ آپ قدردانی کرین گی

ہم یہین رہجائینگے شہنشاہ کو عرضی لکھ بھیجینگے کہ ہم بیمار ہوگئے وہ خبر جھوٹ ہو نبیرہ حمزہ گرفتار نہین ہوا
ہم لوگ سطح پر بات بنا سکتے ہین سراب جادو نہال ہوگئی کہا بھائی صاحب تمھارا کیا نام ہی کہا ہمکو
ساحر دلنواز شعبدہ باز عشوہ ساز کہتے ہین ہماری قدر ملکہ حیرت جادو بہت کرتی ہین حضور جہان پناہ جسکو
نے کسی جوان کو دیکھا اشارہ کر دیا بس پھر ہم ڈھونڈھ کے پکڑ لے آتے ہین اسوجہ سے ہمارا دلنواز شعبدہ باز
عشوہ ساز نام ہی دل ملانا ہمارا کام ہی دیکھیے تو ہمنے اسکو نہین دیکھا مگر کل کیفیت بتلا دی آپکے چہرے سے یہ سب باتین
ظاہر ہوتی ہین یعنی آپ تو اسیر عاشق ہوئی ہین وہ نہین مانتا کلمات سخت و سست سناتا ہی سراب جادو حیران ہوگئی
دل کہتی ہی یہ تو غیب دان ہی کہا میان دلنواز تم گویا اس صحبت مین شریک تھے دلنواز نے کہا ایسے ایسے ہزارہا معاملے دیکھے
ہین بشرہ شناس ہوگئے سراب جادو نے دلنواز کا ہاتھ تھام لیا دلنواز نے کہا اور سب کو باہر ٹھہرایئے ہمکو
تنہا لیچلیے سراب جادو نے سبکو منع کیا انکو لیکر اندر آئی دلنواز نے ایرج کو جھککر سلام کیا ہاتھ باندھکر کہا
واہ میان جوان ظاہر مین یہ شوکت و شان ایسی معشوقہ حسین و جمیل کمسن ابھی تو پندرہ سولہ برس سے زیادہ
سن نہین آیا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی اسسے انکار کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ قدمونپر انکے سر رکھو سامان وصل
مہیا ہی جوانی کے مزے اڑاؤ بھائی صاحب جاننے والا اسکو ملتا ہی ایرج نوجوان نے بقہر و غضب تمام جواب دیا
او میان ساحر کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار ایسی بات کہیگا تو تو جانیگا سحر سے رہائی پاؤنگا تو سر کھینچکر پھینکدونگا
دلنواز نے سراب کا ہاتھ پکڑ کے کہا ملکہ ایسے ناقدر کو منہ نہ لگاؤ ہم تم ملکر عیش کرین اور کان مین کہا
اس جوان رعنا کے مزاج کو مین پہچان گیا اسکے مزاج مین غرور ہی جب ہم تم ملکر شراب پینگے وصل کے چرچے ہونگے
تب یہ لہرائیگا کہیگا مجھے بھی صحبت مین شریک کرو سراب جادو نے کہا میان دلنواز بہت اچھا تمھاری
تابعدار ہون دلنواز نے اشارے سے کہا اب مین اسکو تمھارے سامنے قدمونپر گرا دونگا ناک رگڑیگا تو سہی مجھے
گانا بھی آتا ہی جب تو ملکہ حیرت جادو ہمکو عزیز رکھتی ہین سراب جادو نے شراب منگائی میان دلنواز نے
الٹ پلٹ کے بیٹھے تو گنگنا کر یہ غزل گائی خوب مزے مین تان اڑائی غزل زبانی دلنواز

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ
کیونکر مجھے ہو دل بیمار پر گھمنڈ
وہ سخت جان ہون مجکو بھی ہو مار افتخار
ناحق ہی مجکو رونق گلزار پر گھمنڈ

مجکو ہی یار کے گل رخسار پر گھمنڈ
بھاگینگے سامنے سے ہے جتنا بھی [illegible]
قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ
اک وار مین ذرا تن سے مرا سر جدا ہوا

دنیا یہی ہو ساتھ مرا رنج ہجر مین
تمکو عبث ہی مجمع اغیار پر گھمنڈ
دن آگئے خزان کے غنچہ لب [illegible]
بیٹھا ہی آپکو [illegible] گھمنڈ

سب عاشقوں کو اپنے رگ جان پہ ناز ہے
ای دل تجھے ہو ایسے خریدار پہ گھمنڈ
جب اُنکی چال سے شوخ نے مثال ہی
خورشید کو ہے گرمی بازار پر گھمنڈ
سنبل چھوڑ جائیگا دنیا میں ای بخیل
تمکو اگر ہے حیا نہ سے رخسار پر گھمنڈ

اُس بت کو ہے جو رشتہ زنار پر گھمنڈ
گر زلف یار کو ہے سیاہی پہ اپنے ناز
کبک دری کو ہو گیا رفتار پر گھمنڈ
نکلا خط سیاہ گئی رخ کی سادگی
بیفائدہ ہے دولت بسیار پر گھمنڈ

بوسہ تو کیا وہ مفت بھی لیتا نہیں کبھی
عاشق کو بھی ہے اپنی شب تار پر گھمنڈ
ٹھنڈھا کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
باقی ہے آجتک تجھے ای یار پر گھمنڈ
خورشید داغ دل ہے سطوت کو فخر و ناز

دلنواز نے اس غزل کو خوب بتا بتا کے گایا گھمنڈ کی لفظ کو ایسا ایسا بتایا ایرج نوجوان سخت جھلایا دلنواز کہتے جاتے ہین میان اس بیلے چھڑے پر گھمنڈ نکرو اب یہ میری معشوقہ ہے تمکو قید کرکے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کریگی یہ کہتے کہتے دلنواز نے جام لبریز کیا کہا ملکہ ہمارے ہاتھ سے پیو ہم تم چلکر چھپر کھٹ پر آرام کرین انکو جلائین سراب جادو خوشی خوشی جام لی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میان دلنواز مجکو تو کوئی آسمان سر لیے جاتا ہے دلنواز نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلیے نشہ اتر جائیگا سراب گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گری میان دلنواز نے نعرہ کیا منم فرزند دلبند عاقل کامل عیار شاپور شیر دل ایک طرار دو قرار ہو لپٹ کر خنجر مارا سراب کا شکم چاک تھا کہ یک اندھیرا ہوا بارگاہ جلنے لگی ایرج نوجوان سحر سے رہا ہوئے شاپور نے کہا ای شہریار بہ تعجیل نکل چلیے دس بارہ ہزار ساحران غدار سرحد بارگاہ جمع ہین اُسی اندھیرے مین نکل چلیے ایرج نے سپر شمشیر اٹھالی شاپور نے بڑھکر سراپچہ چاک کیا ایرج و شاپور اُسی اندھیرے مین نکلے لیکن سرداران سراب گھبرا کر دوڑے یہ کیا غضب ہوا آواز مہیب آئی زمین پھرائی بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام من سراب جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم حربہ ہائے سحر لیکر دوڑے اندر آکر دیکھا لاشہ سراب کا تڑپ رہا ہے نہ وہ قیدی ہے نہ وہ ساحر فرستادہ افراسیاب بیقرار و بیتاب ہوکر غل مچانے لگے یارو غضب ہوا ملکہ کو ہماری قیدی نے قتل کیا دوسرے ساحرون نے دیکھا وہ قیدی تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہے لینا لینا کہکر دوڑے شاپور نے حقہ آتشبازی مارا دو چار کے منہ جلے ساحرون مین ہنگامہ ہوا ارے یارو ان دونون نے ملکر ملکہ عالم کو مار ڈالا جانے نہ پائین ایک انمین بڑا جادوگر ہے آگ برساتا ہے وہ آگ سحر سے بھی دفع نہین ہوتی بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر دوڑے شاپور نے چاہا اڑکر نکل جائین مگر ایرج نوجوان بھاگنے کو عیب جانتے ہین اسی مقام پر ڈٹ گئے ساحرون سے لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہر چند شاپور کہتا ہے ای شہریار یہ ساحر ہین انکو جرات

دکھاتا کیا ضرور ہو بڑے خدنگ چھیڑے اب نہ ٹھہریے یہ کب مانتے ہیں شاپور. جب ناچار ہو کر پلیٹ پڑا کسی کو
لگد سے مارا کسی کو حباب بیہوشی مارا یا دو چار حقہ ہائے آتشبازی داغے دو چار ایرج کے ہاتھ سے قتل
ہوئے انکا سحر جو چلا شاپور و ایرج کے پاؤں زمین نے مقام لیے ساحر ہیودکر کے چلے کہ دونوں کا سر کاٹ
لیں شاپور نے اسوقت بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر برق چمکی۔ یعنی شاہزادہ صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار
آکر پہونچیں اپنے آقا اور شاپور کو مجمع ساحران میں دیکھا صیقل تڑپکر گرتے گرتے گولہ مارا ملکہ انجم ماہ رخسار
آتے ہی مسکرائی ساحروں پر برق گرائی ایکجانب سے گرز آذری نیلم زنگی و فیلم زنگی و مظفر صبادم و توجان ریابی و ہمام
بن نوغان وغیرہ آکر پہونچے ایک سمت سے کئی سو نقاروں پر چوب پڑی ملکہ شیشہ قنوش مع کل لشکر
ظفر اثر و ساحران نامور آکر پہونچیں ملازمان سراب دیکھکر گھبرا گئے صیقل نے آتے ہی زمین صفائی کر دی کئی ہزار
ساحر مارے انجم کے سحر سے دشمنوں کے ستارے گردش میں آئے ساحر کیا لڑ سکتے دہائی دینے لگے چادر ہلائی ایرج
نوجوان نے بڑھکر صیقل آئینہ دار کو منع کیا ای برادر بس وہ پناہ مانگتے ہیں سنیے ہاتھ روکے تاجدار ریگ سوار و
میعاد بھی آکر پہونچے ملازمان سراب نے بدل و جان اطاعت کی مال و اسباب سراب کا قبضے میں آیا ملازمان
سراب نے عرض کی قلعہ سرابیہ میں تشریف لے چلیے تاجدار ریگ سوار نے گزارش کی غلام کے کاشانے کو نور قدوم
میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے اہالیان قلعہ بھی مشرف بہ دین اسلام ہوں سایۂ دولت
پڑے اہالیان سرابیہ نے عرض کی پہلے قلعہ سرابیہ میں چلنا واجب و لازم ہے یہاں سب ساحر رہتے
ہیں فورًا باغی ہو کر خرابی کرینگے صیقل نے بھی کہا حقیقت میں پہلے اسی قلعے میں چلیے کل لشکر کو تیار کرو
بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی طرف قلعہ سرابیہ کے چلے تاجدار ریگ سوار نے عرض کی میں اپنے وزیر باتدبیر ریگ
رانے کو چھوڑے جاتا ہوں میں پہلے جا کر داخلہ کروں حضور کے تشریف آوری کی اہالیان قلعہ کو
خبر دوں حضور ضرور بعد تسخیر قلعہ سرابیہ تشریف لائیں ایرج نے وعدہ کیا تاجدار ریگ سوار وزیر کو چھوڑ
کر مع پانچ ہزار سوار سبیل طرف اپنے قلعے کے چلا ایرج نوجوان قلعہ سرابیہ میں داخل ہوئے اہالیان قلعہ
برائے استقبال آئے بشوکت تمام و بتکلف مالا کلام ملکہ شیشہ قنوش داخل دار الامارہ شاہی ہوئیں
ایرج نوجوان نے فرمایا ای شاپور صبح کو مرکب تیار رکھنا ہم برائے ملاقات تاجدار ریگ سوار جائینگے اس سے
وعدہ کیا ہے مرد راسخ الاعتقاد ہے ایسا نہ ہو وہ مسلمان ہو گیا کچھ اہالیان قلعہ فتور کریں اس لیے جانا
جانا واجب و لازم ہے صیقل و انجم نے عرض کی کل لشکر تیار ہے ایرج نوجوان نے فرمایا وہ قلعہ یہاں سے بارہ کوس ہے

سب وہان عیار ساحر تھے ہین نیک رائے وزیر ہمراہ ہو رہبری کرے لیجائیگا صرف شاہ اور کو ساتھ لیکر جاؤنگا آپ لشکر کو تیار رکھیں سامان سفر درست رہے آتے ہی طرف طلسم ہوشربا کے کوچ کرینگے سب خاموش ہو رہے بوقت سحر ایرج نامور نشست کرہ بن آتشفر پر سوار ہوے تاجدار کا وزیر شاہ و شیر دل ساتھ ہوئے صیاد وغیرہ نے عرض کی حضور ہم تو ہمراہ چلیں ایرج نے فرمایا کسی سے مقابلہ کرنے جاتا ہون مجھے سفر کی جلدی ہے ایک ایک لمحہ مجھپر برابر سال کے گذرتا ہے انشاء اللہ دو ہی روز مین واپس آؤنگا کسلیے ہمراہ ہونیکی کیا ضرورت ہے صیقل نے زبردستی پچاس سوار ہمراہ کر دیے ایرج نوجوان سوار ہو کر چلے لیکن عیوق کوہ پیکر جو مارا گیا ملازم اسکے اسکی لاش لیکر روتے پیٹتے بھاگے رات ہوگئی تھی ایک صحرا مین ٹھہرے صبح کو لاش اٹھایا قصد ہوا کہ چلیں یکایک صحرا سے گرد اڑی سفاک کوہ پیکر مع چالیس ہزار سوار و پیدل کے گینڈے پر سوار آتا ہے عیوق کوہ پیکر کا یہ بڑا بھائی ہے ملازمان عیوق نے بڑھکر فریاد کی اے شہریار آپکے برادر بجان برابر کو تاجدار یکہ سوار نے قتل کرایا یہ خود چلا تھا قہر و غضب کا نبنے لگا ملازمون سے تمام کیفیت دریافت کی سبنے ابتدا سے کیفیت میعاد سے تا بہ ایرج اور آنا تاجدار کا لفظ بلفظ ظاہر کیا سفاک نے کہا یہ قدرت ہے لات و منات کی ہماری حوالی مین آکر نبیرہ حمزہ سرکشی کرے بھائی میرا ایسا نہ تھا کہ کسی ایسے ویسے سے مارا جاتا دغا سے ذلیل جوانون نے ملکر اسکو مارا ہوگا اب نبیرہ حمزہ کہان گیا سبنے عرض کی حضور ہم تو لاشہ لیکر چلے آئے ہمین نہین معلوم وہ لوگ کہان گئے سفاک اُسی مقام پر اتر پڑا لاش کو تو گھڑے مین گھڑے بند ہوا کر دریا مین چھڑوا دیا ہرکارون کو حکم ہوا دریافت تو کرو نبیرہ حمزہ کہان گیا ساتھ والون نے کہا جبتک نبیرہ حمزہ کی خبر لے تاجدار یکہ سوار کو سزا دیجیے اسکے عزیز و اقارب کو قتل کرین نبیرہ حمزہ کا بھی حال دریافت ہوجائیگا سفاک کوہ پیکر کو یہ بات بہت پسند آئی اسیوقت گینڈے پر سوار ہوا فوج تیار کیا طرف قلعہ تاجدار یکہ سوار کے چلا لیکن عجم مین قوت بازو کے بیقرار اشکبار گریان نالان تاج راگ رنگ عشرت کباب سب موقوف کر دیا ہے سواری جاتا ہے نہایت ہی یاد مین بھائی کے کلیجہ شق لیکن تاجدار یکہ سوار خدمت شاہزادہ والا قدر سے رخصت ہو کر قلعے مین آتے ہی سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہو کر تمام رئیسان سلطنت و وزیران ایبت کو جمع کیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو مین نے اطاعت دل و جان سے شاہزادہ ایرج نوجوان کی مذہب جد کا ترک کیا آجتک کوئی ہادی نہ ملا تھا شکر ہو کہ ظلمات کفر سے نکلے باغ اسلام کی سیر حاصل ہوئی شاہزادہ کو دعا کر کے آیا ہون وہ اپنے غلام کو سرفراز کرینگے غریب پرور رعایا دون کے افسر خداوند نگاہ حمزہ نامور کی عنایت سے

اب قلعے مین رونق ہوگی جن ماجونکو مین اسلام منظور ہو رہین ورنہ قلعے سے نکلجائین سب نے عرض کی ای
شہنشاہ گیتی ستان آپنے جو کچھ کہا نیک بد کو سمجھ لیا نمکخوارون کو کیا عذر ہی تاجدار نے سب کو کلمہ پڑھایا یعنی
تصدیق مسلمان ہوئے بعض نے دنیا داری کی اسپین کہا جان بچا تو سمجھا جائیگا تاجدار یہ انتظام کرتا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار غضب ہوا سفاک کوہ پیکر برادر عیوق کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے
برائے بربادی قلعہ حضور آتا ہی راہ مین اسنے خبر پائی اول مین تو خواہان تھا کہ قاتل کو مارون مگر چونکہ اسکا پتہ نہ لگا
نہین ملا بڑے قہر و غضب مین اسطرف رخ کیا فوج کو حکم دیا ہی کہ چلتے ہی قتل عام کرو جانور بھی زندہ نہ بچے قلعہ پامال
ہو یہ سنکر تاجدار یکہ سوار گھبرا گیا تلوار ٹیک کر اٹھا کہا اسکی کیا مجال ہی اسکا بھائی بھی مغرور تھا اسکو بھی برگشتہ
ہی میدان کارزار مین سمجھا جائیگا جلد لشکر تیار کرو وزرا نے عرض کی جلد ایک نامہ در خدمت امیر عالیمقام
کے روانہ کیجیے یہان کوئی سفاک کے مقابلے کے لائق نہین ہی تاجدار نے کہا غیرت کا مقام ہی ابھی ہمنے انکی اطاعت
کی کیا ہے نفع ملا کر جو ہم انکو برائے مدد بلائین وہ تو کچھ نہ کہینگے لیکن ساتھ والے ضرور چشمک کرینگے کیا انکے ہی
بھروسے پر سلطنت کرتے تھے مین ہرگز تحریر نہ کرونگا آپ لوگ کنارے بیٹھے مین خود مقابلہ کرونگا میری
غیرت تقاضا نہین کرتی سرداران لشکر نے عرض کی براہ خیرخواہی عرض کیا جانبازی کو حاضر ہین کیا
ان جیالون سے منہ پھیرینگے بسم اللہ حضور سوار ہون تاجدار یکہ سوار بپشت مرکب پر سوار ہوا فوج اسکے پاس
حقیقت مین کم ہی بارہ ہزار سوار لیکر تین کوس قلعے سے آگے بڑھا بارگاہین استادہ کرائین بازار درست ہونے
لگین تاجدار کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی کہ ہوائے گرد آئی سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار جھومتا ہوا آتا ہی کہ جوش مین
کلیجے سے شعلے نکل رہے ہین آتش فراق قوت بازو مین استخوان جل رہے ہین ساٹھ ہزار فوج پشت پر علم اژدہا زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوئے ورلیے سلاح مین سوار و پیدل غوطے مارے ہوئے بڑے کر و فر سے لشکر لیکر سفاک
کوہ پیکر آیا تاجدار کے لشکر کو دیکھکر آنکھون مین خون اترا ساتھ والون سے کہا خداوند لات و منات کی
قدرت ہی کہ میان تاجدار بادولت کے مقابل مین آئے ہین قضا دامنگیر ہی خون برادر رایگان نجائیگا
تمام اہالیان قلعہ کو قتل کرونگا یہ کہتے کہتے حکم دیا طبل بجے دونون لشکرون مین نقارہ جنگی گرجا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن ملازمان تاجدار کو ہراس ہی وہ سمجھی کہ یہان بھی کوئی
انکا مقابل سفاک نہین ہو جائیگا یہ رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ادھر سے سفاک کوہ پیکر ادھر سے
تاجدار تا مہر میدان کارزار مین آگرے دونون لشکر کی صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے

گینڈا بڑھایا میدان کارزار میں آیا تاجدار کو للکارا تاجدار نے خود گھوڑا بڑھایا ہر چند کہ سکتے جی چھوٹے
ہوئے ہیں لیکن بروقت نکلنے تاجدار کے افسران لشکر قدموں سے لپٹ گئے عرض کی اے شہریار ہم اپنے سامنے آپکو نہ
جانے دینگے خیر خواہان دولت جاکر اس بدمست سے مقابلہ کرکے جان دینگے تاجدار نے نہ مانا سبکو روک
کر مقابلہ سفاک میں آیا سفاک لاف و گزاف کرنے لگا مثل ابر گرجا برنگ رعد کڑکا بھالے کے ٹریا نیزے
کا وار کیا تاجدار سفاک سے نیزہ چھینے لگا آخر نیزے بیکار ہوئے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ پڑ گئے برق شمشیر چمکی لیکن
سفاک نہایت زبردست ہے کمر کو تا کے سر پر ہاتھ مارا تاجدار نے گردہ سپر کا اٹھایا لیکن سپر کو بھی توڑ کاٹ
کر تیغہ دو ابرو پہ پہونچا تاجدار نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا چادر خون کی چہرے پر چھا گئی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قریب
تھا غش کھائے گرے مگر اپنے کو سنبھال کر جواب میں ہاتھ مارا اس نامرد نے گینڈا ہٹا لیا وار جو خالی گیا
تاجدار کا سر جھکا غش آ گیا سفاک نے چاہا سر کاٹ لوں اہالیان فوج تاجدار دوڑ پڑے اپنے مالک کو بچایا اٹھا
کر ہوادار پر ڈال دیا لڑنے لگے آخر فوج بے سردار کیا لڑ سکتی ہے سفاک نے خون کے دریا بہا دیے علم فوج کے
قلم کیا آخر ملازمان تاجدار شکست خوردہ طرف قلعے کے بھاگے بڑا لوٹ گیا فوج سفاک نے پیچھا کیا
ملازمان تاجدار گھبرا کر قلعے میں گھس گئے خندق کو پرآب کیا پل تختہ اٹھا لیا بالائے قلعہ آکے دو تین
توپیں فیر کیں پانچ ہزار ملازمان سفاک خونخوار مارے گئے سفاک نے حکم دیا چہار طرف سے قلعے کو گھیر لو آب و دانہ
اہالیان قلعے پر بند کر دو رسد نہ پہونچنے پائے قلعہ چہار جانب سے گھر گیا سفاک بل کرتا ہوا بارگاہ میں آیا کہا کہ لوگ
کیا سمجھ کر قلعے میں گھس گئے ہیں ایسے ایسے گھروندے میں نے بہت سے لگا ڈھائے کل صبح سر سواری قلعے کو لونگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر لباس تبدیل کیا دنگل پر آکر بیٹھا شراب پینے لگا نشے میں حکم دیا طبل عیش
پر چوب پڑے تاجدار کو خبر پہونچی گھبرا گیا ساتھ والوں نے عرض کی حضور آپنے بڑا غضب کیا اپنے گھر
میں بیٹھے چین کرتے تھے یہ کیا ضرورت تھی جا کر ایک مسلمان کی اطاعت کی یہ قلعہ سرحد پر فوج تھی ہی
خبر بھی ہماری نہ لی اب صبح کو سب قتل ہو جائینگے آپنے ایک نامہ تو لکھا ہوتا کہ ہمارے واسطے مارے جاتے ہیں آپ عیوق
یکجا وجہ سے قتل ہوتا سفاک کو دشمنی کا کیا باعث تھا ہمیشہ آپسے نامہ پیام رہتے تھے نہ ہمیشہ ایک حوالی ایک شادی
و غمی کی شرکت پائیکایک مصیبت اب میاں امیر نوجوان کہاں ہیں انکو بلائیے کہ آکر جان بچائیں
تاجدار نے جواب دیا کہ صاحب طعن و تشنیع بیکار ہے پروردگار مالک مختار ہے اگر قضا آگئی کون بچائیگا انکے نہ آنے کا
یہ باعث ہوا یہی قلعہ کو تسخیر کیا ہے ہزارہا ساحر رہتے ہیں کسی نے بغاوت کی ہوگی کوئی مائل سرکشی ہوگا

یا سراب جادو کے عزیزون نے لشکر کشی کا سامان کیا ہوگا وہ ایسے نہین ہین کہ ہماری خبر نہ لیتے صاحب
ہمت دلیاقت جری سخی صف شکن تیغ زن اگر نہ آئے بعد ہمارے ہمارے خون کا معاوضہ لینگے سفاک زندہ
نہ بچیگا سنیے جو ابدیا واہ سبحان اللہ حضور نے خوب فرمایا بعد ہمارے اگر قبر پر بیٹھے رہے تو کیا فائدہ ہمتو
قبر مین اکیلے رہے اہل و عیال سامنے آنکھونکے قتل ہوگئے تباہی بربادی نامرادی کسی کام کے نرہے ناحق
کو ظلم سے تاجدار نے غصے مین جو ابدیا مین نے اسی واسطے کسی صاحب کو میدان کارزار مین جانے کی اجازت
ندی جو مجھپر گذری وہ گذری اب آپ لوگ قلعے سے نکلجایئے مجکو مجبور نہ کیجیے جاکر سفاک کی شراکت
کیکے اپنے اہل و عیال کو بچایئے مین سمجھونگا مجکو بھاٹک کھولکر نکلونگا لڑ بھڑ کے جان دونگا آپ لوگونکو اپنے
اپنے فعل کا اختیار ہو سرداروں نے سر جھکا لیے عرض کی ہم اپنی جان کیواسطے نہین کہتے صرف رات
کی مہلت ہو اگر مناسب وقت ہو مصالحہ کیجیے کسیطرح جان بچے تاجدار نے کہا مجکو زندگی منظور نہین کوئی صاحب
میرے مقدمے مین دخل نہ دین اپنی فکر کرین سردار خاموش ہو رہے بعض اشارے کرتے ہین یارو ہمارے
نزدیک تو یہ بہت مناسب ہو کہ بادشاہ شکین باندھکر سفاک کے حوالے کردین وہ ہمسے خوش ہوجائیگا
بعض دانت کے نیچے انگلی دباتے ہین کہ یارو اسکا نمک کھایا ہو اپنے آقا کو گرفتار کرین دشمن کے حوالے کرین
اسی ہنگامے مین شب بسر ہوئی ستارہ سحری آسمان پر چمکا تاجدار کفن پہنکر بالائے قلعہ آیا ساتھ والے بھی
آمادۂ مرگ مہیا قضا گرد آکر تاجدار کے جمع ہوے سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا فوج دریا موج کو
لیکر میدان کارزار مین نگاہ اٹھا کر قلعے کو دیکھا حقیقت مین قلعہ خوب آراستہ ہو تاجدار کا تیغے کے قبضے
پہ ہاتھ ہین پس پشت پر بالائے قلعہ ٹہل رہا ہو یہی قول ہو کہ جب وہ یہانتک آئیگا گولونکو روکر کے قریب قلعہ
ہو بچیگا پس پاؤن کے نیچے دیکر کود پڑونگا اس نامرد سے لڑونگا سفاک نے طرف ابالیان نوجلے دیکھا پوچھا
یارو کیا ارادہ ہو سب نے عرض کی آپکے حکم کی دیر ہو ابھی قلعہ فتح کرینگے جانین لڑا دینگے سفاک نے اشارہ
کیا ابالیان فوج حملہ کر کے چلے گھوڑے بڑھلے پیادون نے یورش کیا لیکن خاک اڑاتے ہوے نیزے چمکاتے
ہوئے چلے تاجدار نے دیکھا فوج نے یورش کیا دیدبانون نے عرض کی کہ حضور فوج آگئی ہو دبا وا ہو گیا تاجدار
نے اشارہ کیا گولندازون نے شست باندھی توپین فیر ہوئین تمام میدان دھوان دھار ہو گیا جو جلد باز
آگے بڑھے تھے زد سے گولے کی اڑ گئے پتہ بھی نہ ملا نشان بھی نہ معلوم ہوا باقی سب بھاگے تین کوس ہٹکر
ٹھہرے تاجدار نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کوئی گولہ قضا کا بھی پڑا یا ہمارا وار بالکل خالی گیا گولندازون نے ہاتھ

ٹھہرایا توپ کی دھوان ہٹا ابرو وہ پھٹا سنیے دیکھا ملازمان سفاک دور جاکر کھڑے ہوئے ہین لشکر
مین صدائے فریاد وا غیاثا بلند لیکن سفاک بیباک چست وچالاک اسباب قلعہ گیری خوات پر آراستہ
کر رہا ہے ساتھ والونسے کہا تمنے ما بدولت کو بدنام کیا مین یکہ و تنہا جاکر قلعہ لیتا ہون فوراً شکست دیتا ہون
یہ کہکر گینڈا بڑھایا گرز فولادی اٹھایا گینڈے کو مہمیز کرکے یکہ و تنہا چلا اہالیان قلعہ نے عرض کی اے شہریار عالی
وقار وہ خونخوار اکیلا آتا ہے تاجدار نے کہا یارو بڑے خدا پھاٹک کھولو مجھے بھی یکہ و تنہا جانے دو جاکر اس سے بھاگے
لڑونگا اول مقابلہ مین میرا سر زخمی ہوا اس سر سے آگاہ تھا کہ شکست فاش ہوگی قلعہ بند ہونیکی بلا نہ
ہوگی انشاء اللہ باقبال ایرج نوجوان اس بے ایمان سے کیونکر مقابلہ کرتا ہون ولین و دولہ باقی
ہے سردار لپٹ گئے کہا حضور کو ہم اکیلا نہ جانے دینگے مرگ انبوہ جشنے دارد جب یہ سب اندر قلعے کے آجائینگے
جرأت و شوکت دکھائینگے تاجدار مجبور ہوگیا گولندازون نے توپین پھیر کین لیکن سفاک مغرور گولونکا
رد کرتا ہوا گینڈے کو کاوے پر لگائے ہوئے بجری شد و مد سے آتا ہے یکایک نعرے کی آواز آئی
باشید اہالیان قلعہ کیون نال خراب کرتے ہو قلعہ مین نے لے لیا سردارون نے جھککر دیکھا سفاک
مثل فیل مست قریب خندق کھڑا ہوا جھوم رہا ہے قصد ہے گینڈا اڑاؤن قریب پھاٹک جاؤن اب
اہالیان قلعہ نہایت بیقرار ہوئے تاجدار نے مجبور تاج سر سے اوتارا پکار اٹھا اے کس بیکسان اے
کارساز دو جہان اے چارہ ساز بیچارگان اے معین و مددگار افتادگان اس قلعے مین سب مسلم ہین ابھی
تیرے اوصاف سے بخوبی آگاہ نہین پائے اعتقاد مین انکے فتور آتا ہے قدرت کا ظہور ہے قلب کو سرور ہے
ظلمت کفر کافور ہے سپیدۂ سحر امید ہے نا امیدون کو چہرۂ زیبا دکھلائے مراد دلی بر آئے بقدرت سبحان لم یزل
ایرج نیک لے اسے وزیر کو ساتھ لیکر جو چلے تھے پانچ کوس قلعہ سرابیہ سے بڑھے تھے کہ توپ کی آواز
کان مین آئی فرمایا وزیر اعظم یہ توپ کی آواز کہان سے آتی ہے زمین تھرائی ہے جنگی توپ کی آواز ہے کہین
لڑائی کا آغاز ہوا رنگ چہرے سے وزیر متغیر ہوگیا دست بستہ عرض کی اے عالیجاہ اور قلعہ نہین ہے ہمارے ملک کیجانب
سے آواز آئی ہے خدانخواستہ کسی نے حملہ ہو بادشاہ کو گھیر لیا ایرج نے کہا [illegible]ار کا کوئی ہم نبرد ہے وزیر او حق
کی عقل سے عرض کرتا ہون عیوق کوہ پیکر جو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا سفاک کوہ پیکر اسکا بھائی نہایت
زبردست ہے شاید وہ خبر سنکر چڑھ آیا ہے ہمارے بادشاہ کے پاس فوج بہت کم ہے یہ سنکر شاہزادہ بیقرار ہوگیا
گرہ بن اشقر کو مہمیز کیا تازیانہ اٹھایا وہ مرکب باد رفتار عکس تازیانہ کو کوڑا جانتا ہے راکب کے کول کا اشارہ سمجھتا ہے

گنوتیاں بدلیں وہانہ چبانے لگا جلد طرارہ بھرا یا۔ سرسر ٹھوکریں کھانے لگی کڑکے سم مرکب کے آواز آنے لگی بال
کے بال ہوا سے اڑتے جاتے راکب شہسوار مشغول مرکب صبا دم آہو کی رو جست و خیز کرتا ہوا چلا شاہ اور
شیزول ہر چند چاہتا ہے ساتھ دواں ممکن نہیں ہوتا آخر کار بے جدا ہو انیک رائے بھی پیچھے رہ گیا
جس مقام سے شاہزادے نے خیال کیا کہ توپ کی آواز آنا موقوف ہوئی اور زیادہ گھبرایا یقین کامل ہوا
قلعہ پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے ایرج باعث بد ناتی بخت کی ناکامی فلک نے کیا شعبدہ بازی کی اگر خدانخواستہ
تاجدار قتل ہو گیا منہ دکھانے کے لائق نہ رہے اہالیان قلعہ کیسے بیقرار ہونگے تاجدار کو تشنیع دیتے ہونگے اس
خیال میں مرکب اڑائے ہوئے اسوقت ایرج پہنچے ایسفاک قریب قلعہ پہنچ چکا تھا قریب تھا خندق کو فراکر
ایرج نوجوان نے وہیں سے نعرہ کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقران آفاق گیر اور
پہلوان کہاں جاتا ہے تیرے بھائی کا قاتل ہوں ان بیچاروں نے کیا خطا کی یہ فرما کر طرف سفاک کے چلے
تاجدار نے جو شاہزادہ والاقدر کو دیکھا ساتھ والوں سے کہا کیوں صاحب تم کہتے تھے وہ خبر نہ لینگے میرے
آقازادہ امداد مولائے قدر شناس جری بہادر فلک اساس وہ آپہنچے جلد پھاٹک کھول دو اہالیان قلعہ خوش ہوگئے
خوشی کے نقارے بجانے لگے صدائے مبارک مبارک بلند ہوئی سفاک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے میں آواز دی
کہا اس مفلوک کے آنے کی خوشی کرتے ہو مابدولت نے خود ہرکارے روانہ کیے تھے کہ میرے بھائی کے قاتل کو تلاش
کر کے ڈھونڈھ کے لاؤ ڈانگا اجل اسکو کھینچ لائی اس کو قتل کر کے تم سب کو قتل کرونگا ایک ایک کو تو نے ہاتھ بھرونگا یکہ
ملازمان تاجدار نے پھاٹک قلعے کا کھولا اہل تخت [illegible] گیا ایرج نوجوان مرکب اڑا کر قریب سفاک بیباک
پہنچے آتے ہی للکارا وزن ہوئے سفاک کو گرو برد کر دیا پانچ گنڈا سفاک کا ہٹا تین قدم کر دیں اسقدر کہ
ایرج نامور بڑھا سفاک نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اہالیان فوج سفاک
پرے جا کر قریب آگئے تاجدار یکہ سوار بھی مرکب باد رفتار پر سوار ہو کر مسلح و مکمل پرے جانے لگا کہ ہیں نیکی
لڑائی بھائی ہیں دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے اک مقام پر سفاک کی شست کو سست پایا کانٹے نیزے کو
چھیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے اس سرکش کے نکل گیا صدائے احسنت و آفریں بلند ہوئی اہالیان لشکر سفاک
کہہ رہے ہیں کہ یارو ظاہر میں تو یہ جوان معشوق وضع مگر فنون سپاہ گری میں بے مثل بے نظیر چہرہ رشک ماہ
شیر قال عیوق کوہ پیکر بیشک صف شکن صفدر ہے دیکھیے میاں سفاک کی کیونکر جان بچتی ہے نیزہ تو لانے گیا ہاتھ
سے جاتا گیا دیکھو نیزہ ہاتھ سے نکال دیا اب نیک رائے وزیر بھی آ کر پہنچا تاجدار سے عرض کر رہا ہے کہ اے شہریار آگے

کر مناقبت کرے ان ایسے شیرون کی محبت کا دم بھرے جس مقام سے توپ کی آواز سنی بیقرار ہوگئے مجھ سے پوچھا
یہ توپ کی آواز کہان سے آئی ہے مین نے ظاہر کیا سوائے ہمارے قلعے کے دوسرا قلعہ یہان نہین ہے ہمارے
ہی قلعے پر کسی نے یلدہ کیا ہوگا وہین سے گھوڑے کو تغیر کیا چاہتے تھے پر پرواز بیدا کر دون اڑ کر پہونچون
ہر چند مین نے چاہا ساتھ دون نہ ہو سکا آخر رہ گیا یہان تو یہ باتین ہین لیکن سفاک کوہ پیکر نیزہ نکلنے
سے بہت شرمایا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او نبیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا دونون لشکر دیکھ
رہے ہین نیزے کو میرے ہوائی کیا لیکن یہ کھیل ہے مردان عالم کا یہ تیغہ برق تاب اگر رہا میرا رون ہیچ تک
کاٹ دون وار کبھی نہین رکا خبردار کہکے تیغ انتقام سے کھینچی ظاہر ہوا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا یا دود آہ
دل مظلومان ایرج نوجوان نے گرد سپر کا سر پر کھینچا لیکن چھین تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ابرو پر شکن
پڑی ہوئی جبتک تیغ دور تھا قریب سر آکر ٹھیکا ایرج نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا ہاتھ
مروڑ کے تلوار چھین لون کہ سفاک نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے
لگی دونون لشکر نگران سب پہلوان بصورت آئینہ حیران آپس مین یہی اشارے ہین یارو دیکھو ایک شیر پیل دمان سے
لڑ رہا ہے سفاک کا یہ قد و قامت وہ جوان حسین نیک سیرت خوبصورت ذرہ جسم مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کس تکلف سے
کشتی لڑ رہا ہے حقیقت مین بے مثل ہے بے نظیر ہے بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو حضرت طلسم ہوشربا کے جانیکا کیون
قصد کرتا طلسم ہوشربا پر کبھی کسی نے لشکر کشی کی ہے ایک انہین کا عزم دس برس سے طلسم ہوشربا مین پڑا رہا
ہے افراسیاب کو عاجز کردیا ہے لاکھون ساحر مارے گئے لوگ کہتے ہین چند عرصے مین طلسم ہوش ربا فتح
ہو جائیگا بعض کہتے ہین یارو طلسم ہوشربا کون فتح کرسکتا ہے وہان کا بادشاہ افراسیاب خود ساحر
لاجواب ہے کل فنون مین طاق شہرہ آفاق استادان سحر نے تحریر فرمایا ہے تین پہر کامل سفاک کوہ پیکر
ایرج نامور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے سفاک نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ اے جوان ایک زور آخر
کرتا ہون ایرج نے فرمایا بسم اللہ شاہزادے کو ریل کرے دو ڈھائی قدم پر لا کر ہلہ مارا پایان
ٹھٹھک شاہزادے کا زمین ہوا سفاک اوپر آکر چڑھا یا کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا مین
بھی جنبش آجاتی لیکن اس کوہ وقار کے لنگر مین جنبش و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا اے جوان تیرے
زور کا مشتاق ہوا ایرج نوجوان اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اٹھا دونون منہ تھے سفاک
کوہ پیکر نے تھام کرے دو ڈھائی سفاک نے چاہا بائین قدم پر کوان ولشہ بازو کا ہلہ مارا طبقہ زمین کا سفاک کے

پانون کے نیچے سے نکلگیا اس طرح پر شاہزادہ بیٹھے ہوئے اسکو تا ہو جسطرح پیتھر پہ تیز ہین اُسے سترہ
اٹھارہ قدم ریلی لائے وہان پہ آکر بقوت صاحبقرانی کمرہ آزاد دونون گھٹنے سفاک کے آستانہ بھی
ہوئے چاہا تر یکم لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے بہ تعجیل تمام کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا سفاک کو اُٹھا لیا سیلے زورین تا بہ گھٹنہ دوسرے زورین تا بہ سینہ تیسرے
زورین اُس مغرور خودسر کو سر سے بلند کیا کچھ زورین فرق نہ آیا سفاک نے چاہا بغلون مین پر اڑا کر دھر
اڑا دون ایرج نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے بڑھا کر پیچ دیا مثل طاوس آتشبازی کے پیچ کھایا انگا
زمین پر مارا اُسنے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون ایرج نے ایک ٹھوکر ماری گرد بر وہ جوانمرد چاروں
شانے چت ایرج نے کود کر کندہ زانو سینے پر رکھا کمر زنجیر کھولی اہالیان لشکر دوڑ پڑے ایرج
نشاپور کو اشارہ کیا نشاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی لگا بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایرج نے
قبضے پر ہاتھ ڈالکر رہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ کرکے لشکر پر جا پڑے تاجدار بھی مع لشکر آکر حملہ آور ہوا بیت

دو لشکر ز کین در آمیختند	قیامت ز گیتی شد انگیختند	ہزاروں زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی ٹہ سکے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	لیکن ایرج نوجوان بصد شوکت

و شان لڑتا بھڑتا قریب علمدار پہونچا تو جھپٹ علم مع علمدار قلم کیا اب تو لشکر مین سفاک کے بھگدڑ پڑگئی
شکست اول یہ ہوئی کہ افسر گرفتار ہو علم فوج بھی قلم ہوا کس نشان پر لڑین آخر بھاگے شام ہوتے
ہوتے فتح ہوگئی اہالیان لشکر سفاک بھاگ گئی ایرج نوجوان بفتح و فیروزی داخلے بارگاہ ہوا خیمہ و سب
قبضے مین آگیا اور تاجدار نے انتظام معقول کیا شاہزادہ میدان کارزار سے پلٹا قلعے مین آکے داخل ہوئے بستیان
شہر برائے استقبال آئے ہر گلی کوچے مین ہنگامہ ہمارے بادشاہ نے جسکی رفاقت کی ہے وہ شیر دلیر تشریف
لاتا ہے کیا وقت پڑا ہے سفاک سے ایسے پہلوان کو زیر کیا دو کانون مین مجمع عام کوٹھون پر امیر و رئیس مشتاق
جمال با کمال شاہزادہ دونون ہاتھون سے سلام لیتا ہوا تاجدار کیساتھ سوار کمر باندھے ہوئے جب
محل شاہی مین انتظام بات بات مین زر نثار کرتا ہوا اس گروہ فرسے لاکر داخل دار الامارہ شاہی کیا
تخت جواہر نگار آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نے کہا اے شاہ عالیوقار
ہمکو پروردگار نے برائے تاج بخشی خلق فرمایا ہے ہم اک مرد سپاہی ہین یہ فرما کر تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ بغل مین بیٹھے

جلوہ فرما ہوئے شاپور نیک دل پشت پر آکر ٹھہرا تاجدار نے صحبت عیش و نشاط مہیا کیا نازنین مہ جبین و رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئیں ناچ شروع ہوا ٹھمریاں گانے لگیں شاپور تو مزاج سے بخوبی آگاہ ہے اس نازنین عاشق کش سے اشارہ کیا کوئی غزل گاؤ جا شاہزادہ ہجر محبوب مطلوب میں مبتلا ہے اُس مہ جبین طنّاز نے بعد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی غزل

جب سے کہ شیفتہ ہیں ہوا قدِ یار کا
جیسے کہ حال ہوتا ہے زخمی شکار کا
ظاہر ہیں میرے انکے صفائی بھی ہو گئی
اتنا ٹھہر کہ دیکھ لوں چہرہ میں یار کا
عبرت کی جا ہے تھے جو زمانے میں نامور
لو دیکھو پھر آتا ہے موسم بہار کا
اب بھی ہو خود آبلہ پائی ہے قیس کی
جب سے کہ مل گیا مجھے گوشہ مزار کا
تیغ زبان کسی کی نہ ہرگز کریگی کام

ہر روز تجھکو سامنا رہتا ہے دار کا
مرعوب ہے جو حسن کسی گلعذار کا
مشکل ہے دور ہونا تو سخت غبار کا
ڈھونڈھا کئے ہیں انکے نکیرین نے مگر
اب تو نشان بھی نہیں انکے مزار کا
دونگا خدا کو عشق بتان کا جواب کیا
صحرا میں رنگ سرخ ہے ہر نوک خار کا
ایسا تھا شوق دید کہ چشم رکاب نے
سطوت غلام ہے نہ شمشیر ذوالفقار کا

عالم یہ عشق میں ہے دل بیقرار کا
بدلا ہوا ہے رنگ دل بیقرار کا
اے موت بند کر نہ مری آنکھ وقت نزع
لیکن تپ ملا نہ مرے جسم زار کا
آراستہ ہوئے ہیں زمانے کو دیکھئے
دھڑکا ہے دل کو پرسش روز شمار کا
دنیا کی آفتوں سے بچا ہیں ہزار شکر
سرمہ بنیگا یا خاک کف پائے یار کا
یہ اشعار عاشقانہ جو رقاصہ نے

گائے ایرج جوش کھائے ہوئے مبتلائے درد فراق معشوق کا اشتیاق آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا فرمایا ای شاپور اب جلسہ برخاست ہو یہ فرما کر اٹھے خوابگاہ میں تشریف لائے تنہائی جو ہوئی طبیعت گھبرائی خاصہ بھی نہ نوش کیا یاد میں ملکہ بران شمشیرزن کے یہ اشعار مصیبت آثار مخفی زبان پر جاری ہو نظم ۔

ما بہ غم ہمدم شدیم از محنت و غم فارغیم
ہیچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغیم
بیش و کم گر دید قسمت چون بدیوان ازل
خفیا صد شکر کز اندک و ما دم فارغم

با مصیبت تا گرفتم خو ز ماتم فارغیم
با پریشانی و ناداری قناعت کردہ ام
یا دل پیشگان از بیش و از کم فارغیم

نیست صبر ما گرفتاری و آزادی کہ نیست
از چنین دام کشیدیم نہ دام فارغم
کہ دوری قطرہ ہای نداری چون اثر

تڑپ تڑپ کر جو یہ اشعار پڑھے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے شاپور قدموں سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار دیکھیں یہ غم کیا دکھاتا ہے آٹھ پہر آپکو ملکہ عالم کی یاد ہے ہر گھڑی شور و فریاد ہے ایسا نہو دشمنوں کی جان جائے رہی صبر واجب و لازم ہے ایرج نے فرمایا ای خیرخواہ بیدل اس طرح دل نہیں مانتا بڑا افسوس یہ ہے کہ ملکہ عالم صاحب اختیار ہیں جس وقت چاہیں آکر ملاقات کر جائیں نہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہماری

یاد گوشۂ خاطر سے فراموش ہوئی دوسرا ایک یہ بھی مقدمہ ہے کہ ہوشربا میں قیامت برپا ہے زبانی ساحرون
کے سنا تھا کہ ہمارے روح رواں قوت بازو اسد خوشخو قید سے رہا ہوئے افراسیاب کو کد و کاوش ہے کہ
پھر اسد نامدار کو گرفتار کرے اور صرصر وغیرہ کو شکست دوان ہنگامہ عظیم برپا ہیں ایک ساحر کی زبانی خبر
پائی تھی کہ ہفت ہجرہ بلا کھلنے کو ہیں نہیں معلوم وہ بلائین کیا چیز ہیں ساحران ہوشربا کہتے تھے کہ ان
بلاؤن کو کوئی ٹال نہین سکتا خدانخواستہ اس کے کھلنے میں بڑی لڑائی سخت پڑے گی طلسم اسکندری یکبارگی خبر لی
اب نہ آسکینگے سے برحال ملکہ بران تخت زرین باپ انکا ہمیشہ ان سے گیر علم نجوم وغیرہ تک مین منتظر ادھر خوف افراسیاب
کیونکر ہوا شک آسکین ہمارا باپ جستجو ڈگاٹ زندگی سے تنگ کئی مہینے ہوئے جنگلون مین مارے مارے پھرتا ہیں
اب مقصد کامل تھا ان جھگڑون مین پھنس گئے اب جو یہان سے مہلت حاصل ہے دو منزلہ سہ منزلہ کر کے جس طرح بنے
اپنے کو تا بہ سرحد ہوشربا پہونچاؤ شاپور عقیل و فہیم ندیم قدیم تسکین دینے لگا کہ حضور اسی ہفتے مین تا بہ
سرحد طلسم ہوشربا پہونچ جائینگے وہ شب فراق اہین باتون مین کٹی اٹھکر نماز سحر پڑھی بارگاہ مین آکے
تاجدار سے فرمایا اسفاک کو وہ پیکر کو بلاؤ دربار آسکا سمجھا جائے زنجیرون مین بندھا ہوا اسفاک
دربار مین آیا لیکن سر جھکائے ہوئے عرق حجاب پیشانی پہ ایرج نے جو اسکو پریشان پایا وہ نگل سے اٹھے
نزدیک آ پہنچی منگوا اسفاک کو جگہ دی بفصاحت و بلاغت فرمایا کیون اے برادر بجان برابر پہلوان
نامور تمکو قیدخانے مین کچھ تکلیف تو نہین پہونچی سفاک نے بہت لجاجت عرض کی کہ آپکی عنایت سے طرح بخشی مین
بسر ہوئی ایرج نے فرمایا اے برادر مقام افسوس ہے جس پروردگار رزاق لیل و نہار نے تمکو یہ زور و قوت
مرحمت فرمایا شہر کا بادشاہ کیا اسکو نہین پہچانتے پہنے وہ سب خداؤن کو سجدہ کرتے ہو معاذ اللہ ہے وہ اکیلا بوالا
وحدہ لاشریک ہے یہی اعتقاد ٹھیک ہے اس کیفیت سے ایرج نوجوان نے اس گم گشتہ وادی مذہب کو سمجھایا زنگ
کفر آئینہ قلب سے دور ہوا فوراً موتی سے لپٹ گیا عرض کی میں تو حضور کا عاشق صادق ہوں آج مجھکو دولت کونین
ملی کلی آرزو کی کھلی ایرج نے خوش ہو کر قید آہن اسکے جسم سے دور کرائی خلعت فاخرہ منگوا کر دیا تھا دین
دین حق تعلیم فرمائے اہالیان لشکر اسکے جو بھاگ کر دور پہاڑ کے کوہ مین چھپے تھے وہ بھی آکر حاضر ہوئے سب نے
حلقہ اطاعت گوش جان مین ڈالا استاد شیر اعظم نے فرمایا اے تاجدار جلد سامان سفر تیار ہو آج ہی قلعہ
سمر البحہ پر پہونچیں کل ہانسی کوچ کرین تاجدار اسفاک نے عرض کی غلامان جانباز بھی دولت نہ چھوڑینگے
حضور کے ساتھ چلینگے ایرج نوجوان نے فرمایا اے خیر خواہان دولت اے صاحبان صولت و صولت ہمارا سفر

دور دراز ہی رہبر کامل کی عنایت پر ناز ہے ہمارا سا تعقّر دنیا بہتر نہین ہے تاجدار نے عرض کی ہین دامن دولت
نہین چھوڑون گا حضور کے ساتھ چلونگا ایرج نوجوان نے فرمایا بسم اللہ تیاری کرو اُسی وقت لشکر آراستہ
ہوا بائیس ہزار سوار و پیدل یہ بھی ہمراہ ہوئے یہان قلعہ بسر ابیہ پہ شاہزادہ صیقل آئینہ وار کو بڑا انتشار تھا
دل تردد منزل ملکہ انجم ماہ رخسار بیقرار تھا کہ شاہزادے کو کئی دن گذرے ابھی تک تشریف نہین لائے
نیلم و فیلم وغیرہ نے قصد کیا تھا کہ ہم واسطے خبر کے جائین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے
پادشاہی بجا لائے عرض کی شاہزادہ والا قدر بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہین وہان بھی جاکر مقابلہ پڑا
ایک پہلوان کو زیر کرکے لائے ہین صیقل آئینہ وار نے فرمایا بخدا ہمارے آقائے نامدار بڑا صاحب اقبال ہے نیلم زنگی
فیلم زنگی وغیرہ واسطے استقبال کے اُٹھے سب سے پہلے ملکہ انجم ماہ رخسار مع چند کنیزون کے مسکراتی
ہوئی اٹھین بیرون قلعہ آکر ٹھہرین سردار دو کوس آگے بڑھ گئے ایرج نے جو اپنے سرداران کو آتے ہوئے
دیکھا مرکب سے کود پڑے سفاک کو چھوڑ کر تسلیم وغیرہ سے بغلگیر کرایا ایک ایک اور پہلوان برابر کے ملا ان
پہلوانون کو دیکھکر سفاک حیران ہو گیا ایک ایک سے پوچھتا ہے کیون بھائی تمکو بھی آقائے نامدار نے زیر کیا ہے کہ یہ
ہنسکر جواب دیتا ہے ہماری کیا حقیقت ہے ہم ایسے بہت سے چاکران کمترین حاضر خدمت فیض درجت رہتے ہین
اور تجھے ابھی لشکر آقائے نامدار کو کہان دیکھا ہے لگ جریدہ تعقب ہین ہمراہ شاہزادے کے چلے آئے کئی سو
سردار پہلوانان نامدار مجھسے بہتر و برتر لگے دادا جان کے لشکر مین موجود ہین سفاک خوشی سے پھول گیا دل
سے کہتا ہے حقیقت مین دولت کونین حاصل ہوئی ایسا آقائے قدردان صاحب زر و طاقت حسین و
جمیل عرب کا کفیل کسکو ملتا ہے اگر کلاہ فخر تا بہ عرش اعلیٰ پہونچائین تو بجا ہے یہ باتین ہو رہی آگے آگے جب
قریب قلعہ پہونچے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار انتظار مین کھڑی ہین دیکھتے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ہلال شب
اول برائے تسلیم خم ہوئین شاہزادہ بھی مسکرایا آپسمین راز و نیاز کے اشارے ہوتے ان سب کو لیکر داخل
قلعہ بسر ابیہ ہوئے ملکہ شفیقہ مہ وش مشتاق جمال شاہزادہ والا قدر تھین بیقرار ہو کر بارگاہ
سے نکل آئین شاہزادے کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئین ایرج بھی بڑے دلدہی قریب آکے اسب
سمیت داخل دار الامارۂ شاہی ہوئے ملکہ شفیقہ مہ وش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین تاجدار
ملکہ سوار اور سفاک نامدار نے ملکہ عالم کو نذر دی تاج نوجوان نے ان دونون سردارون کی کیفیت سنائی
ملکہ کے بیان کی سب کو خوشی حاصل ہوئی ملکہ انجم نے فوراً ساقیان سیمتن ماہ رخسار کو حکم دیا جام

دوار غوانی گردش میں آیا لیکن سب نے دیکھا کہ شاہزادہ نہایت مکدر ہے صیقل آئینہ وار نے بدست بستہ عرض کی عنایت سے پروردگار کے بڑی فتح نصیب ہوئی لیکن حضور کو میں پریشان پاتا ہوں ایرج نے ملک بران کا ذکر تو نکیا یہ کہا یہ راز تو دل تر و دختر ال میں مخفی ہے مگر فرمایا اے برادر اب ہم اسد نامدار کے بہت مشتاق ہیں براہ مہربانی جلد تیاری سفر کی کرو ہمارے معشوق عاشق خصال اسد غازی سے ساتھ جاہ و جلال سے ملاؤ بہ تعجیل تمام سرحد ہوشربا میں پہنچاؤ ایک ایک لمحہ برابر ایک سال کے گزرتا ہے صیقل نے عرض کی آپکے اقبال سے سب سامان تیار ہے کل بوقت سحر بصد کر و فر کوچ کیجیے شکار کھیلتے ہوئے چلیے راہ میں ابھی ٹھگ ملینگے ضرور مقابلے پڑینگے ایرج نے فرمایا اسکا کیا تردد ہے غرض اسی ذکر میں بسر ہوئی بوقت سحر بصد کر و فر چار لاکھ جوان کا لشکر چار سو سرداران نامور ساحر و غیر ساحر مسلح و مکمل ہوکر سامنے آئے ملکہ شیشہ مو نوش تخت پر سوار ہوئیں اور صیقل نے بڑھکر ساحروں کا انتظام کیا سفاک کوہ پیکر و شیلم و فیلم وغیرہ گینڈوں پر سوار ہوکر آگے بڑھے غیر ساحروں کا مجمع انکے عقب میں بعدہ صاحبقرانی شاہزادہ یوسف ثانی القدر روح روان تمام عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان زیر سایہ علم شیر پیکر اس جاہ و جلال سے لشکر ظفر اثر لے طرف طلسم ہوشربا کے کوچ کیا ان کو تو راہ میں چھوڑیے حال انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرہ سوم بلا کہ جسکا حاکم و ناظم اختقاق جادو ہے روانہ ہونا افراسیاب کا تلاش مقام اختقاق بہدایت زال جادو اور راہ میں روک ٹوک طرفین سے ملازم کوکب یعنی فرعون جادو سے لڑنا افراسیاب کا بصد کر و فر اور قتل ہونا فرعون کا از دست افراسیاب ساقی نامہ

شراب اے مرے پیارے ساقی پلا — قرابے میں جو کچھ ہو باقی پلا — نہ خالص اگر ہو تو راسی سہی
بہت سی نہ گر دے تو را سی سہی — قسم تجکو مستان مدہوش کی — قسم تجکو زندان بیہوش کی
تجھے دانۂ سبز تمک کی قسم — نمکدان و نقل و گزک کی قسم — تجھے بانگ قلقل کی سوگند ہے
تجھے نشۂ مل کی سوگند ہے — تجھے عشق بنت العنب کی قسم — تجھے دور آب طرب کی قسم
قسم ہے تجھے عالم آب کی — قسم تجکو جوش مے ناب کی — قسم تجکو صہبا پرستی کی ہے
قسم تجکو مستوں کے مستی کی ہے — قسم تجکو زانے کے پیسنر کی — قسم تیزی بادۂ تیز کی
قسم تجکو واعظ کے دستار کی — قسم تجکو مستی میخوار کی — وضو توبہ شیخ کا کر شکست
تماشیمی زاہد کی ہو ہو کے مست — گر آنکھوں کو جام مے لالہ فام — بنا دے مجھے مردم چشم جام

قرابون کو لبریز کر کے وہ سب
سجدہ کریں دیکھیے عالم آب ہو
لب جام و کا وظیفہ پڑھے
فدا رند پر وحشت انگور ہو
وہ تحفہ دے کہ اک ساقی نامہ لکھوں
عجب شے ہے دنیا میں صہبا نہ پوچھ
ہر اک رند کو آب حیوان ہے یہ
ہیں سب چاہ میں اسکے پانی کیطرح
یہ ہے آفتاب سپہر سرور
یہ ہے دختر اک قاضی ہند کی
اسے ہے جوانوں کی مستی پسند
نکلتی ہے یہ جیسے شیشے سے آگ
دکھائے جو اعجاز صہبائے ناب
ہرن نشہ کر دے یہ ضرغام کا
بہم ہون کباب و مئے لالہ فام
انھیں سب سے آنکھوں کا میلا ہو آج
ہو ہر ہاتھ میں قمقمہ جام کا
ملیں چہرۂ مرد تک یہ گلال
لے ہولی خم رند بیباک سے
ہیں آب خجالت سے سرشار یان
عروسان نو گاتی ہیں ہولیان
مہینہ یہ طرفہ ٹھٹھولی کا ہے
مضامین کی ہولی قلم کا چھکا

سبو پر سبو خم پہ خم بھر کے دے
سہارست ہے مے حرام ست نیست
قرابے کو کچے گھڑے کی چڑھے
ہو جامے سے باہر مئے لالہ فام
بشکر ظہوری کا جامہ لکھون
یہ تو حسین انگور کی روح ہے
جو ہیں بادہ خوار انکا ایمان ہے یہ
ہے کیخسرو ساغر آفاق میں
یہ ہے نور مہتاب جام بلور
حسینون کی خلوت میں قہقہا اسکی ہے
پری شکلے ہوتی ہے شیشے میں بند
بس فن زندہ نکلتی ہے یہ
نظر آئے مہتاب میں آفتاب
بس اب کرتے دیر آئیے جام مے
تمامی ان سبو نقل خم شیشہ جام
کریں رند ہٹی یہ میخواریان
نئے رنگ صہبائے گلفام کا
پلائے سبو جام جم کی شراب
بغلگیر ہو دختر تاک سے
گلال اپنا منھ پر جما تا ہو زنگ
چھپاتی ہیں مسکی ہوئی چولیان
جسے دیکھیے ہے وہ ساغر بدست
ورق قسمت نظم چمکا چکا

زمانے میں دور مئے ناب ہو
بر احوال رباد ربابہ گریست
جو بوتل ہو وہ نشے میں چور ہو
پکڑ کر چلیں ہاتھ رندون کے جام
کہو اے ساقی عہد پیمانہ پوچھ
پئے کشتی میکدہ نوح ہے
قلم پر یہ نازان ہے مانی کیطرح
یہ ہے شیشے کی اخگر آفاق میں
یہ ہے ناخدا کشتی رند کی
شب وصل میں سکوتا ک اسکی ہے
جو بوتل کا ساقی اڑاتا ہے کاگ
زمانے میں بے پانون چلتی ہے یہ
جو چکھے مزا اسکے اک جام کا
بہار آئی صہبائے گلفام وے
انھیں کا زمانے میں ریلا ہے آج
قلم چھوڑے صہبا کی پچکاریان
جو آنکھیں ہیں صہبا کی نشے میں لال
تہ تیغ ہوتی چلا ہیں کباب
حسینو پہ چھٹتی ہیں پچکاریان
عبیر آکے چہرے پہ لاتا ہے رنگ
غرض کچھ عجب لطف ہولی کا ہے
جسے دیکھیے ہے وہ صہبا پرست
چہرہ نہنگان دریائے زخار جانباز کا

شناوران بحر ناپیدا کی سرفرازی طوفان بیان میں کشتی مضامین کو نصب و تکمیل بسیاری کی گلک فصاحت
آئین امید بادہ پیمایان بیان کرتے ہیں شعر جو ہیں زمزمہ راستان وہ لکھتے ہیں اس طرح
یہ داستان ہو جب تاریک شکل کش قتل ہوئی افراسیاب بعد پیچ و تاب حیرت جادو کو مع لشکر بعد
کئی فرطرف ملکہ بہار کے روانہ کرکے خود طرف قلعہ تخت الشعاع کے گئے تنہا چلا زال جادو کو جو
خبر قتل تاریک شکل کش ہوئی قلعہ تخت الشعاع میں ماتم برپا ہے کل سامری پرستوں نے سوگ رکھا ہے
گھر گھر یہی چرچا ہے کہ سرپرست سامری پرستان افسر ساحران جہان کا انتقال ہوا ہر ایک کے قلب پر ہجوم
غم و ملال ہوا اور زال جادو کہتا ہے یارو اب بچنا طلسم ہوشربا کا دشوار ہے دل پر دزد منزل بتقدیر ہو مدارا
مقام تعجب ہے کہ تاریک شکل کش کو کسنے قتل کیا کیونکر اسیر پنجہ قابض ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے
آکر عرض کی شہنشاہ طلسم ہوشربا تشریف لاتے ہیں زال جادو نے منہ پیٹ لیا کہا یارو اب شہنشاہ آٹھ
پہر حجرہ ہائے بلا کی فکر میں ہیں اگر ایسا سمجھا مشعل جادو کا نشان دے تو بتلاتا شمع حیات مشعل جادو کا گل ہوتا تیرہ
بختوں کا سر پر ہاتھ رکھکر رونا یقینی ہے کہ اب تیسرے حجرے کی تلاش ہو شہنشاہ کو اختیار کریگا غرض مجبور ہو کر چار
ہو روتا ہوا بہر استقبال چلا دیکھا شہنشاہ تخت اڑاتے ہوئے تشریف لاتے ہیں جا کر پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھا بہ اعزاز و اکرام دارالامارۂ شاہی میں لائے بیٹھتے ہی افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ دولت اے
رازدار سامری و جمشید جلد بتلاؤ کہ تیسرے حجرے کا کون مالک ہے اس منزل بلا کا کون سالک ہو زال
جادو نے سر جھکا لیا عرض کی اتفاق جادو سامری کا زینت پہلو صاحب جاہ و حشم حاکم نصف رہ
جمشیدی ہے جسکی صدائے ہیبت سے زمین و زمان تھرا جاتے ساحران جلیل کو غش آئے اس
تک جانا حضور کا نہایت مشکل ہے بڑی سخت منزل تب افراسیاب جادو نے کہا بدولت کسی کی مدد نہیں
چاہتے خود تشریف لیجائینگے تم ہدایت کرو نشان و مقام مفصل بتادو جسطرح سے گا جائینگا اتفاق جادو
کو لاؤنگا زال نے عرض کی غلام عرض کرتا ہے بگوش ہوش سماعت فرمایئے اک صحرائے
ہیبت ناک میں سامری و جمشید نے اسکا مقام قرار دیا لیکن راہ میں فرعون جادو ساحر زبردست ملازم
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر رہتا ہے اسنے عرصہ دراز سے بند و بست کیا ہے کوئی
اس طرف نہیں جا سکتا حضور مخفی ہو کر ہو جائیں فرعون کو خبر نہ ہو اگر آگاہ ہوگا جا بنا زمرد پوش تک اطلاع
اقبال ضرور سرکار دولت مدار کو روکیگا خیر خواہ کو جرأت رو برو کہ یکہ و تنہا جانا حضور کا دشوار ہوگا فوج کا

گیا ہے لیکن مجکو خیال ہے کہ راہ مین میرا ملازم میرا فرعون جادو ساحر زبردست رہتا ہے اُسکو ذرا ایک نامہ لکھو
کہ خبردار افراسیاب جادو کو اپنی سرحد سے نہ جانے دینا مین اس تدبیر مین ہون کہ سامان لشکرکشی کرکے
اسد غازی کی طرف دریاے نیل کے روانہ کرون ہرچند کہ عمرو بھی غافل نہین ہے مگر مجکو زیادہ فکر ہے
ہرچند کہ نشان نہین ملا لیکن رازدار طلسم یہ کہتے ہین کہ افراسیاب نے لوح طلسمی کی طرف دریاے نیل کے
روانہ کی نہین معلوم کسلیے ہے خود جاکر دریافت کرونگا اب تو اس تجربے کی بڑی فکر ہے اور صاف اوسکے
زبان سے نورافشان جادو کے سن چکا ہون خورشید روشن راے نے اسیوقت نامہ لکھا ساحر
تیزرو کو دیا ساحر طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دوسرا نامہ کوکب روشن ضمیر نے براے اطلاع حال خواجہ عمرو
کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عیاری و اے شاہباز اوج طراری آپکو آگاہ کرتا ہون کہ افراسیاب جادو
جادو بجستجوے احتقاق حاکم حجرۂ سوم گیا ہے مین نے بھی فکر کی شاید نہ آسکے مگر آپ ارسطو فطرت لقمان حکمت
ہین تدبیر واجب لازم ہے خواجہ عمرو بعد فراغ مقدمہ بارگاہ مین جلوہ فرما تھے خیرخواہان دولت نے عرض
کی کہ ابھی لشکر حیرت آپکے مقابلے مین نہین آیا ہے بجستجوے لوح دریاے نیل کے کوچ کریے شاید کسی طرح
پتہ ملے عمرو نے حکم دیا ہے کہ لشکر کو تیار کرو کہ اسیوقت طائر سحر لیے آخر نامہ خواجہ عمرو دیا عمرو نے پڑھا
ہوش و حواس باختہ ہوے صرصر و بہار و باغبان وغیرہ کو لیکر عمرو تخلیہ مین آیا تمام کیفیت بیان
کی ملکہ صرصر کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ اگر احتقاق جادو آگیا کوئی اُسکے ہاتھ سے زندہ
نہ بچیگا جب وہ نقارۂ جمشیدی پر چوب لگائیگا ہر ساحر و غیر ساحر کو غش آجائیگا بارہ ہزار جلاد جلادان
ظلم و بیداد اُسکے ہمراہ رہتے ہین جو مکروہ شخص کو قتل کرڈالتے ہین عمرو نے کہا اب سفر تو موقوف ہے اسد
غازی کو کسی حیلے سے بڑے لشکر روانہ کرو یعنی جو لشکر لشکر حیرت جادو بھی آگیا ہوگی جہانتک
ہوسکے بیٹے کو مقابلے سے بچاؤ مین بھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے اسیوقت باندھے عیاری
ذات پر آراستہ کرکے طرف فرعونیہ کے جانے کا ارادہ کیا برق فرنگی سامنے آیا کہا استاد مین بھی ہمراہ چلون
عمرو نے کہا مین کسیکو ساتھ اپنے نہین لیجاتا ہر وقت پر جہانتک تلاش کرون وہان با(؟)ن برق نے کہا بہت خوب
ایک جانب خواجہ عمرو ایک سمت برق نامید بجستجوے افراسیاب مین جاتے ہین جاتے ہیچ وقت پر انکا بھی ذکر
ہوگا مگر نامہ دار کوکب عالیتبار ملک فرعونیہ پر پہونچا شہزادو سلطنت موجود تھے اُنسے حال فرعون جادو
پوچھا سب نے کہا ہمارے شہنشاہ ہمیشہ شکار مین مصروف رہتے ہین نامہ ہم آپکی خدمت مین روانہ کر دینگے

قاصد پلٹ گیا لیکن فرعون جادو حقیقت مین نہایت تنگ دست ہو صحرائے پر فضا مین بارگاہ استادہ چار لاکھ ساحران نامی وگرامی فروکش ہین بوقت سحر بیرون بارگاہ یہ نامور دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوکر وقت وزرا امرا سبھی ذکر کررہے ہین کہ آجتک ہمارے شہنشاہ کو بڑا تردد ہی افراسیاب ایسے بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ ہر وقت کی لڑائی آٹھ پہر لشکر کشی اسوقت مین چارہ شراکت شہنشاہ کوکب روشنضمیر واجب ولازم ہی فرعون نے جوابدیا آجکی شب تو اس مقام پر بسر کرون کل انشاء اللہ قلعہ فرعونیہ پر چلکر اسباب جنگ وجدال مہیا کرون جاکر خدمت مین اپنے شہنشاہ کے حاضر ہون حقیقت مین خیرخواہان دولت ہمیشہ طعن کرینگے شہنشاہ پر وقت سخت ہی اسوقت مین جو شراکت نہ کرے بدبخت ہو کل ساحر یہی جواب دیتے ہین اور شہنشاہ باقبال کوکب روشنضمیر چلکر صفین الٹ دینگے افراسیاب کے باپ سے مقابلہ کرینگے افراسیاب بڑی بڑی تدبیرین کرچکا طلسم نور افشان کا فتاح منازل عجائب غرائب کا سیاح ڈھونڈھکر لایا ہمارے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے لیکن آخرش یہ صاحبقران یہان تشریف لائے وہ نوجوان فرزند دلبند صاحبقران تھا اسکو زیر کرکے لیگئے اہالیان طلسم نور افشان اس بدعت سے بچے ہم بھی چلکر اسکے ملک کو برباد کرین فرعون جادو جھوم رہا ہے جوش جرات مین قبضہ شمشیر جوہر سا ہی لیکایک ملازمون نے سر اٹھاکر دیکھا غیر فصل مین ایک ابر تیرہ وتار پہلوئے کوہسار سے پیدا ہوا سبنے عرض کی حضور ابر گندہ بہار جیسے دھوم سے اٹھا ہی آفتاب بھی چھپ جاتا ہی اسوقت ابر بڑی کیفیت دکھاتا ہے فرعون بھی دیکھنے لگا چونکہ ساحر زبردست ہو اتنا کلمہ منھ سے نکلا یارو یہ ابر اصلی نہین ہی کسی نے سحر سے بنایا ہی یہ ذکر تھا کہ قلعہ فرعونیہ کی طرف سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا فرمان شہنشاہ کوکب ہاتھ مین فرعون جادو کے دیا فرعون پڑھتے ہی گھبراکے اٹھا کہا یارو بیشک اس ابر مین کوئی مخفی ہو فوراً جھولی سے ایک گولہ نکالا اسپر اسم سحر دم کیا زیر ابر آکر نعرہ کیا ابر مین کون جاتا ہی یہ سرحد شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہی اسطرف رخ کرنا اپنے جان سے ہاتھ دھونے کی تدبیر ہی ہر چند فرعون نے آوازین دین لیکن افراسیاب آفتاب بنا ہوا چھپا ہی کچھ جواب نہ دیا چاہا ابر کو اڑاکر نکلجاؤن پر وقت واپسی سمجھونگا اتفاق ساتھ ہوگا اسکی بھی شکست ہونگی یہ سوچکر ابر کو اور بلند کیا ابر کو زور دیکر لیچلا فرعون جادو نے جب دیکھا کچھ آواز نہ آئی ابر اونچا ہوا گولہ اٹھاکر ابر پر مارا دناطا ہوا گولے نے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اب سبنے دیکھا افراسیاب جادو کا تھا ہو جسطرح شناور دریا پر جاتا ہی اسطرح مصبر کرد فرظا ہر ہوا لشکر مین غلغلہ پڑگیا یارو افراسیاب جاتا ہی پکڑ لاؤ

تامی نے گو ساتویں تاریخ گجھے پیکان سے افراسیاب پر مارے اور ٹکڑے ہونے پر بھی افراسیاب کا یہی قصد
تھا کہ تڑپ کر نکل جاؤں لیکن سحر جو پڑے رہ گھٹ کر زمین پر گرا بڑی چوٹ لگی اسی عالم میں فرعون نے کاردِ
سحر بھی پھینک دی نشانہ افراسیاب کا نشانہ ہوا قہر و غضب میں آکر تلوار کھینچی افراسیاب جو سحر کرنے لگا
طبقے زمین کے ہلا دیے کبھی مثل برق چمک کر آسمان پر جاتا ہے آگ برساتا ہے کبھی زمین پر مثل شیر غضبناک
صفوں میں ساحروں کے گھس پڑتا ہے بجوت ایک ایک سے لڑتا ہے خفیہ مرشد میں پچاس ساٹھ ہزار ساحروں
خود مرنے مارے لیکن یہ خبر قلعہ فرعونیہ پر پہونچی کہ افراسیاب کو ہمارے شہنشاہ نے میدان میں گھیرا ہے
لیکن اس پر نتیجہ نافع نہیں ہوتا ارغول و مرغول دونوں سپہ سالار فرعون جو اس ملک میں برائے حفاظت موجود
رہتے ہیں سنتے ہی غل مچانے لگے کہ یارو برائے مدد شہنشاہ چلو افراسیاب سے مقابلہ پڑ گیا وہ شہنشاہ
طلسم ہوش ربا ہے اس ملعون کا قتل ہونا بہت دشوار ہے لیکن یارو چلکر بلوہ کر کے مار لیں نامرد کو
للکارتیں کئی لاکھ ساحر سپاہیان سلطنت و مشیران بادشاہ کت یہ آوازیں سنکر اپنے گھوڑوں سے مسلح و
مکمل ہو کر چلے یہاں وہ وقت ہے کہ افراسیاب نے سحر ایسا کر دیا بجلی کا خواص رکھتا ہے خرابی یہ پڑی ہے کہ
حربہ ہائے سحر تاثیر نہیں کرتے ورنہ ملازمان فرعون جانبازی کر رہے ہیں افراسیاب کسیکو نہیں مانتا
ہے یکایک ارغول و مرغول کا نعرہ ہوا یہ دونوں سپہ سالار ساحران نامدار جہاندیدہ کار آزمودہ
آتے ہی حکم دیدیا چہار طرف سے اس نامرد کو گھیر لو کمندوں میں زنجیروں میں گرفتار کرو دور سے
تیروں کی بوچھار کرو یہ تدبیر جو ارغول مرغول نے کی زنجیریں لیکر چہار جانب سے ساحر جم غفیر ساحر چلے
افراسیاب پر وار پڑنے لگے تدبیر سے لڑنے لگے اب افراسیاب جادو گھبرایا لباس چاک ہو رہا ہے تاج کلاہ کا ندارد
کئی مرتبہ منہ کے بل زمین پر آیا طلب نقرا ایسا ہی زبردست تھا کہ بچا ورنہ سمجھ چکا تھا چہار طرف سے
لوٹ پڑے ہیں مشکیں باندھ لیتا افراسیاب کو جب نہ کچھ بن پڑا تو تڑپ کر حلقہ ہائے زنجیر توڑ کے غرق میں
ہو گیا پھر نعرہ کر کے نکلا فرعون جادو نے اس ہنگامے میں قریب آکر خنجر تلوار برسائے تین زخم افراسیاب
نے کھائے اور بہت پریشان ہوا نانی دادی کا نام لیکر پکارنے لگا کبھی کہتا ہے کہ میں نانی امان کو نام لیتا تھا
افسوس میری خبر نہ لی دیکھیے میں کیونکر بچتا ہوں بھاگنے میں غیرت دامنگیر رہتا ہوں تو قتل ہوا سر تن سے جدا پیر
ہو گئی ہے کہ اب افراسیاب جو بیقرار تھا کہ طرف سے پردۂ ظلمات کے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا قریب آکر ابر پھٹا دو
غلامان ماہیان زمرد پوش سنگ و پتنگ کے مع بارہ ہزار ساحران پردۂ ظلمات کالی کالی صورتیں

بڑے بڑے قدر رسول وغیرہ ہاتھ مین وقت پر آکر پہونچے افراسیاب کو اس حال پر ملال مین دیکھا دوڑے
کر کے آگے افراسیاب کی کمر مضبوط ہوئی جھپٹ جھپٹ کر لڑنے لگا اب تو ملازمان فرعون کو جان بچانا محال
ہوا مددگار آگئے سب سے پہلے ارغول و مرغول پر جا پڑا یہ دونون نابکار سرفروش خوب لڑے بڑے بڑے
سحر کیے افراسیاب کو سنبھلنا دشوار کیا فوج مین تہلکہ ڈالدیا ایک مقام پر ارغول نے قریب افراسیاب
آکر ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیجا مرنے سے بیخوف ہے خوب جانتا ہے کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی مجکو قتل نہین کرسکتا کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا ارغول کی تلوار چھین لی اسی تلوار سے اس سرفروش کو مارا مرغول نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا
ہائے قوت بازو کہکر جا پڑا کئی وار افراسیاب پر کیے کئی سو ساحر مارے لیکن آنکھون مین اندھیرا آگیا ہوا ایسے
بھاینگا لا دیکھ رہا ہے افراسیاب جو مرغول کی سرکشی دیکھی ایک ساحر کی جھولی اٹھا کر آسیب تحت دولہ لیکر مار دیا سینے پر اس
بہادر کے پڑا لیت گو تو ہو کر پار ہو گیا دونون سپہ سالار زنگی کے مرتے ہی جو آواز آئی فرعون جادو نے گریبان پھاڑ
ڈالا کہا یارو لطف زندگی نہ رہا یاران قدیم آنکھون کے سامنے قتل ہوئے صحبت کے بیٹھنے والے باقی نہ رہے تنہا
جیے تو کیا لطف اب لڑ بھڑ کر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہے خود بخود دل محجوب شرمسار ہے نظم

اے جوش نالہ کاہش ہر دم کہاں تلک
اے آہ سینہ سوزی ہمدم کہاں تلک
اس زندگی سے سیر دم آیا تو اب یہین
چپینگے اپنی جان کو یون ہم کہاں تلک

یون موت سے شکایت پیہم کہاں تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہو گئے
آخر تحمل قلق و غم کہاں تلک

جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہو گیا
اے دست عشق وصل کا ماتم کہاں تلک
اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے

ایسے اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت رویا سمجھا کہ موت قریب آگئی تھی یہ

خونریز ہینچکر فوج افراسیاب پر جا پڑا کئی سو بچیا قتل کیے افراسیاب نے جو دور سے فرعون جادو کو
لڑتے ہوئے دیکھا شور و شغب کرتا ہوا قریب پہونچا کہا او فرعون تونے مقابلہ کر کے ان لوگون سے کیا لڑتا ہے
تیر لیے لاکھون قتل کیے کوکب شقی کے ایک نمک حرامت کے ہاتھ سے برباد ہے کہ آج تیری بھی میرے ہاتھ سے
قضا ہے دیکھون تو کیسا من چلا ہے فرعون نے جو افراسیاب کی آواز سنی زندگی سے مجبور ناچار جاتا تھا
سامنے اسکا کچھ کر سکونگا لیکن جوش جرات مین جا پڑا افراسیاب سے تلوار چلنے لگی فوج فرعون بیدل
ہو چکی ہے غلامان ماہیان زرد پوش ہنگ و تینک بلا کے ساحر ہین فنون سحر سے بجلی دانت تینا سحر سفر لڑتے
بھرتے ہین فوج فرعون پسپا ہو چکی ہے بہت سے بھاگ کر طرف شہر کے گئے بعض نے صحرا کی راہ لی دو چار وار
فرعون نے افراسیاب پر کیے ایک مقام پر اس جلاد نے سحر کیا فرعون خاموش ہو گیا ہاتھ پاؤن مین

رعشہ آیا اُسی حال پر ملال میں افراسیاب نے ہتھ مارا فرعون جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا فریاد
واالغیاث کی صدا آئی بعد عرصے ذرا کے روشنی ہوئی پیرزن نے غل مچایا کشتی مرا نام ہن فرعون جادو بود
افراسیاب نے پکار کر آواز دی یارو کیوں جان دیتے ہو ملازمان فرعون نے اطاعت تو نہ کی حیرت آگی
طرف صحرا کے نکل گئے افراسیاب جادو و شنگ تپنگ کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار جادوگروں کے قلعہ فرعونیہ
میں داخل ہوا رعایا کے لوگ مجبور و ناچار دل نہ چاہتا تھا مگر حاضر ہوئے کیونکہ افراسیاب زخمی بھی ہوا
تھا تین دن مقام کیا خیمے بارگاہیں سب دستیاب ہوئیں شنگ تپنگ کو ہمراہ لیکر قلعہ فرعونیہ سے نکلا
زیردلیا قلعہ سے راستہ تھا زال جادو نے جو ہدایت کی تھی اور نشان بتلا دیے تھے بعد قلعہ فرعونیہ وہ مقامات
ملنے لگے پانچویں دن اک صحرائے ہول خیز میں پہونچا دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا گرد اُس پہاڑ کے بارہ
ہزار جوان سیاہ رو تیرہ دروں فروکش کچھ چھوٹے چھوٹے خیمے بھی جا بجا استادہ ہیں ایک درہ کلاں کے سامنے
بیٹھے ہوئے نذر و نیاز میں سحر کے مصروف ہیں افراسیاب جادو کو جو آتے ہوئے اُن سب نے دیکھا چند ساحر بڑھے
آواز دی کون آتا ہے یہ مقام ادب صحرائے پر غضب مقام سکونت مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم
افسونگری خوشتر خوشخو اشتقاق جادو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے مصاحبان والا قدر اے سایہ نشینان
شہریار ملک غدر عرض کرو جا کر افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوشربا برائے قدمبوسی حاضر ہوا ہے راہ کی
بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں بمشکل یہاں تک پہونچے شرف زیارت سے مشرف ہوں یہ سن کر وہ ساحر گھبرا کر
اندر درہ کوہ کے گئے جا کر اشتقاق سے حال آمد افراسیاب بیان کیا اشتقاق سنبھل بیٹھا کہا حقیقت میں
سامری و جمشید کو خبر ہو گئے تھے زمانہ اخیر میں شہنشاہ طلسم ہوشربا صحرائے ہول خیز میں آئیگا بلاؤ ما بدولت
بھی اُسکے مشتاق ہیں وہی ملازم واپس آئے افراسیاب سے کہا چلیے افراسیاب اندر درہ کوہ کے آیا ایک ساحر
سیہ فام کریہ منظر خوک پیکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے ایک جانب تخت یاقوت نگار اسپر ایک
نقارہ پہلو میں نقارے کے چوب طلائی لعل بدخشانی آراستہ و پیراستہ افراسیاب واسطے سلام کے جھکا اشتقاق
نے کہا عشق سامری اے بادشاہ عالیجاہ آئیے تشریف لائیے ہم تو آپ کو یاد کرتے تھے مصاحبوں سے
فرمایا تھا کہ طلسم ہوشربا میں غدر پڑ گیا شہنشاہ طلسم ہوشربا تشریف لائینگے فتح جنگ نسبت زیردست
مابدولت پر موقوف ہے جو ہدایات سامری سے انکار کرے بیوقوف ہو سکتا ہے افراسیاب جادو ما بدولت کا
بوقت شرابخواری ہر خوب نشے میں گزک کھلد افراسیاب کو زال جادو ہدایت کر چکا تھا بیوقوف افراسیاب نے

کارد کمر سے نکالی ران سے ایک بوٹی کاٹی منقل آتش پر کباب بناکے بطور نذر حضور کی اقتفاق نے نمک ملا
بجائے گزک اس بوٹی کو کھایا کہا یار آج شراب کے ساتھ کباب کا مزا ملا لیکن درد سے رنگ زرد
افراسیاب متغیر ہوگیا حیران ہو کر ران سے خون جاری ہوا اقتفاق نے لعاب دہن لیکر زخم پر افراسیاب
کے مل دیا فوراً زخم خشک ہوگیا درد بھی موقوف ہوا افراسیاب و اقتفاق سے باتیں ہونے لگیں اقتفاق نے منہ کر
پوچھا اے افراسیاب شہنشاہ لاچین پر کیا گذری تم کیونکر بادشاہ ہوئے افراسیاب نے کہا لاچین نے انتقال
کیا اپنی زندگی میں مجکو ولیعہد کر گیا تھا میں نے طلسم پر بعد انکے بڑے زور شور سے قبضہ کیا اب کئی سال
ہوئے ایک شخص اسد غازی نام نبیرۂ حمزہ بارادۂ طلسم کشائی آیا اسکے آتے ہی رنگ طلسم دگرگون ہوا
کئی سو سردار طلسم کے رازدار اسکے شریک ہوگئے کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نورافشان بھی دین قدیم سے
پھر گیا صدہا ملک میرے قبضے سے نکل گئے شہنشاہ مشعل و تاریک جا کر لڑے آخر قتل ہوئے ما بدولت
آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اقتفاق نے کہا مشعل بیچارا کیا جانتا تھا سامری کے سامنے چراغ جلایا کرتا تھا ہم
لوگوں نے مشعل نام رکھدیا تاریک بیچارے کس شمار و قطار میں تھی دربار دولت سامری کی جاروب کش تھا
خدمتگزار کچھ خنگلوں کا انتظام کچھ بدعت کا کام انکے حوالے کر دیا گیا تھا ما بدولت نمونہ قہر سامری وجمشید
صاحب راز و نیاز لشکر کے انکے نقارہ نواز اگر کرور سوار و پیدل ساحر بیدل سامنے میرے آکر ٹھہریں
جب ایک چوب لگاؤں سحر بھولیں دوسری چوب میں تھرائیں تیسری چوب میں سب غش آجائیں یہ
بارہ ہزار جلاد ہمراہ ان ظلم و بیداد چشم زدن میں کرور کو قتل کریں قتل کرنیسے بندگان سامری کے انکے دل نہ
رحم آنکے دلمیں قدرت نے نہیں پیدا کیا اے افراسیاب تونے نعمت کھلائی بڑی کیفیت حاصل ہوئی جلد تیاری
کرو ما بدولت چلینگے لیکن راہ قلعہ فرعونیہ ہے وہ سرحد اہالیان طلسم نورافشان ہے اس راہ کا انتظام کیا کیا
افراسیاب نے جواب دیا ان سب کا کام تمام کیا قلعہ پر چلکر فروکش ہو جیئے زادل جادو بھی اسی مقام پر آئیگا اقتفاق
نے تھپک پر افراسیاب کے اسپیر شب کو اسی مقام پر رہے بوقت سحر تخت یاقوت نگار پر سوار ہوا دو نقارہ
آگے رکھ لیا بارہ ہزار جلاد گرد آگئے افراسیاب مرکب پر سوار ہوا منزل بمنزل اقتفاق کو لیچلا ہر منزل پر جاگیرداران
افراسیاب آنے لگے چوتھے دن دامن صحرائے قلعہ فرعونیہ میں پہونچے کئی لاکھ ساحر جمع ہو چکے تھے
ایک بلندی پر افراسیاب نے بارگاہ استادہ کرائی اقتفاق آکر تخت پر بیٹھا افراسیاب ڈنگل زرین پر
اور گرد مصاحبان نامور اقتفاق بیٹھا شراب پیا رہا ہنگامہ عیش و نشاط برپا ایکبار زمین پر ظلمت سامنے

افراسیاب و اختفاق کے یہ غزل گا رہی تھی غزل

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے
کہ آج تا بہ دہن پارۂ جگر آئے
نشان بے ادبی ہیں یہ کیسے بوسوں کے
کمال جبکہ ہر سعی پہ بال و پر آئے
دعا قریب اثر بھی تمھارے کہنے سے
کہ جس گلی سے نہ باہر ہوں بد نظر آئے
وہ فکر رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر لائے
شب فراق بھی نالاں جبال خاموش
کہ دونوں صفحۂ رخسار پر ابھر آئے
ہمارا عقدۂ مشکل کسی سے کیا سلجھے
فراز عرش سے نالے مرے اتر آئے
قسیم مطلع سخن آپ پر تمام ہوا
دیا قضا نے ہمیں مژدۂ فراغ حیات
کہیں کبھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
ہوائے سیر چمن میں قفس نصیب ہوا
کہ پیچ کھا کے حباب حلقۂ نظر کئے
وہاں مجھے لیے جاتا ہوا دل بیتاب
کہے وہ شعر کہ شہرت جہاں میں کر آئے

افراسیاب کا بھی دماغ تر ہوا ایک نازنین اختفاق کے پہلو میں بیٹھی ہنس ہنس کے اس سے باتیں کر رہی تھی اس عیش و عشرت میں افراسیاب و اختفاق نے نگاہ اٹھا کر سمت صحرائے اخضری دیکھا تمام کو صحرا لیکن سرسبز ہوا ہر مقام پر پھولوں کے انبار تختے قطار در قطار ہر سمت جوش بہار عندلیبان خوش نوا کی زمزمہ سرائی گل بوٹوں کی رعنائی و زیبائی نسیم اٹکھیلیاں کر رہی ہے ہر مرتبہ شرماتی ہوا ایسا نہ ہو جھونکا تیز چلے عارض گل پر صدمہ پہونچے ہر غنچہ بحر سکوت کا جوش ہم صورت دہن معشوق کی کم سخنی شیرین دہنی گل کی نازک بدنی پنکھڑی ہر پھول کی گویا عقیق یمنی قمریوں کی کوکو معشوق سرو قدی جستجو نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھیں لڑانا سنبل کا زلفین عنبرین کو بنانا اس باغ پر بہار میں صیاد و باغبان دکھائی ہیں نشان نہیں اگر صیاد فکر گرفتاری عندلیب خوش نوا میں آئے آتے ہی دام رگ گل میں خود پھنس جائے گل چین روشین دیکھکر رستہ بھول جائے بہار کو دیکھکر ایسا ہوئے نہروں میں جوش و خروش حباب اشک چشم حسینان موجہ آب گیسو برہم دیدنیا نظم

شجر گل ہوئے سب نقش و نگار
خاک لیلی سے بنفشہ نکلا
طائر رنگ چمن اڑ نہ سکے
عام ہے گلشن ہستی کی فضا
گل ہر ایک جا بہ مینا ہوا لالہ ہی
خار ہیں چوب تو گل نقارا
نوبت نغمۂ بلبل ہے آج
فرش قالی سے بنا گل بوٹا
خون فرہاد سے برگ سیاوش
تار بارش کا بندھا لیا
پھول بھی پھولے سماتے نہیں آج
ہر عجب رنگ کی باغوں میں بنا
حباب نجم سے کم نہیں گل کے اوراق
کوس شادی کی چمن میں ہے صدا
قیس کی قید سے ہے سبزہ مجنون
قبر شیرین سے ہے جل نیم آگا
سبز ہو سبزۂ بیگانہ بھی
غنچے خوبوں کے دہن ہیں گویا
جلترنگ آب رواں کا ہے شور
غنچۂ گل ہے مثال منہ سا
بلبلیں مست ہیں صیاد خموش

ہم صفیروں کی یہ دلکش ہے صدا
گل کہین جانے سے اپنے باہر
کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
ہو گئی زندہ گلستان کی زمین
باغ مین ناز سے بن بن کے صبا
کو سلے بھیجے ہین عنادل ستار
شاخ ہر پھل کے لیے اک جھولا
صحن گلشن مین ہے کیسی دلکش
قمریوں کا وہ لب جو نالا ہو
فرش قالی ہوا گلکاری سے
زور جوبن پہ جیسی ہے سبزا
کشت امید ہے دہقان کی سبز

کہین غنچون کی صبا سے صحبت
چاک ہر اک ہے داماں قبا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار
باغبان سبزہ و باران دیکھا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہے
کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا
نکہت گل نے لبا کے یہ دماغ
جا بجا مرغ غزل خوان کی صدا
ہے نظارت سے کہین مد نظر
نقش از رنگ ہے اک اک تختا
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار
فارغ البال ہین عاقل ہر جا

شاخ ہر دوست و گریبان صبا
کیسی میٹھی ہے دبوچے گل کو
باغ عالم مین بنا گل پھولا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے
نکہت گل کہین لاتی ہے اڑا
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
حقہ عطر ہے باغ دنیا
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک
بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا
چمن دہر کی ہے سرسبزی
عام ہے عیش جہان مین ہر جا
عاشقوں کو ہے وصال معشوق

گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا

اس صحراے سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر افراسیاب و اختفاق محو مطلق ہین سبکی اسی جانب نگاہ ہے کسی کی زبان پر آہ کسی کے لب پر واہ ہے صفت باغبان قضا و قدر مین معروف ہین عیش و نشاط و راحت کے مزے ایسے صحراے پر بہار کی سیر پر موقوف ہین یکایک گوشہ صحرا سے اک آواز دلکش آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے سب کی نگاہ پڑی ایک طفل حسین مہ جبین گوری گوری صورت چاند کا ٹکڑا سن بارہ یا چودہ برس کا لباس قطع خوبصورت جسم کلاہ زرین سر پر ڈھلکی ہوئی گیسوے عنبرین پر غبار مکدر آئینہ رخسار گریبان چاک چالاک بیباک اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اخیار جانب دوڑتا پھرتا ہے کبھی اپنے سایے سے رم کرتا ہے کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی ہنسا کبھی رویا کبھی آنسو کبھی پکارا یا سامری کبھی نام لیا اے خداے نادیدہ کبھی کسی مقام پر بیٹھ گیا خاک منھ پر ملنے لگا صاف طور لچھے سے ظاہر ہے کہ دیوانہ ہے جیسے ہی افراسیاب و اختفاق اس سرو باغ خوبی غنچہ گلزار محبوبی پر پڑی پہلے اختفاق ہی نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ کوئی رئیس زادہ یا تاجر بچہ سٹری ہو گیا ہے نہین معلوم گھر سے کیونکر نکل آیا پرورش لطف حد ناز و نعم اسیر رنج و غم ارے یارو اپنے ہوش مین نہین ہے دیکھو جاتا ہے کنوئین مین گر پڑے ون حقیقت مین ماں کے نہ تیر یا جو بچا تھا اک طرز

جو اڑا اُسکو پکڑنے کو دوڑا جب طائر کو نپایا لڑکو ملول کر کر احتعاق نے کہا یا دو دلیرو اسکو بہلا کر یہانتک لاؤ افراسیاب کا بھی دل ٹکڑے ہوگیا ہر ایک صاحب ولا دینے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا چار پانچ جادوگر دوڑے افراسیاب نے پکار کر کہا یارو دیکھو ہلاک ہوجاؤ گے مین بھی آتا ہون سب عقلمندی کا کام ہو دیکھو فلک کجرفتار کیا کیا شعبدے دکھاتا ہی ایسے ماہ رخسارونکو دیوانہ بناتا ہی یہ کہکر افراسیاب چلا جادوگر آگے بڑھ گئے تھے انھون نے جاکر چہار جانب گھیرا وہ انکو دیکھکر ہنسنے لگا ڈھیلے اٹھا کر مارتا ہی کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہی یہان نہ آؤ دیکھو تلوار چل رہی ہی یارو رات تھوڑی باقی ہی مین کھانا کھا چکا ہون پانی پیونگا بیابان خشک ہی یارو یہ پہلی منزل ہی دیکھو کسی نے آگ لگا دی سارا گانون جل گیا شیران صحرا و فیلان جنگی سے لڑائی پڑی ہی ہاتھیون نے ہاتھون ہاتھ شکست دی ہی ان باتونکو سنکر وہ لوگ رونے لگے قریب اسکے خوف سے نہین جاتے ہیکو ڈھیلے مارتا ہی اپنا سر نہ کہین پتھر پر دے مارے یا کنوین مین کود پڑے یہ تدبیر سے صاحبزادے صاحبزادے کہہ رہے ہین کہ افراسیاب تاج پہنے ہوئے لباس بہت بھاری در ڈالا ہوا آیا پکار کر کہا صاحبزادے ہم گھبراؤ دیکھو ڈھیلے نہ پھینکو اس لڑکے نے بہ نگاہ غور طرف افراسیاب کے دیکھا سراپا کو دیکھ دیکھکر عرصہ دراز تک بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان رہا یکایک منہ بنا پیچ تاب کھا کر رو دیا کہا آبا جان کہان تھے ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے افراسیاب یہ کہکر مدد لڑا اہاہا بیٹا مین راستہ بھول گیا تھا آؤ گھر چلو امان جان تمھاری روتی ہین امان جان کا نام سنکر وہ لڑکا خوب ہنسا ناچنے لگا سر ہلا کے گنگنایا معلوم ہوتا ہی پڑھا لکھا بھی ہی یہ تو صاف لباس سے ظاہر ہی کہ کسی رئیس کا لڑکا ہی ناچتے ناچتے یہ شعر گانے لگا **نظم**

ہر نگاہ لطف دشمن پر تو نندہ جاتا ہی
تھامتا ہون پر یہ دل ہاتھو نسے نکلا جاتا ہی
جان نکلا اصل عروج بھی سی پر کیا کرون
کہتک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جاتا ہی
حسن روز افزون بتو نکیلئے ای ماہ جبین
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جاتا ہی
تاب طاقت صبر راحت ... [illegible] ... جوش
اب گوہر کیلئے آنکھو نسے نسیا جاتا ہی

یہ ستم ای بیمروت کس نے دیکھا جاتا ہی
حال دل کیونکر کہون مین کس کو بلا جاتا ہی
جب گلہ کرتا ہون ہمدم وہ قسم کھا جاتا ہی
انکو کام عشق شیرین اب جیسے تو کیا ہوا
ہون ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جاتا ہی
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہی مین جلتا ہون
ہائے کیا کیجئے کہ وہ کسکے ساتھ کیا کیا جاتا ہی
تاکہ مین بلاے یارب بیکسی کی آبرو

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجاتا ہی
اٹھ کے وہ بالین سے کیا پھولا ہی سمایا جاتا ہی
رشک دشمن نے بنا دی جان پر لب ہو
شور بختی سے مزا ہی زندگی کا جاتا ہی
تو نجھے آنسو دار تو نکے کیا کرون بہا جاتا ہی
تنکے استقبال کو بھی تن سے میرے جا چکا ہی
رو رہا ہون خندۂ دندان نما کی یاد مین
غیر میری لاش کے ہمراہ روتا جاتا ہی

اب تو مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو	ضعف کے باعث کہاں دنیا سے اٹھا جائے ہے
اور کی سنتا نہیں اپنی ہی کہتا جائے ہے	سید گو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہے یہ کون

ان اشعار کو سنکر افراسیاب بھڑک گیا ساحروں سے کہا یارو کوئی بلا زادہ ہے پڑا دیکھا کہ کوئی جن بھوت کا اسیر سایہ ہے ہر بات پر افراسیاب ہاں ہاں کرتا ہوا پہنچا قریب اس طفل حسین کے آیا اسنے ہاتھ بڑھائے افراسیاب نے گود میں اٹھا لیا اسنے ریش افراسیاب کے ہاتھ ڈالکر کہا ہمارا گھوڑا دوڑتا ہوا چلے افراسیاب نے اسپر بھی کچھ خیال نکیا جلد جلدی طرف بارگاہ کے چلا آتا ہے لڑکا پاؤں ہلاتا جاتا ہے کہتا ہے میں اپنے گھوڑے کو ایڑ کرتا ہوں تمام سرداران اخفاق گرد افراسیاب ہنستے ہوئے چلے آتے ہیں بعض کہتے ہیں یارو کیا ہنستے ہو رونے کا مقام ہے ہائے ان ماں باپ کا کیا حال ہوگا صاف ظاہر ہے کہ رات کو نکل کر گھر سے بھاگا ہے نہیں معلوم اس جنگل میں کیونکر آگیا شیر بھیڑیے سے کسطرح بچا دیکھیے یہ سایہ اسکے سر سے کیونکر دور ہوگا ماں باپ اسکے کیسے سر ٹکراتے ہونگے گھر میں کہرام برپا ہوگا افراسیاب نے لاکر بارگاہ میں پہونچایا لڑکا گود سے افراسیاب کی کود کر طرف اخفاق جادو کے چلا کہا نانا جان تمنے بھی ہمکو تلاش کیا اخفاق نے بھی ہاتھ پھیلا دیے لڑکا تخت پر چڑھ گیا اخفاق کی داڑھی نوچنے لگا اخفاق کو غصہ آیا افراسیاب نے کہا حضور وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے آپ بچہ پر نگاہ کیجیے غصہ نہ فرمائیے اگر اسکی جان بچ جائے کوئی اس بھوت کو اتارے اپنا فرزند بناؤں سحر سکھاؤں ولیعہد بناؤں حسن و جمال تو دیکھو چاند کا ٹکڑا ہے سونے چاندی کے کھلونے منگاکر تخت پر رکھدیے لڑکا ان کھلونوں سے کھیلنے لگا ایک سمت سے بارگاہ میں آئینہ قد آدم رکھا ہوا تھا لڑکا کھیلتے کھیلتے پلٹا آئینہ کو معائنہ کیا ایک چیخ ماری ارے یارو دوڑو میرا بھائی قید ہوگیا یہ کہکر طرف آئینے کے دوڑا ایک ٹکر ماری سر سے لڑکے کے خون جاری ہوا آئینہ ٹوٹ گیا اپنے کو گرا دیا مچلنے لگا ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے روتا ہے منہ بناتا ہے کبھی پچھاڑیں کھاتا ہے اب آئینہ جو اٹھا کر پھینکوا دیا گیا اسکے پیچھے دوڑتا ہے یہ کہتا ہوا کہ ارے یارو میرے بھائی کی لاش لیے جاتے ہیں اب ہر چند روکنے والے روکتے ہیں اب لڑکا نہیں رکتا افراسیاب کہتا ہے ارے یارو اسکی جان بچاؤ دیکھو قریب نہیں آنے دیتا باہر بارگاہ کے نکلا چاہتا ہے بلندی سے کود پڑوں ساحر لپٹے ہوئے ہیں یہ چھٹا جاتا ہے غضب ہے ایک ہنگامہ برپا ہے افراسیاب کہتا ہے یارو کیونکر روکوں جو کوئی میں اٹھا لیتا ہوں آنکھ کا لیا ہاتھ دیتا ہے جب زمین پر گیا اپنے بال نوچتا ہے تڑپ کر گر پڑتا ہے ہوا سے لڑتا ہے افراسیاب اخفاق بیرون بارگاہ آگئے ہیں افراسیاب کہتا ہے یارو میرے طلسم ہوشربا میں تو سب طرح کے لوگ ہیں کسی بلا سیانے کو بلاؤ وہ اسکی آسیب اتارے ایسا نہو یہ تڑپ کر مرجائے لوگ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرتے ہیں یہاں یہ ہنگامہ ہو رہا ہے لڑکا چمن میں پڑا ہے

اب یہی ضد ہے کہ ہاے بھائی کو مار ڈالا میرے بھائی کو لاؤ کس نے قید کیا آخر صید کیا خبردار میرے پاس کوئی
نہ آئے گردسب ساحر ہین بیچ مین لڑکا خاک منھ پر ملے ہوے مثل شیر غضبناک آنکھین سرخ چہرہ تمتمایا ہوا
بڑے نکتہ شناس دور سے دیکھکر کہتے ہین یارو ہمنے یہ جن کی علامت ہے ایک نے کہا دیوانے ہو پری کا سایا
ہے عاشق ہو چکی ہے اب نہ جائیگی ہمارے پروس مین اسیطرح ایک لڑکے پر پری عاشق ہوئی تھی اُڑا کر
لیگئی ابھی حیران کر رہی ہے یہ باتین ہو رہی ہین افراسیاب دور سے کہہ رہا ہے آپ کون صاحب ہین نام
بتایئے بکرہ منگواؤن لوبان جلاؤن اپنے قالب کو آپ کیون حیران کرتے ہین دیکھیے اُس بیچاری کے سر خون
جاری لڑکے نے نیلی پیلی آنکھین کرکے جوابدیا ہم تجکو نام نہ بتائینگے دل سے ہم اُسکے طالب ہین اسکو پرستان مین
لے جائین گے تم لوگون نے کیون گھیرا ہے افراسیاب نے کہا غصہ کیجیے غریب لڑکے کو چھوڑ دیجیے لڑکا سر
ہلا رہا ہے ہر ایک پر آنکھین نکالتا ہے اب سارے لشکر مین ہنگامہ ہے چار پانچ لاکھ ساحر جمع ہو چکے ہین بیلجرہ
نے دیکھا کہ گانون کی جانب سے ایک مولویصاحب کتاب بغل مین دبائے ہوے چلے آتے ہین افراسیاب
تو کہہ رہا تھا کہ یارو کسی ملا کو بلاؤ ایک ساحر نے بڑھکر سلام کیا کہا مولویصاحب آپ کہان سے آتے ہین مولویصاحب
تو بھرے ہوے تھے اُبل پڑے کہا ای بھائی دنیا مین اب مکر و عذر کا جا بجا چرچا ہے سچا آدمی مارا جاتا ہے
گانو مین زمیندار کی بیٹی پر ایک جن آتا تھا مین بیچارہ تو کچھ نہین جانتا ایک جاہل آدمی ہون جاکر جھاڑ پھونک
کی اچھا کیا یا تو زمیندار صاحب کہتے تھے آدھا گانون دونگا سرفراز کرونگا آج جب فرصت حاصل ہوئی دو مجھے
زمین کا پٹہ گلے مین ڈالدیا گویا کتا بنایا لیکن خیر ہمنے شیشہ جنگل مین دفن کیا ہے اُس مین جن کو بند کر دیا جاکر
شیشہ توڑ ڈالین گے ابھی وہ اُنکے گھر بھر کو کھا جائیگا یہ مولویصاحب نے جو کہا اور بربڑاتے ہوے چلے ساحر نے دوڑ
کر افراسیاب سے عرض کی افراسیاب نے کہا جلد بلاؤ ساحر دوڑے مولویصاحب آتے تھے ملازمان افراسیاب
نے کہا مولویصاحب یہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے نہال کر دیگا بمشکل بڑے میان پلٹے افراسیاب نے بھی دیکھا
مولویصاحب کی اگلے لوگون کی وضع نیلگون کا ڈوپٹہ سر پر بندھا ہوا کرتا زیب جسم شرعی پاجامہ کفش پہنے ہوے
جیسے قریب آکر پہونچے لڑکے سے آنکھ ملائی آواز دی کیون بے ناہنجار بدکار خونخوار یہان کہان آیا دیکھو
تمھارے باپ بھی آپہونچے یہ جو مولویصاحب نے چلا کر کہا یا تو لڑکا مثل شیر غضبناک بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا اُٹھکر
بھاگا بارگاہ مین گھس گیا زیر تخت احتقاق چھپا وہان سے پکارتا ہے یارو اس مولوی کو مارو یہان نہ آنے دو
اسکی آنکھون سے ڈرتا ہون اب تو سب نے مولویصاحب کو گھیر لیا افراسیاب نے کہا مولانا جو مانگیے گا وہ دونگا

مولویصاحب نے کہا شہنشاہ صاحب یہ سحر ساحری نہین یہ غضب کے مقام ہین میرے اٹھارہ بیٹے جوان مرے
اس فن کو کرکے بہت پچھتایا اور یہ بیچارہ کیا ہے خوب طبیعت مطمئن ہے بے پڑھا جن ہے لاہور سے بھاگا مین وہان
پہونچا تھا اب یہان تشریف لائے ہین کئی مرتبہ انکی گردن ناپ چکا ہون بد وضع ہے دو ٹھوکر دونگا بھاگ جائیگا
لیکن آج سختی پڑےگی افراسیاب نے کہا اندر تشریف لے چلیے حقیقت میں آپکو دیکھتے ہی بھاگا زیر تخت جا کر چھپا
ہے مرد اسنے پڑا ہے مثل بید کانپ رہا ہے سب مولویصاحب کو گھیرے ہوی مولوی صاحب اندر بارگاہ
کے آئے سب سردار گھیرے ہوی مولوی صاحب نے کہا غل نہ کرو بارگاہ کے پردے چھوڑ دو خاص لوگ
اندر آئین عام باہر ٹھہرین صاحبو الگ رہو ایسا نہو اسکو چھوڑ کر تمپر چڑھ بیٹھے اب تو لوگ بھاگے پردے
بارگاہ کے چھوڑ دیے افراسیاب و اختقاق چالیس سرداران جلیل صرف اندر رہ گئے مگر سب الگ الگ
بیٹھے ہین افراسیاب بھی خاموش لیکن لڑکا تخت کے نیچے سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا کیون مولویصاحب
یہ آپ کے قریب کیونکر آئے یہ تو ظاہر ہے کہ غل شور نہین کرتا مولوی صاحب نے کہا سوا من سونا منگوائیے
لوبان کوگل فلفل سیاہ کالا دانہ کوری بدھنی دو پھولون کے ہار کسی قدر جواہر بھی رکھدیئے سونے چاندی
کی مجکو ضرورت نہین ہے بعد تھوڑی دیر کے اپنی سب چیزین اٹھا لیجیے گا مجھے جو ہاتھ اٹھا کر دیجیے گا وہ حلال
ہے ورنہ یہ کیا مال ہے ایسی دولت پر تھوک ہے سب خون خوک ہے افراسیاب نے کہا سب کچھ حاضر ہے اشرفیون
کے ڈھیر لگا دو اشیاے مذکورہ حاضر ہوے باہر والونکو بڑا اشتیاق ہے دیکھیے اندر کیا ہوتا ہے روزن سے جھانک
رہے ہین مولویصاحب نے کہا جو جو صاحبین روزن خیمہ سے جھانک رہے ہین دیکھیے اے شاہنشاہ سزا پائین گے
سب اندھے ہو جائین گے اب تو لوگ بھاگے ایک نے ایک سے کہا بھائی ہٹو مولویصاحب چار فتیلے لکھ رہے
ہین افراسیاب بھی خاموش اختقاق کو بھی حیرت کا جوش افراسیاب کہتا ہے اے افراسیاب یہ مولوی
صاحب بڑے کامل فن الحمل ہین لڑکا چھپا ہوا بیٹھا ہے اسنے آنکھ نہین ملاتا لیکن مولوی صاحب نے چار فتیلے لکھے
چارون کو نو نیزہ بارگاہ کے رکھے چار شمعین منگائین وہ بیچ مین رکھی گئین چالیس سردار و افراسیاب و اختقاق
سے کہا آپ لوگ ایک ہی مقام غنچہ کر کے بیٹھین اب دیکھیے قیامت برپا ہوتی ہے جن سے لڑائی پڑے گی وہ آفتاب نگاہ
نے گھبرا کر کہا مین باہر چلا جاؤن مولویصاحب ہنس پڑے کہا شہنشاہ دیکھیے کیا مجال آپ لوگون پر ترچھی نگاہ
ڈال سکے میرے اسکے لڑائی ہے مین سمجھ لونگا سب نے دیکھا فتیلے و شمع اسی طرح رکھی ہین ابھی مولویصاحب نے
روشن نہین کین جب سامان مہیا کر چکے مولویصاحب نے آواز دی او جادو ادھر آ کب تک تخت کے نیچے چھپیگا

لڑکے نے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑے مولوی صاحب نے چند دانے رائی کے پھینکے لڑکا زیر تخت سے تڑپکر
نکلا جھومتا ہوا قریب مولویصاحب کے آیا لیکن آنکھیں سرخ جھومتا ہوا مولوی صاحب نے کہا بیٹھ جا لڑکا
بیٹھ گیا مولوی صاحب نے ایک شکست دی کہا بتلا تیرا نام کیا ہے لڑکے کہا او کٹھ ملا نام تو نہ بتلاؤنگا تجکو بھی
کھا جاونگا مولوی صاحب نے لوگوں کی دھونی دی لڑکا کھیلنے لگا دو ہتھڑ زمین مین مارتا ہی کبھی مولوی کو للکارتا
ہے کھیلتے کھیلتے مولوی کو لپٹ گیا مولوی نے ارنگا دیکے دے مارا ایک طمانچہ دیا کہا او تجیا نام بتا آج تجکو
جلائے نہ چھوڑونگا اب شیشے مین نہ بند کرونگا کئی مرتبہ مین نے دھوکا کھایا ہزارون منتر لین طے کرکے یہان آیا
لڑکا کانپنے لگا منھ سے کف جاری ہوا کہا مولویصاحب میرا نام تمقام خونخوار ہی پردہ چہارم قاف مین
رہتا ہون یہ لڑکا قالب ہے دل اسکا طالب ہی اسکو پردہ قاف مین لیجاونگا مین مدت سے اسپر مائل ہون ہرگز
سر سے اس کے نہ اترونگا زیادہ بولوگے تو تم پر بھی چڑھ بیٹھونگا پس مولوی جھلا کر اٹھے کہا بھلا بے تمقام انجام بد
دیکھ تو کیا کرتا ہون دوڑ کر چارون شمعین روشن کین چارون فلیتون مین آگ دی کچھ مٹی سے شمع پر مارا اب تو
اسقدر دھوان بلند ہوا ساری خیمہ مین بھر گیا لڑکا بھی رونے لگا یکایک افراسیاب و اختقاق و چالیسون
سردار گھبرا کر اٹھے کہا مولویصاحب ہمپر بھی جن چڑھا کوئی طرف آسمان کے لیے جاتا ہی ہمکو روکیے جن و پری دیو نکا
یہان مجمع ہے دیو بھی آگئے اختقاق نے پکارا اری مولوی مجکو بچا دیو نے منھ کھولا کئی سردار کھیلنے لگے پکارتے
ہین ای مولوی ہمکو بچالے بڑے لوگ آئے ہین لو آگ کا دریا آگیا افراسیاب نے کہا پانی چڑھ آیا اختقاق
نے کہا مین گھٹنون تک غرق ہوگیا افراسیاب نے کہا نہ گھبرائیے مین پیراک ہوان میرے کاندھے پر پانو رکھیے
ناک اپنی پکڑ لیجیے اختقاق نے جلدی ناک پکڑی کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھا کہا بیٹا جلد نکل چلو دیکھو
کشتیان جہاز ڈوب رہی ہین اری گھڑیال آگیا گھنٹہ بھر مین نکل جائیگا لو نہنگ لاڈلا بھی پہونچا منھ کھولدیا کیونکر
بچین گے ہای جو سنتے تھے وہی ہوا مثل مشہور ہی قطرے کا جو کا گھڑا ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہی جوش دریا دم
بدم زیادہ ہے کنارے تک پہونچنے کا ارادہ ہی افراسیاب نے کہا مین جان پر کھیلتا ہون ابھی اس دریائے
قہار کو جھیلتا ہون یہ کہکے پیچھے ہٹا سر جھکا کر گویا غوطہ مارا افراسیاب و اختقاق دونون گری غرق دریا
لعنت ہوے وہ چالیسون بھی گر کر بیہوش ہوی لڑکے نے نعرہ کیا منم مہتر مہتران و بہتر بہتران سر ہنگ سر ہنگان
بساط بلاد بنی آدم مولای معظم و مکرم جامع الفضل و الکرم دونده بیدنگ قلعہ گیر بے جنگ مرد بڑا سر ہنگ نامرد
از پالہنگ صاحب قنطورہ و زنگ رفیق قدیم زلزلہ قاف ثانی سلیمان نامی مور خواجہ عمرو نظم

عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ نجکت اختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم
مولوی بھی تڑپا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی سے منم برق رفتار و خنجر گذار + منم یکہ لیکن کران بر ہزار + کیون
استاد کیسا مولوی بنا عمرو نے ایک دھول لگائی کہا ابے تجھے عمر بھر عیاری نہ آئیگی پاجی بیحیا بے غیرت
ابے سو من سونا منگایا ہم نے پانچ من کھا تھا یہ کہکر جا بجا راہ سونا وہ سلو وغیرہ اٹھا کر زنبیل کیا برق
نے کہا استاد جلدی کرو افراسیاب تو قتل ہوگا لیکن احتقاق کو مارلو مہرخ سے سن چکے ہین جب نامرد لقا
بچائیگا سرداران نامی کو غش آجائیگا بھلا خواجہ کب مانتے ہین اسباب محفل کا اٹھانے لگے برق تڑپ کر
قریب احتقاق کے پہونچا عمرو نے کہا ارے کیا کرتا ہے ایسا نہو کچھ فتور پڑے مین اسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھ
لون نقارہ اور چوب بھی لیلون بھلا برق کب مانتا ہے ایک خنجر احتقاق پر مار ہی دیا خنجر تو جھن سے اڑگیا زمین
شق ہوئی ایک تیلہ فولادی زمین سے یہ کہتا ہوا نکلا ارے تو کون ہے جو مصاحب سامری کو قتل کرتا ہے نکلتے ہی
تیلے نے ہاتھ سے اشارہ کیا برق دھم سے لڑکھڑا کے گرا خواجہ عمرو ساحرون کے کپڑے اتارتے تھے طمع مین
اپنے جامے سے باہر لیکن برق نے گرتے گرتے آواز دی استاد بھاگو مین گرفتار ہوا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا تیلے
نے برق کو پکڑا میری طرف آتا ہے عمرو نے گھبرا کر ہنچہ ٹیکا قصد ہوا کلیم اوڑھون یا جست کرکے نکلجاؤن لیکن
تیلے نے آنکھ ملتے ملتے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا سامری جمشید کا نام لیا عمرو بھی زمین پر گرا مثل لوٹن کبوتر کے
تڑپنے لگا یہ تیلہ جب دونونکو بیکار کر چکا برابر احتقاق کے آکر چھینٹا پانی کا مارا آواز دی او مصاحب سامری
بہت سوئے بس اب ہوشیار ہو جیسے عمرو و برق آپکو قتل کرتے تھے نقارہ نواز لشکر سامری کو یہ غفلت اور افراسیاب
تو روز جوتیان کھاتا ہے بار بیج والم اٹھاتا ہے اسکی عقل پر پتھر پڑے ہین احتقاق کی آنکھ کھلی نہ وہ مولوی تھا
ہین نہ لڑکا آسیب وہ ایک انگریز دوسرا دبلا پتلا تانتیا دونون زمین پر بیکار پڑے ہین تیلہ کھڑا ہوا فہمائش
کر رہا ہے بس احتقاق نے اٹھتے ہی افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا واہ شہنشاہ ہمکو اسی واسطے لائے تھے
کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل و رسوا ہون افراسیاب کانپنے لگا تیلہ بھی افراسیاب پر طعن و تشنیع کرنے لگا
کہا ای شہنشاہ مین اگر اپنے آقا کی نگہبانی نہ کرتا تھا تو خاتمہ ہوا تھا بس اب ہمارے شہنشاہ آپکے ساتھ
نہ جائین گے سیکڑون مرتبہ عمرو آپ پر عیاری کر چکا لیکن آپ نہین پہچانتے افراسیاب غصے مین کانپنے
لگا کہا او بیحیا دور ہو ہمارے معاملات مین تجھکو کیا دخل ہے چند باغی جمع ہین جسدن انکا ہلاکت کا جی چاہیگا تخت حیات
انکا قلم کرین گے تیلے نے آنکھ ملا کر کہا سر اسر غلط ہے کچھ بھی نہین ہو سکتا دشمنون کے ہاتھ سے آپ بھاگے بھاگے

پھرتے ہین کچھ بھی آجتک نہو سکا جب ہماری شہنشاہ کی خوشامد کی یہ کلمات سخت جو تیلے نے افراسیاب سے
کیے یہ آتشخو شعلہ مزاج غصے مین اُٹھا کہا بس او زبان دراز خاموش ہو ورنہ ابھی سزای معقول دونگا آتش غضب
مین پھونکدونگا تیلے کہا واہ واہ دشمنون پر تو زور نہین چلتا ہمپر آنکھین نکالتے ہین مین کیا کچھ آپکا تابعدار ہون
شہنشاہ احتقاق کا ادنی خدمتگذار ہون افراسیاب نے غصے مین کلائی سپر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ
تیلہ جلکر خاک ہوا خاک سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی افسوس صد ہزار افسوس علامت کامل ظاہر ہوئی کہ
طلسم ہوشربا نہ بچیگا یہ سنکر ایک طائر نے بھی آہ کی افسوس ہیہات کہکر چلگیا احتقاق نے کہا کہ افراسیاب
یہ تونے کیا کیا میرے غلام نگہبان خیرخواہ کو مارا اب کوئی آفت آئیگی تو مجھکو کون بچائیگا افراسیاب نے کہا اسوقت
آپ کچھ نہ فرمایئے آپ کے لاکھون نگہبان پاسبان ہین مرنے سے تیلے کے عمرو برق کا سحر اترا چاہتے مجھے لوٹ
مارکر اُٹھین افراسیاب نے کہا بس سارہان زادی اسی مقام پر پڑا رہ اُٹھنے کا قصد نہ کرنا یہ کہکر اشارہ کیا اُٹھتے
اُٹھتے دونون پھر لوٹ پڑے ہنگامہ جو ہوا چالیس سردار بھی ہوشیار ہوے باہر نکلے دیکھا سب اہالیان
فوج دور جاکر کھڑے ہوے ہین ہر چند اُنکو بلاتے ہین وہ کہتے ہین ہم نہ آئینگے اندھے ہو جائین گے جب اُن
سبھون نے پکار کر کہا او نامردو کیا اندھا لولا ہونا جلد آؤ شہنشاہ بلاتے ہین دونون عیار تھے ہم سب بچگئے
شکر سامری و جمشید بجا لاؤ جب بہت چیخے پکارے تب وہ لوگ بمشکل قریب آئے پردہ بارگاہ کا اُٹھا اب تو
سب نے دیکھا احتقاق خاموش غم مین اپنے نگہبان کے تخت پر سر جھکائے بیٹھا ہے افراسیاب بھی غصے
مین کانپ رہا ہے دونون عیار مثل گنہگار سامنے افراسیاب کے سر جھکائے بیٹھے ہین ہوش سب کے اُڑ گئے آپس
مین کہتے ہین یارو ان عیارون نے ساحرون کے بھی کان کاٹے کیونکر ان کو کوئی پہچانے ایکمرتبہ کوئی نکلا آیا ایک
لڑکا بن گیا دونون نے جال پھیلائے اتنے بڑے ساحر کے سامنے عیاری کر گذرے کچھ خوف نہ آیا کلیجے بخوف
ہین بعض نے کہا افراسیاب نے منہ چڑھایا ہے ہر مرتبہ گرفتار کر کے قید کرتا ہے اگر قتل کر ڈالتا اب تک یہ جھگڑا نہ رہتا
وہ لوگ جسکو پاتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین نہین معلوم شہنشاہ کو کسکا خوف ہے آخر یہانتک نوبت بہم پہونچی
صدہا ملک قبضے سے نکل گئے قوت بازو زینت پہلو دشمنون کے شریک ہوے ہوشربا ایسا طلسم برباد ہوا ہی کچھ
نہین ہوسکتا جب عاجز و ناچار ہوے احتقاق جادو کو بلا کر لائے یہ لوگ مصاحبان سامری گوشہ نشین صاحب
جاہ و تمکین انکو ملنے جلنے سے کیا کام صرف بانیان طلسم ہوشربا نے جہان اور تکلفات درست کیے حجرے بھی
بلا بھی بنائے اگر انپر کوئی مصیبت پڑی روح سامری کو تکلیف ہوئی بعض نے کہا اب آج تو شہنشاہ کی

بڑی ذلت اُٹھائی ہی ضرور عمرو و برق کو قتل کرین گے ایک نے کہا ہم نے سنا ہی عمرو کو موت ہی نہین ہے
جہان قید ہوا اُس زمین کو ویران کیا آپسمین ساحرون کے یہ چرچے ہین افراسیاب جادو تیلے کو مار کر غصے
مین کانپ رہا ہی احتقاق نے کہا اے شہنشاہ میرے غلام نے زبان درازی کی اب ان دشمنون کو قتل کا
حکم دو افراسیاب نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی آپ مصاحب سامری ہین لیکن رازونیاز طلسم سے
اسقدر نابلد عمرو کے قتل کرنے مین یہ کد صاف صاف لکھا ہی جمشید نامے کا فقرہ ہی کہ عمرو کا خون جس مقام پر
گریگا وہ سرزمین آباد نہوگی علاوہ ازین طلسم کشا سر پر موجود ہی لوح کی تلاش ہوئی ہی بڑے بڑے سالار عیل
فہیم تاجدار صلاح تلاش لوح مین آٹھ پہر مصروف ہین کوکب روشن ضمیر کو بڑی فکر ہی آٹھ پہر یہی فکر ہی لیکن
ایسے مقام پر قید کرون کہ طائر وہم وخیال بھی نہ پہونچ سکے اور آپ یہان سے تشریف لیچلین طلسم کشا کو
شادین عمرو کا سر مجھے لین اب عمرو رہائی نہ پائینگے اُستاد شاگرد تڑپ کر مرجائینگے مدت سی ایک قیدی
وہان مقید ہیں کوئی بھی آجتک وہان نہ پہونچا اُسی مقام پر انکو بھی بھیجدونگا قید خانے مین ایسی عاجز ہون
ہتھکڑی بیڑی سے سر ٹکرا کر خود مرجائین میری ہاتھ سے مہلت نہ پائین پس عمرو بول اُٹھا ہنسکر کہا میان
احتقاق تمھاری تو شامت آئی ہی قضا یہان لائی ہی ہم شہنشاہ کے پُرانے رفیق ہین ہماری مہربان شفیق ہین
اسوقت ہم سے ایک خطا ہوگئی گھڑی دوگھڑی نظر بند کرینگے پھر سرفراز فرمائینگے ہم انکے خدمتگزار ہین
یہ ہماری سزا ہے یہ کمال بھی ہمکو دکھلانا منظور تھا برق نے جلدی کی ورنہ مین تمکو زنبیل کی سیر کراتا ٹوکری
ڈھوتے ڈھوتے مرجاتے بہت سی تمھارے بھائی بند قید ہین تمھاری کیا حقیقت ہی ہمارے قتل کی ترغیب دیتا ہی
تمھارا آغاز زندگی کا چاک کر ڈالا گیا بیحیائی سے جیتے ہو شہنشاہ سی ہم سے رازونیاز ہین سالہا ہوی خدمت
مین شاہنشاہ کے حاضر ہوی اپنے مالک سی لڑتے بھی ہین پھر ملجاتے ہین ان باتون پر احتقاق جھلایا
افراسیاب مسکرایا عمرو نے جو افراسیاب کو ذرا مہربان پایا کہا اے شہنشاہ اب تو میری جان پر بنی ہے
خطا میری معاف کیجیے صرصر سی شادی کردیجیے یہ کہکے گنگنایا یہ اشعار عشق آمیز گانا شروع کیے

نظم

دایم اسیر درد زگردون دلمن است
وصلت مراست لیلی و مجنون دلمن است
ہر کس شنید نالہ زارم زہوش رفت
بیگانہ عشکایت وافسون دلمن است

در بزم غم پیالہ پر خون دلمن است
خون دلم گذشت زجیحون وکم نشد
فریاد عشق بادہ گلگون دلمن است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
از صد محیط قطرہ افزون دلمن است
مخفی دلم بہ نغمہ شوق آشنا نشد

برق فرنگی نے جو دیکھا کہ اُستاد نے رنگ جمایا یہ بھی گنگنایا کہا اُستاد

دیکھیے نئی غزل نسیم دہلوی کی مین نے یاد کی ہے دھن بھیروین کی رکھی ہے یہ کہکے اس غزل کو یہ بھی گانے لگا غزل

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روی دوست
بے تامل منہ سے نکلا ہای لطف کوی دوست
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ابروی دوست
نور تن کیا یہ نگین ہی قابل بازوی دوست
عشق وہ شی ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
کوئی محو روی جانان ہی بنی محو روی دوست
ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین ہے عندلیب
ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتی ہی شکار
ہی بعید از شرط الفت بخشش بازوی دوست
چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست
ہان خدارا اے اجل اتنا توقف چاہیے

وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوی دوست
بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
جانم سا سینے مین ہی در بخت کے موی دوست
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
سونگھ لے پھر ان گل دیرہا ہی کی بوی دوست
دل فریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
صید کیا صیاد افگن ہو گئی آہوی دوست
خاکساروں کو نشیب آرزو در کار ہے
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوی دوست
فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم کوی دوست

سیر جنت خوب جب عنوان مجبو دکھلا چکا
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روی دوست
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہے ضرور
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سے بوی دوست
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
ہی زمین تکیہ بجای تکیہ پہلوے دوست
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
عرش سے بہتر سمجھتا ہون مین کوی دوست
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
کسطرف کس جا نہین افسانہ جادوی دوست
اس زمین مین برق نے بھی تو غزل

گائی افراسیاب تو تڑپ گیا عمرو نے اور چار پانچ شعر گائے استاد شاگرد دونین تکرار ہونے لگی تانین ایسی
خوب لڑین اب تو احتقاق جادو بھی ان کلمات کو سنکر سُن ہو گیا افراسیاب نے کہا ہای او عمرو کیا کرون تیری
حرکتین نہین چھوٹتین نہین تجھکو تو نید بازو بناون کیسا صاحب معقول ہی روتے کو ہنساتا ہے کیا کیا کمال دکھاتا
ہے عمرو نے کہا شہنشاہ آج مین بہت ذلیل ہوا توبہ کرتا ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اب دلمین یہی ہے
کہ بقیہ زیر قدم شہنشاہی بسر کرون مہرخ و اسد کو منہ نہ دکھاون سب بڑے ناقدر ہین لشکر مین غدر ہے ہم
یہان مصیبت مین پھنسے کوئی خبر لینے نہ آیا جب یہان سے جائین گے تو سب صاحب یہ پوچھین گے کیون خواجہ
کسی مسافر وغیرہ کو مار اچھا مال لائے لوح تلاش کی جلدی طلسم فتح کرا دو حیرت و افراسیاب کو پکڑ لا دیہ
کسی صاحب کے منہ سے نہ نکلیگا کہ خیر کیا گذری کس مصیبت مین تھے کچھ کھایا یا نہین مرتے ہو یا جیتے ہو اب مین
بہت عاجز ہو چکا بس شہنشاہ سحر اتار دیے میری پانون ٹوٹے جاتے ہین لیکن مین صاف عرض کرون اس

برق کو قتل کیجیے یہ قوم کا انگریزہی بڑا فتنہ انگیز ہی برق نے کہا نہین استاد مین بھی توبہ کرتا ہون عمرو نے
کہا بھئی دل صاف کر دو اب کوئی جھگڑا باقی نہ رہی بڑے بڑے ظلم سہے ناسو پڑ گئے یہ بھی ہمکو یقین ہو گیا کہ
یہ طلسم فتح نہوگا بس ہم کیون لطف زندگی نکرامون کی جان کو رو ئین کہم بغض وحسد لشت عداوت مین بوئین
آپ کی مصاحبت مین رہین چین سے پانون پھیلا کے سوئین افراسیاب تو خاموش ہی لیکن احتقاق
نے کہا ای افراسیاب عمرو روتا ہی اپنی حرکت پر شرمندہ ہوتا ہی اسکو نوکر رکھ لو شب کو خوب مزے سے گانا سنین
گے افراسیاب نے کہا اسکی باتون کا مجکو یقین نہین آتا ورنہ اسکے کمالات بہت پسند ہین مرتبے بھی اسکے بلند
ہین ملک اطلس گلگون پوش کو عیاریان کر کے مجھے لڑوایا مین ایسا صاحب اختیار ہوتا تو غضب کیا تھا
کوہ ہفت رنگ پر چڑھا گیا تھا بڑے بڑے فتور کیے نہین معلوم کمبخت کے کانین کیا پھونک دیا تھا مرتے مرتے
اسی کا دم بھرتا تھا عمرو نے کہا ای شہنشاہ مین وہ بات ایسی کہدونگا وہ بڑی ایک عمدہ چیز ہے ہم اہل دلکو
عزیز ہے اب افراسیاب و احتقاق سے خواجہ عمرو گھل ملکر باتین کر رہے ہین کبھی گاتے ہین کبھی میٹھی میٹھی
باتین سناتے ہین کبھی کہتے ہین حضور اب رہا کیجیے مین اُنھون سامری و جمشید کو سجدہ کرون کوئی عیاری
سوچون اسد کو پکڑ لاؤن احتقاق صاحب کو تکلیف نہو یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار اٹھا سب
اُسی جانب دیکھنے لگے اُسی مقام پر آکر وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لیکن تاج سر پر بھاری
پہنے ہوے چالیس ساحر ہمراہ تخت آکر اُترا افراسیاب کو جھکر سلام کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای شہاب
گلگون پوش اسوقت کہان سے آتے ہو عرض کی صرف حضور کی قدمبوسی کو حاضر ہوا مین برای زیارت ملکہ
ماہیان زرد پوش پردہ ظلمات مین گیا تھا عرصہ دراز تک خدمت فیض درجت مین حاضر رہا وہ قیدی حضور کا
جو ہماری قبضے مین ہی اُسکا حال ملکہ عالم نے پوچھا مین نے کہا حضور نوبت بجان وکارد بہ استخوان امروز فردا مین خاتمہ
ہو جائیگا ملکہ عالم نے یہ فرمایا ای خیرخواہ دولت ای صاحب لیاقت ہماری نجوم خبر دیتی ہے اس زمانہ مین وہ قیدی
چھوٹیگا اُسکی ذات سے بڑی خرابی ہوگی مین نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اُسکی رہائی میری زندگی مین غیر
ممکن ہے مجھ تک کون آسکتا ہی یکایک ملکہ عالم نے فرمایا لو اور مزا دیکھے عمرو و برق نے احتقاق پر عیاری کی دونون
گرفتار ہوے اب شہنشاہ سے صفائی ہوئی ہے ای شہاب جلد جاؤ خبردار خبردار افراسیاب کا کہنا نہ ماننا
دونون عیارون کو لیکر اپنے مقام پر چلے جاؤ بہ احتیاط قید کرو وہین تڑپ تڑپ کر مرجائین گے افراسیاب
سفلہ مزاج بیوقوفون کے سرتاج ذراسی بات مین پھسل جاتا ہی جو عمرو کا گانا سُنے گا باعث خرابی ہی اسکا یہی سحر ہی

دام علم موسیقی مین پھنسا لیتا ہی چشم زدنمین دھوکا دیتا ہی حضور غلام حاضر ہوا لائیے ان دونون عیارون کو
میرے حوالے کیجیے لیجا کر قید کرون میرا قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا اکثر حضور نے شاہان مغضوب میرے
حوالے کیے میرے قیدخانے مین تڑپ تڑپ کے مرے افراسیاب کو سناٹا آگیا سب سے زیادہ احتقاق
کو رنج ہوا کہا اے افراسیاب مین اسکو اپنا مصاحب خاص بناؤن افراسیاب نے کہا حکم مین آپکے دم نہین
مار سکتا اور حقیقت مین یہ کبھی دست ہنود کا لیجانے دیجیے تو خواجہ اب تمہاری موت آئی عمرو نتین کرینگا
شہاب کا غصے مین چہرہ سرخ ہو گیا کہا او ساربان زادی بس خاموش رہ شہنشاہ کو دھوکا دیا ہوتا اب تم
زندہ نہ بچ سکے اس قیدخانے مین تڑپ تڑپ کر مر گئے عمرو بہت حیران ہی کہ ہماری لشکر کا تو کوئی سردار قید نہین
ہے یہ کس قیدی کا ذکر کرتا ہی لیکن زیرہ سی آنکھین جوش و خروش مین آئین طرف شہاب کے ملٹے کہا او ہرجائی
بدکردار کیون بیہودہ بکتا ہی اس وقت کی بات لکھ رکھ اگر ہمکو لینے آیا ہی تیری قضا بہت قریب ہے ہم فقط شہنشاہ
سے دبتے ہین تجھ ایسے ہزارون مار ڈالے ملک عنطلی آباد چاہ ماران دام الجبال قزبرجد نگار و ملک
فرعونیہ ہزار شکل چرخ گردان ان سب مقامات کے ساحرون کو کتے کی موت مارا جسدن سے طلسم ہوشربا
مین آیا اتنے ساحر مارے کہ شمار ناممکن ہی عنایت پر پروردگار کی دل مطمئن ہے اگر اپنی زندگی درکار ہے ہماری
مقدمے مین دخل نہ دے یہان سے چلا جا کیون شامت آئی ہے شہنشاہ ہمارے مالک ہم اُنکے خیرخواہ ہین
عیاری مکاری جو جی چاہتا ہے کرتے ہین یہ ہماری قدردان ہم انکے رتبہ شناس یہ رئیس جلیل ہم فلک
اساس یہ سردار ہم عیار دوسرے کی کیا مجال کہ ہم سے آنکھ ملا سکے شہاب تیرا نام ہی یہ رنگ دھوپ مین اڑ
جاتا ہی ابھی سے دیکھ تیرے چہرے پر سیاہی ہی قتل کا خیال ہمارے باعث تباہی ہے ہمنے بہت سے رنگ بنیاد بگڑتے
تجھ ایسون سے کب ڈرتے ہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شہاب گلگون پوش کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا
کہا ای شہنشاہ آپنے اسکو بہت منہ لگایا ہے دیکھون تو میری قید سے کیونکر چھوٹتا ہی اسیر آب و دانہ بھی بند
کر دونگا یہ کہکر عمرو اور برق کو اپنے سحر مین مسحور کیا افراسیاب نے اپنا سحر اُتار لیا ہر چند کہ اسیوقت عمرو نے بیان
کی عیاری کر چکا تھا لیکن سب کو سناٹا آگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو ہر چند کہ عمرو سب ساحرون کا دشمن ہے لیکن
علم و کمال مین اپنا مثل نہین رکھتا کس مزے سے اسوقت گایا عاشق مزاجون کا دل بھر آیا لیکن شہاب
تنا ہوا اٹھا اچھلکر تخت پر آیا عمرو و برق کو اسی تخت پر ڈال لیا چالیسون جادوگر گرد آگئے وہی بر تیرہ و تار کرتا
ہوا ایک جانب نکل گیا احتقاق نے کہا ای افراسیاب مجھے بڑا قلق ہوا افسوس عمرو کا گانا دل کھولکر سننا نصیب

نے کہا ای شہنشاہ آپ ابھی حالات عمرو سے ماہر نہین ہین یہ بلا ئ روزگار ہے اب مجکو اطمینان کامل ہوا تمہا
گانگون پوش جہان عمرو کو لیگیا وہان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوا احتقاق خاموش ہو رہا افراسیا
جادو نے ایک نامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ تیاری کرو مین احتقاق جادو حاکم حجرۂ
سوم کو لیکر آتا ہون عمرو و برق نے آکر یہان عیاری کی مین نے دونون کو قید کر کے سمت کوہ سیمابیہ
روانہ کیا لیکن اس خبر کو مشہور نہ کرنا یہ نامہ نامہ بردار کو دیا ساحر تیز رو نامہ لیکر چلا افراسیاب نے احتقاق
کو مع نقارہ جمشیدی تخت پر سوار کیا منزل بمنزل چلا لیکن حال لشکر ملکہ مہرخ سماعت فرمایئے کہ آج کئی دن کا
زمانہ گذرا خواجہ عمرو و برق پلٹ کر نہ آئے حیرت جادو مع لشکر ساحرون کے مقابلے مین اُتری بیٹھے بیٹھے
ملکہ مہرخ گھبرائین مہترین مہتر چالاک بن عمرو بارگاہ مین حاضر ہو جانسوز و ضرغام و مہتر قران والا
مقام بھی اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ مہرخ نے چالاک سے کہا ای مہتر والا گہر اے عیار نامور بڑے تعجب کی بات ہے
کہ کئی دن سے لشکر حیرت ہمارے مقابلے مین آیا کیا باعث ہے کہ حیرت نے طبل جنگی بجوایا شاید افراسیاب کا
انتظار ہے برا ے خواجہ عمرو دل بیقرار ہے فکر مین گئے تھے واپس نہین آئے کل بالیان ہوش ربا اُنکے دشمن
ہین ذرا جا کر خبر لاؤ شاید لشکر حیرت مین کچھ کیفیت معلوم ہو چالاک نے کہا مین خود قبلہ و کعبہ کی واسطے بیقرار
ہون شبکو خواب پریشان دیکھا خدا خیر کرے یہ کہکر چالاک اُٹھا لشکر مہرخ سے نکلا جب قریب لشکر حیرت پہونچا
اک خدمتگار کی صورت بنائی لشکر مین حیرت کے پھرتا ہوا آیا بلا تکلف دربارگاہ پر آکے ٹھہرا حاضر کئے
پردہ اُٹھایا اندر آیا پشت حیرت پر آ کے ٹھہرا دربار جمع ہوا ہے مصور و صورت نگار وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہین حیرت جادو کہہ رہی ہے شہنشاہ قریب حجرۂ سوم پہونچ گئے ہونگے دشمنون نے قصد کیا تھا
کہ شہنشاہ کو روکین یہ تو مین نے سنا طائر سحر نے خبر دی کئی لاکھ ساحرونکو قتل کیا قلعہ فرعونیہ کو لوٹ لیا آب
واپس ہوئے ہونگے سرما ے برف انداز و ابریق کوہ شگاف کوئی ساحر تیز رو جلد روانہ کرو کہ حال مفصل
دریافت ہو ہر مرتبہ جی چاہتا ہے طبل جنگی بجواؤن بی بہار کو گھس کر قتل کرون بوا نے بہت سر اُٹھایا ہے مین ہر مرتبہ
لڑائی مین ٹالتی ہون وہ میرے ہی منہ چڑھتی ہے بہت پچھتائیگی سرما و ابریق نے قصد کیا عرضی واسطے افراسیاب
جادو کی تحریر کرین کہ برق آسمان پر چمکی ایک ساحر اُڑتا ہوا آیا نامہ ہاتھ مین ملکہ حیرت کو دیکر چلا گیا اتنا چلتے چلتے
کہدیا کہ حضور اس کی مضمون سے کسیکو آگاہ نہ کرین یہ پکار کر عرض کرتا ہون کہ احتقاق جادو آتا ہے اسی ہفتے مین
شہنشاہ پہونچ جائینگے وہ تو غائب ہوا حیرت جادو نے نامہ کھولا بعد القاب حال عمرو بشدومد لکھا تھا کہ ساربان آدمی

نے نئے طور کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا ما بدولت نے دونون کو گرفتار کیا لیکن قید کر دیا پشت پر
چالاک کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہی جھک جھک کے پڑھتا جاتا ہی یہ حال مصیبت مآل جو دیکھا خواجہ برق
قید ہوگئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ چیخ مار کے روئے لیکن ضبط کیا ہر چند کہ تاب ضبط نہ تھی پیچھ
تو خوف ہی کہ کوئی پہچان نہ لے مگر روتا ہوا نکلا بیرون بارگاہ آیا دیکھا ایک مقام پر مہتر قران ساحر بنے
کھڑے ہین قران نے چالاک کو غمگین دیکھا قریب آکے حال پوچھا کہا خلیفہ لشکر مین چلو یہان عیار پہچان
پھرتے ہین حیرت آمادہ فساد ہر ایک ساحر کو ہم سے بغض و عناد جلد نکل چلیے قران سمجھ گئے کوئی افتاد پڑی
چالاک کے ساتھ لشکر حیرت سے باہر نکلے یہان مہرخ وغیرہ گوش برآواز تھین کہ چالاک و قران آکر پہونچے مہرخ
نے گھبرا کے پوچھا کیون اے چالاک خیر تو ہی بہت جلد واپس آئے چالاک نے سر پیٹ کیا کہا حضور قبلہ و کعبہ برق کو
ساتھ لیکر تا بہ سرحد فرعونیہ پہونچے نامہ کار کو کتاب تھی ایک جز مین حال عیاری لکھا تھا احتقاق و افراسیاب
وغیرہ کو بیہوش کیا لیکن قتل نہ کر سکے آخر گرفتار ہوئے نہین معلوم کہ ظالم نے کہان قید کر کے بھیجا یا نشان مقام
قید تحریر نہ تھا احتقاق جادو بھی افراسیاب لایا اسی ہفتے کے اندر مارا جائیگا مہرخ نے آنکھوں مین آنسو بھر کر فرمایا
جو کوئی آئیگا دیکھا جائیگا جسکے ہاتھ سے قضا ہی قتل ہونگے اسکا کیا خوف ہی مگر خواجہ عمرو کا قید ہونا بڑا غضب ہے
چالاک و قران نے کہا ہم جاتے ہین یا اپنی جان دینگے یا پتا لگائین گے ملکہ مہرخ نے کہا اے چالاک کیونکر
کہ تم بھی براہ تلاش جاؤ جب نشان اور مقام دریافت نہو کیونکر پتا ملیگا طلسم بہت وسیع ہی صدہا مقامات
ایسے ہین کہ ہم اس طلسم مین پیدا ہوے آج تک کبھی وہان گذر نہین ہوا اکثر مقامات اسطرح کے پر ہول ہین کہ
خود افراسیاب بھی وہان نہین گیا صرف اس کے کمال کے خوف سے خراج آجاتا ہی نام سے اُس جلاد کے
ہر کس و ناکس تھراتا ہی ابھی جو یہ شہرہ فیلسر آیا تھا اتنی دور اسکا مقام ہی کہ سالہا سال اسکو اپنے بھائی کے قتل کا
حال نہ معلوم ہوا گرفتاری لاچین کی کیفیت شنا ہر ہوئی چونکہ خیر خواہ دولت تھا سنتے ہی دوڑ پڑا آخر مارا گیا
پس ہم تمکو کیونکر کہین کہ بدون دریافت مقام و نشان آوارہ ہوکر جاؤ قران نے سر جھکا کر جواب دیا ملکہ ہمارے
واسطے یہ بھی بدنامی ہی کہنے والے کہین گے اُستاد قید ہوگئے شاگرد تنتے پھرتے ہین کچھ خیال نہین قلب پر ملال ہین
لہذا ہمین رخصت کیجیے رہبر کامل خضر راہبر ہوگا دریافت ہو جائیگا اُسوقت دربار مین ایک غل بلند ہوا باغبان
نے اے عیاران نامی ہین تمھارے ساتھ چلون شاید غنچہ آرزو کھلے نشان پتہ ملے چالاک نے کہا تمکو کیونکر ساتھ لیجائین
آسمان برا بھیجا آتا ہی تمھارے ہونے سے ہزار طرح کی بہتری ہی تدبیرین بتاؤ گے مصیبت مین سرداروں کو بچاؤ مہرخ

نے بھی کہا باغبان تمہارا جانا بہتر نہیں ہی باغبان خاموش ہو رہا سوچا کہ مین جسقدر اصرار کرونگا سب صاحب مانع ہونگے کسی طرح نکلجاؤنگا وقتاً فوقتاً تدبیر ہوگی خاموش ہو رہا لیکن چالاک و قران اسیوقت لباس عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر سے نکلے سردار روتے ہوی ساتھ ہین قران نے منع کیا کہ اب آپلوگ واپس جائین دھوم مشہور ہوجائیگا کہ آج مہتر قران و چالاک برای تلاش خواجہ عمرو گئے ہین ایسا نہو حیرت جادو کسی ساحر کو ہمارے روکنے کیواسطے بھیجے راہ مین رک جائین اور زیادہ باعث خرابی ہو سب سردار روتے ہوے پلٹے جب دونون عیار لشکر سے باہر نکلے مہتر قران نے کہا ای چالاک ساتھ چلنا مناسب نہین ہی الگ الگ تم ہوکر تلاش کرو چالاک نے کہا بہت مناسب ہے دونون عیاران طرار بیقرار اشکبار بالباس عیاری سے آراستہ الگ الگ جستجوی خواجہ عمرو و برق مین راہی ہوی قران نے پھر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے مہتر والاگہر تمکو سمجھاتا ہمو جب مثل لقمان را حکمت آموختن کا مضمون ہی لیکن براہ محبت دل نہین مانتا خبردار جب تک نشان و مقام دریافت نہو کسی ساحر و غیر ساحر پر دست انداز نہونا ہمکو اس سفر مین بہت بڑے خیالات ہین یقین کامل ہی افراسیاب نے ایسے مقام پر بھیجا ہو کہ نشان ملنا دشوار ہوگا ایسا نہو کچھ اور خرابی پڑجائے چالاک نے کہا آپکی عنایت سے بہ مدد پروردگار بہت سمجھ کے عیاری کیجائیگی بخوبی آپ مطمئن رہیے الغرض مشرق کے دوسرا سمت مغرب جستجو کرتے ہوی روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال انکا تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مہتر مہتران خواجہ عمرو و برق فرنگی کہ قید کرکے افراسیاب نے شہر فرعونیہ سے بدست شہاب گلگون پوش روانہ کیا ہی اور نشان ملنا ملک اجول مربع نشین کا عجب داستان رنگین و سحر آگین لائق ملاحظہ ناظرین نازک خیال ہے خمسہ

بتاؤن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد
نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی مین مجکو تو یہان صیاد
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

چلو چمن سے اب اے بلبلو برائے خدا
جیے تو کھائینگے اگلے برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہین ہی کہ مین نے آپ سنا
مین پھنسون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

یہ مین نے مانا کہ نفرت تجھے ہوی مجھسے
ملیگا ہاتھ تو کچھ پائیگا تو زور و ستم

کہو جب تک ہوں بیاں کچھ فغاں تو تیرے
کریگا یاد مرے زمزموں کو اب مرے
بجز دو چند روز تری گھر میں مہمان صیاد

ہوا ہے اب میں گلشن تو رہ برہ پامال
نشیق ہو کے اگر پوچھے تو میرا احوال
بحر تصنیف فرونکی دوری کو اور نوحت ملال
سناؤں کا تجھ کو اپنا تجھے تمام و کمال
ہے کان دھر کے سن میری داستان صیاد

خدا کا خوف کر آتا نہیں ہے ظلم ہوا
یہ بے زبان ہیں قیامت نہ کیوں ہو برپا
کہ آب و دانہ کبھی روز سے نہیں پایا
ستم رسیدہ نہ کر جسم و سے رہائی کا
پکارتے ہیں گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑوں میرے بیان پہ ہیں مفتون
مرے کلام میں سو طرح کے ہیں افسون
بھرے ہیں دل میں ہزاروں ہی سحر کے مضمون
سنیگا شہد قفس میں ہی میں نادہ بلبل چمن
ہزار تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

میں ہم صفیروں کو بھی اب نہیں بلاؤنگا
پھر گلستاں میں پر تک نہیں ہلاؤنگا
اور آشیانہ بھی اپنا قفس میں چھاؤنگا
در قفس بھی کھلیگا تو اب نجاؤنگا
یقین نہ ہوئے تو کر میرا امتحان صیاد

کیے ہیں تو نے کرم مجھپہ بار ہا جو جو
اسیر دام محبت ہوں اب تو جو کچھ ہو
وہ نقش سنگ کی صورت ہیں دل پہ نقش ہیں جو
رہا بھی ہو کے نہ بھولونگا حق خدمت کو
ادا سے شکر کرونگا میں ہر زمان صیاد

بچھے ہیں باغ میں ہر یک سمت دام بلا
بہار تک ہی جو صیاد کا یہی شیوا
ہر ایک درخت میں پھندے لگے ہیں جا بجا
چمن میں بلبل تو سرو کا بچہ چھوڑیگا
رہیگا آٹھ پہر گھات میں نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر میں کاٹے
خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوئے پورے
ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمہ رہے
قفس پہ اتنو لگا رکھے ہاریجوں کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

پھنسایا مجھکو فقط حیلہ و بہانے سے
ستایا سخت مجھے گردش زمانے سے
سبک کیا ہے مجھے رنج کے اٹھانے سے
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے سے
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

ہو آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہو
لگاکے کان ذرا سن جو تجھکو فرصت ہو
یہ مست ناز ہی الفت میں اسکو وحشت ہو
عجیب قصہ و عجیب اک حکایت ہو
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

جو پر ہلاؤں تو پانی مجھے پلاتا ہو
ملول پاکے گلوں سے قفس کو چھپاتا ہو
جو سر کو ٹیکوں تو دانہ ہر ایک کھلاتا ہو
اداس دیکھکے مجھکو چمن دکھاتا ہو
کئی برس میں ہوا ہو مزاج دان صیاد

سہار عمر کے سب دن تو قید ہی میں کٹے
نہ اب وہ دل ہی کہ شوق چمن ذرا سو جھے
نہ ہم صفیر ہو کوئی جو پھڑکوں اسکے لیے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اڑکے میں اب جاؤنگا کہاں صیاد

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی
یہ میری باتوں نے تاثیر وہ میں پیدا کی
مگر قفس میں جو قسمت نے یاوری بخشی
عزیز رکھتا ہو کرتا ہو خاطریں یہ میری
ملا ہو جو لی قسمت سے قدر دان صیاد

بنا کے پہلے تو بربادی آسمان نے کی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی
چمن سے پھینکدیا ایک دن قفس کو بھی
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہیں ہوجاے بے نشان صیاد

کمر یہ میں نے اطاعت پہ باندھی ہی اتنو
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو
پھڑکتا بھی نہیں کنج قفس میں میں یارو
میں چھپا سکتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو
نہوئے تامری جانب سے بدگمان صیاد

ہیں صاف دام سے معمور سب گل و سنبل
یہ ہم صفیروں کا دیوار باغ پر ہے غل
بنا ہو خانہ زندان چمن تو اب بالکل
رکا ہو نہ قدم آشیان سے او بلبل

لگا کے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد

نہ ہم صفیروں کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
میں ایسی رہتا ہوں حیران ششدر اکے سبب
نہیں ہوا ہے غم و رنج پر بھی مجھکو نظر
الٰہی دیکھیے صحبت برآوے ہو کیونکر

زبان دراز ہوں میں اور بے زبان صیاد

کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہے
قفس کو باندھ کر ایسا بھی خشک گذرتا ہے
کوئی بھی کر کے ستم اس طرح مکرتا ہے
پروں کو کھول دے ظالم جو قید کرتا ہے

قفس کو لیکے میں اڑ جاؤں گا کہاں صیاد

میں ایک گلشن جنت کا ہوں ہزار اے رند
کہیں میں پڑ چکے تھا عنا سے ہشیار اے رند
نہیں ہے تیری صحبت گل مجکو ناگوار اے رند
فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار اے رند

نہ کرتا دام کو گر خاک میں نہاں صیاد

شیریں سخن بیخ غواص دریائے سخن و چیں ریختہ گوہر بداماں گوش بہ خروش داستان حیرت بیان کے برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مثال لآلی نظم و نثر کے یوں آراستہ کرتے ہیں کہ جب شہاب نگار گلگوں پوش الصبح جوش بہ خروش خواجہ عمرو و برق کو لیکر بلند ہوا ہر چند عمرو نے چاہا ہوشیار ہوں برق پر کئی تاکید کی کہ ہشیار استراحت و شستہ ہوئے چلو یہ سمجھا مجکو کہاں لیے جاتا ہے شاید رسم و راہ سے ہنگامہ ہو مقامات و خیال میں رہا لیکن تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے نہ یہ ثابت کر کہاں ہیں پستے سے لیکر چلا بعد عرصہ دراز الصبح سوز و گداز جو آنکھ کھلی خواجہ نے دیکھا کہ ہتھکڑیوں بیڑیوں میں جکڑا ہوا ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا لیکن ہاتھ پاؤں تھا ہو میں صاف بظاہر ہو کہ پہر بجز نہیں پڑ سکیں وہ مکان اسقدر تنگ و تاریک ہے کہ اپنا ہاتھ دیکھنے کر نہیں سوجھتا تاریکی شب ہجر عاشق کی نمونہ پردہ ظلمات ہے یا بخت سیاہ کا سامنا ہو دل عمرو کا گھبرانے لگا بیقرار ہو کر چلانے لگا یہ تو بتاؤ کہ آل کا کر برق ہمارے ساتھ ہے یا نہیں بعد عرصہ دراز نگاہ اٹھا کر چار جانب دیکھا برق کو نہ قریب پایا اب خواجہ بہت گھبرائے واسطے اپنے یار وفادار کے تڑپے اندھیرے مکان میں یہ نہیں معلوم ہوتا دن ہے کہ رات ہے نہیں معلوم کسقدر زمانہ گذرا دروازہ کھلا ایک زن رنگین سیاہ رو کلو بھی نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک تھال چنگیری ایک آبخورہ پانی کا لیکر سامنے عمرو کے آئی رکھکر چلی گئی عمرو نے کہا یہ کیا انعام ہے تمہارا کیا نام ہے اسنے کچھ جواب بھی نہ دیا نان و آب رکھکر چلی گئی جب کئی دن عمرو کو اسی طرح گذرے کہ وہ زن رنگین آتی ہے

کھانا دینے کو چلی جاتی ہے عمرو گھبرایا کہ یہ لوٹ آئی ہے نام تک نہیں بتاتی ہے خواجہ کچھ تدبیر کرو کسی طرح سے
زندان تنگ و تاریک سے نکلو بیابان و دشت میں یہ سوچکر سنبھل بیٹھے تو وہ عورت آئی روٹی رکھکر
چاہا کہ چلی جائے عمرو نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے کہا او ننگوڑے میرا ہاتھ چھوڑ دے عمرو نے کہا بوا ذرا ٹھیر
جاؤ ہم گنہگار قیدی ہیں ایک بات تم سے پوچھینگے تمھارے تئیں قسم ہے سامری و جمشید کی ڈرو ایسا نہ ہو غضب خداوند
لقا میں پھنسو کہیں تم بھی قید ہو جاؤ یہ سنکر اُس عورت نے کہا اے شخص تجھکو سامری و جمشید سے کیا کام خداوند لقا کو
کیا مطلب عمرو نے کہا بندہ کمینہ لقا کا دوست سابق بچپن کا یار غار ہوں سامری و جمشید کو بھی پہچانتا ہوں لیکن
جسنے تمکو پیدا کیا اُسنے ہمکو بھی پیدا کیا جو تمکو رزق دیتا ہے وہی ہمارا بھی رزاق مطلق معبود برحق ہے اُس عورت
نے کہا اے شخص یہ بڑے تعجب کی بات ہے ہمکو تو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان اس قیدخانے میں قید ہے
اُسکو روٹی پانی پہونچا دینا کبھی بات نکرنا عمرو نے کہا جب یہاں رہیں نہ تھا سوتے ہیں پڑے پڑے بس ہم تو ہاں تو بتا
حال تمسے کہہ چکا کہ پونے دو سو خدا کے حال سے بخوبی آگاہ ہوں اسوقت برباد و تباہ ہوں یہ سنکر وہ عورت کچھ گھبرائی عمرو
نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے مقدمے میں کیا حکم ہوا عورت نے کہا ہماری بی بی مالکہ ملکہ گلشن جادو نے اپنے خون سے
کل پیام کیا تھا کہ اس قیدی کے مقدمے میں افراسیاب کو عرضی لکھی ہے وہ دون تک وہاں سے جواب آجائیگا
اس شخص کو قتل کرینگے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہا بی بی میں ایک مفلس آدمی ہوں خیر ایک خطا ہو گئی اب بادشاہ کو اختیار
ہے کچھ پاس چار پیسے کا اسباب ہے وہ تم لیلو نام پر سامری کے لٹا دینا شاید اُسی کی وجہ سے چھوٹ جاؤں
اس مصیبت سے نجات پاؤں عورت نے کہا تیرے پاس کیا چیز ہے عمرو نے کہا دو سو اشرفیاں کچھ کھوٹے پیسے دو چار
ٹکلے گرستی میں سب ہی آدمی کے پاس ہوتا ہے کون ایسا مرد آدمی ہوگا جسکے پاس سو پانچ ہزار کا نقد و جنس نہ ہو عورت
نے کہا میں ابھی جاکر بہن کو کہلوا دونگی فقط یہی چیز ہے بیشک کچھ عجب نہیں کہ تیری رہائی ہو جائے میں ملکہ عالم سے
تیری سفارش کرونگی قید سے چھڑا دونگی لیکن تجھسے کیا خطا ہوئی عمرو نے کہا قوم کا فراش ہوں محل میں گل تراشتا تھا
قالین پر لاتی جلگیا اسپر یہ مصیبت ہوئی عورت نے کہا یہ تو کچھ بڑی بات نہیں ہے میں حضور میں عرض کرونگی عمرو نے
کہا ملکہ گلشن جادو کون ہیں عورت نے کہا اے قیدی یہ ہماری مالکہ معشوقہ شہاب تنگلوں پوش ہیں عمرو نے کہا
میاں شہاب اور کہیں تھے ہیں عورت نے کہا یہ تجھکو نہیں معلوم ہے شب کو یہاں رات تشریف لاتے ہیں گلشن کیساتھ
مزے اڑاتے ہیں صبح کو چلے جاتے ہیں میں ملکہ گلشن کی کنیز ہوں انکو وسے عزیز ہوں لاؤ اشرفیاں نکالو
میں ابھی جاکر سفارش کروں منت خوشامد سے گذارش کروں عمرو نے کہا ذرا ہتھکڑی نکالدیجیے ہاتھ قالین

حسین خوبصورت نظر آیا ہے دربار میں پہنچا ہو تجھے بھی آ سنے دیکھا ایک نازنین گلابی پیے جاتی ہے اسنے کہا ارے
ہٹیلا منظر بیا ہے منظر بھی ہے برق نے منارے لیا کہ اسکو بھی بیہوش کیا آپ اسکی صورت پر گلابی ہاتھ میں لیکر
محفل کیطرف چلا پکارتا ہوا حاضر ہوئی خواجہ عمرو جو شعبدون کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اسی فکر میں کہ
کسی طور کو بیہوش کرون اسکی صورت بنکے جاؤں برق کو جو دیکھا شیشہ کھتی نہ پہچانا پکار کے کہا جانے
والی ذرا ٹھہر جا ہمارا بھی ایک بات سن لو برق بولا اب عمرو نے پہچانا کہ کمبخت ہے حیلہ گر شیشے سے نکل
گئے کہا کیون بولے مجھے پہچانا برق نے آنکھیں دیکھتے ہی مسکرا کے کہا لو آپکو ہزار میں پہچان لین اشارہ مین
باتین ہوتین اپنے اپنے حال کہے برق کے ساتھ خواجہ بھی چلے خواجہ تو کنارے کھڑے ہو رہے برق محفل
مین آیا جلد جام لبریز کیا بیہوشی ابھی نہین ملائی عمرو نے منع کیا تھا کہ لیٹیا رنگ محفل دیکھکر کام کرنا جب ہم بھی قریب
ہو جاینگے سمجھ لینگے جلدی کیا ہے اس بلا سے نجات پائی اب انکو دیکھتے ہین برق نے جام دیا شہاب نے اوٹھا کر
اپنی معشوقہ گلشن کو پلایا برق نے شراب کے مضمون کے اشعار پڑھنا شروع کیے اس لطف سے اشعار پڑھے
شہاب کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا کہا لالہ عذار اسوقت بیٹھکر ذرا ہمارے سامنے گاؤ گلشن سے کہا ملکہ
تمنے سنا لالہ عذار کیا خوش آواز ہے گلشن مشہور تھا کہ اوسکو سب گانا پسند آتا ہے اچھا لالہ عذار اپنی خوشی کرو
ایک آدھ چیز گاؤ برق نے ادھر ادھر دیکھا باجا اپنے آگے رکھ لیا لطف سے گانے لگی لیکن باجا جیسا چاہیے ویسے
مزا ہوتی جاتی ہے گلشن نے کہا باجا کسی اور کو دو باجا بجانے میں کمزور ہے برق نے طرف خواجہ کے دیکھا وہ ادھر
پاس آ دیدہ سیدھا ٹھیک چہرے جاؤ خواجہ بہت خوب کہکے آ بیٹھے گلشن نے کہا بنفشہ باجا لے بیا بجاو گی برق نے
کہا حضور میرا ساتھ خوب جمتی ہے شہاب نے کہا ملکہ تمہاری صحبت میں بھی چرچا رہتا ہے گانے بجانے مین سکو خوب چکھا ہے
خواجہ شکل بنفشہ قریب تھے باجا آگے بڑھا لیا گلے بازو باندھنا شروع کیے برق ایک جھک کے گانے لگا خوش ہوئے غزل شروع کی غزل

دکھاو نیچے چمکتا آفتاب داغ فرقت کا
قیامت ہو گئی ہین تختہ الٹ جا تربت کا
لیے ہی کیسے منع استغفار فصل گل کیسا
تمہین پھرتو لا لگی قابو مین جا الیعت کا
برنگ گل تری فرقت مین جب دل شگفتہ ہین
نہ جو آ کھلا آنکھو نہین ہماری خواب راحت کا

خدا چاہے تو منہ پھر جا خورشید قیامت کا
شب فرقت مین ہو گی سحر بھی خو نہین لکھتا
دل ویران میں جب جا ہے آنکھو مین حسرت کا
خدا آنکھو سے سمجھے ہے کیا ہی ہاتھ اپنے دو وین
مین ہنسکر کاٹتے دو الا ہوں ایام مصیبت کا
فلک منصف ہو تو جانچے فرقت مجھسے اٹھینگے

ہماری قبر پر تو بیٹھے ہیں رقیبوں کو
کبھی چہرہ نہ دیکھوں اسی شوخ سیرت کا
کبھی بھی اب جو فصل گل تو اسکو دیتا ہے
نہیں تو پا رہتا تیرا غریق بحر الفت کا
نہ دیکھیگا وہ تیری چال کا عالم قیامت دیدہ
سمجھکر تو جھکے دیا لا ہوا ہون نا ز قسمت کا

ہو بار مسکینی ہی کیسی کہ جیسے گلشن میں	یہ تجھسے خلق کو نیت ہے تو شیخ اور بہشت کو	تمھاری برق کی شعلہ فشانی نے کھی اے کو
تمھیں سپید بھے پتہ دیتے ہیں بلکی یا قیمت کا	تو بوسے دل مکدر ہو گیا اپنا دم آخر	لگا دامن میں تجھ وقت یہ چھپا تیا بات کا
جلال الم ارنے کو ہے تبان مین جان تن ہی آخر	خدا بجھسے کیا پس یا رو وقت کا م جنت کا	اس طرح غزل پڑھ تا سکے تو لگا لی

آنکھوں میں سب کے بجلی چمک گئی شہاب بھی خوش ہو رہا ہے گلشن بھی تحسین کر رہی ہے بلکہ کہتی ہے اور
لالۂ غدار نے باغ لگا دیا دلوں پر داغ پڑ گئے بنفشہ بھی علاج کر رہی ہیں گلشن نے کہا مارے یہ سب
حرامزادیاں رنگین لالۂ عذار جو بیان گانے میں چپی تھیں اب لانا موقوف جلد شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کے شراب
لائی برق نے کلالی اسکے ہاتھ سے لی عمرو تو ابھی اشارہ کرتا ہی برق کو بھلا کب تاب ہو کھائی سے پری بیٹھی
کی دی جام لبریز کر کے شہاب کے سامنے پیش کیا شہاب اسقدر بیقرار ہے برق سے اشارہ کر رہا ہی تو دیر ہی
کہ شب کو اسے قبضے میں کرونگا برق بھی مسکراتا جاتا ہی اسی رنگ میں جلدی جام دیدیا جیسے ہی شہاب نے آنکھوں میں
لیا رنگ گرگوں ہو جاتا تھا پیے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک شعلہ بھڑکا اسنے آواز
دیکھا اور شہاب کیا غافل بیٹھا ہے عمرو و برق سامنے گا بجا رہے ہیں آنکھوں سے تجھکو نہیں سوجھتا اوپر تو شہاب
غصے میں آکر اٹھا برق خنجر کھا گا عمرو نے ایک جادوگرنی کو خنجر مارا برق نے بھی ایک کو دیا گلشن تو سر
پیٹنے لگی ہائے میری کنیزوں کو کیا ہوا میں نے اپنا خون جگر پلا کے پرورش کیا ہے کتنے دھوکا دیا لیا پہنچایا
محفل میں عجیب قیامت برپا ہوئی کئی لاشے جادوگرنیوں کے گرے شہاب دوڑا عمرو و برق دیوارین کود کر
اس مکان سے باہر نکلے شہاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے برق نے ایک مقام پر جست کی شہاب نے سحر کیا برق
لڑکھڑا کر گرا جادوگروں نے گرفتار کر لیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی غائب ہوا ارے یارو دیکھو عمرو کہاں گیا چیا جانب
جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہیں نشان نہیں ملتا شہاب نے کہا میرے قلعہ سے نکل کے جانے سکیگا شہر میں ڈھنڈورا
پٹوادو محلے محلے مشتہر ہو اپنے گھر میں کوئی غیر کو جگہ نہ دے برق کو تو گرفتار کر کے بھیجا قید خانہ میں آکر دیکھا
کنیزیں بندھی پڑی ہیں انھوں نے سب حال بیان کیا برق کو تو پھر قید کیا شہاب نے کہا ملکہ غضب ہوا عمرو
آنکھوں کے سامنے غائب ہو گیا میں نے چاہا تھا سحر کروں پھر جو لپٹ کے دیکھا اس ظالم کو سامنے آنکھو نے پایا
چھلاوہ تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے صاحب ذرا ہوشیار رہنا میرے قلعے سے نکل نہ سکیگا یہاں تو یہ تیاریاں ہیں
صدہا جادوگر تلاش میں ہیں خواجہ عمرو کے نکلے برق قید خانہ میں تڑپ رہا ہے گلشن کہتی ہے کیا کمبخت سنتو نہیں
گالی ہیں اس وقت تک کانوں میں آواز بھر چلی شہاب نے کہا افراسیاب نے کہدیا تھا خبردار کھانا نہ کھانا سیکڑوں

مرتبہ شہنشاہ کو دھوکے دیے ہین عیارون کے نام سے شہنشاہ گھبراتے ہین مگر یہ قلعہ گلگون نگار ہے یہان
اگر کوئی بھی فتحیاب نہین ہوا ہے جلد جاؤ تلاش کرو گو تو انھون نے آوازے لگانے لیے گئے ہین عشرتیون کو تھانہ دارون نے
بلایا گھر گھر تلاشی ہونے لگی مگر خواجہ عمرو جو کہ مچھون کو چھوڑون بھاگے گلیم اوڑھے ہوے ایک کوچے مین اترے گلیم سر سے
اتاری ساحر کی صورت بنکے دروازہ قلعہ کو پوچھتے ہوے چلے لوگون نے تبلادیا کہ سامنے چلے جاؤ ابھی وہ
جا کر دروازہ لیگا تھوڑی دیر مین خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہے نگہبان بیٹھے ہین
آمد و رفت کی روک ٹوک نہین یہ تو ہر مقام پر ہنگامہ سنتے چلے آتے ہین کہ ساحر تلاش کرتے ہین سب کی زبان پر یہی
ذکر ہے جو عمرو کو گرفتار کرکے لیجائیگا خلعت و انعام جاگیر پائیگا یارو بڑا غضب کر گیا قید خانے سے نکلا سامنے
شہنشاہ کے بڑی دیر تک بیٹھا رہا کیسے ساحر ہین پہچان نہ سکے یہ باتین تو سن ہی چکے تھے اب جو دروازہ شہر کا
دیکھا خیال مین گذرا نکل چلو اور کچھ تدبیر کرکے آئینگے سامنے دروازے کے پہونچے دیکھا قریب پھاٹک ایک بیل پایہ دار ہے اسپر ایک
طائر برابر زاغ کے بیٹھا ہے ہر آمد و رفت کو دیکھ رہا ہے جیسے ہی خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے طائر درخت سے
پکار کر آواز دی یارو یہ جو ساحر آتا ہے اسکو پکڑو یہ عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے یہ سنتے ہی ساحر طرف عمرو
کے دوڑے عمرو الٹا شہر کی طرف بھاگا ہر کوچہ و بازار مین غل ہوا عمرو جاتا ہے پکڑو دوکاندار بھی دوڑے عمرو کے پیچھے
مین بھاگا صورت تو بدلی ہوئی ہے ایک کوچے مین جو آکر پہونچا دیکھا ایک عورت قوم کی بہشتن اپنے شوہر کے انتظار
مین کھڑی کہ رہی ہے آج میان نہین آئے پانی بھرنے ابھی مہلت نہین ملی سامری و جمشید اس بلا سے ہمین بھی
بچائین شہر مین غل ہے عمرو نے برابر آکے بہشتن پر حباب مارا وہ بیہوش ہوگئی عمرو نے اسکو گود مین اٹھا لیا اندر مکان کے
آکے اسکی صورت بنکر تیار ہوے اب یقین کامل ہوا شہر سے نکلنا دشوار ہے دو چار روز یونہین بسر کرو دیکھو پروردگار
پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے بہشتن کی شکل بنکر دروازہ تو بند کر لیا چارپائی پر پاؤن پھیلا کر بیٹھے گرستون
کیطرح گٹھری سی مٹھری کھولی ماما کا بٹ کر سینے لگے کسی مین پیوند لگایا کسی پاجامے کو ادھیڑ کلیان نکال
ڈالین نئے پائنچے چڑھائے سارے گھر کو تو جھاڑا دیکھ چکے زیور سب پہنے ہوے ہین کوٹھری مین اناج بھرا ہوا تھا اسباب
سازنبیل مین رکھ لیا تھوڑا تھوڑا پڑا رہنے دیا دو چار روز کیواسطے سمجھ لیا بعد تھوڑی دیر کے بہشتی آیا چاند بیچ کر
ہاتھ مین پیسے تھا اٹھکر لپٹ گئی میان شکر ہے سامری و جمشید کا تم زندہ گھر مین آگئے شہر کا حال تمکو بہشتی نے کہا حقیقت
مین بلا نئی قیامت برپا ہے عمرو عیار قید خانے سے نکل گیا گھر گھر ڈھونڈا پھر راہ مین مجھکو بھی دیوال نے روکا تھا مین
نے کہا صاحب ہم پانی بھرنے والے ہین سقے آبرو دار تھورون کی جھنکار پہچانتے ہین ہماری ذات سے کہا ابھی جاؤ

سیر کر تو ان نے منہ دھلایا تیار ہو نام نشان لکھکر فرمایا خبردار اپنے گھر مین کسی غیر کو نہ آنے دینا خالا کا بیٹا مہمان
آتا تھا مین نے اسکو منع کر دیا کہ بھیا آج مہمان نہ آو بیچارہ رنجیدہ پلٹ گیا عمرو نے کہا صاحب یہ کپڑے تو اوتار
کے مجھے دیدو گھر مین قفل لگاو چلیے بیٹھو پانی مین آگ لگاو دو چار پیسے کی چیز رہتی ہو بیچ بیچ کے کھاو کہین
راہ مین وہ ظالم جلاد و ساربان زادہ نہ ملجاے جان دی کے واسطے ہاتھ کاٹے لے بہشتی نے جلدی کپڑے اوتار لیے بی بی
کو دیے سمجھا بی بی کا بڑا احسان ہے جواب دیعنی مین چور و قفل اور مہربان ہے بی بی نے کہا جاکر چیلے کے نیچے گاڑ دو تو
کہا صاحب ہم جاؤ ن بیٹھ اب مین گھر سے نہ نکلونگا تمھارا کہنا کرونگا لیکن جسکے یہان پانی نہ ہوئیگا وہ گالیان دیگا
بکا پیاسا رہیگا عمرو نے کہا آگ لگے طعن تشنیع کو اس پیشے ہی کو چھوڑ دینگے ہم چرخہ کات کے تمھین کھلا ئینگے بہشتی نے
دروازے مین قفل لگا دیا چورو سے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب کچھ پکاو عمرو نے کہا صاحب میرے
گورے گورے ہاتھ جلجائینگے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی آج مجھسے کھانا نہین پکیگا بہشتی بیچارہ ناچار ہو کر اٹھا کونڈے
مین آٹا نکالکر لایا ہنڈیا مین دال چڑھا دی بیٹھ کو لگی ہے آگ پھونک رہا ہی خواجہ چارپائی پر بیٹھے ترکیب بتا رہے
ہین یون لکڑی لگا دو دیکھو دال ابلتی ہو اسے اتار لاؤ چاولون کو گلاؤ ہماری اچھی روٹی ہو دو سیر مین نے چھپا کے ہین
خشکہ نہ اترا نا ہلکا پھلکا پکانا بہشتی کا یہ حال کہ بی بی کی باتون پر پھولا جاتا ہی خوشی خوشی کام کر رہا ہی لیکن
کارِ گلشن نے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا اسکا جواب نہین آیا جب دیر ہو گئی تو شہاب گلگون پوش نے
افراسیاب کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ عمرو قید خانے سے نکل گیا قلعے سے تو باہر نہین جا سکتا لیکن بڑا
تردد ہی اگر حکم دیجیے برق کو قتل کردن عمرو کی جستجو مین مین مصروف ہون سرہنگ جادو مصاحب کو نامہ
دیا کہا ای برادر ملک فرعونیہ سے شہنشاہ نے کوچ کیا ہوگا راہ مین ملاقات ہوگی یہ نامہ ہاتھ مین شہنشاہ کے
دینا فوراً جواب لینا اب مجکو بڑے تردد و انتشار مین سرہنگ اسی وقت چلا چالاک کو تین شبانہ روز پھرتے
پھرتے صحرا مین گذر گئے ہین ایک نخل کے سائے مین کھڑا رو رہا ہی اپنی حسرت پر کلیجہ منہ کو آتا ہی یکایک دیکھا صحرا سے
گرد اڑی ایک جادوگر کو دیکھا بھاگا چلا آتا ہی چالاک کو یقین ہوا یہ کسی کا دارا ہی جب وہ اسقدر تیز رفتار ہی
فوراً کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت ملکہ صرصر شمشیرزن تیار ہوا جب جادوگر قریب آیا آواز
دی او جانیوالے کون ہی کہان جاتا ہی سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا ملکہ صرصر شمشیرزن کو پہچانا ہو تھ با
کے ہوا خواہ کو سب پہچانتے ہین اسکی ہوا بندھی ہی نکلی جاتے ہین سرہنگ پلٹ پڑا کہا ملکہ صرصر فرمائیے تو اچھا ہی کین
پہچانا صرصر نے کہا صاحب مین کیسا کو پہچانون مین کیا جانون تم کون بلا ہو آتے ہی گھورنے لگے نگاہ نیچی کرو کمبخت ابھی

جوان ہے اپنے شباب پر بڑا گمان ہے مین نے جو پکارا بس بھول گئے صاحب مین افسر اخبار نویسون کی ہون موجب
پکارنا کون ہو کہان جاتے ہو کہان سے آتے ہو سرہنگ نے کہا بادشاہ ہمارے شہاب گلگون پوش
جہان عمرو و برق قید ہین یہ عرضی خدمت مین شہنشاہ کے پہونچانا منظور ہے بتلاؤ شہنشاہ کس مقام پر ہین اتنے
چالاک کے کان کھڑے ہے مسکرا کے ہاتھ تھام لیا کہا دیکھو بھیا خفا نہونا ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین اسوقت
دل کو تمھاری بات پسند آئی اس طرح کی باتین کین اتنے چالاک نے سب حال مفصل پوچھا قلعہ کا نشان عمرو کے
نکلجانے کا سبب جب سرہنگ سب بیان کرچکا کہا چلو شہنشاہ کے پاس پہونچا دین لیکن لڑ دین تمہارا ہی ہمکو
ہاتھ نہ لگانا تنہائی مین شہنشاہ نہین ہم عمل مجدد بیٹھے راہ گیرون کو بلا بیٹھے یہ کہتا ہوا چالاک لگا کر لیچلا ایکمقام
پر آکر کمند باری کرتے کرتے جواب بار رویا نامہ جھولی سے نکالکر خنجر کھینچا چاہا سر کاٹ لون کہ ایکطرف سے آواز
آئی او نادان کیا کرتا ہے چالاک نے پلٹ کے دیکھا مہتر قران چلے آتے ہین جھپٹ کے ہاتھ چالاک کا
پکڑ لیا کہا طریقے سے مجکو معلوم ہوا کہ یہ کسی کا نامہ دار ہے اسکی شکل بنکے جانا منظور ہے تو اسکو قتل نہ کر شاید
وہان کوئی اسکی علامت ہو اسمین فرق آجائے تو کیسی خرابی پڑے چالاک نے کان پکڑا کہا آپ بجا فرماتے ہین
تمام کیفیت گذشتہ سامنے مہتر قران کے بیان کی کہ کوئی بادشاہ شہاب گلگون پوش ہے اسکے قلعہ
مین جاکر قبلہ و کعبہ تنگ لانے نکلگئے ہین لیکن دستیاب نہین ہے یہ نامہ خدمت مین افراسیاب کے جاتا تھا مین نے گرفتار کیا
مہتر قران نے وہ نامہ دیکھکر طرفسے افراسیاب کے جواب لکھا کہ برق کو قتل کرو عمرو کی جستجو مین مصروف ہو ہم کسی
اور ساحر کو بھی روانہ کرینگے وہ آتے ہی تلاش کر دیگا نامہ تو چالاک کو دیا سرہنگ کے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی
ایکگوشے مین ڈالدیا اب چالاک کو خوب سمجھایا کہ جو کچھ کرنا بخوبی سمجھ لینا مقام سخت ہے جب تو اوستاد کو کچھ بن نہ پڑا
قران ایکجانب گئے چالاک جست و خیز کرتا ہوا چلا قریب قلعہ دریافت کرتا ہوا آیا دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا
ہوا ہے خلقت کی آمدورفت کوئی کسی سے متعرض نہین ہوتا چالاک بےخوف چلا نگہبانون نے دیکھا سرہنگ آتے ہین
ایکساحر نے آواز دی بھائی سرہنگ کہان گئے تھے چالاک یہ کیفیت جانتا تھا جواب دیا بھائی امر بیگر گئے تھے حکم
قتل برق لائے خواجہ عمرو کا پتا بھی لگا لیا چالاک نے خوشی خوشی اندر دروازے کے قدم رکھا خیال مین ہے
کہ جاتے ہی ساتھ ہی مارونگا برق اچھے بھائی کو رہا کرونگا جیسے ہی اندر دروازے کے آیا تحمل کا سایہ پڑا دیکھی
طائر سنبھلا ہوا ہے کل آئندو روند کو دیکھتا ہے پرون کو ہلایا منقار کھولی چالاک غافل از شعبدہ بازی فلک
انھین نگہبانون سے پوچھتا ہوا جاتا ہے بھائیو شہنشاہ کس مکان مین ہین ایک نے کہا اے سرہنگ میان

کہ عمرو فلان مقام پر ہو یہ ذکر تھا کہ چالاک کو لیکر سامنے آئے شہاب نے کہا کیون او چالاک تجکو کچھ خوف نہ آیا
میرے نامہ وار کو تونے کیا کیا چالاک نے ہنسکر کہا اُس قاصد کو مار ڈالا آخر قلعہ مین کیونکر آتے اگر ہم کو طایر
کا حال معلوم ہوتا اسکی بھی فکر کر لیتے دانہ ڈال کے جال مین پھنسا لیتے لیکن افسوس ہی کہ آگاہ نہ تھے اب کیا
نقصان ہوا جسکی قضا تھی اُسکو مارا گیا زندہ چھوڑ دینگے بہتر اسی مین ہی کہ مجکو قید سے چھوڑ دو ہمارے قبلہ و کعبہ
کو نکل جانے کی تدبیر بتاؤ ورنہ سارے قلعہ کو برباد کر دینگے خوب تصور کر لو کہ جہان ہم صاحبون کا قدم آیا
ساحرون کی شامت آئی دریافت کرو کہ تمھارے شہنشاہ پر کیا گذری اپنی والی امان کو لائے وہ کہان گئین
مشعل کی روشنی مدھم اب میان احتقاق نقارہ نواز آتے ہین انکے بھی مرنے کی نوبت بجگی انکی بھی تیاریان
ہو رہی ہین مثل مشہور ہی ڈھول کے اندر پول نقارہ نواز کا اب نشان نہ رہیگا حجرہ ہفت بلا گیا ہیرہ خود تمھارا
بادشاہ بد تمیز ہی تمھارے خداوند سامری و جمشید کتابون مین لکھ گئے ہین کہ اسد نامدار جرات و شوکت مین
یکتا ہی فتاح طلسم ہوشربا ہو حکم سے اپنے خداوندون کے نہین ڈرتے ہو ایسے شہریار کے قتل مین کوشش کرتے
ہو لقا تاریک قفل کش بھی تو اسد غازی کو کھا گئی تھین کھالی نہ ضرغام شیر دل نے کس طرح سے بچایا نوشتہ
پیشانی تاریک پیش آیا واصل جہنم ہوئی صحبت بدعت برہم ہوئی اس طرح کی باتین چالاک نے چار آنکھین کرتے
اس جلسہ ساحران مین کئی جادوگرنیان تھرانے لگین غصے سے رنگ شہاب جادو متغیر ہوا کہا ایسا جو دیکھتی ہین
روپیہ کا پیادہ کس طرح مجھسے کلام کرتا ہی گلشن جادو اسکی معشوقہ رونے لگی کہا صاحب یہ باتین تو اسنے سب سچ
کہین ذرا فرق نہین مین نے سامری نامے مین دیکھا صاف صاف لکھا ہی اسد غازی نامدار نبیرہ امیر
حمزہ عالیجاہ طلسم ہوشربا فتح کریگا علاوہ اسکے باب چہارم بدعت سامری مین صاف صاف مرقوم ہی جسکا یہ
مفہوم ہی اسد نوجوان لاجواب قاتل افراسیاب جادو ہو تصویر تک کھنچی ہوئی ہی جو یہ عیار کہتا ہی بسر و چشم
قبول کرو قید سے اسکو رہا کرو ہم چلکر کسی گوشہ عافیت مین چھپ رہین ظلم و بدعت عیاران نہ سہین شہاب
گلگون پوش نے کہا عورت کی عقل ناقص ہوتی ہی بے وجہ بلک بلک کر روتی ہی سامری نے یہ باتین نہین
لکھی ہین نجومیون نے اپنا کمال دکھایا ہی ہر سال نیا نخرا لکھتے ہین مین ابھی ان احکامات کو مٹاتا ہون چالاک
و برق فرنگی کو ابھی دار پر چڑھاتا ہون یہ کہکے برق فرنگی کو بھی قید خانے سے بلایا برق فرنگی جو بارگاہ
شہاب گلگون پوش مین آئے دیکھا شہزادے منہ چھپائے کھڑے ہین لیکن تیور بدلے ہین ایک ٹک گھور رہے ہین
برق فرنگی سمجھا میان چالاک سے تکرار ہوئی آتے ہی پکار کر آواز دی اے سامری و جمشید بر تر سلام ہمارا قبول کرو

ہے شہاب گلگون پوش سا ہم محبت میں ملکہ مہرخ کی برباد ہو رہے ہیں شہنشاہ ہوشربا کے خیرخواہ ہیں آج
خواجہ عمرو کے بیٹے کو میں نے قید میں دیکھا جو دل میں تھا وہ ظاہر کیا ہے شہریار خبردار ایسی باتوں پر نہ جانا
اسکو قتل کرو ہمکو رہا کر دو ابھی جا کے عمرو کو تلاش کر دینگے ہمیں فقیر بنا پھرتا ہوگا لاکھوں جادوگر جاتے ہیں گے
مگر اسکو پہچان نہ سکیں گے چالاک نے کہا بھلا او مکار فتنہ انگیز آج کینہ دیرینہ ظاہر کیا ہم ہمیشہ قبلہ کعبہ سے کہا
کرتے تھے یہ بادہ مکر و غدر سے مست ہے دل و جان سے لات و منات پرست ہے جس دن قابو پائیگا
پلٹ جائیگا ہمارا کہا نہ مانا خیر ہم تو قتل ہو جائینگے ہمارے بھائی تم کو زندہ نہ چھوڑینگے طلسم ہوشربا میں
قفس تنگ میں خون کا بدلا لینگے برق فرنگی نے کہا میاں چالاک چپ رہو یہ بارگاہ ملکہ مہرخ و بہار
نہیں ہے بہت نہ بڑاؤ آج ہمارے ہم مذہبوں کا ساتھ ہوا ہم اسی دن کے جویا تھا کہ ہمکو کوئی سردار مقبول ہے
تو اپنا مذہب ظاہر کریں چالاک نے منہ پر برق کے زور سے ایک تمانچہ مارا برق فرنگی تھے بھی ہتھکڑی لگی
آپس میں لات مکے چلنے لگے برق غل مچاتا ہے کہ حضور میری ہتھکڑیاں کاٹ دیجیے میں چھاتی پر چڑھ کر
اسکا سر کاٹ لوں آپ لوگ کہتے ہم مذہب ہیں میری مدد نہیں کرتے یہ تو کیا کھا کر خوب مسٹنڈا ہوا ہے
میں دبلا پتلا برق فرنگی جو اسطرح تڑپا چالاک نے ایک ہتھکڑی ماری برق فرنگی کے سر سے
خون بھی جاری ہوا گلشن جادو معشوقہ شہاب گلگون پوش ہاں ہاں کہتے اٹھ کھڑی ہوئی برق فرنگی
کی طرفداری کرنے لگی چالاک کو جھڑکا کہا کیوں او قیدی ہمارے ہم مذہب کو مارتا ہے برق نے کہا قبلہ
عالم میری ہتھکڑی کٹا دیجیے میں ابھی سر کاٹ لوں حضور عمرو کو بھی تلاش کر دوں آج ہی کا خاتمہ ہے
اسد غازی کا بھی سر کاٹ لاؤنگا ایکدن میں لشکر مہرخ کا خاتمہ کرونگا گلشن جادو نے شہاب گلگون پوش
کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہا صاحب سامری و جمشید کی قدرت نمائی ہے کہ ایسا عیار ہمارا طرفدار ہوا جاتا ہے تمام
اہالیان دربار بھی شہاب گلگون پوش کو سمجھانے لگے حضور اسکا بڑا واقف کار عیار طرار آپکے شریک ہوتا ہے
حقیقت میں خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرا دیگا کیسی کیسی عیاریاں کرتا ہے یہ تو عیاری میں عمرو پر غالب
ہوگی مدد کا طالب ہے یہ سنکر شہاب گلگون پوش بھی خوش ہو گیا حکم دیا منگر دوں کو بلاؤ برق
فرنگی کی قید کاٹ دو ای برق ہم تیرا بڑا مرتبہ کرینگے برق نے کہا حضور میں تو اسیوقت خدمتگزاری کرونگا
خیرخواہی ظاہر ہو جائیگی مارے خوشی کے تھرانے لگے یہ خبر وحشت اثر تا بہ شہنشاہ جائیگی شہاب گلگون پوش
نے ہتھکڑیاں بیڑیاں برق کی کٹوا دیں برق قید سے چھوٹتے ہی تڑپنے لگا اچھلا کودا غل مچایا مارا چالاک کے

گلے پر تلوار رکھدی کہا حضور انکو قتل کروں گلشن شہاب نے کہا بھیا برق تمہیں اختیار ہے برق فرنگی نے
تلوار روک لی دوڑتا ہوا شہاب گلگون پوش کے پاس آیا کان میں جھک کر کہا حضور ابھی گرفتار نہیں
ہوا اُسکے پاس گلیم ہے ابراہیم ہے نقشے میں دیکھیے کیا کر رہا ہے اگر اسکا بیٹا مارا جائیگا رات کو گلیم اوڑھکے سب
کو قتل کریگا اسکو بھی تلاش کرکے پکڑ لائیں پھر دونوں کو ساتھ قتل کریں اب میں سب تدبیریں حضور کو
تبلاؤنگا لشکر اسد غازی و ملکہ مہ رخ آپ کے ہاتھ سے تباہ کراؤنگا پھر برابر ان سب کا حال کون جانتا ہے
آپ صرف نشان تبلا دیجیے میں جاکے گرفتار کرکر لاؤں گلشن جادو نے کہا صاحب سچ کہتا ہے شہاب گلگون
پوش نے نقشہ نجوم اٹھایا ملاحظہ کرنے لگا خوب قہقہہ مارکے ہنسے کہا اے برق فرنگی کوتوال ساتھ
لیکر جاؤ فلان محلے میں خواجہ عمرو نشستن نہا بیٹھا ہے بہشتی سے مثل ہنسکر باتیں کر رہا ہے برق نے کہا حضور
بہت خوب کوتوال تو ساتھ چلینگے ذرا آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے لیکن جب مقابلہ ہو پھر اسکے لڑائی میں کی
دخل ہے مفتوں عیاری گرفتار کرونگا گلشن جادو نے بھی کہا صاحب چلو استاد و شاگرد کا تماشا دیکھیں دونوں
میں کیا گزرتی ہے گلشن جادو شہاب گلگون پوش مصاحبان نامدار برق عیار کیساتھ ہوئے
چالاک پر چند نگہبان قرار دیے کوتوال محلہ کا پتا بتانے کو آگے بڑھا شہر میں غلغلہ ہوا برق عیار شاگرد
خواجہ عمرو نامدار ہمارے آقائے عالی وقار کے شریک ہوا استاد کو اپنے گرفتار کرنے جاتا ہے جس گلی سے
نکلے غول کے غول ساحروں کے ساتھ ہو لیے یہ تو سب جاتے انکا حال وقت پر کہا جائیگا لیکن عنتر
قران عیار صحرا میں ٹھہرے ہوئے چالاک کا انتظار کر رہے تھے جب عرصہ دراز گذرا اور چالاک نہ پھرے
نہ کچھ اتا پتا ملا فکر پڑی یہ سوچکر ایک جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوئے سرہنگ جو درخت کے تلے بیہوش پڑا تھا
اسکو آکر ہوشیار کیا سرہنگ گھبرا کر اٹھا ایک ساحر کو اپنے قریب پایا گھبرایا ہوا اٹھا عنتر قران نے
کہا اے برادر تم کون ہو ہم اس راہ سے جاتے تھے ملازم شہنشاہ ہوش ربا ہیں تمکو دیکھکر بہت افسوس
آیا کہ بندہ سامری و جمشید اس مصیبت میں مبتلا ہے تمکو بیدار کیا شاید کسی قزاق نے تمکو دھوکا دیا کیا کچھ
مال پاس تھا سرہنگ نے کہا بھائی تمہارا نام کیا ہے عنتر قران نے کہا سب پہچانتے ہیں سر فروش
جادو ہمارا نام ہے اس صحرا کی نگہبانی کرنا ہمارا کام ہے سرہنگ نے کہا تمنے بڑا احسان کیا شہاب گلگون
پوش کا نامہ بردار ہوں مال میرے پاس کچھ نہ تھا تقدیر کا لکھا پورا ہوا خط کسی نے لیلیا عنتر قران نے کہا
بھائی خیر جان تو بچی زندگی پر تو حرف نہیں آیا سرہنگ نے کہا پھر بادشاہ مجھ پر خفا ہونگے آپ میرے

ساتھ چلیے سامنے شاہ کے گواہی دیجیے گا کہ انگوٹھی نے بچا لیا مین انعام دلواؤنگا مہتر قران نے
یہی سوچ کے بیدار کیا تھا سرہنگ جادو کے ساتھ ہو لیے دل مین سوچتے ہوئے کہ چلکر وہان عیاری
کرین نہین معلوم استاد پر کیا گذری چالاک بھی شاید کسی بلا مین ایسا نہ تھا کہ وہ رہ جاتا سرہنگ جادو
سے پوچھتے ہوے کہ خواجہ عمرو و برق فرنگی وہان قید ہین وہ کہتا ہو بھائی مین نے اتنا سنا تھا کہ
کچھ عیار قید ہو کر آئے ہین پھر نہین معلوم انپر کیا گذری مین تمھارے لیے شہنشاہ سے بہت سفارش
کرونگا مہتر قران نے کہا مجھے انعام و اکرام کی ضرورت نہین ہے اس حیلے سے تمسے ملاقات ہوئی
تمھارے شہنشاہ سے بھی رسم رہیگا کچھ مطلب بھی نکلیگا مہتر قران تو سرہنگ جادو کیساتھ جاتے
ہین اسکو تسخیر کرتے ہوئے پتے و نشان دریافت کر رہے ہین لیکن کوتوال نے پہنچکر وہ مکان بتلایا کہا حضور بہشتی
اسی مکان مین ہے۔ ہتاہی برق فرنگی نے کہا غل نکرو وہ ساربان زادہ بڑا ہوشیار عقلمند ہے ہم سبھون
کی آواز سنتے ہی بھاگ جائیگا پھر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا آپ کنارے ٹھہریے تماشا دیکھیے کس تدبیر سے
گرفتار کرتا ہون شہاب گلگون پوش و گلشن جادو و تمام اہالیان شہر کنارے ٹھہرے برق فرنگی
دیوار پر مکان کے آیا دیکھا استاد حجام ایک عورت کی شکل بنے ہوے شوہر سے اُسکے باتین کر رہے ہین برق فرنگی
نے دیکھتے ہی ڈانٹا کہا او ساربان زادے منم برق فرنگی رفیق شہنشاہ شہاب گلگون پوش
ارے کم قوم کے انگریز ہین بڑے فتنہ انگیز ہین ملکر مارتے ہین اسی واسطے مدتون تیرے پاس رہے اب قابو پایا
قدردان بھی مل گیا بہشتی نے جو دیکھا ایک انگریز دیوار پر کھڑا ہی غل مچانے لگا خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر
دیکھا میان برق فرنگی کھڑے للکار رہے ہین نیچہ کھینچکر اٹھے بہشتی سے کہا اے ہیٹ تیری جورو
میکے گئی آٹھ دن کے بعد آئیگی یہ کہکر خواجہ عمرو برق فرنگی پر جا پڑے برق نے اشارہ بھی کیا تھا
کہ اوستاد آپ چپکے چلے آیے مین رنگ جما چکا ہون خواجہ عمرو سمجھ گئے برق فرنگی دیوار سے کودا خواجہ
عمرو بھی باہر آئے صورت اصلی ہو کر نمود کیا برق فرنگی سے نیچہ چلنے لگے لیکن بہشتی دہائی دیتا ہوا باہر
آیا کہا اے شہنشاہ مین لٹ گیا ایسی بلائی جورو سے چھٹ گیا بارہ برس کے سن مین بیاہ کے گود مین اسکو
پالا کیسی وہ بے خیر خواہ تھی گرم روٹی پکا کے کھلاتی تھی ... سے سیکے پنکھا لی تھی ہائے مین کدھر جاؤن
یہ میری جورو کی کیسی صورت ہو گئی ابھی تو مجھسے گھل مل کے باتین کر رہی تھی بلکہ چھلنے مین کیا ہو گیا
شہاب گلگون پوش خفا ہوا کہ ارے غل نہ مچا عمرو عیار بہ جورو تیری اسما کے پاس ہو گی پلٹنے کھڑا ہو چلا

کب مانتا ہو آخر کوتوال نے گرفتار کیا سپاہیوں کے سپرد کر دیا لیکن خواجہ عمرو و برق فرنگی سے نہ بچ
چلنے لگا جب ساحر پڑھتے ہیں برق فرنگی منع کرتا ہو دیکھو صاحب کچھ دخل نہ دو میری عیاری میں فرق آئیگا
بڑے غیرت کی بات ہے یہ میں اوپر سے اسکی مشکیں باندھتا ہوں علاوہ اسکے استاد شاگردوں کی باتیں عیار بنا
کی لگا میں لڑائی میں بھی اشارے ہو رہے ہیں ظاہر میں غل مچاتے ہیں برق فرنگی نے نعرہ کیا و ساربان زادے
اپنے کو بچا و دیکھ پیٹ کا ہاتھ چل گیا ارے ہو کنا وہ طمانچہ پڑا کہ خالی گئی چوٹ کی کھائی چلی خواجہ عمرو آواز
دیتے ہیں او بے بھوریئے انگریز دیکھ چالاکی کا ہاتھ مارتا ہوں ناک اڑ جائیگی ابے جب تیری ناک کٹے گی
تب کان ہونگے برق نے کہا کیا مجال ہے آج استاد بناؤنگا اب ہمنے نوکری کر لی اب لشکر ملکہ مہرخ اور
ملکہ بہار پر بھی عیاری کرونگا تمہارے صاحبزادے چالاک کی مشکیں باندھکر چھپا آیا ہوں دونوں باپ
بیٹوں کو ساتھ قتل کرونگا آج عیاری کے مزے ہونگے لینے والے کھینچلے کہ برق عیار بے نظیر ہے حقیقت
میں صاحب تم بڑے قدردان کے ساتھ جانبازی کرینگے رازداروں کے ہاتھ سے کہاں چھینیں گے اتنی دیر
خدمت صاحبقران میں رہے آٹھ پہر ظالم سے ملکوں میں نام کیا آخر کیا انجام ہوا اس قدردان کی نام
دنیا میں علمداری کرائیں گے ناقدروں کو مٹائینگے خواجہ عمرو کہتے ہیں مجھ ایسے سیکڑوں لونڈے بنا کر
چھوڑ دیے یہاں بھی ذلیل کرونگا لپٹتے ہوئے یہ دونوں بیچ بازار میں پہنچے ہیں لوگ ٹھونستے تماشا
دیکھ رہے ہیں یکایک عمر قران سرہنگ جادو کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اندر قلعہ کے پہونچے
اس طائر نے آواز دی ارے یارو دوڑو سرہنگ جادو کے ساتھ عمر قران عیار طرار آیا ہے سرہنگ
جادو گھبرا گیا عمر قران نے بدحواس ہو کر ایک ساحر کو بغدا مارا اسکا سر پھٹا ساحر لیٹا لیٹا کرکے دونو
ہر چند سرہنگ جادو پکارتا ہی یارو اسنے تم لوگ نہ بولو یہ میرے جان بخش محسن ہیں وہ ساحر آواز
دیتے ہیں ارے او تیز دست بھیجا ابھی تیرا نکلا یہ چالاک آیا تھا سو سوا سو ساحر مارے گئے
اب تو عمر قران کو اپنے ہمراہ لایا عیاروں نے غدر ڈالدیا چلتے ہی آتے ہیں عمر قران دو چار
جادوگروں کو مار کر ایک جانب بھاگا جب کوئی ساحر قریب آگیا مثبت کہ عمر قران نے بغدہ مار دیا اسکا
سر پھٹا اندھیر ہوا یہ پھر بھاگے مگر ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے چلے ہی آتے ہیں ایک بلندی پر چڑھکر عمر
قران نے دیکھا بازار میں ہنگامہ ہو رہا ہے تمام شہر جمع ہیں افسران فوج ایک جانب بیچ میں خواجہ
عمرو و برق سے نہ بچ چل بابی حیران کہ خداوند یہ کیا معرکہ ہے اتنا تو سمجھ گئے کہ استاد شاگرد نے مل کر

کچھ جال پھیلایا ہے لیکن حیران و پریشان ہین کہ کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن وہ تو عیاران جہان شعبدہ کار ان
اگر قید بھی ہونگے کسی مکر و حیلہ سے بچ جائینگے میرے واسطے تو بزرگان دین کی قید ہے جسمین ہاتھ بند ہے اور
سلسلۂ قطع رشتۂ حیات ہے اب کون صورت نجات ہے لیکن دلمین آیا استاد کو آواز تو سنا دون یہ سوچکر قران
نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری ادا ای ننگ نژاد عمری یہ غلام قدیم بھی یہانتک
پہونچا ایک بلا سے ملا سے ناگہانی ہوا عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ قران نامدار مضطر و بیقرار مجمع ساحران
غدار مین گھرا ہے خنجر کھینچا ہوا لڑ رہا ہے عمرو قران کو اس حالت مین دیکھکر بہت گھبرایا ادھر برق فرنگی برابر ا
ہے عمرو کو دم نہین لینے دیتا حلقہائے کمند چل رہے ہین کبھی نیچہ چلا کبھی حبابہائے بیہوشی مار یا تو کبھی عیار لپٹا
شمارون مین طراریان لیکن جسقدر قران جب یکہ ۔ بلندی پر آیا ایک ساحر نے سحر کیا زمین پاؤن قران کے نیچے
کے تھام لیے لڑکھڑا کے گرا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے وہ ساحر جھپٹ کے قریب آیا چاہا کہ دونون قران کو تھام
دونون ہاتھ قران کا قابو مین تھا جھکتے ہی ایک خنجر مار دیا سر اسکا پھٹ گیا ساحر کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا
اس تاریکی مین قران بلندی سے کودا ایک ویرانے کے جانب بھاگا تاریکی مین ساحران غدار اور طرف دوڑے
قران ایک غار مین پھاند پڑا لیکن اندر سے غار کے سنا ساحر غل کرتے ہوے جاتے ہین کہ یارو دیکھو
وہ جسی کو ھر گیا ایک نے کہا اس غار مین نہ چھپا ہو قران کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اس غار مین جھک
کے دیکھے ایک طرف خنجر مار نقب کھودتا ہوا چلا لیکن عجب حال زندگی وبال جان و آبرو کا ڈر تاریکی قبر
سے وہ مقام بدتر اندھیر لحد کا یاد آتا ہے قلب حزین تھراتا ہے تھوڑی دور جا کر گھبرایا خیال مین آیا زمین
کو طبقہ توڑا دیکھا ایک مکان مین نکلا وہ مکان دریائے قدرت پروردگار خالی پڑا قران کو کسیقدر اطمینان
ہوا جان کو غنیمت جان کر اسمقام ویران کو جائے سکونت قرار دیا گرد و غبار سے جسم کو پاک کیا لیکن
دلکو انتشار ہے کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہے کہ خواجہ و برق آپسمین لڑ رہے تھے ایکمقام پر مجمع عام ہے نہین
معلوم انجام کیا ہوا یہ تو عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ برق بدوشا دے تلوار چل رہی ہے خدا انجام بخیر کرے مگر ہوتا
اس مجمع مین سے پہونچے عیاری سے محروم رہے قران نامدار اس قصر ویران مین محو اہل ہے دیکھیے اثر کیا گذرتی ہے
ساحر جو انکے تعاقب مین آئے تھے تلاش کرکے چلے گئے سب آپسمین کہتے ہے یارو یہ عیار برق جنبدہ ہے
غش و زمور سے اوجھل کر نکل گیا اب کہان تلاش کرین اسکو زمین کھاگئی یا آسمان پر پہونچا یہان خواجہ و برق
لڑ رہے تھے شہاب گلگون پوش و ملکۂ فغفور کے لڑ رہے ہین ان دونون کی لڑائی مین ناظرین کو ابلہ طلسم ہی

شہاب گلگون پوش برق کی تعریفیں کرتا ہے کبھی کہتا ہے اے خسرو الالگہ اے برق تا موئے بدن زبان ہو
سے اپنے کو بچا حکم دے تو میں ایک سحر کرون ہاتھ پاؤن اسکے بیکار ہو جائیں مشکیں باندھ لیں ایسا نہو تو نہ تھی
مجھکو بڑا ملال ہوگا برق جواب دیتا ہے اے شہنشاہ ساحران و اے قدر دان نمک خواران واسطے ساحری کے مجھ بیکس
اس مقدمہ میں دخل نہ دیجیے زمرۂ عیاران میں بدنام ہونگا افراسیاب کو کیا منہ دکھاؤنگا شہاب پھر
رک جاتا ہے ساتھ والوں سے پوچھتا ہے وہ جو عیار حبشی آیا تھا اسکو گرفتار کیا چند ساحرون نے عرض
کی حضور وہ دشمن بتیاں کو قتل کرکے نکل گیا اسکا پتا بھی نہ ملا شہاب کہتا ہے اب میرا عیار برق نامدار فتح
خیر خواہ سب انتظام کریگا اسکے سامنے کوئی عیاری کا نام نہ لے سکیگا ایک دن میں مہرخ وغیرہ کا خاتمہ
کر دیگا دیکھو صاحبو کس مزے سے لڑ رہا ہے حقیقت عمرو برق سے چوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں عجب تماشا مرحلہ
ہے ساحر کہتے ہیں یارو بہرہ دار ہیں یہ دونوں کیونکر بچتے ہیں گویا بلبلیں تنہی پھولی رہیں دونوں کامل فن
عیاری میں طاق شہرۂ آفاق ایک شاگرد ایک استاد دیکھیں کون غالب آتا ہے ایک مقام پر خواجہ عمرو
لڑ ہکر خنجر مارا برق کا سر زخمی ہوا شہاب گلگون پوش بیقرار ہوگیا کہا اے برق اب میں نہ مانونگا تیرا
خون تیرا زمین پر گرا میرا بھی اتنا ہی خون خشک ہوگیا میں سحر کرتا ہوں برق نے قسم دی کہ حضور دیکھیں شیر
زخمی ہوکر پھرتا ہے پھر وار کرتا یہ کہکے مشغول تلوار زنی رہنے لگا خون زخم کا پونچھتا جاتا ہے لڑنے میں پکار کر کہا ان دو ساحرو
عمرو کا سر کوٹتے ہیں نے حکم دیا عمرو کو گھیر کر لیٹا برق نے حلقے کمند کے مارے کہا او عمرو یہ فقرہ یاد رکھنا دیکھو
یون گرفتار کرتے ہیں آگ باران دیہاں کو فقرہ دیا بڑے پر لئے عیار کو بھلا اب کہاں جائیگا حقیقت
میں وہ حلقہ ہائے کمند گردن میں عمرو کے پڑے جرا دہر کا لگایا لیکن یہ عمرو عیار ہے سبک ہوکر جست کی
حلقہ ہائے کمند سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا عینک سے نگاہ یا دل عاشق سے آہ
قضائے کار وہاں پر ایک نخل تھا اسکے شاخ کی سر عمرو میں ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرا برق جھپٹ کے جا پہنچا
تراقے سے جواب بیہوشی مارا عمرو بیہوش ہوگیا ایسی سرکی کھائی کچھ نہ بیہوشی میں پڑی کا برق نے چھاتی پر چڑھ
کے مشکیں باندھیں ساحر دوڑے کہ عمرو کو ماریں برق نے کہا یارو ہاتھ نہ لگاؤ میرا استاد ہے اب ٹھیک کیا ہے
کوئی صاحب ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دیں جو مناسب جانینگے وہ کرینگے شہاب نے منع کیا خبردار کوئی قریب
نہ جائے برق کو سب طرح کا اختیار ہے خواہ قتل کرے خواہ بخشے برق نے کمندوں سے مشکیں باندھیں چھینٹا پانی کا
دیا ہوشیار کیا کہا کیوں خواجہ ہماری جرأت دیکھی عمرو نے سر جھکا لیا جواب نہ دیا کشتان کشتان عمرو

جانے تو دو فلک پہ مرے نالۂ جنون
یاد آگئے ہین کبھی زمانے شباب کے
محروم آرزو ہین سدا کے شکست مین
شب بھر کے واسطے یہ تماشے ہین خواب کے

پرزے اڑا دیئے گئے ورق آفتاب کے
پالی ہے مین نے زخم سے تعلیم خامشی
رہ رہ گئے ابھر کے پھپھولے حباب کے

او جنت پیر دیکھے لبین ٹھگیا پتری
گویا لب سکوت دہن ہین جواب کے
کس اعتبار مین نفس چند ای نسیم

اس رنگ مین برق نے یہ شعر پڑھے تمام اہالیان دربار تڑپ گئے خواجہ عمرو دکھڑے دیکھ رہے ہین خاموش چالاک بھی سکوت مین گلشن تعریف برق کی کر رہی ہے شہاب سے کہتی ہے صاحب حقیقت مین برق بڑا نامدار عیار ہے برق دعائین دینے لگا اسی وقت اشعار نظم کیے ذہانت بھی دکھائی دونون ہاتھ اٹھا کر عرض کی اشعار دعائیہ

ہر شرابی کہ در خم انشا رست
از قلم خامۂ تو جیحون باد
شست وشوے لباس گیتی را

بر لب خامہ تو مقرون باد
علم بر فطنت تو مفتون است
عدل تربیت گر تو صابون باد

ہر شرابے کہ در جہان عطا است
لوح محفوظ نیز مفتون باد

ایسی ایسی نو خامین برق فرنگی کر رہا ہے شہاب و گلشن وجد مین ہین جب برق کو بھاری خلعت موتیون کا مالا دے چکا برق مرغ زرین بے کھڑے ہین جھوم رہے شہاب نے کہا کیون اے رفیق شفیق اب کیا قصد ہے برق نے کہا عمرو و چالاک سے پوچھیے اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرین سرفرازی حاصل ہو ورنہ پھر تو یہ ہے بقول زنگان مگل مرغ سر بریدہ بانگ بے وقت نمید ہد و دشمن کے لیے یہی مناسب ہے یہ کہکے شہاب کے قریب آیا کان مین کہا حضور عمرو خاموش ہے عیاری سے جو پکڑ گیا نہایت شرمندہ ہے آپ سوال کیجیے مین کہونگا تو جھلا اٹھیگا حقیقت مین شرم کی بات ہے میرے ہاتھ سے زیر ہوا کبھی کوئی عیار اسپر غالب نہین آیا مجکو تو بھی اس نے زیر کیا تھا آج تو حضور کا اقبال تھا یہ عیار جہان دیدہ اسطرح زیر ہوا اگر حضور کی اطاعت کرے تمام عالم مین نشان یکتائی بلند ہو شکر و رو مند ہو شہاب نے پکار کر آواز دی کیون خواجہ صاحب اب کیا ارادہ ہے ہمارے رفیق نے کس زور و شور سے زیر کیا کچھ مقام تردد نہین ہے آپکا شاگرد رشید فرزند سعید غالب آیا آپ ہی نے تعلیم کیا خوشی کیجیے لائق فائق ہوا گلشن بھی اشارہ سے برق کے بول اٹھی خواجہ شہنشاہ کہا فرماتے ہین جواب دو اطاعت کرو خلاف کروگے قتل ہو جاؤگے یہ جو گلشن نے کہا خواجہ چیخین مار کے رونے لگے اسقدر روئے کہ آستین و گریبان تر ہو گیا یقین تھا روح جسم سے نکلجاتی آواز آتش ناک سے قصر جسم جلجائے تمام اہالیان دربار گھبرا گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہین عمرو کا دم نہ نکلجائے بعض کہتے ہین

بڑی ندامت عیار صاحب کو غیرت ہو نعش کفتے ہین دربار مین صاحبقران کے بڑی آبرو بخرزرتہ قاف کا زینت پہلو ہو نعش کہ انکا برادر خوشخو قوت بازو فرزندان حمزہ عم نامدار پوتے صاحبقران کے جبڑلی تبار کفتے ہین اسکو جو سر دربار سر بازار ایسی ذلت ہوئی اسی وجہ سے بیقرار ہوا ایک نے کہا یار وخوف جان سے روتا ہو اسکو زندگی کی بڑی ہوس ہو علاوہ ازین حسرت پر اپنی روتا ہو خود قیدی ہو برکا فرزند قیدا اپنے آقا سے چھوٹا اتنا بڑا استاد گرو رشید سامری پرست ہوگیا انکا رونا بجا کیا ہو اسی حسرت کا فلک ٹوٹے بڑا اعزت وآبرو مین اسکی فرق آیا شہاب نے بھی دیکھا عمرو کا عجب رنگ ہو حقیقت مین ظاہر ہوتا ہو اپنی زندگی سے تنگ ہی برق بھی رونے پر تڑپ گیا دوڑ کے عمرو کے قدمون سے لپٹ گیا کہا آہستہ نہ روئیے سامنے اب قدردان صاحب شوکت وشان موجود ہو جو آپکو دلسے منظور ہو ارشاد فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے مگر تو میرے سامنے نہ چلیگا آئینہ قلب کو صاف کیجیے خود ہی انصاف کیجیے مین آپکا غلام ہون اگر مین نے آپ کو زیر کیا مشکین باندھین اسکا افسوس بیکار ہو بوقت تعلیم ہزار مرتبہ آپکو زیر کیا آپ خود پیچ کے توڑ بتانے بچے زیر ہو جاتے تھے آج کیا شرم ہو ملامت کا راہ کیا ہو تنہا خطا پوش حق نیوش رحم دل عاقل کامل آپ ہی خطا معاف کرینگا اسطرح جو برق نے قدمون سے لپٹ کے کہا اور زیادہ جوش گریہ ہوا طرف فلک کے دیکھکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس
تو نے اغیار کے پاس اپنے بٹھایا افسوس
بھولکر یار مقدر سے مرے آیا تھا
ایسا مظلوم کسی نے مجھے گرایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے نہ کہین اپنے دو باتین
زلف مین اسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
آنجوان کوئی سکیلے رکے قابل نہ رہا

ہائے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
دل دیا اسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہو
حال دل کہکے اسے اپنا نہ سنایا افسوس
کمسنی تھی تو نہ غش آیا اسے پچھتاتا ہون
عمر بھر مجھکو محبت مین رلایا افسوس
اب جو سمجھے ہو تو پچھتائے ہو کیا ہوتا ہو
آتش عشق نے بیوجہ جلایا افسوس

کیا خطا تجھسے ہوئی تھی کہ جلا نیکو ہو
مجھے بہلا کے یہ کیا تو مین نہ آیا افسوس
ہائے مخفل مین تری آ نہ سکے قابل نہ رہے
ہائے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس
ہائے الجھن ہو شب روز پریشانی ہو
ان مصیبتوں سے نہ کیون انکو بچایا افسوس
قبر مین بھی یہی ارمان ساتھ ہو سلطنت

بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

یہ اشعار عاشقانہ اس شان سے پڑھے سننے والون کے کلیجہ منھ کو آگئے سب رونے لگے عمرو جو تنگ زندگی سے سر ٹکراتا تھا صاف ظاہر ہو قصد کرتا ہو کہ میرا دم نکلے جب شہاب وملکہ گلشن نے یہ حال پر ملال عمرو دیکھا سب عذر کرنے لگے کہ خواجہ تمھین قتل نہ کرینگے سامری جمشید کو سجدہ کرو جسطرح لشکر مین تھے اسیطرح استاد بنکر رہو لیکن اپنے شاگرد کو اپنا افسر جانو آخر تمھارے

وطن کیا ہی جیا ان کرو جو ہو گئے ہم قبول کر لیجئے قتل کا نام نہ لیجئے سادگر تنہا ہر گروہ دیکھا ہی جندہ سامری
خوشی کیجے دم نکلی ٹیگا حجاب کر لیجئے کیا یاقوت آئیگا یہ جوان سب نے بہ منت و خوشامد کہا خواجہ کو اور زیادہ رونا
آیا بلبلائے تھرائے ہونٹوں پر خشکی کلیجہ تھام کر یہ مسدس رعنا ندامت عشق مین پڑھنا شروع کیا مسدس

عشق دوزخ سے دہ ہوتے دم مین اڑا دیتا ہی
برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی
جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
نار دوزخ کا ہی بس ایک شرارا اسکا
آتش عیسی کبھی تو بچا سکین مارا اسکا

عشق وہ سم ہی مرے یار جو لے اسکا نام
اژدہا دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہی انجام
خون سیاہی ہو دم تحریر عشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا ہو جائے

گاہ دریا مین نظر آتا ہی وہ بن کے بھنور
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہی نظر
کشمکش خوردہ شوق سے ہی آنکھ پسر
کبھی طوفان کیطرح جاتا ہی یہ بحر گذر
ہو حدین ناکام دم تشنہ و ہلی عشاق
ایسا ترسا ہین نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہی
سم کا الماس مین قابل نے اثر ڈالا ہی
اشک میسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہی
سینہ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہی
ہی یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہی کون سلیمان کہان کی بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہی
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کر جاتا ہی
گہہ نمک مین نمکین شور یہ بنجاتا ہی
ذائقہ بنکے ہر ایک چیز مین در آتا ہی
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو بنتا ہی
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو پیتا ہی

حسن میں جو رنگ دکھلاتا ہو گا سبب تاثیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دام کاکل میں یہ دل کو کبھی کرتا ہو اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہو غالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت میں یہ دکھلاتا ہو
دل عشاق کو ہر طرح سے لے جاتا ہے

مہر تابان ہو کبھی چسنج پہ گہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
گاہ شانہ ہے کبھی حسرت بستہ دوام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دل میں اگر نہیں ممکن ہو نکلنا اس کا
ہو زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہیں اس عشق کے اسلوب نہان
تا رہ عشق سے آگاہ ہو سر پیر و جوان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہو کہ کر عشق عیان تا چہ بیان

ابتدا دوم ہو انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق میں و شادی ہو

سوتے فتنے کو یہ کمبخت جگا دیتا ہو
خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہو
سرو سینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہو
چاہ میں چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہو

زندہ مردے کو کیسے معجزے دکھلاے
مردہ زندے کو کرے پھر اسے زندہ ہو جاے

دام میں لاتا ہو یہ طائر دل کو دم میں
ملک دل کرتا ہو تاراج یہ فرط غم میں
اس سے آخر کو زوال آتا ہو جاہ جم میں
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہو کہیں عالم میں

اس سے بدتر نہیں دنیا میں کوئی بیماری
ہیں مسیحا اسی آزار کے اب آزاری

عشق جادو ہو کہ ہو سحر طلسم و نیرنگ
پانی ہو جاتا ہو اس عشق کی تاثیر سے سنگ
انکو اعجاز مسیحا بھی ہو تب لکھے تنگ
عجب انداز ہیں اور اسکے زمانے میں جو ڈھنگ

عرش سے فرش پہ یہ چاہ فرشتے کو جھکا ے

فرش سے عرش پہ انسان کو جو بیٹھے پہونچا دے

اس بیقراری میں یہ نیند پڑھنے سننے والے کلیجہ تھام نے لگے لیکن کوئی مطلب اصلی نہ سمجھی کہ اس مذہب عشق سے اس مقام پر کیا مراد ہے لیکن شہاب گلگون پوش نے کہا اے حضرت برق فرنگی عیاری کا رنگیلے تمہارے استاد ہین تم کچھ مطلب کو سمجھے برق نے کہا اور تو مین کچھ نہین جانتا اتنا واقف ہون کہ جبدن سے طلسم ہوشربا مین تشریف لائے ملکہ صرصر شمشیر زن پر مائل ہین اکثر پیغام وسلام ہوتے ہین لیکن کچھ انجام نہوا اکثر راتون کو اشعار عاشقانہ پڑہ کرتے تھے شاید اسی معشوق کا خیال آگیا شہاب نے کہا خواجہ اگر آپ کو صرصر کا خیال ہو مجھے صاف صاف فرمائیے مین اسکی بھی تدبیر کر سکتا ہون افراسیاب کے گھر کا مجھکو سب طرح سے اختیار ہے کوئی مقام تردد نہین نام صرصر سنکر خواجہ اور زیادہ بیقرار ہوئے ڈیکر یہ اشعار مخفی پڑھنے لگے شعر

بسکہ الفت گریہ را با چشم خونبار من است
گردش گردون ز فکر آزار من است
بار منت می نہد بیہودہ بر گلزار ابر
جستجویم و اردو در فکر آزار من است
مخفیا زنہار خودبینی و خودرائی مکن

ریختن بر خاک رہ خون جگر کار من است
نیست در بازار راحت گرچہ یک جو ہستم
رونق این بوستان از چشم خونبار من است
کردہ ام تا طوق گردن رشتہ زنار زلف
لیکن پریشانی من ہر زمان بیدار من است

باوجود آنکہ آزارم رسد تا با ہنوز
شکر اللہ محنت عالم خریدار من است
قفسہ ہر جا برآرد سبزہ آغوش فلک
عقدہا تسبیح را در دل ز زنار من است
اشعار عبرت آثار سے تار

باندھ دیے بحر رقت کا جوش کبھی گریان کبھی خاموش عجب حال پُر ملال مین خواجہ کو اسوقت دیکھنے والے دیکھتے ہین ہر شخص کا یہی قول ہے کہ صاحبو اگر یہی حال ہے قلب پر اسقدر غم و ملال ہے عمرو زندہ نہ بچیگا تڑپ تڑپ کر جان دے دیگا مگر سبب گریہ نہین کھلتا آخر شہاب گلگون پوش نے انتہا کا غدر کیا کہا خواجہ جبتکہ تم عزیز رکھتے ہو اسکے سر کی قسم تمکو دیتے ہین حال دل کہو بے وجہ اپنی جان ندو ہم سب طرح پر تمھارے ساتھ محبت صرف کرینگے جو مانگو وہ دینے کو موجود ہین صرف مذہب کی تکرار ہے برق بھی قدمون پر گرا تب عمرو نے بمشکل ضبط کیا ظاہر مین سب نے دیکھ لیا کہ تاب ضبط نہ تھی مگر یہ بھی جرات تھی کہ اپنے کو روکا کہا اے بادشاہ عالیجاہ اسوقت مجھکو کبھی بات پر رونا آیا ایک تو یہ خیال آیا کہ افسوس ہمنے عمر اپنی ناقدرون کیساتھ بسر کی یعنی حمزہ نجار زادہ مکہ جبدن سے اسکے ساتھ رہے جہان کہین وہ قید ہوئے ہم عیاری کر کے پہونچے سرکشان دہر کو اُنکے واسطے زیر و زبر کیا لیکن کوئی پھل نہ پایا ہمین دیکھ زیادہ کبھی نصیب ہے اسوقت برق نے تمھاری کاطاعت کی نہین معلوم جھوٹا ہی یا سچا مجکو پکڑ لایا تم نے کئی ہزار کا خلعت مجھے دیا حمزہ کے

لشکر مین ہماری عمر گذری بی مہرخ کے ساتھ بڑی بڑی جانبازی کی انسے بھی کبھی ایسا خلعت نہ ملا تمھاری
قدردانی پر ہمکو وجد ہوگیا دوسرے گرفتار ہوکر آنے پر یہ بھی خیال ہوا کہ زندہ نہ بچینگے خوف جان مین رو دیے
اس نقال عالم کی بھی تصویر آنکھون کے آگے پھری یعنے ملکہ صرصر شمشیر زن معشوقہ پر فن سالہا سال اسکی
محبت مین گذرے وہ آہوے وحشی رام نہوا ایکدن وصل کا انجام نہوا بس اب ہمارا جان دینا ہی بہتر ہے
اور شہریار حال مذہب ہمارا سنو دریافت کیجیے اصل مین ہم لقا پرست ہین انھین خیالات مین مست ہین
سامری جمشید کو کم مانتے ہین لقا کا چھوٹا بھائی جانتے ہین انھین خیالات مین مذہب عشق پر بھی توجہ
ہوئی یاد صرصر مین اشعار عاشقانہ پڑھے لشکر حمزہ مین رہتے تھے کہدیا یزدان پرست ہین یہ سنکر شہاب
گلگون پوش خوش ہوگیا کہا خواجہ ہمارا اعتقاد مذہب قریب ہے ہم بھی خداوند لقا کو جاگتی جوت کا خداوند
جانتے ہین کہ یہ خداوند زندہ ہے سامری جمشید وغیرہ دنیا سے چلے گئے بس کل انتظام ذات خداوند لقا
کے موقوف ہے جو انکو خداوند نہ جانے وہ بڑا پاپی و قوف ہے ہم بھی تمھاری قدردانی کرینگے کیون جان دیتے ہو
ہر چند کہ برق اسوقت تم پر غالب آیا لیکن عہدۂ افسری عیاران تمھارے نام ہوگا عمرو نے کہا
میری قدردانی یہ ہے گزی گاڑھا پہناؤ اور جوار باجرا کھلاؤ ہم خود کماؤ پوت ہین مٹی مین سے پیسا پیدا
کرتے ہین ایک اقرار یہ مین آپکی اطاعت کرتا ہون صرصر کے ساتھ میری شادی افراسیاب سے کہکر کرا دیجے
تو حضور جان و مال سب آپ پر نثار آپ کے غلامون کا تابعدار ہون اب راتین ہجر کی نہین کٹتی ہین تڑپ
تڑپ کے بسر کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یہ اقرار کیجیے تصویر سامری و جمشید لائیے مین سجدہ کرونگا
ورنہ جلاد بیدرد کو حکم دیجیے ابھی مجکو قتل کیجیے خون سے مجھ بے گناہ کے ہاتھ بھر لے زندگی کی ہوس اب باقی
نہین ہے شہاب گلگون پوش نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے ہنر پرور دشت طرازی جو جو کچھ آپنے فرمایا
سب منظور ہے حقیقت مین حمزہ بڑا ناقدر ہے اسکے لشکر مین بڑا غدر ہے تجھ ایسے جانباز سر فروش کی بے
لیاقت مخبران اخبار سخنوری و محرران کتب نشاگری نے بصد شد و مد جابجا تحریر فرمایا ہے کہ عظم وشان حمزہ
بسبب خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے ہے اگر عمرو ایسا عیار ہمراہ حمزہ نامدار نہوتا تو ہر لڑائی مقام پر کفن پوش
ہوے ہوتے زندہ نہ بچتے ملک مصر مین بیچارہ مردہ بنا مردہ بنکر زندون کو در گور کیا وہ عیاری نہین کرامات
تھی مین نے دفترون کو دیکھا ہے ممالک ساحران سب آپکی ذات سے ختم ہوے کیسے کیسون نے شکستین
کھائین برائے فرزندان حمزہ سینہ سپر رہے بڑے بڑے شہرون مین گذر رہے اس ہوشربا مین بھی کیا لیا

کام کیے کیسے کیسے نام کیے عشاق سبزہ رنگ کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو للکارا افراسیاب بردست
انداز ہوئے ہمکو تو آپ کی جرات پہ بڑے ناز ہوئے عہدۂ وزارت لیجیے مجھے سرفراز کیجیے کل امورات کا آپکو
اختیار ہے یہ سمجھیے کہ شہاب میرا فدوی متگذار ہے عمرو نے سر جھکا کر کہا اگر ایسا کروگے تمہارے لیے بہتر ہے مین تم کو
بادشاہ ہفت اقلیم بنادونگا خیرخواہی کا مزہ چکھادونگا مگر مقدمہ صرصر مین کیا جواب دیا شہاب نے کہا
خواجہ وہ بدل وجان آپ کو قبول کریگی مشکین باندھکر لاؤنگا بڑی دھوم دھام سے تمہاری شادی کرونگا
افراسیاب کی مجال ہے کہ میرا کہنا نہ مانے شہاب نے چپکے سے کہا اے شہنشاہ اسوقت زیادہ کہنا بیکار ہے یہ حقیر
محجوب شرمسار ہے اگر لقا کی مہربانی ہوگی شاید تخت سلطنت ہوشربا پر آپ جلوہ فرما ہون کل طلسم زیرنگین ہوجائین
ہمارے بھی قلب کو تسکین ہو عمرو پھولگیا رنگ چہرے کا سرخ ہوا جلد قید کٹوائی کہا اپنے فرزند کو بھی سمجھائیے
عمرو سے کہا وہ میرا نور نظر پارہ جگر ہے جلد قید کٹوادیجیے ہم جسکے دوست ہین وہ بھی تابعداری کریگا بے مثل عیار ہے چند
عرصے مین جب یہ خبر مشہور ہوگی کہ خواجہ عمرو نے شہنشاہ شہاب کی اطاعت کی سب عیار اسی مقام پر چلے
آئینگے آپ نے دفتر اپیچ نامہ تمنا پڑھا ہوگا جب حمزہ سے اور مجھ سے بگاڑ ہوا سب عیار میرے ہمراہ
چلے آئے اپنے اپنے افسرونکی مشکین باندھ لائے جب مجھ سے اصلاح ہوئی وہ بھی سب شریک ہو وہ تو سب میرے
مطیع ہین اب آپ مطمئن رہین جو کچھ ہوگا وہ بظاہر ہوجائیگا سب کام ہوگئے یکدم شریک ہوے چند عرصے مین
کوئی آپ کو نہ پہچانیگا بعد اختتام لشکر مہرخ و بہار و بعد قتل اسد نامدار ایکدن افراسیاب
کو بھی پکڑ لینگے تمھین تخت پر بٹھادینگے یہ سامان سنکر شہاب وجد مین آیا واسطے خواجہ
کے بھاری خلعت منگایا چالاک کو بھی رہا کیا تینون عیار محفل مین آکر بیٹھے برق نے شہاب
سے اشارہ کیا اسوقت تو خواجہ گانے کیا تھے روتے تھے اب دل بحال ہے اور طرح کا خیال ہے اب مزے سے
گائینگے ہم بھاپان بجائینگے چالاک بھی موجود ہے ایک ساز انکو دیجیے پھر کیفیت دیکھیے ہم ساقی گری کرینگے
بڑے مزے ہونگے شہاب نے خواجہ سے کہا اے دوست صادق اے محب واثق آپ کے گانے کے
سب مشتاق ہین یہ بھی بخوبی مین آگاہ ہون کہ آپ مبتلاے درد فراق ہین عمرو نے کہا اے قدرشناس حقیقت مین
میرا بھی دل چاہتا ہے کچھ اشعار عاشقانہ پڑھون دلکو غم سے خالی کرون ساز ندے خواجہ کے گرد آئے ایک ساز
چالاک نے بھی اٹھالیا برق انتظام شراب مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

رہی ہمیشہ اسیری کے امتیاز مین روح | چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بلا رہی ہے جنازے پہ کردین یا ستم

جہاں فنا ہے تری یاد جسم زار میں روح
کہیں اجازت رفتار دے نزاکت روح
کہ اپنا جسم ہوا ہے تن نزار میں روح
دکھا دے جلوہ آخر کہ وقت ہے آخر
بھٹک رہی ہے ابھی تک اسی غبار میں روح
عجب نہیں جو پکارے تجھے مری آغوش
اسی سرور میں دل ہے اسی خمار میں روح
خیال کاکل پرخم سے حال ہے برہم
کنار قبر میں ہے رحمت فشار میں روح

ملال ہمکو ہے تم ہو دل مکدر میں
کہ راہ تکتی ہے آغوش انتظار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوں نہ موت سے امنی
ہے میہمان قفس چند جسم زار میں روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل
ترا خیال ہوا ہے مری کنار میں روح
بہار داغ جگر سے ہو امتزاج نہ سیر
پھنسی ہوئی ہے عجب دام انتشار میں روح
خوش آئی عادت طفلی ہیں فنا بھی نسیم

غبار روح میں ہے یا کہ ہے غبار میں روح
فنا ہے عشق میں کیا برگزیدگی ہے کہیں
نہ اختیار میں وہ ہے نہ اختیار میں روح
نہیں ہیں ہم ترے مستوں کی ہستیاں لیکن مگر
بہار ہے کہ نکلے اسی بہار میں روح
پیا ہے بادۂ الفت کا ساغر لبریز
تمام عمر رہی سیر لالہ زار میں روح
عدم ہوا ہے بدن کا ہٹ محبت سے
لہو ٹپکتی ہے مری دامن مزار میں روح

خواجہ گا رہے ہیں اہالیان محفل کو رجھا رہے ہیں مہتر برق فرنگی منتظم میخانہ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کے قاعدے سے محفل میں رکھ رہا ہے مرغ زرین بنا ہوا پھر رہا ہے خواجہ کی تعریفیں ہو رہی ہیں استاد و شاگرد میں اشارے کنائے کبھی خواجہ پکار کر فرماتے ہیں بیٹا برق جلد شراب محفل میں لاؤ اپنا کام کرو اور جلد ضرورت سے شہنشاہ کو اپنے ساتھ لیکر چلیں شہنشاہ افراسیاب جادو سے ملاقات کریں اشتیاق نے ہمیں معلوم کیا کیا قریب لشکر ملکہ مہرخ پہونچ گئے ہونگے ہم چاہتے ہیں اب کسی کو تکلیف نہو بار کوہ جنگ و جدال ہم اٹھالیں ہمارے شہنشاہ کا نام ہو جائے بیٹا بہت جلد کام ہو جائے برق جواب دیتا ہے استاد سب سامان تیار ہے آپکی ہر ایک بات کرامات ہے ابھی ابتدا کی رات ہے صبح ہوتے ہوتے صبح ہو گئی کیا جلدی ہے چالاک سر ہلا رہے ہیں کبھی اٹھکر ہاتھ سے برق کے گلابی لے لیتے ہیں فرماتے ہیں بھائی قرابہ اسطرف لاؤ بہت نہ گھبراؤ برق تڑپتے پھرتے ہیں لیکن اب حال مہتر قران سنیے تحریر کر چکا ہوں ایک مکان کہنہ میں جاکر مہتر قران ٹھہرے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا اندھیری رات کا سامنا ہوا شب تیرہ و تار مکان سنسان مدت سے ویران پڑا ہے دل پر خوف طاری انتہا کی بیقراری آخر ناچار ہو کر دروازہ مکان کا کھولا دیکھا کوچہ تنگ و تاریک ہے اسطرف سے کوئی گذر نہیں کرتا ڈرتے ڈرتے مہتر قران نکلے سر کوچہ سے بڑھے ہیں کہ آواز آئی ارے کوئی مزدور ہے ہمارے پاس آوے یہ پتیلا شراب کا تھوڑی دور پہونچا دے منھ مانگی مزدوری ملیگی خیال میں گذرا کہ اے مہتر قران

اسی حیلہ سے تو سیر کریں کچھ حال بھی دریافت استاد دالا نژاد پر کیا گذری برق نے کیا کارگذاری کی یقین ہے
محفل میں رنگ جما یا ہو ہو رہے بڑے قیامت کا سب ہے ہم بھی بیکار نہ رہیں کوئی تو کام کریں یہ سوچکر رنگ وغن
حیلہ کا نکالا اک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے گاڑھے کی غرقی سر برہنہ کوچے سے کہتے ہوئے نکلے
ہارتے ہارتے جی چھوٹ گیا رنگ باز کی شامت ہے آج ایسا داؤں ہارے عمر بھر اب نہ جیتینگے جس
دن کا پیتین ہمارا رنگ کھیلجائیگی سلطنت جیت لینگے بڑے بڑے مہاجنوں کو لنگوٹی بندھوا دینگے
ہمیں کیا پروا شہدے جواری اس شوق میں گھر بار چھوٹا چوبدار نے جو یہ آواز سنی صدا دی میاں شہدے
صاحب مزدوری کروگے قران نے جواب دیا کیا حضور کوئی گٹھڑ اٹھانا ہے یا کسی کو نہلانا ہے چوبدار نے
کہا نہیں بھائی یہ پتیلہ شراب کا اٹھاؤ تھوڑی دور چلو وہاں تک پہونچا دو جو مانگو وہ دینگے قران نے کہا
چار گنڈے لینگے صبح تو اسی سے داؤں بدینگے ٹکے کی پوریاں کھا کے پڑ رہینگے یہ کہکے قران نے پتیلہ
اٹھا کے دوش پر رکھا چوبدار سے باتیں کرتے ہوئے چلے دمبدم وہی جوئے کا ذکر ہے باتوں میں بھی کھیلنے کی
فکر ہے چوبدار نے پوچھا میاں شہدے بہت ہارے قران نے کہا حضور ہمارے ساتھ چلیے تو کیفیت
حاصل ہو ہر وقت پریاں ناچا کرتی ہیں ہم تو میاں صاحب رنگ باز ہیں ایک داؤں پر جان بدیں سلطنت جیت لیں لینے
داؤں سے انکار نہ کریں آجکل چوروں نے بہت مال پایا ہے سب جوئے گلزار میں روپیہ لٹ رہا ہے مگر
کیوں میاں صاحب کس قیدخانہ پر چلیے گا ہم رات کو عالم باغ تک نہ جائینگے رات کو بہت سناٹا ہوتا ہے تلنگے نے
ایک دن گولی ماردی ہوتی اپنی جان بچانا ضرور ہے ایسے مقام پر جانا سراسر قصور ہے حسین الدولہ کے امام باڑہ
تک چل سکتے ہیں وہاں بیچارے قرضدار لوگ قید ہیں شہر کا بھی کنارہ ہے چوبدار نے کہا ان دونوں مقام
پر جانا منظور نہیں سامنے قریب وزیر گنج ایک بادشاہ قید ہے چند نگہبان وہاں ہمارے مالک نے مقرر
کیے ہیں انکے لیے یہ شراب جاتی ہے مہتر قران نے کہا کیوں میاں صاحب یہ کیسا قیدی ہے کہ جیلخانہ
سے الگ قید کیا گیا چوبدار نے کہا میاں شہدے صاحب تمہیں ان باتوں سے کیا غرض شراب
پہونچاؤ اپنی مزدوری لو سیدھے گھر چلے جاؤ باتیں نہ بناؤ مہتر قران نے کہا حضور ہم بھی اسی شہر کے
رہنے والے ہیں بڑے بڑے جھگڑے فساد دیکھ چکے ہیں ہم سے صاف صاف کہیے ہم یہیں پتیلہ رکھکے
چلے جائینگے پھر نہ آئینگے تب آپکو قدر ہوگی چوبدار نے دیکھا کہ شہدہ چھیلا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو پتیلہ رکھکے
چلا جائے اور دو چار صلواتیں سنائے اچھا نہ ہوگا شراب کا پہونچانا بھی وقت پر ضرور ہے یہ سوچکر کہا

بھائی یہ ایک شخص شہنشاہ ہوش ربا کا گنہگار یہان بھیجا گیا ہے ہمارے شاہ نے الگ مکان مین
بہ حفاظت قید کیا وہ قیدی بڑا صاحب آبرو ہے قیدخانے مین جو اسکے قید ہوتے ہین یہ رئیس شریف
شہنشاہ سے لڑا گنہگار قرار پایا مہتر قران نے کہا ہین آپ نے صاف صاف کہدیا ہمین بھی
تسکین ہوگئی لیکن اس قیدی کا نام کیا ہے چوبدار نے کہا مین نہین جانتا یہ سن چکا ہون طلسم نورافشان
کا رہنے والا اطراف دار کوکب روشن ضمیر صاحب عقل و تدبیر عقیل فہیم نورافشان کا ندیم مشہور ہوا تھا ہم کو بھی معلوم ہوا
قران خاموش ہو رہا دلمین کہتا ہوا کہ مہتر قران ہمارے لشکر سے سوائے ان تین عیارون کے اس ملک مین کوئی
نہین آیا کون بزرگ قید چلتے چلتے برّان کو یہ خیر و عافیت چھوڑ آئے جمشید بھی لشکر مین موجود ہے مقام حیرت
ہے پھر یہ قیدی کون صاحب لیاقت ہے دلمین سوچتے ہوے بازارون کو طے کر کے سامنے ایک
مکان کے پہونچا افسر وہان کا ریحان جادو مع پانچ سو ساحرون کے بیٹھا ہوا پہرا دے رہا ہے دیکھتے
ہی آواز دی کون آتا ہے چوبدار نے کہا خانہ زاد شہنشاہ اے ریحان جادو تم سب کے واسطے شراب
لیکر آئے ہین ریحان جادو بہت خفا ہوا کہا کیون شراب لیکر آئے کیا احتیاج تھی وہ پہر رات گذر چکی پیاسے
پڑے تڑپ رہے ہین جماہیان لیتے ہین صبح کو شہنشاہ سے عرض کرینگے سال بھر ہمکو گذرا مصیبت
اٹھاتے ہوے گھر بار چھوٹا گھڑی بھر کی مہلت نہین ملتی اب ہمارے بدلے اور کوئی نگہبان ہو ہماری بدلی
کرادین قیدی وہ سخت جان ہے اب دو چار دن کا مہمان ہے رہا ہونا غیر ممکن تا قید حیات یہان کا
قیدی رہا نہین ہوتا کہین جلدی مرجاے ہمکو فراغت ملے لاش اٹھا کر دریا مین پھینکین چوبدار نے کہا یہ
ہم سب کچھ عرض کرینگے تمکو معلوم ہے کہ شہر مین کیا ہنگامہ پڑا ہے عیار آئے لٹے پھرتے اب تک حال
مفصل نہین معلوم کم بخت مارے گئے یا اطاعت کی نہین معلوم کیا انجام ہوا مہتر قران نے بھی پوچھا کیون
چوبدار صاحب عمرو عیار قتل ہوا برق کو شاید چھوڑ دیا چوبدار نے کہا دربار تک ہماری رسائی نہین ہے اتنا
سنا تھا کہ عیار آئے شاہ سے معاملہ ہوا صبح کو دریافت ہوگا مہتر قران خاموش ہو رہا پیپا لا کر وہان رکھا
سب ساحر دوڑے چوبدار تو انعام لیکر چلا گیا مہتر قران وہین بیٹھ گئے ساحرون نے پوچھا حال مزدور
کیون تم سر جھکائے بیٹھے ہو قران نے کہا حضور یہ تو ندی آتی ہے اپنے مکان نہین جاسکتا یہین پڑ رہونگا
حضور کو حقہ بھر دون یہ کہکے پیادے کے ہاتھ سے چلم لے لی آگ پھونکنے لگے چلمین بھر بھر کے پیادون کو
پلائین مجتمع ہوکے کہا بھائی کیا بہار ہے بیٹھو شام سے ہم لوگون نے شراب نہین پی ہے بدمزہ ہو رہے ہین

پتیلے کا منھ کھولو شراب بوتلون مین بھرو مہتر قران بہت خوب کہکے پڑھے شراب بوتلون مین بھرنے لگے اپنا نمک بھی ملاتے جاتے ہین یہ تو بخوبی سن چکے کہ کوئی طرفدار کوکب روشن ضمیر کا ہے وہ قید ہے لہذا جہانتک ہوسکے ان سب کو مارو اس قیدی کو چھڑاؤ اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ عمرو و برق و چالاک دربار مین بیہوش کرنیکی تدبیر کر چکے ہین مہتر قران یہان سب کو شراب پلا رہے ہین دیکھیے اسکا انجام کیا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان افراسیاب وقت پر کتاب سامری کا دیکھنا اور دریافت ہونا حال دربار تہما مگلون بیہوش اور روانہ ہونا شیر جادو کا اسکا اگر عمرو وغیرہ کو گرفتار کرنا اور رہائی ملکا حجل مربعادت قران حسنہ

چارون کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی — ہجر مین ہے تاب آتش کے برابر چاندنی
بے ترے بھاتی نہین اے ماہ انور چاندنی — دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی

صاعقہ کی طرح سے گرتی ہے مجھ پر چاندنی

دیکھیے ابکی دکھائے کب مقدر چاندنی — آئے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
صاف ہوتی مثل فرش سنگ مرمر چاندنی — خوب روؤن اے شب غم ہے مکدر چاندنی

بعد بارش صاف ہوجاتی ہے اکثر چاندنی

ابر غم مین مدتون سے کب نظر آتا ہے چاند — ماہتابی سے کہان چہرے کو دکھلاتا ہے چاند
بے ترے اے شمع رو مجھسے یہ شرماتا ہے چاند — میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہے چاند

رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

کب وہ جلسے مین سمائے ہو سوا جسکو عروج — کیون نہ اترائے جہانمین ہو بنا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج — خاکساری وہ نہ چھوڑے دے خدا جسکو عروج

آسمان پر ماہ تابان ہے زمین پر چاندنی

چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی — ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
ہو چکا عزہ قدم رنجہ کہین فرما کبھی — بھول کر اے چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی

میرے ویرانے مین بھی ہوجائے دم بھر چاندنی

وصل کے سامان میسر سارے شب بھر ہین مجھے — لطف بھی حاصل شب مہ کے مقرر ہین مجھے
شکر یارب عشرتین اتو برابر ہین مجھے — ایک ہفتے سے بہم ساتون میسر ہین مجھے

دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

سینہ پر ہے داغ کیون بیکار جاؤن باغکو
دیکھکر کیون گل کو کھاؤن خار جاؤن باغ کو
حیف ہے بے عزت گلزار جاؤن باغ کو
کیا شب مہتاب مین بے یار جاؤن باغ کو

سارے بیتون کو بنا دیتی ہے خنجر چاندنی

راہ الفت مین مجھے رہ رہ کے تڑپاتی ہے رات
دشت غربت مین ہوئے اسباب و رآتی ہے رات
کون سامان دیکھون مجھکو دکھلاتی ہے رات
ہجر رشک ماہ مین تاریک کب بھاتی ہے رات

جلد اے گردون بچھا دے پھر بستر چاندنی

وصل کیا برسون نظر آتا نہین ہے خواب وصل
اور جو قسمت سے کبھی پھر کھلا بھی باب وصل
ہوگئے پنہان نظر سے دفعتہً اسباب وصل
ہر یک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل

چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

مظہر اعجاز ہین یہ ماہرویان حسین
فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتے ہین یہ مہجبین
دیکھکر زلف سیہ کو صاف ہوتا ہے یقین
نقرئی مو باف اس کا فر کی چوٹی مین نہین

یہ وہ شب ہے جسنے کرلی ہے مسخر چاندنی

روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کی طرح
ہجر مین ہے تیرے گھر تاریک سایہ کی طرح
صحن ہے رشک قمر تاریک سایہ کی طرح
دھوپ آتی ہے نظر تاریک سایہ کی طرح

میرے گھر مین ہے اندھیرے کے برابر چاندنی

راست ہے واللہ رونق ہے مکان کی تا مکین
گھر کے ہوتے ہین اجالے ماہرویان حسین
قتل رعنا پر کمر باندھے ہے یہ چرخ برین
تیرہ تاریکی شب فرقت مین اسنے تا سحر نہین

ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعین حق نیوش کرتے ہین دامن مدعا کو گل مراد سے بھرتے ہین شعر مرصع خیال و سخن آفرین۔ سخن را بہ کرسی نشاندا این چنین سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب غانہ خراب بصد پیچ و تاب و بلطف و اشفاق شہنشاہ احتقاق کو لیے طرف لشکر ملکہ حیرت کے چلتا ہے شب شہر نوعینہ سے گذر کر قریب تحت الشعاع پہونچا زال جادو حال سنکر واسطے استقبال کے آیا سلمان

سامان دعوت ہمراہ لایا اختقاق سے آکر ملایا تخت افراسیاب کو بوسہ دیا اختقاق تخت
پر بیٹھا ہے نقارہ جمشیدی پہلو میں رکھا ہے زال جادو نے افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ راہ میں بڑی
تکلیف اٹھائی افراسیاب نے کہا ملک فرعونیہ پر بڑی لڑائی پڑی لاکھوں میں بدولت یکہ و تنہا تھے نہنگ پلنگ
غلام ملکہ ماہیان زمردپوش وقت پر پہنچے فرعون کو مارا قلعہ پر قبضہ کیا حضرت میں مصاحب سامری
کے پہونچا آپ نے ایسی عنایت فرمائی فوراً تشریف لائے کچھ انکار نہیں کیا راہ میں بڑے صدمے اٹھائے
عمرو برق نے آکر عیاری کی آپ کو تو وہ کیا قتل کرنا قصد کیا تھا غلام سامری بہونچ گئے انسے بچالیا وہ
دونوں گرفتار ہوئے عمرو کا نام سنکر زال جادو خوش ہوا کہا اے شہنشاہ پھر عمرو کو کیا کیا قتل ہوا
نہ سامری کرون صاف صاف سامری نامہ میں لکھا ہے عمرو عیار بے مثل دیکھتا ہے اگر اسکو مارا کچھ کسی
کی احتیاج نہیں اب غلام بھی لشکر کشی کریگا مہرخ وغیرہ کو گرفتار کریگا اپنے بوڑھے غلام کے تو سحر دیکھیے
میں آجتک عمرو ہی کے ڈر سے آپکے لشکر میں نہیں آیا افراسیاب نے کہا اسکے قتل کا حکم نہیں ہے جہان یہ
اسکا خون گریگا وہ سرزمین ویران ہو جائیگی بلکہ اس زمین پر گھاس نہ جمیگی شہاب خیرخواہ قدیم وقت پر آگیا
برق و عمرو کو قید کر کے اپنے قلعہ میں لیگیا زال نے سر پیٹ لیا کہا حضور وہ تو میرا بھتیجا ہے جب باپ اسکا مرا
میں نے اسکو پرورش کیا سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق یہ سب کچھ ہے لیکن آپ نے میرے فرزند کو قتل
کرایا قلعہ بھی برباد ہوا ہے میں نے بڑی مشقت سے وہ قلعہ آباد کیا تھا ہائے وہ برباد ہو جائیگا نہیں معلوم
عمرو کس حسرت ویاس سے اسکو قتل کریگا افراسیاب نے کہا اے زال جادو بوڑھے ہوئے اب تک تمکو کسی
بات میں لیاقت نہیں وہ بے سمجھی باتیں کرتے ہو مالزمان مہرخ سن لیں تو انکو ناز ہو کہیں کہ ہمارے
عیاروں سے سب ڈرتے ہیں شہاب کے برابر کوئی لئیق نہیں ہے اسکے قلعہ پر کسکی مجال ہے جو بنگاہ کج دیکھے
اسنے اتنا بڑا کام کیا کہ کسی سے نہو سکتا جسدن اسد غازی رہا ہوا ملک احول مربع نشین میرے بھائی کو کیا
بڑے زور و شور سے آیا سرداروں کو رہا کر لیگیا جبکہ مجھکو خبر معلوم ہوئی بصد جوش و خروش پہونچا جاکر اس
سے مقابلہ کیا اتنا بڑا زبردست ہے کہ ما بدولت اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اسی عرصہ میں تیغہ سحر بند اسکو
ماردیا کشتۂ سحر ہوا قید کر کے اسکو شہاب کے حوالے کیا شیلہ باش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا اس روز اور
غمزدہ تین دریش تھیں زیادہ نہ ٹھہر سکا ملک کوکب پر چڑھ گیا اسدن بڑے ہنگامے تھے یہ سب حالات
بخوبی مشہور ہیں آجتک آنے ملک احول مربع نشین کو اس حفاظت سے رکھا ہوا کوئی وہاں کا حال

معلوم نہین ہوا اور نہ نورافشان وکوکب جاتے جسطرح بنتا چھوڑا تے جنسے اتنا بڑا کام کیا از شہنشاہ بھی
چھپایا عمرو و برق کی کیا حقیقت ہے وہان سے رہائی نہ پا سکینگے دخیر خواہ دولت صاحب حشمت و
لیاقت تڑپا تڑپا کے مارینگا مین نے بخوبی سمجھا دیا تھا آب ودانہ بند کرنا اپنی موت سے مرین خود نہ قتل
کرین وہ دونون تڑپ تڑپ کے مر بھی گئے ہونگے اس مقدمہ کو ایک ہفتہ گذرا آٹھ دن کون بھوکا
پیاسا رہ سکتا ہے زال نے کہا حضور ملک احول ظاہر مین آپکے ہاتھ سے مارا گیا پر وہ باز نہ آئینگے عیار
مکار جہان جائین دم بھر مین آفت مچائین قید مین بیٹھے بیٹھے فکر کر لیتے ہین بڑے فسادی بات بات
مین فتور رہا بند عیش و سرور مین نہ مانونگا اوراق سامری منگوا کر بارگاہ شہاب کا حال ملاحظہ فرمائیے
غفلت سراسر بیکار ہے غلام کو نہایت انتشار ہے افراسیاب نے کہا اب انکو کیا ضرورت ہے تمھاری طرف سے
مصاحب سامری کی دعوت ہے تمنے بیٹھے بیٹھے یہ جھگڑا نکالا زال نے کہا اگر حضور توجہ نہ فرمائینگے غلام خود جائیگا
جبتک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ آئیگا آب و دانہ حرام ہے دیکھیے کلیجہ میرا دھڑک رہا ہے ابھی وہ نوجوان ہے یہ مکار غدار نہین معلوم
کس بلا مین پھنسائین دام مکر و حیلہ پھیلائین یہ کہکے طرف مصاحبون کے پلٹا کہا جلد ہماری سواری تیار
کرو ہم اپنے بھتیجے کو دیکھنے جائینگے افراسیاب نے کہا اے زال کیون دیوانہ ہوا ہے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا
کہا ٹھہرو مین اوراق ملاحظہ کرتا ہون ابھی تمکو تسکین ہو جائیگی یہ کہکے جیب سے اوراق نکالے نثر اوراق دیکھکر
زال نے کہا حضور کتاب سامری کیا ہوئی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ساربان زادے نے شہر جادو
مین فساد ڈالا آکر جادو نگر سامری پرستون کی آبرو لی کتاب دھو ڈالی یہ اوراق پریشان نانی امان سے
مانگ لیے برائے ضرورت پاس رہتے ہین جب خیال کتاب آتا ہے دل بھر آتا ہے خیر جو مرضی سامری کی تھی
افراسیاب آنکھون مین آنسو بھر لایا زال نے کہا اے شہنشاہ جو ایسا ظالم پیدا ہو کہ خداوند داؤد بنگیا
کتاب سامری دھو ڈالی حضور سے کچھ نہو سکا اسکو قید کرکے میرے بھتیجے کے ملک مین بھیجا نہین معلوم
کمبخت نے کیا فتور کیا ہوگا شہر بھر کو ہلا دیا ہوگا افراسیاب نے کہنے سے زال کے اوراق جمشیدی
کو ملاحظہ کیا زال نے دیکھا شہنشاہ نے منہ بنایا تیور بدہو ہوئے چھاتی پیٹنے لگے گھبرا کر کھڑے ہوگئے زال
نے کہا اے شہنشاہ جلد کہیے خیر تو ہے میرا بھتیجا زندہ ہے یا مارا گیا افراسیاب نے کہا ابھی تک تو زندہ ہے مگر سلطان
قتل ہو چکا اور سے برق و چالاک عمرو دربار مین شہاب کے بیٹھے ہوئے گا رہے ہین میان برق
سب کو شراب پلا رہے ہین دم بھر مین سب بیہوش ہوا چاہتے ہین احمق نے ان سبکو قید سے

کیون چھوڑا ایسا جانے سے باہر ہوا دشمنون کو خلعت دیا زال سر پیٹنے لگا افراسیاب نے کہا مین ابھی انتظام
کرتا ہون یہ کہکر آواز دی اے شریر جادو لینا جلد اپنے کو پہونچا جاتے ہی تینون عیارونکو پکڑ لینا اپنے
سامنے قتل کرانا سر لیکر خدمت مین مابدولت کی آنا مگر وقت چالاکی ہی محل بیباکی ہو عیارون کے دھوکے مین
نہ آجانا جاتے جاتے سحر کرنا شہاب سے سب کیفیت بیان کردینا کہ شہنشاہ نے اوراق جمشیدی دیکھکر
مجھکو بھیجا ہی صرف براے حفاظت آیا ہون پیام شہنشاہ لایا ہون شریر جادو اسی وقت پرواز
پیدا کرکے چلا زال سہت بیتاب تھا کہ مین بھی جاؤن افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا اختقاق جادو
رنجیدہ ہوجائینگے یہی فرمائینگے بموجب مصرعہ خاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت تو مین نے شریر
جادو ایسے ظالم کو بھیجا ہی وہ جاتے ہی آفت برپا کردیگا تمھارے جانے کی کیا ضرورت ہی ساحر نامی و
نامدار ہی ہمارے حکم کے سامنے کسی کا کہنا نہ مانیگا بہ مشکل افراسیاب نے زال کو روکا یہان تو کیفیت
ہو کہ قلعہ تخت الشعاع پر دعوت اختقاق مین زال افراسیاب معروف ہین حیرت جادو کو
نامہ لکھ بھیجا کہ حاکم حجرہ سوم کو لیکر ہم آتے ہین لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہو چالاک وغیرہ بھی واپس
نہین آئے اسوجہ سے زیادہ تردد و انتشار ہو مہرخ فرماتی ہین کسکو بھیجون کیونکر خبر منگاؤن ہمارے عیارون
پر کیا گذری ہی جانسوز سے پوچھا تمھارے والد نامدار کہان ہین وہ بھی نظرون سے نہان ہین جانسوز
نے کہا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہی کہ چالاک کو ہمراہ لیکر تشریف لیگئے ہین وہ بیکار نہونگے لیکن مین بھی براے
تلاش جاتا ہون ضرغام نے کہا مین بھی خبر لاتا ہون فوراً حال دریافت ہوگا لشکر حیرت مین
جاؤن شاید وہان نشان پاؤن جانسوز نے کہا وہان کی کیفیت بخوبی معلوم ہوچکی ہی حیرت کے
پاس نامہ افراسیاب آگیا اختقاق جادو کو لیکر آتا ہون تدبیر استقبال مین سب مصروف ہین ملکہ
بہار نے منھ پیٹ لیا کہا صاحبو وہ بے حیا نقارہ نواز جلاد شعبدہ باز ہو اسکے سامنے کوئی ہو نہ ٹہرسکیگا جبوقت
اسنے نقارہ بجادیا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش جب اپنے ہوش مین نہ رہے فرمایئے کیا کرسکین گے
لشکر حیرت مین خوشی فوج مہرخ مین بیتابی بدحواسی حیران و پریشان اسد سے چھپانیکی تدبیر نامردون
کو بھاگنے کی ٹھہرات حال خیریت مآل برق نامدار و خواجہ عالیوقار و چالاک طرار تحریر ہوتا ہو خواجہ بیٹھے
ہوے دربار شہاب مین گا رہے ہین یہان چالاک ساز بجارہے ہین برق منتظم میخانہ ہوکے
پھرتے ہین شراب کو خوب خراب کیا بیہوشی ملاکی جام چل رہا ہو خواجہ تانین مار رہے ہین نیا دربار خوب

خوب انعام ملا خواجہ کی فرمائشیں اپنی اپنی عیاری کی آزمائشیں کبھی برق آواز دیتا بجاؤ بھائی چالاک
گلالی بھرے ہاتھ سے جو محفل میں پہونچا اور چالاک بھی اٹھ کھڑے ہوے ساقی بجے کبھی مست ساغر بدست
اپنے اپنے کام میں تینوں عیار کامل کیا عیاری جا پڑی خوب طبیعت لڑی آخر میں خواجہ نے یہ غزل پڑھی غزل

پہلو میں کسکو بزم میں آسنے بٹھا لیا
بہتر ہوا کہ پہلے خدا نے بلا لیا
پوچھا شہید خنجر ابرو کا جد گناہ
دل لیکے ہاتھ ملتے تھے یہ مجھنے کیا لیا
ملتا نہیں جو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں چشم شوق
لالی نہ تاب گور نے پہلو ہٹا لیا
یوں آرزوے قتل میں ہم پانوں پر گرے
کیسا غریب جان سے ہم کو دبا لیا
رکھوا نہ اپنے پاس کبھی مال و زر جلال

کیوں اے اجل چمن میں نہ صبا نے اٹھا لیا
کچھ اختیار ہمکو بھی ہو ضبط آہ پر
قاتل نے کچھ نہ منھ سے کہا سر جھکا لیا
پھر نشان مٹا کے ہوا نامور نہ چرخ
شاید کسی نے یار کو دل میں چھپا لیا
وہی تھی جو یاد میں لب شیریں کے منہ چھپا
قاتل نے سر اٹھا کے گلے سے لگا لیا
آزردہ ہو کے تجھ سے پھرا یا دھو کو دل
جو کچھ دیا خدا نے اٹھایا دیا لیا

ہوتی سہولی بزم بتان میں طلب عزی
کیں درد دل فراق کی شب آزما لیا
روز ازل ہی سمجھے تھے روگ ہمکو جان کا
مجھکو اگر بگاڑ دیا کیا بنا لیا
عالم ہے سوز دل کا ہمارے یہ حد برگ
اعضا کو چیونٹیوں نے بس تن کھا لیا
اللہ رے غشار مجد کی زیادتی
ہمنے تمھارے روٹھے ہوؤں کو منا لیا
یہ غزل خواجہ نے گائی شراب

بیہوشی کی سب کو پہونچ چکی تھی رنگ محفل دگرگون کسی کا اٹھنے میں دل بیٹھا کوئی گھبرایا کوئی رعیا کوئی قہقہہ
مار کے ہنسا کسی نے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی قبضے پر ہاتھ ڈالا کسی نے گولہ فولادی جھولی سے نکالا
بل کر کے کہا اگر یہ گولہ ماروں آسمان کو توڑ کر نکل جاے ایک نے کہا اگر آف کروں کوہ دو تخت
جلجاے ملکہ گلشن معشوقہ شہاب اپنی کنیزوں پر پھبتیاں کہ رہی ہے وہ بھی ویسا ہی جواب دیکے منھ
چڑھا دیتی ہیں گلشن نے ایک کو کہا ارے تیرے منھ پر سانپ لوٹتے پھرتے ہیں آسنے کہا زہر نہ اگلو جگر اپنے
تن من کی خبر نہیں موذی کو مار ونگی ایک نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور دربارگاہ سے اژدہا منھ پھیلاے
ہوے آتا ہی اب کدھر بھاگ کے جائیں سونچ موسے یا ہیں چھپیں ایک نے کہا ابدا اکی سال برسات بہت
ہوئی ندی بہت چڑھی لوگوں کے مکان ڈوبنے لگے دریا نے جوش مارا وہ موج بلند ہوا نہنگ نے منھ
پھیلایا ایک نے کہا صاف صاف ماہیت اصلی بیان کر دی بجو مجال شغل مشہور ہو گھڑی میں گھڑیالی
کہا ہی کیفیت یہ ہو بارگاہ میں دریا آگیا دیکھیے ہم کیونکر بچیں ایک نے کہا میں بڑی تیراک ہوں ایک غوطہ
مار کے اس پار سے اس پار نکلی جاونگی سیکڑوں کیوے پار آتا ہے تجھکو ناحق بھیڑ نئی ہو گئی حیا تغیروں کی

طوفانی ہی ہو جب تحمل چو آب از سر گذشت چہ یک مشت و چہ یک دست ہم سمجھ لینگے دیکھیے تحمل بڑا کہان لگے دھوئین
دل سے نکل رہے ہین دیکھو وہ دو ہی جہاز چل رہے ہین یہ کہکے دس بارہ کنیزین پانچے سنبھال کے دھڑمین
دریا سمجھ کے یا سامری کہکے بیجا اندر مین گرنے ہی بیہوش ہوئین اتنے ایک ایک اٹھنے لگا اپنے مقام سے
کیا اٹھا جہان سے اٹھا گلشن جھلانے لگی کہا دیکھو صاحبو لونڈیان ایسی گستاخ ہین وہ دوڑی دوڑی کا
پھرتی ہین نشے کے جوش مین لڑکھڑا لڑکھڑا کے گرتی ہین انکو منع کرو ورنہ اپنے مصاحبونکو دیکھو تنکو ڑے کہ بلبلا
رہے ہین کمیدان صاحب مجھے گھورتے ہین آنکھین نکال لونگی اس بیہودہ بازی کی سزا دونگی آنکھین پھراتا
ہو دیکھو انکی آنکھین پھرائین ہین سمجھے کیون لگا ہین ملائین دیدے ٹیم ہوے قلب پر ہجوم غم والم ہوے یہ کہکے
گوشہ لیکر اٹھی دو قدم پر جاکر تھرائی دھم سے گری بیہوش ہوئی ہان ہان کہکے شہاب بصد جوش و خروش
اپنے مقام سے اٹھا چاہا معشوقہ کو سنبھالون گو مین اٹھاون کچھ نہو سکا یہ بھی گرکے بیہوش ہوا اس کا
بیہوش ہونا تمام اہالیان دربار بے لب فرش فرش ہوے خواجہ عمرو بل کرکے اپنے مقام سے اٹھے برق بھی
خنجر بالکچ کھینچی کہ قتل کرنا شروع کرون عمرو نے ہاتھ تھام لیا ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق کام سمجھکے کرنا چاہیئے تم
آج بہت نہین بھولے ہو اپنے نزدیک بڑا ہی کام کیا اے بے حیا تجکو کبھی عیاری نہ آئیگی ایسی بری طرح تو نے مجکو [illegible]
کیا بہت بری طرح لڑ شراب پلانے مین اتنی دیر بس آپ الگ کھڑے رہیے کسی شے مین ہاتھ نہ لگائیے مجھے
آپ کا اعتبار نہین ہے بلکہ باہر جاکر ٹھہریے ہمکو آپکی صورت سے نفرت ہے برق نے کہا استاد مین نے تو
آج وہ عیاری کی لائق قدر دانی ہے عمرو نے کہا اب لشکر مین چلکر قدر ہوگی آپ تو جلدی کرچ کھینچے چلو قتل کرنے
پر آمادہ ہوے اچھا ایک کام کرو پہلے سب کے کپڑے اوتار لو لیکن سونے چاندی کی چیزین مین سب گن چکا ہون
کنیزون کا زیور میری نگاہ مین ہے اسمین سے جو ایک چیز کم ہوگی تو مین آپکو بہت ذلیل کرونگا مٹھائی کیواسطے
بجواتی دونگا جٹیا چوری یا بری چیز ہو برکت نہین ہوتی جو ہر دو لڑکے خراب رہتے ہین اسوقت اگر تم ایک پیسا
چرا کر بیلوگے چار پیسے کا نقصان ہوگا پھر کیا فائدہ ہمکو راضی رکھو عیش مین بسر کرو ان ہوتو بیر چالاک
جھنجلایا کہا قبلہ وکعبہ جلد انکو قتل کرکے نکل چلیے ایسا نہو کوئی آفت آجاے سب اہالیان شہر سلوہ مین
اگر بلوہ کرکے اندر چلے آئین فرمائیے کیونکر جان بچائین جلد افسر کو قتل کرکے دربار سے چلیے خدا نے اپنا
فضل شریک حال کیا عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ یہان کیون آے کسنے بلایا تھا ہم تنہے ہمارا یار وفادار
برق نامدار صلاح کرکے عیاری کرتے آپ کنارے رہیے کسی شے مین دخل نہ دیجیے جو ہمارے مزاج مین

آئیگا کرینگے **چالاک** نے سر جھکا لیا کہا حضور کو اختیار ہو یہ بخوبی جانتے ہین اگر کوئی آفت آجائیگی نکلنا
یہان سے دشوار ہوگا **خواجہ** نے کہا آپ نہ بچائیگا پہلے ہی بھاگ جائیے یہ فرما کر سب کے کپڑے اوتارنے لگے برق
بھی سر جھکائے ہوے انگوٹھی چھلے لونڈیون کے اوتارتا ہو سو دو سو کے لباس اوتارے ابھی کسیکو قتل نہین
کرنے پائے تھے بلکہ **خواجہ** نے فرمایا ای **چالاک** میرا یہ ارادہ ہو کہ **شہاب** کو اٹھا کے زنبیل کرون
اسکی صورت بنکر شہر کو تسخیر کرینگے کیا عجب ہو **شہاب** بھی اطاعت کرے ساحر زبردست ہو چالاک لشکر کی خیر
ہین **چالاک** نے کہا بہت مناسب ہو **خواجہ عمرو** طرف **شہاب** کے چلے اس ارادے پر کہ اسکو
اٹھا کر زنبیل مین رکھ لون یکایک آسمان پر برق چمکی شرریر جادو آگر پہونچا آسمان سے آتشے دیکھا سب اہل
دربار بیہوش پڑے ہین صدہا ننگ خاندان برہنہ پڑے ہین تیوریا چڑھا کر قتل **شہاب** مین پڑھ کر مین پس ہین سے
آتشے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا **شہاب** کو ہاتھ نہ لگانا مین آپہونچا نام شرریر جادو
فرستادۂ **افراسیاب** سر اٹھا کر عمرو و **برق** و **چالاک** نے دیکھا ایک ساحر مثل بلاے آسمانی آپہونچا
برق نے تو سر پیٹ لیا کہا استاد غضب ہوا **افراسیاب** نے کسیکو بھیجا اب جلدی گلیم اوڑھ کے نکل جائیے عمرو
نے قصد کیا گلیم اوڑھون مگر شرریر نے بہ تعجیل سحر کیا عمرو و **برق** و **چالاک** زمین پر گرے ہاتھ پاؤن
بیکار ہو شرریر زمین پر آیا حال دربار دیکھ کر سر پیٹنے لگا قریب **شہاب** کے پہونچا پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا
ایک ہاتھ سے اشارہ کر دیا دریا دلی دکھائی باران سحر برسایا سب ہوشیار تھے **شہاب** نے جو اٹھکر یہ حالت
دیکھا ہوش اڑ گئے گھبرا گیا شرریر نے کہا ای **شہاب** نہ گھبرا او تم نے غضب کیا ان عیارونکو اپنا دوست سمجھا
گھر بار وغیرہ کا اختیار دیا **شہاب** بہت جھلایا کہا ای شرریر جادو میرے ملک مین کبھی یہ غدر نہوا تھا
جسدن سے عمرو و **برق** کو گرفتار کرکے لایا آب و دانہ حرام ہو گیا آٹھ پہر اسی جھگڑے مین ہون آخر
جمشید نے جان بچائی شہنشاہ کو کیونکر خبر ہوئی شرریر نے کہا تمھارے چچا صاحب **زال جادو** بیٹھے بیٹھے
گھبرائے انھون نے شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے اوراق سامری مین دیکھا سب احوال دریافت ہو گیا
مین بڑی شفقت کرکے آیا شکر ہے خداوند **سامری و جمشید** کا کہ وقت پہونچا اگر گھڑی بھر زیادہ گذر جاتی
پھر تو زندہ نہ ملتے یہ ظالم بیچ کھینچ چکے تھے لیکن حکم شہنشاہ ہے کہ اب انکو قتل کر دو سر انکے دربار شہنشاہ
کے لیجاؤن تمھارے چچا صاحب **زال جادو** بہت بیتاب ہین سر دیکھ کر انکو اطمینان ہوگا **شہاب** نے کہا
بہتر ہین یہی اپنی جانب سے حاضر ہو چکا خوب جانتا ہون اگر یہ زندہ بچے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے

بربادی شہر سے محفوظ ہونگے مین بھی تمھارے ساتھ برائے ملاقات عمرو نامدار چلونگا سب اہالیان دربار
ہوشیار ہوے دروازہ بارگاہ کا کھلا باہر سے ساحر اندر آگئے یہ قیامت دیکھی گلشن تو سر پیٹ رہی ہے
کبھی کہتی ہے میرے وارث کو سامری جمشید نے بچا لیا آج سہاگ لٹ گیا ہوتا خوب وقت پر شہنشاہ نے
مدد کی قلیل رات باقی تھی جس وقت شرر جادو آیا عیار گرفتار ہوے انکو مسلسل و مطوق کیا شہاب نے بعد از
حکم دیا بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کرو جلادون کو بلاؤ دارین استادہ ہون فوراً میدان خونی کی تیاری
ہونے لگی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ستارۂ سحری چمک چکا آفتاب عالمتاب قصر مشرق سے زرہ ضیا
زیب جسم کر کے تیغ شعاع بدست توسن چرخ نیلی پر سوار ہوا یہان میدان خونی کی تیاری ہوئی شہاب
بیرون بارگاہ آیا شہر مین ہلڑ ہے عیارون نے غضب کیا یارو وہ سراسر مکر تھا ظاہر مین برق خوب
لڑا کیا ہمارے آقا کو فقرہ دیا کوئی اسکی بات نہ سمجھا اپنے استاد کو بھی گرفتار کر لایا عمرو نے رو پیٹ کر اپنا
رنگ جمایا شہنشاہ بڑی عنایت فرمائی کسی جادوگر کو بھیجا اسنے آکر عیارون کو پکڑ لیا سامان قتل ہو رہا ہے
ساحر ہر گلی کوچے سے خیل خیل چلے آتے ہین شہاب بیرون بارگاہ تخت پر بیٹھا ہے شرر جادو ٹہل رہا ہے
کہ رہا ہے ای شہاب جلد انکو قتل کرو مجھے تا بہ قلعہ تحت الشجاع جانا ہے انتظام دعوت لقاق جادو
ہو رہا ہے مین بھی منتظم ہون ایسا ہی تمھارا خیال تھا چلا آیا ورنہ بہت سے کام میرے سپرد ہین ای برادر
افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہے صاحب سامری نقارہ نواز ساحر دنیمین سرفراز کتنے سحر افراسیاب کے
چلا آیا ہر وقت اسکو بھی فکر ہے کہ شہنشاہ جلد جلین مین لڑائی ختم کر کے پلٹ جاؤن اسکو وہی صحرا ہول خیز
پسند ہے کئی سو برس سے ویرانہ مسکن مقام آبادی کو دیکھکر گھبراتا ہے شہاب نے کہا اب کیا دیر ہے جلاد
آگئے شہاب نے اشارہ کیا عمرو و برق چالاک کو زنجیر پکڑ کر کھینچا چبوترے پر ریت کی بٹھایا گرد نیر کوٹے
کے خط دینے تیغہ کھینچکر للکارنے لگے ای شہنشاہ مقدمہ قتل عیاران نامدار ہے سمجھ بوجھ کے حکم دیجیگا ایسا نہو کوئی
دامنگیر ہو ہم قوم کے جلاد صاحب بیداد قتل کرنا ہمارا کام جلانا ہمارا کام نہین شہاب نے پکار کر آواز
دی یہ گنہگاران شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین سامری جمشید انکے نام سے بیزار تھے برائیان
لکھ گئے ہین یہ شہنشاہ کا اقبال ہے کہ یہ لوگ اس ذلت و رسوائی سے گرفتار ہوے اسطرح مجبور و
ناچار ہوے اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو ابھی خبر ہو انکے واسطے جان دین بڑی غیرت ہے کہ یہانکا حال
کسیکو معلوم نہین ورنہ صدہا سردار آگئے ہوتے باغبان قدرت اسیا وزیر اعظم شریک ہو چکا ہے شہنشاہ کے

ساتھ دشمنی کررہا ہے بہار ایسی ساحرۂ نامدار و مخمور عالیوقار اسیطرح کے چارسو سرداران زبردست
شریک طلسم کشا ہوگئے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے افراسیاب ایسا بادشاہ اُنکا بار سحر اُٹھاتا ہے لیکن
انکی قضا ہی دامنگیر تھی موت کشاں کشاں یہاں لائی دعوے دار انکے خون کے بہت لوگ ہین ہمارا
کوئی کیا کرسکتا ہے نام سے ہمارے بہرام فلک کو سکتہ ہے یہ کہکر جلادون کو حکم دیا حکم اول جلادونکو ملگیا
تسلنگین لگانے لگے تلوارین برہنہ دکھا کر دھمکانے لگے عمرو نے جو پہلو مین اپنے فرزند نوجوان چالاک
کو دیکھا کلیجہ منھہ کو آگیا فرمایا ای فرزند تیری گرفتاری سخت شاق ہوئی ہمیشہ ہمارا یہی قول تھا عہدۂ نیابت
تو سنبھالیگا جب لشکر اسلام سے چلے تھے تمکو اپنا جانشین کر آئے تھے تمکو تقاضا سے آب و دانہ لے طلسم ہوشربا
مین پہونچایا یہ بھی تقدیر مین لکھا تھا کہ داغ تمھارا اٹھائین خاک ہماری اس قلعے کی تھی کھینچکر لائی ان باتون
پر چالاک بھی رونے لگا برق تو اب بھی خاموش نہین رہتا شہاب سے کہہ رہا ہے حضور عمرو چالاک
کو قتل کیجیے مین نے کیا خطا کی مجھپر کیون غصہ ہے پہنچے تو عمرو کو پکڑ لیا تھا آپ نے کیون چھوڑ دیا مین اسطرح
تابعدار ہون آپ مجبور ہا کیجیے مین اپنے ہاتھہ سے عمرو چالاک کو قتل کرون بڑے بڑے تیغے دلشان تبا دون
کل کی سب باتین آپ بھول گئے آخر مین نے کیا خطا کی عمرو نے سبکو بیہوش کیا مین تو منع کرتا تھا میرا
کہنا نہ مانا مین ناحق کو گنہگار ہوا آپ بادشاہ عقیل و فہیم ہین مجکو قتل کرکے پچھتائیگا مجھ سا رفیق
دستیاب نہوگا یون آپکو اختیار ہے شہاب نے منھہ پھیر لیا کہا تم سب دشمن خاندان ساحران ہو تمھارا زندہ رہنا
بہتر نہین تم کسی کے ساتھہ دوستی نکروگے ذراسی غفلت پاکر مٹا دوگے برق گالیان دینے لگا کہا او نالائق
تیری کیا مجال ہے جو ہمکو قتل کرے خبردار اُستاد کو ہاتھہ نہ لگانا ٹیڑھی آنکھہ نہ دکھانا دیکھہ ابھی ہمارا خدا فضل
کرتا ہے کوئی سبب غیب سے پیدا ہوجائیگا کوئی تو ہماری مدد کو آئیگا اگر تو دشمن ہے تو کیا غم بموجب مصرعہ
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ہو اسیطرح خواجہ عمرو بھی ڈراتے ہین دھمکاتے ہین لیکن
ملک الموت سر پر تلوار کھینچے جلاد کھڑا ہے دوسرے تیسرے حکم کا منتظر لاکھون ساحر جمع ہین شہاب
قصد کررہا ہے کہ تیسرا حکم دیدے خواجہ و برق و چالاک اپنے کارساز سے دعائین مانگ رہے ہین اب
دو کلمہ داستان رنگین بیان مختصر قران نامدار تحریر ہوتے ہین کہ شہدے کی شکل بنے ہوے حقے
بھر بھر کے سبکو پلا رہے ہین کام تو ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے بیٹھے کو بھی انھون نے گھول رکھا ہے بیہوشی ملا چکے سب نگہبان
پکار رہے ہین کسی نے کہا میان شہدے صاحب پیسے کے سینک کے کباب لاؤ دوسرے نے کہا

ہمارے بیٹے کابلی مٹر لیتے آؤ کسی نے دال موٹھ کی فرمایش کی شہدے صاحب بازار دوڑ جاتے ہین بیچے
دونے الگ الگ لاتے ہین ریحان جادو جو سب کا افسر ہو وہ کہہ رہا ہے میان شہدے صاحب تم ہمین
رہا کرو ہم سب ملکر تمھارا کچھ مقرر کر دینگے پانچ سو جوان یہان نگہبان ہین خزانے سے تنخواہ بھی ہمین
لایا کرو فی کس ایک ایک پیسا ملیگا تمھارے پیٹ کو بہت ہے شہدے صاحب قہقہہ مار کے ہنسے کہا
حضور پیٹ کی کیا پروا ہے ٹکے کی پوریان بہت ہین جوا کھیلنے کو مال چاہیے سبھونکی تنخواہ لینے جاؤنگا مگر
راہ مین کوئی پھڑ ملگئی یا تو دونے کر لاؤنگا یا ہار دونگا پھر شکایت نہو ایک نے کہا بھائی جوا چھوڑ دو کہا
حضور ہمسے جوا نہ چھوٹیگا اسی واسطے گھر بار چھوٹا شہدون مین شریک ہے پریون کا ناچ دیکھنے والے
یہ ممکن نہین کہ یہ شغل ترک ہو قران یہ کہتے ہوے قریب ریحان جادو کے آئے کہا حضور ایک دم حقہ کا لگایئے
یہ تو صاف صاف بتایئے کہ اس قیدخانے مین کونسا گنہگار قید ہے کیا وجہ صید ہے ریحان نے کہا
ہمارے شہنشاہ کی منادی ہے کہ کسی کو نام نہ بتاؤ یہ بڑا شخص جلیل ہے یہ ظاہر ہو چرخ و بہار کا کفیل ہے
قران نے کہا کیا یہان شہنشاہ بیٹھے ہین اجی حضور ہمین نام بتا دیجیے ہمارے دل مین درد نہین ہے جو
ابھی اندر جا کے گردن مروڑ دون دو گھل مار کر ہڈیان توڑ دون پھر پھر مین تڑپ کے مرجاے اب تو ہمارے
ایکے یارانہ ہوا بڑے بڑے نفع ہونگے کام تو ہم ابھی کر چکے ہین شراب آپکو پلا رہے ہین جو خدمت
کہیے کرین ریحان جادو نے نشہ مین کہا یار ایسا کرو تو بڑا احسان ہو شہنشاہ کا حکم ہے قتل نکرو تڑپ
تڑپ کے مرجاے قران نے کہا جو صبح کو زندہ نکلے ہمکو شہدہ نہ کہنا حضور سیکڑونکی ہڈیان توڑ دین گلے
گھونٹے مین بیسون کو مارا ہم لوگ شہدے ہین چوری نہین کرتے دباو کر لیتے ہین راہ مین اکے دکے
کی خیر مناتے ہین جا کر کسی گوشے مین ٹھہر رہے جب کوئی شخص نکلا اک لٹھ مار دیا کپڑے اوتار لیے بعضون
کے پاس اشرفیان بھی نکل آتی ہین یار کی جیل مین سب کچھ کر گذرتے ہین آپ نام تو بتلایئے ریحان
نے کہا دیکھو بھائی کسی سے ذکر نکرنا ملک احول مربع نشین اسکا نام ہے کوکب کا پیر بھائی شہنشاہ کو
بڑی ذلت دی بھی شہنشاہ سے مقابلہ پڑا انھون نے غصے مین بھیجے سحر تبلہ مار دیا قید کر کے اسکو یہان بھیجا صورت
کا اسکی تپلہ وہان ٹھوالدیا مدت سے یہ سخت جان یہان قید ہے قران نے کہا لو یار ہم سمجھ گئے اب کام کرینگے
جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ہم یار شاطر ہین یار خاطر نہین ہین ہماری دوستی کا ابھی پھل ملجائیگا ریحان
بہت خوش ہوا اب تو جھٹ قران حقے بھر بھر کے سب کو پلانے لگے دوڑ کر ایک دو آنے کے کباب

لائے انھین بیہوشی ملائی کہا یار و ہماری طرف سے یہ تحرک ہو دیکھو تو کس مضمون کا شعر پڑھتا ہون شعر
تختے بر رواز دل گند رو کہ بہ بیشیم پست قاش ترش دل صد پارہ خونیم تو اس الحان سے قران نے
اس شعر کو پڑھا سب تعریفین کرنے لگے کہا کہ میان شہد سے بڑے خوش آواز ہین بھائی کوئی غزل
گاؤ قران نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

نزاکت آنکی انھین ہو نہ کیون کمر کیطرح
جہان مزاج مین آئے زمین گھر کیطرح
بس غنا بھی وہ صدمے دئیے فلک نے مجھے
بھٹک بجائے کہین آہ بے اثر کیطرح
غزال چشم سخن گوے یار کو دیکھو
کسی کو خود نظر آتے نہین نظر کیطرح
ہزار ناز کرے شاخ گل تو جھکے یار
بکھر گیا دل دیوانہ شیر تر کی طرح
ہمین بھی عشق نے غافل کیا ہے او غافل
کہ ایک جاند تو میلو مین ہو سحر کیطرح

چھپا رکھے لطافت کہین نظر کیطرح
بس آ چکے خبر یار لیکے حضرت دل
زمین تیری شق ہوگئی جگر کی طرح
تمھارے حلقہ نگہ تو نہین ہم بھی نقل ہے
کہ باتین کرنے لگا جانور بشر کی طرح
نہ شب ہوتے ہین آنسو نہ آہ کرتی ہے
مگر لچک نہ سکیگی تری کمر کی طرح
یہ اضطراب جدائی کا خانہ ویران ہو
ہمیشہ رہتی ہے منہ آنکھ تیرے در کیطرح
جلال صاحب دولت کرے خدا سبکو

سمجے سجائے ہین حاضر مکان تیرہ دل
انھین بھی خبر کیا ہے نامہ بر کی طرح
خدا ہی ہے جو دعا کو در قبول سے
پڑا رہے یہ سخن کان مین گہر کی طرح
وہ سبکو دیکھتے ہین یہ عجب تماشا ہے
کلیجے مین بھی ہے ناسور چشم تر کیطرح
جہان کہین نظر آیا وہ شوخ آہ چشم
لحد مین بھی ہمین راحت نہین سفر کیطرح
رکھے اپنے در مین یون تیرہ بخت ہے گردون
جھکے ہر ایک سے وہ نخل بار ور کی طرح

سب خوش ہوگئے کہا بھائی اس غزل نے بیتاب کردیا کیا مزے دار ہو ہم اپنے بادشاہ کے پاس تمھین لیجائینگے
قران نے کہا ہم آپ ہی چلے جائینگے یا خود وہ ہمکو بلائینگے اب ضرور دربار شاہی رسائی ہوگی ریحان نے
کہا ہم اپنے ساتھ لے چلینگے قران نے کہا ہم تمھارے ساتھ نہین جائینگے بولو گے تو گلا دبا دینگے ریحان نے
کہا میان شہد سے یہ کیا کہا قران نے کہا تو شہد ہے تیرا باپ شہد ہ کسی مرد آدمی کو بھی تاکنے چوجایا کہ تم مکان
قبضے مین ہاتھ ڈالا قران نے کہا اٹھ تو ریحان نشے مین بلبلا کر اٹھنے لگا بھلا اب کیا اٹھ سکتا تھا بیہوشی
کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا ساتھ والے دوڑے وہ بھی گر کے بیہوش ہوے قران نے قصد کیا انکو قتل
کردون پھر خیال آیا ہنگامہ برپا ہوگا صدائے گیر و دار آئیگی زمین تھرائیگی اہل میان شہر کو خبر ہوجائیگی یہ
سوچکر ان سبکو اسی حال مین چھوڑا اور دست انکے قتل سے منھ موڑا قفل مکان کاٹا اب ستارہ سحری یہان
چمک چکا ہے دروازے مکانون کے کھلنے لگے عیار قران دروازہ کھولکر اندر مکان کے آیا ذکر احوال

مربع نشین کو دیکھا گل عارض مرجھائے ہوئے بڑے بڑے آنکھوں میں حلقے کمر میں خم خنجر ابرو میں خم نہ دم
قد سرو باغ حسن تھا مثل شاخ گل خمیدہ ہوا اُس عالم یاس میں سر کو جھکائے ہوئے آنکھوں سے اشک حسرت جاری
کف افسوس مل رہا ہو کبھی آہ کرتا ہو کبھی سر زنجیر سے سر ٹپکتا ہو کبھی تڑپتا ہو کبھی پھڑکتا ہو کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا
زنجیر میں غل قید ہونے کا دو دو تسلسل اُس وقت بیقراری میں پکار رہا ہوا کہ رب بے نیاز ای خالق کارساز بیت

بار الٰہا تو کریمی و رحیمی و غفور — بر حال من خستہ و دل ریش نگر
دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم — ہر چند نیم لائق بخشایش تو
شاہا ز کرم بر من درویش نگر — بر من منگر بر کرم خویش نگر

ای سامع الدعوات ای رفیع الدرجات اس بیکسی بے بسی میں کون معین و مددگار ہو سوا تیرے کون مددگار
ہو کبھی کہتا ہو افسوس صد افسوس جنکا ہمنے ساتھ دیا اُنھوں نے ہماری خبر بھی نہ لی برادر بجان برابر ہم کو
بالکل فراموش کیا کسی نے تلاش نہ کی لیکن ای احول مربع نشین شکایت بیکار ہو اپنے بخت واژگون
طالع نگون نے یہ دن دکھایا اب رہائی غیر ممکن ہو اسی قید خانے میں تڑپ تڑپ کے مرینگے اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرتے ہیں مالک حقیقی سے فریاد کرتے ہیں وہ سمیع و علیم ہو بصیر و حکیم ہو قران کا دل بیقرار
ہو گیا قریب آکر آواز دی ای احول مربع نشین ای جوان خوش آئین نہ گھبراؤ خدا نے مدد کی اپنی عنایت سے
بلا رد کی حقیقت میں سہارا انسان کی ہو ابھی نہ آسکتی تھی رہبر کامل نے رہنمائی کی مشکلکشا سے عالم
نے مشکل کشائی کی میں عمر قران شاگرد خواجہ عمرو وفادار کوکب نامور ملک احول نے سر اٹھایا
زمین سوزن تھا حسرت سے دیکھنے لگا اشارہ کیا اگر دوست صادق و محب وافق ہو برائے خدا جلد زبان
سے سوزن نکالی اب دم نکلنے کو ہو روح قفس جسم میں پھڑک رہی ہو عمر قران نے بعجلت تمام
اُس خوش انجام کی زبان سے سوزن نکالا ملک احول لڑکھڑا کر گرا غش آگیا قران نے چھینٹا پانی کا
دیا احول نے آنکھ کھولی عمر قران کے گلے میں ہاتھ ڈالکے رونے لگا کہا ای عمر قران عالی وقار ہم تک
کیونکر پہونچے اس قلعے میں کیونکر آئے کسنے نشان بتایا عمر قران نے کہا ای ملک احول بخت غیب سے
رہبری ہوئی تمھارا حال سب میں مشہور ہو کہ ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئے کوکب نے لاش لیجاکر
سامنے قصر جمشیدی کے دفن کیا حقیقت میں کبھی ذکر بھی نہیں آیا کوکب نے سالہا سال سوگ رکھا
یہ نہیں کوئی سمجھا کہ کشتہ سحر ہوئے ملک احول نے جب دیکھا زبان قابو میں ہوئی ہر چند کہ قوت و
طاقت باقی نہیں لیکن زنجیر ہائے آہنی کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بل کر کے اٹھا عمر قران نے تمام کیفیت

بیان کی کہ اُستاد یہان ہو کر آئے چالاک تمہی سلسلہ سے یہان پہونچا لیکن دروازے پر ایک نخل ہے
اُسپر ایک طائر بیٹھا رہتا ہے وہ ہر شخص کا نام لیکر پکارتا ہے مین وہان سے بھاگا گرتا پڑتا یہان پہونچا
نہین معلوم دربار مین اُستاد پر کیا گذری برق نے دام تزویر پھیلایا تھا لیکن نہین معلوم کیا انجام ہوا
ملک احول نے کہا سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی اے مہتر قران کیا کارنمایان کیا سُنتے تھے کہ عیار بے نظیر
انکھین کی تدبیر سے ہوشربا فتح ہو رہا ہے وہ آج مجکو معلوم ہوا حقیقت مین آپ لوگ بڑے جانباز و
سرفروش ہین جرأت کے دلون مین جوش ہین مگر اے مہتر قران نگہبانون کو کیا کیا ہمارا نگہبان بڑا جلاد و صاحب
ظلم و بیداد ریحان ہے مہتر قران نے کہا وہ بیہوش پڑا ہے کتے کی موت قتل کرو مگر اے احول دربار شہاب
مین جلد چلو صبح ہو چکی ہے اگر اُستاد کی عیاری پوری ہو گئی ہوتی سارے شہر کو لوٹ لیتے ایک کو زندہ نہ چھوڑتے
مہاجنون کو طلب فرماتے اُنسے کہتے مال لاؤ دونا کر دینگے اشرفیون سے خزانے بھر دینگے شہر مین
اور طرح کا ہنگامہ ہوتا جب تک مین نے سبکو بیہوش نہین کیا تھا چند کس کہتے ہوئے جاتے تھے
کہ عیارون نے غضب کیا ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا سامری جمشید نے بچا لیا افراسیاب
نے کسی جادوگر کو بھیجا یا دو گھڑی رات سے یہ مین نے یہ باتین سنی تھین اب نہین معلوم کیا کیفیت
گذری احول باہر نکلا دیکھا سب ساحر بیہوش پڑے ہین ہوش اُڑ گئے کہ اکیلے نے اتنون کو کیونکر
بیہوش کیا قران نے کہا انکی کیا حقیقت ہے ہمارے اُستاد لاکھون پر دست انداز ہوتے ہین ہم نے
بیہوشی دیے ہوئے مثل مردے کے سوتے ہین احول نے کہا انکو ہوشیار کرو مجھے اس ریحان پر بڑا
غصہ ہے اسنے بڑی بڑی مجھپر بدعتین کین آٹھ دن تک بند رہا اس قید خانے مین مین پڑا سوتا و رستا رہا
قران نے کہا آپ بیدار کیجیے بدعت کا بدلا لیجیے مین الگ کھڑا ہون احول نے سحر کر کے باران سحر
برسایا ایک ریحان جادو کو ہوش آیا دیکھا ملک احول مربع نشین کھڑا ہوا للکار رہا ہے او نامرد اُٹھ
سحر کر جو کچھ ہو سکے زور دکھا ریحان جادو جھلا کر اُٹھا للکار کر کہا تجھے کسنے رہا کیا ملک احول نے
ملک الموت کی جانب اشارہ کیا کہا انکو پہچان لو ملک الموت ساحران انکا نام ہے تم ایسون کو قتل کرنا انکا کام
ہے ریحان تیغ کھینچکر چلا احول نے کہا او ریحان تو نے مجھپر بڑی بڑی سختیان کی ہین مجھکو مارنا چاہتا تھا
اب نہ جبر اختیار کرونگا انکے قدمونکو بوسہ دے اسی مین خیر ہے اطاعت کر سحر کا ہمارے سامنے نام نہ لے تم
سب ساحرون کے جو بڑے باپ ہین افراسیاب جادو اونسے مقابلہ کرینگے اُس ملعون نے آخر جان اپنی گنوائیگا

تب مین مجبور ہوا اسطرح مارا گیا تیری کیا حقیقت ہو ریحان نے نہ مانا قران کیطرف چلا احول کودکر
بیچ مین آگیا کہا اودھر کہان جاتا ہو وہ فقط ارواح قبض کرینگے ساحرون سے لڑنا نہین جانتے ہین ریحان
نے وہی تیغہ سحر احول پر لگایا احول نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کے پھینک دی ایک طمانچہ
ریحان کا سر اڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من ریحان جادو بود اور ساحر
غلغلہ کر کے چلے احول نے تھوڑی خاک اٹھا کر پھینک دی سب اندھے ہو گئے ٹٹولنے لگے احول ان
سبکو اندھا کر کے سحر کرنے لگا بازوون پر پر پرواز پیدا کر کے کہا اے قران تم الگ الگ رہو مین بارگاہ شہاب
مین جاتا ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہو یہ کہکر عقاب پر سوار ہوا طرف بارگاہ شہاب کے چلا قران
ایک ساحر کی صورت بنکر چلے یہان وہ وقت ہو براے قتل خواجہ عمرو شہاب حکم دے چکا ہو جلاد نے
قصد کیا کہ قتل کرو کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملک احول مربع نشین او شہاب دیکھ تیرے خدا نے
آج مجبور کیا تیرے قتل کا حکم ملا مین آپہونچا اب جان بچا شہاب نے جو ملک احول کو عقاب پر سوار
دیکھا ہوش اڑ گئے احول نے دیکھا جلاد عمرو کے تلوار مارا چاہتا ہے ہاتھ ہلا دیا برق چمککر گری تینون جلاد دو دو
کے دو دو ٹکڑے ہوے عیارون پر سے سحر اتار دیئے عمرو نے جو دیکھا بیڑیان کٹین جلاد مرا اٹھتے ہی نعرہ
کیا منم نہنگ بحر طراری منم نہر بدشت عیاری آفتاب عالمتاب آسمان مکاری نجم تابان برج ہوشیاری
طرار فرار خواجہ عمرو نامدار برق تڑپکر اٹھا چالاک نے اٹھتے اٹھتے حقہ آتشبازی داغ دیا برق نے
کسی پر کرچ ماری خواجہ بھی جھلا کر لڑنے لگے ملک احول زمین پر آیا عقاب سے اترا شہاب و
شمر جادو و ملکہ گلشن کئی سو ساحر بڑے بڑے سحر اسا ملک احول پر سحر کرنیلگے کوئے ترنج و نارنج
مارے احول انکے سحر کو کب مانتا ہو یہ ہنر پرورشت افسونگری الیسون کو روباہ جانتا ہو جسکی گردن پکڑلی مروڑ
ڈالی کسی کو پکڑ کر چیر ڈالا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو خاک مین ملا دیا ہنگامہ گیرودار بلند ہو تمام
ساحران خودپسند بیقرار در و شد الامان الامان کہتے پھرتے ہین اٹھو اٹھکے گرتے ہین شمر جادو کہ اسکو اپنی شرارت
پر ناز آتشخو شعبدہ باز ہو سحر کرتا ہوا طرف احول کے چلا ایک سمت سے قران بھی جادوگر بنے ہوئے آئے
دیکھا استاد کے چھیٹے پڑ رہے ہین لوٹ مین مصروف ہین اونہون نے بھی آکر نعرہ کیا نعرہ قران

سمر بلبل الیسیر چون بادہ بہاری	ہر آن سر شنگ و دو خنجر گذاری
منم مہتر قران شمشیر تہ بانم	بہ میدان اژدر آتش فشانم

ادھر جیسا کہ تم سنکی قضا دامنگیر ہوئی ساحرونکے منہ مقابل ہونیکی بیجوالی

ابیات

احول نے جو دیکھا عمر قران بغدہ کھینچکر جا پڑا شمر پر ایسا سحر کر رہا ہی ایسا نہو قران پر چشم زخم پہونچے آواز
دی ای شمر شیشہ جرات ای یکہ تاز میدان جلادت اُسکے سامنے نہ جا وہ بڑا زبردست ساحر ہی فنون افسونگری
سے خوب ماہر ہی قران نے کہا ای احول تم دخل نہ دو مین اسی سے لڑونگا یہ کہکر للکارا جیسے ہی شمر نے
ادھر پلٹا قران نے جھپٹ کر دونون پانون اُسکے کاندھے پر رکھدیے بغدہ مارا سر اُس کا پھٹا عمر قران
کود کر الگ ہوے عمرو نے جلدی دوڑ کر اُسکا تاج اٹھا لیا برق انگوٹھیان آتار نے لگا اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرا کہ نام من شمر جادو بود شہاب نے پلٹکر دیکھا شمر جادو کا لاشہ تڑپ رہا ہی اتنے
عرصہ مین احول نے کئی ہزار ساحر مارے عیار بھی بیخوف لڑ رہے ہین برق نے تڑپ تڑپ کے بہت
سے جادوگر مارے قران کا بغدہ چل رہا ہی آسمان سے خون برسنے لگا صدہا مکان گرے ہزارہا ساحر
دبگئے احول نے سحر سے دور باندھ دیا میدان کارزار کو سحر بند کیا کہ کوئی ساحر بھاگ کر نہ نکل سکے بھاگ
کے کہان جائین موت دامنگیر اگر بھاگ کر نکلے کنارے کنارے عیار پھر رہے ہین جو مجمع سے نکلا اُنکا
حصہ ہوا یہ انجام ہو گیا دم مین قصہ تمام ہو گیا لیکن ملک احول مریخ نشین لڑتا بھڑتا سامنے شہاب
کے پہونچا دور سے پکار پکار کے سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا سحر کرنے لگا احول پر بجلیان گرین
سحر سے تلوارین برسین خنجر چمکے آتش بھڑکی احول نے سب چیزونکو دفع کیا جب برابر پہونچ گیا
شہاب نے چاہا نکلجاؤن احول نے نعرہ کیا او نامرد پشت دکھاتا ہی شرم نہین آئی شہاب کو بڑی غیرت
آئی بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا تیغہ سحر کمر سے کھینچا احول نے ہنسکر کہا ارے اس تیغہ گلی سے کیا ہوگا
خاک مطلب حاصل نہوگا دیکھ تو تیرے ہاتھ مین کیا ہی کیا خوب تلوار نکالی نہ خم نہ دم نہ کاٹ نہ گھاٹ
یہ تو گھات کریگی اب جو شہاب نے دیکھا مٹی کی تلوار میرے ہاتھ مین ہی ملک احول جو ہر شناس سپہر
قتل کی گھات مین ہی ہوش اُڑ گئے خنجر کمر سے نکالا چاہا کہ مارون احول نے صرف اشارہ کیا خنجر بھی
ہاتھ سے چھوٹ گیا سحر کرتا ہوا شہاب دوڑا چہرہ مسخ ہاتھ پانون مین رعشہ طاقت پر ناز تھا لٹنے لگا
احول نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کوے پر لاد کر مارا شہاب کے استخوان چور چور ہوے نعقے مین ہاتھ
چمکا یا شعلہ آتش گرا لاشہ بھی اُس ناری کا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من شہاب گلگون پوش بود پھر غل مچانے لگے کچھ تدبیرین نہ بن پڑتی تھی ملکہ گلشن نے جو دیکھا
گل سا چہرہ کمھلا گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کنیزون نے آواز دی حضور جان بچائیے شہاب

اسی لائق تھا اپنے نزدیک ساحرون پر فائق تھا ملک احول پر کچھ زور نہ چلا کس ذلت سے مارا گیا بس
گلشن نے رومال سے ہاتھ باندھے فریاد کرتی ہوئی دوڑی آواز دی مین اطاعت کرتی ہون مدتون
خدمت مین ملکہ حیرت کے رہی ہون وہ بھی میری خطا معاف کرینگی احول نے ہاتھ روک لیا ساحرون
نے چادر ہلائی گلشن آکر قدمون پر گری احول نے خواجہ کیجانب اشارہ کیا کہا معاف کرنیکا
خواجہ کو اختیار ہے یہ حقیر انکا تابعدار ہے گلشن طرف خواجہ کے بڑھی خواجہ نبض شناس فلک اساس خوب
دوست و دشمن کو پہچان لیتے ہین فرمایا حقیقت مین اسکو ہماری جانب توجہ ہے چارون عیار قریب آئے
احول نے چاہا خواجہ کو تخت پر سوار کرون خواجہ نے انکار کیا گلشن کو تخت پر بٹھایا احول مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا ساتھ ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے دارالامارۂ
شاہی مین پہونچے گلشن نے فوراً بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ساقیان گلرخسار جام بادۂ
گلنار لیکر حاضر ہوئے اب ملک احول طرف خواجہ کے متوجہ ہوا کہا امیدوار ہون بعد تکبیر کیا سحر کہ گذرا عمرو نے
تمام کیفیت جنگ صنعت سحرساز اور حجرے ہائے بلا کا کھلنا بیان کیا کہا اب افراسیاب جادو احتقاق
نقارہ نواز کو لیکر چلا ہے یقین ہے قریب لشکر حیرت پہونچا ہو ہم یہان آکے بلا مین پھنسے اب دیکھین تقدیر
کیا دکھاتی ہے نام نقارہ نواز سنکر رنگ وے ملک احول متغیر ہوا سر جھکا کر کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری
اب تامل و تساہل بیجا ہے جلد تیاری کیجیے اسکا قتل ہونا ناممکن ہے ایک چوب نقارے پر لگاویگا
ہر خرد و کلان کو سحر بھلا دیگا دوسری آواز مین لہرا جائینگے تیسری آواز مین سب بیہوش ہو جائینگے
استاد نور افشان کی کیا کیفیت ہے مہتر قران نے کہا نور افشان نے ایسے ایسے کام کیے تاریک
شکل کشش انجمن کی تدبیر سے قتل ہوئی اب بھی آٹھ سپر اعانت ہین صاحب شوکت و لیاقت ہین
کوکب ہے شمشیر نے جان و مال عزیز نہین کیا ہر مقام پر آنکر بہ کیفیت دیہ جرات لڑا ایران سپر لشکر
اسلام ہے وہ وہ کار ہائے نمایان کیے کہ جسکا بیان ناممکن ہے جمشید بن کوکب بلو چار دست یہ سب
خیرخواہی لشکر ظفر اثر مین آٹھ سپر سینہ سپر ہین مگر احتقاق کو اب افراسیاب لایا ہے دیکھین فلک کیا
دکھاتا ہے نام احتقاق سنکر ملک احول سر جھکا لیتا ہے جواب نہین دیتا ہے عمرو کو اس امر کی فکر دامنگیر ہوئی کہ
یہ کیا سبب ہے افراسیاب کا نام سنکر احول اسطرح ہل کرتا ہے ہر ایک کے نام پر ابل پڑتا ہے یہ کیا باعث ہے آخر عمرو کو
اسقدر تردد ہوا ملک احول کے قریب آکر پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اے گوہر دریائے ہمت بجدا روز

رہائی اسد غازی جو تمنے کارنمایان کیا کہ سحر افراسیاب مین گھس پڑے اپنی جان کا خیال نکیا دارو
کو نکالکر لیگئے سب کے جان بخش ہو لیکن اسوقت جو خیال کرتا ہون ذکر سے احتقاق جادو کے رنگ و تمھارا
متغیر ہوتا ہے کیا کوئی مقدمہ رازونیاز ہے یا احتقاق کیا افراسیاب سے زیادہ شعبدہ باز ہے ملک
احول نے کہا کہ خواجہ یہ مقدمہ ایسا ہے کہ جسکو مین بیان نہین کرسکتا انشاءاللہ تعالی بروقت میدان
داری آپ پر ظاہر ہوجائیگا اتنا نکتہ عرض کرنا کافی ہے کہ ہم جان نثار لشکر ظفر اثر مین لشکر ہو جانبازونکے
افسر ہین کئی سال اس قید مین گذرے بڑے بڑے صدمے اٹھائے خیر شکر ہے کہ وقت پر رہا ہوئے
سب حالات ظاہر ہونگے اب عرصہ مناسب نہین ہے بسم اللہ جلد سوار ہوجیے جسقدر لشکر ہو سکے ہمراہ لیجیے
اب تعجیل مناسب ہے دیر کرنے مین بہت برائی ہے یہ جان نثار سر فروش عاشق نام صاحبقران
مطیع مذہب اسد نوجوان آپکے ساتھ ہے اب تا روز قیامت دامن دولت صاحبقران اور اس خاندان
کا ہاتھ ہے عمرو کو کلمات حسرت آیات احول سے اک عبرت حاصل ہوئی یہی خیال کہ دیکھیے جنگ احتقاق
کا کیا انجام ہو اسیوقت مہتر قران کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ملکہ گلشن جادو نے عرض کی کہ کنیز بھی ساتھ چلیگی
خواجہ نے ہر چند کہا کہ اے ملکہ گلشن قلعہ خالی رہیگا تم یہان انتظام کرو کسی محل و موقع پر آجانا اگر تم کیا
ہونا ملکہ مہرخ وغیرہ تمھاری بہت خاطر کرینگی اے گلشن عنایت باغبان قضا و قدر سے باغ لشکر اسلام
بہار پر ہے گلعذاران پری پیکر ماہ رخساران حور منظر جمع ہوگئی ہین ایک ایک حسین مہ جبین آفتاب
طلعت چہرے جنکے رشک خورشید قیامت ناز و ادا لاکر شمہ ہر دم اُن کے ہمراہ ایک ایک ملک خوبی کے
شہنشاہ گلشن نے عرض کی حضور مین سب حالات سن چکی ہون مدت سے مشتاق تھی کنیز ضرور
چلیگی حضور کچھ نہ فرمائین ایک پہر بھر مین گلشن نے بارہ ہزار ساحر چار سو جادوگرنیان حسین جمیل
آراستہ کرائین حاضر خدمت خواجہ ہوئی ایک عقاب بلند پرواز سحر پر ملک احول نامور سوار ہوا ایک
تخت پر ملکہ گلشن ایک تخت پر عمرو و چالاک و برق و قران پشت پر لشکر ساحران و دلاوران اسلام
سے طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ان جان نثارون نے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑ دیجیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حشمت صاحبقران و مقابلہ مشغول ہونی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے
زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے

تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے — ساتھ دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ — جلوہ گر فصل بہاران مین خزان کا ہے ڈھنگ
دیکھنے والے تھے جس حیرت گلزار کے رنگ — خط نے اس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

شعلۂ شوق سے اب جلتا ہوں دیکھا خرمن — کیوں آتشکدہ سینے کو ہین اب یا گلشن
ایک تو ہجر مین ہین داغ بنا ہوں ہمہ تن — آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

نہیں رہتی ہے زمانے مین کسی کی مشکل — کشتی آخر کو پہونچتی ہے قریب ساحل
واہ کیا بخت رسانے ہے دکھائی منزل — ہوئی ورہان تلک اسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ تجھے اس کوچے مین آتے جاتے

عمر بھر یوں تو رہا غیر تمھین مجھسے حجاب — پردم نزع حجاب اپنا دکھانا تھا شتاب
حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دوگے جواب — نزع مین مین تھا تمھین منہ سے اٹھانا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

رہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر — بھول جائیں تجھے ممکن ہے یہ تا حشر قمر
نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھ پہر — یک بیک دل سے مٹے نقش محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ — جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ
آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ — دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

گر وہی آکے تو آنے کا مزاحم ہے کون — مین بلاؤن تو بلانے کا مزاحم ہے کون
اسطرف پاؤن اٹھانے کا مزاحم ہے کون — کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون
خود حذر کرتا ہون اس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی
تم بادنی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھوں سے بہائے نہ سہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر میں کیا خاک جیا
ہچکیاں آتی رہیں نزع کی کھینچی ایذا
دم الجھتا تھا بہت حبس نفس تھا بخدا
ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی رکنے لگی سینہ میں آتے جاتے

جاہ کا نام بھی ہرگز نہیں لیتے ہشیار
دشمن دین و دل و جان ہیں شاہان عیار
دیکھو پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار
چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
ٹھیک و بد ہم ہیں تمہیں رشد بتاتے جاتے

چہرہ سیاحان دست پر خوف معانی و طے کنندگان منازل پر خار سخندانی مرحلہ سخت و صعب بیان کو یون طے کرتے ہیں شعر بساط آرائے بازار معانی چنین آرو متاع نکتہ دانی - واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ فیروز شاہ باختری نے نامہ بامید کفالت افراسیاب کو تحریر کیا ہے ابھی کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا نہیں روانہ کیا لیکن زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما ہیں اور سردار اپنے مقام پر متمکن ہیں مرقعہ دربار تصویر سرداران سے معمور صحبت عیش و سرور اسوقت صاحبقران محلات میں تشریف لیگئے ہیں بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بیٹھے ہیں ناگاہ داروغہ باغبان حاضر ہوا گلدستہ ہائے معمول خدمت میں لیکر آیا ایسے وہ گلدستے گلہائے رنگین سے آراستہ کیے تھے کہ بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار اپنے ہاتھ میں لیلیے پھولوں پر جو نگاہ پڑی گل رخسار سہا کا عذار یاد آگیا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے گلدستے ہاتھ سے رکھدیے خیال بہار گلعذار میں بے اختیار یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

بیباک نہ دیکھا کوئی قاتل کے برابر
خود گر کے لگا لوٹنے بسمل کے برابر
دل متصل کوچہ محبوب ہوا گم
زندان قفس نوغش کی محفل کے برابر
شرم آنکھ میں پانی نہ گئی تل کے برابر
دشمن کوئی اے یار مرا اور ترا دوست
لٹتا تھا ہو تجکو مجھے منزل کے برابر
ہم بیٹھے جو اشک تو میسر تو آیا
اس نازنے تیر آسینے نکالا ہے کہ ترکش
ہوگا نہ زمانے میں مرے دل کے برابر
کم بختی واعظ ہے کہ ہو وعظ کی صحبت
کشتی ہوئی جب غرق تو ساحل کے برابر

وہ مرنے کو کیا سمجھتے ہیں جہان میں
جو وار سہا کرتے ہیں قاتل کے برابر

ساقی تری محفل سے جو بیدل گئے تو کیا — ہو دیدے کوئی بوتل ہی جو ہو دل کے برابر
سینے پہ جگہ دو نگانہ قاتل کے برابر — آہون کے شرر گرد نہین داغ جگر کے
پردہ نہ اٹھا قیس نے لیلیٰ کو نہ دیکھا — چھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
اب کھیو عزیزا سکو مرے دل کے برابر — مقتل مین بحسرت ہی ہو ضعف سے پہنچ
گھر تک در جانان سے جلال آئے تو کیونکر — ایک ایک قدم ہے کئی منزل کے برابر

آئیگی قضا جو رہی بنکر جو دم نکلے
تابندہ ہین اختر مہ کامل کے برابر
پیکان مرے سینے سے نکالا ہی تو ای ترک
پہونچے نہ تڑپکر کسی بسمل کے برابر
یہ اشعار پڑھکر رومال آنکھون پر

رکھ لیا تاجداران جلیل جو گرد اگرد حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی اس وقت بلا وجہ آئینہ پر گرد ملال پاتے ہین خیر خواہان دولت بہت گھبراتے ہین امیدوار ہین کہ باعث استفسار ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا نہین معلوم کیا خیال آیا کوئی سبب نہین ہے اس مقام پر اڑتے ہوے عرصہ دراز گذرا یہی خیال ہین اسی سبب سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہین ہر چند تاجداران جلیل نے پوچھا بادشاہ نے کچھ سبب نہ فرمایا لیکن شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان عاشق زار مخمور سمجھ گیا قریب بادشاہ کے آکر بیٹھ کیا عرض کی اے شہنشاہ سواے صبر کے کیا چارہ ہے غلام بخوبی مطلب سرکاری کو سمجھا کیا گزارش کرین جو کچھ طبیعت پر گذرتی ہے پردے مین عرض کرتا ہون حضور سمجھ جائینگے اسوقت اسد غازی کی یاد آئی حقیقت مین اس شیر کو مدت ہوئی نہین معلوم کیا گذری غلام کے بھی قلب کا حال ہے ان اشعار سے بخوبی واضح راے عالی ہوگا یہ کہکر نور الدہر بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

ہر جو ر اہل ستم دوستان چہ چارہ کنم — بغیر آنکہ گریبان صبر پارہ کنم
کرانہ ز میان جفا پیشگان کنارہ کنم — خمار بادہ مستی و چشم خواب آلود
ز تو بہ چون بہ عرض ہمہ پشیمانی است — بہ عزم توبہ چہ حاجت کہ استخارہ کنم
چو نیست محرم راز نے چہ آشکارہ کنم — شب فراق تو از بس بخاک ریزم اشک
زمانہ بر سر آزار ماست ای مخفی — بیا کہ خانہ دل را ز سنگ پارہ کنم

کجاست جذبہ دیوانگی و مدہوشی
بہ بزم بادہ کشان تا بہ کے نظارہ کنم
میان مردم بیگانہ راز پنہان را
تمام روے زمین ابر از ستارہ کنم
بادشاہ نے فرمایا اے شاہزادے

حقیقت مین ہم تمہارے مطلب اصلی کو سمجھے بلکہ ہمین جو اشعار یاد آگئے پڑھ دیے تم نے یہ اشعار آبدار زیبا لہذا مخفی بڑے لطف سے موقع پر پڑھے اب آپ سب صاحب ملکہ حیدر عالی تبار کو ترغیب دین کہ اب لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلین دیکھین اسد نامدار کس کیفیت مین ہے وقت بد مین شریک ہوا نہین معلوم کیا قیامت ہے کہ اب عرصہ دراز گذر گیا کوئی وہان سے نہین آیا

نور الدہر نے کہا حضور ملکہ مخمور وبہار ضرور تشریف لائین لیکن نہین معلوم کیا قیامت نازل ہے کہ وہ لوگ
نہین آسکتے سمجھا یہ رکنے والی نہین اگر دریاے آتش بیچ مین ہوتا اسکو بھی جھیلتین جان پر کھیلتین
لیکن لشکر اسلام کی ضرور خبر لیتی آتین یہ ذکر درپیش تھا بادشاہ اور نور الدہر کو پیش تھا شاہزادہ ملک
قاسم بارگاہ مین تشریف لائے برائے تسلیم خم ہوے پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا بادشاہ جمجاہ نے
قاسم کو سینے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا قاسم اپنے دنگل پر آکر بیٹھ گئے یکایک دنگل پر اپنے نور نظر سے
نگاہ پڑی کہ اسطرف غاشیہ پڑا ہے بیقرار ہو گئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قیماس خان خاوری نے
عرض کی کیون اے شہریار باعث انتشار کیا ہے قاسم نے کہا ماموں جان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین معلوم
ہمارے فرزند نوجوان ایرج عالیشان پر کیا گذری کچھ خبر نہ معلوم ہوئی لیکن یہ بخوبی ہم جانتے ہین
کہ وہ اسد کا عاشق صادق ہے عالم کفر مین بھی اسکا پاس کرتا تھا ساتھ دشمن کے دم محبت کا بھرتا تھا اسی جوش
و طرف طلسم ہوش ربا کے گیا خدا اسکو معین و مددگار ہے شیر بیشہ صاحبقران نامدار ہے لیکن افسوس
یہ ہے کہ مجھ کم بخت بدنصیب کو لکھا ہوتا کہ اے والد نامدار مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاتا ہون بخدا مین کبھی
سے عذر نہ کرتا بلکہ وہ تنہا نکل جاتا خدمت کرتا ہوا ہمراہ ہوتا نیک و بد سمجھاتا ہمارے مزاج مین جہالت ہی اسکا بڑا خیال
ہی جوش جرأت مین نیک و بد کا اسکو خیال نہین رہتا ہر چند کہ عیار نامی اسکا مہتر شاپور شیر دل نہایت عقیل و
فہیم ہمراہ ہے بچپن کا یار عاشق زار لیکن اسکی انکے سامنے کیا چلتی ہے اگر کچھ اسنے کہا بیچارے کو جھڑک دیا
میرے ساتھ ہونے سے نہایت لطف ہوتا فتح طلسم ہوش ربا کی کیا حقیقت ہے ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا
دشوار ہو گیا یہ شیر جاتے ہی قتل کریگا آنکھ ملتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھیگا طبقۂ زمین طلسم ہوش ربا ہلا دیگا
سرکشون کو خاک مین ملا دیگا یقین کامل ہوا کہ اب عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی ایرج خالی نہ پلٹیگا لیکن ہمارے
کلیجے پر داغ بڑا لطف زندگی اٹھ گیا آٹھ پہر انکی یاد مین روتے ہین شب کو انکی مادر مہربان ملکہ گیتی افروز
بیقرار تھین فرمایا کہ کیون صاحب ہمارے نور نظر کی کچھ خبر نہ ملی آپنے بھی تلاش نہ کیا مین نے انکو برائے تسلی
یہ جواب دیدیا کہ خبر دریافت ہوئی اسی ہفتہ عشرے مین آئینگے صاحبو ہم تو مرد ہین یاران ہمدم مین بیٹھکر
غم و الم کو دل سے بھلاتے ہین وہ گوشہ نشین کس سے حال دل کہین کیونکر ضبط کرین خدا انکو صبر دے
یہ جو بیتاب ہو کر قاسم نے کہا قیماس خان وغیرہ رونے لگے بادشاہ کی بھی آنکھون مین آنسو جاری
نور الدہر کو بیقراری لندھور بھی چیخ مار کر روئے کہا اے شیر بیشہ رستم عمر بدیع الزمان نے دلمین

ناسزاوالدیا تمہارے فرزند کے ہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہوگیا حقیقت مین جو کچھ تم کہتے ہو سب
بجا ہے خدا تمہارے نور نظر کو تمسے جلد ملائے ہم سب کی مراد دلی بر آئے کل سرداراشک حسرت بہانے
لگے کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا سب رو رہے ہین
صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہے لندھور نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ حضور اسوقت ایرج وبدیع
الزمان واسکی جدائی کا ذکر آیا ان شیرون کی یاد مین رو رہے ہین اب حضور جی چاہتا ہے کہ پرواز
پیدا کرین کہین ہوش ربا مین تلوار چلے افراسیاب کو بھی معلوم ہو کہ عاشقان اسد و بزرگان بدیع الزمان
آپہونچے انشاء اللہ نورہ شیرین دشت نبرد سے زمین طلسم ہوش ربا تھرا اٹھیگی الامان الامان کی ہر طرف و در سے
آواز آئیگی اسطرح سب سردارون نے جو صاحبقران سے کہا صاحبقران نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا بار بار
لقا کی خبر لاؤ عرصہ دراز سے اسنے طبل جنگی نہین بجوایا حقیقت مین اب مجھکو جدائی اسد
شیر دل کی بہت شاق ہے دیدہ دل زیارت جمال بیمثال کا مشتاق ہے انشاء اللہ ایکی ایسی لڑائی
پڑے کہ لقا کو شکست دو یہ کمینہ باغ مینا مین نہ جانے پائے جواہر بن عمرو چلا دربار مین یہی کہتے
ہوشربا کے داخلے کی فکر ہے جواہر بن عمرو بصورت عیدل دربار لقا مین پہونچا بشکل خدمتگار کھڑا ہوا
لیکن گوش ہوش سے ہر آواز سلیمان عنبرین ہوئے کوئی نے کہا یا خداوند جیر نام طبل جنگی بجوائیے مسلمان طعن
کرینگے کہ ساحر بھی کے بھروسے پر لڑتے ہین غلام کہانتک صبر کرے بختیارک نے کہا ای سلیمان ہمکو
ابھی خبر ملی ہے کہ صاحبقران بگڑے ہوئے ہین قصد کرتے ہین کہ طلسم ہوشربا مین جائین لیکن مجبور ہے
ہین کہ انکے مذہب مین پیش دستی جائز نہین ہے ورنہ ابھی طبل جنگی بجوا کر بارگاہ مین گھس آتے قدرت
کے مزاج مین رحم ہے کبھی تقدیر سے مقابل نہین کرتے ہر مرتبہ تقدیر سے شکست ہوتی ہے صدہا ساحر ملازم اور سپاہ
یہان آکر مارے گئے تمہارے بھائی بھتیجے بڑے بڑے پہلوان قتل ہوئے فقط تمہاری ذات سے اس
سرزمین پر قیام ہے ہمارا کہنا مانو طبل جنگی نہ بجواؤ ایک نامہ ادھر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کرو کوئی ساحر
آجائے تو دل تردد منزل تسکین پائے یہ ذکر تھا کہ وسواس شماس خوش آمد و بر آمد چارون ہرکارے
حاضر ہوکے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر لقا کو دعا دی قطعہ

اگر ز آتش ہزار رنگا رنگ	شکست طبل تاسگان بہ در رفد	اے ہیبت سہم نافران بہ چرند
بختیارک نے آواز دی پیش باد کہو باید کیا خوشخبری لائے		ہر سر تو مہ کلان بہ زنند

ہرکارون نے عرض کی پہلوان دوران گرشاپ جہان یادگار رستم واسفندیار پہلوان نامدار مشلول
کو بھی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے برائے مدد خداوند آتا ہے لیکن سب کو ہنوز کمال سن چکا ہے
پس اسکا یہ ارادہ ہے کہ اگر طبل جنگی نہ بجوائیے وہین سے یلغار کرتا ہوا آئے اگر شب کو پہونچے تو اسی وقت
لشکر حمزہ پر جا پڑے فرماتے ہین بدون قتل حمزہ کمر نہ کھولونگا قدرت کو تا بہ تیول پہونچا دونگا
ملک با ختر آباد کردونگا قدرت سے طرّہ بہ عنبری لونگا بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبر بن مو کے
کو بھی کسی سردار کو یہان سے بھیجو یہ خیال خام تصور نا تمام ہے باطمینان یہان آئین ٹھیرین ہماری
لئے پیر لڑین سلیمان نے کہا وہ بڑا جاہل ہے جو کہتا ہے وہی کرتا ہے قتل دشمن کے نام پر مرتا ہے قدم
پیر الٹنا نہ مانیگا جو کہا وہی کریگا بلکہ یہ لفظ لکھ سکتا مشلول کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا آتے ہی آفت برپا کریگا
بیشک حمزہ کو لوٹ کر ماریگا ایک ایک زبردست کو للکاریگا سب طرح کے اخبار سن چکا ہے آتے ہی
سبکو گھیر لیگا اسکی لڑائی کا عجیب ڈھنگ ہے ایک دن گرزیکر کے کلک کے جنگل مین گھس گیا ہاتھیون
کو مار کے نکال دیا بڑے بڑے فیلان مست مارے اس بیشے کو آباد کر لیا شہر اسکی حوالی مین ہین رستے
اسکا روکنا بہتر نہین ہے آدھر سے وہ آئیگا ادھر سے ہم جائینگے چار پہر مین لڑائی فتح ہو جائیگی فوج
اسلام شکست کھائیگی بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم خوب سمجھتے ہین انکی قضا دامنگیر ہے یہ جلد
کی تدبیر ہے سلیمان نے جھلا کر جواب دیا آپکے نزدیک حمزہ و سرداران حمزہ سے کوئی زیادہ زبردست
نہین ہے اب ملاحظہ فرمائیے گا لندھور و مالک و بہرام کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا قد و قامت مین
دیو ہے اس سے کوئی کیا مقابلہ کریگا بختیارک خاموش ہو رہا جواہر کھڑا سن رہا تھا یہ خبر لیکر بھاگا
جلد خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا دعا کی نظم

دورہ روزگار دولت تو
زخم و خون باد خواب میمون باد
شمع دشمنت بہ شرط وفات
قائم صبح رشتہ اکسون باد

تبسم و جان باد و لفظ و مضمون باد
لاشۂ حاسدت بہ عہد حیات
صدر ایوان ربع مسکون باد
ربع خصمت کہ زندہ در گور است

فتنہ و حادثات و دشمن تو
همہ گرگ سان گردون باد
گرز ثقل تو ابر د اشس باشد
در تریاے فتنہ مدفون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو اسوقت دربار مین لقا کے جو یہ جان نثار گیا ابھی خبر آئی ہے کہ کوئی جوان
سوزن شکر موسوم بہ مشلول کوہی بہ ارادۂ مساعدت لشکر شہنشاہی یہ آتا ہے ظاہرا دریافت ہوا

کرآکر شبخون مارے سلیمان عنبرین موے کوہی اُسکی جرأت کی تعریفین کررہا ہے صاحبقران
نے فرمایا اگر رات کو آکر گرا ہزارہا بندگانِ خدا بحیطا غفلت مین قتل ہونگے نہین معلوم کیا انجام ہو
اسکی تدبیر کرنا چاہیے مشیرانِ سلطنت و وزیرانِ ابہت نے دست بستہ عرض کی غلامون کے
نزدیک یہ بہتر ہے کہ وہ یہان تک آنے پائے کوئی سردار جرار نامدار یہان سے لشکر لیکر جاے
راہ مین اُس سرکش کو روکے حقیقت مین رات کی لڑائی مین مشکل پڑتی ہے یہان عالم غفلت و
ہوشیار آمادۂ حرب و پیکار ضرور خونریزی ہوگی صاحبقران کو بھی یہ راے بہت پسند آئی ارشاد
ہوا مقبل حاضر آیا صاحبقران نے فرمایا ایک چوکی لاکر بیچ مین بارگاہ کے رکھو مقبل نے
بموجب قاعدۂ قدیم چوکی سنگ مرمر کی اُسپر خلعت سلیمانی سپر و شمشیر بیڑہ پان کا جام شربت لاکر
رکھدیا صاحبقران نے پکار کر آواز دی اے سردارانِ دیوبند اے غازیانِ ارجمند حال آیا مشلول
آپ سب صاحبون نے سنا چاہتا ہون ایک شیر دلیر اسی وقت روانہ ہوجاے جاکے اُس بجیا کو راہ مین روکے
یہان تک آنے دے اگر کوئی افتاد پڑے اور سردار برائے مدد روانہ کرینگے نام و ہیبت مشلول کو ہی
زبانی جواہر کے سب صاحب سن چکے تھے کسی نے جواب دیا بعض نے سر جھکا لیا ہر ایک کو یہی
خیال ہے مشلول کوہی اتنی دور سے آتا ہے کچھ تو اپنے دل مین سمجھ لیا آتا بڑا ارادہ کرکے چلا ہے نہایت
مشکل پڑیگی فوج کوہستان بڑے زور و شور سے لڑیگی پہاڑیے سخت بھی ہوتے ہین جنگلیون سے مقابلہ
نہین معلوم کیا ہوگا جواب دینے کا مقام نہین ہے جب عرصہ گذرا کسی نے جواب باصواب نہ دیا
صاحبقرانِ زمان نے آواز دی ایہا الحاضرین اے صاحبان دین و آئین اسی دن کے
واسطے حمزہ تخت پر نہین بیٹھا زمرۂ سرداران مین اپنا شرف جانتا بلکہ تین روپیہ کے پیادے جو
کرتے ہین اسکو اپنا شرف جانتا ہون وہی سب میرے بھائی ہین عنایت ربّ اکبر سے بزور
شمشیر برق نظیر ممالک تسخیر کیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی قبضے سے لقا کے شہر باختر
نکال لیا نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتا ہوا تا بہ کوہستان آیا پس مین خود روکنے کو اُس
بجیا کے جاؤنگا ایک آواز اور دیتا ہون پھر صدا نہ دونگا خود جام نوش کرون گا اپنے بادشاہ
جمجاہ کی طرف سے جاکر اُس گنوار کو روکونگا مگر یہ مقدمہ بھی آپ سب صاحبون کے باعث
ہتک ہوگا کافرون کو ٹھنک ہوگا اپنے مقام پر کہین گے کہ حمزہ اس مہم حقیر پر آیا کیا کوئی سردار

اس لایق نہ تھا کہ جا کر مشغول کوہی کو روکتا یہ فرما کر صاحبقران نے قبضہ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
زلفون پر پیچ و تاب آیا چہرہ غصہ سے سرخ ہوا خال سبز رنگ ہاے ہاشمی جوش و خروش مین ابروے
خمدار ہلنے لگے آنکھین ابل آئین قریب تھا کہ ٹہیک کر تلوار کو اپنے مقام سے اٹھین یہ رنگ صاحبقران
نے جو دیکھا اپنے دنگل شوکت سے دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران
حاکم اقلیم ہندوستان صاحب عظیم و شان تیغہ دودم ہندی کو ٹیک کر اٹھے بڑھکر جام نوش
کیا پکار کر آواز دی یہ کام آپ کا غلام بجا لائیگا صاحبقران خوش ہو گئے لندھور کو گلے سے لگایا
فرمایا اے جانشین من اے قوت بازوے زینت پہلوے رونق لشکر اسلام اے سردار خوش انجام خدا
اپنے جانے سے تمھارے جانے کو بہتر جانتا ہون لیکن یہ خیال رہے فتح و شکست پروردگار کے اختیار
مین ہے اگر کوئی افتاد پڑے فوراً اطلاع دینا مین فوراً آونگا لندھور نے عرض کی دعا حضور کی
اقبال شہنشاہ جمجاہ ہر مقام پر ساتھ ہے یہ فرما کر لندھور باہر نکلے دونون بیٹے ارشیون پریزاد و
فرہاد خان بیک جبرلی باہر آکے لندھور نے منع کیا فرمایا تمھارا یہین رہنا بہتر ہے شاید لقا سے مقابل
پڑے مین بہت جلد جاونگا دونون فرزند پلٹ گئے صرف گوجر ملک دکھنی کو حکم دیا بارہ ہزار ہندی
تیار کر لو الیاس ہندی کو ہمراہ لیا فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوے اٹھارہ سو من کا گرز خردی و مردی
پر چہ کوہ کاندھے پر رکھا بارہ ہزار سواران ہندوستانی نے چہار جانب سے ہاتھی کو گھیر لیا
اوسی وقت روانہ ہو گئے صاحبقران نے جواہر بن عمرو سے فرمایا ہرکارے براے خبر لندھور بن سعدان
روانہ کر دو دمبدم کی ہمکو خبر ملے جواہر نے دست بستہ عرض کی ایسا ہی ہوگا سب طرح کی خبر دریافت
کرکے عرض کرونگا یہان تو یہ باتین ہین لیکن مشغول کوہی حقیقت مین نہایت مغرور ہے کوہستان کے جو
حالات اسنے سنے کہ فرزندان حمزہ نے ہزارہا کو بی مارے تین لاکھ فوج لیکر اس ارادے پر چلا ہے کہ جاتے ہی
سبکو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھر دونگا بارہ کوس پر مقام کیا اس فکر مین ہے کہ یہان سے جو
چلون فوج اسلام پر جا پڑون کہتا ہے بے فتح کمر نہ کھولونگا قدرت کو تماشا اختر بد بچاؤنگا اپنے
مقام پر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے بارگاہ صحراے سبزہ زار مین استاد تین لاکھ کوہی فرد کش براے کمر بندی
حکم دے رہا ہے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرا گرد سرداران کوہی گھیرے ہوے کہہ رہے ہین کہ حضور آپ سے
کون مقابلہ کریگا حمزہ آکر قدمون پر گر یگا نہین معلوم آپ کے بھائی نیند کیونکر مارے سو گئے

کبھی کسی نے ملک کوہستان کا ارادہ نہ کیا تھا اس زمانے کے نفاق نے یہ تباہی کرائی ایک کو ایک سے رشک
پیدا ہوا بھائی کا بھائی دشمن ہو گیا راہبر برائے مسافر رہزن ہو گیا کچھ لوگ جاکر اہل اسلام سے ملے
پتے نشان بتائے آپ ہی کے عزیز اقارب شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان کو اپنے ساتھ لیکر
تا بہ طلسم ہزار برج پہونچے جب تو نبیرۂ حمزہ غالب آیا طلسم فتح کر لیا کئی ملک قبضے میں آئے مشلول
نے کہا ان سبکو سزا دونگا دشمنوں سے پیشتر کوہیوں کو قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی اور
مشلول دیکھنے لگا کہا شاید ہمارے بھائی صاحب سلیمان عنبر مو کوہی کو خبر ہو گئی کچھ
فوج برائے مدد روانہ کی ہے مجھے یہ بہت شاق ہے میں کسی کی مدد قبول نہ کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے
کہا حضور آپ کے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہیں ایک ایک جوان سو سو سے منھ نہ پھیریگا کسی کی
مدد کی کیا احتیاج ہے آپکے نام سے سکہ جرات کا رواج ہے خوشامد کی باتوں سے مشلول
اور زیادہ پھولا جاتا ہے نگاہ گرد کی جانب ہے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے بارہ علم
نشان بارہ ہزار فوج کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف آلہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی تحریر انکے گذر جانے
کے بعد ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرات و قوت میں لاجواب فیل سفید پر سوار پشت پر
بارہ ہزار جوانان ماہ رخسار مہ کہہ پاسے پری پیکر پر سوار پٹریاں جمی ہوئیں نیزے ہاتھ میں ولائتیان
حمائل خود و زرہ غارد سینہ سپر کرنے کی کد کیسے کیسے جوانان شیر دل رستم خصال حسین جمیل اپنے افسر
کے کفیل اس شد و مد سے آکر پہونچے مشلول نے ہرکاروں کو حکم دیا دیکھو تو یہ کون جوان ہے اسطرف آنیکا
کیا باعث ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ لقا پرست نہیں ہے لیکن سب دلیر معلوم ہوتے ہیں خود و زرہ سے بالکل
کیا صاحبان لیاقت ہیں صاف ظاہر ہے کہ تلوار کے دھنی ہیں عجب تھی جرات کا جوش سب سرفروش
ہیں میں نے اس لشکر قلیل کو بہت پسند کیا لندھور نے تو جب لشکر مشلول کو دیکھا ہاتھی کو روک لیا
فوج کو اترنے کا حکم دیا لیکن ہرکارے مشلول کوہی کے آئے نام لندھور دریافت
ہوا عرض کی آپ کی خبر سنکر صاحبقران نے لندھور بن سعدان اپنے جانشین کو روانہ کیا ہے
یہ جوان آپکے مقابلہ کو آیا ہے مشلول بہت ہنسا کہا ان لوگوں کی قضا آئی ہے موت ان سبکو
کھینچ لائی ہے میں کل لشکر پر چلا تھا چلا یہ مجھکو کیا سوجھیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ میں آیا ناگاہ آفتاب عالمتاب
لرزاں و ترساں بدرنگ زرد کاشانہ مغرب میں جاکر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی

کون بہادر ہو کہ اس میدان کارزار مین نام اپنا روشن کرے نام رستم و اسفندیار مثل حرف غلط مٹا دے
خوشی مین آکر مشغول بڑھا میدان مین آکر خوب سلح شوری دکھائی گینڈے کو دوڑایا جب خوب پسینے
مین تر ہوا گینڈا بھی عرق عرق ہو گیا گینڈے سے کود کا پکار کر آواز دی اے مردان ہندوستان مین تمھارے
مقابلے کا مشتاق ہون لندھور نے ہاتھی کو بڑھایا ساتھ والے پہلوانان نے چاہا کہ ہم میدان کارزار
مین جائین لندھور نے بشیرین زبانی بفصاحت بیانی رد کا کہا وہ میرا طالب ہے آپ لوگ تامل فرمائین یہ
سمجھا کر فیل کو بڑھایا فیل میمونہ مبارک جھمک کے چلا چشم زدن مین میدان کارزار مین پہونچا مشغول گرد
شیر کا پیکر بڑھا تگاور نر ہوئے پانچ قدم گینڈا اسکا ہٹا یا ہاتھی اس مقام پر جھومنے لگا اب مشغول نے
سراپائے لندھور کو دیکھا سطوت و صولت دیکھکر مثل آئینہ حیران دلمین کہتا ہے کیا جوان حسین جمیل لئیق
معلوم ہوتا ہے حمزہ کا یہی بڑا رفیق ہے سوچکر کہا او دار و اے ہند صاحبقران کو تمھاری قدر نہوئی
نابدولت کے مقابلے مین بھیجا لندھور نے ہنسکر کہا او مغرور کیون نشۂ نخوت مین چور ہے تیری
قضا میرے ہاتھ سے مقرر ہے اور کون تیرے مقابلے مین آتا یہ میدان کارزار ہے کلام کرنا بیکار ہے
تیرے تلوار سے کام لے زبان درازی موقوف کر یہ سنتے ہی مشغول جھلایا نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے
اور بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینہ لندھور پر
نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران حقیقت مین
دونون جوان برابر کے ایک طور مین لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر لندھور نے نیزہ کا جھٹکا
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مشغول کو ہی کے نکلگیا غصے مین مثل ابر گرجا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ گیا لا جبردار
جبردار کھینکر ہاتھ مارا لندھور نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مشغول لپٹ پڑا دونون جوان بیٹھے
زمین پر کود کے کشتی ہونے لگی اب مشغول کے ہوش و حواس پراگندہ دلمین کہتا ہے بڑے زبردست سے
مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن جان دیے ہوئے لڑ رہا ہے کئی مقام پر لندھور اسکو پکڑ لائے
بمشکل نکلا جب لندھور کو پکڑ لایا لندھور مثل برق تڑپکر نکلگئے صاحب طاقت پھیت بکیت
پھیت مشغول کو عاجز کر دیا مثل برق تڑپ رہا ہے تین پہر اسی رنگ مین گذرے مشغول کانپ
رہا ہے ہانپ رہا ہے لندھور اسی تیور سے لڑائی مین مصروف ہین ایک مقام پر لندھور ریل کر
لے دوڑے چاہتا ہے کون حریف زبردست کب چھٹنے دیتا ہے کئی مقام پر مشغول نے لنگر مارا [illegible] نے

لشکر بھی آخر اقتضائے کار اوباش کوہی لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہے خود سہیلون کی
کیفیت سے ماہر ہوا کہ اب مشغول شل ہو گیا بیشک جانشین حمزہ زیر کردیگا اپنے مالک کو بچا کر
جرأت دکھاؤ یہ بے حیا گینڈے سے کودا تیغہ کھینچکر چھپا نشیت پر آکے لندھور کی نعرہ کیا خبردار او جوان
کیا بے ادبی کرتا ہے دور سے گوچر ملک وحشی نے دیکھا لندھور پر وار کیا چاہتا ہے وہین سے نعرہ
کیا او بے حیا خبردار پھر آواز دی اے آقا اے نامدار ہوشیار ہو جائیے اپنے کو اس نامرد سے بچائیے
لندھور اسکو چھوڑ کر پلٹ پڑے مشغول کو تو دھکا دیا وہ چند قدم ہٹ گیا لیکن اوباش کا
ہاتھ چل گیا سر پر لندھور کے تلوار پڑی بہ اطمینان اسنے ہاتھ مارا تھا تلوار نے خوب کاٹا سر برہنہ
ڈرے بے تھے تیغہ اس نامرد کا تا دو ابرو لندھور کے پہونچا لندھور نے دانستہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا
چادر خون کی چہرے پر آگئی ادھر سے الیاس فوج لندھور دوڑ پڑے مشغول بھی گینڈے پر
سوار ہو اسب کو بھی لینا لینا کہکے آپڑے لیکن لندھور نے اوباش بدقماش کو شتنے کی مہلت نہ دی
اتنا بڑا زخم کہا کے بیٹھ پڑے کودے پر لڈھ کر مارا پھاوڑی پر چڑھ کا سر کھینچ لیا لیکن نکات سے غش
آنیکا تھرائے چاہا تلوار ٹیک کر رکو ان تھرا کر گرے غش ہوگئے الیاس ہندی نے بلبلا کر دیکھا
سواروں کہا یارو آقا تمہارے غش ہوگئے سوار گھوڑوں سے کودے لندھور کو اٹھا کر حوا او میرد ڈالا
تین لاکھ کو بھی لیکر مشغول فوج لندھور پر آپڑا یہ بارہ ہزار وہ تین لاکھ بڑی خرابی ہے کہ افسر بھی بیجا
قتل ستمو ہو لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر بیکار ہے ہر چند جوانان ہندی جری بہادر
صف شکن تیغزن لڑے بھڑے کٹے بچے خانہ جنگیان جھیلے ہوئے کوہیون سے خوب لڑے لیکن
لوہے کی دیواریں آراستہ ہوگئیں اگر ایک کو مارا دس سے مقابلہ پڑا انکے دس قتل ہوئے فوج میں
کمی نہوئی انکے دو کے مارے جانے سے لشکر میں برہمی ہوگئی ہر چند چاہا کہ قدم نہ ہٹائیں مثال نقش
پا مٹ جائیں لیکن جب گوچر ملک وحشی بھی زخمی ہوا اس وقت الیاس ہندی نے پکار کر آواز
دی یارو افسر کو بچاؤ اب نکل چلو ایسا نہو کہ آقا سے نامدار کو بلوہ کرکے گرفتار کرلیں پھر بڑی
مشکل ہوگی جوانان صف شکن نے آواز دی کیا مجال ہے کہ ہماری زندگی میں ہمارے افسر پر
کوئی ہاتھ ڈالے یہ کہکر جوانان صف شکن نے کہا رے کیانی کاندھوں سے اتارین تیروں کی
بوچھار کرنے لگے کوہی پیچھے ہٹے اس طور سے لڑتے بھڑتے اپنے آقا کو لیکر طرف صحرا کے چلے جب کوہی

بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرماتے جواہر بن عمرو نے پرچہ اخبار ہاتھ میں دیا مضمون یہ تھا کہ ابھی خبر
دریافت ہوئی لندھور نے ہاتھ سے مشغول کے شکست کھائی نہیں معلوم ہندی شکست کھا کے
کس طرف نکل گئے یہ پرچہ پڑھ کر صاحبقران سخت گھبرائے مقبل سے فرمایا اخفائے خبر کرے تیرے جانشین پر
کوئی افتاد پڑی جلد اشقر تیار کرو میں خبر کو لندھور کی جاؤنگا یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام گرد
بن خاقان چین کو ہمراہ لیا جواہر بن عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ سے کہدیا کہ حضور میں برائے
خبر لندھور جاتا ہوں لشکر سے ہوشیار رہیے گا قضا ہر وقت دبی آواز ہے فوج سلیمان بے شمار ہے
اور سرداروں نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلیں صاحبقران نے نہ قبول کیا صرف بہرام کو مع بارہ ہزار
چینیوں کے ساتھ لیا رواروی کرتے چلے اتفاقات قضا و قدر ادھر سے مشغول کوہی آتا ہے لندھور
نے اس صحرائے ہولناک میں تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جیسے ہی ستارہ سحری آسمان پر چمکا لندھور نے ہتھیار
لگائے بارہ ہزار میں سے دو ہزار جانان سپارہ گلشن جہان ہوئے باقی سب زخم دار بقیہ لشکر کو فاقہ کیا لیکن
لندھور کے کہنے سے اسی حال پر ملال میں کمر چست باندھیں لندھور ہاتھی پر سوار ہو کہا یارو پیچھا ہٹا تو
ملیگا اسی مقام پر جا کر مارونگا یا تحفہ قضا لیے جاونگا ہم ساتھ والے بھی تنہا کے پریشان کہتے ہیں کہ دیکھیں فلک
کیا دکھاتا ہے عجب حال پر ملال میں آقا نے قصد کیا ہے خدا یا الیاس ہندوستان کی آبرو رکھ لے ان نامردوں
کے مکر و غدر سے بچائے سرکش جائے لیکن برات میں فرق نہ آئے لندھور نے کجک ماری فیل جوش
ترپکر چلا اب حال مشغول کو ہی سنیئے رات بھر شراب خواری کرتا ہوا منزل میں کئی مقام پر ٹھہر صبح
کو اک صحرا میں آکر پہونچا گنبد سے کود پڑا سیر صحرا سے بہار دیکھنے لگا کر چلانے سے گرد اٹھی
صاحبقران زمان مع بہرام با فوج قلیل تلاش میں لندھور کی تشریف لیجاتے مشغول کی جو دور سے
جمال آفتاب مثال صاحبقران پر نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو یہ جوان کون ہیں کہاں چلے ہیں اس طرف
آنیکا کیا باعث ہوا شاطر بڑھا اسکے خبر دی کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان انجم جانشین کی خبر کو
جنگل میں تلاش کرتے ہوئے آئے ہیں ادھر شاطر نے صاحبقران کو خبر دی کہ حضرت لندھور کا تو حال دریافت
نہیں کہ کدھر گیا گذر ہی کیا لیکن مشغول مع فوج ہتھیار وہ سامنے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے لیکن غلام نے بارگاہ
لندھور اور اسباب وغیرہ اسکے ہمراہ دیکھا معلوم ہوتا ہے انکو شکست دیکے آیا ہے صاحبقران تو یہ
سنکر تھرا گئے ادھر مشغول نام صاحبقران سنکر چلا یا قدآ گنبد سے بر سوار ہوا تو چونکے پرے جم گئے

تمام کو بھی اپنے اپنے مقام پر تھم گئے مشلول نے یہ کہکر گھوڑا آگے بڑھایا کہ یاروان سبکو بھی اسی صحرا میں مار لو
ایک ایک کو للکارا۔ وہ یہ کہتا ہوا میدان کارزار میں آکر للکارا کہ او فرقۂ خدا پرستان میں نے لندھور سے
پہلوان کو ٹوک کر سر میدان مارا مال اسباب سب چھین لیا تم میں سے جسے تمنائے مرگ کی ہو مقابلے میں
با بروت کے آئے فن سپاہگری دکھائے صاحبقران نے قصد کیا کہ میں مقابلے میں مشلول کو ہی کے
جاؤں بہرام گرد رفیق قدیم صاحبقران عاشق نام لندھور یہ کلمات حسرت آیات سنکر بیقرار ہوگیا
گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران زبان سے عرض کی حضور نہیں معلوم ہمارے برادر پر کیا گذری یہ بے حیا
کہتا ہے میں نے سر میدان ٹوک کر مارا لندھور ایسا جوان تھا نہیں معلوم کیا معرکہ گذرا لیکن حقیقت میں
بارگاہ لندھور اسکے ساتھ ہے اسوقت غلام کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا ابھی جا کے سزا دیتا ہوں
عوض سرکشی لیتا ہوں صاحبقران حال لندھور سنکر ایسے خاموش ہیں بہرام کو جواب دیا آنکھوں میں آنسو
بھر آئے بہرام نے مرکب بڑھا دیا صاحبقران تماشا دیکھنے لگے خیر کس لازم بہرام نیست برچھے کو ہمیں کے
ایک کا یہی قول کہ صاحبو اگر خدانخواستہ لندھور مارا گیا چراغ ہندوستان گل ہوا بارگاہ سلیمانی میں سناٹا ہوگا
جسکے نسل کا سردار کوئی لشکر ظفر اثر میں نہیں بظاہر اسلام معلوم ہوتا ہے بلوہ کرکے ان بے حیاؤں نے اس
شیر دلیر کو مارا ہوگا بہرام سامنے مشلول کے پہنچا مشلول لاف و گزاف کر رہا تھا بہرام نے نعرہ
کیا او نامرد زبان کو بند کر تیری کیا مجال تھی جو جسر بلاد ہندوستان پر دست اندازی کرتا نہیں معلوم
اس پر کیا افتاد پڑی میں اکثر ادنیٰ غلام صاحبقران ہوں مجھسے مقابلہ کر اور بہت اپنے ہوش میں آ
سر میدان کچھ فنون سپاہگری دکھلا مشلول نے نیزہ مارا بہرام غم لندھور میں بیقرار تھا سنان نیزہ کو
بچا کر چھری پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا نیزہ مشلول کا اڑا نامرد کا جی چھوٹا قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام کو غضب
تھا منتظر ہو لپٹ پڑوں کمر میں ہاتھ دیکے اٹھا لوں اسنے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے اسی ارادے سے مرکب
بڑھایا وہاں پر ہوش غلط تھا مرکب بہرام نے سکندری کھائی مشلول کی تلوار سر پر گری سر بہرام زخمی ہوا
بہرام نے دستانہ ملا تیغہ نکل گیا لیکن دریائے خون میں نہا گیا جی داری کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے خالی
دیا سر بہرام جھکا چاہا سر کاٹ لوں صاحبقران کو تاب باقی رہی وہیں سے جھلا کر نعرہ کیا او نامرد کیا
کرتا ہے خبردار جسید یون پر ہاتھ نہ ڈالنا سراسر مردی کے خلاف ہے زخمی پر ہاتھ اٹھانا میں آیا یہ کہکر نعرہ صاحبقران

ہم عفریت از تیغم عاری شد
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

ہمہ تاخت از کفر شد پاک صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سلیمان کو جیک لقب شد بہ قاف
فزود صاحبقران سے زمین

تھرائی مشلول نے کہا صاحبقران نے پیچ مین مرکب ڈالدیا پھر اسم کو پڑھا یا سامنے مشلول کے سینہ
سپر کردیا فرمایا او مشلول پیچ بتا کہ میرے جانشین پر کیا گذری مشلول نے کہا یا صاحبقران
اپنی جان بچائیے سامنے سے اب دولت کے ہٹ جائیے مین نے سر سیدان لندھور کو مارا ملازم انکے
ہندی لاشہ لیکر طرف صحرا کے بھاگے ہین پیچھا نہ کیا اب چلا تھا کہ جا کر آپکے لشکر کو تباہ کرون قدرت کی
قدمبوسی حاصل ہو انکو تا باختر پہونچا دون مگر قضا آپ کی دامنگیر تھی کشان کشان میرے سامنے لائی
حال لندھور سنکر آنکھون کے نیچے صاحبقران کی اندھیرا آگیا فرمایا او بے حیا دور ہو سامنے سے نہین
معلوم تو نے کسطرح گھیر کر لندھور کو مارا نجبا اگر لندھور پر یہی گذری جو تو کہتا ہے اگر پردہ دنیا مین ایک
کو ہی باقی رہجاے تب صاحبقران زمان نہ کہنا لندھور کے خون کے سبب ہوے وارث تجکو مہلت
نہ ملیگی مشلول کہہ رہا ہے کہ یا صاحبقران مجھے آپ پر رحم آتا ہے اب بڑے سن چلے ہین کہ مجھ ایسے دلیر کے
مقابلے مین آئے لیکن درگذر کرتا ہون جسطرف جی چاہے نکلجائیے مین تعرض نہ کرونگا اگر ہوس سلطنت ہے
میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا علاوہ لشکر کے اب تو اپنے ملک سے کوچ کر کے چلا آیا ملک
گیری کرونگا ہر مقام کی سلطنت آپ ہی کو دونگا تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار ہو تمام عالم مین
کھلبلی پڑ جاے کوئی مقابلہ نہ کر سکے صاحبقران ان باتون پر بہت ناخوش ہوے فرمایا کہ او بے حیا
کیون بیہودہ بکتا ہے مقابلہ کر یاوہ گوئی سے کیا فائدہ مین قوت بازو کے قائل کی اطاعت کرون شرم
نہین آتی تجھ ایسے ہزارہا غلامان حلقہ بگوش لشکر مین موجود ہین فوجین مور و ملخ سے افزود ہین
جو ہو سکے قصور نہ کر جب تو مشلول کو بھی تیغ کھینچے ہوے بڑھا کہا اس تلوار نے لندھور و بہرام
کے خون کا مزا چکھا ہے اب تمھارے قتل مین کوتاہی نہ کریگی مدت سے پیاسی ہے شکم خالی خون سے بھر
لیگی خبردار خبردار رکے ہاتھ مارا صاحبقران کو آنکھون سے سوجھتا نہ تھا آنکھون پر غم لندھور
مین پردہ غفلت کلمات سخت و سست سنکر جوش دریاے جرأت مین بار ڈھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
دوسرا دست حق پرست بڑھایا کمر بند مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا تا فرش زمین سے مشلول کو بھی کر
اٹھا لیا سر سے بلند کیا تین لاکھ کو ہی دور ڈپٹ سے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا چار طرف سے تلوارین

پڑنے لگیں بہرام نے بھی زخم کو باندھا فتح طلبی کو ساتھ لیکر جیسا صاحبقران نے ہر چند چاہا گھوڑے
سے کود دوں مشغول کی مشکیں باندھوں ممکن نہوا چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے صاحبقران زخمی
بھی ہوے مگر زنجیر مشغول ہاتھ سے چھوٹی زمین پر گرا چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ
اٹھا لیا چونکہ نامور زخمی ہوا تھا پھر گنبد سے پر سوار ہو اڑنے لگا صاحبقران نرمان شیر از شگاف دلیرانہ
جنگ میں مصروف ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند لیکن لشکر کوہیان بے حد ہو بلوہ ہو صاحبقران پر بہرام
زخمی ہو چکا ہو ساتھ والے جا بجا گھر گئے صاحبقران ہر چند کہ بہت کوشش کرتے ہیں لیکن تا بہ مشغول کوئی
نہیں پہونچے نہایت پریشان ہیں یہ پریشان بہرام کئی سو جوان جمشید میں تیار گلشن خندان ہوے
صاحبقران انتہا کے حیران و پریشان ہوے ساتھ والوں کو بچا ہیں کہ اپنے بچانے کی فکر کریں شہزادہ وحشی بہرام
دیکھیے زنحاری میں پڑ رہا ہو اتنا کا زخمی ہوا ہے لیکن لڑائی سے منہ نہیں پھیرتا کوہیون پر شیرانہ حملہ کرتا ہے جو شخص
اسی انتشار میں تھے کہ صحرا سے گرد اڑی سامنے آکر وہ گرد شگافتہ ہوا افسر بلاد ہندوستان جانشین
صاحبقران لندھور بن سعدان فیل سیمہ مبارک پر سوار ساتھ والے زخمدار و بیقرار لیکن اپنے آقا کیساتھ
چلے آتے ہیں صاحبقران لندھور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئے آواز دی اے جانشین من صدا اپنی سناؤ
ہم تمہارے غم میں بہت بیقرار تھے یہ بے حیا کہتا تھا کہ قتل کرکے آیا ہوں یہ سنکر لندھور نے وہیں سے
نعرہ کیا نعرہ سے جزیرہ ہائے دریا لرزتے تا بہ ہندوستان نزاگر نام تجھے والی شیر لندھور بن سعدان
او مشغول کوہی قابو پرست بد بست جسکو تو نے قتل کیا تھا وہ آ پہونچا انشاء اللہ ہار امرد کبھی تجھپر بھاری
ہوگا مقابلے سے مردان عالم کے عاری ہوگا مشغول نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا کہا یارب
ہندی بڑا سخت جان ہو میں سمجھا تھا مارا گیا نہیں معلوم کیونکر بچا لندھور نے ہندیوں کو لیکر گرا برق تیغ زنی
چمکا ندیا خون کی بہی صدائے الامان بلند ہوئی لیکن خرابی یہ ہوئی کہ ساتھ والے لندھور کے بھی زخمدار صحرا میں
آئے واضح ممکن نہیں ہوا لیکن سب شیر تیغ صاحب قہر چشم لندھور نے گرز مردی اٹھایا جس پر مار دیا
مرکب و راکب ملکے سوائے خون کے نشان کے کچھ اور نہ معلوم ہوتا تھا آسمان سے خون برس رہا سیہ مرکب
نعرہ جوانمردان برق شمشیر کی چمک کمانوں کی کڑک طائران تیر اڑتے پھرتے ہیں مثل مکھی ملکے گرتے ہیں کشتے
پھر کر رہے ہیں سوار جو مارے گئے ہزار ہا مرکب کوتل پیادہ سے بے کل قریب شکستگی ہو نقاروں پر چوٹ پڑی لیکن
صاف معلوم ہر نعرہ تیغ زنی سے صاحبقران کی اولادی پریشان عملیوں نے بال کھولدیے ہیں یا سر قد تعظیم کو اٹھے ہیں

لندھور لڑتا بھڑتا قریب مشلول پہونچا مشلول نے جو لندھور کو آتے دیکھا پلٹ پڑا لیکن بیچ مین دو
چار ہزار کوہی آگئے اُنسے تلوار چلنے لگی لندھور چاہتا ہو دریا سے فوج کو جھیلوں جان پر کھیلوں ان
نامردوں کو جھپٹ کر ... مردوں کو ہی نہین ہٹتے دل کے دل بادل کے بادل فوج کی پلٹنیں سالے سب نے
اس مقام پر ہجوم کیا صاحبقران بھی لڑتے ہوئے اسی جانب آتے ہین مجمع فوج سے مہلت نہین ملتی
ساتھ والے لندھور کے بھی جابجا گھر گئے ہین یکایک حضرات گروا کی اقران کوہی بیٹا مشلول کا
برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُسنے خبر پائی کہ میرے باپ نے لندھور کو مارا لشکر کشی کر کے بر سر
لشکر اسلام گیا ہی ساٹھ ہزار فوج لیکر چڑھ دوڑا اُسوقت آکر پہونچا دور سے دیکھا باپ میرا
لڑ رہا ہی فوج کوہیوں کی بیحساب دو جوانان صف شکن بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین اقران
کوہی نے وہین سے نعرہ کیا ای والد نامدار گھبرایئے مت بدولت بھی آپہونچے اِس بیٹے کی آمد دیکھکر
صاحبقران زیادہ گھبرائے حقیقت مین اقران جو آکر گرا ہمراہیان صاحبقران پر بڑی پڑی بپتا
جابجا مستغرق ہوئے کہین دو گھڑے پانچ ہزار ہین کہین بیس پچیس ہزار ون کا مجمع یہان فوج قلیل اسلام
کو ہیان ذلیل نے مردان عالم کو گھیر لیا ہی جابجا کوہیون نے ملکر پھر ایک جوان کو مارا اب صاحبقران
و لندھور بہت پریشان ہوئے دور سے صاحبقران نے دیکھا اُنکے زخم لندھور کے لوٹے گئے سر سے
خون جاری لیکن جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر ہندی چوم رہا ہی اس حال مین بھی جس غول پر جا پڑا لاشن پر لاشن
گرا دی زمین ہلا دی یہ حال دیکھکر طرف آسمان کے دیکھا دعا کی او مالک مین زمان او خالق دو جہان ای
حکیم و علیم او سمیع و بصیر تیرے بندون کو بچالے اس جنگ مین فتح نصیب ہو لندھور بھی دعا مانگ رہا ہی سب
بندے بیقرار ہر طرف سے مدد اے یار پکار رہا ہی استقامت بلند ہی ہر شخص اپنی زندگی سے نا امید ہی یہی خوب یقین
ہو اگر ان نامردون کے ہاتھ مارے گئے بہشت بریں مقام ہوا دنیا مین نام ہوا اگر بچگئے معرکہ زیان بیدار و مجاہدان
تہور شعار کی فرد مین نام مرقوم ہوگا لیکن زندگی سے مایوس موت کا سامنا کوہیون کا بلوہ اقران نے اگر قیامت
برپا کر دی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوئے صاحبقران نے جو ملک کر دعا کی مجاہد راہ خدا کا درا حالت
وانتھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین کا زلزلہ تھرائی
نقاب دار زرین پوش بصد جوش و خروش برائے شکار جاتا تھا فوج دیوان خونخوار ہمراہ تخت یاقوت نگار پر
سوار پہلو مین عیار طرار پھر پھرے علمہائے زرنگاری کے کھلے ہوئے بیرق ہائے زر لفتی دیو تادون کے

ہاتھ مین سائبان زردوزی کی ہزار گز کا چوڑا مثل ابر گہربار سر پہ نقابدار کے کھینچا ہوا باز سفید سر پر سایہ فگن مثل برق چمک ہاری کاندھون پر دیوزادون کے سرداران نقابدار سوار ایک ایک بہادر جرار نامی نامدار جوانان عالی وقار قضا ے کار ہنگامہ گیر و دار کی صدا کان مین نقابدار کے پہونچی سر جھکا کر پیا سحر عبرت خیز بکھا عیار نے سر پیٹ لیا کہا ای صاحبقران عصر دیکھیے غضب ہوا صاحبقران اعظم لشکر کافران مین گھرے ہین لیکن ماشاء اللہ کس جرات و شوکت سے لڑ رہے نقابدار کی جو نگاہ پڑی گھبرا گیا فوج دیوان کو اشارہ کیا جلد سامنے سے ہٹ جاؤ مرکب ہاراز مین پر اتارو دیوزادون نے ایک چشم زدن مین جوانان صف شکن کو کاندھے سے اتار مرکب انکے سامنے کیے آپ بھاگ کر طرف صحرا کے گئے ایک ابر تیرہ و تار تھا کہ چمکر سامنے سے نکل گیا نقابدار بھی بہ تعجیل تمام پشت مرکب ششی پر سوار ہوا تیغ برق مثال کو نیام انتقام سے لیا بارہ ۱۲ ہزار سواران جرار سے نعرہ کر کے آیڑا آواز دی یا شیدای کفاران بے حیا وای نابکاران چیرہ و نابرکہ واند واند و ہرکہ نہ داند شناسد ہم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر سحر کن بحر و برکشیدہ دیوان قاف ہزبر دشت مصاف ایسے کلمات جرات آیات کہکر فوج کو بہیان مین گھسا شمشیر زنی کرنے لگا ساتھ والے بارہ ہزار کس لطف سے لڑے جابجا تہلکے پڑے صدای الامان آنے لگی صد با علم قلم کیے عیار نقابدار شیدائی کرتا ہوا لڑ رہا ہے سر پہ نقابدار کے باز سفید جنگ مین بھی سایہ فگن ہے مثل عاشق جانباز دیکھ رہا ہے چشم زدن مین نقابدار نے فوج کو تار تار کر دیا سب سے زیادہ اقران کو ہی بلبلاتا پھرتا تھا نقابدار نے ایک مقام پر ڈانٹا آواز دی او نامرد تجکو افسوس نہ آیا تیرے باپ کی فوج کیا کم تھی کہ تو بھی آکر شریک ہوا صاحبقران دور سے جنگ نقابدار کو ملاحظہ فرما رہے ہین فرماتے ہین ای جوابر بن عمرو ایسے ایسے وقت پر اس نقابدار نے مدد کی کہ دل سے فتح کی امید اٹھ گئی تھی ہر مقام پر بعد کر و فر آیا جاہ و جلال دکھایا جرات و شوکت مین بھی بے نظیر زیر نقاب چہرہ زیبا رشک ماہ منیر طور صف شکنی طریقہ شمشیر زنی دنیا سے نرالا معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے معرکے جھیل چکا ہے لیکن مقام حسرت یہ ہے کہ یہ جوان دوست بھی دشمن بھی راہبر بھی رہزن بھی مگر خون رگون مین جوش مارتا ہے جی چاہتا ہے جا کر گلے لپٹا لون ہر ضرب پر احسنت و آفرین ہون میرے دل کو اس جوان صف شکن سے محبت ہے یکہ تاز میدان جلالت ہے وہ دیکھو صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے اقران کے پہونچا اقران بھی جوان زبردست ہے خدا اس شیر صولت کو بچائے اس ماہ آسمان

جرأت کو روز سیاہ نہ دکھائے یہ فرما کر خود بھی لڑتے بھڑتے اسی جانب چلے اُدھر سے نقابدار زریں
پوش نے بھی دیکھا کہ صاحبقران اعظم بقصد کرو فر بقصد جاہ و حشم لڑتے بھڑتے اسی جانب آتے ہیں اب کو
اقران کو بھی پرجا پڑا وہ بھی بے حیا پلٹا تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ اقران نے نقابدار پر لگائے نقابدار
اسکے تیغہ گرانبار کو مثل پھول کے روک لیتا ہے اُسی طرح جواب دیتا ہے ایک مقام پر اُسنے ہاتھ مارا
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا صاف معلوم ہوا دو برقین آپس میں لپٹ گئیں لیکن نقابدار نے
الجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا مرکب کو گدگدایا مرکب سہ جستی نے دونوں ٹاپیں
سر پر اسکے گینڈے کے رکھدیں اب نقابدار نے دست حق پرست بلند کیا نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا
برق شمشیر چڑھ کر گری سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے سر پر گری خود کو کاٹا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے
ہوئے فوج کو ہیان میں ہنگامہ ہوا ساتھ والوں کے رنگ کٹ گئے آواز الامان الامان آنے لگی
دور سے مشلول کوہی نے دیکھا پارۂ جگر کے دو ٹکڑے ہوئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا مثل
رعد جگر قصد ہوا جاکر نقابدار پر برس پڑوں قاتل کو اپنے فرزند کے مہلت نہ دوں للکارتا ہوا
چلا اُدھر سے نقابدار نے مرکب بڑھایا دور سے یہ معرکہ لندھور بن سعدان نے دیکھا کہ اقران
کوہی کو نقابدار نے مارا اب مشلول پر جاتا ہے فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا مشلول کو ڈانٹا او نامرد
ازلی و ابدی مجکو تو نے قتل ہی کیا ہوتا مجھسے آکر مقابلہ کر وہ جوان ملک الموت جان کا قران ہے
اپنے زمانے کا صاحبقران ہے مشلول ادھر پلٹا بیچ میں صفیں کھڑی تھیں لندھور نے اُن صفوں کو بہ
صفائی توڑا اُسکی کمیدان سالداروں کو مارا اب مشلول و لندھور سے مقابلہ پڑا ایک طرف سے
صاحبقران لڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے نقابدار بھی پہونچا اگر کسی اور کوہی نے قصد کیا
لندھور کو روکیں کسی کو صاحبقران نے مارا کسی کو نقابدار بہادر نے للکارا خوب اس مقام پر
کشت و خون ہوا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں ان شیروں کے وہ چھوٹے کے ہاتھ چلے کوہیوں
کے جی چھوٹ گئے بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا گھبرا رہے ہیں کبھی پونے دو سو خداؤں کو پکارتے ہیں بد
حواس عالم یاس نام نقابدار سے تھرا رہے ہیں کبھی کہتے ہیں یارو یہ بُرقع پوش کہاں سے آیا ان
لوگوں کی مدد آسمان سے بھی آتی ہے ظالم نے اقران ایسے قوی بازو کو کس زور و شور سے مارا
اب بھی شمشیر زنی کر رہا ہے صفوں کو درہم و برہم کر دیا افسروں کو تاک تاک کے مار رہا ہے بخت

شکست ہو اُسکی فوج مین بندوبست ہو اِس عرصے مین لندھور قریب مشلول کے پہونچ گیا صاحبقران
اعظم کو بھی یہی منظور ہو کہ اِسکے ہاتھ سے میرے جانشین نے شکست کھائی تھی خدا لندھور کو اُسپر غالب
کیے غم و الم لندھور کا برطرف ہو مشلول نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا لندھور کو انتہا کا غصہ تھا
قطرات خون بھی سر سے ٹپک رہے تھے آنکھون کے نیچے اندھیرا جان دیکر ہاتھ بڑھا دیا بالقادرت پروردگا
کلائی پر اُسکی ہاتھ پڑا لندھور نے چاہا تلوار چھین کر پھینکدون اُسنے زرہ پر ہاتھ ڈالدیا اُسوقت
نقابدار و صاحبقران یہین ولیبار لندھور کے جنگ کر رہے ہین کسی کو بھی کو نہین آنے دیتے لڑتے
بھڑتے دونون زمین پر کود کے کشتی ہونے لگی مشلول دیو پیکر یہ بھی افسر نامور کوئی کسی مقام پر کمی نہین
کرتا سامنے کے داؤ پیچ ہو رہے ہین دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین یہ بڑا فرق ہو کہ سر لندھور
زخمی وہ تازہ دم کوئی زخم ابھی تک نہین کھایا جب لندھور کو ریل کر وہ لے دوڑتا ہو صاحبقران
پریشان ہو کر آواز دیتے ہین ای لندھور بن سعدان ای خسرو بلاد ہندوستان دیکھو کبھی حریف زیادتی
کرتا ہو اپنے کو سنبھالو اب پیچھے نہ ہٹو ان کلمات پر نقابدار آواز دیتا ہو یا صاحبقران اعظم ولے برحال
لندھور دو دن سے بے آب و دانہ سر زخمی حواس مین اختلاف لیکن اس دیو سے خدا آپ کے جانشین کو بچائے
گر خلاف مزاج نہو مین کود کر گھوڑے سے مقابلہ کرون اس جنگی کو ہی کو سزا دون صاحبقران اعظم
فرماتے ہین ای نقابدار بہادر ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہو ایک سے دو ملکر کیونکر لڑین اب
دعا کرو خدا میرے جانشین کی آبرو رکھ لے نقابدار رطب اللسان تعریفین کر رہا ہو کہتا ہو پروردگار
نے آپکو بڑا مرتبہ دیا کیا کیا رفیقان جانباز ملے لیکن اب یہ سب ہمارے قبضے مین ہونگے یا تنہا سے
صاحبقرانی حضور سے لونگا صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ایک طرف ہمارے
تمھارے کشتی ہو نیزہ چلے تلوار کھینچے آج ہی فیصلہ ہو جائے یا تمہارے صاحبقرانی یون نہ ملینگے نقابدار
کہتا ہو بھلا حضور اسوقت کیا موقع ہو لشکر دشمن دباؤ ڈالیگا صاحبقران فرماتے ہین کیسا دوست و
دشمن جب شیر بھیڑیے پھر نہین کہتے نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور یا تنے تو ضرور لونگا لیکن چاہتا
ہون حضور سے نہ لڑون آپ کے لشکر مین جو سب سے زبردست ہو اُس سے لڑوا دیجیے آپ تماشا
دیکھیے اگر سر میدان غالب آؤن جرأت دکھاؤن یا تمہارے صاحبقرانی حضور سے پاؤن ورنہ
جا کر کسی گوشہ عافیت مین بیٹھ رہون پھر ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لاؤن صاحبقران

انھون نے فرمایا بہادر مجھے تو اپنے قوت بازو پر ناز ہے تین خود جانتا ہون نقابدار خاموش ہو رہا اشارے
تین عیار سے کہا تم دیکھو تو جا پیچ بین یہ غصہ چڑھی بات نہین سن سکتے اسی وقت موجود ہین
عیار نے چپکے سے کہا خدا انکو سلامت رکھے دین اسلام کی آبرو ہین فرا آتش راہ دین اسلام صاحبقران
عالی مقام مہ کوب کافران قاتل دیوان دانا و ملوک شیر روان حقیقت مین انکا مثل نہین ہے حضور
بڑی مشکل سے بانے ملینگے طفتے زمین کے بینگے نترائی کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو لندھور پر کوئی اور
آپڑے کو ہیون نے پھر مجمع کیا سب افسر ملکر دیتے ہین ڈرانے کو بات بجاتے ہین دیکھیے سب بڑھے چلے
آتے ہین نقابدار نے کہا کیا مجال خود صاحبقران زمان سامنے موجود ہین یہان لندھور و مشلول سے
کشتی ہو رہی ہے ایک مقام پر مشلول لندھور کو لے دوڑا سات قدم پر آکر لندھور نے لنگر پا مشلول
اوپر آکر چھایا بڑے بڑے زور کیے لنگر مین لندھور کے حرکت نہوئی کانپنے لگا لندھور اپنے مقام
سے مثل شیر غضبناک جھپٹے ریل کرتے دوڑے مشلول چاہتا ہے دشمون نہین ٹھہر سکتا یون آتا ہے
جیسے تپا بادتند مین اڑتے اکیس قدم لندھور ریل کر مشلول کو لائے دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے
ہر دوست و دشمن کا یہی قول ہے کہ یارو لندھور جانشین صاحبقران بادشاہ ہندوستان جنگ
دیدہ کار آزمودہ آٹھ پہر سے بے آب و دانہ ہو اسپر یہ کیفیت واہ رے جرأت مگر لندھور مشلول
کو ہی پر چھا گیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا صدائے تکبیر بلند کی پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا ساری سرکشی بھولا چاہا دھر لندھور
کا اُکھاڑ اوٗن لندھور نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پیچھے مشلول کو چرخ دیا زمین پر مارا اُسنے
قصد کیا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون لندھور نے دوڑ کر ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے چت
لندھور کود کر چھاتی پر اُس حال مین فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے مشلول نے جواب
سخت دیا لندھور سنتے ہی غصے مین اُٹھا ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبایا ایک کو تھام کر جھٹکا
مارا مثل کمر پاس گھٹنے چیر کر پھینک دیا لیکن بسبب زخمداری کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لہرا کر گرا
بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ لندھور کو اُٹھایا فیل ہیمونہ مبارک پر ڈال دیا کوہیون
مین غل بلند ہوا یہ وہ مارا افسر مارا گیا لٹ پھر گران سب کو مار لو فوجون نے بلوہ کیا چاہا لندھور کو
چھینیں لین ہاتھی کے قریب آئے صاحبقران نعرہ کرکے پہونچے ہاتھی کو پشت پر لیا

سینہ سپر کر دیا ایک طرف سے نقابدار آگے گرا لشکر بے سردار کیا لڑ سکتا تھا شمشیر زنی نقابدار کی شرار
بھی بڑے لطف سے لڑ رہے ہیں عیاروں نے سیکڑوں کو حقۂ آتشبازی سے جلا دیا آخر تاب نہ لا سکے لاشہ
مشلول اقران کا اٹھالیا دامن صحرا کو مقام پردہ پوشی سمجھ کر بھاگے صاحبقران نے پیچھا کیا
نقابدار بھی دور تک آیا صاحبقران نے آواز دی بس بھاگنے والوں کا پیچھا نہیں کرتے صاحبقران
کے رکنے سے سب ٹھہر گئے لیکن نقابدار مرکب اڑاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی یہ
جان نثار رخصت ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا اب کہاں جائیگا یا نہالے صاحبقرانی
تو لیتے جائیے اب میرے ساتھ چلیے کوہ عقیق پر مجمع عالم انبوہ خلائق ہو بڑے بڑے پہلوان
گرد گردن کش موجود ہیں سب تماشا دیکھینگے انصاف ہو جائیگا قلب تسکین پائیگا روز
کا جھگڑا مٹے آپکو خیال جرأت مجھکو ملال شوکت یوں فیصلہ ہوگا نقابدار نے دست بستہ عرض
کی اگر حضور کو یہی منظور ہے حاضر ہونگا اب تو سردست مجھکو ضرورت ہے ایک مقام کی مہم
درپیش ہے پھر کسی وقت آؤنگا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر یہ تو ظاہر ہے کہ تم ہمارے
محسن ہو بڑے بڑے مقامات پر مدد کی ہیں ممنون و مشکور ہوں لیکن چاہتا ہوں اپنے کو ظاہر
کرو تمام نامی اسم گرامی کیا ہے کس گلستان بے خزان کے گل ہو کس آسمان شجاعت کے ماہ
کامل کس دریائے جرأت کے نہنگ کس بیشے کے پلنگ ہو ہمیں تمہارا بڑا اشتیاق ہے ہم نے وقعات کے
بھی حالات سنے کہ اکثر قہقہہ حبشی کی فوج سے لڑے کربت کو شکست دی اکثر دلاوران قاف نے جرأت
و شوکت تمہاری بیان کی امتحان ہمارے تمہارے ضرور ہوگا ہم تو چاہتے تھے ہمارے ساتھ تشریف
لے چلیے مقابلہ ہو جائے مدت سے یہ امر یونہی معطل چلا آتا ہے یہ کیفیت فیصلہ ہو جائے نقابدار
سر جھکائے کھڑا رہا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا بگوش ہوش سنا عرصہ تک سر دھنا سوچ سوچ کے جواب
دیا اے شہریار ہوس تو مجھکو بھی یہی ہے کہ میرے آپ کے فیصلہ ہو جائے یہ جھگڑا انجام پائے لیکن
فی الحال ناممکن ہے میں وقت پر حاضر ہونگا ایسا ہی مقام پر مقابلہ ہوگا کہ عالم عالم دیکھے دنیا دیکھے
اور نام اپنا تو میں ابھی ظاہر نہیں کر سکتا اس سے معاف فرمائیے اس مقدمہ میں تو کچھ نہ کہیے آپ تو
محسن فرمایا یہ بندہ نوازی ذرہ پروری میری کیا مجال ہے کہ میں حضور پر احسان کروں وقت پر حاضر
ہوا جان نثاری خدمتگزاری جہانتک ہو سکی بجالایا بندگان عالی کا یہی کام ہے یہ ارشاد

حضور کا مجکو ممنون و مشکور کرتا ہی یہ کہکر لقا بدار پلٹا کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر پشت مرکب
پر سوار ہوا فوج کو آراستہ کیا عیار نے آواز دی دیوان قاف حاضر ہوے اُسی طرح جوالون کو اپنے کاندھے
پر سوار کیا تخت یاقوت نگار پر لقا بدار سائیان زر بفت کھلینچا یا زریں بانہ آیا اُس لقاب ادوج
جرأت کے سر پر سایہ فگن ہوا اس عظم و شان سے لقا بدار عالی مقدار نوبت نقارے بجاتا ہوا
روانہ ہوگیا لندھور بن سعدان بیہوش تھا شام قریب تھی صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا اسی وقت
بارگاہ استاد کرو شب اسی مقام پر بسر ہو لندھور کی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہو شکر ہے کہ
مین نے اسکو صحیح و سالم پایا الغرض لندھور و بہرام نے بارگاہ استاد کی یہ دونون کوہی جو مارے
گئے مال بھی بہت کچھ دستیاب ہوا اسپ ہندی جلیبی تھکے ماندے زخمی اپنے اپنے مقام پر آکر فروکش
ہوے علاج ہونے لگے صاحبقران نے اکثر زخمون مین لندھور کے ٹانکے دیے بعد فراغ امور ضروری
آرام فرمانے کا قصد ہوا کہ صاحبقران کو یاد آیا فوراً جواہر بن عمرو کو بلایا کہا ای جواہر ہم لشکر سے
چلے آئے ایسا نہو بادشاہ حمیجاہ انتشار مین سوار ہو بیٹھین تم جا کر اس فتح کی خبر دو انشاء اللہ
ہم بوقت سحر بعنایت رب اکبران سب زخمیون کو لیکر لشکر ظفر اثر مین آپہنچینگے جواہر نے عرض کی حضور میرے
سوا لشکر مین کوئی عیار نہین ہی ایسا نہو کوئی عیار سکار غدار دشمن سرکار کچھ آکر فتور کرے تو بڑی
خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا اب مقابلے مین ہمارے کوئی حریف نہین ہے علاوہ ازین حافظ
حقیقی مالک تحقیقی حفاظت کرنے والا ہو اعتبار و تردد بیجا ہی جواہر نے سر جھکالیا بموجب حکم
صاحبقران سمت لشکر ظفر اثر روانہ ہوا فلک کج رفتار گردون غدار کو کجروی کا بہانا ہوا قضائے
کار الفاقات روزگار عنتر صبادم عیار شلول کو ہی بھی لشکر کے ساتھ تھا جب دونون باپ
بیٹے مارے گئے کوہیون نے بہ مشکل دونون کے لاشے اُٹھائے روتے پیٹتے سمت قلعہ جلد بیر جہان کا
حاکم عدیل کوہی باپ شلول کا ہی ملاح کر کے روانہ ہوے لیکن عنتر صبادم تغیر بنکر لشکر مین
پھرنے لگا جب لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی کوتوال ماہتابان فوج ثابت و ستارگان
ہمراہ لیکر برائے طلایہ پھرنے لگا دزد شب کمینگاہ مین عنتر نے دیکھا دیر سے شب گذری
پھرتا ہوا پشت بارگاہ لندھور پر آیا دلمین سوچ لیا ہی کہ اے عنتر اگر عدیل کے سامنے جائیگا
وہ بہت بلبلائیگا میرا بیٹا و پوتا مارا گیا تجھسے کچھ نہو سکا اگر بن پڑے تو افسر لشکر

صاحبقران نامدار کو جاکر لیجاؤن عدیل کو بھی اسکو قتل کرکے دل اپنا ٹھنڈا کرے یہ سوچکر بیابان
قریب بارگاہ آیا سراچہ چاک کیا دیکھا ایک جانب لندھور ایک سمت صاحبقران آرام فرما رہے ہین
خدمتگار چپ چاپ حاضر ہین عنتر نے چند دانہ ہائے بیہوشی شمع ہائے کافوری پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا
خدمتگار بیہوش ہوے عنتر جھپٹکر قریب صاحبقران کے آیا پہلے تو قصد تھا دونون کو لون پھر سوچا
کئی منزل جانے کا قصد ہے لہذا بعد عظیم ہر دونون کو نہ لیجا سکونگا پس افسر اعلی کو لون پس صاحبقران
زمان کو اس بے حیا نے بیہوش کیا پشتارہ پشت پر لگایا آج اہالیان لشکر سب غافل تھے قیامت
کی تلوار چلی جنگ عظیم واقع ہوئی اسوجہ سے کوئی بیہوش کوئی بوجہ زخمداری بیقرار بعض نے کھانا
بھی نہین کھایا اپنے اپنے بستر پر گرتے ہی سوگئے بہ اطمینان تمام یہ بدانجام پشتارہ صاحبقران
عالی مقام کا لیکر نکل گیا یہ تو طرف قلعہ حدیبیہ کے جاتا ہے وقت پر ذکر تحریر ہوگا یہان بوقت سحر مقبل صاحبقران
صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین چھپر کھٹ صاحبقران کا خالی سراچہ چاک
پس یہ کسی عیار کا ثابت ہوتا ہے اسنے گھبراکر لندھور کو جگایا بلکہ شاہ بہرام آیا دیکھا مقبل رو رہا ہے
معلوم ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا اب تو لشکر مین غل ہوا بہرام نے کہا بڑے غضب کی بات
ہے نہین معلوم کون آکر ہمارے آقائے نامدار کو لیگیا اب کیا تدبیر کرین کوئی عیار ہوتا تو اس
معاملے کو سمجھتا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سب اسی پریشانی مین تھے وہان شب کو جواہر خدمت بادشاہ
مین پہونچا سب کیفیت ظاہر کی بادشاہ نے فوراً فرمایا تم ابھی پلٹ جاؤ اپنے سامنے صاحبقران کو
سوار کرا کے لاؤ صحرا مین ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری جانب سے عرض کرنا حضور کے ہزارہا دشمن
ہین اگر حضور تامل فرمائینگے مین خود آتا ہون جواہر رات ہی کو واپس ہوا صبح کو آکر پہونچا یہان
یہ ہنگامہ بپا تھا جواہر سے بہرام و لندھور نے سب کیفیت بیان کی جواہر نے منھ پیٹ لیا کہا
مین اسی واسطے نہ جاتا تھا مگر صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا جو کچھ خوف تھا وہی ہوا صاف ظاہر
ہے کہ کوئی عیار کسی کوہی کا رہگیا شب کو صاحبقران کو بیہوش کرکے لیگیا لیکن اب میری
صلاح یہ ہے کہ آپ سب صاحب لشکر مین تشریف لیجائین بادشاہ کو مطمئن کیجئے مین تلاش
مین اپنے آقائے نامدار کی جاتا ہون انشاء اللہ ضرور پتا لگاؤنگا لندھور وغیرہ گریان
و نالان طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے جواہر بن عمرو تلاش

مین صاحبقران زمان کے چلا اول ذکر قلعہ حدیبیہ کا وجہ لازم ہے کہ عدیل کو نرف اس قلعہ کا حاکم و
ناظم ہے جب اُسنے خبر سنی کہ میرا بیٹا اور پوتا براے مدد خداوند لقا گیا ہے اپنے وزرا امرا سے صلاح کر کے کہا
یا وہ مشغول ہم اقران ابھی کم ہین مجھسے دونون نے ذکر بھی نہ کیا ورنہ اس مہم پر مین جاتا جانتے ہے
قدرت کو تا بہ باختر پہونچا یا پہلوانون نے عرض کی حضور آپ کے فرزند دلبند یکتا ناز میدان شجاعت
افسر لشکر جرات لیق تہم صاحب زور و طاقت انکا کون مقابلہ کر سکیگا دیکھیے خبر فتح آیا چاہتی ہے
یہ ذکر تھا کہ صدا رونے پیٹنے کی بلند ہوئی لاشہ مشغول اقران سامنے عدیل کے رکھا یا تمام کیفیت بیان
کی عدیل نے سر دے مارا کہا یارو جو کچھ مین کہتا تھا آخر وہی ہوا یہ دونون جنگ نادیدہ جا کر پھنس
گئے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب لشکر حمزہ کی تباہی ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا جلد تیاری کرو
مابدولت خود جائینگے حمزہ سے مقابلہ کرینگے سبکو گرفتار کر کے قدرت کے حوالے کرونگا یہ کہکر سبکو
حکم دیا بہت جلد تیاری کرو فوراً کوچ کرو ن مسلمانون نے مابدولت کو جرأت دکھائی یہ تو بیٹھا ہوا
بلبلا رہا ہے لیکن عشتر صیادم پشتارہ صاحبقران دوش پر اٹھائے ہوا چلا آتا ہے خوشی مین پھولا ہوا یعنی
مین نے اپنے آقا کا بدلا لیا افسر لشکر مسلمانان کو گرفتار کر لایا عدیل بہت خوش ہوگا ایک دن
اور ایک رات اسی طرح رہروی کرتا ہوا چلا آیا جب سرحد قلعہ حدیبیہ مین پہونچا یعنی قلعہ پانچ کوس
پر رہگیا تھا تھکا ماندہ ایک نہر پہ آکر ٹھہرا پشتارہ صاحبقران کا ایک تختہ سنگ پر رکھدیا ہاتھ
منھ دھونے لگا یہ نہ جانتا تھا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا اب وہ بچا دشوار ہوگی نیرنگی فلک
کجرفتار سے آگاہ نہین بقول شاعر شعر ہر دم از این باغ برے میرسد + تازہ تر از تازہ تری میرسد
کھڑا اٹھل رہا ہے چاہتا ہے کہ چاق و چوبند ہو کر طرف قلعہ کے روانہ ہون اسی فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا
سے گرد اٹھی اک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش بادپای تشکین پرند پہ سوار نیزہ خطی ہاتھ مین
تیغ ہلالی زیب کمر پشت پر سپر مادیان طرارے بھرتی ہوئی باز بلند پرواز ہاتھ مین شکار کھیلتا ہوا نقابدار آ
عالی مقدار پشت پر چالیس سوار اُس کے جیسے دن پر نقاب پردہ ابر تنک مین آفتاب نگاہ نقابدار
کی عشتر پر پڑی عشتر اب بجز تحمل چارہ ہے اس خیال سے کہ اپنے مالک کی عملداری مین آگیا
یہان کون آنکھ ملا سکتا ہے نام سے عدیل کو ہی کے سرکشان دہر تھرتے ہین شیر بھی اسکے
بیشے مین نہین آتے ہین لیکن نقابدار گھوڑے کو پو قدمی لگائے ہوے اسطرف آنکلا

پھر غش کر گیا وہان عنتر نے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا ہو چہرہ کھولدیا اس خیال سے کہ ٹھہر پر بیہوشی
مین گذرنے ایسا نہو جھڑک کر طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلجائے نگاہ نقابدار کی جمال بیمثال حمزہ
صاحبقران پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صولت ہر چند کہ بیہوش ہے لیکن دبدبہ و شوکت چہرے
سے آشکار عارض نور رشک گل گلزار زلفین خلیلی پر غبار پڑا ہوا پریشانی ظاہر ہے اس پیچ وخم کے
راز سے باریک بین بخوبی ماہرین حلقہ ہائے گیسوے خمدار مین دل تردد منزل نقابدار پھنسا سینے پر ہاتھ
رکھ لیا بیساختہ منھ سے آہ نکلگئی نیزہ ہلاتا ہوا قریب عنتر کے آیا کہا او سفاک بیباک تو کون ہے یہ کس بیگناہ
پر دست انداز ہوا کیون کمندون مین اسکو باندھا اس جکیل رئیس نے کیا خطا کی عنتر نے کہا یہ پہلوان
دوران گرشاسپ جہان عدیل کو ہی کا گنہگار ہے مشلول کو ہی لوقران کو ہی دونون باپ بیٹے
اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے میرا نام مہتر عنتر اسی جرم مین گرفتار کر لایا ہون قلعہ حدیبیہ مین جاونگا
یہ جوان قابل دار ہے ہمارے مالک کا گنہگار ہے نقابدار نے کہا یہ کہ انکا بادشاہ خوش انجام ہے اس
رستم خصال کا کیا نام ہے اُن دونون کو اسنے کیونکر قتل کیا صاف صاف ظاہر کر عنتر نے کہا یہ وہ جوان
ہے جسکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو زیر و زبر کیا اسی وجہ سے
اسکا لقب تمام عالم مین مشہور ہے کشتہ رہ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن
ہاشم بن عبد مناف ثانی سلیمان داماد نوشیروان اقبال ہمارے بادشاہ کا تھا کہ اس شیر بیشۂ
جرأت پر میرا پنجہ قابض ہوا اب لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاونگا مقابلے کو آپنے فرمایا سر میدان
لڑائی ہوتی تھی بہ جرأت و شوکت بفنون سپاہ گری اسنے انکو قتل کیا اسی وجہ سے ہاتھ اسکے قلم ہوگئے
ایسے شیرون کو مار ڈالا یہ سنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا او بیحیا نامرد ان نالائقون کو منع نہ کیا کیا
لڑائی مین پان پھول بٹتے ہین اتنے بڑے قد و قامت کے جوان حقیقت مین دیو تھے اس شیر صولت کے
ہاتھ سے مارے گئے اسمین شکایت و حکایت کیا پشتارہ چھوڑدے اپنی راہ لے عنتر نے کہا اے نقابدار
ایسا خیال نہ کرنا یہ بڑے بہادر کا گنہگار ہے آپ ابھی ڈالی مین رہتے ہین ایسے کلمات کہتے ہین عدیل
کو ہی قیامت برپا کریگا جس راہ سے آپ آئے ہین بہ کیفیت چلے جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی مین
انکا عیار ہون صاف صاف جا کر کہدونگا اس ملک مین رہنا مشکل ہوگا یہ سنکر نقابدار آگے بڑھا
کہا او بیحیا ہمکو ڈراتا ہے ہم تجکو زندہ کاہے کو جانے دینگے ایک ہاتھ مین فیصلہ کرینگے عنتر نے کہا

کسی کی کیا مجال ہے کہ پشتارہ مجھسے لے سکے نقابدار نے کمان کیانی روش سے اُتاری عمر طرف
پشتارے کے چلا کہ پشت سے سلسلہ کمان کا گوشہ کانوں تک آئی اور خطا کار آگے نہ بڑھنا دیکھ تو وہ تیر
ملامت ہوگا اور پابند دام جہالت طرف پشتارے کے نہ جا عمر ذرا ٹھٹکے دیکھا نقابدار نے تیر بچلہ کمان
مین پیوست کیا عمر گھبرایا کہا او نقابدار کیا کرتا ہے دیکھ مین چلاتا ہون ابھی غل مچاتا ہون نقابدار
تیر انداز بیباک بیہیبت و چالاک نے تیر مار دیا کچھ خوف نہ کیا عمر نے جست کی ورنہ سینہ پر کینہ پہ پڑتا مہرہ پشت
کو توڑ کر پار گذر رہتا لیکن شانہ ملعون کا نشانہ ہوا اب تو بچا گئی شانے سے خون بہتا ہوا لیکن پھر پھر کے
دیکھتا ہے نقابدار نے دوسرا تیر ترکش سے نکالا آواز دی خبردار اگر اِدھر دیکھا ابکی نہ بچیگا عمر نے جان کو
غنیمت جانا سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا نقابدار گھوڑے سے کودا ساتھ والون سے کہا صاحبو بڑی
بدنامی کی بات ہے سب صاحبون نے سُنا یہ جوان داماد نوشیروان جسکے ہمارے بزرگ خراج گذار رہے
اسطرح نہین کہ شاہ ہفت کشور راضی ہون کہ داماد ہمارا مارا جائے بیٹی نہ بیوہ ہو جائیگی اسوجہ سے تمنے
بچالیا دوسرے یہ بڑا اعتراض ہے خطا کیسی لڑائی ہوئی بیہہ مارے گئے یہ البتہ سراسر خطا ہے کہ ایک صاحب
جرأت و شوکت کو ایک مکار عیار شب تیرہ تہ بارہ مین گرفتار کرے پھر دم جرأت کا بھرے اسکو اٹھا کر ہمارے
باغ مین لیچلو دو دن مہمان رہیگا ایک مرکب مع سلاح دیدینگے دعائین دیتا ہوا چلا جائیگا مجمع بہادران
ان مین جاکر ہمارے احسان کا ذکر کریگا نام کے واسطے ہر شخص ہر ایک کام کرتا ہے بہادری لیاقت پر
مرتا ہے ساتھ والون نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا دو چار نے ملکر پشتارہ صاحبقران کا ایک مرکب پر رکھ لیا
نقابدار برابر اُسی مرکب کے کبھی ہاتھ تھام لیا کبھی غبار چہرہ پر نور سے جھاڑا اس کیفیت سے لیکر صاحبقران
کو نقابدار اپنے باغ مین آیا اوّل دروازے کا بند و بست کیا بارہ دری مین لاکر صاحبقران کو
مسند پر بٹھلایا کمندین کاٹ دین نشان کمند جو ان کے جسم اقدس پر پڑگئے تھے نقابدار نے
ہر ایک نشان پر آنکھین ملین کہا دیکھو صاحبو کیا ظالم تھا ایسے رئیس کو کس بدعت سے باندھا
ساتھ والون سے کہا گلاب کیوڑا بید مشک لاؤ چھڑک کر ہوشیار کرو مین ذرا سامنے سے ہٹ
جاؤن تم لوگ باتین کرنا مناسب ہوگا تو مین بھی چلی آؤنگی ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سیہ جلیلہ دختر
بلند اختر عدیل کوہی ہے نام اسکا ملکہ سہیل سمن عذار ہے حقیقت مین گلعذار و ماہ رخسار ہے
بیرا سے شکار گئی تھی صاحبقران کو دیکھکر خود شکار ہوئی لیکن حیران و پریشان کہ اب کیا کرون آخر

پھر سو چکر ستون کی آڑ میں کھڑی ہوئی کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کنیزون نے فوراً شیشے گلاب کے ہاتھ میں لیے سر بھی سب جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھکر پی جاتی ہین آپس مین اشارے کنایہ ہورہے ہین ایک کہتی ہے ملکہ عاشق ہوئی ہین ایک کہتی ہے وہ رحم دل ہین وہ کیا عاشق ہونگی خود آسمان خوبی کی وہ کامل ہین ایک کہتی ہے خیال تجھے کیا امکان ہے قتل کا اختیار ہے ایک کہتی ہے انکے باپ کا گنہگار ہونا کہ چوٹیان کاٹی جائینگی جو کوئی افتاد پڑے کیا جواب دوگی ایک نے کہا ہماری بلا جانے وہ نادان نہین ہین نیک و بد سمجھ لینگی آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ایک نے کہا یک نوکر وایک بیچارہ غریب مسافر غش مین پڑا ہے ایسا نہو اسکا دم نکلجائے ایک نے بڑھکر گلاب کا منہ پر چھینٹا دیا ایک نے تلوے سہلائے ایک اسی حیلے سے لپٹی جاتی ہے ملکہ دور سے دیکھ رہی ہے کہ حمزہ صاحبقران نے آنکھ کھولی چہار جانب دیکھنے لگے اول مقبل کو آواز دی جب صدائے مقبل نہ آئی گھبرا کر اٹھ بیٹھے دیکھا سامنے اک باغ رشک ارم چمن ہائے طولانی ہر مقام لاثانی طائران خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر ایک سرو رشک قد محبوب نخل ہائے خوش اسلوب نرگس دیدہ بازی کر رہی ہے قمری عشق کا دم بھر رہی ہے ایک جانب طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز قمریون کی صدائے کوکو طوق محبت بہ گلو بلبل زار بہلوے گل مین پھولی ہوئی بیٹھی ہے جدا ہونا گل سے بار پھول خود اسکے گلے کا ہار ہے برگ و بار سے صنعت باغبان قضا و قدر پیدا ہے رنگ سے اسی کی یکتائی ہویدا زیر نخل پھولون کے انبار ہے درخت سایہ دار ہوائے سرو عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے حقیقت مین نسیم سحری نشہ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر برگہائے شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور جوانان چمن مصروف عیش و سرور اشعار

چلی ہے گلشن عالم مین ایسی باد بہار
ہوئے ہین سبزۂ خط کو ہے جسکے رنگ سے عار
ہر ایک خاک شفا ہو کہ خاک ہو تریاق
نظر مین سبکی ہین انگشت صورت گلنار
جو راستی کے نہالان خلد ہین داعی
ہے جسکے سامنے کا نور نذر تا تار
مگر ابھی ہے بتانو کی عشق بیچے سے

کہ جسکے فیض سے نار خلیل ہے گلزار
چمن کی خاک ہے خاک شفا سے بھی بڑھکر
چمن مین کھاد کی جا ڈالتے ہین ہم الفاظ
ہر شش جہت کا چمن ہے بہشت خلد نہ خالق
تو سرو باغ جہان کیجے حق مین جس سے سردار
عجب روش سے اب راستہ ہے باغ جہان
گلون کے سر پہ جوانان باغ کی دستار

زمین ہوئی ہے یہ سرسبز باغ عالم مین
کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار
ہے سرو ابر بہاری سے آتش زرتشت
عیان ہے سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار
ہر ایک گلین ہے دلکش وہ کاخ گلکدۂ مشک
کہ جسطرح ہو کسی بادشاہ کا دربار
ہین ہر شجر پہ نواسنج خوش خیالی سے

مغنیان چمن یعنے عندلیب ہزار
ترانہ سنجیون مین لطف دیتے ترانے کا
الاپتے ہین عنادل جو سُر بکھب نہار
سواد گلشن عالم مین اب یہ ہے تقریر

گہر بنے صدف گل مین قطرہ شبنم
جھلک جو ان کی برنگ صدف آموسے تھا
یہ خوشنما ہے رخ گل پہ قطرہ شبنم
بیاض صبح کی صورت ہے مطلع انوار

لگی ہے موتیا نیسان بر لب یہ گوہر بار
قرار و ہوش و خرد کو ہے وجہ مین حقیقت
کہ جھیکرا ہے عرق عرق ہے ہر رو نگار
صاحبقران زمان حیران حیران

اُس باغ بہشت آئین کو دیکھ رہے ہین چند نازنینان ماہ پیکر کو دیکھا کہ سامنے دست بستہ حاضر ہین آمیر حمزہ صاحبقران نے حیران ہو کر فرمایا اے نازنینان گلعذار و اے حسینان مہ رخسار یہ کیا مقام ہے یہان کے حاکم کا کیا نام ہے ہمین اس مقام پہ کون لایا آن پری زادان ماہوش نے شرما کر سر جھکائے ایک اُنمین نہایت شوخ و شنگ تھی مسکراکے جواب دیا صاحب آپ نے نہین معلوم کیا خطا کی تھی ایک مکار عیار ملا روزگار آپکا پشتارہ باندھے ہوے لیے جاتا تھا ہماری ملکہ عالم رحم دل برائے شکار تشریف لیگئی تھین آپکا حال زار دیکھکر رحم آیا اُس مکار کو مار کے نکال دیا آپکو چھین لیا اس باغ مین لیکر آئین صاحبقران نے فرمایا تمھاری ملکہ عالم کہان ہین اگر سرفراز فرمایا جانے بچائی تو سامنے تشریف لائین مشتاق کو روے زیبا دکھائین ملکہ ان باتون کو سُنکر پھڑک گئی لیکن ستون کے پیچھے چھپی کھڑی مسکرا رہی ہے سنبل نامے اک کنیز پیچ و تاب کھاکر آگے بڑھی کہا میان سپاہی صاحب اُس عیار کی زبانی یہ تو ثابت ہوا کہ آپ بڑے زبردست پہلوان ہین مشغول کو بھی واقران کو بھی کوٹ کر سر میدان مارا وہ عیار مکار انھین پہلوانون کا تھا جو آپ کو گرفتار کر کے یہان لایا ملکہ کو رحم آیا آپ کو بچایا وہ سامنے کا ہے کو تشریف لائینگی مگر ہمین جلیل مسافرون کی کفیل گھوڑا وغیرہ آپ کو سرکار سے ملیگا اور جو طلب فرمایئے گا ملیگا ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لیجایئے آج سے توبہ کیجیے تلوار باندھنا چھوڑ دیجیے کسی کا خون کرنا بُری بات ہے باعث قہر و غضب لات و منات ہے آخر فوراً مبتلاے بلا ہوے عزیز و اقارب اُسکے واویلا وار خون رہیے جس مقام پہ پائینگے دشمنون کو خون مین نہلائینگے یہ سُنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا نیکبخت اپنی زبان سنبھال کبھی چاہنے والے سے یہ ناز نخرے ظاہر کر ہر کس و ناکس سے کلام کرنا اپنا طریقہ نہین جہلات کا جواب دینا طریقہ مردان عالم سے خلاف ہے اگر تمھاری ملکہ نے بچایا بڑا احسان ہوا آخر وہ لیکر ہمکو کہان جاتا وہان ہمکو بھیجدو اپنے جرم و خطا کا کلام کرلیجئے ترک سپاہگری بہت دشوار ہے یہ عبد ذلیل مجاہد راہ پروردگار ہے لات و منات کون جانور ہین جنکے

قہر و غضب سے ہم مبتلائے بلا ہوئے وہ پہلے اپنے کو قہر الٰہی سے بچائین تب دوسرے پر غصہ کرین تمہارے بڑے خداوند زمرد شاہ باختری ہاتھ سے ہمارے بھاگے بھاگے پھرتے ہین جب کہ شہر دن مین کسی نے دامن بیادہ دیا کوہستان مین بھاگ کر آئے یہ فرما کر صاحبقران لاحول پڑھتے ہوئے اپنے مقام سے اٹھے ملکہ سہیل عاشق جمال صاحبقران ہو چکی تھی ان باتون نے اور زیادہ بیقرار کیا دل نے کہا یہ شہریار باتون سے کیڑون کی رنجیدہ ہو کر جاتا ہے اپنے مہمان عزیز کو روکنا واجب ولازم ہے گھبرا کر ستون کی آڑ سے نکل آئین ضبط نہو سکا بڑھکر فرمایا صاحب آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غصہ نہ کیجیے ہم آپ کے حال سے بخوبی آگاہ ہوے اس کاشانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائیے چونکہ صاحب لیاقت ہے یہ شعر برجستہ زبان سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ❊ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ❊ یہ صدائے فرحت انگیز جو کان مین صاحبقران کے آئی بیتاب ہو کر پلٹ پڑے دیکھا ایک چلبلا کا نکلا ہوا ساقد گلعذار ماہ رخسار قد سرو باغ رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی غنچہ دہن سیم تن گلبدن رشک چمن پیلے پر آیا وہ تمتمہ نور کہون یا جوش مین حباب لب دریائے شان و دن حسن

قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تضمین سے ایسا

شعر کا کل سے ہوا اسکے مثلث ثابت
نہ رہا سبع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موئے کمر کا موزون

قامت راست کو تمثال کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے وملے

یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان کے لیے پکارے کو کو
بولی حق سرۂ قمری یہ ہو گویا جادو

راتون سوچے ہین شب تار مین ہین نئے مضمون
تیری کنگھی جو گئی کفر مین کیا اسکو لکھون

جیسے لیلی کے تصور مین ہو حیران مجنون
تیرہ اس سودے مین جل جل کے ہوا میرا خون

الف لیلا کے بھی ظلمات مین کاٹے چلے
مثل ہو جائے پریشان عدم مین پہلے

عجب حور خصال پر نظر پڑی آنکھیں دیدۂ غزال کو آنکھیں دکھانے والی نرگس کو سامنے ان چشم فسون ساز کے سکتا ہے سنبل کو زلفوں سے پیشانی آئینہ حلب کو رشک برد سے رخسار رشک ماہ و شفاف تیرا لی سب اعضا اپنے اپنے مقام پر موزون تن تر و قد غیرت شمشاد گلبدن و جمال حور تمثال بقول میرحسن نظم

جہان راستی چاہیے راستی	کجی ہیں جگہ چاہیے وان کجی
ہراک اپنے موقع سے وقت ضرور	تبسم حیا ناز و شوخی غرور

سراپا کو دیکھکر صاحبقران مثل تصویر بتصویر خاموش دل میں بحر الفت و محبت کا جوش آ دہر اُس مہ جبین نے سر جھکایا پیشانی نور آگین پر پسینہ آیا ادھر صاحبقران مضطر و بیقرار خواہش دل کو کاہش بڑھکر ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا ملکہ سہیل نے دانت کے نیچے انگلی دبائی نار سے اشارہ کیا ہان ہان یہ کیا دیکھو سب کنیزین سامنے کھڑی ہین اسطرح جو ملکہ نے اشارہ کیا ہرچند کہ صاحبقران رستم صولت سہراب جرأت ہین لیکن حسن جہان سوز جمال سے ڈر گئے ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ بڑھکر مسند پر بیٹھی اشارے سے کہا بیٹھ جائیے کنیزون کی باتون سے آزردہ نہ ہوجیے صاحبقران پہلو مین آکر بیٹھے لیکن خاموش ملکہ بھی سرجھکائے ہوئے کنیزین بھی حیران و پریشان گلشن رخسار وزیرزادی چلکر بول اُٹھی اے ملکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اسکا حسب و نسب دریافت کرو حکم ہو تو مین پوچھون ملکہ نے طرف صاحبقران کے دیکھکر کہا ہان صاحب دنیا آپکو قاتل مشغول و اقران بتاتی تھا خیر کسی وجہ سے ہمنے رہا کرلیا کسی پر احسان جتانا منظور نہین لیکن آپ اپنا نام و نسب اپنی زبان معجز بیان سے فرمایئے ان کو کوہیون سے کیون مقابلہ ہوا باعث فساد کیا تھا امیر نے پہلو کا کام کرنے کا پایا سنبھل بیٹھے فرمایا اے سرو روان باغ رعنائی واے مہر سپہر یکتائی نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہوا بن عبد خلیل کو صاحبقران اعظم کہتے ہین ہونے دو سو خداوند کے پرستار ہمیشہ ہمارے دشمن رہتے ہین قریب کوہ عقیق گلزار سلیمانی لقا سے مقابلہ ہوا اسی کی مدد کو یہ کوہی گئے تھے ایک سحر مین مقابلہ پڑا انکی قسمت بھی میرے ہاتھ سے بھی مارے گئے ملکہ نے مسکرا کر کہا آپ کو کچھ نوشیروان سے بھی واسطہ قرابت کے احسان کرنے کا یہی سبب ہوا امیر نے فرمایا ہین اُنکا ملازم تھا لیکن دشمنون نے لڑائی ہوئی مین اب تک اُس خاندان کا خیرخواہ ہون ملکہ نے منھ پھیر کر کہا رشتہ داری کا ذکر کیجیے صاحبقران نے جواب دیا وہ شہنشاہ عالی جاہ مین ایک مرد سپاہی تھا ورنہ کعبہ رشتہ داری اُنکا کیا باعث یہ البتہ سرفرازی حاصل ہوئی فتح ہم ہندوستان کے وعدے پر اپنی دختر بلند اختر کو مجھسے منسوب کیا یہ قصہ طول و طویل ہے اُس صاحب

عصمت وعفت نے برائے حفاظت آبرو اپنی جان دی نی دوسری صاحبزادی شاد کی میرے عقد مین ہے
ملکہ اِن باتون کو سُنکر ہنسی کہا ہمنے تو شاہنامہ کرون مین لکھا دیکھا کہ آپ نے زبردستی ملکہ مہرنگار پر قبضہ کیا اور طہمورث
کرشاہ کی سلطنت چھین لی شاہ نے غیرت مین اپنی جان دیدی دوسری صاحبزادی بھی خود ہی نکل کے
چلی آئین امیر نے ہنسکے فرمایا ملکہ تمکو خوب احوال معلوم ہے مگر غلط کتابون مین ہمین یہ ہمایہ وختر ملبد اختر نوشیروان
عالی وقار ملکہ مہرنگار تاجدار بعد انتقال نوشیروان اُسوجہ سے نکل آئین کہ ہر مزو فرامرز بعد اغوائے بختیارک
نگاہ و لنگی تگا و سوار سے منسوب کیا اُس پردہ نشین صاحب عفت کو ناگوار ہوا اپنا گھر جانکے چلی آئین
اُنھین کا بھانجہ میرے لشکر کا بادشاہ ہے حقیقت مین اُنسے بھی عقد ہوا اُنھین کا بھانجہ سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام ہے اِن باتون کو سُنکر ملکہ چپ ہو لی شمع رخسار وزیرزادی پھر بڑھی اُسنے
عرض کی حضور اِس کہانی سے کیا فائدہ مہمان کی خاطر واجب ولازم ہے یہ کہکے چند گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی لاکر آراستہ کردین ایک جام لبریز کرکے سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا حضور آپ کے مہمان حب
قید ہوکر آئے آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے ہین اتنے تقریب آب و خورش ضرور ہے ایک دو جام پینا باعث
سرور ہے ملکہ نے جام اُٹھالیا کہا آپ داماد نوشیروان ہین ہمین خاطر کرنا واجب ولازم ہوئی امیر نے
ہنسکر جام پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہم تو آپ کے ممنون ومشکور ہین کہ دشمن کی قید سے چھڑالیا ہمارے
تمھارے مذہب مین فرق ہے یونے دو سو خداؤن پر لعنت کر وحدہٗ لاشریک کو اپنا پیدا کرنے
والا جان تو ملکہ نے مسکراکر کلمہ پڑھا مع حاضرین وقت دل وجان سے اعتقاد وحدانیت کیا اب
جام گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی عاشق ومعشوق کے اشارے
دیکھکر نرگس شہلا شرمائی لیکن عین گرمی صحبت مین ملکہ سہیل کو کچھ خیال آیا آنکھون سے اشک
حسرت ٹپکے امیر نے دامن سے پاک کیے گھبراکر فرمایا کیون ملکہ خیر تو ہے سہیل نے کہا ای شہریار اصل یہ ہے میرے
باغ سے قلعہ حدید پانچ کوس ہے ہر عدیل کوہی نہایت پہلوان زبردست ہے اگر یہ خبر سُن پائیگا مین تو اپنی
جان کو آپ پر نثار کرتی ہون لیکن آپکی دشمنی مین وہ قیامت برپا کریگا مشلول واقران کی
اُسکے سامنے کیا حقیقت ہے بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فخر رستم واسفندیار اُسکے سامنے
سر اطاعت جھکاتے ہین جابجا سے بخوف خراج آتے ہین لہذا مین آپ کو زیادہ نہین روک سکتی
خیر تقدیر مین یہی داغ لکھا تھا جسطرح بنیگا صبر کرینگے جیینگے یا مرینگے آپ آج ہی شب کو

لیجاؤن اُسکو قتل کرون کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو آج بوقت صبح زیر دیوار قلعہ یہان سے پانچ کوس پر قریب فلان نہر کے
ٹھہرا پشتارہ حمزہ کا رکھ دیا مُنھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا ایک نقابدار بادلہ پوش آکر پہونچا دیکھتے ہی حمزہ کو
وہ تو آگ ہوگیا تیر سے مجکو زخمی بھی کیا اگر زیادہ ہوتا قتل کرنے پر آمادہ تھا جان کو غنیمت جان کر بھاگا زیر
قنات لٹ گیا جلد اسکا انتظام کیجیے اُس نقابدار کو تلاش کرنا واجب و لازم ہی ہرچند مین نے آپکا نام لیا اُسنے
سماعت نہ کی دشمن کو لیکر چلا گیا یہ ضرور عرض کرتا ہون ہا یان لشکر حمزہ سے کوئی پیچھے نہین آیا مین نے خاص
اسی واسطے راہ کوہستان و غارستان کو لختیا کیا یہ سنکر عدیل کو ہی بہت جھلایا کہا ای عتنتر اس اقلیم مین کیا
مجال کہ جو کوئی میرے دشمن کو رکھ سکے مجھے تیرے کہنے کا یقین نہین آتا سو سو کوس تک سکہ جرات میرا جاری
ہی ایک غلام میرا لاکھون پر بھاری ہی عتنتر نے عرض کی گردن از مو باریک کیا مجال جو حضور کے سامنے
خلاف کہون اقران کو ہی کو مین نے گود یون مین پالا تھا اسقدر مجبور و ناچار ہوا انتہا کا ناگوار ہوا جب
تو جان دیکر عیاری کی ورنہ حمزہ وہ جوان ہی کہ جسنے ملک باختر پر لڑ بھڑ کر قبضہ کر لیا سلطنت نوشیروان چھین
لی گنجاب کو شکست دی عراق و اصفہان بھی قبضے مین کیا علاوہ ہزاران نامدار کے سنتا ہون ایک لاکھ چور
اسی ہزار یک بچہ بھی ملازم ہی لیکن غلام نے جوش محبت مین شاہزادون کی سی بات کا خیال نہ کیا دستانداز ہوا
عیاری کر کے لے نکلا خوف جانتا ہون جسوقت اُسکے لشکر مین خبر پہونچیگی تلاش مین صدہا عیار نکلینگے ایسی
بات حضور کے سامنے خلاف عرض کرتا تصویرین اُن شاہزادون کی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی
ہین لیکن اس نقابدار نے غضب کیا میری فریاد نہ سُنی قیدی کو چھین لیا مین آپکا نام لیتا تھا وہ جواب سخت
دیتا تھا مین بلکہ تنہا کیا کرتا چالیس جوان اُسکے ساتھ تھے مین نے یہ بھی قصد کیا کسی جھاڑی جھنڈی مین
چھپ ہون دیکھون یہ کہان جاتا ہی مقام و نشان دیکھ کے بلیٹون لیکن وہ ظالم ایسا ہوشیار تھا کہ تاڑ گیا اور یہ
حکم دیا کہ اگر پلٹ کر دیکھے گا ایکی مرتبہ سر کاٹ لونگا مین مجبور چلا آیا عدیل نے پکار کر کہا ای سرداران کوہستان مجکو
اس بیحیا کی بات کا یقین آتا ہی نہین معلوم کہان سے شانہ زخمی کرا کے چلا آیا پانچ کوس پر قلعہ سے میرا نام لیتا وہ نقابدار
مغلوک مان نہ دیتا شیلان دشت میرے نام سے بھاگتے پھرتے ہین یہ کوئی نقابدار بڑا ہی زبردست تھا کہ ہمارے
نام کا پاس نہ کیا اس بے ادب نے پشتارہ دشمن کا چھین لیا سب نے کہا ای شہریار سراسر غلط معلوم ہوتا ہی آپ کی
عملداری کے علاوہ اکثر شکار کھیلتے ہوے دور نکل گئے جہان کسی راجہ بابو سے آپکا نام لے دیا کہ ہم شہنشاہ عدیل
کی تابعدار ہین بات پھر اُن سبھون نے خدمت کی آپسمین یہ کہا کیے کہ اگر انکا کچھ نقصان ہو جائیگا عدیل کو ہی اگر ہمارے

علاقے کو پھونک دیگا نہ پانچ کوس پر نقابدار نے خوف نہ کیا عیار اک فقرہ بنا کے لایا شاید وہان جنگ مین
زخمی ہوگیا سرداران نے جو اس طرح کی باتین کہین غنتر بہت گھبرایا عدیل نے کہا اچھا تم جاسوس عیار ہمارے
لشکر کے خبردار ہو تلاش کرکے ہمکو بتلاؤ کہ وہ نقابدار آگ کے دریا مین بیٹھا ہو اگر وہین سے گھسکر نہ لاوین تو
عدیل بے عدیل نہ کہنا یا تو یہ بتا دے کہ وہ دس کروہ کے بیچ مین ہے دیکھو تو کیونکر جاتے ہین اگر اسکے خلاف ہوا
عوض مین اپنے فرزندون کے تجکو تیرباران کرونگا او نامرد اس فریب کی کیا ضرورت تھی یہی آکر خبر پہونچا دیتا کہ
وہ دونون شیر دلیر مارے گئے ہین سمجھ لیتا اور اب کیا نہ سمجھونگا اسی ہفتہ عشرہ مین نام مسلمانان نہ باقی رہیگا
جاکر خداوند کا بھی دامن پکڑونگا بلکہ گریبان مین ہاتھ ڈالدونگا بے سمجھے بوجھے ایسی تقدیر کردی اسطرح کے
جوان مارے گئے کہ جنکا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا وہ آفتاب چرخ جرأت غروب ہوے اب تو پہلے تیرے
فریب کا حال دریافت کرنا ضرور ہو کہ تو نے یہ کیون میرے سامنے بیان کیا اس نقابدار کو پیدا کر ورنہ
ابھی تیرے قتل کا حکم دونگا اہل و عیال پر بھی زوال آئیگا غنتر کو اب کچھ نہین بن پڑتا دست بستہ عرض
کی غلام تلاش کرتا ہے یقین کامل ہو کہ وہ نقابدار اسی حوالی کا رہنے والا ہے زمین کھود ڈالونگا عدیل نے
کہا اسمین تیرے واسطے خیر ہی یا تو مختر کا ارادہ تھا کہ اب ہمکو انعام ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا شانے پر زخم
موجود آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیرون بارگاہ آیا کئی سو اسکے شاگرد ہین سب نے چہار جانب سے
گھیر لیا پوچھا استاد یہ آپ نے کیا کیا عدیل کے مزاج سے آگاہ تھے ایسا امر دروغ بے فروغ بادشاہون کے
سامنے بلاتکلف عرض کرنا آپکی لیاقت سے خلاف تھا لیکن آپ نے جو مناسب جانا وہ کیا اب غلامون سے
حکم دیجیے کوئی نقابدار بنا کے لے آئین یہ تو ممکن ہو کسی غریب کو لاویں دیکر نقابدار بناوین لیکن حمزہ کو کہان
سے لائین غنتر نے منہ پیٹ لیا کہا یارو تم بھی مجکو جھوٹا جانتے ہو مجھے کیا ضرورت تھی کہ ایسا فقرہ بنا کر لاتا
میری مشقت خاک مین ملی بقول ذوق دہلوی حسرت دامنگیر ہوئی نظم

جو برنگ رنج ماتم کا یہان نمود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا
لب نازک اسکا کیونکر کبھو بار حرف اٹھائے
تو پھر الگ عدم گہ علم و وجود ہوتا
وہ ذہین کیا جو زر بکف مین ہے تیغ سر کفے ہین

تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا
تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی لو پہونچے
کہ جو غنچہ تبسم سے کھلا ہی کبود ہوتا
جو حسد کسی کو تجھ پر ہو تو ہی ترکا ہی خوبا
تری جان نثار کا سا نہین بت سجود ہوتا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اسکو سود ہوتا
جو یہ نہین تھا دل کو جلتا تو بلاے عود ہوتا
یہ حیات چندروزہ جو نہ سدراہ ہوتی
اگر جو تو نہ خوب ہوتا وہ کیون حسود ہوتا
تری در کی جبہ سائی اگر اشک اپنے گرتے

آپ کے فرزندون کے قاتل کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین جب بخوبی یقین کامل ہوگا خوش ہو جائینگے یہ سوچا ہوا طرف قلعہ کے بھاگا ہوا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ اب رات زیادہ آئی چلو آرام کرو ملکہ خوش ہوگئی صاحبقران نے اسی واسطے ملکہ کو ایک دو جام شراب بھی پلا دیے کنیزون کو بھی حکم پینے کا دیا اسی واسطے کہ سب سو جائین صاحبقران بارہ دری مین آئے آتے ہی ملکہ نے آرام فرمایا کنیزین بھی جاگی ہوئی تھین سو رہین صاحبقران اٹھے سلاح زواب پیرا آراستہ کیے ایک مرکب عربی اصطبل سے ملکہ کے لیا اسکو بھی آراستہ کیا پشت باغ کا دروازہ کھول کر صاحبقران نامدار شب تیرہ و تار مین باغ پر سوار ہو کے نکلے باتون باتون مین ملکہ سے نشان دریافت کر لیا تھا سمت قلعہ مذکور روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہوگا مگر عمتر صاحب دم اڑا ہوا چلا آتا ہی اندر قلعہ کے آکر پہونچا راہ مین اہالیان طلایہ ملے کوتوال سے ملاقات ہوئی پوچھا عمتر صاحب کہان سے آتے ہو اسوقت بہت خوش ہو کچھ پڑا پایا بادشاہ نے ہمکو حکم دیا تھا عمتر کے مکان کی حفاظت کرو عورتون کو لیکر کہین بھاگ نہ جائے عمتر نے کہا کوتوال صاحب کیا مین نے کسیکی چوری کی ہی اب آج حال کھل جائیگا اندر آستین گرگ بغل نے بیٹھے بیٹھے قیامت برپا کی میان عدیل صاحب آپ تو تلڑیان نوکر رکھتے ہین صاحبزادی کی خبر نہین اسنے بھی معشوق تلاش کر لیا ہم پہ ناحق غصہ آیا بیگناہ کا خون بہایا دیکھیے تو آج کیا مزے ہوتے ہین کوتوال نے کہا اے عمتر مفصل تو بیان کر عمتر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ کوتوال صاحب مجکو فرصت نہین ہی دوڑتا ہوا در دولت شہنشاہی پر پہونچا محلدار سے کہا جاکر شہنشاہ کو جگا دو عرض کیجیے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا جان نثار عمتر عیار در دولت حاضر ہی آپ کے فرزندون کے قاتل کا پتا مل گیا محلدار نے کہا او دیوانے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی پہلوان دوران آرام مین ہین میری یہ مجال ہی کہ جا کر بیدار کرون عمتر نے کہا بی محلدار صاحب وقت ٹل جائیگا دشمن قبضے سے نکل جائیگا مین صبح کو صاف صاف کہدونگا تمھاری ناک چوٹی کاٹی جائیگی تم زبردستی جاکر شاہ کو جگا دو ہمارا نام لو اتنا کہدینا کہ عمتر کہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے ورنہ آپ کے فرزندون کا قاتل بھاگ جائیگا مجبور کانپتی ہوئی محلدار اندر آئی ڈرتے ڈرتے شاہ کے قدمون پہ ہاتھ رکھا عدیل نے آنکھ کھولی غصے مین پوچھا کیا ہی محلدار نے زبانی عمتر کی سب کیفیت عرض کی عدیل غصے مین اٹھا ہتھیار لگائے چنگھارتا ہوا مثل فیل مست باہر آیا عمتر نے جھککر سلام کیا کہا حضور جلد سوار ہون دشمن کا پتہ لگایا ہی جن صاحب نے مجکو زخمی کیا تھا انکو آنکھون سے دیکھ آیا عدیل نے کہا وہ کون سرکش و بیباک ہی جسنے ہمارے گنہگار کو اپنے گھر مین رکھا عمتر نے دست بستہ عرض کی غلام نے جلدی مین نام نہین دریافت کیا صورت بخوبی پہچان لی حضور جلد سوار ہون ورنہ شکار

ہاتھ سے نکل جائیگا بادشاہ کا خلاف وقت تشریف لانا روسا امراوزرا خبر سنکر دوڑے لشکر میں کمر بندی ہونے لگی چار سو افسر میدان رسالدار وغیرہ مسلح ہو کر سامنے آئے دیکھا عدیل کوہی گینڈے پر سوار ہوا ہے دست بستہ کچھ عرض کر رہا ہے عدیل قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہتا ہے ایک نے بھی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا ایک افسر نے عرض کی کہ اے پہلوان دوران اے رستم کوہستان اس شب تیرہ و تار میں کہاں جائیگا ارادہ ہے عدیل نے کہا عنتر نے نام نہیں دریافت کیا جسنے حمزہ کو چھین لیا ہے اسکا مقام دیکھکر آیا ہے یارو بڑا تعجب ہے کہ اس کوہستان کا رہنے والا ہے دولت کا نام سُنے ہمارے خونی کو چھین لے اسوقت تک مجکو یقین نہیں آتا عنتر کہتا ہے میں آنکھوں سے دیکھا دونگا عرض کی کیا احتیاج ہے عدیل بدمزاج قبضے پر ہاتھ جھلاتا ہوا گینڈے کو بڑھاکر چلا پشت پر چار سو افسر بارہ ہزار کوہیون خود سر اس کروفر سے بیرون قلعہ آئے عدیل نے عنتر سے کہا کیا کوئی قلعہ دار ہے بڑا بادشاہ عالی وقار ہے دو چار لاکھ فوج کا حاکم ہے کئی شہروں کا ناظم ہے عنتر نے کہا حضور ابھی نام نہیں بتاؤنگا مقام خاص پر پہونچا دونگا وہاں باغ میں یکایک ملکہ کی آنکھ کھلی پہلو میں صاحبقران کو نہ پایا کنیزون کو اوازدی مصاحبان خاص دوڑی ہوئی آئیں ملکہ نے کہا دیکھو تو صاحبقران کہان ہیں ایک کنیز نے عرض کی اصطبل میں ایک مرکب بھی نہیں ہے پشت باغ کا دروازہ کھلا ہے ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا صاحبقران طرف قلعہ جدید کے گئے ہیں صاحبو دیکھو تنہا وہاں مجمع عالم ایک ایک دغا باز حیلہ ساز خدا انکی جان بچائے ہائے کسکو بھیجون کون خبر لائے رات کو جب میں نے رکھا تھا اسی وقت انکے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ مجکو بہلاتے ہیں ہائے اے گلعذار دل کی کیا کیفیت کہوں لبقول زیب النسا مخفی نظم

رازیست مرا گفتنی نیست
کان راز نہان نگفتنی نیست
قصدم چہ کنی کہ خون ناحق
این رو دل ست رفتنی نیست دیگر
شربت وصل کجا بی کز این پیش مرا
صد عزیز است بهر شهر خریدارم نیست
ور تو سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز
میوۂ تازۂ نوبار گرانبارم نیست

در این راز ز کس نہفتنی نیست
پژمردہ چو گشت غنچۂ دل
پنہان شد و لی نہفتنی نیست
دشت پر درد چو شوم سرپکارم نیست
طاقت تشنہ لبی با دل بیمارم نیست
مجمع زلف پریشان مکن ای تیرہ دلم
نیست سنگی کہ درین راہ طلبگارم نیست
اگر دلم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم

زان بلبلہ غلغلم بگوش ست
از آب و ہوا شگفتنی نیست
مخفی چو جرس بنالہ خود کن
زہر آشام فراقم بوطن کارم نیست
یوسف مصر چو بر گشتم واز پے ہنری
کہ پریشانی زلف تو چو دستارم نیست
نخل اندیشہ ام و بار تفکر دارم
کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

ان اشعار آبدار کو پڑھکے اس طرح جنت کہ ملکہ سہیل گلعذار روئی ستارہ ہائے اشک ماہ رخسار پر چمکنے لگے ہچکی لگ گئی گلعذار نے عرض کی ہے ہے خدا حمد بخشے دل پہ تیر چھیدتی ہیں ابھی خیر منگاتی ہوں ہیں خود جاؤں اپنی آنکھوں سے دیکھ آؤں تب تاہم عمرو نے عرض کی ہاں ہوں ایسے زمانے کے صاحبقران ہیں جو فرماتے تھے دیں کر نگے بیشک بارگاہ میں شمع دل سی گل نہ کیا حیات بخشیا جیسے ہی لیکن صاحبقران کو آئی کہتیں ہمنے جب ہی سمجھا تھا کہ اس کمبخت عشق و عاشقی کے کوچے میں قدم رکھنا نہیں آٹھ پہر کی مصیبت صدمات شب فرقت اس خانہ خراب نے کس کس کو نہیں رلا دیا کیسے کیسے جوانوں کو خاک میں ملایا بموجب قول رعنا نظم مسدس

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے — آب ظلمات سیاہی لب کوثر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر بسر ہو جائے — عشق کا حرف بھی لکھے تو وہ دفتر ہو جائے
حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقدیر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہیں جسکو تاثیر

کوئی شے عشق سے خالی نہیں ہرگز واللہ — مومن و کافر و درویش سے لیکر تا شاہ
کون سی شے ہو کہ جس میں نہیں اس عشق کو راہ — ذرے سے مہر تلک مہر سے لیکر تا ماہ
اسنے عالم میں عجب اپنا دکھایا جلوہ
کون سی چیز ہے جسنے نہیں پایا جلوہ

عشق اور حسن میں آپس میں نہایت مانوس — عشق اگر شمع ہے تو حسن بنی ہے فانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس — ہو فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس
ہر طرح سے دل انسان کو لبھا لیتا ہے
ہر بہانے سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

عشق ہوتا نہ جہان میں تو نہ ہوتی الفت — قیس کو لیلی سے زنہار نہ ہوتی رغبت
ہوتی گلگشت گلوں سے کب باغ جہان کو زینت — شوق وصل و رغم ہجر سے ہوتی فرحت
لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا میں نہ مائل ہوتا

فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منہ دھوتی — حلقہ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی

صحن گلشن میں نہ گل کے لیے بلبل روتی	ایک گر قطع نظر بدر سے شبکو سوتی

صاف پروانوں سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران میں بھی گلشن ہوتا

قیس کیوں نجد میں سرگشتہ و ویران ہوتا نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا	سنگ دل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز میں اک شان دکھا دیتا ہے
ذرہ خاک کو خورشید بنا دیتا ہے

گلعذار نے جو یہ بند مسدس کے پڑھے ولولہ جنون نے اور زیادتی کی آب نصیحت نے آتش عشق نہ بجھائی شعلہ ہائے فرقت نے سر کھینچا ساتھ آہ کے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک اعضا جسمی جلنے لگا ملکہ تو اس حال مصیبت مآل میں رو رہی ہو آخر میں یہی صلاح ٹھہری کہ ایک کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کریں اودھر عدیل کو ہی جب میں کوس شہر سے نکل چکا خیال جو کیا عنبر طرف باغ ملکہ سہیل کے لیے جاتا ہو عدیل نے گھبرا کے کہا ای عنبر یہاں کوئی قلعہ یا قریہ قریب نہیں تو اب صاف بیان کر مجکو کہاں لیے جاتا ہو کیوں راز اصلی چھپاتا ہو آخر وہ کون سا سرکش ہو جسنے پشتارہ میرے دشمن کا چھین لیا میرے فرزندوں کو تمام گھر میں بٹھایا عنبر کو ضبط کی طاقت باقی نہ رہی کہا حضور میں کیا عرض کروں غصے سے حضور کے وہ زبان سے صاف صاف نہ کہتا جب حضور آنکھوں سے دیکھتے تب لطف حاصل ہوتا اب ضبط نہیں ہو سکتا ہو جب مضمون مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ ای شہنشاہ گیتی ستان آپ کی صاحبزادی صاحب ملکہ سہیل فنون سپاہ گری میں طاق ہوئیں نیزہ بازی است تازی میں شہرہ آفاق ہوئیں نقاب چہرے پر ڈال کر برائے شکار جاتی ہیں یہ انھیں کا کام ہو مجکو زخمی کیا پشتارہ چھین لیا باغ میں باغی کو لیگئیں پہلو میں بٹھایا وہ تو ایسے زمانے کا صاحبقران ہو کہتا ہو جا کر عدیل کو ہی سے لڑوں وہ دامن تھامے رو رہی ہیں فرماتی ہیں مجھے لیکر نکل چلو وہ کہتا ہو میری جرات سے خلاف ہو یہ فرماتی ہیں مجکو اکیلا چھوڑ کر جاتے ہو یہ کیا انصاف ہو وہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہو یہ سنکر عدیل کو ہی مثل شعلہ ہوا بھڑکا مثل ابر گرجا کہا او نامعقول سچ بتلا یہ تجھے کیسے خبر ہی عنبر نے کہا کہنا کیسا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اسی واسطے آپ کو تکلیف دی کہ اس جلسہ کو عاشق و معشوق کے آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیے تب غلام کی جانبازی کی قدر ہو گی عدیل نے کہا

اے عنتر اگر یہ حقیقت مین مقدمہ اسی طرح ہے پہلے اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا بعدہٗ اُس سرکش کو سزا دونگا اگر تونے
یہ خبر غلط دی ہو میری بیٹی کو بدنام کیا تو لات و منات کی قسم کھاتا ہون کہ چھاتی پہ چڑھ کر تیرا خون پی لونگا دوسرے کہ
او بیحیا اگر تو مجھسے صاف صاف قلعہ مین کہدیتا کہ وہ تنہا آتا سوارون کو ساتھ نہ لاتا عنتر نے کہا حضور مجھکو بھی تو
سب طرح کا خوف ہے اگر آپ یکہ و تنہا آتے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر نکل جاتا آپ پہلے چہار جانب سے باغ کو
گھیر لیجیے مین آپ کے ہمراہ ہون باغ مین گھس چلیے صاحبزادی صاحب اُسکو پہلو مین لیے بیٹھی ہونگی ملاحظہ فرما لیجیے گا
خواہ انعام یا سزا دیجیے گا یہ کہکے عنتر نے ابالیان فوج کو آواز دی باغ کو ملکہ کے جاکر چہار جانب سے گھیر لو خبردار
کوئی مرد و عورت باہر نکلنے نہ پائے عدیل کو انتہا کا حجاب فرط قہر و غضب سے بیتاب افسران فوج آپسمین کہتے
ہوے کہ یہ عنتر نے کیا حکم دیا ملکہ کے باغ مین صاحبقران چھپے ہین بعض نے کہا کسی لونڈی باندی کی وجہ سے باغ مین
پہونچ گیا ہوگا ایک نے کہا یہ غیر ممکن اتنا بڑا شخص داماد نوشیروان کنیزون کی وجہ سے چھپے یہ کام کسی بڑے آدمی
کا ہے ایک نے کہا ہمین ان جھگڑون سے کیا کام ہے باغ کو چل کر گھیر لو ہمین یقین ہے آج نیا گل پھولیگا دیکھین کسکی
جان پر آفت آتی ہے بہار کیا رنگ لاتی ہے اب اس عرصہ مین ستارہ سحری بھی چمک چکا افسرون نے
چہار جانب سے باغ کو گھیرا ملکہ نے جب حال اپنا غم مین صاحبقران کے بہت ابتر کیا صنوبر نامے ایک کنیز اکر کہنے
لگی کہا حضور سیدھی طرف قلعہ کے جاتی ہون خبر مفصل لیکر فوراً آتی ہون ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا
میری اچھی لوا جلدی جاؤ اگر راہ مین ملجائین میرے سر کی قسم دینا کہ پلٹ چلیے ورنہ ملکہ اپنی جان دیدیگی
اگر انکو میرے نام سے محبت ہے ضرور چلے آئینگے پھر مین سمجھا لونگی میرے سامنے مجال نہین ہے خلاف میرے
حکم کے کرسکین صنوبر نے کہا حضور ابھی واپس لاؤنگی قدمون سے لپٹ جاؤنگی میرا کہنا بہت مانتے ہین
ضرور چلے آئینگے آگے آگے صنوبر پیچھے ملکہ سہیل ہے کام ختم نہین ہوتا دوڑ دوڑ کر صنوبر کا ہاتھ تھام لیتی ہین
فرماتی ہین صنوبر قسمین دلانا میری جانب سے ہاتھ جوڑنا جسطرح بنے پھیر ہی لانا بمشکل صنوبر در باغ سے
نکلی اب جو آسنے دیکھا ہزارہا سوار پیدل گرد باغ کے کھڑے ہوے نیزے ہلا رہے ہین گھبرا گئی یکایک دیکھا سامنے
عدیل کوہی مع عنتر سے کچھ باتین کرتا ہوا سامنے ہویدا ہوا صنوبر اُلٹے پاؤن پلٹی ملکہ سہیل بیچ باغ مین
دعائین مانگ رہی ہے کہ صنوبر گھبرائی ہوئی آئی کہا ملکہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین بارہ ہزار فوج
نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگی کہا صنوبر تمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عرض کی دیکھنا
کیا معنی گرد و بلند ہے سوار پیدل سب آگئے ملکہ جب بہت گھبرائی گلعذار نے عرض کی آپ کیون

گھبراتی ہین خدانے اپنا فضل شریک کیا وہ سرو روان بوستان صاحبقرانی پہلے ہی باغ سے نکل گیا اب کوئی
کیا کرسکتا ہو افشان پیشانی سے چھوڑایئے در باغ تک براے استقبال آیئے دیکھیے مسبب الاسباب نے کیا سبب
پیدا کیا لیکن خدا صاحبقران کی جان بچائے ملکہ نے افشان وغیرہ چھوڑائی سپید مجوسی کی چادر نگاکر اوڑھی
در باغ پر آکر ٹھہرین عدیل کوہی در باغ پر آکر اترا چوبدار وغیرہ یہان جو رہتے ہین سب نے سلام کیا عدیل نے
دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا عنتر سے کہا کیون بے تو تو کہتا تھا دروازہ بند رہتا ہو عنتر کا چہرہ زرد
ہوگیا عدیل قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے اندر باغ کے آیا عنتر بھی ساتھ ہو اپنی بیٹی کو دیکھا چادر سپید اوڑھے
ہوئے کھڑی ہو برائے تسلیم خم ہوئی جوش محبت سے عدیل بیقرار ہوگیا منہ سیدھا کرکے کہا کیون سہیل تو نقاب ڈالے ہوئے
تکا جاتی ہو ملکہ نے دست بستہ عرض کی ہین اکثر حضور کے ساتھ بھی اسی طرح گئی ہون سب فنون سپاہ گری
حضور نے سکھائے بیشک مین اکثر جاتی ہون کیا خطا ہوئی اس طرح گذر کر ملکہ نے یہ باتین کین عدیل کا دل
بیقرار ہوا کہا صاف صاف بتا صاحبقران کو تو باغ مین لائی ہو ملکہ نے کہا صاحبقران کسی پھول کا نام ہے
مین نے تو آج کل کوئی نیا درخت بھی نہین لگایا مدت کا ذخیرہ ہو فصل برسات مین درخت بوئے جاتے ہین
یہان بھی وہی ذخیرہ ہو عدیل کوہی نے پلٹ کر عنتر سے کہا تو نے سنا وہ بیچاری نام بھی نہین جانتی کہی ہے
کس پھول کا صاحبقران نام ہو عنتر نے کہا حضور مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا عدیل پھر طرف سہیل
کے متوجہ ہوا کہا ای نور نظر گھبراؤ نہین صاحبقران داماد نوشیروان ایک آدمی کا نام ہو عنتر عیار ہمارا اسکو
چورا کر لایا تھا تمنے چھین لیا باغ مین لاکر بٹھایا تم کہتی تھین میرے ساتھ نکل چلو وہ کہتا تھا میری ہتک
ہو یہ سنکر دل تو ملکہ کا بھر آیا تصویر صاحبقران کی آنکھون کے سامنے پھری باپ کو کچھ جواب نہ دیا جھکا کر
رونے لگی صاف ظاہر تھا کہ صدف کا منھ کھل گیا گوہر آبدار اشک نکلنے لگے اعضا سوز فرقت سے
جلنے لگے ہچکی لگ گئی لیکن گلعذار نے بڑھکر عرض کی واہ حضور آپ ہماری بھولی ملکہ کو ناحق بہلاتے
ہین وہ کیا جانین صاحبقران کون نوشیروان کس جانور کا نام ہو باغ سارا موجود ہو تلاش کر لیجیے دو لو آپکی
نور نظر مین ہم سبکو سزا دیجیے حضور یہ وہ باغ ہو سبزہ بیگانہ تک کا نام نہین حکم ہو کہ نخل مردانہ ہمارے باغ مین نصب
ہو سرو کیا مجال یہان کوئی عشق عاشقی کا نام لے بلبل نام گل سے بیزار براے قمری ذکر سرو شمشاد کیا مجال ہی آواز ہکو
سنائے عشق و عاشقی کا نام لب تک آئے نہ کہ کسی غیر شخص کو باغ مین آنے دیتی اگر ایسا ہوتا ہم خود جاکر حضور
اطلاع کرتے ناچ گانے کی صحبت رہتی ہی سب ہم کنیزین سوانگ بنتی ہین رات کو یا دن بجا کا نا تھا ہین گئی نہ

ملکہ نے کسی کو شاہزادہ نہ بنایا فرمایا مردانے کپڑے پہنکر کوئی ہمارے سامنے نہ آئے ہمکو بڑی شرم آتی ہے
نام سے مرد کے طبیعت گھبراتی ہے باون سبھا کا تماشا ہوتا رہا شاہزادہ نہ بنایا گیا عدیل کو ہی غصے مین
کانپا عمر کا ہاتھ پکڑا کہا او بدزبان بے ایمان تبلادہ حیوان کہان ہے عمر کے ہوش اڑ گئے تمام باغ کو چھانا
اس محل باغ جرات کی مرواغ مین بو نہ آئی اب اندر سے کھینچتا ہوا عدیل عمر کو بیرون باغ لایا افسران فوج قریب
آئے عدیل نے پکار کر کہا تم نے صاحبو کچھ سنا پہلے وہ فقرہ بنا کے لایا کہ مین حمزہ کو پکڑ لایا تھا کسی نے چھین لیا
اب رات کو جاکر مجھے جگایا اتنی بڑی تہمت میری دختر بلند اختر پہ لگائی کہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ہے کہتا تھا وہ
پہلو مین اسکو لیے بیٹھی ہے صاحبو پوچھو اس سے صاحبقران کہان ہین عمر پہ جوتیان پڑنے لگین عمر کہتا ہے مین کس
مصیبت مین پڑا ثواب کا عذاب ہو گیا بولے تمام افسران فوج کاؤن کاؤن کر رہے ہین کوئی کہتا ہے اسے
دار پہ کھینچو کوئی کہتا ہے اسکی بوٹیان کاٹو غضب کیا بیحیا نے ایسی صاحب عصمت وعفت پہ تہمت وہ بیچاری
ان باتون کو کیا جانے ابھی چار دن سے پردہ ہوا ہے ورنہ بارگاہ مین آتی تھی ہم سب نے گودیون مین پالا روٹی
روکے مانگتی تھین بازار مین پھرنے والیون کے یہ کام ہوتے ہین یہ شاہزادیان گوشہ نشین ان مہملات کو کیا
جانین عدیل نے غصے مین آکر کہا کہ او مکار تو کچھ جواب نہین دیتا کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین صاف نہین بتاتا
عمر نے کہا حضور مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا حمزہ صاحبقران داماد نوشیروان اسی باغ مین بیٹھے تھے
تلوار پر ستار ہے تھے اب نہین معلوم کیا ہوا سب کنیزون نے مل کر کہین چھپا دیا عدیل نے غصے مین ایک ہاتھ تلوار کا
مارا عمر کے دو ٹکڑے ہوئے کہا لاش اس بیحیا کی کھینچکر پھینکدو ناحق اسنے مجھکو کئی دن روکا اب تک تو مین تا بہ
لشکر صاحبقران پہونچ گیا ہوتا اپنے فرزندون کے خون کا بدلا لیتا واجب ولازم ہے اب اسی طرح روادری
کرکے تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤنگا قدرت سے کہکر طبل جنگی بجواؤنگا سرمیدان حمزہ کو تو کون سامنے
قدرت کے ٹھہرے سب نے عرض کی بہت مناسب ہے ہر ایک جان نثار زیارت خداوند قدرت کا طالب ہے
وہان کی سرفروشی مین بڑا نام ہے اگر وہان قتل ہوئے قدرت زندہ بھی کر سکتے ہین آج مجکو بڑا قلق ہے اکہ اس
بیحیا نے مجھے بدنام کیا اپنی جان دی اب قلعہ سے جھٹ پٹ سامان لاؤ بارگاہ وغیرہ مع خزانہ ہم اسی مقام پر ٹھہرے
ہین یہ کہکے قریب در باغ ملکہ آ تمبو پڑا چند افسر واسطے لینے بارگاہ وخزانے کے چلے یہان ملکہ سہیل کا عجب حال ہے
ہر چند کہ یہ خبر پہونچی وہ مفسد مارا گیا واصل جہنم ہوا ایک دشمن تو کم ہوا بارہ دری مین آکے ٹھہری کنیزون نے
کہا کہو صاحبو اب مین کیا کرون فلک نے نیا سامان دکھلایا نہین معلوم وہ کدھر نکل گئے خدا انکی جان بچائے

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے ایسا نہو وہ ٹھیک کر اس طرف آجائیں تو غضب ہو ہماری جان پر بڑی مصیبت ہے افسوس صد ہزار افسوس غربت میں کہاں مارے مارے پھرتے ہونگے دشمن ہزاروں دوست کا نام نہیں وہ کسی مقام پر اپنے کو مختفی نہ کرینگے والدنا مدار دروازے ہی پر اُتر پڑے اب چلا کے رو بھی نہیں سکتی اُنکی تلاش میں کسی کو بھیج بھی نہیں سکتی ای گلعذار پروردگار اُنکو خیر و عافیت سے اُنکے لشکر میں پہونچائے اب دیکھو بیٹا ایسا کہ ہر سر مو پیدا ہوا انگار نے ہڈیوں میں دخل کر لیا ہے

نظم

آنکھوں کا عشق تھا مجھے آزار کچھ نہ تھا
دیکھا جو آنکھ کھول کے یکبار کچھ نہ تھا
سب عاشقوں سے پہلے مجھے قتل کرتے آپ
یا ایک دو گھڑی کے وہ انکار کچھ نہ تھا
تکتے تھے آپ نزع میں مشکل کو نزع کی
جز یک نگاہ اور تو اقرار کچھ نہ تھا
پیدا ہوئی ہیں ساتھ مرے رنج و درد و غم
اپنا تو روز حشر بھی اظہار کچھ نہ تھا
برہم کبھی بزم جاتے ہی ساقی کے ای جلال

بار نگاہ یار نے بیمار کچھ نہ تھا
اُسکی گلی میں مجمع عشاق دیکھکر
مجرم تھا میں بڑا گنہگار کچھ نہ تھا
ہر دل عزیز یار نہوتا اگر تو پھر
آسان کہتے جاتے یہ دشوار کچھ نہ تھا
سنتا تھا تمھاری اُترتے ہی بام
زمین سے پہلے خلق میں زنہار کچھ نہ تھا
دل لیکے انجمن میں کسی ہم نہ آئے تھے
مینا و جام بادۂ گلنار کچھ نہ تھا

سامان بزم عیش شب وصل تھا کہ خواب
کہتے ہیں لوگ مصر کا بازار کچھ نہ تھا
جائینگے اب نہ بزم میں اُسکی کیا تھا عہد
جھگڑا امیان کا فرد دیندار کچھ نہ تھا
بولے جو اُنسے بوسہ طلب دیکھے دل کیا
میلا لگا تھا یا پس دیوار کچھ نہ تھا
قاتل کا نام لیتے بھی تھو تو وہاں زخم
سچ ہے ہمارے سینے میں ای یار کچھ نہ تھا
گلعذار نے کہا واری اب کچھ زبان سے

نہ نکالیے عمرو ایسا عیار تھا ایسا نہو کوئی اُسکی محبت میں شاہ کو مقدمہ اصلی سے آگاہ کر دے ابھی دروازے پر موجود ہیں ہر چند کہ کوئی آپکا کچھ کر نہیں سکتا صاحب معاملہ بیان نہیں ہر کہتے سُننے سے ضرور خیال ہو گا ہر چند کہ غصے میں اُسکو مار ڈالا ہر وقت یاد کرینگے بڑے کام کا عیار تھا بیت سے کام اُنکے بند رہینگے آپ خاموش رہیں والدنا مدار سفر کر کے جائیں تو ہم لوگ کچھ تدبیر کرینگے اُسی یوسف گم گشتہ کو تلاش کر کے لائینگے ضرور آپ سے ملائیں گے کنیزوں نے ملکہ کو بہت تسکین دی بخوف عدیل کو بھی خاموش ہوئی سنگ صبر قلب پر رکھا موت کا مزا چکھا اب کیفیت صاحبقران زمان کی گزارش ہوتی ہے کہ اُس باغ بہشت آئین سے شب تیرہ و تار میں نکلے رسم و راہ سے اس حوالی کے آگاہ نہ تھے راستہ بھول گئے ایک بیشے میں آکر اُس شہر کو سحر ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا نشان کسی قلعہ کا نہ پایا سمجھے ہم راستہ بھول گئے گھوڑے سے اُترے نہر پر وضو کیا نماز سحر ادا کی اب اس سوچ میں صاحبقران ٹہل رہے ہیں کہ کوئی راہ گیر نکلے تو اُس سے راستہ دریافت

کرین تا بہ بارگاہ عدیل کوہی پہونچین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا ایک جوان کوہ پیکر
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان جرار ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر مال و اسباب لدا ہوا روا روی
کرتے ہوئے آتے ہین چہار جانب دیکھتے ہوئے جیسے کوئی خائف و ترسان ہو ایک کی نگاہ صاحبقران پر
پڑی اُسنے گھوڑے کو بڑھا کر افسر سے کہا حضور تیری ساعت نیک سے نکلے تھے قافلہ بھی لوٹ لیا کوئی زخمی نہین
ہوا ایک اور سونے کی چڑیا دکھلائی دی یہ بھی لیلین بھوت بھان کے کھائین گھوڑا ہم لینگے اُس افسر نے کہا وہ سامنے
جو جوان کھڑا ہے یہ بڑا کوئی مال والا معلوم ہوتا ہے موتیون کے مالے کھنٹھے یاقوت احمر کے دریاے جواہر مین غوطہ
مارے ہوئے ہے ہتھیار معقول ہین جتنا مال ہمنے بیس کوس جا کر پایا اُس سے زیادہ قیمت مین اسکے پاس موجود ہے کہین سے
بھٹک کر نکل آیا تقدیر گردش مین آئی ہماری راہ پر آ کر ٹھہرا ہم سب صاحب تامل کرو مین خود جاتا ہون اُسکی جان
بخشی کر دونگا اکیلے کو قتل کرنے سے کیا فائدہ سب نے آپس مین اشارے کیے ہمارے افسر صاحب بڑے عقیل و فہیم ہین
سمجھے اور کوئی جائیگا جواہر چھپا دیگا ایک نے کہا افسری قزاقون کی کرنا کیا کھیل ہے ایسے جری و بہادر ہین آج تک
دربار مین شاہون کے کوئی اُنکو قزاق نہین کہتا ہے ذکر آتا ہے کفیل تیغ زن بڑا بہادر ہے جس قافلے کو جا کر ہم
لوگون نے لوٹا چالیس ہزار آدمی تھے توپ بھی ساتھ تھی گولہ انداز رنجک بھی نہ رکھ سکا ایک نے کہا مین نے منہ
پہ توپ کے جا کر سپر لگا دی ایک نے کہا گولہ انداز میرے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو جنگ درپڑ گئی بڑے لطف سے
قافلہ کو لوٹا کیسی جوانان زبردست ہمارے آقا پر آپڑے تھے بارہ جوانون کو بڑے زور شور سے مارا ہم لوگ
قریب نہ پہونچ سکے کسیکو مدد کو بھی نہین پکارا جسطرح کی جرأت ہے ویسی ہی لیاقت بھی ہے آغاز و انجام خوب
سمجھتے ہین قزاقون مین تو یہ باتین ہو رہی تھین کفیل تیغ زن گینڈے کو بڑھا کر طرف صاحبقران کے چلا امیر سمجھے
وضع اُنکی دیکھکر پہچان گئے ماشاء اللہ جاندیدہ کار آزمودہ صاف ظاہر ہے کہ لٹیرے ہین افسر ہماری فکر مین
آتا ہے پشت مرکب پر سوار ہوئے اُسی جانب چلے جدھر سے قزاق آتا ہے کفیل نے آواز دی اے جوان ٹھہر جا قدم آگے
نہ بڑھا منہ کفیل تیغ زن صاحبقران نے مرکب روک لیا کفیل قریب پہونچا صورت کو دیکھکر حیران ہو گیا
ظہور شجاعت و لیاقت چہرے سے اُسکا حسن مین ماہ رخسار کفیل نے سلام کیا کہا اے جوان اسطرف
اُنیکا کیونکر اتفاق ہوا یہ مقام موسوم بہ بیشۂ شیران ہے کسی نے اسطرف آنے کو منع نہین کیا اگر آگئے تو کیا نقصان
ہے مال و اسباب ہمکو حوالے کرو اپنی جان کو غنیمت جانو ہتھیار کھولدو مرکب سے اُترو اگر ہمارا کہنا مانو گے
پر تل کے ٹٹو ہمارے ساتھ ہین کوئی لولا لنگڑا ٹٹو حوالے کر دینگے تم بھی رئیس زادے معلوم ہوتے ہو پیدل نہ جاؤ

اور جو ہمارے کہنے کے خلاف کرینگے سواری کیسی غرقی باندھکر جانا پڑیگا صاحبقران مسکرائے فرمایا تمھارا
کفیل تیغ زن نام ہی خوب کفالت کی یہ تو سراسر حماقت ہی ہمنے تمھاری کیا خطا کی ہی کفیل نے کہا
قزاقون کی کوئی خطا کیا کرتا ہو ہم مال کے دشمن ہین اگر وقت پر باپ بھی سامنے آجاے درگذر نہ کرین لوٹ
لین صاحبقران نے فرمایا اپنے باپ دادا کو جا کر لوٹو ہم تو مرد سپاہی ہین مال و اسباب ہمارا جائیگا ساتھ ہو یہ
سنکر کفیل کو غصہ آیا گینڈا اچکایا کہا ای جوان تیری قضا ہی آئی ہی سیدھی انگلیون سے گھی نہین نکلتا مین کیا بھالا
بندی کرتا ہو تم ایسے سیکڑون ہزارون مار کر پہاڑون کی کھوؤن مین ڈال دیے لاش کو سیار کھاگئے تم کیا کرو شرافت کا
زمانہ ہی تمھین دیکھ تو رحم آیا آج مال بھی بہت پایا ہمنے کہا تھا خیر اصطبل مین کا ناٹو دو دیدینگے تمھین پیدل ہی جانا
منظور ہی صاحبقران نے کہا بھی مجبور دیا جارہین خوشی سے مال نہلینے پاؤگے کفیل نے کہا بہت خوب ہم جان لیکر
مال لینگے یہ کہکر جھپٹا نیزہ ہلاتا ہو چلا صاحبقران نے بھی نیزہ اٹھایا وہ جوان ہمراہی بھی قریب آگئے سب
دیکھ رہے ہین نیزہ چلنے لگا قزاقون نے دیکھا یہ مسافر تو بڑا سرکش ہی دس بارہ تانین رد و بدل ہو
چکین ایک طور سے لڑ رہا ہی ہمارا آقا اس فن مین نہایت طاق ہی نیزہ خوب ہلاتا ہی اکیلا دس آدمیون کو قتل کرلیتا
ہی نیزہ دور کا سندلیسا ہی حریف قریب نہین آسکتا ایک نے کہا مین پشت پر سے جا کے کو منھ پر اسکے نیزہ ماردون
دوسرے نے کہا بہتر وہ سوار گھوڑا اڑا کر چلا صاحبقران کفیل سے لڑ رہے ہین لیکن ہمہ تن چشم ہر طرف نگاہ ہی
دیکھا پہلو پر سے ایک جوان بھالا سنبھالے آتا ہی سمجھ گئے ہماری فکر مین ہے جیسے اسنے قریب آکر نیزا مارا
صاحبقران نے کفیل کے نیزے کو تو ہوائی کیا اسکے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا وہ قزاق سنبھل کر جھکا
اسی کا نیزہ چھین کر اسکے سینے پر مارا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا نیزہ امیر نے چھوڑ دیا وہ قزاق زمین پر گرا تڑپ
تڑپ کر جان دی کفیل نے یہ جرأت جو دیکھی ہوش اڑ گئے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او جوان تو نے غضب کیا میری قوت
بازو کو مارا یہ بارہ ہزار چیدہ منتخب جوان ہین ایک ایک ہزارون سے لڑ سکتا ہی امیر نے فرمایا ای کفیل خفا
کیون ہوتے ہو یہ تو سراسر نامردی تھی تم لڑ رہے تھے اسنے آکر کیون نیزا مارا ہم اپنی جان نہ بچاتے زخم کھاتے
کفیل نے کہا اب مین زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بازھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کفیل بیٹھ
پر گھوڑے سے کو دے کشتی ہونے لگی قزاقون کے ہوش پراگندہ ہوے کچھ کہہ رہے ہین کہ یارو یہ تو کوئی بڑا کچھ بہت
پلید ہی فنون سپہ گری مین کامل و اکمل ہی دوسرے نے کہا مین پشت پر جا کر مارلون ایسا نہو زور مین غالب
آجاے یہ کہکے درختون کی آڑ پکڑتا ہوا چلا جب قریب پہونچا تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے چمک تلوار کی دیکھی کفیل کے

سینہ پہ ہاتھ رکھکر ایک دھکا دیا وہ تو پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اُسکی تلوار کو خالی دیا وہ منہہ کے بھل جھکا اوپر سے
صاحبقران نے ایک گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا پھر ملیٹ کے کفیل پہ جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا او کفیل کہان جاتا
ہے ان حمایتون کے بھروسے پر لڑتا ہے کفیل کا قلب تھرا گیا لیکن غصے مین دوڑ پڑا قریب آکر ایک ٹکر ماری سمجھا تھا
یہ جوان ٹکر سے گھبرائیگا اسکا سر پھٹ جائیگا صاحبقران نے سر آگے کر دیا کفیل کو خود تیور آگیا پیچھے ہٹ آیا
صاحبقران نے دوڑ کر پھر گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا میان کفیل ہٹے کہان جاتے ہو اور کسی قزاق کو بلاؤ
ابو نامرد گل کو حکم دے دیکھ تو سہی کسطرح شکار کھیلتا ہون کفیل تھرا گیا کہا ای جوان قسم ہے تجھکو اپنے دین وملت
کی نام نامی اپنا ظاہر کر تو تو بلاے روزگار ہے امیر نے فرمایا پہلے لڑ لیجیے پھر نام پوچھیے گا نام بتا کے یہ قزاقی
تجسے ترک کرائینگے کفیل نے نہ مانا کہا بے نام دریافت کیے مین مقابلہ نہ کرونگا قسم بھی دے رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا ای کفیل تیغ زن یقین ہے تو نے نام سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان
سرکوب کافران جہان یہ سنکر کفیل کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر کہا آپ اسطرف کہان آئے صاحبقران زمان نے فرمایا
آب ودانہ نے یہان تک پہونچایا جو کچھ گذری ہے اطمینان مین حال بیان کرینگے اب مقابلہ کر لو پھر سمجھا
جائیگا کفیل دوڑ کر قدمون پر گرا عرض کی میری کیا مجال ہے کہ مین حضور سے مقابلہ کر سکون میرے
دو چچا مدت مدید سے آپ کی خدمت مین ہین جنھون نے راستے بند کر دیے نوشیروان کی ارسال لوٹ لی تھانے
اٹھا دیے عبد الجبار حلبی وعبد القہار حلبی دونون میرے چچا ہین مین نے سنا تھا کہ وہ صاحبقران کے رفیق
ہین آوارہ ہو کر اسطرف آیا بزرگان پر دست انداز ہوا آپ کے تصدق سے یہ بارہ ہزار جوانان صف شکن
متمکن ہوئے بڑے بڑے بادشاہ میرے دشمن ہین لشکر لیکر آئے مین لڑا بھڑا مارا پیٹا نکل گیا آج بھی بڑی دور گیا تھا
لاکھون کا مال لوٹ کر لایا ہون شکر پروردگار کہ آپ کی خدمت مین پہونچا مدت سے یہی اشتیاق تھا اپنے بزرگون
کی خدمت مین پہونچون آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہون آج اُمید بر آئی نجم بخت نے چمک دکھائی صاحبقران نے
سر اُٹھا کر کفیل کا سینے سے لگالیا فرمایا تو ہمارا فرزند ہے چچا تیرے ہمارے رفیق قدیم بلکہ مشیر وندیم خیر خواہان دولت
سکندر کی فوج نے اُسطرف سے قصد کیا مجکو خبر پہونچی مین نے اپنے فرزند علم شاہ وجانشین لندھور کو برائے مدد
روانہ کیا خوب خوب لڑائیان پڑین اب بھی عنایت پروردگار سے وہ لشکر ظفر اثر مین موجود رہتے ہین قلعہ حلب
کا حال آئینہ ہے ناظم مقرر کر دیے ہمارے ساتھ چچا تیرا وہ شیر لڑے لیکن ای برادر اعتقاد جد و آبا پر ہو یا مسلمان
ہوکے نکلے تھے عرض کی حضور باپ نے کم سنی مین انتقال کیا مذہب کو سمجھنے نہ پایا دونون چچا توجہ تعلیم وتلقین تھا ہوئے

جوش جرأت مین ادھر نکل آیا تحقیق مذہب کا کچھ خیال نہین ہے اور بازو پہ ہمیشہ ناز۔ امیر نے کلمہ طیبہ زبان آرشاد
فرمایا کفیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بلا کر قدمون پر گرا دیا کہا یارو جنکا مین ذکر کیا کرتا تھا
ہمارے بزرگون کے آقائے نامدار صف شکن بہادر جرار کشندۂ دیوان سحر کن لشکر پیان سرکوب زمرہ بے ایمان
ہماری حضور مین جلوہ بارگاہ استادہ کرو سامنے ایک پہاڑ تھا اسی مین مقام سکونت قرار دیا تھا قزاق جا کر
بارگاہ خیمے سراپردے لیکر آئے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی آپ مثل چاکران
کمترین مصروف خدمتگزاری ہوا اب اطمینان مین کفیل سے صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی صاف کہا
فلان باغ مین ہیرا نام موسوم ہے وہ دختر عدیل ہے اُسی کے مقابلے کے واسطے چلا تھا راہ بھٹک کر اس طرف چلا آیا
اب مجھکو تا بہ قلعہ حدیبیہ پہونچا تا پہلے چلکر ملکہ کو ہمراہ لیلین ایسا نہو اسپر کوئی افتاد پڑ جائے کفیل نے کہا دونون مقام
پر مین پہونچا سکتا ہون غلام یہان رہ کر کیا کریگا ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہونگا لشکر مین چلکر بے غم
نامدار سے ملونگا بڑی مشکل مین جب پہنچینگے صاحبقران تو یہان مصروف عیش ہوے لیکن یہ قافلہ جو جا کر کفیل
نے لوٹا زہیر بازرگان قلعہ حدیبیہ کا رہنے والا تھا عدیل کے سرحددار نے فرمان شاہی دیکھکر توپ ہمراہ کر دی تھی کراکر
بیشہ قزاقان سے باہر پہونچا دو زہیر لوٹا گیا اہالیان فوج سرحددار قتل ہوے زہیر اپنے گماشتون کو ساتھ لیکے
روتا پیٹتا طرف قلعہ حدیبیہ کے چلا راہ مین خبر سُنی کہ بادشاہ قریب باغ فروکش ہین اُسی جانب پلٹ پڑا لشکر مین
اُسی حال پُرملال سے آیا عدیل کو خبر ہوئی زہیر بازرگان تاج سرتاجران اسی مقام پر لوٹا گیا فریادی آیا ہے گھبرا کے
باہر بارگاہ سے نکل آیا زہیر دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا دہائی سرکار کی ہر برسون شہرون گیا جس جگہ آپکا
فرمان دکھا دیا کوئی بھی دست انداز نہوا مین نے کبھی محصول تک نہین دیا ابکی مرتبہ کئی لاکھ روپے کا جواہر و اسباب
جمع کیا آپسے رخصت ہو کر گیا راہ مین مجھکو خوف ہوا آپکے سرحددار سے کہا اُسنے توپ ساتھ کر دی کفیل قزاق نے
آکر لوٹا ہر چند داد و فریاد کی دس بارہ ہزار آدمی مارے گئے جو لوگ بیچارے بنئے بقال تجارت کرنے والے خود مال
لٹا دیا جو پاس تھا وہ بھی حوالے کیا لیکن مجھکو خود کفیل نے پکڑا تھا مین نے فرمان آپکا دکھلایا اُسنے پھاڑ پھینکا اور
لذر جو کلمات مہملات زبان پر جاری کیے اونکو ادب سے عرض نہین کر سکتا یہ سنکر عدیل نے قہر غضب مین قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا کہا یہ کفیل تو ذلیل کئی مرتبہ حرکت ناشایستہ کر چکا ہے سابق مین میرے تحصیلدار کو مارا تھا لوٹ لیا کئی
گاؤن پھونکے زمیندارون کو لوٹا ہے سے تامل کیا کہ زیر سایۂ دامن دولت رہتا ہے جب جی چاہیگا گوشمالی کرینگے یہ بڑا
غضب کیا فرمان تا بد دولت کا پھاڑ ڈالا اشتباگر دان عنبر کو بلایا حکم دیا خبر لاؤ اگر کوہ بسر لیہ پر چڑھ گیا ہو کوہ البتہ

مشکل ہوگی اگر زیر کوہ ہو ابھی جا کر گھیر لونگا اب اس قزاق کو زندہ نہ چھوڑونگا مابدولت کو از بس تمہارے
لوٹنے کا بڑا غم ہوا تم جا کر آرام کرو نقصان تمہارا سرکار سے ملیگا کفیل کی قضا دامنگیر ہوا اب اُسکے قتل کی تدبیر
ہوئی ہی شاگردان عنبر واسطے خبر کے چلے آکر دیکھا کفیل تیغ زن مثل بادشاہوں کے صحرائے پر فضا مین فرد کش ہی
لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی بازارین آراستہ طائفے چلے آتے ہین جشن کی تیاری ہی یہ مسلمان دیکھتے ہی بھاگے آپسمین
ذکر کرتے ہوے آپ کے قزاق نے زہیر کا اسقدر مال لوٹا کہ غنی ہوگیا مثل بادشاہوں کے جشن کی تیاریان ہین ورنہ
ہمیشہ بالائے کوہ سراپیہ رہتا تھا صاحب تو آج تک کوئی بادشاہ دست انداز نہو سکا اب اسکی موت آئی چلکر خبر کرو
بھاگے ہوئے آئے دربار مین پہونچے بعد دعا کے عرض کی ای شہریار زمان ہمنے دیکھا کفیل تیغ زن مثل بادشاہوں
کے صحرای سبزہ زار مین فرد کش ہی سامان جشن مہیا بازارین آراستہ دیکھے کل سامان سلطنت
ہی آج تو اُسکے لشکر مین بڑی کیفیت ہی جلد سرکار سوار ہون ایسا نہو پھر لشکر بالائے کوہ سراپیہ چلا جائے
پھر کچھ نہو سکیگا یہ سنتے ہی عدیل کوہی نے تلوار اُٹھائی قلعہ سے بھی فوج بلوائی لشکر مین قرنا ہولی ادھر
ملکہ سہیل فراق صاحبقران مین رو رہی ہی قرنا کی آواز سنکر فرمایا کیا والد نامدار کسی طرف تشریف لیے
جاتے ہین کنیزون نے کہا ہم جاکر دریافت کرین یہ ذکر تھا کہ عدیل کوہی کمر باندھے ہوئے خود بیٹی کے باغ مین آیا ملکہ
کا عجیب حال ہی آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ہونٹ خشک سر خم چشم پرنم قلب پر ہجوم غم والم اُٹھکر باپ کو
سلام کیا عدیل سمجھا یہ تہمت جو اُسپر لگی صاحب غیرت ہی الحمد للہ کہ آفت ہی سر سے ٹلنے سے نکالیا کہا اے نور نظر
پارۂ جگر تم کیون ملول ہو اُس ملعون نے تہمت کی سزا پائی واصل جہنم ہوا اب تمھین کیون ملال ہی کیا اُسکی بات
کا خیال ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تصویر خیالی صاحبقران آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی بے اختیار رونے لگی ہچکی لگ
گئی عدیل نے کہا بیٹا کیا میرا کہنا بھی ناگوار ہوتا ہی اب تم جوان ہوئین بچپن کی ضدین موقوف کرو ذرا سی بات پر جان دینے
آمادہ ہوگئین اُس نمک حرام کو تو مینے قتل کیا اب کیون تم کبیدہ خاطر ہو ملکہ نے کہا حضور یہ مجکو بڑا غم ہی آپ برائے مقابلہ
صاحبقران جاتے ہین سنا ہی کہ وہان بڑے بڑے زبردست پہلوان ہین ایسا نہو کوئی حضور کو صدمہ زخم پہونچے کنیز کا کون پوچھنے
والا ہی بابا نے بچپن مین انتقال کیا وہ بدنصیب ہون کہ ہر روز غم والم کا ستاتا ہی دل تردد منزل کیا کیا جفا
سہتا ہی عدیل نے کہا مین ابھی اُس طرف نہین جاتا بلکہ نیا معرکہ درپیش ہوا زہیر بازارگان کو کفیل مغرور نے
لوٹ لیا فرمان مابدولت کا چاک کیا اب اُسپر لشکرکشی کرکے جاتا ہون بڑی بے ادبی اُس سے سرزد ہوئی اکثر بے ادبیان
کین مابدولت نے تامل کیا اب نہ مانونگا ملکہ سہیل کا دل تو غم صاحبقران مین بھرا ہوا ہی لپٹ کر باپ سے رونے لگی

کہا والدہ نامدار آپ کو کانٹوں میں پھنساتے ہیں سوداگر نے ناحق آنکر آتش افروزی کی آپ جواب دیجیے
کہ تم بیشۂ قزاقان میں کیون گئے یہ بات تو تمام دنیا میں مشہور ہے کہ کفیل قزاق بڑا نامور ہے دست ہے عدیل ہمت
پڑا سمجھا کہ بیٹی کو مجھسے بڑی محبت ہے کہا بیٹی بڑی نامردی ہے کہ جسسے فریاد کرے ہم اُسکی داد کو نہ پہونچیں ملک میں
بدعملی ہوجائے سرحد دار ملک دبا بیٹھیں ایک قزاق کے مارنے سے ہزاروں پر عبرت ہوگی کوئی ایسی سرکشی آئندہ نہ
کریگا میں جاتے ہی اُسکو گھیر لونگا چور کی کیا حقیقت ہے نام سنکر بھاگے گا ہاتھ جوڑکر دوڑا آئیگا ملکہ نے
سر جھکالیا عدیل باہر بلغ کے تیا گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملکہ انتہا کی بیقرار ہوئی کہا کیوں گلعذار
برائے پروردگار یہ تو مجھکو بتاؤ آخر صاحبقران زمان کہاں گئے نہ تا بہ قلعہ پہونچے نہ یہاں تشریف لائے
کیونکر دل نہ گھبرائے گلعذار نے کہا واری آپ آزردہ نہوں تو میں عرض کردوں وہ اپنے زمانے کے صاحبقران
باشوکت وشان ماشاء اللہ حسین وجمیل جہاں جاکر بیٹھینگے دوست دشمن اُنکی خاطر کریگا جسطرح یہاں
تشریف لائے اسی طرح راہ میں کوئی اور چاہنے والا ملگیا وہاں بیٹھ رہے آپکا خیال نہ رہا اگر اُنکو آپ کی
محبت ہوتی اسطرح چھپ کر نہ چلے جاتے اتنا بھی پاس نہ کیا کہ ہمارے چاہنے والی پر کیا گذریگی آپ بھی صبر کیجیے آئینگے
بسم اللہ انکا گھر ہے نہ آئیں جو گذرا وہ گذرا ایسے معاملات بھی جاتے ہیں آپ کے والد نامدار آپ کو بہت چاہتے
ہیں جابجا سے حضور کی شادی کے پیغام آئے ہیں کسی بڑے بادشاہ رئیس جلیل کے ساتھ شادی ہوجائیگی
عصمت وعفت تو برقرار ہے مجھکو بھی بڑا خوف تھا مگر دیکھتے ہیں کہ حسین وجمیل ہیں اگر کسی لائق ہوتے تو میں بھی ان
اسی طرح گذرتی ہیں بس اب اس ذکر کو نہ کیجیے ناچ راگ رنگ ملاحظہ فرمائیے گلعذار نے جو بطور طعن یہ کلمات کہے ملکہ
بیقرار ہوکر رونے لگی کہا اے وزیرزادی یہ تیرا خیال خام تصور ناتمام ہے اُنکو مجھسے بڑی محبت ہے سب سے زیادہ خیال
جرأت وشوکت ہے یہ غیر ممکن کہ ہم کسی دوسرے مرد کے پہلو میں بیٹھیں وہ ہمکو پوچھیں یا نہ پوچھیں ہم اُنکے نام پر عمر بسر کرینگے
تڑپ تڑپ کے مرینگے مقدمہ راز و نیاز جو تونے کہا خدا کی عنایت سے محل اُنکے حسب کثیر الجلال صاحب جلوہ
وجلال مجھکو بھی اس مقدمے کا خوف تھا بر وقت تخلیہ مجھکو تسکین فرمائی اے ملکہ عالم ہمارے مذہب میں بدون
عقد ونکاح وارد فعل باطنی کے توجہ نہیں کرتے جب پروردگار اپنا فضل شریک کریگا تمہارے باپ کو قتل کرینگے
یا دائرہ اسلام میں لائینگے بعد اُسکے عقد ونکاح ہوگا تب انشاء اللہ تمہارے وصل سے مشرف ہونگے علاوہ ازین
ان حالات کی مجھکو خواہش نہیں مشتاق دیدار فرحت آثار ہوں مثل ماہی بے آب بیتاب وبیقرار ہوں نظم

دل اپنا کاوش مژگان یار کے قابل	یہ آبلہ خلش نوک خار کے قابل	دل اخیار میں ہوتا تو کوئی عقدہ نہ بنا

بتوں کے عشق میں تھا اعتبار کے قابل
اثر عیاں ہو مرے اضطراب کا پس مرگ
نگاہ ہو یہ شب انتظار کے قابل
نہ شیخ ہی نہ برہمن ہی ہم سے ملتا ہی
فلک نے انکو نہ رکھا فشار کے قابل
نگاہ کسی کی ہو دل لائے تھے قبول ہوا
نماز زاہد پرہیزگار کے قابل
جلال عہد جوانی ہو دو گے دل سوا کا

پکارتا ہے جنوں چل کے ہوش نذر کرو
جگہ ٹھہرتی نہیں ہے مزار کے قابل
گنہگار تو ہوں اسقدر گناہ کرو
تمھارے ہو کے ہوئے ننگ و عار کے قابل
کبھی تو صید گہ دل میں آئے تیر اسکا
تم اٹھ کھڑے ہوئے ہیں بزم یار کے قابل
ہمارے دل کو نہ رکھا کسی کے پہلو نے
ابھی کی تو نہیں اعتبار کے قابل

بہار ارمغان ہے فصل بہار کے قابل
ابھی نہ جائیے دور آنکھ یار سے دیکھے
نہ تکتے جائیے تہ ٹھہریں شمار کے قابل
پسے ہوؤں کو بھلا کیا زمیں پہ ہے گی
بہت سی آرزوئیں ہیں نکالنے کے قابل
اگرچہ رند ہے دامن مگر ہمارا ہے
سکون صبر و شکیب و قرار کے قابل

یہ اشعار عجیب غریب حیرت و حیرت انگیز پڑھ کر ملکہ کھڑی ہو گئی کہا اے گلعذار اب ہم سے ربط و ضبط غیر ممکن ہے تمنے اسوقت چھریاں ماریں کلیجے میں ناسور پڑ گیا خوش ہو کر کبھی ہو کر شادی ہو خانہ آبادی ہو اب پہلوئے گور میں جا کر سوئینگے اپنی تقدیر کے لکھے ہوئے کو تا بہ قیامت روئینگے اب ہم خود برائے جستجو صاحبقران جاتے ہیں تمہارا خیال محال بیکار ہے دشمن انکے کسی بلا میں پھنسے یا رہا ہوئے یہ وجہ ہے زمانہ نہیں گذرا انکی ہر بات سے بوئے صداقت آتی تھی جھوٹے دغا باز نہیں ہیں تمام عالم میں انکا شہرہ شاہان جلیل نے اپنی دختران بلند اختر بہ خواہش تمام اُس عالی مقام سے منسوب کیں ہم انکے تمام کا رشتہ محبت توڑیں یہ غیر ممکن ہاتھ کا اشارہ ہے گریباں چاک کر بالوں چاہتے ہیں کہ صحرائے پر خار کی سیر ہو تلوے پھٹک سے ہیں آبلہ اے دل تپکتا ہے ہیں آنکھیں مشتاق جمال قلب پر ہجوم غم و ملال فرد جان کو درد یہ فسانہ ہے جسم کیا ہے کہ قید خانہ ہے بتاؤ گلعذار کس کس کو سمجھائیں اعضا ہمارے دشمن ہو گئے جاں پر بن آئی ہے اب کون سنبھالے اس بلا کو کون ٹالے جب ملکہ آمادہ ہوئی کہ میں خود برائے جستجو جاؤنگی یہ قول جنون دیکھ کر گلعذار گھبرائی فوراً صنوبر کو بلایا عرض کی حضور یہ کنیز با خبر ابھی خبر کے واسطے جائیگی فوراً واپس آئیگی حضور ایسا قصد نہ کریں صنوبر بھی قدموں سے لپٹ گئی کہا واری یہ جو نمک حرام خضر مار آگیا رستے میں سیر اچھا تھا اکثر اُسنے رنگ روغن عیاری کے مجھکو بتائے ہیں مردانہ مجلس کو کے سب جگہ جا سکتی ہوں لیکن بوجہ احسن خبر لاؤنگی کسی مقام پر خبر مجکو نگی ہمارے ہوتے حضور دولتسرا سے نکلیں تمام دنیا کی خاک چھانیں جس مقام پہ پا جائینگے حضور کو بھی آگاہ دینگی کنیز خانہ حضور کی خدمت میں ہے ورنہ پہلی ہو دو چار حرف بھی پڑھے ہیں باتوں میں نہ سمجھاؤنگی اس طور سے سمجھاؤنگی کہ آپ

صاحبقران زمان اپنے چاہنے والے کا خیال نہ رکھا شوکت و لیاقت سے سراسر خلاف ہے مقام عدل
و انصاف ہے میرے ساتھ چلیے حضور محل جاوینگی انکو لیکر آؤنگی آپ کی وجہ سے میرا پاس کرینگے اسطرح جو
صنوبر نے سمجھایا مردانے کپڑے پہنے صورت تبدیل کی ملکہ بے اختیار ہنس پڑی کہا صنوبر تو بڑی مکار د
ہے خوب صورت بدلی کہا حضور چچا میرے مجکو عیاریان تبلایا کرتے تھے سب طرح کا سامان میرے پاس موجود
ہے بخوبی ملکہ کو سمجھا کر ملکہ صنوبر بدلے تیسجو سے صاحبقران زمان چلی یہان امیر عالی وقار کفیل قزاق کی
بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ارشاد کرتے ہین اے کفیل بے عدیل اے دوست صادق اے محب وائق اب تو دن کم رہگیا
ہے لوقت سحر سامان سفر تیار رہے بہ مقابلہ عدیل کوہی جانا واجب و لازم ہے نہین معلوم ملکہ سہیل کا کیا حال ہوگا
شب تیرہ و تار مین چھپ کر نکل آیا اس سے ذکر بھی نہ کیا بہت گھبراتی ہوگی مجھے بھی خیال ہے شب ہجر کیونکر کٹے
دن بھی پہاڑ ہوگیا یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی کفیل گھبرا کر بیرون
بارگاہ آیا ہرکارون سے کہا دیکھو کون آتا ہے لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہے ہرکارے تیز صبا دم گئے چشم زدن مین
واپس آئے عرض کی عدیل کوہی آپ کے مقابلے کو آتا ہے تاجرنے جاکر فریاد کی یہ سنکر کفیل سامنے صاحبقران کے
آیا عرض کی حضور کو تکلیف ہوگی اکیلے بر سر کوہ چلیے ساٹھ ہزار فوج سے عدیل کوہی آتا ہے جس تاجر کو مین نے
لوٹ لیا تھا وہ اسی قلعہ کا رہنے والا ہے پہاڑ کو آکر گھیر لیگا سرشک کے چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا ہے برادر
یہ تو خدا نے آرزو ہماری پوری کی ہم تو تمسے ابھی کہ رہے تھے کہ ہمکو برائے مقابلہ عدیل کوہی لیچلو نہ کہ وہ
خود اسی مقام پر آیا ہمکو تکلیف نہوئی بہ آسانی انشاء اللہ مقابلہ ہوگا ہمارا بزرگ ہے کسی قدر عذر بھی کرینگے
بہ مجبوری مقابلہ بہ ضرور ہے کفیل نے عرض کی حضور فوج بہت ساتھ لایا ہے ساٹھ ہزار جوانان کوہی بڑے بڑے
قد و قامت دیو سے جنکو مثال ہے میرے پاس لشکر بہت کم ہے تدبیر یہ کرونگا حضور بالائے کوہ ٹھہرین ایک ہرکارے
کو مقام و نشان بتا کر آپ کی فوج مین بھیجدین کوئی سردار لاکھ فوج لیکر چلا آئے تب مقابلہ پڑیگا صاحبقران
ہنس پڑے فرمایا خدا کی قدرت سے تم ہمکو ملے ورنہ ہم تو یکہ و تنہا اسکے مقابلے کو چلے تھے اے کفیل یہ ہمارا
طریقہ نہین ہے طالب مدد اپنے پروردگار سے رہتے ہین بادشاہ کو یہ لکھ بھیجین کہ فوج روانہ کیجیے دیکھو تو یہ
سامان مسبب الاسباب نے کردیا ہم یکہ و تنہا گرفتار ہوکر آئے ملکہ کے دل مین کسنے محبت ڈال اسنے بحالیکہ تجھ
وشمن سے چھوڑ الیا اب اکیلے چلے تھے تمسے ملاقات ہوئی ہزار فوج مل گئی ساٹھ ہزار کیا کرینگے ہمارے پاس
بیٹھو آمد عدیل کوہی کا ذکر بھی نہ کر دو کفیل خاموش ایک طرف آکر بیٹھا یہ قوم کا قزاق اسطور سے

لڑنا بھڑنا کیا جانے یا پہاڑ پہ چھپ گئے یا کسی جنگل میں جاکر بسر کی کبھی حریف پر شبخون مارا یا تردد میں لگا رہی
صاحبقران اپنے پاس سے اٹھنے نہیں دیتے یہان عدیل کوہی آکر پہونچا دیکھا لشکر کفیل قزاق بصد
طمطراق فروکش ہی حیران ہوا کہ ہماری آمد سنکر اسنے فرار پہ قرار نہ کیا حکم ہوا بارگاہ استادہ ہوئی گرتا ہوا بارگاہ
مین آیا ساٹھ ہزار کا لشکر اترا سرداران سے پوچھا کفیل اسی طرح سے فروکش ہی کچھ ہمارے آنے سے نہ گھبرایا
سردارون نے عرض کی اب اسکے پاس فوج بھی زیادہ ہوگئی اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہی صبح کو سلامی تیغ
نکلجائیگی ناگاہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا شہنشاہ ماہتابان بصد شوکت و شان مع پہلوانان ثابت و
سیارگان میدان چرخ نیلی مین خواب نگن ہوا تمام عالم ضیاء ماہتابان سے روشن ہوا عدیل کوہی شراب پی
رہا ہی تھوڑے مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ گڑگڑایا ہرکارے کفیل قزاق کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے
سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور دشمن پامال نظم

دعا دہ روزگار ہمت تو
باج گیر از کمال اکنون باد
دشمن از عمر کوتہی خون باد
در تماشاے حسن دولت تو
ذات پاکت کہ والی علم ست
لیلی روزگار مجنون باد

ای شہنشاہ گیتی ستان ای والی تاف دو دنیا عدیل کوہی نے طبل جنگی بجوادیا کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر
معرکہ آراے نبرد ہو لیکن بڑا اسکو تعجب ہی کہ کفیل قزاق نے قرار پہ فرار نہ کیا ما بدولت کے مقابلہ مین ٹھہر گیا
ابھی تک اسکو حضور کے تشریف رکھنے کی خبر معلوم نہین صاحبقران نے فرمایا بوقت سحر ظاہر ہو جائیگا اے
کفیل تم بھی طبل جنگی بجواؤ کفیل گھبرایا ہوا نقار خانے مین آیا نوازش طبل کو حکم دیا جب صداے طبل بلند ہوئی
ہرکارون نے جاکر عدیل سے کہا حضور ہمارے سامنے کفیل بیرون بارگاہ آیا طبل جنگی بجوایا آج تو پھولا ہوا
پھرتا ہی عدیل نے کہا جب چیونٹی کی قضا آتی ہی تب پر پیدا ہوتے ہین بموجب مضمون مصرعہ صید را چون
آید سوے صیاد رود وہ اسی طرح اسکی بھی قضا دامنگیر ہی مثل کر یاس کہتے ہین کہ پھلینگ د ونگا ساری
سرکشی نکل جائیگی بلبلاتا ہوا اٹھا خواب خرگوش مین مبتلا ہوا لشکرون مین تیاریان کو ہیون مین جلچلا ذکر یاد
قزاقون نے خوب سا لوٹا لوٹ کر مال جمع کیا ہی کل خوب لوٹین گے قزاقون کو قتل کرینگے اگر بالائے کوہ جاتا
نہیلون گھیرے رہتے وہ بڑا منتظم ہی غلہ بھی جمع رکھتا ہی جب تو بڑے بڑے رئیسون کو لوٹ لیا تھا ان اطراف کے
علاقون پر قبضے کرلیے اب موت دامنگیر ہوئی ہمارے مالک سے الجھا جان بچانا دشوار ہی بعض کہتے ہین وہ بھی
بہادر نامدار ہی بڑے کروفر سے مقابلہ کریگا فنون سپاہگری خوب حاصل کیا ہی دو سے دو ہزار کو لوٹ لیتا ہے

لشکر ونکو شکست دیتا ہو بڑے موکے پڑ جگئے قتل اُسکا آسان نہین ہی اُدھر قزاقونکو تردد ہوا آپس مین کہتے ہین یارو
ہم کبھی اسطرح سے نہین لڑے ہم لوگ قزاق ہین جنگ گریز کے مشتاق ہین لڑ کر کے گھیر لیتے ہین کبھی دور سے
تیر و ادا کبھی تیراندازی کر کے بھگا دیا یہ صفوف آرائی میدان داری بادشاہون کا کام ہی لیکن اب صاحبقران
تشریف لائے ہین میان کفیل صاحب کے بزرگون کے افسر نامی گرامی نامور آنکو کون سمجھائے وہی کرینگے
ساٹھ ہزار سے بارہ ہزار کیونکر لڑ سکتے ہین افسر صاحب کو اختیار ہی ایک نے کہا کیا دیکھو نہین مچکے صاحبقران
نے ہم سبکو کیونکر تسخیر کر لیا اکیلے نے پھرتی سے دو کو مارا کچھ تو سمجھ لیا ہی جو عدیل کو ہی ایسے زبردست کے
مقابلے مین ٹھہرے ہین دوسرے نے کہا میان کفیل کی اطاعت کو نہ پوچھیے بزرگون کا نام سنکر پھیل گئے
بڑے لڑتے قدمون پر گر پڑے تسخیر کسکو کیا زیر کون ہوا ایک نے کہا بھائیو ہم ٹیڑے ہین پاے مرا لنگ
نیست ملک خدا تنگ نیست فتح مین شریک ہونگے شکست دیکھین گے چل دینگے اور کسی افسر کو ڈھونڈھینگے
لشکر دین مین ہنگامہ صداے حاضرباش و ناظرباش بلند چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری
ستارۂ سحری چمکا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین عبادت پروردگار کرنے لگے
دم وحدانیت رب اکبر بھرنے لگے سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا ہر برگ و بار جھوم کر ہوشیار ہوا نسیم سحری چلی
غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین لالہ بادل داغدار مصروف وید صنعت پروردگار اُٹھا وہ سے مشرق
کے پہلوان روز نیر گیتی افروز زنجیرہاے شعاع سے کم باندھکر نیزۂ ضیا ہاتھ مین لیا زرنگار چرخ نیلی مین
آیا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کر کے سجادے اُٹھے تسبیح کو بوسہ دیکر رکھا بخضوع و خشوع
دعا کی ای رب کارساز خالق بے نیاز مالک کارساز تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی ہر جنگ
مین مظفر و منصور رہا کبر و نخوت سے ہمیشہ دور رہا آج بھی مجکو فتحیاب کرنا دامن آرزو گل مراد سے
بھرنا غریب الوطنی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی کفیل صندوق سلاح لیکر آیا
صاحبقران نے خود زرہ وغیرہ ذات پر آراستہ کیے برن بارگاہ تشریف لائے پشت مرکب عربی پر
سوار ہوئے پہلو مین کفیل قزاق جنگ کا مشتاق پشت پر بارہ ہزار جوان لیکن حیران پریشان بھاگنے
کی فکر جان بچانے کا ذکر اُدھر سے عدیل کوہی گینڈے کو مہمیز کرتا ہوا مع ساٹھ ہزار کوہیون کے
طرف میدان کارزار کے بعد غرور و تکبر چلا تھا اے کار صنوبر خواص ملکہ کی کنیز خاص جو بدلے بھیس
نکلی تھی مردانہ لباس پہنے ہوئے اول تا بہ قلعہ گئی راہ مین کہین صاحبقران کو نہ پایا پلٹی ہوئی آتی تھی

نوبت نقارے کی آواز لشکر ادھر متوجہ ہوئی دور سے دیکھا ایک سمت سے عدیل کوہی لعبد کر و فر مع
لشکر کوہسار خود سر میدان کارزار مین جاتا ہو ادھر سے ایک لشکر قلیل آتا ہو ایک تخت کی آڑ پکڑ کر ٹھہری تماشا
دیکھنے لگی اول وہ لشکر قلیل میدان کارزار مین پہونچا صنوبر نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اُس لشکر قلیل سے چالیس
قدم آگے بڑھے ہوئے زیر سایۂ علم شیر لشکر صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین حیران ہو گئی کہ یہاں تو وہ
داماد نوشیروان معلوم ہوتے ہین یہان قراقوین کیونکر پہونچے اب تو آگے بڑھی بخوبی پہچان لیا کہ
حقیقت مین وہی شیر ہو دل سے کہتی ہو اس وقت کیونکر صاحبقران کے پاس جاؤن لشکر عدیل کوہی
بھی میدان مین پہونچ چکا میدان رزم آراستہ ہو رہا ہو تبرداروں تبرداری کر چکے جو نخل حائل نظر تھے کاٹ
کر پھینک دیے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی صنوبر گھبرا رہی ہو لیکن عدیل کوہی نے صاحبقران
کو کبھی نہ دیکھا تھا کفیل کو بخوبی پہچانتا ہو جمال بیمثال صاحبقران زمان دیکھکر حیران ہو گیا یہ بھی بخوبی
دیکھا کہ کفیل بطور ملازمان ذلیل اُس جلیل کے ہمراہ ہو وہ جوان خوش مثال شیر نر چالیس قدم آگے بڑھے
ہو صفوف قراقان سے ٹھہرا گھبرا کر اپنے ساتھ والون سے پوچھا یارو کفیل کو تو مین پہچانتا ہون یہ
کوئی جلالت نشان ہو عقل میری حیران ہو کہ یہ تو صاحب سطوت و صولت جلالت و شرافت شعار
ہو کسی ملک کا تاجدار ہو سب نے کہا حضور ہمنے کبھی ایسا شیر کو نہین دیکھا نہین معلوم شرافت قراقان کا
کیا باعث ہوا لشکر کوہسار مین جو یہ بلند ہوا جو لوگ جنگ مشلول و اقران مین شریک ہوئے تھے وہ
بڑھکر آگے آئے کہا حضور ہم بخوبی پہچانتے ہین اسی کے ہاتھ سے ہمنے شکست کھائی صاحبقران زمان
داماد نوشیروان ہین انھین کا لواے شوکت ذکر یاقت از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف
کو مٹا دیا اپنا نام روشن کیا عدیل نے کہا بخوبی پہچانتے ہو بعض نے کہا ہم اس سے لڑ چکے اسی کے ہاتھ
سے زخم کھائے بھاگ کر آپ کے پاس آئے ہمسے زیادہ کون پہچانیگا نہین معلوم کفیل کا کیون کفیل
ہوا عدیل نے کہا یہ تو اور میری مراد بر آئی یہان اسکو قتل کرونگا سبب بھی دریافت ہو جائیگا اسی
کے قتل کرنے سے طرۂ بیغمبری ملیگا یہ بھی پوچھونگا تجکو تو میرا عیار گرفتار کر لایا تھا وہ نقابدار کون
تھا جسنے چھوڑایا قراقون کے کیون شریک ہوا سب حال کھل جائیگا یہ کہکے نقلیون کو اشارہ ہوا
نقلیون نے میدان کارزار مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے لڑنے والون کے دل بڑھے لیکن صنوبر نے جو دیکھا
کہ عدیل کوہی اور صاحبقران سے مقابلہ ہوگا عورت عقل کی ناقص گھبرا گئی سوچی بڑا غضب ہوا

صاحبقران زمان ہاتھ سے عدیل کے مارے جائینگے چنانچہ ملکہ سے اطلاع کرون وہ کوئی تدبیر کرین آکر
انکو بھگا لیجائین یہ سوچکر بھاگی اثنائے راہ مین لرزان و ترسان و حیران و پریشان شتر و بزار اس عالم
پاس باغ مین آکر پہونچی ملکہ مشتاق بہت بیخبر دریچہ پر بیٹھی رو رہی تھی کہ صنوبر آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا کیا
صنوبر جلد بیان کر کچھ پتا ملا صنوبر نے کہا واہ وا کیا عجب معرکہ دیکھا [illegible] کو مدد گار پایا صاحبقران
زمان کو مین نے دیکھا کفیل قزاق کے شریک جنگ ہونے سے صنوبر بیابان گلزار آراستہ ہو چکا تھا آپ کے
والد سے لوگون نے نام بتلا دیا حال صاحبقران کا یہ ہے یا الشفیق آپ کے والد میدان کارزار مین نکلے ہوئے ہین
صاحبقران سینہ سپر کیے کھڑے تھے مین تو ان کی کمک ہو نہ سکی لیکن عرض کرتی ہون کہ حضور چلین کوئی الٹو
تدبیر ہو دور سے اپنی صورت دکھا کر انکو الگ بلا بھیجیے ہمراہ لیکر یہان بھاگ آئیے ورنہ ساتھ ہزار فوج لیکر
آپ کے باپ گئے ہین وہان صرف بارہ ہزار قزاق ہین وہ سب جنگ کرینگے مشتاق ہین لوٹ لینے ہین چاق
ہین اسطرح کے مقابلے کے لائق نہین ہین جنگ کی بھیڑ انھین پہ پڑے گی فوج قزاقون کی لائیے گی کیونکر ملکہ
گھبرا گئی بیحد قوت نے جو بیان کیا جوش محبت مین کہا اچھا مین چلتی ہون دور سے صورت دکھا کے بلا لونگی
اس مقر سے انکی جان بچاؤنگی یہ بھی خیال نہ آیا صبح کا ذکر ہی تو پہر دن باقی رہ گیا تھا جنگ ہو رہی ہوگی
حضرت عشق نے سب کچھ بھلا دیا نقاب چہرہ پر ڈال مادیان شبدیز پر سوار ہوئی ہتھیار لگائے ہوئے چار
کنیزین جنکو تعلیم کیا ہو وہ سب سوار ہو کر ساتھ ہوئین اثنائے راہ مین [illegible] پر ڈال [illegible] صنوبر آگے بڑھی لشکر تو
کون پھر نکل کر شام ہو گئی شب تیرہ و تار ہے چلی جاتی ہین یہان میدان کارزار مین جب نقیب نقابت کر چکے
عدیل نے گنبد سے کو صفت سے نکالا [illegible] بشکل [illegible] میدان کارزار مین آپ
پکار کر آواز دی او کفیل قزاق کچھ مایہ دولت کا خیال نہ کیا ہمارے تاجر کو لوٹ لیا وہ خطا تو لائق معاف
کرنے کے تھی یہ کیا غضب کیا ہمارے فرزندون کے قاتل کو اپنے گھر مین جگہ دی اب دیکھنا کیا قیامت برپا
کرونگا یہ کہکر آواز دی او حمزہ بے ادب میرے مقابلے مین بڑا افتخار ہے قزاقون کا ساتھ دیا اب میدان کارزار
مین آکر مجھسے مقابلہ کر میرے فرزندون کو مارتے کچھ خوف نہ آیا یہ سنتے ہی صاحبقران نے مرکب بادرفتار کو چھیڑا
کفیل نے بڑھکر رکاب تھام لی دست بستہ عرض کی آپ ہمارے بزرگون کے سرپرست ہین پہلے مجھے اجازت
دیجیے جاکر اُس بیحیا سے لڑون بعد میرے حضور کو اختیار ہے اگر میرے سامنے کچھ حضور پر آفت پڑی مین منہ دکھلانے
کے قابل نہ رہونگا صاحبقران نے کفیل کو سینے سے لگا لیا شجاعت پر شاباش فرمایا اے کفیل تم ایسے ہی ہو

بلاشبہ جرأت کے شیر ہو اب آپنے ہمارا نام لیکر للکارا ہمکو جانا واجب و لازم ہے تم ہمارے واسطے دعا کرو
ہر طرح صاحبقران نے کفیل کورو کا مرکب کو بڑھایا اسپ باد رفتار طرارہ بھر کے چلا دم سے جنور کرتا ہوا
صبا رفتاری کا دم بھرتا ہوا کود سرین تو وہ کفل گلے مین خوشنما ہیکل تین جھکون مین میدان کارزار مین پہونچ گیا عدیل
کوہی گرد اسپر کا لیکر بڑھا صاحبقران سے نگاہ دو رزن ہوا پانچ قدم اُسکا گینڈہ پیچھے ہٹا صاحبقران زمان کا
مرکب تین قدم پر آگے رہا اب عدیل نے بخوبی سراپائے صاحبقران کو دیکھا حیران جمال محمود یار قابغم مین فرزندونکے
بیقرار ضبط کرکے کہا یا صاحبقران زمان آپ کے بڑی بڑی دور نام ہین ان لٹیرون مین کہان آکر چھپے یہ بتلائیے
سیر اعیار عمر آپ کو چرا کے لایا تھا و لقا بدار کون صاحب تھے جنھون نے اسکو زخمی کرکے تمکو بچایا آپ دونون
کہان چھپے رہے اب کیون ظاہر ہوئے اس معاملے مین کیا بھید ہے صاحبقران نے فرمایا اے عدیل کوہی ہمارے
پروردگار نے ایک نگہبان کو اپنی قدرت سے بھیج دیا اُسنے بچا لیا یہ قزاق ہمارے رفیق کا فرزند ہے مکر و تمہا تمھارے
مقابلے کو چلے تھے راہ مین کفیل نے روک لیا اب اپنے قلعہ پر جاؤ انشاء اللہ کیا وہ تنہا آئینگے وہین آکر تمکو سمجھائینگے
عدیل نے کہا پناہ نہ دونگا فرزندون کے خون کا بدلا لونگا جو کیجیے جو حملہ نکال لیجیے میرے حال سے آپ
ابھی آگاہ نہین ہین وہ دونون طفل میرے تعلیم کردہ تھے جو تمھارے ہاتھ سے مارے گئے ان ایسے ہزار ہا تابعدار
موجود ہین انکے قتل پر نازنہ کرنا نیزہ اٹھاؤ تلوار کھینچو فنون جرأت دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا ہمارا دستور
نہین ہے حربہ کرتے تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے عدیل کوہی نے نیزہ مارا امیر نے
پندرھوین طعن مین نیزہ عدیل کوہی کا ہوائی کیا عدیل نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے حمزہ فن
نیزہ بازی کی ہم لوگ کچھ حقیقت نہین جانتے اس پر مغرور ہو یا تیغ بیدریغ ایک دم مین خاتمہ کریگا بڑے بڑے
پیل مارتے میرے حربے سے کبھی کوئی نہین بچا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا بڑھا سر صاحبقران پر وار کیا
صاحبقران زمان کو عدیل کوہی کا خیال ملکہ کے رنجیدہ ہونیکا ملال دل سے باتین کرتے ہین جہانتک
ہو سکے بفنون سپاہ گری اسکو زیر کرون میرے ہاتھ سے قتل نہو پس ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
عدیل کوہی لپٹ پڑا زمین پر کودے دونون جوانون مین کشتی ہونے لگی اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے
کہ عدیل کوہی دوپہر برابر صاحبقران زمان سے لڑا کمی زیادتی ثابت نہوئی بعد دوپہر زوال آفتاب ہوا
بلال زور صاحبقران جیسا طرب تڑپ کے لڑنے لگے کئی مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑا پیچ باندھا شکل
کردیا ملازمان عدیل کوہی دیکھ کے گھبرانے لگے آپس مین کہتے ہین لو صاحبو آقا سے نا مدار چست

ہوا چاہتے ہیں حمزہ کیا غضب کے پیچ باندھ رہا ہے میاں عدیل کوہی توڑ بھی نہیں کرسکتے دیکھیے کیا ہوتا ہے
لیکن خاموش مذہب ہیں کاٹنگے برائے مغلوبہ حکم دیں ہم سب قل کرجاتے ہیں تیرہ باے طویل پر حمزہ کو اُٹھا لیں
تیروں سے سینہ مشبک کردیں لاشہ اسکا ٹکڑے اڑا دیں سے میدان کارزار بھر دیں بعض کہتے ہیں فوراً کیا حملہ ہیں وہ بھی چال
کھول کر لائینگے بڑے معرکے پڑینگے دانتوں پسینہ آئیگا نعرہ مردان عالم سے میدان کارزار تھرائیگا صاحبقران نے چند
مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑ لائے ناگاہ ایک مقام پر عدیل کوہی ہٹ گیا صاحبقران اوپر آئے ایک ہاتھ کی اندری
چڑھا دی گردن پر ہاتھ رکھ کے بکہ مارا سر اسکا زمین میں اُتر گیا بہت گھبرایا کہا اے صاحبقران ذرا ٹھہر جائیے
میں کچھ مُنہ سے کہونگا میرے سینے میں بڑی چوٹ لگی پسینہ آگیا شام بھی ہوچکی ہے صاحبقران زمان قاعدے
کے پابند ہیں عدیل کوہی نے جو گڑگڑا کر کہا دل دکھ گیا رحم آیا فوراً چھوڑ دیا عدیل کوہی جھاڑ پونچھ کر اُٹھا
کچھ دل ہی دل میں سوچ کر کہا اے صاحبقران میں کل آپ سے مقابلہ کرونگا اسوقت میرا دل نہیں چاہتا یہ بھی
ظاہر ہے کہ دن واسطے لڑائی کے شب برائے عیش و آرام صاحبقران نے فرمایا اے عدیل کوہی میں تو کبھی اسطرح
میدان کارزار سے نہیں ہٹا لیکن تمہاری خوشی آج اور کل کا کیا اعتراض ہے جو ہوتا ہو آج ہی ہوجائے عدیل نے
کہا نہیں میرے سینے میں چوٹ لگی سینگ سانک کر اپنے کو درست کرونگا چالاک و چست ہو کر بوقت سحر برائے
مقابلہ آؤنگا ہنر سپاہگری آپ کو دکھلاؤنگا صاحبقران نے کہا بہتر جو تمہاری خوشی عدیل کوہی بہت خوب
کہکر چلا کفیل نے دوڑ پڑا صاحبقران کو بیچ میں رکھ لیا زرنثار کرتا ہوا بارگاہ میں لایا پوچھا اے شہریار آپ نے
عدیل کو کیوں چھوڑ دیا بہ عنایت رب اکبر سطح غالب آچکے تھے اب کیا باقی تھا یہ پہلوان زبردست
ہاتھ آکر وہ مکر سے مست و بیمار حیلہ ساز ایسا نہو بھاگ جائے یا کچھ اور فتور کرے صاحبقران نے فرمایا اے
کفیل اسنے عذر کیا ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ بہادر کو عاجز کرکے زیر کریں مجبور جو ہوا اسکو زیر شمشیر کریں اگر مکر
کریگا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی سر پرست ہے بیڑا اگر ہوا اسے زبردست ہے علاوہ دازیں اگر وہ مکر سے
کچھ کاریگر ہوگا مگر ہمارا بزرگ ہر یہ بھی خیال آگیا کفیل نے کہا حضور بہتر ہوا اب میرے تدبیر یہ مناسب ہے کہ
بالائے کوہ تشریف لیچلیے شب کو وہیں آرام فرمائیے شاید شبخون کا ارادہ کرے پس پہاڑ پر نہ سکیگا اسکے
فرمایا وہ مجھ سے وعدہ کر گیا ہے کہ کل پھر سر میدان مقابلہ کرونگا کوہی اپنے مقام پر گئے ہمارے سے خوف
سے بالائے کوہ چلے گئے ہرچند کفیل نے کہا صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا کہ اے عیار اور بسا بھی جگہ
کر کے آرام کرو کفیل خاموش ہو رہا اتنا اسے انتظام کیا کہ طلائے پر زیادہ قراول مقرر کیے صاحبقران

بارگاہ مین آکر بیٹھے خاصہ نوش کیا بڑے بڑے پہلوانون سے دن بھر کشتی لڑے پریشان ہو رہے تھے الگ جگہ مین پلنگ بچھوا کے تخلیہ مین تشریف لائے تصویر خیالی ملکہ بدیل آنکھون کے سامنے آئی طبیعت گھبرائی اُٹھ بیٹھے نیند نہین آئی دل سے باتین کر رہے ہین لب پر آہ سرد خود بخود دل مین درد بیقراری ملکہ یاد آتی ہے دل سے فرماتے ہین نہین معلوم اُس عاشق صادق پر ہمارے کیا گذری جب وہ عزراۓ صحرائے وفاداری بیدار ہوئی ہوگی آنکھ کھول کر دیکھا ہوگا اور پہلو مین ہمکو نہ پایا ہوگا کیسی پریشان و مضطر ہو کر ہماری جانب تلاش کیا ہوگا صاحب عصمت و عفت وہ تو بے ہمارے درد و شوکت کنیزین بہلاتی ہونگی نہین معلوم یہ عدیل کس طرح بیان یا کیا بہ کیسی پر انداز نے اطلاع کی ہو ایسے ایسے خیالات مین یہ اشعار بیقرار ہو کر صاحبقران پڑھنے لگے

نظم

نہ تھجوت دیتون کو نہ تو ربہ بالون کا
لیے جہان مین روشن چراغ گالون کا
وہ کون لوگ ہین دل توڑنے کی خو جنمین
حضور ہان یہی باعث ہوا ملالون کا
اٹھانے والون ہو تم کی لاش ہماری ہے
یہ غازہ خوب نکالیگا رنگ گالون کا
بڑھتی ہوئی جو زمانے کے شوخ چشمونکو
نہ باغبان کو بھلا پیا منتا جالون کا
جلے بجھنے ہوئے کیونکر کہو شرر جلال

بڑا کلیجہ ہے ان دل کے ہانے والون کا
لحد مین مجھسے نکیرین بھی جو لو چھین گے
یہین تو چھوٹنا ہو نا ہے شاق چھالون کا
کمان بہشت کہان حور اور کہان زاہد
مرے ہے آپ ہی تھر نہاد و شالون کا
بہت سے دل مین کہ آرام جا کے پاتے ہین
وداغ دشت مین تما نہین غزالون کا
شروع عشق ہی مین ہے دل وجگر بیتاب
کلام ایسا ہی ہوتا ہے خستہ حالون کا

ہمیشہ جلوہ رخ سے ہون مین آنکھین ہم
یہی کہونگا کہ بندہ ہون خوش جمالون کا
نہ رحم کیجیے تفنہ ہے دل کو دیکھیے خوب
عبث عبث تجھے سودا ہے ان خیالون کا
ہمارے تم نہ نیک کے منھ کو دھوئے کوئی
خدا دراز کرے سایہ اُنکے بالون کا
جلا یا آہ کی بجلی گرا کے بلبل نے
ابھی سے حال یہ ہے اپنے ساتھ والون کا
صاحبقران زمان یاد محبوب مین

بیقرار اشکبار حیران و مضطر طپش قلب ناصبور تھی پر لیکن عدیل کو تپ جو دم دیکر امیر کو میدان کارزار سے پیٹا خستہ و شکستہ تمام جسم مین درد و رنگ سیاہ زرد کا زرد بارگاہ مین آکر گر پڑا آہ آہ کرنے لگا پہلوان شاگرد وغیرہ قریب آئے کہا کیون حضور رتجبر تو ہو آپ تو ابھی اکھاڑے مین بیس بیس پہلوانون کو زور دلواتے تھے کبھی اسقدر حضور کو تردد نہوا تھا آج تو آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے خیر خواہان دولت بھی آگاہ ہون کہ کیا ملال ہے جو کچھ میدان کارزار مین گذرا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا حمزہ کو حضور نے عاجز کر دیا تھا جان بچا کر چلا گیا خوب کیا آپ نے درگذر کی ایک شب کے واسطے پناہ دی یہ جو ساتھ والون نے کہا عدیل کو بھی بیقرار ہو رہا تھا مقابلے مین صاحبقران سے جان بری رات ہونا روسیاہ کے لیے غنیمت ہوا تھا ساتھ والون کو جواب دیا

بھائیو حمزہ کو مین ایسا نہ جانتا تھا وہ تو بڑا صاحب قوت وطاقت ہے نوشیروان کا عیار کیا ہوا خاقان
لاکھون روپیہ کھلا کے شاہان ہفت اقلیم سے لڑا دیا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا مین ایسا ہی زبردست تھا کہ نہ
بابیت پھکیت کل فنون سپاہ گری سے ماہر تھا اتنا بڑا بادشاہ بابر تھا بڑی مشکل مین مین نے اپنی جان بچائی
زیر ہونے مین کیا باقی تھا اب آپ مجکو عمر عیار یاد آیا وہ بڑا تو حمزہ کو جو الا آمادہ ترود تنزل سکین یا نہین معلوم
اسنے سچ دیا یا جھوٹ یہ تو راستی اسکی ظاہر ہوئی اگر وہ پورا مکر نہین لایا تو اس حوالی مین حمزہ کیونکر آیا نہین معلوم اسوقت
نے حمزہ کو کیونکر پایا اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہو کر جو کس حرف سے لڑنے آیا سوائے حمزہ کے مین تمام دنیا پر غالب
ہون اس مبارک کے مٹانے کا مین دل سے طالب ہون تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ رات کو جا کر حمزہ کو مار ڈالے
پھر مین سب سے سمجھ لونگا تا بہ کوہ حق گلزار سلیمانی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا رفیق قدیم اسکا شاطر کوہ جو
ہمیشہ سے مکار وغدار ہے ملکہ عیاری مین شاگرد عمر نابکار ہے یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھا کہا اے شاہنشاہ غلام
آپکا مطلب دلی سمجھا جس سے آنکھ جھپک جاتی ہے مقابلے مین غرور طبیعت گھبراتی ہے مین جا کر گرفتار کر لاونگا قتل
کرنے کا آپکو اختیار رہے استاد عمر بیشک بے خطا قتل ہوے اسوقت کل تحقیقات ہوا یہ غلام آپکا ہمیشہ سے ہم
سردار وہم عیار ہے اکثر جنگلون مین گیا پہلوانون کو کیسے مارا جب تو تمام دنیا مین میرا نام ہے جرات مین یہ غلام مشہور
خاص وعام ہے یہ سنکر عدیل کو بھی خوش ہو گیا کہا اے یار وفادار اے جلالت شعار جتنے ملک میرے قبضے مین آئینگے تجھے سب
جگہ کا بادشاہ کرونگا دامن آرزو گل مراد سے بھرونگا شاطر کو بھی بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف لشکر کے چل
قزاق کے چلا دور سے دیکھا اس لشکر مین صدا ہے حاضر باش وناظر باش بلند قزاق پھر رہے ہین سوچا کر لون داخلہ
لشکر مین جانا دشوار ہے ایک ایک قزاق جلالت شعار ہے یہ سوچ کر ایک گوشے مین آیا نخل کی آڑ پکڑ کر بارگاہ صاحبقران تک
تاکا پہلوان زبردست بادہ مکر وغدا سے مست جوڑی خنجر کی نکالی نقب کھودتا ہوا پہلو کر چکا ہون لز یہ قاف
ثانی سلیمان یاد ملکہ سہیل مین اشکبار رو بیقرار ہین اشعار عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ابھی آرام فرمایا ہے شاطر کو بہانے
گوشہ بارگاہ مین آکر جھرہ نقب کا توڑا سر اٹھا کر دیکھا صاحبقران آرام فرما رہے ہین خدمتگارون کو اسوجہ سے
رخصت کر دیا تھا کہ دل کو غم سے خالی کر رہے تھے قزاق محبوب مطلوب مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے تھے تڑپ
تڑپ کے سو گئے یہ مکار نقب سے نکلا قریب صاحبقران آیا دوشالہ چہرہ بے نظیر سے ہٹایا کفچے مین بیہوشی رکھکر
برابر دماغ کے لایا صاحبقران نے سانس لی پری کھینچی بیہوش ہوے اس ملعون نے پشتارہ باندھا اسی نقب سے
نکلا طرف لشکر عدیل کو ہی لے چلا عدیل مشتاق بیٹھا ہے خیال محال صاحبقران مین کب نیند آتی ہے بڑا خیال ہے

صبح کو صاحبقران سے پھر لڑنا ہے یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا شاطر کوہی پیشانی زاید زخمی آ پہونچا
عدیل نے کہا اے خیرخواہ دولت اے صاحب جلالت و ہمت دشمن کو لایا عرض کی وہان خوب تلوار چلی کئی قزاق
قتل کیے آپ کے اقبال سے لایا عدیل نے کہا ہوشیار رہ عرض کی اے پہلوان دوران شیر کو دام مکر مین گرفتار کیا مگر
صرف کمندہاے ریشمی سے باندھا ہوا ہے اٹھتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر کو بلوائیے سلاسل و طوق گران کیجیے دوسرا یہ التماس
عرض کرتا ہون جلد فوج کو تیار کیجیے ان قزاقان خونخوار کو شبخون مار کر شکست دیجیے عدیل کو ہی کو یہ رائے بہت
پسند آئی حکم ہوا کہ صاحبقران کو اسی بیہوشی مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر قید خانے مین بھیجدو آپ گینڈی پر سوار ہوا
فوج مین کرنا ہوئی عدیل کوہی اس شب تاریک مین فوج لیکر برائے شبخون چلا کفیل قزاق کو شام سے فکر تھی یقین کامل تھا
کہ کچھ فساد ضرور برپا ہوگا خوابگاہ مین ترپ رہا تھا یکایک خود بخود دل کو بیقراری ہوئی سینے پہ ہاتھ ڈال کر اٹھا
دیکھا خود بخود دل بیٹھا جاتا ہے یقین کامل ہوا کچھ افتاد پڑی بیرون بارگاہ آیا کسی قزاق کو آواز دی جواب پایا حاضر ہون
کہا ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہے صاحبقران کی جا کر خبر لو برائے نماز سحر بیدار کرو اور افسران فوج دوڑے پوچھا
ای افسر خیر تو ہے کہا یارو میرا دل گھبراتا ہے میرے دو چشم نامدار جلالت شعار شیر صف شکن تیغ زن صاحبقران
کے رفیق قدیم ہین اتفاقات آپ دوسرے سے صاحبقران کا استطرنہ (?) گذر ہوا اگر انکا ایک شب بھی تبسم کبھی ملا ہوا
مین منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا جلد صاحبقران کی خبر لو میرا دل گھبراتا ہے چند قزاق دوڑ کر گئے پردہ اٹھایا
دیکھا صاحبقران پلنگ پر نہین ہین اس قزاق نے چیخ ماری کہا آقاے نامدار دوڑیے صاحبقران زمان پلنگ پر
نہین ہین کفیل قزاق افتان و خیزان حیران و پریشان بارگاہ مین آیا دیکھا گوشے مین چہرہ نقب ہے تحریر عیار
کا صاف معلوم ہوتا ہے کہا لو یارو غضب ہوا کوئی آقاے نامدار کو چرا لیگیا داغ دے گیا گھبراتا ہوا باہر آیا
تردد و انتشار مین سب افسر دوڑتے ہوئے قریب کفیل کے آئے کہتا ہے یارو کوئی صلاح بتلاؤ اس نامرد مکار
کی صاحبقران کو چرا منگایا مین شام ہی کو کہتا تھا صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا اس بچیا کو چھوڑ کر اپنے
سر پر آفت لی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے نے بڑھ کر خبر دی حضور مین لشکر مین عدیل کے گیا تھا آقا کو تو قید کیا
عدیل فی اللیل لشکر لیکر آتا ہے کفیل گھبرا گیا قصد ہوا لشکر کو تیار کرون اب سخت تیری بالاے کوہ چلا جاؤن تیر
و تفنگ سے لڑون سب نے کہا آپ ہی کا تو قول ہے حضور ہم میدان کارزار مین لڑنا کیا جانین علاوہ ازین
اس ظالم کے پاس لشکر بیشمار ہماری فوج کم مقدار ہے ہم کبھو نہ مقابلہ کر سکینگے جان بچانا دشوار ہوگی کبھی ایسے مجبور
و ناچار ہوئے تھے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا عدیل کوہی ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے آواز دیتا ہوا باشید

ای قزاقان جو دیکھو کس رنگ سے ہوتا ہوں خود تو اس طرف چلا اور دس ہزار کو ہیون کو حکم دیا راستہ پہاڑ
کا روک لو اگر قزاق سنگدل پہونچ جائینگے بڑی مشکل ہوگی اسی وجہ سے آج تک یہ چور بچا ورنہ ابد دولت کی عملداری
مین رہ سکتا ہے کفیل نے دیکھا پہاڑ کا راستہ بھی رک گیا ہے دس ہزار فوج گرد پہاڑ کے پہونچ گئی مجبور سوار ہوا اتنی
تو تدبیر کی افسرونکو آواز دی یارو ایک ایک حملہ کرکے نکل چلو جو خدا کو منظور ہوگا فکر کیجئے اب تو بلا نازل ہوئی
دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے قزاق تیر سے پکڑ کر لشکر عدیل کوہی پر جا پڑے لڑتے بھی جاتے ہیں ایک صحرا
کا آپس مین وعدہ بدلیا کہ جو نکلے اپنے کو اسی مقام پر پہونچائے قزاقون نے وہی کیا جو گھر گیا قتل ہوا اکثر
لڑ بھڑ کر نکل گئے لیکن کفیل سبکی کفالت کر رہا ہو ایک ہی مقام پر جم گیا سبکا افسر ہو چاہتا ہے سب نکل جائیں تب
مین لڑتا بھڑتا نکلوں کہ سامنے عدیل کوہی کا نعرہ ہوا کفیل سینہ سپر کرکے جا پڑا خوب تلوار چلی کو ہیون کو لڑ
کر قریب عدیل کے پہونچا عدیل نے پہلے ہی ہاتھ مارا کفیل پہ چہار طرف سے تلوار پڑ رہی تھی کئی وار رد کے
کئی خالی دیئے عدیل کی تلوار سر پر پڑ گئی سر اس بہا وہ کاری زخمی ہوا گھبرایا ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤں گھوڑے سے
کود پڑا مدت سے پیشہ قزاقی کرتا ہے جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کودتے ہی اسکے گینڈے کے منھ پر ہاتھ تلوار
کا مار دیا گینڈا اتر پڑا جست کی عدیل کو درا لگ ہوا گینڈا ایک جانب بھاگا کفیل جست کرکے اپنے مرکب پر آیا تلوار
کھینچکر لڑتا ہوا شیرانہ ایک جانب نکل گیا کسی کی مجال نہ تھی کہ آسکے روکتا عدیل کوہی جبتک سوار ہو نگاہ اٹھاکر دیکھا
قزاق مار پیٹ کر نکل گئے گرد بھی نہیں معلوم ہوئی بہت جھلایا خیمے وغیرہ لوٹ لیے فتح کرکے پلٹا بڑی خوشی حاصل
ہوئی افسرون سے صلاح کرتا ہوا چلا کیون یارو اب کیا کرون خداوند لقا نے تقدیر مقتول کی بڑے لطف سے
فتح ہوئی سب نے کہا ابھی چل کر حمزہ کو بھی قتل کیجیے سر لیکر خدمت لقا مین چلیے طرہ پیغمبری حاصل ہو تمام دنیا مین
حضور کا نام ہو جائے حمزہ عرب کو مارا بڑے حریف کو ٹھکانے لگایا عدیل کوہی ہنستا ہوا خوشی خوشی لشکر مین آیا ہر چند
کہ کوہی اسکے بہت سے مارے گئے قزاق قتل کرکے نکل گئے لیکن عدیل کو کچھ خیال نہیں آتے ہی بیرون بارگاہ
دنگل پر آکے بیٹھا میدان خونی کی تیاری کو فوراً حکم دیا آتش تسمہ کش جہنم کو بلاؤ وہ فوراً آکر حاضر ہوئے عدیل
نے حکم دیا صاحبقران کو جلد لاؤ بیان صاحبقران قید خانے مین بیدار ہوئے ہاتھ اٹھایا خانہ زنجیر مین عمل ہو
آنکھیں کھولدین دیکھا قید خانے مین بیٹھا ہون گرد کو ہیون کا مجمع سمجھے عدیل نے مکر کیا عیاری کرکے گرفتار
کرا منگایا فلک نے شعبدہ تو دیکھایا صاف ثابت ہوتا ہے اس ملک مین قضا لیکر آئی دل سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ
داروغہ زندان خانہ آیا سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلا یہی ہاتھ ہو آج مرا چلیں قتل ہوتا ہے جس نے

سلطنت میں نوشیروان کو مٹایا اور گنج باد کو پھینکا یا اسی جوان کی بدعت نے خداوند لقا کو آوارہ کیا تا بکوہستان
آئے یارو تیری دوستی کا مقام ہے کوہستان کا تمام عالم میں نام ہے ان ملکوں سے کبھی کوئی بیچ کر نہیں گیا انکی بھی قضا
لیکر آئی صاحبقران مثل چند اہل دل بھی موجود ہیں انھوں نے کہا یارو تم کرو فلک نے غرور زمانہ سے نکالو فلک سے کو انقلاب
دکھاتا ہے بعد جلال زوال اور فلک کبھی بہ سر کمال کبھی بہ صورت ہلال ہے تم میں کبھی خزان کبھی بہار گل ہنستے ہیں
عندلیب خوش نوا نالان و زار ہوتے ستم کشی کی آفت اٹھا دل پسیچ پیچ سے چٹک کر گل ہوے رنگ بھی جمنے نہ پایا
تھا کہ جھونکا باد خزان کا چلا مرجھا کر زمین پر گر ایا گلچیں نے وقت بدعت دراز کیا اپنا بدعت پر ناز کیا گلچیں و باغبان بھی
ایک دن مبتلائے بلا ہوتے ہیں چند ہی عرصہ میں سر پہ ہاتھ اپنے رکھ کے روتے ہیں سکندر ایسا بادشاہ زبردست صاحب
فوج و لشکر حاکم بحر و بر اسقدر مقبول بارگاہ پروردگار تھا کہ حضرت خضر والیاس پیغمبران فلک اساس ہمیری کر
تا بہ چشمہ حیوان لے گئے کچھ آبرو نہ بڑھی بموجب مضمون مصرع سکندر رہ گیا پیاسا پہونچ کر آب حیوان پر آخر
انجام کیا ہوا خالی ہاتھ آیا وہی ہاتھ خالی دکھاتا ہوا چلا گیا عقلمند سمجھ گئے راز دلی سے اُسکے آگاہ ہوے
یعنی وہ ہاتھ اشارہ کرتے تھے کہ اسوقت کون دستگیری کرے دنیائے ناپائدار میں آکر کیا پایا یہ انجام ہوا دنیا سے
حسرت و یاس لیکر چلا بس اب رو خوف کرو عبرت کا مقام ہے یہ جوان عالی مقام سخن کن بحر و بر قراش راہ دین اسلام غازی
مجاہد مشہور خاص و عام تھا لیکن دام مکر میں پھنس گیا خوشی نہ کرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ایسا نہو یہی تمہارا بھی حال ہو
نگاہ حقارت سے اُس رئیس کو نہ دیکھو لشکر عدیل کوہی میں ایک غل ہوا ایک کوہی قد و قامت میں مثل کوہ صاحبقران
اسی طرح جھومتے ہوئے بے خوف و ہراس سامنے عدیل کوہی کے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا عدیل کوہی
چلانے لگا آواز دی کیوں اے حمزہ عرب دیکھا تو نے خداوند لقا نے کیا بہتر تقدیر کی اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچوگے کفیل قزاق جو تمہارا کفیل تھا اُسکو بھی شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا جان بچا کر بھاگ گیا
اُسکو بھی تلاش کرکے مارونگا اب اگر جان بری چاہتے ہو خداوند لقا کو سجدہ کرو یہ سنکر صاحبقران زمان کو
غصہ آیا فرمایا تو بڑا نامرد ہے مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہے کلام کرتے غیرت نہیں آتی دم دیکر میدان کار زار سے
بھاگا عیاری مکاری کر آئی اُس پر یہ غرور جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر لقا پر ہمیشہ میں لعنت کرتا ہوں نام سے
اس کفر کے وہ تھراتا ہے تم ایسے نالایقوں کا خداوند ہے غرور خود پسند عدیل کو تو حیلہ منظور تھا حکم دیا جلد اُسے
قتل کرو جلاد طرف صاحبقران کے چلا لیکن حال ملکہ سہیل کا عرض کیا جاتا ہے جب صنوبر خواہرنے جا کر کیفیت
صاحبقران آمان کی بیان کی ملکہ نے جوش محبت صاحبقران میں نقاب چہرے پر ڈالی تن چار سو کنیز دن کے

باغ سے باہر نکلے شب کا وقت تھا صحرا کا سناٹا کنیزین بھی ہمراہ تھین کہ داری غضب کیا سن ایرن جنگل مین نکل آئین گلندار نے پکار کر کہا حضور حقیقت مین بڑی خطا ہوئی صبح کو صدمہ پہنے بیان کیا تھا کہ صاحبقران زمان مقابلے مین آپ کے والد نامدار کے ہین سارا دن گذرا اب نہین معلوم وہان کیا گذری ہوسیاہ رات ہو گئی پیچھے آنکی پریشانی پر لیلائے شب نے زلف شب کھولدی مجنون وحشت صحرا سے بچکر اندھیری رات چند کنیزون کا ساتھ دیکھیے وہان تک کیونکر پہونچین اسوقت ہمارے خیال مین نہ آیا آپکو سمجھایا کہ صحرائے ہول خیز کیونکر آگے ہو اگر گرتے پڑتے صبح کو پہونچے صبح ہو گئی نہین معلوم صاحبقران کامیاب ہوا ن دشمن مغلوب ہوے یا غالب آئے حضور ابھی باغ قریب ہو پلٹ چلیے صبح کو ہم سوار کو روانہ کر دینگے وہ جا کر معقول خبر لیکر آئیگی ایسا نہو کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے لونڈیون کو حضور کی کیا جانے بقول شاعر کچھے چاہ کے تھے خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے ۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے ۔ جنگل مین کہان کہان مارے مارے پھرینگے یہ کالی رات جنگل کی وحشت کہان آپکو ہمراہین وزیرزادی نے جو اسطرح سمجھایا ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرمایا تم سب صاحب پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ مجھ بد نصیب کم بخت کو میرے حال پر چھوڑ دو نیک و بد نہ سمجھاؤ دلو جنون جوش پر ہے نیک و بد کی کسکو خبر ہے نظم

وسے مرے ہین جو عاشق ہم کو دیوانہ عشق
دلکو تجویز کیا ساقی میخانہ عشق
جو گیا راہ نکلنے کی پھر اسکو نہ ملا
دیکھین تاثیر بھی رکھتا ہے کچھ افسانہ عشق
اڑ کے آتا ہو ترے بزم مین وہ غیرت شمع
حشر تک ہوش مین آیگا نہ دیوانہ عشق
سر شوریدہ مین سودا ہے تری زلفون کا
حسن آباد ہو تھا پہلے جو ویرانہ عشق
قبر مجنون پہ کبھی ہو نہ جلال وحشی
ورید ریہ پھرتے ہین آباد ہے خانہ عشق
چیخ نے مجھکو نہ دی نشو نما مثل انار
کیون نہ پھول کھلیا تجھ مین خانہ عشق
طوق منت کر وہان طوق گلا گیریبان
شوق پیدا کے جا دیتا ہو پروانہ عشق
جوش وحشت کے دن آئین تو کہین جا نکلون
بادہ عشق سے لبریز ہے پیمانہ عشق
پیشوا جانیے بغداد و دولت کا اسے
وہین ملتے ہین جو گم ہوتے ہین دیوانہ عشق
سب یہ چاہے ہے الفت جو کا دے مجکو
ایسا پیسا کہ نہ ہو سبزہ دانہ عشق
ہم تماشا نکلے اسے قصہ لیلی مجنون
یار دیوانہ حسن اور ہین ہم دیوانہ عشق
لوٹ دل کے ہی ہین تجھ خدا حافظ ہے
فصل ہر کار ہو جنون کے لیے افسانہ عشق
رونق فروزین جو ہمارے دل مین
کیا طریقہ ہی زہے مذہب رندانہ عشق
میرا اشعار پڑھکر ملکہ استقدر روئی

کہ ہچکی لگ گئی ضبط کر کے یہ مشکل جواب دیا کہ صاحبو مین جادہ محبت صاحبقران سے منہ نہ پھیرونگی اور جاحب کو اپنی جان عزیز ہو بسم اللہ پلٹ جائین مین اسی صحرا مین اپنی جان دونگی تلوے کھجلاتے تھے اسی راہ

پر خطر کا نشان بتلاتے تھے اب صحرا نوردی دشت پیمائی کا وقت آگیا یقین کامل ہو تا بہ دشت نجد پہونچین قبر پر
قیس ناشاد کے جا کر فاتحہ پڑھین مزار شیرین پر جا کے جان شیرین نام محبوب پر نثار کرین اسطرح یہ کلمات حسرت آیات
اُس آوارۂ دشت محبت و بلا نے کیے کنیزین رونے لگین گلعذار نے بڑھکر عرض کی واری بلا ے خدا ایسے
الفاظ زبان سے نہ نکالیے غمخوارون کا کلیجہ پھٹتا ہی ہم سب آپ کے ساتھ ہین جہان مزاج مین آئے تشریف لیچلین
ملکہ نے کہا صنوبر سے کہو اُسی طرف لے چلے منزل مراد تک پہونچائے جمال اُس شہریار کا اُس مشتاق کو دکھائے
صنوبر آگے بڑھی نصیب دشمنان تارین اُسی سمت کا رخ کیا کوہستان و خارستان کا راستہ لیا رات پہاڑ ہو گئی آخر بصد مشقت
گریبان سحر چاک ہوا آئینۂ روز نے دیکھا رنگ زرد ملکہ سہیل متغیر یاد صاحبقران مین بات منھ سے نہین نکلتی ایک جھیل
پر اُتر کے مرکب سے اُترین کنیزین ہاتھ منھ دھونے لگین گلعذار نے کہا واری منھ تو دھو لیجیے یقین ہے اب وہ
مقام بھی قریب ہو ملکہ نے کہا ہم زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہین اپنی جان کو رو چکے ہین صنوبر سے دریافت کرو
کہ اب وہ مقام کتنی دور ہے آپ سب صاحبون نے بڑی دیر کی نہین معلوم وہان میدان کارزار مین اُس شیر
صولت پر کیا گذری خدا دشمنون سے اُنکی جان بچائے مکارون سے سامنا کوہی سنگدل اب صنوبر آگے
بڑھکر خبر لاؤ جو کچھ گذرا ہو دیکھ آؤ یہ سنکر صنوبر بڑھی فقط درہ کوہ بیچ مین حائل تھا دیکھا تمام لشکر کو بیابان
آراستہ و پیراستہ ہے عدیل کوہی دنگل پر بیٹھا ہے صاحبقران زمان کو زیر تیغ دیکھا جلاد حکم پوچھ رہا ہے
صنوبر پر یہ کیفیت دیکھ کے روتی ہوئی سامنے ملکہ سہیل کے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا
صاحبقران کو مین نے زیر تیغ دیکھا نہین معلوم مکارون نے کیونکر گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی ملکہ سہیل اپنے مقام سے بیقرار
ہو کر اُٹھی کہا لو صاحب دیکھا میرا دل گواہی دیتا تھا کہ اُنپر کوئی اُفتاد پڑی ہے مین تو جا کر جان دیدونگی اُنکے
بعد جفاے فراق نہ سہونگی نقاب چہرے پر ڈالی توسن پشت مرکب پر سوار ہوئی سب کنیزان خیرخواہ ہمراہ
ہوئین یہان عدیل طبل نے حکم اول دیا جلاد نے گردن پر خط کھینچا قصد ہے کہ حکم ثانی دے کہ پہلوے کوہ
سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مع چار سو جوان کے پیدا
ہوا اور وہین سے تیر اندازی کرتا ہوا بڑھا چار سو تیر ایک مرتبہ چلے چار سو خطا کار ایک مرتبہ گر کے داخل جہنم
ہو گئے عدیل کوہی اُٹھا آواز دی یارو ایسے نقابدار مغلوک کو لینا یہ خبر سنتے تھے کہ مسلمانون کی مدد کو
فرشتے آتے ہین یہ برقع پوش کہان آیا پوچھا بدولت کا خوب نہ کیا شاطر کو بہا مے کہا کر دیکھیے حضرت استاد
مختر کا قول کرسی نشین ہوا ہاے وہ بیچارے مارے گئے نقابدار بادلہ پوش کہ پتہ دیتے تھے اُنکے کلام صداقت انجام کا

نقشہ کھینچا ہوا ہے مگر افسوس بلا تحقیقات آپ نے انکو قتل کر ڈالا دیکھیے نقابدار کیا سفاک و بیباک ہے اور کیسا
چست و چالاک ہے اتنے بڑے لشکر پر چند کس سے اپڑا حضور کا بھی خوف نہ کیا اس بیچارے عیار کی کیا حقیقت
تھی زخمی ہو کر آیا تھا کیسا تڑپ کے اسنے جان دی کسی نے سماجت نہ کی عدیل نے کہا جو گذرا وہ گذرا اب سبکو گھیر کر
مار لو ہمت نہ ہارو چہار جانب سے کوہی چلے نقابدار لڑنے لگا پکار صاحبقران کو آواز دی ای شہریار دیدار آخر دیکھنے
کی ہوس تھی اب منظور ہے کہ زیر قدم جان دون حضور کا بچانا دشوار ہے فوج کوہیان بیشمار ہے صاحبقران
حیران ہوے کہ یہ نقابدار بہادر کون ہے ہمارے واسطے اپنی جان دیتا ہے آواز دی ای نقابدار بہادر اپنی جان
بچاؤ کہ یہ سب مکار و غدار ہین ہم اس قید زنجیر آہن مین گرفتار ہین تیلا کوہی جو صاحبقران کو گرفتار کر لایا تھا
آج تو وہ بڑے غوغا مین عدیل کوہی سے کہا مین جا کر نقابدار کو مارون عدیل نے اشارا کیا کھینچا ہوا تیر
سامنے لا نقاب الٹ دو نا کہ مین پہچان لون کون سرکش ہے جو نت بیلا آتا ہے شاہ وقت خوب کتا ہوا بڑھا
پہچاننے لگا پر ہاتھ مار گھوڑا ملکہ کا چمک سے تلوار کی بیتاب ہوا طرارہ بھر لکان جو پہونچی نقاب چہرہ بے نظیر سے
الٹ گئی لکا یہ اٹھا آفتاب عالمتاب نکل آیا عدیل کوہی نے اپنی بیٹی کو دیکھا تیغہ جلالی ہاتھ مین سپر شستہ کی کوہ پیا
سامنے عدیل کوہی کے مارے تھے کہ نقاب چہرے سے ہٹی جو کوہی پہچانتے تھے انھون نے کہا حضور دیکھیے کیا
معشوق میری پیاری ایک نے کہا مجھے تو انکھڑیون نے مارا ایک نے کہا مین خنجر ابرو سے ذبح ہوا ایک نے کہا مین
اسکے ساتھ شادی کرونگا ایک نے کہا مین جا کر قدمون پر گرتا ہون ایک نے کہا کمان خانہ ابرو سے تیر مژگان
چلے تو وہ دل پر لگے معشوق ہوے ایک پکارا بھلا ای جان جہان آرام دل مشتاقان ذرا جوانون سے آنکھ ملاؤ ہم تو
دیوانے عاشق ہین سر ہتھیلی پر رکھین گے تمھاری محبت مین موت کا مزہ چکھین گے عدیل کوہی جھلایا بہت غم کیا
کہا چپ بھی رہو ہاے واے کرنے لگے پہچانتے بھی ہو کہ وہ کون ہے تمھاری مرشد زادی ہے نہین معلوم یہان
کیون آئی جو لوگ پہچانتے تھے انھون نے منھ مین طمانچے مارے توبہ کرنے لگے حضور معاف فرمائیے گا مین نے
کچھ نہین کہا اچھی صورت دیکھ کر آہ نکل گئی ایک نے کہا وہی ہین جنکو گودون مین کھلایا تھا اب دو چار
برس سے نہین دیکھا بھول گئے بچپن مین بھی جانی پیاری کہتے تھے کہ حضور انکو حمزہ سے کیا کام حضور بدنام
ہوے اب گرفتار کر لیجیے قتل کا ارادہ نہ کرین گھر چل کے آنے سبب پوچھ لین وہ ہمیشہ سے صاحب
عصمت و عفت ہے یہ ناشایستہ کنیزون کی حرکت ہے تماشا دیکھنے کو چلی آئین یا آپ کے جوش محبت مین
تمہید کیا بہر نوع وہ بے خطا ہونگی عدیل نے کہا او نامردو نے یہ باتین کون پوچھتا ہے یہ تو مجھ پر بھی ظاہر ہوا

کہ اسی گیسوی بریدہ نے پشتارہ چھینا غصہ آیا خیر خواہ اسی کی وجہ سے ہنجلا مارا گیا اب کیون بیہودہ
باتین بناتے ہو جلے ہوے کو اور جلاتے ہو اتنے مین فرق آیا اسکو قتل کرو یہ کہکے گیند اچکا یا للکارا او ننگ
خاندان آگے تجکو قتل کرتا ہون لیکن نقاب جو بیچ سے نظر سے اٹھی صاحبقران کی نگاہ پڑی بیتاب ہوگئے
پکار کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا ایک کوئی تلوار اٹھاکر طرف صاحبقران کے چلا کہا او گنہگار تجھے ملکہ سے
کیا کام ابھی سر کاٹے لیتا ہون یہ کہکے سے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ پکار اٹھی ای شہریار اپنے کو بچاؤ صاحبقران نے
دیکھا تلوار سر پر چمک رہی ہے ہمکلہ بن اٹھا دین بقدرت پروردگار ہتھکڑی کھلی صاحبقران نے قید توڑ والی
اس شخص کی تلوار چھین لی بقہر و غضب تمام نعرہ کرکے اپنے مقام سے اچھلے نعرہ امیر عرب نعرہ شیر دل
کرو گشت مہرب ستم کیل چو [illegible] شمشیر [illegible] قید در میان [illegible] عدیل نے پاٹ کر دیکھا عمرو نے قید
آہنی شل تار عنکبوت توڑ ڈالا لڑے ہوے آتے ہین اکثر حقیر تقصیر نے تحریر کیا ہے کہ نعرہ صاحبقران کی صدا
بارہ کوس تک جاتی ہے میدان کارزار چھوڑا کفیل قزاق زخمی ہوکر پانچ کوس پیچھے اچھا ساتھ والوں
سے یہی کہا کہ یارو ہم تم سب جانین بچاکر نکل آئے صاحبقران عالی شان لشکر دشمن مین قید مین لیا تو قتل
ہو جاینگے خدا نہ کرے غضب ہوا کلیجہ کانپ رہا ہے ڈرتا ہوا و ہیچ نامردان مین کھیلتا یارو جا کر خبر لاؤ نہین
جاکر اپنی جان دونگا میرا مرجانا بہتر ہے تو ہمارے بزرگوں کا افسر ہو جیتے قزاق برائے خبر چلے تھے
کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی ملازم [illegible] کفیل نے کہا لو یارو معلوم ہوتا ہے کہ میرا آقا زندہ
قید خانے مین پڑ گیا سن لو صاف آقاے نامدار کی آواز ہے دو نعرہ تکبیر کیا جلد سوار ہو کفیل نے تو گھوڑا بڑھا دیا
ساتھ والے بھی چلے یہان صاحبقران نے سامنے آکر ملکہ کے سینہ سپر کر دیا ملکہ نے نقاب الٹ دیا صاحبقران
نے پلٹ کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا یہان کیون چلی آئین ہم نہایت شرمندہ ہوے ملکہ نے بخوف صاحبقران
کچھ جواب نہ دیا عدیل کوہی کو صاحبقران نے للکارا کہا او نامرد اوہر کہان جاتا ہے عورت پر ہاتھ اٹھاتا
ہے عدیل کوہی ادہر پلٹا لیکن فوج بیشمار صاحبقران نمان سر برہنہ کلاہ ندارد زخم کھا رہے ہین سب سے
زیادہ یہ مشکل ہے اگر کسی کو بھی کوڑ جھکر مار کنیزان ملکہ پر کافر جا پڑے کسی کنیز کے سر پر زخم آیا بیقرار ہو کر چیخی
او میان صاحبقران مین تمہاری معشوقہ کے ساتھ ہون یہ شہزادی کو گود مین یہ لا نگوڑے کے
ہاتھ کنیزین مجکو زخمی کر گیا اس تلا کے ہاتھ مین کوڑہ دیکے اسکی اولاد کے سامنے آئے ذلیل ہوکر مارا جائے تجکو
بخطا زخمی کیا مین نے کسی کو تیر بھی نہین مارا گوشے مین چھپی کھڑی ہون اب چلا کے کوسون کی صاحبقران نے پلٹ کر

دیکھا اُس کوہی کو للکارا ایک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے چھوٹی چھو نوش ہوگئی پکار اُٹھی دو بلا بیان خدا اُنکو سلامت
رکھے خوب نگوڑے کو مارا او نامرد و میرے شیر کے سامنے تو آؤ اپنے باپ سے نہیں لڑتے جو کوہی کو زخمی کیا
دیکھ لیا جلد بدلا ملا میں نے کلکلا کے کو ساتھ تمکو سب جانتے ہیں میں جھاڑی کا کانٹا ہوں مجھسے نہ کوئی اُلجھے دیکھیوں
میں اب زخم اچھا ہوگا اسکی جوتی وہی ٹپ ٹپ کر مرے گی بال بچے بھیک مانگتیں گے ہائے کیا کروں پیارا رستم
اکیلا ہے ماشاءاللہ کیا دریائے فوج کو جھیلا ہے نامردوں کا دیکھنے کا میلا ہے تیغ زنوں کی کالونج کانوں عورات کی جاؤں
جاؤں ملکہ ہر چند سبکو منع کرتی ہیں کون مانتا ہے لیکن صاحبقران حیران و پریشان ہیں کہ لڑائی کیونکر فتح ہو ان
بیچاری عورتوں کو بچاؤں کہ جسکے یہ بیان پر دھیان کو رو کون ایسا نمو معشوق گرفتار ہو جائے عدیل بھی آوازہ
رہا ہے اس کمبخت کو پکڑ لو ساتھ والیوں کو بھی قتل کرو اسوقت صاحبقران بیزار ہوئے نگاہ یاس طرف آسمان کے
دیکھا دل کو رجوع کیا باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اُٹھی کشفیل قزاق بدمطراق پیدا ہوا
دور سے دیکھا کہ صاحبقران لڑ رہے ہیں چند نقابدار شطر و بقرار آنکے گرد پھر رہے ہیں دشمن کے کشفیل نے نعرہ کیا
منم نعفد روف تماشا گشفیل تیغزن لیکن حیران کہ یہ نقابدار کون ہیں جیسے ہی کشفیل نے تلوار کھینچی صاحبقران
نے فرمایا کہ یاور لڑتے ہوئے اسطرف آؤ ان عزیزوں کو بچاؤ میں لڑتا ہوں کے خون ہوتے ہیں ان بیچاروں
کی حسرت پر ملال ان صحرا روتے ہیں کشفیل مع قزاقوں کے شمشیرزنی کرتا ہوا آیا نقابداروں کو بچانے لگا قزاقوں
نے سینہ سپر کر دیا لاشہائے کوہیان سے میدان کارزار بھر دیا صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی اُسی رہوار
میں لڑتے ہوئے قریب عدیل کوہی کے پہونچے عدیل نے بی بی کو دیکھ کر دریائے حجاب میں غرق ہوا مطلب اصلی کو
دل میں سمجھ گیا صاحبقران پر غصے میں جا پڑا اتنے ہی لگا ورزش ہوا صاحبقران نے جھک کر سلام کیا کہا
کیوں حضور غصے کا کیا باعث مجھسے کیا خطا ہوئی اپنے چھوٹے پر کوئی ہاتھ اُٹھاتا ہو اگر روٹی کپڑا نہ دیتا پہلے
اختیار تھا آپ بزرگ ہیں میں تو ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا سر کشتی کی ملکۂ عالم کے ہاتھ سے سزا پاؤنگا عدیل کوہی جل گیا
کہا او حمزہ ان باتوں سے کیا فائدہ تلوار کھینچ بے تامل کیے نہ پلٹونگا در اندازی زبان درازی کی سزا دونگا
یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لوں عدیل اینٹھا
کشاکش کے زور ہونے لگے آخر زمین پر آئے کوہیوں نے تہمد کیا صاحبقران کو مار لیں قزاق بھی لڑتے ہوئے
آگئے اس مقام پر خوب تلوار چلی کئی ہزار کا کھیت ہوا لاشے تڑپ رہے ہیں ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران اسی
حال پر ملال میں عدیل ایسے پہلوان سے لڑ رہے ہیں بیقرار ہوگئی دعائیں مانگنے لگی اے پروردگار میرے وارث کو بچائے

خدانخواستہ اگر ایکی مرتبہ کچھ خرابی ہوئی نہ کوہی نامرد زندہ نہ چھوڑینگے گلندار تنہائی پر انکی مجبور ہوتا آتا ہے جنکے
ساتھ لاکھون کا لشکر پانچ سات ہزار شاہان نامور پہلوانان خوش میرہتے ہون وہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس
نہ ہمدم مجھ بدنصیب کے نکل آنیکا غم کیجیے بہت خون بہ رہا کیسی مصیبت کا سامنا ہے گلندار کہتی ہے داری آپ
سچ کہتی ہین میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے انکی غربت پر رونا آتا ہے خدا اس مشکل کو آسان کرے باغ مین چلکر جلسے ہون
ملکہ نے فرمایا اے گلندار تیرے منھ مین گھی شکر غریب الوطنی کے واسطے دعا کی تلقین ہے فوراً قبول ہوگی صاحبقران
زمان عدیل کوہی سے نہایت کیفیت سے کشتی لڑ رہے ہین قرآتون نے بھی جان لڑادی ہے دشمنون کی زبان سے
صدائے احسنت و آفرین آتی ہے ایک مقام پر عدیل کوہی صاحبقران زمان کو ریل کے دو چار چند قدم
صاحبقران بیٹھے غضب جو آیا لپٹ پڑے بار بہ چودہ قدم ریل کے لائے بلکہ مارا دونون گھٹنے عدیل نے زمین
پر آشنا ہوئے قصد کیا لنگر قائم کرون صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا بہ قوت صاحبقرانی نے کلے سر سے
بلند کیا تیغ دیگر چاہا زمین پر مارون عدیل نے آواز دی الامان صاحبقران نے فوراً زمین پر رکھ دیا عدیل
قدمون سے لپٹ گیا اہالیان فوج کو آواز دی صاحبو مین نے تو صاحبقران زمان کی اطاعت کی شرف کو مین حاصل
ہوا سب کو ہیون نے ہاتھ روک لیا صاحبقران نے پلٹ کر کفیل سے کہا ملکہ سے کہو اب تم جلد طرف باغ کے
چلی جاؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہر چند کہ ملکہ کو ناگوار ہوا لیکن بحکم صاحبقران زمان کنیزون کو ہمراہ لیکر طرف
اپنے باغ کے چلین فرماتی ہین اے گلندار ظاہر مین تو پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا لیکن انجام بخیر ہو گلندار نے
کہا اب سب طرح خیر و عافیت ہے تردد نہ فرمائیے ملکہ باغ مین آئین عدیل کوہی نے عرض کی اے حضور میرے قلعہ مین
چلیے گم گشتگان وادی جہالت کو تلقین کرین کفیل نے بھی عرض کی بہت مناسب ہے لیکن اس شب کو رزم روزی
ہونا چاہیے بوقت سحر کوچ ہو یہ رائے سبکو پسند آئی بارگاہ عدیل مین آکر داخل ہوئے کفیل نے اپنے ہاتھ سے سر
صاحبقران مین ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین شب اسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر بصد کر و فر عدیل کوہی
صاحبقران کو لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلا اہالیان قلعہ کو خبر ہوئی برائے استقبال آئے باعزاز و اکرام صاحبقران
کو لیکر قلعہ مین داخل ہوئے دارالامارت شاہی مین آکر عدیل کوہی نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر قدم
رنجہ فرمائین صاحبقران نے فرمایا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہمین آٹھ پہر رواج دین حق کی جستجو ہے یہی آرزو
ہے عدیل آکر تخت پر بیٹھا پایہ تخت چہارم پر برابر صاحبقران و نگل یاقوت نگار آراستہ کیا قریب ہیرا کو تو قیر
کفیل آکر بیٹھا جب دربار معمور ہو چکا جام ارغوانی گردش مین آیا نازنینان پریچہرہ سامنے آکر حاضر ہوئین نازنین

پڑ رہی ہیں جو گائیں سامنے صاحبقران زمان کے آئی آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہو گئی ناز کرتی ہوئی دم محبت بھرتی ہوئی دامن صاحبقران کا تھام لیا بڑے لطف سے یہ غزل گانے لگی غزل

پیدا وہ گفتگو میں مزا ای زبان کر
پیدا نئی زمین نیا آسمان کر
شکوہ کروں جفا کا تری وہ نہیں ہوں ممکن
باد صبا نے پائی بہت خاک چھان کر
ہم درد دل بتا ہی چکے ہیں پر یار کے
دل میں ہی گیے تھے جو کچھ دل میں ٹھان کر

شکر وہ درد دل کو کیے پھر بیان کر
کہتا ہے مجھ سے پیر مغان کیا کہ توبہ توڑ
خنجر تلے وفا کا مری امتحان کر
آتی نہیں گھٹا تو نہ آئے پیئنگے مے
سایہ کو رشک ہو یہ مجھے ناتوان کر
الفت میں جلتا ہے اگر کچھ بقا ہے نام

پروردگار دیتی تھی راحت اگر مجھے
اللہ سے کہے کہ اسے پھر جوان کر
آوارہ میں وہ تھا کہ مری خاک بعد مرگ
کوچے میں مے فروش کے کمل کو تان کر
جرأت پڑی نہ بات کی بھی ہے بیار سے
ست جا جلال آپ کو تو بے نشان کر

یہان تو صاحبقران زمان مصروف عیش و نشاط ہین ملکہ سہیل جو بخوف صاحبقران پلٹ کر باغ مین آئی اکثر کنیزین زخمی بھی تھین اُنکی زخم دوزی کرا لی آپ بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئین گلعذار نے آکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا حضور مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ کے والد نامدار مسلمان ہوے اب سنتا ہون کہ بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوات کا انتظام ہو ملکون سے جاروب کشی کر رہے ہین صحبت کی رعنائی پر سبکو رشک ہے وزرا اُمرا روسا سب دست بستہ موجود ہین اب تو خیر خواہان دولت کو انعام و خلعت ملین یہان بھی باغ مین جلسہ آراستہ ہو ڈومنیان برائے مبارکباد حاضر ہین ملکہ یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا گلعذار مین کیا کرون ہر چند دل دردمند کو سمجھاتی ہون طپش قلب کو ترقی پر پاتی ہون اس عشق خانہ خراب مین عجیب تاثیر دیکھی کسی طرح چین نہین اتبک اُنکی آوارگی کا خیال تھا جدائی کا ملال تھا اب اور طرح کا انتشار ہے یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ وہ سیدھے مسلمان صاحب ایمان ہین اس زمانے سے مکر و حیلے سے بالکل آگاہ نہین دل مین انکے خوف کو راہ نہین اپنے خالق بے نیاز کی قوت پر اُنکو ناز ہے یہ بھی نہین جانتے کہ یہ فرقہ کو بہان دغاباز ہے ایسا نہو انکے ساتھ دشمن یہ بدی پیش آئین صرف یہ مناسب تھا کہ بعد فتح جنگ کو بیان فرماتے کہ ہم باغ مین ملکہ سہیل کے جائینگے آپ یہان تشریف لائے ہین سامنے نہ جاتی والد نامدار کو بھی یہان بلا لیتی مجمع عام مین جلوہ فرما ہین ابھی ہزار ہا کو ہی اُنکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا مجمع دشمنان درہم و برہم ہوا کیا غضب کی بات ہے اکیلے دشمنون مین جا کر بیٹھے ہین کوئی دوست یار وفادار مونس و غمگسار ہمراہ نہین کسی سے رسم و راہ نہین دل کو خوف آتا ہے کلیجہ تھرا تا ہے ہائے کیونکر دلکو سمجھاؤن جی چاہتا ہے اُس دربار مین چلی جاؤن ہاتھ

پکڑ کے کھینچ لاؤں غیرت دامنگیر ہے یہ بھی خلاف تدبیر ہے ہم حیران ہیں جو لوگ عاشق ہوتے ہیں اور
تخم محبت دل میں بوتے ہیں کیا کھاتے ہیں کیا پیتے ہیں مر مر کے جیتے ہیں حقیقت میں بانام ہوتے ہیں
نہ جاگتے ہیں نہ سوتے ہیں اپنی کھوئی تقدیر کو روتے ہیں

نظم

یہ قسمت اپنی اپنی دل کو بیتاب رہتا تھا
صف مژگان کجی کو میر الم دار رہتا تھا
دل وارفتہ کھویا وعدہ وابستہ کی غفلت
قیامت تک یہ غمخوار دکھی دل میں بنا رہتا
ہزار اسکو ہٹایا پر یہ کب ہٹتا ہے سینے سے
تمھیں بھی ہے پری تم تک غریب آزار رہتا تھا
غبار دل جو حسرت جاتا وہ ہمسے کیوں جدا رہتے
سبک رہتا تھا نظروں میں ولیکن پر بار رہتا تھا
وہ بلوا بھیجتا محفل میں ہمکو یا نہ بلواتا
کلیم اللہ انکو طالب دیدار رہتا تھا

ہمیں ہمدرد سے چھپنے کو پس دیوار رہتا تھا
نہ اچھا کر سکا اپنے مرض کو وصل جانان بھی
نگاہ مست سے انکی ہمیں ہشیار رہتا تھا
وہ آ بیٹھے تو بتلا آنکھ اپنی وقت ایسا میں آئی
گل داغ محبت کو گلے کا ہار رہتا تھا
مسیحون کو مرض ہوت پر تمھارے رشک آتا ہے
کدورت کو تو ہمسے بیچ میں دیوار رہتا تھا
سبب بخت بد ایسے جدائی عمر بھر ہم تم
ہمیں سر پر کفن باندھے ہوئے تیار رہنا تھا
جلال ایام بے شغلی میں یا بھی تم کچھ نہ کچھ کرتے

گرا دے چشم جانان نے تو دو آنسو مرد دیدہ
وہی ہوگی ہے تقدیر میں بیمار رہتا تھا
سہتا ہی سبھی کی کلی نہ بنا نس اپنے کلیجے کی
کوئی پل اور اس کمبخت کو بیدار رہتا تھا
ستانے کے لیے صاحب قضا ڈھونڈھا نہ اب کوئی
مسیحا انکی یہ کہتے ہیں ہم بیمار رہتا تھا
ابھی بنا لو جگہ پائی تھی ہمنے بزم عالم میں
ہمیں اپنی ہی رہتا تھا انھیں اپنی ہی رہتا تھا
جو ہمسے پوچھتے ہو تم اگر سو بار غش آتا
کہیں دل ہی لگا لیتے غرض بیکار رہتا تھا

گلعذار نے منھ پیٹ لیا کہا حضور کیا کہکے آپ کو سمجھاؤں سب مشکلیں حل ہو گئیں سب حیلے چلانے کا تمھیں اب کا
غم اور بڑھ گیا جو فرمائیے وہ کریں برائے خدا اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ملکہ نے کہا صنوبر کو دربار میں بھیجو دیکھ آئے
وہان کیا کیفیت ہے تب میرے دل کو صبر ہوگا صنوبر نے کہا حضور میں ابھی جاتی ہوں خبر لیکر آتی ہوں ملکہ نے کہا
او صنوبر میں خالی خبر کی مشتاق نہیں ہوں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ آ کہ صاحبقران کیا کر رہے ہیں الغرض نامدار
کے تیور دیکھنا کیسا مزاج ہے کچھ مکر و غدر کی تدبیر تو نہیں ہے یہ نہ سوچنا کہ بارگاہ کی زینت چھو کے چلی آئیگی صنوبر
نے کہا میں حضور کا مطلب سمجھ گئی سب طرح کی خبر لاؤں گی اپنی آنکھوں سے صاحبقران کو دیکھ آؤں گی یہ
کہکر صنوبر چلی تھوڑی دور گئی تھی کہ ملکہ یہ کہتی ہوئی دوڑی میری اچھی صنوبر ہماری بات پر کچھ خفا نہ ہو
ہو سکے تو انسے باتیں کرنا اپنی طرف سے میری کیفیت یہ بیان کرنا اگر تجھکو پوچھیں صرف اتنا کہنا کہ انکو بخار رہے
ہوش بھی نہیں ہے انھوں نے تجکو نہیں بھیجا اپنی خوشی سے یہاں چلی آئی ہوں یہ میری بیتابی بیقراری حیرانی پریشانی
بالکل ظاہر نہ کرنا بھول جائیگی خوب باتیں بنائیگی صنوبر نے دیکھا ملکہ کو بڑا جوش محبت ہے فوج غم و الم کی کثرت ہے

بلائین لین مطمین کرکے روانہ ہوئی دربار مین آئی صبح کا وقت نور کا تڑکا بھیرون اُڑ رہی ہی جسینیان حور پیکر کا بناؤ بگڑا ایک رشک قمر کا نکھار رخ شمع پر زردی چہرون پر جسینان ماہ رخسار کے اُداسی فرش مین جابجا شکن ٹکن مین پروانے جلے ہوے پڑے مین شمع انجمن نے اشک حسرت بہا کر اپنا بھی کام تمام کیا عاشق و معشوق کا یہ انجام ہوا ایک آتش عشق مین جلا دوسرے نے اپنے کو گھلایا جلایا عشق نے عاشق و معشوق دونون کو مٹایا اول شمع کو پروانہ ہوئی آنکھون مین چربی چھائی شعلہ مزاجی دکھائی جب عاشق جلکر خاک ہوا گرمی عشق پروانے نے انکو بھی جلایا جل جلکر شمع بھی سر محفل ستی ہوگئی عجب محفل کا رنگ ہی ہر طرف سناٹا ہے عدیل کو ہی تخت زرین پر صاحبقران زمان دنگل پر بیٹھے جھوم رہے ہین ایک جانب کفیل تیغزن صنوبر ستون کی آڑ پکڑ کر کھڑی دیکھ رہی ہی اور اس تردد مین کہ کیونکر تا بہ صاحبقران زمان جاؤن حال اُس سوختہ آتش دوری کا سناؤن یکایک وزیر اعظم عدیل کو ہی قریب آیا کچھ کان مین بادشاہ کے کہا عدیل نے پکار کر جواب دیا اے وزیر خوش تدبیر بہت مناسب ہی وزیر پیچھے ہٹا تیغ خوشبوئی ہاتھ مین سینے پر صاحبقران کے لگایا پکار کر آواز دی اے شہریار مبارک ہو ہمارے بادشاہ نے اپنی دختر بلند اختر ملکہ سہیل رشک قمر کو حضور سے منسوب کیا ایک کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے خدمت فیقدر جب مین رہنا ضرور ہی صاحبقران کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا نذرین گذرنے لگین صدائے مبارکباد بلند ہوئی صنوبر یہ خبر فرحت اثر لیکے بھاگی ملکہ رنجیدہ و کبیدہ سر جھکائے بیٹھی ہی گرد مصاحبان ہمراز کنیزان شعیدہ باز جمع ہین بیچ مین وہ ماہتابان گرد ہجوم سیارگان کہ صنوبر ہنستی ہوئی سامنے آئی بلائین لیکر کہا لو واری مبارک ہو صاحبقران نے مان سے حضور کو بادشاہ نے سر محفل منسوب کیا تیغ خوشبوئی وزیر نے سینے پر ملا اب تو حضور خوش ہون اب اس گل سے چہرے پر سہرہ دیکھینگے جہیز مین ہم بھی ساتھ جاینگے کنیزین سب خوشیان کرنے لگین ہر ایک نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ کھسیانی ہوئی غصے مین جواب دیا تم سبکو مبارک سلامت ہو ایک شخص غریب الوطن آوارہ ہو کر نکل آیا باپ نے منسوب کر دیا ان باپ کی بیٹیان مین بھاڑ مین ڈال دین چاہے چولہے مین جھونکین مجھے کیا خوشی اپنا گھر بار چھوٹا پرائی تابعدار ہوئی مجبور و ناچار ہوئی کاؤن کاؤن کرکے سیر اسر بھر الیا سب سے زیادہ دلی گلعذار پھولی ہین صنوبر اگر لٹر رہی ہی جیسے کچھ پڑا پایا میرے سامنے اگر یہ ذکر کوئی کریگا اپنا سر دے مارونگی باغ سے سبکو نکلوا کر اکیلی گوشے مین بیٹھون گی یہ کہکے کمرے مین جا بیٹھی دروازہ بند کر لیا تنہائی مین جلکے خوب جلکے جلا ہمنشین آئینہ دیکھ کے زلفین آراستہ لین گلعذار تو وزیرزادی ہی ملکہ سے گستاخ اندر گھس آئی کہا ہم حضور

کی یہان نہین آسکتے ہم مبارک سلامت کا ذکر کرینگے مگر بابن تبدیل فرمایئے غصے کو تھوک ڈالیے ملکہ نے کہا تونے
گھبرا ابا جان کو لٹنے دے صاحبقران کا رفیق کفیل قزمق آپکے ساتھ تیری شادی کرادونگی اسکو باغ مین چہل
پہل تو سبکا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا باغ مین بہار آئی نرگس نے آنکھین کھولین سنبل نے زلفین عنبرین کو سنوارا جوانان
چمن اکڑنے لگے فوارون کی آبرو بڑھی دریا کے حوصلے نکلے صاحبقران نے دربار مین عادیل کو بلا کے فرمایا
لشکر مین ہمارے سبکو انتشار ہوگا لقا ایسے مکار سے مقابلہ ہے اکثر ہمارے نمونے سے بڑے بڑے فتور
برپا کیئے شجون مارا بجنبار ک ایسا دشمن سلیمان عنبرین مو سے کو بھی ایسا رہزن اور کسی طرح کے تردد مین
دیکھیے دو دفعہ ہون تو زنگاہ کر سب تیمور صف شکن برای فتح طلسم ہوشربا گیا ہے ہمارا نور نظر بدیع الزمان
نامور بھی وہان قید ہے کچھ ابتک حال نہ کھلا کہ ہوشربا مین کیا معرکہ گذرا اب ہمکو جلد رخصت کرو کل ہم روانہ
ہو جائینگے عادیل نے عرض کی غلام بھی اب دامن دولت نہین چھوڑیگا ملازمت کیا خاصیت ہے منہ نہ موڑیگا
اسی شب کو صاحبقران زمان کا ساتھ ملکہ کے عقد ہوا حجلہ عروسی مین تشریف لائے اس صدف بحر حسن و خوبی
سے گوہر مراد حاصل کیا ایک شیر صولت سکندر حشمت اس شہزادی کے بطن سے پیدا ہوگا لالہ نامے مین اسکا ذکر تحریر ہے
یہ بھی جرأت کی تقریر ہے شاید یہ حقیر پر تقصیر اُس نامہ کو تحریر کریگا ان شیران دشت نورد کے حالات بخوبی واضح ہونگے
وقت و ساعت پر یہ موقوف ہے ابتو یہ ہیچمدان تحریر و تسطیر طلسم ہوشربا مین مصروف ہے بوقت سحر صاحبقران نامور
بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا لشکر تیار کرو عادیل نے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی کہ لشکر تیار کرنے مین
تامل درکار ہے ابھی غلام مجبور و ناچار ہے لشکر جمع کر رہا ہون صاحبقران فرماتے ہین ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہے
دیدہ و دل نظارہ لشکر ظفر اثر کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ مردے نے بڑھکر عرض کی ایک عیار خجستہ کردار در دولت
پر حاضر ہے صاحب جوہر دریائے فطرت کا گوہر جواہر بن عمرو نام بتاتا ہے پیشکر صاحبقران نے فرمایا جلد بلاؤ اسے
عادیل دیکھو ہمارے لشکر کا شاطر افسر ہمکو تلاش کرتا ہوا آیا پروردگار خبر فرحت اثر سنائے کفیل فراق باہر گیا جوا
بن عمرو کو اندر لایا جواہر بن عمرو نے صاحبقران کو دنگل شوکت پر دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نامدار
نے فرمایا فرد ای پیک خجستہ داستان خبر یار ما بگو * احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو * جلد بیان کر بادشاہ نامور سرداران خوش ہین
خیر و عافیت سے ہین عرض کی جب حضور ہمراہی لندھور بن سعدان سے غائب ہوئے لندھور گریان نالان لشکر
مین پہونچے اسوقت تک تو خیریت تھی بادشاہ جمجاہ نے مجکو روانہ کیا تلاش کرتا ہوا یہان تک پہونچا لشکر حضور کو بصحت
و بعافیت پایا یہ تو حضور پر بخوبی ظاہر ہے لقا ہر وقت اسی فکر مین ہے تباہی بندگان عالی کو آزار پہونچاؤن مگر میرے

سامنے طبل جنگ بھی نہیں بجا کوئی ساحر طلسم ہوشربا سے بارادۂ لڑائی نہیں آیا سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی
برائے دیدار فرحت آثار حضور حاضر ہین تمہو جلد چلیں صاحبقران نے عادیل سے فرمایا ای برادر و ای پہلوان خوش سیر
سنا ہے کہ لشکر مین ہمارے تا لطم ہو دشمن کا سامنا ساحرون کا خوف ہم بعد ہمارے آنا علاوہ ازین تمہارے
ہونے سے یہ قلعہ بھی خالی رہیگا شاید کوئی بادشاہ اس اقلیم کا بغاوت پر کمر باندھے کون مقابلہ کریگا ناموس
بھی ہمارا ادھر ہی ہے اور ہم تک خبر پہونچانا دشوار ہو گی بعد خدائی بسیار زناق کو اختیار ہوگا عادیل نے کہا ای شہریار
مین اپنی جانب سے ناظم مقرر کر چکا کچھ مقام تردد نہیں ہے یہ کہکر اٹھا لشکر مین قرنا ہوئی فوج مین کمربندی ہوئی
صاحبقران برائے رخصت محل مین تشریف لائے ملکہ کو یقین تھا یہان رہینگے اب ہم جفائے شبہائے فراق نہ
سہینگے صاحبقران خود زرہ پہنے ہوئے جو آئے اور فرمایا ای ملکہ عالم خدا حافظ و ناصر ملکہ دامن تھام کر
رونے لگی کہا ای شہریار مین کل سے سنتی تھی کہ حضور آمادہ سفر ہین مجھے یقین نہ آتا تھا یہ کہتی تڑپ تڑپ کر
جاتی تھی دل کو چین نہ تھا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا ہوا قول یہ جشن نو صادق آیا شعر مسافرے
کوئی بھی کرتا ہے پیت ٭ مثل پنچھی جوگی ہوئے کسکے میت ٭ صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگایا محبت فرمایا
ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان سست و یاس پر پہلے ناموس اصلی کے نگاہ کرو سب صاحب شہریار حرم
مین ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گوہر بانو و ملکہ رابعہ زرلفت اطلس پوش و ملکہ نوریانہ
و ملکہ سرخ موسے کاکل کشا و دختر بلبخت ملکہ زبیدہ شیرگیر بہو ہماری ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و ملکہ گوہر
ملک و ملکہ خورشید خاوری وغیرہ سب تم سے جدا ہین اگرچہ بعد دو چار سال کے فلک نے مہلت دی ان
سبکو ایک نظر دیکھکر چلے آتے ہین ہمین ہر وقت جہاد راہ خدا درپیش ہے انشاء اللہ تمکو بلائینگے بیقرار نہونا
بالک پلک کے نہ رونا خالق حقیقی مالک تمہارا ہے سپرد کیا سر جھکا کر خاموش ہو لی صاحبقران بھی آنکھون
مین آنسو بھرے ہوئے باہر آئے بارہ ہزار قزاقان نامدار دس ہزار کوہیان جرار کمر باندھے ہوئے حاضر
تھے صاحبقران سوار ہوئے طرف کوہ عقیق کے کوچ کیا ایک جانب عادیل کو بھی ایک سمت کفیل تفرین
قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے جب قریب کوہ عقیق پہونچے سب نے جا کر سردارون کو خبر پہونچائی
سرداران عالی وقار و تاجداران نامدار برائے استقبال آئے صاحبقران زمان بعد صولت و شوکت
داخل لشکر ظفر اثر ہوئے نقارہ بجا یارک و لقا کو یہ خبر پہونچی بختیارک سر پیٹنے لگا کہا کیون ای سلیمان تیرا ہمزہ
کو دیکھا ایسے غائب ہوئے تھے پچیس ہزار فوج لیکر آئے لقا نے غصے سے یہ حکم دیا برائے افراسیاب نامہ بار

ایک نامہ لکھو صاف صاف تحریر کردو کہ ای بیحیا ہم تجکو ہاتھ سے اسد کے قتل کرائینگے نام طلسم ہوشربا مثل حرف غلط مٹا ئینگے اگر اپنی بہتری چاہتا ہی کولی ساحرزبردست برائے خدمتگزاری قدرت جلد روانہ کر ورنہ قدرت دار کوہ ہفت نزول چلے جائینگے اسی وقت نامہ تیار ہوا بطریق قدیم نامہ طرف ہوشربا کے قاصد لیکر جاتا ہی انھیں راہ مین چھوڑیے ان سب کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان پہونچنا احتقاق جادو کو لیکر افراسیاب کا بمقابلہ لشکر مہرخ و تباہی لشکر مہرخ اور وقت پر پہونچنا خواجہ عمرو کا مع ملکا حول مربع نشین و کرقتل احتقاق حسنہ

گذر کر حیرت سے کی مین نے سیر لامکان برسون | فقط مین ہی نہین بھٹکا پھرا ہی ایک جہان برسون
نہ پایا خضر و عیسےٰ نے بھی کچھ اسکا نشان برسون | تلاش یار مین رگڑی ہین اسنے ایڑیان برسون

مری صورت سے چکر مین رہا ہی آسمان برسون

تجھے مین منع کرتا تھا حسینون پر نہو مائل | کہین یہ کج ادائی دیکھتے ہین جانب بسمل
مرا نیرنگی افلاک سے جینا ہوا مشکل | گلابی اشک جو فرقت مین نکلے ڈر گیا ای دل

ابھی تو خون رلوائیگا تجکو آسمان برسون

تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہی دل کا | پھرا مین نجد سے جی تک نہ پایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق و سلاسل کا | کہین ناقہ نظر آجائے اس لیلے شمائل کا

پھرا ہے سر و پا ہون مثل گرد کاروان برسون

نہ آتے ہو کہین ہمکو بلاتے بھی نہین اصلا | کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
جدائی مین گذاری عمر لیکن اب نہین یارا | ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی ہمسے نہ اٹھیگا

دریغا یہ غم اٹھائین جو رہے ہین شادمان برسون

جگر پھٹتا ہو صدمون سے کلیجہ منہ کو آتا ہے | بڑا ہی سخت جان کیسی کڑی عاشق اٹھاتا ہی
نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہے | یہ دل ہوتا ہی نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہی

شب فرقت مین گھٹ گھٹ کر رہی ہی میری جان برسون

دیا جب دل تو کیونکر پھر اٹھا سکتے ہین سر کو ہم | رضائے یار پر رہنا مناسب ہی نہ مارین دم
یہ طوق اور بیڑیان مست کی ہین انکا نہین کچھ غم | محبت مین یہ لازم ہے نہ تسلیم رکھین خم

شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون

نہ تھی حاضر جوابی سے غرض نی خوش بیانی سے	بشر مجبور ہی لیکن قضاے آسمانی سے
جو تنگ ہو تو خموشی پوچھ لو رعنا کی جامی سے	مرا منھ کھل گیا سیاح اسکی بدزبانی سے

وگرنہ بند منھ مین مین نے رکھی آو زبان برسون

شعر سیاشنوای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + عروس داستان حیرت بیان کو براے
نظارہ مشتاقان والا مقام مشتاقی نظم و نثر سے یون آراستہ کیا سابق مین تحریر ہو چکا ہی کہ افراسیاب
جادو و اختقاق بدخو کو بصد کرو فر ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ نامور چلا یہان ملکہ حیرت جادو کو خبر
پہونچ چکی ہی کہ تجرہ کھلا شاہنشاہ ہوشربا ساحر یکتا کو لیکر آتے ہین لشکر مہرخ مین انتہا کا انتشار گرفتاری
خواجہ و برق کی لشکر چالاک قران بھی روانہ ہوے باعث تردد و انتشار یہ ہی کہ ایک پلٹ کر نہ آئے غرض یہ
تھا کہ چند ویرند نے آکر عرض کی کہ ملکہ حیرت جادو براے استقبال افراسیاب و اختقاق جاتی ہین وہ بیچا قریب
آگیا خواجہ نے جاکر بڑی قیامت کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا آخر گرفتار ہوے اب وہ بیچا آ پہونچا ملکہ
مہرخ گھبرا کر بیرون بارگاہ نکل آئین بہار گلعذار باغبان قدرت دستر موے کاکل کشا وغیرہ ہمراہ بیرون
بارگاہ آکر کرسیان بچھ گئین جانسوز ضرغام حاضر ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا ای جانسوز و ضرغام ای جان
نثاران لشکر اسلام بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوے چالاک و برق بھی گئے نہین معلوم مقام قید بلا یا نہین
بڑا دشمن آ پہونچا ہرچند کہ اگر خواجہ ہوتے کیا کر سکتے تھے لیکن ہمارے قلب کو تسکین ہوتی انکو باتون کے راز سے
کچھ کچھ آگاہ بھی ہوے براے قتل صنعت جب تشریف لے گئے تھے اس تیورت کلام کیے صاف ظاہر ہوا تھا
کہ ہم سبکے نام بیزار ہین انجام مین جان نثار دی صنعت کو بڑے کرو فر سے قتل کیا اب یہ امید تھی کہ وہ
ارسطو فطرت لقمان حکمت خالی نہ بیٹھتے بدون صلاح زبان نہین ہلا سکتے اگر وہ موجود ہوتے اسد کو
بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیتے ہم لوگ ساحر ہین فنون افسون گری سے بخوبی ماہر ہین اگر کوئی وقت پڑے
تو بھر بیلکے نکل جائین اپنی جان بچائین انکو کہان چھپائین جری بہادر بات بات پر بگڑتے ہین مستح ہوا سے
لڑتے ہین جب طبل جنگی بجے ہم تو قصد کرینگے کہ انہے چھپالین اگر انکو خبر ملی خفا ہونگے ہم افسر لشکر ہین براے حملہ
افراسیاب جائینگے شیر بیشہ جرات کو کون سمجھاے پروردگار دشمنون کے ہاتھ سے بچائے سب سردار اسی
تردد اور انتشار مین ہین جانسوز و ضرغام نے قصد کیا کہ ہم براے جستجوے عمرو و برق و چالاک و قران جائینگے کہ

صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی سرداران نامی و پہلوانان گرامی نے سر اٹھا کر دیکھا آمد افراسیاب
کے نشان ظاہر ہوئے لاکھوں ساحران غدار باز ظاہر ہوا ساعت سے گذرت انکے گذر جانے کے بعد دیکھا
افراسیاب مرکب باد رفتار پر بلکہ حیرت بصد رعنائی اور زیبائی کہ واسطے استقبال کے تشریف لگئی تھین
شاہزادیان مصاحبات با کرشمہ و ناز دیکھا یک کا نیا انداز اپنے حسن پر مغرور نشہ بادہ حسن سے چور ایک جانب تخت
پر ایک ساحر فلا سیاہ رو بدخو نقارہ اور چوب تخت پر رکھا ہوا گرد بارہ ہزار جلاد خونخوار پائنچہ ہائے برچھی کمر کا
شلنگین لگائے ہوئے صورت عجب دیکھا ڈراتے ہوئے چلے آتے ہین ملا زبان احتقاق اپنا جاہ و حشم دکھاتے ہین
افراسیاب پاس تخت احتقاق کے آیا ہاتھ اٹھا کر لشکر مہرخ کو دکھایا کہا اے مصاحب سامری وای شاہ جمشید
اقلیم افسونگری یہ سامنے لشکر باغیان ہر چند لونڈی غلام ماہ دولت کے بگڑ گئے سارا ملک سلطنت درست
کر لیے شہرون پہ قبضہ کیا انھین سب نالون کے ہاتھ سے یہ مرد نور افشان و کوکب روشن ضمیر والی آمال قتل ہوئیا
اس سوز کی لڑائی مین قیامت ہے باقی بائیس لاکھ ساحر قتل ہوا ماہ دولت نے طبقات زمین ہلا دیے آتش
قہر و غضب مین لاکھون باغی جلا دیے خاص نور افشان نے تاریک کو قتل کرایا خود کہ بامد سے مدد کو آیا
اسی حسرت مین آپکو تکلیف دی ہے احتقاق ہنسا کہا اے افراسیاب تاریک بیچاری کو کیا لیاقت تھی جو
ماہ دولت نشان لشکر سامری و جمشید ہے اس نقارے کے بجانے مین بڑے بڑے بھید ہین ماہ دولت ایسے
تھے کہ خداوند نے پیشتر و لشکر ضلالت اثر قرار دیا جس مقام پر ماہ دولت کا گذر ہوا ہین چوب ین نقارے پر
لگا دین فوجین بھگا دین یہ بارہ ہزار جلاد اسی واسطے ہمراہ ہین کہ ماہ دولت کو قتل کرینگے تکلیف ہوئی کہ وہ
یہ کافی ہین قدرت تھی انکو اسی واسطے پیدا کیا رحم انکے دل مین عطا نہین فرمایا آدھر الیے بھی ماہ دولت کو
بخوبی جانتے ہین وہ سامنے باغیان قدرت مجکو یہ لگا حسرت نہ رکھے رہا جب ساحران بنگالہ و ایلیان
کالور و دلیس سرکشی کرکے آئے تھے اس باعتبار قدرت نے نقارہ نوازی ماہ دولت کی دیکھی تھی سبکو
چشم زدن مین دلیوانہ کر دیا انھین جلادون نے لاشہائے ساحران سے چشم زدن مین میدان گلزار بھر
دیا اب ماہ دولت برآمد ہوئے سنتے آتیہ مین تمھاری عملداری کرا دینگے باغیون کو نمک حرامی کا مزا چکھا دینگے
اسلحہ کے لاف و گزاف کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا یہاں تو صحبت عیش و جیش آراستہ ہوائی ملکہ مہرخ مع بہار وغیرہ
رنجیدہ کبیدہ اپنی بارگاہ مین آ تشریف لائین جانسوز و ضرغام سے کہا لو بھائیو احتقاق آگیا اب تم لشکر سے کہین
نہ جانا اور ضرغام نے حکم دیا خلیے مین ہمارے پاس آؤ جب ضرغام حاضر خدمت ہوا ملکہ مہرخ نے کان مین کہا

ضرغام خوش انجام لینے آقا کا خیال یہ کہنا کسی حیلے سے اسد غازی کو لشکر ظفر اثر سے نکال لے جاؤ ان اللہ ال
کی انکو خبر نہو دور لیجاکر بارگاہ استاد کرے وہ کچھ باتیں بتانا چاہ رہا ہے سنانا نیز پھر جائیگا ہم سب آمادۂ مرگ دیکھاے
تھا ایں جب خواجہ عمرو براے خبر احتقاق چلے تھے ہم مانع ہوے کہ لشکر سے نہ جائیے ہمارا کہنا نہ مانا آخر جا کر دام
بلا میں پھنسے چالاک قرانی بھی واپس نہ آئے اب کس سے صلاح کریں سرپرست لشکر کا نہونا بڑی قیامت ہے
سر پر ہمارے کوہ مصیبت کیونکر یہ بار اٹھائیں کدھر نکل جائیں آفت میں مبتلا ہیں بالکل بچائے تو بچیں ضرغام
روتا ہوا بارگاہ مہرخ سے نکلا جس بارگاہ میں اسد نامدار تھے وہاں آیا دیکھا یہ سپہ صولت صندلان
صندلی پوش سے یہی ذکر کر رہا ہے کہ کئی دن سے ملکہ مہرخ نے ہمکو بارگاہ میں نہیں طلب کیا ارادہ تھا طرف
دربار ملکہ کے کوچ کریں اندر کیون دیر کی جاکر دریافت تو کرو صندلان اٹھا تھا کہ ضرغام سامنے آیا قدمونکو
بوسہ دیکر عرض کی حضور خواجہ عمرو براے ملاقات کوکب نامور تشریف لیگئے ہیں اسوجہ سے سفر میں تامل ہے حضور
اس مقام سے بارگاہ اٹھوائیں سامنے کوہ فلک شکوہ ہے وہاں چلکر جلوہ فرما ہوں ملکہ مہرخ نے عرض کی ہے [illegible]
سحر لشکر ہم یہاں تیار کرینگے حضور سردار لشکر ہیں باعیان آپکو لیکر آگے بڑھیگا وقت پر تکلیف نہوا اسد
غازی نے کہا اے ضرغام جلد یہی سفر ہو اب ہمکو جدائی اپنے بزرگون کی بہت شاق ہے چہرہ افتادہ دیدار
فرحت آثار والدین کا بہت مشتاق ہوں مجکو آج بہت پریشان پاتا ہوں چھوٹے نانا جان بھی تشریف ابھی نہیں لائے
اس وجہ سے گھبراتا ہوں ضرغام نے کہا حضور سب طرح سے خیریت ہے تیار و کچہ جب براے ملاقات کوکب
جاتے ہیں وہ بخاطر و مدارات پیش آتے ہیں انکو بھی کوکب سے بڑی محبت ہے کوکب ہمیشہ سے خیرخواہ و دوست ہے
آپکے تشریف لاتے ہی سامان سفر ہوگا ضرغام نے بچرب زبانی و بہ خوش بیانی اسد کو سمجھایا ہر بردشت جرات کو
باتون میں بہلایا اپنے ہمراہ لیکر قریب درہ کو آیا وہاں بارگاہ استاد کرائی صندلان کو اشارون میں سمجھا دیا
کہ احتقاق خونخوار آگیا اپنے آقاے نامدار کو براے پروردگار بارگاہ ملکہ مہرخ میں تم آنے دینا انکار وغیرہ
میں مصروف کرو میں مہلت پاکر آونگا اسد تو اس بارگاہ میں داخل ہوے صندلان نے بھی دام مکر بچھایا ذکر
حالات جنگ ملک باختر پوچھنے لگا اسد کو جوش آگیا فرمایا اے برادر باختر میں عجب طرح کا معرکہ گذرا ہمارا
زمانہ کمسنی کا تھا نانا جان سب سرداروں کو ساتھ لیکر طرف پردۂ ظلمات کے چلے گئے ایرج نوجوان سے ہمارے
مقابلے رہتے تھے اسکے ساتھ لشکر بیشمار ہمارے ہمراہ اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق وہ صاحب زور
و طاقت یہاں فوج کی قلت کوئی سرپرست نہ رہا ایسے ایسے شبخون لشکر ایرج پر مارے نام سے

ہمارے تھرآتا تھا صد ہا مرتبہ قید ہوے عنایت پروردگار سے صحیح و سلامت چھوٹے ایسے حیران اجاتا
صندلان نے جو دیکھا اس بیان سے اسد کو کیفیت حاصل ہوتی ہے انھین باتون مین الجھایا مراد یہ ہے
کہ لشکر کا خیال نہ کرین بارگاہ مہرخ مین نہ جائین ضرغام بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ
مہرخ کو اطمینان ہوا ناگاہ علم ضیاے فوج اہتابیان کھلا فوج ثابت و سیارگان آراستہ ہوئی نقارہ
لشکر ظفر اثر شاہنشاہ قمر سپاہ شاہنشاہ زرین پوش نے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا تمام
عالم روشنی ماہتابان سے پرنور ہوا افراسیاب جادو خاطر و مدارات مین اختقاق کے اہتمام کر رہا ہے ہر
مغرور و متکبر شراب پینے مین مصروف تماشے مین مبتلا پایا کہا اے افراسیاب طبل جنگی کو حکم دو نقارہ رزمی بجے
بوقت سحر باید ولت میدان مین جاکر مقابلہ باغبان سے مہلت پائین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین
افراسیاب نے سرمایہ برق انداز کو حکم دیا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی مشہور ہوا کل اختقاق جادو
مقابلہ کرے گا چیرہ دیر مدبر کار سے لشکر اسلام کے ہراے خبر جا فرتھے طرف بارگاہ ملکہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین
الماس پوش تخت طاوسی پر جلوہ فرما ہین ضرغام عرض کر رہا ہے آقاے نامدار کو مشکل لشکر سے نکال لیگیا زیر
کوہ بارگاہ استاد کرا دی آپ کی ملاقات کو آنے کا قصد تھا مین مانع ہوا ملکہ مہ جبین نے سر جھکا لیا کہا بھیا خدا تمکو
سلامت رکھے بڑے لطف سے تمنے انتظام کیا یہ کہکر تھا کہ چیرہ دیرند مضطر و دردمند حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

در دیار وجود دشمن تو / دشمنت غنچہ باد و گل لعبت
عاقبت را فراج طاعون بلیع / جادوے باطلش افسون باد
مہر و ماہست بجاے لعل و گہر / حاسدت در مصیبت طالع
سود و اندر میان مجنون باد / تا جگرگان شکستہ خون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور فتح و ظفر یار ہو اختقاق نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر تبدگان
عالی سے مقابلہ کرے افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین ملکہ مہ جبین کے گھبرا کر طرف ملکہ مہرخ کے دیکھا ملکہ
مہرخ نے بکشادہ پیشانی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بتائید الہی طبل جنگی بجے جو مشیت پروردگار خاک کے پتلے کو
کیا اختیار فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین تو تیاری ہونے لگی ملکہ مہ جبین الماس پوش صداے طبل جنگی سنکر
رونے لگی ملکہ سہار نے بلائین لین کہا اے گل باغ خوبی واے رنگ و بوی حدیقہ محبوبی اے بہار باغ اسلام واے پروردہ
صد راحت و آرام آپ رنجیدہ ہون کنیزان جان نثار حاضر ہین جان لڑا دینگی اختقاق ملعون کو میدان کارزار
سے بھگا دینگی آپ کی اس کنیز کا اگر گلدستہ چل گیا حضور ملاحظہ کرینگی نقارہ بجانیکی بدبخت کو نوبت نہ آئیگی بحکم
باغبان قضا و قدر تنکے چنے سر دھنے کچھ تردد نہ فرمائیے باغبان قدرت نے بھی اسی طرح گل کلام کا رنگ پیش بہا باو

کہا حضور انشاء اللہ اسکا گلشن تن اندر بہار ہے دشمن خوار و زار ہے سرخ ہوگئے گل کشتا ہے کہ وہ بد نابکار ہے ان
بال اس خودسر کا کہ گنہگار ہے ہلال سحر انگن چمکا کیا حضور وہ مثانے آفتاب لشکر اسلام کی کوشش میں
ہے ہمکو خوب ثابت ہو گیا اسکا ستارہ گردش میں ہے قمر خورشید زرین سحر کو زوال آیا ہے دست بستہ عرض کی حضور
آفتاب بنکے چمکوں وہ حرارت دکھاؤں ساری شرارت بھولجائے آتش سحر سے پھنکے ہم نقارہ کب بجانے
دینگے پہلے ہی جا پڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم تعجب و خشم سے اپنے مقام سے اٹھی کہا خبردار اے پیر مغان میکدۂ ضلالت
ساقی خمخانۂ حماقت بدمست شراب غرور ہو اور جابجا نشا رونکے قلب کو خود بخود منتشر ہو وہ نیلی آنکھیں
دکھاؤں متوالوں کیطرح جھوم جائے عمر ہی میں جا کر مسند کے بل گر کے سر پٹک پٹک کے مرجائے برق لامع
بھی تڑپی کہا آپکے تصدق سے کڑک کے گردن خرمن ہستی بیباک ناپاک کو جلادوں سرداروں نے اپنی دید
جرأت کے ذکر سے ملکہ مہجبین کو کسیقدر تسکین ہوئی لیکن فرمایا اسوقت میں اپنے دلکو کیونکر سمجھاؤں کیا
کہکے بہلاؤں وہ شہریار عالی وقار زنگل زرین پر جلوہ فرما رہتا تھا اسکو دیکھکر روح کو راحت آنکھوں کو بصارت
قلب کو قوت رہتی تھی اب مجھکو بارگاہ سنسان معلوم ہوتی ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے میں نے جو انکی
بارگاہ میں بلایا یہوں لیکن ڈرتی ہوں کہ اُنکی جان کے دشمن ہیں ایسا ہو کوئی ساتھ چلا آئے
کوئی عیار اگر عیاری کرے سیطرح مشکل ہے کلیجہ پر چھریاں پھر رہی ہیں میرے نزدیک تو یہی مناسب ہے آپ سب
صاحب انکو بلوا بھیجیں ورنہ مجھکو تسکین نہ ہوگی میرا تو بقول نسیم دہلوی یہ حال ہے شعر عجب عالم ہے اس گل
پیرہن کا یاد میں نکلا ہو کہ نالہ منہ سے نکلا زمزمہ مگر عندلیب کا ہے یہ شعر ملکہ مہجبین نے جو رو رو کر پڑھایا
تو مخمور بھی جو سمجھا رہی تھی یا اسکا بھی دل بھر آیا تصویر نور البصر بن بدیع الزمان آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے
عرض کی حضور بجا فرماتی ہیں حقیقت میں سوداز دوں کو آرام کہاں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنے والے سے
نفرت ہر وقت غم و الم کی کثرت دریائے اشک کا جوش اگر از دل کٹنے کا ارادہ کرتے ہیں اور عشق کا
خاموش کان میں عجب طرح کی آوازیں آتی ہیں گوش ہوش کر دل بیتاب بے مضطر دے کہلاتے ہیں وحشت کی
کی راہ بتلاتے ہیں حضور نے جو ارشاد فرمایا ہمارے دل پر ان کلمات کی تاثیر ہوئی بلکہ حضور جو دلمیں آئے
زبان پر لانا ممکن نہیں ارمان بہت ہمت قلیل اُنکے نکلنے کی کہا سبیل اگر عجب عجب فرمائیں تو کرتا ہے باغ سالی
بار ہوش فصل برسات پہلو میں دست صادق اپنا جاننے والا ہاتھ کا بہانے والا رحم دل عاشق ... ماہ
کمال پستان ... ہوں کمبخت بد نصیب کہتا ہے خوب کیفیت ہے خوب لطف صحبت ہو بی بی صاحبان ہمکو کے واسطے یہ ساقی مینا

ہوتے ہونگے ہین یقین کامل ہے محبت کرکے عاشق تن اپنے نصیبونکو روتے ہوتے بخت مخمور نے جو رو کر کہا
عندلیب خوشنوائے باغ محبت قمری سرو بستان حدیقہ مودت عاشق زار بہار کا بھی رنگ متغیر ہوا گھبرا کر
اٹھ کھڑی ہوئی کہا بخت مخمور برائے خدا خاموش ہو کیون دل و جان کو جلاتی ہو آتش فراق شعلہ زن ہے ارے
بخت ہے یہاں جلن ہے یہ لباس نہین کفن ہے کیا سکت محبت کا یہی بین ہے نہین معلوم ہمارے سینے ہمارا نام رکھا ستم زدہ نہین چمن عمر
خزان ہے بے برگی اپنی عیان ہے غنچہ خاطر ناشگفتہ آتش عشق کا نون سینے مین نہفتہ خواہش دل اگر سمت گلزار
بجاتی ہے عندلیب روح قفس جسم مین گھبراتی ہے یہ کیفیت دیکھیے کیا رنگ کھاتی ہے بہار نے جو یہ کلمات کہے جوش
خروش بہار ہے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ مہ جبین کے غم و الم کو ترقی ہوئی فرمایا اے ملکہ بہار و مخمور آپ
لوگونکو اسقدر بیقرار ہونا مناسب نہین ہے وہ شیر دلیر زیر سایہ دامن دولت اپنے بزرگون کے بعیش و آرام بکیفیت مالا کلام
بسر کرتے ہین یہ خوف نہین کہ کوئی انکو کسی طرح قتل کر ڈالے یا گرفتار کرے ایسے زبردست حامی موجود ہین
اگر ایک روئے جسم انکا میلا ہو صاحبقران زمان قیامتین برپا کرین یہ بیچارے سے جدا ہوکر غیر اقلیم مین آئے
نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ملک ساحران غدار جنکے ایک بان بلا سے ساری زمین تھراتی ہے یہ جرات
کے بیٹے ذرا کسی لیے روک دیا جا پڑے یہان مکر و حیلے کا کام جرات کا نام بھی کوئی نہین لیتا اسوجہ سے آٹھو پہر ہمکو ملال
ہے کوئی ساحر انکو دیکھے سات برس کامل گنبد نور پر مقید رہے کسنے خبر لی خواجہ عمرو نے تدبیر کی وہ بھی جا کر
پھنس گئے اگر ہم بھی فکر نکرین کیونکر انکی جان بچے سب طرح مجبور رونا چاہین اپنی آنکھونسے اختیار ہے رو رو کے
دلکو غم سے خالی کرتے ہین کشاکش محبت مین مبتلا جیتے ہین نہ مرتے ہین ملکہ بہار نے سر جھکا لیا مخمور سے
اشارہ ہوا انکا سرکار کی باتین سنتی ہو ہمارے شہریار پر جو سختیان ہین اسکا کیا ذکر کرین بادشاہ جمجاہ ظل اللہ
حاکم لشکر سحر کن بحر و بر صاحبقران کے اقربائے ذیشان فرزند دودمان نوشیروان زبدہ خاندان کیانیان تھا جو چتر
و علم محترم و محتشم سب سے آگے بڑھکر لڑتے ہین زور ساحر و غیر ساحر سب مرکے پڑتے ہین سب سردارون کیواسطے
سینہ سپر رہتے ہین کیا کیا مصیبتین سہتے ہین بخت مخمور ہنس پڑی کہا درست ارشاد ہوا بادشاہ کی جرات کیا سامنا
مغلوبہ کا ہوا دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوئی زخمی ہوا کوئی مارا گیا یہ خیر و عافیت سے بارگاہ مین آگئے
بہت خوش ہوئے یہ حکم باہر لانے سے دس ہزار جو رو کے مقرر کردہ بڑا چونا لکھوا رکھا سپاہ ہونکا جمعدار تھا نام
لشکر اسلام اس شخص کیوجہ سے روشن و جسنے لقب پایا گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان
برہم زن لشکر نامردے بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جس شیر

کی نہیب شمشیر سے میدان کارزار تھراتا ہے دیوان قاف کو انکے نام سے بخار سر چڑھ آتا ہے اگر ذکر شمشیر زنی
کرون ہر ایک سنگر وجد ہو معلوم ہو تلوار چل رہی ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی ہو جائے
سی شوکت یہ ہے کہ کئی مرتبہ لقا کو پکڑ لیا زنجیر مین جکڑ لیا ایک بات مین مین قائل ہون بادشاہ کے سامنے بہت
سردار قتل ہوئے مر رہے ہزارون دیکھیے دل انکا بیتاب الست ہے جو اس سنگدلی کی صفت نکرے وہ بدبخت ہے
رنگ بہار متغیر ہو گیا کہا او مخمور تم ہم سے بات نکیا کرو یہ زبان درازی تمکو خراب کریگی کسی جلیل کی
غیبت کرو گی اسکا نتیجہ ہوگا برا بادشاہ جلیل اہل اسلام کا کفیل میان نور الدہر نوکر ہین خزانے سے انکے تنخواہ
پاتے ہین اور زیادہ مین کیا کہون شرف انکا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام دنیا مین روشن ہے خیر بہت
اچھا جو کچھ آج آپنے کہا ہے اسکو یاد رکھیے گا خدا ان بلاؤن سے نجات دے ہم آپکو وہ عقیق گلزار سلیمانی
پر بیچلینگے اس مقدمے کو سامنے صاحبقران کے پیش کیجیے گا وہ آپ کا منھ گھی شکر سے بھر دینگے دونون
صاحبون کے دادا جان ہین انصاف کرینگے مین قائل ہو جاؤنگی ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا
مخمور و بہار سے تکرار ہو رہی ہے بہار غصے مین سر جھکائے ہوئے رو رہی ہے مہرخ نے بہار کو گلے لگایا
چپکے سے کان مین کہا تم کیون اسقدر چڑھتی ہو دعا کرو خدا اپنا فضل شریک کرے طلسم ہوشربا فتح ہو
شہنشاہ صاحبقران بعد عظم و شان طلسم ہوشربا مین آکے جلالت وحقارت کھلجائیگی تم منظور نظر بادشاہ جلیل
ہو سب صاحب جھک جھک کر تمکو سلام کرینگے جو اسکے خلاف کریگا وہ ننگا ہونے سے گر جائیگا بلکہ سزا پائیگا
بہار کو تو یون سمجھایا ایک طرف جاکر مخمور سے کہا بی بی تم بہار سے کیون زبان لڑاتی ہو مثل نور الدہر مین
بدیع الزمان عالم مین کون جوان ہے ایسے نامے مین جسکا جی چاہے دیکھ لے صاحبقران سمت پردہ ظلمات
کے چلے گئے تھے اس شہر کے سبب پھر نام اسلام روشن ہوا ورنہ ایرج نے کا اہالیان باختر کو آفتاب پر
کر دیا تھا مخمور کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا نہین حضور ملکہ بہار میری مالک ہین مین انسے کیا تکرار کرونگی شاہ
اگر حضور ذی علم سمجھدار ہین ہم سبکی مالک مختار ہین پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین بی بہار ذرا ذرا سی بات
پر روتی ہین ملکہ حیرت نے دربار برخاست کیا لشکر دشمن تیاریان ہو رہی ہین اہالیان لشکر افراسیاب
کو بڑی خوشی ہے کہ صبح کو اختاق لڑائی فتح کریگا مال لشکر اسلام کا لوٹینگے سرماد ابرق طلایہ پر رہے مین
ابرق کوہ شگاف تا نصف شب انتظام طلایہ کر کے ایک مکان کے سایہ مین آیا لشکر اسلام کیجانب نگاہ اس
خیال سے کی کہ شاید لشکر حریف شبخون کا قصد نکرے کہ دیکھا سامنے سے ملکہ صبا رفتار کمند انداز لشکر اسلام کیطرف سے

آتی ہے برق کو دیکھکر ٹھہری اسلام کیا برق نے پوچھا اے صبا رفتار کہان سے آتی ہو صبا رفتار نے کہا
اے وزیر اعظم آج لشکر اسلام مین قیامت برپا ہوا اہلیان لشکر ہرج مرج بھاگے جاتے ہین مقابلہ لقا سے
سب جان چھپاتے ہین مین ابھی انکے لشکر مین گئی تھی ایک خبر تمکو سنانے آئی ہون اگر ہو سکے تو کچھ
انتظام کر دو میرا تو نتیجہ تھا بعض نمودار ساحر زبردست ہو کوئی تدبیر کرو ضرغام شیردل نے جاکر اسد غازی کو
لشکر سے الگ کر دیا تین کوس پر جو پہاڑ ہے وہان جاکر بارگاہ استادہ کرائی اسد غازی کا اسی بارگاہ مین داخلہ
ہوا وہان اسوقت کوئی ساحر نہین ہے ایک جادوگر یہان سے جاسکے طلسم کشا کو باسانی گرفتار کر لائے
برق نے کہا مین خود جاؤن حقیقت مین بڑا نام ہوگا انکو بخوف لقا وہان پہونچایا ہے صبحکو میدان
کارزار مین بھی ہمراہ لائینگے صبا رفتار نے کہا یہ سب صلاحین ہین آپ نجائین کسی اور کو بھیجین ایسا نہ
انتظام سلطنت مین فرق پڑے یہ سنکر برق نے اپنے رفیق قدیم افراش جادو کو آواز دی افراش آیا
برق نے تمام کیفیت اسکے بیان کی کہا اے افراش زیر کوہ فلان مقام پر بارگاہ مین طلسم کشا آرام کر رہا
ہے ساحر سب یہان ہے جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ افراسیاب سرفراز کریگا جسنے اسد کو قتل کیا تمام اہلیان
ہوشربا کو ہلاکت سے بچا لیا مدعا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہے کہ اسد نامدار فاتح طلسم ہوشربا ہے افراش
نے کہا ابھی لایا یہ کہکے جیسا چیلا تھا ہمیشہ دنون مین قریب کوہ پہونچا پہر پہر رات باقی ہے بارگاہ کو تاک کر سحر کیا زمین
شق ہوئی نقب سحر دیتا ہوا چیلا جس بارگاہ مین اسد نامدار آرام فرما رہے تھے اُسمین آکر نکلا دیکھا حقیقت
مین اسد نامدار آرام فرما رہا ہے چار خدمتگار چھپرکھٹ پر حاضر ہین افراش نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہو گئے
جھپٹ کر قریب چھپرکھٹ آیا دو چار دانے اسد پر مارے شاہزادہ سو رہا تھا ہاتھ پانون مین کمند رسیون کے کمر
بچہ کے اسی نقب مین بہا ناور نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے قضاے کار ملکہ بہار کو باتون نے مخمور
کی فراق مین ہوا تھا جاکے چھپرکھٹ پر لیٹین نیند نہ آئی گھبرا کر اٹھین دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہین رات
کا وقت لشکر مین سناٹا ٹہلتی ہوئی کنارے پر لشکر کے آئین خیال آیا اے بہار چلو بادشاہ سے ملاقات کرائین
پھر دشمنون کے طعن کا خیال ہوا کہ سب سے پہلے بی مخمور بنام کرنے کی سر دربار کہینگی بی بہار جان بچا کر چلی گئین
یہ سوچتی ہوئی آگے بڑھین کوس بھر پہونچکر دو سرحد بقیہ رعنائی گل گلزار زیبائی خاموش کھڑی تھین تڑپا تنا
وصال محبوب کی تدبیر نہ روے رفتن نہ جائے ماندن اگر قصد ہوتا ہے کہ پہونچون شرم آتی ہے پلٹنے کا قصد ہوتا ہے طبیعت
گھبراتی ہے دل لگتا ہے نہ تنہائی اسی پلنگ کا سامنا ہے پلنگ نہ کھاجائیگا فراق یار مین کیونکر آرام آئیگا اس تردد

میں نہایت بیقرار ہوئی اور یہ شعر پڑھا شعر یاد آن روز کہ در کوئے تو گریان زخم ز بگلستان صفت ابر
بہاران رفتم ؛ گوہر آبدار اشک صدف چشم سے عارض زیبا نور پر جاری ہوئے خاموش کھڑی رو رہی ہے دیکھا ایک
ساحر نستارہ بدوش طرف بارگاہ اسد کی آتی ہے بہار گھبرا گئی دلمیں کہا خدا خیر کرے یہ کیا موقع ہے اتنے میں بہار نے
پشت نخل پر مخفی کیا ساحر ایک آکر صفحے پر بیٹھا سر اٹھا کر بہار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوا ہنسکر کہا اے ملکہ خیم
افراش جادو ورفیقہ اپنی کو وہ خنگاف طلسم کشا کو گرفتار کر لایا کل صبح کو قتل کرڈالونگا حیرت جادو آپکی [illegible]
نے ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کو خبر کر دو اتفاقاً ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا فوراً نقارہ بجا کر بیہوش کریگا جلادونکو
حکم دیگا انکا بھی یہی کام ہے سبکو دم بھر میں قتل کرینگے یہ کلمات مہملات سنکر غصے سے بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا
او مکار ناہنجار بدکردار کیا مجھکو سمجھ آیا ہے خدا نے بڑا فضل کیا کہ میں اسوقت آ گئی اب بھلا میں نقارہ اسد غازی کا
تجھکو بجانے دونگی بہتر ہے اپنی جان بچا نقارہ چھوڑ کر چلا جا اسی میں خیر ہے تمہارے وزیر صاحب بھی سر اٹھا چکے ہیں
جب ہم انسے ہمارا ذکر کر دیگے سیدھے آدمی ہیں کچھ ہمکو نہ کہینگے یہ سنکر افراش غصے میں بڑھا چاہا سحر کرون یہ سب چکر کار سحر پھینکی
بہار نے چاہا رکوں نرگس کی شانے پر پڑی چند قطرات خون ٹپکے آواز دی او بیحیا اب خون جوش میں آیا ہم اسی کے
مشتاق تھے بہار نے گورے گورے ہاتھ بڑھا کے جسم سے قطرات خون لیکر وہ گلہائے ساختہ افسون تر کرکے اس
بیحیا کیجانب پھینکے آواز دی دیکھ بہار آئی جنگل میں منگل بلبل کا دل بیکل یہ کہکر خاموش ہوئیں پھول برسے
نسیم سحری چلی ہوا آئی ہوا سنبھلی غنچے اس غنچہ دہن کو دیکھکر مسکرائے نخل وجد میں آئے افراش خاموش ہو دریائے
حیرت کا جوش ہوا ملکہ نے بہت جلد اشارہ کیا دیکھا افراش چپ کھڑا ہے آواز دی کیوں اے افراش نرا کیسا ہے
ہماری بات کا جواب نہیں دیتا ارے بہار آئی عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں ہر گل کا شعلہ تر بہ شبنم
سے معمور ہے نرگس شہلا کو کیفیت انتظار میں سرور ہے افراش جادو مبہوت ہو چکا تھا پھول اٹھا کر سونگھنے لگا بعد
عرصہ دراز یہ جواب دیا شعر داغوں سے باغ باغ ہے بستان سر دل کو کیا بخزان بہار ہو گلچین فضائے دل کہ جب یہ
شعر اسنے پڑھا بہار نے فرمایا مبارک لب غنچہ آرزو کھلا آمد بہار کا مزا ملا افراش جادو آگے بڑھا کہا میں تو
غلام ہوں بہ گلچینی گلشن جمال آیا جو ارشاد ہو بجا لاؤں بہار نے اب تم ایک کام کرو یہ نقارہ تو یہیں رہنے دو
ہم اسکو نہ اٹھینگے چپکے چلے جاؤ اپنے وزیر کا سر لاؤ اس سر سے لیکر آگاہ مگر نا خود سری کا دم نہ بھرنا ہم بارگاہ
اسد کرائینگے وطن نہ کر شغلیں گے جب سر لیکر آؤ شادی ہو شاید کسی کی بربادی بیبیہ کہکر دو پھول اسکے ہاتھ
میں دیدیے افراش یہ کہکر چلا کہ ابھی سر لاتا ہے ان جیسے بچونکی سرکشی سنتا ہوں اب مجکو معلوم ہوا وہ بیحیا

نہ فرمایئے گا احتقاق کے ہاتھ سے خاتمہ کرا دیجیے افراسیاب نے کہا حال تو کہو شب کو زبانی ہمبا قہار کے خبر ملی کہ آپ
فلاں بارگاہ میں آرام فرما رہے ہیں تم کیا تو شہر کی ڈالے ابریق نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور نے افرش
جادو اپنے رفیق قدیم کو روانہ کیا کہ وہاں کوئی ساحر تھا افرش سر اسد لیکر آتا ہوگا افراسیاب
چال سنکر بھول گیا حیرت سے پلٹ کر کہا لو ملکہ اب اسد قتل ہوا اب رفتہ رفتہ تمام لشکر حیرت میں خبر مشہور
ہوئی کہ اسد کو افرش نے قتل کیا ابریق بھی بہت خوش تھا کہ سامنے سے گرد اڑی سب نے
دیکھا افرش جادو مسکراتا ہوا پھولا دیکھو اشعار پڑھتا ہوا آتا ہے ابریق نے کہا لو میرا یار وفادار آپہونچا پکار
کر آواز دی کیوں برادر وہ کام کر آئے افرش نے کہا سب کام ہو گیا قریب آکر مفصل عرض کرونگا یہ کہکر قریب
آیا ہاتھ تلوار کا ابریق کے مارا سر ابریق زخمی ہوا افرش نے دو تین گھونسے لپیٹ مارے کہ کئی سو الامان ابریق سر
ٹکرا کر مرے ابریق الامان کہکر بھاگا افراسیاب نے دیکھا ابریق زخمی بھاگے ہوئے آتے ہیں افرش نے کئی ابار
ساحر قتل کیے تعجب ابریق میں [illegible] اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آیا حیرت نے ہنسکر کہا دنیا گل ہو لا افرش
عشق بہار میں راہ رفاقت ترک کیا کھولا وزیر صاحب کو بچایئے افراسیاب نے کہا کیوں اے ابریق یہ کیا مضمون
ہر رنگ وسے افرش دگرگوں ہوا ابریق نے کہا میں نہ تو لائے قتل اسد بھی انتہا نہیں معلوم یہ کیا ہوا آتش کے اشکو
دیوانہ بنایا ابریق یہ کہتا ہوا ترحید افراسیاب پیا افرش نے کہا او ملعون تو دشمن بہار ہے سر تر الملکہ عالم
سے مانگا ہے کہکے ہاتھ مارا ابریق تو ہوش گیا افراسیاب نے سنگ زیرہ اٹھا کر مار دیا افرش کا سر پھٹ گیا
آواز آئی کشتی مرا نام مہر افرش جادو ہے لشکر افراسیاب میں عجز سے تر ارتک بیتا حیرت چار ہا کہ آج وزیر
صاحب نے خوب انتظام کیا جام کشتہ راچاہ و جیش کا معاملہ ہوا ابھی نہیں حیرت افراسیاب نے کہا ای سرما تم
سب کو سمجھاؤ کہ اب بدعت احتقاق سے کوئی ان بچیگا عمر نقشہ افراسیاب سنکر بھاگ کنارے پر لشکر کے آیا
پکار کر آواز دی ای محمور رہبار شاہنشاہ کو تمہارے حال پر رحم آیا تمہاری جان بخشی کا لشکر سے نکل کر شاہنشاہ
خطا معاف کرو بیٹھے ورنہ مقصود ہی اور ریاست و تو لیا تحت عطا فرمائیں گے کوئی شکایت نہ کریگا آج جان بچا تم
سبکی دشواری ہے احتقاق میں بڑا اسعد ہے یا عیان تو بتلا یہ کا ہر گز یا عمر خ صاحب جو تم سبکی پشت پناہ
ہیں وہ حال بچو فی سن چکی ہیں سوتت تک قہر بھی نہیں تم زد میں نشان بھی تم بوگو کو معلوم ہوگا سرما نے
اسطرح جو سمجھایا بہار کو غصہ آیا محمور کو بھی انتہا کو ملال ہوا دونوں نے تجر ہکر آواز دی جا کر افراسیاب سے
کہو اے شاہنشاہ جسطرح تمکو جانا بھاہ تم ہمکو بھی تمہاری بربادی کا خیال ہماری معاف ہے کہ اسد غازی

فتاح طلسم ہو جری بہادر لاجواب قاتل افراسیاب اسیواسطے ہم ادھر آکر شریک ہوئے کہ اس شہر پر تمھاری
شفاعت کرین ہاتھ سے طلسم کشا کے تمکو بچا لین بعد حصول لوح سر پر ہاتھ رکھکے روؤگے کیونکہ جسوقت تیغ جہانگیر
طلسم کشا مغفر پر پہنچیگی آنکھ تمکو لگر دیکھوگے کوئی یار و دوست قریب نہوگا یہ شعر آتش نامدار یاد آجائیگا فرد
وائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا اور سلطنت ہوش ربا بیکار
ہوگی یہ تاجداران طلسم جو آج آپکے معین و کفیل ہیں یہ فریادی صدا دینگے طلسم کشا کے شریک ہو جائینگے
بجز اعمال کوئی ہمراہ نہوگا لاش کو بھی کیا عجب ہے کہ دفن کفن نصیب نہو جس سر میں غرور ہے مثل کاسہ گدائی
ٹھوکرین کھائیگا نخل بدعت سے ثمر نہ ہاتھ آئیگا یہ جو پکار کر مخمور و بہار نے فصاحت و بلاغت کہا صرصر کے ہاتھ
پانون ٹھنڈے ہوگئے پسینے پسینے دوڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا کیون خیر تو ہے کیا بہار
و مخمور راضی ہوگئیں مین قسم کھاتا ہون کہ کچھ نہ کہونگا صرصر نے کہا حضور سنئے تو ان سرکشون نے ایسا
جواب دیا مین گھبرا گیا وہ کہتی ہین اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہے تمھارے بزرگون نے کتابون مین لکھا ہے
میان چلے آؤ ہم تمھاری خطا اسد غازی سے معاف کرا دین افراسیاب نے کہا ان لکھنے والون نے غلط لکھا
ان نالائقون کا مین قاتل ہون فلک مجھسے آنکھ نہین ملا سکتا وہ دیوانہ مجھکو کیا قتل کریگا انکی بھی موت سر پر کھیلتی
ہون یہ کہکے جھلاتا ہوا قریب تخت لقاق آیا کہا اے زینت پہلوے سامری و جمشید با دولت باغیون کو
بہت سمجھایا وہ نہین مانتے اب آپکو اختیار ہے یہ سنکر لقاق جادو نے تخت کو بڑھایا نقارہ آگے رکھا ہے
چوب ہاتھ مین تخت سے کودا پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان کارزار مین پہنچا جلادون نے بھی چھری
و خنجر نیام سے نکالے آپس مین غلغلے کرتے تھے کہ یارو آج بعد مدت بہت عمدہ شکار ملا لاکھون کو قتل کرینگے مدت
سے خنجر ہمارے پیاسے ہین آج انکے پیٹ بھرینگے پیاسون کو سیراب کرینگے یہ کہتے ہوے بارہ ہزار جلاد
برے جا کر کھڑے ہوے لقاق نے آواز دی اے فرقہ باغیان اے مجمع سرکشان مجھکو تاریک شکل کش
نہ سمجھو ایک ایک کو چیر پھاڑ کر کھاتی تھی نئے طور سے شعبدہ دکھائی تھی میرا وہ طریقہ ہے تین چوبین نقارہ
پر لگاتا ہون لشکر کے لشکر مٹاتا ہون اب بھی بہتر ہے کہ اگر افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ کچھ نہو سکیگا خیال
دل سے دور کرو افراسیاب کو اپنا بادشاہ جانو اگر یہ تمکو خیال ہے کہ افراسیاب کا جب جی چاہیگا بچا لیگا جب
تین چوبین نقارے پر لگا دین وہ بے اختیار ہو جائیگا اسکا کیا زور چلیگا مین ابھی اگر چاہون تم سبکو بچا لون
یہ امر بہت غیر ممکن ہے اسوقت تک میرا بھی اختیار ہے یہ سحر سامری و جمشید ہے بدون میرے قتل سے

اسکا دفع کرنا ناممکن ہی خوب سمجھکر یہ بھی سامری و جمشید لکھ گئے ہا یہ دولت کو کوئی قتل کر نہین سکتا سب طرح
اطمینان ہی تمکو امان دینا یہ ہمارا احسان ہی دیکھو مہر و عنایت افراسیاب کو اول نیچے دنیا کو واسطے سمجھ بیٹھے
بھیجا تم لوگون نے نہ مانا چلتے چلتے مجھسے بھی ارشاد فرمایا مین نے ان سبکو خون جگر پلا کر پرورش کیا یہ سب دار
رونق طلسم ہوشربا ہین اسوجہ سے سمجھاتا ہون کچھ خوف نکرو چلے چلو ہماری وجہ سے شہنشاہ کچھ نہ کہین گے
پھر وہی عہدہ ہاے جلیل ملینگے عرصہ دراز تک اختفاق نے جو یہ سمجھایا ملکہ چہرخ کو غصہ آیا طاؤس زرین بال سے
کودین آگے بڑھکر آواز دی او اختفاق تو ہمکو کیون سمجھاتا ہی ہمنے سامری و جمشید پر لعنت کی راہ ضلالت سے
برہبری خضر حقیقت چشمہ مراد پر پہونچے آبرو پائی اب ہمکو زندگی و موت دونون برابر ہین صاحبقران اعظم نیک
ہمارا افسر ہی اگر ہماری قضا آگئی کون بچا سکتا ہی وہ آکر ہمارے خون کا بدلا لینگے ساحران غدار کو شکست
دینگے ہم خوب جانتے ہین زمانہ انقلاب ہی سو مرتے ہین پچاس پیدا ہوتے ہین دس ہنستے ہین دو سو
روتے ہین یہ چند بند مخمس موافق حال زمانہ ہین بگوش ہوش سنئے مخمس موافق مضمون مقام نظم

لالہ سان داغ ز حسرت بجگر می بینم — جیب گل چاک ز غم وقت سحر مے بینم
ہر کرا می نگرم خاک بسر مے بینم — این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر مے بینم

آرزو لاکھو کرین رہتے ہین سائل ناکام — نقد مقصود سے خالی ہی کف خاص و عام
شام سے تا بہ سحر اور سحر سے تا شام — ہمہ کس روزی سے طلبد از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم

کارخانہ یہ جہان کا نظر آیا سر دست — عیب ہی آج ہنر اور ہنر عیب سے پست
سفلہ پرور ہی فلک اسلیے اجلاف ہین مست — ابلہان را ہمہ شربت گلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگر مے بینم

کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد — رائج اسدرجہ جہان مین ہین کہ جسکی نہین حد
جاے رقت ہی اقارب ہین اقارب سے بد — ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسر مے بینم

اس زمانے مین دلی ہم دلون کے تہہ — حال اولاد کا برعکس اب آتا ہی نظر

کیا قیامت ہی کہ فریاد یہی ہی گھر گھر — دختران راہمہ جنگ ست وجدل با مادر
پسران راہمہ بدخواہ پدر سے بینم

جاے عبرت ہی یہ ہی قہر خداے منان — جنکے تن قابل خلعت ہون پھرین وہ عریان
گردش چرخ سے عالم مین ہی الٹا سامان — اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرسے بینم

راست ہی بات مری لغو نہین ہی یہ سخن — عافیت منظور ہی تو اسے غور سے سن
منتخب شعر ہی رعنا یہ نہین بے سروبن — پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
زانکہ این پند بہ از گنج گہر سے بینم

ملکہ مہرخ سحرچشم نے جو یہ اشعار حافظ نامدار بصد شد ومد پڑھے اہالیان لشکر افراسیاب کو کہ مضمون نے سرجھکا لیا نا منصفون کو ناگوار ہوا لیکن جسوقت ملکہ مہرخ نے دست حق پرست بڑھا کر یہ مصرع پڑھا کہ ع طوق زرین ہمہ در گردن خرسے بینم اخقاق کو بہت ناگوار ہوا تاج سر پر سنکر میدان کارزار مین آیا تھا ظریف شاعر خوب ٹھٹھے مار کر ہنسے کہا ملکہ مہرخ نے کیا پھبتی کہی ہی خوب اخقاق کو گدھا بنایا کیا لطف کا مصرع سنایا یاروا اخقاق پر چھاگئی اخقاق نے جو یہ باتین سنین کیسا تھرایا غصے مین چوب لیکر طرف نقارے کے جھپٹا اور بقہر وغضب تمام اُس بدانجام نے نقارے پر چوب لگائی معاذ اللہ قیامت برپا ہوئی یا تو سرداران ملکہ مہرخ بہار و باغبان و سرخ موے کاکل کشادہ ملکہ بلال سحرافگن درخشندہ و برق لامع قمر شیدزرین سحر وغیرہ رعنائی و زیبائی بجرأت و شوکت سینہ سپر کیے کھڑے تھے یا نقارے کی آواز سنکر پریشان ہوگئے سب نے سرجھکایا کوئی تھرایا کسی نے آہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھا کوئی لڑکھڑایا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری کسی نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا ہنگامہ عظیم برپا ہوا رنگ روے بہار متغیر مخمور سحر اخقاق مین مسحور آنکھون سے یہ ثابت تھا چشمے مین گویا حباب شناوری کر رہے ہین کئی ہزار سردار گرد تخت ملکہ مہ جبین ماہ رخسار تھے تھرا اٹھے جنہون نے تخت کو کاندھا دیا تھا یا کاندھی دینے لگے تخت کو زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ پہلی آواز سے سحر سبکو فراموش ہوا ہر چند سحر یاد کرتے تھے ایک لفظ یاد نہ آتا تھا اسی وجہ سے اُن نازنینان ماہ پیکر کا دل گھبراتا تھا حیران تھے کہ علم سحر صفحہ سینے سے یکایک معدوم ہوا اب یقین آیا بخوبی معلوم ہوا کہ تاثیر سحر اخقاق ہی

نقارے کی آواز نے یہ حال کیا اختقاق کانپ رہا تھا پھر جھوم کر طرف نقارے کے چلا جلادون نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی اہل اسلام نے گھبرا کر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے پکار اٹھے اے خالق بے نیاز رحیم کریم ہمکو بچالے سحر فراموش ہے دل گھبراتا ہے غش آیا جاتا ہے اشعار دعائیہ

خداوندا رہی از عیب بکشا — ز عیبم چشم دل بر عیب بکشا — بہر عیبے کہ باشد عیب نا کم
برحمت کن ز عیب از عیب پاکم — ز عیبے خود پسندی پاکیم دہ — ز شادی جہان غمناکیم دہ
ز بیدردی بجان دل را امان دہ — دل غمگین دہ و منت بجان نہ — دل غمگین ز شادی شاد زاندوہ
در گنجہا لیش غم کرہ بتا کو — شہا از کرم بر من درویش نگر — بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو — بر من منگر بر کرم خویش نگر —

بیقرار ہو کر جوان سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر دیکھا سب نے کوکب والا گہر بعید کرو فر مرکب مشکین پر نمر پر سوار مثل برق جہندہ آکر کڑکا نعرہ کیا اختقاق خبردار آگے نہ بڑھنا ارے او مصاحب سامری مشہور ہے کچھ شعبدہ سحر تازہ دکھا او نقارچی نقارہ نہ بجا یہ کہکر فوراً زمین پر آیا تیغہ بیام انتقام سے لیا اختقاق نے سر اٹھایا یہ سطوت و صولت کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوئے دیکھا وہ لگام شیر انہ کوکب نے ڈالی اختقاق رہ بادہ مزاج تھرا کر ٹھہر گیا کوکب نے چاہا جا کر مقابلہ کرون افراسیاب نے آواز دی اے مصاحب سامری واہ اختقاق جادو سحر مین اس سے مقابلہ نکرنا یہ بادشاہ طلسم نور افشان عالی خاندان جوان خورشید طلسم بند ہے آواز نقارہ اسپر تاثیر نہ کریگی اختقاق پھر طرف نقارے کے چلا لیکن کوکب للکار رہا ہے سینہ سپر کیے میدان کارزار مین کھڑا ہو دوسری برق آسمان پر چمکی آواز مہیب آئی زمین میدان کارزار تھرا گئی دیکھا سب نے نور افشان جادو استاد کوکب خوشنجو للکارتا ہوا آتا ہے اے فرزند ارجمند واہ ناجی و نامدار کوکب جانیو تا صدائے نقارہ سے بچنا یہ کہکر نور افشان بھی آسمان پر تھرآیا خوف صدائے نقارہ سے زمین پر نہ آیا مگر کوکب کو منع کر رہا ہے کانون مین انگلیان دیے ہوئے وسط سما پر لہرا رہا ہے لیکن افراسیاب نے جو ترغیب دی کئی مرتبہ پکار اختقاق جھوم کر قریب نقارہ پہونچ گیا چوب لگا ہی دی سرداران فرخ کے کانون مین وہ آواز پہونچین وہ تو سب کر و گنگ ہوے کوکب تھرا گیا سحر فراموش ہوا اسوقت کی قیامتین لشکر اسلام پر یہ مصیبت کوکب مبتلائے آفت افراسیاب کی بدعت جادوان حرص صنعت میں خجلت

کا اپنے مقام سے بڑھنا ان گونگے بہرون کا طرف آسمان کے دیکھکے غین غین کرنا مہ جبین کا سر پیٹنا جانبازو ظفر غلام ایک پہاڑ پر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے دونون بیقرار ہو کر سنگدلی پر افراسیاب کی پتھرون سے سر ٹکرایا پچھاڑین کھائین یقین کامل ہوا جو صفت نقارے کی سنتے تھے آنکھون سے دیکھ لی ایکی آواز سرداران ملکہ مہرخ بیہوش ہو جائینگے کوکب گونگا بہرہ بنکر مارا جائیگا ہائے کیا غضب ہوا اسد غازی یہان سے پانچ سات کوس پر تشریف رکھتا ہے بربادی اس باغ پر بہار کی سنکر تاب نہ آئیگی خدا مرکب پر سوار ہو کر دوڑیگا لڑ بھڑ کر اپنی جان دیدیگا ہائے اس گلزار نیخزان پر جھونکا ہوائے گرم کا چل گیا ای یادز عریان واے داد رس بیکسان ای رب دو جہان جلد اس بلا کو دفع کر پہاڑ پر تو عیار تڑپ رہے ہین لشکر مین سب گونگے بہرے سوائے سر پیٹنے کے چارہ نہین سب کا یہ حال ہین ایک کو ایک بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہے بہار کا اشارہ کرتا ہے باغ عمر خزان ہوئی باغ عالم سے حسرت و یاس لیکر مثل نخل خیار نہ پھولی نہ پھلی مخمور کے اشارون سے ظاہر تھا عین شباب مین قضا آئی ساقی عہد عالم نے عوض جام شراب گلرنگ ساغر لاہل پلایا پیر مغان دہر کو مخمور کے حال زار پر رحم نہ آیا مہ جبین کی نگاہین حسرت آلود چہار طرف گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہے ان نگاہون سے یہ ہویدا ہے کسی محبوب پر شیدا ہے کجا اشک حسرت و یاس ٹپک رہی ہے کنا کے اشارون مین یہ اشعار مصیبت خیز ظاہر ہوئے اشعار آبدار

بغارت دادم از غفلت متاع خانہ خود را
بر آتش میزنم امشب دل دیوانہ خود را
گرفت الفت بہ تنہائی چنانم دل کہ معذورم
فغان دل خراش و گریہ مستانہ خود را
تسلسل باد ہشیاران شمار اوذری گاگو

بدست خود زدم آتش من آتش خانہ خود را
ز بس مستغرق عشقم نمی خیزد ز جا دستم
بہ از پائی جنان گویم اگر ویرانہ خود را
بجز من نگاہ بر خنجر چو مرغ دانہ چین گشتم
ز مستی نتی من کردہ ام خمخانہ خود را

ز سوز دل قتاد آتش چو فانوسم بہ پیراہن
کنہ زنجیرے کنم دریا دل دیوانہ خود را
نعبد الحاق داؤدی برابر کے کنند عاشق
بغیر از دانہ اشکے نہ دیدم دانہ خود را
دو چشم مست بیداری انجلی بسودہ فحی

بیان کوتہ کنم دیگر من این افسانہ خود را

ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان اڑ رہی ہین برق لامع کی آنکھین ڈبڈبا رہی ہین جلین برق و رعد کی بیوہ اسی خورشید زرین سحر کے چہرے پر زردی نرگسی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین رنگ مصیبت دکھا رہی ہین مزاج مین صبح مو کے پراگندگی ہلال سحر افگن کی کاہیدگی انگشت نمائی اگر فردا فردا کی برجا ہے سیکڑون دفتر ناتمام رہجاے اس تحریر مصیبت مین کلک سے اشک سیاہ نکل رہے ہین حرف صفحہ قرطاس پر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین ہر کشش سنان نیزہ مصیبت ہر ایک دائرہ خنجر بران

بوعت خاتمۂ لشکر اسلام قریب ہی احتقاق جادو تیسری چوب لگانے پر آمادہ ہو گیا اسوجہ سے عرصہ ہوا کہ
کوکب جو مبتلائے بلا ہو گیا احتقاق مضحکہ کر رہا ہی کہتا ہی کیون ای کوکب تمھارا ابھی ستارہ گردش مین آیا
اسی منھ پر دعوی سلطنت طلسم نور افشان تھا کچھ سحر کرو تلوار ہاتھو مین ہی خفت نہ کھینچو جوہر جرأت دکھاؤ ایسے
ایسے کلمات کہکر آتش کلام سے دل اُس بادشاہ عالیجاہ کا جلاتا ہی افراسیاب اپنے مقام سے غل مچاتا ہی
ای شہنشاہ ساحران اسوقت ان باتون کو موقوف کرو جوش مین نہ آؤ جلد نقارے پر چوب لگاؤ دیکھو
پچھتاؤ گے منھ کی کھاؤ گے ان مسلمانون کا خدائے نادیدہ بڑا زبردست ہی غیب سے مدد ہوتی ہی تم ہنستے ہو تقدیر
روتی ہی احتقاق نے پلٹ کر دیکھا جواب دیا کیون گھبراتا ہی اگر کرور در کرور ہون تو انکو پائمال کرون اسوقت
اگر سامری و جمشید آجائین تو انکا بھی یہی حال کرون زبان سنبھالے ندوق طنابین آسمان کی کھینچ لون
سر پیٹ رہا افراسیاب کہ ای احتقاق غرور نہ کرو خداوند لقا کو غرور بہت ناپسند ہی وہ جاگتی جوت
کا خداوند ہی ایسا نہو یہ غرور کی باتین سن لین الٹی لیٹی تقدیر کر دین جتنے نامے وہان سے آتے
سب مین یہی لکھا تھا ہم کسیکا غرور پسند نہین کرتے مغرور کو مٹا دیتے ہین ارے وہی میرے طلسم کو مٹا رہے ہین
ہزارون ساحر وہان جا کر مارے گئے اس غرور نے پائمال کیا طلسم کا یہ حال کیا اب جلدی کرو احتقاق
ہجوم رہا ہی اہل اسلام بیقرار و اشکبار اپنی جان سے بیزار دعامین مصروف جانتے ہین کہ یہی حل مشکلات ذات
پروردگار کے موقوف ہی یکایک آسمان پر برق چمکی آب رحمت ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے ابر آگے شق ہوا
دیکھا سب نے تخت زرین پر خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و چالاک عالیوقار ایک
تخت بصد صولت و شوکت صاحب جاہ و تمکین ملکہ احول مربع نشین ایک تخت پر ملکہ گلشن ساحرہ
پرفن پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش بصد جوش و خروش ہویدا ہے حیرت جادو ملکہ احول کو دیکھکر
گھبرا گئی تخت سے کودی جھپٹ کر دامن افراسیاب تھام لیا بیقراری مین سامری جمشید کا نام لیا پوچھا ای
شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو ملکہ احول مربع نشین کوکب کا پیر بھائی ہی زبردر بالکی اسد سرداران مع
کو بصد شد و مد سحر سے نکالکر لیگیا تھا آپ جاکر لڑے برابر بہادر کے جاکر اسکو قتل کیا یہ مردہ کیونکر زندہ ہوا
افراسیاب نے حیران ہوکر کہا ای ملکہ حیرت کیا کہون اسوقت غرق دریائے حیرت ہون یہ بڑا
ساحر زبردست ہی جسزمانے مین کوکب سے میل تھا سحر یاد کرنا ہمارا کھیل تھا یہ بھی مکتب خانے مین آتا تھا بڑا
ساحر عالیوقار ہی یہ بھی ہوش ربا کا رازدار ہی مین نے غصے مین تیغہ سحر مار دیا کشتہ سحر کیا خضاب گلگون پوش

میرا ازدواں وہی قید کرکے لیگیا تھا اسکی صورت کا پھینکدیا ہا ے راہ شہر فرعونیہ مین عمرو و برق نے جاکر عیاری کی اتحقاق وغیرہ کو بیہوش کیا یہ دونون مکار گرفتار ہوے اتفاق سے شہاب آگیا اپنی باتون کا رنگ جمانے لگا زرد رونے کہا مین انکو لیجا کر اپنے قلعہ مین قید کرونگا میرا قیدی تا قید حیات نہین چھوٹتا میرے دلکو تسکین تھی کہ اُسنے ملک احول کی خوب حفاظت کی عمرو و برق کو بھی بڑے لطف سے قید رکھیگا معلوم ہوتا ہے ان عیارون نے جاکر شہاب کا خون بہایا چھڑوا اُسکی ساتھ آئی ہی اسوقت اس احول کا آنا بڑا غضب ہوا یکمبخت اتحقاق غرور مین دیر کرتا ہے یہ کہکر حیرت سے دامن چھڑایا اوراُسطرف میدان کارزار کے چلا گر جیسے ہی ملک احول کا تخت نمایان ہوا نور افشان نے آواز دی اے نور نظر جلد میرے پاس آؤ خدا نے تمکو قید سے چھڑایا یقین ہے خواجہ عمرو نے جانبازی کی ہوگی قران وچالاک وقت پر پہونچے لشکر اسلام کا خاتمہ ہے مجھکو بھی سحر فراموش ہے کوکب تمھارا بھائی مہو ہوچکا زندگی سے مایوس کف افسوس مل رہا ہے اگر ابکی اتحقاق نے نقارے پر چوب لگادی کل اہل اسلام بیہوش ہوجائینگے جلادون کے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے طلسم نور افشان کا بھی خاتمہ ہوتا ہے مین بھی اسوقت اگر مجبور ہوا اے مرد مردانہ شیر فرزانہ یہ دنیا حباب سے بھی کم ہے ہر چند دریادلی مین اکثر صاحبان آبرو بصد جستجو حباب لب دریا سے زندگی کو مثال دیتے ہین سراسر غلط بقول مصنف فرد فنا لگی ہے بچے سرگشتان تردامن تو ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے تو انسان کی کیا لیاقت اس سے بھی کم ہے غنچہ وگل سے بھی مثال کا رنگ نہین جتنا نسیم سحری کھوت آمد صبا سے مثال دون اے فرزند یہ سب سراسر حماقت ہے دنیا مقام سرائے فانی ہے شہر عدم مقام جاودانی ہے سرا مین اترکر دیکھا شام کو صدہا مسافر آئے صبح ہوتے اُنہون نے خوب خاطر کی اب دو لمحیا کیا جب بات کٹی مسافرون نے کمر باندھی کوئی مہتر جہتر انی خلق سے پیش نہین آتا بلکہ جار دیگشتی کرکے خاک اڑاتے ہین مسافر کو بھگاتے ہین اسیطرح خیال کرو جب لڑکا بطن مادر سے پیدا ہوا ماں باپ کا دل شیدا ہوا کوئی پیار کرتا ہے کوئی جانے پیارے کہتا ہے ہر وقت مہد راحت و آرام مین رہتا ہے جب شب حیات بسر ہوئی سنئے منہ پھیرا حسرت و یاس نے آگھیرا وہی چاہنے والے کہتے ہین جلد اسکو پھینکو سب عزیز و اقارب ساتھ ہوے مکان تنگ و تاریک مین جاکر بند کردیا ماں باپکو بھی نہ اتنا خیال آیا کہ آج ہمارا فرزند بیابان تنہائی مین آرام کریگا آجکی اسی جا بسر کرین شاید ہمارا فرزند ہمکو پکارے جواب دین سلاکر آغوش مین لین محبت قدیمانہ صرف کرین یہ نہین ہوتا تنہائی مین چھوڑکر چلے آتے ہین پھر

کوئی خبر لینے نہین آتا نہین معلوم اسپر کیا گذری اعمال ساتھ ہین معلوم اسنے آرام پایا یا ظلم سے محبت عاشق
و معشوق کا دنیا مین فسانہ ہی مجنون نے عشق لیلی مین آرام دنیوی ترک کیا عمر بھر صحرا نورد رہا قصہ عشق تمام
عالم مین مشہور ہی ہر اہل دل اسکا ذکر کرتا ہی لیکن قبر مین انکی بھی ایک نے ایک کا ساتھ نہ دیا اگر کسی
معشوق کا انتقال ہوا عاشق پھر دو چار روز رو یا سمجھانے والون نے سمجھایا اے برادر کیون روتے ہو اس عاشق
صادق نے جواب دیا ہمارا معشوق ہم پلہ نشین مرگیا رو رو کر جان دینگے اہالیان دنیا نے سمجھایا اسے
برادر جو خاک کا پیوند ہوا رشتۂ محبت شکست ہو گیا تمھارے رونے کی خبر اسکو بھی نہوگی ناحق اپنی جان
دیتے ہو یہ عاشق بھی روتا پیٹتا تا بہ شہر خموشان گیا اپنے پہلو کے سونے والے کو اپنے ہاتھ سے قبر مین
اتارا اسیوقت قبر سے نکل آیا اس عاشق نے بھی وفاداری نہ کی قبر محبوب مطلوبہ کی نہ بیٹھا اسیوقت اکر
کاروبار دنیا مین معروف ہوا بادشاہ ملک کا سبکو پیارا ہی اگر کہین جا کر کسی سے لڑے سرداران سفر و حضر
سینہ سپر کرتے ہین اپنے کو مثل نقش قدم مٹاتے ہین اپنے شہنشاہ کو زخم نیزہ و شمشیر سے بچاتے ہین لیکن
جب مرگیا اسیطرح قعر قبر مین بند کر دیا بموجب مضمون مصرع مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان است
ان سرداران جان نثار سے بھی یہ نہو سکا کہ قبر پر اپنے پادشاہ کی بیٹھیں اپنے مالک کی خبر لین انتقال شاہ
و گدا کا ایک طور پر ہوا ای ملک احول شیر صولت اسوقت فلک کج رفتار آمادہ ظلم و بیداد ہی یہ نقارہ نواز تیری
چوب مین خاتمہ کریگا کوئی زندہ نہ بچیگا اسوقت تیرا ہی کام ہی اس سرخروئی مین تا روز قیامت نام ہی
آج اگر جان دی زندہ جاوید ہوے یہ شکر احول مریخ نشین کو جوش آیا آواز دی استاد والاتر
مین سمجھ گیا زندگی کو حباب وغیرہ سے کمتر جانتا ہون اب مجھکو شرف آخرت ملا انشاء اللہ غنچۂ آرزو کھلا
زہے شرف اور ہے فخر کہ تھوڑی سی معیت تا روز قیامت راحت یہ کہتا ہوا تخت سے جدا ہوا خواجہ وغیرہ
بھی روتے ہوے تخت سے کودے گلشن فوج لیکر ایک جانب ٹھہری احول مریخ نشین اڑتا ہوا سر
نقارہ جمشیدی آکر ٹھہرا آواز دی او احقاق بیحیا او نامرد خبردار کہان جاتا ہی تیری قضا میرے
ہاتھ سے ہی حافظ حقیقی و مالک تحقیقی کی بے نیازی و کارسازی دیکھیے کئی سال قید رہا کس وقت پر چھوٹا
اب دام تعلق دنیاے ناپائدار سے بھی رہا ہوتا ہون یہ دنیاے زشت ہی میری نظرون مین سیر ریاض
بہشت ہی شکر خداے کارساز و احسان رب بے نیاز اہل اسلام پر نثار ہوتا ہون تخم عمل نیک مزرعۂ
آخرت مین بوتا ہون اے شہنشاہ روح عیاری آپ سے کچھ عرض کرنا منظور ہی قلب کو سرور ہی عمرو چالاک فرق

وقران روتے ہوے لشکر سے نکلے سامنے ملک اجل کے آئے اجل اُسیطرح سے وسط سما پر ٹھہرا رہا ہے
جب خواجہ عمرو سامنے آئے ملک اجل نے آواز دی اے ہر بردشت طراری وائے نہنگ بحر عیاری یہ
غلام ناکام لشکر اسلام پر نثار ہوتا ہے چند کلمات وصیت کرنا منظور ہین امیدوار ہون بگوش ہوش سماعت
فرمایئے اُستاد نور افشان نے دنیائے دنی کی حقیقت ظاہر کردی دلکو تسکین ہوئی اگر بیمار ہوکر مرے یا لڑے بھڑے
ہر طرح وقت موت نہ ٹلیگا زر و جواہر بھی اس راہ مین کام نہین آتا خوب آگاہ ہون اگر قلعہ آہن مین چھپون
تا قبض ارواح وہان بھی پہونچے کتاب مین حال حسرت مآل جناب سلیمان بن داؤد پڑھا لکھا تھا کہ ایک
قصر عالی بنوایا تمام فوجکو حکمدیا میدانمین آکر پڑے دیوزادون کو در قصر پر نگہبان کیا حکم محکم دیا خبردار
ہمارے پاس کوئی آنے نہ پائے فوجین آکر جمع ہوئین دیوزاد و جنات و پریزاد و مور و مار انسان حیوان
سب کے بادشاہ تھے عصا دست مبارک مین لیکر فوج کو ملاحظہ کرنے لگے پشت سے آواز آئی السلام علیکم
حضرت سلیمان علیہ السلام نے پلٹ کر ایک عرب کو دیکھا فرمایا اے شخص تو کون ہے میرے جاہ و جلال سے نہین ڈرا
نگہبانون نے نہ روکا اس قصر مین ہوا کا گذر دشوار ہے تو کیونکر آیا اُسنے جواب دیا مین فرستادہ بادشاہ جبار و قہار
ہون جسکا حکم سب پر غالب ہے مین سوائے اُسکے کسی کا حکم نہین مانتا دیوزاد مجھکو کیا روکتے مجال تھی کہ بڑھکر
روکتے مین قاطع لذات جہان ہون نہ انسان ہون نہ حیوان ہون عورتونکو بیوہ کرتا ہون بچون کو یتیم بھائی
کو بھائی سے جدا کرون جہان مجمع عام ہوا اُسکو متفرق کردون یا حضرت اب لذت دنیا فوت ہے نام میرا
ملک الموت ہے جناب سلیمان مثل بید تھرائے سر جھکا کر فرمایا ارضینا بالقضا اتنی مہلت چاہتا ہون نظارۂ فوج
سے مہلت پاؤن پھر اختیار ملک الموت نے جواب دیا حکم بادشاہ عالیجاہ ہے اسیطرح آپ کی روح قبض ہو اے
شہنشاہ اوج عیاری اتنے بڑے پیغمبر برحق کو بیٹھنے کی مہلت نہ ملی کھڑے کھڑے روح قبض ہوگئی پس
ہوس زیست بیکار ہے دنیائے دون مکار و غدار ہے متمنی اتنے بندگان خدا کیواسطے جان دیتا ہون
یقین کامل ہے پاک و صاف ہو کر دنیا سے اٹھون لیکن میرے جنازے کو اسد نوجوان نظر کردۂ بزرگان کا
مین اپنے دست حق پرست سے قبر مین آتارین دعائے مغفرت واجب لازم ہے یہ مسافر سفر ملک عدم کا عازم
ہے اس نقارے کا ٹھنا مرنا اس نابہجار کا میرے خون پر موقوف ہے یہ حقیر جانباز جان بچانیکی فکر مین
ان سب سردارون کی مصروف ہے یہ کہکر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پکار اٹھا اے سمیع و علیم اے رحیم و
کریم صبر عطا کر اپنے ہاتھ سے اپنا سر قلم کرون ثابت قدم رہون ہاتھ نہ کانپے قلب تھرائے بجرأت اپنا گلا کاٹون

یہ کلمات حسرت آیات بہ آواز بلند اُس حق پسند نے کہے عمرو و برق و قِران و چالاک پچھاڑیں کھانے لگے
مردانِ عالم کے قلب تھرا گئے بعضے غش میں آ گئے بڑے بڑے سپاہ و جانباز سرفروش چیخیں مار مار کر
روتے تھے کل سرداران ملکہ مہرخ بیقراری میں اشک لہو سے منہ دھوتے تھے غرض یہ گریہ و زاری بلند دوست و
دشمن فرزند عمرو نے بیقرار ہو کر آواز دی اے احول نوجوان واہ واہ صاحب ایمان واہ تیرے کلمات نے تیر
ناوک کلیجے کو مشبک کر دیا ہم سب جان و دین وارے جاتے ہیں لیکن تو اپنے کو بچا میدان کارزار سے نکل احول نے
کہا میں آپکو وصیت کر چکا اب میری ثابت قدمی کی دعا کیجیے آپ سب صاحبوں کا خدا حافظ و ناصر ہے یہ فرما کے
دوڑتا ہوا آتا ہے کلمات سخت کہکر چلاتا ذکر سے احتقاق مغرور بیغیرت دیکھ غضب ہوتا ہے ابھی تیرے گلا کاٹتے
ہی قیامت برپا ہوگی نقارہ ٹوٹ جائیگا تو بھی دم لینے کی مہلت نہ پائیگا جلد چوب لگا احتقاق مغرور کو بھی
ہوش آیا غیرت کا جوش آیا چوب لیکر طرف نقارے کے چلا لیکن ملک احول سپاہ شکن نامدار ثابت
قدم کیسے محبت شاہنشاہ اقلیم جلالت تھرتا ہوا طرف نقارے کے چلا خنجر برق مثال کھینچکر اپنے ہاتھ سے
گلے پر رکھا خنجر کو زور کر دیا سر اُس سردار کا کٹا لہرا کر نقارے پر خون گرا سب کو یہ معلوم ہوا گویا بارود پر
کسی نے آگ رکھ دی کئی توپیں ایک مرتبہ چھوٹیں نقارۂ جمشیدی مثل شکم ظالم شق ہوا احتقاق بیجا
اس بیجا کو یقین کامل نہ تھا کہ ملک احول اتنا بڑا کام کریگا اُسی نقارے سے ایک برق شرر بجلی کی صورت
احتقاق کے پڑی اس بیجا کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ ناری کا جلنے لگا جلا قریب آ گئے ان سب کے
بھی سر پھٹ گئے ہزارہا آدمی لشکر افراسیاب کے بیہوش ہو کر گرے اہل اسلام کے ہوش پرست ہو گئے
ملکہ ہمت باندھی لڑائی پر چالاک وحیت ہوئے کوکب نورافشان کو سحر یاد آیا غم احول میں کوکب نے
گریبان چاک کیا تیغ برق مثال کھینچکر فوج افراسیاب پر چلا لیکن زمین آسمان میں اندھیر تھا
تیغ مصیبت نے لشکر افراسیاب کو گھیرا مرنے سے احتقاق کے آوازہائے مہیب آ رہی ہیں ہائے ہائے جادوگران
سے سر ٹکراتے ہیں ہائے ہائے صاحب سامری کہکر ہاتھ ملتے ہیں بعد عرصہ صدا از صحرا آئی کشتی عرایا
نام من احتقاق جادو عالم جبرہ بوم بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب تیغ ہر سیہ بیم افراسیاب
دوڑتا پھرتا تھا کبھی منہ کے بل گرتا تھا سر پیٹتا و ابریق بدحواس حیرت بو عالم بانو مہرخ و بہار وغیرہ
نے جو دیکھا رنجیدہ ہوئی کوکب روشن ضمیر لشکر افراسیاب پر چلا چاہے نورافشاں جو غصے میں بھرا تھا
میان تو تعجب پیش آئیں ملکی سحر پڑھنے لگے اب طرفین بہ الانتقام بہ تیغ و صمصام مشغول قتال

تاریک خشک کش پہ مفصل تحریر کرچکا ہون کہ بالائے کوہ زبرجدی بارہ سو سنہری تیلیان کنیزان سامری
جو ہمراہ آفات جادو ست ہین خبر آئندہ و گذشتہ بیان کرتی ہین بروز قتل شعل چار سو جلین تین سو کا بروز
افشام تاریک اسلیے خلاصہ ہوا کہ گلے کاٹ کر زمین پر جلین آج بھی آفات جادو ست اسیطرح کوہ زبرجدی
مین تخت زرین پر بیٹھی ہی یکایک اسنے دیکھا رنگ کنیزان سامری متغیر ہوا دو مرتبہ آفات یہ قیامت
دیکھ چکی ہو گھبرا کر اٹھی اتنا حرف منھ سے کہا یا سامری جمشید جرم سوم کی خیر ہو قصد ہوا اسکو کمرے
مین بند کروں اجل سے کب مہلت ملتی ہی ایک شعلہ نکلا برق چمکی ایک کنیز کے سر پر گری جلنے لگی دوسری
ہائے ہوا کہکر بیٹھی وہ بھی جلنے لگی آفات بیٹھی بھرتی ہی گود مین اٹھا اٹھا کر کمرے مین پھینکتی ہی تین سو کو
بمشکل بچایا قفل بند کر کے پر پرواز پیدا کیے چنچنی بیٹی چلی اسوقت پہونچی کہ میدان کارزار مین قیامت
برپا ہی سحر ہو رہا ہی نخل سحر اجل سے ہین زمین سے شعلہ آتش نکل رہے ہین لاشہ اتفاق تڑپ تڑپکر سرد
ہوا نقارہ جمشیدی گرو برد ہوا افراسیاب پر ہجوم ساحران مخرج نے اتنی بڑی مصیبت اٹھائی سحر فراموش
ہو چکا تھا خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اس حیلہ نے اپنی جان دیکر سبکو بچا لیا ایک سمت کوکب روشن
ضمیر ایک جانب سے نور افشان عالیشان سحر کرتا ہوا طرف افراسیاب کے جاتا ہی حیرت فسہ بہار سے مقابلہ
بہار اسہار نے للکارا کیون بد اعمالیت باغبان قضا و قدر کی ملاحظہ کی شاخ تمنا ہری ہوئی نخل بدعت
قلم ہوا اتفاق بیدم ہوا نقارہ نواز کیا ہوا نشان یکتائی مٹ گیا تمکو بھی کچھ الم ہوا مرنیکا اُس بیچنا
کے غم ہوا ملکہ حیرت غصے مین جا پڑی اسوقت آگ برس رہی ہی زمین و زمان متزلزل و متحرک
ہنگامہ گیر و دار بلند ملازمان افراسیاب و دیگر آفات نے جو افراسیاب کو اس آفت مین دیکھا گھبرا گئی
ایک جانب سے سحر نور افشان ایک سمت سے کوکب ذیشان بہار کے گلدستون سے پھول برس
رہے ہین برق لامع بھی کڑک کر افراسیاب پر جاتی ہی اسوقت تو افراسیاب سکو جواب دے رہا ہی
آفات نے نعرہ کیا اے نور افشان خبردار اے کوکب ہوشیار منم ملکہ آفات جادو ست دیکھو مین
آ پہونچی گرتے گرتے سحر کیا زمین تھرائی آفت برپا ہوئی بہار وغیرہ گھبرا گئین ہزار ہا کے سر کٹ کر گرے
تیغ عالم پر زمین شق ہوئی ابابیلان لشکر مخرج اسمین سما گئی برق بھی چمکی رعد بھی گرجا پانی برسا غبار نے
تمام عالم گھیر لیا ساحر گھبرانے لگے آفات اڑتی پھرتی قریب افراسیاب پہونچی کہا جو ہائے بلا تو لے دیکھ کیا
بلا نازل ہوئی جان بچانا مشکل ہوئی مینے سمجھایا تھا کہ اتفاق جلو دو کونہ بلا سیدن کیا واسطے ملکہ اجول

سر پر نشین کو زندہ رکھا تھا ایک گنہگار کو قتل نہ کر سکا کوہ زبرجدی پر قیامت برپا ہی کنیزان سامری نے
جان دی چند کنیزون کو بمشکل بچایا بار مصیبت سر پر اٹھایا اب نخل جل اسوقت اس بڈھے کو بڑا غصہ ہی
سب فتور خرافات سے نورافشان کے پیدا ہوتے ہین افراسیاب نے کہا دادی امان آج میدان کارزار سے
نہ پلٹونگا ان سب کے جی چھڑا دونگا آفات نے افراسیاب سے چند باتین کین سحر کرتی جاتی ہی لیکن ملکہ
بہار جادو خوف آفات سے بھاگ کر سائے مین اک نخل کے ٹھہری مسرور جادو جو سپہ سالار لشکر احتقاق
تھا جب احتقاق کا سر پھٹ گیا واصل جہنم ہوا مسرور اک گوشے مین کھڑا رو رہا تھا کبھی سر پیٹتا ہی
کبھی پکار اٹھتا ہی شہنشاہ میری قدر کون کریگا آپ دربار سامری جمشید مین گئے غلام کو ساتھ نہ
لیا افراسیاب خانہ خراب ناقدر شناس شریعت کا دشمن رفقا سے بدظن آخر کہان جاؤن یکایک
پھولون کی خوشبو آئی سر اٹھایا ملکہ بہار کو دیکھا کہ ایک مہجبین پھول برساتی چلی آتی ہی حسن و جمال
بہار کا دیکھکر گھبرا گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا سحر مین تیانے نزدیک کامل و اکمل ہی جوش محبت مین پکار
اٹھا او مہجبین گلابی پوشش گلرو غنچہ دہن سرو قد مین تیرے گل رخسار کا بلبل ہون ادھر چلی آ عمر بھر خدمتگزاری
کرونگا بہار نے پلٹ کر دیکھا ایک سا زشت خو کریہ کہ تجھکو بلاتا ہی ہنس پڑی کہا مین خود تجھے ڈھونڈھتی
پھرتی تھی تیرا کیا نام ہی ہمپر عاشق ہوا ہی یہ سنکر مسرور جادو گڑگڑانے لگا کہا ملک احتقاق کا سپہ سالار
ہون اس غلام کو مسرور جادو کہتے ہین ملکہ بہار نے اپنے قریب بلایا جب مسرور قریب آیا اک چھڑی
اتار کر مسرور کو نیا دی چند پھول ہاتھ مین دیے کہا نخل عشق کے یہی ثمر ہین پھول سونگھتے ہی مسرور کو
سرور ہوا سحر بہار مین مسحور ہوا ہاتھ باندھکر کہا کیا حکم ہوتا ہی بہار نے طرف آفات جادو پرست کے اشارہ
کیا کہا وہ بڑھیا کٹنی سامنے کھڑی ہی اسیکے سبب سے ہمارے تمھارے کبھی میل نہوگا دراندازو شعبدہ باز
ہی اسکا سر کاٹ لاؤ مسرور یہ سنکر جوش عشق مین چلا آفات افراسیاب کو سمجھا رہی تھی یہ نہین جانا مسرور
نے پشت آفات پر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا غفلت مین سر آفات زخمی ہوا پلٹ کے جو دیکھا اک
جادوگر پر منظر بدھی پہنے ہوے شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہی ایک ہاتھ لگا چکا یہ کہکر بڑھا او بڑھیا کٹنی
تیری ناک کاٹونگا جس محلے مین جائیگی نکٹی کہلائیگی لڑکے پکارینگے نکٹی آئی ہو کو تر بجاؤ افراسیاب یہ سنکر
گھبرا گیا کہ کون صاحب ہین اس شخص کی دادی کی ناک کاٹنے آئے ہین بادشاہ کوہ زبرجدی کو کٹنی
بناتے ہین آفات نے تو زخمی ہوکر اکڑ کی کہا ارے تو کون ہی آواز دی منم مسرور جادو عاشق

ملکہ بہار یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

چھپا ہیں شراب نو کی آنکھوں میں مستیاں
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے
دل کو شب فراق نے کسکا لہو پیا
مانگیں دوا کے واسطے قرص آفتاب سے
نظارہ ہائے حسن سے سینہ ہو داغدار
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے
نادیدہ دید بھی تری آفت سے کم نہ تھی
پی لی شراب شوق جگر کے کباب سے
سینہ کیا شگاف رلایا انھیں بھی خوب
اٹکے گلے میں گھونٹ نہ خنجر کے آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
طفلی کو میری ننگ ہے شیب شباب سے
میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
خالی نہیں فلک بھی جنوں کے عذاب سے
پیتے ہیں بادہ ہم قدح آفتاب سے
رہتی نہیں کسی کی ہمیشہ برشتگی
آتی ہے بوئے خون قدح آفتاب سے
ہر وقت حسن دختر رز کی ہے تشنگی
حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب سے
احسان شہ ہونگا بعد فنا ناتوان ہوں
بے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب سے
آؤ اب حسن میں مجھے لب تشنگی رہی
دھوئیں کبود رتیں جگر آب آب سے
زاہد کی کچھ پسند نہیں پر گزیدگی
مستی کو کھینچ لینگی حجاب شراب سے
کیا کیا زبان تیغ نے بخشیں حلاوتیں
آئیں خرابیاں دل خانہ خراب سے
نیچے ہے طوق دائرۂ آفتاب سے
اے چرخ تیرہ ہو لخت آشنا
پامالی زمین نے چادر نور آفتاب سے
محو جمال ہوں تب دیرینہ ہے مجھے
آنکھیں لڑی ہوئی ہیں مری آفتاب سے
ابرو کتاب حسن میں پائی جو انتخاب
شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے
قاتل ہمارے قتل میں تاخیر چاہیے
باہر ہے عشق کے ورق انتخاب سے
یہ لطف پھر کہاں جو نہیں بے نیاز یاں
لبریز ہیں دہان جراحت لعاب سے
ہاں اے نسیم اپنی شفاعت کے واسطے
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

یہ اشعار سنکر افراسیاب گھبرایا کہا حضرت ہٹو یہ سحر بہار میں مخمور ہو اسکے سامنے جانا مناسب نہیں ہے یہ بیچارہ بے خطا ہے آفات جھلا کر جاپڑی کہا او بھیا افراسیاب کو اسکے ناز اٹھاتا ہے مجھے اس چھچھلے سے نفرت ہے مسرور لو مبہوت ہو رہا تھا اگر دریا سے آتش ہوتا تو بجھا ندیتا آفات سے کٹ رہا ہے آنکھوں کے نیچے تصویر خیالی بہار ماہ رخسار پھر رہی ہے چلتے وقت وعدہ کر کے آیا کہ سر لیکر آؤنگا وصل حاصل ہوگا اس جوش میں آفات پر ہاتھ مارا وہ تلوار لوگنے غفلت میں کھائی تھی ان اسیے کی وہ کیا حقیقت جانتی ہے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین کر پھینکدی ایک طمانچہ مارا مسرور پھو رکا سر اڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام مسرور بود ان بیچارا کو مار کر آفات نے کمر افراسیاب میں ہنچہ دیا لے اڑی حیرت کو آواز دی او کمبخت تو ہی سر دا حفاظت کر دیکھ رہی ہے کہ تمام عالم دشمن ہے کوکب نور افشان تو ندیاں غلام و تمنان بد انجام ہیں تیرے نو ہزار توپ سیب میں

لیے جاتی ہون خبردار اب تامل نکرنا یہ سنتے ہی حیرت جادو بھی لڑتی بھڑتی نکلی مصور جادو نے جوہر کا ہاتھ
تھام لیا کہا بھاگو مانی و بہزاد و نقاش قلم کش مصاحبان مصور کے بھی نقشے بگڑے سرپاے برق انداز
کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوے ابریق کوہ شگاف کو بھاگنا پہاڑ ہوا سارے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا کھلبلی ہوگئی
عمرو نے جو دیکھا لشکر افراسیاب کے پاؤن اٹھے لوٹ مار پر جھکے عصا ہاتھ مین لیا خزانے کے پاس آئے
ملکہ مہرخ نے چند نگہبان چھوڑے تھے خواجہ نے آکر حکم پہونچایا صاحبو یہان سے ہٹ جاؤ ملکہ مہرخ نے
فرمایا ہے خلاف بارگاہ لدواؤ نگہبانون نے مردے کو دیکھا کہ جو ہمیشہ نزد دولت سلطانی پر حاضر رہتا
ہے حکم قضا شیم ملکہ عالم لیکر آیا ہے فوراً اُس بارگاہ کے لدوانے کو چلے خواجہ پردہ اٹھا کر اندر خزانے کے
تشریف لائے جال الیاسی زنبیل سے نکالا خزانے پر پھینک مارا چاہا بیدام کام کرون آواز دی ای جال
جنجال ہو کر پڑ لیو تھوڑی خاک بھی یہان کی لینا سیاریون کے ہاتھ بک جائیگی جب کھینچا زمین مین گڑھا
پڑ گیا مال لیکر کنارے ہو دو بیچارے نگہبان بارگاہ لیکر آئے دیکھا مال نذارد روتے پیٹتے سامنے ملکہ کے آئے
کہا حضور یہ مردہ صاحب جو کھڑے ہین انھون نے جاکر حکم دیا ہم بارگاہ لینے کو گئے پلٹ کر جو آئے اُس مقام پر ایک
ذرہ بھی نہین ہے ملکہ نے بقہر و غضب تمام طرف چوبدار کے دیکھا فرمایا کیون او بد انجام یہ کیا حرکت کی وہ
حق اور مال نذر زیان تھا جو لڑے بھڑے جا بنین اپنی راہ دین اسلام مین نثار کین تونے خزانہ کیونکر غائب کیا
چوبدار بیچارہ حیران ہوگیا عرض کی حضور کیسا خزانہ کیسی بارگاہ مین تو حضور کے پاس سے جاہی نہین ہوا انتظام
خدمتگذاری مین معروف ہون اتنا بڑا خزانہ مین کہان لیجاتا برق قریب ملکہ مہرخ کے کھڑا تھا اُسنے کہا
ای ملکہ عالم یہ بڑے لوگون کا کام ہے اس بیچارے غریب کی یہ حقیقت نہین ہے ملکہ نے کہا سمجھی کیونکر برق
کا قصور تھا کہ اُستاد کا نام بتاؤن کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو سر جھکا کے نیچے منھ پھیلاے ہوے تشریف لائے
برق تو تڑپکر کنارے ہوا ملکہ مہرخ نے کہا ای شہنشاہ والا مقام آج لشکر افراسیاب مین خزانہ بالکل نہ
تھا عمرو نے کہا مین نے بھی سنا تھا کہ تنخواہ اہالیان لشکر کی چڑھی ہوئی ہے یہ کسکی مجال تھی کہ خواجہ عمرو سے
کہ سکے کہ خزانہ تمنے لوٹ لیا اس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہے لیکن کوکب خاک اڑاتا ہوا سامنے ملکہ مہرخ
کے پہونچا کہا ملکہ جلد تدبیر دفن کفن ملکہ اجل مرتبہ نشین کی واجب و لازم ہے سب سردار رونے لگے
اور زرافشان بھی آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سامان کر رہے ہین ایک جانب سے قیر قران نامدار
روتے ہوے قریب خواجہ حاضر ہوے اسباب دفن و کفن آراستہ ہونے لگے عمرو نے چالاک و کلمہ یا جو

وصیت احول اسد غازی کو خبر کرد آکر کاندھا دیتا مرد دیندار کے دفن ہین شریک ہون نجدا ایسا
کام کر گیا کہ کسی سے نہوسکتا اسد نامدار حال مصیبت مآل سنکر تشریف لائے اب کیفیت ظاہر ہوئی اسد
نامدار کو انتہا کا صدمہ ہوا کہا نانا جان حجرۂ سوم بلا کھلا حضور نے ہمکو خبر نہ کی بہت سے سردار ہمارے قتل ہوے
بجاے احول ہم جان دیتے اپنے سردارون کو بچاتے غیر شخص جان دے ہم طلسم کش مشہور ہوکر زندہ
رہین سینہ سپر نہ کرین چھوٹے نانا جان ہین آپ کا اتنا لحاظ ہی جملہ امورات کی ہمکو خبر دیجیے جب قتل جنگی
ہے ہمکو ضرور ہمراہ لیجیے ہم مرنے کو جان دینے کو طلسم ہوش ربا مین آئے ہین جان بچانا کیا آپنے ہمکو مخفی
کیا اب ایسا انتظام نہوبین خود اپنا گلا کاٹ کے جان دونگا نور افشان نے جو یہ کلمات حسرت آیات
زبان معجز بیان اسد غازی سے سنے دوڑ کر قدمونکو بوسہ دیا کہا اے شہریار آپ ایسے ہی شیر دلیر ہین
آپ کا جان دینا بیکار تھا یہ نور نظر میرا طلسم ہوش ربا کا رازدار تھا اگر ہزار آدمی جان دیتے نقارہ
شکست نہوتا فتح جنگ کا بندوبست نہوتا اسوجہ سے آپکو خبر نہ کی کہ آپ کے پاس ابھی تک کی تحفہ ممکن
نہین ہوا کہ جس سے آپ سحر سے محفوظ ہین ان مقدمات کو ہلے پر ہمکو اران جان نثار کے چھوڑ دیجیے انشاءاللہ
وہ بھی وقت آتا ہی کہ آپ لڑینگے مرحلہ حیات پر وہ معرکے پڑینگے کہ ہم مین سے کوئی آپکے ساتھ تک نہ پہونچ سکیگا
یہ امورات وقت پر موقوف ہین حضور کے غلام خیرخواہان دولت حل مقدمات سحر مین مصروف ہین نور افشان
نے بفصاحت و بلاغت بخوشامد و منت اسد شیر دل کو سمجھا لیا ورنہ خواجہ اسد شیر دل کو غصے مین دیکھکر
گھبرا گئے تھے مہرخ وغیرہ گرد پھرین لاشہ احول مرحوم نشین نے دھوم سے اٹھایا بموجب وصیت اسد و
عمرو برق و قران وغیرہ نے کاندھا دیا بہ تکلف تمام اس صحراے سبزہ زار مین لاکر دفن کیا اسد نے خود قبر
مین اوتارا نشانہ ہلا یا تلقین پڑھی دعاے مغفرت کی جب دفن سے فارغ ہوے قبر تیار ہوئی چادر پھولونکی ڈالی
عجب حسرت و یاس قبر پر برستی تھی شوکت وجلالت قبر سے بھی آشکار تھی صاف ظاہر تھا کسی مقبول بارگاہ
پروردگار کا مزار ہی صحیفہ خوان مقرر کیے گریان ونالان واپس ہوے نور افشان وکوکب روشن ضمیر ابھی موجود
ہین خواجہ عمرو سے اشارہ کیا انجمن مشاورت منعقد کیجیے ہمین آپسے صلاح کرنا ہی خواجہ نے اسد نامدار کو
الگ بارگاہ مین چھوڑا نور افشان وکوکب خواجہ عمرو و مہرخ و بہار وغیرہ چند سرداران نامدار اس محفل
خلد منزل مین آکر شریک ہوے نور افشان نے کہا اے خواجہ یہ مقدمہ میرے دلپر نقش تھا بطور ستارہ شناسی
آگاہ ہوا کہ وقت پہ ملک احول نامور کو پروردگار بچائیگا جانتا تھا کشتہ سحر ہوا ہی پروردگار نے اسکا سبب

پیدا کیا لیکن اب بڑی مشکل ہی دلیر ہجوم غم والم شہنا نواز بانی ستم مالک حجرۂ چہارم ہی جنے جو از روے ستارہ
شناسی کے خیال کیا ثابت ہوتا ہی یہ پیروی آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہی عمرو نے یکمرتبہ جھکا لیا نورافشان
نے نشان بتلائے کہ فلان راہ سے افراسیاب جائیگا صحراے ہستی نمونہ نیستی اُسکا لقب ہی اُسی سمت سے
آویگا اُسی مقام پر کوئی تدبیر ہو اگر یہان پہونچگیا کوئی زندہ نہ بچیگا مین اور کوکب بالکل بیکار ہون صداے
شہنا سے گوش گردون کر ہونگے سرکشان عالم زیر وزبر ہونگے عمرو نے کہا خیر اسکی تدبیر تو ہو گی لیکن اے
نورافشان عالیمقام اے سردار خوش انجام مقام افسوس ہی کہ اتنا نہ ثابت ہوا کہ افراسیاب نے لوح طلسمی
کو کہان چھپایا دوسرے آجتک یہ نہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان گردنشکر شکن فرزند حمزہ تیغزن زندہ ہی
یا مردہ افراسیاب تو یہی کہتا ہی کہ مین نے قتل کیا نورافشان نے کہا یہ تو سراسر غلط ہی اس عقدہ سخت و
دشوار کی بھی تحقیقات آپ ہی کی ذات پر موقوف ہی ہملوگ بالکل مجبور و ناچار ہین اے آفتاب لمعات عیارے
واے نیر تابان برج خنجر گذاری اصل تو یہ ہی کہ اس طلسم ہوشربا کے آپ ہی فتاح ہین منازل جادو
ہوش ربا کے سیاح ہو جو کہ مقدمات مشکل ہین حل اُنکا بانیان طلسم نے آپ ہی کی ذات والاصفات
پر موقوف رکھا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ آپ کے دام مکر مین افراسیاب پھنسے مقام لوح و حال قید
بدیع الزمان دریافت کیجیے عمرو نے کہا تم بڑے ساحر حالات ہوش ربا سے بخوبی ماہر ہو وقت پر ایسے
نادان بنتے ہو نورافشان نے سر پر ہاتھ رکھدیا کہا سرکار ارادہ دین اسلام مین حاضر ہی لیکن یہ عقدہ بفضل
رب جلیل ان مقدمات مین بالکل قاصر ہی عمرو نے کہا پروردگار کو اختیار ہی مین فکر مین جاؤنگا ان
مقدمات کا پتہ لگاؤنگا نورافشان نے کہا دیر نہ کیجیے آفات جہار دستا افراسیاب کو باغ سیب مین
لیگئی وہ ضرور سمت صحراے ہستی جائیگا خواجہ اُسیوقت قران و برق کو ساتھ لیکر لشکر شہنا نواز
سمت صحراے ہستی روانہ ہوے نورافشان و کوکب سمت طلسم نورافشان گئے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ آکر
داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین عمرو نے اپنے مقام چالاک کو بخوبی سمجھا کر چھوڑا تھا یہ بھی سمجھا دیا تھا
کہ اے نور نظر ہمارا نمونا لشکر مین اہالیان لشکر حیرت پر ثابت نہو چالاک نے اقرار کر لیا تھا ملکہ مہرخ نے
بارگاہ مین آکر جلسہ عیش نشاط آراستہ کیا گویا حیات تازہ حاصل ہوئی بڑے چندے تسکین دل ہوئی یہ سب صاحب
بعد قتل اتفاق معروف عیش و طیش ہین کہ انکا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا خواجہ کو بھی راہ مین چھوڑتے

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ چہارم کہ جسکا مالک شہنا نواز جادو ہی جانا افراسیاب کا جو گرا

صحرائے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا راہ مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند
جمشید عجب قیامت کی عیاری ہے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

مرے ساقی سیمتن [illegible] نواز
مرا غنچہ آرزو بھی کھلے
عبث وقت زر آپ ہو بیحجاب
تہ حسرت کوئی دل مین باقی رہے
مرے حال پر رحم کر ساقیا
ترا دور ہو ساقی [illegible] بقا
مجھے جلد ساقی پلاوے شراب
پلا ساقیا جام صہبائے نظم
عیان نظم سے شان و شوکت رہے
کہ ہو حجرۂ چار مین کا بیان
لکھون آمد ساحران لطف سے

پلا جام تو اور دکھا سوز و ساز
عمرو کی لکھون خوب عیاریان
مری بزم مین لا شراب و کباب
سے بیخودی کا عجب حرف ہے
مجھے سنج سے جام بھر ساقیا
منور رہے بزم رندان دہر
کرشمہ ہر ہو کیفیت انقلاب
روانی پہ ہو بحر طبع روان
عدو غرق دریائے حیرت رہے
عبارات رنگین کی تقریر ہو
ہو تحریر یہ داستان لطف سے

وہ دے پھول دلکو حلاوت ملے
جہان مین بنیا رنگ مکاریان
یہی تاکہ ہر وقت ساقی رہے
کہ پیر مغان صاف کمظرف ہے
امنڈتی چلی آتی ہے کیا گھٹا
سے وشیعون میکدہ جام زر ہاتھ
ترقی پہ ہے جوش دریائے نظم
لکھون اے قلم سحر کی داستان
عجب رنگ پر آگئی داستان
لڑی موتیون کی یہ تحریر ہے
جبرہ رہروان منازل رنج و مصیبت

و جگر تشنگان مراحل صعوبت صحرائے پربلائے داستان حیرت بیان کو بادہ آبدار تحریرات دارا یون پلا کرتے ہین شعر سحر سرا و ساحران سخن پرور ان چمنین جمی نگار ندا ین داستان کہ جب افراسیاب خانہ خراب بعد قہر و عتاب باغ سیب مین ہمراہ آفات جادو دست بدست داخل ہوکر باغ سیب الملکہ حیرت و مصور وغیرہ شکست خوردہ ملول و حزین بھی آکر پہونچے مرنا اتحقاق کے افراسیاب کو بڑا ملال ہوا آفات جادو دست نگلے سے لگا یا کہا اے افراسیاب بعد قتل تاریک شکل کش ہوا سے تیرے تجھ بالی سلاح ہو چکی اس رائے کو مین دل سے پسند کیا کہ اس گرمے لحقتاق نے دور مین اپنی جان دی تیس جو مین لقا رے پر شہ لگا سکا ہو ساحری مین ہوش دیا اسکا لیکن کیون اے افراسیاب اس ساری کی کند مین خبر بھی کہ قتل اتحقاق و خستہ تن رہ جمشید کی جان دینے اور اول کے موقوف ہونے اسکو کیون نہ قتل کر ڈالا اتنا پڑا او جو کا کھایا ایسے دشمن سخت و صعب کو قید رکھا افراسیاب نے زانو دن پر ہاتھ مارا کہا جدہ کیا کہون اول تو یہ کہ خمین میرا بھی پیر بھائی تھا بچپن کی دوستی ایک مکتب مین

ساتھ پڑھے نہین معلوم بران نے کیا سمجھا دیا کہ مجھسے پھر گیا اُسوقت تک میرے دل مین محبت تھی کہ
اُسکو مین نے کشتہ سحر کیا قید کرکے شہاب گلگون پوش کے سپرد کیا ہمیشہ یہی خیال رہا کہ قید خانہ مین جاکر
اپنے بچپن کے دوست کو سمجھاؤن کوکب کی حمایتین بیان کرون زبردستی مجھسے لڑا امیر دشمن کو اپنے گھر
مین جگہ دی مجھسے دشمنی کی وہ فورًا میری اطاعت کرتا میرا قوت بازو زینت پہلو سردار جو سمجھتا تھا فورًا انتظام
جنگ مین مصروف ہوتا لیکن یہ نہ ہوا انتک بچا اسکا بھی سامری و جمشید مجھکو اسکا مرنا بہت ناگوار ہوا جب یاد
آتا ہے دل شل ماہی بے آب تڑپ جاتا ہے خیر جو ہونا تھا ہو ہوا اب مین فوج ظفر موج ہمراہ لیکر برے تلاش شہنشاہ نواز
جادو جاتا ہون بحکم سامری و جمشید حاکم حجرۂ چہارم کو لاتا ہون جبتک وہی مجھکو یہی خیال ہے کہ تا بحجرۂ پنجم
پہونچون جمال بمثال ملکہ یاقوت سخندان سے مشرف ہون یقین کامل تو یہی ہے کہ شہنشاہ نواز اگر سامری و جمشید کے
حکم سے سب کا خاتمہ کردیگا ورنہ حجرۂ پنجم پر ضرور جانا تمہی آفات نے کہا اے افراسیاب یہ خیال خام و تصور نا تمام
ہے شہنشاہ نواز کو سامری و جمشید نے بڑا پختہ کر گئے ہین کسی کے ہاتھ سے اُسکی موت نہین ستارہ شناسان ہوشربا
نے بھی اس مقدمے مین طولانی تحریر کی عیار سردار کوئی اسکا قاتل نہین ہوگا مگر اے افراسیاب جادو صحرائے ہستی
عجب مقام ویران ہے کوہستان و خارستان جابجا نخل خار آب نایاب مسافر گذر نہین سکتا سامان معقول
لیکے جانا ایسا نہو دشمن تیرے شدت عطش سے ہلاک ہو جائین افراسیاب نے کہا جدہ ضرور جاؤنگا
جسطرح بنیگا شہنشاہ نواز کو تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر افراسیاب نے آفات جہاردست کو رخصت کیا آپ طرف
ملکہ حیرت کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ عالم حقیقت مین اُس صحرا کی کیفیت اکثر بزرگون سے سنی کبھی کسی بادشاہ
عالیجاہ نے اُس صحرا کو طے نہین کیا بڑے مقام سخت و صعب مین جاتا ہون دیکھون کیونکر پہونچتا ہون سلطنت
طلسم ہوشربا دشوار ہے سنتا ہون یہ صحرا کرۂ نار ہے حیرت نے دامن تھام لیا کہا اے شہنشاہ اس سفر
مین مجھکو بھی ہمراہ لیجیے ہمراہ شہنشاہ رہونگی نگہبانی کرونگی اس سفر مین جدا نہونگی عرصۂ دراز مین یہ
سفر طے ہوگا مین بچھڑ جاتی ہون سب سے زیادہ بد اطوار میری دشمن ہین ہر روز یہی چرچے ہوتے
ہین جسطرح بنے حیرت کو گرفتار کرکے قتل کرو عیار تو ہمیشہ اسی تدبیر مین رہتے ہین کہ کیونکر حیرت پر پنجہ
قابض ہو اگر آپ کے آنے مین عرصہ ہوا یہ سب دشمن مجھکو گھیرین گے اگر پاگئے تو گلے پر چھری پھیرین گے مین
زندہ نہ بچونگی یہ کہکر رونے لگی جوش محبت افراسیاب مین یہ اشعار نسیم دہلوی پڑھنے لگی نظم

تو دلکی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی | ساغر نہ بھرا تھا کہ اجل کی خبر آئی | بے پردگی اب انکی مبارک ہو عدو کو

نکلا ہی سے ابھی تو اجل بنکے تیر آئی
کیا چیز تھی نظارۂ حسن رخ جانان
پھر جوشش گریہ سے مری چشم تر آئی
بلبل کی تو قسمت مین ہی دام قفس ہی
نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئی

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
جب دل مین گئی پھر کے نہ ہم تک نظر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہی عالم
کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئی

وان جام لبالب ہی یہان چشم بھر آئی
کچھ خیر نہین چرخ برین کی نظر آئی
معلوم نہ دیکھا کچھ کدھر تھی کدھر آئی
کیا پیتے ہو ہائے بسر ہوتی ہی کیونکر

اسقدر **حیرت** روئی کہ ہچکی لگ گئی افراسیاب نے بمحبت سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم اس سفر مین تمھارا ساتھ لیجانا کسیطرح مناسب نہین ہی وہان بڑی مشکل سے وہان تک پہونچونگا تمھارا گذر نہو سکیگا تم مقابلہ **صرصر** مین لشکر لیکر جاؤ یہ بھی ان لوگون کا دستور نہین ہی کہ تقدم کرین پہلے طبل جنگی نہین بجواتے ہین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرونگا وہ مقابلے مین مصروف رہیگا مین اپنے کو بہت جلد پہونچاؤنگا تیرے دل کو کب آرام ہوگا ای جان جہان وائے آرام دل مشتاقان راتین ہجر کی مجھے بھی تڑپ تڑپ کر کٹین گی تم نہ گھبرانا غرضکہ ملکہ **حیرت** کو سمجھا کر تخت پر سوار کیا لشکر ساحران غدار بے فوج بے شمار ہمراہ کر کے برائے مقابلۂ مسلمانان روانہ کیا آپ یکہ و تنہا تخت پر سوار ہو طرف قلعہ تخت التشاع کے روانہ ہوا **زال جادو** کو خبر ہوئی کہ شاہنشاہ تشریف لاتے ہین سر پیٹ لیا کہا او صاحب مرگ نو مبارکباد شد یقین کامل ہی کہ **اتفاق** صاحب بھی داخل جہنم ہوگئے یہ کہکر سرداران کو ساتھ لیا برائے استقبال قلعہ سے نکلا اہتمام سواری کرتا ہوا **افراسیاب** کو لیکر قلعہ مین آیا تخت پر بٹھایا جام شراب پیش کیا جب **افراسیاب** کو نشہ ہوا کہا ای خیر خواہ دولت **اتفاق** تو ایک مرد دیوانہ تھا بیجا اپنے غرور مین اپنی جان دی اب چاہتا ہون ای خیر خواہ دولت نشان تجرۂ چہارم بنا عرض کی حضور وہ راہ پر خطر اس لائق نہین ہی کہ آپ طے کر سکین صحرائے رنج و مصیبت پر از وحشت مسکن غولان بیابانی مقام حیرانی و پریشانی بڑی مشکل سے گذر ہوگا یہ مصیبت آپسے نہ اٹھ سکیگی **افراسیاب** نے کہا یہ تو ہوا اگر دریائے آتش درمیان مین ہوگا اسکو بھی جھیل کر جاؤنگا نہین معلوم تجھکو کیا خیال ہی اس اتفاق بنازی کی کسکو خبر ہی **زال جادو** نے کہا مین اس راہ سے نابلد ہون جو بزرگون سے سنا ہی اسی طرح رہبری کرونگا گوشۂ صحرائے ہستی مین اک قصر تعمیر کیا ہی ایک ساحر موسوم بہ ساحر ہستی اس ہستی مین رہتا ہی وہ نگہبان صحرا ہے ہولناک ہی گرم روی مین بہت چیست و چالاک ہی وہ اگر قصد کرے آپکے ہمراہ ہو جب صحرائے پر ہول طے ہوگا ورنہ وہان جانا بہت دشوار ہی **افراسیاب** نے کہا جلد تیاری کر و پاس ساحر ہستی کے چلو بارہ ہزار ساحر و نیز ساحر **زال جادو** نے جمع کیے آبدار خانے کا بڑا اہتمام ہو کچھا و نین پانی بھر ا یا

اونٹون پر لیکھا ہین لدوا ہین مشکین بے شمار جنسی آبرو دار مراد یہ تھی کہ غربا بھی سیراب ہین تشنگی کا تشنع نہ سہین سامان
راحت و عیش واسطے افراسیاب کے مہیا کیے گئے اس کروفر سے سمت صحرا ہستی چلے بعد قطع منازل و طے مراحل
اس راہ مین اکثر دیہ و قریہ ملے بعد کئی دن کے قریب صحرا پہونچے ساحر ہستی اپنی بستی مین مع چند ساحرون
کے بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا آتے ہین یہ سنکر گھبرا گیا ساتھ والون
سے کہا سامری و جمشید خیر کرین کہ افراسیاب الیا ذی حشم مالک چتر و علم طرف اس صحرا مصیبت خیز و حسرت
انگیز کے کیون آیا ساحرون نے کہا آپ ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ہین راز و نیاز سے آگاہ ہو گئے کہ
اس مشقت کو شہنشاہ نے اپنے اوپر کیون گوارا کیا ساحر ہستی نے جواب دیا ہم سمجھ گئے خداوند سامری و جمشید
لکھ گئے ہین کہ جس سال صحرائے ہستی مین بادشاہ طلسم ہوشربا آئیگا وہ سال آخر عمر طلسم ہوشربا کی فنا
ظاہر ہوا کہ شہنشاہ نامور کی فکر مین آئے ہین تین تجربے شے چکھنے کی فکر ہوگی ہوش ربا مین غدر ہی جو نوشتہ تقدیر
ہو وہی پیش آئی ہو بیکار حیران و پریشانی ہو ساحر ہستی ملول و حزین اندوہگین دو ہزار ساحر ہمراہ لیکر روانہ
ہوا اُس ویران بستی سے باہر نکلا تھا دیکھا افراسیاب مثبت مرکب پر سوار ایک جانب زال نانہجا
دس ہزار ساحر ہمراہ ساحر ہستی نے جھک کر سلام کیا رکاب افراسیاب کو بوسہ دیا افراسیاب نے سر اٹھا
کے دیکھا سامنے ایک قریہ ہی کچھ چھپر پڑے ہین چند مکانات خام کچھ کھنڈل زمین ناہموار نشیب و فراز
زراعت کا نام نہین عجب بیابان بستی ہو رہی ہین کہتا ہی کہ یہی مقام سکونت ساحر ہستی ہی نوبت نقارے جو بجے
دس پانچ گنوار ایک حرقی باندھے ہوئے ننگے بچے دو چار لڑکے کالے کالے دس بیس عورتین کھینچے ہوئے
لہنگے صورتین ہیبت ناک جست کی ہنسلیان پیتل کی بالیان گاڑھے کی کرتیان نہ جالا کی نہ بیرتیان میٹ
پھٹے ہوئے سر پر چھوٹے چھوٹے بال کمبخت کریہ منظر بد افعال یہ سب تماشا دیکھنے کو نکلے ہین زبانین سنگلاخ
بد تمیز گستاخ مرد عورتین لڑکے چیختے غل مچاتے سامنے افراسیاب کے آکر کھڑے ہوگئے افراسیاب کو سب کھڑے دیکھ
کے ہنس رہے ہین لڑکے ماں باپ سے طرف افراسیاب کے اشارے کر رہے ہین وہ سب جو ہنستے قہقہے مارے
ہوئے بہ ولع ہین آفراسیاب کے آئی طبیعت گھبرائی منھ پھیر لیا ساحر ہستی سے کہا ان کمبخت نالائقون کو
سامنے سے ہٹاؤ یہ انسان ہین یا حیوان ساحر ہستی نے کہا حضور یہ سب ہمارے رفیق انیس ہین اس شہر
ویران کے رئیس ہین خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہین آپکی زیارت کو سب آئے ہین افراسیاب
نے ملازمون سے اشارہ کیا وہ کوڑے لیکر بڑھے مار مار کر سب کو ہٹایا بارگاہ استادہ ہوئی ساحر ہستی نے

عرض کی آج میرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا حضور اس ویرانے مین تشریف لا کے سرفراز ہوا امیدوار ہون
کہ جو کچھ نان و نمک ماحضر نمکخوار قدیم کو ممکن ہی آج نوش فرمایئے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ سرحدوار نا
کا بھی دستور ہی بارگاہ مین داخل ہوا میان ساحر ہستی دوڑے بہت جلد واپس آئے وہ تین گھڑے
شربت کے جلد تیار کر لا کے ایک جام مین انڈیل کر افراسیاب کے سامنے پیش کیا افراسیاب نے صورت شربت کی
دیکھی گاڑھا گاڑھا سیاہ افراسیاب نے حیران ہو کر کہا ای خیرخواہ دوست یہ کیا ہی کہا حضور اب کا شربت بڑا
ٹھنڈا ہوتا ہی دو بیٹیان بیچ کے آپ دعوت مین آ لے ہین بڑی فرحت حاصل ہوگی افراسیاب نے اٹھا
ہاتھ مارا وہ جام گگی زمین پر گرا ساحر ہستی نے سر جھکا لیا ملازمون کیجانب پلٹا سب نے انکار کیا ساحر ہستی
گھوڑون کو اٹھوا کر باہر لایا اپنے ساتھ والون کو جو اشارہ کیا ٹوٹے پڑے چلو لگا کر وہ آلو آدھا آدھا
گھوڑا لے گئے افراسیاب کو سخت ناگوار ہوا غصے مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی خاصہ حاضر ہی افراسیاب
نے کہا لاؤ ساحر ہستی نے سامنے افراسیاب کے چھوٹی جوار کی موٹی موٹی روٹیان پیالے مین سگپھنا ایک
رکابی مین میٹھے چانول وہ بھی گڑ کے کنکڑون کی شرکت بے حلاوت دال مین نمک ندارد ناچار تھا
مگر چٹنی بھی پیاز کی لایا ہری مرچین کتری ہوئی کالا کالا سرکہ خانہ ساز ہر ایک نعمت مین سوز و
گداز اور سب کے آگے باجرے کی روٹیان پیالون مین مٹھا چھٹا مٹھا سب کچھ موجود افراسیاب غصے
مین کانپنے لگا کھانے کے بدلے غم کھایا کہا اس بجیا سے کہو اٹھا لیجائے ساحر ہستی نے عرض کی حضور
آپ کی تو نذری ہی تے پکایا ہی افراسیاب نے کچھ جواب ندیا ملازمون نے کھانا اٹھوا کر پھنکوا دیا اس شب کو
افراسیاب نے مع ساتھ والون کے فاقہ کیا بوقت سحر ملازمون نے بہ تعجیل تمام خاصہ تیار کیا افراسیاب نے
نوش کیا شربت پیا جب طبیعت درست ہوئی ساحر ہستی کو بلوا کر کہا برادر تم نے خوب دعوت کی ما بدولت
کے ساتھ عداوت کی ساحر ہستی نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ سوائے آپکے غلام کے بیان کوئی کیسے
نہین کر سکتا وہ حماقت قرین ہی کہ دانہ بھی برباد ہونے والا ناشاد و نامراد اہالیان دیہ کیصورت آپنے
دیکھی مرتے ہین لیکن کہان جائین بمشکل غلام نے اسقدر آباد کیا ہی بیان انسان کہان حیوان کا نام نہ
تھا اب حضور مدعا دلی ارشاد فرمائین کیون اسقدر تکلیف اٹھائی شاید غلام نواز کی فکر مین آپ کے ہین
ای شہنشاہ گردون پناہ بیابان تک آباد ہی ای آئندہ حضور کو بڑی تکلیف ہوگی غلام بہر خدمت گذاری حاضر
ہی یہ بھی عرض کرتا ہون غلام نواز کو عرصہ سال گذرا گوشہ نشین عابد زاہد تارک لذات دنیوی غلام خاص جمشید

وہ سامری نہایت مغرور ہی وہ کبھی نہ آئیگا افراسیاب نے کہا گردن پکڑکے لاؤنگا یہ بھی مجال ہی کہ بادولت جائین اور وہ انکار کرے تم تیاری کرو سولے رہبری کے کسی مقدمہ خاص مین دخل نہ دو ساحر ہستی سر جھکا کر خاموش ہوا فوج شاہنشاہی کو حکم پہونچگیا بوقت سحر شاہنشاہ نامور سفر کرینگے ناگاہ مسافر اہتاب نے کمر ہمت چست باندھی قافلہ باشی نے صدائے الرحیل بلند کی مسافران ثابت و سیارگان آنکھیں ملتے ہچو اٹھے ہمراہ سیر قافلہ ماہ و فلک سفر ہو کر منازل فلکی کو طے کیا سب نے مغرب مین جا کر چھپے اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا انجم سپاہ رو بہ فرار

افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہوا ساحر ہستی بطور راہبری آگے بڑھا یکایک **افراسیاب** نے دیکھا ابر عظیم بلند ہوا ہر جھونکے ہولے گرم کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صورت نخل سایہ دار اس صحرا کا خار نخلہ مین معدوم اور اس مرز بوم و شوم مین سوائے بوم بھی نہین آتی مسکن غولان ویران بیابان مین ہوائے گرم چلی شاخہائے نخل جل گئین پتے کا پتا نہین شاخین بار اس صحرا مین کسی نخل نے پھل نہ پایا دریا کے حدت کی طغیانی چشمو نمین کھولتا ہوا پانی اگر کوئی مسافر بھٹک کر آجائے شدت تشنگی سے مرے اندھے کنوین دیکھیے ٹھنڈی سانسین بھرے کانٹون کا جنگل خاک اڑنے سے صحرا مین ہلچل دریائے ریگ رواں کا جوش جابجا سراب چشمہ آب نایاب گرمی کی شدت آفتاب کی حدت صحرائے ہول خیز نمونہ صحرائے قیامت انگیز اف اف کی صدا ہر زبان سے بلند ہر خرد و کلان درد مند گھبرا کر پکھالین آبدارین کھول کر پانی خشک ہو گیا برف خانہ گرم گرمی بازار آتش مزاجان سرد تمام صحرا گرد برد اتنے بڑے بادشاہ کی تعظیم کون کرے چونکہ بادشاہ طلسم ہوش باختہ ہو ہوئے گردکے چیخ مار کر برائے تعظیم **افراسیاب** اٹھتے ہین پھر جھپک لیتے ہین شاید خستہ تنہ مژگان سے طائر نگاہ نکلا گرمی سے جل کر کباب ہوا **افراسیاب** گھبرایا پسینے پسینے ہر چند کہ چتر زر کا سایہ ہو وہ چتر آگ کی انگیٹھی بن گیا شدت تشنگی سے کلیجے جلین ساتھ والے کئی ہزار آدمی ہلاک ہوئے گھوڑون نے منھ کھول دیے زبانین نکالین جابجا گرمی سے ٹھنڈے ہوئے ساحر ہستی نے جو **افراسیاب** کو بیتاب دیکھا گھبرا کر قریب آیا عرض کی خیر خواہان دولت اسی واسطے منع کرتے تھے کبھی اس صحرائے آتشناک مین انسان کا گذر نہین ہوتا منزل سخت ہو کئی ہزار بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مر گئے **افراسیاب** خاموش کچھ جواب نہین دیتا جب ساحر ہستی نے بہت کہا **افراسیاب** نے جواب دیا آخر مراد کیا ہو مین تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا واپس

تمہونگا وعدہ کرکے آیا ہون حاکم تجسرہ و چیا ہم کو ساتھ لیکر آؤنگا اگر لیلیٹون لوگ کہین گے شاہنشاہ سے نہ اٹھائی گئی واپس آئے بادولت کو حجاب ہوگا سلطنت کے بچنے کے لیے یہ سب انتظام ہین حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نگاہ سے نہین گذرا ذرہ ہاے ریگ بیابان چنگاریون سے زیادہ تابش رکھتے ہین سب ملازم افراسیاب کو گھیرے ہوے آہ آہ کرتے ہین چہرے سب کے سیاہ گرمی سے حال تباہ گھبرا کے بیٹھ جاتے ہین کو دوڑاتے ہین انجام اس صحراے آتش خیز کا نہین معلوم ہوتا وقت زوال ہے لیکن نیر اعظم کا وہی جلال ہے نظم مصنف

وہ صحراے پرہول و وحشت فزا
نمونہ وہ وحشت جہنم کا تھا
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
گریبان وحشت جفا غم سے چاک
وہ سنسان ویران مصیبت کا گھر
تڑپتے تھے پیاسے پڑے جانور
یہ خشکی مین دریاے وحشت بھرے
کہین غار تھے اور کسی جا گڑھے
عجب وادی وحشت آباد تھا
ہراک بوند لا غم سے برباد تھا
طپش سے دل راہرو ناصبور
ہراک غار حدت سے رشک تنور

بڑی مصیبت مین اس صحراے آتشناک کو دن بھر مین افراسیاب نے طے کیا اسی ویرانے مین ایک مقام پر اتر پڑے شب ہوئی ہواے گرم کا چلنا موقوف ہوا شب کو بھی پہاڑون سے دھوان نکل رہا ہے افراسیاب گھبرا کر کبھی بارگاہ مین جاتا ہے کبھی گھبرا کے نکل آتا ہے آسمان پر اندھیرا ہا ہتا بان غل تا یہ اپنی سیاہ ہر ایک اختر خال چہرہ زنگی چہار جانب سناٹا جب لبو پر جان آئی شب مصیبت و بلا کٹی اک دشت مین کر سلوستی نے آواز دی اے سپہ سالار شہنا نواز داے شعبدہ باز اے پلنگ خونریز شاہنشاہ طلسم ہوشربا تشریف لائے ہین سنتے دیکھا ایک جانب سے گرد اڑی ایک ساحر کرگدن پر سوار قوی تن قوی من بلند بالا سیاہ رو تیرہ درون سامنے سے نمایان ہوا آتے ہی قدم کو افراسیاب کے بوسہ دیا حیرت مین آکر پوچھا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس قدر زحمت و تعب کو کیون گوارا کیا چہرہ سرکار کا تمتا گیا افراسیاب نے بخوشامد تصدیق شدہ پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا کہا اے برادر ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق تھے خاص تمھاری ملاقات کی ہوس مین ہر سہ صحرا ہاے بلا تباہ کرکے اب شہنا نواز کو لینے آئے ہین پلنگ خونریز نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ فقیر پیر زمین گیر تارک دنیا معاجب خاص جمشید و سامری کسی سے ملاقات نہین کرتے ہین بعد چہ چھینے کے ایک مرتبہ مشکل زیارت سے مشرف ہوتا ہون آپ سے ملاقات ہونا غیر ممکن جو حکم دیجیے پیغام پہونچاؤن جواب باصواب لاؤن افراسیاب نے کہا بادولت خاص ملاقات کے طالب ہین یہ تو سب جہان پر روشن ہے کہ بادولت کل ساحران طلسم ہوشربا پر وساحری مین غالب ہین تو ملک طلسم سے مجبور و ناچار ہو کے یہ مصیبت اٹھائی بدون ملاقات واپس نہون گے

پلنگ خونریز نے بارگاہ مین اسی مقام پر استادہ کرائین لشکر فروکش ہوا افراسیاب کو ساتھ لیا طرف ایک درۂ
کوہ کے لیکر چلا جب قریب اس درہ کوہ کے پہونچے افراسیاب کے کان مین منتر جنتر پڑھنے کی آواز آئی افراسیاب
درۂ کوہ کے اندر آیا دیکھا ایک ساحر مہیب شکل عجیب غریب جٹہ ریان تمام جسم مین پڑی ہوئین بسبب کبر سنی کے
کمر مین خم تصویر ٹھاکر کی سامنے رکھی ہوئی اور برنج کا مالا ہاتھ مین گھنٹی بجا رہا ہے ٹھاکر جی کو بھجن گا کے رجھا رہا
ہے افراسیاب عرصہ دراز تک کھڑا رہا اُس مغرور نے سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا پلنگ خونریز نے آواز دی اے شہنشاہ
اقلیم افسونگری اے یکہ تاز میدان ساحری شاہنشاہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر خونخوار نگاہ روبرو
تب اُس مغرور نے سر اٹھایا بنگاہ حسرت طرف افراسیاب کے دیکھکر پوچھا اے سپہ سالار وا اے پلنگ خونریز یہ
کون شخص ہے کیا تم بادشاہ طلسم ہوشربا کو نہین پہچانتے شہنشاہ لاچین خوش آئین ہمارا خداوندگار افسر
ساحران نامدار سالہا سال اُس سے صحبت رہی اسی وجہ سے ہم گوشہ نشین ہو گئے لیکن وہ تو خاموش ہوا
افراسیاب نے بڑھکر جواب دیا بابرودت کو آپنے نہین پہچانا شہنشاہ لاچین کے سامنے بھی کل امورات مالی و ملکی کا منتظم
تھا انکو سامری و جمشید نے طلب فرمایا بہشت کی سیر کر رہے ہونگے بیس برس گذرے مجھکو سلطنت کرتے آپ کی
جاگیرین مین نے بحال رکھین اب آرزو ہوئی کہ قدمبوسی سے مشرف ہون شہنا نواز خوب قہقہا مار کر ہنسا
کہا ہو افراسیاب ہمارے خواب مین سامری و جمشید آتے ہین حال نشیب و فراز عالم بتا جاتے ہین لیکن وہ
مقربات راز خداوند ہین زبان سے کہنا مناسب نہین جو کچھ تمنے کیا خوب کیا ربع سامری کو محجوب کیا چراغ حیات
مشعل گل ہوا اتار یک شکل کش کا قتل ہوا نقارہ جمشیدی کی شکست قتل اتفاق کا بندوبست بوجہ احسن ہوا طلسم
کشا کی سرکشی اہالیان طلسم نور افشان کی لشکر کشی اب ہمین ملنے آئے ہو کیا تحفہ لائے ہو یہ کہکر شہنا نواز نے
جام پیا افراسیاب نے فوراً جسم سے بوٹی کاٹی کباب بنا کر اپنے ہاتھ سے شہنا نواز کو کھلائے شہنا نواز کباب
کھا کر بہت خوش ہوا کہا اے شیر بستہ طلسم ہوشربا اے بانی بنائے اساس ظلم و جفا بابرودت کو بڑا لطف
ملا تونے جگر کا کباب کھلایا اب تیری مراد دلی بر آئی سب دشمن پامال ہونگے تجھکو خوشی ہوگی انکو ملال ہونگے
اے شہنشاہ ساحران وہ مددگار ساحر تھا پرستان بابرودت کی عبادت سامری مین وہ لطف ملا ہے کہ اسکا بیان نہین
ہو سکتا یہ پلنگ نوجوان ہمارا قدیم رازدار کافی ہے یہ تمھارے ساتھ جائیگا جس وقت شہنا سے جمشیدی بجائیگا مقابل
رہنے والا کا سر پھٹ جائیگا موت سے مہلت نہ پائیگا زمانہ انقلاب ہے دل کو اضطراب ہے شاید کوئی آفت پڑے
اس وقت مین گوشۂ عافیت سے قدم باہر نکالونگا ایسا نہ ہو قصر طلسم ہوشربا کی بربادی ہو بابرودت پھر بھی تدبیر

کر سکتے ہین اگر مین تمھارے ساتھ گیا شاید کوئی خرابی ہوئی تو چشم زدن مین طلسم ہوشربا برباد ہو جائیگا
ہمارا نہ جانا مناسب ہی اسطرح افراسیاب کو سمجھایا کہ اسکے ذہن مین آگیا اور یہ بھی شہنا نواز نے کہا اے
افراسیاب وہ تحفہ سامری ہی کہ جسکی صفت ناممکن تیغہ آبدار ہی جسکے ہاتھ مین ہو اسکے ہاتھ سے کام کریگا اتنا کرنا کہ
عیار دنسے پلنگ و شہنا کو بچانا اگر کہین یہ چیز دشمنون کا قبضہ ہوا انکو جان بچانا دشوار ہوگا افراسیاب نے کہا کسی
کی کیا مجال کہ اسکو نگاہ بد سے دیکھے مین خود حفاظت کرونگا ایک لحظہ پلنگ کو تنہا نہ چھوڑونگا شہنا نواز نے عرصہ
دراز تک شہنا کے اوصاف بیان کیے پلنگ کو مکرر سمجھایا شہنا سے جمشیدی اٹھائی ہاتھ مین پلنگ خونریز کے
دی کہا اے پلنگ یہ جان رکھ جان اپنی تیری سپردگی بہت احتیاط سے کام کرنا شہنشاہ کی محبت و شفقت پر
ناز نکرنا تین جھرے ہے بلا شنا کے تشریف لائے ہین کیا کہین ایسی نعمت کھلائی اب دولت کو شرم آئی پلنگ نے
عرض کی غلام بہت ہشیار رہیگا اب افراسیاب و پلنگ شہنا نواز سے رخصت ہو کر بیرون در کوہ آگے ایک مقام ہولناک
پر بارگاہ استادہ ہوئی ساحر حبشی زال جادو جادو مع لشکر آکر پہونچے پلنگ نے بڑی کیفیت سے سامان دعوت
افراسیاب مہیا کیا کہا اے شہنشاہ یہ وہ مقام ویران ہی کہ جہان طائر تک نہین آتا اگر اس وادی وحشت ناک مین
تیر آجاے عطش و حرارت تشنگی سے جگر آب ہو حقیقت مین آپنے بڑی جرات کی ان منازل سخت کو طے کیا
اب واپس جانا نہین پھر وہی مصیبت ہی اور راہ سے آپکو لیچلونگا شاید کچھ کمی ہو اس شب کو اسی صحرا مین رہے
وقت سحر پلنگ نے سامان سفر آراستہ کرلوایا پلنگ رہبری کر کے لیچلا کبھی شب کو سفر کرتے ہین کبھی
دن کو صورت قطع منازل ہوتی ہی مگر آرام ان منزلون مین نایاب افراسیاب مثل ماہی بے آب بیتاب بعلاوہ
سخنوران اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب جس منزل مین شب کو اترتا ہی شب بھر
تڑپ تڑپکے بسر کرتا ہی دن کو حدت آفتاب سے شکوہ یہ اضطراب ساتھ والے صدہا ہلاک ہوے تیسری منزل
مین افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کیون اے پلنگ خونریز اب کے منزلین باقی ہین دیکھیے زندگی مین کہان صحرا
سبزہ زار ملیگا یا اسی گرمی مین جان جائیگی کسطرح صورت فرحت نظر آئیگی پلنگ نے کہا اے شہنشاہ آج شب کو مقام
کوہستان ملیگا شب وہان بسر ہوگی منازل کوہستان مین بھی منتقی ہی اسکے بعد صحراہاے سبزہ زار خرم
ملینگے ایک بستی کی مصیبت اور باقی ہی بعنایت سامری راہ سخت طے ہوئی دو راتون کی مصیبت اور باقی ہی
اس منزل کو بمشکل طے کیا ایک مقام پر آکے فروکش ہوے افراسیاب نے دیکھا حقیقت مین بڑے بڑے پہاڑ
مثل دل کافران اجاڑ دن کی دھوپ جو پڑی پتھر چٹک کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہنگام ہوئی لیکن پہاڑ ندنسے

چنگاریاں نکل رہی ہیں افراسیاب گھبرایا ہوا اندر بارگاہ کے آیا چھپر کھٹ پر آکے گرا نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا چین
اُف اُف کر رہا ہے زال و پلنگ و ساحر ہستی حاضر ہوئے دیکھا کہ افراسیاب بیہوش پڑا ہے بمشکل اُٹھایا کھانا
کھلایا سب اپنے اپنے مقام پر گئے افراسیاب کو نیند نہیں آتی دل سے باتیں کرتا ہے اگر ایسا جانتا کبھی پہنا
لینے نہ آتا دیکھیے زندگی میں اپنے محبوب جانی یار جادو دانی سے ملوں یا نہ ملوں تصویر حیرت جادو آنکھوں
کے سامنے آئی بیقرار ہو کے چھپر کھٹ سے اُٹھا ٹہلنے لگا اسی بیقراری میں یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

آتش ہے تری گرمی بازار محبت
کس منہ سے کروں گا میں ہے اظہار محبت
کیونکر نہ کرے وہ بھلا ناصح ہمدرد
بخشی ہی نہ دیکھا کبھی بیمار محبت

کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت
رہتے ہیں اسیر قفس و دام بھی فریاد
جس دل میں کھٹکتا ہے بڑا خار محبت
قاصر ہے زبان شکر میں قاتل کے ہماری

ایمان تجھکو ہے نہ ار اغم دو رکھے تری آہ
لے سکتے نہیں ہے انس گرفتار محبت
دعوی مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہے
آسان نہیں آسان نہیں دشوار محبت

افراسیاب یاد میں حیرت کے یہ اشعار پڑھ رہا ہے تکلیف بھی دل کو انتہا کی اُٹھائی شکوہ بھی لب تک نہیں پہنچنے لگا
ہوا ئے گرم کا چلا منہ پھنک گیا بہت نادم ہوا کہ اس جنگل میں کیوں آیا دیکھیے آج کی رات کیونکر بسر ہو جان بچیگی
بلائے سیاہ شب مصیبت و الم مجھکو کھا جائیگی پر لیکر چھپر کھٹ پر اُٹھ بیٹھا یہ بڑا خیال ہے کہ سحر کو صبح ہو جائیگی
یہ منزل مصیبت و آفت کیونکر کٹیگی افراسیاب تڑپ رہا ہے کہ ایک کراہنے کی آواز کان میں آئی پھر رونے
کی صدا بلند ہوئی وہ آواز دردناک ہے کہ کلیجے کو برماتی ہے افراسیاب کے کلیجے پر تیر پڑنے لگے گھبرا کر
باہر نکل آیا سر اُٹھا کر دیکھا صدائے جگر خراش جس سے دل پاش پاش ہے بالائے کوہ سے آتی ہے لیکن وہ اندھیرا
ہے لشکر ظلمات نے تمام کوہ و صحرا کو گھیرا ہے اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں معلوم ہوتا مگر صدا رہ رہ کے آتی ہے کبھی کچھ ضعیف کبھی
ضعیف کبھی دردآمیز کبھی وحشت انگیز کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کچھ چنگاریاں نکلتی ہیں کسی گنہگار کی ہڈیاں جلتی ہیں
کبھی آواز آئی او گنہگار بدکردار تو نے دو سو خداؤں کو چھوڑا خدائے نادیدہ کو قبول کیا مصاحب سامری کو مثل
نقش قدم مٹایا او بیباک سفاک تجھکو خوف نہ آیا ابھی سو برس یہیں رہ جفائے سنگین سہ ابھی ہے کیا کتنا کہاں ابھی سے
صدا کا لکھو ہے بعد عرصہ دراز یہ حال کھلیگا شہ اللہ عذاب خداوندی ابھی نہیں دیکھا جب یہ آواز قہر و غضب آتی ہے
تب صدائے نحیف عجز و منت بلند ہوتی ہے طرز طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار توبہ کرتا ہے بلک بلک کر روتا ہے **نظم**

کردم ز شراب ناب توبہ
در لفظ شراب چون بود تب

وز گفتہ ناصواب توبہ
با تشنہ لبی ز آب توبہ

بیسا ختمش بہ باوہ مخرج
در وصف پیادہ چون نہ کشت

بے خستگی از کلاب توبہ
صد بار ز شہد ناب توبہ

مستانہ رود اگر ستمندم | پاتم کند از رکاب توبہ
گر عرض کنم زبان مستی | از نشہ کند شراب توبہ

گردر د ندامتم بہ سنجد | ترسیب کند عذاب توبہ
تا بادہ بخواب ہم نہ بینم | شاید کہ کنم زخواب توبہ

ہر دیدم و پیچ و تاب خوردم | از خوردن پیچ و تاب توبہ
چون دیدہ ز توبہ لذتم گرد | از راہ زبے شراب توبہ

ہر دم ز نتائج گنہ ہم | صد بره کند کباب توبہ
دل توبہ کنان و نفس گوید | از توبہ نا صواب توبہ

در عہد شباب توبہ کردم | باد از مے شباب توبہ
در کشور ہند عشرت انگیز | کی دیدہ کسے بخواب توبہ

سیلم بفغان و شیون اولیٰ است | از آہنگ نی و رباب توبہ
لب زہر ترانہ چند ریزد | از ریزش این لعاب توبہ

اسطرح توبہ توبہ کی آواز آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے افراسیاب گھبرا کر خیمے چلا آیا پردہ چھوڑ دیا روزن مین سے دیکھنے لگا چنگاریان نکل رہی ہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر کوڑے پڑ رہے ہین صدائے گنہگار کے معنی توجہ مین آتے ہین وہ جو آواز قہر و غضب ہے نہین معلوم کونسی زبان ہے افراسیاب گھبرا کے بیٹھ گیا پھر اُٹھا دل بیٹھا جاتا ہے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے کانپ رہا ہے خوف سے ہانپ رہا ہے کبھی پکارتا ہے یا سامری و جمشید خیر کرنا یہ کیا معرکہ ہے دل پر ہجوم غم والم ہے شاید یہ گوشہ وادی جہنم ہے کسی پر عذاب ہو رہا ہے گنہگار بلک بلک کے رو رہا ہے لیکن اپنے دو سو خداوندون کا گنہگار ہے تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت مجبور روتا جاتا ہے افراسیاب اس اضطراب مین بیتاب ہے کہ گنہگار نے آواز دی ارے یار دوڑ یو مارے ڈالتے ہین افراسیاب جادو کی اے بھائی میری مدد کو پہنچو اس عذاب عظیم سے بچاؤ ہائے کیا غضب ہوا مذہب چھوڑ دیا سے منھ پھیرا بقول مومن دہلوی مطلع اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ✶ تلافی کی بھی ظالم تو کیا کی ✶ اپنے نام کی دہائی سنکر افراسیاب کچھ خوش ہوا کچھ ڈرا یکایک بعد عرصہ دراز کے قیدی زندان مغرب یعنی آفتاب عالمتاب زنجیر ہائے شعاع مین جکڑا ہوا فوج ضیا مین گھرا ہوا زندان ہار رنگ زرد میدان چرخ نیلی پر پرانے محنت و مشقت اور صعوبت نمایاں ہوا افراسیاب گوشہ بارگاہ مین چھپا ہوا تھا ہے صبح ہوتے ہی وہ صدا ہائے قہر و غضب موقوف ہوئین کراہنے کی آواز باقی ہے کہ زال جادو و پلنگ خونریز ساحر ہستی وغیرہ خدمت مین افراسیاب کی آئے دیکھا افراسیاب بیٹھا کانپ رہا ہے پسینے پسینے ہے چہرہ رنگ پریدہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ چہرے کا اُڑا ہوا زال وغیرہ نے پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہے آج ہمنے سامان سفر تیار نہین کیا پہاڑون کی منزل آتی تھی مین کمتی ہے افراسیاب نے کہا اے پلنگ خونریز قریب ہے کہ روح میری قالب سے نکل جائے سامنے پہاڑ ہے شاید کوئی گنہگار مقید ہے رات بھر اُسپر عذاب ہوا میرے دل کو پیچ و تاب رہا کوئی گنہگار ما بدولت کی دہائی دیتا تھا نام سامری و جمشید لے کر واسطہ بزرگان دین دیتا تھا مین رات بھر

سنا کیا پلنگ نے جواب دیا اے شہنشاہ یہ تو میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہی صحرائے ہوشربا ہے مقام نزول سامری
جمشید یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دونوں خداوند اس صحرا میں بصورت عجیب و غریب تشریف لاتے ہیں بعض کو زیارت بھی ہوئی
ہرن بدل لیتے ہیں صدائیں مہیب تیرے اکثر میں نے بھی سنی ہیں میری عقل میں یہ آتا ہے آپ کے نوکر چاکر اب شریک مسلمانان
ہوئے محبت خدائے نادیدہ میں بارے بھی گئے انھیں سے کسی پر عذاب ہوتا ہوگا اس وجہ سے آپ کا نام لیکر
دہائی دی افراسیاب نے کہا چلکر دیکھو شاید کچھ نشان باقی ہو گوش ہوش سنو کراہنے کی آواز آتی ہے وہ ٹھنڈی
سانس بھری سب نے کہا تشریف لے چلیے افراسیاب آگے آگے پیچھے پیچھے تمام ساحر لیکن بایں افراسیاب کے لرزاں و
ترساں بیرون بارگاہ آئے سب نے کراہنے کی آواز سنی کہ کوئی غریب بیچارہ آہ آہ کرتا ہے افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا
اک کوہ بلند فلک شکوہ تنہا کا بلند و مرتفع اگر دیکھنے والا سر اٹھائے کلاہ سر سے گر جائے اچھی طرح طائر نگاہ شاخ
کوہ پر نہیں پہونچا بڑی عرصے میں افراسیاب نے نگاہ ڈالی دیکھا اک تصویر سنگ سیاہ کی قلعہ کوہ پر رکھی ہے دہن
تصویر کھلا ہوا ہے اس سے آہ آتی ہے آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہیں آنکھوں کو بھی گردش ہے یہ دیکھکر افراسیاب نے
کہا یاروں فرشتگان عذاب چلے گئے گنہگار پتھر بنا کھڑا ہے لیکن اس صورت سے کسقدر نگاہ آشنا ہے اب لشکر میں ملا
ہوا اسنے بنگاہ غور دیکھا حقیقت میں تصویر پتھر کی رو رہی ہے جسم بالکل سیاہ جا بجا سے دھواں نکل رہا ہے
صاف ظاہر ہے کہ حرارت گناہ سے ہر ایک اعضا جل رہا ہے تمام اہالیان لشکر دوڑے اس درد سے وہ تصویر
سنگ روتی ہے کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں جب لشکر میں غلغلہ ہوا سب صدائیں دینے لگے یا سامری
جمشید یا لات و منات اپنے گناہ ہائے گذشتہ سے توبہ کرتے ہیں الامان الامان افراسیاب نے کہا یاروں دیوتا
کو اگر تم سب عذاب ہوتا دیکھتے کلیجے پھٹ جاتے فرشتگان عذاب کی صدا ایسی مہیب کہ وہ زبان سمجھ میں نہیں آتی
اس گنہگار کا بلبلانا تو یہ کرنا میں نے بخوبی سنا ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا دہائی ہے افراسیاب کی سب کانپنے لگے کہا اے
شہنشاہ یہ منظر کبھی نہیں دیکھا افراسیاب نے کہا بارگاہ میں اکثر طلبیں پردم ہے حقیقت میں یہ وادی جہنم ہے
یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ ہمارے لشکر کا کوئی گنہگار جو مسلمان ہو کر مرا عذاب میں مبتلا ہوا دیکھو یارو قدرت رب
سامری و جمشید مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہے اس کرامت کی خبر چلکر مشہور کرو کتابوں میں لکھنی بھی
چاہیے یہاں اگر دیکھے جاؤ مگر یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے یہ کہکر افراسیاب نے چاہا واپس ہو وہاں سے چلے
کہ اس تصویر نے بحسرت آواز دی اے شہنشاہ عالیجاہ آؤ حاکم گردون بارگاہ اے مقبول سرکار سامری و جمشید
اور بازدار خداوند لقا اے اطاعت گذار گیتا واسطے سامری و جمشید کا چند ساعت ٹھہر جا اس گنہگار بے دیا

کی مصیبت کو سن لے اے شہنشاہ رحم کر اے حاکم عادل اے نہنگ بحر شہنشاہی اے آبروئے دریائے طلسم ہوشربا
اے خدا اے کشتی ساحران میری کشتی غرق ہونے سے بچائے گرداب محیط مصیبت مین پھنسا ہون دوسرا
افسوس یہ ہی کہ اپنے غلام قدیم کو نہین بچایا جان نثار سر فروش غمخوار نے اسی گھر کے تصدق مین عزت و آبرو لی
شامت اعمال نے یہ مصیبت دکھائی آپنے نہین بچایا اب افراسیاب اچھی طرح جو خیال کیا طرز کلام و صورت
تصویر سے ثابت ہوا کہ ملکہ احول مہر و نشین ہے افراسیاب سمجھ گیا کہا میری نگاہ نے خطا کی اے احول ساتھ
کھیل کر پرورش پائی یہ کیا مصیبت اٹھائی صحبت مسلمانون مین کیا کیفیت ہوئی اب بیٹی تجھکو بچانا اسوقت
تک نہ سمجھا تھا اور رات کو تجھپر عذاب ہوتا تھا احول نے اک آہ کی کہ دہوان منھ سے نکلا تڑپا پتھر کا مجوب ہو کر
سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ سلیمان بد بختون کا نام نہ لیجیے خدا ے نادیدہ کہان ہر پولئے دوسو خداوندون کا
جاہ و جلال عیان ہے اے شہنشاہ گردون بارگاہ میری مصیبت کو بگوش ہوش سماعت فرمایئے چند ساعت
تکلیف اٹھایئے افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے پتھر کی تصویر وہ بھی سیاہ حال تباہ ہر کلام مین آہ و زاری
نالش و حرارت آفتاب جون جون بڑھتی بیچین ہو کر پتھرون سے سر ٹکراتی کلیجے مین خار الم کھٹکتا ہی افراسیاب
نے گھبرا کر کہا او بد بخت جلد اپنا حال مصیبت مآل بیان کر احول نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
یہ اشعار مصیبت خیز پڑھنے لگا

نظم

گر سموم وزد ز باغ دلم — ثمرات جہان خراب شود
گر تراہم کشند در دہن — شرب انس و جان خراب شود
ستم گر با طاہر چیند — کشور لامکان خراب شود
گر من از گفتگو بیاسایم — دار ملک زبان خراب شود
دل و طبع اگر غلط نزند — معز دریا و کان خراب شود
من کجا جنس روزگار کجا — خانۂ آسمان خراب شود
چند گویم کہ گر زبا انتم — بشکند این و آن خراب شود
شیشۂ آسمان بدمن است — گر بگفتم جہان خراب شود

ابتدا سے کیفیت عرض کرتا ہون جب مجھکو کوکب باغی نے نامہ لکھا کہ افراسیاب زبردستی میرا ملک
چھینے لیتا ہی مین وہان سے آیا باغ بران مین یہ بچاری بد نصیب رو رہی تھی میرے قدمون پر
گر پڑی کہ شہنشاہ نے دوستون کو افراسیاب قید کر کے بارگاہ مین لیے جاتا ہی وجہ سرکشی دکھاتا ہی
مذہب کا کچھ ذکر نہ کیا اصل مطلب فساد نہ بتایا اس نالائق کو مین نے گود مین پالا تھا اسطرح روئی کہ دل
پگھلین مین بچانے کو سرداروں کو اس بارگاہ سے نکالا اے شہنشاہ تیرے سر کی قسم اسوقت تک مین مذہب
سے آگاہ نہ تھا اب سب میرے مقابلے مین آئے یاد کیجیے آپنے بھی کچھ ذکر مذہب نہ کیا کشتہ سحر کر کے

قیدخانے مین شہاب نگلگون پوش کے بھیجدیا مین غصے مین سر پٹکتا تھا یہی دل مین کہ ہائے افراسیاب کا
پیر بھائی ہون میرے واسطے یہ طولانی قید کئی برس قید رہا کسی نے خبر نہ لی عمرو و برق وغیرہ نے رہا کیا وہ
عیاران مکار ایسے سحر بیان ہین کہ تو نہین میرا قلب الٹ دیا حقیقت مین مین نے سامری و جمشید کو برا کہا اُنکے ہمراہ
ہوا جھوٹ بات منھ سے نکلوانگا سارباں زادے سے عہد کرلیا کہ تمھاری جانب سے لڑونگا میدان کارزار مین
اُسوقت پہونچا کہ احتقاق نے سب کا جی چھٹروا دیا تھا نور افشان ایسا چرب زبان ہے اُسنے کسطرح سے سمجھایا
مجھ بدنصیب کے خیال مین نہ آیا کہ مصاحب سامری کو ستاتا ہون اپنے شہنشاہ کو سرکشی دکھاتا ہون المختصر جوش محبت
نور افشان مین اپنا گلا کاٹا نعرہ بھنا احتقاق مرا میری روح بھی قالب خاکی سے نکلی چند ساعت بیہوش تھا
اب جو آنکھین کھولکر دیکھا بشکل تصویر سنگ اس پہاڑ پر بیٹھا ہون پہنے دو سو خداوند جلوہ فرما ہین احتقاق کو
سامری و جمشید نے اپنے پہلو مین بٹھایا خلعت فاخرہ پہنایا بہ محبت فرماتے ہین ای مصاحب قدیم ای مشیر ندیم دنیا مین
تو گھبراتا تھا ہمنے تجھکو بلا بھیجا اب ہمارے ساتھ بہشت مین چلو سیر کیا کرو دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے اب ملک عدم
کی سیر کرو یہان غم و الم کا نام نہین مصیبت سے کام نہین عیش جاوید ہر وقت یہان کا خورشید نعمتہاے بہشت
کھانا کام ہے ہماری صحبت مین بھی آنا ای شہنشاہ احتقاق کو شگفتہ پایا اپنے کو زار و نزار مصیبت
سخت مین گرفتار دیکھا سامری و جمشید نے کہا کیون ارے نالائق بدکار بدسرشت تیرا خدا اسے نادیدہ کہان ہے ان
اسکو مار دو سو برس کا تجھپر عذاب مقرر کیا ای شہنشاہ کالی کالی صورت کے فرشتے آئے مجھکو کوڑے مارتے تھے
وہ دمبدم یہی کہکر للکارتے تھے او احول سارباں زادے کو بلا وہ تجھکو بچا لیگا پہلے دو سو خداوند ہنستے کھیلتے احتقاق
کو ساتھ لیکر چلے گئے اب آٹھ پہر مجھپر عذاب ہے رات کو آکر فرشتے صورتہاے مہیب دکھاتے ہین گرز ہاے آتشین
مار کر جلاتے ہین پھر تپایا جاتے ہین غضب بھر وہ عذاب دن کو حدت آفتاب اکثر فرشتون نے آکر یہ بھی کہا
کی مسلمانون نے آکر تیری خبر لی ای شہنشاہ تیرا خطاوار مون راتون کو تیرا نام لیکر دہائی دیتا ہون کوئی نہین
سنتا اب میری مدد کر خطاوار مجبور و ناچار اگر زندگی حاصل ہوتی تیری خاک پا کا توتیاے چشم بناتا سرفروشی دکھاتا
اب اس صحراے مصیبت مین پڑا ہون واسطے سامری و جمشید کا بچا لیجے اگر آپکی دعا سے زندہ ہو جاؤن عمر
بھر قدم نچھوڑون اگر آپ خطا معاف کرین کیا عجب ہے کہ سامری و جمشید اس عذاب سے نجات دین زندہ ہو
تو دشوار ہے مگر خدمت خداوندون مین رہونگا یہ جفاے عذاب نسہونگا آپکے بیان جیسے مرتبے مین نہ مجھ
جیسے آپ کے لیے باغ بنائے گئے ہین جو جو آپکی محبت مین رہے ان باغون مین اُنکو جگہ ملی کہان آرزو کی کھلی

جو پرستار خداے نادیدہ مرے اُنکا حال کیا کیا گیا مجھ سے بدتر مصیبت میں گرفتار ہیں آہا پھر روتے ہیں ان
کمبختوں پر عذاب شدید ہوتے ہیں آپ اگر یہاں ٹھہر رہیے تو سامری کا گریہ بیکار ہے کہیں ای لیٹ دیو خداوند
ہیں اُسکی خطا معاف کی کیا عجب ہے ہم نجات پاوین کسیطرح باغ میں جگہ ملے اسطرح پر جو اُس تصویر سنگی ملک احول نے یہ
حالات مصیبت آیات بیان کیے سب ہمراہیان افراسیاب تھرا اُٹھے بعضے یا خداوند کہکے بیہوش ہوے بعضے توبہ توبہ
کرتے تھے بعضے قدموں سے افراسیاب کے لپٹ گئے کہتے تھے ای شہنشاہ دنیا و عقبیٰ میں تیری ہی سلطنت ہے تو مقبول
بارگاہ قدرت ہے زال جادو و پلنگ خونریز نے کہا ای شہنشاہ ہرچند کہ یہ گنہگار ہے مگر اُسکا قدیم نمکخوار ہے جو کچھ
اسنے کیا اُسکا خیال نفرمائیے از خداوندان خطا و از بزرگان عطا جلد سامان عبادت مہیا ہو عبادت سامری کیجیے
گناہ اسکا بخشوا دیجیے یقین کامل ہے یہ بیچارہ اس مصیبت سے نجات پائے عمر بھر سامری پرست رہا برائے چندے
خداے نادیدہ کو سجدہ کیا خوب مصیبت میں پھنسا اب لوٹیان تمام حال اس عذاب کا سنکر تب ہو جائینگے
تمام یزدان پرستی زبان پر نہ لائینگے افراسیاب کو بھی عبرت ہوئی اُسی مقام پر کوہ چھوٹا سا جسمیں استاد کا سامان
عبادت موافق مذہب سامری پرستی مہیا ہوا تھا بین ہاتھ میں لیکر افراسیاب بیٹھا سامری نامہ پڑھکر اُسکا ایک ٹکا ایا
سامری و جمشید و لات و منات ای خداوند عالم جسکے ای تو نے اُونکا جھونک جھونکا زحل مشتری بیچ اُنکے ہیں ایسے دل سے
خطا احول معاف کی عذاب سے یہ بیچارہ نجات پاوے اگر سب مشیت ہو زندہ ہو جاے یا خداوند تمہاری
قدرت روشن ہوئی یہ جو زندہ ہو کر ساتھ چلے تمام عالم سامری پرست ہو جاے افراسیاب نے دیر
تک دعا کی پہردن باقی تھا سب لازمان افراسیاب مع زال و پلنگ و ساحر ہستی طرف پہاڑ کے
دیکھ رہے ہیں دھوپ جو پڑی احول زیادہ بیقرار ہوا جسم سنگی سے چنگاریان نکلتی تھیں جسم سے چٹک چٹک
ٹکڑے پتھر کے الگ گرتے تھے احول ہاے واے کہکے چیخ رہا تھا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ دعا کرنے میں کہا
یا خداوند میں نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمایئے یکایک وہ تصویر سنگی اپنے مقام سے اُٹھی گویا سنگین
خول جسم پر تھا بیچ سے وہ خول چٹککر گرا اندر سے اُس خول کے ملک احول بریع تشیین نمایان ہوا جو لباس پہنے تھا وہ
اپنے کو ہلاک کیا تھا کالا تھا وہی لباس لیکن میلا کچیلا چہرے پر بڑے بڑے آبلے پڑے ہوے جسم سیاہ حال تباہ
لشکر میں ہلہلا ہوا ای شہنشاہ بیرون بارگاہ آیئے تصویر سنگی ٹوٹی اندر سے گنہگار پیدا ہوا ارے یارو ہنس ہاری
وہ سیاہی بھی چہرے کی رفع ہوئی آبلے بھی پھوٹے چہرے پر بحالی آئی رعنائی زیبائی بڑھتی ہے عذاب سے چھوٹا
اب تو خاصہ نوجوان لباس پہنے کھڑا ہے یا روتا تھا یا ہنس رہا ہے افراسیاب خیمے سے نکلا پکار کر پوچھا

کیون بھائی احول کیا کیفیت ہی احول نے کہا سامری و جمشید تجھکو سلامت رکھین دعا تیری قبول ہوئی اس گنہگار کو سعادت حصول ہوئی ابھی فرشتے نے آکر تصویر تنگی سے نکالا یہ فرزہ سنایا ہو کہ بتصدق شہنشاہ سے تیری خطا معاف ہوئی اب تو چھوٹا باغ رہنے کو ملا ابھی سو برس نظر بند رہیگا لیکن عذاب سے چھوٹا ای شہنشاہ دنیا مین آنے کا حکم ہوا فرشتے نے خبر دی تو خام طمع ہو اگر دنیا مین جائیگا پھر مصیبت اٹھائیگا مین نے خود انکار کیا دنیا مقام زشت ہی بعد تھوڑے دنون کے سیر بہشت ہی لیکن ای شہنشاہ تیرے صدقے تیرے قربان دل یہی چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ چلون لڑ بھڑ کر لڑائی فتح کرون کوکب و نور افشان کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھاؤن بران کو چیر کر پھینکدون اسی ناہنجار بدکردار نے مجھکو برگشتہ کیا خداوند سامری و جمشید کا لاکھون سے مجھین نتیجے مین مجبور و ناچار ہون دنیا مین آنے کا حکم نہ تھا ورنہ تماشا دکھلاتا لیکن ای شہنشاہ تو نے عذاب الیم سے بچایا کیا شکریہ ادا کرون اشعار

اگر ہر موے من گردد زبانے | ز تو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن | سر موے ز احسان تو گفتن

ایک خیر خواہی کرتا ہون بخوبی یاد رکھیے یہان سے دو کوس پر ایک جنگل ہی کہ اسکو صحرائے مشک بیز کہتے ہین وہان اک نخل ہی عجیب غریب نمونہ قدرت خداوندی وہان ہمیشہ اپنے دوست خداوند آتے ہین گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جاتے ہین بیخ نخل یعنی تنہ درخت کو قدرت سے خالی کیا ہی خداوند جمشید ہر وقت اسی درخت مین تشریف رکھتے ہین حقیقت مین یہ بڑا خداوند سب کا افسر ہر ایک سے بہتر و برتر جاکے قریب نخل فریاد کرنا کہ یا خداوند جمشید مجھکو میرے ملازمون نے تباہ کیا ہزار ہا بندی تیرے قتل ہوئے کہ فریاد کرنا جہانتک ہو سکے اس مقام پر بخورات روشن ہو تیری دعا ہر وقت قبول ہی خداوند جمشید تیری تیری صفت فرماتے ہین فورا وہ تنہ درخت کھلیگا تخت یاقوتی پر خداوند جمشید جلوہ فرما ہونگے ای شہنشاہ عالیجاہ قدمون سے لپٹ جانا کہنا میرے ساتھ چلیے اگر قدرت مان گئے تو پھر کیسے مسلمان کیسے کوکب و نور افشان ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی قدرت کے سامنے کون سرکشی کر سکتا ہی سحر و ساحری کیسی چشم زدن مین جو چاہین کرین تمام عالم مین عملداری کرانے عمر بڑھوانے حسن و جمال مانگنا جہانتک ہو سکے دولت عزت خزانہ جاہ و جلال معشوقان پریوش کا وصال مانگے ہی جانا تیری خواہش اونکی عنایت اب تو میری آنکھون سے پردہ ہائے غفلت اٹھے تو نے خطا معاف کی عجب نیرنگ دیکھ رہا ہون فرشتے جا بجا پھر رہے ہین اور کیا کیا بیان کرون تیری عنایت سے سب کچھ ملا لیے جاتا ہون افراسیاب نے آواز دی

ای بھائی ٹھہر جاؤ صحرای مشک بیز کا پتہ نشان بتاؤ احول نے منھ پھیر لیا اور ناداں جو کہدیا وہ کہدیا اب کلام
کرنے کی کسکو مہلت ہی آنکھون مین بصارت روح کو راحت ہی اپنے باغ دلکشا مین جاتا ہون یہ کہکر جست کی
دس قدم بلند ہوا غائب ہوگیا اسوقت لشکر افراسیاب مین یا سامری یا جمشید کا غل تھا بعضے اوندھے
پڑے ہوے صفت سامری و جمشید زبان پر جاری بعضے وجد مین ناچ رہے تھے بھجن سامری و جمشید گاتے
تھے ہوش کسی کے درست نہ تھے افراسیاب بھی وجد مین تھا زال و پلنگ و ساحر ہستی دامن افراسیاب
سے لپٹے ہوے کہتے تھے ای مقبول بارگاہ سامری ای شاہنشاہ اقلیم افسونگری آج تیرا مرتبہ ہمپر ظاہر ہوا
جب تو خداوند نے تجھکو بادشاہ طلسم ہوشربا کیا یہ جو انقلاب ہوا یہ بھی راز و نیاز قدرت ہی تجھسے کیا
کوئی لڑسکیگا جب قدرت تیری تعریف کرتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت ہی بی مہرخ و بہار کو اب حال
کھلیگا پلنگ خونریز نے کہا جلد طرف صحرای مشک بیز کے چلیے زیارت سے قدرت کی مشرف ہون جمشید سے
ملین ملک احول بڑی دوستی کر گیا مقام سکونت قدرت بتا دیا عمر بھر ڈھونڈھتے پاتے صحرای مشک بیز
کبھی نام بھی نہ سنا تھا اب دیر نہ کیجیے ہم سب دیدار قدرت کے مشتاق ہین افراسیاب پھولون نہین سماتا
ہنستا لوٹ گئے سب تعریفین کر رہے ہین قدمون کو بوسے دیتے ہین بلائین لیتے ہین کوئی گرد پھر کوئی
تصدق نثار ہوا افراسیاب نے تاج کج کرکے کہا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا بانی جور و جفا اگر قصد کرون طبقات
زمین الٹ دون آسمان کو زمین پر کھینچ لون پہلے دو سو خداوندون مین ایک مین بھی ہون آپ
لوگ مجھکو انسان نجانیے خداوند کہا کیجیے سب نے کہا بیشک تو عزیز دار خداوند ہی تیرا مرتبہ عالی بہت بلند
ہوا احول کہہ گیا قدرت کہتے ہین افراسیاب ہمارا دوست صادق محب وافق ہی وہی سلطنت طلسم ہوشربا
کے لائق ہی افراسیاب کہتا ہی مجھے بڑا افسوس ہی احول دام عذاب سے چھوٹا زندہ نہوا اسنے کہا مشیت
مین دخل نہ کیجیے جو مناسب جانا وہ کیا قدرت کسی کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہین عدالت مین فرق آتا
لاکھون جا کر ٹوٹ پڑتے کتنے ہمارے فرزندون کو زندہ کر دیجیے پھر قدرت کو مشکل پڑتی کیا جلد آپکی دعا
قبول ہوئی چشم زدن مین احول کو سعادت حصول ہوئی ہنستا ہوا اپنے باغ مین گیا کہتا تھا ابھی چھوٹا
باغ ملا ہی لیکن یار وہان کا چھوٹا بھی بڑا ہوگا اس صحرای ہولناک سے تو بہتر ہی کمبخت پر رات کو عذاب
ہون کو حدت آفتاب اب دیر نہو چلیے افراسیاب فوراً تخت مرکب پر سوار ہوا سب ساتھ ہوے خوشی مین
حدت آفتاب بھی نہین معلوم ہوتی سب پیدل دوڑی ہوی چلے آتے ہین دو دو کوس راستہ طی کیا تھا دو سے

ہی مردہ کلام کرسکتا ہی وہ بحید بیحساب عذاب مین مبتلا تھا احسان ہوا اسقدر اُسنے تعلیم کی نشان تو سب
ٹھیک ہین نخل قدرت کا کیونکر پتا ہے کدھر جائین کس سے پوچھین یہ خبر کیونکر دریافت ہو سب حیران حیران
اُسی دشت فرحت افزا مین کھڑے ہین **افراسیاب** کہتا ہی عمر بھر اس صحرا سے نجاؤنگا بارگاہ استادکرو ملکہ
حیرت کو نامہ لکھو یہ صحرا اسی لائق ہی چندی بعیش و راحت بسر کرین معشوقان خوبرو پہلو مین ہون دورِ جام بے
اندیشۂ انجام چلے صحبت مین عمر کو دخل نہو پلنگ خونریز کہتا ہی شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا غلام کا بھی یہی
دل چاہتا ہی قصد ہی **افراسیاب** کا کہ بارگاہ مین استادہ کرنے کا حکم دن آج اِسی مقام پر فروکش ہون پتا نخل قدرت
کا ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اِس فکر مین تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کوئی بہ الحان یہ غزل گا رہا ہی دلکو لبھا رہا ہی **غزل**

جنون کا جوش یہی ہی تو حال کیا ہوگا
کسی کا میری جدائی مین حال کیا ہوگا
ملائیگی تری رفتار خاک مین کسکو
اب اس سے بڑھکے بھلا انفعال کیا ہوگا
ذرا جو شاد کبھی دل ہوا بھی زیر فلک
درخت چھانٹ کے ظالم نہال کیا ہوگا
حسین ہوات دل لین ہمین عزیز نہین
یقین ہی طول کھنچے انفصال کیا ہوگا
اگرچہ بدر ہین پر خاک مین ملے ہین جلال

پھر آیا موسم گل اگلی سال کیا ہوگا
شب وصال بھی گذری کمال اُلجھن مین
پسا ہوا ہی جو خود پائمال کیا ہوگا
لحد مین ہمکو نکیرین بھی نہ پوچھین گے
ڈرا کیا ہون کہ اِسکا مآل کیا ہوگا
مریض ہجر کی ہو بھی کہین سنبھلتی ہین
ضرر ہو جانکا جسمین وہ مال کیا ہوگا
شروع عشق مین جا بیٹھین عرش پر ملکے
مٹے ہوون کا فروغ کمال کیا ہوگا

تمہارے دل کو بھلا یہ خیال کیا ہوگا
یہی تھی فکر کہ صبح وصال کیا ہوگا
پیا جو قطرۂ صہبا گھڑون عرق آیا
غریب کا کوئی پرسان حال کیا ہوگا
پڑیگا صبر عنادل کا باغبان پہ ضرور
مزاج برہم عاشق بحال کیا ہوگا
ہمارا آپکا جھگڑا وہ ہی کہ حشر مین بھی
اِس ابتدا کا الٰہی مآل کیا ہوگا
اسطرح سے یہ اشعار کوئی گاتا ہی کہ

کلیجہ منھ کو آتا ہی **افراسیاب** نے کہا یہ گانے کی آواز کہان سے آئی بیچین ہو کے صدا پر کان لگائے ہوی چلا ہر کس و ناکس
گوش بر آواز **افراسیاب** نے اک نخل سرسبز و شاداب دیکھا شاخین ہری بھری برگ زمرد ریحانی کا رنگ مٹاتے تھے
شاخون کا خم مثل ہلال شب اول سر ہر شاخ پر نرم نرم کونپل جانور بھی بہت اُس درخت پر زمزمہ سرائی کر رہی ہین
وہ بیخ نخل مین اسقدر ہی کہ اگر دس آدمی ہاتھ سے ہاتھ ملا کر کولی مین لین ناممکن بیخ مین اک لکیر پڑی ہوئی ہی
اندر سے بیخ نخل کے صدا ہی دلکش آتی ہی اُس صدا کو سنکر طائران نخل وجد مین ہین سر جھکائے ہوی سن رہے ہین
افراسیاب نے کہا لو صاحبو ظہور نخل قدرت ہوا ہم پہچان گئے اب قدرت ہمسے کیا چھپین گے ہٹ جاؤ مین دعا
کرون ساحر گرد نخل آ گئے چہار جانب سے گھیر لیا نگاہ اُسی جانب لڑی ہی **افراسیاب** نے قریب آکر خاک وہانکی

آنکھون سے ملی بیچ تخل پر ہاتھ رکھا پکار کر آواز دی یا خداوند جمشید فرمایا یہ ہم نے مقام مسکن دریافت کر لیا
تقدیر نے میری مجھکو اس مقام پر پہونچایا اب مجھسے پردہ نہ کیجیے مہرخ وغیرہ نے تمام طلسم ہوشربا برباد کیا شہر کے
آباد لوٹ لیے آپ کے بندے تباہ و برباد ہو رہے ہین مصاحب آپکے قتل ہوے مشعل و تاریک و احتقاق
مارے گئے ہاتھ سے دشمنون کے مہلت نپائی دشمنون کی بن آئی در دولت پر جان دونگا قدم اقدس چھوڑونگا
جمال بیمثال دکھایئے اپنے بندون سے نہ منھ چھپایئے اس بندۂ دلفگار نے بیقرار کر دیا سامری کی قسم دیتا ہون آپ
طالب دیدار کو نہ ترسایئے پردہ دوئی بیچ مین سے ہٹایئے بلک بلک کے جو افراسیاب رو رو دعا کیے واسطے
ہاتھ اُٹھادیے اک کڑاکا ہوا نشل دروازے کے دو پٹ کھلے نگاہ پڑی افراسیاب کی اک تخت یاقوت احمر اندرون
غنچۂ درخت بچھا ہے جسمین جواہر لاجواب نصب چار طاؤس الماس لگا رہا ہے دون کوزون پر بیچ مین کوئی شخص
نہین معلوم مرد یا عورت سر سے پانک برقع سرخ اوڑھے ہوے ہار پھولون مین لدا ہوا چہرہ چھپا ہوا وہ بو
خوش آتی ہے طبیعت لطف اُٹھاتی ہے دماغ جان معطر و معنبر افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا آواز آئی اے
افراسیاب ہٹ جا کیون بے ادبی کرتا ہے لیا تو قدرت کا سایہ پڑ جاے برداشت نکرسکے جل بھنکر خاک
ہو جاے لیکن جمال دیکھ افراسیاب اور حاضرین وقت نے سجدے سے سر اُٹھایا ایکجانب سے برقع ہٹا اک
جوان حسین کو دیکھا بڑی بڑی موچھین کھڑی ہوئین تیغہ کمر پہ حمائل قربان لگی ہوئی سینہ آئینہ مثل کہکشان فلک
تارون مین نیر اعظم کی چمک ایک آنکھ دیکھی ہے رشک چشم غزال دوری لشکہ وحشت سے لال لال گوری گوری صورت
ہیبت و صولت آشکار نور کا صورت دکھا کر بند نقاب درست کیا دوسری جانب سے گوشۂ نقاب ہٹایا دیکھا اک
نازنین پری پیکر سرمہ آنکھون مین دیا ہوا نتھنی ناک مین عارض نیا رنگ گل کو شرماتا ہے پیشانی نور آگین ابروے
خمدار کو کیونکر تلوار کہون یا خنجر برہنہ سے مثال دون یا ہلال شب اول کہکشان فلک سی مانگ شان کو دیکھکر بکل
حسن دلفریب کو دیکھکر افراسیاب کو غش آنے لگا قلب کسمساکسکا تھرتھرانے لگا مرا ایک کی آنکھون کے نیچے
برق چمک گئی غل ہوا یا خداوند جمشید تیرے صدقے تیرے قربان اپنے بندون پر احسان کیا آج جمال جہان آرا
دیکھا سیندور سے بھری ہوئی مانگ ہے صورت خداوند یا ادھا انگ کا سوانگ ہے ایسی صورت زیبا کبھی نہ دیکھی تھی
جوان حسین معشوق مہ جبین مرد شیر صولت زن خوبصورت گھنٹ وغیرہ لیکر ملازمان افراسیاب دوڑے باجے
بجے ہار پھول ڈھیر ہوگئے افراسیاب جب بہت منتین کرنے لگا بقہر و غضب تمام آواز آئی او بندہ خاطی تجھکو
شرم نہ آئی ہمارے صدہا بندون کو قتل کرایا تجھکو خوف نہ آیا اپنے ملازمون پر وہ بدعت کی کہ تیرا ساتھ

چھوڑکر نکل گئے غیر مذہب والون کے شریک ہوے ہمارے مصاحبان پہلونشین جوانان خوش آئین تیری بدعت سے
قتل ہوے تاریک شکل کش الیسی صاحب کمال تیری بدعت سے اُسکی صورت مٹی تونے توبہ نکی یہان کا نشان
تجھے احول مرنج فشین نے بتا دیا اب ہمارے سامنے فیل کرتا ہے بس چال دیکھ چکا چلا افراسیاب نے کہا
اب قدرت کے قدم چھوڑونگا اپنے ہمراہ لیچلونگا قدرت چلین بندگان باغی کو تسخیر کردین خواہ قتل کرین جو
مناسب وقت ہو اُنہون نے کیا دخل ہے قدرت کے چلے اب یہ لڑائی فتح نہوگی مین اپنی جان دیکر تا بہ شہنا نواز
پہونچا اُس نے پلنگ خونریز کو ساتھ کردیا آپنے مجھ گنہگار کے کہنے سے احول کی خطا معاف کی وادی جہنم
سے نکل کر جنت نصیب ہوا زیر سایۂ دامن دولت پہونچا یہ آرزو بھی ضرور قبول ہو سعادت ابدی حصول ہو
غدر طلسم ہوش ربا مٹجاے تمام دنیا میری دشمن ہے دوستون نے ساتھ چھوڑا اساربان زادے نے کیا کیا
سحر و دلال پہونچایا ہمارے محبوب کے نکل جانے کا قلب ناصبور پر قلق ہے تو خداے برحق ہے اگر پلنگ خونریز
جائیگا شہنشاہی بچ جائیگا سب جلے ہوے عام پامال ہوجائینگے غلام چاہتا ہے چھ عیار ایک سردار اسد نامدار قتل
ہون میرے سرداران قدیم آکر خدمت مین حاضر ہون خطائین انکی معاف کرون عمدہ ہاے جلیل دون باغبان
ایسا وزیر اعظم رازدار طلسم ہوشربا شریک ہوا میرا ساتھ چھوڑا خداوند چلکر تنبیہ و تادیب کرین یہ انتظام کسی
سے ممکن نہوگا دلون سے اُنکے نقل ہو جیسے میری اطاعت کی ہدایت ہو نام عمرو سے اگر نفرت ہو آپکے نیازمند
سے محبت ہو ہمارے محبوب ہاتھ باندھے جبین آئین بادولت سے خطا معاف کرائین تب دلکو تسکین ہو یہ بھی غلام کو
معلوم ہوا سب خداوند میرے دشمن ہوے ہین آپ بچاتے ہین لقا آٹھ پہر یہی تقدیر کرتا ہے کہ طلسم ہوشربا برباد
ہوجاے افراسیاب شکست کھائے کئی برس میری حوالی مین آئے ہو چکے آپکے نام کی تسبیح جپتا ہون انکی ملاقات
کو آجتک نہین گیا اب تو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ سب آپکے کارندے ہین زمین و آسمان آپنے بنایا طلسم عالم کو آراستہ کیا
جب افراسیاب نے اسطرح منت کی آواز آئی کہ ہم بادولت تشریف باہر لاتے ہین تیری خاطر قدرت کو منظور
نظر ہے ای افراسیاب تجھکو کارخانہ خدائی کی کیا خبر ہے روز تیرے واسطے سب سے لڑتا ہون ہر ایک کی یہی تدبیر ہے
یہی تقدیر ہے کہ افراسیاب کو مٹادو نیا بادشاہ کرو لات و منات کا حکم ہے اہل اسلام کی عملداری ہوجاے لشکر
ساحران شکست کھائے سحر کرنیوالے نہ باقی رہین جادو کا کوئی نام نہ لے بادولت فرماتے ہین یہ ہرگز نہوگا
ساحرون کے دم سے ہمارا نام ہے افراسیاب بادشاہ خوش انجام ہے دل سے ہماری یاد کرتا ہے ہم اُسکو آباد کرینگے یہ
رائے ہم نے تھی کہ تیرے ہمراہ جائین قصد تھا الگ الگ تقدیر کرین وہ سب کیا کر سکتے ہین لیکن آج تونے ایسے

کلمات عجز آمیز کہے قدرت کو رحم آگیا ضرور تیرے ساتھ چلیں گے ہٹو آنکھیں بند کرو قدرت مع بارگاہ تشریف لاتے
ہیں تمھارے خیمے بارگاہ میں بجنس ہیں سب نے آنکھیں بند کیں پیچھے ہٹے اک سناٹا ہوا بعد چشم زدن افراسیاب نے
آنکھیں کھول کر دیکھا اک بارگاہ استادہ ہے چار سو سنہرے قمقمے مثل نیر اعظم چمک رہے ہیں طنابیں رشتہ گیسوے زنان
مہ جبین سراچے آراستہ و پیراستہ خوشبوے مشک و عنبر آرہی ہے پردہ اٹھا ہوا اس بارگاہ میں قدرت جلوہ فرما
ہیں افراسیاب و زال و پلنگ و ساحر ہیبتی اندر آئے دیکھا نیرنگی ریسمان افراسیاب کو بیٹھنے کا
حکم ملا جب یہ چاروں ساحران زبردست بیٹھے اب جو خیال کیا سحر بالکل فراموش افراسیاب متردد ہوا خداوند جمشید
نے آواز دی او گدھے کیا سوچتا ہے ہم بانی بناے سحر و ساحری ہیں کلید خزانۂ افسونگری ہیں ہمارے پہلو میں آکر
بیٹھا اب سحر کیسا یاد رہا سحر پھر یاد آجائیگا چاروں گھبرا کر باہر آئے سحر یاد آگیا اور زیادہ اعجاز کے قائل ہوے بزرگی
پر قدرت کی مائل ہوے قدرت جب آواز دیتے ہیں زمین تھرا جاتی ہے صدا دی اور پلنگ خونریز بائیں جانب
صحرا میں جاکر آواز دی اے ملک الموت قدرت خداوند جمشید تجھکو یاد فرماتے ہیں وقت قبض روح دشمنان آگیا
پلنگ کو یہ حکم دیا زال سے کہا اور پھر زمین گیر داہنی طرف صحرا کے جاکر بعبد لطف و محبت پکار اے فرشتہ رحمت خداوند
جمشید نے یاد فرمایا ہے پلنگ خونریز و زال جادو چلے دونوں نے دونوں جانب آکر آوازیں لگائیں بائیں جانب
سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے پلنگ نے دیکھا بیشے سے ایک شخص بصورت مہیب کالی کالی صورت سر برہنہ بڑا سا تیغہ
برق تاب ہاتھ میں کھینچا ہوا آنکھیں ابلی ہوئی منھ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہیں سامنے آتے ہی آواز دی منم
ملک الموت قدرت خداوند جمشید پلنگ خونریز بڑا شیر دل تھا صورت ہیبت ناک دیکھ کر ہنسے کھا کر گر پڑا دانت
بیٹھ گئے ایڑیاں رگڑنے لگا ملک الموت قریب آئے کہا کیوں ڈرتا ہے تیرے باپ دادا پردادا کی روح قبض کی تیری
بھی روح قبض کرینگے لیکن ابھی وقت دور ہے اٹھ پلنگ سے اٹھا نہیں جاتا تھا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا کھینچتے ہوے
لے کر چلے ادھر زال نے جاکر آواز دی زال کی آواز پر دال ہے کہ فرشتہ رحمت کو بلاتا ہے جیسے ہی اس نے پکارا
اے فرشتہ رحمت صداے خوش آہنگ آئی حاضر ہوا حاضر ہوا قدرت کے صدقے آواز دینے والے پر نثار میرا پیدا
کرنیوالا بیٹا ہے باپ رحمت وا ہے یہ صداے دلربا آئی زال دیکھنے لگا صحرا سے ایک جوان حسین چہرہ رشک
آفتاب زلفوں کو پیچ و تاب دیے یاقوت احمر کے بازوؤں پر بعبد کیے فردست ہیں روا اوڑھے میں چالاک و
چست ہیں زال حیران دیدار محو جمال ہو کر سراپا دیکھتا ہے پر عطا سا سینے میں ڈھلا ہوا خوشخو خوشرو خوشی
آواز آواز میں سوز و گداز زال جادو نے جھک کر سلام کیا فرشتہ رحمت مسکرایا برق چمکی غرض

ہوش و حواس کو جلا دیا فرشتۂ رحمت ہمراہ زال وجد مین یہ غزل گاتا ہوا چلا غزل

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی کثرت سے رک جاتا ہون شیشے کا گلو ہو کر
سکوت سے بہت بڑھکر ہے میری خانہ بردوشی
چھلک جاتا ہون بے تکلیف ساقی مین سبو ہو کر
نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر
نہین ممکن کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آئے
دماغون مین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہو کر
خراش زخم سینہ مدتون کا دور کرتا ہون
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قصر ابرو ہو کر
بھلی کو بھی سمجھتا ہون بری ہر دو سمت دشمن کی
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہو کر

کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر
بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار باکدا اس سے
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر
سکھائی ہے نئی تدبیر مجھکو میری خاطر نے
مین کر دیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہو کر
نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری تنگی خاطر کا
بہا کرتے ہین اشک چشم میرے آب جو ہو کر
کبھی ملک حلب مین ہون کبھی شہر ختن مین ہون
لپٹ جاتا ہون جب زلف نگار مشکبو ہو کر
اٹھا لیتا ہون جو آئے مصیبت اسیری مین
نہین تنہا پہ رہتا ہون فراخ جنگجو ہو کر
الہی سیر سے تر دیکھکر یارون نے فرمایا

کبھی گم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
لپٹ جاتا ہون سبت و بیاسے مین آب وضو ہو کر
نہین ہے احتیاج غیرت خوش بیانی
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہو کر
تقاضا تمنا سے نہ کیجا دو گھڑی بیٹھے
دونونکو کھینچ لیتا ہون تمھارا رنگ رو ہو کر
نشان کیا پوچھتی ہو بے نشانون کے ٹھکانونکا
نہین مٹتا تری شہرت کی صورت ایک سو ہو کر
کبھی مین بھی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہے
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر
مزے نسو درون مین سب طرح کے لطف حاصل ہین
تسنیم آیا ہے کوئی یار سے کیا سرخرو ہو کر

اس لطف سے یہ غزل فرشتۂ رحمت نے گائی ملازمان افراسیاب بصدای فرحت انگیز سنکر دوڑے زال جادو جھومتا ہوا نصف راہ فرشتۂ رحمت نے طی کی ہے کہ دوسری جانب سے ملک الموت قدرت بصد ہیبت شلنگین لگاتا ہوا آتا ہے جب وہ ہر قدم کا ہاتھ پاؤن مین سبکے تھرتھری پڑی فرشتۂ رحمت نے پکار کر آواز دی ای قہر و غضب جمشید کیا بندگان قدرت کو ڈرا ڈرا کے ہلاک کرو گے تلوار نیام مین کرو ہیبت کو صرف کرو یہ سب مقبول بارگاہ جمشید ہین ہماری تمھاری ظاہر ہونے مین بڑے بڑے بھید ہین افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ فرشتۂ رحمت و ملک الموت قدرت تشریف لاتے ہین دوڑکر باہر بارگاہ کے آیا ملک الموت کو دیکھکر یقین تھا غش آجائے گڑگڑانے لگا فرشتۂ رحمت کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا اسیطرح یہ دونون فرشتے آگے آگے سب سر جھکائے ہوئے عقب مین فرشتۂ رحمت ہنستا ہوا ملک الموت کی پیشانی پر بل پڑا ہوا صورت خونخوار صاف ظاہر ہے کہ کبھی ہنسا نہوگا اس شوکت و شان سے دونون فرشتے بارگاہ خداوند جمشید مین پہونچے دیکھا قدرت بالائی تخت جلوہ فرما ہین ایکجانب ملک الموت آکر بیٹھا ایک جانب فرشتۂ رحمت بیٹھتے ہی فرشتۂ رحمت نے آواز دی ای بندگان مقبول بارگاہ

خداوند جمشید قدرت نے اپنے کو ظاہر کر دیا ابتک کچھ نذر و نیاز نہ گذری بڑے نالائق ہو زوال سے اشارہ کیا
در دولت پر سب حاضر ہون اپنی اپنی مرادین مانگین ہار پھول چڑھا دین دو مٹکے پانی کے بھر کر دروازہ پر
رکھو اسمین گپت دان دین خبردار کسی کو ظاہر نہو اب تم سبھون کے بڑے مرتبے ہوئے ارے یارو جو چاہے
مانگ لو زندہ جاوید ہو اولادین لو سلطنت کی ہوس کر لو کیا روز سعید ہے آج ہفت آسمان پر روز عید ہے فرشتون مین
شور بلند ہے کہ قدرت جا کر زمین پر ظاہر ہوئے کئی کرور فرشتے زمین پر بھی آگئے اگر ظاہر ہو جائین تم سبھون کے کلیجے
پھٹ جائین یہ سنکر دروازے پر ہجوم عام انبوہ خلائق ہو گیا دیہات و قریات والے دو بڑے مٹکے پانی کے
بھر کر رکھ دیے لئے اسمین اشرفیان روپیے جواہرات انگوٹھی چھلے پڑنے لگے کیا مجال ایک سے ایک اپنا حال کہے جب
افراسیاب بارگاہ قدرت سے نکل آتا ہے زمیندار تعلقدار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہتے ہین اے شہنشاہ
دیدار قدرت کے مشتاق ہین جا کر عرض کیجیے ہم بھی گندہ بندہ ہین افراسیاب نے جا کر عرض کی حکم ہوا جا کر ہمارے بندون
سے کہدو کہ بوقت سحر در دولت پر امیر و غریب فقیر حاضر ہون سب کو قدرت جمال دکھائینگے ایک ایک فقیر کو بادشاہ
بنائینگے ساحرون کے مرتبے بڑھائینگے دشمنون کو مثل نقش قدم مٹائینگے افراسیاب نے جا کر یہ حکم پہونچایا سبکو یقین کامل ہوا کہ
خورشید جمال قدرت کی صبحکو زیارت کرینگے افراسیاب دمبدم باہر جاتا ہے خوشی خوشی اندر آتا ہے چاہا اسباب عیش
و نشاط مہیا کرون شراب و کباب ڈھون ملک الموت نے کہا او بیحیا قدرت کھانا کھاتے ہین پانی پیتے ہین سب
نعمتین دنیا کی اپنے بندون کیواسطے مہیا کر دین کھاؤ پیو مزے اڑاؤ دنیا کا گانا سننے کی کیا احتیاج ہے فرشتہ رحمت
اماميان علم موسیقی کے سرتاج ہے خود قدرت سب کمالون مین کامل و اکمل ہین اعتقاد نکرنے والے جاہل و احمق
ہین افراسیاب خاموش ہو رہا جب قدرت کو منظور ہوا طرف فرشتہ رحمت کے نگاہ محبت دیکھا وہ گنگنانے کی تانین
مارنے لگا اگر کسی مقام پر مگر علم کے خلاف گایا قدرت نے گنگنا کے وہ تان ماری کہ سب بیقرار ہو گئے فرشتہ رحمت
نے قدمون کو بوسہ دیا کہا خداوندا میری کیا مجال ہے ہر ایک کمال کو آپنے خود بنایا ہمین بھی سکھایا اسوقت غلام امیدوار ہے
کہ کچھ اپنی زبان سے ارشاد فرمائیے دو چار اشعار گائیے بندون نے آپ کے اس علم کو عبادت مین داخل کیا کیا ثواب
عظیم حاصل کیا بعض بلا نوشت کہلائے سب مشتاق ہین یہ کہکر فرشتہ رحمت طرف افراسیاب کے متوجہ ہوا
کہ آپ بھی عرض کرین مین تو تعلیم کردہ ہون اصل علم سماعت فرمائیے جیسی چاہتے ہین آواز بنا لیتے ہین جسطرف
چاہتے ہین راگ دھن کو پھیر دیتے ہین بنانے والے کے سامنے کون منھ کھولے جسطرح چاہا خلق کیا لیکن
خوبصورت خوش آوازی کا لطف ہے قلب ٹھہرا ہے صاحبان لذت کا کلیجہ منھ کو آئے افراسیاب نے

بستہ عرض کی قدرت نے گانے میں فرشتۂ رحمت کے جابجا دخل دیا کوئی لفظ آپکی زبان معجز بیان سے ایسا نہ سنا سننے والوں کا دل نہ بھرا ایک غزل عاشقانہ اپنی زبان سے گایئے اُسکی حقیقت سمجھایئے اسی طرح آپ کے بندوں کو تعلیم کریں عبادت میں یہ لطف شرکت ہو یہ کمال نمک محبت ہو جمشید بھی خوش بیٹھے تھے کہا اے بندۂ طالع تو نے قدرت کو بہت سنایا اپنے ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا مگر تو نے ایسے طور سے عبادت کی قدرت کو بہت پسند آئی مجھکو راضی کرنا ضرور ہے کیا یاد کریگا کبھی اپنے خداوندوں کو دیکھا تھا افراسیاب نے کہا اب قدرت کو طلسم ہوشربا میں رہنا پڑیگا اسکا تو جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لیکن بغل میں سے نے نکالی دہن پر رکھکر دھن چھیڑی آواز کی سوز و گداز بلند ہوئی بیرون بارگاہ لکھو کھہا مشتاق جمع ہیں یہ اشعار عاشقانہ صدائے نے سے ظاہر ہوتے ہیں **نظم**

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ میں پروانہ سا کر ضعیف
مرد کے سینہ میں کہاں ہو داغ حسرت ہو تو ہو
انجمن میں بھی کبھی آتا نہیں الفت کا نام
ذوق یہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
[illegible] میں شور قیامت جبکہ وہ [illegible]
آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
[illegible] میں کچھ رسم نیابت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
تیرے مستوں کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
انتظار یار میں جو چشم ہو جائے سفید
پست ہمت یہ نہ ہو اور پست قامت ہو تو ہو
آج کل گئی ہوئی تھی میکدہ میں رہنما

اس رنگ سے یہ غزل خداوند جمشید نے گائی کوئی رویا کوئی بیتاب ہوا بعضوں کو غش آ گئے بعض نے گریبان پھاڑ ڈالے بعضے خاموش کہتے تھے یا رب یہ بیشک خداوند ہے صدائے نے سے دل میں سوراخ پڑ گئے کانٹے محبت کے دل میں گڑ گئے پلنگ خونریز جو بغل میں بیٹھا ہے شہنشاہ اُسکے ہاتھ میں رہتی ہے پوچھا کیوں بے غیرت یہ کیا ہے لڑکوں کا سا کھلونا لیے پھرتا ہے لڑکپن ابھی مزاج سے نہیں گیا نام تو اسکا بتا یہ کیا چیز ہے تو تو بالکل ناچیز ہے پلنگ نے دست بستہ عرض کی یا خداوند یہ غلام قدیم شہنشاہ نواز جادو حاکم حجرۂ چہارم گوشۂ کرہ میں آپ کی محبت میں بیٹھا رہا یہ شرف آپ نے اُسکو دیا تھا سپاہ و سالار لشکر ظفر اثر کیا تھا اِس تحفے پر اُسکو ناز ہے شہنشاہ ہوشربا برائے جنگ مہرخ وغیرہ اُسکو لینے گئے تھے وہ آپکے بادۂ محبت سے چور ہے آپ کا عاشق ناصبور ہے مقام عبادت سے نہ اٹھا یہ شہنشاہ دیکر روانہ کیا اسی وجہ میں شہنشاہ کا اس طرف گذر ہوا اسکی آٹھ پہر حفاظت کرتا ہوں قدرت نے کہا ابے او احمق حیوان مطلق قدرت خود چلتے ہیں جسطور سے منظور ہوگا بندوں کو سمجھا دینگے اب اِس شہنشاہ کا کیا کام ہے آٹھ پہر لیے پھرتا ہے تخت پر رکھدے آرام سے سو یا کر افراسیاب نے بھی کہا قدرت سچ فرماتی ہیں اُس نے تھرتھرا تخت پر رکھدی قدرت نے ہاتھ میں اٹھائی فرشتۂ رحمت کو مرحمت ہوئی اُس نے بطور قرولی کمر میں لگائی حکم

ہوا سامان سفر تیار ہو قدرت اپنی بارگاہ سمیت چلنے لگے اپنے ہی تخت پر سوار ہو گئے افراسیاب خوشی خوشی باہر نکلا
سبھون سے کہتا ہی دیکھو صاحبو قدرت کی یہ شان ہی دانی امان آئین خوراک دیتے دیتے جان پر بن گئی مشعل بجلی
اعدو پرست ہزارون من شراب پی گیا سیکڑے خالی کر دیے جلد واصل جہنم ہوا ورنہ ایک قطرہ شراب کسیکو نہ ملتی شراب سب ختم ہو
گیا ہو جاتی دانی امان نے اسقدر آدمی کھلائے کہ بدنام ہو گیا احتقاق ناچ گانے پر نازل تھا قدرت سے تشریف لیجانے مین
کوئی صرف نہین فرمائش کا حرف نہین اپنی بارگاہ اپنا تخت شراب کباب کیا معقول جو ابدیا گانے بجانے مین وہ خود
کامل ہین ہماری خوشی کی ذی بجائی پلنگ اور زوال کہتے ہین ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا تو بڑا اقبالی ہی جنگ کسی نے
خداوند کو نہین دیکھا صدہا برس سے یہ مذہب سامری ہی کسی نے یہ ظہور دیکھا تھا نہین معلوم آپ پردے مین
کونسی عبادت کرتے ہین دل آپکا صاف و شفاف ہی حقیقت مین یہی انصاف ہی قدرت نے ظاہر ہونے مین اگر نقصان
ہو تو قدرت کیسے یہ کہکر فوراً سامان سفر تیار ہوا سبھون نے دیکھا قدرت کا تخت ہوا پر بلند ہوا یا تو وہ بارگاہ زرنگی
تھی اک چھوٹی سی چیز مثل چتر زرین تخت پر سایہ فگن تخت خرامان خرامان بالای ہوا جاتا ہی لاکھون آدمی صدا سے
یا خداوند یا خداوند دیتے ہوے چلے آتے ہین باجے سب طرح کے بجتے ہین عجب ہنگامہ برپا ہی افراسیاب نے اسیوقت
ایک نامہ بنام ملکہ حیرت تحریر کیا مضمون یہ تھا ای ملکہ عالم اقبال بدولت کی تشخص سے تا یہ خبر فرحت اثر پہونچا
شہنشاہ زنونہ آیا مگر پلنگ کو ہمراہ کردیا - ادمین ظہور قدرت خداوند جمشید ہوا مفصل کر زبانی بیان کرونگا اصل
یہ ہی کہ مقام خداوند جمشید بڑی جستجو سے دستیاب ہوا صحرای شش میں خداوند نے خداوند جمشید کو ہمراہ لیے
آتا ہون حجرہ ہای ہا کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا سب بے تمیز ہین اب مہرخ و بہار وغیرہ بلا نازل ہو گئی بھاگتے رستہ
نہ ملیگا جو جو مقدمات گذرے ہین اگر انکو تحریر کرون کتاب طولانی ہو جاے مضمون تھوڑا قدرت ختم ہو خوب ثابت ہو گیا
سوای خداوند جمشید لات و منات وغیرہ سب مکار ہین ہان البتہ انکی ہر کار سے کا رگزار ہین یہ نامہ تمام کرکے شتر سوار
کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنے دربار مین نہایت حیران و پریشان ہین یہی ذکر ہی کہ خواجہ
عمرو واپس نہین آئے نہین معلوم وہان کیا گذری چالاک بن عمرو کا یہ دستور ہی کہ دوران ہجوم ہجا بر بہ صورت
عمرو کی بنکر سارے لشکر مین پھرتا ہی صرصر و صبا رفتار نے بھی اکثر دیکھا سبکو یہی معلوم ہی کہ خواجہ عمرو لشکر ہی مین
ملکہ مہرخ تنہائی مین آئین چالاک کو بلایا کہا ای چالاک عرصہ دراز گذرا تمھارے والد نامدار واپس نہین آئے لشکر حیرت
سے خبر لاؤ شاید کچھ آمد شہنشاہ نواز کی کیفیت ظاہر ہو چالاک صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آیا تمام دربار حیرت کا
آراستہ و پیراستہ ہی حیرت رنجیدہ بیٹھی ہی یہی ذکر کر رہی ہی کہ ہمارے شہنشاہ ایسے مقام پر گئے ہین دیکھیے کب تشریف

لائین اُس صحراے پُر آشوب کا کتابون مین ذکر ہی آٹھ پہر مجھکو یہی ذکر ہی خداوند سامری و جمشید اُنکو خیر و عافیت سے
لائین اگر صحراے ہستی کو طی کیا پُر ملال ہوا کبھی کسی نے اُس صحراے مصیبت کو طی نہین کیا صدہا قافلے تاجرون کے اُس جنگل مین
جاکر ہلاک ہوے ہاے پٹ نسے شہنشاہ پر آجکل بڑی مصیبت ہی مین نے ہر چند کہا مجھکو ساتھ نہ لیا مجھ کمبخت کا کہنا نمانا اِس
مصیبت مین شریک رہتی مین بھی حد سے حدت آفتاب سہتی وزیر زادیان سمجھا رہی ہین کہ شتر سوار اگر پہونچا نامہ
مین حیرت کے نامہ دیا صرصر و صبا رفتار وغیرہ عیار بچیان موجود ہین حیرت نے باآواز بلند نامہ پڑھا خوش ہوکر
کہا لو صاحبو شہنشاہ خداوند جمشید کو ہمراہ لیکر آتے ہین راہ مین بڑے بڑے ظہور قدرت خداوند ہوے مفصل تحریر
نہین فرمایا جلد تیاری کرو کوئی مقام صحراے مشک بیز ہی وہان قدرت سے شہنشاہ کے ساتھ ہوے منزل بمنزل
تشریف لاتے ہین اِس دربار مین اُسوقت بڑے بوڑھے پرانے پرانے ساحر جمع ہین آپسمین کہنے لگے کیون یارو کبھی نام صحراے
مشک بیز سُنا تھا نام سے بوی جلالت ظاہر ہی دماغ جان معنبر و معطر ہی صرصر بے اختیار بول اُٹھی بی بی خداوند لقا
خیر کرے ساربان زادے نے کچھ غور نہ کیا صبا رفتار نے جوابدیا استانی صاحب مین ابھی خواجہ عمرو کو لشکر مین دیکھ
آئی ہون بازارون کا انتظام کر رہا تھا صرصر نے کہا یہ تمام تعجب ہی ساحرون نے کہا صرصر زبان بند کر قدرت
کے ستھرے مین ایسی باتین نہ ہو جنگل ہی کا وہ نام سُنا کہ قلب کو تقویت ہوگئی صرصر نے کہا خیر احوال معلوم ہوجائیگا
طوطی کی آواز نقارخانے مین کون سُنتا ہی بی صبا رفتار نے پہلے ہی لقمہ دیا کہ ہم عمرو کو دیکھ آئے ہین بہت سے ساحرون
نے جوابدیا ای صرصر ہمنے بھی عمرو کو دیکھا کل شکوطلا ہی پر موجود تھا کلید قفل لشکر اسلام ہی اگر بیدو بیہ لشکر مین ہو
انتظام مین فرق آجاے کیا ہم سب جھوٹے ہین اندھے ہین عمرو کو نہین پہچانتے خداوند کی قدرت مین دخل دیتی ہی
اپنی اُردن پر عذاب لیتی ہو ایسا نہ ہو صرصر کو آڑے ہاتھون لیا حیلا کے بارگاہ سے نکل گئی مگر صبا رفتار سے کہتی
ہی مجھکو خداوند جمشید کا یقین نہین آتا کوئی فتور ہی شہنشاہ کی عقل کا قصور ہی چالاک یہ خبر لیکر بھاگا آتے ہی
بارگاہ مین تخلیہ کیا مہرخ سے کہا ابھی خبر آئی ہی کہ شہنشاہ نوازش نے پلنگ خونریز کو ہمراہ کر دیا خود نہین آیا خداوند
جمشید ہمراہ آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا پھر خوشی کا ہیکو وہ بھی کوئی ساحر زبردست ہوگا چالاک نے کہا مجھکو خیال یہ
ہی کہ قبلہ و کعبہ پہونچے شاید خداوند جمشید بنے مہرخ نے کہا ای چالاک یہ غیر ممکن ہی ہمکو اپنے بخت واژگون سے یہ امید
نہین ہی کہ صورت عیش و سرور آنکھون سے دیکھین زال جادو ایسا بڑا ہی افراسیاب پر ہزارون عیاریان
پہونچ چکین کیا کوئی بات باقی ہی جو منظور پروردگار ہو چالاک نے کہا یہ خبر سنکر میری تو تاب و طاقت ہو لی کیا کہون بصورت
قبلہ و کعبہ لشکر مین پھرا کرتا ہون جو فرما گئے اُسکا انتظام واجب و لازم ہی ورنہ پرواے خبر جانا چرند و پرند سے

بڑھکر عرض کی حضور ابھی خبر آئی ہے کہ کل بوقت سحر افراسیاب بعد کروفر مع خداوند جمشید داخل لشکر حیرت ہوگا
تیاری ہو رہی ہے رات ہی کو ملکہ حیرت سوار ہوگی صرصر وغیرہ بھی ہمراہ جائینگی صرصر نے کچھ شکوک کے کلام کیے
حیرت نے بہت غصہ کیا سب ساحروں کو ناگوار ہوا صرصر نے بھی بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے ہیں
چالاک نے کہا خدا مالک ہے قبلہ وکعبہ کی مشقت کو اے معبود برحق ضائع نہ کرنا میرے دل کو اب بہت بیقراری
ہے برق وقران تو واپس آئے کل حال سنتے تھے انکے نہ آنے سے یہ دل کو یقین ہوتا ہے کہ کوئی عیاری ہوئی
مگر عقل میں نہیں آتی خدا قبلہ وکعبہ کو سلامت رکھے دشمنوں کی نگاہوں سے بچائے اگر ہزار برس کوئی فکر
کرے طلسم ہوشربا کے راز و نیاز سے آگاہ نہو قبلہ وکعبہ نے بڑے بڑے کام کیے خوب نام کیے اتنا عرض کیے
دیتا ہوں علاوہ دفع بلاے حجرہ بلا قبلہ وکعبہ کو نوح کی بڑی فکر ہے بدیع الزمان نامدار کا بھی حال دریافت کرنا
منظور ہے شاید کوئی فکر پوری ہوئی ہو لیکن عقل نہیں پہونچتی طائر وہم خیال کے پر جلتے ہیں ایک مضمون فرحت
مشحون نامے میں مرقوم تھا کہ ظہور خداوند جمشید ہوا شاید کوئی مردہ جلا نہیں معلوم زندہ ہوا یا مردہ رہا
مہرخ نے کہا اے مہتر والا گہر خدا اپنا فضل شریک کرے ہم لوگ تو بہت مایوس ہیں شہنشاہ جمشیدی آتی ہے
نہیں معلوم یہ خداوند کون بلا ہے دل دھڑک رہا ہے تمھارے کہنے سے کسیقدر اطمینان ہوتا ہے قلب واسطے
خواجہ کے روتا ہے چالاک ومہرخ تخلیے سے باہر آئے چالاک بشکل عمرو لشکر میں پھر رہا ہے بطور چھلاوہ کبھی
یہاں کبھی خیمے میں چلا گیا کبھی اسی طرح بڑبڑاتا ہوا باہر آیا کسی پر تاکید کی کسی پر غصہ کیا صرصر کئی مرتبہ لشکر
میں آئی فقیرنی بنکر ہر ایک مقام پر ٹھہری دور سے دیکھا عمرو پھر رہا ہے نزدیک تو خوف سے نہ جاسکی دیکھ
رہی ہے وہی طریقہ وہی چال وہی باتیں عیاری کی گاتیں ایک ایک پر تاکید انتظام ہو رہی ہے کبھی آواز
دیکر اندر بارگاہ کے جاتا ہے ایک ایک کو سناتا ہے صاحبو بوقت سحر لشکر تیار رہے کل افراسیاب حاکم حجرہ جیار
کو لیکر آئیگا آمادۂ حرب و پیکار رہو دربان تقسیم ہو جائیں اس شب کو افسر آرام نہ کریں ہر چند صرصر نے
چاہا میں نگاہ دیکھوں چالاک کہیں لمحہ بھر نہیں ٹھہرتا حکم دیا تعجیل بارگاہ میں چلا گیا صرصر واپس آئی حیرت
نے پوچھا اے صرصر کہاں گئی تھی کہا حضور جسوقت سے میں نے آمد خداوند جمشید سنی میں تو ناشاد ہوں نہیں
معلوم دل میں کیا کیا آتا ہے لشکر مہرخ میں گئی تھی حقیقت میں عمرو انتظام کر رہا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی
بیشک عمرو موجود ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے حیرت نے کہا تو ناحق گھبراتی ہے شہنشاہ کیا نادان ہیں سب کچھ
سمجھتے ہیں اس نامے میں ایسا کچھ لکھا ہے کہ کئی طرح پر ظہور قدرت جمشید ہوا کرامتیں ظاہر ہیں اشیاے دیوی

سے قدرت کو یاد رکھی لشکر یہ صرصر خاموش ہوگئی حیرت جادو سوار ہوئی براہ اقبال چلی ملکہ مہرخ نے یہان
لشکر کو آراستہ کیا بیرون بارگاہ تخت ملکہ مہ جبین آکر بچھا ساری رات اسی تیاری مین بسر ہوئی طائر زرین بال
آفتاب شاخ نہال مشرق سے اڑا گلشن فلک چہارم پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا ظلمت شب کافور ہوئی سیاہی بالکل
دور ہوئی طائران صحرا نغمہ سرائی کرنے لگے دم باغبان حقیقی کی محبت کا بھرنے لگے نہرون کو بھی محبت بانی بنا ہر بحر
و بر کا جوش ہوا نرگس شہلا کو نظر بازی کا جوش ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت زرین پر جلوہ فرما ہوئین
لشکر شوکت پر اسعد نامدار گرد سرداران عالی وقار نازنینان ماہ رخسار ملکہ بہار گلعذار سبکی نگاہین لڑی ہوئی
ہین چالاک اسیطرح نشستہ خواجہ عمرو پہلوے اسعد نامور مین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ذکر آمد افراسیاب
ہوتا ہی کہ حیرت رات ہی کو سوار ہوئی پانچون عیار بچیان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ لشکر جاکر اک
صحرائے سبزہ زار مین پہونچا جالندوز بن قران کو چالاک نے روانہ کردیا ہی ایک گوشہ مین یہ بھی کھڑا
دیکھ رہا ہی صحرا سے گرد اڑی اس قدر باجے بجے کہ گوش گردون کر ہوا صدا آئین یا خداوند جمشید کی بلند
ہوئین ملکہ حیرت تخت سے اتری پہلو مین گیا بچیان آج شل ہوا اسی خمسہ پانچون ساتھ ہین نگاہین لڑی
ہوئی دیکھا لاکھون گنوار ڈفلیان ڈھولک جھانجھ بجاتے ہوئے وجد مین سامنے سے گذرے انکے بعد
دیکھا افراسیاب مرکب اڑائے ہوئے آتا ہی خوشی سے چہرہ سرخ سامنے حیرت کے آکر گھوڑے سے کودا
کہا ملکا اب صفین جماؤ خداوند جمشید آپہونچے ساحر ہستی و زوال پلنگ کو چھوڑکر آیا ہون صرصر نے بڑھکر
دامن تھام لیا کہا اے شہنشاہ خداوند جمشید کہان ملے بصورت انسان ہین یا بشکل حیوان بن گیا ہی افراسیاب
نے کہا اے صرصر اطمینان سے بیٹھکر حال کہونگا جتنے مسلمان مرے سب جہنم مین پھینکے گئے بخوبی مجھکو ثابت ہوا
مین نے سبکو آگ مین جلتے ہوئے دیکھا میان احول جو گلا کاٹ کر مرے تھے کوڑے پڑرہے تھے جب مین
نے خطا معاف کی تب کوئی باغ رہنے کو ملا اسی کی زبانی خداوند کا پتا ملا صحرائے مشک بیز مین پہونچا اب اسوقت
مجھکو بات کرنے کی فرصت نہین ہی مختصر یہ کہ خداوند جمشید تشریف لاتے ہین صرصر نے سر جھکا لیا افراسیاب
تو پھر بھاگا صرصر نے صبا رفتار سے کہا اے صبا رفتار کیا کہون ہوش اڑے جاتے ہین شہنشاہ ہماری جہنم
بھی دیکھ آئے باغ بھی دیکھا گنہگار جلتے معلوم ہوے انکے معاف کرنے پر احول کو جنت ہوئی جنت نصیب ہی کی
جیسے شہدے دعا دیتے ہین کروٹ کروٹ جنت ہو یہ کیا معرکہ ہی صبا رفتار نے کہا استانی چپ رہو کیا خداؤن
مین قدرت نہین ہی ہمکو تمکو سب کو پیدا کیا کیا انہین قدرت ظہور نہین ہی صرصر نے کہا اری بے وقوف

قدرت کو کیا غرض تھی جو وہ آتے پانچ پانچ سو برس کے ساحر موجود ہین عبادت کرتے کرتے دیوانے ہوگئے
کسی نے بھی قدرت کو دیکھا یکایک خداوند جمشید آگئے عیار رفتار نے کہا میری بلا جانے آپس مین یہی چرچے
ہین صرصر بولی حیرت مین کھڑی ہوئی آمد ساحران دیکھ رہی ہے تو جین گذرین اب تخت خدا ایدی نمایان ہوا
زمین سے دس گز بلند سر پر سایۂ چتر زر ایک پہلو مین ملک الموت ایکجانب فرشتۂ رحمت بصد صولت بیچ مین
خداوند جمشید پردۂ برقع گلنار مین نہان چمک چہرے کی اُس پردۂ برقع سے عیان سب سجدے کیواسطے جھکے
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹا ہوا ایک سمت پلنگ خونریز ساحر ہستی و زال جادو ہمدم تاجران جلیل پا
پیادہ تخت کے ساتھ ہین کئی سو نقارہ بج رہا ہے گنہگارون کا ہجوم یا خداوند یا خداوند کی دھوم جیسے ہی حیرت سجدے
کیلیے جھکی صرصر بھی خم ہوئی مگر کنکھیون سے دیکھ رہی ہے قدرت نے بقہر و غضب آواز دی او حیرت سر سجدے
سے اُٹھا یہ مکارہ جو تیرے ساتھ ہے اسکے دل مین ہمارا اعتقاد نہین جوتیان اسکو مارو مجمع سے نکالدو صرصر
پا پڑنے لگی اس نے دہائی دی یا خداوند جمشید الامان الامان معاف فرمایئے ملک الموت نے بقہر و غضب آواز دی ابھی
روح قبض کرلون او نالائق قدرت نے ہمکو راہ مین خبر دی کہ صرصر ہمکو عمرو کہتی ہے دیکھ ہم عمرو ہین جانتے ہین
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا کہا ای ملک الموت غصہ نکرو صرصر بیچاری کو لوگ کھینچتے ہوے لائے لباس پارہ پارہ
منہ سوجا ہوا وزیرزادیون نے قدمون پر گروادیا صرصر نے بھی توبہ کی گھبرا گئی دل مین کہتی ہے ای صرصر عقل کو سراسر
زوال ہے اگر عیاری ہے تو بڑا کمال ہے خداوند جمشید پھر ہنسے کہا کیون ری بد اعتقاد دل مین کیا کہتی ہے عیاری کا
ذکر ہے مکاری کی فکر ہے خبردار دل کو صاف کر ابھی جہنم مین پھکوادونگا اب تو صرصر کے بھی ہوش اُڑگئے کہ دل کے راز
سے آگاہ ہوگئے کرامات کرامات کہتی ہوئی گرد تخت کے پھری عیار رفتار وغیرہ تو ہاتھ باندھے کھڑی ہین تخت اِسی کر و
فر سے چلا دمبدم جاہ بڑھتا جاتا ہے تمام تعلقدار زمیندار رعایا با خبر ہین بسنکر چلے آتے ہین دیکھنے والون کے ہوش
اُڑے جاتے ہین جانسوز یہ خبرین لیکر بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا بھائی چالاک
صرصر کو بڑی جوتیان پڑین چالاک نے کہا خداوند میرے قول کو کرسی نشین کرنا جانسوز نے کہا تمہارا خیال بالکل
باطل ہے یہ استاد نہین ہے کوئی ساحر کامل ہے وہ کے حالات بتاتا ہے کئی مرتبہ صرصر کے دل کی کیفیت بیان کی ایک
سمت ملک الموت ایکجانب فرشتۂ رحمت صولت و شوکت کا کیا ذکر کرون بھائی چالاک مین تو بہت حیران ہون
اب سب سمت صحرا لگران ہین کر و فر سے آمد ہوئی سبطی ہے کے باجے بج رہے ہین تخت پر چالاک کی نگاہ پڑی خداوند
پردۂ نقاب مین نہان ہین ملک الموت و فرشتۂ رحمت مگس پرانی کر رہے ہین دھوم ہے کہ قدرت کی سواری

اپنی ہر قدرت احکام لگاتے ہوئے خراماں خراماں بڑی دھوم سے سواری پہونچی ایک مقام پر تخت ٹھہرا وہ جو چتر زر تھا شکل
خیمے کے آراستہ ہوگیا تخت اسی خیمے میں داخل ہوگیا اُس بارگاہ کو چہار جانب سے تاجداران جلیل نے گھیر لیا
افراسیاب ملکہ حیرت کے ساتھ اپنی بارگاہ میں آیا حیرت نے کہا میں نے میخانہ سامان عیش و عشرت برائے قدرت
تیار کیا ہے پیشکش کروں افراسیاب نے کہا اے حیرت قدرت نے مجھکو کوئی تکلیف نہیں دی شراب اب تک نہیں پی کیا
بجا ارشاد فرمایا نعمت ہائے دنیوی واسطے بندوں کے خلق فرمائی ہیں ایک ہفتہ گذرا قدرت نے نہ کچھ کھایا نہ پیا فرشتگان
رحمت وجلالت بھی نعمہائے دنیا سے محروم ہیں نعمتیں بہشت کی کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے اشیا سے
دنیوی بالکل ناپسند ہیں اے حیرت دیکھو مشعل و تاریک شکل کش دا احتقاق نے بھی روپیہ صرف کرایا تمام عالم میں
ظالم مشہور ہوا قدرت کی آمد میں ایک حبّہ بھی نہیں صرف ہوا اپنے تخت پر جلوہ فرما ہیں بارگاہ کرامات بندوں پر سب طرح
سے نگاہ رحمت مراد مند مرادیں مانگتے ہیں راہ میں مریضوں نے صحت پائی مراد مندوں کی مراد برآئی اول ہی پنج احول
مریخ نشین کو مبتلای عذاب دیکھا دعا کرکے خطا معاف کی اُسی خیر خواہ نے صحرای مشک بیز کا نام بتایا وہاں جا کر جستجوے
تمام قدرت کو پایا بڑے کر و فر سے لیکر آیا اب کل سب کیفیت معلوم ہوگی پلنگ خونریز سے شہنا لیلی بہت دوست فرمایا کہ
اب ہم خود چلتی ہیں تنہا بجانے کی کیا ضرورت ہے پلنگ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا ہے اے حیرت اب بہار کو کسی
طرح بجلانے لشکر میں بلائے ملک الموت قدرت کے ہمراہ ہے چشم زدن میں روح قبض کر لیگا اے حیرت بجاہ و جلال خداوند جمشید
مجھے اُن سرداروں کا بڑا پاس ہے اب انکی زندگی سے یاس ہے مقدمہ صرصر آنکھوں سے دیکھا بد اعتقادی کی کیا ہوا بگڑی جو
اُسنے دل میں کہا قدرت نے مبتلا دیا ہے اے خاتون محل اگر مصیبت احول کو دیکھتیں عبرت سے روح تڑپ کر قالب
خاکی سے نکلجاتی رات بھر فرشتے عذاب کرتے تھے دن بھر حدت آفتاب مثل ماہی بے آب پھڑکتا تھا ہزارہا فرشتگان عذاب
آنکھوں سے دیکھے اُس نے مجھ سے فریاد کی مجھکو رحم آیا قالب تھرایا میں نے دعا کی خطا معاف ہوئی پھر ارغوا شکبار تھا ہنستا ہوا
طرف باغ کے روانہ ہوا جہنم بھی دیکھا بہشت بھی دیکھی ہے بہروز گشت کا لطف کھلا حیرت یہ حالات کرامات خداوند سنکر
خاموش ہوئی صرصر جسکی گھری ہے بخوف افراسیاب منھ سے نہیں بول سکتی آخر تاب آئی کہا کیوں شہنشاہ یہ سب
آپنے اپنی آنکھوں سے دیکھا افراسیاب نے جھلا کر جواب دیا اُسکی گردن میں ہاتھ دو ابھی تک بد اعتقادی چلی جاتی ہے
جوتیاں کھا چکی اب مجھ سے پوچھتی ہے آنکھوں سے دیکھا ہے میرا سر پھر کر گذرا ہی تجھ پر کیا موقوف ہے اہالیان فوج و لشکر
سے دریافت کر دیکھو کیا کہتے ہیں مقام سکونت خداوند صحرای مشک بیز فرحت انگیز ہوا معتدل طائران زمزمہ سرا
عندلیبان خوشنوا نرگس شہلا کی دیدہ بازی قمریوں کی کارسازی گلش شجر کی تعریف کروں وہی نمونہ بہشت عنبر سرشت ہے

باغ سیب مین نے کس لطف سے آراستہ کرایا ہے کرورہا روپیہ صرف کرکے بنوایا ہو اس صحرای دلفزا کو دیکھے کبھی اس
باغ کی جانب توجہ نہ کرے ہر ایک کی یہ کیفیت تھی دل ملتا باغ غم والم سے فراغ جب اسطرح کے اوصاف افراسیاب
باانصاف نے بیان کیے صرصر نے کہا جب حضور نے سب آنکھون سے دیکھا مین کیا عرض کرون خداوند کا تشریف لانا مبارک
ہو میرے دل کو نہین قرار آتا افراسیاب نے منھ پھیر لیا حیرت سے کہا چلو زیارت خداوند جمشید سے مشرف ہو
دن کبھی کسیکو کاہیکو نصیب ہوا اب زمان فتح وظفر قریب آیا ملکہ حیرت یہ کہکر اٹھی ہوئی امیران وسازو مصاحبان
ہمراہ اشتیاق مین ہمراہ افراسیاب طرف بارگاہ خداوندی کے چلین راہ مین افراسیاب نے حیرت سے کہا ای زینت
پہلوای معشوق خوش شکل کس کس کرامت خداوندی کو ظاہر کردن بیرون بارگاہ سحر بھولی یاد ہی جب اندر گئے تو اوس ہوش
کا جوش ہر چند یاد کرتے ہین ایک لفظ نہین یاد آتا قدرت نے سب فرمایا ہم بانی سحر وساحری ہین جوہر خزانہ افسونگری
ہین ہمارے سامنے سحر کی کیا حقیقت ہو جو چاہا بنایا جو قصد کیا مٹا دیا تم بھی سحر یاد کرنا مگر ادب خداوندی کا خیال
رکھنا حیرت بہت خوب بہت خوب عرض کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی دیکھا خداوند برقع پوش بعد جوش وخروش
تخت طاؤسی پر جلوہ فرما ہین ایکجانب ملک الموت قدرت بعد ہیبت ایک طرف فرشتۂ رحمت وزال و
پلنگ وغیرہ چند سردار سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے آکر سجدہ کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گردھری ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑی ہو گئی قدرت ہنسے کہا کیون ای خاتون محل شہنشاہ اسوقت جورو خصم مین خوب باتین ہوئین
ہو شرما کہ تجھکو سنگ سیاہ کر دون تیرے شوہر نے سب کچھ دیکھا قلب صاف نہوا حیرت تھرا کر گر پڑی فریاد وفریاد کی صدا
بلند کی یا خداوند الامان الامان ہم سب بندگان گنہگار ہین ہماری عیب چھپائیے شہنشاہ کے امورات پر خیال
فرمائیے ایسے ایسے رنج وملال اٹھائے حواس خمسہ مین فرق پڑ گئے ہر مذہب والوین کے اقلیم ساحران مین جھنڈے گڑ گئے
وہ ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ مکار جعلساز شعبدہ باز کیا کیا فتنے برپا کرتا ہے مکاری غداری کا دم
بھرتا ہے آپ کے مصاحبان نامدار عابدان خدمتگزار کس حسرت ویاس سے مارے گئے طلسم ہوشربا مین جابجا قیامت
برپا ہے اب قدرت رحم فرمائین ہماری حماقت پر خیال نہ کرین ارشاد ہوا اٹھ جاؤ ای دختر بلند اختر حیات جادو
وای زینت پہلوی افراسیاب خوشخو اب تمھاری سلطنت تا روز قیامت قائم رہیگی اب رنج وملال نہ ہوگا حیرت نے
دست بستہ عرض کی میری ہمشیرہ حقیقی بہار گلشن اور شریک لشکر مسلمانان بدکردار ہوئی کنیز چاہتی ہے بہار رکنی ندا
نہ آئے اسنے بہت سی بڑی صدمات پہونچائے ایک پیٹ مین ہم دونون نے پیٹھ پھیلائے اب وہ ہمارے دشمن ہوئی اپنی
فعل کی مختار ہے خداوند جمشید نے جواب دیا اب ان مقدمات مین کسی کو دخل نہین ہے جو مناسب مشیت ہوگا پیش

آئیگا بس اب طبل جنگی بجوا او قدرت کو زیادہ تکلیف نہو تمام عالمکا بندوبست ہی ملک الموت پہلو مین موجود ہی لیکن انتظام سے خالی نہین ہی کوئی مشرق مین کوئی مغرب مین کوئی جنوب و شمال مین فرت ہوا ہر ایک پر قبضہ ملک الموت ہو قدرت سب ملاحظہ فرما رہے ہین افراسیاب نے اسیوقت حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر افراسیاب مین پڑا ہوا قدرت نے طبل بجوا دیا دیکھیے اب کل کیا ہو ہرکارے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے موجود تھے خبرین لیکر چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہ مرتبہ اول طبل جنگی بجوانا خداوند جمشید کا و مقابلہ ملک الموت سے ملکہ بہار و باغبان قدرت و ملکہ مخمور کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

نا خدا ترس نہین تجھکو خیال بلبل
بیوفا دیکھ نہ پڑ جاے وبال بلبل
دل پھٹا جاتا ہی سن سنکے مقال بلبل
غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

دیکھکر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین
صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دل کو حزین
منع گل توڑنے سے مین تجھے کرتا تو نہین
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم
ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کر لونگا سر دست مین سامان رقم
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

اس مین شبنم ہی کرم سے ہی بھرا ساغر مے
رنگ دکھلاتی ہی اپنا ہی گلستان مین شجر
آتی جاتی ہی نسیم سحری پے در پے
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبہ جاہ و جلال بلبل

جسطرح دیکھو سراسر ہی گلستان تاراج
زلف سنبل بھی پریشان نہین قابو مین مزاج
مرگ عاشق کو ہی معشوق کے آگے معراج
گل ہین مصروف عزاداری نہین پھولے ہین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

گر نہین شکل مین صورت مین نشیری بخدا
قیس و فرہاد کے لکھا ہی برابر جلسا
مین نے خود محکمۂ عشق مین جا کر دیکھا
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اسکا

لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید مین وہ ہی غمگین
بے پرون پر تو ذرا رحم کیا کر بیدین
اکثر آ آ گئی ہی ہونٹھون پہ بھی جان حزین
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

برگ گل اڑ گئے صرصر کا ہوا ہی طوفان
ہمصفیرون کی ہی اب نغمہ سرائی وہ کہان
غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل

قول رعنا ہی جو الفت مین پڑے سہتے ہین رند
دمبدم اشک مری آنکھون سے کیون بہتے ہین رند
روتے ہین رنج بھی ہر طور کے اب سہتے ہین رند
عشق کیا چیز ہی معشوق سے کہتے ہین رند
نہ تصور رہے تجھے گل کا نہ خیال بلبل

شعر تہمتن توان رستم داستان چنین داد رخش سخن را عنان ملکہ مہرخ مالدار مع کل سرداران عالیوقار بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ہین حالات خداوند جمشید جانسوز و ضرغام دیکھکر آئے چالاک سی سب کیفیت بیان کی اب چالاک کے بھی ہوش اڑے سر جھکا لیا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون ای مہتروالا گہر اسوقت تمکو متردد و مشوش پاتے ہین چالاک نے کہا مین کیا عرض کرون ہر چند کہ طفلی سے فنون عیاری پر دست انداز ہوا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مین خواجہ عمرو کا بیٹا ہون میری مادر مہربان دختر زمیندار ہین اُس طرف والد نامدار کا گذر ہوا ہمارے ناناجان نے ایک دیوار پر سات کٹوریان پیتل کی رکھدی تھین اور شرط کی جو کوئی ان ساتون کٹوریون کو سات تیرون سے اڑا دے اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون قبلہ و کعبہ نے جاکر تیر لگایا سب کٹوریان گر پڑین نانا صاحب نے خواجہ کی مشکین باندھین ارادہ ہوا کہ قتل کرین صاحبقران زمان اپنے رفیق کو تلاش کرتے ہوے آئے اِس مصیبت مین انکو دیکھکر شرط پوری کی کٹوریان اڑائین شرط جیتی ہمارے قبلہ و کعبہ کا عقد ہوا قبلہ و کعبہ کا یہی دستور ہی جورو کی کبھی خبر نہین لیتے روٹی کپڑا نہین دیتے جب مین پیدا ہوا فنون عیاری حاصل کیے مان سے پوچھکر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوا راہ مین صحراے ہولناک ملا شدت تشنگی سے بیہوش ہوگیا گر بموجب روایت دفتر حضرت خضر پیغمبر میرے خواب مین آئے نظر کردہ کیا کچھ راز تعلیم فرمائے کمر ہمت چست ہوئی اُٹھا روانہ ہوا یہان وہ زمانہ تھا کہ فرامرز بن قارن عدلی نے مکر سے صاحبقران کو پکڑ لیا

اور قفس مین بند کیا چوب عقابین پر پنجرہ نصب کر دیا تھا قبلہ و کعبہ دن بھر سرداروں کو خط پہونچاتے تھے
شب کو عیاری کر کے قریب قفس پہونچتے تھے صاحبقران کو کھانا کھلاتے تھے بختک وزیر نوشیروان نے یہ ظلم کیا
کہ صاحبقران کی کچلیان برما کر تارون سے دانت بندھوا دیے تین دن سے خواجہ عیاری کر کے جاتے تھے کہ
آقا کو کھانا کھلاؤن صاحبقران بول نہ سکتے تھے یہ روتے پیٹتے پلٹ آتے تھے تین فاقے کل سرداران نامی پہ
گذرے چوتھی شب کو خواجہ صاحب قفس صاحبقران سے لپٹے کھڑے رو رہے تھے کہ مین پہونچا مجھکو حضرت خضر
تعلیم کر چکے تھے کہ صاحبقران کے دانت تارون سے بندھے ہین تار کاٹ کر کھانا کھلا تجھکو خدا مرتبہ عالی عطا کریگا
مین نے خواجہ سے شرط بد کر تار کاٹے کھانا کھلا کر نکل گیا اُسدن سے لشکر مین میری آبرو ہوئی سردار عیاران لشکر
اسلام کہلاتا ہون بڑے بڑے مقامات عالی دیکھے سردار بھی بہت مارے اب اس مقدمے مین میری عقل حیران
ہر اول مجھکو خیال تھا کہ شاید قبلہ و کعبہ پہونچ گئے اب مین نہین کہ سکتا نہین معلوم کیا معرکہ ہے یہ خداوند جمشید بھی کوئی
بلا ہے دیکھین کیا ہوتا ہے چالاک کے کہنے سے ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا گئین کہ چالاک ایسا عیار فرزند خواجہ نامدار اس
طرح کہتا ہے کیونکر دل کو تسکین ہو خداوند اخیر کچھو زیادہ باعث بیتابی یہ ہے کہ اسد نامدار بھی جلوہ فرما ہین کوئی فکر
انکے ہٹانے کی بہلانے کی نہین ہو سکتی یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر بجنے لگین ہاتھ اُٹھا کر دعا دی اشعار

مطربی را کہ تشنہ مضراب ہست	سینۂ دشمن تو قانون باد	ہر کجا ابر فطرتش بارد
قطرہ محسود در مکنون باد	ہوش را تکیہ گاہ دانش او	خشک بستر فلاطون باد
آفرین باد بر طبیعت تو	روے فیض تو نیز گلگون باد	اے شہنشاہ گیتی ستان بحکم خداوند جمشید

طبل جنگی بجا دیجیے طریقہ جنگ کیا ہو کون زندہ رہے کون فنا ہو ملکہ مہرخ نے بنگاہ حسرت طرف چالاک کے دیکھا
چالاک نے جانسوز سے پوچھا کیون بھائی جب تم بارگاہ افراسیاب مین گئے تھے وہ جو خداوند جمشید ہین شراب
پیتے ہین کباب کھاتے ہین جانسوز نے کہا مین نے بخوبی دریافت کیا نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین اشیاے عیش
جیش کی بالکل ممانعت ہے اگر افراسیاب نے قصد کیا کہ مین سامان مہیا کرون یہ جواب دیا کہ اشیاے دنیوی
واسطے بندون کے خلق فرمائے ہین قدرت کو کھانے پینے سے کون کام چالاک نے زانوون پر ہاتھ مار کہا اگر قبلہ و
کعبہ ہوتے اور یہ اختیار حاصل ہوا ہوتا اب تک سب کو چٹ پٹ کر دیتے سارے لشکر کو لوٹ لیتے اسقدر تساہل کیسا
دیکھیے پلنگ خونریز لڑے تنہا سے جمشیدی دبکے یا میان جمشید خود میدان کارزار مین آئین شعبدہ بازی و سحر
دکھائین چرند پرند نے کہا اب جمشید کے سامنے کوئی سحر نہ کریگا سنا ہے کہ ملک الموت سے سامنا پڑیگا وہی شخص

سیہ نام ہوگا ملکہ مہرخ نے فرمایا جو مرضی پروردگار کہد و ہماری لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی صدای طبل جنگ بلند ہوئی لشکر مین مشہور ہوا کل خداوند جمشید سے مقابلہ ہے چالاک نے جو کلمات حسرت آیات کہے سب سردار گھبرا گئے جانتے ہین چالاک سے زیادہ کون رازدار ہے خواجہ کا فرزند نامدار ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی تدبیر ایسی کیجئے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی صبحکو میدان کارزار مین نجائین انکو آپ کہین چھپائین ملکہ مہرخ نے اسد غازی سے کہا حضور یہان سے تین کوس پر کیا عمدہ صحرائے سبزہ زار ہے وہان متعدد شکار ہے صندلان صندلی پوش کو ہمراہ لیکر بوقت سحر شکار کھیلیے اسد نے قبضے پر ہاتھ رکھکر فرمایا آپ لوگ چاہتے ہین اپنے چشموں مین مین بدنام ہون اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کر مرون دعوی طلسم کشائی کر کے آیا آپ لوگون نے کئی مرتبہ مجھکو چھپایا مقابلہ ساحران سے بھگایا اب اگر آپ لوگ کوئی خبر مجھ سے مخفی کرینگے میرا خون آپ سبکی گردن پر ہوگا فوراً جان دونگا یہ ذلت چھپنے کی گوارا نہ کرونگا یہ مین نے سنا کہ دشمن نے صبح جنگی بجوایا ہے مجھکو مقابلہ دشمن کا ہے شکار کھیلین گے ایسی زندگانی بیکار ہے کہ ہمارے ساتھ والے مبتلائے مصیبت ہون ہم مشغول عیش و راحت ہون ہمارے نانا جان کا یہ طریقہ نہین سب پر سینہ سپر کرینگے آپ لوگون سے پہلے مرینگے اگر کوئی ایسا ارادہ کریگا بہت پچھتائیگا یہ فرماکر صندلان صندلی پوش کو حکم دیا رات سے لشکر تیار رہے سب سے پہلے میدان کارزار مین چلینگے دیکھین تو جمشید کون سحر ابھی کیا کرتا ہے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دامن اسد کا تھام لیا عرض کی ای شہریار آپ جہالت کرتے ہین اتنا کوئی ساحر ہے کہ افراسیاب اسکو سجدہ کرتا ہے میدان کارزار مین آکر شعبدے دکھائیگا آپ کا وہان کیا کام ہے اب برائے شکار تشریف لیجائیے جو کچھ گذریگی ساحران نامی سرداران گرامی جواب دینگے اگر سحر مین نہ غالب ہونگے طائر بنکر بھاگ سکتے ہین غرق زمین ہوکر چھپین موقع نہ طول الاان بجوادین بقول مخفی مجھ بد نصیب کو سب طرح کی مشکل ہے اشعار

ہم کہ زخم غم خوردن خراشیدن نمیدانم
ز استیلای عشق او خروشیدن نمیدانم
مگو راز دولت با من کہ من از سادہ لوحیہا
کہ در راہ طلب آئین کوشیدن نمیدانم

بجز خونابہ دل جام نوشیدن نمیدانم
زمانہ جامہ محنت دہد زانم کہ میدانم
چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن نمیدانم

من آن پروانہ عشقم کہ گر سوزد سراپایم
لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم
بدم رہ بمقصودے درین وادی ازان مخفی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ مہ جبین الماس پوش رونے لگین اسد غازی نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمہارے نہ بنے گی یہ ممکن نہین کہ ہم میدان کارزار مین نجائین ہمارے واسطے بدنامی ہے یہ نہ سمجھو کہ خبر مشہور نہین ہوتی وقائع نگار ایک ایک لفظ لکھتے ہین تمام

عالم مین یہ پرچہ پہونچتے ہین ضرور لشکر صاحبقران مین خبر جاتی ہوگی ہرچند کہ میرا برادر یگانہ برابر زینت لشکر ظفر اثر شاہزادہ ایرج نامور عاشق صادق ہی لیکن مقدمہ جرأت مین دشمن رہزن ذراسی ہتک سن پائے تمام عالم مین مشہور کر دی بارگاہ مین بیٹھکر ہنسے سردار دست راست میرے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان آپ وانکے پھینکین بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین اس طلسم مین اکیلا آیا ہون اگر وہ سب صاحب آجاتے ایک ہفتے مین طلسم فتح ہوتا یا مین اپنی جان دیتا یا گھس کر سر افراسیاب کو لیتا اب آپ سب صاحبون کے حکم کا پابند ہون یہ ناممکن کہ سینہ سپر نہ کرون افراسیاب کے سامنے نجاؤن اس غصے سے اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ رکھکر یہ کلمات حسرت آیات فرمائے سب کانپنے لگے ملکہ مہ جبین نے دامن چھوڑدیا رونے لگین کہا آپ کو اختیار ہی یہ کنیز مجبور ہو ناچار ہی یہ کہکر اسد نامدار اٹھے دربار برخاست ہوا ضرغام ہمراہ اسد نامدار صندلان بھی مع جوانان صف شکن ہمراہ ہی جب یہ داخل بارگاہ ہوئے صندلان پلٹا لشکر مین کمربندی کا حکم دیگر بارگاہ ملکہ گوہر جادو مین آیا گوہر کو جو کنیزون نے خبر دی ہی کہ کل اسد نامدار میدان کارزار مین ضرور جائینگے ملکہ مہ جبین سر اوچ جھٹک دیا کوئی سمجھا نہ سکا واسطے صندلان کے بیقرار ہی کہ صندلان آکر پہونچا ملکہ گوہر کھڑی ہوگئی کہا کیون ای صف شکن ای پہلوان تیغزن تمھارے سردار صاحب کیسے سخن ناشنو ہین خیر خواہان دولت کی بات نہین مانتے جمشید میدان کارزار مین آئیگا نمونہ خدائی دکھائیگا نہین معلوم کونسا سحر قبضے مین ہی قبض روح کا دعوی کرتا ہی نام پر خدائی کے مرتا ہی علاوہ اسکے پلنگ خونریز حاکم شہنائے جمشیدی اگر اسنے شہنا بجائی ہزارہا کے سر پھٹ جائینگے سیکڑون بیہوش ہوکر ایڑیان رگڑینگے ایسے مقام پہ ساحر کا ہو کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہسے ای شیر بیشہ جرأت ہم سبھون کے دل کو بیتابی ہی صندلان نے جواب دیا ای ملکہ عالم مین تمھاری بات کا کیا جواب دون اسد نامدار بجا ارشاد فرماتے ہین شیر کہین روباہون سے ڈرتے ہین جب برق شمشیر مردان عالم چمکی سب ساحر بھاگ جائینگے ملکہ گوہر جادو نے بحسرت و یاس طرف صندلان کے نگاہ کی تڑپ کے آہ کی یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی

نظم

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
کرتو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
چھینیر سر خار سے نکلا سر صحرا
یخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ

تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ہجر ہو غنیمت اب مری گریہ مین اگر چشم
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
ای خنجر خونخوار نہ بہش مین کمی کر

ساتھ اپنے ہی اک فوج الم اور زیادہ
بھڑکی ہر جو یہ آتش غم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
ان تجھکو مری سرکی قسم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
اُس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ
کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر
گرمی سے ہے آنکھو نمین ورم اور زیادہ

کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ
کیون مین نے کہا تجھسا خدائی مین نہین ہے
لے عشق کا پھر اُسکے تو دم اور زیادہ
رگڑی ہے سر بستر پہ پڑا پانؤن کہا تک

کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
اُس عاشق بیچارہ کا ہے اور برا حال
سب پانؤن نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

صندلان صندلی پوش نے ملکہ کو مہر کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ عالم اِسقدر بیقرار نہو بس طلسم کی تم حاکم ہمین اِس طلسم کے فتح ہونے کی کب امید تھی پروردگار نے فضل کیا کیا جلد فتح ہوا اُسی طرح طلسم ہوش ربا بھی پامال ہوگا ہیرو مقدمے مین دخل نہ دو مین جان نثار اسد نامدار مشہور ہون چند قدم اُن سے آگے بڑھنا چاہیے سینہ سپر ہون اُنسے پہلے جان دون جاکر لشکر کا انتظام کرو خبردار خبردار ہر اخیال میدان کارزار مین نہ رکھنا تمک شہنشاہی کے خیال مین موت کا مزا چکھنا آقا و نامدار کی فکر رہے ایسا نہو اُنپر کوئی ساحر سحر کرے تم سب سے پہلے اپنے کو پہونچانا گوہر جادو نام آبرو مین تمھارا نام زینت گوش نازنینان مہوش ہو ملکہ کیون خاموش ہو یہ عاشق ومعشوق بارگاہ مین تڑپ رہے ہین لشکرون مین تیاریان افراسیاب کے لشکر مین لکھ در لکھ مراد مند جمع ہین رات کو بھی صدائین یا خداوند جمشید کی بلند ہین اُٹھوا لے ساحران غدار اپنے اپنے بستروں پر سحر تیار کر رہے ہین یہی خیال ہے کہ کل لشکر مہرخ کا خاتمہ کرینگے ہم سب غالب آئینگے ملازمان مہرخ بھاگ جائینگے کل طلسم کشا بھی قتل کیا جائیگا جو آگے بڑھیگا پامال ہوگا سحر تیار کر رہے ہین ناگاہ خداوند خلقت فلک چہارم کرامات ضیا و شعاع دکھاتا ہوا تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا نوبت نقارے بجے ملازمان افراسیاب کمر باندھنے لگے اول افراسیاب مع حیرت و پلنگ خونریز و زال جادو وچند رفیقان سلطنت حاضر بارگاہ خداوند جمشید ہوے سجدہ کرنیکا ارادہ کیا فرشتہ رحمت نے کہا شکر قدرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بندگان موافق سے منع کرو کہ ہمکو سجدہ نکرین جب مخالفون سے سجدہ کرا لینگے بندگان قدیم قدرت سے تسخیر ہین پس کیا ضرورت ہے عوض سجدہ وسجود قدمبوسی کا حکم ہوا افراسیاب وحیرت نے پایہ تخت کو بوسہ دیا حکم دیا قدرت بھی چلتے ہین افراسیاب ہے برآیا مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ملکہ حیرت اپنی کنیزون کو ساتھ لیکر تخت پر متمکن ہوئی سب اُسی جانب دیکھ رہے ہین دیکھا تخت خداوندی اُڑتا ہوا آتا ہے ایک سمت ملک الموت بصد ہیبت ایک جانب فرشتہ رحمت جسکے چہرے سے آثار جلالت ظاہر ہین خداوند برقع پوش پر چتر زر کا سایہ پلنگ خونریز کو قریب اپنے بلایا وہ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر فوج دریا موج ساحران غدار طلسم ہوش ربا کے تاجدار یہ خبرین لشکر کی بڑی دور سے

اُنے وجد مین افراسیاب کے گرد پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای شہنشاہ ہوش ربا تو بڑا با اقبال ہی
عبادتین کرتے ہزارون عابد زاہد مرگئے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھے دیدار خداوندی نصیب نہوا قدرت آپکے
ساتھ تشریف لائے مہرخ و بہار وغیرہ کیا سرکش ہین بیہ اگر نولاے نہین ڈرتین دیکھو آمد لشکر کے نشان ہویدا
ہوی ملکہ مہ جبین تخت زرین پر ایک جانب ملکہ مہرخ نامدیدہ بہار رنگین پوش نہلال سحر افگن ملکہ سرخ مو
وغیرہ تخت کو گھیر رہے افراسیاب کی نگاہ دُور تک ہوئی ایک سمت سے گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا شیر بیشۂ جرات
و نہنگ بحر ذخار جلالت آفتاب عالمتاب ریاست ماہ آسمان شوکت برہمزن لشکر کافران نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان
عاقل و کامل اسد شیر دل پشت مرکب باد رفتار پر سے جمے ہوے ضرغام شیر دل رکاب سے لپٹا ہوا ایک جانب
شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ساٹھ ستر ہزار جوانان غیر ساحر علوم صف شکنی سے ماہر زرہ پوش ہیلہ
دوش بہوش پہ جمے ہوے علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے اس جاہ و جلال سے یہ شیر صولت وارد میدان کارزار
ہوا آمد سے زمین تھرائی ملکہ مہ جبین کی نگاہ جہان ہمثال پر پڑی ملکہ مہرخ سے کہا نانی اماں آپ اس جرات کو خیال
فرمایئے رات کو سب نے سمجھایا اُنکے خیال مین نہ آیا میدان کارزار مین آئے جدھر افراسیاب کھڑا ہی اُسی جانب دیکھ
رہے ہین پلک نہین جھپکاتے چاہیے ہٹ کر کھڑے ہون اپنے کو بچائین نگاہ دشمن سے مخفی رہین مہرخ نے کہا بی بی
خدا تیری راج سہاگ کو رکھے دشمنون سے یہ شیر دل بچے پہلو مین چالاک بصورت خواجہ عمرو کھڑا ہی ملکہ مہرخ
نے جھک کر پوچھا کیون ای مہتر والا گہر خداوند و فرشتۂ رحمت و عذاب کو دیکھا اب بتلاؤ کیا رای ہی چالاک نے
کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ طریقہ نہین ہی اسقدر اُنکا اعتقاد ہوتا رات ہی کو شراب پلا کر لوٹ مار شروع کر دیتے
وہان تو شراب کی ممانعت ہی دو منزلین طی کر کے ہمراہ کیون آتے اُنکی عیاری کا بہروپ مین خاتمہ ہو گیا ہم
کی عیاری یعنی اِس رنگ مین قبلہ و کعبہ کو نہین دیکھا ہم لوگ اگر عیاری کرتے کبھی انکے ساتھ کسی محفل مین رنج
ہم تدبیر کرتے رہے اُنھون نے جھٹ پٹ بیہوشی ملادی پانی مین رکھکر اُڑا دی بیہوش کیا لوٹنے لگے اِس عیاری
مین نہ صرف شراب نہ خواہش کباب خداوند اگر بنتے تمام خزانہ لیکر زنبیل مین رکھ لیتے رات ہی کو افراسیاب
کو زہر دیتے یہ حقیر نا امید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی چالاک سے یہ سنکر ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان اُڑنے
لگین سرداروں مین کھلبلی لیکن خاموش صفین جمین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست ساحر
افراسیاب مہرخ نے میدان کارزار کو درست کیا نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین اشعار عبرت خیز
حسرت انگیز پڑھتے کر گیت و نقیب بھی میدان کارزار سے ہٹے اب صفون پر سناٹا ہوا افراسیاب گھوڑا اُڑا کے

قریب تخت خداوند جمشید آیا دست بستہ عرض کی پلنگ خونریز کو شہنا مرحمت ہو یہ میدان کارزار مین جائے قدرت
نے جھڑک دیا کہا تجھے اس مقدمات مین کیا دخل ہے یہ فرما کر طرف ملک الموت قدرت کے متوجہ ہوئے کہا اے قہر و غضب
خداوند تم میدان کارزار مین جاؤ بہار و باغبان و مخمور کو پکڑ لاؤ اگر اطاعت کی فبہا ورنہ جہنم مین جھونکوا دونگا
ہڈیان تک جلا دونگا وہ جوان سیہ فام ہیبت انجام بقہر و غضب تمام تخت سے کودا تسلنگین لگاتا ہوا میدان کارزار
مین آیا زمین تھرانے لگی اک نعرہ کوہ شکاف کیا کہا اے فرقہ سرکشان و اے مجمع مسلمانان ایسے بخوف ہوئے قدرت کے
مقابلے مین آئے بہتر یہ ہے کہ آکر سجدہ کرو شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو و مقبول بارگاہ خداوند جمشید
تمہارا افسر ہے اُسکی اطاعت کرو کیون قضا آئی ہے جواب دو اب جانبری غیر ممکن ہے مین ہر روز مخفی ہو کر سب کے
مکانون مین آتا ہون آواز لگاتا ہون اے اہالیان دنیا آگاہ ہو جاؤ قضا بہت قریب ہے جو اُسکو بھولا وہ بدنصیب ہے
گھر کے گھر خالی کر دیے دل اہالیان دنیا کے حسرت و یاس سے بھر دیے مگر اہالیان دنیا وہ غافل ہین موت کو بالکل فراموش
کیا مرنا یاد نہ رہا دام دنیائے مکار مین گرفتار ہین نہ غافل ہو ہوشیار رہین اب حکم خداوندی ہو چکا ابھی تک خیر ہے خداوند
معاف کر دینگے تخت عدالت پر متمکن ہین انصاف کرینگے یہان سرداران نامدار نے گھونسی جھکائی کلیجے پر پتھر رکھ لیا
آواز دی خداوند جمشید پر لعنت کرتے ہین ہم سپاہی سرفروش جانبازی پر مرتے ہین اُس جوان نے آواز دی بی بہار
کو بھیجو جو سب کو تنکے چنوا دیتی ہین مجھکو بھی دیوانہ بنائین رنگ سحر و ساحری دکھائین لشکر مین غل ہوا طاؤس زرین بال
سے بہار کودی قریب تخت ملکہ مہ جبین آکر عرض کی حضور اجازت میدان کارزار مرحمت ہو وہ مجھکو بلاتا ہے ملکہ
مہ جبین نے سر اُٹھا کر دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھون مین آنسو ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا خالہ امان
کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے باغبان بھی روتا ہوا قریب آیا کہا اے بہار ہم تم رازداران طلسم ہوش رُبا ہین بڑے بڑے
عجائب و غرائب اس طلسم کے دیکھے لیکن ملک الموت قدرت و فرشتۂ رحمت و خداوند جمشید بدطینت نہ کسی
کتاب مین لکھا دیکھا نہ یہ تماشا نظر آیا دل تھرا رہا ہے نہین معلوم یہ سیہ فام اسکا ملک الموت لقب ہے کوئی ساحر بے ادب
ہے یا غیر ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز کسطرح پہچانین تم ایسی ساحرہ کو پکارتا ہے اے بہار مین مقابلے مین جاؤنگا تم
قصد نکرو بہار نے روکر جواب دیا اے باغبان قدرت اے صاحب شوکت و لیاقت موت آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہے جان کے ساتھ آبرو بھی دین قاعدے مین اپنے آقائے نامدار کے فرق ڈالین اس لشکر ظفر اثر مین
حکم عام ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی جائے مقام کرے جیسے یا مرے سامنے طلسم کشا موجود ہین مین کسی کا
کہنا مانونگی بحکم قضا و قدر اس جوان کو دیوانہ بنا کر حکم دون کہ جا کر جمشید کا سر کاٹ لا اگر سحر چل گیا تو مثل شعلہ

حوالہ جا پڑیگا افراسیاب جمشید سے لڑیگا اگر ہارے سحرے جواب دیا مجبور وناچار ہین جو تقدیر مین لکھا ہو وہی ہوگا
اب نہ روکو جانے دو بڑی مشکل سے سردارون نے رخصت دی بہار گلشن لشکر سے نکلی جسکی نگاہ اسوقت جمال
ہمشیال ملکہ بہار گلعذار پر پڑی ہر چند ضبط کیا نہو سکا کنیزان بہار نے دف ودائرے بجائے باغ کا باغ پڑھا شل نسرین و
نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و گلعذار وغیرہ روتی تھین رنج فراق بہار مین یہ خمسہ پڑھنے لگین خمسہ

گر صبا آصف ہے تو گلشن ہے دیوان بہار ۔ آئینگے بلقیس اب بن بنکے مہمان بہار
کیوں نہو گلزار عالم مین یہ سامان بہار ۔ حکمرانی پہ ہوا حکم سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

دشمن جان ہین مگر مرغ خوش الحان بہار ۔ دامن گل ہے نظر مین چاک دامان بہار
بے صنم ہے شاق یہ ناز عروسان بہار ۔ زخم خندان یار بھی ہے روئے خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجھکو باران بہار

ہے بہار اک شکل زیبا دیکھ کر پہچانیے ۔ دل مین چہرے کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہے گویا دہن اور سرو ہے قد مانیے ۔ زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

دھوپ سے مرجھائین جھونکے سے جھکین سرتا بپا ۔ قطرہ شبنم سے اور باد بہاری سے نشو نما
اور کیا پھبتی کہے ان پر مرا ذہن رسا ۔ شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ثابت ہوا
نو سواران چمن ہین مرد میدان بہار

باغ عالم مین تو ہے مہمان نوازی کا چلن ۔ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ماتھے پہ شکن ۔ کیا سمجھ کر روندتے ہین مجھکو سیاح چمن
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

راز حکمت دل مین بلبل کے ہزارون ہین نہان ۔ باغ عالم مین ارسطو سے ہے بڑھکر بیگمان
قول آتش کب ہے قول بوعلی سے کم بیان ۔ آب جو لی ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

گر بہار گلشن خلاق عالم ہے نظر ۔ دیکھ لے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر

ہو

چشم بینا چاہیے قدرت ہے اسکی جلوہ گر | روشنی ہوئے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالہ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار
ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین | گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین
گل رعنا ٹھیک ہے مشہور ہر اک شہر مین | نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
آہ سرد اور ہین آتش نہ سامان بہار

کنیزان ملکہ بہار نے جو یہ اشعار بہاریہ پڑھے شور و بلند ہوا ہر گلعذار کی آنکھون سے اشک گہر رشک جاری ہوگا چشم حسرت سے دیکھکر رہ گئے چشمہ چشم سے دریا بہ گئے لیکن ملکہ بہار گلعذار مطیع لشکر صاحبقران نامدار یا تو طاؤس زرین بال پر سوار تھی اُس ساحر کو جو سبدیل دیکھا طاؤس سے کود پڑی بیغیرت دامنگیر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین لیکر رہی یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ تقدم طرف سے مطیع اسلام کے جائز نہین جب حریف حربہ کر لیتا ہے تب یہ جواب دیتے ہین گلدستہ بہار کے ہاتھ مین تھا اسی گھات مین ہے کہ جب اسکا حربہ دفع کر دیگی تب سحر پڑھونگی دیوانہ بناؤنگی آج رنگ سحر کھل دکھاؤنگی جب قریب ملک الموت پہونچی آواز دی ہان حربہ کر تو ساحر ہے یا غیر ساحر اُس جوان نے قہقہہ مارا بہار ری نادان بیوقوف ہم قابض ارواح ہین مشرق و مغرب و جنوب و شمال کے سیاح ہین سحر کیسا تلوار کیا چیز ہے اشارہ ہمارا کافی ہے ہاتھ ملا دین طبقات زمین کو آسمان پر پہونچا دین گردش نگاہ سے انقلاب عالم ہو چشم زدن مین ساحر ہو یا غیر ساحر بیدم ہو تیری کیا مراد ہے جلکر قید ہون پر شاہنشاہ کے گرا ب دعا جان بچیگی وہ نعرہ شہرانہ کیا بہار تھرا گئی ضبط کرکے جواب دیا بس یا وہ گوئی موقوف کر جنگ سحر مین مصروف ہو دیکھ تو کیا حال کرتی ہون ابھی سمند سحر سے پامال کرتی ہون لیکن ہم مطیع صاحبقران اعظم ہین تقدم ہماری بیان جائز نہین تو سحر کر یا تلوار لگا ہر طرح سینہ سپر ہین یہ سنتے ہی اُس جوان نے جیب مین ہاتھ ڈالا کہا ہمارا حربہ قہر جمشید ہے دیکھ اس رنگ مین کیا بھید ہے ہاتھ بڑھاؤن روح قبض کرون رگین کھنچنے لگین موت کی ہچکی آنے لگے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہون بہار پر خوف غالب زبان سے کچھ جواب نہ دیا حیران کہ دیکھون کیونکر وار کرتا ہے خداوندا خیر کرنا قبض روح کا دم بھر تلے ملک الموت نے چند پھول ہاتھ مین لیے کہا دیکھ تیرے واسطے یہی کافی ہے یہ کہکر بہار پر پھول کھینچ مارے وہ پھول منھ پر بہار کے پڑے لہرائی دھم سے گر کر بیہوش ہوئی فوراً ملک الموت نے زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر کھینچتا ہوا سامنے خداوند جمشید کے لایا مثل مردے کے ڈالدیا پھر جست کرکے میدان مین آیا نعرہ کیا ارے تم سبھون کی آنکھین کھلین شور گریہ و زاری لشکر ماہرخ مین بلند ہوا کنیزون نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر

لی ملک الموت نے آواز دی اب کیون روتی ہو بہار کی بہار عمر خزان ہوئی باغبان کو بھیجو باغبان بے حواس
گھوڑے سے کودا تیغہ کھینچکر دوڑا مہرخ نے ہان ہان کی آواز دی کہا ای باغبان قدرت ہم مصیبت زدون سے
رخصت تو ہو لے وہان جا کر کچھ نہ بن پڑیگا بہار کا حال دیکھا سحر نکر سکی کھینچکر لے گیا نہ سحر کا حال کھلا نہ شعبدہ
ثابت ہوا عجب رنگ ہے عقل و فطرت مین جنگ ہے باغبان نے پلٹ کر جواب دیا جب گلشن لشکر مین بہار نہو
باغبان بیکار ہے امیدوار رخصت حرب و پیکار ہے کلیجے پر چھریان پھر چکین دل داغدار ہوا کلیجہ فگار ہوا یہ کہتا
ہوا باغبان جھپٹا ملک الموت نے بھی تلوار کھینچی نعرہ کیا او باغی ٹہر تلوار قابض ارواح سے گبھوا دیکر جھپٹا
تلوار چمکائی سپر کو گردش دی پھولون سے سپر کے باغبان کے دماغ مین خوشبو آئی آہ کرکے گرا بیہوش ہوا ملک الموت
نے اسکے بھی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھلین کھینچتا ہوا سامنے تخت خداوندی کے لایا اسکو چھوڑ کر قصد
کیا کہ پھر جا پڑون افراسیاب گھبرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا گھوڑے سے کود کر تھراتا ہوا سامنے تخت خداوندی کے
آیا کہا یا خداوند برے سلطان چشم نمائی تو ہو چکی اب طبل بازگشت بجے کل سمجھا جائیگا جمشید نے بقہر و غضب آواز
دی مشیت قدرت مین دخل دیتا ہے تیری خاطر منظور نظر ہے شامری پرستو نکا افسری بہار باغبان کے مقدمہ
مین حکم ہوا انکو کشان کشان لیچلے جب ان دونون کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوے آپسمین اشارے کرنے
لگے کہ ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر بھی نکر سکے یہ سیہ فام بڑا ظالم ہے افراسیاب طبل بازگشت بجوا کر پلٹا ادھر اہل اسلام
گریان و نالان غم بہار مین خاک اڑاتے ہوے براے بہار و باغبان بلبلاتے ہوے ملکہ مہرخ نے چالاک
سے پوچھا کہو مہتر صاحب طرز جنگ دیکھا چالاک نے کہا صاحب میرے ذہن مین نہین آتا مخفی سحر کیا بہت
سے مقامات ایسے دیکھے دمامہ جادو نے زرجد شاہ کو بنایا تھا زرجد شاہ سحر کا ایک حرف
نہ جانتا تھا ایک گوہر شبچراغ بہ مشقت تمام دمامہ نے آراستہ کر کے زرجد کو دیدیا تھا نقاب چہرے پر ڈال
کر خدائی کرتا تھا جب کوئی غیر مذہب اُس بیچارے کے سامنے آیا نقاب اُلٹ دی روے نحس اسکا دیکھکر بےبس
و ناکس سجدہ کرتا تھا ظاہر مین مشہور ہوا دیدار خداوندی دیکھکر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہے یہ باعث
نہ تھا صرف شعبدہ بازی مین رنگ جمایا اُسی گوہر بے بہا مین تاثیر سحر دمامہ تھی کمال اُسکا مشہور ہوا
اُسی طرح یہ جو جمشید آیا ہے بیشک ساحر زبردست ہے بات بن پڑی خداوند بن بیٹھا روے نحس نہین دکھاتا ہے
منھ چھپایا ہے اُس نے بیٹھے بیٹھے سحر کیا یا جسکا نام ملک الموت رکھا ہے یہ بھی ساحر ہوگا عیاری نہین ہے عیاری کے
رنگ ڈھنگ اور ہین یہ سب سحر کے جوڑ ہین افسوس یہ ہے کہ نہین معلوم قبلہ و کعبہ پر کیا گذری برق و قران بھی یا

واپس آئے اسی فکر مین ہونگے اب دیکھیے باغبان وبہار پر کیا گذرتی ہے یہ کہکر چالاک برائے خبر چلا یہان افراسیاب
اس فکر مین ہے کہ باغبان وبہار کو مین قید کرونگا دربار سمجھونگا جب قریب بارگاہ خداوندی پہونچے افراسیاب
نے جھکر عرض کی یہ گنہگار مرحمت ہون بعد اختتام لشکر دربار انکا سمجھا جائیگا بقہر وغضب خداوند نے آواز دی
کہ زمین ہل گئی کہا کیون او خاطی مشیت قدرت مین پھر دخل دیا صحبت عمرو مین رہکر ان سبکے قلب سیاہ ہوگئے
نصیحت اثر نہین کرتی بقول سعدی مصرع تربیت نا اہل راچون گردگان بر گنبد است ، تجھ سے مقابلہ کرکے ان
سبکے حوصلے بڑھے مزاج انکے برہم ہین لائق جہنم ہین وہی چتر زرین مثل بارگاہ آراستہ ہوگیا باغبان وبہار
اپنی بوٹیان کاٹ رہے ہین سحر یاد ہین چاہتے ہین زبان سے سوزن نکلے اب بھی تڑپھڑ کے نکلجاتین ساری
ارمان دل کے دل ہی مین رہے سحر نہ کرنے پاتے یہ تو اسی تردد مین ہین ملک الموت سر زنجیر تھامے ہوے
قدرت اسی طرح تخت پر سوار داخل بارگاہ ہوے افراسیاب وملکہ حیرت نے چاہا برائے شفاعت بہار
ہم بھی اندر بارگاہ کے جائین فرشتہ رحمت مانع ہوا کہا اے شہنشاہ ٹھہر جائیے اسوقت فرشتگان جہنم حاضر ہوے
ہین آپکا اندر آنا مناسب نہین ہے افراسیاب وحیرت ٹھہرے قدرت مع فرشتگان رحمت وعذاب مع بہار و
باغبان لاجواب اندر بارگاہ کے گئے چند ساعت کے بعد افراسیاب وحیرت کو طلب فرمایا اندر آگئے دیکھا
قدرت تخت پر ہے دو فرشتے حاضر ہین بہار وباغبان قدرت کا گلشن بارگاہ مین نشان نہین افراسیاب
تو کانپ گیا حیرت سے ضبط نہوسکا خون عزیزی نے جوش مارا بے اختیار رونے لگی پائے تخت سے لپٹ گئی عرض کی یا خداوند
بہار کو حضور نے کیا کیا وہ میری بہن ہے ہرچند کہ باغی ہوئی یہی گمان تھا جب گرفتار ہوگی صدمہ اٹھائیگی راہ پر آجائیگی
حضور نے کہان بھیجدیا والد نامدار حیات جادو کے مصاحب ندیم آگئی مین بیٹی ہون یہ میری ہمشیرہ حقیقی ہے حضور
مجھکو مرحمت فرمائین بعد ازین باغبان اختیار ہے اسکو بھی خدمت مین والد کے روانہ کردونگی وہ بخوبی سمجھالینگے
یہ جو حیرت نے رو رو کر کہا افراسیاب بھی کسی قدر بیقرار ہوا جمشید نے بقہر وغضب تمام آواز دی او افراسیاب
خانہ خراب او بچیا احمق نادان سارے طلسم ہوشربا کو تونے برباد کیا مقربان درگاہ با بدولت کو ستایا
تاریک شکل کش ایسی ساحرہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر قدرت نے علوم سحر رگ وریشے مین اسکے بھر دیے تھے
مشعل کو روشنی بخش سحر بنایا اسکو بھی گل کرایا ساری تیری خطا ہے گنہگارون کو ہم سے طلب کرتا ہے وہ لائق جہنم تھے
فرشتگان عذاب لے گئے جس حال مین تونے احول کو دیکھا تھا اسی حال مین یہ گنہگار بھی مبتلائے عذاب
شدید ہو رہا ہے انھین کے پاس تمکو بھی روانہ کردین اے ملکہ حیرت بہن سے جا کر جہنم مین ملو اسی دم فرشتے

طلسم ہوش ربا کو برباد کر لیا رعب و دبدبہ سلطنت باقی نہ رہا یہ سنکر حیرت رونے لگی کہا یا خداوند مجھے اس سے بڑی
محبت ہے گھر کی رونق باغ کی زینت باپ کے قلب کی قوت مجھ بدنصیب کے روح کی راحت مین بدون دیکھے تڑپ
تڑپ کے مرجاؤنگی جب حیرت بہت تڑپی پھڑکی افراسیاب بھی منتین کرنے لگا قدرت کو رحم آگیا یہ سنکر فرمایا
کہ اے افراسیاب و حیرت گنہگار جہنم سے جاکر نہین نکلتا جلا دیا جاتا ہے لیکن مطمئن رہو اسوقت تیرے رونے
سے رحم آگیا خاک جمع کرکے پھر پتلہ بنائینگے بعد اختتام جنگ سامانان جسم مین روح پھونک دینگے جسم بھی نیا روح
قدیم قلب کی سیاہی مٹی ہوئی بہار فصل بہار مین آکر تمسے ملیگی کلی تیری آرزو کی کھلیگی حیرت جادو مثل گل
شگفتہ ہوگئی تصدق نثار ہوئی خوشی مین کنٹھا یاقوت احمر کا ہاتھ پر رکھکر نذر دیا قدرت نے اٹھا کر جیب مین رکھا بعد
چشم زدن ویسے ہی دو کنٹھے جیب سے نکالے حیرت کو دیے ہنسکر فرمایا اے حیرت جادو اے خاتون محل شہنشاہ
خوشنود تمنے اسوقت وہ کام کیا جیسے اہالیان دنیا کو راضی کرتے ہین قدرت کو لاکھ کا کنٹھا دیکر خوش کیا یہ کنکر
پتھر قدرت نے بنائے جواہر کو یہ مرتبہ عطا کیا کہ تاج سر شاہان ہوا قدرت کی نگاہ مین وہی کنکر پتھر ہین تم ان دونوں کو
بطور تبرک صندوق مین بند کرو ایک تمہارا دوسرا قدرت نے بنایا ہوا فرشتگان قدرت کا تمکو مرحمت کیا چالاک
ایک گوشے مین چھپا ہوا یہ حرکات سکنات دیکھ رہا تھا ہوش اڑگئے دل سے کہتا ہے اے چالاک یہ بڑا کوئی ساحر ہے علم
نیرنجات سے خوب ماہر ہے بہار و باغبان کو بھی یہین غائب کر دیا روتا ہوا پلٹا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا
حضور یہ قبلہ و کعبہ نہین ہین بڑا کوئی ساحر مکار و غدار ہے قبلہ و کعبہ کنٹھا یاقوت احمر کا دلپسند تھے بہار و باغبان کو سحر
کرکے کہین چھپایا نیا شعبدہ دکھایا کہتا ہے وہ تو جلا دیے گئے خاک جمع کرکے پتلہ بناؤنگا روح پھونکدونگا ہمارے دل کو
کب ان محالات کا اعتقاد آتا ہے علم سحر و شعبدے مین بے مثل و بے نظیر ہے اسپر عیاری بھی نہو سکیگی بیان سے چالاک
کے لشکر مین غل و بلند ہوا سپہ دار برائے باغبان و بہار اسقدر روئے کہ چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن قلب
پر ہجوم لشکر رنج و محن اسد نامدار کو بارگاہ سے سمجھا کر بہلا کر صندلان صندلی پوش اور خیمے مین لیگیا یہان تو یہ
کیفیت ہے لیکن حیرت و افراسیاب بخدمت خداوند لاجواب ہین دریائے اعتقاد مین افراسیاب ڈوبا ہوا
حیرت وجد کر رہی ہے پلنگ خونریز دساحر ہستی و زال جادو اسیطرح کے چند سردار افراسیاب کے زار دار بدربار قدرت
مین حاضر ہین یہ تو مکرر عرض کرچکا کہ سحر سبکو فراموش ہے جب باہر نکلتے ہین سحر یاد آجاتا ہے عین گرمی صحبت مین
خداوند جمشید نے فرمایا اے افراسیاب قدرت انتظام عالم کرنے مین مصروف ہین طلسم ہوشربا کے انتظام تیری
رائے پر موقوف ہین حسیر تمن اپنی بیان کر کیا کیا چاہتا ہے باغ طلسم ہوش ربا مین کانٹے بہت ہین سالہا

سال تیری دامن سے اُلجھے گئے آرام وچین نہ ملینگے فساد تاروزقیامت رہیگا تونے انتظام کیا ہی فرشتے جہنم سے طلب
فرمائے ہین فرداً فرداً مقابلہ بیکار ہی ایک دن سبکا خاتمہ کرنا منظور ہی زیادہ تیر اگر دشمن ہی حیرت بول اُٹھی یا خداوند
ساربان زادہ عمرو عیار بڑا ظالم ہی اول اُسکی تدبیر کیجیے اگر اسد غازی قتل بھی ہوا وہ فکر کریگا جاکر کوہ عقیق
گلزار سلیمانی سے اپنے آقائے نامدار صاحبقران کو لائیگا سنتی ہون حمزہ دختر زندان حمزہ نے صدہا طلسمات
فتح کیے اگر وہ لوگ طلسم مین آگئے بیشک ہنگامہ عظیم ہوگا حمزہ کو آپکا نام بھی ایسا یاد ہی کہ سحر اسیر تاثیر تھیس کرتا
بڑے بڑے ساحر اُس کے ہاتھ سے مارے گئے اگر وہ آیا وہی نام پڑھکر شہنشاہ سے لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا اپنے
نواسے کے خون کا دعویدار ہو سالہا سال حرب وپیکار رہیگا اسکی تدبیر بوجہ احسن فرمائیے عمرو کو جہنم مین بھجوائیے یہ
سنکر قدرت نے ملک الموت سے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ خاتون محل شہنشاہ کا دل راضی کرو اسنے بڑی معقول
بات کہی صاحب فہم وفراست لائق سلطنت ہی یہ سنتے ہی ملک الموت اُٹھا شنشنگین لگاتا ہوا بارگاہ سے چلا الغرض چند
ساعت سب نے دیکھا ملک الموت ٹانگ مین عمرو کی رسی باندھے ہوئے عمرو بیہوش دیدہ ہوش دبی منہ سے کاکر رہا ہی
وضع وقطع حال خط مین فرق نہین سامنے لاکر ڈالدیا قدرت نے کہا کیون ملک الموت اسکو جہنم مین نہ پھینکدیا یہ کہکر
خود تخت سے اُٹھے آواز دی آنکھین بند کرلو فرشتگان جہنم آگئے سب نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین یہ آواز سنی کہ قدرت
فرماتے ہین اس ساربان زادہ کو جہنم مین لیجاؤ حسین قصر آتش مین باغبان وبہار نہ ہین اُسی مکان مین چھوڑ دو
اسپر گرز آتشین پڑین خبردار ستر مرتبہ جلانا پھر پتلہ بنانا اسطرح اسپر عذاب ہو کہ اپنی بدعت کو یاد کرے بعد ازان پھر
قدرت تخت پر آئے سب نے آنکھین کھولین دیکھا عمرو ندارد قدرت تخت پر جلوہ فرما ہین فرمایا صرصر بد اعتقاد کو بلادو
صرصر کانپتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون او مکارہ ایک ہفتے سے عمرو لشکر مین نہین ہی چالاک اُسکا بنا بصورت
عمرو لشکر مین پھرتا ہی رنگ اُسکا جما ہوا ہی تو نہ پہچان سکی یا اُس عیار کا حال چھپاتی ہی قدرت کا حال سنکر جنگلون
مین بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج اُسکو ملک الموت پکڑ لایا جہنم مین بھجوادیا صرصر کانپنے لگی عرض کی یا خداوند حقیقت
مین لونڈی نے نہین پہچانا آج شام کو صبا رفتار نے بیشک خبر دی تھی کہ عمرو لشکر مین نہین ہی چالاک
بشکل عمرو لشکر مین پھرتا ہی رنگ اُسکا جما ہوا ہی قدرت کے نثار بہت بجا ارشاد ہوا یہ عیار ایسی صورت بدلتے ہین
پہچاننا دشوار ہوتا ہی قدرت نے سبکو بنایا ہی ہماری کیا حقیقت ہی کہ سامنے قدرت کے زبان کھولین آج صرصر
کا بھی اعتقاد درست ہوا پایہ تخت سے لپٹ گئی قدمونکو بوسے دیتی تھی گڑ گڑا کر بلائین لیتی تھی قدرت نے
ہنسکر فرمایا آج اس مکارہ کا دل صاف ہوا بیٹھو مشورے مین شریک ہو ادھر افراسیاب حقیقت مین حمزہ

کو ہمارا نام کتابون مین مل گیا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جو قدرت جس بندے کو عطا فرمایا اُسکا واپس لینا خلاف شان
قدرت ہی بندون پر نزول رحمت کرنا نشان قدرت ہی حقیقت مین جب حمزہ طلسم ہوش ربا مین آئیگا اپنے
نواسے اور عمرو کے خون کا دعویدار ہوگا ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہمیشہ اُسپر نزول رحمت ہی لوح تلاش کریگا
طلسم فتح کریگا کیون او نادان احمق تین چیزون کو مٹانا چاہیے اول لوح طلسمی دوم لاچین بادشاہ سابق
طلسم کا قتل کرنا تیسرے خون بدیع الزمان فرزند صاحبقران سے ہاتھ بھرنا واجب و لازم ہی ہیہ تبلا کہ تونے
لوح کہان رکھی کیون چھپائی لوح ہم بالاے عرش اعلی لیجا کینگے کسی کنگرے مین لٹکا دینگے قید لاچین و بدیع کا ہم
نشان بتائین یا تو صاف صاف کہیگا آجتک اُنکو کیون قید رکھا کا ٹو ٹکا باغ طلسم مین رکھنا عین حماقت ہی
ایسے قہر و غضب سے قدرت نے یہ فرمایا حاضرین وقت افراسیاب کو سمجھانے لگے کہ بہت بجا ارشاد ہوا ای
شہنشاہ لوح طلسمی قدرت کے سپرد کیجیے لاچین و بدیع کا بھی قتل کرنا جب ہی لازم ہی صرصر نے بھی یہی صلاح دی طرفہ
عیاری چالاک پر دل سے مطیع ہوئی ہی پلٹ کر جواب دیا ای شہنشاہ اُٹھیے قدرت سے درد دل بیان کیجیے
بیشک اسوقت دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی کنیز مطلب مشیت خداوند کو سمجھ گئی بس افراسیاب دل سے
کانپتا ہوا اُٹھا گڑگڑا کر عرض کی قدرت نے راحت و فرحت ہمیشگی کی فکر کی غلام بھی مطلب اصلی پر پہونچا صاف معاف
یہ ہی کہ جب دوبارہ لوح مین نے پائی دو مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا قدرت پر ظاہر ہی کہ اول لوح باغ سیماب مین تھی جب
اسد و عمرو وہان پہونچے مین لوح لیکر خداوند داؤد مین پہونچا عمرو داؤد بنکر پہونچگیا تھا لوح لی پھر مجھکو
دستیاب ہوئی مین نے شکم گاو آتشبار مین رکھی عمرو نے طلسم مندل وغیرہ فتح کیا اسد نے جاکر گاو آتشبار کو
مارا سکار جادو دوم دیکر اسد سے لوح لایا اب مین نے زمہریر جادو کو دریاے نیل سے طلب کیا سر مین اُسکے مہرہ
طلسمی ہی لوح اُسکے شکم مین رکھی تاکید کردی کہ آپ خود دریای نیل مین رہنا دریا کے باہر نہ آنا بدون طلب بیلت شادی و
غمی مین بھی شریک نہونا اگر حیرت جادو بھی جاکر پکارے میری صورت دیکھے وہ دریا سے باہر نہ آئیگا حقیقت مین
یہ مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ لاچین و بدیع الزمان کو مین نے زندانخانہ طلسمی مین قید کیا جسکا حاکم شہنشاہ نوسن ہی بڑا
ساحر پر فن ہی خیر خواہ ما بدولت صاحب لیاقت و شوکت دونون اُسی قیدخانے مین قید ہین یہ سنکر خداوند جمشید نے افراسیاب
کا کان پکڑ تین مرتبہ اُٹھایا بٹھایا حاضرین وقت سے کہا کیون ای بندگان سن اسکے برابر کوئی دنیا مین نادان ہی اپنی حماقت
سے حیران و پریشان ہی اب کل انتظام ملتوی رہینگے یہ باغی جو سامنے فرو کش ہین عمر بہار و باغبان و عمرو بیہوش
ہین انکو اسی حال مین چھوڑو لشکر ہاے جلیل آراستہ ہون اول دریای نیل پر چلو قدرت بھی ہمراہ چلیں گے زمہریر کو

دریاے نیل سے بلاؤ لوح و مہرہ ہمارے حوالے کرو بالاے آسمان رکھوا دین وہان سے پلٹ کر قلعہ تو سن حصار پر
چلین میدان خونی کی تیاری کرین بدیع و لاچین کو سب کے سامنے دار پر کھینچین وہان سے واپس ہوکر ان سب باغیون
کی روحین قبض کرین یا تم سے ملادین اسد کو آتش قہر مین جلادین پھر تمسے کوئی آنکھ نہ ملا سکیگا اگر حمزہ بھی آئے تو لوح
دینے کو ایمان اسیے پر نیگی اسوقت جیسا مناسب مشیت ہوگا تقدیر کیجائیگی اگر قدرت سے انتظام عالم ہے مہلت
پائی ان سب کے فیصلے کے بعد بساعت سعید عرف کوہ عقیق سے بھی تجرع فرمائینگے کچھ کیفیت حمزہ دیکھینگے ذکر ہمارا
نام پر لعنت کرتا ہے شکوا کے قصر تنہائی مین جاکر الٰہ الکتا ہے تڑپتا ہے پچھڑکتا ہے نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے چار پہر کی خطا قدرت
معاف کردیتے ہین یہ سب تجکو معاملات باطنی بچشم دکھائینگے افراسیاب درست دیکھ رہا ہے اس انتظام پر پھولا ہوا ہے
خوشی مین بند قبا ٹوٹ گئے گرد ہڑنے لگا سب مشیران سلطنت حاضرین وقت مع صرصر و صبا رفتار و جادو مین تھے
عرض کی یا خداوند کیا تدبیر معقول تجویز ہوئی ہے اسواسطے اپنے جاہ و جلال کا لوح طلسمی بالاے آسمان لیجاتے ہم سبکی
آنکھون پر پردے پڑگئے کیا غضب کیا جسکی سلطنت لی ہوشربا ایسا طلسم چھین لیا سو لڑائیان پڑین لاکھون
آدمی قتل ہوے اس بادشاہ یعنی شہنشاہ لاچین کو زندہ رکھا سراسر عقل کے خلاف کیا کسیطرح یہ مناسب تھا بدیع الزمان
کو ناحق زندہ رکھا اگر بدیع قتل ہو جاتا اسد غازی بہو فتاحی طلسم کیون آتا شرارہ جادو نے ظاہر مین قتل کیا تھا پہلے
ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا جب وہ لاشہ سامنے حمزہ کے پہونچا اس نے اسم اعظم پڑھا ثابت ہوا کہ ماش کے آٹے کا پتلا ہے
عمرو واسطے فتح کے نکلا شرارہ جادو کو آتش عیاری سے جلادیا بدیع الزمان کو چھڑایا دختر شرارہ ملکہ
تصویر بدیع پر عاشق تھی اسکے باغ مین آئے تالاب سے عفریت طلسمی نکلا تیر و کمان طلسمی سے تصویر نے قتل کرایا
اژدر طلسمی بدیع کو اٹھا کر طلسم ہوشربا مین لایا شہنشاہ نے زندان خانہ طلسمی مین بھیجدیا آجتک وہین قید ہے
لاچین و بدیع و تصویر اسی قید خانے مین موجود ہین قدرت نے بجا ارشاد فرمایا بقول سعدی شعر دانی کہ چہ گفت
زال با رستم گرد * دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد * عقل پر شہنشاہ کی پتھر پڑے جسکا ملک دبا لیا اسکو زندہ رکھا طلسم
حمزہ کو زندہ رکھنا کیا ضرور تھا ان لوگون کا قدم جس مقام پر گیا اس مقام پر تباہی آئی سب فرزندان حمزہ و سرداران
حمزہ فتاح طلسمات انکا ایک معین و مددگار دیکھو اسد کے عقب مین پانچون عیار کیا جلد آکر پہونچے مہرخ شریک ہوئی
پشتہ رنگین حصار سے لڑائی شروع ہوئی صدہا ملک انکے قبضے مین آگئے اگر دربندہاے طلسم ہوشربا سخت و صعب
نہوتے شہنشاہ سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہر سردار کا کروفر سے داخلہ ہوتا خود حمزہ عرب آتا ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ پانچ سے چھین سردار فرزندان حمزہ عالیمقدار سب صاحبان عظم و شان ایکدن مین خاک طلسم ہوشربا کی

اُڑا دیتے اس حماقت کا بدلا لیتے جس روز خبر قید بدیع الزمان آئی تھی اُسی دن سر کاٹ کے پاس خداوند لقا کے
روانہ کردیا ہوتا وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے ظاہر مین خود پسند ہے لقا کا جو سردار سردن نے نام لیا خداوند جمشید کو
غصہ آیا فرمایا ارے کمبخت لقا کون گدھا ہے دعوی خدائی اُسکو کب زیبندہ ہے ہمارا اک گندہ بندہ ہے ہماری سپہ سالار
قدرت کے ہاتھ سے ہمیشہ چوٹیان کھائین جس عمرو کو ہمنے ابھی جہنم مین بھگوا دیا اسی ساربان زادے نے
قیطول پر جا کر اُس بیغیرت کی ڈاڑھی مونڈ ڈالی اخبارات مین چھپ گیا زبانی عمرو کے یہ فقرہ مشہور ہے برریش
لقا شاشیدم و بر ریشیدم شاعرون نے اور زیادہ زہر دیا اخبار والون نے پرچون مین اور دھجیان اُڑائین
تباہ ہو کر کوہ عقیق پر آیا ہمیشہ یہی لکھتا ہے طلسم ہوشربا کو برباد کردونگا اُس بیحیا کو چل کر سب کے سامنے سزا دونگا
سمجھا دونگا خبردار کبھی نام خدائی نہ لینا اُسکو بھی جہنم کا تماشا دکھاؤنگا خود توبہ کریگا یہ سب سفر ہای عظیم قدرت
کو در پیش ہین حماقت پر افراسیاب کی بہت پس و پیش ہین دل سے ہماری عبادت کرتا ہے اس وجہ سے
قدرت کو رحم آگیا بے تکلف ساتھ چلے آئے اب انتظام بھی بخوبی کردینگے عدالت و انصاف سے طلسم ہوشربا کو
بھر دینگے لطف یہ ہے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیے ظالم کا نشان نہ رہے مظلوم پر بیداد نہو غریب فقیر پامال فریادی نہو
بادشاہ مثل ہمارے خداوند روے زمین رہے رعایا کا خیال رکھے مصروف عیش نہو راتون کو تکیہ و تنہا
فقیر بنکر غریبون کی خبر لے بوقت سحر تخت پر آکر انصاف کرے ملک کو اپنے ظلم و بدعت سے صاف کرے بموجب
مضمون مصرع مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت دا ای افراسیاب مابدولت نے جو کچھ ارشاد فرمایا تیرے
واسطے ہمیشہ کیلیے نصیحت ہے دشمن کو ہمیشہ پامال کرے دوست کو سرفرازی ہو رعیت بادشاہ سے راضی ہو ہمیشہ
سلطنت قائم رہیگی دیکھ چندے مین کیا انقلاب ہوا سردار بگڑ گئے ملک قبضے مین نہ رہے اگر قدرت نہ آتے یہ پلنگ
خونریز بھی مارا جاتا جو تیرے دل مین ہے قدرت پر بخوبی روشن ہے تیرا قصد یہ ہے کہ جادوان حجری برباد ہون ملکہ لعل سخندان
و یاقوت سخندان کے ساتھ شادی کرون ملکہ خضر کا داماد بنون یہ دونون نازنینان مہجبین مقبول بارگاہ مابدولت
ہین حقیقت مین بہت خوبصورت ہین اُنکے دامن عصمت تک تیرا ہاتھ نہ پہونچیگا یہ فقرہ سنکر افراسیاب بیچین ہو گیا
حیرت جادو کے کان مین کہا راز دل سے مابدولت کے کوئی آگاہ نہ تھا قدرت روشن ضمیر ہین سب کچھ جانتے ہین
ہمنے یہ صلاح ہمزہ سے لی تھی اُنھون نے بھی اس رای کو پسند فرمایا کہ لعل و یاقوت اگر سب باغیون کا خون
بہا دینگی المختصر یہ بھی بڑے رونگار ہے اشارون مین اِسکے سب سمجھ جائینگے لمحہ بھر مہلت نہ پائینگے قدرت نے صاف
صاف کہدیا مین دل و جان سے معتقد ہوا حیرت نے کہا یہ خداوند حقیقی ہین دل کے حال کو خوب جانتے ہین جو صلاحین

بتائین باعث بہبودی ہین دشمن کا قید رکھنا کیا ضرور تھا توسن ژنگم کی عقل کا قصور تھا لعین کے کہنے سے لاچین فتنہ
با ہنسنے کئی مرتبہ کہا آپنے جھڑک دیا اب چل کر قدرت خود قتل کرینگے توسن حصار پہ میدان خونی کی تیاری ہو لاچین اور
تصویر بدیع کو قتل کرین لوح لیکر قدرت بالا کو عرش اعلی بھیجدین ہم لوگ بخوبی مطمئن ہو جائین المختصر یہ صلاح خداوند
جمشید کی سب کو پسند آئی سبنے زبان تحسین و آفرین کھولی یہی صلاح قرار پائی کہ افراسیاب نے اٹھایا کہا قدرت کو
ساتھ لیچلنا ہی تین دن کی مجھکو مہلت ملے اس عرصہ مین سب سامان تیار ہو گا سفر عظیم درپیش ہے دریاے نیل جانا وہان سے
توسن حصار پر آنا خاکساران مرشد بھی مستقبل کو آئینگے بہت جماعت ہو جائیگی غلے کی گرانی ہو جائیگی ساتھ والونکو پریشانی
ہوگی سب ملکون پر نامے لکھو ہر ایک تاجدار اپنی اپنی سرحد کا انتظام کرے غلہ جا بجا موجود رہے قدرت نے تین روز
کی مہلت دی جنگ مسلمانون سے موقوف رہی یہ فرمادیا کہ ان دونون مقدمات سے مہلت کر کے آنے ہی چشم زدن مین ان
باغیون کا انتظام کیا جائیگا کسیکی سفارش قدرت نمانینگے یہ حکم مشتہر کرو مہرخ وغیرہ آمادہ مرگ و مہیاے قضا رہین
اب قدرت اول براے تدبیر لوح طلسمی سمت دریاے نیل جاتے ہین وہان سے توسن حصار پر جا کر لاچین بدیع الزمان
و تصویر کو قتل کرینگے ان مقدمات سے مہلت پا کر باغیون کا دربار سمجھا جائیگا آپسمین صلاح کر کے اطاعت افراسیاب کی
منظور کرین بروقت تشریف آوری پھر سماعت نہوگی اسیوقت سبکو ڈھنڈورا پٹا جرندے پرندے نے یہ سب خبرین آکر ملکہ مہرخ
کو سنائین چالاک قہقہہ مار کر ہنسا ملکہ مہرخ سے کہا اب مین مراد اپنے قبلہ و کعبہ کی سمجھ گیا لو صاحب مژدہ باد ایسی عیاری
پر قبلہ و کعبہ کو اختتام منظور ہے انشاء اللہ لوح بھی لی بادشاہ سابق کو رہا کرنے جاتے ہین بدیع الزمان کا بھی پتا لگا
لیا ملکہ بہار جبین نے پوچھا اے مہتر والا گہر تصویر کسکا نام ہے چالاک نے کہا دختر طلسم ہوشربا کی شرارہ جادو جسکو بھی
اول اوسنے بدیع الزمان کو شکار مین قتل کیا آتشخونے اپنا خون اپنی گردن پر لیا قبلہ و کعبہ نے جا کر اسکی اور اسکی دختر
ملکہ تصویر بدیع پر عاشق ہوئی اژدر طلسمی عاشق و معشوق کو اٹھالایا اس شاہزادے کے ساتھ وہ بھی قید ہو گئی
اشتہار مین صاف صاف لکھا ہے اس عیاری کو قبلہ و کعبہ کی ثبات ہے اس عیاری کی کیا بات ہے یہ عیاری نہین کرامات
ہے ایک ہی مرتبہ لوح لینگے اسد غازی کو لا کر دینگے لاچین جب ہو شاہ سابق چھوٹیگا افراسیاب کو مشکل پڑ جائیگی
آخر وہ بھی تو بادشاہ عالیجاہ ہے مہرخ نے کہا اے چالاک تمھارے قول کو خدا دلنشین کرے جو ہمارے حضور نے ارادہ
کیا ہے وہ پورا ہو لوح دستیاب ہو حقیقت مین لاچین اپنی جان نثار کریگا افراسیاب پر جا پڑیگا آپ لوگ بھی آمادہ
حرب و پیکار رہین ڈھنڈورا پٹوادین کہ ہم خود توسن حصار پر جا پڑینگے بعد قتل بدیع الزمان جائین لڑینگے
دریاے نیل تک افراسیاب کو جانا مشکل ہوگا جب وقت سحر لشکر افراسیاب مین سامان سفر آراستہ ہوا آپ بھی پرے

جادوین بالا علان فرمائیں ہم ابھی دشت میں دریاے خون بہا دینگے اڑتے پھرتے ساتھ افراسیاب کے تا بدریاے نیل چلینگے واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر اسلام میں تیاریان لشکر افراسیاب مین آراستگی سفر بحکم خداوند جمشید ہو رہی ہین دونون لشکرون کا حال حسرت مآل ہر چھوڑ ہیئے وقت پر نذر تحریر ہوگا

داستان شہرت نشان ذکر آفات چہار دست بدست حاکم کوہ زرجدی زبانی کنیزان سامری کے آگاہ ہونا عیاری عمرو سے آفات کا واقف کرنا ملکہ ماہیان زمرد پوش کو اور ماہیان کا روانہ ہونا پردۂ ظلمات سے براے گرفتاری خواجہ عمرو راہ مین روکنا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب روشن ضمیر کا والپس کا مقابلہ و زخمی ہو کر ماہیان کا پلٹنا بیان ہوتے ہین خمسہ

غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اس نے کیا میرے بعد
اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا میرے بعد
قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کے اک انداز کا مضمون عالم
قدردان مجھسا گیا جبکہ سوے ملک عدم
میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم
ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے
کج روی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے
سلکے ہاتھون کو حسین دیکھنا پچھتائینگے
یاس و حرمان و غم و درد نہ بڑھ جائینگے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض زاغون کی آئیگی صدا
نخل سہی کھینچ کے وہ صرصر کا چلے گا جھونکا
خاک اڑیگی عوض بارش شبنم ہر جا
رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجامی کار الفت
مجھسے یاری نے مگر رکھا مدار الفت
بے مرے کون اٹھا سکتا ہے بار الفت
مین نہونگا تو نہ پہنچے گا قرار الفت
کوئی پورا نہ کریگا شرط وفا میرے بعد

ہاں اجل سے ہوے جا نبر ہین بشر کے آتش
شل رعنا کے ہو یہ مرحلہ طے آتش

زور عالس سے ہو بہتر کوئی شئ آتش	زہر پر فائقہ کو آوے وہ شوخ اے آتش

نیک توفیق دے اُس بُت کو خدا یہ ہے عجب

شعر فروزندۂ شمع ایں انجمن و منور چنیں کردند بزم سخن چہرہ عروساں دریائے سخنوری و شناوران بحر یکتا
ہنر پروری اس داستان رنگین بیان کو بصد جوش و خروش یون تحریر فرماتے ہین اسطرح اپنی موج مین دُرہائے دلی
دکھاتے ہین کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جان نثار لشکر خواجہ عمرو عاشق صادق یار موافق خیرخواہ بلا اشتباہ جب معذرہ
احتقاق سے فارغ ہو کر قصر جمشیدی مین گیا نورافشان خواجہ کو ہدایت کر گئے تھے کہ ای خواجہ عمرو اگر شہنشاہ نوذر
آگیا کوئی اُسکے سحر سے نہ بچیگا بہت جلد تدبیر بر لگا کر کیجیے اسی وجہ سے خواجہ سمت صحرائے ہستی روانہ ہوئے تم بھی
صفائی قلب سے داخل قصر مرات ہو آئینہ جمشیدی کو دمبدم دیکھو اگر عمرو کسی بلا مین پھنسے برائے مدد جانا چاہیے بموجب
ہدایت نورافشان کوکب عالیشان آئینہ لیکر بیٹھا جلد مین بُران شمشیرزن بخورشید روشن رائے آئینہ دیکھکر
یکایک کوکب خوش ہوا کہا ای بُران عمرو نے بشکل احول افراسیاب کو دھوکا دیا افراسیاب بہوت ہوا
کیا قیامت کی عمرو نے عیاری کی خداوند جمشید بنا افراسیاب کے ساتھ جاتا ہے پھر ایک دن کوکب نے کہا شہنشاہ عمرو نے
اپنے قبضے مین کرلیا اب کیون خداوند بنا ہوا بیٹھا ہے جو جو معاملات گذرے کوکب برسر آئینہ ہے بُران کو خبر دے رہا ہے
تمام عالم پر نگاہ ہے حفاظت مین عمرو کی مصروف ہے لیکن وہ نکتہ داستان کوہ زبرجدی کے تحریر ہونے مین اکثر حال
لکھ چکا ہون کہ آفتاب چہاردست کے پاس بارہ ہزار پتلیان سنہری ملقب بہ کنیزان سامری ہر وقت موجود ہین
خبر آئندہ و گذشتہ سناتی ہین اسیوجہ سے اکثر آفات چہاردست برائے مدد افراسیاب آئی تین حجرہ ہائے بلا سے
نوسو جلکر خاک ہوئین تین سو باقی ہین اب آفات آٹھ پہر اُنکی خدمتگذاری مین مصروف رہتی ہے بےخطا بندگان خدا
کو پکڑلاتی ہے خون اُنکا جام مین بھر کر بجای شراب پلاتی ہے پتلیان خوش ہوجاتی ہین پہلوے آفات مین بیٹھکر باتین
بتاتی ہین جس زمانے مین عمرو احول بنا افراسیاب کو دام مکر مین پھنسایا بوقت سحر آفات خود سر تخت پر بیٹھی ہے
ہاتھ مین ورق روزنامچہ خبر آئندہ و گذشتہ کنیزان سامری سے پوچھ رہی ہے جو کچھ وہ کہتی ہین لکھ لیتی ہے یکایک
ایک پتلی جو سب مین طرار و فرار ہے قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای عمرو تیرا کیا کہنا آفات نے پوچھا بی بی کیا ہوا اُس ملعونہ
نے کہا ای جدہ نامدار افراسیاب کے برابر کوئی بیوقوف نہین ہے صحرائے مشک بیز مین خداوند بنے بیٹھے ہین نہین کہہ سکتی
کہ عمرو عیار ہے خداوند جمشید آتے ہین آپ عقلمند ہین اسکا انتظام کیجیے آفات گھبرا گئی کہا شہزادیو عقل افراسیاب
کی پتھر پڑے ہین پہلے تو سو خداوندون کی خدائی سے سب آگاہ ہین ہمنے اُنکو خدا بنایا سامری و جمشید

کے ساتھ جانباز یہاں کہیں شہر بشہر پھرے سحر سے مُردے زندہ کیے تمام عالم کے ساحر مطیع ہوے ہین کیونکر کہون
کہ اصل مین خداوند جمشید ہین ہمیشہ سے کرامات سامری و جمشید سے نا امید ہین تم سب صاحبو نے احسان کیا کہ
غیب کا حال ظاہر کر دیا یقین کامل ہوا کہ عیاری ہے عمرو و ساربان زادہ شہنشاہ اقلیم مکاری ہے یہ بھی اُس نے شعبدہ
بنایا بصورت احول دام میں کھچایا افراسیاب گدھا معتقد ہو گیا صحرائے مشک بیز سے خداوند جمشید کو ساتھ لیا آپ
دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ اُنکو ماہیان زمرد پوش کو ایک نامہ لکھی مضمون یہ تھا کہ ہوا تو حاکم اوراق جمشید ہی ہے اب فی الحال
خداوند جمشید لشکر افراسیاب مین آگئے باغبان و بہار و عمرو کو جہنم مین بھنکوا دیا اب افراسیاب کی جان لینے کا
ارادہ ہوگا اوراق مین دیکھو کہ یہ خداوند جمشید کون ہے جا کر افراسیاب کو آگاہ کر ساربان زادے کو گرفتار کرنا لیکن
بخوبی سمجھ لینا بے سمجھے نہ جانا ملک الموت و فرشتۂ رحمت بھی موجود ہین سُنکو لکھو لینا کہ وہ روح قبض کرین بہت طولانی
نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ پردۂ ظلمات مین اپنے کر پہونچا ناقد مین پڑا کے یہ نامہ دینا جو کچھ زبانی کنیزان سامری
کے سنا ہے وہ بھی بیان کرنا میری جانب سے تاکید ہو کہ جلد جا کر اپنے نواسے کی خبر لے ایسا نہو افراسیاب معتقد ہو کر
لوح طلسمی دیدے لاچین کو قید سے رہا کرے غضب ہو جائیگا افراسیاب کو عمرو پکڑلے دشمنون کے کان ہو بہ زنبیل
کی سیر کرانے نوکری دھونا پڑے پھر ہماری تمھاری کد و کاوش بیکار ہوگی اُس گدھے بیوقوف کو ہمیشہ سمجھاتے ہین
اُس کے خیال مین نہین آتا شہنشاہ خداوند کے قبضے مین جا چکی ساحر نامہ لیکر چلا ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین
تخت پر بیٹھی ہے گرد مصاحبان خاص نیسان با اخلاص حاضر ہین ماہیان کہہ رہی ہے میرا بچہ اس گرمی مین برائے
تلاش شہنشاہ نواز سمت صحرائے ہستی گیا ہے وہ صحرائے آتشناک جہان رات دن آگ برستی ہے اسی جنگل کا نام صحرائے
ہستی ہے اُجاڑ ویران بستی ہے کچھ حال نہ معلوم ہوا شہنشاہ نواز بڑا مغرور ہے نشۂ بادۂ محبت سامری مین چور ہے ظاہر مین
عابد زاہد لیکن پُر امکار و غداری ہے اپنے مطلب کا یار ہے مشقت افراسیاب کی ضائع ہوگی وہ کبھی آئیگا کچھ سمجھا دیگا
کوئی کنیز واسطے خبر کے جاے افراسیاب کو دیکھ آئے یا مین خود جاؤن شاید میرے جانے سے شہنشاہ نواز چلا آئے
مشقت اسکی برباد ہو اس فصل مین قلب کا پتا ہے ہان رات دن آتش ریزی دن کو دھوپ کی تیزی تھم تھم چلتے
ہین اُس سے طائر پھڑکتے ہین صدہا قافلے ویران ہوے بیچارے آفت کے مارے پیاس سے تڑپ تڑپ کے مرے
قطرۂ آب اُس صحرا مین نایاب یہ میرا بچہ پروردۂ مہد ناز و نعم گل عارض کمھلا گیا ہوگا گورا گورا چہرہ سنولا
ہو گیا ہوگا وہان کے خیال سے دل مین شعلے اُٹھتے ہین طائر وہم و خیال جلتا ہے بیخ کردہ سے شعلہ نکلتا ہے
ماہیان یہ کہہ رہی تھی کہ ساحر فرستادۂ آفات آکر پہونچا ماہیان کے ہاتھ مین نامہ دیا ماہیان نے پڑھکر آہ کی

کہا او صاحبو غضب ہوا خداوند جمشید کیسے کوئی عیاری ہوئی ارے ورق جمشیدی لاؤ اوراق مین ماہیان نے دیکھکر سمجھ
لیا کہا شہنشاہ تو ہاتھ سے گئی اب اسکی جان جائیگی عمرو شراب پلا کر بیہوش کریگا باغبان و بہار کو قبضے مین کر چکا ہی یہ
دونون بیباک سحر مین چالاک عمرو کو تدبیر گرفتاری افراسیاب بتائینگے بیشک گرفتار ہو جائیگا مین خود جاتی ہون
مکار کی عیاری مٹاتی ہون یہ کہکر وہ پر سیر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی پردۂ ظلمات سے چلی یہان بادشاہ منیظر کوکب
روشن ضمیر آئینہ دیکھ رہا ہی بران و خورشید روشن رای قریب بیٹھی ہین یکایک کوکب گھبرا کر اٹھا کہا او صاحبو غضب ہوا عمرو
کی عیاری مٹا چاہتی ہی کیا قیامت کی عیاری کی تھی اسی عیاری پر خاتمہ تھا حال لوح بھی پوچھ چکا قید بدیع و
لاچین بھی دریافت ہو چکی تھی آفات نے ماہیان کو خبر دی ماہیان پردۂ ظلمات سے چل چکی ہین جا کر ماہیان
کو راہ مین روکون بران نے کہا والد نامدار مین جا کر مقابلہ کرونگا خورشید نے کہا کہ مین جا کر اپنی روشنی دکھاؤن ماہیان
کو دریای صحرا مین روک لون بڑھنے ندون کوکب نے کہا تمہارے روکنے سے وہ نہ رکیگی رکن طلسم ہوشربا ہی سحر و
ساحری مین ہمیشہ دیکھا ہی عمرو وہان اپنا رنگ جمای بیٹھا ہی ایک اکیلا کیا کیا فکر کرے اس غیب کی خبر کی اسکو کیا کیفیت
معلوم ہی ساحران ہوشربا منزلون کا حال دیکھ لیتے ہین کیتران سامری نے خبر سنائی تین حجرے تمام ہو چکے اب بھی
تین سو پتلیان باقی ہین اسی کرامات پر آفات کو ناز ہی ساحران ہوشربا مین سرفراز ہی کیا ناز اسکا بیجا ہی ہوشربا مین
کسکو ایسا مرتبہ ملا ہی کہ آٹھ پہر خبر آیندہ و گذشتہ ملے بیٹھے بیٹھے تمام ہوشربا کا انتظام کرے یہ کہکے پھر آئینہ دیکھا یا تو قبضے
پر ہاتھ ڈالا تھا سپر سحر سنبھالی تھی یا محجوب ہوکر اشیائے سحر رکھدیے کہا مجھ پر چند ساعتیں سخت ہین اگر جاؤنگا ماہیان کے ہاتھ
سے شکست کھاؤنگا بران نے پھر کہا مجھکو جانے دیجیے جاتے ہی وہ سحر کرون کہ عمر بھر یاد کرے دیوانہ بنا دونگی رستہ بھولیگا
بھٹک بھٹک کر پلٹ جائیگی کوکب نے کہا کچھ نہ بن پڑیگا اسی واسطے تو مین نہین جاتا معین و مددگار میرا برہمن روئین تن
تاریک شکل کشن سے لڑ کر ایسا بیکار ہوا فرش خواب پر پڑا رہتا ہی نحیف و ضعیف ہو گیا کاش کے وہ صحت ہوتا اس قوت
بازو کو ساتھ لیکر جاتا اور کوئی اس لائق نہین ہی کہ ماہیان کو روک سکے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے کلاہ بردار پیدا
ہوا قصر جمشیدی پر آکر زرکار فرش ہوا کوکب نے دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب کی بڑے کروفر سے آکر پہنچی
کوکب کو جو منتشر پایا بشفقت مادری بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کیون نورنظر افراسیاب ایسے
بادشاہ سے مقابلے پڑے ہمکو آجتک خبر نہ کی حجرہ بلا تمہارا کس دن کیواسطے ہی ارکان وحشی کو لاتے افراسیاب کو
دیوانہ بناتے ملکہ جیحون سبزپوش زبان دراز و ارکان وحشی منتظمان حجرہ بلا ہی طلسم نورافشان ہمیشہ سے میرے
مطیع ہین جسوقت چاہون لڑوا دون اپنا شرف جانین آکر افراسیاب سے بصد شد و مد لڑین اگر اسکے گھر حجرہ

بخت بلا ہر بیان ایک تیرے ہی التفات۔ اللہ سب پر غالب آئیگا دیال کہا یا بگڑا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تم تو کبھی بہون ہمارے پاس نہین آتے صورت زیبا نہین دکھاتے ہمار ی بہو کو بھی تمنے چھوڑ ا ملکہ ناہید مرصع پوش زوجۂ خاص تمھاری مادر۔ بران جمشید اسی امید مین رہتی ہے کہ شوہر کبھی سرفراز کرے ایسی زوجہ صاحب لیاقت سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر صاحب جاہ وحشم اُسکو یون ترک کرکے بیٹھے داغ دیے حناے گلگون پوش کو لیکر بیٹھے ہمسے وہ شکایت کرتی تھی صاحب خفیا ہے تمھاری جان و مال کی مختار ہے اگر بگڑ جاے تمھاری سلطنت مین خلل پڑ جاے اس لڑائی مین اگر وہ شریک ہوتی لشکر افراسیاب مین حیرت بادشاہ تھی تم بھی یہان اپنی زوجہ کو تخت نشین کرتے حیرت سے لڑ سکتی تھی شیشین باندھکر لیجاتی حاکمان قلعہ مرصع نگار بڑے بڑے ساحران نامدار بخوشی اگر شریک ہوتے در و لیشان طلسم اُسی کے قبضے مین ہین اُنکی دعا سے فتح و ظفر حاصل ہوتی تمنے بیٹا ایسا غضب کیا زوجۂ اصلی کو بالکل چھوڑا اسوقت کیون ملول و حزین ہو کس وجہ سے غمگین ہو مجھسے بیان کرو مین اپنا جان و مال نثار کرون کس ناز و نعم سے تمکو پرورش کیا اپنے چاہنے والون سے تمنے یکایک منھ پھیر لیا کوکب کا ان کلمات محبت آیات سے دل بھر آیا کہا نانی اماں کیا عرض کرون مجھے اسقدر مذہب اسلام سے محبت ہوئی کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون آپ بھی ذرا آئینے مین معائنہ فرمایئے خواجہ عمرو نے بڑی دھوم کی عیاری کی لشکر حیرت مین خداوند جمشید بنے بیٹھے ہین شہنائے جمشیدی قبضے مین کی اُس بہادر کا قصد ہے کہ لوح طلسمی حاصل کرون لاچین بدیع و تصویر کو زندان طلسم سے رہا کرون ماہیان زمرد پوش براے گرفتاری عمرو فلان صحراسے جاتی ہے میرا قصد ہوا کہ اُسکو روکون ثابت ہوا کہ ستارہ گردش مین ہے اسی تردد مین بیقرار ہون کہ مشقت عمرو مٹتی ہے جسطرح کا تو اُسنے خاتمہ کیا لوح کی فکر مین تھا اُسمین خلل پڑا ایسا نہو گرفتار ہو جاے اُسکی گرفتاری باعث بربادی کل لشکر ہے سب ساحرون کا افسر ہے بڑی بڑی مشکلین اُسکی ذات سے حل ہوئین ملکہ مشتری نے فرمایا تو نہ گھبرا مین خود جاتی ہون ماہیان کو تا بہ عمرو نجانے دونگی انشاءاللہ روک لونگی کوکب ہان ہان کرتا رہا ملکہ مشتری ستارہ طلعت طاؤس پر سوار ہو کر فکر مین ملکہ ماہیان کے چلی نکلین دیکھیے کس مقام پر مقابلہ ہے ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہے اک بہاڑ پر آکر چمکی طاؤس کو بڑھایا سر کوہ سے الگ ہوئی قصد ہوا آج شب کو لڑکر کل لشکر پر جا پڑون مہرخ وغیرہ کو پامال کرون تب جاکر عمرو کو پکڑون اب مقام تردد نہین ہے یہ سوچکر چاہتی ہے کہ بڑھے صحراے خارستان سے نکلے کہ سامنے سے برق چمکی نعرہ ہوا او ماہیان کہان جاتی ہے انقلاب زمانہ نے یہ لیاقت تمھاری بھی پہونچائی کہ اب سب سے مقابلہ کرتی ہو ماہیان نے جو ملکہ مشتری کو آتے ہوے دیکھا تھرا گئی جواب دیا ملکہ مشتری افسوس ہے کہ آپ بھی براے مقابلہ آئین کوکب کو

سمجھایا کہ عمرو کہ ساتھ افراسیاب سمجھائے کیون ہم نور افشان نے تو ابھی سے پیچھے پڑا افراسیاب اتنا بڑا
بادشاہ طلسم پر حرامی کی ایک ذرا سی بات نہ سمجھ سکا اس زمانے کو طلسم ہی کی وجہ سے ہوا کرتے ہین غلام جو تم بیٹے عمرو
ہوئے آئی ہی ہے افراسیاب تک پہنچے جلد ہی اچھا ہے کہ قتل کر دیئے ہیں جا کر بھی انتظام کرتی ہون یہ سن کر مشتری
نے کہا اپنی جان کی خیر منا طرف پردہ ظلمات کے پلٹ جا ورنہ ماہیان نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا ملکہ مشتری نے
سحر پڑھکر دفع کیا پھر پھر کا مال آپس مین ہم جانتے ماہیان نے نیچہ کھینچکر غصے مین جا پڑی للکار کر ملکہ مشتری آج تمھاری موت
خریداری کرنگی بازار قضا گرم ہے مشتری نے بھی نیچہ کھینچا دونون مین نیچہ چلنے لگا شعلے بھڑکے جنگل کے صد ہا
جلے شیر بھاگے کلک کے جنگل سے انھون نے دیکھا اپنے مقام چھوڑکر بھاگے مسکن کا خیال نہ رہا شیرون سے
کچھار چھوٹے طائر آشیانون سے اڑے کسیکو آرام نہ تھا عصفور کا قصد ہوا آشیانے مین باز کے چھپے روباہ شیر کے
سامنے جانیکا قصد رکھتا تھا ہوش درست نہ تھے شیر اپنی زندگی سے سیر تھا سوچتا تھا کہان بھاگون سرحد دنیا سے
نکلجاؤن یہ ہنگامہ شعلہ ہے آتش کی بھڑک نہ کھون دلمین جلن پیدا ہوتی ہے کدھر نکلجاؤن راحت سے کچھار کی باز آؤن
تمام درندہ و گزندہ جنگل کے بھاگ گئے زمین تھرا رہی ہے مشتری کے سحر نے آگ لگادی ماہیان کے افسون نے زمین ہلادی
دونون کامل و اکمل ماہیان رکن طلسم ہوشربا روح روان طلسم نور افشان عرصہ دراز تک دونون مین سحر چلے دونون
ست ہوکر نیچہ ہای سحر سے لڑین ماہیان نے نیچہ مارا ملکہ مشتری نے روکا برق چمک کر سر پر گری سر زخمی ہوا مشتری نے
جواب مین جھسکر نیچہ مارا سر ماہیان بھی زخمی ہوا پہلے لڑکھڑا کر ملکہ مشتری گرین بیہوش ہوگئین ماہیان چلی کہ سر کاٹ
لون زمین شق ہوئی اک جوان پیدا ہوا ماہیان کو گھر کا کہا بیہوشی مین ہماری مالکہ کو قتل کرنیکا قصد کرتی ہے خبردار الگ
رہ قریب نہ آنا یہ کہکر اس جوان نے ملکہ مشتری کی کمر مین نیچہ دیا طرف طلسم نور افشان کے لے بھاگا ماہیان جھپٹی
کہ بچانے دے اس جوان کو روکون مشتری کو چھین لون صدمہ زخم سے غش آیا تھا گر گری بیہوش ہوگئی چند چیزین
اسکے عقب مین آئی تھین اٹھاکر اسکو طرف پردہ ظلمات کے لیگئین کوکب نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ مشتری زخمی
ہوکر یہان آئین ایک پرچہ لکھا ہوا پر اڑادیا مراد یہ تھی کہ خواجہ کے پاس پہونچے اطلاع ہو جائے کہ آپکی عیاری کی خبر
ماہیان کو ہوچکی جو کام کرنا جلد کیجیے اب یہ عیاری قائم نہ رہیگی پردہ اٹھا چاہتا ہے حال کھلا چاہتا ہے خواجہ عمرو کسی
ضرورت کو باہر نکلے تھے کہ وہ پرچہ گود مین آ گرا خواجہ نے تنہائی مین اسکو پڑھا قران برق کو بھی آگاہ کیا
قران نے کہا استاد جو فکر آپکی ہے یہ تو تا پہر دو پہر مین نہین ہوسکتی یہ تو مہینون کا کام ہے عمرو نے کہا تم اتنا خیال
رکھنا پلنگ خونریز کو اپنے قبضے سے نکلنے نہ دینا شہنیا تو میرے پاس ہے قران نے کہا مین سمجھ لون گا عمرو نے اسی

وقت افراسیاب کو بُلا یا فرمایا ماہ دولت بوقت سحر طرف دریائے نیل کے جائینگے لوح زمہریری لیکر بدست نوشتگان مقرب بالائے آسمان بھیجدینگے تم طرف قلعہ توسن کے جاؤ بدیع لعل و تصویر و لاچین کو یہین لے آؤ تب مطلب دلی حاصل ہوگا دیر کرنے مین خرابی ہے افراسیاب نے رات ہی کو حکم دیا ناگاہ ماہ تابان کی فوج کو شکست ہوئی تاریکی شب دفع ہوئی نور آفتاب عالمتاب نے تمام دنیا کو روشن کیا مہر گیتی افروز کی عملداری ہوئی ناظمان ضیا بار نے تحصیل شروع کی روشنی کی فوج جابجا مقرر ہوئی خواجہ عمرو تخت زبرجدی پر سوار ہوے بارگاہ دانیالی کا سر پر سایہ ایک سمت قران ایک جانب برق قران نے پہلو مین اپنے پلنگ خونریز کو بٹھالیا ہاتھ تھامے ہوے باتین کر رہے ہین تخت زمین سے کئی سو گز بلند زیر تخت تمام عالم جمع ہے حیرت تخت پر افراسیاب کے بند شکن پر سوار غلغلہ یا خداوند بفیران کسبیان ناچ رہی ہین ساز بج رہے ہین غزلین ٹھمریان گائی جاتی ہین ریتی مین ستارے چمک رہے ہین ہزارہا نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین عمدہ لباس پہنے ہوے زمین پر ناچ رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ خوش آواز گلے باز یہ غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہے

غزل

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا

ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
نہ نیا ایجاد ہے میرے ستم ایجاد کا

پاؤن جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح
سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا

وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
آج اپنے جی مین ہے منھ چومیے فریاد کا

کہتے کہتے رہ گئے ہنگام استفسار حشر
دیکھیے ایجاد کب تک اُس ستم ایجاد کا

باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
شوق تیرا نور دل ہے کور مادر زاد کا

حب دنیا الفت زر دل سے دم بھر کم نہین
آ گئی شرم وفا منھ دیکھکر صیاد کا

شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
خود فراموشی اثر ہے اُس پری کی یاد کا

دیکھنا ہے دور سے قابو نہین صیاد کا
واہ کیا رعب جنون ہے آہ نے صدقے جائیے

بیکسی نے رو دیا منھ دیکھکر شداد کا
یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی

وہ دہن چومے مرا مین لو بہ لوکن فریاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف

کچھ محبت آ گئی منھ دیکھ کر جلاد کا
مجھکو بھی تجدید عادت مین قفس رہا کرنی ہے

رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے اُسکے تیر ہاتھ مین

اسپ ہے زاہد ارادہ ہے خدا کی یاد کا
حق خدمت چاہتا ہے چلکے رہیو اے نسیم

قید مین آنا بہت دشوار ہے آزاد کا
دل دکھانا خاص شیوہ ہے مری فریاد کا

قبر پر آیا ہے دینے کو مبارکباد مرگ
ہاتھ کیسا کانپتا ہے جسم بھی فصاد کا

ایک کیا دو چار بوسے ہون تو غش کر لین مجھے
کم ہوا سودا مرا منھ دیکھکر حداد کا

اسکے کانون تک گئی مضمون جسان نامہ ہوے
ختم ہوتا ہے نشان بھی خانہ آباد کا

روز جو ہر تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان
جسطرح پہلو بدلتا ہے ترے بیداد کا

دیکھ لیتا ہے جو اُسے آنکھ سے دیکھا نہین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا

بعد آزادی بھی مدت تک نہ چھوڑا اپنے گھر
مدتون سے آہ ویران ہے قفس صیاد کا

افراسیاب نے سرما ہی برف انداز و ابر برق کو و شگاف کو حکم دیا ہی انکو منع کرو گانا ناچ موقوف کریں قدرت کو ان اشیا پر توجہ نہیں ہی ہر ایک نعمت دنیا کی لذت فوت ہی اُنکے ہمراہ خود ملک الموت ہی ناچ گا سنے والے نہیں مانتے سعادت دارین جانتے ہیں چاہتے ہیں ہم گائیں قدرت کو رجھائیں خوش ہو کر قدرت عمر بڑھائیں اولاد عطا فرمائیں کہا نہیں مانتا ہنگامہ عظیم برپا ہی واضح ہو کہ ماہیان جو زخمی ہو کر پلٹ آئی تھیں رات بھر درد زخم میں تڑپیں صبح کو اُس بے کتاب نے اوراق جمشیدی منگا کر دیکھے تو منہ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا شہنشاہ کو آگ لگے شہنشاہ نوازکو موت آئے عمرو نے دوسرا سامان کیا ارے افراسیاب کو طرف دریاے نیل کے لیے جاتا ہی کتیروں نے پوچھا دریاے نیل میں کیا ہی ماہیان نے کہا دریا میں لوح طلسمی شکم زمہریر میں اور سر میں اُسکے مہرہ اگر کہیں عمرو زمہریر کو پا گیا ٹکڑے ٹکڑے کریگا رازداران طلسم اُسکے ساتھ ہیں وہ بتلا دینگے اسکو قتل کر کے لوح و مہرہ لیجیے افراسیاب کو شکست دیجیے دوسرا سامان سُنیے بدنصیب نشان قید لاچین و بدیع بھی بتلا دیا عمرو نے بڑی قیامت کی عیاری کی ہیں ابھی جاتی ہوں جا کر نگوڑ لیکا رنگ شاق ہوں کل تو راہ میں ہی مشتری کے بازار سحر کی سیر ہوئی سب طرح خیر ہوئی آج بھی وہی سودا ہی دیکھوں کون روکنے آوے کس سے مقابلہ پڑے یہ کہکے پر پرواز پیدا ایسے طرف لشکر افراسیاب کے چلی محفوظ خاطر ہو بیان وہ وقت ہی ادھر تو مہرخ نے لشکر تیار کیا کہ ہم سد راہ ہوں لڑتے بھڑتے تا بہ دریاے نیل جائیں اُدھر افراسیاب پرے باندھے ہوے زیر تخت خداوند جمشید حاضر ہی سرما و ابر برق بشیر و لشکر آگے بڑھے سترہ سو نقارہ بج رہا ہی گھنٹ و ناقوس و جھانجھ دُہولک کی صداؤں نے گوش گردون کو کر کیا ہی افراسیاب مشتاق ہی کہ تخت خداوندی بڑھے تو میں بھی چلوں لشکر مثل مور و ملخ جمع ہی حیرت جادو تخت ہی ایکجانب مصور ہمیسر مانی و بہزاد نقاش و قلم کش مصاحبان مصور ملکہ صورت نگار اپنے نزدیک قدرت کی عزیز دار زیور و لباس سے آراستہ ٹہل رہی ہی ساتھ والوں سے کہہ رہی ہی ہمارے بزرگوں کو دیکھا ہمیں سب طرح کا اختیار ہی زندگی موت ہمارے قبضے میں ہی ہمارے خسر صاحب نے اگر سب انتظام کر دیا مجرہ مای بلا بیکار رہے عزیزداران سامری و جمشید نامی و نامدار ہوئے جسکو چاہیں زندہ رکھیں جسکو قصد کریں مٹا دیں ہمارا کون ہمسر ہی ہمارے شوہر کے یا نانا دادا ہیں دادا کو کچھ نہ تھا تاحق اُس نے دعوی خدائی کیا میں نے آخر اُسکو مار اُسی ذلت سے قتل کیا افراسیاب ہر مرتبہ آواز دیتا ہی یا خداوند منزل کھوٹی ہوتی ہی نیر اعظم بلند ہوا اگلی ہزار کوس کا راستہ طی کرنا ہی سواری بدولت کے ہمراہ تخت قدرت کوئی نہ پہونچ سکیگا دریاے نیل کی نہریں پچاس پچاس کوس کی ہیں کوہ ہفت رنگ بھی راہ میں ملیگا صراط ہفت رنگ برای استقبال آئیگا وہ نیرہ قدرت ہی اُنکی دعوت قبول کرنا پڑیگی ایک شب وہاں رہنا ہوگا عمرو سفید مہرے میں آواز دیتا ہی کہ

زمین تھرا جاتی ہی مراد یہ ہی کہ قدرت کسی کی دعوت قبول نکرینگے آیندہ جو تیری خوشی ہی خوشی سے قدرت نے یہ مصائب
قبول کیے تنزل در تنزل چلینگے ورنہ ابھی کہو طنابین زمین کی کھینچدین دریاے نیل اسی مقام پر آجاے افسوس
ہی ہی صدہا ملک ڈوب جائینگے بندے تباہ ہونگے قدرت اپنی ذات پر تکلیف اُٹھائینگے اپنے بندون کی تکلیف
نہ قبول کرینگے انھین بندون کیواسطے یہ تکلیف گوارا کی افسوس یہ ہی کہ دل سے عبادت نہین کرتے لہو و لعب
مین رہتے ہین جب تو جفا سہتے ہین کسی اہل ہند نے کیا خوب دوہرہ کہا ہی ۔ دوہرہ ۔ دُکھ مین سب ہر کو بھجین سکھ مین بھجے
نہ کوے ۔ جو سکھ مین ہر کو بھجین تو دُکھ کاہیکو ہوے ۔ اسوقت لشکر افراسیاب مین عجب طرح کا ہنگامہ ہی خواجہ
افراسیاب کو لیکر طرف دریاے نیل کے جایا ہی چاہتے ہین یہ تو ظاہر ہی کہ بہار و باغبان زنبیل مین موجود ہین یہ
بھی خواجہ نے دیکھا کہ لشکر مہرخ تیار کھڑا ہی آمادہ جنگ و جدل ہی اسد نامدار بھی چالیس قدم سب سے آگے بڑھا ہوا
جوانان شیردل ساتھ قبضے پر ہاتھ قصد کر رہا ہی کہ افراسیاب پر جا پڑون اسی تردد مین عمرو تخت نہین بڑھاتا کہ ایسا
نہو یہ سب ملکر روکین ہاتھ سے افراسیاب کے اسد یارا جاے برق نے قران سے فرمایا ارے ان کمبختون کو بڑھکر
سمجھاؤ کہ سامنے سے ہٹ جاؤ خواجہ بشکل خداوند جمشید موجود ہین برق بصورت فرشتہ رحمت بڑھکے تخت سے کودا
افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ قدرت فرماتے ہین مین بڑھکر ان سبھون کو سمجھا دون کہ اے ملازمان شہنشاہ تم کیون
جان دیتے ہو مثل باغبان و بہار جہنم مین بھیجے جاؤگے امان نہ پاؤگے بغیر اطاعت افراسیاب افراسیاب نے
کہا آپ سمجھا دیجیے میرا کہنا نمانینگے برق نے کہا مین چلا یہ کہکے جست و خیز کرتا ہوا چلا سامنے صف لشکر مہرخ کے آیا آواز
دی بی مہرخ صاحب تخت پر بیٹھ گئین تاج پہن لیا نصیب دشمنان کی کچھ فکر نہین تم فرشتہ رحمت خداوند جمشید ذرا میرے
پاس آیے مین بخوبی سمجھا دون راہ راست دکھا دون ملکہ مہرخ تخت سے کود کر ڈرتی ہوئی کہ ایسا نہو فرشتہ رحمت
مجھکو پکڑ کے گرفتار کرکے سامنے جمشید کے لیجاے برق کہہ رہا ہی قریب آؤ قریب آؤ جب مہرخ بمشکل قریب آئین برق نے
چپکے سے کہا اے مہرخ آستاد نامدار خداوند جمشید بنے ہوے بیٹھے ہین براے خدا لشکر ہٹا لو طرف دریاے نیل کے جاتے ہین
خدا چاہیگا تو لوح لیکر آتے ہین آستاد کو بھی اسی عیاری پر خاتمہ منظور ہی شہنشا قبضے مین آجکی پلنگ خونریز
بھی اختیار مین ہی کہین جا نہین سکتا اسوقت کی تمھاری لشکرکشی نے بڑا ہرج کیا اب تک سو دو سو کوس نکل جاتے
یہ خبر حسرت اثر تمام عالم مین مشہور ہو چکی ایسا نہو ماہیان زرد پوش یا آفات مہ پوش کسیکو بھیجین یا خود آئین
ساری عیاری خاک مین ملجاتی یہ مژدہ فرحت افزا سنکر ملکہ مہرخ نامور شل گل شگفتہ ہو گئین ہنستی ہوئی پلٹین
برق پھرکر قریب افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ مہرخ کو سمجھا دیا نمونہ بہشت بھی دکھا دیا دیکھیے اب

لشکر کو وہ ہٹالینگی آپ کو نہ روکینگی حقیقت مین مہرخ نے جاکر اسد وغیرہ کو سمجھا دیا اسد نے مرکب پھیر اپنی اپنی
بارگاہ مین چلے آئے افراسیاب وجد کرنے لگا کہ کیا تیز فرشتہ رحمت کی زبان مین ہے اسپیہ سخن نے شعرا کا نہ ہے کہ یہ بیت
گئے سب کے خیال پلٹ گئے مہرخ اپنی بارگاہ مین چلی گئین اسد بھی پلٹ گئے اب عمرو نے برق کو اپنے پہلو مین بٹھایا
عرض کرچکا ہون پلنگ کو مصاحب قرار دیکر اپنے تخت زبرجدی پر بٹھالیا ہے آواز دی ای افراسیاب مرکب بڑھا
منزل کھوٹی ہوتی ہے نیر اعظم برآمد ہوا افراسیاب نے پودھی پر ہاتھ ڈالا فوج مین باجے بجے علمہاے زنگاری کے
پھریرے کھلے عمرو نے قصد کیا تخت بڑھاؤن کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ساربان زادے مین آپہونچی ستمگر
ماہیان زمردپوش او افراسیاب خانہ خراب عمرو عیاری کر گئے خداوند با غیرت سجدہ بھی کرچکا ایک مغنیہ
تیرے لشکر مین گذرا اور تو نہ پہچان سکا کبھی اوراق جمشیدی نہین دیکھتا آٹھ پہر مصروف عیش و جیش رہتا ہے
ارے ظالم شہنائے جمشیدی کہان ہے پلنگ کیون آنکھون سے نہان ہے کیا شہنا ساربان زادے کو دیدی ہے
شہنا نواز کی بھی جان لی عمرو نے جو دیکھا ماہیان زمردپوش بصد جوش و خروش مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی
آتی ہے وہین سے پکار کر افراسیاب کو بھی آگاہ کیا کلمات سخت و سست کہتی آتی ہے کہ عمرو کے تخت پر گردن اور سر
مکار ساربان زادے کے دو ٹکڑے کردون تمام اہالیان لشکر افراسیاب طرف تخت عمرو کے جھپٹے عمرو نے سفید
مہرہ بجایا آستین نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ جنگ بہ اختر بہ برم + در مجلس خسروان
چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + او ماہیان مین نے شہنا لے لی اگر ایک دن تو غفلت کرتی تو طلسم بھی
لیتا لاجین و بدیع کو قید سے رہائی دیتا ایک دن مین طلسم ہوشربا برہم درہم ہوتا اسوقت تجھے بجز غم و الم
ہوتا پلنگ خونریز نے چاہا اپنے کو تخت سے گرا دون مستر قران قریب تھے نعرہ کیا نعرہ قران سریع التغیر ہون
کہ بہاری و جہان سرہنگ و خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مستر قران تیغ زنانم + پلنگ کا
ہاتھ پکڑ لیا کود کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو نے بارگاہ داسیالی کو مثل سایبان کھینچا اسکے سائے مین تخت زبرجدی اٹھا
ہوا اطلاع تخت کا حال جابجا تحریر کرچکا ہون کہ دمامہ جادو نے حکماے اشراقیین سے واسطے زبرجد شاہ اپنے معشوق کے
بنوایا تھا وہ اس تخت پر سوار ہوکر اپنے قصر معلق سے بارگاہ مین آتا تھا جاہ و جلال خداوندی دکھاتا تھا جب خواجہ
نے یہ تخت حاصل کیا کلین لگی ہوئی ہین ظاہر ہوا کہ سحر کا نہین ہے حکماے کلون کے زور سے یہ تدبیر کردی ہے
کہ جہان بلند کرین جس مقام پر چاہین ٹھہرا دین سب طرح کا اختیار ہے اب جو عمرو نے تخت اٹھایا نعرہ بھی
کیا ماہیان کو تو افراسیاب لپٹ گیا کہ نانی جان وہان بنجاو ساربان زادے نے کچھ جال پھیلا

رکھا ہوگا ایسا نہو کہ تم پھنسو افراسیاب نے ماہیان کو تو بچھڑا جادوگر واسطے خیرخواہی دکھانے کے لیا لیکن
بلند ہوے جب نے طناب پر ہاتھ ڈالا قصد کیا عمرو کی ٹانگ پکڑ کے کھینچوں بارگاہ کرامات بزرگان دین ہے کمر میں ہاتھ
دیکر کسی نے اُلٹا لٹکا دیا سر تلے ٹانگین اوپر ہزاروں اُلٹے لٹک گئے زنبیل سے عمرو نے باغبان و بہار کو نکالا
یا تو زنبیل میں عمرو کی سیر دریا کر رہے تھے یا باہر آکر دیکھا عمرو نے برقع چہرے سے اُتارا صورت اصلی بنکر دونو الگ
بیٹھا ہزاروں جادوگر سحر کرتے ہوے آتے ہیں قریب آکر بارگاہ دانیالی مین لٹک جاتے ہین قران چھاتی پر
پلنگ خونریز کی سوار ہین برق سونٹا کھڑے ہوی ہٹو بچو کر رہا ہے باغبان و بہار تصدق ہوے کہا ای خواجہ
کیا کہنا عمرو نے باغبان کو بھی اک سونٹا دیا کہا ان ساحروں کو مارو نالائق غل مچاتے ہین کمال افسون گری
دکھاتے ہین باغبان نے بھی سونٹا ہاتھ مین لیا جادوگر اسطرح گر رہے ہین جیسے شمع پر پروانے یا قطرات باران
زراعت پر یا فوج ملخ چہار جانب سے اُڑی ہے عمرو مطمئن خوف و ہراس کا نام نہین ایک سمت سے افراسیاب نے
آگ برسائی بارگاہ کو خبر بھی نہین ہوتی اُس آتش سحر نے اُنھین کے لشکر کو جلایا سرما نے سحر کیا برف کے پہاڑ بنگئے
اُنھین کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے ابر برق نے پتھر برسائے پہاڑ سحر سے اُڑائے وہ بھی سب بلا لشکر افراسیاب پے
نازل ہے کسی کا سر پھٹا کوئی سنگدل دیکر مرا ساحر پکارتے ہین سخت مصیبت ہے ماہیان و افراسیاب دور سے
شعبدہ سحر دکھاتے ہین بخوف قریب نہین آتے ہین ساحرون کے مرنے کی صدا بلند اُدھر حریند و پرند نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو
خبر کی کہ استاد کی عیاری کھل گئی ماہیان نے وقت پر آکے قیامت برپا کی اب خدا اُنکی جان بچائے مہرخ و سرخ مو
وغیرہ سب بارگاہ ہوتے نکل آئے بنگاہ غور دیکھا بارگاہ عمرو پر ابر سحر ساحران چھائے ہوے ہین آب و آتش کی بارش ہے
قتل عمرو کی کوشش ہے مگر کوئی کچھ نہین کرسکتا افراسیاب سحر کرتا ہوا آتا ہے ایک جانب ماہیان کو عمرو للکار رہا ہے
کہ اری تو بھی آ بارگاہ مین لٹک جا جب غصہ کرکے تعبیتی ہے افراسیاب لپٹ جاتا ہے کہتا ہے نا اہل امان دیکھو تو ہزارون
ساحر عمرو نے مار ڈالے لاشے زمین پر گر رہے ہین لاکھون گنوار برای زیارت جمع ہوگئے تھے اب بھاگے جاتے ہین
کاندھون سے چادرین گرپڑین دھوتیان کھلی جاتی ہین دمبدم غل مچاتے ہین یا خداوند سامری و جمشید مدد کو آیئے ساحرون
کی بدعت سے بچائیے لاکہ ٹریا چھوڑکا مہتر قران نے پلنگ کو نہین چھوڑا شکیں باندھکر ڈالدیا سحر فراموش شکلیں بندھی تھین
دانت نکالے ہوی توبہ توبہ کر رہا ہے عمرو نے زنبیل سے دس پانچ گرگے نکالے کالی کالی صورتین سونٹے ہاتھ مین لٹکتے ہی
ساحرون کو قتل کرنے لگے جب سر پر سونٹا مارا کڑاکے کی آواز آئی سر پھٹا اندھیرا ہوگیا علامات ساحرون کی مرنے کی ظاہر
ہر غل مچا رہے ہین کشتی مرا کشتی مرا کی صدائین آتی ہین حیرت جادو سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے شہنشاہ نے بڑا کام

کیا خداوند جمشید کو صولت سنگ بیز سے ڈھونڈھ کر لالئے ساربانزادی تھے شعبدہ دکھا کے سب نے سجدے کیے وہ خود کہتا
تھا مجھے سجدہ نکرو سب اعتقاد دین چور تمہارے یار و اپنے کو بچاؤ کمبخت بارگاہ کے پاس نجا کر کیا ساحروں کی مٹی خراب
ہوئی کیا صورت انقلاب ہوئی مصور نے کہا ملکہ ہمارے نانا دادا نے بڑی خبر کی اگر ماہیان نہ آجاتیں ساربانزادہ اسکو
لیکر بسر دریائی نیل جاتا شہنشاہ زمرد پر کو طلب فرماتے لوح و مہرہ اگر دستیاب ہو جاتا پھر طلسم کشا کے ہاتھ سے کون مہلت
پاتا مہرخ نے بھی حکم دیا سرداروں کو اپنے سرپرست خواجہ عمرو کو بچاؤ برق لامع چرخ مار کر بلند ہوئی کڑک کر مثل برق آسمان
مین ڈوبی رعد و برق بھی چلے بڑھ کر رعد نے چیخ ماری کئی سو کے سر پھٹ گئے برق کڑک کڑک کر گری ساحروں کے سر اڑا دیے
برق لامع نے دھوئیں اڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے آڑی ترچھی گرنے لگی جس صف پر جا گری پامال کر دیا نقیب و کوکب
ہر ایک غول مین کھڑے ہین حکم افراسیاب کے منتظر ہین جب دونوں لشکر آپس مین مل گئے بقول شاعر فرد لشکر از لشکر
درآمیخته قیامت ز گیتی شد انگیخته گیر و دار کی صدائین آنے لگین ملکہ مہرخ نے گرزوں کی بوچھار کی خورشید زرین سحر
نہایت زبردست ہے آفتاب عالمتاب بنکر چمکا وہ حدت دکھائی ساحروں کے بھیجے پگھل کر نکل گئے دماغوں مین سے بجھے ہوئے قتل
اسد غازی پھری ہے خورشید چمک چمک کے گرنے لگا سیکڑوں کو جلایا سرخ موی کامل کشتا نے لٹ کھولی اندھیرا ہوا اسکی بجلی
مین سیکڑوں کو مارا ایکجانب ہلال سحر افگن کا ہلال زرین چل رہا ہے باغبان قدرت نخل فیل مست ساحروں کو کچل رہا
ہے نقیبوں نے بڑھ کر یہ مطلع مصنف پڑھا مطلع جسے کہتا ہے تو غافل یہ میرا ہے یہ میرا ہے یہ جسکا ہے اسیکا ہے نہ تیرا ہے نہ میرا ہے
اے جوانان شیر دل و اے صف شکنان کامل یہ وقت جانبازی ہے مرد میدان سرفرازی ہے آج نام کرلو دامن مراد
گوہر انعام و اکرام سے بھر لو افراسیاب ایک ایک کو نہال کر دیگا افسریان لیشگی وقت جرات ہے یہی شیوہ ہمت ہے عمرو
کو بچانے دو آرے پایہ و گھیر کر پکڑ لو تخت عمرو تو قریب لشکر مہرخ پہونچا ہے ہزاروں جادوگر مار کر گرا دیے خواجہ عمرو مہرہ بجا رہے ہین
اس مہرہ کی آواز سنکر ہاتھی گھوڑے بھاگتے ہین یہ وہ مہرہ ہے کہ جو صاحبقران زمان پردہ قاف سے لائے تھے اسکی صدا سے
دل بیٹھا جاتا ہے ساحروں کے کلیجے پھٹے جاتے ہین سحر جب تاثیر نہین کرتا کیا کرین اپنا زور دکھاتے ہین تا تخت عمرو جاتے
ہین جب لٹے لٹک گئے پھڑک پھڑک کر ادھر ادھر لاشے اور سر ساحروں کے زمین پر گرتے ہین ہزارہا لاشہ پڑا ہوا ہے
لیکن افراسیاب و ماہیان زمرد پوش بھی آواز دیتے ہین خبردار یارو قدم پیچھے نہ ہٹے ساحر عمرو پر ہجوم کرتے جاتے ہین
مجبور ہین کہ سحر تاثیر نہین کرتا ہے تنگ گئے اور بلا مین پھنسے چیختے ہین اور غل مچاتے ہین اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اپنے
ملازموں کو بچائیے ساربانزادے نے پرے کے پرے صاف کر دیے عملہ ہائے زنگاری زمین پر کٹے پڑے ہین صاف ظاہر
ہوتا ہے کہ مردے کفن مین ہین علم رنج و مصیبت پنج افراسیاب پر گرا شکست کا نشان ظاہر ہے مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ

کرکے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنادی کہ عمرو اُس پار بچاسکے عمرو دیوار آہن کو دیکھکر گھبرایا کہ اب طرف مہرخ کے
کیونکر جاؤن ایسا نہو کوئی گرفتار کرلے افراسیاب چلاتا ہے دونون لشکرون کے ہزارون ساحر مارے گئے ہین نگاہ
حسرت ملکہ مہرخ باشوکت تخت عمرو کو دیکھ رہی ہے یہ دعا ورد زبان ہے کہ اے خالق مطلق و اے کارساز برحق عمرو کو اس بلا سے
بچالے ہمسے آکر ملے یا کوئی ایسا زبردست آئے کہ جس سے افراسیاب و ماہیان سے مقابلہ ہو بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر و ساحری مین یکتا زمین اُسنے ہلادی ہزارونکو پامال کرڈالا ہمارا خاص یہ اعتقاد ہے مصرع کسی کامل کا یہ ہے مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قویتر است ۔ اس بیکسی و بے بسی مین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے بیقرار ہوکر ملکہ
مہرخ وغیرہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر استادان سخنور نے
تحریر کیا ہے کہ کوکب نے جمرات واقعہ مین یہ سانحہ دیکھا فوراً برائے مقابلہ افراسیاب چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ عمرو تخت
اُڑائے ہوئے جاتا ہے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بناکر تیار کی کہ عمرو بچاسکے بارگاہ دانیالی سرپر سے ہٹ جائے
عمرو کو مارلون ماہیان بھی اِس سحر مین شریک ہے کوکب نے آتے ہی اول دیوار آہن کو توڑا یعنی اک گولہ جھولی سے
نکالکر لپس دیوار آہن پر مارا دیوار تھرائی ٹوٹنے کی آواز آئی دوسرے حربے مین دیوار تھراکر گری کئی ہزار سردار و
ملازمان افراسیاب مارے گئے افراسیاب نے کہا دیکھو وہ ظالم آپہنچا دیوار سحر میری گرائی ہائے شہنا بھی ہاتھ سے گئی
مشقت میری ضائع ہوئی گرمی مین مینے وہ منزلین سخت طی کین کہ پتھر چٹکتے تھے دھوپ سے شعلے بھڑکتے تھے ہائے
کیا جانتا تھا یہ آفتاد پڑیگی اب وہان سب رازداران طلسم جمع تھے ملکہ پلنگ خونریز گرفتار ہوگیا اگر شہنا لیکر میدان مین
لڑاتو ایک زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے بڑھکر تسکین دی کہا شہنشاہ اسقدر نہ گھبرائیے شہنا مین آگ لگے پلنگ
خونریز بھاڑ مین پڑے آپ سلامت رہین ہزارون تاجداران طلسم ہوشربا باقی ہین در بند بندے ہوئے ہین
شہنشاہ نیلم نے لکھا اپنے وزیر معراج دین گرداب آدم خوار کو بھیجدونگا چالیس لاکھ لشکر لیکر کوہ نیلم سے اُتریگا لشکر
مہرخ کیا تاب لاسکیگا سب مارے جائینگے اب اسوقت آپ کوکب سے نہ مقابلہ کیجیے بڑے سامان لیکر آتا ہے افراسیاب
نے کہا مین نامرد نہونگا آج کوکب کا سر کاٹ ڈالونگا ملکہ حیرت افراسیاب کے دامن سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ سخن شنیدن
بخ دولت میری کسقدر خیال کیجیے بیوہ ہونے سے مجھکو بچائیے حیرت سے افراسیاب نے دامن چھوڑایا چاہا تیغ کھینچکر
جا پہونچون حیرت نے سرما ماہ برق کو پکارا ارے آکر شہنشاہ کو روکو سرما ماہ برق دوڑے افراسیاب کو روکا
افراسیاب کو بڑا غصہ تھا دونون کو جھڑک دیا اُدھر سے کوکب اُڑتا ہوا آتا تھا افراسیاب نے گرز مارا کوکب
نے انگلی اُٹھائی اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا گرز پلٹ کر فوج افراسیاب پر پہونچا کئی ہزار ساحر مرے

دکھائی دینے لگے ایسے دوچار بحر افراسیاب وکوکب مین ہوئے کئی لاکھ ساحر مارے گئے تلوار کھینچکر کوکب افراسیاب
پر جا پڑا اتنی مہلت جو عمرو نے پائی تخت کو زمین پر لایا صاحبقران نے پلنگ کو بیہوش کر لیا جب تخت عمرو کا زمین
پر آیا جانسوز ضرغام پلنگ خونریز کو کشان کشان لیکے قیدخانے مین جا کر زنجیرین پہنائین کئی ہزار نگہبان
مقرر کیے پلنگ تو قید ہوا کوکب نے افراسیاب سے خوب لڑا چلی عمرو نے تخت سے اُتر کر گلیم اوڑھ لی و تخت
بارگاہ زنبیل مین رکھی اب بصورت ساحر لشکرون مین گھسا ہمیانیان مردون کی کمر سے کھولین سیکڑون کے
لباس اُتار لیے مردے ننگے پڑے عمرو اُسوقت پہونچا کہ کوکب بحر افراسیاب سے زخمی ہو چکا تھا مہرخ و بہار نے
بڑے بڑے سحر کیے اُنکے سحر کو وہ کب مانتا ہے اشارون مین ذوجے کے کوکب کو سامنے مین تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہے
کہ ہاتھ مارون اسکا سر اُڑ جائے کوکب ہٹتا چلا آتا ہے کہ پہلو سے افراسیاب کے آواز آئی اے شہنشاہ کیا مقناطیس
کو مار لیا تیرا کون ہمسر ہے تیری افسونخوانی سے کوکب گرد برد ہے افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اس ہنگامہ عظیم
صرصر شمشیر زن گرتی پڑتی آئی افراسیاب نے کہا اے صرصر اسوقت تو نے بڑا کام کیا یہانتک کیونکر آئی سحر سے
تل رکھنے کی جگہ نہین صرصر نے کہا آپکا اقبال تیر کیہ حال ہے دیکھیے دشمن بچنے نہ پائے افراسیاب نے پلٹ کر طرف
کوکب کے دیکھا صرصر نے نعرہ کیا او مغرور دیکھا تو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے جھٹکا
مارکر حباب بیہوشی مار دیا افراسیاب گر کر بیہوش ہوا عمرو نے آواز دی اے کوکب لینا کوکب جھپٹا کہ مین
افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارون سر اسکا اُڑ جائے زمین شق ہوئی تیلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا نکلا کہا
خبردار خبردار او کوکب کیا کرتا ہے شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے یہ وقت پہ کمر نکلے تھے ماہیان زمرد پوش کو بھی کہ
ملکہ عالم دوڑیے شہنشاہ کو سب مل کر قتل کرتے ہین عمرو نے بیہوش کیا ہے یکے تیلہ گرز پھرنے لگا یہ نگہبان جان
افراسیاب ہین غلامان سامری خیرخواہی مین لاجواب ہین یہ سنکر ماہیان بھی دوڑی خواجہ تو ٹھہر نہ سکے گلیم اوڑھکر
بھاگے ماہیان نے تیلے سے اشارہ کیا اُس نے افراسیاب کو اُٹھا لیا لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہو گیا کوکب نے
چاہا کہ تیلے کو روکون یہ جوانان طلسمی کب رکتے ہین ماہیان نے پلٹ کر حیرت کو حکم دیا کہ اے حیرت جو ہونا تھا
وہ ہوا اب کدورت کاوش بیکار ہے مفت مین بندگان سامری و جمشید قتل ہوتے ہین تمہیں اب نہ چلنے کی بچا تیرا
بیگیا ہمکو تمکو سب کو خدا غدر ہے گیا مین بھی برائے حفاظت افراسیاب جاتی ہون تم طبل امان بجوا کر پلٹ جاؤ لڑائی
سے کنارہ کرو ماہیان اُدھر گئی حیرت جادو نے دیکھا بہار وغیرہ نے اودھم بادہ ڈالا گلدستے چلے باغبان
قدرت بھی جھومتا ہوا چلا سب جابجا زرد سر فروش بادہ جرأت سے نہ ہوش مرنا جینا یکسان جلادت

چہرون سے عیان تہان سب ہلگئے والے لرزان افراسیاب لرزان و ترسان حیران و پریشان ہنتے ہی افراسیاب
کے ز ار وقرار ہوا حیرت نے طبل امان بجوا یا شکست فاش کا اظہار ہوا لشکر پراکیت پڑا کئی لاکہ ساحر افراسیاب کے ٹپ کر
داخل جہنم ہوے خواجہ عمرو تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر پلٹے حیرت جادو شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آئی صنوبر
نے کہا آپنے کیون طبل بازگشت بجوا دیا لڑنیوالے بڑے جانبازی حاضر تھے حیرت نے کہا مرشد زادے کلیجے مین
آبلے پڑ گئے جسمین جانبازی سے وہ لوگ لڑتے ہین یہ خوف جان پڑتے ہین ادہر والے اب جان بچاتے ہین سے
دباؤ مین بھاگ جاتے ہین مرنیوالے سے ڈرنا چاہیے دیکھیے تو سارا بان برادہ کہان جاکر ہو بچار دے کی شکل بنکر
کتنا بڑا دہوکا دیا دام تزویر بچھایا افراسیاب ایسے طائر زیرک کو پھنسایا یہ کیسے خبر ہوئی ہم سب دربار مین اسکے
حاضر رہے جنکی صورت بنا تھا انہون نے مدد کی شراب کا چرچا موقوف ہوا جب چاہتا شراب پلاکر بیہوش کرلیتا صرصر نے
ذرا شک کیا تھا اسکو بھی معتقد کرلیا جسدن سے نگوڑا عمرو گرفتار ہوکر آیا کسی گنوار کو بشکل عمرو قران پکڑ لایا
صرصر کے بھی چہوٹ گئے خود ہمکو ترغیب دیتی تھی مرشد زادی ساعت نیک تھی یہ عجب طرح کی عیاری ہوئی عیاری
اسکا نام ہی دہوکا دیکے مہینون ہمارے گہر مین بیٹھا رہا کسی نے نہ پہچانا ہم لوگ بچ گئے خداوند تعالی قدرت نمائی ہی
وہ بھی ہمیشہ خفا رہتے ہین مگر پھر چندن پر رحم آگیا صرصر کو بلاکر براے خبر روانہ کردو مین برائے ملاقات افراسیاب
جاتی ہون دیکھون باغ سیب مین پہونچی یا پردہ ظلمات مین گئے خبر لینا واجب لازم ہی یہ کہکر حیرت جادو تخت پر
سوار ہوئی صرصر براے خبر طرف لشکر عمرو چلی یہان ملکہ مہرخ جو پلٹ کر آئین بہار رشک باغبان حاضر ہوئی خواجہ عمرو
نے حکم دیا ملنگ خونریز کو لاؤ جب ملنگ بندہا ہوا سامنے آیا خواجہ عمرو نے فرمایا اے پہلوان بخبر اے سیاہ بخت دیکھ
اپنے مذہب کی بزرگی کو دیکھا ہمنے خود احتیاط کی سجدہ نکرنے دیا اپنے پیدا کرنے والے سے خائف ہوئے سجدہ خاص
نشان عبدیت معبود کا ہی جس سے پہچانا جاے کہ یہ بندہ اور وہ معبود پیدا کرنے والا اور کسی کے واسطے سجدہ زیبندہ
و سزاوار نہین اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت آدم ابو البشر کے واسطے حکم رب اکبر ہوا کہ ساتون آسمانون کے فرشتے
انکو سجدہ کرین شیطان نے انکار کیا مغضوب درگاہ پروردگار ہوا معلم الملکوت لقب تھا پایا ذلیل و خوار ہوا بالی
و پر جل گئے رتبہ شیطنت ملا آجتک غنچہ آرزو نہ کھلا تا روز قیامت خارستان نافرمانی مین بھٹکتا رہیگا صورت باغ
مراد نظر نہ آئیگی اور سب فرشتے حکم بے نیاز بجا لائے سجدے کیے یہ سجدہ تعظیم تھا اپنا معبود نہین جانا اسیطرح
شکر ہے کہ ہم نے اپنے کو خطاے فاش سے بچایا تیرے چہرے سے جرأت و جہالت آشکار ہی یہ مقدمہ دین
و آئین ہی انسان کو بخوبی غور کرنا لازم ہی پروردگار ایک ہی معاذ اللہ پوسنے دو سو اگر دو بھی ہوتے انتظام

خدائی مین ہمیشہ خلل رہتا وہ وحدہ لاشریک ہے صاحبان معرفت کا یہی اعتقاد ٹھیک ہے اسطرح عمرو نے پلنگ خونریز
کو سمجھایا زنگ کفر آئینہ قلب سے دور ہوا دل کو صیقل کلام ہدایت انجام خواجہ سے سرور ہوا قدمون سے خواجہ عمرو
کے لپٹ گیا کہا مین خوب سمجھا شکر ہے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہنچا آپنے رہبری فرمائی مین اطاعت کو
حاضر ہون شہنانوازی کا کام مجھسے سرمیدان لیجیے انشاءاللہ افراسیاب کو دبا گئے ہوے راستہ نملیگا جو سامنے
آئیگا شکست فاش اُٹھائیگا مارا جائیگا عمرو نے پلنگ خونریز کو گلے سے لگالیا مہرخ نے چپکے سے پوچھا کیون خواجہ
آپ تو بشرہ شناس فلک اساس ہین یہ کچھ آپکو ثابت ہوا مگر تو نہین کرتا عمرو نے کہا پیشانی تو صاف روشن ہے یقین
کامل ہوا کہ لات پرستون سے بدظن ہے آئندہ پروردگار جانے بمضمون مصرع مصرع حال بھی کس نمیداند بجز پروردگار
عمرو نے شہنائے جمشیدی زنبیل سے نکالی پلنگ خونریز کے سپرد کی صرصر یہ کیفیتین دیکھ رہی تھی بشکل کنیز مہرخ
اک گوشے مین کھڑی ہے شہنا جو عمرو نے پلنگ کو دی باغبان قدرت کو بہت شاق ہوا نزدیک اپنی ملکہ گلچین سے کہا
آج ثابت ہوا کہ عمرو جوہر شناس لیاقت مردان عالم نہین ہے دل وجان خدمت کی عہدۂ وزارت چھوڑ کے چلے
آئے کیسے کیسے رنج وملال اُٹھائے مہینون قید رہے مگر جادۂ اطاعت سے قدم نہ ہٹایا خواجہ کو ہمارا خیال نہ آیا
ایسی شے صاحب تاثیر سردار جسکا امتحان نہین ہوا دوست ہے یا دشمن کیا معلوم اُسکو حوالے کی ہم سمجھے تھے یہ
عہدۂ جلیل ہمکو ملیگا گلچین نے منع کیا خاموش رہو خدا انجام بخیر کرے شکایت بےحکایت کرلیا آج تو خواجہ عمرو نے
وہ کام کیا تمام طلسم ہوشربا مین نام کیا یہ قصد ہوا تھا کہ ابھی عیاری پر خاتمہ کردون لیکن فلک کجرفتار گردون
برائے مجاہدان دیندار ہر وقت پر سرگردش ہے مٹانے مین صاحبان لیاقت کے مجھکو کوشش ہے اگر ایکدن ماہیان
زمرد پوش آگاہ نہوتی لوح طلسمی دستیاب ہوجاتی خود افراسیاب زہر کو قتل کرتا لوح ومہرہ دیدیتا
مگر اب خدا خیر کرے اسکا ذکر بھی ہوگا یہ حقیر بدون مطلب کوئی فقرہ تحریر نہین کرتا اس فقرے سے داستان شوکت بیان
کا لطف ملیگا صرصر تو یہ خبر لیکر ملتی عمرو نے اسد غازی کو بلا کر گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر اے راحت جان کرب نابود
بڑی خوشی کی بات ہے زبان سے افراسیاب نابکار کے سُنا کہ بدیع الزمان وملکہ تصویر زندہ ہین انشاءاللہ جب
قلعۂ توسن حصار فتح ہوگا یا وہ مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کریگا جسطرح تمکو گنبد نور سے
بعد سات برس کے رہا کیا اسیطرح انشاءاللہ سرو خرامان حدیقۂ صاحبقرانی سے ملینگے ضرور غنچۂ آرزو کھلینگے اسد
کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی مہرخ وبہار وغیرہ نے بھی خوش ہوکر کہا حقیقت مین خواجہ ہمیشہ افراسیاب
جو ہمیشہ سے سرداران نامی وگرامی مین نامور اور ہر طرح کے اوصاف مین ضرب المثل مشہور وموقوف رہا ہی

کہتا تھا مین نے بدیع الزمان کو قتل کیا یا خود اپنی زبان سے اُسنے کہا اے شہنشاہ عیاران بخدا ہم لوگ اسقدر سردار
آپکی خدمت مین حاضر ہین کوئی راز قید لاچین سے آگاہ نہ تھا ایسا افراسیاب معتقد ہوا کہ اِس راز کو بھی کہدیا
ماشاء اللہ کیا عیاری کی پلنگ خونریز کہ رہا ہے اب آپ طبل جنگی بجوائیے اِس نو مسلم کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے یہان
تو یہ ذکر ہے ہان بڑا جشن عالی لشکر خواجہ مین ترتیب ہوا خبر سلامتی بدیع الزمان سے یہ خوشی حاصل ہوئی گویا
بدیع الزمان کو رہا کر لیا ہے شخص خوشی خوشی کہتا پھرتا ہے شکر ہے خدا کا کہ صاحبقران نامدار کا فرزند ابتک زندہ ہے
خواجہ عمرو نے پوچھ لیا یہان تو یہ کیفیت ہے ماہیان زمرد پوش افراسیاب کو لیکر باغ سیب مین آئی صبح ہوئے
بیہوش ہو گیا تھا ماہیان نے کیوڑا گلاب چھڑکا ہوشیار کیا حیرت بھی آکر پہونچی افراسیاب سر پیٹنے لگا کہا اے مانی
امان غضب ہوا سارا بازار شہنشاہے جمشیدی مع پلنگ خونریز کے لیگیا آپ مجھکو یہان کیون لائی مین لڑ بھڑ کے
مرتا عمرو کا تعاقب نچھوڑتا کیون نانی امان اب جو پلنگ میدان کارزار مین آئیگا شہنائے جمشیدی بجائیگا اُس
مار کو کون روکیگا یہی اُسکا شیوہ ہے شہنا بجا کے بیہوش کرتا ہے اتنا کا جوان طاقتدار ہے چیر کے پھینکدیتا ہے ماہیان
نے کہا پلنگ اطاعت نہین کریگا یہ ذکر تھا کہ صرصر آکر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون بی ہوا صاحب کہان سے
آتی ہو عیاری دیکھی عیاری کا نام لیا سامنے عمرو کے بیکار ہے تمام ردے زمین کے عیارون کا وہ سردار ہے کیا
قیامت کی بات تھی یہ عیاری تھی کہ کرامات تھی کہو کیا خبر لائین اور جتنے عیار ہین وہ بیکار ہین جبر کا ہے
عیار عمرو ہے کیا کمبخت نے غضب کیا پہلے احول مربع نشین بنکر میرا قلب الٹ دیا رات بھر کمبخت چنچا پیٹا فرشتون
کے طور کی آوازین سنائین مین بوقت سحر دیکھکر اُسکو گھبرا گیا خون محبت نے جوش مارا اِس خیال سے کہ یہ میرا پیر بھائی ہے دعا
کی اُسکا جسم سنگی سے نکلنا اور ہدایت صحرا سے شک بیز کرتا اگر خود ارسطو اِس مقام پر ہوتا دام مکر مین پھنستا آخر
مین روتا اُسوقت ہنستا ماہیان نے کہا اے افراسیاب عمرو کا مثل نہین ہے صرصر بڑا کمال کرتی ہے کہ ان لوگون کے
منھ چڑھتی ہے اِس نے بھی برابر عیاریان کین کسی مقام پر کم نہین رہی صرصر نے قدمون کو ماہیان کے بوسہ دیا کہ
حضور میرے سامنے پلنگ خونریز مطیع اسلام ہوا شہنا عمرو نے اُسی کے سپرد کی وہ متقاضی تھا کہ جلد طبل جنگی
بجوائیے میدان مین نکلکر افراسیاب کو للکارون شہنا بجا کے بیہوش کرون شل کر پاس کہتا چیر کر پھینکدون
اے شہنشاہ اب ملکہ حیرت کو جلد لشکر مین روانہ کیجیے اور آپ بھی تشریف لیجلیے کیا عجب ہے کہ عیاری ہو چکی
باغبان کو ناگوار ہوا ہے بہت شاکی ہے کہ شہنا ہمین کیون نہ دی کیا ہم اِس عہدے کے لائق نہ تھے اِسی بات سے
کوئی تدبیر نکل آئیگی افراسیاب آمادہ ہوا ماہیان نے کہا آفرین صد آفرین خیرخواہان دولت کو یہی مناسب ہے

اسوقت تونے بڑی لیاقت کی بات کی صورت سے باغبان کی ہے تاکہ اسکو فلان ہو اتنا ابھی روشن بدرکمال ہوا
عمرو کے پاس تحفہ جات بزرگان دین ہین جیسا تخت اسنے پایا ہم لوگ سو دو سو سال مشقت کرین تو تیار نہو سکے
اسنے عیاری کرکے ملک زبرجد سے لیا بارگاہ دانیال کی پاس ہے تسبیح ہے خنجر ہے نیزہ نہین کرتا یہ دن کسکو نصیب ہے گلیم عیاری
پاس موجود جسوقت قصد کیا غائب ہوگیا تو علاوہ ان تحفہ جات کے عیاری کی ترقی ہوا ہے صرصر اگر شہنائی جمشیدی
لائی تو اہالیان ہوش ربا کو زندہ کیا ورنہ عمرو یہ سوچیگا شہنا نواز کو سپہ سالار لشکر کرین لوح کا مقام معلوم
ہوگیا بدیع الزمان ولاچین کی خبر سن چکا کہیگا شہنا بجاتے ہوے لڑتے بھڑتے چلو جو کوئی مقابلے پر آئے
شہنا بجاکے اسکو بیہوش کردو اسی طرح تا بہ دریاے نیل ہو تخو زمرد کو مار کر لوح وعہدہ لو اسی تدبیر سے تا بہ
تو ستون حصار جائیگا بدیع ولاچین کو قید سے چھڑائیگا افراسیاب نے بگڑ کر جواب دیا نانی امان بس چلے ہوش
رہتا ولایت نکرو مین آپ جاکے کوشش کرونگا گھسکر ملنگ کو مار رونگا وہ مسلمان پھر کر بیٹھے ہین جین لینے دونگا
کہ دیکھا میدان کارزار مین آئے شہنا بجانے کے بقول شخصے الٹی آنتین گلے پڑین صرصر بھی عیاری کریگی مین الگ
فکر کرونگا بیشتر لشکر مع خ مین ملنگ کو نہ رہنے دونگا یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ساحر نے آکر نامہ لفافہ کا
افراسیاب کو دیا افراسیاب نے ابریق سے کہا پڑھو جاگتی جوت کے خداوند کیا تحریر فرماتے ہین ابریق نے پڑھا الفاظ
سے قہر وغضب ظاہر تھا کہ اے افراسیاب خانہ خراب تو بڑا مغرور ہے سراسر تیری عقل کا قصور ہے ارے قد موسی قدرت
نہ آیا غرور نے تیری تجھکو مٹایا اسد وعمرو کو ہمنے بھیجا ہے بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ لوگ واپس نہ جاینگے تو جاہل ہے اسد
تیرا قاتل ہے عمرو ہمارا بندہ خاص الخاص عبادت گزار ہے اسپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اسکو ہمنے ملک لقب ساحران خطاب
دیا ہے اب قدرت بہت تنگ ہین تیری طلسم مین آگ لگا دینگے طرف ہفت کوہ زلازل کے چلے جاینگے اسوقت تجھکو کیفیت
معلوم ہوگی سپہ سالار قدرت میرا صاحبقران زمان مع اپنے سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے پہنچیگا ایک کو
زندہ نچھوڑیگا اسی مین خیر ہے کہ آکر قد موسی کر ساحرا ابھی بھیجا موقوف کیے ایسے عیش مین مصروف ہے بہت نامہ طول طویل
تھا ابریق نے چہارم پڑھا افراسیاب نے کہا نانی امان یہ مضمون سنا جاگتی جوت کے خداوند کو کون سمجھاسکے وہ تقدیر
تو کرتے ہین اپنے بندون کے مٹانے پر مرتے ہین جس خداوند نے منہ مین اپنا مقام ہوز ونی چھوڑ دیا اسسے ڈرنا چاہیے
پر ایا گھر مٹاتے کیا رنج ہوتا ہے نصف ہوش ربا خاک مین مل چکا قدرت کا غصہ نہین کم ہوا کیون نانی امان مین کسطرح
براے ملاقات خداوند جاؤن ماہیان نے کہا اے افراسیاب اتنا اعتقاد تو بالکل مٹ گیا ہے صرف مکار و غدار ہے اپنا
ملک موروثی نہ سنبھال سکا بھاگ کر یہان آیا ہماری واسطے تقدیرین گھڑتا ہے اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا کسی

ساحر کو روانہ کردے اسکا جواب لکھ تحریر کردی ہین نہین آسکتا مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون اکیلا کیونکر آؤن جاہ و
جلال مین فرق آجائیگا اگر لشکر لیکے آؤنگا تو زمین تھرا لیگی آپ دانا ہین ممکن ہو تو کسی موقع پر آؤنگا ایک ہی دن مین سبکو
ستاؤنگا افراسیاب نے جواب لکھوایا۔ سرما سے برف انداز کو بلایا کہا تم کوہ بوقلمون پر جاؤ پہاڑ پر کھڑے ہوکر آواز دو
ای سرمست ابلیس پرست بدست پتھر سے ایک ساحر پیدا ہوگا اسکو ہمارا پیام پہونچانا کہنا ای سرمست شیطان پرستی
بت کی اب جاکر خداوند لقا کو سجدہ کرو وہان بختیارک ایسا شیطان بھی موجود ہے بڑی تمھاری خاطر کریگا
دشمنون کو انکے قتل کرکے نام باختر لیجاؤ مشیر قدرت بنکر بیٹھو پھر ہوشربا مین پلٹ کر نہ آؤگے ملک باختر بہت آباد
ہے ایک نامہ سرما نے لکھا جواب نامہ لقا اس ساحر کو دیا کہ اسکو خدمت مین قدرت کی روانہ کردینا وہ ساحر تو چلا گیا
سرما سے برف انداز بالای کوہ بوقلمون پہونچا نام سرمست لیکر آواز دی زمین سنگلاخ تھرائی آواز آئی حاضر ہوا ایک
ساحر مہیب پہاڑ سے نکلا قد و قامت مین پہاڑ تھا دوا بہ شراب کا ہاتھ مین تصویر شیطان گلے مین پیغام افراسیاب
سنکر بہت ہنسا کہا ای وزیر اعظم خداوند لقا کا شیطان بھی ہے سرما نے بختیارک کی صفتین بیان کین سرمست خوش ہو کہا
کہا مین ابھی جاتا ہون جاتے ہی زمین بادہ دونگا قدرت کو نامہ باختر پہونچا دونگا کیا ملازمان حمزہ بڑے ساحر ہین سرما نے
کہا جادوگر نہین ہین عیار قیامت کے ہین پہونچتے پہونچتے تمھارے نے عیاری کرینگے ہوشربا مین صرف چھ عیار آئے ہین
وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ موجود ہے انسے بچنا شیطان بڑے بڑے مسخرے ہین کرتا ہے انکی باتون مین نہ آنا اگر
عیارون سے بچے فتح و ظفر حاصل ہوگی ورنہ پھر پھر زندہ رہنا وطن دشوار ہے علاوہ ازین غرور سے اپنے کو بچانا قدرت
کو غرور پسند نہین ہے صدہا ساحر جاکر غرور مین مارا گیا سرمست نے کہا ای وزیر اعظم قدرت کے سامنے بندے غرور
کرسکتے ہین ابھی تمھارے سامنے فوج بلاتا ہون فوراً جاتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے کودا آواز دی ای نمکخواران ما دولت جلد
حاضر ہو سرما نے دیکھا درختون سے طائر اترے زمین مین لوٹے پرون سے خاک اڑائی جنگل مین اندھیرا ہوگیا بعد
عرصہ دراز پھر سرمست نے ایک چیخ ماری اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی سرما نے دیکھا سرمست ایک عقاب بلند پرواز پر
سوار ہوا پشت پر ساحران غدار طاؤس وغیرہ پر سوار ہین نہین معلوم فوج کہانسے جمع ہوگئی بارگاہین بھی اژدرون پر
لدی ہین غلے وغیرہ کے چھکڑے لدوا لیے سب سامان سفر تیار ہے فقط روانہ ہونیکی دیر ہے سرما حیران ہوگیا دل مین کہتا ہے
ہوشربا کی سب باتین ہوشربا ہین کیا کیا ساحران یکتا ہین گوشون مین چھپے پڑے ہین شہنشاہ سبکو جانتے ہین ہمنے
آجتک اسکو نہ دیکھا تھا ایسے طلسم پر کیا کیا بلا نازل ہوئی مقام افسوس ہے گلشن بحران مین جھونکا ہوا کی آگ کا چل گیا
کیسا کیسا تحمل ہے زمانہ دو چلگیا سرما سے برف انداز کھڑا دیکھا کیا سرمست عقاب اڑا کر مع فوج روانہ ہوا ادھر طرف افراسیاب

دوکلمہ داستان شوکت بیان لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا مست ابلیس پرست کا و حالات جنگ سحر و دیگر حالات عیاران و قتل مست ابلیس پرست بیان ہوتے ہیں مخمسہ

در رہِ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند
آتش شمع گرفتند بہ پروانہ زدند

بانگ بر خلق کہ از شرب رندانہ زدند
دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند

گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

کوے جاناں میں ملا جب سے کہ چہرے پہ بھبوت
خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت

کل سے حیرت سی ہے اسواسطے ہے مجھکو سکوت
ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت

با من خاک نشین ساغر مستانہ زدند

پہلے اک عمر جو منظور رہا اسکو فساد
خانۂ عیش رہا اس لیے میرا برباد

دن پھرے میرے تو پھر اس نے کیا مجھکو یاد
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد

حوریاں رقص کنان ساغر مستانہ زدند

ایسا انصاف ہے عالم میں نہ دیدا و نہ شنید
ساتوں افلاک سے ہے تا بزمین فرق بعید

سب چھپے جان کے دشوار جو امر توحید
آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

آبرو بے اثری میں کبھی رکھتا نہیں دمع
بوالہوس کو نہیں حاصل ہے جہاں میں جز قمع

کیوں نہو عاشق صادق کیلیے خاطر جمع
آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع

آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

گرچہ رعنا کا نہیں آج زمانے میں جواب
لاجواب اسکو کہوں میں تو یہ ہے عین صواب

پر یہ انصاف کی ہے بات فہیموں کے حساب
کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب

تا سر زلف عروسان سخن دشانہ زدند

چہرہ ساحران خونخوار و افسونگران مکار و غدار بوم خلنے جب ہجکر اسم سحر کو تحریر و تقریر میں یوں آراستہ کرتے ہیں اشعار

نویسندگان سخن پروران	بتسطیر اوراق ہیں داستان	مضامین رنگین بہم کردہ اند	سطور مرصع رقم کردہ اند	

بسر کردہ عقیق گلزار سلیمانی لشکر لقا و لشکر صاحبقران زمان مقابلے میں فرو کش ہیں کئی مرتبہ سلیمان عنبر مو نے

کوئی بڑے لشاست عرض کرتا تھا [illegible] شاہ اور نیز حمزہ سے مقابلہ ہو گردن بختیارک نے شمع کیا اے پہلوان دوران ہمہ کر
گرشا سب جہان تمام طلسم کی ہوشربا کے گیے زیادتی ساحر آجاتے ہیں تو ہم سے تیغ بکے سلیمان کہتا ہے ملک جی آپ کو
ساحر پر بڑا اعتقاد ہے تم نے تو بار بار بکار ہے آپ تمیل فعال بجو ہیں کہ تم مقابلہ کرینگے جاسے واسطے بدنامی ہوتی ہے حمزہ
اپنے مقام پر کہتا ہوگا سلیمان کا ہرا نام سنا تھا میدان کارزار میں برای مقابلہ نہیں آتا ہماری واسطے بدنامی ہی
بختیارک کہتا ہے ای شہنشاہ میں ہزار طلسم کی بیچ کر حکم نہ دونگا ساحر کوئی آسنے دیجیے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کی یا خداوندا ایک ساحر جسکا نام عقاب ہے سوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامدار قریب کوہ عقیق آ پہنچا
عقاب سے اتر افوج کے اونٹ پر سوار ہے سب پیدل ہیں ایک کھڑے میں وہ افسر سجدے کرتا ہوا آتا ہے اگر کسی
نے منع بھی کیا تو اس نے جواب دیا اس زمین پر قدرت نے پاؤن رکھے نقش قدم جا اوند یہ سجدہ کرنا واجب
لازم ہے اور بلند پکارتا ہے یار و گواہ رہیو میرے دل میں غرور بالکل نہیں ہے اسے خدمتگزاری خداوند آیا ہون
فرمان شہنشاہ طلسم ہوشربا لایا ہون بختیارک ہنسا بیچین ہو گیا کہا صاحب یہ بڑے صاحب ادب ہیں دیو کوس
سے سجدے کرتے ہوے آتے ہیں حکم دیا پردے بارگاہ کے اٹھا دو ایسے بندہ مقبول کو ہم بھی دیکھیں کسطرح تشریف
لاتے ہیں نقش غرور صفحہ قلب سے مٹاتے ہیں یہ اللہ عجز و انکسار بالکل بیکار ہے یہ خداوند لقا کی سرکار ہے یہان
گنہگار و بے خطا دونون ایک کون بد ہے کون نیک لیتی کی یہان خرابی ہے نالایقون کا دخل اگر ایک سر مو کوئی خطا
کرے سر کاٹنے کا حکم ہو اس دربار میں بسر کرنا دشوار ہے ہر وقت خطا وار ہے ہنسا اپنی جان کو رو یا جورو یا اپنے کو دریا
اشک میں ڈبو یا کہا تنک احتیاط کرینگے ملازمون نے بڑھکر پردہ بارگاہ اٹھایا دیکھا سرمست فریاد کرتا ہوا گرد
ابابیان فوج لقا کا جماو یہی غلغلہ ہے آج بڑا بندہ خاکسار آیا لاکھون سجدے کیے نہیں معلوم درگاہ خداوندی میں
کوئی سجدہ قبول بھی ہوا بعض کہتے ہیں ای برادر سرمست یہان کا عجز و سرکشی دونون برابر ہیں شیطان صاحب کو
رضامند کرو وہ تقدیرات قدرت میں دخل دیتے ہیں بختیارک یہ سنکر دوڑا قریب آکر دامن تھام لیا کہا میان ساحر صاحب کیون
اسقدر عجز کرتے ہو قدرت تمہاری مشتاق ہیں چلکے قدمبوسی کرو دشمنان قدرت کو شاہ قدرت کو تا ہا خبر پہنچا دو یہ کام
خداوند کو پسند ہے غرور کرنے والا دردمند ہے جہانتک ہوسکے اپنے کو غرور سے بچاؤ سرمست نے کہا آپ اپنا نام فرمایئے
میں شیطان صاحب کا مشتاق ہون انھیں کی زیارت کے اشتیاق میں یہانتک آیا ساحر سرمست مشہور ہے کہ ابلیس پرست
ہون بختیارک نے کہا اس حقیر کو شیطان درگاہ خداوندی کہتے ہیں مجھکو سجدہ کرو میری راہ پر کام کرنا غالب آئیگا ورنہ
بہت پچھتاؤگا سرمست اٹھا بختیارک کے گرد پھرا کہا ملک جی میں تمہاری رای پر کاربند ہون جسطرح فرمایئے

اسیطرح مقابلہ کرون بختیارک نے کہا کہ جب تک طلسم ہوشربا تو بیان کرو کہ میان افراسیاب پر کیا گذری وہ حاضر ہوئے
تا کچھ حال پتا مجھے بھی سنئے مجھے طلسم ہوشربا کو سنانے سرمست تو یہ تذکرہ کرنے لگا کہا اے شریان درگاہ
خداوندی حقیقت مین طلسم ہوشربا جو عرصہ زوال [illegible] مشتعل [illegible] پہنچ گیا اکثر یکبارگی کشت و قتل ہوئی اور
احتقاق کا [illegible] جمشید کی لوح [illegible] ہوا [illegible] قتل [illegible] ہیان ہوشربا کو
یہ بڑی خوشی ہو کہ ملک اخضر گوہر پوش تشریف لائے پانچوان حجرہ کھلے ملکہ اسد بخندان و یاقوت سخندان معشوقان
سامری و جمشید حاکمان حجرہ پنجم خروج کیے [illegible] سب [illegible] کو شامل [illegible] افراسیاب سے کچھ نہین ہو سکتا آٹھ پہر
سپر مشتاب [illegible] بھی اسی فکر مین ہے کہ ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون طلسم کشا کو لیے نہین مل سکتی عمرو کی جستجو
کر رہا ہے ابھی چند دن ہوے خداوند جمشید کا تماشا بنا لیگیا ابھی کچھ نہ ہو سکا اوسنے تدبیر کی تھی کہ اسی عیاری مین
لوح طلسم بھی لیلون لاچین بادشاہ ساتوین طلسم کو رہا کرون افراسیاب سے لڑون اوس وقت پر ماہیان ہو گئی
عمرو جاگ کر نکل گیا بختیارک نے کہا اے سرمست وہ مرشد کامل ہادی رہنما کسی مقام پر رکنے والے ہین وہ جب تک فتح
طلسم ہوشربا واپس نہ جائینگے اب تم اپنی خیر مناؤ طفیل جنگی کا حوالہ ہم مین وہ کرو قدرت بالکل موقوف ہے تمام کارخانہ
خدائی ہماری رائے پر موقوف ہین سرمست بختیارک سے کہ پھر کہا مین آپ ہی کا طالب تھا مدت ہوئی کہ نام [illegible]
بہت عبادت کی افراسیاب نے مجھکو تکلیف دی عبادتخانے سے نکالدیا پھر اپکی تصویر گھٹے مین پڑی بلک بکا بھی خوب
سرمست سے لیکے کان مین کہا ہمارے مذہب مین عیاری مکاری ضرور کرو راتون کو جا کر سرداران حمزہ کو گرفتار
کرو میدان مین نہ لڑو عیارون کی اپنے کو بچاؤ غالب ہوگے اسکے خلاف کروگے مارے جاؤگے سرمست نے کہا مین آپکے
حکم کے خلاف قدم نرکھونگا بختیارک سمجھاتا ہوا سرمست [illegible] سجدہ نکیا لقا
نے کہا او بندہ مغضوب [illegible] نہین کرتا ہے شرط [illegible] سرمست سے کہا [illegible] شخص شیطان
کا پرستار ہے اپکی گیند بھیکی بچاری لقا نے کہا اسکو جوتیان مار دربارگاہ سے نکالدو لوگ اٹھتے تھے بختیارک نے منع کیا
کہا خداوند یہ ہمارا گندہ بندہ ہے اسکے ہاتھ سے کام لینا منظور ہے [illegible] ملیگی بختیارک تو کلیہ عقل
لقا ہے خاموش ہو رہا سرمست اگر کسی پر [illegible] سرمست [illegible]
لشکر اسلام مین جاؤ جو سب مین بڑا سردار ہوا [illegible] سرمست نے کہا [illegible] قدرت خداوند ابلیس کیا
مین سحر مین مجبور و ناچار ہون کہ عیاری کرون آپ طبل جنگی بجوا دیجئے صبحکو میدان کارزار مین تماشا دیکھیے ملکہ
نے کہا ہماری رائے خلاف کرتے ہو سرمست نے کہا ابھی جاتا ہون جو سب [illegible] آتا ہون

بختیارک نے کہا صاحبقران پر نہ ہاتھ ڈالنا وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر تاثیر نکریگا نام تمکو بتلا دون شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان و علمشاہ نوجوان و لندھور بن سعدان و مالک اژدر و ہاشم تیغزن و خورشید بن
ہاشم و تورج بن بدیع الزمان ان سردارون مین جسکو پاؤ گرفتار کر لاؤ یہ سب نام سرمست نے یاد کیے اپنے مقام سے
اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا نصف راستہ طی کیا تھا اتفاق سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع آجکی شب
طلایہ پر تھے مرکب بڑھا کر لشکر سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین کہ سرمست پہونچا نورالدہر نے آواز دی کون آتا ہے
سرمست نے جواب نہ دیا ماش کا دانہ مارا شاہزادہ گھوڑے سے لڑکھڑا کر گرا سرمست نے بغچہ کمر مین دبا لے اُڑا اُسکے
لشکر مین ہلڑ ہوا کوئی نورالدہر کو اُٹھا لیگیا عیاران لشکر اسلام دوڑے سرمست کا پتا نہ ہوا سامنے بختیارک کے
نورالدہر کو لایا بختیارک نے کہا اپنے خیمہ مین لیجاؤ قید رکھو ہم تدبیر بتائینگے اسیطرح سردارون کو گرفتار کرکے لایا
کرو لیکن رات کو ہوشیار رہنا سرمست نورالدہر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک یہان بیٹھا ہنس رہا ہے کہتا
ہے یا خداوند بڑے بڑے سردار آئے کبھی ایسا گدھا نہ آیا تھا آجکی رات اُنکا بچنا دشوار ہے مگر وسواس و خناس سے
کہا تم بر سر بارگاہ سرمست موجود رہو عیارون سے اسکو بچانا موقوف ہے اُسکے ہاتھ سے خوب کام بن پڑینگے دونون
عیاران لقا برای حفاظت چلے سرمست نے نورالدہر کو لاکر بارگاہ مین قید کیا ٹہل رہا ہے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
بختیارک آتے ہین بے اختیار سرمست بارگاہ سے نکل آیا دیکھا بختیارک آگے آگے ایک خدمتگار لالٹین لیے ہوئے پشت
پر چار خدمتگار اِسی جانب آتے ہین سرمست نے جھک کر سلام کیا کہا ای ہم شبیہ خداوند ابلیس اسوقت کیون تکلیف فرمائی
بختیارک نقلی نے کہا تم ہر چند کہ گندے ہو مگر ہمارے بندے ہو ہم خود تمھاری حفاظت کرینگے سرمست خوش ہو گیا کہا ملک جی
شعر گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ اپنے بندے کو سرفراز کیا آپکی محبت پر ناز کیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ
کے چلا وسواس و خناس کو بختیارک نے برائے حفاظت مقرر کیا تھا وہ بھی لشکر مین پھر رہے ہین ابھی بختیارک
کو خیمہ مین پہونچا کر آئے ہین اک ساحر سے جو سنا کہ ملک جی یہان آئے ہین بے اختیار دوڑے اسوقت پہونچے کہ
سرمست اُنکو لیکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا چاہتا ہے اِن دونون نے دور سے آواز دی ای سردار نامدار و اے
ساحران عالیوقار یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین ملک بختیارک کے ساتھ ہے ہم ابھی آئے ہین سرمست نے پلٹ کے
دیکھا جواہر بن عمرو بختیارک بنا ہوا تھا سامنے سے بھاگا ساتھ اسکے شعبان خنجر گذار بھی تھا ملک ساحر کو جو اُسنے خنجر مارا
ابوالفتح اصفہانی و کلباد عراقی و گلباد عراقی و مہتر ترک خطائی و مہتر سنجر بلخی وغیرہ ساتھ تھے کسی نے حلقہ ہای کمند سے
ساحر کو مارا کسی نے حباب بیہوشی مارا شعبان خنجر گذار نے حقۃ القضا زیادہ زخم دیا دلش بپیش جادو گرون

کو مار کر یہ تو سب بھاگ گئے لشکر میں غل ہوا بختیارک بھی ایک خیمے سے نکلا یہ بھی سنا کہ تیری شکل پر عیار آئے تھے اُس وقت
ہو بچا کے سرست حیران و پریشان کھڑا ہو دس پانچ لاشیں لوٹ رہے ہیں بختیارک کو دیکھ کر سرست رکا بختیارک نے
بڑھ کا یا تمھارا غلام لیا کہا گھبراؤ نہیں سرست نے ایک طمانچہ مارا کہا کیوں مکار پھر وہی حرکت کی دھوکا دینے آیا ہے بختیارک
کے دانتوں سے خون بہنے لگا زمین پر گر پڑا اُٹھ کر بھاگا کہا اپنے ناک کان تو کٹوا لئے پھر کیا کیا سرست نے کہا میں کیونکر پہچانوں جب
بھی تو آپ ہی تھے بختیارک بنے تھے اور سب تمہارے روپ میں تھے اتنا کچھ نہ کیے پھر تم صاف کیا دیکھو تو حرامزادے کس
ذلت سے مجھکو قتل کراتا ہے سرست کانپ گیا ٹھوکر کھا کے ملک جی کو اُٹھایا کہا معاف کیجیے آپ بد دعا نہ کیجیے بختیارک
نے کہا میں جاتا ہوں ذرا ہوشیار رہنا جس جوان کو تمنے گرفتار کیا ہے یہ منظور نظر صاحبقران ہے یہ کہہ کے بختیارک
طرف اپنے خیمے کے چلا قریب اپنی بارگاہ کے پہونچا تھا کہ ایک مرد دوڑا ہوا آیا آواز دی ملک جی صاحب ٹھہریے
ہرمز و فرامرز نے ناچ دیکھا کسبیوں کو انعام دلوایا ہے جلد اُٹھ کے تو ادا کیجیے کسبیاں غل مچا رہی ہیں سازندوں
کے کون زبان ڈالتے بختیارک یہ دیکھ کر اپنے خیمے میں پہونچا غلاموں سے کہا چوبدار سے کہہ دو خزانہ بند ہو چکا
صبح کو روپیہ ملیگا غلامان بختیارک نے مرد سے کہا مرد نے کہا آپ لوگ ہٹ جائیے ہم ملک جی سے بات
کرینگے کسبیاں ہمارا پیچھا چھوڑتیں نہیں یہ کہکر مرد اندر پہونچا ملک جی ہتھیار اتار کے مسند پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آگے
سلام کیا کہا آداب و تسلیمات اپنے چھوٹوں کے حال پر کچھ مناسب نہیں ہے قبلہ و کعبہ آپ بھی فرما گئے تھے کہ ہمارے
بزرگوں کا خیال رکھنا خوب آپنے محبت فرمائی بختیارک نے کہا جو ہو عمرو کو بلا بیٹھ گیا کہا کیوں جی
ہماری عیاری کی تمنے خاک میں ملایا وسواس ہی تھا ہم سمجھتے آپ سے ہمیں بڑی شکایت ہے اب ہماری
ساتھ چلیے نورالدہر کا ہیہ ہو چکا ہوئی بات ہے تمام سہرا لگا دو میں ایسا لشکر پہ اور ساحروں کا تیر صدمات اٹھائیں
میں وعدہ کر چکا ہوں کہ صاحب کا دل کرین میں نورالدہر کو لاتا ہوں آپ بیراعدہ چھنوالیے کا مقام پر خواجہ صاحب
کے بیٹھا ہوں نائب انکا کہلاتا ہوں اگر مجھکو تنخواہ سرکار سے ملتی آپ قبلہ و کعبہ کے پرانے دوست ہیں کیا آپ کفالت
ہماری کرتے جسطرح تمہاری بسر اوقات کرتے ہیں انکو نہیں ستاتے آپ انکی مہربانی فرماتے ہیں بختیارک حیران
ہو گیا جواب نہیں دے سکا کہ پشت سے خیمہ کے سراپچہ چاک ہوا دیکھا شعبان خنجر گزار بھی خدمتگار بنا ہوا اندر
آیا کہتا ہوا کہ بھائی صاحب انکو چھوڑیے گا نہیں آج سارا تماشا انھیں کی ذات کا ہے شعبان کی پشت سے ابوالفتح
اصفہانی بھانجے خواجہ عمرو کا آیا یہ لوگ پکڑ کے بیٹھے ابوالفتح تماشا ہو رہا صاحب چلیے فرزندان عمرو چچا بنا ہے بختیارک
کہتا ہے صاحبزادو مجھکو کیوں گنہگار کرتے ہو میں تمہارے بزرگوں کا غلام ہوں چچا ہوں نہ کہو جواہر تے

کہا آج چچا ہی بناکے چھوڑینگے ابوالفتح تاتہ ماموبخان کا پہر کھلیں گے بختیارک نے کہا مرشد زادہ جو کہو وہ کہو مگر
بہت سرمست کے پاس پہونچا دیجیے آپ بھی ساتھ چلیے اپنے لڑکون کے لیے بزرگ تکلیف اُٹھاتے ہین آپ
ہی ہمکو عیاری سکھائینگے بختیارک نے کہا چلیے مین ہمراہ ہون جواہر نے کہا ایک بات کا خیال آپ کو رہے
اگر راہ مین کسی کو آگاہ کیا کہ فرزندان عمرو میرے ساتھ ہین یا سرمست کے سامنے جاکر کچھ شیطنت کی تو آج ہم
آپکو مار ہی ڈالینگے یہ حرکتین آپ کو قبلہ و کعبہ کے ساتھ زیبندہ ہین بختیارک کی جان پر بنی ہی بہت خوب بہت
خوب کہے جاتا ہی کبھی لکار کر آواز دیتا ہی ارے سب مر گئے کوئی میری خبر نہین لیتا شعبان نے ناک پر خنجر رکھدیا
کہا آپ پردہ کرکے نہ پکارئیے صاف کہکر بلائیے ہم بھی تو آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین قبلہ و کعبہ سب کچھ بتلا گئی ہین
بسم اللہ لباس پہنیے ایک نے لاکر جامہ پہنایا ایک نے رفیدہ سر پر رکھا ایک نے کمر باندھ دی آپ خدمتگار بنکر
تیار ہوئے ایک نے قلمدان ملک جی کا اُٹھایا ایک نے عصا ہاتھ مین لیا ایک نے کٹیا مگر پہلو سے ملک جی کے
لپٹے ہوئے کہ جہان اشارہ بھی کرین خنجر ماردو انکا کام ہو باقی جو گذریگی جھیلینگے بختیارک سر جھکائے ہوئے
جاتا ہی کہ راہ مین طلایہ دار لشکر لقا ملا بختیارک کو دیکھکر سلام کیا کہا ملک جی اتنی رات گئے کہان چلے یہ کون لوگ
ساتھ مین بختیارک نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بھائی جو تقدیر مین لکھا تھا وہ ہوا یہ تینون تو مرا نئے نوکر ہین ہمارے
باپ کے وقت کے ملازم ہین شعبان خنجر گزار نے برابر آکر کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے چلیے دیر ہوتی
ہی میر طلایہ نے پھر پوچھا ملک جی تو کچھ عاجز ناچار سے ہو رہے ہین بختیارک نے کہا پھر آنکو کیا ملک الموت
کے سامنے کوئی کلام کر سکتا ہی ابوالفتح نے خنجر کو کمر سے ملا دیا ذراسی نوک اُتاری چپکے سے کہا ماموبخان کہدیجیے
انکا تو مین خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے بلبلا کر میر طلایہ سے کہا صاحب جائیے کیا میری جان لیجیے گا میر طلایہ دل
مین کہتا ہی بڑا حرامزادہ ہی ہم کیا پوچھتے ہین عجب طرح کی باتین کرتا ہی یاد دون کو ساتھ لیکر بڑھگیا بختیارک
پاس سے دیکھتا رہگیا جواہر نے کہا چچا جان اب چلیے شعبان نے اک دھول ماری کہ ابے جلدی چل راہ مین
مچل گیا تو نے تو پردہ مین کہدیا میر طلایہ نہین سمجھا بختیارک نے کہا اس لشکر مین سب احمق رہتی ہین ان باتون کو
کیا سمجھین گے مرشد زادو مین تمھارے ساتھ ہون کام کر کے ساتھ چھوڑونگا جواہر نے کہا کیا کام کریگا گرفتار کرائیگا
یہان لطف زندگی نوت ہی شیطنت کی تو آج تمھاری موت ہی رکتا رکتا بختیارک تا بارگاہ سرمست آیا
سرمست کو خدمتگار روانے خبر دی شیطان پھر آیا ہی تین خدمتگار ساتھ ہین سرمست بیرون بارگاہ آیا دیکھا حقیقت
مین ملک جی چلے آتے ہین جھک کر سلام کیا بختیارک نے کہا ابھی سوئے نہین موت نہین آئی سرمست

حیران ہوا کہ یہ شیطان کیسی باتین کرتا ہی حضور غصّے کا کیا باعث بختیارک نے کہا خیمہ مین چلیے مین تو مصیبت
مین پھنسا ہون تم باتین بناتے ہو سرمست اپنی بارگاہ مین آیا شعبان نے کہا بھائی جواہر یہ بچیا تو اپنی ہی بچے جاتا ہی
یقین ہی ہمکو تمکو پھنسائیگا جواہر نے کہا ملک جی چیتی ہی شراب پلا کر بیہوش کرو دیر ہوگی تو ہم تمھارا کام تمام کر دینگے
اک دور سے دیکھا وسواس و خناس آتے ہین جواہر نے کہا ملک جی انکو تو پہلے منع کرو صاف کہدو کہ یہان
نہ آؤ دربارگاہ خداوند پر جاؤ بختیارک نے کہا بہت خوب دس قدم بڑھکر آواز دی ای وسواس و خناس
اسوقت یہان نہ آؤ در دولت خداوندی پر جا کر پہرہ دو وہ بھی وہین سے پلٹے بختیارک نے کہا اری نالائق کیا
حکم مان گئے وسواس و خناس دل مین کہتی ہین عجب حرامزادہ ہی شانتے تو شکایت کرتے اب مان لیا تو یہ کہتے ہین وہ
بھی بھاگے بختیارک یہ کہتا ہوا پلٹا ساعت منحوس آنکے خدا ای نادیدہ کی مدد ہی سرمست پکار رہا ہی کہ شیطان جناب
آئیے کیا حکم ہی تینون خدمتگار اندر گئے اور سرمست یہ شیطان ہی اسکی باتون پر نجاؤ آخر یہ سمجھ بکتا ہی بندگان خدا کا
دشمن رہروان راہ دین کا رہزن جلدی شراب نکالو صرف اسوقت وہ شراب ہی پینے کو آیا ہی لاؤ ہم گلا یہان درست
کر دین یہ کہکر جھٹ قرابے اٹھائے بیہوشیان ملا دین جام بھر کے بیٹھے بختیارک جو اندر آیا دیکھا ایک صاحب جام لیے
بیٹھی ہین ایک صاحب بایان چھیڑ رہی ہین ایک صاحب گنگنا کے یہ غزل گانے لگی

غزل

عاشق گیسوو قد تیری گنہگار ہین سب
تیری بیمار محبت کے بد آثار ہین سب

اب یہ صورت ہی محبت مین تمھاری ای جان
ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب

ایک بھی بات نہ دل سیکھے بنا ہین گے حضور
قابل اسکی لب پایاں کر مری خار ہین سب

اسمین طاؤس چمن ہر کوئی یا کبک دری
خانۂ دل کی خرابی کے یہ آثار ہین سب

یہی انصاف ترے عہد مین ہی ای شہ حسن
رحم دل نہین نہین ایک ستمگار ہین سب

کچھ انھین قدر نہین نقد دل عاشق کی

مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
دلدہی کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب

حسن یکتا ہی دو عالم ہو ترا ہی ای دوست
یہ زبانی ہی فقط آپکے اقرار ہین سب

نہ پڑو فکر دہان کمر یار مین تم
ای پری زاد تری کشتہ رفتار ہین سب

قیس و فرہاد کو سودا تھا ترا عشق نہ تھا
واجب القتل محبت کے گنہگار ہین سب

بات کسطرح ہم شکوہ ہو سر سبز ابھی
یہ حسینان جہان زر کے طلبگار ہین سب

پاس اطبا کو ہی پاؤں پر بیمار ہین سب
یہ حسینان جہان تم کو دلدار ہین سب

ظلم صیاد سہا جائیگا کیونکر
تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین

بیزبانی سے ہین مجبور نہین تو لیتے
کون واقف نہین غیب کے اسرار ہین سب

بارش گریہ کے ہی ساتھ ہوا آہون کی
تیرے دیوانہ جان با جمہ ہشیار ہین سب

ان بتون سے نہین امید خدا ترسی کی
ایک با نہین جان انکے طرفدار ہین سب

کس توقع پہ کوئی باغ و مکان ہو آئے

لشکر علمشاہ ڈوب گئے گھوڑون کی پشت پر سوار نئے آگے بڑھے بدو کرچین ہاتھ مین کھینچی ہوئین اپنے آقا کو دیکھا غول
پرکلہ ہیون کے جا کر گرے تمام تیغ زنی کرنے لگے گورون نے سنگینین بڑھائین اور تنے شراب کے کمرسے نکالے کاگ
کھولا غٹ غٹ پی گئے نشے مین صف دشمن پر جا پڑے سنگینین مارین اُٹھا کر زمین پر مارا حریف کے استخوان چورچور
ہوگئے بگل بجا رہا ہی دھاوا کر دھاوا کر دہ لڑو مرو کہ دہ صری گرد اُڑی نعرہ ہوا دارا لسے صاحب رای سواد اعظم
ملک ہندوستان درکن سلطنت صاحبقران خسرو ہند و خدیو ہندوستان لندھور بن سعدان ز الکہ ہندی پشت پیلہ بند ہور
نیل جمہ مبارک پر سوار گرز مرزی پیچ کردہ اٹھارہ سو من کا دونون ہاتھون سے اُٹھائے ہوئے آتے ہی
فوجون کو تہ و بالا کردیا ہنڈیون نے تلوارون کے نیچے دھر لیا ڈرے بہر ز جانباز و سرفروش فنون سپاہگری مین
کمال جسکے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چا ٹکڑے لندھور نے جسکو گرز مارا پرا اُٹھا ہوکر رہگیا مرکب و راکب کا نشان نہ ملا
دوسری جانب سے مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا غلام نبی وجا کر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب کو لیکر ہو بجا
فوج لقا پر جا پڑا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ایک جانب سے
آواز آئی شعر جہنوی جہان سوز شہنشاہ تبرزن * نامم شدہ در ممالک جوانان تہمتن * دوسرا نعرہ ہوا منم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی یہ سردار فرداً فرداً پہونچے کہ زمین تھرائی طبل سکندری پر چوب پڑی
صاحبقران زمان نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال
سمندر بہ چشمم فراری شدہ

ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کو چک لقب شد لقاف

ہمہ شہر آباد اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد
اب تو حملہ سرداران تہمتن و غازیان

صف شکن بصد صولت و شوکت لشکر لقا پر جا پڑے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ * قیامت ز گیتی شد انگیختہ نظم

ہزارون زرہ پوش خنجر گذار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
فلک کا ہوا پر غبار آئینہ
پیادون سے گتھے بہ گتھے ہوے

بستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
ہوا سا سنا تیر چلنے لگے ہو
تھا حیرت کے عالم مین جار آئینہ
دیے سر کے بال اپنی علمون نے کھول

وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
سوارون کے اک سمت جلے ہوکر
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول

عین معرکہ مین شاہزادہ نور الدہر کے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین مرکب کے ہاتھ
ڈالدیے تلوار نیام مین کی مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے آقا کو میدان کارزار سے

نے نکلا صدا ہای آہ ہو کان میں بھری ہوئی تھا ان پر بجنے سکا آخر بے زبانت تھا شرف بجری کے منھ اُٹھ گیا مرکب تو نور الدہر تیغہ
نکال لیگیا حال خیریت مآل تحریر ہو گا یہان دو پہر کا وقت ہوا چلی سلیمان عنبرین موے کو بھی اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز تھا
ممالک کوہستان میں سرفرازی صاحبقران پر پڑا صاحبقران تلاش میں نور الدہر کی صفوف میں اترتے پھرتے
ہین ہیبت شمشیر مردان عالم سے سر کوہیان مثل برگ خزان دیدہ گرتے ہین سلیمان نے للکارا صاحبقران تیغ عقرب
کھینچے ہوئے قریب سلیمان آئے ٹھہرنا اُسنے نشکار دیا جلدی میں ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تیغ عقرب
سلیمانی پر لگا تھا اُلجھا دی میں ہاتھ سے نکال کر خنجر دار سکے ہاتھ مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سامنے
برق شمشیر کے ابر سپر کی کیا حقیقت تھی دو ٹکڑے ہوئے کیا ہجر کی شب تھی کہ نہ کٹتی دست زبردست صاحبقران خود
کو کاٹکر تا ابرو پہونچا تیغ عقرب سلیمانی بھی کاٹ میں بے نظیر خون کافرون کا بت پیاسا شکم خالی تھی رہ لہو پیا خون کا
دریا سلیمان سلنے داستانہ ارادہ شمشیر برق نظیر تڑپ کے سر گردن پر گری اُسکی بھی خرمن حیات پھنک گئی سلیمان
گینڈے سے گرا کوہی ٹوٹ پڑی صدا ہائے جان دی سلیمان عنبرین کو بھی کوہ تیا زبر ہو تھا ہو نہ سکنے ہوادار پر ڈال لیا
ادھر بادشاہ ہمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب تخت لقا پہونچے تخ لقا بھی [illegible] صاحبقران کو صاحبقران
نے بھگا یا دہ تو لاشہ سرمست لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے جبران پریشان اقا [illegible] آپس میں کہتے تھے
ہمارے آقا سرمست جام بادہ موت سے ایسے بدمست ہوئے کہ آنکھ نہیں کھولتے ایک تماشا تھا مورین ایک
آفت تھا نشہ زخمداری میں جو رہین آئے تھی خداوند کی مدد کو اس ہنگامہ میں بھنسے بھلے رات بھی نہ گذری یاران دل
کے دل ہی میں رہی لقا نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا آواز دی ای بندگان من یہ بندہ خوار مجھ تک نہ آنے پائے ورنہ سب کو
سنگ سیاہ کردونگا سنجانی باختری نو دل سے معتقد ہیں یہ بھی ہلتے ہین کہ ایسے وقت ہمارے آبرو پہلوان باختری
بادشاہ پر جا پڑے جسطرح شمع پر پروانے گرتے ہین جب پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ [illegible] نعرہ تکبیر کرکے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر پہلوان پر مارا دونون پیٹھا ہو گر گئے تیسرا
سم اسپان پامال ہوے یہ تو ہیون کے حال پر چالیس پہلوان بادشاہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہو گئے لقا
بھی ترغیب دیتا ہوا بڑھتا آتا ہے بختیارک منع کرتا ہے یا خداوند سمجھا تقدیر تمھاری پھوٹی ہے یہ بادشاہ اسلام قباد
عالیمقام کا فرزند ہے مثل تمھارے مرغ زرین نہیں ہے دیکھو صفوان کو درہم و برہم کر رہا ہے اپنی جان بچاؤ سامنے شیر
کے نجاؤ چیر پھاڑ کر پھینک دیگا اُس تیرے کون بدلا لیگا لقا کہتا ہے اس جہ تقدیر کردم قریب پہونچا تب پر سے
بادشاہ کو ہاتھ مارا دور سے رستم پیلتن عملشاہ نے دیکھا اشقر ناکبود پر کوڑا کیا گھوڑا [illegible] سرارہ بھر کے

جا پڑا لقا کا سامنا کیا بادشاہ کو آواز دی حضور پیچھے بادشاہ جمشید تخم خون آشام پہ جا پڑے الیاس باختر سے
خوب لڑے لقا نے علمشاہ پر ہاتھ اٹھایا علمشاہ نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لقا نے غل مچایا او بندہ بے ادب
بے قدرت پر ہاتھ ڈالتا ہے ابھی سنگ سیاہ کر دونگا علمشاہ غصے مین تھا اسکی یاوہ گوئی پہ ہنس پڑے تلوار چھین کر
پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا سارے لشکر نے دیکھا تمام کافر ٹوٹ پڑے خوب اس
مقام پر تلوار چلی لقا بھی ہاتھ پیر علمشاہ کے تڑپا چلا غل بھی مچایا اسقدر تلوارین پڑین پشت و پہلو لقا کی زخمی
ہوئی آخر کمر زنجیر کٹی لقا زمین پر گرا زخمداری مین لوٹ لوٹ کر بھاگا چند علمشاہ نے تعاقب کیا اسکو گھوڑی
کو نہ پایا صد ہا پہلوان بیچ مین آ گئے لقا کو بچا لے گئے ملکہ تیغی نے حکم دیا طبل بازگشت بجا صاحبقران
واپس ہوئے علمشاہ کو بہت بھاری خلعت ملا گھوڑا کو دیکھا اسپ پلٹ کر آئے نور الدہر کا نشان نہ ملا
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے جواہر بن عمرو نے عرض کی اے شہریار ہمارے سامنے شاہزادہ زخمی ہوا تھا
زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا اسکو ان مین بہت تلاش کیا کہین نشان پایا کہین نیزہ کہین خنجر نور الدہر کا
پایا اسی وقت امیر بالتوقیر نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا جلد جا کر تلاش کرو ہر گھڑی داغ تازہ دلپر پڑتا ہے جہتر جواہر
کی بڑی تعریف کی خلعت ملا جواہر اسیوقت اپنا سامان عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان روانہ ہوا اب حال خیریت مآل نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتا ہے کہ گھوڑا انکو لیکر نکلا رات بھر
اڑتا ہوا چلا آیا بوقت سحر قریب ایک جھیل کے پہونچا پانی پیا بدن کو جنبش دی ماہ اوج امیر عرب خانہ زین سے
پہر وہی زمین پر گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے اور منھ سے ہونٹون کو چاٹتا ہے جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان چرتا ہوا آگے
بڑھ گیا جب اپنے آقا کو یاد کرتا ہے وہان سے دوڑتا ہوا قریب آتا ہے گرد پھرتا ہے پھر چرنے مین مصروف ہو جاتا ہے
اس حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ لنگارستان کہتے ہین مصباح کوہی پہلوان زبردست قلعہ لنگارستان
کا حاکم ہے نہایت بد مزاج اشتر و اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ خداوند لقا سلیمان کے ملک مین تشریف لائے
ہین مدت سے معرکے پڑے ہین صد ہا کوہی ادھر سے صاحبقران و فرزندان صاحبقران کے مارے گئے کمبخت
سے عزیز تمہارے مسلمان ہو کر لڑائی کا دعویٰ رکھتے ہین سلیمان عنبرین مو سے کوہی بہت تنگ ہین مصباح کوہی
تین لاکھ فوج جمع کرکے لشکر سوار ہوا کہ جاتے ہی لڑائی فتح کریگا لقا قدرت کرتا ہے باختر پہونچا وہ نگاہانی جانب سے
مفتاح تیغزن اپنے بھائی کو حاکم قلعہ کیا یہ تو لشکر لیکر روانہ ہو گیا مفتاح تیغزن جری بہادر خود بخود ہر روز
بوقت سحر برائے حفاظت رعایا قلعہ سے باہر آتا ہے شکار دوست بھی ہے شکار کھیلتا ہوا آتا ہے کہ مرکب پہ

نگاہ پڑی کہا یارو کسیکا گھوڑا پھر رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ظاہر ہوتا ہی اس کے سوار کو قزاقون نے
مار ڈالا مرکب نہایت معقول ہی یہ کہکر مفتاح نے خود گھوڑا بڑھایا مرکب نورالدہر نے جو سوار کو اپنے عقب مین دیکھا
بھاگ کر اپنے آقا کے قریب آیا مفتاح کی شمع جمال نورالدہر پر نگاہ پڑی کہ اک جوان ماہ سیما انتہا کا زخمدار لاکھون
روپیے کا جواہر جسم پر آراستہ قبضہ ہاتھ مین جما ہوا بیہوش پڑا ہی گھوڑا گرد پھر رہا ہی خود بہادر ہی بیچین ہوگیا ساتھ والون
کو آواز دی لو یارو مین بدنام ہوا بھائی صاحب فرمائینگے میرے ہونے سے مسافر اس حوالی مین مارا گیا قزاقون نے
اس شیر دلیر کو گھیر اصافت ظاہر ہوتا ہی کہ خوب لڑا زخمون سے چور چور ہوا مال اپنا نہین دیا آخر کو غش کھا کے گر پڑا
وہ نامرد بھاگ گئے ہای کیا جوان مارا گیا یہ کہتا ہوا قریب آیا آمد و شد نفس کی صدا سنکر کہا یارو شکر ہی خداوند
لقا کا کہ زندہ ہی کہین سے چارپائی لاؤ اُٹھا کر لیچلو مین اپنی جان لڑا دونگا بروقت ہوشیار ہونے کے اس سے حال
پوچھونگا بیخ تک قزاقون کی اکھیڑ کر پھینک دونگا ہماری عملداری مین یہ بدعت کچھ نامردون کو خیال نہ آیا سوار گھوڑے
دوڑا کر گیے گاؤن سے چارپائی لائے مفتاح نے اس شمع بزم جرات کو گود مین اُٹھایا چارپائی پر لٹا کر ہمراہیون سے
اشارہ کیا دل سے اسکو محبت ہوئی ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالدیا اب تو سب سپاہی لپٹ گئی ہاتھون ہاتھ چارپائی اُٹھائی مرکب
کو بھی ساتھ لیا قلعہ نگارستان مین لیکر آیا اپنے قصر مین لاکر چارپائی پر رکھا جراحون کو بلایا کئی ہزار روپیے جراحون
کے سامنے رکھدیے کہا بچائیو اگر یہ جوان مرگیا مین اپنے کو ہلاک کرونگا اگر اسکو صحت دی جو مانگو گے وہ دونگا
جراحون نے زخم دیکھے شراب سے دھوئے کہا نہ گھبرائیے زخم تو بڑے قیامت کے ہین مگر کوئی رگ پٹھا نہین
کٹنے پایا بہت جلد صحت ہوگی یہ کہکے مرہم کی پٹیان چڑھائین زخم باندھے جراح تو رخصت ہوی مفتاح تیغزن
پروانہ شمع جمال نورالدہر خود کرسی بچھا کر بیٹھا رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہی خدمتگارون پر نہین چھوڑتا دستنبو بھی
ذکر ہی کہ یارو یہ ہوشیار ہو حال جنگ پوچھون تو دل کو قرار ہو بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا اپنے کو عمدہ مکان
مین پایا قریب پلنگ کے اک جوان ہتھیار لگائے ہوی محبت مگس پرانی کر رہا ہی جیسے ہی نورالدہر نے آنکھ کھولی مفتاح نے
آواز دی ارے یخنی لاؤ پیالہ یخنی کا اپنے ہاتھ مین لیکر نورالدہر کے ہونٹھون سے ملا دیا نورالدہر اُٹھنے لگے مفتاح نے
کہا ای شمع دودمان جرات وای چراغ بزم شوکت ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کیجیے نورالدہر نے فرمایا مجھ مین قوت باقی ہی
آپ نہ گھبرائیے لیکن اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ یہ آوارہ دشت ادبار یہان تک کیونکر پہونچا مفتاح
نے ہنسکر کہا ای جوان سپاہی کا سپاہی دوست ہی مفتاح تیغزن میرا نام ہی مصباح کو ہی بھائی میرا برائے
مدد خداوند لقا گیا ہی اس زمانے مین مین حاکم ہون تمکو صحرا مین پڑے ہوے دیکھا برائے خدمتگزاری

اٹھالایا آپ کا مرکب و ہتھیار و زیور وغیرہ سب موجود ہین لیکن ای جوان زرکیواسطے جان دیدی کتنی قزاق تھی جن سے
مقابلہ پڑا مین بہت مشتاق ہون یہ زخم سرکس کے ہاتھ کا ہی تمھارے قریب کوئی لاش نہ تھی کوئی تمھارے ہاتھ سے نہ مارا گیا قزاق
سب صحیح و سالم نکل گئے ای جوان رعنا افسر کو تو لیا ہوتا نور الدہر نے ہنسکے فرمایا کہ ای بہادر چورون کی یہ مجال ہی کہ مردان
عالم پر ہاتھ ڈالین تم نے ضرور ذکر سنا ہوگا نام ہمارا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام عالم مین روشن ہی ہر ایک پہلوان کو ہمارے
نام کا دشمن ہی میری جد عالی تبار صاحبقران نامدار قبلہ و کعبہ ہمارے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اس حقیر کو نور الدہر بن
بدیع الزمان کہتے ہین لشکر لقا مین تلوار چلی سلیمان سے مقابلہ ہوا اُسکے ہاتھ سے مین نے زخم کھایا زخم کھاکر ہاتھ
مارا اشنا تو تجھے بخوبی یاد ہی کہ وہ بھی زخمی ہوا اُسی زخمداری مین فوج کوہیان سے لڑا سر پر زخم تھا نہ سنبھل سکا
بیہوش ہوا مرکب اصیل اسطرف نکال لایا یہ سنکر مفتاح تیغزن کو سناٹا آگیا مصاحبون خدمتگارون کو پاس سے
ہٹایا کہا ای شاہزادہ والا قدر سلیمان عنبرین موسے کوہی کے ہم لوگ خراج گزار ہین اب یہ نام نہ لینا یہان والے دشمنی
کرینگے مین بہادر کا دشمن نہین ہون چاہتا ہون تمکو صحت ہوئے خیر و عافیت کے ساتھ لشکر صاحبقران مین پہنچا
دون آپکے بزرگون کے حالات جرأت بخوبی سنتے ہین طہماس بن عنقریل دیو برادر آپ ہی کا رفیق ہی نور الدہر
نے فرمایا میرا مہربان شفیق ہی مفتاح نے کہا آپنے طہماس کو زیر کیا نور الدہر نے فرمایا وہ میرا عاشق صادق یار
موافق ہی حقیقت مین بہرام فلک اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا بمحبت میری رفاقت اختیار کی میرے کل
سردارون کا افسر ہی مفتاح تیغزن بہت خوش ہوا کہا ای شہریار مجھ پر احسان کیجیے اپنا نام اصلی کسی کے سامنے
نہ لیجیے گا مین چاہتا ہون اُس بیشۂ شیران دست نبرد مین جب آپ صحت پاکر جائین مجھ حقیر کا بھی ذکر ہو لاکھ کوئی
پوچھے یہ راز نہ کہیے گا نور الدہر نے فرمایا ای برادر ہمکو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی اگر کوئی ہمسے نہ پوچھے گا کیا کچھ
بڑی شوکت ہی ہمکو کیا ضرورت ہی کہ بہ فخر کہین کہ سلیمان عنبرین موسے کوہی کو زخمی کیا اگر کوئی پوچھے گا تو ہم
نہ چھپائین گے مفتاح کا ان باتون سے دل روشن ہوگیا خدمتگزاری مین مصروف ہی جراحون کو بہت کچھ دیا
اپنے دل مین بڑی خوشی کرتا ہی کہ یہ جوان بے نظیر جب اپنے دادا کے لشکر مین جائیگا ہماری احسان کا ذکر کریگا
یہ تو بہادر لوگ سمجھینگے کہ مفتاح تیغزن بھی بہادر ہی نام کے واسطے انسان سب کچھ کرتا ہی ہفت اقلیم کے بہادر
دربان جمع ہین افسوس ہی بھائی صاحب کے ساتھ نگیا بڑا لطف اُٹھتا صاحبقران زمان لندھور بن سعدان
وغیرہ سے مقابلے ہوتے بھائی صاحب خوب تلوار کھیل رہے ہونگے خداوند لقا یہ تقدیر کرین کہ بھائی صاحب دو
چار دہان کے پہلوان زیر کرین اپنا رفیق بنا کے یہان لائین ان جوانان صف شکن سے صحبت ہو شہرون

کے ذکر پر جبین اپنے بھی حالات کہین گے یہ کیفیت ہو اب تو اس جوان کو جلد صحت ہو اپنے لشکر مین خیر و عافیت سے
پہونچے یہ بھی سمجھا ہونگا کہ بھائی صاحب کو بخبر معلوم ہو کہ تم زخمی ہو کے شہر نگارستان مین پہونچے وہ تو کچھ نہ کہین گے
خداوند لقا کو ناگوار ہوگا کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی مقام خوف ہے کچھ الٹی پلٹی تقدیرین کر دین
دل مین خوش ہے کبھی ملول ہوتا ہے ایک ایک سے یہی فرمایش ہے جس جراحون پر یہ تاکید ہے کہ جلد علاج کرو یہ جوان
صحت پائے جو مانگو گے وہی دونگا ایک ایک کو نہال کر دونگا میرے مہمان کو اذیت نہ ہو ہر وقت اسی فکر مین
رہتا ہے بقدرت پروردگار بعد ایک ہفتے کے شاہزادے نے غسل صحت کیا مفتاح نے اس دن روشنی کرائی طائفے
بلائے سامان عیش و نشاط مہیا کیا نور الدہر کو لا کر مسند پر بٹھایا طائفے آ کے مجرا ہونے لگا داروغہ ارباب نشاط
سے تاکید ہے جو چیدہ منتخب گانے والیان ہون انکو لاؤ بہت کچھ آج صرف کرونگا یہ شخص بڑا جلیل ہے آج اپنے
لشکر مین ہوتا خوشی مین صحت کی ہے بزرگ لاکھون روپیے صرف کرتے داروغہ ارباب نشاط جا کے ایک
طائفہ لایا ایک نازنین موسومہ بہ لذت بخش گانے مین کامل حسین خوش رفتار طوطی گفتار سرو قد غنچہ دہن
سمن عذار کرشمہ و ناز ہمراہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مفتاح تیغزن نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ نہال کر دونگا
بی لذت بخش ہمارے مہمان کو راضی کرو بڑے بڑے عمدہ گانے والون کو انھون نے سنا ہے صاحب جاہ و جلال تاجدار
کے تاجدار پہلوان عالیوقار نامدار سب صفتین میرے مہمان مین موجود ہین بقدرت خداوند لقا یہ شخص میرا
مہمان ہے خداوند لقا کا احسان ہے بی لذت بخش آج تو جان لڑا دو لذت بخش نے کہا میان مفتاح صاحب
آپ روشنی انجمن جرأت ہین ہم آفتاب آسمان بزم زینت ہین میان کو دیوانہ کر دون وہ غزلین سناؤن جھکر تاؤن
تمہارے قدمون پر گرین کہ بی لذت بخش کو بلاؤ ہم حیلہ کرین کہ ہمکو فرصت نہین ہے اور جگہ مجرے مین جانے کو
ہین کہو تو ننگے چنین ابھی قدمون پر گرین پروانہ وار گرد پھرین خوب آپ آگاہ ہین سیکڑون نام پر مرے کئی
جوانون نے سنکھیا کھالی کئی نے گلے کاٹے آپ کی سرکار مین مقدمے دائر ہو چکے مین نے کہدیا میری بلا پوش ہے
مر گئے اپنے مہمان کی خیر منائیے زیادہ نہ مجھکو سمجھائیے یہ کہکر بی لذت بخش اندر آئین نگاہ جمال بیمثال نور الدہر
پر پڑی نگاہ سے نگاہ لڑی دیکھا فر و شوکت جرأت و جلالت چہرہ بے نظیر سے ہویدا و آشکار چاند کے ٹکڑے دونون
رخسار پیشانی نور آگین فتح و ظفر دست بستہ خدمت مین حاضر ہین سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی ہے شیر بیشہ
حسن و جمال مسند پر بیٹھا جھوم رہا ہے بی لذت بخش کی جان پر بن گئی جی چاہا دوڑ کر بلائین لون پروانہ وار گرد
شمع جمال پھرون اپنے حسن و جمال کو بھول گئی گل رخسار دیکھ کر بھول گئی ناچ گانا سب فراموش دریائے حیرت

کا جو بس قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گرے سارنگی بجانے والے کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا عرصۂ دراز تک گلچینی گلشن جمال بیشال کرتی رہی وہ آشفتہ ٹھنڈھی سانسیں بھرتی رہی بڑی دیر میں گت شروع کی ۔

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جبکی جانب بتا کے سِسکی لی

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اُس نے سِسک سِسک کردی

عرصۂ دراز تک گت ناچی اہل محفل کی بُری گت کر دی جب توڑا لیا واقف کار ونکا سر گھوم گیا گت ناچکر ٹھمری اشرفیوں کے توڑے مفتاح تیغزن نے دیے اپنی لذت تجسس نے گنگنا کر نورالدہر سے آنکھ ملائی اور یہ غزل گائی

غزل

دونی لیتا ہی ہر مفسدہ پرداز کچھ آج
مہربان ہی فلک تفرقہ پرداز کچھ آج
کشتۂ دید کا شاید اسے منظور ہی قتل
اس گلستان میں ہوا چلتی ہی ناساز کچھ آج
روز اول سے جو تمکو ہی خدائی دعوی
اُبلی پڑتی ہی وہ شمشیر سرانداز کچھ آج
دیکھیے ڈھاتی ہیں کیا قہر وہ ترچھی نظرین
مستعد بحث پہ ہیں سارے ہم آواز کچھ آج
دستِ قاتل میں نظر آتی ہی عریان بیطور
کانمین غیب سے آتی ہی یہ آواز کچھ آج
امتحان کا اُسے پھر شوق ہوا ہی شاید
کیا یہ معشوق اٹھے ہین مرے ناز کچھ آج
دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
سرکشی کرتا ہی ہر قد ر انداز کچھ آج
جذب الفت سے ہی کسی تیر نگن کا دلکش
دم بخود دیر سے بیٹھے ہیں جو غماز کچھ آج
چشم گرمین سے نہین اپنا سنبھل اٹھو قلق
شاید اس طفل یتیمی سے کیا ساز کچھ آج
میری سنتا نہین پھر وہ ستم طناز کچھ آج
چشم کین کرتی ہی بیدھب نگہ ناز کچھ آج
مہر و مسا نے کیا جان غم ہجر مین دی
بے نیازی پہ انھیں اپنی نہین ناز کچھ آج
فکر شاید ہی انھیں چتا نہ بر اندازی کی
کج ہی اُس شوخ کی ہمیشہ نگہ ناز کچھ آج
جان بابھی دیتا ہون اس شوق مین ابتک نہان
فتنہ برپا کرتی ہی تیغ سرانداز کچھ آج
بے سبب نہین سرگوشی ارباب فساد
مجتمع ہین در جلاد پہ جانباز کچھ آج
بر سر حرف ہی مجھسے جو وہ شوخ کم گو
صور سے کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج
ٹالتے ہین مجھے ہر روز یہ کہکر دم وصل
اور دن سے ہی سوا طاقت پرواز کچھ آج
تھوڑی ذلت دری شیخ اب جانینگے وہ لاکھ بلائین
صحبت یار کا بیطور ہی انداز کچھ آج
وہ مری گھر مین چلے آئے خدا ساز کچھ آج
کانمین پھونک گئے مفسدہ پرداز کچھ آج
دل پہ داغ مین لالی ہین نیا رنگ آمین
رازی دل کی نہین آتی ہی آواز کچھ آج
کسکی آئی ہی قضا جو کمر قاتل سے
جمع ہین پھر لیس دیوار و در انداز کچھ آج
گل کھلایا کوئی اس فرقہ سنجی نے مری
عیسے لب ہی دکھلا ہین گراعجاز کچھ آج
فکر مضمون نکرو ہی دہن اُن کا معدوم
عشق صادق کا مرے اُنپہ کھلا راز کچھ آج
بے نیازی کی بدولت ہوں ہمیشہ سے عزیز
بات بھی کر نہین سکتے ہین سخن ساز کچھ آج
مرغ دل سے نگہ ناز پھری ہی موجہ
گل سے افزون ہی طبیعت مری ناساز کچھ آج
میری غیبت پہ انھیں یار نے چھیڑا کا شاید
کچھ اعزاز سوا ہونگے سرافراز کچھ آج
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان

جوان شوقین عاشق مزاج حسینون کے سر کے تاج گانے پر دل سے متوجہ ہین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا یہ مہ جبین
مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی مفتاح تیغزن نے کئی توڑے اشرفیون کے قریب نور الدہر رکھدیے
تھے یہ سخی فیاض چشم زدن مین تقسیم کر دیے جب وہ ختم ہو گئے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کسبی بلاے
روزگار ریجھگئی جو اُس نے بتانا شروع کیا دامن دولت شاہزادے کا تھام لیا مچلنے لگی ایک ایک لفظ کو دس
دس طرح کی بتالی ہی غزل عاشقانہ تصنیف کردہ قمر شروع کر دی مطلع سودے مین ابتری کے چلن آے جاتے ہین
سر مین خیال زلف صنم پائے جاتے ہین + لفظ سودا کو اسطرح بتایا بھبوت چہرے پر مل لیا بال پریشان کر دیے
دیوانون کی قطع چہرہ آداس اس اسطرح اس سودے کو بتایا تمام اہالیان محفل دنگ ہو گئے شاہزادہ نور الدہر
بھی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے بعد عرصہ دراز دوسرے اشعار پڑھے شعار راس براہ سی گیا ہی مرا شہسوار حسن +
نقش سم فرس کے نشان پائے جاتے ہین + ای عندلیب سوز درونی کو ضبط کر + گل نالہاے گرم سے کھلائے
جاتے ہین + ان اشعار آبدار کو اس طور سے بتایا پھولون کو تبلایا باغ بنا کے دکھا دیا عندلیبان خوشنوا کی صورت
دکھائی شاہزادہ نور الدہر نے سپر طلسمی سپر جال موتیون کا پڑا ہوا اُٹھا کر حوالے کر دی جب پھر اُس نے دامن
تھاما تیغ خارا شگاف سلیمانی کمان کیانی حوالے کر دی مفتاح سے جا کر مصاحبون نے کہا تمام اشیا آپ کے
مہمان نے بی لذت بخش کو دیدیے بیقرار ہو کے دوڑا نالکہ کوئی ہزار روپیے دیکر سپر و شمشیر و کمان وغیرہ لیلی
خدمت مین شاہزادے کی لا کر حاضر کی نور الدہر نے کہا ای برادر یہ تو ہم دے چکے عرض کی ای شہریار یہ تحفہ جات
دینے کے لائق نہین ہین مین نے اُسکو روپیہ دیا راضی کر کے لیا آپ اسکو اپنے پاس رکھیے لشکر مین اپنے جا کر قیمت
بھیجدیجیے گا کیا خوب میرے واسطے نیکنامی ہی کہ اپنے مہمان کو لٹوا دیا نور الدہر نے کہا کہ مین نادان نہین ہون مین نے
بخوشی دیے مفتاح نے تماشا بہلو مین وہ اشیا رکھدیے اور کئی توڑے لا کر حاضر کیے کہ حضور نقدی دیجیے آپکے تصدق
سے سب کچھ حاضر ہی آجکی شب یہ پہلوان بیقرار ہی دل سے کہتا ہی شکر خداوند تھا کہ اس جوان نے صحت پائی اب بخیر و عافیت
اپنے لشکر مین جائے دل تردد منزل اطمینان پائے اُس مجمع سپہ سالاران عالیمقام مین ہمارا بھی ذکر ہوگا صاحبان
طرف مین ہمارا احسان فراموش نکرینگے بہت کچھ اس رات کو سامان مذکور مین مفتاح نے صرف کیا صبحکو جب جلسہ
برخاست ہوا احباب سے کہ نہ سکا دست بستہ عرض کی میری آرزو پروردگار نے پوری کی آپ نے بخیر و عافیت صحت
پائی لشکر مین اب آپ کیواسطے تردد ہوگا نور الدہر نے کہا ای برادر ہمارے رہنے سے گھبراتے ہو ہمین تو تم سے محبت
ہو گئی دل نہین چاہتا ہی کہ جائین ورنہ قبل غسل صحت ہمنے قصد کیا تھا کہ تمسے رخصت ہون تمھاری محبت سے

دامن تھام لیا کل انشاء اللہ تمسے رخصت ہونگے مفتاح نے دست بستہ عرض کی ای شہریار کیا عرض کرون میرا بھی
دل نہین چاہتا کہ حضور سے جدائی ہو بسبب بھائی صاحب کے نہونے کے انتظام کا پابند ہون ورنہ ہمراہ سرکار
کے چلتا نور الدہر نے ہنسکر فرمایا ہمارے تمھارے درمیان سے پردہ دوئی اُٹھائے تم
نے بہت آرام سے ہمکو رکھا بہت کچھ صرف ہوا معاوضہ اسکا غیر ممکن مفتاح نے عرض کی ایک نگاہ محبت
کیمیا ہے خاصیت اِسکا مدعا ہی حضور نے ایسی پرورش خاوندانہ فرمائی مجھ ایسے حقیر کو زبان سے برادر فرماتے ہین
مین بہت سرفراز ہوا کل حضور کی روانگی کا سامان کرونگا نور الدہر نے کہا ای برادر سپاہی کے لیے کیسا بڑا سامان
ایک سپر ایک شمشیر مرکب بھی موجود ہے عرض کی مین دو چار خدمتگار ہمراہ کردون ایسا نہو حضور راستہ فراموش
کرین جنگل مین بھٹکتے پھرین بندگان عالی کو تکلیف ہو اس شب بھر مفتاح نے پکوان وغیرہ پکوایا جملہ اشیا ممکن
کیے بڑی خوشی ہی کہ کل مہمان میزبان رخصت ہوگا بوقت سحر نور الدہر نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے مسند
پر جلوہ فرما ہوے بھوری بھوری بالون مین عطر لگایا جب کمر باندھنے لگے چند خدمتگار جو حاضر خدمت رہتے تھے
وہ رونے لگے عرض کی ای شہریار آپکے تصدق سے ہمکو بہت ملا روز حضور سرفراز فرماتے تھے آپکے جانے کا ہمکو
بڑا قلق ہوا نور الدہر نے کہا ہمارے ساتھ چلو جو کچھ یہان ملتا ہی اسکا دونا ملیگا خدمت مین صاحبقران زمان
کی حاضر رہنا بادشاہ عجاہ کی خدمت مین مقرر کرا دینگے انشاء اللہ چند روز مین ہزارہا روپیے پیدا کر کے لاؤگے
خدمتگار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی خدا آپکو سلامت رکھے یہان کے رہنے والے ہین صاحب اہل وعیال
کبھی وطن سے نکلنے کا اتفاق نہین ہوا اسوجہ سے نہین دل چاہتا گھر مین بھی کوئی ہمارے سوا مردون مین
نہین ہی جب کبھی پریشان ہونگے پتہ و نشان حضور نے بتلا دیا گرتے پڑتے چلے آئینگے آپ کا نام پوچھ لینگے نور الدہر
نے کہا کنارہ لشکر پر جس سے پوچھو گے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران ہر کس و ناکس ہمارے پاس
پہونچا دیگا ایک خدمتگار نے کہا ای شہریار اس ملک کا نگارستان لقب ہے گلستان کوہستان بھی کہتے ہین
آپ اتنے دنون یہان رہے نہ یہان کے باغات دیکھے نہ مکانات ملاحظہ کیے قلعہ سے نکل کر صحراہاے سبزہ زار
نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا شکار متعدد اہالیان شہر خلیق خوش پوشاک رتبہ شناس فلک اساس شکار تو
اس حوالی مین ضرور کھیلیے بہت لطف حاصل ہوگا غلامون کو ہمراہ لے لیجیے ہر مقام کا نشان بتائین گے باغات
کی سیر کرائینگے خدمتگارون نے جو رو رو کر اسطرح کہا نبیرہ صاحبقران رحم دل عاقل کامل کمر کھول ڈالی فرمایا
اچھا ای برادر آج نجائینگے بوستان کوہستان کی بھی سیر کرلین خدمتگار بلائین لینے لگے زہے ذرہ نوازی و.

غربا پروری ہمارے کہنے سے حضور رک گئے مگر ہمارے افسر سے نہ کہیے گا وہ چاہتے ہین حضور جلد چلے جائین
انکی سپاہگری سے وہ بہت خائف ہین کہ ایسا نہو کسی سے فساد ہو جائے نور الدہر نے کہا ہم انسے نہ کہین گے کمر
کھولکر شاہزادہ بیٹھا مفتاح تیغزن پکوان وغیرہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو شاہزادہ بہ اطمینان بیٹھا ہی عرض کی کہ
کیا آج حضور تشریف نہ لیجائینگے نور الدہر نے کہا ای پہلوان دوران تمکو ہمارا رہنا بہت شاق ہی ہم ابھی چلے جائین
ہمین تمسے بڑی شکایت ہی اس قلعہ کا بوستان کوہستان لقب ہی ہمکو یہان کی سیر بھی نکرائی وہ سمجھ گیا خدمتگارون نے
اوصاف بیان کردیے کہا حضور آپ سالہا سال تشریف رکھیے خانہ مفتاح کے آپ چراغ ہین آپ کے رہنے
سے دل سب کے باغ باغ ہین سیر و شکار یہان کیا ہی بسم اللہ جب جی چاہے شکار کھیلیے اپنے اپنے ملک کی سب
صفتین کرتے ہین یہان کے رہنے والون نے یہ نام رکھدیا کئی سو ملک کوہستان آباد ہین ایک سے ایک بہتر
و برتر ہی مگر البتہ شکار اس حوالی مین جیسا ہی وہ کسی ملک مین نہین ہی نور الدہر نے کہا کہ ای برادر سامان شکار
تیار کراؤ کل بوقت سحر واسطے شکار کے چلو بس فردا تمسے رخصت ہونگے یہ کہکے مفتاح نے اپنے قراول وغیرہ بلائے
انکو حکم دیا بوقت سحر حاضر ہو ہمارے مہمان کو شکار کھلاؤ سب کو خوش کرو لکا شب کو نور الدہر نے آرام کیا نماز
پڑھکر باہر آئے دیکھا مفتاح بھی مسلح حاضر ہی بیلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز بحری جرہ
وغیرہ لیے ہوے سب حاضر ہین شاہزادے کا مرکب بھی تیار ہو کے آیا نور الدہر سوار ہوی مفتاح تیغزن
بھی ہمراہ ہوا مع سامان شکار طرف صحرا کے چلے دروازی پر قلعہ کے عقلاے کوہی دربان قلعہ ہی وقت سحر
دروازہ ابھی بند ہی باہر کے لوگ باہر جنکو اندر سے جانا منظور ہی وہ بھی ٹھہرے ہین باہر سے ہیزم فروش غل کر رہے
ہین ای پہلوان دوران دروازہ کھولدیجیے ہم غریبونکا ہرج ہوتا ہی چار پانچ کوس سے لکڑیان کاٹ لائے ہین بازار
شہر مین سویرے سے پہونچین بیچ کھوچکر پلٹ جائین شام کو بمشکل اپنے مکان پر پہونچتے ہین عقلاے کوہی بیٹھا ہوا
داڑھی مین کنگھی کر رہا ہی جواب نہین دیتا گھوڑے بڑھائے ہوی نور الدہر پہونچے اور بھی سوار پیدل ٹھہرے تھے
نور الدہر نے گھوڑا بڑھاکر پہلوان صاحب بڑے مہربانی دروازہ کھولدیجیے مسافرون کی منزل کھوٹی ہوتی
ہی یہ دربان بدمزاج نور الدہر نے کہا ای شخص تمنی تجھسے بخوشامد کہا تو نے جواب بھی ندیا عقلاے کوہی جھلاکر اپنی
مقام سے اٹھا کہا کیا آپ اکیلے سوار ہین اور بھی بہت سے کھڑے ہین آخر کل ہمارا بادشاہ نہین ہی جب دھوپ
نکل لیتی ہی تب دروازہ کھلتا ہی ای جوان ہٹ کر ٹھہر با بدولت کو ابھی فرصت نہین کہ مصباح تیغزن اگر پہنچا
نور الدہر عقلا کیجانب بڑھی تھی کہ مفتاح نے پکار کر آواز دی ای عقلاے کوہی ہم واسطے شکار کے جاتے ہین

یہ جوان شیردل ہمارا مہمان ہی دروازہ کھولدو عقلای کوہی نے کہا ہم ہرگز دروازہ نہ کھولین گے نور الدہر برابر
پہونچ چکے تھی جلیو مین کنجی پڑی تھی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا کر کہا کنجی لیلین عقلا نے اُلٹا ہاتھ مارا نور الدہر کی
کلائی پر چوٹ اُسکا ہاتھ پڑا قہر و غضب مین ایک طمانچہ مارا عقلا نے چرخ کھایا لڑکھڑا کر گرا دربانون کو آواز دی
یارو دیکھتے ہو اس جوان کو مارتے نہین سر کاٹ لو دوڑو دہائی ہو دربان لپنا لپنا کر کے اُٹھی مفتاح غل مچاتا ہی
اری یارو یہ میرا مہمان ہی خبردار اسپر ہاتھ نہ اُٹھانا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ خار اشگاف سلیمانی مثل
برق جہندہ نیام انتقام سے نکلا معلوم ہوا ناگنی نے کیچلی جھاڑی یا آہ دل مظلومان یا خندۂ دندان نمائے
معشوق یا ابروے محبوب یا لیلی فتح و ظفر جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوی عقلائے کوہی اُٹھکر گینڈے پر سوار ہوا مفتاح
تیغزن بیچ مین آگیا کہا او ظالم کیا کرتا ہی مصباح کے نمونے سے کنجی پر قفل کی فساد کرتا ہی ابھی جا کر نام
کاٹ دونگا بھائی صاحب مجھکو اختیار دے گئے ہین خبردار مہمان پر میرے دست انداز ہونا عقلائے
کوہی نے مفتاح پر ہاتھ تلوار کا مارا یہ تو بے خبر سمجھا رہا تھا گھبرا کر گردا اسپر کا اُٹھا دیا عقلا جوان زبردست بادۂ کبر
و نخوت سے مست تیغہ جو اُسکے ہاتھ کا گرا سپر کٹی خود کو کاٹتا دو ابرو تیغہ پہونچا مفتاح تیغزن نے داستانہ مارا
وہ تیغہ جھنّا کر نکل گیا لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا چاہا جواب مین وار کرے ان ہاتھون نے دستگیری نہ کی
سر جھک گیا عقلا بڑھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت مفتاح گھبرا کے پکار اُٹھا ای شہریار مجھکو بچائیے مین تمام ہوا زخم
کھا کر بیکار رہوا اب نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا مفتاح کو زیر تیغ پایا جلدی مین گھوڑے سے کود پڑے للکارا او نامرد
کیا کرتا ہی اب نہ ہاتھ لگانا کیسا مرد ہی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی تیرا حاکم ہی اس قلعہ کا ناظم ہی او نمکحرام بد انجام
ہاں کر جست کر کے بیچ مین آگئے باگ پکڑ کر مفتاح کے مرکب کو جھٹکا مارا اپنا سینہ سپر کر دیا عقلا نے نور الدہر کو
جو بیدل پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے خالی دیا غصے مین فرمایا او نامرد تجھ پر کیا تلوار کا وار کرون جھپٹ کر
زیر شکم گردن پہونچے دونون پاؤن گینڈے کے تھامے سر پر بار اُٹھایا زور کیا مع گینڈے عقلا کو اُٹھا لیا
مفتاح نے آنکھین کھولکر دیکھا عقلا ایسے پہلوان کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا عقلا کود
کر الگ ہوا استخوان گینڈے کے چور چور کوہی تھرا گئے عقلا کود پھر سامنے آیا بیدل دیکھ کر دلیر ہوا ہاتھ تلوار کا
مارا ایکی مرتبہ نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہ لپٹ پڑا شاہزادے نے
کولے بر لا کر مارا اپٹ گرا نور الدہر نے جھپٹ کر اک ٹھوکر ماری وہ نامرد گرد برد چارون شانے چت کر
کر چھاتی پر کندۂ زانو دبا کر فرمایا حالا در شناختن یہ ور دگار چہ میگوی عقلا نے غل مچایا یارو یہ مسلمان ہے

یہ بھی یاد رکھنا مفتاح صاحب کا مہمان ہے نور الدہر کو جواب دیا او جوان لاکھ جان میری نام پر خداوند لقا کے نثار ہوں
نور الدہر غصے میں اُٹھا عقلا کی کھوپڑی کو چیر کر پھینکدیا جتنے دربان تھے ہاتھ باندھکر سامنے مفتاح تیغ زن کے آئے آپ
ہمارے مالک ہیں افسر تھے ہمارے سراسر خلاف کیا اُس بد انجام کو اُسکا یہ انجام ہوا آپکے مہمان کے ہاتھ سے رہائی ملی
ہم تابعدار ہیں سر آنکھوں سے دروازہ کھولدیتے ہیں یہ کہکر سبھوں نے جھککر دروازہ کھولدیا نور الدہر [illegible]
بیرون قلعہ آئے مفتاح زخمدار قریب آیا عرض کی اے شہریار میں تو آپ تنہا رہے کے لائق نہ تھا نور الدہر نے فرمایا جو ہو سو ہو
ضرور جا ملینگے شام تک پلٹ آئینگے عرض کی اے شہریار آپکے مزاج سے میں خائف ہوں ان قریات و دیہات میں بڑے بڑے
کوہستان سرکش رہتے ہیں ایسا نہو حضور سے کوئی فساد کرے نور الدہر نے کہا اے مفتاح ہم مرتے بندے ہیں جہان ہو وہاں
ہمارا گھر ہے ہم فساد سے نہیں ڈرتے مفتاح قدموں سے لپٹ گیا کہا آپنے میری جان بخشی کی اس کوہ پیکر کے ہاتھ سے غلام کو
بچا لیا آپنے خود ملاحظہ کیا میرا بھائی اصل میں یہانکا بادشاہ مجھکو یہانکا حاکم کرکے براے مدد خداوند لقا گیا ہے اسی
ملعون کا حکم تھا آپ ایسے صاحب قوت و طاقت نہوتے تو میں ضرور اسکے ہاتھ سے مارا جاتا میں تو زندہ بے زر ہوں یہی آرزو ہے کہ بخیر
بصحت و عافیت اپنے لشکر میں پہونچ جائیں براے خدا دور شکار کو نجائیے گا اسی کوس دو کوس کے گرد میں شکار
کھیل کے واپس آئیے بوقت سحر بخیر و خوبی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہو جائیے میں جاؤنگا مجھکو دولت کونین
حاصل ہوئی نور الدہر نے کہا ہم تو بہت جلد واپس آئینگے تمہارے ساتھ کھانا کھائینگے مفتاح نے ساتھ والوں کو
بخوبی سمجھا دیا کہ دیکھو یارو اگر میرے مہمان کا ایک رونگٹا بھی میلا ہوا سب کا جوڑ بند کھنچوا لونگا خدمتگار ان ہی باتوں میں قصہ کہنے
لگے ذکر کرکے شیر دلیر کو روک لیا دیکھا کیا آفت برپا ہوئی مرتے مرتے اُس نے پکار دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اسوقت سب
ڈرے ہوئے تھے اب بیان سے وقائع نگار پرچہ اخبار میں لکھ گئے یہ پرچہ بھائی صاحب تک پہونچیگا دیکھیے وہ کیا فرماتے ہیں
میری مہمان کا انجام بخیر ہو اپنی جان کا مجکو خوف نہیں ہے نہ خواہش حکومت و سلطنت نہ دعوی ریاست و
امارت اگر اپنے مہمان کے ساتھ چلا جاؤں عہدہ ہای جلیل سے سرفراز ہوں نور الدہر نے فرمایا دس ہزار سوار پیدل
کا تمکو افسر کرونگا اگر میرے ساتھ چلو دین حق قبول کرو اپنی آنکھوں سے چلکر لقا کو دیکھو ہمارے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا
ہے کیا اچھا خداوند ہے بندوں کے ہاتھ سے داد مند ہے آپ لوگوں کو خداوند کہتے شرم نہیں آتی یہ سنکر مفتاح نے
انگلی دانت کے نیچے دبائی کہا حضور کل امور وقت پر موقوف ہیں میں تو خوب سمجھ گیا تا روز قیامت دامن دولت
نچھوڑونگا میرے واسطے آپنے جان دی ہوتی قبضے سے اُس جلاد کے بچالیا اب حضور واسطے شکار کے جائیں
غلام کو غش آیا چاہتا ہے سر پر غلام کے زخم کاری ہے یہی باعث بیقراری ہے نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے

نرخم اسکا باندھا مفتاح کو رخصت کیا مفتاح پلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہے دعائین کرتا ہے کہ ای خدا ہنوز دیدہ مین تیری
خدائی کا اعتقاد کیا ہین اپنی مہمان کو صحیح و سالم پاؤن خیر و عافیت سے اپنی لشکر تک پہونچ جاے گویا مین نے دولت کونین
پائی دعائین کرتا ہوا مفتاح اپنی قصر مین آیا لیکن متردد و متوحش شہر مین ہنگامہ ہے جا بجا یہی ذکر ہو رہا ہے آج
عقلا ہی کوہی کو مفتاح تیغزن کے مہمان نے مار ڈالا نہین معلوم کس بات پر تکرار ہوئی یا روبرو دریافت نہ ہوا کہ
وہ جوان کون ہے مفتاح صاحب نے لاکر اپنے گھر مین ایسے سرکش کو بسایا ہے مفتاح نے چراغ خانہ بنایا ہے اسکو بت
جانتے ہین اب وہ براہ شکار گیا ہے دیکھیے کسکو شکار کرے خدا اندتعالی ایسے بدخبیث کے ہاتھ سے بچائین بڑا جوان
صاحب طاقت و قوت ہے یہ بھی سنا ہے عقلا ہی کوہی کو مع گینڈے کے اٹھا لیا پھر کر اسکو پھینکدیا کچھ خوف نہ آیا یہان تو شہر
مین یہ چرچے ہین لیکن شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نرجان و شادان صحراہای سبزہ زار جو دیکھی گل شگفتہ
ہوئے شکار کھیلنے لگے وہ دونون خدمتگار ساتھ ہین نور الدہر نے کہا کہ تمھاری ہدایت سے یہ مقامات دیکھے کسی باغ
کی سیر کراؤ جو مقامات عمدہ ہون انکا تماشا دکھاؤ خدمتگار نے عرض کی کوس بھر یہان سے آگے بڑھیے ایک باغ ہے کہ سب کو
باغ نگارین کہتے ہین مصباح کوہی کی دختر بلند اختر ملکہ نگار سمن بر جسکے حسن جہانسوز کا تمام عالم مین شہرہ ہے انھین
کے نام سے باغ تیار ہوا ہے اگر ملکہ وہان تشریف رکھتی ہونگی تو اندر باغ کے نہ چلینگے مگر شاہزادی نہایت بدمزاج ہے اسکو مرد
کے نام سے بیزار چالیس شاہزادے بڑے بڑے پہلوان سودای عشق مین مارے گئے باعث یہ ہوا کہ مصباح کوہی نے اپنے
سامنے کسی کو موجود نہین جانتا جب بیٹی پیدا ہوئی تلوار لیکر محل مین گھس گیا کہ بیٹی کو مار ڈالون اگر یہ زندہ رہیگی
تو میری آنکھ جھپکیگی کسی کے ساتھ شادی کرونگا سسر کہلاؤنگا وزرا نے سمجھایا معصوم کا خون نہ کیجیے تامل فرمائیے
جب دس بارہ برس خیر و عافیت سے گذر جاینگے تب لائق شادی ہوگی ابھی سے یہ کیا ضرور ہے درمیان مین بچنے کے
لیے ہزارون مصیبتین ہین اگر کچھ عارضہ ہوا خود ہی ہلاک ہو جاے آپ خون ناحق مین مبتلا نہون وزیرون کے کہنے سے
خاموش ہو رہا اتفاق سے سب عارضون سے بچی ماہ حسن کمال پر آیا تاجر تصویر لیکر ملکون ملکون گئے شاہ و شہریار اسکے
عاشق ہوے پیغام آنے لگے تب وہ مغرور جھلایا وزیرون سے کہا تمنے دیکھا جو مجھکو خوف تھا وہی انجام ہوا اب
کس کس کو جواب دون ایسی تدبیر کرون کہ یہ عاشق تن بمجبوری ناچار ہون یہ کہکر ایک فیل آہنی کئی ہزار من کا مسبوک
بنوایا ایک تالاب پر کہ گوشہ شہر مین واقع ہے تقرری عمدہ بنوادیے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب جہیز ان مکانون مین
رکھوایا ایکطرف فیل آہن رکھوادیا ایک نقارہ مقرر کیا کہ جو نگار سمن بر کا عاشق ہو نقارہ بجاے خلقت
جمع ہو اسکو دولھا بناؤ اسباب جہیز بھی دکھلاؤ لیکن شرط یہ کہ اس فیل آہن کو اٹھا کر پانچ قدم پہونچاے تب شادی سے

کامیاب ہو وہ اسی وقت بہ قتل کیا جائے شہزادہ عاشق تن آ گئے مصاحب نے یہ کہا کہ تم خود آپ آ کے ہیلوانوں کو اپنے ساتھ لیکر اس فیل کو پکڑ اٹھا یا جب تو جوانوں سے نہ چھٹ سکا تب شیر مقرر کی جو نیزہ زن تھے مزدہ ہو اس بار عظیم اٹھانے سے مجبور ہوا آخر اسکو قتل کیا تب اس ہیبت ناک کو خیال آیا کہ یہ مقتول بچہ امداد و شہزادہ ہوا اسکی قبر اسی مقام پر بنا فرزند امرداد کر کے چالیس قبریں تیار ہو گئیں اب اس شہزادہ کو مزار عاشقان کہتے ہیں عاشق ملکہ کے حجیع ہر ہین مگر بخوف جان کے نام عاشقی کا نہیں لیتے نورالدہر نے یہ سب افسانہ خدمتگاروں سے سنا خاموش ہو رہے کہ نام نگار سمن بر کا سنکر دل بیقرار ہو گیا دل سے کہا نہ گھبرا کیا عجب ہے کہ پروردگار اس محبوب مطلوب تک کامیاب ہوں دل سے باتیں کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک آہو چلا آتا ہے پھرتا ہوا اسکے نمایاں شیر بیت خوبان پشت پر اک سفید لکیر

نظم

مثل کہکشاں غمگر دہر میں جگہ بہی
رم محبوب اس سے عاری تھا

آ نے در جنت پشت کے اوپر
دل کے رہنے کا وہ ٹھکانہ ہی تھا

واہ رے آہوے پری پیکر
نورالدہر نے خدمتگاروں کو پاس

سے ہٹا یا کہا یہ آہو وحشی نہیں کسی شوقین کا پالا آہو ہے آنکھوں کی گردش سے ثابت ہے کہ لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہے چشم محبوب کی یاد آئی ہے یہ کہکر اپنا گھوڑا اٹھایا وہ آہو بھاگا نورالدہر نے پیچھا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا ہر مقام پر یہی ارادہ تھا اسکو کمند سے گرفتار کروں تیر نہ ماروں سبب وہ حسبت و غیرت میں قریب نہ آیا تب شاہزادے کو ناگوار ہوا گھوڑی پر کوڑا لگایا آہو بھاگتا ہوا قریب ایک دیوار باغ کے آیا جست کر کے دیوار کو پھاند گیا نورالدہر نے گھوڑے کو رانوں میں سلا کر ایک ہی جست طرارہ بھر کے دیوار کو اڑ گیا آہو جا کے چمن میں گرا برابر ہی مرکب بھی پہونچا آہو بھاگا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا گھوڑے سے کود کر دوڑے چمنستان کو پامال کرتے ہوئے تر زمزمانے گلستان سے نکلے ناگاہ کان میں آواز آئی حضور غضب ہوا کسی صیاد صاحب بیداد نے آپ کے آہو کو تیر مارا قضا را کار ملکہ نگار سمن بر باغ میں واسطے سیر کے آئی ہے کرسی پر جلوہ فرما ہے گرد مصاحبان ہمراز انیسان دمساز ہیں آہو کو جو دریا سے خون میں نہلائے دیکھا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھیں آہو تو آگے گرا تڑپ تڑپ کے جان دی کنیزیں کوسنے لگیں اب جو لکھ لئے آنکھ اٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش جمال شیر بیشہ جرأت صاحب شوکت و لیاقت خود گوہر نگار سر پر زرہ زیب جسم پسینے پسینے تعاقب میں آہو کے آتا ہے کنیزیں غل مچانے لگیں ارے کیا غضب ہے یہ ظالم کون ہے ہماری ملکہ کے پالو آہو کو مارا باغ میں زبردستی گھس آیا اری باہر سے مردوں کو بلاؤ آہو کے بدلے اسکا بھی خون بہائیں مشکیں باندھکر پاس قلعہ دار کے لے جائیں وہ دار پر کھنچے یہ گنہگار زندہ نہ بچے جن ہاتھوں سے تیر مارا ہے توڑ ڈالے جائیں گے بڑی خطا کی تیر مارا بڑی سرکشی

نہ بھاگ کر گوشہ مین چھپے گا چلا کے بھاگے گا آخر نہان گوشہ گیر ہوگا بلکہ جو نورالدہر یا تو فکر مین آہو کے تھے
سر اٹھا کر دیکھا گرد ہجوم ستارگان بیچ مین ایک ماہ تابان حسین خوشرو خوشخو کمسن رشک چمن دہن غنچہ باغ
خوبی قد زیبا سرو نگار محبوبی زلفون کی پیچ و تاب عارض پر لہرا رہی ہین ملک تاتار و حلب مل رہے ہین یا
گیسو عارض انور پر بل رہے ہین آنکھین چار ہو گئین پلکین آمادہ خونریزی نگاہین تیر دلدوز تیر مژگان تودہ
دل پر پڑے شاہزادے آہو کو شکار کر کے خود شکار ہوا رعنائی زیبائی پر نگاہ ایسا حسن دیکھا کبھی نگاہ
سے نگذرا تھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نظم

رستم دل و آسیا طبیعت
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوے ایڑیون تلک بال
پہونچے جو شمیم زلف میگون
پیاری پیاری نشیلی آنکھین
گالون ہی مین کچھ نہین ضیا ہے

مریم صفت و قبول صورت
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن قمر کی صورت
ہنسنے مین جو دیکھیں وہ دندان
نافے مین ہو مشک کا جگر خون
دن رات نثار چاند سورج
جو عضو ہے چھوٹ دے رہا ہے

سارا کی سی اسکی شان ساری
مہ پیکر و ماہ چہرہ خصائل
قد فتنۂ حشر قہر کی چال
غنچے بھولے سے ہون نہ خندان
نشیلی بڑی رسیلی آنکھین
ہین دونون عذار چاند سورج
آنکھین جو شاہزادی سے چار ہوگئین

رعب حسن و جمال سے تملب تھرایا اور تھرا کر گرے غش ایسا لگا کہ تن بدن پر بھی کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہے آہ کر کے بیٹھ گئی
کنیزین جو کوس رہی تھین انکو منع کیا ارے کمبختو چپ رہو جانور کے واسطے انسان کو کوستی ہو دیکھو وہ بیچارہ
خوف کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑا ہے کیا صدمہ پہونچا ایڑیان رگڑ رہا ہے تمہارے کہنے سے اب ضد ہوئی آہو کو
اسپر نثار کیا اس غریب کا علاج کرونگی گلاب کیوڑا لاؤ جب کنیزین گلاب کیوڑا نہ لائین مست مے محبت قریب اس بیمار
کے بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا اسطرح جو کبھی کسی کو غش مین نہ دیکھا تھا آنکھون سے آنسو برابر جاری ہوے سر
جھکا کر آواز دی اے شخص نہ گھبرا اپنے آہو کو تجھپر نثار کیا تیر مارنے کی خطا معاف ہوئی ہم کچھ نہ کہین گے ان سب کو
بکنے دو اسی دن کیلیے آہو کو پرورش کیا تھا یہ سب بدزبانین خطاوار ہین گلے سے آہو کے کیون رسی کھولی
تھی اشک گرم جو عارض پر نورالدہر کے ٹپکے بوے زلف مشکین جو دماغ مین پہونچی تلخی کی تاثیر حاصل ہوئی
آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا اٹھ بیٹھے حیران حیران منہ رخسار پر نگاہ
ملکہ شرما کے اٹھی پشت پھیر کر طرف بارہ دری کے چلی آب روان کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا اور بھجوری

چونی گندھی ہوئی بموجب مضمون مطلع چوٹی نہیں ہو پشت پہ اس نونہال کے ۔ دو سانپ گتھ گئے ہیں زبانیں نکال کے ۔ نور الدہر نے دور کر ہاتھ تھام لیا کہا ای مسیحائے زمان اپنے مریض کا علاج تو کیجیے اس گنہگار کو بھی ساتھ لیجیے ذرا پلٹ کر ملاحظہ تو فرمایئے یہ اشعار پڑھتا ہوا شاہزادہ ملکہ کے ساتھ چلا آتش

دیکھا اور فاقل بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
حال دل کہتے ہیں اپنا پھر اسی قاتل سے ہم
عاشقانہ شروع کی غزل
اونچی ہو کر نگہ ناز ہوئی جب نیچی
کبھی آئینہ بنا تو کبھی شانا ہو جائے
آرزو ابتو رہی دل میں تری پیکان کی
اشک کو آنکھوں میں دشوار سمانا ہو جائے
بے گلبیچ تو سب آ جگہ یار میں ہیں
جائیں آنکھیں کہیں ان کا بھی ٹھکانا ہو جائے
آنکھ اشک کی نہ بھرے اور یہ سب کچھ منظور
خلق میں پھر وہ حسین کیوں نہ یگانا ہو جائے

چارہ گر ہے درد نالاں ورد دل لیتے ہیں ہم
اشک حسرت یہ اشعار آبدار پڑھکر جاری ہوئی
کاش خود ہی سے منظور رلانا ہو جائے
پھر تمہیں کیا ہو بالا جو رلانا ہو جائے
ہای پوچھی شب غم اور کوئی آ کے نہ بات
کہ وہ ناصور ترے زخم کا پڑنا ہو جائے
سر نوشت آپ ہی پڑھ جائیں وہ اگر میری
سنبھلانا تو یہی پڑھکر جو بہانا ہو جائے
تجھکو یہ ورزش ہو اگر جو وہ بیگم مہربان
بخت پھر جائے گر گشتہ زمانا ہو جائے

ہائے کیا بیخود کیا ہے غفلت ابید نے
ہوئی اسی بیقراری میں یہ غزل
دل بھر آتا ہے رونے کا بہانہ ہو جائے
قول تمہیں دینگے جب ہمیں یہ صفت ہو نگی
پند ناصح ہمیں دلچسپ فسانا ہو جائے
آہ کھینچوں تو فلک پر اسے جانا مشکل
حظ نہیں جسکو کوئی ایک رلانا ہو جائے
دل تو اے منتظری کوچہ جاناں میں گیا
پہ تو آنا وہی دل میں مرے آنا ہو جائے
آئینہ شرم سے جب سامنے آئے نہ جلال

ملکہ نے مسکرا کر فرمایا نجت کہنے کی بیٹھے والی ان شعر و سخن کو کیا جانوں آپ

تو کسی کا دیوان یاد ہے خطا کرکے یہ دلیری ابھی باہر نکلا بھیجوں ملازم آکر تیر مارنے کی خطا پر سر دیں ہمارے مزاج میں رحم ہے اتنی بڑی خطا معاف کی بچہ آ ہو لیکر پالا آپ نے اسکو تیر مارا ہمنے اسکا خیال نہ کیا اب یہ دلبری نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے ملکہ عالم گستاخی معاف فرمایئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشہ دل عصمت سنگ محبت سے ٹوٹ گیا آفتاب جمال دیکھ کر تاب نہ آئی ہم اپنی گستاخی پر نادم ہیں سزا دیجیے مطلع مصنف

زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہے
عشق سودائے جنونم باز دامن گیر شد
ہمت یاران کہ دل اکار از تدبیر شد
مژدہ دہ باد صبا از ما بارباب نشاط
کز فراق دیدن روی جوانی پیر شد

پیر بان پاکون میں ڈالو یہ زا سیری ہے
رشتہ وا نیم در پای من زنجیر شد
بس بکیرانی نہادم روی بر دیوار غم
کز سر سنگ ما زمین ہند چون کشمیر شد
شب گرد بردم بافغان از دل نالہ گیر

دیگر اشعار آبدار
قطرۂ خون بود دل در سینہ ز آہم آب شد
پیکہ میں ثانی اتیں رخت و ریہ شد
شد جہان کوتاہ عمر عافیت وزد و رہا
برکہ پہلویم نشست از نالہ ام دلگیر شد

نیست امید رہائی تا بروز رستخیز	تاک غربت ہرکرا در صید دام منگبہ شد	ملکہ شکراتی ہوئی بارہ دری مین مسند

پر آکر بیٹھ گئی کنیزون نے کہا حضور یہ صبح کو در قلعہ پر فساد برپا کر چلے ہین عقلا کوہی آگئین سکے یہ سب ڈر گیا یہ خبر
سُنی ہے کہ مفتاح تیغزن آپکے چچا جان کے یہ مہمان ہین اہالیان شہر مین چرچے ہو رہے ہین انکا اب ٹھہرانا
بہتر نہین ہے ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہوا اسے تو مجھے دریافت کرنا واجب و لازم ہوا ہمارے
چچا جان کے آپ کسو جہ سے مہمان ہوئے نام نامی مقام سکونت سے بھی آگاہ فرمایئے فال مفصل معلوم ہو ایسا نہو
ہمراہیان عقلا سے کوہی تلاش کرنے ہیو کر یہان آئین یہ اشعار عشق آمیز جو آپنے پڑھی ہین انکا تو ن سر آگاہ نہین ہون
مجھ بد نصیب سے محبت کرنا بالکل بیکار ہے خدا اسکو غارت کرے جسنے بندگان خدا کے قتل کی تدبیر کی چالیس جوانان صف
شکن شاہزادے اپنے شہر کے رئیس بچارے قتل ہوئے اس پہاڑ کو کون اُٹھا سکیگا بابا جان صاحب نے
خود پہلوان زبردست اور ساتھ ہیے جب وہ پہاڑ نہ اُٹھا تب غیرون کیلیے شرط قرار دی گئی پس مجھ بد نصیب کے
سامنے جو آپنے یہ اشعار پڑھے ہین بر ہی لکھی ہون بخوبی سمجھ گئی کہ آپ عاشق ہوئے نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر
فرمایا ای ملکہ عالم وہ کوئی نامرد ہونگے اپنے کو دار کھنچوا دیا الٰہ پہاڑ کے مرتے اُس قتل کرنے والے کو قتل کرتے اگر
وصل تمہارا اُس شرط پر موقوف ہے تو ابھی جاتے ہین انشاءاللہ بحول قوت الٰہی اس بار عظیم کو اُٹھاتے ہین اگر
قضا لیکر آئی ہے زمرہ عاشقان ثابت قدم مین ہمارا بھی نام لکھا جائیگا لیکن اپنے کشتہ تیغ ابرو کا خیال رہے
گاہے ماہے مزار غریبان پر قدم رنجہ فرمایئے گا روح کو شاد کیجیے گا جو بھولے سے کبھی ہچکی آئے نام لیکر یاد کیجیے گا یہ
کہکر شہزادہ قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھا ملکہ نے جلدی سے دامن تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا حضور تامل فرمایئے ہمنے
نام و نشان پوچھا اُسکا جواب ملا شرط ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے اُس بار عظیم کا اُٹھانا کیا آسان ہے ذرا اور ٹھہر جایئے
نام و نسب بتایئے وقت بیقراری نام لے کر دل کو قرار دینگے نورالدہر بیٹھ گئے فرمایا اے ملکہ عالم نام
ہمارا مثل آفتاب عالمتاب تمام عالم مین روشن ہے مرجع عالم ہمارا مسکن ہے نام سُنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی
سلیمان مین اُنکا پوتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نانا ہمارے گنجاب بن گنجور بن ملک جہربان دیو کش
سات سو ملک کے حاکم خدای زمرد شاہ باختری کے ناظم دربار ملکہ گوہر ملک مسکن و ماوا ہمارا خانہ
کعبہ سنجان دیا ختر جاگیر ہے سرکردہ عقیق گلزار سلیمانی سلیمان عنبرین مو کر کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوکر اس
طرف نکل آئے مفتاح تیغزن جری بہادر صف شکن بہ محبت اُٹھا لایا ہم اُسکے ممنون و مشکور ہین اس طرف
برائے شکار آئے تمہارے دام زلف عنبرین مین گرفتار ہوئے اب رہائی غیر ممکن البس اب ہمکو رخصت دیجیے

بتاکر شرط کو پورا کریں باطمینان آن کر ہمیں برات آراستہ کر کے طرف کوہ عقیق کے لے چلیں ملکہ یہ سنکر بے اختیار رونے لگی فرمایا ای شہریار عالیوقار اس شرط کو کیا آپنے سہل سمجھا ہے وہ بار گرانقدر ہے وہ جو لوگ آتے بڑے بڑے پہلوانان نامی و نامور اور ہزاروں کے افسر تھے آپ کا غم مجکو زندہ نہ چھوڑیگا ابھی یہ کیفیت ہے نظم

از عشق تو در سینہ چہ غمہا کہ ندیدیم
سر تا بقدم خون شدہ از دیدہ چکیدیم
ہر زخم کہ در نمکدہ کردند مہیا
چون غنچہ بہ تن پیرہن صبر دریدیم
نشۂ بادۂ عشقم ز دل آسان نرود
جوہر تیغ لبایندن سوہان نرود
از دل غمزدہ جز نالہ تراوش نکند
تا نسیم سحر از مصر بہ کنعان نرود

در رہ الفت از گریہ چہ گلہا کہ نچیدیم
عمریست کہ دل را غم سینہ چو زنیست
ستانہ دم مردانہ گرفتیم و کشیدیم
تختی نگرفتیم عبث دامن غم را
ملکا این نشہ ز دل با تو دم جان نرود
هرگز
از پریشانی دل جمع نگردد ہرگز
اشک بیواسطۂ از دیدۂ گریان نرود
خط کہ استاد پے حسن تو دارد غرضے

اندر گریہ زدوری تو چون شیشہ پریم
ہر چند این واقعہ گفتیم و شنیدیم
صد زخم ز ہر خار چو گل خوردیم و آخر
جان دادہ غم دوست ز ایام خریدیم
گل سودائی تو از سر بجفائے نشود
ہر کہ از سلسلۂ عشق پریشان نرود
غنچۂ گلشن یعقوب نگردد خندان
خضر بیہودہ پے چشمۂ حیوان نرود

ہماری زندگی کی صورت بتاتے جائیے کیا کہکے دل کو سمجھاؤنگی شب ہجر کیونکر کٹے گی کون سمجھائیگا دل کو کیونکر بہلاؤنگی ابھی سے بیقراری ہے نورالدہر نے اشک گہر رنگ جو صدف چشم ملکہ سے جاری تھے دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ دعا کرو کہ بخوف مسیحائے پروردگار قوت ایسی عطا کرے کہ شرط پوری ہو سوار کرکے تمکو بر سر کوہ عقیق لیچلیں جو مقدمہ شرط ہے اسمین تامل کرنا کیا ضرور ہے ملکہ تم نہ گھبراؤ مین انشاءاللہ ابھی واپس آتا ہون ہر چند نورالدہر نے بہت سمجھایا لگا رکھنے پر کے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موجزن دامن تھامے ہوے روتی ہی ہچکی لگ گئی چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں بات نہیں کر سکتی نورالدہر نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا ملکہ جو اسقدر بیقرار ہو گی خیال ادھر ہے گا ہمارے زور بازو مین فرق آئیگا یہ کہکر شاہزادہ اُٹھا ملکہ روتی ہوئی ساتھ ساتھ جب دروازہ باغ پر پہنچی پشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ نے رکاب سے آنکھیں ملیں کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی برائے خدا آبرو بچائیے اُس تاب کمبخت پر نہ جائیے جہان رہیے اپنی جان سے صحیح و سالم رہیے خیر کبھی ملاقات بھی ہو جائیگی وہین کے نگہبانان جنکو ملازمان جیز قرار دیا ہے وہی پکڑ کر دار پر کھینچ دیتے ہین مفتاح کہری نے یہ دام پھیلایا وہ بار نہ اُٹھیگا نورالدہر نے خداحافظ کہکر دامن چھوڑا گھوڑے کو بڑھایا حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق ذبیح خنجر ابروے خمدار دام گیسو کی تو گرفتار

تڑپ رہے تھے لگی نور الدہر صحرا مین آئے خدمتگار و ہیلیے وغیرہ ڈھونڈ رہے تھے انھون نے شاہزادے کو عجب
حال پر ملال مین دیکھا چہرہ زرد ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوئے مبہوت لب پر مہر سکوت سب حیران ہو گئے
کہ شاہزادے پر کیا گذری خدمتگار روانت کا رکاب تھام تھام لیا طرف شہر کے چلے خدمتگار نے راہ مین پوچھا
کیون شہریار اب شکار سے دل سیر ہوا فرمایا ہمکو اس تالاب پر لیچلو خدمتگار رونے لگا کہان وہان جانا بہتر
نہین ہے مفتاح کو ہی بر گالی پڑھتی ہے نور الدہر نے کہا تم فقط مقام ہمکو بتلا دو زیادہ نہ سمجھاؤ شاہزادہ
شہر مین آیا گلی کوچے کو طے کرکے تنگ ہو جرأت قریب تالاب کے پہونچا دیکھا عمارتین بہت سی بنی ہوئی ہین
گوشہ تالاب پر ایک نقارہ دکلان ہے نور الدہر جب نقارہ کی جانب چلے سپاہیون نے دور سے آواز دی او
شخص ادھر کہان جاتا ہے یہ نقارہ شرطی ہے اسکو جو بجائیگا شاہ کا گنہگار ہوگا دیکھ کیا ضرور ہے نور الدہر نے کسی کا
کہنا نہ سنا پلٹ کر انکی جانب نہ دیکھا چوب اُٹھا کر نقارہ پر اس زور سے لگائی کہ نقارے کے دو ٹکڑے ہوے
اہالیان شہر گوش بر آواز رہتے ہین ہر گلی کوچے مین غل ہوا کوئی اور عاشق آیا یہان ملکہ نے بیقرار ہو کے
ایک کنیز کو عقب مین شاہزادے کے روانہ کر دیا تھا ملکہ جو بیقرار ہوتی تھی بلک بلک کے روتی تھی کنیزین کہتی
تھین حضور رو نادان نہین ہین شرط شکر جی چھوٹ گیا بھاگ کر کہین چھپین گے یکایک نقارے کی
آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا لو صاحبو اس شیر نے جاکر نقارہ بجایا برائے خدا ایک کنیز اور جائے میری طرف سے
انکو سمجھائے سپاہیون کو لاکھ دو لاکھ دیکر راضی کرینگے ابھی تک خیر ہی بالکی کو ہاتھ نہ لگانا یہان چند عرصہ مین
ہزار ہا اہالیان شہر کا جماؤ ہو گیا کمیدان اٹھکر قریب شاہزادے آیا بھولی بھولی صورت دیکھ کر بیقرار ہو گیا
کہا اے جوان بھاگ جا ہم مشہور کر دینگے ایک مرد دیوانہ تھا نقارہ توڑ کر چلا گیا ہمکو تیرے حال پر رحم آتا ہے
مہاجن شہر کے بیتاب ہو کر کہتے تھے اے ماہ آسمان حسن ہم سپاہیون کو روپیہ دیکر راضی کرینگے ہماری
دکان مین جاکر چھپ رہ شاہزادہ سب کو جواب دیتا ہے صاحبو کیا ہم چور ہین جو تمہارے گھر مین چھپین شرط
پوری کرینگے بار اُٹھیگا اپنی جان دینگے ہمنے سمجھ کے چوب لگائی ہے آپ لوگ گھبراتے ہین ہم خدا کی عنایت
سے اُٹھائینگے جب نہ تو کمیدان نے کہا یارو یہ جوان سخن ناشنو ہے اب اسکو دلہا دلہا بناؤ شاہزادہ خود
انکے ساتھ حمام مین آیا ملازم موجود تھے انھون نے بڑے اعزاز و اکرام سے نہلانا شروع کیا یہان قریب
تالاب اتنے عرصہ مین میلا لگ گیا خدمتگار روتا ہوا بخدمت مفتاح تیغزن پہونچا یہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا گھبرا
رہا تھا کہتا تھا ابھی تک میرا مہمان واپس ہو کر شکارگاہ سے نہین آیا راہ مین کسی سے جھگڑا نہوا ہو آشفتہ

شعلہ مزاج ہی حقیقت یہ ہی کہ مردون کے سر کا تاج ہی ذرا سی بات مین بگڑتا ہی ہوا سے لڑتا ہی کہ خدمتگار سامنے سے
روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا وہ جوان آپکا مہمان کنارے تالاب کے پہونچا اُس زور سے
چوب لگائی کہ نقارہ ٹوٹ گیا اب حمام مین لے گئے ہین یہ سُنکر مفتاح تیغزن اُٹھا گھوڑے پر سوار ہوا روتا
ہوا چلا ساتھ والون سے کہتا ہی یارو بڑا غضب ہوا مین نے جسواسطے خدمت کی اُس زخم مہلک سے صحت
رہی کہ یہ اپنے لشکر مین جائیگا دربار مین صاحبقران کے میرا بھی ذکر آئیگا وہ صرف و مصارف سب بیکار ہوا نہین
معلوم تالاب کا نشان کسنے بتایا ملکہ کو اسنے کہان دیکھا وہ ہاتھی تو رستم سے بھی نہ اُٹھیگا ہاتھی ہی یا پہاڑ ہی
میری تقدیر کا بگاڑ ہی یہ کہتا ہوا بر سر تالاب آیا اتنے عرصہ مین میلا جم گیا امیر رئیس مہاجن سب جمع ہین پوچھا وہ جوان
کہان ہی لوگون نے کہا حمام خانے مین لے گئے ہین اب دولھا بنا رہے ہین مفتاح نے کہا مین ہرگز دولھا بنانے
دون گا ہاتھی نہ اُٹھانے دون گا چونکہ قلعہ دار ہی سب اسکا پاس کرتے ہین سپاہی سوار دوڑ کر حاضر ہوے
کہا اے افسر ہم خود چاہتے ہین یہ جوان بھاگ جائے وہ نہین مانتا خوشی خوشی مہندی لگا رہا ہی جانتا ہی دولھا
بنکے شادی کرینگے یہ نہین واقف کہ جان جائیگی مفتاح اُس وقت اندر آیا شہزادے کے ہاتھ پاؤن
مین مہندی لگا رہے ہین کارگزار اپنا رنگ جما رہے ہین مفتاح نے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا کسنے
یہان کا راستہ بتایا مجھ بدنصیب کو بدنام کیا یہ کیا انجام ہوا چلیے اُٹھیے مین سبکو سمجھا لونگا نورالدہر نے کہا ہم
شرط پوری کرینگے ای برادر یہ تو شرط عام ہی اسمین کیا تردد اگر ہاتھی اُٹھایا شادی ہوئی ورنہ تمکو قتل کا اختیار
ہی مفتاح تیغزن نے منہ پیٹ لیا کہا حضور انسان پہاڑ کو اُٹھا سکتا ہی نو پہلوانون نے مل کر اُٹھایا جنبش نہین
ہوئی جب اُس ظالم سفاک نے شرط مقرر کی ایسا وہ ہاتھی نہین ہی جسکو آپ اُٹھائین گے اور جسکے عشق مین
آپ مبہوت ہین اُسکو کہان دیکھا نورالدہر نے کہا ہم باغ نگارین مین گئے تھے ملکہ سے وعدہ کرکے آئے ہین اگر شرط
نہ پوری کی پھر کیا منہ دکھائین گے مردان عالم مین مطعون ہو جائینگے معشوق کی نگاہ مین گر کر دل سے اُتر جائینگے
مفتاح نے کہا حضور مین اپنا گلا کاٹ ڈالون گا نورالدہر نے کہا تم ہمارے محسن جان بخش ہو اس مقدمے مین خلل
نہ دو اس شرط کے نہ کرنے مین بڑی بدنامی ہی اتنے عرصہ مین ملازمون نے لاکر سر پر بھاری سہرا باندھ دیا خلعت
پہنایا دولھا بنے ہوے حمام خانے سے باہر نکلے مفتاح تیغزن پیچھے پیچھے روتا ہوا چلا آتا ہی سپاہیون کے
سامنے ہاتھ جوڑ رہا ہی یارو میری آبرو بچاؤ اس جوان کو سمجھاؤ کیدان رسالدار نے کہا ای پہلوان دوران
آپکی کچھ منت و خوشامد کی ضرورت نہین ہی ہم سب خود بھی چاہتے ہین کہ اسکی جان بچے ہم سب حاضر ہین آپ خود

سمجھائیے مفتاح آگے بڑھا دامن تھام لیا کہا ای شہریار برای خدا اپنے کو سنبھالیے اب آپ کہان جاتے ہین وہ سامنے
قنات کے اندر ہاتھی رکھا ہی سامنے چالیس قبرین بنی ہوئی ہین اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار تھے یہان آکے بیکار ہوے
یہ بار نہ اٹھا انھین سپاہیون نے سر کاٹ لیا مفتاح نے حکم دیا یہ لوگ ہمارے داماد مشہور ہوے باحتیاط انکو دفن
کردو دیکھیے قبرون پر کیا حسرت برستی ہی بقول مرزا محمد رضا صاحب برق فرد ابر رحمت اگر نہین ای برق بیکسی قبر پر
برستی ہی یہ چالیسون جوانان ماہرو خوشرو خوشخو کس ذلت سے مارے گئے آجتک قبرون سے دھوئین نکلتے ہین
آتش عشق سے استخوان جلتے ہین مفت مین جان گنوائی جوانی برباد ہوئی گھر لٹا قبر آباد ہوئی معشوق سرکش نے یہ
بھی نہ پوچھا کون مرا کون قتل ہوا بس ایسے معشوق عاشق کش پر عاشق ہونا سراسر عقل کے خلاف ہی ابھی تک
انتظام میرے ہاتھ مین ہی یہ سب میرے قبضے مین ہین یہ سب میرے تابعدار ہین جب قنات ہٹی ہاتھی کو ہاتھ لگایا
پھر کوئی میرا کہنا نہ مانیگا نور الدہر نے کہا ای دوست صادق ای محب واثق اب نہ سمجھاؤ پانی سر سے گذر چکا نقارہ بجایا
سب مین مشہور ہوا یہ جوان عاشق ملکہ لنگار سمن بر ہی اب جان ہی دینا بہتر ہی تمہارے دوست ہو ہمارے لیے دعا
کرو مفتاح کوہی سر جھکا کر اک طرف کھڑا ہوا رو رہا ہی سب خاموش ہوئے نور الدہر نے آکر قنات کو ہٹایا دیکھا
اک ہاتھی لوہے کا کھڑا ہوا ہی کاریگرون نے روغن پھیرا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی اصلی ہاتھی ہاتھا زنگا ہوا کھڑا ہوا ہی
نور الدہر نے کہا اسطرف اسکو ہٹا کر لاؤ سب نے کہا جو ہم اٹھا سکنے کے لائق ہوتے یہ لاکھون روپیہ کا جہیز معشوق خوبرو پر قبضہ
کرتے مصباح کوہی کے داماد مشہور ہوتے نور الدہر گھوڑے سے اترے اب ہزار جوان ہمراہ ہین سوار پیدل کیدان
رسالدار جمعدار صفین کھینچے ہوے کھڑے ہین ایک جانب دار بھی استادہ ہی جلاد بھی موجود ہو گیا اسباب جہیز نکلوایا گیا
اونٹون پر لدوایا صندوق پٹاری سب سامان جہیز مہیا ہی چاندی سونے کے چھپر کھٹ مسہریان پلنگ چاندی کے اور
سونے کے برتن تانبے کی دیگین مٹکے چینی کے ظروف کوئی شی ایسی نہین ہی کہ ہو جانتے ہین کہ یہ اسباب کسیکو لیجانا آج تک
نصیب نہین ہوا کوٹھون سے نکالا ہی پھر اسیطرح بند کر دینگے ناظر بچکانے شملے پہنے ہوے اونچی کمرین بندھی ہوئین
کوڑے ہاتھون مین لیے ٹہل رہے ہین وہان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی شاہزادہ دولھا بنکر قریب ہاتھی کے پہونچا ہی دو منزلے
پر کھڑی پیٹ رہی ہی چاہتی ہی اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کنیزین خاموش آپسمین کہہ رہی ہین یہ مسافر ملکہ کو بہت
بھیتر اکر گیا ایک کہتی ہی وہ جوان بھی ایسا ہی ہی لیکن کمبخت جان دینے آیا تھا جب تو ملکہ اپنے ہوش مین نہین ہی
ایک ایک کے آگے ملکہ ہاتھ جوڑتی ہی ارے صاحبو جا کر میرے سر کی قسم دو انکو سمجھاؤ کہنا ملکہ منع کرتی ہین یہان
نور الدہر ہاتھی کو دیکھکر گھوڑے سے اترے افسرون سے کہا ٹھہرو ہم دو رکعت نماز پڑھ لین سب نے کہا اگر آپ کو

کچھ فائدہ ہو بسم اللہ کون منع کرتا ہی دو رکعت نہین چار رکعت پڑھیے نور الدہر نے دو رکعت نماز حاجت ادا کی
ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھے شعر شاہا زکریمی و رحیمی و غفور ٭ دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و
پریم ٭ ای رحیم و کریم ای قوی و توانا بازوون مین قوت عطا فرما تا اس بار کو با سانی اُٹھاؤن اپنے معشوق تک
پہونچ جاؤن تیری نزدیک سب آسان ہی اس بار کی کیا حقیقت ہی سوائے تیرے اس وقت کس سے عرض
کرون ادھر تو شاہزادے نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا تھا نماز پڑھکر اُٹھا دامن
گردان کے آستینین چڑھائین دیکھنے والے دیکھ رہی ہین کا بر گردون نے شکم مین فیل کے دو موٹھین اُٹھانیکے
واسطے بنادی ہین کہ اُٹھانیوالا ہاتھ ڈال کے اُٹھالے نور الدہر نے بسم اللہ کہکر اُن موٹھون پر ہاتھ ڈالا
نعرہ شیرانہ کرکے زور کیا پہلے زور مین جنبش ہوئی دوسری زور مین زمین چھڑائی تیسرے زور مین اُٹھالیا سات
قدم شاہزادہ آیا واہ واہ کے غل کی جو آواز ہوئی ہزارون آدمی چیخنے لگا اہالیان شہر کے ہوش اُڑ گئے
کہتے ہین ایک پشہ نے پہاڑ اُٹھا لیا اِس ہنگامہ کی آواز وہان تک پہونچی ملکہ نے چاہا اپنے کو قصر سے گرادون
کنیزون نے پکڑ لیا کہا مفصل خبر لاؤ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز واسطے خبر کے گئی یہان وہ وقت ہی کہ شاہزادے نے
وہ بار عظیم اُٹھایا سات قدم پر لاکر اُسکو رکھدیا کنیز اِسوقت پہونچی کہ یہان سبنے اطاعت کی ہی کمیدان رسالدار
کہ رہے ہین ہم آپ کے ساتھ ہین آپنے بیشک شرط پوری کی برات آراستہ کرکے چلیے دولھن کو سوار کر لیجیے
اب آپکو اختیار ہی ہزار ہا اہالیان شہر بھی ہمراہ ہو گئے مفتاح تیغزن خاموش کہ مین اب کیا کرون اگر منع
کرتا ہون کل اہالیان شہر و افسران فوج بوجہ انصاف اُس شخص کی جانب ہو گئے یہ سب فساد برپا کرینگے
اگر نہ روکون مصباح ایسا آتشخو شعلہ مزاج حاکم کر لیا ہی انھین لوگون سے برائے مقابلہ سفر دور و دراز اختیار
کیا پہلوان زبردست ہی کچھ فیل نہ لائے محل بجائے کہ غیر شخص کو تمنے کیون قریب شرط جانے دیا اسی خیال مین یہ بھی
ساتھ ہی زبان سے کچھ نہین کہتا لیکن انتہا کا بیتاب دل ہی دل مین پیچ و تاب یہان سامان برات آراستہ ہو گیا
نقارے بجے شہنا نواز سہرے گانے لگے فرد وہ بلبلون کی آواز آنکی صدا + وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا شاہزادہ
گھوڑی پر سوار بھاری سہرا بندھا ہوا پھولون کے سہرے پر سہرہ زرتار رہا تھ پاؤن مین مہندی لگی ہوئی
کنگنا ہاتھ مین بندھا ہوا روپیہ لُٹتا ہوا شہدے پکار رہے ہین کہ اری مدتون کا مال رکھا ہوا لیے جاتا ہے
جان دینے کو اور رہنے مزے اڑانے کو یہ کون آیا روپے کے چھڑ انے پڑ رہے ہین اسی دھوم دھام سے برات
جان جاتی ہی پرانا متصدی فرد فہرست اسباب ہاتھ مین قریب مرکب آکر عرض کر رہا ہے حضور یہ فہرست

ملاحظہ کر لین اسباب پر اپنا قبضہ کیجیے نورالدہر نے فرمایا ابھی ہم کسی شے پر قبضہ نہین کرتے جو جس کے پاس ہے
وہی ذمے دار ہے سب صاحبون کو حکم پہونچا دیجیے آپ کو سمجھانا پڑیگا لالہ صاحب پلٹ گئے معرفت مردہی کے سب
کو حکم پہونچا دیا کہ کل چیزون پر اپنا اپنا قبضہ رکھو دولھا صاحب ابھی نہین سمجھتے کوئی اُن کے ساتھ کا رگزار نہین ہے
سب خاموش ہوگئی ہزار روپیہ جو لٹا نیکا نقاوہ لٹا یا گیا خواص بلبل ملکہ کو جو حالت بیقرار ی مین دیکھا
دوڑتی ہوئی آتی ہے وہین سے غل مچاتی ہوئی حضور مبارک ہو برات آ پہونچی سب شہر والے اُنکے ساتھ ہوگئے ہین
مفتاح تیغزن جل رہا ہے منھ پھلائے ہوے چلا آتا ہے یہان بھی تیاری کیجیے فرش بچھوا ئیے ساتھ والیون نے
مبارک مبارک جو کہنا شروع کیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ارے کمبختو چپ رہو بات تو پوچھنے دو
ہان بوا سوسن ہاتھی کا تو حال بیان کر سوسن نے کہا حضور وہ ہاتھی یا تو گوشے مین رکھا تھا اب
کنارے پر تالاب کے رکھا ہے جسکا جی چاہے جاکر دیکھ آوے دولھا میان میرے سامنے اُٹھا کر لائے ماشاء اللہ
تیور پر بل نہین آیا چلنے کی تیاری کیجیے برات ٹھہرانے کا ارادہ نہین ہے اسیوقت رخصت ہوگی یہ تو شرطیہ برات ہے
باغ مین ٹھہرا ہوا روشن چوکی کی آواز آئی ملکہ نے پردہ اُٹھا کر دیکھا آگے آگے دولھا پشت پر تمام سامان برات
نوبت نقارے بجتے ہوے افسران فوج رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے شاہزادہ مُسکرا مُسکرا کر سبکو جواب دیتا جاتا ہے
اب تو کنیزون نے غُل کیا داری برات آ پہونچی اپنی قدیم کھلائی کو ضرور ساتھ لے چلیے گا یہ بڑھیا کہان ٹھوکرین
کھائیگی غنچہ دہن دو ڑی یا خاموش تھی اب زبان کھولی کہتی ہے واری مین نے نواسی کو بھی اپنی چھوڑا ہم حضور
کے ساتھ ضرور چلینگے شمشاد اکھڑی ہوئی نرگس نے بھی آنکھین نکالین شمع رخسار جلی باغ مین ٹھہرا ہے کہ برات لیکر
نورالدہر پہونچے محافہ بھی جہیز مین ملا ہے دروازے پر لگا دیا جب شاہزادہ دامن گردان کر اندر باغ کے
چلا تب مفتاح تیغزن تلوار کھینچکر بیچ دروازے مین آ کھڑا ہوا نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون
اے پہلوان دوران کیا ارادہ ہے ہم سبطرح موجود ہین شرط ہمنے پوری کی مفتاح قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی اے شمع دودمان صاحبقرانی اے چراغ بزم کشورستانی غلام کے تو آپ جان بخش ہین میری کیا مجال
جو اس مقدمے مین دخل دون مین تو پروانہ شمع جمال حضور رہون انصاف کیجیے مین سراسر بقصور ہون
آجکل ملک شہر نہین ہے آپنے بڑی شد و مد سے شرط پوری کی تمام اہالیان انصاف آپکے ہمراہ ہین سپاہی
شریک ہوگئے لیکن یہ کل بار میری گردن پر ہے مجھکو بدنامی سے بچا لیجے ابھی اندر بجا لیجے ملکہ نے سُنا کہ مفتاح
تیغزن بیچ مین شعلہ خوئی دکھاتا ہے شاہزادے کو اندر نہین آنے دیتا خواصون نے کوسنا شروع کیا صاحبو

کوئی مفتاح کا قتل کرنیوالا نہین ہی چالیس جوان بے خطا قبل کیے کسی نے خلل ندیا اب جو شرط پوری ہوئی تو اپنا گلا کاٹتے ہین ملکہ پنچ سبنھالے سوار ہونے کو تیار تھین اب رک گئین آنکھون مین آنسو بھر کر مو سر سے کہا اری انکو ذرا یہا نتک تو بلاتے پوچھون کیا جھگڑا ہی خدا کیوا سطے کسی سے لڑین نہین وہ غریب الوطن بیکس تنہا دین سسنڈے کو ہی جمع ہین نور الدہر نے مفتاح کے قریب آکر کہا ای پہلوان تیرا ہمپر احسان ہی بطور انصاف جو کچھ کہو ہم بدل و جان اسکو قبول کرین مفتاح نے کہا مین ہر طرح تابعدار ہون نور الدہر نے کہا ناموس کو تو انچ اب ہم نچھور نہ سنگے اگر آمادۂ جنگ ہو بسم اللہ پیام سے لو ورنہ ہٹجاؤ ملکہ کو سوار کرائین مفتاح نے کہا مین صرف اتنا چاہتا ہون کہ حضور باغ مین پہنچائین ملکہ کے جمال بیمثال پر نگاہ نہ ڈالین شرط آپنے بصد جرأت و شوکت اسطرح ادا کی کہ تمام اہالیان شہر گواہ ہین انحسرون نے حلقہ اطاعت آپکا کان مین ڈالا خیر خواہ آپ کے ہمراہ ہی اسمین کیا کہہ سکتا ہون اگر وہ خود یہان موجود ہوتے وہ بھی آپکے زور و طاقت کا اعتراف کرتے لیکن چونکہ وہ یہان موجود نہین ہین ملکہ کو آپ سوار کرالین محافہ پر میرا قبضہ رہے مین اک عرضی روانہ کرتا ہون اُس کا غمخوار ہون اگر اُس نے لکھا کہ لڑو آپ سے کیا لڑونگا سر کاٹ کر قدم پر ڈالدونگا اگر اُسنے لکھا شرط پوری ہو گئی لیجا نے مین بھی غلامی مین حاضر ہون ہمیشہ زیر قدم میمنت لزوم رہونگا جہان اور ہزار ہا ملازم غمخوار ہین ایک یہ بھی حقیر جان نثار در بانون مین در دولت کے منسوب رہیگا نور الدہر نے فرمایا تم ہمارے محسن و جان بخش ہو جسطرح کہو ہمین قبول ہی اگر یہ جرأت ای بہادر تمام عالم ایک طرف ہو تو اپنی ہی کرین ہزار تلوارین کھنچ جائین تو منھ نہ پھیرین ارے سر چلین تو سر نہ ہلائین یہ فرما کر شاہزادہ ہٹ آیا مفتاح نے فوراً عرضی لکھی شتر سوار کو دی کہا لشکر منز خداوند لقا کے جلو میں تھے مین اپنے افسر کے دیتا شتر سوار عرضی مفتاح لیکر چلا یہان ملکہ محافے مین خوشی خوشی سوار ہوئین ملازمان مفتاح نے چہار جانب سے محافہ گھیر لیا مفتاح نے پایہ پر محافے کے ہاتھ رکھا اسی طرح برات سجی سجائی چلی یہی قول ہی کہ میرا قبضہ رہے آیندہ مالک کو اختیار ہی مین حضور ہی کا خیر خواہ ہون مطلع بھی ہو چکا آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا دو کلمہ داستان مصباح کوہی کے بیان ہوتے ہین کہ یہ بعد قطع منازل و طی مراحل لشکر لقا مین پہنچا سلیمان عنبرین مو کوہی استقبال کر کے لے گیا مجمل حال اسکا گذارش ہوتا ہی کہ اُس نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبحکو میدان کارزار مین آیا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین مصباح بھی میدان مین نکلا اِدھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے مقابلہ کیا بہرام زخمی ہوا چار سردار نکلے مصباح کے ہاتھ سے زخمدار ہوے اسی طرح اسنے چار میدان داریان کین پانچوین شب کو بختیارک سے

بختیارک نے کہا ملک جی حمزہ کے بہت پہلوان ہین فرداً فرداً کہان تک کرونگا کل میرا ارادہ ہے کہ حمزہ کو للکارون
کہا خبردار اے مصباح کوہی کلید فتح و ظفر حمزہ کے ہاتھ مین ہے اُس سے مقابلہ نکرنا وہ کشندۂ دیوان قاف ہے
مشکین باندھکر لیجائیگا مصباح بہت جھلاًیا کہا جب اس شیطان سے بات کرو ایسی بیہودہ باتین کرتا ہے گویا
حمزہ کے چار ہاتھ ہین مین چاہتا ہون جلد لڑائی فتح کرون قدرت کو تا بہ باختر پہونچاؤن طرۂ پیغمبری لون
بختیارک نے کہا اس ہوس مین بہت سے مارے گئے قدرت کے مزاج سے آپ آگاہ نہین کبھی تو لہ کبھی ماشہ
حمزہ انکا سپہ سالار قدرت ہے اُسکی ذلت گوارا کر سکینگے نہین معلوم تمھارے واسطے کیا ہو ہم سچی بات کہنے مین سکو
بُرا معلوم ہوتا ہے مصباح نے نقارۂ طبل جنگی بجوایا بوقت سحر میدان کارزار مین آیا بعد سلحشوری آواز دی کہ صاحبقران
زمان کا مشتاق ہون امیر نے فرمایا میدان کو قرق کرو گھوڑے سے کودے بادشاہ نے تخت بڑھایا آگے بڑھ کر
صاحبقران نے سلام کیا سب سردار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی سب غلامان جان نثار حاضر ہین صاحبقران
نے فرمایا میرے قانون مین فرق آئیگا آپ لوگ واقف ہوکر ایسا فرماتے ہین سات برس کے سن سے جہاد
پر کمر باندھی عنایت سے پروردگار کی کافر کو پشت نہین دکھائی جام کلہ عفریت مرحمت ہوا اُٹھکر کے عادی
کودیا آپ پشت اشقر پر سوار ہوے شعبان خنجر گزار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جواہر
بن عمرو برائے تلاش شاہزادہ نورالدہر گیا ہوا ہے اسوجہ سے شعبان ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا مرکب
طرارہ بھر کے چلا مصباح کوہی دیکھ رہا ہے کہ آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان بصد شوکت
و شان نمایان ہوکر گرد اسپ کا پکڑکر جا پہنچا اژدھر مین سپر کی گرد پرد ہو گیا سات قدم اسکا گھوڑا ہٹا تین قدم اشقر
دیوزاد ہٹا مصباح جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھکر دنگ ہو گیا کہا یا امیر بابو تیر آپ نے قدرت کو بڑی
بڑے ملال ہو پہنچائے قدرت کی رحمدلی کہ غضب اپنا نازل نہین کرتے چلیے مین خطا معاف کرادون ورنہ میرے
ہاتھ سے بچنا محال ہے آپنے نمونۂ جنگ بدولت کا دیکھا بیس پہلوان آپ کے زخمی کر چکا آج آپکی باری ہے یہ سُنکر
صاحبقران نے فرمایا یہ میدان کارزار ہے اپنے خداوند کا حال پوچھیے اگر تم لوگون کی چشم بینا ہوتی ایسے کندۂ ناتراش
کا ساتھ نہ دیتے باختر سے بھاگتا ہوا کوہستان آیا بڑی بڑی پہلوان آئے لڑے بھڑے مقابلہ پڑے تمھارے ہاتھ سے
بھی خدا ہمکو بچالیگا مصباح نے غصے مین آکر کہا او حمزہ قدرت کو ایسا کلمہ سخت کہتا ہے زبان سنان نیزہ مین چھید لونگا
زباندرازی کی سزا دونگا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا ستر ہوین طعن مین
صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے

گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑا اور گینڈا ایسے بغل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے
لگی ٹھیک دوپہر کا وقت تھا مصباح کو ہی ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی دونون لشکر نگران بختیارک کہتا ہی کیون
ای سلیمان دیکھو تمھاری بھائی صاحب پر کیا گذر رہی ہی اپنی جان سے بیزار ہین اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین پہر دو پہر
مین حمزہ زیر کر لیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا کہ ایک شتر سوار اونٹ کو دوڑاے ہوے آتا ہی مصباح
کو مشغول جنگ دیکھکر کود پڑا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران مین قلعہ نگارستان سے آپکے بھائی مفتاح کا نامہ
لیکر آیا ہون پہلے اسکو ملاحظہ فرمائیے پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران نے مصباح کو چھوڑ دیا فرمایا اے پہلوان دوران
تمھارے ملک سے نامہ آیا ہی پہلے اُسکو پڑھ لو کوئی تو ایسی ضرورت ہی کہ شتر سوار نے سر میدان کا غذ دیا صاحبقران
چھوڑ کر الگ ہوے مُنھ پھیر لیا اِس خیال سے کہ کسی کی تحریر دیکھنا کیا ضرور ہی خلاف تہذیب عقل کا قصور ہی مصباح
نے نامہ کھولا پڑھتا جاتا ہی چہرے پر غصہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ زبان سے یہ کہتا ہی واہ واہ یہ شرط کو ہون کیواسطے
مقرر کی تھی یا برائے مسلمانان اُس طفل کی شامت آئی ہی سارا نامہ پڑھ کے غصہ مین پھاڑ ڈالا سپر شمشیر اُٹھائی
گینڈے پر سوار ہوا پلٹ کر صاحبقران سے کہا آپ اپنے لشکر مین جائیے مجھے ایک ضرورت در پیش ہی اسوجہ سے
بس و پیش ہی پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مجکو بڑی ضرورت ہی صاحبقران نے کہا بسم اللہ سمجھنے کا حال تو آپکا دل خوب
جانتا ہوگا مصباح نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے کو بڑھا کر چلا لشکر اسکا الگ ہوا سپہ سالارون نے گھوڑے دوڑائے
اور پکارتے ہوے چلے کہ آقائے نامدار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین ملازمون کو تو ہمراہ لیجیے چالاک بختیارک
تو بیچین ہوگیا ہر ایک سے پوچھتا ہی تمھارے آقا کہان جاتے ہین حمزہ سے لڑتے لڑتے نوک دم بھاگے اسکے لشکر والے
جواب دیتے مین ملک جی ہمکو نہین معلوم جب صد ہا سوار پیدل بھی گئے ہوی بڑھ گئے اسرار کو بھی اسکا عیار تھا
بختیارک نے اسکا دامن پکڑ لیا کہا میان عیار صاحب ٹھہر جائیے تبلائیے تو کیا قلعہ پر کوئی حریف چڑھ آیا ہی قلعہ نگارستان
لُٹ گیا ہی جبنے تو دور سے دیکھا قریب ہوتے ہے دریافت کیجیے بجانے دیتے لیکن نامے مین کچھ اچھا مضمون نہ تھا
غصے مین چاک کر ڈالا کچھ ایرو پربتی ہی اسرار نے کہا ملک جی آپ شیطان درگاہ خداوندی ہین غیب کی خبر بھی آپ
کو ملتی ہوگی مین اُنکا عیار ہون لیکن مین نہین سمجھتا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا شاید کوئی قلعہ پر چڑھ آیا ہوگا
ہمارے آقا کا کوئی حریف نہین ہی سب اُن سے دبتے ہین کبھی کوئی قلعہ نگارستان پر چڑھ کر نہین گیا اُلٹے وہ تھے
جاکر اکثر قلعہ جات فتح کیے بختیارک نے کہا کوئی بیٹی جوان اُنکی شہر مین ہی یا نہین اسرار کو بھی نے کہا اس سے کیا
مطلب بختیارک نے کہا جو پوچھین تم وہ بتاؤ ہم سے بات نہ چھپاؤ اسوقت کوئی سانحہ عظیم گذرا بڑے غصے مین

گئے ہین ہم بھی اُنکی مدد کو چلین یہ کہکر بختیارک نے کہا ای سلیمان عنبر مو کوہی تمھارے بھائی صاحب پر
کوئی وقت پڑا شہر مین کچھ غدر ہوا چلکر خبر لو قدرت بھی چلین گے اسطور سے بختیارک نے کہا سلیمان عنبر مو
کوہی مع فوج چلا بختیارک نے ترغیب دی لقا نے بھی تخت بڑھایا تمام سجانی باختری شتری حصاری ساتھ ہوے
اتنی گرد بلند کی سو نوبت نقارے بجتے ہوے تمام صحرا غبار لشکر لقا کا چلنا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آندھی سیاہ اُٹھی
جنگلون مین اندھیرا چھا گیا کچھار مین شیرونکا کلیجہ تھرا گیا یہان صاحبقران پلٹ کر خدمت مین بادشاہ کی
آئے سب سردارون نے کہا ای شہریار یہ کیا معرکہ گزرا لڑتے لڑتے کہان بھاگ گیا صاحبقران نے فرمایا اسکو
بھاگنا نہین کہتے ہین اُس کے ملک سے نامہ آیا نہین معلوم اسمین کیا لکھا تھا پھاڑ کر اُسکو پھینکدیا مجھ سے کہا
مین جاتا ہون پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مین نے روکنا مناسب نہ جانا کہ اسکو کوئی کار ضروری ہوگا ہرکارون نے
عرض کی کہ حضور لقا بھی مع لشکر گیا اب صاحبقران کو تردد ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر بےچین بےقرار فرماتے ہین
کہ ای آقا ای دارای ہند یہ معاملہ کیونکر دریافت ہو یہ سب کہان گئے یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو پسینے پسینے آکر پہنچا
بعد دعا کے عرض کی کہ ای شہریار جلد سوار ہوجیے نورالدہر پر بہت بڑی چڑھائی ہے مین دیکھکر آیا ہون ملک
مین مصباح کوہی کے جاکر کوئی شرط تھی وہ پوری کی اُسکی بیٹی کو لیکر آتے ہین دولہا بنے ہوے ہے ساری لشکرکشی
اُسی شاہزادے پر ہے جیسے ہی یہ جواہر نے خبر کی سب سے پیشتر ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن
وحقدر طہماس بن عنقویل دیوپرور عاشق صادق شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُٹھا شبرنگ
بن عمرو کو ساتھ لیا اب تو سردارون کا تانتا بندھ گیا صدران راہ منتظر دراج ذر در گوش اشکاش کشیدہ رو
زرہاب خان و بیجن خان وغیرہ سب سے پہلے پہونچے بعد ان سبھون کے دارای ہند لندھور بن سعدان
ومالک وغیرہ صاحبقران زمان خود اُٹھے بادشاہ بھی سوار ہوے یہان شاہزادہ نورالدہر دولہا بنے ہوے
روشن چوکی بجتی ہوئی مفتاح تیغ زن پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے دیکھا کہ پہلے گرد اُڑی ایک جوان
دیوخصال کو دیکھا کر گردن مست پر سوار سیتہ سو من کا ساطور کاندھے پر پشت پر چار سو مرد آہن ہزار پا پیدل سوا
ایکجانب سے عیار طرار خنجر گزار طہماس نے آتے ہی مفتاح کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا ہماری شاہزادی کے
محافے کے پاس سے ہٹجاؤ شبرنگ بن عمرو نے پردہ اُٹھا کر سر پردے کے اندر ڈالدیا کہا حضور مین دولھامیان
کا عیار ہون یہ ناحق کا قصہ ہے دو نون شہزادی ماہ پیکر احسن ہے غنچہ دہن ہو وزیرزادی جو پہلو مین تھی اُس نے سر پر
میان شبرنگ کے ایک چپت ماری کہا او موش صحرائی کے بچے اپنی صورت تو دیکھ یہان آپسمین قبضہ لچک

ملکہ نے کہا تو غنچہ دہن غضب ہوا یہی شاہزادی کے مزاج مین جہالت ہی خود ہی مقابلے کو جاتے ہین ملازمونکو سرکی قسم دیکر روکا وہ
بڑی قد کا جوان نامنا تھا غنچہ دہن نے کہا خدا کو یاد کیجیے نورالدہر نے گھوڑے کو دوڑایا بھاری سہرا سر پر لپیٹ لیا کنگنا مثل
ستارۂ سحری کلائی مین بندھا ہوا رومال مُنھ پر رکھے ہوئے مصباح کو جھک کر سلام کیا مصباح نے کہا ابنیرۂ حمزہ تو نے میرے
شہر مین جاکر فساد برپا کیا قبضہ پر ہاتھ رکھ مقتاح کی شمع حیات گل کردونگا ساری آتش افروزی اسی کی ہی اپنے گھر مین رکھا دشمن
کا علاج کیا سب خبرین مین سُن چکا نورالدہر نے کہا حضور میری کیا خطا ہی داماد پر آپ تلوار کھینچتے ہین ابھی تو مجھ پر آپکے سایہ
بھی نہین پڑا روئی کپڑا ہوا مین تو گنہگار اگر مجھکو قتل کیجیے گا بیٹی کے بیوہ ہونیکا کچھ غم نہوگا مشہور ہوگا بیٹی دیکر داماد کو قتل کیا
آپکے مذہب مین بھی داماد کا لحاظ کرتے ہونگے نورالدہر یہ آشتی کلام کر رہے ہین مصباح ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہتا ہی زیادہ
باتین نہ بنا مقابلہ کر نورالدہر کہتے ہین مین بزرگ پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہونگے تو ملکہ عالم کو کیا منھ دکھاؤنگا
فرمائیگی محل سے باہر جاؤ میرے باپ کیون لڑے پھر مین رات کو کہان رہونگا تنہائی کی جفا سہونگا یہان مصباح جانتا ہی
مجھ سے دب گیا اور زیادہ بلبلا رہا ہی تلوار کھینچے کھڑا ہی کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی سلیمان عنبرین مو کوہی چار لاکھ
فوج سے آیا زمرد شاہ باختری بتیس لاکھ فوج سے پہونچا نورالدہر نے کہا اب تمھاری حمایتی آگئے ان سبکے حکم و صواب
جہیز لوٹ لین ملکہ کو بچانے دونگا وہ اب میرا ناموس ہی بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ناچنے لگا پکار کر آواز دی یہان
مصباح سبحان اللہ جوان بیٹی کو گھر مین چھوڑ آئے تم تو چار چار رنڈیان نوکر رکھتے ہو وہ بیچاری کہان تک صبر کرے
کیا داماد ملا ہی حسین خوبصورت صاحب شوکت و لیاقت کیون غصہ کرتے ہو صاحبقران کے سمدھی کہلاؤ گے بیٹی کی
سسرال مین رہنا جب کوئی تم سے مقابلہ کرے کہنا اپنے داماد کو بھیجون اب اپنی آبرو بچاؤ وہ جوان سچ کہتا ہی کیا روئی کپڑا انہین
ملا ابھی کوئی رات بھی تو نہین گذری شاہزادہ نورالدہر خدا انکو سلامت رکھے مین تو آپ صاحبون کا دعاگو ہون دولھن
مبارک ہو بیٹیان ہمین بھی کھلوائیے گا شربت پلائی مین شریک ہونگے وہان آپکے شادی کی ہم محروم رہے یہان دوبارہ
صحبت ہو طائفی ہماری معرفت بلوائیے گا کھانیکا انتظام بھی مین کرونگا برات بڑی دھوم سے لیچلین گے افسوس جہیز
بہت کم ملا کیا اقرار کیا تھا حسب و نسب مین بھی آپ بہتر ہین بیٹی والے خبطی کو ہی آپ فرزند بدیع الزمان گرد لشکر
جو لقائی ہی جہان افروز کو نکال لے گئے تھے یہ جو بختیارک نے ہلڑ مچایا مصباح گالیان دینے لگا کہا ابے او
شیطان تجھ سے کون باتین کرتا ہی بختیارک نے کہا غصہ نہ کیجیے ہم بیٹے والون کی طرف ہین لڑکے کے جہیز لینگے کہ رات گھر
برات اُتار دوگے مصباح جھلا رہا ہی کبھی بختیارک کو گالیان دیتا ہی کبھی نورالدہر سے کہتا ہی اے جوان قبضے پر ہاتھ رکھ
فوج لقا شل ہو رہی جمع ہو گئی کہ صحرا سے گرد اڑی لندھور بن سعدان صاحبقران زمان و بادشاہ عالی شان

بصد شوکت و شان آکر پہونچے صاحبقران نے دور سے دیکھا نور الدہر سہرا باندھے ہوے سر جھکائے ہوے کھڑا ہی مصباح کھڑی
تلملا رہا ہی اب جو فوجین جھپاب آئین طبل سکندری پر چوب پڑی نقارہ سلیمانی گڑگڑایا غنچہ دہن نے کہا لیجیے مبارک آنکے دادا
جان آگئے جلسے دیکھیے پرے کے پرے جمے ہوے چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو اُڑا کر قریب مصباح کو ہی آئے پہلے تو
نور الدہر کو جھڑکا صاحبقران کے مزاج مین بھی تمسخر ہی فصیح شاعر کہا کیون ای نور نظر یہ کیا حرکت کی ای مصباح یہ لڑکا نہایت نالائق
ہی تمہاری بیٹی کو نکال لایا میرے مزاج مین انصاف ہی مفصل حال بیان کرو مین کان پکڑ کے اسکا تمہارے ساتھ کر دونگا یہ کیسی
شادی کہ ماں باپکو خبر نہین برات لے آئے جہیز کسنے دیا یہ سامان کیونکر مہیا ہوا مصباح نے جھلا کر کہا یا صاحبقران مین نے
شرط مقرر کی تھی جو فیل آہنی کو اُٹھائے اُسکے ساتھ شادی کردون چالیس جوان حسین عاشق ہو کر آئے فیل نہ اُٹھا سکے مین نے
انکو قتل کیا لیکن یہ شرط کو ہیون کیواسطے مقرر کی تھی آپ لوگ مسلمان ہین ہین اس شرط کے ادا کرنیکو مانونگا محافہ مع جہیز
پھیر کر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیون ای نور الدہر وہ اشتہار شرط کہان ہی دیکھین اسمین قید مذہب بھی درج ہی یا شرط عام ہی
نور الدہر نے جیب سے نکال کر اشتہار دیا صاحبقران نے پڑھا اسمین مذہب غیر مذہب کا ذکر بھی نہ تھا جب تو صاحبقران نے
فرمایا کیون ای مصباح تم اپنا وہ رد و قدح دکھاتے ہو تلوار کھینچکر داماد کو ڈراتے ہو کیا یہ تمسے پایہ کمی کا رکھتا ہی مجھی نور الدہر
معلوم ہوتا ہی ان کو ہیون مین یہ بھی شرط ہو گی کہ جب سسرے پر غالب آئے تب اسکی بیٹی پائے تمسے ہو سکے مقابلہ کرو نہو سکے محافہ
پھیر دو صاحبقران زمان نے جو یہ فرمایا نور الدہر نے گھوڑا چمکایا قبضہ تیغ خارا شگاف پر ہاتھ ڈالا کہا ای مصباح وار کر
داداجان آپہنچے ہین اُنسے سمجھ لونگا آپکے تصدق سے یہ بھی شرط پوری کرونگا اب جو نور الدہر نے گھوڑا چمکایا تو ہر پل
پڑا تیغہ برق مثال چمکا مصباح کو ہی گھبرایا آمد مین فوجونکی دن بھی کم رہگیا تھا مصباح نے کہا ای نور الدہر جا کر طبل
جنگی بجواؤ دن اب قلیل باقی ہی صبحکو میرے تمہارے مقابلہ ہوگا لیکن یا صاحبقران یہ انصاف کیجیے محافہ میرے قبضے مین رہے
ادھر صاحبقران سمجھے کہ یہ جان بچاتا ہی فرمایا تم پلٹ جاؤ انکو ہم بھی پہنچا دینگے لڑکی اب صورت نہ دیکھو گے اگر تم غصہ مین قتل کر ڈالو
تو ہم کیا کرین اسی صحرا مین بارگاہ استادہ ہوتی ہی نور الدہر کو وہان بجانے دینگے ہمارے سرداروں کا چوکی پہرہ رہیگا مرد کیسے
ناظر بجانے بھی اندر نجانے پائینگے مستورات کا انتظام رہیگا جب تمسے فیصلہ ہو جائیگا تب ہمکو اختیار ہی اول تو ہم عقد کرینگے بعد عقد
و نکاح ہمارے مذہب مین سب امور ات ناجائز ہین مصباح کو ہی جھلاتا ہوا پلٹا صاحبقران نے نور الدہر کو ساتھ لیا مصباح
نے پلٹ کر مفتاح سے کہا ای برادر تم کیون اُنکے ساتھ کھڑے ہو سارا فساد برپا کیا شرط پوری کی اپنے گھر مین زخمی کو رکھا اگر
تم علاج نکرتے تڑپ تڑپ کے مر جاتا یہ خرابی کاہیکو ہوتی اب چلے آؤ ہین کل صبحکو میدان مین قیامت برپا کرونگا محافہ و دختر
کا نہ جانے دونگا مفتاح نے قدمونکو صاحبقران کے بوسہ دیکر کہا حضور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایے اپنا غلام حلقہ بگوش

بنائے میں نے لقا پر عنت کی ہیں اور بختیرک تا ابدالآباد میں شرف کو نین حاصل ہوا نورالدہر نے صاحبقران سے سفارش کی
کہا ای جہد خانی تبار اس جوان نے اپنا لاکھوں روپیہ میرے واسطے صرف کیا ہے ہمکا ممنون و مشکور ہوں صاحبقران نے
مفتاح کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای مفتاح تمہارا ہم سب پر احسان ہے پھر مفتاح قدموں سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمہ
طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا مفتاح نے بھی کلمہ پڑھکر لباس مسلمانی پہنا مصباح کو جواب دیا تو تمام رات مجھے اپنے
پاس کہاں بلاتا ہے مصباح چالیس جوان قتل کیا اب جو شہرہ پوری ہوئی فیل مچاتے ہوئے صاحبقران زمان
کے انصاف سے تصدیق ہو کر پہنچے گرفتار ہوئے کہ ہم نورالدہر کو خیمہ میں ملکہ لگا سمن
کے نہ جانے دینگے مصباح بیٹھا ہوا تھا صحرا میں بارگاہ لقا بھی استادہ ہوئی جب یہ بارگاہ لقا میں آیا بختیارک
نے پھر چلانا شروع کیا کہا سیان مصباح یہ کیا کیا اب کل کیا ہوگا نورالدہر پر غالب نہ آؤگے وہ تمہاری مشکین
باندھکر لیجائیگا تم کیا سوچے ہو مصباح نے کہا ملک جی ہرگز سے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ خیال خام تصور نا تمام ہے
نورالدہر وہ بلا ہے روز گار ہے خداوند ہمارے بیٹھے میں کی کمر میں ہاتھ ڈالکے میدان قلعہ مرصع حصار میں اٹھالیا
کئی سو کوس تک چرخ دیتا ہوا لیگیا طہماس ایسا جوان کو گیند کی طرح اچھالا کرتا تم تو طہماس کے بھی ہم سر نہیں ہو طہماس
ایسا ایسا اژدر دو بیٹے صاحبقران کے قتل کیے فرخ شہسوار قلندر کو زنبیل پر لاد کر آذر کوہ شیر بیشہ کو قتل کیا لیکن
تمہارے داماد صاحب نے آکر زیر کر لیا اس دن سے پروانہ شمع جمال نورالدہر ہو ہیں اس شیر سے مقابلہ کرنا تمہاری عقل
کا قصور ہے کوئی تدبیر کرو یا رات ہی رات اپنے شہر کو چلے جاؤ بہ سبب تمہاری بگڑی ابھی ایسی طرح بختیارک نے
سمجھایا مصباح کو نہ کبھی خیال میں آیا کہ اگر میں زیر ہوا نہیں معلوم کیا قیامت ہوگی کہا پھر ملک جی میں کیا
کروں کوئی صلاح معقول بتاؤ بختیارک نے کہا یہ تمہارا عیار اسرار کوہی کس کام کا ہے اس سے کہو رات کو
جاکر نورالدہر کو پکڑ لائے لاتے ہی قتل کر ڈالو بیٹی کو بھی چڑھا لینگا جوان لوگوں پر غالب ہوا مکر سے مطلب نکلا جرأت
میں یہ سب یکتا ہیں اسرار کو بلاؤ دباؤ ڈالو روپیہ کا لالچ دو یہ بھی کہو اگر نورالدہر کو نہ لاؤ گے قتل کرونگا اپنی
جان کے خوف سے جائیگا آج صحرا میں ہونگا یہ بھی ہے انتظام معقول نہیں ہوا کیا عجب ہے کچھ قابض ہو مصباح کی
بھی عقل میں آیا اسرار عیار کو بلا پاؤ ڈرایا دھمکایا لالچ دیا کہا جاکر نورالدہر کو پکڑ لا پہر رات گئے اسرار کرسی بہ
عیاری آراستہ ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلا بصورت فقیر بے پیر لشکر میں آیا صحرا میں آکر لشکر فروکش ہوا تھا
دور دور خیمے استادہ ہیں صاحبقران نے لشکر بارگاہ سلیمانی میں خاطر سے نورالدہر کے شام ہی سے دربار
برخاست کر دیا کہ یہ منزلوں کے تھکے ماندے آئے ہیں مگر منع کر دیا کہ خیمے میں ملکہ لگا سمن کے نجانا نورالدہر نے

سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا خدمتگار طرف اپنی بارگاہ گوہر نگار کے چلے اسرار نے دیکھا بھالا انکا پیچھا کیا ایک خدمتگار پیچھے پیچھے جاتا
تھا اسرار نے کہا یا یا میں بھوکا ہون خدمتگار نے پلٹ کر پیا دیا اسرار کوہی نے خدمتگار کو حباب بیہوشی مار کر بیہوش
کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا آپ خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہو لیا جب شاہزادہ بارگاہ مین آیا جمعدار نے چار خدمتگار
واسطے چپی کے چھانٹے اسنے بھی قریب جا کر کہا حضور آج میری نوکری ہے جمعدار نے نام لکھ لیا شاہزادہ خاصہ کھا کر چھپر کھٹ
پر آیا سردار رخصت ہوے لیکن شبرنگ بن عمرو کے شاگردون نے خبر دی تھی کہ بختیارک مصباح سے کچھ چپکے چپکے صلاح
ہوئی ہے وہ خبر ہمکو نہین ملی شبرنگ کو خیال تھا پلنگ کے نیچے شاہزادے کے آکر لیٹ رہا جب شاہزادے نے آرام کیا اسرار
نے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارونکو بیہوش کیا چھپر کھٹ سے آیا خنجر کھینچکر قریب آیا منظور ہے سر کاٹ لون کاٹنے سے
دو شالا ہٹایا شبرنگ جو زیر پلنگ سو رہا تھا کھٹکا جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا اک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے
شاہزادیکو قتل کیا چاہتا ہے بد حواس ہو کر آواز دی او نابکار بد کردار تو کون ہے اسرار نے شبرنگ پر خنجر مارا شبرنگ
زخم ہوا سر و گردن کو بچایا ران پر پڑا تا باستخوان پہونچا آہ منہ سے نکلا ای شہریار غلام نثار ہوا اسرار تو خنجر مار کر
شبرنگ کو بھاگا نور الدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا شبرنگ دریای خون مین غوطے مار رہا ہے ایک سیاہ پوش پردہ اُٹھا کر
نکلا اپنی یار وفادار کو اس حال پر ملال مین دیکھکر نور الدہر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا نعرہ کیا او بچا کہان جاتا
ہے بخدا تو جہان جائیگا اپنے عیار کے خون کا بدلا لونگا زندہ نچھوڑونگا اسرار تو عیار تھا جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا باعث
بیقراری نور الدہر یہ ہے یہ سمجھی میرا عیار مارا گیا مرکب پر سوار ہو کر چلے نعرے کی جو شاہزادے کے آواز بلند ہوئی
طہماسپ وغیرہ بیدار ہوے آنکھین ملتے ہوے نکلے دور ہی سے دیکھا شاہزادہ غصے مین گھوڑے پر کوڑے مارتا ہوا
بہ تعجیل جاتا ہے دور اک سیاہ پوش معلوم ہوتا ہے اول سب نے آکر شبرنگ کو اٹھایا دیکھا بقدرت پروردگار صحیح اور سالم ہے
زخم کو باندھا جب شبرنگ ہوشیار ہوا حال پوچھا شبرنگ نے کہا کوئی عیار تھا شاہزادے پر خنجر کھینچکر چلا مین نے سینہ سپر
کر دیا ان پر خنجر پڑا آقا بچے اب اُسکے پیچھے گئے ہین طہماسپ وغیرہ بھی سوار ہو کر جستجو مین اپنے آقا کی چلے یہان مصباح
کو بھی اپنے عیار کے انتظار مین دربار لگائے بیٹھا ہے بختیارک کہہ رہا ہے اگر آپکا عیار نور الدہر کو گرفتار کر کے لائے تو آج پردہ
شب مین قتل کر ڈالیے گا یہ ذکر تھا کہ اسرار کوہی بد حواس بدن پر خون کی چھینٹین پڑی ہوئی خنجر برہنہ ہاتھ مین کلاہ سر
پر نہ دارد بھاگا ہوا آیا ایسا بد حواس تھا منہ سے بات نہ نکلتی تھی بختیارک نے کہا خیر تو ہے اتنا اسرار کوہی نے کہا مین نے
اُسکو مار ڈالا لیکن زبان مین لکنت جوش عبرت مین کہتا ہے کچھ زبان سے اور کچھ نکلتا ہے مصباح نے کہا اے خیر خواہ کیون
گھبرایا ہوا ہے کیا نور الدہر کو مارا یہ بھی کہے جاتا ہے اسکو قتل کیا دیکھیے خنجر سے خون ٹپک رہا ہے بختیارک کہتا ہے نور الدہر

کو کیا مارتا کسی خادم خدمتگار کو مارا ہوگا خون سر پر چڑھا کے سوار ہے زبان سے پوری بات نہین نکلتی ہے کیا خاک عیاری کرینگے ہماری بیان عیار سردار سب نامرد ہین فرزندان حمزہ سے دعویٰ کرتے ہین ناحق لڑنے پر مرتے ہین ارے کمبخت صاف صاف بیان کر یہ خوف کے مارے کانپ رہا ہے یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا بختیارک نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر نے بدیع الزمان مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے عیار کو جو کھڑے ہوئے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے کہا کیون او نامرد تو نے میرے عیار پر خنجر مارا اسرار نے جو نورالدہر کو قریب پایا اپنا دربار بھی ہے سمجھا میرا کوئی کیا کریگا نورالدہر پر خنجر پلٹ کر مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خنجر چھین کے پھینکا ایک طمانچہ مارا اسرار عیار کا سر اُڑ گیا نورالدہر نے سر اُٹھا کر فتراک سے باندھا مصباح نے جو یہ معرکہ دیکھا تھرا گیا بختیارک نے کہا اے مصباح تمہاری جرأت پر لعنت ہے تمہارے سامنے عیار کا سر کاٹ لیا شاہزادہ گھوڑے پر سوار بھی ہو چکا تمسے کچھ نہو سکا مصباح کو بھی غصہ آیا جب نورالدہر باہر جا چکے لینا لینا کہکے اُٹھا تمام کوہی تیار ہو کر شاہزادہ عین دربارگاہ پر گھرا تلوار چلنے لگی مصباح بھی نکلکر گینڈے پر سوار ہوا کہ طہماس وغیرہ بھی آ کر پہونچے سب نے سینے سپر کر دیے مجمع کو میان مین لڑنے لگے طہماس کا ساطور چلا صدہا سر اُڑ گئے اُس معرکہ مین شاہزادی نے طہماس سے پوچھا اے برادر میرا عیار زندہ ہے طہماس نے کہا الحمدللہ صرف ران اُسکی زخمی ہوئی مین زخم باندھکر آیا ہون اب نورالدہر اطمینان لڑنے لگے تھا بھی سوار ہوا چہار جانب سے یہی غلغلہ ہے کہ نورالدہر کو مارلو نورالدہر مصباح کی فکر مین ہر مرتبہ صف سے گھوڑا اُبھرا لیتے ہین یہ ملعون ہٹتا ہے منہ نہین آتا بختیارک طعن کر رہا ہے واہ میان مصباح جو اماد کے سامنے سے بھاگتے ہو کیا بےغیرت ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیونکر لڑتے جو تدبیر تمنے بنائی تمہاری تقدیر بُری تھی عیار بھی مارا گیا اب داماد کو قتل کرو کیون وعدہ کیا تھا انجام کا خیال نہ آیا بیٹی خوبصورت کیون گھر مین رکھی کیا عمدہ جوڑا ہے بہت عمدہ بچے ہونگے اول تو بیٹی پیدا ہی نہین ہوتی حمزہ کے چالیس پچاس محل ہین اٹھارہ فرزندان نامدار ایک ایک زبردست روزگار شیر شکار نامی و نامدار صرف دو بیٹیان ہین ایک ملکہ قریشہ سلطان نواسی شہپال بن شہرخ بادشاہ پریان بطن سے ملکہ آسمان پری کے دختر دیگر ہمشیرہ شاہزادہ بدیع الزمان جنھون نے چار فرزندان گنجاب کی مشکین باندھین اگر بیٹی ہے تو فخر مردان عالم محترم و محتشم اُس کا فرزند اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوشربا گیا ہے تمہارے یہان بھی نواسہ ہوگا ملک ملک لڑتا پھریگا مشہور ہوگا کہ کوہی کا نواسہ فتاح ملک فلان شنکے کیسے خوش ہوگے ناحق کو لڑتے ہو داماد کے قدمون پر گر پڑو بڑے نام ہونگے نیک انجام ہونگے الیاس بختیارک نے مصباح کو گھبرا دیا کہ بچیا نامرد بہت شرمایا نورالدہر پر جا پڑا کہا او شیطان دیکھ ابھی سر کاٹ کے لاتا ہون بے ادبی کا مزا چکھاتا ہون قریب نورالدہر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا

نورالدہر کو منظور ہوا اُسکو زندہ گرفتار کر و سامنے لیکے لیچلو ہر چند عاشق صادق ہوا بچے مرنے کا عزور رنج ہوگا یہ سوچکے
مرکب بڑھایا کہ زیر بغل وار ہکا گا تھوں کلائی مُڑ و ڑکے تلوار چھین لون وہان ہر ومنخانہ تھا مرکب بڑھ سکنا بری کھائی سپر سر
ہٹی سر شاہزادے کا زخمی ہوا غش آنے لگا ہر چند سنبھلا مگر بقول شخصے سرکی چوٹ بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا ایشکل وار کیا
اُسنے وار کو خالی دیا تکان مین سر جھکا مصباح نے چاہا سر کاٹ لون پہلو سے دھڑ و کے کی شیر کے آواز آئی نعرہ ہوا او
نامرد کیا کرتا ہے نمکحرامی مین آقا پر وار نہ کر نا منم ہزبر بیشہ کلنگان طہماس بن عنقویل دیو پرور ہ سقدر طہماس گھرایا
تھا کہ گینڈے سے کود پڑا سر آگے کر دیا مصباح نے تیغہ مار اطہماس نے سپر پھرایا تیغہ اُسکا خالی گیا طہماس نے جھپٹکر دونون
پیر گینڈے کے تھام کے زور کیا مصباح کو ہی کو نے اُٹھا اور اُٹھا کر چرخ دیا مصباح کو ہی کود کر الگ ہوا طہماس نے
گینڈا زمین پر مارا استخوان گردن ریزہ ریزہ ہوگئے مصباح نے پشت پر سے طہماس کو ہاتھ مارا طہماس
پلٹ کر لپٹ پڑا گرنے پر لادکے دے مارا دھم سے ٹھے کا نوں گرا طہماس نے چھاتی پر چڑھ کے ایک ہاتھ زیر سر ایک
ٹھوڑی پر چرخ دیکر پکہ مارا مع زہر اگردن گھسیٹ لی لاشہ مصباح تڑپا کوہیون مین غل برپا ہوا صاحبقران بھی ان
بھی آکر پہونچے لقا نے بھی شکست فاش کھائی بھاگ کر باغ مینا مین گھس گیا سرداروں نے چاہا بھاگ تک زور کر گھس جائین
خندق آج لاشون سے پٹ گیا لقا دوہائی دینے لگا صاحبقران زمان نے سرداروں کو روکا تلوار کو نیام انتقام مین کیا
سب تلوارین نیام مین ہو گئین صاحبقران سب سرداروں کو ہمراہ لیکر بفتح و ظفر واپس ہوئے نورالدہر اتنا کر زخمی
بھی ہوا دار پر سوار ہو کے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لقا نے ایک نامہ بڑی شد و مد کا افراسیاب کو لکھا مضمون
یہ تھا کیون ابھیجا تو نے سرمست بد مست ابلیس پرست کو بھیجا اُس مغرور نے ہمکو بھی سجدہ نکیا ہمنے اُسکو جہنم مین بھیجدیا
کسی معقول ساحر کو جلد روانہ کر قدرت قلعہ بند ہین آجکل بہت درد مند ہین جلد کسیکو روانہ کرو ورنہ سبکو سنگ سیاہ
کر دونگا نامہ اُسی طور سے روانہ ہوا صاحبقران مصروف عیش ہین ان سب کا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان طلسم ہوشربا طبل جنگی بجوانا پلنگ خونریز کا اور افراسیاب کا جانا لشکر مہرخ مین جا کر
مارنا پلنگ کو و دیگر حالات بمقدمہ شہنا نواز یعنی اپنا گلا کاٹکر سبکو بچانا عجب حیرت انگیز بیان ہے خمسہ

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے
کافر کا جی جلاتے تب پایمال کرتے
دیوار و در سے جاکر ناحق سوال کرتے
نالے کا تبکدے مین ہم کیا خیال کرتے
تنہا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
جو جی سے ہارے اُنکا کیون ہو خیال کرتے
موٹا امیر جنکر عقد حلال کرتے

دعواے مہر اسپر پھر اگلے سال کرتے | آتے ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
زینے کے بہلے فربہ عاشق حلال کرتے

بوسون کا ہم نہ اسدم ہرگز سوال کرتے | بے شبہہ ضبط کرتے بیشک کمال کرتے
پردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے | ہنسکر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہے | گلزار مین بھی شہرہ روے نگار کا ہے
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہے | حسن شباب اُنکا موسم بہار کا ہے
بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سودل خراش شاعر | اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
مضمون بیخودی مین بندھ جاے کاش شاعر | حیران کار ہوتے سعی تلاش شاعر
صورت جو ہم دکھا کر محو جمال کرتے

ہر وقت کا ستم ہے ہر وقت کی جفا ہے | آتی ہے سانس رُک کر سینے مین دل خفا ہے
اک ایک آشنا سے ہر دم یہ التجا ہے | آزردہ دل سے جان ہے دل جان سے رکا ہے
تم درمیان مین پڑکر رفع ملال کرتے

دندان قریب لب ہین موتی ہین یا عدن ہین | باریکیان ہین لاکھون عیار رکے سخن ہین
کیا منھ بحث جو کرتا کوئی اس انجمن مین | منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین
اندیشے کو دو سو جہین رد احتمال کرتے

آنکھون سے ساتھ اُسکے ہر اک پیادہ چلتا | جو دیکھتا وہ اُسکے تلوون سے آنکھین ملتا
انسان کا ذکر کیا ہے وحشی کا دل نکلتا | سودہ زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا
قربان مشک نافے اُس پر غزال کرتے

خورشید گر نہوتا ہر گال اُس حسین کا | عنبر فشان گیسو رکھتے نہ پھر جبین کا
روشن ہوا اُسی سے سارا طبق زمین کا | رُخ یار کا نہ ہوتا گر چاند چودھوین کا
اندھیرا ابروون کے دو نون ہلال کرتے

سرمہ لگاکے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ نجانو شرماتی ہین وہ آنکھین
راتون کو نیند اُڑاکر تڑپاتی ہین وہ آنکھین
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین
مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہی گیسوون مین گالون کا اُنکے جوبن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہین پاکدامن
دیکھے نگاہ بد سے تاپھر نہ کوئی دشمن
ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنا کمال کرتے

آتے اگر غزالِ ملکِ تتار و چینی
کامل سے چھوٹتے کیونکر حسن نشانہ بینی
ہوتے شکار تیرے آنکھون کے وہ یقینی
ہمپایہ ہے دونالی بندوق سے وہ بینی
چھترون کا کام دیوے قاتل کے خال کرتے

آتے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
شبو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
فصل بہار کی سر سبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

اُٹھتا ہے تمکو پیہم آئینہ سامنے سے
اُٹھتا ہے شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
سرکا ہین کس طرح ہم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

دشوار ہے لبون تک شکوہ کی بات آنی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی
میری زبان نہین ہے اگلا ولن ترانی
کافی تھی بہر ستی ساقی کی مہربانی
دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

ای اختلاج تجھ سے اب ہون مین بخت عاری
کیا کیجیے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوشش بیقراری
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری
یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

کب دور دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی
تکلیف آتے جاتے سو بار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر بیمار چاہیے تھی
تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

ہم پایمال ہوتے تم پایمال کرتے

ہین بر زبان زکی کو الفت کے حرف آتش … گرمی سخن کی تیرے کرتی ہی برف آتش

کس رنج و غم سے مین نے کی عمر صرف آتش … ہے سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش

ہٹی جو میری صرف ظرف کلال کرتے

سابق مین تحریر ہوا کہ خواجہ عمرو نے شہنا پلنگ خونریز کو دی یہ بلبل مطبوع ہوا جوش محبت اسد نامدار مین شام کو ابھی جوان نے کہا ای ملکہ مہرخ میری نام پر طبل جنگی بجوا دیجئے جسکو جو میرے مقابلے مین آئیگا اپنے نام کی تاثیر دکھاؤنگا چیر چیر کر پھینک دونگا اگر افراسیاب آئیگا وہ بھی آواز شہنا سے بیہوش ہوا اسکا بھی یہی حال کرونگا ملکہ مہرخ نے کہا اقدام ہمارے مذہب مین جائز نہین ہی پلنگ نے کہا طبل جنگی مین بجواتا ہون مین مقابلہ بھی کرونگا میری عرض قبول ہونا واجب و لازم ہی مین دل و جان سے اس مذہب کا عاشق صادق ہوا اسد قبول نہ کرتے تھے لیکن پلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا ادھر افراسیاب بارگاہ مین مکدر بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ پلنگ خونریز کو بڑی جلدی ہی شہنا لیکر مبعوث ہوا اُس نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی کل سر میدان مقابلہ کریگا حضور کا بھی نام آیا تھا اُس نے کہا ہی شہنشاہ کا بھی حال ہوگا جو رخ کھا کر گرینگے مین پکڑ کے چیر ڈالونگا کہتا ہی اسیوجہ سے شہنشاہ نوازنے میرا نام ناحق پلنگ خونریز رکھا ہی ہزارون نے میرے ہاتھ سے موت کا مزا چکھا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب سُن ہوگیا گھبرا کر کنایا رو سے کہتا ہی اگر خداوند سامری آئین تو صدائے شہنا سے بیہوش ہوجائین میری کیا حقیقت ہی خیر مین تدبیر کرونگا سحر کو جمع ہوجائیگی فوج کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا افراسیاب نے جو یہ خبر بیہ کہا حیرت جادو رونے لگی کہا سامری جمشید نمکحرامون کو غارت کرین کیا جلد جا کر دست بنجاتے ہین جبتک ہماری جانب رہے یہ شورش نہ تھی ملکہ مہرخ نے طبل جنگی نہ بجوایا ہوگا یہ صرف پلنگ کی بغاوت ہی اب اپنا نام کرنا چاہتا ہی کیون شہنشاہ کیا ہوگا افراسیاب نے کان مین حیرت کے کہا چپ رہو اس بات کو مشہور نہ کرو مین سنکو خود جاؤنگا جسطرح سے بنتا ہی شہنا لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب نے تیغہ سحر ہاتھ مین دونون پاؤن زمین مین مارے کاٹتا ہوا زمین کو طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان جب دربار برخاست ہوا عمرو نے ایک بارگاہ برای پلنگ خونریز استادہ کرائی گرد بارگاہ ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر کیا اپنے سامنے پلنگ کو کھانا کھلایا کہا ای پلنگ ہوشیار رہنا گرد ساحر بھی موجود ہین تمکو جگاتے رہین گے مین بھی وقتا فوقتا آونگا میری آواز پہ آواز دینا اب پلنگ خونریز بارگاہ مین یکہ و تنہا بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی شہنا سے

جمشیدی سامنے رکھی ہی بیرون بارگاہ سے سرداران نامدار ساحران عالیوقار لکار رہے ہین ای شیر بیشۂ جرأت ای پلنگ باشوکت ہوشیار رہنا غفلت کی شب نہین ہی لیکن عمرو کو کب چین پڑتا ہی لشکر مین پھرتے پھرتے خیال آیا شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ٭ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ۔ آجکی شب افراسیاب جادو
نگر پلنگ خونریز مین آئیگا میں حفاظت خود کرنا واجب و لازم ہی یہ بیچارے جنگا ہنوالے کیا کرسکتے ہین سوائے
غل مچانے کے انسے کیا ہوگا پلنگ خونریز بھی عیار نہین ہی سردار ہی کیا اپنی حفاظت کرسکتا ہی یہ سوچ کر گوشۂ بارگاہ
پلنگ مین آکر ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا افراسیاب کا حال سماعت فرمائیے نقب سحر لگاتا ہوا نشان
پوچھ لیا تھا گوشۂ بارگاہ مین آکر اس ظالم نے سر نکالا دیکھا پلنگ خونریز بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی شہنا سامنے
رکھی ہی افراسیاب کو غصہ آیا بسہولیت نقب سے نکلا ارادہ کرتا ہی پلنگ خونریز پر جا پڑون خون پیلیا
تو شہنا اٹھا کر بجادیگا بیہوش ہوکر گر پڑونگا کچھ ذہن پڑیگا شہنا سے اسکو کیونکر دور کرون عرصہ دراز تک یہی سوچا
کیا آخر سر کو ہتھیلی پر رکھا دل مین یہ خیال ہی کہ بوقت سحر ذلت ہوگی اسکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا یہ بڑے زور شور
سے لڑیگا صدائے شہنا سے کان کے پردے پھٹ جائینگے اسکا دفعیہ ممکن نہین ہی ایسے ایسے خیالات مین افراسیاب
نے کھڑے کھڑے ایک سحر کیا شہنا نواز پر نیند غالب ہوئی روح راحت کی طالب ہوئی ذرا آنکھ جھپکی ہے
افراسیاب تیغ کھینچکر جا پڑا ایک دو تھرتھرا زمین کانپ گئی پلنگ خونریز چند قدم شہنا سے ہٹ گیا لیکن
اس بہادر نے افراسیاب کو دیکھکر تیغہ کمر سے کھینچا افراسیاب پر اتھا را شہنا زمین پر پڑی ہی افراسیاب
وار پلنگ کا تیغہ سحر پر گا ٹھا وار کو رد کر کے تیغہ مارا پلنگ کے دو ٹکڑے ہوکر مرنے کی جو اس کے صدا بلند ہوئی تمام ساحر
دروازے پر جو بعہدہ نگہبانی تھے اندر گھس آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہی
شہنا اٹھا لون جب کوئی ساحر مرتا ہی اندھیرا ہو جاتا ہی اس ہنگامے مین عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب لڑ رہا ہی
شہنا زمین مین پڑی ہی لاشہ پلنگ تڑپکر سرد ہوا عمرو نے جال الیاسی نکالا اور ساحرون پر نعرہ کیا ہان یارو
افراسیاب کو جانے نہ دینا گھیر کر تم سب اسکو مار لو افراسیاب تو ساحرون سے مصروف جنگ ہوا مگر اپنی جان
سے بتنگ عمرو نے جال ڈالا شہنا کھینچکر اپنے ہاتھ مین لی اب اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کیا لو افراسیاب خانہ خراب منم
مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجرگزاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار اب جو افراسیاب نے دیکھا شہنائے
جمشیدی عمرو کے ہاتھ مین اوصاف تو سن چکا ہی شہنا کو عمرو نے دہن سے لایا افراسیاب کانون مین انگلیان
دیکر بھاگا عمرو کہتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ٹھہریے یہ پیپے کی آواز تو سن لیجیے افراسیاب بھاگا جاتا ہی عمرو

دوڑا افراسیاب بارگاہ پلنگ سے باہر نکلا مگر جو ہوا مہرخ وبہار و باغبان وغیرہ لینا لینا کہکر دوڑے افراسیاب
تو پرپرواز پیدا کرکے نکل گیا ان سبنے پلٹ کر دیکھا پلنگ خونریز کو قتل کرگیا شہنا عمرو کے ہاتھ مین ہے جاتے جاتے
افراسیاب کئی ہزار ساحرون کو پامال کرگیا صبح ہوچکی لاشہ پلنگ سبنے ملکر اٹھایا اب سب سردار مشتاق ہین
دیکھین خواجہ شہنا کسکو عنایت فرماتین یہ عہدہ جلیل کسکو ملے یہان افراسیاب جادو روتا پیٹتا بارگاہ مین آیا
ملکہ حیرت رات بھر جاگی ہے دیکھا شہنشاہ افتان وخیزان لباس خون پلنگ سے رنگین آکر پہونچے صرصر بھی موجود
تھی حیرت نے حال پوچھا افراسیاب نے کل کیفیت بیان کی کہا پلنگ کو تو مینے مارا عمرو بارگاہ کے ایک
گوشہ مین چھپا کھڑا تھا شاید اسنے شہنا اٹھالی بھاگنے کا قصد کیا مین ناچار ہوکر بھاگا آخر کیا کرتا حیرت رونے لگی کہا
شہنشاہ تمھاری جان بچگئی شہنا کو آگ لگے اس حجرے مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین سارا بن زر دے کے بڑے
بڑے کام لیے کیون ای صرصر تمسے کچھ نہین ہوسکتا بناؤ مین مصروف رہتی ہو آرسی مین صورت دیکھا کرتی ہو ہر وقت
کنگھی چوٹی درست رہتی ہے یہ بھی فکر ہے کہ ہمارا ملک ومال برباد ہوتا ہے دیکھو عمرو کبھی شب کو بھی غفلت نہین کرتا اگر وہ ہوتا
شہنشاہ نے کام کرلیا تھا اور کچھ تو کام کر اب شہنا اور کوئی بچائیگا ہمکو تو جان کی پڑی ہے صرصر نے کہا واری جو
مینے فکر کی ہے اگر وہ بن پڑی تو آج شہنا لاؤنگی یا اپنی جان گنواؤنگی مین عیاری سوچ رہی ہون حیرت نے کہا ای
صرصر تم سوچ مین رہو گی یہان گھر برباد ہوتا ہے اور مطلق تمکو خیال نہین بقول شاعر اپنی یہ کیفیت ہے نظم

شعلہ انگیز جو یہ شعلہ جگر رہتا ہے
دل مین انکا اسی رستے سے گذر رہتا ہے
سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آتی ہے
صورت ریگ رواں روز سفر رہتا ہے
چوکتا ہی نہین یہ تیر نشانہ اپنا
عمر بھر آدمی کے ساتھ ہنر رہتا ہے
دل جہان آگیا جاتا ہے وہ پھر جان کے ساتھ
کشاکش مین ترا موے کمر رہتا ہے
مہ جبینون کو کیا ہے جو زمین کا پیوند
شور وشر انکے اٹھ پھر رہتا ہے

خانہ دل مین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہے
برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
زہر گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہے
وحشت عشق نے دی تیغ حوادث سے نجات
آہ دل خستہ کا پروانہ اثر رہتا ہے
بخت بیدار مری اوج پہ ہین ان دنون
عمر بھر سحر محبت کا اثر رہتا ہے
یہ بھی ممکن ہے نہ ہو قدر ہنر کی لیکن
آسمان انکے لیے خاک بسر رہتا ہے

اسلیے باز در چاک جگر رہتا ہے
جسکے جویا ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہے
خاک کو بھی مری صحرا طلبین لیکن
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہے
چاہیے ایسی وفاداری سے الفت کرنا
تکیہ زانوے دلبر پہ سر رہتا ہے
کوئی کہتا ہے رگ جان کوئی تار رگ گل
عیب نخوت سے خراب اہل ہنر رہتا ہے
کوچۂ یار مین روز انھین قتل کسی کے

اس حسرت سے یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے صرصر صبا رفتار رونے لگین

صرصر نے کہا حضور آپ کے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب اپنی جان عزیز
نہ کروں کنیزوں سے جانتی ہے جو مین نے سوچا ہے اگر وہی ہوا تو بحکم سامری تنہا لیکر آئی یا آپ کو خبر گذریگی کہ غمخوار قدیم
قتل ہو گئی یہ کہکر اُسی وقت صرصر نے اپنے کو باہنائے عیاری سے آراستہ کیا حیرت کے قدموں کو بوسہ دے
کر خوب روئی اُسوقت دربار مین اک تلاطم تھا صرصر کا یہ کہکر رخصت ہونا کہ لونڈی جان دینے جاتی ہے حسن
جمال صرصر کو دیکھکر سب زار زار روتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا حضور آج صرصر کو بڑا قلق ہے آج سامری جمشید اسکی
جان بچالین سب روتے پیٹتے رہ گئے صرصر باد صرصر حسرت و غیر کرتی ہوئی روانہ ہوئی یہان دفن ملینگ کے بعد
خواجہ پلٹ کر دربار مین آئے ہر شخص کی نگاہ لگی ہوئی ہے کہ عہدۂ تنہا نوبذی لے لشکر افراسیاب کو شاہین
طلسم ہوشربا مین نام ہو سب سے زیادہ باغبان قدرت و آفات جادو شوہر ملکہ ہلال سحر افگن کو اشتیاق ہے جب
خواجہ بیٹھے باغبان کو تاب نہ رہی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری ہمکو جانبازی کرتے ہوئے عرصہ دراز گذرا
آجتک کوئی خطا سرزد نہین ہوئی جانبازی مین مصروف رہا افراسیاب کے بڑے بڑے ظلم سے اُس کو باطن
نے ہمکو اندھا کیا بعنایت پروردگار اُس حال مین بھی دیدۂ دل روشن ہے چشم تمالی کو افراسیاب کی نمایان ہی
چشمدات رہی کہ عین وقت پر خواجہ ہمکو آکر رہا کرینگے آپ نے بھی ایسا ہی کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہمکو رہا کیا
شکر ہے کسی مقام پر ہمارے قدم نہین ڈگے کل حضور نے تنہا پلنگ خونریز کے حوالے کی ہمکو بڑا ملال ہوا اس واسطے
شکایت کرتے ہین کہ آئینہ دل تردد منزل پر حضور کی جانب سے غبار نہ ہے صورت فتح و ظفر نظر آئے اب اس عہدہ جلیل کا
غلام مستحق ہے ملکہ مہرخ و بہار نے بھی سفارش کی عمرو نے کہا یارو مین کیا کہون باغبان کی طرف سے میرے دل
مین جگہ تھی ایسے جانباز سرفروش جری بہادر ثابت قدم کوے محبت صاحب شوکت و لیاقت کسے ممکن ہوتے
ہین لیکن جب قصد کرتا ہون کہ تنہا تمھارے سپرد کردون دل دھڑکتا ہے شاید ابھی کوئی افتاد پڑیگی خدا انجام
بخیر کرے یہ تنہا حاضر ہے بسم اللہ اپنے قبضے مین کرو لیکن ای برادر اسکی حفاظت واجب و لازم ہے کل بھی میرا دل دھڑکا
تھا اگر تنہا تمکو دیتا یہی تمھارا بھی حال ہوتا افراسیاب در پے آزار ہے اسوقت بھی دل کو انتشار ہے باغبان نے کہا
غلام اپنے اوپر خواب و خور حرام کر دیگا شب بھر اپنے خیمے مین جاگونگا زن و شوہر ملکر حفاظت کرینگے بیرون بارگاہ
سب ملازم حاضر ہین یہ کہکر باغبان بارگاہ ملکہ مہرخ سے اُٹھا ملکہ مہ جبین نے فرمایا اے باغبان ابھی توقف
کرو خواجہ سلامت آپ توقف نہ فرمایئے جلد طبل جنگی بجوایئے سب سرداروں نے متفق ہو کر یہی کہا کہ خواجہ آپ کا
تمام لشکر بیکار ہے سب لشکر آمادۂ حرب و پیکار ہے کمر بندی کا حکم دیجیے کل اسی طرح سے لڑتے ہوئے تنہا بچاتے ہوئے

لشکر افراسیاب کو بھگاتے ہوے تا بدریاے نیل چلین وہان امتحان طلسم کشا ہو زمہرہ کو مار کر لوح و مہرہ لین ہمارے آقاے نامدار اسد عالیوقار بحکم لوح طلسم مین جائین ہم لوگ لڑتے ہوے تا بہ قلعہ توسن حصار پہونچین شہنشاہ لاچین و بدیع الزمان کو بھی رہا کر لین گل مراد سے دامن آرزو بھر لین لاچین کے رہا ہوتے ہی افراسیاب گھبرائیگا اصلاح کا پیغام دیگا لہا اسکی پھریگا اپنے ملک سے کیا مقابلہ کریگا جسدن بدیع الزمان رہا ہون لشکر مین عید ہو صاحبقران زمان کو عرضیان لکھین آپ کے فرزند کو رہا کر لیا اسد غازی نے جو مژدہ رہائی بدیع الزمان سُنا کہا یارو ابھی تک میرے نزدیک شکست ہی اب رہائی کا امیر بچان کی بندوبست ہو شکر ہی کہ آج زنان تو ملا کر عنایت سے پروردگار کی زندہ ہین اُس بیجانے مشہور کیا تھا کہ مین نے قتل کر ڈالا شکر ہی سراسر غلط تھا آرزو ہے کہ ماموں جان کو ساتھ لیکر بڑے نانا جان سے ملون بطور نذر امیر بچان کو پیش کرون نانا جان بخوشی فرمائین اسد نے بڑا کام کیا میرے فرزند کو رہا کرکے لایا دولت کونین حصول ہو پروردگا میری دعا جلد قبول ہو اُسی وقت حکم ملا نقارہ رزمی پر چوب پڑی میدان جدال وقتال آوازے نقارے کی گونجنے لگی قطعہ

بزد طبل را آن چنان طبل زن
کہ در رید میت ز ہیبت کفن
دہل زن دہل زن کہ تحسین او
ہمین دمین او دین او دین او

تمام لشکر مین خبر ہوئی لشکر مہرخ مین طبل جنگی بجا ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی مجبوری اُس نے بھی طبل جنگی بجوایا بیان باغبان قدرت شہنا لیے ہوے دربار سے اُٹھا اپنے خیمہ مین آیا کنیزون سے پوچھا ملکہ گلچین کہان ہین انکو مژدہ خوشخبری سُناؤ کہ عہدہ شہنا نوازی حاصل ہو بعنایت خدا تمھارے نام پر فتح ہو گی کنیزون نے عرض کی آج صبح سے ملکہ عالم کی طبیعت بے لطف ہی اس عہدے کے لیے وہ بھی پریشان تھین کل انکو بڑا ملال ہوا اس عہدے کا نہایت خیال ہوا شام سے آرام فرما رہی ہین باغبان خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ گلچین آرام فرما رہی ہین قریب آکر ملکہ گلچین کو بیدار کیا کہا لو صاحب اُٹھو خواجہ نے ہمکو سرفراز کیا عہدہ شہنا نوازی مرحمت فرمایا اب صبح کو تمھارے ہاتھ سے لشکر افراسیاب شکست کھائیگا بعنایت پروردگار کیا مین پلنگ خونریز سے کم ہون کفار کو چیر چیر کر پھینکدونگا افراسیاب کو شکست دونگا گلچین ہنستی ہوئی اُٹھی شہنا کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئی کہا صاحب مجھکو بڑا قلق تھا خواجہ عمرو پر ہمارا حق تھا اب مناسب ہی ہم تم ملکر حفاظت کرین اپنے ہاتھ مین اسکو رکھنا کوئی کنیز بھی اندر نہ آنے پائے ہم تم بیٹھکر آج کیفیت سے شب بسر کرینگے بوقت سحر میدان کارزار مین چلینگے لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین ابھی سے لشکر افراسیاب مین بھگدر پڑی ہی انشاء اللہ ٹھہر کر آبرو بڑھالینگے تا بدریاے نیل جائینگے لوح طلسمی بھی حاصل ہو گی

تا بتوسن حصار پہونچین لاچین گو ساتھ لیکر ملیٹین دونون زن و شوہر خوشیان کرتے ہین باغبان نے دیکھا گلچین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی سب کنیزونکو حکم دیا باہر جاکر ٹھہرو آپ اپنے شوہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین بیٹھی پردے چھوڑ دیے زن و شوہر کے راز و نیاز ظاہر ہین باتین ہو رہی ہین گلچین شگفتہ باغبان فرخناک کنیزین باہر ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا خبردار کوئی اندر نہ آنے پائے خوشی مین گلچین نے سامنے باغبان کے کھلکھلا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی

نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج
قابو مین نہ دل ہے نہ سنبھلتا ہے جگر آج
اٹھ اٹھ کے غبار اپنا جو ہوتا ہے بلند قد
قاتل کو مرا قتل ہے کیا مد نظر آج
کل تک تو کیا وعدۂ وصل آپ نے مجھ سے
لو رہ رہا اُنکے جو شب بھر بسر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
جلتے ہین کچھ اس طرح سے مرے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مری نالون نے کیا ہے
باندھی ہے مرے قتل پہ قاتل نے کمر آج

شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
یا غیر کو یا مجھکو کہین گھر سے نکالو
کیا گور غریبان مین ہوا اُسکا گذر آج
کیا خانۂ دل مین مرے حسرت ہوئی مردہ
عبرتکدہ کس لیے ہے یہ طور نظر آج
ہم سینہ سپر ہوکے کھڑے صبح سے بیٹھے
ہے حور کی خواہش جو عدم کا ہے سفر آج
کس سینے نے بخشا ان کا جو بوسہ دیا اُس نے
کیا لیے اے شفق مین آئے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید

پہلو مرا خالی ہے گیا یار کدھر آج
بس کہدو یہی ہمکو جو ہو مد نظر آج
کیون دیکھ کے خنجر کو مجھے غیظ سے دیکھا
کیون پیک نفس نے مجھے دی آ کے خبر آج
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج
چلتی نہین قاتل تری شمشیر نظر آج
خورشید جہانتاب مین سوزش یہ نہوگی
لا یا ہے ثمر کیا مری الفت کا شجر آج
ہو جائے مہم سر پہ ارادہ ہو جو پورا
مسطوت نہین ہوتی شب فرقت کی سحر آج

باغبان خوش محظوظ بیٹھا ہے گلچین نے آج خوشی مین خوب خوب اشعار پڑھے خواجہ عمرو نے برق کو حکم دیا ہے اے نور نظر باغبان کو شادی ہے دل مین مرے ہوک اٹھ رہی ہے دمبدم یہی دل کہتا ہے کوئی افتاد پڑیگی بعد گھڑی کے قریب بارگاہ جا پاکرو یہ مخفی فکر رکھو خاص کو صرصر شمشیر زن استانی تمھاری فقیری لشکر مین پھر رہی تھین ابھی مجھکو دیکھ کر بھاگ گئین یقین ہے فکر باغبان مین آئی ہون مین بھی تدبیر مین ہون تمکو بھی واقف کر دیا چالاک وغیرہ سے بھی کہدو بریسے افراسیاب آج شب قیامت ہے دیکھو ساحران افراسیاب بھاگے جاتے ہین ہر جگہ یہی چرچا ہے کہ کل باغبان کے ہاتھ سے نہ بچین گے صدمے شہنا صور اسرافیل ہے پروردگار رہا رکفیل ہے کیا اقبال طلسم کشا ہے انکا تحفہ ہمکو ملا آج رات بھر افراسیاب جاگتا ہے بارگاہ مین ابھی سنتا ہون بیٹھا ہوا ہے جانسوز نے مجھکو خبر دی تھی صرصر کا نام چپ رہا ہے برق نے کہا استاد مین جاتا ہون ایکجانب برق گیا ایک سمت خواجہ چلے یہان گلچین نے خوب اشعار پڑھے باغبان خوشی مین بیٹھا ہے کہا بہ جبر گلچین نے کہا اے صاحب آدھی رات تو خیر سے کٹی اک جام نوش کرو یہ کہکے جام

پھر باغبان نے کہا آج کی شب شراب کا پینا اچھا نہیں ہے گلچین نے کہا تم پیو مین نہ پیونگی بخوبی ہوشیار رہونگی ناچار
ہوکر باغبان نے جام شراب پیا پیتے ہی ہوش اُڑے زبان مین لکنت سحر فراموش گھبرا کر کہا صاحب شراب نے
بہت نشہ کیا گلچین نے کہا بیرون بارگاہ نکلکر ہوا کھاؤ کھڑے ہوکر ٹہلو ابھی نشہ کم ہوجائیگا تمھاری عقلمندی سے
بعید ہے شراب نوشیدہ ہے باغبان گھبرا کر اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا باغبان لڑکھڑا کر گرا گلچین نے نعرہ کیا تم ملکہ صرصر
شمشیرزن صورت یہ ہوئی تھی کہ شام کو صرصر لشکر مین آئی پہلے اک کنیز گلچین کو پکڑا اُسکی صورت بنکر خیمہ گلچین مین
آئی گلچین کو الگ بلایا باتون مین لگا کر گلوریون مین بیہوشی کھلائی گلچین کو بیہوش کرکے صندوق مین بند کردیا
آپ بشکل گلچین بنی پلنگ پر سورہی اسطرح باغبان کو بیہوش کیا شہنال سراپچہ چاک کرکے بھاگی دروازے پہ
گلچین کے جو کنیزین بیٹھی تھین اُنھون نے دیکھا پشت سے کوئی سیاہ پوش جاتا ہے آواز دی کون ہے کچھ صرصر نے جواب
نہ دیا کنیزین گھبرا کر بارگاہ مین آئین دیکھا باغبان بیہوش پڑا ہے گلچین ندارد کنیزون نے ہوشیار کیا باغبان
گھبرا کر اُٹھا کنیزون نے کہا حضور شہنا کیا کی دیکھیے سراپچہ بھی چاک ہے ملکہ گلچین کہان گئین باغبان بیقرار ہوگیا
کہا صاحب غضب ہوا زوجہ کے لیے بہت بیقرار ہوا خیمے مین تلاش کرنے لگا کنیزون نے صندوق کھولا اُسمین
گلچین کو بیہوش پایا ہوشیار کیا پوچھا صاحب یہ کیا معاملہ ہوا شہنا مجھ سے کوئی لیگیا او صاحب مین منھ دکھلانیکے
لائق نہ رہا مین نے تقاضا کرکے شہنا خواجہ سے لی یہ کہکر باغبان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون گلچین لپٹ گئی
کنیزین پیٹنے لگین خواجہ عمرو پھرتے ہوے آئے دیکھا باغبان کے خیمے مین بڑا الگڑ ہے اندر جو آئے تو یہ معرکہ دیکھا کہ
باغبان گلا کاٹنے پر آمادہ ہے گلچین لپٹی ہوئی رو رہی ہے صاحب برائے خدا اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیتے ہو
خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے وہ کچھ نہ کہین گے مگر بیشک اب کی موت آئی عمرو نے آتے کے ساتھ ہی ہاتھ تھام لیا
کہا اے باغبان یہ حرکت نہ کر جس پروردگار نے جسکا سامان کردیا تھا اب وہ بھی رحم کریگا یہ کہکر باغبان کو مطمئن
کیا کہلا بھیجنے لگا کہا فوراً لشکر تیار کرو مین تلاش مین صرصر کے جاتا ہون تا بارگاہ افراسیاب جاونگا لشکر مین
تیاری ہونے لگی باغبان کہتا ہے خواجہ نے مجھکو سمجھا یا کچھ نہین فرمایا مجھے بڑی ندامت ہے صاحب غیرت کی خرابی
ہے ملکہ مہرخ وغیرہ کو کیونکر منھ دکھاؤنگی خواجہ تو بالکل غیب دان ہین فرماتے تھے کوئی افتاد پڑیگی مین نے انسے زبردستی
شہنا کو لیا فلک نے گردش دکھائی مین جاکر افراسیاب سے کرونگا مہرخ دیبار بھی نکلین آفات جادو شوہر
ہلال سحر انگلن آیا اُس نے حال پوچھا معلوم ہوا خواجہ تعقب مین گئے یہ بھی چلا ایکجانب سے سرخ مو کاکل کشا
اسد نامدار بھی یہ خبر وحشت اثر سنکر سوار ہوے لشکری سونقارے بجے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے سب سوار ہوکر چلے

لیکن افراسیاب نے جب صرصر کو روانہ کیا تھا آپ اک گوشہ مین صحرا کے اکر ٹھہرا تھا لشکر مین بھی حکم دیدیا تھا کہ تیار رہنا حیرت لشکر کو لیے تیار ہی ساحرون کی کمربندی کرا رہی ہی ساحرون مین یہی غلغلہ ہی صرصر برائے عیاری گئی ہی اگر شہنا لائی تو خیر ہوئی ورنہ صبحکو ایک زندہ نہ بچیگا لیکن صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہی آخر رات فراش نور ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ذرہ ہای ریگ بیابان مثل ثابت و سیارگان چمک رہے ہین چہار جانب سناٹا عالم دشت ویران مین صرصر بھاگی ہوئی چلی آتی ہی کہ پشت پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان او معشوق سرکش ای مہوش کہان جاتی ہی ذرا ٹھہر جا عاشقون کو صورت دکھلا دے دل بیتاب ہی مجھ پر ان فرقت کے راتیں

نظم

ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین
مین دل کی طرح انکو بغل سے لگائے ہون
ناسور کر دل مین رہ گئے منھ کرکے
کس واسطے سرخ ہوکر گھبراتے ہو کیون اتنا
کیون صبح کے دامن مین چھپ گئے اختر کے

ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
سب زخم ہین حسرت امین قاتل تری خنجر کے
کہدیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہی
دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
پھرتی ہی نظر جسکا خالی نہین روزن ہے

آنسو مری پونچھو تو لینے دو جی بھر کے
دیکھو جو غضب ہی کچھ کہہ نہ سکے ظالم
پڑھ لیتے ہو تم انکو الفاظ مقدر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا اسا
عاشق کے بھی دل لیں مین انداز ترے گھر کے

یہ اشعار بلطف عمرو نے پڑھے صرصر نے پلٹ کر دیکھا عمرو چھپتا ہوا چلا آتا ہی خنجر کھینچکر ٹھہر گئی شہنا بغل مین چھپا لی کہا ای عمرو میرا کیون پیچھا کرتا ہی شہنای جمشیدی سمیمہ نقب زن لیگئی وہ بارگاہ مین پہونچی ہوگی عمرو نے کہا آج تمکو جانے نہ دونگا اور باتون کا بھی ارادہ ہی کہانتک ترسون نہین تو شہنا پھینکدی مین ان نقرون کو نہ مانونگا بہتر اسی مین ہی شہنا نہ لیجانے دونگا صرصر نے خنجر کھینچا عمرو بھی چلا دس پانچ قدم کا آپسمین فاصلہ ہی کہ درۂ کوہ مین سے آواز آئی استانی تسلیم عرض ہی پلٹ کے صرصر نے دیکھا مہتر قران بغدہ پکڑے ہوئے آتا ہی سمجھی کہ ای صرصر غضب ہوا یہ کالیا بیڈھب ہی بغدہ مار دیگا پانون ٹوٹ جائیگا کون دستگیری کریگا افراسیاب ناقدر خبر بھی نہ لیگا مہتر قران جھپٹ کر چلا کہتا ہوا کہ استانی رحم کرو ایسا نہو ہم سے بے ادبی ہو جاے ہم تمھارے چھوٹے ہین چھوٹون کا منھ لگانا اچھا نہین صرصر نے شہنا بغل سے نکالی سامنے مہتر قران کے پھینکدی کہا لے نگوڑے لیجا ادھر سب نامرد جمع ہین کوئی بھی ہماری مدد کو نہ آیا ادھر سے جادوگر بھی چلے آتے ہین عیار بھی ہو بھگئے جانبازی اسکا نام ہی اپنی جان بچاؤ جیسے ہی صرصر نے شہنا پھینکی افراسیاب گوشہ صحرا سے دوڑا پکارا کہو ای صرصر مین آپہونچا نہ گھبرانا ایکطرف سے سرما و ابریق نوح لیے ہوے آتے تھے صرصر نے کہا ای شہنشاہ بڑی دیر لگائی میری جان پر بنی ہی مین نے شہنا پھینکدی عمرو نے دوڑکر اٹھالی کہ آفات جادو شوہر ہلال

آکر پہونچا عمرو نے کہا ای آفات لینا گریبان سحر چاک ہوچکا ہی آفات نے دوڑکر شہنا کو لیا بجاتا ہوا بڑھا افراسیاب
کانون مین انگلیان دیکر بھاگا جو ساحر آگے بڑھ آئے تھے وہ صدای شہنا سے بیہوش ہوکر گرے آفات نے ٹانگ
پکڑکر کسی کو چیرڈالا اب مطمئن ہوکر بڑھا جب شہنا بجائی جس کے کان مین آواز گئی وہ بیہوش ہوکے گرا حیرت جادو نے
غل مچایا ارے یارو بھاگو غضب ہوا آفات جادو کے ہاتھ مین شہنای جمشیدی ہی اب زیست سے سبکو ناامیدی
ہی بھاگ کر کہان جائین کیونکر جان بچائین افراسیاب بھی بھاگا ہوا جاتا ہی یہان باغبان قدرت
صاحب غیرت یا تو بیتاب تھا دریای حجاب مین غرق شرم سے کلام نہ کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا
جب اُس نے بڑھکر دیکھا کہ شوہر طلال سحر افگن جوان صف شکن لڑتا بھڑتا جاتا ہی ایک جانب سے بہار کا گلدستہ
چل رہا ہی ملکہ مہرخ نے بڑھکر گولے ماری باغبان نے بڑھکر خواجہ عمرو سے کہا غلام اپنے فعل پر بہت نادم
و پشیمان ہی لیکن کچھ عرض کرونگا امیدوار ہون جو عرض کرون قبول ہو کل لشکر کو آراستہ کیجیے اب افراسیاب
کو مہلت نہ دیجیے لڑتے بھڑتے جوش وخروش مین تا بہ دریای نیل چلیے وہان چلکر زمہریر کو قتل کرین
لوح طلسمی حاصل کرین تا بہ طلسم باطن چلیے یہ تحفہ نایاب عنایت پروردگار سے ملا عمرو نے راے کو
باغبان کی پسند کیا کل سردارون مین یہی چرچا ہوا کارگزارون کو ملکہ مہرخ نے حکم دیا مشیران سلطنت و
وزیران اُبہت کارگزاران خیرخواہ سرداران فلک اشتباہ ارادہ سامان سفر پر مستعد ہوے بارگاہین لدگئین
خیمے سراپردے بیجانے تمام اسباب لدوایا گیا اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پہ سوار ایک جانب
صندلان صندلی پوش بصد جوش وخروش مع تمام جوانان صندلی پوشان علمہاے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوی بخیال جنگ رہرو ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ لشکر افراسیاب کو فرار پر قرار
آتا بڑا بادشاہ عالیجاہ مجبور وناچار پیدل بھاگا جاتا ہی حیرت تخت سحر پر سوار کہارون نے کاندھی دی سحر
کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی سرماے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے برف برسانا بھولا ابر تیق کوہ
شگاف پہاڑون سے سر ٹکراتا ہوا ایسی شکست کبھی لشکر افراسیاب پر واقع نہوئی تھی سارا لشکر افتان
وخیزان ہرچند کہ افراسیاب بڑی بڑی جرأت کر رہا ہی ایک طور پر نہین بھاگا دو کوس جاکر ٹھہر جاتا ہی لشکر
کو روکتا ہی مثلاً بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا دس بیس جوان دیوانے ہوے گریبان پھاڑے سر ٹکراتے ہوے لشکر
افراسیاب پر جا پڑے افراسیاب نے پلٹ کر انکا سحر اتارا بہار کو سامنے سے بھگایا کبھی باغبان پر
جا پڑا کبھی رعد وبرق سے لڑا جہان سردارون نے غل مچایا ای آفات جادو لینا یہ بچیا پھر پلٹ بڑھا

آفات شہنا بجاتا ہوا اچھلتا افراسیاب کانوں میں انگلیاں دیکر بھاگا منہ پیٹتا ہی کبھی قریب تخت حیرت
آیا دیکھا بال کھولے لڑ رہی ہی سر پیٹتی ہی اور ساتھ والیاں کہتی ہیں واری آپ مجبور و ناچار بیٹھی ہیں طاؤس
سحر منایئے پر پرواز پیدا کرکے نکل جایئے باغ سیب میں کوئی نہ آسکے گا حیرت نے قصد کیا طاؤس بنایا
جست کرکے طاؤس زرین بال پر آئی افراسیاب کا بھی دامن پکڑا ای شہنشاہ میری طاؤس سحر پر سوار
ہو جیے ہزار پانچ سو کوس نکل چلیے بلکہ باغ سیب میں چلیں وہاں کون آسکیگا افراسیاب کہتا ہی ای حیرت
اگر میں پر پرواز پیدا کرکے بھاگوں آفات جادو میرا تعاقب کرے جہاں جاکر ٹھہروں وہیں یہ بلا ہو پہنچے
آج باغ سیب میں بھی آسیب آوے رہنے کا ٹھکانا نہ رہے وہ بھی مقام عیش و راحت ہی نظارہ باغ سیب سے دل کو فرحت
ہو باغ میں بڑا مال ہی بانیان طلسم نے باغ سیب کو خزانہ طلسم ہوشربا قرار دیا ہی کتب خانہ جمشیدی سلاح خانہ
سامری سب طرح کے سامان وہاں موجود ہیں میرا تاج طلسمی زرہ طلسمی وغیرہ یہ سب اشیاے نادرہ
طلسم بند انھیں کوٹھوں میں ہیں ایک تحفہ پاکر تو یہ لوگ مہلت نہیں دیتے اگر وہ سب چیزیں حاصل
ہونگی بہار باغبان مخمور ان اشیا کو قبضے میں کریں الٹی آنتیں گلے میں پڑیں شہنا کو لاکر کیسا پچھتایا ہوں
پر دم آگیا بھاگتے بھاگتے ہوش پراگندہ ہوگئے مہلت نہیں ملتی خبردار ایسا قصد نہ کرنا اسی طرح رفتہ رفتہ
چلی آؤ میں بھی پلٹ پلٹ لڑتا ہوں اگر میری فوج کے لاکھ آدمی مارے گئے دس ہزار میں نے بھی قتل کیے
صرف آواز شہنا سے بھاگتا ہوں اور کسی کی کیا حقیقت ہی دیکھو سبکو زخمی کیا تمھاری ہمشیرہ صاحب نے
بہت تنگ کیا ہی میاں باغبان سپہ سالار بنے ہیں اسد غازی بھی آج توڑ رہے ہیں شکیل جادو ہمراہ
رکاب سعادت انتساب اسد غازی موجود ہی جب کسی کے سحر میں وہ پھنسا وہ لوگ سینہ سپر کرکے سحر اتار دیتے
ہیں مہرخ نے زمین ہلا دی برق لامع تڑپ رہی ہی رعد کی گرج نے ہزاروں کے کلیجے ہلا دیے خورشید زرین
سحر آفتاب عالمتاب ہو کر چمکتا ہی حدت سے زمین کو گرم کردیا تپ رہی ہی اس دھوپ میں بجلی کڑک رہی ہی دریا
خون بہ گئے سمجھاتا ہوا حیرت کو افراسیاب چلا جاتا ہی اس جنگ عظیم کو جھیل رہا ہی جب جھپٹ پڑا
ہزار دو ہزار کو مارا جب دو تھپڑ مار دیا زمین تھرائی غار پڑ گئے سیکڑوں بیچارے غرق زمین ہوے یہ
بدعتیں کر رہا ہی جب آفات جادو سامنے آتا ہی ہلے ہاے کا نعرہ کرکے ہٹ جاتا ہی حیرت وزیرزادیوں
سے کہتی ہی کیوں صاحبو یہ بلا کیونکر دفع ہوگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی انجام میں اس جنگ کے
شعبدۂ افسونگری دکھایا ہی افراسیاب کو بھاگتے بھاگتے ایکدن ایک رات گذرا ایک صحراے سبزہ زار

مین آکر پہونچا پہاڑ پر ملکہ زمرد سبزپوش بیٹھی ہوئی تھی چار سو کنیزین ہمراہ مصروف عیش و نشاط صحبت فرحت
و انبساط یکایک زمرد کے کان مین آواز جادوگرون کے مرنے کی آئی زمین تھرائی سر اُٹھاکر عجب معرکہ عظیم
دیکھا شہنشاہ سر برہنہ بھاگے چلے آتے ہین لشکر مہرخ فتحیاب فوج افراسیاب بیقرار و بیتاب ملکہ
حیرت کے بال کھلے ہوے روتی پیٹتی چلی آتی ہے زمرد جادو خراجگزار افراسیاب ہے کوہ سبز کی حاکم ہاے
شہنشاہ کہکر تخت سے کودی افراسیاب کے قریب آئی کہا شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہے اپنے ہاتھ سے باغیون
کے شکست کھائی سُنتی ہون آٹھ پہر بے آب و دانہ گذری خاصہ تیار ہے مع ملکہ حیرت نوش فرمایئے کنیز بڑھکر
ہوکے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے ابھی قیامت برپا کرونگی بی بہار کو دیوانہ بناؤنگی آپ کے باغ سیب
مین اکثر امتحان ہوا ہے کبھی یہ کنیز کسی سے کم نہین رہی ہے آج مقابلے کا طور ہے مقام غور ہے حضور نے مجھکو بھی
تعلیم کیا ہے کیا مین کمی کرونگی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بہ تعجیل اک چاندنی بچھاکر کھانا لاکے
رکھا افراسیاب بیتاب ہوکر کھانے پر گرا جب دو چار نوالے کھا چکا ای حیرت آہ حیرت آنکھون مین
آنسو بھر لائی کہا شہنشاہ ابھی تو غلہ سستا ہے جب دو چار نوالے کھا چکے تب ہماری صلاح کرتے ہو زمرد
قدمون سے حیرت کے لپٹ گئی کہا ای ملکہ عالم مین نے حضور کیواسطے یہ سامان مہیا کیا آپ نوش کرین مین
خود فوج لیکر ابھی لڑتی ہون آپ کے اقبال سے شکست دونگی حیرت کا ہاتھ پکڑکے لاکر دسترخوان پہ بٹھایا
حیرت خود بھوکی پیاسی تھی سیکڑون مصاحب بے بلائے بیٹھ گئے زمرد بڑھی چار سو کنیزون کو ساتھ لیکر
سحر کرنے لگی مہرخ موی کاکل کشا کو زخمی کیا ہلال سحر افگن نے بڑھکر ہلال زرین مارا پانچ چار کنیزون
کو قلم کیا زمرد نے ایک برگ سبز پھینکا ہلال نے اسکو آتش سحر سے جلادیا سحر زمرد سبزبخت خاک مین ملایا اُس
خاک سے اک برق چمکی سر پر ہلال کے گری سر ہلال زخمی ہوا زمرد نیمچہ پکڑکے جا پڑی چاہا ہلال کا سر کاٹ
لون اک غول مین آفات جادو لڑ رہا تھا کنیزان ہلال نے فریاد کی اے شہریار ادھر ملاحظہ کیجیے
ملکہ زخمی ہوئین فوج زمرد کا بلوہ ہے اب اُن کے دشمنون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے چار سو جادوگرنیون کو
جوا بدے رہی ہین آفات نے جو پلٹ کر زوجہ کو زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا نعرہ کرکے جھپٹا
غول مین زمرد جادو کے آکر اس زور سے تھپا بجائی زمین تھرائی زمرد دھم سے بیہوش ہوکر گری
ساتھ والیان بھی بیہوش ہوئین آفات نے جھپٹ کر زمرد کی ٹانگ پکڑی چیر کر پھینک دیا اُسکا
مرنا تمام صحرا آتش بار ہوگیا نخل جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے طفلان غنچہ شاخون پر گرنے لگے

نرگس نے آنکھین بند کرلین ساری نظارہ بازی بھولی سنبل نے بال کھولدیے بلبلون نے غل مچایا پرون سے سیر پیٹتی تھین فاختہ کوکو بھولین نخل سرو بصورت دار غنچہ و گل بیقرار آنکھون سے نرگس کی آنسو بہتے تھے آواز آئی کشتی مرا نام من زمرد جادو ویود بہار ٹھرا کر گرا کئی سو کنیزین جل گئین ہنگامہ برپا ہوا یا تو افراسیاب کھانا کھا رہا تھا چند نوالے بھی نہ کھانے پایا تھا سیکڑون مصاحب بیٹھے گئے تھے غم کھانا پڑا نوالے ہاتھ مین لیے کر بھاگے فوج اسلام نے آگر وہان کا مال بھی لوٹ لیا لکھا ہے زمرد جو قتل ہوئی باغبان بڑھکر خوب لڑا برق لامع کڑک کر گری آڑی ترچھی گر کر سیکڑون کے سر اڑا دیے برے کے برے خاک مین ملا دیے کس کا دل گردہ تھا جو مہرخ کا گرد روکتا سترہ سو نقارے بجے صحرائی تاریکی بہار کا گرنا سیکڑون کے سر پھٹ گئے بڑے بڑے جوانمرد جان کے خوف سے میدان سے ہٹ گئے افراسیاب بھاگ کر تھوڑی دور آیا سرما دابریق نے قریب آکر کہا دیکھیے کوہ زمرد کا مال لٹ گیا کیا ملک سرسبز و شاداب تھا خاک اڑنے لگی زمرد نے بڑی لطف سی بسایا تھا یہ دن بربادی کا یاد نہ تھا رعایا بھی بھاگی جاتی ہے ای شہنشاہ اب تو بھاگتے ہوے شرم آتی ہے آخر کہان تک بھاگین آپ کیا سوچے ہین کوئی مقام حفاظت تجویز کر لیا ہے غلامان جان نثار کی یہ صلاح ہے اب اسی مین فلاح ہے کہ اسی مقام پر لڑ بھڑ کر مرجائین دس پہر گذری بھاگتے ہوے مگر آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین اگر کوئی مقام محفوظ ذہن مین ہو نام بتائیے فوج کو ہدایت کرین کہ دس منزل یا بیس منزل پر جاکر مہلت ملیگی دو دن بھاگین چار دن بھاگین کہین انتہا بھی ہے آپ تو خاموش ہین کچھ تو فرمائیے سب رفیقون نے جو افراسیاب سے یہ کہا اُس مغرور نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا ابھی تک کوئی مقام محفوظ میرے ذہن مین نہین ہے جہان مین جاؤنگا یہ لوگ میرا پیچھا نچھوڑینگے ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ باغبان سبکو آمادہ کرچکا ہے کہ شہنشاہ کے وسیلے سے لوح طلسمی لو زمہریر کو قتل کرو افسوس ہے کہ زندانخانۂ طلسمی کا پتا دے چکا ساربان زادے سے مین نے کہدیا زندانخانہ طلسمی متعلق نوسن حصاری ہے برائے رہائی لاچین بھی یہ لوگ ضرور جائینگے رائے تم سب صاحبون کی مین نے پسند کی بیشک فوج کو روکو جو ہونا ہے اسی مقام پر ہو جائے اب قدم نہ ہٹے مین بھی آج طبقے زمین کے ہلا دونگا تم سب ملکر لڑائی کو زور کرو مین اسد کو پکڑ کر مار ڈالون سبکے جی چھوٹ جائینگے بس اس سے بہتر کوئی بات نہین ہے سب نے اِس رای کو پسند کیا افراسیاب پلٹا سب سردار ترکے تاجدارون نے بھی یہی جمالیے یہی صلاح قرار پائی کہ ہم سب ملکر فوج کو روکین شہنشاہ اسد غازی کو مار لین ورنہ یہ لوگ نرکین گے یہ کہکر بڑھا کچھ سنگریزے اٹھا لیے فوج مہرخ پر مارے پتھر تمام برسنے لگے باغبان و بہار سنے

جھکر اُس سحر کو دفع کیا لیکن برق تڑپتا ہوا قریب مہرخ و بہار آیا کہا حضور مین افراسیاب جادوگر بنا ہوا
ٹھہرا تھا افراسیاب مع تمام سردار بھاگتے بھاگتے عاجز ہے اب افراسیاب یہ کہکر ٹھہرا کہ سب سردار تاجدار
لشکر تو مجکو یون کین مین پتھر برسا کر اسد نامدار پر جا پڑون اسد غازی کے پاس کوئی تحفہ نہین ہے بیشک اُن کے
دشمنون کو پکڑ لیجائیگا اپنی جان سے عاجز ہے ابھی مار ڈالیگا سب لڑائی بیکار ہو جائیگی بے لڑے بھڑے فوج شکست
کھائیگی آپ سب صاحب ترتیب مرکب طلسم کشا ہین اگر وہ آئے سب صاحب ملکر سحر کرین طلسم کشا تک نہ آنے دین
آفات جادو سے کہو کہ شہنائے جمشیدی لے کر آگے بڑھے افراسیاب جادو کو آپ کی فوج مین نہ آنے
دے وہ اُسی کے سامنے سے بھاگے گا کسی کے سحر کو نہ ملنے گا خدانخواستہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لے گیا
تو غضب ہوا برق سے یہ خبر جو سنی باغبان و بہار و سرخ مو و کاکل کشا و رعد و برق لامع و
شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ چار سو سردار نامدار سینہ سپر کر کے روبروے مرکب اسد نامدار آ کر ٹھہرے
آفات جادو کو ترغیب دی اے شیر بیشہ جرات افراسیاب جادو نے یہ صلاح کی ہے اپنے آقائے نامدار طلسم کشائے
عالیوقار کی حفاظت کرو اب افراسیاب جادو عاجز ہوا ہے قصد ہے کہ طلسم کشا پر جا پڑے پتھر سنگدل تنے برسائے
ہزارون کے سر پھٹے صرف اسی تحفے پر بنائے فتح و ظفر ہے دیکھین تقدیر تا بدریائے نیل ہو پہنچائے یا راہ مین نشان
شکست دکھائے آفات جادو شہنائے جمشیدی ہاتھ مین تیغہ کھینچے ہوے صف سے آگے بڑھا اب اس صحرائے
ہول مین پہونچے جانبین کے جم گئے اہالیان فوج افراسیاب جادو بھی بھاگتے بھاگتے تھم گئے ملحوظ خاطر
ناظرین رہے ادھر فوج مہرخ ادھر فوج بحساب افراسیاب خانہ خراب سب اسکے ملازم بیقرار و بیتاب
آمادہ مرگ و مہیا ہے قضا ہیچ مین پرون کے اگر آفات جادو نے شہنا بجائی دو چار ملازمان افراسیاب جادو
گرے آفات جادو نے بڑھکر انکو مارا کئی سردارون کو للکارا کئی کو چیر کر پھینک دیا اسی طرح شہنائے
جمشیدی بجاتا ہوا طرف افراسیاب جادو کے جو چلا افراسیاب جادو سامری جمشید کو گالیان دیتا
تھا کبھی لقا کا نام بذلت لیتا تھا پکارتا ہے کہ او لقا جبدن سے بجیا میری عملداری مین آیا ہے ہزارون ساحر
مارے گئے ملک برباد رعایا ناشاد آج تو شکست فاش حاصل ہوئی ارے ظالم تیرے کان پر جون نہین
رینگی کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہے حیرت بولی وہ بجیا خود پسند ہے خود بھاگا بھاگا پھرتا ہے وہ کیا مدد کریگا
سامری و جمشید بہترین لات و منات سب کے افسر ہین دم خبیثہ کو پکار دیے وہ مندریا شاید آچکتی کو دلی
چلی آئے یا لات و منات کو شرم آ جائے ہائے کسکو پکارون ان خداوندون سے تو ہزارون اور

کروڑون درجے ہمین بہتر مین ہزارون کوس پر پرواز پیدا کرکے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین
یہ سب خداوند بہرے ہوگئے ہین حیرت نے بال سر کے کھولدیے دونون ہاتھون سے پیٹ رہی ہے افراسیاب
جادو کے دامن سے لپٹی ہوئی ہے کہتی ہے اے سامری آگے نہ بڑھیے ای شہنشاہ کیا مجھکو بیوہ بنائیے گا وہ
نگوڑا کس زور سے شہنا بجا رہا ہے اسوقت لشکر مین افراسیاب کے عجب تلاطم ہے بڑے بڑے تاجداران
جلیل القدر و سرداران نامی و گرامی کو آفات جادو نے مار امنزلون تک کھیت پڑا ازراعتین پامال
قلب ساحری پرستان پر ہجوم غم و ملال سب پیرپیٹ رہے ہین یقین ہے کہ افراسیاب جادو پر اب آفات جادو
جا پڑے افراسیاب جادو ہٹا جاتا ہے منھ چھپاتا ہے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ ایک ساحر
مہیب پیر زمین گیر کمر مین خم جسم مین جھریان پڑی ہوئی ننگ خاندان بالکل برہنہ آواز دیتا ہوا کیون افراسیاب
خانہ خراب یہ دن مجھکو یاد تھا سنم شہنا نواز جادو آج تجھکو کون بچاتا اگر مین پہلے سے آتا مثل پلنگ
خونریز کے مارا جاتا مین جانتا تھا یہ اشیاے بزرگان دین ہین اُن کی حفاظت نہایت دشوار ہے تیرے
قبضے مین نہ رہ سکین گی مین نے اِس خیال سے تجھ سے نہ کہا وقت اختتام طلسم ہوشربا آگیا سامری و
جمشید تحریر کر گئے ہین دو سو برس ہین مین نے عبادت سامری کی گوشہ گیر رہا خداوند میرے خواب مین آتے
ہین اکثر فرماتے ہین افراسیاب کو بڑا غرور ہے اُسکی عقل مین فتور ہے تجکو کس نے صلاح دی کہ مشعل
جادو کو لا مشعل کے مرنے سے ہوشربا مین اندھیر ہوگیا جب کا باپ مارا گیا تاریک شکل کشش ایسی
ساحرہ ماری گئی اُنکے نسل سامری و جمشید نے خلق نہین فرمائے آج مجھکو منظور ہے چراغ دین سامری روشن
کرون تو نے شمع حیات مشعل کو گل کردیا ہمکو شرم آئی ہم چراغ ہدایت مذہب سامری و جمشید ہین ہماری جان
دینے مین بھی بھید ہین کُل اہالیان ہوشربا کی جان بچاتا ہون سرخرو ہو کر خدمت مین سامری کی
جاتا ہون یہ کہکر شہنا نواز تھراتا ہوا سر آفات جادو آیا للکار اکیون ای آفات جادو سامری کے ستون
کو قتل کرکے تجھے افسوس نہ آیا تو نے پونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خداے نادیدہ کی
پرستش کی اب قتل شہنشاہ طلسم ہوشربا مین کوشش کی یہ کہکر اُس پیر زمین گیر نے خنجر ران کمر سے
کھینچا گلے پر اپنے پھیرا خون اپنا خود چلو مین لیکر شہنا ے جمشیدی پر پھینک مارا شہنا ے جمشیدی ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئی وہ صداے مہیب آئی کہ زمین صحراے پُر ہول تھرائی اُسی شہنا سے ایک برق چمک کر مثل
شمشیر آبدار تڑپ کر سر پر آفات جادو کے گری یہ بہادر سیار گلشن جہان ہوا لاکھون صدمے سہے

بیہوش ہو گئے وہاں کوہ زبرجدی پر آفات چہار دست بدست بیٹھی ہوئی شراب خوار کر رہی تھی کہ ایک
آواز مہیب آئی کنیزان ساحری پیٹنے لگیں کسی کا سر پھٹ گیا کوئی ہائے کہکر گری سو تیلیوں کے سر پھٹ
گئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئیں چار سو اب باقی رہیں انکو آفات نے گود مین لیکر گری مین بند کیا پیٹتی ہوئی
دوڑی اُسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ آواز آرہی تھی کشتی مرا نام من شہنا نواز جادو بود منتظم حجرۂ چہارم
افراسیاب خانہ خراب خاموش کھڑا رو رہا تھا اہل اسلام نے بعد اِس قیامت کے قصد کیا معاونہ خون آفات
مین لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین افسوس یہ ہے کہ ہمارے افسر نامی و نامور صاحب شوکت و لیاقت
جانباز سرفروش نے اُس جرأت سے جان دی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ آفات چہار دست باشید
اے مسلمانان خون شہنا نواز ہو چکا فلک تخم بدعت کشت امید مین بو چکا ارے کیون قضا دامن گیر ہوئی ہے تم
سبکے شامت کی تدبیر ہو چکی ہے یہ کہکر آفات چہار دست گری افراسیاب و حیرت کو پنجے مین اٹھا لیا سرما و
ابرلق کو آواز دی لشکر لیکر پلٹ جاؤ بادشاہ تمہارا فوج لیکر آئیگا اے مہرخ وغیرہ اپنی جان کو غنیمت
جانو پلٹ جاؤ مہرخ وغیرہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا چلتے چلتے آفات سحر کر گئی سیکڑون پامال ہوئے مہرخ
وغیرہ نے پلٹ کر لاشہ اُس شیر کا اُٹھایا یا تو خوشی خوشی کرتے ہوے جاتے تھے یا گریان و نالان واپس
ہوے ایک صحراے معقول مین لاکر لشکر کو اتارا اہل اسلام بعد دفن آفات شکریہ پروردگار مین
مصروف ہوے کہ پروردگار نے بڑی بلا سر سے ٹالی اگر یہ شہنا اُسطرف سے بجتی تو شہنا نواز کا ہمکو اگر اپنا
گلا کاٹنا تھا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اہل اسلام تو مصروف عیش و نشاط ہین کوکب روشن ضمیر کا نامہ بنام عمرو آیا
اُسمین مبارکباد فتح حجرۂ چہارم تحریر تھی بلکہ یہ لکھا تھا کہ خواجہ سلامت تمام ہونے پر حجرۂ چہارم کے اِسقدر
خوشی نہ کیجیے ہمارے پاس تشریف لائیے ہمین آپ سے صلاح کرنا ہے اب سامنا بلاے عظیم کا ہے اس بلاے
سخت و صعب سے خدا محفوظ رکھے خواجہ عمرو اُسیوقت طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ان سب کو
تو اپنے اپنے حال مین چھوڑیے اب داستان دلستان سحر بیان حجرۂ پنجم کی تحریر ہوتی ہے ناظرین والا تمکین بنظر غور
ملاحظہ فرمائین گے یقین ہے لطف کامل اُٹھائینگے بہت مسرور ہونگے کیونکہ اس حجرے مین ایک لفظ بھی مصنف
اول کا نہین ہے لفظاً لفظاً حقیر نے تحریر کیا باغ تحریر مین گلکاریان نئی نئی عیاریان بصد شد و مد
اس حجرۂ اخیر مین تحریر ہونگی یہ بھی نشان دے چکا ہون کہ نام حجرۂ ہفت بلا ہے پانچ حجرے طلسم ظاہر مین
اور دو حجرے طلسم باطن مین وہ بروقت دستیاب لوح کے مرحلہ جات طلسم باطن پر بیان ہون گے

دوکلمۂ داستان سحر عنوان رنگین بیان حجرۂ نجم بلا جسکا حاکم ناظم ملک اخضر گوہر پوش و دختران اخضر ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان ہین اول جانا افراسیاب کا برسر قلعۂ عقیق نگار اور ذلت اُٹھانا ہاتھ سے کنیزان سامری کے اور وہین پہونچکر عیاری خواجۂ عمرو سامنے اخضر و لعل و یاقوت کے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
خبر لے کہ رندون مین ہے شور و شر
تو اریخ ساقی خود کام سے
ذکر میکدے کی خرابی مین کد
نگہ مہر کی ساقیا کر گیا
ہر اک لفظ ہے رشک شمس و قمر
ہر اک سطر ہے غیرت کہکشان
سپیدی کاغذ بیاض سحر
قمر مہر رقم مہ جبینون کا حال
کہ کھلتا ہے اب چہرۂ مہجبین
فلک پر چلتے ہین دو ماہ نو
دو سرو خرامان باغ کمال
سراپا کا اُن کے کرون کیا بیان
دہن غنچۂ گلشن امتیاز
فصاحت سخن مین حسن قبول
اشارون سے ظاہر فسون سازیان
ہر اک بات مین عشوہ و دلبری
رہ ملان ساتھ نہرین ہین باشد و مد
دل و جان سے مشتاق ہون ناظرین

ہے میخانۂ دہر مین انقلاب
عبث دشمن جان ہے پیر مغان
صدا آتی ہے یہ لب جام سے
تصور مین ہے ساقی ماہرو
دماغ قمر آسمان پر گیا
ستارون کی ضو رشک سے ماند ہے
منور ہین اوراق اے مہربان
زمین شعر کی غیرت طور ہے
تو چہرۂ حسن لکھ حسینون کا حال
معہ گوہر عیان ہونگے اک درج سے
دُر نجم درخشان دکھاتے ہین ضو
دُر نظم کے ہین کہان جوہری
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ دندان پر نور سلک گہر
لبون کو مسیحا کا رتبہ حصول
وہ رخسار رشک بت خاوری
شہنشاہ اقلیم افسونگری
بدہ ساقیا ساغر مشکبو
کمین اک قمر آفرین آفرین

مرے ساقی حور وش بیخبر
ہے میخوارون کی تاک مین بدگمان
بدہ جام گل رنگ باشد و مد
شراب مضامین کی ہے جستجو
ہوا آفتاب بیان جلوہ گر
ہر اک دائرہ حرف کا چاند ہے
ہر اک نون ہے رشک دور قمر
تو قرطاس نوراً علی نور ہے
کشش ہیچ ہے پل سری پر زمین
مہ و مہر طالع ہون اک برج سے
بہار گلستان جاہ و جلال
کہ ہے داستان لعل و یاقوت کی
قد سرو گلزار ناز و نیاز
زبان ماہی بحر قند و شکر
نگاہون مین ہین شعبدہ بازیان
مہ و مہر بھی جنکے ہین مشتری
ہوئی جوشش دریا مین مجھکو جو کد
اب اس داستان کی ہوئی جستجو
بہرہ ساقیان خمخانۂ افسونگری

دسرستان بادۂ مروق سخن پروری مدہوشان ساغر صہبائے حسن و جمال وسرمستان شراب چکیدۂ کلام فصاحت
مال ساقی قلم کا صبد حشم میخانۂ قرطاس مین دور ہی اے بادہ کشان میخانۂ سخنوری جامے غور ہو شعر
سخن سنج و دانائے شیرین مقال مدحینین مے نگارو نکلک خیال - بعد اختتام حجرۂ چہارم شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر باتدبیر مع نور افشان جادو قصر جمشیدی مین مرات واقعہ ملاحظہ کرکے عیاریون پر عمرو کی
وجد کرتا ہی جو معرکے یہان گذرے اُس روشن دل نے آئینہ مین معائنہ کیے خواجہ کو نامہ لکھا کہ میرے پاس
تشریف لائیے عمرو بعد فتح وظفر دربار مین آکر جلوہ فرما ہوے تھے بعد عرصۂ دراز مقدمۂ شہنا سے مہلت
کامل حاصل ہوئی ملکہ بہار کہتی ہی خواجہ یہ نہ سمجھنا کہ اطمینان ہوا اب باری حجرۂ پنجم کی ہی ملک اخضر
گوہر پوش ہم رتبت کوکب روشن ضمیر حاکم حجرۂ پنجم ہی مصاحب سامری دونون بیٹیان اُسکی شہنشاہ
اقلیم افسون گری عدیل دبے حسن و جمال مین رشک ماہ منیر سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق افراسیاب
کا قصد تھا ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرے حیرت کے ساتھ شادی ہوگئی وہ مقدمہ ملتوی رہا دوسری
یہ کہ اخضر گوہر پوش کو یہ بھی ناز تھا کہ افراسیاب خود آئے ملکہ یاقوت کی خواستگاری کرے تب شادی کی
افراسیاب نے تم آپ جانا قبول نہ کیا اسوجہ سے یہ مقدمہ ملتوی رہا اب خود خواہش کریگا راضی کرکے اُن کو
لائیگا اگر وہ آئین زمین و آسمان تھرّا جائیگا دو نہرین آب سحر کی اُنکے ساتھ رہتی ہین اُسی سے سیلاب پیدا
ہوتا ہی پانی کے قطرون سے لڑنے والے جلتے ہین اُنھین نہرون سے در افسونگری نکلتے ہین اخضر گوہر پوش
کے پاس ایک گنبد بلوری ساختہ سامری ہی کہ جسمین تمام دنیا کا حال معلوم ہوتا ہی اسپر کسکی مجال ہی جو عیاری
کرے جب آپ قصد کرینگے اُسکو ثابت ہوجائیگا کہ خواجہ فلان صورت پر میرے پاس آتے ہین پہلے ہی سے
سدباب عیاری فوراً ہو جائیگا عیار اُس تک پہونچنے بھی نپائیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین ای بہار تم ایسا گھبرا
دیتی ہو کہ پہلے ہی سے ہوش اُڑجاے ساری مکاری عیاری بھول جائے پروردگار کی قدرت کو یاد کرو ہر چہار
حجرہ ہاے بلا کے فتح ہونے کی کسے امید تھی ہمارے سامنے حال نہ بیان کیا کرو وہ مالک بے نیاز رب کارساز اپنا
فضل شریک کریگا یہ مصرع ہر وقت باعتقاد کامل پڑھا کرو مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
فرمانے سے عمرو کے سب خاموش ہوے یکایک ایک ساحر تیز رو نامہ کوکب کا لیکر آیا زبانی بھی بیان کیا کہ
قصر جمشیدی مین کوکب و نور افشان تشریف رکھتے ہین آپکو بھی تکلیف دی ہی بمقدمۂ حجرۂ پنجم صلاح ہوکہ
صورت فلاح ہو عمرو اُسی وقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے کوکب و نور افشان مع مشیران سلطنت

و وزیران اثبت انتظار مین خواجہ کے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ بھی آکر پہونچے سب برای تعظیم اُٹھے خواجہ آکر کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے کوکب نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری طول و طویل مختصر کرکے عرض کرتا ہون دو شاہزادیان دختران شاہ جلیل ایک میری زوجہ ملکہ ناہید مرصع پوش دوسری ملکہ اخضر گلگون پوش زوجہ ملک اخضر میر اہنر لعف ہر بطن اختر سے لعل و یاقوت پیدا ہوئین میری بیان از بطن ناہید جمشید و بران پیدا ہوی جب دونون بہنین آپسمین ملین جمشید کی نسبت ساتھ یاقوت کے قرار پائی لیکن درمیان مین جبر کچھ کام نہوا یہی خیال تھا مقدمہ یک جہتی ہی جب مناسب ہوگا شادی کرینگے اسی ہوس مین زوجہ اخضر نے انتقال کیا چونکہ زوجہ نے میری سنا کہ بہن کا انتقال ہوا اخضر سے نامہ و پیام شادی و غمی غم مین اپنی بہن کے موقوف کردیے مقدمے مین نسبت کے بھی کچھ کلام نہ آیا چونکہ اخضر بہت مغرور ہی درمیان مین اُس نے چاہا افراسیاب کو داماد بناؤن لیکن شرط سخت مقرر کی کہ افراسیاب خود آکر خواہش کرے افراسیاب کو یہ خیال تھا کہ مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون وہ میرے ملک کے باشندے بمثل رعایا بستے ہین خود پیغام نسبت کرون وہ بطور خود دے سکے مین بہرنوع یہ مقدمہ بھی ملتوی رہا تمام عالم مین یہ شہرہ ہوا کہ وہ دونون شاہزادیان منظور نظر سامری ہین اُنکے ساتھ کوئی شادی نہین کرسکتا ہے آپ کی شراکت کی سامری پرستون کو میرے نام سے نفرت ہوئی مین نے بھی کچھ پروا نہ کی اب ضرور افراسیاب جادو بخواہش تمام برائے خواستگاری یاقوت سخندان جائیگا ملک اخضر بدل و جان قبول کرلیگا جب اُنکو ظاہر ہوگا کہ ملک و مال ہمارا ہوا اگر مقابلہ کرینگی اب اُنکے حالات عرض کرنا غیر مناسب ہین خدا انجام بخیر کرے انتہائے سحر اُنکا یہ ہی کہ عفریت خونخوار اُنکے قبضے مین ہی جسوقت اُسکو طلب کرینگی اگر تمام عالم اُنکے مقابلے مین ہوگا وہ عفریت سبکو کھا جاویگا علاوہ عفریت طلسمی اور بڑے بڑے سحر ساختہ سامری و جمشید اُنکے قبضے مین ہین اشارہ اُنکا سحر جال مین افسون لگا ہین بُرُون اگر نہرون کو اشارہ کرین دریا بنکر لشکر حریف کو ڈبو دین اب میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ مین قبل جانے افراسیاب کے ایک ایلچی معقول بخواہش طلب نسبت باقرار قدیم روانہ کرون اگر وہ جمشید کے ساتھ راضی ہوگیا افراسیاب کو سوائے صلح کے کچھ نہ بن پڑیگا عمرو نے کہا رائے بہت معقول ہی اُسمین بھی اپنا مطلب حصول ہی ضرور ایلچی روانہ کیجیے نامہ بھی بخواہش تحریر فرمایئے مقدمات محبت قدیم یاد دلایئے یہ بھی لکھیے کہ قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار آپکی زوجہ مرحومہ اپنی ہمشیرہ سے اقرار کرکے مرین کہ یاقوت سخندان کی شادی ہمراہ جمشید بن کوکب ہو آجتک بسبب امورات ملکی سے فرصت نپائی اسوجہ سے یہ امر معطل رہا

اب ہم جمشید کو بفرزندی دیتے ہین ہمارا تمھارا عقد مہ واحد ہی اقرار قدیم شاہد ہی یقین کامل ہی ضرور قبول کرے
پیشکر کوکب نے نامہ حسب خواہش خواجہ عمرو تحریر کیا قصر جمشیدی کے پہلو مین چند صندوق رکھی ہین ایک صندوق
کھولکر دیکھا اک تاجدار نوجوان ہاتھ سر کے نیچے رکھے سو رہا ہی کوکب نے آواز دی ای اسرار تاجدار بہت سوئے
اب بیدار ہو وہ جوان حاضر ہوکر اُٹھ بیٹھا عمرو یہ مقدمہ دیکھکر حیران ہوگیا کوکب نے کہا خواجہ اسرار تاجدار
اسکا نام ہی یہ قاعدہ دان حالات نامہ و پیام ہی بہت لطف سے جائیگا بفصاحت و بلاغت کلام کریگا خضر
کو پیام دیگا اور کوئی وزیر امیر وہان نہین جاسکتا وہ مقامات سحر بند ہین اسطرح کے لوگ رازداران طلسم
نور افشان چند کس ہین اسیطرح صندوق سے مین نے بلور چہاردست کو نکالا تھا وہ سردار یہ تاجدار
اسرار تاجدار نے اُٹھتے ہی تاج سر پر رکھا لباس شہنشاہی زیب جسم کیا چالیس مشیر و وزیر چند خدمتگار وہ
بھی معقول اپنے ساتھ لیا اپنے سحر سے اک تخت تیار کیا جب اُسپر سوار ہونے لگا تب عمرو نے کہا رخصت ہوتا ہون
کوکب نے کہا بسم اللہ اپنے لشکر کا بہت اچھی طرح انتظام کیجیے گا عمرو نے کہا اسیواسطے جاتا ہون جاکر بخوبی
انتظام کرونگا یہ کہکر عمرو قصر جمشیدی سے کود سے سبنے دیکھا چند قدم جاکر غائب ہوگئے اسرار تاجدار بحکم
کوکب نامدار تخت پر سوار ہوا اور سحر سے اک ابر بھی بنایا وہ سر پر سایہ فگن چالیس مصاحب چار خدمتگاران
معقول اس کروفر سے اسرار تاجدار کوکب کا نامہ بردار بنکر سمت قلعہ عقیق نگار برای ملاقات ملک خضر
گوہر پوش روانہ ہوتا ہی کہ اسکا حال وقت پر لکھا جائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر افراسیاب کہ آفات
چہاردست اُٹھا کر باغ سیب مین لائی ہی سُنیے جسوقت افراسیاب مع ملکہ حیرت باغ مین آکر پہونچی حیرت
پادو پیر بیٹھنے لگی کہا شہنشاہ گھر برباد ہوا افراسیاب نے کہا کیون روتی ہو اپنے او پر صورت قبول کرو سب
مشکلین حل ہوجائینگی آفات چہاردست نے حیرت کو گلے سے لگا لیا کہا ای حیرت اس دن کی آرزو تھی کیون
گھبراتی ہو ایسی صورت کیسے ممکن ہوتی تھی معشوق سامری و جمشید جہان افسونگری کی خورشید آنکا کون جواب لیکیگا
ای حیرت جادو خداوند سامری و جمشید کی قدرت سے کوئی بعید نہین جانتا یہ چارون تجربے تمام ہوسنے
کی ہمکو امید نہ تھی افراسیاب نہایت عقیل ہی اُس نے ہمسے زمانے مین ملکہ تاریک خشکل کے کہا تھا کہ اسواسطے
تجھسے کھول رہا ہون کہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون ہمین امید نہ تھی کہ یہ تجربے چارون ایسے پڑین گے
کہ مصر کہا اے عظیم پڑین گے ایسے جلد فتح ہوئے اب رنج و ملال کا خیال نہ کرو شوہر کو اپنے اپنے ہاتھ سے دولھا
بناؤ لیکن اب مقدمات کو طول ہوا ہے انکے جانے دینگا ان کو دیکھکر ملک اخضر کو لحاظ آئیگا ملکہ یاقوت و لعل

کو ساتھ کردیگا ملک الخضر بڈھا قیامتین برپا کریگا اُسکے سامنے عمرو عیاری نکر سکیگا جب عیاری کا تصدیر
کریگا اُسکے پاس گنبد بلورین ساختہ سامری و جمشید ہی اُس سے اُسکو کیفیت آیندہ و گذشتہ کی ثابت ہوتی ہی صاف
ہر اک بات بتلا دیگا حیرت نے اُسوقت کوٹھا کھلوایا آفات کے سامنے افراسیاب کو لباسہاے فاخرہ
پہنایا جو سب مین بھاری جوڑا تھا زیب جسم کیا تاج یاقوتی سر پر رکھا گوہر بے بہا اُسمین آراستہ کیے موتیون
کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے جو جو لباس ہای معقول خزانے مین تھے وہ سب نکلوائے برجے کر و فر سے

افراسیاب جادو مثل دولہا کے آراستہ ہوا نظم مصنف		وہ تاج مرصع ہوا زیب فرق
جواہر کے دریا مین گویا تھا غرق	لباس زری سے ہوا آراستہ	کیا خوب اپنے کو پیراستہ
وہ موتی کے مالے بصد آب و تاب	وہ کنٹھے نئے یاقوت کے لاجواب	لگا ہون مین سب سحر کے رنگ ڈھنگ
قبائے زری جسم مین چست و تنگ	قریب اپنے رکھا سب اسباب سحر	قیامت کے سحر اور نایاب سحر
ہوا حکم ڈاڑھی مین کرد و خضاب	اک لڑکی کے دل مین نہ پیچ و تاب	شہنشاہ نے اپنی ہاتھ سے وسمہ لگایا

سر سے دنبالہ دار انکھون مین دیا ایسا گھبرایا ہی اپنے ہاتھ سے اُنکی اٹھا کر شیشیان عطر کی سر پر انڈیل رہا ہے
کنیزین گرد بلائین لے رہی ہین دولہا کو دعائین دے رہی ہین حیرت ہرچند کہ ضبط و صبر کرتی ہی لیکن
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی سینہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا جاتا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
غصے مین کانپ رہی ہی کبھی کہتی ہی دادی جان کبھی دنیا مین ایسا معرکہ گذرا ہی جورو خصم کو دولہا بنا لے
اب کچھ مجھکو بن نہین پڑتا جب وہ حرامزادیان آئینگی اپنے ناز و ادا دکھائینگی کیونکر مجھ سے ربط و ضبط ہوگا
ایسا نہو میرے اُنکے تکرار ہو انصاف کیجیے مین دختر شہنشاہ حیات وہ میری رعایا ہین اب انکو خواہ مخواہ سر
بلایا جاتا ہی اُنکے دماغ آسمان پر ہونگے روز سکی گھر مین لڑائی پیدا ہوئی خوب دانتا کلکل ہوگی مین انکو
پاپوش پر مارتی ہون صورتین اُنکی کیا چھبیلی کی بیگیان ہین پھیکی صورتین مٹی کی مورتین سحر کیا وہ
مجھ سے زیادہ جانتی ہین یہ کہکر حیرت رونے لگی آفات نے بلائین لین کہا بی بی تیرا شوہر سلامت
رہے ایسی ایسی بہت سی آئینگی ٹھوکرین کھا کر چلی جائینگی رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا تو خاتون
محل شہنشاہ ہی چرخ حسن و جمال کی ماہ ہی اُنکو کوئی اسقدر منھ نہ لگائیگا برادری والے بخوبی آگاہ ہین
بیاہتا کا بڑا مرتبہ ہی وہ اُدھری اُنکو کون پوچھیگا اپنے دلکو بھاری نکر شوہر کو دولہا بنا افراسیاب تاج
بدل بدل کے پہن رہا ہی ڈومنیان حاضر ہین گا رہی ہین تانین مار رہی ہین جب سہرا نذر کا آیا افراسیاب

سے سر جھکایا کنیزون نے مبارک مبارک کہکر سر پر باندھا بھاری سہرا دیکھکر افراسیاب پھول گیا سہرے
کو اٹھا کر پگڑی پر پیٹا عطر لے جاتا ہے آفات حیرت کو سمجھاتی ہے ڈومنیون کے آوازے رومال ہاتھ مین
دیا کہا دولھا میان رومال منھ پر رکھنا سسرال مین پھر تیرا بین تمکو شاید کانا سامنے آئے ضد کرنا خسر
سے اک ملک مانگنا زنانے چھوٹے چھوٹے کھانا اپنا بھولاپن دکھانا مشہور ہوگا لڑکا بہت بھولا ہے تعریفین ہونگی
لونڈیان ساتھ چلتین وہان کی ڈومنیون سے مقابلہ پڑتا یہ سہرا ہم گاتے سہرا کو زہرہ سے گائے آج
بسم اللہ کا سہرا۔ سر محفل سنائے آج بسم اللہ کا سہرا۔ دوسری ڈومنی بڑی شوخ و شنگ تھی افراسیاب
کو شرمانے کیلیے یہ سہرا گانے لگی ناز و ادا کے ساتھ اپنا کمال دکھانے لگی سہرا

کیسا شادی کا مبارک ہے ترے سر سہرا
رشتۂ فکر مین گوندھینگے سخنور سہرا
حسرت تار نظر عاشق صادق جو کرون
ایسے سہرون کے مین گوندھون ترا خوشتر سہرا
حسن یوسف کے چمن مین ہو زلیخا گلچین
عرق حور مین کر لائین معطر سہرا
رشتۂ کاہکشان مین ہین پروئے انجم
باندھکر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا
لعل و یاقوت ہین الماس و عقیق و گوہر
شکل آئینہ ہے لے دیکھو سکندر سہرا
اہل محفل کے دماغ آج بسے خوشبو سے
داد دینگے تجھے سن سنکے سخنور سہرا

راج کا ہے یہ ولیعہد کے سر پر سہرا
سونے مین ہے کہین آب ہوا موتی سے
ویسے دین داد مجھے دیکھ کے دلبر سہرا
پیر کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن
کبھی ایسا نہو پر اسکو میسر سہرا
کم نہین مردمک چشم عنادل سے گہر
پیر گردون نے یہ گوندھا ہے منور سہرا
عرش پر قدسیون نے گوندھ کے تیار کیا
کیسا انمول ہے شاہا ترا پر زر سہرا
آج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
عطر سے مشک کے گل سے ہے معطر سہرا
سر نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین

گل کترتے ہین مشاطہ نے سہری کے لیے
اشرفی کے ہے کہین پھول سے پر زر سہرا
کہکشان نے مجھے عقد ثریا سے غرض
گوندھون پھر سوزن عیسی سے منور سہرا
گل جنت کہون غلمان نے لائین فی الفور
رگ گل تار ہے کیا خوب ہے بہتر سہرا
رخ روشن ہے جو خورشید تو سہرا ہے شعاع
عقد پروین نہین قدر نکا ہے مظہر سہرا
ہفت اقلیم کا رکھتا ہے تماشا یہ طلسم
دیکھ پایا ہے جو پھولون کا سراسر سہرا
قدر دان پھر ہینگے پھولونکی طرح محفل مین
گائے قوالۂ افلاک یہ گھر گھر سہرا

ڈومنیون نے خوب دھوم مچائی افراسیاب کبھی خفا ہوتا ہے ڈومنیان کہہ اٹھتی ہین دولھا کو سحر آجاتی ہین سب نے
ملکر افراسیاب کو بنا لیا شبو ڈومنی بولی کسی ہے میان دولھا بات نیچے کنگنا باندھتی ہون دوشالہ منگوائیے
پردہ کھاؤ جاتے ہو سسرال والے پسند کرین چاند سی دلھن لیکر آؤ گھر آباد ہوا آٹھون پہر دن لڑکا کھلاؤ دولھا معشوقہ سامری
ہے کیا عجب ہے جلد لڑکا ہو رگ رگ مین افسون گری بھری ہے افراسیاب بہت جھلایا کہا شبو مین تجھکو بانے سے

نکلوا دونگا یہ کہکر بارہ دری کے باہر آیا ابر ہفت رنگ کو بڑی دھوم سے آراستہ کیا ہر ایک ابر منقش مطلا سنہری رنگ آمیزی روا روی مین ابرون کی تیزی منسوبات ممالک کہین تیار کیے نقشۂ سکندر و دارا کیفیت فوج کیقباد و منوچہر کہین جمشید جم کہین ضحاک ماران تخت پر بیٹھا ہی ایک جانب سے آمد لشکر فریدون کہین کوہ و صحرا کہین دریاے جیحون نقشۂ پل پر یزدان تصویر دریاے خون روان اس رعنائی و زیبائی سے لکہا ہے ابر ہفت رنگ کو آراستہ کیا وہ سر پر افراسیاب کے سایہ فگن ہوی چالیس رفیق وزیر یہ سرما وا برق بارہ ہزار جوانان زرین پوش مصور صورت نگار کو بہا سفارش ہمراہ لیا اس کر و فر جاہ و حشم افراسیاب طرف قلعۂ عقیق نگار کے چلا جو سحر نایاب ہین انگو ذرہ دے رہا ہی ابر مروارید ی سر پر کبھی موتی برسے کبھی باغ آراستہ ہوی کئی سو کوس جب راستہ طی کیا افراسیاب نے مصور کو اسواسطے ساتھ لیا ہی کہ یہ نبیرۂ سامری و جمشید ہین یہ یہان کے حال سے واقف ہونگے یہ کبھی اسطرف تشریف نہین لائے بعد عرصۂ دراز معلوم ہوا اک صحرا مین آگ لگی ہوئی ہی صاف ظاہر ہی کہ صحراے آتش بہار ہی افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا مرشدزادی یہ آتش کیسی شعلہ دہر یہ کونسا جنگل ہی بالکل آتش بہار معلوم ہوتا ہی مصور نے کہا مین اسطرف کبھی نہین آیا نانا دادا نے اسطرف کا حال کتابون مین بھی نہین لکھا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کچھ خوف نہ کیا تخت کو بڑھایا جب دس کوس راستہ طی کیا دیکھا وہ صحراے آتش بہار نہین ہی صحراے مرجان تمام نخل سرخ پوش دور سے آتش بہار معلوم ہوتی تھی اب صاف ظاہر ہوا کہ مونگے کا جنگل ہی تمام صحرا اشجار مرجان سے معمور صورت آتش نزدیک سے دور افراسیاب نے بند قبا کھول دیے ہواے سرد آنے لگی نخل مونگے کے دیکھکر نہال ہو گیا کہا یہ نمونہ سواد کوہ محبوب ہی کیا صحراے خوش اسلوب ہی اور جوش مین تخت کو بڑھایا سواران زرین پوش گھوڑون کو اڑاتے ہوے آگے آگے نقیب آوازین لگاتے ہوے دور سے قلعہ سرخ معلوم ہوا دیکھا اک قلعہ یاقوت احمر لعبد کرو فر تمام دیوار و در یاقوت کے پھاٹک بہت بلند شمسہ اسکا مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی کئی ہزار پتلیان سنہری دیوار قلعہ پر صف جمائے کھڑی ہین آمد افراسیاب دیکھکر ایک پتلی انمین سے بڑھی پکار کر آواز دی کون بے ادب ہی قریب قلعہ عقیق نگار جاہ و حشم دکھاتا ہی یہ مقام ادب ہی قریب سوار کے آکر پتلی نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا آواز دی ارے گھوڑونکو پھیرو خبردار آگے نہ بڑھو تم کون ہو جو اس بے ادبی سے چلے آتے ہو سوار زرین پوش ملازم افراسیاب غرور مین دماغ بھرا ہوا پتلی پر نیزہ مارا نیزہ ٹوٹ گیا پتلی نے اچک کر اک طمانچہ مارا سوار کا سر اڑ گیا اب تو پتلی نے سوارون کو مارنا شروع کیا کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑ کر مثل

زیا پس کشتہ چیر ڈالا سواران زرین پوش مین صداے فریاد والغیاث بلند ہوئی افراسیاب نے سر اُٹھا کر پوچھا آخر
یہ کیا معرکہ ہی کمیدان نے بڑھکر عرض کی ایک تپلی سنہری آئی ہی وہ جانے کو منع کرتی ہی کئی سو سوار اُس نے
مار ڈالے کسی کا حربہ اُسپر تاثیر نہین کرتا افراسیاب نے قہر و غضب مین دیکھا وہ تپلی لڑتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے پہونچی افراسیاب سے آنکھ ملائی تاج سر پر دیکھکر ہنسی کہا او بیحیا تو کون ہی جو تاج پہنے ہوے
سامنے قلعہ کے کھڑا ہی یہ صحراے مرجان گذرگاہ سامری و جمشید ہی یہان کے ہر مقدمے مین بھید ہی سر سے
تاج اُتار کلاہ پہن نام اپنا بتلا ہم جاکر لعل سخندان سے عرض کرین اگر حکم قضا شیم صادر ہوگا راہ دینگے ورنہ
اس مقام پر اس بے ادبی سے کبھی کوئی نہین آیا یہ کہکر وہ تپلی ہنستی ہوئی سامنے آئی ہاتھ بڑھایا کہ سر افراسیاب
سے تاج اُتار لون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر تپلی کا پھٹگیا سر سے خون جاری ہوا
ایک چیخ ماری بڑی بوا دوڑو یہ بڑا کوئی ظالم آیا ہی مجھکو طمانچہ مارا میرا خون زمین پر گرا یہ جو تپلی نے
آواز دی چالیس تپلیان سر دیوار قلعہ سے جدا ہوئین آکر لشکر افراسیاب پر گرین ہزارون کو
مار ڈالا تاج افراسیاب نوچکے پھینکدیا ہر چند افراسیاب سحر کرتا ہی وہ تپلیان قتل نہین ہوتین کہتے
ہین آکر نعرہ کیا ارے کیا طلسم ہوشربا فتح ہوگیا طلسم کشا کو لوح مل گئی حکماے طلسم مر گئے ارے گندن
جلد حاضر ہو جوا افراسیاب نے باواز بلند کہا زمین تھرائی آسمان سے حاضر حاضر کی آواز آئی ایک نازنین
سنہری کپڑے پہنے ہوے گچھا کنجیون کا ازار بند مین چہرہ آفتاب عالمتاب جبین پر عتاب دست بستہ عرض کی
اے شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا اے گندن اے خزانہ دار طلسمی تاج طلسمی جلد لا ان بیحیاؤن نے
ہزارہا ملازم میرے مار ڈالے اب مصاحبون کی نوبت ہی مجھکو بڑی حیرت ہی ابھی ان سے بدلا لون گندن بہت
خوب کہکر آسمان پر چلی چشم زدن مین تاج طلسمی لیکر آئی سر پر افراسیاب کے تاج رکھدیا سر پر تاج پہنکر
افراسیاب اُن تپلیون پر گرا جسپر عکس پڑگیا جلکر رہگئی کسیکو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑ کر چیر ڈالا پچیس
تپلیان افراسیاب نے قتل کین پانچہزار سوار و پیدل مارے گئے مرشد زادے مصور جادو اپنی جو صورت نگار
کا ہاتھ تھام کر دور کھڑی ہو کر دیکھ رہی ہین سے خبردار خبردار کہہ رہے ہین قریب نہین آتے ہین افراسیاب کہتا ہی
مرشد زادی میرے پاس آؤ یہان کا رتار بتلاؤ مصور جادو بتاتی ہین اس مقام پر آرام سے ہون مین
راز دنیا کیا جانون کبھی اس مقام تک نہین آیا تقدیر نے نیا شعبدہ دکھایا جب افراسیاب نے پچیس تپلیان
قتل کین اب تپلیان بھاگین دیوار پر جاکر ٹھہرین دور سے غلغلہ کر رہی ہین قریب نہین آتین افراسیاب کے

پانچہزار سوار دس مصاحب نامدار ہمراہ لیے جھپٹے ہوئے چلا دیوار آہنی کم ہوئے افراسیاب تاج طلسمی پہنے ہوئے طرف
اُس قلعہ سرخ کے چلا اُن چیلیوں نے ہاؤ کا نعرہ کیا ایک غبار بلند ہوا عالم میں اندھیرا ہو گیا افراسیاب
بھی تاریکی دیکھ کر پیچھے ہٹا بعد دم بھر کے روشنی ہوئی اب افراسیاب نے دیکھا آگے قلعہ سرخ کے ایک دیوار آہن بنکر
تیار ہوئی اُس دیوار آہن میں ہزارہا روزن تھا ہر روزن سے ہر ایک چیلی جھانکتی ہی پکار آواز دیتی ہی ارے ظالم
اب نہیں آتا دیوار کو نہیں مٹاتا آتش نیزاں سامری کہہ کے خطا مارا منہ ابلقی افراسیاب نے غصے میں آکر ایک گولہ
دیوار پر مارا دنا ہوا دیوار تھرائی کان میں آواز آئی ارے بے قوت ہو گیا کیا دیوار تو ڈگری تھرا کر رہ گئی
گولہ پھٹکر سر بالا زبان افراسیاب پر گرا آگ اُس جل گئے چیلیون نے قہقہہ مارا آواز دی کیون ای خود پرست
پست بس اسیقدر سحر آتا تھا کچھ اور شعبدہ دکھا دیوار کے اس پار آ ہم ان کا کہ کیا مین سرکشی کا مزا چکھاتی ہین
افراسیاب چاہتا تھا کہ لیکر بڑھے کہ قلعے کی طرف سے بج رہی آواز آئی ای شہنشاہ بس یہ کیا حرکت ہو آپکے
ملازمون کو بڑی حیرت ہی اگر کسی کے گھر مہمان جاتے ہین اُسکو سرکشی دکھاتے ہین کیا نقصان تھا اگر آپ
لمحہ بھر ٹھہر جاتے ہمکو خبر ہوتی ہم برائے استقبال آتے افراسیاب نے دیکھا یہ کون آواز دیتا ہی اب جو نگاہ
ڈالی برق جہندہ سے ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اُس پر ایک بڈھا سوار تاج سر پر لباس زمردین پہنے
ہوئے پکارتا ہوا آتا ہی مصور نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ آپ اس بڈھے کو پہچانتے ہین افراسیاب نے
کہا نہیں معلوم کون نالائق ہی بیہودہ بکتا ہوا آتا ہی سرو ابلیقی نے دست بستہ عرض کی حضور لعل یاقوت
کے والد نامدار مصاحب امیر جمشید ملک اخضر گوہر پوش یہی بزرگ آپکے استقبال کو تشریف لاتے ہین
افراسیاب دریای خون میں نہایا ہوا تھا اتنے میں طاؤس پر آئے تھے باعروس حسرت سے ہمکنار رہے چیلیون کا خون
جسم پر پڑا ہوا غصے میں ابرو دن پر بل اشتیاق بعشق ان ظاہر تھی ملک اخضر اُترا افراسیاب سے لپٹ گیا
کہا ای شہنشاہ مقام تعجب ہی یہ آپکا سرکشی کرنا بدون اطلاع تشریف لانا ہم لوگ دس کوس پیشتر آ کر
استقبال آتے باعزاز و اکرام لیجاتے کنیزان سامری نے بڑی تکلیف پہنچائی افراسیاب نے کہا سب کو
کہا جاتا ان نالائقون نے ایسا پریشان کیا آخر تاج طلسمی طلب فرمایا آخر بار ہا چیلین کنیزین قتل ہوئین اخضر نے
کہا یہ باعث خرابی ہی آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین آپ کیا اسکے یہ امورات زیبندہ نہیں ہین بڑا تعجب ہی
کہ مرشد زادے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی حضور کو نہ سمجھایا یہ ذکر تھا کہ نقارہ پر چوب پڑی قلعے کا پھاٹک کھلا
افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تخت طاؤسی پر ایک آفتاب بخت سوار گلعذار ماہ رخسار سیم تن غنچہ دہن

بہ نگاہ غور دیکھو تو یہ تو شاہین درندوں کی صورت میں سیمابی حروف بنا کر نہر کا ہاتھ تھام لیا کبھی مسکرا کر سامری
کا نام لیا افراسیاب نے ہوا میں بجلی لعل سخندان نے آواز دی کہ دیکھو ان سرکش پشت پر نازنینان
ماہوش عصائے زنگاری لیے پھر ہر طرف سے گئیں اس شوکت و شان سے شہنشاہ افراسیاب داخل قلعہ
عقیق نگار ہوئے دیکھا تمام شہر کی عمارتیں عقیق سرخ کی تعمیر ہوئی ہیں ہر جگہ بیش قیمت فرش بچھا ہے آراستہ دوکانیں بازار
تمام جوہری بیچے دوکانوں میں جمع ہیں ہر مقام پر یہ چرچا ہے شہنشاہ طلسم ہوشربا بارادۂ خواستگاری
ملکہ یاقوت سخندان تشریف لائے ہیں افراسیاب کی برات کے تمام اہالیان شہر غیب دان ہیں انکو پہلے
معلوم ہوا اس دھوم دھام سے قصر عقیق نگار میں افراسیاب کو داخل کیا افراسیاب آکر تخت
عقیق نگار پر بیٹھا لعل سخندان نے مسرت ایک عرضی تحفہ خدمت میں ملکہ یاقوت سخندان کے روانہ
کی افراسیاب کیواسطے سامان عیش و نشاط مہیا کیا افراسیاب نے دیکھا ساقی بحکم حسن نازنینان
حور پیکر کا مجمع ہر کمرہ قصر اسباب معقول سے آراستہ شراب انگوری کا نہایت تکلف سے سامان کیا ہے یکایک آسمان پر
برق چمکی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے آسمان سے اترے دو نہریں ظہور آب سحر ہوا سے اتر کر زمین
پر آئیں طائروں نے زمزمہ سرائی کر کے آواز دی سب صاحب ہوشیار ہو جائیں ملکہ یاقوت سخندان معشوقۂ
خداوند سامری تشریف لاتی ہیں ملک میں شور پیش پیش مچ گیا لعل سخندان بھی اٹھی تمام کنیزیں
با ہر وصف باندھ کر کھڑی ہوئیں ایک روشنی ہوئی ہاتھ پکڑ کر لعل نے کہا بھئیا ذرا اٹھو سب ہمچشم ہمشیرہ کلان
تشریف لاتی ہیں مقام ادب ہے خداوند انکا مرتبہ خوب پہچانتے ہیں آپ انکو انسان جانتے ہیں یہ نمونۂ
قدرت سامری ہیں صدہا طائر ساتھ سے نکل گئے نہریں زمین پر قائم ہوئیں دونوں نہروں کو جوش و
خروش ہوا نازنینان مہ جبین نے سجدے کیواسطے سر جھکایا افراسیاب بھی جلدی جھک گیا اب جو
سر اٹھایا دیکھا ایک ماہ طلعت رشک حور جنت چہرہ ماہ درخشان خال نظیر ثابت و سیارگان چمکتے
ہوئے محبوبان سے لال یاقوت احمر کی مثال سے داغ خون ہوتا ہے تصور سے زلفوں کے جنون ہوتا ہے قد دلجو
کو شمشاد و صنوبر سے کیونکر نسبت دوں نہایت قیامت ہے یا نخل نو رسیدہ و چوب تراشیدہ بقول محقق **قطعہ**

وای بر شاعران نادیدہ | نخل طوبی را بخود پسندیدہ
سرو در اقد یار مے بندند | سرو چوب ست ناتراشیدہ

اس غلطی کو مصنف کیونکر پسند کرے قد کو کس چیز سے مثال دوں آہ
دل عاشقان کو آن رعنائی و زیبائی سے معمور ساتھ نخل طوبی کتنا زیبندہ ہے چال سے قیامت آشکار

ہوئے ہوش میں آپ کس واسطے تشریف لائے اتفاق ہوا کچھ باتیں کیجئے افراسیاب نے ... سوختہ آدمی کہا
ابا جان کیا کہوں ہوش میں نہیں ہوں کیا دل کی کیفیت بیان کروں یہ حال ہے قلب پر ہجوم لشکر
غم و ملال ہے ان چند اشعار سے میری کیفیت ظاہر ہو گی بکثرت پرسش تصدیعہ ہے نظم

بجلی سی کوندہ اٹھے جو ہمیں ... پاؤں
نکلے ہے کانٹے بھی جو جستہ ہی کے پاؤں
دفن کو چشم ... مجھ ... سے کے
جائیگا کوسے یار میں سر ... کے پاؤں
باغ میں جاتا ہوں ... ڈھونڈھتا پھرتا ہے پاؤں کو

خورشید اگر چومے ... گلبدن کے پاؤں
ہیں ... ہم کرسی میں وحشی سبک خرام
باغ عشق میں بھی نہ پہنچا سکے پاؤں
مشاطہ دیکھ تو نہ لگا ... کہیں
... نسیم خجستہ ... سے پاؤں

جی کیا لگے ... صحبت ... نہیں
پہنچیں ... کمان ... پاؤں
پاس ادب ... نہیں ... پہ
مہندی کمان کمان ... کے پاؤں
یاقوت نے تو ... جواب ... [illegible]

لعل سخندان نے سن کر یہ ... کہا بیٹا ذرا ہوش میں آؤ سمجھ کے بات کرو مراد دل ... جان سے
بیان کرو جواب معقول ... تھا ... بہت بڑا مرتبہ ہے بادشاہ طلسم ہوشربا ہو ہمشیرہ ... شناسی ... تجھ
سے کلام کرنا عقلمندوں کا ... گھبرانا مناسب نہیں ہے یہ بھی تو آپ کا گھر ہے حق کا ... افراسیاب نے جو
چند ... کہا اے شاہزادی کیا کہوں حقیقت میں ... ادب ہے دل ... منزل کو قدم بوسی کی طلب ہے نظم

من آن پروانہ عشقم کہ در آتش ... دارم
نہان در زیر ہر حرف گلستان سخن دارم
بحشر گر بپرسندم چہ آوردی ... گویم
بحمد اللہ کہ باری گوشہ بیت ... دارم

چو فانوس ... دارم
... کہ در ... سر ... آمی
... خنجر عشقم گواہ ... دارم

... از عشق ...
... داغ ... دارم
... گلشن عشرت ...

اس ... سے یہ اشعار افراسیاب نے پڑھے آنکھوں سے بھی ... اسنے

ملک اخضر نے دامن ... حسرت افراسیاب پاک کیے کہا اے شہنشاہ آپ کو ... ہے ...
کہتے ہیں مطلب دل ارشاد فرمائیے اسی وجہ سے شراب و کباب کا سامان نہیں کیا افراسیاب جو ... مضمون
خواہش شادی لکھ کر لایا تھا وہ کاغذ اخضر کے ہاتھ میں دیدیا کہ یہ آرزوے دل ہے اخضر نے پڑھا افراسیاب
نے بہت عجز و انکسار سے لکھا تھا کہ اے شہنشاہ مجھکو بفرزندی قبول فرمائیے مجھے دشمنوں نے بہت حیران و
پریشان کیا چاہتا ہوں ملک و مال جاہ و جلال ممالک طلسم ہوشربا آپ کی صاحبزادی کے سپرد کریں
میں فقیر بنکر قبرستان میں جا بیٹھوں اب تباہی طلسم ہوشربا و قتل نازنینان ... دیکھا نہیں جاتا ...
ایسے تصور ... لکھا ہے ... دنیا میں ... نہ ہو گا ... محمود ایسی ... دیان ...

ایک ایک مصاحب کنیز کو نہال کر دونگا اخضر کہتا ہے اے شہنشاہ یہان بھی سب تمہارا ہی ہے سب کچھ موجود ہے جو جسکو چاہو
دو افراسیاب و اخضر ان باتون مین مصروف ہین لعل و یاقوت مسکرا رہی ہین کہ ایک چوبدار نے آکر
عرض کی حضور اسرار تاجدار نامہ دار کوکب نامدار صحرائے مرجان مین آکر ٹھہرا ہے کہتا ہے نامہ آپ کے بھائی صاحب
کا لایا ہون امید ہے کہ قدمبوسی حاصل ہو کنیزان سامری نے اسکو روک لیا وہ رکا نگہبانان دردولت
نے اطلاع کی اب جیسا ارشاد ہو ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا صاحب جواب قاعدے سے آیا کیون ہوا
لعل وہ کیون روکا گیا آج مدت کے بعد خالو صاحب نے نامہ بھیجا ہم لوگون کو یاد کیا افراسیاب نے کہا اے ملکہ
خالو صاحب آپکے ہمارے دشمن ہین انھین کی مدد سے شعلہ تاریک و اعتقاق و شہنا نواز قتل ہوے
چار تجربے ہے جب کبھی ہم مسلمانون پر دباؤ ڈالتے ہین وہ مدد کو آتے ہین دائی امان نے تو بہمن کو بیکار کر دیا
تڑپ تڑپ کے مر گیا ہوگا مین جو آیا انھون نے نامہ بھیجا ہمارے دشمن کے ایلچی کو نہ بلایے یاقوت نے کہا اے شہنشاہ
کیا ایکی شراکت کرکے اپنے عزیزون کو چھوڑ دینگے برّان و جمشید سے ہمارا خون ملا ہے اگر نامہ لکھا تو کیا عیب ہوا انکی
خاطر انکے طور سے ہوگی یہ بھی ہمارے دل کو بخوبی تسکین ہے کہ جب ہم برائے مقابلہ لشکر مہرخ جائینگے برّان
و جمشید و کوکب و نور افشان وغیرہ کالہ لیان نور افشان مدد مسلمانان سے ہاتھ اٹھائینگے اگر ایسا ہوا
کی وہ بھی دشمن ہین نور افشان کی تباہی ہوگی اول تو ہمارے سمجھانے سے وہان جائینگے برای مدد مسلمانان
نہ آئینگے یہ فرما کر حکم دیا جلد ایلچی کو بلاؤ شاہزادیان واسطے استقبال کے جائین آمد اسرار تاجدار ہے وہ سردار اس
ملک کا رازدار ہے کئی سو شاہزادیان نازنینان گلنار پوش بصد جوش و خروش برای استقبال نامہ دار کوکب
چلین لیکن اسرار تاجدار وہان رکا ہوا تھا جب یہ شاہزادیان پہنچین اسرار برخاست ہے بلطف بغلگیر ہوا انچہ
مصاحبین چار دن خدمتگارون کو ساتھ لے لیا داخل قلعہ ہوا جب اس دربار دُربار مین داخل ہوا اصحاب
و خادم بارہ دری مین ٹھہرے اسرار مجرا گاہ پر آیا قاعدے سے سلام کیا افراسیاب کو دیکھکر تیور پر بل دیکھا
افراسیاب کو سلام نہ کیا افراسیاب بہت جلا کچھ کہہ نہ سکا یاقوت سے اشارہ کیا دیکھے ہمکو سلام نہ کیا ملکہ
یاقوت نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ آپ بالکل نادان ہین ایک ایلچی نے اگر آپ کو سلام نہ کیا کیا آپ کا مرتبہ
گھٹ گیا اسرار تاجدار کو کرسی ملی اسرار نے بیٹھتے بیٹھتے نامہ کوکب کے ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیشکش کیا
اخضر نے وہ نامہ لیا محبت سے آنکھون سے لگا لیا لعل و یاقوت بھی اپنی ماں کو یاد کرکے رونے لگین کہا
کیون بابا جان خالو صاحب نے بالکل ہمکو فراموش کر دیا کئی سال کے بعد نامہ لکھا ہے ہماری مادر مہربان زندہ

ہوتین تو اِس رسم کا لطف تھا ہم بہت شکایت کرینگے جواب مین ضرور لکھین گے یہ کہکر لعل نے وہ نامہ اپنے ہاتھ مین لیا کھولکر پڑھنا شروع کیا ملکہ یاقوت بھی بخوبی سُن رہی ہین ملک اخضر گوش ہوش متوجہ ہین پہلے تعریف

الٰہی بہت رسالت پناہی مرقوم نظم	طغراست بنام بادشاہی	نوراست چہ عرش بارگاہی
سلطان سریر ملک ہستی	بنیاد نہ بلند و پستی	خالق کون و مکان رب جہان

ستار العیوب مسبب الاسباب کریم رحیم سمیع علیم حلیم مطلق و کارساز برحق جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام اشیاے موجودہ کو پیدا کیا ثابت و سیارگان بہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب کس تکلف سے خلق فرمائے اگر صنعت کو اسکی خیال کرے وجد مین آئے اُسکی قدرت ہر برگ و بار سے ظاہر ہے دلون کے حال سے بخوبی ماہر ہے پیغمبران مرسل برلے ہدایت گم گشتگان وادی ضلالت بھیجے جسنے اُنکے حکم کی پیروی کی پابند احکام رب العزت ہوا اگر انکے حکم کے خلاف کیا دشمن خدا مشہور رہا اسکے بعد القاب ملک اخضر لکھا تھا ای برادر ریحان برابر ای یادگار سامری جمشید ای ماہر چال سیاہ و سفید ای کلید خزانۂ سحر و ساحری مسند نشین محفل سامری کیا تمھاری صفت مرقوم ہو مدت سے سد باب نامہ و پیام آمد و رفت بھی بالکل معطل ہوئی محبت قدیمانہ کا خیال نہ رہا ملکہ اختر جہان فروز والدۂ ماجدۂ لعل یاقوت نے روز پیدایش شاہزادہ جمشید سے ملکہ یاقوت سخندان کو منسوب کیا ابتک کچھ اُسکا ظہور نہوا لہذا التصدیع دہ ہون کہ جمشید فرزند ہمارے کو بہ فرزندی قبول فرمایئے کوئی رسم پختگی درمیان مین ہوجاے تاریخ و ماہ شادی قرار دیا جایگا یہ حقیر برات لیکر در دولت پر آئیگا یہ تمھارا نور نظر ملکہ یاقوت میری پارۂ جگر ملکہ نور بصر زیادہ تحریر کی ضرورت نہین ہے اِس نسبت کے خیال مین دل اندوہگین ہے ورنہ ملکہ ناہید مرصع پوش مادر جمشید و بزرگان خود تشریف لاتین گی اِس تقریب کو ہم ترک نہ کرینگے دونون ایکساعت پیدا ہوے بروقت نال کٹنے کے نسبت قرار پائی ملکہ اختر جہان افروز مرحومہ نے اپنی کنار عاطفت مین جمشید کو لیا یاقوت سخندان کو گود مین ناہید کی دیا دونون بہنون نے آپسمین عہد و پیمان پختہ کیا ہم اُس عہد کے پابند ہین ہمیشہ سے انصاف پسند ہین جمشید کے بڑے بڑے پیغام آئے شاہان عالی مقام خواہان ہوے ہمنے سب کو یہی جواب دیے یہ شاہزادہ منسوب ہے ملکہ یاقوت سخندان اسکی منسوبہ خوش اسلوب ہے بموجب عہد قدیم جواب باصواب سے سرفراز فرمایئے اخضر یہ نامہ محبت آگین جب سُن چکا سُن ہوگیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا بڑی غلطی ہوئی ای نور نظر لعل تمھاری مادر مہربان یہ نسبت پختہ کرکے راہی ملک عدم ہوئین اب بڑی مشکل ہے ہمنے شہنشاہ سے نسبت پختہ کی اُن کو کیا جواب لکھین یاقوت نے

غصے مین جواب دیا ای والدنامدار آجتک خالو صاحب سوتے تھے اب شہنشاہ سے رسم نسبت پختہ ہو گئی اب جواب
صاف تحریر فرمایا ہے یہی لکھ دیجیے کہ دو پہر بیشتر تمھارا نامہ آتا عہد قدیم کا ظہور ہوتا اب یہ تقریب ناممکن ہی
علاوہ ازین یہ بھی تحریر فرمایئے کہ آپ مسلمان ہوی اب سامری پرستون سے کیا کام اُسی مذہب مین شادی
بھی کیجیے کیسی بے ادبی کی ہمارے نامے مین تعریف خدای نادیدہ لکھی یہ سنکر افراسیاب اپنے آپ سے
باہر ہو گیا مونچھون پر تاو پھیرنے لگا مصوّر سے کہا مرشدزادے یہ معشوقۂ دلفریب ما بدولت پر جان جوکھون کیا
معقول جواب دیا پڑھا تو گھبرا گیا تھا مصوّر نے کہا آپ جبکی خواہش کرین سلطنت طلسم ہوشربا کی سب کو ہوس
ہی آپ خود تشریف لائے رخنا کیا کو اپنی سرفراز کیا معشوق نے بھی اس مہر و وفا پر ناز کیا اخضر نے قلم اٹھا
کر یہی جواب مذکور لکھدیا اسرار سے زبانی بھی کہا بھائی صاحب سے کہدینا آپ نے دیر کی یہ بڑا غضب کیا
کہ صفت خدای نادیدہ ہمارے قصر مین پڑھی گئی یہ وہ مقام ہی کہ ہرشب یہان سامری و جمشید تنزل اجلال فرماتے
ہین اگر تم نے دوسو خدا بھی آتے ہین پہلے مذہب سے توبہ کرو مذہب جد و آبا کے پیرو رہو شاید افراسیاب سے
کچھ شروط مین خلاف ہوگا تو ہم تمھاری جانب توجہ کرینگے اول اپنا اعتقاد درست کرو دادا پردادا سے یہ تو نسل
تھی پرستش سامری و جمشید مین مصروف تھی آپنے بزرگون پر لعنت کی ہم خلاف حکم سامری و جمشید نہین کر سکتے اسرار
نے یہ نامہ لیکر کمر مین رکھ لیا لعل و یاقوت نے حکم دیا خالو صاحب کے ایلچی کی خاطر کرو خلعت لاکر دو ساقیان
مہ رخسار کو اشارہ ہوا اگلا بیان لیکر اپنے اپنے مقام سے چلین ایک نازنین گلنار پوش پرکالۂ آتش شعلۂ
سرکش نوجوان کمسن اک گلابی سے کر ہاتھ مین بارہ دری سے سب کے آگے نکلی گاتی ہوئی **نظم**

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب
تھا بت مشتاق ان جانونکا اک آفت نصیب
ہنس کر لیدل کسی ملتا ہی داغ عشق دوست
دل ہوا حیرت نصیب آنکھین ہوین حسرت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے
نحر کی جا ہی کیسے ہوتی ہی یہ ذلت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم
یہ بھی ہو در افتادہ تم بھی نارسا قسمت نصیب

یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
نشتری باتین اُسی سے دل کرا ہی یار تیغ ہو
اے فلک کیا رہگئے تھے اک ہمین آفت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر حسرت نصیب

شوخیئے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان
عاشقونمین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
واہ ناکامی کسی کے عاشق ناکام کی
وصل مین بھی جانے آفت لائے یہ آفت نصیب
سامنے تیرے کھڑی ہین بزم مین اُسکے عدو
اور تو دیکھا گیا اے دیدۂ حسرت نصیب
عشق ہای یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

اُس دھوم سے اُس ماہ پیکر سمن بر نے یہ غزل عاشقانہ گائی یہ بھی مشہور ہے

کہ ملکہ لعل کے قصر مین آٹھ پہر علم موسیقی کا چرچا رہتا ہی ایک ایک کنیز واقف راز علم موسیقی ہی ملکہ لعل سخندان ان سب کی افسر مین بڑی بڑی کامل جمع رہتے ہین اخضر نے بیقرار ہوکر دیکھا پوچھا ای بی بی لعل سخندان اس کنیز کو تمنے خوب تعلیم کیا اس خوشرو کا کیا نام ہی کمبخت نے دل بیقرار کردیا کس لطف سے جلال کی غزل گائی لعل نے کہا یہ شراب پلانے والیون کی افسر ہی نام اسکا مدہوش حورپیکر ہی یہ کہکر ملکہ لعل نے سر اٹھایا اشارہ کیا ای مدہوش بابا جان و شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو مدہوش کردے اپنے ہاتھ سے شراب پلا کل جو غزل تعلیم مین یاد کی ہی تصنیف کردہ میان قمر صاحب اُسکے چند اشعار گانا ہمارے شہنشاہ کو شعار آبدار سُنانا مدہوش بہت خوب کہکر بہ تسلیم خم ہوئی افراسیاب سے آنکھ ملائی افراسیاب نشیلی آنکھین دیکھکر بیتاب ہوگیا مدہوش نے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا شہنشاہ یہ صحبت رقص و سرود ہی یہ چند اشعار سماعت فرمایئے عمدہ عمدہ غزلین گاتی ہون میان قمر ایسے روشن طبع کی غزل یاد کی ہی یہ کہکر گنگنائی منھ پھیر کر مسکرائی بڑے ناز سے یہ غزل گائی

غزل مصنف

بیر اخمیر بادہ انگور سے بنا
ساقی اخیر کردیا دورا شراب کا
اس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی
تیلا وہ آگ کا ہی مین تپلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستونکی آجکل
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام می
دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا
مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار تھا مین شیشا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا تپلا شراب کا

ملک اخضر بھی جھومنے لگا افراسیاب نگاہ ملائے ہوئے بیقرار ملکہ لعل سے کہتا ہی کیا کیا کنیزین مہ جبین آپ نے جمع کی ہین ایک ایک خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز مدہوش حورپیکر حقیقت مین سب کی افسر ہی مدہوش نے یہ غزل گا کر گلابی اُٹھائی نخچہ نگارین خورشید نما جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر طرف افراسیاب کے بڑھی ساز والیان ساز بجانے لگین جام لیے ہوے آتی ہی کبھی تیوری پر بل کبھی افراسیاب کو دیکھ کر مسکراتی ہی ہنکر جو تانین ماری نشیلی آنکھوںمین لال لال ڈورے پڑ گئے میخوارون کے کلیجون مین تیر گڑ گئے مصور رہا تھا پھیلا پھیلا کر فرماتے ہین ای مدہوش پہلے جام مجھی دینا لعل مسکرا کر کہتی ہی ای مدہوش سب کو مدہوش کردینا تیری ساقی گری کی دھوم ہی اس قاتل کے سامنے سے کوئی بچ سکتا ہی اسکی چال ڈھال دیکھکر فلک شعبدہ باز کو سکتا ہی ابروے خمدار بل کر رہے ہین صف مژگان مائل خونریزی شمشیر ابرو مین تیزی جب مسکرائی بجلی چمک گئی عرصہ دراز مین جام لے کر قریب

مصور پہونچی مصور نے ہاتھ پھیلا دیے جام پکڑ لیا انجام نہ سمجھا رونق ہے تنگ ندکی دوسرا جام مدہوش نے پلٹ کر پھر افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا او شہنشاہ تم بھی جام پیو ہم بھی آج خوب شراب پیئیں گے خوب دور چلین گے بموجب اشعار آبدار غزل نسیم

جی مین آتا ہے دکھائیں مستیاں پیکر شراب
فرقت دلدار ہے ساقی پئیں کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری اور پی پیکر شراب
پھر سنا ہے مژدہ آمد کسی مے نوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
بھنگیا ہے لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب

جلد لا ساقی ہے رنگ لالہ احمر شراب
ابر ہے امڈا ہوا گل دیکھ رہے ہین نگہ نشین
یہ تمنا ہے پیین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہیں سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج مبذول مہربانی چاہیے
اگر بیان کرتی ہے مسے صوت دلبر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آج کی شب ہے جدا ہم سے مرا دلبر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ ماہر کرنا چاہیے
ساتھ غیر کے تو ابجان پی چکا اکثر شراب
اس ہجوم سے یہ اشعار مدہوش نے

آنکھ ملا کر افراسیاب پڑھے افراسیاب بے پیے مست ہو گیا ہاتھ بڑھا کر جام لیا پی ہی گیا اُس مہ جبین نے تیسرا جام لبریز کیا جھک کر سامنے ملک اخضر کے آئی اُس نوجوان پری پیکر نے بڑھتے میان سے بھی نگاہ ملائی کہا شہنشاہ یہ لونڈی حضور کی کنیز ہے مدت سے قدمبوسی کی آرزو تھی آج تو میرے ہاتھ سے جام نوش فرمایئے یہ کہکے آنکھ سے اشارہ بھی کیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وعدہ کرتی ہے بیچین ہو گیا رال ٹپکنے لگی بے اختیار پکار اُٹھا اے مدہوش تیرے صدقے روز میری صحبت مین آیا کر تو ہی شراب پلایا کر اخضر نے بھی ہاتھ بڑھا کر جام لیا لعل تو کانا سُننے کی دُھن مین مبہوت ہے یاقوت کے لبوں پر مہر سکوت ہے کمروں مین جو تصویرین ہین اُن کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے جیسے ہی اخضر نے جام شراب ہاتھ مین لیا ایک تصویر طوطی زرین بال کی کاغذ پر کھنچی ہوئی دیوار مین چسپان تھی یکایک اُس طوطی زرین بال نے پر تولے منقار کھولی اک چہکارہ مارا جیسے ہی طوطی زرین بال نے منقار کھولی یاقوت نے کہا بابا جان یہ جام آپ نہ نوش کیجیے مدہوش کو دیدیجیے یہ کہکر آواز دی او مدہوش او مکار مین نے پہچانا واہ مرشدزادے واہ شہنشاہ خبردار یہ عیار نہ جانے پائے جیسے ہی یاقوت نے ہاتھ اُٹھایا عمرو نے جست کی زمین پر آیا گلیم نکالی اوڑھ چکا تھا یاقوت کے منھ سے لفظ گیر نکل گئی تدبیر گرفتاری ہو گئی باؤن زمین نے تھام لیے گلیم تو عمرو اوڑھ چکا تھا سب کی نظروں سے غائب ہوا اخضر نے جو پلٹ کر دیکھا مرشدزادے اوندھے پڑے ہین افراسیاب کا تاب ... ملاحظہ

کرسی پر سر رکھکر بے ہوش ہو گئے خراٹے لینے لگے یاقوت نے کہا بابا جان مین نے ساربان زادے کو
پکڑا الفظ گیر میری زبان سے نکل گئی مجال تھی کہ زمین پاؤن نہ تھامتی یہ زمین قصر لعل سخندان ہے یہ زمین
تمام مسلمانان کی دشمن ہے یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا چند طائرون نے آکر سر افراسیاب و مصورہ پر سایہ کیا زمزمہ سرائی
کی سب ہوشیار ہوے افراسیاب نے اٹھکر ملک اخضر کو سلام کیا کہا والدنا مدار آداب و تسلیمات عرض
کرتا ہون ای عمرو تیرے صدقے تو نے میری بات رکھلی لعل نے کہا دولھا بھائی اب زیادہ عمرو کی تعریف نکرو
وہ آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا اسکا کیا سبب ہے افراسیاب نے کہا میرے یار وفادار نے
کلیم اوڑھ لی ہوگی خواجہ کہان ہو جواب تو دو ایک کنیز کھڑی تھی اُسکے پہلو سے آواز دی پیر و مرشد علام حاضر
ہے مگر پاؤن میرے ٹوٹے جاتے ہین مین اپنے شاہ کے ساتھ آیا شہنشاہ شادی کرنے آیا پرانا میراثی نہ آتا سہرا
کون گاتا وہ کنیز چیخ مارکر بھاگی دوڑ کر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی کہا واری میرے پہلو
مین آواز آئی کچھ معلوم نہین ہوتا اخضر تو خاموش ہو گیا شرم سے جواب نہین دیتا افراسیاب نے کہا ای
ملک اخضر و ای ملکہ یاقوت سخندان عمر بھر سب تلاش کرینگے مگر عمرو نہ ملے گا عہد کرو تو وہ اپنے کو ظاہر
کرے آواز آئی شہنشاہ مین فقط تمسے ڈرتا ہون ایسے بر زمین گیر کی کیا حقیقت ہے انکو نفرون مین اُڑا دونگا
جس گنبد مین سب کمال ہے اُسکو گنبد دھر کا کر دونگا اگر مجھکو امان نہ دینگے یہ قصر عقیق نگار لاشہ ہاے
ساحران سے بھر دونگا ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای شہنشاہ تم خواجہ عمرو کے بڑے معتقد ہو افراسیاب نے
کہا ای ملکہ عالم میرے کلام کی صداقت ہوئی مین نے کلام شیطان کا یہ ترجمہ کیا تھا ظہور بھی خوب دیکھ چکا ہون پہلے
مرشد زادے ہی کی گردن لی مین نے تو سمجھ کے جام پیا شرط جیت لینا منظور تھا ملک اخضر صاحب کو تم سے بچا لیا
طائر نے چہکارہ مارکر ہوش اُڑا دیے کہنے سے افراسیاب جادو کے ملکہ یاقوت نے آواز دی خواجہ ہم
بھی تمھاری صورت زیبا طلعت جہان آرا کے مشتاق ہین حقیقت مین فن عیاری مین آپ بہت مشاق ہین
آواز آئی آپ کی عنایت و بندہ نوازی مین اک حقیر ذلیل بندۂ رب جلیل گر اپنے شہنشاہ کا تابعدار ہون حبان
تشریف لیجائینگے وہان ضرور جاؤنگا آپ سحر آتار لے تو مین اپنی صورت دکھاؤن لعل نے کہا ارے
صاحبو مدہوش حور پیکر کی تو خبر لو اُسکی شکل بنکر یہ ظالم آیا اُس کے اوپر کیا گذری کنیزون نے جاکر دیکھا کہین
اُسکا نشان نہ پایا اُسکی بہنین مان رونے پیٹنے آئین کہ حضور آپ کی کنیز کا بارہ دری مین کہین پتہ معلوم
نہین ہوتا افراسیاب جادو نے کہا میرے دوست کی زنبیل مین ہوگی کیون خواجہ مدہوش کو

گو کیا کیا خواجہ عمرو نے آواز دی بھوکا تھا کھا گیا اسکی ماں پیٹنے لگی ملکہ یاقوت نے کہا کیوں مری جاتی ہے
مدہوش حور پیکر کیواسطے زمین و آسمان ملا دوگی اب تو میں نے دھوکا کھایا ہے ہماری کنیز کو کوئی رکھ سکتا ہے
نہ خواجہ عمرو صاحب اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا حقیقت میں آپ بڑے عیار ہیں میں سحر اتارتی ہوں تشریف لائیے
یہ کہکر یاقوت سخندان مسکرائی خواجہ عمرو کے جو پاؤں زمین تھامے ہوے تھی گویا سحر اترنا ہنسی ہو گئی چھوٹتے
ہی خواجہ عمرو نے گلیم سے اتاری سب نے دیکھا بیچ میں بارگاہ کے اک تاجدار جلیل تاج یاقوتی بر سر لباس
پر تکلف جو روز عقد ملکہ آسمان پری پایا تھا وہ خلعت زیب جسم انور ایک جامہ زیب جسم ہر رنگ بدل رہا ہے
کبھی سرخ کبھی سبز کبھی زرد چند قدم جھپکی دیکر بلند ہوے آواز دی نعرہ عمرو

عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم
رنگ از رخ بجنگ بداختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

سب نے دیکھا آسمان سے عمرو اترتا ہوا چلا آتا ہے افراسیاب جادو کھڑا ہو گیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپکے
سب آپکو مشتاق ہیں عمرو حاضر حاضر کہکر ایک کرسی پر آکر بیٹھا گلیم عیاری کاندھے پر حلقے کمند اصفاے باصفا
کے بازوؤں پر خنجر الماس کا زیب کمر سب کو جھک کر سلام کیا یاقوت سخندان کے قدموں کو بوسہ دیا کہا
حضور آپ ہماری افسر ہیں غلاموں پر غصہ مناسب نہیں ہے غلام کسی شے کا طالب نہیں ہے اک نئی غزل آپکو
سناؤں یہ کہکر عمرو گنگنایا کنیزیں ترچھی نگاہوں سے عمرو کو دیکھ رہی ہیں عمرو نے اشارہ کیا صاحبو تم تو مجھکو
آنکھوں میں کھائے جاتی ہو مجھ سے دور رہو ہوش درست ہونے دو ساز ملاؤ ملکہ لعل نے کہا خواجہ ہماری
مدہوش کو تو دیجیے عمرو نے کہا ایک موی جسم اگر مدہوش کا میلا ہو سزا دیجیےگا زیور تو البتہ اسکا بک گیا لباس
ابھی باقی ہے اُسی کے بدلے یہ نیاز مند ساقی ہے چند اشعار اس تغزل عاشقانہ کے سماعت فرمایئے جو آپ حکم دینگی
بجالاؤنگا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ لعل سخندان و اے ملکہ یاقوت سخندان حقیقت میں علم موسیقی
میں یہ شخص طاق ہے جملہ فنون میں شہرۂ آفاق ہے عمرو یا افراسیاب جادو کی تعریفیں کر رہا ہے کہا یہ بادشاہ قدردان
ہیں ہم اُنپر عیاری کرتے ہیں بھوکے ہوتے ہیں تاج اتار کر لیجاتے ہیں یہ اُسپر بھی قدردانی فرماتے ہیں ہمارے
دل میں بڑا قلق تھا کہ ہمارے شہنشاہ بر دکھاؤ سسرال میں گئے ہیں اُس جلسے میں ہم نہ پہنچیں ملکہ
حیرت جادو کی سوت کو نہ دیکھیں ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خواجہ بس بہت باتیں نہ بناؤ شہنشاہ کو تمنے
خوب بنا لیا خوشامد پسند ہیں نیک کو سمجھیں نہ بد کو اگر ایسے نہ ہوتے زمین طلسم ہوشربا میں تخم بدعت کیوں
بوتے ہنسنے بھی ذکر سنا ہے عیاری ہمارے سامنے کون شخص کر سکتا ہے والدنیا مدار دس دن پیشتر کی بات ہے

آگاہ ہو جاتے ہین یہ گیند بلورین جو باباجان کے ہاتھ مین ہے سامری و جمشید نے بنا کر عنایت فرمایا ہی تمام عالم کا اسمین ہے مع نیز تحریری کتاب سامری سے بہتر ہے جو جسکے دل مین ہو وہی حال ظاہر ہو جائے ملاحظہ کرنا شرط ہی اب گانا سنائیے عمرو نے کہا جانمراجک کے بیچ مین محفل کے بیٹھا کیا مغنیون نے ساز ملائے عمرو نے کہا صاحبو ہم عطائی ہین آپ لوگ کسبی ہین ذرا ہمارا خیال رکھیے گا گٹکٹ پڑھکے یکو دھوکا نہ دیجیے گا جہان کہین بگڑین سنبھال لیجیے گا عمرو نے زنبیل سے زنکالی نئے طور سے خواجہ عمرو اُس جلسے مین یہ غزل گانے لگے ہر اک کو لبھانے لگے سب متوجہ ہین غزل

اے فلک یہ ہو دی چندی یہ سماں کوی دوست
دیدہ و دل فرش راہ رہروان کوی دوست
خاک برباد تھی ہوا تک جستجوی یار مین
مسافرت کی راہ بھٹکے ساکنان کوی دوست
دیکھتا ہون کھینچے والے دل سے سنتے ہین کیسے
کہتا نہین ہے تیرا پاہون نشان کوی دوست
جب پچھاڑ پالون مار اٹھتا سینے پر مرے
دیدنی ہے عالم پیر و جوان کوی دوست
یہ چلا اک قبر کی دیگی نہ وہ دو گز کفن
ہم نہین مٹتے پہ مٹتا ہے نشان کوی دوست

ار بنگے ورنہ پو بڑے کر لین ساکنان کوی دوست
کعبہ کیسا دیر کسکا مجھکو بہکاتے ہین لوگ
ایک ہو جائے زمین و آسمان کوی دوست
مین نے دیکر لیلیا مکتوب لیکن نامہ بر
مجھ پر واعظ ذکر جنت مین بیان کوی دوست
سن لیا ہے جب سے یہ رہتا ہے وہ نزدیک تر
رات کو بیکر صبا نے پاسبان کوی دوست
تیری محفل مین نہ مجھکو مجھکو از خود رفتہ ہون
پھر وہ ہین زمین و آسمان کوی دوست
خار بھی جسکا نصیب گلستان ہے ای جلال

سر نثار اس پہ ہمارا ہے وہان جو نقش پا
ٹھیک بتلاتا نہین کوئی نشان کوی دوست
خلد سے کیا کام جاؤنگا ادھر مین حشر مین
مست گیا پھر کہ بتلا دو نشان کوی دوست
اسکی تارو نہین جھلک ہے نقش پا پارسی
ہے رگ گردن پہ ہی مجھکو گمان کوی دوست
صبح کیفیت پہ اپنی شام اپنے رنگ پہ
دوستو جا کر مجھے ڈھونڈو میان کوی دوست
گنبد مدفن فلک ٹوٹ جائے پر اتنا سوچ لے
سیر نیرنگ بہار و خزان کوی دوست

اس الحان مین عمرو نے یہ غزل گائی ملکہ لعل و یاقوت بھی واقف کاران علم موسیقی ہین دنگ ہو گئین تمام اہالیان محفل سکوت مین تھی ملکہ اخضر خاموش ہر اک کو حیرت کا جوش عمرو نے وہ وہ اشعار پڑھے ہاتھ اٹھا کر اسطرح بتایا ہر اک واقف کار کا کلیجہ تھم کر آیا لعل نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کر خواجہ کو دیا خواجہ نے طرف افراسیاب کے دیکھا پوچھا کیون شہنشاہ آپ کی سالی صاحب دیتی ہین آپ دینے والے مجھے کیا کم ہین کیسے لون کیسے پھیر دون افراسیاب جادو نے چاہا کچھ جواب دے خواجہ نے مسکرا کر کہا ہماری سرکار کی سسرال سے جو ملا وہ تحفہ ہے اسکو آنکھون پر رکھو نگا یہ کہکر وہ مالا جیب مین رکھ لیا مدہوش کی مان دوڑ کر عمرو کے قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ یہ زیور حاضر ہی مین نے عمر بھر مین جمع کیا ہے آپ کی نذر کرتی ہون میری بیٹی کو نصیحت و سلامتی مرحمت فرمائیے عمرو نے کہا بی بی ماف ماف کہون یہ کچھ بکر کرون اسنے کہا نہین صاف صاف فرمائیے عمرو نے کہا مانو بیگم

میں بھوکا تھا اُسے نگل گیا لیکن ابھی ہضم نہیں ہوئی زیور تو گل گیا لباس بوسیدہ ہوا اب وہ بھی ہضم ہونے کو ہے
لیکن میں قرضدار تھا اک مہاجن نے چھین لیا میں اُسکا قرضدار ہوں قرضہ ادا کیجیے اپنی بیٹی کو لیجیے مدہوش
کی ماں نے دانت نکال کے طرف ملکہ لعل سخندان کے دیکھا ملکہ لعل نے کہا خواجہ جو کچھ کہو ہم دینے کو موجود ہیں عمرو نے
کہا لاکھ روپیہ کا قرضدار ہوں سود کا ابھی حساب نہیں کیا دو روپیہ سیکڑے کا سود ہے سوائی پر فیصلہ ہو جائیگا
شہنشاہ افراسیاب جادو بیٹھے ہنس رہے ہیں سر ہلاتے ہیں عمرو کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ملکہ لعل سخندان نے
کہا سوا لاکھ روپیہ حاضر ہے خواجہ عمرو نے کہا اب میں صاف کہوں مجھکو خوف پیدا ہوا میں مدہوش کو دیدوں آپ روپیہ
نہ دیں یا مجھکو قید کر لیں تو میں کیا کروں ایک تدبیر کیجیے بیرون قلعہ تشریف لے چلیے ایک نخل کے پاس آپ توڑے روپیہ
کے رکھیے ایک نخل کے سایہ میں میں مدہوش کو نکالکر رکھدوں آپ مدہوش کو لیکر قلعے میں آئیں میں
روپیہ لیکر بھاگ جاؤں ملکہ لعل سخندان نے کہا ہمیں سب طرح قبول ہے یہ کہکر ملکہ لعل سخندان اُٹھی کئی ہزار
کنیزیں ہمراہ روپیے کے توڑے کاندھوں پر رکھے ہوئے بیرون قلعہ آئیں سب نے دیکھا عمرو سایہ میں اک نخل کے
گیا اک قالین کو نکالکر بچھایا مدہوش کو اُسپر نکالکر لٹایا ماں نے جو اسکی دور سے دیکھا بیقرار ہو کر چاہا دوڑے
افراسیاب جادو تو خواجہ عمرو کی مدد کر رہے ہیں اُسکو ڈرایا کہا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا
خواجہ عمرو کے عجائب و غرائب کوئی نہیں سمجھتا ہم بخوبی ماہر ہیں عمرو نے پکار کر کہا ابھی کوئی میرے پاس نہ آئے
روپیہ رکھکر آپ لوگ ادھر آئیے میں اُدھر جاؤں ملکہ لعل نے کہا کہ آئیے ملکہ یاقوت بالائے قلعے سے یہ
تمام معاملے دیکھ رہی ہے غصے میں ہونٹھ چباتی ہے عمرو نے جاکر اُس مال پر جال مارا گلیم اُڑھ کر بھاگا یہاں
مدہوش کی ماں جو گھبرا کر دوڑی میری بچی کہکر مدہوش سے لپٹ گئی پیٹ پر جو ہاتھ رکھا پیٹ میں ہاتھ اتر گیا
ساتھ والیاں کسی نے ہاتھ کسی نے پاؤں تھاما مدہوش کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غل ہوا مدہوش گل گئی
افراسیاب نے قہقہہ مار کہا کیوں بی لعل میاں اخضر صاحب ہمارے یار وفادار عیار طرار عمرو عیار نے کیا کچھ
کیا کام کر گیا ملکہ یاقوت سخندان نے جو یہ غل سنا ملکہ لعل سے پکار کر پوچھا ہیں کیا ہوا لعل سر پیٹنے لگی کہا بہن
خرچ کے آنے کا چیلا دکر چلا گیا سوا لاکھ روپیہ لیگیا یہ سنتے ہی یاقوت کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا دونوں ہاتھ
چھاتی پہ مارنے نہیں بنگا و قہر ایک حباب پر نظر ڈالی حباب پھٹا اُسمیں سے اک شعلۂ آتش نکلا بھڑک کر آسمان پر
غائب ہوا خواجہ عمرو بھاگے ہوئے جاتے تھے دس کوس بڑھا کر خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اپنے بیٹھے
اک نخل کے سایہ میں ٹھہر اکر ذرا ہوش درست ہو لیں تو رُکے ہی تھے دیکھا نخل کی شاخ شق ہوئی شیر برآمد ہوا

غوش کر کے عمرو پر چلا عمرو جست کر کے بھاگا تین طرف اگر جاتا ہی معلوم ہوتا ہی ہزار ہا شیر میرے اوپر چلے آتے ہین
جب قلعہ عقیق نگار کیطرف جاتا ہی تب کوئی شیر قریب نہین آتا صرف ایک شیر بھگاتا ہوا خواجہ عمرو کو چلا آتا ہے
یہان یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان و افراسیاب جادو و ملک اخضر مع ہزارہا عورتین و مرد قلعہ
پر کھڑے تھے کہ سب نے دیکھا عمرو بدحواس بھاگا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا دُہائی ہی ملکہ یاقوت سخندان کی دُہائی شہنشاہ
افراسیاب جادو مجھکو شیر صحرائی سے بچائیے اگر عمرو قصد کرتا ہی گلیم اوڑھ لون گلیم تک ہاتھ نہین جاتا جان کے
خوف مین ہوش و حواس پراگندہ آکر افراسیاب جادو سے لپٹ گیا ملکہ یاقوت نے کہا کیون خواجہ تمنے اتنا
اُدھم کا دیا ہمنے کچھ نہ کہا آپ بہت چل نکلے بہتر اسی مین ہی کہ مدہوش کو حوالے کردو اسی مین خیر ہی ورنہ بہت
بُری طرح پیش آؤنگی اخضر بھی ملبلانے لگا عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمایئے اب تو مین شعبدۂ سحر مین پھنس گیا
مدہوش کو مجھسے لیجیے جب اگر طبل جنگ بجوایئے گا سرمیدان عیاری کرونگا جہان تک آپ سے حفاظت ہو سکے
گنبد کو بچایئے گا اخضر نے کہا خواجہ کیا مجال عمرو نے کہا اسوقت تو مین آپ کے اختیار مین ہون جو کچھ فرمایئے
درست و بجا ہی لیکن مصرع ع خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی ہی ابھی تو بڑے بڑے معاملات پڑے ہین آپ
برائے مقابلہ لشکر مہرخ تشریف لیجائینگے وہان سمجھا جائیگا افراسیاب سے کہا شہنشاہ مین نے آپ کی بات
رکھنے کو یہ عیاری کی آپ میرے ساتھ پھر کوئی فساد نہ کرین مین مدہوش کو دیتا ہون آپ ضامن ہوجایئے
افراسیاب نے کہا نہین خواجہ اصلی مدہوش کو دیدو ملکہ قسم کھاتی ہین خواجہ عمرو نے کہنے سے افراسیاب
جادو کے مدہوش اصلی کو زنبیل سے نکالا سبنے دیکھا زیور و اسباب ندارد میلی سی ساری باندھے ہوئے
ہوش و حواس پراگندہ حضور حضور کہکر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی مان نے مدہوش کی
بُرکر بلائین لین کہا کیون بی بی خیر تو ہی مدہوش کہتی ہی مین تو بجری پر سوار ہونگی نوازا کھیلونگی مچھلی کا شکار
ہوگا سب شاہزادیان مجھکو بلاتی ہین کالی کالی لونڈیان ڈراتی ہین عمرو کی بڑی دور تک عملداری ہی تو قلعے
کے اوپر لڑائی ہو گئی پہلوان کشتی لڑ رہے ہین مال و اسباب جابجا رکھا ہی باغات کے دروازے کھلے ہین
ہم بھی سیر کو جائینگے آمد فصل بہار ہی آپ بھی میرے ساتھ چلیے دیکھیے لونڈی سوختہ لیکر کل زیور مینے اُتار دیا کپڑے
بھی اُتار لیے مگر پیچھا نہ چھوڑا یاقوت سخندان نے فرمایا یہ مدہوش کیا نشے مین شراب کے ہے اپنے ظلم
کی تاثیر دکھاتی ہی افراسیاب جادو نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا آپ تو رخصت ہوجیے ہم ان سے باتین
کرینگے یہ کہکے کچھ اشارہ کیا شیر تو غائب ہوا اسرار تاجدار نے ہاتھ پکڑکر اپنے تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھا لیا کہا

مین دوڑ پڑی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا سحر کہ گذرا یہ آواز میرے کان مین آئی ارے یہ لونڈی آئی ہے اسکو
کارخانے مین داخل کرو زیور و لباس احتیاط سے رکھنا اب جو میری آنکھ کھلی دیکھا اک صحراے لق و دق وادی
بے کنار اُسمین ہزارہا عمارت پختہ بنی ہوئی ہے کئی ہزار مزدور ٹوکریاں سر پر رکھے ہوے ذلیل حقیر افسر کے ہاتھ
مین سونٹا سب کو مارتا پیٹتا لیے جاتا ہے ایک پشتہ کنارے دریا کے ہے سُنا کہ عمر بھر سے بن رہا ہے دن بھر مین
بنتی ہے رات کو موجہ دریا بہا لیجاتا ہے اسی سوچ مین بیٹھی تھی کہ دس بیس لونڈیاں کالی کالی گاڑھے کی چادریں سوکھے
بیجا ہے پھولے پھولے گال موٹے موٹے مونھ سوجے لیے ہوے آئین کوئی تو کہتی ہے اسکو باورچی خانہ مین لیچلو آگ
سلگانے کی خدمت کریگی نصف کھانا پکایا کریگی ایک کہتی تھی بیت الخلا کے دروازے پر اسے مقرر کرو کوے ہنکایا
کریگی ایک کہتی تھی اسکو گدڑی بازار مین بھیجدو پھٹا پرانا جو استاد لوٹ مار کے بھیجتے ہین پیوند لگا لگا کے
بیچا کریگی ایک کہتی تھی بُرا یہ بہت خوبصورت ہے استاد عمرو کسی رئیس کے ہاتھ بیچ ڈالینگے اسکو تکلیف نہ دو
صورت بگڑ جائیگی ہمارے پیر مرشد خواجہ کا نقصان ہوگا ایک کہتی تھی اسکو لیچلکر بازار مین بٹھاو دو روپیہ روز
کمالائیگی استاد کا نفع ہے حضور وہ کنیزین چاؤن چاؤن کاؤن کاؤن کر رہی تھین مین حیران حیران ایک
ایک کا مونھ دیکھتی تھی ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی ایک داروغہ ہٹو بچو کرتا ہوا آیا شملہ سر پر کوڑا ہاتھ
مین اسنے بے بوجھے دو چار کوڑے مارے وہ سب ہٹین وہ ظالم میرے پاس آیا کہا اری زیور تو اُتار ہم
شہنشاہ اوج عیاری کے تحویلدار ہین ہمکو حساب سمجھانا پڑے گا اُسنے سب زیور اُتروالیا ایک میلی ساری دیکے
کہا لباس بھی اُتار دو مین نے حضور کپڑے اُتار دیے یہ میلی ساری باندھلی داروغہ نے کہا جاکر سیر کرو مین بھاگی
جدھر جاتی تھی لڑکے غول کے غول تالیاں بجاتے تھے ڈھیلے مارتے تھے بھاگی ہوئی مین قریب دریا کے پہونچی
بجرے پر شاہزادیاں شکار ماہی مین مصروف تھین اک شاہزادی رحمدل مجھکو دیکھکر مہربان ہوئی اُسنے مجھکو
بجرے پر سوار کیا تسکین دی میرا نام پوچھا مین نے کہدیا کہ حضور لعل سخندان کی کنیز ہون اُس رحمدل
کو سامری سلامت رکھین اُسنے مجھکو قاعدے تبلاے مجھکو سمجھا دیا کہ جس مقام پر کوئی ستائے خواجہ عمرو کی
دہائی دینا یہان ظلم و بدعت کسی پر جائز نہین ہے خواجہ عمرو ایسے عادل کی عملداری ہے حضور مین اُس بجرے
پہ سوار ہوکر شاہزادی کے ساتھ چلی ایکطرف سر اُٹھا کر دیکھا صدہا قلعے اُڑ رہے ہین تو مین چل رہی ہین فوج
والے یورش کیے ہوے جاتے ہین حاکم قلعہ پکارتا ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی اس سال بوجہ خشک سالی خراج
نہین دے سکا ادا کرونگا جو بلغر کیے ہوے جاتا ہے وہ پہلوان آواز دیتا ہے حکم خواجہ عمرو ہے خراج ادا کرو

ہر طرف عمرو ہی کا نام لیا جاتا ہی دو کاندار رعایا ہر مقام پر یہی ذکر ہی خواجہ عمرو بڑے عادل و منصف ہین
یکایک دریا مین باد مخالف چلی طوفان عظیم اُٹھا بجرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین نے آنکھین بند کر لین دریا مین
ڈوب رہی تھی غوطے کھاتی تھی اتنے مین اک غوطہ کھایا دریا مین ڈوب گئی اک نہنگ نے نگل لیا اندھیری کوٹھری مین
پڑی تڑپتی تھی نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی یکایک آواز آئی اُس نئی کنیز کو لاؤ وہی کالی کالی لونڈیان کشان کشان
مجھکو دروازہ شہر تک پہونچا گئین خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا مین نے حضور کو دیکھا وہان کا نقشہ میری
آنکھون مین پھر رہا ہی ساحرون کو اس ذلت و رسوائی سے دیکھا جس نے نام سامری لیا چپتیان پڑتی ہین جب
عمرو کے نام کی دُہائی دو تب امان ملے اُسی ظالم کے نام کا گز و سکہ جاری ہی بڑی دور تک اُس ظالم کی
عملداری ہی دریا صحرا باغات تالاب زراعتین سرسبز شاداب ہین بڑے بڑے پہلوان اکھاڑے جا بجا گھدے
ہین دنگلون مین ٹکٹ جاری ہین تماشین مین چلے آتے ہین میرے سامنے بڑے پہلوان نے کشتی ماری ڈھول
بجاتا ہوا روپیہ لٹاتا ہوا بازارون مین پھر رہا تھا واری اتنے بڑے شہر مین گدا کی صدا نہین ہر شخص خوشحال
رنج و ملال کا نام نہین سب سوپیہ والے اُس بستی مین بستے ہین محتاج کو دیکھکر ہنستے ہین بن بن تو حضور سب جگہ
سیر نہین کرنے پائی برسون سے وہان عورتین قید ہین ہزارون مرد کا نور و دلیس کے نکالے شہر کے ساحرین
پر بڑی مصیبت ہی سڑک بناتے ہین دائم الحبس بھیجے جاتے ہین زراعت معقول زمیندار آباد رعایا دل شاد
ملکہ لعل سخندان نے کہا بس خاموش رہ شہنشاہ کو یہ قصہ پسند آتا ہی خواب کی باتین کرتی ہی کیسی نبیل
کیسا شہر و دیار عمرو نے بیہوشی دی اُس بیہوشی مین یہ خواب دیکھے افراسیاب ہنسنے لگا کہا نہین ملکہ
مین حیرت کی زبانی سُن چکا ہون اُس نے اور غور سے بیان کیا تھا کس پر یہ معرکہ گذرتا ہی حیرت جادو
بھی کئی دن بدحواس رہی یاقوت نے کہا مین ایسے مہملات کو نہین مانتی بس خواب کی باتین خیال مین ہین ہزار
کوڑی کوڑی پر عمرو جان دیتا ہی ایسے اختیارات اُس ظالم کے ہوتے تو پاؤن زمین پر نہ رکھتا ہان لعل
سخندان اب تیاری کرو چلکر سب کو دیکھ لین لعل سخندان اُٹھی ایک آواز مین ڈیڑھ لاکھ نازنینان
زری پوش اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے حاضر ہوئین تخت یاقوتی ہوا پر اُڑتا ہوا آیا جس تخت پر
یاقوت سخندان سوار ہوئی افراسیاب کو پہلو مین جگہ دی دوسرے تخت پر لعل سخندان ایک تخت
پر ملک خضر گوہر گوش چار لاکھ ساحر اسکی پشت پر سبز برہائے آتشین پر سوار کمیدان رسالدار
فوجون کے انتظام کرتے ہوئی ایک ابر گلنار سر پر سایہ فگن دو نہرین جوشان و خروشان سرحد لشکر سے ملی

ہوئیں اُن نہروں پر ہزار ہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اِس دھوم سے سواری ملکہ
یاقوت کی چلی نہریں بھی ساتھ چلی آتی ہیں ہر منزل پر بعد گرد فروکش ہوئے صبح کو پھر کوچ کیا دو کلمہ
داستان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سُنیے بعد ایلچی کے روانہ کرنے کے کوکب نور افشان کو ساتھ لے کر
قصر مرات میں آیا آئینۂ جمشیدی کو معائنہ کرنے لگا جو یہاں معرکہ گذرا خواجہ کی عیاری محفل لعل و یاقوت
میں ذی نوازی معاملہ مدہوشی بچشم حقیقت بین ملاحظ کیا کوکب اُچھل رہا ہے نور افشان سے کہتا ہے اُستاد
دیکھو خواجہ وہاں پہونچ گئے مصور نے افراسیاب کو بیہوش کیا ملک اخضر کو یاقوت نے بچا لیا اب اسرار
تاجدار کے ساتھ تشریف لاتے ہیں نور افشان کو بھی عیاری خواجہ پر وجد ہے کہ رہا ہے عمرو نے امیر اہل اسلام
کی رکھ لی کیوں اے فرزند افراسیاب تو اس خرابی سے گیا کہ بارہ ہزار آدمی مارے گئے تب قلعہ میں نذر ہوا یہ
کیونکر پہونچے کوکب نے کہا اسرار تاجدار کے ہمراہ خدمتگار رہ گئے میں سمجھ گیا تھا کہ قبل روانہ ہونے ایلچی کے
مجھ سے رخصت ہوئے بس کسی خدمتگار کو بیہوش کر کے تخت پر بیٹھ لیے میرا ایلچی تو قاعدہ دان ہے طریقے سے گیا
لعل و یاقوت نے بُلا لیا افراسیاب اپنے غرور میں ذلیل ہوا یہ ذکر تھا کہ کوکب و نور افشان نے
دیکھا اسرار تاجدار ہمراہ میں خواجہ عمرو نامدار تخت سحر آرائے ہوئے چلے آتے ہیں کوکب نے ہاتھ پھیلا دیے
خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا دربار لعل و یاقوت میں پہونچے خوب گائے ماشاء اللہ کیا
کیا شعبدے دکھائے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی ہے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری دبا تو لیا پ نے
ڈالدیا لیکن ایک خرابی بھی ہوئی اخضر ہوشیار ہو گیا وہ جو گیند بلور میں تم سکے پاس ہے اُس سے خبر آئندہ و گذشتہ
معلوم ہوتی ہے اگر وہ اُسکے پاس رہا بڑی خرابی ہو گی عیاری اُس پر غیر ممکن ہے میں اب ملکہ مشتری سے
لشکر اپنا بھی جمع کر بلا کھولتا ہوں ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز شاہزادی و ملکہ محبوب کاکل کت
وزیرزادی ان دونوں کو روانہ کرونگا شاہزادہ ارکان وحشی اور وقت کیواسطے ہیں بران داختر و
مروارید وغیرہ بھی سامان لشکر کشی میں مصروف ہیں اب آپ جا کر اپنے لشکر کا انتظام کیجیے وہ آتے ہی دبا کر
ڈالینگی میں لشکروں کو روانہ کرتا ہوں انشاء اللہ لشکروں سے میدان بھر جائیں افراسیاب بھی اپنے
مقام پر گئے کہا لیان لشکر نور افشان بڑے کر و فر سے آئے لیکن اے شہنشاہ اوج عیاری گیند
کیونکر لوگے علاوہ خبر آئندہ و گذشتہ سحر بھی اُس گیند سے بڑے بڑے پیدا ہوتے ہیں اگر وہ اُس کے پاس
رہ گیا بران و جمشید وغیرہ سب بیکار ہو جائینگے خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے

نخلہاے موزون گلہاے پرمضمون غنچہ ہای ناشگفتہ مکر و غدر نہرہاے صاف و شفاف جس مین ہزار ہا دُر گہر ہای
عیاری صدف مکر مین موجود ہین بعد عرصہ دراز تک ملاحظہ کرنے کے اُس باغ بیخزان سے نکلے ظاہر
ہوتا ہی کہ گل مراد دستیاب ہوا مثل گل شگفتہ لب بشکل غنچہ مسکرا کے کہا ای نونہال باغ نور افشان ای رنگ
و بوی حدیقہ عظم و شان ای برادر با توقیر ای کوکب روشن ضمیر اسوقت مین نے باغ عیاری کی سیر کی صباے
فہم و فراست نے گلہاے رنگارنگ کھلائے چمن فکر کو گلہاے مراد سے مملو پایا نہرہاے سلسبیل اسماے قدرت
سے گوہر آرزو دستیاب ہوے انشاء اللہ بقوت باغبان قضا و قدر چندن ملکہ خضر طبل جنگی بجائیگا اور
میدان کارزار مین آئیگا سر میدان گیند سے ہونگا اس پیر نابالغ کو پکڑونگا میرے اُس کے تکرار ہو چکی ہو مین
کہہ آیا ہون یہ تو خواجہ نے پکار کر کہا مگر کان مین چپکے سے کوکب کے کچھ سرگوشی ہوئی کوکب نے کہا
بچشم خواجہ دربار سے کوکب کے اُٹھے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب نے خورشید روشن رای کو حکم دیا
گلزار نگارین مین جا کر گل گلدستہ طلسم نور افشان سرو نوخاستہ حدیقہ امتحان ملکہ بُران شمشیر زن سے
کہو کہ ہی لشکر تیار کرو ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن لشکر الگ آراستہ کرے ملکہ مروارید
گلنار پوش اپنا لشکر الگ درست کرے بطور چہار دست جمشید بن کوکب کو ہمراہ لیکر تیاری کرے ہماری نوبتی
ملکہ مجلس نے کہا ای نور نظر دیکھین تو لعل و یاقوت سے کیساتہ مقابلہ کرتی ہو ای خورشید روشن راے
دروازے خزانے کے کھلوا دو اشیاے ضروری کا انتظام ہو ہمارے اہالیان لشکر کو کوئی تکلیف نہونے پائے
ایک عرضی خدمت مین نانی امان ملکہ مشتری ستارہ طلعت کے لکھوا دو کل مضمون حال آمد لعل و یاقوت
تحریر ہو بعد اُسکے مسلسل تقریر ہو کہ حجرہ بلا طلسم نور افشان کھولدیجیے چہچون و محبوب اپنے کو پاس ملکہ
بران وغیرہ کے پہونچائین لعل و یاقوت سے مقابلہ ہی ابھی ارکان و حشی کو حجرے سے نکالین اُسکا
وقت اور ہی یہ مضمون لائق غور ہی ملکہ عالم سمجھ جائینگی چہچون و محبوب کو روانہ کر دینگی سب مطلب دلی
حاصل ہونگے خورشید روشن رای اُسی وقت اُٹھا سب کو حکم پہنچانے لگا عرضی ملکہ مشتری کو روانہ کی
لیکن دو کلمہ داستان حیرت بیان اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو مورد آلام و رنج
یعنی ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین ملکہ بران باغ نگارین مین جلوہ فرما ہین جب ملکہ شگوفہ سحر ساز [illegible]
ٹھہری صبح کو جو ملکہ سو کر اُٹھین کنیز نے عرض کی منہ دھو ڈالیے غصے مین جواب دیا ہم زندگی سے ہاتھ دھوئے
بیٹھے ہین کسی شی کی خواہش نہ رہی افسوس باغ عالم سے گل مراد دستیاب نہوا پروانہ جلنے کو پیدا

ہوئی تھی جب تو دل کو قرار نہیں سلطنت و ملک و مال سب خاک ہے زندگی کا قصہ پاک ہے یہ جو ملکہ نے بسرعت
کہا شگوفہ نے اُٹھکر بلائین لین درازی عمر کی دعائین دین پوچھا کیون حضور آج مزاج کیسا ہے دشمن زندگی
سے ہاتھ دھوئین آپ پر ہنسنے والے اپنی تقدیر کو روئین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا اے شگوفہ دل
مین ہزارون ارمان بھرے ہین لیکن بیکار اُنکا نکلنا دشوار ہے آج شب کو ہرکارے نے خبر دی حجرۂ نجم
کھلا چاہتا ہے لعل و یاقوت ہماری خالہ زاد بہنین اُس حجرے کی حاکم ہین لیکن سحر و ساحری مین اُنکا مثل
نہین قبلہ و کعبہ نے غفلت کی بھائی جمشید کی شادی اگر اُنکے ساتھ ہوگئی ہوتی آج یہ آفت نہ ہوتی یہ بھی
مین نے سُنا کہ افراسیاب سے نسبت پختہ ہوگئی اسرار تاجدار کو جواب صاف دیا امر معقول کہا کہ
اب غیر ممکن ہے آجتک کیا قبلہ و کعبہ سوتے تھے عین وقت پر نامہ لکھا شام کو جو یہ خبر سُنی دل پہلو مین سیماب وار
بیقرار ہوا دیدہ منتظر اشکبار ہوا شب ہجر تڑپ تڑپ کر گئی نظم

وگرنہ گو کہ ہے گیسو مین راہ کی گردش
شبیہ شعلۂ جوالہ کھینچ دیتی ہے
ہمارے کوکب گم گشتہ راہ کی گردش
فراق یار مین ہمسے پھرا ہے جہان
دکھائیگی فلک کینہ خواہ کی گردش
جنون مین پھرتا ہے یون سر کے گرد داغ جنون
کرے عدو سے نہ بخت سیاہ کی گردش
ہوے آمادہ گردی یہ ہے کہ رہگئے پاؤن
جو ناگوار ہو اتنی راہ کی گردش

کچھ احتیاج نہین دور جام کی ساقی
دم تلاش اثر میری آہ کی گردش
دل لئے دیتی ہے برگشتہ یار کی مژگان
وہ روز و شب ہین وہ مہر و ماہ کی گردش
کھنچے ہوے چلے آتے ہین دل ہجر مین اشک
کہ جیسے چتر سر بادشاہ کی گردش
پھری زمانہ مقدر پھری فلک پھر جاے
مگر نہ سر کی گئی گاہ گاہ کی گردش

فقط ہے دل کے لئے بخت سیاہ کی گردش
صفین الٹتی ہے چشم سیاہ کی گردش
خلاف سبعہ سیارہ آسمان پہ کر
یہ کسکو تاب کہ دیکھے نگاہ کی گردش
ابھی تو کیا ہے دکھاتا ہے کچھ یہ گردش شب و [illegible]
ملی ہے آنکھ کو دولاب چاہ کی گردش
جو اسکی گردش چشم سیہ کی محو ہے
خدا دکھائے نہ تیری نگاہ کی گردش
ہوا حلال ہین آنکھون کی راہ سے آ و

اے شگوفہ باغ شباب مین ہا گل بھولا کل شباب پژمردہ ہوا غنچہ آرزو نہ کھلا
کچھ کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ اُس شیر بیشۂ صاحبقران شاہزادہ ابرج نوجوان پر کیا گذری کیونکر دریافت
کرین بیان یہ ہنگامہ عظیم وہ شیر بیشۂ جرأت بر سر راہ امید و بیم کسکو بھیجین کون جاکر سمجھائے کہ
اے شہریار اِس راہ پر خطر سے پلٹ جائیے ہوش ربا مین نہ آئیے دل مین تو یہ حسرت ہے نظم

در قتلگہ آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم
یک خلق مرا بیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب
صد بار بیوبا نگذارم دم برگشت
تا چشم کشایم رخ نیکوے تو بینم

عیاری کا یہ اخبار گذرا ملکہ مہرخ پڑھ رہی ہین کہ خواجہ عمرو آگیا پہونچے ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی کہا ماماجان
آپنے غضب کیا قصر عقیق گرا دیا خیریت سے لگے مین یہ خبر سنکر ہول کھا رہی تھی بہت گھبرا رہی تھی کیسے کام کیا
ہوا خواجہ نے فرمایا آپکا اقبال ساتھ تھا ان سے نقصان نہ ہوا مگر بات رہ گئی ملکہ اخضر گوہر پوش سے اک
وعدہ ہوا ہے خدا اسکو لایا آکر سنہ برق تڑپ کر سامنے آیا یہ کہا استاد مجھ سے تو فرمایئے عمرو نے کہا آپ کناری
بیٹھے تجھ سے کیا نہین بات ہی بات ہے عیاری ہی نہین کرامات ہے سر میدان وعدہ کیا ہے کہ اُس پر نابالغ کو
پکڑ بیٹھینگے وہ لوگ باران دیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ دنیا کا لاناگ ہے اس ضعیفی مین انکو کا مزاج آگ ہے
اور میان مصور تو ہمیشہ سے پیچھے ہین شراب پینے پر مرتے ہین بتعجیل بیٹ بیٹ ہوگئے جورو صاحب بھی انکی
بیہوش ہوگئین شہنشاہ ہمارے طرفدار ہوگئے بڑی مدد کی مین نے بھی انکی خوب تعریف کی یہ ذکر تھا کہ چوبدار
نے آکر خبر پہونچائی بوقت سحر ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان کی آمد ہے ملکہ حیرت جادو خود تو تشریف
نہین لے گئین وزیر زادیان بازارین وغیرہ لے گئین حکم حاکم صادر ہوا ہے بازارین از لشکر ملکہ
حیرت جادو تا بصحرائے نیلوفری آراستہ ہون خیمے پلین بارہ کوس تک استادہ ہوگئین بر سر کوہ نیلوفر
سامان روشنی بھی ہو رہا ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا باغبان قدرت سے ارشاد ہوا فوراً باغبان نے
بارگاہ زربفتی نکلوائی جو بروز قتل صنعت جادو مین آئی تھی باغبان نے اسے استادہ کرایا کنارے سے
لشکر کے تا بارگاہ سائبان دیا و قریب قریب بارگاہ ہین ملکہ بہار و مخمور و برق تابع برعد و برق و خورشید
زرین مجرہ وغیرہ درست ہوگئین اہالیان لشکر کو تین و دربان تقسیم ہوئین شب بھر اسی تیاری مین
بسر ہوئی ناگاہ شہنشاہ اقلیم خضری حاکم صحرائے نیلوفری ماہتاب عالم افروز منزل ہستی روز کو طے کرکے
داخل قلعہ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش یعنی آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تختۂ عمل
زرنگار کھل گیا نسیم سحری چلی بڑے بڑے تارے فلک نیلی پر جھلملا رہے ہین طائران زمزمہ سرا صفت معبود
مین ترانے گا رہے ہین ہر سمت سے جھونکے ٹھنڈی ہوا کے آ رہے ہین قطعہ

خروس صبحدم آواز برداشت — عنادل لحن دلکش برکشیدند
سمن از آب شبنم رو بشست — بنفشہ جعد عنبر بو برو شست
فوج انجم ہوئی گریزان سب — ستہ خانہ سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اک بار — مہ انجم سپاہ رو بفرار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت — نحات غنچہ از رو در کشیدند

نظم

عالم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
ملکہ مہ جبین تخت پر آکر جلوہ فرما

ہوئیں اب سنانا جلوس سواری کا مثل باد بہاری نمایان ہوا ماہی و مراتب کوس بہیبت قرق زنجیر فوجین گویا دریا
کی موجین تازیانان او زخمان [illegible] ساتھ ایک ابر یاقوتی سر پر کھنچا ہوا آگے تخت ملک حضر
پاپوش سنہری [illegible] پشت پر تارنگہ ساحران غدار یا خدا و بد جمشید سامری
کی پکار رکھہ ساحرا اژدر [illegible] آتش نشان [illegible] سیاہ کے گھوڑے ہاتھون بہت بات بات مین کسی کی دسون
انگلیان مثل بخشا خچے روشن شعلہ جوالہ ہمہ تن کوئی ہزار آتشین پر کوئی ساحر محیل تحر کے فیل پر سوار
کچھ اتنا ہاتھوں مین [illegible] زنجیر طلائی [illegible] مین لٹکی ہوئی یہ پرے کے پرے ظاہر ہوئے
حیرت جادو [illegible] سوت آئی ہے اب جوتیان پڑینگی حیرت سے
شاری مین [illegible] ایک ایک سر توڑ ینگی افراسیاب گھوڑی کو
دوڑاتا ہوا آیا گھبرا کر کہا اے ملکہ عالم برائے استقبال ملکہ یاقوت و لعل چلو نسبت میری پختہ ہو گئی دیکھو کیا بار
او چکی ہین ایک کے ساتھ نسبت ہوئی دونون گھر مین ڈال رکھا حیرت نے ہنسکر کہا آپ کو غیرت نہین آتی
عمر ہے جار وہان بھی چونہ لگایا افراسیاب نے کہا کہ کیا ذلیل ہوا تو مجھے کیا مین تو سچا ہوا خوب وقت پر سوجھا
ملکہ اسکی کیفیت بیان کرونگا حیرت جادو اپنے مقام سے اٹھی کہا مین تو مہمان سمجھ کر جاتی ہون ورنہ میری
پاپوش استقبال کرتی یہ کہکر اشارہ ہوا کہا پریون نے تخت اٹھایا افراسیاب اہتمام کرتا ہوا حیرت جادو
کے ہمراہ چلا خود زبان سے ہٹو بچو کہتا جاتا ہے ادھر تخت یاقوت ادھر سے تخت حیرت جادو بیچ لشکر مین سامنا
ہوا یاقوت سخندان بھی تخت سے اٹھی ملک حضر کو حیرت جادو نے سلام کیا یاقوت سخندان نے ملکہ حیرت
جادو کی تعظیم کی بلا کر لیکر اپنے تخت پر بٹھا لیا افراسیاب جادو نے پایہ تخت پر ہاتھ رکھدیا گلچینی دونون کے
گلشن جمال کی کر رہا ہے یہ ماہتابان وہ مہر درخشان ایک برج مین دو گوہر آبدار ایک مجمع مین دو ستارہ تابدار
ایک حسین دوسری مہ جبین یہ شعلہ جوالہ وہ آفت کا پرکالہ یہ حاکم عشوہ و ناز وہ حسینون مین سرفراز یہ با صد حشمت و
شوکت و حشمت افراسیاب کے بند قبا ٹوٹ گئے اپنے آپ مین نہین ہے پایہ تخت سے لپٹا ہوا گرد وزرا امرا
ساحران طلسم ہوشربا حاکمان دربند ساحران خود پسند سراپا بریق مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت
نے پوچھا ہوا حیرت جادو دشمنون کا لشکر کہان ہے حیرت جادو نے انگلی سے اشارہ کیا اتفاق قضا و قدر ملکہ
لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی ہے کنیزون سے جو اسنے پوچھا واقف کارون نے تخت ملکہ
مہ جبین کا اشارہ کیا لعل نے جمال بے مثال مہ جبین کو دیکھکر آہ کی بے اختیار رو دی کہا یہ شاہزادی کون ہے

صرصر برابر موجود تھی اُس نے کہا ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر شہنشاہ کو نہیں پہچانا لعل نے دانتوں کے نیچے انگلی دبا کر کہا ہو ہمصر صر دختر شہنشاہ طلسم ہوشربا کو سلطنت لشکر باغیان کیون ملی صرصر نے کہا وہ سامنے دانگل شوکت پر جو شیر بیٹھا جھوم رہا ہی یہی فتاح طلسم ہوشربا ہی مہ جبین اُسکے ساتھ نکل گئین سب لشکر کی افسر ہین معشوقہ اسد دلاور ہین ادھر سے جو لعل نے نگاہ پھیری جمال جہان آرای اسد نامدار پر نگاہ پڑی دیکھا اک جوان صف شکن تہور شعار جلالت آثار چہرہ آفتاب علا لمتاب آنکھین رشک دیدۂ غزال جبین انور ماہ آسمان کمال سطوت و صولت چہرۂ زیبا سے آشکار جوان نامی و نامدار اسد نے بھی دیکھا ایک نازنین گلنار پوش اس جانب دیکھ رہی ہی ضرغام شیر دل پہلو مین کھڑا تھا اُس سے کہا حضور ذرا انکے پیچھے لعل سخندان آپ کو دیکھ رہی ہی اسد غازی نے کہے سے ضرغام کے ذرا مونچھون پر تاؤ پھیرا خود زرین کو کج کیا نگاہ چار ہو گئی اب تو چھریان چل گئین صف مژگان آمادہ حرب و پیکار ہوئین سراپا پر اسد نے نگاہ ڈالی دیکھا ایک ماہ پارہ گلگون پوش آنکھین رشک نرگس شہلا خوبصورت نقشہ سراپا مین افسونگری نگاہون مین ساحری ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار بادۂ شباب سے مست و سرشار دونون نے گلیچون پر ہاتھ رکھ لیے لڑکھڑاتی ہوئی جو لعل سخندان ملی صرصر تو بلاے روزگار ہی تیور کو دیکھ کر کچھ سمجھی کہا کیون ملکہ مہ جبین کیا خوش نصیب ہی کیا شوہر عالی مرتبہ ہی کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نذر کردۂ بزرگان صف شکن تیغزن لاکھون مین اکیلا لڑے بڑے درہم و برہم کرے وہ دوسرا جوان لباس صندلی رنگ پہنے جو پہلو مین بیٹھا ہی صندلان صندلی پوش لقب ہی جرأت مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا طلسم کشا نے جا کر اُسکو زیر کیا جو پہلوان آیا اسد غازی غالب ہوا مقدمات سحر و ساحری سے ناچار ہی ورنہ آگر تخت افراسیاب اُلٹ دیتا ان لشکر دین کی حقیقت جانتی ہی لعل سخندان نے سر جھکا کر کہا ہان ہو گا ہمین کیا مطلب ہی مہ جبین کو مبارک ہو ہم تو ان سے لینے آئے ہین صرصر نے کہا عاشق مزاج بھی ہی حسینون کے سر کا تاج بھی ہی ملکہ مہ جبین کو قبضے مین کیا ملکہ لالان خونقبا دختر خداوند داؤد سے عاشق ہو کر ملک داؤد بیہ ویران کرایا کا رخانہ خدائی کو مٹایا بس دو معشوقین اس جوان کے قبضے مین ہین دونون بے مثل و بے نظیر ہین ایک شب اس بارگاہ مین ایک سب اُس بارگاہ لالان خونقبا مین دونون معشوقان طناز عاشق جمال طلسم کشا ہین خدمتگذاری مین مصروف رہتی ہین لعل سخندان دل مین سمجھ کر خاموش ہو رہی صرصر کو کچھ جواب نہ دیا دل مین پیچ و تاب کہ ای لعل اس محبت کا کیا انجام ہو گا کنارے بر لشکر کے جو زیادہ ٹھہری یاقوت نے کہلا بھیجا واسطے

لشکر کے مقام تجویز کر و لعل سخندان نے سامنے کوہ نیلوفری جو اسی کے دامن مین لا کر لشکر اُتارا ملکہ یاقوت
سخندان ملکہ لعل سخندان ملک خضر کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی حیرت جادو پہونچا کر الٹی طرف اپنی
بارگاہ کے چلی بیرون پرایا پہونچ کر ہو کر غصے مین بھری ہوئی افراسیاب جادو تو وہین ٹھہر گیا برائے
ملکہ یاقوت سامان شتاب کر رہا ہے صرصر و صبا رفتار و سرسرا دا ہریق وغیرہ نے کل سامان کر دیے شراب کے
عمدہ سے میخانے بھر دیے ہندوستان سے طائفے بلوائے ہین اُن سے حکم دیا جا کر مصروف رقص و سرود ہو
یہان حیرت جادو جو بارگاہ مین آئی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹ رہی افراسیاب کا ٹھہر رہنا ناگوار ہوا کہ صرصر
ہنستی ہوئی آئی حیرت جادو نے کہا بوا صرصر آج بہت ہنستی ہو کیا کچھ پڑا پایا عرض کی واری اک نیا گل
پھولا چاہتا ہے کوئی راستہ بھولا چاہتا ہے مین نے بھی آگ لگا دی اسطرح صرصر نے جو کہا ملکہ حیرت چھپر کھٹ
سے اُٹھ بیٹھی کہا بوا صرصر مجھ سے تو بیان کرو عرض کی اسوقت کی لونڈی کی بات یاد رکھیے گا بی لعل سخندان
اسد غازی پر بھیلی ہین حیرت نے کہا بوا صرصر ایسا نہین ہو سکتا وہ بھی گھر مین افراسیاب جادو کے
بھیجیگی بیری سوت بنیگی صرصر نے کہا ملاحظہ کیجیے گا اسوقت اُسکے تیور اور ہو گئے ہین یہ اسد غازی کی
خوب تعریفین کر دین کہہ دیا جوان عاشق مزاج ہے سیکڑون شاہزادیان اُسپر مرتی ہین بی مہ جبین نے
اٹھارہ سو لک پر لات ماری اپنے باپ سے مقابلہ کر رہی ہین لالان خونقبا کا بھی حال سنا دیا کہ خدائی
شاکر آئین لوح بھی دلوائی تھی پھر تسخیے سے نکل گئی دیکھیے مین جا کر خبر لاونگی مفصل خبر سناؤنگی یہ
تو ظاہر ہے کہ اسد غازی نے بھی پسند کیا نشہ شراب شباب مین وہ بھی مست ہے اگر اپنے عیار برق ضرغام
سے کہیگا وہ عیار ہے گرفتار کر کے لیجائیگا حیرت نے کہا سنا مری جمشید السا کرین بھری بہن پر طعن و تشنیع
کرتی ہین بوا بہار نے ہمکو بہت بدنام کیا آج اشارے کنائے مین ڈرائی تھین مین نے بھی جواب دیا کہ
تمہارے سحر توڑنے کیلیے سوت کو بلایا ہے کیون صرصر ہمارا کیا نقصان ہے اگر یاقوت کے ساتھ شادی
ہو گئی ہے مجھ سے بے اعتنائی کرینگے اپنے میکے چلی جاؤنگی باپ میرا حیات جادو بادشاہ جلیل صاحب سامری
ہے کئی مرتبہ اُنھون نے نامہ لکھا کہ بیٹا میرے اگر دشمنون کو شاد دل مین نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا افراسیاب
مغرور ہے آپ کے ساتھ اچھی طرح اگر نہ پیش آیا تو مجھے ملال ہوگا باپ کی دلشکنی کا ضرور خیال ہوگا ان
سبھون کی کیا حقیقت ہے وہ ان سب پر سحر مین غالب ہین مدت سے مدد کرنے کے طالب ہین اس خرد ماغ
کے مزاج سے ڈرتی ہون میرے بھائی مارے گئے لیکن اس سنگدل نے مجھکو پرسا بھی نہ دیا ایک دن یہ بھی

نے کہا کہ نیرنگ و گیرنگ کا مجھکو قلق ہی دانی اماں سوسن زباندار کے قتل ہونے پر خورسند ہوا کہتا ہی میں
کسی کی مدد کا طلبگار نہیں ہوں میری بچی تو گھبرائی ہی کہ میں اپنے باپ کو بلواؤں اگر کچھ بھیجوں اگر قیامت
برپا کریں صرصر نے کہا اب تو حجرۂ نجم کو ملاحظہ کر دیجیے کہ کس طرح کے ہوتے پڑنے میں مجھکو خبر ملی ہی اہالیان
لشکر طلسم نورانشان نے بھی لشکر کشی کی صبح سے آمد شروع ہو جاے گی کوکب نے بھی حجرۂ بلا کھولا
ملکہ جیحون سبزپوش زباندراز شاہزادی محبوب کاکل کشا دیرزادی اماں الا بارگاہ جیحون کا لے کر
آگے بڑھ چکی ہی وہ لوگ بھی وقت پر آئین گے سب تدبیریں ہو رہی ہیں حیرت تو منہ لپیٹ کر لیٹ رہی
صرصر برائے حفاظت لشکر نکلی یہاں اسد غازی کو بھی لعل کا خیال اندر بارگاہ کے جلسہ آراستہ ہوا
خواجہ عمرو بھی تیور کو اسد غازی کے دیکھ رہے ہیں پوچھا کہو ای شیر دل مزاج کیسا ہی اسد نے کہا
میرے انتشار کا باعث ظاہر ہی ایسے ایسے دشمن آگئے ہیں خدا ہمارے سرداران نامی و ساحران گرامی کو
ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچاے حقیقت میں ایسے سحر کبھی دیکھے تھے وہ شہزادیاں ساتھ آئی ہیں ہزارہا طائر
دم بدم زمزمہ سرائی کرتے ہیں ایسی جادوگرنیاں حاکم مالک عجائب و غرائب نگاہ سے نہ گذری تھیں عمرو
نے کہا ذرا اس زمانے میں عاشق مزاجی کو کام نہ فرمائیے گا جتنے آئے ہیں سب تمہاری جان کے دشمن ہیں
میں نے دیکھا تھا آپ لعل سخندان سے آنکھیں لڑا رہے تھے یہ جادوگرنیاں صورت ظاہر سے آراستہ
ہیں باطن ان سبھوں کے خراب ہیں تم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے تھے وہ خونخوار بہ نگاہ دشمنی اپنا عہد کر کے
چلے جاؤ تنہائی میں ملاقات ہو سر تمہارا کاٹ کے پھینک دیگی میں ابھی جاکر مہ جبین سے اور لالان خونقبا
سے کہتا ہوں کہ یہ خیمے سے نکلنے نہ پائیں اسد نے کہا نانا جان یہ آپ کو ناحق کے خیالات ہیں مہینوں آپ نے
مجھکو شکارگاہ میں چھوڑا لشکر میں آنا موقوف کر دیا اب پھر آپ یہی چاہتے ہیں میں بارگاہ سے نکلنا موقوف
کروں میں اب تک یہ بھی نہیں جانتا لعل سخندان کون ہی اور یاقوت سخندان کون ہی عمرو نے
کہا ہمنے سمجھا دیا اب آیندہ تم جانو ان ظالموں سے دل لگانے میں سراسر جان کا نقصان ہی اسد غازی نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا یہاں دربار میں ملکہ یاقوت سخندان کے افراسیاب جادو مثل چاکران کمترین
حاضر ہی گلشن جمال معشوق کی گلچینی کر رہا ہی اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں مصروف ہی نازنینان مہ جبین کو
آواز دے رہا ہی کہتا ہی فلان طائفہ لاؤ ساقی بچوں کو بلاؤ طائفان ہند سامنے ملکہ یاقوت کے رقص
کر رہے ہیں ایک حور روش خوش آواز عقیل فہیم دمباز آکر سامنے کھڑی ہوئی یہ غزل تعریف میں یاقوت

کے گانے لگی غزل

دل صد چاک جاتا رہا ہی خط رخسار روشن کا
حقیقت میں بہت سبزہ گھونٹ کرتا آب آہن کا
ریگا فیض مجھسے باد پیرگردی کا کیا دعوی
قدم رکھتا نہیں ہرگز زمین پر جسکے توسن کا
نہیں کسقدر تھا قتل عاشق پیکر قاتل کو
بس روز تم صحرا ہو گنبد میرے مدفن کا
اُڑاتا ہو زمین پر رنج جسکے جب یاد آتا ہی
قلق جی چھوٹ جاتا رستم و زال و تہمتن کا

لکھا مشہور حور اُس یار کے چمن رعدی روشن کا
گماں کرکس نے دیکھا ہی نگہبان مہ کے خرمن کا
لٹکتے ہیں گلے بنکر طوق طلائی رشک ہو مجھکو
ازل سے ناز پروردہ ہوں میں کسکے ہمرا ادا اس کا
نے گلگوں ہوتا ہی چراغ چشم دل روشن
اُتار سرمرا گیا بوجھ اُتارا اپنی گردن کا
دہ جو بن ہی تیرا ہی حور عالم کے مرقد میں
گلگشت تماشا کرتا ہے جلیا وہ دامن کا

ہوا دیوان پیدا نے بگلشن صبح گلشن کا
سوا میرے گلا کون ہے کی تیغ تیز پر رکھتا
کہ ماہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا
فلک سیر سکو کہنا زیب ہی اللہ رے شوخی
دہ ویرانی پر جو کرتا ہی اکثر بہار روغن کا
پھرا ہوں میں کسکی چشم میگوں کی محبت میں
کوئی نقشہ دیکھا آجتک ہیں رنگ روغن کا
کسی نے بہلوان عشق سے بالا اگر پڑتا

ناگہ بجنبش و نشاط گرم ہوئی چہرۂ بے نظیر یاقوت سخندان پر نقاب حجاب و شرم

ہو افراسیاب جادو طرف ملکہ احتضر کے متوجہ ہوا ملکہ احتضر نے بلبلا کر کہا اے فرزند طبل جنگی بجوا افراسیاب جادو خوش ہو گیا فوراً صرصر کو بلا کر حکم دیا ملکہ حیرت سے جا کر عرض کر و طبل جنگی بجوا دیجیے صبح کو دشمنوں کا خاتمہ ہی صرصر نے جا کر دیکھا ملکہ حیرت منہ لپیٹے ہوئے پڑی ہے صرصر نے حکم پہونچایا حیرت نے کہا جا کر کہدو طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی خبر دور پر خدمت میں ملکہ مہ جبین کی حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا خبر نوازش طبل جنگی پہونچائی عمرو نے فرمایا تعجب کی بات ہے طبل جنگی بجگیا بُران وغیرہ نہیں ہیں مہ جبین کو کب نے ہمسے کہا تھا کہ ہمنے سب کو فرداً فرداً روانہ کیا ہمارے واسطے اُس نے حجرۂ بابا بھی اپنا کھولا کچھ انجام ٹھہرا میں جا کر تحقیق کروں مہ جبین سے کمکر عمرو نے جبل جنگی تو بجوا دیا لیکن رات ہی کو طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا یہاں چار پہر رات تیاری رہی جبکہ یاقوت رمانی آفتاب عالمتاب بصد رعب و داب بدخشان مشرق سے برآمد ہو کر خزانۂ چرخ نیلی میں داخل ہوا جوہری چرخ کنلھا شعاع کا دیکھکر جوہر شناسی کرنے لگا کوہ و دشت و بیابان گلزار ہو گیا ملکہ یاقوت سخندان طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آئی نقیبوں نے جوش مارا ملکہ لعل نے صفیں آراستہ کیں افراسیاب جادو نے جا کر حیرت کو بیدار کیا حیرت بصد حیرت و عبرت تخت پر سوار ہو کے قلب لشکر میں ٹھہری افراسیاب جادو مع وزیران سلطنت و شیران ابت صف سے آگے بڑھا ابھی نقیب نقابت نہیں کرنے پائے میدان کارزار آراستہ نہیں ہوا ملکہ مہرخ بایہ تخت مہ جبین پر ہاتھ رکھے ہوئی آمد لشکر افراسیاب جادو و یاقوت سخندان وغیرہ کو ملاحظہ کر رہی ہیں ایک جانب بہار صف آرا ہی

کنیزان بہار رو نوجوان کمسن صاحبان ناز و کرشمہ موسوم بہ گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و شمشاد و غنچہ دہن و نازک اندام و گل پیرہن اپنے اپنے مقام پر صف آرا ہیں پشت پر بہار کے تاج پر بہار آنکی جانب ملکہ مخمور نامدار سب حیرت میں ہیں کہ کیونکر مقابلہ ہوگا مہرخ کو خواجہ کا انتظار کہ آنکی راہ سے امید نظارہ ہی ہوتی بہار سفید کیے کھڑی ہے اسد غازی پشت مرکب باد رفتار پر مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی جالب قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوئے بعہدۂ سپہ سالاری زیر سایۂ علم شیر پیکر جلوہ فرما ہیں کہ ناگاہ آسمان پر نوبت نقارے کی صدا آئی اور صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیمابی آسمان پر تڑپتا ہوا سامنے آ کر شق ہوا ابر سیمابی کا اضطرار موقوف ہو گیا اب سب نے دیکھا ایک جوان خوش رو بلند و بالا پشیر دشت نبرد جلالت چہرے سے آشکار تہور شعار گردن پر فیل مست کی سوار چتر علم زرنگار کی بغل میں دبی ہوئی شقہ علم زرنگاری کھلا ہوا اس پر تعریف کو سب تفسیر حمد مالک تقدیر و نعت رسول کبیر بخط جلی تحریر پشت پر دو لاکھ ساحران نامی و نامدار مرکبہائے پرند پر سوار چلے آتے ہیں شان و شوکت دکھلاتے ہیں یہ لشکر ہوا الصمد جاہ و حشم شہنشاہ پری جبیں زریں علم آ پہنچا افراسیاب جادو دیکھ کر جل گیا ملکہ یاقوت سے بڑھ کر کہا آپ کے خالو صاحب کا جیش و لشکر گرد فر آگیا ادھر سے باغبان قدرت برائے استقبال شہنشاہ پری جبیں زریں علم پہنچا پری جبیں اختر طلائی تھی سے افراسیاب کو ایک جانب ٹھہرایا اثر دران آتش فشان پر بارگاہیں اور خیمے جا بجا استادہ ہونے لگیں پری جبیں ٹھہرنے نہ پایا تھا لشکر کو جا رہا ہے کہ ابر گلنار آسمان سے ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا ہزارہا زنیان زریں پوش بصد جوش و خروش طائران زریں بال پر سوار ایک حور پیکر ماہ رخسار بیچ میں تخت پر ملکہ اختر پھیلاتے فیل پیکر سرنگین پر فن تخت زریں پر سوار پشت پر ہزارہا جلوہ دار اس شوکت و شان سے اختر چلی آکر مہرخ کو سلام کیا مہرخ ہوی کا گل کشاد وغیرہ برائے استقبال بر جبیں ملکہ اختر کا لشکر پری جبیں زریں علم کی فوج سے مل گیا غنچۂ آرزوئے پری جبیں کھل گیا ٹھیک دوپہر کا وقت ہے دونوں لشکر تھمے ہیں ملکہ اختر نے آتے ہی قصد کیا کہ لشکر دشمن پر جا پڑوں مہرخ نے گلے سے لگا یا فرمایا اے اختر برج شفق ای ماہ آسمان ہما نہاری ابھی نقاہت وغیرہ نہیں ہونے پائی یہ کلام تھا کہ مرا ابر فیروزہ نمودار پہلے سے کوہ سے بصد شکوہ اٹھا اس ابر گوہر نگار میں چشمک زنی برق از جنوب تا بہ شرق ظاہر ہے سب نے دیکھا دوسری پری کو کب کی ملکہ مروارید گلنار پوش بڑی دھوم سے آ پہنچی بہار نے بڑھ کر تعظیم کی ملکہ مہ جبیں کو آکر سلام کیا اسد غازی کے قدموں کو بوسہ دیا بیروں پوچھا باقی تھا کہ آسمان سے ایک لکہ ابر مختصر کس دھوم سے اٹھا

اُس ابر سے گانے کی آواز صدای نوبت بہ ساز بلند ہی وہ ابر دہوندھکار بصد شوکت ووقار قریب لشکر
مہرخ نامدار آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ مجلس جادو اک تخت پر سوار دو پلڑی کلاہ سر پر کرتا آب رواں کا
زیب جسم انور مشروع کا پاجامہ زیر پا ئی زرد وزی کی ہیڈ ھیان گندھی ہوئیں نازنین خوشرو طوق
طلا زیب گلو ہیکل مرصع کار گرد بارہ سو نازنینان کمسن لڑکیاں تخت کو گھیرے ہوے تخت پر اک مختصر سی
برات آراستہ گڑیان مسندون پر دلھن بنی ہوئی برات آکر اتری ہی دولھا کے سر پر سہرا بندھا ہوا رومال
منھ پر رکھے ہوی شربت پلائی ہو رہی ہی دوانیان جوانیان کھنا کھن کر رہی ہین اس شان وشوکت سے
ملکہ مجلس اُس جلسے مین آکر پہونچی خبر دی ہی ملکہ بران بھی آتی ہین مجلس نے آکر انتظام لشکر کیا کنیزون نے
پرے باندھے ملکہ مجلس لشکر افراسیاب جادو پر نظر ڈال رہی ہی یہی قصد ہی کہ لشکر دشمن پر جا پڑون ملکہ
مہرخ سمجھا کر روک رہی ہین کہ بی بی ابھی تامل کرو ملکہ بران بھی آجائین تمھاری جانب سے پیشقدمی جائز
نہین ہی تب مجلس جادو رکی قریب شام اک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمکا ابر زعفرانی مین ماہ تابان
کا فروغ ہزارہا ستارے چمکتے ہوے لگ ہے ابر کڑکتے ہوے ہزارہا برقین لوٹ کر زمین پر گرین رعد گرجا دل
ساحرون کا ہلنے لگا اُس ابر کو دیکھ کر دل پر دشمنون کے ابر الم چھا گیا تعلب ملا زمان افراسیاب جادو کا
تھرا گیا وہ ابر یکایک پھٹا سب نے دیکھا صفدر وصف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد رعنائی وزیبائی ہنس کی
سوار پہلو مین شگوفہ سحر ساز وزیرزادی پشت پر فوج ظفر موج ہنس زمین پر اُترا سب نے تعظیم کی ملکہ مہرخ
نے بڑھ کر گلے سے لگا لیا پوچھا خواجہ عمرو کہان ہین قصر جمشیدی مین ہین ملکہ بران نے جواب دیا والد نامدار سے
کلام ہو رہے ہین انجمن مشاورت منعقد ہی گلشن مشورے کی بہار دیکھ رہے ہین مقابلے مین کیا دیر ہی ملکہ
مہرخ نے فرمایا شب کو طبل جنگی بجا تھا آپ لوگون کی آمد مین لڑائی معطل رہی اب لشکر واپس ہو گا افراسیاب
جادو نے جو دیکھا کہ شام ہو گئی ملکہ یاقوت نے اپنے لشکر کو پھیرا اُدھر لشکر مہرخ پلٹا ملکہ بران نے الگ
بارگاہ استادہ کرائی ملکہ اختر مروارید برجیس ملکہ کو گھیرے ہوے جاتے ہین کہ ہزارہا نوبت نقارے
بجنے کی نوبت آئی اتنی بڑی گرد اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا شعر از دامن دشت کوہ اورنگ
گرد سے برخاست تو تیارنگ نہ دیکھا سب نے آگے آگے بلور چہار دست جام صہبای جرأت سے
مست مرکب باد رفتار پر سوار چار ہاتھ دو کی مٹھیان بند ایک مین سپر ایک مین شمشیر دست صولت
شوکت کا شیر شاہزادہ جمشید بن کوکب روشنضمیر تخت زرین پر سوار ہین لاکھ فوج ہمراہ ملکہ بران وغیرہ

برائے استقبال جمشید بن کوکب روشن ضمیر پلٹ پڑیں جمشید کو سب نے بیچ میں لیا مصاحبان سرفروش سایہ میں
تلواروں کیلیے ہوئے اگر داخل بارگاہ زرنگار ہوئے بیچ سے قناتیں ہٹا دیں بارگاہ مہ جبین سے بارگاہ
فلک اشتباہ ہژبران ملک استادہ ہوئی بارگاہ پر ان میں شاہزادہ جمشید تخت پر جلوہ فرما ہوئے گرد تمام شاہزادیان
مصاحبان ذیجاہ فلک جرأت کی ماہ اپنے اپنے مقام پر کرسیوں پر متمکن ہیں ادھر ملکہ مہ جبین الماس پوش
تخت طاؤسی پر پہلوے تخت میں دلگل اسد نامدار مہرخ عالی وقار رود بہار گلعذار و مخمور پایندہ حسن سے
سرشار و رعد برق و برق لامع ستہ ستمگر سردار روح روان طلسم ہوشربا باغبان قدرت و ملکہ
اسرار و ماران زمین کن وغیرہ بصد جاہ و جلال چالیس مشیر چالیس وزیر اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما
ہوئے لیکن یاقوت سخندان جو واپس آئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ میں پلٹ گئی افراسیاب جادو نے
ملکہ یاقوت سخندان کے آیا اخضر سے کہا آپ ان سب کو عزیز دار جانتے ہیں دیکھیے برائے مقابلہ سب صاحب
تشریف لائے ہیں کس زور و شور سے لشکرکشی ہوئی پر ان تو ہر وقت آمادہ حرب و پیکار ہیں دریائے خون
روان پر پڑے زور و شور سے لڑیں بڑی بڑی تکلیفیں ان لوگوں نے ہمکو پہنچائیں اگر ان کا قدم درمیان
نہ ہوتا اہل اسلام نہ تھم سکتے مہرخ وغیرہ بھاگ جاتیں بلاوجہ یہ ساربان زادہ طلسم نور افشان
شہنشاہ کوکب نے ہمارے رنج دیے کو اس حقیر ذلیل کی بڑی آبرو دی استقبال کیا بڑی ناز
خاطرداری موجود رہیں یہاں صنعت نے اک سحر کیا میرا بھی شعبدہ شریک تھا میان کوکب نے
چہاردست کو روانہ کیا پہلی مدد دی پر بلور چہاردست نے کچھ ہمارا پاس نہ کیا مہرخ وغیرہ کو چھوڑ
اب آپ سے تو خون شریک ہیں دیکھیے فردا فردا لشکر آئے ہیں شہنشاہ برجیس زرین علم علمدار نامدار
خاص لشکر کوکب کے سپہ سالار بصد شوکت آئے حضرت اب کوکب و نور افشان کا آنا باقی ہے جس وقت کوئی
مصیبت انپر پڑیگی دونوں استاد و شاگرد پیٹ پکڑے ہوئے دوڑے آئینگے نور افشان کے حرکات
پر کلیجے میں ناسور پڑ گئے جب مشعل کو عمرو نے پکڑ لیگیا تو میں جا پڑا حسین خیمہ میں عمرو نے لیجا کر لاشہ ہائے
سرداران مردہ رکھے تھے خیال میں آیا انکو چھین لوں حملہ دونوں میان نور افشان سامنے آ کر
میرے کھڑے ہوئے مجھسے آنکھ ملائی شرم نہ آئی بالاعلان فرمایا افراسیاب اگر اسکی گردن مارے گا تو
تیرے سر پر پڑیگا میں نے استادی کا پاس کیا پلٹ آیا وہ اپنے تئیں کیا سمجھے افراسیاب دیکھا ہر
مقام پر مدد کی بیرنگ دگر رنگ برادران ملکہ حیرت کو قتل کرایا کیا شکایت کروں ملکہ یاقوت سخندان

نے کہا ہم ابھی رفع حجت کیے لیتے ہین یا تو بی بُرّان وغیرہ چلی جائین ہمارے مقابلے مین نہ آئین یا مثل مہرخ وغیرہ انکو بھی انھین نہرون مین ڈبو دونگی خالو صاحب کا پاس نکرونگی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون نامہ خواہشیرہ بُرّان عاشہر بارے چند ساعت ہمکو سرفراز کیجیے ہمارے آپکے بمقدمہ جنگ صلاح ہونا واجب و لازم ہی مہران نامے ایک کنیز تھی اُسکو نامہ دیا کہا ہاتھ مین جاکر بُرّان کے دینا کہنا آپکو بلایا ہی اگر آپکو آنے مین عذر ہو ہم آپ کی بارگاہ مین آئین مہران نامہ لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ دربار ملکہ بُرّان اوج پر ہی خواجہ عمرو بھی ایک جانب جلوہ گر ہین شگوفہ نے بڑھکر عرض کی ملکہ بُرّان سے کہ دردولت پر مہران کنیز فرستادہ ملکہ یاقوت نامہ لیکر آئی ہی ملکہ بُرّان نے حکم دیا بلا لو مہران نے اندر اکر بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین تخت پر گرد سرداران نامور ایک ایک شیر دلیر صف شکن تفرقہ تاجداران جلیل ایک جانب تخت پر شاہزادہ جمشید بن کوکب اُنکے گرد ملکہ بہار دختر مہر و اردبیل بلور چہار دست وغیرہ اپنے اپنے مقام پر اشیائے سحر ہاتھ مین ذکر لشکر ملکہ یاقوت سخندان کر رہے ہین مہران نے سلام کیا شاہزادہ جمشید و ملکہ بُرّان کی بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین ملکہ بُرّان نے پوچھا مہران اچھی ہی یہ تو سب اپسین واقفکار ہین مہران نے عرض کی واری فلک نے ایسا انقلاب دکھایا آپ لوگون سے ہمارے الگ سے فساد درپیش ہی آپ کو ملکہ عالم نے بلایا ہی ہرا سامنے صورت اصلاح چل کر کر لیجیے فساد ہونے مین بڑی بڑی خرابیان ہین یہ کہکے نامہ دیا ملکہ بُرّان نے شگوفہ کو دیا شگوفہ سحر ساز نے باواز بلند نامہ پڑھا مضمون مذکور سنکر ملکہ بُرّان نے جواب لکھا اپنی بارگاہ مین تخلیہ کیجیے ہمارے دشمن افراسیاب کو جگہ نہ دیجیے ہم ضرور آئینگے جیسا ارشاد ہوگا اُسکا جواب دینگے یہ لکھکر مہران کو نامہ دیا مہران نامہ لیکر چلی کنارے پر لشکر کے پہونچی تھی کہ دیکھا ملکہ بُرّان کی کھلائی شعلہ حُسن زیر نخل کھڑی ہوئی رو رہی ہی مہران نے کہا کیون شعلہ حُسن کیون روتی ہو شعلہ حُسن کی اور رقت زیادہ ہوگئی مہران شعلہ کو بخوبی پہچانتی تھی لپٹ کر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای مہران نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی ہم دو دن سے ملکہ بُرّان کو سمجھا رہے ہین کہ بی بی غیرون کے واسطے اپنون سے مقابلہ کرو اُنکے کان پر جون بھی نہین رینگتی وہ سرکشی کا جواب دیتی ہین کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہی فرماتی ہین مثل دریائے خون روان کے ان نہرون کو بھی خشک کرونگی اگر کسی وقت اُنھون نے کسی بات کو مانا سار بان زادہ پھر لگا دیتا ہی وہ چاہتا ہی فساد ہو یہ سب ویران ہون مذہب اسلام

آباد ہوا اُسوقت جو تم نامہ دیکر پلٹین مین نے غصے مین سمجھایا دیکھو تمھاری بہنین عذر کرتی ہین بی بی ملجاؤ گنوڑی
سالانون کا ساتھ چھوڑو نگوڑی عمرو فسادی نے مجھکو گردن پکڑ کے نکلوا دیا اسواسطے روتی ہون کہ ملکہ بُران
کو گودیون مین پالا اب ہاتھ سے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان کے قتل ہو جاینگی اِس بُڑھاپے مین
کدھر جاؤن رو رو کے جان دونگی کہانتک سمجھاؤن یہ کہکر خوب بلک کر روئی کہا ہے بُوا مہران مجھکو اپنے ساتھ
لیتی چلو ملکہ یاقوت سخندان کے قدمون پر گر اور مین طرف سے چھوکری کے سفارش کرونگی کہ واسطے سامری
کا اور سب کو قتل کرو بُران کی جان چھوڑ دو مہران نے کہا نہین اے شعلۂ حُسن تم تو میرے ساتھ چلو
لیکن ملکہ یاقوت سخندان کو بُران کا بڑا پاس ہے بُلا بھیجا ہے اسی واسطے جسمین مصالحہ ہو جاے شعلۂ حُسن
مہران کے ساتھ چلی جب جنگل مین پہونچی شعلۂ حسن نے کہا دیکھو بُوا اور کنیزین آتی ہین مہران نے منھ پھیرا شعلۂ حُسن
نعلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا سنم مہتر برق فرنگی حباب مارکر بیہوش کیا اک درۂ کوہ مین ڈالدیا
آپ بصورت مہران بنکر تیار ہوا نامہ ہاتھ مین لیکر دوڑتا ہوا آیا سُنا کہ افراسیاب جادو بھی موجود ہے گھبرا گیا
کلیجے پر پتھر رکھکر اندر آیا یاقوت کو سلام کیا نامہ دیا یاقوت سخندان نے پڑھکر کہا کیا مضائقہ ہے اے شہنشاہ طلسم
ہوشربا آپ اپنے سردارون کو لیکر چلے جایئے ہمین تخلیہ منظور ہے ملکہ بُران وغیرہ کو قتل کرنا سراسر عقل کا
قصور ہے ہمارے اُنکے خون ملا ہے حقیقت مین اس صحبت مین غیر کا ہونا مناسب نہین ہے افراسیاب وغیرہ چلے گئے
برق فرنگی نے پاندان کھینچا گلوری بناکر سامنے ملکہ یاقوت سخندان کے لایا ملکہ یاقوت نے کہا بُوا مہران
اِسوقت ہمارا دل نہین چاہتا برق فرنگی نے وہ گلوری ملکہ لعل سخندان کو دی ملکہ لعل نے اُس گلوری کو
لیکر اُگالدان مین ڈالدیا ملکہ یاقوت نے کہا اے مہران اپنے مقام پر جاکر بیٹھو جب ہم بلائین تب آنا اب برق
مجبور ہو کر صحنچی مین آ بیٹھا اخضر نے کہا کیون اے ملکہ یاقوت اب تمھاری کنیز مہران بڑی بدتمیز ہو گئی ہے ہماری
واسطے گلوری نہ لائی ملکہ یاقوت نے ہنسکر کہا اے باباجان ذرا ہوش مین آیئے اِسوقت مہران
کے ہاتھ کی گلوری نہ کھایئے اخضر نے کہا آخر کیا باعث یاقوت سخندان نے کہا آپ نے آنکھین سامری
و جمشید کی دیکھین لیاقت نہ آئی حال آپ کو کھل جائے گا ملکہ بُران کو آ لینے دیجیے سب کیفیت آپ پر ظاہر
ہو جاینگی بیان تو یہ باتین ہو رہی ہین برق فرنگی بیٹھا گلوریان لگا رہا ہے وہان ملکہ بُران نے خواجہ عمرو سے
صلاح کی کہ آپ کا کیا حکم ہے مین برائے کلام پاس یاقوت کے جاؤن یا نہ جاؤن خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ
ماشاءاللہ عقیل و فہیم ہو مگر بی بی کلام دب کر نکرنا ملکہ بُران نے کہا طلسم کشا کا اقبال ساتھ ہے یہ کہکر

ملکہ بُرّان طاؤس زریں بال پر سوار ہوئی طرف لشکر ملکہ لعل و یاقوت کے چلی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ مین بھی چلون ملکہ بُرّان نے کہا بسم اللہ خواجہ عمرو بشکل شگوفہ سحر ساز بصد ناز و انداز ملکہ بُرّان کے ساتھ ہوئے ملکہ یاقوت سخندان کو کنیزون نے خبر دی ملکہ بران شگوفہ سحر ساز تشریف لاتی ہین ملکہ یاقوت سخندان نے بخوبی تمام اکرام کیا ملکہ بُرّان اندر آئین برق فرنگی صحنچی مین بیٹھا دیکھ رہا ہی دیکھا اُسنے کہ استاد بھی ملکہ بران کے ساتھ آئے سوچا کہ ای برق میرے تھ کی گلوریان ملکہ یاقوت سخندان نے نہین کھائین کچھ سمجھ گئی گلزار نامی اک کنیز دوسری صحنچی مین بیٹھی تھی برق فرنگی چھپکر اُسکی صحنچی مین آیا اُس سے کہا بُوا تمھین کچھ حال معلوم ہی آج تم پر ملکہ کو بہت غصہ ہی ایسا نہ قید کا حکم دین مجھی تمسے محبت ہی میرا لباس تم پہن لو اپنا لباس مجھے دو میری صحنچی مین جا بیٹھو جب ملکہ مہران کہکر پکارین خاصدان لیکر چلی جانا تمھاری جو آفت ہوگی وہ مجھپر ہوگی مجھکو بدل و جان گوارا ہی گلزار کو سمجھا کر برق نے بصورت مہران بنایا آپ بصورت گلزار اُسکی صحنچی مین جا بیٹھا ملکہ یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان نے ملکہ بران کا استقبال کیا ملکہ بران تشریف لائین مقام صدر پر جگہ دی ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای ہمشیرہ ہم تو ملکہ مہرخ وغیرہ سے لڑنے آئے تمنے ہمپر کیون لشکر کشی کی تمنے کیا ہمکو سمجھا ہی دریاے خون بہ جائینگے دل کے حوصلے دل ہی مین رہجائینگے آپ کو عیارون پر بڑا ناز ہی ایک صاحب کا سر تو لیتی جایئے میان برق فرنگی صاحب جو بڑے تیز مشہور ہین ہمنے تو مہران کو نامہ دیکر بھیجا اُنھون نے بڑی تیزی دکھائی مہران کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر یہین گلوری کھلاتے تھے خواجہ عمرو نے جو یہ بات سُنی دیکھا صحنچی مین مہران کنیز بیٹھی گلوریان لگا رہی ہی خواجہ عمرو نے ہر چند اشارے کیے مہران اپنے مقام سے نہ اُٹھی عمرو تو حیلے سے رفع حاجت کے نکل گیا سمجھا کہ یاقوت نے تمھین بھی پہچان لیا ہوگا ملکہ بُرّان نے کہا کیون بہن برق کہان ہی کہا ابھی بلاتی ہون ہمشیرہ صاحب سر لیتی جانا یہ کہکے آواز دی اری مہران گلوریان لا گلزار بیچاری آفت کی ماری برق فرنگی سمجھا چکا تھا حاضر جاضر کہکر دوڑی جیسے سامنے یاقوت سخندان کے آئی یاقوت سخندان غصے مین سُرخ ہو رہی تھی مسکرائی اک برق چمک کر مہران پر گری مہران کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من گلزار جادو بود برق فرنگی تو بشکل گلزار کو دیکھا گا بُرّان تو بدحواس ہوگئی کہا او یاقوت یہ کیا کیا عیارون کو کوئی قتل کرتا ہی ان لڑکون کو چشم نمائی کیجاتی ہی اب جو یاقوت سخندان نے دیکھا میری کنیز قدیم گلزار جادو کا لاشہ یہ کیا غضب ہوا گلزار کے باغ حیات پر خزان آئی لعل سخندان بے قرار ہوکر دوڑی کہا بُوا میری چھوکری تو نے کیا خطا کی تھی یہ تمھاری خدمتگزاری کرتی تھی گلزار جادو شگفتہ مزاج سرو قد غنچہ دہن

تھی منتظم باغات عین شباب مین قتل کیا یاقوت سخندان چپ ہوگئی بران آمادہ حرب وپیکار ہوئی تھین لیکن
جب دیکھا کہ برق نہین ہی گلزار جادو کا لاشہ پھڑک رہا ہی لعل سخندان اپنی کنیز کے واسطے رو رہی ہے
یاقوت سخندان دریای حجاب مین غرق اب انکو بھی قاعدہ سحر سے معلوم ہوا کہ برق فرنگی بصورت
گلزار جادو نکل گیا ملکہ بران مسکرائین یاقوت سخندان نے کہا تم تو ابہت خوش ہوئین یہ شعبدہ بہت
پسند آیا دیکھو ہم ابھی سب عیارون کو بلائے لیتے ہین برق کا شعبدہ ہم سمجھ گئے یہ کہکے قہر وغضب مین جھولی سے
اک کاغذ نکالا جھٹ مرکب کاٹے زمین مین ڈالدیے کہا ای سحر سامری عیارون کو اپنے اوپر سوار کرکے جلد لاؤ
بران بہت خوش ہورہی ہین وہ کاغذ زمین سے غائب ہوگئے اول حال برق سنیے خواجہ بشکل شگوفہ گئی تھے
حال برق سنکر بھاگ آئے جنگل مین چالاک سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین ای چالاک یہ بھورہ سبکی
جان لیگا عیاری کرنے پر مرتا ہی بشکل مہران بارگاہ یاقوت مین گیا ہی وہ پہچان چکی ہی خدا اسکی جان بچائے
یہ باتین کر رہے تھی خواجہ نے برق کو دیکھا بھاگا ہوا چلا آتا ہی عمرو نے پکار کر پوچھا ارے برق کیونکر بچا خیر
تو ہی برق فرنگی نے کہا استاد آپ کے اقبال سے گلزار جادو کو قتل کرایا اپنی جان بچاکے حاضر
ہوا لیکن اب کوئی آفت آیا چاہتی ہی خواجہ عمرو و برق و چالاک کھڑے باتین کر رہے تھی دیکھا جانسوز
و ضرغام بھی آتے ہین استاد کو دیکھکر ٹھہر گئے یہ پانچون عیار کھڑے باتین کر رہے ہین دیکھا پانچ مرکب
باساز ویراق مرصع کار کسے کسائے زین ولجام سے آراستہ بھاگے ہوے اس جانب آتے ہین عمرو نے
کہا کسی رئیس کے گھوڑے چھوٹ گئے انکو پکڑ لو لشکر مین چلکر بیچ لینگے ایک دبلا پتلا ڈگا ہڈی نکلے ہوے
قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ نے جیسے ہی باگ پر ہاتھ ڈالا وہ گھوڑا سمٹ کے جھکا جسطرح بنا خواجہ کو
اپنی پشت پر سوار کرلیا پلٹ کے عمرو نے دیکھا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی ایک ایک گھوڑے
کی پشت پر سوار ہوگئے خواجہ عمرو نے چاہا کود پڑون ممکن نہوا جسم مرکب سے جسم اپنا جزو اعظم ہوگیا
ناچار ہوکر لوپڑے پر ہاتھ ڈالا ہو ہو کرتے ہوے چلے صاحب لعنۃ گران نظر کردہ بزرگان
درہ کوہ مین بیٹھے تھے عبادت کر رہے تھی دیکھا اک گھوڑا کسا کسایا آیا قران اس مرکب کو دیکھکر بھانپ
گئے سمجھے کسی نے سحر کیا جہان مہتر قران بھاگ کر جاتے ہین مثل ہمزاد گھوڑا ہمراہ ہی آخر گھبراکر اک درخت پر
چڑھ گئے دیکھا ایسا مرکب شائستہ ہی خوش قدم صبا نسیم شاخون پر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی مہتر فراق
نخل سے بھی کود کر بھاگے پھر پھر کا ل بھاگتے پھرے جہان یہ گئے مرکب بھی پہونچا جب قران نے دیکھا کہ میں

مہلت نہین ملتی اک مقام پر آکر مجبور ہوکر ٹھہرے قریب بیخ نخل و لغدے مارے طبقہ زمین کا پھٹا اک غار سا
بنگیا اُسمین قران کود پڑے اپنے کو اُس غار تنگ و تاریک مین مخفی کیا تلیل سار وزن حال مرکب دیکھنے کو
رکھ لیا لیکن گھوڑا گرد اُس غار کے چرخ مار رہا ہے ہوش مہتر قران کے اُڑ گئے جی مین کہتا ہے کہ ای مہتر قران
کیا بلا کا سحر ہے ان ساحرون سے خدا آبرو بچائے اسی خیال مین اُس غار مین چھپے ہوئے ہین کہ کان مین گھوڑ
بچوکی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ عمرو برق و چالاک و جانسوز و ضرغام پانچون عیاران لشکر اسلام سوار
گھوڑے اُڑائے ہوئے جاتے ہین چہرے پانچون کے اُداس گھبرائے ہوئے مُنھ سے آواز نہین نکلتی مہتر
قران دُعائین مانگنے لگا خداوندا ان سب کو شر سے ساحرون کی بچا نا یقین کامل ہوا انھین بھی کا گھوڑا مجھکو
بھی لینے آیا ہے ابھی تک تو حافظ حقیقی نے بچایا ہے یہان یاقوت سخندان جب ان مرکبون کو روانہ کر چکی بُران
سے کہا کہ کیون ہمشیرہ صاحب تمنے کسی بادشاہ جلیل کی شراکت نہ کی عیارون کیواسطے بادشاہ طلسم ہوشربا
سے بگاڑ ہی ان عیارون کی کیا حقیقت ہے ایک اشارے مین قتل ہوتے ہین ابھی مین نے پکڑوا منگایا ہے آتے
ہونگے ملکہ بُران نے کہا گرفتار ہونا جوہر عیاری ہے جب یہ قید ہوئے دوسرے کو مارا ملکہ یاقوت سخندان نے
پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا ملکہ بُران نے دیکھا خواجہ عمرو وغیرہ گھوڑون پر سوار مجبور و ناچار چلے آتے ہین
ملکہ یاقوت نے کہا کیون بُوا بس انھین کے بھروسے پر ملک کی تباہی کی فکر کی ابھی کہو انکو قتل کر ڈالین
ملکہ بران نے کہا ای یاقوت سخندان اس گرفتاری کا اعتبار نہین اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاتی تمھارا سحر
تلاش کرتے کرتے تھک جاتا انکی گرد پاپوش کو نہ پاتا یاقوت سخندان نے پانچون عیارون کو گھوڑون
سے اُتارا عمرو سے پوچھا چھٹا عیار مہتر قران شاگرد رشید آپ کا کہان ہے عمرو نے کہا اُسکو بہرام فلک
بھی گرفتار نہین کر سکتا ہمین منظور تھا تمھاری ملاقات کرین زیارت سے مشرف ہو گھوڑے کی سواری کیواسطے
پائے سیر کرتے چلے آئے ہمارا کیا ہرج ہوا ملک اخضر نے کہا خواجہ جسوقت ہمارا جی چاہیگا اسیطرح گرفتار کر لینگے
تمھارا برق فرنگی عیار آیا تھا ہمکو معلوم ہو گیا مگر ایسا طرار تھا زبردستی گلوریان لگا لگا کر دیتا ہے یاقوت
سخندان نے کہا کیون میان برق فرنگی تمنے ہماری کنیز گلزار جادو کو قتل کر ڈالا اب اسکی سزا دین یا نوشین
گلزار جادو کر دین برق فرنگی نے کہا آپ بارئیس جلیل ہین ہم عیار مکار ذلیل ہین ہمسے کیا بدلا لیجیے گلوری ہم آ
صاحب کو بند کیجیے ملکہ مہرخ سے بدلا لیجیے مگر انصاف فرمایئے یہ غلام آپکا کیا مزے سے تڑپ کر نکل گیا
خلعت ملنا چاہیے ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خیر اسوقت میرے مکان پر آگئے ہو نوابُران تشریف

رکھتی ہین جسطرح گرفتار کیا جاؤ اب ہم تم سب کو آزاد کرتے ہین خبردار کبھی ہمارے لشکر مین نہ آنا ورنہ تو کوئی
نہ بولا برق تڑپ کر بول اٹھا کہا حضور یہ قید نہ لگائیے ہم ہرکارے ہین ہزار مرتبہ لشکر مین بے خبر آئینگے
موقع پائینگے عیاری کر گذرینگے مالک اخضر نے کہا اے فرزند جسوقت یہ لشکر مین آئینگے مین گیند بلور پھینکا
کرتا ہون مین یہین سے بیٹھے بیٹھے بتلادونگا فلان عیار فلان صورت پر لشکر مین آتا ہے جان بچانا انکو
دشوار ہوگی اب تو عمرو بول اٹھا کہا ٹہرے میان ذرا اپنی زبان سنبھالیے گیند کو آپکے تاک چکا ہون سرمیدان
انشاءاللہ لونگا اخضر نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا مصرع ع خیر رمدہ ہین اگر یار تو صحبت باقی ہے گیند
کیسا اچھی خیر منائیے بلاوجہ ہم غریبون کو آپ نے ستایا بارگاہ مین پکڑوا بلایا ہم خاموش ہین یہ کہکر پانچون
عیار طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے ملکہ لعل نے وہ مرکب بھی طلب کر لیا جو فکر مین مہتر قران کے گیا تھا ملکہ
بران سے کلام اصلاح کا انجام ہوا ملکہ یاقوت سخندان نے کہا لو اصاف صاف جواب دو اتنا تو افراسیاب جادو
سے ہماری نسبت پختہ ہوگئی خالو صاحب نے دیر کی ابھی دیر مین ہو بچا ہم عہد واثق کر چکے ملکہ بران
نے کہا اب ہم کو خواہش بھی نہین ہو ہم آپ کو صاف جواب دیتے ہین جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے
خوب سخت گفتگو ہوئی جو ملکہ یاقوت سخندان نے سوال کیا ملکہ بران نے جواب سخت دیا آخر صحبت
اصلاح برخاست ہوئی ملکہ بران سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین ناگاہ جوہری ماہتابان جواہرتاش
و سیارگان کو لیکر بازار فلک نیلی پر آکر بیٹھا بازار خرید و فروخت گرم ہوئی لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی
فرش چاندنی زمین پر بچھا مجنون روز با جگر سوز پر سوز طرف صحراے نجد مغرب کے گیا ملکہ یاقوت سخندان
کو نہایت ملال تھا باپ سے کہہ رہی تھی واسطے سامری کا ہوشیار رہیے گا مجھے عیارون سے بڑا خوف
ہے نہایت گستاخ ہین افراسیاب نے سب کو خوب سر چڑھایا ہر مقام پر دھوکا کھایا ہے مین لعل
طبل جنگی بجوا دون کل صبح کو ان سبھون کو ڈبو دونگی حال کھل جائیگا خالو صاحب بیٹھے بیٹھے آئینگے مین نے
محبت قدیمانہ صرف کی ہے ملکہ بران کو ان مکارون عیارون پر بڑا ناز ہے لشکر لعل سخندان مین صداے
طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بغرض جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر چلے دربار شاہی
بحضور شاہنشاہی کریم کارساز نہایت لطف سے آراستہ ہے خواجہ عمرو تو پہلے ملاقات کوکب روشن ضمیر
تشریف لیگئے ملکہ بران ملکہ مجلس جادو سے کہہ رہی ہین بٹیا یہ گرمی الجھ گئی اگر یہ نہرین قائم رہین
کسی کی آبرو نہ بچیگی اسکی فکر واجب و لازم ہے ملکہ مجلس نے سر ہلایا لونڈی سمجھ گئی جو انتظام کیجیے گا بہ

خدمتگزاری حاضر ہون ملکہ سیمین کو بڑا انتشار ہو ہمارے پوچھ رہی ہو کیون خالہ امان کس طور سے
جنگ آغاز ہوگی ملکہ بہار فرماتی ہین بی بی انشاء اللہ انکو بھی تُکے چھٹاؤنیگے رنگ بہار سحر دکھاؤنگے
خدا تمہارے وارث کو ہر آفت سے بچائے کہ ہرکارے آکر ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے

جاے ادب پر دست بستہ قطعہ
گل اقبال تو دائم شگفتہ
الٰہی بخت تو بیدار بادا
بچشم دشمنانت خار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو نوحہ

وگداز ہو ملکہ یاقوت نے غصے مین طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہو کہ میدان کارزار مین مقابلہ کرے جمشید بن کوکب روشن ضمیر نے شگفتہ ہوکر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی سب سردارون کو خبر دریافت ہوئی کہ طبل جنگی بج گیا کل لشکر دشمن سے مقابلہ ہو دیکھیں گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے موت کا مزا کون چکھتا ہے ظاہر ہو کہ کل کسی کے لیے تخت حکومت کسی کے واسطے خاک مذلت ہوم خانے جابجا لشکر ملکہ بہاران مین آراستہ ہوے بڑی بڑی شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشن ضمیر کہ جسنے بڑے بڑے سحر کیے یقین ہے محرر سر چہار جلد کو یہ داستان ملکہ سہیل دختر کوکب ممکن نہوئی ہو اسوجہ سے ان داستانون کا پتا نہین تحریر کرتا انشاء اللہ واضح رہے کہ کوکب روشن ضمیر کے کئی بھائی ہین ایک بھائی کا پتا کسی موقع پر انشاء اللہ تحریر کرونگا بروقت ملاحظہ سامعین وجد فرمائینگے ایک بھائی سیلان روشن ضمیر جسکی دختر بلند اختر ملکہ اختر بن سیلان ساتھ ملکہ بہاران کے آئی ہو اس بھائی نے انتقال کیا بیٹی مطیع کوکب روشن ضمیر ہو ایک بھائی سہیل روشن ضمیر جس زمانے ملکہ بہاران شمشیر زن پل پر نیادان کو توڑکر گشتۂ سحر عشاق ہوئی تھین اسی زمانے مین یہ شاہزادی ملکہ مروارید دختر سہیل برائے رہائی ملکہ بہاران آئی ہو یہ سب داستانین اس شاہزادی کی تصنیف کردہ حقیر طولانی ہین مگر مضمون مین لاثانی ہین آخر مین سہیل نے افراسیاب جادو سے لجانے کا قصد کیا کوکب نے سہیل کو قصر جمشیدی مین اس جرم پر قید کر لیا ہو اوسکی رہائی وقت پر بیان کرونگا تب مفصل حال ناظرین پر واضح ہوگا مراد یہ ہو کہ ملکہ مروارید دختر سہیل آکر ہوم خانے مین داخل ہوئی ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا موتی برس رہے ہین گرد بارگاہ بہار باغ سحر درست ہین گرد بارگاہ سرخ ہوے کا کل گشتا تخلماے سنبل پیچاپیچ رشک گیسوان محبوبان عاشق بجان یا حاجی

ماران سیاہ و اژدران خونخوار بیٹھے رہے ہین بارگاہ خورشید زرین تحریر شب کو آفتاب عالمتاب سا طالع و
لامع ہی گرد بارگاہ باغبان قدرت چمن ہاے طولانی گلشن لاثانی شب کو تھل ہاے باغ سحر کو رو در
دیکھا ہی زوجہ اسکی ملکہ گلچین گلہاے رنگا رنگ دامن مین بھرے ہوے جنہیں غنچہ ہاے شگفتہ مین شکل سرو چمن
خرامان خیمۂ بہار پر پھول برس رہے ہین آجکی شب عیاران اسلام لشکر افراسیاب جادو مین گھسے ہوے
ہین جاتے ہین کسی طرح اپنے کو تا بہ ملکہ یاقوت سخندان پہونچائین لیکن دیکھتے ہین شب کو دریاے
سحر حائل ہین کوئی قریب بارگاہ ملکہ یاقوت سخندان دختر ملک اخضر جا نہین سکتا تشنگان خون آشنا
قریب اُس دریاے زخار کے منہ نکالے بیٹھے ہین کہین گھڑیال کہین سوس مگر کنارے پر بعد کرز و دریا
جوش مار رہا ہے اتنا بڑا دریا ہی کہ آسمان جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہی مچھلیان تڑپ رہی ہین اُسکی
ماہیت سے کون آگاہ ہی بروقت مقابلہ حال کیا ہی تحریر ہوگا از ماہ تا بماہی وہی دریا جوش مار رہا ہی عیار
جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین برق فرنگی تڑپ رہا ہی راہ مین برق و چالاک سے ملاقات ہوئی چالاک
نے کہا ای برق کچھ خبر بھی ہی قبلہ و کعبہ کی بات مین فرق آیا چاہتا ہی بدنامی ہوگی وعدہ کیا تھا کہ ملک اخضر
کو پکڑ لیجاؤنگا گیند چھین لونگا سو وہ قریب ہی کچھ نہو سکا برق فرنگی کہتا ہی مرشد زادے اگر لشکر سے
پاتا ملک اخضر کی مشکین باندھ لاتا دریا تک جانا دشوار ہی تشنگان سیاہ سد راہ بارگاہ ہوگئے ہین سیاہ ماران
چوکی پہرہ دے رہے ہین آئندہ روند کو للکار رہے ہین پھر حضور کیونکر جائین بیشک اُستاد کی بات
مین فرق آیا چالاک بن عمرو نے کہا ای برق فرنگی قبلہ و کعبہ ضعیف ہوے انکی عقل مین بھی ضعف آیا جو
جلا فرمایا برق فرنگی نے کہا مین استاد کی باتین پوری کرتا رہتا ہون گلزار جادو کو قتل کرا دیا شیخ کو کام
کیا یہی عیاری ہی ملک اخضر نہ گرفتار ہوا یہ باتین کرتے تھے کہ لشکر شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی
داخل قلعۂ مغرب ہوا اقلیم مشرق سے نشان علم زرنگاری نمایان ہوا تخت زبرجدی پر شہنشاہ زرین پوش
بصد جوش و خروش جلوہ فرما ہوا صفوف فوج ضیا رو شعاع آراستہ ہوئین اب افراسیاب جادو
بارگاہ سے بصد نخوت و جاہ نکلا ملکہ حیرت جادو نے بھی آج دریاے جواہر مین غوطہ مارا نازنین چند پیکر
سیمتن یاقوتی جسمین ایک سال کا خراج طلسم ہوشربا صرف ہوا آج ہی کیلیے آراستہ کرایا تھا وہ
زیب سر لباس و ظفر بھی زیب جسم انور جھمکا یاقوت احمر کا نہ زیور سب یاقوت الماس نگار کا کنیزان
گلعذار سرو قد ماہ رخسار پہلو مین چالیس وزیرزادیان اُس کے گرد فوج جاہ و حشم سے بارگاہ سے برآمد ہوئین

افراسیاب جادو نے آکر تخت پر سوار کرایا حیرت جادو بات نہیں کرتی آج تو افراسیاب جادو جمال جیال ویکھکر بیقرار ہو گیا اب دربار ملکہ یاقوت سخندان پر آیا صرصر و صبا رفتار کو بھی بڑا ملال ہو وہ بھی یہی خیال ہی اگر ان لوگون کے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوئی ہماری بی بی حیرت جادو کا مرتبہ کم ہو جائیگا دعائین مانگ رہی ہین کہ یہ ملک اخضر بدھا مارا جائے ہماری بی بی کا مرتبہ بلند ہو یاقوت سخندان طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی ملکہ لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھی افراسیاب جادو خود اہتمام کرتا ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے بائیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور اپنے اپنے مقام پر اپنے کو سامری و جمشید جانتے ہین ملک اخضر گوہر پوش چونکہ افسر لعل و ملکہ یاقوت کا باپ تخت پر سوار ہوا سب نے اونچا تخت کو کرکے وسط سپاہ میں مثل لشکر جم رہے ہین میمنہ و میسرہ صفین آراستہ ہو رہی ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا چھڑکا و ہوا ایک نے بڑھکر رشک کی ہوا ئے تند چلی خس و خاشاک کو اڑا دیا ایک سنگدل نے تیر برسائے جو جو تخل سامنے تھے کٹکر گر گئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہو نقیبان خوش آواز گویون کے لڑکے سرون مین ڈوبے ہوئے اول تو سرود چھیڑے گلگنا کبران ماہ رخساران خوش گلو نے یہ اشعار شروع کیے

بہ شہر خموشان گذر کردمے

بحال عزیزان نظر کردمے
لحد تنگ و تاریک بار نج و غم
کہ جمشید رفت از جہان درد مند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
عدالت کند نام نیکت بلند
قمر طول چون کرد طور سخن

چو دیدیم قبہ شہ چین درے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شنیدم بر مزارش ز غم اشکبار
بگو ای شہنشاہ فیروز بخت
ندا آمد ای یار غم خوار من

یکے گفت این قبر کاوس کے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس ای ارجمند
بملک عدم یافتے تاج و تخت
منہ دل برین دہر ناپائدار

ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار

قبر نوشیروان سے یہ حسرت کی صدا آئی اتنے میں بھائی مصرع حسرت ناک

وگلا زیر زمین یکسانست یہ تاج و تخت کہان وہ عارض انور جنپر پھول کا سایہ بار تھا انکو کیڑون نے کھا لیا بالش کے عوض خشت ہی بستر کے عوض خاک ہر جسم کی پوشاک ہزارون من تھار اوپر خس و خاشاک تاریکی قبر مین گھبراتے ہین دنیا مین یہ شعر سنا تھا لیکن افسوس اسکے معنون کے پابند ہوئے فرو مصنف زمین قبر ہر اک کو یہ دے رہی ہے صدا کہ چراغ لاؤ وہان سے یہان اندھیرا ہی تو چراغ مرقد

تاریک کیا ہے دنیا مین شیوۂ فیض و سخا ساتھ بندگان خدا کے حرف مہر و وفا بر منہ پوشاک نہ پہنچائی عیش و عشرت مین بسر کی غریبان رعایا کی خبر نہ لی آجتک اسی حساب و کتاب مین ہون دنیا رتبہ و جبار سے پرسش ہے فرشتگان عذاب کو عذاب کرنے مین کوشش ہے نامۂ اعمال طوق گردن رگہا سے جسم ماران سیاہ نگلین اژدہان ضرب نیشہاے عقرب سے چھن گیئن قول سعدی یاد رکھنا واجب و لازم ہے کوئی وزیر امیر ساتھ نہ آیا حشم و خدم دنیا دنیا ہی مین رہا اعمال ساتھ ہین ہمارا گریبان مظلومون کے ہاتھ مین پس دنیا سے دل لگانا بڑی غلامت ہے اب اپنے حال پر عبرت ہے لیکن بیکار اب پلٹ کر دنیا مین نہ آئینگے عقلمند کو چاہیے ہر وقت اس شعر کو پڑھا کرے شعر دنیا عجب مقام ہے اور جاے سیر ہے خیریت اسی کی جسے دست خیر ہے جنھنے یہ نہ کیا بہت پچھتائیگا کف افسوس ملیگا قبر تاریک مین کچھ زور نہ چلیگا گٹھری بار گناہ کی سر پر ہے جسم کیونکر بار اٹھا کے کوئی پوچھنے نہ آیا بقول قمر نظم

ناسازی زمانہ کیجیے کہان کہانتک
بیزار ہو گئی ہے جسم حزین جانتک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا
خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

نقیبان خوش آواز آگئے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے یا طبل و بوق بج رہے تھے زمین متزلزل و متحرک تھی یکایک سناٹا صفون پر آیا جانبین کے پرے کے پرے خاموش دریاے جرأت کا جوش ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین نکلین اپنی جان دین دنیا سے سرخرو ہو کر اٹھین اس نمک حلالی سے قبر مین روشنی ہو گیا گروہ قمر صاحب کا پڑھا گیا شعر یہ شیخ سعدی کے کیا مصرع لگا کے قلب تھرا گئے کلیجے منھ کو آگئے اے رب اکبر حسرت و یاس لیکر دنیا سے نہ اٹھین احکام الٰہیات انجام کے تیرے بانبدر ہین کنج مزار مین جا کر چھپا ئین ہم مین تحریر کر چکا ہون کہ ملک اخضر کو ہر پوش کا تخت نہایت بلند ہے مانع آسمان پر پھولا ہوا تخت پر بیٹھا ہے گینہ بلور مین جیب مین بوجہ کبر و نخوت اسکو نہین دیکھا جاتا ہے بیٹی لڑیگی سب کو شکست دیگی نہرون مین سب کو ڈبو دیگی مجھکو سحر بھی نہ کرنا پڑیگا افراسیاب اپنی زوجہ کے سامنے اکڑیگا سب کی نگاہ تخت اخضر سے لڑی ہوئی ہے یکایک سب نے دیکھا طرف لشکر طلسم نور افغان کے ابر قیر دلی پیدا ہوا زیر ابر تخت روان پر کوکب روشن ضمیر دریاے جواہر مین غرق تاج یاقوتی بفرق بڑے دھوم سے آتا ہے جیسے ہی اخضر نے کوکب کو آتے ہوے دیکھا منھ پھیر کر متوجہ ہوا کوکب نے دہین آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا اسی دن کیلئے سحر سیکھا تھا کہ ہمارے کلیجے پر چھری پھیرو اس بڑھاپے مین کلیجہ تھر کانا پایا کیون او جلاد صاحب بیداد اگر آج

سالی میری ملکہ اختر جہان افروز مادر یاقوت و لعل صاحب حسن جمال زندہ ہوتی تو اسطرح لشکر کشی
کرکے بمقابلہ بران و جمشید آنا تیری صورت سے بیزار ہوتین اُسکا قول تھا کہ جمشید و بران میری نظر
مین لعل و یاقوت تمھارے پارہ جگر ہین کیونکر تیرے دل نے گوارا کیا جمشید و بران کے مقابلہ مین
کھڑا ہو تیرے دل مین بالکل رحم نہین یہ مین خوب جانتا ہون یاقوت شخنداران سے کوئی نہین لڑسکتا یاقوت
کا سحر دریا سے خون بہائیگا یہ نہرین دریا بنجائینگی بران و جمشید ٹوٹے کھا کر مرینگے پہلے تمہارے جمشید و
بران کو ہی اٹھانا مین جلاد نہین ہون یا شاید بران غالب آئے لعل یا یاقوت قتل ہوجائے اسکا لاشہ
بھی تجھی کو خدا دکھائے مین فرزندان اختر جہان افروز کو خون مین غوطہ مارتے دیکھون میرا کلیجہ پھٹ جائیگا
اسقدر زور نے تجھکو گھیرا ہو رسے نانے کو بجھارت بیچیر آنکھو اپنی بیٹیون کا اختیار ہے افراسیاب کیا بازار
مین لیکر بیٹھیگا بڑا مال ملیگا میان صاحب کہلاؤگے ایک ہی نخچے مین امیر ہوجاؤگے کوکب یہ کہتا
ہوا تخت کو بڑھائے ہوئے قریب اخضر آتا ہے اخضر نے بھی تخت اُسیطرف بڑھایا جواب دیا بھائی صاحب
مجھے بران کو بلا بھیجا تھا آپکے حکم جواب صاف دیا عمرو کی عیاری ہے مغرور ہے نشہ سحر مین چور ہے کوکب
نے کہا او بے غیرت تیرے نزدیک بران کو بھی یہ لیاقت ہے کہ اصلاح یا غیر اصلاح کو سمجھے چار دن
کی بات ہے کہ تو اسکو گود مین کھلاتا تھا مین لعل و یاقوت کو گہوارے مین جھولاتا تھا ان بچون کو لیاقت
کلام کہا مین تو اپنی جان دینے آیا ہون لعل و یاقوت و بران و جمشید میرے جنازے کو کاندھا دین
روح میری شاد ہو تو عاقبت کے لیے سیٹھنا ان چارون کے لاشے تو ہی اٹھانا مجھے یہ نہ خدا دکھائے
کہ ان چارون مین سے ایک کو بھی مردہ دیکھون لعل و یاقوت کو بران و جمشید سے زیادہ سمجھتا ہون
تیری طرح جلاد نہین ہون میرا دل بہت نرم ہے مشہور ہے کوکب صاحب محجوب شرم ہے اب تخت اخضر
قریب تخت کوکب پہونچا ہے کوکب نے تلوار نیام سے کھینچی کہا دیکھ مین اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہون تجھکو فرزندون
کے خون دیکھنے کی بڑی خوشی ہے سب سے پہلے مین اپنے کو ہلاک کردون اپنا قصہ پاک کرون سرخرو دنیا سے
اٹھ جاؤن کو لاشے لعل و یاقوت کے اٹھانا جمشید و بران کو خاک مین ملانا جب کوکب نے تلوار
کھینچی اور کہا مین جان دینے آیا ہون اخضر نے گھبرا کر تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا گھبرا کر کہا بھائی
صاحب مین ابھی لشکر پھیرے لیے جاتا ہون جمشید کو بہ فرزندی قبول کرونگا کوکب نے کہا او جلاد
تیرے دل مین رحم بالکل نہین اب تو سب کچھ ہوتا ہے ٹکڑون کے لاشے اٹھانا مصاحبت سامری کے

سحر دکھانا یہ تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یزدان پرست ہوگیا پونے دو سو خداؤن پر لعنت کی سراسر
جھوٹھ افترا تہمت بہتان پونے دو سو زیادہ ہوتے ہین یا ایک ارے بیوقوف مین کیا تیری طرح
نادان ہون تیرے بھروسے پر سلطنت نور افشان کرتا ہون سات سو ملک کی سلطنت انتظام
عجائب غرائب طلسمات تو آکر کرتا ہے ایک حجرے کا حاکم ہو کر ایسا مدہوش ہے اختر جہان افروز
کی وصیت کو فراموش کیا ابھی تو اُس بی بی کا کفن بھی میلا نہوا ہوگا سنا مین نے کہ لونڈیون کو اپنے
پہلو مین بٹھاتا ہے جس بی بی نے تجھکو خاک سے پاک کیا اُسی کے تصدق سے یہ سلطنت ملی حاکم حجرہ
نجم کہلایا اُسکی بہن کی اولاد کو قتل کرے اب مین نہ مانونگا مردانہ وار سر میدان جان و دنگا یہ کہکر
کوکب نے وہ تیغہ برق مثال اینچے گئے پر یکھا اخضر نے تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا اور ہاتھ بڑھائے
کہ تیغہ چھین لون کوکب نے جھڑک دیا لہوڑا خاطر ناظرین والا مقام ہو زمین سے سو گز کی بلندی پر یہ
معاملہ درپیش ہے حیرت وا افراسیاب کیسے تمام عالم دیکھ رہا ہے ہر شخص کا یہی قول ہے کہ کوکب
بڑا صاحب غیرت ہے لعل و یاقوت بھی خالو آبا خالو آبا کہکر پکارتی ہین لعل نے آواز دی حضور
واسطہ سامری کا تلوار گلے سے ہٹائیے یاقوت نے اخضر کو پکارا بابا جان خالو صاحب کے ہاتھ سے
تلوار چھین لیجیے خدا اُنکو سلامت رکھے ہمسے بڑی محبت کرتے ہین ہمکو گودیون مین پالا ہم اُن کے حکم
کے خلاف نہ کرینگے شادی مین آگ لگے ہے ہے چراغ طلسم نور افشان گل ہوتا ہے کیا صدمہ عظیم اُنکے
قلب پر پہونچا اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے ڈالتے ہین جو کچھ فرمایا آنکی محبت ظاہر ہے آنکی لیاقت سے
ہر کس و ناکس ماہر ہے ہماری امان انکی چھوٹی سالی تھین ہمکو بھی گودیون مین پالا ہے جس روز
شادی خالو صاحب کی زوجہ ہماری خالہ امان ہماری مادر مہربان گود مین لیکر محافے مین سوار
ہوئی تھین روز دیکھنے آتی تھین جب ہمارا چلن رہا ہر ایک مندر مین جاکر سجدے کرتی تھین روز سالگرہ
ہمارے بڑا جشن کیا کھچڑی دھوم سے لائین چھٹی کی چلے نہلائے ہر نہان مین لاکھون روپیہ صرف
کیے حقیقت مین آج امان جان کی روح بیتاب ہوگی یہان زمین پر تو قیامت ہے کہ وہان کوکب
نے تیغہ گلے پر رکھا اخضر نے چاہا لپٹ جاؤن کوکب نے کہا دور ہو او جلاد مین زندہ رہکر کیا کرون
افراسیاب میرا دشمن تو پکارا ہے ان مین قتل یاقوت و لعل نہ دیکھو نہیں بعد بران بد لائیگی
خون کے دریا بہاویگی جھڑکنے سے کوکب کے اخضر سرکا کوکب نے تیغہ کھینچا تیغہ برق مثال

تھا مرت تسمہ لگا رہگیا گلا کٹا لاشہ کوکب لہرایا اخضر ہائے کرکے لاشے سے لپٹ گیا خون گلوسے تازہ رگون سے مثل فوارے کے رڑا وہ فوارہ خون کا منھ پر اخضر کے پڑا اخضر ارے کہکر تھرا یا جہان سے کوکب کا سر کٹا تھا دوسرا سر چھوٹا سا پیدا ہوا آواز دی لاشہ کوکب نے باشیدائی کفاران بیحیا و ای نابکاران پردہ غامنم ہنر ورو دشت طراری و نہنگ دریائے رفتار عیاری سرہنگ سرہنگان سباط بلادتی اوم مولائے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم وذرہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مردان راسرہنگ ونامردان را پالنگ صاحب منظور دوزنگ عیار جہانگیر عالم تھرا دو محتشم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان عیار طرار مکار غدار خنجر گذار خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری نامدار نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف | عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان | تراشندہ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار و غدار ہون
ہوا تیز رفتار گر ہو قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم | اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
زمانے مری گرد پاپوش کو | روندہ جہانگرد طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے مردہ زندہ کو پشت پر لادا نعرہ کرتا ہوا تخت کو بھگایا کوکب قصر جمشید ہی سے مرات واقعہ مین دیکھ رہا تھا عمرو نے ملک اخضر کو پکڑا تخت اڑا کر بھاگا ارے شہنشاہ کوکب کا بنایا ہوا تھا ابر نے تخت کو آغوش مین لیا یون چمک کر نکل گیا کہ جیسے برق چمک کر نکل جاتی ہے ملکہ بلبل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان و افراسیاب جادو ارے ارے کرتے رہگئے بات نہ منھ سے نکال سکے ہونٹھ نہ کوئی ہلا سکا مثل برق باد بیکر تخت آیا اخضر کو اٹھا کر عمرو لیگیا نعرے کی آواز ابر سے آئی کوئی سمجھ نہ سکا کیونکر آیا کیونکر نکل گیا ابر کڑکتا ہوا پر سر قصر جمشیدی پہونچا کوکب اٹھ کھڑا ہوا دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا کیا کارنمایان کیا گیند جیب سے نکال لیا وہ تو کوکب نے اپنے خزانے مین رکھا کہا خواجہ یہ گیند وقت پر کام آئیگا ملک اخضر کو تم لیجاؤ مگر خواجہ بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا روز ہی آفتین برپا ہوا کرتی ہین ذرا یہ ٹھہر جائے زنبیل گی تو سیر کرے یہ کہکر عمرو نے اخضر کو زنبیل مین داخل کیا میٹھے سے پکار کر اتنا کہدیا ارے دینا اسکا ملک اخضر نام ہے اس کے سر پر ٹوکرے نہ رکھنا تمھارے ساتھ رہیگا حساب کتاب اسی سے لکھوانا پڑھا لکھا ہے زنبیل مین اخضر کو رکھکر خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوئے کوکب نے وہ گیند اپنے قبضے مین کیا جب

جو لیتیں سب سے پہلے ہنستا ہوا برق آیا چالاک نے کہا کیوں بھائی برق قبلۂ کعبہ کی عیاری
دیکھی برق نے کہا استاد قدرت پروردگار ہیں یہ عیاری نہ تھی معجزہ تھا کس کرّ و فر سے تشریف لائے کیا
کام کیا کس خرسے سے گلا چھڑا کیا نرے سے گلا کاٹا لیے گرگ باران دیدہ کیا دھکا دیا خوب دام کرتے ہیں
بچا اب قبلۂ کعبہ جو کچھ کرینگے وہی کرینگا اے برق اسی وجہ سے ہماری حقیقت کیا وہ نہیں جانتے ہیں یہ طرح
ہمارے فرشتوں کے بھی تو خیال میں نہ تھی ذہن میں بھی نہیں ہم سمجھا کیا غرے کی بات کی یہ ذکر تھا بارگاہ میں
سب وجد کر رہے ہیں سب کے دماغ تر ہیں صحبت عشرت کو ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ہے اسد غازی کی
تعریفیں کر رہے ہیں ہر شخص کا یہی قول ہے کہ خواجہ عمرو فاتح طلسم ہوشربا ہیں فن عیاری میں بے
مثل ہیں … کیا ہیں سب کے دلوں کو تقویت ہوگئی ناگاہ آواز ڈنک کی بلند ہوئی سب نے دیکھا تو خواجہ منہ لٹکائے
ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے اپنی کرسی پر بیٹھے ملکہ ماہرخ نے کہا خواجہ کیا کہنا اختصر کو کہاں تیار کیا عمرو
نے کہا آپ کے کیا کہنا کو ارمانوں یا مجھاؤں جو مجھ پر گذری وہ بھی کسی کو خبر ہو کس آفت میں مبتلا ہوئے
وہ صندوقچے ایک ساحر سند بیٹے تھے انہیں زر و جواہرات کہ … میں اختصر کو لیکر بھاگا جلدی
میں دونوں صندوقچے گر گئے اگر پلٹ کر انکو اٹھاتا گرفتار ہو جاتا آخر بچا کر چلا گیا نہ پلٹ سکا اب صبح
سے تقاضا ہو رہا ہے ان کا بلوہ ہو شب کو کھانا بھی نہیں کھایا ملکہ مہ جبین نے حکم دیا اے سرداران نامی
و اے ساحران گرامی ہمارے نانا جان کا نقصان ہوا سب صاحب موافق اپنی حیثیت کے دیں بیس
ہزار روپیہ ہماری جانب سے لاؤ عمرو نے آنکھ مہ جبین کی بلائیں لیں کہا شاہزادی والا قدر ہو
دختر افراسیاب عالی جناب تیرے قدم کی برکت سے طلسم فتح ہوگا ستی کا بیڑا پار ہے لیکن ایک
بات کا افسوس ہے نبادرزادہ قبلۂ کعبہ کے نواسے پردہ عاشق ہے خلاف حسب و نسب کیا کیتا
ہو لاہ بیٹھا ہے یہ چھوٹے منہ سے نہیں کہتا ہمارے خزانے سے پانچ صندوقچے جواہرات کے لاکر دے
اسد غازی نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال نمازیوں کا ہے عمرو نے کہا غازی سب کتا لن ہے … ہے
ہیں آنکو دانہ گھاس نہ چاہیے تمہارے نانا نے کیا انکا دیا جو تم دو گے تمہیں غضب کیا ہے ہمیشہ فراق پراوقات
رہی یہاں مہ جبین کے صدقے سے شاہزادے کہلاتے ہو سب آپکا حسب نسب ابھی کھولدوں گا
اسد نے کہا میرا حسب و نسب یہی ہے کہ آپ میرے نانا جان ہیں آپ کے میرے بزرگوں پر احسان ہیں
عمرو نے کہا ان احسانوں کو تہ کر رکھیے میں آپ سے بات نہیں کرتا ایک دن آپکی مشکیں باندھکر

افراسیاب کے حوالے کر دوگے ساری طلسم کشائی نکل جائیگی وہ بولا ثمرہ دوستی ہے تو فقط تعریف کرتا ہے
میری نا تعریفین کرتا تھا وہی میرا فرض بھی ادا کرتا آپ کے لشکر مین اب نہ رہونگا یہ کہکے اٹھے مہ جبین
نے دامن پکڑ لیا کہا نانا جان یہ سنئے آپ کو کیا کام ہی برائے خدمتگذاری مین تو حاضر ہون سلامت مجھپہ
احسان ہین عمرو نے کہا تیری وجہ سے مین لشکر مین ہون لیکن آپ کا حکم ناطق نہین ہی وہ تو ہزار سے
ابتک آئے مہ جبین نے کہا ابھی حاضر ہوتے ہین باغبان کے نام حکم ہوا کہ جلد لاؤ باغبان اٹھا
منسکر کہا استاد آج تو تجھ سے ہمکو بھی ملیگا عمرو نے کہا ہم وزیر اعظم افراسیاب ہو بین کہ چالیس لاکھ کے جو لینگے
خزانے سے بھی ملاؤگے ہمین خوب یاد ہے جب کبھی بادشاہ نے ایک پیادہ دلوایا تھے وہ پیسے ویسے سب
وزیرون کو آمادہ کرو سب کا روپیہ آپ کی معرفت جمع ہو کچھ تم کو بھی ملیگا بہت جلد دینگے بعد فتح
طلسم ہوشربا ہمارا آقا صاحبقران تو ابھی آتا آئیگا تمھاری سفارش کرینگے پہلے خلعت تمھین کو دلوائینگے
اسکی ابھی نذر لیجیے آپنے ایک سو ایک تختی الماس کی صاحبقران کو نذر دیجاتی ہو سب سرداران اشرفیان
روپئے منگوائے خواجہ نے چادر بارگاہ مین پھیلا دیا تو ڈھیر ہوگئے مہ جبین نے کچھ زیور بھی دیا
بارگاہ مین آج خوشیان منتظر تھے ہین ان سب کو اس خوشی مین چھوڑا ان کا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب ذکر داستان حیرت بیان بہ غیظ و غضب تمام طبل جنگی بجوانا ملکہ یاقوت سحردان اور مقابلہ بہار و گرفتار ہونا بہار کا سحر یاقوت سے و پیغام مہرخ از حکم خواجہ کہ اخضر کو ہم سے لے لو بہار کو دو پاکر دو عیاری خواجہ بقدمہ اخضر لینے عوض مین ملک اخضر کے ایک گنہگار کو دینا یاقوت کا کل لشکر پر سحر کرنا اور اخضر اصلی کو لینا یاقوت سحر بیان ہوتے ہین نظم

غنچہ لب مین نہ اب سمن بر ہین	نہ تو گل مین نہ ہم صنوبر ہین
رنج و غم سے کے زبسکہ خوگر ہین	لالہ سان اب تو داغ دل پر ہین
	مثل شبنم بدیدۂ تر ہین
سرو قد کیون نہ آوے غیرت سے	قمریان با بہ گل ہون حیرت سے
کیون نہ دین ہم نہ لاق عبرت سے	باغ عالم مین اب تو حسرت سے
	چشم نرگس کی طرح ششدر ہین

گلشن حسن میں ہیں تو ذرا
ہم تو جو ہیں خوشی سے نغمہ سرا
نہ تو کھٹکا ہے خار و گلچین کا
اسے ہوا خواہ ہوا اب کریں ہم کیا

رات دن ہوں اسیر بے پر ہیں

ہم تو ہیں ہر طرف سے قید فرنگ
نہ ہو ساقی پیالۂ گل رنگ
بلبلو جی کی جی ہی میں ہو امنگ
گل ہیں ہر باب تو کنیہ ساں دلتنگ

چاک دامان و خاک بر سر ہیں

سوز کا اپنے مخلوق میں ہے غل
عمر حسرت میں کٹ گئی بالکل
روتے ہیں ہم کو دیکھ ساغر و مل
شمع ساں کیوں جلیں نہ ہم گھل گھل

لاکھ پروانے صدقے ہم پر ہیں

کوہ قاف اب یہ گھر نہ کیوں سمجھیں
شکل انسان کی کہاں دیکھیں
دیو ہیں وہ کہ جھکتے ہیں جس میں
ہیں پری ہم یہ کس طرح سے اڑیں

شیشے میں بندیاں جو بے پر ہیں

شکوہ سر اپنا پایہ و غمگین
کافر اب سمجھو یا کہو بے دین
بخدا دوستو کرو یہ یقین
ہم تو دنیا و دین کہیں کے نہیں

بت بنے بیٹھے گھر میں پتھر ہیں

ہوں وہ شیریں کہ مجھ پہ اتنی تو
صبر کر بیر تو اپنی جان نہ کھو
نہیں تاب بھی ہوا کوئی خسرو
گو بکن خط میں کیا لکھوں تجھکو

یاں نہیں نامہ بر کبوتر ہیں

تمکو ہے ضبط ہمکو ضبط جنون
نہیں سوزش ہیں ہے درد فزوں
تم ہو سودائی ہم ہیں ٹک محزون
گو کہ لیلی ہیں ہم پہ اے مجنون

کلبۂ غم میں تجھ سے بدتر ہیں

نہ تو الفت کسی کی نکو نہ غم
کیا کہیں تجھ سے ہم کہ کیا ہیں ہم
نہ وفا پیشہ ہیں نہ اہل ستم
پاک دامن ہیں پارسا ہیں ہم

نہ دل آزار ہین نہ دلبر ہین

چہرہ سحر سازان ساحر ہامن و جادوگر نیرنگ ہاے شعبدہ فن ہو مرخانہ قرطاس مین قلم سحر طراز
بار اسکی افسونگری خونریزی مین مصروف ہین شعر مصنف سخن سنج و داناے شیرین مقال
جنین سے نگار مذ کلک خیال ہو بارگاہ آسمان جاہ مین خواجہ عمرو کی خاطرین ہو رہی ہین ملکہ مہرخ
و بہار وغیرہ فرماتی ہین اے شہنشاہ اوج عیاری اے قطب فلک خنجر گذاری حقیقت مین آج سے عیاری
کا شغل نہ تھا آپنے جو وعدہ کیا تھا وہ کر دکھایا اتنا حضور کو خیال رہے کہ اس طرح عیاری مین وعدہ
نہ کیا کیجیے یہ ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز جو کام کرتے ہین مکر کو شریک کر لیتے ہین دیکھیے کیسے
دھوکے دیتے ہین خود افراسیاب جادو نے اپنی زبان سے کہا تھا مجھکو بخوبی یاد ہے کہ یہ گنبد ساختہ
سامری و جمشید ہے جس وقت ملک اخضر کے ہاتھ سے اسکے سحر چلینگے طبقے زمین کے ہلینگے جبرافت
کو بچے ہی غنیمت ہے رفتہ رفتہ اس لائق تو ہوے کہ اہالیان سحر و نجم سے مقابلے پڑ رہے ہین خواجہ
فرماتے ہین کیا رو انجام بخیر ہو میرے بھی دل کو یقین ہے کہ ملکہ یاقوت نخندان لڑکی کا دخل
کریگی پروردگار مالک ہے مین اس بڈھے کو زندہ نہ چھوڑونگا کمبخت تو سیماب ہوا وہ خزانے مین شہنشاہ
کو سب روشن ضمیر کے داخل ہے کوکب نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی مراد حاصل ہے جب اس گنبد سے
سحر ہوگا یاقوت وغیرہ کو مشکل ہوگی دیکھیے اب یاقوت کیا انتظام کرتی ہے باپ اسکا گرفتار ہوا
دیکھیے کیا بلا نازل کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ چرند و پرند ہر کارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر
دعا و ثناے پادشاہی بجا لاے عرض کی آفتاب ماہتاب اقبال حضور ہمیشہ تابان و درخشان رہے رباعی

خورشید ہے اک ذرہ جلال مین ترے زوار · اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز
ہے تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ
ہر مہر جہانتاب کو اک ماہ اک روز
شہریار عالم کی عمر دراز رہے آفتاب دولت و اقبال تابان بدور شاہی ہو

دوست شاد دشمن پامال آج یاقوت نخندان کو بڑا قہر و غضب ہے اس خونخوار جادو نے فلک نیلی جنگی بجایا
کل یقین کامل ہے کہ خود مقابلہ کرے ملکہ مہ جبین نے عرض کی نانا جان تا مدب اکبر آپ بھی طبل جنگ
کا حکم دیجیے یا عیان قدرت بعد صولت و شوکت نقار خانے مین آیا لگا جس وقت چوب اٹھا کر اپنے ہاتھ سے
نقارہ کلان پر لگائی نقارچیون نے ستر ہو نقارہ بجایا تمام لشکر مین مشہور ہوا یار و خدا خیر کرے
خواجہ نے ملکہ یاقوت کے باپ کو گرفتار کر لیا وہ کل میدان مین آئیگی شعبدہ سحر دکھائیگی سنتے ہین سحر

ساحری ہین بے مثل و بے نظیر ہے تمام شاہزادیان بارگاہ سے اٹھین اپنے اپنے خیمون مین آئین ملکہ بہار
نے اپنے خیمے مین آتے ہی حوض سنگ مرمر سپید کا کہ آب مروارید سے مملو ہے اسمین غسل کیا اسوقت
ملکہ بہار کی رعنائی ہر صاحب ثابت ہوتا تھا کہ برج آبی سے آفتاب برآمد ہوا بالون سے قطرات آب ٹپکتے
ہوئے ظاہر تھا کہ ابر سیاہ سے موتی برس رہے ہین ایک ساری آب رواں کی آدھی باندھی آدھی اوڑھی
پھولون کے بیچ مین چوکی بچھائی گلدستے گلہائے رنگارنگ کے بنائے تار نگاہ سے باندھے پھول مثل
ستارون کے روشن تھے نار شعاع نیر اعظم صاف کیے شب بھر بہار نے انتہائی مشقت کی باغ سحر
کے گلدستے کھلائے بے حساب گلدستے بنالئے تمام لشکر مین تیار ہان رہین لشکر افراسیاب جادو مین ہنگامہ
اس لڑائی مین غدر پڑ گیا ہے جو جدھر نکلا مارا گیا کوئی پوچھنے والا نہین رات کو بھی سحر چل رہے ہین جنگل
صحرا سحر ہائے آتشین سے جل رہے ہین تھے بشکل کنول پھول شعلہ جوالہ عجب ہنگامہ ہو بہا تھے باغ
سحر کو نور دریا چار سہر رات گلزار گل سہ برگ آفتاب چمن چمن نیلوفر یا مین پھولا شاخ کہکشان مرجھائی
گلہائے ثوابت و سیارگان پر خزان آئی بوقت سحر لشکر دونون مین نقارہ بندی ہونے لگی ملکہ مہجبین بھی فوراً
تخت زرین پر سوار ہوئین وزرا امرا نے گھیر لیا تخت شاہنشاہی بیرون بارگاہ آیا سب نے بڑھ بڑھ کر ملکہ
بہار نے سلام کیا دیکھا ملکہ مہجبین نے آج بہار پھولون مین لدی ہوئی ہے بدھیان پھولون
کی آڑی ترچھی زیب گلو جھپکا موتیے کا سہرہ آراستہ ایک تخت پر صدہا گلدستے چنے ہوئے کنیزین
اُس تخت کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے اس بہار سے بہار نے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہجبین کا
غنچہ خاطر شگفتہ ہوا ملکہ مہرخ نے بھی آکر سلام کیا ایک جانب سے صدا نوبت نقارے کی آئی شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مع سرداران صف شکن آکر پہونچے برائے تسلیم خم ہوئے ملکہ
مہجبین نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہے مہر و وفا آب و گل مین
ہے انکے بعد سرداران نامی آنے لگے مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ سرخ مو و باغبان قدرت
بعد صولت و شوکت آکر پہونچے بادشاہ کے گرد پھرا اسد غازی کے قدمون کو بوسہ دیا ملکہ گلچین جادو
زوجہ باغبان بڑے تکلف سے آکے پہونچی پھر تو سردارون کا تانتا بندھ گیا ہلال سحر افگن و خورشید
زرین سحر و شکیل صف شکن و ماران زمین شکن و اسرار برفن وغیرہ گرد تخت ملکہ مہجبین اس
دھوم سے سواری مثل باد بہاری سمت میدان کارزار چلی ابھی میدان مین پہونچے پائی تھی دیکھا آمد لشکر

افراسیاب جادو و یاقوت بعد پیچ و تاب کھتے ہیں طاؤس پر بھی سوار ہیں ہوئی باغ کے گرفتار ہونے
کا بڑا ملال ہے دونوں نہریں جوش مارتی ہوئی غراتے کی صدا بلند ہے جانور زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
اس تکلف سے میدان کارزار میں پہونچی میدان بدستور آراستہ ہوا نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا
کے نکل گئے یاقوت نے بھی دور سے دیکھا آج ملکہ بہار بڑے زور و شور سے آئی ہیں صدہا گلدستے
ساتھ لائی ہیں ہمجلو میں ایک کنیز کھڑی ہے سمن عذار گلگون پوش اسکا نام ملکہ لعل نے قصد کیا تھا
ملکہ یاقوت مانع ہوئی کہا بوا تمھارے مقابلے کے لائق کوئی نہیں ہے یہ ان سبھوں کی تدبیر کر چکی ہے
سرکش ہیں اب تک اصلاح کا کسی نے نام نہیں لیا یہ کہکر آواز دی اے سمنبر گلگون پوش باغ حسن بہار
بہار دکھا میدان کارزار میں جا اپنی بہار کو اپنے مقابلہ میں بلا سمن بر یہ سنکر صف سے نکلی گلشن میدان
میں آکر کھڑی ہوئی از سرتا پا یہ بھی بخوبی پھولوں میں لدی ہوئی مسکرا کر غنچہ دہن نے ایکبار نگینی کلام کی دکھائی
پکار کر آواز دی اے ملکہ بہار میں تمھاری مشتاق ہوں یہ سنتے ہی بہار طاؤس سے کود کر خراماں خراماں
مثل نسیم سحری قریب تخت مہ جبین آئی مثل شاخ گل برائے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی
باغبان قضا و قدر گلشن جمال میں کبھی خزاں نہ لائے لونڈی رخصت ہوتی ہے ملکہ مہ جبین نے تخت
رکھوا دیا بہار کا سب پاس کرتے ہیں حیرت جادو کی ہمشیرہ سالی افراسیاب کی صاحب حسب و
نسب عاشق بادشاہ اسلام بڑی شگفتگی یہ ہے کہ بہار نام ملکہ مہ جبین نے فرمایا چمن آرائے عالم نے تمکو سپرد کیا
ملکہ بہار طرف میدان کارزار کے چلی جس تخت پر گلدستے تھے اس تخت کو کنیزوں نے بڑھایا بہار نے چند گلدستے
اٹھائے مشرق و مغرب جنوب شمال کیطرف پھینکے ہوا سرو چلا نخل و غلہ میں آئے طائروں نے زمزمہ سرائی
کی افراسیاب نے دیکھا باغ بے در لیکر تیار ہوا نہر ہائے آب رواں باغ ساختہ بہار ہر نخل سرسبز شاداب
تمام عالم کے پھول پیدا نخل جھوم رہے ہیں ہر شاخ مثل کہکشاں پھول مثل ثابت سیارگان نرگس شہلا
کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی سرو و صنوبر کا اکڑنا قمریوں کا عشق سرو میں کوکو کرنا سنبل
نے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا گل نسرین و نسترن پر جوبن گل صد برگ کی رعنائی چمنستان کی
زیبائی عروسان چمن کا بناؤ جوانان گلشن کے نکھار اس باغ میں جوش بہار یاقوت سخندان
بھی واہ واہ کرنے لگی سمن بر فرستادہ ملکہ یاقوت سخندان باہر آئی باغ کے کھڑی ہے سحر رنگین بہار کو
ملاحظہ کر رہی ہے ہوائے سرو چلی یہ بھی ہنس رہی ہے یکایک ملکہ بہار گلعذار نے اس چمن لالہ زار کی

جانب بزنگاہ محبت دیکھا پھولوں نے آنکھیں کھولیں غنچے مسکرائے ایک نگاہ مہر بہار سے جو ادان چمن بہ مین آئے عندلیبان خوشنوا پردن کو تول کر اڑین منقارین کھول کر یہ اشعار بہاریہ گانے لگین مخمس

بہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار
سب سے بڑھکر آج گل ہے شوکت شان بہار
جمع ہین سب ۔ اور سامان جشن یاران بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو بھی لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون ملال و غم
موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
فیض پہونچے جسکے کیا خاطر مین اسکے خوف و بیم
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
دست گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار

آئی ہے فصل بہاری ہر چمن ہے میکدہ
سبزہ ہین یا شیشہ ہاے مے جو تھکر ہین جابجا
غنچہ ہے قلقل مینا سمین ہے شکل نوا
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحن گلشن مے پرستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہو
ہو گیا عادت سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہو
جوش مستی سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

فصل گل ہے مظہر انوار صنعت ہے چمن
نام غم جس جا نہین وہ جاے عشرت ہے چمن
لائق نظارہ اہل بصیرت ہے چمن
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن
نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا
وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوے وفا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا
چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اڑا
ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلان بہار

فصل گل ہے شکل نہین تیغ شہ کے جوبن مین آج
کیا بیان ہو جو ادا ہٹ ہے گل کے تن بدن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج
دور ہے باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تختہ گلشن بنا ہے تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے تا کوہسار
برگ گل تک سرخ باغ دہر مین ہین تا بہ خار
رحمت عالم ہوئی کیا سرو ہی باد بہار
آج کل فصل بہاری نے دیا ہی اشتہار

پھول ہین کیا خار تک ہی زیر فرمان بہار

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دشت قیامت بھی کرے اب تو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن کا دور دور
خرمن گل ہر روش پر ہی اور وہ بھی وفور

خرمن کا دامن بنا ہی آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہین ہی نہ کچھ رشک رقیب
مثل جنت باغ مین باہم ہین مشتاق حبیب
بلبلون کے واسطے یہ فصل گل بھی ہی عجیب
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب

وصل اب بے واسطہ ہی بہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہی چمن مین جابجا
ہی مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا
چہچہانا عندلیبون کا نہین بیفائدہ
مژدہ فصل بہاری لایا ہی پیک صبا

بول بالا ہی چمن مین شور مرغان بہار

تو یہ بیوقت سے ہی ناک مین رعنا کا دم
بزم حیرت ہی جہان اب مجھکو بے روئے صنم
جان و ایمان پر کیا ہی سخت تو نے ستم
فصل گل مین تو جدا مجھ سے ہی رعنا و الم

ہون اسی خوف و رجا مین کب تلک اے گلعذار

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی قمریون نے کوکو فاختہ قلندر مشرب نے حق سرہ سمن کی نگاہ جو طائرون سے مل گئی ہوش اڑے بے اختیار گھبراتی ہوئی لہراتی ہوئی طرف بہار کے چلی

بے اختیار پکار اٹھی نظم

ڈھونڈھتی ہون پر نشان بے نشان ملتا نہین
جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
باہمہ فرحت تصدق روز ہی پر صبح و شام
ڈوب مرنیکو زنخدان کا کنوان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان تک نہ ملی
جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین
آپ کیسے تجھ قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
کون کہتا ہی زمین سے آسمان ملتا نہین
جوش گل سے دل کیا گلشن مین جا باقی نہین
بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین

کاروان کیا غبار کاروان ملتا نہین
عشق لاتا ہی جو مجنون غارت دل کے لیے
عذر بھی معقول کچھ اے مہربان ملتا نہین
جان شیرین کو مجھے دینا بہت آسان نہ تھا
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
تو صبیر آتا ہی ناحق خاکسار دن کے ہما

خاک کھا بیٹھا کہ اے آنکھوں میں تھا نہیں	زخم رہ پر جو تھا گل میں بہ رنگ شباب	اب مزار پہ حضرت پیر مغان ہیں
وقت جنت میں ہوا اک دشت سیر	جیسے یوسف ہو مردہ کا زندان میں	داد دی قسمت نے کھلے قافلے جو ہم بعد مرگ

کھلا یہ جب کہ غنچہ سا جو ان تھا نہیں | یہ شعر پڑھ کر طرف بہار کے چلی ہاتھ باندھے ہوئے عذر کے کلام پر

نفرد نصیحت انجام بہار نے پڑھکر ... اپنے کئے میں ہر جلد ہاتھ سے ڈالو ان کو خالی پھول جائے منظور رہی
یاقوت سے ڈروا دون یاقوت نے جو سمن بر کو اس حال میں دیکھا گھبرا گئی جوش بہار کی یہ
کیفیت پھولوں کی بو جو پھیلی سب بو سے تنگی سودا ہو گیا لشکر میں افراسیاب کے جا بجا تلوار چلنے لگی
بہت سی کنیزان یاقوت نے گریبان چاک کیے خاک منہ پر ملی پہاڑوں سے جا کر سر ٹکرانے لگیں پھر
یاقوت نے جو یہ حال دیکھا سمن بر کو للکارا او کنیز بے تمیز کہاں جاتی ہو دیکھ ہوش میں آ یہ کہکے
کان سے اک موتی نکالا نہر میں پھینک مارا وہ موتی شعلہ جوالہ بنکر نہر آب سے نکلا وہی شعلہ جاکر
بہار جادو کے باغ پر گرا چھینٹے سے طولانی جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے چشم زدن میں
تمام و کمال اس شعلہ جوالہ نے سارے باغ پر بہار کو جلا دیا وہی شعلہ بھڑک کر سر بہار پر چمکا
بہار غش کھا کر گری پھر وہی شعلہ موتی بنکر سمن بر پر آ کر لوٹا اس سے کچھ دھواں نکلا سمن بر
ہوش میں آئی یاقوت نے سمن بر کو آواز دی بہار کو اٹھاؤ سمن بر نے بہار کو اٹھا لیا بران
نے جھلا کر اپنے شمس کو بڑھایا پکار کر آواز دی واہ بوا یاقوت کیا سحر کیا خوب پڑھ کے میں ان مصاحب
کی مدد کی آپ الگ ہیں میدان میں خود کیوں نہیں آتیں بہار نے چوا دیا کیا ہم مدد نہ کر سکتے تھے میں
سحر نہیں آتا قاعدے کے خلاف کیا بہار کا لیا نا سب کو ناگوار ہوا عمرو نے بڑھکر کہا اے بران یاقوت
کو پیغام دو کہو کہ اس شہ کے پیر زنا بالغ کو تھے لیلو بہار کو ہمیں دیدو بران نے بڑھکر آواز دی اے ملکہ
یاقوت سخندان کچھ معاملہ کرو گی یاقوت نے پلٹ کر کہا فرمائیے بران نے بڑھکر کہا ملک اخضر کو
لیلو ہماری بہار گلعذار کو دیدو یاقوت نے فوراً بہار کو ہوشیار کر دیا کہا لو بوا اپنے والد کو ہمارے
تخت پر سوار کر کے بھیجدو بران نے اک تخت منگوایا خواجہ نے بغل میں ہاتھ ڈالکر اخضر کو نکالا
اس تخت پر سوار کر دیا کنیز یاقوت نے آ کر تخت گھیر لیا جب لشکر میں تخت آیا لعل یاقوت نے
بڑھکر سلام کیا اخضر نے توجہ بھی نہ کی وعلیک جان دراز نہ دی لعل و یاقوت خاموش ہو رہیں کہیں
بابا جان ہم سے خفا ہونگے گرد سردار گھیرے ہوئے ہیں ہر چند شہنشاہ شہنشاہ کہتے ہیں ملک اخضر کسی کو

جواب بھی نہیں دیتے منھ چھپائے تخت پر بیٹھے ہیں نہ کسی کا سلام لیتے ہیں نہ بات کا جواب دیتے ہیں
جب یہ حال پر ملال سے بارگاہ میں آکر پہونچے یاقوت نے بڑھ کر گلے میں ہاتھ ڈالدیے اور کہا قبلۂ
کعبہ آپ ہم سے کیوں خفا ہیں جو سراسر بجا ہیں اب اپنی حماقت سے گرفتار ہوے تحفۂ سامری آپ کے
پاس تھا اُسے کیوں نہ دیکھا تھا نتیجہ دھوکا کھایا جسے آپ ناحق خفا ہیں پہلے حضور آپ کو چھڑا لیا اب
تو ہشیار رہیے گا لعل و یاقوت دونوں لپٹی ہوئی ایسی ایسی باتیں کہہ رہی ہیں اخضر کچھ نہیں بولتا
جب سرداروں نے بہت کہا اے شہنشاہ اخضر بات کا جواب دیجیے بیٹیوں کو گلے سے لگا لیجیے دیکھیے
کیسی بلک بلک کے رو رہی ہیں آپ کے نہ ہونے سے لشکر میں سناٹا ہے کسی نے کھانا نہیں کھایا
طبخ سرد پڑا رہا بیٹیوں کو سمجھا کے کھانا کھلائیے جہاں قید تھے وہاں کا حال بتلائیے ملک
اخضر نے جھلا کر جواب دیا کیسا بادشاہ کیسی بیٹیاں نہ میری بیٹی تو منگلو رہا ارجی جان سے
بیزار ہوں لودھیانے کا گنوار ہوں میلہ میں گاؤں سے مکان ہو چلا میرا نام ہے یہ سنکر یاقوت
نے جھلا کر اک لات ماری سر پر ہاتھ رکھدیا اس شخص نے ایک آہ کی رنگ روغن عیاری اڑ گیا
سب نے دیکھا اک گنوار توندیلا دھوتی گاڑھے کی باندھے ہوے کالی کالی صورت ناک چپٹی بولا
بدحواس گاڑھے کی مرزائی گریبان کو رہا ہو کہنے لگا ہائے ری بٹیا منگلو رہا ایمان ہے
گاؤں سے گنوار بلا کے تھکوان گوریوں سے گھیرا ہو لپٹی جاتی ہیں میری کیسلا کو نہر کو بٹھا کرتے ہو
لعل نے ایک طمانچہ مارا گنوار کا سر اڑ گیا غل مچا ہیں کہا اب ان کی سب کی شامتیں آئی ہیں میرے باپ کو بھی
عمرو نے فریب کیا ابھی جا کر لاتی ہیں یہ کہکر اٹھی قریب نہروں کے آئی ایک چیخ ماری ایک طائر سرخ
رنگ سر سے نکلا یاقوت سحر دان نے ہاتھ میں لیا اسکو ذبح کیا خون اسکا چلو میں لیکر طرف لشکر اسلام
کے پھینکا کان سے لیک بجلی اوتاری اوسکو بھی آسمان پر پھینکا ملکہ مہرخ و برّان وغیرہ سہار کو
ساتھ لیکر بارگاہ میں آئی ہیں خواجہ عمرو بھی ساتھ آئے ہیں اسوقت کل عیار بارگاہ میں ہیں
خودبخود زمین تھرائی دنائے کی آواز آئی بارگاہ میں تمام اندھیرا ہو گیا سپاہی آپس میں سر
ٹکرانے لگے نہروں کا پانی کھولنے لگا ہزار ہا خیمے گر پڑے ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے پریزادیات کو
پامال کرتے پھرتے تھے جا بجا سے زمین شق ہوئی دھواں نکلا جسکی آنکھ میں دھواں لگا نابینا
ہو گیا ملکہ برّان نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سب اہالیان دربار نابینا ہو گئے آنکھوں سے بالکل نہیں سوجھتا

اختر عمرو اور یہ جوڑے سے نکالا اپنی آنکھوں کے آگے چمکایا تب کسی قدر معلوم ہوا اسی اختر کو ہاتھ مین
لیکے ملکہ حیران تو کر بارگاہ کو نکلین برسر بارگاہ آکر دیکھا یاقوت سخندان کا چہرہ سرخ
کھڑی ہوئی ملکر اسلام پر سحر کر رہی ہے حیران نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون اے یاقوت کوئی ایسا
کام کرتا ہے میدان مین ٹوک کر لڑو تو احوال معلوم ہو سب صاحب تم سے لڑنے کو موجود ہین کوئی
تم سے منھ نہ پھیریگا جسطرح جی چاہے سمجھ لو یہ سحر رفع کرو میدان مین طبل جنگی بجوا کر آؤ اول تو تمنے
بڑا دھوکا کھایا کہ میدان مین کنیز کو لڑوایا بہار پر تمنے خود سحر کیا مکر سے گرفتار کر لیا یہ شیوہ صاحبان
کسب کمال کا نہین ہے سب اندھیرے مین پھڑک رہے ہین جلد سحر اوتار و یاقوت نے کہا اس ساربان
زادے نے مجھکو کیا دھوکا دیا بہار کو لیلیا لو دھیانے کا کلوار حوالے کیا جلد ملک اخضر کو دیدو اسی
مین بہتر ہے ورنہ اندھیرے مین گھونٹ کر مار ڈالونگی تمھارے فرمانے کا مجھکو بڑا پاس ہے اسوقت نمونہ سحر
دکھلایا نہروان کو حکم دون کرورون کرور کو غرق کر دین یہ نہرین نہین سمندر سحر ہے دس منزل تک
انکی تاثیر جا سکتی ہے حیران نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہماری بارگاہ مین چلو ابھی اخضر کو دلوائے دیتے ہین
عیارون کی بات پر غصہ کرنا سراسر حماقت ہے انکا یہی کام ہے مکر و حیلے مین انکا نام انشاء اللہ کل
سر میدان ہم تم سے مقابلہ کرینگے نہرون کا بھی حال کھلجائیگا حیران یاقوت کو سمجھا کر بمشکل اپنی
بارگاہ مین لائین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی خواجہ سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسوقت سبکی
جان بچائیے اخضر کو دیدیجیے دیکھیے تو اسد کا کیا حال ہے مہ جبین بیہوش پڑی ہے اور کان مین
چپکے سے کہا خواجہ برائے خدا سب کی جان آبرو بچاؤ سارا لشکر نابینا ہو گیا اسی ذکا مجھکو خوف
تھا عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا حیران نے کہا ایک زندہ نہ بچے گا مین بمشکل یہان لائی ہون اب
اسی بات مین بات رہتی ہے خوشی سے دیدیجیے ورنہ بجبر لیگی مجھے یقین نہ تھا کہ میرا کہنا مانیگی آپنے بڑا پاس
کیا عمرو نے زبردستی بمشکل اخضر کو زنبیل سے نکالا لیکن ننگا لچا میلی دھوتی باندھے ہوئے
گھبرایا ہوا بیٹی کو دیکھکر لپٹ گیا یاقوت نے کہا خواجہ وہ گنبد اور لباس بھی دیجیے اب تو عمرو نے گلیم
نکال چکا ہے یہ ٹھیک کر سیدھا ہو کہا اے ملکہ یاقوت اب سکوت فرمائیے مین نے کبھی زنبیل کا
قیدی کسیکو نہین دیا پر آپ کا بڑا پاس کیا حیران کے کہنے نے بیقرار کر دیا اب لباس اور گنبد نہین دونگا
اخضر بیٹی سے لپٹ گیا کہا بابا یہ دو چیزین تمھارا صدقہ سمجھ میں صبر کیا کوئی ڈھونڈتے ڈھونڈتے جان جاتی تھی

ایک کلی وتنجرفی کرتا فقط ملا تھا کنارے دریا کے اسقدر برف پڑتی ہی سیکڑون قیدی اکڑ کر مرگئے وہان وہ فصل ہی کہ دروازے بند ہو جاتے ہین خوبی برف پڑتی ہی وہان کے باشندے منقلہاے آتشین لوہے کی زنجیرین گلے مین ڈالے پھرتے ہین چار مہینے کوئی گھر سے نہین نکلتا بس بی بی تمکرار نکرو نکر چلو تین دن سے بھوکا ہون جوار پھانکتے پھانکتے پیٹ مین درد ہوگیا ہی دو چار جلاب لونگا تب طبیعت درست ہوگی یاقوت اپنے باپ کی باتو نپر رونے لگی اخضر یاقوت کی بغلون مین منھ ڈالے دیتا ہی عمرو یہ صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کہتا ہی یا سامری جمشید عمرو قید ہو تر از قید فرنگ ہی کال کوٹھری اس سے بہتر ہی بڑے بڑے ظالم ڈکیت قزاق وہان قید ہین توبہ کرتے ہین رہائی نہین ملتی بہت سے دائم الحبس ہین سب کارخانے قید خانے مین جاری ہین زراعت بہت ہوتی ہی یاقوت نے کہا بابا جان چپ رہیے ملکہ بران صاحب ہنستی ہین یاقوت نے یہ کہکر دونون ہاتھ ہلائے اندھیرا دفع ہو لشکر نے بلائے ناگہانی سے نجات پائی یاقوت اخضر کو تخت پر سوار کیے لشکر مین آئی افراسیاب جادو گھبرا رہا تھا اسوقت اسکو یہ پرچہ اخبار گذرا کہ ملکہ مشتری ستارہ طلعت نے حجرہ بلا کھولا ملکہ حیجون سبز پوش زبان دراز حجرے سے نکلی سب کے آگے بڑھتی ہوئی ملکہ محجوب کاکل کشا دزیرزادی حیجون کی رازدار طلسم نور افشان اٹالا بارگاہ کا لیے ہوے آئی ہی لکھا ہی جسوقت یہ پرچہ افراسیاب کو گذرا تو افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا حیرت سے سب افراسیاب نے حال کہا اور کسیکو اس راز سے آگاہ نہین کیا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا سوا سے حیرت کے کوئی نہین سمجھا کہ یہ کیا معرکہ ہی پرچہ کیون لکھا گیا خبر آئی کہا حیرت اس مقدمہ کی رازدار خاص رہو اسکا حال کو وقت پہ تحریر کرونگا یاقوت سخندان نے افراسیاب کو بلا بھیجا اخضر جب سے بارگاہ مین آیا ہی بدحواس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی کبھی کہتا ہی ہماری ٹوکری لا دو دوپہر ہو گئی اپنے کام پر جاینگے گنتی کا وقت آگیا غیر حاضری ہو جائیگی پھر چھٹانہ ملیگا مزدور پر بید پڑ جاتے ہین چوتڑ کھول کھول سب کو دکھلاتا ہی اور کہتا ہی پہلے دن چکی پہ بھیجا گیا آٹا اچھا نہ پیسا داروغہ نے ایکدرجن کا حکم دیا کنیزین کہتی ہین حضور یہ آپ کیا بکتے ہین خاموش رہیے یہ کیسی گنتی کیسا چھٹا آپ تو بادشاہ ہین اخضر کہتا ہی وہانکی بدعت سے کوئی نہ بچائیگا کبھی یاقوت سے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی بیٹیا گھر چلو اپنے قلعہ یاقوت نگار مین چلکر بیٹھ رہو اب مقابلہ نہ کرو یاقوت جھلاکر کہتی ہی بابا جان ہوش مین آیئے کیا کسی کی مجال ہی آپسے آنکھ ملا سکے

کل سب کو ڈبو دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی عمرو کی بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگی دیکھیے تو کیا بد بلا ہوتی
ہون یہ کہکر حکم دیا ہو العطش طبل جنگی بجاؤ لعل عشق مین اسد کے بیقرار اتنک ضبط کر رہی ہی ہرکارے
خبرین لیکر بارگاہ اسد مین آئے بعد دعائے عرض کی حضور یاقوت کو بڑا غصہ ہی طبل جنگی بج گیا اسد نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے بران ومجلس اپنے کام مین مصروف ہین یہ راز ناظرین پر ظاہر ہوگا
چار پہر رات گذر کر پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے مین چرخ نیلی کے آیا اپنی ضیاء سے تمام عالم کو روشن
کردیا دونون لشکر بعد کرنے فر میدان جنگ مین آگرجے یاقوت کا ارادہ ہی نہرون کا سحر کردن آج ہی
سب کو ڈبو دون لعل سخنداں میر لشکر یاقوت طاؤس زرین بال پر سوار نخل سایہ مین کھڑی ہو شان
جمال بیتابانہ اسد نامدار کو دیکھ رہی ہی اسد غازی کی پشت پر ساٹھ ہزار صندلی پوش چند
پہلوانان صف شکن قریب قریب گھوڑونپر شاہزادہ منصور لان صندلی پوش نے شقہ علم
زرنگار سر اسد نامدار پر کھولا شوکت شان طلسم کشا دیکھکر افراسیاب جل گیا یاقوت کھڑی
ہوئی اسم سحر پڑھ رہی ہی جانبین سے کوئی میدان مین نہین نکلا افراسیاب کہہ رہا ہی چاہتا
ہو میدان مین نکلون اسد کو ٹوٹوان مرد سپاہی ہی ضرور میرے مقابلہ مین آئیگا میں پچھاڑ کر پھینک دونگا
طلسم کشائی بھول جائے اور سب کو یاقوت نہرون مین ڈبو دیگی یہ سوچکر کئی مرتبہ بڑھے پر ہاتھ
ڈالا صرصار وابرق رکاب سے لپٹ گئے کہا کیون شہنشاہ آپ کی نانی جان و دادی جان ہمیشہ منع
کرتی ہین کہ افراسیاب اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے ورنہ گرفتار ہو آپ بدنام ہو جائینگے طلسم کشا
ساحر نہین ہی لیکن وہ ضرور آپ کے مقابلہ مین آئیگا وہ شیر بیشہ جرأت نڈر کیگا سب ساحرانیہ کو
شاد نیگے آپ پر ٹوٹ پڑینگے یہ سنکر افراسیاب خاموش ہوا کہ صحرا سے گرد آئی کا سب دیکھنے لگے
آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف لات ومنات علمدار اسی جانب
بڑھے چلے آتے ہین بعد علم داروں کے دیکھا ایک جوان دیو تمثال کرگدن مست پر سوار شکل
تخل چار سنانین دہنانین شعلہ زبان افعی چمکتی ہوئین جوڑا تیغہ کمر مین فولادی سپر پشت پر
چہرہ سیاہ پشت پر لاکھ سوار جلتہ پوش چار آئینہ بند وحشی بدوخل کاب سے رکاب پرے
سے پرا ملاتے ہوئے بڑے زور شور سے یہ پہلوان آیا افراسیاب کو آکر سلام کیا قدمون کو
بوسہ دیا افراسیاب نے کہا ای اقوال جرم پوش کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اقوال نے عرض کی حضور

نے اپنے ملک میرے سپرد کیے کہ جنمین ہمیشہ لڑائی رہتی ہے ورنہ اژدر دیو پر اثر رہا تھا کہ ہر چہ اخبار گذرا
طلسم ہوش ربا مین کوئی نبیرۂ حمزہ جرار جری بہادر بہ دعوائے طلسم کشائی آیا ہے غلام کو اشتیاق ہوا کہ
مین بھی جاکر اس پہلوان کو دیکھون آپ کے اقبال سے شیران صحرا و نہنگان دریا میرے خوف سے
چھپے ہین شیرون نے دامن صحرا مین پناہ لی نہنگان دریا نے چادر آب منھ پر ڈالی ورنہ یہ جانوران
وحشی بازار آتے ہین بندگان لات و منات کو کھا جاتے ہین مین نے دشت و جبل صاف کر دیے لاشہ
اسکے سرکشان سے میدان بھر دیے میرے اقلیم مین قزاق کا نام نہین مسافرون کے واسطے ان جنگلون
مین کنوئین کھدوا دیے تھانے مقرر کیے تاجر لوگ سونا اچھالتے چلے جاتے ہین اگر شاذ کسی قزاق
نے قصد کیا تاجرون نے میرا نام لیا تو غلام کا نام سنتے ہی اپنا بھی مال چھوڑ کر قزاق بھاگ جاتے
ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ مجھ ایسا آپ کا نمکخوار موجود ہو اور طلسم ہوش ربا مین کوئی اگر
دعوائے پہلوانی کرے غلام کو حضور نے طلب نہ فرمایا مین نے ذکر سنا ہے کہ فرزندان حمزہ نے اپنے
نام کے جھنڈے گاڑ دیے انکے خوشامدیون نے کتابین لکھی ہین اس مین لکھدیا ہے دیوزادون
کو مارا اہالیان دنیا نے دیوزادون کا نام سنا ہوگا صورت نہ دیکھی ہوگی میرے ساتھ والون
سے دریافت کیجیے قسم دیکر پوچھیے میری اقلیم مین ایک دیو رہتا تھا مین نے جاکر اس کو
مارا سو گز کا اسکا قد تھا اگر مجھکو آپ تحریر فرماتے اسقدر لڑائی کو کیون طول ہوتا اتنا غلام عرض
کرتا ہے سحر و ساحری نہونے پائے زور سپاہگری صرف ہو مین اکیلا لاکھون مین لڑتا ہون ابھی جاکر
طلسم کشا لشکریون کو چیر پھاڑ کر پھینک دون ذرا اس سرکش کی صورت تو مجھے دکھلا دیجیے کیا دیو
سے بھی قد و قامت مین زیادہ ہے سرہانے طرف اسد کے اشارہ کیا اقوال نے سر اٹھا کر دیکھا اک شیر
ببر کو پشت مرکب پر پایا حسین و جمیل رعب و دبدبہ چہرے سے آشکار ہے چہرہ کہتا ہے بیشک یہ جوان
شیر شکار ہے اقوال بہت ہنسا کہا حضور یہ تو معشوق ہے گود مین اٹھا لاؤن اپنے پہلو مین بٹھاؤن
شراب مجھکو پلایا کرے حضور خوب جانتے ہین ہمیشہ سے پہلوانون مین زبردست ہون کسی قدر
حسن پرست ہون میری صحبت مین بہت خوش رہیگا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤنگا فنون سپاہگری
سکھاؤنگا مصرعہ وا بریق نے کہا اے اقوال چرم پوش اسقدر لاف و گزاف نہ کرو یہ جوان نبیرۂ دلاور
قاف ثانی سلیمان ہے دیکھو پہلو مین اس جوان کے صندل لان صندلی پوشش کمر اسپے جو الی

طلسم صندل مین اسکو زیر کیا اور اکثر پہلوان جو اُسکے مقابلے مین آئے اس جوان کے ہاتھ سے مارے
گئے لاکھون مین یکتا جوان ہے بہ نگاہ حقارت اُسکو نہ دیکھو اقوال نے سرما ابریق کو جھڑک دیا کہا
آپ لوگ ساحر ہین فنون جرات سے کب ماہر ہین اگر تلوار اٹھا کر رکھدون روکنا تو بڑی چیز ہے نیزے کی
کلائیان ٹوٹ جائین اگر نعرہ کرون زمین تھرائے دیو سامنے ہو تو اسکو غش آجائے شہنشاہ نے دہ اقلیم
خارستان مجھکو عنایت فرمائے بارہ برس سے لڑ رہا ہون فرقۂ آدم خوارون کو گھس گھس کے مارا ملک کے
جنگل مین تن تنہا جا کر غیلان مست کو للکارا میری عملداری مین شیر و روباہ ایک گھاٹ پانی پیتے
ہین قزاق نہ مرتے ہین نہ جیتے ہین اگر ایک مسافر مارا گیا دو ہزار لٹیرے قتل ہوگئے تب عملداری جمی
بارہ برس اسی رنگ مین گذرے ابھی تک چین نہین ملا اُسطرف کے لوگ ایسے سرکش ہین بے لڑے بھڑے
خراج نہین ملتا جتنے پہلوان مین نے مارے اگر نام لون تو ایک کتاب طولانی ہوجائے علاوہ ازین
ابھی ملاحظہ کیجیے اجازت میدان کارزار دیجیے دیکھتا ہون ادھر بھی بڑے بڑے ساحر کھڑے ہین کوئی
سحر نہ کرنے پائے آپ بھی سحر نہ کیجیے گا افراسیاب نے کہا سب میری لونڈیان غلام ہین کسکی مجال ہے
جو میرے سامنے سحر کر سکے طلسم کشا بھی اپنے اوپر یہ ننگ قبول نہ کریگا ہمیشہ متلاشی رہتا ہے کوئی
پہلوان آئے تو اُس سے مقابلہ کرون اقوال نے کہا غلام اُنکی خدمت کیواسطے آگیا حضور لڑنا کیسا
تلوار نہ کھینچے دونگا گھوڑے کیساتھ دوڑاتا لاؤنگا آپ کے قدمون پر گرا دونگا کہیے ہاتھ پاؤن توڑ
ڈالون کہیے زندہ لاؤن جو فرمائیے اس طور سے لڑون سب کچھ ممکن ہے اسقدر اقوال جرم پوش
بلبلایا کہ افراسیاب کو بھی ناگوار ہوا کہا اے اقوال بس اسقدر زیادہ گوئی نکرو طلسم کشا حلوا
نہین ہے لاکھون مین اکیلا لڑتا ہے اگرچہ ساحران ملک تہوتا جرات مین کوئی طلسم کشا سے مقابلہ نہ
کرسکتا چونکہ مقدمہ طلسم ہے اسقدر لڑائی نے طول کھینچا ان لوگونکے اوصاف جنگ جدل مین ملا فیضی
و میر خسرو دہلوی وغیرہ نے سات دفتر طولانی تحریر فرمائے ہین یہ جوان بچپن سے جری بہادر ہے بڑے
بڑے پہلوانون کو اُسنے مارا روز اول جب شہر ناپرسان مین آیا اکیلے نے شہر ناپرسان مین کھلبلی
ڈالدی بڑی بات یہ تھی کہ اُس روز ملکہ حیرت جادو برسر گنبد نور موجود تھین جب کوتوال مار اگیا
اقصر نامے بڑا جوان زبردست تھا اسد نے اُسکو چیر کر پھینکدیا کئی سو پیادون کو مارا ملکہ حیرت
نے فولادی تیلہ بھیجکر اُس کو گرفتار کرایا تم ایسا حقیر جانتے ہو اقوال نے عرض کی ابھی قول

باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
نہوا اسکو بس مرگ ملال بلبل
دخل ہو صیاد و حسن چین گلچین کا گذر
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل
کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات
چشم بد دور ہے کیا جادہ ہلال بلبل
ور بر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد
گل کو معشوق ہے عاشق سے مثال بلبل

سب پہ پڑ جائیگا گلشن مین زوال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
ہوگا محشر مین یہ پھولون سے سوال بلبل
باغ مین آتے ہی ازہم ہو گلچین سے کہو
مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہی خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھے سنگ اسود
باغبان پڑتا ہے یون کچھ وبال بلبل

پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
مر گئی پر نہوا گل سے وصال بلبل
کلا پھیرا نگی برس قرنہ تمام صیاد
دخل بے حکم کیے تھی یہ مجال بلبل
قہر گل سر پہ ہوا تختہ گلشن پہ جلوس
کعبہ گلشن ہو یہ ہے خام خیال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین

کنیزین کہتی ہین حضور جہان باغ مین ہزارون جانور ہین ویسے ہی ایک بلبل بھی ہے شعرا نے یہ باتین بنائی ہین لعل سخندان نے کہا صاحبو یہ کوئی بات نہین تباتا موافق مضمون مصرع تانہ باشد چیزکے مردم نگویند چیزہا دیکھو کیسی پھول پھول کر شاخ گل پر بیٹھی ہے خزان مین بے سر و پا جابجا ماری ماری پھرتی ہے عاشق کو بڑی مشکل ہے ضبط عشق بہت دشوار ہے یہ ذکر تھا اسد نامدار نے جوصف سے گھوڑا بڑھایا اور نیزہ ہلایا مسکرا کر کہا میان طلسم کشا صاحب کیون ال پڑے یہ میدان سحر و ساحری ہے آپ کیون گھوڑا چمکا رہے ہین یہ کہکے جو پلٹی دیکھا قریب افراسیاب کے ایک پہلوان زنجیرہاے آہنی کمر سے باندھے ہوے اسد کو دیکھکر اکڑ رہا ہے لعل نے کہا یہ گھوڑا مسٹنڈا کون ہے قصائی کا سا کتا خوب پھولا ہے کنیزون نے کہا برسے مقابلہ طلسم کشا آیا ہے افراسیاب سے اجازت مانگ رہا ہے بڑا مغرور ہے اپنی تعریفین خود کر رہا ہے ملکہ لعل نے کہا نامرد ہوگا طلسم کشا کے ہاتھ سے گرز برد ہوگا جو اپنی صفت آپ کرتا ہے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے بقول صاحب قرو ثنا نے خود بخود گفتن نمے زیبد ترا صاحب ثنا چو زن پستان خود مالد خطوط نفس کی پابد ولیکن حقیقت مین جرا زبردست ہے کسقدر نامرد پھولا ہے یہ کہتی ہے کی قریب اقوال چرم پوش آئی کہا اے افراسیاب آج تو ہمکو میدان مین بھیجیے پر کیون انبرے لڑائی شروع ہو آفتاب سحر کا طلوع ہو آج بی بہار سے ہم مقابلہ کرین نہرون کا جوش و خروش ملاحظہ فرمایئے کیون دیر کی ہے شب بھر مین سحر تیار کیے ہم تو اب حکم کے منتظر ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ لعل سخندان بارہ برس ہوے طلسم کشا کو ہمارے طلسم مین لڑتے ہوے ہمارے خیر خواہ صاحب کو آج خبر ہوئی آج ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین سمجھتے ہین طلسم کشا کے کان پکڑ کر کھینچ لاؤ و نگا شل لڑکون کے

مچلے ہوے ہین کہ تمکو میدان مین جانے دیجیے آج ہی لڑائی کا خاتمہ کرے ڈالتا ہون کہا کچ تامل کرو کل
شب کو طبل جنگی بجوادو طلسم کشا نبے والا نہین ہو تمسے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرمانے بین مین قسم کہا کر
چلا ہون کہ جاتے ہی طلسم کشا کو قتل کرونگا لعل نے کہا یہ بیچارے کیا لڑینگے دیکھیے اسی طلسم سے اس
طلسم کشا نے کیسے کیسے رفیق پیدا کرلیے صندل ان صندلی پوش سرحد طلسم صندل مین اُسکی جرات کا شہرہ
تھا طلسم کشا نے اپنا رفیق بنالیا اُنکے تو منھ پر مردنی چھائی ہو تمھارا انکو نشان کر نشان میان لائی ہو یہ
سنکر اقوال چرم پوش بہت بگڑا کہا حضور اب تو مجھکو اور زیادہ کد ہوگئی یہ عورت کون ہو جو ایسے کلمات
ناشائستہ کہتی ہی افراسیاب نے کہا خاموش یہ شاہزادی عالم حجرہ پنجم ہی کل انکی بہن نے اک اونے
سا سحر کیا تھا چشم مون مین سارے لشکر کو نابینا کردیا تھا کسی سے کچھ نہ ہوسکا انھون نے خود اس سحر
کو اتارا اسپ دشمن ٹٹولتے پھرتے تھے لڑکھڑا لڑکھڑا کر گرتے تھے اقوال نے کہا ان کی باتون سے
ثابت ہوتا ہو کہ طلسم کشا سے محبت قلبی رکھتی ہین غصے سے لعل کا چہرہ سرخ ہوگیا مگر کر جواب دیا
او بدنہاد ہمین طلسم کشا سے کیا کام لیکن طریقے سے کہتے ہین کہ طلسم کشا ایسا بہادر ہو اُسنے بڑے طلسم
ہوشربا پر چڑھ آیا اپنے بزرگون کو بہر بُرد نہ لایا تم بھی کسی ملک پر چڑھ گئے اگر یہ دعوے ہی فرمان
ہو برسرہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤ صاحبقراں کو گرفتار کرکے لاؤ طلسم کشا کو جو حسین جمیل پایا
ہو ثنا ہو اُسکے رگ ریشے مین زور بھرا ہو شیر دل رستم صولت سہراب ہمت نریمان طاقت حاتم سخاوت
یہ سب اوصاف طلسم کشا مین موجود ہین کتابین دیکھین جابجا حالات جرات ان لوگون کے تحریر
مین شہنشاہ وہی سن چکے ہین اے شہنشاہ اب اُنکو رخصت دیجیے اچھا ہی مقابلہ ہوجائے اُسکا خدا
نا دیدہ اسکی روکریگا اس بلا کو بھی روکریگا صرف اُسنے خبر سنی ہو دیکھیے مرکب چمکا رہا ہی شہری دیرے
نیزہ ہلارہا ہو یہ سنکر اقوال چرم پوش مثل ابر گرگڑا یا ازنجیرون سے کسکر کمربا نوعی نیزے کو ہاتھ
مین لیا جست کرکے گینڈے پر سوار ہوا افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ غلام رخصت ہوتا ہی جھکے سے
لعل نے کہا جہنم داخل کنزرون نے سنکر کہا حضور آپ کو کیا فائدہ کہا دشریف دقیق ہی یہ بیچارا
لنترہ جہنم مثل کتے سے پھولا ہی طلسم کشا سے کیا مقابلہ کریگا اب سب نے دیکھا اقوال چرم پوش مثل
دیو کے چنگھاڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی جوگان بازی دکھلانے لگا نیزہ ہلانے لگا
میدان مین خوب گینڈا دوڑایا جب انتہا کا عرق عرق ہوا دونون پسون سے یون لپسینہ ٹپکا

جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں گنبد سر کو بدر کا ٹیرسے کو تاڑ دیا آئینہ پا ہزاروں رکھا ہیں ایک تماشہ
زمین پر تیر بیر نظر سرداران طلسم کشا کو دیکھنے لگا لعل شعبدہ باز حیران و پریشان بیتاب و بیقرار
ملول و اشکبار ایک مقام پر آئے کھڑی تھا صاحب بود تھا مانگو طلسم کشا اس دریافت حال پر تھا اب آپ کے
حقیقت میں اسوقت میرے منہ سے جو کلمات نکل گئے ہیں اگر کوئی سنے تو طلسم کشا کا طرفدار سمجھا کے
مجھے کیا واسطہ اب اسوقت تو بات کا خیال ہوتا جاتا ہے تیغ چلے سحر کرو نا لیکن اقسام اسباب
پہچان لیگا ورنہ اس سنگ صحرائی کا زور شعبدہ اس شہر میں توڑتا بڑا ہماری کمروں تلے آیا پہلے یہ تو
دیکھیے طلسم کشا خود نکلتا ہے یا رفقا کو بھیجتا ہے لعل نے کہا وہ صاحب ہمت ہے کیا اسکے عوض سے پہلا طلسم کشائی
کرنے آیا ہے یعنی عمر کا مقابلہ وہ قبول نہ کریگا یہان یہ باتین تھیں ادھر اقول نے نعرہ کیا اے زرفشان غدارستان
دو دزد بردستان میں طلسم کشا کا مشتاق ہوکر آیا ہوں ایک بات کا ہر اخیال رہے طلسم کشا صاحب ہیں میرے
مقابلے کو آئیں کوئی صاحب سحر نہ کریں ورنہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا مع شہزادہ ... سحر کرنیوالے
کو پہچان لینگے یہ سنتے ہی اسد نے گھوڑے کو پھیرا طرف تخت ملکہ مہجبین کے چلا نقیب عام نے پکار کر آواز
دی کہ اے اقول اپنے قول پر ثابت رہنا اپنے شہنشاہ کو منع کردے کہ کوئی سحر نہ کرے سمجھ ہمارے آقاے نامدار
کو نام سے سحر کے نفرت ہے جب تو آیا ہے تو سر پھیر اے اقول اسد نام ہے فسکار کرنا ہمارا دین کا کام ہے بڑے
بڑے دلیر بار سے شیران دست تبر دیدہ سے آقا کے سامنے گرد برد ہیں ہیبت سے اس کے شیر بار نگلتا تھا
بچے دالوں کے زرد ہیں تامل کر شاہزادہ ... لعل شعبدہ باز سے نگاہ حسرت دیکھ رہی تھی اسد طرف
تخت مہجبین پہونچے مرتب سے کو دست بوسی کی اے پادشاہ لشکر اسلام اے شاہ خوش انجام جانتے ہیں
کارزار مرحمت ہو سرفروشوں کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے ملکہ مہجبین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا
اے شہنشاہ ایک ایک ذلیل اسی طرح میدان میں آئیگا آپ کو پکاریگا آپ ہر کس و ناکس کے مقابلے میں
جایئے گا اگر یہ خیال ہے کہ وہ عمر ساتھ ہے تو آپ کے رفقا کیسے کیسے دلیر دشت جرات کے شیر کھڑے ہوئے
جھوم رہے ہیں دیکھیے نشہ شجاعت میں مست ہیں بڑے بڑے زبردست ہیں آنکھوں سے اسد نے
کہا ملکہ یہ دستور نہیں ہے ہمارا بانیان نے بھی قانون جاری کیا ہے جسکا نام لیکر پکارے وہی
اس سے مقابلہ کرے رفقا کا کیا بھروسہ ہے تکیہ اپنا رب اکبر ہے تو ملکہ مہجبین نے سر جھکا کر کہا بسم اللہ
خدا آپ کو مظفر و منصور کرے ہم اس خرس پیکر کی قہر سے بچا لے سب دار و غیرہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیں

کہ تو پہلے حملہ کر ساحرہ دلیون سے کہا افسوس طلسم کشا بڑا بیوقوف ہی حریف سے کہتا ہی حملہ کر اس دیو
کے حربے سے کیونکر بچیگا کبھی آگے بڑھتی ہی کبھی پیچھے ہٹتی ہی چہرہ اوس عالم پاس کی باخود دشمن کے
مقابے مین کھڑی ہی اقوال نے نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان ناک کر سینۂ بے کینۂ اسد پر مارا لعل نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار
پکار اٹھی یا سامری یا جمشید اس بہادر مسافر کو دشمن قوی کے ہاتھ سے بچا لے اسد نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی بقول شاعر فرد دو نیزہ زد باز دو مرد دلیر زنگولی کہ بودند دو نیزہ
شیر گھوڑے دوڑ رہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا اس برج خاکی سے سنان ہائے نیزہ مثل ستارے
کے چمک جاتی ہین اسد نامدار شیرانہ رستمانہ نیزہ بازی کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی ہر مقام پر پڑتا
جاتا ہی او اقوال ہوشیار ہو جا دیکھ سینہ خالی ہی بغل کو بچا کر کی چوٹ سے نیچ الجھ کے نہ لڑ نگاہ کبھی
لڑی رہے پلک نہ جھپکنے پائے لعل کنیزون سے کہ رہی ہی اور غضب دیکھیے دشمن کو ہشیار کر رہے ہین چاہیے
جہان مقام خالی ملے نیزہ مارین دشمن کی پسلیان توڑ کر نکل جائے بالکل جاہل اجہل ہی اس کی
حماقت پر دل میرا بیکل ہی اگر قریب جاتی سمجھاتی کہ ارے جس طرح بنے دشمن کو مارے خبردار ہوشیار کتنا
کیسا کنیزین کہتی ہین حضور طلسم کشا کے حضور دیکھیے کیا بیباک لڑ رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا یکمقام
پر اسد نے بعد صاحبقرانی گھانچا گھوڑے کو اڑا دیا اقوال کے ہاتھ سے نیزہ نکلکر آسمان پر چمکا زمین
مین گرا سرداران اسد نے ملاحظہ کیا سبحان اللہ احسنت و آفرین کی دشمنون سے صدا آنے لگی نعرہ
شیر سے زمین تھرانے لگی لعل ہنس پڑی کہا کیون سمن و یاسمن اس گھمنڈ پر ہوشیار کرتا تھا ماشاء اللہ
فنون سپاہگری مین طاق فن جرأت مین شہرۂ آفاق کیا مزے سے نیزہ چلا کس لطف سے ہوائی کیا کیا تعریف
کرون میان اقوال چرم پوش نے تیغۂ بیدر یغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا او طلسم کشا نیزہ بازی
کھیل ہے مردان عالم کا یہ شمشیر برق نظیر وہ ہی کہ جسمین جلوۂ عروس مرگ کھلائی دیتا ہی اگر بہادر ہی تو تلوارون
تا بہ پیچ کھاؤن اسد نے جواب دیا لاف و گزاف نہ کر لیکن تیغۂ اقوال جو کھینچا یہ معلوم ہوا غار سے اژدہا
بل کرتا ہوا نکلا لعل کی آنکھون مین اندھیرا آ گیا کہا او ھا جو بڑا غضب ہوا اس تلوار سے اگر یہ جوان بچا
دوبارہ زندگی ہوئی ای سمن و یاسمن مجھکو بہت ناگوار ہی اگر اس نامور نے اس شہر کے دشمنون کو مار
لیا میرے دل کو تاب نہ آئیگی للکار کر جا پڑونگی اس سرکش کو چیر کر پھینکدونگا کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہی

اس بجلی کو منع کرے اتنا بڑا تیغہ لیکر اس شیر صولت سے لڑتا ہے اقوال نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا اسد شیر دل نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا گھوڑے کو کُدا یا جیتون تلوار کی باڑھ سے لگی ہوئی ہی اراده ہی کہ لپٹ پڑوں بھڑ جاؤں لعل نے کہا او غضب دیکھیے نئی بات ہو جاتی ہے ہمارا پیچھے سُنتے وہ تلوار کے منھ پر چلے آتے ہیں دم شمشیر پر گلا رکھے دیتے ہیں یہاں تیغہ جبتک در رکھا جب قریب شیر پہنچا اسد نے سپر کو گردش دی موار اس تیرہ بخت کی بیٹ پڑتا تھا بجلی خورشید تمام کو دراز کیا جھٹکا باڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار قریب گلو سے اسد چمکی لعل نے کہا او غضب ہوا تلوار سے لپٹ گیا گلوے نازک کو اسکے اسکا خدا کے نادیدہ دم شمشیر سے بچا لے اسد نے چاہا تلوار چھینکر پھینکدون اقوال نے گریبان میں ہاتھ ڈالدیا اسد نے جھٹکا مارا گنبد اقوال کا زمین پر بیٹ کے بل بیٹھ گیا دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے لعل نے کہا او خرابی دیکھو دیوسے میان کشتی کر رہنگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اقوال نے اسد کے ٹکر ماری اسد نے سر سامنے کر دیا لعل نے اپنا سر پکڑ لیا آنکھ سے نکلگئی اب سامنے کے داؤ پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین اقوال نے جو پیچ باندھا اسد نے توڑ کیا جب اسد تڑپکر نکلتا ہے لعل اچھل پڑتی ہے کہتی ہے کیون سمن جی یا سمن دیکھا کیا مزے سے نکلا ہے برق جسدم ہے تو بجلیا دیو ہانپنے لگا کانپنے لگا چہرے پر زردی آئی طلسم کشا بحال ہوتا جاتا ہے ای سمن جی یا سمن اب یقین کامل ہوا زور و قوت مین بھی غالب ہے اتنے بڑے دیو کو لپٹر مارنیکا طالب ہے وہ اقوال نے گلو بند باندھا شیر نے کیا مزے سے توڑ کیا اقوال شاہزادے کو لے دوڑا اسلم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر سات قدم ہٹ آیا اقوال نے بکہلا بایان گھٹنا اسد کا زمین سے آشنا ہوا اقوال اوپر آکر چھایا لعل نے کہا دیکھو صاحب جو ماہتابان برج عقرب مین آیا ہے کس کس طرح سے زور کر رہا ہے لنگر مین اس دلیر کے حس و حرکت نہین کیا لنگر جما یا ہے واہ رے شیر تیری جرأت و طاقت کے تصدق تیور پر میل نہین کس کشادہ پیشانی سے جما ہوا بیٹھا ہے اقوال سے جب لنگر نہ اکھڑا اسکا تھک کر ہاتھ ہٹا لیے اسد غازی اپنے مقام سے جھومتا ہوا اٹھا اقوال کے دونون مرتبے مقام کیے دوڑا جھٹ پٹ کر لایا اقوال سنے زمین پکڑی لعل نے کہا مرحبا گیا ہجاز مین کا نقش بنگیا طلسم کشا سے کوئی کہدے اسکی آنکھ پھوڑ ڈال بیجا اکڑ اکڑ کر دیکھ رہا ہے کس نگاہ سے شیر کو گھورتا ہے اسد نے دو تین جھٹکے مارے زرہ پارہ پارہ لباس خاک آلودہ پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین اسد

ہوئی قریب افراسیاب کے آئی تاب نہ باقی رہی کہا حضور اب آپکے پہلوان کی جان پر بنی ہے روشنی
کرائیے اندھیرا ہو جاتا ہے طلسم کشا نے جی چھوڑ دیا ایسا مغرور کبھی ہماری نگاہ سے نہیں گذرا مغرور
زبان دراز طلسم کشا کی منت کر رہا ہے کہ کل مقابلہ کیجیے گا اس شیر دلیر نے خوب سمجھا لیا اندھیرے کا
غدر کیا اسنے روشنی کا حکم دیا بھوکے کے واسطے کھانا بھیجیے افراسیاب جھلایا ہوا تھا ہٹ کر کہا کیوں ملکہ
عالم طلسم کشا کے غالب ہونے پر تم بہت خوش ہو لعل سخندان گھبرائی سوچی جوش میں میں نے کیا
کہا بات کو دہن سے پلٹا کہا حضور اسکے غرور کے کلام سے ناگوار ہوتا ہے بیچارا کسقدر بلبلاتا تھا میدان میں
جا کر کچھ بھی نہ کر سکا کل فنون میں طلسم کشا سے کم رہا اب کشتی میں بھی جی چھوڑا افراسیاب نے فوراً
روشنی کو حکم دیا ادھر سے ملکہ مہرخ و بہار نے سحر کیے سنہری تیلی مشعل لیے ہوئے پیدا ہوئی بہار نے
پھولوں کی بدھیاں پھینکیں تمام نخل بیابان جھاڑوں کے روشن ہوگئے ہر ایک پھول چراغ کی روشنی دکھاتا تھا
نوعن آہ بلبل سے روشن تھا ہر غنچہ فانوس شاخیں بصورت مردنگ سر بسر بشکل شمع محفل تابان
و درخشان گل مہتاب کی روشنی سے فرش چاندنی گسترده تھا افراسیاب کے سحر نے تمام صحرا و بیابان روشن
کر دیے یاقوت نے طائروں کو اشارہ کیا مشعلیں کھولکر زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک درخت جگمگاریان قنات
و سراپردگان جگمگاتی تھیں خواجہ عمرو نے الگ بڑھ کر روشنی کا سامان کیا فوراً اٹھا ملکہ بندی کرا دی جھاڑ اپنے
زنبیل سے نکالے درختوں میں لٹکا دیے دن سے بہتر ہوگیا اقوال نے پلٹ کر شاگردوں سے اشارہ کیا کلسے دودھ کے
خوان پنیر کے تالے اقوال نے دو من کا سے وہ دودھ کے پیے پنیر کے ٹکڑے نگلے اسد شیر دل کے پاس آ کر اقوال نے کہا
اے جوان اگر تیرے لشکر سے کھانا نہیں آیا یہ حاضر ہے نوش فرمائیے اسد نے کہا میں عادت نہیں بھری لڑائی میں
سبک رہنا بہتر ہے تم پیٹ بھر کر خوب لاد لو بوجھل ہو جاؤ انشاء اللہ ہم لنگر اٹھا دینگے اقوال کو بہت شرم آئی کاسہ
دودھ کا پھینک دیا کہا اے جوان لے میں بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا لڑ مرونگا اسد نے کہا بھائی کمینے پیٹ بھر کے
ڈرنا چاہیے پیٹ بھر کے کھاؤ ہمارا خیال نہ کرو ہم تجھسے ڈرتے ہیں کہ تم شکم سیر ہو تم بھی ہمسے ڈرو کہ ہم بھوکے مرد
آدمی ہیں جھلا کر اقوال لپٹ پڑا اور اکھاڑے پر آ سودہ بھی ہوا تھا پھر اسیطرح کشتی ہونے لگی لطف ہے اسد
غازی کا لڑ رہا ہے کہ آسمان بھی بایں پیرانہ سالی ایک چشمہ ماہتاب کو آنکھ پر رکھکر تماشائے کشتی اسد نامور میدان
جہاں میں جلوہ فرما ہے ستارے نہیں فرشتوں نے آسمان میں روزن کر لیے ہیں ہنگامہ کشتی کو دیکھ رہے ہیں لعل سخندان
مسکراتی ہوئی ایک سمت کھڑی دیکھ رہی ہے چار پہر رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی جب شب زندہ دار نے

تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر رکھا برائے وظیفہ خالی کعبہ مغرب مین داخل ہوا آفتاب عالم افروز برج چہارم پر آکر تماشا
دیکھنے لگا اب صبح کو اسد نے زیادہ کرنا شروع کی جب پکڑ لایا قوال کو دو دو گھڑی رگڑا اور دیہر لو شکے
اقوال نے کہا اے جوان تو بس بہت گذر گئے دونون لشکر خورد و خواب ہین ہمیرے ساتھ والے بھی بیتاب ہین ایک زور آور کرتا
ہون اسکی برداشت دشوار ہوگی اسد نے کہا دو روز کیا کسی گھڑی مین باندھ رکھا تھا بسم اللہ اسی جا ندا دکو نکالئے غصہ
بتلا دیجئے اقوال نے کہا زنجیر تم مین موجود ہے لیکن وقت پر موقوف ہے یہ کہکر دونون ہونڈھے اسد اسکے ہاتھ
کھینچے ہین سر تا پا زیل کرے وہ زورا اسوقت لعل سخندان جو کہ اسد نامدار دیکھ رہی تھی ہر دعا مین مصروف تہی
آسمان کیجانب سر اٹھائی ہر کہتی ہے اے آسمان کے خدا اے نادیدہ اگر تو برحق ہے اسد شیر دل کو اسکی دہکی سے
بچالے اسد نامدار چار قدم تک ہٹا زور کرکے پلٹ پڑا اقوال کو لے دوڑا لعل نے کہا سبحان اللہ دیکھو تو یہہ
تخیل مست کو بیلے لیے جاتا ہے طلسم کتنا کیا سرکشی دکھاتا ہے دل سے کہتا ہے خدا بھی اسکا برحق ہے وہی خالق مطلق ہے
نیچے دلین کمانا نے سن لیا سامری جمشید کو پکارد گوئے ہو گئے بہرے نہ سنتے ہین نہ بولتے ہین حقیقت مین یہہ مالک حقیقی خداوند
حقیقی ہے میرے دلکو اعتقاد کامل ہوا اسد غازی سترہ اٹھارہ قدم اقوال کو ریل کر لایا دونون نے ہم تھام کر پکار مارا
اقوال کے دونون گھٹنے اتنا بھین ہوئے اقوال نے جانا ہاتھ لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہے سمیں
زلوان کو نہ تھمنے دیتا ہے دونون ہاتھ شل کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر غلغلہ نعرہ تکبیر جگر سے کھینچا اور اٹھا اسد

اسد یوسف شکل شاہ عالیجناب	من آنم سر کوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار	نظر کردہ شیر پروردگار
ہنر بر زبان و ہنر در آزما	جری صف شکن شیر شرزہ وغا	منم فارس عرصہ کارزار	گل گلشن حمزہ نامدار
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بزرگم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نامم آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اسکو سر کو سب سے بلند کیا اہالیان فوج
اقوال نے جو یہ معرکہ دیکھا الینا کہکر دوڑے لاکھ سوار پیدل ہتھیار بر ہنہ افراسیاب نے منع کیا کہ او نا لایق
دیکھتے ہیں جو اقرار تھا سکے کہا اے شہنشاہ آپ چلنے دیجئے ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے اسد نے اتنے عرصے مین چاہا
زمین پر دے مارے چار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ چلنے لگے اقوال ہاتھ سے چھوٹا ساتھ والون نے بڑھکر
اٹھا لیا گنبد سہر پر اسکو سوار کیا تلوار ہاتھ مین لیکر لڑنے لگا لعل سخندان نے افراسیاب کو تشنیع دیا
کہا دیکھیے شہنشاہ کیا بیغیرت پہلوان اسقدر ذلیل ہوا پھر لڑتا ہے غیرت نہین آتی ساحرون کے پرے
جمے ہوے دیکھ رہے ہین ادھر سے صندلان مشعلہ پوش ساٹھ ہزار جوانان خیر والے برائے مدد

گمر رہے ہین گرد جوانان شمشیر زن تہور شعار جلالت آثار خوب اُس مقام پر تلوار چلی اقوال نے بڑے
زور و شور سے ہاتھ مارا اسد نے تیغہ خون چکان کو سامنے کر دیا جھنا کے کی صدا بلند ہوئی تلوار و نگین کے پرزے
اُڑ گئے اُلجھا ویسے اسد نے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر بہ قہر و غضب وار کیا برق شمشیر چمک کر گری اول
اوس برق جہندہ نے ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے حباب خود کو کاٹا خرمن حیات کو جلایا قبہ سپر پر چمکی تھی
یا زیر تنگ بوسہ دیا ہر طرف سے صدائے الامان الامان بلند ہونے لگی فوج اقوال نے شکست فاش کھائی
غازیان دیندار و مجاہران تہور شعار شکست خوردون کو بھگاتے چلے جاتے ہین افراسیاب کے لشکر مین کسی نے
منہ بنایا طرف سحر اسکے لاشہ اقوال کا لیکر بھاگے اسد نے تلوار نیام مین کی آواز دی بھاگو مروان عالم بس بھاگ گئے کا
چھپا نہین کرتے جرأت و عدالت یہ تھی سب سردار رک گئے اگر حلیف حریف کی چھاتی پر خنجر چلتا تھا تو بھی
آقا نے امان دی سر اُسکا نہ کاٹا نسیم بسمل کو چھوڑ دیا ملکہ مہجبین نے تخت بڑھایا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آکر گھیر لیا
نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف اپنی بارگاہ آسمان جاہ کے بہ فتح و فیروزی واپس ہوئے ملکہ لعل سخندان
قریب ملکہ یاقوت کے آئین لیکن رنگ رو بے لعل متغیر یاقوت نے کہا بہن مین تمکو بہت پریشان پاتی
ہون کیون مزاج کیسا ہے لعل نے کہا ایسے ہی نامردون دشمنون کا حوصلہ بڑھاتے ہین ہم مشقت کرکے ہمنے اپنے
سحر تیار کیے سب معطل ہے لیکن نہیرہ نیکر سر کی قسم انصاف کیجیے کس زور شور سے طلسم کشا لڑا یاقوت
نے سر جھکا کر کہا ہان اگر ایسا بہادر نہین ہے تو تنے تجھے طلسم پر کیونکر چڑھ آیا عمرو سچ کہتا ہے میان کی
جوتی میان کا سر اسی طلسم کے سردار ہین کے سب تابعدار صرف چھ عیار ایک سوار اتنے بڑے طلسم
مین آکے یہ فوجین جمع کرلین گویا ملازمین افراسیاب انتظار مین تھے کہ کوئی حریف پیدا ہو تو طلسم
ہوشربا کو برباد کرین بہار جادو و ملکہ حیرت جادو کی ہمشیرہ حقیقی شہنشاہ کی معشوقہ دلنواز
مصاحبون مین سرفرازہ جاکر اون شریک ہوجائین باغبان قدرت ایسا وزیر صاحب بے نظیر
عہدۂ جلیل چھوڑ کر شریک باغیان ہوا ابھی یہ بھی مین نے سنا کہ شہنشاہ نے بدزبانی پر کمر باندھی ہے بہت
سے سردار خوشنود برائے حفاظت جان و آبرو جاکر عمرو کے شریک ہو ایک بات سوجھی ہون کہ
ابھی جو طبل جنگی بجے تو کل کا خاتمہ کرونگی ہی بران سینہ سپر کیے ہو موجود ہین مین نے سب کو
نابینا کیا وہ دوڑ بھاگ آئین آکر ہاتھ تھام لیا مجھے بھی شرم آگئی اب مین نہرون کا سحر کرون یا اپنا
دکھاؤن عفریت طلسمی کو طلب کرون وہ سب کو کھاجائے میدان کا زار کیا ایک مین سارے

طلسم نور افشان کی گردش کریگا تا بہ کوہ عقیق جانا کتنی بڑی بات ہی سامری و جمشید نے اس بلا کو
خود دنیا ہی قرار دیا کہ عفریت طلسمی کو کوئی مار نہ سکے سمجھے یا الیان طلسم ہوشربا کیون تم بھی ہین
اسی عفریت طلسمی کا خوف ہی لعل نے کہا ہمیشہ مجھکو مقابلہ سہارا کا بڑا اشتیاق ہی اکیلا ان مین
لڑلون پھر آپکو اختیار ہی یاقوت نے کہا بوا اب سحر کامل ہوگا ان لوگون کے حوصلے نہ بڑھاؤ دو دن
مین لڑبھڑ کے اپنے ملک کو چلو افراسیاب بھی یہ باتین سنتا چلا آتا ہی حیرت اپنے مصاحبون کو لیکر اپنی
بارگاہ مین گئی افراسیاب ہمراہ لعل و یاقوت اونکی بارگاہ مین آیا یاقوت نے کہا شہنشاہ اب
آپ جا کر آرام فرمائیے تردد و انتشار کو دلمین جگہ نہ دیجیے دو روز توقف کیجیے ہم آپکا ملک باغیون سے صاف کیے
دیتے ہین ہمکو کب کا خیال ہی شاید آخر مین شکایت و حکایت ہو اسوجہ سے دو روز کی مہلت دی
یہ پہلوان خوک پیکر کہان سے آیا تھا اپنے آپے سے باہر ہوا طلسم کشا بڑا جری و بہادر ہی لعل نے کہا بیشک
بڑی منصف ہین یہ ذکر تھا کہ افراسیاب سے بڑھکر مردے نے عرض کی ہفت و تبدے نامہ خداوند
لقا کا آیا ہی افراسیاب نے کہا بلالو بلکہ یاقوت نے کہا ہی شہنشاہ کون خداوند افراسیاب نے کہا اس
زمانے مین جاگتی جوت کے خداوند زمرد شاہ باختری ہین ہماری سرحد مین آگئے سلیمان عنبرین مو نے
کو بھی نے دامن پناہ دیا طلسم کشا کا نانا حمزۂ صاحبقران مع پانچزار پانچ سو چھپن سردارون کے ہمارے
خراج گزار سے لڑ رہا ہی قدرت کے خلاف بیوبادہ برس انکو تشریف لائے گذرے مین نے ہزار ہا
ساحر برائے مدد بھیجے وہان عمرو کے بیٹے پوتے شاگرد موجود ہین وہ عیاری کرکے مار لیتے ہین قدرت
غصے مین تقدیرین بھی الٹی پلٹا کرتے ہین مین بے قدمبوسی نہین جا سکتا یاقوت نے کہا پہلے سلا
سامری نامہ پڑھا یہ نام نہین لکھا دیکھا بالائی خداوند ہین بڑے عجب کی بات ہی کہ بندہ کے ہاتھ
سے دردمند ہین بھاگتے بھاگتے کوہستان مین آئے نامہ پڑھوائیے ذرا ہم بھی سنین قدرت کے اوصاف
سے آگاہ ہون افراسیاب جادو نے نامہ کھولا پہلے القاب افراسیاب جادو تحریر تھا بعد اسکے
لکھا تھا او بندۂ بے ادب مورد قہر و غضب ہمنے تجھکو ہمیشہ تاکید کی ایسا مغرور ہی سراسر جرم و قصور ہی
او خوابیدہ بخت بیدار نہین ہوتا آجتک ہمارے قدمبوسی نہین آیا قدرت نے تیرے طلسم مین غدر
ڈالدیا عمرو عیار ابندہ قاصد لحاص ہی اسی کے ہاتھ سے تجھکو ذلت دلوائینگے اسد غیور سپہ سالار
قدرت صاحب شوکت و لیاقت فتاح طلسم ہوشربا ہی تیرا غرور سب بیجا ہی قدرت یاد مین ملک

مورو ثی کٹے بیٹھے ہیں جب تک قدرت بالائے قیطول نہ پہونچیں گے فتح نصیب نہوگی آرزو ہے کہ
قدرت بالائے قیطول جائیں نفس قیطول میں بیٹھکر ہماری مارین نظاریات ذکار نمک کرین کوئی ایسی کو
بھیج کے وہ غرور نہ کرے مسلمانوں سے یہ انکسار تھے تب مظفر و منصور ہو قدرت بالائے قیطول جانا
واجب و لازم ہے تیرے ملک کو تباہ کرینگے کہ صفت زلزل پر چلے جائینگے تنزل ابن ازلال کو بادشاہ
سامری پرستان بنائینگے قدرت کو تابستا جواب تیری موت قریب ہے بڑا بد نصیب ہو خیال تو کر ملک باختر
سے قدرت لٹتے بھڑتے تیری اقلیم میں آئے صدہا ملک برباد کر آئے تو آج تک زیارت سے قدرت
کی مشرف نہیں ہوا یہ مضمون جگر خراش سنکر ملکہ یاقوت غصے میں کانپنے لگی کہا اے شہنشاہ یہ خداوند
کا ہیکو ہے کوئی مرے یا وہ گو ہے میدون سے بھاگتا پھرتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ توبہ کرو ابھی بلا نازل
ہوگی وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے یہ تو بجائے خاطر جز کہ خود بندہ پروری بات کو جلد قبول فرماتے ہیں اچھی
بات کو سماعت نہیں فرماتے ہیں یاقوت نے کہا یہ خداوند بالائی تو خوب مذہب کی رسوائی ہے مسلمان
نہیں باتوہین سنتے ہونگے افراسیاب نے کہا ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر وہاں گئے عیاران اسلام
کے ہاتھ سے جاکر قتل ہوئے خرابی یہ ہے کہ جو ساحر یہاں سے جاتا ہے وہاں آتے وہ عیار لڑ بیان
فتح نہیں ہوتی بلکہ قدرت تقدیر بر عکس کر دیتے ہیں یاقوت نے کہا آپ اتنے بڑے بادشاہ عالیجاہ
ہو کر ساحر ایسا ممکن نہیں ہے کہ جاتے ہی آفت برپا کر دے آپ یہاں بیٹھے بیٹھے نگاہ داشت کرین
جس بلا میں وہ پھنسے آپ یہیں سے مدد کریں یہ نہیں ہو سکتا افراسیاب نے کہا سب کچھ کر چکا اب
مرضی قدر ہو یہی باقی ہے پھر میں پہلے تو یہی [illegible] جاؤں کہ جاؤں اگر مع لشکر جاؤں آپ دوانہ
[illegible] کو دریا خشک ہو جائیں [illegible] کی گرانی رہیگی [illegible] اگر یکہ و تنہا جاؤں [illegible] فتور
آتا ہے [illegible] زیارت سے محروم ہوں قدرت کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ طلسم
درہم و برہم ہو رہا ہے یاقوت نے کہا بہت خوب اس لڑائی کو بھی فتح کرائے دیتے ہیں قدرت کو
قیطول پر پہونچائے دیتے ہیں یہ کہکر آواز دی ہماری مشاطہ کو بلاؤ اے شہنشاہ یہ ساحرہ کامل نہیں ہے
مگر [illegible] آرائش خدمت میں آئی ہے چونکہ [illegible] چلی جاتی ہے جو اسپر افتاد پڑیگی ہم یہیں سے
بیٹھے بیٹھے انتظام کر لینگے افراسیاب نے دیکھا ایک کالی جادوگرنی سیخ جوڑا اینٹھے ہوئے سامنے
آئی یاقوت کے قدموں کو بوسہ دیا بال جو الجھے ہوئے تھے آئین شانہ کرنے لگی یاقوت کی چوٹی کو دھی

زلفوں کو سنوارا انگوٹھوں کو شکنے میں کر دیا پیچ و تاب کا زلفین عنبرین کو عارض یاقوت پر چھوڑ دیا
صبح و شام کو ملا دیا الف حلب و تار کا تماشا دکھلا دیا جب زلفین آراستہ کر چکی یاقوت نے کہا اے
گلگونہ جادو ولرزتی ہے جادو کی کچھ سحر یاد ہو غرض کی حضور میں تو کیا ہوں زلفین عنبرین کا بنائی
ہوں حسب بحبر بوالعجائی ہوں ہمیشہ تخیلہ دوڑی کی سحر دیکھنے سے فلک کو پریشانی ہوتی ہے جمع دشمن کو ابتر کر دوں
مجمع میں انگوں کو تباہ کر دوں میرا دشمن سر ٹکرا کر سینہ فرق ہو پڑے لیکن دارای اکیلی میں سحر کرتا
ہے تیا کر سنے یہ ملتی ہوں تمہارا نسخہ کا نسخہ سا تر جات میں الکرہ ان کو سے مقابلہ کرنیکا
یاقوت نے کہا وہان کوئی ساحر نہیں ہے خداوند بالائی کی زیارت کرو انکے دشمن حمزہ لڑو عیار
وہان بہت ہیں گلگونہ نے کہا حضور عیار کسے کہتے ہیں یاقوت نے کہا صورت بدلکر مار لیتے ہیں
بڑے دھوکے دیتے ہیں گلگونہ نے کہا دار کی امثال کیسے حضور ہون جو میرے سامنے کوئی مکر کیا کریگا پال
وہ کرنی نانی مکر و حیلہ میں لا ثانی فلک میرے سامنے طفل مکتب ہے دنیا کا کوئی میرا ہی تعقب بحر زن و
شوہر کو آپس میں جدا کر دوں تمام برادران کو متفرق کر دوں جس صحبت میں بیٹھوں فساد اٹھے باغ میں
جاؤں گل و بلبل میں جدائی ہو تیتے زرد ہو کر نخل سے گر پڑیں کلیاں باغبان آپس میں لڑیں
طائران صحرا صبا و بریدہ اور یں ذرہ ہائے ریگ بیابان دم اف نکل سکا بحرین اگر قصد کروں پہاڑ
پتھروں سے سر ٹکرائیں اژدہے دیوانے ہو جائیں روز روشن مثل شب تیرہ و تار ہو میرے مکر سے
فلک کو بچا ہو قمری محبت سرو کا دم نہ بھرے شاخیں سیدھی ہو جائیں بھلا کوئی میرے سامنے کیا مکر
کریگا یاقوت ہنس پڑی کہا شہنشاہ ہماری مشاطہ کی باتیں سنیں یہ جو کچھ کہتی ہے کر دکھائیگی عیاروں
کی شکلیں بار بعکر لائیگی صد ہا گھر اسنے خراب کر دیئے نیک بختوں کو آوارہ کیا بدبختوں کو بازار میں
بٹھایا تمام دنیا کی بیوائیں آکر جو اس سے سیکھتی ہیں افراسیاب نے کہا تعجب ہے جب آنکھیں
پاس ہیں بیان سے سب ہی گھبرا جاتے ہیں وہاں جاکر سب بھول جاتے ہیں غرور کیا اور مارے گئے
بی گلگونہ حمزہ کے اسم اعظم سے بچنا گلگونہ نے کہا میں جانتی ہی اسم اعظم بند کرونگی حمزہ کو ہو نخطر
نہ بلانے دونگی اسم اعظم بند کرکے آپ کیحرمت میں روانہ کر دونگی حفاظت کرنا آپکا کام ہے افراسیاب
نے کہا اے گلگونہ اگر تو جاکر قدرت کو بالائے قبول پہونچا دے ناخب قدرت قرار پاے کے طرہ جنیکی
لے شاخ تمنا پھلے بی گلگونہ تمہارے دماغ نہ ملیں گے قدرت نہال کرونگی گلگونہ نے کہا میں چلی

افراسیاب نے گلگونہ کو خلعت دیا جو متی ہوئی یہ باہر نکلی سفارش نامہ افراسیاب سے لیلیا اسباب
سحر جھولی مین رکھا طاؤس پر سوار ہو کر اڑی قضائے کار عیار ترین عیار چالاک بن عمرو برائے خبر بارگاہ
یاقوت مین آیا تھا دیکھا اُسنے گلگونہ جادو دعوی کرکے چلی اُسکا تو طاؤس اڑا چالاک بھی جست و
خیز کرتا ہوا بھاگا دل سے کہتا ہے اسکو تا کوہ عقیق نہ جانے دو ان جاتے ہی یہ مکارہ قیامت برپا کریگی کوہ و دشت
و بیابان طے کرتا ہوا ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا پلٹ کے دیکھا لشکر ہی مین اُس سے آگے نکل آیا یہان
افراسیاب سے یاقوت باتین کر رہی ہے منبر پر چند طائر بیٹھے ہین یاقوت انکو بیٹھی دیکھ رہی ہے کبھی
کہتی ہے اے طائران جمشیدی ہماری گلگونہ کے حال کا خیال رکھنا وہ طائر سر ہلا کر رہجاتے ہین چالاک نے
جب دیکھا آگے نکل آیا رنگ روغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگا
دور سے دیکھا گلگونہ اُڑی ہوئی آتی ہے چالاک نے پکارا اے مشاطہ یاقوت ذرا ٹھہر جاؤ گلگونہ نے
سر جھکا کر صرصر کو دیکھا دربار مین افراسیاب کے دیکھ چکی ہے طاؤس کو فوراً روکا پوچھا کون ہو اے صرصر
خیر تو ہے چالاک نے کہا طاؤس سے اُترو ذرا نیچے آؤ گلگونہ ہنس پڑی کہا اے صرصر مزاج مین نزاکت
بہت ہے کہو تو یہانتک کیونکر آئین کوئی حکم تازہ لائین صرصر نے کہا جب آپ چل چکین شہنشاہ نے
فرمایا اے صرصر یہ سحر لیجاؤ جسطرح سے بنے گلگونہ کو تعلیم کر دو کہ جاتے ہی مسلمانون پر غالب آئے مین نے
عرض کی حضور وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر گئی ہین مین کیونکر پہونچونگی شہنشاہ نے طلسمی تیلی کو حکم
دیا وہ مجھکو یہانتک پہونچا کر چلا گیا لو یہ سحر تیار کر لو یہ کہکے جھولی سے ایک سنہری تیلی نکالی کہا بی
گلگونہ اُسکے منھ سے منھ ملاؤ یہ شبیہ سامری ہے افسونگری سے بھری ہے کلام کر کے تعلیم کریگی گلگونہ نے
منھ بڑھایا چالاک نے تیلی کو اسکے منھ کے برابر کر کے شکم دبایا تیلی نے منھ کھولا گلگونہ نے منھ بڑھایا تیلی کے منھ سے
دھوان نکلا دماغ پر پہونچا وہ بیہوشی تھی گلگونہ بیہوش ہوئی چالاک نے نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری منم آنم چست و چالاک | بچشم دشمنان اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

خنجر کھینچکر چھاتی پر رکھا قصد کیا سر کاٹ کے پھینک دین یہان

افراسیاب و یاقوت بیٹھے ہین منبر پر چینی کے جانور رکھے ہین ایک طائر نے چیکارا مارا اے گلگونہ
کہکر پرون سے سر پیٹنے لگا یاقوت نے کہا اے طائر ساحری کیا ہوا دوسرے طائر نے کہا مین مفصل عرض کرون
راہ مین چالاک نے گلگونہ کو بیہوش کیا فلان جنگل مین چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے سر اُس خود سر کا

کاٹنا چاہتا ہی افراسیاب نے قہقہہ مارا اتفاق سے اسوقت ملکہ حیرت بھی دربار مین آئی ہی حیرت نے
ہنسکر کہا چالاک بلا کا عیار ہی یاقوت نے کہا کیا مجال عیار مکار کی یہ کہکر آواز دی اے شبدیز جادو
جلد طرارہ بھر فلان صحرا مین اپنے کو پہونچا چالاک کو گرفتار کرے گلگونہ کو بچا یہ سنتے ہی شبدیز نے کنوتی
بدلی طرارہ بھر کے چلا چالاک نے خنجر گلے پر رکھکر گلگونہ کے قصد کیا کہ قلعۂ تن سے برج سر کو جدا کرون کہ
آواز آئی او نا عیار خبردار منم شبدیز جادو کیا کرتا ہی چالاک نے قصد کیا جست کرکے نکلجاؤن شبدیز نے
وہین سے سحر کیا چالاک کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے شبدیز نے آتے ہی ایک پنجہ کمر مین چالاک کے دوسرا کمر مین
گلگونہ کے ڈالکر لیے اوڑا اسیطرح سامنے ملکہ کے لیجاؤن سن سن اڑا ہوا چلا آتا ہی یہان یاقوت نے طائرون سے
پوچھا ارے شبدیز نے کیا کیا ایک طائر نے کہا چالاک وگلگونہ کو شبدیز لاتا ہی یاقوت نے کہا کیون شہنشاہ
انتظام ہمارا دیکھا افراسیاب نے کہا جب یہان اخیر و عافیت سے پہونچ جائے تب مجھے تسکین ہو یاقوت نے
منھ پھیر لیا کہا آپ تو عیارون سے ایسے ڈرتے ہین انھین کے اوصاف بیان کرتے ہین افراسیاب
و یاقوت مین تکرار ہونے لگی وہان شبدیز قدم با قدم چلا آتا ہی قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ کان مین
آواز آئی یا سامری یا جمشید شبدیز دلمین سوچا یہ آواز کہان سے آئی سمند نگاہ کو دوڑایا دیکھا بر سر
کوہ فلک شکوہ ایک حضرت سیاہ فام دھونی لگائے بیٹھا ڈفلی ہاتھ مین بجا بجا سامری و جمشید کے گا رہا ہی سامنے
مورت رکھی ہی ٹھاکر صاحب کو رجھا رہا ہی چند نخل گنبد کے گرد رو پھول کھلے ہوئے کبھی نعرے مارتا ہی یا
سامری یا جمشید پہاڑ ہل جاتا ہی جی مین کہتا ہی اے شبدیز یہ لوگ مقبول بارگاہ سامری ہین تنہائی
مین بسر کرتے ہین انکی زیارت زیارت سامری و جمشید ہی یہ حضرت آسمان جمشید کا خورشید ہی یہ سوچکر پہاڑ
سے اوترا چالاک و گلگونہ کو اک نخل کے سائے مین ڈالدیا ٹہلتا ہوا سامنے آیا دور سے سلام کیا حضرت
سوٹا لیکر دوڑا آواز دی او بچہ تو کون ہے اس مقام تک کیونکر آیا یہ مقام گزرگاہ سامری و جمشید ہی اس
پہاڑ پر بونے دو سو خداوند آتے ہین خبردار قریب نہ آنا نام بتا کچھ مکار سا معلوم ہوتا ہی شبدیز نے
کہا مین ملازم ہون ملکہ یاقوت سنجرالن کا گلگونہ مشاطہ ملکہ ہے یہ مدد خداوند لقا چلی تھی راہ مین چالاک
نے عیاری کی مین نے آتے ہی بحکم ملکہ چالاک کو گرفتار کیا گلگونہ کو بھی بچا لایا آپ کی آواز سنی
ہوس ہوئی کہ زیارت سے مشرف ہون گروجی دعا دیجئے حضرت نے کہا اس مشاطہ کو تو ہمارے سامنے
لا دیکھین کیسی مشاطہ ہی کہ عیار سے دھوکا کھایا دوڑ کر شبدیز نے گلگونہ کو ہشیار کیا کہا اے گلگونہ جلدی چل

منت جی نہیں بلاتے ہیں گلگونہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی پوچھا تو صرصر کہاں گئی شبدیز نے کہا وہ عیار طرار فرزند عمرو وہ صرصر بنکر آیا تھا ہمکو بیہوش کیا میں نے آکر بچایا چالاک وہ پہاڑ اتر سے پہاڑ پر منت جی بیٹھے ہیں چلکر قدم بوسی کرو اس پہاڑ پر یہ نے دو سو خداوند آئے ہیں منت مقبول بارگاہ خداوند بڑی مشکل سے ملاقات پر راضی ہوئے ورنہ گالیاں دیتے تھے انکی گالیاں دعاؤں سے بہتر ہیں غرض سامری کے افسر ہیں گلگونہ شبدیز کے ساتھ چلی منت کو دیکھکر مبہوت ہوگئی جیسے ہی قریب آئی منت نے کہا ارے او کجو سائش خداوند بیٹھے ہیں سجدہ تو کرو دونوں نے خداوند پوچھا کہاں ہیں منت نے کہا تم اندھی ہو دلبر سجدہ کرو یہ کہکر منت قریب آیا کہ شانہ سے شانہ ملاکر کھڑے ہو دیکھو بر نخل تخت بچھا ہے کوئی تخت پر بیٹھا ہے دونوں شانے ملاکر چلو کھڑے ہوئے جیسے ہی طرف نخل کے بیٹھے منت سیدھ میں ٹھہر اچھا کہا آنکھیں بند کر دو کیا خطا ہے ہم ہیں دیکھا چاہتے ہو آنکھیں بند کر جیسے دیدۂ دل کھلیں گے دونوں نے آنکھیں بند کیں منت نے دو پھانسیاں دونوں کے گلے میں ڈالدیں پوچھا خداوند کو دیکھا دونوں نے کہا نہیں منت نے جھٹکا ملاکر کہا اب دیکھو دونوں نے نظر کر کے نعرہ ہوا ختم صاحب بخندہ گران نظر کردہ بزرگان نعرہ قران

سر منح السیر جون یاد بہاری	جہان معرکۂ رستخیز گذاری	بہ میدان از زور آتش فشانم
منم معجز قران خنجر بیانم	لیک سے لفظ مارا دونوں کا سر چھپا چالاک جیسے شیار رہا اعجاز قران	

و چالاک سے پہاڑ سے کود کر بھاگے یہاں یاقوت بارگاہ میں پہنچی کہ وہ طائر جلکر خاک سیاہ ہوئے افراسیاب نے کہا وہ مارا یاقوت جیسے ہی اٹھی کہا فلان پہاڑ پر قران نے گلگونہ شبدیز کو مارا ابھی جاکر پکڑ کے لاتی ہوں افراسیاب نے دامن تھام لیا کہا ملکہ تم نہ جاؤ یہ سب کمبخت آپ میں صلاح کرنے نکلتے ہیں ایک گرفتار ہوا دوسرے نے مار لیا اگر تم یہ کوئی افتاد پڑے کسی دام میں جا کر پھنسو حیرت نے بھی سمجھایا کہا بوا نہ جاؤ یاقوت سرخ ہوکر رہ گئی جاؤ دو گربجے لاشہ گلگونہ و شبدیز اٹھا کر لے آئے افراسیاب نے کہا میں منع نہ کرتا دیکھا آپ نے کرنا دشوار ہے ہر وقت عیار موجود رہتے ہیں کہ سلئے ملکہ صرصر آئی یاقوت نے کہا کیوں او صرصر آنکھ پھر نیا قصہ لیے ہوتے تھی بہرلاری شاگردان عمرو کیا کیا کام کرتے ہیں ابھی دونوں نے ملکر گلگونہ و شبدیز کو مارا تجھسے کچھ نہیں ہوسکتا صرصر نے کہا حضور یہان کا انتظام برابر ہے ہم نے سبکو پکڑ کر لاتے ہیں آنکے بھائی نبرد خنجر اکر بھیجاتے ہیں وہ عیار صاحب اختیار ہیں جسکو چاہیں قتل کرنے کو آپ پہنچے والا ہیں یاقوت نے کہا تو سبکو گرفتار

کیسے کیسے حسین پیوند خاک ہوئے سرداران نامی کی قبرون کے نشان نہین ملتے صاحبان طبل و علم
عالمان فوج وجاہ وحشم کیا ہوئے گھڑی دو گھڑی ہم تم بیٹھکر باتین کرین پھر عمرو کو بھی بتلاوینگے
ابھی گرفتار کرا لائینگے منہدم ہنستا ہوا خوشی خوشی ساتھ صرصر کے چلا جب جنگل مین آکر پہونچے
صرصر نے جامدانی کی دُلائی اطلس کی گوٹ لگی ہوئی اُتار کر بچھا دی کہا آؤ بیٹھو کہین سے ایک گلابی
شراب کی لاؤ یا ہمین جا کر لائین ایسے مورکھ سے سابقہ پڑا سب کچھ بتلانا پڑیگا منہدم بھولا جاتا ہی بازار
کیطرف دوڑا بھٹی سے جا کر ایک آنے کا ٹھرا خریدا ایک پیسے کے آلو کے کچالو تھوڑے کابلی مٹر دو تین
ہری مرچین نمک کی کنکڑیان لیکر دوڑا ہوا آیا کہا لو ملکہ سامان مئےخواری کا حاضر ہی صرصر ہنس پڑی
سر تھام کر کہا اچھے گنوار کے ساتھ تقدیر پھوٹی یہ کہکے جام لبریز کیا کہا اے بھیا تجھے عمرو سے
لڑنا پڑیگا ایک جام تو پی لے انجام بخیر ہو دو قدح نہ کرنا جیسے ہی صرصر نے ہنسکر جام دیا منہدم
جادو نے خوشی خوشی لیا اشعار پڑھکر پی لیا صرصر نے کہا زہر مار زہر مار منہدم نے کہا ملکہ بڑی تیز
شراب ہی رگ و ریشے مین دوڑ ہی دوڑ ہی پھرتی ہی مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی پونے
دو سو خداوندون کا جلوہ نظر آتا ہی صرصر نے کہا دوڑ کر آنکی ٹانگ لو منہدم جادو دوڑا دو قدم
چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا منم صرصر برق فرنگی نعرہ برق فرنگی سے منم برق رفتار خنجر
گذار ہوشم بلکہ لیکن گران بر نہرا ہو یہ کہکے سر کاٹ لیا رومال مین سر لیکر بھاگا کہتا ہوا مینے
بھی حصہ پایا جنگل مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من منہدم جادو بدو یاقوت
اور حیرت باتین کر رہی ہین کہ صرصر اصلی ٹہلتی ہوئی آئی یاقوت نے کہا اے صرصر کہو تمنے کیا کیا
ہمارا مصاحب کہان گیا صرصر نے کہا حضور کیسا مصاحب یاقوت نے کہا جسے منہدم کو تمھارے
ساتھ کیا تھا تم دعوی کر کے گئی تھین کہ عمرو کو گرفتار کرا لاؤنگی صرصر نے کہا مجھ غریب پر تہمت
لیجیے مین تو آج کئی دن کے بعد بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا لو ملکہ یاقوت غضب ہوا یہ
بھی کوئی عیار تھا آنکھون مین خاک جھونک کر سامنے سے منہدم کو لگا لے گیا یاقوت نے کہا ملکہ
تمنے پہلے نہ کہا حیرت نے کہا مین کیا شہنشاہ بھی تو بیٹھے ہین کسی نے خیال نہ کیا چالاک و قران
نے عیاری کی بہرحال یہ بھی برابر ہی پر چالاکی سے مرتا ہو گھر مین سے آ کے ساحرون کو بلا کے لیگیا یاقوت
نے پلٹ کر طرف شیشہ کے دیکھا عقاب یہ جو بنا ہوا رکھا تھا آسمان آ کی اور جھلکر رہ گیا آواز آئی بیرا مات ہو گیا

لشکر کا انتظام اسی کے سپرد تھا کچھ جادوگر جو پھرتے ہوئے جنگل میں گئے دیکھا منعم کا سر کٹا ہوا لاشہ
پڑا ہوا ہے اٹھا کر سامنے یاقوت کے لائے شور گریہ و زاری بلند ہوا یاقوت نے کہا اے شہنشاہ اب آپ
جا کر اپنی بارگاہ میں بیٹھیے ہم اپنی رائے پر انتظام کرینگے اپکی مرتبہ کی میدان داری میں نہروں کا سحر
ابرار دشمن کش اس جوش و خروش سے ہوگا کہ دشمن اپنی جان سے بیزار ہو جائیں دیکھو لیا بران
کیا کرتی ہیں ملکہ یاقوت اپنے لشکر میں مصروف انتظام تھی ادھر افراسیاب جادو بارگاہ میں آکر
بیٹھنے نہیں پایا ہے کہ کوہ عقیق سے دوسرا نامہ آکر پہونچا وہ بند توسن حملہ سے جو آتا ہوا آیا ہے نامہ
افراسیاب نے لیا وہی لقا کا سوال کہ کسی جادوگر کو نہیں بھیجا افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا ایک
دستک دی بہ قہر و غضب تمام پکار اٹھا اے مغرور آدم خوار ست فوج حاضر ہو جیسے ہی نے دیکھا زمین
شق ہوئی ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب ایک جوان کو پنجے میں پکڑے ہوئے اژدر پر سوار زمین سے
نکلا وہ جوان پنجے میں پھڑک رہا ہے یہ اسکا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہے آکر افراسیاب کو سلام کیا
کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اے مغرور آدم خوار خدمت خداوند لقا میں جاؤ
دشمنان قدرت کو جہنم پہونچا کر صفحا جادو عیاروں کا خیال رکھنا حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اس سے اپنے کو
بچانا جہانتک ہو سکیگا ہم اور بھی مدد روانہ کرینگے مغرور نے عرض کی غلام کو عذر کیا میری فوج کیا کم
ہے ابھی فوج طلب کروں حضور کے سامنے انتظام ہو جائے یہ کہکر ایک چیخ زور سے ماری دیکھیے زمین
شق ہوئی بارہ ہزار اژدر سوار پیدا ہوئے سب نے مغرور آدم خوار کو گھیر لیا مغرور کو افراسیاب
نے نامہ دیا زبانی کہا قدرت سے عرض کرنا غلام بہ قدمبوسی حاضر ہوگا لیکن اے مغرور
خبردار غرور نہ کرنا انکسار پر کمر باندھنا بہت احتیاط سے لڑنا اگر قدرت کو بنئے بالائے قیطول
پہونچا دیا بڑا مرتبہ پاؤگے میشر قدرت کہلاؤگے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے یہ کہکر اژدر کو اڑایا
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو راہ میں چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی حال لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا مغرور کا عین گرمی جنگ میں برسر کوہ عقیق و آمد قاہر ابرار زرین پوش و دیگر حالات متعلق داستان خمسہ

یا رب صیاد کے ہاتھ نہ ڈالے بلبل
گل کا گر لطف اٹھانا ہو اڑا لے بلبل

دشمنوں کو شہ کرے سے ٹالے بلبل
کیا گل کے تجھے پھر جا بچے لالے بلبل

سخن فروشان بازار سحر کے تو کرتے ہیں شعر مرثیہ خیال سخن تقریر نہ تحریر ایک ہی نشانہ تحسین و
استادان سخنور نے تحریر فرمایا کہ قدرت لکھ چکا کہ اتنا سے ایسی تمکنت نا شائستہ تھی کہ دروازہ باغ
بنا کر بند کر دیا گئی دن باغ سے نہ نکلا صاحبقران زمان نے قلعہ کو گھیر لیکن آمد و رفت بند نہیں ہو
کیا جب کئی دن اسی طرح گذرے سلیمان عنبرین موے کو تی جھنجلا کہا یا خداوند باغ
سے باہر تشریف لیجئے بارگاہ میں نہ استاد بیٹھے رکھ سکے کہا اگر بیٹھوں دو دن اہل اسلام چھائے
ہوے ہیں ایسا ہے بے قدرت پر رہ سکتے ہیں قدرت کو وہ سب سے بہت عزیز ہیں قدرت تقدیر
بربادی اہل اسلام نہ کرینگے جتنا رہتا ہے کہ قلعہ نہ رہینگے مقابلہ کرنے والا کوئی آجائے تو بارگاہ
میں رہا استاد سلیمان نے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجئے اب میں نہ مانونگا مجھے تیرا ملال کہ
کیسے بھائی میرے مارے گئے خونریزی ہوتی ہے میں نے قدرت کے حکم کی تعمیل کی جب سلیمان نے
بہت کہا بختیارک نے دروازہ کھلوایا بارگاہ میں پہنچے بادشاہ ہوئی تھی آکر تخت پر بیٹھا ادھر ادھر
خدا جانے آگے کیا ہوتا ہے جو تقدیر میں تدبیر قدرت و تدبیر ہیں مگر بخت گیر ہیں قدرت نے تقدیر میں لکھا سب باغی
ہاتھ سے سلیمان عنبرین موے کو بھی کے مارے جائیں ہاتھ سے پہلوان قدرت کا مان نہ پائیں
یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سلیمان عنبرین موے کو بھی تو بھول گیا کہ قدرت نے تقدیر میں لکھا تھا بختیارک
نے کہا اے سلیمان قدرت کی تقدیر پر نہ بھولنا تقدیر قدرت و تدبیر بادشاہت جب موافق ہو تب کام
چلے میں تدبیر نہیں کرتا کوئی اہل اسلام نہیں مارا جائیگا لیکن میری کتاب نجوم میں نکلتا ہے کہ کل ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا صدمہ عظیم اہل اسلام کو پہونچیگا انجام آپکا شکست قدرت کی تقدیر مگر بختیارک
پر بہت خفا ہوا گالیاں دینے لگا کہا تجھے تقدیر قدرت میں کیا دخل بختیارک نے کہا میرے دل کا
حال آپ کا دل خوب جانتا ہے جو کہتا ہوں وہی ہوتا ہے لیکن اس لشکر کے لوگ ایسے نالائق ہیں کہ مقبول
نہیں ہوتے آخر میں سر پر ہاتھ دھر کر رو دیتے ہیں جو اسی سے لشکر اسلام نے جو خبر طبل جنگی پائی
خبریں لیکر چلے یہاں بادشاہ بھی بارگاہ سلیمانی میں مع سرداران تہمتن جلوہ فرما ہیں صاحبقران زمان
فرماتے ہیں کہ یارو کچھ حال طلسم ہوشربا دریافت ہوا اب تو ساحروں کا آنا بھی موقوف ہو گیا
بالکل خبر نہیں ملتی جواہر نے کہا حضور جب وہ ساحر آیا تھا سرمست نام آپکی زبانی معلوم ہوا تھا
کہ خواجہ عمرو لحد کی تلاش میں سرگرداں ہیں حجرۂ ہفت بلا کھلا ہے ساحران بے نظیر سے مقابلہ ہے

روز جنگ تازہ آفت۔ مصیبت کا سامنا ہے مگر قبلہ و کعبہ ثابت قدم ہین کہ اتنے بڑے بادشاہ سے لڑ رہے ہین
ہیبت نہین جھلکتے تیور پر بل نہین ہر وقت لڑائی مین کد ہے بلا بھی رد ہے اب حضیر جو کوئی آئیگا پہلے
اسکی خبر کو دریافت کرینگے یہ کہہ رہا تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے

نقشہ کہ تا سبو ریہ ہا باشد بہار
ہمہ کار عالم بکام تو باد

گل سرخ تا بد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد

آج بعد کتنے دن کے زمرد شاہ باختری داخل بارگاہ گیتی پناہ
ہوا سلیمان عنبرین موسے کوہی نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے شیر و مہوش
ریائی خبر حضور سے نہین ملی اتنا دریافت ہوا کہ پانچوان حجرہ کھلا ہے استادون نے یہ دریافت کر لیا کہ
بدیع الزمان زندہ ہین صاحبقران نے فرمایا خدا میرے یار وفادار کی آبرو ساحرون کے ہاتھ سے بچائے
جس ہنگامے مین جا کر اسد غازی پڑ گیا ہے ایسا معرکہ کبھی ہمکو پیش نہوا خدا اسکی جان بچائے بارہ
برس کے بعد عمرو نے دریافت کیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یارو خیال کرو کہ ایسا بڑا طلسم و سیع ہے عمرو
ایسا ڈھونڈھنے والا اسکو بارہ برس کے بعد پتا ملا قید خانہ دریافت نہین ہوتا ورنہ اتنک عمرو دریا
کرلیتا بعد عظیم ہے رسائی دہا نتک دشوار ایرج نوجوان گئے انکا کچھ حال دریافت نہوا اتنا تو تاجرون کی
زبانی سنا تھا کہ راہ مین ایرج نے کئی ملک فتح کیے بڑی شوکت و شان سے جاتا ہے وہ اسد کا
عاشق صادق ہے یہ کہتا ہوا نقارخانہ سکندری مین حکم دو نقارہ رزمی بجے جواہر بن عمرو نقارخانہ
سکندری مین آیا قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقارخانہ نذرین لیکر سامنے جواہر کے آئے

جواہر نے نذرون پر ہاتھ رکھا چوب اٹھا کر لگائی نظم
چو بر طبل اسکندر آمد دوال

ز ناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است

جہان را مگر روز آخر رسید
کز آواز او گوش گردون کر است

سرافیل صور قیامت دمید
طبل جنگ بیدرنگ بجا لشکر ظفر

اخر مین مشہور ہوا کل کو یہان پیروفہا سے مقابلہ ہے سلیمان عنبرین موسے کوہی نے ارادہ کیا ہے
دیکھین کل فلک کیا رنگ کھائے غازیون نے کہا یارو کوہی نامرد ہو دے ہمارے ہاتھون کی
شکستین کھائے ہوئے صد بار بھاگ چکے اور یہان سلیمان عنبرین موسے کوہی کیا کرینگے انشاءاللہ
یہان کے جوانان بیدل جاتے رہینگے دل مین امنگ ہر ایک کو آرزوے جنگ ہے چار پہر رات تیاری
مین گذری جبکہ آفتاب عالمتاب بصد رعب و داب چرخ اخضری پر بر آمد ہوا اپنے نور سے تمام عالم کو پر نور کیا

لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون طرف میدان کارزار کے چلا صاحبقران مسجد کے پاس مین تشریف
لائے نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے دست دعا بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و غفور رحیم کارساز
دشمنوں پر مظفر و منصور کرنا آنکھوں سے صاحبقران کے آنسو جاری تھے رجوع قلب سے دعا مانگ رہے ہین
ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ تو خالق کبریا ہے راہ جہاد مین ثابت قدم رہون کفار ان بد دغا کو پشت نہ دکھاؤن
زخم کھانے سے لذت ملے غنچۂ آرزو کھلے تیری راہ مصیبت مین باغ باغ رہون خوشی خوشی پر داغ سہون
اس اثنا مین مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار حاضر ہوا قدمبوسی کر کے عرض کی بادشاہ
جمجاہ برآمد ہوا چاہتے ہین حضور تشریف لیچلین صاحبقران نے مصلے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا
مقبل نے سجادہ اٹھایا صندوق سلاح لایا امیر نے پیراہن بزرگان دین زیب جسم کیا خود حضرت
ہود سر پر رکھا زرہ حضرت داود کی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام حمائل کیے سہراب یل تیغہ عقرب
سلیمانی سپر گرشاسپ نیزہ جوان خنجر رستم گرز سام بن نریمان سلاح جنگی ذات پر آراستہ کر کے
برآمد ہوئے سرداران صف شکن ساتھ ہوئے جلو خانۂ شہنشاہی مین آئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ
چرخیون پر کھنچا آمد سلطان گیتی ستان کی ہوئی اول خیل طفلان ماہ طلعت خور صورت طلچے کے دستے
ہاتھ مین لیے ہوئے عود سوز عنبر سوز روشن سامنے سے گزرے انکے بعد کہاریان حور پیکر سمن بر غنچہ
دہن کبک رفتار شیرین گفتار تخت شہنشاہی لیے ہوئے برآمد ہوئین اول مجرا صاحبقران کا ہوا نقیب
نے آواز دی قبلۂ عالم سلامت صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین بادشاہ جمجاہ نے بخندہ پیشانی
سینے پر ہاتھ رکھا امیر کے بعد لندھور و مالک بہرام و جمہور و امرز وغیرہ مجرے سے مشرف ہوئے
شہنشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے فیروز بخت شہ کی سواری چلی گو کہ باد بہاری چلی تو
نقارخانۂ سکندری و نقارخانۂ سلیمانی بجا ہوا روشن چوکی کی صدا بلند بھیرون کے سرون مین تانین
اڑاتے ہوئے اشعار دعائیہ گاتے بجاتے صاحبقران میدان کارزار مین تشریف لائے تخت شہنشاہی قلب
سپاہ مین مانند دل کے قائم ہوا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر بہ مرتبۂ صاحبقرانی زیر سایہ
علم اژدہا پیکر جلوہ فرما ہوئے صفین جنگ لگین ادھر سے لشکر لقا و سلیمان عنبرین موے کوہی
اونچی بنا ہوا گینڈے پر سوار کوہ بالائے کوہ تمام لشکر کو میدان ابلا ہوا ہر شخص بے حد رکاب سے
گھوڑون پر سوار گینڈون کو آڑ لیے ہوئے نشان کفر و ضلالت سیاہ و شقہ ہائے علم دونون لشکر پیدا

کارزار مین پہونچے سفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا
تبرداروں نے نخل کاٹے جھاڑ یان جھنڈیان صاف کین نقیبون نے نقابت کی سلیمان عنبرین موے
کوہی نے گنبد صف سے نکالا لقا کو آکر سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان
بختیارک نے کہا اے پہلوان تمھارا میدان مین جانا تو بہت شاق ہے تمھاری وجہ سے قدرت نے یہان
رہنے کا ارادہ کیا جتنے عرصے تک قدرت یہان رہے اتنا کسی زمین کو سرفراز نہین کیا جس ملک مین گئے
ہفتے دو ہفتے مین اسکو تباہ و برباد کیا چلے آئے تمھارے یہانسے اسقدر محبت ہوئی سالہا سال گزرے
اب تمھاری خواہش ہے کہ قدرت چلے جائین جب تو تمنے قصد میدان کارزار کیا اور پہلوانون کو بھیجو
تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہو سلیمان نے جھلا کر کہا ملک جی مین کیا کسی
سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آجتک تمنے مجھکو ایسی ایسی باتین کر کے روکا ابتک لڑنا پڑتا دشمنون کا خاتمہ
ہو جاتا بختیارک نے کہا ہمین دعا دیجیے ہمنے آپ کو روک روک بچایا ورنہ ابتک بہشت نصیب ہوتے
یا مسلمانون کے قریب ہوتے سلیمان عنبرین موے کوہی نے غصے مین جواب دیا کہ مین آج
ہی لڑائی کا خاتمہ کیے دیتا ہون صاحبقران کو للکارونگا لوٹ کر انھین کو مارونگا بختیارک
سر پیٹنے لگا کہا اے سلیمان خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا اور ہر ایک سے مقابلہ کرو حمزہ تیغ زندہ نا
گزیر نہ لقب ہے بڑا بندہ بے ادب ہے اسکے سامنے سے زندہ پلٹنا دشوار ہوگا سلیمان نے کہا ملک جی کیا
حمزہ کے چار ہاتھ ہین جب افسر کو مارا لڑائی فتح ہوگئی پھر کوئی منھ پر نہ چڑھے گا مقابلے کو نہ
بڑھیگا بختیارک سر پیٹتا رہا سلیمان غصے مین ابرون پر بل بہ قہر و غضب تمام میدان کارزار مین
پہونچا بختیارک یہان باتین بنا رہا ہے کہتا ہے یارو آج سلیمان نے بڑا قصد کیا اے کوہ نوردین
مانو خداوندون کو پکارو کہ تمھارا افسر زندہ واپس آئے حمزہ گشتندۂ دیوان قاف ہے جب
اسکی تلوار کھنچی میدان صاف ہے کسی نے آجتک اسکی پشت زمین سے نہین لگائی فنون سپاہگری
مین طاق شہرہ آفاق یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصہ صولت و شوکت کوہی بختیارک
کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین عجب منافق دورنگی ہے فال بد منھ سے نکالتا ہے ہمارے آقا کی
زور ضرب سے ابھی آگاہ نہین ہے اتنے بڑے ملک کوہستان کا بادشاہ برسون لڑکر جو سکہ
اپنے نام کا جاری کیا کیسے کیسے سرکشون کو مار العطش افسر کتنے ہین بختیارک بھی سچ کہتا ہے حقیقت مین

آجتک حمزہ کو کسی سے مغلوب ہوتے نہین دیکھا جس سے لڑا غالب آیا ہمارے آقا نے جو کہا وہی
کرینگے ضرور حمزہ عرب سے لڑینگے سلیمان عنبرین موے کوہی نے فنون سپاہگری دکھا کر آواز
دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے خود صاحبقران زمان نکلین
تو احوال معلوم ہویا تو لندھور و مالک وغیرہ پہلوون پر ہاتھ ڈالے کھڑے تھے کہ جا کر سلیمان سے
مقابلہ کرین اب سبھون نے سر جھکا لیے سلیمان عنبرین موے کوہی نام صاحبقران لیکر للکار رہا ہی
امیر نے جواہر بن عمرو سے کہا میدان کو ترق کرو جواہر نے بلندی پر آکر آواز دی ای سرداران
تہمتن و ای غازیان صف شکن صاحبقران زمان میدان کارزار مین تشریف لیجاتے ہین جواہر نے یہی
آواز دی تمام سردار پیدل ہوے صاحبقران کو گھیر لیا صاحبقران سامنے تخت شہنشاہی کے
آئے سعد بن قباد والا نژاد نے تخت رکھوا دیا عرض کی جد عالی تبار عنایت پروردگار سے آپکے
سرداران جانباز و غازیان سرفراز آمادہ حرب و پیکار رہین آپ نہ تکلیف فرمایے صاحبقران نے
فرمایا ای شہنشاہ لشکر اسلام آپ کو میرے قرینے سے آگاہ ہین وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اجازت
کارزار عنایت فرمایئے تمھارے والد نامدار قباد و شہریار نہایت کم سن تھے مغربیون سے مقابلہ
پڑا سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کا بیٹا خلف عاد اسکا نام تھا نہایت پہلوان زبردست تھا یارک
نے اسکو سبھا کا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ قباد سے مقابلہ کرونگا تمھاری جدہ انتہا کی بیقرار تھین
کل اہالیان لشکر میرے قانون کو برا کہتے تھے کہ یہ قانون کیون مقرر کیا ایک پیل بادشاہ طبل کو
پکارے کیوں وہ نکلے لیکن اُس جنت آرامگاہ نے میرے قانون کو برقرار رکھا اُس دیو خصال کے
مقابلہ مین گئے بقوت پروردگار اُس نابکار کو جہنم واصل کیا پس مین کیونکر لڑکون مین قانون
جاری کر چکا سب کو پابند ہون مین اپنے حکم کو ترک کرون بادشاہ نے مجبور ہوکر جام کلمہ عفریت
مرحمت فرمایا صاحبقران نے نوش کرکے عادی کو دیا آپ بسم اللہ کرکے پشت اشقر پر سوار ہوے کل لشکر
کے علم جلوہ گری پر آئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانہ سلیمانی بجا شقہ ہاے علم اژدہا پیکر کھلے
اس شوکت شان سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے اشقر طرارے بھرتا ہوا دم سے چنور
کرتا ہوا مثل باد صرصر جاتا ہی فرو غل طائرون مین ہی کہ عجب راہوار ہی تو تخت ہوا پر آج سلیمان
سوار ہی دیکھو شبدیز فلک بھول گیا تو ڈھنگ چال کا ہی یہ باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا ہی

راکب نے سانس لی کہ وہ کوسوں روانہ تھا ؏ تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا ؏ سلیمان سے اگر
لگا وزن ہوئے سلیمان عنبرین موے کوہی جوان ویخصال رستم جدال فنون سپاہگری مین طاق
شہرۂ آفاق نیزہ اٹھا کر جا پڑا امیر سے نیزہ چلنے لگا برج خاکی سے ستارے چمک رہے ہین گھوڑون
کی گشت سے زمین تھرا رہی ہر پھیر کاٹ نیزہ چلا آخر صاحبقران نے بند صاحبقرانی لگا نیچا کہ مارکر
گھوڑا اڑا دیا سلیمان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب زمین پر گرا
چہار جانب سے احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین سلیمان عنبرین موے کوہی نے تیغ برق تاب
کھینچا بہ تعجیل ہاتھ مارا صاحبقران نے مرکب کو گدگدایا مثل مرغ رہوار زیر بغل جاکر تلوار کو روکا گردن مین
پڑے تو بیٹ پڑون تلوار چھین کر پھینک دون کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا دون ولولہ جرات مین جو مرکب
مرکب بڑھایا وہان پر موشگافانہ گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کاسے ہٹا خود سر سے گرا
سر برہنہ پر سلیمان عنبرین موے کوہی کا ہاتھ پڑا قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون جلدی
مین دستانہ مارا زخم کاری سر پر آیا اتنا بچا زخم کاری کھا کر صاحبقران نے ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی
کا مارا سلیمان نے گرد سپر کا اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار گری خود و لبعہ کاٹ کر
سر پر چمکی اسی قدر زخم سر پر سلیمان کے بھی آیا سلیمان نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغ نکل گیا
لیکن اسی زور مین جاتا تھا کہ تڑپ کر تلوار گردن کر گدان پر گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی بس
کوہیون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا سلیمان شہسوار تھا گینڈا تو زمین پر گرا یہ کود کر الگ ہوا
کوہیون نے گھوڑے بڑھا دیے ہر چند سلیمان نے پکار کر کہا یارو قصد مغلوبہ نہ کرو میری سواری کو
گینڈا بھیجو ستر لاکھ فوج حبشی گھڑی کی تھی کسی نے نہ سنا بلوہ کر کے جا پڑے صاحبقران نے سندہ تخت کعبہ
سے گھٹا کفر کی جو آتے ہوئے دیکھی نعرہ کر کے تیغ ہلالی کھینچ کر جا پڑے نعرہ صاحبقران ؎ امیر

کوکب ضیغم روزگار ؏ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ؏ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ؏ سیکے تیغ عقرب
یکے ذوالحجام ؏ بن کافران از جہان پاک کرد ؏ سر سر کشان جملہ در خاک کرد ؏ ادھر سے

وارلسے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران فوج ہندوستان ساتھ لیکر بڑھے
شیدیان جلالت شعار سرداران نامدار تلوارین کھینچکر جا پڑے لندھور نے بھی نعرہ کیا جزیرہ ہاے
وسیار اگر ختم تا ہندوستان ؏ اگر نام نہ دانی منم لندھور بن سعدان ؏ انکے سردار جلالت آثار

دونوں فرزندوں نامدار ارشیوں پر نیزاوہ فرہاد خان یک غربلی پہلوانان زبردست ہمعصر ہو تلواریں چمکا کر لشکر کو ہیان پر جا پڑے نیزوں کی لڑائی شمشیرزنی ہیں ہیباک لڑائی میں چیست و چالاک طفل کے انگوٹھوں پر تلواریں کھا رہے ہیں جرأت جلالت دکھا رہے ہیں منھ پر تلوار کے جا پڑے ہنس ہنس کے لڑ رہے ہیں دوسری جانب سے سپہ سالار دست چپ کا نعرہ ہوا منم مالک اژدر و صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و جاں نثار حیدر نعرہ مالک سے منم مالک اژدر خشمگین تو سپہدار در لشکر اہل دین تمام عرب خود و زرہ سے آراستہ جوانان عالیوقار۔ اسی ہزار نیزہ دار گھوڑوں پر جا پڑے نیزے چلنے لگے ایک جانب سے طنبور گڑگڑایا بگل بجا نعرہ ہوا منم رستم چلتن و پلکین کشندہ قوی ہیکل ہندی دو دیل ہندی علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران نعرہ رستم سے علمشاہ رومی شہ فیل زور تو کر برتخت مرزوق زنگنندہ شور تو گوروں کی پلٹنیں قواعد سے آگاہ جمی ہوئی سپاہی وردیاں عمدہ پہنے ہوئے جا پڑے لیکن قواعد سے اپنے لڑ رہے ہیں جب تیر چلے افسر نے بولی بولی سب بیٹھ گئے وار کو دشمن کے یوں خالی دیا اب جو اٹھے سنگینیں پکڑ کر جا پڑے ہزاروں کو مارا ایک طرف سے شہنشاہ چین و ماچین اسی ہزار چینیوں سے جا پڑا نعرہ کیا نعرہ بہرام سے منم گرد بہرام خاقان چین تو کہ از ہیبت من بلرزد زمین تو یہ بھی لڑنے لگے دست چپ کی طرف سے شاہزادہ ملک طرطوس جمہور تیغ زن نعرہ کرکے جا پڑا نعرہ جمہور سے نام شدہ در سلک جوانان تہمتن تو جمہور جہان سوز شہنشاہ تیغ زن تو ایکطرف سے نعرہ ہوا منم صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن نعرہ ہاشم سے منم غیر صولت یل صف شکن تو شہ نامور ہاشم تیغ زن ایک جانب سے چراغ بزم صاحبقرانی اسفندیار گیلانی نے نعرہ کیا نعرہ اسفندیار سے جو اسفندیارم شہ نامدار تو شدہ در جہان نامم اسفندیار تو ایک جانب سے رستم سرزمین مغرب فرامرز بن عاد مغربی نے نعرہ کیا بڑے زور و شور سے میدان میں آیا

جہان پہلوانم یل نامدار
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد
بسپر خواندہ شاہ اشقر سوار
بمیدان جنگاہ رستم نژاد

یہ سب سردار نعرے کرکے جا پڑے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی اقبال سلیمانی بجا بادشاہ لشکر اسلام کا نعرہ سعد بن قباد

بہار گلستان کاؤس و جم
منم سعد فرزند قب بادشاہ
چراغ شبستان صاحبقران
شہنشاہ اسلام عالم پناہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم
فروزندہ تاج و تخت کیان

دونوں لشکر خوب لڑے ہزار ہا

لاشہ گرا امیر زخمی ہوئے سلیمان عنبرین موئے کوہی بھی زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا کوہیون نے ہوادلر
پر سوار کرلیا دو سپہ سالار اسکے منصور زاغ چشم خرس دندان و ناصر زاغ چشم خرس دندان فوج ون
کو لڑوا رہے ہین فوج لقا سنجانی و باختری یہ تو ہمیشہ دودے لینا لینا کرتے ہین جان کے بچانے
پر مرتے ہین بھاگنے کی شرم نہین جانبازی پر گرم نہین بادہ کرتے ہین جہان کوئی سردار اسلام انکی
صف پہ آیا خداوند با خداوند کہتے ہوئے ہٹ آتے ہین ہر طرح جان بچاتے ہین لیکن صاحبقران
زمان اسکی زخمداری مین دریائے خون مین نہائے ہوئے مصروف جنگ ہین ویسے لشکر مین غلط
مار انمگانہ و پلنگانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کردیے بادشاہ حبجاہ نے آتے ہی سات
سو تاجدار گروہ بڑی صولت و شوکت سے لشکر لقا پر آ پڑے جب وار کیے سات سو تاجدار کی تلوار سات
سو سر اٹھا خون کا ایک مرتبہ بلند ہوا سات سو لقا پرست ایک مرتبہ واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم
برہم ہوئے فوج لقا نے شکست کھائی بادشاہ طرف تخت لقا کے بڑھے اسکے تخت کے آگے پہلوان جمع ہو
لڑ رہے تھے بادشاہ نے اگر ضیغم خون آشام کو ٹوکا ضیغم ہمیشہ کا زخم نصیب نام سے لڑائی کے ڈرتا ہے لیکن
بختیارک نے آواز دی ای خالوے قدرت قدرت تقدیر فرماتے ہین بادشاہ کو قتل کرو ضیغم بھروسے پر تقدیر
کے جا پڑا ہر بادشاہ کے اوپر ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ تمغام پر وار اسکا گانٹھا جواب مین ہاتھ مارا
سر ضیغم زخمی ہوا اور باوصف زخم کھا کر بھاگا لقا کو برا بھلا کہتا ہوا کمبخت ہمیشہ میرے واسطے برائی چاہتا ہے
تقدیر شکست کرتا ہے ضیغم کا زخمی ہونا پر لوٹا باختریون کا جی چھوٹا بادشاہ لڑتے ہوئے قریب تخت لقا
پہونچے لقا نے آواز دی ای بندۂ خدا مغضوب خبردار قدرت کے قریب نہ آنا بادشاہ غصے مین تھے مگر
ہنس پڑے قریب پہونچے پہونچے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے خالی دیا سر آس خود سر کا جھکا اور
سے بادشاہ نے ہاتھ مارا فرق قدرت شگافتہ ہوا اچھلنے لگا ای بندگان من دیری قدرت مرا قدرت
کو بچاؤ یہ بندہ بے ادب نہین مانتا بہت سے پہلوان آپڑے فیلبان نے ہاتھی ہٹایا اودھر لندھور
مالک نے منصور کوہی کو زخمی کیا لشکر لقا نے فرار برقرار کیا کوہی بھی بھاگے بادشاہ تعاقب لقا
کرتے ہوئے جاتے ہین اسی خیال سے کہ آج اس بھگوڑے کو پکڑلو ایک جانب سے نعرۂ شیر کی آواز
آئی گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ لشکر بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع اپنے سرداران نامی لڑنے

ہوئے آتے تھے وہین سے نعرہ کیا نعرہ نورالدہر سہ نظیر حمزہ صاحبقران چشم بد قہر فرشتہ ستارہ
چشم شاہزادہ نورالدہر ایک جانب سے سرداران نورالدہر بیچے بشیۂ کلگان صاحب سطوت
گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوئیل دیو پرور صفدران ماہ منظر و مرلج ورود گرشیر
وزر ہاب خان و سہیل ستارہ چشم و کیوان انجم سپاہ ان سرداران نے جو اسمقام پر حجم کرشیر
زنی کی لقا دریائے خون مین نہایا ہوا ہاتھی سے کود پڑا پیدل بھاگا غل مچاتا ہوا ای بندگان من
قدرت کو بچاؤ کو میوان نے بڑھکر دم شمشیر سے گلے ملا دیے سرداران صاحبقران نے طبقے زمین کے
ہلا دیے لقا کا قصد ہوا باغ جنیا مین جانے جاؤن سرداران نورالدہر آکر خندق پر جم گئے کہ اگر
ادھر آئے تو بھیا کو پکڑ لین اب لقا مثل صید خائف زیر روے زمین نہ رہ ماندن کبھی بھاگتا ہے کبھی
پہلوانون کو پکارتا ہے یارو دوڑو قدرت کو بچاؤ اسوقت جانبازی نہ کروگے تو قدرت سب پہ ننگ سیاہ
کرینگے بختیارک خچرہ دوڑ آتا پھرتا ہے پہلوانون کے نام لیکر پکار رہا ہے ارے یارو اسوقت قدرت سے جواب
ہین اگر سینہ سپر کرو قدرت کے سبب سے تم سبکی آبرو ہے ورنہ گلی گلی کی ٹھوکرین کھاؤگے ایک ہی لڑائی
مین ہاتھ سے فرزندان حمزہ کے مارے جاؤگے کبھی تیراندازون کو لاتا ہے گوشہ پکڑکر ان کو لڑواتا ہے
جب کوئی سردار آپڑا تیرانداز چلا کے بھاگے سہم گئے گوشہ گیر ہونے پر مرتے ہین تیر سے زیادہ بھاگتے
ہین لشکر لقا کی یہ کیفیت ہے اہل اسلام کی وسعت شکنی صفدری کا آج لاکھون لقا پرست مارا گیا شکست
فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اٹھا اس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک
صداہائے مہیب آنے لگین وہ ابر قریب لشکر لقا آکر شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بدانجام
تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار وہ پکار پکار پوچھتا ہے یارو جانتی جوت کے خدا صد کہان
ہین میں مغرور آدم خوار طلسم ہوشربا سے آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم لایا ہون بختیارک نے بتعجیل تمام
لقا کو ایک گھوڑے پر سوار کیا سوار اس مرکب کا مارا گیا تھا گھوڑا ابھی ڈگا ہٹ سے موتھڑے نکلے ہوئے
سب عیوب سے معمور شب کور کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ اگر کسی درخت کے نیچے پتا پڑا دیکھا اس
مقام پر بیٹھ گیا دانے کا کبھی نام نہین سنا منہ تجت کو گھاس کہان نصیب تیز رفتاری سے دور بدنصیبی
سے قریب لقا نے غنیمت جانا اسی پر سوار ہو بیٹھا بختیارک نے تاج بھی سر پر رکھدیا کہا قدرت
گھوڑے کو جنبش کرو اس وقت تو تقدیر معقول ہوئی ہوشربا سے ساحر آگیا لقا کو ارشاد کر کے

نجتیارک دوڑا مغرور آدم خوار کے پاس آیا کہا کیون اے مغرور تیرے بے ادب نے قدرت
نے تقریر کرکے اپنی خوشی سے شکست کھائی آخر جسواسطے آئے ہو وہ کام نہین کرتے مسلمانون کو مارلو
سحر کرو مغرور نے کہا شرف آشنا غدر ہو کہ جمال قدرت دیکھون زیارت سے مشرف ہون نجتیارک
نے کہا اسوقت قدرت کو انتشار ہے زیارت بیکار ہے فرق قدرت زخمی ہوچکا قدرت کا خون زمین پہ
گرا لشکر مسلمانان کو شکست دو طرہ پیغمبری دلوائین گے قدرت سے باآبرو ملوائین گے یہ سنتے ہی
مغرور آدم خوار نے ساحرون کو آواز دی ہان یارو سحر کرو دشمنون کو مار لو اب تو یہ ہجا حسبت
کرکے اک عمل مین آیا ایک جوان نے اسکو نیزہ مارا اُسنے سحر کیا اس جوان کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوکے
اس جلاد نے ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا گوشت کو کھانے لگا ساتھ والون نے تڑپ تاپ گولے سنبھالے سحر پڑھ پڑھ
پڑھکر کیے لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکر گرے ساحرون نے آتش سحر
سے ہزارون کو جلادیا لشکر صاحبقران درہم وبرہم ہجوم لشکر عمرو والم عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ لشکر ساحران آپڑا جواہر بن عمرو نے زفیل بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ زفیل پیدا سنیے
افسر کی ہر مقام سے دوڑ پڑے مرشدزادے مرشدزادے کہتے ہوے سامنے آئے جواہر نے آواز دی
یارو غضب ہوا عین گرمی جنگ مین لشکر ساحران آگیا افسر انکا ساحر ناہنجار بدکردار آدم خوار ہے کئی کو چیر
پھاڑکر کھاچکا بلانوش ہے اسکا پیٹ نہین بھرتا یہ وقت جانبازی کا و سرخروئی ہے لشکر ساحران کو تمدیگ
رو کو یہ کہکر جواہر نے حقہ آتشبازی کمر سے نکالا کسی نے چرخی نکالی کسی نے جنگی بان پر ہاتھ ڈالا
کسی نے چھچھوندر چھوڑی کسی نے انار وانع کر پھینک مارا لشکر ساحران پر آگ برسادی کئی سو ایک
بچہ بھی سحر مین پھنسکر مارا گیا عیارون نے یہ تدبیر کی ہے ایک عیار نے بڑھکر ساحر کو ٹوکا اگر اسکا حقہ چل
گیا تو انکھ ملتے ملتے مارلیا اگر سحر ساحر کا تقدم ہوا عیار بیچارہ لڑکھڑا کر گر پڑا دوسرے عیار نے لپیٹ کے اسکو
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک وہ زمین پر تڑپا یہ جست کرکے ایک جانب نکل گیا دو ہزار عیار قتل ہوے آٹھ
ہزار جادوگر جلادیے کسی کو حلقہ کمند سے مارا کہین قلاب بیہوشی چل گیا کہین نیچے کے ہاتھ چل رہے ہین برق
جمشید و نیکر عیار لڑ رہے ہین مغرور آدم خوار نے پرے کے پرے درہم وبرہم کردیے کئی سردارون
کو چیر کر کھا گیا لشکر اسلام کے پیر اکھڑ گئے جب یہ ہجا گولہ پھینکتا ہے دو دو ہزار ایک ایک سحر مین بیکار
ہوتے ہین غازیان دلاور اپنی مجبوری پر گریہ وزاری کرتے ہین مگر تلوار کی لڑائی کے دھنی ہین بھلا

پہ سحر کا کیونکر جواب دے سکتے ہین جب ساحر سامنے آیا اُسنے چاہا سحر کرون یہ دوڑ کے لپٹ
پڑے اکھیڑ کر مارا استخوان سکے ٹوٹے ٹکڑے ہوئے چھاتی پر چڑھ بیٹھ سر کھینچ لیا صاحبقران زمان
جو کوہیون سے لڑے اسقدر زخمی ہوئے تلوار قبضے سے نکلی جاتی ہے اُس ہنگامے مین مقبل وفادار
بدو اس قریب صاحبقران کے آیا دیکھا صاحبقران اشقر پر سوار تھمائے خمار آنکھین بند دل
بدرد مند جھوم رہے ہین مقبل نے شانہ پکڑ کے ہلایا صاحبقران نے آنکھین کھولدین مقبل نے عرض کی
اے شہریار ایک ساحر غدار فرستادہ افراسیاب نامنجار عین وقت پر آیا لشکر حضور کا ہٹ آیا جلد اسم
اعظم پڑھیے آج تو لقا کو شکست فاش ہوئی تھی تقدیر پلٹ گئی عین وقت پر ساحر پہونچے حضور لشکر لڑائی
بگڑ کر لقا کی تقدیر بڑھ گئی صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے مقبل کیا کہون زبان مین لکنت ہو گئی کیونکر
اسم اعظم پڑھون مرکب تیز رفتار بھی نہین کرتا سپر بھی سنبھالا نہین جاتا ہے شل عار صحرا جسم مین بھی اسکے زبان
اے کرتے ہین قبضے سے تلوار نکلی جاتی ہے فرط خمار ہی سے طبیعت گھبرائی ہے جو منظور خدا کیا چارہ ہے جینا
بالقضا اگر موت قریب آگئی کون بچا لیگا یہی معین و مددگار کام آئیگا یہ کہکر سر اٹھایا دیکھا اہالیان
لشکر ہمارے پراگندہ خاطر گھوڑے بدلگام میان کر رہے ہین پیسے وہم پر ہم پیادہ سوار بیدل اپنی جان
سے بیکل کوتل گھوڑے مارے مارے پھرتے ہین بوجہ سحر ساحران جابجا گرتے ہین مغرور آدم خوار نے
جب دیکھا کہ آٹھ ہزار جادوگر مارے جاچکے فقط کوئی چار ہزار کو اپنی پشت پر لیا سحر کرتا ہوا جلاب لشکر
لقا بھی دلیر ہوا نیزے تلوارین پکڑ کے جا پڑے جن لوگون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے تھے اُن بیکسونکو
بہ بدعت قتل کرتے ہین اُنکے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار ملازمان لقا مغرور نامنجار سنگدل جاہل قابو پر
نشہ کبر ونخوت سے مست قابو چڑھ پاتے چڑھتے چلے جاتے ہین کنارے تک لشکر صاحبقران کے آپڑا
ہر ایک بہادر جانبازی کرکے ساحرون سے لڑا جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے مجبور و ناچار ہٹتے ہٹتے چلے آئے
ہین ناگہ پھر بھی جرأت دکھاتے ہین ذرا بھی ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی ساحر پر جا پڑے خنجر سے مارا لپٹ
گئے عوض تلوار کے گھونسا چل رہا ہے غرولیان پہنچ گئین جب مغرور نے پڑھکر سحر کیا گھوڑے لیکر
بھاگے مرکبون پر کوڑا کرتے ہین گھوڑا بھی ناچار ہین تپ رہی ہے بس چلے جاتے ہین یہ حال پر ملال جو
صاحبقران نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بہ مشکل اسم اعظم کو پڑھکر دو چار ساحرون کو پڑھکر مارا
مغرور آدم خوار نے افراسیاب سے سنا تھا کہ حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی مورد فیوض

نامتناہی ہی اب جو اُسنے دیکھا کہ سحر میرے بیکار ہوے سمجھا یہ وہی جوان ہی فوراً گنبدے سے کودا
جھولی سے ایک چراغدان نکالا چار بتیان روشن کردین اُسکی ضو سے صدہا بیہوش ہو گئے گر پڑے صاحبقران
کی زبان مین زیادہ لکنت ہوئی اسم اعظم فراموش دریاے حیرت کا جوش سر ہر نے زمین پر رکھدیا غش
آنے لگا قلب تڑپا دل پھڑکا مغرور چراغ روشن کرکے پکارتا ہوا بڑھا کہ یارو مین نے چراغ جمشیدی
روشن کردیا چراغ عقل مسلمانان گل ہوا شمع حیات سبکی جھلملا رہی ہی اب بڑھکر سبکو مارلو ملازمان خسرو
بے قابو ہین یہ صدا سنکر کوہی نیزے لیکر بڑھے باختریون کے بھی پرے جم گئے بادشاہ لشکر و افسران فوج
نے جو یہ قیامت دیکھی یقین مرگ ہوا بادشاہ نے تاج سر سے اوتارا احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو
کر پکار اُٹھے اے جواد و رس بیکسان اے کریم کارساز اسوقت بیکسی و بے بسی مین سوا تیرے کون معین و
مددگار ہی بلاے سحر ساحران سے بچاے فرد بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور ہی دست ما گیر کہ درماندہ ایم بے بال و
پریم ہی آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی نخل حیات سب کے قلم ہوتے ہین گلون نے گریبان چاک کیے طفلان
غنچہ مرجھا کے ایک جھونکے باد خزان کے یہ رنگ دکھلاکے قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

ملک کے جو سرداران نامی نے دعا کی نمازی پاک طینت مجاہد تہور شعار نماز گزار پابند امر پروردگار تھا
تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز
آئی اتفاق قضا و قدر بحکم حاکم بحر و بر لقا بدازرین پوش تخت پر سوار فوج دلیران ہمراہ بصد غرور و جاہ
بڑے تکار جاتا تھا باز سفید سر پر سایہ فگن گرد سرداران صف شکن ناگاہ عیار کی نگاہ پڑی صدا کے
ہاے ہجو دلیران بلند ہی ہر ایک لقا پرست خوشنود و خرسند ہی عرض کی اے صاحبقران زمان مد
معیت صاحبقران اعظم کو ملاحظہ فرمایے تمام لشکر پامال ہو رہا ہی دل اُنکی معیت پر رو رہا ہی لقا بدازر نے جو
ملاحظہ کیا کہ صاحبقران اعظم کو بوجہ زہداری جان نثاران لشکر نے ہوادار پر سوار کرلیا ہی بادشاہ جمجاہ
دریاے خون مین نہائے ہوے کیسبت مرکب خنگ سیاہ غیطاس پر گرد نامداران نامور لاشے ہزارہا گرے
ہوے ہین لشکر لقا صداے گیرو بہ بند بلند ہی ایک ساحر خوک پیکر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے چار ہزار ساحر
پشت پر سحر کرتا ہوا آتا ہی زمین و زمان پر آشوب گولے پتھر برستے ہین دریاے سحر جوش مین ہر مدہوش
ہوش مین ہی لقا ایک گنبدے پر سوا تیغہ برق تاب چمکاتا پھرتا ہی آواز دے رہا ہی اے بندگان من

ویدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردم نقابدار زرین پوش یہ رنگ دیکھکر بد حواس ہو گیا بہ تعجیل تمام پشت
مرکب سے حبشی پر سوار ہوا باز سفید بڑھکر سر پر آیا مثل عاشق صادق صورت نقابدار کی دیکھتا ہو
پروانہ وار گرد شمع جمال نقابدار عالی مقدار پھر رہا ہے نئی بات ہو طائر کو یہ محبت دیکھکر ہوش اڑتے ہیں
طائر وہم و خیال کو بھی یہ محبت نہو گی منقار کھولے ہوے کبھی پرون کا سایہ کرتا ہو کبھی گرد پھر کر دم محبت
کا بھرتا ہو نقابدار نے فورًا فوج دیوان کو اشارہ کیا خبردار تم مین سے کوئی شریک جنگ نہو اکثر تحریر ہوا
ہو دیوزادون کا یہ طریقہ ہو سرداران نقابدار کو کاندھے پر سوار کیے رہتے ہین مرکب ان سوارون کے
زیر بغل جب وقت آیا دیوزادون نے مرکب بغل سے زمین پر رکھا سردار کاندھے سے اچک کر پشت
مرکب پر آیا دیو طرف صحرا کے بھاگا سردار شریک جنگ ہوا نقابدار مرکب نشہ حبشی پر سوار ہو کر نعرہ
کرکے گرا مجمع ساحران پر جا پڑا بادشاہ نے دیکھا نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہے جس
کسی نے نقابدار پر سحر کیا وہ سحر الٹا پلٹ کر اسی پر پڑتا ہو باز عجب طرح کے کام کر رہا ہو لڑائی مین بھی جیسے
خواہیے باز نہین آتا ہو ہر ایک ساحر پر عکس ڈالتا پھرتا ہو اسکے عکس سے ساحر کو سحر فراموش ہوتا ہو سحر کے
حربے ہاتھ سے گرے جاتے ہین بادشاہ کو تعجب ہو فرماتے ہین نقابدار کا باز بھی بڑا ہے خونخوار طائران
روح ساحران صیاد ہو صاحب بیداد ہو دیکھو عکس کو الٹا پھرتا ہو نقابدار کو بچاتا ہو جو حربہ سحر کا نقابدار
پر آیا باز نے بڑھکر روکا اسپر پر مار دیا گولہ شکست ہو جاتا ہو اور رائی سرسون کے دانے جلجاتے ہین
صف ساحران مین ہنگامہ پڑ گیا فریاد فریاد کی صدائین دینے لگے مغرور آدم خوار بڑے قد و قامت
کا انسان ہو صاف ظاہر ہو کہ دیو مہیب کر گردن مست پر سوار ہاتھ مین تیغۂ آبدار جسکو قتل کیا دانتون سے
اسکا گوشت نوچنے لگا کسیکو تیغہ مارا کسی کو قربانی للکارا صدا پر سحر کرتا ہو نقابدار نے دور سے للکارا کہ
او بھیا آدم خوار مردان عالم سے آنکھ چار کر جہیر آکر وار کر مغرور آدم خوار بیٹھا دور سے گولہ سحر کا
مارا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا باز نے اپنا سایہ ڈالا گولہ پھٹکر زمین مین گرا مغرور گھبرا گیا کہ مجھکو سحر نے
بھی مغرور کیا خداوند سامری نے کچھ قصور کیا یہ سوچکر بہت سے ماش کے دانے اس بد معاش نے
نے پھینکے نقابدار دانائے روزگار فورًا اسم اعظم پڑھنے لگا ماش کے دانے گرد تصدق ہو کر گر گرے جو خوردش
گندم نما کا مکر نہ چلا تیغہ کھینچکر دوڑا للکار کر نعرہ کیا او نقابدار تو بھی کوئی شعبدہ باز ہو ظاہر ہوا الجزا سحر
ساز ہو یہ تیغہ سحر ساختہ سامری ہو اسکے جوہر ون مین افسونگری بھری ہو اسکی باڑھ سے دریا گھٹتا ہو

اسلحہ کی آبداری سے وہ کٹتا ہے اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ بیخ کاٹوں لاف و گزاف کرتا ہوا قریب نقابدار
پہونچا پہلے تیغہ چمکایا نقابدار نے بآواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس فصاحت و بلاغت سے الفاظ ادا کیے
کہ ساحران صحرا مست ہو گئے عوب جھومنے لگے کہتے تھے ساحر فصاحت کا اسکی زبان پر خاتمہ ہے ہر ایک الفاظ
کس قدر صحیح ہے بیشک بلیغ و فصیح ہے جب مغرور نے تیغہ چمکایا ہزار ہا شعلہ آتش بھڑک کر نقابدار
پر آئے اس دریا دل پر آگ نے تاثیر نہ کی آبرودار نے شعلہ ہائے آتش کو بجھا دیا کئی مرتبہ مغرور نے
تیغہ چمکایا یہی قصد ہو کہ دور سے جوہر دکھاؤں قریب نقابدار نجاؤں نقابدار نے مرکب جنیبی کو چمکایا
نعرہ کیا او نامرد دور سے تیغہ چمکاتا ہے جو ہر نامردی کھاتا ہے منصب مردان عالم کے نہیں آتا ہے تو سامنے
تیرے سینہ سپر ہیں مغرور نے کئی سحر پڑھے خبردار خبردار کہکر تیغہ سحر کا وار کیا نقابدار نے تیغہ برق
مثال پر کا تھا صدہا چھریاں کٹاریاں گہیں نقابدار پر بوجہ اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی اب نقابدار وار
روک کر آواز دی او شعبدہ باز او نیرنگ ساز فریب تو ضرب ہے ادی ضرب من نوش کن ہم شادی از
دل فراموش کن یہ کہکے مرکب چمکایا گھوڑے نے دونوں ٹاپیں منکہ پر گھٹیسے کے رکھدیں تقوت تمام
نقابدار نے تیغہ برق مثال کا ہاتھ مارا مغرور مغرور نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق مثال جو
تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے چاہا سحر کرکے بھاگ جاؤں اجل انگیز مرنے کی اپنے خود مغفر کی سر کو
بڑھا دیا جانتا تھا میرے سر پر تلوار نکڑگی ہر دو تن تن بھی ہے وہ تیغہ خارا شگاف جو گرا سر سکے دو چیر
کو کاٹتا تڑپکر صندوق سینہ سے نکل گیا سوار کو کاٹ کر زین کو تراشا بچ گیند ہے جا ٹکڑے ہو مغرور آدم
خوار کا مرنا کہ آندھی سیاہ آئی تمام صحرا تاریک ہو گیا آواز ہائے مہیب آنے لگیں جیروں نے بہت تدبیر کی
کچھ نہ ہو سکا آواز دی کشتی مرا نام من مغرور آدم خوار بود ساحران غدار پر نقابدار جا پڑا جادوگر دن
دیکھا ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا بارش نے جھپٹ جھپٹ کر سب نے ہوش اڑا دیے عکس ڈالکر صدہا ساحر جلا دیے
پروں سے چنگاریاں نکل رہی ہیں آخر ساحروں نے ناچار ہو کر لاشہ مغرور آدم خوار اٹھا یا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے اب نقابدار طرف لشکر لقا کے پلٹا بیان لندھور و
مالک وغیرہ نے جو سحر سے نجات پائی نعرہ کرکے بڑھے کوہ ان پر جا پڑے بختیارک نے آواز دی
یا خداوند یہ تقدیر کو کیا ان سے ہوئی لقا نے کہا آدم خوار کا رکھتا قدرت نے مناسب بچا نا ہمارے
سامنے ہمارے بندوں کا گوشت کھا گیا قدرت کو بھی غصہ آ گیا نقابدار بھی ہمارا بندۂ خاص ہے

اسکو بڑا پر قوت کیا بختیارک نے کہا اب تقدیر گز نہ کیجیے ورنہ لقا بدار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے حمزہ نامزد کو آپ کے حال پر رحم آجاتا ہے اس جوان کے تیور بد ہیں آتے ہی قتل کریگا لقا نے کہا قدرت نے نوے برس پیشتر ہی تقدیر دی تھی طبل بازگشت بجے اس لقا بدار سے قدرت مقابلہ نکرینگے فرشتون سے کہکر جہنم مین جھکیٹ دینگے طبل بازگشت پر چوب پڑتے ہی لقا بدار نے تلوار روکی لقا شکست خوردہ ملیٹا لقا بدار ٹھہر گیا اپنے ایذیان لشکر کو حکم دیا لشکر صاحبقران کے زخمیون کو اٹھوایا اپنے ہاتھ سے ٹانکی دیے اسباب لشکر لقا لوٹتا پکار کر مقبل کو حکم دیا اے مقبل یہ مال اٹھوا بیجا تو تمھارے لشکر کے سپاہیون کا حق ہے جب انتہا کا ہنگامہ ہوا صاحبقران نے آنکھ کھولی لقا بدار زرین پوش نے آکر سلام کیا صاحبقران نے دعا جان ورازی دی لقا بدار گھوڑے سے کود پڑا ہوا اور کے ہمراہ پیدل چلا صاحبقران نے فرمایا اے لقا بدار زرین پوش مجھے تکلیف ہوتی ہے لقا بدار نے بہ فصاحت جواب دیا میری سعادت ہے ماشاء اللہ حضور جرأت کا جامہ آپکے جسم کے واسطے قطع ہوا اس زمانے مین آپ لڑے صاحبقران نے فرمایا بھائی تمھارا احسان ہوا عوض کی احسان کیا آج مجھکو سعادت دارین حاصل ہوئی قتل کا فرمان نے تسکین دل ہوئی صاحبقران کیساتھ ساتھ بارگاہ سلیمانی مین آیا اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران مین ٹانکے لگائے صاحبقران اٹھکر دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین لقا بدار کو جگہ دی اسباب جشن مہیا ہوا رقاصان پری چہرہ آکر حاضر ہوئین رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت کا طلوع ہوا اس مہ جبین نے یہ غزل گائی غزل بموجب مقام ہے

آنکھیں تری آفت کی ہین اے غنچہ دہن شوخ
کچھ کمتی ہی نہیں ہوجاتی ہو معلوم دہن شوخ
دو چار ہین بہت ہاتھ نہیں لگتی ہے لیکن
اے وہ دل صبر ہین غزالان وطن شوخ
خوشرنگ ہین جیسے وہ عقیق یمن پہین
آہو فلک بھی سوا ہین یہ ہرن شوخ
اس سرو خرامان کی اڑاتے ہین چال
اے طفل ہین تجھسے بھی زیادہ یہ ہرن شوخ

ان شعلہ رخون کا ہے ہر اک عضو بدن شوخ
کچھ برچھے نہیں ہیں یہ غزالان ختن شوخ
دو فتنہ محشر کی نہیں ہین دل لاکھون کے چھین
بر برچھی جو انکی تو طرح سے ہے رن شوخ
دل لینے مین سو طرح کی کرتے ہین شرارت
رنگت تری کب اچھی ہے اے لعل یمن شوخ
کس کس کی خراب اسکی نگاوٹ نے کیا ہے
گستاخ ہر اک بک ہے ملا دس میں شوخ
اشعار سناتا ہون تخلص لیے من رنگین

کیونکر نہ یہ بجلی کیطرح ہون مہ تن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہے شرارت
ان شوخ بیانون کا ہے انداز سخن شوخ
یاد آتی ہین غربت مین بہت سوزن انکی
آفت کے حسین ہم نے ہین دیکھے اے شفق بن شوخ
آنکھون نے تری چوکڑی اسکی بھی بھلائی
کب بت عنب ہے تو زیادہ کوئی زن شوخ
کر جاتا ہے دم مین کئی جنبان آنکھون کا تیرے
کہتے ہین طبیعت کو مری اہل سخن شوخ

جب فارغ بادۂ ناب سے گرم ہوا لقا بدار بھی بے شرم ہوا صاحبقران زمان کیجانب متوجہ ہو کر عرض کیا
تو مجھکو بانہاے صاحبقرانی یہین مجھسے اور حضور سے سر میدان امتحان ہو صاحبقران نے فرمایا ای بہادر
یہی بارگاہ موجود ہی ابھی تخلیہ کر دین ہمارے تمہارے زور آزمائی ہو جائے نہین کہو بانہاے صاحبقرانی شیاے
لاثانی جل کر بیچ میدان مین رکھدین یا تم اٹھا لوگے یا ہم سے اونگے جسکو خداوند دلوا دیگے وہ لے ای
بہادر یہ اشیاے نادرہ میرے سر کے ساتھ ہین جو مجھکو زیر کرے یا میرے خون سے ہاتھ بھرے
تب انکو پائیگا مین آپکی اکثر جواب صاف دیچکا آپ نے اسوقت احسان کیا پھر وہی ذکر چھیڑا آپ آج
فیصلہ ہی کر کے چاہتے آپکو بھی یہ خیال ہی میرے قلب پر بھی ملال ہی مین صاف کہہ چکا کہ برون لڑے
جھگڑے بانہاے صاحبقرانی نہ دونگا جسطرح آپ سے ہو سکے لے لیجیے لقا بدار نے سر جھکا لیا عرض کی
مین گستاخی نہین کر سکتا کو صورت ایسی بتائیے کہ میرے آپکے سر میدان مقابلہ نہو کسی طلسم کی فتح
پر بنا کیجیے یا اور کسی سے لڑائیے نشان دیجیے میرے آپکے مقابلہ ہونا مناسب نہین ہی صاحبقران
نے فرمایا طلسم کشائی تائید رب اکبر پر موقوف ہی میرے فرزندون نے صدہا طلسمات فتح کیے طلسم توڑنا
کیا فخر ہے سوائے سر میدان کے مقابلے کے اور کوئی صورت آپکو پانے ملنے کی نہین ہی مین ابھی تخلیہ
کرا دون اسی بارگاہ مین میرے آپکے امتحان ہو جائے جب مجھے زیر کیجیے گا مین کل بانہاے صاحبقرانی
حوالے کر دونگا شاید یہ پیر زمین گیر غالب آئے لقا بدار نے کہا مین گستاخی نکرونگا نشانہاے صاحبقرانی
پوچھیے تسخیر پردۂ قاف مین کلام کیجیے صاحب اسم اعظم ہون پردۂ قاف مین جابجا لڑا استرہ لاکھ دیو مطیع ہی
تمام مقامات عرض نہین کر سکتا ملکہ آسمان پری سے دریافت کرائیے کئی مرتبہ قہقہہ حبشی کو شکست
دی لڑتا ہوا تابہ پردۂ تاریک گیا پردۂ قاف مین طلسم شمشیر مار سلیمانی کو فتح کیا اس طلسم مین بڑے
بڑے جادوگر تھے آپکے تصدق سے مارے گئے لوح اس طلسم کی معدوم تھی ملکہ آپ اپنے فرزند دلبند
بدیع الزمان سے اس طلسم کا حال پوچھیےگا دو مرتبہ انکا گذر اس طلسم پر ہوا علامت اس طلسم
کی یہ تھی راہگیرون پر تلوار برستی تھی جو اس راہ سے نکلا مارا گیا اس عبد ذلیل نے اس کا اصلی
راستہ پیدا کیا لوح دستیاب ہوئی ایک سال کامل یہ نیاز مند اس طلسم پر لڑا آخر فتح کیا اب اس
طلسم مین سکہ نام سعد بن قباد کا جاری ہی یہ سنکر صاحبقران زمان بہت خوش ہوے فرمایا کہ ای
شیر بیشۂ جرأت تمنے سکہ اپنا کیون نہین جاری کیا لقا بدار نے عرض کی مجھکو دعوے صاحبقرانی ہ

مرد سپاہی ہون انشاء اللہ اگر حضور یا نے مجھکو دینگے بادشاہ بھی رہینگے جملہ حضور کے سردار عیاران نامدار انتظام مین مصروف رہینگے انشاء اللہ ایک ہفتے مین لقا کو مارونگا خدا نے چاہا تو حضور پر سطوت صولت کھل جائیگی مجھے انتظام مذہب اسلام منظور ہے آپ کے فرزندان نامدار عالی وقار اس زمانے مین آپ کی اطاعت سے گردن تابیان کر رہے ہین ایرج و نورالدہر کا دم بھر رہے ہین اُس کا انتظام بھی واجب و لازم ہے بدون حکم ان دونون صاحبون کے پتہ نہین ملتا ہین سب انتظام کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر میرے گھر کے انتظام مین تمکو کیا دخل ہے ایرج و نورالدہر میری روح روان جان لشکر ہین دست راست و دست چپ کے دونون افسر ہین سرداروں کو اُنسے بہت محبت ہے اس بھتیجی مین بڑے مطلب نکلتے ہین ایک کی ضد مین ایک کو نام پیدا کرنیکی خواہش ہے ہمیشہ ملک فتح ہوتے ہین کفار سر پر ہاتھ رکھ کے روتے ہین نقابدار و صاحبقران سے عرصہ دراز تک کلام ہوا جب تقریر کو طول ہوا نقابدار نے کہا طول ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہا یہ حقیر رخصت ہوتا ہے مین غشاء کلام حضور سمجھا جو کچھ انجام ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مقابلے کا آپ کب وعدہ کرتے ہین مجبور ہوکر نقابدار نے کہا مہلت پاکر حاضر ہونگا یہ کہکر نقابدار باہر آیا اپنے تخت پر سوار ہوا فوج دیوان آکر حاضر ہوئی اسی کر و فر جاہ و حشم سے روانہ ہوگیا صاحبقران مصروف عیش ہوئے لقا نے نامہ شکایت و حکایت طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کیا ان سبکو اس حال مین چھوڑ دیے وقت پر احوال ان سبکا تحریر ہوگا

داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا و مقابلہ یاقوت سخندان و سحر ملکہ پران و مجلس عشق لعل سخندان از اسد نامدار و دیگر حالات یعنی آمد ملکہ چیچون سبز پوش زباندار مالک حجرہ بلائے کوکب تلاش ملکہ محبوب کا کل کشا و زیرزادی و عیاری چالاک یعنی دریافت کرنا ملکہ حیرت سے حال گرفتاری محبوب اور جانا برائے رہائی محبوب چالاک و مخمور کا عجب داستان

حیرت بیان ہے ساقی نامہ مصنف

بیا ساقی آن بادہ در جام کن
کہ باشد مرا مست و بدنام کن

بدہ ساغر چند و دیوانہ ساز
بہر مرز و ہر بوم افسانہ ساز

کہ از خویش بیرون کند رخت من
شود بر سر دار یا تخت من

ازان مے کہ گردد تماشائے خلق
کند مست و بدنام و رسوائے خلق

دلم سخت بگرفتہ در شہر تن
رو و از خود آباد ساز و کہن

بیا مطرب آن نغمہ را ساز کن
بہ چنگ و دف و بربط آواز کن

کہ یاران غنیمت بود یک دو روز
بگیرند از وصل ہم انبساط
چو فردا پریشان شود انجمن
نہ ابر بہاران کند سبزہ
بماند و گر لب گزیدن بجا
کند دست و پا سرخ از خون شوے
بگوید بآواز طبل بلند
حنا بود در پاے بوسی من
شود گر بکام کسے یک دو روز
بگوید وہل روز و شب بر سرش
بیک جلوہ صد فتنہ بر پا کند
اگر چہ بود دلکش و جامہ زیب
ولکن مگر چشم سیاہش بخواب
دل خویشتن را کہ پامال کرد
سیہ میکند دیدہ از بخت ما
کہ صبح مرا میکند شست و شو
سنت گفتم ای نوجوان سادہ دل

نشینید باہم بہ سازید سوز
کہ فصل جوانی چو فصل گل ست
نہ این بادہ ماند نہ ساقی نہ من
نہ این جام ماند نہ ساقی نہ بزم
گریبان طاقت دریدن بجا
چو از خون شوہر کند پا نگار
کہ ای تاجوران نشاید پسند
من از خون او رنگ کردم قبا
نشاند بسے سال و ماہش بسوز
و گر مہر ریزد کسے را بجام
جہان را پر از شورہ و غوغا کند
بہ خالش مبین و بہ خسار لب
کہ شد خانۂ مردمان زو خراب
خیال قد و قامت او مکن
و زو در خشم نیل چون بخت ما
ہمین است آغاز و انجام او
کہ بگریز از ین بیوفا جان گسل

بجو شید و نوشید جام نشاط
دو شاہد مرا سنبل و کاکل است
نہ شمع لگن را بود روشنی
چو فردا شود گرم بازار غم
عروس جہان نیست آرام جوے
کند شاہد دیگر اندر کنار
ز خون سرش دو عروسی من
کہ ماند عروسی من پا بجا
زند کوس او بار ابرو رش
کند صبح نوروز او تیرہ شام
مخور زان عروس دل آرا فریب
کہ باشد پے قتل عاشق سبب
گیسو و زلف سیاہش بہند
کہ صد سرو را کشد و از بیخ و بن
ز خون عزیزان شود سرخ رو
بلند است ازین کارہا نام او
قلم تا کجا این حکایت کنم

بکن داستان جلالت رقم | چہرہ کشا دران دریاے بیکنار سحر و ساحری و غول لغان تحیر زخار

افسونگری آشنایان بحر مواج کرامت و زورق نشینان طمطمۂ گرداب سعادت زبان حال کو باب و تاب تمام آب گوہر مضامین سے دھو کر گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر میں پرو کر رشتۂ سر انگشت دیر یون قطرہ زن ہین قعر و مغفرت سنگان دریاے جرأت نشان اوچان عو طہ زدہ بحر داستان نہمان طلسم ہوش ربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا یا قوت نے تیغ بر تیغ اٹھا کے گلگونہ و شبدیز قتل ہو تین قہر و غضب مین آکر افراسیاب سے کہا آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے مین کل مٹا دونگی ایک زندہ

سر اٹھا کر دیکھنے لگی اک جوان خوش رو پشت مرکب پہ سوار لشکر یاقوت پر مانند کے واسطے جھک
رہا ہے جب شعلے بجھ گئے گرد میں پانچ ساحر جلنے وہ جوان گھوڑا اٹھا کر ہٹ گیا یاقوت نے کہا ابو العلی یہ
جوان تھا لعل نے کہا علمدار لشکر ظفر اثر کوکب روشن ضمیر صاحب شوکت و حشم شہنشاہ برجیس زرین
سلم عاشق صادق بہار ہی پران و جمشید کو گود میں پالا دیکھئے سینہ سپر کیے ہوئے پھر بانو یاقوت
نے کہا شب بھر میں لشکر پامال ہو جائیگا ہمشیرہ آج تم حفاظت کرو وہ آگ بھڑک رہی ہے تم بادلن سحر
برساؤ اپنے لشکر والون کو اسطرح بچاؤ میں کیا زبان ہلاؤں دو پہر کے یہ لوگ وہمان ہیں صبح کو
دیکھ لینا دل فگار ہو نہ یہ سامان تابہ طلسم نور افشان تاثیر پہونچے گی ہزار باندہ جائینگے دریا البین کے مثل
حباب دشمنون کے سر یتنے پھوٹینگے موجہ آب تیغ برق تاب سے گلفشان خون آشام نیاون کو
کھا جائینگے گھڑیال گھڑی گھڑی سرکشی دکھائینگے دو پہر کی تکلیف گوارا کرو یہ کہکر یاقوت ملکہ لعل
سخندان اسیر طرہ گیسوئے پیچ خنجر ابرو مست شراب محبت ساقی میخانۂ مودت مشق اسد نامور [illegible]
یہ جو یاقوت نے سنا کرکل سب دوب ڈوبے مرینگے دل دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے یہ اشعار حسرت آثار پڑھا

مختی زبان پر جاری ہیں اشعار
ہر بیان از دل لفت و ہر بیت مال کرم جو
اگر بدست نسیم ابن بہ جلوہ صبا باشد
لکن اندیشہ باغی مشو دیگر مستقبل

محبت تا بہ دراوی جنونم رسوا باشد
کہ در تنہائی غربت خیالت آشنا باشد
زنا کامی بہ درد دل تنہا میخ ستم خو
غنیمت ان ہیں غم لا کہ ہر دم کیمیا باشد

دلم در قید زنجیر سر زلفت دوتا باشد
کشاید دیدہ گل را بہ بنید نالہ بلبل
بعالم ہر کرا بینی بدرد سے مبتلا باشد
چند بیرے خدا وندی بروں ازحد [illegible]

اسیر ظلم تجھی کسے چندین چرا باشد
چند کنیزین ساتھ میں جاتی ہیں انکو کیونکر مٹاؤں دل کو غم سے خالی

کردون کنیزون کو جا بجا ہر نے انتظام مقرر کیا اب ملکہ وہ شہزادی کنیزہ چیدہ حیران و مضطر بیقرار و دلشکستہ رنجور
اپنے لشکر کے حرز برجیس زرین علم کا دفعیہ بھی کر رہی ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو اس فکر میں
لعل سخندان حیران کھڑی کہ طلسم کشا بنگیر کر جاؤں اپنا درد ہجر اس مغرور حسن و جمال
کو کیونکر سناؤں ناگاہ عشق شعبدہ باز نے اک صورت نئی نکالی گانے کی آواز کان میں آئی کہ گویا جھلک

مرضی بجا کر یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گا رہا ہو غزل

شکل نرگس صاحب آزار آنکھین ہیں
دونون رخسار بیہوش دو سو رہیں

ولمین پھر بھی نہین مونس ہوئی آنکھ
اب شوق ہے دیکھنے کو چار آنکھین ہوئیں

جب تیری طالب دیدار آنکھین ہوگئین
آنکو گیا روزن دیوار آنکھین ہوگئین
قسم ہے تشنگی چیتے کی ابھی باقی ہیں

لگ گئی آخر نظر بیمار آنکھیں ہو گئیں
سب طرف جیا ہا لگا کر ہو گئیں دل کو اُدھر
آ گئے بیہوش زخم دامن دار آنکھیں ہو گئیں
سامنا کیا کر سکیگا چشم جاناں سے ہرن
کمان ابرو ہو گئی سیگار آنکھیں ہو گئیں
تیغ چشموں سے سیاں کب معرکہ ہوتا نہیں
تھا یہ باعث جو کل خونبار آنکھیں ہو گئیں

ہو گیا حیرت سے ایسا حال اپنی کا سبب
ہو گئی مجبور ہم مختار آنکھیں ہو گئیں
دیکھ کر شوکت توقف آئی جو صدا آ گئی
جو کرتی بھو تیگا حیدر آج بار آنکھیں ہو گئیں
قتل کرتی ہیں مژگاں انکھیں جاتے ہیں ہم
جسکو دیکھا اسکو بیمار آنکھیں ہو گئیں

نیند کب آئی ہے شب بیدار آنکھیں ہو گئیں
اٹھ جا در خون کی تھی تر روز ہی دن رات
تشنہ دیدار یار آنکھیں ہو گئیں
گل نے کیا ایسا نرگس دیکھا ایسا کیا
لشکر خونریز کی سردار آنکھیں ہو گئیں
دل لہو سینے کے اندر ہو گیا تھا ای جلال

یہ صدائے دلفریب جو کان میں آئی مست مئے محبت گھبرا گئی گو یار ستم

تار علم موسیقی پاؤں کی زنجیر ہوا کشاں کشاں اپنی صدا پہ کھنچا اسی صدا کی مشتاق ہو کر چلی جوں جوں قریب جاتی ہے طپش قلب مضطر زیادہ پاتی ہے نخلستان سے نکل کر دیکھا زیر سایہ نخل مسند شاہانہ بچھی ہے اسد نامدار تاج زرین سر پر زر دیا قوتی ایسا پہنے انور دریائے جلال رخ میں غوطہ مارے ہوئے اس عب و جلال سے بیٹھا ہے تجلی سراپا کو لعل نے دیکھا شوکت و لیاقت دست بستہ رعب و دبدبہ مثل حاجب کھڑا

منتظر گرد حاضر ہیں نظم مصنف
جبین منور سے ظاہر جلال
تہمتن خصال و نبرد آزما
ہژبر دمان شیر نر پر وقار
فروزندہ بزم جرات نشان
نہال گلستان جود و سخا

تہمتن توان رستم کارزار
وہ عارض ہیں خورشید چرخ کمال
وہ ہے یوسف شاہ کنعان حسن
شجاعت کے اقلیم کا تاجدار
سراپا سے ظاہر وہ جلال حشم
شہنشاہ اقلیم مہر و وفا

دلیر و قوی جثہ اژدر شکار
بہ بحر جلالت در بے بہا
بوجہ حسن شیر جانان حسن
چراغ شبستان صاحبقران
ہیبت نریمان و رستم سہیم
اسد نامدار نے جو سر اٹھایا

ایک نازنین گلنار پوش حسین و جمیل کرشمہ و ناز کو دیکھا حیرت زدہ استادہ ہوئی زبان پر آئی یہ نظم مصنف

اشارے ہیں آپس میں باتیں جو ہیں
نگہ ناز خونریز ترچھی نظر
وہ چشم سیہ مائل دلبری
یہ اسرار عاشق کو معلوم تھے
لکھوں قد موزوں کو سرو سہی

محبت کی دونوں نگاہیں ہوئیں
رخ صاف آئینہ حسن و ناز
اشاروں سے ثابت ہے جادوگری
ہے باریک مضمون موئے کمر
وہ پستان نکیلی ہیں سیب زری

یہ معشوق غنچہ دہن سیمبر
بلائے جہاں گیسوئے سرفراز
کمر کا تو مضمون معدوم ہی
نگہ باز کہتے ہیں تار نظر
یہ پستان حباب یم نور ہیں

تو عارض چمن مثل سرطور ہیں | اسد غازی وا بیقرار ہوگیا دل تڑپنے لگا آنکھوں میں تیرگی ہو گئی نبیر

غشی چہرے پر ہوا یدن میں حرارت عشق کی نشانیان ہاتھ بڑھے کہ گریبان چاک کرین پلا میں چہرہ

محبوب کی یہی نظم مثنوی
جو عاشق نے بیساختہ آہ کی
ہوئی تیر مژگان کی ظاہر کھٹک
ہر اک آہ دل دوز نشتر ہوئی
جنون تخم وحشت کو بونے لگا
بدن بید کی طرح تھرا گیا
زمین پر گرنے لگا لیٹیان
اٹھا سر کو زانو کے اوپر رکھا

ہوا دل پہ فوج الم کا ہجوم
تو معشوق مطلوب نے واہ کی
چلی قلب پر ابروؤں کی چھری
دکھایا تڑپ نے عجب جا نکنی
ہوے خشک لب چشم تر ہوگئی
تپش دامن ضبط غش آگیا
جو لعل سخندان نے دیکھا یہ حال
ہوئی غم سے بیتاب وہ مہ لقا

چلی باغ عشرت میں غم کی سموم
دھڑک دل میں پیدا ہوئی یک بیک
کلیجے پہ شمشیر غم کی چھری
رخ رشک گل زرد ہونے لگا
مہم عشق سرکش کی سر ہوگئی
پڑین پاؤن میں عشق کی بیڑیان
بڑھی ہوکے بیتاب وہ خوشخصال
اسد غازی جو آہ کرکے غش ہوا

لعل کے دل کو تاب نہ رہی تا ہوش محبت میں بیٹھ گئی اپنے بیمار کا سر اٹھا کر اس مسیحاے زمان نے زانو پر رکھ لیا آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکاے صدف چشم سے جو مروارید بے بہا عارض پر اس مہ لقا کے گرنے ہوے زلف معنبر دماغ میں پہونچی اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین لخلخہ بن گئی اسد نے آنکھ کھول دی دماغ کو انبے عوض اعلے بر پایا زیر تکیہ زانوے محبوب تھا دل سے کہا اپنا بیہوش ہونا خوب تھا ضرغام نے بھی قریب آکر تلوے سہلائے اسد غازی محجوب ہوکر اٹھ بیٹھے لعل کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب آؤ یہ صحبت بے تکلف ہے لعل سر جھکاے ہوے آ کی مسند پر بیٹھی مگر شرمائی ہوئی کنکھیوں سے نظارہ جمال اسد نامدار کر رہی ہے اپنی جوہر شناسی پر ناز ہے دل سے کہتی ہے ہزار دین جوان سرفراز ہے کیا شوکت پروردگار نے عطا کیا حسن و جمال بندہ درگاہ ہین جو یوسف سے اسکو مثال دین وہ گمراہ ہین ضرغام بھی چپکا بیٹھا ہے لعل نے کہا کہ کیون صاحب ہم محل صحبت ہوے آپ اپنے رفیق کا گانا سن رہے تھے ہم بھی اشتیاق میں چلے آئے آپ کی صحبت میں ہمارے آنے سے سناٹا ہوگیا بیان عیار صاحب گا ئیے ضرغام نے کہا باتین کیجیے میں تو حاضر ہون یہ کہکر ضرغام نے اسد کو اشارہ کیا جام شراب بھر کر رکھدیا اسد نے ملکہ لعل کو دینے کا قصد کیا کہا اے شہریار موقع شراب و کباب کا نہین ہے چونکہ عرصہ دراز سے آپسے کلام

کرنیکی مشتاق تھی اسوقت حماقت ہماری کہ چلی آئی اول تو یہ فرمانیے کہ لی بران نے آپکی جان
بچانے کی کیا تدبیر کی ہے اسد نے کہا جان ہماری پروردگار بچا نیکا ہے ان کو کیا لیاقت ہے لعل
نے جام اپنے ہاتھ مین اٹھا لیا کہا اگر خلاف نہو تو ہمارے ہاتھ سے نوش فرمائیے اسد نے جام ہاتھ
رکھدیا لعل آنکھوں مین آنسو بھر کر کہا مین بخوبی آگاہ ہون کہ آپ منظور نظر و خدا افسر اسباب ہین انھون نے
تسبین ہی ہونگی تجھے اور طرحکا خیال نفرمائیے آدمی مین یہ بھی اتفاق ہوا کوچہ عشق و عاشقی سے
ہم باہر نہین ہین یہ کہکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے دامن اسد مقام کرمیہ شعر پڑھا شعر

ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہے	رسم لازم ہو کہ ظالم اپنی بیلی جیا د ا ہے

کبھی کوچہ عشق مین قدم نہین رکھا نمک طعام عشق خانہ خراب کا مزا نہین چکھا اب دیکھیے فلک کیا
دکھائے اسد نامدار نے دامن سے اشک پاک کیے کہا اے شہنشاہ خوبی اے سر تاج محبوبی ہم لوگونکا یہ
طریقہ نہین ہے کسی کے ظلم کی پابندی نہین لیکن ہمارے تمھارے مذہب مین اختلاف ہے اول سامری و جمشید
پر لعنت کرو اعتقاد وحدانیت رب اکبر دل سے بجالاؤ تمھاری کنیزون کے ہاتھ سے شراب پیین
خیال تو کرو سامری و جمشید نقل تمھارے ساحر تھے علوم مکاری سے بخوبی ماہر تھے انکو خدا جانتی ہو
اپنے مالک کو نہین پہچانتی ہو اس فصاحت و بلاغت سے اسد نامدار نے صفت وحدانیت رب اکبریان
کی کہ لعل کے قلب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا عرض کی مین نے اطاعت دین اسلام
قبول کی اسد نے جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھر کر لعل کو دیا لعل نے انکار مناسب
نجانا سوچی کہ دل شکنی ہوگی دو چار گھونٹ شراب کے پیے آنکھون مین لعل کے ڈورے نشۂ وحشت
کے پڑے قلب کو سرور ہوا حجاب پاس سے دور ہوا دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ضرغام
دل مین خوش ہو رہا ہے دل سے کہتا ہے ماشاء اللہ مسند پر قران السعدین ہے ایک ہیچ مین اجماع
نیرین ہے دونون حسین و جمال وہ یوسف ہے تو یہ زلیخا وہ قیس مجنون یہ لیلی جگر خون وہ فرہاد تمکین
یہ رشک شیرین لعل نے کہا صاحب ہم جب سے آئے وہ لطف موقوف ہوگیا کیون بھائی ضرغام
ہمارے سامنے گانے سے شرماتے ہو تمکو منظور ہے کہ ہم چلے جائین تو اکیلے بیٹھکر اپنے آقا سے راز
و نیاز کی باتین کرین ضرغام نے دست بستہ عرض کی مین ابھی گاتا ہون وہ آقا ہین تو آپ مالک آپ کا
ارشاد ابھی بجا لاتا ہون یہ کہکے چنگ مصحف اٹھا یا یہ غزل عشرت خیز عشق انگیز شروع کی غزل

بلبل پہلو مین ضرغام شیردل عیار کامل نئی نئی غزلین گا رہا ہی کمال علم موسیقی دکھا رہا ہی سلف صحرا سے
سبزہ زار ناگاہ مرغ سحر نے آواز دی ستارہ سحری آسمان پر چمکا بزم عاشق و معشوق مین صدائے الفراق
بلند ہوئی شمع انجمن لہرائی پروانون نے جان دی نسیم سحری چلی طائران نغمہ سرا آشیانون سے نکلنے لگے
یاد الٰہی مین چہکارے مارے قمری حق سرہ کہکر شاخ گل پر آبیٹھی سجادہ برگ بچھا دیا یا وہین بیٹھ
اکبر کے وجد کرنے ہی تسبیح درد زبان لعل گھبرا کر اٹھی کہا تو صاحب خدا حافظ زندہ ہین تو پھر
ملینگے ورنہ دیدار بادشت بقیامت افتاد ضرغام تو عیار نامدار ہی آنکھین خواجہ عمرو کی دیکھین خانۂ کرو
عدر مین پرورش پائی کہا کیون اے ملکہ لعل سخندان یہ تمنے کیا کلمہ کہا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی لعل نے
بے اختیار آہ کی کہا اے ضرغام نیک انجام ہمشیرہ یاقوت نے رات بھر شہرون پر سحر کیا ہی والله تمہارے
لشکر کی کیونکر آبرو بچے گی رونا یہ ہی کہ اسد نامدار نے طلسم کشائی طلسم ہوش ربا پر کمر باندھی ہی کوئی تحفہ
ایسا پاس نہ رکھا کہ بروقت سحر و ساحری جان کی تو حفاظت ہو دختر افراسیاب قبضے مین گہرے
لعل آئین کوئی تحفہ نہ لیتی آئین بی لالان جو نقیا دختر خداوند طلسم ہوش ربا و بقطین بھی سحر
کی نہین جانتین دونون عاشق صادق ہین آجتک کوئی تدبیر نہ کی کہ اپنے وارث کی جان بچانے کی
کوئی فکر کرین اب قیامت کا سحر اسطرف سے ہوگا کہ یا فرخ و بہار گھبرا جائینگی لیکن وہ سب جو
نامی و نامدار ہین اپنی جان بچا کر بھاگین گی طائر بنکر نکل جائینگی انکے حال پر ملال پر افسوس آیا
کریہ نکر بھین گے قدم ہٹانے سے ننگ و عار جرأت و شوکت انکے خاندان کا شعار سحر مین زور
کیا چلے گا لیکن یہ کنیز بے تمیز ایک تحفہ حقیر اپنے سحر کا بنایا ہوا حاضر لائی ہی یہ نذر کرتی ہون یہ کہکر
بازو سے اپنے کھولا بازو پر اسد نامدار کے باندھ دیا کہا اے ضرغام ہم عیار ہو اسکا خیال رکھنا یہ ہر وقت
انکے پاس رہے خدا چاہیگا تو ہر کس و ناکس کا سحر ان پر تاثیر نہ کریگا اسد نے کہا ملکہ ہین تو تکیہ رب اکبر
پر رکھتا ہون نام حافظ حقیقی ہر وقت ورد زبان ہے یہ جوش بزرگ ہر وقت پاس موجود ہی ہمارا
مقصود ہی لعل نے عرض کی جہالت نہ فرمائیے اسکے لینے مین انکار نہ کیجیے کل زمین آسمان بھرا جائینگے
لی برآن وغیرہ کو غش آجائینگے مین حیران ہون ہمشیرہ کے سحر کا کون جواب لیگا اسد نے کہا اے شہنشاہ
اقلیم حسن و جمال اے حاکم تاج و تخت جاہ و جلال تاریک شکل کش سے زیادہ کون نیرنگ باز
و شعبدہ ساز ہوگا جو صدہا سرداران کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اس دلفریب بلیات نے وہ بھی بلا فتح کی کتے کی موت

قتل ہو گی مشعل نے کیا روشنی دکھائی احمقاق وشہنا نواز نے کیا کیا زور دکھائے خدا خواجہ عمرو کو سلامت
رکھے خداوند جمشید بند شہنا لے لی اس شہنا کا یہ انجام ہوا شوبر ہلال سحر افگن نے ہزاروں کو
چیر کر پھینک دیا اسی طرح وہ مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کریگا بہار شمشیر زن گوہر آبدار
صدف دریاے سحر و ساحری ہر جسنے دریاے خون رواں خشک کیا پل پر ایزاد ان توڑا خواجہ عمرو
کو دریا سے نکالا وہ نہروں کی بھی تدبیر کر چکی ہو لعل نے کہا صاحب خدا ایسا کرے ہم تو خیر خواہ دولت
ہیں لیکن مجبور و ناچار ہمشیرہ صاحبہ مالک حجرہ بلا ہیں عفرت طلسم انکے قبضہ اختیار میں ہے انکے سحر
میں دخل نہیں دے سکتی زوال آپکا دیکھونگی رو روکے مرونگی میں ہمسر ہمشیرہ کی نہیں ہوں الغرض لعل
نے پھر بازو پر اسد کے باندھ دیا۔ روتی ہوئی طرف اپنے لشکر کے چلی پھر پھر کر دیکھتی جاتی ہے اسد
نے بھی کئی مرتبہ پڑھکر دامن تھاما کہ ملکہ ہم تو مجبور و ناچار ہیں پھر کسی طور سے ملاقات کو آنا بارگاہ میں
سرفراز فرمانا لعل نے کہا جہانتک ہوسکیگا دل کھینچ لائیگا ہم اپنے قابو میں اب نہیں ہیں اسد نے
کہا اے ملکہ اب تم مطیع الاسلام ہوئیں ہمارے لشکر میں چلو کوئی کیا کر سکیگا افراسیاب نے مخمور و
بہار کے واسطے کیا کیا خاک اڑائی آخر کیا کر لیا دامن عصمت کو انکے ہاتھ نہ لگا سکا ایسے ایسے
مقدمات بہت سے پیش آچکے بلا کا انجام رد ہونا انشاء اللہ بلی یا قوت کو بھی موت لیکر آئی ہے
لعل نے کہا میرا رہنا مناسب نہیں ہو یا قوت آفت بپا کریگی مجھکو زندہ نہ چھوڑے گی شاید کسی وقت
کام آؤں یہ کہکر لعل سخندان طرف اپنے لشکر کے گئی اسد پشت مرکب پر سوار ہوئے ضرغام نے
رکاب پر ہاتھ رکھا سردار انکے تلاش کرتے پھرتے تھے صندلان کو بہرات رہے سے جستجو تھی کہ آقا
نامدار کہاں گئے فوج لیے آتا تھا دیکھا اسد نامدار صحرا سے تشریف لاتے ہیں گھوڑے سے کود پڑا اسلام
کیا کہا آقا کہاں شب بھر کی فرمایا اے خیر خواہ حفاظت لشکر میں مصروف تھے اسی صحرا میں شب بسر کی
وہاں ملکہ مہ جبین تخت پر سوار ہو کر جلوخانے میں تشریف لائیں ملکہ مہرخ و باغیان و بہار وغیرہ
کا سلام ہوا امیران بھی مع اپنے سرداروں کے حاضر ہوئیں ملکہ مہ جبین ہر طرف یک نگاہ کو دوڑاتی
ہیں اسد نامدار کو اس مجمع میں نہیں پاتی ہیں آخر گھبرا کر باغبان سے پوچھا کہ اے وزیر اعظم تمھارے
آقاے نامدار تمھارے ساتھ براے انتظام طلایہ لشکر گئے تھے ہمنے خبر سنی ماشاء اللہ تمنے آج کی شب بڑا
انتظام کیا سر ما وا پیچ کو بھگایا کیا نام کیا لیکن طلسم کشا صاحب کہاں ہیں دن نکل آیا ہے ابھی تک

واپس نہین ہوے باغبان نے کہا حضور مین نے شب کو پھر نہین دیکھا انتظام انکا بھی معقول ہوا کسی
دوکان مین چوری نہین ہونے پائی ہر ایک بازار مین سوار پیدل مقرر فرمائے خود بھی برائے حفاظت گھوم
رہے پہر رات رہے تک مین نے خبر پائی تشریف لاتے ہونگے ملکہ مہ جبین پریشان ایک ایک سے پوچھتی ہین
کبھی فرماتی ہین نانا جان کو تو بلا لو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین اپنے فرزند کی خبر نہین بیمار کہنے سے
وہ خفا ہوتے ہین تمام ساحر انکے نام کے دشمن ہین شہرخ و بہار عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین تشریف
لاتے ہونگے تخت ملکہ مہ جبین جلوخانے سے نکل چکا ہے کہ سامنے سے اسد نامدار ظاہر ہوے شب کے
جاگے ہوے آنکھین اُبلی ہوئین چولی مسکی ہوئی جسم سے عطر سہاگ کی خوشبو زلفون پر اکثر افشان مثل جگنو
چہرۂ مہرخ پر درخشان آکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر آیا طلسم کشا
کو چہار جانب سے گھیر لیا اس جاہ وحشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا لیکن بموجب مضمون مصرع دل
را بدل رہیست درین گنبد سپہر سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کو بیقراری تھی اس کیفیت مین جو اسد غازی
کو دیکھا خود بخود دل دھڑکنے لگا یقین کامل ہوا آج شب کو اسد نامدار کسی جلسے مین گئے تھے تخت کے تو
قریب تھے مسکرا کر پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے ہم تو خیر خواہ جان
و مال ہین آئینہ لیکر چہرے کو ملاحظہ کیجیے ابھی تک شب گیسو مین ستارے چمک رہے ہین اسد غازی کو خیال
آگیا کہا تمہین ملکہ عالم صندلان صندلی پوش جوان شوقین ہے سلکہ گوہر جادو افشان چنکر پیشانی پر برائے
حفاظت صندلان آئی تھین جھک کر سلام کیا مین نے سر انکا سینے سے لگا لیا وہی ذرۂ ہائے
افشان رہگئے ہونگے اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا مثل تمہارے نہ کسی کا مرتبہ ہے نہ ہوگا مہ جبین نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا شہریار مین کیا کہون میرا دل خبر وحشت دیتا ہے اتنا خوب خیال رکھیے گا جتنے ہمراہیان
افراسیاب ہین آپکی جان و آبرو کے دشمن ہین آپ تو سیدھے سپاہی ہین کسی کے دھوکے مین آجائیگا
یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین ہو رہی ہین اسد عذر کرتے ہین مہ جبین کا دل خبر دیتا ہے کہ کہین اور
دل الجھا بطور قدیم آج دلدہی نہین ہے ظاہر کی خوشامد ہے کہ اُس طرف سے لشکر یاقوت بڑے زور
شور سے آکر پہونچا دونون نہرین سحر یاقوت کی میدان کارزار مین آکر بڑے جوش و خروش سے
قائم ہوئین ہزارون مچھلیان انمین تڑپ رہی ہین مثل برق جہندہ بلند ہو کر انھین نہرون مین
گرتی ہین جناب آنکھین نکالے ہوئے ہین آپس مین برائے بربادی لشکر اسلام چمک رہی ہے یا برائے جنگ تھرا رہے

سحر عینک ہی یا تماشا دیکھنے کے واسطے نہرون نے دوربین لگائی سحر کی آبرو بڑھائی ہر قصد ہی یاقوت کا کم
نقابت ہوئے تب نہرون کو اشارہ کرون کہ سب نے دیکھا ملکہ بہاران شمشیرزن طاؤس اُڑا کر صف لشکر
سے اپنے نکلین پکار کر آواز دی او آیا قوت ہوشیار ہو جاؤ سب نے دیکھا آج مجلس اس جلسے مین نہین ہے
وسط آسمان پر ایک قصر اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے اُس قصر سے چشمک زنی برق کی دھوان اسقدر نکلا ہے کہ قصر
کو گھیرے ہوئے ہے لیکن بہاران نے نعرہ کر کے اختر مروارید جوڑے سے نکالا سب نے دیکھا اُس ماہ تابان
کے ہاتھ مین ستارۂ سحری چمکا مگر بہاران نے اختر کو ہاتھ مین لیکر آج نیا سحر کیا غنچہ سا دہن کھولا ٹھنڈی
سانس کھینچی آتش مزاجی دکھائی کہ منھ سے دھوان نکلنے لگا تھا افراسیاب بھی نگران ہے یاقوت مثل آئینہ
حیران ہے اسقدر دھوان منھ سے بہاران کے نکلا کہ ابر بنکر تیار ہوا بہاران برق بنکر اُس ابر مین چمکتی ہوئی
کڑکتی ہوئی طرف آسمان کے چلی بہاران قریب قصر کے پہونچی قصر سحر مین مجلس بیٹھی سحر کر رہی تھی بہاران برق
بنکر اُس قصر کے قریب پہونچی آواز دی اے مجلس نہرین یاقوت کی میدان مین آکے نہین مہرخ دیہار نے
دیکھا مجلس قصر سے نکلی ایک دستک دی منڈھیان کھولدین ایک حوض آسمان سے چمکتا ہوا قریب
مجلس کے آیا بہاران نے مجلس پر سحر کیا مجلس ایک ماہی یاقوت رنگ بنکر وہ حوض طلائی جو آسمان سے
اترا تھا تڑپ کر اُس حوض مین گری مگر حوض مین پانی نہین ہے مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہے وہ حوض
طرف نہرون کے چلا بہاران نے سحر کیا چودھوین رات کا چاند بنکر تیار ہوئی اُس حوض پر عکس ڈالا حوض
چرخ مارتا ہوا بالاے سر نہر آیا مانے سحر یاقوت آکر قائم ہوا یکایک چاند کا عکس نہرون مین پڑا پانی گرم
ہونے لگا نیا شیدہ ہے کہ پانی سے دھوان نکلنے لگا نہرون مین کھولن ظاہر ہوئی پانی کو زیادہ پانی مشکل
ہوگئی موجیہ بلند ہوا تمام آب نہر جوش مار کر حوض مین آیا نہرین خشک ہونے لگین اب وہ چاند ڈوبا گرمی
آفتاب کی پیدا ہوئی نہرون مین تو خاک اُڑنے لگی چاند کے ٹکڑون کے بیچ مین سے بہاران ظاہر ہوکر صورت
برق چمکی حوض کے ٹکڑے اُڑا دیے حوض ٹوٹتے ہی ماہی یاقوت رنگ مجلس جادوگنی بہاران کے
پہلو مین آکر مچھلیون پر سحر کیا اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہوا اب حال کیا ہی ظاہر ہوتا ہے وہ ماہی یاقوت
رنگ یہ ننگ بحر افسونگری دونون نے ملکر مچھلیون پر سحر کیا وہ ماہیان بے آب بیتاب ہوکر لشکر
افراسیاب ہو یاقوت پر گرین جسکے سینے پر جو مچھلی گری سینے کو توڑ کر نکل گئی بھاگا افراسیاب ہٹے اور
لشکر یاقوت کے لاکھ آدمی جہنم واصل ہوئے آسمان سے نعرہ ہوا ہم ملکہ بہاران شمشیرزن مجلس نے

قہقہہ مارکر نعرہ کیا کہ بی یاقوت یہ جو لعل تو مسکرا رہی ہو مگر یہ سحر دیکھ کر یاقوت کا چہرہ غصے سے سرخ مچھلیان
لشکر کو تباہ کر رہی ہین اسوقت یاقوت نے بالی مین سے ایک موتی نکالا آواز دی بوابران غرور نہ کرو
یہ بھی سحر پہ قہر ہمارے گھر کا ہے دیکھو یہ اثنا ہوتا ہے یہ کہکر وہ موتی طرف صحرا کے پھینکا آواز دی ہان غلامان
سامری یہ نادوسرا موتی نکال کر بر آن پر مار سب نے دیکھا آسمان سے ایک حباب شیشے کا چیخ مارتا
ہوا بران و مجلس پر گرا بہار و باغبان کو تاب نہ رہی دونون سحر کرکے بلند ہوے بہار نے آواز دی بران
بچنا حباب سحر آتے ہین سحر گوہر نایاب بھی مشہور ہے بران نے دوڑ کر اس حباب پر ٹکر ماری حباب شیشے کے
کی حقیقت کیا تھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا لیکن اس حباب مین پانی مثل خاک شیشہ ساعت بھرا ہوا تھا اترا
ہوا کچھ قطرات آب جسم بران پر چند جسم مجلس پر چند جسم باغبان و بہار پر گرے چارون نے آہ کا نعرہ
کیا جسم سے آگ نکلنے لگی تمام جسم بران کا آبلہ بنگیا لڑکھڑا کر چلی ساتھ ہی اسکے مجلس نے بھی غلطک کھائی
باغبان و بہار بھی الٹ گئے صداے آہ آہ بلند تھی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن جو طاؤس
زرین بال پر موجود تھی پشت طاؤس سے جدا ہوکر مانند ہوائی بران کو گود مین لیا مروارید گلنار پوش
نے بلند ہوکر مجلس کو سنبھالا سرخ مو و ہلال نے باغبان و بہار کو لیا لکھا ہے کہ ان سب کے جسم مین آبلے
پڑگئے ان سب کو لیکر ایک تخت پر ڈالا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ بران و مجلس و اختر و مروارید و باغبان
و بہار چہ کس جان لشکر اسلام تخت پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین تمام جسم آبلہ دار بیتاب و بیقرار ایک
موتی نے تو یہ اثر دکھائی دوسرا موتی جو طرف صحرا کے پھینکا تھا اسکا یہ انجام ہوا کہ درہ کوہ سے چند
پتلے سنہرے سوا سوا بالشت کے سنہرے جال ہاتھون مین لیے ہوے حاضر حاضر کہکر ظاہر ہوے یاقوت
نے آواز دی اے پتلہ ہاے زرین ان مچھلیون نے آبرو سحر کی شاہ دی انکو لیتا تمھاری خوراک ہین صاف
و پاک ہین یہ سنتے ہی وہ پتلے جال لیکر ان مچھلیون پر ٹوٹ پڑے ہزارون کو جلا دیا لاکھون کو زخمی کیا
فوراسیاب جہرت نے سپر ہاے فولادی بنا کر اپنے کو بچایا جس پر اس سپر کا سایہ پڑا وہ جلکر خاک سیاہ
ہوئی اسی طرح تمامی ساحر اپنے کو بچا رہے ہین مگر وہ پتلے جال لیکر گرے جب جال مارا دس بیس
مچھلیان جال مین پھنس گئین وہ پتلہ کھینچتا ہوا برسر لشکر اسلام آیا عجب طور کا فعل شروع کیا کمر سے
چھری نکالی ایک مچھلی کو جال سے لیا صف لشکر اسلام پر ذبح کیا خون ابالیان فوج پر پھینک مارا
سپر قطرہ پڑا گویا بارود مین چنگاری آگ کی گری مثل ہیمہ خشک جلکر خاک ہوا انھی سو پتلے مچھلیون کو

زرباتہ یالالار تخت سحر پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار نازنینان زرین پوش علمہاے زمرد نگار کے پھرہرے کھلے ہوے
یہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھکر سر پیٹ لیا بران وغیرہ کو اب تخت پر اس مصیبت مین دیکھا پکار کے
آواز دی اے ملکہ مہرخ ہماری وزیرزادی ملکہ محبوب کاکل کشا نہین پہونچی یہ کیا ستم برپا ہوا مہرخ نے
بڑھکر ملکہ جیحون سے تمام کیفیت بیان کی اور کہا محبوب تو یہان تک نہین پہونچی مگر ملکہ بران نے نہرون
کو خشک کیا اُسنے یہ سحر کیا ملکہ جیحون نے کہا اس بلا کو تو مین روکتی ہون لیکن نہین معلوم میری وزیرزادی
کس بلا مین پھنسی مین سمجھی تھی وہ جا کر مصروف جنگ ہوئی ہوگی یاقوت اُسکے سحر سے یہ تنگ ہوئی ہوگی
بران نے غضب کیا اپنے کو بلا مین پھنسایا مین ان پتلون کو تو روکتی ہون یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا وہی
گیند بلورین جو خواجہ عمرو نے اخضر سے لیا تھا کوکب نے جیحون کو دیدیا تھا ملکہ جیحون نے وہی گیند نکالکر
اسم سحر پڑھا طرف آسمان کے پھینک مارا جھونکا ہواے گرم کا چلا وہ حرارت و تابش پیدا ہوئی پتلے یاقوت
سخندان کے گرمی سے جلنے لگے جسم سے اُن خونخوارون کے شعلے نکلنے لگے چیختے ہوے طرف لشکر یاقوت
کے بھاگے یا تو لشکر افراسیاب کی فتح تھی اہل اسلام ہٹتے جاتے تھے ملازمان افراسیاب کئی کوس بڑھ
آئے تھے کئی سو پتلون نے پلٹ کر آہ کا نعرہ کیا یاقوت گالیان دینے لگے مچھلیون کو نکال کر سر لشکر افراسیاب
پر خرچ کیا لکھا ہے کہ لاکھ جادوگر او رجل گیا اُسوقت غصے مین افراسیاب نے دستک دی چار سو پتلے
فولادی پیدا ہوے پتلہاے فولادی نے آکر پتلہاے یاقوت کی مشکین باندھین جال پھینکر پھینک
دیے مچھلیان گرتے گرتے غرق زمین ہوئین یاقوت کے پتلے کی مشکین باندھکر لے گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ چہ و شبانہ روز یہ قیامتین برپا رہین یاقوت نے غصے مین طبل بازگشت
بجوایا پکار کر آواز دی بی جیحون اب مجھے شیوہ جلادی اختیار کرنا پڑا عفریت طلسم کو بلا کر سب کو مٹا دونگی
تم تو اس راز سے بخوبی آگاہ ہو ہمارا سحر صرف کر کے جان بچالی کیا کمال کیا خیر اب آج تو پلٹ جاؤ خالو صاحب
کا پاس ہے ایک ہفتے کی مہلت دی شہنشاہ کو عرضی لکھو یہی تحریر کرنا کہ آپ کی کنیز یاقوت نے آج سب پر
رحم کیا آٹھوین روز عفریت طلسم سب کو کھا جائیگا بی بران و مجلس تو بیکار ہوئین اُنکو تو زندہ دفن
کر دو ایسے ایسے کلمات سخت کہتی ہوئی پلٹی ملکہ لعل سخندان کا ہاتھ تھام لیا محبت سے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا کیون بوا لعل اسد غازی قطرات خون سے کیون بچا غیر ساحر تھا جل نہ گیا کیا چیز اُسکے
پاس ہے جب وہ قطرہ خون کا اُسکے قریب پہونچا زمین مین گر کر خاک ہوا مجھسے نہ چھپاؤ مین کئی دن سے

دیکھ رہی ہون رنگ رو تمھارا متغیر ہے وقت آب و خورش مین فرق آگیا ملکہ لعل یہ سنکر گھبرا گئی کہا حضور کو کب نے کوئی تدبیر برائے طلسم کشا کر رکھی ہوگی یاقوت سخندان نے کہا یہ تو کوئی سحر ہمارے گھر کا تھا لعل سخندان نے کہا ہوگا مین کیا عرض کرون بڑے بڑے ملازمان افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ ہین ان سب صاحبون نے طلسم کشا کے جان بچانے کی تدبیر نہ کی ہوگی یاقوت نے کہا ہوا ہمارا مطلب یہ تھا مسلمانون نے بہت سرکشی کی افراسیاب تو بالکل گدھا ہے بیوقوف نے اُلٹا ہمارا سحر دفع کیا غلامون کو ہمارے قید کرایا مجھے کچھ ملال نہین ہوا یہ مختصر سحر تھے عفریت طلسم آکر سب کو کھا جائیگا اگر تم حال دل مجھسے کہو جس پر رغبت ہو اُسکو سنتے کردون بچالون ملکہ لعل رونے لگی کہا یہ تمھارا گمان باطل ہے مین خوب آگاہ ہون یہ لڑائی فتح کرنے سے حکومت طلسم ہوشربا ہمارے قبضے مین آئیگی حیرت تخت سلطنت سے اُتار دیجائیگی آپ کا سراسر خیال خام و تصور ناتمام ہے اِس لوگون کے بچنے سے مجھے کیا فائدہ آپ آج ہی عفریت طلسم کو بلائیے سب کو مٹا دیجیے سرکشون کو خاک مین ملا دیجیے یاقوت خاموش ہو رہی لشکر پلٹے افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا یاقوت سخندان خاموش آکر تخت پر بیٹھی ملکہ لعل کے قلب پر بیقراری کا ہجوم ہوا کنیزون کو ساتھ لیکر اپنے خیمے مین آکر ٹھہری اُدھر ملکہ جیجون سبز پوش زباندار نے آکر ملکہ بہ جبین الماس پوش کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اسد غازی کی بلائین لین سب سردار خستہ شکستہ حیران و پریشان پلٹ کر بارگاہ مین آئے ملکہ بران کا تخت جو اندر آیا ملکہ جیجون یہ حال پر ملال دیکھکر رونے لگی پانچون شہزادیان چھٹا باغبان قدرت اِسطرح تڑپتے اور کراہتے ہین کہ دل سنگ آب ہوتا ہے صدائین آنکی سُنکر دشمن بھی روتا ہے ملکہ جیجون نے بیٹھکر بہت سحر کیے گرد گلدستے رکھے کہ ہوائے سرد چلی خوشبو اُن سب کے دماغ مین پہونچی فلیتے کے لوٹے روشن کر دیے پیشانی پر نشتر مار کر اپنا خون نکالا جسم پر سب کے چھینٹے دیے کچھ تاثیر ہوئی آبلے تھمے کسی قدر کراہنا کم ہوا سب سردار بیٹھے رو رہے ہین کہ خواجہ عمرو چالاک و برق و قران و جانسوز و ضرغام چھوٹون اندر بارگاہ کے آئے بران سے خواجہ لپٹ کر رونے لگے تڑپن ملکہ بہار کی دیکھی نہین جاتی مخمور پہلوے بہار مین بیٹھی رو رہی ہے ہچکیان لگی ہوئی ہین عمرو جو بیتاب ہوکر رویا ملکہ جیجون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو سنبھالین مقدمہ عظیم درپیش ہے مجھکو بڑا اپش و پیش ہے آپ تشریف رکھین انجمن مشاورت منعقد ہو میری وزیرزادی کا برائے خدا پتا لگائیے ورنہ ایک مرتبہ جو یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی ضرور عفریت طلسم کو بلائیگی اسطرح

اُٹھا کر سب کو کھا جائیگا کہ گویا کوئی پیدا نہوا تھا اگر مین نے لڑ بھڑ کر جان دی کیا فائدہ اُسی وقت خواجہ نے تخلیہ کیا چند سردار چھپون عیار بیٹھکر صلاح کرتے لگے ملکہ جیحون نے کہا ایک ہفتہ مجھسے پیشتر محبوب روانہ ہوئی ہین جس منزل پر آئی نشان اُسکے فروکش ہونے کا مجھکو دریافت ہوا فلان صحرا مین جو پہونچی وہان کے زمینداروں سے سنا شب کو اک لشکر یہان آیا تھا صبحکو غائب ہوگیا یقین کامل ہے افراسیاب نے کسی کو بھیجکر قید کرالیا آپ عیار ہین کسی طور سے اسکو دریافت کریجیے اگر محبوب کا کل کشا کا آنا نہوا عفریت طلسم کسی کے روکے نہ رکے گا خواجہ نے کہا آخر کس سے دریافت ہو ملکہ جیحون نے کہا افراسیاب اس راز سے باہر ہوگا حیرت کو ضرور آگاہ کیا ہوگا حیرت کا جو نام آیا چالاک تڑپ گیا کہا مین جاکر دریافت کرتا ہون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق جلاد کے سامنے جائیگا کیونکر زندہ واپس آئیگا نام حیرت سنا اور چلا کیونکر اُس تک پہونچیگا چالاک نے کہا آپ ناحق غصہ کرتے ہین آپ ہی نے تو طعن و تشنیع کرکے مجھکو بدنام کیا جب تو خواجہ کو ٹرا لیکر اُٹھے کہا کیون ای جوانا مرگ تمنے کہا تھا کہ جاکر حیرت پر عاشق ہو کہ وہ دو کا ہ نورہ ماہ کی مثال ہے اگر افراسیاب سن پائے کیا تمھارا احسان کرے چالاک نے کہا وہ میرا کیا کرسکتا ہے یہکہکر چالاک چلا بیرون بارگاہ آیا برق فرنگی ملا کہا مرشدزادے کہان چلے مین بھی ہمراہ چلون چالاک نے کہا کچھ آپ کی ضرورت نہین ہے یہ کہکر لشکر حیرت مین آیا حیرت کی یہ کیفیت ہے کہ ملول و حزین و اندوہگین اپنی بارگاہ مین مُنھ لپیٹے پڑی رہتی ہے افراسیاب حال نہین پوچھتا محبت مین یاقوت کی سرگردان آٹھ پہر وہین موجود رہتا ہے انیسین جلیسین تباہ چالاک در دولت بارگاہ حیرت جادو پر آیا دیکھا کنیزان حیرت آپس مین باتین کررہی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر اُنمین ملا ایک نے کہا بوا ملکہ حیرت آج صبح سے نہین اُٹھین چل کے جگاؤ ایک نے کہا مجھے کیا غرض ہے کہ مین جاکر جھڑکیان کھاؤن کل سے افراسیاب نے بارگاہ مین آرام نہین فرمایا بیتاب ہین کھانا بھی نہین کھایا اُنپر تو زور نہین چلتا ہم لوگون پر غصہ اُتارتی ہین ایک نے کہا آج صبح سے گلوری بھی نہین نوش کی مُنھ ہاتھ نہین دھویا سب نے مل کر چالاک سے کہا بوا گلشن تم بہت شگفتہ ہو ملکہ نے تمکو پرورش فرمایا منھ زوری بھی کرتی ہو تم چلکے جگاؤ چالاک نے کہا مین ابھی جاتی ہون تم ڈر و مین نے کیا کسی کی چوری کی ہے علاوہ ازین ہمکو اللہ ہی سے سر انجام حالات ہے مالک رنج و ملال مین سو ایسے وقت مین ولد ہی واجب و لازم ہے حقیقت مین افراسیاب سفلہ مزاج ہے ایسی شاہد رعنا اُسکے لائق تھی یہ کہکے چالاک نے پردہ اُٹھایا سب سے

کہا ہوا اب کوئی اندر نہ آنا مین شیر کے منھ مین جاتی ہون جو کچھ ہونہ رے گی جھیلون گی یہ کہی اشک مژگان کا طرہ تھم
ہو دس پانچ کو دیکھکر اُبل پڑتی ہین سلامتی سے ہوا سے اترتی ہین جیسے کچھ نہ کہین گی مین شیشے مین اُتار
لونگی سب ٹھہرین چالاک اندر آیا حیرت جادو چھپر کھٹ پر آرام کر رہی تھی جوانی کی نیند ساق بلورین
کھلی ہوئی عارض اقدس پہ زلف عنبرین پریشان ناگنیان آئینۂ رخسار پہ لہرا رہی ہین چالاک بیقرار
ہوگیا ڈرتے ڈرتے قریب آیا دونون پانون اٹھا کر گود مین رکھے خود پامال ہو رہا ہے بجانیازی
پانون دبانے لگا حیرت نے آنکھ کھولدی گلشن اپنی کنیز کو دیکھا پانون دبا رہی ہے چالاک نے آنکھ
کھلتے ہی بلائین لین آنکھین تلوون پر ملین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے حیرت نے کہا گلشن کیا
کہون ایک سر ہزار سودے شوہر ایسا ہرجائی ملا اب جو یہ موت آئی ہو آٹھ پہر اسی کی خدمتگذاری مین
مصروف ہو ہمارا عیش و آرام جان دینے پر موقوف ہو دوسرا صدمہ عظیم ہوا بہار کی خبر ملی آنکھون سے
کبھی دیکھا جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین غنچۂ آرزو نہ کھلا مثل برگ گل کمھلا گئین ہمارا سمجھی تھی ہم وقت
پر رعایت کرتے ہین جب دیکھا انکا گلدستہ چلا صرف سحر دریغ کیا کبھی اُنپر سحر سخت نہ کیا یاقوت سخن ان
بلائے روزگار ہو سب کا خاتمہ کر دیا تھا بی جیحون نے آکر مجھی کے گرز کے سحر سے بچا لیا ادھر شہنشاہ کو لوگ
ہوا تبلہ تکو انھون نے قید کر کے زندان خانۂ طلسمی مین بھیجدیا جان سکی بچگئی لیکن سنتی ہون کہ بہار
کراہ رہی ہین بی جیحون نے کچھ سحر کر کے کسی قدر تسکین دی ہو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین
اپنے نصیبون کو رو رہی ہین یاقوت سچ کہتی ہو ایک ہفتے کو زہر اُگلے گی ناگن بنکے سب کو ڈسے گی اسکو
سلطنت ہوش ربا کی خوشی ہو نہین معلوم کیا خیال آیا کہ اُسنے ایک ہفتے کی مہلت دی اُسی وقت وہ
عفریت طلسم کو بلا سکتی تھی سب کو مٹا سکتی تھی ہوا گلشن بہار کے لیے بیقرار ہون کیونکر اُسکو سمجھاؤن
سب ایسے غافل ہین محبوب کاکل کشا راہ سے غائب ہوگئی کسی کو فکر نہین اس مقدمے مین جو کچھ
مطلب اصلی نکلے گا اسی کی ذات پر موقوف ہو شہنشاہ نے کمال کیا پہلے ہی اُسکی تدبیر کر لی وہ بیچاری
قید ہوگئی اُس تک کوئی پہونچ بھی نہ سکے گا رہا کرنا تو دشوار ہو چالاک نے کہا کیون بی بی آخر
محبوب کاکل کشا کہان پر قید ہو اُسکی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو تو عیار بافطرت ہو جہان کہین قید
ہوگی پہونچ جائیگا ضرور چھڑائیگا ملکہ حیرت نے کہا یہ مقام ایسا نہین ہو کہ یہان عمرو جا سکے سوائے
میرے اور افراسیاب کے کوئی اس راز سے آگاہ نہین ہو کیا کہون جو کچھ دل مین آتا ہو چالاک

نے کہا اری آپ بھی سوت کے مٹانے کی تدبیر کیجیے ابھی سے اُنکی لونڈیان پھولی ہین آپس مین کہتی ہین
ہم سب سلطنت لینگے بی حیرت کو طلسم سے نکال دینگے اگر کہین اُسکے ہاتھ سے لڑائی فتح ہو گئی پھر ہمکو
کون پوچھے گا اُسکی کنیزین کیا کیا جبر و ظلم کرینگی بی یاقوت آپ کی حقیقت نہ سمجھین گی آپ بھی دشمن
کو مٹائیے فتح کی ہزار صورتین نکل آئینگی ملکہ ماہیان زمرد پوش ایسی نانی آفات چہار دست
ایسی دادی جسدن قصد کرینگی فتح ہو گی آپ کے ہاتھ سے جو فتح ہو گی آپ کو اختیار ہو جسکی چاہیے
جان بخشی کیجیے جسکو چاہیے سزا دیجیے بی یاقوت آپ کے عزیزون کو چُن چُن کے قتل کرینگی آپ کو
اختیار نہ دینگی یہانتک سنا ہو کہ افراسیاب سے کہتی تھین پڑا تا علہ سب موقوف نئی بھرتی ہو سودا گر
بلا کو کنیزین نئی خریدی جائین ہمارے طور پر تعلیم پائین جب حضور لونڈیون سے یہ حسد ہو ہم تو مصاحبان
حضور مشہور ہین ہمکو تو حکم ہو گا کہ اقلیم سے نکل جاؤ مین تو واری کل سے ٹوٹکے کر رہی ہون ابھی ڈھونڈھکر
دیوالی کی گھلیا لائی اُسمین خاک بھر کر دیوار مین گاڑ دی کہ دشمن کا منھ بند رہے ایک مُلّا پاس بھی
گئی تھی تعویذ وہان سے لائی اُنکے دروازے پر گاڑ آئی بیمار تو ضرور ہو جائینگی ایک اگھوری سفلی عمل
خوب کرتا ہو وہ بھی بیر بھیجے گا بی یاقوت پر وہ چڑھے گا بے بکرا لیے نچھوڑیگا شہنشاہ دوڑے دوڑے
پھر رہنگے مین تو حضور بہت خاک چھان رہی ہون نذرین مان رہی ہون اُنکے باورچی خانے مین دخل
پاؤن ایسی سوت کو سنکھیا کھلاؤن شہنشاہ نے بڑے بڑے مگھیان مقرر کیے ہین آج صبح سے جو جو
باتین سنین ہین اُنکو عرض نہین کر سکتی دلدہی کر کے چالاک نے جو یہ بیان کیا حیرت جادو
اُٹھ بیٹھی چالاک نے جو آج بعد مدت تخلیہ پایا حضور حضور کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے مُنھ پر مُنھ
رکھدیا حیرت کا بھی دل بھرا ہوا تھا میری گلشن کہکر لپٹ گئی چپکے سے کہا گلشن اس ٹوٹکے
ٹامڑے سے کچھ نہو گا وہ خود بلا ہو بھوت پلید کا پوجا کرتی ہے اگھوری اُسکا کیا کر سکے گا ایک کام کر
تو مراد بر آئے مین بھی تیرے کہنے سے جانپر کھیلتی ہون اگر کھل گیا تو جان و آبرو کا نقصان ہے
اور اگر بات بن پڑی تو بی یاقوت کو جان بچانا مشکل ہو گی چالاک نے یہ سنکر دانتون مین منھ ڈال دیا
کہا مین صدقے مین قربان اس لونڈی کی جان تک کام آئے تو حاضر ہے ملکہ حیرت نے کہا تو اپنے
کو لشکر اسلام مین پہونچا عمرو کا بیٹا چالاک ملجائے تو اُسکو بلا لا لیکن میرا نام نہ لینا وہ پاجی مچل
جائیگا کمبخت جابجا پکارتا پھرتا ہو کہ مین حیرت پر عاشق ہون جسدن افراسیاب سُن پائیگا

بدنصیب کہانتک ہانکیگی چیر کر پھینک دیگا چالاک نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون چالاک کو
ڈھونڈھ کے لاتی ہون یہ کہکر چالاک اُٹھا سامنے ملکہ حیرت کے باہر نکل گیا بعد دم بھر کے حیرت
جادو نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے چالاک کلاہ زرین پہنے ہوے عطر سہاگ ملے ہوے لباس فاخرہ
زیب جسم کئے ہنستا ہوا چلا آتا ہے حیرت نے دیکھتے ہی منھ پھیر لیا ہاتھ اٹھا کر کہا ارے تو کہان چالاک
تو ایک بیباک ہے کہا حضور نے بلوایا مین حاضر ہوا ملکہ حیرت نے کہا میری بلا پوچھ بلاتی ابھی اگر افراسیاب
چلا آئے تو کیا ہو چالاک نے کہا ہونے کیا کہدینگے تیری جورو نے بلوایا چلے آئے تو کون ہو ہم دروازے
پر پہرہ مقرر کرینگے کہ افراسیاب نہ آنے پائے حیرت جادو خفا ہوتی رہی چالاک برابر چھیڑ چھاڑ
کے بیٹھ گیا بعد مدت یہ دن نصیب ہوا بلائین لیتا تھا قدمون کو بوسے دیتا تھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو
کہا اے شہنشاہ خوبی داے گل گلزار محبوبی مین جان نثار تابعدار ہون ارشاد تو فرمائیے مزاج کیسا ہے یہ
کہکر حیرت کا دامن پکڑ لیا اور رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دل کی تڑپ کو پوچھ نہ اے غمگسار آج
لیتا نہیں ہے درد بھی کچا قرار آج
سینے کو کسقدر وہ چھپاتے ہیں وصل مین
بولا وہ بت بھی کچھ مرے پروردگار آج
سوجھے نہ آسمان کو کہ ہم تم ہین اک جگہ
سوتا ہون مین جو چین سے زیر مزار آج
احسان ترا اسے بھی اگر ساتھ نے نکالے
پھرتی ہے لب پہ ہنسی ہوئی جان زار آج
مقبول ہونے والی ہے شاید دعاے وصل
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج
ایفاے وعدہ یار ہی کرتا ہے یا اجل
تکتی مری نگاہ ہے بے اعتبار آج
کیونکر بسر کرین شب تنہائی فراق
چھپا جائے یون لہو سے نکلکر غبار آج
دیکھا نہ اُسکو حشر کا ہنگامہ ہو چکا
پیکان یار حسرت دلکو اُبھار آج
روز سیہ کی صبح قیامت کی شام ہے
حد سے گذر گیا ہے مرا انتظار آج
یا ہم تمام ہوتے ہین یا انتظار آج
روز جزا ہے نالہ کرو لیکن کچھ سب زبان
تا صبح کو یاد کرتے ہین ہم بار بار آج
تجھکو یہ کیسے آگئے گمان بھی تیرے
سمجھا نہین کیا امید کو امیدوار آج
شاید پیام مرگ دیا ہے فراق نے
کیا ہوگا دیکھتا ہون انجام کار آج
مجبوری چالاک ہی اس ستمگر کی بزم مین

یہ کہکر چالاک تصدق ہوا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا او نا عیار
بے ادب کنارے بیٹھ جس واسطے بلایا ہے تمھارا مطلب ہو چالاک ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا حیرت
نے کہا اے چالاک گوش ہوش سے سن بیہودہ باتین موقوف کر ورنہ مین ابھی افراسیاب
کو بلا بھیجونگی چالاک نے کہا مین افراسیاب کے باپ سے نہین ڈرتا آپ کا غلام وفادار ہون
جو حکم فرمایئے آنکھون سے بجا لاؤن حیرت جادو نے کہا اے چالاک مین اپنے دل کو کیا کرون بہار

کی جان کے واسطے یہ ساری تدبیرین ہین جسوقت سے سُنا ہی کہ اُسکا آب و دانہ بند ہی تکلیف سحر یا قوت
سے و دہ دمنہ زرد دل تڑپ رہا ہی مین نے اس بدنصیب کو گود یون مین پالا پڑھایا لکھایا عزت و آبرو
بڑھائی طلسم ہوش رہا مین اپنے ساتھہ لیکن انکو ہمارا بالکل خیال نہین ہمارا گھر مٹانے کے درپے
ہین چالاک نے کہا حضور راز خروان خطا دار بزرگان عطا وہ بھی ہمیشہ آپ کی سلامتی کی دعا
کرتی ہین ظاہر مین اشتہ قی ہین جب کسی سے تکرار ہوئی یہی فرمایا میری بہن ملکہ حیرت کو خدا سلامت
رکھے میری خطا اور عدم خطا برابر جب جی چاہے چلی جاؤن تکلف کیا میرا گھر ہی مجھکو کون روک
سکتا ہی آج کوئی چوتھا دن ہی ہمارے والد نامدار نے کچھ کلام کیا ملکہ بہار نے جھڑک دیا اور کہا خواجہ
مین ابھی چلی جاؤنگی میری وہ بہن نہین مادر مہربان ہی جاتے ہی میرا دہی مرتبہ ہوگا خواجہ خاموش
ہو رہے حضور فرمائین مین سنتا ہون حیرت نے کہا اے چالاک طرف مشرق کے جانا جب بارہ کوس
استھولکر چکے گا صحرائے سبزہ زار ملیگا اُسی مقام پر ایک دریائے قہار و زخار ہے کیا مجال کسی کی
جو دریا مین قدم رکھے لیکن افراسیاب نے مجھکو راز دار کیا یہ کہکر حیرت جادو نے اپنے پاس سے
ایک گولہ آہنی نکالا کہا یہ گولہ دریا کی آبرو مٹا دیگا یا ساحری کہکر دریا پہ پھینک مارنا دریا خشک
ہوجائیگا پار دریائے قلعہ ہی اُسکو قلعہ عجائب نگار کہتے ہین عجائب زعفران پوش وہان کی
حاکم و ناظم ہی جس طرح بنے اپنے کو اُس قلعہ مین پہونچاؤ ملکہ محبوب کا کل کشا کو ملکہ عجائب زعفران
پوش نے مع لشکر قید کرلیا ہی عجائب قتل ہو تو محبوب رہائی پائے اصل تو یہ ہی کہ مین نے زبانی
افراسیاب کے سُنا کہ اگر محبوب رہائی پاکر آئی دفع سحر عفریت طلسم وہ جانتی ہی کوئی تو تدبیر ہوگی
چالاک نے گولہ لیکر اپنے تھیلے مین رکھا قدمون کو حیرت کے بوسہ دیا بصورت اصلی چلا حیرت نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے صورت بدل کر جا بڑا کمبخت گستاخ ہی چالاک پھر تصدق ہوا قدمون سے لپٹنے لگا
ملکہ حیرت نے ایک ٹھوکر ماری کہ جا دور ہو چالاک نے رنگ روغن عیاری کا نکالا کنیز کی شکل بنکر
باہر نکلا خوشی مین بھاگا دل سے کہتا ہوا کہ کسی سے خبر نہ کہنا و چلتے ہی دریا خشک کرکے قلعہ عجائب نگار
مین داخلہ پھر عجائب زعفران پوش کو مار و محبوب کو رہا کرکے لاؤ قبلہ و کعبہ بھی کہین کہ عیاری اسکا
نام ہی چالاک تو اس طرف سے جاتا ہی اپنے لشکر کا راستہ بھی ترک کیا دو کلمے محمور تیور رہیان ہوتے ہین مخمور
نے جو بہار کا یہ حال دیکھا سب سردار ورنیم اپنے اپنے سحر قائم کیے ہین کہ بہار دیا عیان وغیرہ کا ورود موقوف

ہو مخمور برائے عیادت بہار آئی سرہانے آکر بیٹھی برف بہ ساں کچھ پھول رکھے تلوون پہ ہاتھ پھیرا بہار کو تسکین جو ہوئی آنکھ کھولدی اپنی رازدار ہمدرد کو قریب پایا کہا کیون مخمور مزاج کیسا ہو مخمور نے سرسے پا تک بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین اسمار سحر پڑھکر بدن بہار کے ہاتھ پھیرا بہار کو اور تسکین ہوئی اُٹھ بیٹھی مخمور نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ زار زار رونے لگین بیقراری مین بہار کے آنسو جاری ہوئے کہا اے مخمور اب ہمکو زندگی کی اُمید نہین ہے اس سحر نے یاقوت کا کلیجہ پھونک دیا ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہے ہر اعضا مثل شمع کافوری جل رہا ہے عشق نے اب اپنا رنگ جمایا سوزش نے ترقی کی آتش سحر کی گرمی پر آتش عشق غالب ہے دل موت کا طالب ہوا اپنی تو اب یہ کیفیت ہے بقول زیبا قصا مخفی نظم

کسے کہ آتش عشق تو اختیار کند
مرا کہ دیدۂ گل اشک در کنار کند
بجائے غنچہ برآرد سراز زمین پیکان
کہ پیش غیر شکایت ز روزگار کند
تو میروی و ہمراہی تو میخواہد
کہ نالہ از میان دردل تو کار کند

ہنوز کہ خانہ در سینہ اچنار کند
بیاد گلشن رویت لبسان مرغ چمن
بہر زمین کہ خدنگ غمت شکار کند
گذشت آنکہ نگاہم ز رشک اشکم را
کہ نور مردمک از دیدہ ام فرار کند
غلام حلقہ بگوش تو گشت تا مخفی

بباغ رفتن وگل چیدن از مروت نیست
درون سینہ دلم نالہ ہائے زار کند
زبان حوصلہ باد ابریدہ آن کس را
لبسان قطرۂ سیماب بیقرار کند
ہزار نالہ مرا در دل است می ترسم
بہ کائنات ازین فخر افتخار کند

یہ اشعار پڑھکر بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی مخمور گلے سے لپٹ گئی کہا اے بہار بس دشمنون کا دم نہ نکلجائے برائے خدا صبر کرو دیر جبر کرو یہ بلا بہت جلد دفع ہوگی مین خود یاقوت سے نکلکر مقابلہ کرونگی اپنے کو تمہیر نثار کرونگی اپنا بھی تو یہی حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بقول جلال غزل

ترے عدم میں آئے تو وہ مین سرٹیک کر رہگیا
آج مین کنج قفس مین کیا پھڑک کر رہگیا
آہ کھینچی چاہتا تھا ضبط نے روکا مجھے
چشم تر سے ایک آدھ آنسو ٹپک کر رہگیا
دل نے گیسو سے نکلنے کی تو پائی کوئی راہ
پھر بھی الجھی کی وہ بھی جھک کر رہگیا

راہ کھوٹی کی الفت نے جو تم لڑکر رہگیا
کیا کوئی لخت دل نہ اڑا اور باقی ہو اگی
سینہ سوزان مین اک شعلہ بھڑک کر رہگیا
لیگیا میخانہ عرفان مین ہمکو خضر شوق
گو جنہ تاریک تھا آخر بھٹک کر رہگیا
کس جگہ مجھکو دعا کی طاقت پرواز تھے

مار ڈالا ذکر گلشن چھیڑ کر صیاد نے
خار سا کچھ چشم گریان مین کھٹک کر رہگیا
دل بھر آیا رو سکے لیکن نہ بزم یار مین
زاہد گمراہ مسجد مین بہک کر رہگیا
شمع کا م آفتاب ایک فرقت مین نہ داغ
دو قدم پر چھا کر گلشن کہ جھک کر رہگیا

کی بہت کوشش کی اضطراب دست شوق
کیا یہ غنچے نے صدا دی کیوں چٹک کر رہ گیا
آج اگر دامن تو تار و کئے کیوں خاشت رو
خیر میں بھی دیکھتا ہوں کون تھک کر رہ گیا

انکے سینے سے دوپٹہ کچھ سرک کر رہ گیا
پھر ذرا ہنس دے تو دیکھوں پھر یہ میرے زخم کے
قیس عریاں دور پہونچا میں الجھ کر رہ گیا
کاردانے ضعف نے مجھکو بنایا ای ہلال

تو ہی کھول اس راز سربستہ کو ای مرغ چمن
کیا تمنا کہہ ای قاتل جھڑک کر رہ گیا
وہ نہیں ہوں گردش گردوں مجھے عاجز کرے
نقش پائے رفتگان پر سر پٹک کر رہ گیا

دونوں معشوقوں سے دور غم والم سے قریب بے لطف لپٹ لپٹ کے خوب روئیں جب مخمور نے بہت سمجھایا بہار نے کہا اے مخمور اگر ہماری زندگی چاہتی ہو ہم تو بیکار رہوے بالکل مجبور و ناچار رہوے جسطرح بنے اپنے کو تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچا و اُس مسیحائے زمان بادشاہ جمجاہ سے جا کر ہمارا حال زار بیان کرو اور یہ بھی کہنا کہ ایک سرفراز نامہ مرحمت فرمایئے اگر انکے دست حق پرست کا نامہ لکھا ہوا آجائے پھایا زخم جگر کا ہو ابھی زخم جگر اندمال پائے فوراً صحت ہو جائے مخمور نے کہا میں ابھی جاتی ہوں بعنایت کاتب تقدیر نامہ دست حق پرست سے تحریر کرا کے لاتی ہوں یہ کہکر مخمور اٹھی بارگاہ ملکہ مہرخ میں نہ گئی کہ خواجہ وغیرہ پوچھیں گے اور یہ بھی دیکھا کہ بہار کو جو میں نے تسکین دی دل میں جو درد تھا وہ موقوف ہو گیا مخمور نے سوچی عاشق کا یہی علاج ہے بیشک بادشاہ بڑے لطف سے نامہ لکھیں گے بہار رنگ و بوئے باغ لشکر اسلام ہے بادشاہ بھی خوش ہونگے علاوہ ازیں اپنے دل ترو دستر کو بھی تسکین دینگے نور الدہر سے بھی ملاقات ہوگی دل سے کہتی ہے ای مخمور خدا جفائے عشق سے بچائے عشق روسیاہ کسی کو نہ اپنی صورت دکھائے اسکے نام سے دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ اشعار آبدار موافق حال عاشقان ہیں

نظم

چمن سے ہوش سلامت لیے نکلجاتے
سنبھال لیتے یہ دونوں تو ہم سنبھل جاتے
نگاہ پھیر لی ہم سے شباب نے کیا جلد
ٹھہرے نہ تجھے ترے پیتول رہ جاتے
ہماری لاش کو یوں تو نے پائمال کیا
جو شیر چھوڑتا اژدر ہمیں نگل جاتے
نگاہ کج سے اُدھر دیکھتا فلک اک دن
اسی کے سائے میں ہوتے نک غضب بلجاتے

جو دن بہار کے ایکی بغیر ٹل جاتے
یہ دستے جیب سے پتھر جو کشت حسرت پر
حسین بھی تو نہیں انکھڑیوں بدلجاتے
کہاں چمک ہے داغوں کی قبل شام چلی
عدو بھی دیکھتے آتے تو ہاتھ ملجاتے
امید وصل نہ بر آئی کی دعا برسوں
کہ دل جو یار کی چتون میں تھے نکلجاتے
مسافران عدم کتنے بے مروت ہیں

بڑا گلہ ہمیں تاب و توان کے ہجر میں ہے
سنگ گئے اور مری آہ سے پگھل جاتے
نگاہ گیسوؤنکو ہاتھ جان ہی نہ تھی
تامل اتنا تو کرتی چراغ جلجاتے
نگاہ قہر سے تجھے تو کھینچیں زلفیں
درخت بے ثمر اب تک یقین ہے پھل جاتے
عزیز کرتی اگر عاشقوں کے دل کو وہ زلف
ٹھہرتے آج تو ساتھ انکے ہم بھی کلجاتے

نگاہ یار جو وضع جہان نہین اے دل
تو ذرا جو اے ملک الموت آپ ٹلجاتے
جلال یا نون بڑھا تا تمہارا شوق یہان تک

بدلتی یہ تو زمین آسمان بدلجاتے
کریا نہ قتل کسی سخت جان کو اے قاتل
کہ اپنے سائے سے بھی آگے ہم نکل جاتے

جھلک وہ پردہ نشین تیغ مین جو کھا دیتا
تمام بل تری تلوار کے نکل جاتے
سوا اسے ذلت و رسوائی کے اس

کوچے مین کیا ہے قیس کا نام مجنون رکھا گیا عزیز و اقارب مین مطعون ہوا عاشقون مین نام پایا ایسی ناموری کو آگ لگے خدا کسی کو کسی پر عاشق نہ کرے میان فرہاد نے سختی اٹھائی کوہکنی کی شیرین نے جان شیرین دی یہ بھی بدنام وہ بھی ناکام کیا خوب انجام ہے دلکو بہلاتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا کنیزون نے پوچھا کیون حضور کیا ارادہ ہے مخمور نے کہا صحرا مین اک باغ ہے وہان سحر تیار کرنے جاتی ہون خواہ اگر پوچھین یا ملکہ مہرخ طلب فرمائین کہدینا حاضر ہین شام تک آجاؤنگی کنیزون کو سمجھا کر مخمور بارگاہ سے نکلی طاوس سحر پر سوار ہو کر چلی بڑے زور و شور مین اڑی ہوئی جاتی ہے تصویر خیالی نور الدہر کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے بونڈالا گرد کا اڑا مخمور نے پلٹ کر دیکھا مہتر نغز چالاک بن عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا بھاگا ہوا آتا ہے مخمور نے آواز دی اے مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ کہان جاتے ہو جس صحرا مین چاہتے ہو چلے جاتے ہو یہ کیا مخمور ہوا تے اتری چالاک ایسا گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے میرا دامن چھوڑ دیجیے اسوقت مجھسے بات نہ کیجیے مین بڑی ضرورت مین ہون مخمور نے کہا مجھسے تو حال بیان کرو اس صحرا مین آئے ہو پہلو مین اسکے صحراے سحر ہے لشکر مین وہ تلاطم تمہارے ہوش گم حال پوچھتے ہین ظاہر نہین کرتے ہو سو قدم دست چپ کو اور چلے جاتے گرفتار بلا ہوتے اپنے تعمیون کو روتے مفصل کہو کس کیفیت مین ہو کیا ضرورت ہے دشمنون پر کیا مصیبت ہے ہم تمہارے یدل و جان شریک ہین چالاک نے کہا ایسا ہو آپ والد سے کہدین مین اسوقت اپنی جان پر کھیل کر خدمت مین حیرت کی گیا تھا ملکہ محبوب کا کھل کشا جو قید ہوگئی اسکا نشان دریافت کیا یہ سنکر ملکہ مخمور خوش ہوگئی پوچھا کسے قید کیا چالاک نے کہا فلان مقام پر قلعہ عجائب نگار ہے عجائب زعفران پوش وہان کی حاکم و ناظم ہے وہ بحکم افراسیاب محبوب کو گرفتار کرکے مع لشکر اپنے قلعہ مین لےگئی ملکہ حیرت نے کہا کسی تدبیر سے اپنے کو قلعہ مین پہونچاؤ عیاری کرکے عجائب کو قتل کرو تب محبوب رہا ہو اسی فکر مین جاتا ہون مخمور نے نام قلعہ عجائب نگار سنکر کہا اے مہتر والا گہر وہ قلعہ نگاہ مردم سے مخفی رہتا ہے مین وہان کا حال بخوبی جانتی ہون عجائب زعفران پوش کو پہچانتی ہون بڑے عقب کی ساحرہ ہے اس تک جانا دشوار

ہوگا چالاک نے کہا آپ کنارے کنارے آیئے میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین راستہ پیدا کرلونگا
مخمور نے کہا کوئی بات ہمسے نہ چھپاؤ ہر چند مخمور نے پوچھا چالاک نے گولے کا حال نہ بتلایا مخمور خاموش
ہوئی کہا چلو مین تمہارے ساتھ ہون مگر اے مہتر والا گہر دریا کے مٹنے کی کیفیت ظاہر نہوئی مفصل حال بتلا دو
چالاک نے کہا کوئی مفصل حال نہین ہے آپ صرف میرے ساتھ آیئے کسی بات مین دخل نہ دیجیے مین شناوری
کرکے نکل جاؤنگا دریا خود راستہ دیگا قلعہ بھی ملیگا مین جاکر عیاری کرکے اُسکو مارلونگا اگر کسی آفت مین پھنسون
شریک ہونا ورنہ کوئی ضرورت نہین ہے مخمور و چالاک باتین کرتے ہوے چلے بعد عرصہ کے صحراے
سبزہ زار ملا چالاک نے کہا اے مخمور نشان جادۂ مراد تو ظاہر ہوا اسی صحرا کا پتہ ملکہ حیرت نے دیا تھا
ملکہ مخمور نے کہا مین بھی پہچانتی ہون کان لگاکر شور اُٹھنے کی دریا سے آواز آتی ہے چالاک نے بڑھکر دیکھا
حقیقت مین اک دریاے قہار مواج لطمہ ہیج آفت زا کہ آسمان بھی جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہے سمندر کی
آبرو کھوتا ہے چالاک نے کہا ملکہ مخمور ٹھہرو دریا کی دکھاتا ہون اِس بحر مواج مین جاتا ہون مخمور نے
کہا ارے ظالم یہ دریاے سحر ہے شناوری بیکار ہوگی چالاک نے کہا آپ اسمین دخل نہ دیجیے مخمور پر پرواز
پیدا کرکے اک نخل پر آئی لیکن نگاہ لڑی ہوئی ہے کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہے جیسے ہی چالاک قریب دریا آیا
دریا نے جوش مارا ہزارہا مچھلیان اُبھرین نہنگان خون آشام نے منھ کھولا حباب آنکھین نکالنے لگے موجہاے
دریا خنجر بران بنگئے ہر گرداب سپر نایاب عجیب طرح کا تلاطم ہوا مخمور کو تاب نہ آئی آواز دی اے مہتر
چالاک اپنی جان بچاؤ کنارے سے ہٹ آؤ چالاک کب مانتا ہے مخمور نے دیکھا چالاک نے جیب سے اک
گولہ فولادی نکالا مخمور سمجھ گئی یہ گولہ بی بی حیرت نے اسکو دیا ہے کمبخت آغاز و انجام سے ماہر نہین جوش و
خروش دریا کا حال ظاہر نہین کئی مرتبہ مخمور نے پکارا اے چالاک ٹھہر جا گولہ نہ پھینکنا بلا مین گرفتار ہوگا
چالاک کب مانتا ہے اپنی چالاکی پر مغرور جہالت سے قریب عقل سے دور یا سامری کہکر گولہ پھینک مارا
پس جیسے ہی وہ گولہ دریا مین گرا مچھلیان نہنگ گھڑیال جلنے لگے موج آب سے شعلے نکلنے لگے دم بھر مین
دریا خشک ہوگیا نگاہ اُٹھا کر چالاک نے دیکھا پار دریا کے اک قلعہ سر بفلک کشیدہ دروازے پر
قلعہ کے ہزارہا جادوگر بیٹھے تھے جیسے ہی دریا مین تلاطم ہوا وہ ساحر لینا لینا کہکر دوڑے مچھلیون نے
بلند ہوکر آواز دی چالاک بیٹا عمرو کا آگیا ملکہ عجائب زعفران پوش کو خبر کردو یہ کہکے مچھلیان
جلین ساحرون نے آکر چالاک کو گھیر لیا چالاک نے کھینچا حقہ آتشبازی کا نکالکر مارا دو چار کو

نیچے سے نکل گیا کسی پہ چاقو کا وار مارا دیا کسی پر تیزاب لگایا مخمور بیقرار ہو گئی سر پیٹنے لگی کسی جادوگر سے
ہو کیا چالاک لڑکھڑا کے زمین پر گرا اب تو مخمور بیقرار ہو کر کود پڑی نعرہ کر کے مجمع ساحران پر چڑھ پڑی تیغ
تیغ مارنے لگی کئی سو جادوگر مارے چالاک کو نیچے ہی پایا نہ تھا کہ چالاک کو لیکر نکلی وہاں ساحروں نے
گھیر لیا مخمور نے کئی ہزار ساحر مارے اندر سے قلعہ کے ہزار ہا جادوگر چلے آتے ہیں کنیزوں نے جا کر عجائب سے
خبر کی یہ تخت پر بیٹھی تھی جب چیلوں نے غلغلہ کیا تھا جبھی اسے سنکر کہا وہ صاحبو کوئی بلا نازل ہوئی دریا
کسی نے مٹایا قبر دکو خاک میں ملایا پیدا ہونا بی محبوب کا کل کشا کا سزاوار نہ ہوا مگر مقام افسوس ہے اس
راز سے سوائے شہنشاہ و زوجہ شہنشاہ کے کوئی آگاہ نہیں ہے دریائے سحر کا کسنے نشان دیا کہ کنیزیں
پہونچیں عرض کی اے ملکہ عالم چالاک بیٹا عمرو کا اول آیا اسے اک گولہ مارا اور دریا خشک ہوا لوگوں نے
گھیرا کئی جادوگر اس عیار نے مارے آخر اسکو گرفتار کیا دام سحر میں پھنسایا بی مخمور صاحب نہیں معلوم کیوں
چپکی بیٹھی تھیں آپ ہیں معشوقہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہیں سحر و ساحری میں بے نظیر و یکتا ہیں ہم لوگ سحر
انکا نہ روک سکے کئی ہزار جادوگر مارے گئے جلد چلیے ورنہ چالاک کو لیکر نکل جائینگی عجائب کا چہرہ غصے
سے سرخ ہو گیا کہا بی مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہمارے سحر میں دخل دیا ساتھ والیوں سے کہتی ہوئی چلی افسوس
صد ہزار افسوس تمام عالم میں انقلاب ہوش زلف و کاکل پیچ و تاب ہے کیونکہ یہ انداز ظاہر ہوا کوئی تغیر تو نہیں ظاہر
ہوا مخمور و چالاک کو کیسے یہاں تک پہونچایا کون راہبر تھا ابھی تک تو کسی کو خبر نہ تھی صاف ظاہر ہوتا
ہے کہ وقت بربادی طلسم ہوشربا آگیا ارشاد فیض بنیاد سامری و جمشید کرسی نشین ہوگا کون شہنشاہ کو
سمجھائے طلسم کشا سے میل کیجیے یا حمزہ صاحب کا دماغ عرش اعلیٰ پہ ہوگا وہ اب اصلاح کا ہیکو کرینگی دم جرات کا
بھرینگی جو راز و نیاز کہ درمیان میں زن و شوہر کے تھا وہ نہ مخفی رہ سکا اور معاملات راز و نیاز کیونکہ چھپیں گے
مار آستین گرگ بغل پیدا ہو جائینگے یہ کہکر اٹھی کہ ابھی جا کر گرفتار کرتی ہوں غصے میں جلی اسوقت
آکر پہونچی کہ مخمور لڑ بھڑ کر خندق کے پار اتر چکی ہے چالاک کی وجہ سے ناچار ہو لڑائی میں مصروف ہے کہ
عجائب زعفران پوش کا نعرہ ہوا آواز آئی او مخمور کہاں جاتی ہے ستم ناک عجائب زعفران
پوش مخمور پلٹ پڑی چالاک کو بغل میں دبائے ہوئے پھر لڑنے لگی زخم بھی کھا چکی ہے ہزار ہا ساحر سحر
کر رہا ہے کس کسکو جواب دے بڑا افسوس یہ ہے کہ ایسا نہ ہو چالاک رہجائے خواجہ عمرو فرمائینگے کیوں
مخمور ہمارے فرزند کو دشمنوں میں چھوڑ دیا لیکن عجائب سحر کرتی ہوئی سامنے مخمور کے پہونچی

مخمور نے سحر کیا عجائب نے بھنسکر دفع کیا موتیون کے دانے سے ایک سوتی نکالا اسم سحر پڑھکر مخمور پر پھینکا مخمور نے ہاتھ ہلایا برق چمکائی مروارید سحر جلا کچھ خاک اڑی ایک شعلہ چمکا مخمور کی آنکھون مین اندھیرا آگیا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی عجائب نے قریب آکر زبان مین مخمور کی سوزن ڈالی چالاک کو سلسل مطوق کیا دونون کو گرفتار کرکے قلعہ مین لائی جادوگرون سے کہا ان دونون کو قیدخانے مین لیجاؤ مخمور و چالاک قید ہوے مخمور نے کہا کیون چالاک تمنے گورے کا حال ہمسے چھپایا آخر یہ خرابی ہوئی اگر تم ہمسے کہدیتے کہ ملکہ حیرت نے ہمکو گولہ دیا ہے ہم اسکی تدبیر بتلاتے چالاک نے کہا اے ملکہ عالم آپ تو عشق پیشہ ہین کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے وہ مطلع مجھے یاد ہے فرد میان عاشق و معشوق رمزیست + کراماً کاتبین را ہم خبر نیست + ہین اپنے معشوق مطلوب کا حال کیونکر کہتا مخمور نے کہا اے چالاک یہ جواب باصواب نہین کیوجہ سحر و ساحری سے آپ لوگ نابلد ہین اب بڑا غضب ہوگا ہم اس گورے کو چھپاتے اور تدبیر سے دریا کو شاق یہ مقدمہ راز دنیا زتھا تمھاری معشوقہ پر بڑی آفت آئیگی عجائب لکھ بھیجے گی عمرو کے بیٹے نے گولہ کیونکر پایا یہان آکر دریا مٹایا کیا جواب دیگی چالاک نے کہا اگر قضا لیکر آئی ہے تو ہم مجبور ہین اگر ہماری وجہ سے معشوقہ بدنام ہوئی اور افراسیاب نے بہ نگاہ کج دیکھا آنکھین پھوڑ ڈالونگا مخمور خاموش ہورہی سمجھی کہ عیار عقلمند بھی عجیب ہین وقت پر جہالت کرتے ہین ہین اسکو کیا جواب دون اے مخمور کیا سوچکر چلے تھے کہان کا قصد تھا کہان آکے پھنسے دیدار محبوب مطلوب سے محروم رہے اب اپنی تو یہ کیفیت ہے بقول جلال غزل

اک دل ہے اور اسمین ہیں ارمان ہزارون
صحرا قیامت کے ہین میدان ہزارون
گیسو پریشانہ اس زلف کا عارض پہ بکھرنا
کیسی گھڑی عہد عشق مین ایک جان ہزارون
اس چتون کی جو ابرو کا ہوا کچھ بھی اشارہ
ساقی نے جو نہین تو کرین پیمان ہزارون
جھکتا نہین سر فکر کے سجدے کسیطرح
اک خواب تھے وہ وصل کے سامان ہزارون
میلا ہے بس خون جلال اپنی لحد پر

اک گھر ہے تنگ ہو مہمان ہزارون
ہمکو جو محبوب ابھی آ نہ سکے بست و کو
یون خواب تو دیکھے ہین پریشان ہزارون
سودا ہے گلون کو تری گلپیرہنی کا
پھر جائینگے کعبے سے مسلمان ہزارون
الفت مین تباہی سے خدا دلکو بچائے
گردن پہ مری ہین ترے احسان ہزارون
اک نالہ تو سنتا وہ بت پیچ پنہا
تابوت کے ساتھ آئے ہین ہان ہزارون

پوچھے کوئی ہمت نہ مری وقت جنون کی
گھر کر گئے گو خضر بیابان ہزارون
ابرو و مژہ ناز و ادا غمزہ و عشوہ
بیٹھے ہین گلستان مین گریبان ہزارون
پیمانہ کی جیسے کوئی بزم مین ٹوٹے
کشتی تو ہے اک اٹھتے ہین طوفان ہزارون
دیکھا نہ دم صبح شب وصل جو کچھ تھا
خالق نے دیے ہوتے گر کان ہزارون
قیدخانے مین دونون تڑپ

رہے ہیں لیکن عجائب نے عفران پوش بصد جوش وخروش پلٹ کر بارگاہ میں آئی مصاحبین گرد جمع ہوئین
عجائب نے کہا صاحبو یہ مقدمہ عجائب وغرائب ہے عقل لڑاؤ میری بات کا جواب باصواب دو شہنشاہ نے
مجھکو نامہ لکھا کہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی ملکہ جیحون کی تمہاری سرحد سے جاتی ہے مخفی سحر کرکے پکڑ لو
اپنے قلعہ میں قید رکھو یہ دریائے سحر شہنشاہ کا تھا خود ہی تشریف لائے دریائے سحر بناگئے مجھسے کہا تھا کہ
قلعہ کو کوئی نہ دیکھ سکیگا دریا مثل نگہبان ہے سوائے میری زوجہ کے کوئی راز سے ماہر نہیں ہے پس شہنشاہ نے
آپ ہی حفاظت کی خود ہی دریا کو برباد کرایا یہ گولہ حیرت نے دیا یا افراسیاب نے ظلم کیا میرا نامہ لیکر
خدمت شہنشاہ میں جاؤ ابتک تو یہ گمان تھا کہ دریا نگہبان ہے قلعہ میں کوئی نہ آسکیگا اب اسے کھل گیا دریا
خشک ہوا عیار سرداران لشکر عمرو بی مہرخ وبہار وغیرہ لشکر کشی کرکے مجھپر آئینگے میں اسی وجہ سے قید محبوب
کا رکھنا قبول نہ کرتی تھی کنیزوں نے کہا حضور ظاہر ہے کہ یہ گولہ ملکہ حیرت نے چالاک کو دیکر روانہ کیا تھا
دریا کو تیر بدعت کا نشانہ کیا فوراً نامہ تحریر فرمائیے بی حیرت کو ذلیل کرائیے عجائب نے اسی وقت ایک
عرضی برائے افراسیاب بعد پیچ وتاب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ گولہ سحر کا چالاک بن عمرو دیکر آیا دریا
کو مٹایا بی مخمور مددگار بنکر آئیں دریا تو بیشک مٹ گیا میں نے دونوں کو گرفتار کیا مفصل تحریر فرمائیے
یہ گولہ چالاک کو آپنے دیا یا آپ کی زوجہ صاحبہ نے اور کسی پر یہ حال ظاہر نہ تھا کوئی اس کیفیت [illegible]
سے ماہر نہ تھا پکار کر آواز دی کوئی ساحر یہ عرضی لیکر جائے فوراً جواب لائے عنبر جادو مصاحب خاص
خدمتگار باختصاص عرضی ملکہ عجائب کی لیکر چلا دو کلمہ داستان سپہر عیاری وقطب فلک [illegible]
گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار گزارش ہوتے ہیں عمرو نے عرصہ دراز تک چالاک کا انتظار
کیا شب گذری چالاک واپس نہ آیا بوقت سحر عمرو گھبرایا سوچا اس لونڈے نے کچھ نشان نہ پایا [illegible]
میں گیا جوتیاں کھائیگا کچھ نہ بن آئیگا کچھ غصہ کچھ ملال فرزند کا بھی خیال بارگاہ سے باہر نکلے راہ میں
برق سے ملاقات ہوئی پوچھا میاں برق تمہارے چالاک کہاں ہیں حال قید محبوب دریافت کرنے
گئے تھے پلٹ کر نہیں تشریف لائے برق نے کہا حضور چالاک بیباک کا شغل کاہیکو ہے کل برائے
ملاقات ملکہ حیرت تشریف لے گئے تھے تکلیم میں خوب مزے اڑائے بعد چند ساعت واپس آئے یہ فرما کر
گئے تھے کہ بھائی برق لشکر سے ہوشیار رہنا محبوب کو رہا کرنے جاتا ہوں رہا کرکے آئینگے عمرو
نے کہا آپ ساتھ تشریف نہیں لیگئے برق نے کہا وہ کب ہوتا عیاری کرتے ہیں آتے ہونگے

عمرو نے برق کی گردن میں ہاتھ دیا کہا اب تو نے میرے فرزند کو بھی آوارہ کیا وہ پلٹ کر زنبیل میں
کسی بلا میں پھنسا برق نے کہا وہ کسی مقام پر پڑنے والے نہیں ہیں اگر پھنسے ہونگے قید خانے میں عیاری کرکے
محبوب کو لیکر آئینگے عمرو تو غم میں فرزند کے بیتاب تھا برق کو جواب مار کر بیہوش کیا اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا
طرف صحرا کے چلے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہ او عمرو چالاک پر کوئی افتاد نزول پڑی صحرا میں آکر ایک
چشمے پر ٹھہرے ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوئے جو مسافر نکلا اسکو قزاقی بکر مار اکپڑے اتار لیے اسکی لاش
گھسیٹ کر کنوئیں میں ڈال دیا مسافروں پر غضب آتا رہے ہیں راہگیروں کو مار رہے ہیں کہ ایک ساحر کو دیکھا
آسمان سے اترا ہوا آتا ہے لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تھکا ہوا ہے چشمہ آب دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا کنارے [illegible]
زمین پر اتر آیا چاہا چشمے سے پانی پیوں عمرو نے آواز دی او ناہنجار او اجل رسیدہ خبردار پانی نہ پینا یہ ہی
عبیر جادو ہی ہو نامہ عجائب لیکر چلا تھا عمرو نے ہزاروں گالیاں دینا شروع کیں عبیر نے کہا ذرا زبان
سنبھالیے عمرو نے کہا او بے غیرت تو کون ہے ہم تو ملازم افراسیاب ہیں چشمے کے پانی پینے کی ممانعت ہے
اسمیں کفن پڑا ہوا ہے دھا سمیں بہتا ہے اسی وجہ سے منع کیا پانی پیتے ہی خاک ہو جاتے اسی واسطے کلمات سحر کے
کہ پانی نہ پیو ورنہ جسم پانی ہو کر بہ جاتا اب تو عبیر جادو منت کرنے لگا بھائی بھائی کہکر لپٹ گیا کہا اے برادر
تم نے بڑا احسان کیا میں قلعہ عجائب نگار سے آتا ہوں خدمت افراسیاب میں نامہ لیکر جاتا ہوں عمرو نے
کہا قلعہ عجائب نگار پر کیا معرکہ گذرا ہے عبیر نے کہا او محسن اصل معاملہ یہ ہے محبوب وزیرزادی ملکہ حیرت
کی لشکر لیے ہوئے جاتی تھی شہنشاہ نے نامہ لکھا ملکہ عجائب نے محبوب کو مع لشکر قید کر لیا اس راز
سے سوائے شہنشاہ و حیرت کے کوئی آگاہ نہ تھا چالاک بیٹا عمرو کا گولہ فولادی لیکر پہونچا دریا
تھا خشک کیا مخمور بھی ساتھ تھیں وہ لڑیں ہزارہا ساحر مارے گئے عجائب نے مکر کر کے مخمور و چالاک
کو قید کیا ہے شہنشاہ کو نامہ بطور طعن و تشنیع تحریر کیا ہے کہ یہ گولہ چالاک کو کیونکر ملا یقین ہے سوت کی
جبل میں حیرت نے یہ کام کیا ہوگا اب حال کھل جائیگا شہنشاہ سے یہ بھی حکم لینا ہے کہ چالاک و مخمور
کو قتل کریں یا قید رکھیں عمرو نے کہا بھائی میں تمکو لاکر آب سرد پلاؤں اس چشمے کا پانی سم قاتل ہے
سیکڑوں مسافر پانی ہو کر بہ گئے یہ کہکے درہ کوہ میں گئے آب سرد لا کر عبیر کو پلایا عبیر بیہوش ہوا عمرو نے
عبیر کو تو ایک درہ کوہ میں ڈال دیا نشان پتہ کوئی پوچھ لیا تھا آپ بصورت عبیر جلکہ تیار ہوئے
بقچہ کو زنبیل سے نکالا سب حال کہا کہ تمہارے مرشد زادہ کا نامہ ہے ہاں قید ہوگئے صرصر نے شکل

برق فوراً بصورت صرصر شمشیر زن آراستہ ہوا عمرو نے نامہ عجیبہ سے لیا تھا اسکی پشت پر طرف سے
افراسیاب کے جواب لکھا تھا افراسیاب بنا کر شیت کی خواجہ بصورت عجیبہ برق بصورت صرصر راہ میں
برق کو سمجھاتے ہوئے کہ بیٹا جلدی نہ کرنا محبوب و مخمور کو رہا کرنا ہو مہلت یا قوت قریب بہ یقین ہے
ہو وے کے بعد طبل جنگی بجے برق کہتا ہے استاد میں سمجھ لونگا بعد قطع منازل و طے مراحل سامنے قلعہ عجائب کے آکر پہونچے
نگہبانان قلعہ نے عجیبہ کو دیکھا اٹھکر سلام کیا کہا کیوں اے افسر شہنشاہ سے ملاقات کی عیار کو گولہ کیونکر ملا
خواجہ نے کہا سب احوال ظاہر ہو جائیگا اسی واسطے شہنشاہ نے صرصر کو ساتھ کر دیا ہے یہ باتیں کرتے ہوئے
اندر داخل دیکھا خواجہ نے شہر آباد رعایا دلشاد دوکاندار مالدار سجا سجایا بازار تماشا دیکھتے ہوئے قریب
دولت الامارۃ شاہی پہونچے ملکہ عجائب کو خبر ہوئی کہ عجیبہ کے ساتھ شہنشاہ نے صرصر کو بھیجا ہے حکم دیا بلا لو
صرصر ہزار مرتبہ آئی ہیں ہوا کو کیوں روکا ہی صرصر تو کلید عقل شہنشاہ ہیں چوبدار آکر دونوں کو بلا لیگیا
عمرو نے دیکھا ملکہ عجائب تخت پر جلوہ فرما ہیں گرد تخت کے نازنینان مہ جبین غیرت مہ جبینان مہر لگین کنیزان
ماہ پیکر خدمتگذاران سیمبر دربار بنہایت تکلف سے آراستہ برق تو تڑپ رہا ہی بڑھکر ملکہ عجائب کو سلام کیا
صرصر سے پانک بلائیں لیں کہا واری دنیا سے محبت اٹھ گئی نیرنگ جو کہہ گئے تھے کہ محبت دنیا سے اٹھ جائیگی
بھائی کا بھائی دشمن زن بیزار شوہر سے شوہر زن سے ذرا کنارے چلیے میں کچھ عرض کروں آپ کی حیرت بہت جلے ہے
اب کسی کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی کوئی گدھے پر سوار کرا کے تشہیر کیا جائیگا آپ نے خوب گل کھلایا کیا فقرہ لکھ بھیجا
زن و شوہر میں خوب فساد پڑا عجائب نے حیران ہو کر کہا اے صرصر کیا ہوا برق نے کہا میں نے تو سب کچھ کہہ دیا
حضور نہ سمجھیں تو میں مجبور ہوں بیہودہ بات سر دربار کیا بیان کروں ذرا کنارے چلیے لمحہ بھر کو تکلیف
فرمائیے عجائب نے عجیبہ سے پوچھا اے مصاحب خاص تمکو کیا جواب ملا برق نے کہا سب باتیں مجھ سے دریافت
کیجیے گا غیر شخص سے شہنشاہ کیا کہتے آج بڑی چوری پکڑی گئی عجائب اشتیاق میں اٹھ کھڑی ہوئی برق
ایک کمرے میں لیکر آیا کہا حضور کی حیرت نے اپنے طلسم کے مٹانے کا قصد کیا گولہ سحر سامری کا چالاک
کو دیدیا آپ کا نامہ پہونچتے ہی افراسیاب نے بلاکر حیرت سے پوچھا وہ گولہ جو تمنے بنایا تھا وہ کیا کیا
ملکہ حیرت گھبرا گئی گولہ کہاں تھا جو دیتی اب شہنشاہ نے قید کیا ہے میں نے جو آپ سے عرض کی انھیں کی ناک
چوٹی کاٹی جائیگی افراسیاب کہتا ہے چور دوست دشمن ہو گئی اسکو تشہیر کر کے نکالونگا آپکے مقدمے میں زبانی تھے
عجائب بڑی خیرخواہ ہو کس مزے سے محبوب کو قید کیا اس زمانے میں چلکر ملاقات کیجیے سلطنت

ہوش ربا آپ کو ملے فرح و بہار نوبت بجان و کار و بر استخوان ہین یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی
عفریب طلسم کو بلائیگی سنتے ہین وہ عفریت آکر سب کو کھا جائیگا ان باتون مین عجائب کا خوب دل لگا
برق کا باتین بنا تا تڑپ دکھانا باتین کرتے کرتے صرصر نے ادھر ادھر دیکھا عجائب نے پوچھا کیون صرصر
کس چیز کی تلاش ہے کہا حضور اک جام شراب کی خواہش ہے عجائب نے میز سے گلابی اٹھا کے دی
صرصر نے جام لبریز کیا کہا واری نصف آپ نوش کیجیے جھوٹی شراب آپکی لونڈی پییگی عجائب نے
منھ لگا دیا چند قطرے حلق سے اترے گھبرا کر کہا اس شراب نے آگ لگا دی کہا حضور فصل کی خلاف ہے
عجائب گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق نے عجائب کو اٹھا کر چار
پائی کے نیچے ڈال دیا لباس اسکا اتار لیا عجائب کی شکل بنکر کمرے سے ہنستا ہوا نکلا خواجہ انتظار کر رہے ہین
کہ دیکھون یہ لونڈا کیا کرتا ہے ایسا نہو عیاری کو خراب کرے کہ ملکہ عجائب باہر تشریف لائین تخت پر بیٹھتے
ہی حکم دیا ملکہ محبوب کاکل کشا و مخمور رعنا چالاک عیار کو جلد دربار مین لاؤ خواجہ سمجھ گئے برق نے اپنا
کام کیا داروغہ مجلس گیا محبوب و مخمور و چالاک کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا برق نے عبیر سے کہا
مصاحب خاص انکو سمجھاؤ حکم شہنشاہ آگیا ہے کسی کا پاس نہ کرونگی ابھی برائے قتل حکم دونگی عبیر جادو
ٹہلتے ہوے پاس مخمور کے آئے بائین آنکھ کا تل دکھایا مخمور نہال ہوگئی پلٹ کے محبوب سے مخمور نے
کہا استاد آگئے چالاک بھی سمجھ گیا مگر بڑا قلق ہوا اب چالاک نے برق کو بھی پہچانا برق کا تو حکم احکام
جاری ہو رہا ہے عبیر جادو نے خزانہ دار کو بلایا کہا جسقدر جواہر ہمارے خزانے مین ہے کشتیون مین لگا کر کمرے
مین رکھو خزانہ دار نے فوراً حاضر کیا خواجہ کمرے مین تشریف لیگئے جواہر سب لٹا کے نذر زنبیل کیا یہان محبوب
و مخمور نے عرض کی حضور ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے برق نے جھپٹ کر دونون کی زبان سے سوزن
لیا چالاک کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹوائین خواجہ تو گھر بھر کی تلاشی لیتے پھرتے ہین قضائے کار چند
کنیزین کسی کار ضروری کو اس کمرے مین گئین جہان عجائب بیہوش پڑی ہے یہان محبوب و مخمور پہلو مین
آکر بیٹھین چالاک گمس پرانی کرنے لگا کنیزون نے عجائب کو زیر چھپرکھٹ پایا دیکھا بی بی برہنہ
پڑی ہین کنیزین سر پیٹنے لگین کسی نے پانی کا چھینٹا دیا عجائب نے آنکھین کھولین کنیزون نے
عرض کی واری جلدی اٹھیے آپ کی شکل کی ایک عیارہ تخت پر جا کر بیٹھی ہین محبوب و مخمور کو
رہا کر دیا چالاک کی ہتھکڑیاں کٹوا دین حکم ہے کہ محبوب کو قید خانے سے لاؤ آپ کو یہان کون

ڈال گیا عجائب نے کہا دنیا مین آگ لگی ہو جو رونے شہنشاہ کی دریا مٹوایا عیار بچی نے مجھکو بیہوش کیا
پردنی نمکخوار ہو کر یہ حرکت کی کنیزون نے عرض کی حضور صرصر کا تو کہین نشان بھی نہین معلوم ہوتا ہوا
کو کون دیکھ سکتا ہی خیر خواہان دولت کو اسی وجہ سے سکتا ہو عجائب نے کہا سب حال کھل جائیگا یہ
کوئی عیار ہوگا مین ابھی چلکر سمجھے لیتی ہون یہ کہکر لباس پہنا اپنے مقام سے اٹھی اسباب سحر ہاتھ مین لیکر
چلی یہان برق سکو ۔ ہا کر چکا خواجہ مکان مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین برق تخت پر بیٹھا ہی محبوب
کاکل کشا و مخمور کہہ رہی ہین کہ اب نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہو کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم ملکہ عجائب
زعفران پوش ارے صرصر شمشیرزن کہان گئی مجھکو بیہوش کرکے بھاگی برق تو تخت سے کود کر بھاگا
ملکہ محبوب نے نعرہ کیا ای ملکہ عجائب دھوکے سے پکڑ لائی تھین مین بسر منزل تھی تم نے جا کر سحر کیا اب
حال کھلیگا عجائب محبوب پر جا پڑی عجائب کے مصاحب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہو برق نے
اشارہ کر دیا ارے اسکو مارلو یہ کون میری صورت پر آئی ہو اسکے مصاحب اسی پر سحر کرنے لگے عجائب
نے ساتھ والون کو قتل کیا ہزارون لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین ہو یہ قلعہ
عجائب نگار متعلق سرحد ظلمات ہی عجائب خاص خراج گزار ملکہ ماہیان زمرد پوش ہو یہ بھی اکثر
تحریر ہوا حقیر نے تو کسی مقام پر نشان نہین دیا اب واضح کرتا ہون کہ ہفت برق طلسم ہوشربا خاص
قلعہ ظلمات مین رہتی ہین برق لامع مسلمان ہوئی رعد و برق بھی شریک ہوے برق نگاہ ان جلد
کی داستانون مین قتل ہوئی برق خاطف و برق خندان و برق بلاخوار یہ تین برقین باقی ہین
برق بلاخوار اپنے قلعہ مین بیٹھی ہو کہ کنیزون نے خبر دی حضور مجرہ نجم کھل گیا ملکہ یاقوت سخندان
و لعل سخندان لڑ رہی ہین برق بلاخوار تڑپ گئی کہا صاحبو یہ کیسا انقلاب ہے ایسی خبر وحشت
اثر شکرہ دل بیتاب ہی جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا کیا عمرو کھلا دنیا ہو سب اسی کی محبت کا دم بھر رہے ہین
تاریک شکل کش کیونکر قتل ہوئی احتقاق و شہنا لواز ایسے تھے کہ اسقدر جلد مارے گئے یہ کہکر
کنیزون کو حکم دیا جلد جا کر خبر لاؤ چند کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بارگاہ عجائب مین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہی عجائب و مخمور و محبوب سے لڑائی ہو رہی ہے جب عجائب نے دیکھا مین غالب
نہ آؤنگی میرے ساحر مجھی پر سحر کر رہے ہین کس کس سے لڑون کس کس کو جواب دون اسنے گھبرا کر
گویا خاک قبر جمشید کی کھول دی اس خاک کا اڑنا تھا محبوب و مخمور و دیگر چارسو ساحر اسکی تاثیر سے

بیہوش ہو کر گرے عجائب نیمچہ کھینچکر چلی کہ محبوب و مخمور کو قتل کرے دن پہلو سے عجیب جادو پیدا ہوا عجائب
نے آواز دی کیوں تا کو عجیب صرصر کو کنعان سے ساتھ لایا تھا وہ تو شریک مسلمانان ہو گئی مجھکو بیہوش
کرکے ڈالدی میری شکل بنکر تخت پر بیٹھی محبوب و مخمور کو قید سے رہا کر دیا مجھ ایسی ساحرہ ہوشیار نہوتی
تو ان بچوں کے ہاتھ سے قتل ہو جاتی کیا تو بھی شریک مہرخ ہوا عجیب نے دست بستہ عرض کی یہ غلام
قدیم آپکا مشیر و ندیم آپنے مجھکو خاک سے پاک کیا مرتبہ اعلی پہ پہونچایا اپنا صاحب خاص بنایا میری
خیرخواہی ملاحظہ فرمایئے اب تکلیف نہ کیجیے مخمور کا میں سر کاٹونگا بی حیرت نے میرے ساتھ صرصر کو دیا تھا
میں کیا جانوں یہ کیا ماجرا ہوا اب سب حال مکر و غدر کھل جائیگا یہ کہتا ہوا قریب ملکہ عجائب کے آیا کہا
آپکو قسم ہو سامری و جمشید کی اپنی تلوار کو خون مخمور سے رنگین نہ کیجیے اس ظالم کا سر میں کاٹونگا یہ کہکے
بیست کی قریب آیا عجائب سے کہا دیکھیے وہ کونے میں صرصر کھڑی ہے سحر کیجیے یہ بھاگنے پائے ہوا کا اتفاق
واجب و لازم ہے دم بھر میں غائب ہو جائیگی جیسے ہی عجائب اسطرف پلٹی عجیب نقلی نے حلقہ ہائے کمند گلے
میں عجائب کے ڈالدیے نعرہ کیا صرصر کو دیکھا جھٹکا مارا عجائب ہتھے کے بل گری گرتے گرتے پیٹ پر
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے عجائب کے مقامات قلعہ کے جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من عجائب
زعفران پوش بود صدہا مکان گرا باغات اسکے سحر کے جلے محبوب و مخمور نے سحر ادا کر دیا اہالیان
فوج محبوب کو رہا کر چکے تھے ان سب نے کو و برزن میں آگ لگا دی آخر بالیان شہر نے پناہ
مانگی چادر بالائی رئیس و امیر شہر و وزیر رومال سے ہاتھ باندھکر مخمور کے سامنے آئے محبوب
و مخمور نے سحر روکا لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر مطیع اسلام ہوئے گرد و نواح تمام کا ملکہ مہجبین کے
جاری ہوا تو اجناہر ہوئے محبوب نے شکریہ ادا کیا خواجہ نے محبوب کو تخت پر بٹھایا مخمور کرسی
جواہر نگار پر چالاک و برق و خواجہ ابو موجود تھیں عمرو نے اسی وقت حکم دیا جو آنے لدوا کے بارگاہ
درست ہوئیں اسباب سفر تیار ہوا دو لاکھ ساحران بمقدار ہمراہ قلعہ میں کسی کو مقرر کر دیا بیرون قلعہ عجائب
لشکر آکر فروکش ہوا کنیزان برق بلاخوار جو بنامے خبر چلی تھیں اسوقت پہونچیں کہ عجائب کے
مرنے کی صدائیں بلند مکانات ہزاروں جل رہے تھے یہ ہنگامہ دیکھکر آسمان سے اتر آئیں شہر میں آکر
سب حال دریافت کیا معلوم ہوا ملکہ مہجبین کی یہاں بھی عملداری ہو گئی مخمور و محبوب نے
الرعجائب کو مارا سارا قلعہ اسلام آباد ہوا یہ خبر وحشت اثر لیکر پیشن برق سے آکر اطلاع کی

عرض کی حضور عجائب کو مسلمانون نے قتل کیا مخمور و محجوب مع فوج ساحران بیرون قلعہ فرو کش
ہین یہ سنکر برق بہ قہر و غضب تمام اٹھی کہا مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی سرحد پہ ظلمات مین آکر دخل
دیا ابھی جاکر سب کو جلادونگی یہ کہکر تڑپی آواز دی ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش آکر موجود ہوئین
برق نے کہا عقب مین آؤ برق طاؤس پر بیٹھکر کڑکی اور چلی دور سے نمایان ہوتا تھا ایک لچھا برق
کا کڑکتا ہوا جاتا ہے ساٹھ ہزار کنیزین باز لقا فرفرے وغیرہ پر سوار ہوکر بصد جوش وخروش چلین نوبت
نقارے بجتے ہوے اس جاہ و حشم سے یہ سب آئے ہین خبر مفصل دریافت ہوئی کہ قلعہ عجائب نکل
گیا تین برپا ہین برق پر انتہا کا شاق ہو جنگ مخمور کی دل و جان سے مشتاق ہے گوشہ دیدہ و
ظلمات سے لشکر لیکر نکلی تھی اک صحراے سبزہ زار مین پہونچی وہانکی بہار دیکھکر دل فرحناک ہوا کنیزون
نے دست بستہ عرض کی حضور کیا صحراے معقول ہے سرور تازہ قلب کو حصول ہوا اسی مقام پہ فرو کش
ہوجیے برق نے کہا تمھین کیا معلوم کہ طلسم مین کیا انقلاب ہے کیسے کیسے ساحران جلیل افراسیاب
کے کفیل مثل نقش قدم مٹ رہے ہین روح کو بیچینی ہے کنیزون کے کہنے سے لمحہ چند ساعت اسی صحرا مین
اترین کھل رہی ہین ہوا سحر و عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی
صحراے مینو سواد کی رعنائی برق نے جو نرگس شہلا کو دیکھا جوان حسین پہ آنکھین نکالتی ہے عشق
گل و بلبل کے جھگڑے اشارہ دینی تالی ہر سرو کا قد موزون صنوبر ہوا کی خوش رفتاری عاشقان
چمن کی بیقراری باد صبا کی اٹکھیلیان چشمہ ہاے آب روان ہر ایک گرداب مثل مہر درخشان اسوقت برق
کو وہ صحرا ایسا پسند آیا بے اختیار منھ سے نکل گیا کیا مقام جنت نشان ہے دل چاہتا ہے آنکھون کو فرش
کرین سبزہ خوابیدہ کی محبت کا دم بھرین یہ باتین تھین یا تو صحرا کی وہ رعنائی زیبائی یا دیکھا سنبل نے
بالون کو پریشان کر یا نرگس کی آنکھین پھرین قمریون نے عوض کو کو کے حق سر کو پیٹا سرو چمن پا بہ گل
ہر نخل مضمحل چشمونکو دیکھکر جوش دریاے مصیبت ہر ایک حباب چشم حیرت غبار ندرو اٹھا تو زمین
تھرائی عندلیبان خوشنوانے زمزمہ سرائی موقوف کی ہر گوشہ صحراسے وادریغا واحسرتا کی صدا بلند ہوئی
برق اس مصیبت کو دیکھکر دردمند ہوئی تڑپ گئی ساتھ والیون سے کہتی ہے وارے صاحبو رنگ روے گل کیون
متغیر ہوا آئینہ چشمہ صاف وشفاف کیون مکدر ہوا اسوقت نئی بات پیدا ہوئی بحر غم والم کی طغیانی ہے دم
برق پر حیرانی کیا بلا نازل ہوئی کون قتل ہوا ارے کسکا گھر لٹا افراسیاب کی خیر لاؤ میرا دم گھبراتا ہے کلیجہ

ہوا آتا ہے کبھی جی چاہتا ہے تڑپ تڑپ کے گر دون سارے جنگل میں آگ لگا دون دیکھو دیکھتے دیکھتے تغیر ظاہر ہوا
کسی نے ابتک مجھسے مفصل حال نہ کہا کنیزین دست بستہ سامنے عرض کرتی ہیں اسی تلوگ کیا عرض
کرین ظاہر ہے تو کوئی سانحہ درپیش نہیں ہے تو باتین کا حال بلکہ وحشیہ جادین یہ کل آشوب عمار وندلقا کی قوم
نے دکھلائے وہی ہوگا جو شاہ وندلقا کو منظور ہے برق نے کہا اس بھگوڑے کا نام نہ لو اسنے شرف مذہب سامری
و جمشید مٹایا میں حیران ہوں کہ قلم طلسم ہوشربا میں کیونکر آیا دیکھیے کیونکر جان بچے یہ لفظ برق کے منھ سے
نکلا تھا کہ ایک طائر آسمان سے روتا ہوا واقف بہ ہوا برق نے گھبرا کر پوچھا ای طائر ساختہ سامری خیر تو ہے اس
طائر نے زنبیل مار کر آواز دی ای برق تمہیں دیر کی جو اختیاب ہوا شہنشاہ عجائب قتل ہو گئی یہ کہکر وہ طائر
جل گیا برق تڑپکر سوار ہوئی رو رو دی کرتے چلی وقت پر اسکا حال تحریر ہوگا یہان شب کو محبوب نے بارگاہ
میں جلسہ آراستہ کیا رات بھر [illegible] بادشاہ آرام کیا حکم دیا پھر وہان سے لشکر چلیگا مخمور و محبوب سوتی ہیں
سرداران لشکر اپنے اپنے [illegible] خواب تمام لشکر میں مرتبہ [illegible] بارگاہ لرزتی ہے کہ آسمان سے
نعرہ ہوا [illegible] شہنشاہ عجائب غضب کیا [illegible] بادشاہ کو قتل کیا یا مخمور و محبوب کی اطاعت
کی حق شہنشاہ فراموش ہوا [illegible] برق بلانخوار تڑپ تڑپ کہ سب کو جلا دونگی اسطرح تڑپکر گرتی
کبھی سو کے سر کاٹ کر گئی [illegible] ہزار کنیزین [illegible] کرین کوٹ [illegible] تیغ جو چلے پچاس ساٹھ ہزار ساحر مارے گئے
پہلے ہوا محبوب و مخمور آنکھین ملتی ہوئی اٹھین گھبرائی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہے بیرون بارگاہ آکر دیکھا
ہزار ہا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہے برق نے سفر ادا کر دیا مخمور جانتی تھی کہ برق سر پہ گری یا سر زخمی ہوا ایک
لمحہ برق کا محبوب پہ گرا صورت اصلی اسکی دکھائی نہیں دیتی کہیں برق بنکر گری کبھی تلوار بنکر
چمکی کبھی آگ برسائی کہیں آگ لگائی اسے سنبھلنا دشوار کر دیا عمرو و چالاک وہ برق بھاگ کر الگ کھڑے
ہوے چاہتے ہیں کچھ عیاری کرین برق کی چشمک [illegible] سے نگاہ قائم نہیں ہوتی یہ نہیں ثابت ہوتا کہ کون
[illegible] ہے اسقدر اندھیرا ہے کہ اپنا ہاتھ آپ نہیں معلوم ہوتا تمام جنگل دھوان دھار ہو رہا ہے عمرو ہر مرتبہ
قصد کرتا ہے کسی کی شکل بنکر ڈھونڈوں برق کو مار دون کبھی معلوم ہوتا ہے تلوار چمکی کبھی بجلی تڑپتی ہے ہر مقام
پر گرتی ہے جہان گری سو دو سو کو جلا دیا ہزار دو ہزار کو خاک میں ملا دیا صدائے فریاد والغیاث
بلند محبوب و مخمور گھبرائیں کہاں بھاگ کر جائیں اب برق جہانتاب سے کیونکر جان بچائیں
برق و عمرو و چالاک اسوجہ سے حیران ہیں صورت ظاہر ہو تو عیاری کرین برق چمکتی ہے

قبضہ تیغہ روئین شگاف پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی کمر سے نکالا ہزار ہا بوق بجا معلوم ہوا صور اسرافیل پھکا صحرا تھرایا کچھار مین شیرون کو غش آیا گھوڑے حیران پا ہوے آواز بوق سے بدلگامیان کرنے لگے سوارون کو پٹک پٹک کے بھاگے غضنفر تیغہ کھینچکر فوج برق بلاخوار پر جا پڑا گولے ترنج نارنج پڑ رہے ہین غضنفر انگشتر مہر و ماہ کو چمکا دیتا ہی سحر ساحران کو اسکی ضو دکھا کر مٹا دیتا ہی ساحرون کے سحر سے دریاے آب و آتش جوش مار رہے تھے اُن دریا ہاے سحر کو اسب بادپا طے کرتا ہی جسپر غضنفر جا پڑا تیغہ روئین تن شگاف کا ہاتھ مارا اگر اُس ساحر نے اپنے کو سحر سے روئین تن بھی بنایا تیغے نے دو ٹکڑے کیے، ساحر جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ہزارون کو دم بھر مین پامال کیا ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا قزاقون نے اِسطرح گھیرا گھوڑون کو دوڑا رہے ہین عجب ترکیب سے قزاق ساحرون سے لڑتے ہین ایک نے ساحر کو نیزہ دکھایا اُسنے سحر کیا یہ بیچارہ مبتلاے سحر ہوا دوسرے نے لپٹ کر خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اس رنگ سے قزاق لڑے ساحرون کے جی چھوٹ گیے سحر کرنا بھولے جاتے ہین جھولیان خالون سے گر گئین کلوا کا نام لیتے ہین نا بسنگم یاد آتا ہی رنگ سحر و ساحری مٹا جاتا ہی برق بلاخوار ایک طاؤس آتشین پر سوار تڑپ تڑپ کر سحر کر رہی تھی صف محبوب پامال مخمور و محبوب زخمی ہو چکین یہ مثل شعلۂ جوالہ کبھی ظاہر کبھی نابود ایک نخل کے سایے مین آکر تماشا دیکھنے لگی نگاہ برق بلاخوار جمال بیمثال غضنفر نامدار پر پڑی دیکھا ایک طفل دوازدہ سالہ سبزہ عارض الور پر آغاز ہوا ہو دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مستوق وضع شیر بیشہ نبرد جرأت و دلاوری مین فرد جس ساحر نے قصد کیا یا للکارا فوراً اُسپر جا پڑا اُسنے سحر کیا سحر اُسکا بیکار ہوا غضنفر نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چوڑنگ ہوائی قلم کیا سناتھ والے قزاق تعریفین کر رہے ہین ای شہریار ماشاء اللہ کیا مزے سے ساحر کو مارا کس دھوم سے کاوا کو للکارا قزاق بھی بلاے روزگار ہین نسیم جالندری سحر کر رہی ہی برق بلاخوار کی جو نگاہ اس شیر دل رستم خصال آفتاب عالمتاب آسمان جاہ و جلال شیر بیشہ جرأت نہنگ بحر شجاعت کی ولیاقت پر پڑی صورت زیبا دیکھکر مر گئی پکار اُٹھی ارے مجھکو قتل کر تو تلوار کیون کھینچتا ہی تیرے خنجر ابروتے دلکو زخمی کیا نگاہون کی چھریان سینے پر چل رہی ہین تلوارین ابروے خمدار کی نیام انتقام سے نکل رہی ہین دور سے بلائین لیتی ہوئی چلی غضنفر نے دیکھا ایک ساحرہ تمام جسم شعلۂ آتش

اپنے کو اسنے ظاہر کیا سحر سے خوبصورت بنی یہ تجمیل بہاری بیابان مین نیا دیکھا آب و دان گا اور ڈھانپ یوں بھی سین تا
لیا پکا ستی ہوا سے کیون تکلیف کرتا ہی کلائیون پہ ورم آجائیگا غضنفر تیغہ دو دستی سگاف کھینچتے ہوے کسی سے خون ٹپکتا
ہوا خانہ ہاے زرہ خون سے ممتلو میدان جنگ مین قلب کو سرد کیے پر آفتاب تابان عارض نور رشک ماہ و خورشان
حسین جمیل کسن تکمیل ایسی آن بان سے تیغہ کھینچے ہوے چلا برق بلاخوار بلائین لیتی ہوئی آئی اور غضنفر نے تولو
کیا او ملعونہ کیا بکتی ہو درد دہن جو کھلا لڑی موتیون کی ظاہر ہوئی دندان مثل برق چمکے خرمن ہوش و حواس کو
برق کیے جلا دیا مسکرانے سے تجھی اسے تجھکو پسند کیا یہ کہتی ہوئی بڑھتی ایسے مین تجھکو عالمگیر بناؤنگی سحر سکھاؤنگی
کوئی دنیا مین تجھسے مقابلہ نکر سکیگا یہ ظلمات مین لیجاؤن تیرے لیے تاج و تخت آراستہ کرون وہان کے تخت پر بٹھاؤن
بڑے بڑے ساحر تیری خدمت مین حاضر رہین گے کون تجھسے مقابلہ کر سکیگا غضنفر نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہو ہوشیار
ہوجا جو کچھ سحر کرو ورنہ پچھتائیگی برق بلاخوار نے کہا ارے کمبخت وہ ہاتھ ٹوٹین جو تجھپر سحر کرون وہ پھوٹین آنکھین جو
تجھ ایسے معشوق کو نگاہ بد سے دیکھین جب غضنفر نے ان باتون کو کہا نا تیغہ کھینچے ہوے قریب آیا تب برق نے
ڈرانے کو غضنفر کے چند دانے آتش کے پھینکے وہ شعلہ بنکر غضنفر پر گرے غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا وہ
شعلہ ہاے آتش نابود ہوے برق بلاخوار خوب قہقہا مار کر ہنسی کہا ارے ظالم یہ تو بڑی بات ہی تھوڑا ہے مت
تجھکو بھی سحر یاد ہے مین بخوبی کامل کر لونگی یہ کہکر تیر ہاتھ بڑھایا برق پر کانی اسکی بھی تاثیر نہوئی جب پھر برق بلا
خوب قہقہا مار کر ہنسی کہا ارے سحر مین بھی کامل ہے مین تو سمجھی تھی کہ بالکل جاہل ہو شکر سامری و جمشید کہ سر عشق
کچھ سحر سے بھی آگاہ ہو اگر تجھکو حسرت ہے کہ وار کرون سر حاضر ہے جس طرح جی چاہے کاٹ مین سر نہ ہلاؤنگی لیکن تیری
قوت کا امتحان منظور ہے تیری بد صحبت سے کبھی قلب کو سرد رکھو یہ کہکر مٹھی خاک کی اٹھائی اپنے سر پہ ڈالی گویا روئین تن
بنی اپنے نزدیک یہ سحر کیا کہ سر فولاد کا ہوگیا اب کیسی تلوار نہ کاٹ سکیگی اپنے دل مین سمجھی معشوق محجوب ہوگا غضنفر
تیغہ اٹھایا برق بلاخوار نے بجاے سپر سر بڑھایا غضنفر نے کہا ارے سپر تو ہاتھ مین لے برق بلاخوار نے کہا او
خود سر یہی سر سپر ہے ہر چند غضنفر نے کہا لیکن اپنے سحر پر اسکو ناز ہو جاتی ہے اگر یہ سپر ہے کوئی آنچ بھی چلائیگا تو
جسم پر الم نہو سکیگا برق بلاخوار نام سرکشی انجام غضنفر نے تیغہ تو لکر کہا سے مارا تیغہ روئین شگاف جوان بہرہ
اسد شیر دل کا فرزند نبیرۂ حمزہ نامدار جسکا تیغہ روئین شگاف تھا سر سر جیسے صابون کی ٹکیہ سے تار گذرتا ہو سر
کٹکر دو ٹکڑے ہوے مثل صراحی گردن سے مثل قطرہ آب صندوق سینے سے مثل سیماب تیغہ گذرا مع طاؤس برق بلاخوار
کو چار ٹکڑے ہوئے شعلے بھڑک کر گرا الاثنہ اس ملعونہ کا جلنے لگا برق طلسمی کڑکا ابر دھوان چھا گھر آیا ہزارون بجلیان چمکین

اندھیرا چھا گیا پانی برسا شعلہ ہاے آتش بھڑکے بعد عرصۂ دراز آواز آئی گرفتی مرا نام تھا برق بلا خوار بود افسوس
مریم وجان دادیم و مطلب خود نہ دیدیم جا بجا عیاروں نے جو لاشہ برق بلا خوار دیکھا غضنفر اسی آن بان شوکت
وشان سے لشکر ساحرہ ان پہ جا پڑے قزاقوں نے فوج کے بکا لیے اڑا دیے خیمے بارگاہیں لوٹ لین ہزارہا خیمہ
جلا دیا قزاق کثرت لوٹ کے عادی توڑے اٹھا اٹھا کر گھوڑوں پہ رکھے اسباب لادے عمرو غضنفر کو
دیکھکر دوڑا مخمور نے تغیر کر پوچھا اے خواجہ یہ شیر دل کون ہے بہ ہمراہیت شان سے نامدار نظا یہ ہر ماشا اللہ فنون
سپاہگری سے بخوبی ماہر ہے عمرو نے کہا اے مخمور یہ دیوانہ مجہول فرزند اسد نامور ہے خدا نے اسکو یہ تحفے عطا فرمائے تیغہ روئین
شگاف ہاتھ میں ساختہ ساحر شمس قبضے میں تیغہ سرکش اسپ بادپا زیر ران صاحب شوکت وشان نہیں معلوم یہ کب
طلسم میں آیا مخمور نے کہا تمہارے آمد کی خبر سنی تھی آپ سے اطلاع نہیں کی گئی ملکہ انھوں نے نیتے کیے دیو کو مار
ہم نے اس وجہ سے آپ سے ذکر نہ کیا آپ جوش ہیبت میں گھبرا جائینگے یہ جوان دیوانہ مزاج شہزادوں میں بڑھا پھرتا
ہے ہم تو حیران تھے کہ آپکے ہمراہ ان لشکر علم سحر سے آگاہ نہیں ہیں پس فرزند طلسم کشا کیونکر ہاتھ سے ساحروں کے بچا
عمرو نے کہا یہ ہمیشہ سے ساحر کش ہے مدد خدا پاختر بین بڑے بڑے ساحر مارے خورشید بن ہاشم بن نیرہ
حمزہ صف شکن یہ تحفہ جات معشوقہ فرعون سے لایا تھا جبراً قہراً اسے خورشید سے لیے پھر واپس نہ دیے یک عالم
پہ خورشید زخمی ہو گیا تھا ایک ساحرہ نے آکر اُسکے لشکر کو سحر سے تباہ کر دیا یہ تو بڑا فطرتی ہے خورشید سے عالم کفر میں
بھائی چارہ کیا ان تحفہ جات کو تاگے ہوئے تھا اس حالت میں جو اسکا لشکر تباہ ہونے لگا خود صاحب فراست
تھا اس نے بلا کر اسے کہا بھائی میں تو اٹھ نہیں سکتا تم یہ تحفہ جات لو جا کر ساحرہ کو مار دو یہ تو اس بات کو جو پا تھے
اسپ بادپا پہ سوار ہوئے تیغہ روئین شگاف کے قبضے پہ ہاتھ ڈالا انگشتر مہر و ماہ زیب انگشتر کی بڑے جاہ و جلال
سے جا کر اس ساحرہ کو مارا خورشید کے لشکر نے سحر سے رہائی پائی وہ سمجھا میرے تحفہ جات پھیر کر لائینگے یہ کھلا
پھر کب پھیرتے بوق ترکی بجاتے طرف صحرا کے نکل گئے خورشید بیچارہ سر پیٹتا رہ گیا آخر میں وہ صاحبقران سے لڑکر
زیر ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہے خورشید نے صاحبقران سے فریاد کی میری انگشتر مہر و ماہ تیغہ
روئین شگاف اسپ بادپا غضنفر سے دلوا دیجیے صاحبقران نے بھی بہت کہا اس دیوانے نے لشکر میں آنا چھوڑ دیا
کسیطرح یہ تحفہ جات نہ دیے جیسے انکے پاس موجود ہیں یہاں سے تصریح مقدمہ تحفہ جات یہ ذکر مجمل تحریر کیا لیکن غضنفر نے
اسد بعد قتل و مدد برق بلا خوار کو مار کر لشکر ساحران کو پامال کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا قزاقوں کو آواز دی کہ قزاقان بدر
رو بدر سب قزاق باآواز دہل تھے یا انھوں نے چمکاتے ہوئے نیزے ہلاتے ہوئے طرف صحرا کے چلے ہر چند عمرو چیخا پکارا کہ غضنفر ٹھہر جا

چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

بان جان فرقت میں تیری یکدم راحت نہ تھی — مرگیا اچھا ہوا کچھ زیست کی لذت نہ تھی
سختیان ایسی اُٹھائین تھیں کہ اجابت نہ تھی — ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی

گور میں بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

بلبلون نے فاتحہ خوانی کا جب غل کردیا — قبر پہ عاشق کی فرش چادر گل کردیا
ہاے پروانون کو بھی مایوس بالکل کردیا — تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کردیا

صبح کو کوتے اٹھا کر شمع تربت لیگئے

کس نے پایا چین جو رچرخ بے اسلوب مین — کچھ تمیز اسکو نہین تا حال بد مین خوب مین
گرچہ دوری تھی بہت طالب مین او مطلوب مین — دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچہ محبوب مین

کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

نخل بند گلشن ایجاد کا بھرتے ہین دم — پھر بہار آجائیگی فصل خزان کر بے ستم
عارضی باتون کا کچھ صدمہ نہین کرتے ہین ہم — باغ عالم مین ہو نا قمون کو بیدردی کا غم

سبز پتے اس چمن کے زرد صورت لیگئے

کو لسا دیدار خال یار کا مفتون نہین — صفحۂ رخ پر ہو جدول کا کل شبگون نہین
کون حافظ ہو کہ جو میری طرح مجنون نہین — مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین

سبکے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

تیرہ و تیرہ وہ اعضا کی تباہی بعد مرگ — قہر کرتی ہو سیاہی پر سیاہی بعد مرگ
کام آجاتا ہو کچھ سینہ صفاہی بعد مرگ — کوئی مومن ہو نہ گل در گل آئی بعد مرگ

واے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

ابلق ایام چکر دیکے لایا دشت مین — شام غربت کا سمان دن کو دکھایا دشت مین
سرمگین آنکھون کا انکی دھیان آیا دشت مین — گردش چشم غزالان نے پھرایا دشت مین

ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

تال بندو کی محبت کا ہو اول مین درد و — حسرت معبد خاک بھی کر دینگے سب میری ہنود

جو آزاد ازل ہین قید سے انکو تنفر ہے	جدھر سے چاہیے موجود ہے رستہ بیابان کا	بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہے وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا	نظر آتا ہون زندہ مرکے اک طفل بیرو بر	اثر بخشا ہے مجھکو عشق نے خواب پریشان کا
نہ کیونکر بلبلین چہکین وفور گریہ سے دیدہ	نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہے گلستان کا	ابھی نرگس مین ٹہلتی ہوئی قریب بارگاہ

بران پہونچی ملکہ بران شمشیر کی زبان سے جو یہ اشعار سنے کلیجہ پھٹ گیا افسوس آیا کہ اس عاشق پیشہ پر یہ مصیبت
عاشق کے تلوون مین آبلے ہوتے ہین وہ حال ہے اپنے دیوانے کے پھوٹ پھوٹ روتے ہین اس مہجور کا تمام جسم آبلہ دار
اسی سبب سے مضطر و بیقرار ہے مین اس خیال سے اسکے خیمے مین نہ گئی ہوا لگنی کہینگی کہ دشمنون سے کیون ملین ادھر
اہل اسلام فکر مین ہین کہ ملکہ یاقوت کو قتل کرین اگر اسپر زوال آیا گھر بار جاہ و جلال مٹا اگر جمشید و بران مارے
گئے ہمارے رہی مان کی نشانی ہین ملکہ اختر جہان اور زہم سے زیادہ بران کو چاہتی تھین اونکو فرمایا کرتی تھین
میری بران جو میرے پہلو مین سوتی ہے کلیجہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے لعل و یاقوت کو اپنی بھانجی پر سے نثار کرون میری
بہن کی بیٹی بیٹا مجھکو بہت پیاری ہین آج کل روح مادر مہربان تڑپتی ہوگی نرگس اسوقت تونے دلدہی کرکے
حال ہمارا پوچھا کیا اپنی کیفیت بیان کرین کھانا کھانے کو دل نہین چاہتا صحبت سے کنیزون کی نفرت ہے
اپنی زندگی سے عبرت ہے کاش کہ ہم مرجاتین یہ رنج عظیم نہ دیکھتین اب عدم مین تو یاقوت کے دور اتین اور باقی ہر آج
بھی پوچھا کرتی تھین مجھسے دنیا مین جاکر عفریت طلسمی کو ان کی کل مسلمانون کو کھلوادونگی نرگس دیکھ لینا دن مین
عفریت طلسمی کے سب سے پہلے مین چھاندیرون گی خالہ اماں کے گھر کو برباد ہوتے نہ دیکھین لشکر اسلام بھی اک گلشن
بیخزان ہے کیسے کیسے سرداران عالی وقار جمع ہین ملکہ بہار و ملکہ سرخ موسے کاکل کشا و ملکہ مخمور سرخ چشم ساحرہ
پیرفن مارن زمین کن کس کس کی صفت بیان کرون ایسے باغ بیخزان پر یہ بعد غرض کرتی ہین بڑی قیامت ہوگی نرگس مین
اسیواسطے چاہتی ہون ایک کا جلال ایک کا زوال نہ دیکھون جنگ مین ایک کی شکست ایک کی فتح ضرور ہوگی مجھکو شکست کسیکی
گوارا نہین ہے اسیواسطے مین نے تین دن سے آب و دانہ ترک کیا کہ جب ہمشیرہ عفریت طلسمی کو بلائین ہمکو زندہ نہ پائین
نرگس جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ سیکڑون مرتبہ باغمین بہار و خزان کو آتے دیکھا ہزار ہا بلبلین صیاد کی گرفتار
کین قفس مین پھڑکتے دیکھا گلچین و باغبان کو سر ٹپکتے دیکھا لعل کی باتین سنکر کچھ روئی کچھ ہنسی غرض کہ اسکی منہ دیکھ
پوچھا آپنے ادہر ہی جھگڑا بیان کیا کئی دن سے آپکا آب و دانہ ترک ہے مین تو بچپن سے ساتھ کھیلکر پرورش پائی کل امورات
سے آپکے بخوبی ماہر ہون جبتو کئی دن سے ہر مقدمے مین آپکو متردد و مشوش پاتی ہون مجھسے مفصل حال دل فرمایئے
نرگس میرا نام ہے جو انسان چمن سے آنکھ اڑاتا ہمارا کام ہے مجھسے نہ چھپایئے حال دل صاف صاف فرمایئے یہ کہکر

قدمون سے لپٹ گئی کہا واری مجھے خوف نہ کیجیے مین خیر خواہ دوست ہون اگر میرے لائق انتظام ہو جانو و دل سے کوشش کرونگی یہ وہ مقدمہ ہے کہ اسمین سیکڑون کی جان گئی بڑے بڑے عقلمندون کو خراب ہوتے دیکھا اس کوچہ مین آکر کوئی پھولا نہ پھلا حسرت وہ یاس لیکر باغ عالم سے گیا کسی نے سر پھوڑا کسی نے دشت نوردی کی کسی نے جان دی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا کسی نے ضبط کیا کوئی قتل دیا گیا بلبل نے اسی نے آبرو گنوائی کوئی شمع سان گھل گھل کے تمام ہوا پروانے کو پرواہ نہوئی فرہاد نے تیشہ سر پر دیا شیرین نے جان دی شیرین گئی قیس نے عمر بھر دشت نوردی کی اور لیلی گوشہ نشین رہی مطابق اسکا نکلا ہوا وہ نام آوری انکی ہنسنے والے ہنستے ہین پر آوازہ کستے ہین مسدس

عالم آشوب ہین بس عشق کے اسرار نہان	چاہتی ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان	دل یہ کہتا ہے کہ ہے عشق عیان راچہ بیان

ابتدا معلوم ہے انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق میں اک شادی ہے

عشق صادق مین عجب ہے اثر جذب قلوب	کیون نہو جذب محبت سے مسخر محبوب
عاشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب	ہے رہ عشق مین اظہار محبت معیوب

یہی وہ دکھلاتا ہے اب طور پہ محبوب کی طرف
دل کو لیجاتا ہے گاہے وہ بت خوب کی طرف

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج	وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان محتاج
ہے یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج	دین و ایمان دل و جان سب مین نہیں ہے کچھ باج

چاہ انسان کی چاہت مین فرشتون کو جھکائے
چاہ مین لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین	کوہکن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
نجد سے قیس کرے شوق مین طے جنگ کی زمین	روز فرقت سے زلیخا کو معاً ہو تسکین

صبر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہے تو جنت سے زمین پر آجائے

ملکہ نے فرمایا اے نرگس ہم تجھکو بہت عقلمند سمجھے تھے ہمارا گمان غلط تھا تو نے عشق کی بہت تعریف بیان کی

مجھے عشق و عاشقی سے کیا کام مجھے تو غم و الم ہی دونوں کی بہتری چاہتی ہوں اسی غم میں مری جاتی ہوں ولی اقا یہین نہیں ہوش و حواس پراگندہ ہیں آخر کیا کروں خود بخود دل گھبراتا ہے اتنا میں بھی جانتی ہوں کہ محبت بری چیز ہے چاہنے والا کبھی چین سے نہیں بیٹھتا ہے آٹھ پہر رنج و الم سہتا ہے عاشق کیواسطے یہ انجام ہیں خمسہ

شب ہجر چون اژدہا بر سرش — کنند ورد تشویر ہا بر سرش
فتد در دل شب جفا بر سرش — رسد صبح و فتنہ ہا بر سرش
بلا بر سرش صد بلا بر سرش

شود ہر کہ رسوا و بدنام عشق — خورد خون و شیرین شود کام عشق
کند روشن از شمع دل شام عشق — گوارا شود ہر کرا جام عشق
اجل ہا رسد ناشناسا بر سرش

کسے کو محبت شود دردمند — دلش ز آتش عشق گردد سپند
خورد خنجر و تیغ و نیش و گزند — علاج مسیحش بدان سودمند
سزد تیغ مشکل کشا بر سرش

نبویم گل ای باغبان زین سپس — نیچ ترک نیستم بوالہوس
من و زانوے غم بکنج قفس — ندارد دلم سیر بستان ہوس
کہ زخمی است ہر خوشنما بر سرش

کسے کو کشد بوے گل عشق را — شود ہمزبان بلبل عشق را
پریشان کند سنبل عشق را — شود شانہ کش کاکل عشق را
زند بوسے گل دشنہا بر سرش

برد ہر کہ نام محبت بہ سر — دو چار غش شود درد و آزار و قہر
خورد طعنہ و سنگ از اہل شہر — شود عیش و شادی مبدل بہ زہر
بلاے جہان است جا بر سرش

زدم شد گر عشق اژ کافرے — شد اکنون سراسیمہ و دربدر
بہ مرگ من و خویشش بستہ کمر — کند گریہ چون شمع شب تا سحر

وہ سہی قد یہ سایۂ نخل ساتھ اپنے تیار کے ہمراہی کر رہا تھا عیار طرار اسکا عمر غام شیر دل علم موسیقی مین
کامل چنگ مرصع بجا کر گا رہا تھا اسے آقا کا دل اچھا رہتا تھا مہ جمشید کے کان مین آواز آئی دل خانہ خراب کھینچکر
لیگیا آخر ملاقات ہوئی مہ جمشید پیدا خلقت بہ مروت سے پیش آیا ایسے کلام کیے کہ دل مین ناسور پڑ گیا تیر دلدوز مژگان
جگر مین لگ گیا بہ بچہ بہنیور یہ تماشا دیکھ بزرگی حیران تھی نرگس اس راز کو چھپانا کسیکے سامنے زبان پر لانا مین برائے
ملاقات اس شہر یار سے جاتی ہون اگر آج یہ ملاقات آثار سے مشرف ہوئی تو شب ہجر بسر ہوگی تا روز قیامت
سحر ہوگی دیکھ تو آج شب ماہ جمشید کو بار ثانی ہ جہان مین روشنی ہی لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم و الم نے گھیرا ہے تو تونی
سے رخصت دی تو جاؤن ایک نظر دیکھکر چلی آؤن نرگس نے جواب دیا لونڈی کی زبان قلم ہو جو کبھی یہ ذکر کرون
آپ جائیے لیکن ملاقات کرکے فور چلی آئیے برائے ساحری و جمشید رہ جانے کا ارادہ نہ کیجیئگا یا قوت
قیامتین برپا کیگی جاسوس چہار جانب پھر رہے ہین اپنے کو دشمنون سے بچائیے ہو سکے تو دل کو بھی سمجھائیے
ملکہ نے کہا اے نرگس سمجھانیکا موقع اب نہیں ہے مین نے دل خانہ خراب کو بہت سمجھایا میری تا ہین نہین آیا بقول مصنف اشعار

کیا کہون آپسے کیسی ہے یہ بیماری دل | تیر مژگان نے انہین توڑ کی مارا اسکو | درد سے بکلی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل
پسلیون سے ہوئی آہ سے بیزاری دل | تجھے حال زار پہ رحم کر میرے جانے آنے کا خیال رکھنا نرگس نے

سمجھانا موقوف کیا یہی ترغیب دی کہ جا کر ملاقات کر آئیے خائف ہوئی کہ نوجوان کم سن ایسا نہو تڑپکر دم نکلجائے
آتش عشق سے تمام جسم جلجائے چہرہ اداس تھر تھر کانپ رہی ہو نرگس سے رخصت ہو کر ملکہ لعل سخندان
پر پرواز پیدا کرکے طرف لشکر اسد نامدار کے چلین اب وہ کلمہ اسد نامدار تحریر ہوتے ہین جس روز سے یہ لعل سے
ملاقات کرکے آئے دن بیقراری راتین اختر شماری مین بسر ہوئی ہین آج شام سے شہزادہ بارگاہ عرش جاہ سے چلا آیا
اک خیمہ مین آکر بیٹھا عمر غام مثل ہمزاد ساتھ ہے صندلان بھی ساتھ نہین چھوڑتا جب اسد اس بارگاہ مین
آئے مسند پہ سر جھکا کر بیٹھے عمر غام سے کہا اے دوست صادق تو ہمارا راز دار ہے آج دل بہت بیقرار ہے لعل نے
ہماری خبر نہ لی اس مغرور حسن و جمال کو یاد بھی نہوگی ہمین گوشۂ خاطر سے فراموش کیا ہم تو عاشق وفادار ہین یہ
معشوقان ماہ رخسار بھول جاتے ہین کسیطرح خبر لاؤ ہماری بیقراری کی کیفیت سناؤ یا کسی ڈھنگ سے ہمکو لیچلو اگر سامنا ہوجائے
عرض کرین کیون صاحب اپنے عاشق کو اسیطرح تڑپاتے ہین آتش ہجر مین جلاتے ہین یقین ہے حال ہمارا سنکر اسکو رحم آجائے
عمر غام نے کہا وہانتک جانا بہت مشکل ہے آپکو ہمراہ لیکر کیونکر جاؤن ہزارون دشمن لاکھوں رہزن عیار بیچان پر فن پھرا
کرتے ہین اگر کوئی دیکھ پائے اور اسباب کو خبر پہونچائے قبلہ و کعبہ کہین آقا کو جا کر پھنسا دیا اسے شہر یار سب سے

زیادہ یہ خرابی ہے دل کو بیتابی ہے مین نے دربار مین افراسیاب کے سنا کہ وہ جو کہتا تھا مین نے تیری خطائی طلسم کشا
کو کیون قید رکھا اب اگر لمحہ بھر کو پا جاؤن فورا قتل کرون زندہ نہ چھوڑون اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو دل تردد منزل
تسکین پاے ہر ایک کا یہی قول ہے اسد غازی طلسم ہوشربا مین آکر بہت سے مہمات افراسیاب پر بادشاہ ہوشربا
کا قاتل فن جرات مین کامل ہے شہریار پر بڑا خوف ہے اگر کسی حیلہ سے افراسیاب پایا دشمنان جنکو تو فورا قتل کریگا
بہار و باغبان وغیرہ چھ سردار بالکل بیکار مین سحر یاقوت مین گرفتار ہین بہار کو اب بہنین سی رابطہ و ضابطہ
مین آٹھ پہر روتی ہے ہر دم اشکون سے منہ دھوتی ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے آپکی بارگاہ سے نکلنا کسیطرح مناسب نہین ہے
غلام خیر خواہ یہ صلاح نہ دیگا حضور وہ بھی مجبور و ناچار ہے باپ کے حکم کی پابند افراسیاب خود پسند یاقوت نسب
انتظام لشکر انہین کے سپرد کیا ہے مین نے دیکھا آٹھ پہر کار و بار مین مصروف رہتی ہین حضور تامل فرمائین مین صورت
بدل کر انکی بارگاہ مین جاتا ہون اگر ملاقات کرنیکا موقع کلام کا پایا تو ضرور پیغام حضور پہونچاؤنگا اسد کو سمجھا کر
ضرغام سوچ مین کھڑا ہے کسطرح صحبت مین لعل کی جاؤن بیٹیان اسد تیاری کا پہونچاؤن دل مین کہتا ہے اے
ضرغام اب آتش عشق شاہزادہ والا قدر شعلہ زن ہوگی بیقراری بڑھیگی یہ ضرور ہے اور جو اسکا علاج نہ ہوگا تو تسکین کی
کیا تدبیر کرون ہائے کیا تدبیر کرون ملکہ لعل تو اسی بول آئی تھی بات دیکھا جنگل مین ایک ساحر یکہ و تنہا کھڑا ہے
بیقراری مین خیال کیا اے لعل لشکر اسد مین تعدد بارگاہ مین ہے کسطرح نشان انکا ملیگا یقین ہے کہ یہ ساحر
مہرخ کا ملازم ہے اس سے جو پتہ تو پوچھ لین یہ سوچ کر آگے ضرغام نے دیکھا ملکہ لعل حیران پریشان آسمان سے اتری گھبرا کر
کہا میان ساحر صاحب کسکے ملازم ہو اس شب تیرہ و تار مین کہان کا عازم ہے ضرغام نے کہا آپ ہی کی جستجو مین نکلے
ہین آپکو ملازم تابعدار حضور نے اپنے نیاز مند کو نہین پہچانا تعجب ہے کہا اے شخص نام بتا ضرغام نے رنگ و
روغن چہرے سے پونچھا صورت اصلی دکھائی لعل نے ضرغام کو پہچانا شرما کر جھکا لیا کہا کیون بھائی اس
شب تیرہ و تار مین کہان چلے ضرغام نے کہا ملکہ عالم دستور ہے چارہ گری کا علاج کرتے ہین آپ نے ہمارے
آقا کو نیم بسمل چھوڑا محبت سے منہ موڑا وہ گھائل تیغ ابرو لو گرفتار طرۂ گیسو تڑپ رہے ہین اسوقت
جو زیادہ بیقرار ہوے مجھسے حال دل کہا مین چلا تھا کہ اپنے کو کسی تدبیر سے آپ کی
بارگاہ مین پہونچاؤن بیمار عشق کی خبر مسیحا سے کہون مگر میرا آقا بڑا خوش نصیب
ہے مین حیران تھا کہ بارگاہ تک کیونکر پہونچونگا اگر بدون حصول ملاقات
پلٹونگا عقدہ فرمائین گے بیتاب ہو کر خود چلے آئین گے اے شہنشاہ خوبی واے

سر دیلع محبوبی خدا انکی جان بچائے ایک جان کے لاکھون دشمن ہین افراسیاب ہر وقت اسی فکر مین حیرت
اسی فکر مین کہ کسی طرح اسد غازی کو قید کرنے پائین دشمنون کو انکے قتل کرین آپنے سنا ہوگا کہ تاریک نے
خاتمہ کر دیا تھا مگر یہ غلام اسی تدبیر مین تھا پہلے ہی اک لڑکو گرفتار کیا اپنے آقا کی شکل بنا کر بٹھلا دیا تاریک اُسکو
اسد جانکر چیر پھاڑ کر کھا گئی حضور اُسدن لشکر مین قیامت برپا تھی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا
کی باتین سُنی نجاتی تھین جس سے اُن ہیبون کے کلیجے پھٹتے تھے افراسیاب خوشی خوشی پھر رہا تھا کئی مہینے سکو
یہی گمان رہا اسد کو تاریک کھا گئی اس غلام نے جب دیکھا ہو گئے اپنی جان دیے دیتے ہین تب مین نے قبلہ
کعبے سے کہدیا پس جس شخص کے لاکھون دشمن ہون اُسکو حافظ حقیقی بچاتا ہے اب آپ میرے ہمراہ چلیے اُنکے دلکو
تسکین دیجیے میری راے تو یہ ہے کہ اب لشکر ہی مین رہیے بیٹھے بیٹھے بچائیے ورنہ اسد کیواسطے خرابی ہے مزاج مین انکو
ہمیشہ سے وحشت دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کے تاج جیتنگی اُنکو سمجھا دو تکرین ایسی ہی بات کرنا بد مزاج
جرأت پسند اگر کہین وہ دونو لوگ محبت مین ایسی بارگاہ سے نکل آئے واپس آکر گھر جانا مشکل پڑ جائیگا لعل سر جھکائے
ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ساتھ ضرغام کے چلی ہر بات کا یہی جواب ہے ضرغام بس چپ رہ زبانی
موقوف کرو ہمارے حال سے بالکل بیخبر ہو وہ چار مصاحبون سے راز دل کہکر دلکو غم سے خالی کر لیتے ہین ہم گوشہ
نشین ساتھ والیان دریچے آزار کوئی مونس نہ غمگسار اگر افراسیاب کو خبر ہوجائے قیامت برپا کرے باپ پر
خواجہ نے پہلے ہی عیاری کی وہ جان کا دشمن اگر کوئی کہدے تو خود اُنکو قتل کرے ہمشیرہ یاقوت سخندان مغرور ہین کہ
مین بادشاہ طلسم ہوش ربا کی جورو ہون جلد اہل اسلام کا فیصلہ کرون آج شام سے غائب ہین حضرت طلسم کے
لانے کی طالب ہین حجرۂ حضرت طلسم پر انکی قبضہ ہے ظالم نے لاکھون بندۂ خدا کھائے گوشت انسان سے اُسکی
پرورش اب اُٹھ پھر یہی کوشش کہ مکان تنگ و تاریک سے نکلون حکم یاقوت پاؤن تمام دنیا کو انسان سے خالی
کردون ای ضرغام جسوقت سے مین نے سنا ہے کہ ہمشیرہ گئی ہوئی ہین کیا کہون جو دل کی کیفیت ہے خدا تم
سبکی جان بچائے ضرغام نے کہا ای ملکہ جان ہر کسو ناکس کی قبضۂ قدرت رب اکبر مین ہے خدا کوئی سامان
پیدا کریگا یہان اسد گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئے دروازے پر ٹہل رہے ہین کہ ضرغام کی آواز سنی بیقرار ہو کر آواز دی
ای ضرغام کہو شیر یا روباہ ضرغام نے ملکہ سے اشارہ کیا آپ بیقراری دیکھتی ہین دربار گاہ پر ٹہل رہے ہین ضرغام نے
جواب دیا حضور کے غلام ہمیشہ شیر رہتے ہین روباہ ملازمان افراسیاب ہین اسد نے جو دوسری کو ضرغام کے
ساتھ دیکھا جھپٹ کر آگے بڑھے لعل سخندان کو جو دیکھا اُدھر سر جھکائے ہوے مُنہ کو چھپاتی ہے شرم سے

پیچھے ہٹتی جاتی ہے اسد نے ہاتھ تھام لیا استقبال کر کے بارگاہ میں لائے جاتے تھے پلکون سے جاروب کشی کرون پردہ ہائے چشم کا فرش بچھاؤن قصر دل میں جگہ دون ضرغام نے عاشق و معشوق کو جو بیقرار دیکھا تو ہٹ آیا صندلان بھی کسی حیلے سے چلا گیا دونون مہجور بجور شب فرقت کی مصیبت جھیلے ہوئے جان پہ کھیلے ہوئے جو یکہ و تنہا ہوئے اسد کو جوش خروش لعل سخندان مثل تصویر بتصویر خاموش ادھر سے راز و نیاز انکو خواہش انکو کاہش اسکے دل مین درد اُسکا خوف سے چہرہ زرد اسکو حیرت اُسکو غیرت جب عرصہ دراز اسی حال مین گذرا اسد نے دیکھا ملکہ کچھ کلام نہین کرتی چاہا گلے مین ہاتھ ڈالے دون ملکہ لعل چونکہ انتہائی خائف و ترسان ہے بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار ان لذات سے ہمکو آگاہ نہ کیجیے حسرت یک نظر سے خوش گذر کافی ہے ہمارا دم میں دم آنا بہت دشوار ہے یہ کنیز مجبور ہو ناچار ہے اپنا یہ حال ہے بقول قلق غزل موافق مضمون مقام

یہ محو بیخودی دل ذی ہوش ہو گیا
ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہو گیا

زاہد جو داغ بر ٹھکے سودائے زلف کے
اُسنے سنبھالا ہنسی مین بیہوش ہو گیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
پابند کیف بادۂ سرجوش ہو گیا

سرگوشی اس سے کرتا ہی ہر وقت شل لعل
ہر شعر سامعین کا دُر گوش ہو گیا

دو نون جہان کا لطف فراموش ہو گیا
اُلفت مین چشم مست کی خود رفتہ دل ہوا

کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا
تزئین کیوقت دیکھلے نور عذار صاف

شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا
جب عشق خط لب مین ہے دل جنید رو سے

اپنا رقیب خال ہمہ گوش ہو گیا

وحشت سے عیب مستی عصیان کی ڈھک گیا
کم ظرف ایک جام مین بیہوش ہو گیا

جوبن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا
آئینہ جو ہر دن سے زرہ پوش ہو گیا

الفت مین چشم مست صنم کی یہ زندگی
طوطی یہ بولتا ہوا خاموش ہو گیا

جب نظم وصف گو ہر دندان کیے قلق

یہ اشعار پڑھکر ملکہ لعل سخندان اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ روح قالب سے نکل جاسکے اسد نامدار نے اشک دامن سے پاک کیے سمجھا کر بمشکل ایک جام شراب پلایا اتفاقاً کار وگر گردش فلک کج رفتار واجب و لازم ہے ہمیشہ یہ فلک کجباز شعبدہ باز عاشقون کو جلاتا ہے نئے رنگ دکھاتا ہے گھڑی بھر جو یہ دونون شیدائے یکدیگر ملکر بیٹھے فلک کو رشک ہوا فوراً اُسنے تفرقہ پھینکا کہ صرصر لشکر مین پھرتے پھرتے خدمت ملکہ حیرت مین آئی حیرت کو دیکھا منہ لپیٹے پڑی ہین ہر وقت افراسیاب کی شکایت اٹھ پہر یہی حکایت صرصر کو دیکھکر کہا کہان سے آتی ہے صرصر نے کہا حضور نگہبانی مین لشکر کے مصروف تھی سب سے زیادہ حیرت کو آٹھ پہر چالاک کے گولہ دینے کا ملال ہے یہی خیال ہے کہ وہ عیار بیباک چست و چالاک چاہتی ہے دریا دلی دکھائیگا جوش مین گولہ پھینک مارے گا فوراً دریا خشک ہو جائیگا عجائب زعفران پوش

کے گئی یہ بولی تو حیرت جادو کے پاس تھا عیار نے کیونکر پایا ایسا ہوا افراسیاب کو لا دیجیے ای حیرت
جان و آبرو دونوں گئیں تمام طلسم ہوشربا میں مشہور ہوگا زوجہ شہنشاہ کا گھر برباد کیا یاقوت کو قتل
کرایا کیا جواب دو گی یہی بڑی سوچ رہی تھی کہ صرصر چلی آئی حیرت بستر خواب سے اُٹھ بیٹھی کہا ای صرصر ایک
ہمارا کام کرو صرصر نے کہا ارشاد حیرت نے کہا میں نے سنا کہ چالاک فرزند عمرو تدبیر رہائی محبوب کا گل
کشا میں گیا ہے کچھ احوال نہ معلوم ہوا نہیں معلوم محبوب کو کس نے قید کیا ہے ہمیں بھی نہیں معلوم وہ عیار ہے شاید
اُسکو خبر مل گئی ہو تم اتنا دریافت کر آؤ کہ چالاک لشکر میں ہے یا نہیں اسطرح بیقرار ہو کر حیرت اُٹھا کر صرصر کے
قدموں کو بوسہ دیا اگر دیکھیری عزت کی اسوقت حضور کو میں بہت پریشان پاتی ہوں ابھی جا کر مفصل خبر لاتی ہوں
اپنی آنکھوں سے دیکھکر آؤں گی حیرت نے صرصر کو انعام بھی دیا وعدہ بھی کیا صرصر بصورت مبدل لشکر اسلام
میں آئی کنیز بنکر پھرنے لگی ہر مقام پر ٹھہری یہی خبر دریافت کرتی ہے کہ چالاک کہاں ہے جب کسی سے دریافت
نہوا سائے میں اک نخل کے ٹھہری دیکھا سامنے سے ضرغام آتا ہے صرصر دیکھکر چھپ گئی ضرغام صندلان
سے باتیں کرتا ہوا آتا تھا اُسوقت یہی کلام تھا کہ ای سردار ہماری آقاے نامدار کو خدا بچائے لعل سخندان پر
عاشق تھے آج وہ بیقرار ہو کر چلی آئی فرزندان صاحبقران بڑے خوش نصیب ہیں لعل ایسی معشوقہ ملی
اسی وجہ سے میں تکو ٹالا یا دونوں ہجران دیدہ آفت کشیدہ تنہائی میں بیٹھی گھڑی بھر ملکر بیٹھیں یہ بھی صرصر نے سنا
ضرغام صندلان کے ساتھ چلا گیا صرصر طرف بارگاہ اسد کے چلی پشت پر آکر پیچھی سراپچہ چاک کیا دیکھا
ملکہ لعل خرم و خندان پہلوے اسد میں بیٹھی ہے اسد نے سمجھا کر جام پایا اگر کہ لبان شیریں کی چیل لہی ہے دونوں
مست بادہ محبت مدہوش صہباے مودت بیخوف باتیں کر رہے ہیں صرصر جلگئی لیکن چھپا کی دل سے کہتی ہے
اس گیسو بریدہ نے غضب کیا دھگڑے کے واسطے نکل آئی یہ ننگ کا خیال نکیا آج جو بن پڑے تو اسوقت کچھ کام کر دیئے
سوچکر گوشہ میں چھپی لیکایک اسد غازی اپنے مقام سے اُٹھے چوکی پر آئے صرصر نے سمجھا کیا جیسے ہی یہ چوکی پر سے
اُٹھے صرصر نے جان دیکر حلقہ ہاے کمند مارے اسد نامدار ارے کہکر لیٹے اسنے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ
باندھ کر لیچلی طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئی یہاں ملکہ لعل سخندان انتظار میں سر جھکائے بیٹھی ہے قضا کی
جانسوز بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ اسد غازی آیا دروازے پر ضرغام شیر دل کو بٹھایا پکارا کہ میں حاضر
ہوں ملکہ لعل سخندان نے حجاب سے جواب نہ دیا جانسوز اندر آیا ملکہ لعل سخندان کو دیکھکر سلام کیا ملکہ لعل
ڈر گئی کہ کوئی در انداز ہو جانسوز نے کہا ملکہ عالم مت گھبراؤ میں بھی اسد نامدار کا غلام ہوں شہریار کہاں

بچشم اہل نظر سرمۂ حیاست کہ نیست | فسانۂ غم مجنون بدہر مشہور است | اگر نہ در غم زلف وے کجاست کہ نیست
زپائمال حوادث گلے لشند خندان | بباغ عیش تو مخفی بروحیاست کہ نیست | تمام مصاحب گرد آگئے کہا حضور خیر ہے

شاہزادہ شکیل بجدیل قریب آیا کہا ہمشیرہ نہ گھبراؤ ہمارے آقاے نامدار کو کوئی روک سکتا ہے آپکا غلام ابھی
جاتا ہے کیا مجال جو ہمارے آقاے نامدار پر نگاہ کج ڈالے خون کے دریا بہادین طبقات زمین ہلادین مہجبین
مہ جبین دریافت کرتی ہین سبب گرفتاری و مقام گرفتاری نہین ثابت ہوتا ملکۂ لالان خون قبا اپنی بارگاہ
مین سر بزانوے فکر نکل آئین ملکۂ مہ جبین کو جو روتے دیکھا ہمشیرہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے پوچھا کیون خیر تو ہے
مہ جبین نے کہا آج طلسم کشا آپکی بارگاہ مین نہ تھے لالان خون قبا نے کہا آج کئی دن سے مجھکو سرفراز نہین فرمایا
مین آج منتظر رہی سمجھی کہ آپکے خیمے مین ہون گے مہ جبین نے کہا یہ بڑا ستم ہے آخر کہان تشریف رکھتے تھے صرصر کہان
پا گئی نگہبان پاسبان مر گئے ملکۂ لالان خون قبا نے کہا حضور دریافت ہو جائیگا ہمارے آپکے علاوہ اب اور
کہین دل لگایا ہے یہ فرزندان حمزہ ہین خدا انکی بدعت سے بچائے مین نے نوشیروان نامے مین لکھا دیکھا کہ ملکۂ آسمان
پری صاحبقران زمان پر عاشق ہوئین کیا کیا بختین کین اٹھارہ برس صاحبقران کو پردۂ قاف کی
خاک چھنوائی اسی جوش محبت مین کہ یہ ہم کو چھوڑ کر پردۂ دنیا کو نجائین صاحبقران نے اُسکا بدلا یہ کیا کہ
ملکہ ریحان پری و قمر چہرہ پری پر عاشق ہوے خاص چھپر کھٹ پر ملکۂ آسمان پری کے اُن دونون معشوقون
سے وصل کیا آسمان پری سر پیٹتی رہین کچھ بھی نہو سکا یہ بھی انہین کے نواسے ہین دیکھیے کیا کیا بختین کرتے ہین یہ
ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار اُڑی ہوئی جاتی ہے
رنگ رخ متغیر ہے جو اس بدنامی کا پاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا اشیاے سحر ہاتھ مین مثل شعلۂ جوالا اُڑی ہوئی جاتی ہے
سبنے ملکہ لعل سخندان کو دیکھا ملکۂ مہ جبین الماس پوش و ملکۂ لالان خون قبا نے کہا دیکھو یہ نیا گل پھولا ایل
کرکے کرا دیا اب جاتی ہے پر بارگاہ ملکۂ مہ جبین پر تو یہ ہنگامہ ہے جو سر راہ یہان آیا ملکۂ مہ جبین نے اُس سحر ذکر گرفتاری اسد
غازی کیا اُسنے حربۂ سحر ہاتھ مین لیا اور طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان ابریق کوہ شگاف نے جب صرصر کو
پکارا صرصر شمشیر زن نے صاف کہدیا کہ مین طلسم کشا کو لیے جاتی ہون اے وزیر اعظم میری مدد کرو ابریق جھپٹ
کر قریب آیا صرصر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ بشارہ رکھدے تو جا کر شہنشاہ کو خبر کر ہم اسد کو لے آئینگے ابریق نے اس
زور سے ہاتھ صرصر کا پکڑا صرصر سمجھی کلائی ٹوٹ گئی سر اٹھا کر آنکھ ملائی دیکھا کلائی میری پنجۂ شیر مین ہے
آنکھون سے پہچانا صاحب لعبۂ گران نظر کردۂ بزرگان عمرو ان بشکل ابریق ہاتھ پکڑے صرصر کا کھڑے ہین

فرما رہے ہیں کہ ستانی تمھاری قضا آئی ہے صرصر نے گھبرا کر پشتارہ زمین پر ڈال دیا مہتر قران نے چاہا پشتارہ اٹھالین
یہ پہونچ گئے تھے پہلے ابریق کو بیہوش کرکے اک نخل کے سائے مین ڈالدیا تھا اسکی شکل بنکر یہ کھڑے انتظار صرصر
کر رہے تھے لیکن صرصر پشتارہ چھوڑ کر بھاگی غل مچاتی ہوئی چلی ارے یارو دوڑو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی
تھی قران بشکل ابریق کھڑا ہی پشتارہ مجھسے چھین لیا جو کچھ ہو سکے وہ کرو ہزارہا جادوگر دوڑے اور ایک
ساحر قران کے برابر کھڑا تھا اسنے کہا اے قران نامدار اسد شیر بیشۂ شجاعت کو ہوشیار تو کر دو بیٹھکے جھکا اسد
نامدار کی کمندین کاٹین منہ ضرغام شیر دل کا کر حباب دارو سے بیہوشی مار دیا اسد ہوشیار ہوا مگر صرصر نے
جو غل مچایا ہزارون ساحر قریب آگئے ابریق یعنی مہتر قران کی جانب چلے قران نے نعرہ کرکے نعدہ کھینچا
ایک ساحر کو قریب آکر جانسوز نے مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا کئی جادوگر چومارے گئے اندھیرا ہوا اتنے عرصہ مین
اسد کے ہوش درست ہوے حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے ضرغام نے بڑھکر سمجھایا کہ آقا آپ کو صرصر گرفتار کر
لائی تھی عیارون نے چھڑایا بہت جلد پشت مرکب پر سوار ہو جیوا اسد نے بڑھکر اک ساحر کو مارا اسکے مرکب پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	چو شمشیر کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	زگاو زمین شاخ او برکنم	مہتر قران بھی نعرہ کرکے جابجا پھر

عیار تو اپنی ہمیشہ سر لڑ رہے ہین کبھی مخفی ہوے کبھی ابر کو کسی غار مین گرادیا کبھی عقب سے تیغ چھپکے کبھی صورت ملا کر
سامنے آئے للکارا اور قتل کیا مگر اسد شیر دل نہنگ آسا فوج ساحران پر جا پڑا چار طرف سے سحر اثر ہونے لگے
لیکن سحر اثیر تاثیر نہین کرتا جو گولہ آیا پھٹکر گرا جسنے شعلہ مارے آتش بجھکر گئے وہ شعلہ مارے کہ تش عکس سے
اسکے قطرات آب بنکر زمین مین غرق ہوگئے ساحر اسوجہ سے حیران ہین شمشیر زنی مین کیا مقابلہ کر سکتے ہین
اگر کسی ساحر نے بڑا کمال کیا تیغہ سحر کمر سے کھینچا چمکا کر لپکا اسد غازی پر مارا اسد نامدار نے کلائی پکڑ ہاتھ ڈالکر
تلوار چھین لی اسی کی تلوار سے اسکو قتل کیا ترسول پنسول چار جانب سے مارتے ہین بعضے دور سے للکارتے
ہین کسی طرح فتحیاب نہین ہوتے اسد غازی نے کئی ہزار ساحر مار ڈالے صرصر بھاگی ایک نخل کے سائے
مین دیکھا وزیر اعظم ابریق کوہ شگاف بیہوش چت پڑی ہین قران نے بیہوش کرکے ڈالدیا
تھا آپ اسکی بنکر اسد نامدار کو بچایا صرصر نے آکر ایک دو ہتڑ مارا پانی سے منہ دھولایا ابریق نے آنکھ
کھول دی صرصر نے کہا اے وزیر اعظم بڑے نالائق ہو جلد جاؤ اسد کو قتل کر ڈالو آج تو بڑی بات ہوا ہے

سحر نہین اثر کرتا ابریق نے کہا پھر مین جا کر کیا کرون اے صرصر تو نے مجھکو ناحق ہوشیار کیا اب اگر نہ لڑون
بدنام ہو جاؤن لڑون تو اسد پہ سحر نہین اثر کرتا میرے آرام مین تو نے خلل ڈالا چین سے پڑا سو رہا تھا
خواب مین بھی یہی دیکھ رہا تھا کہ اسد نامدار نے ہزارون ساحر قتل کیے صرصر نے کہا واہ خواب آپکا عین بیداری
تھی تم پڑے سوتے ہو جا کر دریافت کرو ملکہ مہرخ وغیرہ نے کوئی مالا وغیرہ لا کر گلے مین اسد کے ڈال دیا ہوگا یا لی
پھولون دریا دل آئی ہین انہون نے کوئی تحفہ دیا ہوگا یا لعل سخندان عاشق اسد نوجوان پہلو مین بیٹھی
رو رہی تھین ابریق نے کہا اے صرصر اس صاحب عصمت و عفت کا نام نہ لے ان شاہزادیون کے خواب
مین خداوند سامری و جمشید آتے ہین صرصر نے کہا بڑے سامری و جمشید وہ اسد پر عاشق ہوگئین دیکھ لینا
دریافت ہو جائیگا اسی نے کوئی تحفہ دیا ہوگا آپ جا کر مقابلہ کرین مین شہنشاہ کو خبر کرتی ہون کسی کا تحفہ ہوگا
وہ باطل کر دین گے ابریق تو اس طرف چلا وہ ہی سحر کر رہا ہے قریب نہین جاتا صرصر بارگاہ افراسیاب
مین پہونچی قدمون پر شہنشاہ کے ہاتھ رکھا افراسیاب نے پوچھا کیا ہے صرصر نے تمام کیفیت
بیان کی افراسیاب نے بھی نعرۂ اسد کی صدا سنی تاج پہنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا باہر بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار
ہوا دور سے دیکھا ہزارون ساحرون مین اسد نامدار لڑ رہا ہے کئی ہزار لاشے پڑے تڑپ رہے ہین ابریق کوہ
شگاف دور سے لینا لینا کر رہا ہے قریب نہین جاتا اسد غازی نے دیکھا دور سے ابریق سحر کر رہا ہے طرف
جھکا کر جا پڑے ابریق نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری ابریق کے دو ٹکڑے اڑا دیے
گری منزل وزارت کی تا دوابرو تیغہ پہونچا ابریق نے ہاے کہا اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا پکارتا ہوا اسد
کے سامنے بچاؤ کہ پہلا سہم نعرہ ہوا شہنشاہ طلسم ہوشربا اور اسد تلوار پھینک دے یا دولت آپہنچے
و ساحرو لینا لینا کر رہے تھے افراسیاب کو دیکھ کر آگے بعض شرمائے سحر کرتے ہوے بڑھے افراسیاب
بنگاہ غور دیکھ رہا ہے گوشہ تیغ نا کے پیکان سے ماتش کے دانے اڑ گئے نے سب اسد پر پڑ رہے ہین جدھر
اسد جدھر جھپٹا ساحر بھاگتے ہین جیسے بیداری کی مار اگیا کس خوب ورلی سے اسد غازی لڑ
رہا ہے فرد ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین زور رزم او ہمی دیدہ و میگفت آفرین صد آفرین
ہے بے زبان تیر دکھلا تمود سے صدا ے احسنت و آفرین بلند ہو رہے سرو قد تعظیم
کو اٹھے کمانون نے اپنے کو اسکے بازوے ہمت پر قربان کیا نازان تیر سے
اپنے خانہ ترکش مین مخفی ہین خنجرون مین خم تلوار پیدا ہے سپرین روسیاہ پشتی بان نہین کہ عین نقار

سر پیٹ رہے ہین جھانجھ کف افسوس ملتے ہین شہنا کا دم بند قرنا و ہر دمنداس شیر کی لڑائی نے سب کے جوہر خمسہ کھو دیے جہاز حیات کے دریاے خون مین ہجو دیے ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین بقول شاعر فرد کاسۂ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور ہم نے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین ہمردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد کو مرنے والے جانباز و سرفروش جواب دیتے ہین فرد آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے نقیبون نے مردنبادیا گرا کیتون نے ترغیب بکر لڑوادیا یہ قطعہ پڑھ رہے ہین قطعہ

کل پانون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا	یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا	آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
مین بھی کبھی کسیکا سر پر غرور تھا	ایک سردار مغرور و متکبر گھوڑے پر سوار غرور سر مین اسد سے لڑون	

حقارت حریف نظر مین سامنے اسد کے آیا اسقدر مغرور تھا اپنے کو بناتا ہوا نیزے کو چمکاتا ہوا اگر گرد اڑکر دامن پر پڑی دامن جھاڑ دیا وہ سر جو پناہ خود مین تھا ایلاک جھپکتے جھپکتے گو دمین تھا یا دامن پر گرد پڑنا ناگوار تھا یا دم بھر مین لاشہ خاک و خون مین پڑا یا لباس نازو ادا پر آفت آئی حسرت و یاس نے صورت دکھائی افراسیاب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ابرق زخمی بجا کا آواز دی اے وزیر لعنت ہو ایک گولہ پھینککر مارد کہ اسد کا سر پھٹ جائے سراسر زخم کھا کر جب لگا شرم نہین آتی ارے سر خرو ہوا زخمی ہونا جو ہر جرأت ہے آج اسد ما بدولت کا شکار ہے یا تو مقابلے مین جاؤ یا ہم ساحر عاجز ہو رہے ہین پکار اٹھے اے شہنشاہ آپ لوذ دنیا ہم ٹھوکرتا ہوا بڑھا تیغہ سحر کھینچے ہوے تاج کو درست کرتا ہوا کچھ ہونٹھ ہلاتا ہوا سحر پڑھتا جاتا ہے آواز دی او طلسم کشا بڑا جری ہے رگ رگ کے سے مین قوت بھری ہے ما بدولت پر اگر مجھسے لڑنگا جلد کر اسد شیر بیشۂ صاحبقرانی گھوڑے کا فوراً پلٹ پڑا آواز دی او نامرد حب مردان عالم کی تلوار کھینچی ایک اور لاکھ ہے سب برابر ہین آخر کو بھاگنا ابھی خواب غفلت مین ہے زخم کھا کر جائے گا افراسیاب منہ سے تر کرتا ہوا گرد اسپر کا ہاتھ مین لیکر بڑھا دل مین یہ کہ اوجھڑ سپر کی ماردون یہ گھوڑے سے گرے گھوڑا اسکے جسم پر دوڑا دون پامال کرکے نکل جاؤن جیسے ہی برابر اسد کے پہونچا لنگا ورزن ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا پیچھے ہٹا تین قدم مرکب اسد بڑھا افراسیاب اوجھڑ مین سپر کی پھولون پر مرکب کی جا رہا اپنے کو بمشکل سنبھالا ہاتھ تلوار کا مارا اسد کے بازو پر الٰہ ملک لعل کا بندھا ہے اُسی ہاتھ مین تیغۂ خون آلود سپر کو نہ اٹھایا اُسی ہاتھ کو بلند کیا اگر مثل ستارۂ سحری چمکا تلوار پیکانشا جھنجھنانے کی آواز آئی نعرۂ اسد شیر دل سے گاہ زمین تھرائی نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب ضرب مردان عالم

روک غیرت ہو تو سپر منھ پر نہ لینا یہ کہکر ہاتھ مارا افراسیاب نے سپر کو اٹھا دیا تیغہ برق تاب نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر
تلوار گری تاج شہنشاہ کا کاٹا سر پر زخم کاری آیا اس سر سے افراسیاب آگاہ نہ تھا اسر خطا کی خود سر زخمی ہوکر
پیچھے ہٹا جادوگرون نے جو اپنے افسر کو زخمی دیکھا بیچ مین ٹوٹ پڑے چاہا بلوہ کر کے اسد کو مار لین یہ غول
مجمع روباہان سے کب ڈرتا ہے جسکو ہاتھ مارا جہنم واصل ہوا اسنے بغض و حسد سے کافر کو یہ ثمر حاصل ہوا
کوئی بھاگا کوئی زخمی ہوا کسی نے جان دی افراسیاب جو زخمی ہوکر پیچھے ہٹا قصد کیا زخم سر باندھ کر ڈھون
حیرت گھبرائی ہوئی بارگاہ سے نکلی افراسیاب کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئی کہا واسطے سامری
وجمشید کا اس خونخوار کے سامنے بچائیے اپنے کو دست زبردست جلاد سے بچائیے بی جیحون نے اسد کو سحر بند
کیا ہوگا یہ ذکر تھا افراسیاب نہ مانتا تھا ملکہ حیرت مرکب بڑھنے نہین دیتی کہتی ہے دور سے سحر کرو حیرت جادو
کے نکلنے سے لاکھون جادوگر دوڑے مصور جادو بڑھا چاہتا ہے کہ اسد بن کرب غازی پر جا پڑے
کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نکلا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری ہزارہا ساحر بیہوش ہوکر گرے
برق جادو اسکی ماں آسمان سے کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چمکی ایک طرف سے برق لامع کا نعرہ
ہوا لشکر مصور جادو پر گری ہلڑ ہوا وہ برق گری وہ برق گری لشکر مصور جادو مین آگ لگی ایک
طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ باران زمین کن ایک طرف سے اسرار جادو ایکجانب سے شاہزادہ شکیل
بعیدیل پسر ملکہ مہرخ سحر چشم بارہ ہزار جوانون سے پہونچا ان ساحرون نے آگ لگا دی اسد نامدار کو بیچ مین
لیا حیرت کو افراسیاب خفا ہو رہا ہے ارے مجھے چھوڑ دے طلسم کشا کو سب لیے جاتے ہین مین بڑھکر
روکونگا حیرت نے کہا اے شہنشاہ ہرچند کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین سحر و ساحری
مین یکتا ہین لیکن یہ تصور فرمائیے آپ نے سحر کیا اسد پر تاثیر نہوئی اسکا سبب تو دریافت
فرمائیے کہ کیا باعث ہوا کونسا تحفہ اسد کے پاس ہے آج تو شیرانہ لڑ رہا ہے ہزارون
ساحر مارے وزیر اعظم کو زخمی کیا خود شہنشاہ نے زخم کھایا سمجھ کے بات کیجیے
عقل کو ہاتھ سے نہ دیجیے یہ سب کام اہالیان طلسم نور افشان کے ہین ان سب
صاحبون کو بڑی کد ہے کوئی تحفہ نکالکر نور افشان نے دیا ہوگا بروز قتل تاریک
شکل کش تیغۂ نور افشانی قران کو دیا آپ دام جمشیدی لیکر آیا آج بھی کچھ ایسا ہی
ہوا آپ دریافت کیجیے یا مجھے حکم دیجیے افراسیاب گھوڑے سے اترا ہاتھ چمکایا کچھ

نخرہ کیا سامری و جمشید کا نام لیا تیوری پر بل پڑے لیکایک اک شعلہ چمکا اُسنے آواز دی ای شہنشاہ کیا ہی جو ارشاد ہے بہ عرض کرون افراسیاب نے کہا ای سحر سامری و ہی بانی بناے افسونگری آج اسد پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا ہے بیر گھبراتے ہین اُسکے سامنے سے بھاگے جاتے ہین بابد ولت زخمی ہوے تیغۂ سحر خالی گیا سپر سحر کٹی روسیاہی حاصل ہوئی شعلے نے بھڑک کر آواز دی ای شہنشاہ شاہزادی حجرۂ پنجم ملکہ لعل سخندان ہمشیرہ یاقوت سخندان معشوقۂ سامری اسد غازی پر مائل ہوئی اپنے بازو کا لکہ بازو پر اسد شیر دل کے باندھ دیا لکہ سحر تاثیر کرے ہر تحفۂ ساختہ سامری و جمشید سے حجاب کرتے ہین اُسیکے سبب سے مرتے ہین جبتک لکہ اسد کے پاس ہے سحر تاثیر نکریگا یہ سنکر افراسیاب نے اک چیخ ماری ملکہ حیرت جادو کی تو خوب بن پڑی کہا شہنشاہ آداب و تسلیمات عرض ہے لونڈی کا عرض کرنا فرض ہے مدتون سے اپنے حجرے مین بند تھین شہر سے نہ نکل سکتی تھین گوشے مین بیٹھی جوانون کو تکتی تھین اب جو یہان آئین اسد ایسے حسین کو دیکھا مر گئین صاحبزادی نے گھر ڈبو یا جنکے ساتھ شادی کرتے تھے اُنکی بہن صاحبہ نے یہ بس بو یا صرصر نے مجھسے کہا تھا مجھے یقین نہین آیا اُسکو جھڑک دیا وہ روز اول سے کہتی تھی کہ لعل اسد نوجوان پر مائل ہے بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے عصمت داری ہمارا کام تمام ملکوں مین پھرتے ہین کیسے کیسے جوان سامنے آتے ہین کبھی کسیکو نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا تمھاری مہر و فا کے پابند ہین حقیقت مین اسد بہت حسین و جمیل ہین راز و نیاز مین دھگڑے کو لکہ دیدیا سامری جمشید سے نہ ڈرین بہن کا بھی پاس نہ کیا یاقوت سخندان حکم دو بی لعل سخندان کی ناک چوٹی کاٹین گدھی پر سوار کر کے تشہیر کرین ہر ایک کو عبرت ہو بی مہ جبین جوان حسین کو دیکھکر پھسل پڑین اٹھارہ سو ملک کی سلطنت چھوڑی اسد کے ساتھ بھاگین سات برس قید رہین بی لالان خونقبا نے حد ہو ندکے گھر مین آگ لگائی بی لعل سخندان نے یہ خون اُگلا ترا ردن کو قتل کرایا افراسیاب نے کہا اس سے بڑھکر اُسکو سزا ہوگی اگر مین ابھی چھینے لیتا ہون سر اُران اسد کو بھی سزا دیتا ہون یہ کہکر افراسیاب گھوڑے سے کود اللکارتا ہوا طرف اسد کے چلا اسد غازی پابند ہے قواعد کا افراسیاب جو پیدل دیکھا یہ شیر بھی گھوڑے سے کود پڑا دل مین خیال تھا شاید افراسیاب غصے مین کشتی لڑے ملطعن کرے کہ تم سوار ہو مین پیدل ہون یہ سوچکر للکارا او افراسیاب خانخراب دور سے کیا الغنا الغنا کرتا ہے سامنے آ مردون سے آنکھ ملا افراسیاب نے اک دستک دی آواز دی ای سیہ تاب زنگی غلام بد رنگی جلد حاضر ہو دیکھا سب نے ایک جوان حبشی قوی تن تومی من زمین سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے ای خیرخواہ قدیم خدمتگزار سامری اسد غازی سے مقابلہ کر بازو پر اسکے لکہ ہے چھین لے لیکر نکل جا خزانہ سامری مین

جاکر داخل کر یہ سنکر وہ سیاہ وجھومتا ہوا طرف اسد نامدار کے چلا للکارا او طلسم کشا منم غلام سامری جمشید
ہم لوگ جان نثار موجود ہین شہنشاہ تجھ ایسون سے کیون مقابلہ کرین یہ کہکر جست کرکے سامنے اسد کے
آیا خم مار کر جھومنے لگا پیترے بدلتا تھا اسد غازی بڑھے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نامدار سمجھ چکے تھے کہ یہ
شاید کشتی گیر ہی جس فن کا جو قصد کرے ہمارے جد عالی تبار کا یہی طریقہ اُسی فن مین اُسکو جواب دیتے ہین تب
صاحبقران لقب پایا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا دیوان قاف نے اطاعت کی خدا نے
صاحبقرانی کی لیاقت دی یہ سوچکر زنگی کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اسد
نامدار نے غصے مین گردن پر ہاتھ رکھکر یکبارگی اسے اسی زمین خود سرکا زمین سے ملگیا لیکن اُس بیحیا نے ہاتھ بڑھاکر
ڈوری پر اسکے کی ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا ڈورا ٹوٹا اکہ اُسکے ہاتھ مین آیا اسد غازی نے غصے مین ایک طمانچہ مارا
غش کھاکر زمین پر گرا اسد نے چاہا چھاتی پہ چڑھ بیٹھون اکہ اُسکے ہاتھ سے چھین لون پہلو مین افراسیاب کی
ایک جادوگر کھڑا تھا کہ نام اُسکا کیوان اژدر در ہی مغرور و خود سر ہی افراسیاب نے کہا ای کیوان اکیلے
کیوان نے جھپٹ کر سحر کیا زنگی بھی اُٹھا کیوان اژدر در اکیلی کہا گا اب زنگی جست کرتا ہوا پہلو مین کیوان
تعریفین کرتا ہوا کہ ای غلام سامری کیا خوب کام کیا اسد نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ کر چاہا کیوان اژدر در پر
جاپڑون اُس بیحیا نے پلٹ کر سحر کیا اسد غازی لڑکھڑا کر گرے کیوان نے چاہا سر اسد نامدار کا کاٹ لون
زنگی سے کہا تو نہ ٹھہر اکہ خدمت شہنشاہ مین پہونچا ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہی یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین خوش انجام
ہو کہ سرداران اسد غازی مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ یاران زمین کن و ملکہ اسرار جادو و شکیل
و شنجو وغیرہ لشکر افراسیاب سے لڑ رہے ہین ستارہ سحر ہی بلند ہو چکا ہی ہمراہیان اسد نے کئی ہزار ساحر اپنے
قتل کرائے لاکھون ساحر ملازمان افراسیاب مارے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہی زمین سے شعلے نکل رہے
ہین آسمان سے آگ برستی ہی انتہا کا جو ہنگامہ ہوا ملکہ یاقوت سخندان آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون سے پوچھا
ارے یہ کیا ہنگامۂ عظیم برپا ہی کنیزون نے عرض کی باہر چلکر ملاحظہ فرمایئے مسلمان لشکر افراسیاب پر آپڑے
ہین بڑے زور و شور سے لڑ رہے سنتے ہین آج شہنشاہ بھی زخمی ہوے ملکہ یاقوت سخندان بدمزاج غصے
سے چہرہ سرخ ہوکر اُٹھی ہی ابروے خمدار ملتے ہوے آنکھون مین نشہ ڈوبیٹہ ڈھلکا ہوا چھری یاقوت احمر کی
ہاتھ مین پانچون کو سنبھالے ہوے بیچ مین یہ ماہتابان گروہ نجوم سیارگان بیرون بارگاہ آئی اپنی آنکھون
سے دیکھا ایک ساحر نے طلسم کشا پر سحر کیا اسد غازی نے گھٹنے ٹیک دیئے تلوار کو ٹیک کے چاہتا ہی کہ اُٹھون

بنا ایسے دام سحر و ساحری ہو او ساحر تیغ کھینچے ہوئے اسد غازی کے قتل کرنیکو آتا ہی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ
درون ایک آلہ ہاتھ مین لیے ہوئے طرف افراسیاب کے جاتا ہی دم بھر پانچ قدم کا افراسیاب سے فاصلہ ہی
افراسیاب زخمی کھڑا ہی گرد مشیران سلطنت و وزیران ابت سرداران اسد نے طبقے زمین کے ہلا دیے دریا
خون بہا دیے قیامتین برپا ہین افراسیاب ہاتھ بڑھا کہتا ہی ای غلام ساحری یہ آلہ لیکر چلا جا ملکہ کندن سے
ہمارا سلام کہنا وہ داروغہ خزانۂ ساحری و جمشید اسمین بھی کچھ قدرت کا بھید ہی اُسکے سپرد کر دینا یہ تحفہ جات
بزرگان دین یون تباہ ہوئے زنگی کہتا ہی اپنا فرمان دیجیے ملکہ کندن کو خط لکھو ایسا قبول نکرینگی آنکی آشفتہ خوئی
اور شعلہ مزاجی سے آپ آگاہ ہین افراسیاب نے غصے مین جواب دیا لا یہ آلہ مجھے دے مین کیا کسیکی کوشش کا
محتاج ہون خود صاحب تخت و تاج ہون اپنے وزیر اعظم کی ہاتھ بھیجدونگا ادھر تو زنگی نے ہاتھ بڑھایا اُدھر سے
کیوان اژدر در نے تیغ اُٹھایا اسد بیکسی و بے بسی مین پکار اُٹھا قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر	بر حال من خستہ دل ریش نگر		ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بکرم خویش نگر	تو شاہ کریمی و رحیمی و غفور		دست ما گیر کہ درماندہ و بی بال و پریم

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار وسط آسمان پر آکر چمکی یہ
مصیبت دیکھی کہ اسد غازی زمین پر پڑے ہین ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی آلہ لینے کو افراسیاب نے
ہاتھ بڑھایا ہی کلیجہ تھرایا وہین سے نعرہ کیا منم ملکہ لعل سخندان گرتے گرتے ایک گرز کیوان اژدر در پر مارا اُسکا
سر پھٹا برق جہندہ بنکر زنگی سیاہ رو پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آلہ اپنے ہاتھ مین لیا بجلی کان سے نکالکر
افراسیاب پر پھینک ماری لچھا برق کا افراسیاب پر گرا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین ملکہ
لعل سخندان نے جھپٹ کر اسد غازی کی کمر مین پنجہ دیا اپنے طاؤس پر ڈالکر لے اُڑین آواز دی اسے
رفیقان طلسم بزور مار بھڑ کر نکل آؤ سردار لڑتے بھڑتے چلے ملازمان افراسیاب بیدل ہو رہی تھی خود
راستہ دیدیا آپسمین ذکر ہی رعد و برق کو کون روکے برق لامع کو کون ٹوکے نکل جانیدو سر میدان
سمجھ لینگے آخر کہان جائینگے افراسیاب پر ہزار رقیق کرین عرصہ درازمین افراسیاب نے سحر کو دفع کیا اتنے
عرصے مین سب سرداران نامی افسران گرامی لڑ بھڑ کر نکل گئے کوئی نہ روک سکا سب آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو کر آئے
تھے مرنیوالیکو کون روکے لیکن یہ حالات جنگ جدل بی یاقوت سخندان نے اپنی آنکھ سے دیکھے غصے سے
کانپنے لگی اس زور و شور سے آکر ملکہ لعل سخندان گری کہ غلام زنگی کے دو ٹکڑے کیے کیوان جادو

کو جلا دیا ہزار ہا برقین چمکا کی چلتے چلتے دھمکا گئی اُس سحر سے کئی سو کے سر پھٹے کئی سو جلے عرصہ دراز تک اُسکی تاثیر رہی لشکر یاقوت سخندان بھی خوب پامال ہوا حیرت جادو تو بھری ہوئی تھی ملکہ یاقوت کو آگے جھک کر سلام کیا کہا مین آداب و تسلیمات عرض کرتی ہون جب منظور نظر سامری و جمشید سے سحر کا سرزد ہون تو اب اس مذہب مین کوئی پاک دامن نرہا جو شیخ محبت اسد غازی کو آپنے ملاحظہ کیا شہنشاہ نے سحر کرکے الکہ اُسکے بازو سے جدا کیا خوب آپ نے سحر مین کامل کردیا غلام خداوند کو بھی مار کیوان کو پھونک دیا مجھپر بھی سحر کیا کیون بی یاقوت صاحب اب کیا تدبیر ہوگی آجتک اسد غازی نام ہی ساحرون سے مخفی ہوتا تھا اب سینہ سپر کرکے لڑے گا خواجہ عمرو خداوند جمشید بنکر جب آئے تھے مقام لوح و مقاقید بدیع الزمان و شہنشاہ لاچین یہ تصریح پوچھ گئے اب یہی قصد کرینگے کہ لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل چلو ملکہ یاقوت نے غصے مین کہا ای خاتون محل شہنشاہ مجھپر طعن و تشنیع نہ کیجیے مین بی لعل سخندان کو لشکر مسلمان مین نرہنے دونگی ابھی لائی اُس گیسو بریدہ کی مارے کوڑون کے کھال گرادونگی آتش قہر و غضب مین جلا دونگی بیٹا مجکو صبر آئیگا کہ وہ پہلوے اسد مین خوش ہوکر بیٹھین لشکر لیکر میرے مقابلے مین آئین یہ کلیجہ خداوند جمشید نے آپکو اور شہنشاہ کو عطا فرمایا ہے کیا خوب ربط و ضبط ہے بی مہ جبین تخت پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آتی ہین آپ لوگ آنکھون سے دیکھتے ہین مین نہین دیکھ سکونگی آج ہی تدبیر کرونگی ملکہ حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے بارہ برس ہمکو لڑتے ہوے گذری آجتک ہمنے یہی دیکھا جو یہان سے نکلگیا پھر پلٹ کے نہ آیا نہ قتل ہوا بی بہار و مخمور جب نکل گئین شہنشاہ نے بڑی کد و کاوش کی نہایت کوشش کی کچھ بھی نہوا اب اسوقت آپ جاکر آرام فرمائین غصہ تھوک ڈالین لشکر اسلام مین جانیکا نام نہ لین اسد غازی شمشیر برہنہ جری بہادر صف شکن آج تو شہنشاہ کو زخمی کر گیا خانۂ دل غم و الم سے بھر گیا حیرت جادو نے سمجھا کر یاقوت سخندان کو پھرا یہ کہکے پلٹی کہ کسی کے سمجھانے سے میرا دل نہ مانیگا دو کنیزون کو حکم دیا جسطرح بنے صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام مین جاؤ خبر مفصل لاؤ کہ ہمشیرہ صاحبہ لشکر اسد مین کیا کر رہی ہین اُنھون نے تو ہماری محبت کو ترک کیا ہمارے دل مین محبت ہے یہ کہکر خوب روئی ملک خضر نے گلے سے لگالیا کہا بیٹا خاموش رہو صبر کرو دلیر جبر کرو لعل سخندان نے کلیجہ پتھر کا کرلیا ملکہ یاقوت نے کہا دیکھیے بابا جان مین کیا رنگ کھاتی ہون ذرا آخر آنے دیجیے بی بہار نکل گئین مخمور نے اہل اسلام کا ساتھ دیا بی مہ جبین الماس پوش بادشاہ بنکر بیٹھین شہنشاہ اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین اُنکے حال پر رنجیدہ ہوتے ہین بہار کے جسم مین آبلے پڑے وہ پھوٹ پھوٹ کے

روتے ہیں مجھے یہ امورات بہت ناگوار ہیں مجھسے یہ ہونہ سکیگا کنیزین اُسوقت یہ اسے خبرملیں یہان کل لشکر میں انتشار تھا ملکہ مہ جبین و لالان قیصر ان قبا رو رہی تھیں کہ سب نے دیکھا سامنے سے ملکہ ابرگلنار چرخ مارتا ہوا نمایان ہوا اور دیکھا سینے ملکہ لعل سخندان اسد نوجوان کو پنجے میں دبائے ہوے دریاے خون میں نہائی ہوئی چہرہ پر نقاب حسن میں لاجواب آنکھیں نشیلیں صاف چاہ زنخدان بعد زرد رو تیور آکر یہونچیں ملکہ ابرگلنار ایک جانب قائم ہوا اس نامدار کو بارگاہ میں لاکر ہوشیار کیا اگر بازو پر باندھ دیا اُسوقت تو لشکر میں بڑی خوشی ہوئی مہ جبین نے تصدقات اُتروائے ملکہ لعل سخندان کو پہلوے تخت مہ جبین میں زرنگار کرسی زرین ملا اسد غازی ہوشیار ہوے لیکن مہ جبین بادشاہ لشکر اسلام میں فرمایا ہمارے سردار نامی و افسران گرامی رعد و برق و برق لامع وغیرہ واپس نہیں آئے انکی خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ لعل نے جوابدیا آپ ترددنفرمائیں جب میں طلسم کشا کو پنجے میں دبا کر لیچلی تھی سب صاحبوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ اب لڑنا بیکار ہے میں طلسم کشا کو لیے جاتی ہوں سب صاحب پلٹ آئیں وہ سب صاحب رہتے ہیں بعد شکست تجمل و عافیت نکلے تھے یہ ذکر تھا کہ رعد و برق و برق لامع و شاہزادہ شکیل وغیرہ دریاے خون میں نہائے ہوے آکر یہونچے سینے ملکہ لعل کی بڑی تعریف کی کہا حضور آپنے بڑا کمال کیا سامنے سے افراسیاب کے اسد غازی کو اُٹھا لائیں ملکہ لعل نے سر جھکا لیا کہا آپ سب صاحب قدر افزائی فرماتے ہیں ورنہ میں آنکہ کس دام ہو سکتا تھا کہ اس شیر بیشہ جرأت کو ہماری زندگی میں افراسیاب قید کرے سب سردار شکریہ ملکہ لعل ادا کر رہے ہیں ملکہ لعل سخندان سر جھکائے ہوے کہ رہی ہیں میں نے تبعیت میں طلسم کشا کی گھر بار چھوڑا رشتہ محبت یاقوت سخندان توڑا آپ سب صاحب دعا کریں کہ انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ چند دیرند حاضر ہوے عرض کی خواجہ عمرو تشریف لاتے ہیں چالاک و برق بھی ساتھ ہیں سب سردار خوشی میں بڑے استقبال نکل آنے خواجہ نے داخل بارگاہ کے آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ لعل زرنگار کرسی زرین پر جلوہ فرما ہیں سب سردار زخمدار ایک ایک کو انتشار زخم روز ہی سبکی ہو رہی ہے عمرو نے حال پوچھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے سب کیفیت ظاہر کی حال سفر پوچھا عمرو نے ملکہ جیحون کو مبارکباد دی کہ مبارک ہو ملکہ محبوب کا کل کشا کو رہا کیا محبوب و مخمور مع لشکر ظفر اثر کل انشاء اللہ بخیر و خوبی داخل کرینگی یہ تینوں عیار آگے بڑھ آئے جیحون نے سب حال خواجہ سے پوچھا عمرو کیفیت گرفتاری محبوب از سحر عجائب و چالاک کا جانا اور گرفتار ہونا بھیس اپنی عیاری سے چھڑانا لفظاً لفظاً بیان کیا جیحون بہت خوش ہوئی یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی لعل نے گھبرا کر کہا

بیہ اکلیجہ منھ کو آتا ہے یہ آہ آہ کون کرتا ہے یہ مہ جبین رونے لگین کہا ہمارے لشکر کی افسر جان لشکر روح اہل اسلام روح روان طلسم نور افشان ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو و بہار باغبان وغیرہ سحر ملکہ یاقوت مین مبتلا ہین بہی کراہ رہے ہین جسم سبکے آبلہ دار ایک ہفتے سے آب و دانہ بند دل دردمند جیحون سے اتنا کیا کہ سحر کرکے سبکو تسکین دی آبلہ ہاے جسم زمین دفع ہونے سب سردار اپنے اپنے طور پر سحر کر چکے بران تو گھبرا کر یہ فرماتی ہین کہ اب ہڈیان جل جائینگی روحین سبکے جسم سے نکل جائینگی یہ سنکر لعل اپنے مقام سے اٹھی سب سردار ساتھ ہین خواجہ عمرو و برق چالاک و جانسوز و ضرغام سب اشتیاق مین ہمراہ ہوے اُس بارگاہ مین آئے جہان یہ مبتلاے سحر پڑے تڑپ رہے تھے جیحون نے ابر سحر ان سبکے سر پر آراستہ کیا ہے کسی نے گلدستے رکھے ہین کسی نے پھول برسائے کسی نے ہواے سرد لپنے سحر سے بنائی سب سے زیادہ ملکہ بہار بیقرار ہین بران تڑپ رہی ہین مجلس جھڑک رہی ہے جسم آبلہ دار چہرے اداس صاف ظاہر ہے کہ روحین جسم سے نکل جائینگی ہڈیان جل جائینگی ہر چند کہ بہار کا یہ حال ہے اس بیقراری مین بادشاہ جمجاہ کا خیال ہے اسوقت بیقراری و اشکباری مین یہ غزل عاشقانہ بحال بیتابانہ پڑھ رہی ہین

غزل

مانا نہ بخشش کو طالب دیدار ہی رہا
یارون کے واسطے پس دیوار ہی رہا
بندہ تھا مین خدا کا نکیرین سے مگر
مر بھی گیا تو منتظر یار ہی رہا
اُٹھ جاگے ہمت غیر قفس توڑ کر
اب وہ ہمین ہے نہ کوئی یار ہی رہا
ٹھوکر سے خیر گنبد مدفن گرا گرا
مجھکو سوال وصل سے انکار ہی رہا
اچھا مجھے نہ عیسیٰ لب کرسکے جلا
موسیٰ تو چپ ہوے مجھے انکار ہی رہا
دیکھی نہ تیری شکل قیامت بھی ہوگئی
اُس بت کی بندگی کا بھی اقرار ہی رہا
اللہ نے بھی بخش دیئے جرم روز حشر
مین ناتوان بلا مین گرفتار ہی رہا
ہاتھ ایکت لیے ایک جگر پر رہا تو
پہلے یہی سہی مین سبکبار ہی رہا
جھپکی پلک نہ وصل کی شب شوق دید مین
مین عشق چشم یار مین بیمار ہی رہا
تنہا بہشت مین بھی نہ رکھا گیا قدم
اے یار ہمسے وعدۂ دیدار ہی رہا
آنکھین مزار مین بھی اسیطرح وا رہین
عاشق مگر بتون کا گنہگار ہی رہا
فرہاد و قیس تک تھی ہمارے بھی لو سے
کچھ بھی کیا نہ خلق مین بیکار ہی رہا
دل اُسکے آگے آپ تڑپ کر نکل گیا
سو یا کیا وہ شوخ مین بیدار ہی رہا

ملکہ لعل سخندان نے جو یہ حال یہ ملال ان گرفتاران دام سحر کا دیکھا خود بھی تو گرفتار دام عشق ہے بہت روئی کہا آپ سب صاحب نہ گھبرائین اپنی جان نثارون کی ہمت سب صاحبون کا علاج ابھی کرتی ہون ہر چند کہ سحر یاقوت سخندان ہے اسکا دفع ہونا دشوار ہے لیکن مالک پروردگار ہے وہ قوت توانائی عطا کریگا یہ کہکر کہا سب صاحب اتنی مہربانی

کرین اپنے اپنے سحر ہٹا لین تو مین اپنا سحر قائم کرون ملکہ چیچون نے ابر سحر ہٹایا برسنا موقوف ہوا رعد
و برق و برق لامع نے برق چمکانا موقوف کیا شکیل نے پھول سحر کے ہٹائے گلدستے جدا کیے اب کل
سردار اسوقت اسی بارگاہ مین جمع ہین سحر لعل سخندان پر نگاہ سب کامل و اکمل جانباز و سرفروش علاوہ
ازین خود چیچون موجود ہی لیکن علاج سے جواب دے چلی کہتی ہی دفع ہونا اس سحر کا مشکل ہی پانچون عیار
بھی دیکھ رہے ہین لعل نے بڑھکر ان سب صاحبون کے جسم پر پہلے ہاتھ پھیرا ہاتھ لگاتے ہی اور بیقراری سبکی
بڑھی باغبان نے آہ کی کہا کسنے ہم مصیبت زدون کے جسم پر ہاتھ رکھا ہڈیون پر پہاڑ ٹوٹ پڑا جسم نازک
سے یہ بار اٹھیگا برا ے خدا ہمارے پاس سے آپ سب صاحب ہٹ جائین آپ لوگ محبت تکتے ہین ہم پر نگاہین
برق بنکر گر رہی ہین قلب پر تاثیر ہوتی ہی لیکن ملکہ لعل نے جیب سے اک نشتر نکالا پیشانی پر مارا چند قطرات خون
اپنے ہاتھ مین لیے کچھ اسم سحر پڑھکر ان سب پر چھینٹا مارا بہار پر زیادہ توجہ تھی دیکھا آبلہ ہاے جسم بہار پھوٹے
ان آبلون سے نیلا نیلا پانی نکلا بہار اٹھ بیٹھی سینے دیکھا شگفتہ ہو گئی جسم پاک صاف چہرے پر رعنائی زیبائی
اب طرف باغبان کے ملکہ لعل متوجہ ہوئین قضاے کار دو کنیزین جو یاقوت نے براے خبر بھیجی تھین وہ
کنیزون مین ملی ہوئی یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہی تھین صرف ملکہ لعل نے بہار کو صحت دی ہی باغبان
پر سحر کرنے کا ارادہ ہی یہ دونون کنیزین بھاگین یاقوت سخندان غصے مین ملک اخضر سے حکایت و شکایت
کر رہی ہی حیرت نے کچھ میوہ کشتیون مین لگا کر معرفت صرصر اپنی یاقوت کے بھیجا صرصر نے وہ
کشتیان لا کر سامنے یاقوت کے رکھین اور حیرت کی طرف سے پیغام دیا صرصر کہہ رہی ہی ملکہ عالم عذر کرتی ہے
کہ ہمارے طعن و تشنیع کا خیال نکرنا جو کچھ ہمنے کہا آمد سخن مین نکل گیا معاف فرمایئے گا ہمکو دشمن جانیے گا
آجتک ہمنے مقابلہ مسلمانان مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین آپ بھی صبر کیجیے ہم تدبیر کرکے لعل کو بلوا لینگے
صرصر نے جو یاقوت سے یہ بیان کیا یاقوت نے کہا اے صرصر مین کسی سے کم نہین ہون ابھی سب کچھ کر سکتی ہون
ابھی کہو تو لشکر مسلمانان مین آگ لگا دون سب کو خاک مین ملا دون صرصر نے کہا یہ تو مین وعدہ کرتی ہون
کہ ملکہ حیرت فرما چکی ہین مین لعل سخندان کو آپ تک پہونچا دونگی روکنا سمجھانا آپکا کام ہی یاقوت نے صرصر کے
کہنے سے دو چار دانے میوے کے اٹھا کر کھائے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دونون کنیزین گھبرائی ہوئی سامنے
یاقوت کے آئین کہا واری سہم بارگاہ اسد غازی مین گئے تھے بی لعل سخندان کی بڑی خاطر ہو رہی
ہین حضور انھون نے بلبلا کر بہار جادو کا سحر اتارا اب باغبان قدرت و ملکہ یران کی تدبیر کر رہی ہین بہار نے

کو صحت کامل پائی شگفتہ ہوگئیں گلشن حیات مین بہار آئی وہان تو حضور سب عاشق مزاج ہین بی بہار اُس
حال مین بھی غزلیں عاشقانہ پڑھتی تھیں نہین معلوم بی بران کس پر عاشق ہین ہزارون اشعار پڑھے دیوان
کے دیوان یاد کر لیے مشہور یہ ہو کہ بی بران صاحب عصمت و عفت شوکت و لیاقت نے انکے نام سے رواج
پایا ہو کوئی یہ نہین پوچھتا کہ شعر کسکی یاد ہین پڑھتی ہوے تو ہم نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بہار کو صحت کامل
حاصل ہوئی ملکہ یاقوت نے پوچھا سحر کیا کیا کہا حضور اپنا خون کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہین چہرہ اوس
صاف معلوم ہوتا ہو کہ اب چہرے پر خون باقی نہین ہا شوکت تمائی منظور ہو سردار تعریفین کر کے اپنا مطلب نکال
رہے ہین بی جیحون نے بھی جواب دیا تھا انھون نے بیڑا اٹھایا یقین ہو باغبان بھی صحت پا گیا ہو پران
کی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ سنکر ملکہ یاقوت سخندان غصے مین اٹھی میوہ جو کشتی مین کھانے کو اٹھایا تھا آہ
کر کے پھینکدیا کہا صاحب جو کیسا کھانا ملکہ حیرت جادو نے کلمات طعن و تشنیع سے دلکو مشبک کر دیا تمام جسم کو
ناسور بنایا ایسے ایسے کلمات کہے جو ہمارے سننے کے نہ تھے مگر مجبور و ناچار سُنے اب اسوقت کیفیت کھل جائیگی یہ کہکر
اپنے مقام سے اٹھی دونون پاؤن زمین پر مار کر غرق زمین ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی یہانتک وہ وقت ہو کہ ملکہ
لعل سخندان نے بعد صحت بہار باغبان چھینٹا خون کا مارا پہلے تو باغبان قدرت بیہوش ہو گیا آبلے
پھوٹے تمام جسم مثل آئینہ صاف و شفاف ہو گیا خوشی کے نقارے بجے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملکہ لعل سخندان کے ہاتھ
چوم لیے کہا اے ملکہ لعل ماشاء اللہ کیا کہنا سحر اسی کا نام ہو عنایت سے پروردگار کی تمہارا انیاب انجام ہو ابھی ہزارہا
جھگڑے پڑے ہین لڑائی در پیش ہی لوح کا حاصل ہونا ملکہ لعل سخندان نے کہا آپکی خدا سب مشکلین آسان کریگا بدعت
یاقوت سخندان سے خدا بچائے دیکھیے عفریت طلسمی سے کیونکر جان بچے مجھے اسکا خیال ہو یہ کہکر پھر شیشہ پیشانی
پر بار ابران و مجلس پر خون پھینک دیا یہ بھی دونون کلمہ پڑھکر اٹھ بیٹھین مگر انپر کچھ کسل باقی ہو ملکہ لعل انکو
بھی دفع کر رہی ہین یکایک زمین کا یہی طبقہ زمین کا ٹوٹا یاقوت سخندان مثل برق جہندہ زمین سے نکلی بہار
جادو و باغبان و ابران و مجلس اٹھکر بیٹھے ہین اچھی طرح صحت حاصل نہین ہوئی کہ نعرہ ہوا او
ہمشیرہ بہنے تمنے ایک پیٹ مین پیر پھیلائے اسی دن کے لیے تمکو سحر سکھلایا تھا دشمنون پر یہ مہر و عنایت
ہمارے سحر کو اُتارا سامری و جمشید کا مذہب ترک کیا ملکہ لعل نے جو یاقوت کو دیکھا فوراً ایک دوہتڑ زمین پر
مارا یاقوت لڑکھڑائی اپنے کو سنبھالا آواز دی او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تمام عالم مین تو نے ہمکو بدنام کیا
یہ کہکر منہ سے اُف کی وہین سے آتش شعلہ مزاج کی دھوان نکلنے لگا جسکی آنکھون تک دھوان پہونچا اندھا ہو گیا خصمین

یاقوت نے کمر مین ملکہ لعل کی پنجہ دیا زور کرکے لے اُڑی اس شدومد سے ہاتھ مارا کہ ملکہ لعل تموج ہوا سے بیہوش
ہوگئی یاقوت لیکر چلی بہار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا یاقوت نے ہنسکر جلا دیا برق لامع نے چاہا کر کون
یاقوت نے مسکرا کر برق گرائی یہ برق لامع کے گری اسکا رخ پھٹ گیا باغبان دیکھکر خاموش ہوا الفاظ
سحر یاد نہ آئے چشم زدن مین یاقوت نکل گئی اسد نامدار تیغہ یاکر اُٹھے کہا صاحب غضب ہے اگر لعل یاقوت
سخندان کو لیگئی جاتے ہی قتل کرڈالیگی مین جاکر جان دونگا یا اُسکو بچا لاونگا ملکہ مہرخ نے کہا ہم بھی چلتے ہین
رعد و برق و برق لامع آمادہ ہوے سب سرداروں نے جھولیان سحر کی اُٹھائین قصد کیا کہ فلان مقام چلکر
روکین لعل سخندان کو لے نہ جانے دین عمرو نے کہا صاحبو ایسا غضب نہ کرنا یاقوت بلای روزگار ہے سب کا
یہی حال کریگی باغبان وبران کو چلتے چلتے پھر اندھا بنا گئی جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن خبردار کوئی نکلنے کا ارادہ نکرے
بیٹا برق بڑھکر خیر تو ہے جیسے ہی برق کو اشارہ کیا اُستاد بہت اچھا کہکر تڑپتا ہوا چلا چالاک ایک جانب سے آئے
باہر آکر پکارا بھائی برق مین بھی آتا ہون برق نے پلٹ کر کہا مرشدزادی میرے ساتھ نہ آئیے بڑی مشکل
کی عیاری ہے سب کے بعد خواجہ عمرو اسد غازی کو تسکین دیکر چلے اسد نے اتنا کہا چھوٹے نانا جان اتنا خیال
ضرور ہے ملکہ لعل نے میری جان بخشی کی سازش سے افراسیاب کے اُٹھا لائی جان کا اُسنے خوف نہ کیا
اگر یاقوت اُسکو اپنے لشکر مین لیگئی مین اپنی جان دونگا عمرو نے کہا خبردار بارگاہ سے قدم نہ نکالنا افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا تھا کہ مین نے بڑا اندھیر کیا اسد کو بالاے گنبد تو کیون قید رکھا پردۂ ظلمات مین کیون
نہ بھیجا وہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا راستہ اُسطرف کا مدت سے بند ہے پردۂ ظلمات مین کوئی نہین
جاسکتا ایسا ہو خدانخواستہ پردۂ ظلمات کا کوئی ساحر بیجا دے یہ کہکر عمرو نے آواز دی ای مہرخ نامدار
و ای سرداران عالیوقار اپنے آقا کو لشکر سے نہ نکلنے دینا یہ کہکر عمرو رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت تبدیل
کی اک کنیز کی شکل بنکر چلے یاقوت سخندان کو بغل مین دبائے ہوے صحرا مین پہونچی دیکھا اک نخل کے سائے
مین صرصر کھڑی ٹہل رہی ہے آواز دی ای ملکہ عالم شہنشاہ خفا ہوتے ہین کہ آپ لشکر مہرخ مین کیون
گئین لعل کو مین چُرا لادونگی یاقوت نے کہا مین کیا کسیکی محتاج ہون مین لعل سخندان کو پکڑ لائی کسی کا
حوصلہ نہ پڑا کہ مجھکو روکے یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب یاقوت غصے مین چلی تھی اسکے لشکر کا ایک رسالدار
سمُوم جادو بارہ سو ساحر لیکر چل نکلا تھا اپنے مالک کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی یہان صرصر یاقوت سے جو باتین ہو رہین
صرصر نے کہا ذرا میرے پاس آئیے بی لعل سخندان کو مین تو دیکھون اپنے ہاتھ سے سزا دون مجھے بڑا اشتیاق ہے کہ

اُسنے پوچھا کیون آپنے بہن کا پاس نہ کیا اسد سے آشنائی کرکے نکل گئین یاقوت لعل کو بیچ مین وہ باتین ہوتے
اُتر پڑی جیسے ہی تینون بیابان تمام ہوے صرصر نے قریب آکر بلائین لین کہا حضور بڑا کام کیا انکی زبان
مین سوزن تو دیجیے ایسا نہو ہوشیار ہو کر نکل جائین وہ دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین انکو بڑا قلق تھا
آپکی محبت مین راتون کو روتے تھے ابھی یاقوت پلٹی صرصر نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا نعرہ برق
منم برق رفتار و خنجر گذار و منم لیکن ہات بہتیرا کو اب تڑپکے کہان جائیگی حلقے کمند کے مارے یاقوت
ارے کھے پلٹی منھ پر حباب بیہوشی مارا یاقوت دھم سے گری ملکہ لعل ہاتھ سے یاقوت کے چھوٹی مگر سحر
مین یاقوت سے تھی بیہوش پڑی ہے برق فرنگی نے خنجر کھینچا چاہا یاقوت سخندان کا سر کاٹ لون زمین شق
ہوئی اک سنہری پتلی نکلی اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ہماری بی بی کو قتل کرتا ہی برق
نے ہرچند چاہا ہاتھ چھڑالون پتلی نے نہ چھوڑا برق کو یقین تھا کلائی ٹوٹ جائیگی اُس پتلی نے یاقوت
کو ہوشیار کر دیا برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن اُڑ گیا یاقوت کی آنکھ کھلی دیکھا برق فرنگی کو پتلی پکڑے
کھڑی ہی کہ یہی ہی جو حضور کو قتل کرتا تھا مین نے دشمن کو پکڑ لیا ابھی تو یہ عورت بنا ہوا تھا یہ تو مرد و اسلام
ہوتا ہی بڑا مکار و غدار ہی ہوا کی صورت بنکر آیا یہ سنتے ہی یاقوت نے خنجر کھینچا کہ برق کو قتل کرون پتلی تو
ہاتھ مین ہاتھ دیکر غائب ہو گئی یاقوت چھاتی پر برق کی چڑھ بیٹھی برق منتین کرتا ہی ملکہ مین غلام ہون
تابعدار ہون خبردار ہون ہرگز سرکار کے کو کوئی قتل نہین کرتا خبر لینے آیا تھا آپکی بہن کو بچاتا تھا اسوقت آپ
غصے مین قتل کرینگی کل کلیجہ پکڑ کر روئینگی مجھکو پاس افراسیاب کے لیچلیے وہ خود آپ کو سمجھا دینگے ہماری کیفیت
بتلادینگے شہنشاہ ہماری قدر کرتے ہین ہم لوگ عیار آزاد ہین آپ بڑی جلاد ہین جب خوشامد کو یاقوت
نے نمانا برق نے کہا بی یاقوت تمھاری قضا قریب ہی میرا اُستاد عمرو نامدار تمکو گھس کر پائیگا کلیجہ اُدھیڑ کر قتل
کریگا اُنکا کیا کر سکوگی شہریار عالم شہنشاہ کا تو اکثر ہمنے تاج اُتار لیا کبھی کچھ نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ خلعت دیتے ہین
اُنکا حکم ہو تو نہی عیاری کرو انصاف کیجیے کس طور سے آیا آپ آسمان پر اُڑی جاتی تھین مین نے نیچے بلایا اُس پتلی
نے اگر یہ آفت برپا کی تھی تو خود منظور تھا اب آپکو ہوشیار کرکے انعام مانگونگا ہم کسیکو قتل نہین کرتے ہم جلاد نہین ہین یاقوت
سخندان یہ باتین سنکر اور زیادہ جھلائی کہا افراسیاب سفلہ مزاج ہے بیوقوفون کے سر کا
تاج ہے اُس نے منھ لگا کر سب کا حوصلہ بڑھا دیا ہین جس کو پاؤن گی قتل کر ڈالونگی
اور لعل سخندان کو آج لیجاکر سزا دونگی اس نے مذہب سامری و جمشید کو

بدنام کیا برق نے کہا اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے ہمیشہ ممنون احسان رہونگا خیر دریافت کیجیے گا مین اس بات کا ضامن ہون ہرگز جھوٹ نہین بولتے شہنشاہ سے جا کر سب صاف صاف بیان کر دیجیے گا یاقوت سخندان نے نمانا خنجر بران حلق پر برق کے رکھا پشت سے آواز آئی خبردار ملکہ کیا کرتی ہو شہنشاہ خفا ہونگے یہ عیار خداوند لقا کے پیارے بندے ہین یاقوت نے دیکھا صبا رفتار کنیز شہنشاہ کی ہے بولی آئی ہو قتل نکرنا قتل نکرنا دیکھیے نامہ لائی ہون دوڑی ہوئی آئی ہون اُسے پڑھ لو خط کو جھپٹ یاقوت کو شک ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہو جیسے ہی صبا رفتار قریب پہونچی یاقوت نے مسکرا کر آواز دی خبردار او عیار ہوشیار یہ کہکر ہاتھ چمکایا برق چمک کر صبا رفتار پر گری رنگ روغن اُڑ گیا دیکھا تو یہ استاد چالاک بن عمرو ہے یاقوت نے اسکو بھی سحر مین مبتلا کیا چالاک زمین پر گر کر تڑپنے لگا اب یاقوت کو منظور ہوا چالاک و برق کو قتل کرے لعل کی زبان مین سوزن ہو ملکہ یاقوت نے خنجر کھینچا قصد ہوا چالاک کو بھی قریب برق لاؤن دونون کا خون بہاؤن یکایک اک درخت سے شاخ کھڑکی آواز آئی یاقوت نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ حیرت جادو زوجہ شہنشاہ درخت سے اُترتی چلی آتی ہے صاف ظاہر ہے کہ آسمان سے ابھی اُتری جیسے ہی یاقوت سے چار آنکھ ہوئی ہان ہان کر کے دانت کے نیچے انگلی دبائی یاقوت سخندان نے کہا ملکہ عالم آپنے سنا برق و چالاک نے مجھے دیوانہ بنایا مین ایسی ہوشیار تھی تو تم نے پکڑ لیا ہوتا ملکہ حیرت جادو نے ہمسکو دیکھتی ہوا کہکر ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ تین روپیے کے پیادے انکو تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو بڑے افسوس کی بات ہے خلاف ازین کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے جو عیار کو قتل کریگا شیر عمر سے پھل نہ پائیگا ذلیل و حقیر ہو کر مارا جائیگا اکثر شہنشاہ نے انکو گرفتار کیا انکے قتل پر وہ قادر نہ تھے جسوقت چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن قید کرنا منا ہے انکی تیر زبان لکھنے کے لائق ہین خداوند لقا نے انکو منہ لگا کے گستاخ کیا انکے پیارے بندے ہین کتاب مین لکھا ہے کہ عمرو کہتا پھرتا ہے بر ریش لقا شاد شدم و تو ناشیدم سُنا ہے قدرت سنکر خوش ہوتے ہین اگر قدرت کو منظور ہو ہمیں کا نام ونشان جہنم مین جھکوا دین سب کچھ انکے قبضے مین ہے لیکن ہمیشہ انپر رحم کرتے ہین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا یہ تو نے نہین کی مجھے تیرا بیچ و تاب ہوا ہے مین ابھی قتل کرونگی ملکہ حیرت یا دو زبان چھوڑ دیا تو یاقوت نے بیتاب ہو کر کہا ملکہ مطلب یہ ہے لیکن انجام بخیر ہونگا یہ کہکر حیرت نے ہاتھ چھوڑ دیا یاقوت دامن چالاک کر چلی حیرت نے قریب آکر حلق پھاڑ کے گلہ مارے نعرہ کیا

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ربودہ برہم	زنگ از رخ پیچک بد اختر ربودہ برہم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	
تیغ و سپر و سبو و ساغر ربودہ برہم	یاقوت سخندان ز مستی بیگانہ تو اجہ عمرو سے جناب بیہوشی مارا

یاقوت لڑکھڑا کر گری عمرو نے خنجر کھینچا ملکہ لعل سخندان کی آنکھ کھل گئی لعل نے دیکھا چالاک و برق
پڑے تڑپ رہے ہیں خواجہ نے یاقوت کو بیہوش کیا خنجر کھینچکر قتل کرنے چلے ہیں ملکہ لعل سخندان نے
اشارہ کیا خواجہ کیا کرتے ہو یاقوت قتل نہوگی ابھی ابھی گرفتار ہو جاؤ گے میری زبان سے موزن نکالو
اسکو مقید کرکے لیچلیں عمرو نے ملکہ لعل کی زبان سے موزن نکالا لعل سخندان اٹھی چالاک و برق پر سحر مارا
یہ دونوں اٹھتے ہی بھاگے ملکہ لعل نے خواجہ سے کہا تم بھی نکلجاؤ خواجہ نے کہا میں نجاؤنگا لعل سخندان نے
قصد کیا کہ یاقوت کو اٹھالیں سامنے سے افراسیاب کا نعرہ ہوا خبردار لعل کیا کرتی ہے لعل نے بیٹھکر
افراسیاب پر گولہ مارا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا ملکہ لعل نے دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوکر
غائب ہوئی افراسیاب نے دور سے باران سحر برسایا قطرہ پانی کا یاقوت پر گرا آنکھ کھلی سموم جادو فوج
لیے ہوے آتا تھا عقب میں خواجہ کے بہار چلی تھی راہ میں برق و چالاک سے ملاقات ہوئی بہار جادو
سے سب کیفیت چالاک نے کہی کہا وہ لونڈی ہوشیار ہے برق عیاری کرکے سب معاملہ خراب کردیا ہے مجھکو
اسنے پاس آنے دیا دور ہی سے سحر کردیا قبلہ و کعبہ اب پہونچی میں بہار نے کہا غضب کیا یاقوت کا قتل ہونا
دشوار ہے حاکم حجرہ بنجم ساحرہ زبردست ہے وہاں گھس آئی ملکہ لعل کو گرفتار کرکے لیگئی جانتی تھی میرا کوئی کچھ
نہیں کرسکتا ایسا نہو استاد گرفتار ہوجائیں برق و چالاک کو رخصت کرکے بہار بڑھی ادھر سموم
جادو مع بارہ ہزار جوانوں کے آتا تھا بہار کو دیکھکر جھپٹا چاہا گرفتار کرلوں بہار نے غنچے میں جا کر گلدستہ مار
دیا اسکا سحر تو مشہور ہے معشوقہ سرو قد گلعذار غنچہ دہن شاہد چمن عندلیب گلشن رعنائی نخل سرسبز چمن زیبائی ہنسکر
جو گلدستہ مارا پھول برسنے لگے سموم کو ہوا لگی جھومنے لگا بہار کے گل عارض دیکھکر پھول گیا وہیں و دنیا بھول گیا آگے
بڑھکر ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم میں تو غلام ہوں آپکی نظارہ جمال بیمثال کا مشتاق تھا آج سعادت دارین
حاصل ہوئی گل سا چہرہ دیکھکر تسکین دل ہوئی ملکہ بہار گلعذار نے بدھی اتار کر گلے میں سموم کے ڈالدی اب تو
بالکل ہوا بد لگی ملکہ بہار نے کہا اے سموم یاقوت سخندان کو جانتے ہو عرض کی حضور نام تو سنا ہے بہار نے کہا حاکم
حجرہ بنجم افراسیاب کی مہمان اسوقت صحرا میں برائے سیر آئی ہے جاکر اسکا سر لاؤ لا خیال رکھنا افراسیاب بھی
ہمارا دشمن ہے ان دونوں کا سر لاؤ ہمارے ساتھ شادی کرو اے سموم ہم مدت سے تمہارے ہوا خواہ ہیں تمہاری ہوا کی
جستجو میں مدت سے تباہ ہیں دیر نہ کرنا جلد تشریف لائیے گا سموم جادو سلام کرکے ملکہ بہار کو بصد جوش و
خروش مع فوج چلا جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں یہاں افراسیاب ملکہ یاقوت سخندان کو سمجھا رہا ہے کہتا ہے

اے ملکہ عالم غصے کو کام نہ فرمائیے لشکر میں پلٹ جائیے عیاروں نے ہر ایک کے ساتھ بے اعتدالی کی سوا اس
تدبیر کے چارہ نہیں یاقوت نہیں مانتی کہتی ہے اے شہنشاہ اب میرے اوپر کوئی عیاری نہیں کر سکے گا ایک مرتبہ
سب دھوکا کھاتے ہیں اب میں اپنے سامنے کسی غیر کو آنے ہی نہ دونگی ملکہ لعل کو پھر گرفتار کر کے لاؤں گی میری
بہن ہو کر لشکر مسلمانان میں رہے بڑی غیرت کی بات ہے میں عین لشکر سے لے آؤں گی سردار تو انکے منہ
دیکھکر رہ گئے بی چچون تو بالکل ہونٹھ نہ ہلا سکیں عیاروں نے آکر آفت برپا کی اب میں انکو پہچان گئی چالاک
کو میں نے پاس نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا معلوم ہوتا ہے عمرو نے میرے قتل کا ارادہ نہیں کیا لعل
سخنذان کو ہوشیار کر کے سحر اتروا کر لے گیا ابھی عیار بھی لشکر میں نہ پہونچے ہونگے میں پہونچتے پہونچتے گرفتار کر لاؤنگی
افراسیاب نے جو یاقوت سخنذان کو صحرائے دلکش میں تنہا پایا مدت سے عاشق ہے گلے میں ہاتھ ڈالدیے
کہا ملکہ میں تمکو نہ جانے دونگا اسوقت میرا کہنا مانو میں صرصر سے کہکر لعل سخنذان کو بلوا دونگا یہ ذکر
تھا کہ طرف سے لشکر کے گرد اڑی یاقوت سخنذان نے دیکھا سموم جادو مع بارہ سو ساحروں کے
جھپٹتا ہوا آتا ہے آنکھیں سرخ اسباب سحر ہاتھ میں غصہ بات بات میں سب ساتھ والے غزلیں گاتے ہوئے
تانیں اڑاتے ہوئے یاقوت نے کہا دیکھیے ہمارا پرانا رفیق ندیم و شفیق ہماری جستجو میں نکل آیا اگر آپ بھی مجھے نہ پہونچا
دیتے تا لشکر اسلام جاتا تمام سرداروں کو پکڑ لاتا نہایت ساحر زبردست ہے ہمارے والد کا سردار ہے بڑا ساحر ہوشیار
ہے یہ سنکر افراسیاب نے کہا خداوند لقا سے خبر کریں مجھکو تو معلوم ہوتا ہے میاں سموم کو بھی ہوا لگی ہے ایسا گلے
پہنے ہیں ملکہ یاقوت نے کہا یہ ہمیشہ سے شوقین ہے جوان تماش بین ہے افراسیاب نے کہا شاید کہیں بہار
سے ملاقات ہو گئی ہے اسکا گلدستہ چلگیا سب پھولے ہوئے آتے ہیں کان لگا کر سنو اشعار رنگین گاتے ہیں یاقوت
نے کہا آپ سموم کو کیا سمجھے ہیں والد نامدار کا تعلیم کردہ قدیم پروردہ اس سے کوئی برائی کی امید نہیں ہے افراسیاب
نے کہا آپ جانیے میرے نزدیک قریب آنا اسکا بہتر نہیں ہے دور ہی سے آوازدی کیوں سموم مزاج کیسا ہے
سموم نے ہنسکر کہا آپکی ترقی جاہ و حشم کی دعا میں مصروف رہتا ہوں ملکہ یاقوت کا غلام تابعدار جان
نثار مگر آج کچھ عرض کرنا منظور ہے افراسیاب نے کہا آئیے جو دل میں ہو فرمائیے یاقوت کو پہچانا سموم نے کہا
خوب پہچانتے ہیں یہ کہکر جست کر کے قریب آیا ساتھ والوں سے آوازدی
بھائیو شادی کرتا ہے اپنا اپنا کام کرو معشوق کے ملنے کی یہی تدبیر ہے
جرأت و جلالت میں توقیر ہے اتنا جو سموم نے کہا ہوا بدل گئی بارہ سو

ساحرون نے گولے ترنج انکالے پہلے سموم نے گولہ مارا اور نعرہ کیا منم عاشق گل رخسار بہار گلچین گلستان معشوق گلعذار نظم

بس عشق بتان خاک بجوی بر سر ما ریخت
دل قطرۂ خون گشت ز چشم تر ما ریخت
البتہ بسے بادیہ گشتیم و لیکن

بر آتش دل آب دو چشم تر ما ریخت
بر تربت ما روشنی شمع محال است
پروانہ زبس بر سر خاکستر ما ریخت

صد غوطہ بدریا چو زدیم پاک نگردد
بس گرد نحوست بسر اختر ما ریخت
مجروح شد ای بخت مرا پہلوے امید

تا چند توان خار برین بستر ما ریخت
ما بلبل عشقیم کہ در عالم پرواز
بگرفتہ ہوا و ہمہ بال و پر ما ریخت

ساقی ز تو ہنگامہ کہ خفتی ز تو مینا
خوش شاد دل زاہد و ساغر ما ریخت
افراسیاب نے کہا مبارک ہو

اسقدر گولے پڑے کہ یاقوت سخندان آتش سحر مین چھپ گئی افراسیاب جادو نے سنگریزے اُٹھا کر مارنا شروع کیے جس پر سنگریزہ پڑا اُسکا سر پھٹ گیا یاقوت برق بنکر چمکی غل مچا رہی ہی ارے شہنشاہ یہ سب میرے پُرانے نوکر ہین افراسیاب کے سحر سے سبکو بچاتی جاتی ہی افراسیاب نے گھبرا کر کہا او بدبخت یہ زندگی بھر ہوش مین نہ آئینگے بہار کا سحر رنگین ہی سنکر اکرمے نشکلے یاقوت ایک نخل کی سائے مین ٹھہری سموم نے جو پلٹ کر دیکھا کہا او بیحیا مین تیری فکر مین آیا تھا تیری چوٹی پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیجاؤنگا وہان وہ دُلھن بنی بیٹھی ہی مین دولھا ہونگا بھاری سہرہ سر پہ باندھا جائیگا تو اس مقدمے مین دراندازی ہی مکارہ شعبدہ باز ہی تیری وجہ سے شادی نہین ہوتی تو نے ہماری سُسرال مین کہلا بھیجا لڑکا کما ؤ نہین ہی چاند سا بیٹا ہی چار پیسے نہین پیدا کرتا کیون ری ہم ایسے ہین تیرے گھر مین مدت سے نوکری کی کیسے وضعدار ہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو اپنے پاس دس پانچ روپے نہ رکھے ابھی ہمیانی کمر مین بندھی ہی ہمنے اپنی معشوقہ سے خود اقرار کیا تنخواہ ہمیشہ اُسی کے ہاتھ مین دینگے وہ ہمسے راضی ہی تو کیا قاضی ہی تو کیون دراندازی کرتی ہی افراسیاب نے قہقہہ مار کر کہا ہان بھائی سُموم انھون نے تمھاری بُرائیان کین ہم تمھاری خیرخواہ ہین بہار کے عشق مین ہزارون تباہ و برباد ہین یاقوت نے یہ کلمات سنکر غصے مین سموم کو للکارا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی کیسی سُسرال کیسی شادی دیکھ ایک گولا ماردونگی سر پھٹ جائیگا سموم نے تیغ کھینچکر چاہا کہا دیکھون تیرا کیسا گولا ہی یہ کہکے تیغہ مارا یاقوت نے جھپک کر ماری تیغہ ہاتھ سے سموم نے گھبرا کر ہاتھ بڑھایا کہ چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاؤن یاقوت کو افسوس آتا ہی کہ سر دار قدیم بابا جان کا ندیم وہ آزردہ ہونگے اسلیے سحر دفع کرتی ہی پھینکا سحر نہین کرتی جب اُسنے ہاتھ بڑھایا یاقوت نے فرصت ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری سر زخمی ہوا خون جو چہرے پر آیا سموم چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ یاقوت تمنے غضب کیا دولھا کا خون بہایا سر جھکاؤ نمین تمھارا

سر کاٹ کر لیجاؤن شادی کرون وطن پر یہا بیٹھی ہے انتظار کر رہی ہے میرے اقرار مین فرق آتا ہے رہ رہ کے دل گھبراتا ہے چاہتا ہے یاقوت کو پیٹ جاؤن اب تو یاقوت کو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مار دیا سر سموم کا مثل برگ خزان دیدۂ دھڑ سے زمین پر گرا آواز آئی کُشتی مرا نام مین سموم جادو بود اور سب ساحرون کو افراسیاب نے مار اہنگامہ مانند دریاے خون جاری ملکہ اخضر بھی گھبرا گئی بڑا واویلا فوج نے سنا ملکہ یاقوت سخندان نے بن کا غصہ اپنے ملازمین پر اتارا سموم جادو کو مارا ملکہ اخضر آگر ہو بحال اشتہ سموم دیکھکر غصہ کرنے لگا کہا کیون بیٹا اسنے کیا خطا کی یاقوت نے کہا وا! اپنا مدار اپنے سحر پر سے نکالکر وہ صدمے اٹھائے لائق بیان نہین سموم بیٹا مارا گیا سحر پر بہار کے نیلا تھا مین نے بہت ٹالا اسکی قضا ہی دامنگیر ہوئی شہنشاہ نے پہلے ہی سمجھایا تھا میرے خیال مین نہ آیا لیکن اب مسلمانون نے بہت تنگ کیا کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی حیرت جادو بھی یہ سنکر آئی سمجھا کر سب نے یاقوت کو پھیرا ورنہ کہتی تھی لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین نہ رہنے دونگی اخضر نے بھی سمجھایا کہ ایسی تیز تند گھڑی گھڑی لشکر دشمن مین جانا بہتر نہین ہے وہان بھی بڑے بڑے کامل و اکمل جمع ہین تمھارا اقبال تھا کہ عین بارگاہ سے لعل سخندان کو لے آئین کوئی دم نہ مار سکا جیسے سبز پوش زبان دراز بڑی ساحرہ ہے یاقوت نے کہا مین تو سب خبرین پائین لعل نے جاکر سب کو صحت دی بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے راز سے آگاہ تھی مین سحر دفع ہوا اب کل بہران سے مقابلہ ہے دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہے اخضر نے کہا رات خیر و عافیت سے گذرے تو بڑی بات ہے مین رات کو جاگ کر بسر کرتا ہون تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون جب عمرو کی زنبیل کا خیال آتا ہے قلب تھرا جاتا ہے سامری و جمشید نے اس ظالم کو یہ نعمت عطا کر دی کیونکر ناز نہ کرے حقیقت مین عمرو کا کوئی ہمسر نہین ہے یاقوت نے کہا بابا جان ذکر زنبیل عمرو نہ کیا کیجیے جو گذرا وہ گذرا افراسیاب نے سمجھا کر یاقوت نے کو تخت پر سوار کیا لشکر مین لائے ملکہ حیرت بہت خوش ہے ساتھ والیون سے کہتی ہے اسد نے خوب دھبا لگایا کس کس معشوق کو لیگیا ہے گھر سونا ہو گیا مہ جبین و ملکہ خوبصورت نکل گئین بھلا مہ جبین تو پہلوے اسد مین بیٹھی سلطنت ہو تسر پالی سب اسکے تابعدار ہین طلسم کشا بھی ہمراہ رکاب ہوتا ہے بی خوبصورت شکیل کے ساتھ نکلین کیا آبرو پائی لالاان خونقبا خدائی داؤد کی برباد کر کے گھر بیاہ سے گئین بی لعل سخندان نے تو بڑا ہی کام کیا سامری و جمشید کو بدنام کیا مذہب مین دھبا لگایا یہ لاطہ سر تیری تھر کی ہین لعل کو خیال بھی نہوگا لشکر مسلمانان وہ باغ بیخزان ہے وہان سب ہماری لشکر والی شاہزادیان حسین و جمیل سحر

ساحری مین بےنظیر و بےعدیل موجود ہین کیونکر وہان دل نہ لگے بہار نے ہمکو داغ دیا صرصر برابر حیرت
کے آتی ہے حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے صرصر تمنے یہ ہنگامے دیکھے مجھکو یہ بڑا خیال ہے اب یاقوت
اپنے ہوش مین نہین ہے آج رات کو یہ جائیگی عفریت طلسم کو پیغام دیگی مینے بھی بزرگون سے سنا ہے وہ عفریت
آدم خوار کسیکے پھیرے نہ پھریگا اگر ہو سکے اپنے کو تا بہ بہار پہونچا کہنا اے بہن تمھاری ہمشیرہ بیقرار ہین کل
عفریت طلسم آئیگا تمنے یہ غضب کیا یاقوت کو اپنا دشمن بنایا سموم پر کیون سحر کیا واسطے سامری
و جمشید کا کہین بھاگ جا اگر مجھکو دشمن جانتی ہے خدمت مین والدنامدار کو پہونچگئی پرچۂ اخبار آیا تھا اُنھون نے
سامان سفر تیار کیا ہے تم بھی اُنکی سحر سے آگاہ ہو کیا کیا اُنکے قبضے مین ہے مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری
سامری و جمشید کے ساتھ رہے اُنکی خدائی کو روشن کیا اپنے تحفہ جات خداوندون نے اُنکو مرحمت فرمائے
اپنی جان بچانے کی تدبیر کر ارے بلا سے واسطے وہ چار دن کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کو چلی جا ہر چند
کہ عفریت تمام عالم کی گشت کریگا جس مقام پر مسلمانون کو پائیگا چُن چُن کے کھا جائیگا صرصر نے کہا حضور
وہ میرے باپ کا بھی کہنا نہ مانیگی جب مین کبھی گئی اول تو اُن تک رسائی دشوار اگر عیاری کرکے پہونچی تخلیہ
نصیب ہوا اور اُنکو سمجھایا وہ اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہین فرماتی ہین عمرو کے ساتھ شادی کرلے عمرو تجھپر عاشق
ہے ہم سبکی افسر کہلائیگی بھلا مین اُنکو کیا سمجھاؤن انکا یہی اعتقاد ہے کہ طلسم ہوشربا ضرور فتح ہوگا جو
مطیع الاسلام ہوگا آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا ایسے کو کیا سمجھاؤن حیرت خاموش ہو رہی یاقوت
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مگر درہم و برہم شرارت غیرہ بھی بنی افراسیاب سے کہا آپ جاکر طبل جنگی بجوایئے
مین جاتی ہون عفریت طلسمی کو آمادہ کراؤن بوقت سحر اُسکو لیکر آؤن گی میرے آنیکا خیال نہ کیجیگا میدان
کارزار مین لشکر لیجائیگا وقت پر پہونچونگی یہ کہکر یاقوت سخندان نے لباس کیا جوڑا بھاری پہنا دریاے
جواہر مین غوطہ مارا اسباب سحر اُٹھا کر جھولی مین رکھا شعلۂ جوالہ بنکر اُٹھی افراسیاب اس آن بان کو دیکھکر
مر گیا حقیقت مین پرکالۂ آتش ہے آنکھین رشک غزال قد سرو باغ حسن و خوبی بات بات مین رعنائی زیبائی
ہونٹھون مین اعجاز مسیحائی پُتلا سا قد دونون رخسار چاند کے ٹکڑے ابروے خمدار بل ہے ہین غصے
مین چہرہ سرخ رنگت ٹپک رہی ہے اس عیاری مین بڑا صدمہ اُٹھایا کہتی ہے اب کوئی
زندہ نہ بچیگا دستک دی اک طاؤس زرین بال اڑتا ہوا آیا کاٹھی اُسپر کسی ہوئی بودھا
آراستہ کیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئی باپ سے لپٹ کر کہا آپ کے مزاج مین بڑی تیزی ہے

میدان کارزار میں نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے گا وہ شعلہ خو آفت جہاں ملکہ لعل سخندان سر میدان بھی نکل کر مقابل ہو گئی
لشکر ہی ساحری و حبشیہ کہا کہ عفریت کے بھید سے وہ نہیں آگاہ ہیں صرف اتنی حقیقت تھی رو رو کر سحر
سب کا اتارا میدان کارزار میں مزا اٹھا چکی پہلے انہیں کی فکر ہو گی دیکھنا تو کیسی تیز چتون ہوتی ہیں رہ گیا تھا
رکھ کے روتی ہیں قدموں پر گر پڑتی ہیں اب تک خدا معاف نہ کروں گی بڑا صدمہ پہنچا ملکہ درخشندہ نے کہا دلی
میرے دل سے پوچھو کس ناز و نعم سے میں نے اس کمبخت کو پرورش کیا یہ دن یاد نہ تھا کہ یہاں ہو کر گل
جائے گی ہم کو دیوانہ وحشی بنا جائے گی دشمنوں کی شراکت کر لی کچھ خوف نہ آیا خیر میں میدان میں نکلوں گی یاقوت سخندان
بجوتی باپ کو سمجھا کر طاؤس سحر پر سوار ہوئی مثل برق آسمان پر جا کر چمکی آنکھوں سے سب کے نہاں ہوئی اسکے ذرا وقت پہنچ بیرونگ

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا افراسیاب کا عین معرکۂ جنگ میں پہونچنا یاقوت سخندان کا مع عفریت آدم خوار طلسمی و تباہی لشکر اسلام عین وقت پہ پہونچنا محبوب کاکل کشا اور اپنی جان دیکر بچانا لشکر اسلام کو بدعت عفریت آدم خوار سے وقتل ملکہ یاقوت و ملکہ اخضر و شکست لشکر افراسیاب باقی حالات متعلق داستان

ہذا عجب داستان قیامت اثر تحریر ہوتی ہے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے ساقی گلعذار
دکھا آج باغ سخن کی بہار
شگفتہ رہیں عندلیبان باغ
سلامت رہیں سب حسینان باغ
پھر بلبل و گل میں بھی وصل ہے
بہار مضامین کی یہ فصل ہے
صبا صحن گلشن میں اترا گئی
بہار آگئی لو بہار آ گئی
صبا کی ہیں گلشن میں اٹکھیلیاں
پپیہے کا کہنا کہ پی ہے کہاں
اٹھی سرو گلشن کے دل میں جو ہوک
عجب لطف دیتی ہے کوئل کی کوک
اٹھا ابر بارش کے ساماں ہوئے
کہ طاؤس گلزار رقصاں ہوئے
ہر اک غنچۂ گل نے کھولا دہن
چہکنے لگے طائران چمن
جوانان گلشن جو ہیں باغ باغ
جلائے ہیں لالے نے بھی کیا چراغ
جو صیاد نے قصد بلبل کیا
تو دام رگ گل میں آ کر پھنسا
جو نہروں میں فوارے چھٹنے لگے
خزانے زر گل کے لٹنے لگے
طیوران گلزار کے چہچہے
اڑاتے ہیں کبک دری قہقہے
مسی کی ہے سوسن نے لب پر دھڑی
جوانان گلشن سے دھوکا دھڑی
جو نرگس اشاروں میں سرگرم ہے
نگہ بازیوں میں یہ بے شرم ہے
الا اے خردمند فرخ نہاد
نصیحت قمری کی رہے دل سے یاد
قمری ہو نصیحت پئے دوستاں
کہ گل پنج روز است در بوستاں
قمر قول سعدی بھی یاد آ گیا

ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار	منہ دل برین دیدنا پا مدار	دلِ غمزدہ غم سے گھبرا گیا

چہرہ سہور شعاران میدان جانبازی و سر فروشان پاتراب تو لکی کلک اعجاز رقم سے اس داستان
سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین غوطہ زنگان دریاے آب نقشان ہوشیاران غوطہ زد دریم داستان
ہو ملکہ یاقوت سخندان کا تو احوال تحریر کیا عفریت طلسم کو لینے گئی ہو دیکھیے اس آشفتہ ولی کا کیا انجام
ہو مگر افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب بارگاہ شہر حیرت مین آیا اگر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت سے کہا
اے ملکہ عالم کو مبارک ہو ملکہ یاقوت سخندان بصد قہر و غضب عفریت طلسم کو لینے گئی ہے بروقت میدان
داری عفریت کو لیکر آئیگی آج اسکو انتہا کا غصہ تھا اب طبل جنگی کو حکم دو حیرت جادو نے غصے مین جواب
نہ دیا سر ہلا کے اشارہ کیا ہان صاحب معشوقہ شہنشاہ زوجہ خاص عفریت کو لینے گئی ہین جن سردارون کو
خون جگر پلا کر پرورش کیا وہ دیو اگر اسکو کھا جائیگا ہمارا تمہارا کلیجہ نہین ہے جسوقت بہار کو اٹھا کر وہ پچھاڑ ڈالے
کریگا ہم بھی اسکے دہن مین پھاند پڑینگے حکم شہنشاہ ہے طبل جنگی بجاؤ افراسیاب نے کہا اے وزیر اعظم آج کل نقارخانون
مین حکم دو کہ سترہ سو نقارون پر چوب پڑے طبل قہار بجے سر ہلاتے اسیوقت حکم دیا نقارخانون مین طبل
جنگی پر چوب پڑی پہاڑ ہل گئے زمین تھرا اٹھی جواسیسان لشکر اسلام خجستہ و پر نیک خوش انجام ہر وقت لیے
خبر حاضر رہتے ہین یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہے ملکہ لعل سخندان کو جو یاقوت اٹھا لیگئی تھی
لشکر مین قیامت برپا تھی اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا افرغام سے کہا مرکب تیار کرو ملکہ مہجبین نے دامن تھام
لیا کہا آپ کہا جاتے ہین یاقوت ایسی ہی جس سے آپ مقابلہ کرین ملکہ چھوٹی بھی اٹھین دست بستہ
عرض کی حضور قصد کرین کنیز جاتی ہے یا جان دیگی یا انشاء اللہ ملکہ لعل کو رہا کرکے لائیگی ملکہ براق مجلس کو
ابھی حیرت سے یاقوت کے مہلت پائی ہے بحر رفتہ قابو مین نہین آیا ملکہ اختر و ملکہ مہر وارید نے کہا اٹھین کہ حضور
تساہل کرین ہم لوگ جاتے ہین یہ کہکر ملکہ اختر نے قصد کیا کہ طاؤس پر سوار ہون ملکہ مہرخ نے یہ کہکر سبکو روکا
کہا صاحبو جو ہمارے سرپرست آٹھ پہر سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین ہر آفت پر سینہ سپر کرتے ہین یعنی
خواجہ عمرو وہ یہ فرما کر تشریف لیگئے کہ جبتک ہم نہ واپس آوین بارگاہ سے قدم باہر نکالنا ناحق کا ہنگامہ
بدون حکم خواجہ عمرو مین کسی صاحب کو بالشکر افراسیاب نہ جانے دونگی جب وہ آکر جواب صاف دینگے تب سبکو جو ہو
اسوقت مین کہا جائیگا اتنی راے کی خیانت کوئی کام نہوگا کیا ہم منہ موڑتے ہین آٹھ پہر سینہ سپر کرتے ہین ذکر
تھا کہ ملکہ لعل آ کر پہونچین سب خوش ہوگئے ملکہ مہجبین نے پوچھا کیون ہمشیرہ کیا گذری اس ظالم کے پنجہ سے کیونکر

آپکو سب دینا پڑیگا اسد نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا آپکی غازی بطور تازی تھا پر شہسوار ہے ہین بستر دن پر اکڑا کرتے ہین ناحق کو بھر رکھا ہی ایک مہینے کی تنخواہ نہ لینگے تو کیا ہوگا مین تجکو بھی جانتا ہون کہ آپ بہت کم ہمت ہین ای لعل سخندان تیری تقدیر پھوٹ گئی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے کے گھر مین آئی تو بڑی سخی و فیاض ہی مجھے یقین کامل ہی تیری وجہ سے ایک پیسے کا نقصان ہوا دو پیسے ملینگے لعل تو مزاج سے خواجہ کے آگاہ نہین ہی کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اتار کر بطور نذر ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا آپ کا مجھپر احسان ہی اگر خدا نے فضل کیا اور یاقوت سخندان سے جان بچی ایک کوٹھا کہ جسمین جواہر کے کھلونے بھرے ہوے ہین حاضر کرونگی عمرو نے لعل کو گلے سے لگا لیا مہ جبین سے کہا یہ تمھاری افسر ہی ساحرون مین سب سے بہتر ہی تقدیر بیچاری کی پھوٹ گئی ایسے کے گھر مین آئی مجھکو بڑا افسوس ہی حمزہ اسکی قدر کریگا ملکہ مہ جبین نے کہا آپکی پرورش ہی انہین کو تاج و تخت مرحمت فرمائیے مجھے تو آپکی کنیزی کا دعوی ہی آپ نے مجھکو بادشاہ بنایا ہی عمرو نے کہا تم دختر افراسیاب ہو بادشاہ لشکر صاحب لیاقت اسد کی حرکات پر بجا نا لعل نے ایک کنٹھا دیا تم دو منگوا کر مرحمت کرو اپنی بات کا خیال رکھو مہ جبین نے طرف اسد کے دیکھا اسد نے اشارہ کیا ہرگز کچھ نہ دینا انکو لاکھون روپے دوگی تب بھی یہ اسی طرح فرمائینگے یہ وضعداری سے کبھی مہلت نہ دینگے خواجہ بہت جھلائے بارگاہ مین چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین مرقعہ دربار تصویر سرداران ہی عمرو قلب کو ہر ایک کے سو ملکہ جیحون و ملکہ سیران و ملکہ مجلس و ملک اختر بن سہیلان وغیرہ سب اپنی مقام پر جلوہ فرما ہین کرہ کا رکو آکر حاضر ہوے آگے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بجا لاے قطعہ

شمسۂ افلاک باد قدر ترا زیر چرخ	ابلق ایام باد حکم ترا زیر زین
در ہمہ حالت ظفر باد قرین و رفیق	در ہمہ کار ترا خدا باد نصیر و معین
شہریار عالم کی عمر دراز ہو یاقوت سخندان طاؤس پر سوار ہو کر کہین	

گئی افراسیاب کو حکم دے گئی تھی افراسیاب نے طبل جنگی بجوا دیا مشہور ہی کل صبح کو عفریت طلسمی ساتھ لیکر آئیگی جسکا دفعیہ بالکل ناممکن افراسیاب لاف و گزاف کر رہا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ مہ جبین نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے لیکن یہ خبر سنکر ملکہ لعل سخندان کا رنگ متغیر ہو گیا آنکھو مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یاقوت سخندان کا سحر آخری ہی کسر و ناکس پر ظاہر ہی کہ عفریت طلسمی بدون فتح جنگ واپس نہوگا نہین معلوم اسکے پیٹ کیا بلا سمائی ہی جسقدر آدمیون کو کھا جاتا ہی بھیا کی ہوس بڑھتی ہی کیون خواجہ اسکا بھی کچھ دفعیہ سوچا ہی عمرو نے کہا

ای ملکہ عالم ای صاحب شوکت وحشم مین کیا تدبیر سوچون پروردگار ہر ایک مشکل کو آسان کرتا ہی ملکہ لعل نے
کہا ذرا تخلیے مین چلیے کچھ عرض کرون گی جب خواجہ تنہائی مین ساتھ ملکہ لعل کے آئے ملکہ لعل خواجہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالکر بے اختیار رونے لگی کہا ای مہر مہتران مین خوب جانتی ہون کہ قضا مجھکو یہان لیکر آئی
ہی اب اور کوئی صورت بچنے کی نہین ہی سب سے پہلے وہ [illegible] اور اسد نامدار پر حملہ کریگی بڑے افسوس کا
مقام ہی اسد نامدار نے اتنے بڑے طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا چند لفظین بھی سحر کی نہین آتین میرا سحر
ایک دو وار دفع کرے گا مین یاقوت کے ہمسر نہین ہون حجرۂ پنجم کو شرف اُسی کے نام سے ہی سامری
اُسی کے خواب مین آتے ہین مین نے انجام نہ سوچا جوش محبت طلسم کشا مین بیقرار ہوئی صدمۂ شب
فراق نہ اُٹھ سکا مین تو اُڑ کر اپنی جان بچاؤنگی جب کچھ نہ بن پڑیگا بھاگ کر نکل جاؤنگی شہریار کو کیونکر بچاؤن
میری صلاح یہ ہی کہ اسد کو سمجھا کر برائے شکار روانہ کر دیجیے عمرو نے کہا طبل جنگی بج چکا ہی وہ ہرگز قدم نہ
ہٹائیگا نور نگاہ حمزۂ صاحبقران صاحب شوکت وشان لشکر افراسیاب سے لڑ بھی چکا مجھکو ڈر ہی کہ وہ
افراسیاب پر جا پڑیگا اگر تمھارا حفاظت نہ کریگا ملکہ لعل سخندان نے کہا یاقوت کے سامنے اسکی کیا حقیقت
ہی ایک سحر کریگی صد ہا طائر پیدا ہونگے عقاب آئیگا بازو سے اُٹھا لیجائیگا افراسیاب کو دیر ہوئی وہ چشم زدن مین
الگ جدا کر دیگی اس راز سے آگاہ ہو چکی ہی اُس روز مین جان دیکر جا پڑی سامنے افراسیاب کے غلام زنگی کو
مار کیوان کو للکارا یاقوت کھڑی دیکھا کی اگر وہ دخل دیتی مین نکل نہ سکتی زمین پاؤن تھام لیتی آپکو
یاد ہی ایکدن اسنے سحر کیا تھا سارے لشکر کو ایکھی سحر مین نابینا کر دیا تھا اُسکے سب سحر بے مثل و بے نظیر مین مجھسے
دفعیہ ممکن نہوگا مجھپر کیا موقوف ہی جسقدر یہ ساحر آپکے یہان جمع ہین ایک ایک وحید عصر ہی خدانخواستہ جسوقت
عفریت طلسم آئیگا اپنی اپنی جان کی سبکو پڑ جائیگی میری رائے یہی ہی کہ طلسم کشا کو ہٹا دیجیے عمرو نے
کہا یہ امر تو ناممکن ہی وہ شیر عنایت رب اکبر پر مطمئن ہی اگر ایک روز پیشتر سے اسکی خبر ہوتی کچھ تدبیر
ہو سکتی تھی فقرہ دیکر شکارگاہ مین بھیجدیتے اب طبل جنگی بج چکا جب ملکہ لعل نے دیکھا کہ خواجہ نے صاف کہا اسد نامدار ضرور
کارزار مین جائیگا رو رو کر یہ اشعار پڑھے نظم

اثر تڑپ کا جو ہم دلفگار دیکھینگے
جو سبکی سنتا ہی اسکو پکار دیکھینگے
وہ آنکھ ہی نہین اُنکو ملی کہ حضرت شیخ

بغل مین غیر اُنھین بیقرار دیکھینگے
قدم پہ لوٹ گیا تیرے کسکا قاتل
بتون مین قدرت پروردگار دیکھینگے

جرس کی زنگ کی ناقوس کی ہوونگی
نثار کون ہوا جان نثار دیکھینگے
یہ جانتے ہین کہ چھوٹینگے بعد مرگ

خزان چمن مین قفس مین بہار دیکھین گے
کسی نے وعدہ کیا ہو تو دیکھے دشمن بھی
نہ دل ہے گا اگر لاکھ بار دیکھین گے
ضرور آکے بکھر جائیگا دم آنکھون مین
جب آنکھ سے یہ دم انتظار دیکھین گے
کہین جواب بھی پاوین جلال طالب دید

یہ انقلاب کہ گھٹتے ہین سینہ پاک کرو
کہ ہم جو آج شب انتظار دیکھین گے
شروع عشق مین کیا کھاؤ پیٹین ابتدا
تمہاری راہ وہم انتظار دیکھین گے
اگرچہ حشر مین بھی ہوگی ... پاس
کسی کو طور پہ بھی اب یکایک دیکھین گے

یہ دلبری کہ دل داغدار دیکھین گے
جس آنکھ سے تمھین دیکھا اسکو سودا ہے
زمین پہ ہوگا ہم انجام کار دیکھین گے
یہ اختیار مین اپنے رہین تو جاؤنگا
امید کہتی ہے امیدوار دیکھین گے

ثمرو نے اشک ملکہ لعل کے پاس لیے کہا ملکہ جس مقدمے مین عقل کو دخل نہو اپنے انتظام سے باہر ہو جائے اسکو پروردگار کے سپرد کرو جو مناسب مشیت رب اکبر ہوگا ظاہر ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا یہ بلا بھی رد ہو گی رات سے بے تیار شرد ہوگی لشکر ملکہ مہرخ مین بھی طبل جنگی بج گیا تیاریان ہونے لگین لشکر افراسیاب مین تلاطم بپا ہے ہوش گم لشکر افراسیاب مین یہ غل تھی ہے کہ کل لڑائی فتح کرین گے سرداران ملکہ مہرخ کا قول ہے کہ لڑینگے مرینگے ملکہ جمین نے دربار برخاست کیا سب سے زیادہ ملکہ بہاران کو انتشار ہے یہ اس مقدمہ خاص کی راز دار ہے فوراً فشتان نے کہدیا تھا ای نوبطوں جانتک ہوسکے اپنے کو عفریت طلسم سے بچانا اور بچیا آدم خوار کے سامنے بچانا بارگاہ ملکہ مہرخ سے اٹھین اپنی بارگاہ مین آکر تیاری سحر کی مصروف ہوئین ملکہ اختر اپنے مقام پر ملکہ مجلس بھی بصد کروفر اپنے طور کے سحر تیار کر رہی ہین سب سے زیادہ بہار اپنی بارگاہ مین آکر بیقرار ہوئین گرد کنیزین بیچ مین چوکی بچھوائی صدہا گلدستہ ہوا یا پھول سحر کے تیار ہو رہے ہین غنچہ دہن وزیرزادی اسباب سحر حاضر کر رہی ہے بہار جادو نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای غنچہ دہن ہم سے افراسیاب کو بڑی کد ہے یاقوت سخندان کے سردار پر آج سحر کیا اسنے اسکو مار ڈالا میرے نام سے جل رہی ہے ہرکارون سے کہتی تھی پہلے بہار کو قتل کرون گی افسوس صد افسوس ایسی جگہ عاشق ہوے جہان برسون جا نہین سکتے یہ کہکر اشعار مخفی یاد آگئے نظم

بار از مشب آتش شوق تو داغم کردہ است
دوش گویا رہگذر بیطرف باغم کردہ است
آشنائے باغم جانان مرا امروز نیست
آتش غم ہر نفس صد بار داغم کردہ است

بادہ عشق تو از خود ایاغم کردہ است
بیم تا ہیچکی نماند در شب یلداے غم
در عدم این بادہ از خم در ایاغم کردہ است

بوے سوداے جنون ما کی امید از بوے صبا
کا آتش عشق بتان مثل چراغم کردہ است
بر تنم چیلے از غم مخفی سر موے نماند

غنچہ دہن نے سمجھایا کہا واری اس غم نے آپکو گھلا دیا ایسا سانحہ

کسی کے لیے درپیش ہوگا ایسا کسی کو پیش بیش ہوگا روز نیا جینا مرنا روز ایک بلا سے تازہ کا سامنا ہے
فی الحقیقت میں نے سنا ہے کہ اسکو شکست طلسمی جب عمر نے ہین گیا فتح کرکے آیا کسی مقام پر
یاقوت نے آج تک شکست نہین کھائی جب ان کی گئی زخمون کو کھولا تھا جب تو افراسیاب کو ناز ہے
شادی پر آمادہ ہو گیا ملکہ بہار نے کہا اگر ہماری موت قریب آگئی ہے ہجران بدیدہ وقت کشیدہ بے نصیب ہے
اور یاقوت کے ہاتھ سے فتح ہوئی تو حیرت و یاقوت سے عمر ہو جو کہ پیغام رخصت کی حیرت جادو کو جیت ملیگا
یاقوت بڑی مغرور ہے شہزادہ بدیع الزمان کو نے کرلی سلطنت نکال لیگی سلطنت کی تمام پر مری ہے خدا اسکی
آرزو پوری نکرے بہار غنچہ دہن سے باتین کر رہی ہے کہ ناگہان رونے کی آواز آئی گھبرا کر بہار اٹھی کہا ارے یہ
کون ہجران کشیدہ روتا ہے بارگاہ سے نکل کر جو دیکھی ملکہ لالان خوشقبا کی بارگاہ سے صدا آ رہی ہے
ملکہ بہار اندر گئین جا کر دیکھا تو حسن لالان خوشقبا گرد کنیزان یار سامنے ڈھانک ڈھانک کے رو رہی ہے
بہار جادو جا کر لپٹ گئی کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہے لالان خوشقبا نے رو کر جواب دیا کہ بہار کیا پوچھتی ہو بقول عرفی نظم

عادت عشاق چیست مجلس غم ساختن
بر در میدان دل فوج ستم داشتن
با خط آزادگی سبزۂ غم کشتن
در ازلی ہیچ در سود سلم داشتن
ور بدو رخ ز شوق چہرہ کو تر زدن
زاویۂ سینہ را انجمن غم ساختن
در دہن جنت عیش ناوک لا ساختن
تا بہ فلک داغ دل بر سر ہم داشتن

حسنہ شیبان زدن ناخن ہم داشتن
نغمۂ داؤد را از لب شیون زدن
ز لب بے آرزو چشم کرم داشتن
حسن عبادات را بر تہ نسیان زدن
بر لب کوثر ز حسرت نم داشتن
ہم ز غبار گشت خطۂ کفن ساختن
در کف ہوس تیغ دست قلم داشتن
در جگر اشتہا آب بہ ہوس سوختن

بر سر عمان درد موج حلاوت زدن
آتش نمرود را باغ ارم داشتن
از پی ذوق غم روے زبان تاختن
زشتی اعمال را لوح و قلم داشتن
آئینہ دیدہ را صیقل حیرت زدن
ہم بہ تراز روے دیر سنگ حرم داشتن
تا بہ سر آب چشم از پے ہم ریختن
در اثر امتلا درد شکم داشتن

اے بہار گلعذار ہمارا حال پر ملال نہ پوچھو آگے یہ پرچہ اشعار مصیبت آثار ہین جو تمکو سنائے عرفی نے ہماری
حال میں تصنیف فرمائے عاشق کیو واسطے یہ کچھ مصیبت ہے جو ہجر میں بپتا ہے وصل میں آرام میں دل کا کام گھر بار
انکی محبت میں چھوڑا بقول شخصے خدائی جسے منھ موڑا ایمان اگر یہ آفت دیکھی روز بلا پر بلا نازل ہے
دیکھئے کل کیا ہوتا ہے شہریار کے نام کے سبب دشمن ہین ہم مجبور ناچار سحر و ساحری سے بالکل ناواقف کیونکر جا کر
سینہ سپر کرین بی لعل سحر ادان حاکم حجرۂ پنجم معشوقہ تو بڑے راز و نیاز سے تشریف لائین آجکل انکی خاطرداری

ہمارے دلکو بہت ناگوار ہے اپنا کیا اختیار ہے ملکہ مہ جبین سے تو قلبی محبت ہوگئی اُس بی بی کا حال بھی لائق
رونیکے ہے باپ اُسکا صاحب اختیار ہے سحر و ساحری مین مجبور و ناچار کیا گیا اُسنے مصیبتین اُٹھائین طائر
وہم و خیال کے پر ٹوٹتے ہین دلیرون کے جی چھوٹتے ہین سات برس کامل گنبد نور مین قید رہی محبت سے
اسد غازی کی مُنہ نہ موڑا اُنہون نے یہ احسان کیا کہ اول مجھکو لاکر اُسکے سر پر بٹھا دیا اب یہ آفت برپا کی
بی لعل سخندان سے محبت ہوئی ہمکو تو اُنکی جان کا خیال ہے سوت کی نام کا کسکو ملال ہے اپنی جانسے اچھے
رہین کبھی ہم بھی دیکھ لینگے جس روز سے بی لعل تشریف لائی ہین مجھ بدنصیب کے خیمے مین بالکل آنا چھوڑ دیا کل مَینے
بواسے پوچھا تھا اُنھون نے بھی یہی کہا کہ میرے خیمے مین بھی نہین آئین دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے بقول مخفی اشعار

در دلم تا کے خیالِ خام دنیا بگذرد
شعلۂ آہِ دلم بر سقف مینا بگذرد
شب شود ہر روز بر امید فردا روز من
تا بکے عمر گرامی در تمنا بگذرد

بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد
ہر محبت مے نزاید در سر بازار عشق
حیف ازین عمرے کہ بر امید فردا بگذرد

بگذرد ہر گہ خیالِ عاقبت در خاطرم
بر سر عاشق ز رسوائی چہ غوغا بگذرد
بعد ازین مخفی من یاس افارغ زغم

بہار کا کلیجہ ہل گیا کہا حضور بس آپ کے کلمات نے کلیجے کو مشبک کر دیا

خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مین اپنا بھی غم بھولی اسوقت مین بھی اسی یاد مین مبتلا تھی میرا حال پُر ملال
لائق حسرت ہے عجب طرح کی محبت ہے معشوق سرکش بادشاہ عالیجاہ ہمارا حال دمبدم تباہ وہ یہان نہین آ
سکتے ہم وہان جا نہین سکتے لیکن آپ کا درد سنکر اپنا غم فراموش ہوا اسوقت اور زیادہ جوش ہوا لالان
خوبقبا نے کہا اے بہار اب دام مصیبت سے چھوٹنا بہت دشوار ہے فلک درپے آزار ہے جب خیال کرتے ہین
ہوش اُڑ جاتے ہین کہ لوح طلسمی کیونکر حاصل ہوگی طلسم ہوشربا کیونکر فتح ہوگا ایسا طلسم وسیع جسمین لاکھون
ساحر رہتا ہے آجتک ساحران دربند نے اپنے مقام سے جنبش نہین کی مدد افراسیاب کی کوشش نہین کی
زوائد کے جادوگر لڑ رہے ہین ایک شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا مالک ہے ملکہ بہار نے خبر دی تھی کہ اُسکا وزیر
اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آتا ہے افراسیاب کو لکھا تھا کہ آتے ہی
سبکو لوٹ لو دو دن افراسیاب عرصۂ دراز سے چیرہ ہائے بلا کے ناز مین ہے یہی جواب لکھا کہ چیرہ ہائے بلا کو لڑوا
دون تو تمکو طلب کرون چالیس لاکھ فوج لیکر جس دن آئیگا کون اُسکی فوج کا بار اُٹھائیگا ایسے سے
کون لڑ سکیگا ایسے ایسے اور کئی بادشاہ ہین بہار نے کہا حضور یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دیکھیے اسد
غازی اکیلے اگر تھے اب اسوقت بائیس لاکھ لشکر ساتھ ہے یاقوت سخندان کی آفت سے کل خدا بچائے وہ سب تھا

سابق طلسم ہوش ربا زندانخانہ طلسمی مین قید ہی توسن جادو وہان کا حاکم و ناظم ہی یہانتک قصد ہوا تھا
کہ اپنے ہمراہ افراسیاب کو لیجائین زمہریر جادو کو دریاے نیل سے نکالین لوح و مہرہ اُس سے لین
عین وقت پر حال عیاری کھلا خواجہ عمرو شہنشا کو لیکر نکل آئے ایکدن اور کوئی خبر نہوتا تو خواجہ افراسیاب
کو لیکر تابہ دریاے نیل پہونچ جاتے پھر شہنشا پر افتاد مین پڑین اسی طرح کل بھی خدا مشکل آسان کریگا
خواجہ نے بخوبی سمجھا دیا یہ مصرع دلچسپ پڑھ اے اطمینان یا فر کراویا ہی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی
تر است ما مقدم اسی بات کو جانیے ہمنے بڑی مصیبتین دیکھیں آخر مین آسان ہوتی ہین جلال تہمات
عالم بہت جلد کوئی سبب پیدا کریگا یہان لشکر افراسیاب جب افراسیاب طبل جنگی بجوا کر اپنی بارگاہ مین گیا
حیرت جادو بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے کہا کیون واری خیر تو ہی حیرت جادو نے کہا مجھے ملکہ بہار کا بڑا غم ہی کوئی
کسی کا نہین ہمنے صرصر شمشیرزن سے سمجھا کر کہا اُنسے نہوسکا کہ جا کر بہار گلعذار سے ہمارا پیام پہونچائین ہم
تو اپنی طرف سے سبکدوش ہون آیندہ اُنکی سرکشی حیات جادو تو ہمکو طعن و تشنیع نکرینگے یہ فرمائینگے تمنے نہ
سمجھایا بہن کو نہ بچایا سمنبر نام اک کنیز بہت طرار و ہوشیار ہی اُسنے کہا حضور مین جاؤن ملکہ حیرت جادو نے کہا ای
سمنبر تیرا احسان ہوگا بہار سے یہ کہنا اری بدنصیب میرے پاس نہ آئیں تو چلی جا کل کے دن لشکر مین نہ
رہ کل کی لڑائی قیامت کی ہی ملکہ یاقوت آگ لگا دیگی کہکر گئی ہی عفریت طلسم کو لیکر آئیگی مین نے شہنشاہ کی
زبانی سُنا کہ وہ بے فتح کیے نہ پلٹیگا سمنبر اُٹھی طرف لشکر مہرخ کے چلی جب کنارے لشکر کے پہونچی حیران ہوئی کہ
کس سے پوچھون ملکہ بہار کس بارگاہ مین رہتی ہین خدمتگار نے کہا آپکا کیا مطلب ہے یہ عورت ناقص العقل کہنے لگی کہ
مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی ملکہ بہار آکر کہا تم کھڑی رہو ہم اُنسے اطلاع کر دین سمنبر ٹھہر گئی خدمتگار نے
دم بھر کے بعد دیکھو تو سمنبر وہ سامنے ملکہ بہار کھڑی ہین جیسے ہی سمنبر پلٹی حلقے کمند کے گلے مین پڑے
نعرہ ہوا منم چالاک بن عمرو سمنبر کو لُٹکنا رسے ڈال دیا اب چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت
سمنبر تیار ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر ملکہ حیرت جادو کو پکڑ لائین لا کر قید
کرین بروقت تباہی لشکر کچھ معاملہ ہو جائیگا افراسیاب دباؤ کھائیگا یہ
سوچکر لشکر افراسیاب بھی دباؤ کھائیگا یہ سوچکر لشکر افراسیاب مین آیا بارگاہ
مین ملکہ حیرت کی پہونچا ملکہ حیرت جادو نے خود تخلیہ کر رکھا تھا کہ شاید
سمنبر کوئی پیغام معقول لائے کہ سمنبر نقلی پہونچی ملکہ حیرت نے پوچھا

کیون ہمنبر کیا کیا عرض کی حضور ملکہ بہار استغفار کر رہی تھین کہ آج میری بہن مجھکو بچا لین سارا
عشق و عاشقی بھول گئین کہا جا کر لواے ہاتھ جوڑنا اور کہنا کہ مین تو تابعدار ہون ہمشیرہ صاحبہ میری
جان بچا لو مجھکو کنیزون نے بھڑکا کر تمسے جدا کیا افراسیاب سے ڈرتی ہین کہتی ہین ملکہ حضور کو سر دربار کوڑے
مارے تھے ایسا نہو مجھکو بھی سزا ملے ملکہ حیرت نے کہا انکا خیال خام و تصور ناتمام ہے وہ گھر کی نوکر تھی اسکو
وہ سزا دی اُنکو بہت زیر و زبر کرنا منظور ہوا پھر کیا دیدہ ہین میرے سامنے افراسیاب کی یہ مجال نہین ہے
کہ میری بہن کو کچھ کہہ سکین خطا کی تو میری خطا کی وہ سزا دینے والے کون ہین لیکن تو ساتھ کیون نہ
لے آئی ہمنبر نے کہا وہ تو میرے ساتھ آئی ہین کنارۂ لشکر پر خوف کے مارے ٹھہر گئین ناز کرتی ہین کہ لوا آکر
مجھکو لیجائین مین یون نجاؤنگی ملکہ حیرت خوشی مین اُٹھ کھڑی ہوئی چالاک لگا کر لیچلا کنارے پر لشکر کے
لا کر چاہا پر سناٹا دیکھا کہا دیکھیے سامنے نخل کے کھڑی رو رہی ہین ملکہ حیرت پلٹی چالاک نے حلقہ کمند کے
گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا پشتارہ باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا فولادی نکلا چالاک
کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او ظالم ہماری مالک کا پشتارہ باندھنے کا قصد کرتا ہے چالاک نے ہر چند چاہا ہاتھ چھڑاوے
پتلے نے ملکہ حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت جادو جو اُٹھی دیکھا پتلا فولادی چالاک کو پکڑے کھڑا ہے منہ پر
ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن اُڑ گیا جب تو حیرت بہت جھلائی کہا کیون باجی تو مجھکو لگا کر یہان لایا اب تجھکو
افراسیاب تیرا کیا حال کریگا چالاک نے کہا مین نے اپنے کو خود گرفتار کرایا خاص اسی واسطے آیا جب
آپ نے مجھکو گولا سحر کا دیا تھا مین نے جا کر دریا شاہ عجائب زعفران پوش نے نامہ لکھا تھا اور
مجھسے بھی پوچھتی تھی کہ سچ بتلا یہ گولہ کہان سے لایا ہے مجھپر مار بھی پڑی قید ہوا لیکن مین نے انکار چھپایا
وہ نامہ قبلہ و کعبہ نے تاب افراسیاب نہ آنے دیا راہ مین نامہ دار کو مارا اُسکی شکل بنکر عجائب زعفران
پوش کو قتل کیا برق بلا خوار قتل ہوئی ان حالات کی آپکو خبر نہین ہے آپ مجھے گرفتار کرکے بھیجئین افراسیاب
سے کہونگا حیرت جادو سے اور مجھسے آشنائی ہے مین روز شب کو آتا ہون مجھپر مرتی ہین جان دیتی ہین گولا
فولادی مجھکو دیا تھا اگر آشنائی نہوتی اتنا بڑا سحر کیون دیدیتین ملکہ حیرت یہ مضمون سنکر کانپ گئی کہا
کیون وہ باجی مینے تو بہار کی محبت مین تجھکو یہ سحر بتلا دی تو ہمکو بدنام کریگا چالاک نے کہا حضور مرتا کیا نکرتا جب
جان پر بنیگی سب طرح پر آپکی آشنائی کا ثبوت دونگا حیرت جادو نے گھبرا کر پوچھا محبوب کا کل کیا خطا
ہوئی چالاک نے کہا مع لشکر و فوج سبکو رہا کر لیا اسی مین خیر ہے کہ مجھکو چھوڑ دو ورنہ بہت بدنام ہوگی حیرت جادو

پھر کر چالاک پر سے سحر اُتار لیا چالاک رومال سے ہاتھ باندھ کر قدموں پر گر پڑا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین غلام ہون تابعدار ہون یک نگاہ محبت سے مجھکو دیکھ لیتا ہون یہی باعث زندگی ہے اگر کوئی میری بوٹیان بھی کاٹ ڈالے تو بھی رازنہ کہون یہی تو مجھکو یقین ہے فرد دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ و ز سوی مہر مہر ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا چالاک نے قدمون پر بوسے دیے گر پھر ملکہ حیرت نے جھلا کر کہا دور ہو سامنے سے اب جو کبھی میرے لشکر مین آیا تیری بوٹیان کاٹ کر چیلون کوون کو دونگی چالاک تسلیم کر کے بھاگا ملکہ حیرت جھلائی ہوئی بارگاہ مین آئی ناگاہ پارہ یاقوت آفتاب تابان چغتان مشرق سے بازار فلک نیلی پر آکے قائم ہوا جوہر ثابت و سیارگان چھپ گئے جوہری ماہتابان کا لٹا بازار سحری گرم ہوئی شعاع نیر اعظم نے عالم ظلمانی کو روشن کیا مرغ سحر نے آواز دی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور | اڑا آشیانے سے طاؤس نور | وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خوا ور رہ غمن نگاہ | سپیدہ کی علامت سپید ا ہوا | نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار | کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار | لشکرون مین کمر بندی ہونے لگی

صبح کی وردی بجی لشکر افراسیاب بھی آراستہ ہوا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہو کر مع بادلک لاکھ فوج کے سمت میدان کارزار چلا یہان مہتر چالاک بن عمرو پلٹ کر کنارہ لشکر کے پہونچے تھے کہ برق سے ملاقات ہوئی دیکھا آج تو مرشدزادے ہنستے ہوئے چٹکیان بجاتے ہوئے اشعار عاشقانہ گاتے ہوئے کلاہ زرین سر پر کج کیے ہوئے عطر سوہاگ کی جسم سے بو آتی ہے مست سے محبت لڑکھڑاتے ہوئے آتے ہین یہ دیکھکر برق نے پوچھا مرشدزادے آج تو آپ بہت خوش معلوم ہوتے ہین چالاک نے کہا بھائی برق تم تو ہماری خبر بھی نہین لیتے ہم گرفتار ہوئے دو چار طمانچے بھی پڑے دیکھو چہرہ سرخ ہے وہ ہاتھ سلا رہین جتنے طمانچے کھائے ایسی گرفتاری روز ہو برق نے بہت بہت پوچھا چالاک نے راز نہ کہا بلکہ یہ جواب دیا فرد میان عاشق و معشوق رمزیست ملو کراما کاتبین را ہم خبر نیست تو برق سمجھ کے خاموش ہو رہا دیکھا لشکرون کی آمد ہو رہا بارگاہ ملکہ مہ جبین پر سرداران نامدار جمع ہوتے جاتے ہین ایک جانب سے مہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار بہاسے عیاری سے آراستہ آکر دولتخانے پر پہونچے جملہ سردار جلوخانے مین جمع ہین خواجہ نے آکر مجلدار سے پوچھا برآمد ہونے مین ملکہ عالم کو کیا دیر ہے عرض کی جامہ خانے مین تشریف رکھتی ہین باآمد ہوا چاہتی ہین یہ ذکر تمام ہوا تھا کہ پردہ اٹھا آمد ملکہ مہ جبین کی شروع ہوئی بارہ ہزار

نازنینان زرین پوش گلدستے ہاتھوں میں لیے ہوئے آکر کھڑی ہوئیں غرفتہ لیے ہوئے پڑے زرق برق زیب جسم
نسرین و نسترن غنچہ دہن شمشاد و صنوبر و راحت روح و گلشن زعفران پوش و زعفران
گیسو دراز بارہ ہزار کنیزان شاہی اس سج دھج سے آکر قائم ہوئیں باغ شروان آکر قائم کیا جبینان زرین
پوش کا پرا جمگیا اسکے بعد چوبداریان کہاریان اگالدان خاصدان پیچوان چھڑے چنگیر عطردان پاندان ہاتھوں
میں لیے ہوئے اپس میں چہلیں کرتی ہوئیں آکر کھڑی ہوئیں سبنے دیکھا تخت شاہنشاہی بصد شوکت نمایان ہوا
تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین تاج یاقوتی زیب سر دریاے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے چہرہ رشک ماہ تابان
جلالت و شوکت رعب و دبدبہ چہرے سے عیان سب سے پہلے بڑھکر خواجہ نے سلام کیا ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر
تعظیم کی عیارون کا سلام لیکر طرف شاہزادیوں کی متوجہ ہوئین چار سو شہزادیان بردی تسلیم بصد ادب خم ہوئیں باغبان
قدرت بعدہ وزرات پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بہار نے بھی آکر سلام کیا گرد فلک بہار کے نازنینان گلعذار باغ
مہ سیما ایک ایک حسین نازک بدن رشک چمن زیورین پھولوں کے لدی ہوئی پچکاریان رنگ کی سب کے ہاتھ
مین اس رنگ ڈھنگ سے پیرستہ کار اہمراہ تخت ملکہ مہ جبین ہولیا یکایک ملکہ بران کی آمد ہوئی ہنس
سوار تاج سر پر ہر چند سحر اترا لیکن گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پہلو مین ملکہ مجلس ایک جانب ملکہ اختر شاہزادہ جمشید
بن کوکب کو تخت پر سوار کیا پہلو پر چار دست سپہ سالار فوج علمدار لشکر شہنشاہ مہ جبین زرین علم بصد شوکت
وحشم آگے سب کے بڑھا ہوا شقہ علم سر پر ملکہ بران کے کھولا ملکہ مہ جبین کو بران نے
صف باندھکر سلام کیا ملکہ مہ جبین نے بہ محبت ہاتھ پھیلا دیے بران نے چاہا قدمون کو بوسہ دے
ملکہ مہ جبین نے بصد شفقت سر سینے لگا لیا دعاے جان درازی کی سب سرداروں نے پایہ تخت شہنشاہی
کو بوسہ دیا اتنے بادشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے سواری مثل باد بہاری جلوخانے سے نکلی خواجہ نے
ہاتھ اٹھاکر ملکہ مہ جبین کو دعا دی پروردگار جاہ و جلال کو تمہارے بڑھائے اس باغ میں کبھی خزان نہ آسکے نظم

تا صبح نو عروس ز مرد حجاب را
ہر روز جلوہ از تتق خاوران دہد
بادا عروس بخت ترا زینت گرہ بخت
ہر ساعتش بروے تو صد جہان دہد

سب نے صداے آمین بلند کی دیکھا پہلوے لشکر اسلام سے گرد عظیم اٹھی
سب نے دیکھا ہزبر دشت جرات دریاے شوکت آفتاب آسمان جلالت بدر کامل چرخ سخاوت جوان
حجازی اسد بن کرب غازی پشت مرکب باد رفتار پر سوار پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش دیگر
جوانان ذیہوش حقیقت پرست دو ہزار جوان چلتہ پوش دوش بدوش پیرا جمائے ہوئے نوبت نقارہ بجتا ہوا اس دھوم سے

سواری اسد نامدار کی پہونچی ملکہ لعل سخنداں و ملکہ جیحون ایک تخت سحر پر دونون سوار صلاحین کرتی ہوئی آتی ہین دریاے لشکر جیحون جوش پر افراسیاب لشکر لیکر میدان کارزار مین پہونچ چکا ہی اخضر تخت پر سوار ہوکر کل فوج اسکی پشت پر میدانمین آکر ٹھہرا ہی افراسیاب نے بڑھکر خضر کو سلام کیا اخضر نے فرزند کہکر گلے سے لگالیا آمد فوج مع خ و اسد نامدار دیکھکر افراسیاب جلگیا کہا والد نامدار جسقدر مین ان باغیون کو مٹانیکا ارادہ کرتا ہون و مبدم انکا جاہ و جلال بڑھتا جاتا ہی دیکھیے آپکی صاحبزادی جناب جیحون سے سرگوشی کر رہی ہین اخضر نے کہا ای فرزند یہ سب صلاحین بیکار ہین آج شام تک لشکر و فوج کا نام بھی نرہیگا ساری سرکشی سب بھول جائینگے میری صاحبزادی آتی ہوگی پہر رات رہے مجھکو کنیزون نے خبردی کہ شب بھر یاقوت نے درحجرہ بلا سے عفریت طلسم پوجا پاٹ کرکے تسخیر کیا پختہ وعدہ ہوگیا صبح ہوتے ہوتے روانہ ہو چکی ہی جبتک دو چار ساحرونکو لڑنیکا حکم دیجیے انکے آتے پر تو بیچارہ خاتمہ ہی مادولت بھی سحر کرینگے اے افراسیاب تو تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سب طرحکے سحر کتب ہاے پارینہ مین تحریر ہین مگر مین سحر جدید کرونگا سحر کے ایجاد کرنیکا مجھکو خداوند نے اختیار دیا اب افراسیاب نے اشارہ کیا ساحر بڑھے میدان آراستہ ہونے لگا میدان کارزار ساحرون سے بھرا ہوا ہی ہر شخص کا یہی ارادہ ہی لڑین بھڑین نام کرین دھوپ میدانمین پہیلتی جاتی ہی تاثیر سحر ساحران سے کبھی جھونکا ہواے گرم کا چلا کبھی ہوا ٹھنڈی آئی ساحرون نے چشم زدن مین میدان آراستہ و پیراستہ کیا نقیبان خوش آواز جانبین سے نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے ایک طفل نقیب خوبرو خوشنحو خوش آواز پری مین سے بڑھا سرود نواز نے سرود چھیڑا اس طفل خوش آواز نے اہالیان لشکر سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار مصنف بصد سوز و گداز پڑھنا شروع کیے نظم مصنف

شبکو جا نکلا تھا اک دن مین مزار دوستان
ہم گریبان چاک ماتم مین ترا ای پاسبان
کیا ہوا مرنیکے بعد ای راہی ملک عدم
راہ مین کچھ بستیان ہین شہر ہین بازار ہین
چھت منقش ہی کہ سادی ہی نشیمن کا ترے
مرغ زرین بال ہین یا عنبرین منقار ہین
دعوتین بھیجیں فقط یا آپ ہی آکے کبھی

اس جہت سے مثل ابر آنکھیں مری خونبار ہین
شاد ہی کچھ تو بھی زیر خاک ای نازک بدن
لوگ کیسے ہین وہان کے اور کیا اطوار ہین
جس محل مین جاکے تو اترا ہی ای رنگین ادا
تخت کیسے ہین منبت یا مرصع کار ہین
اہل صحبت کون ہین کیا گفتگو کا طرز ہے
اپنے اپنے شغل مین رہتے ہین یا بیکار ہین

قبر پر الحمد پڑھکر دوست میرے نے کہا
شمع روشن ہی کہ گلہاے قبر پر انبار ہین
منزلین تجھ دیکھ بین یا دور ہین کیا حال ہے
کسطرح کا قصر ہی کیسے در و دیوار ہین
پھول ہین کس رنگ کے اس مین کہ ان [illegible]
خوش ہا فرش و ضع یا کچھ فہم نہ [illegible]
بات کرنیکی صدا اصلا نہین آتی مجھے

کس طرح کہوں کہ گئے میں یہ بیدار ہیں	قبر سے آئی صدا اے دوست ہم خاموش ہیں	ہم اکیلے ہیں نہ یاران حباب نے اغیار ہیں
پھول کیسے باغ کیسا عقل یہ پوری کہاں	کنج تنہائی ہے اور افعی کے گلے کا ہار ہیں	وہ ہمارا ابھی زانوں کہ جو تمکو یاد ہو
آج خاک قبر سے اسیر منوں کے بار ہیں	اب زیادہ بات کر سکتے نہیں سے گھر کو جا	زمین آزردہ ہونا کیا کریں نالہ چاہیں

بھیڑیوں کی دھن میں جو یہ اشعار عبرت آثار نقیبوں نے پڑھے دل سب کے بھر آئے اپنے اپنے دوستوں کو یاد کر کے رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو مقام حسرت ہے کس سے پوچھیں کہ رہروان ملک عدم پر کیا گذری شغل میں ہیں ہائے کبھی خواب میں بھی نہیں آتے وہ دوستان صادق وہ محبان واثق ہماری محبت کا دم بھرتے تھے اگر ایکدن نہ ہوتی تھی گھر پر آکر بیقراری میں آواز دیتے تھے کہ اے برادر اپنی آواز ہمکو سناؤ صورت دکھاؤ کل سے ہماری صحبت میں نہیں آسکے ہم گھر سے نکل کر انکے لپٹ جاتے تھے آپس کی حکایت و شکایت ختم نہ ہوئی تھی یا ایسا لمبا سال گذرے ملاقات کیسی آواز بھی کان میں نہیں آتی اٹھتے پھر انکو یاد کرتے ہیں نام لیکر زیادہ کرتے ہیں انمیں سے کوئی ہمارے پاس نہیں آتا اپنا حال صاف صاف نہیں سناتا بموجب مضمون رباعی

راحت میں بسر ہوئی کہ ایذا گذری	کیونکر تاریک گھر میں تنہا گذری	اے کنج لحد کے رہنے والے افسوس
کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گذری		

مضمون پر سناٹا آگیا ہر شخص کی آنکھوں کے آگے موت پھرنے لگی یہی آرزو تھی کہ لڑیں بھڑیں نام پیدا کریں دنیا کے جھگڑوں سے چھوٹ جائیں اسی جوش و خروش میں افراسیاب نے طرف اپنے لشکر کے دیکھا مصاحبان حیرت سے گلشن جہان افروز لک شاہزادی طاؤس زرین بال کو انکلا سامنے افراسیاب کے آئی گلشن پر افراسیاب کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا حسن میں ملاحت جمال میں صباحت قد موزون رشک سرو گلشن غنچہ دہن آرام جان روشنی بخش دیدۂ مشتاقان افراسیاب نے کہا کیوں اے گلشن کیا ارادہ ہے عرض کی حضور جسقدر آپ کے ملک خراب ہوتے ہیں خیر خواہان دولت سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہیں آج لونڈی کا ارادہ ہے کہ بی بہار سے مقابلہ کروں مشہور ہے کہ وہ تختے چنوا دیتی ہیں اگر کنیز کا سحر چل گیا وہی چال اگر ملکہ بہار کا نکلا تو نام اپنا گلشن بنایا افراسیاب نے کہا اے گلشن یوں میدان میں جاؤ مقابلہ کرو بہار کے مقابلے کی ہوس دل سے نکالو بہار نے سیکڑوں گھر برباد کیے نام فقط بہار ہے مشہور یہ بات ہے برباد کن خانۂ حیات ہے گلشن نے عرض کی لونڈی نے بارہا ملکہ حیرت کی خدمت کی آپ دیکھیں گے کیا کیا سحر ہوتے ہیں افراسیاب نے گلشن کو بمشکل اجازت دی گلشن پھول اچھالتی ہوئی میدان میں آئی بوٹا سا قد باغ میدان میں آکر للکاری بی بہار کہاں ہیں آکر مجھ سے مقابلہ کریں یہ سنتے ہی بہار نے طاؤس نما صف سے

نکالا ملکہ مہ جبین سحر اجازت لی ملکہ سحر چمن نے کہا ای بہار بہار پیرائیہ باغ عالم کے تمکو سیر دکھایا کبھی گلشن جمال مین خزان نہ آسکے بہار سلام کرکے طرف گلشن کے چلی ملکہ حیرت نے دیکھا جسطرح کنیزان بہار جم غفیر بہار کھڑی ہوتی ہین اسی طرح پندرہ ہزار کنیزان گلشن ایک ایک شاخ چمن عقب مین گلشن کے شاخہا نخل ہاتھ مین لیکر چھڑیان پھولون کی بقصد جنگ و نبرد سب کی ہاتھو مین میدان مین آگئین بہار و گلشن سے سحر چلنے لگا دونون نے خوب پھول برسائے کبھی سحر بہار کے پھول کھلے گلشن تڑپ کے گری ہوا ای گرم چلی باغ سحر بہار پامال ہوا کبھی گلشن نے چمن تر و تازہ بنا کر دیا کیا بہار نے منھ کھولا دھوان منھ سے نکلا وہ چمن بھی جلگیا کسیکا رنگ سحر جمنے نہین پاتا دونون کے سحر برابر چلی ہوئین پہر بھی کامل اسی طرح دونون لڑین دیکھنے والوں کے رنگ رو متغیر بلبلون کی زمزمہ سرائی ہزارون طائر اُڑتے پھرتے ہین پروانہ وار شمع جمال پر گرتے ہین بہار نے صد ہا طائر مارے ایک مقام پر گلشن نے اک عندلیب خوشنوا کو حلقہ ہاے دام زلف عنبرین مین پھنسایا پکڑ کر اسکو شمشیر ابرو سے ذبح کیا خون بلبل بہار پر پھینک مارا چند آبلے جسم مین بہار کے پڑ گئے چہرہ اُداس ہاتھ مین رعشہ سب کچھ رہی ہین کہ لشکر حسرت و یاس نے بہار کو گھیر لیا گلشن اُسی طرح تڑپ رہی ہی برق چمکاتی ہی کبھی آگے بڑھ جاتی ہی گرتے گرتے بہار نے اپنے کو سنبھالا اسکر آواز دی ای بلبل بے نوا ہمارے بہار حسن کی تو سیر کریگی اور یہ اشعار اُس غنچہ دہن نے پڑھے

نظم

نو بہار آمد کہ افشانت چو حسن یار گل
کرد بے حرمت بہار آخر بہر بازار گل
سایہ گردد موج زن بر جنبش گل از نسیم
از چہ پیمانہ دست فی رہم و عیار گل
مغز عالم را معطر کرد گویا میکشد
چون وصال یار ریزد ہر خس و ہر خار گل
بسکہ طبع کائنات از خرمی آبستن است
چون کند با این رطوبت سایہ دیوار گل
از نہال قامت خوبان زین موسم رواست
از شمیم خلق داور شمہ اظہار گل
گل فروشی بود مخصوص دل افگار را
بر رہ ما ندید آہ مجریان بردار گل
گر ہمی داند کہ تاراج خزانی در پی است
از حیا و عشوہ ریزد در دم رفتار گل
یہ اشعار پڑھکر جو بہار نے آواز

دی سب نے دیکھا اک طائر ہفت رنگ منقش اُڑتا ہوا کاندھے پر بہار کے آکر بیٹھا منقار کھولکر زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار نے کہا ای طائر وحشی بی گلشن نے عندلیب بے نوا کا خون کیا اپنے ہمسر کے خون کا معاوضہ لے جا یہ سنکر وہ طائر ہفت رنگ آمادہ جنگ سامنے گلشن جہان افروز کے آیا آنکھ ملاکر یہ غزل پڑھی

غزل

غیرت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے
جان پروانے نے دی بوسہ لیا گلگیر نے
طوق تھے کی بند کی چوسے قدم زنجیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان اُنکا کر دیا
دونون عاشق شمع کا اور دونون ... نے
نالہ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے

ہر زبان خاموش کر دیا ہے راز دوستی
کہہ دیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے

آپ چھپنے جاؤ اگر کہا میرا زبان تیر نے
آبرو رہ جائے گی تھوڑی تو ہم مرتے

اخفائے سخن کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیاں
تھے نہ تھا ہویا سوا بخشش تقصیر نے

یہ اشعار جو اس طائر ہفت رنگ نے گلشن سے آنکھ ملا کر پڑھے طائر ہوش جو اس گلشن کے اڑ گئے لیکن وہ طائر ہفت رنگ زمزمہ پرداز کرتا ہوا سر پہ گلشن کے آ کر پڑھنے لگا انشاء اللہ کیوں گلشن تو نے عندلیب بے نوا کا خون بہایا اب ثمر نخل محبت منہ ملیگا ... یہ کہکر طائر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک گلشن جہان اڑ کر ... باد ہوئی جھومنے لگی طرف ملکہ بہار گلعذار کے آہ آہ کرتی ہوئی دوڑتی ہر مرتبہ یہی پکارتی تھی

نظم

دیکھی دل دیکھے قدر دانی
کہنی ہے بہت بڑی کہانی
سونا ہے گوشۂ لحد میں
آنکھوں نے کی ہے پاسبانی
مستانہ پھرے نسیم کب تک

بس ختم ہو نوا زمزمہ سرائی
شعلے اٹھتے ہیں استخوان سے
ہاں ہاں وہ رات بھی ہے آنی
آئی پیری پیام رخصت
آخر آخر ہے نوجوانی

ہوتی ہے بار زیر بار اعمال
اللہ ری سوزش نہانی
اور عدہ خلاف سالہا سال
بڑھتی جاتی ہے بدگمانی
بہار نے آواز دی اے گلشن

حوالی ہوش میں آ جا نوا کا خون کرکے کیا مزا ملا دیکھ آپ نے بھی اچھے ہو گئے طائر ہفت رنگ نے تمہارے ہوش اڑا دیے تنہا کیوں آئی ہو گلشن کے ساتھ چمن بھی ہو پھول ہوں نخل سر سبز شاداب ساتھ والیوں کو پکارے گلشن پلٹی صاف ... ہر طرف موج ہوائے سحر بہار زنجیر بپا نون میں گلشن کی چمکی طوق اطاعت بہ گلو قمری وار کو کو کرتی ہے دم حکم بہار کا بھر رہی ہے پندرہ ہزار ساتھ والیوں کو آواز دی ارے جلد حاضر ہو ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں پندرہ ہزار کنیزیں ہم تجربہ ہاے سحر ہاتھوں میں لیے ہوئے پشت پر گلشن کے آئیں گلشن نے پکار کر کہا بی بہار کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا اے گلشن تمکو ہماری کچھ خبر ہے کیسی گلشن ہو بہار کے بچانے کی فکر کرو ہمارے دشمنوں کا دکھ گلشن نے دست بستہ عرض کی آپ کے دشمنوں کو خاک میں ملاؤں نخل حیات عدوے بہار قلم کروں تمہارے دشمن کے لیے صیاد ہوں بصورت گلچین صاحب ظلم و بیداد ہوں بہار نے کہا اے گلشن کیا تمہاری آنکھیں پھوٹ گئیں افراسیاب و حیرت و اخضر ہمیں لشکر کشی کرکے آئے ہیں چاہتے ہیں فصل بہار کو مٹائیں آج آئے ہیں یہ لوگ زندہ نہ چھوڑیں گے اسی واسطے ہم نے تم کو میدان میں طلب کیا ہمارے دشمنوں پر جا پڑو اخضر و حیرت کا سر لاؤ گلشن کو بہار کا پاس ضرور ہے گلشن نے کہا

ابھی جاکر ان سب کا سر لاتی ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے تینون کے سر تحفے لیجیے بہار
نے کہا کیا کہا حضور ابھی جاتی ہون اُن باغیون کے سر لاتی ہون یہ کہکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا جو
تمنے کچھ سُنا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے ملکہ بہار کے ساتھ دشمنی کی چلکر بدلا لو بہار کا ساتھ دو بہار کے
زندہ رہنے سے ہم بھی پھولین گے پھلین گے اگر فصل بہار نہ رہی ہمارا کہان ٹھکانا ہے کہان جاکر چھپینگے ہمیشہ
تباہ و برباد رہینگے سب نے کہا حضور ہم آپکے تابعدار ہین ملکہ بہار کے خدمتگزار ہین ارشاد کیجیے ہم چلتے ہین آپکے
ہمراہ ہین گلشن نے کہا جرہ ہائے سحر سنبھالو باتین نہ بناؤ جلد سرِ حیرت لاؤ اخضر سبز قدم نہ نکلے جلد سر کاٹ
لاؤ یہ کہکر جھومتی ہوئی گلشن آگے بڑھی پندرہ ہزار کنیزین پھولون کی چھڑیان ہاتھ مین جوش و خروش بات بات
مین عشق مین ملکہ بہار کے مبہوت لب پر مُہر سکوت لشکر حیرت و افراسیاب پر جا پڑین بہار تو
پلٹ کر اپنی صف پر آئی ملکہ مہرخ نے کہا اے بہار کیا کہنا بہار نے جھک کر سلام کیا مہ جبین نے خلعت
تحسین و آفرین دیا مگر گلشن نے جاتی ہی سحر کیا کنیزون نے جسکو چھڑی ماردی سر اُسکا پھٹ گیا جسپر تیغ پڑا
کف افسوس ملتا تھا جیسے پھول گرا رنگ رو اُس بدخو کا متغیر ہوا ہوش و حواس پراگندہ گلشن طرف حیرت
کے جاتی ہے پکارتی ہوئی کیون او حیرت تو ہماری بی بی ملکہ بہار کی دشمن ہوئی یہ کہکر گولا مارا پندرہ ہزار
نے ایکمرتبہ سحر کیے لشکر مین تلاطم ملازمان افراسیاب غصے جھومکر بڑھا للکارا او گلشن خبردار کہان جاتی ہے
طرف حیرت بجانا پھر آواز دی اے خاتون محل مین گلشن کو مار لو آج تمھاری لونے تیار نگ کھایا صدمہ عظیم
پہونچا اپنے کو بچا ان کمبختون کے سامنے نہ جا لیکن گلشن حیرت پر سحر کرتی ہوئی بڑھی ہے ایک کنیز نے بڑھکر
کہا کہ اس بیچاری عورت کو کیا مارین چلیے اخضر کو للکارین گلشن نے کہا ہوا تو نے بڑا احسان کیا مین خضر
گمراہ کا نام بھول گئی تھی چلو اسکو گھیرین یہ کہکر گلشن ساتھ والیون کو ہمراہ لیکر لشکر اخضر پر گری پہلے ہی
حملے مین دس ہزار جادوگر اخضر کے مارے اخضر گھبرا کر پکارا اُٹھا یا خداوند سامری تمھاری معشوقہ کا باپ ہون
خواب مین اُس بیچاری کے آتے تھے نیرنگ دکھاتے تھے آج ہمکو فراموش کیا سب خدمتگزار تمھارے قتل ہوے ہین
اسوقت اگر مدد کرو پوتے دو سو خدا ایک جگہ ہو جاؤ سب بھائی بھتیجون کو ساتھ لاؤ خداوند
جمشید سامری کے بڑے بھائی میرے لشکر کی تباہی ہو رہی تمھاری
معشوقہ عفریت طلسم کو لینے گئی ہے یہان باغیون نے قیامت برپا کی گلشن
کو جلد غارت کرو جیسے خداوند ہو بندونکی جان جاتی ہے تم کیا بہرے ہوگئے کہا تنک گلشن نے جھوم کر

دوسرا حملہ کیا ایکی حملے مین اور دس ہزار آدمی مارے اب تو اخضر ہٹنے لگا سر زمین وسے مارا اور اسنے
نے کئی مرتبہ دو چار سنگریزے اٹھا کر مارے گلشن نے بڑھکر ان سنگریزون کو بھی روک لیا حیرت نے
کہا ای شہنشاہ آج نئے رنگ کا سحر ہی تو غضب ہوا آپکا سحر خونی خالی گیا سنگریزونکو اسنے روک لیا سینکا ہو
جسم بھی میلا ہوا حقیقت گلشن کا یہ حال ہی چہرہ سرخ آنکھین بلی ہوئین اچھا جیسے کوئی عاشق صادق پکارتی ہی کہان بھاگتی ہو نظم

غبار کوچہ جانان ہین وہ غبار ہوتے ہین
گناہ ڈر کے کیے ہین گناہگار ہوتے ہین
ہوئی جو روز جزا عاشقون سے کچھ پرسش
صدا یہ کا نمین آئی کہ انتظار ہوتے ہین
صنم بھی کہتے ہین اللہ ہی تسلی دے
پھر ایکبار ہو محشر امیدوار ہوتے ہین
پھر اتحاد ہی ہی بیخودی ہوئی جسدن
نہ بیٹھا مرے پہلو مین بیقرار ہوتے ہین
شباب حسن بتان مین ہم یہ جھگڑا ہی
ٹھکانے کی تو کہون جبکہ ہوشیار ہوتے ہین
نگاہ عفو سے پوچھو ہی بتا دیگی
جلال توبہ رندان بادہ خوار ہوتے ہین

مٹا ہوا ہون مگر نقش پاے یار ہوتے ہین
وہ ناتوان و گران جان ہجر ہون ای دوست
بتون کا عشق پکار اگناہگار ہوتے ہین
پکارتا ہی دل مردہ فاتحہ پڑھیے
وہ اضطراب ہی مجھکو وہ بیقرار ہوتے ہین
گلی ہوا ای فلک اپنی کہ یار کا کوچہ
جدا ہون یار سے جبتک کہ ہوشیار ہوتے ہین
ہوا کرین جو یہ ابرو کمان ہین تیر انداز
کہ بے ثبات ہی تو یا کم اعتبار ہوتے ہین
اندھیری گور مین دیتا ہی داغ دل اوڑھار
کہ بے گناہ ہوتے ہین یا گناہگار ہوتے ہین

تمھاری شان کریمی سے شرمسار ہوتے ہین
سبک جو آنکھونمین سبکے وہ نیاز ہوتے ہین
گمان نیند کا آنکھونمین تھا شب وعدہ
کبھی مگر آرزوونکا تھا اب مزار ہوتے ہین
نہ نکلی حسرت دل وہ زبان پر بھول ہی یار
اٹھا جہان سے بیٹھا وہان غبار ہوتے ہین
معاف بے ادبی ای خدنگ غمزۂ ناز
بچار ہونگا قضا کا اگر شکار ہوتے ہین
کسے بتاتا ہون کیا جانے دل یار ہی کہ
سر مزار چراغان شب مزار ہوتے ہین
جدھر اشارہ کیا شوق لٹنے لوٹ پڑا

صاف اسکے تیور سے ظاہر ہی کہ کسی کی عاشق صادق ہی گریبان چاک

منھ پر خاک ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی زبان پر منم کنیز بہار سب کنیزین آواز دیتی ہین ہم بھی باغ بہار
کے گلچین ہین گلشن نے چاہا اخضر کی گردن لون یہ تخت سحر کو دکے بھاگا افراسیاب نے پکار کر کہا
بھی بابا جان سحر کرو اس باغیہ کو قتل کر ڈالو اخضر نے کہا اسپر سحر تاثیر نہین کرتا سحر بہار کے عجب رنگ کی تاثیر
ہی اسکے قتل کی کیا تدبیر ہی افراسیاب غصے مین بڑھا ادھر سے حیرت نے بھی دبا و ڈالا اسرار اور ابلق بھی
بڑھے سرمانے برف برسائی خاک تاثیر تا ثیر نہوئی اسی کے ملازم ٹھنڈے ہوے ابرق نے پتھر برسائے
گلشن نے سحر کیا وہ پتھر پلٹکر انہین سنگ لوینر گرے کئی ہزار کے سر پھٹے برق اخضر پر گری سر زخمی ہوا تو بیقرار ہوا
نام پر جمشید و سامری کے لعنت ہی مدد کو نہین آتے اخضر نے بیقرار ہو کر چیخ ماری آسمان پہ لکھا بگلا تا چید

سب نے دیکھا یاقوت سخن دان دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے تاج یاقوت نگار سر پر لباس فاخرہ زیب جسم اور
چہرہ غصے سے سرخ طاؤس کو اڑتے ہوے آتی ہے دیکھا میرے لشکر مین دریاے خون جاری اخضر کا سر
زخمی چیخ رہا ہے ابتو خداوندون کو برا کہنے لگا ہے ہین سے ملکہ یاقوت نے نعرہ کیا باباجان بس زبان کو روکیے
خداوندون کے مقدمے مین بے ادبی نہ کیجیے اسی اعتقاد نے سامری پرستون کو خاک مین ملایا ذرا سی سختی
پڑی خداوندون کو برا کہنے لگے مسلمان دیکھو کیسے ثابت قدم ہین اپنے اعتقاد کے پابند حق پسند لاکھ
مصیبت ہوا اپنے مذہب سے منھ نہین پھیرتے آپ قدرت کو برا کہتے ہین سامری و جمشید نے کیا کیا سحر
بہار مین مبتلا ہو کر آئی ہے سحر اتار دیا یہ کہکر طاؤس سے کودی گلشن مبہوت ہو رہی ہے لپٹ پڑی للکارا او
شفتل تو کون ہے تیری کیا حقیقت اور تیرے باپکی کیا لیاقت ہے غول صحرائی ہے یاقوت جست کرکے برابر
گلشن کے پہونچی گلشن نے پھولونکی چھڑی ماری یاقوت نے اسم سحر پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک
طمانچہ مارا گلشن کا سر اڑ گیا آواز آئی ہے کشتی مرا نام ہے گلشن جہان افروز لو کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا
یاقوت کو چہار طرف سے گھیر لیا ایک کہتی ہے اسکی ناک کاٹ لو ایک کہتی ہے چوٹی پکڑ کر کھینچتی ہوئی لیچلو خدمت
مین اپنی بی بی ملکہ بہار کے پہونچاؤ ایک کہتی ہے یہ ملعونہ بڑی جاہل ہے ہماری بی بی گلشن کی قاتل ہے اسقدر
کوڑے مارے کہ یاقوت آتش سحر مین چھپ گئی برق بنکر تڑپی آسمان پر پہونچی وہان سے کڑک کر گری کئی کنیزین
دو ٹکڑے کیے چمک چمک کر نیلگی کنیزین بیچاری بھاگین پکارتی ہین ملکہ بہار دوڑیے یہ کون ہے ہمارے مالک کو قتل کیا
یاقوت لڑتی ہوئی چلی لشکر سے اشارہ کیا او نامردو کیا دیکھ رہے ہو گھیر کر مسلمانونکو مار لو جو اسنے کہا بائیس لاکھ کا
لشکر اپنے مقام سے بڑھا ادھر سے ملکہ مہ جبین نے تخت بڑھایا باغبان نے سینہ سپر کیا ملکہ بران و اختر و مروارید
و مجلس وغیرہ اسباب سحر لیکر لشکر اور اسباب پر گرین مجلس تڑپ کر گری تخت پر برات گڑیا کی اراستہ تھی گڈا
دولھا بنا بیٹھا تھا دولھا کی ٹانگ پکڑ کر مجلس نے چرخ دیا چھ اٹا مار کر پھینک ڈالا دو سو سہرے سے نیچے پیدا ہوے جادو
گرون کی ٹانگونمین لپٹ گئے کئی ہزار کی ٹانگین چیر ڈالین بران نے بڑھکر اختر مروارید کئی ہزار کے سینونکو توڑ کر
نکل گیا ملکہ اختر چمک کر گری موتیون کا مالا گلے سے اتار ازمین پر مار دیا جتنے موتی ٹوٹے
اتنے ہی ساحرون کے سر پھٹے مروارید نے بڑھکر آگ برسائی کئی ہزار ساحر جل گئے
کنیزان گلشن بھی شریک ہین بڑھی ہوئی لڑ رہی ہین یاقوت پر جا جا پڑتی ہین
چاہتی ہین کہ اسکو پکڑ لین یاقوت شعلہ جوالہ بنی ہوئی لڑ رہی ہے جس کنیز نے ہاتھ بڑھایا

یاقوت نے کسی کو طمانچہ مارا کسی پر نگاہ سے بجلی گرائی کسی پر برق چمکائی کسی کو ہنسکر جلا دیا جب غنچہ دہن وا کیا
دھواں نکلا سیکڑون نابینا ہو گئے لیکن ہمراہیان ملکہ مہرخ نے لشکر اخضر و افراسیاب کو تہ و بالا کر دیا
میدان لاشون سے بھر دیا رعد و برق لامع و باغبان و ملکہ مہرخ و مہ و شاہزادہ خورشید زرین سنے
آفتاب سحر چمکایا وہ حدت بطاعی ساحرون کے بھیجے ناک سے بہکر نکل گئے سرخ مو نے کاکل کھولی اندھیرے
مین سیکڑون کو مارا برق لامع جھپٹ کر سامنے یاقوت کے آئی یاقوت نے چاہا برق لامع پر سحر کرے
زمین سے بلند ہوئی یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مثل رعد جادو کہکر چیخ ماری یاقوت
الٹ گئی اوپر سے برق لامع کڑک کر گری چاہا سر کاٹکر نکل جاؤن یاقوت نے اپنے کو بچایا لیکن سر پر زخم
کاری آیا خون پاس ملعونہ کا زمین پر گرا جتنے قطرے زمین پر گرے اُتنے ہی ساحران مہرخ جل گئے ڈوپٹہ
پھاڑ کر اُسنے زخم سر کو باندھا سبنے دیکھا یاقوت کے سر سے خون ٹپکتا ہوا آیا نیچے سنبھالکر طرف پہاڑ کے
بھاگی لعل سخنداں نے بلند ہو کر آواز دی یارو بجواب یاقوت سخنداں عفریت طلسم کو بلاتی ہر طرف
کوہ فلک شکوہ کے جاتی ہر یاقوت نے پہاڑ پر جا کر ایک ٹکر ماری پہاڑ تھرا گیا یکایک پہاڑ پھٹا دل کوہ سے
ایک کوہ پیکر دیو مہیب بڑے بڑے ہاتھ پاؤن سر گنبد مکان کمنہ ہاتھ پاؤن ٹھنٹے نخل چنار کے سینہ صحرائے
ویران موئے جسم مثل نشتر کوہ پیکر خود سرخ چیخ مار کر سامنے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا کہا ای معشوقہ خداوند
خیر تو ہر یاقوت نے کہا ای عفریت خونخوار باغیون نے اسقدر عاجز کیا خون ہمارا زمین پر گرایا اُن سب کو
کھالے یہ سنتے ہی عفریت نے دست نحس کو بڑھایا چار ہزار کنیزین گلشن کی سب سر آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی
تھین ہاتھ مارا دو سو نازنینان حوروش اُسکے پنجہ بدعت مین آگئین اٹھا کر پھانک گیا مع استخوان کر چبانے
لگا تین چنگل مارے ان چار ہزار کا خاتمہ کر کے طرف لشکر اسلام کے بڑھا لعل سخنداں چیخ رہی ہے ارے یارو
بھاگو اس ظالم خونخوار آدم خوار سے جان بچاؤ دیکھو چشم زدن مین چار ہزار کنیزان گلشن کو کھا گیا ایک قطرہ
خون بھی زمین پر نہ گرا اسی وقت کا ہمکو خوف تھا وہ وقت تباہی آگیا ملکہ لعل نے جو اس طرح آواز دی
سردار بھاگے لیکن بھاگ کر کہاں جائین وہ دو دو کوس تک اسکا ہاتھ جاتا ہر پانچ کوس پر اسکا قدم پڑتا ہر جب
بچیانے چنگل مارا جیسے کوئی انسان کھیلون کے پھنکے مارتا ہے اُسی طرح دو سو کو اُٹھایا پھنکا مار گیا چبایا بھی
نہین سبنے دیکھا کہ حقیقت مین یہ بلائے طلسمی ہر ہیٹ ہی کہ قعر جہنم دس ہزار کو دم بھر مین کھا گیا اہل اسلام
بھاگے جاتے ہین باغبان نے آکر اسد پر سحر کیا انکا گھوڑا انکو لیکر بھاگا ہر چند یہ کوڑے مارتے

ہین رانون مین دباتے ہین تاثیر سحر باغبان سے گھوڑا نہین رکتا منہ زور لیکر اسد کو نکل گیا ملکہ گوہر
صدلان کو بھگانے لیے جاتی ہو صاحب خدا کے واسطے اپنے آقا کو لیکر جہانتک بنے بھاگ جاؤ دیکھتے ہو
کیا قیامت ہو بچیا کا شکم ہے کہ غار آفت ہے لاکھون کو کھا گیا ملعون بانخوار کا شکم نہین بھرتا بُران و اختر و
مروارید و مجلس و بہار و باغبان وغیرہ نے مل ملکر عفریت پر گولے مارے پتھر برسائے آگ کے دریا
بہائے لیکن کسی کا سحر اُسکے جسم پر تاثیر نہین کرتا جسنے گولہ مارا پھینککر گولہ پیچ پڑا جسم پر اُسکے دھبا بھی نہ آیا آگ
برسی شعلہ کو خبر بھی نہوئی دریائے آب موج مارکر آیا چلو لگا کر پی گیا جب سحر کرنے سے عاجز ہوتے ہین پردلوان
تہمتن چیخین مارکر روتے ہین بیپرواز پیدا کرکے بھاگتے ہین اپنے نزدیک بہت بھاگے دس کوس پر آکے
ٹھہرے پلٹ کر دیکھا اُسکو سر پر پایا ایک قدم اُسکا پانچ کوس پر پڑتا ہے کہانتک بھاگنے والا بھاگے پھر پھر
مین دس بیس کوس آئے وہ تین ڈگ بڑھا کر وہین آگیا چنگل مار اسود و سو کو کھا گیا بڑے بڑے سحر کیے
بُران نے کئی مرتبہ اختر مروارید مارا جب اسکے سینے پر پڑا سیاہ ہوگیا گھبرا کر بُران اختر کو لیکر بھاگی ہین
اپنا خون ڈالکر روشن کیا اختر خاک کام کرے ستارہ سبکا گردش مین فلک کجرفتار مٹانے کی کوشش مین
اُستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ ملکہ لعل برق بنی چمک چمک کر سر
عفریت کے کڑی گرز نکالکر شانے پر مارا خنجر سحر شکم پر لگایا لیکن وہ ملعون فولاد صاحب بیداد تلوار و تیر و تبر و
خنجر کا خط بھی نہین پڑتا چمکر ملکہ لعل نے دو گھڑی کا تل سحر کیا آگ کا دریا بہایا عفریت تمہد اُس آگ مین بھاند پڑا
راہ مین ایک چشمہ ملا ملکہ لعل نے قریب چشمے کے جاکر چشمے پر نگاہ قہر ڈالی چشمہ اُبل کر دریا بنگیا عفریت نے
آواز دی ای معشوقہ خوبرو مین دیر سے پیاسا تھا پانی پیکر غذا کو ہضم کرون یہ کہکر کنارے دریا کو کھڑا ہوگیا
وہ اُتو چلو بھر بھر کر پینے لگا دریا کی کیچڑ تک چاٹ گیا ہر چند کہ وہ دریائے سحر تھا پانی مین شمشیر آبدار کی روانی تھی
اسکو کچھ نہ معلوم ہوا نہنگان خونخوار اُس دریائے قہار سے نکلے منہ کھولکر عفریت پر گرے یہ اُنکو بھی چبا
بھاکر کھا گیا ایک جنگل مین مچھلیون کو لیا مل دل کر اُنکو بھی کھا گیا ملکہ لعل روتی ہوئی سامنے ملکہ مہرخ کے
آئی مہرخ نے بہت تعریف کی کہ ای لعل کیا خوب سحر کیا لعل نے کہا حضور سب بیکار ہوا یہ نہنگان دریا کے
خونخوار ایسے قیامت کے مین نے بنائے تھے لاکھون کو کھا جاتے راہ ملک عدم دکھاتے مگر وہ بچیا اُنکو
بھی کھا گیا اب مین کیا کرون براے خدا مہجبین و اسد کو لیکر بھاگ جائے ایکدن ایک رات بھاگتے
ہوئے گذر چکا یہ مقدمہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب و یاقوت و اخضر منزلون پیچھے رہ گئے ہین یا

مقام پر عفریت جم جاتا ہو کسی کے سحر سے تھم جاتا ہو بعد عرصہ دراز افراسیاب یاقوت و اخضر پہونچتے
ہین یاقوت پھر نعرہ کر دیتی او عفریت کیون ٹھہرا اہل اسلام بھاگ کر نہ جانے پائین یہ ڈگ بڑھا کر پھر
اُن تک پہونچ جاتا ہو افراسیاب کے ساتھ سب طرح کا سامان موجود ہو اُس سواری مین بھی ہمجانے
ساتھ ہین ساقی پیچھے شراب پلاتے ہوئے چلے آتے ہین باورچی خانے ہمراہ جب عفریت آگے بڑھ جاتا
ہو یہ سب کسی صحرا مین ٹھہرے ملازمون نے فوراً فرش لا کر بچھا دیا خاصہ لا کر آراستہ کیا افراسیاب آ کر
بیٹھا سب مصاحب شریک ہوئے ہنستے پڑنے لگے جب کھا پیکر سیر ہوئے دو چار جام شراب پیے پھر تعقب
مین چلے ایکمقام پر ملازمون نے آواز دی ای شہنشاہ خاصہ تیار ہو افراسیاب نے اشارہ کیا فرش قالین
بچھا خاصہ لا کر رکھا حیرت آ کر بیٹھی چاہتی ہو نوالہ اُٹھائے کہ صرصر شمشیر زن روتی ہوئی سامنے آئی
ملکہ حیرت نے کہا خیر تو ہو صرصر نے کہا حضور آج تین دن تین راتین مسلمانون کو بھاگتے ہوئے گذری
ہین آج راہ مین ایک قلعہ ملا اُس قلعہ مین جو رخ کا خراج گزار تھا وہ سب کو بھوکا پیاسا دیکھکر کھانا تیار کر کے
لایا دستر خوان بچھا تھا آپکی ہمشیرہ بہار انتہا کی پیاسی تھین بہشتی ساتھ آئے تھے اُس جوش مین بھوک کے
ایک نوالہ منھ مین ڈالا العطش کہکر چلائی کہ لیجا یا بہشتی سی لیکر پانی پیون حضور عفریت کا نعرہ ہوا بہار
بھاگی نہ پیاس سے اُسکی زبان منھ سے نکل آئی تھی بھوک سے شکم و پشت ایکہی شدت تشنگی سے ہونٹھون پر
پپڑیان جم گئی تھین اُس گلعذار نے اپنے کو بیتابانہ خیمے مین گرا دیا عفریت وہان بھی پہونچا کنیزین
بہار کو لیکر بھاگین مین نے جو یہ حال پر ملال دیکھا میرا تو کلیجہ پھٹ گیا آج تیسرا دن ہو مسلمانون کا حال
دیکھا نہین جاتا لیکن ایسے سخت ہین شراکت کا نام نہین لیتے اطاعت کا ذکر نہین جان بچانیکی فکر نہین حیرت
بے اختیار رونے لگی پکار اُٹھی ہاے بہار ہمنے تجھکو اس ناز و نعم سے پالا اب میری بہار جنگل کے کانٹون
سے فگار ہو کیونکہ میرا کلیجہ نہ پھٹے صرصر نے کہا اسوقت مین چلکر دستگیری کیجیے بہار کو دیو کے ہاتھ سے بچا
لیجیے حیرت نے کہا ای صرصر مین تجھکو حکم دیتی ہون اگر افراسیاب نمانیگا مین اُسکے گھر سے نکل جاؤنگی تو
جا کر بہار کو بلا لا میری جانب سی کہنا تمھاری بہن نے خطا معاف کی شہنشاہ تم سے رضا مند ہین ارے
کمبخت تیرے واسطے ہم بہت دردمند ہین شاید بدبخت چلی آئے اسوقت بات سن لے صرصر نے کہا مجھے
یقین نہین آتا لیکن جب آپکے حکم سے جاتی ہون اسوقت مین سمجھاتی ہون ادھر تو صرصر مثل باد صرصر چلی
وہان اہل اسلام کو ایک خارستان مین صبح ہوئی پراگندہ خاطر حیران پریشان مضطر و بیقرار انتہا کا انتشار اس جنگل مین سب

ٹھہر گئے ملکہ مہرخ نے کہا یارو اب ہمسے نہین بھاگا جاتا اسی مقام پر جان دینگے اب نہ پیچھے قدم ہٹائین گے لطف دنیا سے دون خوب اُٹھایا پانون سوج گئے اب ایک قدم بھی ہٹانا دشوار ہی مہرخ نے دیکھا کہ ملکہ لالان خوش نقبا سر برہنہ پا پیادہ بارہ ہزار کنیزین ہمراہ سر پیٹتی ہوئی نکل آئی ہین کانٹون سے پائے نازک فگار تلوے آبلہ دار پھوٹ پھوٹ کر انکے حال پر روتے ہین بیسر و ساماں ہوئی آتی ہین عشق ہمنے رتبۂ مجنون عطا فرمایا کانٹون کے جنگل مین کیا پھرایا یارو دشت نجد کہان ہی اُستاد جی کی قبر کی زیارت کرین فاتحہ پڑھ لین نظم

خدارا لیچلو یارو مجھے اُس شوخ پُر فن تک
یہ حالت اب تو پہونچی ہے کہ رو دیتے ہین دشمن تک
وہ مضطرب ہون کہ جبکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش ہون کہ پوشیدہ پہونچ جاتا ہون دشمن تک
خم پیری کے احسان سے جُھکی ہے اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب میرا گریبان میری گردن تک
وہ ہون دیوانۂ مفلس سلاسل جب سے ٹوٹی ہی
میسر مجھکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک
پھر آئے میرے نالے بد دماغی دیکھ گلچین کی
کہا غیرت نے مرکر بھی نہین جائین گے گلشن تک
مرے آنسو بھی لطف بے نیازی سے نہین خالی
وہ گوہر زیب دامن ہین نہین رہتے جو روزن تک
نہین ہی یاد کچھ طول گرفتاری سے سب بھولا
ہزارون بار پھرتا ہون جا کر مین نشیمن تک
بنا ہون بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کے قالب مین کبھی شیشے کی گردن تک
بشکل ابر مسک مجھکو خجل آب ریزی ہے
بھرے ہین آنکھ مین آنسو نہین آتے ہین دامن تک
ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کرتے ہو
ڈھلا آتا ہی مثل اشک رخسارون سے جوبن تک
نسیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہی
بڑھا آتا ہی جوش نور مضمون فکر روشن تک

جسنے صورت لالان خوش نقبا کی دیکھی کلیجہ پھٹ گیا مہرخ نے مہ جبین کا ساتھ چھوڑا دوڑ کر لالان خوش نقبا کو گود مین اُٹھا لیا کہا بی بی سنبھلو لالان نے گھبرا کر کہا اے ملکہ مہرخ برائے خدا بتلاؤ میرا وارث کہان ہی تین روز سے ہم بھاگے چلے آتے ہین وہ شیر دل آنکھون سے نہان ہی مجھ بدنصیب کو چھوڑ دو عفریت طلسمی کھاجائے جھگڑا پاک ہو جان لشکر کو بچاؤ وہ زندہ رہین گے ہم ایسی کنیزین بہت جمع ہو جائین گی اگر خدانخواستہ انکا موئے جسم بیکا ہوا کس کے دم سے لشکر قائم رہیگا مہرخ نے لالان خوش نقبا کو ہوادار پر سوار کر لیا کنیزون سے کہا خبردار ہمارا خیال نکرنا بی بی کو لیکر نکل جاؤ جہانتک بھاگا جائے بھاگو ہم بھی تم تک پہونچ جائینگے اور راستے مین پھیر ہو منزل سبکی ایک ہی ہو سب ایک ہی سرائین فروکش ہونگے شکم عفریت سبکا مقام ہی اسکی خدا کی

بھی کو دیڑا اسد نے کہا انشاء اللہ امیر عنقریب طلسم کو چیر کر پھینک نہ دیا تو مجھکو نبیرۂ صاحبقران
نہ کہنا میں کئی مرتبہ پردۂ قاف میں جا کر آیا ہوں اب فرزندان صاحبقران و بدیہی دیو کش یہاں میں ہوا کر
نورالدہر ہوں جو دست راست میں ذکر ہوگا کہ اسد شیر دل پکڑے ہوئے ہاتھ سے تیغ بران تھام
بھاگنے دست چپ والے آواز دے کے سب کے سب سرداران دست راست بھی سردست چپ پر غالب رہے
ناموں جہان شاہزادہ بدیع الزمان سے قاسم تجمّل کرتے تھے لیکن کبھی یہ ہنر ہو سکے اب ایرج نوجوان فرزند
قاسم عالیشان کہ سرکردۂ دست چپ بات ہے نورالدہر کے ایسے نام ہیں جو سرداران دست چپ مغلوب
رہتے ہیں وہ لیکن اٹھاتے ہیں بھائی نورالدہر نے زہرہ شاد باختری کی کمر میں ہاتھ دیکر اٹھایا از قلعہ
مشتری حصار تا بہ قلعہ سام ڈھ پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا دست حق پرست پر اٹھا ایسے دیو خصال
کو بلند کرکے چرخ دیتے ہوئے از مقام مذکور تا بہ قلعہ مسنور لیگئے فوج اُسکی تعاقب کیے ہوئے آئی تھی بھائی
نورالدہر بھیلم ہوش بینہ تھے میں لقا بدار گلگوں پوش بنا ہوا تھا کل فوج کو بڑھ بڑھ کر اکیلا روکتا تھا آخر
اہالیان فوج لقا بہ غالب نہ آئے لقا کو لیجا کر قلعہ میں قید کیا میں شیر کا ہوا خواہ ہوں آج یوں مجبور ناچار
ہوں بس اب آپ لوگ دخل نہ دیں باغبان حیران پھرا دیکھنے لگا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سپر
فولادی کو سنبھالا صندلان یہ دیکھ کے آیا اُسنے بھی تو ہر پاد و کو جھڑک دیا کہ ملکہ میرے پاس نہ آؤ یہ
طلسم کشا اگر اسوقت تمنے سحر کیا اور میرا قدم پیچھے ہٹایا تو سب ایکبار بھاگا کچھ مجھکو بند نہ پاؤ گی اپنے
ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگا اپنے آقا کا ساتھ چھوڑونگا ایسے شیر کے ساتھ سے ظفر ہوا تو میں ایک جگہ
سب شیروں کے لاشے پڑے ہوں باغبان جوہر نے بڑھ کر بلائیں لیں کہا اے شیر بیشۂ
صاحبقرانی ہم شمع وہ دوان ایرنگ جہاں نہ آپ لشکر لقا کا ذکر کرتے ہیں وہ مقدمہ غیر ساحران تھا
یہ مقدمہ سحر سازی شعبدہ بازی سحر بھی وہ کہ اگر نہ پڑھے تو افراسیاب کو بھی سوائے بھاگنے
کے کچھ نہ بن آئے بزرگوں کی زبان سے نام عمر عیار طلسمی سنتے تھے ہماری تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ
طلسم عنقریب طلسم ہوں آپ دلی شیدی دیو کش یہاں نہ دیکھو ہیں آ یہ تو سحر ساختہ سامری و جمشید ہی
اسکا ٹوٹ ہونے میں پھیرے آپ کا زور نہ چلیگا ہم کو برباد کیجیے ایسے میں نکل چلیے
یہ ذکر تھا کہ بہار جادو بیٹھی ہوئی ایک طرف آکر ٹھہری صحرا لب گلزار کی شکل بنی ہوئی آئی
بہار کا ہاتھ تھام لیا کہنا تیرے عرض گردانی کی کرونگی بہار نے دیکھا یاسمن میری کنیز ہے

ہے حضور یہ نشانی قبر کشتۂ حسرت و یاس ہے یہان فاتحہ پڑھیئے قبر سے فوراً آواز آئیگی فردا ہی شہسوار گور
غریبان یہ آنکھ اٹھا دینگی بھی مشت خاک ہو نیزی رکاب مین ہوا اگر انھون نے قبر پر ہاتھ رکھدیا روح تڑپ
جائیگی وہ آہ کہ روتے کرتے قبر کے جلاین روح پروانہ بکر گرد شمع جمال شہریار پھرے انکو جب بھی پروا نہ
ہوگی اس سوز و گداز سے بہار نے اس مضمون دلخراش کو ادا کیا صرصر بے اختیار رونے لگی کہا حضور
بس ان کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہین مین اسوقت دل سے دعا کرتی ہون کہ اس
بلا کو پروردگار آپ کے سر سے دفع کرے ۔ ہم نہین دیکھا صرصر تو چلی گئی بہار اب مجمع عام مین آئی دیکھا قیامت
برپا ہے سب سر اسد کو پیٹتے ہوئے رو رہے ہین سب ہی سمجھاتے ہین کہ ای شہریار جلد چلیے لعل سخن ان بھی
عقاب بنی ہوئی آئی زمین پر گر کر بصورت اصلی بنی یہ ہنگامہ دیکھا قدمون سے اسد کے لپٹ گئی کہا
ای شہریار واسطے خدا کے جلد بھاگیے عفریت طلسمی آتا ہے راہ مین کچھ فوج رہگئی تھی انکو کھا رہا ہے سرکشی
دکھا رہا ہے آخر اسباب یہان سے دس کوس پر ہے نوبت نقارے بجاتا ہوا آتا ہے بی یاقوت و اخضر
فوج بیشمار آج تو لکھو دیہاتی قربانی بھی شریک ہین جس قریہ کی طرف سے گذرتا ہے وہانکا ناظم حاکم نذر
لیکر آتا ہے راہ مین دعوتین کھاتے ہوئے آتے ہین راہ مین کبھی مین نے بڑے بڑے سحر کیے اس خونخوار
پر تاثیر نہین ہوئی زخم نہین جسم پر پڑتا ایسے ایسے گولے مین نے مارے کہ اگر پہاڑ پر لگاتی پتھرون کے
پرزے اڑا دیتی اس ملعون پر کچھ اثر نہوا ناچار عقاب بنکر بھاگی اتنا تو ہوسکا کہ نکل آئی آپکا اگر سامنا
ہوگیا قدم اٹھانا مشکل ہوگا اسد نے کہا کیون ای لعل یہ شاہزادیان ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ
لالان خونقبا شوکت و جلال و حسن و جمال مین یکتا برہنہ بھاگی بھاگی پھرین مین آنکھون سے دیکھون
کاشکے مین نابینا پیدا ہوتا اپنی آنکھون سے یہ حال پرملال نہ دیکھتا یہ شعر بالکل میرے حال کے موافق ہے فرد
چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ہو بجاے شیر مادر زہر دادے ہوا اب اسوقت تو یہ حال ہے قلب
پر ہجوم غم و ملال ہے فرد موئے شدہ ام زناتوانی ہو مو بر تن من کند گرانی ہوا رگ ہاے جسم پھر پان سنگین آہ بھی
تاثیر نہین دکھاتی آہ شرر ریز کھینچون جل کر خاک ہو جاؤن اس کشاکش سے مہلت پاؤن لیکن ایسا سخت
جان ہون بقول شاعر نظم موافق مضمون ہذا

ہو کیسے دفن ہوے خانہ باغ یار مین ہم
تمام رات رہے اپنے انتظار مین ہم

کہ چار پھولونکو ترسا کیے مزار مین ہم
بیان کیجیے کیا لطف آخر شب وصل

نہ آئے ہوش مین تا صبح وصل یار مین ہم
عجب سرور اٹھایا کیے خمار مین ہم

بہت بناؤ نہ بیخود ہمیں خدا کے لیے
وہ ذرے ہیں کہ نہ اڑ کر ملے غبار میں ہم
برابر آنسوؤں کا ضبط سے تقاضا ہے
پڑے ہیں جیسے خدا جانے کس شمار میں ہم
فریب جسکا تماشا نگاہ یار کو ہے
کمی نہ کیجیے حاضر ہیں احتصار میں ہم
اسیر آکے ہوے سارے ہم صفیر جلال
امید ہیں تمھارے بھی اختیار میں ہم
دعا و فغاں کی [illegible]
بہت شگفتہ ہیں اپنے شگفتہ پن میں ہم
جنون ہے [illegible] سوا [illegible]
یہ داغ ڈھونڈھتے ہیں [illegible] ہم
بہار سینے کے چھڑ کو دل کی شادابی
قفس کو خوب جھلے موسم بہار میں ہم
اٹھائے [illegible] قافلے سے راہ کچھ جدا رکھا
پکارے کیا نہیں معلوم اضطرار میں ہم
خیال [illegible] میں روز حساب کا کیسا
اٹھتے دیکھتے ہیں سبب بہار میں ہم
جو امتحان ہو باقی کوئی تو دیکھے عرش
ذرا [illegible] ہو کہ [illegible] تو ہیں مزار میں ہم
اسد کی ضد پہ سب سردار رو رہے

ہین کوئی قدمون سے لپٹا ہے کوئی گرد پھرتا ہے کوئی کہتا ہے ہائے اس جوان کا شباب کوئی کہتا ہے ہائے جرأت مین لاجواب ہائے یہ تصویر اب آنکھون سے چھپ جائیگی اگر مادر زمانہ ہزار سال چرخ مارے گی ایسا ایسا فرزند نرینہ ممکن نہوگا ان باپ کی کیا حالت ہوگی یہ ذکر تھا کہ عمرو چالاک و برق و چالاک سوز و ضرغام و قران جیون عیار بیقرار اشکبار لباس تارتار گرد مین اٹے ہوئے لباس پھٹے ہوے بھاگتے ہوے آکر پہونچے ملکہ جیون نے بڑھ کر خواجہ سے پوچھا یون اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے محبوب کو ابتک کیون نہین پہونچایا کیا راہ مین پھر کسی بلا مین پھنس گئے عمرو نے کہا بیٹے تو لشکر کو برے اوج پر چھوڑا نہین معلوم کیا سبب ہوا محمور بھی انکے ساتھ ہے دونون عاقل کامل ہین کس و ناکس انکو روک نہین سکتا مہرخ نے خواجہ سے اشارہ کیا اسد کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھیے اگر مزاج مین آئے تو اپنی کنیز قدیم مہ جبین کو بھی بچائیے ان دونون کو لیکر نکل جائیے عمرو نے کہا اے مہرخ یہ کچھ بڑی بات نہین ہے لیکن اسد جب ہوشیار ہوگا دیوانہ مزاج جاہلین کے سرتاج کسی کی نہ سنے گا اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر ڈالیگا میرے آقا کے مزاج کے بھی خلاف ہوگا وہ خود فرمائینگے کہ زنبیل اسواسطے نہین ہے کہ ہر وقت مصیبت ہر ایک کو اسمین بند کرکے بھاگا پابند مشیت پروردگار رہو یہ باتین تھین کہ دس کوس سے عفریت طلسمی کا سر معلوم ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک برج کلان ظاہر ہوا اسی جانب چلا آتا ہے ہلڑ ہوا اے خواجہ سردارون کو بھگاؤ وہ عفریت طلسم دکھلائی دیا سب سے زیادہ یہ خرابی ہے کہ سبب اسد نامدار و مہرخ عالیوقار سب اسی مقام پر جمع ہوگئے ہین بران داختر بھی اسی مقام پر ہین سبکو یہی خیال ہے کہ اسد ہٹین تو ہم بھی بھاگین اسد نے اور یہ غضب کیا عفریت ابھی دس کوس پر ہے سر ان خود کا ظاہر ہوا

رشتے دار ہین اُٹھا کے کھا جا اب گرا کر عفریت طلسمی طرف نور افشان و کوکب کے چلا اُسوقت نور
افشان جادو نے جیسے ایک گولہ فولاد کا نکال زبان کا ٹکڑا اپنا چون ڈالا ایک گز زمین پر مارا زمین سے ایک
اژدہا سیاہ منہ کو مثل قعر بلا کے کھولے ہوے دوڑ عفریت طلسمی کے چلا نور افشان ذرا مہلت پائی
پلٹ کر آواز دی خواجہ بس یہ خیال ہے کا سحر ہٹکے دور رہے نکل جانیکی مہلت ہو اسکو غنیمت جانیے برائے خدا نکل
جائیے اب ٹھہرنا مناسب نہین لکھا ہے کہ اس اژدر سیاہ نے عفریت پر جا کر جرح دیکر دم ماری سڑاکے کی آواز ہوئی
عفریت کی پشت پر نشان بن گیا مثل سپہ ٹھہرایا اب اژدر نے منہ کھولکر قصد کیا دہن مین عفریت کو نگل
جاون یاقوت نے آہ ہو کی ارے موذی سن سحر سو دفعہ ہو یہ بھی تیرا ایک لقمہ ہے بس عفریت نے دونون کلے
اژدر کے تھام لیے یا سامری کہکر چیر پھاڑ ڈالا گوشت اسکا منہ سے کھانیلگا دونون ٹکڑون کو دو لقمے
تھے انکو کھا کر ایک ڈکار لی اب پھر طرف نور افشان و کوکب کے چلا کوکب و نور افشان نے عفریت پر
آگ برسائی الکہ پارے ابر سیاہ سحر سے بنا کر عفریت پر گراتے ہر مرتبہ پر دھوان دھار مین عفریت چھپ جاتا تھا
ہر مرتبہ یا سامری کا نعرہ کرکے مثل کوہ ابر سیاہ سے نکلتا تھا آگ سے موے جسم بھی نہ جلتا تھا جب
نور افشان نے آگ برسائی تمام جسم اپنا غربال کرکے خون پھینک مارا عفریت کے جسم پر کچھ دھبے پڑ گئے
اسکا کچھ نقصان نہوا اسیطرح جوشان و خروشان شلنگین لگاتا تھا گر جنگل پڑ گیا دس بیس آدمی ہاتھ
مین آئے انکا پھنکا مار لیا نور افشان و کوکب اپنیکو بچاتے ہین دمبدم غل مچاتے ہین اے اسد نامدار اے
مہرخ عالیوقار سب اپیروردگار بھاگو جہانتک ہو سکے نکل جاؤ ورنہ ہم اپنی جان دینگے اب ہمارے سحر کا اختتام ہے
اس سینہ سپر کرنیکا بد انجام ہے ایسے جو نور افشان نے یہ کہا جب دیکھا یہ لوگ نہین بھاگتے اسد کے ساتھ سمجھے کھڑے
ہین ہر کس کی یہی آرزو ہے کہ پہلے ہم جان دین بہار و رعد و برق و لعل سخندان وغیرہ سب اپنے اپنے
سحر کا امتحان کر رہے ہین دریاے سحر بناتے انکو وہ پیے جاتا ہے ہر سحر مین سرکشی دکھاتا ہے باغبان نے
دوڑ کر تلوار اپنے گلے پر رکھی اسد کو گود مین اٹھا لیا کہا جو حضور سر اٹھاتا نہین گے پہلے اپنا سر قدم پر نثار
کرونگا مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہے جب اسد کو لیکر باغبان بھاگا سب ساحر الامان الامان کہتے ہوے
عقب مین اسد کے بھاگے نور افشان و کوکب قدم قدم پیچھے ہٹتے ہین سحر اپنا کیے جاتے ہین جسم نور افشان
بالکل غربال کوکب کا عجیب حال چہرہ اُداس عالم یاس بدحواس ہوش پراگندہ روتے پیٹتے چلے آتے ہین یاقوت
نے عفریت کو اور للکا دیا یہ اُسی طرح کھاتا پیتا چلا آتا ہے کبھی چند ساعت سحر نور افشان سے

ٹک جاتا ہے چند قدم تک پھر شہنشاہ تمام لشکر سلامت چلا گیا ہیں تیز رو تا ہو بھاگے ہوئے چلے تیر انقلاب میں اسکے آگے وہ تیز اشکبار حیران پریشان نہ بہت بچا ان کا رو بات بخوبی اس سے بڑے دیکھا یا غیاث مجھکو نہیں چھوڑتا ہی پیچھے اسکی گود سے اپنے کو گرا یا گرتے گرتے سر سجدہ میں رکھا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارا اے ہی کارساز عالم ہی بے کرم اپنی مصیبت نہیں بھاگی جاتی ملک الموت کو حکم دے یا آئے بجا ہی قبض ارواح کرے یا اس بلا کو دفع کر دے کہ یہی مقام ہے ٹھہر گئے اب مجبور ہوکر افراسیاب وغیرہ تو پیچھے رہ گئے یا تو ٹھہر رہی ہی نورافشان کو کب کو عفریت نے گھیر لیا ہوگا اکی قرتبہ میں بہت زور دیا ہی بیان اس سر بسجود اپنے معبود سے ملک برد عالی یا بے بچانے اس بلا نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہیں مشت خاک قطرہ بخشش عطا ہے حرکت حسن تو نے آفتاب عطا مہتاب کو شہنشاہ ذرہ کیا ماہتابان کو تو نے نور دیا ستارون آسمان کو زینت دی نظم موافق مضمون مقام نظم

تعب باف عروسان بہاری	قیام آموز سرو جویباری	بلندی بخشی سر ہمت بلندی
بہ پستی افگن سرخود پسندی	کشہ آغوز زندان قدح خواہ	بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز رد محنت گذاران	ستوے تیرے کون مشکل کا آسان

کرنیوالا ہی اس حقیر و ذلیل کو بچپن سے تو نے مہد ناز و نعم میں پالا ہی تیرے در دولت کے خدمتگزار کانوا سے ہون جس نے ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کیا حرمت حرم اٹھنے م سے قرار نہ گئی یہودیون نے اکثر قصد کیا خانہ کعبہ کو گرادین تیرے مکان کی حرمت مٹا دین میرے جد نے بے جد و کد یہشان خانہ کعبہ کی مدد کی سینہ اپنا سپر کیا انکو بھگایا تو نے تاہم و عطا فرمائی اب یہ غلام ذلیل ہو کر مرتا ہی بزرگون کا نام مٹا قرار پر قرار کیا تیری رحیمی کو بھولا ساحران نے مجھکو ذلیل کرایا دشمن آگے سے بھگایا اب تیری ذات پر تکیہ ہے اس مقام سے قدم نہ ہٹاؤنگا جب تک بلا دفع ہوگی سر سجدہ سے نہ اٹھاؤنگا یکایک کوکب نورافشان بھاگے ہوئے پہونچے دیکھا ایک صحرا ہے بہت خیمے ہیں پھر آگے سب ٹھہرے اسد سجدہ میں مشغول ہی ہر خرد و کلان ملول ہی عمر و چھپا بین کھڑا ہی نورافشان نے پکارا کر کہا یہ عفریت آتا ہی جسنے تمام جسم کا خون صرف کیا قلعہ آہن ہوتا ٹکڑے اڑا جاتا مگر اس بچا یہ اثر نہیں ہوتی یہ کہکر دونون مڑ کے کوکب و نورافشان نے قصد کیا ایک بسحر بنائیں اسمین سرداران با قیامت کو چھپا دین عمر نے آواز دی اسے نورافشان اسد کے مقدمے میں دخل مت دو اسوقت وہ بخضوع و خشوع سامنے اپنے معبود کے گریہ و زاری کرتا ہی یقین

ہوکہ دعا قبول ہو ساعت مقبول ہو دفعتہً دیکھا کہ صحرا سے گرد غبار بلند ہوا گرد عظیم اٹھی عمرو نے چٹکی
دیکھا تخت پر ملکہ محبوب کاکل کشا پہلو مین مخمور سرخ چشم پشت پر لشکر ظفر اثر جیسے ہی محبوب نے عمرو کو
دیکھا تڑپ کر سامنے لشکر کے آئی لپکار کر آواز دی یار دیکھا عمرو کہ یہ ملکہ محبوبون نے بڑھ کر گریبان چاک کیا کہا
یہ ملکہ تم آگئین ایک نگاہ دشکر کو دیکھو یہ باغ بخزان ملتا ہے نہ گل ہین نہ بوٹے لاکھون بندگان خدا کو
عفریت کھا گیا وہ دیکھو آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ محبوب کاکل کشا خاموش ہوگئی نور افشان جادو نے
جو محبوب کو دیکھا کلیجہ تھام لیا لپکار کر آواز دی اے محبوب میرے پاس آ بڑے وقت پر تو آئی دنیائے عجیب
مقام ہے تصور کرکے دیکھے بقول سعدی فرو ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگرے پرداخت
یہ دنیا اپنے مقام پر قائم ہے طالب اسکا ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ہے جیسا مین دنیا کو سمجھتا ہے تجھکو یاد ہوگا کہ
احوال مربع نشین نے ظاہر مین سب کے جان دی باطن مین حیات جاوید پائی باغ ہائے بہشت کی سیر کر رہا
ہوگا بڑے بڑے شاہان جلیل اسکے مرتبے پر رشک کرتے ہونگے اس نے پر بڑے بڑے مرتے ہونگے
یہ مرتبہ اسکے واسطے نصیب ہو جو رحمت خدا سے قریب ہو تجھکو القاب ساحری یاد ہے سوا تیرے اس لشکر مین
یہ مرتبہ کسیکا نہین ہے کتبہائے پارینہ مین تو تم ہی تجھکو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہے ستارہ شناسان قدیم نے تحریر
کیا ہے اس تحریر دیرینہ کو بہت طول دیا ہے کہ اگر عفریت طلسمی حجرۂ بلائے پنجم سے نکل آئے بندگان خدا کو کھا جانے کا
قصد کرے جو حسین مہ جبین کم سن ہو خوبصورت نیک سیرت القاب ساحری و دزبان کرے تا اپنا گلا کاٹ ڈالے
گرد ہے اپنے عفریت طلسمی کو کھلا دے تب وہ لشکر حریف پر پلٹے گا اسی طرح لشکر کو کھائیگا یہی آفت لشکر
دشمن پر بھی ہوگی اسکا بھی خاتمہ ہوجائیگا بادشاہ ہوشربا شکست فاش کھائیگا اے محبوب یہ وقت
جرأت ہے صورت زیست تا روز قیامت ہے جو پیدا ہوا ضرور اکیدن مریگا کوئی کب تا قیامت زندہ رہیگا آخر
فنا آخر فنا اس امر سے نیکنامی تا روز قیامت رہیگی تھوڑی سی جفا سہیگی اشعار موافق مضمون مقام نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
کیسے کیسے گل خندان ہوئے آنکھون سے نہان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے
ذات دن عیش لنظر ہین دیا لب چشم ر دہان
سخت رخسار نکہت رہین تن آغشتہ نجاک

پھر تو اسنجی مرغان خوش آہنگ کہان
جلسے لکدم کی جدہ ئی نہ گوارا تھی ہمین
وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
حیف تو دلنے نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
نہ وہ ہونا وک قہر کا ہے وہ نہ ابرو کی کمان

یاد کر جیسے تجھے پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے بچھڑے کہ نہین جنکا ہے ہستی پہ نشان
سامنے چشم تصور کے ہین تصویرین
تمسکراہٹ کا آب تا نہین ایسے عیان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز

نہ وہ مہنسانا کسیکے لیے فریاد وفغان
نہ جہان پر تو خورشید نہ تحریک صبا
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان

ابھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
نہ وہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
کوئی مونس نہ مین ہمدم نہیں ہمراہ نہیں

ہائے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
طاقت نطق کہان سانس بھی بار نہیں

یہ سنکر ملکہ محبوب کاکل کشانے کہا اے شہزادی بیکار گھبراتے ہو اے شاہزادہ والا تبار یہ کنیز خوب سمجھتی ہے اس وقت آپ نے دیدہ و دل سے روشن کر دیا کب تک دنیا مین آرام دیکھیں تماشہ مینگے مین خوب سمجھتی ہون دنیا بالکل ناپائیدار ہے اسکی خواہش کرنیوالا ہمیشہ ذلیل و خوار ہے لونڈی حاضر ہے ابھی جان دیتی ہون لیکن اسد نامدار کو پکارا کہا اے شہریار تجھے آپکی دعا قبول ہوئی وقت حل مشکل قریب آیا ایک ماہ پیکر جان دیتی ہے مثل احول ربع فتحین حیات جاودانی کی خواہان ہے اسد غازی نے گھبرا کر سجدے سے سر اٹھایا اسکی نگاہ جمال بیمثال محبوب کاکل کشا پر پڑی دیکھا ایک حور طلعت تم سن محبوب محبوب مطلوب غضب چالاک جبین پیشانی بدر آسمان کمال ابرو رشک کمان دنیا العبورت ہلال عارض لوح ماہتابان ہے دہن غنچہ گل زلفین عنبرین رشک سنبل قد موزون سرو لب جو سامنے رو رہی ہے اسوقت سب سرداروں کے کلیجے پھٹ گئے تیران و اختر چھپا ڑین کھاتی تھین ہر ایک یہی قول تھا ہم اپنی جانین اسپر نثار کرین لیکن محبوب کاکل کشا مردانہ وار بیتاب نہ بیقرار خوشی مین جان دینے کو آمادہ ہے دفعتاً نثار اسد نامدار کے آئی گرد پھری تصدق ہوئی کہا اے شہریار یہ لونڈی نثار ہوتی ہے جان دینے کے خیال سے متاثر نہین ہوتی ہے اعمال گذشتہ کا برا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خدا حضور کا انجام بخیر کرے تا دور گردش گردون دون آپکا گزدستہ جاری رہے کنیزون کو سرفراز کیجیے گا میرے جنازے کو کندھا دیجیے گا قبر پر فاتحہ پڑھیے گا یہ سب سردار جنازے کے ساتھ ہونگے یہی کنیز کی شادی ہے خدا آبادی ہے کہ لگ کر دیکھ بندگان خدا پر نثار ہوتی ہون اسد غازی نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر تلوار کھینچا اپنے گلے پر رکھدی کہا اے نور افشان ان قواعد طلسمی مین آگ لگے سبکا مین افسر ہون اگر مین اپنی جان دون تو سزاوار ہے قافلہ سالار کو چاہیے اپنے کاروان سے آگے رہے اپنے ساتھ والون کے واسطے جفا سہے کیسا ستم ہے گلعذار ماہر خسار اپنی جان دیتی ہے نور افشان نے کہا اے شہریار بانیان طلسم جو قواعد مقرر کر گئے انکی تبدیلی غیر ممکن اگر حضور اپنی جان دینگے بالکل بیکار عفریت طلسمی اور زیادہ زور پکڑیگا علاوہ لشکر حضور کے یہ بلا تا کو ہلاک حقیق جائیگی گذرا ابر ابھی برخزان آئیگی اسم اعظم صاحبقران نہ پڑھ سکیں گے

یہ بیچیا پہونچتے پہونچتے اسم اعظم صاحبقران بند کریگا سارے لشکر کو شکست دیگا وہ غازیان دین دار
وہی میدان تہور شعار قدم ہٹانا کیا جانیں تلوار سینہ کشی سے چلائیں یہ جدا بیٹھیگے یوں تیاری میں گئے ایک جنگل میں سب
اپنا کام کریگا تمام عالم آپکو پناہ دیگا کہ جو طلسم کشائی کو گئے اپنی بھی جانیں بزرگوں کی بھی جان لی
وہاں والوں نے کچھ انتظام نہ کیا اس بلا جائیگا کو نہ روکا اب سوقت عمر بچے ہیں یہ کہکر کوکب
نورافشاں روتے ہوئے قریب محجوب آئے کہا اے محجوب جسوقت تک ہوش تیرے میں عملداری صاحبقران
رہیگی تیرا نام نیک رہیگا زمین سے تخم دفنا تیرا الکنت قلب میں ہو یہنا شاہزادیاں ملکہ گردیہ بانو
و ملکہ جوہر گہر تاجدار و ملکہ پرالیونہ رلغبت طلس پوش ماہ و ساسد نامدار ملکہ زبیدہ شیرگیر یہ سب شاہزادیاں
تیرے لیے دعا سے نجات کرینگی نذر تیری خانہ کعبہ میں ہوگی اب دیدہ تک تیری باتوں سے کلیجہ کٹتا ہے خنجر بدعت
سے گلا کٹتا ہے کار از دست رفتہ تیرا زمان جستہ پھر نہیں … آئیگا ایسا نہو کوئی اور انقلاب ہوجائے
یاقوت و افراسیاب ابھی دور ہیں ظالموں نے قلب کو مرتد ہونیکا … آجائینگے شاید بانیان
طلسم نے کچھ اور بھی اسکا فیصلہ مقرر کیا ہو کچھ شور پڑنا لگا یہ سنکر محجوب کاکل کشا ہی حیجون بھائی
میں ہیں تیران وغیرہ سرپیٹتی ہوئیں سب شاہزادیوں نے منہ پیٹ لئے … غم میں محجوب کے کھولیں پر انکا
سیاہ پوش بحر غم و الم کا جوش محجوب نے سر … نے تیغ طلائی کمر سے کھینچا اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر تیغ رکھا کچھ
الفاظ پڑھکر کچھ کھینچا … لشکر اگر زمین پر گرا حیجون نے بڑھکر دونوں ٹکڑا ایک جام میں لیا
شکم چاک کرکے دل و گردے نکالے ہتھیلی پہ رکھ کر طرف عفریت طلسمی کے دوڑی آواز دی بیچیا آدم خوار
دیکھ تو یہ کیا تحفہ ہے تیرے بنانے والوں کی یہی ہدایت ہے دل و گردہ ہے محجوب کے جو عفریت کی نگاہ پڑی
وجد میں آیا دیر تک اتارا چاخوب کو … جام خون محجوب پی گیا دل گردے کھا کر کالی ہاتھ باندھکر حیجون کے
سامنے کھڑا ہوا کہا اے ملکہ حیجون جس … سے پیدا ہوا اس نعمت عظمیٰ کے نام پر شیدا ہوا کیا نعمت کھلائی
کلیجے میں خنکی پہونچی تار و نذ قیامت پیٹ نہ بھرتا نعمت عظمیٰ سے دل بھر گیا کچھ حکم دیجیے اس غلام
جگرخوار سے کچھ کام لیجیے حیجون نے کہا جسکا تو نے کلیجہ کھایا اسکے دشمنوں کو جاکر کھالے خوب پیٹ بھرنا
تیرہ دار تامل نکرنا یہ سنکر وہ دیو خونخوار بہت خوب کہکر ملیدا یہاں ملک اخضر گوہر پوش سب سے آگے بڑھا ہوا شراب
پیتا ہوا گرد ہزاروں غلام ایک طرف یاقوت سخندان نرم و خندان عقب میں افراسیاب پشت پر
لشکر بیحساب روار وی کرتے ہوئے آتے ہیں اخضر کہتا ہے کیوں اے یاقوت ابھی بہت منزلیں

ٹکڑے کرتا ہین کو دعقیق کیا تھا۔ قافلہ جسم چلتا پڑ گیا سامان سفر تیار ہو دربار برپا ہوا کوہ کم دو بارگاہین
لدین سفر عظیم ہے یاقوت اُٹھی ہمراہ چلنے نہیں چلو اُٹھتے اُٹھتے میں عفریت نے کیا کیا نورافشان
وکوکب کو کوئی تب میں سے لوگ میں آئے لیکن یہ طلسم تماشا کچھ گیا ہو گیا یہ زیر کرتھا کہ دیکھا سامنے
سے عفریت طلسمی تھا وقت چلا آتا ہو مجھ پر کہتے ہوئے کچھ صفت ہوا پھر سے ستے خوشی آشکار نہ مجبور تھا جا
اخضر نے بڑھکر آواز دی وہ جیا کہاں سے پچھتا سے معنوں آ بخوس کا یا تھہ میں تھا لیکر اخضر دوڑ سے
کہا بچیا نامردا تنے سوٹے مارونگا کہ ہڈیاں ٹوٹ جاینگی دیو کچھ منہ سے نہیں بولتا عاک اخضر نے
دوڑ کر ایک سونٹا کمر اک سے مارا کہا جا کر سلطانون کو پہنچی خبر کہ جانتا کہا جا سونٹا کھا کر دیو نے ایک
چنگل مارا ملک اخضر کی گردن پکڑ کر اٹھا لیا جیسے چڑیا کو کوئی اٹھاتا ہے یاقوت نے آواز دی
بچیا کیا کرتا ہے خبردار جیسے اسکی ہنسی نہ کرنا یہ ملک اخضر میرا باپ ہے مصاحب ساحری خزانہ دار خزانہ فسونگری
دیو نے کچھ جواب نہ دیا اخضر کو منہ میں رکھ لیا اندر سے جبا گیا آواز دی تم کہاں جاتی
ہو میرے مالک نے تجھے نعمت کھلانے کا حکم دیا ہے کہ یاقوت کو بھی کھا جاؤ میں تجھکو نہ چھوڑونگا
اس بے ادب نے مجھکو سونٹا مارا تھا ہم نے اسکو سزا دی ساحری میں خداوندی حکم لکھ گئے تھے کہ محبوب کا دل
جگر نصیب ہو کھلانے والے کی خاطر یہ سنکر دیو دوڑا یاقوت چیخ مار کر بھاگی عقاب نمودار ہوئی
جسکا قدم پانچ کوس پہ پڑتا ہوا ایسے کوئی کہاں تک بھاگے آخر بڑھا کر عقاب کی دم لی پھر تو
یاقوت بہت تڑپی پھڑکی پیچھے سے ملک الموت کے ایک کر باقی ہوا اسکو بھی اٹھا کر منہ میں ڈال گیا
قضائے کار جسوقت اخضر و یاقوت کو عفریت طلسمی نے کھایا چار دن حجرہ ہائے گذشتہ میں تحریر
کرچکا ہون کہ کنیزان ساحری متعلق آفات چہار دست ان حجرہ ہائے بلا کے ساتھ زندگی انکی
قرار دی گئی تھی بارہ سو پتلیان تھیں جو آفات کو خبر آئندہ و گذشتہ بتلایا کرتی تھیں سات سو جل گئی
تھیں پانچ سو باقی تھیں بی آفات چہار دست بادہ کبر و نخوت سے مست برسر کوہ زبرجدی
تخت یاقوتی پر بیٹھی ہوئی پتلیون سے باتیں کر رہی تھی جسوقت عفریت نے یاقوت کو کھایا
صدائے گیرو دار بلند ہوئی آفات ابر تیرہ و تار کو دیکھا کہ آسمان پر اٹھا اس ابر میں رعد کی گرج
برق کی چمک ہزار ہا طائران خوش الحان پرون سر پیٹتے ہوئے آواز دیتے تھے ہائے یاقوت
سخندان تیرا شباب یاد کریں یار غنائی زیبائی آج ساحری و جمشید کا پہلو خالی ہو گیا

اُن پانچ سو پتلیوں نے جو طائروں کو سر پٹکتے دیکھا پکار کر آواز دی تو جلد دکھیں شیطان کیسا پھر کیا اب ہم خدمت خداوندی میں جاتے ہیں مدتوں تمہاری خدمت کی کچھ پھل نہ پایا لیکن اوراق روزنامچہ اُٹھا حکم آخر کے چند فقرے لکھدے اس سال میں افراسیاب مارا جائیگا شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوشربا رہائی پائیگا اب یہ ملک عدالت سے معمور ہوگا دوست یار دشمنوں کو سرو ہوگا مذہب یزدان پرستی رواج پائیگا افراسیاب غارت ہوجائیگا یہ کہکر وہ پانچسو پتلیاں اُکھیں اُن طائروں پہ جا پڑیں جو ہتی کھتیں انکو پکڑ لیا لیکن جو پتلی جس طائر کے پاس پہونچی طائر نے پر کا سایہ ڈالا پتلی جلکر خاک ہوئی پتلیوں کو طائر چھوڑ کر نکل گئے اُنھوں نے بھی آسمان سے یہی آواز دی اے آفات چہار دست آج ہمنے بھی قفس سحر یا قوت سے نجات پائی جنگلوں کی سیر کرینگے ساہری و جمشید ہم کو قید کر گئے تھے مدتوں قید رہے قفس بلائے ظلم سے اب طلسم ہوشربا فتح ہوجائیگا جا کر افراسیاب خانہ خراب کی تو خبر لے تدبیر کر اُس ظالم کی جان پر بنی ہوگی عفریت طلسمی بگڑ گیا افراسیاب کہتا پھرتا ہوگا اسی طرح کی خبریں کہکر سب پتلیاں جل گئیں آفات سر پیٹتی ہوئی اُٹھی کہتی تھی یا ساہری و جمشید افراسیاب کو آرام نہ ملے جیسا حجرہ ہائے بلا کو تباہ کر کے میرا شرف کھویا اب جبار آئندہ و گذشتہ کیونکر جاؤنگی کیسی ٹھیراؤنگی آفات چہار دست کا شوہر نیرنگ جادو وزیر کوہ زبرجدی شکل لیے ہوئے اترا تھا ہنگامہ سنکر دوڑا بالائے کوہ آیا دیکھا پتلیاں جلکر خاک ہوئیں آفات پیٹتی ہے نیرنگ نے کہا کیوں روتی ہے افراسیاب دیوانہ ہو گیا ہے اُس نے حجرہ ہائے بلا کھولدیے اپنے طلسم کا شرف خاک میں ملایا نام ہو ان حجرہ ہائے بلا کے عجب طلسم ہوشربا تھا سب پر حال کھل گیا مشہور تھا ملکہ حیرت وغیرہ نے حجرہ ہائے بلا مٹائے تم جا کر افراسیاب کی خبر لو اگر حقیقت میں عفریت طلسمی بگڑ گیا ہے افراسیاب کی جان بچانا مشکل ہوگی لیکن ہم تمکو خبر دیتے ہیں کہ عفریت طلسمی کو سنبھالو اگر اُسنے جھوک دیکر پھیرا ہوگا تو جلد جا کر کوہ مقناطیس پر زور سے محیط جادو کہکر پکارنا اُسکو حکم ساہری و جمشید ہے کہ جب بادشاہ طلسم ہوشربا پر کوئی بلا نازل ہو اپنا سینہ سپر کرے طلسم ہوشربا مقام عجائب و غرائب ہے ساہری و جمشید بڑی مشقت سے اس طلسم کو تیار کر گئے ہیں حکمائے اشراقین جمع ہوئے علم نیرنج و شعبدے سے ارکین قصور طلسم تیار کرنے سالہا سال مشقتیں ہوئیں پہلے جلد جا کر افراسیاب کو بچاؤ قریب کوہ مقناطیس جا کر

افراسیاب کو جو اسحال پر ملال مین دیکھا ایک کنیز آزردہ کیون افراسیاب تجھسے ہمارا کہنا نہ مانا حجرہ ہائے
بلا کھولے آخر یہ بلا تجھپر نازل ہوئی نہ گھبرا مین محیط جادو کو لاتی ہون تیرے مدد کو اوسنے ہدایت کردی
محافظ جان بادشاہ طلسم ہوش ربا اسکا لقب ہے اسوقت مین اگر حفاظت نہ کرے تو بڑا غضب ہو لاکھون
بندگان سامری پامال ہوے تیری آنکھ بندون ہی کو دیکھتی مقناطیس کا نہین جانتا کتاب مین صاف صاف
لکھا ہے سو جیکے تو نے پڑھا ہے کہ محیط جادو ہے والا کوہ مقناطیس کا خیرخواہ دولت ہوش ربا
رازدار خداوندی مین تمکین دیکھتا ہے جلیل سلطنت کی کفیل چند ساعت اپنے کو بچا مین ابھی
لیکر آتی ہون یہ کہکر آفات کنیز کوہ مقناطیس جا کر کمیں گی اس پریشانی مین آواز دی ای محیط
جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا پر وقت پڑا عفریت طلسمی بگڑ گیا یہ کہتے ہی پہاڑ شق ہوا زمین کانپی
پہلے کچھ شعلے نکلے بعد چند ساعت ایک ساحر نمودار ہوا رنگین بدن کی نکلی ہوئی معلوم ہوتا تھا
وہ رنگین نہین ہین سیاہ جسم مین لپٹے ہوے ہین بال سر کے بڑھے ہوے ہین وبال جان حیران
پریشان آواز دی حاضر ہوا کیون ملکہ عالم خیر تو ہے یہ کہتا ہوا آفات کے قریب آیا آفات نے کہا
ای محیط جلد چل عفریت طلسمی کو روک محیط نے پوچھا کیا آفت آئی کیا بلا نازل ہوئی کہ افراسیاب کو
تسکین قلب حاصل ہوئی کیون چیدہ تمنے نہ سمجھایا کہ حجرہ ہائے بلا نہ کھول بلا کے ساتھ بلا نازل ہوتی
ہے وہ ہنستا ہے تقدیر ہو چکی طلسم تمام ہو چکی اسکا کچھ خیال نہ کیا ہم قاعدے کے پابند ہین اے آفات
خوب یاد رکھ اب سال نہ گذریگا بہت اچھی بات ہے کہ ہم زوال دولت افراسیاب دیکھین شب کو
مین نے اوراق سامری ملاحظہ کیے صاف اسمین تحریر تھا کہ جب بدیع الزمان کے ساتھ لاچین بھی
چھوٹیگا اپنے دشمنون کو ڈھونڈھ کے ماریگا تو حصار کی بربادی و قتل فیروزہ فیروزہ پوش
و بربادی وقان سیاہ رو قتل زعفر برباد کو دیکھ تجھسے نہ دیکھی جائیگی مین نے ان سبکو خون جگر
پلا کر پرورش کیا افراسیاب نے کہا ہم کا ساتھ دیا وہ زمانہ تجھے یاد ہے کہ جب افراسیاب نے اس طلسم پر قبضہ
کیا اور شہنشاہ لاچین بھاگ قلعہ ظلم کوہ مین چھپا افراسیاب لشکرکشی کرکے چڑھ گیا آب و دانہ لاچین
پر بند کر دیا ہم لاچین کے ساتھ تھے جب فاقے ہین دو دو شبین گذرتی تھین غصے مین شیرانہ وہ بہادر
نکل آتا تھا ہزار دونکو قتل کرکے غلہ لیتا تھا جب افراسیاب کا نامہ ہم سبھون کے پاس پہنچا کہ یارو ہم سبکو
سرفراز کرونگا مین اس حال مین بھی لاچین سے نہین پھر سکتا جب وہ نکل آتا ہے اور بہرام کہکر للکارتا ہے مجھے سوا

بھاگنے کے کچھ نہین سوجھتا سب بکر بھول جاتا ہون یہ آپکا حقیر دشہنشاہ نیلم و توسن فرزند فیروز
پوش وخاقان سیاہ وزرمہر پیر چالیس و زیر نمک حرامی پر ایکدل ہوے رات کو سوتے ہین لاچین کو
قید کیا زبان مین سوزن یا صبح کو سامنے افراسیاب کے لیکر آئے افراسیاب نے شہنشاہ لاچین کو
قید کر کے زندان طلسمی مین روانہ کیا وہ ملک توسن جادو کو دیا شہنشاہ توسن خطاب ہو اسنکے شہنشاہ
نیلم ہوے ہمکو سلطنت کوہ مقناطیس ملی قواعد مین حفاظت جان شہنشاہ ہوش ربا سے نام
طلسمی لکھی ہی ہمنے اس جفا کو قبول کیا اگر زندہ رہتے ہاتھ سے لاچین کے جفائین سہتے رہا ہوتے ہی لاچین یا
ان سب پرست انداز ہوگا مرخ و بہا خرا تفکاران قدیم طلسم کشا کے بشیر و ندیم ایک ایک کا نام
بتائینگے گی ترقیان منصبیان جاری ہونگی ایک ایک پر عیب ساحران جلیل پر آفت یہ تمہیں دیکھا جاتا
آفات چہار دست نے کہا اے محیط یہ قصے کہانی تو بیان نکرو اتنے عرصے مین دو لاکھ دولا کچھ کیا
ہوگا لیا نہوا افراسیاب پرست انداز ہو محیط نے کہا افراسیاب کو سوائے اسد کے کوئی قتل
نہین کر سکتا صاف قواعد مین لکھا ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح طلسمی ہو ہاتھ مین مہرہ طلسمی شفقے تیغ
نور افشانی تب افراسیاب قتل ہو اس زمانے مین کوئی افراسیاب کو قتل نہین کر سکتا صاف لکھا ہی
کہ اسد نامدار اسکا قاتل ہو ستارہ شناسان طلسم کے قول سے جو انکار کرے وہ جاہل ہی یہ کہکر تخت پر سوار
ہوا چوڑا تیغہ ہاتھ مین لیا ایک کتاب بغل مین دبائی اسوقت پہونچا کہ افراسیاب قریب قلعہ لے ریحان
پہونچا ہی ملکہ ریحان جادو اپنے قلعہ مین بیٹھی تھی یکا یک ہرکارون نے خبر دی شہنشاہ طلسم ہوش ربا
شکست خوردہ آتے ہین سنا ہی آج چھ شبین گذرین شہنشاہ بھاگتے ہوے یہان تک پہونچے ہین بیتین
شب فتح رہی اب شکست ہی شہنشاہ کی بربادی کا بندوبست ہی ریحان جادو بارہ ہزار ساحر لیکر
نکلی دیکھا رعد و برق و برق لامع نعرے کرتے ہوے چلے آتے ہین حیرت جادو و آفتاب و خیزران
ان فوجون پر تو افراسیاب جا پڑتا ہی جہان عفریت طلسمی آیا سر پہ پاؤن رکھکر بھاگتا ہی ریحان
جادو نے دیکھا افراسیاب نے لشکر فوج مرخ مین دو چار سحر اس طرح کے کیے زمین کو ہلا دیا کبھی ہزار
ساحر جلائے کہ نعرہ ہوا انم جیجون سبز پوش زبان دراز ریحان جادو سمجھی یہ بھی کوئی افسر لشکر مرخ
ہی جیجون کی طرف متوجہ ہوئی ایک جانب سے دیکھا ایک پہاڑ جنبش کرتا ہوا چلا آتا ہی خیال کر کے دیکھا
اس پہاڑ مین ہاتھ پاؤن سر آنکھین ابرو دہن بھی ہوئی معلوم ہوتی ہین آنکھین دو نقارہ جیسی

سمجھی کسی نے سحر مہیب بنایا ساتھ والون سے کہا اس دیو کو مار و خوج وغیرہ نے ہمارے ڈرانے کو یہ
سحر بنایا ہم بھی اتنا بڑا آدمی بنا سکتے ہین تجبہ ہونا چاہتے نہین ہین بارہ ہزار جادوگر ریحان کے ریحان
سب کے آگے بارہ ہزار نے اس دیو پر کو بے تریخ ناریخ مارے دیو خاموش کھڑا رہا یکایک ہاتھ اُٹھا کر
اک جنگل ملا دو جھٹکون مین بارہ ہزار کو کھا گیا میدان صاف ہوا طرف افراسیاب کے
چلا ریحان جادو کے جو چند ساحر بچے تھے وہ حیران ہین کہ یہ کسکا پیدا کیا ہوا اس پہاڑ مین سب چھپ گئے
تھے ناک کے دیکھکے کہتے تھے پہاڑ مین اور سب بھی ہین ہماری ملکہ ساحرون کو لیکر درہ ہاے کوہ
مین چھپ گئین افراسیاب بیقرار ہوکر ٹھہرا ساعری جمشید کا نام لیکر پکارنے لگا آسمان پر سناٹا
ہوا آواز آئی کیون اے افراسیاب یہ دن یاد نہ تھا مثل مشہور ہے اگر منتر سانپ کا نہ جانے بل مین
کیون اُنگلی ڈالے دیکھا تو نے کیا ذلت اُٹھائی کبھی ہمارے پاس صلاح کو نہ آئے جان دینے کو
ہمکو بلایا ہم حاضر ہین مٹھا ابھی جان بکر تجھکو بچا لین گے وہ دن یاد ہے جس دن لاچین کو پکڑا
تھا اور اپنے بیقرار ہوکر کہا او افراسیاب مین نے تجھکو گھربار کا مالک کیا تو نے مجھکو قید
کر لیا اسکا انجام بد ہوگا بلا مین پھنسیگا اے ساکنان طلسم ہوش ربا منم محیط جادو مین وہ
شخص ہون کہ مین نے کامل حکمرانی کی شہنشاہ لاچین کو گرفتار کرایا افراسیاب کا جلاہ و جلال
بڑھایا اسی سال مین افراسیاب قتل ہوجائیگا ہاتھ سے اسد نامدار کے مہلت نہ پائیگا لاشہ بھی
کوئی نہ اٹھائیگا کاسۂ سر ہر دون کی ٹھوکرین کھائیگا انجام حکمرانی بد ہے اسوقت مجھکو اسکی جان بچانے
کی کد ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آرام و چین پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا دنیا مقام
انقلاب کبھی روز روشن کبھی کالی رات کا سامنا بعد عیش مصیبت ہے بعد مصیبت راحت اب ضرور
شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا یہ سال ساعری پرستون پر خیر سے نہ گذریگا مین تو آمادہ
سفر عدم ہون بموجب مضمون اشعار نظم

گلا خنجر کی ہے ہوس اے دل ناشاد عبث
نالۂ بیفائدہ ہے شورش فریاد عبث
سخت جانی نہین دیتی کبھی فرصت گر
گھر مین طوق و سلاسل بنے ہین عدو عبث

ہے ہوا ے چمن عالم ایجاد عبث
ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہے مجھے
مر کو رکھتے ہین تو خنجر بیداد عبث
دوستی رکھتے ہین اس سے جو محبت ہے مجھے

سنگدل ہوم نہین نگے یہ ہوس بیجا ہے
مجھپہ بیداد ستم اے ستم ایجاد عبث
نعرہ بادو جنون سے مجھے بیجا خلل
اس ستم پیشہ کا گھر دل ہے مجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا
خدمتین کین تو نے ہمنے ستم ایجاد عبث
تو تیا چشم فلک کا نہین جو ہونگا غریب
کھینچے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
خوب رویون سے تمنائے وفا حیف نسیم

حال سنکر مرا کہتا ہے وہ جلاد عبث
کیا غرض ہو آئے یوانہ سے تیری پری
اے صبا خاک مری کرتی ہے برباد عبث
تا گلو تیغ نہ آئی کبھی عمر بھر و نگا
دل لگایا ہے تو اب شکوۂ بیداد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق ناشاد پہ تجھے
دیکھ اے دل ہوس یار پہ فریاد عبث
قسمت بد سے میسر نہ ہوا وصل حبیب
نذر نہ رو مجھے کھلاتا ہے جلاد عبث
یار رو یہ بھی سُن لو افراسیاب

کسی کے ساتھ وفا نہ کریگا اپنے خیرخواہون پہ جفا کریگا باتین محیط کی سنکر افراسیاب بہت جھلایا اور نے
دی کیا بیہودہ بکتا ہی مین نے سب کو سرفراز کیا تم سب بھیک مانگتے تھے دربار مین لاچین کے بار نہ
پاتے تھے ایک ایک خدمتگار کو سلطنت دی کیا مین اکیلا خطا دار ہون سب نے نمکحرامی کی مین نہین
حفاظت چاہتا اور ہو آفات نے اگر منھ پر افراسیاب کے ہاتھ رکھ دیا کہا اے بیوقوف اسوقت مین اسکو
بد ظن کرتا ہی اگر یہ چلا جائیگا تو آج ہی طلسم ہوش ربا فتح ہو جائے باغبان ایسا راز دان تو اپنی زبان
سے مقام قید لاچین بتا دیگا کوئی ایسا دھوکا کھاتا ہی یہ کہکر آفات پھر قریب محیط آئی کہا اے
محیط تم بزرگ ہو لڑکے کے کہنے کا برا نہ مانو تم اپنا کام کرو ہوش ربا مین نام کرو آفات نے
محیط کو بہت بہلایا ورنہ اُسنے قصد کیا تھا کہ پلٹ جاؤن نور افشان نے کئی مرتبہ محیط سے آنکھ ملا کے
اشارہ کیا کیون اپنی جان دیتا ہی تو ہمارے طلسم نور افشان مین چلا آ ملک آباد کی سلطنت دینگے
لاچین سے تیری خطا معاف کرا دینگے کوئی کچھ نہ کہیگا محیط کو گمان غالب ہی کہ لاچین میری
خطا معاف کریگا آفات نے اُسکو دام مکر مین لیا جیسے ہی عفریت خونخوار بڑھا محیط نے تیغ کھینچکر
گلے پر رکھا گلا کاٹ کر اپنے کو سر عفریت پر گرا دیا جیسے ہی یہ لاشہ سر عفریت پر گرا عفریت نے
ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ آتش نکلا سر چراغان بنکر جلنے لگا ادھر مرنا محیط کا جلنا عفریت خونخوار
کا یہ معلوم ہوا ایک پہاڑ جل رہا ہی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا جنگل لالہ زار ہو گیا پھر تو اُن شعلہ ہائے
آتش سے ہزارون جادوگر جلے آندھی سیاہ اُٹھی افراسیاب اسقدر گھبرایا اُف اُف
کرکے اپنے کو بچاتا تھا اندھیرے مین دوڑکر حیرت کو گود مین اُٹھایا آفات نے دیکھا افراسیاب
بدحواس ہی کر ڈک کر گری نیچہ کمر مین افراسیاب کی دیا دام جمشیدی کو کاندھے سے اُتارا
افرون پر مارا اُس دام مین سرما و ابریق و مصور و صورت نگار وغیرہ بارہ ہزار

سردار و تاجدار بند ہوسے اُس دام کو کاندھے پر ڈالا نیچے مین افراسیاب و حیرت جال مین
یہ سب سرداران باشوکت طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی تمام لشکر پراگندہ ہوگیا اس
حال پُرملال مین افراسیاب کو لاکر آفات نے باغ سیب مین اُتارا کنیزین تمام
دوڑ پڑین مصاحبون نے آکر شہنشاہ کو ہوشیار کیا تخت آراستہ ہوا حیرت آکر تخت پر بیٹھی
آفات چہار دست نے کہا کیون اے افراسیاب اب کیا منظور ہے یہ خبر پردۂ ظلمات
مین پہونچی حال قتل یاقوت سُنکر ملکہ ماہیان زمرد پوش بھی روتی پیٹتی آئی افراسیاب
کو قتل یاقوت کا بڑا قلق ہے کہ یہ اُسکے جمال پر عاشق بھی ہوا تھا یاد مین اُس سرو قد
کی آنکھون سے آنسو نہین تھمتے آفات چہار دست نے کہا اے افراسیاب کیون اسقدر
گریہ وزاری کرتا ہے یاقوت مین کیا فخر تھا جہان تیرے اور خلیج گزار ہین وہ بھی ایک بادشاہ
تھی قتل ہوگئی باپوش سے افراسیاب نے کہا اے وادی جان یاد مین اُس محبوب کی برسون
نیند نہ آئیگی میرا یہ پاس کیا کہ جاتے ہی تشوہری قبول کرلیا اس خلق و مروت سے ملی کو کب
اپنے عزیز و ارخاص کو جواب صاف دیا قرابت قریبہ کا پاس نہ کیا عمرو نے جاکر اُنکے قلب
نازک پر صدمہ پہونچایا افسوس ہے وہ ماہتابان طعمۂ دہن عفریت خونخوار ماہیان
زمرد پوش نے جواب دیا گزشتہ کا یاد رکھنا حماقت ہے اسی وقت تو ملی بیچ مین تو کھڑا ہوجا
آفات چہار دست ایک جانب ایک طرف مین سحر کرون ہم تینون کے بار سحر کو کون
اُٹھا سکیگا آفات چہار دست نے کہا اے ماہیان زمرد پوش میرے بھی دل مین یہی آرزو
ہے مین تو کسی کام کی نہ رہی وہ جو شرف کوہ زبرجدی مشہور تھا جنسے آٹھ پہر خبر
آئندہ و گزشتہ ملتی تھی اُسکا سدباب ہوا آسی حجرۂ بلا کے ہمراہ کنیزان سامری کی جان
تھی کیسی جل جلکر مرین اے ماہیان زمرد پوش وہ افراسیاب مرتے مرتے وہ حکم لگا گئین
کہ اس سال مین طلسم ہوشربا نہ بچے گا اسد نامدار لوح پائیگا در بند شکست ہوجائینگے لاچین
بلیع رہائی پائینگے اگر حقیقت مین بادشاہ سابق نے رہائی پائی ہم سب کو جان بچانا مشکل ہوگی
پہلے وہ بھی قصد کریگا کہ کوہ زبرجدی پر لشکر کشی کرون محیط بھی یہی حکم لگا کر مرا افراسیاب نے کہا
دونون نے جھک مارا محیط حرامزادہ یا وہ گو اپنی جان دیکر مرا مجھپر احسان کیا کیا مجال جو کوئی

لوح طلسمی پاسکے دریاے نیل الیسی خبر ہے کہ اسد جاکر زہر ہیرہ کو مار لیگا اُس دریاے نخار پر ہوا بھی ٹھہر
کے جاتی ہے انسان کا گذر غیر ممکن کل احکام سامری و جمشید خلاف ہوے اس مہملات کا مجھکو یقین
نہین آتا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی طائران سحر نے آکر خبر پہونچائی حجرۂ پنجم کی مٹنے کی خبر تا بکوہ
نیلم پہونچی شہنشاہ نیلم کو بہت ناگوار ہوا فرماتے تھے ہمکو شہنشاہ نے نالایق تصور کیا آجتک ہمکو نہ لکھا
ایک پرچہ تک بلا دیکر چلا گیا صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمنے حجرۂ پنجم کھولا اُسنے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا امواج
بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے اُترا ہے بارہ کوس کوہ نیلم سے بڑھکر
بارگاہ استادہ کرائی ہے مع لشکر گران فروکش ہوا اب آپکے اشارے کا مشتاق ہے ہمنے اپنے کانون
سے سُنا وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہم جاتے ہین سبکو ڈبو دینگے طبل جنگی نہ بجوائینگے سب بیٹے بھتیجے بھائی
ہمراہ لیکر اُترا ہے یہ سنکر افراسیاب نے تاج کو کج کیا کہا لو جتنے اب مسلمانون کا خاتمہ ہوا امواج بن گرداب
آدم خوار وجہ اُسکی جیحون جادو فرزند نوجوان لطمہ صد گوش دریا نوش سرخاب
و حباب مصاحب بط غوطہ زن و مرغابی سحر سب سامان دریا اُسکے ساتھ ہے سادان
عماری ہر دو ارمزاج مین جوش موج مین آیا ہے جسوقت اُسکے دریا کا غرا اُٹھا پڑیگا کشتی حیات
مسلمانان طوفانی ایکساایک کو حیرانی پریشانی حاصل ہوگی ایک ایک غرق دریاے سحر ہوگا اُسکا وار
کبھی آجتک پلٹا نہین زمانے مین شہنشاہ لاچین سے لڑا تھا کئی لاکھ سامری پرستون کو ایک
اشارے مین ڈبو دیا کوئی اُسکا مقابلہ نہ کرسکا مصاحبان لاچین نے اسی کے ہاتھ سے شکست
کھائی تھی ساحران بنگالہ سے لڑا تا یہ کا نور و دیس گیا ساحر جہاندیدہ صد ہا سفر کیے اسپر عیاری بھی جانتا
بڑا عقلمند ہے غیر اگر کوئی اُسکے لشکر مین جائیگا فوراً اُسکو قتل کر ڈالیگا کیا مجال ہے جو عیار اُسکے لشکر مین
جائے اے ملکہ حیرت تم لشکر لیکر بمقابلہ مسلمانان مین جاؤ مین نامہ اُسکو روانہ کرتا ہون بڑی انتظام
سے آئیگا اُسکی راے مین دخل نہ دینا جس طرح مناسب جانیگا لڑیگا مسلمانون نے کہلا بھیجا کہ اب
سوراخ مور و مار تلاش کرو دریاے امواج سے جان بچاؤ کسی چاہ مین جاکر چھپو حیرت اسوقت تخت
پر سوار ہوئی کہا اے شہنشاہ لشکر تباہ ہوا افراسیاب نے کہا سب سامان پہونچ جائیگا شاہان زرہ بند
آئینگے تمکو باعزاز و اکرام لیجائینگے سب سامان مہیا ہوگا حیرت جادو مصور وغیرہ کو ہمراہ لیکر سے
سرہا و ابرلیق چلی انکا ذکر وقت پر ہوگا اہل اسلام نے جو اس معرکۂ عظیم سے مہلت پائی ایک صحرا

سبزہ زار مین لاکر لشکر کو اتارا بارگاہین استادہ ہوئین کوکب روشن ضمیر لعل سخندان نے بڑے خلق سے
ملے فرمایا بیٹا تمنے بڑے احسان کیے خدا مبارک کرے ملکہ لعل کے واسطے بارہ ہزار کنیزین خریدی گئین
اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے نور افشان و کوکب و بُران وغیرہ طرف طلسم نور افشان کے
روانہ ہوے ملکہ بُران ملکہ مہرخ سے کہ گئی ہین کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کریگی جو معرکہ گذرے اسکی کیفیت
آپ ہمکو مفصل تحریر فرمائیے گا ملکہ مہرخ نے کہا انشاء اللہ اگر ایک ہفتہ کوئی ہمارے مقابلے مین
نہ آئے تو طرف دریاے نیل کے کوچ کرین کوچ کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ بُران نے کہا
انتظار کیسا آپ تیاری کرین ہم بھی لشکر لیکر آتے ہین راہ مین آپ کو ملجائینگے پہلے حاکم دریاے
ہفت رنگ ضرور راہ مین روکیگا اول صراط ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا اسیطرح لڑتے بھڑتے تا بہ
دریاے نیل پہونچینگے فکر کوچ واجب و لازم ہے اس بات کو بُران کی سب نے پسند کیا باغبان قدرت کو حکم ہوا
سفر کی تیاری کرو باغبان قدرت نے ایک ہفتہ کی مہلت لی ادہر بُران طلسم نور افشان طرف تشریف لی
لے گئے باغبان تیاری سفر مین مصروف ہوا ادہر لشکر اسلام اس سامان مین مصروف حیرت لشکر لیے
آتی ہے مواج بن گرداب آدم خوار با فوج قاہرہ کوہ نیلم سے اتر چکا ملکہ بُران باغ نگارین مین پہونچین
لیکن گوش بر آواز ہین تاکہ نامہ آئے فوراً کوچ کرین اب سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

وہ کلمہ داستان حیرت بیان نقد رشح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ فتح کرکے راہ مین بھی مقابلہ پڑا چند قلعے فتح کرکے بہ رہبری صیقل آئینہ دار طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوے ہین خمسہ

ہزار رنگ سے ہر دل فگار راہ مین ہے
ترے ہی نام کی ساقی پکار راہ مین ہے
ہر ایک رند لیے انتظار راہ مین ہے
ہوائے دور مے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

ہر ایک ذرہ جواہر نگار راہ مین ہے
زمین نقش قدم تاجدار راہ مین ہے
جلوس باد بہاری نثار راہ مین ہے
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

کہان وہ پورے جوان ہین جو ہو غم طفلی
دم بہار جوانی گیا دم طفلی

ابھی تو رنگ دکھاتا ہی موسم طفلی / شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی

خیال کچھ نہین آیا فراز و پستی مین / نہ دل لگاتا بہت رنج اٹھا کر بستی مین
تمام عمر نہ کٹ جائے جوش مستی مین / عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

جو کچھ بشر کہے اس قول کا نباہ ہی شرط / یہ طی ہی بیابان بکھیڑون مین راہ ہی شرط
قدم قدم پہ سہارا خدا گواہ ہی شرط / طریق عشق مین ای اہل عشق آہ ہی شرط

امین چڑھاؤ کسی جا اتار راہ مین ہی

اکھاڑ نخل عداوت کو رکھ نہ بیخ نہ بن / چمن کی سیر ہی منظور خار راہ نہ چن
اسی کا نام ہی حافظ لگا اسی کی لگن / سبیل عشق کا سالک ہو تو غلطون کی نہ سن

ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی

خبر تو آئے کی ہوگی مقرر اسکو بھی / ملا دے نقش قدم کے برابر اسکو بھی
کیا تھا تو نے محبت کا خوگر اسکو بھی / جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

روا روی کے لیے ہی جہان مین پیدائش / کسی جگہ نہ توقف نہ زیب و آرائش
قدم قدم پہ ہی چھالا کیون کی افزائش / سمند عمر کو اتنا رہے شوق آسائش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

نہ چاہ قبر مین ہوگا غریق ساتھ اپنے / کسی کو لے کے چلین کس طریق ساتھ اپنے
نہ زاد راہ نہ کوئی شفیق ساتھ اپنے / نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

برا ہو ساتھ ہمارے نہ کوئی اچھا ساتھ / دوئی کی چھوڑ دین ابین اچھا ہے کیسا ساتھ
حسد کو چھوڑ دیا روح لیں ہی تنہا ساتھ / تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

بتاؤن فقر کے آثار تابہ کے قاصد
غرض یہ راہ مع الخیر ہوگی طے قاصد
تمام حسرت عالم کا ڈھیر ہی قاصد
بتا یہ کوچۂ قاتل کا سن رکھ اے قاصد
بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی

بنا کے ابرو و مژگان کو گاہ گاہ وہ ترک
غضب کے ناز سے طے کر رہا ہی راہ وہ ترک
شکار کھیلیگا ماہی سے تابہ ماہ وہ ترک
چلا ہی تیر و کمان لیکے صیدگاہ وہ ترک
خوشا نصیب کہ جو جو شکار راہ مین ہی

تمام روز کی ہی یہ صدمۂ دلکش
ہزار آبلے ہون لاکھ بار آئے غش
قریب شام ہی منزل وہان ہی وہ مہوش
تھکین جو پانون تو چل سر کے بل نہ تھم آتش
گل مراد ہی منزل یہ خار راہ مین ہی

چہرہ رہروان منازل پر آفت طلسم ہوشربا و طے کنندگان مراحل صعوبت و مصیبت بلا راہ افسونگری کو پانے آبلہ دار سے بہ جد و جہد بسیار یون طے کرتے ہین اشعار مصنف سخن سنج دانا کے این داستان چنین سے نگار روبعد عظیم شان کمیت قلم را بجولان دہم سخن را سر و برگ و سامان کنم استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحب چتر و علم حاکم اقلیم جاہ و حشم یکہ تاز شبدیز جلالت رستم میدان جرأت نقد لعل روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان بہمراہ شاہزادہ صیقل آئینہ دار راہ پر خار صحرا کو طے کرتا ہوا طرف ہوشربا کے جاتا ہی اک صحراے پر بہار مین آکر لشکر فرو کش ہوا ملکہ انجم ماہر خسار و صیقل آئینہ دار نے لشکر ساحران کو بہ انتظام آراستہ سالاران لشکر ایرج نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ نے لشکر غیر ساحران ترتیب دیا ہی بیچ مین بارگاہ ایرج ایک سمت ساحران عالی شان دوسری جانب سرداران نوجوان صاحبان شوکت و شان فرو کش ہوے کئی منزلون مین صحراہاے ویران ملے آج بعد کئی دن کے اس منزل مین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا تخت پہ ملکہ شیشہ مینوش ایک جانب ملکہ انجم ماہر خسار و شاہزادہ صیقل آئینہ دار پایۂ چہارم تخت پر اسکا دنگل ہی ایرج نوجوان دنگل یا قوت نگار پر جلوہ فرما شاپور ایسا عیار خنجر گذار فرزند عمرو نامدار منتظم لشکر ہر وقت خبر گیری مین مصروف رہتا ہی ایرج نوجوان نے آج صیقل آئینہ دار سے پوچھا کیون ای برادر اب طلسم ہوشربا کتنی

تمھین کہو کہ شب فراق یار و دلدار مین بیقرار کو کس طرح چین آسکے بقول قلق غزل

روتھا رہا وہ ماہ منور تمام رات
روشن رہا مثال سحر گھر تمام رات
بے یار پیچ و تاب کھایا کیا گھر تمام رات
سونگھا کیا میں شیشۂ عطر بستر تمام رات
اس شعلہ رو کے دلکی جو آگ کو لگی رہی
تکیہ حرا رہا وہی دل پہ تمام رات

راحت ہوئی نصیب نہ دم بھر تمام رات
ایسے تھے ساتھ سونے کے خوگر تمام رات
ہجر میں رہا نگاہ میں اختر تمام رات
مدت کے بعد وصل جو اسکا ہوا نصیب
مانند شمع کانپی ہوا ہو کر تمام رات
ابکی نکالیں گے ارمان اے قلق

تھا جلوہ گر وہ مہر منور تمام رات
تجھکو جدا نہ کرتے تھے دم بھر تمام رات
نیند اڑ گئی مہکتی ہی خوشبوے جسم سے
سویا لپٹ لپٹ کے میں ان پر تمام رات
سر رکھکے سوگئے تھے کل اے جان جیسے تم
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ اشعار پڑھکر شاہزادہ اسقدر رنجیدہ ہوا کہ سب سرداران صحراے سبزہ زار مین آکر نہایت خوش و خرم ہوے تھے یا بارگاہ میں سناٹا پڑ گیا ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہمارے آقاے نامدار کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے انجم ماہر خسار خواجہ عمرو و شیشہ ہوش کو محبت کا جوش ہے مقبل نے بہت بہت سمجھایا اتنا بڑا لشکر جو ہم کرام ترا انتہا کی روشنی ہوئی فضاے کا اس صحرا میں ایک قلعہ ہے کہ اس قلعے کو آفتاب نما کہتے ہیں آفتاب شعلہ خوار جادو افراسیاب جادو کا خراج گذار رہتا ہے خزانہ جمع ہوتا ہے وہ خان سیہ رو آفتاب شعلہ خوار کا خراج خدمت میں وخان سیہ رو کے جاتا ہے وہ خدمت میں افراسیاب کے پہونچاتا ہے آفتاب نیابت صاحب جاہ و جلال سحر و ساحری میں بیمثال قلعۂ آفتاب نما میں تخت پر بیٹھا ہے گرد بڑے بڑے جادوگر سیہ فام کہ یہ منتظر وزیر امیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں مصروف عیش و نشاط کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے عرض کی اے بادشاہ عالی جاہ تیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایرج نوجوان با لشکر قاہرہ طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہے آج لشکر آکر صحراے سبزہ زار مین اترا ہے بارگاہ سے نکل کر ملاحظہ فرمائیے اسقدر روشنی ہوئی ہے کہ تمام صحرا آتش بہار معلوم ہوتا ہے آفتاب شعلہ خوار تخت سے اٹھا بیرون بارگاہ آیا کوٹھے پر سے آکر لشکر ایرج نوجوان دیکھکر جل گیا جہان تک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا بارگاہیں خیمے سرا پردے منزلون تک استادہ ہیں لشکر با عیش و آرام فروکش ہے آفتاب غصے میں کانپتا ہوا کوٹھے سے اترا بارگاہ میں اک ساحرہ بیٹھی ہے کہ آتشبار جادو نام ہے گرم خو شعلہ مزاج سحر میں شعلہ جوالہ حکم دیا اے آتشبار تو نے کچھ حال بھی سنا مابدولت کو کتنی مدت سے خبرین ملتی تھیں کہ مسلمان شہنشاہ سے لڑ رہے ہیں مجھے تعجب ہوتا تھا اب یہ بدعت یہ قیامت کہ مابدولت کی سرحد مین لوگ لیرا کر اتر پڑے مابدولت سے پیشش نہ معافی

خطا کی کوشش پہ آئے گھر میں آتا ہوں جادو بازان کھاتا ہے گستاخ ہین جنکے آگ برساوے سب کو
جلادے خبردار ایک زندہ نہ بچے یہ سنتے ہی آتش رنگ جادو بھی بھڑک کر اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی کچھ رات
باقی تھی اک کوہ بلند پہ آکر ٹھہری جھولی سے مشعل آتشین نکالی روشن کرکے گرم خوشی دکھانے لگی لیکن
جب دستک وہی شعلہ بھڑک کر آسمان پر بلند ہوا لشکر ایرج پہ ابر آتش فشان محیط ہونے لگا ایک
دو گھڑی کے بعد اس ابر آتش نے سارے لشکر کو گھیر لیا اب اس نے دستک دی اس ابر سے آگ برسنے لگی
لشکر ایرج میں قیامت برپا ہوئی خیمے جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار بندگان سا
وغیرہ ساحر جلے خیمے سرنگون ہوئے وہ وقت ہے کہ شعلہ جوالہ آفتاب عالمتاب آتش کدہ مشرق سے نکلا ہر چرخ
نیلی پر چمکا لشکر ایرج میں صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی بارگاہ ایرج نوجوان میں شب بھر جلسہ آراستہ
رہا جب رات کم باقی رہی تب جا کر آرام فرمایا یہ ہنگامہ جو ہوا شاہزادہ ایرج نوجوان سر برہنہ پابرہنہ
خیمے سے نکل آیا دیکھا لشکر پر آسمان سے برق مثال آگ برس رہی ہے آسمانی فلک سے
بجائے آب شعلہ فشان لشکر بھاگنے لگا شاہزادہ صیقل آئینہ و ابرنگ ہمسفر باہر آیا دیکھا
ایرج نوجوان حیران پریشان دربارگاہ پر کھڑے ہیں آنکھ سے دیکھتے ہیں صیقل نے عرض کی آقا یہ آتش سحر ہی
کسی ساحر نے مخفی ہوکر سحر کیا ہے یہ کہکر ایک ابر کا ٹکڑا بنایا سر پر ایرج کے قائم کیا کہا حضور برائے خدا
آپ اسکے سایہ میں رہیے گا ورنہ یہ آتش سحر جلا دیگی یہ کہکر انجم ماہر خسار کو آواز دی ملکہ انجم
بھی گھبراکر خیمے سے نکل آئی اس سحر کو دیکھکر ہنس کہا اے صیقل تم شاہزادے کے پاس رہو میں
ابھی اسکی فکر کرتی ہوں میں سمجھ گئی یہان سے قریب قلعہ آفتاب نام برج سے جادوگر وہان
رہتے ہیں خراج گزاران افراسیاب ہماری بیت لڑکپن میں پہچان چکی ہوں ان لوگوں سے
صحبتیں ہوتی تھیں تم لشکر کو بچاؤ میں ابھی آئی یہ کہکر انجم ماہر خسار طاؤس پہ بیٹھکر بلند ہوئی
صیقل نے روئی کے گالے جھولی سے نکالے اسپر منتر پڑھ کر آب ڈالکر سحر کیا لکھ ابر سیاہ بنکر تیار ہوا
ابر سیاہ اس ابر آتش فشان پر جا پڑا جس طرح دو فیل مست لڑتے ہیں بادل گرجنے چلین دھڑاکے کی
آواز آئی ابر آبی ابر آتشی پر غالب آیا ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بیٹھا انجم ماہر خسار ابر کو توڑ کر
نکل گئی فشان پر آتش سے چلی دیکھا ایک جانب سے شعلے بھڑک کر آتے ہیں ابر آتش فشان کو زور
دیتے ہیں صیقل نے وہ دریا دلی دکھائی ابر آتش فشان پلٹ گیا آتشبار جادو بہ سر کوہ غصے میں بیٹھا

سحر کر رہی تھی یا تو شعلہاے آتش جاتے تھے ابر آتش نشان کا زور بڑھاتے تھے یا یکایک برلیٹ پڑا
اسی کے سر پر آکر ٹھہرا قریب ہی کہ اسی کو جلا دے آتشا جادو گھبرائی اپنے کو بچاتی ہی شعلے اسی پر گرتے ہین
انگارے آگ کے اسی کے گرد پھرتے ہین دفعتہ سحر صیقل آئینہ وار نے کیا اکار کر آواز دی سحر کرنیوالا
اپنی آگ مین آپ جلے گرم فراجی کا مزا ملے اسی وجہ سے وہ شعلہ ہاے آتش اسی پر گر رہے ہین کبھی گھری
ہو جاتی ہی کبھی یا سامری پکارتی ہی کبھی بیرون کو للکارتی ہی گھبرا کر منقل آتش کو زمین
دے مارا دریاے آتش موجزن ہوا بھڑک کر لشکر اسلام پر آیا شاپور شیر دل نے بڑھکر صیقل آئینہ وار
کو خبر دی اوس شہریار آسمان سے تو آگ برسنا موقوف ہوئی دریاے آتش صحرا سے آیا کئی خیمے جلے بہت سے
ساحر اس دریاے آتش مین غرق ہو گئے دسبدم دریاے آتش موج زن ہی یہ گرما گرم خبر سنکر صیقل
چھپا کنارے پر آکر دو گولے اسطرح کے مارے کہ شعلہاے آتش و دریاے سرکش چیخ مار کر الٹا پلٹا
وہ دریا بھی بہار پیا اور چمکا آتشار گھبرا کر پھر سحر کرنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے آتشا بیہ گرم فراجی
ہمارے ساتھ سنو ملکہ انجم ماہر خسار آتشار جادو ملنے سے آتش سحر کے گھبرائی ہوئی تھی انجم کو جو دیکھا
پکارنے لگی تو اے تم سے کیا کام آو میری شریک ہو جاؤ ہم تو مسلمانونکو جلانے آئے ہین تم میرے
سحر سے کیون جلتی ہو آپ ہی آپ ابلتی ہو انجم نے آواز دی او نابیہ یہ ہمارا لشکر ہی یہ کنیز بے تمیز
نبیرۂ صاحبقران کے لشکر ظفر اثر کی افسر ہی جادو رسو بھاگ جا اپنے حاکم کو لیکر آ میدان مقابلہ لطف سحر
ساحری ملے تو نے غفلت مین چند بندگان خدا بے خطا جلا دیے اب کیا تو بچیگی یہ سنکر آتشا بہت بھڑکی
جھولی سے گولہ نکالا کر انجم ماہر خسار پر ملا انجم نے اسم سحر کا پڑھکر گولے کو آہن کے روکیا گولا نولا
ہاتھ مین روک لیا اسی گولے پر اسم سحر پڑھکر آواز دی اب اپنے کو بچا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام گولا
ملا آتشار کی پیشانی پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے رہرو راہ عدم وہ شعلہ افروز نار جہنم ہوئی آتش
سحر درہم و برہم ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آتشبار جادو ولود انجم ماہر خسار نے ٹانگ مین رسن
سحر باندھی کھینچتی ہوئی لشکر مین آئی ایرج کے سامنے لاکر لاشہ ڈالدیا کہا یہ گنہگار جافر ہی جو جو
جل گئے تھے کشتۂ سحر تھے سب نے حیات تازہ پائی خوشی کے نقارے بجنے لگے ایرج نے خلعت ملکہ انجم
ماہر خسار کو دیا صیقل بھی ہنستا ہوا پلٹا لیکن آفتاب شعلہ خوار بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کیون یار
اس لشکر سرکش کا خاتمہ ہوا آتشبار کے لیے خلعت لاؤ پہر بھر مین سب کو جلا دیوے گی

شہنشاہ افراسیاب جادو نے آجتک یہ کو خبر بھی نہ کی غیر ساحر کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے ہمارا کون ہمسری
یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور ہم دور سے دیکھ رہے تھے ملکہ آتشبار نے
جاتے ہی آگ لگا دی ہزارون جلے یکایک ہمنے دیکھا ایسا پانی برسا ابر آتش فشان ہٹنے لگا پھر
ایک ساحرہ تاجدار ماہر خسار طرازندہ فرز سر کو پہونچی ملکہ آتشبار جادو کو مار لاشہ کھینچتی ہوئی لیگئی
یا تو اُس لشکر مین رونے پیٹنے کی صدائین بلند تھین اب تو نوبت نقارے بج رہے ہین ہمنے بھی
غلامون نے دیکھا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین پہلوانان صف شکن ساحران شعبدہ باز کارگزاران
سرفراز دو یا ڈھائی لاکھ کا لشکر ہے یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ راہ مین قلعہ جات فتح کرتے ہوے آئے ہین
اُس جوان نے جو سب کا افسر ہے ایرج نوجوان نام بہادر خوش انجام بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہے
چہار جانب سے بڑے بڑے رستم آسکے مقابلہ مین نہین آتے قصد ہے اسی طرح لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم ہوشربا
جائے یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار زرد ہو گیا پہلو مین دریابار جادو بیٹھی ہے کہا اے دریابار جادو
ان سرکشون کو لینا مین بھی لشکر تیار کرکے آؤنگا دریابار نے کہا مین ابھی جاتی ہون آپ تکلیف
نہ کرین اتنا تو دریافت کیجیے کہ یہ ساحرہ کون تھی جسنے آتشبار جادو کو مارا ہرکارون نے کہا اُسنے
یہ کہکر نعرہ کیا تھا منم ملکہ انجم ماہر خسار ہم پہچانتے ہین قلعہ انجم حصار کی حاکم بادشاہ طلسم اسکندریہ کی
ناظم مشہور ہے کہ ایرج نوجوان پر عاشق ہے انھین سب نے ملکر طلسم سکندریہ فتح کرایا اب لیکر ایرج کو طرف
ہوشربا کے جاتی ہین بڑے بڑے سرکش ہمراہ ہین کنیز ابھی جاتی ہے یہ کہکر دریابار بڑے جوش و خروش
سے اُٹھی روئی کے گالے جھولی سے نکالتی ہوئی بڑبڑاتی ہوئی قلعے کے باہر آئی اُسکے ساتھ کے دس
ہزار جادوگر جنگی یہ افسر ہمرہ بعجلت مین دوڑ پڑے آفتاب شعلہ خوار نے بھی کہا خبردار جاکر ملوہ گرد
سب کی مشکین باندھ لاؤ انجم کو کشان کشان اُسکے عاشق کے ساتھ گرفتار کرکے خدمت مین حضرت
کی حاضر کرو مین ان سبکو خدمت ادخان کی، روانہ کرونگا وہ ہمارا افسر ہے جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہان
ایرج نوجوان دربار مین آکر بیٹھے انجم ماہر خسار کرسی پر جلوہ فرما ہے لیکن صیقل آئینہ دار نے عرض
کی ملکہ انجم تم تو مطمئن ہوکر بیٹھی ہو بادشاہ قلعہ آفتاب نما نے یہ سرکشی کی جادوگرنی کو بھیجا یہ آفت
برپا کرائی عنایت خدا سے تمنے اُسکو قتل کیا جسنے بلا وجہ ہم سے خصومت کی وہ کیا باز رہے گا
ضرور یہان فساد عظیم ہوگا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ جو اُس سے بنے جیا نے کہا ہم خود لشکر تیار

کر کے ہم اسکے قلعے پر جا پڑین اگر فساد سے ڈرینگے تا بہ طلسم ہوشربا کیونکر پہونچینگے جسوقت حبس بند کے قریب
پہونچینگے وہ ضرور روکیگا اور ہر مقام پر لڑائی پڑیگی انجم نے کہا اسکا کیا ڈر ہے بسم اللہ اٹھیے لشکر کی کیا احتیاج
ہے ہم آپ چلین آفتاب شعلہ خوار کی بندش باندھ لین صیقل آئینہ دار اٹھا انجم ماہر خسار نے اسباب
سحر آراستہ کیا چند ساحر رفیق جانباز ہمر وشان اپنے اپنے مقام سے اٹھے کہا ہم اپنے افسرون کو
اکیلا نہ جانے دینگے قلعے مین لاکھون جادوگر ہونگے خیر خواہان دولت کا ہمراہ لینا واجب و لازم ہے وہ سمجھا
برعکس خاطر ہے بلا وجہ ہمارے لشکر کے مٹانے کی تلاش ہے ضرور لشکر تیار ہونگے ہر چند صیقل نے منع
کیا مصاحبون نے نہ مانا ایرج کو جھک کر سلام کیا ایرج نے شاپور سے کہا ہمارا مرکب تیار کرو صیقل
آئینہ دار نے کہا آپ کا وہان کیا کام ہے سحر و ساحری کا مقدمہ ہم سمجھ لینگے ایرج نے کہا ای صیقل
یہ مجھ سے کبھی نہو سکیگا کہ تم جا کر میرے واسطے جانبازی کرو مین مصروف عیش و نشاط رہون انجم
ماہر خسار نے بھی ہاتھ باندھکر عرض کی حضور ہم ابھی واپس آتے ہین حضور کیون گھبراتے ہین آفتاب
شعلہ خوار جسکا نام ہے بڑا ساحر مکار غدار ہے اس قلعے مین اکثر ناظم آئے نہین تھم سکے اسطرف کی رعایا
بہت سخت ہے اسنے گرد و نواح دیہات و قریات آباد کیے باج و خراج لیا بڑے بڑے ساحر جمع کر لیے یہ کر رہا تھا
کہ لشکر مین یکایک تلاطم ہوا ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا ای شہریار اک دریاے قہار و سواج صحرا
سے ظاہر ہوا ہے کئی ہزار بندگان خدا ڈوبے آپکے ملازمون نے سحر بھی کیے جوش دریا کا کم نہین ہوتا
نہنگان خون آشام دریا سے نکل نکل کر بندگان خدا کو کھا گئے مچھلیان تڑپ رہی ہین جسپر گرین سے
جلا دیا بہت سے تیچے ڈوبے صیقل آئینہ دار نے کہا کیون شہریار آپ نے دیکھا اتنا تو لشکر انجم
صیقل نے کہا کہ برائے خدا حضور تکلیف نہ کرین پھر ہم سے کچھ نہو سکیگا ایرج نے نہ مانا پشت کرہ
بین اشقر پر سوار ہوے شاپور شیر دل یا تنہا ہے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک جانب بھاگا صیقل
آتے ہی سحر کرنے لگا انجم ماہر خسار نے پہونچتے ہی مچھلیون کا انتظام کیا موتیون کا مالا دریا مین پھینکا
فوراً گروارید بے بہا چنگاریان نکلے جس مچھلی پر شعلہ پڑا جل گئی صیقل آئینہ دار نے جا کر ایک تنکا
توجیر کر پھینک دیا تم کروچار گولے آہنی مارے دریا مین جنبش ہوئی مچھلیون کو تہ آب چھپنے کی کوشش
ہوئی نہنگان خون آشام بھاگے مگر زمین سے کنارہ نہ کرتے تھے دریا پار جادوگر شہر صحرا مین کھڑی تھی
دس ہزار جادوگر ساتھ ہین بڑے جوش و خروش مین سحر کر رہی ہے یکایک اسنے دیکھا دریا پلٹا اسکے ساحل

دریا کو دیکھکر بھاگے دریا نے اُسکے ساتھ دوانوں آشنائی کی موجہ بلند ہوا کی ہوا اُسکے ساتھ کے ڈوبے
ایسے ڈوبے کہ پھر نہ اُبھرے ہزاروں غوطے کھائے دریابار جادو گھبرا گئی جھولی سے بہت سے ماش
کے دانے نکالے سحر پڑھکر دریا کو پھر جوش دیا پھر جوش مار کر چلا ساتھ والوں کو بھی بہانے لگی لیکن
تڑپتی پھرتی ہے کبھی سایہ نخل میں ٹھہرتی کبھی جست کر کے مثل طائر وحشی کسی شاخ پر جا بیٹھی کبھی کسی ساتھ
والے کو جو دیکھا کہ دریا میں ڈوبا جاتا ہے عقاب بنکر گری کمر میں پنجہ دیکر اُٹھا لائی کبھی بھاگ کر
ریتی کے میدان میں پہونچی مگر دریا کو جسنے سحر کیا تھا پھر نہ پایا ساتھ والے اُسکے کئی ہزار ڈوبے
سامری و جمشید کو پکار رہے ہیں چاہتے ہیں بھاگ کر چلے جائیں دامن صحرا سے منہ کو چھپا دیں
دریابار جادو ایک کنیز کو اپنی دریا سے نکالکر لائی کہ وہ ڈوبی جاتی تھی اُسکو اک نخل کے سایہ
میں ٹھہرایا پشت پر ہاتھ پھیرا کہا دیکھو ہوشیار ہو وہ ہچکیاں لے رہی تھی کہ کان میں رونے کی
آواز آئی صدائے نحیف و ضعیف کوئی یہ کہکر روتا ہے یا سامری و جمشید یا لات و منات ان مسلمانوں
پر اپنا غضب نازل کرو یہ وہ ہیں جو خداوندوں کا نام مٹا جاتا ہے آپ کو حجاب نہیں آتا ہے بندگان
سامری و جمشید پر مصیبت دریابار بیقرار ہو گئی اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئی دور سے اک
جھاڑی میں سے رونے کی آواز آتی ہے دریابار جادو قریب پہونچی دیکھا اک نازنین ماہ پیکر
پلنگ پوش اوڑھے ہوئے سجدے میں پڑی ہوئی دعا کر رہی ہے جا کے دریابار جادو نے
ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہا ارے تو کون ہے نیک بخت ذرا سر تو اُٹھا تیری صدا سے دل میں درد
ہوتا ہے اُس عورت نے سر اُٹھایا دریابار جادو نے دیکھا اک نازنین سرجبین کم سن سبزہ رنگ
لیکن اُس عالم یاس ناک سے قطرات خون گر رہے ہیں چہرہ سارا خون آلود تھے خون کے سینے
پر جمے ہوئے ہچکیاں لے رہی ہے دریابار جادو یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بیتاب ہو گئی کہا
کیوں بی بی یہ کیا سحر کہ ہے اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو فرد

چہ گویم از سر سامان ہجر و غم لیست چون گل	بخشیم پریشان بند گارم غانہ بر رشتم ترل	پروانہ صفت آتش دل ایام سوخت
چون شمع شب ہجر زپا تا بسرم سوخت	در بزم صبا لطف و طرز رسا غیرت	خورشید شرابی کہ نگرچی جگرم سوخت
بس آتش سودای تو سر زد بدماغم	ور آئینہ ان مروکت جشنم ترم سوخت	بلبل رہ خود گیر کہ در گلشن امید
کز بوئے گل تازہ ز آہ سحرم سوخت	مخفی شمر بودہ مگر بادہ الست شب	کز شعلہ آن بہشت خس خشک ترم سوخت

کیا حال زار اپنا کہون اے مونس ہمدم سامنے جو قریہ ہے راجہ کی دختر بلند اختر ہون لشکر یہ جو آکر اترا باغی بیوقوف قوم ہے کہتی ہے ہمارا خدا ہے نادیدہ اکیلا ہے آسمان پر رہتا ہے کوئی اُسے دیکھ سکتا ایک سالہ دار اُدھر سے گذرا مین بدنصیب ٹہلا کر کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھی آنکھ اُس سے چار ہوگئی دور سے منتین کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا مین پریشان ہوکر کوٹھے سے اتر گئی اُس سالہ دار نے جاکر اپنے افسر سے اپنا حال کہا اسکا ایرج نوجوان نام ہے قتل کرنا سامری پرستون کو اسکا کام ہے آخر اُس افسر ظالم نے ہمارے باپ کے پاس پیغام بھیجا اپنی بیٹی کی شادی ہمارے رسالہ دار کے ساتھ کردو مذہب بھی ہمارا اختیار کرو باپ نے ہمارے انجام نہ سوچا جواب صاف دیدیا کہ ہم اپنے مذہب قدیم کو نہ چھوڑینگے اپنی بیٹی کی شادی مسلمان کے ساتھ نہ کرینگے سنتے ہی وہ جوان جلگیا سوار ہوکر آپڑا والد ہمارے خوب لڑے اُسکے ساتھ جادوگر بھی تھے اُنھون نے سحر سے گانون مین آگ لگادی قصبہ لٹنے لگا مین یکہ و تنہا نکل بھاگی ایک سپاہی نے مجھکو پکڑا نقد آبرو کو تو مین نے بچایا زیور اُس نے سب لے لیا یہ قوم مسلمانان جلاد صاحب ظلم و بیداد ہے ہر چند مین نے چاہا زیور اُتار کے دیدون اُس ظالم نے کان نوچ لیے ناک سے نتھ کھینچی تمام اعضا زخمی ہوے آج دو دن گذرے مین کمبخت بدنصیب اس ویرانے مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے نہ پوچھا اب دعا مانگ رہی ہون کہ یا سامری جمشید مجھکو بلاؤ اس مصیبت سے بچاؤ اے بُوا نام کو پونے دو سو ہین ایک بھی مدد کو نہین آتا مسلمانون کا اکیلا خدا پونے دو سو خداوندون پر غالب ہوا تم احسان کرو میرا سر کاٹ لو کشاکش سے چھڑاؤ اگر زندہ رہونگی ماں باپ کا نام بدنام ہوگا سب مارے گئے ماں باپ قتل ہوے غربت مین پڑی ہون دریا بار جادو نے گلے سے لگایا کہا نیک بخت تیری باتون سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مین نے اُنھین ظالمون پر سحر کیا ہے تیری آہ نے تاثیر کی مین نے معقول تدبیر کی ہے ہزارون کو ڈبو دیا لیکن وہان بھی ساحران زبردست ہین سحر میرا دفع کرتے ہوتے آتے ہین میرے دریاے سحر کو مٹاتے ہین اُس نازنین نے گھبرا کر کہا جادوگرنی صاحب سامری و جمشید تمھین سلامت رکھین ظالمون کے ہاتھ سے بچائیے ہاے غضب ہوا وہی رسالہ دار آتا ہے دریا بار جادو نے پوچھا کہان نازنین نے ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھو وہ آتا ہے دریا بار جادو کہان کہکر پلٹی برابر تو نازنین کھڑی تھی حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر کہا یہ آیا دریا بار نے چاہا پلٹون نعرہ ہوا منم شاپور شیر دل لپک کے خنجر مارا شکم

چاک دریا بار جادو کا قصہ پاک آبرو خاک میں ملی پناہ ملنی مشکل ہوئی اور جادوگر جو ساتھ اسکے
لڑ رہے تھے جنگل سے اونکے کان میں آواز آئی کشتی در نام من دریا بار جادو بود شاپور
شیردل تو سر لیکر دریا بار کا بھاگا ملکہ انجم و صیقل آئینہ دار نے دیکھا دریا غائب ہوا جہاں دریا
بہار تھا خاک اوڑنے لگی کہ سامنے سے شاپور شیردل سر لیے ہوئے دریا بار جادو کا آیا قدموں اپنی آقا
کے سر دریا بار جادو کا ڈال دیا صیقل دار و انجم ماہر خسار نے کہا اے مہتر واللہ اے فرزند عمرو تم
اسکو کہاں پا گئے شاپور شیردل نے حال کہا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار نے کہا اب کتنا بہتر
نہیں ہے آفتاب شعلہ خوار بہت بڑا ساحر زبردست ہے فساد برپا کریگا یہ کہکر انجم و صیقل نے قلعے کے چلے ادہر ان
برج نوجوان نیلم فیلم وغیرہ اپنے آقا کے ہمراہ صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار آگے بڑھے ہوئے
آگے آگے لشکر ساحران پشت پر پرے جم ساحروں کے نوبت نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعہ کے
چلے یہاں آفتاب شعلہ خوار غصے میں بیٹھا ہے خبریں پوچھ رہا ہے دریا بار نے کیا کیا سرکار سے
خبر دے رہے ہیں حضور دریا بار جادو نے ہزار ڈونگا ڈبو دیا آفتاب شعلہ خوار کہہ رہا ہے دریا بار
بڑے غضب کی ساحرہ ہے تعلیم یافتہ و عنان سیہ رو برسوں طلسم ہوشربا میں بھی رہی اسی وجہ
سے اوسکا نام دریا بار جادو رکھا گیا یکایک غل کی صدا آئی گھبرا کر آفتاب بارگاہ سے باہر
نکل آیا دیکھا ہمراہیان دریا بار جادو دہائی دے رہے ہیں لاشہ بے سر لیکر آئے ہیں پوچھا کیا
ہوا عرض کی حضور کچھ ہماری سمجھ میں نہیں آتا چلے جاتے ہی ساتھ جوش و خروش کے دریائے
سحر بنایا ہزار و مسلمان ڈوبے ہم لوگ بھی سحر کر رہے تھے اودھر سے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار
نے دریا کو پلٹا دیا مگر ملکہ دریا بار جادو نے کسی مقام پر کمی نہیں کی سحر کرتی ہوئی جنگل میں گئی
مرنیکی آواز آئی جا کر دیکھا کوئی سر کاٹ کر لیگیا یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار بھڑکا جلال
آیا اپنے مقام سے تیغہ ٹیک کر اوٹھا حکم دیا لشکر تیار کرو اب مسلمانوں کی شامت آگئی دو لاکھ ساحر
اژدران آتش فشان پر سوار ہوئے یہاں صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی
پشت پر پہلوانان گرامی دور سے دیکھا قلعہ آفتاب نما کا پھاٹک کھلا آفتاب شعلہ خوار کرگدن
مست پر سوار پشت پر لاکھوں ساحر باز و بط و تر قرہ وغیرہ پر سوار آفتاب شعلہ خوار نے جو آمد لشکر
مسلمانان دیکھی کرگدن کو چمکایا کڑک کڑک کے گرنے لگا دونوں آپس میں مل گئے صیقل آئینہ دار نے

دیکھا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے آفتاب چمک کر وسط سما پر آیا اسقدر گرمی ہوئی ہزاروں ساحر وغیرہ ساحر وار
پسینے پسینے ہوکر گرے بیہوش ہوئے آفتاب سے شعلے بھڑک کر گرتے ہیں جلا رہے ہیں صیقل آئینہ
نے انجم ماہر حساب سے اشارہ کیا ملکہ لشکر کو بچا دیجئے اسکی فکر کرتا ہوں انجم نے باران سحر برسایا
کچھ سپرین فولادی بناکر سروں پر قائم کریں کہ جو شعلہ سحر گرے سپر پر پڑے روک لے باران سحر جو برسا
ہوا سے سرد چلی گرمی کم ہوئی صیقل آئینہ وار کے سب نے دیکھا اپنے مرکب سے چیخ مارتا ہوا بلند ہوا
قریب اس آفتاب کے پہونچا گرز مارا روشنی آفتاب کی کم ہوئی آفتاب شعلہ خوار ظاہر ہوا
صیقل آئینہ وار سے تلوار چلنے لگی آفتاب شعلہ خوار نے تیغ سحر مارا صیقل آئینہ وار نے سپر
سحر پر لگا تمہارا زمین سے ہزاروں گز کی بلندی پر دونوں میں تلوار چل رہی ہے شعلہ ہائے آتش بھڑک کر
گرتے ہیں ان شعلہ ہائے آتش سے ہزارہا سر جلے جاتے ہیں خیر ساحر عمل بجا لاتے ہیں صیقل نے الکا
کر تیغہ سحر کو اپنے آراستہ کیا خون اپنا دم شمشیر پر لگایا کچھ سحر پڑھکر تیغہ مارا آفتاب نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ صیقل نے سپر کو کاٹا سر آفتاب کا زخمی ہوا چیخیں مارتا ہوا بھاگا چاہا کہ قلعے میں
بھاگ کر جائے ملکہ انجم ماہر حساب نے بڑھکر قلعہ پر اپنا قبضہ کیا آفتاب زخمدار پایان فوج
بتیغ ار جنگل کا راستہ لیا صیقل آئینہ وار نے کہا او آفتاب شعلہ خوار کہاں بھاگا جاتا ہے پلٹ کر
آفتاب نے آواز دی اب تم سبھوں کی قضا قریب ہے نہ گھبراؤ میرے تعاقب میں چلے آؤ یہ کہتا ہوا بھاگا
جاتا ہے تین کوس راستہ طے ہوا تھا جنگل میں سب نے دیکھا صحرائے ریگستان گرد نخل چنار بیچ میں گنبد
کہنہ آفتاب جاکر گنبد میں گھس گیا تمام ساحر اسکے ساتھ والے اوسی گنبد میں داخل ہوئے صیقل
آئینہ وار نے بڑھکر گنبد پر گولہ مارا گنبد پھٹا دیکھا اندر گنبد کے ہزاروں پتلیاں فولاد کی صف جمائے
کھڑی ہیں فوج آفتاب اون پتلیوں کی پشت پر ایک پتلی جو سب میں کلاں ہے اسکے سامنے آفتاب
شعلہ خوار ہاتھ باندھکر کھڑا ہے پکار رہا ہے اے تصویر سامری اسوقت بیکسی میں میری مدد کیجیے آپکی
خدمتگزار ذرہ یار کو بیکس بے بس کرکے قتل کیا قلعہ مجھ سے چھینا ابر لے فریاد آیا ہوں وہ پتلی کلاں قہقہہ
مار کر ہنسی کہا او دیوانے تو نے ان لوگوں سے کیوں بگاڑی او جہالی ہوشربا کی خبر نہیں دریافت کی ایسی
قوم نے ہمارے بھائیوں کو مارا ملکہ تاریک ایسی ساحرہ ان سبکے ہاتھ سے قتل ہوئی لیکن تو فریاد کرتا ہے
سامنے سے ہٹ جا یہ کہکر اس پتلی نے ایک چیخ ماری آواز دی اے کنیزان سامری ان سرکشوں کو سزا

معقول ملے چلے انجم و صیقل کو پیدا اسکو بھی اُٹھنے پکڑ لو ورنہ سب خداوند کا ناحق بنتا ہے یہ کہہ کر دو تیلی اپنے مقام سے اُڈھی بارہ سو تیلیاں فولاد کی گنبد سے نمود کر کے نکلیں صیقل و انجم نے دیکھا دو کیا اور انہیں قیمتیں فوا بیدہ جیسے ہوا دختون میں جنگل کے آگ لگ گئی سو جہ ریگ وان دریا تھا رنگ جوش مارنے لگا ہر روز تیلیاں اشک پچگر میں تفص کر لی آنکھیں ونکا [illegible] دیکھکر ہر باد دیوانہ ہوئے جو دیوانہ ہوا تیلیوں نے طرف گنبد کے اشارہ کیا جو گنبد میں گئیں نا تیب ہوگیا صیقل نے پڑھ پڑھکر اون تیلیوں پر بڑے بڑے سحر کیے لیکن تیلیاں معدوم نہیں ہوئیں ایک تیلی پر معصر سامنے صیقل کے آئی مسکرا کر اشارہ کیا کیون اے صیقل سامری و جمشید کو تم نے چھوڑ دیا چل نکلتہ لمطاقی ہیں اس گنبد میں خداوند سامری کا ظہور ہے تو نے بڑی بے ادبی کی اس زمین پر سفوف حیران گریا صیقل تیلی کے ساتھ چلا انجم نے دیکھا کہ صیقل بھی مسحور ہوا ہنسکر آواز دی اے صیقل کہاں جاتا ہے یہ تیلی کا سحر ہے کیا وہ تیلی کا تماشا سمجھا ہے آواز سے انجم کی صیقل نے منہ پھیرا دوسری تیلی چمک سامنے انجم کے آئی کہا کیون اے انجم تو بھی تو سامری پرست تھی خداوندوں میں کیا برائی دیکھی قدرت تجھکو یاد فرماتے ہیں میں تیرے لینے کو آئی ہوں آنکھیں تیری کھل جائینگی پردہ غفلت آنکھوں سے اوٹھایہ سنتے ہی انجم ماہر خسارہ نے اک دہ کی تیلی سے آنکھ ملا کر ساتھ جانا بیقرار کے یہ اشعار مخفی پڑھنے لگی اشعار

بہ سینہ آتش شوق تو تا وطن دارد	دلم ز داغ محبت چمن چمن دارد	ز تیغ غمزہ جانان چرون سینہ نہان
چہ زخمہا کہ دل ناتوان من دارد	ز دست جور چو دوشنہ لم چو غنچہ گل	ہزار چاک بہر طرف پیرہن دارد
شہید تیغ محبت ز خون کفن دارد	ہزیر بہ نقشم چہ حاجت کفن است	ز باغ جان سخن تازہ میکند مخفی
میان زلف سخن نافہ ختن دارد		

یہ اشعار پڑھتکر انجم ماہ رخسار نے ساتھ تیلیوں کو آواز دی زیارت سامری کو چلو ہیں بڑا غضب کیا مذہب قدیم ترک ہوا بارہ ہزار کنیزون ماہر خسارہ سات ہزار ساحران صیقل آئینہ دار یہ دونوں افسر نکے ساتھ رقص کرتے ہوئے دیوانہ وار وحشی مثال در گنبد پر پہونچے تیلی نے آواز دی اے انجم و صیقل وہ دیکھو سامنے باغ آراستہ ہے انجم و صیقل نے پلٹ کر دیکھا حقیقت میں گنبد ویران نہیں ہے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے بوے خوش آرہی ہے نہریں موجزن سرسبز و شاداب چمن ہمیشہ بے نظیر گلشن وسط باغ ایک چبوترہ بلور کا اوسپر شامیانہ بہت معقول استادہ و فرش نہایت عمدہ بچھا ہے مسند پر ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہے جو ملکہ انجم

وصیقل آئینہ وار کو بلا رہی ہو تیلیون نے رہبری کی انجم ماہر خسارہ صیقل آئینہ وار سمع اپنی
خوب چکے اوس باغ مین داخل ہوے اب ایک تیلی اوسیطرح رقص کرتی ہوئی طرف ایرج نوجوان کے
چلی شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا ایک جانب بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اوس غار سے یہ
معاملہ دیکھ رہا ہی کہ ایرج نوجوان گھوڑے سے کود ا اوس تیلی پر ہاتھ تلوار کا مارا تیلی کے دو ٹکڑے
ہوے توارہ خون کا جسم سے تیلی کے نکلا جس سرو ر پر قطرہ پڑا سنہرا پنجہ پیدا ہوا کمر مین سر اسکی لیٹ گیا
اوٹھا کر اوسی باغ مین پھینکدیا اور گنبد بند ہوگیا نہ ثابت ہوا کہ آفتاب شعلہ خوار کہان گیا پھر باغ
مین شاپور نے دیکھا جنگل مین ہزار ون لاشے پڑے ہین ہر ایک ساحر و غیر ساحر کو نیچے اوٹھا کر لیگئے باغ
خیمے پڑے رہگئے ہو کا میدان معلوم ہوتا ہی نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان جنگل ویران ہوا
تماشا چل رہی ہی گنبد کا دروازہ بند دروازہ باغ کا بھی بند ہی نہ در گنبد ویران پر انسان کا نشان در
باغ بھی سنسان جو ساحر و غیر ساحر بھاگ کر جا بجا چھپے تھے اگر ظاہر ہو کر نکلے پنجہ پیدا ہوا اوٹھا کر لیگیا
لاشے ہزار ون از قلعہ آفتاب نما تا در صحراے ہول تیر اپنے پھیکا تو نکے پڑے ہین ساحران آفتاب کے
بھی لاشے کسی نے نہ اوٹھائے لشکر ایرج کے لاشے اوٹھا نیوالے مبتلاے بلا ہوے نہ معلوم ہوگیا ہو
شام تک شاپور شیر دل اوسی غار مین پڑا رہا سر ٹکرا رہا ہو آخر جب سنے دیکھا کہ مہر عالم افروز گنبد مغرب مین
داخل ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی مجنون روز بعد سوز طرف دشت نجد کے گیا شاپور شیر دل
گریان نالان اوس غار سے نکلا فرزند عمرو ہی یہ بھی آنکھون سے دیکھ چکا کہ جو ساحر غیر ساحر لڑائی سے بھاگ
کر گوشون مین چھپے تھے جب وہ نکلے پنجہ بلا سے سحر نے دوبارہ اونکی دستگیری کی اوٹھا کر لے گئے شاپور
سوچا بصورت اصلی رہنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی تبدیل
کی ایک نازنین پری پیکر کی شکل بنکر تیار ہوا کپڑے تو پہلے جسم مین لیکن رعنائی و زیبائی سے معمور
چہرہ رشک حور سراپا بے قصور عارض انور نور علی نور یہ صورت بنکر غار سے نکلا دیکھا بڑے بڑے
جادوگر و ملکے لاشے پڑے ہین ایک ساحر خود زرین اوسکے سر پہ لباس بھی عمدہ زیب جسم سپیدہ
مرا ہوا پڑا ہی شاپور اوس لاشے پہ بیٹھکر چیخین مارکر رونے لگا پکارتا ہی ہاے نانا جان حسن بہا کے ساتھ
تمنے جان دی اوس ناقدر نے لاش بھی تمھاری نہ اوٹھائی مین بدنصیب سست و ناشکستہ کیا تدبیر کرون
کیونکر اوٹھی تباؤن سامان دفن و کفن کہان سے لاؤن ہا سب بھاگ گئے کاش کے وہی ہوتے انھین سے بھاگ

مانگتی تمہاری لاش معصوم سے اوٹھاتی نہ یا ان سنتا ہو نہ دشمنون سے فریاد کرون کیا کہکر تم کو یاد
کرون مجھکو تنہا چھوڑ گئے مین تو لڑائی مین بھی موجود رہی ایسی سخت جان تھی کہ دشمنون نے بھی مجھکو
قتل نہ کیا اب کدہر جاؤن جنگل کی ٹھوکرین کہاؤن خوب چیخ چیخ کر شاپور رویا یکایک پہلوے گنبد
سے اک روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ایک جادوگر فتیلہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہے جوان لباس اچھا پہنے
ہوے ہے یا تو فتیلہ ہاتھ مین لاشونکو دیکھتا پھرتا تھا جب آہٹ شاپور کی سنکر اس طرف متوجہ ہوا شاپور نے
جو ساحر کو آتے ہوے دیکھا اوس لاش سے لپٹ گیا خون اوسکے جسم کا منہ پر ملا خوب سر پیٹا
بال نوچے وہ ساحر قریب آیا صورت زیبا کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیون محبوب جانی اے آرام جان
اے راحت دل مشتاقان اس صحراے ویران مین کیون رو رہے ہو ایسا نہو کوئی درندہ گزند آکے تجھکو
صدمہ پہونچا شاپور نے غصے مین پلٹ کر جواب دیا او نگوڑے ہمکو مرنیکا کیا ڈر ہے نانا ہمارا امیر جلیل
میان آفتاب کا کفیل ہاتھ مسلمانونکے مارا گیا اس بھیا ناقدر نے لاش بھی نہ اٹھوائی مین بدنصیب
روتی پیٹتی یہان رہ گئی آخر کدہر جاؤن ساحری جمشید ایسا کرے کوئی شیر بھیڑیا آئے مجھ سوختہ
بخت کو کھا جاے سب خویش و اقارب مارے گئے اوس جادوگر نے کہا اس سردار کا کیا نام تھا
شاپور نے کہا یہی نام مین غلط اوس کے نام نہین یہ آفتاب کا نائب اعظم تھا مجھ بدنصیب گلرو کہتے
ہین مان باپنے نام گلرو رکھا تھا ہاے نوشتہ تقدیر کو نہ دیکھا کہ گلرو کا مقام ایکدن جنگل ہوگا بہار
عیش مین خزان آئی اسطرح ملا کر شاپور نے باتین کین قنطور نے کہا مین ملازم اسمٰعیل جن جسکے سحر
یہ قیامتین برپا کین سب جادوگرونکو چشم زدن مین روانہ کردیا اب اونکی قید لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
جاؤنگا قنطور جادو میرا نام ہے میرے ساتھ چلو تمہین خوش رکھونگا خدمتگزاری کرونگا کل دن کو
ساتھ لیکر تمہارے نانا کی لاش اوٹھا لاؤنگا تمکو خانہ زاد محل بناؤنگا یہ سنکر شاپور شیر دل رونے
لگا کہا اے سنگ قنطور مین چاہتی تھی پہلے لاشہ نانا جان کا دفن ہو جاے مین مثل کنیزونکے خدمت مین حاضر
رہونگی کوئی بزرگ سرپر نرہا تمہین کو اپنا بزرگ جانونگی اس لڑائی مین سب مارے گئے کوئی سرپرست
نرہا اوسوقت مین تمنے خبر لی دلدہی کی یہ احسان فراموش نہین ہین یہ کہکر ابا جان کہکے لپٹ گیا منہ پر
منہ ملنے لگا کہا ابا جان مجھے گود مین لیکے نانا جان مجھکو قدم زمین پر رکھنے دیتے تھے ہم ناز و نعم مین
پرورش پائی قنطور نے یہ بھولی باتین سنکر ایک تخت سحر تیار کیا کہا جان جہان مین تمکو پیدل لیکر چلونگا

زیر قدم نازک آنکھیں فرش کرتا رہونگا اب شاپور کو تخت پر سوار کیا قنطور تخت اوڑاتا ہوا چلا
دور تک تو وہی صحراے ہولناک تھا اب دور سے ایک شہر معلوم ہوا شاپور نے دیکھا بڑا شہر عظیم ہے قلعہ
آفتاب تمائی کیا حقیقت ہے بچہ اتک پر شمسہ مثل آفتاب کے چمک رہا ہے ہزار ہا ساحر در قلعہ پر فروکش ہیں
قنطور تخت اڑاتا ہوا داخل قلعہ ہوا بڑے بڑے قصر عالی عمارات عمدہ گلی کوچے آباد ہر مکان سے
دھواں نکل رہا ہے جا بجا آگ کل جل رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شہر میں سب ساحر بستے ہیں ایک
مکان میں لاکر قنطور نے تخت اوتارا دیکھا ایک مکان مختصر ایک دالان کوٹھری چھوٹا سا صحن ایک
سمت چوبی کا تخت کا بچھا ہے ایک پلنگ معقول آراستہ قنطور نے کنجیاں نکالکر سامنے ڈالدین کہا اے
ملکہ عالم اس مکان کو اپنا گھر جانو دو پہر سے شب گذر چکی پہر پہر دینے کا وقت ہے مین صبح کو آونگا کوٹھری میں
آٹا دال چاول نمک گھی سب موجود ہے جو چاہنا پکانا اوس شخص کی ماں تھی وہ مرگئی اب تمکو سب چیز کا
اختیار ہے آجکل سلمان جو فرج میں آئے کھانا پہرہ داسطے بھی رکھنا مین بوقت سحر آونگا پہرہ پھر رخصت
ہے آجکل مسلمان جو آکر قید ہوے ہین چوکی پہرہ تخت دینا پڑتا ہے وقت پر گنتی ہوتی ہے جائزہ بھی لیا جاتا
ہے یہ کہکر قنطور تو چلا گیا باہر نکلکر کواڑ بند کر لو شاپور نے مکان بند کیا کوٹھری کا قفل کھولا دیکھا
تمام اشیا موجود ہین خیال مین آیا کہ رات کو وقت ہے آرام کرو بوقت سحر سمجھا جائیگا یہ سوچکر تخت
پہ آکر آرام کیا صبح کو اوٹھکے مثل گرستی کے جھاڑو دی چوکے پر فرش لگایا کھچڑی نکالی چولھے پر
چڑھائی نمک اپنے پاس سے ملا دیا جب کھچڑی تیار ہوئی پلیٹ مین نکالکر دسترخوان میں لپیٹی دسترخوان
تخت پر رکھا چھوٹی پلیٹ کے رکھ دی جس ہنڈیا میں تھی تھا تخت پر رکھکر لوٹا پانی کا سیر کٹورہ سب
سامان سلیقے سے جتا کرکے منہ ہاتھ دھو پلنگ پر آکر بیٹھ رہی بوقت سحر قنطور نے آواز دی شاپور
نے اوٹھکر زنجیر کھولی قنطور نے دیکھا چولھے مین خاک اڑ رہی ہے کہا کیوں صاحب کچھ پکایا کھایا نہین
شاپور نے مسکراکر اشارہ کیا قنطور نے مکان کو خوب آراستہ کیا ہوا پایا جی مین کہتا ہے کیا قدرت
سامری ہے معشوق خوبرو خوشخو وضعدار سلیقہ شعار کس مزے سے کھانا رکھدیا ہے آتے ہی تخت پہ
بیٹھا رات بھر کا بھوکا خوب پیٹ بھر کے کھچڑی کھائی جب کھا چکا ایک کٹورہ پانی کا پیا پیاس اور
زیادہ ہوئی جس قدر پانی پیتا ہے پیاس بڑھتی جاتی ہے سارا لوٹا پیکر گھڑے کے پاس آیا پیاس پیاس
کہتا ہے پورا گھڑا پی گیا پیاس نہین بجھتی بدن مین آگ لگی ہوئی ہے اب جو ڈکار لیتا ہے پانی منہ

سے نکلتا ہے پیاس سے کلیجہ جلتا ہے گھبرا کر کہا صاحب پیاس سے دم نکلتا ہے اور کچھ مجھکو کھلاؤ کوئی دوا
ٹھنڈی بھی پلاؤ کلیجے کی آگ بجھے شاپور اپنے شانہ سے دیکھتا ہوا قریب آیا صاحب مین تو کہتی تھی
مجھے گھر مین نہ لیجاؤ میری تقدیر پھوٹی ہے ایک وارث پیدا کیا وہ بھی قریب مرنے کے ہے مین کہان سے دوا
لاؤن کیونکر اپنے وارث کو ٹھنڈا کرون رات کو تجھے شب بیداری ہوئی اسی کی گرمی چڑھی ہوگی کنوین
کے پاس چلکر بیٹھو مین پانی بھر کے نہلاؤن گرمی دماغ سے اوتر جاوے بارے تم مر گئے تو مین کہان
جاؤنگی اتنا تو بتلادو کھانا پینا اس مقام پہ ہے کیا عہدہ ہے بدنصیب سلطان کہان ہے مین نے تو
اونکو ستایا ہوگا باعث ان سب نے بلا کر میرے وارث کو بددعا دی یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ پکڑ کے کنوین
کے پاس لایا قنطور کنوین مین پانون لٹکا کے بیٹھا شاپور نے دو تین ڈول بھر کر کنوئین سے سر پر ڈالے
قنطور نے کہا صاحب پانی پڑنے سے جان آتی ہے شاپور نے قریب آ کہا صاحب کنوئین مین اوتر جاؤ
جان تو بچے یہ کہکر دھکیل دیا قنطور کنوئین مین گر چاہ کو قرار حل ہوا شاپور نے اوپر سے پتھر پھینک دیا
وہ تڑپ تڑپ کر کنوئین مین ٹھنڈا ہوا قنطور جو مرا کنوئین سے آواز آنے لگی کشتی مرا نام من قنطور
جادو بود مکان مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی پہلو مین مکان تھا کچھ عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین
اونھون نے دیکھا کنوئین سے دھوان نکل رہا ہے ایک عورت زمین پکڑی بیٹھ رہی ہے پکارکر ان عورتون
نے پوچھا اری نیکبخت تیری یہ کیا کیفیت ہے تیرے گھر والے کو کیا ہوا شاپور نے کہا بی یہ مجھ سے لڑ
جوش مین آکر کنوئین مین کود پڑے کل بیاہ مجھکو لیکر آئے تھے ایک رات کی گنہگار ہون غلغلہ ہوا کہ
قنطور کنوئین مین گر کر مر گیا محلے کے لوگ دوڑے کوتوال کو خبر ہوئی دروازے پر غلغلہ ہوا ارے
دروازہ کھولو کوتوال صاحب آئے ہین تحقیقات ہوگی اگر وہ آپ سے گرا تو کوئی خطا نہین اگر
کسی نے گرا دیا اوسکو سزا ہوگی شاپور نے گھبرا کر دروازہ کھولدیا کوتوال اندر گھس گیا سپاہیون
نے شاپور کو گھیر لیا لیکن شاپور شیر دل اپنا گھونگھٹ نکالکر ایک کونے مین چھپ گیا روتا ہے غل مچاتا
ہے صاحبو اس شہر مین کیسا اندھیر ہے ہمارا وارث مر گیا ہے الٹا گھر لوٹے لیتے ہین کوتوال نے لاش
قنطور کی نکلوائی ایک چارپائی کسوا کر رکھوا دی شاپور شیر دل کے لیئے ڈولی منگائی کہا دربار مین بادشاہ
کے پیش جو کچھ حکم ہوگا ویسا کیا جائیگا شاپور شیر دل بتا پیٹتا ڈولی مین سوار ہوا دہائی دیتا ہے فدا
میرا شوہر مجھ سے لڑکر کنوئین مین گر پڑا مجھکو زبردستی پکڑے لیے جاتے ہین مجھے دالو میری مدد کرو

محلے والے بھی ساتھ ہوے بعض کہتے ہین ہمیشہ سے بدمزاج تھا غصے مین کنوئین مین کود پڑا کل شب کو اس عورت کو لایا آج یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیردل ڈولی کے پردے سے دیکھ رہا ہے کوتوال کی نگاہ پڑی شاپور شیردل نے اشارہ کیا قریب بلایا کوتوال نے جو جمال جہان آرا شاپور دیکھا بیقرار ہو گیا نوجوان کم سن سیمبر سرو قد خوش مزاج حسینون کے سر کا تاج سرقد مین ثمر بھی آچکا ہے سینے پہ ابھار ماہ رخسار گلعذار شاپور نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب مین فلان تاجر کی دختر بلند اختر ہون قنطور مجھکو بجبر اوٹھا لایا مین چونکہ بیزار تھی اب تک شیشۂ ناموس بالکل سالم ہے غنچۂ مراد ناشگفتہ راز اصلی شگفتہ میراب کوئی والی وارث نہین ہے مال بھی مگر مین قنطور کے بے حساب ہے دلکو مثل زلف پیچ و تاب ہے دربار شاہی مین مستورہ کا جانا باعث خرابی ہے اسی وجہ سے دلکو بیتابی ہے کسی مکان مین مجھکو ٹھہرایئے سب کیفیت ظاہر کردونگی یہ معاملہ بہت نازک ہے یہ ظالم مرنے والا اس ظلم و ستم سے میرے ساتھ پیش آیا لات و منات نے نتیجہ بدبخت ظالم سے بچایا اب دیکھیے انجام کیا ہووے فراق والدین غم و الم سے دل بیچین میری کسی بات کا اعتبار نکرنا میرے ہوش و حواس درست نہین آپ جسوقت سے تشریف لائے بحال جہان آرا پر نگاہ پڑی نظر لڑی برچھی غم و الم کی سینہ مین گڑی آپکے مزاج سے اپنے مزاج کو موافق پاتی ہون اس باعث سے اپنا حال دل سناتی ہون بقول مخفی

نظم

درس عشقت را بیان دیگرست
با فلک ہر دم قرانِ دیگرست
از شراب عشق مے سوزد جگر
طالبِ حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
ہر کسے از کاروانِ دیگرست
در نیابد ہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگرست

این مدرس از زبان دیگر است
تا بکے سرگرم کار این جہان
نقل این مے از دکان دیگرست
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با غمت راز نہان دیگرست
در نیابد غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگرست

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگرست
در میان خلق می جوئید و نیست
ہمرہی با کاروان دیگر است
کس نمی داند کہ منزل در کجاست
مرد میدان را نشان دیگرست
پرتو اقبال صاحب ہمتان

مثل گرستو کے آپکی اطاعت کرونگی مرونگی بھر ونگی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اب آپ کیون طول کرتے ہین لاشہ اوس ظالم کا جلوا دیجیے کنیز کو اپنے ساتھ لیجیے مال یہ قنطور کے قبضہ کیجیے جایداد منقولہ و غیر منقولہ دونون دستیاب ہوتی ہین ایسے ظلم پر جو کرتے ہو

چوکتے ہو کوتوال صاحب بیقرار ہو گئے محلے والون کو چھریان تین وہین ہو لاشہ قنطور کا پٹوایا گیا
صاحبو غریب کا مردہ خراب کرتے ہو لیجا کر اسکو جلاؤ بچو کو اپنے سپاہی ساتھ کر کے مرگھٹ پر بھیجا اوڑ دلی
لیکر ملنے خوشی خوشی ایک مکان مین لا کر ڈولی اتروائی خوشی آپ بھی اندر آئے شاپور کو دیکھا تنا
ہوا بیٹھا ہے سراپا کو دیکھکر مر گیا آج شاپور شیردل تن تن کے صورت دکھلا رہا ہے کوتوال صاحب
کے جی مین شجر حسن سے ثمر وصل حاصل کرون تسکین دل کرون فرش باہر سے منگا کر بچھوایا اسباب عیش و
نشاط مہیا کیا شاپور بھی بن ٹھنکے پہلو مین بیٹھتا ہے گنگناتا جاتا ہے ٹھمریان غزلین سناتا ہے کوتوال بیقرار کہ
معشوق خوبرو خوش گلو خوش الحان سراپا کرشمہ و ناز شاپور نے گلابی اوٹھائی فوراً جام لبریز کیا باتون باتون
مین پوچھا کوتوال صاحب بیلمان کس مکان مین آکر قید ہوئے ہین کوتوال نے کہا اسی مکان کے پہلو مین ایک قصر ہے گرد
بارہ ہزار ساحر متقرر ہوئے ہین سب دشمنونکو ایک مقام پر قید کیا حکم ہے ملکہ سہیل جادو زن طرف طلسم ہوشربا
کے سبکو لیجائینگی خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے پہونچائینگی شاپور نے کہا کیون کوتوال جناب آفتاب
شعلہ خوار قلعہ آفتاب نما کا حاکم ہے ملکہ سہیل جادو زن کون صاحب ہین کوتوال نے کہا اے جان جہان
ملکہ سہیل جادو زن ساحرہ پرفن معشوقہ دوخان سیہ رو ہے یہ ملک انھین کی جاگیر مین دیا گیا ہے حکومت
قلعہ آفتاب نما آفتاب جادو کو ظاہر مین دیگئی ہے جنگل مین جو گنبد کہنہ ہے ملکہ سہیل جادو زن نے عجائب
سحر سے اوس گنبد کو معمور کیا ہے اگر لاکھ دو لاکھ اونسے آکر لڑین اور بڑے بڑے ساحران غدار ہون وہ
پتلیان سحر کی انکو پکڑ لینگی یہ سحر اپنی وزیر زادی ماہ عالم افروز کے سپرد کیا ہے وہ گاہے گاہے صحبت
مین آتی ہے جب تک اوسپر زوال نہ آئیگا پتلیون کا زور نہ گھٹے گا شاپور نے کہا ماہ عالم افروز کیونکر قتل ہو
کوتوال نے کہا وہ بہت ہمہ گیر صاحب تدبیر ایک مقام ہے اس قلعہ مین کہ دو سو پری پیکر پریزادان کہتے ہین
دوشیزہ معشوقان طناز اوس دیر مین واسطے گانے بجانے کے مقرر ہین ایک ایک کمال علم موسیقی سے معمور تمام عالم پر
چمک نازنینان مہ جبین کو کمال رقص و سرود سکھایا ہے بیٹھے ہین ایکدن ملکہ ماہ عالم افروز پریزادان
مین آتی ہین شب بھر وہان مصروف عیش و نشاط رہکر پھر آفتاب گنبد کہنہ چلی جاتی ہین وہی نگہبان
پاسبان ہین آفتاب جادو شکست کھا کر بھاگا گنبد کہنہ سے ماہ عالم افروز نے سحر کیا پتلیون کو
بھیجکر سبکو گرفتار کر لیا سوا دو سو پریزادان کے ملکہ ماہ عالم افروز سے ملاقات غیر ممکن ہے یہ پوچھکر شاپور
نے جام شراب بیہوشی کوتوال کو دیا یہ پیتے ہی بیہوش ہوا کوتوال کو چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا

کردیا کوتوال کی شکل بنکر بیرون قصر آیا سپاہی در دولت پر حاضر تھے سپاہیون سے کہا اس مکان مین
قفل لگا دو خبردار اس مکان کو کوئی نہ کھولے تم لوگ براے انتظام بازارون مین جاؤ ہم براے گشت
جاتے ہین سپاہیون نے عرض کی کہ آج کی شب حضور کو انتظام دیر پریزادان واجب و لازم ہے ملکہ ماہ عالم افروز
تشریف لائینگی ملکہ سہیل جواہر زن بھی آئینگی دیر پریزادان مین شب بھر جلسہ رہیگا صبح کو آفتاب
شعلہ خور سب قیدیونکو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوجائیگا اسی سبب سے دیر پریزادان مین
جلسہ قرار پایا ہے سپاہیون سے یہ سنکر شاپور نے سبکو رخصت کیا آپ یکہ و تنہا نشان دیر پریزادان
دریافت کرکے اوسی جانب بشکل کوتوال چلا نکلکر شہر کو دیکھا نہایت آباد زرریز زمین حسین خیز کمرون پر نازنینان
مہ جبین لباس زرق برق زیب جسم کیے ہوے مجرے کر رہی ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر مین
ناچ گانیکی بڑی قدر ہے ایک کمرے پر دیکھا ایک نازنین مجرا کر رہی ہے عاشق تن جمع کوتوال کی صورت بنا ہوا ہے
کمرے پر چڑھ گیا رنڈی مجرا کر رہی تھی نایکا نے جو کوتوال کو آتے دیکھا کہا تشریف لایے کوتوال نے نایکا سے
کہا صاحب تمھاری صاحبزادی کا کیا نام ہے کہا حضور آگاہ ہین آپکی لونڈی کو **یاقوت گلگون پوش**
کہتے ہین ہم سب تیار بیٹھے ہین دیر پریزادان مین جانا ہوگا ملکہ ماہ عالم افروز علم موسیقی مین ایسی کامل
ہین لاکھ ہم لوگ اونکو کمال دکھاتے ہین وہ ضرور ایک نہ ایک عیب لگا دیتی ہین اور مقام انصاف یہ ہے وہ
اس علم کی عالم ہین اونکے سامنے ہر ایک شخص منھ نہین کھول سکتا خود ایسا ناچتی ہین دیکھنے والونکی
بری گت ہوتی ہے گانے مین خوش آواز صورت مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر گانا بجانا ناچنا ایسا حاصل کیا ہے
کوئی اونکے سامنے کمال کا نام نہین لے سکتا اونکی خیمے مین بیٹھے ہزارہا روپیے صرف کیے بڑے بڑے گویے
بلوائے آپکی یہ کنیز بھی نہایت ذہین ہے یقین یہ ہے کہ آج اسکو سنکر سرفراز کرین خلعت و انعام لیکر دیکھیے
بیٹھے وہ ایک چیزین سنیے کوتوال نے کہا ذرا اپنی صاحبزادی کو حکم دیجیے تخلیہ مین ہمارے ساتھ چلین ہم قاعدہ
نشست و برخاست اوس بارگاہ کا بخوبی سمجھا دین آجکی شب ہنگامہ عظیم ہے کبھی ایسا جلسہ دیر پریزادان
مین نہین ہوا ملکہ سہیل جواہر زن و ملکہ ماہ عالم افروز کاملین تجھہ ریسیان ملک آفتاب شعلہ خور سب اس جلسے مین
ہونگے نایکا نے کہا آپ خیر خواہی کرینگے تو کون رکیگا اری یاقوت گلگون پوش ادھر کمرے مین آؤ دیکھو کوتوال
صاحب کیا فرماتے ہین وہ نازنین مسکراتی ہوئی اوٹھی شاپور بلا تکلف یاقوت کا ہاتھ تھام کر تنہائی مین آیا
کہا ای یاقوت آج کمال دکھاؤ گی تو لاکھون روپیے پاؤگی ایسا جلسہ شہر مین کبھی ہوا ہی نہ ہوگا دیر پریزادان

کی آراستگی ہو رہی ہے یہ کہکر باتین کرتے کرتے ادھر ادھر جو گنا ہو کر دیکھا یاقوت نے پوچھا کیون کوتوال
صاحب خیر تو ہے کہا فصل سرد کی ہے گھر سے شراب پیکر چلے نشہ اوتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے یہ کہکر جیب سے
پانچ اشرفیان نکالکر یاقوت کو دین یاقوت نے کہا حضور آپکی کیا احتیاج ہے میرے گلابی اوٹھالی جام بلورین
پر کرکے کوتوال صاحب کو دیا شاپور نے مسکرا کے کہا ملکہ یاقوت شراب چھوٹی پیالی نشہ نہین ہوتا یاقوت نے
نہین نہین کرکے نصف جام پیکر باقی پس پا حلق سے شراب کا اوترتے ہی گھبرا کے اوٹھی بیہوش ہو گئی شاپور نے اسکو
ایک صندوق مین بند کیا اسی کا لباس و زیور آپکی صورت بنکر ہنستا ہوا کمرے سے نکلا مامائین نے پوچھا کوتوال کہان گئے یاقوت
گلگون پوش نے ہنسکر کہا بیہودہ چورونکا سردار ہمکو دم دیتا تھا معلوم کیا کہا مین آنکی فقر نہین کب آتی ہون اور خفا
ہو کر چلے گئے چور اوچکے جواری پردہ باز والین ہمارا کیا کر سکتے ہین شاپور بیٹھکر سب سے باتین کرنے لگا رقاصہ مہر و زر نشان
عیش خانہ مغرب مین داخل ہوا صحبت ماہ تابان مین سازندگان ثابت و سیارگان جمع ہوئے روشنی جابجا ہونے
لگی شاپور حیران ہو کر دیکھتا ہے وہ بیر پرنزاوان کیونکر ہو مجھین کنیزون نے عرض کی داروغہ ارباب نشاط
تشریف لاتے ہین شاپور نے دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ شملہ سر پر کوڑا ہاتھ مین کہا بی بی یاقوت جلد جلد سوار
و بیر پرنزاوان مین حضوری کا حکم ہے مین سب طائفونکو خبر کرنے جاتا ہون یہ کہکر داروغہ چلا گیا نائکا نے
صندوقچہ زیور کا نکالا دست بقچہ پشواز کا ساتھ کیا کنیزون کو حکم ہوا بی بی کے ساتھ چلو شاپور باہر نکلے جو لوگ
تیار تھے نائکا کو ساتھ لیا سازندے بھی ساتھ ہوئے طرف و بیر پرنزاوان کے چلا راہ مین دیکھا انتہائی روشنی ہے
حیران ہے کہ دیکھون و بیر پرنزاوان کیا چیز ہے خدا جانے وہ بروج گئے تو بڑی بات ہے صدہا سواریان گانے
والیونکی چلی جاتی ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے آج و بیر پرنزاوان مین بڑا جلسہ ہے کسبیان ڈولیون مین سوار خادم
و خدمتگار ہمراہ مکانون پر جابجا روشنی شاپور تماشہ دیکھتا ہوا چلا قریب ایک باغ کے آکر سواری پہونچی ہر دروازہ
پر باغ کے سب ڈولیان کسبیونکی رکھی ہین داروغہ ارباب نشاط انتظام کر رہے ہین وہان یاقوت بھی
جا کر اوتری جسکی نگاہ پڑی شاپور کا ناز و کرشمہ کسیکو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو منہ چڑھا دیا کسی سے اشارون
مین وعدہ کیا کسیکو جلایا کسیکو ٹھنڈا کیا ایک دروازہ باغ کا کھلا چند کنیزان باہر آئین کہا چلو سب
طائفون کو طلب کیا ہے شاپور سب کے بیچ مین جھرمٹ پریزادونکا مجمع حور و شون کا ایک ایک شوخ و شنگ
ناز و کرشمے سے معمور صورتین عمدہ جوڑے بھاری زیور معقول باغ مین جو شاپور نے قدم رکھا دیکھا حقیقت
مین باغ نمونہ جنت ہے درخت سبز و شاداب نہرون کا پانی رشک گلاب فوارے چھوٹ رہے ہین چمنا عان

چابک دست نے جواہر سے نخل بنائے ہیں مثلاً شاخیں الماس کی پتے زمرد ریحانی کے پھل یاقوت احمر کے
پھول ہفت رنگ جس شے کا پھول بنایا اوسیکا عطر اوسمیں داخل کیا جب جھونکا ہوا کا آیا دماغ جہان معطر ہو گیا نظم

اُڑ کے اُڑتی پھرتی ہے باد بہار ہر طرف | نکہت گل نے ہر اک جانب ہے کھولے عطردان | وجد کر عالم میں صف باندھے کھڑی ہیں جھومتے
دیکھ طرف کیلئے سنبل جلد بوستان خیابان | دارستوں سے عیان ہے برج اخضر کی بہار | تاک کے خوشے ہیں یہ ہے عقد ثریا کا گمان
طائر سرسبزی کا ہی ہے ہر طرف سرکشی | ہر زمین فیروزہ گون ہے لاجوردی آسمان | [illegible] چمن آتش گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا | خیابان خضر گون کے کھولے ورق | کہ ہیں طوطیان بوستان کا سبق

روش پریان آراستہ ہر ایک چمن وسیع باغ بکشادہ عماراتیں رفیع روشنی کا سامان ہزارہا نازنینان مہ جبین
باغ میں پھر رہی ہیں باغ پر گلزار جنان کا کیون نہ دھوکا ہو حوران قصور بھی موجود ہیں سرو چمن اکڑ رہے ہیں
صبا و باغبان سایہ کی روش گلشن پر ہوا ہیں کھاتے گلچین اگر دست درازی کرے سر دست ہاتھ قلم ہو صیاد اگر آئے
عندلیبان خوشنوا ہم جنس پکڑ دیوانہ کردیں دام رگ گل میں خود گرفتار ہو موج ہوا زنجیر بنکر باغبان کا گلا [illegible] رہے
جوانان چین کی اٹھکھیلیان شاپور سب کے ساتھ کسی کے گلے میں ہاتھ ڈالدے اری چھیلا کہاں چلی کہکر سینے پر
ہاتھ رکھدیا وہ سسکی لیکر پیچھے ہٹی کہا بی یاقوت آج بہت مسرور ہو میں کمال میں حال کھلیگا شاپور نے کہا
چلو آج ملکہ ماہ طلعت افروز کو سنیں گے ایک نے کہا پہلے وہی گائینگی سبکو اپنا کمال دکھائینگی انکے بعد جسکی نوبت آتی
ہے اوسکی جان پر بنجاتی ہے شاپور کہتی ہے ہوا دیکھا جائیگا یہ علم موسیقی ہے بقول شاعر مصرع ہر گلے را رنگ
و بوے دیگر است ۔ شاپور دیکھ رہا ہے ایک ایک نازنین شعلہ جوالا مہجبین ہے اگر اسکے جسم پر ہمراہ آدن مہ جبینوں کے
شاپور بھی بیٹھا مشہور ہے کہ یاقوت خوب گاتی ہے بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا ہے تخت کے داہنے
بائیں دو کرسیاں جواہر نگار ناگاہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا شہنشاہ آفتاب شعلہ خوار آتے ہیں
سب نازنینان مہجبین واسطے استقبال کے اٹھیں شاپور بھی سب کے ساتھ اوٹھا چند قدم بڑھی تھیں کہ
دیکھا گرد آفتاب کے چند ساحران خوش طینت میمون خصلت اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے آفتاب تاج پہنے
ہوئے آکر پہنچا اپنے بر جو کرسی تھی اوسپر بیٹھا کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ابر کا ٹپکا اوس ابر میں صدہا ہلال چمکتے
ہوئے بیچ میں پورا چاند گرد ہزاروں ستارے تھے اوس چاند اور ستاروں سے تمام باغ روشن ہوگیا وہ
ابر لہرایا چاند کیا تھا ثریا سبکی آنکھیں بند ہو گئیں بعد ایک لمحہ شاپور نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ ایک نازنین
چہاردہ سالہ دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے نہایت مغرور گرد صدہا نازنینان حور پیکر آفتاب دولہے تمام

سے اوٹھا کہا ملکہ ماہ عالم افروز آئیے دوسری کرسی جو تخت کے پہلو مین تھی اوسپر ماہ عالم افروز
بیٹھی چند ساعت کے بعد ایک ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا سب یہ کہکر اوٹھے کہ ہماری بادشاہ عالیجاہ ملکہ سہیل
جادوزن تشریف لاتی ہین ایک جوان پہلوی باغ سے پیدا ہوا اوسکے ہاتھ مین نقارہ تھا یہ کہکر لگا یہ چوب
لگائی ای حاضرین دیر برزادان ہوشیار ہو جاؤ شہنشاہ عالیجاہ مقبول بارگاہ سامری ساحرہ پرفن
ملکہ سہیل جادوزن تشریف لاتی ہین جو کوئی غیر اس باغ مین ہو نکل جاوے ورنہ باغی قرار پائیگا سزا [illegible]
لیگی چوب لگا کر وہ جوان غائب ہوا ابر شق ہوا شاپور نے دیکھا ایک جادوگرنی نوجوان گرد چار سے جادوگرنیان
کم سن نوجوان چہار جانب سے گھیرے ہوے اوس ابر سے برآمد ہوئین تخت پر آکر ملکہ سہیل بیٹھی بیٹھتے ہی طرف
ملکہ ماہ افروز کے متوجہ ہوئی پوچھا اے عابدہ زاہد تیرے قدم سے جوابی قلعہ آفتاب نما کی رونق ہے یہ جلسہ
تمہارے واسطے قرار دیا تھا مینے بھی آج تکلیف کی تمسے ملاقات منظور تھی صلاح بھی کرنا ضروری قید ہوئین کچھ
ساحر بھی ہین نبیرہ حمزہ کو کہان قید کیا تو صاحب تاثیر نے سنا کہ نبیرہ حمزہ کے کچھ ساحر شریک ہوگئے ہین کیونکہ
اے آفتاب شعلہ خوار ہمنے سنا کہ تمہاری حماقت سے یہ بلا نازل ہوئی ماہ عالم افروز نے یہ جواب دیا حضور
انکا سراسر قصور ہے وہ لوگ راہ راہ جاتے تھے اونھون نے آتشبار جادو و دریا بار جادو کو [illegible] کر
اونکو ستایا اونکا تو ساحر کشی کام ہے دونون جادوگر بھی مارے گئے لاکھون بندگان سامری قتل ہوئے آخر
یہ بھاگے گنبد ویران کے سامنے آئے ہمنے عمر بھر پوجا پاٹ کیا ہمیشہ بھوگ دیتی ہون خدمت مین کنیزان سامری کی
مصروف رہتی ہون جنہائین سہتی ہون اکثر ڈریان ٹہرین ملک مال کی حکومت کرکے نا ممکن ہے کہ لڑائی
اور فساد ہوئے اکثر ڈری کبھی کنیزان سامری کو تکلیف نہین دی اونھون نے بڑی بے ادبی کی زخم وار بیقرار بھاگ کر
گنبد ویران مین گھس آئے وہ بیبیان شاہزادیان خدمتگزاریان سامری بلا تکلف بیٹھی تھین مین پوجا
پاٹ مین مصروف تھی اوس حال مین اونھون نے فریاد کی نیسے کی سحر کیے جب تاثیر ہوئی خاص کنیزان سامری
کے خاصے کا وقت تھا اونکو تکلیف دی بیہودہ تو قہر خداوند سامری جمشید مین جاتی ہو سبکو دیوانہ کر دیا
تین شبانہ روز گذرے مین ہر چند عمدہ عمدہ کھانے پکوائی ہون بمنت و خوشامد اونکے سامنے لیکر جاتی ہون
کسینے کھانا نہین کھایا کلان تیلی جو سبکی افسر ہے جسکو ہمیشہ سامری کہتے ہین اور بزرگون نے نشان
دیا کہ یہ خاص تصویر سامری ہے نئی بات یہ ہے کہ اوسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین حضور نے کئی آدمی
لاکر ذبح کیے بھوگ دیا خون انسان سے نہلایا نیا معاملہ یہ درپیش ہوا جب نے اوٹھا کر نہلایا الٹون

کے نیچے سے اوسکے ایک کاغذ پایا مین لیتی آئی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے اوس کاغذ کی پیشانی پر تحریر کیا ہے
ترجمہ احکام سامری جسنے اسوقت تک نہین پڑھا آپکی خدمت مین لائی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے قیدیون
ملاکو بھی بلا یا ہے یہ کہکر سہیل جواد الزمن کے ہاتھہ مین وہ پرچہ دیا سہیل نے آفتاب شعلہ خوار کو دیا کہا
اسکو پڑھیے آپ ہی نے پیس بو یا آفتاب بہت بگڑا کہا ملکہ عالم بڑے غضب کی بات ہے مجھکو شہنشاہ
جہ خان سیہ رو نے قلعہ آفتاب نما کا حاکم کیا ہر کارونے مجھکو خبر دی کہ سرکشی مسلمان حد سے گذری سرحد
قلعہ آفتاب نما مین آکر بلا تکلف اوتر پڑے ماید ولت کو بہت ناگوار ہوا آخر فساد شروع ہوا اب لیا مشکل ہے
سب پر غالب آئے ساحر و غیر ساحر سب گرفتار ہیے مضمون اس کاغذ کا اب سماعت فرمایئے یہ کہکر آفتاب اپنے مقام
سے اوٹھا مودب کھڑے ہوکر پکار کر کہا اے حاضرین جلسۂ میرے یزدان بگوش ہوش سنو یہ ترجمہ احکام
سامری و جمشید ہے بندونکے واسطے ہدایت ہے سہیل نے کہا صاحب پڑھو سب سن رہے ہین گوش
بر آواز ہین آفتاب نے باواز بلند پڑھا طرف سے سامری کے لکھا ہے ای بندگان من قدرت نے تمھارے
واسطے سامان عیش و نشاط مہیا کیے زمانہ آخر مین ایک جوان پیدا ہوگا بیشہ عرب سے وہ شیر خروج کریگا ابو العلا
مکی صاحبقران زمان لقب ہوگا بڑے بڑے جلیل اوسکے ہاتھہ سے شکست کھاینگے فرزندا اوس کا
بدیع الزمان طلسم ہوش ربا مین آکر قید ہوگا حمزہ کا نواسہ اسد نامدار برائے طلسم کشائی آئے گا بڑی
بڑی لڑائیان پڑینگی حجرہ ہفت بلا پر بلا نازل ہوگی جس تاریخ یاقوت سخندان معشوقہ ہماری لقمہ ہمن
عفریت آدم خوار ہو اوس دنسے سب بندے ہمارے ہوشیار ہوجاوین کہ وقت بربادی طلسم قریب آگیا
طلسم ہوشربا نہ بچیگا زندانخانہ طلسمی ٹوٹیگا بادشاہ سابق شہنشاہ لاچین قید سے چھوٹیگا قریب
قلعہ آفتاب نما بڑی لڑائی پڑیگی نبیرۂ حمزہ کا اب اودھر گذر ہوگا پس مناسب ہے ہمارے بندونکو عبادت
مین ہماری مصروف ہون یہ سب علامتین ہین ہمارے مذہب کے مٹنے کی پس اے بندگان مین عبادت سے ہماری
ہاتھہ اوٹھانا مذہب قدیم کو بچانا ان بندونکی قضا ہے جنہے ساحرونکے ہاتھہ سے مقرر ہے ان کی سہیل جواد الزمن
نے آفتاب کے ہاتھہ سے وہ کاغذ لے لیا پھاڑ کر آگ لگا لدان مین ڈالدیا کہا یہ کسی ہمارے دشمن نے لکھا ہے اور طرف
ماہ عالم افروز کے بیٹی کہا کیون صاحب خوب شعبدہ بنا کے لائین ساحر کیون نہ گھبرائین لیس طلسم
دیکھو قیدی کسکے قبضے مین ہین آفتاب شعلہ خوار نے کہا جو داروغہ زندانخانہ ہے انکو الٹ پلٹ زنجیر
اوسکے سب سپرد کر دیئے ہین لیکن ماہ عالم افروز کو سہیل نے کلمات سخت کہے کہ تم یہ کاغذ سر دربار

کیونکہ انمین سب سامری پرست گھبرا جائینگے مسلمانونکے شریک ہوجائینگے سنو بی ماہ عالم افروز مین کسی
کی پروا نہین رکھتی مینے اپنے بھروسے پر اس ملک کو آباد کیا تمکو کنیزان سامری کا منتظم کیا یہ پرچہ تم نے
کہانسے پایا لکھنے پنڈت برہمن ستارہ شناس نجومی کاہن اپنے علم کا زور دکھاتے ہین ایسی ایسی بیہودہ باتین سناتے
ہین سب اونکا لکھنا خلاف ہی مین آج ہی سبکو قتل کرونگی ماہ عالم افروز نے عرض کی آپ مجھکو بے وجہ
گنہگار بناتی ہین سر دربار کلمات سخت سناتی ہین یہ کاغذ دست مدید سے پہلو مین کلان تپائی کے رکھا تھا
خود بخود ظاہر ہوا خداوند حکم لکھ گئے ہین سہیل نے کہا کہ اگر تمھارے نزدیک یہ حکم تصدیق ہے تو یہ بھی تحقیق ہے
کہ افراسیاب قتل ہوگا۔ طلسم ہوشربا مٹ جائیگا ہمارا یہ قول ہے کہ اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے
تو بھی طلسم ہوشربا فتح ہوا افراسیاب سے کون لڑ سکتا ہے صاف ظاہر ہے کہ تمنے ہمارے ڈرانے
کو یہ شعبدہ بنایا ہے مین اس احکام کو ابھی مشاقی ہون دیکھون یہ مسلمان کیونکر بچتے ہین اے آفتاب
اقوال آتش وزیر سے کہو قیدیونکو ہمارے دربار مین لائے شب بھر جلسہ ہو شراب خواری کرین بوقت سحر جو
جوان سب کا افسر کلان ہے یعنی ایرج نوجوان سبکے پہلے اوسیکو قتل کرینگے کباب اوسکے تیار ہون
ایک ایک کباب نشے مین سب صاحب نوش فرمائین تمھاری شعبدہ بازی کھلجائے ماہ عالم افروز
آنکھونمین آنسو بھر کر خاموش ہورہی کہا حضور مجھکو یقین نہین یہ نوجوان قتل ہو طلسم ہوشربا کی خبرین
کر اسد غازی سات برس گنبد نور مین قید رہا کوئی قتل نکر سکا افراسیاب نادان تھا سب طرحکے
انتظام ممکن تھے مشہور ہے کہ شب قتل اسد بی ماران زمین کن و اسرار جادو و شریک ہوئین اسد
کو چھڑا لیا اسی طرح ہزارون فساد برپا ہونگے اس نوجوان کا قتل ہونا دشوار ہے سہیل نے کہا افراسیاب
بادشاہ عالیجاہ عیش پسند انتظام کر سکا ہم ایسے نادان نہین ہین صبح ہوتے ہی پہلے نبیرہ حمزہ کو قتل کرینگے گرما گرم کباب
تمکو بھی کھلائینگے ماہ عالم افروز نے عرض کی آدم خواری آپکو مبارک ہو مین آدمی کے کباب نکھاؤنگی سہیل
نے کہا تم کیا دین سامری سے برگشتہ ہو سامری و جمشید جو تمھارے خداوند تھے اکثر جب اشکن کا بھوگ
دیتے تھے اوسکے کباب لگا کر کھاتے تھے ماہ عالم افروز نے کہا خداوندونے کچھ مناسب جانکر کھائے ہونگے ہمین
کراہیت ہے سہیل نے حکم دیا جلد اقوال کو بلاؤ کہو سب قیدیون کو ہمارے سامنے لائے آفتاب نے ایک جادوگر
کو حکم دیا شاپور یہ سب باتین سن رہا ہے حیران ہے کہ دیکھیے کیا ہو تھوڑا عرصہ نگذرا تھا کہ ایک جادوگر کوہ سار
سے نام بصورت ہیبت سر زنجیر تھامے ہوئے ایرج نوجوان سلسل و مطوق صیقل آئینہ دار کی زبان

مین سیدھے پہلو مین ملکہ انجم ماہر خسار چار سے افسران نامدار ایک زنجیر مین بندھے ہوئے اقوال
آتش ریز بیکر آیا شاپور نے جو اپنے آقا کو اس حال پر ملال مین دیکھا بیقرار ہو گیا یہی تردد تھا
کہ ہائے کیا کرون میرا آقا کس مصیبت مین ہے لیکن ایرج زنجیر ہلاتا ہوا جیسے ہی دربار کفر مدار مین پہونچا گلا
سر آواز دی سلام من و برین مجلس بر کسی باد کہ بداند و شناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق شاہزادہ
صیقل آئینہ دار نے سلام ایرج نوجوان کا جواب دیا ملکہ ماہ عالم افروز نے سر اوٹھا کر جمال ہمایوں
صیقل آئینہ دار کو دیکھا ایک جوان خوش رو شیر صولت رستم ہیبت نظم

ز رخسار او ماہ و خور تابناک	ز لعلش گل اندر چمن سینہ چاک	نہال ارم از قد او خجل
از و ماندہ شرمندہ چین و چگل	خم و پیچ رفتار موج حیات	چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مستوری نرگسش فتنہ مست	بلا بر سر و تیغ خنجر بدست	ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
دل از دین و دنیا برون کرد رفت	جبین نور و جبین جبین موج نور	کہ نور اعلی نور گردد و فور
بپیشانیش دست صنع آفرین	نوشت از ازل آفرین آفرین	ادھر صیقل نے نگاہ اوٹھا کر

جمال ہمایوں ماہ عالم افروز کو دیکھا ایک آفت جان پر نگاہ پڑی نہایت حسین و جمیل پلکین
خونریز سینے پر ادبھار حسن پر بہار نظم

انار بہشتی دو پستان او	خوشا گو کند سیب پستان او	بلا بر بلا قامت سبز رنگ
مہر نقشہا آفت بیدرنگ	حنا دست پروردہ دست او	حیا بندہ نرگس مست او
بہر گردش چشم صد انقلاب	دل و جان عاشق کباب و خراب	لبش شہد و شکر برون می فگند
تبسم چو میکرد خون می فگند	تکلم ز اعجاز دم مے زدی	دہن گرچہ دم از عدم مے زدی
رخش سورہ و الشمس و اللیل موے	تعالی قدش سرو بالا جوے	شاہزادہ صیقل آئینہ دار

گرفتار طوق و زنجیر تھا قید سلسلۂ گیسو ہوا نوبیچ خنجر ابرو ماہ عالم افروز نے بھی آہ کی سینے پر ہاتھ
رکھ لیا لیکن سہیل جادوزن سلام کرنے پر بہت بگڑ کے کہا او نبیرۂ حمزہ تیری قضا آئی ہے سمجھ کر
یہ ہے کہ سامری و جمشید کو سجدہ کر تیرے تمھاری لوجہ احسن ہو چکی شب بھر شراب پئین گے صبح کو
تمھارے گوشت کے کباب کھاؤ جاوینگے پھر ہاتھ سے رہائی دشوار ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا کبھی تو اقوال
شعلہ ریز و اردغہ بندہ انتخاب کو بھی زنگل لایا بھی قریب آفتاب شعلہ خوار کے بیٹھا چہرے سے ظاہر ہے بد خور

کبر و نخوت صورت سے آشکار غرور مکار ٹھیکر دنگل پر جھومنے لگا ملکہ سہیل نے اقوال کو خلعت دیا
کہا ای اقوال تمکو بڑی تکلیف ہوئی تمنے خوب حفاظت کی آفتاب صاحب نے کچھ خاک گری نہ دکھائی
ان دیلیون کے ہاتھ سے شکست کھائی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے تمنے بڑی جانبازی کی آندھی تھا سحر کی
اٹھی اسی ہوا سے سب بیقرار ہوئے تھے اقوال نے کہا حضور ہم خیر خواہ دولت ہین اگر آگ برسے تو قدم منہ
ہٹائین قلعہ آہن ہوتو وہین گھس جائین بھاگنا کیسا سپاہی مرنیسے نہین ڈرتے ہین اقوال نے مونچھ پر تاؤ
پھیر کر یہ کہا آفتاب کو بہت ناگوار ہوا خاموش ہو رہا سہیل نے بھاری خلعت منگواکر اقوال کو دیا اقوال
مرغ نورین بنکر دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر دبدم چوم رہا ہے سہیل نے کہا اے اقوال ان قیدیون
کو ایک طرف بٹھلا دیا صبح کو بھی تمکو تکلیف ہوگی اپنے ہاتھ سے ان سبھو نکو قتل کرنا اقوال نے کہا ہم حضور
کے حکم کے پابند ہین جسکو حکم دیجیے اوسکو قتل کرین دریاے خون بہادین اقوال نے ایک گوشے مین لیکر
ایمرج وغیرہ کو بٹھادیا سہیل نے جو صیقل آئینہ دار کو دیکھا کہا کیون میان صیقل تمنے بھی دین جد و آبا
کو ترک کیا تمکو شرم نہ آئی ہمارے سامنے سرکشی دکھاتے ہو توبہ کرو ہم تمکو الگ کرلین تمھاری ملک کی
تمکو سلطنت دین صیقل نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی مردان عالم نے خوب سمجھ لیا مرنیکا کیا خوف ہی آقاے نامدار
پر جان و مال سب نثار زبان سے سوزن نکلجا ہے تو تجھکو مزا دکھاؤن تجھکو کس نے بادشاہ بنایا خوب تمکو یاد ہے
جب خشک سالی ہوئی تھی ہزارون کنگلے ہوگئے تھے پانچ سیر غلے پر تجھکو ساحرون نے خریدا اب تو بڑا
بادشاہ عالیجاہ جانتی ہی مرتبے کو آقای نامدار کے نہین پہچانتی تخت سے دو ٹھکار تو سوسی کرو ورنہ کتے کی
موت ماری جائیگی ہمارا پروردگار مددگار ہوگا انشاءاللہ اسی باغ مین دریاے خون بہائینگے اسیطرح لڑتے
بھڑتے تابہ ہوشربا جائینگے اسد پہلوان لاجواب سرکوب افراسیاب کی خدمت مین ہمکو خدا پہونچا دے
سہیل یہ سنکر بہت جھلائی طرف انجم ماہر خسار کے متوجہ ہوئی کہا بی انجم حصار کو کیون چھوڑا تمہارے
بزرگون کی جیسے رسم و مراسم رہا اگر دین قدیم پر قایم ہو تمکو قید سے رہا کرون اپنا صاحب خاص قرار دون
انجم نے بھی سخت جواب دیا ماہ عالم افروز نے اپنی کنیز دین سے کہا دیکھو شاہزادہ صیقل کیا دلیر بیشہ
جرات لگا شیر ہے بی سہیل کے خوب بیچ کھوتی بخیر تیا سے کلام کرتی ہی اپنی پر دوستاتی ماہ عالم افروز نگاہ محبت صیقل آئینہ دار
کو دیکھ رہی تھی ابرو چشم وغمزہ نے اشارے کیے سوز عشق مین بیقرار ہوئی جاتی ہے زبانی دورن نظم: حیا رفت برطاق نسیان نشست

کہ تیر غمش تا بہ پیکان نشست	چنینش بیک یک نشستہ غبار اگر چہ تپے بہ بیدار تھا غنچہ باد

اٹھالیا ان غلاموں نے بیچ ہو گئے آفتاب جو اقوال کے کلیجے پر تو چھریان چل رہی تھیں شالپور ناچنے گا سے جسے آفتاب نے جو اشارہ کیا سمجھ گیا اور سب آفتاب کا تھام لیا بانسری لگا مچل اتھا کلیجے پر عاشقوں کے خنجر چل رہا تھا آفتاب کا دامن تھاما اقوال سے آنکھ ملائی یہ اشعار غیرت ایسے پڑھ کر ناچنے لگا نظم

ہے زبانی ہے ہمہ لطف سخن پیدا ہو
غیب سے بار کا تشنہ دہن پیدا ہو
ابھی ابرا سے تو کبھی بجلی تپاں سے
ٹوٹا نکے علینہ کو الہی دہ کفن پیدا ہو
تاب سینے کو مرے سوز جدائی کی نہیں
ملک تازہ تہ چرخ کہن پیدا ہو
یار کی چشم سخن گو کسطرح بات کرے
ہوش بھی تجھ میں ہی جاہ و جلال پیدا ہو
طور کسطرح جلے کوہ غم و ہجر جلال

گالیمین تری بسیار تہ بنا پیدا ہو
سیر گلشن کا ارادہ ہی تو تجھ سے کہیے
دلمین دہ ولولہ نو بہ شکن پیدا ہو
دوست کا شونکو بہ ترتیب میں نیا عزیز بھی
یہ گوارا کہ وہ دوزخ کی جلن پیدا ہو
ہوں مرتا نہ لگا دے یار اگر
دشت وحشت میں تماشا دہ وطن پیدا ہو
ہے سر پہ یہ بکھر اسکے وہ جا جا دہ شبنم
آہ سے وہ شرر برق فگن پیدا ہو

وصل میں تو مری نیند میں وہ بانیہ پیدا ہو
گل دہ کھلا دے کہ ابھی تازہ چمن پیدا ہو
نگاہ نے مرے اٹھا یہ وہ عذر لگے
بیوفائی اجا سے وطن پیدا ہو
گرد خم اتنی بھری جو نکالوں وسے
ہی خورشید درخشاں کی کرن پیدا ہو
ایسا ور ابھی ادا کہ نہ او بھر گئی نہ
زلف کی چین سے آہو ختن پیدا ہو
اے لطف سے ان نئی بدن کو شالپور

نے گایا سامنے بیٹھا آفتاب نے بلایا دونوں ہیچ ہو گئے آفتاب نے موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر دیا اقوال نے کنٹھا یاقوت احمر کا کھولا ہاتھ بڑھایا شالپور ذرا رکا اقوال نے بے اختیار منہ سے نکل گیا ای جان جہان ای روح روان عاشقان میری جانب آ ذرا بڑھا دیجئے ہاتھ سے کنٹھا گلے میں پہنا دوں یہ دانہ یاقوت احمر کے نہیں ہیں پارہ جگر ہیں شالپور نے مسکرا کر طرف آفتاب کے دیکھا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کنٹھا گلے میں ڈالدون آفتاب کو جلال آیا کہا ای اقوال یہ دربار بادشاہ ہے سر دربار یہ شہدہ پن کیسا خبردار یاقوت گلگون پوش پر نگاہ بد نہ ڈالنا میں مدت سے اسکو چاہتا ہوں اقوال نے کہا میری خود جان جاتی ہے ہاتھ لگاؤ گے تو مزا پاؤ گے آفتاب نے کہا او یاقوت آ میری گود میں بیٹھ جا شالپور نے گنگنا کر یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد نکر باغبان ہے ہا دو محلے میں ہمارا آشیاں ہے آفتاب سے آنکھ ملا کر اشارہ کیا میں تو تجھ پر مرتی ہوں اقوال سے مسکرا کر کہا میری تجھ پر جان جاتی ہے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لو اقوال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آفتاب نے گولا سنبھالا اقوال نے کہا دیکھو میاں آفتاب شاست آئے یہ جاہ و جلال اپنا کسی اور سے کہو کہا ؤ میں آپکی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرونگا میں خود مرد سپاہی

ہوں آفتاب نے کہا تیری کیا حقیقت ہے دونوں میں تکرار ہونے لگی شاپور کھڑے آنکھیں چمکا رہے ہیں
مسکرا رہے ہیں دونوں کو لبھا رہے ہیں کبھی تو آفتاب کہتے ہیں صاحب جانے دو میں چھپکر تمہارے
گھر پر آؤنگی کبھی اقوال سے کہا اس آتشخو آفتاب سے آنکھ نہ ملاؤ میں تم سے راضی ہوں دونوں اور زیادہ
گرمائے جاتے ہیں سہیل نے پلٹ کر آفتاب و اقوال میں آنکھیں لڑنے لگیں ایک کے ہاتھ میں فولادی
تو لا ایک نے تیغہ برق تاب کھینچا آفتاب بہادر سامنے زرادبی اقوال نے کہا حضور اقوال کو منع کیجیے میں بادشاہ
عالیجاہ ہوں آفتاب شعلہ خوار لقب حرچہ جیلی نے کہا دار دفعہ ہو بے ادب ہماری معشوقہ رنگا والا
ہے ملکہ سہیل ہاں ہاں کرتی رہیں دونوں اپنے مقام سے اوٹھے شاپور دونوں کو گرایا چاہتا ہے جو جرأت
مین زیادہ ہے میں اوسی سے راضی ہوں کبھی تو کہتا ہے میاں آفتاب صاحب جلال میں کبھی کہتا ہے میاں
اقوال صاحب کمال ہیں آفتاب کو دعوے سلطنت ہے اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اقوال نے سپر کو اوٹھایا
آفتاب نے سپر کے ہاتھ مارا اقوال کے دو ٹکڑے ہوئے لگنے بڑے جادوگر کا مرنا اندھیرا ہوگیا شاپور
شیر دل تیرہ رکو ماہ عالم افروز نے دیکھ رہا تھا کہ صیقل کو یہ بنگاہ محبت دیکھ رہی ہے ادس اندھیرے مین
جھپٹ کر زبان سے صیقل کے سوزن نکالا کہا شہریار اوٹھیے سہیل جوالزن نے دیکھا کہ ہلال تو یا تو تا
گلگوں پوش نے گرفتار کر آفتاب و اقوال کو لڑوایا اب قریب صیقل پہونچی سوزن زبان سے نکالدیا
باآواز بلند کہا اے شہریار اٹھیے منم مہتر شاپور شیر دل صیقل نے اوٹھتے اوٹھے ملکہ انجم ماہ رخسار
کو رہا سہیل جوالزن غصے میں اٹھی طرف آفتاب شعلہ خوار کے متوجہ ہوکر کہا کیوں اوچھیا تو نے
یہ کیا فساد برپا کیا اتنے بڑے سردار کو قتل کر ڈالا کچھ ہمارا خیال نہ آیا ارے دیکھ جسپر تو عاشق ہوا وہ عیار ہے
صیقل نے اوٹھتے اوٹھتے قیامت برپا کی آفتاب نے جو پلٹ کر دیکھا میری معشوقہ خنجر کھینچے ہوئے
پہلو میں صیقل کے کھڑی ہے کئی جادوگرنیوں کو مارا گھبرا گیا صیقل پر جا پڑا ادیی تیغہ خون آلود لیکر
قریب پہونچا اور صیقل مین اپنی معشوقہ کو لو لگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور نے جواب مارا منہ پر پڑا چرخ کھا کے
لڑکھڑایا صیقل مین اپنی معشوقہ کو لو لگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور کو جا پکڑا شاپور نے جواب مارا چرخ کھا کے
لڑکھڑایا صیقل نے ایک طمانچہ مارا سر اوسکا اڑ گیا آواز ای کشتی مرا نام من آفتاب شعلہ خوار بود ملکہ ماہ عالم افروز
نے دیکھا صیقل آئینہ دار نے سحر سے زمین ہلادی جسپر جا پڑا اسکو طمانچہ مارا آفتاب کی تلوار اوٹھالی
ایرج کی بھی قید کو توڑا ایرج نعرہ کرکے اوٹھا نعرہ ایرج نظم ملک ایرج اَن آفتاب تمین

گر صبا جعفر اتیم اتفاق گرا	ہیچ تیغ پاکی نشیم از خلاف	نزرزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ برکوه خارا زنم

رگا دِ زمین بیچ اور بسم تیغہ دو دم مسلسل پری نیام انتقام سیا ایک بہاو مین ملکہ انجم ماہ رخسار
پشت بر ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش حفاظت مین نمبرا ویکہ مصروف ایک سمت سے سلیم زنگی و
فیل زنگی و عنطر صبا وا وجان و ریا باری دمام بن نوجوان و ریا پری وسیاوش ومشکبو وغیرہ
وغیرہ قید سے رہا ہوکر ساحرو نپر جاپڑے لیکن سہیل جوالہ زن جو اپنے مقام سے ابھی سلامت برابر دیکھ رہی
جسپر جا پڑی اوسکو زخمی کیا پلٹ کر ماہ عالم افروز کو دیکھا اور کہا اری تو سمجھی کہ یہ ہی جاکر دروازہ
کو گنبد ویران کے کھولدے کنیزان ساحری کو بلاسکو وبلوا کرکے بڑے ماہ عالم افروز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی
عجب تشویش و پیچ مین ملکہ اسی رنج مین کہ یہ کیا غضب ہوا معشوق قتل ہوتا ہی حیران و پریشان سحر کرتی اور
تھم تھم کے کبھی کنیزان سہیل پر کبھی انجم ماہ رخسار پر انتہا کی اس باغ مین تلوار چلی صیقل نے
لاشونکے انبار لگا دیے انجم سے آتنا تو پلٹ کر کہا کہ آقای نامدار ہوشیار رہنا وساحر وغیرہ ساحر کو نہین
سمجھتے نشہ جرات مین ست ہین حقیقت مین زبردست ہین مجمع ساحران مین ایسا نہو دشمن پھر گرفتار
ہوجائین انجم جواب دیتی ہے ای شیر بیشہ جرات جب تک میرے جسم مین جان ہی کیا مجال کہ کوئی اوپر نگاہ دشمنی
ڈال سکے میرا سینہ سپر ہے خدا اوس افسر کو سر پر سلامت رکھے شابو رنے کیا کار نمایان کیا وہ باغ سرسبز
وشاداب نہرین پرآب وقت سحر گل صد برگ آفتاب گلشن چرخ نیلی مین کھلا چکا ہو بہار رہا تھا یا ان پر خزان
آچلی گل و غنچہ و نباتات وسیارگان مرجھائی شاخ کہکشان سے یہ پھول کملا کے گر چلے وقت نغمہ سرائی
عندلیبان چمن تماشا تھا ہی نخل حیات ساحران جو قلم ہوئی بلبلین پرون سے سر پیٹ رہی ہین نہر و نین
خون جوش مارنے لگا چشمونکی آنکھین کو تھین حباب کی عینک لگائی سو جنکو پیچ و تاب ہر ایک حوض
مین تلاطم طاہرونکے رنگ اوڑے ہوئے قمریان کوکو بھولین ہر سرو چمن بصورت آہ تھا حال باغ کا تباہ تھا
چمنستان پامال بہار باغ پر زوال چشم زدن مین انقلاب ہوا زلف سنبل کو پیچ و تاب ہوا نرگس کی
آنکھو نپر ورم طفلان غنچہ بیدم درخت کو شاخین بار تھین بڈھیان آہ آتشناک کی بلبلونکے گلے کا ہار
تھین لیکن سہیل جوالہ زن سحر کرتی ہوئی چلے تو اسنے انجم ماہ رخسار کو زخمی کیا انجم کا ستارہ گردش
مین آیا شیشہ مینوش کو بھی زخمی کیا ایک گولا اوٹھا کر زمین پر مارا زمین تھرائی جابجا سے شق ہوئی غار
مثل زمین اندر پیدا ہوے سرداران ایرج تھرتھرا کر اون غاروں مین گرے ایرج کے پانون زمین نے

تمام پے سپر نے پشتیبانی کی تلوار قبضے سے نکل گئی جوہر جرأت مین فرق آیا خم کمان زنجیر سلسل بنگیا تیر ترکش سے نکلکر بھاگے خوف سحر سہیل سے گوشہ مین جا جا کر چھپے سناٹا ہو گیا نیزہ آہ جانستان چھپر مین مثل جسم مدقوق کانپتی تھین خنجر بید کی تلوار ون مین خم ہنگامۂ عظیم برپا ہی سہیل جوالہ زن نے قصد کیا صیقل آئینہ وار بنا پر دونون صیقل سے خوب خوب سحر سے سحر آخر مین سہیل جوالہ زن غالب آئی کار و سحر شانہ پر صیقل کے پڑی شانہ صیقل کا زخمی ہوا زخم کھا کر گولہ مارا سہیل جوالہ زن نے اس گولے کو روک لیا اپنا خون اسپر ڈالا اس نے دریون گولہ اصیقل نے کاٹا اوس گولے سے برق نکلی وہ سر پر پڑی سراسر سر اس افسر کا زخمی ہوا چیخ آیا زمین پر گرا سہیل جوالہ زن نیچہ پکڑکر پیکتی دوڑی کیون کنیزو تمہر نا بد ولت دیکھا کنیز و نکو بھی آواز دی ان سے چونکہ سر کاٹ لو بلا زیادہ ابرج ہمراہیان صیقل لٹیان نوج انجم و کنیزون شیشہ نیوشن سب نے مین پر پڑتا ہے ہی ہین کنیزون نے قتل کرنا شروع کیا جب کوئی کنیز طرف ایرج کے جاتے ہی سب سرداران ایرج سینہ سپر کرکے اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کو بچا لیتے ہین اسوقت ایک عجب غریو بلند ہوا ہر خرد و کلان زر و مند سہیل غصے مین طرف ماہ عالم افروز کے بلیی کہاکیون او گیسو بریدہ تو کٹھری دیکھا کی اب بھی جا کر دروازہ گنبد ویران کا نہین کھولتی میرے سحر کو تونے دیکھا مین کیا تیرے بھروسے پر سلطنت کرتی تھی دو چار ہزار جادوگر جو سحر سے سہیل کے محفوظ ہے ہین وہ اب لڑائی مین مصروف ہین ہر چند کہ سہیل پر انکا سحر تاثیر نہین کرتا لیکن جان دینے پر آمادہ ہین جسطرح شمع پر پروانے گرتے ہین اسطرح اپنے افسرون کے گرد پھرتے ہین کوئی بڑھکر ایرج کو بچاتا ہی کوئی جھپٹ کر قریب صیقل آتا ہے بعض آواز دیتے ہین ای شیر بیشۂ جرأت ہوشیار ہو جیسے اپنے کو سنبھالیے صیقل کی آنکھون مین اندھیرا آیا سر پر زخم کاری کھایا شانہ بھی نشانہ ہوا سحر مین سہیل کے تنہا ساحرونکے کہنے سے سر اوٹھایا ماہ عالم افروز سے نگاہ مل گئی پاس سے نگاہ لاکر ایک آہ کی بیتابی مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

محرمے کو تا بگویم قصۂ آن سنگ دل چیست
درجنون ہیوا شدیم محرم بس بیچارہ چیست
دردو دل گل گریہ اسد نالہ بلبل اثر
ہر دم از تیغ نگاہ بسمل آن بیچارہ چیست

باعث خندیدن ہم پرخاشمان آوارہ چیست
گر نباشد ذوق معشوقی و عاشق پرورے
در چمن این سرخی حنا رجیب پارہ چیست

سیر باید جذبۂ عشق تو دل ہا از کہ خم
خوبرو یا نزالب سوے عاشق نظارہ چیست
گر نہ ترک ناز او لب تشنۂ خون مخفی است

ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان تم سے ہوتے ہین اپنی غربت پر روتے
ہین گرفتار طرۂ گیسو و پیچ خنجر ابرو ہو کر جان دی دامن وصل تک تمہارے ہاتھ نہ پہونچا کیا تیرے

ہوشربا کی خبرین سنتے ہین بہار جادو ہمشیرہ حیرت شریک طلسم کشا ہوگئی وہ کیسی عقیل و فہیم تعلیم یافتہ
حیات جادو و نور افشان ایسا ضعیف و نحیف جسنے آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین ان کے بندے
ہونے وسے خداون کو چھوڑا خدای نادیدہ کی اطاعت کی مجھکو بھی آج دل سے نفرت ہوئی انسان
کو واجب و لازم ہے اپنے انجام کی فکر کرے دنیا حباب لب دریا ہی اسکا اعتبار کیا ہے ملک عدم جسکو
ملک بقا کہتے ہین جو گیا واپس نہ آیا کوئی تو ایسی لذت ملی کہ اس منزل فرح افزا کا نام لیا شکر ہے کہ مذہب
حقیقت کا مجھکو اعتقاد ہوا سہیل جوالہ زن یہ سنکر کانپ گئی غصے مین تپلیون پر سحر کرنے لگی کہا بھلا ای
ماہ عالم افروز صاحب ہم سمجھ گئے تم صیقل پر عاشق ہوئین و حضرت کی محبت مین دین و مذہب کا خیال
نہ رہا یہ کنیزان سامری کیا ہین دیکھ سکو مشتاق ہون یہ کہکر پلٹی جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی کا
خون چلو مین لیا ایک تپلی جھپٹ کر اسکے سامنے آئی سہیل نے وہی خون پھینک مارا دیکھا تپلی جلکر خاک
ہوئی اسطرح اسنے تپلیون کو مٹایا کسی کو جلایا کسیکو تلوار سے مارا کسی پر گرز مارا چالیس تپلیان قتل ہوئین
صدائے گیرودار بلند آسمان سے صداے مہیب آتی تھی زمین باغ تھراتی تھی ہر ایک کہتا آج کا دن نمونہ روز
قیامت ہے دیکھیے کیونکر بچتے ہین سہیل جوالہ زن چرخ مار رہی ہے برق جہندہ ہے جسپر جا پڑی
اوسکی پلک جھپکا اسنے چیر کر پھینک دیا جب چالیس تپلیان جل گئین اور پھر لشکر ایرج کا اسنے وہی
حال کیا صیقل کو پھر دوبارہ زخمی کیا انجم ماہ رخسار بھی لڑکھڑا کر گری سرداران ایرج غیر ساحر سر
ٹکراتے پھرتے ہین تاثیر سحر سہیل سے منہ کے بل گرتے ہین اب ماہ عالم افروز پر سحر کرتی ہوئی چلی
دونون مین خوب سحر ہوے کہ زمین باغ تھرا گئی سہیل جوالہ زن ہر مرتبہ چاہتی ہے صیقل آئینہ دار کا
سر کاٹ لون یا ایرج کو قتل کرون ماہ عالم افروز نے بھی آگ برسادی ہے جب چمکی ضو سے اسکی کنیزان
سہیل نے بنا ہو چین تپ کو لا مارا کئی سے کے سر پھٹ گئے کبھی جھولی سے ہاتھ ڈالکر سنگین نکالین
سنبلہ کی اوسی کا تیر مارا کسی سے کلیجے کو پار کر وہ تیر نکل گیا وہی تیر سہیل نے ہاتھ چمکایا برق گری تیر
کو جلا دیا کمان کو پگھلا ما ماہ عالم افروز کے ہاتھ سے کمان گر گری سہیل نے زمین پر ایک دوہتڑ مارا
زمین شق ہوئی ایک جوان اژدر سوار پیدا ہوا سہیل نے آواز دی اے اژدر سوار ماہ
عالم افروز کو کھا لے اژدہے کو زور دے وہ سوار بڑھا ماہ عالم افروز نے آواز دی اور سہیل
نے سحر سازی و دغا بازی ہمارے ساتھ کی یہ کہکر موے زلف پر ہاتھ ڈالا ایک تار توڑ کر سحر کیا مار سیاہ

اب کیا تدبیر کیجائے قلب پر ہجوم غم و ملال ہین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

مر گئے افسوس ای بلبل یکہ بین سر توڑ کر | کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر | کیون نہ دل مکدر ہو کہو کیا تمھین ملتی نہین
حکم جلاد دن نکالا سی یار اختر توڑ کر | خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا سارا بدن | منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی | قبر پر بلبل کی رکھدینا گل تر توڑ کر | خستہ جانو پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
رنج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑ کر | دیکھتا ہے دشمنا کی جو تیر سے دل دوستی | پھینک دنیا بار آئینہ سکندر توڑ کر
سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمہ نہ ہو | یا ند ھکر شمشیر کرتے ہین وہ خنجر توڑ کر | ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
چرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر | وسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو اے نسیم | کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

اسطرح بلبکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مصاحبین رنجیدہ لگین کہا حضور آپکی حسرت پر کلیجہ پھٹتا ہے آپ نے انجام نہ سمجھا اتنی بڑی ساحرہ سے مقابلہ کیا غالب نہ آئین تھکے واسطے یہ جستجو کی وہ بھی سب بیکار ہوئی مشہور تھا کہ یہ لوگ جہان جاتے ہین لڑائی فتح کرتے ہین ظاہر مین جرات کے دم بھرتے ہین کچھ بھی نہ ہو سکا دیکھیے سب بیکار مجبور و ناچار زخمدار حیران و پریشان مضطر و دلگیر کھڑے ہین کوئی گر پڑا کوئی جھوم رہا ہے لیکن صیقل آئینہ وار کیا بہادر ہے وہ نا زخمی ہوا اب بھی قبضہ شمشیر چوم رہا ہے لیکن سحر نے سہیل کے مبہوت کر دیا نہین معلوم وہ نگوڑا عیار کہان گیا کسی کی شکل بنکر چلا آیا فساد برپا کر کے بھاگ گیا یہ ذکر تھا کہ سہیل ایک شاخ نخل کو پکڑا ہلایا گلر و گلر و کہکر پکارا بیخ نخل سے ایک دھوان نکلا نازنین گلگون پوش کو دیکھا گلدستہ ہاتھ مین ہنستی ہوئی ظاہر ہوئی سہیل سے کہا ملکہ عالم اپنے سالہا سال ہماری خدمت کی کیا ارشاد ہوتا ہے یہ باغی کون لوگ ہین ابھی سبکو دیوانہ کر دون لاشہ ہائے باغبان سے باغ و چمن بھر دون خالی دل تو کیجئے سہیل نے کہا ای گلرو وہ رفیق کامل ہماری رفاقت مین مارے گئے آفتاب شعلہ خوار و قوال نامدار آپس مین لڑے کمبختون نے جان دی کوئی مراد حاصل نہ ہوئی بی ملکہ ماہ عالم افروز بربادی ملک کے درپے ہین انکو لینا یہ سب دشمن سامنے موجود ہین یہ کہتے ہی گلرو نے بعد جستجو گلدستہ ہاتھ مین لیکر پڑھی رقص کرتی ہوئی چلی جس طرف سے گذری بو پھولونکی دماغ مین پہونچی مست ہوکر اشعار عاشقانہ ہر شخص پڑھنے لگا کسی نے اپنا گلا آپ کاٹ لیا کسی نے تلوار کھینچی کوئی سر پھوڑتا تھا ملکہ انجم ماہ رخسار بہت اپنے کو بچا رہی تھی جیسے ہی بو پھولون کی دماغ مین پہونچی قہقہہ مار کر ہنسی بیقراری مین ضبط نہ ہوسکا مثل غنچہ گل مسکرائی شگفتہ ہوکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑکر
جا نہیں سکتا پریشاں کو پریشاں چھوڑکر
صاحب اسلام ہیں اے عشق تجھسے ہے محال
اسطرح جائے مرا حال پریشاں چھوڑکر
طعنے اب سنتے ہیں عریانی کا اے وحشت جنون
چاک کرسب پیرہن لیکن گریباں چھوڑکر
اتحاد تا قیامت ہے فراق اسکو محال
کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہے گلستاں چھوڑکر
ربط باہم شکل روح و تن ہے کیونکر جائیگے
اے لحد ہم آئے ہیں دنیا کا ساماں چھوڑکر
دونوں تیری جستجو میں پھرتے ہیں در و تیلو
بیکسی جاتی نہیں گور غریباں چھوڑکر

جا نہیں سکتا ہے دیوانہ بیاباں چھوڑکر
تنگ خاطر ہے جو ہے کے قد ایلت خیمہ تو بیابان
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر
مرتبہ ہے شیخ جی کچھ نماز سے انجام کار
کیوں نہ دست توڑ دی تار گریباں چھوڑکر
کچھ دنوں میں خاک ہو کر خاک تڑپینگی دو
جائیگی حسرت کہاں گور غریباں چھوڑکر
نام بھی لیتا نہیں کوئی کسیکا بعد مرگ
صبح ماتم داستاں شام غریباں چھوڑکر
وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلماں چھوڑکر
اے مسیح اور ہیں کیسے رہتے ہو عاشق تیرے

غیر ممکن ہے کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
میں ابھی آیا ہوں ننگے یمن ماتن چھوڑکر
رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
ہاتھ اسکی طرف دوڑا گریباں چھوڑکر
دیکھنے کو کچھ نشاں باقی ہے دکھا جوش جنون
کب بھلا جاتا ہوں میں اب کوے جاناں چھوڑکر
وائے تن کے لطف یہ داغ بینگے ایجاں حیف ہے
مشتعل کیسی ہوئی ہے جسم کو جاں چھوڑکر
سیہماں میں کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریباں چھوڑکر
لیکے مر دن بھی وہی عہد وفا کا پاس ہے
وہ کہاں جائیگا تنہا ماہ کنعاں چھوڑکر

گل ہمراہیاں ملکہ انجم و صیقل ملکہ ماہ عالم افروز صورت دیکھکر گلرو کی دیوانے ہوگئے تھے ظاہر تھا کہ بھول پر بلبلوں نے لگا دی نالاں و زار ہیں سب اپنے اپنے حال میں بیقرار ہیں اوسوقت سہیل جادو ازرن نے آواز دی میاں صیقل و اے ماہ عالم افروز اپنے کو بچاؤ دیوانے کیوں ہوگئی ہو کیوں گریبان پھاڑتی ہو اوگلرو ان سبکو حکم دے اپنے کو ہلاک کریں جلد قصہ پاک کریں تجھکو تکلیف ہوتی ہے باغ کو سنسان کرکے آئی ہے اپنا رنگ جماکر چلی جا تیرے ہوا وصل میں سب دیوانے ہو سے خود کہتے ہیں ہم جان دینگے جلد دریائے خون بہے ایک ان میں سے زندہ نرہے عالم کے ساتھ یہ بے ادبی کی اپنے خداے نادیدہ کو پکارین یہ جو سہیل نے کہا وہ گلرو ناے کے بیچ میں کھڑی ہوگئی تیغچہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھا پکار کر آواز دی اے عاشقان صادق اگر میرے عاشق ہو تلواریں کھینچو میں بھی جان دیتی ہوں معشوق کا ساتھ دو سبنے تلواریں کھینچکر اپنے اپنے گلے پر رکھ لیں اب گلرو کے کاٹنے کی دیر ہے سہیل جادو ازرن ایک نخل کے سایہ میں کھڑی ہوئی سحر کو زور دے رہی ہے ماہ عالم افروز نے بہت بہت اپنے کو سنبھالا بوے گل نے مست کردیا اسنے بھی تیغچہ کھینچا پکار اوٹھی افسوس صد ہزار افسوس کس باغ پر خزاں آئی تقدیر نے

دکھا شیشہ میناپوش کو تخت پر سوار کیا ماہ عالم افروز نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا نوبت نقارے بجاتے
ہوئے داخل قلعۂ آفتاب نما ہوئے دار الامارۂ شاہی میں پہونچے ملکہ شیشہ میناپوش تخت پر جلوہ فرما
ہوئیں اہالیان شہر نا مسرت ہوئے ایرج نوجوان نے عہدے تقسیم کیے گرد و سکہ نام پر سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام کے جاری کیا قصد ہوا کہ صیقل کی شادی کریں صیقل نے عرض کی اس سے زیادہ ایذا
لیکن شادی کرنے میں ابھی بعید ہے جب حضور اسی طرح لڑتے بھڑتے تا بطلسم ہوشربا پہونچیں جامع المتفرقین
پردۂ حجاب درمیان سے اوٹھائے ہمراہ بران شمشیر زن حضور کی شادی ہو تب غلام کی بھی خانہ آبادی
ہو یہ بھی ایک کنیز سر فروش ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگی نام بران شمشیر زن سنکر
ایرج نوجوان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا اے برادر بے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید
نہیں ہے کہ وصل سے اوس محبوب جانی دیار جادوانی کے شاد ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی
ہے رسائی تا بطلسم ہوشربا مشکل ہوگی ماہ عالم افروز نے جو یہ ذکر سنا کہا حضور براہ طلسم ہوشربا
میں بڑے بڑے کانٹے ہیں کنیز بھی رہبری کرے گی لیکن پہونچنا بہت دشوار ہے ایرج
نے کہا رہبر کامل پر در ہے ایک ہفتے بھر اوسی مقام پر مقام رہا بعد ہفتے کے بڑے جاہ و حشم
سے بطرف طلسم ہوشربا کے کوچ ہوا وقت پر انکا بھی ذکر تحریر ہوگا انکو راہ میں چھوڑ دو

دو کلمہ داستان رنگین و فصاحت آئین حال خسران مآل افراسیاب و ملکہ مہرخ و ذکر آمد مواج بن گرداب آدم خوار و کیفیت ملکہ شعلہ حسن کنیز بران و یاقوت جادو وزیر زادی ملکہ حیرت انکا مقابلہ بربادی شعلہ حسن خبر ہونا لشکر اسلام میں آمد مواج کی و فرود آمدن و روانہ ہونا عیاران و انکا و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیاقی مصنف

مگر ساقی بے خبر بے رخی
کہ موّاج آتا ہے بہر مدد
قمر فکر طبع رسا کو ہے جوش
ہے چند ساعت ہی یہ شور و خروش
مجھے ایک ساغر پہ یہ ناز ہے
لکھوں داستان جلالت شعار

دکھا دے مجھے آج دریا دلی
تلاطم ہے مینا سے مے سر بسر
وہ مے دے کہ سالم رہیں عقل و ہوش
نہ مینا نہ ساغر کا مشتاق ہوں
کبھی سوز ہے اور کبھی ساز ہے
کہیں شعلۂ حسن گرمی دکھائے

ہے کشتی مے لبریز شد و مد
ہے دریائے تحریر دان جوش پر
گلابی اوٹھا ساقی سیمبر
فقط وصل دلبر کا مشتاق ہوں
پلا جلد جام مے خوشگوار
کہیں رنگ یاقوت اپنا جمائے

کہین ذکر برق سبک خیز ہو
طرارے بھرے پھر کمیت قلم
مری طبع دریاے ذخار ہے
خزانے لٹاتی ہے طبع رسا
ہر اک دائرہ رشک گرداب ہے
ہزارون ہین جسمین دُرِ بے بہا
خزانہ سخن کا لٹاتا ہون مین
ہمیشہ سے توصیف چالاک ہے
دیا جام ساقی خود کام نے

کہین ذکر ضرغام کی تیز رو
تو بحر طبع روان کو ہو جوشش
تو یہ کلک موج گہر بار ہے
مسلسل ہر اک سطر ہے موج زن
یم فکر دریاے نایاب ہے
کہان ہین دُرِ نظم کے جوہری
عجب قصہ تو سناتا ہون مین
دکھا آج اپنی سبک خیزیان
مضامین نو آ گئے سامنے

جو عمرو کی چالاکیان ہون رقم
مری فکر عالی دکھائے خروش
ہر اک حرف ہے گوہر بے بہا
دیا لطف محبوب شیرین سخن
وہ بحر روان ہے یہ طبع رسا
کہ جو اس جواہر کے ہین مشتری
مرے توسن کلک فرخندہ پے
چھلاوے کی چلنے مین ہون تیزیان
چہرۂ شناوران قلزم مضامین

حیرت آگین و ملاحان کشتی دریاے فصاحت آمین گرداب محیط سخنوری مین یون شناوری کرتے ہین نظم مصنف

خداوند اخبار حیرت رقم
چنین می نگارند این داستان
جواسیس حالات اندوہ و غم
خبر دادہ از رازہای داستان

سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب شکست کھا کر داخل باغ سیب

آفات چہار دست یہ کہکر رخصت ہوئی کہ مین اپنے شوہر شیر زنگ جادو کو فوج کوہ زرجدی دیگر براے تسخیر قلعجات روانہ کرونگی افراسیاب تردد مین تھا کہ ملاے ان بحر نے خبر پہونچائی کہ مواج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ نیلم کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج ہمراہ لیکر اوتر آیا مشتاق ہے کہ آکر مسلمانون کو ڈبو دے افراسیاب نے حیرت کو حکم دیا مواج کا نام سنکر جوشش مین آیا کہا ملکہ تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان مین جاؤ لیکن لڑائی کا رنگ دربادلی پہ مواج کی ہے جس طرح چاہے لڑے تم کسی مقدمے مین اسکے دخل ندینا حیرت جادو با لشکر گران مقابلہ مسلمانان مین آکر اوتری ملکہ مہرخ سمجھین جسطرح ہمیشہ مقابلے مین آتی ہے اسیطرح اب بھی لشکر لیکر ملکہ حیرت آئی ہے عمرو نے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے افراسیاب جو کہا کرتا تھا کہ آفتاب و ماہیان لڑینگی اب اسطرح مقابلہ ہوگا ملکہ لعل تخندان کل امورات کی واقف کار ہے اوسنے کہا لے شہنشاہ اوج عیاری اس بات سے مطمئن رہیے کہ کبھی افراسیاب و آفات و ماہیان ایک مقام پر ہو کے نہ لڑینگے کتب خانہ سامری جیسا ہمارے خزانے مین تھا کسی ملک مین نہین ہے اگر افراسیاب نے ہمارے یہان سے کتابین منگا لین

مین نے وہ کتاب کہ جو خاص سامری و جمشید کے ہاتھ کا مسودہ کیا ہوا ہے اکثر جابجا سے
مشکوک بھی ہو خاص اوس کتاب کو دیکھا سامری و جمشید تو بڑے کامل و اکمل تھے اوس زمانے کا حال
تو صاف صاف لکھ گئے ہین مینے یہ مضمون خود پڑھا کہ بعد افتادن پرتے حجرہ بلائے تیم کے کچھ آفت اہالیان کوہ
نیلم پر بھی آئیگی اور بڑے بڑے شہنشاہ نیلم بھی مارا جائیگا بنام افراسیاب صاف صاف ہے آیت
ہے کہ ہو دنہ کبھی لڑے اور نہ بہت جلد زوال دولت ہوگا ذرا جبر دریافت کرائیے کہ حیرت کس پھر رہے
ہیرانی ہے چرند و پرند حاضر تھے اونھون نے عرض کی ہمنے دریافت کیا مشہور ہے نیرنگ جادو
شوہر آفات چہار دست کو وہ بر جلد ہی سے فوج حجاب لیکر اوترا ہے حیرت جادو وہان جائیگی
وہ قلعہ جات پر جنگ کریگا اوسکے سحر پر بڑا ناز ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی ہے کہ موت اوسکی آپ
لوگون کے ہاتھ سے نہین ہے ملحوظ خاطر رہے کہ اسوقت کل عیار دربار مین موجود ہین اپنی اپنی عقل
موافق سبنے جواب دیا خواجہ عمر ونے فرمایا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا تردد کیا ہے اگر حیرت جادو دو
چار روز طبل جنگی نہ بجوائے باغبان قدرت نے ایک ہفتے کی مہلت لی ہے اثار بارگاہ کا لدے
جلد طلسم کشا کو ساتھ لیکر طرف دریائے نیل کے کوچ کیجیے لڑتے بھڑتے چلیے دیکھین پردہ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہان دربار مین یہ ذکر ہے لیکن ملکہ حیرت جادو نے کسی سے آمد سواج
کا ذکر نہین کیا ایک نامہ لکھا بنام سواج بن گرداب آدم خوار ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی
کو دیا کہا لے یاقوت راہ مین کہین نہ ٹھہرنا یہ نامہ جاکر ہاتھ مین سواج کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ ہم
تمھاری آمد کے بہت مشتاق ہین جسطرح پر آنا منظور ہو صاف صاف تحریر کرو مقابلہ مسلمانان کی تدبیر
کرو ہم اوسی طرح کا انتظام کرین یاقوت جادو بحکم حیرت خوشخوش نامہ لیکر چلی اسکو تو راہ مین
چھوڑے دربار حیرت مین سب جمع ہین حیرت اپنی بارگاہ مین ہے اب دو کلمے داستان اوس حریق آتش
اشتیاق غریق لجہ بحر فراق اسیر طرہ گیسو و پیچ خنجر ابرو صفدر وصف شکن ملکہ بران شمشیر زن کے
گذارش ہوتے ہین کہ یہ جو اس لڑائی سے واپس ہوئین باغ نگارین مین آکر مقام کیا ملکہ شگوفہ
سحر ساز وزیرزادی ہمراز مصاحب دمساز خدمت مین حاضر ہے شب کو بیٹھے بیٹھے گھبرائین خاصہ
نوش کرتے کرتے ہاتھ کھینچ لیا کہ میرا خود بخود دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کیون اے شگوفہ عرصہ دراز گذرا
کچھ احوال اوس شیر بیشہ صاحبقرانی کا نہ معلوم ہوا شگوفہ نے کہا حضور ہر چند کہ بعد فتح طلسم

سکندریہ بہ ہدایت صیقل اونھون نے قصد طلسم ہوشربا کیا لیکن تا بہ ہوشربا آنا بہت
دشوار ہے بران نے کہا یہی باعث انتشار ہے مزاج مین انکے جرأت وجہالت ہے جو کہتے ہین وہی کرتے ہین
اے شگوفہ کیا کہون تصویر اونکی آنکھ کے سامنے پھرتی ہے طلسم اسکندریہ مین کیا کیا مصیبتین
اوٹھائین لیکن اوسکی نتاجی سے منھ نہ پھیرا خیر مجھکو خبر پہونچ گئی اب راہ مین جا بجا روکے جائینگے کس کس سے
لڑینگے راہ طلسم ہوشربا خارستان وکوہستان ہے ساحران زبردست ایک صیقل بیچارہ کس کس
کو روکے گا وہ کیا واقف کار ہے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین ہمکو تو آٹھ پہر اونھین کا خیال ہے بموجب
مضمون آبدار آتش ہجران دیدہ آفت کشیدہ کے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے

نظم

عضو تن میرے دہکتے رہے انگر ہوکر
تیغ ملتی ہو گلے سے مرے خنجر ہوکر
کیسا پایا قفس تنگ اسے لیتے توبہ
رہ گئے زخم جگر حد مقدر ہوکر
یہ تمنا ہے کہ وہ بھی مری آغوش مین ہو لپٹ
بیچ دیتی ہے اجل لخلخہ و بستر ہوکر
خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
صبح پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہوکر
منتین کرتے ہین آتی ہو نہین اللہ اللہ
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہوکر
کسقدر حسرت آغوش نے بالیدہ کیا
زہر گھلتا ہے دہن مین مرے شکر ہوکر
مضطرب تھا دم تجویز مقرر صانع
کھو دیئے روئے قضا دیدۂ جوہر ہوکر
سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوے قاتل
شکل غم مثل سبو صورت ساغر ہوکر

پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہوکر
مختصر ہوکے دکھا لطف درازی اے زلف
طایر روح رہا جسم مین بے پر ہوکر
روح بھی کوئی دہن تھی کہ مری تا بہ لب
جی مین ہے خلق کو لون دامن محشر ہوکر
بگڑی جھینپٹ تو آتا نہ خفا ہو واعظ
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہوکر
آب شمشیر سے محروم نہ رکھو اے قاتل
نیند بھی بار ہوئی آنکھ سے باہر ہوکر
دود پیچیدہ جو اوٹھے تھے مری آہون کے
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہوکر
مر کے ہم ٹھہرتے ہین دیکھو تو عدم کے سفری
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہوکر
بوسے گر ہنسنے لیے ہین تو دیے بھی تمکو
تیغ بنجائینگے ہم قامت بے سر ہوکر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہوکر
میری آغوش مین آجا شب محشر ہوکر
ناتوان ہو بڑھکے بڑی پر نہ بڑھے نہ قاتل
منھ چھپائے ہوے نکلی تری خنجر ہوکر
غیرت آتی ہے شب ہجر مین مرنے سے مجھے
سے رہینگی تری آغوش مین خنجر ہوکر
سوت شرمائینگی کیونکر مجھے بدعہدی سے
سوکھے پانی مین لب زخم مرے تر ہوکر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دل مین
بدتون جیب سے لپٹے ہے اندر ہوکر
کیا اثر ہے لب شیرین بت تر جو سبی تجھے
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہوکر
ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہ ہو
چھٹ گئے آپکے احسان ہی برابر ہوکر
کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے نسیم

یہ اشعار اس سوز و گداز سے ملکہ بران شمشیر زن نے پڑھے

چشم تر سے بہا ہے اشک بیقراری ہوئے شگوفہ نے گھبرا کر کہا حضور وہ کون ساعت تھی کہ یہ درد آپکے
دشمنونکو لگا آرام چین آپ پر حرام ہوگیا ہیر صبر کیجئے تو بہ ہوگا آپ فراق مین والد کے اونکی خوشنود
صاحبہ ملکہ حنظل جادو و طلسم اسکندریہ مین اسیر ہین مین سمجھا کر جیسی لیگی ہونگی اتنا بڑا سفر کیا
قبول کیا آپ سے کیون ساحر صاحبقران کے بیٹے ہین اونکو روانہ کرا کے بلوا لیا ہوگا خود جا کر
اونکے والد بچہ اونکے وہ تو اسکے ساتھ صاحبقران نہایت محبت کرتے ہین بران نے کہا اے شگوفہ
تم اونکے فراق سے آگاہ نہین ہو ایسے قیدی ہین جو کہتے ہین وہی کرتے ہین اسے ہم اونکو کیونکر سمجھاؤن آٹھ
پہر یہی خیال ہے اب انکو کوئی لازم اثر افراسیاب راہ مین اونکے ساتھ فساد کرے و دشمن گرفتار ہو جائین
وہ قید کرکے اسطرف روانہ کرے افراسیاب اونکے نام کا دشمن ہے کیا کہکر اونکو سمجھاؤن اصل تو یہ ہے نظم

آتشے کو کہ بدل سوز دگر تازہ کنم
بر سر داغ اگر داغ دگر تازہ کنم
باعث گریۂ شام و سحری نیست مرا
بر لب جوئے نظر سنبل تر تازہ کنم
مخفیا چند زجہ رنگ شعبدہ بازی

این ہمہ داغ جنون را بجگر تازہ کنم
ہر شب از نالہ بگلزار چو مرغان چمن
گر ز خوناب جگر باغ نظر تازہ کنم
ترسم از گریۂ من نیست گوہر سکندر
ہمچو یعقوب بداں درد ابیتر تازہ کنم

منکہ سودا زدہ عشق جنونم چہ عجب
قردۂ آمدن باد سحر تازہ کنم
چند برباد سر زلف نواد شبنم اشک
ورنہ از خون جگر رنگ گہر تازہ کنم
یہی ذکر کرتے کرتے مثل شمع ساری

رات رونے مین ملکہ بران کو بسر ہوئی بوقت سحر شگوفہ نے کہا حضور ملکہ نرگس جادو ہمشیرہ سر جمغو
و شاہزادہ گلریز لشکر اسلام مین گئے تھے وہانسے ڈھونڈ کر آتے اگر فرمائیے تو شعلہ حسن آپکی کنیز کو طرف لشکر
اسلام کے روانہ کرین شعلہ حسن نہایت سلیس و فصیح و بلیغ پڑھی لکھی ہے کسی حیلے سے ملکہ نرگس سے
پوچھ لیگی کہ جب آپ لشکر اسلام مین گئین کچھ حال ایرج نوجوان بھی دریافت ہوا مفصل کیفیت معلوم
ہو جائیگی بران کو بھی یہ بات پسند آئی شعلہ حسن کو بلایا شگوفہ نے بخوبی سمجھایا کہ لشکر مہرخ مین جا کسی
حیلے سے ملکہ نرگس سے ملاقات کرکے دریافت کرنا کہ تم لشکر اسلام گئین تھین کچھ حال اونکے بر و نے شاہزادہ
ایرج نوجوان کا بھی سنا کہ بعد فتح طلسم اسکندریہ لشکر مین آئے یا نہین آخر یہ بھی مشہور ہوکر شاہزادہ
گلریز اپنی زوجہ کی تلاش مین اول طلسم آئینہ مین پہونچے تھے ملکہ حنظل جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر
صاحبقران مین گئے بس انکا حال دریافت ہو جائیگا شعلہ حسن نے کہا حضور مین بوجہ احسن
دریافت کرونگی ملکہ بران نے گھبرا کر کہا اے شعلہ حسن پہلے سیدھی بارگاہ مین جانا خواجہ عمرو کو

آداب وتسلیمات عرض کرنا کہنا ملکہ بہاران نے اسواسطے بھیجا ہے اگر آپکا سفر کا ارادہ طرف دریاے نیل
کے ہے ملکہ بہاران نے کہا ہمکو بھی خبر دیجیے کہ ہم آپکے ہمراہ چلین راہ دریاے نیل مین اول کوہ ہفت
رنگ ضرور ملیگا صراط ہفت رنگ ضرور روکیگا لہذا ہمارا بھی ہونا ضرور ہے ملکہ نرگس سے کسی حیلے
سے ملاقات کرنا شعلہ حسن نے دست بستہ عرض کی لونڈی سمجھ گئی حضور پر ظاہر ہوجائیگا مفصل خبر
لیگی یہ کہکر شعلہ حسن کنیز ملکہ بہاران اسباب سحر سے آراستہ ہوکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی
الحق لشکر خواجہ کیجانب چلی تحریر کرچکا ہون کہ یاقوت جادو وزیرزادی حیرت کی نامہ لیکر چلی تھی ایک
مقام پر چلی گئی سامنے بن نکل کے ٹھہری ٹہل رہی تھی کہ اتنے دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک نازنین
نہایت حسین طاؤس زرین بال پر سوار اوڑی ہوئی آتی ہے شعلہ حسن نے یاقوت کو نہین دیکھا
مقام چشمہ آب بھی تھا شعلہ حسن نے طاؤس بر سر چشمہ آب اوتارا پانی پیا اپنے کو آراستہ کرنے لگی
یاقوت نے جو شعلہ حسن کو اس سج دھج سے دیکھا پکارکر پوچھا بوا تمھارا کیا نام ہے کیا اس صحرا
کی شاہزادی ہو ملازم شہنشاہ طلسم ہوشربا ہو یوقت سحر ادا کرنے کو نکلی ہو یا سیر مین جاتی ہو
شعلہ حسن اسبات کو سنکر بھڑک اٹھی آتش خو شعلہ مزاج نے کہا کیسا افراسیاب کیسا بوجا بات
مین خواص خاص ملکہ بہاران شمشیر زن کی ہون طرف لشکر اسلام کے جاتی ہون سامری و جمشید
پر بدعت سے لعنت کی یہ سنکر یاقوت کو بہت غصہ آیا چہرہ سرخ ہوگیا کہا کیون اے دریدہ دہن دراز ہمارے
خداوندون کو کلمہ سخت کہتی ہے زبان کاٹ لون سزا دون شعلہ حسن نے کہا کچھ دیوانی ہو کیا بیہودہ
بکتی ہے تو کیا سزا دیگی اپنی جان بچا سامنے سے ہمارے ہٹ جا اب عنایت سے پروردگار کے سامان لشکر کشی
مہیا ہوچکا طلسم نور افشان سے کوچ کرکے بر سر دریاے نیل جا پہنچے لوح طلسمی حاصل ہوگی
افراسیاب مارا جائیگا تم لوگون کو بھیک مانگے نہ ملیگی حیرت کی ناک کاٹی جائیگی یہ سنتے ہی یاقوت
جھولی سے گولہ نکالکر شعلہ حسن پر مارا شعلہ جوالہ بنکر گولہ چلا شعلہ حسن نے سحر کرکے گولے کو معدوم کردیا
آپس مین سحر چلنے لگا شعلہ حسن تعلیم کردہ بہاران شل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہے جو سحر یاقوت نے کیا
ہنسکر دفع کردیا دنن باپ سحر آپس مین چلے نخل صحرا جلے آوازین مہیب آئین یاقوت گھبرا رہی ہے
دل سے کہتی ہے کہ یہ تو جھاڑ کا کانٹا ہے دامن سے الجھ گئی جان بچانا مشکل ہوئی چاہتی ہے کسطرح جان بچا کے
نکلجاؤن شعلہ حسن کہتی ہے او یاقوت ابے جوتیان مار کے تجھکو نہ چھوڑونگی تو ناحق مجھسے الجھی اب

تیرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے خدا ملکہ بُرّان کو سلامت رکھے آٹھ پہر بغیر سحر تعلیم فرماتی ہین
یہی خیال ہے کہ ہماری لونڈیان خراج گذاران افراسیاب سے مقابلہ کرین نہ ڈرین ارے تجھکو
یاد ہوگا جب وہ نمک حرام صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش نیمچہ قتل بُرّان لیکر شریک
افراسیاب ہوا وہ نامرد بخیل خنجی بجایا خواجہ عمرو نے بُرّان کو زنبیل مین چھپا لیا تھا اونکی
شکل ایک کنیز کو بناکر بٹھلا دیا جب جنگ مغلوبہ ہوا بیچ مین صمصام نمکحرام پہ جا پہونچی اوسکو زخمی
کیا تمہاری بی بی بنا حیرت سے بھی زخمی ہوئی ہون اونکے بھی سحر دیکھے تیری کیا حقیقت ہے یہ کہکر اُڑتے اُڑتے
شعلہ حسن آگے بڑھی مسکراکر ایک دستک دی ہاتھوں مین منہہ کی لگی ہوئی تھی اوس سرخی سے ایک
شعلہ نکلا آنکھون کے سامنے یاقوت کے چمکا یاقوت گرمی سحر شعلہ حسن سے گھبرائی اُڑکر زمین پر گر گئی اور
آنکھین تو کھلی ہوئی ہین زبان دل و دماغ بند شعلہ حسن نے جوتی پکڑکے پاؤن سے جوتی اُتاری بی یاقوت
کو تڑاتڑ مارنے لگی یاقوت ہر چند چاہتی ہے اپنے کو بچاؤن شعلہ حسن گرمی دکھا رہی ہے کبھی جوتی ماری
کبھی تھپڑ مار دیا اس مصیبت مین یاقوت گرفتار ہے سحر یاد نہین آتا مجبور رونا چاہتی ہے قضائے کار اوس وقت
صبا رفتار کمند انداز پردے بالا دوی نکلی تھی صحرا مین جاتی تھی کان مین آواز آئی پلٹ کے دیکھا
یاقوت جادو وزیرزادی کو ایک جادوگرنی مار رہی ہے سمجھی یہ ساحرہ ملازم ملکہ مہرخ ہوگی اوس مین مقابلہ
پڑ گیا یاقوت سحر مین اوسکے پھنسی بچانا چاہئے کنارے کر برق فرنگی کی صورت بنا کے تیار ہوئی کمان ہاتھ
کرتی ہوئی دوڑی شعلہ حسن نے جو مہتر برق کو دیکھا کہا میاں برق آؤ اسکی مشکین باندھ کر یہ بی
ملکہ حیرت کی وزیرزادی ہے مین شعلہ حسن کنیز بُرّان ناحق اسنے مجھکو روکا مین طرف تمہارے
لشکر کے جاتی تھی بغایت پروردگار اسپر غالب آئی اب آپکی مشکین باندھکر بھیجو ملکہ مہرخ کو اختیار
ہے جو اسکے حق مین مناسب جانینگی وہ کرینگی صبا رفتار اچھا اچھا کرتی ہوئی دوڑی قریب آکر
شعلہ حسن کو حباب بیہوشی مار دیا کمند کے حلقے گلے مین ڈالدیئے شعلہ حسن ارے کہکر بیہوش ہوگئی
یاقوت نے صبا رفتار کو اشارہ کیا چشمے سے پانی لیکر پہلے میرا منہہ دُھلا دے کہ سحر مجھکو یاد آئے
یا اسکا سر کاٹ لے کہ سحر اوترے مین سحر کامل مین اسکے مبتلا ہون صبا رفتار نے نیمچہ کھینچا چاہتی تھی کہ شعلہ حسن
کو قتل کرون قضائے کار حباب کی بیہوشی تھی مثل حباب لب دریا سے ناپائدار تھی ہوا جو چلی
شعلہ حسن کو ہوش آگیا اسنے دیکھا یاقوت تو پڑی ہے صبا رفتار مجھکو قتل کیا چاہتی ہے

سوچی کہ نکل چلوں یہ سوچکر سحر کیا بلند ہوئی چاہا کہ بھاگ کر نکل گئی طرف لشکر اسلام کی چلی یہاں
صبار رفتار نے دیکھا یاقوت اوسیطرح بھاگا ہے مگر یہاں شعلہ حسن کے گرفتار رہنے کی طرح سحر نہیں
کر سکتی اُٹھنے سے مجبور صبار رفتار نے پوچھا آپ کہاں چلیں تھیں یاقوت نے اشارہ کیا میں
لشکر مواج میں جاتی ہوں نامہ تیرے پاس موجود ہے لیکن سحر نہیں اثر کر سکتا اب تیار ہے لشکر میں
مواج سحر اوتار دیگا صحت پاوینگی صبار رفتار نے بھی کیا بستہ کر دیا یاقوت کا باندھ لیا طرف لشکر
مواج جادو کے بھاگا لیکن شعلہ حسن اسیطرح کمندیں گلے میں پڑی ہوئیں بارگاہ مہرخ میں
آئی خواجہ عمرو بھی موجود ہیں ملکہ مہرخ جسدم شعلہ حسن کو اس حال پر ملال دیا دیکھا سبب اسکو
بیچاتے ہیں پوچھا کیوں شعلہ حسن یہ نوبت ہے کمندیں سخت گلے میں ڈالیں شعلہ حسن نے کہا آپ بالکل غافل ہیں آئینہ
مواج میں گرداب آدمخوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آیا یاقوت جادو نامی گرامی ہمراہ ہیں مجھسے مقابلہ پڑا آپکی
عنایت سے غالب آئی خوب بچ نے آپکی خدمت کی صبار رفتار نے بشکل برق مجھکو بیہوش کیا میں جان
اودھر نکل آئی اب مواج بڑے زور و شور سے آویگا جادو اسکی تدبیر کیجیے ملکہ مہرخ نے شعلہ حسن کے
گلے سے کمندیں نکالیں منہ دھلوایا خلعت عطا کر دیا لیکن نام مواج سنکر سب گھبرا گئے بہار نے کہا دو تو
وزیر اعظم شہنشاہ نیلم ہے سواران خاص شہنشاہ نیلم کے اردی بیگ اوسکے ہمراہ رہتے ہیں سحر میں بھی زبردست
اوسکے شر سے بہر دم دگار بچائے دریائے اوسکے نجات دشوار ہوگی خدا آبرو بچائے اوسکے دریائے تمام سحر میں بڑے
بڑے ساحر ڈوب گئے کسی نے آج تک کنارہ نہ پایا عمرو نے کہا اسکے ساتھ کون کون ہے ملکہ بہار و مہرخ نے کہا
یہ ساحر نہایت صاحب لیاقت ہے کوئی آج تک کنارے سے دریائے نیل کے جا کر فتحیاب نہیں ہوا بلکہ وہاں
افراسیاب بھی جا کر سحر بھول جاتا ہے عمرو نے پوچھا وہاں کے رہنے والے کیونکر سحر کرتے ہیں یہ سنکر
ملکہ مخمور اوٹھ کھڑی ہوئی کہا اے شہنشاہ اہل عیاری بگوش ہوش سماعت فرمائیے میں بخوبی وہاں کے
حال سے ماہر ہوں متعلق دریائے نیلم سات درنبد ہیں درنبد اول کا حاکم نیلم جادو ہے اور نام درنبد
کا کوہ نیلم ہے وہاں سبکو سحر یاد رہتا ہے درنبد دوم کوہ لاجورد ہے وہاں کا ناظم کبود اژدر چشم بڑے بڑے
ساحران نامی حاکمان گرامی وہاں رہتے ہیں مگر آب و ہوا اوس طرف کی خلاف ہے جو نیا ساحر وہاں
جاکر رہے ہزاروں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ہوا وہاں کی گرم باشندے اوس درنبد کے سب بے شرم
بدن میں آبلے پڑ جاتے ہیں اور کبود اژدر چشم اگر کسی کو بہ نگاہ تند دیکھے نہایت صاحب خشم

دتہر ہے اس بچیاکی نگاہ مین زہرہ ساحرہ پانی ہوکر بہ جاتا ہے وہ نیر ساحرہ این جہان کا مسکن ہے تیسرا
در بند فیروزہ کوہ ہے حاکم وہان کی ملکہ فیروزہ پوش ہے صاحب رونق بڑے مدبر درست ایک ایک
سامری عہد اپنے زمانے کا جمشید چوتھا در بند نیلگون ہے مقام کسنگاہ شہنشاہ لاچین تھا جب
شہنشاہ لاچین ہو گرفتار کیا افراسیاب نے تب سے اس ملک کو تباہ کردون ساحر یہان
رہین ہیکس مراد شاہ عیار ہے مرکز دیا گیا حاکم پاس شہر مین ایک ساحر سنو ہے پانچوان در بند کوہ
دخانیہ ہے کہ جسکا حاکم ساحر بدجوہ جان سیاہ ہر وہ رواہٹے آگے کوئی نہین ٹہر سکتا منزلین سخت
وہان روح قطع ہے سوز سبب جنوب مین کلی کوکب شہر ہے وشمال مین سرحد افراسیاب در بند ششم دریاے
ہفت رنگ ہے وہان کا [illegible] جادو [illegible] شہنشاہ [illegible] دریاے نیل کو تعلق
ہین وہان سے شہنشاہ نیلم کوس بھر الگ رہتا ہے کہ وہ جزیرہ باران [illegible] تک دریاے نیل سحر کر سے
اور ادات بلائے مذکور سے بچے تب جزیرہ باران تک پہونچے تو سحر یاد آئے وہان تک ساحر سحر بھولا رہیگا بس
کسکی حقیقت ہے کہ ان مقامات کو طے کرے راہ مین بچنا دشوار ہے یہ سنکر خواجہ عمرو اپنے مقام سے اوٹھے
کہا انشاء اللہ بعنایات رب اکبر ان سب مقامات کی سیر کرینگے راہ مین معراج کو بھی دیکھتے ہوئے جائینگے
ہرچند مخمور و بہار نے کہا خواجہ اوس سرحد مین جانیکا قصد نکرنا در بند ہفتم کا ذکر ہم نے نہین کیا جہانکا
حاکم شہنشاہ نوسن ہے زندانخانہ طلسمی اوسکے قبضے مین ہے افراسیاب جادو نے جہان آپ کو
نشان دیا تھا اوسی زندانخانہ طلسمی مین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم قید ہے نوسن
خود انتظام کرتا ہے آجتک اوسنے کسیکو راستہ زندانخانہ طلسمی کا نہین بتایا عمرو نے کہا پہلے تو مین
ٹہلتا ہوا لشکر معراج مین جاؤنگا مقامات مذکورہ تک بہی خدا پہونچا دیگا اب مجھکو تردد ہے لوح
ملنے کی کوئی تدبیر نہین ہوئی ان حجرہ ہاے بلا نے پریشان کردیا آپ لوگ میرا انتظار نہ کیجیے گا علاوہ ازین
اے مہرخ جیسا موقع ہو وہ کرنا دیکھیے مین کب واپس ہون سفر عظیم درپیش ہے مجھکو انتہا کا پس و پیش
ہے ہرچند مہرخ و بہار نے سمجھایا خواجہ نمانا باتہا سے عیاری سے آراستہ ہوئے چالاک سے فرمایا ہوشیار
لشکر کا خیال رہے تمکو اپنے مقام پر چھوڑے جاتا ہون چالاک قدمون سے لپٹ گیا کہا قبلہ و کعبہ غلام سے
بار نیابت نہ اوٹھیگا مجھکو بھی اپنے ساتھ لیجیے یہ تو میری کیا مجال ہے کہ آپکے سامنے عیاری کرون لیکن جلد تنگ
ہوا جاتا ہون [illegible] اوسوقت عمرو کا سبب رخصت ہونا ظاہر تھا [illegible] جانا ہے [illegible]

خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا نانا جان آپکا لشکر مین ہونا نہین معلوم بعید نہین کہ از اسباب
کیا آفتین نازل کرینگا عمرو نے کہا اے نور نظر مین اپنا حال کیا کہون جدائی مین اپنے آقاے نامدار کی راتونکو
تڑپتا ہون مین عاشق صادق حمزہ صاحبقران ہون یہ چند اشعار میرے حسب حال ہین **نظم**

نیست محراب ام از خم ابروے دوست	ہر کسی قبلہ باشد قبلہ ما روے دوست	مطلب دیگر ندارم زاہد و شد در جہان
میکنم عمر گرامی صرف جست و جوے دوست	گوش کن اے مدعی من سخن حز در بے گوش کن	قوت سرچ آمدہ شنیدن حرف گفت و گوے دوست
در شکنج زلف مرغ دل پریشان گیرودار	اے نسیم عنبرے گرد اند پریشان سوے دوست	گر بہ بخشد ملک عالم از تو مخفی باک نیست
باشدت یک جو امید لطف اگر از سوے دوست	اس بیقراری سے یہ اشعار پڑھے اسد نے بھی ملکہ مہرخ سے کہا کہ	

ملکہ مہرخ حقیقت مین خواجہ عمرو نے کسی حال مین کبھی صاحبقران سے جدائی نہین کی ایک زمانہ ایسا تھا
کہ خواجہ عمرو وحید نامور مین فساد ہوا اور جان ہتھیلی پر رکھ کے آزار ہے غلامونکو انکے جابجا قتل کیا لیکن تنہا وہ
بھی اطاعت صاحبقرانی کرتے رہے ایک خدمتگار کو بھی آزار نہین پہونچا صرف ظاہر مین رنج دینا منظور تھا
کافرونکو گرفتار کرکے اونکے سردار ذکی شکل بناتے تھے میدان مین اونکو عیاری سے بلاتے تھے صدمہ ظاہری
دینے کو کافرونکو قتل کیا کئی سال فساد عظیم رہا جسوقت طلب ہوا دہ فرماتے تھے اے باوفادار یہ عرض
کرتے تھے آقاے نامدار وہ کہتے تھے بچھڑا ہوا معشوق ملا یہ عرض کرتے تھے بعد مدت مدید غنچہ آرزو
کھلا دیکھنے والے روتے تھے کہ عاشق و معشوق ایسے ہوتے ہین آقا و رفیق گلے مل مل کے روتے ہین حج
حال پر باعث پرورش یہ ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ کو جب نامدار کو بفرزندی پرورش کیا و خسر صاحبقران
کے ساتھ شادی کی دربار مین صاحبقران کے آبرو دی مجھکو بھی پرورش فرمایا رتبہ بڑھایا اتنے عرصے
کی جدائی انہین کا کام تھا شاہزادہ گلزرینامہ صاحبقران کو کوہ عقیق سے لیکر آئے تھے اس
نامہ اشتیاقیہ مین کیسے کیسے اشعار عبرت خیز لکھے تھے صاف ظاہر تھا کہ عاشق صادق کو معشوق
بیوفا کو لکھا ہے خدا انجام بخیر کرے طلسم ہوشربا فتح ہو یہ جاکر صاحبقران زمان سے ملین انکے
اوسدن ہوش درست ہونگے آج نہایت جوش مین ہین اسوقت ہر دیکھے اب تہ رکین گے یاد مین
اپنے آقاے نامدار کی بہت بیقرار ہین سب سردارون نے خواجہ عمرو کو دعائین دین سبکو سمجھا کر خواجہ
عمرو نامدار سمت لشکر سواری چلے ایک طرف سے مہتر برق فرنگی تڑپ کر نکلا ایک جانب سے ضرغام
شیردل آ پہنچا اثنا ہوے ضرغام نے پوچھا کیون بھائی برق کیا ارادہ ہے برق نے کہا اے

ضرغام بھی جانتا ہے اوستاد سے پیشتر لشکر مواج میں پہونچیں بیان سے معرخ کے بخوبی ثابت ہوا
کہ بڑا ساحر ہوشیار ہے ایسے پر عیاری کرنا واجب ولازم ہے ضرغام نے کہا ہم بھی چلینگے برق نے کہا
استاد کئی میں پہونچینگے یہ ممکن نہیں کہ راہ میں اونکو سانڈنی ملے وہ اوسکی خبر نہ سنائیں وہ لوٹتے
مارتے جائینگے ہم تم الگ الگ چلیں ساتھ چلنا بہتر نہیں ہے لیکن آپس میں عہد ہو جس مقام پر کسی پر مصیبت
ہو ایک دوسرے کی مدد کرے عین وقت پر پہونچے ضرغام نے کہا جہاں یاد کروگے ہمکو اوسی مقام پر پاؤگے
آپس میں وعدے کرکے ایک جانب برق فرنگی چلا ضرغام بھی روانہ ہوا ان تینوں عیاروں کا ذکر وقت
پر تحریر ہوگا اب دو کلمہ داستان صبا رفتار کمند انداز کے تحریر ہوتے ہیں یہ شتارہ لیکر ملکہ یاقوت
جادو کا راہ کو طے کرکے لشکر مواج میں پہونچے دیکھا منزلوں تک لشکر اوترا ہے چالیس لاکھ کا لشکر
بڑے بڑے سرداران نامور پیدل فوج کے دل کے دل تیار ہو رہے ہیں چند ساحر بطور طلایہ کنارے
کنارے لشکر کے پھر رہے ہیں جیسے ہی صبا رفتار کو آتے ہوئے دیکھا ساحروں نے غل مچایا ہو
صاحبو عیاروں کی آمد شروع ہوگئی کوئی عیار بشکل صبا رفتار سی کا شتارہ لیئے آتا ہے یہ کہکر
صبا رفتار کو جادوگروں نے گھیر لیا ہر چند کہتی ہے میں کنیز شہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ یاقوت
وزیرزادی کو لیکر آئی ہوں جادوگر کہتے ہیں تو بڑا مکار غدار ہے لشکر اسلام کا عیار ہے آخر یہ صلاح
ہوئی اسکو خدمت میں مواج کے لیچلو وہ جو مناسب جانینگے وہ کرینگے صبا رفتار اپنی جان سے
بیزار بھی ہیں کہتی ہے کس بلا میں پھنسی ساحر یہ سرگزار ہیں اونسے کہتی ہے جب عیار آئینگے کوئی نہ پہچانیگا
ہمارے شہنشاہ کے ملازم اپنے ساتھ والوں پر خوب بدعت کرنا جانتے ہیں عیاروں کو کب پہچانتے ہیں
گرد صبا رفتار کے ہزاروں جادوگر جمع ہوگئے بعض قریب آکر کہتے ہیں دیکھو بھائی کیا صورت
بنائی ہے حیرت کی وزیرزادی کو لیکر آئی ہے خوب فقرہ بنایا ہے بعض کہتے ہیں مرد ہو کر عورت
کیونکر بنا بعض کہتے ہیں ان عیاروں نے گھر کے گھر تباہ کردیئے انکا پہچاننا بہت مشکل ہے سنتے ہیں
سارباں زادہ خداوند بکر کی وہاں لشکر افراسیاب میں رہا کوئی نہ پہچان سکا ماہیان زمرد پوش
تے اگر وہ رنگ مٹایا شہنشاہ جمشید کی ادہیں جھگڑوں میں گئی مرد و عورت بنے کا کیا استعجاب ہے ہر ایک
ایک انمیں عیار لاجواب ہے اسی طرح سب گئے ہوئے دربار میں مواج کے لیکر آئے مواج تخت پر بیٹھا
ہے وزرا امرا سرداروں کا دورہ بڑھاکر ساحروں نے مواج سے عرض کی وہ جو حضور کو خیال ہے

تھا وہی پیش آیا عیار لوگ نے کہا ایک بی صبا رفتار صاحب آئی ہین یاقوت جادو کو
بھی لائی ہین ہم آپکے سامنے لائے ہین اب حضور پہچان لیتے ہم لوگ نہین پہچان سکتے ان مفرورون
مین غلامونکی ہوش اڑتے ہین جس روز سے یہان لشکر اوترے کسی نمک خوار کو لشکر مین آنے نہین دیا اگر
بھی عیاری ہو دبا سے تو مجبور ناچار ہین صوارج نے پوچھا کیون بی صبا رفتار صاحب کیا معاملہ ہے
صبا رفتار نے عرض کی حضور جس طرح چاہین تحقیق کرین مین کنیز شہنشاہ ہون ملکہ یاقوت
سحر مین مبتلا ہین انپر سے سحر اوتار دیجئے وہ بانت کیجئے صوارج نے کہا اے صبا رفتار سنو عیاری تم جس جا
عیاری مین ہزار دن جاؤ مگر ہارے گئے تمھارے پاس کوئی نشان دیا ہے کہ جس سے ہم تمکو پہچانین کہ تم
عیار لشکر عمرو نہین ہو اور ملازم افراسیاب ہو اسکی کیا شناخت ہے صبا رفتار نے کہا حضور
ہم ملکون ملکون پھرتے ہین حکم ہوتا جانتے ہین ہمارے بانئے یہ تاجدار آتے جاتے ہین صوارج نے کہا
تمھاری شکل عیار بن سکتے ہین یا نہین صبا رفتار نے کہا یہ کچھ بڑی بات نہین ہے ہم اونکی صورت
بنتے ہین وہ ہماری صورت بنتے ہین صوارج نے کہا پھر کیسی خرابی کی بات ہے چاہیے یہ ہے کہ تم لوگون
کی کوئی وردی کوئی رقعہ کوئی مہر کوئی نشانی کوئی فرمان کہ جس سے عیاران اسلام عاجز ہین تمھارے
پاس وہ نشانی ہو تو اور عیاران اسلام اوس نشانی کو نہ پا سکین اگر یہ بات نہوگی تو کچھ نہ بن پڑیگا آخر تمکو
کیونکر پہچانین کہ تم عیار نہین ہو صبا رفتار ہو صورت بدلے کا تم خود اقرار کرتی ہو پس صورت کا کیا اعتبار
رہا صبا رفتار نے ناچار ہوکر جواب دیا اب جو حضور کے خیال مین آئے وہ انتظام کرین صوارج نے کہا ہم
مجبور و ناچار نہین ہین اسواسطے ہم ٹھرائے ہین اگر اوتر پڑے یہی منظور ہے کہ پہلے عیارونکا انتظام کرلین
تب آگے بڑھین ایکدن خاتمہ لشکر عمرو کا کردینگے لونڈی غلامونکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ حکم کہکر
دیا ہوشیار جادو ہمارے ملازم کو بلاؤ جب ہوشیار حاضر ہوا صبا رفتار سے کہا یاقوت کو تو یہان
چھوڑ دو ہم سحر اوتار دینگے لیکن لے ہوشیار بی صبا رفتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ راہ مین ان سے جدا
نہونا یہ لوگ جہان وہ ہین ملکہ حیرت جادو سے ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا انتظام بہت
خراب ہے ایک رقعہ اپنی مہر و نشانی سے پانچون عیار بچیون کو دیجیے ورنہ جو عیارہ بھی آپکی ہمارے
لشکر مین آئیگی ہم قتل کر ڈالینگے شکایت نہ کیجئے گا اور وہ مہر اور رقعہ جو پاس ہوگا آپکے ملازم کو
اوس رقعہ کو پہچانینگے عیار جو کوئی انکی شکل بنکر آئیگا اوسکے پاس وہ رقعہ نشانی کا نہوگا اگر اون کی

صورت نہ کر آئیگا کیا نفع پائیگا ہو ترا دھر نیا جائیگا زبان سے نہ نکلی تھی کہ صبا رفتار کہ یہ تم آپ الا انا
راہ میں نہ چھوڑنا ہوشیار رہنا ابو تیمار نے کہا حضور کیا مجال شل بھرا دوڑ ہے … ہونگا نہ سنانی مشغول
ہو تو آگے اڑونگا وہان بھی انکو بیہوش چھوڑ دونگا آج ہی سب ظاہر ہو جائیگا صبا رفتار نے یاقوت کو بیہوش
چھوڑا اموج نے سحر اوتارا یاقوت نے بھی گواہی دی کہ ہان یہ صبا رفتار ہے موج نے کہا صاحب
تم کہا کرو میں قاعدے کا پابند ہون انکے پاس کیونکر نہ نکلی … صبا رفتار
میں ابھی انتظام ہوا جاتا ہے آپ یہین ٹھہرئے یاقوت نے کہا میرے پاس بھی … موج
نے نامہ یاقوت سے لیکر وہ خط بھی ابو تیمار کو دیا کہا اسکو بھی … ابو تیمار نے تخت سحر پر
صبا رفتار کو اوسپر سوار کیا طرف لشکر حیرت کے لیکر چلا حیرت دربار میں تھی کہ ابو تیمار لیکر
صبا رفتار کو آیا تمام حال بیان کیا حیرت جادو نے کہا دیکھو صاحب وزیر شہنشاہ تیلم ہے کیا
اچھی تدبیر نکالی اب عیار دنگی عیاری نہ ہو سکے گی یہ کہکر سامنے ابو تیمار کے پانچ رقعہ اپنی مہر سے لکھے
ایک صبا رفتار کو دیا چار رقعے مضمون واحد کے چارون عیار بچیون کو دیئے کہا لے ابو تیمار یہ مہر
نشان خاص ہے جسکے پاس یہ رقعہ نہو عیار سمجھ کو نام ہے بلا تکلف اوسے قتل کر ڈالنا ہین تمھارا
انتظام بہت پسند آیا ابو تیمار نے صبا رفتار کو تخت پر سوار کیا اسیطرح پھر لیکر چلا پانچ کوس راستہ
طے کیا تھا کہ ابو تیمار کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی صبا رفتار سے کہا تم ایک مقام پر ٹھہرو لیکن
خوف ہے کہ بھاگ نہ جاؤ ہم ایک حصار سحر بناتے ہیں تم اوسمیں بیٹھو ایسا نہو بھاگ جاؤ صبا رفتار
نے کہا او دیوانے میں کیا چور ہوں کہ بھاگ جاؤنگی لیکن خبر خوشی تمھارے شہنشاہ کے مزاج میں بڑا
شک ہے جلد مارے جائینگے ابو تیمار نے کہا کیا مجال جو ہمارے لشکر میں کوئی عیار جا سکے ہمارے شہنشاہ کا
بہت عمدہ انتظام ہے شہنشاہ تیلم سات سے ملک کا حاکم ہے موج کی رائے پر انتظام ہوتا ہے وہ تنہا کار گزار
ہے بہت ہوشیار ہے صبا رفتار خاموش ہو رہی ابو تیمار نے صبا رفتار کو صحرا میں بٹھا دیا گرد
ایک لکیر کھینچا یعنی حصار کیا کہا اب تم اسکے اندر سے نہ نکل سکو گی صبا رفتار نے کہا اگر جانور آکر مجھکو
مار ڈالے میں بھاگ نہ سکونگی ابو تیمار نے کہا سنئے اسکا تحرز بھی کر دیا ہے جو کوئی اس لکیر کے اندر آئیگا
گر پڑیگا نکل نہ سکیگا یہ کہکر طرف صحرا کے چلا گیا قضائے کار برق نامدار پھرتے پھرتے بصورت
اصلی اسی جنگل میں آ نکلے دور سے دیکھا صبا رفتار بیچ جنگل میں بیٹھی ہے حیرت ہوئے کیا معرکہ ہے پیدا وسکو

گرفتار کرین یہ کہتے ہوے سامنے آے صبا رفتار تو جانتی تھی حصار مین آکر بیکار ہو جائیگا للکارا او
برق کہان جاتا ہے برق نے کہا دیوانی ہے مین تیری گرفتاری کی فکر مین ہون صبا رفتار نے کہا
میرے پاس تو آ اتنے نیچے ارون کہ ساری عیاری بھول جاے برق فرنگی ہاتھ مین کمند لیکر پہونچا جیسے
ہی اس نے حلقے کمند کے مارے صبا رفتار نے اڑے ہوکر حلقے خالی دیے برق کا پانون لکیر پر پڑ گیا
دھم سے گر پڑا اب ہر چند چاہتا ہے کہ اوٹھون ممکن نہین پانون زمین نے تھام لیے برق نے
کہا خلیفائن آج کیا تمنے سحر سیکھا صبا رفتار نے کہا ہوشیار رمجکو یہان ٹھہا گیا ہے اوسی کا یہ حصار
سحر ہے اب دم بھر مین واپس آئیگا تمھارا سر کاٹ لیگا مواج کا حکم ہے جس عیار کو پاو مار ڈالو تیرا منتظر
مین صبح سے اسی بلا مین مبتلا ہون وہ میرا ساتھ نہین چھوڑتا اب تو برق نے صبا رفتار کے
ہاتھ پکڑ لیے حصار مین سنبھلکر بیٹھا صبا رفتار نے کہا لے برق تو گھڑی بھر کا اور مہمان ہے اتنی دیر
کے لیے چاہے ہاتھ پکڑے رہ جسقدر چاہے ستالے موت تیری قریب ہے مواج نے حکم قطعی دیدیا ہے
نشانی کے رقعے سکو ملے اوسکے لشکر مین عیاری نہو سکے گی اب برق گھبرایا کہ بڑی مصیبت ہوئی
لے برق بڑے بیوقوف ہو حصار سحر مین گھس پڑے آج تو بیطرح پھنسے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ دور سے
دیکھا ضرغام شیر دل جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین برق نے پکارا اے بھائی ضرغام ذرا یہان
آؤ آج ہم بڑی مصیبت مین ہین ضرغام نے پلٹ کر دیکھا میان برق صبا رفتار کے ہاتھ پکڑے ہوے
بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا برق صبا رفتار سے کمزور ہے وہ بھی عیار یہ بھی بلاے
روزگار ہے بچکر کے نکل نگئی یہ سوچتا ہوا ضرغام قریب آیا پوچھا کیون بھائی برق یہ کیا مکر ہے
برق نے کہا اے ضرغام اب لشکر مواج مین بڑے لطف سے گذر ہو جائیگا مین تو خلیفائن کو
پکڑے بیٹھا ہون تم صبا رفتار کی شکل بنکر جاؤ ہوشیار کو قتل کرو تب یہ حصار ٹوٹے نشانی کا رقعہ
بھی انکے پاس موجود ہے چلکر یہان مواج کی گردن لین ضرغام نے اوسیوقت زنگ و روغن عیاری
کا نکالا سامنے برق و صبا رفتار کے صبا رفتار کی شکل بنکر طیار ہوے برق سے پوچھتے جاتے ہین
کیون بھائی صورت خلاف تو نہین ہے برق بتلاتے جاتے ہین عارض پہ خال بناؤ ابروؤن کو
خم دو تم ذرا جھکے ہوے جاتا لباس اور تبدیل کرو وہ دوپٹہ گلنار اوڑھو دیکھو زیور بھی سمجھکر پہنو برق
فرنگی سمجھانا میان ضرغام کی ذہانت صبا رفتار پر مصیبت برق فرنگی نے خوب مضبوط

ناتھ بھاما ہے ضرغام نے بھی کہہ دیا انکو چھوڑنا نہیں میں ابھی سر لوتیار کا لاتا ہون یہ کہکر ضرغام
جست و خیز کرتا ہوا چلا صبار رفتار بد حواس کہ بڑی مصیبت میں جان پڑی ہے اب یہ جاکر لوتیار کو
شکار کریگا ضرغام نے جنگل میں آکر پکارنا شروع کیا تھیا لوتیار جلدی آؤ دیر کرو دھوپ بڑھتی ہے
لوتیار تالاب کے کنارے اسوقت ضرور تھوڑی مہلت کرکے ٹھہرا تھا دیکھا صبار رفتار مجھکو پکارہی ہے حیران ہوا
میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی سوچا عیار یکجان بھی ساحر ہیں فنون افسونگری سے بخوبی ماہر ہیں آواز
دی ملکہ آتا ہون ضرغام نے دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام دھوتی باندھتا ہوا آتا ہے جب قریب
آیا تب یہ لوتیار نے کہا ای صبار رفتار میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی کیا سحر بھی تو جانتی ہے ضرغام نے
کہا اے لوتیار تو بڑا اُسو کھ ہے اے احمق اگر ہم سحر جانتے ہوتے تو ملکون ملکون کیا تیرے بھروسے پر پھرتے
میں تیری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دھوپ میں بیٹھی رہی جب دل گھبرایا چلی آئی لیکن لوتیار تو بڑا
بیمروت ہے کیوں لنگور سے جلا وہیں جنگل میں چھوڑ کے چلا آیا اگر شیر بھیڑیا آتا ہمکو کھا جاتا تم عین وقت
پر ضرورت کے لیے بھاگے بموجب مثل شکار کے وقت پر کتیا ہگاسی ہم تمھاری شکایت سواج سے کرینگے
اب جلدی چلو کسی مقام پر ہنسکر تمسے دو دو باتیں کریں لیکن خبردار ہمکو ہاتھ نہ لگانا اکیلا پاکر ستانا
لوتیار مر گیا گلے لگا سمجھا صبار رفتار مجھپر مرتی ہے ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مجھسے بڑی خطا ہوئی سامری
و جمشید نے تمکو جانوروں سے بچایا میں جھپٹ کے ایک گلابی شراب کی لاؤں درہ کوہ میں بیٹھ کر
ہم تم پئیں ضرغام نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا کہا کیوں رے دیوانے تجھے اپنے دل کی جو بات
کہی بھول گئے میں تمھیں قتل کرونگی یہ کہکر نیمچہ کھینچا کہا سر تو جھکا میں تیرا سر کاٹوں لوتیار نے
سر جھکا دیا کہا یہ سر تمھارے قدموں پر نثار ہے ضرغام نے کہا کاٹ دون لوتیار نے کہا میں
تو غلام ہوں رہین کرکے جھکایا ضرغام نے بلا تکلف ایک ہاتھ مارا لوتیار کا سر کٹکر زمین میں
گرا آواز دی کشتی مرا نام سن لوتیار جادو لوہ ضرغام سر لوتیار کا لیکر بھاگا جہاں بیابان برق
فرنگی عیار صبار رفتار بنے بیٹھے ہیں وہ لاکھ ٹری جھجری کی برق نے بچھوڑا دیکھا سامنے سے
ضرغام سر لوتیار کا لیے ہوئے آتے ہیں ضرغام و برق نے ملکہ صبار رفتار کو پکڑا کہا لاؤ دو عوض
ہمکو دو تم چند عرصے اسی جنگل کی سیر کرو صبار رفتار نے کہا میرے پاس رقعہ نہیں ہے برق
نے کہا بھائی ضرغام یہ پہلے اقرار کر چکی ہے اب چھپاتی ہے ضرغام نے کہا اے صبار رفتار

ہمارے خلیفہ کی منظر نظر ہو ہم تمکو اپنا برنگ جانتے ہیں اب ہمسے بے ادبی نکرا ورنہ تلاشی لینگے
رقعہ تجھ سے ڈھونڈھ نکالینگے ایسا مشغول عیاری کا اظہار تو تھا مگر اب مشا ہے کیسا صبا رفتار سمجھی یہ دونوں
میری جان لینگے مجبور ہو تما چار ہو ہی رقعہ حسب حیرت جادو کی مہر سے جھولی سے نکالکر دیدیا کہا تو تم جاؤ مجھے
برق نے کہا افسوس ہے جاتی ہو ضرغام یہ چاہتے ہیں نہ پائیں جا کر آفت بر پا کرینگی حیرت جادو سے کہدینگی وہ فوراً
بیہوش ہو جائینگی عیاری ہماری ظاہر ہوگی پھر تو صبا رفتار نے سنتے ہی بھلا کب مانتے ہیں صبا رفتار کو بیہوش
کیا اور گٹھری میں باندھا تھے صبا رفتار کو ایک درخت سے باندھ دیا چھینٹیں داروے بیہوشی کی دماغ
میں پہنچائی برق بصورت صبا رفتار و ضرغام بشکل پوتیمار رقعہ بطور سند پاس دونوں جست و خیز
کرتے ہوئے طرف لشکر صواعج کے چلے آپس میں صلاحیں کرلیں دن قلیل باقی تھا کہ لشکر صواعج
میں آکر پہونچے لشکر میں پھرتا ہوا پوتیمار تو یہاں کا سردار ہے جا ڈگر دن نے جھک جھک کر سلام کیا کہا
میاں پوتیمار آج بڑی تکلیف اوٹھائی ضرغام نے کہا تکلیف تو ہوئی مقدمہ عیاری کا صاف
ہوگیا اب کچھ کھٹکا نہیں رہا یہ باتیں کرتے ہوئے بارگاہ صواعج میں آئے برق و ضرغام
نے دیکھا سات سو سرداران زبردست و شکل ہاے آہنی پر تخت پر صواعج بن گرداب آدم خوار
پہلو سے بارگاہ میں ایک خیمہ استادہ جسمیں بیٹھا اسکا نوجوان نطمہ صد کوس دریا نوش گرا
جوانان مصاحب جلسے میں ساز بجا رہے ہے برق نے بڑھکر صواعج کو سلام کیا صواعج نے کہا
کہو میاں پوتیمار خیر تو ہے ضرغام نے کہا اے شہنشاہ سب طرح خیر گذری خوب صفائی ہوئی
ملکہ صبا رفتار رقعہ پیش کرو دیکھیے یہ نشانیاں پانچوں عیاروں کی بھیجیں کو دلوا دیں ملکہ نے زبانی
حکم دیا ہے جسکے پاس یہ رقعہ ہو بلا تکلف اوسے قتل کرو کوئی دستگیر نہوگا آپکے انتظام کی بڑی
تعریف ہے ملکہ یاقوت کو سب رخصت کر دیجیے صبا رفتار کو یہاں حاضر رہنے کا حکم ہے یہ عیاروں
کو بخوبی پہچان لیتی ہیں صواعج نے کہا کیا مضائقہ ہے او ملکہ یاقوت اب تو تم جاؤ اب ہمیں بخوبی
اطمینان ہوگیا ملکہ عالم سے کہنا صبا رفتار کو ٹھہرا لیا ہم دریا تیار کرکے غفلت میں بر سر مسلمانان
اونڈیلینگے جب آپکو حملے کروں پانچ لاکھ ساحر ڈوب گئے جانے لشکر مہرخ طوفانی ہوا سمجھ جائیگا
کہ ہمارا خیر خواہ آگیا پھر ہمیں سبکا خاتمہ کر دینگا وہ دریا تیار کرونگا کہ بی مہرخ کو جان بچانا مشکل
ہو جائیگا نہ سکیں پھر میں خطا معاف کرونگا ایک ہی دن میں میدان صاف کر دونگا

یاقوت مواج سے رخصت ہوئی طرف لشکر حیرت گئی جاکر **حیرت** کو خبر پہنچائی کہا حضور
ہوشیار و صبا رفتار میرے ساتھ ہو چکے ہوا ور ہوشیار ہے صبا رفتار کو ٹھہرالیا **حیرت**
بہت خوش ہوئی کہا تھا جو وہ شہنشاہ کے ہاتھ سے پڑا ہے دیکھو پریشانی کی کیا معقول تدبیر نکالی
یہ بات کسیکے ذہن میں نہ آئی اب کوئی عیار عیاری نکر سکیگا جو عیار غفلت میں جائیگا **مواج**
نشانی بنائیگا فوراً قتل کرڈالیگا اب عیار بھی بار دونہ میں پڑینگے سرداران **صرصر** دم لینے کی مہلت پائینگی
ملکہ حیرت تو یہ باتیں کررہی ہیں انتظار آمد مواج میں گرداب آدمخوار بیٹھے اور سے اپنے وزرا سے کہا سنو
صاحبو یہ بڑی بیوقوفی کی **حیرت** نے نکلیا اگر بیت تغافل میں سلیا تو نکو قتل کیا سنتا ہون بی
بہار و مخمور پر شہنشاہ عاشق ہیں … بھی حکم ہوتا ہے سبکو قتل کرو **بہار و مخمور** کو بچالو
بس دو دو دن تامل کرنا مناسب ہے **طوفان قہر نگاہ** اسکا وزیر اعظم جراساحر زبردست بادہ کبر و نخوت
سے **مست** ساحر بدانجام **طوفان قہر نگاہ** نام کہاں تم بہا با نام لیکر خدمت میں شہنشاہ **طلسم ہوشربا**
کی جاؤ باغ سیب میں ملاقات ہوگی … باقی یہی عرض کرنا کہ غلام نے سدباب عیاری
کو کرلیا عیاری مجھپر نہو سکےگی … انتظام سحر سے ہوگا … ملاحظہ کیجیے کہ جاکر سبکو دو دو دن
کسیکا پاس نکرون بخوبی پوچھ لینا کوئی … **طوفان** نے کہا حضور میں بخوبی دریافت کرکے
آؤنگا لیکن جب تک میں حاضر ہوں جانیکا قصد نکیجیگا **مواج** نے کہا اے **طوفان** اگر تم کہوگے
تو دریاے سحر کا لطف کیا تمھاری ذات سے سب دیکھینگے … کا دریا کا تمھارے اختیار میں ہے …
دریا کی موت و زیست کا تمھیں کو اختیار ہے … تمھارا انتظار کرونگا تمھارے سامنے دریاے سحر
تیار ہوجاتا ہے طوفان پر … پار کرلیگا ملکہ صرصر کیا اب سے پھر کوئی نہ بچ سکیگا **طوفان قہر نگاہ**
بخوشی **مواج** سے وعدہ کرکے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ میں چھوڑو دو وقت بزرگ
طوفان کہاں آئیگا لیکن **برق و شمر غلام** دربار مواج میں حاضر ہیں **برق** بصورت **صبا رفتار**
شمر غلام بشکل ہوشیار رہا … جاتے ہی ہیجانے میں گھس گیا انتظام کرنا شروع کیا داروغہ سے
کہا بہت جاؤ آج سبکو حکم ملا ہے محفل عیش و سرور آراستہ ہوگی شراب قاعدے سے پہونچائی جائیگی اب دروغ
کہ دیکھین خدمات کو ہم بہت صفائی سے کام کرینگے بادشاہ کیو … نگاہ بان … امرا و وزرا
تراب سبکا سامان پوچھ آج تحقیق کر لینگے آج شراب باہر تقسیم ہوگی رالیان لشکر چھوٹے بڑے سب

محروم رہتے ہیں شکایتیں ہوتی ہیں سفر میں آئے ہیں انتظام انکا واجب ولازم ہے اہالیان لشکر
کو سمجھاتا ہے شراب بھی پہونچائی جائے جست وچالاک رہیں دریا سحر خیار ہوگا سب اہالیان لشکر خوب
عیش میں رہیں شراب پئیں اچھے اچھے آدمی لشکر میں بڑے تماشے ہونگے ایسی باتیں کرکے ضرغام نے میخانہ
پر قبضہ کیا داروغہ میخانہ بیچارہ باہر جا بیٹھا راتے نکلتے ہوئے سامنے مواج کے آئے گھبرائے ہوئے مواج
نے پوچھا کیوں پونیا خیر تو ہے عرض کی حضور میخانے کا انتظام خراب تھا لشکر ساحران میں قحط
شراب تھا سفر میں سردار وسپاہی کیسا ہو جس سے بن پڑے وہ انتظام کرے غلام اپنے ہاتھ سے شراب پہونچاتا
یہ بھی ہم نے سنا ہے کہ عیاران اسلام شراب کو اکثر خراب کر دیتے ہیں شراب بیہوشی کا دور محفل کے طور ہم سبکو
بخوبی پہچانتے ہیں انتظام شراب کو بخوبی جانتے ہیں غیر کو میخانے میں نہ آنے دینگے آج شفقت کریں گے
اگر آپکے دشمنوں پر کوئی خرابی آئے ہمارے بھی آرام دیتیں ٹے گا اپنی جان کی حفاظت کرتے ہیں جیتے
کے نام پر مرتے ہیں مواج بہت خوش ہوا برق سے آنکھ ملا کر کہا بی صبار رفتار میخانے کا تم کو
اختیار ہے آج اس محفل کو تم بھی روشن کرو ہم سن چکے ہیں کہ زینت محفل افراسیاب علم موسیقی
میں لاجواب ہو ہمارے شہنشاہ اس علم کے بڑے قدر دان ہیں سامنے خیمے میں فرزند ارجمند مواج
صاحب کے شاہزادہ لطمہ صد گوش دریا نوش ستار بجا رہے ہیں خوب سمجھتے ہیں دو چار
غزلیں گا دو وہ بھی محفل میں تشریف لائینگے برق سمجھا کہ ضرغام نے میخانے پر قبضہ کر لیا بیہوشی
پہونچ گئی ہوگی برق نے مسکرا کر مواج کے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہ کیوں لے ذرہ سا غلام آپ کو
بڑی تکلیف ہوئی کوہ نیلم سے تکلیف کر کے آئے اب لشکر مسلمانان پر کب چڑھائی منظور ہے ابھی
لشکر مسلمانان بہت دور ہے اگر سامری و جمشید فتح نصیب کریں ہمکو فراموش نہ فرمائیے گا
شہنشاہ نے آپکے واسطے سلطنت طلسم ہوشربا تجویز فرمائی ہے سب آپ ہی کا اختیار ہوگا تمام
اہالیان ورنیہ آپکی خدمت میں حاضر رہینگے ہم تو خدمتگزار ہیں محافظت جان ہمارے سپرد ہے
ایسی جانبازی کریں عیار کا دخل نہونے دیں مقدم انتظام عیاران تھا وہ آپنے ایسے لطف سے
کیا کبھی آج تک ایسا انتظام نہ ہوا تھا نہوگا اب عیار تڑپ تڑپ کر مرینگے آپکے سامنے کیا عیاری
کرینگے اس ناز سے باتیں کیں مواج نے سر اونچا کر کے دیکھا صبار رفتار ساحر ہے اسکا عیاری سے
آراستہ قلمرو زرافشی تھا وہ سفر لاقی جست و چالاک جیسا کہ طرار کسن فرار مواج بیقرار ہو گیا اسنے

جواب دیا اگر ہم بادشاہ طلسم ہونگے تمکو بھی سلطنت دینگے برق نے چُبکی لیکر کہا اجی پہلو نشین
ہوگے آنکھ بھی نہ ملاؤ گے ہمکو بھول جاؤ گے بیوفا بیمروت ہو اب محفل عیش و نشاط کی آراستہ کرنے کا
حکم دو طائفے عمدہ طلب کرو شہنشاہ کی محفل میں آٹھ پہر یہی سامان رہتا ہے **افراسیاب** بڑا
عیش پسند ہے ہم تمھارے خیمہ تنہائی میں نچائینگے الگ خیمہ ہمکو مرحمت فرمایئے تمھاری آنکھوں سے ڈر
معلوم ہوتا ہے لگا ہو ہمیں کھائے جاتے ہو ہنس ہنس کے باتیں بناتے ہو **مواج** نے اوسیوقت حکم دیا طائفے
بلاؤ وہ لمیں سمجھ گیا صبا رفتار تجھپر عاشق ہوئی سوجھو نہ بز ناؤ پھیرنے لگا حیران ہو کر آمنہ اوٹھا لیا **تلیج** کو
سر پہ درست کرتا تھا خوشی کے مارے پھول گیا اپنے پہلو میں صبا رفتار نقلی کو کرسی دی میاں **برق**
تنکر بیٹھے ناچ ہونے لگا گائن گا رہی ہیں ناچنے والیاں نباد رہی ہیں محفل میں ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے
سب تعریفیں کر رہے ہیں لیکن **مواج** نے پلٹ کر دیکھا بی صبا رفتار منہ لٹکائے بیٹھی ہیں نہ تعریف
نہ توصیف نہ آہ نہ واہ **مواج** نے کہا اے صبا رفتار یہ طائفے سب مجرائی شہنشاہ نیلم کے ہیں بڑی
بڑی تنخواہیں انکی مقرر ہیں تم کچھ انکی تعریف نہیں کرتیں **برق** نے کہا آپکو اس علم میں دخل نہیں
ہے ان بازاریوں کی کیا تعریف کریں خیال کرکے سماعت فرمایئے سب بے بہری ہیں ساز سے بالکل الگ
آپکے صاحبزادے سمجھے ہونگے گانیوں نے جو یہ سنا گاتے گاتے رک گئیں غصے سے کہا بی صبا رفتار
صاحب یہ پیشہ عیاری نہیں ہے یہ علم موسیقی ہے برسوں میں ایک چیز یاد ہوتی ہے آپنے مالک
کے سامنے ایسی مہمل بات کہدی کوئی چیز ہمارے سامنے گائیے اپنا بھی کمال دکھائیے تو احوال
معلوم ہو **مواج** نے بھی کہا اے صبا رفتار یہ سب اس علم میں کامل ہیں تمھارے نزدیک بالکل
مہمل ہیں **بوتیمار** بھی سامنے تنتنے ہوئے آئے کہا بی صبا رفتار سب سامان مہیا ہے ایک چیز تم
بھی گاؤ پھر سب کام ہو جائیگا غرضکہ صبا رفتار نے مقام سے اوٹھی کسبیوں سے تکرار بھی کی کہا
آپنے سنئے ہر چند کہ ہمارا پیشہ نہیں ہے لیکن سماعت فرمایئے پھر اعتراض بھی کیجئے گا **بوتیمار** نقلی نے
لاکر گلابیاں آراستہ کیں **برق** تڑپکر محفل میں بیٹھا **مواج** سے آنکھ ملائی کہا حضور عالی کو سنئے
مواج تو اپنا عاشق جان بیچا مسکرا کر کہا ہاں بی صبا رفتار ہم تمھارے بہت مشتاق ہیں **برق**
قطعہ جو اور تنکر ترنم سے لگا **مواج** کی طرف متوجہ ہوکر یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا **نظم**

ہوتا ہی تعلق غم بھی لعینن خوشی کو ساتھ	آنسو بھر آئے دیکھے ہیں اکثر ہنسی کے ساتھ	کیا نبی اندر [illegible]

جھگڑے لگے ہوئے ہیں ہزار آرزو کے ساتھ
ہے شب وصال مگر آرزو ہے یہ
سرگرم اختلاط ہے بیکسی کے ساتھ
کیا قتل ہوگا میری طرح ہر گناہ گار
چلتے ہیں اپنے طور عجب اک بیدلی کے ساتھ
اور شمع کو نہ آنے دیا میرا پاس تک
پر رنگ جا بجا ہے نہیں زندگی کے ساتھ
جب قرعہ وصال کسی نے دیا جلال

باندھو کمر چوری پہ رہا تھا دل اس کے
جائے گی عمر فراق بھی اپنے خوشی کے ساتھ
دیکھیں ہم آنے پان تری ہی لگا دیا
قاتل کیا ہر ایک کا مروت بیکسی کے ساتھ
کیا چلتے غیر تجھ سے ہو ملتا تو کس طرح
ہونٹوں کی بھی ہوس نہ تھی محفل ناشکی کے ساتھ
ہم تلخ کامیان غم ہیں مگر امید وار زندگی
نکلا وہ چھوڑ کے بھی دل ہم سنگی کے ساتھ

نیکی کوئی کسی سے کرے کیا کسی کے ساتھ
اچھی بسر ہوئی شب تنہائی فراق
انشت نما دیکھو بدن ہی کجی کے ساتھ
آئے تھے لاکھ اپنے تری انجمن کے ساتھ
سونگھ کی ہیں دوستیاں دشمنی کے ساتھ
تجھے ہیں بگڑ جائیگے فرقہ میں درد عشق
جو رسم تجھ سے ہو نہ دیکھو کسی کے ساتھ
اس رنگ سے برق نے یہ غزل

گائی تمام اہالیان دربار وجد میں تھے گانا بجانا ہزار حسرت سے ترک ہوا تمام اہالیان محفل کا یہ قول ہے کہ یہ ساحر مقام انصاف ہے صبار فتار کسکی تعریف کرے گانے میں بے مثل و بے نظیر خوش لباس و خوش تقریر ہے آن و بان دلپذیر حسن میں رشک ماہ منیر دیکھو ایک غزل گا کے سب کا رنگ مٹا دیا کیا جلد اپنا رنگ جما دیا محفوظ حاضرین ہو کر حضر تمام مشغول ہو پیالہ ہائے شراب برق بشکل صبار فتار گانے میں رنگ جما رہا ہے لطمہ صدگوش دریا نوش پاؤں لٹکائے تخت پر بیٹھا ہوا ستار بجا رہا تھا صبار فتار کی آواز سنکر یہ بھی محفل میں آ بیٹھا تعریفیں کر رہا ہے کہتا ہے بابا جان صبار فتار بیکا گانا گا رہی ہے یہ بیچاری علم ناز کی کسب ان بیشہ ور بے ہنر سے کیا سامنا کر سکتی ہیں دیکھیے سب دل لگا کر سن رہے ہیں اسکے کمال پر سر دھن رہے ہیں صبار فتار جھک جھک کر سلام کرتی ہے کبھی معواج سے آنکھ ملاتی کبھی لطمہ صدگوش کا سینہ چڑھا دیا دونوں باپ بیٹے بیقرار ہیں معواج کو یہ جوش ہے کہ زر اپنی نذر کرے اور اسباب سے صبار فتار کو مالا مال کر دے لطمہ صدگوش خاموش اس فکر میں کہ آج ہی اسپر قبضہ کروں کوئی سوتیا نکے ما سے وہ بار جبیتے برق کا ارادہ ہے کہ قریب شراب کرو دہ بے ہوش بیچارا کیجو داروغہ سے ڈھیلکر معواج کو سلام کیا کہا حضور کے تشریف لانے کی خبر تمام شہر میں مشتہر ہوئی گائیں چلے آتے ہیں ایک پرانا گویا بڈھا کہتا ہے میں بیچارہ خدمت ساحران و جمشید میں رہا نام معواج کا سنکر آیا ہوں امیدوار باریابی ہے برق و ضرغام کے کان کھڑے ہوئے سمجھے کہ اوستاد نامدار آگئے ضرغام نے ڈھکر عرض کی حضور کی سخاوت تمام عالم میں مشہور ہے ضرور طلب فرمایئے صبار فتار نے

بھی کہا ہمارے شہنشاہ کی محفل میں بھی بڑے بڑے گانیوالے آتے ہیں سرکار سے انعام واکرام بے حد پاتے
ہیں انند بلا ایئے شاید ہم بھی پہچانیں اس ملک کا کون ایسا رہنے والا ہے کہ جو خدمت میں ہمارے آقا کی
حاضر نہیں ہوا ہم ایک ایک کو بخوبی پہچانتے ہیں سب گویوں کے بخوبی نام جانتے ہیں چوبدار نے جا کر
حکم پہونچایا سب نے دیکھا ایک مرد ضعیف ونحیف مشروع کا پائجامہ اگلی وضع کا اوس میں سوسی کے
پیوند مفلسی سے در و سند آب رواں کا کرتا اوسمیں بھی سکھ کے پیوند چکن کی بوٹیاں نئی ہوئیں اتارا کا
ہے کہ بوٹیاں کر بڑے کھا گئے کمر میں خم موٹی موٹی رگیں نکلی ہوئیں گوری گوری صورت سرخ دوپٹہ سر پر بندھا
ہوا تنبورہ کاندھے پر جوتا پچاری کا مار مار دوڑی اُڑ گیا زرد و سوت نکلا ہوا جیب پھٹا ہوگا دو اشرفی کا
تھا اب اوسکی خاک اُڑ کر سر تک پہونچتی ہے آنے کے ساتھ ہی مواج کو آواز دی اعلے اعلے ترقیاں پائیں
چراغ وزارت روشن رہے شہنشاہ تیلم کا پیار رہے دشمن سرکار کا ذلیل و خوار رہے مواج دیکھکر متعجب
و پریشان ہوا لطمہ صد گوش نے کہا یا جان یہ اگلے لوگ ہیں اور زمین تو قوت نہ ہوگی لیکن کمال
میں مشہور ہیں ایک چیز ضرور سماعت فرمایئے بڑے میاں نے جو صبار فتار کو بیٹھے دیکھا گھبرا سے
برق نے دیکھا کہ اوستاد گھبرائے ہیں اوٹھکر سلام کیا بھوری آنکھیں دکھائیں پوچھا بڑے میاں صاحب
مزاج اچھا ہے کئی سال کے بعد آپ کو دیکھا دربار میں شہنشاہ کے تشریف لاسے تھے کنیز کو ابھی پہچانا
اب تو بڑے میاں نہال ہوگئے ہنس کر کہا بی صبار فتار اچھی رہیں ہمنے بخوبی تم کو پہچانا وہ کہیں
چلے گئے تھے پھر نہ بے تمہارا میں آئے ہمنے دو چار چیزیں تمکو سنائی تھیں وہ بھی یاد ہیں صبار فتار
نے کہا آپکے تصدق سے سب کام ہو چکا خاصہ تیار ہے نوش کیجیے لوبتیار نے بھی سنا کہ کوئی
نئے گویئے صاحب آئے ہیں یہ قرابے شراب کے ہاتھ میں لیے ہوے محفل میں آئے دیکھا
صبار فتار ہنس ہنس کے بڑے میاں سے باتیں کر رہی ہے ضرغام بھی سمجھ گیا اپنے جی میں
کہتا ہے اب انکی کیا ضرورت تھی ہم تو سب کا کام کر چلے ہیں قریب آکے جھک کر سلام کیا
کہا آپنے مجھکو بھی پہچانا بڑی بڑی آنکھیں دیکھکر بڈھے میاں ہنسے کہ میاں لوبتیار صاحب کیا کہنا
تم بھی اس سرکار میں نوکر ہو ضرغام نے کہا شراب پر ہمارا اختیار ہے بسم اللہ پیجیے لوبتیار و صبار فتار
نے مواج سے عرض کی حضور یہ بڑے عمدہ گویئے ہیں بڑھاپے میں خوش آواز گانے میں
سوز و گداز بتانے میں بے نظیر کمال علم موسیقی سے مشہور مواج نے پوچھا لوبتیار تمنے انکو کہان

دیکھا تھا عرض کی حضور یہ کنیز در تہ خدمت میں شہنشاہ طلسم کے حاضر ہوئے آپکو یاد نہیں ہے لطمہ صدگوش نے پوچھا بڑے میان صاحب آپ کا اسم شریف بڑے میان بہت ہنسے کہا حضور غلام کو جہال باکمال کہتے ہیں مان باپ جینے کے واسطے تان تموڑ خان نام رکھا جب تان لگا ؤن سنتے بارگاہ ہل جائیں اب تو بڑھاپا ہے جوانی میں لطف تھا استاد رنکا نام لیکر کان چھوتے ہیں ہمیشہ بادشاہون کی صحبت میں جاتے ہیں یہ سنکر صبا رفتار نے کہا سب رہا وہ باتین تو بنائیے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے آپ ہی کی دیر تھی بڑے میان بالتھی مار کر بیٹھے میں صبا رفتار نے طنبورہ ملا یا بوڑھے آدمی سیکن غزل جو نمون کے گانے کی شروع کی جسکی ردیف صورت یہ اشعار شروع کیے

نظم

یہ ہے اعتماد نگاہون کو جو دلدار کی صورت
تماشہ ہو گئی ہے طالب دیدار کی صورت
دکھایا دست مسیحا نے جو تیغ ستم سے مجھکو
شب فرقت بیمار دیدۂ بیدار کی صورت
رہے ہم تنگ سے حرم گرا آباد تھا زنار
بنائی ہو تری زلفون نے انتہا دار کی صورت
اگر زندہ ہی رکھتا ہے گھلا دے ہجر ایسا
مصیبت کی الم کی رنج کی آزار کی صورت
تصور روز کے وہ جلال اک تیغ تیز بار
کہ جنبش تک نہیں ہوتی ہے سایۂ دیوار کی صورت
تصور نے کیا نقشہ رخ آئینہ کو کیسا
اوڑھا دیتے ہیں سر کیسے نگار اپنا کی صورت
نہیں معلوم کیفیت تیرا آئینہ بنا زید
قضا آکر تیری دیکھی کی قضا تلوار کی صورت
سکھلوتی نہیں شیشہ او رہتے ان کی صحبت کا پیار کر
نہ پہچانیں اقبال عمر بھر مجبور کی صورت
بہت چاہا خریدار کر سکے آئینہ و شانہ
لہو رونا ہے دل بھی دیدۂ خونبار کی صورت
تمہارے دیکھنے والے ہیں مشتاق اک عالم
نظر آتی ہے مجھکو دونون جانب یار کی صورت
فلک سے تیز ہو دیدۂ انجم کا کیا ہوے
وہان جھکتا ہوا دیکھکر سرو اسیحوار کی صورت
حقیقت میں سرو نعم ہیں عاشق کے مرنے کا
کہیں تسبیح کی صورت کہیں زنار کی صورت
دکھا دی کھینچکر نقاش ہجر یار نے مجھکو
ترے حیرت زدہ تیرے جگر افگار کی صورت
اس لطف سے یہ غزل بڑے میان نے

گائی سب رنڈیاں استاد استاد کہکر بلائین لینے لگیں لطمہ صدگوش دریانوش نے سوتیو نکا مالا اپنے گلے سے اوتار دیا سب تعریفیں کر رہے ہیں کہتے ہیں صاحب اس بڑھاپے میں یہ آواز گانا نہیں یہ سوز و گداز گلے میں ہڈی نہیں ہے جرجی بھرتی ہے صبا رفتار و غل نے عرض کیا بڑے میان صاحب میں تو آپکی کنیز ہون چند چیزین اپنے ایسی بتا دیں کہ جس محفل میں گائی سرسبز ہوئی یہ دربار بھی بڑے قدر دان کا ہے مواج بہت کچھ دینگے آپکو تعویز بازو بنا لینگے ہمکو یاد ہے آپنے دربار میں افراسیاب کے ساقی گری کی تھی وہ کمال یہان بھی دکھائیے سبکو دیوانہ بنائیے مواج نے پوچھا ساقی گری میں کیا کمال ہے صرف شراب انڈیلکر پلانا میان صاحب بہت ہنسے کہا بی صبا رفتار صاحب امتحان کرتی ہین جو دنی میں سب کلام کرتے تھے

ساقی گری کے یہ معنے ہیں پانوں میں گھنگرو باندھیں جیسے زمین پر ہیں پہلے کھڑے ہو کر گت ناچیں جام بلور
برہنہ کر کے سر پر رکھیں اسطرح سر سے سب کو شراب پلاتی ہیں یہ ساقی کے کام تھے اب پانوں میں
طاقت نہیں آنکھوں میں بصارت نہیں افراسیاب بادشاہ و طفیل تمہارا و تمہاری صحبت میں یہ کام
کیا اب کچھ ملا بیٹیوں کی شادی کی بہار دیکھ کر جیتا ہوں اب بیٹا دشوار ہے صبار فتار نے کہا استاد
میں ہرگز نہ مانونگی یہ بھی بڑی صحبت ہے دیکھئے کیسے کیسے شاہزادے جمع ہیں سواد ج کے صاحبزادے
بڑے قدردان ہیں آپکے شاگرد ہونگے لاکھوں روپے کی شیرینی تقسیم ہوگی تمام شہروں میں نام ہوگا
کہ فرزند وزیر اعظم بڑے میاں صاحب کے شاگرد ہیں بڑے بڑے گئے بیٹھے آپکی خدمت میں حاضر رہنا لگے
میاں ہوشیار و صبار فتار تو مدت سے بڑے میاں کے پیٹ سے منت کر رہے ہیں ساقی گری پر بڑا
اصرار ہے بڑے میاں بسبب ضعف و نقاہت انکار رہے سواد ج نے کہا بڑے میاں آپ کیوں
اس قدر انکار کرتے ہیں یہاں سب قدردان جمع ہیں اس علم میں سب کو دخل ہے بڑے میاں نے
نے کہا حضور بڑی مشکل ہے ہماری ساقی گری میں بڑا صرفہ ہوتا ہے جب ہم ساقی ہیں کوئی باقی
نہ رہے سارا میخانہ خرچ ہو جائیگا لشکر میں کوئی خرد و کلان اور نہ رہ جائیگا پیر و جوان دوکاندار
باقی نہ رہے سبکو شراب پہونچے نظمہ صد گوش بہت مشتاق ہوا کہا بڑے میاں صاحب صرف تو ہمارا
ہوگا آپ کیوں تردد کرتے ہیں میخانے میں ساٹھ ہزار پیالہ تیار رکھا ہے بوتلیں قرابے گلابیاں
بے حساب ہیں بیخوف تقسیم کیجیے جس کو فراغ ہو نہ آنے دیجیے کون آپ کا ہاتھ پکڑتا ہے
ہوشیار نامی کو ٹرتا ہے یہ سنکر بڑے میاں آمادہ ہوئے کہا ہوشیار و بی بی صبار فتار نے بڑی ہمکو
تکلیف دی لیکن خوشی تمہاری ہے اچھا ایک کام کیجیے تمام لشکر میں شراب ہو پہنچانے میں بھی پہنچا
میں حاضر ہوتا ہوں محفل میں شراب اپنے قاعدے سے لاؤنگا ضرغام نے کہا آپ تکلیف
نہ فرمائیے پہلے سے انتظام ہو گیا ہے لوگ حیران ہیں کہ میاں ہوشیار سے بڑے راز و نیاز
کی باتیں ہوتی ہیں صبار فتار پر بہت مہربان ہیں دربار افراسیاب کا احسان ہیں اسکو بتایا
بھی ہے صبار فتار بھی کمال ہوگی بڑے میاں ہوشیار کے ساتھ میخانے میں آئے صبار فتار
چھیٹ کر آئی استاد و شاگرد ایک مقام پر ہوئے ضرغام نے عرض کی میں سب شراب
میں پہونچی لا چکا اب تقسیم کرتا ہوں آپ صحبت میں تشریف لیجائیں خواجہ عمرو نے چالیس

گلابیان اپنے قاعدے سے درست کین کنٹر الماس نگار اوس مین شراب گلنار کھڑے اونکے
تمامی سے باندھے اس سلیقے سے شراب محفل مین آئی جسکی نگاہ کشتیون پر شراب کی پڑی کھلا
لوگ مست ہوگئے کہا صاحبو دیکھو بڑے میان کس سلیقے سے شراب لائے ہین زاہد صد سالہ
کی بھی رال ٹپک پڑے تائب توبہ شکنی کرے دل چاہتا ہے کہ شراب پیجیے جان ومال اپنا بڑے
میان پر تصدق کیجیے اب میان گوپئے نے جو اسی گھنگرو پانوئون باندھے بھاری پشواز جسم پر
آراستہ کی گت شروع ہوئی سازندے لگے لطف سے بڑے میان نے گت ناچی تمام اہالیان محفل
کی بری گت تھی سب تعریفین کر رہے تھے بڑے میان توڑے لئے جاتے تھے اوسی جوش وخروش
مین جھک کر جام مے ارغوانی لبریز کیا سر پر رکھا اب ہلا ہوا بڑے میان کی آبرو بھی انجام بخیر ہوگا
جام بید دونا رو وقدح سر سے گر جائیگا بڑے میان نے سانس کو روکا جسم سادھا ٹھوکرین
لیتے ہوے چلے کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی زمین مین گرے جب صواج کے سامنے پہونچے جھک کر
کہا ایسے قدر دانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اس سر سے کون آگاہ ہے سراسر اسرار ہے یہ کون
جانتا ہے کہ یہ عیار نامدار ہے صواج نے دونون ہاتھ بڑھا کے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دوسرا ملپٹ کر بطرہ صد گوشہ دریائے نوش کو دیا تمام اہالیان دربار کو سکتا ہر ایک کا
یہی قول ہے صاحبو یہ کمال کبھی نہ دیکھا تھا یہ تیارہ وصبا رفتار گلابیان فرے ہاتھ مین لیے
ہوے حاضر ہین صبا رفتار کہتی جاتی ہے حضور یہ آپ ہی کا کام ہے غیر دربار مین بلا تکلف بخوف وبیم
خدا آپ کو سلامت رکھے آپکی وجہ سے ہم سب کا نام ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے خواجہ طراز
ووزرا خدمتگاران کو دو عیار خوب رنگ جمایا چالیس لاکھ فوج مین شراب پہونچی پلٹن رسالہ خادم
خدمتگار حاجب ودربان چوبدار دوکاندار کوئی باقی نہین رہا لشکر مین جو مفت کی شراب تقسیم ہوئی
جو نہ پیتے تھے اونھون نے بھی پی نمک سرکاری تاثیر کرنے لگا نشے مین کمیدان رسالدار افسران
فوج کرسیون پر بیٹھے ہین دور شراب جو پیا بلبلا اٹھے طرف اپنی فوج والون کے متوجہ ہوئے پیادے
بیباک جست وچالاک نشے مین بڑا رہے ہین ایک پیادہ سونٹا ٹیکا دھما کمیدان سے آنکھ
ملا کر کہا کمیدان صاحب اس سونٹے نے کئی افسرون کے سر پھاڑے ہماری تنخواہ مین کبھی تصرف
ہوتو ہم زمین مین بیٹھے ہین آپ کرسی پر احمق بنکر بیٹھے ہم پیادے شہزادے ہین ہم سے

ڈرے نیچے آئے کمیدان نے کہا وہ کمیدان اور ہونگے جو بادون سے دبتے ہین وہ کمیدان ہون
کبھی بادون سے نہین ڈرا انہارے ڈرونگا بادہ نشے مین تھا بلبلا کے اوٹھ کھڑا ہوا کمیدان تلوار
ٹیک کر اوٹھے دونون لڑکھڑا کے گرے اور سب دوڑے جو اوٹھا جہان سے اوٹھا بر لب فرش
ہوئے رسالدار نے جو دیکھا کہ کمیدان گرے اونھون نے فرمایا کمیدان بڑے بودے ہین ہین بیالے
سے لڑنے نہین ڈرتا سائیس سامنے بیٹھا تھا اوسنے بھی ایک جام پیا کہا رسالدار صاحب سنبھلے رہی
دیکھیے رسالدار نے کہا ابے اُلّو سے تو بھی بولتا ہے گھوڑا تو سخت ہو گیا کبھی پہ سواری ہونگا سائیس سے
بیخ او کھائی رہی لیکر دوڑا کہا آپکی اگاڑی پچھاڑی باندھونگا سائیسی علم دنیا و ہیہم کم خور کم خرد
شکور نہین ہین سب ہنر بون سے پاک نسل مرکب چست و چالاک رہتے ہین رسالدار و سائیس سے
لڑائی ہونے لگی سوار بھی اوٹھے گھوڑے چھوٹ بھگے سائیسون مین ہنگامہ ہوا سب گر کر بیہوش ہوگئے
سارے لشکر مین یہی قیامت ہے جو جہان گرا بیہوش ہوا دوکاندار بیچے سجائے اپنی دوکانون پر
بیٹھے ہین حلوائی جلیبی واس شراب بیچے جو میٹھا پوری کچوری کھا بنوالا جو کھا جل رہا ہے شفقت
پوری کرتا ہے صورت کا میٹھا مزاج کا کڑوا شراب کے نشے مین اوٹھا تو کر پر خفا ہوا جھلا کر خود ہی
جو لھے مین بھاند پڑا ابورد نے دیکھا شوہر آگ مین گرا کہا مین بھی ستی ہو جاؤن یہ بھی بھاند پڑی
سارے لشکر مین تاثیر شراب نے کیسی خراب کیا بعض بڑے رابط و ضابط لشکر جو ہوا سوچے اپنے گھر
جاؤ بزرگون کی فہمائیش ہے اپنے گھر چلکر سو رہو ضبط کرکے اوٹھے گھر جانیکا قصد کیا لیکن مزاج کے
رنگین تھے سب چکلے کے رہنے والے تو دیکھی جو بڑے چکلے رنڈی کی گائی ہوئی ٹھمری یاد آئی نشے کی
دھن مین گنگنا کے تان لگائی گھنگھری جدلی پہ نہ کھاہر دھم سے گر پڑے لیکن ٹھمری تمام کی بعض نے
بیٹھے بیٹھے کہا ارے ذرا غضب ہوا اب آبرو گئی ایکی برسات بڑھی ہوئی ندی نالے چڑھے دریا بڑھے دیکھو
دریا جوش مارتا ہوا آ پہونچا دوسرے نے کہا بھائی نہ گھبراؤ مین چست و چالاک ہون تیرا پیراک ہون
میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو ایک غوطے مین اوس پار ہین اونھون نے اونکے کاندھے پر ہاتھ رکھا
اونے ناک پکڑ کر غوطہ مارا دونون غرق دریای لعنت ہوئے لشکر مین تو یہ ہنگامہ ہو بارگاہ مین سبکو
شراب پہونچائی شمعہائے مومی و کافوری روشن ہین ابو تیار نقلی نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ جلدی کیجیے
ستارہ سحری چمکا صبح قریب ہے ساقی فلک سیکدہ مغرب سے جام آفتاب لیکر برآمد ہوا چاہتا ہے جلدی شراب سبکو پہونچایئے

برق فرنگی بصورت صبار رفتار ہنستا ہوا قریب سواج کے آیا کہا کیون جی ہار آپکے کیا دعا
تھا چلو آرام کرین ساری رات بیٹھے بیٹھے کاٹی سواج نے کہا چلتا ہون ادھر لطمہ صد گوش کیجانب بلیا
کہا تم جوان ہو کر تمسے الگ کہین گے لطمہ صد گوش کو بھی جوش آیا سواج جو صبار رفتار کو جان
جہان کہا لطمہ صد گوش نے جواب دیا بابا جان مجھے بیگانہ میری معشوقہ نے شجر حسن سے پھل نہ پایا گالی بیچ
مانگی ہون سواج نے کہا اے نالائق تیری ماں ہوئی لطمہ صد گوش نے کہا ہو بہ نگاہ ڈالتا ہی برق تیغ
مین سے ہٹا کہا جو صاحب غالب آئینہ مین اوس سے مانگی ہون آپسمین فیصلہ کرو دونون باپ بیٹے بلبلاتے
ہوئے اوٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی بستی اُڑ کے گرے بادشاہ کا گرنا تمام اہالیان دربار لپٹنا لپٹنا کہکر اوٹھو جو اوٹھا
جہانسے اوٹھا عمرو نے نعرہ کیا خیمہ کھینچا جا بجا برسے پہلے سواج بن گرداب آدم خوار پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
لطمہ صد گوش کا سر کاٹا سرداران کو قتل کرنا شروع کیا ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا آواز مہیب آئی
آنے لگین کشتی مرا نام تھا فلان فلان جو دیو وجہ سواج جیحون جادو اپنے خیمے مین پڑی ہوئی سوتی
تھی اسکی آنکھ جو کھلی صحن مین نکلکر دیکھا آواز آرہی ہے کشتہ مرا نام تھا سواج بن گرداب آدمخوار دیو
سر پیٹتی ہوئی دوڑی دیکھا بارگاہ مین آکر ایک بڈھا سبکو قتل کر رہا ہے لاشہ شوہر و فرزند خاک و خون
مین غلطان سر اپنا پیٹ لیا عمرو نے جیحون کو دیکھا چاہا جست کرکے بارگاہ سے نکل جاؤن
جیحون نے سحر کیا آواز کیرہ می خواہید زمین مین آ گرے ضرغام جو بشکل لو بتیار تھا اسنے پہلو سے کمند
ماری جیحون گری جواب اوسکو بیہوش کیا اور برق کو جو بشکل صبار رفتار تھا چونکہ خواجہ سحر مین مشہور
تھے اوٹھا لیا استاد کو اپنے کاندھے پر ڈالا جادوگرون نے جو آکر گھیرا برق نے کہا او نالائقون دشمن مار
پیٹ کر بھاگ گئے انکو نہ پکڑا مین عیار نہی حیرت کی ہون سند کا رقعہ میرے پاس موجود ہے بیٹے
قاتل کو سواج کے پکڑ اہٹ لو تیار سے جیحون کو بچایا ہے یہ کہکر رقعہ دکھایا جادوگرون نے برق
کو چھوڑ دیا ضرغام پشت پہ جیحون کو لادے ہوئے برق اپنے استاد کو اوٹھائے ہوئے
جست و خیز کرتا ہوا چلا برق کو جو دل لگی سوجھی وہین سے نعرہ کیا اے ساحران غدار اے بلا زبان
سواج بن گرداب آدمخوار دیکھو تمہاری آنکھون مین خاک ڈالکر اپنے استاد کو لیے جاتے ہین جیحون
کو بھی بھائی ضرغام نے باندھا ہے اب اسکو جاکر مار ڈالینگے جادوگر لپٹنا لپٹنا کہکر دوڑے عمرو نے کہا ابے
او برق یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا او استاد مجھے کوئی نہ پائیگا عمرو نے کہا تم باتون مین بکار رہین کاندھے

برق کے بیتاب و بیقرار ہوئے ہین ضرغام نے کہا او برق تو نے یہ غضب کیا ارے ظالم نام بھی بتا دیا
برق نے کہا بھاگو جیحون کو جلدی قتل کرو کہ استاد نے کہا تھا پاؤن مین خوف آنے اسی کے سحر مین
مبتلا ہون ضرغام جست کرتا ہوا بھاگا کہتا جاتا تھا کہ برق چلا لیکن ہنسا جاتا ہے وہ ضرغام جیحون
کو قتل کر ضرغام کہتا ہے ارے بھیا اب تم بتا دو کہ مہلت پاؤن تو قتل کرون سامنے چلے آتے ہین ذرا
رک جاؤن وہ سحر کرکے بگڑ بیٹھین تیرے دوشمن بھید ڈالتا ہے کہ اشتعالہ ہے کسی جانب بھاگ کر نکل چلو
جادوگرون نے زیادہ تعاقب کیا ضرغام تاک لگا کر پاس جیحون ہے تاک کو لگا دی بابی کو اوسکی
بچالین ضرغام بدوا اس عالم پاس برق کو برا بھلا کہتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے ساحر بھی
نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین قریب ایک گاؤن کے پہونچا وقت سحر ایک حلوائی نے آگ سلگائی کڑھاؤ
مین من بھر گھی ڈالا گھی کڑکڑا رہا ہے حلوائی کا ارادہ ہے کہ پوریان پکاؤن ضرغام جست کرتا
ہوا قریب کڑھاؤ کے پہونچا گھبرایا ہوا کہ ایسا نہ ہو ساحر سحر کرین مین گرفتار ہو جاؤن جیحون کے سحر مین
واللہ نامدار مبتلا ہین برق بھی بھاگا ہوا آتا ہے جادوگرون نے غل مچایا گاؤن کے گنوار بھی
دوڑ پڑے ضرغام نے گھبرا کر جیحون کو اسی کڑھاؤ مین ڈالدیا گھی کھول رہا تھا گرتے ہی جیحون
کباب ہو گئی ایک زناٹا ہوا حلوائی تو بھاگا کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی جیحون کے مرنے سے اندھیرا
ہوا خواجہ بڑے سحر اوپر اسکا ندھے سے برق کے کود کے دو طمانچے مارے کہا کیون بے یہ کیا
حرکت تھی برق نے کہا استاد عیاری کا بھی مزا ہے ظاہر ہونے سے جی بہلتا ہے بھائی ضرغام نے
خوب کام کیا خواجہ کو ڈرا ایک طرف برق کے دوڑے برق بھلا کب دستیاب ہوتا ہے ایک درہ کوہ مین
گھسکر بھاگا ضرغام ایک طرف گیا تینون عیار قہقہے مارتے ہوئے ہنسی خوشی طرف اپنے لشکر کے
چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر افراسیاب خانہ خراب واجب لازم ہوکہ یہ باغ
مین مصروف عیش و نشاط ہے نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین شراب خواری مین مصروف تمام
رنج و غم بھولا ہوا معشوقان گلعذار کو دیکھکر بھولا ہوا نشے مین کہہ رہا ہے مواج کا دریا تیار ہوا ہوگا
مسلمانونکو ڈبو رہا ہوگا غضب کا اوسکا سحر ہے جب کبھی مواج لڑا ہے فتح کیے ہین ملیا وہ غفلت
مین بر سر لشکر اسلام آئیگا طبل جنگی نہین بجوائیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا طوفان
قہر نگاہ وزیر اعظم مواج مثل شعلہ جوالا اڑا ہوا آتا ہے زمین پر اوترا افراسیاب کو سلام کیا پایہ تخت

مہر بوسہ دیا عرضی سواج کی افراسیاب کو دی افراسیاب نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ عیاروں کا تو میں نے انتظام کر دیا اب کوئی عیار میرے لشکر میں نہ آئیگا جو آئیگا اوسکو پہچانکر مار ڈالونگا لیکن میں نے سنا ہے حضور باغیوں کا قتل ہونا نہیں چاہتے ہیں ہمیشہ یہی قصد رہتا ہے کہ یہ لوگ اطاعت کریں ملکہ حیرت کا تو حکم قطعی ملا قتل وغیرہ قتل کا تمکو اختیار ہے لیکن غلام آپکے حکم قضا شیم کا امیدوار ہے میرے سحر کے جوش سے آپ آگاہ ہیں جب دریا چڑھتا کشتی حیات دشمن طوفانی دشمن کو حیرانی و پریشانی آپ اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ بھیجیے کہ میں بخوبی مطمئن ہو جاؤں میں بہار و مخمور کا پاس نکرونگا دشمنوں کے خون سے ہاتھ بھر دونگا ایسا نہو حضور کو ملال ہوا سو جو ہے وزیر اعظم کو اپنے روانہ کیا زبانی بھی عرض کریگا افراسیاب نے طوفانی قہرنگاہ کو پہلو میں جگہ دی حال لشکر سواج پوچھا طوفان نے عرض کی بڑے اوج پر لشکر سواج ہے وہ فوج ظفر موج لیکر کوہ نیلم سے اوترا شہنشاہ نیلم نے اپنے کل سردار ساتھ کر دیئے اونکا یار سحر کون اوٹھا سکیگا ایک ایک جہاندیدہ کار آزمودہ جلد مجھکو حکم دیجیے میں رخصت ہوکر جاؤں جب ملکہ حیرت کا حکم قطعی ہو تو جا مشیروں نے صلاح دی حکم شہنشاہ مقرر ہے غفلت کرنا سر سر عقل کا قصور ہے افراسیاب نے کہا اب شام ہو چکی ہے خیر خواہ دولت آج شب کو باغ سیب میں آرام کر کل فرمان دیکر روانہ کرینگے ہر چند طوفان نے چاہا رات ہی کو چلا جاؤں افراسیاب نے تمام شب کو طوفان بھی مصروف عیش و نشاط رہا بوقت سحر عرض کی لے شہنشاہ ایک شب مجھکو راہ میں ایک شب یہاں بسر ہوئی دو شبانہ روز گذرے ہیں اپنے آقا سے جدا ہوں اب حکم محکم مرحمت فرمایئے افراسیاب نے کہا لے طوفان قہرنگاہ شہنشاہ نیلم بارا قوت بازو سواج نے زینت پہلو کو حکم کیا سواج کو جسطرح خیال دیا جسکو چاہے قتل کرے جسکی خطا معاف کر دیگا ہم اوسکی جان بخشی کرینگے صاف صاف جاکر کہدینا کہ تمہارے حکم میں کوئی دخل نہ دیگا باغیوں تمکو گرفتار کر جسطرح مزاج میں آئے سامان جنگ ہو یہ کہکر طوفان کو خلعت فاخرہ دیا طوفان رخصت ہوکر طرف لشکر سواج کے چلا لیکن خود بخود دل دھڑک رہا ہے کلیجہ بھڑک رہا ہے دل سے کہتا ہے لے طوفان مالک نے انتظام عیاروں کا کیا میرے سامنے ہی آمد عیاروں کی شروع ہو گئی تھی سامری و جمشید خیر کریں خود بخود مزاج برہم ہے دل پر ہجوم نوع نوع غم و الم ہے ہر چند سواج مالک میرا بہت ہوشیار ہے لشکر اسلام کا ایک ایک عیار بلائے روزگار ہے جن ظالموں نے مجرہ بالائے پر عیاریاں کیں تاریک تشکل کشش کے پاس گئے یا سامری و جمشید میں سکو جاکر خیر و عافیت سے

دیکھوں بوقت روانگی شہنشاہ نیلم نے خاص مجھسے فرمایا تھا اے طوفان سپہر وزیر اعظم پر سینہ سپر
رکھنا میں حق نمک ادا کیا دو دن دو رات جدا رہا یہ دل سے باتیں کرتا ہوا ٹھنڈی سانسیں بھرتا
ہوا آسمان پر پہنچا سر اٹھا کر دیکھا بارگاہیں جیسے ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں سرنگوں جا بجا پڑی ہیں
خون لاشے ہزاروں پڑے ہیں ہائے آتا کر زمین پر گرا ایک ہی مقام پر لاشہ صواعج و لطمہ صدگوش
پایا جیحون زوجہ صواعج کا نشان نہیں ملتا ہزاروں سر کٹے پڑے ہیں جا بجا چند لوگ بھاگے ہوئے چلے
جاتے ہیں کچھ رو رہے ہیں کوئی مرد ضعیف اپنے نوجوان بیٹے کی نعش پر رو رہا ہے کوئی پکارتا ہے
بھائی ہم تو رات کو سو گئے شراب پی کے بیہوش ہو گئے تھے کسی نے قتل کیا ہم رونے بیٹھے کو باقی رہے تمہاری
جدائی کے غم سے طوفان نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ کیا ہو کہ ہے اتنے بڑے لشکر قیامت اثر کو
کسنے تباہ کیا کیا مسلمان شبخون لائے تھے انہیں سے کسی کشتہ سحر نہیں ہے معلوم ہوتا ہے قتل بکر ہوئے
کسی نے ذبح کر ڈالا لاکھ طوفان چنچیا ہے جادوگر اسکی صورت دیکھ کر بھاگ گئے کوئی کہتا ہے بھاگو
بھاگو اب ملک الموت بصورت طوفان آیا جو بچا اپنی جان کو غنیمت جانے اس سے بات نہ کرو یہ بھی کوئی دغا
کی طرح کی زن قاتل ہے بھاگ کر کوہ نیلم پر چلو بعض کہتے ہیں شہنشاہ نیلم کو نکلوا دیگا اپنے وزیر کا حال پوچھیگا
کیا حال بتائینگے اہلیان وطن کو کیا رو سیاہ دکھائینگے شہر نیلم حصار میں لاکھوں عورتیں بیوہ ہوئیں
جب جائینگے وہ گھروں سے پیٹتی ہوئی نکل آئینگی اپنے اپنے وارث کا حال پوچھینگی کہیں گے بھائیو کیا بتائیں
قاتل مقتول کا نام بھی نہیں جانتے برباد کرنیوالے کی صورت بھی نہیں پہچانتے طوفان یہ حال پریشان
دیکھکر دیوانہ ہو گیا اسکو دیکھکر ہزاروں جادوگر بھاگ کر نکل گئے کوئی فنا پر نظر ادھر ادھر غائب ہو گیا کسی نے
فوراً سحر کرکے اپنے کو غرق زمین کیا آخر ایک جادوگر کو دوڑ کر طوفان نے پکڑا کہا ارے ذرا ٹھہر جادوگر راتیں
میں لشکر میں نہیں رہا دو دن ہیں چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہو گیا ارے جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجھسے حال بتا
مفصل کیفیت سنا کیا مسلمان شبخون لائے یہاں بھی تو لشکر بیشمار تھا میرا آقا صواعج کامل اکمل و
لاکھ سے اکیلا لڑتا لطمہ صدگوش و دریا نوش اگر سحر کرتا دشمن کو تباہ باقی مشکل ہوتی یہ تو سب کے سب کی
موت بار گئے کوئی ایسا ظالم آیا کہ شکلیں باندھکر مارا وہ جادوگر ہاتھ جوڑ کر لگا حال تو ہمیں بتانا منظور
کرتا ہے مجھے چھوڑ دیجیے میرا جوان بھائی مارا گیا ہے کا پتہ نہیں ملتا طوفان نے غصے میں ایک طمانچہ مارا
کہا او نامراد اب کیوں ڈرتا ہے خوف سے مرتا ہے مجھے نہیں پہچانتا میں طوفان قہر نگاہ جو اسوقت کا میں منتظم تھا تیرا

باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے دو دن مین لشکر سے بیگانہ ہوا چالیس لاکھ کے لشکر کا حال افسانہ ہوا جب
طوفان اوسکے ہاتھ باندھنے لگا تب اوسنے گڑگڑا کے کہا اے وزیر اعظم آپکے سامنے صبار رفتار و بوتیار آئے
تھے رات کو جلسہ آراستہ ہوا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہوئی جو نہ پیتے تھے لالچ مین اونھون نے بھی پی ہنسی جلتیان
کی ایک جام پیکر پڑ رہے لیکن اوس شراب مین یہ تاثیر تھی ہر خرد و کلان ایک جلو مین اوس جام مین دیوانہ ہو
سو گئے پھر ایک آواز مین آئی شنم برق فرنگی شنم ضرغام شیردل شنم خواجہ عمرو ملکہ صحیون کا لاشہ گانون
حلوائی کی دوکان مین پڑا ہے ایک عیار اوسکا لت پارہ باندھکر لیگیا گلی کوچون رہا تھا صحیون کو اوسمین
ڈالدیا اب یہ سننے مین آیا جو کو یا نکڑا یا تھا وہ عمرو عیار تھا بوتیار و صبار رفتار بھی عیار تھے شراب
پلا کر ایک رات مین سبکو بیہوش کیا پہلے سواج و وطمہ صد گوش کو مارا ہم پڑے ہوے دیکھ رہے
تھے عیار شکار کھیلتے پھرتے تھے ہم چپکے پڑے رہے کچھ منھ سے نہین بولے جب تو بچے خیر گذری ہم تک
وہ عیار نہین آئے ہمین چھوڑ دیے ہم کو نیلم پر جانیکے طوفان قہر نگاہ کی آنکھون سے دریا اشک بہ رہا
ہے اسیطرح دس پانچ جادوگرون کو پکڑ کے اونسے حال پوچھا ہر شخص نے عمرو کا نام فرد لیا چالیس لاکھ
فوج کا پڑاو پانچ کوس کے گرد سے مین تھا پھرتے پھرتے دیوانہ ہوگیا زبانی اہالیان قریات یہ بخوبی
ظاہر ہوا کہ عمرو نے سبکو مارا ایسے مجمع عام مین وہی عیاری کرتا ہے اونسے بڑے بڑے ساحرونکو مارا
عشاق سبزہ رنگ کہ افراسیاب کا استاد تھا علم نجوم و کہانت مین لاجواب تھا اپنے واسطے اوسنے
گنبد بنایا کہ اوسمین سے نہ نکلونگا عمرو نے حیرت تنکر اوسکو بھی مارا تھا یہ کام ادمی ساربان زادے
کا ہے اب طوفان قہر نگاہ کو جوش آیا دلمین کہتا ہے کہ مین شہنشاہ نیلم کو جا کر کیا جواب دونگا لطف
خیر خواہی یہ ہے کہ قاتل کو اپنے آقا کے گرفتار کرکے لیجاؤن ورنہ نیلم بادشاہ قہار و جبار ہے نہین معلوم
کیا قیامت برپا کریگا یہ سوچکر مجمع ساحران سے نکلا دس پانچ کو غصے مین قتل بھی کیا غصے مین عقاب
سحر پہ سوار ہو کر چلا کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا جاتا ہے ہر ایک صحرا مین دیکھتا ہے لاکھون جادوگر
ہین ہمارے ہی لشکر والے بھاگ کر آئے ہین ہزارون جا کر دیہات مین چھپے کچھ جا کر درہ ہائے کوہ مین مخفی
ہوے بھاگنے طوفان کی نگاہ کام کرتی ہے ساحر ہی ساحر بھاگے ہوے معلوم ہوتے ہین دیہات و قریات
بھرے ہوے ہین طوفان عقاب سے اوترا سوچا کسی سے دریافت کرکے تا بہ لشکر اسلام جاؤن عمرو کو گرفتار
کر لون لیکے بھاگون تو نہ پکڑے ہوے جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہے جو کوئی گنوار گانوسے نکلا عمرو جا کر اسکو

مار و ایسی کم ہمتی نہ کیا تھا . وہ حصہ جب اوسنے پڑھا معلوم ہوا اس مقتول کا بھلیا نام تھا کاتسکا ہری بھا
کا کام تمام . سوچا مقصد بیگناہ کے خون میرے ہاتھ سے ہوا اسطرح عمرو نہ ملیگا کسی سے . یافتہ کر دینا ہمارا ہی زبان
کا یہ چھوٹی تصویر تو عمرو کی اسکے پاس ہے صورت خواجہ کی تمام عالم مین مشہور ہے یہ سوچتا ہوا آگے جاتا ہے
قضا کار مہتر برق نامدار ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے طوفان نے پکارا میان
ساحر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ برق جست کر کے قریب آیا غور دیکھے صاف ظاہر ہوا کہ اسکی جستجو مین نکلا ہے ساحر
ابھی ہاتھ نہ بدست خیال مین آیا لے برق یہ بھی ایک شکار ملا اسکو نچھوڑنا اسکا حال پوچھو طوفان
نے کہا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا آپ اپنا احوال فرمائیے آپ کہان جاتے ہین ہم تو
اسی گانون کے رہنے والے ہین طوفان جوش مین تھا اُبل پڑا کہا بھائی ساحر ہمارا حال پوچھو
ہمنے بڑی مصیبت اوٹھائی وہ کیفیت دیکھی سامری و جمشید کسیکو نہ دکھائین فلک تفرقہ پرداز
گردون کجباز نے آوارہ دشت و دیار کیا مصیبت مین گرفتار کیا ہم وہ ہین جو کبھی قصر سے نہ نکلے
تھے دھوپ کے نام سے جلتے تھے شہنشاہ تیلم بادشاہ محترم و محتشم افراسیاب کا خوف باد سامری
و جمشید کا زینت و بہلو سات سو ملک کا حاکم عجائب طلسمات کا ناظم ہم اوسکے مصاحب نامدار اوسکا
وزیر دریادل صاحب جاہ و وقار مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ تیلم سے برائے
مقابلہ مسلمانان اوترا افسوس ہے طبل جنگی بھی نہ بجوانے پایا دو راتون کے واسطے مین جدا ہوا
خدمت شہنشاہ سے وہ شہر پاہین گیا وہان سے جو پلٹ کے آیا دریا کے لشکر مین طوفان برپا تھا
نہین معلوم کسنے اسکو مار ڈالا مین نے خبر پائی عمرو عیار نے آکر مارا اب مین نکلا ہوا ہون کہ عمرو کو
تلاش کرون گرفتار کر کے اوسکو خدمت شہنشاہ تیلم مین لیجاؤن خالی ہاتھ کیا منہ دکھاؤنگا اے برادر
مجھکو ہوس رہ گئی کہ مین لشکر سے جدا کیون ہوا دن بھر گذرا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون سیکڑون
بیگناہ قتل کئے بلاوجہ زمیندارون سے فساد ہوا اگر مین ساحر زبردست نہوتا گنوار زندہ نچھوڑتے بھائی
تم بتلاؤ عمرو کو کہان تلاش کرین صفت تو سارا بان نژاد کی بخوبی پہچانتا ہون طوفان تمر لنگا میرا نام ہے
وزیر اعظم کا وزیر سحر مین بے نظیر بڑے عزت کی بات ہے اپنے آقا کے قاتل کو سزا نہ دون برق نے ہنسکر
کہا چلیے حضور ہم عمرو کو بتلا دین اگر دو گھڑی پیشتر آپ آتے عمرو کو اسی مقام پر پاتے وہ خود مکار
ہے لالچی عیار ہے زمیندار کے لڑکے کا گلا اوتارا ہم سب نے بہت افسوس کیا ابھی دو چار کوس سے زیادہ

رگیا ہوگا ہم لوگون سے بھلا پانوں میں اوسکے چوٹ آئی لنگڑاتا ہوا گیا ہے طوفان تھرنگاہ
نے کہا بھائی اگر میرے عمر کو تباہ کرو یا گرفتار کرادو واسقدر انعام واکرام دونگا بے نیاز ہوجاؤگے شہنشاہ بیلہ
کے سامنے تمہاری آبرو دوچند ہوگی برق نے کہا چلیے ہمین گرفتار کرادونگا برق طوفان سے میٹھی میٹھی باتین
کرتا ہوا ساتھ چلا ایک درخت کے قریب پہونچکر کہا حضور اسی مقام پر وہ ساربان زادہ کھڑا تھا ذرا
ٹھیر جائیے منہ پر تیز دھوپ ہے چھپ رہیے شاید وہ اسی مقام پر آئیگا اس درخت کے نیچے آکر بیٹھا پیاسا ذرا
پانی پلا کر پلاتا ہے طوفان ٹھہرا برق نے کہا آپکا چہرہ اوترا ہے حضور کو شدت سے پیاس ہے لیا
لاؤن شربت بنادوں پانی تو ہے طوفان نے دھوپ کا مارا ہوا ایسے رفیق شفیق کا ساتھ کہا بھائی خوشی
تمہاری برق نے ٹھلیا تھلی لال شکر کا شربت بنایا چھلکاتا ہوا سامنے لایا طوفان نے جیب مین
ہاتھ ڈالکر ایک روپیہ نکالکر دیا برق نے کہا اسکی کیا ضرورت ہے ہمکو آپ سے محبت ہے پھر کبھی لیلینگے
ہم آپکے پاس نقد حاضر ہے وہ ہمارا ہی مال ہے دوستون سے تکلف کرنا کیا ضرور ہے تو ہمارے
آپکے یار ہین ہم آپکو خوب راضی کرینگے طوفان نے جوش تشنگی کے نشے میں بھی ندیا شربت پی گیا باتون کو
بھی شربت کا گھونٹ بھا پیتے ہی گھبرایا جان شیرین بر حرف آیا برق نے پوچھا کیون کیسا
مزاج ہے بدن سنسناتا ہوگا گرمی سے دل گھبراتا ہوگا اوٹھکر ٹہلیے بدن میں ہوا لگے ہوش درست
ہون ہم بھی اپنا کام کرین دیر ہوتی ہے طوفان گھبرا کے اپنے مقام سے اوٹھا بیہوشی
تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کیا نعرۂ برق منم برق رفتار خنجر گذار منم لیکن
آواز نہ برآید تو ہمارے اوستاد عیار نے چلا تھا کہ نیچے کھینچا لیکن برق بھی تو بلاے
روزگار ہے روپے کی فکر میں رہتا ہے پہلے جیب سے اوسکی روپے نکالے گلے سے موتیون کے مالے اوتارے
پھر قصد ہوا کہ قتل کر ڈالون پھر غور کر کہا ہون کر نا کہون ساحر لشکر مواج سے تباہ ہوکر بھاگے ہین
جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین دس پانچ جادوگر اس طرف سے نکلے دیکھا اونھون نے کہ ہمارے بادشاہ کا
وزیر پاتا ہے طوفان تھرنگاہ بیہوش پڑا ہے ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہے اون ساحرون نے دور سے آواز
دی او قزاق یہ کیا کرتا ہے وزیر کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے یہ کہکر وہ جادوگر دوڑے برق قتل نکر
سکا دوڑ کر بھاگا جان بچاکر نکل گیا لیکن خیال میں ہے چلکر اوستاد کو آگاہ کرون کہ آپکی فکر میں طوفان
تھرنگاہ آتا ہے یہ سوچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان اون جادوگرون نے طوفان کو

ہوشیار کیا کہا ہائے وزیر اعظم ایک چور آپ کو قتل کرتا تھا جب ہمنے دور سے ڈانٹا بھاگ کر چلا گیا
آپ کہاں ہے: تے ہیں **طوفان** نے سر پیٹ لیا کہا ارے میں آقا کے قاتل کی تلاش میں نکلا ہوں
اس عیار نے مجکو مارا ہوتا تمہاری وجہ سے بچ گیا لیکن خالی نہ لبند نکلا یہ کہکر بقہر و غضب تمام وہ بدنام
طرف لشکر اسلام کے چلا یہاں ملکہ **مہرخ** وغیرہ بعد جانے خواجہ **عمرو** کے نہایت پریشان
ہو رہی ہیں اب تو چرند و پرند نے بھی خبر دی کہ ملکہ **حیرت** جادو ذکر کر رہی ہیں کہ **مواج بن گرداب**
خونخوار وزیر **نیلم** غدار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ **نیلم** سے اوترا یا حکم شہنشاہ کا مشتاق ہے حکم **افراسیاب**
پہونچے وہ مع دریائے قہار آوے اوسکو اپنے دریائے سحر پر نہایت ناز ہے **مواج** سرداران کوہ نیلم میں ممتاز
ہے دریائے سحر کا اوسکے شہرہ ہے جب وہ دن برابر گذرے ملکہ مہ جبین **الماس پوش** سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہوئیں **اسد** نامدار بر سر دنگل شوکت **صندلان** صندل پوش وغیرہ حاضر خدمت بہار و
باغبان وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں یہی ذکر در پیش ہے سب سے زیادہ مخمور کو پیش یہ ہر ایک
ساحر کی رازدار ہے کہتی ہے افسوس ہے کہ خواجہ و **برق** و **ضرغام** دعوے کرکے گئے ابھی تک واپس
نہیں آئے وہ نہایت منتظم ہے شہنشاہ نیلم کی سلطنت کا منصرم ہے وہاں جا کر عیار کا ہونا دشوار ہے
شاہزادی صاحب کسکو برآخر روانہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ مہتر زن **مہتر چالاک بن عمرو** آیا اسد نے کہا اے
برادر تمنے قبلہ و کعبہ کی بھی اپنے خبر لی آج تین شبانہ روز گذرے طرف لشکر **مواج** کے گئے تھے واپس
نہیں آئے ذرا خبر دریافت کرا دو یا خود ہی چلا جاؤ کہا برادر اصل یہ ہے کہ وہ کل فنون میں یکتا ہیں بخدا وہی
طلسم کشا ہیں جو کچھ کیا اونکی تدبیر سے کیا اپنی زنبیل میں ڈالکر تا بہ باغ سیماب چلے گئے وہاں بھی چادر
جمشیدی اوڑھا دی سحر ساحران سے بچایا خود بھی میرے ساتھ اڑے شہر دادہ دیہ میں خداوند داد و نیکر
بھیج لی اب ہم حیران و مضطر تھے حال سے اوسنجان کے بالکل بیخبر تھے اونہوں نے خداوند جمشید نیکر حال
گرفتاری نامو نجان دریافت کیا قلب کو تسکین ہوئی اتبک یہی خیال تھا کہ یہ فتح نہیں شکست ہے بیکار
سارا بند و بست ہے اگر **طلسم ہوشربا** فتح کیا اور نامو نجان کو زندہ نہ پایا تو نانا جان کو کیا منہ دکھائینگے
رب بھی جوش ہے کہ خدا اپنا جلد فضل کرے خواجہ عمرو بخیر و خوبی پلٹ کر آئیں طرف دریائے **نیل** کے کوچ ہو
فوج کی نظر کیجائے اپنے کو تا بہ **توسن حصار** پہونچائیں وہاں بھی لڑائی پڑے صورت رہائی نامو نجان پیدا
ہو دل کو تقویت حاصل ہو شاید وہ دن خدا دکھائے کہ نامو نجان میری بارگاہ میں جلوہ فرما ہوں

بعہدۂ سپہ سالاری وہ تشریف رکھیں تیرہ والد نامدار کا لشکر اسلام مین عہدہ دار وتنگی بارگاہ سلیمانی
ہے مین بھی بارگاہ اموسنجان کی لیکا آگے بڑھون اونکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو بتقویت
لوح مرحلہ جات طلسمی تک رسائی ہو اس ہوشیاری سے اسد نامدار نے ذکر لشکر اموسنجان کا کیا سب سردار
ہشیار ہوگئے آپس مین بھی اشارے تھے ان لوگون مین قلبی محبتین ہین اپنی زبان سے فرماتے ہین کہ مین
بشیر دستگر قرار پاؤن اپنے باپ کا یہ فخر ذکر کیا کہ دارو غہ بارگاہ سلیمانی ہین حجاب سے یہ نہین
فرمایا خویش صاحبقران ہین ہمارے کہا نے جاکر مرتبہ کرب نوجوان یہ دیکھا صاحبقران
کرب نوجوان کے ہاتھ آنکھون پر رکھکر فرماتے ہین کہ ہمارے لشکر کی زیارت ہو اسی شیر کے دم سے
کل لشکر مین برکت ہے علاوہ ازین بیٹے پوتے کئی ہین صاحبزادی ایک وہ بھی صاحب قوت وطاقت
مشہور ہے انکی والدہ ماجدہ جب خروج کرکے آئین صاحبقران کو کوئی عیار چرالیگیا تھا ملک بربر
لشکر اوترا تھا چار بیٹے گنجاب کے دیو خصال پہلوانان زبردست ملک سنجان سے آئے طبل جنگی
بجوا کر سردارون کو قتل کیا بادشاہ لشکر پریشان تھے سردار حیران تھے نقابدار زرد پوش
بنکر انکی والدہ ماجدہ تشریف لائین پسران گنجاب سے لڑین اونکی مشکین باندھین مشکین باندھکر
بادشاہ کے سپرد کیا آپ لڑتی بھڑتی چلی گئین یہ شہر یار نہایت صاحب حسب ونسب دخترزادہ
صاحبقران نبیرہ پہلوان عادی بادشاہ قلعہ تنگ روا حل والد نامدار انکے کم سنی مین نظر کردہ
بزرگان دین ہین ہوے سکندر بن ہیکلان عاد مغربی جو نستہ لاکھ مغربیون سے برائے مدد نوشیروان
آیا تھا سومنات مغرب سے کوچ کیا انکے والد نامدار نے بارہ ہزار قزاقون سے جو نستہ لاکھ مغربیون پر
شبخون مارا ہر روز جاکر لڑتے تھے اتنے بڑے لشکر سے لڑبھڑکر نکل جاتے تھے مغربی بہت گھبراتے
تھے از سومنات مغرب تا چرن کوہ چالیس شبخون مارے گھوڑا اسکندر کا ابرش گل اندام سکندری
سکندر سے لڑکر لیا تاج سر سے اوتارا اس طرح شریک لشکر اسلام ہوئے بیشہ شیران مین بڑے نام
ہوئے انکا ایسا مرتبہ ہے جرات کا بھی شہرہ ہے والدہ ماجدہ مرد مردانہ باب شیر فرزانہ خود جرات
مین یکتا نہ مگر قصد یہ ہے کہ اگر اموسنجان رہائی پائین نواد نکی بارگاہ لیکر چلون اسی نیت سے انکو خدا نے
سرفراز کیا ہے سرداردن مین تو یہ ذکر ہے چالاک بن عمرو ہشیار ہوگیا اسد کا حضور مین بھی جاتا
ہون انشاء اللہ خبر لیکر آتا ہون برق وضرغام اونکے ساتھ ہین آرزو دیے ہے کہ وہ بھی واپس نہ آئے

ہو ظاہر ہے کہ وہ جاتے گھس پڑینگے عیاری کی ہوگی خالی نہ بیٹھینگے برق و ضرغام بھی ایسے ہین یہ لکھ
چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا اسد نے کہا اے چالاک پہلے لشکر حیرت مین جاؤ وہان سے
خبر دریافت کرو اگر خواجہ کی عیاری چل گئی تو اونکے مارے جانیکی خبر آئیگی اگر خدانخواستہ پھنس گئے
تو بھی پاس حیرت کے ضرور نامہ آیا ہوگا مقام شرف مین مواج لکھے گا کہ میننے خواجہ کو گرفتار کیا
پھر ہم لوگون کو آکر خبر دو اگر قید ہوکر آتا ہو راہ مین روکین قید اونکی چھین لین چالاک نے کہا بہت کیا
ارشاد ہوا حقیقت مین آج کل انقلاب ہے افراسیاب بڑی شکست فاش کھا گیا خبرین وحشت
ناک سنتا ہون یہ کہکر چالاک بصورت مبدل براے دریافت خبر خواجہ عمرو سمت لشکر حیرت
چلا یہان آج شب کو طلایہ لشکر کی خدمت سرخ موی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن مقرر ہوئین
تھین دونون طلایہ دیکر ٹیلین کنارے پر لشکر کے ٹھہری ہین جو سردار اپنی بارگاہ سے نکلا سرخ مو
سے باتین کرنے لگا یہ بھی پوچھا کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا سرخ مو جواب دیتی ہے
اب طبل جنگی کیا مواج بن گرداب آدم خوار کی آمد ہے حیرت کو اونکے بلانے مین بڑی کد ہے
سنا ہے وہ دریا بناکر لائیگا انشاء اللہ اونکے بھی دریا کو دیکھ لینگے مواج بھی اڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم
مع اپنی کنیزون کے برائے تسلیم ملکہ مہ جبین جاتی تھی سرخ مو کو دیکھکر ٹھہر گئی سرخ مو نے مخمور کو سلام
کیا بوجہ عشق شاہزادہ نور الدہر سب مخمور کو اپنا بڑا جانتے ہین مخمور نے سرخ مو کو دعا دی سرخ مو
سے سبکی خیر و عافیت پوچھی سرخ مو نے عرض کی آپکے اقبال سے سب طرح خیر و عافیت ہے سبکو
اوس سرمایہ برق انداز منتظم طلایہ تھا کئی مرتبہ سامنا ہوا نامردونے آنکھ نہ ملائی مرد ہوکر غیرت
نہ آئی ہم تو آٹھ پہر سر کو ہتھیلی پر رکھتے ہین جو ٹوٹے اوس پر جا پڑین اے مخمور مجبور آپ مصاحبان
عالی مقام مین ہین اسد نامدار کو صلاح دیجیے طرف دریاے نیل کو تیغ بھیجیے لوح طلسمی حاصل ہو بندگان
عالی کو تسکین دل ہو مخمور ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے ملکہ سرخ مو خدا تمہاری آرزوے دل پوری
کردے لوح طلسم ہوشربا ملنا بہت دشوار ہے دریاے نیل پر جاکر خون کے دریا بہینگے افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا ہے کروڑ آدمی کی فوج غیر ساحر پہلوانان زبردست جری بہادر دریاے نیل پر متعین
کر دونگا ہم لوگ تو وہان بالکل بیکار ہونگے غیر ساحرونکی لڑائی خدا طلسم کشا کو فتح دے صرف ساٹھ ہزار
صندلی پوش ہمراہ ہین خدا قریب دریاے نیل جاکر زیر پر رکھے اوس جنگ مین جو زندہ بچا گویا مان کے

پیٹ سے پیدا ہوا دنیا ناپائدار ہے یاد تو کرو کون کون صاحب ان لڑائیون مین مارے گئے
آنکھون کے سامنے قبرین بنین یہ اشعار آبدار تصنیف کردہ نواب **فدا حسین خانصاحب**
تخلص بہ فدا رئیس جلیل صاحب توقیر شاگرد منشی **مظفر علی** اسیر اس مقدمہ کے حسب حال ہین **نظم**

کون ہے وہ جو تہ با چشم پرآب ہو گیا
مجھ تلک بزم مین کب جام شراب آگے گیا
خاک ہم بھر کو کرینگے گلشن ہستی مین نمود
آنکھین یہ کہتی ہین جستجو حباب آگے گیا
آبلے پھوٹے تو گویا ہوئی خار زنکی زبان
تیغ کی ارشیں پہ جب زنگ خضاب آگے گیا
اوسکی آمد ہو بیان کیا کہ تجمل کیا تھا
ہنس دیئے وہ تو یہ سمجھے کہ عتاب آگے گیا
خط مین ایما دلکے جو رقم تھے مضمون
اشک بے ریزان فقط اکبار سحاب آگے گیا
یار کہتا ہے پرستی ہے گلی مین وحشت

قلزم دہر مین مانند حباب آگے گیا
گھر بھی سنسان ہوا اوجڑے نگر کیصورت
آنکھ کھلتے بھی نہ پائی کہ حباب آئے گیا
خود ہین دیکھکے وہ مصحف رخ جاگ اوٹھا
پیاس مین کیسا ہی پیاسا ہو سراب آگے گیا
منھہ پہ جھنجھو نکے درم بانکی ہوا سے آیا
اور کس شان سے وہ رخ حسنا آگے گیا
جسطرح باغ مین چلتا ہوا کا جھونکا
نامہ بر برق کے مانند شتاب آگے گیا
شمع فانوس کے باہر نکل آئی سر بزم
اسطرح سے جو فدا خانہ خراب آگے گیا

ہون وہ میکش کہ دم بادہ کشی ادھر طرف
دل کی بستی تھی جو وہ خانہ خراب آگے گیا
پھر کہان نیچی نگاہین ہین کہان وہ شرم و حیا
ہاتھ ملتا ہون کہ کیا ہاتھ ثواب آگے گیا
شام فرقت سحر وصل کی امید ہوئی
فقط اک گل ہی ملین حال خراب آگے گیا
طلب بوسہ پہ بہرہ تو ہوا تھا گلگون
اوسطرح شکل فقط عہد شباب آگے گیا
کون ہم پیاسونکی تربت پہ چھڑکتا پانی
پہلے پروانوں سے آیا تھا حباب آگے گیا
چونکہ مخمور کا عاشق زار ہے ہر کلیہ

پڑھنا وہ کہ کلام مین سوز و گداز شعر پڑھنے کا نیا انداز سبکی آنکھون مین آنسو بھر آئے **سرخ مو** نے
کہا ملکہ **مخمور** خدا تمہاری محبت کا انجام بخیر کرے ربط و ضبط کو کام فرماؤ ہر وقت تمہاری باتون سے
کلیجہ پھٹتا ہے دنیا ایسا ہی مقام ہے ہر خورد و بزرگ ناکام ہے رئیس و امیر کا ایک انجام ہے خدا انکو سلامت
رکھے لشکر اسلام آوے **صاحبقران** بھی اڑتے پھرتے یہان پہونچین ہم تمکو پہلو مین شاہزادہ
نور الدہر کے دیکھین اور اپنا دلکی پوری ہون دوست شاد دشمن پامال ہون **سامری** پرستو نکو ملال ہوش
مخمور کیوجہ سے **خورشید** زرین سحر و **باغبان قدرت** و **رعد** و **برق** و **برق لامع** وغیرہ و دیگر سرداران
آکر اسی مقام پر جمع ہوگئے **مخمور** کی باتین سنکر افسوس کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے **اشعار**

عشق آفات آسمانی ہے
میان مجنون نے اسکو پہنا ہے

برسون لوگون نے خاک چھانی ہے
گو کہ گذری نہین یہ سنتے ہین

طوق و زنجیر اسکا گہنا ہے
اسکے دیوانے ننگے پھرتے ہین

یہ کرشمے اسی کے سارے ہیں	کیسے کیسے جوان مارے ہیں	خدا ہر شخص کو محفوظ رکھے عین

شباب میں مخمور رنجور ہوا ہے بلا میں مبتلا ہوئی سودائے زلف عنبرین نور الدہر میں پریشان ہے خیال
بیٹھ رخسار میں حیران ہے آنکھ پھر اسی خیال میں تھی جب جفائے چرخ سے ستم کش سپاہ دار میں باتیں کر رہی تو
دیکھا سامنے سے برق فرنگی بھاگا ہوا آتا ہے پسینے پسینے بدحواس حسب تغیر کیا ہوا سرداران لشکر
قریب آیا مخمور نے پوچھا اے برق خیر تو ہے شہنشاہ اوج عیاری کا حال میں ہم سب اونکے واسطے نہایت
پریشان ہیں برق نے کہا برا غضب ہوا ہم تینوں عیار ... نے جاکر مواج بن گرداب آدم خوار کو مارا
اوستاد نے سارے لشکر کو تہ تیغ کیا خون کا دریا لشکر مواج میں بہا دیا اسقدر ساحر قتل کیے بازو شل ہوگئے
کئی طرح کی آفتیں بھی آئیں خدا نے بچا لیا لیکن ایک بات کی خبر دینا چاہیے استاد میرے تعاقب
میں آتے ہونگے طوفان قہر نگاہ لشکر میں مواج کے نہ تھا سنے اگر تباہی لشکر دیکھی بڑے جوش
و خروش میں اوستاد کو تلاش کرتا ہوا آتا ہے راہ میں ہم نے اوس پر عیاری کی بیہوش کیا چند جادوگر آگئے
ہیں اونکو دیکھکر بھاگا طوفان آتا ہے خدا اوس سے استاد کو بچائے مخمور نے کہا چلکے تلاش کریں طوفان
قہر نگاہ بڑا ساحر زبردست ہے مواج کا وزیر صاحب تدبیر خدا نخواستہ اگر استاد کو پاگیا فوراً قتل کریگا جلا
ہوا ہے برق نے کہا ہم نے جا بجا راہ میں دیکھا اوستاد کی ایسی بری عادت ہے کسی ساحر کو لوٹ رہے
ہونگے مخمور نے کہا میں ابھی جاتی ہوں اوستاد کو لاکر چھپاتی ہوں اوس ظالم کے ہاتھ سے بچاتی ہوں اگر طوفان
نے اوس گوہر آبدار قلزم عیاری کو پا لیا تو پھر رہائی مشکل ہوگی ہلال کہتی ہے میں جاؤں میں مخمور
کا قول ہے اوستاد کو بچانا واجب و لازم ہے ہر ایک سردار کا یہی قصد ہے کہ جاکر اوستاد کو تلاش
کریں لشکر میں سے آئیں ابھی کوئی سردار اپنے مقام سے نہیں گیا برہمی بھی گھبرائے اوستاد کے واسطے
تڑپ رہا ہے کہ سنے دیکھا بونڈا گرد کا بلند ہوا برق نے کہا شکر ہے استاد آتے ہیں مگر بدحواس خوف کی
چھلکتی جسم پر پڑی ہے مخمور نے آواز دی کہ اے استاد بہت جلد آیئے ہم سب آپکے انتظار میں کھڑے
ہیں طوفان آپ کی فکر میں آتا ہے ابھی زبانی برق کے خبر ملی بارگاہ میں چلکر بیٹھیے برائے خدا وہ
چار دن لشکر سے نہ نکلیے عمرو نے وہیں سے آواز دی لوگ مصاحبان ملکہ مہ جبین الماس تخت نشین
تنخواہیں مقرر ہیں بیکار فرد ہوں کیونکر شکر ہے نہ نکلونگا کسطرح جیب سکونگا لنبول تخفیف روزگار
کھودنا اور پانی بھرنا مخمور نے کہا میرے خیمے میں مہمان رہئیے میں خدمتگاری کرونگی عمرو نے کہا تمہیں

کیا میسر ہے مین کیسکے یہان ٹکڑے توڑنے نہین جاتا مرد کو واجب و لازم ہے جبتک ہاتھہ پانون قابو
مین رہین مشقت کرکے کھاے یہ برق حرامخواری لشکر مواج سے بہت کچھ لوٹکر لایا آج مین اسکی کھال
اتروا دونگا میرا مال ولاد جیحون کو اسنے مارا اور اسکے سر کا تاج کہا ہے برق نے ہاتھہ باندھکر کہا استاد عورتین
تاج پہنین پہنتین وہ سر برہنہ تھی بھائی ضرغام نے اسکو کراہ مین جلیک دیا عمرو نے کہا تمنے دیکھا تھا
ٹکڑے توڑنے او اسکے اوتار لے یہ کہتے ہوے خواجہ چلے آتے ہین سردار سب ہنسنے لگے مخمور نے کہا دیکھو استاد
شاگرد مین کیا باتین ہوتی ہین مخمور نے کہا آج برق کو مار پڑیگی برق نے کہا مین تو لشکر سے نکلجاتا ہون
اور تاوپے کڑے ہے چھوڑ دینگے مین ایک حبہ نہ دونگا مین جو پاتا ہون نیک نگہ مین جمع کرتا جاتا ہون
یہ کہکر برق بھاگا خواجہ کوڑا لیے ہوے دوڑے پکارتے ہوے آئے ٹھہر جا مین سالم کر لونگا ایک
زر تو ہے ایک مجھے دے مین پیچھا نہ چھوڑونگا جیحون کے گھر سے کئی ہزار روپئے کے ہونگے خواجہ کوڑا لیے
ہوے دوڑے کہ پکڑون برق نے تڑپ کر دشت کی جنگل مین استاد شاگرد دوڑے دوڑے پھر رہے
ہین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا اسم طوفان قہر نگاہ پاشش اوسار بان زرا دے غضب کیا دو
راتون کے عرصہ ہوے مین چالیس لاکہ کا لشکر برباد کردیا زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے سر اٹھاکر دیکھا
طوفان بعد جوش و خروش کڑک کر گرا اکر مین عمرو کے پنجہ دیا خواجہ کو لے اڑا اشکل برق گرا اشکل باد صرصر
اڑا اتنی جلد بلند ہوا سردارون کی پلکین جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا طوفان چشم زدن
مین نظرون سے ناپدید ہوگیا سردارون مین ہلڑ ہوا خواجہ کو طوفان لے گیا غلغلہ برپا ہوا اسد نامدار
و مہرخ عالی وقار و ملکہ بہار [illegible] الماس پوش وغیرہ گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئین دیکھا سب سردار بیٹھ
ہے مین عجب قیامت برپا ہے کوئی روتا ہے کوئی اشکون سے منھ دھوتا ہے اسد نے گھبرا کر پوچھا یار خیر تو ہے
ملکہ مخمور نے کہا اے شہریار خواجہ و برق و ضرغام نے جاکر لشکر جیحون برباد کیا وزیر اسکا طوفان بھیجا
آیا طوفان برپا کیا خواجہ کو اٹھا لے گیا اب یہ سیدھا طرف کوہ نیلم کے جائیگا راہ مین نہ رکیگا ملکہ [illegible] بھی
رونے لگی کہا صاحبو کوہ نیلم بہت دور ہے شہنشاہ نیلم بادشاہ قاہر و جابر قوت بازوے افراسیاب کہلاتا ہے
ساحر نامی و نامدار صاحب اختیار اسکو بہت احتیاج ہے کہ افراسیاب بے کس پاتکو دریافت کرے دشمنون
کو اسکا وہ فوراً قتل کر ڈالیگا مخمور نے کہا مین جاؤن برق لامع نژاد کہا مین جاکر کوہ نیلم پر گڑ کون
ساعت نیلم کو شادون رعد و برق نے کہا ہم ان بیٹھے جائینگے بہار گھبرائی ہوئی آئی حال گرفتاری

عمرو سن کر رونے لگی متوجہ ہو کر سرداروں سے کہا بڑا غضب ہوا یعنی شہنشاہ نیلم کا جادو تیم دیکھا ہے کہ تنہا اختیار
ہے بڑ مخصیب ہو میں نہ رکوں گی تا بکوہ نیلم جاؤں گی اگر خواجہ وہاں قید ہے تو رہائی دشوار ہوگی یہ کہکر طاؤس
سوار ہونے لگی مہرخ نے دامن بہار کا تھام لیا کہا اے بہار کیا نادانی کرتی ہو تمھارے جاتے ہی ایک
سردار نہ رہے گا شہنشاہ نیلم کیا سوم کا ہے ایک ایک کو گرفتار کریگا بڑا رونا یہ ہے کہ کوہ نیلم سے دو انداز ہفت
درشبد کا قریب ہے ایسا نہو ساحران ہفت درشبد شل و خان سیہ رو وغیرہ اپنے شہروں سے خروج
کر کے چلے آئیں تو غضب ہو جائیگا کاہو زمین بار نہ سنبھال سکے گی آب اندوقہ ناممکن ہوگا اور جو کر ساحر
سب زبردست ہیں ملک انکے ویران آپ ہوا خراب اگر شاید اونسے ادس طرف خواجہ کو روانہ کر دیا پھر عیاری
کر کے رہائی بھی پائی تو اس اقلیم میں آنا دشوار ہوگا بیچ راہ میں جا کر روکونگی ہفت درشبد پر جا پڑونگی
بدون خواجہ سب تدبیریں بیکار ہیں یا کون تدبیر کریگا سر یہ ہمارے سر پیشیندہ ہا کلید عقل لشکر اسلام ہیں افراسیاب
انکے نام سے دبتا ہے ہر ایک سردار کا یہی قول ہے کہ خواجہ کے واسطے جان دینگے رعد و برق نے
کہا حاصل بڑے غضب کی بات ہے جس پر کچھ مصیبت پڑی اور افراسیاب کے یہاں جا کر قید ہوا خواجہ
خود عیاری کر کے بچ نکلے ہر ایک خرد و کلاں پر انکا احسان ہے وہ لوگ قید ہو جائیں ہم لوگ کیونکر
آرام پائیں یہ صاحب یہی وقت لشکر کشی ہے کوہ نیلم پر چلو یہی خیال ہے کہ حیرت روکے گی نا بہ
کوہ نیلم نہ جانے دیگی اُڑتے بھڑتے چلیں گے اپنی جان دینگے حیرت کو بھگا دینگے لعل سخندان نے
کہا آپ سب صاحب تکلیف نہ فرمائیں مجھکو رخصت دیجیے انشاءاللہ جا کر کوہ نیلم پہ سامری محل میں
آگ لگا دونگی سامری محل میں نیلم رہتا ہے مہرخ نے کہا اے ملکہ لعل سخندان سمجھے کلام کرو شہنشاہ
نیلم بہت بڑا جادوگر ہے شہنشاہ لاچین کا وزیر اعظم تھا اسی بیجا نے نمک حرامی کر کے افراسیاب کو
بادشاہ بنا لیا لاچین کا خزانہ دار تھا جو تحفہ جادو کا اپنے پاس رکھا جو دل میں آیا افراسیاب کو دیدیا
وہ سوا افراسیاب کے کسی سے نہیں دبتا بڑے بڑے سحر اوسکے قبضے میں ہیں جو کوئی سر کوہ نیلم جائیگا
شکست فاش کھائیگا ہم لوگ طلسم کشا کے ساتھ کوچ کرینگے ملکہ عالم انصاف تو کرو اگر سب سرداران
نامی طرف کوہ نیلم کے چلے گئے طلسم کشا کے نام کا افراسیاب دشمن ہے اگر وہ آکر لڑا یا حیرت نے
کید و کاوش کی گرفتاری طلسم کشا کی کوشش کی یا اوسکے قبضہ میں آگئے پھر مشکل پڑیگی آپ لوگوں کا ہو جو تو
سے اطمینان ہے طلسم کشا پر سینہ سپر رہیے اکیلا انکو چھوڑ دینا قصد نہ کیجیے گا ملکہ مہرخ نے یہ سنکر

معل سخندان کو طرف اسد کے اشارہ کیا کہا آپ لوگ دیکھتے ہین شیر کے تیور بگڑ گئے ایسا نہ
تم لوگون کے کہنے سے یہ قصد کر بیٹھین اگر انکے منہہ سے نکل گیا پھر تمام دنیا ایک طرف ہوگی یہ فوراً جائینگے
خدا نخواستہ اگر انکے دشمنونکو کوئی افتاد پڑے لشکر کا انتظام بگڑ جائیگا کچھ نہ بن پڑیگا وہ دھاک کی ساکھ
براٹ ہے انکا قایم رہنا لشکر مین پروردگار کی عنایت ہے معل سوچا کہ ملکہ مہرخ سچ کہتی ہین لیکن یا
سب صاحب واسطے عمرو کے بیقرار لشکر مین غریو ہے سب بیرون بارگاہ کھڑے ہوے یہی چرچے کر رہے ہین
کہ چالاک بن عمرو آ کر پہونچا انقلاب لشکر دیکھکر گھبرا گیا پوچھا صاحبو خیر تو ہے ملکہ مہرخ نے تمام
کیفیت بیان کی کہ طوفان قہر نگاہ خواجہ کو سامنے سے ہم سبھونکے گرفتار کرکے لیگیا اب سردارونکا
قصد ہے کہ کوہ نیلم پر جا پڑین چالاک نے پکار کر کہا جو مین عرض کرون سب صاحب بگوش ہوش سماعت
فرمائین یہ لشکر کشی کا موقع نہین ہے حقیقت مین بقول مہرخ حفاظت طلسم کشا واجب لازم ہے مین
طرف کوہ نیلم کے جاتا ہون جب تک واپس نہ آؤن کوئی صاحب لشکر سے قدم نہ نکالین سب انتظام
بگڑ جائیگا اول تو راہ مین جا کے طوفان کو روکونگا اگر پہر کوہ نیلم پہونچ گیا تو تا بکوہ نیلم جاؤنگا بدون
والد نامدار واپس نہ ہونگا آپ زیادہ تدارک نفرمایئے آپ سب صاحب جا کر بارگاہ مین بیٹھین غلام کو
اپنے رخصت کرین بس ضرر عیاری کرونگا اگر آپ لوگ لشکر کشی کرکے گئے وہ بیچا جھلا کر والد نامدار
کو قتل کروا لیگا ساری لشکر کشی بیکار ہوگی پھر اگر تمام عالم کو مارا تو کیا نفع ہوا میرے واسطے یتیمی
ہے صاحبقران زمان منہہ دیکھین گے فرمائینگے بیٹے نے باپ کی خلاصی کی آخر یہ عیاری کسکے واسطے
سیکھی ایک ایک کو چالاک نے بچرب زبانی سمجھایا سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اسد
غازی کو دنگل شوکت پر بٹھایا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا کہا اے نظر کردہ بزرگان قبلہ وکعبہ
گرفتار ہیگے آپ اپنے مقام سے حرکت نفرمایئن تمام عالم ایکے نام کا دشمن ہے آپ میری پشت پر ہاتھ
رکھین بخوشی حکم دین انشاءاللہ یا تو حضور کو یہ دریافت ہوگا کہ چالاک نے اپنے باپ کے واسطے جان دی
یا گھسکے شہنشاہ نیلم کو مارا آپکے تصدق سے یہ عیاری یاد رہیگی خواجہ بڑی بڑی نام کیے غلام نے ہوشربا
مین آکر کیا کیا کچھ بھی مجھ بدنصیب سے نہوسکا اسد نے چالاک گلے سے لگا لیا کہا اے برادر تمنے تو وہ عیاریان
کین اگر نانا جان یہان ہوتے بڑی قدر دانی فرماتے علاوہ ازین لشکر مین بھی تمکو عہدہ نیابت خواجہ
عمرو ملا ہوشربا مین بھی تمھارا بخوبی نام ہے مین خود قایل ہون کہ آج تک جو کچھ طلسم ہوشربا مین

کام ہوا خواجہ عمرو کی ذات سے لشکر بچا ورنہ کسکی مجال تھی جو افراسیاب سے آنکھ ملاتا ہر مقام پر
گھس پڑے انکا ہونا باعث بربادی ہے ہمین کیا طلسم شاہی کریگا ملک ساحران بھر میں ترکتازیاں تمام ملک
شہنشہزادی کا کام ہمیشہ پس پیر کیا اختیار ہے یہ عیدو لیل نہایت اجاڑ ہے اگر عمیدار رہا عمرو عیار کی موت آئی
اب تک اسکو نجات نہ ملی قید رہتے جفائے زندانخانہ سہتے یا ہم جان دیدیتے یا آزاد چھوڑ الاتے چالاک نے کہا آپ
قدردانی فرماتے ہین ہم محجوب ہوتے جاتے ہین اتنا اکنا غلام کا فرور مانئے یہ مقدمہ میری رای پر چھوڑیے مین برطرف
تنہا جاتا ہون جو کچھ گذریگا آپکو معلوم ہو جائیگا پر آخرالامر آپ لشکر سے قدم باہر نہ نکالئے گا یہ کہکر چالاک
سبکے سامنے یا بہانے عیاری ذات پر اپنے آراستہ کیے سب طرحکا اسباب لیکر توڑے مین رکھا کسوت
عیاری کو درست کیا اپنے کو بخوبی چالاک درست کیا سب صاحبون سے رخصت ہوا اوسوقت کل سردار
چالاک کی تنہائی پر بے قرار و اشکبار تھے بہار و مخمور و باغبان وغیرہ نے ہر چند کہا کہ کوئی ساتھ
نامی تو تمہارے ساتھ رہے وقت بیوقت کام آئیگا چالاک نے کہا حافظ حقیقی ساتھ ہے ادمی کا دشمن اوسکا
ہمراہ تھا ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلا مہرخ وغیرہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے صاف ظاہر تھا کہ نوجوان کا جنازہ
جاتا ہے چہرے پر حسرت و یاس باپ کے غم مین اداس کنارے تک لشکر کے سب صاحب آئے چالاک نے
کہا اب آپ سب صاحب رخصت ہون میری منزل کھوٹی ہوتی ہے سب حسرت تاکتے رہ گئے اپنے چالاک جست
و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑ دو ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین تھی کہ دختر
شہنشہزادہ پریشان و حیران و مضطر سامنے آئی دست بستہ عرض کی حضور لشکر کی خبر ہے مواج کا پتہ نہیں
خبر ہے حیرت نے کہا مواج آتا ہوگا صرصر نے کہا ابھی لشکر اسلام مین موجود تھی بوتیار بوجھبار فرار
کو لیکر آیا تھا اوسی کی وجہ سے کوئی عیاری ہوئی عمرو و صرصر غازی و برق لشکر مواج مین پہنچے جا کر
مواج کو مارا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوگیا طوفان قہرنگاہ جوش و خروش مین آیا ابھی
عمرو کو پکڑ کے لیگیا چالاک فکر مین اپنے باپ کی گیا خبر تو منگوائیے حیرت نے سر پیٹ لیا کہا تو غضب
ہوا مواج ایسا ساحر بڑے بڑے مارا گیا عیار قیامت کرتے ہین لیکن آخر جو بار فتار ہو گیا گذر گئی
بوتیار تو اوسکو اپنے ساتھ لیگیا تھا یہ ذکر تھا کہ آمد افراسیاب جادو ہوئی ابر ہفت رنگ ظاہر ہوا
حیرت جادو واسطے استقبال کے اوٹھی افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا دیکھا حیرت کے بال کھلے ہوئے بیقرار
ہو کر رو رہی ہے کہتی ہے اب طلسم ہوشربا گئی افراسیاب نے جھلا کر پوچھا ارے کیا غضب ہوا کیا بک رہی ہے

تازہ آئی ارے کون لٹ گیا کون قتل ہوا حیرت نے کہا ابھی صرصر خبر لائی ہے کہ مواج کو عیارون
نے جاکر مارا چالیس لاکھ ساحر لشکر کے ٹرے بھڑے تباہ ہوگیا یہ سنتے صبا رفتار کو سند دیکر روانہ کیا تھا اوراق
جمشیدی مین دیکھے او سپر یا گذری یہ افراسیاب نے گھبرا کر اوراق سامری مین دیکھا لکھا
صبا رفتار تو فلان درہ کوہ مین نیند حتی پڑی ہے چند ساحر روانہ کیے جاکر دیکھا صبا رفتار بکمند انداز
درہ کوہ مین بیہوش پڑی ہے ہوشیار کرکے اوسکو لے آیا صبا رفتار روتی پیٹتی خدمت مین شہنشاہ
کے آئی اب افراسیاب نے پوچھا تجھکو لشکر مواج کی خبر ہے صبا رفتار نے کہا مین نابلد لشکر مواج کہان پہونچی
برق و ضرغام نے مجھکو پکڑ لیا وہ تیار کو قتل کیا ایک بوتیمار کی ایک میری شکل بنکر گیا دونون اس صورت
پر گئے تھے عمرو کو بھی ساتھ لیا ہوگا بیشک سند دی ہوئی ملکہ حیرت کی اونکے پاس موجود تھی مواج
نے نمرود عمرو کا کہنا یا ہوگا یہ ذکر تھا کہ اور چند ساحر آئے اونھون نے بھی سامنے افراسیاب کے یہی ظاہر کیا مواج
مارا گیا لشکر بھی تباہ ہوا لاکھون لاشیان لشکر مواج جنگلون مین تار تار پھرتے ہین یہی جا بجا ذکر
ہے کہ عیارون نے لشکر مواج تباہ کر دیا لاشہ ہائے ساحران سے تمام جنگل بھر دیا جو زندہ رہے
وہ تباہ ہوئے بسبب غیرت کے طرف وطن نہ گئے دیہات و قریات مین ادھر پڑے ہین لیکن طوفان
بڑے جوش و خروش سے عمرو کو لیگیا چالاک بھی جستجو کے واسطے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تیکیون
مردتی ہو مواج ایسا کیا تھا کہ اونکے ڈر سے طلسم ہوشربا تباہ ہوگیا سجدہ شکر یہ سامری و جمشید کرو
عمرو اب زندہ نہ بچیگا وہ نیلم جو قید ہوگیا شہنشاہ نیلم اوسکو قتل کریگا یا خدمت مین اپنے بھائی توسن
کے بھیجدیگا وہ انکا قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا لاجین ایسا بادشاہ عالیجاہ قبضے مین توسن کے
ہے بدیع و تصویر بھی اوسی مقام پر قید ہین آج تک کسی نے نشان بھی نپایا بس مقام خوشی ہے کہ عمرو
ایسا عیار غارت ہوا اب اسد سے کچھ نہ ہو سکے گا جب طرف سے فرو کے سب پابوس آئینگے سب تمہاری آکر
قدمبوسی کرینگے ابدالصلاح ہو جائیگی لڑائی کا خاتمہ ہوا تمام امورات فتح طلسم وغیرہ ذکر لوح ذات پر عمرو
کے موقوف تھی اب کسی سے کچھ نہ ہو سکے گا نامہ خداوندی بھی آیا ہے ایک دن کیواسطے کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پہ جاؤنگا مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالا فیطول پہونچا دونگا اے حیرت مواج کا غم نکرو بلکہ مقام
خوشی ہے دشمن سخت کو سامری و جمشید نے مٹایا اگر عمرو کا قدم درمیان مین ہوتا مہرخ و بہار
وغیرہ کبھی شریک نہوتین بہار کو کس زور و شور سے اوسنے شریک کیا باغبان پر بھی اوسی عیار پالنے

کیون باغبان قدرت ایسا خیر خواہ دولت یون مل جاتا یہ سب کارگذاریان عمرو کی تھین اب معرج
وغیرہ عمرو کے ملنے کی امید نکرین شہنشاہ نیلم اوسکا سر ہی روانہ کریگا افراسیاب نے حیرت کو بخوبی سمجھایا
اسوقت افراسیاب نے ایک نامہ بنام شہنشاہ نیلم لکھا مضمون یہ تھا اے محترم و محتشم اے سرکردہ ساحران
عالم اے قوت بازوئے زینت پہلو تمکو احوال معلوم ہوا مواج بن گرداب آدم خوار تمھارا وزیر نامدار ہاتھ
سے عیارون کے مارا گیا لشکر بھی ایک شب مین تباہ ہوا طوفان قہر نگاہ وہاب دولت کی خدمت مین آیا تھا
وہ گرفتار کرکے عمرو کو لیگیا خبردار عمرو سے دھوکا نہ کھانا قتل کریگا تو اوسکے حکم نہین ہے سامری و جمشید
صاف صاف تحریر کر گئے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے لہذا پابندی احکام خداوند پر ضرور
ہے خلاف کرنا عقل کا قصور ہے قیدکو عمرو کی خدمت مین شہنشاہ نوسن کے روانہ کردینا مثل لاچین
و بدیع و تصویر اس عیار مکار کو ہمراہ لاچین و بدیع و تصویر قید کرے آپ دانند زیادہ حد ادب مرقوم
بہت بڑا نامہ افراسیاب نے تحریر کیا مضمون زوائدات لکھنا مصنف کا طریقہ نہین ہے زبانی بھی بہت کچھ
کہدیا ساحر نامہ افراسیاب لیکر طرف کوہ نیلم کے چلا چلتے چلتے حیرت نے کہا میری زبانی شہنشاہ نیلم
سے کہنا ملکہ حیرت نے فرمایا ہے خبردار عمرو کو بہت احتیاط سے رکھنا فتح اس لڑائی کی تمھارے نام ہوئی
ہم لوگون نے بڑی بڑی کدوکاوش کی قتل عمرو مین نہایت کوشش کی یہ ظالم بچ گیا کل ہوش ربا کو
نے بچایا خبردار خبردار دھوکا نہ کھانا اس ظالم کو مثل نقش قدم مٹانا نامہ دار کو ساحران حیرت نے گھیر لیا
ہر کس اپنا اپنا درد بیان کرتا ہے کوئی کہتا ہے عمرو نے میرے بھائی کو مارا کوئی کہتا ہے مال لوٹ لیگیا
افراسیاب نے کہا صاحبو بس تقریر بیجا ہو چکی نامہ دار کو جانے دو جاکر یہ حکم پہونچائے ایسا نہو شہنشاہ
نیلم اوس عیار مکار وغدار کو دوچار روز شہر نیلم حصار مین قید رکھے طوفان قہر نگاہ کے پہونچنے
سے نامہ پیشتر پہونچے کہ وہ اوسکے مضمون پر کاربند ہو خلعت رخصتی ملا وہ نامہ دار نامہ افراسیاب
لیکر طرف کوہ نیلم کے روانہ ہوا اسکو بھی آدمین چھوڑیئے دیکھیے کسوقت تابکوہ نیلم پہونچے مگر چہیتا
چالاک بن عمرو جب کئی کوس راستہ طے کر چکا خیال مین آیا اے چالاک شہر نیلم مین پہونچکر کیا
کروگے پہلے اوس مقام کو چلکر دیکھو جہان ساحرونکا کھیت پڑا ہے مواج وغیرہ مارے گئے شاید وہانسے
کچھ نشان ملے یا کوئی تدبیر نکل آئے شہر نیلم حصار شہر کلان ہے چالاک یہ سوچکر اسطرف پلٹا دیہات و قریات
مین دریافت کرتا ہوا اوسطرف چلا لیکن طوفان قہر نگاہ خواجہ عمرو کو بیچ مین دبائے ہوئے

ادہر کی طرف تیلم حصار کے چلا شہنشاہ تیلم بعد روانہ کرنے مواج کے سامری محل مین بیٹھا ہے
تمام سرداران ساحران زبردست کا دورہ بندہ عالی بہی ذکر درپیش ہو کہ کچھ احوال زیر علم کا دریافت نہ ہوا تیلم کہتا تھا
فتح وہ والیس نہ ہوگا سب طرح کے ساحر جمع ہین وہ عرض کرتے ہین حضور ہمراہ لئے مہرخ بھی بڑے بڑے ساحران
زبردست جمع ہوگئے ہین اور از دار ان حالات طلسم ہوشربا باغبان و بہار وغیرہ رعد و برق و برق لامع
ان لوگون پر فتح پانا مشکل ہے افراسیاب سے برابر لڑتے ہین کسی مقام پر دبے نہین پس ہم کیونکر کہین کہ
مواج غالب آئیگا ہمراہیان مہرخ طبقے زمین کے ہلا دینگے کچھ خبر تو منگوائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا طوفان تیز نگاہ حیران و پریشان مضطر و بیقرار نیچے مین ایک شخص عجیب
الخلقت کو دبائے ہوئے آکر بیٹھا تیلم طوفان کو دیکھ کر گھبرا گیا پوچھا کیون لے وزیر با تدبیر خیر تو ہے
طوفان چیخین مار کر رونے لگا کہا لے شہنشاہ شہر تیلم حصار کی قوت کم ہوگئی آپکا قوت بازو اس ذلت
و رسوائی سے مارا گیا کہ حال اوسکا عرض کرتے افسوس آتا ہے جب لشکر قیامت اثر کو لیکر وہ تیلم سے اودھر
طبقات زمین کے تھراتے تھے بڑے بڑے جنگ دیدہ کارزار سودہ یہی فرماتے تھے کہ یہ لشکر اگر قصد کرے
تمام عالم کو فتح کرے ایسی آراستگی لشکر کبھی نگاہ سے نہین گذری سرداران نامدار و ساحران
و رجالان شاہ ایک ایک اپنے زمانہ کا سامری جمشید تھا جب لشکر فرو کش ہوا مجھکو نامہ دیا کہ تم خدمت مین افراسیاب
کے جاؤ مین حضور دو راتون کے پیشتر سے جدا ہوا دو راتون سے آکر یہ دیکھا سب کے سر کٹے پڑے ہین خیمے
و دربارگاہ مین سرنگون صحرا مین جوش دریائے خون تھا حضور غلام کا کلیجہ پھٹ گیا آخر ضبط کیا سوائے ضبط
کے کیا بن پڑتا چارہ نہ تھا دریافت ہوا کہ عمرو نے گویا لشکر سارے کو تباہ کیا افسرون کو مارا لے شہنشاہ
اما آج تلک غلام کو حجاب ہے مثل رعشہ دل کو پیچ و تاب ہے ہی رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ مین لشکر سے کیون
اور جدا ہوا میرے جاتے ہی قیامت آگئی کس طرح ایکبارگی عیار آگئے ہمارے آقا ایسے ہوشیار و دریادل
اور اوپر ختم تھی مزاج مین جوش و خروش صاحب مرتبہ ذی ہوش کس طرح دام مکر مین پھنسے سحر نکر سکے
مین عیارون نے چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اکرادنکے سردار فردا فردا لڑنے سالہا سال معرکے پڑتے
لیکن کوئی ملعب نہ پایا غلام کو شاق ہوا اپنے آقا کے قاتل کا مشتاق ہوا ہین لشکر اسلام مین سے
کھسکر اس سار بان زادے کو گرفتار کیا بڑے بڑے ساحر جمع تھے میان باغبان و ملی سرخ مو
کاکل کشا وغیرہ کوئی بھی کچھ نکر سکا اس شخص کو پکڑ لایا لے شہنشاہ یہ عیار جان لشکر اسلام ہے

دریافت کیا کہ یہ شخص بارہ برس سے شہنشاہ سے لڑتا ہے اسی نے گنبد نور سے طلسم کشا کو رہا کیا ہے
یہی شہر دائرہ میں جاکر خداوند داؤد نبردہ تدبیر کی کہ افراسیاب ایسے عقلمند نے لوح طلسمی اپنے ہاتھ سے
دیدی پانچوں عجوبہ اسے بلا اسکی جستجو سے تمام ہوئے غلام نے قصد کیا کہ اب سرداروں کو مار ڈالوں مجھے
تو صرف قاتل مواج سے کام تھا اسکو لیکر چلا آیا نہیں سے کسی نے مجھسے مقابلہ نکیا اونکی حقیقت
کیا ہے شہنشاہ جو اونسے لڑتے ہیں رعایت کرکے سحر کرتے ہیں اگر مجھکو حکم ہو تو ایکدن میں سبکو دیوانہ کرکے
ماروں طلسم کشا بھی موجود تھا وہ بھی ڈر کر رہگیا اپنے مقام سے نہ اٹھا ورنہ میں گردن لیتا نیلم
بیجنگاہ قہر عمرو کو دیکھ رہا ہے کہتا ہے لے طوفان اس بچے غریب پر طوفان لیتا ہے یہ کیا کسیکو قتل کریگا
چھری سے دن تو اوسکا دم نکلتا ہے طوفان نے کہا اسکو بنگاہ حقارت نہ دیکھیے افراسیاب کا قول ہے
کہ عمرو عیار قاتل ساحران نامدار ہے صنعت ساز سحر کو دولھا بنکر امارات تباہ کر گیا صنعت کو بے
موت مارا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نامہ دار افراسیاب بصد قہر و عتاب آکر پہونچا شہنشاہ
نیلم کو سلام کیا نامہ ہاتھ میں دیا نیلم نے اوسکو پڑھوایا حالات مذکور مرقوم تھے ہر مقام پر تعریف
عمرو عیار مرقوم ہے سب سے زیادہ یہ فقرہ لکھا ہے کہ اے شہنشاہ نیلم اس ظالم سے ہوشیار رہنا یہ کالا
ناگ ہے دم بھر میں زہر اوگلتا ہے چالیس لاکھ کا لشکر مواج کا ایک شب میں تباہ کیا نیلم کے ہوش اڑ گئے
کہا اے طوفان اس دبلے پتلے ناٹے میں اوصاف ہیں میری عقل کو حیرانی ہے یہ بیچارہ غریب محتاج
کیا کر سکتا ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ فریاد ہے میں آپ لوگوں کا غلام ناچیز شہنشاہ بیوجہ ایسے
کلمات کہے عمرو عیار اور کوئی ہوگا میرا نہ کوئی یار نہ کوئی دوست گا بجاکے دو چار پیسے مانگ کھاتا
ہوں نیاں طوفان قہر نگاہ نے دھوکا کھایا عمرو بیچارے غریب کو پکڑ لائے میں تو سامری پرست
ہوں خداوند لقا سے یارانہ قدرت کو بھی بیوجہ مجھپر غصہ آیا جلاد ساحران لقب دیکر ہوشربا میں
بھیجا لقدیر کردی کہ جاکر ساحروں کو قتل کرو آپ انصاف کیجیے اگر قدرت نہ بھیجتے قبض روح کا حکم
نہ دیتے میں کیونکر مار سکتا تھا میرا تو یہ اعتقاد ہے بقول کسی شاعر کا یاد ہے ع بے رضا تو کہے برگ نہ جنبد درخت
عدالت شرط ہے جب درخت بدوں حکم خداوندی ہل نہیں سکتا تو انسان کا قتل کرنا تو بڑی بات ہے
عیاری ہے یا کرامات ہے کہاں ملکہ صنعت کہاں میں بیچارہ غریب وہ وزیر جلیل میں ایک فقیر ذلیل
خود شہنشاہ نے صنعت کو قتل کیا ہوگا کہنے والے کہتے ہیں دولھا بنکر آیا میرا سا عمر بھر کا سن

میرا کسنوا نہیں اپنے دل میں حسرت شادی ہے مان باپنے دولھا نہ بنایا کوئی آپ سے دولھا بنجاتا ہے
امیدوار ہون مجھکو نوکر رکھیے کہیں شادی کر دیجیے کھانا پکانے والا ہون دو چار طرح کے کام بھی جانتا ہون
شمع ڈھالتا ہون جب روشن کیجیے صاف روشن ہوگی اوسکے دیکھ لیجیے پری ناچ رہی ہو شعبدہ بازی
خوب جانتا ہون شیرینی بناؤن فصل سرما میں حلوا سوہن بناتا ہون کچھ آئین باتین شاعری گاتا بھی
ہون غرضکہ فرد ہون عیاری کیا جانون تین روپیہ مہینہ دیجیے سب طرح کا کام لیجیے سازندونکو
بلوائیے ایک غزل ایک ٹھمری سناؤن یہ باتین سنکر نیلم دل نرم ہوا لگا ناچنے کی ہوس میں سرگرم ہوا
طوفان بولا اوٹھا تو شہنشاہ نے کیا غضب کرتے ہیں ایسا ہی دم دیکر اسنے سواج کو مارا ساحر نیلم حصار
کو برباد کرکے نکل جائیگا جسطرح شہنشاہ نے لکھا ہے اوسیکا خبر ہونا واجب و لازم ہے اگر یہ بچکا اور فرار ہوتا
میں جان دیکر لشکر اسلام میں جاتا طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا حضور اسکے ہونے سے مہرخ و بہار کے
پر ٹوٹ جائینگے شہنشاہ سے اطلاع کرینگے سب شہنشاہ کی لونڈیان غلام اوسکے ساتھ ہو گئے یہ ظالم سحر
بیان ہے اسکی باتین سماعت نفرمائیے نامہ بنام شہنشاہ توسن تحریر کیجیے میں جاکر وہان سپرد کراؤن
اوسکے خلاف کیجیے گا تو شہنشاہ شکایت کرینگے انکا حکم ہے جسنے عمرو کو مارا اوسنے سارے طلسم
ہوشربا کو بچالیا شہنشاہ نوبت بجان دکا روبرو استخوان ہو رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے عمرو فاتح
طلسم ہوشربا ہے اسنے بڑے بڑے کام کیے ہر ملک میں نام کیے اسکو حقیر جانتے ہیں نیلم نے گھبرا کر کہا
قفس آہنی منگا کے اوسکو بند کر دو اپنے ساتھ ہی لے جاؤ جب تو عمرو کی زیرہ ستی آنکھیں جوش
خروش میں آگئیں کہا او نیلم بہتر یہ ہے کہ مجھکو چھوڑ دے ورنہ تیری قضا آگئی میرا فرزند چالاک
بن عمرو تمکو قتل کریگا مہتر قران صاحب نیمچہ گران نظر کردہ بزرگان آکر ایک نیمچہ ماریگا کہ تمھارا سر
گولہ کھاتا بھاگیگا اور یہ صنعت کیا چیز تھی جسنے بڑے بڑے ساحران نامدار کو مارا زبرجد نگار میں خدائی
زبرجد شاہ کی شادی دیوانہ جادو کی بیٹی کے ہاتھ سے قضا آئی شمشہ کو دریا قلزم میں گھسکر مارا طلسم
میں عشاق سبزہ رنگ ایسے بچیا کو مارا کا تیرا ہے اپنا بھار واسطے بڑا فخر ہے جس ملک میں ہو گئے اوس ملک
کو تباہ کیا وقت بربادی شہر نیلم قریب آگیا اب تو نیلم باتون سے عمرو کی گھبرایا کہا اے طوفان
یہ ساحر بالون زادہ تو بڑا بڑا ہے طوفان نے کہا حضور گھر کے گھر برباد کر دیے مکار عیار بے ادب فاتح
طلسم ہوشربا لقب جب تو شہنشاہ نے لکھا ہے کہ اگر یہ مارا گیا تو طلسم ہوشربا کوئی فتح نہ کرسکیگا خاص اسکی ذات سے سارا فساد ہے

ہے محمور و بہار شہنشاہ سے رنجیدہ ہوکر نکل گئیں کئی مرتبہ شہنشاہ نے پکڑوا بلوایا یہ عیاری کرکے چھڑا لیگیا جب تو سرداروں کو غرور ہوگیا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افراسیاب ہکو قید نہیں کرسکتا ہر طرح شہنشاہ زور دکھاتے ہیں وہ لوگ کلام اصلاح درمیان میں نہیں لاتے شہنشاہ شیلم نے کہا اے خیرخواہ اسکا جانا توسن حصار ہی پر مناسب ہے یہ کہکر قفس آہنی منگایا عمرو کو اسمیں بند کیا اپنے ہاتھ سے قفل لگایا طوفان سے کہا تم ہی اسکی قید لیجاؤ ورنہ یہ ظالم راہ میں فساد برپا کریگا طوفان نے کہا فساد برپا کرایکیا جو اسکی قید لیجائیگا وہ اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا صاف صاف تو کہہ رہے کہ قید ہونا ہمارے واسطے فخر ہے جس ملک میں قید ہوگئے اسکو خاک میں ملاتے ہیں سوا میرے کوئی اسکی قید کو نہ لیجائیگا طوفان رنگاوہ نے یہ کہکر قفس عمرو اٹھا لیا قید خواجہ کی لیکر طرف توسن حصار کے روانہ ہوا انکو بھی راہ میں چھوڑو ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان مصیبت بیان ہونچنا قید خواجہ عمرو کا زندان طلسم ہوشربا میں اور ملاقات ہونا بدیع الزمان و ملکہ تصویر و شہنشاہ لاچین سے و حال اسد نامدار فراق خواجہ میں بیقرار ہوکر واسطے شکار کے جانا اور آوارہ ہوکر قید ہونا اور پہونچنا اسد کا تا بہ توسن حصار عجب داستان مصیبت خیز ہے ساقی نامہ

ساقی دل غمزدہ ہے بیکل
زندان طلسم کا بیان ہے
وہ قیدی محبس مصیبت
ہیں نالے قلم کے اور ہیں طور
لکھا ہے یہ داستان رنگین
تصویر خیال کھینچتا ہوں
شہزادہ نگار خانہ غم
فقرہ کی کھنچ رہی ہے تصویر
ساقی رندوں میں نام ہو جائے
ہاں بارش ابر خون دکھاوے
رندوں پہ وقت بیکسی ہے

میخانے میں محفل جلد بیکل
زندان طلسم ٹوٹتا ہے
سلطان لاچین پاک طینت
لے شاہد طبع ناز دکھلا
بلبل بھی سنے بیان رنگین
صورت گر نقشہ معانی
تصویر کشش فسانہ غم
بیادی خیال معتبر نے
دشمن سے بھی انتقام ہو جائے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
میخانہ دہر میں خوشی ہے

ہنگامہ شور و شر عیان ہے
قیدی برسوں کا چھوٹتا ہے
ساقی مے بیخودی کا ہو دور
غم سے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
گو بال کی کھال کھینچتا ہوں
نقاش خیال خوش بیانی
کرتے ہیں رقم یہ حسن تدبیر
کھینچے ہیں بہ جستجو یہ نقشے
فوج مضمون پرے جماوے
بجلی ہر بار کوندتی ہے
کیا شغل شراب ناب ہوگا

دشمن کا جگر کباب ہوگا
ہے وقت سرور بادہ خواری
زندان طلسم کی خبر ہے
اب لطف ملے گا سرکشی کا
پہلو کوئی قید کا نہ چھوٹے
رنگ مضمون کو ساتھ باندھون
صد شکر ہے وقت دفع کلفت

ہے بزم طرب کا دور ساقی
ساقی دل کو ہے بے قراری
لکھنا ہے قمر کو حال زندان
معدوم ہے طلسم شکل عنقا
کیا طایر نسر صید ہوگا
مین ورد ثنا کے ہاتھ باندھون
ذکر غم و عیش بھی بہم ہو

اک جام سرور دور باقی
ساقی نئے جام نام کر دے
دشمن ہو ملول دوست شادان
محبس کا بھی سلسلہ نہ ٹوٹے
مضمون کا جو رتبہ ہوگا
لے طبع رسا دکھا دے جودت
اس رنگ کی داستان رقم ہو

چہرہ مفیدان مجلس اندوہ و مصیبت و وابستگان سلسلہ محنت و بدعت حال مصیبت مآل زندان طلسم ہوشربا سلسلہ نظم و نثر مین یون منسلک فرماتے ہین شعر نگارندہ داستان فصیح رقم کرتے ہین بہ بیان فصیح یہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذہین فہیم کرتے ہین کہ جب طوفان قہر نگاہ قفس مہر سپہر عیاری و قطب فلک حجر گذاری شاہ عیاران عیار بیباک طرار کو دو نیلم سے لیکر بلند ہوا خواجہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا جا بجا جنگل ویران میدان سنسان صدا بہار معلوم ہوتا ہے نام آبادی معدوم اوس صحراے ہول خیز مین صداے جغد و بوم بھی نہین آتی بونڈلے گرد کے اوٹھ رہے ہین درخت جا بجا جلے ہوئے شاخین بار ہے کف افسوس مل رہے ہین ریتی کا میدان انتہا کا ویران خواجہ قفس آہنی مین تڑپے جاتے ہین جب جھونکا ہوا کا چلا جسم جھلک گیا تمام بدن پر آبلے پڑے جھونکے ہوا کے آتشین اڑتے ہین کسی جانب اگر نگاہ اوٹھ گئی تو دیکھا دریا بے قرار موج مار رہا ہے مچھلیان گرمی کی شدت سے ریت مین لوٹ رہی ہین ریگ ماہی بنگئین طوفان دن بھر اڑا شام کو دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا وہ قلعہ برنگ لاجورد نیلے سامنے رنگ الماس گرد برجون پر ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین طوفان قفس لیکر زمین پر اوترا ساحران شہر و دربار کے کبود اژدر چشم کو خبر ہوئی کہ طوفان وزیر شہنشاہ نیلم ایک قفس لیکر آیا ہے واسطے استقبال کے بارگاہ سے نکلا دونون آپس مین گلے ملے کبود نے قفس کو دیکھکر کہا اے برادر یہ جل بالش کو کہان لے چلے طوفان نے کہا اے کبود اس ظالم نے ہزارہا گھر بے چراغ کر دیے کتاب سامری مین پڑھا ہوگا عمرو عیار قاتل ساحران نامدار اپنے معراج ہو مارا کبود طوفان کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی کہا لاؤ اسکو قید خانے مین بھجوا دین

طوفان نے کہا میں اسکو اپنی نگاہ سے اوجھل نکرونگا یہ وہ شخص ہے کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا کا قول ہے
اگر اسکا قدم ہوشربا میں نہ آتا کسکی مجال تھی ساحران ہوشربا سے آنکھ ملاتا غائب ہے میں شہنشاہ
کے اشتے بارہ لاکھ کا لشکر جمع کر لیا جا رہے سرداران شہنشاہ اپنے شریک کر لیے میں ایسا ساحر
زبردست تھا کہ جو اس مکار کو گرفتار کر کے لایا میں نے اپنے اوپر آب و خورش حرام کیا شب بھر جاگ کے
بسر کرونگا قفس لیے بیٹھا رہونگا کیونکہ اسقدر خوف ہے نہیں وہ مرونگا تو اسکا کوئی نہیں سکتا طوفان نے
کہا اگر ایسا ہو تو اسکو بھی دیکھا کرے خواجہ قفس میں یہ معاملات سن رہے ہیں سر جھکائے
بیٹھے ہیں دل سے کہتے ہیں لے خواجہ اس ظالم کے پنجہ بدعت سے کیونکر رہائی ہوگی ذرا بھی
بیہوش کے تو میں عیاری کروں یہاں طوفان شب بھر جاگا قفس خواجہ کا اپنے ہاتھ میں بہوشیاری
لیے ہوئے بیٹھا رہا بوقت سحر کیوہ و سے رخصت ہوا پھر اسیطرح ملنبہ ہوا دن بھر اور شام کو قلعہ فیروزہ
نگار میں اترا ملکہ فیروزہ غیرت زرہ پوش کو خبر ہوئی طوفان کا آکر استقبال کیا اسنے بھی حیرت میں
آکر پوچھا تمہارے تکلیف فرما ہونیکا اے طوفان کیا باعث ہوا طوفان نے تمام کیفیت بیان کی
رات بھر جاگ کے بسر کی قفس عمرو کا ہاتھ سے نہیں رکھا پھر صبحکو چلا شام کو دور سے ایک قلعہ دکھایا
ہیولے قلعہ میں آگ روشن ہے ابر و دھواں دھا قلعہ پہ چھایا ہوا حاکم یہاں کا ساحر بہ خود خان بیرون
بہر استقبال آیا اسیطرح طوفان نے چھ منزلیں طے کیں ساتویں دن دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا
دو منزل کے گرد ہے میں حصار قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم اسکمون چار دگر کا پڑا و بیرون قلعہ چار دگرد نہایت
حسین خوبصورت شہر آباد و دکانیں پختہ عمارتیں تھا سے وسیع قصر ہے سر فیع طوفان قفس لیے ہوئے قلعہ میں
داخل ہوا عمرو نے قفس سے دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوئے بکبر
نخوت تمام وہ بد انجام تخت پر بیٹھا ہے دربار میں سات سے ساحر زبردست دنگل ہائے آہنی میں
بیٹھے ہیں کسی کے دنگل میں شیر کا چہرہ کہ اصل میں وہ شیر منھ کھولے ہوئے ڈکار رہا ہے کسی کا
دنگل بصورت اژدر مہیب منہ سے اژدر کے شعلہ ہائے آتشیں نکل رہے ہیں تاریانے اوران سیاہ کے ہاتھ
ہائے صورتیں آئینہ تودہ سیاہ لباس دل بغض و حسد میں کامل اس دربار کو دیکھکر عمرو کے ہوش
اڑ گئے کانپنے لگا طوفان نے توسن کو سلام کیا طوفان خیر تو ہے آپ یہ دو گوات نے بالکل ملاقات
ترک کر دی شہنشاہ بیوجہ نامہ بھی نہیں لکھتے طوفان نے نامہ شہنشاہ نیلم کا ہاتھ میں دیا توسن نے

پڑھا توسن منہہ کا ٹرا بول اُڈھانی بات ہے جو بلائین تیرے گھرمین آئین اونھین کی حفاظت دشوار ہے
فرزند حمزہ کو کس لطف سے قید کیا آج تک خبر نہین پائی اب عمرو ایسے شخص کو تیرے پاس بھیجا کیون اے
طوفان شہنشاہ تیلم کے گھر مین ایک آدمی کے قید کرنیکی جگہہ نہ تھی تمکو بھی ناحق پریشان کیا بیرڑہ
دور دراز تمکو طے کرنا پڑی اتبو موقع وہان نہین ہے کہ مین اس ظالم کو قید کرون طوفان نے کہا آپکے
اعتبار کی شہرت ہے افراسیاب کا یہ قول ہے کہ اگر شہنشاہ توسن مجھسے میل نکرتا سلطنت طلسم
ہوشربا دستیاب نہ ہوتی توسن نے کہا شہنشاہ کی مہربانی سلطنت سنبھل نہین سکتی چند بوندی غلام
بگڑ کے اوپر غالب نہین ہو سکتے ہینے سنا کئی سے ملک قبضے سے نکل گئے طوفان کو ونگل بیٹھنے کو
دیا طوفان نے کہا اے شہنشاہ صاف تو یہ ہے کہ ہم لوگون نے جس ہوس مین شہنشاہ لاچین کو مٹایا اور قید
کروایا اوسکا لطف نپایا اوسیدن سے چین نہ ملا ہر وقت خوف جان بربادی ایمان اوسیکا یہ باعث
ہوا کہ چند کس بگڑ گئے انکا سنبھالنا دشوار ہے کیون اے طوفان تمنے بھی سنا حجرہ بلا مئے یاقوت
سخندان ایسے ساحر قتل ہوئے شمع حیات مشعل گل ہو تاریک شکل کشش ظلمات عدم کو جا سنہا نواز
اپنے راگ سے بھینس جا ہے اخفاق جادو بیمار ہوکر مرے یاقوت سخندان خون تھوک کے مرے
ایک یہ بدمانس طلسم ہوشربا پر غالب آئے اے طوفان تم قید عمرو کی لیجاؤ مین زندان خانہ طلسمی
مین اسکو نہ لیجاؤ نگا مین نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ایک دن زندانخانے پر بھی تباہی آئیگی اوس
دن زمین توسن حصار تھرائیگی ہرچند کہ انتظام ما بدولت کا ایسا ہے کہ آجتک کوئی نہین آگاہ ہوا
کہ راہ زندانخانہ طلسم کسطرف سے ہے بوزینہ ابلق سوار ساحر نامدار برائے حفاظت زندان طلسم قرار دیا
ہے اے طوفان عرصہ بیس برس کا گذرا کہ بوزینہ اپنے گھر نہین آیا اوسی مقام پر رہتا ہے جفائے
غریب الوطنی سہتا ہے کیا مجال کہ ہوا بھی اوس مقام تک جا سکے اے طوفان قہرگاہ مین آجتک
کسیکو زندانخانہ طلسمی مین اپنے ساتھ نہین لیگیا خود ہی جاتا ہون قیدیون کو دیکھ آتا ہون طوفان
نے کہا اسی باعث سے تو افراسیاب نے یہ حکم دیا کہ اس ظالم کو خدمت مین شہنشاہ توسن کے لیجاؤ
ایسا عیار کون ہے یہ شخص بھی اوسی قیدخانے مین تڑپ تڑپ کر مر گیا یہ حالات سن سنکر خواجہ کے
ہوش اوڑے جاتے ہین طوفان نے قفس توسن کے ہاتھ مین دیا طوفان توسن سے رخصت ہوا
اوس وقت عمرو کی بیقراری کہ جو قید ہاری اسکو آیا تھا وہ صحیح وسالم جاتا ہے بہت ہی ناگوار ہوا

عمرو نے بیقرار ہو کر کہا او طوفان تو تو جاتا ہے ہم یہین رہے جاتے ہین بڑا افسوس ہے کہ تو زندہ جیلا
لیکن لے طوفان یاد رکھنا مجکو علم نجوم مین بھی دخل ہے قید میری یہان ہمیشہ نہین آئی ہی سیان
توسن پر فرد سواری کا تمھو لنگا وہانہ خاردار خرھا دونگا تازی ہی بات ہے کہ تمہ زوری بھولنا نکلے
قدم نہ اوٹھا سکینگے گبشت بہا گینگے پوری بہانکو لنگا و لنگا دانہ گھاس کھلاؤنگا نعمان کے ٹرے ہین
عمرو نے ضلع و دستی کا تار باندھ دیا ضلع جگت فصیحان عرب کی صحبت اوٹھائی ہے ایکدن ملکون
ملکون پھر اکوئی بات اوٹھا نہ رکھی توسن جادو یہ بات سنکر غصے مین آیا کانپنے لگا کہا او ساربان
نادان مجکو افراسیاب نہ جاننا میری قید سے حیات رہائی نپائیگا تڑپ تڑپکر مر جائیگا ایسے مقام
پر قید کرون پردہ ظلمات کو بھی بھول جائے دن اور رات کا تمیز نہو طائر روح قفس جسم خاکی مین پھڑ
پھڑانا کیسا عمرو نے کہا او توسن ٹٹوے تجھ مین سب طرحکا عیب ہے خشری کمری کمنہ لنگ شبکور
ستارہ چشم ایسے جانوروں کو رانون مین دبیکر مارتا ہون یہ سنکر توسن اوسیوقت اوٹھا قفس عمرو
کا ہاتھ مین لیا کہا اچھا او ساربان نادان اب اس منھ زوری کا مزا اوٹھاؤگے موت مانگے گا اور موت نہ
آئیگی طوفان کو تو خلعت دیکر رخصت کردیا توسن نے قفس اوٹھاکر پر پرواز پیدا کیے اوڑکر آسمان تک
گیا برابر کہکشان فلک کے پہونچا تموج ہوا سے عمرو بیہوش ہوگیا نہین معلوم کہ توسن جادو زمین
پہ وارستہ چلا یا آسمان پر اوڑگیا بعد عرصہ دراز کے جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
فشان مین پردہ ظلمات ہے بلکہ تاریکی پردہ ظلمات اوسکے سامنے مات ہے نہین ثابت ہوتا کہ زمین ہے
یا آسمان اندھیرا دیکھکر عمرو اپنی زندگی سے حیران دیوار و در ثابت نہین ہے جو چھت سے مٹی گر رہی ہے
کڑیان کڑکتی ہین عمرو گھبرا گیا اندھیرے مین قلب تھرا گیا قفس مین سر دیدے مارتا ہے چاہتا ہے طائر
روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے کبھی سر ٹپکتا ہے کبھی چنچتا ہے یہ شور اس بیقراری مین بڑھتا و فرو
اسکی تقصیر نہین دشمن جان دل ٹھہرا ہو مارنے کا ہیکو پایا یہی قاتل ٹھہرا کبھی پکارتا ہے ای رحیم ای کریم
عمر بھر تیری راہ مین جہاد کیا کس بلا مین آکر پھنسا ارے یار و یہان کوئی زندان بان بھی ہے مجھ ایسے قیدیکا
نگہبان بھی ہے ارے نگہبان آواز سناؤ یہ طایر وحشی تو گرفتار بیتاب بیقرار انسان یا حیوان کی آواز کا
جو یا ہے ایسا اندھیرا ہے کبھی نہ دیکھا تھا پر تو آفتاب کبھی یہان کا ہیکو پڑا ہوگا شمع و چراغ کیسا ای داغ
دل تو ہی روشن ہو جائے آہ دل روشنی دکھا ای حرارت قلب شعلہ چمکا آہ کیا کرون حد سے زیادہ تنگ

تاریک ہے گور سے بدتر مثال ٹھیک ہے کسقدر عمرو نے ٹریا ٹکھین مار مار کے رویا سر سے خون جاری ہوا
آخر کو غش آگیا عرصہ دراز تک بیہوش رہا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا آخر نگاہ قایم ہوئی
آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا سوافق مضمون اس مطلع کے عمرو کا یہ حال تھا مطلع آنکھ جسدم کھلی دیوانہ
ہو بیباک تھا ۞ پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ۞ اب جو عمرو کی نگاہ قایم ہوئی دیکھا اس قیدخانہ
مین سناٹا تین قفس اور لٹک رہے ہین ایک قفس کلان مین ایک تاجدار نحیف و ضعیف چہرے سے فر و
شوکت و دبدبہ ظاہر تاج سر پر ٹوٹا ہوا بال بڑھے ہوے رگین جسم کی نکلی ہوئی کمر مین خم پریشان و مضطر
جھکائے ہوے قفس مین بیٹھا ہے اوسکے پہلو مین دوسرا قفس اوسمین ایک جوان رعنا خورشید مثال چہرہ آفتاب
تابان سے وقت زوال آفتاب کا رنگ زرد ہو رہا ہے بال سر کے و بال جان آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی کا عرق چشم
شکو لیتے پر صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ پادشاہ جلیل نژاد دست ثروت نکفیل لباس پارہ پارہ حیران و
مضطر آگین جسم کی کھال سکڑ گئیں سر خم بھوک پیاسے بیدم تیسرے قفس مین ایک مہ جبین غنچہ دہن سیمتن نسرین بدن
کمسن بال پریشان ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان جسطرح وقت خزان ہوائے گرم سے پھول
کمہلاتا ہے اسطرح چہرہ زرد آہ سرد دل پر درد سے کھینچتی ہے اوس مہ جبین سے اوس جوان نے کہا صاحب ذرا
آنکھین کھولو بات کرو دل گھبراتا ہے آج اس زندان مصیبت مین اور کوئی گنہگار آ کر قید ہوا ہے اسکے صدمے
سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ہر ایک مصیبت پر دل روتا ہے اپنا حال موافق ان اشعار کے ہے نظم

جنون پھر مجھکو ایام بہاری کی خبر دیگا
بہار آیا کیا وگل پیٹے گریبان پھاڑ کر دیگا
پھرا قاصد وہان سے ہوکر سوا جلال اپنا
جو خود ہی بیخبر ہے اوسکے وہ پھر کیا خبر دیگا

اس اور دستے اوس مہ جبین نے یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھے اوس جوان نے
بمشکل سر اوٹھایا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی جواب دیا اے صاحب کیا جواب دین کیا منہ سے بولین کس مصیبت
مین فلک نے گرفتار کیا حال دل کس سے کہین تمکو کیا کہکر سمجھا دین تمکو کیونکر تسکین دین اس قفس سے طایر وحشی
بنکر کیونکر تمکو سے اوڑین اپنی مصیبت تمھاری حسرت آٹھ پہر قلق کلیجہ مصیبت سے شق ہوا جاتا ہے اس قفس مین
سر ٹکرا کر جان دین دم نہین نکلتا روح قفس جسم مین گھبرائی ہے نہین معلوم کہ وہ کونسی ساعت تھی کہ دل
تمھارا ہمسے اولجھا ہم تمھارے دام گیسو مین گرفتار ہوے ایک دن فلک نے چین نہ لینے دیا راتین ہجر کی ہزار
کاٹین روز وصال آج تک نصیب نہ ہوا افسوس کہ اس قفس مین آئی ہے زندہ نکلنا
دشوار ہے جب روح قفس جسم خاکی سے نکلے گی تب اس قفس اصلی سے بھی رہائی پائینگے جنازہ

ہمارا کون اوٹھائیگا ہرچند کہ صاحب تم بخوبی واقف ہو پروردگار نے اس خاندان میں پیدا کیا کہ تمام دنیا کے لوگ سب ہمارے حل مشکلات اس قدر دولت بجا فرمایا ہمارے بزرگوں نے جسکو حبس مصیبت میں جہان پایا اوسکو قید مصیبت سے چھوڑایا اس گرفتار مصیبت کی خبر لینے کوئی نہ آیا ہمارے نوشتۂ تقدیر کو کسی نے نہ پڑھا منشی تقدیر نے خط شکست میں ہمارا انجام لکھا کوئی اس نوشتۂ تقدیر کو مٹا نہ سکا ع دور آہ بر باد گرفتاری ما ہ عمرو نے گوش ہوش سے یہ کلمات دونوں عاشق و معشوق کو سن رہا ہے دونوں سر گراتے ہیں کلام سے ثابت ہوکر دونوں آپس میں عاشق شیدا ہیں مایل و مبتلا ہیں ایک کو ایک سے رغبت ہے ایک کو دیکھ بہ نگاہ محبت دیکھ دیکھکر سر گرا تا ہے اوس نازنین نے اس جوان حسین کا جواب مصیبت خیز سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا صاحب اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

مجنون نہ افسانہ ہر دیوانۂ عشق است
محرم راز ست کہ بیگانۂ عشق است
تسکین ندہد آب ورایت کشش می زار
در پردہ نہان بلبل و پروانۂ عشق است
از سینہ برون آرد تہ خاک ابر گلشن

ہر جا کہ وطن ساختہ چون خانۂ عشق است
گر زہر ہلاہل خوردان آب حیات است
این شعلۂ جانسوز زخمخانۂ عشق است
در انجمن شوق نیابد رہ مقصود
مخفی دل افسردہ کہ بیگانۂ عشق است

ہر کس بہ تکلم لب ناز بکشادہ
آنرا کہ بدل نشتر بیمانۂ عشق است
ہر ذرہ بہ سجدہ کہ در ملک وجود است
دیوانۂ حقیقت ہر کہ بو پیمانۂ عشق است
یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین جبین

گرفتار دام مصیبت پابند سلسلہ سوودت سر گرا کر خوب روئی اور کہا اے شہریار ذرا سر اوٹھا کر ملاحظہ فرمایئے آج ایک شخص اور کسی مصیبت زدہ کا اس قید خانے میں آیا ہے وہ نوجوان مضطر و پریشان طرف قفس عمرو کے بلبا پوچھا اے شخص تو نے کیا خطا کی جو اس زندان مصیبت میں آکر پابند ہوا یہاں کے حاکم کا واسطے ملازم ہے کچھ بے اعتدالی ہوئی کہ زراعت عیش و راحت سرقبر پامالی ہوئی لیکن جو قیدی قید ہوگیا اسکے واسطے ایک میعاد ہے ہماری میعاد تا قید حیات تیرے دوست احباب سفارش کرینگے اس زندان مصیبت میں نہ رہنے دینگے لیکن اے گرفتار دام مصیبت و پابند سلسلہ غم و محنت ہم مصیبت زدوں پر بھی کچھ احسان کرنا خدا انجام بخیر کریگا دامن تیرا گوہر مراد سے بھر دیگا اگر رہائی پا آ ایسا نشان بتا دیں کہ فورا وہاں پہونچ جائیگا ہمارے عزیز اقارب بھائی فرزند اسقدر دینگے کہ دامن زر و تیرا بھر جائیگا پھر کبھی ہوس دنیا کی نہ ہوگی یقین تو ہے کہ جسوقت تو وہاں باغ لشکر میں پہونچیگا ہزاروں آدمی تیرے جمال کے مشتاق ہوکر دوڑینگے پردہ چشم میں جگہ دینگے جسوقت ہمارے بزرگوں کو حال معلوم ہوگا کہ ہمارے فرزند کی خبر لایا ہے خلق سے پیش آئینگے بارگاہ سلیمانی میں اپنے ساتھ لیجائینگے

ہمارے قبلہ و کعبہ زرہ نازِ ثانی سلیمانی حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سحر کن بحر و بر سر کوب دیوان
قاتل کافران یقین ہے ملک تجھکو جاگیر میں دیں قوت بازو ہمارا برادر یجان برابر شیر بیشۂ فرنگستان
صاحب عظیم الشان نہر بردشت جرات نہنگ دریائے ہمت رستم بیلتن کشندہ قویل ہندی قاتل
کپتیان فرنگی خبر دریافت کرکے اوسیوقت جستجو میں نکلیں ہم چشم ہمارا آفتاب عالمتاب شوکت
و لیاقت ماہ برج آسمان جلالت شاہزادہ ملک قاسم لعل خندان خونریز خاور سپاہ صاحب عز و جاہ سنتے ہی اس
ہوس میں نکلے کہ اپنے عم نامدار کو بار بار کردن و دشمنوں کو شاد دوں نور نظر پارۂ جگر ہمارا گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان مسلمانان بہم زن لشکر زمرد بے ایمان شاہزادہ نور الدہر فور آ
قبضے پر ہاتھ ڈالے جوش و خروش میں آکر ایک توسن حصار میں قیامت برپا کردے اگر شاید یہ لوگ لعبۂ ماہ
جانکر رک جائیں تو اے شخص تو ایک کام کر یار و ح نشکر جان لشکر کو دریافت کرنا ایک ایک سے پوچھنا کہ
آفتاب عالمتاب اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار ہمارے عم عالی وقار
کو دریافت کرنا اونکا دامن تھام کر کہنا کہ عمرو نامدار آپکا غلام زندانخانہ توسن حصار میں مرتا ہے افسوس ہے
کہ آپنے بھی اوسکی خبر لی یہ کہکر وہ نوجوان قفس میں سر ٹپکنے لگا اور کہا کہ اے شخص رونیکا مقام ہے دنیا
مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت جسکے ایسے خرد و بزرگ جہانگیر صاحبان تدبیر جرات میں بے نظیر صف شکن
تیغ زن سحر کن بحر و بر ہوں وہ اپنے گم گشتہ وادی حرمان کی خبر نہ لیں تقدیر میں ہمارے یہ مصیبت لکھی تھی
افسوس ہے کسی نے اتنا خیال نہ کیا کہ ایک نالایق غائب ہو گیا اوسکو تلاش کریں اے شخص برائے
خدا اگر ان سب صاحبوں میں سے کوئی صاحب قصد نکریں تو قلعہ خرد الامان حصار دریافت کرکے اوس
در دولت پر حاضر ہونا محلدار سے عرض کرنا کہ ملکہ کو دیا بانو صاحبہ سے عرض کرد کہ آپکے غلام کی قید کی
خبر لیکر ایک شخص آیا ہے دریائے مہر مادری جوش مار یگا یقین ہے کہ نقاب ڈالکر محل سے نکل آئیں تجھسے حال
مصیبت پوچھکر صاحب جرات و لیاقت میں تلاش میں خود تکلیف اسطرح جو اوس نوجوان نے بیان کیا
عمرو کا قلب اولٹ گیا غم سے کلیجہ پھٹ گیا کہا اے نوجوان اے پابند مصیبت اے گرفتار دام محنت
اب تیرے کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب میں طاقت نہیں ہے خدا علیم آگاہ ہے کہ نام نامی ظاہر کر دے
کہ دل کو تسکین ہو یہ خوشحال کیوں تیرے ساتھ قید ہوا تو کیونکر اس زندان پر آفت میں آیا ان سب
صاحبوں سے کیا رشتہ ہے نگاہ میری بھی کسیقدر تیری صورت سے آشنا ہے لیکن یہاں اسقدر اندھیرا ہے لشکر تاریکی ظلمت

نے گھیرا ہے کہ جیسی طرح نگاہ نہین جمتی یہ آواز بھی کبھی سنی ہے مجھ بدنصیب کا نام تو اپنے بزرگون کے ضمن
مین لیگیا اللہ جلد نام ظاہر کر تیری مصیبت دیکھکر اپنی حسرت کو بھی بھول گیا دل داغدار ہوا قلب بیقرار
ہوا عمرو نے چلا کر جو کلام کیا اوس جوان نے بلک کر کہا اے عم عالی وقار آپ شاید خواجہ عمرو نامدار ہین
افسوس گو دیدون مین بالا شوکت ولیاقت عطا کی ہار ایہ حال ہی کہ آپکو ہماسا بھی پہچاننا محال ہے یہ تو مفصل
کہدیجیے کہ حقیقت مین نے آواز کو پہچانا آپ توت باز دے تھا جبقہر ان سربرہنہ جادوگران باج
ستانندہ ریش کافران قاعدہ گیر نے جنگ خواجہ عمرو نامدار ہین مجھ بدنصیب کا نام مقام افسوس ہے
کہ آپ دریافت کرین نشو ونما آپکی تمنا مین پائی عزت وآبرو مرحمت فرمائی بدیع الزمان میرا نام ہے
یہ مہ جبین مصیبت نصیب عیش وراحت سے دور غم والم سے قریب ملکہ تصویر دختر شرارہ حاکم
صحرائے طلسمی ہے آپکے ساتھ تالاب سے نکلکر اژدر اٹھالا یا تھا لشکر اسلام مین آپنے ایک ایک خدمتگار کی
مدد کی لیکن اپنے غلام کی خبر نہ لی یہ سنکر عمرو نے ایک آہ کی کہ دھوان منھ سے نکلنے لگا سوز غم والم سے
ہر ایک استخوان جلنے لگا کہا ہائے بیٹا بدیع الزمان تو اس قیدخانے مین قید ہوا ہے تصویر ترا کیا نقشہ ہوا
تیری یاقوتی نے کلیجے کے ٹکڑے کردیئے اے نور نظر لخت آرام جان اے فرزند بدیع الزمان بیٹا تم کیا
حکایت وشکایت کرتے ہو یہ نالایق جب تمھارے ساتھ سے پلٹا اور لشکر اسلام مین پہونچا حال مصیبت
مآل تمھارا بیان کیا باپ تمھارے سر ٹکراتے تھے بھائی جان دینے پر آمادہ تھے بیٹا تمھارا صاحب شوکت
ولیاقت نورالدہر چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون آخر بعد ہنگامہ بسیار یعنی دوپہر تک کسیکے ہوش
درست نہ تھے آخر فرزندان بزرجمہر کو تمھارے باپ نے طلب کیا اون ستارہ شناسان کامل نے حکم لگایا کہ
بدیع الزمان قید ہوکر طرف طلسم ہوشربا کے گئے اب وہ بعد چندے رہا ہونگے فتح طلسم نام پر
اسد غازی کے نکلی ہے تم تو مزاج سے اوس دیوانے کے آگاہ ہو تمھارا ہمشیرزادہ اوسیوقت عمل
مین گیا اپنی مان ملکہ زبیدہ شیرگیر سے رخصت ہوا کہا ماموجان کی رہائی کو جاتا ہون تمھاری بہن نے جواب
دیا اے فرزند میں نے تمکو اپنے بھائی پر نثار کیا جب واپس آیا میرے بھائی کو ساتھ لیکر آنا ورنہ مجھے منھ نہ دکھانا
وہ شیر بیشۂ جرأت اپنے قزاقون کو ساتھ لیکر چل نکلا خواجہ زادون نے کہا پانچ عیار برائے امداد اسد نامدار
جائین اے نور نظر میں نے اپنے ساتھ مہتر برق فرنگی وجانسوز بن قران وضرغام شیردل مہتر قران کو
ہمراہ لیا جستجوے طلسم ہوشربا مین نکلا اسد نامدار شہر ناپرسان مین پہونچا راہ مین اوسکے قزاق اور

سے نے بلا لیا کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان کی دختر بران شمشیر زن خوب خوب لڑی اور باغ
رودان کو شایا حجرہ آہن بھی عنایت سے پروردگار کی تمام ہوئی فی الحال صواعق بن گرداب آدمخوار وزیر شہنشاہ
طلسم کوہ نیلم سے اور انیسے برق و فرغام سے جا کر ادس نجیبا کو شب میں مع لشکر قتل کیا طوفان
قہر نگاہ وزیر صواعق مجھکو لشکر سے پکڑ لایا کوہ نیلم پر میری قید پہونچی ادس نجیبا نے مجھکو قید کر کے بیان سوانح
کر دیا اے نور نظر اسوقت روح کو راحت و قلب کو سرور ہوا کہ میں قید ہو کر تیرے پاس پہونچا آج بعد مدت
دراز کے تجھکو دیکھا اے فرزند تیری جستجو میں بارہ سال گذر گئے شہر بشہر پھرا تب والدہ اور تمہارے قوت بازو
تمہارے بھائی وغیرہ فرزند دلبند تمہارا سب مجبور ہو جا رہے طلسم ہوشربا میں نہیں آ سکتے ہیں اب اس قید
میں وہ مقامات دیکھے بڑے بڑے دربند وسیع بیچ میں حائل ہیں لاکھوں ساحران شہر دنیں رہتا ہے
کوہ عقیق سے ہوا کا آنا بھی دشوار ہے ورنہ ابتک باچہارباغ سے پچیس سردار سپاہ طلسم ہوشربا میں ہوتے
اے نور نظر یہ تیسرا قفس کس مرد مصیبت زدہ کا ہے اونکا بھی حال سننا چاہتا ہوں یہ سنکر وہ بادشاہ سنبلِ تیغ
مار کر رویا اے شہنشاہ اوج عیاری مجھ بدبخت کا نام دلستان ہے پوچھو نہ در بیان میں ذکر کیا میں اپنا نام بیان
اپنی زندگی سے بیزار ہوں نہایت مجبور ہو جا رہا ہوں مضمون ان اشعار آبدار کے حال مصیبت مآل ظاہر ہوجائیگا نظم

ہیں یوں ہوا عقوبت ناحق تحولی جاٹ
قائل ہوا نہیں باطل سے دل اچاٹ
کیونکر کٹینگی لیعہ عدم کی مشقتیں
کیونکہ ہو کوئی تیرے مقابل سے دل اچاٹ
حسرت مری گلو و بریدہ کی کم نہیں
عاشق تلک پیہ ہو صدا نال سے دل اچاٹ
مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پہ
ہو کیونکر دامن کشت کے حاصل سے دل اچاٹ
نفرت ہوا اسقدر مجھے گھر کے نشان سے
ہو نیلگا ہجوم غنا دل سے دل اچاٹ
کس کو دماغ ہے جو سنے شکوہ ہائے دل

ہو جسطرح کوئی کسی مشکل سے دل اچاٹ
تر قیمت مجھکو آتش بیدرد ہو چمن
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اچاٹ
باہم ہوئے تصور لگا ہونگی لطف میں
قائل خدا نہوا ابھی بسمل سے دل اچاٹ
اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل غبار شمع
کیونکر ہو مجھ سے خوشحال ہو دل اچاٹ
جاؤں کہاں کہ ضعف سے اب ہو یہ حال ہے
ہو تا ہے خانہ سلاسل سے دل اچاٹ
ہر باغ میں ہے ادنکے نزار دل تنگ
کیونکر نہو خدا غنا سے دل اچاٹ

دی سخت جانیوں نے اجازت نہ ذبح کی
ہوتا ہے نغمہ پا عنادل سے دل اچاٹ
سب سامنے ہوا آئینہ حسن اور پری
افسردہ ہیں فروغ ہوا دل سے دل اچاٹ
تسبیح پارہ ہائے جگر چاہئے او نہیں
جاتے ہیں ہو فاتری محفل سے دل اچاٹ
کیا دانہ ہائے اشک سے خرمن ہے خانہ
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اچاٹ
نازک دماغ ہوں نہ لحد پر چڑھا دو گل
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اچاٹ
مشتاق مرگ ہوں بلا مجھ سے ہے دیال زیست

پھرتا ہو تمہیں تغافل قاتل سے دل اُچاٹ
خدمت گذاریوں میں کمی کونسی ہوئی
او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اُچاٹ

پروانہ وار اور کہیں دل جلائیگے
کس واسطے ہو عاشق بیدل سے دل اُچاٹ

او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اُچاٹ
ہے حسب حال مصرع اشرف نسیم کے

اس وردسے یہ اشعار اوس شہنشاہ عالی جاہ نے پڑھے عمرو بیقرار ہوکر رونے لگا کہا اے بزرگ تیری باتین تیر ہوکر دل پر پڑین سنیے خداوند جمشید نکرده باتین افراسیاب سے پوچھین کبھی ہمیا مفسد نہ کہتا تھا یہی مشہور کیا تھا کہ بدیع الزمان و تصویر کو قتل کیا بادشاہ طلسم ہوشربا شہنشاہ لاچین کو مار ڈالا مگر راز و نیاز مین مجھسے جرافزا دے نے کہدیا کہ بعد طلسم ہوشربا شکم زمہریر مین ہے وہ دریائے نیل مین رہتا ہے بدیع الزمان اور تصویر کو بھی کہہ اوٹھا کر بدیع و تصویر و لاچین زندان مین قید ہین اے مرد بزرگ مین اس شہنشاہ عالی جاہ کی زیارت کا مشتاق ہون بڈھا چیخ مارکر رو دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وہ بدنصیب آفت کا مارا سحر مصیبت کا آوارہ قیدی زندان مصیبت مبتلائے بلا و محنت یہی حقیر پرتقصیر ہے تمام وزیران سلطنت مشیران ابیت اس نمکحرام افراسیاب بد انجام کے شریک ہوئے طلسم ہوشربا پر قبضہ کرلیا اس توسن پرفن نے سوتے مین مجھکو گرفتار کیا اے ماہ آسمان عیاری جب ہوش ربا میرے قبضے سے نکل گیا مین بھاگ کر قلم کوہ پر آیا ستر برس وہان رہا جب جھلاکر نکل آتا تھا اہرمن نے مجھے بد ست دیا تھا کوئی تحفہ میرے پاس نہ باقی رہا تھا نیلم جادو جسکا نام ہے اوس ہمیا کو شہنشاہ نیلم خطاب ملا رستے خزانہ کا کل تحفہ جات طلسمی افراسیاب کو دیدے مجھے جب نعرہ کرتا تھا کہ او نمک حرام تم شہنشاہ لاچین سب بھاگتے تھے مجھے لوٹ لاتا تھا غلہ بہم پہونچاتا تھا آخر سوائے قلعہ قلم کوہ کے کہان جاؤن قلعہ بند ہوتا تھا اوسکے پاس فوج بہت ہے پھر لشکرکشی کرکے قلعہ کو گھیر لیتا تھا اس توسن ہمیا نے شب کو مجھکو اور میری زوجہ کو گرفتار کیا اوس صاحب عصمت عفت کو نہین معلوم کہان قید کیا مین اس مقام پر مقید ہوا اول تو یہ مصیبت فراق محبوب مطلوب کا نکلے دم نکلجائے **نظم**

دل تنگ ازمین ہم جوش جنون کا کیسا	بون گریبان نہین کیا پھاڑے سودا کیسا	کیسی ہوگی نظر یار کا جلوہ کیسا
دیکھ جی لیتے تو پھر ہوش مین آنا کیسا اپنے بیمار کو جب شکل دکھا کر وہ چلین لیکے مجمع کو وہ نکلے گا اکیلا کیسا	کوہ پر حضرت فرہاد کا جانا کیسا پوچھنے کوئی گر تمنے اوسے دیکھا کیسا اُنکے کوچے مین پڑے رہتے تھے یا گھر مین ہم	سر کی چوٹ اونکو اور دھر لیلی سودا کیسا حشر مین سینے کے دینگے دل بیتاب کا ساتھ جب حجاب اوٹھ گئے دیدار کا پردا کیسا

اپنا ہاتھ اپنی چھری اپنا گلا ہے اکدن
تمکو بھی میدان ہوا جاتا ہے چھرا کیسا
دیکھو ڈر جاؤگے دم توڑتے دیکھو نہ مجھے
دور آ بیٹھے ہین اب پاس تمھارا کیسا
کسنے یون سینہ ادبھارا ہی خبر ہمکو نہین
جب مین گھبراتا ہون سمجھتے ہین کیسا کیسا

خنجر و بازوے قاتل کا بھروسا کیسا
اسنے دیدی ہے زبان آج دہن مین کیسے
جانب کھیلنے والیکا تماشا کیسا
درد کو اپنی طبیعت کو ہم اس نکر مین تھے
اور ٹھہا چوین ہو مراد دست تمنا کیسا

سرکو ٹکراتے ہین دیوار سے ای وحشت دل
سخت کو رہ گئے یہ آتا ہے کلیجا کیسا
آہین جی کھو لکی کھینچین گے سر بزم ہم آج
تو وہ آہی گئے آنیکا ارادہ کیسا
یاد محبوب کا احسان نہ بھولونگا جلال

الغرض ملکہ بلقیس ثانی اپنی زوجہ کا نام لیکر لاچین بہت رویا خواجہ کا شکلے ہم و دنون ہجران دیدہ آفت کشیدہ منغز دل کردہ سلطنت گزشتار دام کشت و مصیبت ایک ہی مقام پر قید ہوے وہ ہمکو سمجھاتین ہم انکو بہلاتے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو یہ بھی ہماری تقدیر مین نہ تھا آتنا بڑا فراق کہ جسکا انجام ممکن نہین مگر اے شہنشاہ اوج عیاری اب نصف طلسم کی سیر سن چکے تا بہ در رشید مہر وماہ گئے طلسم صندل فتح کیا باغ سیماب کی سیر کی صحاب جادو کو کشتہ کیا کہین یہ بھی سنا کہ زوجہ بادشاہ سابق طلسم یہان قید ہے عمرو نے کہا اے لاچین تجدا ہین ایسے ایسے مقامات پر گیا کہ انکا ذکر اگر کرون تو سالہا سال گذر جائین تینے خلاصہ بیان کیا بارہ برس مین ایسے ایسے ساحرون سے مقابلہ پڑا کہ جنکا عدیل و نظیر اب ممکن نہوگا افراسیاب کی کمر توڑ چکا ہون نہین معلوم ابھین کیا مصلحت ہے راز ونیاز پروردگار کا کون جانتا ہے مگر مجھکو طوفان یہان پکڑلایا اس قید خانہ مین قید ہوا کہ جہان سے امید رہائی نہین لاچین نے کہا خواجہ آپنے یہ بھی سنا کہ افراسیاب مجھسے کیون باغی ہوا بڑا باعث یہ ہوا کہ مین مقدمۂ مذہب مین ہمیشہ غور کرتا تھا خود ساحر ہون حالات سامری و جمشید سے بخوبی ماہر ہون سمجھا تھا کہ سامری جمشید بھی انسان تھے بزور سحر خدا بن بیٹھے ایکدن میرے منھ سر دربار نکل گیا کہ ہمارا مذہب بہت ضعیف ہے خود بخود دلکو اعتقاد ہوا کہ بیکیا سکی تشکیک ہی دین نیردان پرستی ٹھیک ہے یہ جو سنتے سر دربار کہا یہ سب بیحیا میرے دشمن ہوگئے افراسیاب نے ہر ایک کو یہ کہکر ملایا کہ یارو مذہب جدید ہوا جاتا ہے سب نامرداد سکے شریک ہیے جب ملک و مال میرے قبضے سے نکل گیا اور مین اس زندان طلسم مین آکر قید ہوا زوجہ بھی جدا ہوئی تب مینے پروردگار حقیقی کو یاد کیا یہ کہکر التجا کی کہ اے صانع ازل دل نکلا ہے کچھ ایسا مضطر ہوکر قلب کو اس قید خانہ مین سر دھر

اب اوس معبود حقیقی کا شکر کرتا ہون کہ بزرگان دین نے خواب مین آکے تسکین دی یہ مژدہ
خوشخبری سنایا کہ جب عمرو آکر یہان قید ہوگا تب اے لاچین تو بھی رہائی پائیگا لیکن نئی بات ہے
بموجب مضمون بقا ہم مطلع جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر نثار ہے یہ مژدہ باد ایمرگ عیسی آپ ہی
بیمار ہے یہ آپ خود قید ہو کر آئے مجھے کیونکر چھوڑائینگے اس زندان مصیبت سے کیونکر امان پائینگے
عمرو نے کہا اے شہنشاہ لاچین وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کریگا رہائی حاصل ہوگی انشاء اللہ
تسکین دل ہوگی یہ مجھکو بڑا افسوس ہے اگر تو سحر جادو وایک رات کیواسطے مجھکو اپنے قلعہ مین قید کرتا مین عیاری
کر کے نکل جاتا لیکن ارشاد بزرگان دین خالی از لطف مشیت الہی نہین ہے انشاء اللہ انجام اسکا بخیر
ہوگا کوئی تدبیر وہ پروردگار نکالیگا قدم ما بدولت کا اس قید خانہ مین آیا اب زندان طلسم شکست
تمھاری رہائی کا بند وبست ہوگا کوئی صورت تو پروردگار کریگا بشارت بزرگان مین ضرور کوئی بھید ہے
اے لاچین رہائی کی امید ہے اوس زندان خانہ مین لاچین و بدیع و تصویر کا کلام حسرت انجام
کبھی روتے ہین کبھی حسرت بر اشکون سے منھ دھوتے ہین کبھی قفس آہنی مین سر ٹپکتے ہین مثل طائر
گرفتار اوس قفس آہنی مین پھرتے ہین سب سے زیادہ تصویر کی بیقراری لیکن حالات ہوشربا سنکر
شہنشاہ لاچین دنگ ہوگیا بمقدمہ بربادی حجرہ ہفت بلا کئی مرتبہ مکرر پوچھا کیونکر خواجہ تاریک
شکل کشش کیونکر قتل ہوئی کسی جام حجرہ بلا نے ہمکو بھی پوچھا عمرو نے کہا زبانی زال جادو کے انتا
دریافت ہوا تھا جب حجرہ اول پر افراسیاب پہونچا اور اپنے معشوق کو ذبح کر کے خون پلایا تو شعل
نے پوچھا تھا کہ شہنشاہ لاچین کیا ہوا زال نے کہدیا اوسنے انتقال کیا لاچین نے کہا یہ افراسیاب
ہی کا کام تھا ہم اگر لیتے جاتے کیا مجال تھی کہ یہ قواعد ہمارے ساتھ صرف کرتا انتہا یہ کہ بھوگ دیتے ایک
آدمی غلام خریدا ہوا حوالے کرتے نہ کہ معشوق افراسیاب جلاد ہے جب تو ہماری گرفتاری مین اسکو
افسوس نہ ہوا اتنا برا اوسکو ہم کر بیٹھے تھے اسکو گودیون مین پالا سحر سکھایا گھر بار کا اختیار دیا جب
بھیجا مجھکو گرفتار کر کے لیجا اپنے حقوق اپنے یاد دلائے اس بھیجا جلاد طبیعت میمون خصلت نے منھ
پھیر لیا جواب بھی نہ دیا خواجہ عمرو نے ذکر قتل شعل چھیڑا کیا لاچین وجد کر رہا ہے بدیع الزمان
کہتے ہین کہ اے لاچین ملکہ تصویر ہم پر طعن و تشنیع کرتی تھین کہ تمھارے عزیز بڑے بڑے جلیل رئیس
تھے کسی نے خبر نہ لی آپ نے سنا کہ جس دن سے ہم قید ہوئے افراسیاب آرام سے بیٹھے نہین

دیا اگر ہفت در نجہ درمیان مین نہوتے تو فرزند میرا نور الدہر فتاح طلسمات عالم ہے گیارہ برس کے
سن مین تنہا اُسنے بڑا طلسم گوہر با سینہ انگل جادو کو مطیع کر لیا ہزارون ساحر قتل کیے علاوہ
اوس فرزند کے شاہزادہ ملکہ قاسم بھتیجا میرا کہ ساتھ میرے دعوی آتشی رکھتا ہے اگر دریا سے آتشی چاہتا
وہ نہ رکھتا بھائی رستم پیلتن علی شاہ نوجوان والا نامدار صاحبقران زمان یہ سب مرین طلسم ہوشربا
ہلا دیتے آسمان کو زمین سے ملا دیتے یہ بھی اونکو خیال ہے کہ فتاح طلسم تو جا چکا قاتل افراسیاب ابھی
نامدار ہے سے لاچین یہ بھی ایک دستور ہے جسکے نام پر فتاحی طلسم نکلی ہے علاوہ اوسکے اگر کوئی جاتا ہے
مبتلائے بلا ہوتا ہے اسوجہ سے اور کوئی نہ اسکا ورنہ کبھی حایل ہین راہ نے بھی مجھکو مجبور کیا لیکن انشاء اللہ
سے لاچین افراسیاب آرام نہ پایگا قدرت اسکے مارا جایگا اسد نوجوان میرا بچہ ہے مین بھی
حیران تھا کہ سب صاحبون نے میری محبت سے ہاتھ اوٹھایا لاچین نے کہا آج خواجہ کے آنے سے عید
ہوگئی معبدون سے مطیع الاسلام ہوا اور اس بلا مین پھنسا آپکی زیارت کا مشتاق تھا عمرو نے کہا
خدا نکرے تمھاری طرح کوئی مشتاق ہو آپ ہی کا اشتیاق مجھے قیدخانے مین لایا تصویر قفس مین ٹکرا کر
رہی ہے کہ قفس سے نکلکر کیونکر خواجہ کے گرد پھرون حال عیاری خواجہ سے واقف بھی ہونگی ہو ناظرین
کو خیال ہوگا کہ جلد اول مین پہلی ہی داستان ہے بدیع الزمان کا سرا ٹاپا آتا ہے شکار گاہ سے
لاشہ آتا ہے خواجہ جا کر نصرار جادو کو مارتے ہین بدیع الزمان کو رہا کر کے نکلتے ہین ملکہ تصویر کا
باغ راہ مین تھا اوسی باغ مین آ کر یہ آشفتین برپا ہوئین تھین اول عفریت طلسم تالاب سے نکلا تیر و کمان
سے اوسکو مارا جب تصویر کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے تب اژدر طلسمی تالاب سے پیدا ہوا وہ تصویر بدیع الزمان
کو نگل گیا ظاہر ہے کہ وہ کوئی ساحر تھا ہوشربا مین لیکر آیا پکار کر وہ اژدہا کہہ بھی گیا تھا کہ او عمرو تو تو ابکے
سامنے سے غائب ہوگیا بدیع الزمان کو لے جاتا ہون اب تا روز قیامت اوسنے ملاقات نہ ہوگی
پھر بھلا مجھکو کب آرام آتا تصویر باغ باغ ہے آج دل کو غم سے فراغ ہے کہتی ہے کیون اے شہنشاہ
لاچین ہمارے وارثون کو دیکھا ہر چند کہ ہم قید مین ہین لیکن افراسیاب کی جان پر بنی ہے ہم تم سے کہتے تھے
کہ اور کوئی چاہے نہ آئے خواجہ عمرو ضرور جانبازی کرینگے سنا تم نے کہ افراسیاب کا
زوال دولت قریب ہے ہمارے نانا جان نے کیا کیا عیاریان کین حال تباہی کا عجز بلا شک لاچین
عالم وجد مین ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ مین اپنی زبان سے اپنا حال مفصل نہین بیان

کرنا خدا فضل کریگا زندان طلسم سے چھوٹے کے منشی احمد حسین قمر نے بڑی شد و مد سے لکھا ہے
مقامات حیرت بلا پڑھکر ہوش درست تھا نہ رہینگے پڑھنے والے آفرین آفرین کہینگے ایسی ایسی عیاریان
ہوئی ہین کہ افراسیاب نے کبھی نام سے کانپتا ہے مجبور ہو گیا کہ میرا آقا اس طلسم مین نہ آسکا اسعد کے پاس
کوئی تحفہ نہین ساحران غدار سے مقابلہ ایک ایک اپنے زمانے کا سامری و جمشید استاد بڑا ساحر ہے کوئی
اوسکو جواب نہین دیسکتا جس دن سے اوسکے مقابلے مین آئے دن کو مرے رات کو پھرتی اوٹھے
افراسیاب نے پانہ مرد پہ میلا کیا تھا کھڑے کھڑے لشکر اسلام کو شکست دی سب سردارون کو
دیوار گرکے بلا لیا عجز و بمیار الامان الامان کرتی ہوئی لشکر سے نکل گئین افراسیاب کے سامنے
جاکر حاضر ہوئین ان سبکو افراسیاب نے قید کر لیا مجھے تلاش کرنے نکلا اوس مردود نے خداوند لقا کی
عیاری کی سب سردارون کو اپنے چھوڑا یا بیٹے کو لوٹ لیا افراسیاب جب آیا اور بیٹے کو پامال
دیکھا اپنے سردارون کا وہ حال دیکھا لے شہنشاہ لاچین اوس روز کا غصہ افراسیاب کا مجھکو
یاد آتا ہے سات شبانروز تو بھاگتے پھرتے تھے افراسیاب آکر شکست دیتا تھا ساتوین دن
آخر ایک مقام پر جگر عیاری کی افراسیاب کو دم دیکر بٹھایا جہان بارگاہ تھی وہین لاکر ستادہ کیا
اوسے چھپے مین بڑی مشکل سے جان بچی حد امر تیرا ایسے ہی معاملے درپیش ہین ہر مقام پر جان
کے پس و پیش ہوے اوس حافظ حقیقی نے ہر جگہ بچایا انشاء اللہ اب تمکو بھی ہم لینگے اکیلے نجائینگے
لیکن کیون لے لاچین اسمے قید خانے مین کوئی آب و دانہ بھی پہونچانے آتا ہے کچھ تدبیر کرین گے
لاچین نے کہا اے خواجہ یہان کا بند و بست بہت سخت ہے خود ہی توسن اس قید خانے مین آتا
کلام بھی نہین کرتا عیاری کسیر کرو گے آب و دانہ معرفت بوزنیہ ابلق سوار کے پہونچتا ہے وہ بھیجا ہے
سنگدل کٹورے آبا فی کس دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا قفس مین رکھکر چلا جاتا ہے
کسیر عیاری کیجیے گا خواجہ یہان دال گلنا دشوار ہے عمرو نے کہا خیر انشاء اللہ اب تو قدم ہمارا آیا ہے
توسن عیار ضرور ہوگی یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارا قدم آئے اور یہ ملک آباد رہے ملکہ تصویر
آج بارہ برس کے بعد ہنسی خواجہ کے تسکین دینے سے مثل عندلیب خوشنوا ہو کر قفس مین بیٹھی یہ اشعار
نواب فدا حسین خان صاحب کے پڑھنے لگی اشعار موافق مضمون مقام

نظم

بہر نظارۂ گل بلبل زار آئی ہے ۔ ہو چکی دور خزان فصل بہار آئی ہے | پھر صبا باغ مین ہر سو یہ پکار آئی ہے

شور بلبل ہے فصل بہار آئی ہے ۔ نخل سرسبز ہے پھولے ہیں بھرے گلشن ۔ بلبلو تمکو مبارک ہو بہار آئی ہے

خواجہ کے سامنے مانگ تصویر سے بیچ مصیبت میں قید ہوتے تھے زیادہ سکتے دل لگے کہ یہ باعث ہے خواجہ نے ابتدا سے طلسم ہوشربا شروع کر دیا اپنی عیاریاں ہوش کی سرکار یاری تباہ لالک کی چالاکیاں خضر علیہ السلام کی بیابانیں مہتر قران کی سرہنگی صرصر و رنگیے سحر جنوں سیاہ نصیبہ رشید وغیرہ داستان در داستان بیان کر رہے ہیں جس مقام پر چھوڑ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے لاچین کہتا ہے خواجہ وہ شوق بہت شدید آئیگی یہ جلد تو ضرور بیان کر دیجئے خواجہ فرماتے ہیں یہ پل پریزادوں کی داستان ہے اسمیں خلعت ملنا چاہیئے لاچین عرض کرتا ہے بیان تو تحسین و آفرین حاضر ہے خواجہ فرماتے ہیں اس سے میرا پیٹ نہیں بھرتا کچھ نقد دلوایئے لاچین نے عرض کی کہ اے شہنشاہ عیاریاں اگر خدا نے اس قید سے رہا کر دیا متعلق اسی قیدخانے کے ایک خزانہ کثیر ہے چالیس کوٹھے جواہر کے اسمیں ہیں سب آپکو دونگا خزانہ ہی بیجا ہے کے نذر اکر دونگا خواجہ نے جواب دیا تمنے اپنی سلطنت طلسم ہوشربا دیدی یا ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اتنے پر راضی ہوسے لاچین جواب دیتا ہے خواجہ ہنستے کھڑے ہیں بڑی قید کی تکلیفیں اٹھا چکے ہر رنج کے بعد راحت ہے اسکی عنایت پر دلکو قوت ہے اسوقت تو قصہ کہانی ہے پروردگار آنکھوں سے دکھا دیگا حقیقت میں یہ خزانہ آپکی خدمت میں حاضر کردونگا خواجہ دلاچین و تصویر و بدیع الزمان زندان طلسم میں انہیں باتوں میں مصروف ہیں ان سبکو اس حال میں چھوڑتے ہے انشاء اللہ صورت رہائی تحریر کروں گا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی فراق خواجہ میں بیقرار ہو کر براے شکار جانا اور شیفتہ ہوکر تا پچھ بھن حصار ہوجانا و ذکر رہائی خواجہ دلاچین و بدیع و تصویر و دیگر حالات عیاری چالاک بر سر شہنشاہ نیلم تشنہ

پری پیکر ستم ارشام گیسو نکلتے ہیں ۔ تماشا دیکھنے کے واسطے ہر سو نکلتے ہیں

کہوں کیا میں کہ جی دینے کو سو پہلو نکلتے ہیں ۔ سر بازار ہی مشکل کر جہاں خوشرو نکلتے ہیں

تڑپ جاتا ہے دل بیساختہ آنسو نکلتے ہیں

حیا و شرم کے پردے میں جھلک پل آنکی ظاہر ہے ۔ جو عاشق ہو وہی کچھ خوب اس پردے سے ماہر ہے

پریشان خاطر آوارہ کیا ہے ایسا ہو کوئی
نہیں ممکن کہ دام زلف سے رہا ہو نہیں
ستم ہے مبتلا افسوس ہے نوید انتہا ہو نہیں
کسی کے پیچ لٹ گیسو میں پھر گیا ہو نہیں

جو بعد مرگ تربت پر گل سنبل نکلتے ہیں

پہیہ پھرایا دم سا اوس تیغ کو نگاہ امید ساتھ مسرور
نہیں ہاز مروت بھی کہتا ہے یہی اپنا دل مضطر
نہیں آرام کیسو میں ہے کوئی خاک کے اندر
تمہارے ہی زلف و ابرو نے غضب نازل کیا مجھپر

کبھی تو سانپ مرقد میں کبھی بچھو نکلتے ہیں

کوئی جھوٹا جو ہو تو بہوا دے کیا خاک ہوتا ہے
تمہارا قول کیا آیا کو دل سے خوش آیا ہے
جو سچا ہے سو سچا ہے جو جھوٹا ہے سو جھوٹا ہے
تباہ دشت سے پسینہ بھی ہنسی آنکھوں میں آتا ہے

جو دل میں درد ہوتا ہے تو فوراً آنسو نکلتے ہیں

چہرہ نگار کمند نگاران طلسم صفائین داستان رنگین و شہسواران سمند تیز گام تفحص فصاحت آئین نے یا سماتا
پاند پرواز کلک صحرا سے پر فضائے بیان میں آمادہ شکار ہے **نظم** عقاب قلم یوں ہوا اوج گیر

کہ ہو طائر شکر دم میں اسیر
چلوں سوئے صحرا بہم شکار
اڑا ہو کے خامہ یہ تیز رو
تباہ نمد خلاق نسیل و نہار
سمند قلم ہے مراد در رد
جب عمرو بن امیہ ضمری

کو طوفان قہر نگاہ ستمگر نے اڑا کر لیگیا تمام ارکان لشکر کو ایک داغ تازہ دیگیا مہرخ و بہار
وغیرہ تو یہ کہکر رو دیئے کہ فنائے طلسم سو تمہا ذات پر خواجہ عمرو کے موقوف ہے اور نکا نہونا باعث بربادی
لشکر ہوگا اب یہ طلوع طلسم کیونکر ہوسکیگا ملکہ عبین الماس پوش بھی انتہا کی بیقرار ہوئی شکوا سنکا عذرچہ
بارگاہ مہ جبین میں تشریف لائے دیکھا اگر دکرسیان تاج ہیں ملکہ مہ جبین بیٹھی رو رہی ہیں اسنے آکر
تسکین دی کہا ملکہ خیر تو ہے مہ جبین نے کہا اے شہریار خدا خدا کرکے یہ دن نصیب ہوا کہ چہرہ آیاتھے یاقوت
خونخوار غورن کا دکر مرنے طلسم عفریت نہ نکلا ہے یوں اب قصد ہوا تھا کہ سمت دریائے نیل کوچ ہوگا حضر
کو لوح ملیگی یہان اوسکا بدلا یہ ہوا کہ خواجہ عمرو کو طوفان اڑا کر لیگیا مہ جبین ساحرو اسطے
خبر کے گئے ہر ایک نے آکر یہی جواب دیا کہ طوفان خواجہ کو شہر تلیم حصار میں لیگیا ہوگا اب اوس تک
پہونچنا دشوار ہے اسوجہ سے طبیعت انتہا کی بیقرار ہے ہر وقت مجھکو یہی خیال ہے کہ آپکو خدا دشمنوں سے
بچائے کوئی افتاد نہ پڑ جائے اور افراسیاب ظالم اظلم آپکی گرفتاری کی تدبیر میں حیران ہی

تقریر میں مصروف کہ جو کوئی اسد کو گرفتار کر لائیگا انعام و اکرام پائیگا کئی مرتبہ یہ سنا صرصر
صبا رفتار وغیرہ فقیرنیان بنکر آٹھ پہر لشکر میں پھرتی ہیں خدا اونکے شر سے محفوظ رکھے صاحب برآے
خدا آپ سواے بارگاہ کے کہیں تشریف نہ لیجائیں آٹھ پہر ہول کھاتی ہوں اسی خیال میں مری جاتی ہوں
کئی مرتبہ صرصر نے عیاری کی مددگار نہ دسکا اور سیاہ ہے اگر کسی زبردست ساحر کو اونکے ساتھ کردے وہ
دشمنونکو لیجا کے پھر میں کدھر جاؤنگی تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی خواجہ عمرو کے ہونے سے بڑا اطمینان تھا اور میں
بھی گمان تھا جو کوئی ہمکو قید کریگا خواجہ عمرو جاکر چھوڑا لائینگے ہمکو کوئی قید نہ رکھ سکیگا اونکا نہونا بڑی غضب
ہے سر پر یہ تازہ آفت ہے اس طرح بیقرار ہوکر ملکہ مہ جبین نے کہا کہ اسد تڑپ گیا کہا ملکہ نہ گھبراؤ انشاء اللہ
میں اپنے ناناجان کو خود تلاش کرونگا مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار دنیا نہ فرمایئے
اپنے کو نگاہ دشمن سے بچایئے ساحر وغیر ساحر سب آپکی فکر میں ہیں دشمن اسی فکر میں ہیں کہ طلسم کشا
کو پائیں دشمنونکو خاک میں ملائیں ہرچند مہ جبین نے سمجھایا اسد نے رنج میں خاصہ نوش نہ کیا شب
بھر آہ آہ کرکے سحر کی صبح کو سب سردار برائے ملازمت حاضر ہوے بہار و باغبان نے جو دیکھا کہ گل سا چہرہ
اسد کا کھلایا ہوا ہتھیار لگائے ہوے بیٹھے ہیں شہرہ پر چہرے سے رنج و ملال ظاہر آنکھوں میں آنسو بھرے
ہوے بہار نے آتے ہی اسد کی بلائیں لیں پوچھا کیوں حضور مزاج کیسا ہے آج آئینہ رخسار پر گرد ملال
ہے کیا خیال ہے باغبان نے دل ہی دل کرکے پوچھا دل تو اسد کا بھرا ہوا تھا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
سب سردار گھبرا گئے کہا کیوں شہریار خیر تو ہے آج بہت آپکو مکدر پاتے ہیں ملکہ مہرخ مجین شاید ملکہ مہ جبین
سے کچھ تکرار ہوئی دست بستہ عرض کی اس کنیز بے تمیز کی باتوں پر خیال نکیا کیجیے یہ کہکر مہ جبین کو
بنگاہ قہر دیکھا کیوں بی بی وارث کی زندگی کو غنیمت نہیں جانتی ہو ابھی تک تمہاری آنکھیں
نہیں سات برس گنبد نور میں قید رہیں مزاج کی آئی نہیں گئی مہ جبین رونے لگی کہا نانی اماں میں
تو آٹھ پہر انکی سلامتی کی نذر و نیاز کرتی ہوں ہر وقت یہی خیال ہے انکو کوئی ملال نہیں رات سے خاصہ نہیں
نوش فرمایا فرماتے ہیں ہم خواجہ عمرو کی تلاش میں جائینگے یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے کہا اے شہریار برآے
خدا یہ ارادہ نہ کیجیے وہ خواجہ کو تا بکوہ نیلم لیگیا ہوگا مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار
یہ چند سردار اٹھے کہا اے شہریار ہم چاروں سردار برائے تلاش عمرو نامدار جاتے ہیں راہ بھی واقف ہیں
تا بکوہ نیلم جائینگے خواجہ میں لگائینگے لڑائی پڑیگی ڈرین گے باغبان اٹھا کہا اری ملکہ بہار ابھی

وبرق برق لامع ہم بھی چلینگے اسد نے کہا آپ تکلیف نکریں ہم پانچوں لشکر کے دواس حسن تین
ادس راستے کو کئی مرتبہ طے بھی کیا ہے یہ راستہ بہت خراب ہے بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہیں ملکہ
فیروزہ فیروزہ پوش و دہقان سیہ رو وغیرہ حاکمان درندہ کی عملداری ہے انشاء اللہ تا بہ توسن
حصار جائینگے جس مقام پر پتہ پائینگے آپکے فرزند خواجہ کو تلاش کرینگے یہ کہکر اوسیوقت یہ پانچوں سرداران
سطور طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر اسد و مہ جبین وغیرہ سے رخصت ہوکے تلاش میں خواجہ عمرو کی
روانہ ہوگئے مہرخ نے اسد سے کہا اب تو آپ کو تسکین ہوئی پانچوں سرداران لشکر آپکے نامی افسر گئے
واقف کار بھی ہیں سحر میں بھی زبردست ہیں رسم وراہ سے بھی واقف تا بہ توسن حصار تلاش کرینگے
شاید کسی دشمن نے قید کیا ہو اور کوئی تلاش نہیں کر سکتا اب آپ دربار میں تشریف لے چلیں صبح سے بارگاہ
میں سناٹا ہے اسد نے کہا اے ملکہ مہرخ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خواجہ نے ہمارے واسطے اپنے
معشوق نانا جان کا فراق گوارا کیا آٹھ پہر ہماری حفاظت میں مصروف رہیں اونپر افتاد پڑے ہم سے کچھ
نہو سکے چاہیے یہ ہے کہ اونکے واسطے کوہ و دشت و بیابان کی خاک چھانتے پھریں بھٹکتے پھریں جان لڑائیں
اونکو تلاش کر کے لائیں اونکو بھی ثابت ہو کہ ہماری مصیبت میں ہمارا فرزند کام آیا دیکھیے چالاک
گیا واپس نہ آیا وہ ضرور جاکر کوئی کام کریگا یہی فرمائینگے فرزند اپنا کام آیا اسد سے کچھ نہو سکا شرم کی
بات ہے اب سرداروں نے آپس میں صلاح کی یہ بات ٹھہری کہ یہ چند پہلوان ہیں جو کہینگا فی الفور یہی کرینگے
شکار کے نام سے انکو جانے دو ضرغام کو سمجھا دو کہ دور نہ جانے دے پہر دو پہر شکار کھلا کر واپس لائے ضرغام
کو مہرخ نے اشاروں میں سمجھایا ضرغام نے کہا بہت مناسب تدبیر ہے میں آگے نہ بڑھنے دونگا اسیوقت
سامان شکار تیار ہوا اسد نامدار اور ضرغام عیار چند سوار ہمراہ لیکر بہ آہنگ شکار چلا صندلان صندلی
پوش خیمے سے نکل آیا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا شہریار غلام ضرور ساتھ چلیگا اسد نے کہا تمہارے ساتھ بڑا جھگڑا
ہے گوہر جادو تمہاری عاشق صادق ہے تم چلوگے وہ بھی ساتھ ہوگی مجھکو ساحروں کا ساتھ رہنا
بہت ناگوار ہوتا ہے صندلان نے کہا اے شہریار کیا میں ملکہ گوہر کا تابعدار ہوں حضور کے نام پر نثار
ہوں میں اونکو منع کر دونگا شکار میں عورتوں کا کیا کام ہے یہ کہکر صندلان سوار ہوا چند صندلی
پوش ہمراہ لیے گوہر جادو تڑپ کر نکل آئی صندلان نے کہا ملکہ شکار میں تمہارا کیا کام ہے
شام کو ہم شاہزادے کے ساتھ واپس آئینگے شب کا خاصہ یہیں کھائینگے گوہر خاموش ہو رہی

اسد نامدار بعد شوکت و وقار سمت صحرا برائے شکار چلے ضرغام ہمراہ رکاب سعادت انتساب حاضر ہے
لعل سخندان نے قصہ کیا تھا عرض کرینگے حوصلہ نہ پڑا مہرخ نے کہا گوہر جادو کے بعد ترک میں وہ چلے
ہی اعتراض کرچکے ہین تمہارے کہنے سے اور آزردہ ہو گئے کیسا کچھ زور نہ چلا کنارے سے
لشکر کے سب سردار پلٹ آئے اسد غازی صحرا مین پہونچے فرمایا اے صندلان لشکر ساحران
مین اکثر شب شغل ترک ہوسے صحرا مین اگر فرصت حاصل ہوئی شکار کا لطف ملیگا ساحر جانوروں پر
سحر کرتے ہین تیراندازی کا لطف بھی جاتا رہتا ہے یہ کہا اشارہ کیا باز بحری وغیرہ چھٹے نے شکار رہا ایران
بلند ہونے لگا جب دن زیادہ چڑھا اسد نے فرمایا اے ضرغام کوئی آہو دستیاب نہ ہوا ضرغام نے
کہا سینے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ ایک گنوار نے آکر عرض کی حضور دو کوس
پر دھانوں کا کھیت ہے چند آہوان صحرا اوسمین چرتے ہین معروف ہین اسد نے مرکب بڑھایا
صندلان وغیرہ ہمراہ دور سے دیکھا حقیقت مین چند مادہ آہو بیچ مین ایک آہوے کلان دھانون
کے کھیت مین چرانے مین مصروف ہے اسد نے کہا اور سب آہو نکا سب صاحبون کو اختیار ہے بیچ
مین جو آہوے کلان ہے اوسکو ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے بڑھائے ان وحشیون نے جو صیاد دیکھے
حیت کرکے بھاگے اسد نے اوس آہوے کلان پر گھوڑا ڈالا ضرغام بھی تعاقب مین جاتا ہے لیکن ہم
صبا دم تیز رو وہ کنوتیان بدلے ہوے طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اگر نزدیک آہو کا پہونچنے مرکب
بے بل جاتا ہے اسد چاہتے ہین نیزے سے شکار کرون کہ چھال بھرکے آہو نکلی جاتا ہے اور تھک کر ضرغام
بھی رہگیا لیکن نشان کو گرد کے دیکھتا ہوا جاتا ہے تنہائی پر اپنے آقا کی گھبراتا ہے چلے قسر اول
بھی افتان و خیزان چلے آئے ہین اسد نے پانچ کوس رہ گئی کی آہو پر غصہ ہے ایک مقام پر نہر آب
تھی وہان آہو ٹھہرا چوکڑی بھولا اسد نے تیر مارا پیچھے کو توڑ کر پائے گذر آہو گرا اسد گھوڑے سے کود
کر ویں نکالی آہو کو ذبح کیا ضرغام بھی قریب آیا دور سے اوسنے دیکھا آقا ٹہل رہے ہین اسد مشتاق
ہین کہ کوئی ساتھ والا آئے آہو کو شکار بند سے باندھکر لیجلین عقب مین صندلان صندلی پوش
بھی جستجو مین اپنے آقا کی آتا ہے ضرغام قریب پہونچ چکا ہے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اسد شیر دلکو اوٹھا کر
لیگیا ضرغام دوڑا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود پڑا آنکھوں سے دیکھا اسد نامدار تو
غائب ہے گھوڑا کوتل پھر رہا ہے اکیلا اوسی مقام پر بیٹھ رہا صندلان نے گریبان پھاڑ ڈالا ضرغام پچھاڑین

کسیسے ہمارا کہنا نہ مانا لشکر کے حیلے سے وہ نکل گئے کسی ساحر کو بھی ساتھ نہ لیا اب کون تجسس کرے باغبان و بہار پہلے ہی جا چکے یہ کیفیت مصیبت سنکر کنیز بران روتی ہوئی بھاگی یہان ملکہ بران باغ نگارین مین جلوہ فرما تھین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ اب لشکر کشی طرف دریائے نیل کے ہوگی نہین معلوم مواج نے کیا کیا ہمنے کنیز کو بھیجا ہے خدا کرے خوشخبری لیکر آئے ہمارا لشکر بھی تیار ہے دریائے نیل پر جا کر لڑائی ہوگی پہلے ہفت رنگ ضرور روکے گا اول کوہ ہفت رنگ فتح ہو دریائے ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ پر قبضہ کیا جائے دریائے نیل کا لینا بہت مشکل ہے لیکن دریائے نیل کا افراسیاب بڑا انتظام کریگا وہان ساحر کا نام نہوگا تیر و تلوار کی لڑائی پڑیگی طلسم کشا کی جرات کا امتحان ہوگا شگوفہ نے عرض کی حضور اسد شیردل جرات مین وحید ہے شوکت مین جوان رشید ہے بڑے لطف سے لڑیگا لاکھون پر اکیلا جا پڑیگا سینہ سپر کردیگا خون کے دریا بہینگے بران نے کہا اے شگوفہ اگر بادشاہ جمشید بھی مع اپنے سردارون کے طلسم مین آجاتے تو دریائے نیل کی لڑائی کا لطف ملتا دوسری بات تو زبان سے کہہ نہین سکتی لاکھون مین لڑنا صفون کو درہم برہم کرنا ایرج نوجوان کا کام ہے اگر وہ آکر اسد کے شریک ہو جاتے چشم زدن مین فتح پاتے اب تو مدت گذری ہمکو بالکل احوال دریافت نہوا کہ اونپر کیا گذری طرف طلسم ہوشربا کے قصد کیا تھا جنگلون مین حیران پھرتے ہونگے راہ طلسم ہوشربا ملنا دشوار ہے راہ مین بڑے بڑے ساحر ہین ہم اسی فکر مین مرتے ہین خبر بھی اب نہین ملتی کسکو بھیجین کون ادن تک جا سکتا ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے بقول مخفی نظم

ہم از حد گذشت آہ سحر افراختن دارد
سیاہ نالہ ام ہمواے تاختن دارد
اگر بہ سودا نتوان سوز دہر دو بال عجیب نبود
ز بعد امتحان یکبار دیگر یافتن دارد

زہر آلودہ تیر نالہ انداختن دارد
دل افسردہ ام تاکی در سینہ ام پاشد
مدین آتش ہمگر یا شمع جا بلکہ افتادن دارد
ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مخفی

ستمگاران بمیدانم گر اغارت کنند اسباب
چو گل تیر مژہ شد از دست خود اندوختن دارد
بروز وداد او دل بملک حسن وفا کردی
بکار آخرت ہم ساعتے پرداختن دارد

اس طرح کی باتین کرکے بران بہت روئین شگوفہ سمجھانے لگی کہا حضور دلکا حافظ خدا ہے جس ملک مین ہون رکھینگے بہادر ہین فتح پا جائینگے لڑنے بھڑتے یہان بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز بران روتی ہوئی سامنے بران ملول و غمگین ہو رہی تھی کنیز کو جو بیقرار دیکھا گھبرا گئی کہا کیون خیر ہے بیان کر کیا سبب ہے کنیز نے تمام کیفیت لشکر مواج بیان کی کہ خواجہ عمرو نے ایکرات مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا طوفان تھا آکر خواجہ کو گرفتار کرلیا آج اسد نامدار شکار مین غائب ہوئے لشکر اسلام مین تلاطم ہے ہوش و حواس ہر ایک کے

مگر مہ جبین کے کلمات مصیبت آیات سنتے ہوئین جاتے رونے پر اونکے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ کے نہ رہنے
سے اور زیادہ انتشار ہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی ہے کہ بی بی طلسم کشا اور عمر کی خبر لینا باغبان
و بہار و رعد و برق و برق لامع و مخمور بھی گئین ہین تا بہ توسن حصار یہ لوگ جائینگے جہانتک ممکن ہے
پتہ لگا لینگے منہ سپٹ لیا کہا او صاحب غضب ہوا کیا فکر تھی کیا ہوا قصہ یہ تھا کہ لوح کی فکر ہوا ب لوح کسکے
واسطے تلاش کیجائے طلسم کشا کو کوئی لیگیا اگر خدانخواستہ افراسیاب کے قبضے مین گئے دشمنونکے کان
بھرے فوراً قتل کریگا اگر کوئی لیگیا ہے پتہ ملجائیگا ملکہ مہرخ و مہ جبین کے فرمانے پر کیا موقوف ہی میرجان
نثار اس راہ مین حاضر ہے خواجہ عمرو کو مین اپنا والد نامدار جانتی ہون یہ کہکر جانبخش ہین تمام عالم موجود تھا کہ
عشاق جادو کو اونھون نے جا کر مارا کوئی وہان نہ پہونچا مردیکو زندہ کیا ہین اونکے واسطے کوئی کوشش نہ
اوٹھا رکھونگی فوراً جاؤنگی یہ کہکر اپنے مقام سے اوٹھین اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا مجلس نے کہا بیٹیا ہمین خیال
ہے مجلس بھی تیار ہوئی ملکہ بران و مجلس اوسیوقت روانہ حصار کے چلین انکا بھی کسی وقت پر تحریر ہوگا حال
خیریت مآل اسد نامدار تحریر ہوتا ہے جب وہ پنجہ کر مین پڑا اور لیکر بلند ہوا موج ہوا سے آنکھ بند ہوگئی بعد چند ساعت کے اوس
سپہر جنیبہ جرات و شوکت و لیاقت کی آنکھ کھلی دیکھا مین ایک صحرا مین بیٹھا ہون ایک دیو مہیب الشکل عجیب سر جھاڑ
منہ پھاڑ کر بیٹھا ہوا ہنس رہا ہے کہتا ہے آج بعد مدت مدید و عہد بعید خداوند شیطان نے ایک لقمہ معقول پہونچایا
اے جوان مجھکو حال پر تیرے رحم آیا مین منہ پھیلا کر بیٹھا ہون تو میرے دہن مین کود پڑ دانت نہ لگاؤنگا تجھکو یونہین
نگل جاؤنگا اگر اسکے خلاف کریگا ہڈیان چبا چبا کر کھا ڈالونگا اسد تو ہم سردار ہم عیار ہین بے اختیار ہنس پڑے
کہا تم سے زیادہ ہمارا کون دوست ہے منہ پھیلا کر بیٹھے ہم پھاند پڑین آپ نگل جائیے ہڈیان نہ چبایئے دیو خوش
ہوگیا کہ یہ آدمی بڑا معقول ہے پھیلا کے آنکھین بند کرلین منہ مثل غار کھولدیا اسد نے پہاڑ سے ایک سو من
کا پتھر اوٹھا کر دہن مین دیو کے زور سے پھینک مارا دو دانت اونکے ٹوٹے پتھر حلق مین سنگدل کے پھنسا
گھبرا کر آنکھ کھولدی کہا لقمہ انسان کا بہت سخت ہے اسد کو جو سامنے کھڑے دیکھا سمجھا کہ دو دانت بھی
ٹوٹے خون منہ سے جاری چلو مین لیکر اپنا خون پینے لگا چیخ مار کر اپنے مقام سے اوٹھا آواز دی دو آدم زاد
غضب کیا میرے دو دانت بھی توڑے اب تجھکو توڑ مروڑ کے کھا لونگا یہ کہکر
اسد پر چنگل مارا اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسا مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا
تھا اے آدمی چھوڑ دے مین تیرے کھانے سے باز آیا یہ کہکر لپٹ پڑا اسد سے

تھا نیزہ ہلاتا ہوا چلا قریب اسد آیا پکار کر آواز دی او جوان چل تجھکو جہاں پناہ بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ
خراج گذار افراسیاب طلب فرماتے ہین اسد تو غصے مین بھرا تھا جواب دیا کہ ہم کیا تمھارے بادشاہ کے نوکر ہین
وہ خود نہین ہین اور قدمبوسی کو آنا پڑا ضرور ہے جا اوس سے کہدو کہ اگر قدمبوسی مین حاضر ہو ورنہ سزا پائیگا یہ سنکر اوس سوار
نے نیزے سے کوتستان دی تاک کر سینہ بے کینہ اسد نامدار پر نیزہ مارا اسد نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا جسطرح
لڑکے کے ہاتھ سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ لیکر پھینکدیا اور دستے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا دیا سوار شہر کے بغل زمین پر آیا اسد جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور کوہ کر کے خود لشکر مراد شاہ
پر جا پہونچا اصفون کو درہم برہم کر دیا جسکے ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے تمام افسرونکو چشم زدن مین قتل کیا پردن مین
تہلکہ پڑگیا سوار و پیدل درہم برہم اسد نامدار شیرانہ ہنکانہ لڑتا ہوا قریب مراد شاہ کے پہونچا مراد شاہ نے
ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار چھینکر مراد شاہ کی پھینکدی کمر بند ہاتھ ڈالکر بآسانی اوٹھالیا جاتا جنرج
دیگر بار دن مراد شاہ نے آواز دی او شہریار الامان اسد نے کہا اے مراد شاہ امان بشرط ایمان اسد نے
اوسیطرح تخت پر رکھدیا مراد شاہ اس خلق و مروت کو دیکھکر تخت سے کود اقدمونسے اسد کے لپٹ گیا عاشق
جمال و محو دیدار تھا شوکت و جرات پر بیقرار تھا فوراً کہا کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش بنائیے اسد
نے کلمہ پڑھایا مراد شاہ بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی حضور نے اس خارستان کو قدوم میمنت لزوم سے کیونکر
مسعود و روشن فرمایا بائیس لاکھ فوج کے آپ حاکم بڑے بڑے سرداران عالیجاہ شہرونکے بادشاہ آپکے تابعدار
ہین یہان یکہ و تنہا ایسے مقامات پر آنا لے شہریار اگر کوئی ساحر ملجائے تو کیا ہو کوئی کنیز غلام ساتھ نہ آیا
اسد نے ہنسکر جواب دیا اے ملک مراد شاہ مین ساحر و غیر ساحر کا خوف نہین کرتا اپنے پیدا کرنیوالے پر تکیہ رکھتا
ہون نگہبان ہر وقت ساتھ ہے لیکن اتفاق سے مین صحرا مین برائے شکار آیا ایک دیو خونخوار اس جنگل مین رہتا
تھا مجھکو شکارگاہ سے اوٹھالایا بحکم پروردگار اوسکی موت قریب تھی میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا ساتھ والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے مراد شاہ نے بخواہش عرض کی یہانسے تین کوس پر میرا شہر ہے قلم کوہ اوسکا نام
ہے امیدوار ہون قلعہ مین تشریف لے چلیے مین حضور کے ہمراہ چلونگا وہان چلکر مہرخ وغیرہ سے بھی
قدمبوس ہونگا بخیر و عافیت بندگان عالی کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤنگا اسد مراد شاہ کے ہمراہ ہوئے
ساتھ والون نے کہا اے شہریار حقیقت مین آپنے بڑی دفع کی اس صحرا مین جو کوئی بھٹک کر آجاتا تھا وہ دیو
خونخوار کھا جاتا تھا آپنے اوسکو مارا صحرا پاک ہوا یہ باتین کرتے ہوئے سب ہمراہیان ملک مراد شاہ دم بجست اسد

ہمراہ

نامدار بھی لیے ہوئے داخل قلعہ طلسم کوہ ہوئے دیکھا شہر وسیع ملک آباد رعایا دل شاد و بافراغت ہے راستہ و پیراستہ شہر نیا
مشہور ہوا ملک مراد شاہ طلسم کشا سے عالیجاہ کو نیک آتے ہین تمام اہالیان شہر بہ زیارت اسد نامدار بازارون
مین جمع ہین اسد نامدار کے دونون ہاتھ دونون جانب چلے جاتے ہین ہر ایک کو جواب سلام دیتا بخلق و مروت
تمام رنگ سوار سے ملتے ہوئے داخل دارالامارہ شاہی ہوئے مراد شاہ نے دست بستہ عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے
اسد نے فرمایا اے ملک مراد شاہ پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا ہے تاج گیر نہین ہین یہ کہکر مراد شاہ کو تخت
پر بٹھایا اہالیان دربار جمع ہین سب امیرون سے ملاقات ہوئی تمام اہالیان شہر خلق و جرات اسد نامدار دیکھکر وجد کر رہے
ہین ملک مراد شاہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ سامنے ہو رہا ہے جام مے ارغوانی گردش مین ہے صدائے ہو شا بوش
دلو شانوش بلند ہے نازنینان مہ جبین شوخ و طناز غزلین گا رہی ہین ایک ایک حسین پروانہ شمع جمال اسد نامدار
عجب گرمی صحبت ہے اسد نامدار نے جو پلٹ کر دیکھا ملک مراد شاہ بیقرار اشکبار اسطرح رو رہا ہے رومال تر
ہوا ہچکی لگی ہوئی اسنے طائفونکو منع کیا ناچ گانا موقوف ہوا اسد نے پلٹ کر ملک مراد شاہ کو گلے سے لگایا
فرمایا کیون اے بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہے ہماری صحبت مین تمہیں ناگوار ہوا اسقدر رونیکا کیا سبب ہے
حجاب نکرو ہمسے صاف صاف کہو ملک مراد شاہ اور زیادہ رویا عرض کی اے شہریار آپ مصروف عیش و نشاط ہو رہے ہین
مجھ بدنصیب کے حال مصیبت مآل کو نہ پوچھیے اسد نامدار نے قسم کھا کر کہا اے ملک مراد شاہ جب تک مفصل
حال نکہوگے مجھپر آب و دانہ حرام ہے ہم خود دردمند ہین سالہا سال گذرے والدین سے جدا ہین سبطرح کے بزرگ
موجود ہین جنکے سایۂ دامن دولت مین پرورش پائی اونسے بھی جدا ہین فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا دیکھیے زندگی
مین پھر دیدار فرحت آثار والدین نصیب ہو یا عدم مین ملاقات ہو بس حال اپنا ہمسے فرما دو کہو مراد شاہ نے ایک
حسرت پاک سینے ضبط کرکے کہا اے شہریار مین اس شہر کا بادشاہ تھا عدالت و انصاف سے بسر کرتا تھا جب
افراسیاب لاچین کے ملک و مال پر قبضہ کیا لاچین بیچارہ شکست کھا کر اس قلعہ مین آیا آپ نے سنا ہوگا
وزیرون نے گرفتار کرکے افراسیاب کے جو دیا زن و شوہر کو اونسے الگ الگ قید کیا اب افراسیاب
کو یہ منظور ہوا کہ سنو برس برابر لاچین اس قلعہ مین گرا ایسا نہو کچھ فساد برپا ہو یہان کوئی ساحر رہے تمام
ساحرونکو یہانسے نکالدیا مجھکو بلا کر اس ملک مین بسایا حکم محکم دیدیا کہ سوائے غیر ساحر کے ساحر یہان نرہے ناکام
بمجبوری اس کوہستان خارستان مین بسر کرتا تھا پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا ضعیفی خوبصورت
صاحب شوکت و لیاقت جوہری بہادر صف شکن تیغ زن ایسا بہادر تھا جسطرف نکل گیا لوگ اوسکے نام سے

ٹھہراتے تھے سلطنت قلم کوہ کو اوسکی جرات سے زور ہوا جبکہ اس بیابان میں پہنچے تھے اونھوں نے شہر بخوبی آباد کیا
لیکن گردش فلک کے گرفتار یہاں سے پانچ کوس پر ایک صحرا سبزہ زار ہے اوس سبزہ زار میں ایک باغ تعمیر ہے
مشہور ہے کہ وہ باغ بھی جنت نظیر ہے بوقت سحر اشجار وہاں پڑے پڑے بہار ہے سب شاہزادے معلوم نہیں کس
جلالت و صولت رنگ کے پہرے تیغ آتشکار و دیوان رنگ نہ زیب کمر سے ہوتے ہیں دیوار زیادہ بلند نہیں ہے بارہ ہزار
جوان اون اٹھارہ افسروں کی نشست پر سبت ہے دیارات پیر یانت پیچ پیچ صحرا کو دیکھکر روتے ہیں اگر کوئی راہگیر
نکلا پکار پکار کر آواز دیتے ہیں کہ اے بندہ خدا اگر تم ہم میں سے کسیکا گذر خدمت میں آنا سے نامدار
سرکار خدمت شناس میں ہو عرض کرنا آپکے رفیق غلامان کمترین مدت سے یہاں گرفتار ہیں افسوس حضور ہماری
خبر نہیں لیتے یہاں پر اون جوانون کے کلیجہ پھٹتا ہے اگر کوئی مسافر بڑھ گیا اندر سے باغ کے ایک سنہرا تیلا نکل آتا
ہے اوس راہگیر کو بھی اوٹھا لیجاتا ہے کیسے تیر شیشے شمشاد قلم کوہ سے خبر کردی وہ جوان صاحب شوکت
و لیاقت ہیں اور اونکے قید کا حال سنکر نہایت پریشان ہوا اس صحرا میں گیا اون جوانون نے فریاد کی یہ صاحب
طاقت و قوت تہہ بازو کے تانبے پر جا پہنچا وہی تیلا نمودار ہوکر باغ سے نکلا کمر میں ہاتھ ڈالکر اوٹھا لیگیا زمانہ دراز بہت سال
گذرگیا اوسکے فراق میں ماں روتے روتے نابینا ہوگئی اسوقت حضور جو دربار میں با شوکت و شان
جلوہ فرما ہیں آپکے غلام کا نقشہ آنکھوں کے نیچے پھر گیا دل بیقرار ہوا یاد آیا کہ اگر آپکا غلام موجود ہوتا آپ کو دیکھکر
باغ باغ ہوجاتا ملکوں نے چاروں سمت کشتی کرتا پھرا در کے نام کا عاشق تھا یہ سنکر اسد نامدار چیخ مارکر رو دیا ہائے ملک
مراد شاہ اسوقت میرا کلیجہ نکل گیا یہ نشان تیرے رفیقان جانباز کا ہے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار فراق میرے
ساتھ چلے تھے ایک باغ میں آکر پھول کھلائے جس سے برباد ہوئے انکے ان سبکو اوٹھا لے گئے بارہ سال گذرے
کہ میں طلسم ہوشربا میں آیا ہزار ہا جیسے مقامات پر پھرا تا ہر باغ سیاب و شہر داریہ و طلسم صندل و دربند جہر ماہ
پہونچا لیکن اپنے رفیقوں کا کسی مقام پر نشان نہ پایا تمہارے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرے یاران ہمدم
رفیقان قدیم اوسی باغ میں قید ہیں یا رفیق کیسے مہ جبین تاجان سکے جانشین لندھور و مالک انکے اٹھارہ
سرداروں کے فرزند صاحب حسب نسب میرے ساتھ پیدا ہوئے بچپن سے ساتھ پرورش پائی میرے ہی
ساتھ رہے مجھکو اپنا آقا جانا میرے بزرگوں کا ساتھ نہ دیا اگر کبھی انکے بزرگوں نے کہا بھی کہ ہمارا ساتھ
دو انھوں نے جواب صاف دیا کہ ہمارا زندہ مردہ اسد نامدار کے ساتھ ہے اپنے بزرگوں کا ساتھ چھوڑا میری
رفاقت میں سرگرم رہے میری محبت میں قید ہوئے ہیں آج تک اونکی خبر نہ لی آج تمہاری زبانی

آشنا نشان معلوم ہوا برائے خدا مقام چلکر مجھکو دکھا دو تو مین اپنی جان دون یا ان شیرونکو چھوڑا اونکو ملک مراد شاہ
نے کہا اے شہریار مین تو ذکر کرکے شرمندہ ہوا اسد نے کہا علاوہ اپنے سر دورونکے تمہارے فرزند کا بھی خیال ہے
ایسا شیر دلیر قید ہوا اسکی فکر بھی واجب و لازم ہے آج بارہ برس کے بعد بیٹے اپنے فرقان شفیق کا نشان پایا
یہ بات مجھپر پہاڑ ہوگئی چاہتا ہون اسیوقت پر پرواز پیدا کرون دوڑ کے انکا جمال بیمثال تو دیکھون حال دل اپنا ظاہر
کرون انکی کیفیت پوچھون بارے وہ جوان اپنے دلون مین کیا کہتے ہونگے کہ آقا نے نامدار نے ہماری خبر نہ لی آہ ان
شیرون سے جان آبرو اپنی بچے تمام پر نثار کی مجبہ کثرت سے کچھ نہ ہو سکا اب دربار مین اسوقت شور گریہ وزاری
بلند ہے بلکہ سب سرداران مراد شاہ مراد شاہ کو برا کہتے ہین کہ ایسے شیر کے سامنے بیٹے کا کیون ذکر کیا
اب وہ شیر پھر اب ہے ضرور جائیگا وہان ہلاک کے سامنے بڑے بڑے پہلوان طاقت وار عقیل فہیم صاحبان علم
وفضل گئے کچھ نہ ہو سکا وہی پتلا اوٹھا کر لیجاتا ہے پھر حال بھی نہین دریافت ہوتا کیا کر قتل کیا یا زندہ
قید ہوا بڑے افسوس کی بات ہے خدا طلسم کشا کو اوس پتلے کے ہاتھ سے بچائے شب بھر دربار مین یہی
چرچا رہا بوقت سحر اسد نامدار نے ہتھیار لگائے ملک مراد شاہ سے کہا وہ مقام چلکر ہمکو بتلا دو انشاء اللہ
تعالے اس پتلے کو چیر کر پھینک دونگا تمہارے فرزند کو چھڑا لاؤنگا مراد شاہ نے ہرچند کہا اے شہریار برائے خدا
یہ قصد نہ کیجئے وہان کسیکا زور نہین چلتا وہ پتلا قیامت کا پرکالا ہے ہم مدت سے دیکھتے ہین مین نے اپنے
فرزند کے واسطے بڑی بڑی پیروی کی سینے جاکر وہان کی سبزی پر قدم رکھا وہ سبزہ بیگانہ ہے پتلا نکل آتا
ہے وہ جوان منع بھی کرتے ہین کہ اسے آتیو اسلئے اسطرف نہ آ لیکن جاکر واپس آنا ممکن نہین اسد نے کہا انشاء اللہ
اب دیکھنا جس ظالم نے یہ مکر پھیلایا ہے کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا بندگان خدا کو بلا مین پھنساتا ہے
ایسے ظالم کی خبر لینا عبث ہے بندگان خدا راہ گیر اس مصیبت سے نجات پائینگے ہم ضرور جائینگے ناگاہ اس
گفتگو کی خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا نہایت بیقرار اشکبار کہا اے شہریار آپکے حسن وجمال کی تعریف جرارت کی توصیف
کی خبر محلات مین پہونچی والدہ اس سیدہ شہزادہ فرخ شاد کی روتے روتے نابینا ہوگئی ہین ارشاد فرمایا ہے
اس شیر بیشہ جرارت کو یہان تک لاؤ کہ مین اوس شیر کو سمجھا دون کہ ہم ناشاد و نامراد ہوئے
فرزند نوجوان کو کھو کر برباد ہوئے تیرے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے ہم بیکسون کی دستگیری
بھی بہتر نہین ہے مراد شاہ روتے لگا کہا اے شہریار ذرا محل مین چلئے اسکی ماں ناشاد کو دیدار آپکے آفتاب
جمال کو دیکھکر آنکھین اپنی روشن کرے اسد نامدار محل مین تشریف لائے دیکھا کہ شہزادی کی آنکھین روتے روتے

سفید ہوگئی ہین کنیزین چار جانب سے گھیرے ہوئی دروازے پر محل کے انتظار مین کھڑی ہے اسد نے تو سر
جھکا لیا وہ مصیبت زدہ بیقرار ہو کر اسد سے لپٹ کے بلائین لین کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی جو مصیبت مین
مبتلا ہو دام رنج والم مین پھنسا ہو اوسکی دستگیری کرنا بڑائی ہے تمہاری والدین کا کلیجہ ٹھنڈا ہے اے اپنی
والدین کے نور نظر ہماری حالپر رحم کرو اس ملک کو اپنے نور قدوم سے روشن رکھو تاج و تخت اپنے قبضے مین کرو
ہم بڑھیا بڈھے ایک گوشے مین بیٹھکر عبادت پروردگار کرین تمھین دعا دین اسد بہت رویا کہا اے والدہ ماجدہ
بس اب تکھر فرمایئے میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے انشاء اللہ تعالے آپکے فرزند کو لاکر ملاؤن آپکی دعا سے مین بھی دیدار سے
اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف ہون بارہ سال گذرے کہ والدین سے جدا ہوا اس طلسم ہوشربا مین مارا مارا پھرتا
ہون اسوقت آپکو دیکھکر دلمین ناسور پڑگیا کہ یہی حال ہماری والدہ ماجدہ کا بھی ہوگا آٹھ پہر روتی ہونگی گوشہ
نشین منہ سے نکال نہ سکتی ہونگی کہ میرا فرزند نہین آیا ماموں جان ہمارے شہزادہ بدیع الزمان اس
طلسم مین قید ہین انکی والدہ اپنے فرزند کے غم مین بلکتی ہونگی زوجہ مراد شاہ بہت بعقد ہین کہ بیٹا آج تمنے داغ
فرزند کو تازہ کردیا خانہ دلکو غم والم سے بھر دیا ہم زن و شوہر کو قتل کرکے جاتے ہو جسطرح پشت دکھائی اسیطرح پھر
تمہارا روے زیبا دیکھین اب جبتک تم واپس نہونگے ہم اسی دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کرینگے مراد شاہ
نے کہا صاحب ہم پلٹ کر ملک مین نہ آئینگے اگر اسپر کوئی افتاد پڑی اہالیان شہر کو کیا منہ دکھائینگے رئیسان شہر ارکان سلطنت
وزیران ابت سب ہمکو برا کہتے ہین کہ انکے سامنے اپنے فرزند کا کیون ذکر کیا علاوہ ہمارے اہالیان شہر کو انکا جانا
ناگوار ہے اسد روتے ہوئے محل سے نکلے زوجہ مراد شاہ کلیجہ تھام کر بیٹھگئی محل محل ماتم تھا ہر خورد و کلان
کو اسد کے جانے کا غم تھا اسد نامدار بصد شوکت و وقار مراد شاہ کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے ہزارہا اہالیان
شہر ساتھ ہین اسد نے قلعہ سے باہر نکلکر رئیسان شہر سے کہا آپ سب صاحب رخصت ہون گھرونمین جاکر
ہمارے واسطے دعا کیجئے اہالیان شہر نے کہا اے بیٹا تیری خلق و مروت نے ہم سب کو بندۂ بے زر بنایا
پہلی سعادت تو یہ ہے کہ ہمکو راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا تھا تمہاری ہدایت سے اصل پیدا
کرنے والے کو پہچانا آپکے آفتاب جمال کی سارے شہر مین روشنی تھی ہمارا پلٹنے کو جی نہین چاہتا اس
صحراے نامبارک تک ہم بھی ساتھ چلین گے اسد ناچار رہا ملک مراد شاہ نے اہالیان شہر کے ہمراہ جب پانچ
کوس راستہ طے کیا دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نہایت سرسبز و شاداب طائر درختونپر زمزمہ سرائی کررہے
ہین نہرین آب شفاف سے مملو درختونپر قمریونکی کوکو اسی صحراے پر فضا مین ایک باغ تھا

دیوارہ باغ کا غل آغوش کھلا ہوا اور باغ پر ٹوٹتا تھا لیکن دیوار کے اوس پار چونکہ دیوار چھوٹی ہے انسان جو کھڑا ہو تو ظاہر ہوتا ہے اٹھارہ جوان ماہ طلعت حسین جمیل نوجوان خوبصورت گرفتار دام مصیبت و محنت پشت پہ بارہ ہزار جوان ہم سن جھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے طوق آہنی گلو میں دیوار پر ہاتھ رکھے ہوئے روتے ہیں جیسے ہی اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا ان اٹھارہ جوانوں نے آواز دی اسے آمینہ اسلے اسے شہسوار ای جوان نامدار برائے خدا اس سبزے پر صحرا کے قدم نہ رکھنا موت کا مزا نہ چکھنا یہ مقام پرخوف ہے یہ سبزہ نہیں زہر ہو یا قدم رکھتا قہر ہے موج ہوا ایسا کی سانپ کی لہر ہے یہ نخل شمشیر آبدار ہیں دیکھیے شاخیں ہی درخت پر خار ہیں پھل پیالے انگارے مجھے چمکاریاں ہیں لیکن لے جوان نامدار اے شہسوار پلٹ جا ایک پیام دیتے ہیں برائے خدا اس پیام کو اگر ہمارے آقائے نامدار کو پہونچائیگا ثواب عظیم پائیگا اگر تیرا گذر ہو خدمت میں ہمارے آقائے نامدار مولائی قدر شناس فلک اساس ہنر بردشت جرارت یکہ تاز میدان جلالت سرکوب کافران جوان حجازی اسد غازی انسے عرض کرنا آپ کے غلام جو باغ میں آپ سے جدا ہوئے تھے مبتلائے دام مصیبت ہیں گرفتار رنج و آفت ہیں آپ کی جرارت و لیاقت سے بہت بعید ہے کہ اپنے غلاموں کی خبر نہ لی اس قید میں بھی آپ کے جمال کے مشتاق ہیں گرفتار دام فراق ہیں نظم

بیا کہ با دلم آن مے کند پریشانی
کہ غمزہ تو نکرد است با مسلمانی
ز دیدہ رفتی و کردم ہمان نفس فریاد

کہ بے تو مردم آنگہ چنین بہ آسانی
کسیکہ تشنہ لبیت از قست میداند
کہ موج آب حیات ست چین پیشانی

ترحمے نکند حسن پر دلم گوئی
کہ در زمانہ یوسف بود تو زندانی
رسد وفائے تو ہمسایۂ پشیمانی

نگاہ گرم تو تکلیف نامسلمانی
متاع حسن تو سرمایۂ تہیدستی
خیال زلف تو مجموعۂ پریشانی

لب تو بر عدو بادہ و دل آشوبی
تحم تو شانہ کش طرۂ تن آسانی
کرشمۂ نہ خندہ و چو چشم باز کنی

بہار عشوہ بریزد چو لسخ پوشانی

یہی عرض کرنا کہ آپکے بزرگوں نے اور آپنے ہر مقام پر اسیروں کی بیوفائی دستگیری کی غلامان خاص کو گوشۂ خاطر سے فراموش کیا لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہمارے آقائے نامدار نے جستجو کی ہوگی ہمارے تقدیر میں جو زمانہ قید کا قرار داد ہے وقت پر رہا ہونگے اب نوبت یہان تک ہے کہ پیراستخوان جدمات زندان مصیبت ہیں اوٹھتے آب و دانے سے نفرت خواب و خور حرام ایسے ظالم کی قید میں ہیں کہ جسکو ہمارے حال پر رحم نہیں آتا آتش پہر جفا ہیں آب و دانے کی سنتے ہیں زمانہ نا ہنجار کی ابرہمنی ایسے کلمات جوان جو انہوں نے سنے کہے اسد نامدار چیخ مار کر رو پڑا کہا اے بہائیو میں تمسے شرمندہ ہوں تمہاری رفاقت کا بندہ ہوں میں وہی بدنصیب

ہون جسکو یاد کرتے ہین جس روز سے تمسے چھوٹا دام مصیبت مین پھنسا کئی مہینے صحرا لئے حیرت مین قید رہا مات
برس گنبد نور مین مصیبت اوٹھائی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے گنبد نور سے مجھکو رہا کیا بھائیو تمہارا ہی نشان
سنکر آیا ہون اسد نے بخوبی پہچانا کہ میرے سردار اٹھارہ امیر زادے لندھور ابن سعدان لندھور ابراہیم جن مالک عطفہ
بن جمہور رعادوان بن عادی پشت پر بارہ ہزار قزاق بچپن کے رفیق یاران شفیق ان سب نے بھی اسعد
تاجدار کو بخوبی پہچانا اسد تاجدار گہوڑے کو چمکا کر چلا سامنے والے تو دور ٹھہرے ہین اب جو اسد نعرہ کر کے بڑھا
ابراہیم وغیرہ بلبلانے لگے کہتے تھے ای شہریار ریاسے پروردگار آگے قدم نہ بڑھائیے یہ صحرائے پر آفت
ہے جو آیا بلا مین پھنسا اسد نے کہا اے بھائیو میری جرارت و شوکت پر لعنت ہے کہ تم ایسے یاران ہمدم کو
اس مصیبت عظیم مین مبتلا دیکھون تمہارے پاس نہ آؤن جان تم ایسے رفیق ہون یہ نالایق اگر نصیب ملاقی
ہو تمہارے فراق مین ایسے صدمے اوٹھائے چند اشعار مختفی حسب حال ہین اشعار

بسکہ شد خون جگر و رزق لگانی قوت من	بر نہ خیزد بجز دود از زمین تابوت من	آفتاب سن نور از خور کی کند این لمعا
تابہ بر خورشید دارد پرتو یاقوت من	بعد مردن ختم گردد مختفی در آئین عشق	بلبل و پروانہ گیر د پایۂ تابوت من

انشاء اللہ اوس بیحیا کو آکر سزا دون جسنے تمکو اس مصیبت مین گرفتار کیا اگر کسی بلا مین پھنسون تمہاری صحبت
نصیب ہو جون یہ قید خانہ مجھکو باغ سے بہتر ہوگا رفیقون کی صحبت مین افسر ہوگا ابراہیم وغیرہ چیخ رہے ہین اسد
روتا ہوا بڑھا جب مرکب نے سبزے پر قدم رکھا حقیقت مین سبزہ بیگانہ تھا یا سبزہ خوابیدہ تھا بیدار ہوا پر اسکے
مرکب زہر مار ہوا یہ لگامین کرنے لگا اسپ ہرنے لگا کبھی الف ہو کر چاہتا ہے سوار کو پشت سے گرا دون
تانون سے نکل جاؤن اسد نے مرکب کو رانون مین سلا پسلیان مرکب کی کڑکنے لگین یہ مشکل اک مقام پر
تھا معلوم ہوا زمین مین گڑ گیا اب قدم نہین اوٹھتا اسد نے کئی کوڑے مارے اپنے ملال ہمدم کا فراق تاب نہ
لا سکتا ہے جلد جلد مارتے ہون گھوڑا قدم نہین بڑھاتا مثل نقش قدم جم گیا ایک ہی مقام پر تھم گیا اسد
نامدار نے دیکھا گھوڑا نہین بڑھتا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا پیدل راہ کو طے کرتا ہوا چلا
بارہ ہزار قزاق اٹھارہ امیر زادے غل مچاتے ہین شہریار پلٹ جائیے اسد نے کہا بھائیو مجھکو نہ سمجھاؤ ایمان
تم نے بہت سمجھایا اب تمہاری مصیبت دیکھکر رک جاؤنگا و عظ و پند کی کیا احتیاج ہے مین فوراً آتا
ہون مراقق مضمون نظم

ہو کے بیجا لذت عشرت سے زبان واعظ	جو بلا آئے آئی سو بجان واعظ	ہم نفس باغ جنان گھر ہے گنہگار ونکا

ڈھونڈھو سو دوزخ مین کہین ملیگا مکان واعظ
خود فراموش ہے کیا اور کو سمجھائیگا
قدِ خم گشتہ ہے گویا کہ کمان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین بیہ ادبی
راستبازی سے کجی پر ہے کمان واعظ

جی مین ہے کہ کاٹئے دانتون سے زبان واعظ
کیون نہو تیرے اشارات سے عالم مجروح

اے مسیحا مجھکو سمجھانا بیکار ہے سودا تمہاری ملاقات کا سر پر سوار ہے اسعد

نے کسیقدر راستہ طے کیا تھا اندر سے باغ کے بجلی چمکی ایک پتلا فولادی پکارتا ہوا باغ سے نکلا او آنیوالے کہان آ
کیون اپنی جان مٹاتا ہے اپنا آپ دشمن ہوا اس راہ مین آکر اپنا آپ راہزن ہوا اگر لاکھ جان لیکر آئیگا یہان سے
زندہ بچکر نجائیگا اسعد اس پتلے کو دیکھکر ٹھہر گیا اوسنے جھپٹ کر اسعد کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کشان کشان لیجاؤن
اسعد کو بازو پر اٹھا دیا ہوا ملکہ لعل سحر ادا کا موجود ہے اسنے کمر مین ہاتھ ڈالا اسعد نے اسکی گردن پکڑی پتلے
نے چیخ ماری چاہتا ہے چھوڑا کر بھاگ جاؤن لیکن شیر کے پنجہ سے کب چھوٹتا ہے اسعد نے پتلے کو اوٹھا کر دے مارا
چھاتی پر چڑھ بیٹھا شل کر بدیس کنہ فولادی پتلے کو چیر کر پھینک دیا اندھیرا ہو گیا اسعد غازی نے تیغ کو مارکر
تیغ کھینچے ہوئے بڑھا مرادشاہ وغیرہ نے یہ معرکہ دیکھا تمام زندانیان شہر کہتے ہین کہ یارو بیشک یہ جوان جرات مین یکتا
ہے حقیقت مین طلسم کشا یہی ہے آجتک یہ پتلا مارا گیا تھا بیشک یہ جاکر باغیونکو مار لیگا جرات دکھائیگا ہمارے
شاہزادے کو بھی رہا کرکے لائیگا قریب ان قزاقون کے ششمشاد بیٹا مرادشاہ کا کھڑا دیکھ رہا ہے بعد مدت اپنے
باپ کو دیکھا باپ نے دور سے بیٹے پر نگاہ کی بے اختیار آہ کی پکارا اے نور نظر کیا تمہارے پاؤن قابو مین نہین
ہین زنجیرین توڑ کر باغ سے نکل آؤ گل گلشن صاحبقرانی کا ساتھ دو ششمشاد نے آواز دی اے والد نامدار
ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین اس شیر نے بڑا کام کیا لیکن اس باغ مین ہزارون آفتین ہین خدا
اس شیر کو بچائے ہم تک پہونچانے بڑے غضب کے یہان جادوگر رہتے ہین خدا اس ملعونہ کو غارت کرے آٹھ پہر
ہم غریبون پر مصیبت ہے قیدیان بلا تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہین اپنے کو بدنامی سے بچاتی ہے کہ میرا قتل کرنا تھا
تو کبھی آپ دروازہ بند کیا کبھی شمشیر زبان سے زخمی کرتی ہے پیچھے پر ناسور ہین مگر اے والد نامدار بہت مجبور ہین
اسعد نے پتلے کو مارکر نعرہ شیرانہ کیا ابھی دروازہ باغ کا دور ہے کہ اندر سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغہ
کھینچے ہوئے للکارتا ہوا نکلا او جوان خبردار ہوجانا باغ مین آنے کا قصد نکرنا یہ کہتا ہوا قریب اسعد پہونچا
ابراہیم وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ اس زنگی نے بھی جاکر تیغہ مارا اسعد نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
وہ زنگی پیٹ پکڑا کر تڑپڑاتا جاتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے لیکن کچھ کام نہین آتا ہو ٹھہ
اوسکا کے بند ہوئے جاتے ہین پیرون کو پکارتا ہے وہ بھی مدد کو نہین آتے ہین جب وہ بیٹ پڑا اسعد

نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک بکہ مارا کہ سر زنگی کا زمین سے ملگیا ساری سرکشی بھول گیا اس افسر نے دونون
مونڈھے اوسکے تھامے ریل کرنے دوڑا دس قدم پر لاکر بکہ مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا ے زمین ہوئے اسد نے
کمر مین ہاتھ ڈالکر اوٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا چھاتی پر چڑھکر اسکو بھی چیر ڈالون وہ زنگی تڑپکر بھاگا
ایک چیخ ماری سب نے دیکھا شانو نپر اس زنگی کے پر پیدا ہوئے اوڑکر آسمان مین ڈوبا نظرون سے سب کی
غائب ہوگیا اندر سے باغ کے دس زنگی تلوارین کھینچے ہوئے نکلے اسد پر آپڑے وار کرنے لگے اسد اون
زنگیون مین مانند شیر خشمناک جا پڑا جسکے سر پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے جسکی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر قلم
کیا کوئی لپٹ گیا اوسکی گردن کھینچ لی لیکن جو لاشہ زنگی کا زمین پر گرا ایک کے دو بنکر تیار ہوگئے اسد
نے پانچ مارے پانچ کے دس ہوئے اب یہ بے بس ہوئے جیون جیون قتل کرتے ہین وہ بڑھتے جاتے ہین اہرام
وغیرہ سر پیٹ رہے ہین اسد بیباک نہنگا نہ شیرانہ لڑ رہا ہے اکہ اسد کا بازو پر مثل ستارہ سحری چمکتا ہے
جس زنگی پر عکس پڑا پلک جھپکی اوپر سے ہاتھ پڑا اوسکے دو ٹکڑے ہوئے پھر بھر کمال اسد نے شمشیر زنی کی اتو
زنگیون سے وہ میدان بھر گیا اسد پر قابو نہین پاتے غل مچاتے ہین دو کلمہ داستان قلعہ توسن
حصار کے تحریر ہوتے ہین کہ توسن پر فن عمرو کو قید خانے مین چھوڑکر دربار مین آیا سرداروں سے کہہ رہا ہے
یارو افراسیاب نے بُرا کیا کہ قید کر عمرو کی یہان بھیجا ہے سینے قید تو اسکو کیا آج رات کو خواب ہائے پریشان
دیکھے اوس خواب کی مراد یہ ہے کہ نذہب سامری پر زوال ہے ابھی یان توسن حصار کا گردن پر افراسیاب
کی وبال ہے یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان سے آواز رو دینے کی آئی دیکھا سینے اک زنگی سیاہ رو بازو پر پرواز بصد
سوز و گداز آواز دیتا ہے اے شہنشاہ توسن مدد کر قریب باغ تو بہار اسد نامدار آگیا ہماری افسر کو مار اساتھ
والون نے میرے روکا ہے ہم آپکو خبر کرنے آئے ہین وہ شیر کسیکو خیین ماتا زنگیان شیر دلکو رو یاد جاتا ہے یہ سنکر
توسن نے سر پیٹ لیا کہا تو یار و غضب ہوا میری سرحد مین طلسم کشا آگیا نام اوس جوان کا سنکر تھرا گیا
زنگی تو خبر دے کر مخفی ہوا توسن جادو تاج کو کج کرکے اوٹھا اسم سحر پڑھکر بلند ہوا چشم زدن مین آکر قریب
باغ چمکا دور سے دیکھا سب زنگی اسد کو گھیرے ہوئے ہین کوئی قریب نہین جا سکتا اسد مثل شیر غضبناک
اون روباہ صفتون سے لڑ رہا ہے چاہتا ہے انکو لڑکر ہٹاؤن باغ مین گھس جاؤن توسن پر فن اتر از نگیون
پر نعرہ مارا او نامردو ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے اون سنے پلٹ کر جواب دیا اے حاکم ہم آپکے گنہگار ہین
اس شیر دلیر کے سامنے ہم بالکل ناچار ہین ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زبان مین لکنت ہے یہ سنکر

توسن نے ایک دستک دی ایک زنگی دو باغ سے نکلا توسن نے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے ملازمون
کا سحر تاثیر نہین کرتا کیا طلسم کشا لوح پا گیا کل تمکو خبر پائی ہے کہ دریائے نیل کا دہانا جوش و خروش ہے
کنارے دریائے نیل کے بھی طلسم کشا نہین پہونچے مفصل بیان کر وہ زنگی نے سر جھکا لیا آنکھ بند کر کے تھوڑی
بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ کھولی کہا اے شہنشاہ توسن سنئے دریافت کیا ملکہ لعل سخندان شاہزادی
جہرہ پیچ نے اپنا آکڑا اسکے بازو پر باندھ دیا ہے وہی آکڑا دستگیری کر رہا ہے وہ آکڑا سحر سے مملو طلسم کشا کا قوت
بازو ہے توسن نے کہا جا کر آکڑا چھین لے زنگی نے کہا مین گرفتار کئے لیتا ہون ابھی جا کر قتل کرونگا مین مثل افراسیاب کی
دیوانہ نہین ہون طلسم کشا کو لیجا کر قید کرون بلکہ اسکو قتل کر کے سر اوس کا روانہ کرونگا یہ سنکر وہ زنگی
جھومتا ہوا بڑھا اور زنگیون کو للکارا کہا او نامردو ہٹ جاؤ اس لڑائی مین تم دخل نہ دو وہ سب زنگی ہٹ
گئے یہ ملعون نیرنگ باز شعبدہ ساز خم ٹھوک کر سامنے اسد کے آیا للکارا اسد جا پڑا اوس بیحیا نے جھپٹکر چاہا
گردن مین ہاتھ ڈالے اسد نے ایک طمانچہ مارا اس زنگی نے بازو پر ہاتھ ڈالکر آکڑا توڑ لیا طرف توسن کے پھینکا
توسن نے اس آکڑا کو ہاتھ مین لیا جھپٹکر مثل شیر اسد کی کمر مین پنجہ دیا اب کون دستگیری کرے اسد کو لے اوڑا
چشم زدن مین آنکھون سے سب کی ناپدید ہوا ملک مراد شاہ نے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا وہ چلتے چلتے توسن
یہ آواز دیگیا خبردار آج سے یہ قیدی ہوا کہا تنے کو نہ نکلین اسی مکان تاریک مین بند رہین تڑپ تڑپ کے
مر جائین ابراہیم وغیرہ غم مین اپنے آقا کے رو رہے تھے کہتے ہین لو یارو ہمارے واسطے آقا نے اپنے
کو گرفتار کیا بعد بارہ برس کے اپنے آقا کو دیکھا افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سامنے مبتلا بلا ہوئے اب
ہمکو کون رہا کرے گا بقول ہوس خمسہ

اے ہوس اب کیا کہون منہ مین زبان بیکار ہے
عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہے
چارہ جو مایوس ہے حاجت روا ناچار ہے
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

روتے پیٹتے اوسی باغ مین غائب ہوئے مراد شاہ نے دور سے دیکھا مثل بوئے گل اوسی چمن مین چھپ گئے
دروازہ باغ کا بند ہو گیا ملک مراد شاہ نے پریشان شہر سے کہا اب شہر مین نہ جاؤنگا یارو سے رفیقوں سے جدا ہوکر صورت
فقیرانہ بنا کر لباس شجری زیب جسم ہوا من مین اوس صحرا کے قریب آکر بیٹھا اسد کے لیے روتا تھا اشکون سے منہ
دھوتا تھا یہی قول تھا کہ یارو مین نے اس گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھو یا جسکا مثل و نظیر عالم مین نہین ہر اگر ہزار فرزند

ہوتے اس صاحب شوکت کے ناخن پا پہ نثار کرتا فلک نے مجکو لوٹ لیا ر عیسان شہر روتی پیٹتے طرف شہر کے
گئے مراد شاہ فقیر شکر یا ؔ اسد مین بیٹھا لیکن توسن جادو جو دربار سے اوٹھا اہالیان دربار گردا امرا حیران
آپسمین کہتے ہین کون معرکہ عظیم درپیش ہوا کہ شہنشاہ کو اسقدر پس و پیش ہوا خود تکلیف فرمائی نہین معلوم
کہان گئے ہملوگ اسقدر ملازم موجود تھے کسیکو روانہ کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا توسن
جادو پسینے پسینے یہ جواس اک جوان شیر اندام کو بغلے مین دبائے ہوئے آکر پہونچا سب اوٹھ کھڑے ہوئے
پوچھا اے شہریار یہ جوان کون ہے چہرے سے فروشوکت آشکار کوئی بادشاہ عالی وقار ہے توسن نے
کہا یاروبیہ جوان ہے جسکے ہاتھ سے افراسیاب تو بہت بجان وکا ذیرا ستخوان حیران و پریشان و مضطر پھرتا تھے
نیکنامی ہمارے نام پر لکھی تھی مینے جاکر اسکو گرفتار کیا اسد شیردل اسکا نام ہے فتح طلسم ہوشربا
لقب نبیرۂ صاحبقران سب کتابون مین صاف صاف تحریر ہے کہ اسد تمام قاتل افراسیاب جادو
ہے آج مینے اوسکو بیہوش کیا سرا افراسیاب سے ملک الموت کو ہٹادیا جان افراسیاب کی بچائی
کل اہالیان ہوشربا کا مین جان بخش ہوا مصاحبون نے عرض کی بہت بجا ارشاد ہوتا ہے آپ ہمیشہ
سے نگہبان طلسم ہوشربا ہین اگر شہنشاہ لاچین کو آپ نہ مقید کرتے کسکی مجال تھی کہ اسی طرح نگہبانی
کرتا آجتک ہوا کو بھی نہین خبر ہونے پائی توسن گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے جلدی آہنگرون کو بلاؤ اسکو
مسلسل کرین جلاد کو حکم دو یارو بہت جلد اسکو قتل کرین اگر یہ نوجوان زندہ بچ گیا کوئی ساحر ہوشربا کا زندہ
نہ ہوگا جس کو آزار نہ پہونچے اور یہ جو تم حسداران جلیل ہین افراسیاب کے کفیل جان نثار سرفروش
انمین سے تو ایک بھی نہ بچیگا یارو ایک خیال رکھتا اگر مین تامل بھی کرون تو یہ مقدمۂ قتل طلسم کشا میرا کہنا نہ
مانتا حکم اول مین قتل کیا جائے یہ ذکر تھا مصاحبون نے اسد کو مسلسل و مطوق کرایا توسن نے سحر اوتارا اسد کی
آنکھ کھلی اوس دربار کفر مدار کو دیکھا اپنے کو پابند زنجیر آہنی پایا سمجھے کہ قید ہوئے بل کرکے شاہزادہ اوٹھا غانہ
زنجیر مین غل ہوا اسد نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تمام اہالیان دربار گھبرا گئے توبہ توبہ کرینلگے
کہا ای شہنشاہ ہمارے سامنے خدا سے نادیدہ کا نام لیتا ہے ہمپر کفارہ واجب ہوا توسن نے کہا واہ وہ یہ
شخص آفتاب لب بام چراغ سحری ہورہا ہے مردے کی بات کا بُرا ماننا بیکار ہے یہ کہکر حکم دیا جلاد کا پکار ہوا او
جلاد آکر حاضر ہوا توسن نے حکم دیا اسد نوجوان کو جلد قتل کر جلاد نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا جو تہ ورت کا نیا
بوسہ قلاکت اوسپر خالہ بالقول شاعر فرد نظم ۔ افگند و بردر دنگ ریخت ۔ دیو ودیو انگیش سے گریخت ٭

اسد کو اسیر تھا یا تیغ کھینچا گردن پر کوڑے کا خط دیا جلاد نے آواز دی ای شہنشاہ توسن جیسا حکم
ہو ول بے سمجھکر حکم دیجیے کا بموجب مضمون فرد سلطنت سلطان کنند بار در جلاد چیست ؛ مرغ بادانہ بلا شد
طعمہ بر صیاد چیست ؛ تیغ با رحم دارا وقت قتل کہ زبکہ مجھکو اختیار ہے انسان کے جلانے میں یہ حقیر مجبور ہو جا رہا ہے
توسن نے کہا ہزار حکم دین کا ایک حکم دیا جلد قتل کر ورنہ دیر کریگا تو تیرے قتل کا حکم دونگا اسوقت دربار میں ایک ہنگامہ
جلاد پر برپا اور میان شہر نے جو خبر سنی طلسم کشا قید ہو کر آیا ہے زیارت کے مشتاق ہو کر دوڑ پڑے جسنے
دیکھا حیران جمال و محو دیدار رہا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بار الٰہا اس قیدی کا نخل عمر قلم نہو کیا صورت زیبا ہے
کیا طلعت جہان آرا ہے اس نوجوان کے والدین کے کلیجے پر صدمت ہاتھ رکھیں دونکے قلب پر کیا گذری
ہوگی افسوس کیا ماہ تاباں غروب ہوتا ہے لیکن اسکے مقدمے میں کون شفاعت کرے سنتے ہیں اگر
یہ بچ جائیگا تمام اہالیان طلسم ہوشربا کو قتل کریگا جو کوئی بچا اپنے خون سے دھوئیگا ہم دل یہی چاہتا ہے
کہ اسکو بچا کر اپنے مکان میں چھپائیں اس چاند کو غروب ہونے سے بچائیں بعض نے کہا غرض یہی کی لے
شہنشاہ عالی وقار جو کچھ آپ کہتے ہیں اسکی صورت پردہ زیب نہیں دنیا پیدا کیا افراسیاب کو قتل کریگا
سو ضعیف مشت استخوان افراسیاب ہیں وہاں اگر کھٹک ہے تو انکا دم نکل جائے ہمارے
نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اس جوان کو ساحری پر ترغیب دیجیے اگر ساحری جمشید کو سجدہ کرے
لیکن سدا جنون میں مقرر کیجیے زینت محفل ہے آسمان حسن و خوبی کا ماہ کامل ہے یہ بیچارہ کیا کسی کو قتل کریگا
ہنکار کیا حقیقت ہے توسن نے کہا بار دا اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھو یہ وہ شیر نیستان ہے جسکے نام سے تھراتے
فلک تاجدار کانپتے ہیں بڑے بڑے دلیر آئے گئے بڑے بڑے پہلوانوں کو اسنے زیر کیا ہے میرے سامنے تو یہ
معرکہ نہیں گذرا لیکن اخبار سے جو پرچے نکلے ابتدائے آمد سے اس جوان کے حال درج تھا بڑے بڑے معرکے
پڑے سات برس گنبد نور قید رہا اسکی رہائی کے دن ہزاروں جادوگر قتل ہوئے ابھی شہر مینا سلیم
حصار سے مواج جون گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر اترا تھا گویا اسی نے قتل کیا عیاروں
نے چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو خاک میں ملا دیا تم سب صاحب اسکو بہ نگاہ حقارت
دیکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ مجکو ترغیب مدد کہ جلد اسکو قتل کریں تمام شہر میں یہ مشہور ہوا کہ طلسم کشا قید ہو کر
آیا خود شہنشاہ توسن نے تکلیف کی کئی سے کوس گئے بڑے زور شور سے گرفتار کر کے لائے ہیں اور تیغ تھا یا
ناہید سمین دختر توسن جو فن میں نہایت ساحرہ زبردست ہے ایک اکیلی دختر مقید اثر تھا جو ہر کنیزوں نے

بھی خبر دی ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی اسنے کہا حضور آج آپ کے والد نامدار جلادون کا کام کر رہے
ہین ایک جوان آفتاب جمال رستم جلال فرخندہ فال ماہ آسمان کمال اسکو کہین سے پکڑ کے لائے ہین شمع
حسن سے اسکے تمام بارگاہ منور و روشن ہے گل اتالیان شہر کف افسوس مل رہے ہین آپکے والد نامدار کو
ترس نہین آتا جلاد کو بلا کر حکم دیا ہے وہ اس بیچارے کو قتل کیا چاہتا ہے یہ سنکر ناہید سمین اپنے مقام سے مثل
طاؤس طناز بصد کرشمہ و ناز اٹھی چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز ہمراہ ہوئین یہ کہتی ہوئی چلی کہ بازاری
عورتین دن بھر پھرتی ہین خوبصورت مردون کو دیکھا کرتی ہین اسوقت اس لونڈی نے اسطرح مرد کی تعریف کی
کہ گویا عاشق ہوکر آئی کبھی تو یہ کہتی ہے بڑا خوبصورت ہے کبھی کہا نیک سیرت ہے اس نگوڑی کی باتون نے میرے
بھی دل پر تاثیر کی ہے بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایسے شخص کی صورت دیکھون لیکن یہ بھی سنا ہے کہ وہ طلسم کشا
ہے کئی شاہزادیان اسپر مرتی ہین بی مہ جبین نے گھر افراسیاب کا چھوڑا بی لالان خوبقبا نے خدائی
سے منھ موڑا انود جلیسہ و قدرت کہلاتی تھین اب کوئی اس اعزاز سے نام نہین لیتا بیٹھے بیٹھے اپنے کو پھنسانا
عقل سے سراسر بعید ہے اپنے بزرگون پہ ظلم شدید ہے یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ توسن پہونچی دیکھا
اجماع عالم انبوہ خلائق ہے پوچھا کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے ناہید نے کنیزون سے کہا
بڑھکر جلاد کو منع کرو جب ہم نہ آلین قتل نکرے اسکے بارے مین ہم بھی حکم دینگے کنیز نے بڑھکر منع کیا جلاد
رکا مصاحبون نے پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا شہنشاہ کی دختر بلند اختر ناہید سمین تشریف لاتی ہین انھون
نے منع کیا جس روز سے انکو خبر پہونچی کہ چچا جان مواج مارے گئے آٹھ پہر دریا آنکھون سے بہاتی ہین
توسن نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ حقیقت مین مواج کو اس سے بڑی محبت تھی تحفہ جات وغیرہ کوہ نیلم
بھیجا کرتا تھا ناگاہ ملکہ ناہید سمین قریب آکر پہونچی کنیزون نے لوگون کو ہٹایا جمال جہان آرائے سید
نامدار پہ ناہید کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب طلعت رستم صولت سکندر شان دارا دربان انجم سپاہ
آسمان حسن مہ ماہ مہر جبین حسن تمکین یوسف دوران شہنشاہ حسینان خضر ابرو جوان خوش خو نظم

بہ آبرو تیغ بازی کرد تسلیم
لبش مسیحا و تعلیم خموشی
دہانش حقہ پر گوہر نایاب
بیا بنشین کہ محشر شد پدیدار

چہ باشد عاشقان را غیر تسلیم
سیاہ غمزہ در تاراج دین بود
خریداران چہ پیدا شد چو مہتاب

بمژگان کجش خنجر فروشی
زچین جبہہ چین زیر نگین بود
نگاہ غمزہ اش زد بر دل راز

ناہید ملکہ تشریف لائین اسنے سر اٹھا کر دیکھا ایک ماہ پیکر حور منظر

زہرہ جبین رشک شیرین لیلاے عصر سلمای دہر سرو گلزار خوبی رنگ و بوے بوستان محبوبی سمن عذار ماہ رخسار نظم

سمن بر شکر لب دل آرام بود
ہمیشہ از و گرم بازار حسن
ز موے شیر یاران شدہ یاد از و
ز گوشمش گل اندر چمن سینہ چاک
خم و پیچ رفتار موج حیات
بلا بر سر و تیغ و خنجر بدست
جبینش نور جبین جبین موج نور
نوشت از ازل آفرین آفرین
بلا بر بلا قامت بے درنگ
سیا بندہ نرگس مست او
لبش شیر و شکر بدون میفگند
دمے گر چہ دم از عدم میزد او
صنعت دست کردگار است این

دو چشمش لعینہ چو بادام بود
مسلسل دو زنجیر از بحر دل
ز بو لبش بہاران شدہ یاد از و
نہال ارم از قد او مخجل
چو جنبید لبش ریزد آب حیات
ز مژگان برگشت برگشتہ بخت
کہ نور آ علے نور گردد و خور
از آن بہشتی دو لبہان او
پیر نقش با آفت بے درنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
تبسم چو میکرد خوان میفگند
خطش سورۂ شمس والیل سوے
بارک اللہ چہ کار زار است این

نہال قدش سرو جو بار حسن
ز زلفین خود و داشت بر سنبل
ز رخسار او ماہ خورتاب ناک
از و ماندہ شمر شدہ جبین در گل
ز مسطوری نرگسش فتنہ مست
دل از دین و دنیا برون کرد رخت
بہ پیشانی از دست صنع آفرین
خوشا کو کند سبز لبنان او
حنا دست پروردہ دست او
دل و جان عاشق کباب و خراب
تکلم ز اعجاز دم میزدی
لعاے قدش سرو بالاے جوے

اسد نے آہ کی اس مہ جبین نے واہ کی اسد بیقرار ادھر ناہید اشکبار آنکھیں چار ہوئیں جانبین سے تیر مژگان چلے دونو نکے تودۂ دل پر پڑے کلیجے زخمدار دونو کے بیٹھے نگار ناہید قریب تخت توسن پہونچ چکی تھی اسطرح تھرائی جیسے سحر ہی اڑتی ہے تھرا کر گود مین اپنے باپ کے گری بیہوش ہوگئی دانت بھنچ گئے ایڑیان رگڑنے لگین توسن گھبرا گیا نالیان و دیار کو پسینہ آگیا کنیزین دوڑین شیشہ ہاے گلاب لائین چھڑکا اس رشک چمن کے چہرہ کا بعد عرصہ دراز ہوش آیا مگر مہوبس لب بر مہر سکوت مثل تصویر خاموش دل مین محبت کا جوش توسن نے گھبرا کر پوچھا کیون بیٹیا خیر تو ہے کنیزون نے کہا حضور آپنے غضب کیا یہ پروردۂ عہد ناز و نعم اس قیدی کو جو اس رنج و غم مین دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑا ہوا زیر تیغ بیٹھا ہے پیشہ سے نام خدا رحم دل مین غش آگیا اپنے پہلے سے یہ نہ کیا کہ قیدی کو بٹھا دیتے ملکہ اس حال سے اسکو نہ ملاحظہ فرماتین ناہید کو یہ کلام نملا حیلہ ہاتھ آیا کہا اے والد ماجد راست ہے مجھکو اپنے غم علاں وتار کا خیال آگیا کہ اسکی وجہ سے ایسا شیر دل

ساحر گھٹنے کی موت ہا۔ اگیا عزیز و اقارب یاد آئے کہ اسیکی وجہ سے بڑے بڑے ساحران نامی نامداران
گرامی قتل ہوئے آپ اسکو کہاں سے گرفتار کر کے لائے توسن نے کہا بیٹا تمنے سُنا ہوگا بعد قتل ہونے
ہیچا کے طوفان قہر نگاہ عمرو عیار کو پکڑ کے لایا مین نے مقام محفوظ پر رکھا نہین معلوم یہ کس طرح کا باغ بہار مین
ہونچا صدہا غلام ملکہ سہیل سیاہ رو کہ اسکے ہاتھ سے مارے گئے وہان جادو نے مجھکو آکر خبر کی
اسکے بازو پر لعل سخندان کا بندھا ہوا تھا اس وجہ سے اسپر سحر تاثیر نکرتا تھا مین جا کر پہونچا سحر کر کے
آگ دیا اسکو گرفتار کر کے لایا سُن کے ہوا ہون اگر گنبد نور سے یہ چھوٹا تو بڑے بڑے ساحرون کو زندہ مین نے شکم
قطعی دیا ناہید نے پوچھا لعل سخندان نے اسکو بنا اکر کیون دیا توسن نے کہا اے نور منظر ان شاہ بہار بیٹی
نے طلسم ہوشربا کو برباد کیا اور بی مہ جبین باعث بربادی طلسم ہوشربا ہوئین وہ اس پر عاشق
ہوئین اسکو لیکر بھاگین آنکی محبت مین بی مہرخ صاحب شریک ہوئین پھر بی بہار کو ہوا لگی بیکرون
ساحر افراسیاب کے دیوانے کر کے مارے تہمورد اؤد یہ مینا بی لالان خونقبائے عاشق ہو کر اپنے باپ
کی خدائی کو مٹایا اسیطرح بی لعل سخندان نے عاشق ہو کر اپنی بہن کا ساتھ چھوڑا اسکے لشکر کی شریک
ہوئین جو تحفہ انکے پاس تھا اس جوان کو جوش محبت مین دیدیا اسی وجہ سے باغ بہار مین جو سحر تاثیر نکیا
مین یہ مشقت گرفتار کر کے لایا ہون اسکے قتل مین تامل مناسب نہین ہے ناہید نے کہا اے والد ماجد میرے
دل کو یہ قلق ہے کہ عمر نامدار اس حسرت سے قتل ہیون اور ہزارون ساحرون کا یہ شخص قاتل ہو یون
آسانی سے قتل ہو جائے جی چاہتا ہے چھوٹی کٹاریون سے اسکو زخمی کرین اور بہت بلکہ پنج چھری نین یہ خود تو
طالب ہو فریاد کرے واسطے دے کہ میرا سر کاٹ ڈالو اور ہم اسکو قتل نکرین دشمن جتنے آدمی اسکے گرد ہون
چھری سے زخمی کرے کوئی کٹاری مارے کوئی تیر کے وار کے آنکھ پھر چھید پھر اسطرح تڑپ تڑپ کے اسکا
سر قلم کیا جاوے اسطرح کے قتل کرنے مین قید مصیبت سے رہائی پاتا ہے بر اس شخص نے سر اٹھایا
کل اہالیان طلسم ہوشربا کو سنایا یہ کہکر پکار کر آواز اندہی کیون لے دلبران سلطنت وار اصلاح کاران ریاست
یہ بات معقول ہے یا نہین اسوقت ایک تلوار کا ہاتھ ناردیا سر جدا ہوگیا کشاکش سے چھوٹا یہ کیا سزا ہی کیسی
بحالی ہے کہ مفسدے مین ناہید سیفین کے دخل دے توسن کی لاڈلی بیٹی صاحب اختیار ساحرہ زبردست
ہے بلا تکلف کیا ملکہ عالم نے کیا معقول تجویز کی ایسے شخص پر یہی مناسب ہے کہ عذاب شدید اٹھا کر اس
قتل کرنے سے کچھ نفع نہین ہے ناہید نے کہا بابا جان جلاد کو منع کیجیے اس ظالم جلاد صاحب جلد زد کو میرے سے

سپرد فرمایئے مین اپنے باغ مین لیجاؤن میری جانشینین رنگینین دن بھر غذا بہم کرین مین عرض بہا کرچکی نیزہ
تیر سے قربان کرین تماشا دیکھین اوپر سے چھڑکین بوقت سحر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرکے سر خدمت مین
روانہ کرون لاشہ جنگل مین پھنکوا دون کہ وہ طعمۂ زاغ و پلنگ ہو سر کو خدمت مین افراسیاب کے
روانہ کیجیے گا کہ شہنشاہ مہرخ و بہار کو وہ سر دکھائین کہ وہ لوگ تڑپین پھڑکین اپنے سردار کا سر دیکھ
جان دین تب یہان سے مجھکو حکم دیجئے مین لشکرکشی کرکے جاؤن اس حالت مین بنا پنگی بھی ہو
آیا اور ایک کو تلوار سے قتل کرون ایک دن مین لڑائی فتح ہو جاوے زنگی عاشقانہ جانبازی یا سمن جبین لب
لعل سخندان سر دیکھکر سنگین خون گلو سے اسکے چہرے رنگین کرین بناہی دل و جان سے عاشق ہین
بڑے بڑے چاہنے والے وہان موجود ہین سر دیکھنا کیسا خبر سنکر جان دینگی یہ بات سنکر بہت کہ نہین ہے
سب نے کہا کیا خوب فرمایا لڑائی فتح ہونے کی حضور یہی صورت ہے کیا ناگہ عالم کے ذہن مین جو دشت ہے
توسن تو بیٹی پر جان دیتی ہے لیکے عاشق زار ہے شباب جو زور دن پر ہے دل مین کہا کرتا ہون مین نے
کس ناز و نعم سے پالا یہ غیر کے قبضے مین جاوے ایک دن اپنے عالمون سے مسئلہ بھی پوچھا کہ کیون صاحبو اگر کوئی
شخص درخت بوئے اسمین پھل آئے بونے والا کھائے یا نہ کھائے ان عالمون نے کہہ دیا حضور کیون نہ کھائے
وہ مکر مین بھی یہ ملعون رہتا ہے کہ عالم تو حکم دے چلے تنہائی مین اسیر دست اعتراض ہون باتون مین ناہید
سیمین نے ہنس پڑا کہا اے فرزند جو تمہاری خوشی ملک و مال کا تمکو اختیار ہے قیدی کو لے جاؤ مگر یہ خیال
رہے کہ اسکے معین و مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے ناہید نے کہا افتاد تو جب پڑے کہ مین غفلت
کرون شب بھر جاگون گی یہی کھیل رہے گا بوقت سحر سر کاٹ کر خدمت مین روانہ کرونگی قیدی
باغ مین یاغی کا گذر نہین ہے ہزارہا کنیزین اسپر بہ ہمت کرین گی تڑپ تڑپ کر اسکو بھی تو ثابت ہو
کہ اپنے بڑے بڑے ظلم کیے لاکھون گھر ویران کیے اسکا یہ پھل ملا یہ کہکر ناہید سیمین تن نے مقام سے اپنی
کنیزون سے اشارہ کیا اس قیدی کو کشان کشان ہمارے باغ مین لے چلو خبردار راہ مین بھی اسکو آرام
نہ ملے ناہید دربار سے توسن کے اٹھی کنیزون نے سر زنجیر کو تھام لیا دیکھا توسن نے کنیزون نے اسکو
گھیر لیا پاؤن چاؤن کرتی ہوئی بیچ مین یہ ماہتاب ان گرد انجم سیارگان حقیقت مین ناہید پر عجب عالم
حسن مین بے مثال چہرہ بدر آسمان کمال ماہ قیامت ناز و غمزہ جلوہ دار خرامان خرامان روانہ ہوئی بعد اسکے جانیکے توسن
نے کہا دیکھو صاحبو صاحبزادی کا طلسم کشا بہ انصاف ہم بین برا مقابلہ مہرخ وغیرہ اسکو نہین جانتے وہ دان کا

خود جاکر لڑائی فتح کرونگا حقیقت مین جب اُسکے مرنیکی خبر مہرخ وغیرہ سُنینگی بدحواس ہوجائینگی اُس
عالم مین جو لشکر کشی ہوگی بیشک وہ لوگ گھبرا جائینگے ایک ہی دن مین شکست کھائینگے سب نے کہا
حضور صاحبزادی آپکی بہت عقیل و فہیم ہین سحر و ساحری مین بھی انکی ہمسر ہم کسی کو نہین سمجھتے یہان
تو یہ ذکر ہے لیکن ناہید اُسکو راہ مین توکشان کشان لیکر چلی دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے یہی
خیال ہے کہ افسوس یہ ماہتابان مبتلاے طوق زنجیر جب باغ مین پہونچی اسد غازی نے دیکھا باغ نہایت
سرسبز و شاداب ہوا خوش چلی ہے طائر درختون پر زمزمہ سرا ایک ایک کنیز حسین و جمیل صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ باغ بہشت مین حورون کا مجمع ہے بزم مین ماہتابان کے ستارونکا مرقع ہے جب بارہ دری مین پہونچی فوراً
ہتھکڑیان بیڑیان اسد کی کاٹ دین کنیزون کو اشارہ کیا دروازہ بند کرو کوئی اندر نہ آنے پائے کنیزون نے
سب کو بھی سمجھایا ایک ایک کو دولت دنیا سے نہال کیا اُسی وقت اسد غازی کو غسل کرایا لباس فاخرہ پہنایا
مسند پر آکر شاہزادہ جلوہ فرما ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی روے زیبا کو دیکھا تھا کہ زرد ہورہا ہے [illegible]
اسد ڈرے تھے جسم پر خون کے لختے جمے ہوئے زرہ تمام خون سے معمور اپنے ہاتھ سے خون پاک
کیا اسد غمخوار دل و جان سے مائل ہے تم سے گلچینی گلشن جمال کی کرتی ہین صاحبون مین سے ناہید
نے کہا دیکھو صاحب جو کوئی اس بات کا ذکر کرے مین نے تم سبھون کی جان بخشی سب ساحر بیوقوف ہین سب
کتابون مین ساحری جمشید لکھ گئے کہ یہ جوان طلسم کشا ہے پھر کیونکر قتل ہوسکتا ہے یہ بھی کتاب
مین لکھا ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا ذلیل ہوکر مارا جاے اپنی جان کی
حفاظت واجب و لازم ہے بہار و مخمور از اسباب نے کیا کیا ہر دم انکا اوج بڑھ رہا ہے کسیکو امید
تھی کہ حیرت فتح ہو سکیگی پانچون ساحر نامی و نامدار حضا جان اختیار کرکے ذلت و رسوائی سے قتل ہوئے ایک
شب مین لشکر مواج پر طوفان آیا سب غرق دریاے ذلت ہوے مواج کو بڑا ناز تھا اُڑنا نصیب
ہوا دل کی حسرت دل ہی مین رہگئی علاوہ اسکے سب نے نگرانی کی ہے اسکا بھی انجام ہوگا سب نمک حرام
سزا پائینگے کُتّے کی موت مارے جائینگے کنیزون کو سمجھا کر دریاے جواہر مین غوطہ مارا عروس شب
دولت لیکر بارہ دری مین آئی اسد غازی ازبسکہ حسن و جمال سے بہرۂ عظیم اٹھاے یہ ماہتابان پہلو مین
اس مہر درخشان کے آکر جلوہ فرما ہوئی مسند پر قرآن السعدین اجتماع نیرین کنیزین دونون کو بلائین لیتی
تھین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی تھین کنیز نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے انکو دیا کہا حضور نوش جان فرمایئے

ہم سب کے قلب کو سرور ہے خدا نے یہ دن دکھایا فرد: شمع جمال پروانے کو پایا اس گل سے چہرے کے
واسطے بلبلا ہو فرد/ انکی شرکت نکرنا سراسر عقل کا قصور ہے ملکہ نے وہ جام آفتاب خورشید نما پر رکھکر سامنے
اسد کے پیش کیا اسنے جام پر ہاتھ رکھکر دیا ملکہ کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے کہا او شہریار مین خوب سمجھتی
ہون آپکے عاشقانہ صادق نے قسم لی ہوگی کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے صرف آپ کی جان کی حفاظت
منظور تھی مین عشق و عاشقی کی طالب نہین ہون جام کے نہ پینے سے دل شکنی ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے اسد
نے فرمایا اے ملکہ ہمارا یہ طریقہ نہین ہے کہ ہم کیسی قسم کو مانین تمنے حقیقت مین ہماری جان بخشی کی قید سے
رہا کیا ہمارے تمھارے اعتقاد مین فرق ہے اگر تمسے محبت سامری جمشید پر لعنت کرو وحدہٗ لاشریک کو
خدا جانو جس نے ایک کلمہ کن مین زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے سامری جمشید وغیرہ ساحران زبردست
بادۂ کبر و نخوت سے مست تھے دام مکر پھیلا گئے بندگان خدا کو پھنسا گئے مبتلا ے رنج و غم ہونگے کندۂ جہنم ہونگے
اسطرح اسد نے اوصاف رب اکبر و مذمت ساحران خود سر بیان کی کہ ناہید کے قلب کو سرد ہوا ایکبار ہی
زنگ کفر دور ہوا اسکا اگر جواب دیا ہے تو آپ کی خوشی منظور ہے بلکہ یہ قول ہے فرد کافر عشقم مسلمانی مرا
درکار نیست: ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست: اگر کلمہ پڑھوں گی تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی
بہ تصدیق قلب بہ اقرار زبان اطاعت دین اسلام کی شاید کسی وقت کام آئے تمام کنیزین مع ملکہ کے
مطیع اسلام ہوئین اب جام مے ارغوانی گردش مین آیا ساقیان مہ وش و مطربان خوش آواز سامنے حاضر
ہوا صدائے ہو حق و نوشا نوش بلند ہوئی ہر سے لطف سے جلسہ باغ مین ملکہ ناہید کے آراستہ مسند
پر عاشق و معشوق جلوہ فرما فرش ماہتابی نے فرش چاندنی باغ مین بچھایا ہے جب اسد کا دماغ بادۂ
ناب سے گرم ہوا جوش جرأت مین تیغ پر ہاتھ ڈالا کہا اے ملکہ عالم تمنے تو احسان کیا ایسے وقت مین ہمسے
دل لگایا ہم آفتاب لب بام چراغ سحر تھا ہو رہے ہیں آج یہین دم دینگے خواجہ عمرو نامدار کو طوفان قہر نگاہ
کر کے لیگیا اب تک انکا نشان نہ ملا ایسے برافروختہ ہوکر اس مقام پر بیٹھا معروف سزا کی جانب ہونا مردی
و جرأت سے بہت بعید ہے مین بوقت سحر دربار توسن مین جاکر جان دونگا انشاء اللہ یا فتح پاکر لوٹ
دیا اگر قضا نیک آئی ہے جان دونگا کیا چارہ ہے علاوہ ازین تمام لشکر مین قیامت برپا ہے ملکہ مہ رخ
و بہار روتا پیٹتا چھوڑ کر نکلا چند سردار بھی پیر آتش تلاش کیلئے گئے ہین نظم

تشنہ تم کجا ہست کہ آتش شرار دست ۔ خورشید جہان سوز ز رخسار دوست
پروانہ کہ از آتش فانوس سوزد

وفروختہ صد شیشہ نہان زیر پا دوست	محمل نکشد غم بہ بیابان رہ مقصود	تا خفتہ بہ سودائے جنون ہای رادرا دوست
آزردہ مشو از ستم یار کہ از ناز	بیداد و آئین محبت ہنر اوست	یک سوز سیاوش بیکفم بیشتر ہا
ہر بیت کہ دست ہمہ ہم در جگر اوست	جز خون نہ چکد اشک ز چشم تر مخفی	تا حشر زبس زخم بہم در جگر اوست

ملکہ میں اپنا حال زار کیا کہوں عجب مصیبت میں مبتلا ہوں ظاہر میں رہا ہوا باطن میں گرفتار دام محبت
و مصیبت ملکہ خیال تو کرو ہم یہاں آکر معروف عیش و نشاط ہوئے سردار ہمارے واسطے کیسی بے قرار ہونگے
کچھ سردار تلاش میں نکلے ہونگے لہذا ایسا دامن کھینچکر بیٹھنا مناسب نہیں ہے یہ سنکر ناہید رو دلگیر
کیطرف متوجہ ہوکر کہا او صاحب دربار میں تو ... جادو کے جائینگے توسن سحر میں ہمسر افراسیاب
ایک ایک ساحر اسکی صحبت میں لاجواب انکے واسطے انکا غلام بھی کافی ہے میں بھی بدنام ہو جاؤنگی اور انکا
دربار توسن کیا کھینچیگے منسوب ہوگا ناہید نے طلسم کشا کو چھوڑ دیا باغ سے نکلنا دشوار ہوگا اور خواجہ عمرو
کا جواب نے ذکر کیا وہ ہمارے ملک میں آکر قید ہوئے طوفان قہر نگاہ یہاں لیکر آیا اسی قید خانہ میں شہنشاہ
لاجین و غیرہ نامور صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان دختر شہزادہ ملکہ تصویر سب ایک ہی مقام
پر قید ہیں یہ سنکر اسد نے آہ کی کہا اے ملکہ عالم اب دربار توسن میں جانا واجب و لازم ہوا خواجہ
عمرو بھی اسی مقام پر قید ہیں ماموں جان کے واسطے میں آوارہ ہوکر نکلا تمام طلسم کی خاک چھانی خداوند
جمشید نگر خواجہ نے افراسیاب سے پوچھا تھا تب آپنے قید لاجین کا نشان دیا مجھے تو اپنے ماموں کا
بڑا خیال ہے ملکہ تم تو گھبراؤ جب تیغ برق شال کھینچا سب ساحر بھاگیں میں نے اپنے کانوں سے
سنا تمنے بیان کیا کہ خواجہ عمرو زندان توسن حصار میں قید ہیں میں انکی رہائی کو نجاؤں کیسی نامردی
ہے اپنے دل میں کیا فرماتے ہونگے کہ اسد نے بھی ہم کو فراموش کیا بجز ان قوت الہی وہ بہ فیض
ماتناہی تمت توسن الٹ دونگا جان بڑی چیز ہے خود قید خانے سے سبکو بلوا دونگا جس وقت میں ماموں
جان کو رہا کروں جانوں کہ دولت کونین حاصل ہوئی ناہید نے کہا صاحب کوئی راستہ زندان طلسمی کا نہیں
جاتا سوائے توسن کے کوئی وہاں جا نہیں سکتا انتو دل کنیز کا الجھتا ہے آپکا فراق ناگوار ہے میں جا کر اپنا
والد سے ماجرہ ... راستہ طلسم کا پوچھونگی جہانتک ہو سکیگا تدبیر رہائی خواجہ و لاجین و بدیع و تصویر
کرونگی اس راہ میں اگر جان بھی جائے تو مجھکو گوارا ہے بے سبب باغ سے نکلنے کا ارادہ نکیجیے وہ بھی
دم واقف کہونگی توسن نے اسد سے اگر تعین کر کیا لیا وہ بھی اگر دستیاب ہو تو بھی نکلنا مناسب نہیں توسن

آخر سحر کرکے آپ سے چھین لیا گیا۔ ورنہ ملکہ نے جو اسے سمجھایا تھا کنیزوں نے بھی شرارت کی ہر ایک ضد ہی
کیا جو ملکہ فرماتی ہیں لائق شمار ہے۔ لیکے تدبیر یہ کارگر نہ ہو جیسے اسد نے امر خیر ملکہ ایک شب یا دو شب توقف کی
جستجو کا انتظار کرونگا میں جو کہتا ہوں اسکے خلاف نہو گا میں ضرور دربار میں توسن کے تلوار کھینچ یا ونگا نہیں
نانا کے گھر جاونگا ناہید بے اختیار رونے لگی کنیزوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا صاحبو اس عشق کی ہم پر افتاد نہ
سمجھے تھے برائے خدا تم سب صاحب انکو سمجھاؤ ہماری تو اب یہ کیفیت ہے موافق مضمون منظم

وہ شعلے ہیں ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
ہزاروں آسمان ہیں ایک مشت خاک سے پیدا
ابھی ناسخ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہے
کہ چشم آرزو ہے حلقۂ فتراک سے پیدا
ہوا ہے دولت منعم نہیں ہے خاکساروں کو
جو شانہ ہو ہے پنجۂ ادراک سے پیدا
زر دامن نگار سے دیکھو ابھی ہے تیر و تبر دولت پر
یہ دانہ خال کا ہے یا کسی تریاک سے پیدا
نسیم اب سینے سے خونکا فروغ داغ مینا کا

صدائے الحذر ہے گنبد افلاک سے پیدا
جھلکتے شیشے تھے آغوش ساغر جنت رکھی
تمنا ہے زبان ریشۂ مسواک سے پیدا
پس مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہے
کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباس خاک سے پیدا
نہ ہو بے نکہت گل برق کو سوجھی ہے
نہ ہوں کچھ درد تکلیفیں زر لباس نیک سے پیدا
محیط موج خیز حسن میں ڈوبے نہیں ملتا
طلوع مہر ہو صبح گریبان چاک سے پیدا

ہوئے مضمون عالی میری طبع پاک سے پیدا
اٹھو مستو ہوا ہے آفتاب افلاک سے پیدا
بچانا آبلو کبھی خلاف واپ عشق نے ہے
وہی پھر خاک میں آیا ہوا جو خاک سے پیدا
نہ کیوں ہر جلوہ ہے نو عروسی لیلۂ مضمون نہیں
دو تیری ہی تمہارے توسن خیالات سے دہ پیدا
اگر ہار رقت سے آنکھوں میں کیفیت لی ہے
کہ ساحل [illegible] سے پیدا
یہ اشعار پڑھکر ملکہ بے اختیار روئی

کنیزیں سمجھانے لگیں اسد نے دامن سے اشک پاک کرکے فرمایا ملکہ جو تمہاری خوشی ہوگی وہی کرونگا لیکن یہ بتاؤ
کہ کرو ماموں جان اور نانا جان کے قید کا حال سنوں اور میں مصروف عیش رہوں یہ مناسب ہے
یہ آوارہ دشت ادبار جان دینے کا اسی وجہ سے طالب ہے ناہید نے کہا میں ابھی جا کر یہاں سے پوچھتی
ہوں کہ راستہ زندان طلسمی کا کیونکر ملے اگر والدہ ماجدہ کو معلوم ہوگا بوجہ مہر مادری ضرور بتلا دینگی یہ کہکر اک طاؤس
زمرین بال پر سوار ہوئی چلتے چلتے کنیزوں سے کہ گئی صاحبو اک کام کرو کسی گنوار کو گرفتار کرکے لاؤ سحر
سے اسکو شہریار کی شکل بناؤ اسکا سر کاٹ کے دربار میں توسن جادو کے بھیجدو زبانی بھی کہدینا
کہ آٹھ پہر میں طلسم کشا کو بڑی بڑی تکلیفیں پہونچائیں تیغ و تبر سے خوب زخمی کیا زخموں پر نمک پاشی
کی لاش جنگل میں پھکوا دی سر اس نفسر کا حاضر ہے کنیزوں نے اسیوقت اک گنوار کو گرفتار کرکے افسون سحر سے اسکو
اسد غازی کی صورت بنایا اسکا سر کاٹکر خوان میں رکھا چند کنیزیں خوان لیکر دربار توسن میں پہونچیں

توسن جادو تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی طلسم کشا کا سر لایا آیا کہ کنیزیں آ کر بولیں توسن نے
کہا حسا جو میری بیٹی تجھ سے زیادہ اہل اسلام کی دشمن ہے کنیزوں نے بھی عرض کی حضور بڑی تکلیف دیکر
طلسم کشا کو قتل کیا فرمایا کرتا تھا کہ جلد میرا سر کاٹ لو توسن نے اسی وقت طائر جادو سے کہا طلسم کشا کا خدمت
میں شہنشاہ طلسم ہوشربا کے لیجاؤ لیکن باغ میں جا کر عرض کرنا بیچ لڑائی فتح کر دی خداوند سامری جمشید
جھوٹے ہوئے جا بجا لکھ گئے تھے کہ اسد جوان لاجواب قاتل افراسیاب ہے طائر جادو لیکر چلا طرف باغ
سیب کے روانہ ہوا اس سر کو بعد ظاہر کرینگے لیکن یہاں ناہید اپنی ماں ملکہ بادبان جادو کے پاس
آئی بادبان جادو محل میں مسند پر بیٹھی ہے گرد انیسیں جلیسیں دائیاں اتائیں حاضر ہیں کنیزیں
خبر دی ملکہ عالم آتی ہیں بادبان نے کہا چھوکری کو کھیل سے فرصت نہیں ملتی آٹھ پہر شغل تو گل باغ میں
بستی ہے ساتھ والیاں سب نوجوان کھیل کود میں مصروف رہتی ہیں یہ ذکر تھا کہ ناہید سامنے سے مثل طاؤس
طناز نشہ بادۂ عشق سے چور مینائے گردن شراب حسن سے معمور سامنے آ کر سیدھی واسطے تسلیم کے خم ہوئی بادبان
نے سر چھاتی سے لگایا ناہید نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اماں جان آپ نے سنا میں نے طلسم کشا کو عذاب الیم
سے قتل کیا آٹھ پہر خوب ستایا تڑپ تڑپ کے موت مانگتا تھا آپکے گھر سے خاص طلسم بھی فتح حاصل ہوئی
ساحروں کو تسکین دل ہوئی بادبان نے بلائیں لیں کہا بی بی بڑا کام کیا سلطنت ہوشربا تمھارے گھر میں
ناہید نے کہا اماں جان ایک بات میں مجھکو بڑا تردد ہے اگر کوئی قصد کرے کہ زندان خانہ طلسمی میں جاکے
اور لاچین و بدیع و تصویر و عمرو کو چھوڑا لے اسکی کیا تدبیر ہے یہ سنتے ہی بادبان غصے میں کانپنے
لگی ایک طمانچہ ناہید کو مارا کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیا اپنے باپ کی جان لینے کا قصد رکھتی ہے یہ
راز و نیاز کی بات ہے کہ برسوں افراسیاب نے تیرے باپ کو راستہ نہ بتایا تم ہیں کیا ایسی بات پوچھتی ہے
کہ جس سے خوف جان دامان ہے یہ کس نے تجھکو بتایا ناہید کے طمانچہ جو پڑا ابر پروردہ عہد ناز و نعم ذرا سا کوئی
گھر کتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے نہ کہ طمانچہ منہ پر پڑا اپنے کو زمین میں گرا دیا بال نوچ ڈالے ایڑیاں رگڑنے لگی کہ زمین
ٹن ٹن کر کے روتی ہیں بادبان نے کہا دور دور خبردار اسمیں کوئی دخل نہ دے اس مقدمے میں میں کسیکا پاس
نہ کرونگی ناہید تو سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے میں اپنی جان دے دونگی مادر مہربان نے مجھکو دشمن جانا راز
چھپایا میں نے تو آمد سخن میں پوچھا اب زندگی بیکار ہے محل میں غل ہوا اتفاقاً سے کار توسن جادو
دربار برخاست کر کے محل میں آیا دیکھا تو محل میں ہنگامہ ہے ناہید زمین میں لوٹ رہی ہے بادبان کو ڈرا لیکر

اٹھی ہے کنیز دنش نے بادبان کو روکا کہتی ہیں کہیں کیا چھوکری کو مار ڈالوگا توسن نے جو حال ناہید
کا ابتر دیکھا بیقرار ہوگیا دوڑ کر گود میں اٹھا لیا کہا صاحب یہ کیا ہے لڑکی نے کیا خطا کی بادبان نے
کہا صاحب سنو عجب طرح کی بات اٹھی آج پوچھتی زندان طلسمی کا راستہ پوچھتی ہے میں نے طمانچہ مارا
صورت رہائی لاچین و تصویر و بدیع و عمرو پوچھتی ہے ناہید نے توسن کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے
کہا ابا جان میں دشمن ہوں مجھسے راز چھپایا میں نے آمد سخن میں پوچھا تھا مجھے طمانچہ کیوں مارا میں تو
اپنی جان دیدونگی توسن نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی تمہاری ماں کو سودا ہوگیا ہے تم شب کو میرے پاس آنا
میں تبلا دونگا تجھکو بی سمجھا دونگا بادبان نے کہا دیکھو صاحب اس مقدمے میں ذرا ذکر نہ بلکہ اس سے یہ پوچھو کہ
تمنے کیوں پوچھا توسن تو اور ہی فکر میں تھا اشارہ کر کے کہا اب تو تم اپنے باغ میں جاؤ شب کو تنہائی میں آنا
کنیزوں نے بھی الگ کر ہٹا دیا ناہید اسی حال سے آنکھیں سرخ گال پر طمانچے کا نشان حیران و پریشان
باغ میں آئی اسد بولا اور مشتاق تھے کہ شاید کچھ نشان دریافت ہو ناہید نے تمام کیفیت بیان کی کہا
آج شب کو توسن کے پاس جاؤنگی صاحب اس مقدمے میں بڑی احتیاط ہے نام زندانخانہ طلسمی تک
مادر مہربان بیقرار ہوگئیں کبھی اسطرح مجھپر ہاتھ نہ اٹھایا تھا اسد نے کہا ملکہ تم تجکو جانے دو جب توسن پر
مصیبت پڑیگی خود ہار کے آئیگا ناہید نے کہا صاحب آپ کو سودا ہے توسن کا سمجھانا ہی دشوار ہے
آج کی شب اور تامل فرمایئے کل پھر آپ کو اختیار ہے جب شام ہوئی ناہید نے اپنے کو مثل عروس شب اول
آراستہ کیا اسد سے رخصت ہوکر بصد عشوہ و ناز طرف دربار توسن کے چلی یہاں توسن نے بوجہ آرزو
وصل ناہید بارگاہ میں تخلیہ کر رکھا ہے شراب و کباب موجود ہے تنہا تخت پر بیٹھا بت پہلو بدل رہا ہے تصویر
ناہید آنکھوں کے سامنے مل رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ناہید مثل ستارۂ سحری چلی آتی ہوئی
لباس فاخرہ زیب جسم و مہندی بنی ہوئی زیور جواہر کا پہنے ہوئے سامنے توسن کے آئی توسن نے گلے
پر ہاتھ رکھ دیا کہا بی بی مشتاق بیٹھا تھا ناہید نے ابا جان کہکر گلے میں ہاتھ ڈال دیئے بے اختیار
رونے لگی کہا کیوں ابا جان ہم آپکی جان کے دشمن ہیں مادر مہربان نے ہمکو غیر سمجھا ہے طلسم کشا
کو قتل کیا میں اپنے ہاتھ سے گلا کاٹونگی پرورد کے جان دونگی اگر آپ کو میری زندگی منظور ہے مفصل
صورت رہائی لاچین و راہ زندانخانہ طلسمی تبلاؤ ورنہ میری زندگی بیکار ہے دشمن کا زندہ رکھنا کیا
ضرور ہے توسن نے کہا بی بی نہ گھبراؤ اطمینان سے بیٹھو شراب پیو کیا سبب کہ تم دشمنی کرو گی تو دوست

کیونکہ ہوکا مان تمھاری ہمیشہ سے بدمزاج ہین انکے کہنے کا خیال نہ کرو اے فرزند حقیقت بین یہ مقدمہ
ایسا ہی نازک ہے اگر کہین لاچین رہائی پاجاے پہلے تلاش کرکے مجھے کو مار لیگا شہنشاہ نیلم و فیروزہ
فیروزہ پوش سیاہ روز مہر پیہ ہی سب دشمن کامل ہین صراط ہفت رنگ زبرہ ساحری ہے لیکن
وہ بھی گرفتاری لاچین مین شریک ہوا جب تو کوہ ہفت رنگ کی سلطنت ملی اٹھارہ سے قریات
کا حاکم ہے وہی اُسکی فوج ہے اگر افراسیاب بگڑ جائے افراسیاب اسکا کچھ نہ کرسکے دیہات سے گھاس آتی ہے
زمین تھراتی ہے اگر پچاس لاکھ کا لشکر کوئی لیکر آئے ایک حملے مین وہ گنوار اُس فوج کو پامال کرین اسی خیرخواہی
مین یہ عہدہ ملا ہین نہ دیا ڈالا سات سے ملک پر قبضہ کیا میری سلطنت افراسیاب کو ناگوار ہے مگر
کچھ کر نہین سکتا ہی اسکو خوف رہتا ہے کہ ایسا نہو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے زمین طلسم ہوشربا
تھراجاتی نام لاچین سنکر افراسیاب کو غش آجاے ناہید نے کہا یہ قصے کہانی تو آپ نہ کیجیے یا تو نشان
بتائیے یا انکار کیجیے ابھی مین اپنے کو ہلاک کر دون توسن نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے فرزند تیری باتوں سے
یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میری جان کی درپے ہے ناہید نے کہا ہان تو عرض کرینگی کہ دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے
یہ کہکر یہ بچہ ہلاہل کھینچا ملکہ نے سینہ پر رکھنے کا قصد کیا توسن نے ہان ہان کرکے ہاتھ تھام لیا پیشانی پر بوسہ دیا
منسوس منسوس کرکے گلے سے لگالیا پہلو مین جگہ دی کہا اے نور نظر اپنی موت کا مقام بتلاتا ہون تمھاری
محبت نے بیچین کیا نہین گوارا ہے کہ تمکو صدمہ پہونچے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ شہنشاہ لاچین کی رہائی کی
صورت ہو اول مجھکو بیہوش کرے زندان طلسمی کی کنجی میرے جوڑے مین گندھی ہے اسکو اپنے پاس رکھے جس تخت پر مین
بیٹھا ہون اس تخت کو اٹھاے چالیس پہلوان زبردست اس تخت کو جنبش دیتے ہین ایسا زبردست کوئی ہو
کہ اس تخت کو اٹھاے فرش ہٹاے ایک تختہ سنگ نصب ہے وہ سنگ مہر و نقش ہے پتھر کو دہن نقب سے دور کرکے
کئی سو زینے پختہ آراستہ دیر ستہ زینہ اسمین اتر جاے جب زینے تمام ہونگے آخر مین ایک دروازہ ملیگا
اسکو کھولکر باہر جائے ایک صحرا ملیگا ویران سنسان اسکو طے کرے سامنے مکان سیاہ لوہے کا بنا ہوا ہے ناہید
وہی زندان طلسمی ہے پہلو مین اسکے بوزینہ ابلق سوار ساتھ ہزار ساحرون سے فروکش ہے جو کلید میرے
جوڑے سے نکالے اسی سے قفل در زندان کھلیگا اے نور نظر اندر اس مکان کے چار قصر بنے ہین قفس سا
شہنشاہ لاچین و بدیع و تعصوید عمرو وغیرہ ان مین قید ہین بیرون زندان خانہ طلسمی متعلق اسی قصر کے
کئی سو مکان منقش آراستہ ہین ہمیشہ بارہ سے شاہزادے و وزیرزادے جن لوگون نے ساتھ چھوڑا تو بند

ہوتے نہ کیا وہ آن مکافات میں قید میں انکو بھی رہا کرتے خود نکلکر لا چین انکو رہا کریگا یہ کہکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا او نور نظر میں نے اپنے موت کا حیلہ بتا دیا دیکھو دل دھڑکنے لگا یہ کہکر گلے میں ہاتھ ڈالو ناہید نے سر جھکا لیا سوچی کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا یہ بحیا بے شرم ہر مرتبہ دست اندازی کرنیکا قصد کرتا ہے ناہید کہتی ہے اے والد نامدار ذرا ہوش میں آیئے اک جام شراب تو پی لیجیے توسن خوش ہوا دل اپنا کہتا ہے کہ یہ مجھسے راضی ہے عالمان مذہب سامری حکم دے چکے اب خوف کیا ہے لیکن ناہید نے شراب پلانا شروع کی جام پر جام دے رہی ہے اسقدر شراب پلائی کہ توسن مبہوت ہو بالقول شخصے توسن پر جن چڑھا بد نگاہی کرنے کا قصد کیا لپٹ پڑا دفعۃً ناہید نے کہا والد نامدار اتنا آپ بدنگاہ ہوے ہم مفت میں بدنام ہوے ہم تو بتلا دیے کہ اگر جو طلسم کشا سے چھپا رہا اکیا توسن کے منھ سے نکل گیا پشت تخت کے جو صندوق ہے اسمیں بند کر دیا ہے ناہید نے اور ایک جام دیا ابھی تو عطا کے توسن اٹھ کھڑا ہوا نشہ تو خوب ہو چکا تھا ناہید نے چپکے چپکے سحر کیا توسن گر کر بیہوش ہوا ناہید نے اور بھی بیہوشی کی دماغ پر چھڑکی صندوق کھولکر لوح اسکا لیکر پرواز پیدا کرکے طرف باغ کے گئی جہاں اسد نامدار بیچ میں بروے مسہری نامی سنار دربار ہے ہیں ملکہ ناہید نے ہماری بات کا اعتبار نہ کیا ہم بوقت سحر ضرور جاینگے کل تخت توسن اپنے حیات تھے ملکہ سے ملاقات آخری ہو جاتی یہ تو ہمیں انہیں کو دربار توسن میں ہے وہ جنازہ ہمارا اٹھائینگی لیکن ملاقات بھی ہوئی ضرور تھی ہماری جانب سے یہ پیغام ملکہ عالم کو پہونچا دینا اور یہ اشعار نواب محمد علی خان عرف نے صاحب تخلص تمیز خلاصت نواب اعتقاد الدولہ رئیس باتوقیر شاگرد رشید منشی مظفر علی اسیر زبانی ہمارے پڑھکر سنانا نظم

جو ہاتھ آجاتا پیراہن کسیکا
ارادہ ہے ہوسے گلشن کسیکا
لبس عریاں نہ کرنی تھی عدادت
بلا سے جل گیا خرمن کسیکا
حیالا دے چمن سے نکہت گل
بچھا دے گا اسی دامن کسیکا

کفن ہوتا لباس مردن کسیکا
گلو تنگی جیب میں خوشبو سونگھتا ہوں
بگاڑا کیوں صبا مدفن کسیکا
نہ دوڑاتا سمند ناز اے ترک
بسے گا آج پیراہن کسیکا
خجالت سے کو ہے نیزا جو دیکھا

سنوارے بلبل دل کو مبارک
تو یاد آتا ہے پیراہن کسیکا
چمکنے سے تجھے لے برق مطلب
بیابان راہ ہے مدفن کسیکا
چراغ زندگی کا کیا بھروسہ
لبس پردہ رخ روشن کسیکا

یہ اشعار اسد نامدار نے اس حسرت سے پڑھے اور یہ فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہی اشعار ہماری

زندگی میں باقی ہے ہم کل نہ رکیں گے یا تیغ برہنہ بوقت سحر دربار توسن میں ہونگے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے
مثل ستارہ سحری ناہید پیدا ہوئی بدحواس گھبرائی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آتی ہے اسد کو سلام کرکے کہا شہریار
چلیے میں نے توسن کو بیہوش کیا سب حال صورت رہائی لاچین دریافت کیا کس طرح بتلاتا تھا بڑی
مشکل سے بتایا یہ ابھی حاضر ہے اسد کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا آکے بازو پر باندھا تخت پر سوار کرکے اسد
کو لے اڑی راہ میں سب نشیب و فراز سمجھاتی جاتی ہے کہتی ہے لے شہریار میں نے تو اپنا کام کیا اب
آپ کی جرأت و قوت کا امتحان ہے تخت آہنی اسقدر بھاری ہے چالیس پہلوان مگر اسکو جنبش دیتے
ہیں لیکن یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ جسقدر توسن نے بیان کیا اسکو دل نہیں قبول کرتا مگر کچھ اسنے چھپایا اسد نے کہا
ملکہ خضر راہ پروردگار ہے کرو عذر تو بالکل بیکار ہے یہیں یہانتک پہونچنے کی کب امید تھی پروردگار نے
رہبری کی یہانتک پہونچایا ہے وہ بے نیاز نے تمکو مہربان کرایا آکر بارگاہ میں ۔ باتیں کرتے ہوئے پہونچے دیکھا تو
بیہوش پڑا ہے ناہید مثل بید کانپ رہی ہے اسد نے بسم اللہ کہکر تخت آہنی کو اٹھایا ناہید نے
فرش ہٹایا تختہ سنگ کو اٹھاکر اسد نے پھینک دیا نقب تیرہ و تار ناہید نے فلیتہ سحر روشن کیا نیچے
طے کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر پہونچا کہ جو سا معلوم ہوتا ہے اسد نے جھانک کر دیکھا ایک دیو مہیب بیٹھا
شیر اسخواری کر رہا ہے اسد کی پرچھائیں دیکھکر آواز دی ارے کون اسد نامدار منم اسد غازی کہکر کود پڑا
ناہید سحر کرکے بلند ہوئی دیو نے وار شمشاد اسد نامدار کو لگائی اس سردار نے وار پر ہاتھ ڈالا دیو
لپٹ پڑا اسنے اکیلا کیا ادھم دھم سے لپٹے کا لٹھا اگر توسن نے یہ حال نہ کہا تھا اس خیال سے کہ اگر
کوئی جانیوالا جائیگا اگر دس ہزار ہونگے تو دیو چیر پھاڑ کر پھینک دیگا خاص تو توسن کا لوکہ ہے جب دیو گرا
اسد جست کرکے چھاتی پر آیا کہا شناخت میں پروردگار کے کیا کہتا ہے دیو نے ایک چیخ ماری آواز دی اے ملکہ
ہلالال سحر طراز طلسم کشت ہوا پہونچا اسد نے اتنے عرصہ میں سر کے نیچے ہاتھ رکھکر سر دیو کا کھینچ کر پھینکدیا ادھر تو دیو گرا
دیوار اس مکان کی شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب نکلی لاشہ دیو کا دیکھکر ایک چیخ ماری کہ میرے معشوق کو اے ظالم
تو نے مارا اسد تیغہ پکڑ کر اس ساحرہ پر جا پڑا اسکے بازو پر بندھا ہے اسنے سحر کیا سحر باطل ہوا اسنے کہا یا ہلالال
سحر طراز کا مرزحمی ہوا اسنے اپنے کو زمین پر گرادیا تمک کر لنگ ہوئے سر کا خون چلو میں لیا آواز دی سبب
باعث ہوگا کہ سحر اس جوان پر اثر نہیں کرتا پیر نے آواز دی بازو پر لوح ہے اسکو جدا کر تب سحر تاثیر
کریگا یہ سنکر جادوگرنی نے کہ یا سامری کہکر پتھر پر دو پتھر مارا ایک برق چمکی بازوے اسد کے لوح ٹوٹا

گرا نگاہ سے اشارہ کیا اسد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہیں تیغہ اٹھا کر ہلال سحر طراز دوڑی سر سے پتی ہوئی کہ اے
طلسم کشا کو یا ننگ کٹنے پہونچایا اسد تو بیکار ہوئے اگر الگ پڑا ہے یا خون زمین نے تھام لیے ہر موے
جسم سے پسینہ جاری رنگین جسم کی ماران سیاہ بنگیاں ہڈیاں جلنے لگیں ہلال تیغہ کھینچکر دوڑی ناہید
نے جو آسمان سے یہ سحر کہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا سوچی ہائے غضب ہوا ان آفتوں کا توسن نے ذکر کیا تھا جبھی
مجھے بھیجا جلد یہیں حال کہ دیا جاتا تھا راہ میں آفتیں آئیں جانیوالے پر مصیبتیں ہیں ہائے طلسم کشا قتل ہوتا ہے
اے ناہید تو زندہ بچکر کہاں جائیگی توسن ڈھونڈھ کر مار ڈالیگا یہ سوچکر تیغہ سحر سے نکالا خون اپنا ڈالا پیچھے کو
خوب تیز کیا مثل برق کڑک آسمان سے نوہ کیا او ملعونہ خبردار کیا کرتی ہے تھم ملکہ ناہید میں اس زور سے
گری ہلال کی پلک جھپکی ہیبت کے تیغہ مارا ہلال سحر طراز کے دو ٹکڑے ہو کر ناہید نے کہا اے شہریار
توسن نے بڑا دھوکا دیا راہ میں خدا خیر کرے ابھی راستہ دور دراز ہے اس حفاظت پر اسکو ناز ہے آگے
بڑھے تھے دروازہ اس مکان کا کھولا دیکھا اس مکان کے آگے اور مکان ہے ایک جادوگر بیٹھا شراب
پی رہا ہے ناہید آگے بڑھی اسد کو پشت پر لیا جیسے ہی اس جادوگر نے ناہید کو آتے دیکھا للکارا منم مہر
جادو کیوں او ناہید ہلال سحر طراز کے ساتھ کیا کیا دیو مجھکو نہ کھا گیا ناہید نے گولا مارا اس نے جام شراب
پھینکا گولا پھٹا اسی گولے سے برق چمکی زنجیر طلائی گلے میں ناہید کے پڑ گئی ناہید زمین پر گری مہر جادو
چمک کر اٹھا چاہا سر کاٹ لوں کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی او بے حیا خبردار منم شہسوار عرصہ بیشہ تازی
اسد بن کرب غازی مہر جادو پلٹا ملک الموت سر پر پہونچ چکا تھا مہر نے ترسول مارا اسد نے تیغہ
برق تاب سے ترسول کو قلم کیا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہر نے اپنے سحر کے زور میں سر کو بڑھا دیا کہ دیکھوں او جوان تیری
تلوار میں کتنا کاٹ ہے مہر جادو دو رہ میں تن سے جاتا تھا تلوار مجھپر کام نہ کر گئی یہاں بازو پر اسکے بندھا تھا جب
کے تیغہ گرا مہر کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مہر جادو ہوں ناہید سحر سے چھوٹی جھپٹ کر اسد
کی کمر میں تیغہ دیا گھبرا کے اڑی کئی مکان طے کرکے اک قصر ویران میں اتری اب نشان ٹھیک پایا
کہ بعد اس قصر ویران کے انجام کے دروازہ ملیگا ناہید نے بڑھکر دروازہ کھولا حقیقت میں صحرائے
ویران سنسان دور سے اک مکان سیاہ معلوم ہوتا ہے ناہید نے کہا حضور وہ سامنے زندانخانہ طلسمی ہے
جلد لینے کو پہونچا ہیے صبح ہو چکی آفتاب ظاہر ہوا چاہتا ہے اسد غازی پروانہ وار خون کی چھینٹیں جسم پر
پڑی ہوئی عقب میں ناہید بدحواس دوڑی آتی ہے جب قریب دروازہ زندان طلسمی پہونچی دیکھا

پھاٹک آہنی قفل برابر ان نشتر کے لگا ہے گرد اس مکان کلان کے چھوٹے چھوٹے قصر ہین انمین جا بجا
قیدی بال بڑھے ہوے داڑھیان دراز کھڑکیون سے منھ نکالے دیکھ رہے ہین اسد کو دیکھا پکارنے لگے
اے طلسم کشا خدا نے تجھکو یہانتک پہونچایا شب کو خواب بزرگان دین نے تسکین دی تھی کہ نہ گھبراؤ
میعاد قید تمھاری پوری ہوئی صبح کو آکر طلسم کشا رہا کریگا اب غلامون کے ہاتھ پانون مین طاقت باقی
نہین ہے اسد نے جواب دیا یارو نہ گھبراؤ پہلے تمھارے آقا کو رہا کردون تم تک بھی آتا ہون عنایات خدا
سے کوئی باقی نرہیگا وقت رہائی آگیا اسد نے قفل کھولا یہان وہ وقت ہے کہ لاچین جو آج بیدار ہوا
خواب سے کہرہا ہے اے شہنشاہ اوج عیاری ابھی مین نے خواب مین دیکھا کہ اک جوان آفتاب مثال آیا اسکے
فیض جمال سے یہ قصر سیاہ روشن ہوگیا وہ تمکو رہا کررہا ہے عمرو نے کہا یہ سراپا اسد نامدار کا بیان کیا وہ
بیچارہ یہانتک کیونکر پہونچیگا بدیع و تصویر نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا کہ ایک دروازہ کھلا لاچین
اور عمرو نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ برج جلالت صاحب جاہ وقار اسد نامدار دریا سے
خون مین نہایا ہوا اندر قید خانے کے آیا ایک نازنین جادوگرنی قتیلہ سحر روشن کیے ہوے سایہ سان ہمراہ
ہے جیسے ہی عمرو نے اسد کو دیکھا آواز دی لے نور نظر تمھارے ماموں جان بدیع الزمان گرد شکر شکن
ہمانی تمھاری ملکہ تصویر قفس ہاے آہنی مین قید ہین یہ سات قفس ہین او لاچین جادو بادشاہ سابق
طلسم ہے یہ پھر بھی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہے اسد نے ناہید سے اشارہ کیا کھینچکر صندلی رکھی اسد
نامدار صندلی پر چڑھا پہلے قفس خواجہ کا اوتارا لاچین بہ نگاہ حسرت اسد کی صورت دیکھ رہا تھا عمرو کا
قفس ناہید کو دیا سمت قفس بدیع الزمان بڑھے بدیع نے کہا اے نور نظر مروت شرط ہے یہ بادشاہ
عالیجاہ بائیس سال سے قید ہین ایسا نہو پھڑک کے دم نکل جاے انہی سے پہلے سب سے رہا کرو بیچارہ
پیر زمین گیر صاحب اعتقاد مطیع اسلام ہوچکا ہے اسنے قفس لاچین اتارا خواجہ کو ناہید نے قفس سے نکالا
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین خواجہ رہا ہوتے ہین زندانخانہ طلسمی مین دوڑنے لگے جس مکان مین مال
اسباب پایا جال مارکر کھینچ لیا جب اسد نے زبان سے لاچین کے سوزن نکالا آہ کرکے بیہوش
ہوگیا بدیع و تصویر کی جو ہتھکڑیان بیڑیان کاٹنے لگے خاردار لوہے کے زخم پڑگئے تھے ملکہ تصویر نے دو آہ
کی بدیع الزمان بیقرار ہوکر دوڑ پڑے اسقدر نحیف و ضعیف ہین کہ قدم اٹھانا دشوار بدیع نے سر تصویر
زانو پر رکھ لیا لاچین کو جو ہوش آیا کہا اے ناہید بیرون زندان خانہ طلسمی لوزینہ ابلق سوار نگہبان ہے اسیر

ہمراہ ہوئے نقارہ پر چوب پڑی مقام زندان خانہ کو چھوڑا کوچ کرکے چلے ناہید کہتی ہے یارو پرواز پیدا
کرو اڑ کر اس سرحد سے نکل چلو یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین لاکھ ناہید جلدی کرتی ہے لیکن ساتھ والے
بھی مجبور و ناچار ہین اپنا سحر یاد کرتے ہین مگر یاد نہین آتا لاچین پر پرواز پیدا کرکے چلا گیا یہ کہکر گیا کہ جابجا
جو میرے ساتھ والے قید ہین انکو رہا کرونگا طلسم سحر کو تازہ کرون سامان سلطنت آراستہ کرکے آؤنگا
لیکن لیونت سحر ملکہ بادبان جادو محل مین بیٹھے گھبرائی ناظر سے کہا جا کر دیکھو شہنشاہ محل مین نہین
آئے کیا باعث ہوا شاید دربار مین رہے یا کچھ سامان لشکر کشی مین مصروف ہین ناظر دربارگاہ پر آیا دیکھا
سب سردار در دولت پر جمع ہین پھاٹک اندر سے بند سردار آوازین دے رہے ہین کہتے ہین آج شہنشاہ صبح کا در
بند کرکے بیٹھے ناظر نے جا کر بادبان سے کہا کہ آج نئی طرح کی بات ہے شہنشاہ دروازہ بند کرکے بیٹھے رہے ہین سردار پکارتے ہین
جواب نہین دیتے بادبان یہ کہکر اٹھی کہ سامری جمشید خبر کرین بلند ہوئی بارگاہ پر آکر ٹھہرائی سحر کرکے
قصر مین اتری دیکھا شہنشاہ اوندھے پڑے ہین نئی بیہوشی کی دماغ پر تخت ایک جانب پڑا ہے فرش شاہانہ
مہرہ نقب کا کھلا ہوا بادبان نے دیکھا یہ کیا تلاطم ہے کشتی انتظام مین طوفان آیا اسی جوش مین توسن
کی پشت پر ایک دو تھپڑ مار کہا اے شہنشاہ اٹھیے نئی بیہوشی کی اتاری جب دو چار چھینٹے پانی کے دیے توسن
آنکھین ملتا ہوا اٹھا پکارتا ہوا لے ناہید تیر گلے مین ہاتھ ڈال دیے تمام سردار اندر آئے دیکھا شہنشاہ
ناہید کرز رہے ہین بادبان نے بال کھول دیے کہا دیکھو صاحب بیٹی کو ڈھونڈھتا ہے اس کی نیت
نے اسکو خراب کیا فریب آکر کہا ارے ناہید کہان ہے او بدبخت لعنت سرنگون پڑا ہے مہرہ نقب کا
کسنے کھولا اب توسن کو ہوش آیا کہا صاحب ناہید نے آکر مجھکو اسقدر شراب پلائی کہ مین بیہوش ہوگیا
سب قید خانے کا حال مجھسے پوچھا بادبان نے کہا او بے حیا تیری نیت پھٹ گئی بیٹی پر نگاہ ڈالی آرزو
پوری نہوئی ہم تو روز اول ہی سمجھے تھے جب اسنے مجھسے پوچھا تھا تجھے زنبیلا یا بلکہ سزا دی تو بیٹی بھی کہا
اٹھالایا جیسا ارادہ کیا ویسا عذاب پایا صاف ظاہر ہے کہ زندانخانہ لوٹا لاچین چھوٹا توسن نے ساحرون کو
بھیجا چند ساحر گئے چشم زدن مین واپس آئے دیکھا جابجا جادوگر مرے پڑے ہین دروازے سب کھلے
ہوئے زندانخانہ سنسان خاک اڑ رہی ہے سب نے عرض کی حضور یہ ناہید نے نکال کر رازدارون کو مار
ڈالا قتل ہوا قفل قید خانے کا ٹوٹا پڑا ہے تمام مکانات خالی پڑے ہین خبر پائی طلسم کشا فوج سے نکل گیا
توسن نے کہا کہان جائینگے اسیوقت اسنے نامی آتالیان در خند کو لکھے ساحرون کو روانہ کیا ہر ایک نامے مین

یہی تاکید تھی طلسم کشا لاجین کو لیکر جاتا ہے جلد اپنے مقام سے کوچ کرو راہ مین اسد کو بالدست دبھی
آتے ہین بعد نامہ روانہ کرنے کے لشکر کی تیاری کا حکم دیا کہ ستر لاکھ فوج ساحران وغیرہ ساحران تیار
کی باد بان کو تخت پر سوار کیا توسن مرکب صبا رفتار پہ سوار ہوا اس کر و فر سے فوج دریا موج لیکر بہ
جستجوے اسد غازی چلا اسد نامدار بارہ ہزار قیدیون کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین پانچ کوس بھی
راستہ طے نہ کیا تھا کہ صحرا مین گرد اڑی دیکھا سب نے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار کو ساتھ لیے ہوے
شکارگاہ سے پلٹا شکارگاہ مین اسکو ساحرون نے خبر دی تھی کہ آپ تو یہان چلے آئے طلسم کشا نے لاجین کو قید
سے چھڑا لیا ہر ایک کو یہ تردد ہے کہ طلسم کشا تو مارا گیا یہ طلسم کشا کہان سے آیا توسن نے بھی باد بان نے
یہی کہا ارے طلسم کشا کیسا اسکا تو سر ہمنے خدمت مین افراسیاب کے روانہ کر دیا ناہید نے جاکر
لاجین کو رہا کیا ہوگا یہ خبر سنی کہ باغ ناہید کا خالی پڑا ہے سب کنیزین بھی نکل گئین جب توسن نے
یہ کہا کہ مین طلسم کشا کو قتل کر چکا اب طلسم کشا کہان باد بان نے کہا او رسور کھ بیوقوف یہ اس فتنہ انگیز
کا چہرہ تھا عاشق ہوکر طلسم کشا کو لیگئی تو گھر نہ سمجھا کسی اور کو اُسنے بصورت طلسم کشا بناکر سر روانہ کر دیا
تو اُس سر سے ابتک آگاہ نہ ہوا افسر بنکر بیٹھا سراسر حماقت ہے بقول شخصے نر با چیرہ بانے تا کوی خصم بارکے
سستی ہوے اس فتنہ انگیز نے تجھ ایسے گرگ باران دیدہ کو دھوکا دیا نام تیرا توسن ہے مگر ٹٹو ہے عیبون
سے معمور توسن تو اسقدر شرمندہ ہے کہ کسی سے آنکھ نہین چار کرتا لشکر لیے ہوے جاتا ہے وہان ملکہ ناہید نے
دیکھا کہ بوزینہ ابلق سوار شکارگاہ سے چلا دیکھا ناہید تخت پر سوار چلی آتی ہین سب قیدی بھی ہمراہ
ہین ایک جوان ماہ طلعت بعہدہ سپہ سالاری دیکھتے ہی بوزینہ نے آواز دی ان سب گنہگارون کو گرفتار
کرو خود بھی اتر رہے کود پڑا جھپٹ کر گولا مارا ناہید کو لا کا نا اسد نعرہ کر کے لشکر بوزینہ پر جا پڑا شکار
کھیلنے لگا پرے ساحرون کے درہم و برہم سحر تو بسبب اسکے کے تاثیر نہین کرتا جسپر ہاتھ لگا یا
اسکے دو ٹکڑے ہوے جب کسی نے سحر کیا اسد کا اکہ مثل ستارہ سحری چمکا وہ حربہ پلٹ کر اسی پر پڑا
کسیکا سر پھٹ گیا کسیکا ہاتھ ٹوٹا ناہید پہ جھک کر گری کمان سے بجلی نکالکر پھینک ماری زمین پر تختہ
ہر بکر گرنے لگین کی سے ساحران کے سر اڑ گئے بس برق جہندہ نے خرمن حیات ساحران کو جلایا ہزارون
کو خاک مین ملایا ہمراہیان اسد جو بیچارے ابھی رہا ہوے سحر فراموش حیرت عبرت کا جوش حیران و مضطر
حیدری کی تلوارین کھینچکر ساحرون پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین ہزار دو ہزار کو تہ تیغ کیا

ساحر سنبھلے اُنکے سحر نے پامال کیا ناہید سمیتن سحر کر رہی ہے بات بات کے باران سحر برساتی
ان بیچاروں کو بھی بچاتی ہے اسد نامدار نے دریائے خون بہا دیا شیر کے سامنے روباہ نہیں آتی
بھاگتے پھرتی ہیں جب اسد نے للکار دیا خوف سے منھ کے بل گرتے ہیں سحر جو اسد پر تاثیر نہیں کرتا
سامری و جمشید کو برا کہہ رہے ہیں مفت قتل ہو رہے ہیں اسد نامدار کا بلوے میں مرکب مارا گیا اسد غازی
پیدل جنگ کر رہا ہے لعبوزنیہ صف میں اچکتا ہے دور سے دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں ہوتا بلوہ کرکے
ساحروں نے مرکب کو مارا اب پیدل اسیطرح جنگ کر رہا ہے جمعدار گو سے تر تیغ تا تیغ پڑ رہے ہیں جب
اسد بڑھتا ہے سحر اُلٹے پاٹتے ہیں ساحروں کے گلے کٹتے ہیں ناہید بھی سحر سے زمین ہلا دی زلزلے
سحر کر رہی ہے بجلی پھینک ماری کہ برق تا چمکی کبھی موتیوں کا مالا مار دیا موتی ٹوٹے آبرودار ساحر مارے گئے
لعبوزنیہ اچکتا ہوا سامنے ناہید کے پہونچی دو چار سحر ناہید و لعبوزنیہ کے چلے سحر آخر میں سر ناہید زخمی
ہوا ہر چند زخم دار ہوئی اُسپر بھی جانبازی کر رہی ہے اب لعبوزنیہ طرف اسد کے متوجہ ہوا چیخ کر آواز دی
اے سامری اجو ہماری ہوش اُڑتے ہیں لے طائر سامری ہمکو خبر دے کہ کیا باعث ہے اس جوان پر
سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھا سبز ایک طائر اُڑتا ہوا قریب لعبوزنیہ آیا آواز دی اسکے بازو پر اکبر لکھا
ہوا ہے اسوجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا جبتلک اسکا انتقام نہ کر غالب آیگا ورنہ اس شیر دلیر کے ہاتھ سے
مارا جائیگا لعبوزنیہ قہقہہ مار کر ہنسا طائر سے متوجہ ہو کر کہا او طائر سامری طائر اُڑ کر طرف اسد کے
چلا نغمہ سرائی کرتا ہوا قریب سر اسد آیا ناہید نے جو دور سے دیکھا کہ طائر سحر قریب سر اسد غازی پہنچ
کر رہا ہے بیقرار ہو کے جھپٹی اس عرصہ میں طائر اُڑ کے بازو پر اسد کے گرد منقار ماری پنجے میں
لیا بلند ہونے لگا ناہید نے ایک موتی کا دانہ مارا طائر کے سینہ پہ پڑا اور گرسنت کے بار گوز نا طائر نے
آہ کا نعرہ کیا زمین پر گر کے جل گیا ناہید نے چاہا جھپٹ کر لا کہ اٹھا لوں لعبوزنیہ نے سحر کیا ناہید اُڑ کر
گری گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے اسد غازی نے چاہا ہیں اٹھا لوں لعبوزنیہ نے دوسرا سحر کیا اسد غازی
بھی زمین پر گرا اسوقت ساحروں کا بلوہ ہوا کنیزان ناہید نے اسوقت بڑی جانبازی کی ہزاروں کو
بدرجہ فوج لعبوزنیہ سے جان دیکر لڑیں چند کنیزیں گرد ناہید آگئیں چند نے بڑھ کے اسد سینہ سپر کیا ہزار ہا
ساحر اس مقام پر مارا گیا کئی سے کنیزان ناہید قتل ہوئیں لعبوزنیہ نے دیکھا کنیزان ناہید بچا جانے
مجبور ہیں اسکے بکسیکا قبضہ نہیں ہوتا طلسم کشا پر بھی زندال نہیں آنے دیتیں ناہید بچا رہی ہیں آواز دی

تم سکا بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے گھنٹا رکو بجاتی ہے ہٹ جا دور ہو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر
گولا مارا وہ گولا پھٹا اسمین سے دھوان نکلا اس دھوئین کی تاثیر سے کنیزین نابینا ہوگئین منہ کے بھل زمین
پر گر رہین اب بوزینہ بہ اطمینان تمام بر آہنگ قتل اسد عالی وقار جھومتا ہوا چلا اسوقت ناہید کا بلکنا کنیزون
کا تڑپنا ناہید پکار رہی تھی ہے ہے مالک بے نیاز لے خالق بندہ نواز مین نے تیرا مذہب جدید اختیار کیا افسوس مسلمانونکا
قتل ہوا ہے بلکہ جو ناہید نے دعا کی قیدی جو بچا آئے رہا ہوئے پھرتے ہی آفت مین پھنسے وہ بہت بیقراری
سے دعا کر رہی ہین بوزینہ چاہتا ہے کہ قریب اسد پہونچے ہین اگر دشمنونکا اسد کو قتل کرون کہ پہلو سے
آواز آئی لے بدخواہ دولت کہان سلطنت تو سمن حصار تجھکو دونگا تو سمن بہت نالائق ہے انتظام
نہ تھا نہ تکرار سکا بیٹی نے اسکی بغاوت کی اسی وجہ سے جنے سلطنت تجھکو دی اب سب تو سمن پر سواری لگا تھا
جاتا خبردار متصور مین دنیا بدنگاہی نکرنے پائے یہ آواز سنتے ہی بوزینہ نے جو پلٹ کر دیکھا باغ باغ ہوگیا
شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تاج سر پر تیغہ کھینچا ہوا تھا ہر مین معلوم ہوتا ہے ابھی آسمان سے اتر کر
آیا ہے اسی جبین بیانی کا کو پوچھ رہا ہے بوزینہ نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا اسی تلوار سے سر کاٹ
لے ابدولت کو اب بہ نذر باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے یہ کیفیت دیکھی فتح تیرے نام لکھی تھی بوزینہ حضور
خداوند کہتا ہوا قریب آیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی غلام نے انکے بازو سے جدا کر دیا ناہید کو بیکار
کیا طلسم کشا پڑا تڑپ رہا ہے جو فرش مین تھا کنیزون کو اندھا کیا عین گرمی جنگ مین دیکھ بھالکر یہ سحر کیا
افراسیاب نے کہا تو نے سب کچھ کیا لاچین کہان ہے کہا حضور وہ تو بھاگ کر نکل گیا اپنے رفیقون کو رہا کرنے گیا ہوگا
اسکو بھی تلاش کرکے لاؤنگا حضور کی عنایت سے کار سلطنت تو سمن حصار خوب انجام ہوگا حضور کا طلسم
مین نام ہوگا افراسیاب نے کہا وہ لاچین آ پہونچا بڑھکر گولا دے بوزینہ پلٹا تیغہ برق تاب کو کھینچا
ہوا تھا پھر مین موجود تھا کہ گولا بر ہاتھ مارا بوزینہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام سمن بوزینہ
پھر دستی اندھیرے مین نعرہ عمرو کی آواز آئی عمرو عمرو عیاران استاد عیاران عالم سراپا دانش و عقل مجسم
بیخ و بن زرکش آبیاری جہان سرد و گرم و نیچے گیند ازمین ہر کشور بلا جان کرنا ہے عمرو ابن شاہ عیاران عیار
بوزینہ کا مرنا ناہید اسی اکہ اٹھا کر باندھ پر اسدکے باندھا کنیزون نے آنکھین کھولین بشکر بوزینہ پر جا پڑین
ناہید نے بلند ہوکر آواز دی کیون بی بی نیچے ہو تند و نکو طلسم کشا نے بوسہ دیا وقت پر فتح طلسم ہوشربا آگیا
شہنشاہ ساحران نے رہائی پائی اب کوئی زندہ نہ بچیگا تمام ساحرون نے امان کی آواز دی مطیع الاسلام

ہوئے ملکہ ناہید نے دیکھا بارہ ہزار ساحر تازہ شریک ہوئے ناہید عمرو سے لپٹ گئی کہا قبلہ و کعبہ نے
بڑا کام کیا یہ بڑا ساحر زبردست تھا خدا کی قدرت سے مارا گیا توسن نے اسکو نگہبان قرار دیا تھا کیا خوف
سبب پیدا ہوا اگر یہ نہ سکا نہ کو نہ جاتا رہائی دشوار تھی لیکن اب جلدی کیجیے بہانگی سرحد سے نکل چلیے اسد نے
حکم دیا شب کو اس مقام پر اترے دو ہزار بندگان خدا زخمی ہیں انکی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے عمرو نے
بھی مجبور ہو کر ناچار ہو کر حکم دیا بوزینہ جو اپنے ساتھ بارگاہ لایا تھا وہی بارگاہ استادہ ہوئی اسد نامدار مع
ملکہ ناہید و خواجہ نقیع مظفر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے ملازمان بوزینہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا
اسد غازی تو مصروف عیش و نشاط ہوئے دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتے ہیں یہ باغ
سیب میں بیٹھا ہوا ہے حاکمان درشتبہ کو نامے روانہ کر رہا ہے منظور ہے کہ بڑے زور و شور سے لشکر کشی کرے یہ
سب حاکم جمع ہو جائیں شتر سوار و ساحران غدار فرمان افراسیاب لیکر روانہ ہوئے افراسیاب متردد بیٹھا ہے
اسکو یہ بھی خبر مل چکی کہ طلسم کشا لشکرگاہ میں آوارہ ہوا صرصر نے خبر پہونچائی ہے کہ صندلان صندلی
پوش رو تا پیٹتا داخل لشکر ہوا افراسیاب خوشیاں کرنے لگا کہا اے صرصر اسد اس سرحد میں غائب
ہوا ساحران درشتبہ گرفتار کرکے مار ڈالیں اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا صرصر نے کہا حضور لشکر میں تلاطم ہے
قیامت برپا ہے عیار جستجو کرنے پھرتے ہیں قران بھی گئے یقین ہے سردار بھی برائے جستجو جائیں افراسیاب نے کہا
اس حوالی اسد گم ہوا ہے کہ جہاں انسان کا نام و نشان نہیں وہ حوالی ہفت درشتبہ ہے ملکہ فروزہ فیروزہ
پوش و وخان سیاہ رو و سیاہ دار درشتم وغیرہ نہایت بیدار مغز ہیں آٹھ پہر انکے ساحر پھیرا کرتے ہیں
جب غیر شخص کو پائینگے گرفتار کرکے لیجائینگے ہرکس و ناکس بیجا نتا ہے سابق میں اٹھارہ سے تصویریں
اسد کی ایک دن میں بھجوائیں کل شاہان طلسم کے پاس موجود ہیں پہچانکر فوراً قتل کرینگے جب روز رہائی
اسد نامدار شاہان درشتبہ آئے ہر ایک بادشاہ بھی شکایت کرتا تھا ایسے دشمن کو دیتے قید کیوں رکھا قتل کیوں
نہ کیا بدولت شرمندہ ہوئے وہ لوگ فوراً قتل کرینگے دشمن کے خون سے ہاتھ بھرینگے ان سب کو زندگی
طلسم کشا کی شاق ہے ہر ایک بادشاہ درشتبہ طلسم کشا مٹا دینے کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر کشتی ہاتھ میں لیے ہوئے اترا جوڑا اگلنا ہنستا ہوا کہا شہنشاہ آج تو نہال کر دیجیے دامن
مدعا گل آرزو سے بھر دیجیے وہ مژدہ لایا ہوں جس سے کل اہلیان طلسم ہوشربا کی جان بچی صرصر
بھی موجود ہے افراسیاب نے کہا جلد بیان کر نامہ توسن جادو اس ساحر نے پیش کیا کشتی سے نو دو پوشاک

اٹھایا افراسیاب نے دیکھا سر اسد نامدار رکھا ہے گاڈی پر ہے خون تازہ جاری ہے یقین خلیلی عارف انور پر
لپٹی ہوئی آنکھیں حسرت آلودہ وا چہرہ رشک آفتاب زرد ہونٹھوں پر خشکی نگاہوں سے حسرت افراسیاب
دیکھتے ہی خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئے کہا اے صرصر یا بدولت کے زمانے کو دیکھا جو ارشاد فرمایا تھا قول ہمارا
کرسی نشین ہو آرام کر یا بدولت سلطنت کرتے ہیں لطف سلطنت اور سب صاحبوں کے واسطے میسر ہوا
توسن وغیرہ کو بڑا قلق تھا گرفتار کرتے ہیں توسن نے مارا ایک شب تامل نکیا لیکن یہ نوجوان بڑا سرکش
تھا لڑتا بھڑتا تا بہ باغ ملکہ سہیل سیاہ رو پہونچا کئی غلام وہاں مارے گئے توسن نو پر اخوت باندھ نیت
پہلو رستے آتے ہی اگر یہ بھی چھین لیا گرفتار کرکے لیگیا قتل کر ڈالا افراسیاب نے جو نامہ "لفظاً لفظاً" پڑھا اور سر اسد
نامدار ملکہ صرصر نے دیکھا سناٹا آگیا قلب تڑپ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے منھ پھیر کر اشک حسرت سے پاک کیے
جی میں کہتی ہے کہ اے صرصر بڑا غضب ہوا جیسا ان سبکا عروج ہوا ویسا چشم زدن میں زوال میں آگیا
عمرو کو بھی کسی نے مار ڈالا ہوگا اگر قبضے میں شاہان ہفت در بند کے گیا تو یقین کامل ہے وہ زندہ
نہ چھوڑینگے وہ لوگ بڑے سخت مزاج ہیں انکو بھی تو رہی یہ خوف ہے کہ اگر شہنشاہ لاچین رہا ہوگا پھر
شاہان ہفت در بند کو قتل کریگا لیکن اے صرصر نمک حرام ہو انکا انجام نیک ہوا جنھوں نے باغ
لاچین لٹایا وہ اچھی طرح پھولے پھلے عیال صاحب مال شان و شوکت زر و لیاقت اب اور زیادہ سلطنت
کو نذر ہوگا لاچین کو بھی افراسیاب ضرور قتل کریگا صرصر کو انتہا کا قلق ہوا جی چاہتا ہے اسد و عمرو
کا نام لیکر چیخیں مار مار کر روؤں یہ سوچتی ہوئی بیچ بیچ ہٹی کہ صحرا میں جاکر دل کو غم سے خالی کروں افراسیاب
نے کہا اے صرصر ٹھہر جا سر اسد کو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا اور تم نامہ لیکر حیرت جادو کو اس خبر سے مفصل آگاہ
کرنا لیکن یہ خبر مشتہر نہونے پائے یہ کہکر سر کو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا دیا نامہ اپنے ہاتھ سے بنام حیرت تحریر
کیا مُہر اپنی کرکے صرصر کو حوالے کردیا تاکید کردی کہ یہ خبر مشہور نہونے پاوے صرصر نامہ لیکر چلی راہ میں آکر
خوب چیخیں مار کر روئی یہ تو خوب ظاہر ہے کہ عمرو و صرصر پہ عاشق تھا روتے روتے خیال آیا کہ اے صرصر
جتنی کتابیں ہیں سامری جمشید کی تصنیف کردہ ان سب میں یہی تحریر ہے کہ اسد نامدار فتاح
طلسم ہوشربا عمرو کو ساحر کے ہاتھ سے موت نہیں پھر یہ کیا ہوا اور جسقدر علامتیں تحریر کرگئے تھے ستارہ
شناسان فلکی نے اسقدر زور دار اگر کسی مقام پر یہ نہیں لکھا کہ طلسم کشا توسن حصار پر قبضہ ہو جائیگا
لیکن آنکھوں سے کاشکے ہمیں نابینا پیدا ہوتی سر افسر کا اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی ہائے عمرو کی خبر کس سے دریافت

فراق دلبر مین نہ کیا کیا نیا بجا نالون مین خواب کا سکا
بیان کیا مجھکو ناصح کہ ایک آہ سے بھرنا تھا یہ دلکش
بیابان بھی دکھلا دین ہم تماشہ فراق کی بیقرار ہو نکلا
حواس بیحد ہین یہ کہ جانین تو حشر تک پھر بھی نہ آئین
دکھین اٹھے ہین دل سے شعلہ شگفتہ جیسے چمن مین دستہ
ہماری آوارگی کا عالم جنون مین دیکھا نہین ہے ہمنے
وحشت ہون میری نکال جو بھی ضرور نکلا گی بو بی مستی
شب کے دلمین جو وصل کی شب دکھائی صبح فراق تابان
نہ اشکباری کچھ ایسی مشکل نہ کار روشوار خونفشانی
صبا جو گلشن سے آج آئی وہ راہ کمبخت کو بتائی
یہ طرفہ تھی گردش مقدر جیسے جو ہمپر تماشہ دلبر

ستم کیا تونے پھونک کر غضب کیا آنکھ نے جھپک کر
کلیجا تھا تھا شمع کو انگارا دو ٹپکے تھے خط انگ اٹک کر
جو اہل محشر زردار اسا کھڑے ہوا ہمسے ہے ہوک سرک کر
رقیب کیا جانے جو ترس کھونا آن کی گی بھنی بہک کر
خلیل مع آتش محبت ہمارا دکھلاتی ہے بھڑک کر
اگر ہمیں اپنے ساتھ اکرین تو گرد بڑے آسمان تھک کر
ابھی کرے امتحان ساقی لبسہ مغنی ٹپک تھرک کر
وہ آنکھ کا رنگ دیکھتے ہین کہ رنج دیتی ہے کیا پھڑک کر
کمال تو مژہ کا یہ ہے کہ آب پیکان کرین ٹپک کر
کہ ایک عمر اپنی نہ کاٹی قفس مین بلبل نے سر ٹپک کر
اٹھا دیا ایک ایک قدم پر جلال آئے ہین جگر

یہ اشعار پڑھکے صرصر سفر رو دی کہ صبا رفتار کا کلیجہ پھٹ گیا کہا رستانی صاف صاف کہو کہ تمہارے کلمات نے کلیجہ کو مشبک کر دیا کیا سر پہ گذرا صرصر نے کہا اے صبا رفتار کیا کہوں منھ سے نہین نکلتا ہے کلیجے منہ کو آتا ہے دل ٹوٹا مشکل ہے ایسا سوزش غم والم سے استخوان جل گئے ہین ابھی مین نامہ لیکر آئی ہون نے آنکھوں سے سر اسد دیکھا توسن عیار بردہ جوان رعنا مارا گیا عمرو کا کچھ حال نہین معلوم ہوتا اگر عمرو زندہ ہے تو توسن عیار کی خاک بباد فنا اڑا دیگا میان توسن نے سمجھ نہ دری کچھ کام نہ آئیگی تمہاری کے ڈرتے ہین وہ شہسوار شب عیاری ہے یکہ تاز میدان مکاری اگر اسپر بھی کوئی افتاد پڑی تو لڑائی کا خاتمہ ہوا صبا رفتار کا بھی رنگ متغیر ہوگیا کہا رستانی جو کوئی عمرو کو قتل کریگا وہ زندہ نہ بچیگا اسکا شاگرد رشید نہر برد دشت جرات یکہ تاز میدان جلالت ماہ آسمان شوکت آفتاب عالمتاب برج ہمت وسخاوت صاحب عظیم وشان صاحبقران گھسکر اسکو ماریگا صفین کی صفین پامال کردیگا سامری و جمشید کے نقد سے کیا ہین استانی مجھے قتل اسد کا بھی یقین نہین آتا صرصر نے کہا اسین تو تامل نہین سر میرے سامنے آیا صبا رفتار نے کہا ساربان زادے نے کوئی عیاری نکی ہو صرصر نے کہا ذرا زبان روک بھنا تو وہ صاحبقران زمانہ کا بھائی ہے بانی بناے صاحبقرانی عیار لاثانی اگر اسکا قدم نہوتا صاحبقران ہزار مقام پر کفن پوش ہوچکے ہین یہان تو خبر چھپانے کا حکم ہے

بھورا یا کنیز نیا گھوڑ تھا کیا عجیب ہے نہ اُسنے پڑھ لیا ہوا بھی ڈر بگڑ گیا ہے عیار رفتار نے کہا میں برائے خبر جاتی ہوں یہان بارگاہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر ذکر اسد و عمرو ہو رہا ہے کہ لشکر مین رونے کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے لوگون نے کہا برق کچھ خبر وحشت اثر لیکر آیا ہے جس طرف سے گذرتا ہے شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہے خود بھی روتا ہوا آتا ہے ملکہ مہرخ نے کہا خدا خیر کرے مہ جبین گھبرا گئین کہ برق بارگاہ مین پہونچا گریبان چاک چہرے پر خاک خراش ناخن نمودار اپنے کو بارگاہ مین گرا دیا پکار کر زار زار روئے آفتاب عالمتاب چرخ صاحبقرانی غروب ہوا چراغ بزم بجھ گیا کہ یہ نوجوان کو خاموش ہوا کوئی مقام ہے قلعہ توسن حصار وہانکا حاکم توسن جادو ہے اُسنے جا رہے آتا ہے نامدار کو قتل کیا اور اسباب نے حیرت کو راز و نیاز مین تحریر کیا مین نے بھی اُس نامے کو پڑھا تھا مہ جبین نے اپنے تخت سے گرا دیا لالان خونقبا بارگاہ سے سر برہنہ نکل پڑین لعل مخندان نے پچھاڑین کھائین ہر سردار سیر مہ جبین بین کی کلیجہ پھٹا جاتی پکارتی ہائے دیار اسد آج آگ

لٹ گیا سلطنت غم یا دلخواہ یار رو دیا کیا نہ کیا		ایک دن آپ لیکر دل شیدا نہ دیا	دین و ایمان دل و جان و جگر نذر کیے
یون کر جاؤ گے ہمیں کیسا نہ دیا		اسطرح گریہ و زاری کرتی ہے سننے والونکے کلیجے پھٹے جاتے ہین بارگاہ	

مین شور گریہ و زاری بلند ناگاہ حضرت قران یہ خبر سنکر آئے دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے قران نے آکے مہ جبین کو گود مین اٹھایا ملکہ لالان خونقبا کو منع کیا سردارون کو بھی سمجھایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ بات تو سننے دو قران کے سمجھانے سے شور گریہ و زاری کم ہوا تب برق نے حال قتل اسد کا بیان کیا قران نے سر جھکا لیا کہا یارو کیا کہون میرا دل نہین قبول کرتا انھین ملکون مین خواجہ بھی قید ہو کر گئے اسد کو توسن نے کیونکر قتل کیا اے ملکہ مہرخ آپ عقیل و فہیم ہین ذرا قلب پر ہاتھ رکھیے دل پر ہجوم غم و الم نہین ہے آپ لوگون نے تو آپ چندے سے رفاقت اسد کی اختیار کی ہمارے سامنے انکی والدہ کی شادی ہوئی اسد کیسے بزرگون کی گودیون مین پالا جا رہا ہے تھا اگر ہمارا کلیجہ پھٹ جاتا بخدا دل مین غم نہین ہے تم لوگون کو لیکر آؤنگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ فرضی ہے مین خود اُسی اقلیم کی طرف جاتا ہون خدا چاہیگا تو خیر لیکر آؤنگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ حقیقت مین ہے تو قلعہ توسن حصار مین آگ لگا دونگا توسن جادو کو اُلٹ دونگا آپ سن لیجیے کہ کیا ہوا اصف ظاہر ہے کہ استاد نے کچھ عیاری کی اب جو قران نے اسطرح سے سمجھایا ہر کس کے منہ سے ہوی نکلا کرتے حضرت قران عجیب طرح کی بات کہی دل پر دخور غم و الم نہین ہے

لالان خونقبا نے مہتر قران کو گلے سے لگا لیا کہا اے مہتر قران اے منظور کردۂ بزرگان حقیقت میں
دل پر جیسا چاہیے ویسا صدمہ نہیں ہے کہنے سے برق کے قلب الٹ گیا سب صاحبوں نے قران کے کلام
کو قبول کیا اُسیوقت قران باغواے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے مہجبین کے آیا بزرگانہ کلمات فرماتے
برق سے بھی کہا اے برق جاکر نگر کرو جس مقام پر کوئی خبر ملے لشکر میں پہونچا دو یہ کہکر قران روانہ
ہوگئے سابق میں تحریر کرچکا ہوں کہ بہار و باغبان و رعد و برق لامع و شمار قدرت
یہ چند سردار تلاش عمرو میں گئے جا ضیع ہے ناظرین والا مقام ہوا ایک صورت تو یہ ہے کہ تلاش عمرو
میں گئے دوسری صورت یہ ہے کہ خبر وحشت اثر سنکر اب یہ سب سردار گئے برآن اور مجالس بھی اب
گییں کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا دو کلمہ داستان چالاک بن عمرو کے تحریر ہوتے ہیں کہ اپنے والد نامدار کے
واسطے بیتاب و بیقرار کوہ و دشت بیابان کو طے کرتا ہوا جاتا ہے راہ میں خیال آیا کہ جس مقام پر گشت و خون
ہوا اور صواعق مارا گیا اُس مقام پر تو چلکر دیکھیں شاید کوئی خبر دریافت ہو جائے یہ سوچکر راہیان قریہ سے
دریافت کیا مقام کا ذکر سنکر چالاک اُس طرف متوجہ ہوے چاہتا ہے کیا تدبیر کرون کہ اپنے قبلہ و کعبہ
تک پہونچون طوفان قہر نگاہ غضب کر گیا بیچارا راہ میں بھی کہیں نہ ٹھہرا یہ باتیں دل سے کرتا ہوا اُس
مقام پہونچا دور سے دیکھا صدہا خیمے پڑے ہیں ہزارہا لاشہ درندگزند بھی مردون پر ستم نہیں ڈالتی
بڑے غضب کا رن پڑا چالاک ہر طرف دیکھتا پھرتا ہے دل سے یہ کہتا تھا کہ قبلہ و کعبہ کا کلیجہ ہے اتنے
بڑے لشکر کو ایک شب میں تباہ کر دیا دامن صحرا لاشہ ہاے ساحران سے بھر دیا کیا کمال کیا چالاک
جابجا دیکھتا پھرتا ہے ایک طرف سے کان میں رونے کی آواز آئی ہٹ کے چالاک نے دیکھا ایک
ایک لاشہ کسی ساحر کا پڑا ہے اُس لاش کے پہلو میں ایک نازنین نہایت حسین شعلہ جمال سن میں دوازدہ
سالہ بال کھولے ہوے اُس لاش پر رو رہی ہے چالاک حیران ہوا کہ یہ مہجبین کون ہے دل سے
باتیں کرتا ہوا کہ اے چالاک کیونکر دریافت کرون جلدی سے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر
کی شکل بنکر تیار ہوا چاہتا ہے کہ لباس عیاری جسم پر آراستہ کرکے جیسے اسیطرف چلا اُس نازنین نے
جو صرصر کو آتے دیکھا خود ہی پکارا بی بی صرصر کہاں پھر رہی ہو ذرا ہمارے پاس آؤ چالاک
قریب آیا اُس مہجبین نے کہا بی بی صرصر تمنے مجکو نہیں پہچانا چالاک نے کہا اسوقت مجھے نام نہیں یاد رہا
مہجبین نے رو رو کر کہا ہو صرصر بط غوطہ زن صواعق کی نواسی ہمیں لوگون کی شکل بناکر عیار آئے

ایک شب مین لشکر تباہ ہوا پھری دائی اماں مرغابی سحر اس ہنگامے سے مجھکو لے بھاگین کئی دن کوہ
مین چھپی رہی آج مین نے نانا جان کی لاش کو دیکھا تھی رو رہی ہون دائی اماں جنگل مین گئی ہین کچھ اسباب
سحری لانے گئی مین اب مجھکو شہر نیلم مین لیجائینگی یہان تو سب عزیز و اقارب مارے گئے دائی اماں سحر کرکے پہونچا گئی
تاکہ عیار مجھکو قتل نکر ڈالین کیا کہون بوا صرصر وہ شب ہولناک عیاران عمرو بیباک درہ کوہ سے مین دیکھتی
تھی وہ لنگوڑے بلا و سبکو مارتے پھرتے تھے کبھی اندھیرا کبھی روشنی تھی خوف سے مجھ کمبخت کی جان پر بنی تھی
دائی اماں تو بڑی ہوشیار ہین درہ کوہ بند کیا اپنی چھاتی کے نیچے مجھکو چھپایا کئی دن نکلنے نہ دیا چالاک
نے جو سنا کہ یہ نازنین نواسی سواج جن گرداب آدم خوار کی ہے اور شہر نیلم حصار مین جائیگی تو پوچھا
کیون بی بی کبھی محل مین شہنشاہ نیلم کے بھی جانا ہوتا ہے بط غوطہ زن نے کہا ہمارا محل ہمارے مکان سے
قریب ہے ہم کھیلتے ہوئے محل مین جاتے ہین اکثر شہنشاہ بھی بلاتے ہین اب جب ہم جائینگے تو شہنشاہ یہان
کی خبر پوچھینگے تو ضرور ہمکو بلائینگے ہمارے سب عزیز و اقارب مارے وزارات کی تنخواہ کھیلی ہمارے ہی نام
تنخواہ آئیگی عزیزان قریب مین سے سوائے مجھ سوختہ بخت کے کوئی باقی نہین رہا وہان گھر ویران پڑا ہوگا
اب دائی اماں آکر ہمکو لیجائینگی چالاک نے ذرا ہنسکر کہا بی بی تمہارا منہہ سوکھا ہوا ہے کیا پیاسی ہو پانی تمہارے
واسطے لاؤن بط غوطہ زن رونے لگی کہا بی بی صرصر آج کئی دن گذرے آب و دانہ کیسا زندگی دشوار ہے
چالاک نے دوڑکر چشمے سے پانی بھر لاکر بط غوطہ زن کو پلایا پیتے ہی وہ بیہوش ہوئی چالاک نے
اسکو تو گود مین اٹھا کر درہ کوہ مین ڈالدیا آپ بط غوطہ زن کی شکل بنکر قریب لاش بیٹھ رہا یہ تو
یقین کامل ہوا کہ اب تا بہ شہر نیلم حصار پہونچ جاینگے اپنے قبار و گنبد کا نشان پائینگے یہ دیسے باتین
کر رہا تھا کہ مرغابی سحر اسباب سحر لیکر آئی پکارکر آواز دی چھوکری تو کہا تک روئیگی بس بی بی اب
صبر کرو مرغابی سحر نے آکر بط غوطہ زن کو گلے سے لگایا فورا تخت سحر تیار کیا چالاک بصورت
بط غوطہ زن مرغابی سحر کے ساتھ سوار ہوا تخت اڑتا ہوا ہوا پر چلا مرغابی سحر سے تخت کو
اڑا رہی ہے راہ مین بڑے بڑے جنگل پہاڑ بلند و مرتفع غارستان کوہستان جنہین کتا ہی کرے چالاک
پروردگار نے یہ سبب پیدا کیا ان راستون مین زیب تر ب کرتے راہ پر بھول کوہستان کو کیونکر طے کرتے
دل سے باتین کرتا ہوا مرغابی سحر سے تسلا تسلی کے باتین کرتا ہو دن قلیل باقی تھا کہ ایک طرف بستی معلوم ہوتی
چالاک نے گھبرا کر پوچھا کیون دائی اماں یہ بستی کیسی ہے مرغابی سحر نے کہا بی بی ہو لگئین شہر نیلم حصار ہے آگیا تم

مثل آفتاب کے چمک رہا ہے عنایت سے سامری کی آ رہو مجھے اب موقع نہیں دیر میں داخل شہر ہونگے یہ کہکے تخت
کو اور بلند کیا شہر نیلی حصار میں تخت داخل ہوا چالاک نے دیکھا یہ شہر وسیع ہے بارہ کوس کے گرد ہے سب
دیوار شہر پناہ محلے آباد گھروں میں اپنے اپنے جادوگر جادوگرنیاں جتنی ہیں سحر ہو رہے ہیں ہر مکان میں دھواں
نکل رہا ہے بازار کھلی ہوئی دوکانیں بند وسیع و شہر آباد ہجوم ہو رہا ہے بجا کھنک رہا ہے گرم بازاریاں در
مشتری کی خریداریاں جوہری بجے سرخ و سبز زرد نیلی نگ پان باندھے بیچو دوکانوں پہ بیٹھے ہیں چالاک
مقامات کو دیکھتا ہوا چلا ایک طرف ایک قصر بہت بلند دیکھا اسدا عمارتیں اسکے متعلق مرغابی سحر سے پوچھا یہ
عالی کسکا ہے اسنے جواب دیا ابھی تم تو بالکل بھولے ہو یہ قصر عالی شہنشاہ نیلم کے رہنے کا ہے اسی کو
سامری محل کہتے ہیں شہنشاہ نیلم اسی میں رہتے ہیں چالاک نے سب راز و نیاز مرغابی سحر سے دریافت
کیے اپنے مکان میں آکر تخت مرغابی نے اتارا جیسے ہی مکان میں داخل ہوئیں دیکھا مکان نہایت عمدہ بنا
رنگین جلیسیں دوڑیں عمل مچاتی ہوئی بی بی سامری جمشید نے تمکو بچا لیا بط غوطہ زن کو سب نے
گلے سے لگایا مرغابی سحر سبکو پرسہ دیتی ہے مواج کا ماتم ہے سب عورتیں خوب روئیں محلے میں لشکر مواج
کی نواسی بط غوطہ زن کو دیکھ مرغابی سحر والی اسکی آئی ہے ڈولیاں اترنے لگیں محل والی چلی آتی ہیں
جو آتی اسکو ڈھونڈھا لگا مرغابی سحر ایک ایک کو تسکین دیتی ہے حال بیان کرتی تمام محلے بھر میں شہرہ ہوگیا لیکن
چالاک بشکل بط غوطہ زن ایک ایک سے پیش پیش کر رہا تمام رات جو بیٹھنے میں گذری سیکڑوں شہنشاہ
نیلم اپنے قصر سامری میں داخل ہے کچھ لوگ بھاگ بھاگ کر لشکر مواج سے آئے تو سب نے کہا کہ ایک شب
میں تباہ ہوگیا عیاروں نے مواج کو مار ڈالا نہیں ہونے پائی نیلم کو آج تک یہ تردد ہے کہ حال
مفصل ظاہر ہوا کہ میرے وزیراعظم نے کس بات پر دھوکا کھایا کیسا کیا دام عیاری میں پھنس گیا اپنے محل
میں بیٹھا ہے کہ کچھ تیری خبر ہوئی آئین عرض کی شہنشاہ کل شب کو بط غوطہ زن نواسی مواج
کی ہمراہ مرغابی سحر اپنی والی کے گھر میں آکر بہو بچی رات سے شور گریہ و زاری بلند ہوئی پرسا دینے کو عورتیں
چلی جاتی ہیں جو کچھ سحر کہ شب بھر میں گذرا بط غوطہ زن لفظا لفظا بیان کرتی ہے سب کچھ اسنے اپنی آنکھوں سے
دیکھا مرغابی سحر اسکو بچا کر نکال لائی یہ سنکر شہنشاہ نیلم بہت مشتاق ہوا چوبدار کو حکم دیا جا کر مرغابی سحر
سے کہو لڑکی کو ساتھ لیکر آوے ہم احوال مفصل دریافت کرینگے چوبدار وقت کو بڑا اشتیاق ہے آج تک ایسا بڑا وزیراعظم
ایک شب میں مارا گیا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوا حیرت کی بات ہے عیاروں کی عیاری کیا گویا کرامات ہے

ہر ایک سے یہی سنا کہ عیاروں نے آکر مارڈالا سب جادوگروں کے ہاتھ میں مہندی لگی تھی سر جھکائے بیٹھے
تھے کہ آؤ ہمکو قتل کرو کسی نے سحر نہ کیا مواج کی بحر طبیعت نے جوش نہ مارا دریائے سحر تیار نہ کیا بڑا تعجب ہے کنیزوں
نے کہا وہ چھوکری نحوست تلا تلی کے بیان کرتی ہے چوبدار نے جاکر مرغابی سحر کو پہونچایا کہ شہنشاہ نے بط غوطہ زن
کو مرغابی سحر کے یاد فرمایا ہے مرغابی سحر نے کہا لو بی بی کل شہنشاہ کے سامنے چلنا ہوگا اب تو چالاک بہت خوش ہوا
کہا دائی اماں ہمارا زیور نکال دو مرغابی سحر نے بھاری جوڑا نکالا چالاک نے دریائے جواہر میں غوطہ مارا مثل عروس شب اول
تیار ہوا مرغابی سحر اس دولہن کو اپنے ساتھ لیکر ہاتھی میں سوار ہوئی اور طرف شہنشاہ نیلم کے چلی چالاک کے ناز و
شرم سے کہتا ہوا دائی اماں دیکھو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے میں غیر مردوں سے کیونکر بات کر سکونگی تم میرے پاس بیٹھی رہنا
جو کچھ وہ مجھسے پوچھینگا میں تمسے کہدونگی تم اس سے بیان کر دینا مرغابی سحر کہتی ہے بی بی میں تو تمھارے
پاس رہونگی اب نام خدا تمھارا بارہ برس کا سن ہوا بچپن سے محل میں شہنشاہ کے جاتی ہو آخر شہنشاہ نے
گھر دیووں میں کھلایا ہے مثل مواج کے وہ بھی تمھارے نانا ہیں تم نے حجاب کیا ان لفظوں کو پیچ و تاب کیا گھبرا کے
کہنے لگا بی اصیل اور بھی ایک مطلب ہے شہنشاہ نیلم کے بہت سے محل ہیں بادۂ سلطنت سے مست ہے
ہمیشہ سے حسن پرست ہیں آج کل تم پر جوبن ہے دیکھتے ہی مر جائیگا اگر انہوں نے محل کر لیا سابق میں گھر ہی کی دولت
تھی اب سلطنت گھر میں آجائیگی چالاک کہتا ہے دیکو اس لنگوٹ کے ساتھ میری شادی ہو بوڑھا کھوسٹ
دیوث وہ تو میرا نانا دادا معلوم ہوتا ہے دائی نے کہا بی بی بادشاہوں کا سن نہیں دیکھا جاتا اسوقت میں بھی
بڑے بڑے شاہان جلیل کو ہوس ہے کہ شہنشاہ نیلم پیام کریں تو اپنی دختر بلند اختر کو دولہن بنا کر بطور ڈولا
حاضر کریں چالاک خاموش ہو رہا اتنے میں پھر کئی چوبدار آئے کہ شہنشاہ نے تخلیہ کیا ہے کہاروں پر تاکید کی
جلد سواری لیچلو شہنشاہ انتظار کر رہے ہیں کہاروں نے سواری کو بڑھایا در دولت شہنشاہ نیلم پر آکر
سواری پہونچی مرغابی سحر نے کہا بی بی چلو وہ دیکھو سامنے شہنشاہ تخت پر بیٹھے ہیں چالاک گھونگھٹ
نکالے ہوئے ہاتھی سے اترا حجاب سے پاؤں کانپتے ہوئے مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ نیلم نے
کرادیا ہے خود دیکھ و تنہا تخت پر بیٹھا ہے مرغابی سحر نے سحر نے جھک کر سلام کیا بط غوطہ زن کو سمجھاتی ہوئی کہا بی بی
بڑے نانا جان کو سلام کرو چالاک نے سلیقے سے گھونگھٹ اٹھایا کانپتا ہوا آگے بڑھا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوا گھونگھٹ بھی طریقے سے ہٹا دیا نیلم کی سرتاپا بط غوطہ زن کے
نگاہ پڑی دیکھا آنکھیں رشک دیدۂ غزال پلکیں مائل خونریزی خنجر ابرو میں تیزی یا ابروئے خمدار کہو ہلال

یا محراب سجدہ گاہ عاشقان جبین ماہتابان سینے پر ابھار جوبن پر بہار نور کی خوبی ناز و کرشمے میں محبوبی سراپا سے ظاہر دلربائی رعنائی زیبائی عشوہ غمزہ و ناز و ادا برملا ئی ہویدا دلآویز خونخوار دکھوں آنکھوں کو دیدۂ غزال شمال ندوں وہ جانور صحرائی ان آنکھوں کے اشارہ میں دلربائی

نظم

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمہاری آنکھیں
ڈھونڈھتی پھرتی ہیں اس گل کو ہماری آنکھیں
مار ڈالا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
خود نکلکر ہوئیں اس پر ہیں جاری آنکھیں
شرم کو اب نہیں ملتی کسی گوشے میں بھی جا
دیکھ لیں پردہ نشینوں کی سواری آنکھیں
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہیں تمہاری آنکھیں
آبلے پڑ گئے ہیں کچھ دل سوزاں میں جلال

سیکھے جو دن انکھڑیوں نے تو ہیں تیغ سے بھی تیز آنکھیں
باغ باغ انکا نظارہ نہیں ہوا جاتا ہوں
دیکھنے میں تو چھری ہیں یہ کٹاری آنکھیں
تیرا جلوہ نظر آئے جو تو ہم کو دکھوں
قبضۂ شوق نگاہی میں ہیں پیاسی آنکھیں
جس جگہ چاہو رہو آ کے گھر اپنا کر لو
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھیں
شادی وصل ہو یا دیجیے رنج فرقت
اسلیے پھوٹ کے روتی ہیں ہماری آنکھیں

جمع انجمن و تخلیہ و خلوت میں تنا
چل رہی ہیں روش باد بہاری آنکھیں
قلزم اشک حیا تو نے جو خالی دیکھا
دیدۂ حق میں بھی ہوا ابر بہاری آنکھیں
وہ محاذے میں کوئی جو رلقا آتا ہے
دل ہی تھمے ہیں بہا ہم نے پیاری آنکھیں
یہ بھی جلتی ہیں پھر جاتی ہیں جیسے اک خلق
آجکل دونوں بھر آتی ہیں ہماری آنکھیں

سراپا دیکھکر نیلم نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام لیا کہا بی بی بیٹھو چالاک شرمایا ہوا سر جھکائے ہوئے آنکھیں جھکائے جاتا ہے ناز و کرشمے دکھلاتا ہے دام زلف عنبرین میں اسکے دلکو پھنسایا دام رعنائی پھیلایا نیلم نے پوچھا کیوں بی بی نانا تمھارے کس طرح مارے گئے آجتک سیکڑوں آدمی وہاں سے آئے کسی نے مفصل حال ظاہر نکیا پہلو حقیقت سے ماہر کیا سو آج وہ شخص تھا سارے شہر نیلم حصار میں اسکا نام تھا میری سلطنت میں اسی کا انتظام تھا کوئی فوج لشکر آیا لڑائی بڑی کیا معرکہ گذرا چالاک نے سر جھکا کر کہا بڑے نانا جان فوج لشکر کا کہیں نام بھی نہ تھا لشکر مہرخ سے کئی منزل کا فاصلہ تھا اول میں صبا رفتار یاقوت وزیرزادی کو لیکر آئی نانا جان نے بوتیمار کو روانہ کیا کہا صبا رفتار کو قید کر کے لیجاؤ ملکہ حیرت سے کہو اپنی عیار بچیوں کو کچھ نشانی دیجیے کہ جس نشانی سے ہم آپکی عیار بچیوں کو پہچانیں بعد تھوڑے عرصے کے بی صبا رفتار بوتیمار آئے رات کو ایک گویا آیا دوپہر رات گئے تک جشن رہا یکایک کانوں میں آواز آئی کشتی مرا نام منم سواج بن گرداب آدم خوار بود پھر تو قیامت برپا تھی دائی اماں مجھکو لیکر بھاگیں درۂ کوہ سے میں دیکھ رہی تھی عیار قتل کرتے پھرتے تھے صبح کو دریائے خون جاری تھا نہ فوج نہ لشکر نہ سپاہی نہ افسر نہ تاج نہ تخت تین دن لونڈی بھوکی پیاسی درۂ کوہ میں

جان بچاری ہے ترے دیوانہ رنجور کو
ناتوان وہ ہون کہ کھینچی جوش غم سے آہ جب
تن کی پیاسی نظر آتی ہے تیغ اس ترک کی
خال عارض کے تصور کو جگہ دیتے ہیں ہم
میرے نالون سے زمین شق ہوتی ہے شل جگر
ہم ٹھہرتے ہین تمہارے امتحان مین یا نصیب
رنجش ہے اپنی بے دلی بغیر اس ماہ کے
گھر گلون کے دل مین کرنا چاہیے تمہارا جلال

ٹوٹتا ہے نبض دم طوق سلاسل کی طرح
رنگئی گرتی ہین پر موج ساحل کی طرح
گھورتے ہین مجھکو جو ہر تیغ قاتل کی طرح
دل مین مانند سویدا آنکھ مین تل کی طرح
عرش ہلجاتا ہے میری آہ سے دلکی طرح
از مالوا دکھاتے حق و باطل کی طرح
جل رہی ہے شمع محفل مین تجھے دل کی طرح
آشیانہ گلشن مین باندھا کیا عنا دل کی طرح

منقل ہے کہ جب شہنشاہ نیلم ترپ رہا کسی پہلو چین نہیں مصاحبون سے پوچھا کیا تدبیر ہے انہنے عرض کی حضور اپکو ساحری جمشید نے خداوند دستگاہ بنایا ہے شاہان ہفت اقلیم آپسے رشتے کی آرزو رکھتی ہین لیکن مرغابی سحر بات جہاندیدہ ہے اُسنے یہ کہا کہ شہنشاہ سہرا باندھکر میرے گھر برائین بطور دولہا کے مگر سہرا باندھکر جانا آپ کی شان کے خلاف ہے جواب دیدیجیے کہ ہم سہرا باندھکر نہ آئینگے آپ ہی ڈولا دیکر روانہ کر دیگی نیلم نے کہا میرا دل نہیں مانتا شب ہجر کا ابھی سامنا نہین ہوا دیکھیے رات کیونکر کٹے عجب نازنین حسین وجمیل ہے اسکی باتون مین عجیب لطف پایا جاتا ہے بموجب اشعار آبدار نواب نے صاحب موافق مضمون مقام نظم

گھر پہ آتے نہ تپ ہجر مین جلنے دیتے
کوئی ارمان نہین دل سے نکلنے دیتے
کان دیتے ہین سخن پر حضور جانان
شب فرقت بھی نہین دلکو بہلنے دیتے
نزع مین سنتے ہین جسدم وہ چلے آتے ہین
دلکو کیونکر ترے ہم ہجر مین جلنے دیتے

کوئی ارمان تو وہ دل کا نکلنے دیتے
درد دل درد جگر دونون ٹھہر کر شب ہجر
حرف مطلب نہین وہ منھ سے نکلنے دیتے
رنج و غم کا ہے غش جان اور فراق جانان
روح بھی تن سے نہین آہ نکلنے دیتے

ہم واندہ نے اب ایسی لگائی ہے چھیڑ
مجھکو کروٹ تو کسی پہلو بدلنے دیتے
تارے گنتا ہون زرا کے چھپا لیتے ہین
ان بلاؤن کو نہین پاس سے ٹلنے دیتے
وعدہ پورا کیا گھر آکے مرے فرمایا

مصاحب نے عرض کی پھر حضور قبول کرلین وہ بھی وزیر کی نواسی ہے حسین وجمیل رتبہ بھی جلیل نیلم نے کہا جاؤ کہہ آؤ نابدولت مانجھا پہنینگے زعفرانی جوڑا بھیجو مرغابی سحر نے عزیز و اقارب کو تار لکھے سب کو جمع کیا بڑی دھوم سے مانجھا کا جوڑا بھیجا نیلم نے خوشی کے مارے وہ جوڑا زیب جسم کیا زرد رد نیکر تخت پر بیٹھا کنگنا ہاتھ مین باندھا شہر مین مشہور ہوا شہنشاہ نیلم کی مزاج کی نواسی سے شادی ہے یار

دنیا کیا بُرا مقام ہے مواج کا چالیسواں بھی نہیں ہونے پایا شہنشاہ نے خوب قدردانی کی نواسی خوب
سوگ رکھا بعض نے کہا چھوکری کی دادی کو دھیان ہے اس بڑھیا نے بڑا وار مارا اب شہنشاہ کی ساس کہلائیگی
اسکی خوب بنی بڑی عزیز دن کو سرکار میں بھجوا دیگی اندر باہر انھیں کا دخل ہوگا بی مرغابی سحر خوش بیان دریا
کرینگی دریاے خزانے میں غوطہ لگائینگی شہر میں یہی ذکر ہوتے ہیں چالاک حجلۂ عروسی میں بیٹھے مزے دیتے ہیں
دلہن تو خوش ہے شان و شوکت نیلم کی سنکر گھبرا آہے اس مقام پر قبلہ و کعبہ کا کام تھا باپ کا حال جو دریا
کیا یہ ثابت ہو چکا کہ انکی قید طوفان نہر نگاہ طرف تو سن حصار کے لیگیا یہاں قید نہیں رہی یہی خیال ہے
کہ شہنشاہ نیلم کو یار دکوئی صورت رہائی کی نکل آئیگی یہانتک تو خدا نے پہونچایا مگر اسطرح کے کام قبلہ و کعبہ
کے کرینگے تھے انھیں کا کلیجہ تھا ایک شب میں چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو کسجا
وحشم سے مارا پروردگار دل میں قوت دے کہ یہ کام مجھسے بوجہ احسن ہوجائے قبلہ و کعبہ کو رہا کر دوں صحبت
حنابندی رونما سانچق وغیرہ گذرا شہنشاہ نیلم نے بڑی دھوم سے تیاری کی شہنشاہ نے آتشبازی
جا بجا گڑوا دی روشنی ہوئی رئیس طلب ہوئے بڑی محفل اعلے قرار پائی جلو زر امرا گرد دست ہاتھی پر شہنشاہ
نیلم بہاری سہرا باندھکر تیار ہوا گرد وزیران سلطنت شیران ہیبت تلے آئے آتشبازی جا بجا چھٹ رہی تھی
اس دھوم سے دلھن کے مکان کی جانب برات چلی دلھن کے مکان پر مہمان جمع ہیں روسا کمر باندھے ہوئے
حاضر حالات محفل عیش کے ناظر سبکو یہ بڑا خیال ہے کہ مواج کی نواسی کی شادی ہے شریک ہو کر اسکی روح کو
شاد کریں سمدھنیں جمع ہیں حجلۂ عروسی میں دلھن رشک چمن پھولوں کے دریا میں غوطہ مارے ہوئے گلعذار ہے
رخسار گرد مصاحبین جمع ہیں خبر جو ہوئی کہ برات آگئی کنیزیں واسطے اہتمام کے دوڑیں بی مرغابی سحر
نوش کے چرتی پھرتی ہیں پھولی نہیں سماتی باہر نکلکر فیلبان کو آواز دی ٹھہر جا ابھی ہاتھی نہ بڑھانا اندر دوڑی
ہوگئی پانی کا طشت بھرا ہوا لائی ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینک دیا مراد یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ پانی بھرتا رہے
نیلم چونکہ عاشق زار ہے جو جو جسنے کہا سب قبول کیا خضاب لگا کر آئے ہیں دولھا بنے ہوئے ساتھ والوں
نے بنالیا یا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند ہوں مغرور و خود پسند اکڑ اُترے چور سے سامری پرستون
اور جمشید پرستون کی تھی نیند پٹ برہمن جمع ہوئے رسمیں ادا کیں محل میں لہر ہوا اُترکا اندر آتا ہے نیلم
پھول گیا جی میں کہتا ہے سسرال میں آئے اُڑکے تو کہلائے قریب حجلۂ عروسی پہونچا دلھن کو گود میں اٹھا لیا
باغ باغ ہوگیا چالاک سر جھکائے ہوئے تھر تھر کانپ رہے ہیں جب سے لپٹا خفقان ہو دیا کہ جل بھن گئے

نیلم سمجھا رہا ہے کہ صاحب کیا میکا چھوٹ جائیگا دو دن سسرال مین رہو میکے مین مہینون رہنے کا اختیار ہے دو دلھن
کو لاکر محافے مین سوار کیا بڑی دھوم سے برات لیکر چلا چالاک محافے مین سوار مرغابی سحر دائی اپنی گود مین لیے
لیے ہوئے محافے مین سمجھا رہی ہے بی بی شہنشاہ کو راضی کرنا عنایت سامری و جمشید سے ہی وزارت گھر سے
گئی سلطنت گھر مین آئی کل کو نام خدا اولاد ہوگی اُسکو تاج و تخت ملیگا بہت سے محل شاہ نیلم کے ہین سب
لنگوڑیان نچھوڑیان شیطان کی ہنگوٹیان جمع ہین خراب خستہ نہایت بد ہین اسیوجہ سے لاولد ہین شہنشاہ
نیلم کو اولاد کی بڑی حسرت ہے مین دائیون کو ڈھونڈھکر علاج کرونگی تمھارے بطن سے اولاد ہو پھر گھر
آباد ہو یہ دائی پالنے والی سمجھا رہی ہے کہ شاد ہو اب زیادہ زر و بلور و مصاحب ساتھ ہے اُس سے کہتی ہے
دیکھو جسدن سے لونڈیان نے مانجھا بٹھایا آدھی رہگئی نہ پنیڈی کھائی نہ دودھ پیا ر درد کے اپنی جان
دیتی ہے تا نا کا مرنا مبارک ہوا شہنشاہ کی جورو کہلائینگی شہنشاہ نیلم اشارے کر رہا ہے برات بڑھانے بہو
بہت خوش ہے بط غوطہ زن کی چیل پیل آنکھون کے آگے پھر رہی ہے ایک ہفتہ تڑپ تڑپ کر گذاری ساری مرگھا
محل مین آکر برات اُتری تمام شاہزادیان وزیرزادیان در دولت پر حاضر ہین بڑے اعزاز و اکرام سے
میان چالاک کو اُتارا انتہا کی شرم ہے سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ گھٹنون تک لٹکا ہوا لاکر اک قصر عالی
مین پہونچایا شاہزادیون نے گھیر لیا مرغابی سحر دائی قریب ہے ناگاہ عروس شب نے موے مشکین کھولے
نوشاہ ماہتاب مع ثابت و سیارگان برات لیکر قصر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا ستارونکی افشان عروس
شب نے ماتھے پر چُنی جب پہر رات گذر گئی شہنشاہ نیلم بیتاب بیقرار تھا کہ ایک محل مین ہلڑ ہوا دولھا
آتا ہے چالاک نے دیکھا ہر کام کے حیلے سے ساتھ والیان ہٹنے لگین چالاک نے جب دیکھا دائی بھی
چلی دامن تھام لیا مرغابی سحر نے کہا بی بی اب دولھا حجلۂ عروسی مین آتا ہے دیکھو خبردار ہماری باتون
کو یاد رکھنا سات سو ملک کا بادشاہ راز دار طلسم ہوشربا سحر و سامری مین یکتا قوت بازو سے
افراسیاب افراسیاب اسکی رائے پر کاربند ہے بی حیرت بھی تم سے جھک کر ملین گی شادی کی خبر سنکر
ایک جالا افراسیاب کے یہان ہوگا بخوبی سمجھا کر مرغابی سحر نے بھی غوطہ مارا اب چالاک یکہ و تنہا رہگیا
شہنشاہ نیلم جوش اشتیاق مین پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھا اپنا اشتیاق بیان کر رہا ہے جوش محبت مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہا ہے گھونگھٹ ہٹایا چالاک نے طمانچہ مارا نیلم گال سہلا کر رہگیا ایک ہفتے سے عشق بیقرار تھا
ہٹنے لگا چالاک نے شراب کا اشارہ کیا نیلم نے بتعمیل گلابی کھینچی جام لبریز کیا چالاک نے

بیہوشی کی پوڑیا گھاٹی سے ملاکر چھوٹا کرکے جام شہنشاہ نیلم کو دیا مگر قلب کانپ رہا ہے ستر لاکھ فوج
ساحران غدار کی اس ملک میں موجود ہے چار سو سرداران نامی و نامدار ایک ایک سامری و جمشید زمانے
کا خوف ہے کہ اے چالاک اگر خدانخواستہ عیاری خالی گئی یا کسی وجہ میں حال کھل گیا جلا کر خاک کر دینگے لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو کلیجہ پتھر کا کر لیا ہاتھ بڑھا کر جام دیا نیلم نے بے اندیشہ جام لیکر پیا چالاک زہر مار زہر مار کہہ
رہا ہے نیلم نے کچھ ان لفظوں کا بھی خیال نہ کیا پیتے ہی گھبرا گیا اف اف کرتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا طرف
چھپر کھٹ کے چلا چالاک نے وہ بیہوشی پلائی ہے اگر چھپا شے دریا میں ڈال دیں مچھلیاں بلبلا کر نکل
آئیں بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پلنگ تک نہ پہونچ سکا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے چلا کہ قتل
کروں کلیجہ دھڑکا سوچا کہ اے چالاک غضب ہو جائیگا لاکھوں جادوگر قصر میں ہیں نکلنا دشوار ہوگا
ابتدا اتنا بڑا ساحر زبردست جو مرے گا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوگی تمام ساحر گھس آئینگے جلا کر خاک
کر دینگے دوسری مصیبت یہ ہے کہ ابھی تک قید خانے کا پتہ نہیں ملا قبلہ و کعبہ کہاں قید ہیں انکی
رہائی کے واسطے یہ سب تدبیریں ہیں قتل کرنا مناسب نہیں ہے اسکی شکل بنکر بیٹھو شہر نیلم حصار کا انتظام
کرو صبح کو جب سرداران زبردست و وزیران خود پرست آئینگے انسے حال قید قبلہ و کعبہ دریافت کرکے اول
انکو رہا کریں بعد اسکے جناب قبلہ و کعبہ کی رائے میں جیسا آئیگا وہی کیا جائیگا اس رائے کو بخوبی دل میں قائم
کرکے چالاک نے نیلم کی زبان میں سوزن دیا بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ایک صندوق کلاں
میں نیلم کو بند کرکے قفل لگایا کنجی ازار بند میں باندھی رنگ و روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھکر
شہنشاہ نیلم کی صورت بنکر تیار ہوا اب چھپر کھٹ پر آکر پیر پھیلائے بہ اطمینان سویا اب بھی یہی فکر ہے قبلہ
و کعبہ نیلم حصار میں ہونگے انکی رہائی کی تدبیر بوجہ احسن ہو جائیگی یہ کام کر تو گذرا مگر تڑپ رہا ہے کہ لے
چالاک بہت بڑے بڑے جادوگر یہاں جمع ہیں ایسا نہو کوئی پہچان لے تو جان بچانا دشوار ہوگی شہر
وسیع ہے کوئی مونس نہ غمگسار کہاں بھاگ کر چھپیں گے تڑپ تڑپ کر چالاک نے شب بسر کی جبکہ جواہر بے بہا
آفتاب عالمتاب کیسہ مغرب سے بازار فلک نیلی میں رکھا گیا خریداران ضیاء و شعاع موجود بہ نگاہ خریداری
جمع چالاک بن عمرو تیغہ ہاتھ میں ابرو پر بل حجلہ بیروسی سے نکلا دروازے میں قفل لگایا اور نشست
جلیسیں شاہزادیاں حاضر ہیں کہ شہنشاہ وصل سے کامیاب ہو کر جلد برآمد ہونگے سبکو خلعت سرفرازی حاصل ہوگا
جیسے ہی شہنشاہ برآمد ہوئے سب سے پہلے مرغانی سحر پڑھکر بلائیں لیں پوچھا شہنشاہ لونڈی بدی ایکی کیا کرتی نقل

کیون بند کیا یہ سنتے ہی شیلم نقلی نے کنیزون کو اشارہ کیا اس بچیا کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوے ہمارے
سامنے سے لیجاؤ یہ بچیا ہمسے ہماری معشوقہ کا حال پوچھتی ہے ہم اپنی معشوقہ کی صورت کسیکو نہ دکھائینگے
مرغابی سحر پر مار پڑنے لگی اشارہ کی دیر تھی کشان کشان کرکے اسکو نکال دیا ایک شاہزادی نے بڑھکے
پوچھا شہنشاہ یہ قفل بند رہیگا بند وبست کا کیا باعث ہے چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اس شاہزادی کے دو ٹکڑے
ہوے پانچ چھ جادوگرنیان جو چالاک نے محل مین قتل کین ہنگامہ ہوگیا ایک نے ایک سے کہا شہنشاہ آج بہت
بدمزاج ہو رہے ہین کوئی کلام نہ کرے جس نے سلام کیا اسکو اس جرم پر قتل کیا کہ ہمین کیون سلام کیا
جسنے نہ سلام کیا اسپر یہ جرم ہوا کہ بچیا سلام بھی بھول گئی محل مین ہنگامہ عظیم برپا ہے اب کنیزین مصاحبین
گوشون مین چھپنے لگین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ شہنشاہ دیوانہ ہوگیا بعض نے کہا بولو نہ کلام کرو یہ جلاد دیا ہم
جانے شمشیر زیر آئینگے ستری دیوانے کا علاج کرلینگے چالاک وہی تیغہ خون آلود لیے ہوے محل سے نکلا
عرض بیگی نے عرض کی دربار معمور ہے سرداران شاہی جمع ہین چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
دیکھا سبنے شہنشاہ کے منھ سے کف جاری فرماتے ہین ہمسے کلام نکرو یہ لوگ کیا جانین جو ہمپر غم والم ہے
افراسیاب کی سلطنت مٹ رہی ہے ہمین آٹھ پہر اسکا خیال ہے اگر طلسم کشا دھر تا پھرتا ہمارے ملک پر
آجاے تو کیسی خرابی ہو یہ لوگ کلام کرکے ہمکو برہم کرتے ہین وزرا امرا نے جو خبر پائی کہ آج شہنشاہ شیلم
نے محل مین بھی دس بیس جادوگرنیون کو قتل کیا دروازے پر بھی کئی جادوگرون کو نہ ظلم مارا بربادی طلسم
ہوشربا کا غم ہے وزرا امرا نے کہا بہت بجا ارشاد ہے اتنے بڑے بادشاہ جلیل ہین نام سب مین مشہور
مہرخ وغیرہ انھین کی فکر کرتی ہونگی نیلم کوہ پر ضرور لشکرکشی ہوگی چلکر شہنشاہ کو تسکین دین آپسمین
صلاح کرتے ستر سو سردار و وزیران نامدار ایک ایک ساحر بے نظیر سب کے آگے طوفان قہرنگاہ پر اتا خیرخواہ آکر
حاضر ہوے دیکھا شہنشاہ نے دروازے پر کئی ساحرون کو قتل کیا ہے لاشے انکے پھڑک رہے ہین ایک ہاتھ
مین تیغہ ایک ہاتھ مین فولاد کا گولا اگر کسی نے نگاہ ڈالی گولے کو چرخ دیا فرمایا سحر کرو تو زمین قلعہ شیلم الٹ
دون اس گولے کی تاثیر سارے شہر مین پہونچیگی سب اندھے ہو جائینگے ساحر کانپ جاتے ہین کہتے ہین کیا
مجال جو حضور کے سامنے سحر کرین ہم آپکے ملازمان جانباز ہارہی یہ مجال ہے کہ شہنشاہ سے آنکھ ملائین
یا سحر کرین یہ کہکر خاموش ہوے چالاک اسطرح ڈرا اور ڈرا کر کئی ساحر قتل کیے کہ سامنے وزیران سلطنت
مشیران با ہمت قدیم خیرخواہ طوفان قہرنگاہ آکر حاضر ہوا چار جانب سے شہنشاہ کو گھیر لیا دست بستہ

عرض کی حضور باعث ملال خاطر ارشاد ہو غلام اُسکی تدبیر کرے **چالاک** نے کہا اس ساربان زادے کو
ہمارے سامنے حاضر لاؤ جسنے طلسم ہوشربا مین یہ آفت برپا کی **طوفان** نے بڑھکر عرض کی حضور نے بجا ارشاد
فرمایا آپکے حکم سے اُس منفری کو **توسن حصار** پر لیگیا آپ کے بھائی صاحب نے اسکو زندان طلسم مین قید کیا
کئی مہینے کا زمانہ گذرا یقین ہے تڑپ تڑپ کر مرگیا ہو یہ حضور بخوبی واقف ہین کہ وہان کا قیدی تاقید حیات
رہائی نہین پاتا شہنشاہ **لاچین** فرزند **صاحبقران** دختر **شرارہ** کئی سال سے اُسی مقام پر قید ہین
آج تک کوئی وہان کے حال سے آگاہ نہین ہوا یہ سنکر طائر ہوش **چالاک** قفس جسم خاکی مین تڑپنے لگا
بہت گھبرایا غصے مین حکم دیا ہمارے سرداران نامی اس بیحیا کو ابھی قتل کرو مابدولت نے حکم نہین دیا **عمرو**
ایسے شخص کو **توسن حصار** پر کیونکر پہونچایا تمام عالم مین مشہور ہے کہ **عمرو** جہان قید ہوتا ہے اُس ملک
والونکی جان پر بنتی ہے ایسا نہو قلعہ **توسن حصار** مین کچھ قیامت برپا کرے **طوفان قہرنگاہ** کو ساحر لپٹ
گئے یہ ہرچند فریاد کرتا ہے شہنشاہ میری کیا خطا ہے اشارہ کردیا خبردار ہمارے حکم مین تامل نہو اس زبان دراز کو قتل
کرو جلاد نے فوراً **طوفان قہرنگاہ** کو قتل کیا ابتو تمام وزرا امرا گھبرائے کہ آج شہنشاہ کو بیطرح غصہ ہے **سامری**
جمشید خیر کرین **چالاک طوفان قہرنگاہ** کو قتل کرکے تخت پر آکے بیٹھا دل مین سوچا ہائے کرین کیا گذرا اسکا
انجام کیا ہوگا افسوس ہے کہ قبلہ وکعبہ دستیاب نہوے اس ملک مین پہونچے کہ جہان کی خبر بھی ملنا دشوار ہے سوچ
سوچکر حکم دیا کل کوچ آراستہ ہو سامان سفر تیار کیا جاے مابدولت بذات خود باغیون پر لشکر کشی کرینگے
سزاے بغاوت دینگے صاف ظاہر ہوا کہ **افراسیاب** سے انتظام طلسم ہوشربا نہین ہوسکتا لیس انتظام واجب
ولازم ہے ساتھ والون نے عرض کی کہ لے شہنشاہ گیتی ستان **مہرخ وبہار** وباغبان آپ سے کیا لڑ سکتے
ہین چلتے ہی قیامتین برپا کردینگے کوہ ودشت وبیابان لاشہاے دشمنان سے بھر دینگے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے سترہ لاکھ موج دریا سحر تیار ہوئی علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے صندوق
شہنشاہ **نیلم** کو **چالاک** نے ایک چھکڑے پر بار کرالیا کہدیا کہ سحر نایاب ہمارا اسمین بند ہے جس مقام پر فروکش
ہون جس خیمے مین تشریف رکھین قریب ہمارے چھپرکھٹ کے یہ صندوق با احتیاط رہے کوئی اسکو ہاتھ
نہ لگائے جو اسکے قریب جائیگا شعلہاے آتش پیدا ہوکر اُسکو جلادینگے ایسے ایسے بہت خوف **چالاک** نے
ساتھ والون کو دلائے **چالاک** بہ عیاری تو گذرا لیکن ہوش نہین درست ہین کلیجے پر پتھر رکھکر تخت پر
سوار ہوا چارسو سرداران زبردست ساحران **سامری** عہد گردنت **چالاک** بن **عمرو** جب انکو دیکھتا ہے ہوش

اڑ جاتے ہیں وہاں سے کہتا ہے ذ چالاک بن عمرو اگر یہ واقف ہو جائیں کہ ہمارا آقا نہیں ہے فرزند عمرو بصورت نیلم تخت پر سوار ہے کیا حال کریں وہ حافظ حقیقی مالک ہے بہر نوع اس گروہ فرس جاہ و حشم سے لشکر گراں لیکر چالاک بن عمرو بصورت شہنشاہ نیلم منزل بہ منزل چلا آتا ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا

دوکلہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اسد نامدار رو مقابلہ توسن جادو کہ آج لشکر ساحران چل چکا ہے و آمد اہالیان در نبرد و جنگ عظیم واقع ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں ساقی نامہ مصنف

ساقی اب جنگ کا ہے سامان
ہے موج شراب تیغ بُرّان
گردش میں نہیں ہیں آج ساغر
رندوں کے لیے ہے صاف خنجر
ہے جنگ میں فکر بادہ نوشی
رندوں کو ہے جوش سرفروشی
جھنڈا جرأت کا گڑ گیا ہے
مضمون کسی سے لڑ گیا ہے
اے کلک یہ وقت امتحان ہے
ظاہر ہے کہ جنگ کا بیان ہے
لشکر مضموں کے آرہے ہیں
فوجوں کے پرے جما رہے ہیں
سطریں ہیں ورق پہ یا کہ فوجیں
یا بحر جہاد کی ہیں موجیں
کرتا ہے قلم بھی نیزہ بازی
کام آئیگی یہ زبان درازی
تحریر ہوں سحر تو بصد شوق
ہوا پر فسوں کو ابر پر فوق
میخانے میں ہو رہی ہے تقریر
ہے موج شراب یا کہ شمشیر
رندوں کو بھی آج کد بڑی ہے
میخانے میں دخت رز لڑی ہے
تو جنگ کا ذکر آگیا ہے
سب غمزہ نگین اڑا رہا ہے
حاصل کیا جنگ کے بیان سے
اُبھر کے نکل چلو یہاں سے
اس لطف سے مصرعے پڑھینگے
مضمون کسی سے کیا لڑینگے
مہر ساقی ہو نہ غم سر پر
ہے سایۂ آفتاب سر پر

غزل

یوں نہ تاروں کے خزانے کا جو زر ہاتھ لگے
ہو وہ دلبری کہ وہ رشک قمر ہاتھ لگے
چاہے انسان تو عنقا کا بھی پر ہاتھ لگے
غیر ممکن ہے کہ اس بت کی کمر ہاتھ لگے
دست گستاخ بڑھایا تو خفا ہو کے کہا
اے خبردار نہ یوں بار دگر ہاتھ لگے
بے اثر ہو گئے ان روزوں ہمارے نالے
سو میں جا کے اگر کچھ تو اثر ہاتھ لگے
بوسے اس گل نے نہ بھولے سے رخساروں کے
بعد مدت کے مجھے یہ گل تر ہاتھ لگے
اپنے جھونکوں سے اڑا لا کے نسیم اے داغ
بوئے گیسو جو تجھے باد سحر ہاتھ لگے
زہر چڑھ جائے ہر اک عضو میں ناگن کاٹے
غیر کو گیسوئے جاناں میں اگر ہاتھ لگے
وصل کی رات یہ پیچھے ہی پڑا ان کا حجاب
ذبح کر ڈالوں اگر مرغ سحر ہاتھ لگے
چھٹ جاتا ہے بلبل کو پھنسا او صیاد
شرط بدتا ہوں اگر ایک بھی پر ہاتھ لگے
للہ الحمد کہ اب آگیا سینے پہ ابھار
شجر قامت جاناں کو ثمر ہاتھ لگے
دل تو تم لے چلے پھر جان کو کیوں چھوڑ چلے

پیتے جاؤ نہ سے رشک قمر اٹھ کے
ہے دعا اپنی خدا سے یہی ہر دم پیگے

جام مے اسکا نہ بنا تو مقرر ساقی
دولت دین ملے دنیا میں نہ زر ہاتھ لگے

کسی میخوار کا گر کاسۂ سر ہاتھ لگے
چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش

سامعان ذی ہوش کرتے ہیں شعر قصص خوانان بزم خوش بیانی خریداران کالائے معانی اس

داستان حیرت بیان کو بعد شعر و مدح تحریر فرماتے ہیں کہ لشکر شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی
بعد قتل بوزینہ ابلق سوار شب کو اسی مقام پر فروکش ہوا خواجہ عمرو موجود ہیں لیکن یہ صلاح ہو رہی ہے
کہ یہ خبر لشکر میں پہونچ جائے اہالیان لشکر بیتاب ہونگے خواجہ عمرو کو طوفان قہر نگاہ اٹھا لایا اسد نامدار
آوارۂ دشت ادبار ہوئے اہالیان لشکر نہایت پریشان و حیران ہونگے اسد نامدار نے بھی اس صلاح
کو پسند کیا اپنے دست حق پرست سے نامہ لکھا تمام کیفیت درج کی یہ بھی لکھ دیا کہ فلان صحرا میں بفتح و
ظفر فروکش ہیں تردد و انتشار نکرنا اگر پروردگار اپنا فضل کرتا ہے تو بفتح و فیروزی تم سے آکر ملتے ہیں
اگر مناسب ہو تو تم اپنے کو ہم تک پہونچاؤ چند فقرات تسکین آیات تحریر فرما کر کسی ساحر کو دیئے وہ ساحر
چاہتا ہے کہ نامہ لیکر چلے پہر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے آگے آگے سترہ سو علم سیاہ
نشان سترہ لاکھ فوج کا پشت پر بڑے ساحروں کے نبدے ہوئے ناہیدہ نے پہچانا تخت پر ملکہ بادبان
جادو مرکب باد رفتار پر توسن سوار پشت پر سترہ لاکھ ساحران غدار دور سے جو لشکر اسد نامدار
کو دیکھا جل گیا دیکھا بارگاہیں استادہ ہیں ایک جانب کھیت پڑا ہے لاشہ بوزینہ ابلق سوار تڑپ رہا ہے
ساتھ والے اسکے جسقدر مارے گئے لاشے انکے بھی پڑے ہیں لشکر اسد نہایت لطف سے آراستہ
ہمراہیان بوزینہ ابلق سوار جو جابجا بھاگ کر چھپے تھے وہ بھی درہ ہائے کوہ سے نکل کر سامنے توسن
کے آئے چیخیں مار کر روتے تھے عرض کی لے شہنشاہ آپ کی صاحبزادی نے ہمارے عزیزوں کو قتل
کیا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے آکر ہمارے افسر کو مارا ہم نے آنکھوں سے دیکھا افسر ہمارا کسی بات
میں کم نہ تھا ساحر زبردست جری بہادر تھا ناہید کو بھی زخمی کیا طلسم کشا کے بازو پر کوئی تحفہ پھینکا
وہ بھی لے لیا طلسم کشا بھی گر چکا تھا سر کاٹ لیتا صرف باقی بچا تھا یکایک جنے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا
تشریف لائے کچھ کلام کیا نہیں معلوم کیا خطا ہوئی ہاتھ تلوار کا مار دیا پھر فوج بے سردار کیا
لڑ سکتی تھی کچھ شریک ہو گئے ہمکو نام مسلمانان سے نفرت تھی پونہ دو سو خدا اُن سے محبت تھی
بھاگ کر درہ ہائے کوہ میں چھپے حضور کو دیکھکر چلے آئے حاضر ہوئے ہیں ساری آگ آپکی صاحبزادی

نے لگائی شہنشاہ لاچین اسی لشکر میں ہیں یہ خبر سنکر توسن اور زیادہ جھلایا کہا ناہید کی تمیز
ہاتھ سے قضا ہے وہ پیر زمین گیر کہیں بھاگ گیا تلاش کرکے مار ڈالونگا اس بڈھے کو اب سلطنت
نصیب نہو گی یہ کہکر حکم دیا لشکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی تمام خرگہ مجمع ساحران سے بھر گیا
توسن بل کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا عمرو نے جو اس فوج دریا موج کو دیکھا ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہے اس
فوج کا کون بار سنبھالے گا ناہید بھی پریشان عمرو نے دیکھا رنگ زرد ہے ناہید متغیر کہہ رہی ہے
کہ خواجہ بوزینہ ابلق سوار کو تو مارا اس لشکر کا بار کون اٹھائیگا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جس
بے نیاز نے اس زندان تنگ و تاریک سے چھڑایا وہی اس بلا سے بھی نجات دیگا اسے ناہید یہ لشکر کیا
ہے جب ہم ابتدا میں لشتہ رنگین حصار پر آئے صرف ملکہ مہرخ ساٹھ ہزار فوج سے ہمارے شریک ہوئی
تھیں یہ تو خراج گذار افراسیاب ہے ہم تو مقابلہ افراسیاب میں اترے تھے ہر مقام پر پروردگار نے
غالب کیا وہی یہاں بھی نجات دیگا بارگاہ میں تو یہ ذکر ہے اہالیان لشکر کو بھاگنے کی فکر ہے ہر مقام پر
یہی چرچا ہے کہ ملکہ ناہید نے برا کیا توسن جادو ایسے بادشاہ سے بگڑی صبح کو قیامت برپا کردیگا طلسم کشا
کو قتل کریگا بی ناہید کیا عذر کرینگی سحر میں اسیر غالب نہو سکیں گی آخر ہاتھ باندھکر قدمبوس کرینگی ناگاہ
اشہب تیز گام ماہتاب ہان میدان چرخ نیلی میں طرارے بھرنے لگا اپنے جلوہ رخسار سے تمام عالم کو روشن کیا توسن
جادو نے غصے میں حکم دیا ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر
سامنے اسد نامدار کے دعائے جان درازی شہریار عالم کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ترقی
پر جاہ و جلال ہو توسن جادو نے بہ قہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہے کہ سرکار سے مقابلہ کرے
بہت لاف و گزاف کر رہا ہے ناہید تو خاموش لیکن اسد غازی نے فرمایا حکم دو ہمارے لشکر میں بھی بہ
عنایت ربانی و بہ تائید ایزدی طبل جنگی بجے وہ بے نیاز مالک ہے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے
لگیں توسن جادو نہایت غصے میں سرداروں سے کہہ رہا ہے جو کچھ خرابی ہوئی ذات سے بوزینہ ابلق سوار
کے ہوئی وہ بیچارا قید خانے کو تنہا چھوڑکر چلا گیا اسی رات بھر میں دشمنوں نے اپنا کام کرلیا اگر وہ زندانخانے پر موجود
تھا کیا ناہید سبکو قتل کر ڈالتی آخر سنا کر اسنے طلسم کشا کو بھی بیکار کیا ناہید زخمی ہوئی یہ مقدمہ حیرت خیز
وحشت انگیز ہے کہ شہنشاہ نے جاکر بوزینہ ابلق سوار کو مارا شریک جنگ نہوئے سبنے کہا بوزینہ کے مرنے ہی غائب
ہوگئے پھر پتہ نہ لگا گرسب چہار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے دیکھتے کوئی افسر سرپرست نہتھا آخر کس کے

بھوسے پڑتے مجبور ہوکر قرار برقرار کیا توسن جادو کو نام افراسیاب سے حیرت ہی کہتا ہے یارو سمجھو کر
کہو کوئی اپنے گھر کو آپ برباد کرتا ہے کوئی افسر ہوگا تم اسکو افراسیاب سمجھے سردارون نے عرض کی
خداوند نعمت بڑی حیرت کی جگہہ ہے جسکے نمکخوار اسکو ہم نہین پہچانتے زیر سایہ دامن دولت افراسیاب پرورش
پائی لشکرون مین ساتھ رہے آج تک ہمنے صورت نہین پہچانی کیا بالکل اندھے ہین توسن کو تردد ہی بہرام
شیرگیر سحرطراز وزیر اعظم توسن بول اٹھا اے شہنشاہ کچھ ہوگا لڑائی مین افراسیاب کی بیہوشی کو کیا غرض
پڑی تھی کہ اگر اصل مین آیا کوئی تو امر لوزینہ ابلق سوار سے خلاف ہوا فتح کی شکست کراکے چلا گیا آپ نامہ
لکھین گے احوال کھل جائیگا اب اسکا تردد کیا ہے پہلے صبح کو لڑائی فتح کیجیے اسد کا سر روانہ ہوا اور اسی
نامے مین شکایت بھی تحریر ہوگی وہ سب لکھ بھیجین گے بادبان جادو تخت پر خاموش بیٹھی ہی بیٹی کے
واسطے بیقرار توسن کہتا ہے بوٹیان کاٹ کے پھینک دونگا اب یہ سوچتی ہے جاکر بیٹی کے شریک ہو جاؤن
اسکو لیکر بھاگون جان کمبخت کی بچاؤن توسن کو کیا محبت ہے ہمنے تو نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ برس
جفائین اٹھائین اب یہ دن نصیب ہوا ہائے صبح کو وہ قتل ہو جائیگی اس تردد مین بادبان بیٹھی ہی یہان
ناہید سرنگون خوف سے باپ کے ہیبون پہ دم اسد نامدار تسکین دے رہے ہین خواجہ خاموش بیٹھے ہین کہ دو
ہرکارے آئے عرض کی اے شہریار دربار مین توسن کے یہی ذکر ہے کہ لوزینہ کو افراسیاب نے آکر مارا
سکو نہایت حیرت ہے یہ سنتے ہی عمرو اپنے مقام سے اٹھا ناہید کو گلے سے لگایا کہا بی بی نہ گھبراؤ اگر پروردگار
فضل کرتا ہے تو مین سر توسن لاکر حاضر کرتا ہون انشاء اللہ صبح نہونے پائیگی یہ سنکر ناہید
مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا جدعاتی تیار سحر کی لڑائی مین کوئی توسن پر غالب نہ آئیگا نہایت سحر مین زبردست
ہے یہی مجھکو تردد ہے اپنی جان تو مین نے شہریار پر نثار کی انکو خدا دشمنون سے بچائے عمرو و تسکین دیکر بارگاہ
سے نکلا یہان توسن کے پہلو مین بہرام شیرگیر سحرطراز بلبلا رہا ہے کہتا ہی اے شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے
بی ناہید جھونٹے پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤنگا اب اسکی وہ بیٹی نہین ہے سراسر دشمنی کی کل اہالیان ہوشربا
کی دشمن ہوئین یہ نہ خیال آیا کہ ماں باپ قتل ہو جائینگے مین خود قید ناہید و سر اسد لیکر خدمت مین
افراسیاب کے جاؤنگا سبب قتل لوزینہ پوچھونگا وہ بادشاہ عادل ہے سبب دریافت ہوئیگا یہ تردد
حضور کا مٹے گا لیکن بے دن سر اسد جانا مناسب نہین ہے کل غلام سر میدان مقابلہ کریگا اب ناہید طلسم کشا
لیجیے گا بی ناہید وہی صاحبزادی ہین کہ جنکو گود مین کھلایا ہے سحر سکھایا ہمارے سامنے کیا زبان کھولینگی

جاتے ہی گرفتار کرینگا اب غلام نے سحر کرنے پر کمر باندھی اب نہین کوئی بچ سکتا لڑائی کو طول نہو دونگا کل
ہی خاتمہ ہے جیسے وزیر توسن بلبلا رہا ہے کہ لشکر مین غل ہوا شہنشاہ نامدار تشریف لاتے ہین وہ تخت ہویدا
ہوا توسن نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب بصد جاہ و جلال تخت پر سوار اُترتا ہوا آتا ہے توسن بانچ
امرا و وزرا برائے تعظیم کھڑا ہو گیا ہرا باندھکر سب نے سلام کیا تخت افراسیاب گوشۂ بارگاہ مین اُترا افراسیاب
نے کچھ اشارہ کیا تخت تو غائب ہو گیا افراسیاب اس تخت پر آکر بیٹھا توسن کرسی پر متمکن ہوا بیٹھتے ہی
توسن نے پوچھا اے شہنشاہ اسوقت کہان تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے توسن مجھکو آرام کہان
آٹھ پہر اسیطرح پھرتا ہون آفتاب طلسم غروب ہوا جاتا ہے بہرام قریب تھا بول اُٹھا کیون اے شہنشاہ لوزینہ
ابلق سوار نے آپکی کیا خطا کی تھی جو قتل کیا اور آپنے لڑائی فتح نہ کی لوزینہ کو مار کر چلے گئے اہالیان لشکر اسکے
فریاد کرتے ہین یہ سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون اوبچیا امور مملکت شہنشاہی مین دخل
دیتا ہے تو کیا جانے کہ ہمنے کیون قتل کیا ہمنے اپنی آنکھونسے دیکھا کہ وہ نمک حرام ہمارا سید پر نگاہ ڈالتا تھا ہاتھ
باندھے رہا تھا منت کرتا تھا مگر در اصل قبول کر رہا تو مین بر آفتق اسد آیا تھا یا اسی کو ہاتھ مار دیا لوزینہ
کی دو خطا ہین اول خطا یہ کہ نگہبان تھا گنہگار کو کیون کیا دوسری خطاے فاش یہ کہ مرشد زادی پر بد
نگاہ ڈالی یہ تو مجھکو یقین تھا کہ میرا قوت بازو ساحر پر فن شہنشاہ توسن اپنی سرحد سے طلسم کشا کو نہ
نکلنے دیگا دم بھر مین قتل کر دیگا اسیوجہ سے لوزینہ کو قتل کر کے چلا گیا کہ اسکے ساتھ والے شکست کھا
ہاتھ سے باغیون کے مارے جائین توسن قدمون سے لپٹ گیا کہا شہنشاہ آپنے خوب کیا نامردنے یہ قصد
کیا تھا افراسیاب نے کہا جو کچھ مین نے آنکھون سے دیکھا اسکو کیا ن کرون تمکو ملال ہوگا سب
اہالیان دربار خوش ہوگئے کہ شہنشاہ کو اپنے ملازمون کی آبرو کا بڑا پاس ہے افراسیاب نے کہا کہ اے
توسن اسوقت تشریف لانیکا باعث دولت کے یہ باعث ہوا کہ مین نے کتب طلسمی مین دیکھا کہ توسن و
ہمراہیان توسن کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا گھبرا کر باغ سامری مین گیا کتاب سے نقش جمشیدی نکالکر لایا جلد
شراب منگاؤ حرف نقش جمشیدی اسمین دھو دیئے جائین ایک ایک جام سب صاحب پئین کتاب مین
صاف لکھا ہے جو اسطرح کی شراب پیئے گا پانچ سو برس تک نہ مریگا یہ سنکر تمام اہالیان دربار قدمون سے
لپٹ گئے کہا شہنشاہ آپکی پرورش کے قربان توسن نے کہا حاجو ایسے قدردان پر جان نثار کرین
کم ہے آٹھ پہر ہماری جان اور آبرو کا خیال ہے فوراً اسکا شراب کا منگانا سامنے تخت افراسیاب کے

رکھا افراسیاب نے کمر سے نقش جمشیدی نکالا پرچہ کاغذ شراب مین ڈال دیا نقش پر آب تھا پانی
ہوگیا افراسیاب نے اول اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤن اپنے قوت بازو کی عمر
بڑھاؤن بہرام گر گذار رہا ہے شہنشاہ مین نے بھی خواب ہاے پریشان دیکھے ہین مجھکو بھی پلا دیجیے
افراسیاب نے کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤنگا یہ کہکر جام سامنے توسن کے پیش کیا توسن نے بھی
سلام کرکے جام لیا انجام سے تو جام کے آگاہ نہین ہے بدون رد و قدح چاہا کہ پیوے ملحوظ خاطر رہے کہ بہرام شیرگیر
سحر طراز قریب تخت افراسیاب گذار رہا ہے منت کرتا ہے میری خطا معاف فرمایئے وہ جام مجھکو مرحمت ہون
لیکن توسن نے قصد کیا کہ جام پیوے جیسے ہی قریب منہ کے لایا شہر تیلا بازو پر بندھا تھا گویا قوت بلند تھا ذرا اختیار
پکار اٹھا ای شہنشاہ توسن شراب نہ پیجیے گا اگر ایک قطرہ حلق سے اتر گیا تمام اعضا پانی ہوکر بہ جائینگے
یہ افراسیاب نہین ہے عمرو عیار ہے اسکا رغدار ہے شراب تو شعلہ تیکر اڑ گئی جام ٹوٹا توسن آر کہکے لپکا
عمرو نے دیکھا کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ عیاری منوئی فلک نے گردش دکھائی توسن تو ادہر
لپکر جھپٹا عمرو نے شیرانہ نعرہ کیا قصد ہوا جست کرکے نکل جاؤن بہرام قریب تھا عمرو نے خنجر کوکھ پر بہرام
کے مارا شکم چاک قصہ پاک بہ بھیا تو گرا مرنے سے ساحر کے تاریکی ہوتی ہے اندھیرے مین عمرو نے سر توسن
سے تلچ لیا اک لات ماری آواز دی نعرہ عمرو سے عمر دم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ خنک بدا فتر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ توسن تو منہ کے بھل گرا عمرو شیرانہ نعرہ
کرکے نکلا الیناکا ہلڑ ہوا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ لی یہان بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام
شیرگیر سحر طراز بود جادوگر دوڑے توسن کو اٹھایا دیکھا شہنشاہ سر برہنہ منہ کے بھل گرے دانتون سے
خون جاری آہ آہ کر رہا ہے ساحرون پر جھلایا کہا تم لوگون نے گرفتار نہ کر لیا مصاحبون نے کہا حضور کے
سر سے تاج اتارا آپنے ہاتھ نہ پکڑ لیا برق جہندہ کو کون گرفتار کرے جست کرتے ہی غائب ہوگیا لشکر والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا بیباک جست و چالاک عیار غلامون کی نگاہ سے نہین گذرا اب ثابت ہوا
بوزنیہ اسیطرح مارا گیا عمرو نے بہ صورت افراسیاب اس ساحر لاجواب کو سر میدان مارا حضور حفاظت کیجیے
ایسا نہو پھر کسیکی صورت پہ گھس آئے توسن نے اسیوقت ہوشیار ہوکر گرد لشکر حصار سحر کیا آگ روشن
کردی یہان ملکہ ناہید طلایہ دے رہی ہے کہ لشکر توسن مین ہنگامہ ہوا الینا کی آواز آئی ناہید سمجھی
لشکر توسن شبخون آتا ہے آگے بڑھی دیکھا خواجہ بھاگے ہوئے آتے ہین دوڑ کر لپٹ گئی کہا کیون ناناجان

خیر تو ہے عمرو نے کہا بنیا توسن کی درازہے میں نے چاہا تھا قتل کروں لیکن بڑا بیدار مغز ہے ضرب نہ پہنچ سکا بیرنے اُسکے تدبیر بتادی ناہید نے کہا آپ نے غضب کیا وہ ساحر بڑا زبردست ہے بڑے بڑے سحر اسکو یاد ہیں خدا نے آپکی جان بچائی عمرو نے کہا ہمارا بڑا نقصان ہوا ایک صندوقچہ کمر میں تھا بھاگتے میں گر گیا اسد بھی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے ہرکارے نے اسد کو خبر دی خواجہ نے جاکر عیاری کی تاج توسن لیا بہرام شیر گیر کو قتل کیا خدا نے انکی جان بچائی اسد نے دیکھا خواجہ ناہید سے کہہ رہے ہیں میری کمر سے صندوقچہ جواہرات کا گر گیا اسد نے صندوقچہ تو گرا تاج توسن بھی تو لیا عمرو نے پلٹ کر کہا او دیوانے تو کیوں دخل دیتا ہے اسد نے کہا لشکر میں خزانہ نہیں ہے آپکو تو ہر وقت خواہش ہے مال ملنے کی کاہش ہے عمرو نے کہا تمکو میسر کیا ہے تمنے کبھی کوئی ٹکا دیا یہ باتیں تھیں کہ شہنشاہ توسن سوار فلک نیلی آفتاب جہان گرد بصد عظم و شان میدان فلک چہارم میں مصروف گشت ہوا ستارہ سحری جیکا فوجیں میدان کارزار میں جانے لگیں عمرو و ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد پشت مرکب باد رفتار پر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن بیرون بارگاہ تشریف لائے برآمد ملکہ تصویر بارگاہ عالی استادہ ہے در دولت ملکہ تصویر پر چلدار چوبدار پیادہ حاجب دربان بڑا ساسامان اسد دروازے پر ملکہ تصویر کے گیا ہے بدیع الزمان نے اسد کو گلے سے لگایا دعائے جان درازی دی بھی پشت مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار نے چاہا ماموں جانکو عہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھاؤں بدیع الزمان نے فرمایا اے فرزند مقام فخر ہے تم نہال کے سردار دافسر جاد و طلسم کشائی تمہارے نام قرار پائی ہمارے واسطے بھی فخر ہے تمہارے لشکر کے ہم سپہ سالار ہیں مقام صاحبقرانی تمہارا عہدہ ہے یہ فرماکر اسد کو آگے بڑھایا ناہید نے قریب آکر بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے برخوردار کہکر سر ناہید سینے سے لگایا ناہید نے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا اتار کر گلوے بدیع الزمان کیا کہا ماموں جان ہر ایک ساحر کا سحر تو آپ پر تاثیر نکریگا مقابلہ لشکر ساحران ہے حفاظت رہے بدیع الزمان نے سر جھکالیا پایہ تخت پر ناہید کے ہاتھ رکھکر کنیزان ناہید گرد آگئیں اس جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا خواجہ لشکر سے نکل گئے ہیں صورت بدلے ہوئے بشکل ساحر ایک گوشے میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ توسن لشکر قیامت اثر ہمراہ لیکر بڑے جاہ و جلال سے وارد میدان کارزار ہوا باد بان زروجہ توسن تخت پشت پر سترہ لاکھ ساحران غدار دونوں لشکر میدان کارزار میں جمے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کرکا کہکر ہٹے توسن نے

پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا عقلاے جادو واژدر پر سوار پہلو مین حاضر تھا اژدر آتش فشان کو بڑھایا توسن کو سلام کر کے کہا ابھی جا کر سبکے سر لاتا ہون ارشاد ہو تو طلسم کشا کو ٹوکون پہلے افسر کا سر قلم کر دون توسن نے کہا تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا عقلاے جادو میدان کارزار مین آیا نکار کر آواز دی کہان ہے طلسم کشا میدان کارزار مین آئے تو احوال معلوم ہو ناہید کو منظور یہ تھا کہ اسد نامدار میدان کارزار مین نہ نکلین لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی فوراً مرکب کو صف سے نکالا ناہید سے رخصت ہوئے ناہید بیقرار ہو گئی عرض کی حضور کنیز جان دینے کو حاضر ہے یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے اگر کوئی پہلوان ہوتا حضور میدان کارزار مین جاتے یہ توسن جادو کا مصاحب ہے اسد نے کہا ملکہ ممکن نہین کہ ہمارا نام لیکر پکارے اور ہم اُسکے مقابلے مین نہ جائین ناچار ہو کر ناہید نے عرض کی خدا کے سپرد کیا اسد نے بدیع الزمان کو بھی سلام کیا کہا یہ غلام رخصت ہوتا ہے بدیع الزمان نے کہا بابا یہ مقام تعجب ہے ہمارے سامنے تم میدان کارزار مین جاؤ اسد نے عرض کی غلام کا نام لیکر پکارتا ہے بدیع الزمان نے بازو پر ہاتھ رکھکر دعاے فتح و ظفر پڑھی فرمایا بسم اللہ اب اسد نے پھری جاتی نیزے کو گردش دی مرکب صبار فتار نے کنوتیان بدلین طرارہ بھرتا ہوا چلا توسن نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کس شوکت و شان سے اسد نامدار مرکب کو اڑائے ہوئے آتا ہے مرکب صبادم طرارے بھر رہا ہے چاہتا ہے سبزۂ چرخ اخضری کو پامال کردن سرحد دنیا سے نکل جاؤن نظم

ز شوخی نیست او را یک زمان تاب
که در پرواز باشد ہمچو بلبل
ز شوخی ہاے او در تاب فتراک
ز رنج نعل دارد خار در پا

بجائے آب گوئی خوردہ سیماب
کند از بسکہ شوخی در ستایش
گریبان کردہ لعل از دست او چاک

بغیر او ندیدہ ہیچ کس گل
نیاید بر زمین پائے رکابش
چو صرصر میرود یا آنکہ صد صبا

مرکب باد رفتار سوار رہا ہر خشار مرکب دد و رد سوار ہین خوبیان سو سو مرکب بلند پرواز سوار ہزار اسد قی مین سرفراز رہا لیان فوج توسن شان و شوکت اسد نامدار دیکھ کر دنگ ہو گئے عقلاے جادو نے جو شاہزادۂ والا قدر کو آتے ہوئے دیکھا اسم سحر پڑھکر گولا مارا گولہ اٹھکر زمین پر گرا عقلاے جادو نے ترنج مارا کہ جبکا وہ ترنج اُلٹا پلٹا عقلاے جادو کے اژدر کے سر پر پڑا اتنے ہی کا سر پھٹ گیا عقلاے جادو زمین پر گرا اسد نامدار قریب پہونچا کئی حربے سحر اسکے رد ہو چکے بڑھکر نیزہ مارا عقلاے جادو نے اپنے سحر کے زور مین سینہ سپر کر دیا نیزہ سینہ پر پھنسا پر اُس بھیا کے پڑا اُسکی پشت کو توڑ کر پار گذرا اسد نے نکال دیکر اس بھیا کو بلند کر کے چرخ دیا زمین پر مارا استخوان اُسکے چور چور صدا

آئی کشتی مرا نام من عقلاے جادو بود شدید بلند آواز طرف سے توسن کے جا پڑا توسن سے کہتا ہوا
مثل پہلوانون کے اس جوان سے مقابلہ کرونگا ہم ساحران قدیم سب طرح کے طریقے پر قادر ہین یہ کہکر قریب اسد
پہونچا لنگاور زنان ہوا سات قدم گیندۂ شدید کا تین قدم مرکب اسد نامدار رہا خبردار کہکے اسنے ہاتھ تلوار کا
مارا چلیپے چیکے سحر بھی کرتا جاتا ہے اسنے تلوار کو تلوار پر گا نٹھا سحر نے تو بچایا کے تاثیر نکی اسد نے تیغ برق کو
چمکایا اس روسیاہ نے سپر سحر کو اٹھایا تیغ جو ضرب کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے چمک کر تلوار گری مع گینڈے
شدید کے چار ٹکڑے ہوئے ضرب شدید بڑی آواز آئی کشتی مرا نام من شدید بلند آواز بود لکھا ہے
اسیطرح بارہ سردار ساحران غدار توسن نے برآئے مقابلہ اسد نامدار فرداً فرداً بھیجے دست حق پرست
طلسم کشا سے سب واصل جہنم ہوئے توسن جھلا یا ہامایان فوج نے بھی عرض کی حضور کوئی فرداً فرداً اس
شیر سے نہین لڑسکتا ہے سحر تاثیر نہین کرتا ساحر بیچارہ کیا کرے جرأت وفنون سپاہگری مین طلسم کشا کا کون
ہم نبرد ہے یکہ و تنہا لاکھون مین لڑے ایسے سے ساحر کیونکر لڑسکین کل فوج کو حکم دیجیے بلوہ کرکے جا پڑین
نرغہ کرکے گرفتار کرین یہ سنتے ہی توسن نے سترہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج ساحران
مین تلاطم ہوا بدیع الزمان نے جو دیکھا گھٹا کفر کی ہار کے چاند پر آتی ہے بیتاب ہوکر گھوڑا بڑھایا شیرانہ
نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان ؎ بدیع الزمانم کہ در رزمگین؛ نوادم کشم آسمان بر زمین؛ ز تیغم بسے
ملک اسلام شد؛ کہ سر فتنہ با فرنام شد؛ تیغہ برق شان کھینچکر جا پڑے ناہید تخت سے اٹھی
جوش دریا شکر دیکھکر گھبرا گئی کہتی ہے صاجو لشکر بیحساب ہے دیکھیے اس نرغہ مین کیا ہوتا ہے بارہ ہزار
کنیزون کو لیکر جا پڑی چمک چمک کر سحر کرنے لگی جسپر گولہ مارا اسکا سر پھٹ گیا کسی پر برق چمکائی کبھی آگ
برسائی لیکن توسن پرفن جو مجمع ساحران پر آکر گرا اسکے سحر کو کوئی نہین روک سکتا پرے کے پرے
درہم وبرہم کردیئے جب گولہ مارا دس بیس سر پھٹ گئے تلوار برساتی صدہا کے سر کٹ گئے چاہتا ہے
ناہید پر جا پڑون اسکو چیر کر پھینک دون لیکن بادبان جادو بیچ مہر مادری ہر مرتبہ رک جاتی ہی
کنیزون کو بھی ناہید کے نہین قتل کیا بہ نگاہ حسرت جرأت طلسم کشا کو دیکھ رہی ہے کہ جس غول پر اسد
جا پڑے افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار ا رسالے کو شکست دی پلٹن کو بھگایا ساتھ والیون سے کہتی ہے
صاجو ناہید بڑی جوہر شناس ہے کیا نگینہ پرکھ کے قبضے مین کیا انصاف کر صورت مین بے نظیر جلالت
شعار تہور آثار دریاے جرأت کا گوہر بے بہا شوکت ولیاقت مین جوان یکتا دیکھو کس زور شور سے

اڑ رہا ہے دریائے لشکر کو جھیل رہا ہے خیر رو رہا ہوں پر تسکار کھیل رہا ہے کوئی منھ پر نہیں بڑھتا مقابلہ کرنیکو
آگے نہیں بڑھتا کنیزیں کہہ رہی ہیں حضور نے بہت درست ارشاد فرمایا حقیقت میں اپنے زمانے کا یوسف ہے
ملکہ ناہید بہت سمجھکر محبت کی جرأت میں بھی کوئی مقابل نہیں ہے **بادبان** کنیزوں سے کہتی ہے اس بدنصیب
پر کیونکر ہاتھ اٹھاؤں کبھی جی چاہتا ہے سینہ سپر کردوں ساحروں سے بچاؤں دیکھو تو کمبخت کیسی نڈر ہے باپ سے چار آنکھیں
کرتی ہے جان کو نہیں ڈرتی ایسا نہو **توسن** کوئی سحر کردے ہاتھ پاؤں بیکار ہوں ساحر ملکر قتل کر ڈالیں
کس مصیبت سے میں نے پالا عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہے صاحبو میں آج لٹتی ہوں اپنے نور نظر سے چھٹتی
ہوں **بادبان** یہ کہہ رہی تھی کہ **توسن** کی نگاہ پڑی کہ **ناہید** نے صدہا جادوگروں کو مارا مثل برق
چمک رہی ہے خرمن فوج میں آگ لگادی صدہا کو مارا غصے میں کانپنے لگا مرکب سحر سے بلند ہوا اڑ کر چلا ادھر
ناہید نے اک بڑے جادوگر کو مارا ہے اندھیرے میں کھڑی مانس کے دانے پھینک رہی ہے **توسن**
تڑپ کے گرا منھ سے شعلہ چھوڑا **ناہید** کی پلک جھپکی اتنے عرصے میں **توسن** نے **ناہید** کی کمر میں پنجہ دیا
نعرہ کر کے اڑا بال پکڑ لیے اس بیحیا نے مثل چھپکلی کے لٹکا لیا دبدبہ سے گر گیا پانیچے ہوا سے اڑتے
ہوئے چہرہ خوف سے زرد عالم یاس ہر چند چاہتی ہے پنجۂ بدعت سے اس کے نکلوں **توسن**
ہوا پر لیکر آیا دو طمانچے بھی تڑاق تڑاق مارے پھول سے عارض سرخ ہوگئے **بادبان** نے جو تخت سے
یہ سوکر دیکھا کہ **توسن** کو بیٹی کی ذلت کا بھی خیال نرہا اس ذلت سے لیے جاتا ہے کہتا ہے تجھے چیر کر
پھینک دونگا اسوقت **ناہید** کا گڑگڑانا اس جلاد کے آگے ہاتھ جوڑنا پریشانی میں منھ سے یہ نکلا اے
باپ میں بے خطا ہوں صرف مطیع الاسلام ہوئی ہوں جب بدنام ہوئی میری خطا معاف کر اب کبھی ایسی خطا
نہوگی **بادبان** کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وقت وہ ہے کہ سب کنیزیں **ناہید** کی قتل
ہو چکیں کوئی اس لائق نہیں کہ **ناہید** کو پنجۂ بدعت **توسن** سے بچائے اور اسکا تڑپنا دیکھنا گوارا دریائے
مہر مادری نے جوش مارا تاب نہ باقی رہی تخت سے ہائے میری بچی کہکر اٹھی برق بنکر چمکی نعرہ کیا او بھیا
میری بیٹی بھتیجا ہے چھوڑ دے ورنہ سر میدان اپنی جان دونگی تجھ ایسا نامرد اگر سر پر نہوگا از صدقہ
پاپوش اب مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ دین طلسم کشا برحق ہے **افراسیاب** نمک حرام کا ساتھ چھوڑ کر
اطاعت مذہب طلسم کشا کی **توسن** نے جو زوجہ کو آتے دیکھا گھڑک دیا دور ہو کیوں شامت آئی ہے
اسکو قتل کرلوں تو تجھکو بھی سزا دوں دیکھنے والے کہیں کہ ان بیٹیوں کی ایک جگہ لاش ہے **بادبان** تعجب

دل مین بجہولی سوچ چکی گولہ فولادی تاک کر توسن کے ہاتھ پر بارالقدرت پروردگار گولہ آہنی کلائی تک
توسن کے پڑا کلائی تو نہ ٹوٹی کہ ساخرِ بردست ہے آبلہ کلائی پر پڑگیا ناہید اسکے ہاتھ سے چھوٹی توسن
ایک مقام پر جاکر گرا اپنے کو بمشکل سنبھالا ناہید کو بادبان نے گود مین لیا تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی تھی
بہ سہولیت زمین پر اُتارا پانی کا چھینٹا دیا ناہید ہوشیار ہوئی اپنی مادر مہربان کو قریب پایا لپٹ کے رونے
لگی کہا اے مادر مہربان اسوقت اگر آپنے مجھکو بچایا تو اب میرا ساتھ دیجیے تصور فرمائیے مذہب یزدان پرستی
دینِ حق ہے پونے دو سو خداؤن کی خدائی بالکل باطل اسوجہ سے کہ سامری جمشید مثل ہمارے
آپ کے انسان تھے سحر و ساحری سے عجائب و غرائب امورات تیار کیے اسمین تاثیر ہوئی لاکھو بندگان
خدا برگشت ہوے آخر کہان گئے کیسے خدا تھے کہ مرے اہلِ اسلام کا یہ قول ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیشہ
سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اسکی ذات اقدس کو زوال نہین اسطرح کے جو کلمات ناہید نے سامنے بادبان
کے کیے تاثیر حقیقت تو قلب پر ہو چکی تھی بیٹی کو گلے سے لگالیا کہا اے نورِ نظر مین جان و مال سے تمھاری
شریک ہون یہ کہکر بادبان بھی سحر کرنے لگی توسن نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا جل گیا بادبان کیطرف
چلا کئی سحر ایسے کیے کہ بادبان کی کشتی حیات طوفانی ہونے کو ہوئی ناخداے عالم نے بچایا سر گرمی ہوا
کبھی ناہید جا پڑی کبھی بادبان نے سحر کیا اسد نامدار قتل ساحران مین مصروف ہو جو قبل سے ساتھ تھے
وہ تو سیار گلشن جان ہوے لیکن بادبان کے شریک ہونے سے کئی ہزار ساحر نیزان ہمدم بادبان
بھی شریک ہوئین پھر جم کر لڑائی ہونے لگی لیکن نیچ توسن بحساب خود سحر مین لاجواب ہنگامہ گیردار بلند ہوئے
مصاحبون نے توسن سے کہا حضور ملکہ ناہید کیا آپ سے لڑ سکتی ہین زرہ بھی آپکی آب بر غالب
نہ آئین گی انتظام طلسم کشا کیجیے اس شیر نے لشکر کو درہم برہم کر دیا ساحران نامی و پہلوانان زبردست
اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ کیا سبب ہے کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے توسن
سمجھا کہ سچ کہتے ہین کنارے آکر سحر کیا ایک شعلہ جسکا مثل طائر کے شعلے نے آواز دی لے شہنشاہ
توسن خلاف وقت کیون غلام کو طلب کیا توسن نے پوچھا لے نمونہ سحر سامری یہ کیا ہنگامہ ہے
طلسم کشا پر سحر کیون تاثیر نہین کرتا طائر نے آواز دی بازو پر اس جوان خوشخو کے لعل سخندان کا دیا
ہوا بندھا ہے اسوجہ سے سحر قریب نہین جا سکتے یہ سنکر توسن ہنسا کہا جو تم نے سنا طائر نے کیا کہا
مذہب سامری پر نہ دل ہو ملک اخضر گوہر بیہوش پہلو نشین سامری و جمشید تھا جو نجوم کا حاکم جادو بد بختا

اُسکی بیٹی ثمر کیا طلسم کشا ہو بڑی غیرت کی بات ہے مذہب سامری و جمشید ذلیل ہوا ہمارا معین طلسم کشا کا کفیل ہوا ابھی اگر لیتا ہون یہ کہکر توسن چلا سحر کرتا ہوا طلسم کشا پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا حقیقت مین تیغ سحر تھا ہزارون شعلہاے آتش باران سرکش طلسم کشا پر گرے ایک شعلہ بازو سے لپٹ گیا دوڑا اسکے کاجلا اسکے توزمین پر گرا ہاتھ اسد کا جلا سر توسن زخمی ہوا اب توسن نے سحر کیا اسد نامدار کے ہاتھ سے تیغ نکل گیا زمین نے پانون تھام لیے توسن نے چاہا قتل کرون اسوقت لشکر مین غریونا ہیئہ بڑھکر کئی سحر کیے توسن نے تمانا اور آگے بڑھا بادبان بھی جان دیکر جا پڑی ان دونون نے آستانو کیا کہ توسن کو اسد غازی کے قریب نہ آنے دیا کئی سو ساحر توسن نے اس مقام پر قتل کیے کل اہل اسلام بیتاب ہوے کہ آسمان سے بھبوکی لپٹین آئین سب نے سر اٹھا کے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار عقب مین ملکہ مخمور سرخ چشم لیکن بہار ترب کر گری گرتے ہی گلدستہ بارا ہوا سرو جلی نخل وجد مین آئے عندلیبان خوش نوا نے زمزمہ سرائی کی اور یہ غزل بہار یہ گائی

غزل

ہوا اسرسبز ہر گلشن بہار آئی بہار آئی
ہر سبب باغبان بد ظن بہار آئی بہار آئی
جنون میں آتش گل کا سماتا ہے خار تن مین
پکار اٹھے یہ مرد و زن بہار آئی بہار آئی
چمن میں بلبلین ہین گرد پھرتی شکل پروانہ
چلو اب دوستو گلشن بہار آئی بہار آئی
کھلے ہین گل ہزارون رنگ کے گیا آگی قدرت سے
ندا ہے سرخ خون سے رن بہار آئی بہار آئی

اُبھر ہر بوٹے سے بھر دامن بہار آئی بہار آئی
گیا جب سیر کو وہ گل پکار اٹھی یہی بلبل
ہوا دانونسے دل دشمن بہار آئی بہار آئی
ملی مسی جو بلبلین لب پہ اسنے ہوگیا ظاہر
چراغ گل ہے روشن بہار آئی بہار آئی
دکھایا باغ کا عالم سراپا حسن نے اسکے
بھرا ہے وحشت کا دامن بہار آئی بہار آئی

عروس گل ہے آج جوبن بہار آئی بہار آئی
وہ آیا غیرت گلشن بہار آئی بہار آئی
جو دیکھا بار ور اس یار کے باغ جوانی کو
کھلا ہے تختۂ سوسن بہار آئی بہار آئی
بہار لائے گل آج کل ہے دید کے قابل
کیا زیور جو زیب تن بہار آئی بہار آئی
بہار لائے گل گلگون ہے اسکے کشتون پر

دو ہزار ملازمان توسن دیوانے ہوگئے خاک منھ پر ملنے لگے گریبان چاک کیے بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لو بہار نے جھپٹ کے اکر اٹھایا بازو پر اسد کے باندھا ناہید و بادبان کو بھی بچایا توسن نے ناچار ہوکر ان دو ہزار کو قتل کیا مخمور و بہار لڑ رہی ہین کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا ایک چیخ ماری کئی ہزار جوان چرخ کھا کر گرے مان اسکی برق جادو بیٹی کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کڑک کر گری ان سب کے سر کاٹ کر چلی اب تو توسن گھبرایا مجمع فوج کو رعد و برق و بہار و مخمور نے متفرق کر دیا پھر نعرہ ہوا سنم ملکہ برق لامع آتی ہے آڑی ترچھی کرنے لگی استاد انی

سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تمام دن اسی ہنگامے مین بسر ہوا جلاد آسمان نے خنجر ماہ ہاتھ مین لیا بجمعیت فوج
ثابت و سیارگان مصروف کارزار ہوا پردہ شب حائل ہوا لیکن اڑنے والون کا پردہ نرہا اسیطرح لشکر
ملے ہوئے ہین **توسن** جب زیادہ گھبرایا صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کبود داثر در چشم مالک در نبید سوم
طلسم ہوش ربا سات لاکھ فوج سے برائے مدد **توسن** پہونچا آتے ہی شریک جنگ ہوا اب **توسن**
کی کمر ہمت مضبوط ہوئی کبود نے آتے ہی زمین تلے اوپر کردی **بہار** رشک **کبود** برجا پڑی کبود نے **بہار** کو پہچانا
کہا ملکہ بڑے غضب کی بات ہے تم **ملکہ حیرت جادو** کی بہن دختر **حیات** والاشان شریک لشکر باغیان ہوئین
مجھے تمکو قتل کرتے ہوئے افسوس آتا ہے شہنشاہ **حیات** کو کیا جواب دونگا **افراسیاب** تمہارا
عاشق زار تمنے کیون ساتھ چھوڑا **بہار** نے جواب دیا او خار بیابان ذلت وا ے نمک پروردہ خوان
حماقت **تجھے** ان امورات سے کیا کام یہ میدان کارزار ہے مقام گیرودار ہے سحر **کبود** نے گولہ اٹھا کر
مارا **بہار** نے گولہ کاٹا اس سے برق چمکی سر **بہار** زخمی ہوا یہ نشان خونریزی ہے **بہار** نے وہی خون گلدستے
پر ڈالا سفید پھول دن کو رنگین کیا اسم سحر پڑھا گلدستہ ماردیا کبود داثر در چشم جھوما پکارا اٹھا مین تو غلام
ہون گلچین گلشن جمال عاشق باکمال یہ کہتا ہوا بڑھا تھا کہ **بہار** نے اشارہ کیا **توسن** کا سر کاٹ لے جب
اس گلشن مین قدم دھرتا ہمکو بدنام کرتا تبلا اب باغی کون ہے **کبود** و **سیاہ** رو مسکراتا ہر درد سے بلا ئین لے
رہا ہے ہونٹھ خشک چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم **نظم**

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
تھی تمنا مگر اٹھا نہ سکا
سنبھل دیکھو تو میری تربت پر
مجھکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہتاب تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہینگے وہین
ایسے بگڑے کہ پھر منا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا
وہ قسم ہون کہ پا لگا نہ سکا
مرکے ٹھنڈا کہین نہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اسلیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بدو ماغیان انکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
اسقدر ضعف تھا کہ تیرا ناز
اس لیئے وہ مجھے جھلا نہ سکا
اٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے ہنسا نہ سکا
دار جانانی مقام لغزش ہے
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ مٹا لڑکے وہ بہت چاہئے
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزو منہ رہگیا مجنون

میرے آگے نفس وضع پا نہ سکا | کینہ شوق رقیب تھا ہی دوست | کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے | تا ز خنجر گلو کٹھا نہ سکا | خوف تھا غش اٹھین نہ آجائے
مین شگاف جگر دکھا نہ سکا | ناتوان تھا نسیم اس درجہ | کردۂ زنجیر پا ہلا نہ سکا

شور پڑھتا ہوا توسن پر جا پڑا رات قلیل باقی ہے کہ صحرا سے پھر قرنا کی آواز آئی وقت وہ ہے
کہ کبود واژدر چشم فوج توسن کو پامال کر رہا ہے کئی ہزار نقارہ بجا قرنا بجی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی
دیکھا سب نے وخان سیاہ رو نو لاکھ فوج سے حاکم ورنبد چہارم بڑے زور و شور سے آتا ہے توسن نے پڑھکر
آواز دی ای قوت بازو دیکھ کبود واژدر چشم نے کیا قیامت برپا کی ہے وخان سیاہ رو نے جو دور سے کبود واژدر
چشم کو اشعار عاشقانہ پڑھتے دیکھا پکار کر آواز دی اے برادر یہ وقت جنگ و جدل ہے عشق و عاشقی
کیسی توسن تمہارا بادشاہ ہے اسکی فوج کو قتل کرتے ہو تمہین غیرت نہین آتی ہم سبھون نے ملکر بڑے
بھائی کو افسر بنایا تو کلمات سخت کہتا ہے کبود واژدر چشم نے جواب دیا او مردود تجھے کیا دخل ہم بہار
جادو پر مائل ہوئے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے توسن بیچارہ اُسیکا دشمن ہے ہم اسکا سر کاٹ لینگے
اسکے ساتھ اپنی شادی کرینگے کبود نے بڑھ کر گولہ مارا وخان سیاہ رو نے دفع کیا آخر کبود تلوار
کھینچکر وخان سیاہ رو پر جھپٹ بہار مین جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی بہار نے آواز دی مرحبا
صد مرحبا گوشت خوردان سگ وخان سیاہ رو آتش خو شعلہ مزاج گرمایا ہوا غصے مین آکر خون
اپنا دم تیغ پر لگایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ملکہ بہار نے پھول برسائے کبود واژدر چشم اور زیادہ مبہوت
ہوا جوش مین جا پڑا وخان سیاہ رو نے سحر کرکے سر کو تپا کر کمرگاہ پر ہاتھ مارا کبود واژدر چشم کے دو ٹکڑے
ہوئے آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من کبود واژدر چشم بود توسن جادو نے کلیجے پر ہاتھ رکھکر
لیا آواز دی لے وخان یہ کیا غضب کیا ایک ورنبد ویران ہوگیا وخان سیاہ رو نے کہا اے دوست کو
بہت ناگوار گذرا آپ کو ہم اپنا بزرگ جانتے ہین مراتب آپ کے بخوبی پہچانتے ہین اسی غصے مین اسکو
قتل کیا ہم اسکے ورنبد پر قبضہ کرینگے کیا مجال انتظام مین فرق آنے یہ کہکر لڑنے لگا حقیقت مین ایسے
وخان سیاہ رو نے دھوئین اڑادیے طبقے زمین کے ہلادیے جا بجا پھرتا تھا یہین بسر ہوئی پر شب تب
سپہر طلسم کشا سے کئی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین
لیا تیغ مہر کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

ترک روز آخر باین زرین سپر	یافت از سرچشمۂ خورشید نور	روز دیا آئین جہان پر غرور
		ہندوی شب را بہ تیغ افگندہ سر

احوال روشن ہوا اسیطرح فوجین لی ہوئی ہین سحر چل رہے ہین نخل تمنے صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین **توسن جادو** بڑے زور و شور سے لڑا محمور و بہار نے بھی بار کو سنبھالا ہر ایک کو جواب دیتا ہے **برق لامع** زخم دار رعد و برق بیقرار بہار نے خوب پھول برسائے ہر رنگ باغ سحر دکھائے لیکن کس کس کو جواب دے **توسن و خان** سیہ رو دونون ملے ہوئے سحر کر رہے ہین کہ آسمان سے ایک ابر فیروزی ظاہر ہوا **توسن** نے دیکھا ملکہ **فیروزہ فیروزہ پوش** بصد جوش و خروش مع تین لاکھ جادوگرون کے بڑے زور و شور سے آکر بھونچکی ہو گئے گرتے معروف سحر ہوئی **توسن** سے کہا بھائی صاحب نہ گھبرائیگا **فیروزہ** نے تو اگر زمین کو گلنار کردیا **برق لامع** سے برابر لڑی **محمور و بہار** پر چار پڑی اب تین ساحران زبردست جو ایک مقام پر ہوئے **ناہید و بہار** وغیرہ زخمدار ہو چکی ہین فوج بیحساب **فیروزہ و خان** ساحر **توسن** ایک ایک ساحر لاجواب ہے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین شبانہ روز یہ جنگ اسیطرح رہی اتنا بڑا کھیت پڑا سبز یون تک صحرا گلنار ہو گیا درختون کے تھالے خون سے لبریز ہوا سنگل کی سو شمشیر بران سے تیز ساحران **توسن** نے بہت جان لڑائی اسطرف بہار نے سیکڑون تلب الٹ دیئے **محمور** کو کئی مرتبہ **توسن** نے سحر سے بیہوش کردیا بہار نے پڑھکر آب دمیدہ سحر چھڑک کے ہوشیار کرلیا چوتھے دن خنجر بران مہر آفتاب عالمتاب علم ہو چکا ہے نیزہ ہائے شعاع تنے ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہے غازیون نے گھٹنے ٹیک دیئے **توسن جادو** گھبرایا **فیروزہ و خان** معروف جنگ ہین **مرات و بہار و محمور** سے تنگ ہین کہ آسمان پر سب نے دیکھا دن کو ماہتاب چیخ مارتا ہوا برآمد ہوا الصدشد و مدشکرون پر آکر پھٹا اک دنا ٹے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اندر سے چاند کے مہر درخشان آسمان جرأت انجم برج شوکت ماہ آسمان جلالت صفدر صف شکن ملکہ بران **شمشیر زن** ہنس پر سوار پہلو مین **مجلس جادو** یہ ہنگامہ عظیم جو دیکھا بڑی خوشی کی بات ہے کہ **اسد نامدار** کو مرکب پر پایا مشہور ہوا تھا کہ **اسد** قتل ہوئے گا باغ **صاحبقرانی** کو دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا **نعرۂ** بران منم دختر کوکب ذیوقار منم صف شکن رحیتم نامدار منم مثال جوانمرد لشکر شکن بلقب گشت بران **شمشیر زن** **مجلس** بھی نعرہ کر کے گری سحر **مجلس** سے زمین کانپی گرتے گرتے گرز یا کو نانگین پکڑے چھرا نہ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو سنہرے پنجے ظاہر ہو کر ساحرون کو لپٹ گئے کئی سو کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کئی سو جادوگر مارا گیا **بران شمشیر زن** کا اختر مردار یہ چلا دو دو چار چار کے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا

مثل ستارۂ سحری جوڑے سے نکلتا ہے جب پھینک مارا گویا توپ کے منھ سے گولہ چلتا ہے ملکہ برّان
اُڑتی پھرتی سامنے **وخان سیاہ رو** کے پہونچین **وخان** نے جو ملکہ برّان کو اُڑتے دیکھا کئی گولے مارے
ملکہ برّان نے اختر مروارید کو سامنے کر دیا جس پر صدمہ پڑی وہ سحر باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی سحر **وخان**
کے باطل ہوئے گھبرا گیا چاہا بھاگے کون **مجلس جادو** گر کر سر پر گری سر اسکا زخمی ہوا **مجلس** پر سحر کیا
مجلس زمین پر گری **وخان** نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لوں **برّان** کا قلب تھرایا جھپٹکر نعرہ کیا او مردود کیا کرتا ہے
مجلس بھی سنبھلی پکار و سحر پھینک ماری شانے پر **وخان سیاہ رو** کے بڑی شانہ نشانہ ہوا بچا کے موت کا بہانہ
ہوا **برّان** نے اختر مروارید مار دیا سینے پر **وخان** کے بڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا **وخان** کے مرنے سے آگ
برسنے لگی سارا میدان دھواں دھار پیرون کی پکار آواز آئی کشتی مرا نام من **وخان سیاہ رو** بود اب **توسن**
گھبرایا **فیروزہ** نے جو دو بھائیوں کا لاشہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا **بہار جادو** پر جا پڑی بہار نے گلدستہ مارا **فیروزہ**
جو ہمی قریب تھا اشعار عاشقانہ پڑھنے **توسن** گھوڑے کو بھگا کر چلا باران سحر برسایا **فیروزہ** کو ہوش
آگیا پھر سحر کرنے لگی ادھر سے اُڑتا پھرتا شہسوار عرصۂ یکتا تازی **اسد بن کرب غازی** آتا تھا **توسن** پر جا پڑا
قریب پہونچ گئے سپر ڈیکی اوجھڑ چلی **توسن** نے تھمتے تھمتے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا **اسد** کو **ناہید** کا خیال پڑا کہ اگر
یہ قتل ہو گیا بیقرار ہو کر روئے گی جان دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر
توسن کو گھوڑے سے اٹھا لیا **ناہید** محبت مین باپ کی دوڑ پڑی **آتو بابان** نے بھی آواز دی ای **توسن**
اطاعت کر شہریار مروت شرط ہے **اسد** نے **توسن** کو ہاتھ سے رکھ دیا یہ فرمایا کہ اے **توسن** مسلمان ہو اطاعت
دین اسلام ملت حنیفا قبول کر **توسن** نے پلٹ کر گولہ سحر کا **بابان** پر کار و سحر **ناہید** پر تیغہ **اسد** پر تیغ وار
کیے **اسد** نے ہر چند اپنے کو بچایا شانہ زخمی ہوا **اسد ناہید و بابان** کا بھی زخمی ہوا حسب کرکے فوج مین جا رہا
زمین پر ایک دو ہتھڑ مارا زمین شق ہوئی دو جوان ایک صندوق سر پر لیے ہوئے نکلے وہ صندوق
سامنے **توسن** کے رکھ دیا ازار بند مین **توسن** کے کنجی بندھی تھی قفل صندوق کا کھولا کئی سو پتلے
فولادی سپر شمشیر ہاتھ مین لیکر نکلے **توسن** نے اشارہ کیا خون اپنی ران کا کاٹ کر ان پر چھڑکا معلوم ہوتا تھا کہ
جیتے ہو نکلے لڑکے دس دس برس کے کالی کالی صورتین چہرے ہیبتناک سفاک چست و چالاک لشکر **اسد**
سے بر جا پڑے ہر چند ان پر ساحر سحر کرتے ہین مگر جسم انکا نہین میلا ہوتا جسکے ہاتھ مارتے ہین وہ ٹکڑے ساحر و غیر ساحر
دونون انکے سامنے یکسان ہین جسکے قریب پہونچے ہاتھ مار دیا پرے کے پرے درہم برہم ہوئے **برّان**

وبہار و مخمور وغیرہ نے آگ بھی برسائی دریاے سحر بہائے پر جیسا تپلے نہ جلے نہ ڈوبے اُسیطرح اُڑ رہے ہین
چاہتے ہین سرداران نامی کو قتل کرین توسن و فیروزہ نے دبا دبا ڈالا آگ برسنے لگی لشکر کے پانون اُکھڑے
اسد غازی نے قدم گاڑ دیا ایک حرف سے اُڑتے ہوے بدیع الزمان ہو بجے علم فوج توسن قلم کیا علمدار کو
مارا لیکن اپنی فوج اب نہین ٹھہرتی سرداران مذکور نے سینے سپر کر دیئے تپلے نیچے ہلانے چلے آتے ہین ناہید
و بادبان شفاعت کر کے بہت شرمندہ ہوئین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین الٰہی معبود بے نیاز خالق کار ساز
اس مصیبت سے بچاے ان تپلون پر کیونکر فتح حاصل ہوگی بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا سب نے دیکھا ابر رحمت آسمان پر نمایان ہوا توسن تپلونکو نہ دوڑے رہا تھا ابر سفید کو دیکھکر گھبرایا
فیروزہ سے کہنے لگا وہ بیرزمین گیر آ پہونچا لیکن تر پانڑ پا کے مار ڈالونگا وہ ابر شق ہوا دیکھا شہنشاہ
لاچین خوش آئین صاحب جاہ و تمکین تخت یاقوت نگار پر سوار تاج مرصع کار سر پر لباس فاخرہ زیب
جسم انور پشت پر بارہ ہزار جوانان زرین پوش غلامان ذہب پوش علم ہاے سرخ کے پھریرے کھلے ہوے

بدعت توسن کو دیکھکر وہین نعرہ کیا نعرۂ شہنشاہ لاچین

انم حاکم ملک افسون گری | بنامم شدہ سکۂ ساحری
انم صف شکن شیر دل نامور | شہنشاہ لاچین فرخ سیر

نمکحرام و نمک حرام بدانجام مین آ پہونچا ہمارے غلامون کو تو نے بلا کر اُڑا دیا ہا لیان فوج توسن
آئینہ وار حیران شوکت و جمال لاچین صد ہا رئیس و امیر رعب دبدبہ دیکھکر غل مچانے لگے اے شہنشاہ
فریاد ہے توسن نے زبردستی ہمکو اپنے ساتھ لیا سحر مین کم زور تھے اس نمک حرام کے شریک ہوے
شہنشاہ با اقبال از خردان خطا و از بزرگان عطا لاچین نے کچھ جواب نہ دیا اُترتے جو ڑلیسے ایک ڈبیا
نکالی اسمین سے ایک طائر ہفت رنگ چہچہہ زن خوشنوا جھکارے مارتا ہوا نکلا لاچین نے آواز دی اے
طائر سحر دشمنون کے ہوش اُڑا دیئے نمک حرامون کو خاک مین ملا دے دشمنی کا مزا چکھا دے ان غلامونکو پہچانا
تو ہمین طائر نے سر ہلایا زمزمہ سرائی مین آواز دی حضور خوب پہچانتا ہون انکا مقام سکونت جانتا ہون یہ
کہکر طائر اُڑا تپلے طائر کو دیکھکر بھاگے طائر نے آواز دی کہان جاتے ہو صحراے افسون گری کا سیاح ہون
او پجیا تمھارا طائر ارواح ہون اسوقت ملک الموت بنکر آیا ہون یہ کہکر تپلے کے سر پر بیٹھ گیا تپلے نے آہ کی مثل
شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک جلکر خاک ہوا ہرچند تپلون نے چاہا بھاگ کر نکل جائین طائر نے پیچھا نہ چھوڑا
جو تپلا جہان بھاگ کر گیا طائر مثل ملک الموت سر پر پہونچا کسی کو پنجہ مار کر ہلاک کیا کسی پر ظرف سایہ ڈال دیا

کسو ماپر پر مار دیا چالیس تیلے پشمینہ زرون مین ہلاک ہوئے توسن گھبرایا قصد ہوا کہ بہاگ کر نکل جاؤن فیروزہ جادو داری کرکے ناپڑی لاچین پر سحر کیا طائر تیلون کو جلا کر ملیا لاچین کے کاندہے پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرنیلگا آواز دیتا تھا اے ساکنان قلعہ توسن حصار حق پر حق دار پیر سد شہنشاہ لاچین نے بائی بائی آگر قدمبوسی سے مشرف ہو جو شریک ہوگا جان بچیگی ورنہ ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا سزا نمک حرامی کی پائیگا فیروزہ نے جو پڑھکر سحر کیا لاچین نے سحر کا تو خیال بھی نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے فیروزہ کے ایک طمانچہ مارا سر او سکا خود سر کا جنبر گردن سے اڑگیا اندھیرا ہوا توسن نے دیکھا فیروزہ بھی داخل جہنم ہوئی توسن اب بدحواس ہوگیا اسد نامدار ایک مقام پر کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا طرف لاچین کے توجانے کا حوصلہ نہ پڑا سوچا کہ لاچین زندہ نچھوڑے گا اسد نامدار مرد جلیل ہے مطیع اسلام ہونے دے گا کفیل ہے ہاتھ رومال سے باندھکر فریاد کرتا ہوا طرف اسد غازی کے دوڑا یہی شور و رد زبان تھا فردو سرکیف بیش نوائی ظل آمدایم بسایہ رحمتی دیا بہ پناہ آمدہ ایم قدموں پر اسد کے گر پڑا پکارتا تھا اے شہریار الامان اسقدر رویا پاؤن اسد نامدار کے تر کر دیئے کبھی ہاتھ باندھتا ہے کبھی ناہید سے اشارے کبھی زوجہ کیطرف گڑگڑا یا پکارتا ہے حساجیو میری شفاعت کرو مین بڑا گنہگار ہون اے شہریار حقیقت مین شہنشاہ لاچین کے ساتھ بڑی بےادبی کی گرفتار کرکے افراسیاب کو حوالہ کیا حقیقت مین منتظم حقیقی کو فراموش کیا اسد نامدار نے جو توسن کو انتہا کا بیقرار پایا برادر کہکر گلے سے لگالیا کہا اے توسن کیون گھبراتا ہے رحمت پروردگار کا دامن بہت دراز ہے ہر ایک حقیر و ذلیل و گنہگار اسکی رحمت سے سرفراز ہے اگر گناہ تیرے مثل ذرہ ہاے ریگ بیابان ہون رحمت اسکی قطرہ ہاے باران سے زیادہ ہے مین نے بخوشی خطا تیری معاف کی ناہید و باد بان اشارے کرتی ہین اے شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہین شہنشاہ لاچین اسکی خطا نہ معاف کریگا اس ظالم نے غضب کیا سوتے مین لاچین کو بیہوش کیا بیہوشی مین زبان مین سوزن دیا افراسیاب کو حوالے کیا وہ کیونکر اسکی خطا معاف کریگا توسن نے یہ تو پکارکر آواز دی خبردار اب کوئی جنگ نکرے مین نے طلسم کشا کی بدل و جان اطاعت کی پردۂ غفلت آنکھون سے اٹھے تمام ساحر رک گئے لڑائی موقوف ہوئی لاچین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ توسن دست بستہ سامنے اسد کے کھڑا ہے باد بان و ناہید کے رنگ رو متغیر اشارے کر رہی ہین اسکو امان نہ دیجیے اسد نے توسن کو گلے سے لگالیا فرماتے ہین اے توسن کیا منظور ہے توسن عرض کرتا ہے مین نے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی

سعادت دارین حصول کی **لاچین** کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ یہ کیا غضب ہوا شکل **فیروزہ** اس ملعون کو
بھی قتل کرتا اتنے بڑے نمک حرام کو گلے سے لگاتے ہیں کلمات عنایت فرماتے ہیں یہ کیا ہوا شاید **توسن**
کو بچانا انھیں میں جا کر حال ظاہر کر دوں کہ یہ بچا میرا دشمن سخت ہے باعث بربادی تاج و تخت ہے یہ سوچتا
ہوا جھپٹ کے قریب آیا **اسد** نے دست حق پرست پشت پر **توسن** کے رکھا یہ کلمہ فرمایا ہے کہ **لاچین** بھی
تمھاری خطا معاف کرینگے **توسن** یہ سنکر باغ باغ ہوا **لاچین** کو انتہا کا ملال ہے کہ شاہزادے نے اسکو اپنے
دامن پناہ دیا جب سامنے **لاچین** کے آئے **اسد** نوجوان نے فرمایا اے شہنشاہ **لاچین توسن** کو گلے
لگاؤ خطا اسکی معاف کرو **لاچین** نے سر جھکا لیا پاس ادب سے جواب نہ دے سکا چہرے سے تغیر ظاہر تھا گلنے کی
اسد کے گلے بھی لگا لیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ **لاچین و اسد** نے **توسن** کی خطا معاف کی جتنے سرداروں کو
خیال تھا کہ ہمنے **لاچین** سے مقابلہ کیا ہماری خطا نہ معاف ہوگی اب سبکو حوصلہ ہوا یا تو بھاگے جاتے تھے
پلٹ پڑے کوئی آکر قدموں پر گرا کوئی گرد پھرا کوئی تصدق و نثار ہوا ہر ایک یہی عرض کرتا ہے اے شہریار ہمنے
حرف **افراسیاب** کا ساتھ دیا شہنشاہ **لاچین** کی گرفتاری میں غدر کیا نہ تھے مثل **توسن** شہنشاہ
دست انداز نہیں ہوئے نوکری پیشہ تھے جسکا زمانہ ہوا اسکا روزگار کیا ہزار ہا سردار صدہا رئیسان نامدار آکر
قدمبوس ہوئے جسنے کہا میں نے اطاعت کی **اسد** نے اسکی خطا معاف کی **لاچین** کو نہایت شاق ہوا ہے
سبکی خطا معاف کی بہتر کیا لیکن **توسن** ملعون لائق معافی خطا نہ تھا **بادبان وناہید** کو انتہا کا شاق
ہے ہر فرزند کلاں اسکے قتل کا مشتاق ہے جب دارالامارۂ شاہی میں آکر پہونچے **اسد نامدار** نے شہنشاہ
لاچین سے اشارہ کیا اب انشاءاللہ اسیطرح ایک دن تاج و تخت سلطنت طلسم ہوشربا بھی ملیگا عنایت
سے باغبان قضا و قدر کی غنچہ آرزو کھلیگا **لاچین** تخت پر نہ بیٹھتا تھا **اسد** نے اپنے سر کی قسم دلائی جب **لاچین**
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہو چکے فرمایا اے شہنشاہ **لاچین** بگوش سماعت کرو ہمارے نانا جان زلزلہ قاف ثانی سلیمان
جب شہر عدن کو تسخیر کیا **نوشیروان** کو شکست دی ملک پر قبضہ ہوا **قارن عدنی** جو وہاں کا بادشاہ
تھا اسنے ہمارے نانا جان کو بمکر زخمی کیا تھا ارادہ قتل ہوا حافظ حقیقی نے نانا جان کو بچایا انھیں کے
دست حق پرست سے اس مکار کو قتل کرایا جب شہر میں آئے ارشاد ہوا وارث سلطنت کو تلاش کرو **قارن**
عدنی کا بیٹا **فرامرز بن قارن عدنی** سات برس کا تھا ماں نے اسکی بوجہ خوف محل میں چھپایا **صاحبقران**
نے خبر سنکر طلب فرمایا ماں اسکی بیقرار ہوئی کہ شاید میرے فرزند کو بھی قتل کریں بجوش محبت مادری

برقع اوڑھ کر فرامرز کا ہاتھ تھاما سامنے صاحبقران کے لا کر قدموں پر گرا کر کہا بیٹا اسکے خطائے ناش
کی سزا پائی یہ معدوم ہے خطا خدمت میں حاضر ہے تو رگ صاحبقران کو رحم آگیا بااعزاز و اکرام اُسے محل
میں بھیجا فرامرز کو پسر خواندہ کیا تاج و تخت مرحمت ہوا تھوڑی سپاہگری تعلیم فرمائے اہالیان شہر سے
تاکید کی کہ اگر کوئی اسکو کوئی ستائیگا سزا اسے کامل پائیگا اپنا فرزند جیسے اسکو قرار دیا ایسی تاکید فرما کر تعاقب
نوشیروان میں چلے گئے بعد چندے زمانہ جب قباد شہریار کا مقتل گلیم گوش نے کاٹا ملکہ مہرنگار نے اسی غم
میں جان دی صاحبقران زمان فقیر ہو کر قبر قباد و مہرنگار پر جا بیٹھے کل لشکر کو رخصت کردیا عمرو کو
بھی اپنے سے جدا فرمایا بطور فقرا قبر قباد و مہرنگار پر بسر کرنے لگے آٹھ پہر فراق محبوب و غم فرزند میں روتے تھے
پہ بیجا فرامرز ابن قارن عدوی اسکو بخشا گیا تاج و تخت دیا اُسنے جب قوت پائی مرتبہ ہوا باغی ہو کر دین
لات پرستی اختیار کیا عالم فقیری میں صاحبقران کو گرفتار کرکے لیگیا بجرے میں بند کیا تو جیسے بجرے میں قید رکھا
پڑی تری بدعتیں کیں بعد تو مہینے کے سردار ابن صاحبقران حمزہ جو تعلق رکھتے تھے فرامرز کو رستم پیلتن
علم شاہ نوجوان نے گرفتار کیا سامنے صاحبقران کے لائے پیا کر کے قدموں پر لپٹ گیا کہا میری خطا معاف کیجیے
چند نالائقوں نے بہکا کر مجھ سے یہ حرکت کرائی اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی بہا ہے نانا جان نے فرامرز ابن
قارن عدوی کی خطا معاف کی ایسے شہنشاہ لاچین سے نانا جان کے کسکی طاقت تھی کہ اسکے گھر کا
کی خطا معاف کرے میں انکا نواسہ ہوں تمکو بہت سمجھاتا ہوں دل سے توسن کی خطا معاف کردا اگر اسنے
بغاوت کرکے سلطنت توسن حصار نشین ہوتی تو اسی مقام کی سلطنت اسکو دے دیا اور اب ملک کی سلطنت
دیجائیگی تم بکمال خوشی باد بان و ناہید نے تنہائی میں نوجوان سے کہا حضور توسن بڑا مکار ہے اسکی اطاعت کا کیا اعتبار
ہے عمرو نے بھی مکرر اسد سے کہا کہ اسکی پیشانی سیاہ ہے بیشک یہ تمہارا بدخواہ ہے اسد نے خواجہ کو بھی یہی
جواب دیا کہ حضور شرع ظاہر پر ہے باطن کا حال پروردگار جانتا ہے لاچین خاموش ہو رہا ناہید و
باد بان و لاچین کو حرف سے توسن کے کچھ کام نہ توسن بیجا بھی کرے صلح ہوا ہے آگے پھر اسکی
فکر میں ہے کسی تدبیر سے طلسم کشا کو شادوں خدمت میں افراسیاب کی جا دوں۔

دو کلمے داستان افراسیاب کے بیان کی جاتی ہیں

افراسیاب جادو لشکر حیرت میں آیا ہے خبر سنی کہ بہار وغیرہ بیجو سے اسد سے مل گئی ہیں افراسیاب
کہا اے حیرت مرد کی خبر نے سب گئے ہیں اب یہ سب تباہ ہو جائینگے اطاعت کی درخواست کرینگے عمرو و اسد

بعدہٗ سپہ سالاری ہے حیرت کو تخت پر سوار کرکے ڈرتا بھرتا تا بلشکر مہرخ پہونچیگا ان سبکا خاتمہ کرکے لاچین کی
بھی گردن ریگا طلسم کشا کو گرفتار کریگا ایک ہفتے میں لڑائی فتح ہو جائیگی یہ سنکر افراسیاب خوش ہو گیا کہا
حیرت جادو و جادو نیرنگ سے کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا لاچین اسکے سامنے طفل مکتب ہے لشکر مہرخ میں
کوئی اسکا ہم نبرد نہیں اور با بدولت بھی وقت پر آئینگے ایک انتظام اور افراسیاب نے مقرر کیا چونکہ خبر بربادی
ہفت در بند سن چکا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ عقیق سے صاحبقران بھی اڑتے بھڑتے چلے آئیں ایک جادوگر نہایت
زبردست کو بارہ ہزار لیکر فوج سے حکم دیا کہ تم جاکر درمیان میں ممالک ہفت دربند کے فروکش رہو کہ عقیق سے
اگر خداوند تشریف لائیں استقبال کرنا خدمتگزاری میں مصروف ہونا اگر لشکر حمزہ آنے کا قصد کرے ایکدن
میں سبکو مٹا دینا اسطرف نہ آنے دینا وہ جادوگر موسوم بہ کلنگ آتشخوار فوج گران لیکر مقام مذکور
پر جاکر مقیم ہوتا ہے اسکا حال بر وقت آمد صاحبقران تحریر ہوگا ملکہ حیرت جادو فوج قاہرہ ساتھ لیکر
اسیوقت طرف نیرنگ جادو کے روانہ ہوئی افراسیاب جادو نے مطمئن کر دیا کہ حیرت نہ گھبرانا وقت
پر میں بھی آ جاؤنگا افراسیاب طرف باغ سیب کے گیا لیکن ملکہ مہرخ ملول و غمگین یاد میں خواجہ عمرو و اسد
کے بیقرار بیٹھی ہیں مہ جبین سے روہی ہیں فرماتی ہیں اے مادر مہربان شہریار کا کچھ احوال نہ معلوم ہوا بہار
وغیرہ گئیں وہ بھی واپس نہ آئیں اپنا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کوئی خبر معقول لیکر نہ آیا نظم

صاف لکھ بھیجا جواب اسنے مری تحریر کا
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا
زیب ہے کیسے دم رنگین کلام یار اگر
سورہ کھاتا نہ خرمن دانۂ زنجیر کا
میری رسوائی اگر میدان محشر میں ہوئی
تجل قد میں ہیں لگا سفاک کی شمشیر کا
راہ کاٹی دیکھکر افتادہ اس گلگوں تن نے
بجز صف تیر مژگان جیب قلم ہو تیر کا

لو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا
کٹ گئی عمر اس تری کے عشق لیبد میں تمام
آشیان کنج دہن ہے طائر تقریر کا
بے لیاقت مدعی ہو بچا سکیگا کیا
خاندہ کیا اسمیں ہوگا کاتب تقدیر کا
کشور وحشت میں اک پہلو نشیں طالع ہوا
شک سا ہوا مجنون نادان پر خار دامنگیر کا

اے منجم حل ہوگا کس دن اس سہ پارہ سے
ہے عقرب میں ہی کیا کوکب مری تقدیر کا
پانو سے کچھ وحشی لاغر کے یہ گھستی نہیں
کارگر کیا پیش ہوگا عقرب تصویر کا
یاسر اپنا نہال جان نثاری ہو گیا
قیس لنگر کیا اٹھا سکتا تری زنجیر کا
تب سراپا اس کمان ابرو کا سوز و نوک

ملکہ مہرخ نے گلے سے لگا لیا کہا حضور کیا کہکر دل کو صبر دوں وارث
کی یہ خبر وحشت اثر مشہور ہے دشمنوں کے قلب کو مسرور ہے عیار سدا جن میں چالاک گیا نہ پلٹا سردار ہماری
گئے وہ بھی نہ واپس آئے بقول مخفی دل اپنا قابو میں نہیں ہے نظم

چو بلبل در فغان آیم چو شبنم بوستانش را
نہ خیزم از سر این رہ نگیرم تا عنانش را
اگر تیغم زند کہ مرغ دل گرفتار قفس گردد
نشان چند آنکہ می جویم نمی یابم نشانش را
بہ بلبل باد ارزانی گل گلشن کہ من تحقیق

چو گل خنداں شوم ہر جا کہ بینم باغبانش را
چو بیند پاسبانش در برو بیم رہ نگر دانم
چو خواہی کرد آخر شعلۂ آہ نہانش را
بزیر آب اگر دشمن چو پائے آسمان گردد
بہار زندگانی دیدہ ام نقش خزانش را

صبا از بوے پیراہن نگردد چشم ما روشن
کشیم جاروب از مژگان فضاے آستانش را
اگر شد عاقبت عنقا کہ از گردون ہمت
بسوزد شعلۂ آہ من آخر آستانش را

رونے سے مہ جبین کے بارگاہ میں شور گریہ و زاری بلند ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر گلگون پوش بعد جوش اگر بارگاہ میں اترا نامہ ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے کہا اسے پڑھیئے زبانی پوچھا لے قاصد خوش خرام سعادت انجام کہاں سے آتا ہے قاصد نے عرض کی

نظم

جلوہ گر شد مہ نو فال مبارک باشد
ہفتہ و روز و مہ و سال مبارک باشد

تخت فیروزی و اقبال مبارک باشد
یارب چو آفتاب بہر جا قدم زنی

ماہ نو پیشرو تا علم امید است
گرد رہت چو صبح کند آشکار فتح

اے ملکہ عالم میں لشکر اسد نامدار سے آتا ہوں مبارک ہو خبر بشیہ صاحبقرانی نے قلعہ توسن حصار فتح کیا توسن مطیع اسلام ہوا ہفت در شہدادے قتل ہو شہنشاہ لاچین و بدیع و تصویر و خواجہ نے رہائی پائی اقلیم توسن حصار پر قبضہ ہوا ملکہ مہ جبین یہ خبر فرحت اثر سنکر مالا مال ہو گئیں خوشی کے نقارے بجنے لگے خط میں بھی یہی مضمون لکھا تھا بہار وغیرہ نے آخر میں لکھ دیا کہ ہم لڑائی فتح کر کے حاضر خدمت ہوتے ہیں انشاء اللہ آپکو ہمراہ لیکر طلسم کشا سے ملیں گے غنچہ ہائے آرزو کھلیں گے قاصد کو تو خلعت فاخرہ سے بحال کیا سرداروں نے اسقدر مال دیا کہ غنی ہو گیا ملکہ مہ جبین نے فرمایا تاکہ وہاں جلد سامان سفر تیار ہو چلکر لشکر طلسم کشا سے ملیں کیوں اے قاصد یہ سرکشی کا کیا باعث ہوا تھا قاصد نے کہا جب قیدی سامنے توسن جادو کے پہونچا اسنے چاہا قتل کرے بیٹی اسکی ناہید سینتن عاشق ہو کر اپنے باغ میں لے گئی اسکی صورت کا آدمی بنا کر سحر سے سر کاٹ کے دے دیا انکو تابہ قید خانہ پہونچایا اور اسنے جانبازی کر کے لاچین وغیرہ کو چھوڑا دیا تبکی ملکہ نے پوچھا اماں ملکہ تصویر کیا عاشق صادق ہیں آپکے اسوقت جان بدیع الزمان کے ساتھ قید ہیں فریاد نہیں کی فرماتی تھیں یہ قید رہائی سے بہتر ہے میں اپنے وارث کے ساتھ قید ہوں تمام ناہید سنکر کسیقدر ملکہ مہرخ رنجیدہ ہوئیں اور مہ جبین نے کہا تاقی اماں میں ابھی سوتے پر سے اپنی جان نثار کر دوں میرے وارث کی جان بچائی اب لشکر تیار کیجئے تاب فراق باقی نہیں ہے جملہ سرداران خیر خواہان دولت مشیران سلطنت وزیران اہنے تلواریں ٹیک ٹیک کرکے

اٹھے روز عید سے وہ وقت بہتر تھا اسقدر زر و جواہر تصدق ہوا ایک ایک فقیر غنی ہوگیا لشکر مین گدائی
صدا نہ تھی قاصد کو رخصت کیا تیاری ہونے لگی کہ طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی مبارک ہو ملکہ بہار گلعذار صاحب شوکت و لیاقت و باغبان
قدرت و رعد و برق و برق لامع و صفدر صف شکن ملک بران شمشیر زن سپہ صاحب بخیر و عافیت
تشریف لاتے ہین ملکہ جبین برائے استقبال اٹھین خوشی مین ملکہ لالان ذوالفقار بھی بارگاہ سے نکل آئین
گرد نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین چوبدارنیان قلماقنیان ترکنین حبشنین مصاحبان ہمدم انیسان
غنچہ دہن ہمراہ ملکہ بہار و رعد و برق وغیرہ آکر پہونچین مژدہ رہائی شہنشاہ لاچین وغیرہ سنایا تمام کیفیت
مفصل سامنے ملکہ مہ جبین کے ظاہر کی مہ جبین نے دیکھا سب سردار زخم کھائے ہین ملکہ بہار کا گل سا چہرہ کملایا
ہوا تمازت و حرارت آفتاب سے رنگ سب کے مخمور و متغیر مگر بہرحال ہین سب بحال ہین ان سب نے ذکر جنگ توسن
ظاہر کیا باغبان نے کہا ایک باعث خرابی ہے کہ توسن جادوگر سے مطیع اسلام ہوا غرور و فتور رہا اسکا ملکہ
بہار کے کہتے ہی تیاری سفر کی ہونے لگی ہر ایک کو یہی جوش ہے کہ خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی پہونچین
ملاقات لاچین سے مشرف ہون باغبان قدرت آمادہ ہے کہ رسالا بارگاہ شہنشاہی کا لیکے آگے بڑھون
ممالک فتح کرتا ہوا جاؤن رعد و برق و برق لامع کہتے ہین انشا اللہ دریاے ہفت رنگ مین آگ
لگا دینگے حضرات ہفت رنگ کی آبرو لینگے و نبیرہ سامری و جمشید ہے اٹھارہ سو قریات کا حاکم
دریاے ہفت رنگ کا ناظم قصر ہفت رنگ اسکے قبضے مین ہے جابجا لڑائیان پڑینگی یہ ذکر تھا کہ فرخندہ
ہرکارے حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے نظم

اے از ازل اقامت شمشیر نصرتت
ہمچون غلاف آمدہ چسپان قباے فتح
آمد ز بحر لطف الٰہی بہ در گشت
چون صبح سوے ساحل فتح از قفاے فتح

ابھی غلامون کو خبر دریافت ہوئی کہ ملکہ حیرت جادو لشکر لیکر طرف
کوہ زبرجدی کے گئی ادھر نیرنگ شعبدہ آفات آباے قلعہ کی تسخیر کا قصد ہے دعوی کرگئے وہ زبرجدی
سے اترا ہے ساحر یکتا ہے ایک لاکھ فوج افراسیاب نے مصور کے ساتھ کرکے روانہ کیا کہ جاکر شہنشاہ لاچین
سے مقابلہ کرو ایک طرف سے سرما و ابریق گئے ہین انکے ساتھ بھی فوج بیحساب ہے غرض بڑا ہنگامہ ہے ملکہ
مہرخ نے چاہا اس مقدمے مین کچھ کلام کرین باغبان و بہار و مخمور نے دست بستہ عرض کی حضور کچھ
خیال نفرمائین اسوجہ سے کہ ہم ان زرواندات مین نہ پھنسین گے خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی جانا ضرور ہے

اس راہ مین جو کوئی روکیگا اُس سے مقابلہ کرینگے ہم جانتے ہین اور کسی سے تمسے مقابلہ بھی نہوگا آقا کی
خدمت مین پہونچ جائینگے اس راہ مین اگر بہرام فلک بھی روکے نذر کرین جان اپنی شادین کیسے افسوس کی
بات ہے کہ آقا اُس مقام پر ہم دست و پا شکستہ ہوا ہین وہان چلکر لاچین کو تخت پر بٹھادین ملازمان جانباز
سر فروشی کرتے ہوئے تا بدریاے ہفت رنگ پہونچین جسطرح کے جھگڑے اسی مقام سے پیدا
ہونگے اگر دریاے ہفت رنگ کو فتح کیا ادھر ہی سے دانندہ دریاے نیل کا ہے لوح کی بھی فکر امتحان
اقبال طلسم کشا کا بھی ذکر قریب دریاے نیل ہوگا وہان سے فکر لوح بھی ہوگی سب سردارون نے
اس رائے کو پسند کیا کہ باغبان بہت جاسے کہتا ہے اپنے آقا سے مل جانا بہت مناسب وقت ہے
لشکر تیار ہونے لگا کمر بندیان ہو رہی ہین باغبان نے فوراً بارگاہ کو لدوا دیا سامان روانگی سفر مین
مصروف ہے ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ طاؤسان زرین بال پر سوار ہوکر جاتی ہین کہ
بڑھین کہ سامنے سے ایک شتر سوار پیدا ہوا آتے ہی ملکہ سرخ مو کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اسکو
کھولکر پڑھا حاکم قلعہ سرخ مویان ملکہ نرگس جادو زوجہ شاہزادہ گلریز نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمشیرہ صاحبہ نیرنگ
جادو شوہر آفات چاردست ساحر زبردست فوج بے انتہا ساتھ لیکر بڑے کروفر سے قلعہ جات
فتح کرتا ہوا آتا ہے بار لشکر اسکا اٹھانا بہت دشوار ہے ہمشیرہ تم آگاہ ہو کہ میرے پاس فوج قلیل ہے
بہنوئی صاحب تمھارے شاہزادہ گلریز آمادہ جنگ ہوکر بہ جمعیت ساٹھ ہزار فوج کے بیرون قلعہ
نکل آئے ہین بمشکل ایک ہفتے کی مہلت ملی ہے اگر اس درمیان مین آپنے ہماری مدد کی تو خیر ورنہ
دیدار ہمارا اور تمھارا قیامت پر گیا ملکہ سرخ مو نے وہ نامہ تو مہرخ کو دیا اور کہا حضور کنیز نہین رک سکتی
شہر سرخ مویان لٹ جائیگا بہن بہنوئی قتل ہونگے نیرنگ شوہر آفات چاردست صاحب ساحری
مشہور ہے جہاندیدہ و کارآزمودہ ہر ایک اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا لہذا کنیز تو جاتی ہے حضور اسکا
انتظام ضرور کرین یہ کہکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا مع ملکہ ہلال سحر افگن دس بارہ ہزار ساحرون
کو لیکر سمت شہر سرخ مویان روانہ ہوئی ملکہ مہرخ اسی مقام پر اتر پڑین اب کیونکر طرف اسد کے کوچ
کرین یہی دل مین خیال ہے کہ اتنا بڑا ساحر زبردست آتا ہے دیکھیے کسطرح سے مقابلہ پڑے خدا الامان
قلعہ کی عزت و آبرو بچاے جسوقت مجکو خبر خرابی قلعہ سرخ مویان پہونچے جان سے سردار مدد کے واسطے
مدد کو جائین شاید فتح حاصل ہو تسکین دل ہو۔

وہ کلمۂ داستان شوکت بیان مصیبت عنوان آمد نیرنگ جادو شوہر آفات چہار دست بدست قلعہ سرخ مویان پر مقابلہ ہائے جلیل و آمد شاہزادہ ارکان وحشی مالک حجرۂ بلائے طلسم نور افشان و آمد ملکہ مشتری ستارۂ طلعت ثانی کوکب کی عجیب داستان مصیبت خیز و آفت انگیز ہو دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ ساقی نامہ

ساقیا وقت سرکشی آیا
رند میخانے سے زبردست رہون
رند ہون اوستاد رستم و سام
خم کو یون اونڈ پیلتے دیکھون
تکین دانہ گزک ہون جتنے
نشۂ مے کرے ہر ایک سے زور
پہلوانی پہ ہے قلم کو گھمنڈ
حرف قرطاس پر جھگڑتے ہین
بلبلین گل کی نال اٹھاتی ہین
نخل جھک جھک کے پیلتے ہین ڈنڈ
قوت تن صبا دکھاتی ہے
بلبلا بیٹھکین لگاتا ہے
پائے گل باد نے اکھاڑ دیا
داؤن کشتی کے ہو رہی ہین ایچ
تنکے چلتے ہین جب لنگوٹ کسنے
زور دنگے پہ آزماتے ہین
ایک گرکر زمین پکڑتا ہے
بانجھا کشتی کے فن دکھاتے ہین

جنگ نیرنگ کا سماں دکھلا
جنگ مین ہو کبھی تو فتح و ظفر
سب کرین بانک کا پٹے کا سلام
شیشے مگدر کی جوڑیان ہو جائین
نال دستار شیخ جیسے بنے
جام صہبا کو خاک پر پٹکے
وقت تحریر پیلتا ہے ڈنڈ
نقل گل نے نشان گاڑے ہین
سبز مین شاخ کی ہلاتی ہین
لاکھ دیتی ہین قمریان ہکا
مگدر اشجار کے ہلاتی ہے
بلبلین ڈھر ڈھر کے اپنی تھالو سے
سبزۂ باغ کو پچھاڑ دیا
پہلوان اپنے اپنے دنگل کے
داؤن کشتی کے ہین دلون مین بسے
ڈنڈ کو جھک رہی ہین گھٹنک کے خم
دوسرے کا قدم اکھڑتا ہی
ایک عالم ہے سیر دیکھتا

ایسا ساغر پلا کہ مست رہون
نشے مین کاٹ لون عدو کا سر
تکیہ صہبا اونڈ لیتے دیکھون
نقل اکھاڑے کی ریوڑیان ہو جائین
گھٹے تاب و توان رند کا شور
خم مے کو اٹھا کے دھر پٹکے
نئے مضمون کشتی کے لاتے ہین
چمنون مین گھڑے اکھاڑے ہین
سرو کو اپنے زور پہ ہے گھمنڈ
نہین اٹھتا ہے سرو کا اکا
لنگر مین آپ جو اڑاتا ہے
کشتیان لڑتی ہین نہالون سے
عشق پیچان دکھا رہا ہے پیچ
شیر ہین آدمی کے جنگل کے
جا کے دنگل مین نال اٹھاتے ہین
شور کرتی ہے جنبش بزم
ٹھمی استاد وقت پاتے ہین
ہر جگہ ہو رہا ہے بانک پٹا

سب سامان آپکے واسطے آراستہ کیا ہے کئی ہزار کنیزین بھی برائے خدمتگزاری حضور ساتھ لایا ہون آپکو
کوئی تکلیف نہوگی ہین تو غلام تابعدار آپکا جان نثار تمھارے ہی شوق مین اپنا عیش و آرام چھوڑا
آفات چہار دست ایسی محبوبہ سے منہ موڑا آپ بخوبی آگاہ ہین ملکہ آفات دم بھر جدائی میری
گوارا نہین کرتین حیرت جادو حیران ہوئی کہ مین کس بلا مین پھنسی اس بھیا سے کیونکر آبرو بچیگی چونکہ عقلمند تھی
اچھا اچھا کہکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی نیرنگ بھی ساتھ آیا پہلوے تخت حیرت مین اپنا دنگل جمایا
کبھی ران پر ہاتھ رکھ دیتا ہے کبھی جام شراب لیکر بہ عجز و منت حیرت کو پلاتا ہے حیرت بدمزاج ہو رہی
ہے صرصر شمشیر زن بھی آئی ہوئی ہے حیرت نے صرصر سے اشارہ کیا اے صرصر تو اس بدبخت کی کیفیت
کو دیکھتی ہے یہ اپنے آپ سے باہر ہے کیا کرون کسی طرح اسکو ٹال یہ بھیا اپنی بارگاہ مین جائے صرصر نے
آتے ہی نیرنگ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ مین کچھ عرض کرونگی نیرنگ سمجھا حیرت راضی ہوئی صرصر کو
پیام وصل دیگی صرصر نے کنارے لاکر کہا اے شہنشاہ ملکہ کو بھی آپ سے محبت ہے افراسیاب جادو
آنے کو ہے ابھی تامل فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے بعد فتح جنگ مہرخ مطلب دلی آپکا حاصل ہوگا ملکہ
تو اکثر آپکی تعریفین کیا کرتی ہین نیرنگ پھول گیا خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا صبح کو لشکر تیار
ہوئے نیرنگ خوشی خوشی ساتھ حیرت جادو کے چلا صرصر نے خبر دی کہ اگلی منزل پر قلعہ سنج سویان ملیگا
ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز طرف سے ملکہ مہرخ کے حاکم ہین وہ لوگ بے لڑے بھڑے قلعہ خالی نکرینگے
نیرنگ نے اسیوقت ایک نامہ لکھکر ساحر کو دیا حکم ہوا جا کر نرگس کو دینا کہ ملکہ نیرنگ جادو کی خدمت
مین بادولت کی آکر حاضر ہو ورنہ سر سواری قلعہ لونگا قتل عام کرونگا ساحر نامہ لاکر ملکہ نرگس کو دیا
نرگس نے جواب صاف لکھا جو تجھ سے ہوسکے اسمین قصور نکرنا یہی لکھکر نامہ دار پلٹا ملکہ نرگس نے
افسران فوج کو بلاکر حکم دیا جلد لشکر تیار ہو آمادہ حرب و پیکار ہو شاہزادہ گلریز لشکر ساٹھ ہزار
فوج سے بیرون قلعہ نکلا لشکر اتر رہا تھا کہ آمد فوج نیرنگ ہوئی نیرنگ نے دیکھا لشکر اتر رہا ہے بازار بھی
درست ہو رہے ہین بارگاہین استادہ ہوئین یہ سامان دیکھکر جل گیا ملکہ حیرت سے کہا ساحری جمشید
کی قدرت ہے ایسے ذلیل و حقیر بادولت کے مقابلے مین آئے ہین کھڑے کھڑے ان سبکو شکست
دونگا ابھی قلعہ مین چلکر دعوت نوش فرمائیے یہ کہکر اکڑتا اینٹھتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی طبل جنگی
بجوادیا نرگس کو خبر ملی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا ایک مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین ہے کہ جب توسن جادو

سلیح اسلام ہوا لاچین نے انتظام کامل کیا تب خواجہ عمرو نے لاچین سے کہا میرا جدا رہنا لشکر مہرخ
سے مناسب نہین ہے اب یہ خبر تب افراسیاب کو پہنچین گی لشکر مہرخ پر دباؤ ڈالیگا بس خواجہ ضرغام
کو بخوبی سمجھا کر اسسے رخصت ہوے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوگئے بعد جانے خواجہ کے لاچین نے
بھی تیاری لشکر کا حکم دیا لیکن بادشاہ عقیل و فہیم جانتا ہے کہ ہمارا ابھی پہونچنا تا بہ لشکر مہرخ دشوار ہے
دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا اسوجہ سے ناچار ہے خواجہ تو راہ مین لوٹتے مارتے چلے آتے
ہین یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے نیرنگ خود میدان مین نکلا شاہزادہ گلریز
نے جاکر مقابلہ کیا خوب خوب آپس مین سحر ہوے نیرنگ بلاے روزگار ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ
آخر کے سحر بن گلریز اتنا کا زخمی ہوا نیرنگ نے چاہا سر کاٹ لون نرگس کی آنکھون مین خون اتر آیا جوش
محبت مین شوہر کے جا پڑی کئی گولے نیرنگ کو مارے شوہر کو بچایا آخر یہ بھی زخمی ہوئی نیرنگ کا سحر
نہین رکتا اہلیان فوج نے جو نرگس کو زخمی دیکھا بلوہ کر کے جا پڑے دونون لشکر مل گئے فوج
نیرنگ بحساب حیرت بھی جا پڑی نرگس و گلریز زخمدار ہین ہٹتے چلے آتے ہین نیرنگ چاہتا ہے
قلعے لون دونون زن و شوہر جانبازی کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کے قدم ہٹتے ہین زن و شوہر
سینہ سپر کر کے بڑھتے ہین نیرنگ چاہتا ہے قلعہ مین جا پڑون خندق لاشہ ہاے ملازمان نرگس سے
بھر دون مگر جانباز قدم نہین ہٹاتے قریب تھا کہ گلریز و نرگس گرفتار ہو جائین کہ آسمان پر گرد ایسا
ظاہر ہوا دفعتہً ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن آکر پہونچین یہ ہنگامہ دیکھکر سحر کرتی ہوئی
شریک لشکر نرگس ہوئین سرخ مو و حیرت کا مقابلہ پڑا کئی سحر حیرت نے کیے سرخ مو نے جواب دیا حیرت
نے غصے مین زمین پر دو پتھر مارا برق چمکی سرخ مو زخمی ہوا ہلال جھک کر حیرت پر گری نیرنگ نے تیغ
مار دیا ہلال سحر افگن کا شانہ جھوٹا پڑا چار دن افسر زخمی نیرنگ نے فوج کو اشارہ کیا بڑھ بڑھ کر
حیرت پر سینہ سپر کرتا ہے عرض کرتا ہے ملکہ عالم آپ تکلیف نہ فرمائیے مین ابھی ان سبھون کا خاتمہ کرتا ہون حیرت
کہتی دادا جان اب آمد فوج مہرخ شروع ہوگئی ایک کے بعد ایک آئیگا ابھی قلعہ پہ جان اڑا دینگے قدم
جما دینگے سر بھی کٹے گا قدم نہ ہٹائینگے نیرنگ کہتا ہے مین جلد خاتمہ کردونگا یہ کہکر جھپٹا قلب فوج پر گرا اول
سردارون کے ہلا دیئے پرے کے پرے خاک مین ملا دیئے پہر دن پچھلا باقی ہے سحر ہو رہے ہین میدان مین
دریاے خون جاری آسمان سے آگ برس رہی ہے نقیب آوازین لگا رہے ہین ڈرنے والون کے دل ڈر رہے ہے۔

ہیں نیرنگ جب سحر کرتا ہے رنگ آسمان سے برستی ہے ہزار دو ہزار پتلے سو دو سو کے سر سحر سے اڑ گئے کبھی گرد
ابر بنا کر گرتا ہے تلواریں برساتا ہے ساحر سمہ پاتے تیر رنگ جادو نام ہے نیرنگ سازی سحر سے کام ہے
قریب تھا سحر جمشید وغیرہ شکست کھا کر قلعہ چھوڑ دیں کہ آسمان سے برق چمکی باغبان قدرت معہ صد شوکت رنگین
مع ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن کے آ کر سبزہ نرگس و گل پر بیٹھا اور سحر جمشید کو زخمی پایا لشکر پامال
فوج کا عجیب حال نیرنگ و حیرت کی فوج بیتاب سب جابجا گھر گئے ہیں لیکن قدم نہیں ہٹاتے
باغبان قدرت نے نعرہ کیا او نیرنگ کہاں جاتا ہے حیرت نے جھڑک کر کہا او اجان آپ نے دیکھا
آمد ساحران شروع ہوئی لشکر مہرخ کل آ پہنچا ایک ایک سردار اپنے کوشش نقش قدم ثابت ہوگا اول میں جب
باغی جمع ہوئے پہلے یہی فاد قبضے میں آیا تھا یہی مقام لشکر رنگین حصار ہے بار بار یہیں سب اہل اسلام
اسی مقام پر لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن قلعہ نہیں چھوڑا مہرخ سے کبھی لڑا نہیں چھوٹا نیرنگ نے کہا
اسکے بھاگو دلکا پر سب جیرسا تے طفلان ہیں باغبان جو ساٹھ ہزار فوج سے آ کر گرا تھا لگا ڈال دیا
گنبد جلنے لگے جیسے بدلے ساحران نیرنگ کا شدت تشنگی سے تڑپتے باغبان نے جو آگ گرم کیا آگ کی آتش بازی
زمین کی ابتدا رنگ سحر جاتا اترتا پھر قریب نیرنگ سر پہ نیرنگ سے تلوار چلی نیرنگ بلائے روزگار
شوہر آفاقت تا نہیں جا سکی بار اسکے باغبان نے رد کے ایک مقام پر ہاتھ مارا مٹھی سے ایک جانور کو
بھی چھوڑا جانور نے چیخ ماری جلکر خاک ہوا وہی خاک سر پر نیرنگ کے گری نیرنگ کی ذرا ایک
جھپکی باغبان نے اس حالت میں تیغہ سحر مارا نیرنگ کا خون رنگا جلو میں لیکر پھینکنا شروع کیا
شب پر قطرہ پڑا جل گیا دن بہت کم باقی ہے کہ آسمان سے بو خوش آئی حیرت نے گھبرا کر کہا او غضب
ہوا بہار آتی ہیں دیکھا سبز بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گلشن میں پھولوں کے لدی
ہوئی قتل ہوئے گل پھولوں میں بستی آئی باغبان کو جو زخمی دیکھا گلدستہ مارا حیرت سینہ سپر کر کے
جا پڑی جیسے ہی حیرت نے سحر کیا بہار مسکرائی سحر کیا ہنسی تھی ذرا برق چمکی حیرت کا سر زخمی ہوا نیرنگ
نے جو دیکھا کہ حیرت زخمی ہو کر گئی بہار نے باغبان کو سنبھالا باغبان بھی بہار کو دیکھ کر لڑنے لگا
سحر بہار دیکھا سب کا دل باغ باغ ہو گیا گلدستے بہار نے ایسے مارے خوشبو سے پھولوں کی ہزاروں
دیو ڈھیر ہوئے سر دیدے مارتے تھے ہائے بہار ہائے بہار کہتے للکارتے تھے ہر طرف یہ شور تھا نظم

نشان گل ہے نہ صورت ہزار باقی ہے	غرورات دور تمام بہار باقی ہے	فراق یار میں صحرا میں ہوں غریب رنگ

بدن میں تاب کو اب جان زار باقی ہے
گھٹا میں جھوم کے اٹھتی ہے سیاہی لا ساقی
ابھی تو حسن جوانی یار باقی ہے
ہزار دن کھلے ہیں گل رسوئے عالم میں
ابھی تو باغ میں فصل بہار باقی ہے
ابھی نہ سلسلۂ جام ترک کر ساقی
ہماری سمت سے دلمیں غبار باقی ہے
اٹھا کے آئینہ تو دیکھ کچھ خبر بھی ہے
بہار باغ دل داغدار باقی ہے
رہیگی یوں ہی زمانے میں ہوا ے خدا

جوانی ہو چکی آیا زمانہ پیری کا
ابھی تو موسم ابر بہار باقی ہے
ملایا خاک میں شاہ و گدا سبھی کو سپہر
بہار قدرت پروردگار باقی ہے
ہوئے نگہ صاحب نکہت تھے جتنے سب
بہار دہر بشے خوشگوار باقی ہے
اتر گیا جو امید کا نشہ دولت
کھلا وہ حسن بہائی نگار باقی ہے
تھا چمن جو کسیکو بھی باغ عالم میں
ہے حسرت عشق تو یہ گرد وار باقی ہے

خزان کے بھی کوئی دن میں اب بہار باقی ہے
گروں میں ترک ملاقات اس سے او واعظ
نہ اب ہیں وہ نہ نشان مزار باقی ہے
بلا دے جام مے لالہ رنگ اے ساقی
کسیکا بھی نہیں عزو وقار باقی ہے
ہوئی ہے خاک صفائی اس آئینہ رو کے
مگر کسیقدر اب بھی غبار باقی ہے
خزان کا دور ہے گلشن میں ای ہزار کہو
ہمیشہ ذات تری کردگار باقی ہے
ہزار دن نہ لینے لگے سکا سے

نیرنگ یہ سحر نیرنگ دیکھکر گھبرایا جاتا تھا بہار یہ جا پڑھ رہی تھی حیرت نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا اہل اسلام کو غنیمت ہوا شکست فاش بھاگنے کی نوبت ہو چکی تھی بہار نے آکر لشکر کو سنبھال لیا نیرنگ کو سبب ناگوار ہوا حیرت سے کہا اے ملکہ عالم تمنے یہ کیا کیا میں بدون فتح ہرگز نہ واپس ہوتا دس دن تک رستیلہ سے لڑتا حیرت نے کہا دارا جان یہی غنیمت ہے کہ شکست فاش نہیں ہوئی کل تک لشکر مہرخ بھی آ جائیگا سب آپ نگوڑا تماشیا دیکھ آپ نے نیرنگ نے کہا وہ کون ہے حیرت نے کہا اسکا نام لینا مناسب نہیں ہے نام لیتے ہی جیو تڑپتا ہے ہر چند نیرنگ نے پوچھا حیرت نے خواجہ کا نام نہ بتایا یہی کہا کہ ہوشیار رہیے نیرنگ جادو لشکر کو ساتھ لیکر پلٹا لیکن حیرت پر تو ناخیر آئی یہاں باغبان و بہار لشکر کو لیکر واپس ہوئے باغبان نے زخمیوں کو اٹھوایا کشتوں کو دفن کرایا یہاں نیرنگ قہر و غضب میں حیرت سے باتیں کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ان سب کو قتل کر دونگا صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکارہ نے آکر باغبان و بہار کو خبر دی کہ نیرنگ نے طبل جنگی بجوایا نہایت بھیا کو غصہ ہے حیرت پر خفا ہوتا ہے کہ کیوں طبل بازگشت بجوا دیا ملکہ بہار نے فرمایا اس بھیا کو بڑا غرور ہے اسوقت نو آتش طبل کو حکم دیا و دونا مے اپنے ہاتھ سے لکھے ایک طرف طلسم نور افشان کے پاس کوکب کے روانہ کیا ایک خدمت میں ملکہ مہرخ کی جن کنیزوں کو ...

گیا تاکید کردی کہ زبانی بھی ظاہر کرنا کہ نیرنگ جادو سے مقابلہ ہے جو آنکھوں نے دیکھا ہے سب بیان کرنا
کنیزان بہارہ دونوں نامے لیکر چلیں دو کلمہ داستان کوکب روشن ضمیر و برّان باقوتیر تحریر ہوتے
ہیں ملکہ برّان شمشیر زن مبتلائے دام محن ہر وقت یاد میں ایرج نوجوان کی آٹھ پہر بیقراری رہتی تھی
جسوقت سے توسن حصار سے پلٹ کر آئیں یہی فکر ہے کہ لشکر اسلام کی کیونکہ خبر منگائیں اسی پیچ و تاب
میں قصد ہوا کہ قصر جمشیدی میں جلوہ تخت زرین پر سوار ہو کر قصر جمشیدی میں آئیں دیکھا شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر پریشان بیٹھے ہیں خورشید روشن رخ سے فرما رہے ہیں دیکھیں اب فلک کج رفتار
گردون غدار کیا دکھاتا ہے بڑا ساحر جلیل مقابلہ اہل اسلام میں آتا ہے برہمن روئین تن پر ایسی افتاد
پڑی ہی حالات آئندہ و گذشتہ کس سے دریافت کریں جب کبھی برائے عبادت جاتا ہوں اسی آفت
میں مبتلا پاتا ہوں سحر تاریک نسکل کشی سے کلیجہ جل گیا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہے کلام کس سے کریں
بطور خود جو خیال کیا حاضر ثابت ہوا کہ نیرنگ جادو کی سرداران مہرخ کے ہاتھ سے قضا نہیں
ہے آج بھی طائران سحر نے خبر دی کہ ہزارہا بندگان خدا کو اسنے قتل کیا برّان نے آکر سلام کیا کوکب
نے تمام معرکہ نیرنگ کی زالی کا برّان سے بیان کیا برّان نے کہا قبلہ و کعبہ برائے مدد بہارہ وغیرہ جانا ضرور ہے
کوکب نے کہا بیٹا میں اس فکر میں بیٹھا ہوں کتب ستارہ شناسی کو دیکھا ثابت ہوا اسکی موت
تمہارے ہاتھ سے نہیں ہے الا لیکن لشکر مہرخ پر بھی غالب آئیگا یہ تو میرے دل کو گوارا نہیں ہے کہ مدد
کو نہ جاؤں لشکر مہرخ کی خبر نہ لوں لیکن انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
ملکہ مشتری ستارہ طلعت آ کر رونق بخش ہوئیں کوکب وغیرہ سب برائے تعظیم اٹھے مشتری نے کوکب کی بلائیں
لیکن فرمایا کیوں نور نظر خیر تو ہے کوکب نے تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو اور مجبوری اپنی سامنے ملکہ
مشتری کی ظاہر کی ملکہ مشتری نے سنکر فرمایا ای فرزند نہ گھبراؤ میں جا کر شاہزادہ ارکان وحشی کو مدد
کیلیے دیتی ہوں وہ جاتے ہی زمین ہلادیگا نیرنگ کو دیوانہ بنا کر مارے گا اگر افراسیاب کا بھی سامنا پڑیگا
ہر چند کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے ساحر یکتا ہے مگر پیراہن آتش جائیگا اگر ارکان وحشی نے قصد کیا
کسیکی کیا حقیقت ہے افراسیاب اپنا گلا کاٹ لے یہ فرما کر ملکہ مشتری اسیوقت طرف قصر جم کے
روانہ ہوئیں جب قریب پہنچیں ملکہ جیحون کو خبر ہوئی کہ ملکہ مشتری تشریف لاتی ہیں برائے
استقبال آئیں ملکہ مشتری کو لا کر تخت پر بٹھایا پوچھا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ مشتری نے

تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو بیان کی جیحون نے کہا آپ کا پرورش کردہ آپ کے گھر کا بردہ صاحب
شوکت ولیاقت شاہزادہ ارکان وحشی اسکی قوم بھر کو کافی ہے جب مین لڑائی سے پلٹ کر آئی ہرچند کہ
جوان دیوانہ مزاج ہے مردون کے سرکاٹ ہی مجھسے پوچھتا تھا کہ محبوب کاکل کشا نے اپنی جان دی
اس لڑائی مین آپنے ہمکو ہمراہ نہ لیا آرزو رکھتا ہے کہ افراسیاب سے سامنا کرون یہ کہکر جیحون اٹھین
در باغ پر آواز دی اے شاہزادۂ شیر صولت اے رستم شوکت ادر مہربان تمھاری تشریف لائی ہین تمھین یاد
فرماتی ہین سبنے دیکھا ایک جوان خود زرین سر پہ زرہ یاقوتی زیب جسم الور ماہ رخسار ابر نقاب مین
پنہان شوکت وشان و دبدبۂ وجاہ اندر سے نقاب کے عیان صاف ظاہر ہے کہ مہر عالمتاب حجاب ابر مین
مخفی ہے تیغ ہلالی ہاتھ مین بارہ ہزار جوان ہم سن باغ سے برآمد ہوئے جیحون نے آمد مشتری کی خبر دی
اشتیاق مین دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیئے ملکہ مشتری نے اس
ارکان وحشی کو بچپن سے پرورش کیا ہے کوکب سے زیادہ محبت کرتی ہین فرزند کہکر چھاتی سے لگا لیا پیشانی
پر بوسہ دیا فرمایا لے فرزند براے جنگ نیرنگ چلوگے ارکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا اگر مادر مہربان کا حکم ہو
بہرام فلک پر جا پڑون اگر رستم ہو تو اسکو بھی چیرکر پھینک دون نیرنگ بیچارا کون ہو مجھے تو ہوس مقابلہ
افراسیاب ہے مدت سے سنتا ہون شیر بچا کوکب کو بہت ستایا بھائی صاحب نے اپنے غلام کو
کیون نہ بلایا اب آپ نے ارشاد فرمایا مین بدل وجان حاضر ہون یہ کہکر سلاح خانے مین گھس گیا ہتھیار
لگا کے اکڑتا ہوا سامنے آیا لیکن حرکتین دیوانہ وار مزاج وحشی مثال خود کچھ کرتا ہے بہتیرے بدل رہی
آوازی اے مرکب ہمارا جلد لاؤ ارکان وحشی جو آراستہ ہوا بارہ ہزار جوان اسکے ہم سن سلاح جنگ سے
آراستہ ہوکر صفین جمانے لگے مرکب ہاے باد رفتار سائیس لیکر آئے ارکان وحشی نے خانۂ زین کو تکلی
خانۂ آفتاب کے روشن کیا بارہ ہزار جوان فوراً سوار ہوے ملکہ مشتری کو جھککر سلام کیا کہا مادر
مہربان غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ مشتری نے اٹھکر بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اسوقت
ایک نامہ کوکب کو نامہ لکھا کہ بطور چہار دست کو براے رہبری ارکان وحشی فلان منزل پر مقرر کرو
وہان اس سے ملاقات کرے ہمراہ اسکو نیز مہرخ کی مدد کو پہونچے مین بھی وقت پر آؤنگی میرے دلکو قرار نہ
پڑیگا یہ جاتے ہی لڑیگا اگر افراسیاب بھی سامنے آجائیگا یہی کیفیت اسکی بھی ہوگی اپنے قتل پر
خود آمادہ ہوگا ادھر سے تو ارکان وحشی نے کوچ کیا نامہ کوکب کو پہونچا کوکب نے فوج تیار کرکے

بلور کو مردار کیا دا انڈے پر طلسم نور افشان کے بلور پر نذر کر انہ کاف وحشی کو بمنزل بمنزل طے کر آیا ہوں
تماشے کوہ و دشت و بیابان کے دیکھتا ہوا جاتا ہے ذکر کا وقت مرا آئیگا یہاں نیرنگ جادو نے
دوبارہ طبل جنگی بجوایا ملکہ بہار و باغبان نے بھی حکم دیا تیاریاں ہونے لگیں وقت سحر دونوں لشکر بڑے
شور و شور سے آکر میدان کارزار میں جمے نیرنگ آگے بڑھا ہوا دیا سحر میں غوطہ مارے ہوئے آکر پہنچا
بطور قاعدہ قدیم صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئی نیرنگ حیرت سے کہ رہا ہے ملکہ عالم خبردار آج
طبل بازگشت نہ ہوا تا اگر دس دن بھی گذر جائینگے میں ہر دن تیغ واپس نہ ہونگا اگر رو ڈک ڈوک میں لشکر
حضور کے مہینوں گذریں تاب لشکر لاچین جانے میں سالہا سال چاہیں اس غفلت میں لشکر لاچین نہ
پکڑیگا یہ بھی خبر مشہور ہے کہ لاچین سے رہا ہوتے ہی اکثر شاہان جلیل ہر دن طلب جا کر لشکر طلسم کشا سے ملے
ہدے تقسیم ہوئے بس وہاں تک جانا با دولت کو بہت پر خطر ہے عرض کرنا عقل کا قصور ہے کہ نقیبوں نے
نقابت کی کر کیتیوں نے کڑکا کہا لشکر دن پر سناٹا آیا عمدہ طبل و بوق موقوف ہوئی نیرنگ جادو
کہ آج دریا سحر میں غوطہ مار کے آیا ہے اژدہا آتشیں غشتان پر سوار اژدہے کو دکر سامنے حیرت جادو
کے آیا کہا ملکہ عالم اجازت میدان دو حیرت نے سر جھکا کر کہا وا وا جان آپ کو خدا وند لقا کے سپرد
کیا نیرنگ پشت اژدر پر بیدرنگ سوار ہوا میدان کارزار میں آیا آتے ہی آواز دی اے بہار
و باغبان اپنے شباب پر رحم کرو رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت حیرت ہو ورنہ بہت پچھتاؤگی
میرے ہاتھ سے سب مارے جاؤگے کسیکا حوصلہ نہیں ہے کہ مقابلہ نیرنگ میں جائے ملکہ نرگس و گلریز
و سنج مو دبلال و باغبان گل کی لڑائی میں فوتہا کہ زخمی ہوئے اکثر ان اعلے مارے گئے صرف ملکہ بہار
سینہ سپر کیے کھڑی ہے قصد ہوا کہ جائے دن نرگس تخت سے کود پڑی کہا یا ملکہ بہار تمہاری دعا سے باغ
اسلام میں رونق ہے نام سے تمہارے بچیا چلتا ہے آج کنیز کو رخصت دیجیے انشاء اللہ آپ کے اقبال سے
وہ بھی دیکھیے کہ نرگس کیسی لڑی کس کس پر نگاہ قہر پڑی بہار نے کہا اے نرگس تمنے برا کارنمایان
کیا اتنے بڑے ساحر کو مع حیرت پھر پھر کامل رد کیا تمہارا کئی زخمی ہو لیکن اگر خدا نے فضل کیا اور گلدستہ
سحر چل گیا تو دیوانہ کر کے اس بچیا کو بھی تنکے نہ چنوا دیے ہوں تو بہار جادو نہ کہنا اور یہ تو ظاہر ہے
کہ ساحر زبردست شوہر آفات بہار دست باوجود نخوت سے مست بچیا سامری پرست پر دوگا
حافظ ہو اے نرگس ہم تم کو نہ جانے دینگے میدان کارزار کے جانے میں جو عجب ہوا نیرنگ نے پکار کر آواز دی

آج کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا ما بدولت خود تکلیف کرین غلوبہ کو حکم دین ملکہ بہار نے نرگس سے دامن چھڑایا فرمایا ہمشیرہ اسکا غرور بڑھتا ہے نرگس و سرخمو وغیرہ بے اختیار رونے لگین گلریز نے کہا مقام افسوس ہے نامہ لکھا بھیجا تھا اسکا کچھ ظہور ہوا شہنشاہ کو کب بھی نامہ پڑھکر خاموش ہوئے استاد دوالاثر زادہا ہمارے شہنشاہ اوج عیاری لشکر مہرخ مین نہین ہین اگر وہ ہوتے اس سرکش کو عیاری کرکے قتل کرتے پروردگار سر پرست ہے یہ جو سرداروں نے بیقرار ہوکر کہا ہر ایک دعا کرنے لگا پروردگار ہماری مدد کر اس بیحیا کے مقابلے کے لائق ہم نہین ہین لے کارساز عالم اے حکیم و علیم اے کریم و رحیم ہر مقام پر تو نے مدد کی یارو یاد کرو سوچو تو اول نشستہ رنگین حصار پر کیا کیا ہوئے بڑے کس آن بان سے سرداران نامی لڑے چندکس ادھرادھر ساحران بحر و بر دنا اول خواجہ عمرو پاس ملکہ مہرخ کے پہونچے مگر ملکہ کہتی تھین یہ عیار بیچارے کیا لڑینگے چشم زدون مین گرفتار ہو جائینگے دمبدم یہی ذکر تھا کیسے کیسے ساحر وہان سے افراسیاب کے آئے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو نے جاجا کر عیاریان کین صبح کا نکو بھاگو راستہ نہ ملتا تھا کبھی عیاری ہوئی کبھی سرداروں نے جانبازی کی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی مارے گئے عشاق سبزہ رنگ نے لڑانڈ دکھایا ملکہ ترلان کو قتل کیا اپنے استاد کے قربان اتنے بڑے ساحر تک پہونچے حیرت کی صورت بنے گھس کر ظالم کو مارا آج بھی پروردگار مدد کریگا ہر چند کہ یہ مردود دریائے سحر مین غوطہ مار کے آیا ہے مگر جواثر دسحر سے بنایا ہے دُددُ ہو سو کو یہ نگل جائیگا اسکا دفعیہ کون کرسکیگا مشہور ہے کہ اثر دو سحر نیرنگ قیامت کا پتلہ ہے میدان کارزار مین خود نیرنگ گلے گا سب بچے جو بیتاب ہوکر دعا کی کلگے ہائے ابر گلنار و فیروزی و سیاہی آسمان پر نمایان ہوئے سب دیکھنے لگے وہ ابرہائے متعدد شق ہوئے سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد تہور و حشم سر پر چھاتا بنائے پہلو مین ملکہ مہ جبین سمیر جابسو سرداران نامی تخت کو گھیرے ہوئے کئی سو عالم ہائے رنگکاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت و نقارے بجتے ہوئے ملکہ مہرخ کا لشکر پہونچا ہرکارون نے عرض کی ہے اے ملکہ عالم آج میدان داری ہے کل نیرنگ کے ہاتھ سے ہزارہا بندگان خدا شیار گلشن جہان ہوئے اسوقت میدان مین آیا ہے کوئی لائق مقابلہ اسکے بسبب زخمداری کے نہین ہے بہار نے قصد کیا ہے سب سردار اپنی غیرت پر رو رہے ہین یہ سنکر ملکہ مہرخ نے طرف دست راست کے دیکھا ملکہ لعل سخنداں طاؤس زرین بال پر سوار موجود تھین فوراً پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کی دیجئے

ملکہ مہ جبین نے سر جھکایا لعل سخندان سلام کرکے طاؤس کو اڑا کر میدان کارزار میں آیا اور للکارا
کہ بد انجام تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی نمک خواران طلسم کشا پر باؤ وڈا آیا ہے دیکھوں تو کیسا ساحر ہے
شیر رنگ نے سر اٹھا کر جو جمال جہاں لعل سخندان کو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سیم عارض ہاتھ پاؤن میں
غنچہ گلزار خوبی جبین انور آفتاب عالمتاب چرخ محبوبی خال عارض نجم درخشان سپہر دلربائی بانو نمین مہ سیمائی
سرو قد خورشید خد بعید شد و ودو میدان کارزار میں مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے شیر رنگ نے بے اختیار
آہ کی کہا اے ملکہ عالم آپ پر سحر کرنا بڑی بے ادبی ہے آپکے والد نامدار صاحب سامری و جمشید
مشہور تھے آپکو خداوندان نے پسند کیا آپکو نہیں مناسب ہے کہ باغیون کا ساتھ دیجیے آپکے یہان
کتابون میں نابدولت کا نام بھی مرقوم ہے تمام طلسم ہوشربا میں سے آپکے زور سحر کی دھوم ہے اگر اشارہ
کردن تمام عالم کو کھا جائے نعرہ کردن حریف کو غش آئے آپ اس طرف چلی آئیے اپنے لشکر کا بادشاہ
کردن عمر بھر خدمتگزاری میں مصروف رہون جی چاہتا ہے تصدق و نثار ہون میں تو پروانہ شمع جمال ہون
یہان فرد فرد کے اجزائے حیات منتشر ہونگے عیارت راحت کا نام نہوگا اب بجز انجام نہوگا ان لوگون کی
زندگی پر حرف آیا یہ بھی ایک نکتہ ہے سب کے سر قطع ہونگے رباعی اربع عناصر کی تقطیع ہوگی ارکان
سحر و ساحری متزلزل و متحرک ہونگے آج تک نابدولت نے قصد نکیا ہمارے جاننے والے ہم کو پہچانتے
ہیں ہمیشہ خدمت سامری و جمشید میں مشرف رہے کوئی تقریب برادری ایسی نہوتی تھی کہ بے
ہمارے حاضر ہوئے خداوند کوئی تقریب کریں ہمیشہ صلاح کار رہے باغی بیکار رہے اب قصد کیا مقام
کوہ زمرد جلدی چھوٹا ابتک عیش و راحت کے پابند رہے اپنے کمال میں خود پسند رہے اب خالی واپس
نہونگے ہمارے واسطے بدنامی ہے خانۂ دل میں آپکو جگہ دینگے پردۂ چشم میں چھپا رکھینگے پلکون سے
جاروب کشی کریں آنکھیں بچھائیں آپ ایسی معشوقہ پر کیونکر سحر کریں ہمیں پاس کرنا واجب و لازم
ہے آپکے والد نامدار ملک اخضر گوہر پوش اگر اس مقام پر ہوتے غلام کے کہنے کا حضور کو اعتقاد
ہوتا وہ بھی مصاحبت میں رہے بڑے بڑے عجائب و غرائب دیکھے حضور ہمکو شرمندہ نکریں ایسا نہو
کچھ بے ادبی ہو جائے ہر چند کہ معشوقون کو ہمیشہ عاشق سے نفرت ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے غزل

کبھی کا دل کبھی یہ جان سے تم اگر لینا
ہمارے خون میں تم اپنے ہاتھ بھر لینا

ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا
چھپانہ عالم فانی میں قاتل بندون سے

خیال ہے نہ اگر تمکو وقت آرایش
خدا کے سامنے سفاک تو نکر لینا

تمھارے کوچے سے جاتی ہے لاش عاشق کی
ہزار دن کر دیئیں بستر پر رات بھر لینا
وہ خوب یاد ہے جسکو دیکھے وصل کی شب
کہ دن نشے میں جو ساقی مری خبر لینا
جو دفن کرکے چلے دوست مجھکو میں نے کہا
جو مجھکو دام میں لانا کبھی تو پر کتر لینا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے
جہاں وہ مل گئے دو دو کلام کر لینا
ہوئے جہان میں ہیں بیحد گناہ تیرے

شریک ہو لو جنازے کے پھر سنور لینا
ستم اٹھائے نہ جائے جب کسی عاشق سے
حیا سے آنکھ جو نیچی ہو تو نگاہ اپنی دھر لینا
عدم کے کوچے میں افسوس خالی ہاتھ چلے
کبھی کبھی تو خدا کے لیے خبر لینا
یقین رہے کہ یہ تمھارے نشے میں نے شکوہ کہا
لحد قریب ہے جب تو تم اتر لینا
ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھو سے
حسین جنہوں نے کے دل اسکی تم خبر لینا

ترے فراق میں عاشق کو تیری کام ہے یہ
تو اس گھڑی میں بھولے سے یاد کر لینا
یہ دور بزم ہے ساقی رہے خیال خدا
نہ ہمکو یاد رہا توشۂ سفر لینا
خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد
سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش اعلی کی
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا

غصے سے ملکہ لعل کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا او نامرد ارے یہ میدان کارزار ہے تجھکو ہمارے مرنے سے کیا کام ہے اب ہمنے سامری جمشید پر لعنت کی شکر ہے راہ ضلالت سے نکلے سیر گلستان دین حق میں مصروف ہیں کیا تیری طرح بیوقوف ہیں مجبور ہیں کہ ہمارے وارث جمشید ستی کا حکم نہیں دیا ورنہ زبان درازی کا لطف تمہا سحر کرو ورنہ خلاف قاعدہ صاحبقران اگر پیش قدمی کریں نخل کفر کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیت وہ تمھاری جاگتی جوت کا خداوند طلسم کشا کے بزرگوں کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر مارا مارا پھرتا ہے کیا خوب تمھارا مذہب ہے شرم نہیں آتی جب وقت کشاکش نفس آئیگا سارا حال کھل جائیگا داخل جہنم ہوگا الحمد اللہ در شعلہاے آتش دوزخ ہوگا بہت پچھتائیگا سردار لشکر ابلیس پرستان مشہور رہا سامری پرستوں کی عقل کا قصور رہا غصے میں جو غنچۂ دہن کو وا کیا نیرنگ دنگ ہوگیا فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر حیران تھا مار آتشین کا تازیانہ سر اژدر پر بار کر آواز دی لو ملکہ عالم سنبھلو اس آگ سے بچو سب نے دیکھا اژدہے نے اسقدر آگ منھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتش نگر تیار ہوا ملکہ لعل سخندان اسمیں چھپ گئی شعلہاے آتش نے تا بہ آسمان سر کھینچا لشکر دین میں شور ہوا نیرنگ نے ملکہ لعل سخندان کو قلعہ آتش میں گرفتار کیا نکلنا دشوار ہے نیرنگ بھی بلبلا کے پکار اٹھا ارے اس محبوب جانی نے میرے کہنے کو نہ مانا اپنے کو بلا میں پھنسایا ہے ہڈیاں تک جل جائینگی یہ خاص آتش سحر سامری ہے ایک ایک شعلہ مرکز نار افسونگری ہے سب نے دیکھا اس گنبد آتشین کے اندر سے ایک برق جہان سوز چمکی برق

تڑپ کر بلند ہوئی لگا ابر آسمان پر آیا گڑگڑا کے برسا ملکہ لعل سخندان اس گنبد آتش فشان سے
باران سحر برساتی ہوئی نکلیں سارا گنبد پانی ہو کر بہہ گیا لعل سخندان کا یہ سحر دیکھکر سب گھبرائے
نیرنگ اژدر ریدہ و ہتھوڑا مارا اژدہے نے دم کھینچا ملکہ لعل طاؤس سے گر پڑیں سب نے دیکھا طرف دہن اژدہا کے
کھنچی جاتی ہیں اپنے کو روکتی ہیں نہیں رک سکتیں اسوقت ایک غریو تھا کہ نیرنگ ساحر قدیم ہے
رکن اعظم طلسم ہوشربا ملکہ آفات کا ندیم ہے دیکھو کیا قیامت کا سحر کیا ہے اژدر نگل جائیگا لیکن
ملکہ سخندان قریب دہن اژدر پہنچیں گھٹنے ٹیک کر اپنے کو سنبھالا وہ پنجہ نگارین خورشید گلون
میں اژدر کے ڈال کر کہہ مارا نیرنگ کود کر بھاگا الاماں کہتا ہوا دور جا کر ٹھہرا ملکہ لعل سخندان
نے اژدر کو چیر کر پھینک دیا تمام جسم پر خون کی چھینٹیں پڑیں وہ زد کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا اسوقت
لشکر میں ایک غریو تھا ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدائیں آتی تھیں نیرنگ تیغہ کھینچکر
جا پڑا اس ماہتابان نے بھی کمر سے نیمچہ بلا کا کھینچا نیرنگ نے کئی وار کیے ملکہ نے اسی نیمچہ برق
تاب پر تیغہ کو اس نامرد کے لگا کھایا سب نے دیکھا لڑتے لڑتے ملکہ لعل سخندان مسکرائیں دہن سے
ایک شعلہ نکلا آنکھوں کے سامنے نیرنگ کے چمکا نیرنگ کی پلک جھپکی ملکہ نے خبردار کہکر نیمچہ مارا سر
نیرنگ زخمی ہوا حیرت کے ہوش اڑے پکار کر آواز دی ارے یارو برباد کن خاندان ساحران
عالم کو گھیر کر مارو خود بھی لڑک کر جا پڑی ملکہ لعل پر سحر کیے فوج ہشیار جو پشت پر حیرت کے تھی
وہ ملازمان نیرنگ بیدرنگ آمادہ جنگ ہوئے حربہ ہائے سحر ہاتھ میں لیکر جا پڑے ادھر سے
ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر و ساحر بہیدیل شہزادہ
شکیل وغیرہ لینا لینا کہکر جا پڑے ادھر سے بہار بڑھیں نرگس تخت سے کود کر گلریز نے
پڑھکر سحر کیا دونوں لشکر آپس میں مل گئے وہ سحر ہوا آسمان سے آگ برس رہی ہے دریائے
سحر جوش مار رہا ہے ہزاروں بندگان خدا اڑ دیئے لیکن نیرنگ سر کے زخمی ہونے سے بہت
خرسندہ ہوا سب نے دیکھا ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہو کر کچھ اسم سحر پڑھکر ایک ساحرہ سیاہ چہرہ
ویرولان زمین سے پیدا ہوئی وہ تو یہ کہتی ہوئی نکلی منم ظلمات کنیز آفات لیکن نیرنگ نے اسکو
ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹ کر اسکا زمین پر گرا اس جمیانے خون اسکا ایک جام میں لیا اس خون
سے سر کا علاج کیا پٹی بنا کر چڑھائی زخم فوراً بھر آیا اٹھی خون سے منہ دھویا تمام جسم پر چھینٹے

دیے ساحر خونخوار سنکر چیخا لاشہ کنیز کا تڑپکر جل گیا اُس خاک کو بھی لیکر نیرنگ نے اُڑا دیا اُس غبار سے
یہ تاثیر پیدا ہوئی ہزارہا ملازمان مہرخ نابینا ہوکر گرے اُس عالم مین اُن بیبیانے اُن اندھون کو
قتل کیا برق لامع چمک کر بلند ہوئی اُڑی ترچھی گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑا دیئے رعد چنگھاڑ رہا
تھا مان اسکی برق جب کڑک کر گری سو دو سو کے سر کاٹ کر چمکی لیکن نیرنگ جادو نے جیب حقیقت
سے وہ خون چہرے پر ملا ساحر غدار ناہنجار بدکردار تھا اب خونخوار ہوا کسیکا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جسنے
سحر کیا اُسنے دستک دی وہ سحر اُلٹا پلٹا خاک اُڑ رہی ہے خاک سے ہزارون کے دل پر غبار آیا نازنینان
نرگسی چشم نابینا ہوئین اس حال مین اکثر کو قتل کیا اب اُن بیبیانے بہار کو اُنکا بہار نے کئی گلدستے
مارے رنگ سحر بہار نہ جا باغ سحر بہار پر خزان آتی ہوا اُبڑ گئی گلدستے سے ایک برق چمک کر سر پر
گری مہار زخمدار چہرہ گلنار اسی حال مین مخمور سامنے آگئی خنجر سے مخمور کو زخمی کیا برق پر دستک
دی برق لامع پر بھی بجلی گری برق لامع نے کئی زخم کھائے رعد کی آواز مین فرق آیا برق
کا چمکنا موقوف ہوا گورز اُٹھا کر اُس نے مارا تخت مہ جبین ٹوٹا اب لشکر اسلام پر شکست فاش
واقع ہوئی یا تو سرداران مہرخ نے آتے ہی لشکر نیرنگ کے پاؤن اُٹھا دیئے کئی لاکھ ساحر مارے گئے
لیکن جب سے نیرنگ نے سحر مذکور نئے رنگ سے کیا کوئی تاب نہین لاسکتا فریاد کی صدا بلند ہوئی
دو دراتین اسی ہنگامے مین گذری مین ایکی مرتبہ حیرت نے قصد کیا طبل بازگشت بجوا کے پلٹ جاؤن
نیرنگ نے کہا کہ اے ملکہ عالم یہ مناسب نہین ہے مین عہد کر چکا ہون بغیر فتح جنگ نہ پلٹونگا جان اُڑا دونگا
ان سبکی کیا حقیقت ہے یہ کہکر فوج کو بڑھایا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے آوازین لگائین اے
نمک خواران افراسیاب اے ساحران لاجواب فرد روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش تمام و
ننگ باید کرد ٭ دیگر رستم نہ از مین پہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ تمہارا سرپرست
افراسیاب لاجواب بادشاہ جلیل و فہیم و عقیل سامری پرستونکا کفیل فرقہ خدا پرستان خوار و ذلیل
انکا مالک اس ملک مین نہین ہے کیا جانبازی کر رہے ہین تم بھی قدم جماؤ دشمن کو سامنے سے ہٹاؤ
یہ میدان کارزار ہے قدم ہٹانا مرد کے واسطے ننگ و عار ہے اسطرح کے اشعار و الفاظ عبرت آمیز
وحیرت خیز جو نقیبون نے کہے حیرت کے ساتھ والے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے اتنے بھاگون نے سینے
سپر کر دیئے مہرخ نے ہر چند کد و کاوش کی لڑائی مین جان لڑائی کوشش کی کچھ سود نہ ہوا اُسوقت

کوئی نہیں سنتا بھاگو بھاگو کی صدا ہے لیکن سرداران مہرخ نے ملکہ مہرخ و مہ جبین کو ہوادار پر
سوار فوراً کر لیا اپنے مالک کا ساتھ نہیں چھوڑتے عالم شکست میں جانبازی سے منہ نہیں موڑتے ملکہ
مہرخ نے جو سر اٹھایا دیکھا سب سردار زخمی ہیں لعل سخندان نے کئی زخم کھائے اپنے کو علم سحر سے بہت بہت
بچایا سامنے نیرنگ کے کوئی علم کام نہ آیا لشکر بھاگتا ہٹا تین کوس لشکر پڑاؤ پر پہنچا آگے نیرنگ نے
تعاقب نہ چھوڑا پڑاؤ پر بھی بلوہ کرکے آپڑا خیمے بارگاہیں لٹنے لگیں نیرنگ نے ہزارہا خیمہ جلا دیا لاش
پر لاش گرا دی سحر کرکے زمین ہلا دی اسوقت مہرخ کی بدحواسی حیرانی پریشانی چہار جانب سر اٹھا کر
دیکھتی ہے سب سردار تو مہرخ کی رائے کے پابند ہیں مہرخ انتہائی دردمند ہیں فرمایا افسوس میں نے
تاج افسری ناحق قبول کیا لڑنے والے لڑتے ہیں معرکہائے عظیم پڑتے ہیں مشہور یہی ہوتا ہے
میں بدنصیب کیا کروں حقیقت میں سب کی افسر ہوں وقت پر کون میرا کہنا مانتا ہے ہر کس و ناکس
یہی کہتا ہے کہ بڑا غضب ہوا بدنامی کی بات ہے ملکہ مہرخ نے شکست کھائی لہذا مجھکو جان دینا مناسب
ہے یہ کہکر آگے بڑھیں سرداروں سے کہا یارو بعد ہمارے تمکو اختیار ہے خواہ لڑو خواہ بھاگو مجھے اپنا
ضبط نہیں ہے دل نہایت اندوہگین ہے یہ کہکر نیرنگ کا سامنا کیا کئی گولے ایسے مارے ہر
گولے کی ضرب میں دو دو ہزار جادوگر مرے لیکن نیرنگ کا کچھ نقصان نہوا یہ بھی یاد نہ رکا بڑھکر
مہرخ پر گولہ مارا مہرخ نے گولہ کاٹا تلوار نکالکر گھوڑے سے سر مہرخ پر پڑی سراسر مہرخ کا زخمی ہوا
جرأت میں فرق نہ آیا اس حال میں بھی زخم باندھکر جا بجا نیرنگ پر جا پڑی دل بہار و مخمور و باغبان
لپٹ گئے کہا اے ملکہ یہ کیا سحر کیا سحر آپ کا آپکو جواب دیتا ہے ایک پر ایک کو غالب خدا نے پیدا کیا ہے
زبردستی جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا کام عقلمندوں کا نہیں ہے جب مہرخ نے نہ مانا باغبان
وغیرہ نے زبردستی میں مہرخ کو ہوادار پر سوار کیا پیچھے ہٹے پہر اٹھ گئے ایک قلعہ پر بلوہ کیا اسوقت
مہرخ نے گھبرا کر باغبان سے کہا تمہاری صلاح ہے کہ طبل امان بجوا دوں تین شبانہ روز ایک حالت
انتشار میں بسر ہوئے لڑنے والے کہاں تک لڑیں جوانان تیغ زن تھک گئے دیکھو گھٹنے ٹیک دئے
بہروں نے تکیہ کیے جھوم رہے ہیں جوش جرأت میں قبضۂ شمشیر چوم رہے ہیں باغبان کمیں احسان
کر دو خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ نکالو اگر وہ آجاتے رائے نیک بتاتے پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی
حضور میں خواجہ عمرو کو بلالاؤں ذرا مجھسے آنکھ ملائیے اسقدر نہ گھبرائیے ملکہ مہرخ نے ملتفت ہو کر دیکھا

خواجہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنے کھڑے ہیں فرما رہے ہیں ای مہرخ بقول سعدی **فرد** ؏ ہر جا کہ سگ
توان تاختن ٭ کہ جا ہا سپر باید انداختن ٭ تم سب صاحبون نے خوب جانبازی کی فوج دلیری پہنچیں
کرتی نیرنگ بھی ساحر زبردست ہے بس طبل امان بجوا دو اپنی جان بچاؤ صبح ہوتے ہوتے میں اسکی
مشکیں باندھ لاؤنگا مارے کوڑون کے کھال گرادونگا ملکہ مہرخ خواجہ عمرو کو دیکھ کر باغ باغ
ہوگئیں سمجھ کو راحت آنکھون میں بصارت قلب کو قوت حاصل ہوئی فوراً طبل امان پر چوب پڑی
لشکر جدا ہوے حیرت نے اپنا ہاتھ روکا نیرنگ نہ مانتا تھا حیرت سے کہا ملکہ اب مسلمانون کو امان
نہ دیجئے اپنی تدبیر سے لڑائی فتح کرونگا حیرت نے کہا دادا جان آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں صدہا سال سے
یہ علیحدہ مقرر ہے کہ جب طبل امان بجتا ہے لشکر کے لوگ پلٹ جاتے ہیں یہانتک قانون میں درج ہے کہ اگر حریف
حریف کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہو خنجر گلے پر رکھ دیا ہو مناسب ہے اپنے دشمن کو قتل نہ کرے اکثر ہم بھی
طبل امان بجواتے ہیں سرداران مہرخ پلٹ جاتے ہیں آج انھون نے طبل امان بجوایا ہم نہ قبول کریں
قاعدے کے برا سر خلاف ہے کیا رات بھر میں دس گز کے ہوجائینگے کچھ بڑھ جائینگے کچھ کر نہ لینگے حجت
باقی نہ رہے نیرنگ خاموش ہورہا **بقیۃ** فیروزی لشکر کو لیکر پلٹا ادھر ملکہ مہرخ و سرداران مذکور بقرار
زخمدار ساتھ لیکر پلٹیں بارگاہ میں آئیں خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہیں زخمدو زیان کرائیں لیکن نہایت
انتشار ہے یہان نیرنگ جو پلٹ کر آیا اشتیاق وصل حیرت میں بیقرار ہے چاہتا ہے جلد لڑائی فتح
کرون وصل حاصل ہو آتے ہی تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے پلا کر حکم دیا طبل جنگی بجے جو
لوگ لشکر ظفر اثر کی خبر لیکر بھاگے تھے بارگاہ مہرخ میں آکر بہ بجے ہاتھ اٹھا کر دعا شاہی بجا لائے **نظم**

الٰہی مطلب جاہا حاصل در جہان گردد	جوان بخت و جوان تندہ جوان سال	الٰہی در جہان باشی با اقبال
شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن پامال و دست سرفراز ہو		فلک چون جام مے بارت بکام دوستان گردد

نیرنگ نے پھر طبل جنگی بجوا دیا بلینا اسکو نہایت ناگوار ہوا حیرت پر غصہ کرتا تھا اُنسے بگڑتا تھا اب کہتا ہے بے فتح
واپس نہ ہونگا ملکہ مہرخ نے فرمایا ہر تائید رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی
گرگڑا گیا جب طبل جنگی بج چکا تو مہ جبین نے گڑگڑا کر خواجہ سے کہا اب آپ کچھ تدبیر کریں سرداران لشکر
سب زخمی ہو چکے ہیں کوئی لڑنے کے لائق نہیں ہے سحر نیرنگ پر فائق نہیں ہے عمرو نے کہا مجھسے کیا
ہوسکتا ہے بموجب مضمون مصرعہ ؏ پراگندہ روزی پراگندہ دل شعر کیا بنے کیا خاک کرلی رو سکے

جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے؛ فرضدار در پئے آزار بارگاہ سے نکل بھی نہیں سکے مہرخ نے کہا خواجہ
آپنے کیونکر طبل امان بجوایا اب آپ اسطرح فرماتے ہیں عمرو نے کہا میں نے برا کیا اب کبھی ایسی خطا نہوگی
یہ سنکر باغبان قدرت نہایت صاحب لیاقت نے پکار کر آواز دی صاحبو ہمارے استاد کے قرضہ ادا
کرنے کی تدبیر کرو نیرنگ کی بھی تدبیر ہو جائیگی کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار کسی نے زیور منگا کر
لا سامنے خواجہ کے جمع کیا جب مبلغ خطیر جمع ہوئے تو باغبان نے کہا استاد یہ قلیل تو تھا قرضے سود
ہوا ادا کیجیے اصل کی بھی تدبیر ہو جائیگی خواجہ ہنسے فرمایا باغبان اب آپ بڑے ظریف ہو گئے ہیں
دو چیز یکر میری جان لیتے ہیں سطرح مشکل اگر لوں تو جان جاے نہ لوں تو قرضدار کہیں گے تو نے
لیتا ہوا چھوڑ دیا ہمارا قرضہ ادا نہ کیا مجھے جان دینا منظور ہے تم سبھوں کا برا خیال رہتا ہے یہ کہکر اٹھے
سب روپیہ قبضے میں کر دن باغبان نے کہا استاد یہ روپیہ ابھی نہیں ملیگا ایک خیمے میں رہیگا جب آپ
نیرنگ کو پکڑ لائینگے تب یہ رقم پائینگے خواجہ نے طرف باغبان کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا
بہت اچھا ہم جاتے ہیں اپنے کو مثل نقش پا مٹاتے ہیں زبردستی کمبخت ہماری جان لیتے ہیں اور
بڑبڑاتے ہوے بارگاہ سے نکلے صورت بدلکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے لیکن نیرنگ جادو
عاشق جمال حیرت بیقرار و پریشان طبل جنگی بجوا کر کنیز کو خدمت میں حیرت کے بھیجا کہ ملکۂ عالم
میں نے طبل جنگی بجوا دیا گھڑی دو گھڑی یہاں آکر بیٹھیے حیرت نے جواب صاف کہلا بھیجا کہ میں تمہاری
بارگاہ میں نہ آونگی نیرنگ نشے میں شراب کے بیٹھا تھا لڑکھڑاتا ہوا تخت سے اٹھا آنکھوں
کے سامنے تصویر حیرت دل پر داغ مصیبت چھپر کھٹ پر آکر گرا کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے
کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے کبھی فلک کجرفتار کا شکوہ کرتا ہے ہاے اس محبوب مطلوب
کو کیونکر پاؤں جان اپنی قدموں پر نثار کروں رہ رہ کر یاد حیرت میں یہ اشعار پڑھنے لگا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

یار تھا پردہ نشین آنکھوں میں کیونکر پھرتا
ساتھ وہ یار قدم دو ہی اٹھا کر پھرتا
بیٹھ رہتا تھا کہیں خجر ہی مجھے لوٹ کر یا پھر
تیغ نگہ کھنچی جو ہری چلتی نہ خنجر پھرتا

دل کے اندر تھی جگہ جو نہ سکی وہ باہر پھرتا
غیر یار کو دل جا کے سفر پر پھرتا
یوں نہیں شاید مری گردش کا مقدر پھرتا
ڈھونڈھتا اسکو تصور میں جو گھر بیٹھے

میں جو رکھے ہوئے ہاتھ اپنے جگر پر پھرتا
کبھی پھرتا بھی جو کمبخت تو مضطر پھرتا
پھر کرتی نگہ یاس تو قاتل دم ذبح
دور کیا تھا کہ مرے ساتھ وہ گھر گھر پھرتا

لا کہہ منہ پھیر کوئی تجھے بک بک سے غرض
نظر آجائے جو کوئی کہین مضطر پھرتا
خاک تا تیرے شک کرنے دکھاتے آنسو
جستجو مین تری بھولا در مین کیونکر پھرتا
داد کو اپنی بھی پہونچا کوئی فریادی عشق
کبھی مین گرد کبھی میرا مقدر پھرتا
ساتھ ساتھ اپنے تصور کے جو آتا وہ بھی
غیر کا ہاتھ نہ دہ ہاتھ مین لیکر پھرتا

کر سکا نہین لوئی نامہ خود سر پھرتا
آگو دکھاتا نہ فلک ساقی محفل کا سمان
آبرو پر تری پانی مژہ تر پھیرتا
کوچہ یار کا قاصد ہی لگاتے جو تیا
پوچھتے اس سے جو ہنگامہ محشر پھرتا
خون عاشق کا نکل کر بھی جو دو تیغ نکلا
دل کے اندر کوئی پھرتا کوئی باہر پھرتا

جا تا تا بلود کہ یار اسی کو قاصد
چشم و دل مین آنکو ہی شیشہ و ساغر پھرتا
دونون آنکھین تری تجھے ملیں طرف ڈھونڈھتے
یون بھٹکتا ہوا کیون خضر بھی پھیرتا
سر افتادہ کو سرے جو وہ ٹھکرا دیتے
سوال آیا ہوا پھر کیون کوئی خنجر پھرتا
دل جلا اپنا جو یا پایا ہوا خوب ہوا

جب نیرنگ بہت بیقرار ہوا مصاحبون نے آکر سمجھانا شروع کیا کہا حضور حیرت تو خود آپ پر جان دیتی ہے فتح جنگ کا وعدہ ہے وہ کل پورا ہو جائیگا پھر دن فتح و ذلیل نہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کل حیرت کو آپکے پہلو مین سلا دینگے یہ باتین سنکر نیرنگ جب بہت گھبرایا بارگاہ سے اپنی باہر آیا ٹہلتا ہوا طرف بارگاہ حیرت کے جاتا ہے ایک نخل کے سایہ مین روشنی سی معلوم ہوئی نیرنگ نے پلٹ کر دیکھا بیخ نخل پر حیرت جادو سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے نیرنگ جب قریب آیا دیکھا حقیقت مین حیرت جادو معلوم ہوتی ہے ابھی آکر ٹھہری ہے مگر یہ دیکھتا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا گرد پھرنے لگا کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی کیون اسوقت مزاج اقدس کیسا ہے حیرت نے نیرنگ کے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا شعبدہ باز تو نے کیا کر دیا کہ میرا دل نہین لگتا اسوقت اپنے ساتھ والیون کو دم دیکر نکل آئی یہی خیال تھا کہ دا دا جان کو دیکھ آؤن تو نے کیا کوئی سحر پڑھ دی نیرنگ طمانچہ کھا کر قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ مین غلام ہون جان میری حاضر ہے مگر مجھکو الہی کر دو لگا حیرت نے کہا ارے او بدبخت اس مقام پر مجھسے باتین کرتا ہے صرصر کو افراسیاب نے میرے اوپر مقرر کیا ابھی جو آجائے تو غضب ہو تو اپنے خیمے مین جا مین پشت پر سے آؤنگی ارے خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا مین بدنام ہو جاؤنگی افراسیاب تجھکو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن تیرے واسطے رہ رہ کر دونگی آخر دل کو لیا کہکر سمجھاؤن دل سے اپنے ہر شخص ناچار ہے سلطنت طلسم ہوشربا چھوڑ کر تیرے ہو رہے مین مبتلا ہون جلد جا کر بارگاہ مین تخلیہ کر سب ہٹا دے مین وہ باتین تجھسے کرکے چلی آؤنگی نیرنگ جادو بھاگا بارگاہ مین آتے ہی مصاحبون سے کہا ارے باہر جاؤ مصاحبون نے

جو سبب پوچھا کہا یا سو کچھ نہ پوچھو وقت فرصت کہدونگا سب مصاحب وغیرہ باہر آئے پشت پر سے
سراسیمہ چاک ہوا دیکھا حیرت جادو منہ لپیٹے ہوئے کانپتی ہوئی زنگ روشن اندر بارگاہ کے آئی
نیرنگ کا یہ حال ہے مالامال محبت عرض کی آیئے سرفراز کیجیے حیرت آکر مسند پر بیٹھی بیٹھتے ہی رونے
لگی نیرنگ نے سبب پوچھا حیرت نے کہا اے نیرنگ یہ معاملہ کیونکر چھپیگا جس دن افراسیاب کو
خبر ہوگی تمھارا تو کچھ نکر سکیگا مجھے آتش قہر و غضب مین جلا دیگا نیرنگ نے کہا ملکہ عالم اسکی کیا مجال
ہے مین ایسے اسم پڑھونگا اسکی زبان بند ہو جائیگی کبھی کچھ نہ کرسکیگا مین مخفی ہوا آیا کرونگا برسون
یہ راز نہ کھلیگا حیرت نے کہا بس مین جاتی ہون مین نے تجھکو دیکھ لیا تسکین ہوگئی نیرنگ قدمون
پر گر پڑا لپٹنے لگا حیرت دو طمانچے مارے کہا بے ادب قاعدے سے بیٹھ بزرگون نے سچ کہا ہے
کم ذلیل کا منہ لگانا اچھا نہین ہے ذرا ہنسنے توجہ کی اپنے آپ سے باہر ہوگیا کوئی گلابی شراب کی
بھی تجھکو ممکن ہے نیرنگ دوڑکر میز پیسے گلابی اوٹھا لایا حیرت گلابی ہاتھ سے نیرنگ کی
لیلی کھائی ہے پر یہ بیہوشی کی شراب مین ملائی خیال ہوا لے عمرو ایسا نہو بازو پر اسکے تپلے سنہرے
بندھے ہین کوئی درانداز ہول اٹھین جام تو لبریز کیا مگر کہا کہون لے نیرنگ یہ تپلے کیسے بازو پہ
بندھے ہین بازو پر بہت برے معلوم ہوتے ہین انکو کھولکے رکھ دیجے نیرنگ نے کہا ملکہ عالم یہ میرے
نگہبان ہین بس حیرت نقلی نے مجھے غصے مین جام شراب زمین پر پھینک دیا دامن جھاڑ کر اٹھی
کہا او بیحیا سنگدل ہمکو دشمن جانتا ہے ہمنے محبت افراسیاب سے منہ موڑا تیرے پاس
بلا تکلف چلے آئے تجھکو اتبک دوستی مین دشمنی کا خیال ہے ایسی تلاش سے ملاقات کی اب تو مر بھی
جائیگا تو مین خبر نہ لونگی یہ کہتی ہوئی حیرت چلی نیرنگ دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ملکہ واسطے
سامری جمشید کے میری خطا معاف فرمایئے آپ دشمنی کرینگی تو دوستی کون کریگا لمحہ بھر اور
ٹھہر جایئے ایک جام نوش کیجیے اتنے عمرو نے خوب پاؤن پھیلائے نیرنگ نے سب تپلے اٹھا کر پھینک
دیے عمرو نے کہا مجھے خود تیری شراب پینے خوف آتا ہے کہ اس مین زہر نہ ملا ہو نیرنگ
بمنت خوشامد سمجھا کے تا بمسند لایا خواجہ نے جام لبریز کرکے رکھ دیا کہا اے او بدمست شراب پی
تو مین رخصت ہون نیرنگ مبہوت ہو رہا ہے ہوش درست نہین جام کو اٹھا کر بیخوف پی گیا ادھر
تو اسنے شراب پی خواجہ عمرو منہ بنا کر اٹھے کہا اے مین جاتی ہون خبردار مجھسے بات نکرنا یہ کہکر

عمرو چلا نیرنگ گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تو تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جست کر کے
زبان میں سوزن زبا حلقہ ہائے کمند سے مشکیں باندھیں چادر عیاری میں پشتارہ باندھا اور خیمہ
چاک کر کے نکلا رات بہت قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے صدائے مرغ سحر آ رہی ہے حیرت جادو
دربار سے اٹھی صرصر حاضر ہے کہا جاؤ دیکھو نیرنگ سوتا اٹھا یا سو رہا ہے صرصر چلی یہاں جب خیمہ ہوا
وخادم و خدمتگار جو دروازے پر حاضر تھے انہوں نے آواز دی اے شہنشاہ صبح قریب ہے کم بندے کو
حکم دیا جائے کچھ آواز نہ آئی مصاحب اندر گھس آئے آکے دیکھا جگہ جگہ سے چنگیر دان عطر دان پاندان
وغیرہ اشیاء و مدارات اسباب سحر مسند پر پڑا ہے سراسیمہ چاک نیرنگ کا نشان نہیں روتے پیٹتے طرف بارگاہ
کے چلے راہ میں صرصر ملی پوچھا اے یار خیر تو ہے سب نے کہا شہنشاہ کا نشان نہیں ملتا صرصر نے ان
سبھوں کو بٹھا خود اسی بارگاہ میں آئی عمرو کے تیرے کا نشان پہچانا کہا جو عمرو آ کے گیا
مصاحبوں کو ساتھ لیکر دربار حیرت میں آئی کہا حضور نیرنگ کو عمرو گرفتار کر کے لیگیا نہیں معلوم کیا
دھوکا دیا یقین ہے کہ آپ کے نام پر گرفتار ہوا حیرت نے کہا اے صرصر جیسا اس بچہ کو خیال تھا اُسکے
آگے آیا لیکن افراسیاب تجھکو اور مجھکو دونوں کو قتل کروا لیگا بر وقت رخصت یہ اُسنے کہا تھا کہ نیرنگ
کو عیاروں سے بچانا غفلت نکرنا صرصر بہت گھبرائی حیرت نے کہا میں ابھی لشکر کشی کر کے جاتی ہوں
یا جان دونگی یا اُسکو چھڑا لاؤنگی سرداران مہرخ نے اُسکے ہاتھ سے شکست کھائی ہے سب اس سے
جلے ہوئے ہیں فوراً قتل کروا لیں گے لمحہ بھر توقف نکرینگے یہ کہکے حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر تیار
ہوا صرصر گھبرائی کہا اے ملکہ عالم اتنا توقف فرمایئے کہ کنیز خبر لے آوے تو آپکو اختیار ہے ایسا نہو سب
سرداران مہرخ ملکر آپکو گرفتار کریں تو میں شہنشاہ کو کیا منھ دکھاؤنگی یہ کہکر صرصر بانہاے
عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت مبدل طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئی یہاں مہرخ وغیرہ کو رات
بھر انتظار رہا کل سرداران کو انتشار سحر ہوتے ہی سب نے آ کے کہا اوصاحبو صبح ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ
کا کچھ قابو نہیں ہوا پرانا جادوگر جہاندیدہ کارآزمودہ پہلو نشین آفات پرستار لات و مناۃ
وام انکار پڑا یہ ذکر تھا کہ لشکر میں غل ہوا خواجہ پشتارہ بدوش آتے ہیں چرندہ پرندہ نے جھکر بجوشی
دعا دی اشعار موجب مضمون مقام ہذا

نظم

ناصح تو عروس زہرہ حجاب را | ہر رتہ در جلوہ از طبق خاوران دہد
یا دو عروس بخت ترا زینت کرم

محمود نے کہا اے ملکہ عالم جلد جلاددن کو بلوائیے آتے ہی اسکو قتل کیجیے کمیدان رسالہ دار بارگاہ
مین جمع ہوگئے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ دیر نہ کیجیے گا خواجہ نے آکر دیکھا دربار مین مجمع عام تخت
پر ملکہ مہ جبین گرد تمام سردار عمرو نے آواز دی ای ملکہ عالم اس ملعون کو لایا مگر بڑی جانفشانی کی
میان باغبان صاحب وہ روپیہ میرا لائے باغبان نے کہا خیمے مین سب رکھا ہے خواجہ توشتارہ
پھینک کر واسطے لینے روپے کے سمت خیمے کے چلے یہان مہرخ نے اشارہ کیا زبان مین نیرنگ کے
سوزن ہے کمندہاے ریشمی سے مشکین بندھی ہوئین چرند و پرند نے ہوشیار کیا نیرنگ چہار جانب
دیکھنے لگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او نامرد قدرت پروردگار کو دیکھا ہمارے استاد تیری مشکین باندھ
لاے مناسب ہے کہ اطاعت دین اسلام قبول کر یہ سنکر اس بیحیا نے آنکھین نکالین ہاتھ سے اشارہ
کرتا ہے اگر سوزن زبان سے نکلی اسے تو مزا چکھاؤن جلاد جلاد کا جو ہلڑ ہوا پریون سے ایک جلاد تیغ کھینچے
ہوے حاضر حاضر کہتا ہوا نکلا ملکہ مہرخ سے آنکھ ملا کر کہا حضور اسکو قتل کرون مہ جبین نے کہا بسم اللہ جلاد
جیسے ہی قریب نیرنگ آیا ظاہر مین تو کان پکڑا جلا کر کہا او بیحیا سر جھکا حکم قتل مل چکا ساغر عمر تیرا لبریز ہوا
چپکے سے کہا اے شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے ہی ملکہ صرصر شمشیرزن مین سوزن نکالتی ہون ہوشیار
ہو جانے نیرنگ نے اشارہ کیا قتل کے چلے سے صرصر نے زبان سے نیرنگ کے سوزن لیا
نیرنگ بل کر کے اٹھا سنگ تیرے اٹھائے یا سامری کہکر پھینک مارے صرصر تو کود کر بھاگی بارگاہ
مہرخ مین پتھر برسنے لگے کئی سو کے سر پھٹے یہان خواجہ نے چال مارکر وہ مال قبضے مین کیا خوشی خوشی
خیمے سے نکلے تھے کہ دیکھا لشکر پر پتھر برس رہے ہین صدائے گیرودار بلند الامان لشکر مہرخ در
عمرو گھبرا گیا پوچھا کیا ہوا دیکھا الامان لشکر بھاگے جاتے ہین قیامت کبرا برپا ہے عمرو نے بڑھکر
دیکھا نیرنگ مثل فیل مست اڑ رہا ہے کئی ہزار لاشہ زمین پر پھڑک رہا ہے نیرنگ مثل شعلہ جوالہ بھڑک
رہا ہے قیامت برپا کردے بیچ بارگاہ مین رہا صد ہا سردار بےلطفی سے زخمی ہوے بھاگنے کی اس بیحیا نے
مہلت ندی زمین ہل رہی ہے عمرو گھبرا گیا جی مین کہتا ہے اب شکست فاش ہوئی خدا اپنا فضل شریک
کرے یہ ذکر تھا کہ حیرت جادو کا بھی نعرہ ہوا سے لشکران بصد شوکت و شان آگر گری اہل اسلام گھبرائے
ہوے بیٹھے تھے حیرت نے قیامت برپا کردی پہلے ہی حملے مین کئی سردار نامی کئی ہزار الامان فوج عیار گلشن

جنان ہوے ان ساحرون کے مرنے کی صدا جو بلند ہوئی ہر چند مہرخ روکتی ہی بڑھ بڑھ کے گولے آبرق
لامع گری محمور نے خوب سحر کیے لیکن نیرنگ پہ کسی کے سحر کی تاثیر نہین ہوتی شعلۂ جوالہ جسپر جا پڑا جلا دیا
صدہا بندگان خدا کو اس ناری نے پھونکا اب مہرخ کا قدم اٹھ گیا پڑاؤ لٹا بارہ دری چھوٹی نہ حیرت نے
اگر پڑاؤ پر قبضہ کیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی اپنے سرداروں کو بچاتی ہوئی دو کوس ہٹ آئین اب
آگے صحراے خارستان مقام کوہستان ہے سرداروں نے گھبرا کر کہا حضور اب بھاگ کر کہان جائین بہتر
یہ ہے کہ ٹھہر کر مرین مہرخ نے کہا اپنے بے نیاز سے دعا کرو وہ اس مشکل کو حل کریگا سب سرداروں
نے دست بدعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے بیقرار ہو کر دعائین کرنے لگے کہ اے عیب پوش عالم تیرے
بندگان خاص کو شکست فاش ہوتی ہے بھاگنے کی تلاش ہوتی ہے ہزارہا بندگان خدا اس ظالم
کے ہاتھ سے سیار گلشن فنا ہوے کیسے ماہتابان و مہر درخشان بردۂ خاک مین نہان ہوے
اب یہ جو باقی ہین انکو بچا اے بیقرار ہو کر جو ان سب نے دعا کی غازیان دیندار و مجاہدان نیکو شعار
وقت بیکسی و بے بسی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بدعت بھی مرا بلکہ
کی حد پر پہنچ چکی ہے آج اسی امر پر آمادہ ہو کہ سبکو مشادون بڑے بڑے سردار بھی مارے گئے فوراً
دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی لکہ ہاے ابر سرخ و سفید نمایان
ہوے مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین دیکھا سب سے آگے ساٹھ ہزار علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
بطور چپار دست اہتمام فوج مین مصروف تخت پر ملکہ چیچون سبز پوش زبان دراز بار تخت
سکو ٹھانے ایک جوان وحشی مثال چہرۂ زیبا پر نقاب آفتاب زیر ابر داس حجاب مین مختفی پشت مرکب
باد رفتار پر سوار بارہ ہزار جوانان زرہ پوش حلقہ پوش دوش بدوش پشت پر اس جوان کے پرے
جمائے ہوے علاوہ ان بارہ ہزار جوانون کے ستر اسی ہزار ساحر اژدہاے آتش فشان پر سوار بصد شوکت
و لیاقت حربہ ہاے سحر ہاتھ مین روا روی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی تباہی لشکر ملکہ مہرخ کی چیچون نے
دیکھی آواز دی اے شاہزادہ ارکان وحشی منزلوت مین ہمکو دیر ہوئی لشکر مہرخ پامال ہوتا ہے جلد جا کر
شرکت کرو نیرنگ شوہر آفات جہلد و مست بادۂ کبر و نخوت ہی سست خاص ملکہ مشتری ستارہ طلعت
نے اسی نامراد و بیحیا کی سرکوبی کیواسطے تمکو تکلیف دی اس فصل مین کہ طائر بھی آشیانون سے نہین
نکلتے پیک نگاہ کے پر جلتے ہین وہی زمانہ ہے کہ صحرا کو تنازہ ہے مرغابی دریا مین بیقرار بناہ پانی دشوار رہگذار

آبرو دار تہ آب پنہان ہیں ہوائے گرم سے شعلے عیاں ہیں مچھلیاں جسم سمندر میں نہان ہیں خاص ملکہ مہرخ کا بھی نیرنگ دشمن ہے بڑے رہزن جادۂ اسلام راہ زن ہے بسم اللہ شمشیر خارا شگاف کھینچیے نعروں سے تمہارے میدان کارزار بھر جائیں دشمنوں کو غش آجائیں وہ نہنگ دریائے ہمت تنگ شیر بیشۂ صولت وجلالت اپنے مقام سے بڑھا مرکب بادرفتار نے طرارہ بھرا نعرہ کیا باشیدای بلا زبان اینر اب آگے بڑھنے سے ارادہ نکرنا آگے نہ بڑھنا منم شاہزادۂ ارکان وحشی مالک حجرۂ بلائے طلسم لغزافشان پلٹ کر نیرنگ و حیرت نے دیکھا ایک جوان شیر صولت آفتاب جمال ہرچند کہ چہرۂ انور زیر نقاب پنہان ہے لو نور کی چہرے سے نکل رہی ہے مرکب صبارفتار کلائیاں مارتا ہوا دم سے جبنو کرتا اس شوکت سے آتا ہے اشعار موافق مضمون مقام نظم

ز شوخی دادہ بر تاراج تمکین
از و بر باد رفتہ خانۂ زین
بود از تندی آن طرفہ توسن
چراغ دودمان برق روشن
زمانے منت آرائش بیکجا
ہمیشہ گرچہ دارد و حنا پا
ز لیس نرمی کہ دارد در شتاب است
نصیبہ بندین او محمل بہ خواب است
ز نعل آہنین نکشتہ پاے بستنش
کرشید از سختی سم زیر دستش

بچہ بلائی زیب کمر سپر قرص آفتاب عالمتاب پشت پر جوانان لاجواب نے تلوارین کھینچین ارکان وحشی جا پڑا بارہ ہزار برق شمشیر ایک مرتبہ چمکی بارہ ہزار جوان بھلای وار میں واصل جہنم ہوئے پرے درہم وبرہم ہوئے ارکان نے نیرنگ کو تاکا اسی جانب اڑتا پھرتا چلا نیرنگ کو اپنے عجائب وغرائب کا گھمنڈ ٹوٹ لشکر ارکان پہ جا پڑا گولے مارنا شروع کیے ملکہ جیحون بنیر ہوش زبان دراز بھی تخت سے کود ین لشکر حیرت پر جا پڑین ہوریا سحر نے جوش مارا بلا زمان حیرت جادو نے ایک جانب بلور چہار دست تلوار کھینچکر جا بنا تیغۂ نیم ستانہ اڑ رہا ہو آدمی شکست لشکر روکا دشمن کی فوج کو تہ وبالا کیا ابھی تک کسی کو یہ دریافت نہین ہوا کہ ارکان وحشی میں کیا کمال ہے یہ سمجھے کہ ساحر ہے لیکن مرد سپاہی بذریعہ سپر و شمشیر جنگ کرتا ہے تیغہ سحر اسکے ہاتھ میں ہوگا نہ بچہ بلائی سپر فراخ دامن ہر مقام پر اسی سے کام لیتا ہے ارکان نے ابتک نقاب چہرے سے جدا نہین کی نیرنگ کی فکر میں اڑتا پھرتا سامنے نیرنگ کے پہونچا للکارا او نامرد کہان جاتا ہے بندگان خدا کو بیجا قتل کیا ہے آنکھ چار کر سحر کا وار کر نیرنگ جادو بلبلایا ہوا جس دن سے آگرا ہر روز غالب ہوا فوجون کو بھی درہم وبرہم کیا ہاتھ میں تیغہ سحر کھینچے ہوئے اڑ رہا تھا سحر بھی کرتا جاتا ہے جیسے ہی شاہزادہ ارکان نے

نے للکارا جوش جرأت مین جا پڑا حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے غرق دریاے حیرت حیران و پریشان
ارکان و نیرنگ سے مقابلہ پڑا ارکان گھوڑے سے کودا نیرنگ نے گولا مارا ارکان نے خیال بھی نہ کیا
مچھ برق شال چمکا کر گولے کو دفع کر دیا گولا دور جا کر پھٹا یہ بھی حیرت نے دیکھا دس پانچ لا زبان نیرنگ
اُسی گولے سے زخمی ہوئے حیرت نے پکار کر آواز دی وا داجان ذرا ہوشیار ہو جائیے اسوقت نو در نظر آئے
مین خذبانی شہنشاہ کے سنا ہے کہ ارکان وحشی بخیل و بنظیر ہے حسن جمال مین بھی رشک ماہ منیر و کوکب
سکا قوت بازو ملکہ مشتری کا زینت پہلو خاص آپکے مقابلے کے واسطے اسکو بھیجا کچھ تو سمجھ لیا از یقین
ہے مشتری بھی اس بازار مین ضرور آئے بازار جنگ کی خریدار ہے صاحب جاہ و تاج ہے نیرنگ
نے پلٹ کر جواب دیا کہ اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان اے شہنشاہ اقلیم خوبی اے سرو نوخاستہ باغ
محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہے اب دل تردد منزل بہت بیقرار ہے اسکا سر تیرے سامنے لاتا ہون
سب سرکشی چشم زدن مین مٹاتا ہون اب ارکان نیرنگ کے قریب پہونچ گیا نیرنگ نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا ارکان نے چہرے بے نظیر سے نقاب اولٹی بفصاحت و بلاغت آواز دی مصرع برتن
نگہ بر من نگر شاید بصورت شناسی مرا ۔ نیرنگ نے جمال جمیل ارکان کو دیکھا آفتاب جمال خورشید
جلال آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال سب دیکھا یا تو نیرنگ نئے رنگ سے سحر کر رہا
تھا تلوار توا تیرے کھینچ رسیدی دام سودا سے زلف عنبرین ارکان مین پھنسا پروانہ شمع
جمال ہوا پھر یہ سرکش کا عجب حال ہوا پہلے تو ایک قہقہہ مارا خوب ہنسا لوگ حیران ہین کہ لڑائی مین ہنسی
کیسی وقت جانبازی ہے یا ہنسی دل لگی نیرنگ جب خوب ہنس چکا چیخین مار کر رونے لگا
بیقراری مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا نظم

سخت ہے رنگ یار جانی کا
عہدہ دلوایا پاسبانی کا
مجھکو اُٹھنے نہ دے جہاں سے بھی
یہ بھی پہلو ہے مہربانی کا
ہمکو افشان دکھا دو ماتھے کی
کیا علاج ایسی ناگہانی کا

جوش ہے بادۂ جوانی کا
خضر دو دن کی زیست کیا کم ہے
جب مقرر ہون مین ناتوانی کا
صبح ہوتے ہی پھر کہاں شب وصل
پھر مزا دیکھو جان فشانی کا
حال دل کیا سنائین دل ہی نہین

نالۂ شب نے کوے جانان مین
روگ ہے عمر جاودانی کا
خاص ہمپر وہ ظلم کرتے ہین
عود ہونا نہین جوانی کا
آگیا دل حضور پڑ گئی آنکھ
گم وہ دفتر ہوا کہانی کا

عشق کہتا ہے آبرو سے گذر	چھلنا کیا ذرا سے پانی کا	دل گیا تو گیا پر اسین جلال
داغ تھا یار کی نشانی کا	سب حیران ہین کہ نیرنگ کو کیا ہوا دیوانہ وار وحشی مثال گریبان	

اپنے ہاتھ سے چاک کیا خاک اٹھا کر سر پر ملی ارکان وحشی آگے بڑھا حرف ایک مرتبہ چہرہ دکھا کر دہ مصرعہ پڑھا اتنے ہی مین مطلب حاصل ہوگیا یہی جبر آپکے طلسم تید تھا یہ کہ جو اُس صورت کو دیکھے گا یہی نقشہ ہوگا جسطرح نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہوگیا سارے سحر و ساحری بھولا سر ٹکرا تا ہی چار سو جوان نیرنگ کی پشت پر تھے وہ بھی سب سڑی ہوگئے بعض نے اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹے بعض نے شکم مین خنجر مار لیے بعض اس وحشت مین کہ ہوش و حواس پراگندہ ہین نہ کسی کے عاشق ہادیا ہین نہ کسی کے یار موافق ہین سحر نے قالب الٹ دیا اس جوش مین یہ اشعار آبدار پڑھ رہے ہین نظم

جلوہ فرما گھر پہ کسی روہ قمر ہونے کو ہے	نیر اقبال میرا اوج پر ہونے کو ہے	اب کشیدہ یار کی تیغ نظر ہونے کو ہے
دل سپر کسطرح سے سینہ سپر ہونے کو ہے	لکھنے والے ہین سرخی سے ہر خط کا جواب	آج تیرا خون جرع نامہ بر ہونے کو ہے
بھیجنے والے ہین اس رشک سلیمان کو خبر	ہدہد بلقیس اپنا نامہ بر ہونے کو ہے	بردہ شکوہ غنیمت جان کر کہتے ہین دو
اب نہ رسوا کرو ہمکو جانے دو سحر ہونے کو ہے	دو ہی دن کے سحر مین تا باب نیر ہوگئے	زندگی رخصت کے صدمو نسے بسر ہونے کو ہے

ارکان صاحب طاقت بھی ہی ہنستا ہوا نیرنگ کے قریب پہونچا تصدق و نثار ہونے لگا جوش سودا مین چیخین مار کے رونے لگا ارکان نے بڑھ کر نیرنگ کی گردن لی سحر تو بالکل نیرنگ کو فراموش ہوگیا ہے سر نہ ہلایا جاتا خدمون پر گردن پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون ارکان نے کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا زمین پر دے مارا دو نون پانون پکڑ کر نیرنگ کو چیر کر پھینک دیا بارہ ہزار جوان ہمراہی رہین انھون نے بھی بارہ ہزار دیوانون کو مارا نیرنگ کا کام تمام ہو صحرا آتش بہار ہوگیا صدا ئین ہیبت آنے لگین آندھی سیاہ اٹھی ہزار ہا درخت گر گئے شور قیامت برپا تھا بعد عرصہ مدید آواز آئی ہی مرا نام تھا نیرنگ جادو بود و حیرت جادو گھبرا گئی سرداران مہرخ نے بھی دبادُ ڈالا رستے ہوئے بڑھے لیکن یہ ہے کہ یہ شیر بیشۂ جرات ارکان با لیاقت جہان مجمع عام دیکھا اس مجمع مین گھس گیا نقاب چہرے اٹھائی مصرعہ مذکور پڑھا دو ہزار دیوانے ہوئے ساتھ والون نے انکو قتل کیا لشکر نیرنگ و حیرت پامال ہوا حیرت نے تو منھ پھیر لیا ہے اُس جانب لگا بھنین کرتی ہمیوجہ شل پشت دکھائی گویا لڑائی سے منھ پھیرا حیرت کو لشکر حیرت نے گھبرا بھاگی جاتی ہے

گریبان بھی اپنا پھاڑا تاج زمین پر دے مارا ارکان نے چاہا چلکر اس عالم مین افراسیاب کی گردن
دوش تن پر سے تیر کر کے پھینک دون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی بجھ کر مین افراسیاب کے
پرا دستگیری کر کے افراسیاب کو لیگیا حیرت بھی ماہیان زمرد پوش نے مدد کی اچھے وقت پر
اٹھا لیگئی دیکھا کہ ایسا نہو افراسیاب بھی تیغ زن سے سحر سے دیوانے ہو کر رنج مین جان گنوائے یا تو
حیرت ٹھہر گئی تھی سرداران لشکر جو تمام شب سے سحر لیکر کھڑے تھے یا پھر تلاطم ہوا ارکان
نے پھر شکست دی حیرت نے تو نیت نزدیک ہے بیت کی کہ منھ پھیرے ہوئے سحر کر رہی ہے لشکر کا
قدم نہین تھمتا سرداران زبردست ہار گئے ارکان کے ہاتھ سے نہین بچتے لیکن بچے نے افراسیاب
کو مکان دیکر اٹھایا کہ طلسم ہوتے ہوتے بھی [illegible] ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک بیابان پر پایا ماہیان زمرد پوش
بیقرار ہو کر اس دریا سے اسباب سحر نثار [illegible] ہوتے سامنے کھڑی ہوا افراسیاب کچھ اشعار پڑھتا
ہوا اٹھا ماہیان نے تھیلی سے شیشہ آب ... سحر نکالا بیلوں مین پانی لیکر افراسیاب کے منھ پر
چھینٹا دیا افراسیاب کو ہوش آیا اپنا بدن دیکھا سنا کیا آفت آئی نیرنگ جادو مارا گیا ارکان
وحشی نام سنتا تھا آج اس ظالم کو دیکھا میرا دل جو بہت تھا اپنا کلا کاٹ ڈالوں پہاڑون سے سر
ٹکرا کر مر جاتا ہون ایسا نہو حیرت کو گرفتار کرے ہائے میری معشوقہ پر چہار جانب سے بلوہ ہوگا
سب سرداران مہرخ اسکے دشمن ہین پھر بہار شہر بھی باقی ہین حیرت کو گرفتار کر کے لیجاوین
سلطنت اسلام ہو لشکر کا بادشاہ کرین ایسا نہو اسکے دشمنون پر کوئی آفت آئے یہ سنکر ماہیان
نے کہا اے افراسیاب خبردار ارکان کے سامنے نہ جانا اسکی صورت پر طلسم بندھا ہے جو اسکی
صورت پر نگاہ ڈالے گا سودائی دیوانہ ہو کر مر جائیگا اگرچہ ظاہر مین آپکا بھی حال میرا بھی ہوتا تو تو
چلکر مقابلہ کر لیکن طرف سے ارکان کے منھ پھیرے رہنا ظالم کو روسیاہ نہ دکھلانا اپنی جان
تو ابرو بچاتا ہون اندر سے مین کہ آئی ہون یا تون لشکر مہرخ کے نیچے دونگی صورت اپنی مین
نہ دکھاؤنگی طبقہ زمین پر مخفی رہونگی افراسیاب جادو تو گرد اڑ کر چلا اسوقت آکر پہونچا لشکر
حیرت بھی شکست ہے بھاگنے کا نیند و بیست ہے علم فوج سرنگون سحر ارکان سے ہزارہا بھی
سر ٹکرا رہے ہین کہ افراسیاب جادو نعرہ کر کے گرا لیکن منھ پھیرا ہوا اور صفون پر جا پڑا
کبھی پہاڑ پر سحر کیا کبھی محمود سے ترا باغبان کے گنبد علم سے برق لامع کو زخمی کر دیا جب گرا

چپ کی ذات سے ہزاروں دولت کے سر بیٹھ گئے مان اسکی برق جادو نے ہزارہا سر قلم کیے افراسیاب نے رعد
کو بھی ہمی کیا شہرق زمین پر گرتی ہے جدھر رخ کرتا ہے ملازمان فوج بھاگتے نظر آتے ہین اس ظالم کی بجلی
آنکھی جاتی بچاتے ہین ملکہ حیرت نے دیکھا لاکھون جادوگرون کا کھیت ہوا بادشاہ افراسیاب
کا کون ٹھکانا ہے دوسری مصیبت یہ ہے کہ زمین سے برق تڑپ کر نکلتی ہے ہزارہا کے پاؤن قلم ہوئے
ملکہ مضطرب گھبراتی ہین کہ الہی یہ ورد گار یہ کیا معرکہ ہے فوج کے پاؤن اکھڑے جاتے ہین زمین سے ایک
برق ہر مرتبہ چمکتی ہے کبھی دس کے پاؤن قلم ہوئے کبھی ہزار دو ہزار جہنم ہوئے ایک طرف سے
بدعت سحر افراسیاب حیرت جادو بھی ہاتھ کے دانتے پھینک رہی ہے اس ہنگامے مین حرص
بھی قریب افراسیاب جادو آئی افراسیاب کہا اے حرص دیکھ تو قیامت ہے مجھے کچھ نہین ہو سکتا
ایک ارسلان وحشی کے سبب سے سارا لشکر یہ تباہی ہے مین کنارے کنارے اڑا ہون عمل مین خفت
ہے ارسلان وحشی کے سہنے جاتا ایک وقت دیوانہ ہو گیا ہون وہی قتال ہے خداوند لقا ذری خبر کی
کوئی ہتھیار میرے ہاتھ مین نہین تھا ورنہ اپنا گلا کاٹ لیتا حرص بہت خوب یکا لگ ہوئی ایک نخل کے سایہ مین
کھڑی ہو کر سوچنے لگی ملحوظ خاطر نا ظرین ہو جس روز سے خواجہ طلسم ہوش ربا مین آئے خواجہ کا حرص
عشق ہوا حرص نے اکثر کتب خانون مین وہ کتابین کہ جسمین مورخین نے حال صاحبقران و
عیاری اسے عمرو لکھا ہے دیکھا ہین انکو پڑھ پڑھا اسوقت حرص کو یاد آیا کہ ملک فرعونیہ پر عمرو
نے بمقابلہ فرعون شاہ نقابدار آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا تھا فرعون شاہ کے یہان چار شخص تھے
کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا نقابدار خندان و نقابدار گریان ان دونون مین یہ صفت تھی کہ حریف
جب انکے مقابلے مین آتا تھا نقاب پر اپنے چہرۂ نحس سے ہٹاتے تھے صورت منحوس دکھاتے تھے
جس نقابدار کا خندان لقب تھا اسکی دیکھکر ہنستا تھا ہنستے ہنستے بیہوش ہوجاتا تھا نقابدار
مشکین باندھکر اس شخص کو لیجاتا تھا گریان کی صفت خندان کے برعکس یعنے روتے روتے
بیہوش ہوتا تھا تیسرا نقابدار زرہ پوش نقرہ وزن یعنی ہاتھ مین گرز اٹھاتا تھا جسکو گرز اٹھاتا
تھا حریف بیہوش ہوجاتا تھا چوتھا نقابدار شیر افگن اسمین یہ صفت تھی زور و طاقت مین
بے نظیر جب حریف مقابلہ کرتا تھا بعد چار پہر کے ہاتھ بھر قد بڑھ جاتا تھا آٹھ پہر کے بعد ترقی دراز
قد ہوئی تھی آخر حریف کو زیر کرتا تھا جب لشکر صاحبقران تباہ ہوا یعنے نقابدار

رو کے پکڑ لیا تب خواجہ نے یہ عیاری کی کہ تمام جسم میں اپنے آئینے باندھے مرکب کو بھی آئینہ پوش کیا یعنی
نقابدار آئینہ پوش بنکر میدان میں سامنے نقابدار خندان کے آئے اسکی صورت پر بھی طلسم بند
تھا اپنی صورت کو دیکھکر آپ اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا گریبان نے مقابلہ کیا روتے روتے بیہوش ہوگیا
ایک کو ہنسا کر ایک کو رولا کر پکڑ لائے نقرہ زن کے زن سامنے ایک سوار کی صورت بنکر بن گئے جب
اُسنے چاہا کہ کوڑا مارے دن سے بھاگے جنگل میں ایک مقام پہ کنوان کھدوا یا تھا اُسے خس پوش کر دیا تھا وہاں تک
پہنچا کے نقرہ زن کو گرا یا زندہ در گور کیا نرمیان شیر افگن کو عیاری کر کے مہتر قران نے مارا صرصر کو
یہ معاملہ یاد آیا خیال میں گذرا ارکان کی بھی وہی کیفیت ہے اُسکی صورت پر طلسم بند ہا ہے یہ سوچکر آنکھ
رنگ روغن عیاری کا نکالکر عمرو کی شکل بنکر ایک درخت کی آڑ پکڑ کر ٹھہری ارکان وحشی اُڑتا ہوا
اُسطرف آیا صرصر نے بشکل عمرو آواز دی بیٹا اسطرف آؤ ارکان قریب پہونچا صرصر نے بغل سے نکالکر
آئینہ ارکان کو دکھایا صرصر جو سوچی تھی وہی ہوا ارکان نے جو اپنی صورت دیکھی حقیقت میں
یہی سحر تھا قہقہہ مار کر ہنسا پھر چیخ مار کر رو دیا حرکات لغو کرنے لگا دیوانوں کی طرح گلا کاٹنے پر آمادہ ہوا
صرصر نے افراسیاب کو خبر دی کہ حضور جو صاحب سب کو دیوانہ کرتے تھے میں نے انکو سڑی بنایا
اسوقت میں لشکر مہرخ کو تباہ کر دیجیے میدان لاشوں سے باغیان سے بھر دیجیے اب ارکان اپنا
گلا کاٹ ڈالے گا حقیقت میں ارکان عجیب حرکتیں کرتا ہے ہنستے ہنستے تلوار کھینچی جان دینا گوارا
ہنسی تھی قصد کیا اپنا گلا کاٹ ڈالوں جیحون سبز پوش نے زبان دراز دوڑی قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا
کہا کیوں اے شیر بیشہ جرأت خیر تو ہے ارکان اسقدر بدحواس تھا وہی خنجر جیحون کو مارا جیحون نے
اپنے کو بچایا ورنہ دو ٹکڑے ہوتے جیحون کو زخمی کر کے وہی خنجر جھکا کر قصد کیا اپنے گلے پر پھیر لوں جان دے دوں
اسوقت لشکر میں ایک تلاطم ہوا ہر طرف یہی غلغلہ ہے اے ارکان کیا کرتا ہے جیحون نے کہا اب اس سے کلام
کرنا بیکار ہے سڑی ہوگیا اپنی جان دینے پر آمادہ ہے سب دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مشتری
ستارہ طلعت بصد صولت و شوکت آکر یہ بیچ میں سے للکارا ادرا ارکان کیا کرتا ہے کیا تجھ پر مصیبت
پڑی جو اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ مڑر کے خنجر چھین لیا جھولی سے آب دیدہ
سحر نکالا منہ پر چھینٹا دیا ارکان ہوشیار ہوا چیخیں مار کر رونے لگا کہا ارمان جان مجھے افراسیاب
نے بہت ذلیل کیا دیکھیے لشکر کے قدم ہلیں جیتے زمین سے ایک برق چمکی ہاتھ نکلی پیر پاؤں اٹھالیا

فوج کے کٹ رہے ہیں ہزاروں بیکار پڑے تڑپتے ہیں ملکہ مشتری گھوڑے سے گر اس برق جہندہ
کو دیکھا فرمایا یہ افراسیاب کی نانی کا تخت بڑی مکارہ ہے یہ کہکر گولا جیب سے نکالا پیشانی پر کھینچ مارا
خون سے گوشہ کو رنگین کیا گولا ٹھیک بیٹھا تڑپ کر وہ ماہیان بولی کیا سحر تو نے ایجاد کیا ہے مثل
چوہے دوں کے اڑتی ہے زمین سے نکل آ ورنہ پھونک دونگی ماہیان نے زمین سے جواب دیا سوچی
کہ مشتری ہرا کیا کریگی ملکہ مشتری نے وہ گولا زمین پر مارا دنا تھے کی آواز پیدا ہوئی زمین سے شعلے
نکلنے لگے اسقدر زمین گرم ہوئی کہ ماہیان کے جسم پر تو آبلے پڑ گئے تڑپ کے زمین سے نکلی بدحواس
عالم یاس برق پر آبیٹھی دوڑتی ہوئی افراسیاب نے پوچھا نانی امان خیر تو ہے کہا تجھے کیا بتاؤں
آج مشتری نے غضب کیا میں اندر سے زمین کے بیٹھی تھی اوپر سے گولا مار دیا تمام جسم میں آبلے پڑ گئے
نانی نواسے باتیں کر رہے تھے کہ مشتری ارکان کے ساتھ ہیں اب ارکان وحشی جسطرح شور سے
اڑ رہا ہے کوئی سو کو سانٹ ملکہ مشتری کے چیر کر پھینک دیا وہی جوش وہی خروش وہی جرات وہی
شوکت وہی لیاقت مشتری نے جو دیکھا ماہیان و افراسیاب ایک مقام پر ہیں کچھ سرگوشی
ہو رہی ہے ارکان کو اشارہ کیا ارکان جھومتا ہوا چلا ماہیان نے کہا ارے افراسیاب
بھاگ ارکان وحشی آتا ہے یہ کہکر برق آسمان میں ڈوب گئی پردہ ظلمات میں پہونچی خاک قبر
جمشید لائی اتنے عرصے میں یہاں قیامت ہوگئی افراسیاب حیرت کا ہاتھ تھام کر بھاگا ارکان کے
سامنے کچھ نہیں پڑا ہے لقا پست مارے گئے ارکان چاہتا ہے افراسیاب و حیرت کے سامنے
پہونچوں تقاضائے اتنے کر دیوانہ ہیات بن زن و شوہر کو قتل کر دوں یہ ڈھونڈھتا جاتا ہے مشتری نے بھی سحر کے بازار
رزم گاہ میں ہنگامہ ڈالدیا تیغ جان ارزان وبال ازل ہر کار ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح
نہیں کرنے پاتا دوسرا ہو کر گرے ہیں خواہش ہے ملک الموت کو کچھ کارندے مقرر کر دوں ایسے
مقام کا تنہا انتظام نہو سکیگا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے بارہ لاکھ جادوگر افراسیاب کا مارا گیا
پانچ کوس تک زن و شوہر بھاگتے ہوئے آئے ارکان اب ارادہ کرکے چاہتا ہے افراسیاب و حیرت
کو لوٹیں یہ زن و شوہر پشت دکھا کے منہ پھیرے جو سحر کرتے ہیں غریب ہے کہ افراسیاب
شکست کھا کر بھاگ جائے سوزش ارکان سے ہوش و حواس پراگندہ ہیں جب افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا تب لقا کو گالیاں دینے لگا کہتا ہے یا سامری جمشید میری اقلیم سے اس جھگڑے کو

نکالو جب سے میری سرحد میں آیا کیا آفتیں برپا ہو رہی ہیں یہ نوبت آئی کہ ایک جوہر کے سامنے سے
بھاگنا پڑا ہر رنگ و ہیبا مارا گیا یہیں علیم بیٹھے بیٹھے بچا آیا تقدیریں کیا کرتا ہے نام پر خدائی
کے مرتا ہے اپنی پشت کی بھی خبر نہیں جانتا ہے الیاں یا فرشتہ خداوند بنا دیا اگر جاگتی جوت کا خداوند ہے
تو اسوقت میری مدد کیوں نہیں نام پر اسکے جو نیازیں مار ڈالیں سلیمان عنبرین مو سے کوہی کو حکم
بھیجیں نکالو اسکو اپنے ملک سے نکالدو نہیں تو اسوقت میری مدد کو آدے ہاتھ سے اس ظالم کے
بچاوے حیرت نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہنشاہ بس برا ہی خون دیکھا اپنا خداوند ہے وہ کیا مدد
کرے خود بیچارہ دردمند ہے آج تک سے یہ نہ ہوسکا کہ لات بت میں جاتے اٹھکر آتا یہ باخبر ہو بچا سنتے
یہ سنتے ہی افراسیاب نے کہا میں ہرگز نہ جاؤنگا ایسے کہ جسے کوئی صورت دکھاؤنگا وہ سب بیٹھے بیٹھے
الٹی پلٹی تقدیریں کرتا ہے ہزاروں ساحران بیدست و پا اسکی محبت میں مارا گیا اسکی تقدیر کی یہ
تاثیریں ہیں ابھی یہ گفتگو رہا کہ شانے کی تدبیریں میں یہ کہکر افراسیاب بہت چیخا چلایا اور ہوا کہ ارکان
آسمان پہونچا لیکا ایک آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ماہیان زرد پوش بصد جوش و خروش زمین پر آکر
گری افراسیاب نے کہا میں نے تیرے واسطے اپنی جان شادی تباہ کی ہے خزانہ جمشید کی لائی اسی سے
ارکان کو جلاتی ہوں گلو نے کو خاک میں ملاتی ہوں ایک پشت پر کھڑی ہوئی ارکان غافل
از شعبدہ بازی فلک تلوار کھینچے ہوئے آتا ہے ماہیان نے ایک سردار کو اشارہ کیا وہ ساحر
نعرہ کرکے ارکان کے سامنے آیا ارکان اس ساحر کو دیکھکر غضب سے چہرہ سرخ وہ دیوانہ ہوا غصے
لگا نے لگا ماہیان نے جو آئی مہلت پائی خاک کی پڑیا ارکان وحشی پر پھینک ماری وہ خاک جو
ارکان پر پڑی معلوم ہوتا تھا کہ وہ بارود میں کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ارکان نے ایک
چیخ ماری ہر سر مو اور بدن سے چنگاریاں آگ کی نکلیں شعلہ سر و ریحان جلنے لگا ہر اعضا سے
شعلہ آتش نکلنے لگا دور سے جو ملکہ مشتری نے یہ حال پر ملال دیکھا تو بے بخت بالا آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا جھپٹ کر باران سحر برسایا چاہتی تھی کہ آگ کو بجھائے وہ آتش سحر نہیں بجھی بھڑکتی جاتی
ہے ارکان کے منھ سے جو آہ نکلی مشتری کے قلب کو تاب نہ رہی فرزند کہکر لپٹ گئی اس آگ نے
انکو بھی جلایا ارکان کے ساتھ مشتری بھی جلنے لگیں اس حال میں ماہیان نے قریب آکر مشتری
کے خنجر مارا آگ بجھانے میں مصروف تھیں اپنے تو بھی بچا نہ سکیں خنجر ماہیان کے کوکھ پر لگا ملکہ مشتری

اڑ کر گولا کر زمین پہ گرین اُدھر ارکان جلکر خاک ہوا تمام میدان میں اندھیرا چھا گیا آوازیں دردناک
آنے لگیں بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان وحشی بود کشتی مرا نام من ملکہ مشتری
ستارۂ طلعت بود وہ گولا جو کالی آگ برسی اُس اندھیرے میں ماہیان و افراسیاب لشکر مہرخ پر آگرے
پڑے فوج کے درہم برہم کردیئے علم ہائے فوج قلم کیے افراسیاب و ماہیان چاہتے ہیں مہرخ و بہار
وغیرہ کو گرفتار کرلیں یہ لوگ جانبازی میں معروف ہیں ماہیان نے ہزار دن کو جلا دیا آج تو بڑے
زور و شور سے لڑ رہی ہے افراسیاب کو بھی ترغیب دیتی ہے کہ لے افراسیاب آج واپس نہ ہونا
اُن باغیوں کے نخل حیات قلم کو بہار و خزان کا خیال بیکار ہے یہ سب تیری جان کے دشمن ہیں
ماہیان قلب فوج میں گھس پڑی بہار بیچاری بھاگی مخمور بھی الگ ہوئی باغبان نے کئی سحر کیے
ماہیان نے جھپٹ کر باغبان کو زخمی کیا مہرخ پر بھی ایک گولا مارا اہل اسلام میں صدائے یا ربا یا مستغیثا
اے عیب پوش عالم ای خالق زمین و زمان ای کارساز دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے بلائے
آسمانی سے نجات دے تیرے گنہگار ہیں مجبور و ناچار ہیں سوا تیرے کس سے التجا کریں اب ہمکو
نہ ہی تاب ہے سوائے تیرے کوئی بچانے والا نہیں ہے پھر کس سے فریاد کریں اس بیکسی میں کسکو یاد
کریں بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ملعونہ کیا کرتی ہے منم آفتاب عالمتاب
سپہر نور افشان صاحب عز و شان ساحر لاجواب خاص سر کوب افراسیاب نعرہ کوکب روشن ضمیر

منم مالک ملک افسون گری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست و بازو و روشن ضمیر

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم

لیکن سب نے دیکھا آج کوکب نامدار بعد عز و وقار حیرت میں ہے

گلنار ہاتھ میں تیغہ آبدار جوہر دار مثل آفتاب عالمتاب دوسرے ہاتھ میں سپر فولادی فراخ دامن
نعرے کرتا ہوا آنکھوں سے اشک حسرت جاری لاش جو ملکہ مشتری کا دیکھا ایک سمت لاشہ شاہزادہ
ارکان وحشی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا اس زور و شور سے ماہیان زمرد پوش
پر آگرا ماہیان گھبرا گئی پلٹ کر گولا کوکب پر مارا کوکب نے تیغہ برق تاب سے گولے کو کاٹ ڈالا قریب
آکے پینترا بدلکر تیغہ مارا ماہیان نے سپر سحر کو چہرے کی تباہ کیا یہ تیغہ بے پناہ ہے وہ سپر خود

روسیاہ ہی کیا یک سنگی شرارے اڑے پھول مرجھائے دامن سپہر کا پھولوں سے خالی ہوا خزان چمن حیات
مین آئی ماہیان کو یہ ثابت ہوا شب بسر کی ہر چند مثال شب فراق تھی یہ بد نصیبی واسطے قیس و فرہاد
کے بھی تیغہ آفتاب مثال نے اس شب تیرہ و تار کو مٹایا ہر چند ماہیان نے اپنے سر کو بچایا سر اس خود
کا زخمی ہوا چہرہ خون سے لال ماہیان کا عجب حال قلب پر ہجوم غم و ملال ترقی پر کوکب کا جاہ و جلال
ماہیان نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکل کر طرف کوکب کے چلا کوکب نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے نہر سحر نکلی شعلے
کو بجھایا سحر ماہیان کو خاک مین ملایا قریب تو پہونچ چکا تھا جھپٹا کمر پکڑ کے ایک طمانچہ مارا پھر ماہیان نے
بھی سحر کیا عارض پر تو عارضہ ہوا کوکب کے بھی ہاتھ مین ایک بلا پڑ گیا اتنی جو مہلت ماہیان نے پائی
تڑپ کر غرق زمین ہوئی افراسیاب جادو کوکب پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے دونون
کے سحرون سے بھڑک کے ہزار ہا بندگان خدا جلے جب کوکب نے ہاتھ مارا شعلہ آتش بھڑک کر افراسیاب
پر گرے افراسیاب نے تو اپنے کو بچایا باقیان فوج جلے جب افراسیاب نے تیغہ مارا ایفا کی سلین کوکب پر
گرین کوکب استغفر نے اف اف کر کے اپنے کو بچایا لشکر مہرخ کے کئی ہزار ساحر ٹھنڈے ہوئے لیکن آپ کوکب
و افراسیاب سے وہ سحر ہوئے کہ دیکھنے والے الامان الامان کر رہے ہیں کبھی آگ برستی کبھی دریا سے
آب پیدا ہوا کوکب و افراسیاب نہنگ اور گھڑیال بن بنکر دریائے سحر مین شناوری کرتے تھے کبھی
ابھرتے تھے شعلہ ہائے آتش مین مثل برق چمکے کبھی تلوار سے لڑے کبھی خنجر کھینچے افراسیاب بھی گھبرا رہا ہے
کوکب نے دنگ کر دیا جب افراسیاب نے دیکھا کسی طرح سحر کوکب سے امان نہین ملتی گھبرا کر آواز
دی اسے کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا طلسم کشا نے لوح پائی رکن طلسم گر گئے اتنا جو افراسیاب نے
پکار کر کہا ایک نازنین سنہرے کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے ظاہر ہوئی آواز دی کنیز ن
حاضر ہے افراسیاب نے کہا تاج طلسمی جلد لاؤ نازنین چمک کر آسمان مین ڈوبی چشم زدن مین اک
پریزاد چمک کر آئی تاج سر پر افراسیاب کے رکھا چہرہ افراسیاب کا مثل آفتاب روشن ہو گیا
کوکب پر جو تاج کا عکس پڑا زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی اس حال مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا
مارا کوکب چاہتا ہے لپٹ پڑے دونون دانتون سے بوٹیان کاٹ کے پھینک دون اس عالم اضطرار مین
سر کوکب زخمی ہوا افراسیاب نے سائے مین تلوار کے کوکب کو لیا کوکب روشن ضمیر زخم دار
سر سے خون جاری تیغہ ہلالی چمکاتا ہوا پیچھے ہٹا افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا قریب ہے کہ افراسیاب

ہاتھ مارے کوکب نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور بعد ملاحظہ پکار کر اوٹھا رباعی
تو آن شمع سکانے کہ ساکنان فلک ٭ بہ آستان تو دارند میل دربانی ٭ چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی موت آنکھوں کے سامنے پھر گئی حسرت عیش نشاط نگاہ ہوں سے
گرگئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا اے افراسیاب کیا کرتا ہے میں آپہونچی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ماہیان
زمرد پوش گرز فولادی ہاتھ میں پہلوے نخلستان سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی آج یہ ظالم نہ بچے میں نے
صدمہ عظیم اوٹھایا ہے حقیقت میں گال بھی ماہیان کا سوجا ہوا ہے سر زخمی خون بہ رہا ہے اب
افراسیاب ماہیان کو دیکھکر خوش ہوگیا ماہیان جست کرکے قریب افراسیاب پہونچی کہا دیکھ
سرداران ظلمات بھی آگئے افراسیاب نے اودھر منھ پھیرا نعرہ ہوا او بچا کہاں جاتا ہے برابر سے
حلقہ ہاے کمند لپٹے آواز دی بنعرہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بلاغ وین زکرش آبیاری
جہان سر سنگ در رنجی گذاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

حلقہ ہاے کمند گلے میں افراسیاب کے پڑے اور کے کھینچ لیا عمرو نے حباب بیہوشی مارا افراسیاب
چینخ کہاکے زمین پر گرا کوکب نے چاہا سر کاٹے دون تیلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا آکر
افراسیاب کو لے بھاگا حیرت جادو بھی بھاگ کر نکل گئی بڑے بڑے سردار بھاگے جو اہالیان لشکر رہ گئے
انکو گھیر کر کوکب نے مارا پلٹ کر کوکب روتا پیٹتا خاک اوڑاتا ہوا لاش پر مشتری کی گر پڑا الپن وجمشید
آکر پہونچے ہرچند کوکب کو سنبھالتے تھے کبھی کوکب نام ارکان لیکر روتا ہے کبھی براے مشتری اشکون
سے منھ دہوتا ہے خواجہ عمرو نے دونوں لاشے بہ تعجیل اٹھوالیے باغبان وغیرہ نے کاندھا دیا کوکب
سر برہنہ پاپیادہ لاش کے ہمراہ عمرو سمجھاتا ہوا کہ اے کوکب صبر کرو دنیا کا یہی حال ہے بڑے بڑے
شاہان اولوالعزم سخن کن بہ دیدہ حسرت و یاس لیکر دنیا سے گئے اس دنیاے فانی نے کس کے ساتھ
وفا کی سرا ہے شب کو اترے صبح کو روانہ ہوئے ملکہ مشتری کا بڑا مرتبہ ہوا ہاتھ سے ایسی بلعو ن کے
قتل ہوئیں قریب قصر جمشیدی لاکر ملکہ مشتری وارکان کو دفن کیا کوکب کی بیقراری بڑہتی جاتی ہے
یہان مے خواجہ سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجایئے تا بہ قصر جمشید ہی چلیے سچ میں والدنا مدار
اب وطعام ترک کرینگے جو طریقہ آپ کے مذہب کا ہے اسکو ملاحظہ فرمایئے خواجہ عمرو

کوکب کے ساتھ قصر جمشیدی مین آئے حسب طریقۂ عرب دسترخوان بچھوایا کوکب کو لاکر بٹھایا زبردستی
سرمین کوکب کے ٹانکے دیئے کوکب نے کہا خواجہ میرے سرمین ٹانکے نہ دو اب میرے حال پر مجھکو
چھوڑدو نہین معلوم میرے دلمین کیا ہے عمرو نے کہا اے برادر اگر جان بھی دوگے مسافران ملک عدم
سے نہ ملوگے موافق مضمون رباعی

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھون کہ تجپہ کیا کیا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کوکب نامدار ربا تی
یاران وطن پھر نہ وطن ملتا ہے
اسباب جہان سے دیکھ نے غافل
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس
جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہے
مٹی ملتی ہے یا کفن ملتا ہے

فرد

تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہے
عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

عجب مقام ہے ای کوکب زندگان دین بھی حیران ہے کوئی اس راز کو نہ سمجھا کہ بعد مرنے کے انسان
کہان جاتا ہے جب رشتۂ حیات قطع ہوا اہالیان دنیا سے مطلب نہ رہا لباس زندگی اوتارا خاک کا پیوند
ہوا بس اب صبر کرو حاضری کھاؤ یہ طریقۂ عرب ہے اگر تم آب ودانہ ترک کر دوگے یہان وجمشید تڑپ تڑپ کر
جان دینگے عمرو کے کہنے سے کوکب نے ہاتھ بڑھایا ایک نوالہ تو عمرو نے اپنے ہاتھ سے منھ مین کوکب
کے دیا کہنے سے خواجہ کے کوکب کھانے لگا ابکائیان چلی آتی ہین جبراً قہراً کہنے سے خواجہ کے دو چار
نوالے کھائے ہر لقمے پر پانی کا گھونٹ پیا تب نوالہ حلق سے اترا لیکن عمرو نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ
کوکب نے بائین ہاتھ سے کھانا کھایا عمرو خاموش ہورہا دسترخوان اٹھوایا مہرخ و بہار سے
خواجہ نے کہا آپ لوگ سفر کرین طرف توسن حصار کے چلین اسد نامدار سے ملاقات کرنا واجب و
لازم ہے مین بھی آتا ہون وقت پر پہونچ جاؤنگا لاچین سے صلاح ہوگی یا طرف دریاے ہفت رنگ
کے یا طرف دریاے نیل کے روانگی ہوگی مہرخ وغیرہ لشکر کو لیکر طرف ملک توسن حصار کے چلین
یہان خواجہ عمرو ٹھہر گئے کوکب نے کئی مرتبہ کہا خواجہ صاحب مین آپکا حکم بجا لایا آپ کے کہنے سے
کھانا کھایا اب آپ بھی رخصت ہون عمرو نہ گیا شب کو عمرو نے کوکب سے کہا اے برادر
تمنے اس ذرۂ ناچیز کا مرتبہ بڑھایا اپنا بھائی بنایا بس راز دل ہم سے نہ چھپاؤ جو دل مین ہے
مفصل بیان کرو ہمنے آنکھون سے دیکھا تمنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہین کھایا مین خدمتگذار
صاحبقران زمان ہون دل کی بات سمجھتا ہون یہ جو عمرو نے سمجھا کر کہا تم دیکر حال دل پوچھا

کوکب زار زار مثل ابر بہار رویا کہا بھائی صاحب بڑے شرم کی بات ہے کہ ملکہ مشتری اس حسرت سے
قتل ہو اور مجھ سا غلام اسکا زندہ رہے دعوی خون نہ کر سکے مین نے تو بہت تدبیر کی کہ ماہیان کو
زندہ نہ جانے دون اس ملعون کی رسی دراز ہے قسم کھا چکا کہ بدون قتل ماہیان واپنے ہاتھ سے کھانا
نہ کھاؤنگا یونہین لڑتا ہوا تا بہ پردۂ ظلمات جاؤنگا عمرو نے کہا ای کوکب ایسی بات نہ کہو مین ایک
ہفتے کا وعدہ کرتا ہون اگر معاوضہ خون مشتری مین ماہیان کو نہ قتل کیا سر لاکر تمھاری خدمت مین
نہ حاضر کیا عمرو عیار نہ کہنا لیکن بھائی تدبیر شرط ہے ماہیان حاکم پردۂ ظلمات ہے اتنی مدد کا تم سے طالب
ہونگا مقام سکونت اسکا بتلا دو جسطرح سے بنے گا وہان تک جاؤنگا یا جان دونگا یا سر لاؤنگا یہ سنکر
کوکب نے کہا خواجہ قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار مین قسم کھا چکا بستر نرم پر آرام نہ کرونگا طعام
گرم نہ کھاؤنگا اب تمنے حال پوچھ لیا تمھارے سامنے ہی جاؤنگا مین چاہتا تھا آپ تشریف لیجائین تو جاؤن
اب اسیوقت جاؤنگا یہ کہکر کوکب نے سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیے ملکہ بران و جمشید دامن
کوکب کا تھام کر رونے لگے نگاہ یاس سے طرف خواجہ کے دیکھتے ہین خواجہ بھی فرماتے ہین کہ ای شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ای بہادر بے نظیر مین مطلب جی کو تمھارے سمجھ گیا صرف ایک ہفتے کی مہلت طلب کرتا ہون انشاء
اگر سر ماہیان نہ لایا میرا دعوے سیاہ دنہ دیکھنا قاتل مشتری کا سر مجھ سے لیجیے صرف مقام اُس کا
مجھے تعلیم فرمائیے کوکب نے کہا خواجہ میرے ارادے مین فرق پڑتا ہے میرا قصد یہ تھا کہ مین تم مع
جمشید کے لیکن نہ آؤن صورت کسی کو نہ دکھاؤن مین نامرد کہلاؤنگا مردان عالم سے آنکھ چار نہ کر سکونگا
بران و جمشید سے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مین خوب جانتا ہون کہ تمکو میری جدائی شاق ہے لیکن کسیکا
میرے ہمراہ جانا مناسب وقت نہین ہے مین یکہ و تنہا اس معرکہ مین جاؤنگا مین اُس ظالم کا سر لیکر آؤنگا
بران نے عرض کی کنیز کا ساتھ رہنا واجب و لازم ہے آپکے سامنے اُس سے لڑونگی اگر پلک جھپک
جائے سزا دیجیے آپ کے اقبال سے کبھی افراسیاب سے منہ نہین موڑا کوکب نے بران کو گلے
سے لگایا فرمایا تم ایسی ہی جری بہادر ہو مگر اس سفر مین تنہا ہی جاؤنگا مین عہد کر چکا قسم
کھائی اگر تم سب صاحبون کو یہ منظور ہے کہ اب دو دانہ تڑپ کے مر جاؤن تو مجھکو روکو مین قسم
کھا چکا اپنے دل سے عہد کیا اب عمرو بھی ناچار ہوا بران سے کہا بیٹیا اب نہ روکو کوکب نے
کہا خواجہ آپ اپنے لشکر مین جائیے عمرو نے کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا اس سفر مین ساتھ

نہ چھوڑونگا ہرچند کوکب نے کہا عمرو نے نہ مانا کوکب نے کہا آپ میرا ساتھ کیونکر دینگے عمرو نے کہا
بسم اللہ سوار ہو جیے کوکب روشنضمیر مرکب پرند پر سوار ہوا کوکب نے دیکھا خواجہ بھی قصر جمشیدی سے کود
پاسے شاطری مار کر ایک روانہ ہوئے چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوے کوکب نے انگلیون پر
کچھ شمار کیا بطور ستارہ شناسی راہ کو خیال کرکے تلاش ملکہ ماہیان زمردپوش کے بعد جوش و خروش
کوکب روشنضمیر بھی روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے عمرو و کوکب کا حال پھر بیان ہوگا۔

دوکلمہ داستان شوکت بیان لشکر زدل قاف ثانی سلیمان و لشکر زمردشاہ باختری طرف سے افراسیاب جادو کے جانا مکار سحر طراز کا بطور عیاری مقابلہ و عیاری جواہر بن عمرو وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

کہو ہر اک ساقی غنچہ دہان ہے
جلائین سب چراغ آئینہ گھی کے
لگن پھر چراغ خانہ طور
ہر اک سوزن ہی حنیم باہ کا داغ
چراغون سے منور گھر ہین سارے
دکھا ہولی کے مئخانے کا سامان
نظر قمقمہ ہر جام نجاے
بنین پچکاریان صہبا کی قلمین
جو ساقی ہو شراب آتشین کی
گلال اپنی نظر مین بالیقین ہو
جما ہے رنگ ہولی کا جہان مین
چمن جو ہے وہ خندہ ابن نما ہے
اچھلتا ہے ہر اک سو اوس کا رنگ
ہر اک فوارہ پچکاری لیئے ہی
گلال انگور کے منھ پر لگا ہے

بہار بزم کا سامان عیان ہے
بنے ہر قیف شیرینی کا دونا
مثال خانہاے چشم پرنور
ہلال آسمان محراب گھر ہے
فلک پر جسطرح روشن ہون تارے
شرابی خم سے جب صہبا انڈیلین
سبو مست ہی گلفام نجاے
مے گلگون کسم کا رنگ ہوجاے
بنے بھیگی ہوئی ساری حسین کی
ملائین رند لب ساغر کے لب سے
بہار مست آئی بوستان مین
بہم ہین بوستان کے سب حواشی
بنے ہر نخل کے پتے دف و چنگ
نظر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پر عبیر زر لگا ہے

سنائین رند خوشیان جام پی کے
ہر اک ساغر ہو شکر کا کھلونا
نظر باغ ابراہیم ہین باغ
نظیر برج مہر ایک گھر ہے
مرے پیر مغان مین تجھپہ قربان
سبو و جام رنگ آئینہ کھیلین
عروس می کو لین ساغر بغل مین
حنائی باغ برگ تنگ ہوجاے
جو سرخی شراب آتشین ہو
سبز ہوئی ملین بنت العنب سے
نظیر برج ہر گلشن بنا ہے
گھٹائین کر رہی ہین رنگ پاشی
ہر اک گل بادہ شبنم پیے ہے
شرابی کبک بلبل ہین سبو مین
گل و بلبل مین گاڑھی چھن رہی ہے

کبیر آواز طوطی بن رہی ہے
ہر اک گل لالۂ احمر بنا ہے
کسم نسرین و دوپہری نسترن ہے
چمن مین جو نہال بارور ہے
ہے دامن زخم کا پھولون کا دامان
گلے ملتی ہے شبنم جزو کل سے
تلاش ہمچشمی فکر رنگ مین ہے
گلال آسایش روے جہان ہے
زمرد شکل مرجان بنگئے ہین
غبار رہ مین ہے سیندور کا رنگ
ستارہ چمن کا چمکا رہا ہے
ہوا روشن قمر بنکر فلک پر
رنگ کندن کی زرافشان ہوکے چمکی
چمک ذرہ کی دکھلائی زمین پر
چمکتی ہین یہ مہر آسمان سے
اٹھین آنکھون سے نسبت دون تو ہیچ ہو
ہوئی عقل ابر و دریا بار کی دنگ
لباس جزو و کل رنگین ہوے ہین
شرابین پی کے ہولی کھیلتے ہین
جنون ہر ایک دل کا کھل رہا ہے
کمانین تیر سے خنجر سپر سے

ہر اک شجر چمن نئی خوبی ہوئی ہے
جو نیلوفر تھا وہ کیسر بنا ہے
گل سوسن جو تھے ٹیسو بنے ہین
عقیق سرخ کا گویا شجر ہے
سوا نارنج سے ہر اک ثمر ہے
صبا ہے گل نسیم صبح گل سے
جلائی مہر نور افشان نے ہولی
عبیر افشان سماے تبان ہے
شفق ہے عکس خورشید لب بام
ہوا گلگون سپہر نور کا رنگ
ہوا پر جاکے بشکل برق چمکا
گرائی برق کوندے نے چمک پر
کیا چہرہ چمک کر دھوپ کا زرد
کواکب بنگیا عرش برین پر
بعینہ ماہ چرخ نور ہین یہ
کہون گر اختر گردون تو ہیچ ہو
ڈبویا رنگ مین ہر نازنین کو
عمامے مثل گل رنگین ہوے ہین
کبیر آواز سے کہتے ہین جہان پر
جسے دیکھو وہ باہم مل رہا ہے
کہانتک ذکر ہولی کا رقم ہو

سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے
چنبیلی زعفران پر طعنہ زن ہے
نظیر تار زر گیسو بنے ہین
ہر اک ڈالی بنی ہے شاخ مرجان
شکل انگور چمن کا سیب پر ہے
زمانہ مست اپنے رنگ مین ہے
سنائی بلبل بستان نے ہولی
گہر لعل بدخشان بن گئے ہین
سپیدہ صبح کا ہے سرخی شام
عبیر اپنی چمک دکھلا رہا ہے
سحر کو بنکے مہر شرق چمکا
چمک جگنو کی تابان ہوکے چمکی
قمر کی روشنی تابش نے کی گرد
صفت ہو قمقمون کی کس زبان سے
قطیر سا عنبر بلور ہین یہ
وہ کی پچکاریون نے بارش رنگ
بنایا قلزم احمر زمین کو
سبا نے اپنے پاپڑ بیلے ہین
ہزارون گالیان ہین ہر زبان پر
ہوائین ہولی ملتی ہین شجر سے
کہانتک نغمہ زن مرغ قلم ہو

چہرہ طی کنندگان منازل غارستان عیاری و رہروان جادۂ کوہستان خنجر گذاری رنادر خطۂ طلسمات سحر و عیاری کو مسافر کلک یون طی کرتا ہے

نظم

منور کن بزم شیرین مقال	چنین می نگارد ز کلک خیال
کجائی تو اے ہمدم داستان	کہ باز آمدم بر سر داستان

شہب تیزگام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ جب افراسیاب خانہ خراب کو جنگ کوکب سے تیلہ اٹھا کر باغ سیب مین لایا اول یہ ذکر واجب اللازم ہے کہ ماہیان زمردپوش گھبرائی ہوئی پاس افراسیاب کے آئی کہا ای افراسیاب تیرے واسطے مین نے سر ہتھیلی پر رکھا مشتری کو قتل کرکے موت کا مزا چکھا طالع کا ستارہ گردش مین ہے کوکب میرے قتل کی کوشش مین ہے طائران سحر نے مجکو خبر دی کہ کوکب میری فکر مین قصر جمشیدی سے چل چکا مین نے یہ تدبیر کی ہے کہ اپنے باغ ظلمات سے تا سرحد کوہستان وخارستان ہفت دربند سحر تیار کرون اپنے مصاحبان عالی مقام وساحران خوش انجام کو ان دربندون پر مقرر کرون چند کنیزان سامری اپنی خدمتمین مقرر کی ہین کہ شاید وہ ساربان زادہ کچھ عیاری کرے یا مجھ تک اپنے کو پہونچائے جو صورت بنکر آئے کنیزین بتلا دین نقشہ ہاے ستارہ شناسی نہایت طولانی تیار کیے ہین ان کو آٹھ پہر ملاحظہ کرونگی ای افراسیاب اگر یہ چالیس دن بخیر وخوبی کٹ گئے ہزار سال تک پھر میری قضا نہین ہے اگر طرف آسمان کے دیکھتی ہون چرخ کجرفتار ستارون سے آنکھین نکالتا ہے ثابت وسیارگان پھرتے اور گویان ہین زمین سے غبار اٹھتا ہے ہر اک غار دہن اژدر ہر سنگریزہ چھاتی کا پتھر دوست دشمن معلوم ہوتے ہین بخیر خواہان دولت راہ مین تخم بدی بوتے ہین سواے ہفت دربند تیار کرنے کے اور کوئی تدبیر نہین ہے تو بھی آٹھ پہر یہی خیال رکھنا ملاحظہ اوراق جمشیدی مین مصروف رہنا کوکب ان دربندون پر ضرور آئیگا اگر مین اور تو ملکر مقابلہ کرونگی فتح نہ پائیگا ساحر دربندون پر ایسے کامل مقرر کیے ہین کہ جنکا عدیل ونظیر نہین ہے مدت کے تعلیم کردہ ایک ایک اپنے وقت کے سامری وجمشید اپنے مقام سے آگے نہ بڑھنے دینگے اور اے فرزند ایک دربند تو ایسا تیار ہوگیا ہے کہ جسکی فتح بالکل ناممکن ہے اس ساحر ہمدان سے دل تمہ ودو منزل بخوبی مطمئن ہے افراسیاب جادو نے کہا مین ہروقت اسی فکر مین رہونگا اوراق جمشیدی دیکھونگا کوکب کی یہ حقیقت نہین ہے کہ دربندہاے سحر پر آپکے دست انداز ہوسکے جن ساحرون کو آپ نے تجویز کیا ہے وہ سب کامل واکمل ہین آپ جاکر باغ ظلمات مین آرام فرمائیے مین خود آکر بھی پہونچونگا ماہیان زمردپوش تو افراسیاب سے یہ خوبی کہکر گئی افراسیاب جادو

اوراق لیکر بیٹھا ساحرون سے کہہ رہا ہے حقیقت مین کوکب چل نکلا کچھ احوال لاچین کا نہ معلوم ہوا
مرشدزادے نے جاکر روکا ہوگا اگر میرے کہنے پر مرشدزادے نے عمل کیا دریاے ہفت رنگ سے
فوج بے سران کو ہمراہ گیا لاچین اسکا توڑ نہ کرسکیگا یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے لاکر نامہ لقا کا دیا اسکو
افراسیاب نے پڑھا اسمین کلمات مرقوم تھے کہ اے افراسیاب قدمبوسی کو نہ آیا اگر تو نہین آسکتا کسی
ساحر کو برائے مدد بادولت روانہ کر ورنہ طلسم ہوشربا کو برباد کرونگا عمرو ہمارا بندۂ خاص لخاص ہے
قاتل ساحران اسکو لقب دیا اسپر کوئی غالب نہ ہوگا افراسیاب نے نامہ ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا
کہا صاحبو فتح جنگ کی کون صورت خداوند لقا ناراض ہین یہان کے ساحرون کو اغماض ہین جو گیا
اس نے غرور کیا عیارون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ کہکر سوچنے لگا ساحرون سے حکم دیا جلد جاؤ مکار سحر طراز
کو بلا کر لاؤ وہ ہم سردار وہم عیار ہے مکر وغدر مین بےنظیر سحر وساحری مین بےمثل وہ کسی تدبیر سے خاتمہ
کردیگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچائیگا ساحر گئے چند ساعت نہ گذرے تھے کہ ایک ساحر سیاہ رو
چہرے سے مکاری وغداری آشکار مع بارہ ہزار فوج کے آیا افراسیاب نے کہا اے مکار سحر طراز
ہم چاہتے ہین تجھکو خدمتگذاری خدمت خداوند لقا سے سرفراز کرین جاکر قدرت کی مدد کر خبردار غرور
نہ کرنا فرزندان عمرو سے بچنا ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچے شاگردان عمرو وفرزندان نامور وہان
موجود ہین اگر عیارون سے اپنے کو بچایا کوئی بیتر غالب نہو سکیگا لشکر حمزہ مین کوئی ساحر نہین ہے
مکر وغدر سحر سے بالکل نابلد ہے قدرت تمکو اپنے ساتھ باختر مین لیجائینگے میشر قدرت لقب دینگے مکار نے
عرض کی اے شہنشاہ مین بخوبی سمجھ گیا ایسی تدبیر کرون کہ عیار تڑپ تڑپ کے مرین مجھ تک نہ آسکین
مخفی مخفی ایک ایک مقام پر اترونگا رات کو جاکر سرداران زبردست کو پکڑ لاؤنگا جب سردار سب قبضے
مین آجائینگے ایک دن طبل جنگی بجوا کر کل اہالیان لشکر کو پھونک دونگا قدرت کو تا بہ قیطول پہونچادونگا
افراسیاب بہت خوش ہوا کہا اے برادر مین نے اسی واسطے تمکو بلایا افراسیاب نے سفارش نامہ
دیا مکار سحر طراز اسی وقت تخت سحر پر سوار ہوکر مع بارہ ہزار ساحران غدار سمت کوہ عقیق گلزار
سلیمانی روانہ ہوا مقامات در بند دیکھتا ہوا جاتا ہے جو جو مقام کہ آباد تھے وہ سب ویران
پڑے ہین افسوس کرتا ہوا عقب کوہ عقیق پہونچا لشکر کو اسی مقام پر اتارا ایک نامہ
بطور عرضی واسطے لقا کے تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند طرف سے افراسیاب کے

برائے خدمتگزاری حاضر ہوا ہون سنا ہے کہ یہان عیار لشکر دشمن مین بہت ہین اس خوف سے اسی مقام پر ٹھہرا ہون کسی واقف کار کو روانہ فرمایئے نام سرداران نامی کے مجھکو بتلاوے حالات لشکر اسلام سمجھاوے مین رات کو جاکر سب کو گرفتار کرکے لے آؤن پھر قدرت کو تا بہ باختر پہونچاؤن نامہ ایک ساحر کو دیا کہ قدرت کو یہ نامہ دیکر چلے آنا وہ ساحر لشکر لقا مین آیا تا بہ دربارگاہ جہان نما پہونچا ورگہ سالار سے کہکر اندر آیا لقا کو تخت نخوت پر پایا صورت منحوس دیکھکر حیران ہو گیا دل سے کہتا ہے یہی خداوند ہین مجبوراً سجدہ کیا فرمان افراسیاب و نامہ مکار لاجواب پیش کیا لقا نے وہ نامہ بختیارک کو دیا بختیارک نامہ پڑھکر اچھل پڑا کہا یا خداوند مین جاتا ہون یہ بڑا معقول حکم آیا ہے بہت معقول تدبیر ہے تحریر بھی دلپذیر ہے اپنے خچرے پر سوار ہو کر چلا کہ جاکر بخوبی سمجھا دون ادہر قضائے کار شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار خبر لشکر لقا کو آیا تھا اس نے ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا تھا بختیارک کو دیکھا خچرے پر سوار ہو کے چلا شعبان سوچا شاید کوئی ساحر آیا ہے بختیارک برائے استقبال جاتا ہے یہ بھی عقب مین چلا پانچ کوس راستہ طے کرکے شعبان نے دیکھا لشکر ساحران نزدیک ہے شعبان اک جھاڑی مین چھپ رہا بختیارک لشکر ساحران مین جاکر داخل ہوا مکار سحر طراز کو خبر ہوئی کہ شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین مکار بارگاہ سے نکل آیا بختیارک کی صورت دیکھکر بہت ہنسا استقبال کرکے بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی دعوت شراب کی بختیارک نے مزاج پوچھا دونون مکار و غدار آپس مین باتین کرنے لگے مکار نے کہا ملک جی مین اسواسطے یہان ٹھہر گیا کہ میرے حال سے کوئی آگاہ نہو آپ سرداران حمزہ کے نام مجھکو لکھ دیجئے دو چار کو روز بوقت شب گرفتار کرکے لے آیا کرونگا جب سردار قبضے مین آجائینگے لشکر بے سردار کو ایک دن مین تباہ کر دونگا بختیارک نے رائے کو مکار کی بہت پسند کیا کہا اے قوت بازو شہنشاہ طلسم ہوشربا رائے تو تمھاری بہت صحیح ہے کیا معقول بات تجویز کی لیکن فرزندان عمرو برائے عیاری بلائے روزگار ہین خبر پاتے ہی تمھارے لشکر مین پہونچین گے اپنی تدبیر سے غافل نہ رہنا یہ کہکر جیب سے فہرست نام سرداران نکال کر مکار کو حوالے کی کہا یہی پانچ ہزار پانچسو پچپن ہین خداوند لقا تمھاری تدبیر کو راست لائین مکار نے کہا ایک ہفتے مین ملاحظہ فرمایئے گا مین لڑائی کو ختم کرکے تا بہ ملک باختر پہونچا دونگا قدرت سے جاکر وعدہ کیجئے اگر قدرت کو بالا

قیطول پہونچا وہ دن طرۂ پیغمبری حاصل ہو بختیارک نے کہا پہلے چند مسلمانون کو گرفتار کرو ہم بھی
تو دیکھین کہ تمھاری رائے کیسی ہے قدرت ضرور طرۂ پیغمبری دینگے بختیارک تو یہ کہکر بارگاہ سے
نکلا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا شعبان نے جب دیکھا بختیارک جاچکا جھاڑی سے نکلا سوچنے لگا
عقل سے معلوم ہوا کہ بختیارک کچھ سمجھانے آیا تھا یہ ساحر بڑی تدبیر سے لڑیگا اسیوقت رنگ و
روغن عیاری کا نکال کر بختیارک کی شکل بنکر تیار ہوا چار شاگرد بطور خدمتگار اپنے ہمراہ لیے لشکر
مکار مین آیا مکار کو ہرکارون نے خبر دی ملک جی پھر آتے ہین دو خدمتگار دو مصاحب ساتھ ہین
مکار سحر طراز برائے استقبال پھر اٹھا لیکن یہ کہتا ہوا چلا کہ شیطان صاحب دوبارہ کیون پلٹ
آئے مصاحبون نے کہا کوئی ضرورت باقی رہ گئی ہوگی مکار نے کہا مقام خوف ہے یہان عملداری عیدان
سرحد مکاران ہر وقت اپنے بیگانے سے خوف مناسب ہے خیر تشریف لائے ہین تو سرفراز کرین یہ کہتا
بیرون بارگاہ آیا شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار جیسے ہی سامنے پہونچا تیور کو مکار کے
دیکھا سوچا کہ تیور اسکے برہم ہین خدا خیر کرے اور بڑھکر کہا اے قوت بازو شہنشاہ ہوشربا مین راہ
مین سے پلٹ پڑا آنکو مناسب یہ ہے کہ چلکر قدرت کی قدمبوسی کرلو دامن مدعا و مراد سے بھر لو
جو مراد ہو مانگو عمر بڑی ہوا ؤ صرف یہ تاکید ہے کہ غرور نہ کرو مکار نے کہا ملک جی صاحب مین خوب
سمجھ گیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے دوبارہ آپ نے تکلیف فرمائی چاہتا ہون چند ساعت
اور خدمتگزاری کرون آپکی زیارت سے سب مرادین حاصل ہوئین جب آپ ہماری خداوند
سے سفارش کیجیے گا قدرت ضرور سرفراز کرینگے اس طرح خوشامد سے اس نے باتین کین شعبان
کے دلمین جو خیال خام تھا کہ شاید دوبارہ آنے مین کچھ یہ سوچ گیا وہ بالکل دل سے نکل گیا ساتھ
والون سے اشارے کرنے لگا خود دعوت کرنے کو کہتا ہے چل کرون وہان سے اسکو مارلو شاگرد
کبھی باتین بناتے ہوئے چلے مکار نے شعبان کو لاکر داخل بارگاہ کیا مسند پر جگہ دی ملازمون
سے کہا ملک جی تشریف لائے ہین شراب و کباب مہیا کرو خدمتگزاری مین شیطان صاحب کی
مصروف رہو مین سن چکا ہون کہ یہ کلید عقل خداوند ہین شیطان درگاہ خداوندی لقب ہمیشہ
سے خود پسند ہین ملازم نے لاکر گلابی شراب کی آگے رکھی مکار نے کہا نوش فرمائیے اپنے دست نجس
سے غلام کو پلائیے شعبان کو اور زیادہ اطمینان ہوا گلابی اٹھائی جام بھر کر گیا گھاتی سحر پر یہ بھوتنی

کی ملائی مکار نے خود کہا پہلے اپنے غلام کو سرفراز کیجئے شعبان نے جام طرف مکار کے بڑھایا مکار نے جام ہاتھ مین لیا کہا ملک جی مین پی جاؤن میرے لیے کچھ نقصان تو نہین ہے اب شعبان گھبرایا دیکھا تو مکار کے ہونٹون پر جنبش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سحر کرنیکی کوشش ہے اب رنگ تو بدلنے لگا شاگردون سے بھی اشارہ کیا اشارے سے مراد یہ تھی کہ یار دیر پہچان گیا خدا خیر کرے شعبان نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون ثابت ہوا کہ زمین پانون تھامے ہوئے ہے مکار نے جام ہاتھ مین لیکر بہ قہر و غضب شعبان پر نگاہ ڈالی کہا او دغا باز جعلساز میرے ساتھ عیاری مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ کہکر اسطرح نگاہ قہر ڈالی کہ رنگ روغن عیاری کا چہرے سے پانچون کے اڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے سحر تو یہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ اپنے مقام سے نہ اوٹھسکے جب رنگ روغن عیاری کا چہرے سے پانچون کے اُڑ گیا جام شراب اُس بد انجام نے پھینک دیا خدمتگارون سے کہا انکی مشکین باندھو او ظالم بتلا تیرا کیا نام ہے شعبان نے سر جھکا کر کہا مجھکو شعبان خنجر گذار کہتے ہین کہا کیون آیا تھا کہا تیرے قتل کرنے کو اور کیا تو بچے گا بھائی بند میرے اگر مجھکو رہا کرینگے یہ دن کاٹنا تجھکو دشوار ہوگا ساتھ والے مکار کے گھبرا گئے کہتے ہین اے قافلہ سالار مکار ان آپکو کیونکر دریافت ہوا مکار نے کہا مین جو سنتا تھا کہ فرزندان عمرو بڑے غضب کے عیار ہین وہ غرض سب بیکار ہین یہ بھونڈی عیاری کہ ابھی بختیارک گیا اوسی مین اسنے دیکھا ہوگا اُنکی شکل بنکر چلا آیا کوئی نادان ایسی عیاری کا دھوکا کھائیگا یہ کہکر شعبان کو قید کیا کہا ایک ہی مرتبہ سبکو قتل کرونگا مکار نے دن تو بسر کیا شب کو اسباب سحر ذات پہ آراستہ کرکے بختیارک سے نام و نشان دریافت کر چکا ہے طرف لشکر صاحبقران کے چلا پہر رات گئے لشکر مین آیا جو اہرمن عمرو کو قوالی چبوترے مین بیٹھا ہے ابوالفتح اصفہانی و عمران حنظائی وغیرہ حاضر ہین کسے پوچھ رہا ہے کہ آج صبح سے ہمارا بھائی شعبان پلٹ کے نہین آیا ابوالفتح نے کہا چار عیار اور بھی ساتھ ہین جو اہرمن نے کہا گلباد نے مجھکو خبر دی تھی کہ کوئی جادوگر بارگاہ لقا مین آیا تھا بختیارک اسکے ساتھ گیا بعد عرصہ دراز وہان سے پلٹ کے آیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کوئی آیا اس نے دام مکر پھیلایا ہے اور ابوالفتح اُسکی تلاش کرو اب ابوالفتح نے کہا انشاء اللہ کل اُسکی تلاش کرینگے احوال معلوم ہوجائیگا یہ باتین کرکے عیار اپنے اپنے مقام سے اُٹھکے کاروبار مین معروف ہوگئے

بوقت سحر صاحبقران زمان دربار مین آئے سب سردار بھی حاضر ہوئے ناگاہ واراب گلریز روتا ہوا
آیا عرض کی وارائے ہند بارگاہ سے غائب ہو گئے ای شہریار نہ سراچہ چاک ہوا نہ نشان نقب ہے اسطرح
غائب ہونا بڑا غضب ہے صاحبقران نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جواہر کے دیکھا کہا یہ کیا معرکہ ہے
لندہور کو کون لیگیا ہمارے یار وفادار کے ہونے سے بڑی بڑی خرابیان درپیش ہین ہمکو بڑے
پس و پیش ہین سردار لشکر سے غائب ہو آنکو خبر نہین تو صاحب یہ افسر ہین عیارون کے جنکو
خبر بھی ملتی نہین نامیان و تومیان نے عرض کی کہ حضور کل سے شعبان خنجر گذار اور چار
شاگردان عمرو نامدار لشکر سے غائب ہین اُنکا بھی نشان نہین ملتا ہے صاحبقران نے فرمایا
یہ انتظام خوب ہوا مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ میان جواہر بن عمرو کا بھائی
قوت بازو غائب ہو گیا سردار کی کون خبر لے جواہر بن عمرو غصے مین کپتا اُٹھا کہ غلام ابھی دریافت
کرتا ہے سب پیک بچے نوجوان مثل ابوالفتح و عمران وغیرہ جواہر کے ساتھ ہین بیرون بارگاہ آ کے
کہا شہزادے آپ تکلیف نکرین ہم برائے جستجو جاتے ہین جواہر نے کہا یارو عزت عیاری کیجاتی ہے
دیکھو آج صاحبقران نے کیا فرمایا عمرو کا ذکر آیا وہ ہوتے تو کیا کرتے تھے کیا اُنکے سامنے افتاد نہین
پڑی ہی مثل مشہور ہے نامی دوکاندار کما کھائے نامی چور مارا جائے بات آگئی بنی ہوئی ہے اُنھین کا
ذکر آتا ہے جا کر لشکر لقا مین دریافت کرو دیکھو لندھور کو کون لیگیا شعبان پر کیا معرکہ گذرا
چالیس پیک نیچے گئے چند ساعت مین واپس آ کے کہا اے جواہر سارے لشکر لقا کو چھان ڈالا
وسواس و خناس نے بختیارک کو خبر دی کہ لشکر سے لندہور اور پانچ عیار غائب ہو وہ سنکر
غوطہ حیرت مین تھا لشکر لقا مین نشان نہین ہے دن بھر یہی جستجو رہی کچھ پتا نہ ملا جواہر بن عمرو
کے دلکو لگی ہے جوقت سے صاحبقران نے جھڑکا ہے بارگاہ سلیمانی مین نہین آیا شب کو کنارے
پر لشکر کے آکر بیٹھا پہر رات گزر رہی تھی کہ اُس نے آسمان پر دیکھا اک شعلہ چمکا جواہر نے بہ نگاہ غور
دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہے جواہر دیکھتا ہوا چلا وہ ساحر قریب بارگاہ علمشاہ آیا ایک
نخل تھا اُسپر ٹھہرا بیٹھکر سحر کرنے لگا اہلیان طلایہ بارگاہ رستم تاثیر ہوائے سحر سے بیہوش
ہو گئے مکار نخل سے اوترا جواہر گوشے سے دیکھ رہا ہے کہ وہ جادوگر پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ
علمشاہ کے گیا بچہ کمر مین دیکر رستم کو لے اُڑا ساحر اُڑتا ہوا جاتا ہے جواہر بھی تعاقب مین چلا آتا ہے جب اپنے

لشکر کے قریب پہونچا ساتھ والے منتظر کھڑے تھے حضور حضور کہکر دوڑے پوچھا آج حضور کسکو لائے مکار
جادو نے کہا کلیجے پر حمزہ کے چھری پھیر دی انکے فرزند علمشاہ کو لایا جواہر نے یہ سنا فقیر بنا ہوا
لشکر مین آیا جس خیمے مین شعبان و لندہور قید تھے وہین لاکر علمشاہ کو بھی قید کیا شہیم کو مع چالیس
ساحرون کے نگہبان مقرر کیا کہا اے شہیم ہوشیار رہنا مین اپنا سحر اُتارتا ہون تم اپنا سحر قایم کرو شہیم
نے علمشاہ و لندہور پر اپنا سحر قایم کیا قیدخانے مین ڈالدیا مکار طرف اپنی بارگاہ کے گیا جواہر نے
یہ سب ماجرا آنکھون سے دیکھا کہ شہیم کرسی پر بیٹھا ہے مع چالیس جادوگرون کے شرابخواری کر رہا ہے
جواہر بن عمرو بیرون لشکر آیا بھٹی پر سے شراب کا ایک تپلہ خریدا ایک مزدور کے سر پر لدوایا آپ لقا کے
چوبدار کی شکل بنکر لشکر مکار مین آیا قیدخانے کے قریب پہونچا شہیم نے دیکھا چوبدار خداوند کا ساتھ
ہے مزدور کے سر پر تپلہ رکھا ہے شہیم کھڑا ہوگیا جواہر نے کہا خداوند نے یہ شراب تم لوگون کیواسطے بھیجی
ہے قدرت کو بعلوم غیب یہ امر ثابت ہوا کہ ہمارا بندہ خاص ہمارے دشمنون کی نگہبانی کر رہا ہے حکم ہوا
یہ شراب پہونچا آؤ شہیم نے تپلہ اُتروایا ساحر ایک شراب پینے والے بہ تعجیل تپلے کو کھولا آپس مین
شراب تقسیم ہوئی جواہر انکے سامنے سے رخصت ہوگیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے ٹھہرا اُن سبھون نے وہ شراب
پی بیہوش ہوکے گرے جواہر گوشے سے نکلا خنجر پکڑ کے چاہا کہ شہیم کو قتل کرون دونون سردار پانچون عیار
ہوشیار ہون انکو یہ خیال مین آیا مرنیکی علامت برپا ہوگی ابھی ہنگامہ ہوجائیگا پھر کیا تدبیر کرون
ہرچند سردارون کو جگاتا ہے انکو ہوش نہین آتا عیار بھی بیکار ہین گھبرا کے قیدخانے سے نکلا دیکھا
ابوالفتح اصفہانی و عمران ختلانی وغیرہ بارہ پیک بچے ساحرون کی شکل بنے ہوئے لشکر مکار مین
آپہونچے تھے جواہر نے انکو پہچانا ابوالفتح سے کہا سردارون کے لخلخے بیہوشی پر لگادو پانچون عیارون
کو اٹھا لو شہیم کے سحر مین یہ سب مبتلا ہین اسکا بھی لشتارہ باندھ لو صحرا مین چلکر اسکو قتل کرینگے ان سبکو
ہوش آجائیگا عیارون نے سردارون و عیارون کو اٹھا لیا جواہر نے شہیم کا لشتارہ باندھا لشکر سے
مکار کے نکلے جب صحرا مین دو کوس پر پہونچے جواہر نے شہیم کو قتل کیا علمشاہ و لندہور و
پانچون عیار ہوشیار ہوئے جواہر نے کہا کل چلو بارہ پیک بچے دونون سردار چلے مکار بستر خواب
پر پڑے پڑے گھبرایا پہر رات رہے بیرون بارگاہ آیا قیدخانے کے قریب پہونچا دیکھا سب جادوگر
بیہوش پڑے ہین قیدخانہ خالی شہیم مُردہ غصے مین پرپرواز پیدا کرکے چلا جواہر بن عمرو

لندہور و علمشاہ سے کہتا ہے پاؤن بڑھائے ہوے چلیے لندہور و علمشاہ کہتے ہین ہم سے پیدل نہین
چلا جاتا راہ غارستان و کوہستان کہین نشیب کہین فراز جواہر سب سے آگے بڑھا ہوا آیا آسمان سے
برق چمکی مکار نے آواز دی خبردار اے عیارو کہان جاتے ہو شعبان تو حیرت کرکے ایک غار مین چلا رہا
مکار نے گرتے گرتے سحر کیا دونون سردار بارہون عیار بیہوش ہوکے گرے مکار نے کھڑے ہوکر
چہار جانب دیکھا کسی کو نہ پایا سمجھا یہی لوگ تھے ایک تخت سحر تیار کیا عیاران مذکور و سرداران
مسطور کو تخت پر ڈالا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو دیکھا کیا پھر طرف لشکر مکار کے
چلا راہ مین دیکھا غار سے شعبان بھی نکلا دونون نے آپس مین صلاح کی جواہر نے کہا اے برادر تمنے دیکھا
یہ جیا ہماری آنکھون کے سامنے سے سردارون اور عیارون کو لیگیا شعبان نے کہا اے برادر چلکر
صاحبقران کو خبر کرو جواہر نے کہا ہم تو بدون قتل مکار آقائے نامدار کو منھ نہ دکھائینگے شعبان نے کہا
چلو آپس مین صلاح مین کرتے ہوے پھر طرف لشکر مکار کے چلے یہان مکار سحر طراز سردارون کو لیکر لشکر مین
آیا لشکر مین بھی اسکے اک ہنگامہ ہے عیار مسلمانون کے بڑے قیامت کے ہین شمیم کو بیچا کر جنگل مین مارا
ہمارے آقائے نامدار تلاش مین گئے ہین دیکھا تو مکار مع تخت سحر آکر پہونچا ان سب کو لاکر پھر ایک
خیمے مین قید کیا نعیم جادو بھائی کو شمیم کے بلایا کہا خبردار کسی غیر کو اپنے لشکر مین نہ آنے دینا مین راہ
سے جاکر ان سب کو گرفتار کرلایا بقول بختیارک ملک الموت گھر دیکھ گیا اب حمزہ کو دریافت ہوگا
کہ مکار جادو طلسم ہوشربا سے آیا ہے یقین ہے صاحبقران بھی لشکرکشی کرین اب یہان ٹھہرنا
کیا ضرورت ہے لشکر خداوندی مین طلوع صبح بھی ہوچکی تھی سردارون اور عیارون کو ایک ارابے پر سوار
کیا لشکر کو ساتھ لیکر سمت فوج لقا روانہ ہوا پہر دن رہے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا لشکر اترنیکا
حکم دیا مکار کنارے سپہ لشکر کے ٹہل رہا ہے اس نے دیکھا آہوے وحشی نخلستان سے بھاگا ہوا نکلا پشت پر
دیکھا آہو کے ایک جوان چالاک و چست تیر و کمان ہاتھ مین صاف ظاہر ہے کہ آہو کی جستجو مین دوڑے
آتا ہے آہو اپنی جان بچائے ہوے چاہتا ہے نکل جاوے مگر وہ جوان چست و چالاک چاہتا ہے کمندون
مین گرفتار کرون ایک مقام پر آہو کا اُس جوان نے جھپٹ کر حلقہ ہائے کمند ڈالے حلقے کمند کے
شاخہائے آہو مین نہ پڑے گلے مین پہونچے آہو گرا جوان نے چاہا جست کرکے سینے پر سوار ہون آہو
ذبح کرون آہو نے سر ہلایا شاخ اسکی ران پر جوان کے پڑی زخم کاری آیا جوان خوشرو زمین پر گرا

آہو مع حلقہ ہاے کمند جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا وہ شیر ہیبت شکار جوان نامدار ایڑیان رگڑ کے بیہوش ہوا آنکھیں الٹ گئیں کمان کیانی دوش سے گری سر ایک جانب نیچا ایک جانب پڑا ہے وہ آفتاب جمال ایڑیان رگڑ رہا ہے ران سے خون کا فوارہ جاری مکار سحر طراز گھبرا کر دوڑا ساتھ والون کو بھی حکم دیا یارو اس جوان کو اوٹھاؤ زخم دوزی کرو کوئی رئیس زادہ سپاہی وضع شکار دوست جستجوے شکار مین یہانتک آیا شاخ آہو سے زخمی ہوا رئیس کو رئیس کا پاس ضرور ہے اسکا حال زار دیکھ کر قلب ناصبور ہے ملازمان مکار جھپٹ کے پہونچے دیکھا اُس جوان کا منکہ ڈھلا ہوا چہرہ زرد ہوگیا خون مین نہایا ہوا سبنے ملکر اوٹھایا مکار کف افسوس ملتا ہوا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مسند پر لٹا دیا بکیفیت زخم دوزی کی پٹی مرہم کی چڑہائی بعد عرصہ دراز اُسکو ہوش آیا مکار نے پوچھا اے شیر بیشہ جرات اے مینا سکوت ولیاقت نام نامی واسم گرامی کیا ہے فن شکار مین بڑا کمال حاصل کیا آہوے وحشی کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرتا تھا تو نے جو سوچا وہی کیا لیکن جو ہونا تھا ہوا شاخ آہو سے زخمی ہوگیا ہم اُٹھا لائے اُس جوان نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا آپ نے احسان کیا حسین نوجوان میرا نام ہے شکار کھیلنا میرا کام ہے یہان سے قریب ایک مقام ہے کہ اُسکو قلعہ کوہستان کہتے ہین باپ میرا حاکم وناظم ہمیشہ اسی طرح شکار کھیلا آہوان صحرا کو حلقہ ہاے کمند زلف مین گرفتار کیا تیغ برق تاب سے شیر کا شکار کیا آج گردش فلکی سے یہ انقلاب ہوا آپ اب چلکر کلبہ احزان کو اس حقیر کے نور مقدم میمنت لزوم سے منور وروشن فرمائیے آپ تو جان بخش ہین مکار نے کہا اے شاہزادہ نامدار آج کی شب تو مین آپکو جانے بھی نہ دونگا جب زخم اندمال پائیگا مین اپنے ملازم ہمراہ کرون باعزاز واکرام تمام تمھارے قلعہ مین تمکو پہونچا دون اس حیلے سے تم سے ملاقات ہوئی بعنایات سامری اب اس حوالی مین ہم رہینگے برائے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین مقابلے پڑینگے چند سردار چند عیار میرے پاس قید مین انکو بھی جاکر قتل کرونگا جب لڑائی فتح کرکے پلٹونگا تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا دو چار روز صحبت عیش مہیا رہیگی تمھارے باپ سے بھی ملاقات ہوگی اب تو دو چار دن ہمین سرفراز کرو بدون اصلاح زخم نہ جانے دینگے جوان خاموش ہوا بہت شکریہ ادا کیا باتین کر رہا ہے مکار نے دیکھا نہایت فصیح وبلیغ عقیل وفہیم باتون مین لطف حکایات جابجا کے بیان کرتا ہے مکار کا دل لگ گیا حکم دیا ناچ ہو جب طائفہ ناچنے لگا غزلین وغیرہ گانے لگی مکار کہ رہا ہے اے حسین نوجوان یہ گائن طلسم ہوشربا کی رہنے والی ہے مین بہت کچھ صرف کرکے ساتھ لایا ہون

پکا گانا گاتی ہے حسین نوجوان کچھ جواب نہین دیتے منہ پھلائے بیٹھے ہین مکار نے کہا کیون اے حسین نوجوان کیا گانا اسکا تمکو پسند نہین آیا حسین نے ہنسکر کہا بالکل بے سُری ہی بڑا عیب فاش ہے یہ پکا گانا کیا جانے کچھ غزل ٹھمری گا لیتی ہے اُس کسبی نے جو یہ سنا جھلا کر کہا میان صاحبزادے یہ علم موسیقی ہے شکار کھیلنا نہین ہے تیر او ٹھا کر مار دیا جانور پر کبھی پڑا کبھی نہ پڑا ہمارا نشانہ کبھی خالی نہین جاتا جنبش ابرو مین ہزارون شکار ہوئے تیر مژگان صدہا کے دلون کے پار ہوئے حسین نے ہنسکر کہا بی بابی صاحب سچ کسبی ہو ناز و کرشمہ اور چیز ہے پکے گانے کا نام نہ لو غزل ٹھمری گاؤ اگلے کاملون کا نام نہ بدنام کرو رنڈی اور زیادہ بگڑی کہا میان شہزادے صاحب کچھ گا کے سنائیے تو ہم جانین طبلیے نے بھی طعن کی سارنگی بجانے والے نے بھی باتون کا تار لگا دیا مکار نے دیکھا حسین نوجوان بگڑا غصے مین بگڑا اشارہ کیا سازندے جب ساز ملکر تیار ہوئے کہا بھائیو تم کسبی ہو غریب عطائی کا خیال رکھنا تمھاری آس ہے اب جو حسین نوجوان نے تانین مارنا شروع کین زمین تھرائی کسبی گھبرائی حسین نوجوان شہزادہ والاقدر آسمان جلالت کا بدر فصیح و بلیغ یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کی ہو گئی کچھ دلکو خبر آپ سے آپ
ورنہ جانے پھسلتا ہی جو سر آپ سے آپ
یہ دل عربدہ جو ہی مرے پہلو مین اگر
نہو گم دہن اُٹھا نہ کمر آپ سے آپ
گو کسی اور کو تاکا ہی مگر تیر آسکا
جسمین پیدا ہو نہ کچھ رنگ اثر آپ سے آپ
مہربانی تری اے گرمی آہ سوزان
سیدھی ہو جائیگی عاشق سی نظر آپ سے آپ

ورنہ تھمتا ہی کہین درد جگر آپ سے آپ
آسمان انکو یہ صدمے نہین کرتا شب روز
وصل کی شب بھی اُٹھیگا کوئی شر آپ سے آپ
بے طلب جیسے گیا انجمن یار مین مین
میر اشتاق ہی آئیگا ادہر آپ سے آپ
سعی کرتے ہین بہت ہی تہ انجم اسمین
سو کہہ جاینگے مرے دیدہ تر آپ سے آپ
پوچھے دل سے کب اُٹھا کوئی ہیکو جلال

سجدہ مین کبھی زیادہ ہی کچھ حرمت اسکی
گرد پھرتے ہین ترے شمس و قمر آپ سے آپ
کھو دیا اسکو خموشی نے نزاکت نے اسے
تو نہین آجائیگا آئے مرے گھر آپ سے آپ
آہ کیون کرتی ہی کوشش و محبت کیسی
کیا شب ہجر کی ہوتی ہی سحر آپ سے آپ
لجر دی تم سے زمانے نے ذرا کی جبین
وہ دیکھا ہو شمع باہر تجھے اگر آپ سے آپ

اب تو وہ نازنین حسین نوجوان کے گرد پھرنے لگی قدمون کو بوسہ دیتی ہے بلائین لیتی ہے سب گوئیے گرد بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین مکار سحر طراز مبہوت ہو رہا ہے اشعار عاشقانہ سن سُن کے رو رہا ہے خود بھی نوجوان عاشق مزاج مرد تماشبین خریدار نوجوانون کی صحبت اُٹھائے ہوئے کلیجہ پکڑ لیا حسین نوجوان کی بلائین لینے لگا کہا اے شہزادہ والاقدر اے ذی کمال صاحب جادو جلال سپاہگری تمھاری وہ دیکھی آہو کا

شکار کمند سے کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا علم موسیقی میں تمھارا مثل نہیں حسین نوجوان نے سر جھکا
کہا آپ قدر دانی فرماتے ہیں ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا خزانہ سلطنت کا حصول کمال میں صرف کیا کاملین
کی جوتیاں سیدھی کیں جلیں بھریں تب کچھ ذہن میں شائیں آگیا ایک کمال البتہ بڑی مشکل میں آیا
وہ فن ساقی گری ہے مکار سحر طراز نے کہا ساقی گری کیا مشکل ہے شراب کا انڈیلنا اشعار پڑھ کر پلا دینا
یہی ساقی کا کام ہے اسمیں کیا نیک نامی ہے حسین نوجوان ہنسے کہا حضور ساقی گری ایسی مشکل ہے
تمام عالم میں ایک شخص اس فن کو جانتا ہے وہ ساقی گری یہ ہے کہ پانوں سے ناچے ہاتھ سے تال دے منھ سے گانے
سر سے لاکر شراب پلائے سو اسے عمرو عیار کے اس فن کو کوئی نہیں جانتا وہ اس کمال کو بارگاہ میں بادشاہوں
کے صرف کرتا ہے اکیلا لاکھوں کو بیہوش کرکے چشم زدن میں لاکھوں کو مٹاتے لڑ بھڑ کر نکل جاتے میں نے
اسکو کسی حیلے سے طلب کیا اس فن کو اس دشمن جان و ایمان سے حاصل کیا ملاحظہ پر موقوف ہے ایک
بات کی مشکل ہے کہ جب ہم ساقی ہوتے ہیں کسیکو باقی نہیں چھوڑتے لہذا آپ کا صرف بہت ہوگا بارہ ہزار کا
لشکر آپکے ساتھ ہے ہمارے قلعہ میں تشریف لے چلیے وہاں جلسہ آراستہ ہو پورا میخانہ صرف ہوگا مکار نے کہا
میخانے کی حقیقت کیا ہے اس کمال کے سامنے زر و جواہر کی کیا لیاقت ہے کیوں صاحبزادے جام سر پر کھا
جائیگا قطرہ شراب کا نگریگا حسین نوجوان نے کہا اگر قطرہ گرے سر کاٹ لیجیے تمام کاملین بول اٹھے
جام کا انجام ہونا دشوار ہے حسین نوجوان نے کہا ابھی آپ لشکر لیکر سیر قلعہ میں چلیے میں ساقی گری کرکے
سب صاحبوں کو دکھاؤں مکار سحر طراز نے کہا یہاں سب کچھ حاضر ہے آپ کیوں تکلیف کریں تمھارے کمال کو
اپنا جائیے شفقت بھی تو آپکو انتہا کی ہوگی حسین نوجوان نے کہا سالہا سال کثرت میں خزانے صرف ہوئے
تب اس کمال میں سواد ہوا آپ شراب منگائیے کلید میخانہ ہمکو دیجیے مکار نے کلید میخانہ حسین نوجوان
کے سامنے حاضر کی داروغہ کو حکم دیا شاہزادے کو میخانے کا اختیار ہے جسطرح چاہیں صرف کریں تم سیر کرکے
چلے آؤ حسین کنجی لیکر اندر میخانے کے آیا شراب کو خوب خراب کیا پکارکر آواز دی دس دس آدمی ایک
ایک قرابہ لیجائیں سو جوانوں میں ایک تہلکہ لشکر میں پڑا ہوا مفت کی شراب تقسیم ہو رہی ہے شاہزادہ حسین
نوجوان ساقی گری کریگا حکم ہے کوئی باقی نہ رہیگا پینے والے دوڑے حسین نوجوان نے پہلے قرابے
کے تمام اہالیان لشکر کو تقسیم کیے دو کشتیاں عمرو و آمین کنیز الماس نگار بادہ گلنار سے معمور رکھے تھے
انکے تمامی سے باندھے اس سلیقے سے حسین نوجوان کشتیاں شراب کی محفل میں لیکر آیا دیکھنے والوں

کی حال یک بڑی مکار تڑپ گیا کہا کچھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا جی چاہتا ہے کہ آج شراب خوب پیجیے اب حسین نوجوان نے پشواز زیبا جسم کی بھاری جوڑا پہنا جوڑا سی گھنگھرو پانون مین باندھے اس سج دھج سے حسین گت ناچنے کھڑا ہوا ناز و ادا کو دیکھکر نازنینان مہ جبین بیقرار ہوگئین چاہتی تھین اس جوان خوشرو کے گرد پھرین حال کیا حال ہے جان نثار کرین سازنے گت شروع ہوئی اس لطف سے گت ناچا دیکھنے والون کی بری گت ہوئی ۔ اشعار

اہل محفل نے کیا ایسا سمجھا ور توڑا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل

حشر مین زور ونہ جب بارش حیرت ہو گی
جان ہو نگا یہ مجھے یار سے غفلت ہو گی

اور کن کا ناز اٹھائینگے بس اک احسان
دم نکلجائیگا جب ہجر تو نہ وحشت ہو گی

اے نکیرین فراق مین دم لینے دو
مین اگر شب کو نہونگا مری حسرت ہو گی

گر یہ ثابت نہوا لیکی دل کو وہ نگاہ
ملک الموت کے ہاتھون تو اذیت ہو گی

دن ہین روز قیامت نظر آئیگا جلال

جسکے جانب تبا کے سسکی لی
ہاتھا بان پہ چھا گیا بادل

کیون میکش ہوے زاہد کو یہ حسرت ہو گی
کون سنتا ہے جو پرسش ہوئی روز محشر

آپ گر جائینگے ہم تجھ بھی جو غیرت ہو گی
ساتھ کیون ناس ل نالا انکو لحد مین لائے

کچھ تیا و ینگے ٹھکانے جو طبیعت ہو گی
ستم یار کو اللہ سلامت رکھے

آنکھ سے انکی ندامت کو ندامت ہو گی
دل ہمارا ابھی ہے واللہ بہت نازک طبع

اور بر تر ہے جو صبح شب فرقت ہو گی

ناچنے مین جو لیا یار نے سنبھل کر توڑا
جان ہم نے سسک سسک کر دی

گت ناچتے ناچتے یہ اشعار شروع کیے نظم

باعث نالہ اگر درد کی شدت ہو گی
دیکھنے ہی سے ترے ہمکو نہ فرصت ہو گی

نشتر اک اکی رگ جان پہ لگا نا فصاد
ہم یہ کیا جانتے تھے روز قیامت ہو گی

اور جا کر ترے کوچے مین کوئی کیون روتا
ابھی کیا کیا نہ غریبون پہ عنایت ہو گی

آپ خود دیکھیگا قبض مری روح اگر
حال کھلجائیگا جب آپسے صحبت ہو گی

اس ڈھنگ سے یہ غزل گائی تمام

اہل محفل دنگ مکار سحر طراز اسقدر رویا دامن گریبان تر ہوگیا اب سب نے دیکھا حسین نے جھک کر جام بسر زکیا سر پر رکھا ہر ایک کا یہی قول تھا اب برا انجام ہوگا جام شراب سر سے گریگا لیکن حسین نوجوان نے اس طرح جسم کو سادھا کیا مجال کہ ایک قطرہ تو گرے سامنے اکر مکار جادو کے سر جھکایا دھن مین یہ شعر گایا فرد خوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند مکار سحر طراز اٹھ کھڑا ہوا بڑی خوشی سے جام لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو حسین نے دور شروع کیا جسکے سامنے جام لیکر پہنچا اسنے بلائین لین جام پی لیا لشکر مین جو شراب سب نے پی نمک سرکاری نے تاثیر کی کوئی بڑھا کا تلہ ہے کوئی دوڑ کر کنوئین مین گرا کوئی پہاڑ سے سر ٹکراتا تھا کسی نے جامہ زیر جامہ اتار کر پھینکدیا

بعض نے خوب ضبط کیا جام پیکر اٹھے خیال مین آیا اپنے گھر چلو سر جھکائے ہوئے جاتے تھے سوچتے آسمان
کی طرف نگے اس سوچ مین سر جھکایا منہ کے بل جا رہے بعضون مین جوتی پیزار ہو رہی ہے کسی نے کسی کا
گریبان لیا کسی پٹے کسی کے ہاتھ مین مسخراپن بات بات مین میان مکار عش عش کر رہا ہے پکارتا ہے
ای حسین کیا کہنا کیا کمال کیا نغمے مین بلبلا کے اپنے مقام سے اٹھا ساتھ والے حضور حضور کہتے ہوئے
اٹھے مکار نے آواز دی ای جان جہان ای حسین نوجوان شمع جان کے آغوش مین لون ایک بوسہ دونگا
حسین نے مسکرا کر کہا ای چچا جان کیا تم سے انکار ہے صف مژگان کو جنبش ہوئی اہالیان دربار کے سینے
فگار رشک انار و صد بچار سب سراپا کی تعریفین کر رہے ہین مکار نے کہا تم لوگ کیون اٹھے نعیم جادو
سپہ سالار کلان اُس نے جواب دیا ہم اپنے معشوق کے پاس جاتے ہین آپ اپنے کو عاشق بناتے ہین مکار
نے کہا تیری شامت آئی ہے نعیم نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دونون جھومتے ہوئے چلے دو دو قدم بڑھے تھے
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون گرے سب سردار لینا لینا کہکر دوڑے جو جہان سے اوٹھا چشم زدن مین سب
گر کر بیہوش ہوئے نعرہ ہا باش او مکار و غدار ستم جواہر بن عمرو نامدار خنجر کھینچکر مکار کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مکار کا سر کاٹ ڈالا نا ہموار لاشہ مکار سحر طراز کا تڑپا اب جواہر نے خنجر کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کو مذبح
قصابان بنا دیا نعیم کو جھپٹ کر قتل کیا چاہتا تھا اسی کے سحر مین سردار و عیار سب مبتلا ہین نعیم کے
قتل ہوتے ہی لندہور و علمشاہ و بارہون عیار قید خانے سے نکلے جواہر نے عیارون سے اشارہ کیا
سب اہالیان فوج کو قتل کرو لندہور و علمشاہ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین عیارون نے
ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کے سردار قتل ہوئے بیرون بارگاہ غل ہے ہزار دو ہزار ساحرون
کو قتل کیا علامت مرنیکی جادوگرون کے ملبذ ہے جب جواہر نے مکار کو مارا آواز آئی کشتی مرا نام من
قلماق جادو بود اور ون کے مرنے سے آوازین آتی ہین کشتی مرا نام من فلان نام من فلان بود صدا آئے
گیر و دار بلند سارے لشکر مین اندھیر اندھیر لندہور و علمشاہ نے دو گھوڑے لیے عیارون نے ترغیب
دی آپ نکل جائیے ہم ان سب کا خاتمہ کر کے آتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی منم مکار
سحر طراز یا شیدائے عیاران مکار و اے مکاران غدار میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہو مین جانتا تھا
کہ یہان عیاری ضرور ہوگی قلماق جادو نے اپنے غلام کو اپنی صورت پر مقرر کیا آپ درہ کوہ مین جا کر
چھپا تھا اب جو صدائے گیر و دار سنی آنکھ کھلی بیدار ہوا جواہر کے ہوش اڑ گئے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن

مکار نے آتے ہی ایک گود مار اعلمشاہ دلبند ہو رہی گھوڑون سے گرے بارد عیارون کے بیزن نے مقام لیے جو اب بھی گرا مکار زمین پر آیا آتے ہی باران سحر برسایا دیکھا بارگاہ مین تمام لاشے پھڑک رہے ہین سرجا۔ ان مین سے کوئی باقی مھین میرزان بارگاہ بھی ہزار دو ہزار لاشے پڑے ہین ایک ایک کی لاش پر غوب رویا انھین راستا تھا دربار مین بختیارک بیٹھے بیٹھے گھبرایا لقا سے کہا جاکر مکار کی خبرون یقینا ہے عیار ضرور مہونچے ہونگے مکار نے کہا دیکھون تو کن کن سرداردن کو گرفتا کیا انکو جاکر قتل کرا دون پنجرے پر سوار چند غلام ہمراہ یہان مکار ان سبکو گرفتار کرکے بارگاہ مین آیا جواہر سے بہ عتاب خطاب کیا کیون او فرزند عمرو دیکھ عیاری اسکا نام ہے کس لطف سے مین نے اپنے کو بچایا حبدن سے آیا دم لینا مشکل کر دیا مین نے اپنے غلام کو اپنی شکل پر بٹھلا دیا تھا درہ کوہ مین جاکر سو یا جو کچھ افراسیاب نے کہا تھا بخوبی ظاہر ہوا جواہر نے کہا اوجیا کیا کہتا ہے مین ایک لاکھ چولی بہرا بھائیون کا بھائی ہون ہمارے گرفتار ہونے سے کیا ہوتا ہے قید ہونا پڑے جانا ہمارا شرف ہے اب ہمارے بھائی بند بختیارک کی صورت پر یا بصورت لقا ہر دم رہے وچوبدار وحاجب و دربان تکر آئینگے تجھکو قتل نقش قدم مٹا ئینگے ہماری تقدیر مین نیکنامی نہ تھی تیرے دام مکر مین پھنس گئے ایک ایک بھائی ہمارا قیامت برپا کریگا ورنہ ہمکو رہا کردے ابھی بلانا دل ہوا چاہتا ہے ہماری تقدیر مین مایوس ہونا تھا اپنا حال یہ شعار

نخل الفت کو فلک پھولنے پھلنے نہ دیا
اپنے بیمار کو عیسےٰ نے سنبھلنے نہ دیا
مجھ سے روٹھے کبھی خفا بھی ہوے آزردہ بھی
دہو کا وہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
جیتے جی سمجھا انھین جان کے برابر لیکن
کوئی ارمان ترے دل کا نکلنے نہ دیا
نالے نکلے کبھی منہ سے تو کبھی آہ و فغان
پر انھین ہین نے بری راہ پہ چلنے نہ دیا
اے فلک تونے ملایا نہ کسی گلرخ سے
دل سے ارمان کوئی ہین نے نکلنے نہ دیا
دل کسی شغل مین یا انس مین بہلنے نہ دیا
ہنسے پر حرف شکایت کو نکلنے نہ دیا
جان لیکر انھین چھوڑا جو بہت تھے معروف
نخل امید میرا پھولنے پھلنے نہ دیا

الغرض رو رو علمشاہ ایک جانب مسلسل بیٹھے ہین جواہر بن عمرو بخوف کلام کر رہا ہے کہتا ہے او جیا اسوقت بچ گیا ابھی تو تیری خبر لیگا ہمارے بھائی بند آتے ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے بڑھ کر خبر دی حضور ملکہ جی صاحب آتے ہین جو اہر قہقہا مارکر ملنا ساتھ والون سے کہا لو ہمارے بھائی بند آپہونچے بختیارک کی شکل پر شعبان خنجر گذار ہوگا ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وگلباد عراقی و گلباد عراقی وغیرہ مجمل ملازمان ہمراہ ہونگے مین اپنے بھائی کے تصدق سنتے ہی خبر دوڑے پڑا ارے قیامت کا عیار ہے لاکھون مین عیار نہیں کرتا ہے تا یہ با

خواجہ کا نمد میر پشیدست ہی عیار زبردست ہے مکار سحر طراز کے کان کھڑے ہوئے جواہر نے کہا
ہو شعبان کے ساتھ دس عیار آئے ہونگے بختیارک کی صورت خوب بنتا ہو ساتھ والے کیسے ہیں بجا
درست مرشد زادے آپ بھی تو انکی مدد کو جاتے ہیں ابھی ہفتہ نہیں گذرا لشکر میں لقا کے میاں شعبان
قید ہوئے تھے آپ خداوند لقا کی صورت بنکر پہونچے ایسے تم نہوتے تو عمدہ خواجہ عمرو کا کیون قائم
رہ دونوں بیٹے نیلنظر خوش تقریر ساری حرکتیں خواجہ کی تم میں ہیں مکار نے کہا دیکھیے تو بختیارک کے ساتھ کے
ملازم ہیں چوبدار نے باہر نکل کر دیکھا کہا حضور حقیقت میں دس ملازم ہمراہ ہیں بڑی جلدی آ رہے ہیں آتے ہیں
بیشک ملک جی کی ویسی صورت نہیں تو لشکر میں کھڑے پوچھتے ہیں کون کون عیار پکڑا گیا مکار کیونکر
بچا یہ دونوں میں کون کون قید ہوا مکار نے کہا آنے تو دو یا جی کی گردن لیتا ہوں تجھکو نادان سمجھا ہے
جواہر کہنے لگا یار دو کوئی جا کر میرے بھائی سے کہدو کہ بھائی پلٹ جاؤ اور کسی عیاری پر باگ اٹھا اسوقت
نہ آؤ اپنی جان بچاؤ لیکن بختیارک بلا تکلف مع دس ملازموں کے اندر بارگاہ کے آیا جواہر نے
دیکھتے ہی کہا بھائی ہٹو بھاگو یہاں چرچا ہو چکا مجھ بیوقوف کے منہ سے نکل گیا مکار نے کہا ملک جی حسب
ایما آپنے دیکھیے میں نے دو سردار تیرہ عیار گرفتار کیے ہیں قتل انکا آپکی رائے پر موقوف ہے جواہر کی باتوں پر
بختیارک گھبرایا دو قدم پیچھے ہٹا کہ کیا معرکہ ہے جواہر یہی کہتا ہے بھائی بھاگ جاؤ یہ بھی عیاری خالی
گئی مکار نے دیکھا کہ بختیارک پیچھے ہٹا چند دانے اش کے جھولی سے نکالے آواز دی او شعبان کہاں
جاتا ہے بختیارک نے گھبرا کر کہا شعبان و رمضان کیسا میں بختیارک شیطان درگاہ خداوندی ہوں
مکار نے دیکھا یہ بھاگ کر نکل جائیگا اش کے دانے پھینک مارے فورا بختیارک زمین پر گرا دسوں ملازم بھی
گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا مکار نے ایک دو پتھر زمین پر مارا یہ بھی دسوں گرے ساحروں سے آواز دی سب کی
مشکیں باندھ دو بختیارک چیخا ای مکار کیا کرتا ہے دیکھ بہت پچھتائیگا جادوگروں نے بختیارک کی گردن کے
مشکیں باندھیں جواہر یہی کہے جاتا ہے بھائی جلدی کیوں کی عیاروں میں سرفراز ہو بڑے جلدباز ہو عیاروں
سے بھی کھو دیا ہم بھی قید ہوئے ہیں بہتر ہے کہ خطائی آئیگا وہ ہمکو تمکو چھڑائیگا یہ بچا اسوقت تک بہوت اصلی ہے
ورنہ کوئی دین چھپ رہتا ہے مکار سحر طراز کو ڈرا لیکر اور اٹھا بختیارک پر جوتیاں پڑنے لگیں یہ دہائی دیتے ہی
ہی مکار کیا کرتا ہے اگر مجھکو قتل کریگا خداوند لقا تجھکو سنگ سیاہ بنا دینگے زندہ بچکر نکلنا دشوار ہوگا کیون
ندامت آئی ہے بڑے میں تیرے پاس پہلے بھی آیا تھا جواہر جواب دیتا ہے بھائی اگلی پچھلی باتیں نہ بھولو یہی

عیاری کا کام ہے تم تو بڑے کچے ہو پہر دو پہر کی تکلیف نہیں اٹھا سکتے جب عیاری کرے تو لات جوتی کا کیا
خوف یہ تو ہمارا زیور ہے ہمارے قبلہ و کعبہ کا قول ہے کہ جب ہم قید ہوئے دشمنوں کو مارا یہ تو آرزو رکھتے ہیں کہ کوئی
ہمکو کوئی قید کرے بختیارک فریاد کر رہا ہے او مکار تجھے بہت پچھتائیگا ساحر جلے ہوئے کہ انکے بھائی بند مارے گئے
کسی نے لات ماری کسی نے جوتی کہتے ہیں ارے بجیا تجھکو خوف نہ آیا عیاروں کے قید ہوتے ہی دوڑ پڑا
بارگاہ میں عجب ہنگامہ ہے جادوگروں نے بختیارک کے کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں جوتیاں پڑ رہی ہیں یہ پتے
نشان بتاتا ہے مکار اور نہ یاد دلاتا ہے ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب مکار حیران ہے کہ میں کیا کروں جواہر
تو ہنت ہے یہ میرا بھائی ہے وہ کہتا ہے میں شیطان درگاہ خداوندی ہوں عجب مصیبت میں جان پڑی اگر قتل کروں اور
اصل میں شیطان ہے قدرت دامنگیر ہو میرے واسطے کچھ تقدیر یا اولٹی کروں یہ بھی سن چکا ہوں کہ قدرت نا[illegible]
ہیں جو دلمیں آتا ہے تقدیر کر دیتے ہیں بندوں پر مہربانی کم مسلمانوں کے دوست بندگان خاص کے دشمن رہبروں
کے رہزن ایسے خداوند سے لڑنا چاہیے ساتھ والوں سے کہتا ہے یار میں اب کیا کروں کوئی کہتا ہے گرفتار
کر کے سامنے خداوند لقا کے لیچلو کوئی کہتا ہے قتل بھی کرو مکار حیران ملحوظ خاطر ناظرین ہو پہلو بارگاہ
کے اک نخل کلاں واقع ہوا ہے یکایک نخل سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی نعرہ ہوا اے قوت بازوئے زینت پہلوئے
افراسیاب کیوں گھبراتا ہے ستم فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سنے دیکھا نخل سے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب
و غریب فرمان مہری افراسیاب ہاتھ میں سحر بات بات میں بیچ بارگاہ میں دہمسے کودا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
آسمان سے اتر کر آیا ہے اترتے ہی وہ فرمان بلا تکلف مکار کے ہاتھ میں دیا کہا اے مکار سحر طراز شہنشاہ باغ سیب
میں جلوہ فرما ہیں اور لقا سامری ہیں تمہارا حال دیکھا جنبیدہ ذہن سے مجھکو بلایا کہا اے تہمتن جادو جلد جاؤ
ہمارے مصاحب کو عیاروں نے گھیرا ہے راہ دور دراز سحر کرتے کرتے منہ دکھا گیا شکر خداوند سامری و جمشید کا
وقت پر پہونچا نامہ پڑھو بموجب اسکے کاربند ہونا واجب اللازم ہے بختیارک تو گھبرا گیا کہتا ہے اسمیں افراسیاب نے
میرا حال لکھ دیا ہوگا جواہر بھی جواب دیتا ہے ہاں سچ ہے وہ بادشاہ عالیجاہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر
سب کچھ حال لکھا ہوگا بھائی نہ گھبراو سب حال کھل جائیگا اب نامۂ شہنشاہ آگیا اب کیا خوف ہے ہم بھی یہی
چاہتے ہیں انصاف کیا جائے افراسیاب ہمارے قبلہ و کعبہ کی بڑی قدر کرتا ہے جب کبھی عیاری کر کے
بیہوش کیا خود ہمارے فاخرہ مرحمت فرماتے ہیں عزت عیاری کی بڑھاتے ہیں مکار سحر طراز نے نامہ کھولا
اسمیں لکھا ہے کہ اے تہمتن جادو کو ہمنے روانہ کیا ہے مکار تمنے خوب اپنے کو بچایا معرفت تہمتن ہمنے لکھکر

روانہ کیا ہے تنہائی مین وہ سحر اپنے قبضے مین کرنا کبھی بہتر کوئی عیاری نہ کرسکیگا سب مسلمانون پر غالب
آ وگئے خداوند لقا کوتا بہ باخبر پہونچاؤ گے مکار نے سر اوٹھا کر کہا بھائی تہمتن شہنشاہ نے کوئی
سحر دیا ہے تہمتن نے کہا کنارے چلو بختیارک کے توہوش اڑ گئے اسقدر مار پڑی ہے کر منھ سے بولنا دشوار
ساحر جوتیان لیے سر پر کھڑے ہین جو اہر مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ساحرونکی بات کا
جواب مکار پر عتاب فقرے چست مزاج درست قہقہے مار رہے ہین تہمتن نے مکار کا ہاتھ دبایا کہا جلد
کنارے چلو سحر اپنے قبضے مین کرو ہین جلد لینے کو بشیرہ فیض مین پہونچاؤن میرا مقام خالی پڑا ہے گو شہنشا
کو جاکر جواب دون جب مکار تہمتن کے ساتھ چلا بختیارک بول اٹھا اے مکار ان میان ساحر صاحب کو
بخوبی جانتے ہو مہر و خط شہنشاہ کا بخوبی پہچان لیا تہمتن نے پلٹ کر بختیارک کے منھ پر ایک گھونسا
مار کہا ابے کیا ہم بھی عیار ہین تیری طرح مکار و غدار ہین اور اشارہ کرکے کہا منم شعبان خنجر گذار
ملک جی بو گئے تو ایک خنجر مارونگا بڑے جوتی خورے ہو جوتیان کھا چکے اپنی باتون سے باز نہین
آتے ہو آج میرا بھائی قید ہے پہلے ایک خنجر تجھین کو مارونگا مین جست و خیز کرکے نکل جاؤنگا میرا کوئی کیا
کریگا بختیارک نے سر جھکا لیا کہا میان مکار صاحب مین نے تہمتن کو پہچانا یہ اور بھی ایک مرتبہ نامہ
افراسیاب کا لیکر آئے تھے یہ تو نامی ساحر ہین انکو سب اہالیان ہوشربا پہچانتے ہین مکار نے کہا یہ
شیطان بڑا جعلساز ہے بات کا جیسا کی قیام نہین کبھی کچھ کہتا ہے کبھی دشمن بنتا ہے کبھی دوست ہوتا ہے
تہمتن نے مکار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا بھائی کنارے چلو شیطان کو بکنے دو جلدی کام ہو جائے تمہارا
بھی نام ہو جائے ہم راہ چلتے چلتے تھک گئے مکار تخلیے مین آیا تہمتن نے کہا تھوڑی سی آگ منگاؤ ہم اسپر سحر
کرینگے طائر سحر سامری پیدا ہوگا سب کچھ نیک و بد تعلیم کردیگا سب عیارون مکارون کا حال کھل جائیگا
وہ بات کرو کہ تمہارا کام ہو ہمارا نام ہو مکار دوڑ کر آگ لایا انگیٹھی مین سلگائی میان تہمتن نے
جیب سے لوبان نکالا ہاتھ مین مکار کے دیا کہا اسکو آگ پر رکھو سامری جمشید کا نام پڑھتے جاؤ دہوئین سے سارا مطلب
حاصل ہوگا جیسے ہی مکار نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا دماغ پر پہونچا اسے کہکر دہم سے گرا شعبان
نے پلٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک میان عیارون نے رہائی پائی اٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع
کئے بختیارک چھوٹتے ہی بھاگا غلشادہ بلند ہو نعرے کرکے اٹھے شعبان مکار کا سر لیے ہوئے بیرون
بارگاہ آیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارکے دھوان دھار کر دیا صحرا تاریک ہو رہا ہے اس اندھیرے

مین عیارون نے ساحران روسیاہ کو خوب قتل کیا لندہور و علمشاہ نے دو گھوڑے لیے ایک ایک
تلوار ہاتھون مین اٹھائی لڑتے بھڑتے چلے فوج ساحران بدحواس حیران ہے کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی تہمتن
فرستادہ افراسیاب نے آتے ہی رستمی دکھائی اتنے بڑے لشکر کی برہمی ہوئی بمشکل لاشہ مکابر کا اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوشربا کے بھاگ گئے لیکن بختیارک جوتیان کھا کر جو چھوٹا خچر سے پہ سوار ہوا طرف
لشکر لقا کے چلا پلٹ پلٹ کے دیکھتا جاتا ہے کہ لشکر ساحران درہم و برہم ہزار دو ہزار جو بچے وہ لاشہ ہنسیر
کا لیکر بھاگے دور سے بختیارک نے دیکھا لندہور و علمشاہ اُس صحرائے ہولناک مین گھوڑے بڑھائے ہوئے
جاتے ہین ساتھ والون سے بختیارک نے کہا اگر اسوقت لشکر سلیمان مین ہوتے کوہی مین خبر ہو جاتی
سلیمان فوج کو بیان لیکر آ پڑتا لندہور و علمشاہ کو بلوہ کر کے پکڑ لیجاتا حمزہ کا کلیجا دھڑ دھڑ کرتا مالزمون
نے عرض کی میان شیطان صاحب اتنی جوتیان کھائین مسلمانون کی دشمنی سے ہاتھ نہین اٹھاتے پھیر
اُلٹے تدبیر بتاتے ہو بھاگ کے نکل چلو عیار آتے ہونگے بہت پریشان کرینگے چلے ہوتے ہین ایسا نہو کہین
باندھ کر لیجائین بختیارک کہتا ہے مجھ سے زیادہ کون مسلمانون کا دشمن ہے اگر قابو پاؤن فرزندان عمرو
کی بوٹیان کاٹ کے کھاؤن میان مکار بڑا دعوی کیکے آئے تھے جن کے خوف سے چھپ گئے اور تیسے الخیر باتم
سے مارے گئے لشکر خداوندمین آ طبل جنگی بجوا کے لڑتا دو چار دن چہل پہل رہتی بھیجا کٹنے کی موت مارا گیا
ہائے کیا کرون لندہور و علم شاہ وہ سامنے جاتے ہین دو ہزار جوان بھی ممکن ہوتے گرفتار کر کے لیجاتا
تیر قلب کو تسکین ہوتی یہ سوچتا ہوا جاتا ہے کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی بختیارک دیکھنے لگا رافع مع
بیس ہزار فوج کے برائے مدد لقا جاتا ہے بختیارک نے جو دریافت کیا خچر سے کود کے جا کر سامنے رافع کے
آیا شاطر نے رافع کو خبر دی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین رافع گینڈے سے کود ملک جی
سلام کیا پوچھا اے شیطان درگاہ خداوندی کہان سے آنے کا اتفاق ہوتا ہے بختیارک نے کہا اے پہلو
و دلاور اے گرشاسب جہان قدرت تمھارے نام پر بہت مہربان ہین سلیمان نے اکثر ذکر کیا کہ جبدن رافع
آئیگا مسلمانون کو جان بچانا مشکل ہوگی لیکن تم جو سامنے خداوند کے جاؤگے نذر کیا دوگے جنھنے ایک
تدبیر کی ہے جانشین حمزہ و فرزند حمزہ یعنی لندہور و علمشاہ و چند عیار ساحرونکو مار کر جاتے ہین
لندہور و علمشاہ ابھی کوس بھر بھی نہ پہنچے ہونگے جا کے گھیر لو دونون کے سر کاٹو بڑے نذر خداوند کے لیجاؤ
پہونچتے ہی غنچہ آرزو کھلیگا طرہ یہ ہے کہ طرہ پیغمبری ملیگا شیر قدرت کہلاؤگے مرتبہ اعلی پاؤگے

اسی جانب چلے کہ جا کر رافع کوہی کو ماروں رافع تو الگ ہو گیا چہار جانب سے علمشاہ پر بلوہ ہے
لندہور نے اس بلوے میں اکثر شمشیر زنی کی مجمع کو بیان متفرق ہوا لیکن ستم پیلتن وہیکل پشت مرکب
پر ہجوم ہے میں لندہور کا کلیجہ منہ کو آ گیا اڑ بھڑ کر قریب پہونچے بازو تھاما فرمایا اے شاہزادہ
والا قدر ماشاء اللہ حقیقت میں اپنے زمانے کے رستم ہو تم سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اب تمنے زخمکاری
کھایا نہ رستے جھڑتے نکل جاؤ کوئی نامرد کیا رک سکیے گئے میں ان نامردوں سے کبھی چھٹ نہ دونگا رافع کو جا کر
قتل کرتا ہوں علمشاہ نے کہا عم نامدار مجھ سے نہ ہو سکیگا کہ میں آپکو چھوڑ کر چلا جاؤں بارگاہ سلیمانی میں قبلہ
دکھو کو جا کر کیا منہ دکھاؤں اگر جیتا لیکر آئی ہے مجبور و ناچار جو مرضی پروردگار فردوسی نے بھی یہ کہا ہے شعر
حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ++ اگر قضا نہیں ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد
ز جائے + نبرد رگے تا نخواہد خدائے ++ وہ حافظ حقیقی پشت و پناہ ہے کیا خوف ہے اگر زخم سے حالت تباہ ہے
وہ قوت توانائی عطا فرمائیگا اس لڑائی سے جان بچائیگا رافع کوہی اہالیان فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ
یا روز نہ جانے دو کوہیوں نے تیغی کیا چہار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرو ساتھ والے کہتے ہیں آپ خود نہیں
جاتے ہمکو قتل کرانا چاہتے ہیں وہ اپنے زمانے کا رستم ہے دیکھو زخم کھا کر جوش و خروش میں لڑ رہا ہے ایسا
دست اندازی مشکل ہے لندہور نے اپنے کو سامنے رافع کوہی کے پہونچایا خبردار خبردار کہکر جا پڑے
رافع کوہی نے جلدی سے ہاتھ تلوار کا مارا لندہور نے بھی تلوار کو روکا لیکن گھوڑے نے جو طرارہ بھرا
ایک کوہی نے نیزہ مارا لندہور کا شانہ نشانہ ہوا اوپر سے رافع نے بھی ہاتھ مارا سر بھی لندہور کا زخمی ہوا
لندہور کو غش آنے لگا کوہیوں نے چہار جانب سے بلوہ کیا علمشاہ و لندہور کے مرکب سے گرے دونوں جوان
کو قتل کرتے ہیں رافع کوہی گھبرایا جا اسکا محیل کوہی ہمراہ رکاب حاضر ہے اشارہ کیا او محیل دیکھ رہا ہے
کمندانداز وں کو ساتھ لیکر دونوں کو گرفتار کرے محیل کوہی چالیس پیک بچوں کو لیکر چلا لیکن شعبان
و جواہر و غیرہ جمع ساحران متفرق کرکے چلے تھے اسوقت آکر پہونچے دور سے دیکھا لندہور و علمشاہ
زخمدار کوہیوں کا بلوہ ہے بیقرار ہو گئے سوچے کہ چلکر صاحبقران زمان کو خبر کریں طرف لشکر اسلام
بھاگے یہاں صاحبقران زمان نے جب صبح کو خبر سنی کہ علمشاہ کو بھی کوئی چرا لے گیا ہائے فرزند کہکر
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا جواہر بن عمرو کو لاؤ شاگردوں نے عرض کی دو دن سے جواہر و شعبان
فکر سرداران میں گئے ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے صاحبقران زمان بیقرار ہو کر پشت مرکب پر سوار

ہوے فرمایا مین اپنے فرزند کو تلاش کرنے خود جاؤنگا بادشاہ کو خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران
سے عرض کی ای جہاندار جواہر بن عمرو خان برائے دریافت احوال لندہور و علمشاہ گیا ہے چند ساعت
مین واپس آئیگا امیر نے دامن پکڑ لیا یا دیتن فرزند کی بیقرار تپ اشقر کو بڑھا کے چلے بہرام و غیرہ عقب
مین صاحبقران کے چلے آتے ہین امیر کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے کہ نمودار ہوئے گرد سے صاحبقران
نے دیکھا جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار دونون عیار ساحر بن بھاگا ہوا آتا ہے جیسے ہی صاحبقران
نے جواہر کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اے یادگار حضرت ای مرد خنجر گذار ان خیر تو ہے جواہر
نے پکار کر آواز دی اے شہریار جلد تشریف لے چلیے آپکے اقبال سے حضور کے غلامون نے ساحر کو تو مارا
ابکی تو مکار آیا تھا مگر قتل ہوا ساحرون ایک کو ہاتف اگر ستم و لندہور کو گھیر لیا ہے دونون شیرون کو
زخمدار چھوڑ کر آئے ہین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیو نژاد پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کر چلا عیار لشکر
مین پہونچے جملہ سردارون نے یہ خبر وحشت اثر سنی سب سے پہلے لشکر ہندوستان ہمراہیان لندہور بن
سعدان تیار ہوے جوانان ہندی عیش پسند تیغزن یا تو کمرون پہ رنڈیون کے بیٹھے مجرے
سن رہے تھے اتنی جو آواز کان مین پہونچی نہ جانے آقا گھر گئے تیغ بغل مین دبائی اور چلے خود و زرہ
کو عیب جانتے ہین ننگین دوپٹہ گلے مین ڈالا کلابین سنبھالین تلوار بغل مین دبائی سپر کو ہاتھ مین لیا
معیوب جانتے ہین بانکے ترچھے لڑے بھڑے جانبازی لڑتے ہوے چہرون پر زخم پڑے ہوے روزہی
تلوار چلتی ہے منھ پہ تلوارین کھاتے ہین جب معرکے مین گئے جم جاتے ہین نیزا اٹھا کہتے ہوے چلے پلٹنیا
تربی رسالون مین ترا جینا مرنا ایک صورت ہے ایک ایک صاحب شوکت ہے عادل شیر شغل
شیر دل پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوہر ملک رکنی و فرخ دونتا بازی دونون فرزند لندہور
شاہزادہ ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک مرتبی جنے سنا اپنے مقام سے چلا ایک طرف لشکر علمشاہ
نوجوان الاگردہ فرنگی و مالاگرد فرنگی بیجی انزال دیکھی ملزال و سام بن علمشاہ و نشکر یا
طنبور گڑگڑایا پلٹنین گورون کی تیار ہوئین سب قواعد دان مرکبون پر سوار ہو کر چلے سب سے آگے
صاحبقران زمان جس سردار نے سنا کہ صحرا مین لڑائی پڑ گئی روانہ ہوا یہان علمشاہ و لندہور تڑپتے تڑپتے
انتہا کے زخمی ہوے عیار رافع کوہی کا محیل صبا رفتار آخر اسنے دونون شیرون کو کمندون مین گرفتار
کر لیا اور دیکھو بلوے کے شیران دشت نبرد گرفتار و ام کرو غدر ہوے تھی یار کی مدد سے یہ معاملہ کیا

جب رافع کو بھی دریائے خون مین نہایا ہوا ان دونون جوانون کو گرفتار کرکے پایا بختیارک نے کہا آئے شیر بیشۂ جرأت کیا کہنا اسنے شمار یہ کیا چالیس سرداران نامی دو دو سو سوار پیدل ان شیرون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے کہاں سے شیطان و نگار خداوندی یہ دونون جوان بہت عاجز و لاچار ہوچکے تھے سلاح جنگ بھی انکے جسم پر نہ تھے اسپ نشان کا یہ حال کیا جب یہ سپے ہو کر میدان کارزار مین آتے ہونگے حقیقت مین صف دشمن مین تہلکے پڑ جاتے ہونگے واہ بہر حال خداوند ایسے لوگون سے اچھے ہین بختیارک نے کہا رافع کو تو ابھی تجنے کیا دیکھا یہ دونون جوان ایک ساتھ کے لشکر مین قید ہوگئے تھے وہان سے چھوٹے ہوئے آتے تھے دو شبانہ روز آب و دانہ نہ دیا عیارون نے عیاری کرکے رہا کیا وہ جو ہمنے کہا تھا قول ہمارا کرسی نشین ہوا ان لوگون پر کبھی کوئی بہ جرأت غالب نہین ہوا از باختر تا کوہ عقیق بڑے بڑے پہلوان آگئے ان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے تمہارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین مو سے کو بھی ہم انکو ہمیشہ بچا کے لڑواتے ہین جسدن کسی شیر صاحبقرانی کا سامنا پڑجاتا جان بچانا مشکل ہوگی وہ ہمیشہ بلبلاتے ہین ہم انکی جان بچاتے ہین بختیارک سے باتین کرتا ہوا رافع کو بھی جاتا ہو ان دونون جوانون کو مسلسل و سطوق کرکے اپنے پر ڈال لیا طرف لشکر لقا کے چلا کہ یہ بھی دست کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نعرہ کے نعرے کی صدا آئی بختیارک نے کہا اے رافع تو یہ غضب ہوا شیر بیشۂ جرأت صاحبقران زمان آپہونچے اے رافع کو ہی ان دونون جوانون کو ابھی قتل کرڈالو یہ بات زبان سے نکلنے نہ پائی تھی کہ نعرہ ہوا نعرہ امیر

امیر عرب شیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	بکف تیغ صمصام و قمقام نام
بکف تیغ عقرب سیہ فام انجام	ز کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صاحبقران تلوار کھینچکر لشکر رافع کو بہی پر آپہونچے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کردیا لشکر ہندوستان بھی آپہونچا ہندیون نے آتے ہی سنگر او کردیا لشکر علمشاہ بھی آکے مصروف جنگ ہوا بختیارک تو سر پر پاؤن رکھکر بھاگا سرداران نامی کا دمبدم نعرہ ہورہا ہے بہرام نعرہ کرکے پہونچے اور مالک پہونچے منذیل اصفہانی دلیل جنگ عراقی و شہنشاہ عراقی و دنیا بان بن مظفر و منظر شاہ یمنی و عمار شاہ قباری و سیف دو الیدین و طوق حران گرد و ابو المحجن گرد علمداران لشکر اسلام طوق حران کے ہاتھ مین علم اژدہا پیکر ابو المحجن تلوار کھینچے ہوئے بھائی کے ساتھ طوق نے آتے ہی علم اژدہا پیکر وسط لشکر مین نصب کیا سرداران صف شکن نے جو نشان اپنے لشکر کا دیکھا تلوارین کھینچکر سلسلے مین علم کے آگئے

نشان گھٹتا جاتا ہے سردار لڑتے ہوئے جاتے ہیں پھریرا علم کا کھلا رہ گیا چھینٹوں سے خون کی تھو شعاران
شمشیر زن جرات میں لاثانی سنائے میں اپنے لشکر کے علم کے اڑتے ہیں دونوں علمدار صف شکن
نامدار علم کو ہر مرتبہ گردش دیتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ سرداران نامور کو معلوم ہو کہ ہمارے لشکر
کی فتح ہے علم فتح و ظفر کو جنبش سپاہ مروّت عالم کو فتح کرنے کی کوشش ہے آپ نشان پر لڑ رہے ہیں
علم فوج کفار سرنگون ہوا کہ ہیبت کا خوف سے کلیجہ پھٹا ہوا کشمکش میں صاحبقران لڑ رہے ہیں
کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کارد ہموم سے صدائے آفرین و آفرین بلند ہو فرد ترک خنجر دار گردون ہر دم از
چرخ برین + رزم او ہمہ دیدہ شگفت آفرین صد آفرین + علم سرو قد پر آن تعظیم کے لئے نقارے سر پیٹتے تھے
قرنا بیلم علموں پر الم دریائے خون جاری ہزار ہا سر پشت مردان عالم سے زمین پر گرے ہیں صاف ظاہر
ہوتا ہے کہ دریائے خون میں کچھوے شناوری کرتے ہیں تلواریں جو گرتی ہیں یہ ماہیت ہے ماہیان دریا کی
کیفیت ہے دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات کو سیلاب طوفانی نامردوں کی آبرو پر بھی اس دریائے خون میں
غوطے کھاتا ہے بہے جاتے ہیں جان بچا کے نکل جاتے ہیں جوانان ہندوستانی لب نکلنے دیتے ہیں لوگ کے
دہنی شیوہ انکار صف شکنی صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب رافع کے جا پہونچے رافع نے سطوت و صولت
دیکھ کر قبضے پر ہاتھ ڈالا لیکن حیران جمال و خود دیدار چہرہ زیبا دیکھ کر دنگ ہو گیا سامنے رافع کے صاحبقران
نے کئی پہلوان بصد شوکت و جرات قتل کئے جس کو ہاتھ نے بڑھ کر ہاتھ مارا امیر کی لڑائی کا یہی طور ہے کلائی
ہاتھ ڈال کر پہلے دشمن کی تلوار چھین کر پھینک دی کمر پر ہاتھ ڈال کر اٹھایا چور نگ ہوا قلم کیا کسی کو
تیغ برق تاب سے قتل کیا کسی کو تیر سے مارا کسی کی کمر گاہ پر ہاتھ مار دیا شل چنار تر دو ٹکڑے ہوئے
رافع کو بھی شل آئینہ دنگ اپنی زندگی سے تنگ نشتر کشتی کرکے پچھتایا دل سے کہتا ہی ہائے میں کیوں آیا
اس شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچونگا ناچار و مجبور تلوار کھینچ کر بڑھا مجبوری ہاتھ مارا صاحبقران نے
پشت تیغ سے اسکی تلوار کو شکست کیا قبضہ اسکے ہاتھ میں رہ گیا نخل ضعف سے پھل نکلا ناچار ہو قبضے پر
بھی قبضہ نہ رہا قبضہ بھی پھینک مارا صاحبقران نے خالی دیا ہاتھ تلوار کا مارا اس دستانے سر کو چہرے
کی بنیاد کیا پس کے دو ٹکڑے ہوئے رافع کو ہی نے اپنے کو بچایا گینڈے کی گردن قلم ہوئی رافع گرا امیر نے
رافع کو سامنے میں تلوار کے لیا رافع چہرہ دن کے بل زمین پر گرا سر بھی ہاتھ میں رہی خائف و ترسان
ہو کر دانت نکال دیئے صاحبقران زمان نے ہاتھ روک لیا فرمایا رافع کو بھی اٹھا او تلوار سر لاتھے پر

ہم وار مقیم کرتے یہ سنکر رافع کوہی قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار زہے شرف جو آپکی رفاقت
کرے عجب نامرد ہے جو آپ سے ڈرے میرے تو آپ جان بخش ہین اگر ہاتھ مار دیتے سر اوڑ جاتا کون ایسے
مقام پر رفیق کو چھوڑتا ہے اپنے دشمن کے قتل سے کوئی منہ موڑتا ہے الغرض اوٹھا کر کوہیون کو آواز دی خبردار
تلوارین نیام مین کرو ہمنے بدل وجان اطاعت کی لقا بھگوڑے ہے بدعت کی تخت پر بیٹھے بیٹھے تقدیرین
بگھارتا ہے صاحبقران نے بمحبت گلے سے لگایا سب سردارون سے ملوایا بادشاہ لشکر اسلام بھی آپہونچے
تھے سب سردار بہ تملق ومحبت رافع کوہی سے ملے صاحبقران بفتح وفیروزی پلٹے بختیارک روتا پیٹتا
بھاگا لقا سے آکر سب کیفیت بیان کی لقا نے برہم ہوکر حکم دیا واسطے افراسیاب کے نامہ تیار کرو
بھیجا ایسے نامردون کو بھیجتا ہے اسکی برائی سے رافع کوہی کو بھی مسلمان کر دیا اس دربار کے لایق نہ تھا
نامہ لقا کا طرف ہوشربا کے چلا صاحبقران بفتح وفیروزی داخل بارگاہ ہوئے ان دونون لشکرون
کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسد نامدار وشہنشاہ لاجین باوقار مقابلہ لشکر مصور وبیران جادو برادر زمرد وگرفتاری اسد ورہائی سہیل سیاہ رو جہان زمیقان اسد قید ہین وعشق گلنار گلنار پوش ودیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

اے ساقی مہرباں کدھر ہے	کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے	عالم مین بسنت کی رت آئی
بدلی کی طرح بہار چھائی	ساغر مین شراب زرد بھر دے	مہتاب کو آفتاب کر دے
بھر جام شراب ارغوان کا	اک پھول ہو کشت زعفران کا	گل وجہ آرزو مین پھولے
سرسون چشم سبو مین پھولے	گلزار سنگار کر رہے ہین	جوبن کا نکھار کر رہے ہین
قد سرو ہے کاکلین ہین سنبل	کوپل ہاتھ ہے کان ہین گل	ابرو شاخ گل چمن ہے
مژگان ہین جو برگ یاسمن ہے	نرگس آنکھین انار ہین گال	ہے تخم ثمر عذار کا خال
انگور ہین لب کلی دہن ہے	کہتے ہین جسے یہی ذقن ہے	سبزہ نہین سبزہ زار کا یہ
سبزہ ہے خط عذار کا یہ	نرگس کاجل لگا رہی ہے	زلفین سنبل بنا رہی ہے
ہے گل کے لبون پہ سرخی پان	ماتھے پہ چنی ہے زنگی افشان	فوارے کھڑے نہا رہے ہین
بالی منہدی لگا رہے ہین	سوسن مسی لگا رہی ہے	ہونٹھون پہ دھڑی جما رہی ہے

قدرت نے دیئے ہر اک کو گہنے
زیور ہین گلوے بوستان کے
ہے زینت کبک جامۂ ناز
پڑیا پہنے حرم چمن ہے
بیخوار کی طرح جھومتے ہین
رشک گل زر ہو گئی تنگ
چاندی سونا نگاہ مین ہے
پہنے ہین لباس گل بسنتی
ٹیسو کے درخت بن مین پھولے
سنبل مریض مضمحل ہے
سکہ چاندی کا اشرفی ہے
محراب سکان کی ہے مہ عید
اندھی اٹھی ہے بن مین پیلی
ہر حسن پرست زرد رو ہے
عاشق ہے عروس حسن نیلی
پیتل وہ ہے پیلے پھول جو تھا
طاؤس بسنت گا رہے ہین
ہر لال بجا رہا ہے طنبور
کیا لکھے افق بسنت کا ذکر
سرون پہ ہتھیلی پہ چھائے

قمری ہے گلے مین طوق پہنے
پہنے ہوے پات ڈالیان ہین
پہنے ہے ہر ایک مور پشواز
شبنم نے گل چمن کیے مست
لب ساغر گل کو چومتے ہین
پیپے سونے سے مہ جبین ہین
خورشید کا رنگ ماہ مین ہے
تختہ نرگس کا بوستان ہے
صد برگ ہر اک چمن مین جھومے
برقان سے بھی لطف اٹھاتی ہے آنکھ
ہلدی کی گرہ کلی بنی ہے
لیمون نارنج بوستان ہے
پوشاک ہے ہر بدن مین پیلی
کونپل ورق طلا بنی ہے
آنکھین کرتا ہے لال پیلی
نرگس گل نسترن بنا ہے
ہر برگ شجر بجا رہے ہین
ہر کبک ہے مور سنکے رقصان
عجب ستم مین ہوئی ہے نار سا فکر

جگنو نہین باغ ہجر ان کے
کانون مین شجر کے بالیان ہین
طائر جو قفس مین نغمہ زن ہے
اشجار ہوئے ہین بے پیے مست
ہر چیز کا زرد زرد ہے رنگ
نوشاہ پہ طعنہ زن حسین ہین
ہے جامۂ جزو کل بسنتی
جو باغ ہے کشت زعفران ہے
جو برگ ہے چہرہ خجل ہے
نرگس پلکون مین پاتی ہے آنکھ
ہے شعلۂ شمع بزم خورشید
ذرے کا پاؤ پر گمان ہے
پانی سونے کا آب جو ہے
نوشہ کا لباس چاندنی ہے
ہے شعلۂ شمع پھول جو تھا
صد برگ گل سمن بنا ہے
سارنگی چھیڑتا ہے زنبور
ہے مور چکور سنکے رقصان
فرصت جو ذرا سی ہاتھ آئے

پھر مصوران تصویر دلپذیر مرقع خیال نقاشان نقوش صفحات کتب قیل و قال نقشہ میدان کارزار ہوے قاطع کلک جواہر سلک کے قرطاس بیضۂ اقتباس پر بعد رنگینی و بعد نمکینی یون کھینچتے ہین اشعار مصنف

کاتبان بیان راز و نیاز
تصویر خیال قصہ خوانی
راقمان نقوش سحر طراز
کھینچے ہین بہ لطف خوش بیانی

سابق مین تحریر ہوا کہ شہنشاہ لاچین والاتمکین و اسد نامدار عالیوقار لڑائی سے توسن کی فراغت
حاصل کرکے بفتح و فیروزی اُٹھے بیرون قلعہ توسن حصار لشکر اُترا ہوا تھا ارادہ ہوا کہ ملکہ مہرخ سحرچشم
بھی آجائین تو طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین مہیار و مجمور وغیرہ آئین لڑبھڑ کر چلی گئین
سب سے زیادہ خواجہ کا انتظار ہے یہ جہانبانی پر شہنشاہ لاچین ملکہ ناہید ایک جانب اسد
نامدار و نگل شوکت پر ملکہ بہاران کرسی وزارت پر لیکن توسن ملعون کر سے مطلع ہوا ہے اسی فکر
مین ہے کہ کسی طرح اسد کو مع اُن لاچین کو گرفتار کرکے خدمت مین افراسیاب کی پہنچاؤن اسوقت
بیرون بارگاہ و سایبان زربفتی کھنچا شاہزادہ انجم گروہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن انتظام لشکر مین
معروف ہین ہرچند اسد نامدار بہ تعظیم و تکریم پیش آتے ہین عرض کرتے ہین آپکے قدم سے لشکر مین برکت ہے
آپ یہ محض تکلیف نہ فرمائین صرف بارگاہ مین تشریف رکھین خدمتگزاری مین بجالاؤن ہر وقت انتظام
کام کرون بدیع الزمان فرماتے ہین اے فرزند یہ مقام فخر و افتخار ہے کہ ہمارا فرزند مرا
نامور ہے جہان کی طلسم کشائی تمہاری ذات پر موقوف ہے یہ حقیر انتظام لشکر مین معروف ہے شہنشاہ لاچین
خوش بیٹھے ہین بہت لشکر جمع ہو چکا ہے کئی بادشاہ خبر رہائی شہنشاہ لاچین سنکر بکیفیت آکر حاضر
ہوے اطاعت مین معروف ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب چھپ گیا آگے تین سو علم
نشان تین لاکھ فوج ساحران غدار کا علمون پر تعریف سامری و جمشید مرقوم ایک ساحر قوی جسیم
لحیم و شحیم تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار صدا نوبت نقارے کی بلند شہنشاہ لاچین نے توسن
سے پوچھا مین نے اسکو نہین پہچانا یہ کون ساحر ہے توسن نے دست بستہ عرض کی حضور نے اسکو
نہین پہچانا نمک حرام کامل ساحر یہ خود بیران جادو ہے ذلیل و حقیر ساودہ تھر یہ بھی بھیجا ہے خبر سنکر ملنگا
برائے مقابلہ حضور آیا ہے کچھ حضور تامل نہ فرمائین مین اس سے مقابلہ کرونگا آگے پھر بھیجا خوشامد
مین مصروف رہتا ہے مین نے بھی سنا ہے افراسیاب نے آپکی رہائی کی خبر سنکر نامہ طلسم ہوشربا کو
خط لکھے پیشتر پہونچا لاچین نے فرمایا کہ اُنسے سمجھا جائیگا مجھکو بھی خبر پہونچی ہے یہان مقصود
بھی اپنے مقام سے چلے ہین قریب دریاے ہفت رنگ لڑ مرکے پڑینگے سب تمام لڑینگے بیران جادو نے
جو فوج دریا موج طلسم کشا کو دیکھا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا چار سو افسران نامی اُسکے ساتھ ہین
دور جنرانہ شروع ہوا نشے مین حکم ہوا طبل جنگی بجے کل سرداران لاچین کی مشکین باندھونگا

طلسم کشا کو گرفتار کر کے لیجاؤ نیز قطع منازل میں راستہ میں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں بر بنائے جوش لشکر اسلام
کے حاضر تھے خبریں لیکر چلے دربار دُربار میں شہنشاہ لاچین کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے

بادشاہی بجالائے اشعار
الٰہی بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا
دیگر
ہمیشہ چو خور گیتی افروز باد ہمہ روزت عید و نوروز باد

شہنشاہ کی عمر دراز ہو ہیران بے ایمان نے طبل جنگی بجوایا ارادہ ہے
کہ بندگان شہنشاہی سے مقابلہ کرے یہ سنکر شہنشاہ لاچین خوش ہوئے فرمایا کہ اے ملکہ بادبان ہمارا
لشکر بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں صدائے طبل لنگ بلند ہوئی
ہیران کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے شام سے جدا ہو کر خانے میں داخل ہو اسحر تیار کر کے مصاحبوں
کہتا ہے بڑے شخص سے مقابلہ پڑیگا لاچین بادشاہ سابق طلسم خوب لڑیگا میں نے بھی قیامت کے سحر تیار کیے
ہیں لشکر طلسم کشا کو پھونک دونگا آگ برساؤنگا لشکر اسلام کو قطرۂ آب کو ترساؤنگا چار پہر رات
اسی ہنگامے میں بسر ہوئی سحر یہ آفتاب عالمتاب بیشۂ مغرب سے نکلکر میدان فلک چہارم میں برائے
شکار برآمد ہوا آہوان ثابت و سیارگان کو تسخیر کیا شہنشاہ لاچین سلاح جنگ جسم پر آراستہ کر کے
در دولت اسد غازی پر آئے آمد طلسم کشا کے سب مشتاق ہیں اول ملکہ بادبان جادو برآمد
ہوا خبر دی طلسم کشا جامہ خانے میں تشریف رکھتے ہیں کشتی سلاح کی حاضر ہوئی ہے توسن جیا ایک
جانب خاموش کھڑا ہے ملکہ ناہید جو برآمد ہوئیں کئی ہزار کنیزیں ہمراہ ہیں شہنشاہ لاچین نے قصد کیا
ملکہ ناہید کو تخت پر سوار کریں ملکہ ناہید نے عذر کیا آپکے سامنے میری کیا مجال ہے کہ تخت پر سوار ہوں
یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا بارگاہ آسمان جاہ سے برآمد ہوئے دریائے آہن میں غوطہ لگائے ہوئے لاچین نے
اسد غازی سے عرض کی کہ حضور میں تو اپنا تارک دنیا سے فانی ہوں ملکہ ناہید کو تخت نشین کیجیے جب
لشکر مہ جبین سے یہ لشکر لجائیگا جو انتظام خواجہ عمرو نے کیا ہے یعنی سلطنت بر آمہ جبین زیبندہ ہے تم تو
ملکہ ناہید کے ممنون و مشکور ہیں چاہتے ہیں کہ تخت و سلطنت اسکو ملے اسد نامدار نے فرمایا سلطنت تمہارا
حق ہے مہ جبین لمالخوش دختر افراسیاب بھی تمہارے سامنے تخت پر سوار نہو نگی ملکہ ناہید کے سب
مشکور ہیں ملکہ ناہید کا یہ مرتبہ جو توسن نے دیکھا جل گیا بھیا سوچ رہا ہے کیا تدبیر کروں دختر
زوجہ کو ملتا ہوں لیکن ظاہر میں ایک ایک سے تجلق ملتا ہے اسد نامدار غازی قدموں کو بوسہ دیا

لاچین تخت پر سوار ہوئے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی اے شہریار چھکڑے سرکاری غلے کے آتے تھے فرہاد
کوہ پیکر نام ایک پہلوان چالیس ہزار جوانان کو وہ پکڑ لیکر اپنے مقام سے چلا ہے وہ چاہتا ہی سد کو رنگ رون پل پر قبضہ
کرون یہ بھی اس بیچارے نے اپنے مقام پر کہا کہ مین ساحر نہیں ہون اگر اسد کو دعوی جرات ہو پل پر آکر روکین
تلا اپنا بچائین اگر ساحر آیا تو کیا کمال ہوا مین جو بے فنون جرات ہو کر آیا ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ لاچین
نے فرمایا ای شہریار بڑا غضب ہو جائیگا اگر پل پر اسکا قبضہ ہوا لشکر مین غلہ آنا بالکل موقوف
ہوگا یہ سنکر مشیران سلطنت و وزیران صاحب نے دست بستہ عرض کی براہ خیر خواہی نمکخواران شاہی
گزارش کرتے ہین کہ یہ مقدمہ آپ کا از وقت ہے خدانخواستہ اگر ایک شب اسکے انتظام مین فرق پڑے
تو فوج کی شکست ہے بہتر یہی ہے کہ جو صاحب بندوبست ہو کہ قبل از لڑائی یہ انتظام واجب و لازم ہے اگر حکم ہو
تو توسن و بادپایان کو روانہ کردین یہ کلمہ پورا زبان سے خیر خواہان دولت کے ہوا نہوا تھا کہ شاہزادہ
انجم گروہ ستم شکوہ بدیع الزمان گردلشکر شکن فرزند حمزہ تیغزن مرکب کو صف سے بڑھا کر سامنے شہنشاہ
لاچین کے آئے فرمایا یہ خدمت ہمارے سپرد ہو دیکھین تو فرہاد پل پر کیونکر قبضہ کرتا ہے وہ جیا غلے مردم
مردم بازاری جو فروش گندم نما ہمارے لشکر کا غلہ روکے گا یہ بھی ہرکاروں نے بیان کیا کہ اس نے طلسم کشا چین
لکھ بھیجا اسد نامدار نے فرمایا کہ ناموخان حیران جادو با لشکر ان بارگاہ سے نکل چکا ہے فرمایا اے نور
نظر سخت جگر ہم کیا بیٹھے ہوئے اہالیان فوج کا شمار کرین آج اہالیان لشکر تمہارے بزرگون کی بھی جرات
دیکھین جب اسکی مدد کو حیران جائے تب ادھر سے بھی ساحر آئین اگرچہ وہ کسی ساحر کو نہ بھیجے دور سے
تماشا دیکھو دیکھین تو فرہاد کو کیسی سنگدلی دکھاتا ہے ہرکارون کی زبانی سنا کہ بہت بلبلاتا ہے
کیا کہین لشکر ساحران ہوتا کچھ جرات و شوکت تمام کرتے خدا تمکو باقبال رکھے جرات مین دھبا لگتا ہے ادھر
پہلوان آتے ادھر سے ساحر جاتین ضرور وہ طعن و تشنیع کریگا خبر منگانا ہوا اُن شکر لیکر آنا جو قاعدہ سے
زلزلہ قاف ثانی سلیمان قبلہ و کعبہ نے لشکر ظفر اثر مین جاری کر دیئے ہر جنگ مین آنکی پابندی ہی مستطیعان
مذہب اسلام پر واجب لازم ہے یہ حقیر اس جنگ کا عازم ہے اب جو شہنشاہ لاچین و آلتمگین نے
ملاحظہ فرمایا کہ دس ہزار جوانون سے زیادہ غیر ساحر لشکر مین نہیں ہین وہ سب قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوئے
عقب بدیع الزمان جم گئے ہر چند شہنشاہ لاچین و آلتمگین و اسد نامدار نے منع کیا لیکن بدیع الزمان
گردلشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن نیزہ ہلاتے ہوئے مرکب چمکاتے ہوئے طرف پل کے تشریف لیچلے

اسد بن کرب غازی نے عقب مین ہرکارے روانہ کیے کہ ہمکو دمبدم کی خبر پہونچاتے رہین ہرکارے تعاقب
بدیع الزمان مین چلے چند لشکر بہران تین پہونچے یہان بہران بھی بارگاہ سے نکلا ہے ہرکارون نے
خبر دی کہ حضور نے جو آپ دروازہ بند کرنے کا قصد کیا تھا فرہاد کوہ پیکر مع ساٹھ ہزار جوانون کے قریب
پل پہونچ چکا ہے لشکر شہنشاہ لاچین سے بدیع الزمان فرزند صاحبقران برائے انتظام
دیا گئے ہین یہ سنکر بہران جادو نے ملتفت ہو کر دیکھا افعی سیاہ رو ساحر زبردست پہلو مین حاضر ہے اشارہ کیا
راہ مین جا کر قریب پل پسر صاحبقران کو گرفتار کرے پل تک نہ جانے دینا افعی سیاہ رو پیچ و تاب کھا کر
بیس ہزار ساحرون کو لیکر چلا ہرکارے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے شہنشاہ لاچین خوش آئین جلوخانے سے
برآمد ہوے ہین اسد غازی متردد کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور افعی سیاہ رو کو بہران نے
واسطے روکنے آپ کے ناموبجان کے بیس ہزار ساحرون سے روانہ کیا ہے اسد نامدار بیقرار ہو گئے ملکہ ناہید
نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا عرض کی کنیز جا کر افعی سیاہ رو کو روکے گی اسد نامدار خوش ہو گئے پانچ ہزار
کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ افعی سیاہ رو چلی ہرکارون نے یہ خبر جا کر بہران جادو کو
پہونچائی کہ حضور افعی سیاہ رو راہ مین روک لیا جائیگا ملکہ ناہید معشوقہ طلسم کشا فوج ساحران لیکر
گئی بہران جادو نے یہ سنتے ہی ہزبر اژدر سوار اپنے بھائی کو حکم دیا تو جا کر ملکہ ناہید کو راہ مین روک
لے ہزبر اژدر سوار پچیس ہزار ساحرون سے چلا کہ جا کر ملکہ ناہید کو روکے مخبر ہرکارون نے فورا شہنشاہ
لاچین کو پہونچائی شہنشاہ لاچین طرف بادبان کے متوجہ ہوے کہا ملکہ بادبان تم جا کر ہزبر اژدر
سوار کو روکو ملکہ بادبان طاؤس سے کودی دس ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر واسطے روکنے ہزبر اژدر سوار
کے بڑھی ساحرون نے جا کر بہران کو پھر خبر دی بہران جادو نے کہا مسلمانون کی شامت آئی ہے یہ کہکر خود
گینڈے پر سوار ہو جامع فوج قاہرہ طرف پل کے چلا ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے آکر اسد نامدار سے
عرض کی حضور بہران خود گیا راہ مین قیامت کی لڑائی ہوگی پل تک کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ سنتے ہی
اسد نامدار نے مرکب باد رفتار کو بڑھایا کہا مین خود جاؤنگا شہنشاہ لاچین نے بھی تخت اپنا بڑھایا
دونون جانب سے گردین بلند ہوئین لکہ ہاے ابر آسمان پر ظاہر باجون کی آواز سے گوش گردون
کر کہین آگ برسی کہین دریاے آب نے جوش مارا کسی نے لکہ ابر خونی بنایا اولاد اول بدیع الزمان
گرد لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن قریب پل پہونچے دیکھا دار رفتہ ہماری طرف کا بارہ ہزار

چھریرے غلے کے لیے ہوئے پل پر پہونچ چکا ہے کہ پشت سے نعرہ ہوا انّم فرہاد کوہ پیکر او داروغہ ٹھہر جا
چھپکر دوت کو آگے نہ بڑھا اور نہ خون کا دریا پل پر بہا ڈنکا یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑے پر کوڑا کیا
مرکب باد رفتار طرارے بھرکے پل پر آیا پل پر بدیع الزمان پہونچے ہیں کہ طرف سے ہیران کے افعی سیاہرو
بیس ہزار ساحروں سے آکر پہونچا قصد کیا کہ بدیع الزمان پر سحر کروں کہ ابر مرواریدی چمکا دیکھا افعی
سیاہرو نے ملکہ ناہید مع پانچ ہزار جادوگرنیوں کے آسمان سے اتریں طاؤس کو بڑھا کر نعرہ کیا خبردار
او افعی سیاہرو آگے نہ بڑھنا اگر بڑھا گا مارا جائیگا طلسم کشا کے موبخان غیر ساحر ہیں فرہاد سے
سمجھ لیں گے افعی سیاہرو رکا کہ دوسرا ابر سیاہ پیدا ہوا ہزبر اژدر سوار مع چالیس ہزار ساحران
غدار کے پہونچا ملکہ ناہید کی فوج کم دیکھکر قصد کیا کہ جا پہونچوں ملکہ بادبان بارہ ہزار ساحروں سے
نعرہ کیے گرز گول ہاتھ میں لیکر قریب پل کے آگئی ہزبر بھی رکا کہ اتنے گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا ہیران
جادو مع چھ لاکھ فوج کے پہونچا آتے دیکھا افعی سیاہرو کے روکنے کو ملکہ ناہید بڑھی ہے بادبان نے
ہزبر کی فوج پر تیور ڈالے ہیران نے چاہا ان دونوں پر جا پڑوں کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی علمہائے
زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اسد کے نعرے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی قرنا پھنکی طبل و بوق سب بجے
شہنشاہ لاچین خوش آئین عقب تن طلسم کشا کے با فوج قاہرہ پہونچے ہیران پر شہنشاہ لاچین نے
نگاہ ڈالی نعرہ کیا او ہیران اگر کسی ساحر نے پل پر قدم رکھا آتش سحر سے جلا دونگا خبردار او نمک حرام
آگے نہ بڑھنا ہیران بھی رکا ادھر سے فرہاد کوہ پیکر نے ساحران دیکھا ہوا وسط پل پر پہونچا چالیس ہزار
جوان بڑے بڑے قد کے نیزے ہاتھوں میں عقب میں اسکے بڑھتے ہوئے آتے ہیں کہ چھریرے غلے کے رنگین
بدیع الزمان نے وہیں سے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان ہے سہ یہی خوبی سے انجمن • بدیع الزمان
گردن شکن • بیچ پل پر آکر گھوڑے کو اڑا دیا نیزہ ہلانے لگے فرہاد کو ٹوکا فرمایا داروغہ
بیچارے کی جانب کیا جاتا ہے جب ہم سے فیصلہ کر لینا تب غلے پر قبضہ کرنا فرہاد گینڈا وچیکا کر
بڑھا بدیع الزمان بیچ پل پر ڈٹے ہوئے کھڑے ہیں ملحوظ خاطر ناظرین ہو اس پار پل کے فوج
ساحران مذکور جمع ہوئی ہے شہنشاہ لاچین و ہیران سے آنکھیں لڑی ہیں ناہید مع افعی سیاہرو
کو تاکے ہوئے ہے بادبان نے ہزبر اژدر سوار کو بڑھ کر روکا ہے کوئی ساحر قدم نہیں بڑھا سکتا ہے طبل
جنگ بج رہا ہے زمین و زمان گرج رہا ہے زمین کو جنبش ہے ابر سیاہ آسمان پر چھائے ہوئے دریا سے

سحر جوش مار رہے ہیں آگ برسا چاہتی ہے اپنے اپنے حریف کو سب دیکھ رہے ہیں فرہاد ہٹو ہٹو کہکر بڑھا
بدیع الزمان سے نگاور زن ہوا اسد نامدار کی نگاہ لڑی ہوئی فرماتے ہیں آج ماموبخان سے دیو کا سامنا
ہوا لاچین کہتا ہے اے شہریار حقیقت میں فرہاد نہایت زبردست ہے آپ دیکھتے ہیں گویا فیل مست ہے
اسد نامدار نے جواب دیا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین ماموبخان سر حلقہ ملک سجان و باختر میں
بڑے بڑے پہلوانوں سے مقابلہ پڑا لشکر تھا کہ دریا سے فزون تھا ایک کروڑ چوراسی لاکھ سوار کی جمعیت
زیر قیطول لقا تھی اس لشکر قیامت اثر پر جا کر گرتے تھے ہر روز پہلوان نامی کو قتل کیا اور نکل گئے
یہ دیو پیکر کیا ہے یہ شیر ہیں وہ روباہ وہ بزدلا یہ شیر بردشت جرأت و شوکت وہ فیل بلند قامت یہ شیر
دلیر میدان ہمت و شجاعت وہ کیا انسے مقابلہ کریگا دیکھیے اظہار فنون سپاہگری میں حال کھلجائیگا وہ دیکھو
نگاور چلی ماموبخان کا گھوڑا تین قدم ہٹا اسکا گینڈا پانچ قدم پسپا ہوا غالب و مغلوب کا نشان ہوا
فرہاد کوہ پیکر نے نیزہ اوٹھایا پیچ و تاب کر سینہ بے کینہ شاہزادہ بدیع الزمان پر لگایا انکا نیزہ
سرتیز سنان نیزہ مثل سنان افعی ڈھونڈھ نکال ناگن جھکتی ہوئی نیزہ آپس میں چلنے لگا دیکھنے والے
دیکھ رہے ہیں گھوڑا اور گینڈا اشارے پر کام کر رہے ہیں پورے ہاتھ سے جھپٹ دیے گشت کر مرکز
کی پیچ خاکی نمبر تیار ہوا اس پیچ خاکی سے سناسنانے نیزہ مثل ستاروں کے چھپ جاتی ہیں فرد و دو نیزہ
دو بازو دو مرد دلیر۔ تو گوئی کہ بودند و نرہ شیر + بیران جادو شہنشاہ لاچین کی بھی نگاہیں
لڑی ہوئی ہیں پہر بھر کامل نیزہ چلا صفوف ساحران سے صدائے احسنت آفرین بلند اسد نامدار بھی
ہر نیزے کی اپیل پڑتے ہیں فرماتے ہیں اے شہنشاہ لاچین ماموبخان نے کیا منہ کھولا انشاء اللہ
غالب آیا چاہتے ہیں گھوڑا اگر جولان کر رہا ہے طرارے بھر رہا ہے پھیر رہے ہوا میں اڑ رہے ہیں
عرصہ دراز تک نیزہ چلا آپس میں بندوبست ہو رہے ہیں ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان نے
نعرہ تکبیر کیا اسد نے کہا ماموبخان نیزہ اسکا ہوا ہی کیا چاہتے ہیں شہنشاہ لاچین نے کہا
منصور ہی بچی بلا ہے بیدرمان آفت روزگار ہے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار ہے یہاں
بدیع الزمان نے نیزہ اسکا انکا [illegible] اکر تھپیڑ الا نیزہ ہاتھ سے فرہاد کو پکڑ کے نکل گیا
فرہاد کی جان شیرین پر بنی بغلیں جھانکنے لگا منہ پر ہوائیاں نیزہ بھر آب خجالت میں غرق ہوا جھلا
اوٹھا ڈیدی اور جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہے نامرد کر ناپہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تیغ بیدریغ

حلال صمات مردان عالم ہے اسکے سامنے دیو بھی بیدم ہے اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون تیغ لنگر دار جوہر دار
فرہاد نے کھینچی اسد بیتاب ہوگیا لاچین نے بھی کہا اے شہریار خدا شاہزادے کو بچائے اگر خلاف مزاج
ہو تو مین سحر کرون تلوار کو اُسکی بیدم کردون نیام سے کھینچ نہ سکے قبضے پر ہاتھ نہ ڈالے اسد غازی نے کہا
اے شہنشاہ ایسا نہ کیجیے گا اموبجان کو سبت ناگوار ہے دیکھو شیرانہ سنگانہ لڑتے ہین فرہاد کوہ پیکر نے
خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو پھینک دیا تلوار کو تلوار پر کا منتظا جیسے ہی
وہ تلوار مارکر ہٹا شہزادہ بدیع الزمان نے الجھائے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا فرد

تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن
ہمیشہ دستی از ول فراموش کن

دیگر

ہر کرا پنجروز نوبت اوست
دور تیغون گذشت نوبت ماست

نعرہ شیرانہ کرکے مرکب بادرفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی کوہ سیر مین

کوہ کفل چالاک وچست صبارفتار برق کردار اشعار آبدار موافق مقام ہذا النظم

ز بس چرخ وبرید وار بیقراری
کہ وارد بال و پر پرواز در زمین
عجب دارم ز کار چرخ مکار
اگر صنعو وصفش می نگاری
کمر ساتنگ اثان ازکینہ بستہ
کہ چون آمد بچشم آن بازرفتار
چو مرغان می پرد از برق آئین
بجو د از نعل چار آئینہ بستہ

تڑپ کر گھوڑے نے دونون ہاتھ اٹھا
ستک پر رکھدین ہاتھ تلوار کا مارا تیغ برق مثال تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کاٹ کر تیغ سر پر
چلا تھا فرہاد جان دیدہ تھا اُسنے اپنے کو بچایا کفل کر گردن پر جا پڑا تیغ چمک کر گرا گینڈے کی گردن قلم
ہوئی فرہاد کوہ پیکر کود کر الگ ہوا چاہا جھپٹ کر گھوڑا بدیع الزمان کا پکڑ لے گردن بدیع الزمان نے
نعرہ کیا اور بچا ایسے زبان نے کیا لیا ہے یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑے چاہیئے جو اسنے شیر بیشہ صاحبقرانی کو
پایا اپنے قد وقامت پر نازہے تلوار پھینک کر لپٹ پڑے شہنشاہ لاچین نے کہا اے شہریار بغضب ہوا تلوار
کھینچنے مین یہ امید تھی کہ کمزور و شہزور سب برابر ہوجاتے ہین قد وقامت اُسکا بڑا ہے کشتی مین مشکل پڑیگی
اسد نامدار نے کہا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین کشتی گیر اموبجان کا لقب ہے بارہ برس مین سات سو
ملک سے اموبجان نے خط منشور حاصل کیا ہے بڑے بڑے پہلوانون سے لڑے جس ملک مین پہونچے اُس سے
مہر کرالی ارشاد یہ تھا اگر کوئی زبردست ہو ہم سے مقابلہ کرے ورنہ ہمارے کاغذ پر مہر کردے بعد بارہ
برس کے فنون کشتی گیری مین شہرہ آفاق ہوے دیکھو اب کیا رنگ ہوتا ہے پیچ بند ٹھنے لگے دستیان
بساط زبردستی کے چال چلنے لگے تھا ہین شیر سر ٹکرانے لگے فرہاد نے جو پیچ باندھا بدیع الزمان نے توڑ کیا

اسنے جوڑ کرکے اپنے کو بچایا آصفون نے بند کو صرف کیا یہ بندوبست کیا ہیچ ہے اُن بر دست کو پست کیا
شہنشاہ لاچین خوش آئین نے کہا او شہزادہ یہ اُمید مجھکو نہ تھی ماشاء اللہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن
فن کشتی مین مثل و نظیر نہیں کبھی ایسا عرصہ جاری نگاہ سے نگذرا تھا یہ وہان اسی ہنگامے مین
بسر ہوا آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان بخوف مردان عالم برنگ زرد دولی پردہ حرف شبانہ مغرب
کے چلا لاچین نے دیکھا بدیع الزمان مثل برق تڑپنے لگے دونون مونڈھے تھام کر لے دو رسے
بارہ قدم بل کرلائے ہرچند فرہاد کوہ پیکر چاہتا ہے کہ کون بہ بازو کا پڑتا ہے فرہاد تھم نہیں سکتا
ولیکن اپنے حیران ہے ساری کوہ کنی بھولا بقول شاعر شعر فرہاد چون تیشہ برسنگ زد تیشہ میگفت آہ
اندیشہ شد آمد و سخت آمد ... پر چھائیان اڑتی ہوئین پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے دو برابر وقت کے زمین پاؤن
کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے بدیع الزمان نے کہ مارا دونون گھٹنے فرہاد کے زمین
سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے بدیع الزمان نے کمر زنجیرین ہاتھ ڈال کر زور کیا اس خود سر کو
سر سے بلند کیا پیچ دے کر زمین پر مارا فرہاد نے چاہا مونڈھے کی کھاکر سنبھلوں شیر نے جھپٹ کر گھٹنو کر
ماری چاروں شانے چت کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اہل
فوج فرہاد دوڑے کہ اپنے آقا کو بچائیں فرہاد کوہ پیکر نے اقبال سلام نہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان کو
... ہجوم کرکے آتے سپر شمشیر ... الحذر ڈال بہ تعجیل پشت مرکب پر سوار ہوئے نعرہ شیرانہ کرکے فوج فرہاد
پر جا پڑے نعرہ بدیع الزمان — بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سر فتنہ با خبر تمام شد اسد نامدار نے جو دیکھا ماہ اوج صاحبقرانی پر
گھٹا فوج کی چھائی بیتاب ہو کر مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ

بدرم دل شیر و چرم پلنگ
چو تیغ یلی برکشم از غلاف

شہنشاہ نام آور و کامران
تزلزل فتد در میان مصاف

اسد شیر دل ابن صاحبقران
دو شیر ملواین کھینچ کر اُن بزدلون

کی فوج پر جا پڑے بدیع الزمان نے بڑھ کر علم خود جنبو قائم کیا اسد غازی نے افسران کو مارا افعی
سیاہ پر حملہ کرنے لگا قصد کیا بدیع الزمان پر جا پڑے ملکہ ناہید نے ملکا راجہ جبار آگے ذرہ بنا
افعی سیاہ مرنے کو لوٹا ملکہ ناہید اسکی فوج پر جا پڑی ہزیرا اثر دو سوار بڑھا ملکہ یادبان جادو
نے مشعل کر پاس کمند فرہاد سنگدل کو جیکر کر کھینچا فوج فرہاد نے بلوہ کیا بدیع الزمان فرہاد کو

نے بڑھ کر روکا بیران بھی بڑھا فوج کو اشارہ کیا لشکر قاہرہ چلا دریائے فوج میں جنبش ہوئی شہنشاہ
لاچین نے نعرہ کیا او نمک حرام بد انجام خرس بادیہ ضلالت آگے نہ بڑھنا شاہزادہ والا قدر کو تنہا
سمجھا ہے لاکھوں ساحران نامی کھڑے ہیں یہ سلطنت افراسیاب کو زوال ہے آفتاب عالمتاب اقبال
اسد نامدار کا جلال ہے بیران ذرا لاچین کر داک کر گرا ملکہ ناہید و بادبان نے گرتے گرتے ہزاروں
کو مارا لاچین نے تیغ زنی کا ہاتھ دیا جب گوز مارا دو دو سو کے سینے کو پرا کے نکل گیا بادبان بھی
کشتی حیات ساحران کو طوفانی کر رہی ہے ہولے سحر بادبان بندی ہوئی ہے بحر فوج میں تلاطم
ڈال دیا مگر توسن موں چھپ چھپ کر ملازمان لاچین کو قتل کرتا ہے کئی مرتبہ مقصد ہوا کہ اسد
غازی کو مار کے بھاگوں حوصلہ نہ پڑا کہ بازو پر سحر کش موجود ہے بدیع الزمان کے گلے میں جو تعویذ تھا
شیر دریائے فوج میں شناوری کر رہے ہیں جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے بدیع الزمان نے
ہمراہیان فرہاد کو رد بدر کر بھگایا علم فوت کو گرایا اسد ہر مرتبہ مقصد کرتا ہے کہ بیران پر جا پڑوں لیکن
بیران بے ایمان برق بنا ہوا کبھی زمین پر کبھی آسمان میں اسکے سحر پر نگاہ نہیں ٹھہرتی لاچین نایاب سے
میں اونا مرد مقسم کر اے رحیم کریم کر نام تو بیران ایسا بزدل ہمارا ری خطا ہے ایسے نالائقوں کے عہدے
بڑھانے سحر کامل سکھانے اسی کا یہ انجام ہے بقول سعدی شعر کس نیاموخت علم تیر از من + کہ
مرا عاقبت نشانہ نہ کرد + جو شاہان جلیل شریک لاچین ہوئے وہ بھی لڑ رہے ہیں بیران کو
آوازے دیتے ہیں ارے نمک حرام تجھکو خوف نہیں آتا خدا سے نہیں ڈرتا ولی نعمت سے یہ نمک حرامی بادشاہوں سے
سخت کلامی گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط جو گزرا وہ گزرا توسن ایسے خطاوار کی خطا معاف
ہوئی طلسم کشا مرد جلیل بندگان خدا کا کفیل اتنے بڑے باغی کی خطا معاف ہوتی کہ اوروں کو
حوصلہ پڑے خدمت میں ایسے رحیم و کریم کی معروف ہو کر ناصیہ فرسائی کروں جس نے بادشاہ عالیجاہ
کی شکیں بلند کر دشمن کے حوالے کیا اسکو عہدہ جلیل ملا طلسم کشا کو بڑی فکر ہے کہ کوئی ملک
کلاں توسن کو دوں حاکم بالاستقلال کردوں بیران جواب بھی نہیں دیتا اپنا خون کاٹ کاٹ کے
سحر کر رہا ہے آگ برسائی ہوا سے گرم چل رہی ہے کشتی حیات ساحران جل رہی ہے ہر چند کہ سحر اسکا زور
نہیں پاتا لاچین مدت مدید قید رہے کوئی تحفہ پاس نہیں جرأت سے لڑ رہے ہیں سحر تیار نہ کیا
وہ سیکھنے کی مہلت نہ ملی لڑائی ہو گئی عین گرمی جنگ میں ایک مقام پر بیران نے جھولی میں ہاتھ ڈالکر

خنجر فولادی نکالا ان پر مارا۔ انھون جلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکا کچھ ماش کے آٹے کے پتلے بنا کے
انکو خون سے نہلایا تلوارین ان پتلون کے ہاتھ مین دین وہ پتلے پیچھے لیکر چلے جسپر ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک پتلا جست کرتا ہوا قریب شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا ہار توڑ کے پھینک
نگاہ سے کچھ اشارہ کیا بدیع الزمان لڑتے لڑتے رک گئے ایک لاچین کے سامنے پہونچا لاچین نے
اُسپر ہاتھ مارا اس پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے جسم سے اُسکے خون کا فوارہ نکلا قطرہ ہاے خون جسم
لاچین پر پڑے مبہوت ہو کے لاچین کھڑا ہو گیا یہی حال ناہید و بادبان کا بھی ہوا صرف
اسد نامدار باقی ہین اسد کو بچا رہے ہین گرد ان سب کے پھر رہے ہین بہران کو قریب نہین
آنے دیتے بہران نے فوج کو اشارہ کیا بلوہ کر کے جلدی سے طلسم کشا کو اب گرفتار کر لو دو لاکھ
ساحرون نے چار جانب سے گھیر لیا ہے نیزے و تیر و شمشیر اسد غازی پر پڑ رہے ہین یہ شیر مجمع عام
مین بجرأت و شوکت لڑ رہا ہے بہران جادو چلا کہ جا کر لاچین کا سر کاٹ لون اسوقت ایک غریو
بلند ہوا اس حال پر ملال مین بھی لاچین کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا کبھی منھ سے شعلہ نکلا جو قریب آیا
اسکو جلا دیا کبھی ہاتھ ہلا دیا برق چمکائی کئی سو جادوگر اس حال مین بھی مارے زمین نے قدم
تھامے ہین سحر بہران کا غلبہ تو سن کا قصد ہے کرتا بھی بہران کے شریک ہوا ہون بہران سے
اشارے کر رہا ہے کہ برادر مین بہ مجبوری شریک ہوا ہون لوٹنا اندوہ سے کہ قیروز فیروزہ پوش
دلی ہین دخان سیاہ ہو گیا ہمارا بھائی تقدیر نے یہ خرابی دکھائی کہ آنکھون کے سامنے قتل ہوئے
آخر کچھ نہ بن پڑا یون جان بچائی بہران کہتا ہے ادھر چلے آؤ اب مین نے لڑائی کا قائم کیا طلسم کشا
پر بھی سحر کرتا ہون یہان تو یہ ہنگامہ ہے وہ کلہ داستان صاحب عقدہ گران قمر و قمران بیان ہو چکے ہین
جو تلاش مین استاد کی چلے تھے قریب صحراے قلم کوہ پہونچے دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ مع بارہ ہزار
جوانون کے فقیر بنا بیٹھا ہوا ہے بیقرار ہو کر رو دیتا ہے اسکی بیقراری سے دل سنگ آب ہوتا ہے قمر و قمران
نے آ کر اس بادشاہ سے ملاقات کی کیفیت پوچھی اس بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی کہا اے جوان کیا
حال زار اپنا بتاؤن پروردگار نے ایک فرزند دیا تھا شمشاد کوتی جری جب ہوا وہ جا کر اس باغ
مین غائب ہوا اس حوالی مین گل گلشن صاحبقرانی زینت اورنگ جہانبانی رستم میدان کارزار
یعنی اسد نامدار کا یہان گذر ہوا مجھکو دولت کونین عطا کی یعنی مذہب حق تعلیم فرمایا اور ضلالت سے

نکلا قریب چشمۂ ہدایت پہونچا یا میرے بیٹے کا حال سنکر اس شیر کو تاب آئی قریب باغ جاکر شیرانہ لڑکے کئی چلے اور کئی زنگی مارے آخر ایک ساحر آیا اس شیر کو اُٹھا کر لے گیا اُسکے فراق مین روتا ہون ہر چند منع کیا میرا کہنا نہ مانا اس ضعیفی مین مجھکو یہ داغ دیا شان و شوکت اس شیر کی آنکھون کے سامنے پھرتی ہے کچھ تاجرون سے خبر ان سنی کہ توسن حصار پر جاکر رہائی پائی بڑے بڑے معرکے پڑے ہین ہمارے دیدۂ مشتاق نہ روشن ہوئے نام مجھ بدبخت کا ملک مراد شاہ ہے فراق فرزند نوجوان مین رویا ایسے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا سلطنت خاک ہے لطف زندگی نہ رہا مہتر قران نے اپنے کو ظاہر کیا ایک شب یہان رہے نشان توسن حصار پوچھکر روانہ ہوئے ضرغام نے بھی یہین سے نشان پایا طرف توسن حصار کے یہ بھی چلا یہان ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لاچین مبتلا وہان اسی بلا مین مبتلا ہین بیران جادو نکوکام باشارۂ توسن بدانجام تیغ کھینچکر طرف شہنشاہ لاچین کے چلا اُسوقت ایک غریو برپا ہے بیران سحر کرتا ہوا آتا ہی بھاینے صدہا بے گناہ قتل کیے ہزارون کو جلا دیا اپنے ولی نعمت کے قتل کرنے کو جاتا ہے بادبان و ناہید بیقرار مبتلائے سحر بیران نابہنجار بیران چلا جاتا ہے جا پڑنے جب لاچین نے نکوکام کہکر ڈانٹا منہ پھیر کر ہٹ جاتا ہے دل کانپ رہا ہے حوصلہ نہین پڑتا کہ شہنشاہ لاچین پر جا پڑے دل کو بیتھر کر کے بڑھا سحر بھی بہت سے کیے گرد شہنشاہ لاچین شعلہ ہائے آتش بھڑکے اب لاچین مبہوت ہو رہا ہے بیران چاہتا ہے جا پڑے دفعۃً صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی او بیران بے ایمان کیا کرتا ہے دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہے پلٹ کر بیران نے دیکھا ایک ساحر شیر سوار بصد جاہ و وقار ہاتھ مین نامہ افراسیاب نعرے کرتا ہوا آتا ہے چند کلمات سخت بھی کہے کہ او بجیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تمام لشکر کو پھونک دونگا بیران نے دیکھا شیر صحرائی جھٹکے بھرتا ہوا قریب بیران پہونچا وہ ساحر آتے ہی کود انامہ بیران کے ہاتھ مین دیا آپ پہلو پر آیا بیران نے نامہ کھولا کاغذ سے دھوان نکلا ناری ارے ارے کہکر لڑکھڑایا نعرہ ہوا نعرہ قران سریع السیر دین باد بہاری - جہان سرہنگ در خنجر گذاری - بمیدان اندر آتش نثارم منم مہتر قران شیر زیانم + نعرہ کرکے لغدہ مارا لغدہ اُٹھا پڑا بیران کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا ناہید دیا وہان تڑپ تڑپ کے گریں آواز آئی کشتی مرا نام من بیران جادو بود بہرون چڑھا تھا جب یہ ملعون مارا گیا توسن کے چھکے چھوٹ گئے اب یہ بھی فوج بیران کو قتل کرنے لگا سمجھ گیا کہ عیارنے

آکر مارا اسد نامدار نے عمرو قران سے ملاقات کی تمام کیفیت لشکر پوچھی عمرو قران نے کہا کہ ہنگامہ عظیم برپا ہے مجرہ کوکب تباہ ہوا چالاک کا ابتک پتہ نہیں ملتا آستاد یقین ہے کہ لشکر مہرخ میں ہون لشکر مہرخ بھی چل چکا یقین ہوا پہونچیں الجبین پہونچتے ہی فوج بیران پر جا پڑے کچھ لٹتے ہیں کچھ فریاد کر رہے ہیں ابھی لڑائی سے مہلت حاصل نہیں ہوئی پھراو بارن کا لوٹ لی بارگاہیں جلادیں ناگاہ صحرا سے گرد اڑی آواز نوبت نقارے کی آئی سب کچھ رہے ہیں کہ ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا زیر ابر مصور جادو جو دعوے کر کے بڑے جنگ لاچین چلا تھا وہ اسوقت آکر پہونچا بارہ لاکھ ساحر ساتھ ہیں صورت نگار تخت پر مصور مرکب پر سوار آگے بڑھا ہوا مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش مصاحبان مصور فوجون کو روکے ہوئے آکر پہونچے ادہر لاچین کی نگاہ جو مصور پر پڑی چاہتا تھا کہ لکارا ملازمان بیران بھی بھاگ کر لشکر میں مصور کے پہونچے دہائی دیتے تھے مصور نے گھوڑے کو بڑھایا گھوڑے سے اترا فوج کو تو اشارہ کر دیا فوج تو لڑنے لگی مصور صحرا میں سر برہنہ کر کے پکارنے لگا ناناجان دادا جان میری مدد کو آئیے مسلمانون نے حقیر کیا لاچین کا سامنا ہی ہے چونکہ مصور چیخا آسمان پر برق چمکی دو جوان ایک صندوق سر پر رکھے ہوئے آکر پہونچے سامنے مصور کے وہ صندوق رکھ دیا کنجی مصور کے ہاتھ میں دی کہا شہزادے یہ تحفہ آپ کے بزرگون کا حاضر ہے لیکن واضح رہے کہ طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہے سحر کچھ انجام سمجھئے بچے دریا ہفت رنگ قریب ہوٹنے کی آواز آتی ہے ہماری طبیعت گھبراتی ہے آپ کے حکم سے چلے آئے مصور نے اُن دونون کو جھڑک دیا کہا تمکو مقربات ابدولت میں کیا دخل ہے ہم تحفہ جات سامری و جمشید کے وارث ہیں حفاظت میں یہ اشیا ملے یہ کہکر قفل کھولا ایک تختہ کاغذ کا اُسپر تصویریں ہزارون کھنچی ہوئیں ایک مقراض مصور نے صندوق میں سے نکالی تصویرمن کے سر کاٹنے کئی ہزار ملازمان لاچین کے سر کٹ کر گر پڑے پھر صندوق پر ایک دو ہتھڑ مارا چالیس پتلے فولاد کے با شمشیر برہنہ اس صندوق سے نکلے صف باندھ کر سامنے مصور کے کھڑے ہوئے مصور نے اشارہ کیا اے غلامان سامری سب کے سر کاٹ لو چالیسون پتلے بہت خوب کہکر بڑھے چالیسون پتلے بیباک جست و چالاک ہزارون گولے توپ تیر تفنگ آن پر پڑتے ہیں کچھ اُنکا نقصان نہیں ہوتا گولے جسم پر پڑکر پھٹ گئے آسمین سے شعلہ ہائے

آتش نکلے جیسے شعلہ پڑا اچھل گیا چشم زدن مین فوج لاچین تن سے آزیادہ بلند ہوئی لاچین نے
بڑھ بڑھ کے گولے لاکے مارے کچھ تاثیر نہوئی وہ تیلے چالیسون بہ اشارہ مصور طرف بدیع و
اسد کے چلے مصور کے ہاتھ مین وہ تختہ کاغذ تسوپہ جب مقراض سے سر کاٹے رشتہ حیات ساحران
قطع ہوا ایک جانب یہ کیفیت ایک سمت تیلون کی بربادی ناہید و بادبان نے اُن تیلون پر رقین
گرائین گیٹ مارے ماش کے دانے پھینکے اُنپر تاثیر نہ ہوئی اب سب کو خوف ہوا کہ طلسم کشا اور بدیع
کو پکڑ لیجائینگے لاچین نے فوج کے پرے سے باندھے آواز دی طلسم کشا پر سینہ سپر رہو مین انجام
اس سحر کا سمجھ گیا دفع ہونے کی تدبیر کرتا ہون اگر غفلت کروگے طلسم کشا کو پکڑ لے جائینگے لے
ناہید و بادبان وہ گھڑی اس بلا کو جھیلو جان پر کھیلو مین ابھی آتا ہون فوج بیسران
کو تسخیر کرکے لاتا ہون مصور سے نامراد کو بھگاتا ہون یا اسکی قضا لیکر آئی ہے آج تو اُسنے قیامت
کا سحر کیا ناہید و بادبان فوجین لیکر بڑھین طلسم کشا کو قلب فوج مین کرلیا سینے سپر کردیے
شہنشاہ لاچین والا تمکین تیغ برق تاب کھینچے ہوئے طرف دریائے ہفت رنگ کے چلا کوہ ہفت رنگ
و قصر ہفت رنگ یہان سے دور ہے مہتر قران و ضرغام ایک بلندی پر آئے کہ دیکھین لاچین
کیا کرتا ہے مہتر قران نے دیکھا کہ لاچین دوڑا ہوا قریب دریائے ہفت رنگ پہونچا نہایت
جوش و خروش مین تھا دریائے ہفت رنگ کے سات رنگ ہین ساڑھے تین رنگ پر تو عملداری
کوکب کی ساڑھے تین رنگ پر قبضہ افراسیاب جس رنگ مین شیر سپید یہ رہا ہے اس آبرودار
نے دریا دلی دکھائی لڑائی کی موج مین قران نے دیکھا لاچین رنگ شیرین مین کود پڑا شناوری
شناوری کرتا ہوا اُبھرا ایک نہنگ نے دریا سے منہ نکالا لاچین نے آواز دی ای نہنگ خونخوار جا
بیسران کو خبر کردے کہ شہنشاہ لاچین نے زندان خانہ طلسمی سے رہائی پائی وقت جنگ
قریب آیا جلد آکر حاضر ہو سعادت حاصل کرو یہ کہہ کے لاچین اس رنگ شیرین مین نہایا ہوا
کنارے دریا کے آیا تسکین جی سے رہا ہے نام بیسران لے رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے ای بیسران
جادو مع فوج حاضر ہو بعد تھوڑے عرصے کے وہ نہنگ سامنے لاچین کے آیا قدم کو چوما
گرد پھرا عرض کی اے شہنشاہ لاچین بیسران جادو واسطے شکار کے گیا ہے فوج کو عذر ہے
کہ بے دون سردار کیونکر حاضر ہون لاچین نے اُس نہنگ کو پکڑ کر چیر ڈالا ماہیت ظاہر ہوئی ایک

مچھلی شکم سے نہنگ کے نکلی حال کماہی واضح ہوا نور جمال ماہی سے از ماہ تا بماہی روشنی ظاہر ہوئی
اس مچھلی نے تڑپ کر آواز دی اے شہنشاہ کیا حکم ہے افسری فوج میران کنیز کو مرحمت فرمایئے
فوج میران کو لیکر حاضر ہوں لاچین نے تاج اتار اسر پر اس مچھلی کے رکھدیا مچھلی تڑپ کر
زمین پر گری اب حمتر قران نے دیکھا ایک پریزاد حلہ در گوش مرصع پوش تاج لاچین سر پر
دست بستہ کھڑی ہے لاچین نے اشارہ کیا ای ماہی دریا نوش تجھکو افسر فوج میران کیا جلد
فوج کو لیکر آ جرار عرصہ نہ کرنا وہ مچھلی رقص کرتی ہوئی دریا کے کنارے پر پہونچی آواز دی ای فوج
میران خبردار جلد حاضر ہو حمتر قران نے دیکھا دریا سے روشنی ظاہر ہوئی ہزار ہا شعلہ بھڑکا ایک
مرکب دریا سے طرارہ بھر کے نکلا اسپر وہ پریزاد سوار ہوئی مرکب گرد میدان کرنے لگا یہاں
لاچین سر برہنہ کھڑا ہوا دست بستہ ہے یکایک ایک چمک ہوئی حمتر قران وضرغام کی آنکھ بند
ہوگئی اب دیکھا کہ وہ ماہی دریا نوش مثل افسر آگے مرکب پر سوار ہے پشت پر چار سو جوانان بے سر
ظاہر ہوتا ہے ابھی کسی نے انکے سر کاٹے ہیں رگہائے بریدہ سے بجائے خون شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں
وہ چار سو جوان اسطرح نکلے ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوئے چار سو جوانان بے سر دوڑ رہے ہیں جو ہوئے
چیخیں مارتے ہیں گلوے بریدہ سے شعلے نکلتے ہیں نہیں معلوم انہیں کیا سر ہے اس تکلف سے
لاچین آگے بڑھا اتنے عرصے میں تیلون نے مصور کے فوج اسد غازی کو شکست دی ہزاروں
کو قتل کیا اسد نامدار بسبب اسکے کے جھپٹ جھپٹ کر تیلون پر ہاتھ مارتا ہے تیغ برق مثال
اچٹ جاتا ہے خطا بھی نہیں پڑتا تیلون کا ارادہ ہے کہ یہ اشارہ مصور طلسم کشا کے لپٹ جائیں
کہ صدائے نعرہ لاچین آئی نعرہ لاچین ہے منم ساحر نامی و نامور + شہنشاہ لاچین فرخ سیر
سر سروران رستم ذی حشم + منم مالک تاج و تخت و علم + نعرہ کرکے آواز دی اے ماہی دریا نوش
فوج میران کو حکم دے کہ ان غلامان سامری کو چیر پھاڑ کر جلا دیں ان سرکشوں کو خاک میں ملادیں
تو جاکر مصور مصور کا نقش بگاڑ رہیں تصویروں کے سر کاٹ رہا ہے اس مفسد بے سود کو چاک کرکے
پھینک دے بہت خوب کہکر وہ پریزاد مرکب بہ کو دی طرف مصور کے دوڑی فوج میران پر
نمودار ہوا کہ ان اے پہلوانان صف شکن اے ساکنان دریا و اے ساحران بے فن ان غلامان سامری
کو فنا کرو وہ بے سر سے بے سروسامان حیران و پریشان ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوئے چرخ

مار رہے تھے ایک نے ایک کا ہاتھ چھوڑا اطراف پتلہاے مصور کے جھپٹے یا آتو وہ پتیلا مثل شعلۂ جوالہ
بھڑک رہے تھے ان بے سروں کو دیکھ کر مرجھائے گھبرائے مگر یہ بے سر جس پتیلے کے قریب
پہونچے ٹانگیں پکڑ کے جھولا مارا چیر کر پھینکدیا رگ بریدہ سے شعلہ نکلا اس شعلے نے لاشوں کو
جلا کر خاک کر دیا وہ پریزاد قریب مصور پہونچی آواز دی کیوں مرشد زادے تمنے نام سامری و جمشید
خوب بربار کیا عمر بھر میں بھی اک سحر یاد کیا ہم سے آگاہ نہ تھے یہ کہکے پہلے اس صندوق پر ہاتھ
مارا جس میں سے پتلے نکلے تھے اور مصور نے تصویریں نکال نکال کے مقراض سے سر تصویروں
کے قلم کیے تھے سر لشکر اسد کٹ کٹ کر گرتے تھے وہ صندوق جل جلا کر خاک ہوا مصور نے یہ ماجرا
دیکھ کر بہ نگاہ قہر طرف پریزاد کے دیکھا کہا کیوں ای ماہی دریا نوش مجھکو نہیں پہچانتی پریزاد
نے جواب دیا ہم افسر فوج عیاران ہیں ہمارا یہی سر و سامان ہی تمکو نہیں معلوم کیا گمان ہے
یہ کہکے کاغذ ہاتھ سے مصور کے چھین لیا منہ سے شعلہ نکلا وہ کاغذ بھی جل کر خاک ہوا مصور
نے جان جان کہکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا پریزاد نے سک اکر مصور کو ایک طمانچہ مارا عارض پر
مصور کے عارضہ ہوا گال اس بدحال کا سرخ ہو گیا چیخیں مارتا ہوا بھاگا پریزاد نے آواز دی
ای عاشق صادق کہاں جاتے ہو میں خدمتگزاری کو حاضر ہوں مصور کا پیر نہ تھما بسیروں
نے چشم زدن میں پتلوں کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا فوج مصور پر آ گرے لاکھوں کا کام تمام کیا جس
غول میں پہونچے درہم و برہم کر دیا پریزاد نے جا کر تخت صورت نگار کو شکست کیا صورت نگار
بھی تخت سے کود کر بھاگی لاچین کھڑا ہوا ہنس رہا ہے آواز دیتا ہے ای مرشد زادے کہاں
جاتے ہو اب تصویر نہ کھینچو گے یہ کیا نقشہ ہوا اسی سحر کے بھروسے پر لشکر کشی کی اپنے ولی نعمت
سے سرکشی کی مصور نہ ٹھہر سکا صورت نگار کا ہاتھ تھام کے طرف صحراے ویران کے بھاگا ہرچند
ساتھ والے کہتے ہیں ای مرشد زادے ذرا ٹھہر جائیے فوج بے سردار کس بھروسے پر لڑے آپ نبیرۂ
سامری و جمشید ہیں جس طرح لاچین نے آپ کے سحر کو دفع کیا آپ بھی کچھ فکر کیجیے مصور نے
کسی کو جواب نہ دیا زوجہ سے کہا ای صورت نگار ہمنے عہدہ اپنے بزرگوں کا چھوڑا یہی باعث
بربادی ہوا جہاں جا کر بیٹھ رہینگے پوری کچوری کھائیں گے مزے اڑائینگے سلطنت سے باز آئے
یہ زن و شوہر تو تباہ ہو کر ایک جانب نکل گئے صاحبان مصور مانی و بہزاد و نقاش قلم کش

ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے داخل جہنم ہوئے اب مصور و صورت نگار کے ساتھ صرف دو چار
کنیزین دو چار خدمتگار قدیم رہ گئے فقیرون کی شکل بنا کر در و آئینہ پر تریہ کے بیٹھا ہے اسکا ذکر
کسی مقام پر تحریر ہوگا لیکن شہنشاہ لاچین بفتح و ظفر مع اسد نامور و بدیع الزمان گردون لشکر
شکن و ناہید و بادبان واپس ہوئے توسن کو بھی اس لڑائی مین کچھ نہ بن پڑا کئی مرتبہ
قصد کیا مصور کے شریک ہو جاؤن چھپ چھپ کر بچانے سحر بھی کیے مکاری سے دس بیس
ساحران اسد قتل کیے یہ فتح اُسپر بہت شاق ہوئی لیکن ناچار و مجبور ہمراہ لاچین چلا آیا پر
اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی جب لاچین قریب بارگاہ پہونچے ماہی دریا نوش نے عرض کی کنیز
کو کیا حکم ہوتا ہے یہ فوج ہمراہ ہے لاچین نے حکم دیا اے ماہی دریا نوش تمکو انکا افسر کیا اپنے
مقام پر جا کر سکونت پذیر ہو بوقت ضرورت طلب کرینگے تم سب کو عہدہ ہائے جلیل ملینگے لیکن
جا کر کنارے دریاے ہفت رنگ کے افسر قدیم بیساران جادو کو تلاش کرو ورنہ تمھاری افسری
نرہیگی ماہی دریا نوش نے عرض کی ابھی کنیز اُس نمک حرام کو تلاش کرکے لاتی ہے لیکے ماہی دریا
نوش فوج بیساران کا پرا جما کر چلی لکھا ہے کہ مصور جب صحرا مین پہونچا بیساران جادو نگار سے ملا جو
آتا تھا مصور کا جو یہ نقشہ دیکھا گھبرا گیا پوچھا شہزادے خیر تو ہے یہ حضور کا کیا حال ہے مصور نے کہا اے
بیساران تمنے غفلت کی فوج کو تمھارے لاچین نے تسخیر کیا ہے سحر کو مٹا یا بارہ لاکھ فوج لیکر آیا تھا اُن
سب کو پھونک دیا ماہی دریا نوش کنیز کو لاچین نے تمھاری فوج کا افسر کیا اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی
بادولت کو طمانچہ مارا اب دماغ مین سلطنت نہ رہا فقیر بنکر بسر کرینگے بیساران نے کہا مین ابھی جا کر سر
ماہی دریا نوش لاتا ہون لاچین کو بھی بھگاتا ہون مصور نے کہا اگر تمنے ماہی دریا نوش کو مارا
اور لاچین کو بھی نکالا تو بادولت پلٹ پڑینگے دونون سلطنت کرینگے بیساران مثل شعلہ جوالہ مرکب باد
رفتار کو بڑھا کر چلا یہان وہ وقت ہے کہ ماہی دریا نوش فوج بیساران لیے ہوئے کنارے دریاے
ہفت رنگ کے پہونچی ہے ساتھ والون سے کہہ رہی ہے اے نمک خواران شہنشاہ گیتی ستان جسقدر
ہفت رنگ قتل کیا جائیگا اس قدر عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن افسر قدیم کو ڈھونڈھ کر مار ڈالو
وہ دشمن شہنشاہ لاچین خوش آئین ہے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی بیساران جادو پشت
مرکب پر سوار ماہی دریا نوش کو گالیان دیتا ہوا گولہ ہاتھ مین سامنے سے ظاہر ہوا جیسے ہی

ماہی دریا نوش نے دیکھا فوج بیسران پر نعرہ کیا او یار و نمک حرام آپہونچا ہمکو کلمات سخت و سست
کہتا ہی چیر پھاڑ کر پھینکیدونگا چار سو جوان دوڑے بیسران جادو کو مثل چیونٹیوں کے پٹ گئے چیر پھاڑ کر
پھینکدیا تمام صحرا تاریک ہوگیا لاچین ابھی بارگاہ مین داخل نہوے تھے کہ کان مین صدا آئی
کشتی مرا نام بیسران جادو بود لاچین نے سجدۂ شکر یہ پروردگار کیا کہ بڑا دشمن سخت مارا گیا
اب آکر داخل بارگاہ ہوے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی ضرغام و قران سے تمام کیفیت لشکر
پوچھی عرض کی حضور مہرخ وغیرہ آیا چاہتی ہین افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین سنا ہی کہ کوئی
نقابدار سیہ پوش ہر چند مدت سے مشتاق دمل آفات چہار دست ہے اُسکو نام لکھا ہے مشہور ہے
اُسکے ساتھ چالیس چیلے رہتے ہین خود بھی ساحر ہی اُن پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لاچین نے کہا
حقیقت مین وہ ایسا ہی ہے ابھی بڑے بڑے معرکات درپیش ہین فکر توجہ واجب و لازم ہی مگر مقام
افسوس ہے کہ تا بدریاے ہفت رنگ ہیو پہونچے آجتک احوال نہ معلوم ہوا کہ افراسیاب نے ہماری
زوجہ ملکہ بلقیس ثانی کو کہان قید کیا نہین معلوم اُس پاکدامن پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی
ملک مراد شاہ قلم کوہی فراق اسد مین فقیر بنا بیٹھا تھا اُسنے خبر دردو لشکر ظفر اثر پائی مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا ہی اسد غازی نے ناہید و بادبان و توسن کو بڑے استقبال بھیجا ملک
مراد شاہ آکر اسد بد آسے قدمبوس ہوا اگر اسد کو مراد شاہ سے حجاب ہے کہ افسوس مینے اُسکے بیٹے کو نہ بچایا
لاچین سے تمام کیفیت بیان کی لاچین نے کہا حضور اس باغ کی سیہل سیاہ ہر و مالک ہی یقین ہے
آپکے نقا اسی مقام پر قید ہون آراستگی لشکر کو حکم دیا بدیع الزمان نے اُٹھالا بارگاہ اسد نامدار
کا الدیا سمت قلعہ قلم کوہ لشکر ظفر پیکر شہنشاہ لاچین ملا دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا
توسن مثل چاکران کمترین حاضر ہے گر بہ سکین ظاہر تن خدمتگاری کرتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہے
کہ لاچین و اسد کو ملاؤ قابو نہین ملتا قلعہ توسن حصار سے کوچ کیا دو منزلین طی کی ہین شب کو
اسد نامدار نے دستار برخاست کیا اپنی بارگاہ مین تشریف لائے چھپر کھٹ پر بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین
کی یاد مین کبھی نالان کبھی گریان کبھی فراق مہ جبین کا خیال ضرغام شیر دل حاضر ہوا شاہزادے
کو ملدر دیکھکر پوچھا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای نبیرۂ صاحبقران آج پروردگار نے بڑا
فضل کیا اتنی بڑی فتح نصیب ہوئی مصور الیاس دشمن فقیر بنکر نکل گیا اس بھیا کو سلطنت نماسے

کہیں فقیر ہو کر بیٹھا جیسے نہ قبلہ و کعبہ کو خبر پہنچی وہیں جا کر یہ نہ بنیگے اسی نے انکو پہلے ملال پہونچانے ہیں
اسد نے کہا اے ضرغام ایک سرہزار سودے سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال ہجر فراق اور لالان
خونقبا کا ملال ہے آج بہت دل بیتاب ہے جو دل چاہتا ہے کہ وہ تنہا نکل جاؤں اپنے کو وہاں ملکہ مہ جبین کے
پہونچا دون یقین کامل ہے کہ اسوقت انکو بھی ہماری یاد ہوا ہے وہ دانہ ترک کر دیا ہوگا ہر چند کہ ملکہ مہرخ دلجوئی کرتی
ہوگی بہا سا تو یہ حال ہے نظم

وہ پیرہن کسے بلا کر دکھلاؤں حال مضطر
آئینہ پہ لگا کر سینے نکالتے ہیں

اس قامت سے شاید جلاد عشاق واقف
کیا کیا لیے نئے رو رستے نکالتے ہیں

رہتا ہے وصل میں بھی شب بھر لگا کے ٹسے
خنجر آبلوں کے میرے کانٹے نکال لیتے ہیں

لیتے ہیں ہم سے بدلا یہ ضبط کا بجا ہے
کیا کیا جلا کے پہلو کھٹکے نکالتے ہیں

شکوہ تو کب تمہارا منہ سے نکالتے ہیں
رو جہاں کہ تم تو اک تیغ یہ نکالتے ہیں

فرقت کی شب فلک سے داغ سیاہ نہ کر
حسرت بھی کشتنی کی پہلے نکالتے ہیں

اے آرزو نکل جا پیکان کے ساتھ تو بھی
ناوک کے حضرت دل جھگڑے نکالتے ہیں

کچھ بات کر کے لازم زہرہ بات اور غنا
کیا کیا انجار و لکا نانے نکالتے ہیں

واللہ تم بھی تو وہ شیشے سے نکالتے ہیں
تسکین نہ بجے ہیں رشک پری بنے گئے

مجھ سے تمام اختر دیدے سے نکالتے ہیں
آنکھوں سے وہیں جاتا آنکھوں سے وہیں آتا

ناوک تمہارے دل سے بیٹھے نکالتے ہیں
سودائے سبزہ رنگان صحرا میں رنگ لایا

جیب قبا کے تنکے ٹکڑے نکالتے ہیں
ہر شعر تن ہمارے اظہار درد دل ہے

اسد نے اسطرح یہ اشعار پڑھے ضرغام تصدق ہوا تسکین دینے لگا

اسد نے فرمایا اے ضرغام کیا کہوں لکھو بھلا میں مدت مدید گذری والدین سے چھوٹے غیر اقلیم کے اندر آ پڑے
کوئی صورت فتح کی ظاہر نہیں ہوتی اسد کو سمجھا کر ضرغام شیر دل باہر گیا اسد نے چاہا کہ پلنگ پر لیٹوں
کہ ضرغام پھر آیا لیکن گھبرایا ہوا عرض کی اے حضور ابھی آرام نہیں فرمایا اسوقت میں نے اک خبر وحشت اثر
سنی ہے اس خبر کو سنکر میں پلٹ آیا ملکہ ناہید حلایا لشکر کا دے رہی ہیں مجھکو بھی انکی خدمت میں رہنا
واجب لازم ہے یہ بھی ضرغام نے خبر سنی کہ افراسیاب نے عیار بیچون کو روانہ کیا ہے کہ جس طرح کو
جان پاؤ گرفتار کر لاؤ لیس خدمت خدمتین ناہید کی رہنا واجب تھا مگر ملکہ نے مجھکو خبر دی کہ مصور
شکست کھا کر بھاگا لیکن ساحر شعبدہ باز سحر و ساحری میں جانباز ہے اگر آپکے بازو کا بدل نے گیا ہے
ملکہ ناہید نے مجھ سے کہا جا کر دیکھو تو اگر موجود ہے یا کچھ آفتا ویڑی اسد نے کہا اگر میرے بازو پر بندھا ہے
وہ اگر قوت بازو ہے وہ عطیہ ملکہ لعل سخنداں خونفخوہ ہے میں دم بھر اس سے غافل نہیں رہتا
ہوں اسی کی وجہ سے مصور دست انداز نہو سکا ضرغام نے کہا کیا نقصان ہے ذرا

بازوسے کھوبیٹھے غلام دیکھ کے احتیاط نہ رہی خبر وحشت اڑ گئے دل ناصبور۔ بجز اسد نے اسکے بازو سے کھولا اپنا رفیق جانکر ضرغام کے ہاتھ میں بلاتکلف دیا ضرغام قہقہہ مارکر ہٹ گیا کہا او طلسم کشا مجھکو تونے پہچانا نہ بلکہ سہیل عیار ہوں جسدن سے تجھکو توسن گرفتار کرکے گیا اس دن سے فکر میں تھی اس اسکے نے تمکو آجتک بچایا دیکھا کیونکہ دہوکا دیکرے لیا اسد قبضے پہ ہاتھ ڈال کر اٹھنے لگے اس نے اشارہ کیا تو اسد تجھے سے نکل گئی لڑکھڑا کے گرے سہیل نے پنجہ کمر میں دیا اکہ اپنی مجبوری میں رنجا سوچی اگر اتر جاونگی راہ میں ناہید و بادبان روکیں گی لاچین کو بھی خبر ہوگی نکلنا مشکل ہوگا یہ سوچکر دونوں پانوں زمین میں مارکے نقب سحر سے کر نکل گئی بعد عرصہ دراز آنکھ کھلی اپنے کو ایک قیدخانے میں پایا گرد رفیقان جانباز ابرہیم بن مالک لندھاوہ بن لندہور علقمہ بن جمہور قبیل بن معقیل دماوان بن عادی اٹھارہ ہزار امیرزادے گرد بیٹھے ہیں ایک جانب بارہ ہزار قزاق قدیموں سے رفقا لپٹے ہوئے رو رہے ہیں ابراہیم کہ رہا ہے

نظم

دل جلا ہے اس قدر اپنا کسی کی یاد میں
زندگی جتنی بسر ہو خانۂ صیاد میں
کیا ہم کسرت خزاں آئی ہے کب فصل گل
تھا شگفتہ ہم کھٹکتے ہیں دل صیاد میں

آگ کے شعلے نکلتے ہیں مری فریاد میں
آنکھ پھر آتی ہے روتے ایک تو جاہیے
آنکھیں کھو بیٹھے اگر خانۂ صیاد میں
جب ملک آباد تھا نیز یہ شہر لکھنو

عنبر و اسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
سیکڑوں ارمان ہیں آتے ہیں فریاد میں
میں وہ بلبل ہوں کیا ہے آشنے جدسے سبا
لطف تجھے جنت کے گویا میں ملا آباد میں

سب سردار وجید میں کوئی اشعار پڑھتا ہے کوئی روتا ہے کوئی کہتا ہے یارو آج سے خانۂ زنجیر میں ملاقات ہوئی آپ کیونکر قید ہوئے سابق میں آپ ہمارے رہا کرنے کو آنے تھے اور بھی چند قیدی موجود ہیں گے شاہزادہ شمشاد قلم کو بھی فرزند مراد شاہ کہہ رہے ہیں اسے شہریار آپ کیونکر یہاں قید ہوکر آئے اسد نے شمشاد کا نام سنا پوچھا یہ کیا کہتے ہو تمہارے فراق میں تمہارے باپ کا عجیب حال ہے اس پیرزمین گرکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے ہر چند کہ قید ہوئے مگر اپنے رفیقان قدیم سے ملے اسی ابراہیم وغیرہ بجز اتیرہ برس گذرے طلسم ہوشربا میں آئے ہوئے سات برس گنبد نور میں قید ہیں اس عرصہ میں بڑے بڑے معرکے گذرے جب کسی پہلوان سے مقابلہ پڑا ہم سب صاحبوں کو رو رو کر یاد کیا انکیا رنج و غم ہے اگر ہمارے ساتھ قتل ہوئے مرگ انبوہ جشنے دارد یا انشاء اللہ وقت رہائی قریب آیا یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ ہوا چند نگہبان سیاہ رو آ موجود ہوکہا سہیل عیار

نے سب قیدیوں کو طلب کیا ہے اے قیدیان بلا چیتے ہیں تو ہوش میں آؤ ورنہ جلاد بھی آ پہنچے ہیں سب کو
قتل کرینگی ایک زندہ نہ بچے گا یہ کہکے دیگیوں نے سر زنجیر اسد کو تھاما سب سرداروں کو لیا نشان بنا
لیکر پہنچے سہیل ساحر قبا پوش جو ٹھی تخت پر بیٹھی تھی گرد ساحران غدار جادوگرنیاں جمع تھیں یہی ذکر ہو رہا تھا
کہ ملکہ عالم آپ نے بڑا کام کیا طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائیں لیکن فوراً قتل کیجئے تامل مناسب نہیں
ہے یہ وہ جوان ہے جسکے ہاتھ سے افراسیاب بد حواس اہالیان طلسم ہوشربا کو اپنی زندگی سے
یاس اگر آپ نے اسکو قتل کیا کل اہالیان طلسم ہوشربا کی جان بخشی کی کہ اسد نامدار سامنے
آ کر پہونچا اک ساحرہ مکار غدار کو دیکھا تخت پر بیٹھی ہے کالی صورت پر ہیبت ناز کرتی ہے
اسد نے بطریق سنت سلام کیا سہیل نے آواز دی او طلسم کشا تجھکو افراسیاب تعویذ گردانکر
تھا کہ سات برس کامل گنبد نور پر قید کیا تجھکو ہم نے دو گھڑی میں محالت قتل کا سامان کر چکی یہ کہکر
جلاد کو اشارہ کیا پکارا وہ امیرزادے زنجیروں میں بلا سے ہیں پکارتے ہیں او بیچیا قدیم گنہگار ہم آپ
پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قتل کا ارادہ نہ کر بارہ ہزار قزاق بھی غل مچاتے ہیں او سپاہ روتی رو رو
ہم غلاموں کو پہلے قتل کر آقاے نامدار بے خطا ہیں سہیل کہتی ہے آج تم میں سے ایک نہ بچیگا
کیوں گھبراتے ہو یہ کہکے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر قریب سر اسد نامدار آیا کہا اے جوان
خوش رو اس دن کی خبر تھی جو کھانا ہو کھا لے اگر تشنہ ہو آب دم شمشیر سے سیراب کریں اگر کسی کے
دیکھنے کی ہوس ہو نام بیان کر بلوا دیں اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کھانے سے دل سیر پانی سے
سیراب اپنے یاران قدیم کو پایا انھیں کے دیکھنے کی ہوس تھی قافلہ سالار ہیں پہلے ہمارا اچھا بڑا عمدہ
مہتر ہے آگے آگے افسر عقب میں رفیقان نامور ابراہیم پکارتا ہے آقا ہم مقدمۃ الجیش ہیں لشکر ظفر اثر
کے پہلے بارگاہ شہنشاہی لیکر منزل اول پر ہم پہونچیں سامان مہیا کریں کہ حضور آرام پائیں اسد
نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا اے سرداران نامی اے رفیقان گرامی یہ سفر ملک عدم ہے کوئی کسی کا
ساتھ نہیں دے سکتا ہے بارگاہ کیسی خیمہ کیسا سامان ہے کہ جسم نحیف و زار پر دو ہی تہمد ناز و نعم بارگاہ
سر پر توشہ راہ نہ زاد و نشان منزل معدوم نہ راہبر نہ نادم نہ خدمتگار یہ شعر سب حال ہے شعر
دیں قبر میں اک کو یہ وسے رہی ہے صدا + چراغ لائیو وان سے یہاں اندھیرا ہے + کیا غفلت ہوئی
منزل اول پر سامان عیش و نشاط نہ بھیجا گوشہ قبر تنگ و تاریک اباب تک دنیا سے

جدائی کیسی رعنائی کیسی زیبائی پہونچتے ہی پرسش اعمال سامنا اُن لوگون کا جنکے مزاج سے بالکل ناواقف
کیا جواب دینگے دنیا مین آکر کیا کار نیک کیا حصول دنیا مین مشغول تھے دست و پا جرم کی گواہی دینگے
اعضاے جسمی دشمن بنجائینگے اس جسم نازک کو کیڑے کھائینگے پوچھنے والے کیا سوال کرینگے جواب صواب
بھی نہ دے سکینگے قہار و جبار کا سامنا مگر اسم مبارک اُسکا رحیم و کریم ہے اگر رحمت اُسکی شریک ہو تو کیا
جواب دے سکتا ہے اُسکی رحمت ہمارے گناہون سے زیادہ ہے مشت خاک سے کیا معاوضہ لیگا اُس
مقام سے پروردگار کل بندگان مومن کو بچائے بھائیو ہو جسے ع ۔ حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان است
نہ بوریاے فقر درویش نہ تاج شہنشاہ جفا کیش ساتھ ہوگا قبر کی تنہائی سے اُسکی رحمت بچائیگی شعر
تردد کیا ہمتین اے ساکنان ملک ہستی ہے ÷ عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے ٭ مگر ابر رحمت
اگر نہین اے برق ÷ بجلی گور پر برستی ہے ÷ بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر خاک کے نیچے خوب بستی ہے
افسوس یہ ہے اس بستی کا شہر خموشان نام ہے ہمسایہ والا جواب نہین دیتا ایک کی ایک خبر نہین لیتا
اپنے اپنے حالمین ہر کس مبتلا تنہائی کا سامنا خدا محفوظ رکھے اسطرح کے کلام حسرت انجام اسد
نامدار نے فرمائے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق زنجیرون سے سر ٹکرانے لگے کہا اے شہریار آپکے
کلام ہدایت نظام نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا حقیقت مین دنیا ناپایدار ہے اُس کا
عیش و آرام بالکل بیکار ہے آپ ایسا جلیل یون بیکس و تنہا قتل ہو اگر کسی لڑائی مین یہ غلامان جانباز
لڑتے لڑتے انتہا کے معرکے پڑتے ایک ایک ملازم آپکا سو سو کو مار کر مرتا جرأت مین نام کرتا ایسے مقام پر موت
آئی لاشون کو دفن کفن بھی نہ ملیگا گوشت ہمارا طعمۂ زاغ و زغن ہوگا چادر خاک بجاے کفن گور نہ
قبر کہان کون لاشہ اُٹھائیگا کون نشان قبر بنائیگا سہیل سیاہرو بھی کلام ان شیران دشت نبرد کے
سنکر سن ہوگئی کہتی ہے صاحبو یہ گوئے سپہر ہے کہتے ہین دنیا حباب لب دریا سے بھی کمتر ہے اسکا طالب
ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے دشمنون کے ہاتھ سے زحمت سہتا ہے طلشم کتنا نہایت فصیح و بلیغ
ہے اگر یہ سامری و جمشید کو سجدہ کرے لیجا کر قدمون پر مین افراسیاب کے گرا دون خطا معاف
کرا دون افراسیاب کو بڑی خوشی حاصل ہو ساکنان طلسم ہوشربا کو تسکین دل ہو اکہ اسد
نامدار سامری پرست ہوا افراسیاب عہدۂ سلطنت دیگا اپنا سپہ سالار بنائیگا اسد نے کہا سامری
پرستون پر لعنت ہے کیا بیہودہ بکتی ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر ہر چند کہ کلام فصاحت نظام اسد
سے

وتنگ ہو رہی تھی اسد نے مذہب کو جو بڑا کما جلاد سے اشارہ کیا جلد سر کاٹ لے اب یہ نہ کر جلاد نے آواز دی اے ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہے جرأت و شجاعت میں یکتا ہے سمجھ کر قتل کیجئے ہزاروں ساحران نامی کے خون کے دعوے دار ہیں یہاں باغ میں تو یہ ہنگامہ ہے وہاں بوقت سحر **لاجین** نامور کو خبر ہوئی کہ صنم کشا بستر خواب سے غائب ہیں قیامت برپا ہو گئی ناہید نے گریبان پھاڑ ڈالا **بادبان** نے اٹھ کر بیٹی کو سنبھالا ناہید کہتی تھی ہائے یار اور مہربان محبت میں اس شہر کی میں نے تمام عالم کو اپنا دشمن کیا تقدیر نے انکے قدموں سے جدا کر دیا جی چاہتا ہے اپنے کو ہلاک کروں گریبان پھاڑ کر کہیں نکل جاؤں **نظم**

اشک اُترے تو دامن سے ٹپک کر باہر ۔ قعر دریا سے نکل آئے تمنا ور باہر ۔ اصغر چوٹ محبت سے گلوں نے کھینچا
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر ۔ چشم خونریز بھی ٹپکے ہے مرے نشتر کو ۔ سینہ تیغ سے ہو دیدہ جوہر باہر
خلعت مرگ میں بھی تنگ ہوئی اے قاتل ۔ پانوں ڈھلکے بھی کفن سے تو ہیں باہر ۔ جذبہ شوق شہادت کو نظر کر ظالم
اگلی آیا ہت کمر سے تری خنجر باہر ۔ منہ فقط آنے پیے وہیں نکلا تقدیر ۔ سینے آغوش لحد سے بھی ہو باہر
خاک پیوند لحد کیسے لائی ہے ہوا ۔ کارسازی کے سب اسباب ہیں باہر ۔ کانپتا ہے مرے اس خوف سے بازو صیاد
کہ ہو چاک قفس سے بھی کوئی پر باہر ۔ نہ ملا حسرت دل کا تو پتا وقت تنگ ۔ نکل آئے مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر
گر نہیں ضبط کا یارا ہے تو ہاں بسم اللہ ۔ چھوڑ کر پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر ۔ کم نہیں ایک گھڑی شغل پریشانی
وحشت دل سے برابر بچے جلا یا گھر باہر ۔ خوف آوارہ مزاجی ہیں آتا ہی نسیم ۔ طفل اشک آنکھ سے بہنے لگے اکثر باہر

بیقراری پر ناہید کی **لاجین** گھبرایا کہا اے گل باغ خوبی اے منظور نظر اسد نامدار تو شاہزادی عالیوقار ہیں ابھی پتا لگاتا ہوں طبقات زمین طلسم ہوشربا بلاد ولایت کسکی مجال ہے کہ میرے آقائے نامدار کو رکھ سکے لیکن براے خدا لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکے **بادبان** سے اشارہ کیا اس **توسن** لعین کا مجھکو بڑا خوف ہے ایسا نہو میرے بعد کوئی فساد برپا کرے **بادبان** نے کہا اس نامرد کی کیا مجال ہے میں بھی تلاش میں نکلتی لشکر کی تنہائی کا بڑا خیال ہے یہ کہکر **لاجین** خوش آئین طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر براے تلاش اسد نامدار روانہ ہوے اکثر ساحروں نے قصد کیا **لاجین** نے کسی کو ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا ہی گیا لیکن **بادبان** دیکھتی ہے آج **توسن** بہت خوش بظاہر ہیں رو تا ہے انکھوں سے منہ دبو تا ہے دل میں بہت بحال ہے یہی ملعون کو خیال ہے کہ خبر قتل طلسم کشا پایا نوبت تو باغی ہو جاؤں ناہید و بادبان کی کیا حقیقت ہے مجھ سے کیا لڑ سکینگی ایک سحر میں بھاگتی پھرینگی **بادبان** انتظام لشکر میں

مشرف وہان وہ وقت جو سہیل حکم قتل اسد نامدار دے چکی ہے جلاد دوسرے حکم کا مشتاق ہے کہ آسمان
پہ برق چمکی سہیل نے اپنی نواسی ملکہ گلنار گلنار پوش کو دیکھا کہ تخت پہ سوار تخت کو اڑاتی ہوئی
مع چند کنیزون کے آکر اتری اسد نامدار کی نگاہ پڑی ایک معشوقۂ طنازہ سراپا کرشمہ و ناز زلفین مشکین
سنبل دونون عارض مثل گل سرو قامت سہی قد حسین و جمیل ماہ کامل آسمان خوبی سرو خرامان حدیقہ
محبوبی آنکھین نرگس شہلا جبین ماہ آسمان صدق و صفا سینے پر ابھار باغ حسن پہ بہار بوٹا سا قد
سراپا بیت دلبری ہونٹون مین مسیحائی موت کمر کی خبر عدم ہے آنکھون مین جادو گری ماہ آسمان جاہ و
حشم وہ رعنائی و زیبائی اسد نامدار نے دیکھی بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی اس گلعذار نے
سہیل سیاہ رو کو جھک کر سلام کیا اور مسکرا کر کہا نانی اماں آج باغ مین کانٹون کا کیا جمگھٹا ہے یہ سب
گنہگار کیون بلائے گئے سہیل نے کہا بی بی سامری و جمشید نے کیا احسان کیا اب ہمیشہ حیرت
آتے دینگی افراسیاب جادو دنیا سے کہیگا مین اپنی جان دیکر گئی لشکر لاچین مین پہونچی
عیاری کی ضرغام کی صورت بنکر پاس طلسم کشا کے گئی جاہ و جلال اس ظالم کا دیکھ کر قلب تھراتا تھا
بی لعل سخندان نے آکے اسکے بازو پر عاشق ہو کر باندھ دیا ہے عیاری کرکے وہ اٹھا لیا شمشیر پہ ہاتھ
نہ ڈال سکتی تھی مین نے گرفتار کیا کچھ خوف نہ آیا نقب سحر دیکر لائی دیکھو سامنے بیٹھا ہے
یہ سب اسی کے رفقا بیٹھے ہین گلنار گلنار پوش یہ سنکر پلٹی نگاہ جمال جہان آرائے ماہ
صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسن مین لاثانی یوسف ثانی جاہ و جلال
چہرۂ زیبا سے ظاہر حیات ٹپک رہی ہے غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زلفین
فیلی تا بہ دوش عارض انور پر لہرا رہی ہین حلقۂ خورشید مین ماران سیاہ کا کیونکر گذر ہوا اشہر
علب مین مشک ختن کا اثر ہوا نگاہون سے شوکت آشکار جوان شیر دل عالی وقار خوبصورت
نیک سیرت صاحب لیاقت و جلالت آنکھین چار ہوئین جانبین سے تیر مژگان چلے دونون
کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوئے اسد نامدار نے سر زنجیر پر سر رکھ دیا لیکن طائر ہوش
گلنار گلنار پوش کے اڑ گئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ
عشق سے ٹوٹا سلطان عشق عزرسۂ دل پر چڑھائی عقل و ہوش گم بیتابی نے خانۂ دل پر اپنا
عمل کیا فرد رپہ فراز ہوا اشل ہید کا نہیں نہ تھم سکی غش کھا کر سہیل سیاہ رو کی گود مین گری ایڑیان

رگڑنے لگی محفل سہیل میں ہڑا ہوا ہائے ملکہ نغانم کو کیا ہوا جو کنیزیں سر ہوتی تھیں تلوے
سہلانے لگیں کوئی گرد پھرتی تھی کوئی کہتی تھی میں نے اکثر منع کیا واری آپ انتہا کی نازک اندام ہیں
دوڑ کے نہ چلیے دل سنتا گیا آخر کو غش آ گیا گلاب کیوڑہ چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ گلنار گلنار
پوش کو ہوش آیا گھبرا کر چاروں جانب دیکھنے لگی دیکھا اسد نامدار سر جھکائے بیٹھا ہے ٹھنڈی سانسیں
کھینچ رہا ہے عاشق و معشوق میں اشارے ہوئے اسکو کون سمجھتا تھا اشارے سے گلنار
کے ظاہر ہوتا ہے کہ کاش یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھوں میں ہوتیں سلسلۂ عشق کامل ہو جاتا ایسے شیر کے
گلے میں طوق گلوگیر پیدا کرنے والا بچائے دشمنوں کو قضا آئے سہیل نے بلائیں لیکر پوچھا کیوں
بی بی مزاج کیسا ہے رنگ رو متغیر ہے یہ کیا حال ہوا غش کیوں آیا کسی نے آنکھ دکھائی ہے اسکو نابینا
کروں مجھ سے مفصل کہو کیوں پریشان ہو ناحق کو آئینہ دار کیوں حیران ہو ملکہ کو کچھ بن نہیں پڑتا
ایک کنیز بول اٹھی واری آپنے انکو عہد ناز و نعم میں پرورش کیا کبھی صورت رنج و ملال نہیں دیکھی
آج قیدی کو اس طرح مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے دیکھا قلب نازک پر صدمہ پہونچا اسی سبب سے
غش آیا کنیز کو تو یہی ثابت ہوتا ہے ملکہ کو پہلو مل گیا کہا نانی اماں آپ کے مزاج میں نہایت ظلم و
بدعت ہے اس بیچارے نے کیا کیا خطا کی جو اسطرح آپ قتل کرتی ہیں سہیل نے کہا بی بی
ساری کہانی تم سے بیان کی تم تو تمام خدا پڑھی لکھی ہو یہی طلسم کشا بانی ظلم و جفا مشہور ہے کہ قاتل
افراسیاب ہے اگر یہ شخص زندہ رہیگا گویا افراسیاب کی جان کی دشمن ہوئی اگر اسکو قتل کیا
اہالیان ہوشربا کی جان بچائی سات برس یہ شخص گنبد نور میں قید رہا بڑی شد و مد سے وہاں
سے رہائی پائی لاکھوں ساحر اسکے ہاتھ قتل ہوا اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہے گلنار کو پہلو مل
کہا نانی اماں کیا افراسیاب کو اختیار نہ تھا کہ جس روز گرفتار کیا تھا اسی روز قتل کروا ڈالتا سات
برس کیوں قید رکھا پس آپ کو مناسب نہیں ہے کہ بدون حکم افراسیاب اس شخص کو قتل کریں
آپ نے قتل کیا اور افراسیاب دامنگیر ہوا کہ تمنے کیوں قتل کیا تو آپ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہیں
زندہ کو مردہ کر سکتی ہیں مگر مردے کا زندہ کرنا کسی کا کام نہیں ہے لہذا دو چار شبیں اسکو قید کیجئے
افراسیاب کو نامہ لکھیے اگر وہ لکھیں کہ زندہ بھیجو زندہ روانہ کر دیجیے قتل کا حکم دے قتل کیجیے
اس طرح سمجھا کر ملکہ گلنار گلنار پوش نے کہا سہیل سیاہ رو کے ذہن میں آیا کہ سچ کہتی ہے کیا

بی بی پڑھی لکھی ہو تمنے بہت معقول کہا حقیقت مین افراسیاب دامنگیر ہو تو عجب نہین یہ کہکر حکم دیا کہ فلان کمرے مین لیجا کر طلسم کشا کو قید کرو قیدیان قدیم کو زندانخانے مین لیجاؤ اسد کو جس مقام پر قید کیا سہیل آہنی گرد اسد کے آگ روشن کر دی کہ جسکی حرارت سے چہرہ شہزادے کا زرد و نین ورد لب پر آہ سرد زمین دہک رہی ہے یہ سحر کرکے اس ملعونہ نے دروازہ بند کیا قفل اپنے ہاتھ سے لگایا نامہ بر ۲ افراسیاب لکھا یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا کو مین نے قید کیا ہے زندہ روانہ کرون یا سر بھیجون گلنار گلنار پوش حیران و پریشان اٹھی اپنے باغ مین آئی دل داغدار باغکی بہار کیا خوش آئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نسترن وزیرزادی نے اٹھکر بلائین لین پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہے جب سے حضور اپنی نانی مان کے پاس سے آئین آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے کیا خیال ہے جب سے دلکا حال کہئے نسترن نے اتنا جو پوچھا دل تو بھرا ہوا تھا بیقرار ہو کر روئی اور کیا کہون

نظم

توحجبت شریت راحت مرا لب چہ سود
رشتۂ زنار از تسبیح ہندو کردہ است
گاہ فریادم بکوہ گاہ مجنونم بدشت

باز مرغ دل گرفتار کشتگی خو کردہ است
عاشق آن باشد کہ با زہر بلا خو کردہ است
وانشد از ناخن سعیم گرہ از نار بخت
نیخودم مختفی چنین آن چشم جادو کردہ است

مردم چشم از گریہ کار دیجو کردہ است
زاہد خلوت نشین تا طرۂ زلفش تو دید
تا گرہ از کار من آن چین ابرو کردہ است

نسترن بیقرار ہوگئی عرض کی واری گل کلام حضور سے بوے گل عشق آتی ہے صاف صاف فرمایئے لونڈی اسکی فکر کرے ہماری عزت و آبرو و راحت و آرام حضور کے دم سے دابستہ ہے ملکہ نے کہا ای نسترن یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت جرات و شوکت مین یکتا یعنی طلسم کشا جو آکر قید ہوا جسوقت سے اسکو دیکھا دل بیقرار ہے مین نے خفقہ کرکے بچایا گویا عذاب الیم مین پھنسا یا اس آتشجو نے گرد اس گل باغ خوبی کے افسوس ہے کہ آگ روشن کر دی مین نے دیکھا کہ وہ جوان رعنا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا گل سا چہرہ زرد ہو گیا سر ٹپکتا تھا ہتھکڑیان بیڑیان شعلہ جوالہ تنگی مین دیکھو لیلا سے شب نجے اسکے غم مین زلف مشکین کو کھولا ہی بھول کا تنگ متغیر نرگس متحیر سنبل نے غم والم سے بال پریشان کیے منہ دن کو غم کا جوش یہ حباب نہین مین چشمون کی آنکھین سوجی ہین جی چاہتا ہے مین جا کر اس قید خانے مین بیٹھون وہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہون وحشت سے سلسلہ کا ل ہو جلے طوق گلو گیر میرا گلا وبالے نسترن نے کہا حضور مین تو آپکی زندگی سے کام ہے آپکی نانی صاحب

انتا کی شراب خوار ہین قرابے کے قرابے پیتی ہین وہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہونگی چلکر رہا کرلائین آپ کے
میلوتین مچائین نسترن نے جو یہ بات کہی غنچہ مثل گل شگفتہ ہوگئی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرنے لگی
چند کنیزین تیار ہوئین کہا نسترن ایسی صلاح تبلائی دل تردد منزل نے تسکین پائی نسترن نے کہا
حضور طلسم کشا کے پاس کوئی تحفہ بھی تھا سابق مین باغ پر آپ کی نانی کے آکر لڑا ئی تھی پہلے اُسکے ہاتھ
سے مارے گئے توسن آکر گرفتار کرکے لے گیا تھا وہان بھی جا کر قیامتین برپا کین ناعمان سفت
وربند قتل ہوئے بی سہیل عیاری کرکے لائین گلنار نے کہا نانی جان نے بیان کیا تھا کہ ملکہ
لعل سخندان اُسپر عاشق ہے اُسنے اپنے بازو کا اُسکو دیدیا اسی وجہ سے اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا
وہ نانی امان نے اپنی جھولی مین رکھا ہے اسکا دستیاب ہونا دشوار ہے قیدخانہ اُنکے مقام سے
الگ ہے لیکن اب چلتے ہین اور نسترن ایک اعتقاد اور کرو یہ جوان سامری و جمشید کو برا کہتا ہے
خدائے نادیدہ کا پرستار ہے ہماری عقل کو بھی اقرار ہے کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمہارے
ساحر تھے مثل انسانون کے مرے دعوی خدائی بھی کیا اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ ہمارا خدا
تنہا ہے اسوقت مین خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہون کہ اے خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی
برحق ہے طلسم کشا کو رہا کردون میری جان اور آبرو پر حرف نہ آئے دل سے اطاعت کرتی ہون
سب نے عرض کی واری یہ اعتقاد ہمکو بھی پسند آیا سامری و جمشید کو ہمارے بزرگون نے دیکھا
تھا بوڑھے بوڑھے جادوگر صاحبان سامری کہلاتے ہین گلنار نے ہاتھ اوٹھا کر دعا کی چالیس
کنیزین جو ہمدم و ہمراز ہین آمین آمین کر رہی ہین دعا مانگ کر گلنار گلنار پوشش بصد جوش
وخروش طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل ستارۂ سحری چمکی چالیس کنیزون کو ساتھ
لیکر باغ سہیل مین آئی دیکھا سہیل سیاہ رو بارہ دری مین پڑی سو رہی ہے سامنے وہ کمرہ ہے جس مین اسد
غازی قید ہے دروازے پر چند کنیزین جو نگہبان ہین گوڑے ہاتھ مین لیئے ٹہل رہی ہین گلنار نے
دور سے سحر کیا ہوا ٹھنڈی چلی وہ کنیزین سوگئین نسترن نے بڑھکر قفل کاٹا دروازہ کھولا دیکھا
اسد نامدار حدت آتش سے بیہوش پڑا ہے چہرہ زرد بیڑیان ہتھکڑیان دہک رہی ہین گلنار
نے بڑھکر سحر کیا جوش مین باران سحر برسایا آتش سحر گل ہوئی عالم غشی مین اسد کو اُٹھا کر تخت
پر لٹا لا ستارۂ سحری چمک چکا ہے نسترن نے عرض کی حضور جلدی نکل چلیئے گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہے

گلنار نے اسد کو تخت پر سوار کیا نسترن نے قصد کیا تخت اڑا دوں گلنار ٹہل رہی ہے جو قریب
بارہ دری کے سفاک جادو سہیل کے مقام پر پہرے رہا ہے اسکی نگاہ پڑی چند عورتیں
قریب قیدخانہ اسد کھڑی ہیں سفاک نے آواز دی خبردار کون ہے آہا کس کے پاس کوئی نہ
جائے شہنشاہ کا گنہگار قید ہے گلنار نے دیکھا سفاک نے جھپٹ کر گولہ مارا نسترن نے توکہا
حضور جلد نکل چلیے اس بجا کے سحر کا جواب ابھی نہ دیجیے لیکن گولہ سفاک کا گرا کئی کنیزوں کے
سر پھٹے سر پر گلنار کے بھی زخم آیا غصے میں کاسۂ سحر جھولی سے نکالی سفاک پر پھینک ماری
سفاک کے سینے کو توڑ کر پار نکل گئی سفاک تڑپ کر گرا ساحر کے مرنے کی علامت برپا ہوئی پریوں
نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام تھا سفاک جادو بود غلغلہ جو ہوا سہیل کی آنکھ کھل گئی فتنۂ
خوابیدہ بیدار ہوا اٹھ کر دوڑی بالکل صبح ہو چکی ہے دیکھا لاشہ سفاک پھڑک رہا ہے قید خانے
کا دروازہ کھلا ہوا آتش سحر مدار د طلسم کشا تخت پر ہے نسترن پایۂ تخت کو تھامے ہوئے چاہتی ہے
پر پرواز پیدا کرکے اڑ دوں گلنار اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے ٹہل رہی ہے کنیزیں گھبرا کر کہتی ہیں
حضور جلد چلیے صبح ہو گئی یہ دیکھتے ہی سہیل سیاہ رو نے للکارا او ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب
کیا طلسم کشا کو رہا کر دیا میری جان کی دشمن ہوئی میں کل ہی سمجھ گئی تھی غش آنا مجھ بڑھیا کے سامنے
باتیں بنانا جس طرح مہ جبین نے صحرائے حیرت سے اس شہزادے کو نکالا درد سر ہٹایا صندل
جادو کو قتل کرایا تو نے بھی وہی حرکت کی مجھکو مثل افراسیاب کے نہ جاننا ایسی محبت کو
آگ لگے تو کل ابالیاں طلسم ہوشربا کی دشمن ہوئی بوٹیاں کاٹ کے کھا جاؤنگی اسی دن کے لیے
تجھے سحر سکھایا کچھ ہمارا خوف نہ آیا گلنار نے دیکھا سہیل سیاہ رو بہ قہر و غضب آتی ہے سوچی
کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ گولہ مارا کنیزوں نے بھی سحر کی بوچھار کی سہیل سیاہ رو
ان سحروں کو کب مانتی ہے ساحرہ جہاندیدہ کار آزمودہ ایک اشارے میں سب کے سحر دفع کر دیے
سحر تو اسد پر سے اتر چکا تھا یہ سبب صدمۂ قید کے غش طاری تھا ہنگامہ گیر و دار جو بلند ہوا آنکھ
کھل گئی دیکھا وہی معشوقہ خوش خو گلعذار ماہ رخسار گرد کنیزوں میں سہیل سے سحر چل رہا ہے اسد بھی
نعرہ کرکے اٹھا چاہا سہیل پر جا پڑوں گلنار نے کہا اے شہریار آپ کہاں جاتے ہیں ہم لوگ تو بیکار
ہیں اپنی جان سے بیزار ہیں آپکے واسطے جان دینے کو سہیل نے جو دیکھا طلسم کشا اٹھا ہاتھ

سے اشارہ کیا آواز گیر وی زمین نے اسد کے پانوں تھام لیے لڑکھڑا کے گرے گلنار گرد پھرنے لگے آلیں عاشق و معشوق کے اشارے گلنار گلنار پوش کا مایوس ہونا اپنی حسرت پر تڑپ تڑپ کر رونا اب جو ہنگامہ ہوا گوشہ ہاے باغ سے بار و ہزار ساحر لیتا لیتا کہہ کر دوڑ پڑے گلنار گرد شمع جمال اسد نامدار پروانہ وار پھر رہی ہے جسنے جو سحر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا زخم کھاتی ہے اسد نامدار کو خنجر و تیر و شمشیر سے بچاتی ہے کنیزیں و نسترن وزیر زادی ساحروں کو بڑھ بڑھ کے روک رہی ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند مرنے کی ساحروں کے صدا آرہی ہے زمین باغ تھرا رہی ہے جنہاے باغ پامال عندلیبان خوشنوا کو اس گلعذار کا ملال قمریاں کو کو بھولیں سر پیٹ رہی ہیں طائران نغمہ سرا زمزمہ سرائی بھول گئے چمنستان میں خاک اڑ رہی ہے اور ساحروں کو تو گلنار نے روک لیا کئی سو کو قتل کیا لیکن سہیل سیاہ رو جو گلنار کے سحر کو نہیں مانتی زمین باغ ہلادی کنیزوں کو بیہوش کیا نسترن پر جا پڑی نسترن وزیر زادی خوب خوب لڑی لاشہ ہاے ساحران پھڑک رہے ہیں اسد مبتلاے سحر سہیل تنہائی پر گلنار کے بیقراری میں عرض کرتے ہیں پروردگار گلنار کو اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچانا سہیل نے جو دیکھا گلنار جان دینے پر آمادہ ہے اسد کے پاس سے نہیں ہٹتی زخم کھاے لڑتے لڑتے گھلنے ٹیک دیے زخم سر سے خون جاری عالم بیقراری کبھی اسد نامدار سے عرض کرتی ہے ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے اس ملعونہ کے ہاتھ سے نہ بچیگی یہ بلاے روزگار ہے دیکھا آپ نے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہیں نخل باغ جل رہے ہیں ہمنے آپکے مذہب کی اطاعت کی آپ کے نام پر جان دی اگر ہو سکیگا تو کہے گا ہے مزار غریباں پر آئیگا نظم زبان درد بیحد آن غم و درد دل گردون گشتہ

زگریہ کاسۂ چشم بباب پر ز خون گشتہ
ز پنداری کہ در ہجرت بہ تنہائی شدم ہمدم
بہ رب کعبہ سوگندم کہ در من اندرون گشتہ

چو مجنون اندرین وادی از ان دیوانہ سرگردم
کہ حلقہ ہاے زلف تو زنجیر جنون گشتہ
جہان از درد مجبوری ضعیف و ناتوان گشتہ

کہ کاہ غم برا بر دل چو کوہ بے ستون گشتہ

ایسے کلمات حسرت آمیز جنون خیز گلنار نے کہے اسد کا کلیجہ منہ کو آگیا فرمایا ای گلنار ہماری زندگی کی کون صورت معلوم ہوا ہماری قضا ہی لیکر اس باغ میں آئی تھی یہ گلشن ہمارا مدفن ہوا افسوس یہ ہے کہ اس مقام پر کوئی خبر کو بھی نہ آئیگا دفن و کفن کا سامان کون کریگا لشکر مہرخ ادھر تباہ ہوا ہمیں قضا لیکر یہاں آئی فلک کو بربادی منظور ہوئی خیر جو مرضی پروردگار کیا اختیار بندہ مجبور ناچار ہے یہ کہکر اسد نے تہ دل سے دعا کی سہیل سیاہ رو

نیچہ کھینچ کر چلی ایک دوہتھڑ مارا گلنار لہرا کر زمین پر گری سہیل ساحر دوڑی کہ جا کر اسد و گلنار
کا سر کاٹ لوں کنیزوں کا ملکنا اسد کا تڑپنا گلنار سر پیٹے مارتی ہے قریب تھا کہ اسد گلنار کو
سہیل قتل کرے خون سے جگنا ہوں کے ہاتھ بھرے کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ لاچین
خوش آئین او سہیل کیا کرتی ہے سہیل کی نگاہ پڑی دیکھا شہنشاہ لاچین طاؤس زرین بال پر
سوار تیغ برق تاب ہاتھ میں تاج یاقوتی بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور لاچین نے گرتے گرتے سحر
کیا گلنار کے ہوش درست ہوئے اسد نامدار بھی چالاک چست ہوئے پانی کے قطرے برسے جس قطرہ
پڑا سحر اتر گیا کنیزیں ساحروں پر جا پڑیں گلنار نے بڑھ کر سحر کیا آگ برسنے لگی کنیزوں نے بھی
جانبازی کی گلنار نے زمین ہلا دی معین پشت پر آیا قلب میں طاقت ہوئی روح کو راحت
ہوئی لاچین سحر کرتے ہوئے قریب سہیل پہونچے سہیل نے آگ برسا دی خنجر گرائے تلواریں برچھیں
چھریاں کٹاریاں گریں لاچین نے صرف ہاتھ ہلا ہلا کر سب سحر دفع کر دیے تلواریں توڑیں سپروں
کو شکست کیا بوجہ احسن لڑائی کا بندوبست کیا صد ہا جادوگروں کو خاک میں ملایا جنہیں جو سحر کیا
وہ اُسی پر پلٹا کئی سو جادوگر گرے سہیل نے جب دیکھا میرے سحر کو لاچین نہیں مانتا زمین پر
تڑپ کر گر گئی پر پرواز پیدا کیے قصد کیا عقاب بنکر نکل جاؤں چند قدم بلند ہوئی تھی لاچین
بکڑ وے کر بلند ہوئے سہیل کی گردن لی چاہا نکل جاؤں پنجہ شیر سے رہائی غیر ممکن صورت اصلی ہو کر
نیچے آیا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر خنجر چھین لیا اُسی تلوار سے اُسے قتل کیا سہیل ساحرہ
کلموہی واصل جہنم ہوئی تمام باغ آتش بہار ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام سہیل ساحرہ بود
جادوگروں نے امان مانگی جادو ہلائی سب نے اطاعت قبول کی جو ساحر سن رسیدہ تھے
لاچین کے قدموں سے لپٹ گئے شکر پروردگار بجا لاکے عرض کی پروردگار تجھے جمال جہان آرا
حضور کا دکھایا نمک حراموں نے عذر کیا تھا شکر ہے کہ حق بحقدار رسید اسد نے قید خانے میں کر
الطاف اسیروں کو لیے رہا کیا بارہ ہزار قزاق چھوٹے اپنے افسر سے قدم بوس ہوئے لاچین
تخت پر سوار ہوئے ملکہ گلنار گلنار پوش طاؤس زرین بال پر اسد نامدار کے واسطے مرکب
باد رفتار ممکن کیا اس باغ میں مال و خزانہ بہت تھا اسابوں پر لدوا یا اس کروفر سے جاہ و حشم
سے اپنے لشکر میں آئے بادبان دنیا ہید نے استقبال کیا گلنار گلنار پوش کے سب ساتھ ہوئے

شہنشاہ لاچین نے فوراً حکم دیا لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف کوہ ہفت رنگ کے اٹھا بارگاہ آسمان جاہ
کا چلا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ الماس جو یہ خبریں سب جو عرض کر گیا شمشاد کو بھی قید تھا جو وقت
مرادشاہ سے ملا اس ہجران دیدہ کا غنچہ آرزو کھلا اسد نامدار کو دعائیں دیں یہ بھی مع فرزند ہمراہ
ہو۔ فوج ساحران وغیرہ ساحران بے حد وحساب یہ سب خبریں افراسیاب کو پہونچیں قہر وغضب میں
آکر صرصر وغیرہ کو حکم دیا اے خیرخواہان دولت تم اپنے کو لشکر مہرخ و لشکر لاچین میں پہونچاؤ
جسپر تجھے قابو ہو اس قیدی کو لیکر صحرائے ریگستان میں جانا مقام گوشۂ دریائے نیل ہے وہاں ایک
قصر عالی تیار ہے اسکو برآمد سحر و ساحری کہتے ہیں افلاک اوج سحر وہاں کا حاکم و ناظم ہے وہ قصر
سحر بند ہے افلاک اوج سحر سے کہنا یہ قیدی گنہگار شہنشاہ حاضر ہے وہ بوجہ مناسب برآمد سحر پر قید کریگا
وہاں سے کوئی رہا نہ کر سکیگا عیاریان بموجب حکم افراسیاب چلیں تمیز لقب ان کو صرصر نے
ساتھ لیا طرف لشکر لاچین کے رخ کیا صبار فتار رحمت لشکر مہرخ چلی احوال دو کلمہ داستان لشکر
مہرخ کے گذارش ہوتے ہیں کوکب روشن ضمیر سے یہ سب رخصت ہو کر منزل بمنزل جاتے ہیں ملکہ
مہ جبین کو جلدی ہے کہ تا بہ لشکر اسد پہونچیں شاہزادے سے ملیں غنچہ ہائے ناشگفتہ آرزو کھلیں
دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا لشکر آتا ہے باغبان قدرت مقدمۃ الجیش اٹھا بارگاہ لیے ہوئے بہار
و مخمور منتظم لشکر سب کو یہی خوشی ہے کہ بخیر و خوبی اپنے کو پہونچا میں اشتیاق ملاقات شہنشاہ لاچین
سے ہے اور دیدار اسد آئیں ایک منزل پر آکر لشکر فروکش ہوا صبار فتار ایک پہاڑ پر پہونچی
اسکے سامنے لشکر اترا فکر ہوئی کہ مہ جبین پر دست اندازی کروں بادشاہ لشکر کو لیے نکلوں ایک فقیرنی
کی شکل بنکر پھرتی ہوئی لشکر میں آئی دیکھا بارگاہ ملکہ مہ جبین استادہ ہو رہی ہے ہزارہا نازنینان
مہ جبین کنیزان پریوش در دولت پر ٹہل رہی ہیں اسوقت کا ہنگامہ تھا تین گھڑی ہوئی ہیں
سردار و دربار کی صدا دے رہی ہیں ایک کنیز کسی کام کو کنارے آئی گل اندام اسکا نام تھا
صبار فتار نے بڑھکر سوال کیا گل اندام نے جواب دیا بو اسواری بادشاہ کی آنے دے سب فقیروں
کو سرکار سے مرحمت ہوگا کنارے جا کر بیٹھو یہ سخی کی سرکار ہے معشوقۂ اسد نامدار ہے کوئی محروم نہ رہیگا
صبار فتار نے کہا حضور دیکھیے فقیر ہٹائے جاتے ہیں گل اندام ادھر ہٹی صبار فتار نے حلقے
کمند کے گلے میں گل اندام کے ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے لٹا دیا اسکی شکل بنکر

نرد دوست پر پہونچی ملکہ مہ جبین محافے سے اتریں کنیزوں میں ملکہ گل اندام بھی داخل ہوئی ان عورتوں
اُسنے بسر کی عیاروں سے آج کل لشکر خالی ہے رات کو پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے آئی کھانے میں یا نے میں بیہوشی
ملا کر چوکی پہرے والیوں کو بیہوش کر چکی تھی بہ اطمینان ملکہ مہ جبین کو بیہوش کیا سر اسکے چاک کر کے
نکلی کہنے افراسیاب کا یاد آیا کہ اُسکو پاس افلاک اوج سحر کے پہونچاؤں وہاں سے رہائی غیر ممکن ہے
یہ دیکھا صحرا کا سناٹا گھبرائی ہوئی قریب برآمدہ سحر پہونچی دیکھا ایک مکان عالیشان کی دروازے کا بند
و مرتفع صحرائے ریگستان میں بنا ہے انسان دیوان کا اس مقام پر نام نہیں افراسیاب نے تعلیم کر دیا تھا اور
صاحب کہکر آواز دی صحرا سے گرد اڑی افلاک اوج سحر آکر پہونچا کہا کون ہے صبار فتار نے اپنا نام بتلایا
افراسیاب کا حکم پہونچایا افلاک اوج سحر نے سامنے صبار فتار کے ملکہ مہ جبین کو ایک قفس میں
بند کیا خود بیکراں اسی مکان میں جا کر قفس لٹکا دیا صبار فتار کو رسید دیکر رخصت کیا کہا شہنشاہ
سے کہدینا یہاں کا قیدی تا قید حیات رہائی نہ پائیگا کوئی یہانتک نہ آسکیگا جو کوئی ساحر آکر سحر کریگا
سایہ قفس میں جائیگا مبتلا سے بلا ہوگا یہ مکان برآمدہ سحر سامری مشہور ہے یہ کہکر افلاک اوج سحر چلا گیا
صبار فتار حضور میں حیرت کے آئی تمام کیفیت عرض کی حیرت نے صبار فتار کو خلعت دیا کہا صرصر
کا کچھ احوال ابھی نہیں معلوم ہوا صبار فتار نے کہا وہ طرف لشکر لاچین کے گئی ہیں بدون گرفتاری
لاچین واپس نہونگی طلسم حضور کا برباد ہوتا ہے ہلوگ جنکو جہاں پائینگے گرفتار کر کے برآمدہ سحر پر
پہونچاونگے یہ کہکر صبار فتار پھر بھاگی یہاں صبح کو لشکر ملکہ مہرخ میں بابت مہ جبین
قیامت برپا ہوئی بہار بیقرار باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہت سے جادوگر برائے تلاش نکلے ملکہ
مہرخ نے کہا اب کیا منہ لیکر برائے ملاقات اسد جائینگے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھو کر کیا روے سیاہ
دکھائینگے ہر سمت ہر کارے تلاش کے واسطے چلے مہرخ تو اس انتشار میں اسی صحرا میں فردکش ہے
واسطے مہ جبین کے مشوش ہے لیکن صرصر شمشیر زن مع شمیمہ نقب زن قریب لشکر شہنشاہ لاچین
پہونچی اسنے دریافت کیا کہ عمرو آجکل لشکر میں نہیں ہے دونوں عیاریاں صورتیں تبدیل کر کے
صرصر کو ایک گویے کی شکل بنی شمیمہ کو طفل کمسن بنا کر گاتی ہوئی لشکر میں آئیں دیکھا اسنے وہ منزل
کے گرد میں لشکر اسد فردکش ہے قلب لشکر میں بارگاہ اسد نامدار سبکے آگے خیمے میں لاچین
عالیتبار قلب فوج میں دربار ہوتا ہے سب سرداران آکر جمع ہوتے ہیں ایک سمت بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ تصویر معشوقہ

بدیع الزمان شہنشاہ لاچین دربار سے اسد کہہ بیٹھے ہوئے آئے ہیں دیکھا بازار میں ایک طفل ماہ طلعت
بیٹھا ہوا گا رہا ہے تمام شائق اسی مقام پر جا رہے ہیں صرصر نے لاچین کو آتے ہوئے دیکھا ساز اسکے ہاتھ
دیا شمیمہ گا رہی ہے اور زیادہ دلکش ساز کو زور دیا شمیمہ نے ورد پڑھا تانیں اڑنے لگین لاچین بیقرار
ہوگئے چوبدار سے اشارہ کیا ان دونون کو یون کو بیٹھے تو اپنے خیمے میں آکر بیٹھے ساتھ چوبدار کے
یہ دونون حاضر ہوئین صرصر نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی لاچین نے اشارہ کیا صرصر بیٹھکر خوب گائی
لاچین نے صرصر سے نام پوچھا کہا غلام کو نیرنگ کہتے ہیں یہ لڑکا میرا پوتا ہے تاتان تورخان کا فرزند
دلبند انقلاب فلک نے یہ کیفیت دکھلائی ہماری قدر تو حضور کی سلطنت کے زمانے میں بھی بزرگ سب
ملازم ہے لاچین نے حکم دیا میان نیرنگ کو جگہ رہنے کی دو صبح کو خدمتمیں طلسم کشا کی
پہونچا دینگے تسکین دے کر فرمایا طلسم کشا نہایت قدر شناس ہے تمکو ملازم کریگا صرصر نے دعائیں دین
سرکار سے شب کو کھانا ملا جب لاچین نے آرام کیا صرصر دونکو رخصت کرکے اٹھی شمیمہ سے کہا بڑی
دور تک لشکر فرودکش ہے لاچین کو لیکر نکلنا مشکل ہوگا تا ہید و باد و باران دو تومن طلایہ پر
ہین اٹھو پھر توسن اسی فکر میں ہے کہ جاکر افراسیاب سے ملون قابو پرستی کرکے نہ یہ شغل ہوا ہے لیکن اس
کلام نہین کر سکتے شاید محبت دختر وزیر میں ہمکو گرفتار کرے اب تو لاچین کو لینا چاہیے سراپچہ چاک
کیا صرصر جھپٹ کے قریب لاچین آئی دوشالہ چہرے سے ہٹایا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ بیہوش کردن
شمیمہ نے کہا استانی ہٹو میں بیہوش کرتی ہون شمیمہ نے ذرا سی ڈبیا نکالی حباب بیہوشی
رکھکر دماغ پر مارا لاچین بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا شمیمہ سے کہا نقب دے کر
نکلو ورنہ گرفتار ہو جاینگے جابجا خادم خدمتگزار بیدل سوار موجود ہین شمیمہ نے جوڑی خنجر کی پکڑ کر
نقب کھودی ایک نخل کے سایہ میں دونون نکلین جنگل کا راستہ لیا بھاگا بھاگ آتے آتے صحرائے
ریگستان میں پہونچیں رات قلیل باقی تھی شمیمہ نے زنبیل بجائی صرصر نے داروغہ صاحب کہکر
آواز دی فوراً افلاک موج سحر آیا صرصر نے پشتارہ لاچین کا افلاک کو دیا کہا یہ دشمن کامل
افراسیاب ہے خبردار بہت احتیاط سے اسکی حفاظت کرنا افلاک نے کہا اے صرصر یہ مکان خفیہ
خود نگہبان ہے میری جانب سے بھی قصور نہوگا ظاہر میں یہاں نگہبان وغیرہ نہین ہین سامری نے
واسطے گنہگارون کے یہ قصر بنایا میں آٹھ پہر گوش بر آواز رہتا ہون اسکو کئی مرتبہ آکر دیکھ جاتا ہون

اس بجھیا نے زبان میں لاچین کے سوئن دیا اپنا سحر کرکے دہن پر قفل مارا آتشین چڑھایا اس عقاب سا
اوج سلطنت کو قفس میں بند کیا امر مر نے دیکھا خود قفس لیکر بلند ہوا برابر ملکہ مہ جبین کے قفس لاچین
بھی لٹکایا آپ تو اتر کر ایک جانب روانہ ہوا امر مرت شمیمہ رسید لیکر فرود خوشخبری ملکہ حیرت کو سنا چلیں
قضائے کار بر آمد سے پانچ پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ عدا دیہ کہتے ہیں وہاں کا حاکم ناظم طرف سے
افراسیاب کے جلاد جادو ہے افلاک نے جلاد کو نامہ لکھا ای برادر طلسم ہوشربا معرض زوال میں ہے
مہرخ وغیرہ نے بڑے جادو کیے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سب روشن ہو کر طلسم کشا سے ملگئیں لاچین نے
زندانخانہ طلسمی سے رہائی پائی طلسم کشا طرف دریائے نیل کے جاتا ہے مہرخ وغیرہ فلان صحرا میں ہیں مہ جبین
مخمور طلسم کشا و لاچین آگر بر آمد سحر پر قید ہوئے تم بھی آجکل تکلیف کرو خواہ مع فوج خواہ تنہا تلاش میں
دشمنوں کے نکلو جسکو جہاں پاؤ قید کرو شہنشاہ کو اطلاع دو قتل کا اسکو اختیار ہے مقامات
لشکر سے بھی ہمنے تمکو آگاہ کیا جلاد یہ سنکر بہت جھلایا مشیروں سے کہا یارو تمنے سنا مہرخ وغیرہ
کی لڑائی کو ہم بہت حقیر سمجھے تھے رفتہ رفتہ انکا سجعون نے زور پکڑا اجرہ ہفت بلا مٹا وہ ساحر مارے گئے
جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا شاہزادیوں نے ممالک تباہ کیے دختر افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ نکل گئی
دختر خداوند وا کہ دونے اسد پر عاشق ہو کر خدائی مٹائی داؤد نے جان دی بی بی ناہید دختر یوسن
بھی اسد پر مائل ہوئیں انھوں نے بڑا غضب کیا لاچین کو زندانخانہ طلسمی سے رہا کرایا طلسم کشا کو تا
زندانخانہ پہونچایا پہونچایا آجکل ہمارے شہنشاہ بڑے تردد میں ہیں اب میں فکر میں نکلتا ہوں جسکو پاؤنگا
گرفتار کر لاؤنگا میرا قلعہ قریب گوشہ دریائے نیل ہے کون یہاں آسکیگا یہ کہکر جلاد یکہ و تنہا ایک اژدہا
پر سوار ہو کر طرف لشکر مہرخ کے چلا یہاں لشکر مہرخ میں بہار و مخمور رہ جانے سے مہ جبین کے
بہت گھبرائیں شب کو بہار اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہوئی فراق بادشاہ اسلام میں رو رہی تھی ادھر سے
مخمور کا گذر ہوا اُسے ملاقات ملکہ بہار آئیں دیکھا ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے ملکہ مخمور لپٹ گئیں
کہا کیوں ملکہ بہار تمہارا مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے ٹھنڈی سانس دل پر درد سے کھینچی کہا ای مخمور
رنجور دیکھو فلک کج رفتار گردون غدار کیا کیا کجروی دکھاتا ہے ادھر تو مبتلائے ام فراق اسد نامدار
عالیوقار کی قدمبوسی کا اشتیاق نذر لیے ملی کرتے ہوے جاتے تھے اس شاہزادی کا گرفتار ہونا ہم لوگوں
پہ بہت شاق ہوا فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا خواجہ عمر سب ساتھ کے گئے واپس نہ آئے

محبوب مین اشک حسرت آنکھون سے بہائے نخل موزون دیکھکر انتظار قد دلربائے معشوق مین سر پر آرے چلتے ہین تاثیر آتش نشان سے کلیجے جلتے ہین لیکن شغل یاد رہائی مہ جبین مین ایسی مصروف ہین کبھی صحرا مین ٹھہرین سختی اٹھائی کسی کو ہ فلک شکوہ پر گذر ہوا گھڑی دو گھڑی ٹھہرین پھر روان ہوے چلین روز و شبانہ روز اسی طرح ان آفتاب جمالون کو گردش رہی رہائی کی ملکہ مہ جبین کی کوشش رہی تیسرے دن وقت آخر روز ایک صحرا مین آکر دونون ٹھہرین مخمور نے کہا اے ملکہ بہار یارے جستجو کوتاہ ہوے لشکر سے نکلکر اس سودے تباہ ہوے بے ٹھکانے کہان جائین ملکۂ عالم کو کہان تلاش کرین مجنون وار تلاش مین اس لیلی سلطنت کے کہ دو دشت طے کیے تقدیر مین نیکنامی نہین ہے چلو اب پلٹ چلین بہار نے کہا اے مخمور اب زیادہ بدنامی ہے ملکہ حیرت نے یہ سوچا ہوگا کہ دونون شاہزادیان فراق مین اپنے معشوقون کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گئین یہان اپنا یہ حال ہے کہ آبدانہ بھی ترک ہے بڑے بڑے دریا طے کیے جنگل دن مین پھرے گوہر مراد دستیاب نہوا اب کیا منہ لیکر جائین اہالیان لشکر کیا کہین گے کون یقین مانے گا ملکہ مہ جبین کے واسطے کوشش کی کا نکلے لشکر سے نکلے تھے لشکر حیرت پر جا پڑتے اسی سے لڑتے ایسا نہ تھا کہ یکایک کوئی ہمکو گرفتار کر لیتا نہین معلوم آجکل لشکر حیرت کہان ہے ایسی باتین کرکے اپنی حسرت پر دونون خوب روئین سرخوان باغ خوبی گل حدیقہ محبوبی و معشوقی جو صحرا کی اٹھائی چہرے زرد رخ انور پر گرد حیران و مضطر متردد و متحیر اس صحرا ہولناک مین کھڑی چہار جانب دیکھ رہی ہین قضا ے کار جلاد جادو مالک قلعہ حدادیہ جو اپنے قلعہ سے تلاش سرداران نکلا ہے طاوس پر اڑتا ہوا جاتا تھا ان دونون شاہزادیون پر اس بے حیا کی نگاہ پڑی دل مین خوش ہوگیا حالات سے تو بخوبی آگاہ ہے کہ بہار و مخمور معشوقان افراسیاب ہین افراسیاب کو انکے نکل جانے کا بڑا قلق ہوا بڑی بڑی کدو کاوش کی انپر کچھ قابو نہین ہوا اسے جلاد اگر انکو گرفتار کیا افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ سوچکر یہ بٹا یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دونون سحر مین کامل الملل انپر سحر مین غالب آنا مشکل ہے ادھر کے قریب تاسب اسکی عملداری سمت ہین ایک قریہ مین آیا وہان کے حاکم کو آواز دی بیابان جادو اس قریہ کا حاکم اپنے مکان سے نکل آیا اپنے بادشاہ کو دیکھا گھبرا گیا کہا کیون حضور آج تشریف لانے کا کیا باعث ہوا جلاد نے کہا تمھارے یہان جسقدر فوج جنگی ہو جلد تیار کر دیا بیابان نے آواز دی دس ہزار

جادوگر مسلح ہو کر آئے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے اب اُس نے حال ظاہر کیا کہا ای بیابان بہار
و مخمور معشوقان افراسیاب نہین معلوم کہان جاتی ہین یا کسی مہم سے آئی ہین صحرا مین ٹھہری ہوئی
ہین بڑھکر تم چہار جانب سے گھیر لو مابدولت بھی آتے ہین لیکن یکایک سحر ہاے کا مل کرنا دونون شعلہ
جوالہ ہین قیامت کی پرکالہ ہین تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب اپنے کو بچانا بلوہ کرکے
پکڑ لو بیابان جادو فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین کہ لیتا لینا کا غل ہوا دونون
نے پلٹ کر دیکھا گنوارون کی فوج دریاے سحر کی موج آگے ایک افسر آتے ہی سب نے سحر کیے کسی نے گولہ
مارا کسی نے ترنج پھینکا کسی نے ماش کے دانے پھینکے گچھے پیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے
سرسون کالی رائی چہار جانب سے بوچھار ہوگئی بہار و مخمور نے جو یہ قیامت دیکھی مخمور نے کہا
او ملکہ یہ آفت کہان سے آئی دونون ماہ رخسارون نے غنچہ ہلالی کھینچے جہنم زدون مین اشارے کرکے
سحر باطل کیے اب جو چمک چمک کے گرین گنوارون کے جی چھوٹ گئے ایکطرف سے ملکہ بہار کے تیور
پڑے مخمور نے صف مژگان کو جنبش دی چھریان کٹاریان چلنے لگین جسم سے ناریون کی چنگاریان
آگ کی نکلنے لگین کئی ہزار ایک ہی حملے مین داخل جہنم ہوے بیابان جادو نے بہار پر سحر کیا بہار
ہنسی آواز دی او بے حیا کیون شامت آئی ہے یہ کہکر مٹھی پھولون کی پھینک ماری پھول برسے
بیابان جادو مبہوت ہوا ہاتھ جوڑے کہا ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا تو نے کیون آکے ہمکو
گھیرا بیابان جادو دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ خوبی اے ماہ آسمان محبوبی مین تو تابعدار ہون ایک بیجا
جلاد جادو حاکم قلعہ صدا دیہ دوڑا ہوا آیا ہم سب سے کہا ملکہ بہار جادو کو چکر گرفتہ کر لو تو غلام
نام نامی سے آگاہ نہ تھا فوج لیکر اب جو حکم دیجیے بجا لائین ملکہ بہار جادو نے کہا جلاد جادو کی مشکین
باندھکر لاؤ ہمارے سامنے اُسکو قتل کر دو بیابان نے کہا بسر و چشم یہ کہکر پلٹا سامنے سے جلاد جادو
آتا تھا سبھون نے پکار کر کہا حضور وہ نمک حرام آتا ہے اسی نے ترغیب دیکر ہمکو آپ سے لڑوایا ہم
بے خطا ہین جلاد نے دیکھا تین ہزار جادو جہنم زدون مین سے مارے گئے سات ہزار ساحر گولے
لیکر میری جانب چلے گالیان دیتے ہوے جلاد بھاگا ساری جلادی بھولا بیابان جادو تیغ
کھینچکر دوڑا پکارتا ہے کہ او نامرد کہان جاتا ہے غضب کیا ہمکو باغی بنایا ملکہ بہار سے لڑوایا مخمور کا
دشمن بنایا منجانے بہت بدنام ہوے پیر مغان ہماری صورت سے نفرت کریگا ساقی دہر جام زہر پلائے گا

نشہ اتر جائیگا جلاد ہر چند للکارتا ہو ارے کیون دیوانہ ہوا ہو تو تو ہمیشہ سے میرا خراج گزار ہو تابعدار ہے
آج تجھے کیا ہوا بہار کو دیکھکر ایسا بھولا بہا ہے مرتبے کو بھولا یہ کہکر سحر کرنے لگا ہر چند سحر کرتا ہو وہ سحر
بہار مین مبتلا ہین ہوش مین نہین آتے جوش عشق بہار بڑھتا جاتا ہو آخر اسنے گھبرا کر ران پر خنجر مارا
چلو مین لیکر خون طرف آسمان کے پھینکا ابر خونی نمودار ہوا ان سبھون پر برسا جسپر قطرہ پڑا ہوش مین تو
نہ آیا زمین پر گرکر بیہوش ہوا ہر چند جلاد سحر کرتا ہو کہ یہ ہوشیار ہو کر بہار و مخمور پر جا پڑین وہ
اپنے مقام سے نہین اٹھتے اتنا کمال کیا کہ اپنے کو آنکی بدعت سے بچایا مخمور بہار نیمچے کھینچکر قریب
جلاد پہونچین للکارین کیون او نامرد الحفیظ کے بھروسے پر آیا تھا یہ جب ہوشیار ہونگے سر تیک پٹک
کے جان دینگے انکا بیہوش رہنا بہتر ہو یہ کہکر پھر ہوش نہ آئین کے اسنے مجھکو امید مدد ہو ایک طرف
سے بہار چلی ایک طرف سے مخمور اب بہار گھبرایا کہ ان دونون ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون
بھاگ کے کہان جاؤن جنکے بھروسے پر آیا تھا وہ سب بیکار ہوے بیابان جادو سر تیک رہا ہو ابر
خونی کا جو قطرہ پڑا اور زیادہ مبہوت ہوا جاتا ہو پتھرون سے سر ٹکراؤن جوش عشق بہار مین
جان دیدون جلاد بد حواس عالم یاس اس بے حیا کو اس تردد مین یاد آیا کہ میری جھولی مین
ڈبیا خاک قبر جمشید کی موجود ہو بجز اس سحر کے یہ دونون زیر نہونگی لشکر افراسیاب کو انھون نے تہ
و بالا کیا بڑے بڑے معرکون مین لڑین افراسیاب سے نہ دبین یہی سحر نایاب ہو گھبرا کر اس نامرد نے
ڈبیا خاک قبر جمشید کی جھولی سے نکالی جیسے ہی یہ دونون قریب پہونچین ڈبیا کھولکر اسنے خاک اڑادی
یہ سحر تو مثل نایاب ہو اگر کوئی افراسیاب کے سامنے اس خاک اڑادے خاک انتظام زبن
پڑے پہلے چند ساعت ضرور بیہوش ہو جائیگا خاک اڑاتے ہی دونون معشوقون کے دل پر غبار
غم والم چھایا لہرا کے گرین دونون بہاران دیدہ آفت کشیدہ بیہوش ہوئین جلاد نے ان
دونون کی زبان مین سوزن دی تخت سحر بنایا جب دونون کو اس تخت پر سوار کیا بیابان
جادو بیقرار ہو چیختا ہوا دوڑا ارے جلاد صاحب بیداد کیا کرتا ہو میری معشوقہ پر کیا بدعت کی
یہ کہتا ہوا قریب جلاد پہونچا نئی بات ہو جلاد کے بیٹے جلاد ہوا ہر چند جلاد نے ڈانٹا اسنے نہ مانا ہاتھ
تلوار کا مارا جلاد نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا بیابان کے دو ٹکڑے ہوگئے اب تخت
کو لیکر طرف قلعہ جادو یہ کے روانہ ہوا راہ مین افلاک اوج سحر سے ملاقات ہو کہا کہ اے داروغہ

بر آمدہ سحر نے لاچین و مہ جبین کو قید کیا ہے لشکر مہرخ میں گھس گیا خوب لڑا کئی ہزار جادوگر مارے
باغبان وغیرہ کو زخمی کیا ان دونون کو پکڑ لایا افلاک اوج سحر نے کہا ای جلاد بڑا کام کیا لشکر
مہرخ مین بڑے بڑے ساحر ہین وہان جا کر اگر تو نے ایسا کام کیا بڑا نام کیا لاؤ انکو بھی بر آمدہ
سحر قید کرون جلاد نے کہا ای برادر مین اپنے قلعہ مین بھیجونگا کیونکہ میرا قلعہ اس ویرانے مین
واقع ہی کبھی کسی کا اسطرف گذر نہوگا جا کر شہنشاہ کو اطلاع دونگا اگر حکم اونکا آگیا فوراً
قتل کرونگا ورنہ زندہ روانہ کر دونگا بدون حکم افراسیاب انپر دست درازی کرون غیر ممکن
ہی افلاک اوج سحر سے رخصت ہوکر اپنے قلعہ مین آیا مخمور و بہار کو قید کیا اسی وقت
ایک نامہ تحریر کیا بعد القاب شاہانہ تحریر تھا کہ ای شہنشاہ طلسم ہوشربا اس کمترین نے مخمور و
بہار کو گرفتار کیا چار پانچ ہزار جادوگر میرے قتل ہوئے ہین بان جادو کہ وہ میرا افسر تھا انہین
نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلام نے صدمہ عظیم اٹھایا یہ نامہ ایک ساحر کو دیا وہ لیکر طرف افراسیاب
جادو کے چلا یہ حقیر پر تقصیر جلد ششم اس مقام پر ختم کرتا ہی مجھو خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ ملکہ مہ جبین و شہنشاہ لاچین بر آمدہ سحر پر قید ہین ملکہ مخمور و بہار قبضے مین جلاد
کے لشکر مہرخ کہ صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہین مہ جبین بہار و مخمور کی تلاش مین ساحر جابجا
برائے خبر روانہ کیے ہین لشکر اسد نامدار قلعہ تلم کوہ مین فروکش ہی لاچین کا غائب ہونا
اسد نامدار کو نہایت شاق ہوا قمر نظام و قران سے کہا شہنشاہ لاچین کو تلاش کرو قمر نظام
نے عرض کی مین قدمون سے حضور کے جدا ہونگا قبلہ و کعبہ کے خلاف ہوگا بارگاہ مین جا کر یہ تو
ہمنے دیکھا بہتر جعفر کا موجود ہی عیاری کرکے وہ لیگئے ساحرون کو روانہ کیجیے ظاہر مین قمر
رو یا بطور خوشامد اسد نامدار سے عرض کی غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین جس مقام پر شہنشاہ
کی خبر ملیگی حضور سے اطلاع کرونگا مین خود جا کر لاؤنگا لیکن جہتر قران نے کہا ای قمر نظام تمہارا
رائے ہمکو بہت پسند آئی تم برائے حفاظت اسد نامدار لشکر مین رہو برائے تلاش لاچین ملکے
مین خدا چاہے گا تو خبر لیکر آئینگے ای قمر نظام یہ خیال رکھنا توسن بھیا دلسے مطیع نہین ہوا آٹھ پہر
اسی فکر مین ہی کہ طلسم کشا کو برباد کرون خبردار دھوکا نہ کھانا اسوقت انجمن مشاورت منعقد ہی
توسن صحبت مین تھا اپنے مکان پر رہتا ہی بہت زور بیان کیا کرتا ہی بادبان زاہد نے عرض کی

اے شہریار اپنے کو اسکے مکر سے بچائیے گا بطور خوشامد یہ بیجا خدمت کرتا ہے جب وقت قابو پائیگا کینہ دیرینہ
اپنا دکھائیگا اسد نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے فرمایا کہ آپ سب صاحبوں کو توسن سے کوونکاوش ہے
ہماری شریعت کا معاملہ ظاہر پر ہے دل کے حال سے خدا ماہر ہے بموجب مضمون مصرع مصرع حال ضمیر
کس نمیداند بجز پروردگار ؛ جیسا کریگا ویسا پائیگا مگر اسی کے سامنے آئیگا بعنایت پروردگار
آئینہ دل مین غبار نہین ہے دوسرا انشان بھی ناظرین کو دون کہ کوکب نامدار نظر مین ماہیان
کے روانہ ہوا ہے ماہیان نے ہفت دربند تیار کیے ہین ستارہ بخت اسکا گردش مین ہے اسی
کوشش مین ہے کہ چالیس دن تک مقابلہ ومجادلہ سے بعد گذرنے چالیس دن کے کوئی
بھی غالب نہ آسکے گا افراسیاب اوراق جمشیدی مین معروف نگاہداشت حال ماہیان
زمرد پوش ہے باغ سیب مین ملکہ حیرت سے آٹھ سیر بھی ذکر ہے کہ نانی امان کو سامری
جمشید ہاتھ سے کوکب کے بچائین وہ عہد واثق کرکے چلا ہے مصنف بھی عرض کر چکا ہے کہ کوکب نے
قسم کھائی ہے کہ بدون قتل ماہیان زمرد پوش داہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ
ہرچند خواجہ خضر کو منع کیا کہ اس سفر دور دراز مین میرا ساتھ نہ دیجیے ابدی خواجہ نے جواب دیا
کہ اے شہنشاہ اس سفر مین ساتھ نہ چھوڑونگا کوکب روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہوکر آگے
بڑھا طائران سحر سے خبر منگائی یہ بھی ظاہر ہوا کہ ماہیان زمرد پوش نے ہفت دربند تیار
کر لیے اپنی حفاظت کر لی ہے باغ ظلمات چھپی بیٹھی ہے پانچ پتلیان سنہری کنیزان سامری
قریب ماہیان زمرد پوش ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر آئندہ و گذشتہ سے آگاہ کرتی ہین القصہ
کے احکام پر ماہیان کاربند ہے یہ جو ثابت ہو چکا ہے کہ ستارہ گردش مین ہے چالیس دن
سخت ہین اس خیال مین بہت دردمند ہین لیکن مغرور سیاہ خود پسند یہ بھی کہتی ہے کہ بعد چالیس
دن کے سب کو قتل کر دونگی بھلا کہان تک کوکب نہ آسکیگا ایسے ایسے ساحران زبردست دربند پر
مقرر کیے ہین انکے مقامات سے گذرنا کوکب کو دشوار ہوگا وہ ساحر خود کوکب کو گرفتار کرکے ہمارے
پاس روانہ کر دینگے ماہیان زمرد پوش اس غرور مین داخل باغ ظلمات سترہ لاکھ ساحر
برائے حفاظت مقرر ہین علاوہ ہفت دربند اسقدر ساحرون کو گرد باغ کے فروکش کیا ہے
اکثر حکم ناطق ہے جب دور سے کوکب کو دیکھنا سحر کرتے ہوئے جا پڑنا کمندہائے سحر مین گرفتار

کر لینا ماہیان تو اس غرور مین کوکب بغیظ و غضب تمام آتا ہے خواجہ بھی مخفی ہو کر چلے ہین یہ سب
مقدمات و حالات ملحوظ خاطر ناظرین رہین جلد ہفتم مین انشاء اللہ یہ سب کیفیتین تحریر ہونگی
وقت پر جملہ حالات بیان ہونگے یہ داستانہائے رنگین و فصاحت آئین ناظرین والا تمکین ملاحظہ
فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے والسلام

تمت

خلاصۂ مضمون جلد ہفتم و تمار خیالے مصنف و دیگر شاعران سخنور

واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کر آغاز جلد ہفتم مین یہ مضمون واقع ہوگا اول کوکب روشن ضمیر
کی لڑائیان ہفت در بند ساختۂ ماہیان پر اور عیاریان خواجہ کی کہ اب تک ایسی عیاریان کسی جلد
مین واقع نہین ہوئین شوکت کوکب بھی ان ہفت در بند سے ظاہر ہوگی راہ مین مین ایک نذیر
عشق کوکب ملکہ رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب سے اور افراسیاب کا یہ خبر وحشت اثر سنکر جانا اور
کوکب سے مقابلہ تا بہ باغ ظلمات سیو نچنا کوکب کا و حالات شکست در بند عجیب داستانہائے
سحر آگین جلالت تمکین واقع ہونگی بعد اسکے حالات شکست بر آمدہ سحر و ذکر قتل افلاک اوج
سحر بعیاری مہتر قران و سیونچنا اسد نامدار کا تا بہ دریائے نیل و مقدمہ حصول لوح و کیفیت آمد
سماعت جادو پدر ملکہ حیرت و جمع ہونا کا نشان طلسمی کا و صلاح کرنا اور نجومیون کا حکم لگانا
کہ اگر شہنشاہ بذات خود لڑتے بھڑتے تا بہ قصر جمشیدی جا بین پہلو سے قصر جمشیدی پر ایک قصر
سیاہ آہنی ہے اُسکو شہنشاہ اپنے دست زبردست سے فتح کرین ایسا کوئی تحفہ نکلیگا کہ جس سے
کوکب مارا جائیگا طلسم نور افشان برباد ہوگا کوکب کو اپنی جان بچانا دشوار ہوگی اس ہدایت
پر جانا افراسیاب کا مقابلہ کوکب و افراسیاب و برائے مدد سیونچنا لاچین وغیرہ کا طلسم
اندھا لاچین کا آستین بھینا افراسیاب کا و ذکر قتل افراسیاب خلاف مشہور ہونا اس
پردے مین افراسیاب کا طلسم قلعہ آہنی کو فتح کرنا رہائی خورشید روشن ضمیر برادر کوکب
اور مقابلے اسکے کوکب اور لاچین سے و عیاران خواجہ کی لطر زد خورشید پر بھیس
بدل کر خورشید کا بدیع الزمان کو اپنے طلسم خورشید نگار مین لیجانا و کیفیت شکست طلسم

ذکر از دست حق پرست بدیع الزمان رہونچنا بدیع کا برائے مدد اسد عین دریائے نیل
و حالات جنگ مغلوبہ دریائے نیل و کیفیت حصول لوح طلسم ہوشربا و مقدمات طلسم باطن
مصنف نے طلسم باطن کے عجائبات مین بہت جانکاہی کی ہے ہر مرحلہ جات پر وہ عجائب
و غرائب کہ جو کبھی کسی طلسم مین واقع نہین ہوئے اسد نامدار کو پیش آئینگے و عشق اسد از
دختر حکیم طلسم و رسائی تا بہ حجرۂ بلائے ہفتم کہ جسکا حاکم ہفت سر جادو ہے لوح کا سیاہ ہونا
بہ عبادت اسد روشن ہونا لوح کا و رہائی ملکہ بلقیس ثانی زوجہ شہنشاہ لاچین و آمد اسد
بمقابلہ افراسیاب با فوج قاہرہ گنبد سحر بنانا افراسیاب کا بطور قلعہ بند اسمین چھپنا ساحرون کو مارنا
و آمد مالک جہاندار شاہ جادو بادشاہ بیابان گلرخ شمر مارا جانا ہاتھ سے افراسیاب
لے جانا افراسیاب کا مجبور ہوکر بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی ایک سحر مین لشکر صاحبقران
کو سلانا اسم اعظم بند کردینا وہان سے آکر مصروف جنگ اسد ہونا و آمد نقابدار سیاہ پوش
و آفات جباردست و عیاری قران و ذکر قتل افراسیاب و آمد صاحبقران مع لشکر ظفر
اثر و کیفیت جنگ مغلوبہ ہنگامہ قتل افراسیاب و اظہار عشق بران و ایرج و فساد کوکب از
خواجہ عمرو و کیفیت ایرج نوجوان بہ عشق بران و حالات جنگ مرحلہ جات طلسم نورافشان
و عیاری خواجہ عمرو و ذکر خدائی خداوند خورشید روشن تن بہ آخر داستان قیامت اثر بمقابلہ
ایرج و ناہید مرصع پوش زوجہ کوکب و حفاظت کرنا خواجہ عمرو کا آبرو کوکب کی و صورت
صفائی کوکب و ایرج سے بہ تدابیر خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق جلد مذکور انشاء اللہ تحریر
ہونگے ناظرین والا مقام انشاء اللہ اس جلد کو دیکھکر کل طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے بہت
ذوق و شوق سے ملاحظہ فرماکے مصنف کو بھی بہ دعائے خیر یاد فرمائینگے اور خلعت تحسین و
آفرین [illegible] آبرو کو اس حقیر کی بڑھائینگے عجب مضامین صاف و پاکیزہ سے یہ تصنیف ہوئی ہے داستانہائے
حیرت آگین سحر طراز جادو مسطور ہین خوبیان اسکی ملاحظہ پر منحصر ہین